تورج نامہ

دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

مخفی نرہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ دریاے ناپیدا کنار ہے جسکے تہلے فر ہنگ لنگر فکر کا پہونچنا
بسا دشوار ہے جن حضرات شایقین نے اس داستان کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ نہین ہے
ہر ایک داستان کی جلد کا کسقدر حجم ہے اور انکی اصل فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی نے
جو کہ ان داستانون کو تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کیواسطے تصنیف و تدوین کیا اسکی
تکمیل مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل ہین

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	یک جلد	ششم	صندلی نامہ	ایک جلد
سوم	بالا باختر	یک جلد	ہفتم	تورج نامہ	۲ جلد
چہارم	ایرج نامہ	۲ جلد	ہشتم	لال نامہ	ایک جلد
				اسکے بعد ہرمز نامہ متعلقہ جلد دوم نوشیروان	

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور نوشیروان نامہ سے
لیکر تورج نامہ تک یہ جلدین اختتام کو پہونچکر جلوہ افروز بزم مشتاقان ہوئین بالفعل تورج نامہ جو دو جلدون مین منقسم ہے

جلد اول جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت شاعر خوش بیان ماہر شیرین زبان منشی بہارے مرزا صاحب نے
باعانت داستانگو کے بعبارت رنگین و خوش تقریر منشی تصدق حسین صاحب کے جانب نولکشور پریس اردو ملبس ترجمہ فرمایا

اور بار دوم باہ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

مطبع نامی منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدست کلید درِ گنج حکیم • بسم اللہ الرحمن الرحیم • مفتاح کنوز سخن اُس علیم وحکیم قادر و توانا کی حمد وثنا ہی جس کے
بام قصر معلومات پر پہونچنے سے کمند فہم وادراک کوتاہی کرتی ہی اور بحر ناپیدا کنار کنہ ذات کی غواصی مین جزیرہ
ہوتان کے رہنے والون کی عقل پانی بھرتی ہی **نظم** ای در طلب تو خانہ بر دوش سحاب • بارانی قطرہ در رہت سالک بے
در راہ تو موج خیز حبس نفس ماند • در قبضہ بر خرقہ پوشان حباب • سبحان اللہ وبحمدہ کیا معبود حقیقی ہی جسنے دو حرف کاف
و نون سے اس عالم کون وفساد کو آراستہ فرمایا اور آیات باہرات واسطے رفع خیالات باطلہ کے نازل فرمائین
جسکا حکم محکم ہر موجود پر جاری ہی جسکی حکمت کاملہ ہر ذرہ مین ساری ہی اُسکی ادنے صنعت مین ہر ایک اعلےٰ
صناع دنگ ہی ہر وقت اُسکی قدرت کا نرالا رنگ ہی **نظم**

جمال وعظمت دادار و خالق ملکوت

خیال کر کے یہ کہتا ہون اللہ سے جبروت
محیط اسمین ہی تمثال جلوہ واجب
مدام مشغلہ سیر گلشن لاہوت
کہ جسمین سیکڑون حورین ہزارہا غلمان
عطا کرے جو تفضل سے قدسیون کا قوت
بیان ذات کے اوصاف کس سے ہون اُسکی

ثبوت سطوت پروردگار ہی دیکھو
اگرچہ آئینہ ممکنات ہی ناسوت
حسنؑ حسینؑ کی خاطر سے بخشش ہوگی
ہر ایک شغل قمرین بدون ریش وبروت
بغیر اُسکے کرم کے نہین ہین آتی بت
صفات جسکی مین خال عرش ہین مبہوت

جہان تلک کہ کرے کام یہ نظر کا سوت
رہے کریم کہ کرد یون کو جسنے دیا
گناہگارون کو قصر زبرجد و یاقوت
ہین تسبیح سبحان ربی الاعلےٰ
ہزار گرچہ پڑھا کیجیے دعای قنوت
بشر کی کیا مجال ہی کہ ایک شمہ حال

اُسکی داستان قدرت کا بیان کر سکے اگر ہزار سال اس وادی ناپیدا کنار مین رہنوردی کرے تب بھی منزل
مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات مفخر موجودات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفےٰ
علیہ الاف التحیۃ والثنا

درود نامحدود اس مقبول بارگاہ رب ودود سر آرائے بزم نبوت مسند نشین بارگاہ رسالت کو سزاوار ہی جسنے گم گشتگان راہ نادانی کو دانائی کا رستہ دکھایا حق پرستی کا قانون سکھایا جسکے نہیب شمشیر سے طلسم کفر و ضلالت شکست ہوا بڑے بڑے ساحران غدار و جفاکاران مکار کا حوصلہ پست ہوا معجزنمائی کی برکت سے مشرف بدین اسلام ہوئے کلمۂ طیبہ پڑھکے از سر صدق ایمان لائے وہ کون سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ الاف التحیتہ والثنا جو تمام نبیوں سے بہتر اور کل ہادیوں سے برترین ہے فرستادۂ خاص پروردگار

رسانندۂ حجت استوار / گرانمایہ تر تاج آزادگان
گرامی تر از آدمی زادگان / محمد کز ل تا ابد ہرچہ ہست
بآرایش نام او نقش بست / نشان دار عالم سیہ تا سفید
شفاعت کن روز بیم و امید / درختے سہی سرو در باغ شرع
زمینے باصل آسمانی بفرع / چراغے کہ تا او نیفروخت نور
ز چشم جہان روشنی بود دور / سیاہی دہ خال عباسیان
سپیدی بر چشم شماسیان / لب از یاد ہیبے پر از نوش تر
تن از آب حیوان سیہ پوش تر / فلک بر زمین چار طاق آفرش
زمین بر فلک پنج نوبت زنش / شب از چہرہ معراج او سایہ
وزان نردبان آسمان پایہ / صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی الہ
العظام الی یوم القیام

منقبت امام ہمام مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اور ہزار ہزار تعریف و توصیف یعسوب الدین نور دیدۂ اہل الیقین شیر خدا علی مرتضے کی شان مین واجب و لازم ہی جنکی خاک در کا ہر ذرہ آفتاب عالمتاب کو ضیا بخشتا ہی اور عاکفان عتبہ والا کی جناب مین آفتاب بصد ادب جبین سائی کرتا ہی نظم

شہر علم ست ذات پیغمبر / آنکہ او زیب ہل اتے آمد
نفس پیغمبر خدا آمد / در آن مرتضے علی حیدر
بیشک او عارف خدا بود / باب جنات را از و مفتاح
ہر کرا حب مرتضے نبود / خلق را ہست رہنما بخدا
طاق لاہوت را از و مصباح / صل یا رب نا بر و ابدا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ناظرین عالی وقار و شائقین والا تبار کی خدمت مین یہ حقیر سراپا تقصیر خاکپائے صاحبان علم و کمال زلہ ربائے خوان کرم ارباب جود و نوال بے بساط و بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت ناآشنائے بحر نعدانی آذل کومین شیخ تصدق حسین عرض پیرا ہی کہ ترجمۂ دفاتر داستان امیر حمزۂ صاحبقران کا بفرط قدر شناسی جناب مستطاب والا مرتب عالی منزلت قدردان صاحب ہنران رتبہ شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی مرحوم آغاز ہوا تھا اور کئی جلدین اسکی مثل نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و طلسم ہوشربا ہر ہفت جلد اختتام کو پہونچی تھین مگر بقیہ تین جلدین یعنے صندلی نامہ و نوروز نامہ و لعل نامہ بعہد دولت رئیس باکرم زیب دہ مسند امارت گوہر بحر سخاوت صدر نشین دولت و اقبال آبروے بزم شوکت و اجلال دیباچۂ نسخۂ شرافت و قدردانی عنوان صحیفۂ نوازش و مہربانی مہر سپہر جود و کرم

عطارد تحریر خورشید حشم عقدہ کشائے مشکلات عاجزان بر آرندۂ حاجات درماندگان جناب فیضمآب بابو پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ادام اللہ شوکتہم بہ نگرانی و انتظام سخنور سید ثانی مولوی محمد اسمعیل صاحب متخلص بہ اثر اہلکار قدیم مطبع اودھ اخبار تکمیل کو پہونچین اور دو جلدین حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر نور افزاے چشم مشتاقان ہوئین یعنے دفتر ششم صندلی نامہ اور دفتر ہفتم تورج نامہ بجمیع وجوہ مکمل ہو کر رونق انجمن شائقین ذی وقار ہوا اور دفتر ہشتم لعلنامہ بھی انشاء اللہ چند عرصہ مین جلوہ افروز بزم مشتاقان ہوگا صانع نادر نگار نقشبند اعجوبہ کار نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ذات والا صفات سرچشمہ تفضلات ممدوح والا شان مالک مطبع فیض مرجع مین عجیب جوہر ذاتی و کمالات صفاتی عنایت فرماے ہین کہ زبان خامہ تحریر سے قاصر ہے اقبال دست بستہ ہر لحظہ غلامی مین حاضر ہے نظم

بر و لنت وصف و ستایش ز خیز تحریر
کہ ذات او شدہ ملجای ہر غریب و امیر
شریف گوہر درج شرافت والطاف
رئیس ابن رئیس و امیر ابن امیر
بہر کجا کند ابر نوال او بارش
شدہ ست حاتم طی غرق لجۂ تشویر
توئی کہ بر در تو ہر عاجزان حاصل
کہ روشن ست بآفاق مثل ماہ منیر

بدہر نیست کس ورا غرض سیم و تطہیر
زبان زدہر ہمہ خلقت لطف در لباس خلق
کہ بر سپہر سخا ہست ماہ پر تنویر
شود ز جنبش لبہاش زیست بیکاران
شوند ہمسر اہل دول غریب و فقیر
چو نام نامی او شد پراگ نارائن
مراد و حاجت و دولت بعزت و توقیر
اثر شدہ ست چو مداح تو مناسب

سحاب جود و سخا ہست بحر لطف و کرم
بر آسمان مروت بسان مہر منیر
بدیع جوہر اعراض فضل شد ذاتش
ہمین سزد کہ بعیسے اگر کند تقریر
ز جوش بحر و سخا و عطا و ہمت او
چرا نہ شاد شوند از درش غریب و امیر
بہ شرح علم و سخا و مروت و جود ت
الٰہی ز لطف و عنایت معافی تقصیر

تا زوال شموس دولتہ طالعۂ خداوند عالم اس رئیس والا شان عالی خاندان کے جمیع مقاصد دلی بر لاکے اور اس سے زائد مراتب اعلی پر فائض المرام فرماے واقع مین عجیب ذات فیض آیات نفع رسان ارباب حاجات ہے کہ ہر ایک شخص آپکے حسن اخلاق اور محاسن اوصاف کا معترف و مداح ہے عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کی اگر تعریف قلمبند کیجاوے دفتر داستان ناتمام رہجاے اور اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندہ کی پوری توصیف نہو سکے بیدار مغزی اور حسن انتظام مطبع کا تذکرہ اگر معرض تحریر مین آئے دوسرا دفتر اور طیار ہو جاے اور حد گی انتظام و نظم و نسق مطبع عالی کی توصیف و ثنا ناتمام رہجاسکے غرض کہ اس ہیچمدان خاکپاے نازک خیالان کی کیا مجال ہے کہ ممدوح والا شان کی جو مجمع اوصاف اور منبع جود و اخلاق ہین مدحت سرائی کا دم بھر سکے بہرحال خاموشی از ثناے تو حد ثنای تو دعای حرز ابد اقبال تضاعف حشمت و اجلال پر عنان خامہ مدحت ختامہ کو روک کے اور گرم خیز وادی قصہ خوانی ہو یعنے اصل مقصد کی طرف رجوع کرے

ناظرین باتمکین واقف ہونگے کہ دفتر صندلی نامہ اس مقام پر اختتام پذیر ہوا ہے کہ آنا نسیم کا اور خبر دینا لاہوت کو کہ عروج بن بروج بن عوج عنق واسطے مدد خداوند کے آتا ہے یعنے نسیم اگر خبر دیتا ہے کہ اسوقت مین شاہ کیکاؤس کے پاس سے آتا تھا کہ کیکاؤس مع عروج خان مسبوق الذکر آپکی مدد کیلیے آتا ہے اور کل کیفیت اسکے تزک و احتشام اور کثرت فوج و سپاہ کی بیان کی یہ حال سنکر لاہوت کا بہت خوش ہونا اور طبل شادمانی پر چوب دلوانا اور جاسوسان لشکر اسلام کا خبر لیکر امیر ثانی کی خدمت مین ان اخبار کو عرض کرنا

واضح ہو کہ لاہوت تک غول جسکا ذکر صندلی نامہ مین کیا گیا ہے پشتہ زر لقا سے بھاگ کے طلسم نارنج کی جانب
بصلاح جمشید جا بلقا جاتا ہے اور بیان صاحبقران ثانی کا ذکر ہوتا ہے

آغاز داستان حیرت بیان شہریار باوقار شہزادہ نامدار متکی اریکہ جہانبانی یعنی حمزۂ ثانی کے ذکر مین اور احوال طلسم نارنج کا

یہ روشن ہے چراغ عاشقی اک ماہ پیکر کا
کیا ہے نام آئینے نے روشن کیا سکندر کا
توکل پیشہ کو حاصل ہے لذت خوان غیبی سے
غرض کیا بولتا ہے ان دنون طوطی کبوتر کا
اٹھائے کسطرح کوہ غم جانکاہ فرقت کے
نظر مین میکشون کے جام ہے لبریز ساغر کا
خط جانان کے غم مین ہو گیا تھا بسکہ کاہیدہ
فلک پر نور کسب ہوتا ہے خورشید منور کا

کہ جسکو خوف باران کا نہ ڈر ہے باد صرصر کا
تماشا چاندنی کا کسطرح وہ مہروش دیکھے
شکر سے حلق کو شیرین سوا ہے شیر مادر کا
فنا کے بعد بھی بانا فقیری کا رہے باقی
کہا نے ای صنم کوئی کلیجہ لائے پتھر کا
کہین حاصل ہوئی ہے آجتک بھی دی اسکندر
اٹھایا دوش پر چیونٹی نے لاشہ جسم لاغر کا
زہے فخر نوای ہندی شمارند از سگ کیش

جہان مین صحبت اہل صفا ہے موجب شہرت
گران ہے بوجھ جس نازک بدن پر سر کی چادر کا
پئے ارسال خط پھرتے ہین سب عشاق [illegible]
مریدون کو کفن درکار ہے مرشد کے بستر کا
صراحی بے ترے خالی پڑی ہے بزم مین ساقی
زمانہ مین بنایا کس نے تکیہ شیر کے پر کا
سدا اہل زمین کو فیض ہے روشن جہانوسے
کیا ہے فیصلہ جس شیر نے باز و کبوتر کا

راویان روایات حیرت انگیز و حاکیان حکایات عجب خیز احوال خیر کل خلاصہ دودمان صاحبقرانی یعنے حمزۂ ثانی کے
پانچ ہزار پانسو چھپن سرداران دلاور و پہلوانان نامور دربار دربار مین جلوہ فرما ہین یہ سب سرداران نامدار و پہلوان
جرار اپنے اپنے مرتبے کے لایق جابجا بیٹھے ہین کہ حمزۂ ثانی نے ارشاد کیا ای حاضرین ایکمرتبہ مین نے قبلہ دو جہان
حمزۂ صاحبقران کے زبان معجز بیان سے سنا تھا کہ آیندہ ایک زمانہ مین ایک شخص جانشین حمزۂ ثانی ہوگا اور وہی
طلسم نارنج پراز آلام و رنج کو فتح کریگا آیا تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اس مہم کو سر کرے میرے دل مین فکر ہے ابھی یہ
کلام تمام نہین ہوا تھا کہ رستم ثانی آمادہ جانفشانی ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھ کے دست ادب بستہ سامنے اس شہریار بادی
کے آیا۔ کلمات دعائیہ زبان پر لایا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس کام کو انجام دے شاید ان برگزیدہ کردگار صاحبقران
روزگار نے اس ذرۂ بیمقدار کی خبر دی ہو۔ فتاحی طلسم نارنج کی میرے نام مقرر کر دی ہو۔ حمزۂ ثانی نے فرمایا پھر دیر کیا ہے
بسم اللہ کرو۔ رستم ثانی نے مجرا کیا اور بعجلت تمام سفر کا سامان درست کیا اور رخصت ہو کے روانہ ہوا بعد قطع مراحل اور
طی منازل کے دربند طلسم پر پہونچ کے دلیرانہ داخل طلسم ہوا اور مفقود الخبر ہو گیا تین روز کے بعد حمزۂ ثانی نے خواجہ
سیاوش اور خواجہ بزرگ امید اور والا گہر و علقمہ اسطرلابی و حکیم افلاطون زمان کو طلب فرمایا حسب الارشاد
حاضر ہوئے مجرا گاہ سے آداب بجا لائے حکم بیٹھنے کا صادر ہوا اپنے اپنے مرتبے کے موافق مقامات مقررہ پر متمکن ہوئے
حمزۂ ثانی نے فرمایا کہ رستم واسطے فتح کرنے طلسم نارنج کے گیا ہے آپ حضرات از روے رمل آیندہ کا حال استخراج
کرین کہ انکے حق مین کیا ہوتا ہے ہر ایک نے اپنی انگلیون پر سبع سیارہ یعنی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل
کو شمار کیا پھر قرعہ پھینک کے زائچہ کیا اور متفق اللفظ اسطرح گویا ہوئے کہ ای شاہ والا جاہ رستم مدد کا طالب ہے
حمزۂ ثانی نے جانب دست چپ نظر کی اور فرمایا کہ کسکو دعوائے جانفشانی ہے کہ رستم کی مدد کو جاوے یہ سنکے قاسم
کھڑا ہوا اور خدمت والامنزلت مین عرض پیرا ہوا کہ یہ کام غلام سے متعلق ہے حمزۂ ثانی نے بخوشی تمام رخصت کیا
بھی مثل رستم ثانی کے مصائب سفر اٹھا کے بیخوف و خطر داخل طلسم ہوا اور کچھ خبر نیک و بد اسکی بھی نہ معلوم ہوئی
بعد چند روز کے پھر حمزۂ ثانی نے خواجہ زادون کو طلب فرمایا اور کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ یہ بھی خواہان

استعانت ہین حمزۂ ثانی نے فرمایا کہ کون مدد کو جانے کا خواستگار ہی فہو رقور آٹھ کھڑا ہوا اور پایۂ تخت کو بوسہ
دیکے اسطرح عرض رسا ہوا کہ اے الٰہی تا جہان باشد تو باشی ـ اس خادم کی مدت سے آرزو ہی کہ کسیطرح طلسم نارنج کی
سیر کیجئے اگر حکم والا نافذ ہو تو ابھی جانے کو موجود ہی حمزۂ ثانی نے اسے بھی رخصت کیا غرض یہ بھی مثل رستم و قاسم
کے داخل طلسم ہوا خلاصہ یہ کہ اسی طرح تمام سرداران دست چپ یکے بعد دیگرے گئے اور طلسم مین پہونچ کے محصور
ہوگئے پھر بادشاہ نے خواجہ زادون کو طلب کیا اور کیفیت کا استفسار چاہا خواجہ زادون نے بالاتفاق دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار وہ سب مدد کے خواہان ہین اب بادشاہ نے دست راست کیطرف متوجہ ہو کے فرمایا کہ
کہو اب تم سے بھی کوئی ایسا ہی کہ ان سب مفقود الخبرون کی مدد کے واسطے جائے اس مرتبہ بدیع الزمان والاشان
فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار ابکی میری باری ہی مین جاؤنگا اور حکم والا کو بسر و چشم بجا لاؤنگا
بادشاہ نے فرمایا خدا حافظ و ناصر خلاصہ یہ کہ یہ بھی مثل سرداران دست چپ بادیہ گردی و صحرا نوردی کا لقب پاکے
طلسم مین داخل ہوگئے اور انکی بھی مطلق خبر نہ معلوم ہوئی پھر خواجہ زادے بلائے گئے اور استفسار حال کیا گیا
خواجہ زادون نے پھر اسیطرح خواستگاری مدد کا حال بیان کیا بادشاہ نے کہا کہ اسقدر مدد تو جا چکی ہی انھون
نے کہا ہان ابھی اور بھی مدد درکار ہی قاعدے سے جیسا ظاہر ہوا عرض کیا گیا حتی کہ تمام سرداران دست راست
مثل نور الدہر اور طہماسپ اور سکندر و سعید طوقی وغیرہ بھی یکے بعد دیگرے داخل طلسم ہو کے مفقود الخبر ہوگئے
پھر حمزۂ ثانی نے خواجہ زادون سے رفتگان طلسم نارنج کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ فاتح طلسم نارنج کا کون ہی
خواجہ زادون نے سات ستارہ بارہ برج پر نظر کی اور قرعہ وغیرہ پھینک کے از روے قواعد بتایا کہ دراصل
فاتح طلسم نارنج کا شہزادہ بدیع الملک ہی اور وہی آپ کا جانشین ہی حمزۂ ثانی نے خوش ہو کے کہا بہتر ہوا کہ یہ بھی
معلوم ہوگیا القصہ اس داستان کا دوسرے وقت پر ذکر کیا جاویگا

اب دو کلمہ داستان مظالم شاہ کے معرض تحریر مین آتے ہین

ایک دن کی رات مین عجیب بات تھی آسمان کے کھلے ہوے ستارون پر کوئی مہ جبین کی افشان بھری پیشانی
سمجھ کے نظر دھوکا کھاتی تھی چودھوین رات کے چاند نے بھی عجب طرح کا سما دکھایا بس قدرت خدا نظر آتی تھی مظالم شاہ
چاندنی کی سیر دیکھنے بام قصر پر آیا ادھر ادھر پھرا چاہا بیٹھ جاؤن پھر خیال آیا کہ بیٹھنا کیسا آج کی رات یہین بسر کروں اسی
خیال مین مبتلا تھا کہ یک بیک مہر نوش کے قصر کیطرف سے آواز نغمہ و سرود گوش زد ہوئی صندلی نام پری جسکا نام ملکہ مہر شیرین سخن
تحریر ہوا ہی القصہ اس صداے خوش آیند کو سنکے مظالم شاہ ملکہ مہر نوش کیجانب متوجہ ہوا بدین خیال کہ چند
لمحہ محفل ملکہ مین دل بہلاؤن اور اپنی بیٹی کو بھی ایک نظر دیکھ آؤن جب قصر مین پہونچ کے داخل مجلس عیش و نشاط ہوا
دیکھا کہ کشندہ زلازل بد اختر پہلوے دختر مین بیٹھا ہی اب تاب تحمل نہ رہی آتش غیرت کانون سینہ مین مشتعل ہوگئی ادھر
مہر نوش نے جو اپنے باپ کو اس طرف آتے دیکھا سہم گئی اور مثل بید کانپنے لگی مظالم شاہ از سرتا پا غیظ و
غضب مین تو تھا ہی شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے دوڑا ادھر شاہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا نہایت عجلت سے اٹھ کے
عقاب اس زاغ ناہنجار سے لپٹ گیا اور چاہا کہ اٹھا کر دے مارون کہ پیوند زمین ہو جائے مگر کچھ خیال آیا کہ
ملکہ مہر نوش کیا کہیگی آخر بدیع الملک نے مظالم شاہ کو آہستہ زمین پر رکھ دیا اور فرمایا کہ ای شخص تو باطمینان
تمام مجلس عیش و عشرت مین بیٹھ اور چند جام مے لالہ فام بے خدشہ انجام نوش جان کر تو میری نسبت کسی اور طرح کا خیال اپنے
دل مین نہ لا یقین سمجھ کہ تیری بیٹی اس وقت تک بجنسہ سربمہر ہی اور بے اجازت تیری اسکو اپنے اوپر حرام سمجھتا ہون

اطمینان رکھو یہ تقریر سن کے مظالم شاہ کا غصہ کسی قدر کم ہوا بیٹھ گیا شاہزادہ نے تیز تگ عیار سے اشارہ کیا کہ
اسے شراب کے دو چار جام پلا تیز تگ عیار نے مظالم شاہ سے مخاطب ہوکے کہا ای شہریار یہ بیٹی کا مقدمہ ہی بیٹھی
نہین رہیگا ضرور ایک روز کسی سے منعقد کیجیے گا پھر تردد کس بات کا ہی آگاہ ہو جیے کہ ایسا شاہزادہ قمرطلعت عالی رتبت
کہین نہ پائیے گا بالفرض زمین و آسمان کے قلابے بھی ملائیے گا ہر طرح مناسب مصلحت یہ ہی کہ بسم اللہ کر اور اس غنچۂ
نودمیدہ چمن زیبائی کو اس گلبن شاخسار رعنائی کے ساتھ پیوند کردے اور تو بھی گلہاے باغ سے دامن امید کو بھر
اور خارستان ضلالت سے باہر آ مظالم شاہ کو اس بات کے سننے کی تاب کہان اُسنے بنظر غیظ و غضب تیز تگ کے دیکھا تیز تگ
عیار سمجھ گیا کہ مظالم شاہ برخاستہ خاطر ہو گیا کہا ای بادشاہ اگر میری گذارش آپ کے مزاج کے خلاف ہی تو معاف کیجیے مجھسے
غلطی ہوئی اب مین کچھ نہ کہونگا انشاء اللہ عنقریب وہ وقت آتا ہی کہ آپ خود اپنی زبان سے اسلام پکارین گے احباب
رقص و سرود سے دل کو محظوظ کیجیے یہ کہا اور طنبورا اُٹھا کر سرائندگی مین مصروف ہوا اور جام شروع ہوا چند لمحہ تک
یہی کیفیت رہی جب تمام اہل محفل کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اور جھومنے لگے شاہزادہ بدیع الملک نے
موقع پاکر چند کلمہ وحدانیت خداے بے ہمتا مین بکمال فصاحت و سلاست بیان کیے تمام اہل مجلس عالم وجد مین جھومے
اور خوش ہوے مظالم شاہ نے کہا کہ یہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہی اسکے قبول کرنے مین تو مجھکو بھی کچھ عذر نہین ہی لیکن
میرا قبول کرنا ایک شرط سے مشروط ہی اور وہ شرط سن لو قریب اس شہر کے ایک درہ ہی اُسمین سے ایک شیر
نکلتا ہی تمام بدن کے بال اُس شیر کے سفید ہین لیکن اُس شیر کی دم مرصع بمروارید ہی جو کوئی شخص اُس سے جو طلب کرتا
ہی وہ شیر فوراً منھ سے اُگل دیتا ہی اور اُس شیر مین یہ بھی صفت ہی کہ جو کوئی اُس سے دعا مانگتا ہی فوراً اسکی دعا قبول ہو جاتی
ہی اور مدعاے دلی بر آتا ہی اُس درہ مین جانا تو چندان وقت طلب امر نہین ہی ہر شخص جا سکتا ہی ہان مشکل یہ ہی کہ جو کوئی
درہ مین جاتا ہی پھر واپس نہین آتا اگر تو اُس درہ مین جاے اور اندرون درہ کے حالات دریافت کرے اور مجھسے
آکے بیان کردے تو پھر مجھکو کوئی عذر اسلام قبول کرنے مین نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ہان مین اس
شرط کے پورا کرنے کو مستعد ہون ضرور داخل درہ ہونگا اور وہان کے حالات سے اطلاع دونگا تیز تگ انگشت
بدندان ہوا اور کہا زنہار ایسا خیال بھی دل مین نہ لانا وہ درہ محض درہ نہین ہی بلکہ دروازۂ طلسم ہی یہ ناہنجار آپکو دھوکا
دیتا ہی اور دیدہ و دانستہ بلا مین مبتلا کرنا چاہتا ہی مصرعہ پیش از وقوع واقعہ در فکر خویش باش + بدیع الملک ہنسا
اور کہا ای تیز تگ کبھی وہ شخص دھوکا نہین اُٹھاتا جو راہ راست پر جاتا ہی اگر کسی مہم کے سر ہو جانے سے اسلام مین ترقی
ہوتی ہو کسطرح مہم کے سر ہونے مین پہلو تہی کیجاوے ای تیز تگ تو خاطر جمع رکھ انشاء اللہ المستعان ہین ضرور اس طلسم کو
توڑونگا اور اس گم گشتہ کو ہرگز راہ ضلالت مین نہ چھوڑونگا یہ کہکر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور لباس و اسلحہ نو سے تن کو آراستہ
کیا اور جست کرکے مظالم شاہ کے روبرو آیا اور بطریق اسلام سلام کرکے کہا ہان مین اُس درہ مین جانے کو موجود ہون
کوئی شخص میرے ہمراہ کردے تاکہ وہ مجھے اُس درہ کو دکھادے اور میرے جانے کے بعد مجھے یہ خوف ہی تو میرے
ہمراہیون پر شدت کریگا مظالم شاہ نے کہا کیا مجال جو کچھ زبان سے بھی کہون بدیع الملک نے کہا اگر خلاف اسکے
کریگا تو یقین جاننا کہ تیری نسل سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا مظالم شاہ نے کہا صاف صاف تو یہ بات ہی اور لے
پختہ وعدہ سمجھو کہ چھ مہینہ تک اِن لوگون سے کچھ نہ بولونگا بلکہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آؤنگا ہان بعد
گذرنے چھ مہینہ کے مجھکو اختیار ہی جسطرح چاہونگا پیش آؤنگا شاہزادہ نے کہا ہان مجھکو بھی یہ منظور ہی اور وہ شجاعت
مجسم سوار ہوکے مع راہبر قریب درہ پہونچا اور پھر مسلمانون کی سفارش کرکے داخل درہ ہوا مظالم شاہ واپس ہوکے

اپنے شہر مین آیا چندروز کے بعد اسکا بیٹا زال ظلم شکار سے واپس آیا اور اپنے باپ سے پوچھا کہ مین نے سنا ہی
کہ میرا بھائی زلازل میرے دیکھنے کو آیا ہی پھر وہ کہان ہی اُسکے دیکھنے کا مین بہت مشتاق ہون مظالم شاہ آبدیدہ ہوا
اور کہا اے فرزند شاید تجھکو نہین خبر ہی کہ یہان کیا واقعہ گذرا بدیع الملک نام حمزہ کا پوتا اس شہر مین آیا زلازل اُس سے
مقابل ہوا بعد رد و بدل بدیع الملک نے اُسکا سر کاٹ لیا اور اس بات کے واسطے مستعد ہوگیا کہ تمام شہر مسلمان ہوجاے
ورنہ سبکو تہ تیغ کرنا چاہا مین نے نہایت مضطر و پریشان ہوکے بہزار مکر و فریب اُسے طلسم مین ڈال دیا زال اپنے باپ
کی زبانی اُس حال کو سُن کے خاموش ہو رہا اور محل مین جانے کے واسطے سوار ہوا اثناے راہ مین قارن نے
اُسے مجرا کیا اور کہا شہریار غضب ہوگیا تمام عزت خاک مین مل گئی جس خداپرست کی تعریف آپکے پدر بزرگوار کرتے تھے
اُسکے ہاتھون وہ ہتک ہوئی ہی کہ بس کیا کہون آپ موجود ہی نہ تھے اگر آپ بھی موجود ہوتے تو یقین ہی نصیب اعدا
نوبت بجان پہونچتی اے شہریار غضب کو سنو تو اس مجہول النسب نے ناموس سلطانی تک کی پردہ دری کی اور اب
کیا کہون کہنے سے بات پرائی ہوتی ہی مگر واقعی بات کیونکر نہ کہی جاوے اور کا تو کیا ذکر خود آپکے پدر والا گہر نے
دیدہ و دانستہ نقاب تغافل مُنھ پر ڈال لی زال نے جو اس واقعہ کا حال سُنا غیظ مین کودہ ہوکے مار دم بریدہ کیطرح
پیچ و تاب کھایا اور کہا کچھ مفصل تو بیان کر یہ تو نے ایک مبہم بات کہدی قارن نے تمام کیفیت بدیع الملک کے
آنے کی اور شہزادے کے گرفتار کرنے کی اور اپنا زخمی ہونا اور ملکہ مہروش کے ساتھ مے نوشی تک حال حرف بحرف
بیان کیا زال کو اور بھی زیادہ طیش آیا ایک ایک فقرہ نے آتش غضب کو بھڑکایا مُنھ لال ہوا عجب حال ہوا اور تو کچھ
نہ بن آیا تلوار کو تولتا ہوا حرم سرا کی طرف چلا اس ارادہ سے کہ آج ملکہ مہروش کو ضرور ہلاک کرے یہ خبر مظالم شاہ
کو پہونچی بہت گھبرایا آخر بعجلت تمام اپنے تئین زال کے پاس پہونچایا بہت کچھ سمجھایا اُسنے کچھ نہ مانا باپ کو مل جانا اور
کہا اے پدر بزرگوار اُس گیسو بریدہ کا مرنا ہزار درجہ جینے سے بہتر و افضل ہی اُسنے تمام خاندان کی ناک کٹوائی یہ کیا
آپکے دل مین سمائی افسوس ہارے جیسے اتنا نہ خیال آیا کہ ایک شخص مجہول النسب جو خداے نادیدہ کو اپنا معبود
سمجھے اور ہم اُس سے گرم صحبت ہوے ہین اول تو دین برباد ہوتا ہی کوئی بھی اسطرح دیدہ و دانستہ اپنی آبرو کھوتا ہی
دوسرے شیشۂ عصمت سنگ ملامت سے چکنا چور ہوگا تمام عالم مین یہ مشہور ہوگا کہ مہروش نے ایک مسافر سے
آشنائی کی باپ اور بھائی کی ناک کٹوائی جب اُسنے ہم چشمون مین میری آنکھ نیچی ہونے کا سامان کیا تو مین کیا اُسے زندہ
چھوڑونگا آپ اس مقدمہ مین مطلق دخل نہ دین اس بارہ مین سمجھانا بجھانا اور غصہ دلانا ہی قسم ہی آپکے حقوق کی مین
ہرگز نہ مانونگا کہیے گا تو مین آپکو اپنا دشمن جانونگا خود اپنے ہاتھ سے خنجر مارونگا ابھی جان دیدونگا مظالم شاہ
مجبور ہوا لیکن دل بہت ناصبور ہوا ناچار خاموش ہو رہا یہ واقعہ ملکہ کے گوش زد ہوا کہ زال بارادۂ قتل آپکے آتا ہی
یہ سنتے ہی اُس صنم کو غیظ آیا جسم نازنین مثل بید تھرایا عارض رنگین جو رشک یاسمن تھے غیرت دہ لالہ ہوے دل و جگر
سینہ مین تہ و بالا ہوے غلامون کو حکم دیا کہ سب مسلح ہوکے جاوین زال کو راہ مین روکین دلیرانہ ٹوکین خبردار
یہانتک نہ آنے پاوے چاہے سب کی جان جاے پھر کنیزون کی جانب خطاب کیا کہ ہان تم بھی مردانہ لباس مین جاؤ اور
زال کے روکنے مین شریک ہو غرض کہ سب کنیزین دایہ سمیت بلباس مردانہ ہمراہ تیز تگ نقب کی راہ سے
نکلکر روانہ ہوئین یہان زال حرم مین پہونچا ملکہ کو نہ پایا لوگون سے استفسار کیا معلوم ہوا کہ وہ خداپرست کے ہمراہ
درۂ شیران کی طرف گئی ہی زال بھی تعاقب مین روانہ ہوا ابھی ملکہ دامن درۂ شیران تک پہونچی تھی کہ یہ بھی تعاقب
مین پہونچا ملکہ کو اور کوئی تدبیر نہ بن آئی مع تمام اپنے ہمراہیون کے درہ مین در آئی زال نے جو دیکھا کہ ملکہ درہ کے اندر

اسنے بھی ارادہ کیا کہ درہ مین داخل ہون مظالم شاہ دوڑ کے لپٹ گیا اور کہا ای فرزند اب اس ارادہ سے تو باز آ کیونکہ اس درہ کے اندر سے ملکہ مہروش زندہ واپس نہ آئیگی پھر تو خواہ مخواہ اپنی جان کیون ضائع کرتا ہی کیا تو نہین جانتا آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اس درہ کے اندر جو داخل ہوا پھر وہ واپس نہ آیا اب تو یہ بجاے خود سمجھ لے کہ بہنے گویا اُسے مار ڈالا زال نے اپنے باپ کے کہنے کی طرف کچھ اعتنا نہ کی اور بلا تکلف درہ کے اندر داخل ہو گیا مظالم شاہ بغور و فکر بسیار سمجھا کہ یہ آگ قارن ملعون نے لگائی ہی اسکو قتل کرنا چاہیے بدین خیال اُسکو اپنے قریب بلایا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قارن مظالم شاہ کے ارادہ سے آگاہ ہو گیا جان کے خوف سے یہ بھی درہ مین بھاگا مظالم شاہ متاسف ہو کے رہگیا اب قصد کیا کہ اپنے شہر مین آئے اثنائے راہ مین دیکھا دور سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہی چند لمحہ تک حیرت سے اُس گرد کو دیکھتا رہا یکایک دامن گرد چاک ہوا اور ایک جوان خوش رو دوادو چلا آتا ہی جب قریب پہونچا مظالم شاہ سے پوچھا کہ یہ مقام کونسا ہی اور اس مقام کا کیا نام ہی اور یہ جو تم اُداس معلوم ہوتے ہو اسکا کیا سبب ہی کہو تو بیان کرو مظالم شاہ نے کہا ای جوان آگاہ ہو یہ درہ طلسم ہی اور پریشانی کو جو تو پوچھتا ہی تو اسکا سبب یہ ہی کہ مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون جو ملک یہان سے بہت قریب ہی چنانچہ میرے ملک مین حمزہ کا پوتا بدیع الملک نام آیا مین نے اُسے گرفتار کیا لیکن میری ایک بیٹی ملکہ مہروش نام اُسپر فریفتہ ہو گئی اور عیار سے چرا منگایا مین نے ایک وزیر اُس نا شدنی کی محفل مین بدیع الملک کو دیکھا اور قصد اُسکے ہلاک کرنے کا کیا کیا کہون کہ کیسا وہ مضبوط و زبردست ہی مجھے اسنے پکڑ لیا لیکن میرے ہلاک کرنے سے باز رہا بلکہ بہ ارادہ خاطر داری پیش آیا اور مجھسے کہا کہ خداے نادیدہ کی پرستش کر مین اس شرط پر مسلمان ہونے کو راضی ہوا کہ اگر تو طلسم شیران کو فتح کرے چنانچہ وہ اس شرط پر راضی ہو گیا اور طلسم مین داخل ہو گیا اب سنو کہ میرا ایک بیٹا زال نامے شکار کو گیا تھا جب شکار سے واپس آیا تمام قصہ گذشتہ اُسکے گوش زد ہوا جس سے اُسکو بہت غصہ آیا اور اپنی بہن ملکہ مہروش کے قتل پر آمادہ ہو گیا ملکہ بھی جان کے خوف سے بادشاہزادہ کی الفت مین داخل طلسم ہوئی زال بھی اُسکے تعاقب مین گرفتار طلسم ہو گیا پس یہ سبب ہی میری اسقدر پریشانی کا واضح ہو کہ یہ جوان وہی عیار ہی جسکو حمزہ ثانی نے واسطے تلاش شاہزادہ بدیع الملک کے بھیجا تھا نام اُس عیار کا شاپور ہی پھر اُس جوان نے پوچھا کہ اس واقعہ کو کس قدر عرصہ گذرا علی الخصوص شاہزادہ کو داخل طلسم ہوے کتنا عرصہ ہوا مظالم شاہ نے کہا تین دن کا واقعہ ہی شاپور بیتابانہ طلسم مین چلا گیا کیونکہ اپنے آقا کی مفارقت مین بہت بیقرار تھا اب اس حال کو یہین چھوڑا اور حال شاہزادہ کا بیان کیا جاتا ہی تین روز کے بعد ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا وہان ایک غار نظر آیا جو نہایت عمیق تھا شاہزادہ اُس غار کے کنارہ پر استادہ ہو کے محو تماشا ہوا یکایک ایک شخص مسن سفید ریش پہاڑ پر سے اُترا اور شاہزادہ سے بطریق اسلام سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو اور یہ کونسا مقام ہی وہ مرد مُسن متبسم ہوا اور کہا کہ مرد مسلمان ہون اور یہ مقام طلسم شیران کے نام سے مشہور ہی حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام نے اِس طلسم کو تیار کیا خیر یہ حال تو مجھ سے تمنے سنا اب بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس طرح اس بلا مین مبتلا ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے جواب دیا کہ ای شخص تو حال پوچھتا ہی اور یہان گرسنگی ہلاک کیے ڈالتی ہی پہلے کچھ کھانے پینے کی سبیل ہونا چاہیے بعدہ اگر پوچھا جاے تو بیان کر سکتا ہون ابھی مجھ مین تاب بات کرنے کی نہین وہ مرد ضعیف چلا گیا اور ایک گردہ نان اور کباب بہش لیکے شاہزادہ نے اُسے نوش فرمایا بمجرد تناول کے بیہوشی طاری ہوئی بعد چند ساعت کے ہوش آیا دیکھا انواع اقسام کے کھانے پینے کی چیزین مہیا ہین

اور ایک گروہ زن و مرد چابک دست مصروف خرام ہے اپنے پاؤن کو جو خیال کیا بالکل بیکار پایا دریاے تردد کا
آشنا ہوا کہ خداوندا یہ کیا سامان پیش نظر ہے اسی اثنا مین دیکھا سامنے سے ایک نازنین مع اپنی دایہ اور کنیزون کے
چلی آتی ہے جو خدمتی کہ خدمت پر مامور تھے انھون نے ملکہ کو لاکر پہلو مین شاہزادہ کے بٹھایا شاہزادہ نہایت متعجب ہوا
اور پوچھا تم ایسی نازنین یہان کیونکر آئین کیا سبب ہے کون ایسا شخص تھا جسنے تمکو اس بلا مین مبتلا کیا ملکہ نے اپنے
بھائی کا شکار سے آنا اور باپ سے زلازل کا حال پوچھنا باپ کا واقعہ کو بیان کرنا پھر قارن سے مفصل حال
سنکر آمادہ قتل ہو کے حرم کی طرف آنا خود سنکر بخوف جان نقب کی راہ سے بھاگنا حضرت زال کا پہونچنا باغ ہراہونگ
درہ کے اندر چلا آنا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ وہ بھی قریب تر ہو پہنچے ہنوز یہ ذکر تمامی کو نہین پہونچا تھا کہ سامنے سے زال
بھی نمودار ہوا جیسے ہی شاہزادہ پر زال کی نظر پڑی دیکھا ایک جوان خوش رو جبین ہو فر شاہی چہرہ سے نمایان عظمت و شان
ہر ایک طرح سے عیان جسسے ایکطرح کی محبت زال کے دل مین پیدا ہو گئی شاہزادہ نے جو زال کی صورت دیکھی کہا کہ اچھا
بھائی ایک جوان صالح اور جری معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ قریب ہے کہ دائرہ اسلام مین لاتا ہون لیکن جیسے ہی زال کی نظر تیز تنگ پر
پڑی بہ آواز مہیب پکارا کہ او مفسد کہان جاتا ہے یہ تمام فساد تیری ذات سے پیدا ہوا ہے اگر تجھے قتل نہ کیا تو مین مرد نہین تیز تنگ نے
جواب دیا کہ مجھے تجھ سے کچھ خوف نہین ہے میرا آقا سلامت ہے تو کسکی مجال ہے کہ مجھکو نظر تیز سے دیکھ سکے یقین ہے کہ اگر کوئی
شخص میری خصومت دل مین رکھے خود ہی سزا کو پہونچ جاے پھر مین اپنی حفاظت کیون کرون اور اب خاموش
ہو اور کوئی کلمہ خلاف زبان سے نکالا تو میرا آقا سزا دیگا اور سزا بھی وہ جو مدت العمر یاد رہے زال کو یہ گفتگو تیز تنگ
کی بہت ناگوار معلوم ہوئی مگر چونکہ خاصہ اُس مقام کا یہ تھا کہ جو وہان پہونچا اسکے پاؤن بیکار ہو گئے اس سبب سے مجبور تھا جو
بقولات اور میوہ جات واسطے شاہزادہ کے چنے ہوئے تھے انمین سے ایک سیب اٹھا کر تیز تنگ نے زال کی پیشانی پر مارا جو
خدام اور غلام وغیرہ موجود تھے دوڑ پڑے اور زال کا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت کچھ سخت و سست کہا لیکن اُسکے پیر چونکہ قابو مین
نہ تھے اور بالکل بیکار ہو گئے تھے بدین وجہ کچھ نہ بنا سکا جب تیز تنگ نے قارن ملعون کو دیکھا کہا کہ او سگ ناپاک
یہ مجھکو خبر نہ تھی کہ تو بھی یہان موجود ہے قارن نے کہا اے تیز تنگ تو اسقدر بیباک نہ بدزبانی کیون کرتا ہے تجھکو اپنی
جان کا کچھ خوف و خیال نہین ہے تیز تنگ نے کہا او گیدی یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہے پہلے تو یہ بیان کر
کہ تو میرا کیا بنا سکتا ہے مین تو کسی کو ایسا نہین دیکھتا کہ جو مجھے کسی طرح کی گزند پہونچا سکیگا تیرے آقا نے مجھے ایک سیب
کھینچ کے مارا مجھے مطلق آسیب نہین پہونچا پھر تو کس مزرعہ کا سگ مردار خوار ہے زال نے غصے سے اور زیادہ تاؤ پیچ کھایا آخر
قاب مین سے ہاتھ بڑھا کے ایک بہی اٹھائی اور تیز تنگ کے سینہ کی طرف پھینکی تمام ملازم جسطرح پہلے مرتبہ زال سے
پیش آئے تھے اسیطرح پھر آئے لعنت ملامت کی اس عرصہ مین شہزادہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ شاپور کو لیے ہوے
آتے ہیں آتے ہی بدیع الملک کو سلام کیا شہزادہ بدیع الملک نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب سلام دیا اور کہا
بھائی جان کیا خبر ہے شاپور نے عرض کی کہ اے شہریار جس روز سے حضور نے کنگارہ ملعون کے ہاتھ سے زخم کھایا اور ترک حضور
کو یہان سے آیا غلام بھی تعاقب مین باہر آیا پھر ایک بار دوسرے محلے مین گیا وہان دیکھا کہ اخضر جادو یا ساحران پر دو جمع
آمادہ مبارزت موجود ہے مقابلہ ہوا اور مختصر جانبین طرفین کی ضایع ہوئین عفریان نابکار و مخالفان غدار کو بضرب
شمشیر آبدار ہلاک کیا دو مرتبہ وتروج نام ایک کافر سیہ فام مقابلہ مین آیا جان نثار نے اُسکا کام تمام کیا جب معلوم ہوا
کہ حضور تشریف لے گئے ہین یہ ذرہ بیمقدار بھی ہمراہ جان نثاری مین کشان کشان یہانتک پہونچا وحشت ہوا کہ وہاں کی خبر
مطلق نہین معلوم ہوئی کہ اب وہان کیا رنگ ہے شاہزادہ نے دست شفقت اُسکے سر پر رکھا اور بہت مہربانی اور

دلداری سے پیش آیا القصہ سات روز گذر گئے جب آٹھوان روز آیا کچھ لوگ آئے اور شاہزادہ کو مع ہمراہیون کے
اور زال اور قارن کو بھی ہمراہ اپنے لے گئے ایک مقام پر شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک شیر سفید ہی نہایت تناور اور
توانا زیر درخت تنومند درخت سے پشت لگائے بیٹھا ہی اور اُسکے برابر ایک کرسی مرصع پر ایک شخص ضعیف و نحیف جیسے
کہ لب غار شاہزادہ کو روٹی کھلاتی تھی بیٹھا ہوا ہی شیر نے اُس سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ ای افسون کچھ تحقیق ہی کہ یہ
کون لوگ ہین اور کہانکے رہنے والے ہین افسون نے جواب دیا کہ یہ جوان خوش رو قوی بازو حمزہ کا پوتا
بدیع الملک نام ہی اور یہ جو دوسرا جوان ہی یہ منظر شاہ کا بیٹا زال نام ہی اور یہ عورت اس زال کی بہن ہی اسیطرح
سب کے پتے دیے بعد اسکے ہر ایک کا دین و آئین بیان کیا شیر نے کہا نہین جو صاحب مجھکو کسی کے دین و آئین سے کچھ غرض
نہین ہی اور ان سب سے خطاب کیا کہ اگر تم لوگ اپنی زندگی چاہتے ہو اور طلسم کی سیر بھی مطلوب ہی تو جادۂ محنت
کو نہ چھوڑو اغذیہ لطیف تمھارے واسطے ہم عنایت کرینگے اور اگر تمکو یہ منظور نہین ہی تو اپنی جان سے ہاتھ دھو لو
اور جیتے جی اپنے تئین رو لو کیونکہ ہر چند جد و جہد عمل مین لاؤ گے اور ہاتھ پاؤن مارو گے مگر چاہے کہ اس
طلسم سے نجات ملے تو یہ ضرور اس طلسم مین سر ٹکرا کے مر جاؤ گے بیرون طلسم جانے کی بار نہ پاؤ گے بدیع الملک نے
کہا پھر کیا کرنا چاہیے بادشاہ طلسم نے جواب دیا کہ اس پہاڑ پر ایک باغ ہی جسمین بیشتر کنوین اور حوض خالی ہین تم سبکو
چاہیے کہ کنوون سے پانی نکالو اور حوض مین بھرو جب حوض لبالب ہو جاوین اُس وقت تمام باغ مین آبپاشی
کرو اس محنت کا عوض یہ ہی کہ جان سلامت بچیگی اور کھانے کو بھی مل جاویگا اور اُسکے ضمن مین سیر باغ بھی ہو جائیگی
اتنو یہان آنیکا اتفاق ہو ہی گیا ہی بندھا خوب مار کھاتا ہی چونکہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا بخوف جان سبنے اس
محنت کو منظور کیا تا اینکہ باغ مین سب آئے اور پانی کنوون سے کھینچنے مین مصروف ہوے جب حوض لبریز ہو
پھر درختون مین پانی دینا شروع کیا اور زمین پر بھی چھڑکا شام ہو گئی سب نے ارادہ کیا کہ یہین تمام رات بسر کرین
قدرت خدا کو دیکھین نگہبان باغ آئے اور کہا کہ رات کو یہان قیام کا حکم نہین ہی سب نے کہا پھر کہان جائین ہم کو
اور کوئی جگہ بتاؤ اُن نگہبانون نے جگہ بتائی وہان اب جسے قیام کیا مگر اُس مقام مین دیکھا کہ شمار مین جسقدر آدمی
ہین اسیقدر کھانا بھی وہان موجود ہی سب بھوکے تھے کھانا کھایا شہزادہ نے رزاق مطلق کا شکر ادا کیا چونکہ محنت
کرتے کرتے بہت تھک گئے تھے کھانے سے فارغ ہوتے ہی نیند نے غلبہ کیا بیخبر سو گئے علی الصباح شاہزادہ
بیدار ہوا نماز صبح پڑھی پھر سبکے بعد دیگرے بیدار ہوے اور حسب دستور باغ مین آکے آبکشی اور آبپاشی مین
مصروف ہوے اسی محنت مین ایک مدت بسر ہوئی جو شاہزادہ کے واسطے کھانا لاتا تھا اُس سے ایک روز شاہزادہ
نے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو شب کو اس باغ مین قیام کی ممانعت ہی اُسنے کہا ای شہریار اصل حقیقت اسکی یہ ہی
کہ جو شخص اس طلسم کا بانی ہی اُسنے بذریعہ تحریر کتابون مین اس بات کی خبر دی ہی کہ جو شخص غیر اس باغ مین شب کو مقیم ہو گا وہی
اس طلسم کو درہم و برہم کریگا یہی وجہ ہی کہ کسی غیر شخص کو اس باغ مین شبکو قیام کرنیکی ممانعت ہی یہ سنکے شاہزادہ
نے بجائے خود اس بات کا تہیہ کر لیا کہ کسی طرح اس باغ مین شب باش ہونا چاہیے ملکہ مہر وش نے شاہزادہ کے اس
ارادہ سے مطلع ہو کے منع کیا بلکہ مجبور کیا یہ کہکے کہ ہرگز نہین جانا ہوگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر وقت و موقع کا
متلاشی رہا ایک روز ملکہ کو غافل پا کے اپنے مقام سے اُٹھا اور محافظون کی نظر بچا کے در باغ پر آیا اسی طرح در
باغ کی نظر سے پوشیدہ اندرون باغ داخل ہو گیا اُدھر محافظون کو جو شک معلوم ہوا سبکو شمار کیا شاہزادہ کو
نہ پایا سب سے پوچھا کہان ہی کسی نے کچھ جواب نہ دیا جب زیادہ اصرار کیا قارن نے کہا غالب گمان یہ ہی کہ

کہ شاہزادہ باغ مین ہوگا محافظون کو سخت تردد پیدا ہوا اُٹھتے کہ جانب باغ نہایت غضب مین تو وہ روانہ ہوئے شاہزادہ
اس خیال مین تھا کہ اگر باغ مین شب بسر ہو جائیگی تو طلسم کی فتاحی میسر ہوگی پس سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہونچا دیکھا
ایک گنبد مرتفع بنا ہوا ہی دربہاے شدادی و حلقہاے سلیمانی قفلہاے زر سرخ سے مزین ہین اور کوئی قفل نشتر کی
ران سے کم نہین ہی اور ایک مرد پیر خوش وضع کو دیکھا کہ آگے گنبد کے بیٹھا ہی شاہزادہ نے سلام کیا اُسنے
جواب سلام دیا اور کہا ای جوان مین اسوقت تجھکو یہان دیکھ کے کمال حیرت مین مبتلا ہون آخر کچھ کہو تو کہ تو کون ہی
اور کیا سمجھ کے تو شب باش ہوا ہی کیا تو اپنی جان سے بالکل بیزار ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ مین اس باغ مین اسوجہ
سے شب باش ہوا ہون کہ طلسم کو فتح کرون اور جسطرح ممکن ہوگا طلسم کو فتح کرونگا اُس بڈھے نے کہا اگر یہی ارادہ ہی
تو کوئی نشانی طلسم کشائی کی ہونا چاہیے شاہزادہ نے پوچھا وہ نشانی کیا ہی بڈھے نے کہا قفل طلسمی کو بزور بازو توڑے
شاہزادہ نے کہا صرف قیام کرنے کی حالت مین تو ایسا سخت اعتراض کیا گیا ہی اب اگر اس قفل پر زور کرون تو کسقدر تعرض
کیا جاویگا بڈھے نے کہا اگر قفل پر زور کروگے تو کچھ تعرض نہین کیا جاویگا بشرطیکہ قفل ٹوٹ جاوے شاہزادہ نے
اس قفل پر دونون ہاتھون سے اسقدر زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اپنی جگہ سے متحرک ہوتا مگر اُس قفل نے کچھ بھی جنبش
نہ کی بڈھے نے کہا ای جوان کیا وجہ ہی کہ اسکو تو نہ توڑ سکا پھر تو کیون یہان آیا شاہزادہ نہایت منفعل ہوکے خاموش
ہو رہا اُس بڈھے نے متبسم ہوکے کہا خیر اب تو یہان آنے کا اتفاق ہو ہی گیا ہی بے مقصد حاصل ہوے چلے جانا کم ہمتی
کی بات ہی طلسم کشائی کا ارادہ کیا ہی تو پورا کرنا چاہیے ہمت بلند دار اگر قفل نہین کھلا ہی نہ سہی اور کوئی فکر کر جا اور طرف کی
سیر کر میرا گمان یہ ہی کہ تو محفوظ نہین رہیگا آج نہین تو کل ضرور اپنی خودسری کی سزا پائیگا طلسم کشائی کا خیال آسان
نہین ہی شاہزادہ شرمندگی مین مبتلا چبوترے سے نیچے اترا پہلو مین ایک دروازہ دیکھا اس دروازہ مین زر سرخ کا
قفل لگا تھا اور اُسپر لکھا تھا کون ہی جو طلسم کشائی کا ارادہ رکھتا ہی یہان آوے اور اس قفل پر زور کرے جب یہ قفل
ٹوٹ جاے دروازہ کھولکر اندر داخل ہو وہان زمین کے نیچے ایک قطعہ مکان پائیگا بدیع الملک اس عبارت قفل کو پڑھکر
نہایت مسرور ہوا اور قفل کو گرفت مین لاکے بسم اللہ کہکے ایسا ایک زور کیا کہ قفل ٹوٹ گیا بس خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا
دروازہ کھولا اندر دروازہ کے داخل ہوا دیکھا ایک مکان ہی نہایت صاف و شفاف اور صحن مکان مین ایک حوض
ہشت گوشہ مملو از آب صاف و خنک اور وسط حوض مین ایک ستون ہفت جوش بلند و مرتفع نصب ہی اور کنارہاے حوض
پر تدرواے زر سرخ صناعان چابکدست و نازک خیال نے بنا کے بٹھا دی ہین جنکی منقارون اور سوراخہاے بینی
و گوش سے تقاطر آب ہو رہا ہی بس اور کوئی شی نظر نہ آئی شاہزادہ کو حیرت ہوئی کہ اس جد و جہد سے یہانتک پہونچا
اور ایسا مختصر سامان نظر آیا یہ کیا رمز ہی آخر گھبرا کے ارادہ کیا کہ یہانسے واپس چلنا چاہیے مڑکے جو دیکھا تو جس دروازہ
سے آیا تھا وہ غائب ہو گیا اور بھی مایوسی نے گھیرا یقین ہو گیا کہ اب یہان سے رہائی نہین ہوگی جب نہین تو اب
زندگی سے ہاتھ دھویا مع ہذا خیال آیا کہ نماز تو پڑھ لو اسی حوض سے وضو کیا بہزار خضوع و خشوع نماز پڑھی بعد فراغ
نماز دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بالحاح و زاری دعا مانگنا شروع کی کہ ای کس بیکسان و ای حامی دردمندان
اگر میری قضا اسی مقام پر مقرر ہی تو کیا چارہ ہی لیکن تو وہ مسبب الاسباب و خالق مطلق ہی کہ جسوقت جو کچھ چاہے
وہی ہو جاے گدا بادشاہ ہو جاے اور بادشاہ فقیر ہو جاے تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مجھکو طولانی زندگی کی
ہوس نہین ہی البتہ طلسم کشائی کا آرزومند ہون ای بر آرندہ مرادات بجز تیرے کوئی فریادرس نہین میری امید پوری کر
ہنوز یہ دعا ختم نہین ہوئی تھی کہ بالاے سر سے آواز آئی کہ ای شاہزادے دامن صبر کو دست استقلال [illegible]

اور شیشہ امید کو سنگ مایوسی سے نہ توڑو شہزادہ نے متعجب ہوکے سر اُٹھاکے دیکھا ایک پیر سبز پوش کو بالائے
ہوا معلق پایا جنکے علاوہ عبا و قبا اور عمامہ کے عصا بھی ہاتھ میں سبز تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے فرزند مطمئن رہ یہ طلسم خاص
تیرے نام پر باندھا گیا ہے کچھ اندیشہ نہ کر بلا تکلف یہ ستون اُکھاڑ لے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیکن جو چار
پریزاد قید ہیں انکے کہنے کے خلاف ہرگز نہ کرنا اور آگاہ ہو کہ میں خضر ہوں تیری رہنمائی کے واسطے آیا ہوں یہ
کہکر شاہزادہ کی نظر سے غائب ہو گئے شہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا اور مطلب کے حاصل ہونے کی امید
ہوئی فوراً اُس حوض میں اُتر گیا اور اس ستون کو گرفت میں لاکے ایک زور جو کیا ستون اُکھڑ آیا ادھر ستون نکلا
اُدھر تمام حوض کا پانی خشک ہو گیا اب جو خیال کرکے دیکھا تو دیوار حوض میں جانب شمال ایک دریچہ نظر آیا اسکو
کھول کر اندر داخل ہوا دیکھا ایک زینہ نہایت پاکیزہ تعمیر ہے شہزادہ زینہ سے نیچے اُترا ایک نقب بہت وسیع دیکھی
کہ سوار مع مرکب چلا جائے اور قریب قریب دیوار نقب سنگ یشب و سنگ مرمر و یاقوت و سماق وغیرہ کی صاف و شفاف
بنی ہیں شاہزادہ نقب میں داخل ہوکے ابھی تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دروازہ ملا جسکے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے
شاہزادہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس دروازہ میں قدم رکھا عجیب سامان دیکھا کہ اندرون مکان چار تخت بچھے
ہوئے ہیں اور ہر تخت پر ایک ایک پریزاد مسلسل و مطوق ہے شاہزادہ متعجب ہوا پھر سمجھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے کچھ ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ ظاہر ہو جائیگا صاحب سلامت تو کرو تا اینکہ سلام کیا پریزادوں نے جواب سلام دیا دیکھا ایک محبوب
سراپا ناز و انداز آفتاب مثال ماہ تمثال ہے کہ جسکے شعشعہ حسن و جمال سے تمام مکان منور ہو رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے شخص تو
کون ہے اور کس آفت میں مبتلا ہوکر یہاں تک پہونچا ہے خیر اب میں اس سوال کا بھی جواب نہیں چاہتی کیونکہ دیر ہوگی
اور دیر ہونے میں ضرر ہے تو جلد یہاں سے چلا جا ورنہ ہلاک ہو جائیگا یہ مقام جبار دیو کا ہے اگر وہ تجھے دیکھ لیگا تو ہرگز
زندہ نہیں رکھیگا شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ میں بھی خاص جبار ہی کے قتل کرنے کو اس مقام مقدس میں وارد ہوا ہوں
میں یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتا کسی کا خوف دلانا بالکل بیجا ہے میں جبار کو تہ تیغ ضرور کرونگا اور تمکو بھی قید سے
چھڑا دونگا کیا تمکو نہیں معلوم ہے میں کسی اور کا فرستادہ نہیں ہوں خاص حضرت خضر علیہ السلام کا فرستادہ ہوں میں کسی
مہم سے ہراساں نہیں ہوں کیونکہ امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا ہوں طلسم کشائی خاص میرا کام ہے اور بدیع الملک
میرا نام ہے تمہارے کہنے کے خلاف کبھی کچھ نہ کرونگا اور حسب الحکم جناب خضر تمہارے کہنے کے موافق عمل کرونگا ہاں اب
تم اپنی سرگذشت بیان کرو اور چارہ جوئی میں مصروف ہو اُنھوں نے کہا کہ آگاہ ہو ہم چاروں بادشاہ ہیں چار رکن
عالم کے اور اب اس دیو کی قید میں مبتلا ہیں رہائی ہونا معلوم نہیں ہوتا ہے ہاں اس صورت سے ہماری رہائی ممکن ہے کہ وہ
دیو جان سے مارا جائے شاہزادہ نے کہا انشاء اللہ الرحمن ہم اُس دیو کو آنے تو دو تو سہی کہ اُس حضرت کو ایک ہی
ہاتھ میں دولخت کر دوں اُنھوں نے جواب دیا کہ تمہارے بھی دل امیدیں برآئیں گی اگر تم ہماری رہائی میں کوشش
کروگے مگر مشکل امر یہ ہے کہ اُس دیو کا ہلاک ہونا قیاس میں نہیں آتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ دیو علی العموم ہوا اور
سے ہلاک نہیں ہو سکتا ہاں اگر تیغ حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام دستیاب ہو جائے تو غالباً ہلاک ہو جائیگا
اے جوان آگاہ ہو کہ ان حضرت کی سات تیغیں ہیں منجملہ اُن سب کے ایک یہ تیغ ہے جسکا نام بلا خان سلیمانی ہے اور
اُسی تیغ سے اس دیو کی ہلاکت ممکن ہے چنانچہ وہ تیغ خود اُسی کے پاس ہے شاہزادہ نے کہا یہ تو تمہاری زبانی مجھکو
معلوم ہوا لیکن یہ بھی کچھ کہسکتے ہو وہ کون ایسا موقع ہوگا جو ہم اُسے ہلاک کر سکینگے اُنھوں نے کہا ہاں معقول
موقع یہ ہے کہ جب وہ دیو آئیگا ہم سب کو کھانا دیگا اور سو رہیگا بس اُس حالت میں اگر ممکن ہو قتل کرنا کسی گوشہ

مین پوشیدہ ہو رہو اس وقت شاہزادہ کو خیال آیا کہ یہ کون سی مردانگی ہی کہ اُسے عالم خواب مین ہلاک کرون آخر کفتہ
کہا کہ نہین صاحب مجکو عالم خواب مین اُسے ہلاک کرنا ہرگز منظور نہین ہی اُن پریزادون نے کہا تو پھر اُسکا ہلاک ہونا بھی
ممکن نہین ہی کیونکہ بغیر اُسکے خواب آلودہ ہوے تلوار نہین ملسکتی اور جبتک تلوار نہین ملیگی وہ ہلاک نہین ہوگا اور اگر یہ
خیال ہی کہ کسی اور حربہ سے کام لینگے یقین سمجھو کہ اور کوئی حربہ اُسپر کارگر نہین ہوگا اور بالفرض عالم خواب مین اُسے
ہلاک کرنا خلاف مردانگی معلوم ہوتا ہی عالم خواب مین پہلے اُس سے تلوار لے لو بعدہ عالم بیداری مین اُسے ہلاک کرنا
شاہزادہ کو یہ رائے پسند آئی اور کہا ہان اسکا مضائقہ نہین یہ کہکے ایک محفوظ گوشہ مین پوشیدہ ہوا تھوڑی دیر کے بعد
دیو جبار نابکار آیا اور قیدیون کو قسم طعام سے جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا کھلایا پھر تخت پر دراز ہوا صورت تقاضاے معلق نیند
بھی آ ہی گئی شاہزادہ کمینگاہ سے باہر آیا اور اُس دیو کی کمر سے تیغ بلاشان سلیمان باسانی لیکر اپنے قبضہ مین کی اور سرہانے
اُسکے باطمینان تمام استادہ ہوکے ٹھوکر سے اُسے بیدار اور خواب خرگوش سے اُسے ہوشیار کیا اور بہ آواز بلند کہا کہ
او خفتہ بخت ذرا چونک دایہ اجل کنار عاطفت پھیلاے کھڑی ہی اور کہتی ہی آ مین لوری دیکر ایسا سلاؤن کہ پھر قیامت
تک بیدار نہ ہو دیو جبار نے فوراً گھبرا کے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان تیغ بلاشان سلیمانی ہاتھ مین لیے سرہانے
کھڑا ہی فوراً اُٹھ کے بلا کی طرح شاہزادہ کی طرف اُڑا کہ تیغ بلاشان چھین کے اپنے قبضہ مین لے اور ادھر شاہزادہ نے
ارادہ کیا کہ پہلا ہی ایک وار ایسا لگاؤن کہ یہ مردک دو پرکالے ہو جاے مگر دونون کا خیال غلط رہا دیو جبار برق وار
لپکتا تھا کسی طرح زد پر نہ آتا تھا ادھر شاہزادہ بھی چھلبل چھیت فن مین دیو فلک سے بھی زیادہ اس سے تلوار
چھین جانا سخت دشوار تھا کہ بعد رد و بدل بسیار کشتی کی نوبت پہونچی دیر تک گاؤزوریان رہین ایک جگہ پر دیو نے
دستی کی اور زبردستی شہزادے کی پشت پر آیا چاہتا تھا کہ ایک اُکھیڑ مارے شاہزادہ نے بہزار چستی و چالاکی ہاتھ اُٹھا کر
اُسکے گردن پر رکھا اور سر اپنا اُسکے سینے مین لگا کر وہین سے دھوبی پاٹ کیا لیکن دیو زمین تک آتے آتے پٹ ہوگیا
شاہزادہ نے چھوڑ دیا اور علحدہ درست استادہ ہوکے پھر حملہ کیا اور پھر دونون لپٹ گئے اگلی مرتبہ شاہزادہ نے
بغلی ڈوب کے بسرعت تمام اُکھیڑ ماری اور کمر تک لایا اور پھر ایک اور زور کر کے سینہ تک بلند کیا اور تیسرے زور مین
سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا جبار بیشتر ہی بدحواس ہو چکا تھا اس مرتبہ چارون شانے چت آرہا شاہزادہ
سینہ پر سوار ہوگیا اور چاہا کہ تیغ بلاشان سلیمانی سے سر اُس خود سر کا تن سے جدا کرے جبار نے کہا اے جوان مجکو ناحق ہلاک
کرتا ہی مین مسلمان ہونے کو راضی ہون شاہزادہ نے اُسے چھوڑ دیا جبار جست کر کے علحدہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے انسان
ضعیف البنیان مین تو جاتا ہون تو یہین رہ کیونکہ بسبب تشنگی و گرسنگی کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکر وہ ملعون چلا گیا
شاہزادہ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن پریزادون کے پاس آکے تمام و کمال واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اُنھون نے جواب دیا
کہ خود کردہ را علاجے نیست حالانکہ خود حضرت نے بتاکید کہہ دیا تھا کہ بے مشورت پریزادون کے کوئی کام نہ کرنا اور خود
بھی آپ اپنی زبان سے اقرار کیا تھا کہ مین بغیر تمھارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا اور پھر اس تمام فہمایش کو فراموش
کیا اے شہریار یہ بہت بڑی مہم تھی جسکو سہل سمجھ کے اپنی رائے سے کام لیا جسکا یہ نتیجہ دیکھا ایسا دشمن قوی اور اُسکو
گرفتار کر کے چھوڑ دیا بیشک اب ہم اور آپ بھی تشنگی اور گرسنگی کی تاب نہ لا کے ہلاک ہو جائینگے شاہزادہ نے کہا خیر
پھر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا تاہم مین بالکل ناامید نہین ہون دیکھون وہ میرے ہاتھ سے کس طرح زندہ رہتا ہی ابھی یقین
پھر سہی خطاے ما بزرگ ست مگر اس مرتبہ مین عہد کرتا ہون کہ اگر ہاتھ آگیا تو بغیر مشورہ تمھارے کوئی کام نہ کرونگا اُن
پریزادون نے کہا بس اب اُسکا دستیاب ہونا محالات سے سمجھو اور بالفرض ہاتھ آگیا تو قابو کسطرح مل سکتا ہی غرض کہ

تین شب و روز ان سب کو بے آب و دانہ گذر گئے شاہزادہ اسقدر اس دیو کا تماشی تھا کہ شب و روز مین ایک لحہ بھی
نسویا بدین خیال کہ شاید میری غفلت مین جبار دیو آجاوے اور مجھسے میری غفلت مین بدلہ لے لیکن جبار دیو بھی
اس عرصہ مین نہ آیا چوتھے روز شاہزادہ پر بھوک اور پیاس نے ایسا غلبہ کیا کہ تاب ضبط نہ رہی مگر چارہ کیا اور نیند یا
کے سبب جدا گانہ حال غیر تھا لحہ کے لحہ آنکھ جھپک گئی یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ جبار دیو شاہزادہ کی غفلت کے وقت مین
آپہونچا اور قابو پاکے تیغ بلارشان سلیمانی شاہزادہ کی کمر سے کھول لے گیا جب شاہزادہ بیدار ہوا اور تیغ کو کمر مین نہ پایا
بہت افسوس کیا اور کہا واے برباد گرفتاری یا حیف کہ وہ میرے پاس رہتی ضرور وہ تیغ کی تلاش مین آتا اب ہرگز دستیاب
نہوگا سخت غلطی مجھ سے ظہور مین آئی اب بغیر ہلاک ہوے چارہ نہین مفت جان ضایع ہوئی حضرت خضر نے کہدیا
تھا کہ پیرزادون کے خلاف کام کرنا اب بیدار رہنا بیکار ہے کیونکہ نہ وہ یہان آئیگا اور نہ کسیطرح کا مجکو صدمہ پہونچیگا یہ خیال
کرکے سو رہا عالم غفلت مین جبار پھر آیا اور شاہزادہ کو مضبوط باندھ کے جانب آسمان روانہ ہوا اثناے راہ مین شاہزادہ
کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار بلا پایا ہرچند چاہا کہ زور و طاقت سے کام لون مگر کچھ نہ ہوا اور جبار ناہنجار گرفتہ و بستہ لیے
ہوے ایک جانب چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک ایسے پہاڑ پر پہونچا کہ ہر چہار جانب اس پہاڑ کے دریا ے عمیق
تھا وہان شہزادہ کو چھوڑ دیا شہزادہ نے کہا بھی کہ تو نے مجھ سے بڑی دغا کی میری جرأت کو دیکھ اگر چاہتا تو تجھے عالم خواب
مین ہلاک کرتا مگر خلاف مردانگی سمجھ کے باز رہا اور تجکو بیدار کرکے تجھسے مقابلہ کیا یہ کیا مردانگی ہے کہ اسکے عوض
مین تو نے عالم خواب مین مجھسے یہ بدلا لیا اس دیو ملعون نے مطلق اس بات کا جواب ندیا اور کہا بھی تو یہ کہا کہ
اے آدمی تیری جتنے دن کی زندگی ہے تو نے یہین تمام کر لیا اور وہان سے چلا گیا شہزادہ بدیع الملک ایک طرف
روانہ ہوا اور چاہا کہ اگر کسی طرف راستہ ہو تو نکل جاؤن مگر راہ نہ پائی بہت حیران و سرگردان ہوا آخر الامر ایک درخت
کو زمین سے اکھاڑا اور اسکو دریا میں ڈالدیا اس درخت پر سوار ہوکے پانی پر روانہ ہوا وہ درخت ایک جزیرہ کے
کنارے جا لگا بدیع الملک درخت سے اترکے اس جزیرہ مین آیا اور سیر کرنے لگا یکایک ایک شیر پر نظر پڑی کہ وہ اسطرف
چلا آتا ہے جب وہ شیر قریب آیا اور شاہزادہ کو دیکھا بآواز بلند کہا اے خیرہ سر تو کون ہے دلیر نظر اس مرغزار
مین چرا آتا ہوا شہزادہ بدیع الملک نے جو اس شیر کو انسان کی طرح بات کرتے دیکھا غرق بحر حیرت و تعجب ہوگیا اور
کہا اے شیر آگاہ ہو کہ مین اس جگہ اپنے اختیار سے نہین آیا ہون بلکہ باختیار قضا و قدر یہانتک پہونچا ہون اس شیر
نے کہا خیر اب تیرا آنا جس طرح ہوا ہو لیکن خیریت اسی مین ہے کہ جس طرح یہان آیا ہے اسی طرح یہان سے چلا جا
ورنہ پھر تیری یہان سلامت نہین رہیگی شہزادہ نے کہا میں یہان مرد مسافر ہون اپنے اختیار سے آیا تھا اور نہ
اپنے اختیار سے جا سکتا ہون اور جاؤن تو کہان جاؤن یہ سن کے وہ شیر غیظ و غضب مین آ کر وہ شہزادہ بدیع الملک
کی طرف آیا تاکہ شہزادہ کو ہلاک کرے شاہزادہ نے بجز اسکے کوئی علاج نہ دیکھا کہ شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی
اور ایک وار شیر پر کیا جس سے اس شیر کا ایک کان کٹ گیا بس کان کٹنا تھا کہ یکایک اسکے پر پیدا ہوگئے
اور ہوا پر اُڑا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد بارہ ہزار شیرون کی جمعیت سے آیا اور شاہزادہ بدیع الملک سے
جنگ کے واسطے مستعد ہوا پھر تو شاہزادہ نے یکے بعد دیگرے شیر کو قتل کرنا شروع کیا طرفہ تر یہ امر تھا کہ جسقدر
شیر قتل ہوتے تھے اس سے اور شیر زیادہ ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ دوپہر تک وہ تمام جنگل اور شیرون سے
مملو ہوگیا شاہزادہ ان شیرون کو قتل کرتے کرتے عاجز ہوگیا ناگاہ ہوا ے آسمان سے ایک تخت دار شیر سوار پیدا ہوا
اور اسنے ایک نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے اور کیون ہمارے تمام لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا

ہر چہار شیر و نیز غصہ کیا اور کلمات سخت و درشت کہے وہ سب شیر خاموش ایک جانب استادہ ہو گئے وہ نقابدار
تیغ آبدار میان سے کھینچ کے شاہزادہ کی جانب حملہ آور ہوا شاہزادہ نے بہ چالاکی تمام اُسکے ہاتھ کو مضبوط گرفت
مین لا کے وہ تلوار ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی اور اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا اور
دو چار چرخ دیکے زمین پر مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گیا اور کہا کیون اب کیا کہتا ہی نقابدار نے کہا کہ مجکو نوفل
بن عجیل ماہرو کہتے ہین ای شہریار آپ کا کیا نام ہی شہزادہ نے کہا مجکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہین نوفل
نے کہا ای شہریار بلند وقار مین نے بجاے خود عہد کیا تھا کہ جب کسی سے مقابلہ مین پسپا ہونگا اُسکا مطیع فرمان ہو جاؤنگا
اور یہ بیان کرو کہ یہان کس طرح آنے کا اتفاق ہوا شاہزادہ بدیع الملک نے اول سے آخر تک اپنی تمام سرگذشت
بیان کی حتی کہ طلسم شیران کے ذکر کی نوبت آئی نقابدار نے کہا ای شہریار در اصل یہ شیر نہین بلکہ قوم جن سے
ہین حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے یہ اجنہ شیر کی صورت ہین اور یہ بھی کہا ہی کہ جب کوئی طلسم شیران کو
فتح کریگا تمام اجنہ اپنی صورت اصلی پر ہو جاوینگے ای شہریار اگر تم طلسم فتح کروگے تو یہ تمام شیر اپنی اصلی صورت پر
آجاوینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر واقعی یہ امر ہی تو پھر کسیطرح مجکو طلسم مین پہونچاؤ تاکہ مین طلسم کو فتح
کرون نوفل نے کہا شہریار یہان سے قریب ایک شہر ہی کہ اُسکو شہرستان قاف کہتے ہین وہان کا حاکم و فرمان روا تیس
ہزار دیو و پری پر حکومت کرتا ہی اور خدا پرست ہی اور میرا تابع فرمان ہی اُسکا نام اعمال شاہ ہی دو چار روز یہان ہم
اور بسر کرو بعدہ ہم تم کو طلسم مین پہونچا دینگے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی چنانچہ سیر و تفریح مین چار روز بسر کیے پانچوین
روز شیر پر سوار ہو کے شہرستان قاف کی جانب روانہ ہوے پھر اعمال شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نوفل آتا ہی اور اسکے ساتھ
ایک مہمان معزز بھی ہی اعمال شاہ باجاہ و حشم استقبال کے واسطے آیا اور بکمال اعزاز و احترام اپنے شہر مین لایا
اعمال شاہ نے جو شہزادہ کو نوفل کے ہمراہ ایک جوان باشوکت و شان دیکھا نوفل سے پوچھا کہ ای شہریار یہ
جوان کون ہی جو ہمراہ ہی نوفل نے کہا ای اعمال شاہ یہ وہ شاہزادہ والا جاہ ہی کہ جسکے تمام اہل قاف اور ہم تم
ملازم ہین اعمال شاہ بار دیگر اُٹھ کھڑا ہوا اور شہزادہ کی تعظیم بجالایا اور عظیم الشان ایک قصر شاہزادہ کے قیام
اور دعوت کے واسطے مقرر کیا اور چند پریزاد جو حسن و جمال مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھین خدمت کے واسطے
مقرر کین شاہزادہ نے اُس قصر عالی شان مین قیام کیا اور نوفل بھی اُسی قصر مین مقیم ہوا ہر وقت پریزادان
شوخ و شنگ رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کرتی ہین اور انواع و اقسام کی غزلین گاتی ہین مگر قاعدہ ہی کہ تعلق دلی
انسان کو کسی پہلو قرار نہین لینے دیتا اگرچہ اُسکے روبرو کیسے ہی سامان عجیب و غریب نمایان ہون ؎ مجھتے ست
کہ دل راغمی دہد آرام + وگرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد + وہ تعلق دلی ملکہ مہروش کا ہی کہ کسی پہلو قرار نہین
آتا لحظہ لحظہ رنگ دگرگون ہوا جاتا ہی بظاہر اُس ہنگامہ رقص و سرود کیجانب نظر ہی مگر خیال محبوبہ مین دل تہ و بالا ہوا جاتا ہی
ہر چند شاہزادہ بجاے خود کہتا ہی کہ ؎ دل نادان تجھے ہوا کیا ہی + آخر اس درد کی دوا کیا ہی + جو کچھ
ہونا ہی وہ تو ضرور ہوگا پھر اس بیقراری سے کیا فائدہ مگر استغفر اللہ اس خواہش سے کیا ہوتا ہی ؎ تصور بندھ گیا جب
اُس ستمگر کا + لگا بہنے چشمہ تر کا + یک اس حال پر اختلال شاہزادہ بدیع الملک پر نوفل کی نظر گئی بہت پریشان ہوا
دل مین اقسام کے خیال دوڑانے لگا کوئی بات سمجھ مین نہ آئی آخر شہزادہ کی خدمت مین اس طرح گویا ہوا کہ ای
عالی جاہ والا بارگاہ مین عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہون کہ باوجود اس تماشہ اور اس طرح کے ہنگامہ رقص و
سرود کے آپ مغموم ہر دم معلوم ہوتے ہین اور بار بار آنکھون کی طرف رومال جاتا ہی اسکا کیا سبب ہی شہزادہ بدیع الملک نے

کہا ای نوفل کیا بیان کرون یہ سمجھ کہ ع
دل ست اینکہ عشقش نظر کردہ است
کہ افروخت از بال کاشانہ را
نوفل نے کہا ای شہریار والاتبار ع

دل ست اینکہ گردید زاری فروش
پر از خو طراحت بہ بر کردہ است
دل ست اینکہ نار بتان می کشد
سور دولت بود چون سایہ ہما بر سر

وز و گرم گردید بازار جوش
دل ست اینکہ دل داد پروانہ را
دل ست اینکہ تشویش جان می کشد
بر مہران بومی کہ تو ظل ہمایون گستری

آپ کی تشریف آوری ہمارے واسطے باعث عزت افزائی ہی اس اعتبار سے ہمارا منصب یہ ہی کہ آپ کے واسطے ایسا سامان مہیا کرین کہ خوش و مسرور رہون نہ یہ کہ آپ مغموم و محزون ہون آخر ارشاد تو ہو کہ کس خیال مین دل صفا منزل پر انتشار غلبہ کیے ہوے ہی اس طرح کی خیالی باتین اگرچہ آتش شوق پر ہواے تند کا کام دے رہی ہیں مگر وہ اسکے سوا کیا کہتا کہ پیاری ملکہ مہرنوش تیرا خیال کسی وقت میرا ساتھ نہین چھوڑتا جیسا کہ اسوقت میرا حال ہی اور نوفل کے اصرار پر ہر نوع کہنا بھی پڑا کہ ای نوفل حقیقت امر یہ ہی کہ مین ملکہ مہرنوش دختر مظالم شاہ کا دلدادہ ہون چنانچہ اسوقت بھی اُس محبوبہ سراپا ناز و انداز کے خیال نے دل تہ و بالا کر دیا نوفل نے کہا پھر یہ بات تو چندان دشوار نہین ہی اگر حکم ہو مین ابھی ملکہ مہرنوش بنت مظالم شاہ کو بلا بھیجون کیونکہ مین ہر طرح آپکی خوشی کا خواہان ہون یہ سنتے ہی شہزادہ کی جان مین جان تازہ آگئی اور کہا ای نوفل بخدا یہ بہت بڑا احسان ہوگا اگر میری محبوبہ یہان مجھ تک پہونچے نوفل نے اُسیوقت اپنے بازو سے ایک بال نکالا اور اسکو آگ پر رکھا فوراً مشعر جادو حاضر ہوا اور بکمال ادب نوفل کو سلام کرکے کہا کیا حکم ہی اور کیون مجکو طلب فرمایا ہی تابع فرمان حاضر ہی نوفل نے کہا ای مشعر میرے یہان ایک مہمان سراپا عز و شان وارد ہوا ہی اُسکی خاطرداری ہمپر فرض ہی مجکو بھی اسی واسطے بلایا ہی کہ اُسکے متعلق کچھ کام کر اور وہ کام یہ ہی کہ تو ابھی طلسم شیران مین جا وہان اس شکل و شمائل کی ایک نازنین مہ جبین آب کشی مین مصروف ہی اُسکو لے آ حتی الامکان اس کام مین کوشش کر اور کوئی عذر درمیان مین نہ لا سند ضرورت ہی مشعر نے بسر و چشم قبول کیا اور اسی وقت طلسم شیران مین پہونچا اور تلاش کرکے ملکہ مہرنوش کو لے آیا بدیع الملک اپنی مطلوبہ دلنواز کو دیکھ کے بہت خوش ہو نوفل نے متبسم ہوکے کہا شہریار اب تو کوئی وجہ ملال کی نہین ہی شوق سے اپنی محبوبہ کو دیکھیے باتون سے دل خوش کیجیے مین ہر طرح آپ کی خوشی و سرور کا خواہان ہون شہزادہ نوفل کا بہت مشکور رہوا اور پھر ہنگامہ رقص و سرود گرم ہوا انواع و اقسام کی لغت و شنید کی نوبت آئی ملکہ نے کہا شہریار ہم آپکو منع کرتے تھے کہ آپ باغ مین شب کو قیام کرنے کا ارادہ ہرگز نہ کیجیے گا مگر آپ نے نہ مانا جسکا یہ نتیجہ دیکھا کہ ہم کہین اور آپ کہین شہزادہ نے کہا ہان اگرچہ مین بھی سمجھتا تھا کہ مین بالکل واقف نہ رہون گا ایسے مقام مخدوش مین دیدہ و دانستہ داخل ہو جانا قرین عقل نہین ہی پھر بھی سپاہیانہ رنگ و عالی ہمتی سے یہ بعید تھا کہ مین خائف ہوکے خاموش ہو رہتا اور بالفرض مین اُس ارادہ کو عمل مین نہ بھی لاتا پھر وہان کیا راحت و آسایش تھی جیسا کہ تم خود جانتی ہو تاہم اُس وقت کی جرأت کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہان باعزاز و احترام ہون البتہ تمھاری مفارقت شاق و ناگوار تھی خدا کے فضل و کرم سے ایسا سبب بھی پیدا ہو گیا کہ تم مجھ تک پہونچین ہان ایک ملال اور بھی باقی ہی ملکہ نے پوچھا کہ وہ کیا شاہزادہ نے کہا وہ ملال یہ ہی کہ میرا عیار طرار سرہنگ جرار یعنی شاپور میرے پاس نہین کسیطرح وہ بھی مجھ تک پہونچ جاے تو بہتر امر ہی ملکہ نے کہا ہان شاپور بھی اسیطرح آسکتا ہی جسطرح مین یہان تک پہونچی شاہزادہ نے کہا خیر اس بات کی بھی فرمایش کرونگا دوسرے روز نوفل سے کہا بھائی جان میرے سبب تمکو بہت تکلیف ہوئی خیر خداوند عالم تمکو اس مہمان نوازی کا عوض نیک دیگا نوفل نے دست بستہ کہا ای شہزادۂ والاقدر آپ کیون خفیف و معقول کہتے ہیں مجکو اپنا ادنی خادم سمجھیے اور خادم کا فرض یہ ہی کہ وہ اپنے مخدوم کی خدمت کرے اور ابھی تو مین نے کوئی ایسی خدمت نہین کی ہی کہ آپ میری تعریف کرین شاہزادہ

بدیع الملک نے کہا نہین صاحب سچی بات کا اقرار کرنا چاہیے مین ضرور تمھارا ممنون ہوا اور اچھا اس قصہ کو ملتوی رکھو
اور ایک کام میرا اور بھی کرو نوفل نے کہا ارشاد فرمائیے کہ وہ کام کیا ہی شہزادہ نے کہا وہ کام یہ ہی کہ بیشتر مجکو یاد نہ رہا کہ
مین کہتا اسی طلسم مین میرا عیار شاپور نامے بھی ہی اگر وہ بھی مجھ تک پہونچ جاتا تو میرا دل خوب بہلتا اور چند روز تمھارے شہر مین سیر و
تماشے کا کچھ لطف حاصل ہوتا نوفل نے بار دیگر اسی ترکیب سے مشعر کو بلایا مشعر نے آکے نوفل کو سلام کیا اور کہا
شہریار آج کس کام کے واسطے طلب فرمایا نوفل نے کہا ای مشعر کل مین نے تجکو بلایا ایک کام لیا دوسرا کام سہو
کیا آج وہ دوسرا کام یاد آیا اسی طلسم مین جہان سے ملکہ مہر نوش بنت مظالم شاہ کو لایا تھا شاپور عیار کو بھی لا دے
وہ بھی وہان قید ہی مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہونگا مشعر تا دیر سکوت مین گرفتار رہا نوفل نے اُسکے سکوت سے متعجب
ہوکے پوچھا کہ سکوت کی کیا وجہ ہی مشعر نے کہا کہ سکوت اس بات کا ہی کہ اول مرتبہ جو مین ملکہ کو طلسم سے لے آیا محافظ طلسم
غافل تھے کام نکل گیا اور اگر دیکھ لیتے تو ضرور مجکو ہلاک کرتے اب مین یہ سوچ رہا ہون کہ شاید اب مین جاؤن اور مجھ کو
دیکھ لین تو جان سلامت رہنا دشوار ہوگا اور یہ ممکن نہین ہی کہ آپ کا فرمانا بجا نہ لاؤن اگرچہ مین ہلاک بھی ہو جاؤن نوفل
نے کہا مین یہ نہین چاہتا ہون کہ تیری جان ضایع ہو جاے اگر تو نہین جا سکتا کسی اور تدبیر سے بلا دے مشعر نے کہا
شہریار مین خود جاتا ہون جو کچھ ہو یہ کہا اور جانب ظلمات روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل طلسم شیران مین داخل ہوا
اور جس حلیہ کو نوفل نے بیان کر دیا تھا اُسکے موافق شاپور کو تلاش کیا اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیچلا حسب اتفاق
اس مرتبہ جادوان طلسم خبردار تھے اُنھون نے جو مشعر کو دیکھا کہ شاپور کو لیے جاتا ہی غل و شور کرتے ہوے مشعر پر آگئے
تعاقب مین دوڑے چونکہ مشعر شاپور عیار کو بچالاکی تمام اُٹھا لیچلا تھا ہر چند سب نے جد و جہد کی مشعر کو نہ پایا اور
مشعر شاپور کو لیے ہوے طلسم کے باہر نکل آیا مگر جادوان طلسم بیرون طلسم بھی تعاقب سے باز نہ آئے تا اینکہ مشعر نے
سوا اسکے چارہ نہ دیکھا کہ شاپور کو چھوڑ کے آمادہ حرب ہوا ادھر شاپور نے جو موقع پایا مانند برق لامع وہان سے
نکل گیا ادھر ہنگامہ مقابلہ گرم ہوا مشعر تنہا تھا جادوان طلسم کی کثرت تھی مشہور ہی کہ ایک تنہا دو سے مقابلہ نہین
کر سکتا نہ کہ متعدد کا مقابلہ نتیجہ یہ ہوا کہ جادوان طلسم نے تھوڑی دیر مین مشعر کا کام تمام کیا اور سر اُسکا تن سے جدا کرکے
ایک رقعہ لکھا اور سر مشعر اور وہ رقعہ اعمال شاہ کے جلوخانہ مین پھینکدیا اور وہان سے چلے گئے جب صبح ہوئی شہزادہ
بدیع الملک اور نوفل اعمال شاہ کی مجلس مین آئے انواع و اقسام کی باتین شروع ہوئین ناگاہ کیا دیکھتے ہین
کہ ملازمان شاہی ایک سر لیے چلے آتے ہین سب متعجب ہوے جب وہ ملازمان شاہی قریب آئے ہر ایک حاضر مجلس سر مشعر
کو دیکھ کے متعجب ہوا ادھر ملازمان شاہی نے وہ رقعہ بھی بادشاہ کو دیا بادشاہ نے بہ آواز اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا
کہ آگاہ ہو ای اعمال شاہ ہمکو تیری کارروائی کا حال معلوم ہوا یہ کیا بیہودہ حرکت کی کہ مشعر بیہودہ سر کو یہان بھیجا اور وہ
ہمکو بیخبر پاکے ملکہ مہر نوش دختر مظالم شاہ کو قید سے رہا کر لیگیا اور مطلق اس بات کا خیال نہ کیا کہ اس چالاکی کا نتیجہ
کیا ہوگا یہ طلسم اس واسطے نہین بنا ہی کہ ہر کہ و مہ داخل طلسم ہوکے جو کچھ چاہے چرا لیجاے طرفہ تر یہ کہ ایک مرتبہ کی چوری
پر اکتفا کی نہ کی دوسری مرتبہ پھر جرأت کی اور چاہتا تھا کہ شاپور کو بھی بیرون طلسم لیجاوے اس مرتبہ ہمنے دیکھ لیا اور اُس
بدبخت کو ہلاک کیا اور دختر مظالم شاہ تو ہمارے ہاتھ سے نکل ہی گئی پھر اب سے تین مہینہ تک تو ہم کچھ نہین بولتے
کیونکہ ہمپر گران ہی بعد تین مہینہ کے اگر ہم تیری تمام مملکت کو تباہ و برباد نہ کرین تو ہم شیر جہان آفرین نہین جب اس طرح کا
مضمون اعمال شاہ نے پڑھا خوف سے رنگ زرد ہو گیا شہزادہ نے کہا کیون خیریت ہی اعمال شاہ نے وہ رقعہ
شہزادہ کو دیا شاہزادہ نے اس رقعہ کو از اول تا آخر پڑھ کے کہا پھر کیا تردد کی بات ہی تین مہینہ تک صاحب قصہ اپنی مجبوری

ظاہر کرتا ہو انشاء اللہ تعالے تین مہینہ کی مدت گذرنے کے قبل ہی اگر طلسم کو درہم و برہم نہ کردون تو کچھ نام نہ کیا اور
بدیع الملک اپنا نام نہ رکھون یہ حال یہان ملتوی رکھا جاتا ہی

اب کچھ حال شہرستان قاف کا معرض تسطیر مین آتا ہی۔ تاجداران اقلیم فصاحت و باج گیران مملکت بلاغت
اس داستان غرابت عنوان مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ شہرستان قاف کے قریب ایک شہر ہی نہایت وسیع
و عریض اور نام اُسکا عریان کوہ ہی کیونکہ اُس شہر وسیع الفضا مین بیشتر پہاڑ واقع ہین حاکم و فرمانروا وہان کا ملک
طوفان پریزاد ہی حضرت سلیمان کے زمانہ سے اس وقت تک باپ دادا اعمال شاہ کے ملک طوفان پریزاد کے
باپ دادا کو خراج دیتے رہے ہین چنانچہ اس وقت بھی اعمال شاہ اُسکو خراج دیتا ہی جب ملک طوفان پریزاد حاکم
عریان کوہ کو یہ خبر پہونچی کہ نوفل اور اعمال شاہ مین نہایت درجہ ربط و ضبط بڑھ گیا اور انواع و اقسام کے ان دونون
مین مشورہ ہوتے ہین اسکو بہت ناگوار معلوم ہوا اور اپنے ارکین سلطنت سے اس بارہ مین مشورہ کیا کہ اس
بارہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ای شہریار عالی وقار سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل چو پر شد
نشاید گذشتن بہ پیل ابھی ابتدا ہی اگر کسی کا بندوبست ہو جاے تو آیندہ کے واسطے مفید ہی ورنہ ایک روز
ضرر نتیجہ منظور مین آئیگا آیندہ اختیار بدست مختار ملک طوفان نے کہا ہان مین بھی اسی تردد مین مبتلا ہون آخرکار
بعد گفت و شنید بسیار ملک طوفان نے اعمال شاہ کو اس مضمون کا ایک نامہ لکھا کہ ای اعمال شاہ مدت
دراز سے تم ہمارے تابع فرمان ہو تاہم ہمنے ہمیشہ تمھاری رعایت پر نظر رکھی اور تمھاری حکومت برقرار رکھنے کی غرض
سے تمھارے دشمن سے برسر پرخاش اور تمھاری حمایت کرنے کو بدل مستعد و آمادہ رہے جیسا کہ تم خود بھی بجاے خود
سمجھتے ہوگے نظر برین تمھارا ابھی یہ فرض ہی کہ کوئی مشورہ بغیر ہماری اطلاع اور شرکت کے عمل مین نہ لاؤ آجکل
ہماری سماعت مین گذرا ہی کہ تم نوفل سے کسی طرح کا مشورہ کرتے ہو اور نوفل سے تمھاری ملاقات کو طول
کھینچ گیا اور اس طرح کے مراسم دوستی عمل مین آتے ہین بہتر یہ ہی کہ بمجرد پہونچنے اس تحریر کے اپنے اُس مشورہ سے
اطلاع دو ورنہ منتظر جنگ رہو جب اسطرح کی تحریر اعمال شاہ کی نظر سے گذری نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا
اور نوفل سے کہا تمھاری رائے اس بارہ مین کیا ہی آیا اس تحریر کا جواب دینا چاہیے یا سکوت اختیار کیا جاوے اور اگر
جواب دیا جاوے تو کیا نوفل نے کہا میری رائے اس بارہ مین سکوت کی ہی بالفرض جنگ ہوگی باشد اور ابکی مرتبہ خراج
بھی نہ بھیجا جاوے اعمال شاہ نے بنابر مشورہ کے سکوت اختیار کیا وہان طوفان نے جواب کا انتظار کرکے
سامان جنگ مہیا کیا طرفین مین مقام جنگ تجویز ہوکے روز مقررہ پر صف آرائی ہوئی اور کشت و خون کی نوبت آئی
نتیجہ یہ ہوا کہ اعمال شاہ غالب آیا ملک طوفان نے پسپا ہوکے درخواست کی کہ جسطرح تمھارے یہان سے
ہمکو خراج وصول ہوتا تھا اسی طرح اب ہم تمکو خراج دینگے اعمال شاہ نے قبول کیا لیکن جب خراج دینے کا وقت
آیا ملک طوفان نے سرکشی پر کمر باندھی یعنے سباک دیو و افغان دیو خوار و بلوت آہنی شاخ کے نام نامے
لکھے جنکا مضمون یہ تھا کہ اسوقت ضرورت مین کون ایسا میرا دوست ہی جو میری مدد و حمایت کے واسطے مستعد ہی مین نے
اعمال شاہ سے مجبوری حالت مین خراج گذاری کا وعدہ کیا اور اب وقت خراج ادا کرنے کا آگیا ہی عنقریب
اعمال شاہ مجھسے خراج طلب کریگا جب خراج نہ بھیجونگا لشکر کشی کی نوبت آئیگی اور تمام ملک و مال میرا تباہ و تاراج
ہوگا اس مضمون کے نامے پڑھکے سباک دیو بلوت آہنی شاخ و افغان دیو خوار لشکرہاے جرار لے کر
ملک طوفان کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا شہریار کیا مجال اعمال شاہ کی جو عریان کوہ سے

خراج وصول کر سکے ہم سب جان دینے کو آمادہ ہین پہلی ہی مرتبہ یہ قصہ فیصل ہو گیا ہو نا مگر کیا نہین کہ اُس وقت اطلاع نہوئی
ملک طوفان نے کہا خیر اب سہی چنانچہ اپنے لشکر کو بھی ساز و سامان جنگ سے آراستہ کیا اور عریان کوہ سے کوچ
کیا بعد قطع منازل و طی مراحل چند روز کے بعد نواح شہرستان مین پہونچا یہ خبر اعمال شاہ کو پہونچی کہ طوفان نے
علم بغاوت پر کمر باندھی با لشکر بیکران و فوج گران یہ بھی غنیم کے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا اور تحریرا یہ پیام بھیجا کہ کیا وجہ اس
لشکر کشی کی ہی طوفان نے بھی تحریرا جواب دیا کہ ہمکو خراج دینا نہین منظور ہی اعمال شاہ خاموش ہو رہا شب کو
طوفان نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا شب ہی کو بلوت آہنی شاخ ملک طوفان کے پاس آیا اُس وقت
ملک طوفان اپنے خیمہ مین تنہا بیٹھا تھا پوچھا ای بلوت دلاور اسوقت یہان کہان آئے بلوت نے کہا مین اسوقت
اس بات کی اطلاع کے واسطے آیا ہون کہ کل کے ہنگامہ حرب کی ابتدا مجھسے ہوگی قبل میرے کوئی مستعد جنگ
نہو ملک طوفان نے بلوت کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا برادر اس بارہ مین مجھسے پوچھنے کی کیا
ضرورت ہی صبح کو طرفین مین جب صف آرائی ہو چکی اول جو شخص کہ میدان مین آیا وہ بلوت آہنی شاخ تھا اور مبارز
طلب ہوا ادھر لشکر اعمال شاہ سے نوفل مقابلہ کے واسطے آیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ سے بیار انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران + بلوت آہنی شاخ نے کہا ای نوفل تو ہی اس فساد کا باعث ہوا ہی ابتدا مین بھی
مین نے سنا تھا کہ تو نے اعمال شاہ کو جنگ کا مشورہ دیا تھا دیکھون آج تو میرے ہاتھ سے کس طرح جان
سلامت لے جاتا ہی یہ کہا اور اُس دیو قوی ہیکل نے بجستی تمام نوفل کے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور سیدھا ہاتھ
پر بلند کر لیا اور اُسے اٹھائے ہوئے ملک طوفان کی خدمت مین پہونچا اور کہا شہریار دیکھو مین اس فتنہ پرداز
کو لے آیا اب اختیار ہی چاہو قتل کرو ورنہ قید و بند مین رکھو ملک طوفان نے گرفتاری کا حکم دیا اور بلوت
بار دیگر میدان حرب مین آیا اور دوسرا مقابل طلب کیا اس مرتبہ شہزادہ بدیع الملک نے اعمال شاہ
سے اجازت چاہی اعمال شاہ نے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین خوب جانتا ہون کہ تم ایک جوان جری و دلاور
ہو مگر اس دیو قوی الجثہ سے مقابلہ کرنا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادہ بدیع الملک نے اصرار بلیغ کیا جب
اعمال شاہ مجبور ہو گیا اور کہا اگر یہی منظور ہی تو مجکو کچھ عذر نہین ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ مین ہرگز اس قدر
اصرار نہ کرتا اگر میرا دوست نوفل گرفتار نہو جاتا اگرچہ یہ دیو قوی الجثہ ہی لیکن مین بھی اُسکے مقابلہ سے عاجز نہین ہون
یہ کہا اور میدان حرب و ضرب مین آ کے رد و بدل مین معروف ہوا بلوت نے بقوت تمام وار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ
بھی فن جنگ مین مہارت کامل رکھتا تھا اُس دیو زبردست کے وار کو رد کیا اور ایک ہی ضرب بے پناہ مین اُسکا
کام تمام کیا اعمال شاہ شاہزادہ بدیع الملک اس زور خداداد سے بہت متعجب ہوا اور بآواز بلند کلمات تحسین و
آفرین زبان پر جاری کر کے کہا ای شاہزادہ والا قدر اگرچہ دست ہمین قدر بس ہست اب دوسرے کسی لشکری کو
ہنگامہ حرب گرم کرنے دو اور خود تھوڑی دیر استراحت کرو بار دیگر کسی سے مرد مقابل ہو ا شاہزادہ دلاور نے
مطلق اعتنا نہ کی اور اُسی طرح آمادہ حرب رہا چہ دوسرا دیو قوی شکل آیا اور شاہزادہ بدیع الملک کی صورت
دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای آدمی تو خواہ مخواہ اجل کو اپنا دامنگیر کرتا ہی جا اور کسی دوسرے پہلوان زبردست کو میرے
مقابلہ کے واسطے بھیج شاہزادہ نے مطلق جواب نہ دیا اور پہلے ہی ایک ضرب زبردست مین اُسکو از سر تا پا دو حصہ
کیا اُس روز چالیس نفر دیوان پیل زور دکوہ پیکر دیوان ملک طوفان کے شاہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ
سے یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئے چونکہ آفتاب قریب غروب تھا اور آثار تاریکی شب کے نمایان ہو گئے تھے

طبل بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے ملک طوفان متعجب تھا اور ہر ایک سے کہتا تھا کہ
ہر کس قوم و قبیلہ کا انسان ہے جسنے اس قدر دیوان قوی کو ہلاک کیا اگر یہی حال ہے تو فتح سے ناامید ہو رہنا چاہیے
ہر ایک لشکری ملک طوفان کو امید دلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ای بادشاہ یہ ایک امر اتفاقی تھا ہر روز عید نیست
کہ حلوا خورد کسے ۔ آج نہیں کل اس انسان قوی بازو سے اسکی بیباکی کا عوض لے لینگے چنانچہ دوسرے روز پھر
نقارہ جنگ بجا اور دونوں لشکر میدان میں صف آرا کیے گئے لشکر طوفان شاہ سے افغان دیوخوار میدان میں آیا
اور مرد مقابل طلب کیا ادھر سے بھی ایک نرہ دیو اسکے مقابلے کے واسطے آیا افغان دیوخوار نے کہا ہاں حملہ کر اُسنے
کہا پہلے تو حملہ کر افغان نے پہلے ہی اسکی دونوں شاخوں میں پنجہ ڈال دیا اور بزور بازو سے زبردست اسکو سر سے
بلند کر لیا اُس دیو نے ایک چیخ ماری افغان نے زمین پر مار کے سینہ پر قدم نشست قرار دی اور سر اسکا تن سے
جدا کر کے منھ میں رکھ کے نگل گیا بعدہ بند بند اُس دیو کا جدا کیا اور مع استخوان کھا گیا اور نعرہ مارا کہ منم افغان دیوخوار
برہم کنندۂ فوج جرار ای اعمال شاہ کدھر ہے وہ انسان ضعیف البنیان جسنے کل ملوت آہنی شاخ ایسے دیو
زبردست کو مکر و فریب سے ہلاک کیا سے نوبت او گذشت نوبت ماست ۔ آج آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھوں کیسا
جری و زور آور ہے تو بھی دانت کو بھی حرکت نہ دوں اور مسلم نگل جاؤں اس مرتبہ بھی اعمال شاہ نے منع کیا مگر
شہزادہ بدیع الملک نے مطلق اعتنا نہ کی اور اسپ پری نژاد پہ سوار ہو کے افغان دیوخوار کا مقابل ہو
اور بآواز کہا او خیرہ سر مغرور کیا کلمات زبان پر جاری کرتا تھا لے میں تیرا حریف آپہونچا افغان نے کہا ای انسان زبان
بند کر اور حملہ آور ہو شاہزادہ نے فرمایا تیرا یہ خیال ہے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا نگل لونگا پھر حملہ آوری کی کیا ضرورت ہے
افغان منھ پھیلائے بند دہان شاہزادہ کی طرف جھپٹا جب قریب پہونچا چاہا کہ لپٹ جاوے شاہزادہ نے جگہ خالی
کر کے اور کھینچ تمام پشت کی طرف آکے اس زور سے مکا اسکی پشت پر مارا کہ اوندھے منھ زمین پر آرہا شاہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او بیہودہ گو تو تو مجھے نگل لینے کو کہتا تھا اب خود زمین کا نوالہ ہونے کو چلا افغان بار دیگر سنبھل کے
شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب آکے دار شمشاد کا وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس مرتبہ بھی جگہ خالی کی اور
دار شمشاد اسکی نصف زمین میں غرق ہو گئی افغان دیوخوار دار کھینچنے میں مصروف ہوا اس طرف شاہزادہ نے
وقت فرصت کو غنیمت جانا اور ایک ہی ضرب تیغ آبدار میں اسکو دو پرکالہ کیا پھر دونوں لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا
ہوا ہر ایک ادنی و اعلی کی زبان پر شاہزادہ بدیع الملک کی صفائی دست زبردست کی تعریف تھی ادھر افغان دیوخوار
کا دو پرکالہ ہونا تھا کہ دیو افلاک آہن تن نام ایک دیو کوہ پیکر میدان میں آیا جسکے تمام بدن پر بال تھے اور شاہزادہ
سے زور دست و بازو میں مصروف ہوا پہلے انواع و اقسام کی بست و کشاد رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے اسکو زمین
پر مارا اور اُسکے ایک پاؤں کو اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں سے گرفت میں لا کے
مثل کرباس کے دریدہ کر ڈالا اور ایک حصہ اُٹھا کے جانب دست راست پھینکدیا اور دوسرا حصہ جانب دست چپ
اُسکے بعد دیو سناک جو تمام ملک طوفان میں جان قاف و عفریت ثانی مشہور تھا اور سات سو پچاس گز
کا قد تھا تنا تا باتنا نا ہا بصداے زہرہ شگاف کہتا ہوا میدان میں آیا اور آتے ہی دار شمشاد کا وار شہزادہ بدیع الملک
پر کیا شاہزادہ نے اسکے وار کو رد کر کے ایک ضرب تیغ اس قوت سے اُسکے سر پر لگائی کہ نصف سر اُسکا شگافتہ ہو گیا
وہ دیو بزدل باوجود اس اپنے تن و توش کے تاب اس زخم سر کی نہ لایا اور شاہزادہ کے مقابلہ سے بھاگ کے
لشکر طوفان میں جا چھپا وہاں لشکر میں سب نے اس دیو کو بدحواس اور اُسکے سر سے دریاے خون جاری

دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور ارادہ کیا کہ اس مقام سے بھاگین ملک طوفان فوج کا حال بدرنگ دیکھ کے وسط فوج مین مقام بلند پر استادہ ہوا اور بآواز بلند کہا ای اہل فوج عریان کوہ خبردار بد دل ہونا اگر دیو سیاہ کی غلط گمانی سے تمام عریان کوہ مین جان قاف دعفریت ثانی مشہور تھا مگر آج اُسنے بزدلی اپنی ظاہر کردی کہ تاب زخم سرنہ لاسکا اور حریف ضعیف البنیان کے مقابلہ سے بھاگا مقتضائے جرات و دلاوری یہ ہی کہ اسکی بزدلی کی جانب مطلق اعتنا نہ کی جاوے اور باستقلال تمام اس انسان ضعیف البنیان کو ہر چہار جانب سے گھیر کے اُسکو سر بیا کردیا جاوے ورنہ باشندگان عریان کوہ ہمیشہ کے واسطے بدنام ہو جائینگے کہ ایک انسان مشت استخوان سے تاب مقابلہ نہ لاسکے اس طرح کی تقریر طوفان شاہ کی اس تقریر سے تمام کے دل مین ایک نوع کی جرات پیدا ہو گئی اور گیرو بزن کہتے ہوے آندھی کیطرح دوڑے اور شاہزادہ بدیع الملک کو گھیر لیا شہزادہ نے جو یہ رنگ دیکھا تیغ و سپر کو مستحکم سنبھال کے فوج طوفان شاہ مین در آیا اعمال شاہ نے جو یہ جنگ مغلوبہ دیکھی یہ کہکے کہ غضب ہوا ایسا نہ ہو شاہزادہ دلاور ہلاک ہو جاے بعجلت تمام سرداران فوج کو حکم دیا کہ جلدی شاہزادہ کی مدد کرو ایسا ہو کہ فوج مخالف سے کسی طرح کی اُس دلاور کو گزند پہونچے تا اینکہ یہ فوج بھی حملہ آور ہوئی جسکی تعداد بنا بر تحریر بعض مورخان صداقت بیان سات لاکھ کئی ہزار تھی اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اعمال شاہ کی تحریک سے سات لاکھ دیوان قوی ہیکل کی جمعیت شاہزادہ بدیع الملک کی حمایت کے واسطے پہونچی اور علاوہ اس تعداد کے بکثرت فوج اعمال شاہ کی اس مقام پر آمادہ کارزار تھی القصہ تا غروب آفتاب فوج طرفین مین وہ جنگ مغلوبہ ہوئی اور اس غضب کا کشت و خون ہوا کہ پناہ بذات خدا کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہو گئے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک دریا خون کا بہ رہا ہی ہر طرف صداے بگیر و بزن بلند تھی جب بالکل تاریکی ہو گئی نقارہ بازگشت پر چوب پڑی سب اپنے اپنے مقام قیام پر چلے آئے شاہزادہ بدیع الملک بھی بارگاہ اعمال شاہ مین آکے استراحت گزین ہوا

قریب کو دل اہل صفا مین راہ نہین
حواس خمسے سے بہتر کوئی سپاہ نہین
کھڑے ہین کھولے ہوے اپنے سینو کو عاشق
قد بلند سے کوتاہ مدّ آہ نہین
صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہی
دکھاؤن کسکو وہ رُخ چشم مہر و ماہ نہین

یہ دشت وہ ہی جہان آب زیر کاہ نہین
تو ںکے ناز سے پک پک کے دکھ گئے ہین دل
تمھاری تیغ کے زخمو کی بند راہ نہین
غریب کو مکرین قتل خط وہ پرزے کرین
عمل جو نیک نہین تو ایسی خوابگاہ نہین
فقیرون کے قدم مار رسین ای آتش

بدن سا شہر نہین دل سا بادشاہ نہین
وہ کون ہی کہ خدا سے جو داد خواہ نہین
نہ ہوے گوش زد یار تو تعجب ہی
مرا گناہ ہی قاصد کا کچھ گناہ نہین
چک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
طریق احمد مرسل سی شاہ راہ نہین

تواریخ پیر لسے مرد سخندان • چنین آشکارا اندر ار پنہان • کہ ایک بادشاہ تھا عالی مقام ملک دادبخش نام اسکی ایک دختر تھی نام اُسکا روان بخش تھا حسن و جمال مین یکتا ناز و انداز مین بے ہمتا کثرت صفاے دل تجلی زار سینہ مظہر انور سے

خیال از جلوہ او روح پرور	رہین از نام او لبریز کوثر	بہجر او دلم شد فکرت اندیش	توان گشتن مرید طالع خویش

جس روز یہ ہنگامہ برپا ہوا اسی روز ملک دادبخش مع دختر اعمال شاہ کی ملاقات کو آیا اور بعد صاحب سلامت دو بدو شاہزادہ بدیع الملک کے مقیم ہوا شاہزادہ کی نظر جو روان بخش دختر ملک دادبخش پر پڑی عجب حال ہوا مصرعہ

صبر رخصت ہوا نگاہ کے ساتھ	ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ	دل پر کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرہ سے کر گیا پرواز

ہرچند دل مین کہا ای بدیع الملک اس راہ پر خطر مین قدم رکھنا دیدہ و دانستہ جان سے ہاتھ دھونا ہی مگر اثر نہ ہوا ادھر روان بخش بھی شاہزادہ کو دیکھ کے ہزار جان و دل فریفتہ ہو گئی اور دزدیدہ نگاہون سے شاہزادہ کو دیکھ رہی تھی

کسی کو ان دونون کے راز مخفی سے مطلق اطلاع نہ تھی نیرنگ ساز فلک جب کوئی شعبدہ غریب چاہتا ہی پردہ سے نکالے
پہلے سب کی نظربندی کرتا ہی غفلت کا افسون پھونکتا ہی ؎ قضا دستی ست پنج انگشت دارد + چو خواہد از کسے کارے
برآرد + دو بر چشمش نہد دیگر دو بر گوش + یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش + ملک دادبخش نے جو شاہزادہ کو ایک جوان
وجیہ و خوش رو دیکھا اعمال شاہ سے پوچھا کہ شہریار یہ جوان ذی وقار کون ہی اعمال شاہ نے کہا ای دادبخش تم اس
جوان عالی خاندان والا دودمان کو نہین جانتے بس یہ سمجھو کہ برہم کن صفوف مصاف اور زلزلہ قاف ہے کئی
روز کا زمانہ گذرا کہ میرے یہان مہمان ہی اور ہر روز دیوان کوہ پیکر و عفریتان قوی ہیکل سے ہنگامہ حرب و ضرب گرم
کرتا ہی اور صدہا دیوون کو ہلاک کرتا ہی آجتک ہماری نظر سے قوم انسان مین کوئی صاحب دست زبردست ایسا نہین
گذرا جب اس طرح کے اوصاف دلیری و جوانمردی ملک دادبخش نے اعمال شاہ کی زبان سے سُنے اُسکے بھی دل
مین ایک نوع کی محبت شاہزادۂ بدیع الملک کی پیدا ہوئی فورًا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلام کر کے
شاہزادۂ بدیع الملک سے بغلگیر ہوا شہزادہ بدیع الملک کا قاعدہ تھا کہ تمام روز حرب و ضرب وغیرہ
مین مصروف رہتا تھا ادھر آفتاب قریب غروب ہوا اور تمام کامون کو چھوڑ کے ملکہ ماہ وش کے پاس چلا آتا
اور تمام شب ملکہ کے پاس بسر کرتا تھا آج جو ملکہ روان بخش دختر ملک دادبخش کو دیکھا ایسا از خود رفتہ ہوا کہ پہر
رات سے زیادہ گزر گئی پھر بھی اعمال شاہ کی بارگاہ سے باہر نہ آیا کبھی خود روان بخش کی جانب دیکھ لیتا تھا
اور کبھی روان بخش شاہزادہ کی طرف دیکھ لیتی تھی حتی کہ اعمال شاہ کو خیال آیا کہ اس قدر رات گذر گئی
اور شاہزادہ والا جاہ بیدار ہی ایسا نہ ہو کہ ماندہ و کسلمند ہو جاے یہ خیال کر کے عرض کیا کہ شہریار کچھ معلوم
ہی کہ کسقدر رات آئی ہی اب اپنی خوابگاہ مین تشریف لیجایئے چند ساعت استراحت فرمایئے زیادہ بیدار رہنا انسان کے
واسطے علالت کا سبب ہی اگر نصیب دشمنان زیادہ ماندگی غالب آگئی تو سخت زحمت ہوگی مجھکو صرف تا درستی مزاج
کا خیال ہی بدیع الملک نے کہا نہین صاحب مجھ مین ماندگی کیا راہ پایگی پی در پی ایک ہفتہ تک تمام شب
بیدار رہون تو بھی ماندہ نہین ہو سکتا اعمال شاہ نے کہا اختیار بدست مختار ہی یہ کہا اور بارگاہ سے اُٹھ گیا اعمال
شاہ کے اُٹھنے سے مجلس برہم ہو گئی تمام حاضرین بارگاہ اپنے اپنے مقام پر جا کے سو رہے اب بارگاہ مین صرف
بدیع الملک تنہا رہ گیا محبت بڑی بلا ہی محبوب کے چلے جانے سے دل تہ و بالا ہو گیا مگر چارہ کیا تھا پھر بھی چند ساعت
وہین بیٹھا رہا اور انواع اقسام کے خیال دل مین وسیع کیے کوئی تدبیر اُسوقت ایسی سمجھ مین نہ آئی جس سے دل بیقرار
کو گونہ قرار آتا مجبوری وہان سے اُٹھ کے ملکہ ماہ وش کے پاس آیا مگر خیال محبوبہ جدیدہ دل مین سمایا ہوا تھا
کسی پہلو قرار نہ آیا ہر مرتبہ دل چاہتا تھا کہ چلو اور روان بخش کو تلاش کر کے کسی طرح اُسکے پاس پہونچو اور کبھی
اشعار عاشقانہ موثرانہ لہجہ مین پڑھتا ملکہ ماہ وش نے جو شاہزادۂ بدیع الملک کا آج یہ نیا رنگ دیکھا کہ نہ پہلے
سے سخنان محبت ہین اور نہ التفات و اختلاط بہت متعجب ہوئی چاہا کہ کچھ استفسار حال کرے مگر پھر بسبب شرم دیرینہ کے خاموش
ہو رہی کبھی شاہزادہ کے اُداس بشرہ کی جانب نظر کرتی تھی اور عاشقانہ اشعار کو سُنکے طرح طرح کی باتون کا خیال
آتا تھا رات زیادہ آگئی نیند نے غلبہ کیا سو گئی دستور تھا کہ صبح کو جب شاہزادہ بیدار ہوتا ہاتھ منھ دھونے مین کچھ بھی دن
چڑھ جاتا تھا پہر دن چڑھنے کے بعد دربار اعمال شاہ مین جانے کی نوبت آتی تھی اس مرتبہ صبح سویرے ہنوز ملکہ
ماہ وش خواب سے بیدار نہوئی تھی شاہزادہ بدیع الملک لباس زیب بدن کر کے بعجلت تمام دربار اعمال شاہ مین
آ کے بیٹھ رہا بعدہ اعمال شاہ و ملک دادبخش مع دختر دربار مین آئے دیکھا شہزادہ بدیع الملک دربار مین موجود ہی

سلام باہمی روان بخش نے گوشۂ چشم سے شاہزادہ کو سلام کیا جسے شہزادۂ بدیع الملک کی آتش محبت نے ہوا
کا کام کیا تمام دن تو دربار میں گذرا جب شام ہوئی پھر حسب دستور سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے
بعد شہزادہ بھی ملکہ ماہ نوش لب کے پاس چلا آیا مگر اسیطرح مغموم و محزون کبھی اپنے نصیبون پر اشک گلرنگ
بہاے خارخار الم سے چرخ جفاکار کے شکوے کرنے لگا ؎ منم آن میوہ کز خامی ببستان ہوس ماندم +
ز بس کایام بامن کرد سر و سے نیم رس ماندم + کبھی کہتا تھا زمانہ کا عجب رنگ ہے محبت ایسی شے جسکو سب ہی خوب جانتا ہے
مگر اہل عقل کہتے ہیں کہ اس طرح کی محبت بجاے و واسطے ننگ ہے ؎ این اہل زمانہ درد ناکم کردند

این مسیح عبث عبث بلا کم کردند
از چار طرف غبار دلہا چندان | برخاست کہ زندہ زیر خاکم کردند

اسی غم جانکاہ میں مبتلا رہا ظاہر میں ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا تھا مگر باطن میں خون خشک ہوا جاتا تھا
کبھی آہ کرتا اور کہتا تھا ؎

کاہیدہ ز عشق تو تن و جان ما را | اندر شد نالہ گشت سوہان ما را
دور از گل رعنا ز تو گوئی تن زار | خاریست فتادہ در گریبان ما را

ملکہ مہر نوش شہزادہ کی صورت دیکھتی
ہے اور خاموش ہو رہتی ہے اور بجاے خود کہتی ہے کہ میں پوچھوں تو کیا پوچھوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا امر ہے ادھر کا حال
سنیے کہ جب روان بخش اپنے گھر میں آئی چونکہ محبت یہان بھی دل میں گھر کر چکی تھی بہت گھبرائی زبان حال سے کہتی
تھی ؎ خوش شاد وقتے و خرم روزگارے مدد کہ یارے برخورد از وصل یارے + وبسکہ مشتاق دید محبوب دمساز تھی تاب ضبط نہ
لا سکی ایک گوشۂ تنہائی میں اپنی دایہ کو لیگئی اور آہستہ کہا اے مادر گرامی تمنے مجکو پالا گود میں کھلایا تمہارا مجھپر حق ہے اور
اور تمپر میرا حق ہے اگر کسی کو کسی طرح کا ملال ہوتا ہے اُسکا رفیق ملال کے دفع کرنے میں دل سے کوشش کرتا ہے دایہ نے
کہا قربانت شوم کچھ تو کہو کہ نصیب دشمنان کیا ایسا ملال ہے جس سے تمہارا چہرہ دیکھتی ہوں فق ہے اور خراب حال ہے اگر کسی
نے کچھ کہا ہو اُسکو سزا دلواؤن کسی نے کچھ چھین لیا ہو اُسکی ویسی تدبیر کرون ملکہ روان بخش نے کہا دایہ جان میری یہ بات
امانت سمجھنا خبردار کسی سے نہ کہنا اور تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ؎ انہونی کی ہون کو تاکت ہین
سب کوے + ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہوگی سو ہوے + اور بالفرض تم میری غلطی سمجھتی ہو پھر ؎ ہرچہ بادا باد ما
مرکب بیجا تاختیم + دایہ نے دونون ہاتھ کانون پر رکھے اور کہا جان مادر اتنو جو کچھ کہا کہا لیکن بار دیگر ایسا ذکر میرے
گوش زد نہ کرنا میں کیا جانوں محبت کس جانور کا نام ہے اور الفت کسکو کہتے ہیں وہ عقلمند کیا جو عقل سے کام نہ لے اور
بیہودگی کے درپے ہو جاے بھلا عام لوگوں میں سے کسی کی دختر اس طرح کے کلام زبان پر لاے تو ہو سکتا ہے
ملک داد بخش ایسے بادشاہ عالیجاہ کی دختر اور آدمی زاد پر فریفتگی ظاہر کرو اسکے کیا معنی روان بخش
آبدیدہ ہوئی اور کہا اے مادر گرامی یہ جو کچھ تم نے کہا سچ کہا مگر میں نے کہانیوں میں سنا ہے کہ رسم و راہ محبت میں سب ہی
مجبور ہیں دیدہ و دانستہ کون ایسا ہوگا جو اپنے کو بلا میں مبتلا کریگا ہان اگر اختیاری امر ہو تو محل شکایت ہے میں نے
اپنے پدر عالی مقدار سے یہ نہیں کہا تھا کہ مجکو اقبال شاہ کے دربار میں ہمراہ لے چلو اور نہ انھیں کو یہ معلوم تھا یہ
بخت و اتفاق ہے کہ میں دام محبت میں گرفتار ہو گئی اگر کوئی چارہ کار نظر نہ آیا تو ضرور ہلاکت کا سامنا ہے دایہ کو غصہ
آگیا اور کہا او شوخ دیدہ میں نے کہدیا کہ اس خیال بیہودہ سے درگذر مگر تجکو مطلق خیال نہیں تیری ایسی ہی محبت
میرے دل میں جاگزین ہے کہ تیرے سمجھانے ہی پر اکتفا کرتی ہوں کیا ہو اگر ابھی تیرے باپ سے اطلاع کر دون
اور خبردار تو مجھ سے اس بارہ میں کسی طرح کی امید نہ رکھنا میں تیرے باپ کی قدیم نمک خوار ہوں بڑھاپے میں
ایسی نمک حرامی نہ ہوگی اور بجاے خود سمجھ تو کہ اگر میں اس بارہ میں کسی طرح کی کوشش کرون اور یہ

یہ ممکن نہین کہ یہ راز پوشیدہ رہے پھر میرا اور تیرا کیا حال ہوگا جب ملک داد بخش کو خبر ہو چکی اس نازنین نے دایہ
کے پاؤن پر سر رکھ دیا اور کہا ای مادر مہربان اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ادا ہوا اگر میری زندگی چاہتی ہو اس بارہ مین
کوئی تدبیر نکالو اور یہ جو تم کہتی ہو کہ آدمی پر فریفتہ ہوئی تو اسکا یہ جواب ہے کہ ملکہ آسمان پری جو ہماری بادشاہ
ہے وہ کیون جد بدیع الملک سے راضی ہو گئی جد بدیع الملک کیا آدمی زاد نہ تھا اس طرح کے اصرار سے دایہ
مجبور ہو گئی اور تا دیر سکوت مین سرنگون رہی بعد ازان کہا خیر تیری خاطر مجکو عزیز ہے خاموش ہو رہو یہ ناموس کا معاملہ
ہے دیوار ہم گوش دارد بجاے خود فکر کرونگی اگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین آئیگی تو تجھے کہونگی روان بخش نے
موتیون کا ہار جو پہنے تھی اپنی گردن سے اتار کے دایہ کی گردن مین ڈال دیا اور نہایت منت سے کہا دایہ جان
دوسرے وقت پر موقوف نہ کرو اسی وقت کوئی ایسی تدبیر مجکو بتاؤ جس سے میرے دل کو قرار آوے دایہ نے
نفس سرد بھر کے کہا ای نور نظر افسوس کہ تو میری بھی جان کی درپے ہو گئی خیر سن ایک تدبیر میری سمجھ مین آئی ہے وہ
یہ ہے کہ جس حویلی مین شہزادہ مقیم ہے اسمین درختان گل بکثرت ہین گلچینی کے بہانہ سے وہان جاؤنگی تو بھی
میرے ہمراہ چلنا روان بخش بہت خوش ہوئی غرضکہ تمام رات اضطراب و بیقراری مین گذری صبح
ہوتے ہی روان بخش دایہ کے پاس پہونچی اور آہستہ کہا ای مادر چلنا ہے تو چلو دایہ نے اور بھی چند
پریزادون کو مع روان بخش اپنے ہمراہ لیا اور بدیع الملک کی حویلی کی طرف گلچینی کے بہانہ روانہ ہوئی
یہان شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے پاس بیٹھا ہوا با دلدار مین مصروف تھا یکایک دیکھتا ہے کہ روان بخش
چند پریزادون کے ہمراہ چلی آتی ہے اور آتے ہی گلچینی مین مصروف ہو گئی ملکہ مہر نوش لب کی نظر سے پوشیدہ
ہو کر بار بار روان بخش کی طرف نظر جانے لگی اور روان بخش بھی شاہزادہ کی طرف دیکھتی جاتی تھی اور پھول چنتی جاتی
تھی کبھی چنتے ہوے پھولون کو دانستہ گرا دیتی تھی اور متبسم ہو کے از سر نو پھول چنتی تھی جس سے مفہوم ہوتا تھا
کہ برائے نام پھول چنتی ہے ایک مرتبہ ملکہ مہر نوش لب نے شہزادہ کو دیکھ لیا کہ روان بخش کی طرف
رغبت سے دیکھتا ہے سمجھ گئی کہ اسی پریزاد کی محبت مین شہزادہ مبتلا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دو روز سے میری
جانب ویسا ملتفت نہین جیسا پیشتر تھا اور بالکل مضطرب و بیقرار ہو رہا ہے آخر شہزادہ سے کہا شہریار میرا
دل چاہتا ہے کہ چند روز ان پریزادون سے گرم صحبت ہون اور انکو اپنے یہان مہمان رکھون بشرطیکہ تم کو
ناگوار نہ ہو میرا تمھارا دونون کا گفت و شنید سے دل بہلے گا شہزادہ بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے
شوق سے انکو مہمان رکھو الغرض مہر نوش لب روان بخش کی جانب متوجہ ہوئی اور کہا ای خواہر ہم بھی یہان
مسافرانہ وارد ہین اور شاید تم بھی مسافر ہو اتفاق سے ہمارا تمھارا سامنا ہو گیا ہے اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو تھوڑی
دیر کے واسطے ہمارے پاس بھی چلی آؤ کچھ باتین کرین اور ہم تم دل بہلائین اُدھر روان بخش کی تو مراد دلی
یہی تھی متبسم ہو کے کہا کچھ مضائقہ نہین ہے یہ کہا اور بہزار ناز و انداز ملکہ مہر نوش لب کے پہلو مین شاہزادہ کے
روبرو آنکے بیٹھ گئی ملکہ مہر نوش لب روان بخش سے یہ کہکے کہ بہن تم یہان توقف کرو مین آتی ہون شاہزادہ کو
علحدہ لے آئی اور کہا شہریار مین پیشتر ہی تمھارے انداز سکوت سے سمجھ گئی تھی کہ تم کسی کے فریفتہ معلوم ہوتے ہو مگر
اس خیال سے کہ تمکو ناگوار ہوگا مین نے سکوت کیا اب مجھکو بخوبی دریافت ہو گیا کہ تم خاص اسی پریزاد پر فریفتہ
ہو گئے اور اسی کی مفارقت مین تمھارا حال دگرگون ہے اس واسطے مین نے اسکو اپنے پاس بلایا ہے اب جو کچھ
مین اس پریزاد سے کہون تم برا نہ ماننا شاہزادہ خاموش ہو رہا ملکہ مہر نوش لب اور شہزادہ دونون پھر اپنی جگہ پر

آکے بیٹھے تھا۔ مہر نوش لب نے روان بخش سے کہا اگر اس حویلی مین پھول اس کثرت سے نہ ہوتے تو کیون تم
یہان آتین اور کس طرح ہماری تم سے ملاقات ہوتی روان بخش نے متبسم ہو کے کہا مین پھولون کا تو ایک بہانہ ہی
لیکن اصل بات یہ ہی کہ تمھاری محبت ہمکو یہان کھینچ لائی ملکہ مہر نوش لب روان بخش سے یہ سُنکے خوب ہنسی اور کہا
ہان ہین یہ تم نے سچ کہا مگر تھوڑا اس مین جھوٹ بھی ہی بے شبہہ پھولون کا بہانہ تھا مگر میری محبت تم کو نہین کھینچ لائی ہان
محبت ضرور تم کو کھینچ لائی مین نہین کسی اور کی محبت سہی اے خواہر تم تو تم اگر تم ایسی ہزار پریزادین بھی فریفتہ ہو جاین
اور پاس اپنے آکے تو مین سب کی کنیزی خریدہ کرنے کو موجود ہون اور اس میرے کہنے کو معمولی کہنا نہ سمجھو یہی
بات ہے یقین سمجھو روان بخش نے کہا مین یہ تم کیا کہتی ہو مجکو تم خود اپنی ایک ادنی کنیز سمجھو شہزادہ بدیع الملک کو
مہر نوش لب کے اس طرز کلام سے دل مین بہت خوش ہوا اور ہزار ہزار آفرین کی اور کہا حقیقت امر یہ ہی کہ
گر ہزار در ہزار محبوبان سراپا ناز و انداز و نازنینان دلنواز کا دل دادہ ہونگا اور وہ سب میرے قبضہ و اختیار
مین آجینگی تو سب کی سردار مین تمھین کو سمجھونگا اس بارہ مین قوم اناث سے آدمی زاد ہو یا پریزاد کوئی ایسا نہین جسکو
دوسرے سے رشک و حسد نہین ہوتا مگر تمھارا خیال بالخصوص اس بارہ مین قابل تعریف ہی اب روان بخش کی دعوت
کرنا چاہیے چنانچہ مجلس رقص و سرود آراستہ کی گئی پریزادان رقاصہ و خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کی
عاشقانہ غزلین گائین تین شبانہ روز اسی طرح کا ہنگامہ گرم رہا چوتھے روز روان بخش نے ملکہ مہر نوش لب سے
کہا اے ملکہ اب مجکو رخصت کرو زندہ مین تو پھر آونگی ملکہ مہر نوش نے کہا مین ابھی اور کچھ دن یہان دل بہلاؤ رقص و سرود
کے جلسے سے دل خوش کرو نہین معلوم اب کب بار دیگر ہم سے ملاقات کریگا۔ اتفاق ہو روان بخش نے کہا ہان یہ صحیح
ہی مگر اب زیادہ توقف نہین کر سکتی کیونکہ مین یہان اس ارادہ سے نہین آئی تھی کہ دو چار روز توقف ہو گا تمھاری
خاطر سے اسقدر توقف کا اتفاق ہو گیا ملکہ مہر نوش لب نے مجبوری روان بخش کو رخصت کیا اور کہا اے خواہر روان بخش
تم غیریت نہ سمجھنا جس وقت دل چاہے بلا تکلف چلی آنا اور اس گھر کو اپنا گھر سمجھنا مین تمھاری خوش خلقی اور محبت سے
ہمیشہ آپ کی ممنون ہون روان بخش یہ کہکے کہ واہ یہ تو مجکو کہنا چاہیے تھا رخصت ہوئی اور اپنے مقام پر چلی گئی
پیشتر ذکر ہوا ہی ہنگام مقابلہ طوفان شاہ حاکم عریان کوہ سپاک دیو کوہ پیکر جو تمام عریان کوہ مین جان تھا
اور عفریت ثانی مشہور تھا شاہزادہ بدیع الملک دلاور کے دست زبردست سے شمشیر آبدار کا سر پر زخم کاری
کھا کے لشکر طوفان شاہ مین جا چھپا تھا وہ اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ اُسکا بیٹا مقابل دیو نام آیا اور سپاک دیو
کو سلام کیا اور اُسکا سر زخمی دیکھ کے متعجب ہوا پوچھا یہ کیا ہوا سپاک دیو نے کہا اے فرزند میدان حرب و ضرب
مین جو کچھ ہوتا ہی وہ ہوا مقابل دیو نے پوچھا کہ وہ کون ایسا دیو زبردست تھا جسنے ایسی ضرب شدید پہونچائی سپاک
نے کہا ہان پدر کیا کہون مفصل حال بیان کرنے مین شرم دامنگیر ہوتی ہی مقابل دیو بہت مُصر ہوا اور کہا اے پدر بزرگوار
کچھ تو بیان کرو وہ کون ہی اور اُسکا کیا نام ہی سپاک دیو نے کہا اے فرزند وہ دیو زاد نہین ایک آدم زاد ہی اور اُسکا نام
بدیع الملک ہی یہ سُنکے مقابل دیو بہت برہم ہوا اور کہا آدم زاد کی یہ طاقت نہین ہو سکتی کہ وہ اس طرح زخمی
کرسکے ہان کوئی اور سبب ایسا ہوا جس سے زخم کاری لگا سپاک دیو نے کہا اے فرزند تجکو نہین معلوم کہ وہ آدم زاد
کیسا ہی اور [illegible] زور ہی پیشتر مین بھی اُسکی کچھ وقعت نہ سمجھتا تھا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ آدمی ایسا زبردست
ہی مقابل [illegible] کہا اب مین جاتا ہون پہلے اُس آدم زاد سے عوض لے لون تو پھر یہان آونگا ہر چند سپاک دیو نے
منع کیا کہ [illegible] تنہا چلے جانا مگر اُسنے نہ مانا آدھی رات گذری تھی کہ مقابل دیو وہان سے روانہ ہو کے شہزادہ بدیع الملک کے

محل مین ہوا شہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر نوش لب کے ساتھ خوابگاہ مین بیخبر سو رہا ہی جون ہی اس دیو کی نظر ملکہ
مہر نوش لب پر پڑی ہزار جان اُس نازنین پر فریفتہ ہوگیا سوچا کہ اس نازنین کو نہین رہنے دون اور اس آدمی زاد
کو بیدار کرون نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بہتر یہ ہی کہ پہلے اس نازنین کو یہان سے لے جاؤن پھر اُس
آدم زادے سے سمجھ لون چنانچہ شہزادہ کو عالم خواب مین رکھا اور ملکہ مہر نوش لب کو باہستگی تمام اُٹھائے ہوے
جزیرہ کاشنبم مین لایا جزیرہ کاشنبم مین پہونچکے ملکہ مہر نوش لب خواب سے بیدار ہوئی متعجب ہوکے مقابل دیو کی
صورت دیکھی اور کہا تو کون ہی اور مجکو یہان کون لایا ہی مقابل دیو نے کہا مین مقابل دیو ہون اور اے نازنین مین ہی
تجکو یہان لایا ہون اس سبب سے کہ جس جوان آدم زادے کے ساتھ تو سو رہی تھی اُسنے میرے باپ سباک دیو کو
زخمی کیا ہی اُس سے بدلہ لینے تیرے محل مین گیا تھا جب تجکو دیکھا تیرا دلدادہ ہوگیا حتی کہ ابھی اس جوان سے بدلہ
لینا ملتوی رکھا اور تجکو یہان اُٹھا لایا اب مجکو اجازت دے کہ مین تجھسے اپنی مراد حاصل کرون اور اے نازنین
تو خوب جانتی ہی کہ اس وقت تو ہر طرح سے میرے قبضے مین ہی تیرا انکار عبث ہوگا ملکہ آبدیدہ ہوئی اور کہا او
ظالم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مجکو اُس جوان کے پاس سے یہان لے آیا مین اُس جوان آدم زاد کی مطلوب ہون
کسی غیر کا دست گستاخ ہرگز نہین میری جانب دراز ہو سکتا اگرچہ اسوقت مین تیرے قبضہ مین ہون پھر قبضہ سے
کیا فائدہ کہ جب مجبوری کی حالت مین اپنی ہلاکت کے درپی ہو جاؤنگی ہان اُسوقت تیرا کہنا بجا ہوتا جب اُس شاہزادہ
ذیجاہ یعنے بدیع الملک والا بارگاہ کے مطلوب نہ ہوتی مقابل دیو نے کہا اے نازنین مین تیرا مطلب
سمجھ گیا تیرا یہ خیال ہی کہ جب اُس جوان کا سامنا ہوگا تجھے شرم آئیگی آگاہ ہو کہ مین اُس آدمزادے سے ضرور اپنے
باپ کا عوض لونگا اور ایسا عوض لونگا کہ مدت العمر تیرا اور اُسکا سامنا نہوگا اور اچھا شبہ کیون باقی رہے مین جاتا
ہون اور پہلے اُس جوان آدمزادہی کا کام تمام کیے آتا ہون یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوا اُسطرف کا حال سُنیئے
کہ جب صبح ہوئی حسب دستور وقت مقررہ پر شہزادہ بدیع الملک خواب سے بیدار ہوا پہلو مین نظر کی ملکہ
مہر نوش لب کو نہ پایا ہمہ تن حیرت ہوگیا طرح طرح کے خیال پیدا ہوے کوئی بات قابل یقین سمجھ مین نہ آئی گھبرایا ہوا
اعمال شاہ کی بارگاہ مین آیا اعمال شاہ نے جو شاہزادہ بدیع الملک کو پریشان حال دیکھا اپنی جگہ سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار کیون خیریت تو ہی تم اسقدر بدحواس کیون ہو شاہزادہ اعمال شاہ کو خلوت مین لے گیا
اور حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ ملکہ مہر نوش لب کو کون لے گیا اعمال شاہ بھی غریق بحر
حیرت ہوگیا کہا شب کو کوئی اجنبی تمھارے یہان آیا تھا شہزادہ نے کہا کوئی نہین بعد ازان شہزادہ اور اعمال شاہ خلوت
سے باہر چلے آئے اور تا دیر سکوت مین دونون بیٹھے رہے اور حاضرین دربار شہزادہ اور اعمال شاہ کی سکوت کو
خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے مجال دم زدن نہ تھی شہزادہ نے کہا اے اعمال شاہ اب مین باعلان کہتا ہون سُنو اگر
میری معشوقہ کو خوابگاہ سے کوئی لے گیا ہی بہتر یہ ہی کہ جس طرح لے گیا ہی اسی طرح خود پہونچا دے مین اقرار کرتا ہون کہ
کسی طرح کا تعرض اُس سے نہین کرونگا ورنہ یہ ممکن نہین کہ مین تجسس و تلاش کرون اور وہ نہ ملے اُس وقت اُس
لیجانے والے کو اس ذلت اور فضیحت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی اور صحرائی تک اسکے حال خراب پہ
افسوس کرینگے اس بات کو خوب اچھی جگہ سمجھ لے کہ مین بدیع الملک اپنے نام کا ہون خیر اچھا کیا جو کچھ کیا جوقت شہزادہ
بدیع الملک نے اس طرح کے کلمات غیظ و غضب کے ملک داد بخش و روان بخش بھی وہان موجود تھے روان بخش کو
اس بات کا گمان گذرا کہ شاید شہزادہ بدیع الملک مجکو سنا کے اس طرح کہتا ہی الہ میری طرف اُسکا خیال ہی

کیونکہ مین ملکہ مہر نوش لب کے پاس چلی گئی تھی اور ملکہ مہر نوش نہایت لطف و محبت سے پیش آئی تھی
اُسوقت تو اسی طرح کا خیال کرکے خاموش رہی اور شہزادہ بدیع الملک کی صورت حیرت سے دیکھا کی جب
شہزادہ اپنی بارگاہ مین گیا روان بخش سب کی نظر سے پوشیدہ فوراً شاہزادہ کے پاس آئی اور صورت حال کو
پوچھا شاہزادہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اس بارہ مین مجھہ تن محو حیرت ہون کہ کون ایسا بکار بے ایمان
تھا جسنے میری محبوبہ آرام جان کو مجھسے جدا کیا ابھی تو مین خاموش ہون البتہ سراغ مل جاوے تو اُس بدبخت کو بتادون
اگر میری غفلت مین یہ حرکت نالائق کی تو کیا کی ہان لطف اُسوقت تھا کہ میری بیداری کی حالت مین حملہ کیا ہوتا تو
معلوم ہو جاتا یہ پیشہ محض بزدلون کا ہی روان بخش نے اول بہت افسوس کے کلمات کہے بعد ازان کہا
شہریار اگر تمکو میری جانب کسی طرح کا گمان ہی تو مین جسطرح کہو قسم کھانے کو موجود ہون کہ مجکو مطلق اس واقعہ سے
اطلاع نہین ہی اور نہ مین کسی طرح کی اس مقدمہ مین شریک ہون کیونکہ ہر ایک فعل کی اُسکے ضمن مین مصلحت
ہوتی ہی جس غرض سے وہ کام کیا جاتا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ ہنگام ملاقات خواہر مہر نوش لب جس لطف و خوبی اور
بے تکلفی سے مجھسے پیش آئین اور یہ مجھہ کو یقین ہی کہ میری ملاقات سے خوش ہوئین اور ہرگز میری مفارقت
وہ نہین چاہتی تھین پھر یہ حیرت ہی کہ وہ کون ایسا موذی تھا جس نے اس طرح کی حرکت ناشایستگی شہزادہ
بدیع الملک نے کہا نہین صاحب اس بارہ مین تمھارا کیا دخل ہی اور تم سے اس مقدمہ مین کیا تعلق ہی
اگر تم کو بالفرض لے جانا منظور ہوتا تو مانع کون تھا تمین روز تم ہمارے یہان مقیم رہین ممکن تھا کہ تم بھی ملکہ کو اپنے
یہان لیجاتین پوشیدہ لیجانے کی کیا ضرورت تھی میرا ہرگز تمھاری جانب گمان نہین اور یہ فعل تو قوم اناث کا
کسی طرح عقل مین نہین آتا ہان ہو نہ ہو قوم مذکور ہی سے کوئی حضرت ہونگے خیر کبھی تو ملینگے اس گفت و شنید
مین شاہزادہ بدیع الملک سو رہے وہ تو تھا ہی یکایک بیخبر سوگیا روان بخش شہزادہ کو سوتا دیکھ کے اپنے
یہان چلی آئی اُسوقت شاہزادہ کی بیخبری مین مقابل دیو آیا دیکھا شہزادہ بیخبر سو رہا ہی مقابل نے قریب آکے
شہزادہ کو طوق و زنجیر مین خوب مستحکم جکڑوایا تاکہ اگر شاہزادہ بیدار بھی ہو جائے تو کھل نہ سکے اور اسی طرح
گرفتہ و بستہ ملکہ مہر نوش لب کے پاس لایا اور پوچھا اے ملکہ تم اس جوان کو پہچانتی ہو ملکہ مہر نوش نے کہا ہان
مین اس جوان کو خوب پہچانتی ہون اس جوان کی مین مطلوب ہون محض بیکار تو نے اس جوان کو یہان لاکے
تکلیف دی مقابل دیو نے کہا اے ملکہ پہلے اس جوان کی تو مطلوب تھی اور اب میری مطلوب ہی اب ہرگز
امید نہ رکھو اس جوان کی بار دیگر مطلوب ہوگی تیری خاطر سے مین اس جوان کو یہان لایا ہون اب مین ابھی اس
جوان کو تیرے روبرو ہلاک کرتا ہون بعدہ تجھسے کام دل حاصل کرونگا یہ کہا اور اپنے خنجر کو پتھر پر تیز کرنے لگا
تاکہ شہزادہ کو ہلاک کرے ملکہ مہر نوش لب نے بہزار منت و زاری کہا اے شاہ دیوان مجھہ کو تو اپنی ادنی خادمہ
سمجھو لیکن اس جوان آدمزاد کو ہلاک نہ کر اگر تجھہ کو مال و متاع کی ضرورت ہو اور لینا چاہتا ہی تو مین اقرار کرتی ہون کہ
جو کچھ کہیگا دونگی اسی عرصہ مین یکایک شہزادہ بدیع الملک کی آنکھہ کھل گئی دیکھا کہ ملکہ ایک دیو سے کچھ منت
کرتی ہی اور زار و قطار روتی ہی اُس شہزادہ عالی وقار نے تڑپ کے دست و پا کو ایک جھٹکا جو دیا تمام بند دست و پا
ٹوٹ گئے اور دوڑ کے دست زبردست سے ایک گھونسا مارا کہ مقابل دیو منہ کے بل گر کے پھر نہ اٹھا دو تین
موت کی ہچکیان آئین اور دم نکل گیا یہ دیکھ کے ملکہ کے حواس درست ہوئے کہا شہریار کار سے
گزری اب یہان سے نکل چلنے کی کیا تدبیر کروگے کیونکہ دریا حائل ہی شہزادہ نے کہا توقف کرو اسکی تدبیر

ہو گئی جاتی ہی چنانچہ چند درختوں کو بیخ سے کندہ کیا اور اُنکو باہم کے باندھا اُسپر دونوں طالب و مطلوب بیٹھ کے دریا میں
روانہ ہوئے جس طرف موج دریا بہاتی تھی دونوں چلے جاتے تھے اُنکو تو یوں ہی بہنے دیجیے آپ نے دیکھیے اور دو کلمہ شہزادہ
نوفل کے سماعت کیجیے راوی کہتا ہی کہ جب نوفل کو میدان حرب میں بلوت دیو قوی ہیکل نے گرفتار کر کے طوفان شاہ حاکم
کوہستان کوہ کے پاس بھیجا طوفان شاہ نے نوفل کو وہاں رکھنا مناسب نہ جانا بعجلت تمام گرفتہ کیے ہوئے عریان کوہ
اپنے دار السلطنت میں بھیجا اور قمر رخ نام اپنے فرزند کو رقعہ لکھا کہ نوفل تمہاری حراست میں بھیجا جاتا ہی اسکو ہوشیاری سے
قید رکھنا قمر رخ نے اپنے باپ کی تاکید سے نوفل کی حراست میں نہایت اہتمام کیا اور اپنی بہن ملائم پری نام دختر طوفان
شاہ سے یہ حال کو بیان کیا اور کہا ای خواہر نہیں معلوم کیا وجہ ہی کہ اس قیدی کو اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ قتل کیا یہاں
بھیج دیا ہی اور اُسکی قیدی کی بابت تاکیداً لکھا ہی کہ خبردار رہنا نہیں معلوم کس طرح کا قیدی ہی ملائم پری دختر طوفان نے
کہا برادر میں بھی دیکھوں کہ وہ کس طرح کا قیدی ہی جسکے واسطے اسقدر اہتمام کیا گیا ہی قمر رخ نے کہا میں نے اس قیدی
کو اپنے مکان ہی کے ایک درجہ میں قید کیا ہی جب جا ہو دیکھو حالانکہ ملائم پری نوفل کو دیکھ کے فریفتہ ہو چکی تھی
اسوقت اپنے بھائی کے بیان پر تجاہل کیا مطلب یہ تھا کہ کسی طرح شاہزادہ نوفل کو دیکھوں جب قمر رخ نے اجازت
دیدی کہ جب جا ہو دیکھو پوشیدہ قید میں شاہزادہ نوفل کے پاس جانا شروع کیا اور بجائے خود کہہ لیا کہ جب کبھی
قمر رخ دیکھ لیگا اُس سے کہدونگی کہ تیری اجازت سے ہو حق اس قیدی کو دیکھنے آئی ہوں کچھ عرصہ تو اسی انتظام
میں گذرا کہ ملائم پری شاہزادہ نوفل کے پاس جایا کی آخر نوفل کو قید خانہ سے رہا کر کے اپنے یہاں لے آئی اور
قمر رخ کو مطلق خبر نہ ہوئی جب حسب معمول قمر رخ قید خانہ میں آیا دیکھا نوفل نہیں ہی بہت گھبرایا ہر ایک ملازم سے حال
دریافت کیا سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور کہا خداوند نعمت یہ ممکن نہیں کہ کوئی غیر یہاں آیا ہو اگر آتا بھی تو ہمکو ضرور
اطلاع ہوتی اور نہ ہمنے اُس قیدی ہی کو جنگے دیکھا اندرونی حالات کی ہمکو اطلاع نہیں ہی قمر رخ جا بجا ڈھونڈھتا
تلاش کرتا ملائم پری کے یہاں بھی آیا دیکھا نوفل ملائم پری کے پہلو میں بیٹھا ہوا بے تکلف باتیں کر رہا ہی بس
اس حال کو دیکھ کے از سر تا پا غیظ و غضب میں ہو گیا فوراً تیغ آبدار میان سے کھینچ لی اور چاہتا تھا کہ شہزادہ نوفل کے
اوپر وار کرے شاہزادہ نوفل بعجلت تمام اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ بڑھا کے قمر رخ کی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لی
اور اس طاقت سے اُسکی کمر پر وار کیا کہ دو حصہ ہو گیا ملائم پری گھبرا گئی اور کہا ای شہریار یہ واقعہ ناگوار تو ہوا ہی
مگر اس کا نتیجہ کیا ہو گا بالیقین طوفان شاہ کو خبر پہونچیگی وہ ضرور تمکو ہلاک کریگا اور تم تنہا ہو کیا کر سکوگے خیر اب جو کچھ ہوا
وہ ہوا میرے خیال میں ایک تدبیر آئی ہی تم یہیں توقف کرو میں جاتی ہوں گھبراتا نہیں عنقریب آتی ہوں یہ کہا اور
بعجلت ملا کلام باہر آ کے چار ہزار پریزادوں کو جمع کیا اُن سب سے کہا کہ خبردار میں جو کچھ کہوں اُس پر عمل کرنا ورنہ
سب کو ہلاک کرنے کی کوشش کرونگی اور شہزادہ نوفل کو وہاں لا کے سب سے کہا خبردار تم سب اس ذی الاجاہ
کی اطاعت قبول کرو سب نے کہا ای ملکہ تم ہر طرح ہماری حاکم و فرمان روا ہو جو کچھ حکم ہو اُس کی تعمیل سے ہم سب
انکار نہیں کر سکتے ملائم پری نے شہزادہ نوفل کو تخت پر بٹھایا اور وہاں سے روانہ ہوئے جزیرہ کا بلور میں پہونچ
قیام کیا اب اس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ جب مقابل دیو بسر ساک لے کے شہزادہ بدیع الملک کو بھی
جزیرہ و شبنم میں سے گیا اور صبح کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل ملکہ مہر نوش لب غائب ہو گئی اور آج شہزادہ بدیع الملک
بھی غائب ہو گیا خوابگاہ میں نہیں ہی اقبال شاہ نے بھی یہ خبر سُنی تو حیرت ہو گیا ہر ایک سے کہتا تھا یارو یہ کیا
قیامت ہو کہ دونوں طالب و مطلوب غائب ہو گئے اب بڑی مصیبت کا سامنا ہوا اور بھی ایسا جوان تھا جس سے

سباک اپنے دیو کو ہمراہ لیکر کونجی کرے جنگ یا در کشتی کا مجال نہ تھی اب جو میدان حرب مین سباک دیو آئیگا اور
مقابل طالب ہوگا تو کون اسکے مقابلہ کو جا سکتا ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم سب ہلاک ہونگے اور کوئی چارہ نظر نہ آئیگا نوفل نے
اپنے دوست دلی کو پہلے با تسبت کہو یا اب یہ جوان دلاور بھی غائب ہوگیا مشیران سلطنت سے عرض کیا ای بادشاہ
اسمین شک نہین کہ اُس شہزادہ کی غیبت میں یہ صورت بدپیش آئیگی بہتر یہ ہے کہ رات کو یہانسے کوچ کرنا چاہیے اور قلعہ
حصن آہنی مین جا کے متحصن ہونا چاہیے واضح ہو کہ قلعہ حصن آہنی نام ایک قلعہ ہے جسکو حضرت سلیمان علی نبینا
و علیہ السلام نے شش جلوس کے بنایا ہے اور اس قلعہ کی خاصیت یہ مقرر کی ہے کہ جو کوئی اُس قلعہ مین پناہ لیتا ہے اور
فوج مخالف اُس قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیر لیتی ہے اندرون قلعہ جو ایک میل واقع ہے اُس میل پر ایک شخص جا کے
آگ روشن کرتا ہے پھر روشن ہونے آگ کے قلعہ کے تمام برجوں سے بارش قلعہ منبع کی طرح آگ برسنا شروع
ہو جاتی ہے جس سے بیرونی فوج جل کے خاک سیاہ ہو جاتی ہے چنانچہ اعمال شاہ بنابر مشورۂ مشیران سلطنت
تمام فوج ہمراہ لیکے اُسی قلعہ حصن آہنی مین پناہ گزین ہوا وہان شہزادہ بدیع الملک درختان بستہ پر مع ملکہ
مہر نوش لب سوار سطح آب پر چلا جاتا تھا اور باگ اُس مرکب کی قضا و قدر کے ہاتھ مین تھی رفتہ رفتہ وہ درختان
بستہ ایک جزیرہ کے قریب پہونچے شاہزادہ اور ملکہ اُس جزیرہ کو دور سے دیکھ کے خوش ہوے اور قصد
کیا کہ اگر یہ درختان بستہ کنارہ اس جزیرہ کے پہونچ جاوین تو اسی جزیرہ مین مقیم ہون اُسوقت ہوا بھی کم تھی جس سے
دریا مین اسقدر طغیانی بھی نہ تھی اور وہ درختان بستہ بھی قریب کنارہ کے پہونچ گئے تھے شاہزادہ بدیع الملک
جست کرکے دریا کے کنارہ پہونچا ملکہ مہر نوش لب نے توقف کیا تاکہ بخوبی کنارہ پر پہونچ جاؤن تو مین بھی اترون
دفعتاً ایک جھکڑ چلا اور ساتھی اُس جھکڑ کے ایسا موج آیا کہ ملکہ مہر نوش لب کو دور بہا لے گیا شاہزادہ نے جو ملکہ کو اپنے
سے جدا اُسی طرح سطح آب پر روان دیکھا زار و قطار رونا شروع کیا جبتک ملکہ مہر نوش لب نظر آئی اُسی جگہ ٹھہرا
رہا جب ملکہ نظر سے غائب ہوگئی یہ اشعار پڑھتا ہوا ایک جانب روانہ ہوا ؎

جانم بلب از غم جدائی
در دام تو قید خود رہائی
دارم لغتے لبیت موہوم
از جور ہمی نیے ندارد
آن ہم لغتے سست گرنیا ہی
این نازو ادا و دلربائی
ای راحت جان من کجائی
از زلف تو چون دلم برآید
دست من و چاک گریبان
پاے من و دامن بیابان

حیران و سرگردان چلا جاتا تھا یکایک دور سے قصر بلور نظر آیا اُسکی سفیدی اور تابندگی
سے کمال درجہ حیرت ہوئی بے اختیار دل نے چاہا کہ کسی طرح جلدی اس قصر عجیب مین پہونچون جب قریب پہونچا
دیکھا نہایت عالیشان ایک قصر بلورین ہے اور اندرون قصر سے انواع و اقسام کے باجون کی آواز آرہی ہے شہزادہ
اُس قصر کے اندر پہونچا دیکھا نوفل لالہ پری کے ساتھ ایک عالی شان مجلس آراستہ کئے ہوے بیٹھا ہے جونہی نوفل
کی نظر شہزادہ بدیع الملک پر پڑی بے تحاشا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار عالی وقار آپ یہان کہان آگئے یہان
استراحت فرمائیے شہزادہ بدیع الملک آبدیدہ ہوگیا اور کہا ای نوفل کیا خاک استراحت کرون مین تو طرفہ
مصیبت مین مبتلا ہوگیا نوفل نے کہا شہریار فرمائیے کیا طرفہ مصیبت ہے شہزادہ نے کہا ملکہ مہر نوش لب اس دریا مین
مجھسے جدا ہوگئی اب مدت العمر مجھکو یہ امید نہین ہے کہ ملکہ مجھسے ملیگی نوفل نے مفصل حقیقت پوچھی شہزادہ نے کہا کہ پہلے
اپنے پریزادون سے کہو کہ وہ تجسس و تلاش کرین شاید ملکہ دستیاب ہوجاے نوفل نے بہت مناسب سمجھکے
چند پریزادون کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور لب دریا جاکے ملکہ کا سراغ لگاؤ وہ پریزادین گئین اور بعد چند وجہ
لب دریا وہ واپس آئین کہا کہ شہریار ملکہ کا کہین پتہ نہین ہے ہر چند ہمنے تجسس و تلاش کی کچھ سراغ نہ ملا ناچار واپس آئے

شہزادہ بدیع الملک نے نفس سرد بھر کے کہا خیر جو کچھ خدا کی مرضی ہو نوفل نے پوچھا شہریار اب یہ ارشاد ہو کہ یہاں کس طرح وارد ہونے کا اتفاق ہوا بدیع الملک نے مقدمہ مقابل دیو اور اسکو جزیرہ شبنم میں ہلاک کرنا اور اپنا اور ملکہ مہر نوش لب کا درختان بستہ پہ سوار ہو کے روانہ ہونا اور رنگ کا جدا ہونا مفصل بیان کیا نوفل نے پوچھا کہ اعمال شاہ کا حال آپ کو معلوم ہی کہ وہ کہاں ہی اور ماٰل جنگ وحرب کا کیا نتیجہ ہوا شہزادہ نے کہا برادر آج تین روز کا عرصہ ہوا کہ میں اعمال شاہ کے لشکر سے جدا ہوں اس درمیان کی کچھ مجکو مطلق اطلاع نہیں ہی ہاں اگر تم چاہو تو اعمال شاہ کا حال معلوم ہو سکتا ہی یعنے کسی پریزاد کو بھیجو نوفل نے ایک پریزاد ہوشیار کو قریب بلایا اور کہا جاؤ بہت جلد اعمال شاہ کے حال کی مفصل خبر لاؤ کہ وہ مع لشکر فی الحال کس کیفیت میں ہی وہ پریزاد حسب الحکم نوفل اُسی وقت روانہ ہو گیا

اب کچھ حال اعمال شاہ کا بیان کیا جاتا ہی الغرض اعمال شاہ بمقتضاے وقت وہ بر توع مناسب سمجھ کے قلعہ حصن آہنی میں مقیم ہوا یہ خبر طوفان شاہ کو پہونچی کہ بدیع الملک غائب ہو گیا اور اعمال شاہ نے خائف ہو کے حصن آہنی میں جا کے پناہ لی ہی طوفان شاہ نے ساک دیو کو ہمراہ لیا اور وہاں سے کوچ کر کے زیر حصن آہنی پہونچا اور چہار جانب سے اُس قلعہ کو گھیر لیا ہر چند کوشش کی کہ کسیطرح قلعہ کے اندر داخل ہو جائے مگر اعمال شاہ نے اندرون قلعہ بخوبی بند و بست کر لیا تھا قلعہ میں داخل نہ ہو سکا پھر یورش کا حکم دیا اعمال شاہ نے بجز اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ ایک شخص کو اُسی میل پر بھیجا اُسنے میل پر آگ روشن کی مجرد اس عمل کے بحکمت حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام قلعہ کے تمام برجوں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے بیشتر لشکری طوفان شاہ کے جل کے خاک سیاہ ہو گئے طوفان شاہ اس طرح کی آتش باری سے گھبرا گیا اور فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ کے پاس سے علیحدہ مقیم ہو ورنہ تمام لشکر خاک سیاہ ہو جائیگا یہاں بیرون قلعہ یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر جس پریزاد کو نوفل نے واسطے خبر اعمال شاہ کے بھیجا تھا وہ واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک سے کہا ای شہریار اعمال شاہ حصن آہنی میں قلعہ بند ہی اور ساک دیو نام کی سرکردگی سے بکثرت فوج اُس قلعہ کو گھیرے ہوے ہی یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی جو واپس آ کے حضور کو اطلاع دی شہزادہ بدیع الملک نے نوفل سے مشورہ کیا کہ اس بارہ میں کیا کرنا چاہیے یہ تو ظاہر ہی کہ اعمال شاہ خائف ہو کے قلعہ حصن آہنی میں پناہ گزین ہوا ہی اگر چند روز یہی حال رہا بالیقین مغلوب ہو جائیگا نوفل نے کہا شہریار ابھی آپ خود ہی پریشان ہیں ورنہ ایسی حالت میں اعمال شاہ کی مدد تو ضرور ہی شہزادہ نے کہا نہیں صاحب اگرچہ میں پریشان ہوں مگر جانا ضرور ہی یہ کہا اور تخت رواں پہ سوار ہو کے روانہ ہوا اُدہر جب بیرون قلعہ آتشباری ہونا شروع ہوئی اور ملک طوفان نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ قلعہ سے علیحدہ مقیم ہو تمام فوج قلعہ سے علیحدہ چلی آئی اور وہ رات یہی طرح بسر کی دوسرے روز صبح کو ملک طوفان نے پھر یورش کا حکم دیا ساک دیو عمود گران کو سنبھال کے قلعہ کی جانب متوجہ ہوا یکایک دور سے بگولہ گرد نمایاں ہوا اہل لشکر اُس گرد کی جانب متوجہ ہو کے دیکھنے لگے تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا شہزادہ بدیع الملک علیہ قار اسپ صبا رفتار پر سوار برابر چلا آتا ہی طوفان شاہ شہزادہ کے آنے سے نہایت متعجب ہوا اور ساک دیو سے کہا ای پہلوان نامدار اب ذرا ہوشیار و خبردار رہنا کیونکہ پیشتر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہی ساک دیو نے کہا ای بادشاہ پیشتر اپنی غلطی سے میں زخمی ہوا اب ممکن نہیں ہی کہ یہ آدم زاد میرے ہاتھ سے زندہ بچ جائے یہ گفتگو ہو رہی تھی

کہ شہزادہ بدیع الملک دلاور میدان حرب میں پہونچ گیا اور باواز پکارا کہ او ہوا ی طوفان شاہ میں ہر گز باب تیرا
نہیں ہم زن صفوف کفار آپہونچا کہاں ہی سباک ناپاک اُس روز تو میرے روبرو سے بھاگ گیا اب اگر اسکے حواس
درست ہو گئے ہون تو میرے مقابلہ میں پھر آوے ورنہ اور کوئی کوہ پیکر میرے مقابلہ کو آوے سباک دیو
شہزادہ کی اس تقریر کو سنکے مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے آکے کہا
ای آدم زاد میں تو عرصے سے تیرا مشتاق تھا سے بیار انچہ داری زمردی نشان مکان کیانی وگرز گران +
شاہزادہ نے ایک نعرہ مارا کہ باش او نابکار میں تیرا حریف آپہونچا دیکھون آج تو کس طرح میرے روبرو سے
جان سلامت لیے جاتا ہی سباک دیو نے عمود کا وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب عمود کو سپر پر رد کیا اور کہا ہان
اب دوسرا وار کر سباک دیو نے غصہ میں دوسرا وار اُسی عمود کا کیا شہزادہ نے اس مرتبہ جو اس دیو نے وار
کیا اس طرح جگہ خالی کی کہ سباک مع عمود زمین پر آرہا اور وہ ضرب عمود زمین پر پڑی شاہزادہ نے اُس کو
سنبھلنے کی مہلت دی یہ کہکے کہ سہ زدی ضرب خود ضرب بانوش کن + ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر لگایا کہ دو ٹکڑے
ہو گیا طوفان شاہ نے جو سباک کو دو حصہ دیکھا اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ خبردار یہ آدم زاد زندہ نہ جانے پاے
ہر چہار جانب سے گھیر کے کشتہ کر دو چنانچہ تمام فوج شاہزادہ پر حملہ آور ہوئی شہزادہ نے داد مردی و مردانگی
دی کہ باید و شاید لیتے شمشیر آبدار ہاتھ میں سنبھال کے اُس فوج میں در آیا اور جو زد پر آگیا اسکو دو لخت کر ڈالا حتی کہ
تمام فوج طوفان شاہ کا رخ پھر گیا اور بے تحاشا بھاگی طوفان شاہ کو جب اسکے کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ دیو ہزارہ
ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے پہونچا ادھر اعمال شاہ کو وقتاً فوقتاً اندرون قلعہ خبر پہونچتی تھی جب اُسکو
معلوم ہوا کہ سباک دیو شہزادہ بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا اور تمام فوج طوفان شاہ کی فراری
ہو گئی دروازہ قلعہ کا کھلوا کے باہر آیا اور شہزادہ کی ملازمت حاصل کرکے کہا ای دلاور والا قدر ہم تو مع فوج
اپنی زندگی سے ناامید ہو چکے تھے کیونکہ سباک دیو ہماری ہلاکت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا اور تم
ایسے بہادر یگانہ یہاں تشریف نہ رکھتے تھے مجبوری ہم نے اس قلعہ میں پناہ لی تھی پھر کب تک اس قلعہ میں
محصور رہتے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ای بادشاہ ابھی اطمینان نہیں ہو سکتا ہی تا وقتیکہ یہ نہ معلوم ہو جاے
کہ طوفان شاہ بھاگ کے کہاں گیا ہی ممکن ہی کہ دوسرے وقت وہ یورش کرے اعمال شاہ نے کہا
شہریارا اگر یہ خیال ہی طوفان شاہ کا سراغ لگانا چاہیے شاہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو طوفان شاہ
کی خبر کے واسطے بھیجا وہ دیو روانہ ہوا اور بعد تجسس و تلاش بسیار واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی
خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار حسب الحکم والا مجکو از روے تحقیق یہ دریافت ہوا ہی کہ طوفان شاہ دیو
ہزارہ ہزار دست نام کے پاس مدد کے واسطے گیا ہی اور دیو ہزارہ ہزار دست سمندون ہزار دیو
کا بھائی ہی اعمال شاہ اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت گھبرایا اور شہزادہ سے کہا ای شہریار اگرچہ طوفان شاہ
یہان سے بھاگ گیا ہی لیکن بے شبہہ اب سخت مصیبت کا سامنا ہونے والا ہی اول تو دیو ہزارہ ہزار دست
ایک دیو کوہ پیکر ہی علاوہ برین اُسکے ہزار ہاتھ ہین اُن ہزارون ہاتھ سے حریف کا مقابلہ کرتا ہی شہزادہ بدیع الملک
تا دیر سکوت میں سرنگون رہا بعدہ کہا ای اعمال شاہ کچھ تردد کا محل نہیں ہی اگر اُسکے ہزار ہاتھ ہین فرض کیا
اُسکے لاکھون ہاتھ ہین باشد خداے ما بزرگ ست ہان یہ بات ضرور قابل افسوس ہی کہ ابھی تک تمہارے ملک
سے فتور دور نہیں ہوا اب مصلحت وقت یہ ہی کہ توقف نہ کرو تم بھی طوفان شاہ کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ کر

اعمال شاہ نے کہا ای دلاور تمھارے فرمانے سے مین تعاقب کو قبول کرتا ہون اگر مین تنہا ہوتا تو ہرگز اسطرح کی جرأت نہ کرتا شہزادہ نے فرمایا کچھ خائف نہ ہو سہ بہ بینی کہ تا کردگار جہان * درین آشکارا چہ دارد نہان * غرض بعد اس گفت و شنید کے یہ سب وہان سے کوچ کر کے ہزارہ ہزار دست کی طرف روانہ ہوئے اب کچھ حال ہزارہ ہزار دست دیو کی جنگ و جدل کا ناظرین والا تمکین کے روبرو مسطور ہوتا ہی

کے سینہ سے تیرا تیر جب ای جنگجو نکلا
خدا جانے کہان کا چاند آج ای ماہ رو نکلا
ہو عشرت طلب کرتے تھے تا حق آسمان ہم
رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے روبرو نکلا
خجل اپنے گناہون سے ہون مین یا نمک کی جب
اگر عقاد لین جو کا شانہ وہ ہرگز کبھو نکلا

دہان زخم سے خون ہو کے حرف آرزو نکلا
پھرا گر آسمان شوق مین تجھ بن ہی سرگردان
کہ آخر جب اسے دیکھا فقط خالی سبو نکلا
کہین تجکو نہ پایا گرچہ چھانا اک جہان ڈھونڈا
تو جو آنسو مری آنکھون سے نکلا سرخ رو نکلا
اسے عیار پایا یار سے مجھ ذوق ہم جنگجو

مرا گر تیر استرل گاہ ہوا ایسے کہان طالع
اگر خورشید نکلا تیرا گرم جستجو نکلا
ترے تکتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا
پھر آخر دل ہی مین گیا بغل ہی مین سے تو نکلا
مجھے سب ناخن تیر اور تجھے سر سوزن
جسے پانی دست تینے اپنا جانا وہ عدو نکلا

راویان اخبار رنگین و ناقلان آثار حیرت آگین جل لاجلال بیگ ہمدانی اس داستان مین اسطرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب سباک یک بیک دست زبردست شاہزادہ بدیع الملک سے ہلاک ہو گیا طوفان شاہ سراسیمہ ہو کے ہزارہ ہزار دست کی طرف بھاگا ہزار دست کی سرحد مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ ہزارہ شکار کو گیا ہی طوفان شاہ نے چاہا کہ اثنائے شکار ہی مین ہزارہ سے ملاقات کرون مگر شیرون کے شور سے توقف کیا جب ہزارہ ہزار دست شکار سے فراغ ہو کے اپنے مکان پر پہونچا طوفان شاہ کو دیکھ کے اُسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہا ای بادشاہ آخر کیا ایسی مصیبت تمپر پڑی کہ تم اسطرح بے حال و بدحواس یہان آئے وہ تمھارا جاہ و حشم کیا ہوا راوی کہتا ہی کہ ہزارہ ہزار دست دیو اگرچہ بہت بڑا زبردست اور عجیب الخلقت دیو ہی مگر طوفان شاہ کا تابع فرمان اور خراجگزار ہی یہی وجہ ہی جو ملک طوفان کو اس حال سے دیکھ کے متعجب ہوا اور پاؤن پر گرا القصہ ملک طوفان نے کہا ای ہزارہ ہزار دست کیا پوچھتا ہی کہ کیون سراسیمہ و بدحواس آیا ہون اعمال شاہ جو میرا تابع فرمان تھا اُسکے یہان ایک آدمزاد آیا ہوا ہی اعمال شاہ سے خراج کے واسطے جنگ ہوئی اُس جوان آدمزاد نے ہنگام حرب و ضرب افغان دیو خوار و سباک دیو و بلوت آہنی شاخ ایسے زبردست دیوون کو ہلاک کیا تھے کہ اب میری شکست کی نوبت آئی اگر یہی حال اُس جوان آدمزاد کی حرب و ضرب کا رہا تو کسطرح عریان کوہ مین میری حکومت رہ سکتی ہی مین تیرے پاس اس غرض سے آیا ہون کہ تو مجھ کو مدد دے ہزارہ ہزار دست بہت متعجب ہوا اور کہا ای بادشاہ آدم زاد اور دیو زاد کا مقابلہ کیا نہین معلوم کیا سبب جو سباک ایسا دیو اُس آدمزاد کے ہاتھ سے کشتہ ہو گیا اور مجھ کو مطلق اس ہنگامہ آرائی کی خبر نہ تھی ورنہ مین بغیر تمھاری اطلاع کے ہنگامہ کارزار مین پہونچتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہی خاطر جمع رکھو مین اُس جوان آدم زاد سے سباک وغیرہ کا بدلا لونگا اور تجھ کو سزا دونگا طوفان شاہ نے کہا ای ہزارہ یہ تو کیا کہتا ہی وہ جوان آدم زاد بلاے بے درمان ہی تو نے اُسکی صفائی دست کو دیکھا نہین ہی ورنہ ہرگز تو اسطرح نہ کہتا بھا ہرحال تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ اُس آدمزاد کی کیا وقعت ہی لیکن جب ہنگامۂ رزم گرم ہوتا ہی اُس وقت اُسکی جنگ و حرب سے حواس باختہ ہوتے ہین ہزارہ نے کہا خیر سہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ * مین بھی اُسکو دیکھون تو معلوم ہو ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک ہرکارہ دوان دوان آیا اور بوقت عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ جہان پناہ بدیع الملک اور

اعمال شاہ برابر چلے آتے ہیں اور عنقریب یہاں پہونچتے ہیں ہزارہ ہزار دست نے کہا اعمال شاہ کو میں بھی
جانتا ہون یہ بدیع الملک کون ہو جو آتا ہو طوفان شاہ نے کہا ای ہزارہ میں ابھی اسی بدیع الملک کا
ذکر کرتا تھا جو آدم زاد بلاے روزگار ہو یہ کہا اور تھرتھر مثل بید خوف سے کانپنے لگا ہزارہ متبسم ہوا اور کہا
تعجب ہو تمسا ایک بادشاہ عالیجاہ ایک آدم زاد کے نام سے اسقدر خائف ہوا آتا ہو تو آنے دو وہ آدم زاد کیا
کریگا ای طوفان شاہ جو میں کہتا ہون جا ہو اسکو لکھ لو کہ کل کی میدانداری میں اگر اسی آدمزاد کو مع اعمال
شاہ گرفتہ وبستہ کر کے تمھارے حوالہ نہ کردون تو میں ہزارہ ہزار دست نہیں الغرض اعمال شاہ مع شہزادہ بدیع الملک
اپنا تمام لشکر لیکے ہزارہ ہزار دست کی سرحد میں داخل ہوے اور اپنی فوج کو ہزارہ ہزار دست کی فوج کے
روبرو ٹھیرایا راوی کہتا ہو کہ ہزارہ ہزار دست دیو کے ملازمون میں سے موران دیو نام بھی ایک ملازم تھا کنارہ
دریا کے نہنگ مچھلی کے شکار میں مصروف تھا کہ اسنے ایک نہنگ کلان کا شکار کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اس نہنگ کو
اٹھا لاے یکایک اسکی نظر دریا کی جانب گئی دیکھا دور بہتا چلا آتا ہو موران متحیر ہوا کہ یہ کیا شی ہو نہنگ کو ایکطرف رکھدیا
اور منتظر رہا کہ اس شی کو دیکھون تو چلون جب وہ شی قریب آئی نہنگ نے دیکھا کہ ایک درخت ہو اسپر ایک نازنین بیٹھی ہوئی ہو
اگرچہ دریا کے خوف سے اسکے بشرہ پر اداسی چھائی ہوئی ہو تاہم چہرہ مثل آفتاب درخشان ہو موران دیو دریا میں
اتر گیا اور اس درخت کو کنارہ پر کھینچ لایا اور اس نازنین کو درخت پر سے اتار کے دریا کے کنارہ بٹھایا اور بغور اسکی
صورت دیکھ کے کہا ای نازنین تو کون ہو اور کیا ایسی آفت تجھپر نازل ہوئی جو باین صورت زیبا اس بلا میں مبتلا ہو
یہاں تک پہونچی تیری اس بیکسی پر میرا دل آب ہو گیا وہ نازنین ایسی نحیف و ناتوان تھی کہ ہر چند چاہا ارادہ کیا کچھ جواب
دے مگر آواز نکل سکی البتہ اشک حسرت رخسارۂ گلگون پر جاری ہوگئے موران دیو خاموش ہو رہا اور چند
لمحہ کے بعد پھر کہا ای مہ جبین میں نے تجھ سے تیرا حال پوچھا تو نے کچھ بیان نہ کیا اس نازنین نے نہایت آہستہ سے
کہا ای شاہ دیوان مجھ میں زیادہ طاقت گفتار نہیں ہو جو تمام حال مفصل بیان کرون ہان اسقدر کہہ سکتی ہون کہ میں مظلوم شاہ
کی دختر بد اختر ہون اور شہزادۂ بدیع الملک کی مطلوبہ ہون یہ کہا اور چونکہ بخارات دریا سرایت کر گئے تھے اس
نازنین پر غشی طاری ہوگئی موران دیو ملکہ مہر نوش لب پر ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا اسوقت سوچا کہ اگر میں اسکو
اپنے گھر لیجاؤن یہ خبر پوشیدہ نہیں رہیگی ضرور نشر ہوگی اور ہزارہ ہزار دست کے بھی گوش زد ہوگی وہ شکایت
کریگا اور کہیگا کہ ایسی نازنین سراپا حسن و ناز تجکو دستیاب ہوئی اور تو نے مجکو مطلق خبر نہ کی بلکہ کیا عجب ہو جو وہ میری
ضرر یا ہلاکت کے درپے ہو جائے نظر برین جملہ حالات بہر جہت مناسب یہ ہو کہ اسکو اطلاع دیجاے یہ سوچ کے
ہزارہ کے پاس آیا اور کہا ای شاہ دیوان فی الحال ایک نازنین مجکو دستیاب ہوئی ہو کیا کہون کہ کیسا حسن و
جمال رکھتی ہو میں اسکو دیکھتے ہی اسپر فریفتہ ہو گیا ہزارہ نے کہا کہ میں اس نازنین کے حسن و جمال کو دیکھنا
چاہتا ہون موران دل میں کھٹکا کہ اگر اس نازنین کو دکھا دون شاید یہ بھی اسپر فریفتہ ہو جاے کہا ای شاہ دیوان
وہ نازنین ہرگز نہ آئیگی اور بالفرض میں اسے جبر یہاں لے بھی آؤن پھر تیرا فائدہ کیا ہوگا جبکہ وہ میری محبوبہ ہو
ہزارہ نے غضب کے لہجہ میں کہا خاموش باش جو میں حکم دیتا ہون اسکی تعمیل کر ورنہ سزاے مقتول دیجاوگے موران
مجبور ہوا اور ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ ہزار دست کی خدمت میں حاضر کیا ہزارہ کی نظر پڑنا تھی کہ وہ بھی ملکہ پر فریفتہ
ہو گیا پوچھا تو اس نازنین کو کہان سے لایا موران نے کہا میں ایک روز شکار ماہی و نہنگ کے واسطے گیا تھا
پس دریا سے یہ نازنین مجکو دستیاب ہوئی اب میرا حال یہ ہو کہ ایک لمحہ اسکو نہیں دیکھتا ہون تو بیقرار ہو جاتا ہون

ہزارہ نے کہا واہ یہ نازنین میری فریفتگی کے قابل ہرگز نہین ہی تو اِس سے دست بردار ہو اور مجھ کو دیدے کہ یہ
نازنین میری خدمت مین رہے اور مین اسکی صحبت سے محظوظ ہون موران دیو نے کہا ای شاہ دیوان یہ کس طرح
ہو سکتا ہی کہ مین اِس نازنین پر عاشق ہون اور تجھ کو دیدون علاوہ اِسکے تو ایک بادشاہ ذی اقتدار ہی تجھ کو ایسی
ہزارہا نازنین دستیاب ہو سکتی ہین مجھکو البتہ کوئی نازنین نہین ملسکتی ہزارہ دیو کو غصہ آیا اُسکے روبرو ستر من کا
ایک گرز رکھا تھا اُسکو اُٹھا موران کے سر پر مارا موران نے جگہ خالی کی وہ گرز گردن سر ایک اور دیو کے کلہ پر
پڑا کہ اُسکا کلہ پاش پاش ہو گیا اور موران خائف و لرزان وہان سے بھاگا اور شہزادہ بدیع الملک کے پاس
آکے سلام کیا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہی اور کیون آیا ہی موران نے کہا شہریار تمھاری کوئی معشوقہ مہر نوش لب
نامے بھی شاہزادہ نے فرمایا تو اس نازنین کو کیا جانے موران دیو نے کہا سنو مین نے اُس نازنین کو دریا پار
سے پایا تھا اور تمام حقیقت بیان کی شہزادہ نے پوچھا اب وہ نازنین کہان ہی ہین موران دیو نے کہا اُس نازنین کو
ہزارہ ہزار دست دیو نے مجھ سے چھین لیا ہی اگر ممکن ہو تو تم اُس سے لے لو اور اب مین مسلمان ہو کے تمھاری
خدمت مین رہنا چاہتا ہون شہزادہ نے اُسکی درخواست کو بدل قبول کیا اور ارکان مذہب اسلام تعلیم کیے
اسکی نشست کے واسطے ایک مقام خاص مقرر کیا اب اُس طرف کا حال سُنیے کہ جب ملکہ مہر نوش لب کو ہزارہ
دیو نے موران سے چھین لیا اور موران دیو وہان سے بھاگ کے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آکے
مسلمان ہوا یہ خبر ہزارہ کو پہونچی اُسکو اُسکے مشیرون نے رائے دی کہ یہان عنقریب ہنگامہ برپا ہونے والا
ہی اِس نازنین کو یہان مقیم کرنا کسی طرح مناسب نہین ہی کہین بھیج دینا چاہیے لعل دیو نام ایک دیو زبردست کہ
اُس ملک کے اکابرین کے تھا اُسکی جانب ہزارہ دیو متوجہ ہوا اور کہا ای لعل دیو میری رائے یہ ہی کہ تو اِس
نازنین کو اپنے یہان لے جا کے چھپا رکھ اور ہر طرح سے اِس نازنین کی نگرانی کر تا جب مین شہزادہ بدیع الملک
کے قصے سے فارغ ہونگا اُسوقت اس نازنین کو تجھسے لونگا لعل دیو نے قبول کیا اور ملکہ مہر نوش لب کو
اپنے گھر کی طرف لے چلا اثنائے راہ مین دیکھا دیو قہار فیل سر چلا آتا ہی لعل دیو نے چاہا کہ ملکہ مہر نوش لب
کو اُس سے چھپائے گر دیو قہار فیل سر نے ملکہ کو دیکھ لیا اور لعل دیو کے قریب آکے کہا او خیرہ سر یہ کون نازنین
ہی جسکو تو اس طرح چھپائے لیے جاتا ہی لعل دیو نے کہا تیرا کیا مطلب ہی جو تو پوچھتا ہی مین کسی نازنین کو چھپائے
لیے جاتا ہون دیو قہار نے کہا مجھکو ضرور بتانا ہوگا ورنہ مین آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار تو کیون
متعرض ہوتا ہی یہ نازنین اور کوئی نہین ہی خاص ہزارہ ہزار دست دیو کی معشوقہ ہی بصلاح اس نازنین کو
اپنے یہان لیے جاتا ہو دیو قہار نے کہا ای لعل دیو یہ نازنین ہزارہ کی معشوقہ ہو یا صد ہزارہ دیو کی خیریت اسی مین
ہی کہ تو اُسے میرے حوالہ کر ورنہ تو یہان سے سلامت نہ جائیگا اور مین اس نازنین پر فریفتہ ہو گیا ہون ایک قدم
بھی آگے نہ بڑھنے دونگا لعل دیو نے کہا ای قہار دیو یہ امر مجھسے کسیطرح ممکن نہین کہ ہزارہ دیو کی معشوقہ کو تیرے
حوالہ کردون یہ کہا اور ملکہ مہر نوش لب کو اپنی پس پشت استادہ کر کے قہار دیو کے قریب آکھڑا ہوا اور کہا کس طرح
اس نازنین کو لیگا قہار دیو ملکہ کی طرف جھپٹا لعل دیو نے دوڑ کے اُسکے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا قہار نے کہا ای
لعل دیو کیون تیری قضا دامنگیر ہوئی اسی مین تیری خیریت ہی کہ اس نازنین سے دست بردار ہو لعل دیو نے گرز گران
سر کا وار کرنا چاہا تھا کہ قہار دیو نے دو قدم پسپا ہو کے ایک ایسا وار تیغہ کا اُسپر کیا کہ لعل دیو دو پرکالہ ہو گیا
ہر چند کہ قہار دیو ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد کے واسطے آیا تھا لیکن جب ملکہ مہر نوش لب ایسی نازنین سراپا

حسن وناز اس طرح دستیاب ہوئی ہزارہ ہزار دست دیو کی مدد سے باز آیا اور ملکہ کو لیے ہوے اپنے ملک
کی طرف مراجعت کی یہ خبر ہزارہ ہزار دست دیو کو پہونچی کہ وہ نازنین اس طرح قہار دیو کے قبضہ مین آگئی بہت
غیظ وغضب مین آلودہ ہوا چاہا کہ پہلے قہار دیو سے مقابلہ کرے اور ملکہ کو چھین لے مگر پھر بجائے خود سمجھا کہ یہ قضیہ
بعد کو بھی طے ہو سکتا ہے پہلے بدیع الملک ہی سے مقابلہ کر لینا چاہیے بعد فتح وظفر قہار دیو کے حال کی خبر لیجاوے گی
اور طوفان شاہ سے کہا اے بادشاہ مین جاتا ہون عنقریب اُس آدمی زاد کو گرفتہ وبستہ کرکے لاتا ہون اور
تیرے حوالہ کرتا ہون راوی کہتا ہے کہ ہزارہ ہزار دست دیو جس وقت کہین جاتا ہے ہزار نفر نرہ دیوان جرار انواع
واقسام کے حربون سے آراستہ ہوکے اُسکے ہمراہ چلتے ہین غرض کہ ہزارہ دیو اُنھین ہزار نفر دیوون کو ہمراہ
لیکے اپنے مکان سے روانہ ہوا اور بعد طے مراحل شاہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو مقیم ہوا اور ایک دیو
کو شہزادہ بدیع الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مین تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہون چند لمحہ کے واسطے میرے پاس
جلد آ وہ دیو لشکر مین آیا اور چاہا کہ شہزادہ کے دربار مین داخل ہو درباری مانع ہوے اور کہا تو کون ہے اور کیون آیا
ہے اُس دیو نے کہا مین شاہ دیوان یعنے ہزارہ ہزار دست دیو کا بھیجا ہوا آیا ہون اور ایک پیغام بھی لایا ہون
دربانون نے کہا وہ پیغام کیا ہے اُسنے کہا وہ پیغام تمسے بیان کرنے کا نہین ہے خود تمھارے مالک سے کہونگا دربانون
نے کہا یہین توقف کر اور شہزادہ بدیع الملک کو اطلاع دی شہزادہ نے حکم دیا کہ اُس دیو کو بلاو وہ دیو دربار مین
آیا شہزادہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا شہزادہ نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا
مین ہزارہ ہزار دست دیو شاہ دیوان کا ملازم ہون ہمارے مالک نے پیام دیا ہے کہ تجھکو کچھ کہنا ہے چند
لمحہ کے واسطے یہان آ شہزادہ نے فرمایا ہماری طرف سے اپنے مالک سے کہو ہمارے آنے کی کچھ ضرورت
نہین ہے اگر کچھ کہنا ہے تو خود یہان آ اُس دیو نے نہایت چین بر جبین ہوکے کہا کہ ہمارے مالک کی
یہ وضع نہین ہے کہ ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کے یہان آئے شاہزادہ نے جانب راست ایک ملازم
کی طرف دیکھا اور اس دیو کی طرف اشارہ کرکے کہا بگیر این قرمساق را اُسنے چند قدم بڑھکے اس زور سے
ایک گھونسا اُسکی ناک پر مارا کہ ناک بالکل سطح ہو گئی وہ دیو دونون ہاتھ منھ پر رکھے جانب ہزارہ دیو بھاگا اور
تمام روداد بیان کی ہزارہ اور زیادہ غضب آلودہ ہوا اور اُسی وقت شاہزادہ بدیع الملک کے دربار مین آیا
شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عجیب الخلقت دیو ہے جسکے دونون شانون سے دونون ہاتھ نکلے ہین اور ہر ہاتھ سے ہزار
ہاتھ مثل شاخہاے درخت نکلے ہین پانچ سو سر ہین ہر ایک سر مثل گنبد کے درازی رکھتا ہے جنمین ہزار آنکھین ہین جنسے
خدا کی قدرت نظر آتی ہے ہزارہ ہزار دست نے اعمال شاہ کی طرف دیکھکے کہا اے بادشاہ وہ بدیع الملک نام
کون آدم زاد ہے جسنے سباک ایسے اکثر دیوان زبردست کو ہلاک کیا ہے شاہزادہ بدیع الملک عالی قدر نے
ہزارہ ہزار دست کے اس طرح کے استفسار سے ایک بلند نعرہ مارا اور کہا او نابکار منم بدیع الملک کیا
کہنا چاہتا ہے جلد کہہ ہزارہ ہزار دست نے جب بدیع الملک کی آواز سنی بکمال حیرت وتعجب شہزادہ بدیع الملک
کی صورت دیکھی اور کہا اے آدم زاد اپنے قد وقامت کو دیکھ اور اس اپنے طرز کلام کو دیکھ شہزادہ نے دوسرا
نعرہ مارکے کہا خاموش باش اے مردود ہزارہ بدکارہ طول کلام سے کچھ کام نہین اگر مردی ومردانگی سے بہرہ
رکھتا ہے تو سہ بیار انچہ داری زمرد نشان ہ ہزارہ دیو نے کہا اے جوان تو میری نظر مین کمال درجہ خوبصورت
معلوم ہوتا ہے اور تیری صورت پر مجھکو رحم آتا ہے تجھکو بھی چاہیے کہ اپنے دست وپا سے ضعیف پر رحم کر اور یہان سے

چلا جا مین ہرگز تجھ سے کسی طرح کا تعرض نہ کرونگا اور اعمال شاہ سے باہم ہیبت لیتے شہزادہ سے کہا او بیہودہ گو مجھ کو بہت
افسوس اس بات کا ہے کہ تو میرے یہان آیا ہوا ہے ورنہ مین اسیوقت تجھ سے سمجھ لیتا اور تجھ کو سمجھا دیتا اچھا اب تو مغز خراشی
نہ کر اپنے لشکر مین جا کے نقارۂ جنگ بجانے کا حکم دے انشاء اللہ الرحمن کل میری ضعیفی و شہ زوری کا حال دریافت
ہو جائیگا ہزارہ دیو وہان سے چلا آیا اور حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بجایا جاوے اُدھر نقارۂ جنگ پر چوب پڑی اُدھر
دونون طرف کے لشکرون مین تیاری جنگ شروع ہوگئی تمام شب ہر ایک لشکری اپنے اپنے اسلحہ درست و
آراستہ کرتا رہا تا اینکہ صبح کا ستارہ چمکا سپیدۂ صبح نمایان ہوا تاریکی کا دَور ختم ہوا روشنی کا عمل شروع ہوا دونون طرف
فوجون مین صف آرائی ہوئی ہزارہ دیو نے اپنے ہاتھون مین ہزار پتھر اُٹھاتے اور وسط میدان مین آ کے
پکارا کہ کہان ہے وہ آدم زاد ضعیف البنیاد آوے اور میرا مقابلہ کرے شہزادۂ بدیع الملک نے نوفل کی طرف دیکھا
اور کہا برادر مین بڑھتا ہون تم خبردار ہوشیار رہنا نوفل نے کہا شہریار مجھے زمانے کی کچھ ضرورت نہین ہے البتہ
تمکو بخوبی خبرداری و ہوشیاری چاہیے یہ ہزارہ دیو ایک بلائے بے درمان ہے یہ تو ظاہر ہے کہ دیو اور آدم زاد
کا مقابلہ کیا مزید بران دیو بھی وہ جو ہزار ہاتھ رکھتا ہے شہزادہ نے فرمایا مجھکو اُسکے ہزار ہاتھ کا کچھ خیال نہین ہے — ا
دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ۰ اگر لاکھ ہاتھ ہوتے تو مطلق کسی طرح کا خیال دل مین نہ لاتا تم یہ کام کرو کہ ہزار
نفر دیو اپنے ہمراہ لو اور اُن ہزار نفر مین ہر ایک کے ہاتھ مین ایک کھونٹا اور ایک زنجیر رہے ۰ بہ بین کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان ۰ یہ کہا اور مرکب صبا رفتار پر سوار ہو کے مہمیز جوئی دفعتاً ہزارہ ہزار دست کے روبرو
جا پہونچا ہزارہ دیو نے جو شاہزادہ کو اپنے قریب دیکھا اپنے تمام ہاتھون کے پتھر ایک ہی مرتبہ شاہزادہ کی طرف
پھینک دیے شہزادۂ بدیع الملک نے اس طرح سپر کی آڑ کی کہ وہ سب پتھر خالی گئے اور ہر چہار جانب شاہزادہ
کے پتھرون کا تودہ بن گیا شاہزادہ نے اپنے رہوار کی راہبری کا اُن پتھرون کو مانع دیکھا رہوار سے اس
تودہ سنگ پر کود پڑا اور سانس لیا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ ہزارہ دیو کا بند بند کانپ گیا شہزادہ نے بار دیگر
باآواز سخت کہا کہ او نابکار بد زبان دراز اب تیری وہ یاوہ گوئی کہان گئی اور خائف کیون ہے اپنے حواس درست کر
تا کہ چند لمحہ کے رد و بدل سے کچھ لطف حاصل ہو ہزارہ دیو کے حواس باختہ تھے جواب کیا دیتا اُسی طرح اپنی جگہ پر
قائم رہا مگر خائف و لرزان اُدھر نوفل نے آواز دی کہ ای شہریار یہ موقع توقف کا ہرگز نہین ہے بگیر این قرساق را
شہزادہ بچستی تمام ہزارہ دیو کے قریب آیا اور دونون پاؤن اُسکے گرفت مین لا کے گرد سر چرخ دینا شروع کیا
یہانتک کہ ہزارہ بالکل سست ہو گیا پس اللہ اکبر کہکے بقوت خداداد زمین پر مارا یہ معلوم ہوا کہ زمین پر پہاڑ پھٹ پڑا
شہزادہ ہزارہ دیو کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور باآواز بلند کہا ہان برادر نوفل لاؤ اُن زنجیرون کو وہ ہزار نفر دیو
تو پیشتر ہی سے منتظر وقت تھے سب ایک بار دوڑے اور وہ زنجیرین شاہزادۂ بدیع الملک کو دین شاہزادہ
نے پہلے ایک زنجیر سے اُسکے وہ ہاتھ باندھے جنمین شاخ ہاے درخت کی طرح تمام ہاتھ نکلے ہوے تھے اُسکے
بعد ہر ایک زنجیر سے دو دو ہاتھ ملا کے مستحکم باندھے اسی طرح اُسکے تمام دست و پا کو مضبوط باندھا اور
تمام زنجیرون کے سرے نوفل کے ہاتھ مین دیے اور تمام دیوان حامل زنجیر کو حکم دیا کہ جسوقت ہزارہ دیو
اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کرے سب بالاتفاق اپنے اپنے گرز سے اسکے دست و پا کو نرم کرین اس کام کے
بعد شہزادۂ بدیع الملک بخط مستقیم لشکر طوفان شاہ مین در آیا مع مرزا اعمال شاہ اور ملک داد بخش
بھی اپنی فوجین لیے ہوے شہزادہ کی مدد کے واسطے آ کے ملک طوفان نے پکار کے کہا او بدیع الملک

اگر جنگ و حرب کی خواہش ہے تو ابھی مغلوبہ کا ارادہ نہ کر علحدہ اپنی فوج کے قریب استادہ ہو شہزادہ علحدہ چلا
اور کہا ای طوفان شاہ تیری مرضی کے موافق مین تیری فوج سے علحدہ ہون اب بیان کر کسطرح جنگ چاہتا ہے
ملک طوفان نے کہا ای بدیع الملک اب تو تھک گیا ہے بیکار اپنے دست و پا کو زیادہ تکلیف نہ دے اور
میری اطاعت قبول کر لے مین اقرار کرتا ہون کہ تجھے اور تیری خاطر سے اعمال شاہ سے بھی کسیطرح کا تعرض
نہ کرونگا ای بدیع الملک زمانہ کی نیرنگیان ہر وقت عجیب و غریب پیش نظر ہوتی ہین یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ اب بھی
تو فتحیاب ہو اگرچہ ہزارہ ہزار دست دیو کو تو نے بستہ و گرفتہ کر لیا شاہزادۂ بدیع الملک نے جوابدیا کہ ای
اجل گرفتہ تیری اس طرح کی تقریر بزدلی پر محمول ہے مین ہرگز نہین تھکا ہون ہزارہ ایسے ہزار دیو ہون تو ابھی خدا
کے فضل سے اُن سب کو گرفتہ و بستہ کرنے کو موجود ہون اور تیری کیا حقیقت جو تیری اطاعت قبول کر لون طوفان
نے اپنے ایک لشکری سے اشارہ کیا کہ تو بدیع الملک کے روبرو جا کے گفت و شنید مین مصروف کر اور مین
اُسکے عقب مین جا کے اُسپر وار کرونگا بغیر حیلہ کے یہ جوان ہلاک نہ ہوگا بعض بعض سردارون نے طوفان شاہ
کو منع کیا کہ اس طرح کی جنگ تم ایسے بادشاہون کی عزت و عظمت کے خلاف ہے طوفان شاہ کو اُن سردارون
کے اس کلام سے غیرت آئی اور شہزادۂ بدیع الملک کے قریب آ کے کہا ہان وار کر شاہزادہ نے فرمایا
ہم لوگ جنگ مین سبقت کرنا معیوب جانتے ہین اگر تو جرأت رکھتا ہے تو وار کر ملک طوفان نے جھنجھلا کے تیغ
کو بلند کیا اور بقوت تمام شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے اُس ضرب تیغ کو سپر پر رد کیا مع ہذا ایک ایسی [illegible]
دی کہ طوفان شاہ کی ناک اُڑ گئی اُسنے دوسرا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو بھی رد کیا اور بآواز
بلند کہا خبردار ہوشیار ہو جا ع زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ٭ ملک طوفان
حواس باختہ تو ہو ہی چکا تھا شہزادہ کی صدائے غضبناک سے خائف ہوا چند قدم پسپا ہو گیا شہزادہ نے بڑھ کر
ایک ایسا وار زمین دوز کیا کہ چارون پیر مرکب کے قلم ہو گئے طوفان شاہ پیادہ ہو گیا اور بآواز بلند اپنی فوج
کی طرف متوجہ ہو کے کہا ای بیخبرو کیا دیکھتے ہو جلد دوسرا مرکب لاؤ شاہزادہ دلاور نے کہا کیون گھبراتا ہے جبتک
تیرے واسطے مرکب نہ آئیگا مین تجھپر وار نہین کرونگا تا اینکہ ملازم دوسرا مرکب لائے اور طوفان کو اُسپر سوار کیا
شہزادہ نے فرمایا پھر خبردار ہو جا مین وار کرتا ہون طوفان شاہ نے خود جھپٹ کے شاہزادہ پر وار کیا
شاہزادہ نے اُس وار کو رد کر کے اس صفائی دست سے تلوار کا وار اُسکے سر پر کیا کہ طوفان شاہ مع مرکب
چار پرکالہ ہو گیا لشکر طوفان شاہ مین طوفان شاہ کے ہلاک ہونے سے ایک شور بلند ہوا اور تمام سردارون
فوج نے فوج کو جرأت دلا کے شہزادہ پر دھاوا کیا اور ہر چہار جانب سے گھیر لیا ادھر بھی اعمال شاہ اور
ملک داد بخش کی فوج مسلح و مکمل تھی سب شہزادہ کی حمایت کو پہونچے اور جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی تا دیر بزن
دگیر کی آواز بلند رہی کثرت گرد و غبار سے زمین و آسمان ایک ہو رہا تھا کسی کو یگانہ و بیگانہ کی خبر نہ تھی کوئی ہنگام
گریز مارا گیا کوئی منھ پر چڑھ آیا اور وہین زمین پر گرنے کا دھاکا ہوا بیشتر فوج طوفان شاہ کی گریز کر گئی
اور اکثر لشکری کشتہ ہوئے بقیہ کو شاہزادۂ بدیع الملک دلاور نے گرفتار کر لیا اور علی العموم حکم دیدیا کہ
گرفتاران فوج طوفان شاہ سے جو کوئی مسلمان ہو جائیگا اُس کو قید بند سے رہا کر دیا جاویگا اور جو
مسلمان نہوگا وہ تین روز تک گرفتار رہیگا چوتھے روز جیسا کچھ اُسکے بارہ مین مناسب سمجھا جاویگا عمل
کیا جاویگا چنانچہ تمام گرفتارون نے وحدانیت خدا کا اقرار کیا اور مسلمان ہو کے رہا ہوئے شاہزادہ کو

بدیع الملک نے مظفر و منصور وہان سے مراجعت کی اور بارگاہ اعمال شاہ مین آکے قیام کیا تمام حاضرین دربار نے شہزادہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور کہا ای شہریار عالی وقار یہ حضور ہی کا کام تھا کہ ہزارہ ایسے دیو بلاے بے درمان کو گرفتہ وبستہ کر لیا ورنہ کیا مجال کسی کی تھی کہ اُسکے روبرو ایک لمحہ بھی قیام کر سکتا شاہزادہ نے فرمایا صاحبو میری کیا وقعت ہی جو ایسی جرأت کر سکتا البتہ خداے وحدہ لاشریک کا فضل شامل حال تھا اور بزرگون کی دعا کا اثر تھا اور اعمال شاہ کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای اعمال شاہ الحمد للہ کہ یہ مرحلہ طی ہوا اب قہار دیو کا قصہ باقی ہی اعمال شاہ نے کہا شہریار میرے نزدیک عجلت نہ کرنا چاہیے یعنے چند روز استراحت فرماؤ

بعدہ اختیار ہی جس مرحلہ کو چاہنا	ہو کرنا بزرگون سے سنا ہی ؎	عنان دل بکف صبر دہ کہ ترت باید
کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی	شتاب درخطرے افگند کہ گر صد سال	تو دست و پای نزنی زان خطر برون نائی
مکن شتاب وز آئین حلم رو متاب	کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی	شاہزادہ نے فرمایا ہان یہ سب

سچ ہو مگر فضل خدا شامل حال رہنا چاہیے اور ای اعمال شاہ صبر و سکون کے بھی موقع ہوتے ہین یہ محل صبر و سکون کا نہین ہی جیسا کہ تم بھی بخوبی واقف ہوے آنچہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + انشاء اللہ تعالے کل ہی لشکر کشی قہار رجیل سر دیو پر بھی کی جاویگی اعمال شاہ نے کہا جو کچھ مجکو عرض کرنا تھا وہ عرض کر دیا آئندہ اختیار بدست مختار راوی کہتا ہی کہ اعمال شاہ کے دربار مین اُسوقت ملازمان دیو قہار سے ایک دیو بیٹھا ہوا شہزادہ بدیع الملک کی گفتگو سن رہا تھا اسوقت تو خاموش بیٹھا سُنا کیا جب دربار برخاست ہوا یہ دیو وہان سے بخط مستقیم قہار دیو کے پاس آیا اور اعمال شاہ کے دربار کے تمام حالات بیان کرکے بدیع الملک کا بھی حال بیان کیا اور کہا کہ عنقریب وہ آدمزاد وہان بھی حملہ آور ہوا چاہتا ہی ای قہار اگرچہ وہ آدمزاد ایک مشت استخوان ہی مگر اس واقعہ سے کہ ہزارہ ہزار دست ایسے دیو زبردست کو اُسنے بستہ کر لیا اُسکی مردانگی و زور دکھتے ظاہر ہی ہرگز خاموش اور غافل بیٹھے رہنے کا موقع نہین ہی بہمہ جہت سامان حرب و ضرب سے مکمل و درست ہو رہنا چاہیے دیو قہار اس طرح کی خبر کو سُن کے بہت خائف ہوا اور تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا اُسکا ایک وزیر معروف اختر شمار نامے بھی موجود تھا جب اُسنے قہار کو خاموش دیکھا عرض کی ای شاہ دیوان یہ محل سکوت نہین ہی جو کچھ مشورہ کرنا ہو اُس سے فراغت کرکے مستعد رہنا چاہیے ایسا نہو کہ وقت پر کوئی صورت دگرگون نظر آئے قہار دیو نے کہا ای معروف مین اِسوقت اِس فکر مین مبتلا ہون کہ جو حالات اُس آدمزاد کے ساعت مین گذرے اُس تو یہ ظاہر ہوتا ہی کہ کیسا ہی بند و بست و انتظام کیا جاویگا لیکن نتیجہ بخیر نظر نہین آتا ہزارہ ہزار دست کے مقابلہ مین میری کیا ہستی ہی معروف اختر شمار وزیر نے کہا ای بادشاہ یہ خیال بہت صحیح ہی جسقدر اخبار مجکو پہونچے اُنسے تو یہی ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی ایسا مقابل نہین ہوا کہ جس سے وہ آدمزاد پسپا ہوا ہو قہار دیو نے کہا آخر تو کوئی ایسی راے دیسکتا ہی کہ اُس آدمزاد کے دست زبردست سے محفوظ رہ سکون معروف اختر شمار نے بعد تامل بسیار عرض کی کہ ہان راے تو ہی لیکن ناگوار خاطر نہ ہو تو ظاہر کردن ورنہ بیکار اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو ضرور ہی ہوگا قہار نے کہا مین اجازت دیتا ہون تو بلا تکلف بیان کر معروف اختر شمار وزیر نے کہا وہ راے یہ ہی کہ قبل ہنگامہ آرائی کے باعلان دین اسلام قبول کر لیا جاوے قہار کو غصہ آیا اور باواز بلند کہا ای معروف اور جو کچھ تیری راے ہوتی اُسکو قبول کر لیتا لیکن اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے اسلام قبول کرنا ہرگز گوارا نہین ہی ہان یہ ممکن ہی کہ اُس آدمزاد کی اطاعت بمجبوری اختیار کرون اور یہ بھی ممکن ہی کہ اُس نازنین کو باوجود فرط محبت کے اُسکو حوالہ کردون

معروف وزیر نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ یہ ایک نازنین نہیں ایسی ہزار نازنین اُس آدم زاد کو دیجاویگی اور
اطاعت بھی قبول کریجاویگی مگر مفر کی صورت کسی طرح نظر نہ آئیگی اور اصل امر تو یہ ہے کہ دین وایمان کے بارہ میں آبا
اجداد کا خیال بالکل خلاف ہے ہر وقت حق کا متلاشی رہنا چاہیے میں نے جہانتک دین اسلام کو دریافت کیا اُس سے
یہی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق صحیح یہی ہے اس مرتبہ قہار نے بغیظ وغضب معروف وزیر کی صورت دیکھی مگر اس خیال سے
خاموش ہو رہا کہ ایک واقعہ عظیم درپیش ہے معروف اختر شمار قہار کو غضب آلود دیکھکے قہار کے پاس سے چلا آیا
بعد چلے جانے معروف وزیر کے قہار نے اور اراکین سے مشورہ کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے کسی نے کہا
اے شاہ دیوان بے شبہہ مذہب غیر اختیار کرنا تو نہایت معیوب امر ہے کسی نے کہا بیکار خیال کو منتشر کرنا ہے جب وقت
آئیگا جیسا مناسب ہو گا اُسپر عمل کیا جاویگا آخر ہم جان نثار دم کے تو ہیں نہیں جبتک جان میں جان ہے ممکن کیا جو کوئی اس
سرحد میں قدم رکھ سکے یہ ظاہر ہے کہ وہ آدم زاد بلائے بے درمان ہے جسنے ہزارہ ہزار دست کو گرفتار کر لیا اچھا
جب ہم جنگ وحرب کا ہنگامہ گرم کر کے عاجز ہو جائیں اُسوقت مجبوری اطاعت قبول کر لینگے قہار دیو کے انتشار
کو اس رائے سے بھی سکون نہوا اور ایک ملازم سے کہا جلد معروف اختر شمار وزیر کو بلا لا جب معروف آیا
قہار نے کہا اس امر میں تیری کیا رائے ہے کہ ہنگامہ حرب وضرب گرم کرنے کے بعد اگر کچھ رنگ دگرگون نظر آوے
اُسوقت بہر نوع اُس آدم زاد کی اطاعت قبول کر لیجاوے معروف نے کہا قوم آدم زاد میں یہ مشہور ہے کہ دنیا میں
تین طرح کے آدمی ہیں ایک عقلمند دوسرے بیوقوف تیسرے نہ عقلمند نہ بیوقوف عقلمند وہ ہے جو قبل کسی طرح کی مصیبت
میں مبتلا ہونے کے اپنا بندوبست کرے اور بیوقوف وہ ہے جو نہ قبل کسی طرح کا سبب نجات مہیا کرے اور نہ ہنگام
مصیبت کوئی چارہ جوئی کر سکے اور نہ عقلمند نہ بیوقوف وہ ہے جو قبل از نزول آفت کوئی بندوبست نہ کرے البتہ
ضرورت کے وقت اپنی جان بچا لینے کی تدبیر پیدا کرے پس جب ظاہر اور بخوبی واضح ہے کہ اُس آدمزاد کا مقابلہ کسیطرح ممکن
نہیں اور ہر طرح حرب وضرب میں نقصان ہے تو پھر یہ عقل کا مقتضا کب ہے کہ ہزارہا جانیں تلف کیجاویں اور بیعزتی ہو اور
بھی طرح طرح کا نقصان ہو اُسوقت بہزار ذلت وخواری اطاعت اختیار کیجاوے میری تو پیشتر بھی یہی رائے تھی اور اب بھی
یہی رائے ہے کہ اگر مقابلہ کی قابلیت نہیں ہے تو پیشتر ہی اطاعت قبول کر لیجاوے قہار دیو نے ناچار معروف اختر شمار
وزیر کی رائے کو قبول کیا اور کہا اے معروف اُس نازنین کے بارہ میں تیری کیا رائے ہے اُسکو آدم زاد کے حوالہ
کرنا چاہیے یا سکوت کیا جاوے جسوقت وہ آدم زاد طلب کرے اُس نازنین کو بھیج دیا جاوے معروف وزیر متبسم ہوا
اور کہا اے بادشاہ اس بارہ میں رائے لینے کی کیا ضرورت ہے وہ کون ایسا ہے کہ جسکی محبوبہ کو کوئی دوسرا اپنے قبضہ میں رکھے
اور وہ خوش وراضی رہے اُس نازنین کو ایک محافہ میں سوار کر کے بعزت اُس آدم زاد کے پاس بھیجدینا چاہیے قہار
دیو نے معروف وزیر کی رائے کے موافق ایک محافہ زرنگار وپر تکلف میں ملکہ مہر نوش لب کو سوار کیا اور
ستر ہزار دیوان قوی ہیکل کی جمعیت کو ہمراہ لیکے شاہزادہ بدیع الملک کی طرف روانہ ہوا یہاں بھی خبر داروں نے
شہزادہ کو خبر پہنچائی کہ دیو قہار بجمعیت کثیر اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے شہزادہ نے اعمال شاہ سے کہا میری سمجھ میں
نہیں آتا کہ دیو قہار کس طرح کی اطاعت قبول کرنے کو آتا ہے حالانکہ میری محبوبہ آرام جان ابتک اُسکے قبضہ میں ہے
اعمال شاہ نے ایک دیو کو بھیجا کہ جلد مفصل خبر لا کہ قہار دیو کس ارادہ سے آتا ہے اور اگر واقعی شہزادہ کی اطاعت
قبول کرنے آتا ہے تو ملکہ کو کیوں نہیں بھیجدیا دیو بعجلت تمام دو منزلہ سہ منزلہ راہ طے کرتا ہوا آپہونچا اور جملہ حالات
تفصیلی دریافت کر کے واپس آیا اور شہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں عرض کی کہ شہریارا ملکہ مہر نوش لب بعزت

تمام ایک محافہ پر تکلف مین سوار قمار دیو کے ہمراہ ہزار دراے دلاور دوران قمار دیو ضرور دائرہ اسلام مین بھی داخل ہوگا یہ خبر سنکے بہت خوش ہوا قمار دیو مع جمعیت جب قریب پہونچا شہزادہ نے باہتمام تمام آسکا استقبال کیا اور اپنے دربار مین مناسب معقول جگہ دی اُدھر ملکہ مہر نوش محافہ زرنگار سے اتر کے محل مین داخل ہوئی شہزادہ نے قمار دیو سے کہا ہان ای قمار بیان کر کیا ارادہ ہے قمار نے دست بستہ عرض کی مین ہر نوع مطیع فرمان ہون جو حکم ہو بجا لاؤن شاہزادہ نے اصول دین و غیرہ تلقین کر کے اسکو مسلمان کیا چونکہ شوق دید محبوبہ آرام جان مین بیقرار ہو رہا تھا دربار سے برخاست کر کے محل مین داخل ہوا ادھر ملکہ بھی شہزادہ کی فراق مین از خود رفتہ ہو رہی تھی شہزادہ کو آتا دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی دونون طالب و مطلوب بہ مدت سے غم ہجر مین مبتلا تھے خوب گلے ملے اور شکایت کے دفتر کھلے ہر ایک نے اپنی اپنی مجبوری کا حال بیان کیا بعد ازان شاہزادہ دربار مین پھر آیا قمار دیو کو ہزارہ ہزار دست کی قید و بند کا داروغہ مقرر کیا اعجال قمار نے کہا شہریار باارشاد فرمایئے کیا ارادہ ہے شہزادہ بدیع الملک نے کہا ارادہ یہ ہے کہ اب مین نوفل کو ہمراہ لیکے پردۂ دنیا کی طرف جاتا ہون تمکو چاہیے کہ اپنی مملکت اور رعایا کو بخوبی بند و بست کر کے روان بخش کو محافہ مین سوار کر کے تم اور ملک داد بخش مع قمار چیل سے دیو قید و بند ہزارہ ہزار دست دیو کو اپنی تحویل مین لینا اور پردۂ دنیا مین قریب طلسم شیران کے آتے مجھ سے ملاقات کرنا اور اگر حسب الاتفاق وہان مجھسے ملاقات نہو تو جابلقا مین آنا انھون نے قبول کیا اس فہمایش کے بعد شہزادہ بدیع الملک پردۂ دنیا کی طرف روانہ ہوا اور نوفل مع شیران نوفل کہ یہ سب قوم جنات سے تھے طلسم جہان آفرین کی طرف راہی ہوے

اس داستان حیرت عنوان کو یہان ماتوی رکھا جاتا ہے اور عالی منزلت والا تبار سرکوب اشرار و کفار حامی دین سبحانی تائید یافتہ آسمانی یعنی حمزۂ ثانی کے حال خیریت اشتمال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

چشم جانان اور ہے چشم غزالان اور ہے
ناز غلمان اور ہے انداز جانان اور ہے
جانور اسیر ہے عاشق اسیر عاشق آدمی
سنبلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے
فرق ہے شاہ و گدا مین قول شاعر ہے یہی

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے
ایک یوسف وان تھا بیان حسرت سے کہتا خلق
سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے
نا تراشیدہ ہے یہ اور وہ ہے سانچے مین ڈھلا
شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے

خاک جنت مین ملیگا کیا مردان دل ربا
چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہے
شاخ مرجان اور ہے لخت عقیقان اور ہے
تاجداران اقلیم جادو بیانی و ناظران

مملکت شیرین کلامی اس داستان عجب خیز و قصہ حیرت انگیز کے بیان مین اسطرح گویا ہوے ہین کہ جب شاہزادہ با فوج و لشکر با فتح و نصرت مین رزم و لشکر کفار و صفوف اشرار کے وارد ہوا یکایک فوج کفار و بدکار سے صدائے نقارہ خوشی و خرمی بلند ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے راست و چپ دیکھا اور پوچھا کہ یہ صدائے نقارہ بشارت کیون بلند ہو ہرکارے دوڑے ہنوز وہ واپس نہین آئے تھے کہ عمر ثانی آپہونچے شہزادہ نے استفسار حال کیا عمر ثانی نے عرض کی کہ اے ای مبارک پے شنفتا ہے کہ حاصل ہے کنندہ اختران آسمان از رفعت نیک اختری گیران بدبخت کی نصرت و حمایت کے واسطے دیوانہ آیا ہے گیران بدکردار اسکے آنے سے بہت خوش ہوا ہے اسی سبب سے نقارہ شادمانی بجایا اور ای شہریار وہ مکار و بدکار کیون نہ خوش ہون اس دیوانہ کا قد نصف کوس کا طول رکھتا ہے شہزادہ نے متحیر ہو کے کہا کہ ای عمر یہ دیوانہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے عمر ثانی نے عرض کی اس

دیوانہ کو کیکاؤس بپردۂ ظلمات سے لایا ہے اور یہ وہ دیوانہ ہے جسکے باپ کو شاہ پور شیر دل نے امیر عظم کے
روبرو ہلاک کیا تھا اس خبر کو سنکے شہزادہ خاموش ہو رہا واضح ہو کہ ملک کیکاؤس کا ایک عیار شمیم نام اور
شمیم عیار نسیم کا بیٹا ہے شمیم عیار کسی ضرورت سے سباحل کی طرف جا نکلا وہاں خواجہ عمرو کا سراغ عیاری لیکے
اپنے ڈھب پر کیا اور لشکر اسلام میں داخل ہو کے خیمہ رستم ثانی کے قریب پہونچا پاسبانان خیمہ کو بعیاری
بیہوش کیا اور خیمہ میں داخل ہو کے شہزادہ رستم کو بھی بیہوش کیا اور گلیم عیاری میں لپیٹ کے پشتارہ
اپنی پیٹھ پر رکھا اور وہاں سے روانہ ہوا ابھی لشکر اسلام کے چار سو قدم سے نہیں گذرنے پایا تھا دیکھا سامنے سے
سیارۂ ثانی عیار شہزادہ رستم چلا آتا ہے شمیم عیار نے چاہا کہ سیارہ ثانی عیار کی نظر بچا کے نکل جاؤں
مگر ممکن نہوا کہ سیارہ ثانی قریب آ پہونچا اُسنے جو ایک سیہ پوش کو پشتارہ بر دوش دیکھا باواز بلند کہا اوش
او نابکار اس پشتارہ میں کیا ہے اور کہاں لیے جاتا ہے شمیم سیارہ دیکھ کر ٹھہر گیا اور کہا تو کون ہے جو مجھسے اس پشتارہ کا
حال پوچھتا ہے اس پشتارہ میں کچھ ہے اور میں کہیں لیے جاتا ہوں سیارہ ثانی نے قرینہ سے دریافت کیا کہ ضرور
یہ کوئی عیار ہے کہا جبتک مجھکو حقیقت حال دریافت نہو گی میں ہرگز تجھکو یہاں سے نہ بڑھنے دونگا شمیم نے
وہاں سے بھاگنا چاہا سیارہ ثانی نے حلقہ کمند پھینکا اور اُسکو لپیٹ کر لیا بعدہ اُس پشتارہ کو کھولا دیکھے
شہزادہ رستم ہے ایک تھپڑ شمیم کے کلہ پر مارا اور کہا او گنہگار مجھکو یہ خبر نہ تھی کہ تونے یہ چالاکی کی پھر سیارہ عیار نے
چقماق سے فتیلۂ رفع بیہوشی روشن کیا اور شہزادہ رستم کو ہوش میں لایا رستم نے جو آنکھ کھولی دیکھا سیارہ ثانی
عیار کھڑا ہوا ہے اور میں گلیم عیاری سے باہر لایا گیا ہوں پس سیارہ ثانی عیار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے
سیارہ اس وقت میں کہاں آگیا ہوں اور یہ گلیم عیاری کیسی ہے جسمیں لپٹا ہوا تھا سیارہ عیار نے کہا شہزادہ ذرا
تم ہی غور فرماؤ کہ یہ کیا واقعہ ہے شہزادہ رستم نے کہا میں کیا جانوں مجھکو مطلق خبر نہیں ہے ہاں مجھکو یہ بخوبی یاد ہے کہ
میں اپنے خیمہ میں تھا یکایک اپنے کو یہاں پایا سیارہ عیار نے کہا مجھکو بھی اس حال کی مطلق خبر نہیں ہے میں
طلایہ پھر رہا تھا یکایک دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بر پشت چلا آتا ہے میں نے اُسکو ٹوکا پہلے وہ مجھسے جنگ پر
آمادہ ہوا اور چاہا کہ نکل جاؤں میں نے اُسکو نہ چھوڑا اور کمند سے بستہ کر لیا جب پشتارہ کو کھولا تو آپکو بیہوش
دیکھا فتیلۂ رفع بیہوشی سے آپکو ہوش میں لایا شہزادہ رستم نے کہا اس حقیقت سے تو ظاہر ہے کہ وہ عیار تھا اچھا وہ
کہاں ہے میں بھی دیکھوں سیارہ عیار نے کہا وہ کہیں گیا نہیں ہے یہیں موجود ہے یہ کہا اور شمیم بن نسیم عیار کو اسی طرح
کمند سے بندھا ہوا شاہزادہ رستم کے روبرو حاضر کیا شاہزادہ رستم نے شمیم کو ایک جوان نہایت چست و چالاک
دیکھا اور زیادہ متعجب اس بات سے ہوا کہ شمیم کو کسوت اسے خواجہ عمرو سے آراستہ دیکھا شہزادہ نے پوچھا اے
جوان چالاک و مکار تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کیا وجہ ہے جو تو مجھکو پشتارہ کرکے لیجاتا تھا اور کہاں لیجاتا تھا
اُسنے مطلق جواب نہ دیا اسی طرح نظر نیچی کیے خاموش رہا شاہزادہ رستم نے سیارہ سے پوچھا کہ یہ کیوں
نہیں جواب دیتا سیارہ شمیم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تو جواب کیوں نہیں دیتا بیان کر تو کون ہے جب شمیم عیار نے
پھر بھی کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے شمیم کا کان کھینچ لیا اور کہا اگر تو اب بھی جواب نہ دیگا تو اور طرح سے تجھسے
پوچھونگا شمیم نے چین بر جبین ہو کے کہا تو کیا پوچھتا ہے سن لے میرا نام شمیم ہے اور ملک کیکاؤس کا
عیار ہوں میرے باپ کا صاحب طبع سلیم حضرت نسیم نام تھا یہ سنکے رستم کو تاب ضبط نہ رہی بیچارہ
ہنس دیا اور سیارہ سے کہا صاحب طبع سلیم کے صاحبزادے ایسی شوخی دکھائی دیتے اور شمیم سے کہا

اور واقعی یہ ہے کہ میں اسی وقت ہر نوع تجھے قتل کرتا مگر تو نے اپنے باپ کا نام ایسی جرأت و شفقت کے ساتھ لیا کہ مجھکو
ہنسی آگئی فلہذا اسکا عوض یہ ہے کہ اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو میں تجھسے کچھ تعرض نہ کروں شمیم نے کہا
واہ یہ تو خوب کہا کہ دین اسلام قبول کرلو کچھ اور فرمایش کی ہوتی تو میں قبول بھی کرلیتا یہ میرے استاد نے نہیں
پڑھایا ہے کہ جب کسیوقت میں مجبور ہو جاؤ تو اپنا مذہب بدل دینا۔ تو مجھسے نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا سیارہ نے
کہا پھر کیا یہ منظور ہے کہ اسیوقت ہلاک کیا جاوے شمیم نے کہا بھلا کسیکو بھی اپنا ہلاک کرنا منظور ہوا ہے یا مجھی کو ہوگا
شہزادہ رستم نے پوچھا یہ تو نے کچھ نہ بیان کیا کہ میرے بیہوش کرکے لیجانے میں کیا امر مد نظر تھا شمیم نے کہا یہ میں
کچھ نہیں جانتا تھا سیارہ نے کہا شہریار یہ مردک اسیطرح مزخرف بکیگا بیکار اس سے بات کرکے سخن پریشانی کرتا ہے جو کچھ
اسکے بارہ میں منظور ہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہی مناسب ہے کہ اسکا کام تمام کیا جاویگا مگر پھر پوچھ لو کہ دین اسلام
قبول کرنے میں اسے کیا عذر ہے سیارہ نے شمشیر آبدار میان سے کھینچی اور بلند کرکے کہا قول حق کیا کہتا ہے شمیم نے
پھر کچھ جواب نہ دیا سیارہ نے ایک ہی ضرب شمشیر میں شمیم کا کام تمام کیا شہزادہ رستم ثانی نے سیارہ نامی
عیار کی طرف دیکھا اور کہا کچھ معلوم ہے کہ یہ جو اسکے تن مردہ پر آراستہ ہے یہ کسکی کسوت ہے سیارہ نے کہا ہاں
ای والا گہر میں خوب اس کسوت کو پہچانتا ہوں یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہے شہزادہ نے کہا دیر کیوں کرتے ہو
اسکے تن سے علیحدہ کرلو اور خود پہنو یہ اس کسوت کا مالک نہیں ہو سکتا سیارہ نے اس تمام سامان عیاری کو
اسکے جسم سے علیحدہ کرلیا اور اپنے تن پر اس کسوت کو آراستہ کرکے بجا لا ادب تسلیم عرض کی اور متبسم ہوکے
کہا تیرے مرحمت و عنایت حق بحق دار رسید مگر یہ تو ارشاد ہو کہ کسوت خواجہ عمرو میرے ہی پاس رہیگی یا کام
لیکا دیگی رستم ثانی نے کہا اے سیارہ وہ کون ہے جو اس کسوت کو تجھسے لیگا اور کیا وجہ کسی کے لینے کی کیا تو
جو الایا ہی ہز دربار ولی ہے سیارہ نے کہا مجکو اگر خیال ہے تو چالاک بن عمرو کا خیال ہے کہ چالاک جسوقت دیکھیگا ضرور
کچھ کہیگا رستم ثانی نے کہا اگرچہ چالاک کچھ کہیگا تو اسکا جواب پائیگا آج تو نہیں البتہ کل انشاء اللہ بارگاہ سلیمانی میں
چلینگے اور ظل سبحانی جناب حمزہ ثانی کی خدمت والا منزلت میں شمیم کا سر پیش کرینگے تو تم بھی اسی کسوت سے آراستہ
ہوکر میرے ہمراہ چلنا وہاں جسکو جو کچھ کہنا ہوگا کہیگا سیارہ عیار نے وہ رات تو اسی خیال میں بسر کی صبح روز دیگر
کہ جہان پر نور بایافت از سرچشمہ خورشید نور گرچہ دن چڑھے شاہزادہ رستم عازم بارگاہ ہوا سیارہ سے
کہا تو بھی تیار ہو چنانچہ سیارہ عیار اسی کسوت سے آراستہ سر شمیم لیے ہوئے ہمراہ ہوا رستم ثانی داخل بارگاہ
سلیمانی ہوا دیکھا تمام دربار رؤسا سے عظام و امراے کرام سے مملو ہے سب اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دنگلون
کرسیوں پر راست و چپ کمال جاہ و حشم سے بیٹھے ہیں اور حاکم مملکت حکمرانی و شیدنات جہانبانی یعنی جناب
حمزہ ثانی بکمال استغنا مقام صدر میں جلوہ افروز ہیں سیارہ عیار نہایت چستی اور چالاکی سے سر شمیم کا لیے قریب
حمزہ ثانی کے گیا اور سر پیش کش کیا حمزہ ثانی نے بغور اس سر کو دیکھا پوچھا یہ کسکا سر ہے سیارہ تو سر کو
پیش کرکے خاموش ہو رہا مگر شاہزادہ رستم نے کہا شہریار یہ سر ایک عیار کا ہے جس نے شب کو مجھے بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کے خیمہ سے اٹھا لے گیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ سیارہ عیار راہ میں مل گیا کہ اُسنے مجھکو
اُس ظالم کے دست ظلم سے رہا کیا اور اسکو قتل کیا ورنہ میں اسکے ہاتھ سے ہرگز زندہ نہ بچتا حمزہ ثانی نے
پوچھا صاحب سر کا نام کیا ہے شاہزادہ رستم نے کہا اسکا نام شمیم ہے اور اے شہریار جب اسکو سیارہ نے گرفتار
کیا ہے اور اُس سے اسکا نام پوچھا ہے تو اُسنے اپنا نام بتا کے اپنے باپ کا نام کمال جرأت سے لیا یعنی کہا میرا نام شمیم ہے

اور تیرے باپ کا نام مصاحب جلیل سیام حضرت نسیم تھا یہ سنکے حمزۂ ثانی بھی متبسم ہوئے راوی کہتا ہے کہ چالاک
بن عمرو بھی بارگاہ میں موجود تھا اُس نے سیارۂ ثانی کو از سرتا پا کسوت ہائے خواجہ سے آراستہ دیکھا ہمہ تن
غیظ و غضب ہو گیا کبھی اُس کسوت کو دیکھا کبھی تیز نظر سے سیارۂ ثانی کی صورت دیکھی اور سرخ ہو گیا بعض حاضرین
بارگاہ کی بھی نظر چالاک بن عمرو کی طرف پڑی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اُدھر
پھر چالاک کی طرف دیکھا آخر الامر تاب ضبط نہ رہی بلا تکلف پکار کے کہا ای سیارۂ ثانی ذرا میری طرف بھی
متوجہ ہو سیارہ نے مڑ کے چالاک کی صورت دیکھی اور خاموش ہو رہا چالاک نے بار دیگر کہا ای سیارہ
میں تجھ سے کہتا ہوں سیارہ نے کہا کچھ کہو کیا کہتا ہے میں متوجہ ہوں چالاک نے کہا جو تو کسوت ہائے عیاری
پہنے ہے کسکی ملک ہے ستارۂ ثانی نے کہا کسی کے ملک کا ہو مگر اب تو اس کسوت کا مالک میں ہوں القبض دلیل الملک
جس چیز پر جس شخص کا قبضہ ہوتا ہے وہی اُسکا مالک سمجھا جاتا ہے چالاک نے کہا یہ کسوت خواجہ عمرو کی ہے اسکا مالک میں
ہو سکتا ہوں سیارہ نے کہا یہ کوئی بات نہیں ہے کہ خواجہ عمرو کی کسوت ہے اسواسطے تو ہی مالک ہو سکتا ہے اور بالفرض
تو ہی مالک ہو سکتا ہے پھر کیوں نہ مالک ہوا چونکہ اس کسوت کو میرے زیب تن ہونا مقرر تھا اسکا یہ سامان ہوا کہ شمیم
عیار اس کسوت کو لایا میں نے شمیم بن نسیم کو ہلاک کیا اور کسوت کو اپنے زیب تن کیا اُس طرف رستم ثانی
اس گفتگو کو سن رہا تھا اور گوشۂ چشم سے چالاک کو دیکھ رہا تھا جب چالاک نے یہ کہا کہ ای سیارہ ہر حالت میں
اس کسوت کا مالک میں ہی ہو سکتا ہوں رستم ثانی سے ضبط نہو سکا ڈانٹ کے کہا باش دزد کیا بکتا ہے کیا غوغا
مچا رکھا ہے تو نہیں جانتا کہ اس قسم کی چیزوں کا مالک وہی ہو سکتا ہے جو جرأت و دلاوری سے بہرہ رکھتا ہے جب
میرے عیار بیٹے نے جوانمردی سے اس کسوت کو حاصل کیا تو پھر کیا اعتراض کا محل ہے چالاک نے غضب آلود
نگاہ سے رستم ثانی کو دیکھا اور کہا کیوں بیکار کچھ سننا چاہتے ہو ابھی ساری حقیقت بیان کر دوں تو معلوم ہو جائے
رستم ثانی نے کہا کیا حقیقت بیان کریگا بیان کر میں ضرور سننا چاہتا ہوں چالاک نے کہا اگر سننا چاہتے ہو تو سنو تم کیوں اس
بارہ میں دخل دیتے ہو یہ تمہی دونوں کا مقدمہ ہے کہ تمہارے باپ نے تمام عمر تو سلطان کشتی کی جب صاحبقران
لہراسف کی طرف روانہ ہوئے اُنھوں نے یہ عیاری کی کہ شہریار جہان شاہزادہ نور الدہر کے ہمچشمی پر کمر باندھی
اس بارہ میں تمہارے دخل دینے سے میں ہرگز باز نہ آؤنگا یہ کسوت میرا مال ہے میں اسکو ضرور لونگا میں کسی سے
طالب نہ ہونگا سیارہ کی کیا وقعت ہے کہ مجھکو کسوت نہ دے اور ای رستم ثانی یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تمھارا کوئی
حق نہیں ہے کہ سیارہ کی طرف سے کچھ کہو رستم ثانی نے کہا واہ یہ خوب کہا کہ میرے کہنے کا حق نہیں ہے ای خیرہ سر مجھکو
خوب معلوم ہے کہ عنقریب تو اپنی کو خاک و خون میں آلودہ دیکھے گا اور اس کا انجام عیان است چہ حاجت بہ بیان اگر کسوت
خواجہ کی لینا چاہیگا تو معلوم ہو جائیگا قران وہاں موجود تھا اُس نے جو رنگ دگرگوں دیکھا رستم ثانی کے قریب آیا
اور کہا ای رستم دلاور چالاک سچ کہتا ہے کہ یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تم اس بارہ میں دخل نہ دو دونوں عیار باہم سمجھ
لینگے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیراق عیاری کے بارہ میں جو کچھ خواجہ عمر نے کہا ہے اُس سے تمکو اطلاع نہیں ہے آگاہ ہو ای رستم
ثانی خواجہ عمر نے کہا ہے کہ اس پیراق عیاری کا وہی مالک ہو سکتا ہے جو بلاشور کو ہلاک کرے اب بتاؤ کہ اس شرط کے مطابق
سیارۂ ثانی کیا دعوے رکھتا ہے یہ کہا اور سیارۂ ثانی کے پاس آ کے کہا ای یار سیارۂ ثانی جو کچھ میں کہوں اُسپر عمل کرو
یعنی خواجہ عمر کی پیراق عیاری کو اُتار دو رستم ثانی نے کہا ای قران ذرا میری طرف متوجہ ہو قران نے
کہا ارشاد فرماؤ رستم ثانی نے کہا جو گفتگو اسوقت کر رہا ہے اگر خصوصیت سے نہایت بعید ہے تو ہمارے ساتھ

رکھتا ہی یہ عجیب بات ہی جو ہمارے روبرو ستیارہ ثانی سے کہتا ہی کہ یراق خواجہ عمرو کو اُتار ڈالو قران نے کہا ای
رستم ثانی یہ تمھارا خیال بہت صحیح ہی کہ تمسے زیادہ خصوصیت رکھتا ہون اسکا مقتضا یہ تھا کہ مین تمھاری طرفداری
کرتا لیکن یہ بھی بجاے خود سمجھے رہو کہ مین اس خصوصیت کے اعتبار سے کبھی راستی کو ہاتھ سے نہ دونگا صریحًا
خواجہ عمرو کا قول مجھے یاد ہی پھر کیونکر کہون کہ ای ستیارہ تم یراق عیاری نہ دو بعد اس گفت و شنید کے قران
ستیارہ کے قریب آیا اور کہا ای ستیارہ ثانی اب دیر نہ کر ستیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم نے
سکوت کیا ستیارہ نے تمام یراق عیاری اُتار کے اور قران کے حوالہ کیے قران نے اُس تمام سامان عیاری
کو لیکے خزانہ مین امانت رکھا اور اس قصہ کو اس طرح پاک کیا اب اس طرف کا حال سُنیے کہ جب عروج دیوانہ لشکر
گبران مین وارد ہوا اور نقارہ شادمانی بج چکا گبرون نے کہا ای عروج تجھکو یہ خوب معلوم ہی کہ خداپرستون کے لشکر
نے تیرے باپ کو ہلاک کیا ہی اب وہ وقت آگیا ہی کہ تو خداپرستون سے اُس شدت کا عوض لے عروج دیوانہ نے
کہا پھر کس طرح خداپرستون سے عوض لیا جاوے گبرون نے کہا اس سے بہتر کوئی عوض نہین ہی کہ شب کے وقت خداپرستون
کے لشکر پہ پتھر برسا ہو جب اُنکے تشدد کا خیال آتا ہی کیا کہین کیسا قلق ہوتا ہی عروج دیوانہ نے قبول کیا اور تاریکی
شب مین لشکر کفار سے باہر آیا ایک پہاڑ کی جانب چلا اور بلندی کوہ پر پہونچ کے بہت بھاری ایک پتھر پہاڑ سے
توڑا اور ہاتھ مین سنبھالا عمرو ثانی اسوقت وہان موجود تھا پستی تمام بلا شور کی صورت سے مشابہ ہوکے عروج
دیوانہ کے روبرو آیا جو زنگ کہ اسکی گردن مین آویزان تھا اسکی زنجیر کو حرکت دی جس سے زنگ بجا دیوانہ نے
کہا کون ہی جو مجھسے کچھ کہنا چاہتا ہی یہ کہا اور ہاتھ بڑھایا عمرو ثانی بصورت بلا شور تو قریب موجود ہی تھا دیوانہ کے
ہاتھ مین آگیا دیوانہ نے عمرو ثانی کو اپنے کان مین رکھ لیا عمرو ثانی نے اُس کے کان مین باطمینان تمام قیام کیا اور
کہا ای عروج کیکاؤس اور لاہوت استفسار فرماتے مین کہ کس طرف کا قصد ہی عروج دیوانہ نے کہا پوچھنے کی
کیا ضرورت ہی خداپرستون کے لشکر کی طرف جاتا ہون عمرو ثانی نے کہا کیکاؤس و لاہوت کہتے مین اس طرف
خداپرستون کا لشکر نہین ہی بلکہ پشت کی جانب ہی راوی کہتا ہی کہ دیوانہ کی پشت کی جانب لشکر گبران تھا عروج کو کیا
خبر تھی کہ مجھکو بہکایا چاہتا ہی آہستے جانب پشت کے پھیرا اور وہ سنگ گران بقوت تمام لاہوت کے لشکر پر مارا
جس سے پچاس ہزار سوار پر اُٹھا ہو گئے عروج دیوانہ پھر پہاڑ کی طرف چلا تاکہ دوسرا پتھر لاوے عمرو ثانی وہان حمزہ کی
خدمت مین پہونچا اور دست بستہ عرض کی ای خسرو مہر سپہر بندہ پرور روزگار فرخ و فرخندہ باد اگرچہ یہ ذرہ بیمقدار آپکے
کسی لائق نہین سمجھتا ہی لیکن جب پرتو خورشید نے سایہ دولت ارزانی فرمایا ہی تو کیا عجب ہی جو کوئی کام مجھ حقیر سے انجام پذیر
ہو جاے حضور کے اقبال سے خادم داعیہ کرتا ہی کہ قبل کسیطرح کے آسیب پہنچنے کے سنگ وجود مخالف کو راہ سے اُٹھا کے پھینکدیگا
اور چمن حکومت و کامرانی کو خار آزار سے آپکے پاک کرنگا سگ کیست روباہ نازورمند کہ شیر ژیان را رساند گزند ذرا حضور
تکلیف کرین اور چلکے تماشاے عجیب ملاحظہ فرمائین حمزہ ثانی مع ہمراہیان جانباز سوار ہوا اور ایک بلند مقام پر استادہ ہو
حقیقت حال کا معائنہ کرنے لگا یعنی دیکھا کہ عروج دیوانہ نے پہاڑ سے ایک سنگ گران توڑا اور لشکر کفار پر مارا جس سے ہزارہا لشکری
فوج کفار کے پیوند زمین ہو گئے راوی کہتا ہی کہ اس شب کو سات آٹھ پتھر عروج دیوانہ نے پہاڑ سے لا کے فوج کفار پر مارے
جس سے چوتھائی لشکر مردہ ہو گیا اور تمام لشکر کفار مین صداے واویلا بلند ہوئی اور سب پکار پکار کے
کہتے تھے کہ ای عروج یہ کیا قیامت ہی کہ اپنے ہی لشکر کا خاتمہ کیے دیتا ہی یہ ہماری مدد و حمایت کو آیا ہی یا ہم سبکو خاک سیاہ
کرنے آیا ہی حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی قہقہے مار رہے تھے اور کہتے تھے یہ عجب طرح کی عیاری عمرو ثانی سے ظہور مین

آئی ہی کیون نہین عقل کو باری تعالے نے ایسا ہی مرتبہ عنایت فرمایا ہی قطعہ
تو ان کمند تصرف بر آسمان افگند　　اگر نہ دیدۂ دل بر کشاید از ہمت
بہ پیشکاری عقل شریف و راسے درست
نظر بسوے معانی نمی توان افگند

اور عقل بھی عمر و ثانی ایسے عیار کامل الفن کی دوسرے روز دن کو عروج دیوانہ بارگاہ گبران مین آیا اور تھا تمام اہل دربار نے دیوانہ کی صورت دیکھ کے دلمین ہزار ہزار نفرین کی حتی کہ بلاشور بھی دربار مین وارد ہوا دیکھا عروج دیوانہ بیٹھا ہوا ہی بلاشور نے کہا ای عروج تو واقعی دیوانہ ہی ارے کمبخت تو نے ہماری تمام فوج کو زخمی کیا اور جو تھا حصہ فوج کا قریب بالکل پیوند خاک ہو گیا یعنی تو نے جو پتھر پھینکا ہمارے ہی فوج کیطرف پھینکا لشکر اسلام کو مطلق گزند نہ پہونچی حالانکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تمام مسلمانون کو سنگسار کر دونگا عروج دیوانہ کو غصہ آگیا کہا کمبخت تو وزیر اباب پہلا پتھر جب مین نے پہاڑ سے توڑا اور پھینکنے چلا اسوقت خود تو نے پیغام دیا کہ اس طرف فوج اسلام نہین ہی بلکہ پس پشت ہی اور اب مجھسے شکایت کرتا ہی اس صورت مین اگر تیری فوج ہلاک ہوئی تو میری پاپوش سے تو خود اس ہلاکت کا باعث ہوا بلاشور نے کہا مین نے ہرگز تجھکو پیغام نہین دیا نہین معلوم تجھکو کسنے بہکایا بختگان نے پیغام کے لفظ کو سن کے کان کھڑے کیے اور لاہوت کی طرف دیکھ کے کہا ای خداوندزادے یہ پیغام کا کیا ذکر ہی اسنے کہا مین کیا جانون عروج جو کچھ کہتا ہی وہی مین نے بھی سنا ہان مجھ کو بھی معلوم ہی کہ ہماری طرف سے کوئی پیغام لیکے نہین گیا بختگان نے کہا ہان یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ یہان سے کسی نے پیغام نہین دیا مگر تیری سمجھ مین کچھ آتا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی لاہوت نے کہا میری سمجھ مین کچھ نہین آیا بختگان نے کہا خداوندزادہ یہ پیغام کا کام عیاران لشکر اسلام کا ہی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ جب عروج دیوانہ پتھر لیکے لشکر اسلام کی طرف پھینکنے چلا لشکر اسلام سے کوئی عیار آیا اور اسنے عروج دیوانہ کو بہکایا کہ اس طرف نہین پس پشت لشکر اسلام ہی پس اسنے ہماری طرف پتھر پھینکنا شروع کر دیے لاہوت نے کہا بیشک یہی کارروائی ہوئی ہی پھر اب کیا کیا جاوے بختگان نے کہا اب یہ کیا جاوے کہ نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے تاکہ دیوانہ میدان مین جاکے خداپرستون سے کارزار کرکے شب کے بہکانے کا عوض لے چنانچہ یہ سب کفار اس کارسازی مین معروف ہوے

شاپور کا طلسم سے نجات پانا اور مروج دین سبحانی یعنی حمزۂ ثانی کی خدمت والا منزلت مین پہونچنا اور جنگ وحرب کفار بدکردار کا حال بیان کیا جاتا ہی

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو روشن چراغ
پرتو مہتاب سے بن جائے مین روزن چراغ
دل ہمارا مردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی
آتش افروزی سے ہونے کا نہین مدفن چراغ
دھیان آجاتا ہے جو مضمون چراغ کشتہ کا
لعل لب کو مین نے جانا مال پر روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ
رات ہو جاے تو دکھلاے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین

سنبلستان ہو شبستان یار کا گلشن چراغ
روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
داغ سینہ کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
صبح تک جلتی ہی ہون سے ہمارے بات سد
واسطے تشبیہ کے ہو وین گل سوسن چراغ
ان کو بیداری مین ہی ہی خیال اے دوست
موم کر سکتا نہین پتھر کا دل آہن چراغ
دوستداری بجھنے سے آشنا ہو وے اگر
غم نہین رسکا نہ ہون اپنے سر مرقد چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا تا ہمین کیون لگن
تیرے صدقے کا ادہن سے لائیگا دین چراغ
یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ
کنج زر رنگ طلائی سے کیا منہ یار کا
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
اپنی چربی سے جلا　　راہ مین دشمن چراغ
جوہریان بازار معانی و صیرفیان عیار

علمندانی نقد سخن کو اس رنگ سے رائج کرتے ہین کہ جب شاپور کو مشعر جادو طلسم سے باہر لایا اور خود جادو داں سیر

جہان آفرین کے ہاتھ سے ہلاک ہوا محمور جادو شیر جہان آفرین کا وزیر تھا شاپور کے پاس پہونچا اور کہا کہ ای
جوان خبردار جانب دست راست جانے کا قصد نہ کرنا ورنہ بار دیگر طلسم مین گرفتار ہو جاوے گا البتہ دست چپ جسقدر
بھاگا جائے بھاگ شاپور نے حیرت سے محمور وزیر کو دیکھا اور کہا تو کون ہی جو اس حالت اضطراب مین میری
حمایت کرتا ہی محمور نے کہا مین کوئی ہون مگر اسوقت مین تیری دوستی کی راہ سے ہدایت کرتا ہون اگر میری ہدایت
کے موافق عمل کریگا طلسم سے نجات پائیگا ورنہ خیر پھر طلسم مین گرفتار ہو جائیگا ع آنکس کہ سخن ناے عزیزان نہ
کند گوش ٭ بالسیار بجای سرانگشت ندامت ٭ اورای جوان بس اب دیر نکر بھاگ اور اگرچہ تو تھک بھی جاے مگر
ہمت کو نہ ہارنا ع در ہر کارے پردلی بباید نخست ٭ تا بدزدل شکستہ تدبیر درست ٭ شاپور نے پھر نام پوچھا محمور
وزیر نے کہا کہ مین شیر جہان آفرین کا وزیر ہون اور میرا نام محمور ہی شاپور نے مذہب کے بارہ مین سوال کیا
اسنے کہا مین مسلمان ہون شاپور نے محمور وزیر کو ہزارون دعائین دین اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اثناے
راہ مین انواع و اقسام کے واقعہ روبکار ہوے سب کو طی کرتا ہوا چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچا اور حمزہ ثانی
شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای شاپور اسقدر عرصے تو کہان تھا شاپور نے کہا ای شہریار اس زمانہ مین مین
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین تھا اسکے بعد از اول تا آخر تمام سرگذشت بیان کی حمزہ ثانی نے شاہزادہ
کی بہت تعریف کی اور کہا خداوند عالم اسکی عمر مین برکت عطا فرماے ای شاپور بس یہ سمجھ لو کہ لشکر اسلام کی رونق ہی
تو شہزادہ بدیع الملک کے دم سے شاپور نے کہا لاریب فیدو والا قدر ایک شجاع زمانہ و دلیر یگانہ ہی یہ خبر نور الدہر
اور بدیع الزمان کو بھی پہونچی سب نے آکے استفسار حال کیا شاپور نے ہر ایک کے روبرو حال بیان کیا سب
خوش ہوے حمزہ ثانی نے کہا ای شاپور جس دیوانہ کو تجھے ہلاک کیا تھا اسی کے بیٹے کو فلک کیکاوس
لایا ہی اسکا قد بھی مثل اپنے باپ کے بہت طویل ہی شاپور نے کہا کیا تردد کی بات ہی بادشاہ کے اقبال سے وہ بھی
ہلاک کیا جاویگا حمزہ ثانی نے کہا ہان خدا کی ذات سے ہمکو بھی امید ہی لیکن اسکا مقابلہ کرنا خالی از وقت نہین ہی
عمرو ثانی نے کہا شہریار کچھ وقت کی بات نہین ہی شب کی سنگ باری کا تدارک کیسکی سمجھ مین آتا تھا مگر خدا کے
فضل سے اسکا ایسا تدارک ہو گیا کہ جسکا گمان بھی نہ تھا یعنی یہ بھی کوئی قیاس کی بات ہی کہ فوج اسلام کی ہلاکت
کا اسنے ارادہ کیا اور خود لشکر کفار کی ہلاکت کا باعث ہو گیا حمزہ ثانی نے فرمایا ای شاپور بعد اسکے عمرو ثانی
نے عجب عیاری کی بعدہ تمام حقیقت عیاری بیان کی جس سے شاپور نے بھی قہقہہ مارا اور کہا بیشک عیاری اسکا
نام ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ نقارہ جنگ کی آواز گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے عمرو ثانی سے کہا جا
دیکھنا لشکر کفار مین کسکے نام سے طبل جنگ بجا عمرو ثانی گیا اور مفصل حال دریافت کرکے حمزہ ثانی کی خدمت
مین عرض کی کہ شہریار جس بات کا ذکر تھا وہی پیش آئی یعنی آج اس دیوانہ کے نام نقارہ جنگ بجا ہی حمزہ ثانی نے کہا
پھر کیا ہوگا اس بلاے بے درمان کا کون مقابلہ کریگا شاپور نے کہا شہریار اگر عمرو ثانی اپنی عیاری دکھا چکے ہین تو
ابکی مرتبہ مین کوشش کرونگا نیک و بد نتیجہ کی خبر خدا کو ہی حمزہ ثانی نے شاپور کی ہمت مردانہ پر ہزار ہزار آفرین
کی اور کہا خیر دیدہ شود چہ میشود عرض کہ شاپور نے شب بشب یہ کارروائی کی کہ ہزار گز کی چوڑائی مین ایک عمیق کنوان
کھودا اور اس کنوئین کو باروت کے بھرے ہوے تورون سے پر کیا اور اسی کنوئین سے ملی ہوئی ایک
نقب تیار کی اسکو بھی باروت سے بھرا اور اپنے چند شاگردون کو اس نقب پر مقرر کیا اور انسے کہدیا کہ
جسوقت وہ دیوانہ کوئین مین گرے تم فتیلہ سے آگ دیدینا بعدہ اس کنوئین کو خس و خاشاک سے چھپا دیا

اُس طرف لشکر مخالف مین ہر ایک دیوانہ سے کہتا تھا اب ذرا نبرد آرائی و ہوشیاری سے کام کرنا ایسا نہو کہ شبکی
طرح دن کو بھی اپنی جان کی ہلاکت کے درپے ہو جاؤ دیوانہ نے کہا کیا خوب تجھکو دیوانہ بنایا ہی کفار نے کہا بیشک ہم
تجھکو دیوانہ سمجھتے ہین اگر دیوانہ نہوتا تو کیون ایسی غلطی کرتا دیوانہ نے کہا مین دیوانہ نہین تھا تم خود دیوانے تھے
کہ میرا رخ لشکر اسلام کی جانب سے پھیر دیا کے اپنی فوج کو ہلاک کروایا الحاصل تمام شب لشکرون مین سامان
حرب و ضرب مہیا و درست ہوتا رہا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لشکر کفار سے اول جو میدان مین آیا وہ
عروج بن بروج تھا تمام میدان معرکہ مین زلزلہ پیدا ہو گیا گویا آثار قیامت ظاہر تھے دیوانہ کی آواز نہ تھی صور
اسرافیل تھی کہ معلوم ہوتا تھا آتے ہی نعرہ مارا کہ اے لشکر خدا پرست اگر نہین جانتے ہو تو آگاہ ہو مین ہون عروج
بن بروج دیوانہ جب سے میرے باپ کو تم ایسے آدم زاد مشت استخوان و در خدائے نادیدہ کی بندگی کرنے والون
نے ہلاک کیا ہی کیا کہون کیسا ملال ہی آج دیکھنا کہ کیسا تم سے انتقام لیتا ہون ورنہ خیریت اسی مین ہی کہ تم
مین سے جس نے میرے باپ کو ہلاک کیا اُس کو میرے حوالہ کر دو اور حوالہ کرنا اگر نامنظور ہو تو کسیکو میرے
مقابلے کے واسطے بھیجو دیکھون وہ کیسا دلاور و جری ہی آج یا تو مین اُس سے اپنے باپ کے خون کا بدلا لونگا
یا اپنے باپ کی طرح مین بھی اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا مگر یہ خیال رہے کہ میرا ہلاک ہونا ایسا ویسا نہین ہی
تمام روے زمین کو متزلزل کر دونگا حمزہ ثانی کے حواس مختل تھے سکتے تھے دیکھیے کیا ہوتا ہی جب عروج
نے مرد مقابل طلب کیا حمزہ ثانی نے شاپور کی طرف دیکھا بچستی تمام شاپور حمزہ ثانی کے قریب آیا اور
کہا کیا حکم ہی حمزہ ثانی نے کہا کیا حکم کو پوچھتے ہو دیکھتے ہو کہ یہ پہاڑ اپنا مرد مقابل طلب کرتا ہی اب اسکا مرد مقابل
کون ایسا پہاڑ ہی جو ہو شاپور متبسم ہوا اور کہا شہریار متردد نہون مین اس مرد کے مقابلہ کو جاتا ہون اور اگر خدا نے
چاہا تو عنقریب اسکا کام تمام کرتا ہون حمزہ نے کہا ارے صاحب یہ کیا کہتے ہو خدا کو اگرچہ نہین دیکھا ہی لیکن عقل سے
ضرور پہچانا ہی کہان تم اے تن ناتوان کہان وہ ایک کوہ گران شاپور نے کہا شہریارا اجازت تو دین پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھین کہ کیا ہوتا ہی حمزہ ثانی نے ہزار مجبوری اجازت دی اور تمام حاضرین نے شاپور کے حق مین
دعاے خیر کی شاپور حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کرکے اور خدا حافظ کہکے عازم میدان ہوا اور عروج
بن بروج دیوانہ کے روبرو بکمال استغنا استادہ ہوکے کہا او مغرور کہہ کیا کہتا ہی مین تیرا سرکوب آپہونچا دیوانہ نے
آنکھین پھاڑ کے اور متعجب ہوکے ہر چہار جانب دیکھا اور بادل کی طرح گرج کے کہا یہ آواز کہان سے آئی وہ
کون ایسا میرا مقابل ہی جو نظر تک نہین آتا مقابلہ کیونکر کریگا شاپور نے کہا او اجل گرفتہ تجھکو نظر کیا آویگا ملک الموت
نے تو ابھی سے تجھے اندھا کر دیا قاعدہ ہی جب کسیکی موت قریب ہوتی ہی پہلے وہ اندھا ہو جاتا ہی پس اسی طرح اپنی
نسبت بھی سمجھ لے ؎ یکے نعرہ زد آن یل اندر مصاف ٭ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ٭ چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت ٭
کہ آوازش از آسمان در گذشت ٭ عروج بن بروج اسی طرح پہاڑ کی طرح اپنی جگہ قائم رہا مطلق اعتنا نہ کی شاپور دلاور
نے قدم آگے بڑھایا ؎ ارادہ کرد کز دست دیو ستیز ٭ شکیبت ہمت و جرات بر آسمان یکسان ٭ عروج پیچھے ہٹا و بکمال
تمرد کہا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اپنے قد و قامت کو دیکھو اور اس جرات کو دیکھو بروج میرا باپ تم خدا پرستون
کے ہاتھ سے کیا ہلاک ہو گیا کہ اب ہر ایک کو مقابلہ مین جرات بڑھ گئی شاپور نے ایک پتھر اٹھا کے اُسکے منھ مین
پھینکا وہ اُس پتھر کو چبانے لگا آنکھین بند کرلین دستور ہی کہ دیو لڑنے مین اور کھانے مین آنکھین بند کر لیتے ہین غرضکہ
وہ پتھر چباتا جاتا اور کہتا تھا کہ آدمزاد تیرا سارا بدن ہڈی ہی گوشت نام کو نہین اور ہڈی بھی اور آدمیون سے

خلاف تخت ابد مزہ جس میں ایک بچہ لوکا تین وقت تلطین بند کیے یہ کہ رہا تھا شاپور نے فرصت کو غنیمت جانا جب
اُسکے قریب گیا اور اسی زور سے خنجر اُسکی ران پر مارا کہ دستہ تک غرق ہو گیا اور پھر اپنی جگہ پر چلا آیا دیوانہ نے
اپنا پاؤں اُٹھا کے زمین پر دے مارا جس سے زمین لرز گئی اور کہا او آدمی تو جو ہمیشہ میری آنکھیں بند [...]
سمجھتا تھا کہ مجھکو چبا رہا ہوں شاید تیرے ساتھ کوئی غدار تھا اسکو میں چبا گیا اور یہ میری ران میں کیا چیز چبھی
ران پر ہاتھ پھیرا ہاتھ خون میں تر ہو گیا کہا اُف مفت خون نکل رہا ہے شاپور نے [...] ایک [...] اٹھا کے
اُسکے منھ کی طرف پھینکا اب کی مرتبہ پتھر کے صدمہ سے اُسکے دو دانت ٹوٹ گئے [...] پتھر کو غصہ [...] دیکھتا
اور [...] آدمی اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو میرے منھ میں پتھر پھینکتا ہے [...] تیرا کام تمام کرنے [...] واسطے [...]
دیکھ مجھکو نگلے لیتا ہوں شاپور نے ایک درخت کا ٹھنٹا توڑا اور اسکی طرف پھینک کے کہا [...] نگل لے یہ
کیا نگلیگا عروج دیوانہ نے اُس ٹھنٹے کو دیکھ کے قہقہہ مارا اور کہا کیا آدمی ہے شاپور نے کہا ہاں میں ہوں تیرے
باپ کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے تھوڑی ہی دیر میں مجھکو تیری اجل نوالہ کریگی عروج اس [...] ڈھونڈنے
میں مصروف ہوا اور بدستور آنکھیں بند کر لیں شاپور پھر بڑھا اور دوسری ران میں بھی خنجر مارا یہ بھی دستہ تک
غرق ہو گیا اور یہاں دونوں رانوں سے جاری تھے دیوانہ نے دوسری ران پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کو خون میں تر
دیکھ کے کہا اُف اُف دوسری ران میں بھی کچھ چبھ گیا عروج نے جھنجھلا کے شاپور کی جانب ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ شاپور کو منھ میں رکھ کے نگل جاؤں شاپور نے اپنی جگہ سے گریز کی عروج نے شاپور کا تعاقب کیا شاپور
نے تمام میدان میں اسکو دو تین چکر دیے اور خوب سرگردان کیا جس سے عروج جھنجھلا گیا اور بے تحاشا دوڑا
اس مرتبہ شاپور نے چستی تمام اپنے کو اُس کنوئیں کے قریب پہونچایا جو خس و خاشاک سے چھپا ہوا تھا
اور وہاں سے ایک جست جو کی کنوئیں کے اُس پار پہونچا دیوانہ تعاقب میں بے تحاشا دوڑتا چلا آتا تھا اُسکو کیا
معلوم تھا کہ اس خس و خاشاک کے نیچے کیا ہے جیسے ہی خس و خاشاک پر اُسکا پاؤں پڑا دھم سے کنوئیں میں
جا رہا شاپور نے قریب اُس کنوئیں کے آ کے بقوت تمام ایک پتھر اُسکے سینہ پر مارا جس سے اُسکو سخت صدمہ
پہونچا پھر تو در پے بکثرت پتھر اُس کنوئیں میں پھینکے جس سے دیوانہ کو اُس کنوئیں سے نکلنا مشکل ہو گیا اُسوقت
دیوانہ نے کنوئیں میں سے پکار کے کہا اے آدم زاد تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا میں کیا جانتا تھا کہ تو نے میرے
واسطے ایسا بندوبست کر رکھا ہے ورنہ میں ہرگز تجھکو مہلت نہ دیتا پہلے ہی نوالہ کر لیتا فوج کفار میں جو یہ مشتہر ہوئی
کہ دیوانہ گرفتار کر لیا گیا پانچ ہزار نفر دیوان چنار قامت کوہ پیکر ہیئت مجموعی وار شمشاد [...]
لیے غل مچاتے چیخیں مارتے ہر جانب سے اُس مرکز دائرہ شجاعت پر چلے شاپور اُن دیووں کو [...] جانب آندھی
کی طرح آتے دیکھ کے بآواز بلند پکارا کہ اے حامیان دین سبحانی و اے تابعان حق دوست حمزۂ ثانی جلد پہونچو ورنہ
یہ شکار ہاتھ سے نکل جاویگا اور دوسری آواز اپنے شاگردوں کو دی کہ جلد فتیلہ سے [...] ادھر
حمزۂ ثانی نے ایک فوج شیر شاپور کی مدد کے واسطے بھیجی اُدھر شاگردوں نے [...] استاد [...] فتیلے سرنگ
میں آگ دے دی اور یکدفعہ باروت اُڑی اُسکے زور میں دیوانہ جانب آسمان اُڑا اور پھر آسمان سے زمین پر
پہاڑ کی طرح گرا اور روح اُسکی درمیان راہ ہی میں مالک کی ملک ہوئی فوج اسلام نے [...] کفار ان [...] اور کو
روکا شاپور دیوانہ کے پاس آیا اور سر تن سے جدا کر کے بمشکل تمام لایا اور حمزۂ ثانی کے مرکب کے پاؤں پر
ڈال دیا اور کہا اے شہریار بلند وقار ہزار ہزار شکر اُس پروردگار قادر توانا کا کہ جو کچھ میں نے تہیہ کیا تھا وہ پورا کر کے کا

حمزہ ثانی سر دیوانہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے اور مرکب سے اتر کے شاپور کو گود میں اُٹھا لیا اور اُسی وقت
نہایت گران قیمت ایک خلعت خاص شاپور کو دیا اور بارگاہ سلیمانی میں آ کے قرار لیا نوبت شادمانی کی صدا
بلند ہوئی رقص و سرود کی محفل آراستہ ہونے کا بندوبست شروع ہو گیا جو آیا پہلے شاپور ہی سے بخوشی و خرمی بغلگیر
ہوا پھر مدح و ثنا سے پردلی و جوانمردی شاپور میں اس طرح گویا ہوا واہ سبحان اللہ کیا کنا ہے این کار از تو آید
و مردان چنین کنند یہ کار نمایاں اسکو کہتے ہیں اس وقت رستم و افراسیاب زندہ ہوتے تو اس بہادری کی داد
دیتے کسی نے کہا نہیں صاحب افلاطون و فیثاغورث اس حکمت کو دیکھتے تو البتہ تعریف کرتے
بغیر اس تدبیر کے کسی طرح دیوانہ کشتہ نہ ہوتا خدا نے عقل کو بھی کیا شرف بخشا ہے شاپور نے کہا صاحبو میں کیا
اور میری تدبیر کیا اور ایسے پہاڑ کے مقابلہ میں زور و طاقت کا ذکر کرنا تو بالکل ہی عبث ہے اصل امر یہ ہے کہ انسان
خاکی بنیان کے اختیار میں کوئی فعل نہیں ہے جو چاہتا ہے وہی وحدہ لاشریک کرتا ہے ہاں دنیا عالم اسباب ہے ہر حالت میں ایک
سبب پیدا ہو جاتا ہے ؎ گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست ٭ ور نیز بد ست ہم بہ تقصیر تو نیست ٭ تسلیم و رضا
پیشہ کن و شاد بزی ٭ کین نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست ٭ حمزہ ثانی نے کہا ہاں صاحب یہ سبب صحیح ہے مگر
جرأت و دلیری بھی کوئی شے ہے اگرچہ وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے سچ پوچھو تو میں بالکل ناامید ہو گیا تھا اور
کیوں ناامید نہ ہوتا کہ اُسکا مقابل کوئی نظر آتا تھا خداوند عالم ہر وقت میں اپنے بندہ کا حامی و نگہبان ہے اس طرف
کفار میں کھلبلی مچ گئی ہر ایک حیران ہو رہا تھا دلوں میں ہول سمایا ہوا تھا کوئی کہتا یہاں سے بھاگو کوئی کہتا تھا
یہاں سے ہرگز نہ بھاگو جان دیدو بھاگ کے کہاں جاؤ گے خدا پرستوں کے ہاتھ سے یہاں جانے سے جان
نہیں بچیگی واہ رے خداوند ابلیس کچھ خداوندی کی اپنی قدرت سے دیوانہ کے ایسے دست و پا بنائے ایسی طاقت
دی جسکا مقابلہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کون کر سکے گا اور پھر اُسکو اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک کر دیا کسی نے کہا
چپ رہو کفر نہ بکو حقیقت کی آنکھ کھولو اور دیکھو یہ بھی خداوند ابلیس نے اپنی قدرت نمائی کی ہے کہ دیوانہ ایسی طاقت
والے کو اپنے ضعیف الجثہ کے ہاتھ سے ہلاک کروایا خداوند ابلیس کو اس بارہ میں الزام نہ دو بلکہ دیوانہ ہی نے
دیوانگی کی کہ آدم زاد کو مہلت دی اُسکے دام فریب میں گرفتار ہو گیا اگر پہلے اُسکا کام تمام کرتا تو کیوں یہ صورت بد
پیش نظر ہوتی اور وہ تو ہلاک ہو گیا اب بھی تو کسی کو کچھ فکر نہیں ہے ایک نے کہا اچھا اب کیا فکر کی جاوے رائے
اس بات پر قرار پائی کہ جابلقا چلو اور وہاں پہونچ کے قلعہ بند ہونا چاہیے لشکر اسلام ہمارے استیصال پر آمادہ ہے
ضرور ہم سب ہلاک کیے جاوینگے چنانچہ وہ سب جابلقا میں آ کے قلعہ بند ہو گئے لشکر اسلام میں ایک دن
ایک رات ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا لولیان شوخ و شنگ و مطربان خوش گلو و خوش آہنگ نے ایسا ایسا گایا
اور طرح طرح کے باجوں کو بجایا کہ سب پر کیفیت کا رنگ طاری ہو گیا انعام تقسیم ہوئے ہر ادنی و اعلی کے
بشرہ سے خوشی و فرحت نمایاں تھی دوسرے روز جب بارگاہ سلیمانی میں حمزہ ثانی رونق افروز ہوئے بعد انواع و اقسام کے
حرف و حکایات کے شاپور اپنی جگہ سے اُٹھا حمزہ ثانی نے فرمایا کیوں کیا قصد ہے شاپور نے عرض کی میں جاتا ہوں
عرصہ سے شاہزادہ معز و یگانہ دہر بدیع الملک کی خبر نہیں معلوم ہوئی ہے اُس والا منزلت عالی مرتبت کی خبر
خیر و عافیت دریافت کرنا ضرور ہے واللہ اعلم کیا واقعات پیش آئے ہونگے حمزہ ثانی نے کہا کہ شاپور صبر کرو ابھی توقف
کرو کسل دل کی سکے اثر کو اپنے اعضا سے دور ہو جانے دو پھر اختیار ہے شاپور نے کہا شہریارا اب توقف نہیں کر سکتا
ضرور جاؤنگا حمزہ ثانی نے بمجبوری اجازت دی اور کہا اے شاپور جب شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو میرا

سلام کہنا اور یہ بھی کہنا کہ مجھکو تمہارا کمال اشتیاق ہے بوجہ دیر سے نہ ہونے دیدار کے بڑا افسوس ہے تمنے بالکل فراموش
کیا تم ایسے عالی جاہ سے ندامت بعید ہے مین بھی جانتا ہون کہ کارہاے موقعہ سے اسقدر فرصت نہ ملی ہوگی
کہ ملاقات کی نوبت آتی مگر زندگی کا کیا اعتبار ہے آج زندہ ہین کل نوع دیگر پیش آیا تو حسرت ہی رہ گئی شاپور بہت مضطر
ہو کے رخصت ہوا اور جانب نگارستان و جابلقا کے روانہ ہوگیا بعد جانے شاپور کے حمزہ ثانی عمرو ثانی کیطرف متوجہ
ہوے اور کہا اے عمرو ثانی تمہاری سمجھ مین کچھ آتا ہے کہ مین آج کس جگہ بیٹھا ہون اور تم کس جگہ بیٹھے ہو عمرو ثانی نے
عرض کی شہریار ارشاد کی کیا ضرورت ہے ظاہر ہے کہ آپ آج امیر حمزہ والا توقیر کے مرتبہ پر فائز ہین اور بندہ بھی اگرچہ کسی طرح کی
قابلیت نہین رکھتا ہے تاہم خدا کے فضل اور آپ ایسے عالی جاہ کے اقبال سے خواجہ عمرو بلند توقیر کے مقام پر ہے حمزہ ثانی
نے کہا کہ تم خود جانتے ہو پھر یہ بھی بتاؤ کہ جو شخص جسکی جگہ مقیم ہوتا ہے اُسکے کام کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے یا نہین عمرو ثانی نے
کہا بیشک ذمہ دار ہوتا ہے یہ کہا اور عمرو ثانی نے تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے یاران من و اے سرہنگان پر فن کمال
فن و ہنر اسیکا نام ہے کہ جب وہ فن اپنی جاے مناسب پر صرف کیا جاوے ورنہ وہ فن نہین ہے تم لوگ لشکر اسلام کے
اسی واسطے مقرر ہو کہ جب کوئی وقت پیش آوے اسکو اپنی عیاری و چالاکی سے دفع کرو اور ہر وقت بھی خواہ لشکر
اسلام ہو سب نے کہا بیشک عمرو ثانی نے کہا پھر اس سے بھی کوئی انکار نہین کرسکتا کہ ہر شخص اپنے مرتبے کی ترقی
چاہتا ہے سب نے کہا یہ صحیح ہے عمرو ثانی نے کہا فی الحال بلاشور کا علاج در پیش ہے جو کوئی ایسے علاج مین کامیاب
ہوگا اسکا مرتبہ بالا ہوگا بابا مین نے اس بات کا تہیہ کر لیا ہے کہ جس طرح ممکن ہوگا بلاشور کا کام تمام کرونگا اور
عنقریب اسی غرض سے روانہ ہوتا ہون جسکو کسی طرح کی جرأت ہو وہ میرے ہمراہ چلے اور یہ اطلاع مین نے
خاص اسی غرض سے دی ہے کہ ایسا نہو کوئی میرے جانے بعد اس بات کی شکایت کرے کہ عمرو ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو چلا گیا اور ہمکو اطلاع نہ دی اس مضمون کو سنتے ہی سات سو عیاران چابک دست و طرار
اٹھ کھڑے ہوے اور کہا اے عمرو ثانی خوب ہوا کہ تمنے ہمکو اطلاع دیدی ورنہ ہم بالکل غافل رہتے اور
تمہارے جانے کے بعد ہمکو افسوس ہوتا چلو ہم سب بسر و چشم اُس مردود کا کام تمام کرنے اور اسلام کی حمایت
کرنے کو موجود ہین عمرو ثانی نے کہا چلو پھر کیا دیر ہے چنانچہ یہ سب عمرو ثانی کے ہمراہ روانہ ہوے عمرو ثانی کے جانے
کے بعد چالاک بن عمرو کو بھی جرأت ہوئی اُسنے بھی اپنے موافق سرہنگون سے مشورہ کیا کہ عمرو ثانی بلاشور
کے ہلاک کرنے کو گئے ہین اب تم لوگون کا کیا ارادہ ہے یہی موقع ہے جسمین عمرو ثانی کا اور ہمارا امتحان ہو جائیگا اگر
تم لوگون کی راے ہو تو پھر چلین اور بلاشور کا کام تمام کر کے ترقی منصب اور خلعت و انعام کے مستحق ہون سب نے
ہمزبان ہو کر کہا اے چالاک ضرور چلو ہم سب تمہارے ہمراہ ہین چنانچہ چالاک بھی سات سو سرہنگون کو
ہمراہ لیکے روانہ ہوا چالاک بن عمرو کے جانے کے بعد شاپور عیار ایرج نے بھی سات سو عیار اپنے ہمراہ
لیے اور بلاشور کی ہلاکت کا تہیہ کر کے روانہ ہوا اسی طرح ستیارہ ثانی بھی سات سو عیار لیکے روانہ ہوا ادہر لشکر کے
شاگردان بلاشور سے دو شاگرد تھے فیروز نقاب و الماس جب یہ دونون بارگاہ سلیمانی مین موجود تھے اور انہین
کے سامنے یہ سب عیار یکے بعد دیگرے جانب بلاشور روانہ ہوے یہ دونون بعجلت تمام جانب بلاشور
روانہ ہوے اور قبل اسکے کہ یہ عیار وہان پہونچین یہ دونون بلاشور کے پاس پہونچ گئے اور کہا استاد کیا
بیخبر بیٹھے ہو اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنی حفاظت کا کچھ تدارک کرلو بلاشور نے کہا کچھ مفصل بیان کرو یہ مجمل
تقریر میری سمجھ مین نہین آئی انھون نے کہا مفصل یہ ہے کہ حسب اتفاق ہمارا گزر خدا پرستون کی بارگاہ مین ہوگیا وہان

تمھارا ذکر سنا بلاشور نے کہا کیا ہمارا ذکر سنا اُنھون نے تمام قصہ بیان کیا اور کہا لشکر اسلام کے عیارون
نے تمھارے قتل و ہلاکت پر مستحکم کمر باندھ لی ہی اور ایک نے دوسرے سے قسم کھائی ہی کہ جس طرح ممکن ہو گا
بلاشور کو زندہ نہ چھوڑین گے بلاشور اس خبر کو اپنے شاگردون کی زبانی سُنکے بید کی طرح کانپنے لگا چہرہ پر
مردنی چھا گئی حیرت سے فیروز نقاب اور الماس چپ کی صورت دیکھی کہا سچ کہتے ہو اُنھون نے کہا جھوٹ کا
کیا محل ہی اور عیان را چہ حاجت بیان عنقریب وہ عیار یہان پہونچتے ہین جھوٹ سچ معلوم ہوا جاتا ہی بلاشور نے
کہا پھر اسکا کوئی تدارک بھی تمھاری سمجھ مین آیا اُنھون نے کہا تدارک ہمکو کیا معلوم ہی آپ خود جیسا مناسب سمجھئے عمل
مین لائیے ہمنے اپنا فرض ادا کر دیا کہ خداپرستون کے لشکر کی تحقیق خبر تمکو پہونچا دی بلاشور گھبرایا ہوا وہان سے
محل مین داخل ہوا ماں کے پاس آیا اُسکا نام بدرقہ تھا اُسنے پریشانی کا سبب پوچھا کہا کیا پوچھتی ہو بس
اجل کے پنجہ مین مجھکو سمجھو اُسنے کہا ای بلاشور کچھ اُسکا علاج نہین ہی اُسنے کہا میری سمجھ مین کوئی علاج نہین
آتا بدرقہ نے کہا تو مفصل بیان کر تو شاید مین کوئی تدارک کر سکون بلاشور نے تمام حقیقت فیروز نقاب اور
الماس کی زبانی بیان کی اور کہا ای مادر مسلمانون کے نام سے ہمیشہ میری جان فنا ہوا کی وہ ہمیشہ ہمین کا سامنا
ہی بدرقہ نے کہا مطمئن رہ مین اسکا بندوبست کر دونگی اُسنے کہا تم قوم اناث سے ہو کیا کر سکتی ہو بس عاجز ہو گئے ہین
بدرقہ نے کہا تو بالکل نادان ہی جو کام جسکے فہم مین آجاتا ہی وہ اُس کام کو بخوبی انجام دیسکتا ہی تیری سمجھ ہی مین کچھ نہین آتا
بلاشور خاموش ہو رہا بدرقہ اُسیوقت دلاسے بذریعہ نقب شہر کے باہر آئی پیرزال کہن سال کی صورت سے مشابہ ہوئی ہاتھ مین عصا پے
پیری لیا کانپتی لپ لپ کرتی اس راہ مین بیٹھی جس طرف وہ عیار گزرنے والے تھے اور زار و قطار روتی جاتی تھی دونون ہاتھونسے سپیدی
بالون کو نوچتی تھی سبسے پہلے جو عیار اسطرف سے گذرا وہ چالاک بن عمرو تھا دیکھا ایک پیرزال تباہ حال بیٹھی نوحہ زاری کر رہی ہی
چالاک بدرقہ کے قریب آیا کہا ای مادر مہربان کیون بیٹھی ہو اور اسقدر نوحہ زاری مین کیون مصروف ہو اُسنے مطلق اعتنا
نہ کی اور اُسیطرح زار و قطار روتی رہی بلکہ چالاک کے استفسار حال سے آواز گریہ کو اور زیادہ بلند کیا چالاک
کو اُس مکارہ کے حال پر اختلال پر بہت افسوس ہوا دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ ضعیفہ کس بلائے عظیم و مصیبت سخت
مین مبتلا ہو گئی جو اسقدر تباہ حال ہی دست بستہ کہا ای مادر گرامی قدر کچھ بیان تو کر کیا ایسا کوہ مصیبت ٹوٹ پڑا جو تونے
اپنے کو اسقدر ہلاک کر رکھا ہی شاید تیرے بیان کرنے سے ہم اس مصیبت کا کوئی تدارک کر سکین بدرقہ نے
بہ آواز دردناک کہا ای فرزند جو آفت مجھپر گزرنا تھی وہ گذر گئی اب کیا اُسکا تدارک ہو سکتا ہی بقول شخصے کہ

درمحفل خود راہ مدہ ہمچو منے را ۔ افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

اگر مین اپنی مصیبت کو بیان کرون بجز اسکے کہ تجھکو
بھی ملال ہو اور کیا ہو سکتا ہی چالاک نے کہا اگر اس مصیبت کا کوئی تدارک ہم سے نہو سکیگا تو خیر سن ہی لینگے
بدرقہ نے کہا خیر سن میرا ایک نور نظر لخت جگر تھا جو میرے اس پیرانہ سالی کا سہارا تھا اور ہزار محنت و مشقت
سے کو پالا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا یہ کہا اور پھر رونا شروع کیا چالاک نے کہا پھر یہ بھی بیان کرو کہ وہ لڑکا کیا ہوا
اُسنے کہا ای فرزند اس بلاشور حرامزادہ و بدکار کا برا ہو کہ اس ظالم نے میری ضعیفی پر مطلق رحم نہ کیا
میرے نورچشم کو مار ڈالا اس واقعہ کو ایک سال کا عرصہ گذرا جبسے مین اُسکی فراق مین رویا کرتی ہون کیا کرون
کس سے کہون آج تک اسی انتظار مین رہی کہ کوئی ایسا اُس ملعون کا سرکوب مل جاتا جو اُس اشقی سے اُس
ظلم کا قصاص لیتا تاکہ میرے دل کو قرار ہو کچھ قرار آتا اب مین نے سنا کہ عیاران لشکر اسلام نے تہیہ کیا ہی کہ
اُس موذی کو ہلاک کرین بلاشور نے عیاران لشکر حمزہ کی خبر سنکے تمام شہر کے دروازہ بند کرا دیے ہین مدت مین

بیان اس ارادے سے آئی ہون کہ اگر سرہنگان لشکر اسلام چاہین تو مین انکی راہبری کرون اور انکو بلاشور تک پہونچا دون
تاکہ میرے بھی دل کے پھپھولے بجھین مگر اسوقت مین اس خیال مین مبتلا ہون کہ میرا پارۂ جگر تو ہلاک ہوگیا وہ کسیطرح
زندہ نہین ہوسکتا اب اگر بلاشور موذی کا سر کچلا گیا تو کیا یہ کہا پھر بدستور رونا شروع کیا چالاک نے کہا ای
مادر تو خاموش ہو رہ دیکھ مین کیسا عوض بلاشور سے لیتا ہون تو ضرور میری راہبری کر بدرقہ نے نام پوچھا
کہا مجھے چالاک بن عمرو کہتے ہین بدرقہ مکارہ نے کہا مین نے تو اپنے ارادہ کو فسخ کردیا تھا ازبسکہ تو بلاطلب میرا
پرسان حال ہوا ہی مین بھی تجھے بلاشور کی خاص نشستگاہ مین پہونچادونگی چنانچہ چالاک کو مع ان سات سو سرہنگون کے
نقب کی راہ سے قلعہ مین لائی اور قلعہ سے ایک مکان عالیشان مین لاکے مقیم کیا اور کہا یہ مکان خاص بلاشور کی
استراحت کا ہی جسوقت وہ یہان داخل ہو باطمینان تمام اسکا کام تمام کرنا لیکن اسکا سر مجھکو ضرور دکھانا تاکہ میرے دل بیقرار
کو کسیقدر تسکین ہو اور ای فرزند تم بخوف و خطر یہان مقیم ہو مین تمہارے واسطے اکل و شرب کا سامان لینے جاتی ہون اور
اس کام کے انجام پانے کے بعد تمکو اسی راہ سے وہین پہونچادونگی تو اپنے مقام قیام کی راہ لینا چالاک بن عمرو اس بھید
سے بالکل لاعلم تھا اُسنے قبول کرلیا بدرقہ گئی اور متعدد خوان انواع و اقسام کے کھانے لائی سبنے سیر ہو کے
کھانا کھایا بعد فراغ طعام بدرقہ نے بلاشور کی شکایت کا پھر دفتر کھولا جس سے چالاک بن عمرو کو یقین ہوگیا کہ یہ
ضعیفہ بہت دردرسیدہ ہی اور بلاشور کے ہاتھ سے عاجز ہی چونکہ وہ مکارہ کھانے مین بیہوشی مخلوط کرکے لائی تھی چندہی
لمحہ کے بعد وہ سب سرہنگ بیہوش ہوگئے بدرقہ نے سب کو طوق و زنجیر پہنا کے اُسی مکان مین قید کیا اور بار دیگر
اُسی نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور گریہ وزاری مین مصروف ہوئی اس مرتبہ سیارہ ثانی کا اُس طرف سے
گذر ہوا سیارہ نے ایک عیار کو بھیجا کہ دیکھ یہ ضعیفہ کیون گریہ وزاری کررہی ہی وہ عیار آیا اور مستفسر حال
ہوا اُسنے زیادہ فریاد و واویلا کی بعد اصرار بسیار بدستور اول مصنوعی کیفیت بیان کی وہ عیار واپس گیا اور سیارہ
سے اس حقیقت کو بیان کیا سیارہ بھی اس کیفیت سے لاعلم تھا عیار کی زبانی اُس مصنوعی کیفیت کو سُن کے
متاسف ہوا کہا مین خود چلتا ہون اور بدرقہ کے پاس آکے کہا ای مادر کیا واقعی بلاشور سے تو انتقام لینا چاہتی
ہی اُسنے بہ آواز محزون و غمگین کہا ای فرزند اگرچہ بلاشور موذی سے انتقام لینا عبث ہی تاہم اگر کوئی میرا حامی
ہوجائے اور اُسکو ہلاک کرنے کا تہیہ کرے تو مین اُسکو ایسی مدد دون کہ بلاشور کے ہلاک کرنے مین ذرا دقت
نہو اور مین بھی خوش ہون سیارہ ثانی نے کہا ای مادر مہربان تیری کیفیت سُن کے اور تیرا رنج و ملال دیکھ کے
میرا دل آب ہوگیا مین ضرور بلاشور سے تیری مظلومی کا انتقام لونگا تو میری راہبری کر بدرقہ سیارہ ثانی کو بھی
بہمراہی ان پانچ سو سرہنگون کے مکان مین لیگئی اور انکو بھی طعام بیہوشی آمیز کھلا کے بیہوش کیا اور طوق و زنجیر
مین بستہ کرکے قید کرلیا تیسری مرتبہ پھر نقب کی راہ سے بیرون شہر آئی اور رونے پیٹنے مین مصروف ہوئی ابکی
شاپور بن عمرو کو تمام سرہنگون کے ساتھ طوق و زنجیر مین بستہ کرکے محبوس کیا چوتھی مرتبہ بھی بدستور اُسی نقب
کی راہ سے بیرون شہر آئی اور بحال خراب داد و بیداد کی آواز بلند کی اس مرتبہ عمرو ثانی کا سامنا ہوا چونکہ عمرو ثانی کی
عیاری اپنے باپ عمرو عیار سرسنگ طرار کی عیاری سے کم نہ تھی نہایت ہوشیار اور چالاک تھا اُسنے اول ہی مرتبہ خوب
از سر تا پا بدرقہ کو دیکھا اور اپنے سرہنگان ہمراہی سے بذریعہ سرگوشی کہا کہ بھائیو ذرا تم بھی بخوبی غور کرلو بہ صورت کہ
بڑھیا کے بھید مین کچھ رنگ دگرگون ہی ان سبنے کہا ای یکتا زمرۂ عیاری و فارس میدان طراری اگرچہ ہم کچھ زیادہ نہین
کہہ سکتے لیکن قرینہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہی کہ یہ زن پیر از قوم اناث سے ہی عمرو ثانی نے کہا انشاءاللہ نزدیک

بھی تمھارا یہ قیاس صحیح ہی اچھا پھر اس سے کچھ اسکا حال پوچھو راوی لکھتا ہی کہ جب عمرو ثانی نے اپنے سرہنگوں سے
بذریعہ سرگوشی کہا تو بدرقہ مکارہ بھی کچھ سمجھی چنانچہ اس مرتبہ اُسنے بدرجہ گریہ وزاری کی ایک سرہنگ قریب آیا
اور کہا ای ضعیفہ کیا تجھپر آفت نازل ہوئی جو تو نے اپنا ایسا خراب حال کیا ہی اُسنے کہا ای فرزند کیا پوچھتے ہو بلاشور
موذی نے مجھکو زندہ درگور کر دیا کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو اُس ظالم کا سر کچلے اسکے بعد بدستور کیفیت مصنوعی بیان
کی اور اپنا سینہ کھول کر ایک دو پتھر سینہ پر مارا اور کہا ہاے غضب میرا اکلوتا فرزند اُس جابر کے ہاتھ
سے ہلاک ہو گیا اور میں اُسکا غم سہنے کو زندہ رہی واضح ہو کہ بدرقہ کا سینہ کھول کے دو پتھر مارنا یہ بھی خالی رمز
سے نہ تھا یعنے عمرو ثانی کی سرگوشی سے وہ سمجھی کہ یہ عیار لوگ ہیں ایسا نہو کہ مجھکو بھی کوئی عیار سمجھے ہوں اور مشکوک
ہو کے میرے دام مکر میں گرفتار نہوں فلہذا ان سب کو سینہ دکھا دینا چاہیے تاکہ میری نسبت عیاری کا گمان
نہ رہے اُدھر جب عیاروں نے سینہ اس مکارہ کا دیکھا سب کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ کوئی ستم رسیدہ عورت ہی اور
عمرو ثانی کی طرف گوشۂ چشم سے اشارہ کیا عمرو ثانی نے بھی اشارہ سے کہا کہ ہاں میں نے دیکھا اور بدرقہ سے کہا
ہاں بیان کر تیرا کیا مطلب ہی اُسنے آنکھوں سے آنسو پاک کیے اور کہا ای فرزند میرے مطلب کو کیا پوچھتا ہی ظاہر ہی
کہ جبتک بلاشور بھی میرے فرزند کی طرح ہلاک نہوگا میرے دل کو کس طرح قرار آسکتا ہی عمرو ثانی کو تامل ہوا اور
کہا اچھا چل بتا وہ کونسا مقام ہی جہاں سے بلاشور بسہولت ہلاک ہو سکتا ہی بدرقہ عمرو ثانی کو اُس نقب کی راہ سے
مکان میں لائی عمرو ثانی نے دیکھا ایک محل عالیشان ہی جسکا ایک ایک گوشہ جملہ سامان آرایش و زیبایش و ضروریات
سے آراستہ ہی بدرقہ نے کہا یہ مقام بلاشور کی استراحت کا ہی جس وقت وہ یہاں آئیگا میں تم کو مطلع کر دونگی اور
ای فرزند تم منزلیں طی کرتے چلے آتے ہو اس فرش پر بلاتکلف استراحت کرو ابھی بلاشور کے آنے میں عرصہ
ہی اور میں جاتی ہوں تمھارے واسطے کچھ اکل و شرب کا سامان لاتی ہوں عمرو ثانی نے کہا ای مادر تو خود اپنے
غم و ملال مفارقت فرزندی میں مبتلا ہی بیکار تکلیف ہوگی خاموش رہ پھر کسی وقت کھانا کھا لینگے اُسنے کہا بیٹا نہیں
یہ کیا بات ہی کہ تو میرے واسطے ایسے امر عظیم کا درپی ہوا ہی اور میں تیری کچھ بھی ضیافت نہ کروں کچھ عرصہ نہ ہوگا میں
ابھی آتی ہوں یہ کہا وہاں سے چلی گئی اُسکے جانے کے بعد عمرو ثانی نے اپنے سرہنگان ہمراہی سے کہا بھائیو اگرچہ
یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ پیرزال قوم اناث سے ہی لیکن پھر بھی میرا دل یہ کہتا ہی کہ اب جو یہاں آگئے لیکن اسکا لایا ہوا کھانا نہ کھانا
سب نے کہا ای عمرو والا قدر ہمارے نزدیک تو کھانے سے انکار بالکل بیکار ہی آیندہ جیسی تمھاری راے عمرو ثانی نے
کہا میری راے تو یہی ہی سب نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی کہ یکایک بدرقہ خوانہاے متعدد پر از طعامہاے رنگارنگ لائی
اور کہا لو بیٹا کھاؤ اس رنگارنگ کے کھانے کو دیکھ کے عمرو ثانی کو اور بھی توحش ہوا اور مکرر اشارہ سے کہا کہ ہرگز
یہ کھانا نہ کھاؤ سب نے کہا ای مادر مہربان یہ وقت کھانے کا نہیں ہی اب تھوڑی سی رات باقی ہی دن کو جیسا کچھ
مناسب ہوگا کھینگے اس مرتبہ بدرقہ نے عمرو ثانی کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا ای فرزند تجھے غمدیدہ ضعیفہ کی دلشکنی
نہ کر مہمان پر میزبان کی خاطرداری فرض ہی علاوہ اسکے ابھی مجھکو بہت کچھ کام کرنا ہی پھر نہیں معلوم کب اکل و شرب کی نوبت
آئے کھانا کھا کے فارغ ہوے تو میں تمھکو اُس مقام پر لے چلوں جہاں بلاشور مع تمام شاگردوں کے آکے
استراحت کرتا ہی بلکہ یہی وقت ہی کچھ عجب نہیں کہ وہ موذی وہاں آکے سو گیا ہو اُسوقت یکایک عمرو ثانی کی نظر
بدرقہ کے صدقہ چشم پر پڑی فوراً دل میں سمجھ گیا کہ اور کوئی نہیں بلاشور کی ماں ہی مجھکو گرفتار کرنا چاہتی ہی اس
چالاکی سے خنجر اُس کی گردن پر مارا کہ کسی کو مطلق خبر نہوئی اور اُس مکارہ کا سر دس بارہ قدم کے فاصلہ پر جا گرا تمام

سرہنگان ہمراہی عمرو کی اس حرکت سے متعجب ہوئے کہا ای عمرو والا قدر تمھاری یہ حرکت ہماری سمجھ مین نہ آئی اگر تم پھر اس
پیرزال کی طرف سے مشکوک تھے تو پیشتر ہی اسکے ہمراہ آنے سے انکار کیا ہوتا عمرو ثانی متبسم ہوا اور کہا بھائیو
مین اُسیوقت مشکوک ہوگیا تھا جب سر راہ میری نظر اسکی صورت پر پڑی تھی مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا چونکہ پیشتر مجھ کو دریافت
ہوگیا تھا کہ یہ قوم اناث سے ضرور ہی بدین وجہ حقیقت امر کو دریافت کرکے اور اپنے شک کو رفع کرنے کی غرض سے
چلا آیا ورنہ اگر اسکا مونث ہونا تحقیق نہ ہو جاتا تو مین ہرگز اندرون نقب قدم نہ رکھتا سب نے کہا آخر کہو تو اسوقت
تمنے کیا دیکھا عمرو ثانی نے بدرقہ کا سر اُٹھا کے دکھایا اور کہا بغور اسکی آنکھون کی طرف تو نظر کرو بعض نے
کہا ہم نہین سمجھے بعضون نے کہا ہان اسکی آنکھ کا حدقہ کچھ شناسا سا تو معلوم ہوتا ہی مگر یہ نہین کہہ سکتے کہ اسکو کہان دیکھا
ہی عمرو ثانی نے کہا یہ بلاشور ثانی کی ماں ہی ہم سب کو گرفتار کرنا چاہتی تھی سب نے کہا بیشبہہ تمھارا خیال صحیح
ہی واقعی تمھارے سبب سے اس وقت جان بچ گئی ورنہ نہین معلوم اس وقت کس خرابی کا سامنا ہوتا عمرو ثانی
نے کہا اب یہان توقف نہ کرو جو کچھ لینا ہو یہان سے لو اور اسکو کسی جاے محفوظ مین دفن کردو بعدہ کار مرجوعہ
کی طرف متوجہ ہو چنانچہ تمام سرہنگ آمادہ دست برد ہوگئے جو کچھ جسنے پایا اُٹھا لیا اور بیرون شہر جاکے زمین مین
دفن کردیا ضرغام شیردل مال کی تلاش مین ایک کوٹھری کے قریب گیا دیکھا ایک بھاری قفل اُسکے دروازہ
مین آویزان ہی ہرچند کوشش کی نہ کھلا اور دو سرہنگ شریک ہوے بہزار مشکل قفل توڑا دروازہ کھولا
زینہ نظر آیا معلوم ہوا تہخانہ ہی ضرغام سمجھا اس تہخانہ مین بکثرت مال ہی اندرون تہخانہ جانے کا ارادہ کیا اندھیرے
کے سبب سے جرأت آگے بڑھنے کی نہوئی دوسرے سرہنگ سے کہا دیکھو تو سہی میری نظر اسوقت مجھ کو دھوکا
دے رہی ہی کچھ نظر نہین آتا دوسرے عیار نے کہا یہی حال میرا بھی ہی ضرغام نے جرأت کرکے دو زینے طے کیے کہا
آج کس وقت میری آنکھون کو مجھ سے مذاق سوجھا ہی اور ایک زینہ طے کیا اور کہا یار دم میرا دم گھٹا جاتا ہی تیز دو
عیار نے ضرغام کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا زیادہ جرأت نہ کرو نہین معلوم اسقدر اندھیرا کیون ہی تھوڑی دیر صبر کرو پھر
آگے بڑھنا گو ضرغام کو بہت رد کا زیادہ تر خیال اس بات کا تھا کہ یہ حریف کا مکان ہی نہین معلوم کیا صورت
پیش آئے اُس طرف کا حال سُنیے کہ شاپور بن عمرو کو بیہوشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا اپنی گرفتاری پر نہایت متاسف
ہو رہا تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ دیکھیے اب کسطرح یہان سے نجات ملتی ہی اس مکارہ نے بڑا مکر کیا اور دوسرے
سرہنگون کا نہین معلوم کیا حال ہوا کیا عجب ہی جو وہ بھی قید ہون تاریکی کے سبب سے کسی کو نہ دیکھ سکا
یکایک اندرون تہخانہ آدمی کی چاپ معلوم ہوئی سمجھا اس قیدخانہ کے نگران ہونگے دیکھیے اب کیا ہوتا ہی آہستہ
کہا کون ہی اس عرصہ مین ضرغام تہخانہ کے اندر پہونچ چکا تھا آدمی کی آواز سُنکے اُلٹا پھرا اور باہر آکے کہا بھائیو
اس تہخانہ مین مال تو نہین معلوم ہوتا کچھ رنگ دگرگون ہی سب نے پوچھا کیون مفصل حال بیان کرو ضرغام نے کہا
اس تہخانہ مین آدمی کی آواز معلوم ہوئی سب نے کہا روشنی لیچلکے دیکھنا چاہیے متعدد مشعلین روشن کرکے
اُس تہخانہ مین لے گئے دیکھا ہزارہا لاشین پڑی ہین اور ایک شخص بیٹھا ہی روشنی مین شاپور بن عمرو نے ضرغام
کو پہچانا دوڑکے لپٹ گیا ضرغام نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہی شاپور نے کہا ای ضرغام گھبراؤ نہین مین ہون شاپور
بن عمرو ضرغام متعجب ہوا اور کہا ای شاپور تم یہان کہان شاپور نے مجمل کیفیت بیان کی اور کہا صرف
مین ہی اس تہخانہ مین قید نہین ہون میرے ہمراہی بھی یہین ہین چنانچہ روشنی مین سبکو دیکھا اور فتیلہ رفع بیہوشی
سے تمام سرہنگون کو ہوش مین لاے سب نے عمرو ثانی کا شکریہ ادا کیا اور بلاشور ثانی کی لاش [illegible] ہمارے

آگ لگادی اور سب وہان سے نکل کے پوشیدہ تمام شہر مین متفرق ہوگئے جب دن ہوا یہ خبر بلاشور کو پہونچی کہ
آج رات کو تیرے گھر مین آگ دیدی گئی بلاشور ثانی نے کہا جاؤ اور مفصل کیفیت دریافت کرکے آؤ ایک کارندہ خبر کو
دوڑا ایک تیرے گھر مین آگئے اُنھون نے تیری مان کو جان سے مارا اور تیرے گھر مین آگ دیدی بلاشور
نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ہاے غضب میری مان میری رفاقت مین ہلاک ہوئی اب ان
خدایا ستون کے ہاتھ سے جان سلامت رہتی نہین معلوم ہوتی اور ہر چند اپنی حفاظت کی تدبیر سوچی کچھ
سمجھ مین نہ آیا آخر اپنے عیارون کو بلایا اور کہا اے فلان عیاران لشکر اسلام کی چالاکی کا حال تمنے سُنا ہوگا
کہ میری مان کو ہلاک کیا اور گھر مین آگ دیدی حالانکہ میری مان نے اُنکے گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی
اب تمکو بھی چاہیے کہ اُن عیارون کو گرفتار کرکے ہلاک کرو وہ عیار اسی شہر مین میری ہلاکت کی تدبیر سوچ رہے
ہونگے وہ عیار اُس طرف روانہ ہوے ادھر بلاشور بھی چند عیاران چست و چالاک کو ہمراہ لیکے شہر مین نظر بازی
کے واسطے نکلا جسپر کچھ شبہہ ہوا وہین اُسے گرفتار کیا تھے کہ حمام کے دروازہ پر پہونچا تمام حامی اُٹھ کھڑے ہوے
اور دست بستہ عرض کی کہ حمام تیار ہے حضور تشریف لائین بلاشور نے جامہ خانہ مین جاکے کپڑے اُتارے لنگ
باندھا اور چند اپنے معتمدون اور عیاران مسلح و مکمل کو حمام کے دروازہ پر نگہبان مقرر کرکے حمام مین داخل ہوا
ادھر یہ تمام عیاران لشکر اسلام بلاشور کی فکر مین پوشیدہ پھر رہے تھے اور انواع و اقسام کے اہل حرفہ کی
صورت سے مشابہ تھے تاکہ کوئی اہل شہر نہ پہچانے عمرو ثانی سرمہ فروش کی قطع بنائے چوک مین سرمہ کی پڑیان فروخت
کر رہا تھا اور مجمع کثیر مین اپنے سرمہ کی تعریف کر رہا تھا اُس مجمع مین بلاشور کا ایک ملازم بھی تھا اُس کو اُس کے
لباس سے عمرو نے پہچانا اُسنے بھی ایک پڑیا سرمہ کی عمرو سے خریدی عمرو نے پوچھا تو کون ہے اُس نے کہا مین
بلاشور کا ملازم ہون عمرو نے کہا آج تو دربار مین نہین گیا اُسنے کہا آج کل بلاشور سخت تردد مین مبتلا ہے عمرو نے
سبب تردد پوچھا اُسنے کہا اس شہر پر مسلمانون کی چڑھائی ہے چنانچہ ہزارہا عیاران لشکر اسلام بلاشور کی ہلاکت
کے درپے ہوکے آئے ہین کل شب کو بلاشور کے گھر مین آگ لگادی اُسکی مان کو ہلاک کیا بلاشور نے بھی
اپنے عیار لشکر اسلام کے عیارون کی تلاش مین بھیجے ہین اور خود بھی چند عیارون کو ہمراہ لیے شہر مین نظر بازی
کرتا پھرتا ہے چنانچہ اسوقت بلاشور ثانی حمام مین گیا ہے مین وہین جاتا ہون اور یہ خبر تو تمام شہر مین مشتہر ہے کیا تجکو نہین
معلوم ہے عمرو ثانی نے کہا اس کیفیت کو تو مین نے بھی کسی قدر سنا ہے لیکن اس تفصیل سے اسوقت اطلاع ہوئی وہ
ملازم اُسطرف روانہ ہوا عمرو ثانی نے جو بلاشور کے حمام خانے مین جانے کی خبر سُنی فوراً حمام کی راہ لی جب قریب
حمام پہونچا دیکھا چند نگران مسلح و مکمل دروازہ حمام پر بیٹھے ہین متردد ہوا کہ حمام مین کیونکر داخل ہون اور یہ بھی خیال آیا کہ
شاید کوئی اور حمام ہو ایک مزدور حمام کے آتش دان مین آگ روشن کر رہا تھا اُس سے کہا برادر آج حمام ابھی تک
گرم نہین ہوا اُس مزدور نے کہا کہ حمام تو گرم ہو گیا ہے بلاشور کی وجہ سے زیادہ اہتمام کیا گیا ہے عمرو ثانی خاموش
ہو رہا اور وہین ایک جانب متوقف ہوا یہانتک کہ وہ مزدور آگ روشن کرکے اور آتش دان کو بند کرکے
چلا گیا عمرو ثانی نے آتش دان کو کھولا اور بعجلت تمام آتشدان کی آگ سرد کی اور اندرون آتشدان شگافتہ کرکے
حمام مین داخل ہوا دیکھا بلاشور دراز ہے اور ایک حامی اُسکے سینہ پر بیٹھا ہوا مالش کر رہا ہے یکایک بلاشور کی
نظر عمرو ثانی پر پڑی گھگھی بندھ گئی بہزار دشواری کہا آپ کون صاحب ہین عمرو ثانی نے کہا ہم تیری روح قبض
کرنے آئے ہین یہ کہا اور ایک ہی وار مین سر تن سے جدا کیا اور وہ سر دست چپ مین لیے ہوے باہر نکلا

اسکے عیارون اور معتمدون سے جو بلاشور کا سر عمرو کے ہاتھ میں دیکھا ایک ہی مرتبہ سب دوڑ پڑے راوی کہتا ہی کہ
جب عمرو ثانی کو اُس ملازم بلاشور دیو ثانی سے یہ خبر معلوم ہوئی تھی کہ بلاشور صافی حمام مین ہی عمرو ثانی اُس حمام کی
جانب روانہ ہوا جو سلمان عیار راہ مین ملا اُس سے اس بات کی اطلاع کر دی تھی کہ مین نے سنا ہی بلاشور اسوقت
حمام صافی مین ہی مین اسکی فکر مین جاتا ہون تم سب دروازہ حمام صافی پر پوشیدہ موجود رہو چنانچہ چالاک
بن عمرو و شاپور و سیارہ ثانی مع دو ہزار آٹھ سو عیاران ہمراہی کے جابجا قریب دروازہ حمام کے پوشیدہ
موجود تھے جوقت عیاران و شاگردان و معتمدین بلاشور عمرو پر حملہ آور ہوے ہین یہ سب عیاران لشکر اسلام
بھی آموجود ہوے اور دروازہ حمام پر رد و بدل شروع ہو گئی اور اسی طرح رد و بدل کرتے ہوے در شہر پناہ
پر پہونچے تا اینکہ دروازہ کو توڑ کے اور قلعہ سے باہر آکے بجد و جہد تمام اپنے کو صحیح و سلامت حمزۂ ثانی کی خدمت
مین پہونچایا اور بلاشور ثانی کے سر کو حمزۂ ثانی کی خدمت مین پیش کش کیا حمزۂ ثانی بلاشور کا سر کٹا ہوا دیکھ کے
بہت خوش ہوے خلعت گران بہا عمرو ثانی کو مرحمت کیا عمرو ثانی کی عیاری کی تعریف کی سعد شہریار نے کہا ای
بابا عمرو ثانی جانشینی عمرو تمکو مبارک ہو واقعی ثابت کر دی سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند عمرو ثانی نے
بکمال ادب آداب بجا لایا اور ثنا و صفت حمزۂ ثانی کی بیان کر کے کہا ای والا رتبت و عالی منزلت میری کیا حقیقت
و حقیقت تھی کہ مجھ سے ایسا کار نمایان ظہور مین آتا البتہ خداوند جل علا نے میری مدد و حمایت کی یہ بھی ایک اتفاقی امر
تھا کہ صدقہ چشم پر اُس مکارہ کے میری نظر پڑ گئی جس سے مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ پیرزال کوئی ستم رسیدہ نہین بلکہ
بلاشور ثانی کی مادر ناپاک ہی ورنہ جسطرح اور سرہنگ اُسکے دام مکر مین گرفتار ہو گئے تھے مین بھی گرفتار ہو جاتا اور
پھر رہائی دشوار تھی خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان ہی اس گفت و شنید کے بعد صندوق کسوت
عیاری خواجہ عمرو آیا اور یراق عیاری سے عمرو ثانی کو آراستہ کر کے کرسی ہد ہد پر بجائے خواجہ بٹھایا پہلے جو
شخص عمرو ثانی کی بیعت کے واسطے آیا وہ چالاک بن عمرو تھا بعدہ سیارہ ثانی ضرغام و قران و شاپور وغیرہ
تمام سرہنگ یکے بعد دیگرے عمرو ثانی کے پاس آئے اور رسم بیعت ادا کر کے مبارکباد دی قایم مقامی خواجہ دی
اور اطاعت قبول کی حمزۂ ثانی نے سلطان سعد بن قباد سے کہا ای شہریار تمنے دیکھا کہ عمرو ثانی سے کیسا کار نمایان
ظہور مین آیا اسوقت خواجہ ہوتے تو اس عیاری کی عمرو ثانی کو داد دیتے سلطان بن قباد نے کہا کیا شک ہی
حمزۂ ثانی نے کہا ہر ایک شے کے عطیہ کے عوض مساوی کو شکر کہتے ہین اور یہ شکر بندون اور خدا اور باہمی تمام بندون
مین شامل ہی اگر کسی شخص نے کسی اپنے دوست کو کوئی شی عطا کی اُس دوست نے کہا مین تمھارا شکر گذار ہون تو آہ یہ ایک کہی
کر مین آپ کا شکر گذار ہون اب وہ بیچارہ اس لفظی شکریہ کو اوڑھے یا بچھائے یا کھائے بلکہ دوسرے کسی وقت مین وہ دوست
کوئی ایسی شی یا اُسکے مقابلہ مین کوئی دوسری شی دے تب شکریہ ہو گا سلطان سعد نے کہا شہریار یہ تو مین نے سنا
لیکن اصل مطلب تو ارشاد ہو حمزۂ ثانی نے کہا مطلب یہ ہی کہ عمرو ثانی سے جو کام ظہور مین آیا ہی وہ قابل قدر ہی یعنی
عمرو ثانی کی دعوت کے واسطے ایک محفل عیش آراستہ کی فکر کرو اور اسکا اہتمام اپنے ذمہ لو سلطان سعد بن قباد
نے قبول کیا اور ایک مقام محفل کے واسطے مقرر کر کے طرح طرح کے کھانے پکوائے زنان رقاصہ و مطربہ کو بلایا

ہنگامۂ رقص و سرود شروع ہوا اور یہ غزل ایک ان مطربہ نے بکمال خوبی گائی سہ
باین شکلکشائی حق تمھارا رہبر اقایل
نہاد حکار تو دام ہر کہ خویش دل شادم
زخوش منیج با خورشید شام و صبح دم کردی
مسرت گردم سب یکدم نے آئی جرائی تل
برچی کار من آخر ہو دی مرحبا قاتل
مبارکباد بر دست تو دین رنگ حنا قاتل
درین مجلس مرا این ادب ہر وقت منظور ست

بخواہم زد جانان ز خون چون بسمل ست در پا قاتل
برنگ گوسپند عید قربانم درین وادی
بہ آہ و نالہ می گوید کجا قاتل کجا قاتل

تو صد گونہ خونریزی من و صد گونہ مقتولی
بمقتول محبت خون من باشد روا قاتل
اگر طبع تو خونریزی ببار خرمی داند

نیازم را بود نازی تو فردا خون بہا قاتل
ز بس مشتاق دیدار تو مردن دوست میدارم
سر و شمشیر و طشت اینک بیا قاتل بیا قاتل

تمام حاضرین جلسہ بیخود ہوگئے اور عمرو ثانی کا بیخودی سے یہ حال تھا کہ قریب تھا براق عیاری خواجہ عمرو و انعام میں دیدے بازار و نمین آئینہ بندی کا حکم تھا کھوے سے کھوا چھلتا تھا ہوا کو رستہ نہ ملتا تھا بڑی آبادی اور رونق تھی ع

چگویم ز آئین بازارہا | نہ بازارہا تازہ گلزارہا
زبس زیور و زیب رشک سپہر | بروج دکاکین پر از ماہ و مہر
بطول ملاقات شیدائیان | بعرض خیالات سودائیان
بسود از بس قبری کردہ اند | ہمہ روز بہرہ ز مشتری کردہ اند

تمام جہان کی چیزیں موجود جابجا خریداروں کا ہجوم خلاصہ یہ کہ تین شب و روز جشن عظیم برپا رہا چوتھے روز حمزہ ثانی نے کہا ارے یاروا بکچھ اُن گبرون کی بھی خبر لوگے یا اسی جشن میں مصروف رہوگے آخرش ملازم گئے اور خبر لائے کہ آج رات کو اُن گبرون نے اپنے کو طلسم ناریخ میں گرادیا ہی حمزہ ثانی بدیع الزمان کی طرف متوجہ ہوے اور کہا ای دلاورے خدا کی بندہ نوازی کا شکر ہو کیونکر ادا جسنے آج تک تو اپنے فضل و کرم سے دشمنوں پر غالب رکھا مگر اب ضروری کام یہ ہو کہ اُن گمراہوں کو ہدایت کیجاوے ہر طرح اُنکو راہ راست پر لانا چاہیے سے دریاے قہر حق کی تلاطم سے بعد مرگ ٭ بیشک یہی عمل ہی سفینہ نجات کا ٭ ورنہ تمام محنت ضایع سمجھو بدیع الزمان نے بہزار آرزو منظور کیا اور اُسیوقت وہان سے کوچ کرکے جابلقا میں پہونچا اہل شہر کو جمع کیا اور خود مجمع کے بیچ میں قیام کیا پہلے حمد خدا اور بعدہ پیغمبر کی تعریف بیان کی پھر منقبت علیؑ ولی خدا و وصی رسولؐ میں گویا ہوا اور کہا ای حاضرین جو میں کہتا ہون اُسکے سُننے کے واسطے چند لمحہ آمادہ ہو جاؤ اور گوش دلسے شنو جس ذات مجمع صفات کو میں معبود برحق جانتا ہوں اور اُسکی قدرت کو مانتا ہون اُسکے فضل و کرم سے امید رکھتا ہون کہ تم حق و باطل میں امتیاز کروگے اور سچی بات کو سچا جانوگے ع بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست ٭ سنو تم اب آجتک گمراہی میں مبتلا رہے چندروزہ زندگی ہی اس سے زیادہ کیا لغو بات ہوگی کہ بجاے خود سمجھ لیا کہ جو کچھ ہمارے باپ دادا کا دین ہو وہی ہمارا دین ہو جہانتک ممکن ہو حق کا متلاشی رہنا چاہیے میں سچ کہتا ہون اور تحقیق کرکے کہتا ہون اور تعصب کو اپنے دلسے برطرف کرکے کہتا ہون معبود برحق رحیم و کریم قادر مطلق وہ ہی جسنے آسمان و زمین مہر و ماہ لوح و قلم کو تمکو ہم کو پیدا کیا ہی جو عالم میں نظر آتا ہی اُسکی قدرت کے آثار ہین اُسکے کارخانے بیحد ہین ع

انجم آرائے آسمان بلند | ہم زمین ساز و ہم فلک پیوند
ہرچہ ہست از بلندی و پستی | ہمہ زو یافت صورت ہستی
بود تی را ہمیشہ بود از و | بود تی تا بود از وجود از وی
قادر لم یزل حکیم و علیم | خالق الخلق واجب التعظیم

ای حاضرین اگر تم ذات معبود واجب الوجود کو پہچانو تو جانو کہ زندگی کی کیا لذت ہی اور کس طرح کی اس دین میں برکت ہی بدیع الزمان کی اس تقریر مختصر نے اُن کافرون پر اُسوقت ایسا اثر کیا کہ ہر ایک نے بآواز بلند کہا ای جوان عالیشان فصیح البیان تیری باتین دل میں تاثیر کرتی ہین روح کو ایک طرح کا نشاط ہوتا ہی اثناے تقریر میں ارادہ تھا کہ دو روز کی مہلت مانگیں اور باہم مشورہ کرکے کہیں مگر اب ہم بجان و دل مستعد و آمادہ ہین ہان بیان کر دیکھا مذہب ہی اور اُسکے ارکان کیا ہین شاہزادہ نے کلمہ طیبہ پڑھا کے اُن سبکو اصول دین تعلیم کیے اور بھی چند مسائل اسلام کے سُنا کے پھر دوسری جگہ آیا اور وہان بھی مجمع میں حمد خدا و نعت محمد مصطفےؐ و منقبت علی مرتضےؑ کے بعد دلائل دین اسلام کے حق ہونے کے بیان کیے جس سے وہ بھی تمام مجمع مسلمان ہوگیا حتی کہ

اسی طرح تمام جابلقا مین دین اسلام کو رواج دیا اور مظفر و منصور حمزۂ ثانی کی خدمت مین واپس گیا اور کہا سے نور مہر
فلک از روشنی راے تو باد + سرمۂ اہل شرف خاک کف پاے تو باد + حسب الحکم والا دبر طبق راے معلے رواج
دین اسلام کی بابت کوشش کی گئی خداوند تعالے کے فضل بے نہایت و مرحمت بے غایت سے اہل جابلقا کی
ایسی توفیق آسمانی رفیق ہوئی کہ غالبًا سب دائرۂ اسلام مین داخل ہو گئے اب جو کچھ حکم والا ہو اُسکی تعمیل واجب
بجا لاوے حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاور زمان دہادر دوران سے چشم بدان زجاہ و جلال تو دور باد +
در دولت تو اہل جہان راسر در باد + اب اُن گبرون کی بھی خبر لینا چاہیے کہ جو بسبب خوف کے طلسم نارنج مین
چلے گئے ہین ورنہ وہ دولت دین حق سے محروم رہجاوینگے شہزادۂ بدیع الزمان نے قبول کیا اور بعجلت
تمام سامان سفر مہیا کرکے دوسرے ہی روز وہان سے جانب طلسم نارنج روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل
لب جو پہونچا حامی دین سبحانی جناب حمزۂ ثانی نے بھی کوچ کرکے قریب لب جو قیام کیا دیکھا ایک دریاے
مختصر ہے جسکا پانی نہایت صاف و سفید ہے پانی کے ساتھ بکثرت نارنج روان ہین تمام لشکر شاہی دریا کنارے
تماشا دیکھنے آیا بعض نے چند نارنج پانی سے نکال لیے اور متعجب ہو کے کہا ای فلان دیکھنا کیا خوشنما
نارنج ہین انکا ذائقہ نہین معلوم کیسا ہے کسی نے کہا چکھو تو ذائقہ کا حال معلوم ہو کسی نے کہا خبردار
نہ کھانا نہین معلوم انکا اثر کیا ظہور مین آوے ہو سکتا ہے کہ یہ نارنج طلسمی ہون کسی نے کہا یہ نارنج کسی آدمی کے
بنائے ہین جو طلسمی ہین درخت کے ہین اس سے اور طلسم سے کیا نسبت حتی کہ ایک لشکری نے ایک نارنج پر
منہ مارا اُسکو دیکھ کے دوسرے نے بھی چکھا بس پھر تو نارنج خوری شروع ہو گئی فی الحقیقت وہ نارنج خاص ایک
خاصیت رکھتے تھے جسکے سبب سے جسنے نارنج کھایا دیوانون کی طرح بکنے لگا کسی نے گھنا شروع کیا لینا لینا
جانے نپاے کوئی کہتا تھا ہٹو بچو آپ آتے ہین کوئی چیخ چیخ کے کہتا تھا ابے اُلو ہشو گھگھو یہ کیا فضول بکتا ہے
خاموش رہ کوئی کہتا تھا واہ کیا کہتا ہے تو سب حماقت کی گٹھریان اور خرافت کے تودے ہو گئے غرضکہ
اسی طرح ہر ایک فضول بکتا تھا اور قول و فعل دونون کا انتظام ندارد تھا یہ خبر حمزۂ ثانی کو پہونچی سخت تردد ہوا
خواجہ والا گہر خواجہ گرامی دریا دل خواجہ سیاوش کو طلب کیا اُنکے روبرو اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا ای
واقفان رموز فضل و کمال و ای عالمان علوم حقیقت حال و استقبال اپنے پدر والا قدر کے روزنامچہ سے اس بات
کو دریافت کرو کہ یہ لشکر جو دیوانہ ہو گیا ہے اسکا اصل سبب کیا ہے اور یہ سب بار دیگر اپنی حالت اصلی کیطرف
عود کرینگے یا اسی طرح دیوانہ وار خود رفتہ رہینگے خواجہ زادون نے روزنامچہ کو دیکھا اور بعد استخراج امور مستفسرہ
عرض کی کہ ای مبارک پے شہنشاہی کہ حاصل میکنند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری + لشکر کے دیوانہ
ہونیکا سبب وہی نارنج ہین اگر انھین نارنج کے پوست ان دیوانون کو کھلائے جائین تو اپنی حالت پر آجائین حمزۂ
ثانی نے ان دیوانون کو پوست نارنج کھلانیکا حکم دیا جس سے سب کے حواس درست ہو گئے حمزۂ ثانی نے پھر سب کو
جمع کیا اور کہا ای دلاوران ہمرہیان گبرون کی خبرگیری کے واسطے آئے ہین اور اُن گبرون کی خبرگیری اس طلسم کے
شکست ہونے پر موقوف ہے اب تم مین سے کون ایسا ہے جو اس طلسم کے فتح پر کمر ہمت کو مضبوط باندھ سکتا ہے اور
ان گبرون کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین پہونچا سکتا ہے تاکہ دین اسلام اُنکو تعلیم کیا جاوے بعض مورخین
کا یہ مقولہ ہے کہ پہلے سلیمان ثانی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یہ کام اس خادم جان نثار کا ہے چنانچہ چارسو مصاحبون کو
ہمراہ لیکے جانب درہ روانہ ہوا اور جب مفقود الخبر ہو گیا تو خواجہ زادون کی ہدایت کے موافق بغرض مدد

بدیع الزمان کی نوبت آئی اور یہ شہزادہ بھی جب داخل طلسم ہوے مفقود الخبر ہو گیا پھر خواجہ زادہ دون کی بہ ہدایت
بغرض مدد کمک قاسم بھیجا گیا جیسا کہ شروع کتاب مین اسکا ذکر ہو چکا ہی تکرار بیکار سمجھ کے اختصار پر اکتفا کی راوی
کہتا ہی ایک ہزار دو سو ستر بادشاہ اور پانچ سو پچاس گردن کش اور ستائیس فرزندان امیر والا تو قیر کے بعد دیگرے روانہ ہو
سلیمان ثانی اُس درۂ طلسم مین چلا جاتا تھا انتیس روز تک راہ طلسم طی کی ایک مقام پر دیکھا کہ چند نازنینان حور وش
پانی بھر رہی ہین جون ہی اُنکی نظر سلیمان ثانی پر پڑی سب نے پکار کے کہا اے جوان نادان کہان چلا جاتا ہی تجکو خبر
نہین ہی بہت تیری جان ضایع ہو جائیگی خیریت اسی مین ہی کہ جسطرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا ورنہ عنقریب تجھ مین
طاقت بازگشت نہین رہیگی آگاہ ہو اے جوان ہم جو کچھ کہتے ہین تیری دوستی کی راہ سے کہتے ہین نہ کسی اور غرض سے سلیمان
ثانی نے کہا اگرچہ اس مقام پر پہونچ کے کوئی واپس نہین جا سکتا لیکن مین خود اس مقام سے واپس جانے کا
ارادہ نہین رکھتا اُن نازنینون نے کہا خیر اگر یہی ارادہ ہی تو کچھ سامان اکل و شرب اپنے ساتھ لے لے سلیمان ثانی
نے کہا جو کچھ مین اپنے ہمراہ لایا ہون وہ موجود ہی اس سے زیادہ سامان لینے کو واپس نہین جاؤنگا پس وہ نازنین
نظر سے غائب ہو گئین سلیمان ثانی آگے بڑھا اور تین روز تک اور چلتا رہا یکایک دور سے ایک باغ دکھائی دیا
سلیمان ثانی قریب اُس باغ کے گیا چند درخت نارنج کے دیکھے جنکے نیچے فرش پاکیزہ و تکلف بچھا تھا ہر درخت مین
پانچ پانچ سات سات قفس ہائے مرصع آویزان ہین جن مین خوش رنگ و خوش آہنگ جانور چہچہا رہے ہین فرش پر ہر درخت
کے تنہ کے قریب خوش رنگ مختصر قالین بچھے ہین اور مقام صدر مین وسیع و پر تکلف قالین پر ایک نازنین سراپا
حسن و ناز بہزار کرشمہ و انداز بیٹھی ہی اور چار سو نازنینان سنبل مو عنبر موگرد اُسکے بیٹھی ہین اور بیچ مین اُن نازنینون
کے نارنج کا ڈھیر لگا ہی اور ایک ایک نارنج سب کے ہاتھ مین ہی اُس نازنین صدر نشین نے یکایک سلیمان ثانی کو دیکھا اپنی
جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور بآواز بلند کہا اے جوان تو کون ہی اور کیونکر یہاں تک پہونچا سلیمان ثانی نے بغور اُس
نازنین کو دیکھا اور کہا صاحب تم کون ہو اور کس واسطے میرے نام و نشان کو پوچھتی ہو اُسنے کہا میری کوئی
غرض نہین ہی البتہ اسواسطے پوچھا کہ یہ مقام خونخوار ہرگز کسی کے وارد ہونے کے قابل نہین ہی اگر نادانستہ یہان
وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا ہی تو پھر جا اب آگے قدم نہ بڑھانا سلیمان ثانی نے کہا سبحان اللہ اسقدر کوشش
کے بعد تو یہان تک پہونچا ہون اور پھر یہان سے واپس چلا جاؤن یہ ہرگز نہین ہو سکتا اُس نازنین نے کہا واپس
چلا جا دیدہ و دانستہ مبتلاے بلا ہونا ہرگز قرین عقل نہین ہی تو نہین جانتا یہان انواع و اقسام کے واقعات طلسمی
در پیش ہونگے جنمین مطلق عقل کو دخل نہوگا سلیمان ثانی نے کہا اے تاجدار اقلیم دلبری و دلربائی تو محض بیکار مجھ
حال سے متعرض ہوتی ہی مین خاص اسی طلسم کے فتح کرنے کا قصد کیے ہون اگر واقعات طلسمی پیش آئینگے باشد مجکو
کچھ تردد نہین ہی اُس نازنین نے کہا پھر تو جان مین نے تجکو سمجھا دیا یہ کہا اور اپنے ہاتھ کا نارنج آسمان کی طرف
پھینکا اُسکو دیکھ کے تمام نازنینون نے اپنے اپنے ہاتھ کے نارنج جانب آسمان کے پھینکے مجرد اس حرکت کے ایک شور
غوغا اُٹھا اور زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا سلیمان ثانی گھبرایا اور دل مین کہا خداوند تو ہی اپنے بندہ کا حافظ و نگہبان
ہی دیکھیے اس تاریکی کا کیا نتیجہ ہوتا ہی تھوڑی دیر تک وہ تاریکی رہی بعدہ روشنی ہونا شروع ہوئی اب جو سلیمان ثانی نے
غور سے دیکھا اپنے کو ایک باغ مین دیکھا جسمین درختان نارنج کثرت ہین اور سامنے سے ایک زنگی نہایت سیاہ فام کریہ المنظر
آتے دیکھا کہ پیچھے یک نہ شد دو شد اُس زنگی نے آتے ہی ہاتھ مین چاق کو سنبھالا اور سلیمان کے قریب آکے کہا
کیون جی تم یہان کیون آئے ہو سلیمان نے کہا خوب کہی جو ہم آئے تو کون ہی اُسنے کہا مین تو یہان رہتا ہون

بیکار پوچھتے ہو سلیمان نے کہا میں بھی اپنی خوشی سے چلا آیا تو بھی بیکار پوچھتا ہی زنگی نے کہا اچھا آئے تو آئے اب کب
جاؤ گے سلیمان نے کہا میں ہرگز نہیں جاؤنگا اور کبھی نہیں جاؤنگا زنگی نے کہا اگر نہیں جاؤ گے تو ان درختوں کے
نارنج چنو سلیمان نے کہا میں نارنج چننے تو آیا نہیں ہون اگر ایسی ہی ضرورت نارنج چنوانے کی ہو تو کوئی مزدور
بلواؤ یہ کام ہمارا نہیں ہو زنگی بولا ضرور چنو گے اور کیا اپنی خوشی سے نہ چنو گے پس کہدیا جلدی چنو سلیمان ثانی بھی
درست ہوکے اُسکے روبرو کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر تو بکتا کیا ہو ہم ہرگز نارنج نہیں چنیں گے زنگی غصے میں تمام قریب
سلیمان کے آیا اور اس تیزی سے وہ چاق سلیمان پر مارا کہ سلیمان کو مطلق خبر نہوئی کہ اس زنگی نے کب ہاتھ
اُٹھایا اور کب قریب آیا طرفہ تر یہ کہ پہلے تو سلیمان تہیہ کیے ہوئے تھے کہ ہرگز نارنج نہ چنیں گے لیکن چاق کی ضرب
کھاتے ہی کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ بے اختیار زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ ای شاہ زنگیان توقف کر اور چاق کو
روک جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُسکو بجا لاؤنگا زنگی نے کہا بس یہی حکم ہو کہ نارنج چنو اور ایک مقام کا نشان دیا کہ یہاں
تمام نارنجوں کا ڈھیر لگاؤ سلیمان اپنے ہمراہیوں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا بھائیو کیا دیکھتے ہو ان نارنجوں کو چنو
اُن سب نے انکار کیا اور کہا ای سلیمان تم مزدوروں کا کام کرو ہمسے امید نہ رکھو وہ زنگی اُن سب کے قریب گیا اور
کہا تم بھی نارنج چنو انھوں نے کہا اسکا عوض ہمکو کیا ملیگا زنگی بولا عوض مزدور کو ملتا ہو تم سب مزدور نہیں ہو سب نے
کہا جب ہم مزدور نہیں ہیں تو کیوں نارنج چننے کی فرمایش کیجاتی ہو زنگی بولا یہاں پہونچنے کا یہی نتیجہ ہو کہ تم مزدور
بنو انھوں نے کہا ہرگز نہیں چنیں گے زنگی نے اُن کو بھی ایک ایک چاق مارا بس جسپر چاق پڑا اُسنے فوراً کہا
اچھا ہم نارنج چننے کو موجود ہیں چنانچہ سلیمان ثانی مع ہمراہی نارنج چننے میں مصروف ہوا پھر بدیع الزمان کی نوبت
آئی اُس زنگی سے انکا بھی سامنا ہوا اور بعد گفت و شنید بسیار چاق کی نوبت آئی آخر الامر بدیع الزمان بھی
مع ہمراہی نارنج چننے میں مصروف ہوے کہانتک بالتفصیل ہر ایک سردار و فرزند امیر کے اس مقام پر وارد ہونے
اور نارنج چننے کا حال مذکور ہو خلاصہ یہ کہ سب ہی یہاں آئے اور سب اپنی اپنی باری آکے بہت کچھ عزم کی گر
انجام یہی ہوا کہ سب نارنج چننے کے واسطے مجبور ہوے حتی کہ جناب حمزۂ ثانی ظل سبحانی بھی خواجہ زادوں کے مشورہ
سے اس طرف وارد ہوے پہلے تو ان بہت کچھ گفت و شنید کی نوبت آئی جہان وہ نازمین چارسو نازنینون
کے ساتھ بیٹھی تھی حمزۂ ثانی کو اپنے اعزاز و احترام کا خیال تھا مگر وہ نازنین صدر نشین اُسی طرح پیش آئی
جس طرح سلیمان ثانی سے پیش آئی تھی حتے زنگی کا سامنا ہوا زنگی کہتا تھا کہ زیادہ گویائی نہ کرو نارنج چنو
اور اس مقام پر ڈھیر کرو حمزۂ ثانی کہتے تھے کہ میں ہرگز مزدوروں کا کام نہیں کرونگا آخر الامر چاق کی نوبت آئی
اُنھوں نے بھی اُسی طرح کہا ای شہنشاہ زنگیان جو کچھ حکم کر اسکی تعمیل میں مجکو کچھ عذر نہیں ہو اُس زنگی نے کہا
نارنج چنو اور اس جگہ ڈھیر کرو حمزۂ ثانی بھی مع ہمراہی نارنج چننے میں مصروف ہوے

اب ان تمام سرداران و فرزندان امیر کو مع حمزۂ ثانی ظل سبحانی کے نارنج چننے میں مصروف رکھا جاتا ہی اور شہزادۂ ذوالاقدار بدیع الملک دلاور کا حال خیریت اشتمال قلمبند ہوتا ہی

زمین بہارست عہد شباب	گناہ کست ساقی نہ خوردن شراب	مے لعل در جام گلگون بریز	مہ نو بخورشید کن ہم رکاب
زدہ خیمہ ابر ہوا سو بسو	تو ہم خیمہ بر بادہ زن چون حباب	شب و روز در دست دارد قدح	گل و آفتاب و گل ماہتاب
اگر نشۂ مے نہ دارد بسر	چرا لالہ مست و نرگس خراب	تو ای زاہدا مروزی نوش کن	مخور غم کہ فرداست یوم الحساب
گر این آب داری بدا آتش منال	کہ آتش توان سرد کردن ز آب	بقول تو گرمی حرام آمدہ	چرا در شب ست جوئے شراب

چہ فصل بہارست یارب کہ شد	دل پیر باز گشت سوی شباب	تواریخ پیرائے مرد سخندان	چنین آراستہ آمد از نہان

کہ جب شہزادہ عالی قدر بدیع الملک دلاور اور نوفل ملکہ ماہ نوش لب کے قافلہ و ہمراہ لیکر نگارستان سے
قریب پہونچے ہرکارون نے خبر دی کہ مظالم شاہ قلعہ بند ہوا اور ایک گبر مر کر نے قلعہ پر یورش کی ہی بدیع الملک نے
اور کچھ حقیقت حال دریافت کی ہرکارون نے کہا اور کچھ ہمکو نہین معلوم ہوا شاہزادہ اس قصہ کی حقیقت کو دریافت ہی
کر رہا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک طرف سے نظر کردہ شاہ یزدان مہتر شاپور شیر دل چلا آتا ہی جب شاپور قریب آیا زمین
خدمت کو بوسہ دیا آداب بجالایا ہاتھ اٹھا کر دعا دی سہ یارب نہال دولت تو بس بلند باد ہ در گلشن فتح برگ و بخت تو باز باد
دو دن ہزار ہزار شکر اس کریم کارساز کا کہ بار دگیر دیدار فرحت آثار حضور سے آنکھیں روشن ہوئین شہزادہ نے کہا اے مہتر
تم کو ان سنے مین سے تمکو طلسم مین چھوڑا تھا شاپور نے آنا مشتو کا اور اپنا طلسم سے رہا ہونا اور حمزہ ثانی کی خدمت مین
پہونچنا اور عروج بن بروج دیوانہ کو ہلاک کرنا از اول تا آخر شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین بیان کیا شاہزادہ
نے شاپور شیر دل کی قوت دست و بازو اور فکر و تدبیر کی بہت تعریف کی اور کہا اے مہتر شاپور تمکو کچھ معلوم ہی کہ اس قلعہ
پر جو گبر نے یورش کی ہی اسکا کیا سبب ہی اور یہ گبر کون ہی اس نے کہا اے شہریار عالی تبار مظالم شاہ بشارت کے ذریعہ سے
مسلمان ہو گیا ہی اور یہ گبر جو قلعہ پر یورش کر رہا ہی اسکا نام فیلاسر ہی اور اسکے باپ کا نام خون آشام تھا خون آشام
مظالم شاہ کے دربار مین پرانے نیزہ کی طرح چیر ڈالا گیا تھا فیلان سر بن خون آشام اپنے باپ کا بدلہ لینے آیا
ہی اور مظالم شاہ سے برسر پیکار ہی اور حکم ہو تو مین اس نابکار کو اسکی سرکشی کی سزا دون شہزادہ نے فرمایا اے شاپور ابھی
تم توقف کرو پہلے مین اسکو سزا دے دون تو پھر تو جرأت کرنا یہ کہا اور مرکب برق کردار پر سوار ہو کے نزدیک لشکر کے گیا اور
کہا او نابکار زشتی و بد کار مین تیرے باپ کا قاتل آ پہونچا فیلان سر نے جب شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا مرکب کی باگ
پھیری شہزادہ کے قریب آیا اور کہا اے جوان بیباک تو کون ہی اپنا نام و نشان بیان کر شاہزادہ نے کہا آگاہ ہو کہ مین
بدیع الملک بن نور الدہر ہون اور اگر زیادہ تر مجھے آگاہ ہونا چاہتا ہی تو سن جسنے تیرے باپ کو قتل کر پاس دیا
کیا وہ مین ہی ہون فیلاسر شہزادہ کی یہ تقریر سنکے بہت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور قتل بیدار نے لگا بدیع الملک
نے اسکو لڑتے دیکھا دیکھ کے پوچھا تیرا کیا حال ہی اس نے کہا اچھا حال ہی اگر واقعی تو میرے باپ کا قاتل ہی تو آ حملہ کر
شہزادہ نے کہا ہم مسلمانون کا یہ قاعدہ نہین ہی کہ خود سبقت کرین اگر تو جرأت رکھتا ہی سہ بیار انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ہ فیلان سر نے اپنی تیغ کو بلند کیا اور شہزادہ بدیع الملک کی جانب بے تحاشا چھپٹا
جب قریب آگیا اور شہزادہ پر وار کیا شہزادہ نے قبل اسکے کہ وہ تیغ جسم سے مس ہو کھینچ تمام اسکے ہاتھ سے
تیغ چھین لی مع ہذا اسی تیغ کا وار کمر پر کیا کہ وہ مثل خیار تر قلم ہو گیا اسکے لشکر نے جو یہ حال دیکھا سب نے یکبارگی
بدیع الملک پر حملہ کیا چونکہ سردار انکا بدیع الملک کے دست زبردست سے ہلاک ہو چکا تھا بے سر فوج کیا
کام کر سکتی ہی ہر چند اس فوج نے کوشش کی مگر شاہزادہ سے پیش رفت نہ گئی آخر کو گریز کی نوبت آئی میدان صاف
ہو گیا بدیع الملک نے دست غارت دراز کیا تمام مال و متاع اس فوج کا اپنے قبضہ مین لایا مظالم شاہ
بالائے قلعہ سے اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا دوری کے سبب سے نظر کام نہ کرتی تھی متعجب تھا کہ نہین معلوم یہ کون جوان ہی
آخر ہمراہیون سے کہا اے فلان دیکھیو کون ہی مجھکو تو بدیع کی شباہت معلوم ہوتی ہی ان سب نے بغور دیکھ کے
کہا واقعی ہمارا بھی یہی خیال ہی جب مجھکو بھی تصدیق ہو گئی بہت خوش ہوا دروازہ قلعہ کا کھولا باہر آیا شاہزادہ
کی خدمت مین پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ مظالم شاہ سے بغلگیر ہوا بعدہ وہ دونون جانب روانہ ہوئے

قصر دار العشرت مین آکے قرار کیا مظالم شاہ سے عرض کیا اے شہزادہ فلک رفعت مریخ صولت زبان شوم برین جرات
و شجاعت تم تو طلسم مین قید تھے اس طرف کس طرح وارد ہونے کا اتفاق ہو گیا اصل حقیقت یہ ہے کہ مین بمجبوری قلعہ بند ہو گیا تھا
اور کوئی صورت فوج مخالف سے رہائی کی نظر نہ آتی تھی اسکو آسمانی مدد کہنا چاہیے کہ تم ایسے دلاور یہان پہونچگئے شاہزادہ
بدیع الملک نے اپنا طلسم سے باہر آنا اور پردۂ قاف مین جانا اور دیوان خونخوار سے جنگ کرنا اور ہزارہ ہزار دست
سے مقابلہ کرنا اور پھر ہزارہ کو گرفتار کرنا بالتصریح مظالم شاہ کے روبرو بیان کیا اور کہا اے بادشاہ اور جو واقعات
گذرے وہ گذرے لیکن ہزارہ ہزار دست دیو کے مقابلہ مین سخت دقت پیش آئی بارے ہزار ہزار شکر اُس
کریم کارساز کی درگاہ بے نیاز مین کہ اُس مرحلہ سے بھی نجات پائی ہے کہ بصحت و سلامتی تمسے ملاقات ہوئی مظالم
شاہ حیرت سے شاہزادۂ بدیع الملک کی صورت دیکھتا تھا اور دل مین کہ رہا تھا کہ بظاہر یہ جوان بصورت انسان یک
مشت استخوان ہے لیکن اس جوان کا دیوان کوہ پیکر فیل قوت کے مقابل مین سربر ہونا طرفہ امر ہے علی الخصوص ہزارہ ہزار دست
ایسے دیو بلاے بے درمان کا مقابلہ کرنا مزید بران اُسکو گرفتار کر لینا تو کسی طرح قیاس مین نہین آتا اگرچہ واقعی
امر ہے اور بدیع الملک سے کہا اے شہریار سچ تو یون ہے کہ ــ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اگر آسمانی تائید
پر نظر کرکے ان واقعات کو سُنا جائے تو قیاس مین آسکتا ہے ورنہ یہ جملہ واقعات قیاس سے باہر ہین بعد اس
گفتگو کے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا گیا خواہناے طعام آئے دسترخوان بچھا خوان کھولے گئے دسترخوان پر
طرح طرح کا کھانا چنا گیا سب نے کھانے سے فراغت پائی رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہوا شام تک طرح طرح
کے باجے بجے گانے گائے گئے شب کو شاہزادہ محل مین ملکہ ماہ نوش لب کے پاس گیا طرح طرح کی باتین
ہوا کین جب زیادہ رات گئی نیند کا غلبہ ہوا دونون بستر خواب پر دراز ہوے دوسرے روز شاہزادہ سے مع
شاپور شیر دل اور نوفل کو ہمراہ لیا اور طلسم کی طرف روانہ ہوا اور راہ طی کرکے اُس درہ مین داخل ہوا اُس قلندر
کے قریب پہونچے جسکا ذکر سابق مین قلمبند ہو چکا ہے شہزادہ نے کہا اے برادر شاپور دیکھو یہ قلندر وہی ہے جسنے ہمکو
اور تمکو حلواے تازہ کھانے کو دیا تھا شاپور نے کہا اے شہزادہ والا قدر بیشک یہ وہی قلندر ہے شہزادہ نے کہا
اب پھر حلوا کھانا چاہیے تا کہ طلسم مین پہونچین یہانتک کہ اُس قلندر سے روٹی اور حلوا لیا کھایا از خود رفتگی
طاری ہوئی پھر ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا ایک حجرۂ تیرہ و تار مین ہین یکایک چند شخص آئے اور انکو شیر جہان آفرین
کی خدمت مین لے گئے اور جو لوگ لے گئے تھے اُنھون نے شیر جہان آفرین کی خدمت مین عرض کی کہ اے
شہریار یہ لوگ آئے اور اُنھون نے نان و حلوا کھایا اب ان کے بارہ مین کیا حکم ہے شیر جہان آفرین نے کہا
ان سب کو بجاؤ اور کام لو شاہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے دست و پاے بند کھول دیے گئے اور گل چینی کی
فرمایش ہوئی ہے کہ یہ سب پھول چننے مین مصروف ہوے تا اینکہ ایک ہفتہ گل چینی مین گذرا آٹھوین روز پہرہ ہٹا
کر دیے گئے شاہزادہ بدیع الملک نے اپنے ساتھیون سے کہا بھائیو آج میرا ساتھ نہ چھوڑنا اُنھون نے کہا
کیا مجال شاہزادہ سب کو ہمراہ لیے ہوے اُس قصر مین پہونچا دیکھا کہ وہی پیر مرد بیٹھا ہوا ہے تختہ رمل آگے رکھا ہے
اور قرعہ ہاتھ مین ہے شاہزادہ سامنے اُس پیر مرد کے گیا اور سلام برسم اسلام کرکے روبرو اس پیر مرد کے
بیٹھ گیا اس پیر مرد نے بغور شاہزادہ کی صورت دیکھی اور کہا تم کون ہو اور کیون یہان آئے ہو شاہزادہ نے
کہا اے معظم ذات مکرم صفات مین بدیع الملک بن نور الدہر ہون تحفہ ہاے طلسم لینے یہان آیا ہون اُس پیر مرد
نے متبسم ہو کے کہا چہ خوش یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حسب الطلب تمھارے تحفہاے طلسم تمکو دے دون اگر

تمھارے طلسم کے خواستگار ہو تو کوئی نشانی مجکو دو تاکہ تم کو تمھارے طلسم لینے کا مستحق سمجھون کوئی دعوے صحیح نہین
ہوتا جب تک کہ اسکی دلیل پیش نہ کیجاوے بدیع الملک نے کہا ای بزرگ یہ دو گواہ میرے ساتھ ہین جو
کچھ منظور ہو ان سے پوچھ لو پیر مرد نے کہا ای جوان تو بالکل نادانون کی طرح باتین کرتا ہو یہان گواہی کی مطلق
ضرورت نہین ہو دو نہین دو سو گواہ ہون ہان اگر کوئی نشانی تیرے پاس ہو تو اُسے پیش کر بدیع الملک نے
سر سے پگڑی اُتاری اور خال سبز اور رگ ہاشمی کو دکھاکے کہا ای بزرگ اس سے زیادہ نشانی کیا ہوگی اور
اگر اور بھی نشانی کی ضرورت ہو تو میرے خط و خال کو دیکھ لو بس اور کیا چاہتے ہو پیر مرد نے
چین بر جبین ہوکے اور شاہزادہ کو بنظر تیز دیکھ کے کہا واہ تم عجب طرح کے مرد آدمی ہو سوال از آسمان جواب
از ریسمان ہم کچھ کہتے ہین تم کچھ تقریر کرتے ہو مین صریح نشانی تمھارے طلسم پانے کی مانگتا ہون تمنے پگڑی اُتارکے
سر سے نشانون اور رگون کو دکھانا شروع کردیا مین کیا جانون کہ خال کیسے اور خط کیسا ارے بھئی نشانی لاؤ
جو مجھ سے تمھارے طلسم طلب کرتے ہو شاہزادہ نے اپنے دونون ہاتھ آگے بڑھا دیے اور پیشانی کیطرف
اشارہ کرکے کہا ہاتھ کی اور پیشانی کی لکیرون کو دیکھ لو اور ان لکیرون سے استخراج کرو کہ مین تمھارے طلسم
پانے کا مستحق ہون یا نہین کیونکہ تم رمل وغیرہ کے علوم سے بخوبی آگاہ ہو اُس پیر مرد نے اس مرتبہ اپنی نظر نیچی
کرلی اور کہا اپنے ہاتھون اور پانون کی لکیرین کسی اور کو دکھاؤ مین نہین پہچانتا نشانی لاؤ اسی طرح شاہزادہ
نے بیشتر نشانات دکھائے مگر اُس پیر مرد نے کسی نشان کو قبول نہ کیا مہتر شاپور نے کہا شہریار اب یہان توقف
بیکار ہو یہ بزرگ ہرگز کچھ نہ دینگے شہزادہ وہان سے روانہ ہوا قریب گنبد کے آیا دیکھا در گنبد مین ایک
بھاری قفل لگا ہو اور بالاے گنبد اور دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہو کہ بغرض آگاہی صاحب
ضرورت اطلاع دیجاتی ہو کہ اصل مقصود شکنندہ طلسم کا اس گنبد کے اندر موجود ہو شاہزادہ بدیع الملک
اس عبارت کو پڑھ کے بہت خوش ہوا اور شاپور سے کہا برادر اس قفل کے توڑنے کی کوشش کرو
شاپور نے بقوت تمام اُس قفل کو گرفت مین لاکے دو تین مرتبہ حرکت دی قفل نہ کھلا پھر نوفل بڑھا اور
اُسنے بھی زور آزمائی کی پھر بھی قفل نہ کھلا جب سب اپنی باری زور آزمائی کر چکے اور قفل بجنسہ بند رہا
بدیع الملک نے کہا بھائیو اب میری باری ہو یہ کہکے قفل کے قریب آیا اور مستحکم گرفت مین لاکے اور الا اللہ کہکے
جو زور کیا قفل شکستہ ہوکے دھم سے زمین پر گر پڑا شاہزادہ نے اُس گنبد کا دروازہ کھولا مع یاران ہمراہی اندر
داخل ہوا اسی ایوان اور اُسی حوض کو دیکھا کہ طاؤس بذرین و خوش قطع حوض کے فوارہ پر بیٹھا ہوا رقص کر رہا ہو شاہزادہ
جست مار کے اُس حوض مین کود اور قریب فوارہ پہونچ کے فوارہ کو گرفت مین لایا اور بقوت دست و بازو فوارہ
کو تہ حوض سے نکال لیا اور حوض کے کنارے پھینک دیا چونکہ مہتر شاپور اور نوفل دونون حوض کے
کنارے کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے جب وہ فوارہ حوض سے نکل آیا دفعتًا تمام پانی حوض کا غائب ہو گیا
اور ایک دروازہ اندرون حوض نمودار ہوا شاہزادہ نے دروازہ کو کھولا اندرون دروازہ نقب دکھائی دی
شاہزادہ نے شاپور اور نوفل اپنے یاران ہمراہی کو بلایا اُنھون نے تامل کیا شاہزادہ نے باصرار کہا
تم لوگ خائف کیون ہوتے ہو بلا علت چلے آؤ یہ سب کہکے کہ انچہ رضاے مولیٰ از ہمہ اولیٰ حوض مین اُتر کے
شاہزادہ کے قریب گئے شاہزادہ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکے دروازہ مین داخل ہوا اور پھر نقب مین
پہونچا اور راہ نقب طے کرکے باغ مین نکلا اور سیر گلگشت مین مصروف ہوا کبھی جانب مشرق بسر کی کبھی جانب

جنوب بھی جانب شمال بھی کہ سیر باغ کرتا ہوا اُس قصر کے قریب پہونچا کہ جہان چار سو پریزاد بیٹھی تھین لیکن اِس مرتبہ
اُن پریزادون کو بہ نسبت قبل کے پریشان دیکھا اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب مجروح بھی ہین حیرت ہوئی اُن
پریزادون نے جو شہزادہ کو دیکھا بہت منغض ہوئین اور بہ آواز بلند کہا ای جوان تو کیون بار دیگر اِس طرف آیا
تو یہان سے چلا جا سچ کہا ہی کہ اُس دوست نادان سے دشمن ہزار درجہ بہتر ہی جو دانا ہو ؎ صحبت سفلہ چو انگشت نار
نقصان ہو گرم سوزد بدن و سرد کند جامہ سیاہ + شاہزادہ بدیع الملک کو اُن پریزادون کی اِس تقریر سے
اور زیادہ حیرت ہوئی کہا صاحبو مین نے کیا ایسی نادانی کی جو تم میری مذمت کرتی ہو اُن پریزادون نے کہا
اِس سے زیادہ تیری نادانی کیا ہو گی کہ پیشتر ہی سے ہم گرفتار بلا ہین تیری خود رائی سے اب ہم اِس حال کو پہونچے
ہو تو دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے کہا مفصل کہو یہ حال تمہارا کس سبب سے ہوا ہی پریزادون نے کہا جس روز سے کہ تجکو
جبار اُٹھا لے گیا ہر روز وہ ظالم ہمیں زد و کوب کرتا ہی اور سخت اذیت پہونچاتا ہی اور ہمسے کہتا ہی کہ ای بدبختو تمنے
بدیع الملک کو مشورہ دیا کہ وہ مجکو ہلاک کرے اور میری ہلاکت کی تدبیر بھی تمہین نے بتائی ورنہ اُسکو کیا معلوم
تھا اور کیا جان رکھتا تھا کہ میری ہلاکت کے درپی ہو سکتا ای جوان اگرچہ جبار دیو تجکو لے گیا مگر پھر بھی تو اُسکے دست
جبر سے رہا ہو گیا کہ بار دیگر یہان آیا ہم آج تک اُس رہنمائی کی سزا مین مبتلا ہین تو بیان کر کہ جبار کے ہاتھ سے
کیونکر رہا ہوا اور اِس مدت تک کہان کہان پھرا اور کیا کیا واقعات پیش آئے اور اب کیا ارادہ ہی بدیع الملک
نے از اول تا آخر اپنی کیفیت بیان کی اور کہا اول مرتبہ تو بیشک مجھ سے غلطی ہو گئی اب جو کچھ تم کہو گی اُسپر عمل کرونگا
اُن پریزادون نے کہا من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ + ہمکو خوف ہی کہ بار دیگر بھی اگر تو نے غلطی کی تو شاید جبار دیو
کے ہاتھ سے تو زندہ نہ رہے بدیع الملک نے کہا تم مطمئن رہو انشاء اللہ اِس مرتبہ غلطی نہ ہو گی پریزادون نے کہا
خیر تجھے اختیار ہی اب جبار دیو آئیگا تجکو چاہیے کہ اُسکی تیغ اُسکے ہاتھ سے چھین لے اور پھر اُس موذی کو فرصت
نہ دی بہ عجلت تمام اُس کی کمر پر وار کر جب وہ ہلاک ہو جائیگا اور ہم اِس مصیبت سے رہا ہو جائینگے ہم وعدہ
کرتے ہین کہ اپنے ملک مین پہونچکے اور اپنا لشکر فراہم کر کے جنگ شیران مین ہم تیری مدد کرینگے ہنوز یہ باتین ہو
رہی تھین کہ ہوائے تند چلی اُن پریزادون نے کہا ای جوان ہوشیار ہو جا وہ موذی آتا ہی یکایک ہوا سے آسمان
سے جبار آیا اور بدیع الملک کو دیکھ کے کہا او اجل گرفتہ انسان تو بار دیگر یہان آیا اِس مرتبہ تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اول
مرتبہ تو خیر تیری جوانی پر مجکو رحم آ گیا تھا جو مین نے تجکو زندہ و سلامت چھوڑ دیا اِس مرتبہ اِن بدبختو کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
جنکی ہدایت سے تو نے میری ہلاکت کا سامان مہیا کیا تھا اگرچہ تو باین قلیل القامتی و کم جثگی جری و دلیر ہی مگر نادان
بھی ہی جو تو غافل ہو گیا تھا خیر اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی شہزادہ نے کہا او مغرور اگرچہ مین اول مرتبہ غافل ہو گیا
تھا لیکن اِس مرتبہ تیرا خود میرے ہاتھ سے زندہ رہنا دشوار ہی جبار دیو نے جھنجھلا کے شہزادہ پر تیغ کا وار کیا بدیع الملک نے
نہایت چستی سے اُس تیغ کا قبضہ مع بند دست مضبوط گرفت مین لایا اور بزور دست و بازو ایسا فشار دیا کہ وہ تیغ
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری بدیع الملک نے اُسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوڑ کے وہ تیغ اپنے قبضہ مین لایا
جبار دیو نے فرصت کو غنیمت جانا اور خائف ہو کے وہان سے غائب ہو گیا شہزادہ نے مڑ کے دیکھا جبار کو نہ پایا
حیران ہو گیا اُن پریزادون نے پھر زبان ملامت کھولی اور کہا ای جوان [illegible] تو بالکل نادان ہی یہ کیا کیا کہ تیغ
اُس سے چھین کر اُسکو رہا کر دیا بدیع الملک نے کہا تم سب بیکار خفا ہوتی ہو یہ تم بھی جانتی ہو کہ جبار بغیر
اِس تیغ کے کسی حربہ سے ہلاک نہین ہو سکتا اگر مین اِس تیغ کو اُٹھا نہ لے جاتا اور اُس سے دست و گریبان ہو جاتا

تو کیا کر سکتا تھا انجام یہ ہوا کہ تیغ بھی میرے ہاتھ نہ آئی پریزادون نے کہا خیر گذشت آنچہ گذشت اب بخوبی ہوشیار
رہو ایسا نہو کہ اس مرتبہ بھی تیغ ہاتھ سے نکل جاوے بدیع الملک بکمال ہوشیاری اُسی جگہ مقیم رہا راوی کہتا ہی
کہ جبار دیو کی موت از بسکہ اُسی تیغ کی ضرب سے مقرر تھی اور وہ بھی بخوبی آگاہ تھا دین وجہ اُس تیغ کے ہاتھ سے
نکل جانے کے سبب سے بدحواس ہو گیا اور ہر چہار جانب دوڑتا پھرتا تھا اور طرح طرح کی تدبیرین سوچتا تھا کہ
کسی طرح وہ تیغ ہاتھ آجاوے چنانچہ دو مرتبہ بدیع الملک کے پاس بھی آیا کہ شاہزادہ کو غافل پاکر تیغ لیجاوے
مگر موقع نہ پایا ادھر شاہزادہ اول مرتبہ اپنی غفلت کی سزا پا چکا تھا نہایت ہوشیاری سے وہان مقیم تھا مزید بران
وہ پریزادین ہوشیاری کے بارے مین تاکید کیے جاتی تھین جب جبار دیو کی سمجھ مین کوئی تدبیر دستیاب ہونے کی
نہ آئی گھبرایا ہوا اپنی محبوبہ کے پاس آیا جسکا نام معنبر جادو تھا اُسنے متفکر و بدحواس دیکھکے حال پوچھا
جبار دیو نے کہا ای آرام جان و ای راحت روح و روان کیا حال پوچھتی ہی عنقریب تو یہ خبر سُنے گی کہ جبار ہلاک
ہو گیا اور اُسکا گوشت و پوست جانوران صحرائی کھا گئے معنبر جادو نے کہا آخر مفصل بیان تو کر کیا ایسا سبب
واقع ہوا جو تجھکو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا جبار نے کہا ایک آدمزاد اس مقام مین وارد ہو گیا ہی نہین معلوم
کس قسم کا انسان ہی کہ دیوزاد کے مقابلہ مین سربر ہو جاتا ہی اول مرتبہ بھی اُسنے میری تیغ مجھسے چھین لی تھی
مگر میرا طالع یاور تھا جو وہ تیغ مجھکو مل گئی اس مرتبہ پھر وہ آدم زاد آیا ہی اور میری تیغ پھر مجھسے چھین لی اور ای
معنبر راحت دل و جگر میرا ہلاک ہونا اُسی تیغ سے مقرر ہی اگر وہ تیغ میرے ہاتھ سے نکل نہ جاتی تو مجھکو کسی طرح کا
خوف نہ تھا اگرچہ وہ آدم زاد کیسا ہی زبردست و زور آور ہوتا معنبر جادو نے متعجب ہوکے کہا واہ تو دیوزاد اور وہ
جوان آدم زاد تو بھی تو اُسکے مقابلہ سے عاجز ہو جائے کہ اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اگر اُس تیغ سے تیری ہلاکت
مقرر ہی تو تو نے وہ تیغ اُسکو کیون دیدی جبار نے کہا ای آرام جان کوئی بھی اپنے کو دیدہ و دانستہ ہلاک کرتا ہی
اُسکے مقابلہ مین ایسا ہی عاجز ہو گیا جو تیغ میرے ہاتھ سے نکل گئی معنبر جادو نے کہا بتا وہ کہان ہی مین جاتی ہون
اور اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر کے تیری خدمت مین حاضر کرتی ہون جبار دیو نے کہا وہ طلسم مین موجود ہی اور
ای معنبر وہ جوان تنہا نہین ہی دو رفیق بھی اُسکے ہمراہ ہین معنبر نے کہا وہ رفیق بھی آدم زاد ہی ہین یا کوئی اور
ہین اُسنے کہا ہان وہ بھی آدم زاد ہی ہین میرے خیال مین تو غیر ممکن ہی کہ تو اُس آدم زاد کو گرفتہ و بستہ کر لائے
کیونکہ جب مین اُسکے مقابلے مین پسپا ہو گیا تو تیرا سربر ہونا کب عقل مین آتا ہی اُسنے کہا خیر اب تو مین جاتی ہون
یہ کہا اور وہان سے روانہ ہوکے داخل طلسم ہوئی دیکھا واقعی تین آدم زاد اُس قصر مین موجود ہین در قصر پر
قیام کر کے معنبر نے دستک دی ایک جانور مثل چرہ اُڑتا ہوا آیا اور کہا ای معنبر کیا حکم ہی معنبر نے کہا ای پران جادو
اس قصر مین سے ایک چیز مجھکو لیجانا ہی تو اپنا عمل کر پران جادو اُڑا اور اُس قصر کے گرد تین تاو دے لیے دفعتاً
تمام قصر مین تاریکی ہو گئی معنبر جادو قصر مین گئی اور اُس تاریکی مین سب کی نظر سے پوشیدہ نوفل کو اُٹھا لیگئی اور کہا ای
جبار یہ آدمزاد موجود ہی جسطرح تیرا دل چاہے اُس سے پیش آ جبار دیو نے نوفل کو دیکھکے کہا ای معنبر یہ آدمزاد
وہ نہین ہی جسنے تلوار لے لی ہی بلکہ یہ اُسکا رفیق ہی معنبر جادو پھر وہان سے طلسم مین آئی دستک دی پران جادو موجود
ہوا اور کہا کیا حکم ہی معنبر جادو نے کہا پھر مجکو طلسم سے ایک شخص لینے کی ضرورت ہی چنانچہ بدستور تین دورے کیے تاریکی پھیلی
اس مرتبہ معنبر جادو خاقان شیر دل کو لائی اور کہا دیکھ یہ آدمی زاد ہی جسنے تلوار لے لی جبار نے کہا ای آرام جان
یہ بھی اُس آدم زاد کا رفیق و ہمدم ہی اس سے بھی مجھکو کچھ غرض نہین ہی اُسکے علاوہ جو وہ آدم زاد ہی اُسکو لا

تو کام بنے معنبر جادو یہ گئی تاکہ شہزادہ بدیع الملک کو اٹھا لائے وہاں اتفاق قضا و قدر سے رنگ دگرگون ہو گیا اشعار

دوران کہ صد طلسم سازیست | گر پردہ او ہزار بازیست
صد رنگ برآورد زمانہ | نیرنگ قضات نقش پرداز
تا دیدہ عبرتے کنم باز | از پردہ این طلسم خانہ

یعنی جون ہی معنبر جادو کی نظر بدیع الملک کے جمال جہان آرا پر پڑی ہزار جان و دل فریفتہ ہو گئی بیتابانہ شہزادہ کے قریب آئی پاؤن پر سر رکھ دیا شہزادہ نے متحیر ہو کے اسکی صورت دیکھی اور بے اختیار زبان سے نکلا تو کون ہی ہٹ ادھر سے معنبر جادو بدیع الملک کے پاس سے علحدہ جا کھڑی ہوئی اور دست بستہ کہا کہ ای شہریار فلک اقتدار سکندر ست ہون تیرے بندے ہزار و یہ شوکت یہ اقبال دایم رہے صدا تو زمانہ مین زندہ رہے میرا نام معنبر جادو ہی اور مین جبار دیو کی علوبہ ہون اور جبار وہ دیو ہی جسکی تیغ تو نے چھین لی ہی اُسنے مجھ سے اس حال کو بیان کیا مین نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر لاؤنگی چنانچہ دو آدمیون کو عالم تاریکی مین یہان سے اُسکے اوپر دیکھی اسنے ہر ایک کی صورت دیکھ کے کہا کہ یہ اُس جوان کا رفیق ہی اب تیرے گرفتار کرنے کو آئی لیکن جب تیری صورت زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہو گئی اب تیری خدمت مین حاضر ہون جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن اگر اس طلسم مین مجھ سے کسی طرح کی مدد کا طالب ہو حکم کر مین ابھی مدد کرنے کو موجود ہون بدیع الملک نے کہا استغفر اللہ مین ہرگز تجھ سے کسی طرح کی مدد کا خواہان نہین ہون خداے ما بس ست ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ علاوہ اسکے مجھے اس بات کا بھی خیال ہی کہ اگر مین تجھ سے کسی کام کی فرمایش کرون تو اُسکے عوض مین مجھ سے امید وصال کی رکھیگی مین مرد مسلمان ہون مجکو کسی جادوگرنی سے اختلاط ہرگز پسند نہین جا اپنا کام کر اور اگر مجکو یہان سے لیجانے کا ارادہ ہی تو مین مانع نہین اگر تجھ سے ممکن ہو بلا تکلف مجکو لیجا معنبر جادو نے کہا ای جوان تو میری نسبت اور کسی طرح کا گمان نکر مین واقعی تیری شیفتہ ہون اب جبار کو پاپوش کی برابر بھی نہین سمجھتی تیرا حکم بجا لانے کو دل و جان سے حاضر ہون اگر تیرا یہ خیال ہی کہ مین کسی وقت تجھ سے خواہان وصال ہونگی مین وعدہ کرتی ہون کہ بغیر مرضی تیرے ہرگز خواہان وصال نہونگی البتہ تیرے دیدار فرحت آثار سے دل خوش کرنے پر اکتفا کرونگی شاہزادہ نے کہا واقعی مین جو کچھ کہونگا اُسپر عمل کریگی اُسنے کہا سر آنکھون سے شاہزادہ نے کہا اگر جبار دیو ہی کی نسبت مجکو کچھ حکم دون بس تو اپنا رفیق سمجھ کے رعایت کریگی معنبر جادو نے کہا ہرگز نہین رعایت کرونگی ہان فرماؤ کیا مطلب ہی بدیع الملک نے کہا پہلا مطلب میرا تو یہی ہی کہ جبار دیو تک مجکو پہونچا دے تاکہ اُس کو قتل کرون اور طلسم فتح ہو دوسرا مطلب یہ ہی کہ مین اپنے رفیقون کو بہ کمال کوشش یہان تک لایا ہون دو مرتبہ کی تاریکی مین وہ دونون غائب ہو گئے مجکو کمال تردد ہی کوئی ایسی سبیل کر کہ وہ دونون رفیق مجھ تک پہونچ جائین یہ مقام طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ اُن دونون کو یہان کسیطرح کا گزند پہونچے معنبر نے کہا شہریار مطمئن رہو جبار دیو اور وہ دونون رفیق میرے یہان موجود رہین میرے یہان چلو اور بلا تکلف جبار کو قتل کرو اور اُن دونون رفیقون کو وہان سے لے آؤ اُس طرف پریزادون مین بذریعہ سرگوشی باتین ہونے لگین جس سے شہزادہ کے دل مین شک پیدا ہوا پوچھا تم سب کیا باتین کر رہے ہو انھون نے اشارہ سے شاہزادہ کو قریب اپنے بلایا اور آہستہ کہا شہریار اگرچہ یہ معنبر جادو تمپر اپنا شیفتہ ہونا ظاہر کرتی ہی مگر اسکے باطن کے حال سے اسوقت اطلاع نہین ممکن ہی کہ تمکو اسی حیلہ سے اپنے یہان لیجائے اور وہان بدی کرے ہمارے نزدیک تمھارا اُسکے گھر جانا قابل مناسب ہی آیندہ اختیار بدست شما اور اگر تم ہمارا مشورہ درست سمجھو اور یہی چاہو کہ

خیال کرسکتے ہو کہ یہ سچے دل سے کہتی ہی کہ مین فریفتہ ہون اور بالفرض اپنے مکروفریب سے بھی چہتی اسکا در کرنہ ہین
ہوسکتی تو چلے جاؤ ہم مکرر کہتے ہین کہ جانا تو بہت خبردار و ہوشیار رہنا اے شہریار یہ بھی ہم جتائے دیتے ہین
کہ تم اس جادوگرنی کے گھر مین پہونچکے جب جبار کو قتل کرنا تو اسکے بالون مین تلاش کرنا ایک مہرہ نکلیگا
اُسے بحفاظت اپنے قبضہ مین رکھنا جب پیر ریل انداز کے پاس پہونچنا وہ بزرگ تجسے نشانی مانگیگا تم اُس مرد
کو اُسے دیدینا وہ پیر ریل انداز تمام عقدہاے طلسم تمھارے حوالہ کردیگا بدیع الملک نے کہا افسوس مجکو نہین
معلوم تھا کہ وہ پیر مرد مجھسے اس نشانی کو مانگتا ہی وہ جب نشانی طلب کرتا تھا مین ہر ایک عضو کے نشانات کو دکھا
دیتا تھا اور وہ منغض ہوکے کہتا تھا کہ مین اس نشانات کو نہین سمجھتا کوئی نشانی لاؤ اُن پریزادون نے کہا شہریار
وہ پیر مرد اسی مہرہ کو مانگتا تھا غرضکہ معنبر جادو شاہزادہ بدیع الملک کو اپنے یہان اُٹھا لیگئی جون ہی جبار
دیو کی نظر بدیع الملک پر پڑی غضب آلودہ آواز سے کہا کیون اے آدمزاد تو نے میری تیغ مجھسے چھین لی اب
بتا کہ مین تجکو کسطرح ہلاک کرون اور تو اپنے کو بڑا شجاع و دلیر سمجھے ہوے تھا اب کیونکر میری محبوبہ آرام جان
کے قبضہ مین آگیا معنبر جادو نے کہا او نابکار یہ کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی توبہ کر کان پکڑ خبردار
کوئی خلاف کلمہ زبان پر جاری نہ کرنا جبار نے کہا یہ تو کیا کہتی ہی کیا تو اس جوان کو ہلاک کرنے کی غرض سے
نہین لائی ہی معنبر جادو نے کہا مین خاص تیرے ہلاک کروانے کو اسے لائی ہون جبار نے کہا اے آرام جان تجسے
مجکو ایسی امید نہ تھی معنبر نے کہا اب تو مجھسے ایسی ہی امید رکھ کہ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا او نابکار اب تو
معنبر جادو سے کچھ نہ کہہ جو کچھ کہنا ہو مجھسے کہہ جبار دیو نے کہا اے آدمزاد اگرچہ تو نے میری تیغ لے لی ہی پھر بھی کیا کرسکتا
ہی شاہزادہ نے کہا مین یہ کرسکتا ہون یہ کہا اور اسی تیغ بلا شان سلیمانی کا وار کیا کہ مثل خیار تر دو پرکالہ ہوگیا
اور معنبر سے کہا وہ دونون ہمارے رفیق کہان ہین معنبر جادو نے کہا سامنے کوٹھری مین ہین جو مقفل ہی شاہزادہ
نے قفل کی کنجی مانگی معنبر نے کہا کنجی میرے پاس نہین ہی جبار ہی کے پاس تھی شاہزادہ نے جبار مقتول کی کمر
سے کنجی نکالی قفل کھولکے کوٹھری مین گیا دیکھا نوفل اور شاپور منفعل ایک طرف سکوت مین بیٹھے ہین شاہزادہ
نے کہا اے بھائیو یہان بیٹھے کیا کررہے ہو چلو اُن دونون نے کہا شہریار گرسنگی سے حال خراب ہی کچھ
کھانا مرحمت فرماؤ شاہزادہ نے معنبر سے کہا وہ پرند جانورون کے کچھ کوفتے اور چند روغنی روٹیان اور ایک
ظرف مین پانی لائی نوفل اور شاپور نے کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خدا بجا لاکے کہا شہریار اگر تھوڑی دیر
یہان اور تشریف نہ لاتے تو ہم دونون شدت گرسنگی سے ہلاک ہوجاتے معنبر جادو نے کہا اے دلاور والا قدر
جبار تیغ کے چھن جانے سے ایسا بدحواس تھا کہ اسکو خود کھانے پینے کا خیال نہ تھا اور کا کیا ذکر شاہزادہ
نے کہا اے معنبر اب تم سب کو اُسی قصر مین اُن پریزادون کے پاس پہونچا دے اُس نے کہا شہریار مین
تمھارے فرمانے کے موافق اپنے پرائے محب جبار کے قتل پر راضی ہوگئی یہانتک کہ تم نے اُسکو
ہلاک کیا اب میری خاطر سے میری مہمانی قبول فرماؤ اور دو چار روز یہان استراحت کرو شہزادہ نے کہا اے معنبر
مین نے پیشتر ہی کہہ دیا تھا کہ اپنے کام کے کسی قسم کی [illegible] مجھسے امید نہ رکھنا پھر کیون مجھسے توقف و مہمانی
کی درخواست کرتی ہی معنبر نے کہا شہریار تم بجاے خود درست ہو مگر مین استراحت کو اس واسطے
کہتی ہون کہ آمد و رفت و جنگ و جدل کی وجہ سے کسل و کاہلی اعضا مین راہ پاگئی ہوگی بدیع الملک نے
کہا میرے اعضا مین کسل و کاہلی نے مطلق راہ نہین پائی ہی ورنہ مین ضرور تیری مہمانی قبول کرتا معنبر نے کہا

خیر اختیار ہو اور شاہزادہ کو مع رفقا بد پریزادون کے پاس پہونچا دیا اُن پریزادون نے کہا ای شہریار بار سے بخیر و عافیت
آنے کہو اُس موذی کو ہلاک کیا اور وہ تیغ واسے شہزادہ نے کہا شکر ہو اُس خدا ے عز و جل کا مین بصحت و عافیت
وہان سے واپس بھی آیا اور جبار کو بھی ہلاک کیا تیغ بلاشان بھی اس وقت تک میرے قبضہ مین ہی کل کا حال
خدا کو معلوم ہو اب تم آزاد ہو جہان چاہو جاؤ یہ کہا اور اُن پریزادون کو قید و بند سے خلاص کیا اُن پریزادون نے
ہزارون دعائین دین اور کہا اب تم کو چاہیے کہ اُس پیر مرد رمال و قرعہ انداز کے پاس جاؤ جو کلید بردار ہی حضرت
سلیمان علی نبینا علیہ السلام کا اور ہم یہان سے اپنے اپنے ملک کو جاتے ہین وہان پہونچ کے لشکر جمع کرین گے اور
ضیغم جادو کے مقابلہ مین ہم تمھاری مدد کرینگے بدیع الملک نے اُن پریزادون کو رخصت کیا اور معتبر جادو
سے کہا تو ہم کو اس پیر مرد کلید بردار کے پاس لیچل راوی کہتا ہی کہ جبار دیو کا ایک رشتہ کا بھائی تھا قتال دیو وہ
بھی معتبر جادو پر فریفتہ تھا ازبسکہ جبار کے سبب سے وہ معتبر تک نہ آسکتا تھا اور ہمیشہ جبار سے خائف رہتا تھا
یکایک اُسکو خبر پہونچی کہ ایک آدم زاد طلسم مین وارد ہوا ہی اور اکثر دیوون کو اُسنے ہلاک کیا ہی چنانچہ جبار کو بھی
اُسنے تیغ بلاشان سلیمانی سے ہلاک کیا اور تیغ بلاشان مع مہرہ اُسکے قبضہ مین ہی اور معتبر جادو اُس پر فریفتہ
ہو گئی ہی اور معتبر جادو ہی نے اُس آدم زاد کی زندگی مین جبار دیو کو قتل کرایا اور اب معتبر اُس آدم زاد
کے ہمراہ ہی قتال دیو بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ جبار ہلاک ہو گیا معتبر تک پہونچنے کا راستہ کھلا اب
معتبر جادو میرے ہاتھ سے کہان جاتی ہی آدم زاد کی کیا وقعت ہی کہ میرا مقابلہ کر سکیگا مین ضرور معتبر سے اپنی
دل کی مراد حاصل کرونگا یہ کہکے گرز گاؤ سر ہاتھ مین سنبھالا اور اپنے مقام سے جانب طلسم روانہ ہوا اور یہ جس وقت
معتبر کے پاس پہونچا کہ بدیع الملک کہہ رہا تھا کہ ای معتبر اب تو ہمکو مع رفقا پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے
اور معتبر جادو نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الملک کو مع رفقا اُٹھا لے چلے کہ قتال دیو نے بآواز بلند کہا ای
معتبر خبردار ابھی یہان سے حرکت نہ کرنا مین آپہونچا ای دلبر معتبر مجکو اس بات کا مطلق خیال نہین ہی کہ مدت سے
تیرے فراق مین مبتلا رہا اور آج جو میرے نصیب جاگے کہ جبار میرا رقیب ہلاک ہو گیا تو نے مجکو اپنے دل سے
بالکل فراموش کر دیا اور چلی جاتی ہی بس خیریت اسمین ہی کہ اس جوان آدم زاد کی رفاقت سے باز آ اور میرے
یہان چل تا کہ مدت مدید کی حسرتین دل کی نکلین خلوت مین تیرے درمیان دور شراب چلے معتبر جادو نے
قتال کی صورت دیکھی اور کہا چہ تو دیوانہ ہو گیا ہی جا اپنا کام کر اور اپنی جان کی خیریت مانگ ورنہ تیرے
بھائی جبار کی طرح تیرا بھی حال ہوگا اگرچہ تو مدت سے میرا طالب و خواہشمند ہی لیکن اب مین نے اس جوان
آدم زاد کی رفاقت کا وعدہ کر لیا ہی تیری مراد بر آنا محال ہی قتال نے کہا ای معتبر مین تجکو بے لئے ہرگز نہین
جانے دونگا اور تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ جوان آدم زاد ہی اس ضعیف الجثہ سے کیا تیری مطلب بر آری ہوگی
ہی معتبر جادو نے برہم ہو کے کہا مردے جائیگا نہین معلوم ہوتا ہی تیری بھی شامت آہی گئی قتال نے کہا ای
معتبر مدت کے بعد تجھ سے اسقدر باتین کرنے کا موقع ملا ہی جو تیرا دل چاہے کہہ لے اگر تو دو چار باتین بھی مار لیگی
تو مین کچھ نہ کہونگا یہ کہکے اپنا وہ ڈنکا سا سر جھکا دیا شاپور وہان موجود تھا بدیع الملک نے شاپور کی طرف اشارہ
کیا شاپور نے قریب جا کے ایک دھول اُسکے سر پر دی قتال سمجھا کہ معتبر جادو نے از راہ خوش طبعی دھول لگائی ہی اُسی
حالت کشیدہ سری مین کہا ای آرام جان دلبر معتبر اور بھی مین تو آج تیرے ہاتھ سے خوب مار کھاؤنگا آخر تو مجھے
چاہتی ہی اس مرتبہ بدیع الملک نے نوفل کو اشارہ کیا نوفل نے بھی قریب آ کے بقوت تمام اُسکے سر پر ایک دھول دی

اس فیروز بیلنے کہا ای دلبر معنبر اور سہی چہر شاپور نے ایک ڈھول دی اسی طرح باری باری قتال کے سر پر ڈھولین
پڑنا شروع ہوئین جب دونون رفیق بدیع الملک کے تھک گئے علیحدہ چلے آئے مگر وہ سر جھکائے ہی سہے گیا کہ
ای آرام جان اور سہی جب قتال سے معنبر کو بہت عاجز کیا بدیع الملک کو غصہ آیا کہا او دیو تو مانتا نہین جادو
ہو دیا تھے قتال دیو شہزادہ کی طرف گھور کے کہنے لگا ای آدم زاد تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے تعرض کرتا ہی شہزادہ
متبسم ہوا اور کہا او مردک بیحیا ہزارون ڈھولین ہماری کھا چکا اور پھر کہتا ہی کہ کیا وقت ہی کیا تو ہماری وقعت کو دیکھیگا
معنبر جادو نے کہا ای شہریار یہ قتال ہمیشہ کا چوتی خوردہ ہی یہ اس طرح ہرگز نہین مانیگا ایک ضرب تیغ بلاشان
سے اسکا کام بھی تمام کردو قتال نے کہا ای معنبر تو ہی جسقدر منظور ہو مجھے مار ان آدم زادون سے کیون کہتی ہی اس
مرتبہ شاپور دلاور نے پس پشت جاکے اس زور سے ڈھول لگائی کہ قتال دیو اوندھے منھ گر پڑتے گرتے آپ
سنبھل گئے اور پس پشت مڑکے دیکھا آدم زاد ہی غضب آلود ہوکے گرز گاو سر کو سنبھالا اور کہا اے آدمزاد بیباک
یہ کیا حرکت تھی دون یہ گرز تیرے سر پر کہ ایک سر کے سولہ سر ہو جائین بدیع الملک دلاور آگے بڑھا اور قریب
پہنچکے جاکے اور یہ کہکے کہ سب ضربین تو غلط تھین سے یہ صحیح ہی تیغ بلاشان کا ایک ایسا وار لگایا کہ دو ٹکڑے
ہو گیا اور معنبر جادو سے کہا ای معنبر اب ہم سب کو جلد اس پیر مرد کلید بردار کے پاس پہونچا دے ایسا نہو کہ
درمیان مین کوئی اور جلا مرحلہ حائل ہو جاے معنبر جادو نے بدیع الملک کو مع رفقاے ہمراہی وہانسے لیجا کے
تھوڑی دیر مین پیر رمل انداز کے پاس پہونچا دیا راوی کہتا ہی کہ ابھی تک شیر جہان آفرین کو جسکا اصل نام
ضیغم جادو تھا شہزادہ بدیع الملک وغیرہ کے وارد طلسم ہونے کی خبر نہین پہونچی تھی لیکن اب یکایک خبر پہونچی
کہ چند آدم زاد جری و شجاع وارد طلسم ہوے ہین جنکے ہاتھ سے جبار دیو اور اسکا بھائی قتال ہلاک ہوے اور
[illegible] سے حریفون نے علاوہ تیغ بلاشان سلیمانی کے مہرہ بھی لے لیا ضیغم جادو نے دونون ہاتھ سر پر مارے
اور نفس سرد بھر کے بصد لب پر درد کہا ہاے غضب کیا طلسم کی مدت پوری ہو گئی جو ایسے واقعات جانکاہ
سنائی دیتے ہین پھر اسکے منھ سے دھوان نکلنا شروع ہوا اس دھوین سے ایک لاکھ ساحران مہیب شکل ظاہر
ہوے اور کہا ای خداوند کیا حکم ہی غلام حاضر ہین ضیغم جادو نے توقف کا حکم دیا سردارون کو بلایا وہ حاضر ہوے
ضیغم نے کہا ای سرداران لشکر جادوان کچھ تمنے سنا انھون نے کہا خداوند کچھ نہین ضیغم جادو نے واردان طلسم کا
حال بیان کیا اور کہا کہ جبار دیو کا مہرہ بھی لے گئے چلو حریفون سے تعرض کرین انھون نے کہا ہم سب جان نثار
موجود ہین واضح ہو کہ شیر جہان آفرین جسکا اصل نام ضیغم جادو ہی ایک شیر سفید ہی اور اسکا قد برابر مجموعہ چار
قد فیل کے ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ اسکا سر آسمان سے جا ملا ہی غرضکہ ایک لاکھ ساحران مہیب شکل کی جمعیت سے ضیغم جادو
بدیع الملک کیطرف روانہ ہوا ادہر شہزادہ بدیع الملک اس پیر رمل انداز کے پاس پہونچا اور بطریق
اہل اسلام سلام کیا اسنے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان اب تو کہان آیا ہی اور کیون آیا بدیع الملک نے کہا ای
بزرگ ذات جس کیواسطے آیا ہون مین بدیع الملک بن نور الدہر ہون جو پیشتر بھی آیا تھا مگر کچھ نہ ملا اب پھر آیا ہون
اس پیر رمل انداز نے شاہزادہ کو از سرتا پا غور دیکھا اور کہا تحسین ہے اپنے اعضا کے نشانات دکھانا شروع کر دیے تجھے اب
کوئی اور اسیطرح کے نشانات تجویز کر آنے ہوسکے مین جو پیشتر کہتا تھا وہی اب بھی کہتا ہون کہ مجھکو نشانی مطلوب ہی
شاہزادہ نے کہا نہین صاحب اب مین اگلی طرح کے نشانات نہین دکھاونگا یہ کہا اور بغل مین ہاتھ لیجاکے مہرہ نکالا
اس پیر مرد کے روبرو لیجاکے کہا ای بزرگ دیکھو یہ نشانی مطلوب ہی جونہی اس پیر مرد کی نظر اس مہرہ پر پڑی

اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بکمال ادب و تعظیم شاہزادہ بدیع الملک کو سلام کرکے کہا ای شہریار معظم ذات
و ای شاہزادہ مکرم صفات آفرین باد برین ہمت مردانہ جرأت دلیرانہ مین جو پیشتر سے نشانی نشانی کہہ رہا ہون میری
مراد اُس نشانی سے یہی مُہرہ تھا جو تمھارے پاس موجود ہی یہان بدیع الملک سے وہ پیر مرد درِ دل اندازہ کہہ رہا تھا
کہ یکایک ضیغم جادو مع ساحران ہمراہی وہان پہونچا جونہی پیر مرد نے اُسکو دیکھا شہزادہ سے کہا ای جوان اقبال نشان
ہوشیار ہو جاؤ اور اس مہرہ کو بکمال ہوشیاری اپنی بغل مین چھپا لو تم کو ابھی ان ساحران نابکار سے جنگ کرنا ہی یہ
ضیغم جادو اس قدر جمعیت لے کے خاص اسی غرض سے یہان آیا ہی کہ جس طرح ممکن ہو اس مہرہ کو تمسے لے لے
اگر یہ مہرہ تمھارے ہاتھ سے نکل جاوے گا تو پھر تمکو کنجی وغیرہ ہرگز نہین ملیگی جس وقت ضیغم جادو کے مقدمہ سے
فارغ ہونا پھر اس مہرہ کو بشرطیکہ تمھارے پاس رہجاے مجھے دینا اور ای جوان یہ بھی ہم تم کو بتائے دیتے ہین کہ
اُسے جبار دیو کی تیغ بلاشان سے ضیغم جادو کا مقابلہ کرنا ایک اعتبار سے یہ تیغ بلاشان بھی کلید فتح طلسم ہی
شاہزادہ بدیع الملک نے دامن گردانے خفتان کی آستینون کو بھی کہنیون تک چڑھایا تیغ بلاشان سلیمانی کو
علم کر لیا نوفل و شاپور نے کہا ای شہریار ہمارے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی بدیع الملک نے کہا ای برادران یہی
حکم ہی کہ ہمارے ساتھ آؤ اور ان قرمساقون کو مارو نوفل و شاپور شیر دل ہمراہ ہوے بدیع الملک لشکر
ساحران مین آیا اور تیغ بلاشان سلیمانی علم کرکے کہا آج کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ضیغم
جادو کے لشکر مین ایک سبع خوک دندان جادو نام آور پہلوان و جادوگر تھا کہ مدت ہاے مدید سے ضیغم جادو کی سرکار
مین مبلغ قرار وظیفہ پاتا تھا اور ضیغم کو اُسپر بڑا اعتماد تھا جب بدیع الملک نے میدان مین آکے مقابل طلب کیا ضیغم
جادو نے سبع خوک دندان جادو کو بلایا اور کہا ای سبع مدت سے تو ہمارے یہان رہتا ہی اور باوجود
وظیفہ مبلغ قرار بجز خورد و خواب کے کوئی کام متعلق نہین رہا آج سخت واقعہ درپیش ہی کہ یہ آدمزاد جبار دیو کو
ہلاک کرکے مجھسے برسر مقابلہ ہی جا اُس آدم زاد کا کام تمام کر اور اُس سے تیغ بلاشان اور وہ مُہرہ اپنے قبضہ مین
لے سبع خوک دندان نے چین بر جبین ہوکے کہا ای شہنشاہ جادوان کیا مجھے ایک ادنی آدم زاد کی فرمایش کرتا ہی
آدم زاد سے مقابلہ کرنا شرم کی بات ہی ضیغم نے کہا ای سبع تیرا یہ خیال بالکل خام ہی اگرچہ وہ آدم زاد ہی مگر یہ تو
سمجھ لے کہ وہ کیسا بلاے بے درمان آدم زاد ہی جسنے جبار ایسے دیو زبردست کو ہلاک کیا اور مہرہ لے لیا جو فتح
طلسم کی کنجی ہو سکتی ہی خداوند رب بزرگ کا اگر فضل شامل حال ہی تو یہ آدم زاد تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیگا تو
ضرور جا اور مقابل ہو سبع جادو بکمال استغنا وہان سے روانہ ہوا اور بدیع الملک کے مقابلہ مین آکے کہا او
آدمزاد اجل گرفتہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی خداوند زحل الحمار کا فضل اپنے شریک حال سمجھ جو میرے دل مین تیری
ہلاکت کا افسوس ہی لا مُہرہ اور تیغ بلاشان مجکو دیدے اور جس طرف سے آیا ہی اُس طرف پھر جا اپنے خداوند
بزرگ کے پاے مبارک کی قسم کھاتا ہون کہ مین تجھسے ہرگز تعرض نہین کرونگا ورنہ یاد رکھ ایسی فضیحتی سے تجھے ہلاک
کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے بدیع الملک نے آواز بلند قہقہہ مارا اور کہا او
ملعون یہ تو کیا بیہودہ بکتا ہی تو کیا بلا ہی اور وہ تیرا خداوند زحل الحمار کیا باہوش ہی لائق پرستش وہ خالق ارض و سما
رزاق دنیا و مافیہا ہی جسکی ذات والا صفات بے مثل و بے مانند ہی حلیم و رحیم و کریم ظلم سے متنفر عدل پسند ہی
نہین کوئی اُسکا ہوگا شریک ÷ وہی ذات ہی وحدہ لاشریک ÷ عالم کا پیدا کرنے والا ہی جو کوئی ذی عقل و
شعور ہوکے اپنے معبود حقیقی اور خالق حقیقی کو نہ پہچانے اور پہچاننے کا ارادہ بھی نہ کرے وہ حیوان سے بدتر ہی اور

مردود درود از رب ودود ومجهسے سن سه نه بت خداہی نه خورشید نی ستاره وماه + که هین تمام یه سب هستی خدا پر
گواه + خداده ہی که جو فهم بشر سے خارج ہی + اسی کا سکۂ قدرت جهان مین رائج ہی + خداده ہی که جو پرده کو نه نگا که
هزار صورت زیبنده آشکار کرے + خداوہی ہی که بنده پر جب عنایت کی + طریق نیک سے ره راست پر ہدایت کی
سبع جادو شهزاده کی اس تقریر کو سنکے از سرتا پا غیظ وغضب ہوگیا کها او آدمزاد تو بڑا لسان وچالاک
معلوم ہوتا ہی یه وقت خدا سے نادیده اور خداوند بت بزرگ مین حق وناحق کے تصفیه کا نهین ہی ہوشیار ہوجا اور
میرا وار روک یه کهکے وار شمشاد پر کچھ بڑبڑایا بعده اسپر دار شمشاد کا وار کیا بدیع الملک نے تیغ بلاشان پر
وار روکا اور یه کهکے که سه زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین ودنیا فراموش کن + ایک ایسا وار تیغ
بلاشان کا اسپر کیا که دولخت ہوکے زمین پر گرا سبع جادو کے ہلاک ہونے سے ضیغم جادو کی تمام فوج مین ہم
کی آواز بلند ہوئی جس سے انسان کا دل دہل جائے نوفل نے شاپور سے پوچھا یه ہو کی آواز کیسی ہی
شاپور نے کها اس ہو ہو کی حقیقت تو مجکو بھی نهین معلوم ہی البته قیاس یه کهتا ہی که یه جوان خصایل اپنی زبان
مین اسی طرح افسوس کرتے ہونگے خلاصه یه که سبع جادو کیطرح بیشتر جادوگر شهزاده کے مقابله مین آئے اور تیغ
بے دریغ سے مالک کے ملک مین پہونچے یکایک جانب شرق سے ایک لکه ابر کا نمایان ہوا جس سے گمان ہوا
که پانی برسیگا اور ہوا تند چلی تمام میدان حرب گرد باد ہوگیا بدیع الملک حیران ہوا که یه کیا سامان
ہی دفعتاً دیکھا که چار سو پریزادون کا غول ہوا سے آسمان سے نازل ہوا جسکے ساتھ بکثرت فوج ولشکر ہی اور
آتے ہی وه پریزاد مع فوج ولشکر جادوان نابکار کے لشکر مین در آئے لیکن ضیغم جادو بدیع الملک کے
پاس پہونچا اور غراتا ہوا شهزاده کی جانب دوڑا شاپور نے گھبرا کے کها ای شهریار بہت خبردار ہو ضیغم جادو
یہی ہی بدیع الملک نے فوراً تیغ بلاشان کا ایسا زبردست وار کیا که اگرچه بطور حرکت اضطراری کے
تھا مگر ضیغم جادو پر کارگر ہوگیا جس سے ضیغم جادو دو مرتبه زمین پر گرکے تڑپا آخر کو اس نابکار کی روح ناپاک
فی النار ہوگئی پھر تو جنگ مغلوبه کی نوبت آئی ضیغم جادو کے لشکر مین ایسی ابتری اور انتشار ہوا که آپس مین
جو جسکے سامنے آگیا اُسے اُسکو واصل جهنم نصیب کیا جس سے بکثرت جادوگر فنا ہوگئے اور باقی بھاگ کھڑے
ہوے جب لشکر جادو سے میدان صاف وپاک ہوگیا شهزاده بدیع الملک نے مظفر ومنصور وہان سے
مراجعت کی اور اس پیرمرد صاحب کلید کے پاس آکے کها ای بزرگ بس اب کیا دیر ہی حق حقدار کو پہونچا چاہیے
وه پیرمرد شهزاده کے آنے سے تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا اپنے پہلو مین نہایت عزت وحرمت سے بٹھلا کے کها که سه
ای مبارک پے شهنشاہی که حاصل میکند + اختران آسمان از فعت نیک اختری + مور دِ دولت شود چون
سایۂ پر ہما + ہمبران بومی که تو ظل ہمایون گسترے + من چه گویم در کمال کبریاے حضرت + آفرین بادا آفرین
کز ہر چه گویم برتری + مبارک مبارک که تمنے طلسم کو فتح کیا اب اُس نشانی کو جو مہره تمهارے پاس ہی
مجکو دو تاکه تمهارے طلسم مین تمکو دون شهزاده نے مهره بغل سے نکالا اور پیرمرد کو دیا پیرمرد اُس مهره کو
لیکے بہت خوش ہوا اور اُس مهره کو چھپا کے بغل مین رکھ لیا اور کنجی بغل سے نکالی اُس قفل کو کھولا اندر آیا
بدیع الملک بھی اندرون قصر داخل ہوا راوی کهتا ہی که چار سو حجرے تھے ہر حجره لالی آبدار ولعل شب چراغ
سے مملو تھا پریزاد تمام صندوق خزانون کے باہر اٹھا لائے اور ہر صندوق کو کھول کے بدیع الملک کو
دکھا دیا سب صندوق مین ایک صندوق بہت بڑا تھا پیرمرد نے خزانه دار کو بلایا اور شهزاده سے کها

ای شہریار یہ خزانہ دار ہی اس سے جو کچھ منظور ہو پوچھو تو شہزادہ نے اُس خزانہ دار سے اُس بڑے صندوق کا
حال پوچھا اُس خزانہ دار نے پیر مرد کی طرف اشارہ کیا اور کہا شہریار مجھ سے پوچھنے کی کچھ ضرورت نہین ہی
اصل خزانہ دار یہی بزرگ ہی شاہزادہ نے اُس پیر مرد سے اُس صندوق کا حال پوچھا پیر مرد نے چند لمحہ سکوت کیا پھر
صندوق کے پاس آیا اُسکا قفل کھولا صندوق مین سے ایک ہیکل نکالی جسمین ایک ہزار ایک دانہ یاقوت احمر
کا تھا اور ہر دانہ کے ایک طرف اسماے بزرگ کندہ تھے اور ایک طرف لوح طلسم کے دستیاب ہونے کا حال
لکھا تھا پیر مرد افسر خزانہ دار نے کہا شہریار پہلی خاصیت اِس ہیکل کی یہ ہی کہ اگر تمام جہان جادو گرون سے مملو
ہو جاے اور وہ سب جادوگر سحر کرین تو بھی صاحب ہیکل پر سحر کا اثر نہو اور ایک ہزار ایک طلسم کی مالک یہ لوح ہی
اُن تمام ایک ہزار ایک طلسمون مین سے ہر ایک طلسم کی لوح اِس ہیکل کے ذریعہ سے دستیاب ہوتی ہی بدیع الملک
اِس ہیکل کے دستیاب ہونے سے بہت خوش ہوا ہیکل کو گلے مین پہن لیا پھر ایک صندوق کھول کے ایک
دستہ یراق سلیمانی کا نکالا اور بخوشی تمام وہ بھی پہنا پیر مرد نے کہا اب ارشاد ہو خزانہ مطلوبہ پایا شہزادہ نے
اقرار کیا کہ ہان پایا پیر مرد نے کہا رسید مرحمت ہو شاہزادہ نے رسید لکھی اور اُسپر اپنی مہر ثبت کر کے پیر مرد
کلید بردار کے حوالہ کی پیر مرد نے بکمال ادب تسلیم بجالا کے رسید اپنے ہاتھ مین لی اور وہانسے دفعتًا غائب ہو گیا
شاپور نے کہا شہریار تیز تگ عیار اور زال بن مظالم شاہ کے بارہ مین کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا
برادر اُن دونون کو بھی قید طلسم سے نجات دینا مقدم امر ہی لیکن یہ نہین معلوم کہ وہ دونون یہان کہان ہین نوفل
اور شاپور نے تجسس و تلاش کر کے اُنکا پتہ لگایا بدیع الملک نے اُن دونون کو بھی قید سے رہا کیا اور تمام
خزانہ کو اپنے ساتھ لیکے جانب نگارستان کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب نگارستان پہونچا مظالم
شاہ اپنے قصر مین اپنی جلیسون اور انیسون سے سرگرم صحبت تھا اور یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم شاہزادہ
بدیع الملک کس مرحلہ کے طی کرنے مین مصروف ہی کہ ایک ہرکارہ آیا اور خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الملک
مع نوفل و شاپور و تحفہاے طلسمی اسطرف چلا آتا ہی مظالم شاہ خوش ہو کے اُٹھ کھڑا ہوا اور مع جاہ و حشم وہانسے
روانہ ہو کے بدیع الملک کا استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم اپنے قصر مین لا کے بٹھایا تمام نگارستان مین ایک
دھوم ہو گئی کہ شہزادہ بدیع الملک تحفہاے طلسمی لایا ہی مبارک سلامت کی صدائین بلند ہوئین شہزادہ نے
مبلغ خطیر انعام و اکرام مین صرف کیا مظالم شاہ نے صحبت جشن قرار دی تمام قصر آراستہ کیا گیا محفل رقص و سرود منعقد ہوئی
مطربان خوش گلو و خوش آواز نے طرح طرح کے گانے گاے دن عید کی طرح بسر ہوا رات کو شب برات کا سما
دکھائی دیا جتنے شیر تھے اصل مین وہ شیر نہ تھے اثر طلسمی سے بصورت شیر تھے جب طلسم فتح ہو گیا وہ بھی اپنی اصلی
صورت پر آ گئے تھے دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے مظالم شاہ سے کہا ای بادشاہ اب تو وقعت و
حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی ہو گی ہزار ہزار شکر اُس عزاسمہ کی بارگاہ بے نیاز مین کہ مجھ ایسے
ناچیز کی سبب سے گونہ اسلام کی ترقی ہوئی بڑے بڑے سرکش خودسر راہ ضلالت سے رو گردان ہوے مگر افسوس
کہ تمہارا فرزند دلبند اُسی ضلالت و گمراہی مین مبتلا ہی اس بارہ مین میری تحریک کی مطلق ضرورت نہین ہی در انحالیکہ تم
ایسے اُسکے بزرگ حق پسند موجود ہو مظالم شاہ نے زال کیطرف دیکھا اشارہ سے کہا کہ مسلمان ہو جا زال اسیطرح
سکوت مین بیٹھا رہا باپ کے اشارہ کی جانب مطلق اعتنا نہ کی مظالم شاہ نے باعلان کہا ای زال چند روزہ زندگی
ہی ہر کس و ناکس کو چاہیے کہ حتے الامکان امر حق کی کوشش و جستجو مین مستعد ہو نہ یہ کہ کوئی راہ حق مین لیجائے

کوشش کرے اور دین برحق کیجانب ہدایت فرماکے طریق ضلالت سے راہ راست پر لائے اور پھر بھی گمراہی کو چھوڑے سے برین عقل و دانش بباید گریست + ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی کہ ہم بھی اس حالت مین مبتلا تھے بارے توفیق آسمانی رفیق ہوئی اور خود بھی حق پسندی کو اپنے دل مین جگہ دی تا اینکہ گرداب ضلالت سے نجات ملی میری سمجھ مین نہین آتا کہ تو نے اسقدر کیون سکوت اختیار کیا ہی ای فرزند تو بھی اس دین حق یعنے اسلام کو بصفائی قلب قبول کر زال نے کہا ای پدر سچ پوچھو تو یہ امر ہی کہ اپنا دین چھوڑ کے دوسرا دین اختیار کرے کوہرگز دل گوارا نہین کرتا مظالم شاہ نے کہا ای فرزند یہ تو نے سچ کہا مگر عقل کا مقتضا یہ ہرگز نہین ہی کہ اگر کوئی کسی بدافعالی مین مصروف ہو اور وہ بخوبی سمجھتا ہو کہ یہ بدافعالی ہی اور اسکا نتیجہ بھی بدہی ظہور مین آئیگا اور پھر بھی اس بدافعالی سے اجتناب نہ کرے زال نے کہا اچھا پھر تم نے تو دین اسلام قبول کر لیا بس کافی ہی اب میرے اسلام قبول کرنے کی کیا ضرورت ہی مظالم شاہ کو زال کے اس جواب سے بہت غصہ آیا پھر ضبط کر کے کہا ای زال مجھے تجھ سے ہرگز اس طرح کے جواب کی امید نہ تھی تجکو میری بزرگی کا بھی خیال نہ آیا اور مجکو ایسا بیباکانہ جواب دیا آگاہ ہو کہ تجکو دین اسلام ضرور قبول کرنا پڑیگا جسطرح قبول کرے زال نے کہا ای پدر یہ دین و مذہب کا معاملہ ہی خداوند بت بزرگ نے مجکو بھی عقل دی ہی میرے نزدیک مذہب و ملت کے مقدمہ مین باپ بیٹا دونون برابر ہین اور جو تم نے کہا کہ ضرور دین اسلام قبول کرنا ہوگا آگاہ ہو کہ مین ہرگز نہین اسلام قبول کرونگا یہی نہ ہلاک کیا جاؤنگا باشد خداوند بت بزرگ مجکو اس ہلاکت کا عوض نیک دیگا مظالم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا ادھر بدیع الملک کو بھی خداوند بت بزرگ کا نام سنکے غصہ آیا مظالم شاہ نے زال سے کہا دیکھ اب بھی خیریت ہی اسلام قبول کرنے یہ دین اسلام ہی کی برکت تھی جو تو نے اس قید شدید سے نجات پائی بت بزرگ کوئی شی نہین ہی ظاہر ہی کہ پتھر کنکر سے کیا ہو سکتا ہی ایک شی بے حس و حرکت ہی جسکا جسطرف دل چاہے اٹھاکے پھینکدے زال نے کہا ای پدر بس اب خداوند بت بزرگ کی شان مین کلمات نازیبا نہ کہو مظالم شاہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے غیظ مین اٹھا اور ارادہ قرساق کیکے چاہتا تھا کہ زال پر وار کرے شاہزادہ نے بپاس خیال مظالم شاہ کو روکا اور کہا توقف کرو اور زال کیطرف متوجہ ہوکے کہا مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ تو محض اس خیال سے کہ دین قدیم ہی دین اسلام نہین قبول کرتا ہی یا اپنے دین کے حق ہونے کے کچھ دلائل بھی رکھتا ہی زال نے کہا میرے مذہب کے حق ہونے کی کوئی دلیل میرے پاس نہین ہی مگر مین ضرور اپنے دین کو بلادلیل مدلل حق سمجھتا ہون سہ مین بلیس پر ویسے قربان ہوں بھلا کسطرح سے مسلمان ہون + شہزادہ خاموش ہو رہا مظالم شاہ نے بار دیگر تلوار کا وار کرنا چاہا زال بھاگا مظالم شاہ نے تعاقب کیا تا اینکہ زال کے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی ضرب شمشیر مین زال کا کام تمام کیا زال زمین پر گرکے تڑپنے لگا مظالم کی آنکھون مین آنسو بھر آئے مگر اسوقت اس مسلمان پاک اعتقاد نے جانب آسمان سر بلند کیا اور کہا خداوندا تو میری نیت سے خوب واقف ہی کہ مین نے اپنے فرزند کو محض تیری خوشنودی کے واسطے ہلاک کیا ہی مین چاہتا ہون کہ اسکے عوض مین مجکو ایسا صبر عنایت فرما کہ بار دیگر مجکو خیال بھی زال کی ہلاکت کا نہ آوے بدیع الملک نے مظالم شاہ کی خوش اعتقادی کی تعریف کی اور کہا ای بادشاہ بخدا کہ کام کردی مجکو ہرگز ایسی امید نہ تھی جیسا کچھ تم سے ظہور مین آیا القصہ دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک نے پریزادون کو رخصت کیا اور نوفل نے بھی لشکر اجنہ کو رخصت کیا شہزادہ نے ملکہ ماہ نوش لب اور مظالم شاہ کو ساتھ لیکے اپنے لشکر ظفر پیکر کیجانب کوچ کیا اور مسافت راہ طی کرکے سعد شہریار کے پاس پہونچا اور ہنگام ملاقات

حمزۂ ثانی کی خبر پوچھی سعد شہریار نے کہا ای شاہزادہ بدیع الملک حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی گیردون کے تعاقب مین داخل طلسم ناریخ ہوگئے ہین اس واقعہ کو چھ مہینے کا عرصہ گذرا ہی آجتک نہ اُس والاجاہ کی خبر معلوم ہوئی اور نہ اُس بلند مرتبت کے رفقا کا حال دریافت ہوا یہ مجکو بخوبی معلوم ہی کہ حضرت حمزۂ ثانی نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی طلسم ناریخ کو فتح کریگا وہی جانشین میرا ہوگا بدیع الملک نے کہا میری کیا وقعت وحقیقت ہی کہ اُس شہریار والاتبار کا جانشین ہوسکون مگر اُسکے یہ معنی نہین ہین کہ مین طلسم کشائی سے عاجز ہون اگر طلسم کشائی کا عوض نہ بھی مقرر کرتے تو مین فتح طلسم کے واسطے موجود تھا ؎ ہر کار کہ ہمت بستہ گردد ✤ اگر خار سے بود گلدستہ گردد ✤ جس کام کے انجام مین انسان اپنی کمر کو مضبوط باندھتا ہی کچھ نہ کچھ اُس کام کا سرانجام نیک ہو ہی جاتا ہی اب مین جاتا ہون انشاء اللہ الرحمٰن طلسم ناریخ کو فتح کرونگا سعد شہریار نے کہا ای عالی ہمت یہ تو مین جانتا ہون کہ تم صاحب ہمت ہو پھر اسقدر عجلت کی کیا ضرورت ہی ابھی مسافت عظیم طی کیے چلے آتے ہو چندے استراحت کرو تو پھر اختیار ہی بدیع الملک نے کہا شہریار استراحت سے اور کام سے کیا نسبت سعد نے کہا اختیار ہی نوفل نے کہا میرے بارہ مین کیا حکم ہی بدیع الملک نے کہا تم سب کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین جبریہ اپنے ساتھ نہین لیجا سکتا بہتر تو یہ ہی کہ تم یہان توقف کرو نوفل نے کہا جو جاہو ارشاد فرماؤ مگر مین دامن دولت کو ہرگز نہ چھوڑونگا ضرور ہمراہ چلونگا شاپور شیردل نے کہا ای شاہزادہ ثریا پایگاہ ایسا ہی قیاس میری نسبت بھی فرمائیے یعنی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون شاہزادہ خاموش ہورہا ؎ روز دیگر کین جہان پرغرور ✤ یافت از سرچشمہ خورشید نور ✤ علی الصباح سامان سفر درست وتیار کیا گیا بدیع الملک سعد شہریار سے رخصت ہوا اور مع یاران ہمراہی بسم اللہ کہکے جانب طلسم روانہ ہوا

طلسم ناریخ مین داخل ہونا شاہزادہ عدو گیر یعنی بدیع الملک والا توقیر کا مع نوفل وشاپور شیردل اور ملاقات کرنا حضرت ظل سبحانی جناب حمزۂ ثانی والا اپنے پدر والا گہر یعنے نور الدہر سے اور بھی واقعات طلسمی وہان کے مسطور ہوتے ہین

باغ عالم مین نہین کون ثناخوان تیرا
حق تو یہ ہی کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا
تو ہی مطلوب کسے اعلیٰ ہو کہ ادنیٰ ہمین
سرو آزاد بھی ہی بندۂ احسان تیرا
کون عالم مین ہی ایسا جو نہین سربسجود
کلمہ پڑھتے ہین سُنتے ہین جو قرآن تیرا
عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
چاک رہتا ہی سے یار گریبان تیرا

ذکر کرتا ہی ہر اک مرغ خوش الحان تیرا
گل کو خوش رنگی مین نسبت گل رنگین سے نہین
دم بھرا کرتے ہین مور اور سلیمان تیرا
بات بے مصلحت وقت نہین کی تونے
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا
جسم خاکی سے ہی دشوار رسائی تجھ تک
پردہ بے علمی سے ہوا حسن نہان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہی تو ای محبوب
طرۂ سنبل سے ہی گیسوے پریشان تیرا
لالہ بھی ایک نہین بار غلام داغی
عین حکمت ہی وہ جو کچھ کہ ہی فرمان تیرا
خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
گرد اُڑکر نہین چھو سکتی ہی دامان تیرا
کس کی رشک کا دیوانہ ہی تو ای آتش

راویان روایت رنگین تراز بوستان وحاکیان حکایات شیرین تر از شہد نوش لبان چہرۂ شاہد مقصود سے اس طرح نقاب اُٹھاتے ہین کہ شہزادۂ بدیع الملک مع نوفل وشاپور خجستہ جانب طلسم ناریخ چلا جاتا ہی اثنائے راہ مین اپنے ہمراہیون سے برسبیل تذکرہ یہ بھی کہتا تھا کہ یارو جناب حمزۂ ثانی نے بیکار طلسم مین جانے کی تکلیف گوارا کی ان مراحل کو جسطرح ممکن ہوتا ہم طی کرلیتے ہین اب نہین معلوم والاجاہ عالی بارگاہ کس حالت مین مبتلا ہی طلسم مین ادنیٰ واعلیٰ سب یکسان ہین نوفل وشاپور دونون ہمراہی جواب دیتے تھے کہ ای شہریار ہر ایک ادنیٰ کی یہی خواہش ہوتی ہی کہ جسے کارنمایان ظہور مین آئے اور حمزۂ ثانی تو ظاہر ہی

کہ آج امیر کے جانشین ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسے امور مین سکوت اختیار کرین جو جس مرتبہ کا ہوتا ہے اُس سے ہر نوع
اُسی مرتبہ کے موافق حرکات ظہور مین آتے ہین سب ہی واقف ہین کہ سہ تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد
بگزاف ، مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی ، غرضکہ اسی طرح کی گفت و شنید مین تمام راہ طے ہوئی بدیع الملک مع ہمراہی
طلسم نارنج مین پہونچا اور اُس مقام پر پہونچا جہان حمزۂ ثانی اور تمام ہمراہی اپنے اپنے دامنون کو گردانے
پھر اگر دو بیٹھے ہوے کچھ جھکے ہوے نارنج چن رہے تھے اور اس طرح نارنج چننے مین مصروف تھے کہ مطلق
کسی کا خیال نہ تھا شاہزادہ نے دور سے دیکھا کہ کچھ آدمی نظر آتے ہین شاپور سے کہا برادر دیکھو تو یہ
آدمی ہین یا میری نظر غلطی کرتی ہے شاپور اور نوفل نے بغور دیکھ کے کہا شہریار بیشک یہ آدمی ہی ہین اور
میرا گمان یہ ہے کہ یہ آدمی اور کوئی نہین جناب حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی ہین جب تھوڑی دور اور آگے بڑھے
شاہزادہ نے کہا اے برادر شاپور بیشک یہ وہی والا قدر ہے اور سب کے ساتھ نارنج چننے مین مصروف ہے اور متبسم ہو کے
کہا واہ طلسم کا بھی عجب کارخانہ ہے کہان جانشین امیر اور کہان یہ نارنج چینی مزدورون کا کام جب بالکل قریب پہنچے
یکایک حمزۂ ثانی نے شہزادہ کو دیکھا بیتابانہ دوڑ کے بدیع الملک کو گود مین اُٹھالیا پیشانی اور آنکھون پر بوسہ
دیکے کہا ہاے مین اسوقت نارنج چینی مین ایسا محو تھا کہ مطلق تمھارا خیال نہ تھا شہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب
سلام کیا اور کہا جہان مخدوم وہان خادم حمزۂ ثانی کی پشت کیجانب نورالدہر بھی نارنج چینی مین مصروف تھے وہ
بھی فرزند دلبند کو دیکھ کے بیتاب ہوگئے اور آتے ہی بدیع الملک کو گود مین اُٹھا کے دیدہ بوسی کی اور مزاج
کی خیر و عافیت پوچھی بدیع الملک نے دست بستہ کہا الحمد للہ پھر تمام ہمراہیون سے ملاقات ہوئی اور ایک دوسرے
کو دیکھ کے خوش و مسرور ہوا حتی کہ بدیع الملک رستم ثانی کے پاس آیا رستم ثانی شاہزادہ کو دیکھ کے چین بر
جبین ہوا اور دل مین کہا استغفر اللہ یہ کشتی گیر زادہ اسوقت یہان کہان نازل ہوا ابتک تو خیر جو کچھ ہونیوالا تھا وہ ہوا
لیکن دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیا خوب ہو اگر بدیع الملک یہان سے کسیطرح واپس جلے شہزادہ نے رستم ثانی کو دیکھکر
کہا اے برادر رستم کہو خیریت سے تو ہو رستم ثانی نے کہا اگرچہ خیریت سے نہین لیکن کوئی درد بھی نہین ہے بدیع الملک متبسم
ہوا اور کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ کوئی درد نہین ہے اور خدا نہ کرے کہ کوئی درد ہو تمھارا بدخواہ کون ہے لیکن اپنے
منصبی کام کی انجام دہی مین تو مصروف ہو رستم ثانی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا کہا اے بدیع الملک مین ہی اپنے
منصبی کام کی انجام دہی مین مصروف نہین ہون تمھارے باپ دادا تک اپنے اپنے منصبی کام کے انجام دہی مین
مصروف ہین یعنے مزدورون کی طرح نارنج چینی کر رہے ہین پہلے اُنکی خیر و عافیت پوچھو تو پھر میری خیر و عافیت
پوچھنا اُنکی نسبت سے میری نارنج چینی کوئی بھی مضائقہ نہین رکھتی اور گھبراتے کیون ہو دیکھو تم بھی عنقریب نارنج چینی
مین مصروف ہوا چاہتے ہو جب یہان پہونچ گئے تو پھر کہان بچ کے جاؤ گے ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے
وہی حبشی ہاتھ مین چاق لیے ہوے آتا دکھائی دیا رستم ثانی نے کہا لیجیے وہ آپکے عزت دینے والے آ گئے آپ سے
نارنج چینی کو نہین کہین گے بلکہ آپکے واسطے جواہر نگار کرسی لیے آتے ہین بکمال عزت آپکو اُس کرسی پر بٹھلائینگے تاکہ
آپ یہان بیٹھ کے اپنے پدر بزرگوار کے منصبی کام کے انجام دہی کا تماشا دیکھین اور خوش ہون اس عرصہ مین وہ
حبشی چاق در دست قریب آیا اور بدیع الملک سے کہا او خیرہ سر یہ کیا بیہودہ حرکت ہے کہ بیلچے مزدورونکو
باتون مین مشغول کرتا ہے کام نہین کرنے دیتا بدیع الملک بجاے خود سمجھا کہ اگر اس حبشی کی بے ادبانہ تقریر
کی شکایت کرتا ہون شاید یہ برخاستہ خاطر ہو کے مجھسے بھی نارنج چینی کرے اس خیال سے درگذر کی اور کہا تو کیا

کہ اچھا مین ان مزدورون سے بات نہ کرونگا تاکہ کام مین خلل واقع نہو اس جبشی نے غضبناک آواز سے کہا نہین
مجھے بھی ان مزدورون کے ساتھ کام کرنا ہوگا یہان پہونچکے کوئی اس کام سے معذور نہین رہ سکتا بدیع الملک نے
کہا تو غصہ نہ کر اگر کام لینا منظور ہی تو مین ایک تدبیر بتاتا ہون اس سے کام زیادہ ہوگا جبشی نے کہا کہ وہ تدبیر کیا
ہی بدیع الملک نے کہا مین اُن لوگون کے کام کی نگرانی کرتا ہون اور تاکید کرونگا کہ جلد نارنج چنو بس اس تدبیر
سے اسقدر کام ہوگا کہ میرے شریک ہوجانے مین ہرگز اسقدر نہوگا زنگی نے کہا زیادہ باتین نہ بنا تو بھی کام کر بدیع الملک
نے کہا اچھا مین اس سے بھی ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہون زنگی نے چیخ کے کہا چپ رہ اور ایک ضرب چابق شہزادہ کے
لگائی شہزادہ بھی مع یاران ہمراہی نارنج چینی مین مصروف ہوگیا رستم ثانی نے تبسم ہوکے کہا ای بدیع الملک
کہو وہ شاہزادگی تمھاری کیا ہوئی بہت تدبیرین کین مگر کوئی تدبیر کارگر نہوئی اپنے پدر اور پدر کلان پر حاکم بنا چاہتے
تھے جب جانتے کہ اپنے اس منصبی کام کے انجام دہی مین معذور رہتے اب کہو کیسا مزاج ہی انسان کو چاہیے
کہ ہر وقت سوچ سمجھکے کہے کیا کہون تمھارے بزرگون کا خیال ہی ورنہ ایسی کہتا کہ تم ہمیشہ یاد رکھتے بدیع الملک
نے رستم ثانی کی صورت دیکھی اور دم بخود رہا اور چھ روز تک اُن سب کے ساتھ نارنج چینی مین مصروف رہا ساتوین روز
رستم ثانی سے کہا ای برادر رستم اگرچہ آج ساتوان روز ہی کہ مین تمھارے ساتھ نارنج چینی کر رہا ہون مگر اب مین
اس نارنج چینی سے عاجز ہوگیا ہون رستم ثانی نے کہا اس نارنج چینی سے کون شخص عاجز نہین ہی پھر کیا ہوسکتا ہی
بدیع الملک نے کہا سبھی کچھ ہوسکتا ہی تدبیر شرط ہی رستم نے کہا اسقدر تدبیرین کین تو کیا بنا یا اب تدبیر کروگے
تو کیا بنا لوگے بدیع الملک نے کہا خیر تم یہی سمجھو اس روز بدیع الملک سب کے ساتھ نارنج چنتے چنتے سب کی
نظر سے پوشیدہ اُس باغ کے ایک جانب روانہ ہوا چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچا دیکھا چشمہ ہی اُس چشمہ کے
کنارہ قیام کیا کپڑے اُتارے چشمے کے کنارے رکھے چشمہ مین بسم اللہ کہکے اُترا غسل کیا ایک طرف صاف و شفاف
ایک صفہ تھا اُسپر نماز پڑھی بعد فراغ نماز دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع
کی کہ ای تاب و توان ناتوان و ای چارہ ساز بیچارگان تو ہی ہر وقت مصیبت و عاجزی مین اپنے بندہ کا حامی و
مددگار ہی از زمین تا چرخ برین ہر شی پر تیری حکومت ہی اور تو ہی ہر طرح مالک و مختار ہی ۔ اب تو مرے دم پر
آبنی ہی ۔ گویا ہنگام جانکنی ہی ۔ اس عالم بیچارگی مین اگر تجھ ایسے حاکم سے نہ کہون تو کیا کرون اگرچہ ۔ خداوند
مائی و من بندہ ایم ۔ ہمیشہ بخجلت سر افگندہ ایم ۔ مگر اب اس ناچیز کو نارنج چینی کی ذلت و ضیقی سے نجات دے
ہنوز یہ مناجات ختم نہوئی تھی کہ بمجواے ۔ فضل الٰہی چو کند کار خویش ۔ مژدہ دولت برساند سروش ۔ گوش
حق نیوش شاہزادہ بدیع مین غیب سے یہ آواز آئی کہ ای بدیع الملک تجھ مین اسقدر نسیان نے راہ پائی تعجب ہی
کیا تجھے نہین معلوم ہی کہ جو ہیکل تو پہنے ہوے ہی وہی کلید فتح طلسم ہی ہر ایک اُسکے حکم کی تعمیل ان مقامون مین مجبور
فرض ہی ہان اُس حکم کے خلاف جب تو کوئی کام عمل مین لائیگا بلا شبہ ضرر اُٹھائیگا اب شہزادہ کو ہیکل کا خیال
آیا اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کی ہیکل کو گلے سے اُتارا تمام دانون پر نظر کی جس دانہ پر لوح طلسم کے دستیاب
ہونے کا حال لکھا تھا اسکو غور سے دیکھا لکھا تھا ای جوان اسوقت جس مقام پر بیٹھا ہی بس اسی طرح بیٹھا رہ او
تس مین طرف نظر کر جو تمھارا رخ جانب شمال ہی اُسطرف جا اور تین روز برابر راہ طے کر تین روز کے بعد ایک ایسے
مقام پر پہونچیگا جہان ایک ایوان عالیشان واقع ہی غور سے دیکھنا کہ سامنے اُس ایوان کے ایک درخت
سرو ہوگا اُسکے عقب مین پوشیدہ ہوجانا چند لمحے کے بعد ایک مرغ سفید دکھائی دیگا جسکا قد ہاتھی کے برابر ہوگا

وہ مرغ سپید درختان نارنج کو جڑ سے کندہ کرنا شروع کریگا جب اُس درخت سرو کے قریب آئے جسکے عقب مین تو پوشیدہ
ہوا ور تیرا سامنا ہو یہ آواز بلند کہنا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی وہ بہت خوش ہوکے کہیگا
ای جوان مین تجھ سے بہت خوش ہوا اگر تو نے مجکو شرمندہ کیا خیر اپنا مطلب بیان کر تو کہنا کہ ای مرغ خوش خبر
مجکو اُس جگہ پہونچا دے جو مقام طلسم کشا کا ہی وہ مرغ سفید اُڑ جائیگا اسی طرح تین مرتبہ آمد و رفت کریگا چوتھے
روز مجکو لے جائیگا اور تیرا مطلب حاصل ہو جائیگا یعنے طلسم باطل ہو جائیگا بدیع الملک نے ہیکل کو پہن لیا
اور وہان سے روانہ ہوا تین شب و روز طی مراحل مین مصروف رہا چوتھے روز ایک قصر عالیشان دکھائی دیا شوق نے
اُسے زیادہ تر قدم بڑھایا شہزادہ قریب اُس قصر بلند کے پہونچا روبروے قصر کے درخت سرو کو بھی پایا اپنے کو اُسکی
آڑ مین چھپایا اور اُس مرغ سفید کا منتظر رہا زیادہ عرصہ قیام کو نہ گذرا تھا کہ ہوا کا سناٹا معلوم ہوا [illegible]
مرغ سفید آیا جسکا قد ہاتھی کے برابر تھا اور آتے ہی ان درختان نارنج کو جڑ سے اکھاڑنا شروع کیا جتنے کہ اُس
درخت سرو کی نوبت آئی جسکے تنہ کی آڑ مین شاہزادہ پوشیدہ یہ تماشا دیکھ رہا تھا چاہتا تھا کہ اُس درخت کو مع
بیخ زمین سے نکال لے یکایک بدیع الملک درخت سرو کی آڑ سے اُس مرغ سفید کے روبرو آیا اور بہ آواز
بلند کہا السلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی جون ہی اُس مرغ سفید و فیل قامت نے
سلام کی آواز سنی اسی لہجہ سے اُسنے بھی کہا علیک السلام ای شہریار فرخ قدم تو نے مجکو مشکور اور شرمندۂ احسان
کیا اب جو کچھ ارشاد فرماؤ اُسکی تعمیل واجب جانون بدیع الملک نے کہا ای مرغ خوش خبر مجکو مقام طلسم کشا مین
پہونچا دے مجکو وہان جانے کی اشد ضرورت ہی یہ سُن کے وہ مرغ سفید یا تو شہزادہ کے روبرو بکمال مستعدی
موجود تھا اور پوچھ رہا تھا کہ کیا حکم ہی نام مقام طلسم کشا سنتے ہی پھر نہ ٹھہرا فوراً پرواز کی اور وہان سے چلا گیا
بدیع الملک کو اُس مرغ عجیب الخلقت کی اس حرکت پر ہنسی آئی دل مین کہا سبحان اللہ ابھی یہ جانور کہہ رہا تھا کہ
جو حکم ہو اُسکو بجا لاؤن طلسم کشا کا نام کیا لیا گویا کوئی کلمۂ فحش زبان پر جاری کیا کہ جسکو نہ سُن سکا خیر وہ دن وہین بسر کیا
حالانکہ وہان کے قیام سے طبیعت کارہ تھی مگر چارہ کیا تھا ہیکل سے ہدایت ہو چکی تھی دوسرے روز وہ مرغ سفید پھر
آیا بدیع الملک پھر اُسکے روبرو گیا اور کہا سلام علیک ای مرغ خوش خبر خوش آمدی مسرور کردی اُسنے بطریق سابق
کے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان تُو نے مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ اُسکو عمل مین لاؤن شاہزادہ نے پھر وہی
درخواست پیش کی کہ مجھکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دے وہ مرغ سفید پھر وہان سے غائب ہو گیا غرضکہ تین شبانہ روز
مین چند مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ شاہزادہ سے کہا مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ جب شاہزادہ نے کہا کہ مجکو مقام
طلسم کشا مین پہونچا دے فوراً وہان سے روانہ ہو گیا چوتھے روز جب مرغ سفید آیا اور شہزادہ نے سلام کیا اور
اُسنے جواب سلام کے بعد کہا تو نے مجکو شرمندہ احسان کیا کچھ حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر کیا خاک
حکم فرماؤن جب مقام طلسم کشا کا ذکر آتا ہی تو چلتے غائب ہو جاتا ہی اور ہر روز مجھ سے یہی درخواست کرتا ہی کہ کچھ حکم
فرماؤ اب تو ہی بتا کہ کیا حکم فرماؤن میری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ تو از راہ مذاق کہتا ہی کہ شرمندۂ احسان کیا کچھ حکم کر
یا در اصل تو کہتا ہی اگر در اصل کہتا ہی تو کیون نہین مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچا دیتا اگر اس مرتبہ بھی تو چلا گیا اور
پھر آکے پوچھیگا تو مین واقعی مذاق سمجھ کے خاموش ہو رہونگا کچھ نہ کہونگا بدیع الملک کی اس تقریر کو وہ مرغ سفید
سنتا رہا اور بغور شاہزادہ کو دیکھتا رہا جب شاہزادہ اپنی تقریر کو ختم کر چکا وہ مرغ سفید قریب بدیع الملک
کے آیا اور گردن جھکا کے کہا ای شہریار تمھاری خاطر مجکو ہر طرح منظور ہی آؤ میری گردن پر سوار ہو بدیع الملک اُس

مرغ سفید کی گردن پر سوار ہوگیا اُس مرغ فیل قامت نے وہان سے پرواز کی اور اُس مقام پر آیا جہان حمزۂ ثانی اور
اُنکے تمام ہمراہی نارنج چینی مین مصروف تھے یکایک حمزۂ ثانی کی نظر اُس مرغ قوی الجثہ پر پڑی فی الجملہ دیکھا شہزادہ
بدیع الملک اُس مرغ کی گردن پر باطمینان تمام سوار ہی بہت تعجب ہوا پھر دل مین کہا ای حمزہ یہ جوان مرغ سوار
بدیع الملک نہ ہوگا کوئی اہل طلسم سے ہوگا جو بدیع الملک کی صورت سے مشابہ ہی منجملہ تمام رموز طلسم سے
یہ بھی کوئی رمز ہوگا جب بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کو بہ کمال ادب و تعظیم تسلیم کی اُس وقت حمزۂ ثانی
کو یقین ہوا کہ یہ کوئی جوان نہین ہی بدیع الملک ہی ہی کہا ای فرزند تم تو ہمارے پاس تھے اور نارنج چینی
مین ہماری طرح مصروف تھے یکایک کہان غائب ہوگئے اور اسقدر عرصہ تک کہان کہان پھرے اور یہ کیا واقعہ
ہی جو تم اِس جانور عجیب الخلقت پر سوار ہو بدیع الملک نے کہا ای جناب معظم و مکرم بے شبہہ مین بھی آپکے
ساتھ نارنج چینی مین مصروف تھا یکایک میرا دم گھبرایا اِس خیال سے کہ آخر کب تک اِس مزدوری و محنت
مین زندگی بسر کرونگا ناچار آپ سب صاحبون کی نظر سے پوشیدہ ایک جانب روانہ ہوگیا تمام حال
بیان کرنے کی تو مجھکو فرصت نہین ہی صرف اسقدر عرض کیے دیتا ہون کہ انجام کار یہ سواری مجھکو میسر آگئی ہی
طلسم کی کوشش مین جاتا ہون آپ سب صاحب میرے حق مین دعاے خیر کرین اور رخصت دین تاکہ مین منزل
مقصود کی راہ لون اگر زندہ رہونگا تو پھر کبھی آپکے دیدار فرحت آثار سے آنکھین روشن و منور ہونگی حمزۂ
ثانی نے کہا خیر ای فرزند جا خداوند عالم تجکو تیرے مطلب پر جلد فائز کرے اور صحیح و سلامت بار دگر ہمسے
ملائے اسی طرح حمزۂ ثانی نے تمام یاران ہمراہی نے بدیع الملک کے حق مین دعاے خیر کی لیکن رستم ثانی
دل مین کہہ رہا تھا کہ ای رستم بدیع الملک کے ہاتھ سے یہ طلسم محفوظ رہتا نہین معلوم ہوتا ضرور اس طلسم کو شہزادہ
فتح کریگا اور ہم سب اسکے آزاد کردہ سمجھے جاوینگے اگر ایسا ہوا تو کچھ بھی نہوا کیا ایسی تدبیر عمل مین لاؤ دین کہ بدیع الملک
کی کوشش سے پیشتر ہمارے ہاتھ سے یہ طلسم فتح ہوجاے اسی طرح سے خیالات وسیع کرتے کرتے طبیعت مین
وحشت جو سمائی درختان نارنج کو مع بیخ زمین سے کندہ کرنا شروع کردیا حمزۂ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کے
دل مین ہول سمایا سب رستم ثانی کے قریب آئے اور کہا ای رستم یہ معاملہ طلسم ہی یہان سے یقین جان سلامت
پہونچانا دشوار ہی نہ یہ کہ بے سمجھے بوجھے کوئی حرکت عمل مین لانا یہ کیا غضب کرتے ہو کہ درختان نارنج کو زمین سے
مع بیخ کندہ کر رہے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ درختان نارنج عام قسم کے ہین ارے یہ زمین طلسم ہی یہان کا ایک ایک
ذرہ رموز طلسم سے مملو ہی اِس حرکت سے باز آؤ ورنہ تمہارے ساتھ ہم سب بھی گرفتار بلا ہوجاینگے اگر تم بدیع الملک کا
مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو یہ خیال تمہارا عبث ہی کیا تمہارے گوش زد وہ خبرین نہین ہوئی ہین جو از روے قواعد
علم رمل دریافت کی گئی ہین ای مرد خدا کار بوزینہ نیست نجاری رستم نے کہا ای شہریار عالی تبار یہ کار بوزینہ نیست نجاری
کیسا کیا مین بوزینہ ہون حمزۂ ثانی نے کہا ای عزیز تمکو بوزینہ نہین کہتا ہون بلکہ مین نے ایک مثل کہی ہی جو تمہاری
میری سماعت مین گذر چکی ہی سب اس تصریح کے سننے کے مشتاق ہوے حمزۂ ثانی نے کہا دو نجار ایک بڑے لٹھے
کو آرہ سے شگافتہ کر رہے تھے درخت پر ایک بندر بیٹھا دیکھ رہا تھا دونون نجار پیشاب کرنے گئے بندر درخت سے اُترا
اور اُس لٹھے پر بیٹھ کے چاہا خود بھی آرہ کھینچے مگر آرہ کو کھینچنا بھول گیا وہ کھونٹی جو شگاف کے کشادہ رہنے کے
واسطے نجارون نے لگائی تھی اُسکو کھینچ لیا اُسکے انثیین جو شگاف مین آویزان تھا شگاف چوب کے مل جانے سے
پھنس گئے ہرچند وہ بندر اُچکا بچا مگر نجات نہ ملی اُن نجارون نے آکے اِس بندر کو خوب مارا فی الحال یہ مثل

تمھارے حال سے مطابق پاتا ہون جو کام جس سے مخصوص ہی وہ اُسی سے خوب انجام پاتا ہی رستم ثانی نے اِس
بات کا مطلق جواب نہ دیا دل مین کہتا تھا کہ اگرچہ بدیع الملک ہمسے علٰحدہ ہوکے مرغ سفید پر سوار ہوکے ہمار
دکھانے کو آیا لیکن ہم بھی اپنی کوشش سے باز نہ آوینگے اور اسیطرح بدستور درختان نارنج کو زمین سے کندہ کرنے
مین مصروف رہا ناگاہ ایک درخت نارنج کو جو زمین سے کندہ کیا دہن نقب نمودار ہوا رستم ثانی نے خوش ہوکے
اور زیادہ زمین کو کھودا پھر تو بخوبی نقب کا دروازہ ظاہر ہوا رستم بلا تکلف اُس نقب مین داخل ہوا حمزۂ ثانی
وغیرہ منع کرتے رہے کہ ای رستم یہ تو کیا کرتا ہی دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت مین ڈالتا ہی نہین معلوم یہ نقب کیسی
ہی اور تو کس بلا مین مبتلا ہوجاے رستم ثانی نے کچھ خیال نہ کیا نقب مین داخل ہوکے غائب ہوگیا جب انتہاے
نقب پر پہونچا دیکھا ایک تہ خانہ بنا ہوا ہی اور اُس تہخانہ مین کسی آدمی کا گذر معلوم ہوتا ہی وہین ٹھہرا اور بغور دیکھنا
شروع کیا کہ کیا واقعہ ہی کچھ پتا نہ معلوم ہوا اور آگے بڑھا دیکھا ایک شخص نہایت وجیہ و شکیل مسلسل بطوق و
زنجیر ہی رستم ثانی روبرو اُسکے گیا اور کہا ای شخص تو کون ہی جو اس طرح مقام تاریک مین مقید ہی اور کس جرم
مین یہ سزا تجھے دیگئی ہی اُسنے نفس سرد بھر کے کہا ای شخص مین تیرا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تو نے اسقدر
جد و جہد کر کے اپنے کو یہانتک پہونچایا اور میرا استفسار حال ہوا ورنہ کون کسکی خبر لیتا ہی آگاہ ہو کہ مین جنات کا
بادشاہ ہون میرا نام حرملیہ جنی ہی ای جوان تو بتا کہ کون ہی اور کیونکر اِس مقام مخدوش مین وارد ہوا رستم ثانی نے
کہا ای بادشاہ مین نبیرۂ زلزلۂ قاف اور سلیمان کوچک ہون چاہتا ہون کہ یہ طلسم میرے ہاتھ سے فتح ہو حرملیہ جنی
نے کہا زہے جرأت و خہے شجاعت کہ تو اِس طلسم کے واسطے مستعد ہوا ضرور اِس طلسم کو فتح کر ای شہریار تو مجھ کو
اِس قید و بند سے رہا کردے مین تجھکو کوہ قاف مین لیجاؤنگا اور وہان پہونچ کے اپنے تمام لشکر کو فراہم کرونگا
پھر مین مع لشکر یہان آؤنگا اور فتح طلسم مین تیرا معین ہونگا رستم ثانی نے اُسکے وعدہ کو قبول کرلیا اور اُسے قید و بند سے
رہا کردیا حرملیہ جنی اُس قید سے رہا ہوتے ہی فوراً پریزاد کی صورت ہوگیا اور رستم ثانی کے قریب آکے کہا ای شہریار
ہوشیار ہوجاؤ مین تم کو لیجایا چاہتا ہون رستم نے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون جہان چاہو لے چلو حرملیہ جنی رستم کے کمربند
مین ہاتھ ڈال کے اُٹھائے چلا اور اُس طرف سے گذرا جس طرف حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی نارنج چننے مین مصروف
تھے رستم ثانی نے بآواز بلند کہا ای شہریار بلند مرتبت آگاہ ہو کہ مجکو حرملیہ جنی کوہ قاف کی طرف لیے جاتا ہی
کہان ہین بدیع الملک کہ وہ مرغ سفید کی سواری پر بڑا فخر کرتے تھے بندہ بھی ایک بادشاہ جنات پر سوار ہی
اور اُسکی راے کے موافق کوہ قاف کو جاتا ہون جسوقت کوہ قاف سے مراجعت کر کے یہان پہونچونگا بس تم
یقین کرلینا کہ اب طلسم برقرار نہین رہ سکتا ضرور اسکی مدت العمر تمام ہوگئی اور بدیع الملک سے ملاقات ہو تو
میرا حال ضرور اِس شہزادہ کے روبرو بیان ہونے کے قابل ہی اِس تقریر کے بعد دفعتاً رستم ثانی غائب ہوگیا
سب کو حیرت تھی کہ یہ کیا واقعہ ہی قواعد علم رمل وغیرہ سے تو یہ دریافت ہوچکا ہی کہ فاتح طلسم شاہزادہ بدیع الملک
ہی رستم کو یہ طاقت کیونکر میسر آگئی کہ بادشاہ جنات اُسکو کوہ قاف لے گیا اُدھر شاہزادہ بدیع الملک کا حال سنیے
کہ وہ مرغ سفید خوش خبر کی گردن پر سوار چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک سرزمین پر وارد ہوا جو بالکل سیاہ تھی شہزادہ
کو اُس زمین کی سیاہی سے تعجب ہوا پوچھا ای مرغ خوش خبر یہ کون مقام ہی جسکی زمین بالکل سیاہ ہی مین نے مدت العمر
اِس رنگ کی زمین نہین دیکھی مرغ خوش خبر نے کہا اِس مقام کا نام بیابان فیل ہی بدیع الملک نے کہا ذرا
قیام کر کہ مین اِس زمین کا رنگ بخوبی دیکھ لون وہ مرغ عجیب الخلقت زمین پر اُترا شاہزادہ نے بغور اُس زمین کو دیکھا

اور تعجب کیا وہ مرغ شہزادہ کو لیئے پھر جانب ہوا روانہ ہوا اور تیز تیز اڑتا چلا جاتا تھا درمیان راہ مین پھر ایک مین
پر اترا اور کہا اے شہزادہ بلند مرتبت کچھ تکو معلوم ہی کہ اب تم کہان وارد ہو بدیع الملک نے اپنی لاعلمی ظاہر
کی مرغ خوش خبر نے کہا آگاہ ہو کہ یہ دیار مشرق ہی بیابان فیلان جہان کی زمین تمنے سیاہ دیکھی تھی وہ
یہان سے ایک سال کی راہ ہی اور طلسم سے بیابان فیلان ایک سال کی راہ ہی اس حساب سے اب
طلسم یہان سے دو برس کی راہ ہی جو اسقدر جلد طی ہو گئی غرضکہ اسی طرح بعجلت تمام وہ مرغ سفید شاہزادہ
بدیع الملک کو لیے چلا جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ وہ مرغ سفید شاہزادہ کو طلسم سے بارہ سال کی راہ
لے گیا ہی ایک مقام پر پہونچ کے بدیع الملک مرغ سفید سے اُس مقام کا نام و نشان پوچھتا اور مرغ
بالتصریح بیان کرتا تھا یہان تک کہ ایک جزیرہ مین گذر ہوا شہزادہ نے دیکھا کہ وہ جزیرہ نہایت سرسبز
شاداب ہی ہر طرف نہرین جاری ذرہ ذرہ مین باد بہاری ساری طرح طرح کے جانوران خوشرنگ
وخوش آواز درختون پر بیٹھے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور طرفہ تر یہ کہ بیشتر جانور انھین درختون پر بیٹھے
ہوے باہم انسان کی طرح گفتگو کر رہے تھے جب اُن جانوران عجیب الخلقت نے بدیع الملک کو دیکھا
کہ مرغ سفید کی گردن پر سوار چلا آتا ہی بہت متعجب ہوے اور آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا اے
فلان آج اس مرغ سفید کو کیا ہو گیا ہی کہ بسہولیت تمام بہت احتیاط سے اس آدم زاد کو اپنی گردن
پر سوار کر کے یہان لایا جو دوسرے نے کہا اے فلان تم پوچھو اول نے باواز بلند کہا اے مرغ کیون
اس جوان آدم زاد کو یہان لایا ہی مرغ خوش خبر نے جواب دیا کہ برادرمن ہرگز اس جوان کو یہان
کبھی نہ لاتا مگر اس وجہ سے مجبور ہو گیا کہ تین روز تک پیچھے پڑا رہا اس جوان نے تقاضا کیا اس عرصے
مین ہر چند مین نے طرح دی مگر اسنے نہ مانا مجبور ہو کر اسکو یہان لایا ہون بعد ازان اُس مرغ خوشخبر
نے شہزادہ بدیع الملک کو اُس مقام پر اپنی گردن سے اُتار دیا اور کہا شہریار بس یہان تک
میرے اختیار مین تیرا لانا تھا اب مین مجبور ہون ممکن نہین کہ ایک قدم بھی یہان سے آگے بڑھ سکون
بدیع الملک نے بکمال سماجت کہا اے طائر مہربان مین تیرا کمال درجہ ممنون ہون کہ تو نے محنت
گوارا کر کے مجکو یہان تک پہونچایا مگر اب یہ بھی بتا کہ تو آگے بڑھجانے سے کیون عاجز ہی اور مین یہان
مقیم رہ کے بیکارہ ہوا جاتا ہون کوئی تو ایسی تدبیر بتا کہ مین اپنے مطلب پر فائز ہو سکون وہ مرغ سفید
تا دیر کچھ سوچتا رہا آخر اپنے پرون مین سے ایک پر شہزادہ کو دیا اور کہا اس پر کو بحفاظت اپنے
پاس رکھو کسی اشد ضرورت کے وقت مین اگر میری ضرورت ہو اس پر کو آگ پر رکھنا فوراً حاضر خدمت
ہو جاؤنگا یہ کہا اور وہانسے چلا گیا بدیع الملک مجبور اس جزیرہ مین ایک جانب روانہ ہوا آخر چلا جاتا
تھا دور سے ایک منارہ بلند دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہان یہ منارہ کیسا ہی قریب پہونچا معلوم ہوا وہ منارہ
نہین ہی دیو ہی جسکا رنگ زعفران سرخ کے مانند ہی اُس دیو نے شہزادہ کو دیکھ کر کہا اے آدمی تو بہت اچھے
وقت آیا مین زخمی اور بہت بے چین تھا فکر کر رہا تھا کہ زخمون کے اندمال ہونے کی کیا تدبیر کرون تو میرے زخم
کا علاج آگیا ہی میرے قریب آ کہ تجھے کھا کر اچھا ہو جاؤن شہزادہ نے کہا تو مجکو نہین کھا سکتا اُس دیو نے کہا کیون
نہین کھا سکتا تو کون ہی شہزادہ نے کہا مین نبیرہ زلزلہ قاف اور سلیمان کوچک ہون اُس دیو نے کہا اے جوان آدم زاد
اگر تو ایسا معزز و محترم آدمی ہی پھر کیون اسقدر محنت و مشقت گوارا کر کے یہان آیا شہزادہ نے کہا اے دیو جنگ

مین اس مقام محنت انجام مین نہ آتا مگر طلسم کشا کی ضرورت نے مجکو مجبور کیا اور یہ تیر اتمام بدن زخمی کیون ہی دیو خوب
رویا اور کہا اے جوان کیا پوچھتا ہی یہ حال میرا عشق و محبت کے ہاتھ سے ہوا ہی شہزادہ سمجھا کہ عشق و محبت کسی نازنین
حسینہ کا نام ہی جسپر یہ دیو عاشق ہو گیا ہی اور اُسکے سبب سے اِسکا یہ حال ہوا اور اُس دیو سے کہا آخر وہ عشق
و محبت کہان ہی دیو نے کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ اُس دریا سے ایک جانور نکلتا ہی جسکا سر شیر کے سر کے مثل ہی اور
جسم گائے کے مشابہ اور پاؤن اژدہے کے پاؤن کے مشابہ اور ریش آدمی کی ریش کے مشابہ ہی اس جانور کے
پاس ایک موتی ہی جسکی صورت آدمی کی صورت سے مشابہ ہی بلکہ بالکل آدمی ہی کا چہرہ کہنا چاہیے اور آدمی بھی وہ جو
حسن و جمال مین یکتا ہو مین اُس گوہر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہون اسکی مفارقت مین کسی پہلو قرار نہین آتا کیا کرون کیونکر
میرا مطلوب مجھ تک پہونچے کوئی ایسا حامی و مددگار میرا نہین ہی جو اسوقت عاجزی مین میری حمایت کرے وہ جانور
عجیب الخلقت ہر شب کو دریا سے نکل کے اس جزیرہ مین آتا ہی اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیتا ہی جس سے تمام جزیرہ
روشن ہو جاتا ہی اور خود تمام جزیرہ مین چرتا پھرتا ہی چونکہ مین اُس گوہر پر عاشق ہون چاہتا ہون کہ اُس گوہر کو اُٹھا لیجاؤن
وہ جانور بے تحاشا دوڑ کے میرے قریب آتا ہی اور مجھپر حملہ کرتا ہی یہانتک مجکو زخمی کرتا ہی کہ مین بیہوش ہو کے گر پڑتا ہون اور وہ
اُس گوہر کو لیکے دریا مین چلا جاتا ہی جبتک بیہوش رہتا ہون مجکو کچھ خبر نہین رہتی جب ہوش آتا ہی اُسوقت مجکو معلوم ہوتا
ہی کہ اُس جانور نے مجکو اسقدر زخمی کیا جیساکہ تو مجکو اسوقت دیکھ رہا ہی مین نے سُنا ہی کہ آدمی کا گوشت کھانے سے زخم بہت
جلد مندمل ہو جاتا ہی اسی وجہ سے تجکو دیکھ کے مین خوش ہوا اور تیرے کھانیکا ارادہ کیا مگر تو یہ دعوہ کرتا ہی کہ مین نبیرۂ
زلزلۂ قاف اور سلیمان ثانی ہون مین نبیرۂ زلزلۂ قاف اور سلیمان کو جب تجکو اُسیوقت سمجھونگا کہ تجھسے ایسے مرتبہ کے
لایق کچھ کام ظاہر ہون صرف زبان سے کہدینا کافی نہین ہو سکتا شاہزادہ نے کہا وہ کونسا اہم کام ہی جسکو تو اُس مرتبہ
کے لایق سمجھتا ہی اُس دیو نے کہا ایک یہی کام ہی کہ وہ جانور ردریائی ہلاک ہو جاے اور وہ گوہر مجکو مل جاوے ورنہ میرا وہی ارادہ
ہی جو مین تجسے پہلے ظاہر کیا تھا شاہزادہ نے کہا اے دیو اگر اس مرتبہ کا یقین اسی شرط پر موقوف ہی تو مین موجود ہون اس مہم
کے سر کرنیکا عوض کیا ہی دیو نے کہا جو کچھ کہ شاہزادہ نے کہا مین وعدہ کرتا ہون کہ انشاء اللہ الرحمٰن اُس جانور کو ہلاک کرونگا
اور اُس گوہر کو تجھے دونگا اسکے عوض مین تو مجکو مقام طلسم کشا مین پہونچادے دیو نے کہا اے آدمزاد تو یقین سمجھے کہ اگر وہ گوہر
مجکو ملجاویگا اور وہ جانور ہلاک ہو جائیگا کیونکہ جانور کے زندہ رہنے مین خدشہ ہی مین ضرور تجکو مقام طلسم کشا مین پہونچادونگا اور
مقام طلسم کشا پر بھی موقوف نہین ہی جہان کہدیگا وہان پہونچادونگا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور اُسی مقام مین موجود رہا
یہانتک کہ رات ہو گئی تاریکی شب مین دیکھا کہ وہ جانور دریائی دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ اُس گوہر شبچراغ کی روشنی
سے تمام میدان مین گویا دن ہو گیا پہلے وہ جانور ہر چہار جانب نگران ہوا بعدہ اُس گوہر کو ایک مقام بلند پر رکھدیا اور خود
مشغول چرا ہوا دیو نے کہا شہریار دیکھو مین اسی گوہر تابان پر عاشق ہون بس یہ جانور اسیطرح یہان آتا ہی اور اُس گوہر کو اسیطرح
بلندی پر رکھ کے مشغول چرا ہوتا ہی اور میرا کچھ بس نہین چلتا کہ اس گوہر کو کیسے لون شہزادہ نے کہا اے دیو آخر یہ جانور کسطرح حملہ آور
ہوتا ہی دیو نے کہا بضرب لکد حملہ کرتا ہی شاہزادہ نے کہا خیر دیدہ شود چہ میشود اور اُس گوہر تابان کیطرف روانہ ہوا اُس جانور نے جو
دیکھا کہ ایک آدمی گوہر کیجانب جاتا ہی ہنوز شہزادہ اُس گوہر تک پہونچنے نہین پایا تھا کہ شاہزادہ کا سدراہ ہوا شاہزادہ اُسی مقام
پر ٹھہر گیا کہ دیکھون کیا کرتا ہی وہ جانور بھی اُسی جگہ ٹھہر گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا تھا کہ گوہر کے لینے کا مانع ہی شاہزادہ نے قدم
آگے بڑھایا اُس جانور نے شاہزادہ کے قریب آکے پشت شاہزادہ کیجانب پھیرکے دولتی اُچھالی شاہزادہ نے سپر پر روکی اور یکلخت
صدمہ پہونچا اُس جانور عجیب الخلقت نے دوسری جفت لگد کا وار کیا شہزادہ نے پھر سپر پر ضرب لگد کو دفع کیا اور اس مرتبہ بجالاکی تمام

اُسکے دونون پاؤن گرفت مین لیا اور پیچ دینا شروع کیا ہرچند وہ جو تو تڑپا اور بہت ہاتھ پاؤن مارے مگر بہت محکم سے پکڑ رکھا
آخرالامر ایک پتھر کی چٹان پر بقوت تمام مارا جسکے صدمہ سے تمام استخوان سرمہ ہوگئے اور اُسیوقت بیجان ہوگیا شہزادہ نے اُسکی
جگہ چھوڑا اور اُس گوہر تابان کی جانب متوجہ ہوا اُس دیو نے باواز بلند کہا اے آدمزاد خبردار تو اُس گوہر کے پاس نہ جانا اور
ہرگز ہاتھ نہ لگانا مین اُٹھائے لیتا ہون شہزادہ نے متعجب ہوکے اُس دیو کی صورت دیکھی اور کہا او بے ایمان تیرے ہی واسطے مین نے
یہ کوشش کی اُس کوشش کا یہی عوض ہو کہ تو مجھسے ایسا بدگمان ہو توقف کر کہ مین دیکھون یہ کیا شی ہو اُسنے کہا شہریار مین
بدگمان نہین ہون بلکہ جب تو نے میرے واسطے کوشش کی ہو تو مین چاہتا ہون کہ مین ہی پہلے اپنے مطلوب کو ہاتھ مین لون
شاہزادہ نے مطلق اُسکے کہنے کیجانب اعتنا نہ کی اور جاتے ہی وہ گوہر آبدار اُٹھا لیا دیکھا کہ واقعی گویا آدمی زاد کو گوہر آبدار
سے تراشا ہی اُدھر وہ دیو دوان دوان شاہزادہ کے قریب آپہونچا اور کہا اے شہریار لاؤ میری امانت میرے حوالہ کرو
مین اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہون شاہزادہ نے کہا او گیدی تو اسقدر بیتاب کیون ہوا جاتا ہی کیا مین اسے
کہا لونگا یا تجکو نہ دونگا اُسنے ہزار جا جری شاہزادہ کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار بُرا ماننے کی بات نہین ہی مین
مدت سے اسکی جستجو و تلاش مین سرگردان ہون پھر تم ہی سمجھو کہ جو کوئی کسی شی کی تلاش مین ایسا سرگردان ہوگا اور طرح
طرح کی اذیت کا متحمل ہو چکا ہوگا اگر وہ شی اُس تک پہونچ جائیگی تو کیسا بیتاب ہوکے اُسکو دیکھیگا اور یہ کس طرح چاہیگا کہ وہ شی
ایک لمحہ بھی کسی دوسرے کے قبضے مین رہے شاہزادہ نے استغفراللہ کہکے وہ گوہر تابان اُس دیو کے ہاتھ مین دیدیا اور کہا
لے اسے اپنے پیٹ مین رکھ لے ایسا نہو کہ مین ہوا لگ جاوے دیو نارنجات نے وہ گوہر خوش ہوکے شاہزادہ کے ہاتھ سے
لے لیا اور فوراً چلتا ہوا شاہزادہ نے کہا او گیدی یہ کیا حرکت ہو کہ گوہر لیکے جاتا ہی تو بڑا دغاباز معلوم ہوتا ہی اسیواسطے
تو مجھسے مانگتا تھا اگر مین نہ دیتا پس تو کیا کرتا اور اب بھی ممکن ہو کہ تجھسے یہ گوہر چھین لون کچھ یاد ہو کہ تو نے مجھسے کیا
وعدہ کیا تھا دیو نارنجات نے مطلق جواب نہ دیا اور وہان سے چلا گیا شاہزادہ نے اُسکی اس بیوفائی پر ہزار ہزار
نفرین کی اور کہا نیکی کا زمانہ نہین ہی ہرگز کسی سے نیکی نہ کرنا چاہیے پہر بھر کے بعد دیو نارنجات پھر آیا اور وہ گوہر
شاہزادہ کو دیدیا اور کہا شہریار میری مراد صرف اسی قدر تھی کہ کسی طرح یہ گوہر مجکو دستیاب ہو جاوے تو مین اُسکے
منھ پر منھ رکھون دو چار بوسہ لب و رخسار کے لون عجلت کی یہی وجہ تھی تم نہین معلوم کہ بجائے خود کیا سمجھے جو بددل
ہوکے وہ گوہر مجکو دیا اب تمھاری وجہ سے میری مراد حاصل ہوگئی یہ گوہر موجود ہو اپنے پاس رکھو اور مجکو جو کچھ حکم ہو
اسکو عمل مین لاؤن شہزادہ نے بار دیگر اُس گوہر کو غور سے دیکھکے جیب مین رکھ لیا اور دیو سے کہا میرا یہی حکم ہو کہ مجکو
طلسم کشا کے پاس پہونچا دے جسمین سے جو کچھ وعدہ کرے اُسکا وفا کرنا بہ ضرور ہی بیوفائی عورتون کا کام ہی وعدہ وفا کرنا
مردونکا دستور ہو ہر یار کہ یار نیست دشمن بہ ازو ہر تیغ کہ تیز نیست سوزن بہ ازو شرط ست کہ مرد ہرچہ گوید کند
ہر مرد کہ گوید و کند زن بہ ازو دیو نے کہا پھر مجکو کب انکار ہو چلو لیچلون مگر یہ خیال رہے کہ مقام محمد وش کی زنبیل
ہی اگر کچھ صدمہ پہونچے تو مجھسے شکایت نہ کرنا اپنی فرمایش کا ہر وقت خیال رکھنا اور میرے اسوقت کے کہنے کو فراموش
نہ کرنا شاہزادہ نے کہا اے دیو نارنجات دنیا مین بجز زحمت و تکلیف کے کیا ہی خداوند عالم کی حمایت پر بھروسہ ہی کیا عجب ہی اگر
حق تعالی میری وہان بھی مدد و حمایت کرے دیو نے کہا تم جانو اور شہزادہ کو لیکر وہانسے روانہ ہوا ہر مقام کی سیر دکھاتا اور کیفیت
بیان کرتا چلا جاتا تھا یہانتک کہ ایک مقام پر لایا وہان ایک صفہ صاف و شفاف بنا ہوا تھا درمیان صفہ سپید کنارے سیاہ
چارون گوشون پر چار گلدستے پچی کاری کے بنے ہوئے اُس صفہ پر ایک گنبد وسیع سایہ کیے ہوے بالائے گنبد ایک درخت سرو
نہایت سرسبز و شاداب از سرتاپا سبز دلربا ایک شاخ حد سے زیادہ نہ کم اور اُس درخت سرو پر ایک طاؤس بیٹھا ہوا اُسکی منقار مین

ایک نارنج ہو ذیہ نارنجات نے شہزادہ کو وہان مقیم کیا اور کہا شہریار تمھارے حکم کے موافق ہر آفتون سے بچا کر بہو
تمام مین نے منزل مقصود پر پہونچا دیا شہزادہ نے کہا ای نارنجات مجکو کیا معلوم کہ یہ کون مقام ہی کچھ بیان تو کر دو سنے
کہا وہ دیکھو گنبد پر درخت سرو ہی اور اُس درخت پر طاؤس ہی جسکی منقار مین نارنج ہی بس یہی نارنج طلسم کشا ہی بجز اس
حال کے بیان کر دینے کے اور کسی طرح کی قدرت مجھ مین نہین ہی ورنہ تم میرے محسن ہو ضرور مین تمھاری حمایت کر
اور بھی جو کام میرے کرنے کا ہی اُسمین ہرگز کمی نہین کرونگا ہان اگر تم مین طاقت ہو تو اس نارنج طلسم کشا کو اس طاؤس
کی منقار سے لو اور طلسم کو فتح کرو شاہزادہ نے دیکھا کہ ہزارون پتھر کے آدمی اُس صفہ پر پڑے ہوے ہین
بہت حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہی اور اب یہان کیا کرنا چاہیے دفعتًا خیال آیا کہ ہیکل کو دیکھنا چاہیے چنانچہ
ہیکل کو نکالا اور اُس لعل کی طرف نظر کی لکھا تھا کہ ای جوان جس وقت تو گنبد اور درخت سرو کے قریب پہونچے
اُس درخت کی جانب راست ایک کنیر کا درخت ہوگا اُسمین سے ایک باریک ٹہنی کاٹ کر بالائی حصہ اُس ٹہنی
کا دو شاخہ ہو اُس ٹہنی کو مثل تیر کے درست کرنا اُس تیر دو شاخہ پر یہ اسم پڑھنا پھر اُس تیر دو زبان کو طاؤس
کی دونون آنکھون پر مارکے قدرت خدا کا تماشا دیکھنا فقط شاہزادہ تلاش کرکے اُس درخت کنیر کے قریب
گیا باریک ٹہنی کاٹی تیر دو زبانہ تیار کیا اس پر وہ اسم پڑھا طاؤس کے سامنے آیا اور نشانہ تاک کے وہ تیر
دو زبان طاؤس پر مارا جس سے طاؤس کی دونون آنکھین بیکار ہو گئین فورًا وہ نارنج اُسکی منقار سے زمین پر گرا
اگرچہ اُس نارنج کے زمین پر گرنے کی بالکل آواز نہ معلوم ہوئی مع ہذا اسی وقت علیحدہ آواز تڑاقے کی محسوس
ہوئی سامنے سیاہی دکھائی دی ہوا سے تند کا جھونکا چلا مگر وہ سیاہی اسی طرف بڑھتی معلوم ہوئی اب تو عش سے
گھبرا کے دیکھیے کیا ہوتا ہی پھر ہیکل کے لعل کی طرف نظر کی ہنوز سطح کو بخوبی دیکھا بھی نہ تھا کہ وہ تاریکی قریب آ گئی شہزادہ
نے اس خیال سے کہ نہین معلوم اس تاریکی مین کیا سانحہ در بکار ہو ہیکل کو پھر جیب مین رکھ لیا وہ تاریکی ایسی محیط
ہوئی کہ جس طرف نگاہ کی کچھ محسوس نہوا یہ کہکے کہ ہر چہ بادا باد اُسی جگہ مقیم رہا جب ارادہ کیا کہ اس تاریکی مین گرتا پڑتا
اُس نارنج تک پہونچون اور نارنج طلسم کشا کو قبضہ مین لاؤن مگر پھر خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہی تاریکی مین اندھون کیطرح کہان
ٹٹولون نہین معلوم کیا ہو اور کس جگہ پہونچون کس خرابی مین مبتلا ہو جاؤن بہتر یہی ہی کہ یہین مقیم رہون حتی کہ وہ تاریکی کم ہونا
شروع ہوئی اور کچھ کچھ نظر آنے لگا اب جو نارنج کی طرف دیکھا اس نارنج طلسم کشا کے قریب ایک دیو قوی ہیکل بیٹھا ہی
جسکا سر ہاتھی کا ہی اور علاوہ خرطوم کے اُسکے سر کے بالائی حصہ پر ایک نوجوان آدمی کا چہرہ نکلا ہوا ہی جسکی
سیاہ ڈاڑھی بقدر ایک وجب کے ہی اور مونچھین بھی بہت بڑی ہین شاہزادہ نے اُسکی صورت دیکھ کے کہا اللہم
احفظنا دیکھیے اسکے قبضہ سے کب بچکے نکلتا اور کس طرح نجات ملتی ہی اُس دیو نے پہلے خرطوم کو اپنی ڈاڑھی پر پھیرا بعدہٗ بکمال
سہولت سے کہا ای جوان آدمزاد تو باوجود اپنے ضعیف الجثہ ہونے کے بڑا جری ہی کہ یہان تک اپنے کو پہونچایا اور اس
نارنج کو قبضہ مین لانے کی تدبیر پیدا کر لی مگر تو اس بات سے بالکل غافل تھا کہ مین بہت بڑا محافظ اس نارنج کا مقرر ہون
ازبسکہ تجھ مین ایک جز ذی مشابہت میری ہی اس لحاظ سے تجکو آگاہ کرتا ہون کہ اپنی زندگی چاہتا ہی تو اس امر محال
سے باز آ اور جس طرف سے آیا ہی اُس طرف واپس جا ورنہ نارنج لینے کا تو کیا ذکر تو زندہ نرہ سکیگا تو اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہی
کہ جو کوئی کسی کام کے انجام دہی کا ارادہ کرتا ہی وہ پہلے یہ سمجھ لیتا ہی کہ آیا ہم مین اُس کام کے انجام دینے کی طاقت کافی ہی
یا نہین تو کیا سمجھ کے یہان آیا اور اس نارنج کو طاؤس کی منقار سے گرا دیا شاہزادہ نے کہا مین خاص اس نارنج کی تلاش مین
یہانتک پہونچا اور ارادہ کیے ہوے ہون کہ جبتک اس نارنج کو نہ لیلونگا یہانسے واپس ہرگز ہرگز نہین جاؤنگا اُس دیو نے کہا

پھر نارنج تو موجود ہی اُسے لے سکتا ہو تب لے شاہزادہ تلوار کو بلند کیے ہوے قریب اُس دیو کے گیا اور چاہتا تھا کہ نارنج کو اُٹھا لے اُس دیو نے خرطوم سے شاہزادہ کو بیپا کر دیا شہزادہ نے غضب آلود ہوکے شمشیر آبدار کا وار اُس کی خرطوم پر کیا یہ معلوم ہوا کہ تلوار پتھر پر پڑی دیو کو شمہ گزند نہ پہونچا تب شاہزادہ کے حواس باختہ ہوے اُس دیو نے بآواز بلند کہا ای آدم زاد بس لے چکا اس نارنج کو اب بھی اس ارادہ سے باز آ ورنہ مفت ہلاک ہو جائیگا اور ای جوان آدم زاد یہ بھی بخوبی یاد رکھ کہ مین ہرگز تجپر حملہ نہین کرونگا مع ہذا تجکو نارنج بھی نہین لینے دونگا شہزادہ نے بعد غور وفکر بسیار پھر ہیکل کو جیب سے نکالا سطح نعل پر نگاہ کی لکھا تھا کہ ای جوان فیلان تیرا سدراہ ہوگا ہرچند کہ فیلان سے تجکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچیگی تاہم نارنج طلسم کشا کو تیرے ہاتھ مین نہین آنے دیگا اور اُسپر تیرا کوئی حربہ بھی کارگر نہ ہوگا ہان اُسے تیر دوزبان کی متعدد ضربون سے اُسکا کام تمام ہو سکتا ہی شاہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اور ایسی تیر دوزبان کو جو نارنج سے علٰحدہ پڑا تھا وہان جاکے اُٹھا لیا اور فیلان کے قریب جاکے اسکے جسم پر پے در پے ضربین لگانا شروع کین ہر ضرب مین اُسکا گوشت روئی کی طرح اُڑتا تھا حتے کہ تھوڑی ہی دیر مین فنا ہو گیا شہزادے نے دوڑ کے اس نارنج کو اُٹھا لیا اور بحفاظت تمام اپنی جیب مین رکھ لیا اُس طرف وہ تمام مردمان سنگی اپنی اصلی صورت پر آگئے کسی نے بآواز بلند کہا ای جوان تو ہمیشہ زندگی بعیش وراحت بسر کرے کہ تو نے ہماری جان بخشی کی ورنہ ہم ہمیشہ بےحس وحرکت رہتے کسی نے کہا ای جوان تیرا اقبال روز افزون ہو کہ تو ہماری گلو خلاصی کا باعث اس وقت مین ہوا جبکہ کسی کو ہمارے نیک و بد کی خبر نہ تھی اور آج تک کوئی ہماری فریادرسی کو نہ پہونچا اسی طرح سب نے شاہزادہ کو دعائین دین اور احسان کا شکریہ ادا کیا شہزادہ نے کہا تم سب کون ہو اُنھون نے کہا ای ہمارے محسن ہم سب سلاطین کوہ قاف مین اب ہم سب اپنی دارالسلطنت مین جاکے اپنی فوج جمع کرینگے جسوقت صنعان شاہ سے ہنگامۂ حرب وضرب گرم ہوگا ہم سب تیری مدد کرینگے یہ کہا اور وہ سب اپنی اپنی دارالحکومت کی جانب وہان سے روانہ ہوگئے یہان شاہزادہ کی خدمت مین دیو نار نجات آیا اور کہا کیا حکم ہی شاہزادہ نے کہا حکم یہ ہی کہ کہین سے تھوڑی آگ لاؤ دیو نار نجات آگ لایا شہزادہ نے بال مرغ خوش خبر کو آگ پر رکھا جون ہی پر کا دھوان اُٹھا فوراً مرغ خوش خبر آموجود ہوا اور عرض کی ای شہریار والا تبار کیا حکم ہی شہزادہ نے کہا ای مرغ خوش خبر بحمد اللہ یہان کا قصہ تو پاک ہوا اور نارنج طلسم کشا بھی ہاتھ آگیا چنانچہ میرے پاس موجود ہی اب یہان سے چلنا چاہیے مرغ خوش خبر نے اُس عالیجاہ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور مع دیو نار نجات وہان سے جانب طلسمات روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو مرغ خوش خبر کی گردن پر سوار جانب طلسمات روان رکھا جاتا ہی اور اُس طرف کا حال بیان کیا جاتا ہی جہان حمزۂ ثانی وغیرہ نارنج چینی مین مصروف ہین

کسی طرح سے کھلا نہ عقدہ بہت ہین دلتنگ اس جہان سے — کوئی بتا دے وہان کا رستہ جہان کے آئے ہین ہم جہان سے
جو دوست تھے پایا اُنکو دشمن عزیز خانہ خراب دیکھے — نکل گئی جان جیسکے تن سے نکالتے ہین اُسے مکان سے
جہان مین جتنے تھے اپنے ساتھی ہوے وہ ملک عدم کو راہی — کوئی نہ بولا کہ ایک بیکس غریب چھوٹا ہی کاروان سے
بلاکشون پہ جفائین کرنے سے چرخ کج رو کبھی نہ چوکا — مرے ہی جانب ہوا رخ اُسکا چلا ہی جو تیر اس کمان سے
فراق مین ایک رشک لیلی کے سر بصحرا نکل گئے ہین — ہمارا قصہ بھی دوستو کم نہین ہی مجنون کی داستان سے
ہزار ہوسی دشمنون سے جاہا کہ حسن بےپردہ جلوہ گر ہو — تجلی برق شعلہ خو کا حجاب اُٹھا نہ درمیان سے

کہوں جو حق مری زبان کو نہیں ہے یارا بیان کا مہدی	زمین کو ہے صنم کا رتبہ کہیں ہو دہ چند آسمان سے

راویان روایات عجیب و محرران مضامین غریب اس حال محنت اشتمال کو اس طرح قلمبند کرتے ہین کہ حمزۂ ثانی نارنج چینی مین مصروف تھے کہ چند حبشی اہل طلسم سے وہان آئے اور غضب آلود آواز سے کہا ای خیرہ سرو تمہارا کام نارنج چینی تھا یہ درخت کیون زمین سے علٰحدہ کیے ہین شرط ہی کہ اسی طرح تمہارے سرون کو تن سے جدا کرون حمزۂ ثانی نے کہا بھائیو یہ درخت ہمنے نہین زمین سے علٰحدہ کیے تم دیکھ رہے ہو کہ ہم نارنج چینی مین مصروف ہین ان زنگیان طلسمی نے کہا آخر وہ کون بیہودہ تھا جسنے یہ حرکت بیہودہ کی اسکو ہمارے سامنے لاؤ معقول سزا دین حمزۂ ثانی نے کہا بھائیو جسنے یہ درخت کندہ کیے ہین اُسنے حرم بیجنی کو رہا کیا اور اب کوہ قاف کی طرف گیا ہوا ہی اُن حبشیون نے کہا یہ سب تمہارا حیلہ و حوالہ ہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ تمہاری ہی شرارت ہی اور حمزۂ ثانی اور تمام یاران ہمراہی کو بستہ کر کے قید کر لیا ہرچند سب نے عذر کیا کہ یہ حرکت ہماری ہرگز نہ تھی ہمکو بیکار بستہ و گرفتہ کر لیا ہی اُن زنگیون نے مطلق نہ سُنا یہی کہا کہ اگر تمہاری حرکت نہ تھی تو اُس شریر کو ہمارے روبرو حاضر کرو اِس حیلہ سے تمہاری رہائی نہین ہو سکتی راوی کہتا ہی کہ اُس طرف شہزادہ بدیع الملک کو وہ مرغ خوش خبر طلسمات مین لایا دیو نارنجات بھی ہمراہ تھا شہزادہ نے دیکھا ایک باغ ہی نہایت سرسبز و شاداب نہرین ہر طرف جاری ذرہ ذرہ مین تر و تازگی ساری ہے

سرِ ہزار در کنار بہار	بگلزارش افگندہ عشرت بساط	کشیدہ در پوست گل از نشاط	صبا مست افتادہ در سبزہ زار
دل لالہ از شوق خود داغدار	در جام جمشید از عنبرش	زند جبہ خورشید نیلوفرش	ز ہر برگ آثار حسن آشکار
بہر ہزاران دلِ غنچہ پر	معطر مشام از شمیم سمن	ہو خلقت ز ریحان نسیم ختن	دریا مین ز شبنم مزین بہر
جام گل آتشین مست جوش	بہ چشمک زنی نرگس پرخمار	نظر کردہ نرگس مست بار	ز ہر سو بر آوردہ مرغان خروش

اُس باغ ہمیشہ بہار مین بہ نسبت اور درختان وگل و ثمر کے درختان نارنج بکثرت تھے یکایک آواز طراق طراق پیدا ہوئی شاہزادہ نے متعجب ہو کے ہر چہار جانب باغ مین دیکھا اُس آواز کی کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی البتہ ایک جانب دیکھا کہ ایک نقابدار بلباس طلاکار چلا آتا ہی اور آتے ہی اُس نے درختون کو زمین سے کندہ کرنا شروع کیا شہزادہ تا دیر اِس تماشے کو دیکھتا رہا یہانتک کہ وہ نقابدار شہزادہ کے قریب پہونچا بدیع الملک نے کہا ای جوان یہ کیا کرتا ہی کہ اِن درختان طلسمی کو زمین سے کندہ کر رہا ہی اگر طلسم کشا کو اپنے پاس رکھتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین شوق سے اُن درختان نارنج کو کندہ کر کے طلسم کو فتح کر اگر طلسم کشا نہین ہمراہ ہی تو یہ ایک فعل عبث ہی نقابدار نے شہزادہ کو از سرتا پا بغور دیکھا سلام کر کے کہا ای جوان طلسم کشا کیا شی ہی ہمنے طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا طرفہ ماجرا ہی کہ طلسم کشا کو دیکھا بھی نہین اور پھر یہ جرات کی کہ درختان طلسم کو کندہ کرنا شروع کر دیا آگاہ ہو ای نقابدار وہ طلسم کشا میرے پاس ہی انشاء اللہ الرحمن اس طلسم کو مین فتح کرونگا نقابدار نے کہا ای جوان تمہارا نام کیا ہی شہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین نقابدار یہ سُن کے شہزادہ کے قریب آیا اور بکمال ادب دوسرا سلام کیا اور کہا جانم فداے تو باد بہت مبارک بات ہی تم اِس طلسم کو فتح کرو شہزادہ نے کہا تم کون ہو اور کیا نام ہی اُسنے کہا ای والا منزلت مین جو کوئی ہون مگر تمہارے خادمون مین سے ایک مین بھی ادنی خادم ہون قبل ازین مین نے سنگون شاہ کو مطیع فرمان کیا تھا اور اژدر درنگلون نیرہ کو ہلاک کیا تھا اور تمہاری بدی ہوا داری مین تین شب و روز تک رستم سے ہنگامہ جنگ کشتی گرم رکھا آخر الامر مجکو وہ قاف کی طرف اُٹھا لے گئے فی الحال مین نے تمہارے اقبال سے کوہ قاف کے ایک قلعہ کو مسخر کیا ہی اور لشکر جن کو

ہمراہ لیکے اس طرف کا عزم کیا یہاں تم ایسے جوان ذیشان کی ملازمت حاصل ہوئی شہزادہ نے کہا ہان ای نقابدار بیشتر
تمھارے اوصاف میری سماعت مین گذرے ہین اچھا یہ تو مین نے سنا لیکن اب بتاؤ کہ تمھارا کیا ارادہ ہی نقابدار نے
کہا یہی ارادہ ہی کہ اب تمھارے دامن دولت سے وابستہ رہون بشرطیکہ یہ امر تمھارے خلاف طبع نہو شہزادہ نے کہا
کیا مضائقہ ہی اور اس مین خلاف طبع ہونے کی کیا وجہ ہی نقابدار نے اپنے لشکر ہمراہی کو رخصت کرکے شہزادہ
بدیع الملک کی ملازمت اختیار کی ہنوز ایک ساعت کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ چند حمال سرون پر کھانے
کے خوان اُٹھائے ہوے آموجود ہوے نقابدار نے اشارہ کیا جو حمال کہ اُن مین کسی قدر ممتاز تھا قریب آیا دسترخوان
بچھایا خوانون کے سر کھولے انواع و اقسام کے کھانے ظروف نقرئی و غوری مین سجے کسی مین پلاؤ کسی مین
زردہ کسی مین متنجن کسی مین کوفتے کسی مین فرنی کسی مین قورمان اسی طرح جملہ اقسام کے کھانے چنے اُس
حمال نے سب کھانون کو دسترخوان پر چنا نقابدار نے کہا ای والا منزلت نان و نمک حاضر ہی نوش فرماؤ شہزادہ
نے پہلے عذر بارد کیا بعدہ کھانا کھایا بعد فراغ طعام اُس باغ کی سیر کی یہانتک کہ رات ہوگئی شہزادہ اور مرغ خوشنجیر
اور دیو نارنجات وغیرہ سب سو رہے بعدہ شہزادہ جاگا دیکھا تو وہان کوئی نہین ہی متحیر ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی ابھی ہم سب
ساتھ سوے تھے ان سب کو کون لیگیا نقابدار شہزادہ کے قریب بیخبر سو رہا تھا اسکے چہرہ سے نقاب علیحدہ ہوگئی شہزادہ
کی نظر اسکی صورت پر پڑی دیکھا ایک نازنین ہی ایسی صاحب حسن و جمال کہ ایسا حسن و جمال کبھی نظر سے نہ گذرا تھا
طرز حسن خداداد ہی جسکے دیکھنے سے آنکھون کو سیری نہین ہوتی ــ بتے کز دیدن آن شکل و رخسار ــ ببندد زاہد
صد سالہ زنار ـ زلفین ہین یا دو کالے لہرا رہے ہین پیشانی لوح طلسم حیرت آنکھون مین وہ جادو بھرا ہی جسکے آگے
سحر سامری نرا ڈھکوسلا ہی تیر مژگان دل ہین دوسار ہونے کو لیس تیغ ابرو خونریز بینی الف آفتاب قیامت لب آتش تیز
ــ در تنگی آن دہن سخن نیست ـ خاموش کہ جاے دم زدن نیست ـ دہن اُس زہرہ شمائل کا کنوان بابل کا زندان
ہاروت و ماروت دندان شفاف گردن پر ہزارون کا خون گریبان صاف ساعد و بازو تصویر کلائیان شاخ مرجان
سے بہتر پستان بہار جادو کے ترنج یا شعبدے کے دو نارنج کیسی بیکیان جنپر دل لٹو ہوا جاتا ہی آنچل نیچے ہی دل
چاہتا ہی عاشق کے دل مین آتیان ہین چھاونی چھاتیان ہین شکم ایسا کہ جو دیکھے پیٹ کرے دو زانو پرے ناف معدن
حسن سے طورا ون کے آئینہ سکندر منقش کو حیران کردین ساقون کی مچھلیان ماہی سقنقور سے خراج لین پاؤن
جسکے ہاتھ آلے کیا کیا نہ اُٹھاے یہ سراپا جو معرض تسطیر مین آیا فقط نفس الامری تھا نہین تو ــ نقش را
پیرہن عریان ندیدہ ـ چو جان اندر تن و تن جان ندیدہ ـ سادہ مگر نہایت پرتکلف و قیمتی لباس اور پوشیدہ زیور
مرصع سے آراستہ اُسکے اوپر سپاہیانہ لباس پہنے ہوے چند اسلحہ بھی زیب تن کیے ہوے کمال انداز دلبری اور
دلربائی سے سو رہی تھی ہزار جان و دل فریفتہ ہوگیا حسن ملکہ ماہ نوش لب درویان بخش کو بھی بھولا بار بار یہی
کہتا تھا ای بدیع الملک یہ نازنین ہی یا خدا کی قدرت ہی نہین معلوم کون ہی کہان رہتی ہی اس مقام مین اسکا کیونکر
گذر ہو گیا جب کچھ سمجھ مین نہ آیا خاموش ہو رہا مگر نظر اسی محبوبہ دل آرام کے چہرہ روشن کی جانب تھی یہانتک کہ رات
گذر گئی ــ سحر بازار تشنہ چشلت چو مرغ صبح شد نالان ـ خراب شب بہ برخشت کرد آن بیضا پنہان ـ پنہان شد مشتری از
پیش و سودا از میان برخاست ـ فرو بستند نقادان حلوی را در دکان ـ کہ وہ نازنین خواب سے بیدار ہوئی اور گھبرا کے نقاب
کو چہرہ زیبا پر گرا لیا شہزادہ نے کہا ای نقابدار اسقدر اپنے کو نہ پوشیدہ کر حقیقت امر سے مجکو اطلاع ہو گئی سچ بتا کہ تو
کس گلستان حسن و جمال کا پھول ہی جسکے ایک نظارہ نے میرے دل کو تہ و بالا کر دیا نقابدار نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی

زمین کرب کی دختر ہون ہلال کے بطن سے پیدا ہوئی ہون راوی کہتا ہی کہ ادہر بدیع الملک اس نازنین
پر عاشق ہو گیا ادہر یہ نازنین نقابدار بھی شہزادہ پر فریفتہ ہو گئی چونکہ بدیع الملک شب کو نازنین نقابدار کی صورت
زیبا و طلعت رعنا کو دیکھا کیا دن کو شہزادہ پر خواب نے غلبہ کیا نازنین نے نقابدار سے کہا اس وقت مجھپر
خواب غلبہ کیے ہوے ہی اجازت ہو تو تھوڑی دیر سو رہون اُس نازنین نے کہا بسم اللہ شوق سے استراحت فرمائیے
شہزادہ سو گیا وہ نازنین بیدار رہی ہنوز چند لمحہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ کوئی آیا اور نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
اُسکو اُٹھا لیگیا جسوقت اُٹھا لے چلا صرف اسقدر آواز آئی کہ ای شہریار مدد کرو مجھے یہ لیے جاتی ہی شاہزادہ خواب
سے بیدار ہوا اس عرصہ مین دیکھا نقابدار غائب ہی شہزادہ ہمہ تن محو حیرت تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی وہ دونون دل
غائب ہو گئے اب نقابدار کو بھی کوئی لیگیا دست افسوس ملتا تھا اور بجاے خود کہتا تھا ای بدیع الملک اُس
دلربا کا پتا اب کہان ملسکتا ہی ~ حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + کبھی
یہ کہتا ~ بسکہ درچشم و دلم ہر لحظہ ای یارم توئی + ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی + یکایک ترنج کا خیال آیا جیب
مین سے ترنج طلسم کشا کو نکالا غور سے دیکھا وہ ترنج طلاے خالص کا بنا ہوا تھا فکر ہوئی کہ اسے کھولنا چاہیے
ہر طرف دیکھا کسی طرف کھلنے کا نشان نہ پایا دونون ہاتھون مین رکھ کے زور کیا پھر بھی نہ کھلا کہا واہ عجیب طرح
سے بنایا ہی اگر ترنج طلسمی ہی تو اسکو کھلنا چاہیے اگر بانیان طلسم نے مذاق کیا ہی تو اسکا ذکر نہین اُسوقت پھر ہیکل سے
مشورہ کرنے کا خیال آیا جیب سے اُسے نکالا اور یاقوت پر نظر کی لکھا دیکھا کہ ای جوان جسوقت ترنج طلسم کشا تجھے دستیاب
ہو اور کسی طرح نہ کھل سکے بد دل نہ ہونا اگرچہ اُس ترنج طلسمی کا کھلنا پُر ضرر ہی لیکن وہ مشروط ہی اُس درخت
سرو کے کندہ ہونے سے اور درخت سرو تیری طاقت سے کندہ ہو سکتا ہی اُسکے نیچے تہ خانہ دکھائی دیگا بلا تکلف
اُس تہ خانہ مین اُترنا وہان یہ لوح کھل سکتی ہی شہزادہ نے ہیکل کو جیب مین رکھ لیا اُس درخت کے قریب پہونچا
بغل مین لے کے ایک زور جو کیا جڑ سے باہر نکل آیا اُسکو کنارہ پر پھینک دیا دیکھا واقعی حسب ہدایت ہیکل
تہ خانہ نمایان ہی بسم اللہ کہکے تہ خانہ مین داخل ہوا جیب سے ترنج طلسم کشا کو نکالا اب جو نظر کی کھلنے کا نشان
ظاہر پایا گویا دباؤ مین ترنج از خود کھل گیا اندرون ترنج سے ایک انگشتری نکلی اُس انگوٹھی پر لکھا دیکھا ای جوان
ذیشان مبارک ہو کہ تجھ کو یہ انگشتری ملی اب تو پوست ترنج کو جیب مین محفوظ رکھ اور اس نقب مین داخل ہو
بیخوف و خطر راہ طی کرنا اثناے راہ مین ایک اژدہا تیرے سد راہ ہوگا تو بالکل خائف نہ ہونا اُس اژدہے سے
کہنا کہ ای اژدر میرے سد راہ کیون ہوتا ہی درینحالیکہ جملہ مراحل مصیبت و منازل مشقت کو طی کرکے مین یہانتک
پہونچا ہون وہ اژدہا کہیگا کوئی نشانی دکھا تجھ کو چاہیے کہ اُس پوست ترنج کو دے دے وہ اُس مقام سے
غائب ہو جائیگا تو نقب مین قدم آگے بڑھاتا یہانتک کہ نیک اندیش نام وزیر کے پاس پہونچیگا نیک اندیش
مرد مسلمان ہی جو کچھ نیک اندیش راے دے اُسکے موافق عمل کرنا خدا چاہیگا تو طلسم کی فتح تیرے نام پر مقرر
ہو جائیگی شہزادہ بدیع الملک نے بخوشی تمام وہ انگشتری طلسمی ہاتھ مین پہن لی اور وہان سے روانہ ہوا اور
چلا جاتا تھا اور بجاے خود یہ خیال کر رہا تھا کہ دیکھیے وہ اژدر کہان ملتا ہی اور کس طرح پیش آتا ہی یکایک
وہ اژدہا دکھائی دیا اُسکے جثہ کی درازی اس اندازہ سے معلوم ہو سکتی ہی کہ اُسکا منھ پھاٹک کے مثل تھا
اور دور تک اُسکے منھ کے شعلہ کی لپک جاتی تھی بدیع الملک خائف ہوکے ٹھہر گیا جون ہی اُس اژدر نے
شاہزادہ کو دیکھا بلا کی طرح دوڑا اور چاہا کہ نگل جاے شاہزادہ نے بآواز بلند کہا ای اژدر توقف کر جو کچھ

جو کچھ میں کہتا ہوں اُسے سُن لے اژدہے نے کہا کیا کہتا ہی جو کچھ کہنا ہو جلدی کہہ یہ مقام زیادہ توقف کا نہین ہی
شاہزادہ نے کہا تو کیون مجھپر حملہ کرتا ہی اُسنے کہا یہان تک کسی کے آنے کا حکم نہین ہی اول تو یہان آ ہی کون سکتا
ہی اور بالفرض کوئی آبھی گیا بس اُسکی یہی سزا ہی کہ اُسکو نگل جاؤن بدیع الملک نے کہا مین سطے العموم
واردان طلسم سے نہین ہون بلکہ خاص میری سرنوشت مین یہان تک پہونچنا مقرر تھا بلکہ اس طلسم کا فتح ہونا بھی
میری ہی کوشش پر موقوف ہی یہی وجہ ہی کہ جملہ آفات طلسم سے محفوظ رہ کے مین یہان تک پہونچا ہون اژدہے
نے کہا اگر تو سطے العموم واردان طلسم سے نہین ہی کوئی آدمزاد ہی تو اس کی دلیل پیش کر بدیع الملک نے کہا
بس یہ کافی ہی کہ مین صحیح وسلامت یہان تک پہونچا اژدہے نے کہا یہ دلیل کافی نہین ہی کوئی نشانی ہونا چاہیے
شاہزادہ نے جیب سے پوست نارنج طلسم کشا اُس کے روبرو پھینک دیا اور کہا لے یہ نشانی بھی موجود ہی
اژدہے نے پہلے اُس پوست نارنج کو غور سے دیکھا اور شاہزادہ کو دیکھا پھر اُس پوست کو اُٹھا کے نگل لیا
ہنوز بدیع الملک اُس کو دیکھ ہی رہا تھا اور خیال تھا کہ یہ میرے سامنے سے واپس جائیگا مگر وہ اژدہا چلا تو
نہ معلوم ہوا دفعتًا نظر سے غائب ہو گیا جس سے شاہزادہ کو تعجب ہوا اور آگے قدم بڑھایا آخیرا خیز اُس تعجب
مین چلا جاتا تھا سے کہ ایک باغ مین پہونچا اُس باغ کی سرسبزی وشادابی کا بیان حوالہ قصہ خوان اندرون
باغ ایک قصر نہایت خوشنما وعالیشان دیکھا جو کبھی نظر سے نہ گذرا تھا علاوہ بلندی کے ہر ایک کنگرہ

اُس کا آفتاب عالمتاب کے مانند چمکتا تھا نظم		ہے قصر منور از قدر رخشان	نمونہ کند پیش او آسمان
ز رونق ز قصر خورنق فزون	ستونہا سنگینی بے ستون	ز رفتار اتراشان فرہاد زر در	از این قصر شیرین در آفاق شور
شد ہر روز خشت دھش بیان	نشانہ شود آنکہ آسمان	بعالم فروزی در آفاق طاق	نور از بہ تو گشتہ پیش طاق

ایک نازنین سنبل مو عنبر بو تخت طلائی پر بہزار رعنائی و دلربائی جلوہ افروز ہی در قصر پر ایک دیو کوہ پیکر دار شمشاد
کندھے پر رکھے ہوے ہر چہار جانب نگران استادہ ہی جون ہی اُس دیو نے شاہزادہ بدیع الملک کو دیکھا
ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا اور کہا او آدم زاد ضعیف البنیاد کیون اس طرف بیباکانہ چلا آتا ہی خبردار آگے قدم
نہ بڑھانا ورنہ سخت سزا پائیگا شہزادہ نے مطلق اعتنا نہ کی اور آگے قدم بڑھایا اُس دیو نے کہا او اجل گرفتہ
تو نہین مانیگا یہ کہکے دار شمشاد کا وار کیا شہزادہ نے اُس حربہ کو سپر پر رد کیا اور کہا خبردار ہو جا سے زدی
ضرب خود ضرب مانوش کن • غم دین و دنیا فراموش کن • اور شمشیر آبدار کا وار کیا اُس دیو نے بھی دار شمشاد
پر حربہ کو رد کیا شہزادہ نے بجالاکی تمام اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کہکے دیو کو سر سے بلند کر لیا
اور چاہتا تھا کہ گرد سر چرخ دیکے زمین پر مارے اس دیو نے کہا اے آدمزاد توقف کر مجھے کچھ کہنا ہی بدیع الملک
نے آہستہ اُسکو زمین پر رکھ دیا اور کہا ہان کہہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا تیری زبان پر جو نام خدا جاری ہوا تو معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہی
اب یہ بھی بیان کر کہ کس قوم وقبیلے سے ہی شاہزادہ نے کہا ہان مین خدا پرست ہون نبیرۂ زلزلہ قاف وسلیمان
کوچک دیو نے خوش ہوکے ہاتھ بڑھایا اور کہا آ مصافحہ کر مین بھی مسلمان اور اس نازنین کا ملازم ہون جو قصر مین مقیم ہی
شاہزادہ نے کہا یہ نازنین کون ہی دیو نے کہا مین اس نازنین پر عاشق تھا اسی وجہ سے اُسے کوہ قاف
سے لے آیا اور اس طلسم مین پوشیدہ ہوا تھا مگر افسوس کہ یہان بھی میرا مطلب حاصل نہوا سے من در چہ خیالم و
فلک در چہ خیال • کاری کہ خدا کند فلک را چہ مجال • مین نے اپنی سی کوشش کی مگر مشیت باری یہی نہین
گذرا تھا کہ مین اس نازنین سے کام دل حاصل کرون کاشکے اس طلسم مین پناہ نہ لیتا کیونکہ جو مصیبت بیرون طلسم

پیش آنے والی تھی وہی مصیبت یہاں بھی پیش آئی کہ آ پہنچا ہے صنعان شاہ بادشاہ طلسم کو میرے اور اس
نازنین کے یہاں آنے کی خبر کردی صنعان شاہ نے مجھکو اور اس نازنین کو اپنے روبرو بلایا اور بہت برہم ہوکے
کہا تو کیوں اس طلسم میں آیا میں نے تمام حقیقت کو بیان کردیا اُسنے کہا کہ یہ طلسم ہے یہ وہ مکان ہے پناہ کی جگہ نہین
ہے تو یہاں محفوظ نہین رہ سکتا میں نے بہت منت و سماجت کی صنعان شاہ نے رغبت کی نظر سے اس
نازنین کو دیکھا اور مجھسے کہا خیر اگر اپنی جان کی امان چاہتا ہے تو اس نازنین کو مجھے دیدے میری طبیعت کا میلان
اسکی جانب ہوگیا ہے میں نے کہا ای بادشاہ جائے انصاف ہے کہ میں کس محنت و مشقت سے اسے پردۂ قاف
سے لایا ہون اور تیری حکومت میں پناہ لی ہے تجکو چاہیے کہ ہمکو مہمان سمجھ کے ہماری رعایت کرنہ یہ کہ ہماری مطلوبہ کو
تو اپنے طلب کرتا ہے اور اپنی مطلوبہ قرار دیتا ہے اگر تجکو خدا نے ہر طرح کی قدرت اور حکومت عطا فرمائی ہے تو تجکو چاہیے
کہ اپنے زیر دستوں پر شفقت و مہربانی کرنہ یہ کہ ایسا شدید ظلم کرنے کے درپے ہو صنعان شاہ نے میرے
کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی کہا یہ سال میرے قران کا ہے میں ہرگز اس نازنین سے دست بردار نہ ہونگا اور
قصر مین اس نازنین کو مقیم کرکے مجھسے کہا کہ جا اس نازنین کی خدمتگزاری میں مصروف ہو اور خبردار اس
نازنین سے کسی نوع کی خلاف حرکت کا خیال بھی دل مین نہ لانا ورنہ ایسی خرابی سے ہلاک کرونگا کہ جانوران
صحرائی کو تیرے حال پر افسوس ہوگا اور اب میں خدا پرستوں کا قصہ فیصل کرنیکا تہیہ کیے ہوں اس کار ضروری
سے فارغ ہوکے تجکو اطلاع دونگا ور وقت پر تو اس نازنین کو فورًا میری خدمت میں حاضر کردینا ای شہریار اگرچہ
اس نازنین کو صنعان شاہ نے اپنی محبوبہ قرار دیا ہے مگر اصل امر یہ ہے کہ میں اور یہ اس قصر میں دونوں قید میں اسے
کہین نہین جاسکتے ورنہ میں یہاں سے ابتک کبکا غائب ہوگیا ہوتا اور یہ نازنین بھی میرے ساتھ ہوتی ای جوان
تیرے بشرہ سے آثار اقبالمندی اور ہونہاری کے ظاہر ہوتے ہیں میری خوش قسمت ہے کہ ایسے وقت مجبوری
میں تیری ملازمت حاصل ہوئی کیا عجب ہے کہ تیرے قدم مبارک کی برکت سے میں اپنے مطلب پر فائز ہوں
یعنے میری مطلوبہ مجکو ملجاوے اور ای شہریار میں یہ بھی گزارش کیے دیتا ہوں کہ میری مطلوبہ اسوقت تک مجکو نہین
ملسکتی جبوقت تک صنعان شاہ ظالم ہلاک نہوگا اگر یہ کام میرا ہوگیا تو مدت العمر تیرا ممنون احسان رہونگا ورنہ زندگی
میں مجکو اس غم جانکاہ سے نجات ملنا دشوار ہے بالیقین اسی قید مصیبت میں ایک روز ہلاک ہوجاؤنگا شاہزادہ نے
اُس دیو کو بہت کچھ دلاسا دیا اور کہا ای اخراج مطمئن رہ اگر خدا نے چاہا تو یہ نازنین جو تیری مطلوبہ ہے تجکو دلوا دونگا
اب سردست یہ کام کر کہ مجکو نیک اندیش وزیر کے پاس پہونچا دے پھر تو میں صنعان شاہ کا علاج
کرہی لونگا دیکھوں وہ میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے ع ببینی کہ تا کردگار جہان * درین آشکارا چہ دارد نہان
اخراج دیو نے شاہزادہ کے دست حق پرست پر بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کے دعا دی ع الٰہی تا جہان
باشد تو باشی * اور کہا بسر و چشم نیک اندیش وزیر کے پاس لے چلنے کو موجود ہوں بسم اللہ اور گردن پر
سوار کرکے نیک اندیش وزیر کے مکان کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش وزیر اپنے مکان میں موجود
تھا جو اخراج دیو شہزادہ کو لیے ہوے پہونچا جونہی نیک اندیش وزیر کی نظر بدیع الملک پر پڑی
فورًا تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور نہایت اعزاز و احترام سے معقول جگہ پر بٹھایا اور کہا ای شہزادۂ
والا تبار مجکو تمہارا مدت دراز سے اشد انتظار تھا زہے نصیب میرے کہ آج غریب خانہ کو اپنے فیض قدم
مبارک سے عزت بخشی ع یارب نہال دولت تو سرفراز باد * [illegible]

تمام مقاصد دلی بر لاوے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھاوے بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کیا کہون کہ کیسے کیسے غصّہ دن مین مبتلا رہنے کا اتفاق رہا بارے خدا خدا کرکے یہانتک پہونچنے کا اتفاق ہوا نیک اندیش وزیر نے کہا ایسے معزز و محترم کا یہ مکان کفش خانہ ہی یہان تکلیف فرمائی میری عزت بڑھائی اب جو کچھ ارشاد ہو اُسکو بجا لاؤن بدیع الملک نے کہا فی الحال تو میرا یہی ارادہ ہی کہ صنعان شاہ کی ملاقات کو جاؤن بعدہ جیسا کچھ مناسب ہوگا اُس کے موافق کیا جاویگا نیک اندیش نے کہا یہ کچھ دشوار امر نہین ہی یہ بھی اتفاقی امر ہو کہ کل ہی صنعان شاہ کی عدالت کا دن ہی انشاء اللہ کل ہی مین تمکو دربار مین لے چلونگا مگر چند شرایط ہین اُن کو گزارش کردینا میرا فرض ہی آیندہ ماننے نہ ماننے کا تمکو اختیار ہی بدیع الملک نے وہ شرائط پوچھے نیک اندیش نے کہا پہلی شرط یہ ہی کہ اگرچہ تم بھی ایک جوان ذی مرتبت و شان ہو تاہم مقتضا یہ ہی کہ جس وقت صنعان شاہ کا سامنا ہو اُس کو سلام کرنا بدیع الملک نے کہا کیا مضایقہ ہی نیک اندیش نے کہا دوسری شرط یہ ہی کہ جس وقت تم وہان موجود ہوگے صنعان شاہ تم کو جام مین شربت دیگا تم جام مین شربت نہ پینا بلکہ قاشق لے کے اُس مین شربت پینا بعدہ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غرضکہ وہ بقیہ دن اور انواع و اقسام کے حرف و حکایات مین تمام ہوا شام ہوئی دسترخوان بچھا انواع و اقسام کا کھانا چنا گیا بدیع الملک اور نیک اندیش وزیر نے ساتھ کھانا کھایا شب بھی ایک ہی جگہ دونون نے بسر کی صبح کو بدیع الملک نے حمام کیا لباس پُر تکلف سے آراستہ ہوکے نیک اندیش وزیر کے ہمراہ صنعان شاہ کے دربار کی جانب روانہ ہوا نیک اندیش اور شاہزادہ دونون اُس وقت صنعان شاہ کے دربار مین پہونچے کہ صنعان شاہ عدالت کر رہا تھا یہ دونون ایک جانب بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد صنعان شاہ شاہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای جوان تو کون ہی بدیع الملک نے صنعان شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مسافر ہون صنعان شاہ نے شہزادہ کو دیکھا بعدہ ایک جادوگر سے کہا ای فلان یہ جوان ہمارا مہمان ہی اس کو ایک جام شربت پلانا چاہیے اُس جادوگر نے فوراً جام شربت سے لبب کرکے شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے وہ جام شربت لے لیا اور چند لمحہ تک اُس جام کو ہاتھ مین لیے اُسی طرح بیٹھا رہا صنعان شاہ نے جو دیکھا کہ شہزادہ نے شربت نہین پیا اُسی طرح ہاتھ مین جام لیے بیٹھا ہی کہا ای مہمان جبکہ تو ہمارا مہمان ہی پھر کیا وجہ ہی جو شربت نہین پیتا بدیع الملک نے کہا شہریار مین اس جام سے شربت نہین پیونگا صنعان شاہ نے کہا نہین ہماری خوشی یہ ہی کہ جام ہی مین شربت پی لے شاہزادہ نے کہا میری کیا مجال کہ اس جام مین شربت پی لون ہان قاشق ہو تو مضایقہ نہین صنعان شاہ نے شہزادہ بدیع الملک کی فراست اور دانائی کی کمال تعریف کی اور ایک ملازم سے کہا جلد قاشق لا کے اس جوان کو شربت پلا اُس ملازم نے فوراً قاشق حاضر کی شہزادہ نے اُس قاشق مین شربت کو اُنڈیل لیا اور نوش کیا صنعان شاہ نیک اندیش وزیر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر یہ مہمان عجیب باتمیز جوان ہی اسکے بشرہ سے بھی علامت زیرکی اور دانائی کی معلوم ہوتی ہی اور ایسا ہی کچھ ظاہر بھی ہوا کہ باوجود میرے اصرار کے اپنے جام مین شربت نہ پیا ہم چاہتے ہین کہ ہر روز ہمارے دربار مین اس جوان مہمان کو اپنے ہمراہ لایا کرو ہم اسکی تمیز سے بہت خوش ہین نیک اندیش نے دست بستہ کہا ع گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد نسیم مکرمت تو آرام دردمندان باد بہت بہتر بہت مبارک اس اثنا مین صنعان شاہ کو قصہ یون کا

خیال آیا حکم کیا جلد قیدیون کو لاؤ کیون دیری کی ہی یکایک عدالت مین قیدی داخل ہوے حمزۂ ثانی مع یاران
ہمراہی جب عدالت مین آئے انھون نے بطرز اسلام صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے کہا ای خداپرستو
تمسے اور لاہوتک سے باہمدگر کیون دشمنی ہی شہزادہ نے کہا شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ ہم لوگ مسلمان
ہین اور یہ نابکار الوہیت کا دعوی پیش کرتے ہین ہم کیونکر اس طرح کی لغویات سُن سکتے ہین ناچار ہم سب
اسکی ہلاکت کے درپی ہو گئے صنعان شاہ لاہوتک کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یہ خداپرست تو یہ بیان
کرتے ہین جو کچھ تو نے سُنا اب تو اپنی حقیقت بیان کر لاہوتک سرنگون سکوت مین بیٹھا رہا مطلق جواب نہ دیا
صنعان شاہ نے بار دیگر پوچھا کہ آخر کچھ بیان تو کر یہ کیا واقعہ ہی لاہوتک پھر بھی خاموش رہا مرواق شاہ
اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ لاہوتک رعب وداب عدالت سے کچھ نہین کہہ سکتا مجھ سے
سن پہلے یہ بتا کہ کچھ تجھ کو معلوم ہی کہ نوشیروان کو کسنے ہلاک کیا آگاہ ہو کہ نوشیروان کے قاتل یہی ذات
شریف مسلمان تھے بلکہ وزیر کو بھی ہلاک کیا اس ظلم کا کچھ ٹھکانا ہی اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ اپنے ملک ومسکن
کو چھوڑ کے کہان سے کہان نازل ہوے انھین لوگون سے جان بچا کے ہم یہان آئے تھے اور مفر کی
جگہ یہی تھی کہ یہ غیر حاکم کی حکومت ہی یہان ہماری جان بچ جائیگی مگر انھون نے یہان بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اب
بادشاہ کی جانب سے پناہ کے امیدوار ہین اُس وقت کسی نے اپنے منہ پر تھپڑ مارے اور کہا افسوس کوئی
صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی کسی نے بآواز بلند رونا شروع کیا اور کہا بس اب جان نہین بچیگی صنعان
شاہ نے حمزۂ ثانی کی جانب دیکھا اور کہا ای فرقۂ خداپرست کیون نہ تمنے ان بیچارون کو ہلاک کر رکھا ہی
تمکو چاہیے کہ ضرور ملک باختر کو چھوڑ دو اور سرحد ایران کو چلے جاؤ اور اگر منظور ہو تو ملک ایران اور
باختر دونون لاہوتک کے حوالہ کر دو یہ فتنہ وفساد پیدا کرکے کیون اپنے کو اور اُن کو زحمت مین مبتلا کرتے
ہو حمزۂ ثانی نے کہا ای صنعان شاہ ہم کو بدل قبول ومنظور ہی مگر شرط یہ ہی کہ لاہوتک مسلمان ہو جائے
اور ملک ایران اور باختر پر کیا موقوف ہی ہم خود اس کی ملازمت اختیار کرنے کو موجود ہین مگر ہان اُسوقت
کہ جب دائرۂ اسلام مین داخل ہو جائے ورنہ لاہوتک کو ہم سے کسی طرح کی امید نہ رکھنا چاہیے صنعان
شاہ نے اس جواب کو سُن کے بغیظ وغضب حمزۂ ثانی کو دیکھا اور حکم دیا کہ لے جاؤ ان خداپرستون
کو قید مین رکھو کل کے روز ان کو تیرباران کرنے کا حکم دینگے اور لاہوتک کا ملک اُسکے حوالہ کر دیا جاویگا
اسکے کیا معنی کہ ہم کہتے ہین اور یہ مسلمان نہین مانتے اور خداپرستی کا حیلہ کرتے ہین جو کچھ ہم کہینگے وہی ہوگا اور
مزدوران نامے ایک سپہ سالار فوج صنعانی تھا اُسکی طرف دیکھ کے کہا ای مزدوران کیا دیکھتا ہی ان
خداپرستون کی بندی کا اہتمام تیرے حوالہ ہی جا انھین قید شدید مین رکھ کر کامل حفاظت رکھنا کل تو یہ ہلاک
ہو وینگے مزدوران اُن سردارون کی بندی کو اپنے یہان لے گیا اور ایک مکان محفوظ ومستحکم مین بند کرکے
محافظ مقرر کر دیے لاہوتک نے کہا ای بادشاہ غلام کے بارہ مین کیا حکم ہی صنعان شاہ نے کہا
تیرے بارہ مین یہ حکم ہی کہ تجکو خلاص کیا اور ہماری مجلس مین حاضر رہ لاہوتک نے کہا تا زندہ ایم بندہ ایم
اور مجلس مین بیٹھ گیا نیک اندیش وزیر نے جو وہانکا یہ رنگ دیکھا شہزادہ بدیع الملک سے اشارتاً کہا
شہریار اب یہان توقف مناسب نہین ہی چلو شہزادہ اُٹھا نیک اندیش بھی اُٹھا دونون وہان سے چلے آئے
جب مکان پر پہنچے نیک اندیش نے کہا ای شہزادہ دیکھا تم نے صنعان شاہ کو کسقدر مسلمانون سے

پر فاش رکھتا ہی اور لاہوت کی طرفداری پر آمادہ ہی مین نے اسوقت بجز سکوت کے چارہ نہ دیکھا اگر کچھ بھی کہتا تو
صنعان شاہ برخاستہ خاطر ہو جاتا اور پھر کسی طرح میری طرف سے صاف نہ ہوتا شاہزادہ نے کہا ای وزیر صاحب
تدبیر یہ کچھ ہرگز یہ امید نہ تھی کہ صنعان شاہ کی عدالت مین جا کے یہ صورت پیش آئیگی مگر ہان ایک وضع سے
وہان جانے مین یہ فائدہ ہوا کہ حقیقت حال دریافت ہو گئی ورنہ یہ امر مبہم رہتا آج کی شب کوئی ایسی تدبیر عمل مین
لانا چاہیے کہ ہمارے تمام سرداران قید شدید سے رہا ہو جائین مین نے تو اُسی وقت ارادہ کیا تھا کہ اُن سرداران
کو قید مین نہ جانے دون مگر اس خیال سے خاموش رہا کہ عجلت مین ہمیشہ کام خراب ہوتا ہی اور سہولت سے بگڑا
کام بن جاتا ہی (التانی من الرحمن والعجلت من الشیطان) اور بزرگون کا یہ بھی مقولہ ہی کہ سے عنان دل بکف صبر دار
گرت باید ۔ کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی ۔ متاز توسن غفلت بعرصہ تعجیل ۔ کہ آخرت افگندت برزمین بر سوائی ۔
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال ۔ تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی ۔ مکن شتاب و زآئین حلم روے
متاب ۔ کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی ۔ نیک اندیش نے کہا شہریار واقعی اسوقت قرین مصلحت یہی تھا کہ سکوت
کیا جاوے کیونکہ اب اسوقت کوئی نہ کوئی تدبیر اُن سرداروں کے رہائی کی تجویز ہو سکتی ہی مگر سخت دقت یہ درپیش
ہی کہ وہ سرداران مزدوران کے گھر مین قید ہین شاہزادہ نے کہا کیا مزدوران کے گھر مین کسی طرح رسائی نہین
ہو سکتی نیک اندیش نے کہا بیشک دشوار ہی حسب اتفاق اُسوقت صنعان شاہ محلسرا کے دروازہ کے
پیچھے پر کسی ضرورت سے آیا ہوا تھا نیک اندیش کے کلام کی آواز سنکے سکوت مین وہان کھڑا رہا جب تمام تقریر
بدیع الملک اور نیک اندیش وزیر کی سن لی یکایک وہین سے بآواز بلند کہا کہ ای وزیر نمک حرام مجھے تجھ سے ہرگز
اس طرح کی امید نہ تھی کہ باوجود سالہاے دراز کے نمک خواری کی تو دفعتاً خدا پرستون کی طرفداری کے لیے
آمادہ ہو جائیگا اور ہمارے نمک کا مطلق لحاظ نہ کریگا اور ای وزیر اس جوان خدا پرست کی تو کیا حقیقت ہی کہ مزدوران
کے گھر سے اُن سرداروں کو لیجائیگا اگرچہ کیسی ہی کچھ فکر کرے اور خیر مجھکو اُس جوان سے تو چندان محل تعرض نہین
ہی کہ وہ اپنے سرداروں کی رہائی کے لیے درپے ہی البتہ تیری نمک خواری سے یہ امر بہت بعید معلوم ہوا اسکا
عوض یہ ہی کہ اسوقت تو نہین صبح کو تجھ سے سخت جواب لیا جاویگا اور سزاے معقول تجویز کی جاویگی نیک اندیش
وزیر صنعان شاہ کی یہ تقریر سنکے کانپ گیا صنعان شاہ وہان سے اسی وقت مزدوران کے گھر گیا اور اس سے
کہا کہ ای مزدوران آگاہ ہو کہ نیک اندیش وزیر مجھ سے برگشتہ ہو گیا ہی اور بہت خبردار و ہوشیار رہنا کیونکہ
وہ جوان جو قاتل طلسم کا دعوی کیے ہوے اپنے سرداروں کی رہائی کی کوشش مین ہی اور نیک اندیش
وزیر اُس کو مدد دینے کے درپے ہی تجھ کو چاہیے کہ شب تو جس طرح ہو بسر کر صبح کو نیک اندیش وزیر اُس جوان کو
گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کر اور خبردار نیک اندیش وزیر کے کسی حیلہ کو ساعت مین نہ لانا یہ کہا اور
صنعان شاہ وہان سے چلا آیا صبح کو مزدوران حسب الحکم نیک اندیش وزیر کے یہان پہونچا دیکھا بدیع الملک
بھی وہان بیٹھا ہی از سرتا پا غیظ و غضب مین ہو گیا کہا ای نیک اندیش بد اندیش صنعان شاہ یہ کیا بیہودگی ہی کہ
تو نے بادشاہ کے مخالف سے موافقت پیدا کی ہی اور اُسکو بادشاہ کے خلاف طرح طرح کے مشورے دیتا ہی تجھ کو
معلوم ہی کہ بادشاہ نے تیری نسبت مجھکو کیا حکم دیا ہی نیک اندیش نے کہا ای مزدوران مجھکو خوب معلوم ہی
جو کچھ بادشاہ نے تجھکو حکم دیا ہی اُسکی تعمیل کیون نہین کرتا مزدوران چونکہ اسوقت تنہا آیا تھا سوچا کہ اگر اسوقت
دست و بازو سے کام لیتا ہون بجز خفیف ہونے کے کچھ فائدہ نہوگا نظر برین چند حرف جیب سے نکالے

اور انہون نے کچھ افسون پڑھ کے شاہزادہ کی جانب پھینکے شہزادہ کے پاس ہیکل و انگشتری طلسمی جو موجود تھی اسکی برکت سے
سحر کا اثر مطلق نہ ہوا پھر کچھ کف دست پر لکھا اور جانب آسمان ہاتھ بلند کر کے پھونکا پھر بھی کچھ اثر نہ ہوا نیک اندیش
وزیر ہر مرتبہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کرتا تھا کہ خبر دار رہنا شہزادہ بھی اشارہ سے کہتا تھا کہ ہان خبر دار
ہون جب مزدوران سحر سے عاجز آیا کہا ای آدم زاد کچھ مین تیری رعایت کرتا ہون اب بھی خیریت ہی اگر تو بسہولیت
میرے ہمراہ صنعان شاہ کے روبرو چلنے پر راضی ہو شہزادہ نے کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے
تیری کیا طاقت ہی کہ مجھکو مجبور کر کے صنعان شاہ جابر کے روبرو لے جاوے اگر تو میرے گرفتار
کرنے کو آیا ہی پھر دیر کیون کی ہی اس مرتبہ مزدوران شمشیر آبدار علم کر کے شاہزادہ کی جانب جھپٹا اور قریب
تھا کہ وار کرے شاہزادہ نے بھی بچالاکی اُسکے قریب پہونچا ایک ہاتھ سے اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ سے اس قوت سے تمانچہ اُسکے کلہ پر مارا کہ مزدوران مُنھ کے بل زمین پر آرہا اور بیہوش ہو گیا
اور چند ساعت تک اسی طرح بیہوش پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی دیکھا شاہزادہ بدیع الملک قریب
موجود ہی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ پھر اسی طرح آنکھ بند کر لی چند مرتبہ ایسا ہی ہوا شاہزادہ نے کہا او کیدی
یہ کیا بزدلی ہی کہ آنکھیں کھولتا ہی اور پھر بند کر لیتا ہی اگر کچھ حوصلہ ہی اُٹھ اور پھر مقابلہ کر مزدوران نے آہستہ
کہا ای جوان مین اب ہرگز یہان سے نہین اُٹھونگا اسی صورت سے افتادہ رہونگا شہزادہ مسکرایا اور کہا
او مردود اگر نہین اُٹھیگا تو اذیت پہونچاؤنگا اُسنے کہا مجھے خوف ہی کہ مین اُٹھونگا تو مجکو ہلاک کر دیگا بدیع الملک
نے کہا آخر کبتک پڑا رہیگا کبھی اُٹھیگا ضرور پھر اسی وقت ہلاک کرونگا ہان اگر تو مسلمان ہو جائیگا تو مین ہرگز
تجھسے تعرض نہین کرونگا مزدوران نے کہا ای جوان اگر میری رہائی مسلمان ہونے پر موقوف ہی تو مین دین
اسلام کو قبول کرتا ہون میری جان بخشی کر شاہزادہ نے اسی حالت مین کلمۂ طیبہ پڑھا کے اُس کو مسلمان کیا
نیک اندیش وزیر نے کہا ای مزدوران سرداران اسلام جو تیری حراست مین ہین انکو رہا کر دے اور
ملک قرطاس بادشاہ طلسم بھی تیری حراست مین ہی اسکو بھی رہا کر دے مزدوران نے کہا ای وزیر یہ سب مجکو
منظور ہی لیکن صنعان شاہ جب اُن قیدیون کو مجھسے طلب کریگا اُسوقت مین کیا جواب دونگا لا محالہ اس جرم کے
عوض مین ہلاک کیا جاؤنگا بدیع الملک نے کہا تو کچھ خوف نہ کر جسوقت صنعان شاہ تجھ سے قیدیونکو طلب کریگا
پس اُس کی جواب دہی ہمارے ذمہ ہی تجھ سے کچھ کام نہین ہی مزدوران اُسیوقت اپنے مکان پر پہونچا اور
حمزۂ ثانی کو مع مردان ہمراہی قید و بند سے رہا کر دیا اور یراق و اسلحہ اپنے پاس سے دیئے لیکن قرطاس
کی محبس مین جو گیا قرطاس کو نہ پایا ؟۔ تن حیرت ہو گیا دل مین کہا نہین معلوم یہ قیدی یہان سے کہان چلا گیا
حمزۂ ثانی سے پوچھا کہ میری غیبت مین یہان کوئی آیا تھا حمزۂ ثانی نے کہا ہان لاچی نام جادو یہان آیا تھا وہ
قرطاس کو یہان سے اُٹھا لے گیا اور لاچی حصار کی طرف گیا ہی مزدوران متاسف ہو کے خاموش ہو رہا
اور حمزۂ ثانی کو مع یاران ہمراہی نیک اندیش وزیر کے گھر مین لایا نیک اندیش نے کہا ملک قرطاس
کو کیون نہین لایا اُس نے کہا ملک قرطاس میرے یہان قید ضرور تھا مگر مین یہان سے جو گھر گیا اُسکو نہ پایا
ان سردارون کی زبانی معلوم ہوا کہ قرطاس کو لاچی جادو اُٹھا لے گیا نیک اندیش نے بدیع الملک
کی جانب دیکھا اور کہا شہریار بڑا غضب ہوا ملک قرطاس ہی تو گوہر مقصود تھا جسکو لاچی جادو اُٹھا لیگیا
بدیع الملک نے کہا ای نیک اندیش کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہی کہ مین لاچی جادو کے یہان پہونچ جاؤن

پھر تو ہین قرطاس کو اُسکے یہان سے لے ہی آؤنگا نیک اندیش نے کہا ایسا خیال بھی نہ کرنا یہ ممکن ہے کہ تم لاچی
جادو کے یہان پہونچ جاؤ مگر مشکل یہ ہے کہ تم چند شخص ہو اور وہان اس وقت سات ہزار جادوگرون کا مجمع ہے جنمین
ہر ایک جادوگری مین اکمل ہے شیطان تک کو سبق دینے کا ارادہ رکھتا ہے اُسوقت کیا ہوگا جب اپنے سحر و افسون
سے کام لے کے تمکو مجبور کرینگے میری ہرگز راے نہین ہے کہ تم لاچی جادو کے یہان جانے کا ارادہ کرو اور یہ
بھی کچھ تم کو خبر ہے کہ ملک قرطاس اول بادشاہ طلسم ہے صنعان شاہ ایسے اُسکے دربان ہین اُس کی کیا مجال
کہ ملک قرطاس کو گرفتار کر سکتا اصل سبب ملک قرطاس بادشاہ طلسم کی گرفتاری کا لاچی جادو ہی ہے کیونکہ
لاچی صنعان شاہ پر فریفتہ ہے اُسنے اپنے محبوب کے پاس بزور سحر ملک قرطاس کو گرفتار کیا اور صنعان شاہ
کی حکومت کو زبردست کیا اُس وقت صنعان شاہ چار لاکھ جادوگرون کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہے اور
یہ زبردست حکومت صنعان شاہ کو لاچی ہی کے سبب سے حاصل ہے اگر ملک قرطاس صنعان شاہ
کی قید و بند سے رہا ہو جاے تو اس وقت تمام فوج صنعان شاہ سے برخاستہ ہو کے کنارہ اختیار
کرے اور یہ مشکل ہے کیونکہ لاچی مردود اُسکا دلدادہ ہے شہزادہ بدیع الملک نے کہا کچھ تو تردد نہین ہے اگر
لاچی صنعان کا دلدادہ ہے باشد انشاء اللہ الرحمن اول لاچی ہی کا علاج کرونگا دیکھون میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے تم سب تیار ہو جاؤ حمزۂ ثانی نے کہا اے دلاور اگرچہ یراق و اسلحہ مزدوران نے ہم سب کو دیے
ہین مگر پھر بھی بیشتر سامان حرب کی ضرورت ہے یہ کہان سے آئیگا بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد نہین ہے
خداے ما بس ست نیک اندیش نے کہا اے والا منزلت سامان ضرورت کی طرف سے مطمئن ہو تمہارے
اقبال سے سب موجود ہے مگر پھر بھی جمعیت کثیر کی ضرورت ہے اس کا کیا تدارک ہوگا بدیع الملک نے کہا
اے وزیر بس یہ یاران ہمراہی کافی ہین زیادہ جمعیت کی کچھ ضرورت نہین ہے نیک اندیش نے کہا بہتر ہے اور
اپنے اصطبل سے گھوڑے منگا کے سب کو تقسیم کیے سب اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو کے لاچی کے
قلعہ کے برابر پہونچے دیکھا کہ دروازہ بند ہے دوسری جانب قلعہ کے گئے اُدھر بھی دروازہ بند پایا
حمزۂ ثانی نے کہا کسی طرح اندرون قلعہ کا حال دریافت ہونا چاہیے کہ کیا بندوبست ہے بدیع الملک
نے بالاے قلعہ کمند پھنکوائی ایک ہمراہی آہستہ اُسکے ذریعہ سے دیوار قلعہ پر گیا اور فوراً واپس آیا
بدیع الملک نے پوچھا کیا دیکھا اُسنے کہا شہریار اندرون قلعہ چار ہزار کے قریب جادوگرون کی جمعیت
ہے پوچھا لاچی کو بھی دیکھا اُسنے کہا ہان لاچی جادو بھی قلعہ مین موجود ہے اور سب آمادۂ جنگ معلوم ہوتے
ہین شاید اُنکو پہلے ہی ہمارے اِس طرف آنے کی خبر پہونچ گئی حمزۂ ثانی نے کہا کیا عجب ہے مگر اب اندرون
قلعہ پہونچنے کی کیا تدبیر کی جاوے اُسوقت بعضون کی یہ راے ہوئی کہ یہان سے واپس چلنا چاہیے کیونکہ
مجمع کثیر قلعہ مین موجود ہے اگر اُن جادوگرون نے اندرون قلعہ سے سحر و افسون کا عمل جاری کرنا شروع کر دیا
تو خالی از دقت نہین ہے اگر کھلے میدان مین مقابلہ ہوتا تو ممکن تھا بدیع الملک نے کہا سبحان اللہ جب
یہانتک پہونچ گئے تو یہان سے بے نیل مرام واپس جانا کیسا ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکار
چہ دارد نہان ٭ پھر ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کی ایک مقام بلند پایا وہان سب کو بلایا اور کہا ہان اے دلاورو
اپنے اپنے مرکب کو مہمیز کرو اور خود بھی اپنے مرکب کو مہمیز کیا بعضے مرکب پرندون کے مثل قلعہ مین جا پہونچے
بعضے قلعہ کے باہر رہگئے جادوان قلعہ نے جو ان سب کو قلعہ مین دیکھا ایک ہی مرتبہ سب نے غوغا مچایا

اور سحر و افسون کا ہنگامہ گرم کیا جسکے سبب سے بعضے سرداروں کے دست و پا بحس ہوگئے وہ فولاد ھو زمین پر
گر کے پکارے شہریار اب ہم مجبور ہین شہزادہ نے جلدی سے قلعہ کا ایک دروازہ کھول دیا جو سردار باہر
تھے وہ بھی قلعہ مین داخل ہوگئے ہر طرف دور دھوپ ہونے لگی لاچی جادو نے پکارا ای جوان تو قلعہ
مین داخل نہین ہوا ہی اجل کے پنجہ مین آگیا ہی عنقریب تو ہلاک ہوا چاہتا ہی دیکھ تیرے بیشتر ہمراہی بحس
زمین پر افتادہ ہین جب نہین تو اب تو بھی انھین کے مثل بحس و حرکت ہوا چاہتا ہی یہ غیر مانوس الفاظ زبان پر
جاری کرنا شروع کیے جسکے قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی افسون پڑھ رہا ہی اسوقت بدیع الملک کو انگشتری
کا خیال آیا جو قارن نے دی تھی انگشتری کو ہاتھ سے اُتارا جو اسم اُسپر لکھا تھا پڑھا فوراً چار مرزہ دیو سولہ ہزار مرزہ دیو
کی جمعیت سے آموجود ہوے سب نے عرض کی کیا حکم ہی اُس طرف لاچی جادو نے جو اسقدر مرزہ دیوون کی
جمعیت دیکھی گھبرا گیا اور تمام اپنے ہمراہیون کو قلعہ کی دیوارون پر چڑھا لے گیا شہزادہ نے اُن دیوون سے
کہا تم سب ہمارے ہمراہیون کے بچانے کی تدبیر کرو ان دیوون نے ساحرون کے قریب آکے دار شمشاد
کے وار اُنپر کرنا شروع کیے بکثرت جادو گرکشتہ ہوے اور بیشتر اُن دیوون کے نوالہ ہوگئے جب لاچی نے
دیکھا کہ تمام جادو گرکشتہ ہوگئے قلعہ پر سے نیچے اُترا اور بدیع الملک کے قریب آکے کہا ای خیرہ سر یہ کیا فتنہ و
فساد تو نے برپا کر رکھا ہی اگر تجکو اسقدر دیوان خونخوار کی جمعیت لانا تھی تو مجکو پیشتر سے کیون نہ اطلاع کی کہ
مین بھی اپنا سامان درست کر لیتا ان دیوون کو منع کر کہ یہ حملہ سے باز آئین اور تو مجھ سے مقابلہ کر تنہا تنہا سے
مقابلہ کرتا ہی یہ نہین کہ ہزارون پر کرورون ٹوٹ پڑین بدیع الملک نے کہا او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی
عنقریب تو جنم واصل ہوا چاہتا ہی اور اگر تجکو مجھسے تنہا مقابلہ کرنا منظور ہی تو سہ بیار انچہ داری ز مردی نشان دہ
کمان کیانی و گرز گران ۔ لاچی جادو نے پھر کوئی افسون پڑھنا شروع کیا ادہر شاہزادہ کی جانب پھر کا جو کچھ رد ہوکا
سامان موجود تھا مطلق اثر نہوا شاہزادہ نے فرمایا او مردود اب تو حوصلہ پورا کر چکا یا ابھی باقی ہی یہ کیا تو بد بد کرتا
ہی اگر مرد میدان ہی تو مردانہ کوئی وار کر اس بڑ بڑانے سے کیا فائدہ لاچی جادو او ر زیادہ بدیع الملک
کے قریب آیا اور چاہا کہ کوئی افسون قریب سے پھونکے بدیع الملک نے افسون پھونکنے کی فرصت نہ دی اور
ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اُسکی کمر پر کیا کہ برابر دو حصہ ہوگیا جو یاران ہمراہی بدیع الملک کے لاچی کے
سحر سے بحس و حرکت ہوگئے تھے لاچی جادو کے ہلاک ہوجانے سے اپنی حالت اصلی پر آگئے سب نے
بالاتفاق تمام دروازے قلعہ کے توڑ ڈالے اور قلعہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جو ساحر باقی رہگئے تھے اُنکو
ہلاک کیا بڑے بڑے کوٹھے بھاری قفلون سے بند تھے اُن سب قفلون کو تبر سے توڑا اور ہر طرح کا اسباب
بیش قیمت اپنے قبضہ مین لائے ایک کوٹھے مین دروازہ مستحکم مقفل دیکھا اُس قفل کو بھی توڑا تہ خانہ
معلوم ہوا مشعلین روشن کرکے اندر دیکھا تو قباد ارزرین پوش اور مرغ خوش شجر اور دیو نارنجات اور قرطاس
شاہ سب گرفتہ و بستہ ہین بدیع الملک نے سب کو اُس قید و بند سے نجات دی ملک قرطاس عرصہ سے قید
تھا اُسنے جو اس قید شدید سے رہائی پائی بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا سعہ الہی تا جہان
باشد تو باشی ۔ ای شہریار عالی تبار یہ بندہ عاجز مدت مدید سے اس قید کی بلا مین مبتلا تھا اور ہرگز اُمید
رہائی کی نہ تھی بارے تم ایسے عالی ہمم میری رہائی کے باعث ہوے اسکے عوض مین تا زندہ ام بندہ ام
بدیع الملک نے کہا ای ملک قرطاس اس رہائی کا یہ شکریہ نہین ہی کہ تم میری اطاعت کا اقرار کرو بلکہ اس

عزاسمہ کے شکر لذا رہو جسنے مجھ ایسے ضعیف وناتوان کو ایسی طاقت عنایت فرمائی کہ مین ایسا خاک ہو پہنچا اور دو
ساحران زبردست کو ہلاک کیا اور محض لفظ شکر کے زبان پر جاری کرنے سے ادا ے شکر نہین ہو سکتا بلکہ
اُس کی وحدانیت اور قدرت وجلال کا سچے دل سے اقرار کرنا چاہیے اور دین مبین اسلام کے احاطہ مین
داخل ہونا چاہیے ملک قرطاس نے کہا واقعی وہ خدا صاحب قدرت وجلال وحدہ لاشریک ہی جسنے
تم ایسے جوان کو یہ طاقت وقدرت عطا فرمائی اور جسکے تم قائل ہو شہزادہ نے کہا اُس وحدہ لاشریک کے
مقربان بارگاہ کا بھی اقرار فرض ہی قرطاس شاہ نے تصریح پوچھی بدیع الملک نے سب کے اسماے مبارک
زبان پر جاری کیے ملک قرطاس نے سب کا اقرار کیا اور بصدق دل مسلمان ہوا اب سب باطمینان تمام وہان
مقیم ہوے پھر مرغ خوشخبر نے شاہزادہ کی صفت وثنا کی اور کہا اگر اجازت ہو مین جاؤن اور اپنی فوج کو مدد
کے واسطے لاؤن شہزادہ نے بخوشی اجازت دی دیونار سنجات نے کہا شہریار غلام بھی فوج ولشکر رکھتا ہی
اگر حکم ہو مین بھی جاؤن اور اپنے لشکر کو مدد کے واسطے لاؤن تاکہ فرقۂ اشرار سے مقابلہ ومجادلہ مین حضور کی امداد
کرے چنانچہ بدیع الملک نے اُسے بھی رخصت کیا بدیع الملک نیک اندیش وزیر کیجانب متوجہ ہوا
اور کہا ای وزیر صائب تدبیر بحمد اللہ یہ قصہ تو فیصل ہو گیا اُسکے بعد کیا کرنا چاہیے نیک اندیش نے کہا
یہ قصہ تو ایسا نہ تھا جیسا آیندہ قصہ پیش ہونے والا ہی شہزادہ نے پوچھا وہ قصہ کون سا ہی وزیر نے کہا
وہ قصہ صنعان شاہ کا ہی فوج ولشکر کی جانب سے تو مجکو اطمینان ہو گیا ہی کیونکہ جسطرح لاچی جادو کے
مقابلہ مین مدد پہنچ گئی اُسی طرح شاید صنعان شاہ کے بھی مقابلہ مین مدد پہنچ جائیگی مگر پھر بھی یہ کام اہم ہی
اگرچہ لاچی جادو جسپر صنعان شاہ کو بہت بھروسہ تھا وہ ہلاک ہو گیا ہی اور ای عالیجاہ اِس بارہ مین بہت عجلت
کرنا چاہیے کیونکہ یہ تو آپکو بھی بخوبی معلوم ہی کہ صنعان شاہ میرا جانی دشمن ہو گیا ہی اگر دیر ہوئی تو میری خیریت نہین
ہی بدیع الملک ہنسا اور کہا ای نیک اندیش مطمئن رہو کیا مجال صنعان شاہ کی جو تمکو نظر بد سے بھی دیکھ سکے
اور مین توقف بھی نہین کرونگا اُسی وقت صنعان شاہ کی بھی خبر لیتا ہون چنانچہ اُسی وقت صنعان شاہ کیجانب
کوچ کیا وہان صنعان شاہ اپنے دربار مین بیٹھا ہوا گرم صحبت تھا یکایک ایک جادوگر تباہ حال گریان و
نالان صنعان شاہ کے پاس پہونچا صنعان شاہ اُسکا حال تباہ دیکھکے گھبرا گیا اور کہا ای فلان یہ کیا مصیبت عظیم
تجھپر نازل ہوئی جو اِس حال خراب سے یہان آیا ہی اِس جادوگر نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور
کہا شہریار بیٹھے ہو غضب ہو گیا لاچی تمھارا طالب مسلمانون کے ہاتھ سے خداوند بہت بزرگ کی خدمت مین پہونچا
اور قرطاس شاہ کو بھی مسلمانون نے قید وبند سے رہا کر دیا اور اب یہان بھی عنقریب لشکرکشی ہوا چاہتی ہی
اِس خبر وحشت اثر کے سنتے صنعان شاہ کے چہرہ پر مردنی چھا گئی اور شدت خوف سے بید کی طرح کانپنے لگا
چونکہ شکر ...... انتظار نامناسب سمجھا فوراً حکم دیا کہ فوج تیار ہو اور سرداران لشکر کو بلا کے کہا ای بہادرو
...... تم ...... ہوا اور ہمیشہ طرح طرح کی ...... ہمیشہ مرعی رکھین اب وقت آگیا ہی تم ہمارے
اِس ...... سے ادا ...... بات بھی ...... خالی رہے کہ اگرچہ وہ جوان فاتح طلسم باوجود ضعیف الجثہ ہونے کے ایک
بلاے بے درمان ہی کہ اُسنے لاچی ...... دو ایسے زبردست ساحر کو ہلاک کیا اور قرطاس شاہ وغیرہ کو ہماری قید
سے آزاد کر لے گیا تاہم تمھاری فوج کی تعداد کثیر ہی اور جسقدر فوج جو قرطاس شاہ کے قید ہونے سے ہماری
تابع ہو گئی اور اب بھی موجود ہی اگر تم ہمت کو نہ ہارو گے اور دلیرانہ دشمن کے مقابلہ مین حرب وضرب کروگے ضرور

فوج قرطاس بھی تمہاری حامی ہوگی تا اینکہ فتح پاؤ گے ورنہ وہ لشکری بھی بد دل ہو کے بھاگ جائینگے اور تم بھی اپنی
ہلاکت کے درپے ہو گے اسقدر اطلاع کردینا ضروری تھا آیندہ تم جانو ان سب نے بالاتفاق کہا ای بادشاہ
اس بارہ مین ہم کو سمجھانے کی کچھ ضرورت نہین ہے جب تک دم مین دم ہے حریف کے مقابلہ مین ایک قدم بھی
پسپا نہونگے بعد ازان صنعان شاہ مع فوج مسلح داخل بدیع الملک کیطرف روانہ ہوا اور قریب پہونچ کے
ایک جانب میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا یہ خبر بدیع الملک کو پہونچی ایک سردار کی زبانی صنعان شاہ
کو یہ پیام بھیجا کہ ای صنعان شاہ اگرچہ اس حالت مین کسی طرح کی گفت و شنید ایک فعل عبث ہے کیونکہ جب بجا
خود تہیہ کرلیا ہو اُسوقت فوج و لشکر لے کے اس طرف کوچ کیا ہے ہم جو مسلمان لوگ ہین حجت تمام کرکے ہر کسی کی
سزادہی کے واسطے آمادہ ہوتے ہین بنا بر علی ہذا اطلاع دیتے ہین کہ اگر کسی نوع سے دائرۂ اسلام مین
داخل ہونا ممکن ہو تو ہم جنگ و حرب سے باز [illegible] ہین ورنہ بغیر جنگ و حرب چارہ کیا ہے جب یہ پیام صنعان شاہ کو
پہونچا اُسنے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھو وہ جوان گریز کیا چاہتا ہے کیونکہ اُسکا پیام بھیجنا دلیل اس بات کی ہے
کہ وہ ہمارے مقابلہ سے عاجز ہے بس اب اپنی فتح سمجھو اور بدیع الملک کے پاس یہ جواب بھیجا کہ اس حیلہ و حوالہ
سے کیا فائدہ ہم نہین جانتے کہ اسلام کسکو کہتے ہین ای جوان اگر جنگ و حرب سے عاجز آیا ہے پس ہمارے قیدیون
کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ کرکے ہمارے پاس بھیج دے اور خود جس طرف سے آیا ہے واپس جا ورنہ جنگ و حرب کے
واسطے تو ہم آمادہ ہی ہین پوچھنے کی کیا ضرورت ہے بدیع الملک بہتر ہے کہکے خاموش ہو رہا شب کو لشکر طرفین مین
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تمام شب حرب و ضرب کی تیاری رہی صبح کو لشکر طرفین مین صف آرائی ہوئی بدیع الملک
حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریارا اگرچہ پیش دستی کرنا معیوب ہے تاہم مجکو اس بات کا خیال
ہے کہ اس طلسم کی فتح میرے نام پر مقرر ہے جو کچھ ہونے والا ہو اس سے جلد فراغت ہو جائے تو بہتر ہے فلہذا
حکم ہو تو مین حریف کے مقابلہ کو جاؤن حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کی جرأت و ہمت کی تعریف کی اور کہا ای
فرزند خداوند عالم تیری عمر دراز کرے اور تیرے مراتب مین اور زیادہ ترقی ہو بخدا کہ مین تجھسے بہت راضی ہون
اگر تو سبقت کرنا چاہتا ہے تو مین مانع نہین جا تجکو حافظ حقیقی کے حفظ و امان مین سونپا شہزادہ نے بہ ادب تمام سلام
کیا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا ہنوز لشکر صنعان سے کوئی مرد مقابل نہ آنے پایا تھا کہ ایک
جانب سے ہوائے تند آتی معلوم ہوئی بدیع الملک متحیر ہو کے اس جانب متوجہ ہوا دیکھا ہوا سے آسمان سے
رستم ثانی مع چالیس ہزار اجنہ کے زمین پر آیا اور بہ آواز بلند بدیع الملک سے کہا ای پہلوان زادہ جنگ
و حرب کے بارہ مین انسان کو گونہ تمیز و شعور ہونا لازم ہے ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد [illegible] جادو گردن
کو سزا سے معقول دیسکتا ہون یہ کہا اور رستم ثانی نے جنگ مغلوبہ کرنا شروع کردی بدیع الملک تماشا
دیکھتا رہا چونکہ صنعان شاہ کی فوج بکثرت تھی مزید بران تمام لشکر فن سحر مین کامل تھا تھوڑے عرصہ مین رستم ثانی
مع فوج ہمراہی بیکار ہو گیا اگرچہ بدیع الملک بھی وہان موجود تھا اور اسپر بھی سحر کا حملہ ہوا از بسکہ طلسم کشا پاس
موجود تھا کسی ساحر کے عمل نے اسپر اثر نہ کیا چونکہ قرطاس شاہ بھی بدیع الملک کے پاس موجود تھا اور فوج
قرطاس شاہ کی صنعان شاہ کی جانب تھی قرطاسی فوج نے جو اپنے بادشاہ یعنی قرطاس شاہ کو وہان دیکھا سب نے
آپس مین بہ آواز بلند کہا کہ فلان ہمارا [illegible] شاہ قید نہین ہے وہ دیکھو اس طرف موجود ہے یہان ہمارا کیا کام ہے یہ کہا اور
سب ایک ہی مرتبہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے قرطاس شاہ کے پاس چلے آئے قرطاس شاہ نے اپنے

لشکر سے کہا اے دلاورو تمنے اِس صنعان شاہ کی نمک حرامی دیکھی کہ مجکو بھی گرفتار کیا اور تم سب کو دھوکا دیکے اپنی فوج مین شامل کرلیا بارے اس جوان عالیشان کی مددحمایت سے مین رہا ہوا اب تمھاری نمک حلالی کا تقاضا یہ ہی کہ صنعان شاہ کو ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو فوراً اِسکے ہلاک کرنے یا گرفتار کرلینے کو مستعد ہو جاؤ یہ سنا تھا کہ لشکر قرطاس بعد شاہزادۂ بدیع الملک فوج صنعان شاہ پر حملہ آور ہوا اس اثنا مین دیو نارنجات چالیس ہزار نرہ دیو کی جماعت ہمراہ لیے آپہونچا اور دولت امیر صاحبقران و تیغ بدیع الملک والا شان کہتا ہوا ساحرون کے لشکر پر حملہ آور ہوا مع ہذا دوسرا لکۂ ابر نمایان ہوا اس مرتبہ خوش خبر چالیس ہزار اجنہ کی جمعیت سے شاہزادۂ بدیع الملک کی مدد کو پہونچا اور بہ آواز بلند کہا اے مسلمانو خداوند عالم تمھاری ہمت مین بلندی اور اقبال مین زیادہ ترقی عطا فرمائے جہانتک ممکن ہو جلد ان ساحران مکار و کفار بدشعار کا قصہ پاک کرو اور خود نعرۂ رعد آسا مارکے فوج مخالف مین در آیا اُدھر فوج اسلام ساحرون پر حملہ آور ہوئی سہ بر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را دو کرد و دو را چار کرد + گر تیغ او آیت سجدہ بود + کہ بودش سر سرکشان در سجود + غرضکہ ہمین مین کئی سو ساحر خاک ہلاک پر گرا ڈالے فوج ساحر بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہوئے تھی کسی طرح اپنی جگہ سے ہٹتی نہ تھی حملہ پر حملہ کر رہی تھی مع ہذا سحر کا بھی عمل جاری تھا فوج اسلام مین بعضے ضرب تیغ و نیزہ و تیر سے ہلاک ہوتے تھے اور بعضے سحر و افسون سے بیحس و حرکت ہوئے جاتے تھے مگر بدیع الملک کو طلسم کشا وغیرہ کے سبب کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا اور کوئی زحمت نہ تھی مردانہ متواتر حملے کر رہا تھا سہ گہے بہ نیزہ گہے باعمود گاہ بہ تیغ + برائے قتل عدو دست او نداشت دریغ + بدست و بازش زدی صد ہزار بوسہ زمین + شدی تصدق او و میدم سپہر برین + حمزۂ ثانی دور سے اُس شیر بیشۂ شجاعت کی جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہے تھے اور بار بار آفرین کرتے جاتے تھے حیفان جنی ایک جن نہایت زبردست حمزۂ ثانی کے پاس موجود تھا بیتاب ہوگیا ارادہ کیا کہ صاحبقران کی کمک کرے اسماک دیو نے منع کیا اے برادر بدیع الملک ہرگز ہماری مدد کا محتاج نہین ہی تونے نہین دیکھا کہ تنہا اسنے کیا کیا کارہائے نمایان ظہور مین آئے اور اسوقت تک ساحر ہلاک کیے سو طرح سے اس دلاور نے جنگ کی کیسی نہ چلی ہم سب سے چند مرتبہ باشارہ کہا کہ تم سب یہین ٹھہرے رہو خلاصہ یہ کہ اسی طرح ایک شبانہ روز جنگ مغلوبہ قایم رہی دوسرے روز اُن گبرون کے حواس باختہ ہوگئے پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ جو وار کیا خالی گیا ایک طرف سے صنعان شاہ جنگ کنان ہوچلا اور دوسری طرف سے بدیع الملک وار کرتا ہوا آیا شہزادہ نے ایک نعرہ رعد آسا مارا سہ کی نعرہ زد آن یل اندر مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + چنان نعرہ پیچید در کوہ و دشت + کہ آوازش از آسمان برگذشت + پھر کہا او مکار و بدکار خوب ہوا کہ تو آگیا دیر سے مین تجھی کو ڈھونڈھتا تھا صنعان شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اپنی سپر پر سے اُس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہوجا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن + غم دین و دنیا فراموش کن + اور ایک وار تیغ بیدریغ کا ایسا کیا کہ صنعان شاہ دو پرکالہ ہوگیا اہل لشکر صنعانی نے جو صنعان کو ہلاک ہوتے دیکھا پہلے ہی جو اس باختہ ہو چکے تھے اب یکبارگی رو بفرار لائے بعضے گھوڑون کی ٹاپون مین کچل گئے اور بعضے جو گھوڑون پر بیٹھے تھے وہ شتر بے مہار کی طرح بھاگے اور بیشتر گرفتار کرلیے گئے شاہزادہ بدیع الملک کو حمزۂ ثانی نے گود مین اُٹھالیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے دلاور بدیع الملک شاباش و مرحبا سہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند + بعدہ تمام فوج اسلام مظفر و

و منصور اپنے مقام قیام پر چلی آئی شاہزادہ بدیع الملک نے ان کہران گرفتہ و بستہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا دیکھو تمھارے بادشاہ کو ہمنے پیشتر ہی پیام بھیجا تھا کہ اگر مسلمان ہو نا گوارا کرو تو ہم کسی طرح کا تعرض نہ کرینگے مگر اس
متکبر نے ہماری حجت پر مطلق اعتنا نہ کی پھر کہا مجھکو خوب معلوم ہی کہ یہ حرکت ابلیس ملعون کی تھی کہ صنعان شاہ
کے دل مین جگہ کرلی یہان تک کہ اسکو ہلاک کروایا ورنہ صنعان شاہ کو اس نتیجہ کی ضرور اطلاع تھی اور
میری حقیقت سے بخوبی آگاہ تھا بس اب اسکے سوا اور کیا کہون کہ سے لعن کی بوچھار ہو اُسپر اور اُس کے
باپ پر + اب ہم تم سب کے روبرو بھی اُسی طرح حجت تمام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر تم دین اسلام کو اختیار
کرو اور صدق دل سے خدای خدائی اور محمد کی بادشاہی اور علی مرتضیٰ کی ولایت کے قائل ہوجاؤ تو یہی
تمھاری جان بخشی ہو ورنہ تم بخوبی سمجھ لو کہ کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار ہم سب
تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجا لاوینگے شاہزادہ نے کہا نہین ہم تم کو تابع فرمان کرنا نہین چاہتے بلکہ تم سب کو راہ راست
پر لانا مقصود ہی تم سب مطیع فرمان جسکے چاہو ہوجاؤ لیکن دین اسلام کو سچے دل سے قبول کرو اُن سب نے
کلمۂ طیب پڑھا اور مسلمان ہوگئے اُس طرف لاہوتک کو جو یہ خبر پہونچی کہ صنعان شاہ مسلمانون کے ہاتھ
سے ہلاک ہوگیا اور مسلمانون نے طلسم کو فتح کرلیا عنقریب تیری شامت بھی آئی ہی بدحواس ہوگیا اُسیوقت
طلسم سے نکل کے سیدھا حصن آہنی کی جانب بھاگا بعد اس فتح کے قرطاس شاہ نے باطمینان تمام
طلسم کے خزانہ جو مدت ہاے مدید سے مقفل و مدفون تھے کھولے اور تمام مال و اسباب طلسمی [illegible] کے
حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کے روبرو ڈھیر کیا جو چیز تھی نایاب و بیش قیمت تھی اور ادنی ادنی شے میں وہ وہ
صنعتین تھین کہ دیکھنے والا ہمہ تن حیرت ہوجاتا تھا بدیع الملک نے حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کیا کہ شہریار
یہ خزانہ طلسمی حاضر ہی بسم اللہ اسکو اپنے تحت و تصرف مین لائیے حمزۂ ثانی نے کہا ای دلاور مین اس خزانہ کو
کیونکر لے سکتا ہون جو باعث اس خزانہ کے حاصل ہونے کا ہی وہی اسکا مالک بھی ہوسکتا ہی بس تم کو
مبارک ہو تمنے لیا گویا مین نے لیا رستم ثانی بھی موجود تھے حمزۂ ثانی کی طرف دیکھ کے آہستہ کہا شہریار
تم خود کیون نہین لے لیتے بیکار انکار کرتا ہی اسقدر مال کثیر ہی اور اگر نہین لینا منظور ہی تو مجھکو دیدو آخر
مین بھی اس طلسم کے فتح مین ساعی رہا ہون مگر حمزۂ ثانی چونکہ بدیع الملک کی جانب متوجہ تھے اُنھون
نے رستم کی اس تقریر کو نہین سُنا جب حمزۂ ثانی نے اُس خزانۂ طلسمی کے لینے سے بالکل انکار کیا
بدیع الملک نے وہ خزانہ ملک قرطاس کو دیدیا اور وہان کا حاکم و فرمانبردار بھی اُسی کو کردیا ہر چند
ملک قرطاس نے انکار کیا اور کہا شہریار مین یونہین بار احسان سے سر نہین اُٹھا سکتا اس خزانہ کی کیا
ضرورت ہی شہزادہ نے نہ مانا کہا ای قرطاس اب ہم تجکو خزانہ دے چکے جو شے کسی کو بخش دیجاوے اُسکا واپس کرنا
رکیک بات ہی قرطاس شاہ خاموش ہو رہا دیو نارنجات بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا عرض کی
غلام کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ٹھہرو وہ بیٹھ گیا شہزادہ نے نارنجات کے بارہ مین سفارشی خط آسمان
پری کو لکھا لفافہ کرکے نارنجات کو دیا اور کہا ای نارنجات اس خط مین مین نے بطور خود جو کچھ مناسب و
مصلحت وقت سمجھا لکھ دیا ہی انشاء اللہ مفید ہوگا اور اب تو روانہ ہو یہان کچھ تیری ضرورت نہین ہی دیو نارنجات
نے دعاے ترقی دولت و جاہ دی سلام کرکے روانہ ہوگیا بعدہ اگرچہ مرغ خوشخبر صنعان شاہ کے میدان
حرب مین صف آرا ہونے کے وقت اپنی اصلی صورت پر آگیا اور لمحہ بلمحہ بصورت جانور ہوجاتا تھا مگر اب

صنعان شاہ کے ہلاک ہوجانے کے بعد ہی اصلی صورت باقی رہی کچھ کبھی بصورت جانور ہوا اسکو بھی شہزادہ بدیع الملک نے رخصت کیا ہرچند اُسنے باصرار تمام کہا شہریار بھی جلدی کیا ہی شہزادہ سے کہا نہیں اب تم اپنے مقام قیام پر جاکے استراحت کرو میرے سبب سے مکوبت تکلیف ہوئی ہی اب تمہارا یہان کوئی کام نہیں ہی ہنگام ضرورت اطلاع دیجاویگی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ فتح طلسم شہزادہ بدیع الملک کے نام لکھی جاوے اور یہ مضمون قلمبند ہو جانا چاہیے کہ مین حمزہ ثانی اور تمام سرداران دست چپ و دست راست سب شہزادہ بدیع الملک کی سعی و کوشش سے ہلاک مجسون کی بلا سے رہا ہوئے پس ان سب گروہ کو آزاد کردہ بدیع الملک سمجھنا چاہیے تقریر پر حمزہ ثانی اور سواران دست چپ کو کمال حیرت ہوئی ایک نے ایک کی صورت دیکھی گوشہ چشم سے اشارہ ہوئے حمزہ ثانی نے فرمایا اے حاضرین آگاہ ہو مجھکو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کی بشارت اسطرح ہوئی ہی کہ جو شخص طلسم تاریخ کو فتح کریگا وہی میرا قائم مقام و جانشین ہوگا پھر کس طرح اس بارہ مین تساہلی کرسکتا ہوں اور شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوکے کہا اے سہانداقبال ونظر کردہ فضل ذوالجلال میرے قریب آؤ مین تمکو شکل مصطفیٰ پر متمکن کردوں اور خود ملازمانہ حیثیت اختیار کردن بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی سے

جہانت بکام و جہان باد یار	کسے راکہ از تست در غم در	کہ اے بادشاہ فلک آستانہ
		فلک از سر و سعد زتن باد دورہ

اس نسبت سعداری کیا وقعت وحقیقت ہی کہ ایسی جرأت عمل مین لا سکے یہ انتہائے درجہ الطاف ومحبت کا باعث ہی جو ایسا ارشاد ہوتا ہی سے دگرمن ہمان خاکم کہ ہستم مین خود ایک ادنیٰ خادم ہوں میری نسبت کیا ارشاد ہوتا ہی میرا خیال ہی کہ اس خادم سے اس وقت خوش طبعی کی جاتی ہی حمزہ ثانی نے پھر کچھ نہ کہا اور حکم دیا کہ اس فتح وظفر کا جشن کیا جاوے چنانچہ نہایت درجہ اہتمام و انتظام عمل مین لایا گیا تمام محلے آئین بند کیے گئے تراوشے بازار بھی تمام دکانین تمامی سے سنہری ہوائی گیس منقش ونگارخانہ کا سبز آئینوں سے آراستہ ہوئین محلہ در محلہ دس دس ہاتھ فرغے بھیجے گئے ایک ایک مکان تجویز ہوا نہیں جمیع اقسام کی جنس ارسال کی گئی حکم عام تھا کہ کوئی اپنے یہان سے نہ کھائے سات دن ہزاروں باورچی پکاتے تھے خوان تقسیم ہوتے تھے شہر سے بارگاہ تک زربفت واطلس زرد وزی کا فرش ہوا دو رستہ روشنی کی نقارخانہ جا بجا بجے استادہ انہین فوج کے لوگ افسر رسالہ دار رقص ورباب شراب وکباب مین مشغول ایک قصر خاص مقرر کیا تھا اندرون قصر باغ کی آراستگی قدرتی ہو دون پر شجر کی ٹھلیان چڑھی ہوئی روشون پر طلائی نقرئی مرصعی تصویرین قد آدم استادہ نہرون مین بجرے مرصع نگار چھوٹے ہوئے اطراف مین کئی ہی کوشکان بارہ دریان فرش ملوکانہ شیشہ آلات سے آراستہ انمین اعلیٰ عمدہ دار عیش وطرب مین معروف بارہ ہزار خلعت بیش بہا مع جواہرات تیار ہوئے کہ سبکو دیے جاوینگے شوخ طبع نازنینان گلرخسار کے محفل خاص کے واسطے عام کے لیے ہزاروں معین ہوئے جا بجا نوبت خانہ جدا بجتا تھا سے

عجب جشن عالی تھا آراستہ	ہر اک تھا جواہر سے پیراستہ	نئے رنگ کی محفل دلکشا	بہشت بریں گر کہیں تو بجا
خوش الحان ہر اک سمت اک نازنین	کہیں ناچتی تھی کوئی مہ جبین	شہنشاہ آفاق صاحبقران	کرم مین جو تھا غیرت بحر وکان
وہ دیتا تھا انعام ہر ایک کو	کہ حاجت اسے پھر کبھی ہو نہ ہو	کسیکو جواہر کسیکو گہر	کسیکو عنایت کیا لال وزر

القصہ دن عید رات شب برات تھی بعد فراغ اس جشن کے ایک روز حمزہ ثانی دربار مین جلوہ افروز تھے دہنے بائیں کرسیون و نگون پر تمام سردار و افسر اپنے اپنے رتبہ کے موافق سب بیٹھے ہوئے انواع اقسام کے حرف وحکایات مین معروف تھے حمزہ ثانی نے فرمایا اے دلاورو کچھ لاہوت مردود کی بھی خبر ہی

جالاک عیار باکھٹکا کھڑا ہوا عرض کی شہریار یہ خادم جاتا ہے اور لاہوت کی خبر لاتا ہے ابھی وقت روانہ ہوا اور خبر لایا کہ لاہوت مع ہمیشہ کفار کے آہنی حصار میں جا چھپا ہے حمزہ ثانی نے فرمایا ہے بہادروں میں سے جو شخص لاہوت مردود کو گرفتہ و بستہ کر لائے یا اُس نابکار کو ہلاک کر دے ہم کا کس شخص سے کہ آئے بس ہم اُس شخص کو اپنا جانشین کرونگا رستم ثانی اٹھا اور عرض کی مشائی مبارک ہے شہنشاہی کو حاصل ہی کشندہ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ہی منشاء اس کام کو انجام دونگا حمزہ ثانی نے اجازت دی رستم مرکب پر سوار ہو کے ہمراہی فوج کثیر جسکی تعداد بنا بر بیشتر روایات کے چالیس ہزار تھی آہنی حصار کی جانب روانہ ہوا رستم ثانی کے جانے کے بعد بعض سرداروں نے شہزادہ بدیع الملک سے آہستہ کہا کہ شاہزادہ خرباد ساده تعجب ہے کہ رستم ثانی لاہوت کے گرفتار کرنے کو گیا اور تم خاموش ہو رہے حالانکہ جو کام ہاے نمایاں تمھاری ذات ستوده صفات سے ظہور میں آئے ظاہر ہیں اور رستم نے ہر چند کوشش کی کوئی نتیجہ نیک ظہور میں نہ آیا اس بات کو سب ہی جانتے ہیں ہمارے نزدیک بہتر یہ بات تھی کہ قبل رستم کے تمھیں اس کام کے انجام دینے کو مستعد ہوتے ابھی بدیع الملک نے ان سرداروں کو جواب نہیں دیا تھا کہ حمزہ ثانی شہزادہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا اے بدیع الملک دلاور بنا بر میرے کہنے کے رستم ثانی لاہوت کی گرفتاری کو گیا تمھارا ارادہ نہیں ہے بدیع الملک نے عرض کی شہریار یہ خادم حکم والا کا تابع ہے جو ارشاد ہوا اُسے بسر و چشم بجا لانے کو اپنا فخر سمجھتا ہے مجھے کب ارشاد ہوا تھا جو میں لاہوت کا قصہ فیصل کرنے کو جاتا اب ارشاد ہو ابھی جاتا ہوں چنانچہ بارہ ہزار سوار ہمراہ لیکے بدیع الملک بھی ہو…

داستان کشتہ شدن لاہوت مکار و دیگر کبران بدکردار از دست زبردست خدا پرستان جلادت شعار و مسلمانان سعادت آثار

جواب آیا میں دم بدم چاہوں تیری آشنائی کا
گرفتار آہنی زنجیر کا وہ یہ طلائی کا
فراق یار میں مر کے آخر زندگانی کی
کوئی ایک کارخانہ ہے خدائی کا
وصال یار کا جو ہو وعدہ روز قیامت پر
یہ ضایع نہ ہو انگشت حنائی کا
شکست خاطر احباب ہوتی ہے دوست ہیچ
تماشا دیکھتا ہے حسن آئین خود نمائی کا
نہیں دیکھا ہے لیکن مجھکو چاہا ہے آتش نے

نہایت شوق ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
رہا ہمیشہ شوق و قالب کی جدائی کا
نکل ہی جان تن سے تا وصل یار حاصل ہو
یقین مجھکو نہیں ہے کہ تک اپنی رسائی کا
نہیں ممکن ہے تقدیر کی لکیر احباب سے مٹے
تو جو میں ترسا ہے یا رشتہ ہو میائی کا
کف افسوس ملوا آئی ہے تیری پاک دامانی
بجا ہے اے صنم جو مجھکو دعوی ہے خدائی کا

اسیر ہے دوست تیرے عاشق و معشوق دونوں ہیں
زمانہ میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا
نظر آئی ہیں شاہد بہ صورتیں ہی صورتیں مجھکو
چمن کی سیر و انجام بلبل کی رہائی کا
دکھایا حسن سے اعجاز ہے کلک قدرت نے
بچکا یا سبب پر نقش اپنی جبہ سائی کا
دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک کھتا ہے
سینہ کر شاہد عصمت کو ہے پارسائی کا
ذکر کشایان اخبار گذشتہ طلسم بندان

اخبار تاجیہ اس قصہ غریبہ اور فسانہ عجیبہ کو یوں نوک ریز قلم نادر رقم کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الملک مع سواران ہمراہی لاہوت مردود کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہو چکا تو دالمہر کے دل میں انواع انواع طرح کے خیالات پیدا ہوئے ہر چند چاہا خاموش رہے مگر صبر نہ ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی شہریار اگر رستم ثانی ہی لاہوت کا قصہ پاک کرنے جاتا تو کچھ تردد نہ تھا رستم کے بعد بدیع الملک کا بھی لاہوت کی گرفتاری کو جانا خالی از خدشہ نہیں ہے آپ بدیع الملک کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہیں کہ وہ ایک جوان تحمل و بردبار ہے کبھی اپنی جانب سے آمادہ فساد نہیں ہوتا اور رستم ثانی جوان تند خو ہے اگر وہاں

کوئی ایسی صورت پیش آئی کہ رستم ثانی کچھ کہہ سکتا اور بدیع الملک بھی جوان دلیر ہو نہ تاب سماعت نہ لا سکا
اور جواب معقول نہ پایا جو رستم ثانی کو سن سکا پھر اسکا انجام کیا ہوگا ہم میں سے یہاں کوئی نہ موجود ہوگا جو رفت و گذشت
کر لیگا بیکار آپس میں فساد مچیگا اور یہ بہتر ہوگا حمزہ ثانی نے فرمایا اے نور الدہر یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہی اے رستم ثانی
جا اور دیکھ جو کچھ دل میں آتا ہی کہ گذرتا ہی تم اب سے کے ہو مجھے پیشتر ہی یہ خیال ہوا تھا اب تو وہ دونوں سے چلے گئے لیکن
خود جاتا ہوں یہ کہا اور مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا آسم بر مقدمہ رستم ثانی راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ رستم
بعد طی مراحل و قطع منازل قریب آہنی حصار کے پہونچا ہر چہار جانب قلعہ کے گشت کر کے پھر ایک مقام پر خیمہ زن
ہو کر اندرون خیمہ مسند استراحت پر درانہ ہوا اور طرح طرح کی فکروں میں سوچنے لگا اتنے میں سیارہ ثانی عیار آیا رستم نے کہا
کیوں خیریت ہی کدھر آئے سیارہ ثانی نے کہا ہاں خیریت ہی بدیع الملک بھی آیا ہی یہ خبر سنکے رستم اٹھ بیٹھا
کہا اے سیارہ واقعی بدیع الملک بھی آیا ہی سیارہ ثانی نے کہا میاں راچہ بیان خود دیکھ لو گے رستم نے کہا
شاید کسی اور کام کو اس طرف آیا ہوگا سیارہ نے کہا مجھکو یہ خبر بھی دریافت ہوئی ہی کہ بدیع الملک کسی اور
کام کے واسطے نہیں آیا خاص اسی کام کو آیا ہی جس کام کو تم یہاں آئے ہو رستم ثانی تا دیر سر نگون سکوت میں بیٹھا رہا
سیارہ نے کہا اتر دد کیا ہی اگر بدیع الملک بھی اسی کام کو آیا ہی باخبر رستم نے کہا اے عیار طرار یہ بھی کو منظور جس امور میں
جیتنے بھی کوشش کی اور بدیع الملک نے بھی فتح مندی ہر بدیع الملک کو حاصل ہوئی مجھکو ہرگز نہیں اے سیارہ
میرے واسطے کبھی کوئی کام تو نے نہیں کیا ہی سیارہ نے کہا جو کچھ حکم ہوگا اسکی تعمیل میں ہرگز دریغ نہ کرونگا ارشاد
ہو رستم ثانی نے کہا آج میں تجھسے یہ کام لینا چاہتا ہوں کہ تو جا اور درمیان راہ میں بدیع الملک سے ملاقات
کر کے کوئی ایسی عیاری عمل میں لا کہ بدیع الملک بیابان میں خوب سرگردان ہوا سیارہ ثانی
خوب یاد رکھ کہ اگر اس قسم کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائیگا اور بدیع الملک یہاں پہونچ جائیگا بالیقین باوجود تمام
کوششوں کے انجام میں مجھسے سبقت اسکے ہاتھ ہوگا اور میری کوششیں سب ضائع ہونگی سیارہ ثانی نے
کہا خیر تمہاری خاطر مجھکو عزیز ہی جاتا ہوں اور کوئی تدبیر کرتا ہوں اسیوقت وہاں سے آکے عمر ثانی کی صورت
مشابہ ہوا بدیع الملک کی خدمت میں پہونچا بدیع الملک نے متعجب ہو کے کہا اے عمر ثانی تم کہاں تھے
عرصے ملاقات نہیں ہوئی سیارہ نے کہا شہریار کیا عرض کروں اسی لاہوت مردک کی تلاش میں گیا تھا پہلے سن کر
وہ حصن آہنی میں جا چھپا ہی وہاں پہنچا اسکو ڈھونڈھا جا بجا سرگردان پھرا آخر سراغ لگانے سے دریافت ہوا
کہ وہ وہی خوش آب میں جا چھپا ہی اسکے پیشتر ہی خوش آب ہی میں اسکا قیام ہو دریافت ہو جاتا تو کیوں میں
اس قدر سرگردان ہوتا کیا عرض کروں کہ حصن آہنی تک پہونچنے میں کیسی کیسی دقتیں پیش آئیں جنگلوں میں ہی
خوب جانتا ہوں بدیع الملک نے کہا اے عمر ثانی خوب ہوا کہ تم اثنائے راہ میں مجھے مل گئے اور یہ حال
معلوم ہو گیا ورنہ میں بھی بیکار زحمت اٹھاتا اور واپس آتا اور ہاں یہ تو کہو رستم ثانی بھی لاہوت کی تلاش میں
گئے ہوئے ہیں ان کا کچھ حال معلوم ہی کہ کہاں ہیں سیارہ ثانی نے کہا ہاں خوب معلوم ہی وہ بھی قلعہ آہنی کی طرف
گئے ہیں اثنائے راہ میں دور سے میں نے انکو دیکھا تھا میں نے دانستہ ان سے ملاقات نہ کی غرض وہ بھی
سرگردان ہونگے لاہوت کا سراغ کہیں نہیں ملیگا بدیع الملک نے کہا میرے ساتھ چل کے میری راہبری کر
اگر لاہوت خوش آب میں جا چھپا ہی تو وہیں چلنا چاہیے سیارہ پیشاپیش روانہ ہوا اور بیابان ویران کی راہ
لی آپ کے تعقب میں بدیع الملک بھی روانہ ہوا وہ تمام دن راہ روی میں بسر ہوا اور بیابان تھا کہ رات بہ ذات خود

جبکہ ریگستان کے درخت تمام کو دتھا آفتاب کی تمازت ہوا کی حرارت گرد و غبار کا آزار تھا حواس باختہ کیے دیتا تھا یہانتک
آفتاب قریب غروب ہوا بدیع الملک نے کہا ای عمر ثانی شب کو کسی مقام پر قیام کرنا چاہیے اسقدر ماندگی سے
حال خراب ہی ستیارہ نے کہا شہریار یہ مقام توقف کا نہین ہی آگے بڑھیے اگر کوئی چشمہ وغیرہ مل جاویگا تو قیام کا مضایقہ
نہین ہی بدیع الملک خاموش ہو رہا اور بدستور راہ روی مین مصروف رہا تمام شب راہ طی کی تھی کہ صبح ہو گئی ستیارہ
عیار وہان سے غائب ہو گیا بدیع الملک نے ہمراہیون سے پوچھا سب نے لاعلمی ظاہر کی دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ سرحد خوش آب یہی ہی مظفر شاہ خوش آبی شہر کے دروازہ بند کرکے بیٹھا ہوا تھا لیکن جب اسکو
بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی اسنے شہر کے دروازہ کھول دیے اور اپنی تمام فوج ہمراہ لیکے استقبال
کے واسطے آیا اور بہزار تعظیم و تکریم شہر مین لیگیا بدیع الملک نے دیکھا کہ شہر بہت آباد ہی بازارون مین کثرت سے جابجا
خرید و فروخت ہو رہی ہی علی الخصوص چوک کی آبادی قابل تعریف ہی چوڑی سڑک دو طرفہ کانین ایک دو منزلہ یک
جانب سہ منزلہ کہین تنبولی دوکانون پر بیٹھے پان بنا رہے ہین کہین سنار بیٹھے زیور طلائی گڑھ رہے ہین کسی جا لیبونیون
کے جھجون مین کسی گمرد کے نیچے نوجوان طرحدار ڈٹے مذاق و خوش طبعی کر رہے ہین بدیع الملک مظفر شاہ
خوش آبی کے ساتھ سیر کرتا ہوا اسکے دربار مین آیا ادھر ادھر کی باتین ہوئین لاہوت کے ذکر کی نوبت آئی
مظفر شاہ خوش آبی نے کہا وہ یہان کہان معلوم ہوتا ہی تمکو دھوکا دیا صحرا نوردی کی زحمت مین مبتلا کیا اسقدر
تو مجھکو بھی خبر ہی کہ لاہوت طلسم سے نکل کے قلعہ آہنی مین گیا ہی وہین ہو گا بدیع الملک نے مذہب کا استفسار
کیا مظفر شاہ نے کہا وہی مذہب ہی جو بزرگون کا تھا شاہزادہ نے دین اسلام کی بزرگی بیان کی پھر خدا کی
وحدانیت اور پیغمبرون کی ضرورت کے دلائل پیش کیے مظفر شاہ خوش آبی نے کہا شہریار ہمکو اپنے مذہب
کے حق و غیر حق ہونے کا تو مطلق حال نہین معلوم ہی البتہ ابتداے عمر مین جو کچھ بزرگون نے تعلیم کر دیا ہی جو اپنے
ہم مذہبون سے سنا ہی وہی یاد ہی ہان اس وقت تمھارے دلائل پیش کرنے سے تو ضروری خیال ہوتا ہی کہ تمھارا ہی
مذہب حق ہی شاہزادہ نے کہا ای بادشاہ ذی جاہ حقیقت امر یہ ہی کہ دنیا کے علایق انسان کو راہ راست سے
منحرف رکھتے ہین ہر شخص کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنی حالت پر نظر رکھے دولت دین حق کو کسی وقت مین ہاتھ سے نہ
دے ورنہ انجام مین بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہین آتا شہزادہ کی اسوقت تقریر مختصر نے مظفر شاہ کے
دل پر ایسا اثر کیا کہ اسنے دین اسلام کی ارکان بیان کرنے کی درخواست کی شاہزادہ نے اصول و
فروع بیان کیے مظفر شاہ نے اپنی لوح دل پر لکھ لیے اور بصفائی قلب مسلمان ہو ضیافت کرنا چاہی تھی
مگر شاہزادہ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کے قلعہ آہنی کی جانب روانہ ہوا اب اس طرف کا حال سنیے ستیارہ
ثانی وہان سے غائب ہو کے رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا رستم نے کہا ای ستیارہ ثانی کہو کیا کار روائی کی
ستیارہ نے کہا حسب ایما تمھارے مین بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بیابان مین سرگردان کرکے وہان سے
چلا آیا اب مجھکو نہین معلوم کہ بدیع الملک کہان ہی اور کیا صورت پیش آئی کیا عجب ہی اگر ابتک اسی بیابان مین
سرگردان ہو رستم ثانی بہت خوش ہوا ستیارہ کو اسکی عیاری کی تعریف کرکے انعام دیا اور اسی وقت حکم دیا کہ
نقارہ جنگ بجایا جاے دوسرے روز مرکب پر سوار ہو کے قلعہ آہنی پر دھاوا کیا دوپہر تک نیزہ و تفنگ
رہی لاہوت بھی اندرون قلعہ سے جواب ترکی بترکی دیتا رہا رستم نے چاہا کہ قلعہ مین پہونچ کے لاہوت کا
قصہ تفصیل کرون مگر کوئی راستہ قلعہ مین داخل ہونے کا نہ ملا ناچار بہزار جد و جہد قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور شہر مین

داخل ہوا لاہوت سمجھا کہ اب یہ مسلمان اون سے کا ہاتھ سے فرخ لقی روسے اور دروازہ کھول کے قلعہ سے باہر نکلے خوش اسپ کی جانب
بھاگا فوج متعینہ قلعہ نے جو دیکھا کہ حریف کی فوج قلعہ میں داخل ہوگئی اور قلعہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں انھون نے
بھی لڑائی میں جان لڑا دی خوب کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہوا کشتون کے پشتے اور سرون کے ڈھیر ہر طرف دکھائی
دیے مگر لاہوت کے بھاگ جانے سے بے دل تھے تاب قیام نہ لاسکے تہ تیغ ہوئے مسلمانون کا عمل ہوا
بلکہ دائرہ اسلام میں داخل کیا لاہوت کے تعاقب میں روانہ ہوئے خیز اخیز چلے جاتے تھے ادھر لاہوت بھی
پیشاپیش بھاگا چلا جاتا تھا ناگاہ راہ میں لاہوت کو ایک گرد تیرہ نظر آئی اگرچہ وہ گرد تیرہ شاہزادہ بدیع الملک
ہی کے اس طرف آنے کی تھی مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو اسکی خبر نہ تھی اس طرف بدیع الملک کو خبر پہونچ گئی کہ
لشکر اس طرف دوڑا ہوا چلا آتا ہے ہمنے تمام ہمراہیون سے بآواز بلند کہا کہ دلاورو خبردار ہوشیار ہو جاؤ گبران نابکار
بھاگے آتے ہیں ہرگز کوئی گبر یہاں سے زندہ و سلامت نہ جانے پاوے تا اینکہ وہ گبر قریب آپہونچے بدیع الملک
شمشیر آبدار علم کر کے بے تحاشا لشکر کفار کی جانب جھپٹا وہ گبر بھی آمادہ پیکار ہوگئے تکبیر و بزن کی آواز بلند ہوئی
سوارون میں پیادہ اور پیادون میں سوار مل گئے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی اس اثنا میں رستم ثانی بھی مع فوج ہمراہی
آپہونچا دیکھا ہنگامہ کشت و خون گرم ہے بدیع الملک داد مردانگی دے رہا ہے وہ بھی آمادہ حرب ہوگیا اور کوشش
کر رہا تھا کہ کسی طرح لاہوت میرے ہاتھ آجاوے اور لاہوت کا یہ حال تھا کہ شمشیر آبدار تولے ہوئے
کبھی اس صف میں آتا ہے کبھی اس صف میں جاتا ہے اور کبھی خائف ہوئے پس پشت دیکھتا ہے کہ ایسا نہ ہو
کہ کوئی خداپرست مجھ تک پہونچ جاوے اسکا یہی خیال پیش آیا کہ رستم ثانی موقع پاکے لاہوت کے قریب
آگیا فوراً لاہوت کی کمر میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرنا چاہا مع ہذا بدیع الملک بھی قریب پہونچ گیا منتظر تھا
کہ رستم لاہوت کو سر سے بلند کرے تو میں رستم کو مع لاہوت سر سے بلند کرلون حسب اتفاق اس وقت
حمزہ ثانی قریب رستم کے پہونچے اور ایسا ایک نعرہ زہرہ شگاف مارا کہ رستم کے ہاتھ سے لاہوت کا کمربند چھوٹ
گیا تمام گبر بھاگے اور لاہوت بھی قریب تھا کہ بھاگ جاوے مگر بدیع الملک قریب اسکے پہونچ گیا تھا جاتے ہی
لاہوت کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا اور بہ سبکی تمام اسکو سر سے بلند کرلیا اسی طرح تمام سردارون نے ایک ایک
گبر کو ہاتھ پر اٹھا لیا اور تمام میدان میں سے پھرے بعدہ ان سبکو گرفتہ و بستہ کرکے با فتح و ظفر یہان سے
روانہ ہوئے اور جابلقا میں آکے بارگاہ سلیمانی میں قرار لیا ایک دن استراحت میں بسر کیا دوسرے روز
حکم دیا کہ ان گبران گرفتہ و بستہ کو ہمارے روبرو لاؤ حسب الحکم تمام کافر بدیع الملک کے روبرو حاضر کیے
گئے شاہزادہ نے دین اسلام کی دعوت کی کسی نے قبول نہ کیا شہزادہ نے پوچھا جمشید جابلقا اور ملک کیکاؤس
و مجنجن شاہ یہ تینون گبر کہان ہیں انکو بھی لاؤ تاکہ انپر بھی حجت تمام ہوجاوے ملازمون نے انکو بھی حاضر کیا
شاہزادہ نے کہا اے جمشید تو کیون اپنی جان کے درپے ہے اگر تو اپنے مذہب کے حق ہونے کے دلائل رکھتا ہے
بلا تکلف بیان کر کہ ہم ان دلائل کو رد کرکے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کرینگے اور اگر کچھ بھی دلائل نہیں ہیں
تو دین اسلام قبول کر ورنہ ہم تجھکو ضرور ہلاک کرینگے جمشید جابلقا نے مطلق جواب نہ دیا شاہزادہ ملک کیکاؤس
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا تو اس بارہ میں کیا کہتا ہے اسنے کہا جو کچھ پوچھو بدیع الملک نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہون کہ اگر
دین اسلام قبول کرنا منظور ہو تو خیر ورنہ اپنے قتل پر راضی ہو اسنے بھی کچھ جواب نہ دیا شہزادہ نے مجنجن شاہ
سے کہا تو بھی یہی کہیگا مجنجن شاہ نے کہا اے بدیع الملک ایمان کا صدقہ جان ہے بدیع الملک نے کہا شاباش
کہ

اور حکم دیا کہ ان تینوں کو چار سوار شہر جابلقا میں لے جائے دار پر لٹکاؤ اور تیرباران کرو بعدہ یہاں سے کوچ کر کے
بابل کی طرف روانہ ہوئے حمزۂ ثانی نے شہر جابلقا کو رستم ثانی کے حوالہ کیا اور ملک زنگارستان جابلقا شہزادہ
بدیع الملک کے نام مقرر کیا چند روز کے بعد بابل میں وارد ہوا اہرمن جادو و نجگان کو مع گبران نابکار بابل
میں تیرباران کیا بعدہ فرو اماں میں آئے مظالم شاہ نے حمزۂ ثانی کی خدمت میں عرض کی کہ ای شہریار عالی تبار
ہمہ اعدائے تو تسلیم فنا را ہمہ سنان • عہد اقبال تو توفیق بقا را ارباب • مجلس است راز بہر و قوال دگمس ما اندر حل
اجازت ابر غیسان و خواست آفتاب • بندہ نے اپنی دختر لخت جگر کو شاہزادہ بدیع الملک کی کنیزی میں دیا ہے
حمزۂ ثانی نے فرمایا اے مظالم شاہ کیا بدیع الملک نے اوس سے نکاح کر لیا ہے یا ابھی نہیں عرض کی مظالم شاہ نے
کہ اے والا منزلت اگرچہ میری دختر بدیع الملک ہی سے منسوب ہے مگر مجھکو یہ بھی یقین ہے کہ اس مناکحت کو شہزادہ
نے حضور ہی کی اجازت پر موقوف رکھا ہے حمزۂ ثانی بدیع الملک سے بہت خوش و رضامند ہوئے اور کہا میرے نزدیک
اب مناکحت سے فراغ حاصل کر لینا چاہیے مظالم شاہ نے کہا حضور کو اختیار ہے میرے نزدیک بھی مناسب
ہے جو حضور کی رائے ہے حمزۂ ثانی نے سامان عروسی کا حکم دیا ایک قصر خاص اس شادی کے واسطے آراستہ
کیا گیا اور جملہ سامان ضروری بنہایت تکلف و اہتمام سے مہیا ہوا اور روز سعید و زمان حمید میں شہزادہ بدیع الملک
کا عقد ملکہ مہ نوش لب سے ہوا بعد فراغ اس عروسی کے ایک روز حمزۂ ثانی بارگاہ فلک پایگاہ میں مسند
حکومت پر بیٹھا تھا ناگاہ آسمان سیاہ ہو گیا سب متحیر تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ آفتاب ایک نوع کی سیاہی میں پوشیدہ
ہو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ اعمال شاہ اور ملک داد بخش وہاں پہونچے بدیع الملک نے حمزۂ ثانی
کی خدمت میں عرض کی شہریار حضور کے اقبال روزافزوں کی بدولت یہ لشکر ملازمان بارگاہ کا ہے یعنی اعمال شاہ
اور ملک داد بخش کا ورود ہوا ہے اور اونکے ساتھ ہزارہ ہزار دست دیو بھی ہے جو ان دونوں بادشاہوں کی حراست
میں ہے حمزۂ ثانی نے متعجب ہوکے فرمایا اے بدیع الملک یہ دیو کس قسم کا ہے جسکا نام ہزارہ ہزار دست
دیو ہے کہا اس دیو کے متعدد ہاتھ ہیں شاہزادہ نے عرض کی ہزارہ دیو موجود ہے حضور ملاحظہ فرمائیں حمزۂ ثانی نے
فرمایا اچھا دیوان ایک جانب استادہ کیا جاوے اور ہزارہ کو ہمارے روبرو لاؤ ہم ہزارہ دیو کے
دیکھنے کے بہت مشتاق ہیں شہزادہ نے تمام لشکر کو ایک جانب مقیم کیا بعض سرداران لشکر دربار میں آئے
حمزۂ ثانی نے اون سبکو نیم تخت مرحمت کیے سب آداب تسلیمات بجا لائے نیم تختوں پر بیٹھے دیو گہار جبل سر اپنے
چالیسوں ہاتھوں میں عمود لیے ہوئے اور ہزارہ ہزار دست کو مقید کیے ہوئے حمزۂ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا حمزۂ ثانی کی نظر جو ہزارہ ہزار دست پر پڑی بہت حیرت ہوئی کہا اللہ اکبر یہ دیو ہے یا کوئی آفت
ہے آخر یہ کیونکر اور کس دلاور نے گرفتار کیا ہے اعمال شاہ نے کہا اے شہریار عالی مقدار ایسے زبردست دیو
کو گرفتار کرنے کی طاقت بجز بدیع الملک دلاور کے کوئی اور بھی رکھ سکتا ہے اس دیو کے قد و قامت پر نظر کرنا چاہیے
خدا کی قدرت پر خیال کرنا چاہیے کہ اوس نے ایسے زبردست دیوون پر انسان ایک مشت خاک کو غالب کیا حمزۂ
ثانی نے فرمایا جسوقت یہ ہزارہ گرفتار کیا گیا ہے بدیع الملک کے کسقدر مددگار تھے اور اوسکے گرفتار کرنے
میں کسقدر فوج کافی ہوئی اعمال شاہ نے کہا اگرچہ کثیر التعداد لشکر موجود تھا جب یہ ہزارہ دیو گرفتار ہوا ہے
مگر فوج و لشکر کا دخل اسکی گرفتاری میں مطلق نہیں ہوا شہزادہ بدیع الملک دلاور نے صرف بزور بازوئے جوانی اسکو
گرفتار کیا ہے اور مقابلہ بھی تنہا ہی کیا اوسوقت دربار میں عجیب کیفیت تھی تمام افسران فوج و سرداران لشکر سے

دربار میں تھا جن میں ایک سے ایک زبردست دیو ہیکل و شجاع و دلیر تھا جس وقت ہزارہ دیو پر نظر پڑی کسی سے
تن و توش کی وسعت نہ دیکھی ہر ایک ہزارہ کو دیکھ کے محو حیرت تھا اور ہزارہ دیو گھبرا گھبرا کے ہر ایک کی صورت
دیکھتا تھا جس سے بے اختیار ہنسی آتی تھی بیشتر سردار باذوق بھی موجود تھے اگرچہ حمزۂ ثانی کے رعب و داب سے
کچھ نہ کہہ سکتے تھے لیکن آپس میں باشارہ ہزارہ پر پھبتیاں کہتے تھے اور جب ہزارہ سے نظر چار ہو جاتی تھی تو اسکے
سامنے ایسی بھیانک صورت بناتے تھے کہ وہ بھونچکا رہ جاتا تھا اور گرفتہ و بستہ ہونے کے سبب سے اُسکا کچھ
بس نہ چلتا تھا اس وقت حمزۂ ثانی اور تمام سردار بدیع الملک کی جرأت و شجاعت کی تعریف کر رہے تھے
اور کہتے تھے کہ شجاعت و دلیری بدیع الملک پر ختم ہے یہ خدا کی شان قابل غور ہے کہ ایک انسان ضعیف البنیان ایسے
دیو بلائے بے درمان کو گرفتار کرے حمزۂ ثانی بہرحال بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوکے کہتے تھے کہ ای دلاور
شاباش ہزار جا باشد کارنامہ تو آمد و مردان چنین کنند بدیع الملک حمزۂ ثانی کو بکمال ادب تسلیم کرتا تھا اور
دست بستہ کہتا تھا کہ میں کیا اور میری جرأت کیا یہ سب زور بارگاہ والا کی اقبال مندی ہے بعضے سردار یہ کہتے تھے کہ
ای شہریار ہم اکثر جن و دیو کو دیکھ چکے عجیب الخلقت کا نام زبان صاحبقران سے سنتے ہیں ہزار دست کا ذکر سنا کرتے
تھے مگر چونکہ بچشم خود دیکھا نہ تھا بجائے خود سے کہتے تھے کہ وہ دیو یہ ہزار دست نہیں معلوم کس قطع کا ہے آج بدیع الملک
کی بدولت اُسے اپنی آنکھ سے دیکھا لاحول یہ دیو ہے یا کوئی بلائے آسمانی ہے خداوند عالم اپنے بندوں کو اپنی
حفظ و امان میں رکھے خدا نہ کرے کہ [illegible] انکا سامنا کسی انسان سے ہو حمزۂ ثانی نے ہزارہ دیو کو قریب
اپنے طلب کیا جب وہ آ گیا تو کہا تیرا مذہب کیا ہے ہزارہ نے سر ہلایا مطلب یہ تھا کہ میں نہیں سمجھا حمزۂ ثانی
نے پھر کہا میں یہ پوچھتا ہوں کہ تو کسکو سب سے زیادہ بزرگ و برتر جانتا ہے جسکے سامنے سر جھکاتا ہے ہزارہ
نے کہا جو مجھ سے بڑا ہے حمزۂ ثانی نے کہا تو اپنے سے بڑا کسکو سمجھتا ہے اُسنے کہا پہاڑ کو جو مجھ سے بدرجہا بلند ہے
حمزۂ ثانی نے کہا پہاڑ کی یہ وقعت ہے کہ ایک ادنی آدمی اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے پھر وہ بڑا کاہے سے ہے
اُس نے کہا وہ بڑا اس سبب سے ہے کہ اُس سے بلند و بالا کوئی شے نہیں ہے حمزۂ ثانی نے کہا اُس سے بلند
آسمان ہے اُسنے کہا آسمان کو ہم دیکھ نہیں سکتے پھر جسکو دیکھ نہیں سکتے اسکی بندگی کیا حمزۂ ثانی نے کہا مسلم پہاڑ
کی بندگی کرتا ہے یا اسکے ٹکڑے کی بھی ہزارہ نے کہا پتھر کے ٹکڑے بھی پہاڑ کا جزو ہیں اس واسطے اسکی بھی بندگی لازم ہے
بدیع الملک نے کہا شہریار یہ مردود اسی طرح سے فرق بکیگا بیکار مغز خراشی ہے اسکا جسم واصل ہی کرنا مناسب ہے
حمزۂ ثانی نے کہا ای بدیع الملک حجت تمام کر لینا چاہیے اور ہزارہ سے کہا ای ہزارہ اب ہم اور کچھ نہیں
پوچھنا چاہتے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ تو مسلمان ہوگا یا نہیں ہزارہ نے کہا میں خدائے نادیدہ کی بندگی ہرگز
پسند نہ کرونگا حمزۂ ثانی نے کہا اندھوں کو وہ خدائے وحدہٗ لا شریک نہیں دکھائی دیتا ورنہ وہ ہر جگہ موجود ہے
جو ذرا بھی بصیرت رکھتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے ہزارہ نے کہا مجھکو نہیں دکھائی دیتا پھر میں کس طرح
اُسکا قائل ہو جاؤں اور تم سچ کہتے ہو اندھوں کو وہ خدا نہیں دکھائی دیتا پھر میں تو آنکھیں رکھتا ہوں ہرگز اندھا
نہیں ہوں مجھے کہاں دکھائی دیتا ہے تم دکھائی دیتے ہو اور جو یہاں موجود ہیں سب مجھے دکھائی دیتے ہیں
حمزۂ ثانی نے برہم ہوکے کہا خاموش رہ خیرہ اور اب فضول نہ بک اور اہل دربار سے کہا کون ہے ایسا قوی دست
کہ ایک ہی ضرب تیغ بے دریغ میں اسکا کام تمام کر دے کسیکی جرأت نہ ہوئی کہ ہزارہ ہزار دست پر تیغ کا وار
کرے بدیع الملک اُٹھ کھڑا ہوا اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے کہا اگر حکم ہو تو میں اس ثواب میں

جب ہوان حمزۂ ثانی نے اجازت دی بدیع الملک ہزارہ کے قریب آیا اور کہا او اجل رسیدہ دیکھ اب بھی
خیریت ہے اگر تو مسلمان ہو جاوے اُسنے کہا نہیں معلوم تو کہ اکیلا ہو میری سمجھ مین نہین آتا شہزادہ نے کہا
خیر ابھی تک تیری سمجھ مین نہین آیا ہو اب سمجھ جائیگا یہ کہکر اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے بزور دست و بازو سر سے
بلند کر لیا اور تمام حاضرین کو دکھا کے زمین پر پٹکا جس سے وہ مغشی ہو گیا بعدہ ایک پاؤن اُسکا اپنے پاؤن
کے نیچے دبایا اور دوسرا اُسکا پاے نجس دونون ہاتھون کی گرفت مین لا کے مثل کرباس کہنہ دو حصے کر دیا
ایک حصہ جانب راست پھینک دیا اور دوسرا جانب چپ اور حمزۂ ثانی کے روبرو آ کے سلام کیا حمزۂ ثانی
اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوے اور بدیع الملک کو گود مین اُٹھا کے چند بوسے پیشانی و چشم پر دیے
اور تمام حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے حاضرین اگرچہ یہ مسلم ہے کہ آنچہ عیان ست چہ حاجت
بہ بیان تمام حاضرین وقت جانتے ہی ہونگے کہ یہ جوان دلاور و جری کس مرتبہ کا ہے تاہم بہ اعلان یہ بات
کو کہتا ہون کہ بدیع الملک پشت و پناہ لشکر اسلام اور آبروے سپہ ہے اگرچہ اور بھی جری و دلاور لشکر اسلام
مین ہین مگر جو اقبال مندی اِس جوان کو حاصل ہے وہ ہرگز کسیکو نہین حاصل ہے اور بالیقین یہی میرا جانشین
نظر آتا ہے بعدہ خلعت خاصہ بدیع الملک کو مرحمت فرمایا ملک داد بخش بھی اُسوقت دربار مین حاضر تھا
بدیع الملک کے زور و طاقت سے بہت خوش ہوا جب حمزۂ ثانی نے خلعت خاصہ مرحمت فرمایا اور کمال بہ
بدیع الملک کی تعریف کی ملک داد بخش اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا حمزۂ ثانی کی خدمت مین عرض کی کہ اگر حکم والا ہو
تو یہ خادم بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہے حمزۂ ثانی نے اجازت دی ملک داد بخش نے کہا اصل امر یہ ہے کہ جو جرأت و طاقت
اُسوقت بدیع الملک کو حاصل ہے وہ جرأت و طاقت یہان کسیکو حاصل نہین ہے یون تو بجاے خود ہر شخص
اپنے کو بہت کچھ سمجھتا ہے لیکن سمجھ لینے سے کیا فائدہ مین بھی بدیع الملک کے اوصاف کا قائل ہون اور دلیل
قائل ہونے کی یہ ہے کہ مین اپنی دختر پارہ جگر کو بدیع الملک کی کنیزی مین دیتا ہون چنانچہ دوسری عروسی
کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ بہت دھوم سے یہ عقد بھی شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا ہزارہا
جوڑے ملازمون کو دیے بیشقرار انعام تقسیم ہوے مبارک سلامت کی آوازین بلند ہوئین عیش و عشرت کی راتین
آئین تا اینکہ ہنگامہ عروسی فرو ہوا چند روز تک ملک داد بخش اور اجمال شاہ کا قیام رہا بعدہ یہ دونون
بادشاہ رخصت ہو کے قاف کیجانب روانہ ہو گئے ایک روز ایرج نوجوان قوالالان مین اندرون محل سرا بیٹھا ہوا
تھا یکایک اُسکی نظر ایک نازنین پر پڑی ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا دل پہ رسنے لگا تپیدن نازہ رنگ
چہرہ سے اڑ گیا پروانۂ طاقت دل مین قرار کا خون ہو گیا بیقراری کا عمل دخل ہوا دارا دی کشتا ہو وہ نازنین گلرخ تاج نام بدیع الزمان
کی دختر تھی جسوقت ایرج نوجوان کی نظر گلرخ تاج پر پڑی اُسکو مطلق ایرج نوجوان کا خیال نہ تھا اور ایرج نوجوان
کی نظر اِسی نازنین مہ لقا کی طرف سوختہ ہو گئی تھی ہر مرتبہ ایرج چاہتا تھا کہ ہرچہ بادا باد اس حور وش سے دست و بغل
ہو جاؤ مگر پھر ضبط کرتا تھا کہ نہین معلوم کس خرابی کا سامنا ہو جاوے آخر گلرخ تاج بنت بدیع الزمان نے بھی دزدیدہ
نظر سے ایرج کو دیکھا کہ میری جانب بغور دیکھ رہا ہے وہان سے اُٹھ کے اپنی محل سرا مین چلی گئی اب تو
یہان طاقت کی نوبت یہ پہونچی چہرہ پر مردنی چھا گئی گریبان تک ہاتھ جانے لگا ندیمون نے استفسار مزاج کیا
ایرج نے حقیقت امر کو بیان کرنا مناسب نہ جانا کہا خیریت ہے اسوقت از خود دل اندوہ گیا ہے خود مین حیرت
مین ہون کہ مجھکو کیا ہو گیا ابھی اچھا خاصہ بیٹھا ہوا تھا کیا تم نہین دیکھ رہے تھے انھون نے کہا پھر طبیب کا

بندوبست کیا جاوے ایرج نے کہا کچھ طبیب کی ضرورت نہیں ہے از خود مزاج درست ہو جاویگا یہ سب خاموش ہو رہے
مگر لحظہ لحظہ متغیر ہو گیا تھے کہ غشی کی نوبت پہونچی اب سب گھبرا گئے حکیموں کو بلوایا انھوں نے نبض دیکھی انواع اقسام
کے مرض تجویز کئے لیکن اصل مرض تشخیص نہ ہوا دوا تیار ہوئی پلانا چاہا غشی تھی دوا کیونکر پلائی جاوے تجویز ہوا کہ
غشی سے افاقہ ہو تو پلائی جاوے تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے آنکھ کھولی سب نے اصرار کیا کہ دوا نوش
فرمائیے ایرج نے آہستہ کہا بلا وجہ کیوں مجھکو پریشان کرتے ہو میں اس دوا کو نہ پیونگا اپنے مرض کو میں ہی خوب
جانتا ہوں یہ کہا اور مصرع [illegible] ستارہ ون کو اور زیادہ حیرت
ہوئی کسی نے کہا دماغ خراب ہو گیا ہے کسی نے کہا کسی جن یا پری کا سایہ ہے فلان عامل اپنے فن میں کامل ہے
اسکو بلاؤ کوئی مجرب تعویذ لکھوا دے ابھی حال معلوم ہو جائیگا اور فائدہ بھی ہوگا ایرج پر پھر غشی طاری ہوئی بنا بریں
عامل کے یہاں دو شخص دوڑے گئے اور اسیوقت اپنے ہمراہ لائے عامل نے کتاب کھولی زائچہ کھینچا ایرج کے
ہاتھ میں زعفران رکھ کے کچھ حساب کیا تعویذ لکھا کہا اسکو پانی میں گھول کے پلا دو جب پی جاویگا تو فائدہ ہوگا اس
جوان پر پری کا سایہ ہے جان کی خیریت ہے چند روز کی زحمت ہے پھر خوشی ہوگی یہ کہکے وہ چلا گیا عامل کی اس تقریر
سے کسی کو تسکین نہ ہوئی سب متحیر تھے کہ یہ کون سا مرض ہے کوئی کہتا تھا کہ ہم جن پری کے قائل نہیں ہیں کوئی
کہتا تھا اگر جن پری کے قائل نہیں حکیم صاحب سے کہا بنا کوئی کہتا تھا صاحب جو جس فن کا ماہر ہوگا وہ اپنے فن کے
موافق تجویز کریگا عامل ہو یا طبیب دوسرے روز حمزۂ ثانی کو ایرج کی علالت کی خبر پہونچی اور یہ بھی بیان کیا گیا
کہ طبیب اور عامل کی یہ رائے ہے حمزۂ ثانی کو کمال تاسف ہوا ملک قاسم کو قریب بلایا اور کہا ایرج نوجوان کی
نصیب دشمنان طبیعت ناساز ہے میں خود ایرج کی عیادت کو جاتا مگر بوجہ چند در چند میرا جانا نہیں ہو سکتا میری طرف
سے تم جاؤ اور ایرج نوجوان کے حال کی صحیح صحیح خبر مجھسے بیان کرو ایرج نوجوان کے پرستاروں سے میری طرف
سے یہ ضرور کہدینا کہ خبردار علاج میں غفلت نہ کرنا جس چیز کی ضرورت ہو کوشش کر کے بہم پہونچانا اور اگر ہم سے پہونچے
تو مجھے اطلاع دینا ملک قاسم وہاں سے ایرج کے پاس آیا حال دیکھا ایرج نوجوان پر اسوقت بھی غشی طاری
تھی بار بار ٹھنڈی سانسیں بھرتا تھا اور کبھی نہایت درد کی آواز سے کراہتا تھا ملک قاسم نے ایرج کا شانہ
ہلایا آواز دی ایرج نے آنکھ کھولی ملک قاسم نے کہا کیسا مزاج ہے ایرج نے نفس سرد بھر کے حسرت کی نظر
سے ملک قاسم کو دیکھا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے آہستہ کہا ؎ کیا پوچھتے ہو یارو مجھ جسم ناتوان کی ✦
رگ رگ میں نیش غم ہے پیکان کہاں کہاں کی ؛ ملک قاسم نے کہا آخر معلوم تو ہو کہاں درد کیا بیماری ہے تا کہ
اسکے موافق علاج کیا جاوے حمزۂ ثانی کو خبر علالت سن کے بہت تردد ہوا ہے استفسار حال مزاج کے واسطے
مجھکو بھیجا ہے ایرج نے کہا ملک قاسم سے ؎ کہیں درد ہو تو دوا کیجے ؛ دل ہی بیچین ہو تو کیا کیجے ؛ ملک قاسم
نے کہا آخر دل کے بیچین ہونے کی کوئی وجہ بھی ہو وہ سبب جس سے دل بیچین ہوتا ہے یا کوئی مرض جسمانی ہو یا نفسانی
اگر کوئی مرض جسمانی ہو اسکو بیان کرنا چاہیے یا کوئی مرض نفسانی ہو جس سے مطلع کرنا چاہیے ورنہ سکوت میں
مفت جان ضائع ہو جاوے گی اور کسی طرح جان کا ضائع کرنا ہرگز قرین عقل نہیں ہے ایرج نے اس قدر مطلق جواب
نہ دیا اور پھر بیہوش ہو گیا ملک قاسم کو اسکے قرائن سے ثابت ہو گیا کہ ضرور یہ ایرج کسی نازنین پر فریفتہ
ہو گیا حاضرین وقت سے پوچھا کہ یہ کیفیت ایرج کی کب سے ہے اور اس علالت سے پیشتر کس کس شخص سے
ملاقات ہوئی انھوں نے کہا وہی سب لوگ آتے گئے جو روز آتے جاتے ہیں کسی خاص شخص سے ملاقات نہیں

ہروی ملک قاسم نے کہا تم اتنش سے تو کوئی نہین یہان آیا تھا انھون نے کہا ہان گمر تاج دختر بدیع الزمان
بضرورت یہان آئی تھی ملک قاسم نے کہا بس ہم سمجھ گئے خبردار اب کوئی دوا ایرج نوجوان کو نہ پلائی جاوے
سبب مرض کو تشخیص کرلیا اور ایرج کے کان مین چپکے سے کہا ای جوان اگرچہ تو نے مرض نفسانی اظہار نہین کیا مگر ہم
سمجھ گئے تو نے گمر تاج بنت بدیع الزمان کو تو نہین دیکھا ایرج نے مسکرا کے ملک قاسم کی صورت دیکھی
اور پھر آنکھین بند کرلین ملک قاسم وہان سے حمزۂ ثانی کی خدمت مین آیا حمزۂ ثانی نے کہا ای ملک قاسم
کہو ایرج نوجوان کا حال کیا ہی خدانخواستہ کوئی مرض شدید تو نہین ہی ملک قاسم نے کہا شہریار بہ جہت
سلطنین ابھی خدانخواستہ کوئی ایسا مرض نہین ہی جس سے کچھ خدشہ کا گمان ہو سکے ان خفیف ایک نوع کا مرض
ہی جو شہریار کی ادنی توجہ سے زائل ہو سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا مین کسی مرض کا علاج کیا جانون ملک قاسم نے
کہا ابھی حضور فرماتے ہین لیکن جب عرض کرونگا تو حضور سمجھ جائینگے کہ ہان میری توجہ سے یہ مرض زائل ہو سکتا ہی اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ ایرج نوجوان کو کوئی مرض جسمانی نہین عارض ہی بلکہ مرض نفسانی عارض ہوا ہی حمزۂ ثانی
نے کہا آخر بیان تو کرو کیا مرض ہی ملک قاسم متبسم ہوا اور کہا تخلیہ مین عرض کرونگا حمزۂ ثانی ملک قاسم کو خلوت
مین لے گئے اور کہا ہان بیان کرو ملک قاسم نے پہلے جو حالت معائنہ کی تھی بیان کی بعدہ کہا کہ ایرج نوجوان
گمر تاج بنت بدیع الزمان پر فریفتہ ہو گیا ہی اسکا علاج حضور ہی پر محول ہی حمزۂ ثانی انگشت بدندان ہو گئے
اور کہا ای ملک قاسم یہ کیا نادانی کی حرکت ہی فرض کرو کہ مین بدیع الزمان سے کچھ نہین کہہ سکتا اور کہون بھی
لیکن بدیع الزمان منظور نہ کرے پھر کیا ہو انسان کا مقتضاے انسانیت یہ ہی کہ ہر ایک امر مین مناسبات
کو ہاتھ سے نہ دے ۔ نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ ملک قاسم حمزۂ ثانی
کی تمام تقریر سنکر چپ رہا پھر کہا اگر اجازت ہو تو مین بھی کچھ عرض کرون حمزہ نے کہا کہو ملک قاسم نے کہا خداوند نعمت اصل
یہ ہی کہ عشق و محبت مین ادنی و اعلے سب ہی مجبور ہین دل پر کسیکا اختیار ہی خطا معاف خداوند ایسے کہ دل از خود رفتہ
ہو جاے ۔ رہتی ہی یاد ابروے دلبر تمام رات ۔ کٹتی ہی زندگی یہ تجبر تمام رات ۔ حمزۂ ثانی تا دیر سکوت مین بیٹھے
اسکے بعدہ بدیع الزمان کو طلب کیا اور کہا ای برادر بدیع الزمان مجھے تمھاری دختر نیک اختر کی ایک نسبت گمر تاج
کی بابت کچھ عرض منظور کرنا ہوگا بدیع الزمان نے کہا شہریار گمر تاج آپ کی کنیز ہی ارشاد ہو وہ کون شخص ہی
حمزۂ ثانی نے ایرج نوجوان کا نام لیا اور کہا جشن گمر تاج کا کسی امر مقصود سے منعقد کرنا ضروری ہی پھر ایرج کے
ساتھ کیون نہ منعقد کرو اگر کوئی غیر مقام ہو تو اسکا دریافت لازم ہی مگر کا واسطہ ہو تم بھی ایرج کے حرکات
و سکنات سے یقینا واقف ہوگے بدیع الزمان تھوڑی دیر تامل مین رہا بعدہ کہا اسوقت مین اس بات کا جواب نہین
دیسکتا البتہ دوسرے وقت عرض کرونگا اور زیادہ تر ضرورت دوسرے پر محول کرنے کی یہ ہی کہ اس بارے مین
نور الدہر اور بدیع الملک سے بھی مشورہ کرنا ضرور ہی دیکھون وہ کیا اپنی راے ظاہر کرتے ہین حمزۂ
ثانی خاموش ہو رہا بدیع الزمان اپنے مقام قیام پر چلے آئے اور اسی وقت شہزادہ بدیع الملک و نور الدہر
اور اسعد کو بلالیا نے اس حال کو بیان کیا اور کہا حمزۂ ثانی اس بارہ مین مجھکو مجبور کرتے ہین تم سب کی کیا
راے ہی نور الدہر نے کہا ای شہریار عالی مقدار اس بارہ مین مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہی حمزۂ ثانی
ہمارا بادشاہ ہی جو کچھ اس عالی جاہ کی راے ہی بہت مناسب ہی لیکن اسعد یہ سنکے بہت برہم ہو نور الدہر
سے کہا وغیرہ مسمہ معلوم ہو کہ تمکو تو پہلوانان دست چپ سے ذرا بھی ارتباط کیا وقعت رکھتا ہی کہ گمر تاج

سے نکاح کر دیگا اگر حمزۂ ثانی سنتے ہین تو کہا کرین نہ کہنے سے کیا ہوتا ہر شخص کو اپنے فعل کا اختیار ہی خبردار
اب اگر حمزۂ ثانی اس بارہ مین کچھ کہین تو انسے صاف صاف کہدینا کہ گہر تاج کا اختیار اسعد کو ہی جو کچھ کہنا ہو اُس سے
کہو مجھسے جو وقت کہین سکے مین جواب دے دونگا چونکہ رات زیادہ گئی تھی ہر ایک شخص پر خواب کا غلبہ تھا سب
اپنے اپنے مقام استراحت پر جا کے سو رہے ہر ایک نے عالم خواب مین یہ دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران تشریف
لائے ہین اور کہتے ہین میری بھی یہی راے ہی کہ گہر تاج کا نکاح ایرج نوجوان سے ہو جاے آخر ایرج
مین کیا نقص ہے جو بعض شخص اس مناکحت کے خلاف مین خبردار کوئی اس
بارہ مین مخل ہو جب صبح ہوئی سبکو خواب شب کا خیال آیا سب خود متنبہ ہوے حمزۂ ثانی کی خدمت
مین آئے حمزۂ ثانی نے بدیع الزمان سے پوچھا کیا راے قرار پائی بدیع الزمان نے کہا شہریار
کیا عرض کرون کل جن لوگون سے مشورہ کیا بعض ان مین سے مناکحت کے بارہ مین خلاف تھے لیکن شب کو
جناب امیر حمزہ تشریف لائے اور تاکید کی کہ ضرور گہر تاج ایرج سے منسوب کی جاوے اب میری جرأت نہین
ہوئی کہ خلاف حکم امیر عمل مین لاسکون حمزۂ ثانی نے کہا مین نے بھی شب کو اسی طرح کا خواب دیکھا ہی چہ خواب
تا خیر حسب ہر کارہ روز با بگردد — بدیع الزمان نے کہا حضور کو اختیار ہی حمزۂ ثانی نے ایرج کو طلب
کیا پھر بدیع الزمان کو اشارہ کیا بدیع الزمان نے خلعت دامادی منگایا ایرج کو دیا ایرج نوجوان
نے حمزۂ ثانی اور بدیع الزمان کی بکمال تعظیم تسلیم کی اور دل مین بہت خوش و مسرور ہوا دونون جانب سامان
عروسی تیار ہونا شروع ہوا خلاصہ یہ کہ چالیس روز تک ہنگامہ عروسی گرم رہا اور ساعت سعید و آوان حمیدہ مین ایرج
نوجوان کے ساتھ گہر تاج بنت بدیع الزمان منعقد کی گئی

اب تاجدار اقلیم جہانبانی یعنی حمزۂ ثانی کا لشکر سے شب کو غائب ہو جانا اور سرداران دست راست اور دست چپ یعنی شاہزادہ بدیع الملک و شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ مین ہنگامہ پیکار گرم ہونا بیان کیا جاتا ہی

تیری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
پھر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین
سر سے پوشاک پہنتا ہی تو کہتا ہی وہ ترک
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین
بے تامل تا ہی گلگشت کو وہ رشک بہار
شہ مین بہت جو کرتا ہوا کھاتا ہون مین
لوے مقصود کے سوتے ہین شب روز و شش
بہ آہنگ عشاق آواز کن
بیک نغمہ دل کشتہ بندہ کن

خواب خرگوش سے آنکھو کو جگاتا ہون مین
سینہ صافی سے ہی آئینہ کا رتبہ حاصل
آنکھ مرے کی لڑا کے تو لڑاتا ہون مین
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
بلبلون کو چمنستان سے اڑاتا ہون مین
شمع کی طرح سے جلتے لگے شعلہ بلند
جامہ کی طرح جیسے راہ مین پاتا ہون مین
سرت گردم ای مطرب خوبرو
دو چشم بکشن روز بزم زندہ کن

جبکہ سے دور جو کعبہ کو سناتا ہی مین نے
جیسا ہو شب کو ولی ویسا نظر آتا ہون مین
نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا
پہلے چہرہ جو خدا کی سناتا ہون مین
ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہو
سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
مغنی بیا نغمہ را ساز کن
کہ مر قولہ خوانی دم قولہ موے
سرود نوازان مقام فاختہ پردہ ساز کن

راویان خوش بیان و کارفرمایان ترانہ خوب اور شعبدہ عجیب زہرہ صدایان مسیحا نوا اس طرح زیور گوش اہل وجد و
سماع کرتے ہین کہ جب گہر تاج بنت بدیع الزمان ایرج نوجوان سے منعقد ہو گئی اور ہنگامہ جشن تمام ہوا
سب مہمان اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے ایک روز حمزۂ ثانی بیٹھے بیٹھے کچھ سوچ کر تمام سردارون کو طلب کیا

انہین سے چالیس ملازمون کو پیوستہ کیا اور کہا تمکو ہمارے ساتھ چلنا ہوگا تیار رہو جس وقت ہم
حکم دین تم سب فوراً حاضر ہو ان سب نے کہا بہت مناسب ہی ہم ہر وقت تابع فرمان ہین جب رات
ہوئی حمزۂ ثانی نے ان چالیسون ملازمون کو ساتھ لیا اور وہان سے روانہ ہوگئے صبح کو خبر
مشہور ہوئی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہین سب کو تشویش ہوگئی ایک نے دوسرے سے کہا کچھ
تمکو معلوم ہی اس نے کہا مجھکو کیا معلوم جہان تھے وہان ہین مجھکو کیا معلوم کہ وہ عالی مرتبت کس طرف
چلا گیا اور کس فکر مین گیا آخر اس خبر کو سعد شہریار نے بھی سنا شہزادۂ بدیع الملک کے پاس
پہونچی کہا کچھ تمکو حمزۂ ثانی کا حال معلوم ہے بدیع الملک نے بھی لاعلمی ظاہر کی سعد نے کہا میری راے ہے کہ حمزہ لشکر مین
رونق افروز نہین ہین سب سردار [illegible] مسند نشین قرار دیجیے مین منتظر ہون تم دنگل آصفی پر جلوہ فگن
ہو جب حمزۂ ثانی [illegible] بدیع الملک نے کہا یہ سب درست ہو لیکن میرے نزدیک ابھی اسقدر
عجلت نامناسب ہے تم [illegible] دیکھتے ہو [illegible] میری طرف کس نظر سے دیکھتے ہین تعجیل کا
نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے [illegible] وقت کی تعجیل تو خود ہی تخت زائی کا باعث ہے سعد نے کہا اسکا نتیجہ
سبطرح بہتر [illegible] بدیع الملک نے [illegible] دنگل آصفی پر قیام کیا اس
طرف سرداران [illegible] سب ملک قاسم کے خیمہ مین جمع ہوے
اور کہا دیکھا تم نے [illegible] منصب تھا کہ بدیع الملک کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا ہے ذرا تنک نہ کیا
جو دعوی حکومت حمزۂ ثانی [illegible] ہم بھی رکھتے ہین تم بتاؤ کہ اس حرکت نامعقول کے عوض مین
ہم کیا کرین ملک قاسم نے کہا [illegible] سکتے حمزۂ ثانی موجود نہین ہین اگر اسعد نے بدیع الملک
کو دنگل آصفی پر بٹھا دیا تم بھی [illegible] دنگل پر بٹھا دو مگر یہ یاد رکھو کہ اس طرح کے اختلاف کا نتیجہ بہتر نہوگا آئندہ
اختیار ہے ان سرداروں نے کہا [illegible] ہم بھی سمجھتے ہین مگر جب ان سبکو اس خرابی کا خیال نہین ہے تو ہم کیوں خیال
کرین اگر اسعد نے بدیع الملک [illegible] آصفی پر بٹھا دیا ہے ہم شاہزادہ رستم ثانی کو دنگل پر بٹھا دیتے
ہین جسکو کچھ اعتراض ہوگا ہم [illegible] ملک قاسم نے سکوت کیا ان سب نے اسیوقت جا کے رستم
ثانی کو بھی دنگل پر بٹھا دیا [illegible] کے مطیع فرمان [illegible] اس طرف شاہزادہ بدیع الملک دنگل
آصفی پر بیٹھا تھا اور تمام سرداران [illegible] بھی موجود تھے ناگاہ ملک سیارۂ ثانی بارگاہ مین بلاتکلف چلا آیا
اور جام کلہ عفریت اٹھا لے گیا اور [illegible] ہوا کہ ای تاج [illegible] دست راست تمہارا کیا منصب ہے کہ اس جام کلۂ
عفریت کو اپنے قبضہ مین لے [illegible] جسکا منصب ہی اسکے پاس اس جام کو لیے جاتا ہوں اگر کوئی تم مین سے
اس جام کے لینے کا منصب رکھتا ہو مجھ سے لے لے شاپور شیر دل اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادے
کی خدمت مین عرض کی کہ کیا حکم ہے سیارہ [illegible] جام کلۂ عفریت لیے جاتا ہے اور ہم سب کو نالائق قرار دیتا ہے خود لائق
بنتا ہے شہزادے نے کہا ای شاپور پوچھنے کیا ہو اگر لے سکتے ہو جام کو لے لو اگرچہ مجھکو اس جام کا خیال چندان
نہین ہے تاہم یہ خیال ہے کہ اس طرح یہان سے کسی شی کا لیجانا سخت توہین ہے شاپور شیر دل بعجلت تمام اسکے تعاقب
مین چلا وہان رستم ثانی دنگل [illegible] بیٹھا تھا کہ سیارۂ ثانی دربار مین رستم ثانی کے روبرو حاضر ہوا اور عرض
کی ای مالک تاج و تخت حمزۂ ثانی مین اس وقت جام ہوسی کی غرض سے گیا تھا [illegible] دست راست
با اطمینان بیٹھے ہی جام [illegible] سے [illegible] آپکے ہاتھ سے

جام چھین لیا کیسی جرأت مجھسے تعرض کرنے کی نہ ہوئی بلکہ مین سے جاتے وقت یہ بھی کہا کہ نالایقون کی مے نوشی
کے قابل یہ جام نہین ہی نالایقون کے واسطے یہ جام لیے جاتا ہون جس کو کچھ دعوی ہو وہ مجھ سے یہ جام لے
کسی نے مطلق جواب نہ دیا اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کی رستم ثانی سیارہ سے بہت خوش ہوا کہا ای سیارہ
ہزار کارے کردی تیرا ہی یہ کام تھا کہ یہ جام وہان سے لے آیا دوسرے کی ایسی جرأت ہرگز نہ ہوتی واقعی یہ جام
لایق وفایق سلاطین کے مے نوشی کے قابل ہی نالایقون کے واسطے نہین ہی جلدی اسکو شراب سے مملو کر کے
مجھے دے کہ پیون سیارہ نے بعجلت تمام اُس جام کو شراب سے پر کرکے رستم ثانی کو دیا رستم چاہتا تھا کہ
منھ کے قریب لے جاے یکایک باش باش کی صدا بلند ہوئی اور ایسی صداے سخت آئی کہ رستم اُس
جام کا پینا بھول گیا متعجب ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا یکایک شاپور شیر دل دربار مین آیا سیارہ کی گردن
کو بغل مین لاکے فشار دیا جس سے اُسکے حواس باختہ ہوگئے اور اُسی طرح رستم ثانی کے قریب آیا وہ جام
شراب رستم کے ہاتھ سے لے لیا اور فوراً منھ لگا کے پی گیا پھر نعرہ مارکے کہا ای پاجیو تمھاری بھی یہ حقیقت ہی
کہ اس جام مین شراب پیو دیکھو مین جام کلہ عفریت اور سیارہ کو لیے جاتا ہون جو اپنی زندگی سے عاجز
ہو وہ مجھسے تعرض کرے اور اس سیارہ مردود سے تو مجھے بہت بڑا عوض لینا ہی اس نے شاہزادہ
بدیع الملک کو بڑا دھوکا دیا ہی مع ہذا اسنے بدیع الملک دلاور کی خدمت مین گستاخی بھی کی رستم
ثانی اس واقعہ کو دیکھ کے از سرتا پا غیظ ہو گیا بچالاکی تمام اپنے مرکب پر سوار ہو کے شاپور شیر دل کے
تعاقب مین چلا راوی لکھتا ہی کہ اسوقت ایرج اور سرداران دست چپ و راست بھی آپہونچے تھے شاپور
شیر دل تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ رستم قریب آپہونچا شاپور بہت متردد ہوا رستم نے نعرہ مارا کہ ای دزد کہان
جاتا ہی میرے ہاتھ سے اگر بدیع الملک کے لشکر مین بھی جا چھپے گا تو مین زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہا اور
چلہ کمان مین تیر جوڑا شاپور نے پیچھے پھر کے دیکھا کہ رستم نے تیر چلہ کمان مین جوڑا ہی اور قریب ہی کہ
نشانہ ہو جاؤن بسبب خوف کے وہ جام اُس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا اس عرصہ مین سیارہ بھی شاپور
سے جدا ہو گیا شاپور نے چاہا کہ جام کو اُٹھاؤن رستم قریب پہونچ گیا شاپور کی گردن مین ہاتھ ڈال کے
اس زور سے ڈھکیلا کہ شاپور دور تک لڑھکتا چلا گیا اور خود بھی چند قدم اُس کے ساتھ گیا سیارہ بھی
جام کے قریب تھا اُس نے چاہا کہ جام کو اُٹھاے ناگاہ ایک نقابدار نمودار ہوا اُس نے آتے ہی ایک
طمانچہ سیارہ کے مارا اور وہ جام اُس کے ہاتھ سے چھین لے گیا اب ایک دوسرے کا منھ دیکھتے رہ گئے
اور اپنے اپنے مقام پر چلے آئے شاپور شیر دل بدیع الملک کی خدمت مین آیا اور کہا شہریار بہتر ہوا
کہ وہ جام ہی ندارد ہو گیا اس سے بہتر ہی کہ اُن بدبختون کے ہاتھ مین ہوتا رستم ثانی کو اُس نقابدار پیادہ
کے لیجانے سے کمال افسوس ہوا سیارہ کو لشکر مین لے آیا اور حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بدیع الملک سے
مقابلے کے واسطے بجایا جاوے جونہی بدیع الملک نے نقارۂ رزمی کی آواز سُنی اپنے سرداران سے
کہا دیکھو ان بدبختون کی بیہودگی کو آپ کو جانتے ہین کہ آپس مین کشت و خون ہوا اچھا بہتر ہی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ
جنگ بجایا جاوے یہی تو ہی ہی کل ان نمک حرامون کو سزاے معقول دونگا غرضکہ یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاریان رہین سحر روز دیگر کہ جہان پر نور ہوا اور حضرت
خورشید نور علی الصباح میدان جدال مین صف آرائیان ہوئین اور اُدھر سے رستم ثانی اپنی بارگاہ سے نکلا

تیز رفتار صرصر کردار پر سوار ہوا ادھر بدیع الملک نے اپنے دربار سے برآمد ہو کے اور عنبر اشہب کی
پشت پر آکے اسکی باگ لی سنا
خوش سبک رو چو باد و بہار — ہمہ جیش مقصد ازو برجا
زرنگش ہوس کردہ تغیر گرا — ابجہ از نغمۂ چنان چست تنگ — کہ شہزادہ در پشت ہنگ
ز سر تا قدم غرق زرد گہر — کلاہان مار تا غول میں پہونچا
اب ادھر بھی تمام فوج آمادہ جنگ تھی اور ادھر بھی صف جنگی دیر ہی اندر دن فوج ایک ایک غول سرداروں کا
ہی جن میں ہر ایک دریائے آہن میں غرق ہو سے
از زرین کلاہان آہن قبا — شدہ آن جائیگہ جام گیتی نما
تبرزین آہن سپر ملبے زیا — ہلالی بدست آفتابے بسر
شہزادہ بدیع الملک نے اپنے یہاں کے علم کا
شقہ کھولا چلا جو شخص کہ بدیع الملک کی طرف سے میدان نبرد میں آیا وہ اسد دلاور تھا حرب گاہ میں استادہ
ہو کے پکارا کہ اے رستم کون ہے بیرا مرد مقابل آوے مجھ سے مقابلہ کرے ابھی رستم ثانی کی طرف سے اسد کے
مقابلہ کو کوئی نہیں آیا تھا کہ ایک جانب سے گرد بیابان ہو دونوں لشکر اس گرد کی طرف نگران ہوئے جب ان
گرد چاک ہوا نقابدار سبز پوش مع چالیس نقابداران ہمراہی نمودار ہوا اور میدان معرکہ میں پہونچ کے
بدیع الملک کے لشکر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے نادان تو یہ کیا بیہودگی ہی کہ آپس کا پاس و لحاظ بالا
طاق رکھ کے رستم ثانی سے جنگ کرنے کا قصد کر لیا یہ امر ہرگز قرین انسانیت نہیں ہی مجھ کو خوب معلوم ہی
حسن نیت تم نالایق ہو اور ضرور دو ہی عمل میں آئیگا اور رستم ثانی کے لشکر میں آکے رستم ثانی کو سلام کیا
اور کہا اے شہریار عالی تبار تمھاری تکلیف گوارا کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہی تم باطمینان یہاں مقیم رہو اور تماشا
دیکھو مجھ کو بنا خدمت گزار سمجھو جس بیباکی سے بدیع الملک مع فوج و لشکر تمھارے مقابلہ کو آیا ہی دیکھنا
کہ میں کیسی سزائے معقول اسکو اور اسکے ہمراہیوں کو دیتا ہوں رستم ثانی نے بکمال عاجزی کہا اے
نقابدار یہ تمھاری انسانیت ہی جو تم خواہ مخواہ میری طرفداری پر آمادہ ہو گئے ورنہ میں نے کوئی ضیافت
بھی تمھاری نہیں کی نقابدار نے کہا کچھ ضیافت کی ضرورت نہیں ہی بندہ تو ہی تابع فرمان ہوں یہ کہا اور مرکب
کو مہمیز کیے وہ اسد کے قریب پہونچا بآواز بلند کہا اے خیرہ سر نالایق تو سخت شریر معلوم ہوتا ہی جو بیبقت
کی سے بیا رانچہ داری زمردی نشان — کمان کیانی دگر زگران ۔ اسد نقابدار کی یہ تقریر سن کے نہایت غضبناک
ہوا چند قدم سے جھپٹ کے شمشیر آبدار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار ہاتھ بڑھا کے اسد کے بند دست
کو گرفت میں لایا اور دوسرے ہاتھ کو اسد کی کمربند پر ڈال کے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مارا چند پیادہ پہونچے
اسد کو گرفتہ و بستہ کر لیا داراب کشورکشا کو اسد کے گرفتار ہو جانے سے کمال صدمہ ہوا اپنے مرکب کو
بے تحاشا اڑاتا ہوا نقابدار کے قریب آیا اور حملہ کیا نقابدار نے اس کا حملہ رد کر کے اس کو بھی سر سے
بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ کر کے رستم ثانی کے پاس بھیج دیا چونکہ آفتاب قریب غروب تھا میدان سے مراجعت
کر کے رستم ثانی کے پاس پہونچا کہا شہریار آج اسقدر جنگ و حرب کے کام کو انجام دیا ہی کل کے روز بقیہ
نمک حراموں کو انکی سرکشی کی سزا دونگا اور ایسی سزائے معقول دونگا کہ مدت العمر یاد رکھیں گے تم روز صبح
نقارۂ جنگ بجاتے رہو اور میں عین وقت پر پہونچ جایا کرونگا یہ کہہ کے عنان مرکب پھیری اور جس طرف
سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا بدیع الملک نہایت محزون و ملول میدان جنگ سے واپس آیا
ادھر رستم ثانی خوش و مسرور اپنی بارگاہ میں پہونچا سرداران ہمراہی سے کہا دیکھو یہ ہم سب کی اقبالمندی ہی
کہ وقت پر غیب سے نقابدار آ گیا اور مدد ان اپنے ہاتھ رکھی ورنہ نہیں معلوم کس طرح دن تمام ہوتا اور

کیسی کوشش کرنا پڑتی اور کل کی میدانداری کا بھی وعدہ کر گیا ہو مجھکو یقین ہو کہ کل بھی ضرور آسکے سب نے کہا بشتابی
ایسکا رستم ثانی نے آج پھر نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو پھر میدان حرب مین دونون طرف صف آرائی
ہوئی آج ایرج نوجوان نے سبقت کی اور مرد مقابل کو طلب کیا بدیع الملک کے لشکر سے نور الدہر
اسکے مقابلہ کو جانے والا تھا ہنوز ایرج کے مقابل مین پہونچا نہ تھا کہ پھر گرد نمایان ہوئی آج نقابدار سرخ پوش
چالیس نقابدارون کو ہمراہ لے وارد میدان ہوا اور اسنے رستم ثانی کے لشکر کی جانب متوجہ ہو کے کہا
ای خیرہ سردم کو شرم نہین آتی کہ شہریار زمان شہزادہ بدیع الملک کو اپنا ہمسر مقرر کرتے ہو دیکھو اس
بیہودگی کی آج تم کو کیسی سزاے معقول دیتا ہون بعدہ شہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا
شہریار تمھاری تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت نہین ہی ایسی حالت مین کہ یہ ہوا خواہ تمھارا موجود ہی جاؤ اپنی
بارگاہ مین استراحت فرماؤ مین ان سرکشون سے سمجھ لونگا ان نالائقون کی کیا وقعت ہی کہ تم ایسے عالیجاہ
کے مقابلہ مین سر اٹھا سکین ــــ ببینی کہ تا کردگار جہان • درین آشکارا چہ دارد نہان • تو سہی کہ انسبکو
گرفتہ و بستہ کر کے تمھاری خدمت مین نہ پہونچاؤن اسوقت تمکو اختیار ہوگا جا ہنا سب کو ہلاک کرنا ورنہ
گرفتہ و بستہ رکھنا بدیع الملک نے کہا ای نقابدار ابھی چلے آتے ہو اعضا مین کسل دکاہلی نے راہ پائی
ہوگی تھوڑی دیر استراحت کرو جبتک ہمارے لشکر سے کوئی سردار ہنگامہ جنگ و حرب کو گرم کریگا نقابدار نے
کہا شہریار ہم ایسے خیر خواہون کو استراحت سے کیا کام ہماری استراحت یہی ہو کہ تم ایسے والا قدر کا ہم سے
کوئی کام انجام پا جاے اُس طرف رستم ثانی نے جو دیکھا کہ آج نقابدار سرخ پوش وارد میدان ہوا اور بدیع الملک
کی طرفداری پر آمادہ ہی بہت متعجب ہوا اور اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یہ طرفہ ماجرا ہی کہ آج بدیع الملک
کو مدد غیبی پہونچی حالانکہ نقابدار سبز پوش نے کل وعدہ کیا تھا کہ ہم کل پھر آئینگے آج اسوقت تک اُسکا پتہ نہین ہی
اُن سبنے کہا شہریار اسی حیرت مین ہم سب بھی مبتلا ہین نہین معلوم یہ کیا رمز ہی اس اثنا مین نقابدار سرخ پوش
گھوڑا دوڑاتا ہوا ایرج کے روبرو آیا اور کہا او کر پاس ذوش تیری بھی یہ حقیقت ہی کہ رستم کی طرفداری پر
آمادہ ہو کے بدیع الملک ایسے جوان اقبالمند کو یا اُسکے سرداران ہمراہی کو کسی طرح کی گزند پہونچا سکیگا کیا
تجھکو نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک کس مرتبہ کا جوان ہی یاد رکھو تم سب اپنی نادانی و سرکشی کی سزاے معقول
پاؤگے ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید۔ ایرج نے جو نقابدار کی یہ تقریر سنی بہت برہم ہوا اور شمشیر
آبدار کا وار بے تحاشا نقابدار سرخ پوش پر کیا نقابدار نے بیتمام ایرج کا ہاتھ مع تیغ گرفت مین لایا اور دوسرے
ہاتھ سے کمربند کو گرفت مین لا کے سر سے بلند کیا سر سے بلند کیا گرد سر چند مرتبہ گردش دی پھر زمین پر مار کے
گرفتہ و بستہ کیا اور بدیع الملک کے لشکر مین بھیج دیا اہل لشکر بدیع الملک نے ایرج کے گرفتار ہونے کیجانب
مطلق اعتنا نہ کی اُدھر نقابدار سرخ پوش ایرج کے گرفتہ و بستہ کرنے کے بعد رستم ثانی کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای رستم اگر تو نے اپنے سرداران ہمراہی کو بھیجا تو کیا اگر تو مرد میدان ہی اور تو بھی جرأت رکھتا ہی
بذات خود میرے مقابلہ مین آ ملک قاسم کو نقابدار کی اس طرح کی گفتگو ناگوار معلوم ہوئی رستم ثانی سے
کہا شہریار مجھکو اجازت میدان دو رستم نے کہا ای برادر قاسم تمکو اختیار ہی ملک قاسم مسلح و مکمل نقابدار
کے مقابلہ مین آیا نقابدار نے ملک قاسم کو بھی گرفتار کر لیا بعدہ بدیع الملک سے کہا شہریار آج مین
اسی قدر تمھاری خدمتگزاری پر اکتفا کرتا ہون انشاء اللہ الرحمن کل پھر حاضر خدمت ہو کے ان سرکشون کو اُنکی

دیجائیگی سزا دونگا اور اسی طرح ہر روز نقارۂ جنگ بجایا جاوے مین رستم ثانی سے سمجھ لونگا تم کو کچھ غرض نہین ہی
یہ کہکے وہ جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف روانہ ہو گیا راوی کہتا ہی کہ نقابدار سبزپوش و سرخ پوش کوئی غیر
شخص نہ تھا خود حمزۂ ثانی تھے کبھی سبزپوش ہو کے رستم ثانی کی طرف آئے اور کبھی سرخ پوش ہو کے بدیع الملک
کے شریک ہوے پہلوان دست چپ کو گرفتار کیا اب دونون کی میدان داریون مین حمزۂ ثانی نے سات سو
بادشاہون اور پانچ سو بیس پہلوانون کو مع سات نفر فرزندان امیر کے گرفتار کیا اور جس روز رستم ثانی سے مقابلہ
اس روز صبح سے دو پہر تک ردو بدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی تا اینکہ رستم ثانی کو بھی گرفتار کیا آخری روز دو
تھا کہ دونون جانب کے پہلوان اور سردار گرفتار ہو گئے تھے مجبوراً بدیع الملک مقابل ہوا تین روز تک
کشتی ہوتی رہی چوتھے روز جب کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آسمان سے پنجہ نمودار ہوا اور بدیع الملک کو
اُٹھا لیگیا حمزۂ ثانی بہت پریشان ہوا کہ نہین معلوم یہ بدیع الملک کو کون لے گیا شب کو خواب مین دیکھا کہ
امیر آئے ہین اور کہتے ہین ای حمزہ تم اسقدر پریشان کیون ہو اس ردوبدل مین یہی مناسب تھا جو ظہور مین آیا
کیا تمکو ابھی تک نہین معلوم ہی کہ بدیع الملک تمھارے بعد تمھارا جانشین اور صاحبقران ہوگا اُسکی نظر کشی
کس طرح کیجاتی ناچار یہ تدبیر کی بعد اس طرح کی گرفتاری کی جب لشکرون نے دیکھا کہ ہمارے سردار تو سب گرفتار
ہو گئے سب ایک جا جمع ہوے آپس مین کہا بھائیو جنکی سبب سے فساد تھا انہین سے نہ کوئی یہان ہی اور نہ وہان
پھر اب بیکام کشت و خون کرنا چلو ہم سب سعد شہریار کے پاس چلین چنانچہ یہ سب سعد شہریار کے پاس آئے اور
مطیع فرمان ہوے دوسرے دن ایک اور نقابدار بارگاہ سلیمانی مین آیا اور بلا تکلف دنگل آصفی پر بیٹھ گیا
سعد شہریار نے کہا ای خیرہ سر تو کون ہی کہ حمزۂ ثانی کی جگہ تو بیباکانہ بیٹھ گیا نقابدار نے اپنے چہرہ سے
نقاب دور کی سعد شہریار کیا دیکھتا ہی کہ حمزۂ ثانی دنگل آصفی پر رونق افروز ہین سعد شہریار نے باادب
تمام تسلیم عرض کی اور کہا مجکو نہین معلوم تھا کہ نقاب کے پردہ مین حضرت ہین معاف فرمائیے گا خوب کیا جو ان
سرکشون کو قرار واقعی سزا دی ہر ایک کا دماغ نخوت و غرور سے پر تھا حمزہ نے پھر نقاب چہرہ پر ڈالی اور
حکم دیا کہ لاؤ ان گرفتارون کو حسب الحکم تمام پہلوان طوق و زنجیر مین گرفتار حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر کیے گئے
شاہزادہ نے فرمایا ای خیرہ سرو یہ کیا نالائق حرکت تھی کہ تم سب نے بجائے خود سری کا دعوی کر کے کشت و خون
کی نوبت پہونچائی توبہ کرو اور اپنی خطاے گذشتہ کی معافی چاہو تاکہ تمھاری رہائی ہو ورنہ یقین سمجھو کہ بلا رعایت
تم سب کو قتل کرونگا تمام قیدی متعجب تھے کہ نہین معلوم یہ نقابدار کون ہی کہ اس طرح کی حکومت ثابت کرتا ہی
ملک قاسم نے کہا ای نقابدار مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیجیے نقابدار نے کہا اجازت ہی جو کچھ منظور ہو کہو
ملک قاسم نے کہا اپنے چہرہ سے نقاب دور کرو تاکہ ہم دیکھین تم کون ہو اور اگر یہ منظور نہو اپنا نام و نشان بتاؤ اسوقت
جسطرح کہوگے ہم عفو تقصیر چاہینگے نقابدار نے کہا ہم تمھارے تابع نہین ہین کہ جو کچھ تم کہو اُسپر عمل کرین البتہ ہم تمھارے
حاکم ہین ہمارے حکم کی تعمیل تمپر فرض ہی ملک قاسم نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی یہ بات تحکمانہ نہین عرض کیجاتی صرف
علم ہونے کی غرض ہی نقابدار نے یکایک نقاب چہرہ سے دور کی سبنے دیکھا حمزۂ ثانی ہین بس حمزہ کے پاؤن
پر گر پڑے اور عذر کیا کہ واقعی ہم سب سے بڑی خطا ہوئی کہ آپ کی غیبت مین ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیا حمزۂ ثانی
نے ان سب کو قید و بند سے رہا کر کے خلعت دیا اور کہا ہمکو ہرگز یہ امید نہ تھی کہ ہماری غیبت مین اس طرح کا
فتنہ و فساد برپا کروگے وہ آدمی کیا جو آدمیت کے حرکات عمل مین نہ لاے اگر مین اس ہنگامہ مین ہر ایک کو

گرفتار نہ کرتا تو سب ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتے سب نے منفعل ہو کے سر جھکا لیا ابھی یہ باتین
ہو ہی رہی تھین کہ درگہ سالار موقف عرض مین آ کے اس طرح گویا ہوا ؎ یا رب نہال دولت تو سرفراز باد
در ہاے فتح برخ بخت تو باز باد ؎ ایک دیو در دولت پر حاضر ہو اور حضوری چاہتا ہی حمزۂ ثانی نے
پوچھا کس کام کو آیا ہی درگہ سالار نے عرض کی اس دیو کا بیان یہ ہی کہ آسمان پری کا فرستادہ ہون
ایک نامہ بھی بنام نامی جناب حمزۂ ثانی لایا ہون اور اصل حقیقت سے جان نثار کو اطلاع نہین کہ وہ
دیو کسکا بھیجا ہوا ہی اور کیون آیا ہی جونہی آسمان پری کا نام سنا حکم دیا بلاؤ اسی وقت دیو داخل بارگاہ
ہوا آداب بجا لایا ہاتھ اُٹھا کے دعا دی ؎ جلوہ ترا قایم رہے اے نور تجلی ؎ یہ شعشعہ دایم رہے اے نور تجلی
غلام آسمان پری کا بھیجا ہوا حاضر خدمت والا ہوا ہی یہ کہکے آسمان پری کا نامہ دیا حمزۂ ثانی نے نامہ لیا
لفافہ کو چاک کیا نامہ کھولا لکھا تھا اے تاجدار اقلیم شاہنشاہی و اے باجگیر مملکت جہان پناہی قہقہہ سہ چشمی کے
چار لڑکون نے مجھپر لشکر کشی کی ہی میرے لشکر کے بیشتر سردار معرض ہلاکت مین آ گئے اگر یہی حال ہی تو عنقریب
تمام فوج کام آ جاویگی تم کو چاہیے کہ بمجرد دیکھنے اس نامہ کے بہت جلد فرزندان امیر سے کسی کو میری مدد
کے واسطے یہان بھیجو جب از اول تا آخر وہ نامہ حمزۂ ثانی نے پڑھ لیا میر منشی کو دیا اور کہا با آواز بلند
حاضرین کو یہ نامہ سنا دو میر منشی نے نامہ پڑھا سب نے سنا علمشاہ رومی اور عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے
ہوے اور کہا شہریار اگر حکم والا ہو تو ہم جاوین اور آسمان پری کی طرف سے اُن مزہ دیوون کو سزاہا
معقول دین حمزۂ ثانی نے خوش ہو کے اُن کو رخصت کیا اور یہ کہدیا کہ خبردار آسمان پری کی حکومت
کو شمہ گزند نہ پہنچنے پائے جس قدر مدد کی ضرورت ہو ہم کو اطلاع دینا یہ سردار اُس طرف روانہ ہوے
یہان دوسرا نامہ سبائل کی جانب سے پہونچا حاکم سبائل نے حمزۂ ثانی کے نام لکھا تھا کہ علقمہ بن
لاہوت نے پانچ لاکھ کی جمعیت سے ہم پر یورش کیا ہی اور نتیجہ بد نظر آتا ہی جلد میری مدد کے واسطے
کسی کو بھیجو اگر کچھ بھی دیر ہو گی تو تمام فوج میری ہلاک ہو جائیگی یہ نامہ بھی میر منشی کے ذریعہ سے تمام
حاضرین دربار کو سُنایا اس مرتبہ نور الدہر کھڑا ہوا اور کہا اے شہریار یہ خدمت میرے متعلق کیجاوے
انشاء اللہ مین ملک سبائل کے قصہ کو پاک کر دونگا طہماس بھی اپنی جگہ سے اُٹھا اور عرض کی خادم
کو اجازت ملے کہ نور الدہر کے ہمراہ ملک سبائل مین جاوے حمزۂ ثانی نے دونون سردارون
کو بھی رخصت دی چنانچہ نور الدہر ستر ہزار کی جمعیت سے سبائل کی طرف روانہ ہوا اور طہماس
نور الدہر کے ہمراہ تھا بعد طے مراحل و قطع منازل قریب سبائل کے پہونچا دیکھا کفاران بدکار
و گبران اشرار سبائل پر متواتر حملہ کر رہے ہین حاکم سبائل پر عرصہ تنگ کر دیا ہی نور الدہر نے
اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یہ وقت حاکم سبائل سے ملاقات کرنے کا نہین ہی بہتر ہی کہ لشکر کفار مین
تلوارین علم کے در آؤ اُدھر علقمہ بن لاہوت کو خبر پہونچی اُسنے ایک سوار کی زبانی پیام بھیجا کہ ہم حاکم
سبائل سے کام رکھتے ہین تمھارا کیا ارادہ ہی اگر تم ہمسے تعرض نہ کرو تو ہم بھی تمسے نہ بولین نور الدہر
نے یہ جواب دیا کہ ہم خاص تیری سرکوبی کو آئے ہین وہ سوار علقمہ تک پہونچ کے یہ جواب دینے نہ پایا تھا
کہ نور الدہر نے علقمہ کی فوج پر حملہ کیا تا اینکہ علقمہ کے قریب پہونچا اور کہا او گبر تو نے حاکم سبائل پر
یورش نہین کی اپنی قضا بلائی ہی مین تیرا سرکوب آ پہونچا علقمہ نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہی نور الدہر

[illegible] کہا ہم مسلمان [illegible] کے نور الدہر نے علقمہ سے کہا ہم مسلمانوں سے جنگ کرنا اپنے واسطے ننگ سمجھتے
ہیں نور الدہر نے کہا ہم ایسے کفار کی سرکوبی اپنا فخر سمجھتے ہیں علقمہ نے کہا توقف کریں تیرے مقابلے کے
واسطے کسی پہلوان کو بھیجتا ہوں نور الدہر نے کہا تو اب میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے علقمہ سمجھا کہ یہ مجھ کو
بے قتل نہ چھوڑیگا [illegible] ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا وار کیا نور الدہر نے اُسکی ضرب کو سپر پر رد کیا اور اپنی تیغ کا بیدریغ
وار کیا جسکے صدمہ سے علقمہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور روح نجس جہنم میں پہونچی فوج کفار علقمہ کے ہلاک ہونے
سے [illegible] نور الدہر نے تعاقب کیا ہزاروں کو گرفتار کیا بیشتر جان سے ہلاک ہوئے باقی بھاگ گئے
دوسرے روز [illegible] قیدیوں کو دعوت اسلام کی چونکہ سب مجبور ولاچار تھے مسلمان ہو گئے شہر پر دست غارت
دراز کیا [illegible] خزانہ [illegible] تمام مال پر قبضہ کیا ہزاروں صندوق تھے سب صندوقوں کو کھولا ایک صندوق
میں سے [illegible] نکلا نور الدہر نے پوچھا شہریار تم یہاں کس طرح آئے اور کیونکر ان گبروں نے گرفتار کر لیا
کریب نے کہا اے شہریار [illegible] حقیقت واقعہ یہ ہے کہ میں سعد بن قباد کے ساتھ ملک ایران گیا تھا
[illegible] ان دونوں ملکوں کو فتح کیا بعد بندوبست کامل مراجعت کی یہاں پہونچا شب کو عیار آئے اور
[illegible] حالت خواب میں مجھے چرا لے گئے جب بیدار ہوا اپنے کو قید و بند میں پایا اس واقعہ کو ایک سال
کا عرصہ گذرا اس زمانہ میں کیا عرض کروں کیسی کیسی اذیت ان گبروں نے مجھے دی ہے مگر مجبور تھا بجز تحمل چارہ
کیا تھا آج میری رہائی تمہاری کوشش ہی پر موقوف تھی نور الدہر نے کہا اے کریب مجھ کو مطلق اطلاع
نہ تھی کہ تم محبوس ہو یہاں مقید ہو یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بعد فتح ان خزانوں کی جانب دست تصرف دراز کیا
[illegible] سے مال ایک صندوق میں سے تم برآمد ہوئے کریب نے کہا شہریار میں کمال درجہ تمہارا ممنون
ہوں [illegible] اب یہاں کیا ارادہ ہے نور الدہر نے کہا ابھی تو یہاں قیام کرنے کا ارادہ ہے بعدہ جیسا
کچھ مناسب معلوم ہوگا عمل میں لایا جاویگا غرضکہ یہ سب لوگ سائل میں ساکن رہے اور وعظ و پند کی
مجالس آراستہ ہوتی تھی جو کفار بزور مسلمان ہوئے تھے اُنکے عقائد درست ہونے کی یہ تدبیر کی تھی ایک روز
مجلس [illegible] منعقد تھی اذن عام تھا جو چاہتا تھا بلاتکلف اُس مجلس میں چلا آتا تھا وعظ سنتا تھا ایک بڈھا
[illegible] پرانے میلے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ میں ایک ساز کہنہ و شکستہ پرانے میلے چیتھڑوں سے لپٹا ہوا
مجلس کے کنارے کھڑا ہوا بغور وعظ سننے لگا جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور تمام حاضرین مجلس اپنے اپنے
مقام قیام کو جانا شروع ہوئے نور الدہر نے ملازموں سے کہا وہ بڈھا جو کنارے کھڑا ہوا ہے اسکو جانے نہ دینا ہمارے
پاس لے آؤ ملازم حسب الحکم اُس بڈھے کے پاس گئے اور کہا چلو ہمارے مالک نے تم کو یاد کیا ہے
اُس بڈھے نے متبسم ہوکے ملازموں کی طرف دیکھا اور کہا مجھے تمہارے مالک کا کیا کام متعلق ہے انھوں نے کہا یہ
ہمکو نہیں معلوم ہے اسنے کہا ہم تمہارے مالک کو نہیں جانتے ملازموں نے کہا ہمارے مالک کو [illegible] تمام شہر جانتا
ہے تم نہیں جانتے اُس بڈھے نے کہا ہاں تمام شہر جانتا ہوگا ہمکو یہ بھی نہیں معلوم مگر ہم تمہارے مالک کو نہیں جانتے ان
ملازموں نے کہا زیادہ گویائی سے کچھ کام نہیں نکلیگا چلنا ہے تو چلو نہیں تو ہم تمکو مجبور کرکے لے چلینگے اس بڈھے
نے کہا اگر تم ہمکو مجبور کرنے کو آمادہ ہو تو خیر چلو وہ ملازم اس بڈھے کو نور الدہر کے پاس لیگئے بڈھے نے
نور الدہر کو بطرز اسلام سلام کیا اور بیٹھ گیا نور الدہر نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے اُس بڈھے
نے کہا ہمکو نوازہ مطربی کہتے ہیں اسی جا کل میں رہتا ہوں نور الدہر نے کہا تو اسوقت کہاں آیا [illegible]

میں اسوقت ایک مجلس کے بیان جانے کو تھا بیان ہو مجلس وعظ و پند دیکھی ٹھہر گیا نورالدہر نے پوچھا کیا سنا اُسنے
کہا جو کچھ بیان کیا گیا وہ سُنا اصل حقیقت یہ ہے کہ دین و مذہب کے بارہ میں ہر ایک مذہب کا مجتہد اپنے مذہب کے
صحیح و برحق ہونے کو مدلل بیان کرتا ہے میرا نوے بجا نوے سال کا سن ہوا اکثر مذہبوں کی مجلس وعظ و پند میں
گیا ہر ایک کو اپنے مذہب کا طرفدار دیکھا نورالدہر نے کہا اچھا تیرا کیا مذہب ہے اُس نے کہا میرا
مذہب اگرچہ مسلمان ہے اور اور مذہبوں کے مقابلہ میں اس کے اصول و قواعد کو مستحسن سمجھتا ہوں مگر
بعض امور تمام مذہبوں سے مشارکت رکھتے ہیں اُنکو اختیار کرنے کو فرض سمجھتا ہوں مثلاً خوش خلقی
اور کسی دوسرے پر احسان کرنا اور اُسکا عوض نہ چاہنا ہر حالت میں خدا کو فراموش نہ کرنا نورالدہر نے پوچھا
یہ کپڑے میں لپٹی ہوئی تمھارے پاس کیا شے ہے اُسنے کہا یہ باجا ہے اسکو کبھی کبھی بجا کے اپنا دل خوش کر لیتا ہوں نورالدہر
نے کہا میں بھی اس ساز کو سن سکتا ہوں اس بڈھے نے کہا تم ہمارے آقا ہو تم کیا تمھارے ادنے خادم کی تعمیل حکم
کو حاضر ہوں یہ کہا اور بغل سے ساز کو نکال کے پوشش اُتاری سر درست کیے یہ غزل شمس تبریزی کی گانی شروع کی

چه تدبیر ای مسلمانان که من خود را نمی‌دانم | نه ترسا نه یهودی‌ام نه گبرم نه مسلمانم | نه شرقی‌ام نه غربی‌ام نه بری‌ام نه بحری‌ام
نه از ملک عراقی‌ام نه از خاک خراسانم | نه از خاکم نه از بادم نه از آبم نه از آتش | نه از آدم نه حوا ام نه از فردوس رضوانم
دوئی را چون بدر کردم همه عالم یکی دیدم | یکی بینم یکی دانم یکی گویم یکی خوانم | مکانم لامکان باشد نشانم بی‌نشان باشد
نه تن باشد نه جان باشد چه باشد جان جانانم | اگر عمر خود یکدم به بی‌یاری برآوردم | ازان دم وقت پشیمانم پشیمانم
الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم | بجز مستی و مدهوشی دگر چیزی نمی‌دانم | اس غزل کو اس لطف و خوبی سے

گایا کہ سب حاضرین محو حیرت ہوگئے نورالدہر نے بہت کچھ انعام دیا اور جملہ حاضرین نے بقدر مراتب انعام دیا
نواز ندہ مطربی نے کہا حضرت یہ گانا بجانا میرا تو کچھ بھی نہیں ہے اگر میرے استاد کو سُنیے تو بہت طبیعت محظوظ ہو
نورالدہر نے کہا اُسکا کیا نام ہے اور کیونکر مجھ تک پہونچ سکتا ہے اُسنے کہا میرے اُستاد کا نام ساز ندہ مطربی ہے آج
تو نہیں کل ضرور اپنے ہمراہ لاؤنگا بشرطیکہ وہ راضی ہو جائے بعض وقت میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہیں ہوتا اور
ان خداوندوں سے اسوقت یاد آگیا اگر اُستاد کے کمال سے محظوظ ہونا منظور ہے تو اُنکی کسی حرکت نامناسب پر خیال نہ
کیا جاوے نورالدہر نے کہا خیر لاؤ تو نواز ندہ مطربی نے سلام کیا اور رخصت ہوگیا راوی لکھتا ہے کہ ملکہ تمیمہ بن
لادوست کے چند عیار پیشہ ملازم ہیں انھوں نے بعد ہلاک ہونے ملقہ کے آپس میں یہ رائے قرار دی کہ کسی تدبیر سے نورالدہر
اور اُسکے یاران ہمراہی کو ہلاک کرنا چاہیے تاکہ مسلمانوں کا نشان نہ باقی رہے فوج کے سردار یہاں باقی رہ جاوینگے
اُسکا پسپا کرنا سہل ہوگا چنانچہ نواز ندہ مطربی جسنے اپنا نام بتایا اور گانا بجایا یہ وہی ان عیاروں میں سے ایک
عیار تھا سہ جو این جملہ پیش تو کردم بیان ۔ کنون آدم بر سر داستان ۔ غرضکہ دوسرے روز نواز ندہ مطربی
اپنے اُستاد ساز ندہ مطربی کو لایا اور کہا حضرت وہی میرے اُستاد باکمال ہیں جنکے لانیکا وعدہ کیا تھا نورالدہر
نے دیکھا کہ ایک پیر فرتوت ہے نہایت بری طرح کے گندہ زدہ کپڑے پہنے ہوئے بغل میں شکستہ و کہنہ باجا ہاتھ میں جریب کا ٹیکا ہوا
از خمیدہ آتے ہی نورالدہر کو سلام کیا کہا تمنے مجھکو بلایا ہے نورالدہر نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا ہاں ہمنے
بلایا تھا تیرے کمال کا کمال اشتیاق ہے تیرے شاگرد نے تیری بہت تعریف کی ساز ندہ مطربی نے کہا نواز ندہ نے
بالکل بیہودگی کی جو میری تعریف کی میں ہرگز اس تعریف کے قابل نہیں ہوں جو اُسنے بیان کی میرے کمال کی تعریف وہ
شخص کر سکتا ہے جو مجھ سا صاحب کمال ہو نادان کی تعریف کیا نورالدہر اور جملہ حاضرین کو بہت تعجب ہوا ایک نے

دوسرے سے کہا معلوم ہوتا ہی یہ شخص بڑا گویا ہی ہم تو اسکے شاگرد ہی کو اکمل سمجھتے تھے اب اس سے فرمائش کرنا چاہیے
نورالدہر نے کہا اے سازندۂ مطربی اب آیا ہو تو کچھ شروع کر اُسنے کہا کیا خوب یہ بھی کوئی بھلا ہے کا کام ہو کہ
بجاتا اور سے دوڑ ہی ابھی توقف کرو دن مقرر کرو مقام خاص قرار دو میری مرضی تلاش کرو اگر گاؤن بجاؤن تو سُنو
نورالدہر نے بجائے خود کہا سبحان اللہ اسکا ساز سننے کا ارادہ کیا گویا درد سر مول لیا اور سازندۂ مطربی سے کہا ابھی
تمام امور طی کرو سازندہ نے کہا آج نہیں کل یہ کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا سب نے کہا کہاں جاتے ہو ابھی آئے ہو توقف کرو
چلے جانا اگر مرضی ہو ساز کو بجانا نہیں تو نہ بجانا اُسنے کسی کا کہنا نہ سُنا اُٹھا چلا گیا نوازندۂ مطربی بیٹھا رہا کہا کیوں حضور
نے ملاحظہ فرمایا میں نے پیشتر سے عرض کیا تھا کہ میرے اُستاد کا دماغ صحیح نہیں ہے نورالدہر نے کہا اگر یہی حال ہی
تو کاہے کو اُسکا باجا سُن سکیں گے نوازندہ نے کہا حضور مطمئن رہیں وہ ضرور باجا بجائیگا مگر یہ خیال رہے کہ اسکی
مرضی کے خلاف کوئی بات نہو اگر باجے کیجانب دل سے متوجہ ہو گیا تو حضور ملاحظہ فرمائیں گے کہ کیسا باکمال شخص
ہی غرضکہ دوسرے روز پھر سازندۂ مطربی اپنے شاگرد نوازندۂ مطربی کے ساتھ آیا آج یہ دونوں عیاران
مکار ساز و سامان عیاری سے درست ہو کے آئے جب نورالدہر کے روبرو آکے بیٹھے سازندۂ مطربی نے
کہا شہریار پھر باجا سننا چاہتے ہو تو ہر چہار جانب میرے پردے ڈال دو اور تمام سامعین بیرون پردہ بیٹھ کے
باجا سنیں نوازندہ نے نورالدہر کی جانب اشارہ کیا نورالدہر نے منظور کیا کہا پھر اسی وقت پردوں کا
بندوبست کیا جاوے سازندۂ مصنوعی نے کہا کیا مضائقہ ہے نورالدہر نے ملازموں کو حکم دیا ہر چہار جانب
اُس مکان کے پردے گھیر دیے گئے نوازندۂ مطربی بھی بیرون پردہ بیٹھا اور کہا اُستاد میں پردہ میں آسکتا ہوں
یا میرے واسطے بھی ممانعت ہے سازندہ نے کہا کیا مضائقہ ہے تو چاہتا ہی تو چلا آ دیکھ میں کس طرح باجا بجاتا ہوں
آج ایسا باجا بجاؤنگا جو تیرے واسطے نیا سبق ہوگا نوازندہ بھی پردہ میں چلا گیا اور سازندہ نے باجا بجانا شروع
کیا اور خوب بجایا بلکہ نوازندہ بھی اپنے باجے سے شراکت کر کے کیفیت کو دوبالا کر دیتا تھا تمام حاضرین خوب محظوظ
ہوئے یکایک اُس لطف و کیفیت میں تڑاق پڑاق کی آوازیں آئیں اور تمام اُس مکان میں دھواں بھر گیا مع ہذا
جس قدر سامعین وہاں بیٹھے تھے مع نورالدہر بیہوش ہو گئے یہ دونوں عیار پردہ کے باہر آئے اور چاہا کہ
عالم بیہوشی میں سب کا کام تمام کریں طہماس باہر کسی ضرورت کو گیا تھا حسب اتفاق وہ آگیا دیکھا کہ نورالدہر
مع یاران ہمراہی سب مردہ کی طرح بے حس و حرکت پڑے ہیں اور دو شخص ہاتھوں میں حربے لیے ہوئے نورالدہر
کے پاس بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے ہیں اور قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ عنقریب نورالدہر کو ہلاک کیا چاہتے
ہیں طہماس نے قریب جا کے کہا اے خیرہ سرو تم کون ہو اور یہ کیا واقعہ ہی نوازندہ بھاگا اور سازندہ طہماس پر
حملہ آور ہوا اور چاہا کہ اس جوان کا کام تمام کر کے ان سب بیہوشوں کی خبر لوں لیکن بعد رد و بدل طہماس نے ایک ضرب
تیغ میں اُسکا کام تمام کیا دیکھا پردہ میں دو باجے رکھے ہیں اور ایک تھیلا رکھا ہی اُس تھیلے کو جو کھولا سامان عیاری
نکلا معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیار تھے رفع بیہوشی کا بخوبی تدارک کیا سب ہوش میں آئے نورالدہر نے کہا
اے طہماس تم کہاں اور ہم سب کس حال میں مبتلا تھے طہماس نے کہا جس حال میں تم تھے ظاہر ہی اگر میں ایک
لمحہ اور یہاں نہ آتا تو ان دونوں عیاروں نے تم سب کا کام تمام کیا تھا اور کمال حیرت ہی کہ تم لوگوں کو مطلق
اس بات کا خیال نہ رہا کہ یہ غیر مقام ہی دشمنوں کا جا بجا قیام ہی نورالدہر نے کہا کیا خبر تھی کہ یہ دونوں
عیار مکار ہیں خیر یہ معلوم ہو گیا کہ ابھی یہاں ہمارے دشمن جان سے موجود ہیں اور پھونک دینے کے درپے ہیں

عیاری کی لاش کو زمین میں دبا دیا اور سامان عیاری پر قبضہ کیا اُس روز سے سب خبردار ہوشیار رہے دوسرے عیار کا ہر چند سراغ لگایا کہیں ہاتھ نہ آیا

نور الدہر اور طہماس وغیرہ کو ملک سبائل میں تقیم رکھا جاتا ہے اور کچھ حال حامی دین متین اہلِ قلع بدعت و کفر و ظلام شہریار باشوکت و فرشتہ سیرت حمزۂ ثانی نامور اور شہزادہ آسمان وقار بدیع الملک فی الآفاق کا معرض تسطیر میں آتا ہے

شب چو گشاد از شبہ نافۂ مشک تتار
تودۂ قاری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر بر شگفت در چمن آسمان
زہرہ میان چمن خرمی چون ارغوان
از صدف روزگار ریخت بگردون درر
لعل مرصع نمود شکل ثریا گہر
خسرو تخت افق ہمچو شہان بار داد
بخشش زر پیشہ کرد دست چو حاتم گشاد
قبہ افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نکرد گرچہ شتاب و درنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسرین نمود چرخ در بوستان
نعش شمالی چو گل جوزا چون گلستان
گوہر کانی نمود در شب از ان باختر
زین ہمہ بر آسمان رفتہ نماندہ اثر
تاج مرصع بزر بر سر خود بر نہاد
آنچہ کہ آن شب ستد روز بتاراج داد
در عقبش شد روان راست چو تیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد بشہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب بر بہار
ساختہ از مشک و عبیر قلعۂ عنبری
شکل بریزہ چو جوی چرخ چو آب روان
مرغ بیان نجوم ہمچو گل عبہری
سمط لآلی کشاد حبش چہ تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چون علم کیقباد
کردہ بتخت افق بر سر یاران سری
تا گر آرد چو خصم لشکر او را بچنگ
زد شہ زنگی گریخت راست چو دیو از پری

زبان داران بزم گفتگو و سخن پردازان محفل نیرنگ و جادو منطقان فصاحت قرین نکتہ سنجان بلاغت آئین جن میں سے ایک یہ شعر پڑھتا ہے شعر سخن چہ عرض کنم بر جلیسے کہ جہل + زبانگ خر نشناسد نطق عیسے را + دوسرا اِس بیت کا مضمون ادا کرتا ہے بیت در گنج خیالم بہرۂ نا قابلان + این طلسم تازہ را برنام قابل بستہ ام + قفل ابجد خاموشی کو سیلے کلک کی لاگ سے اِس طرح کھولتے ہیں اور جنس گرانمایہ ہنر کو سنگہائے لعل و گہر سے میزان خرد میں یوں تولتے ہیں کہ جب فلک آستان ثریا مکان زیب اورنگ شاہی رونق و سادۂ ظل الٰہی حاجت روائے مرادمندان رحم فرمائے حال زار مستمندان یعنے شہزادہ حمزۂ ثانی فلک مکان نے نور الدہر اور طہماس کو ملک سبائل کی جانب رخصت کیا خود گرد و نواح ذوالامان میں وارد ہوا شب کو عجیب وحشتناک خواب دیکھا صبح کو بیدار ہوا اہر دن چڑھے تک اُس خواب کا خیال بندھا رہا طبیعت میں انتشار پیدا ہوا ہر چند دل کو بہلایا نہ بہلا تمام یاران ہمراہی کو ساتھ لیا شکارگاہ میں پہونچا ایک طرف چند آہوان صحرائی دیکھے رستم ثانی نے اُن کی جانب گھوڑا ڈالا تھوڑی دیر میں سب کی نظر سے پوشیدہ ہوگیا ادھر حمزۂ ثانی مع یاران ہمراہی شکار بر مدہین مصروف رہے بعدہ اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی اثنائے راہ میں تیرہ گرد نمایان ہوا حمزہ نے خبرداروں کو خبر کے واسطے بھیجا اُنھوں نے آکے خبر دی اتنے میں غضنفر جوہان نامے ایک جبر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے ہوئے قریب آگیا اور نعرہ مارا کہ اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنیوالو منم بندۂ از بندگان فرعون شاہ میں تمھاری ترکی تمام کرنے آیا ہوں بہت کچھ تم نے سر اٹھایا بڑی ہزارہا بت بزرگ کے مقربون کو ہلاک کیا ہے بادشاہ فرعون شاہ کو بعض منجمان کامل الفن نے یہ خبر دی کہ تیرے ملک کیطرف دو جوان آتے ہیں ایک کا نام بدیع الملک دوسرے کا نام

رستم ثانی ہو خدای بتون کا ارادہ ہو کہ تیرے ملک مین دین اسلام کو رواج دین اور تیرے سجدہ سے ہزار ایک کو
مانع ہوں اور اس ملک پر اپنا قبضہ کریں ہمارے بادشاہ نے بنظر پیش بینی ہم کو اس طرف بھیجا ہو کہ ہم قبل واقعے
پہونچنے کے اس قصہ کو فیصل کریں اب تم کو لازم ہو کہ تم اُن دونوں جوانوں کو ہمارے حوالہ کردو اس
صورت مین ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے حال سے متعلق تعرض نہ کرین گے جس طرف سے آئے ہین
بلا تکلف اُسی طرف واپس جائین گے درصورت خلاف تو یقین سمجھو کہ ہم تم مین سے ایک بدمعاش کو بھی
زندہ نہ رکھین گے جلد اس تقریر کا جواب معقول دو ورنہ آمادۂ حرب و پیکار ہو حمزۂ ثانی نے فرمایا اُن
ہمجون نے جو کچھ خبر دی ہو بہت صحیح ہو مگر یہ بتا کہ تو کس طرح اُن دونوں جوانوں کو ہم سے لیگا اُس نے کہا
جس طرح دوگے اُس طرح لین گے اگر خوشی سے دوگے تو بھی لین گے اور ناخوشی سے دوگے تو لین گے
حمزۂ ثانی نے کہا استغفر اللہ تیری کیا مجال ہو جو تو ہم مین سے کسی ادنے کو بھی لے جائے وہ دونوں
جوان تو ایک نوح کا مرتبہ رکھتے ہین غضنفر چوپان مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا حمزۂ ثانی نے
اپنے ہمراہیوں سے کہا ای دلاورو تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ اس مردک کو گرفتہ و بستہ کرکے ہماری خدمت
مین حاضر کرے تورج ماہرو حمزۂ ثانی کے قریب آیا اور کہا بندہ کو اجازت فرمائی جاوے حمزۂ ثانی
نے اجازت دی تورج ماہ رو شمشیر آبدار علم کرکے غضنفر کے روبرو آیا اور کہا سے بیار انچہ داری
زمردی نشان، کمان کیانی دگرز گران، غضنفر نے تلوار کا وار کیا تورج ماہرو نے اُس وار کو سپر پر
روکیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا اُس نے بھی اُس وار کو سپر ہی پر رد لیا اور کہا ای جوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہو اگر خیریت چاہتا ہو تو اپنی جگہ قائم رہ تا اینکہ ہم بخود گرفتار کرلین تورج ماہرو نے دوسرا وار
کیا غضنفر نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار غضنفر نے تورج کے کمربند مین ہاتھ
ڈال کر دست راست سے بلند کرلیا اور پھر آہستہ زمین پر رکھ کے بستہ کیا اور اپنے ہمراہیون کے حوالے کردیا
تورج ماہرو کے گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی کو سخت تردد ہوا کہا دیکھیے اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہو
پہلے ہی مرتبہ تورج ماہرو ایسا بہادر گرفتار ہوگیا داراب کشورکشا نے کہا ای شہریار عالیمقدار
پھر تردد کی بات نہین ہو اگر تورج گرفتار ہوگیا اس مرتبہ مجھکو جنگ و حرب کی اجازت دیجیے حمزۂ ثانی
نے کہا خدا حافظ و ناصر جاؤ اور اس تیرہ لشکر کا کام تمام کردو یا زندہ گرفتار کرلاؤ داراب کشورکشا نے
کہا انشاء اللہ تعالے اور غضنفر کے سامنے آکے رد و بدل مین مصروف ہوا چند حملہ داراب کشورکشا کے
غضنفر نے رد کیے اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہو داراب کشورکشا نے کہا تجھے نام سے کیا کام ہو غضنفر
نے کہا نام سے تو کچھ کام نہین ہو مگر مطلب میرا یہ ہو کہ تو بیکار اپنے دست و پا کو تکلیف دیتا ہو بخوشی اجازت
دے کہ مین تجھے گرفتار کرلون داراب نے برہم ہو کے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو اگر تجھ مین طاقت ہو گرفتار کرلے اور اگر
جنگ و حرب سے عاجز ہوگیا ہو تو ویسا کہہ غضنفر نے پھر تلوار کا وار کیا داراب نے اُس وار کو بھی رد کیا
خلاصہ یہ کہ داراب کشورکشا بھی مثل تورج ماہرو کے گرفتار ہوگیا اور مثل اسکے دو اور سردار بھی گرفتار
ہوگئے ان چار سرداروں کے گرفتار ہونے سے حمزۂ ثانی کے حواس باختہ ہوگئے غضنفر نے بآواز بلند
کہا ای خدا پرستو ابھی خیریت ہو کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا ہو اگر خیریت چاہتے ہو تو اُن دونون جوانون کو ہمارے
حوالہ کردو ورنہ اگر آج چین توکل کی میدان داری مین ضرور اُن دونون جوانون کو گرفتہ و بستہ کرلین گے

ہم خاص اسی ارادہ سے آئے ہیں حمزۂ ثانی کی طرف سے کچھ جواب نہیں دیا گیا غضنفر نے گھوڑے کی باگ
پھیری اور جس راہ سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہو گیا حمزۂ ثانی حیران اور پریشان اپنے لشکر میں آیا ابھی زیادہ
عرصہ نہ گذرا تھا کہ چتر تق گرد نمایاں ہوا چند سرداروں کو خبر کے واسطے بھیجا وہ گئے اور خبر لائے کہ فرعون شاہ
کی فرستادہ ایک لاکھ فوج اور آئی ہے جسکے سردار کا نام شغلوز پوش ہے پس قطور شہ قریب آیا اور حمزۂ ثانی کے لشکر
کے روبرو خیمہ زن ہوا پھر تق گرد نمایاں ہوا حمزۂ ثانی نے کہا دیکھو یہ تق کیسا ہے معلوم ہوا کہ اب خاقان نشین
فوج کثیر ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے چنانچہ وہ بھی روبرو لشکر اسلام خیمہ زن ہوا اور اسی طرح منصور نگہباں
بھی فوج کثیر ہمراہ لیے قریب ہی خیمہ زن ہوا اب تمام میدان فوج و لشکر سے مملو ہو گیا اسی شب کو فوج
مخالف میں نقارۂ رزمی پر چوب پڑی حمزۂ ثانی نے تمام سرداروں کو جمع کیا اور کہا دلاورو مجکو اس جنگ
و حرب کا رنگ بد نظر آتا ہے خدا خیر کرے سب نے با اتفاق کہا کہ کچھ تردد کا محل نہیں ہے۔ کچھ حضور بھی
ہیں کہ تورج و داراب وغیرہ گرفتار ہو گئے تو سب رفتہ رفتہ ہو جائیں گے خداوند عالم حامی و مددگار
ہے جنگ و حرب کا یہی نتیجہ ہے کہ کوئی گرفتار ہوتا ہے کوئی ہلاک ہوتا ہے کیا عجب ہے اگر آج کی میدانداری
غضنفر کے ہاتھ رہی ہے تو کل کی میدانداری ہمارے ہاتھ رہے حمزۂ ثانی نے نفس سرد بھر کے کہا ہاں
جو کچھ تم کہتے ہو شاید کل ایسا ہی ظہور میں آوے لیکن سچ پوچھو تو جو خیال میرے دل میں خطور کر رہے ہیں
انکو میں ہی خوب جانتا ہوں حاصل کلام تمام شب حمزۂ ثانی کو اسی امید و بیم میں گذری ہر مرتبہ یہ حکم صادر
ہوتا تھا کہ راتوں رات اپنے اپنے حرب و ضرب کو بخوبی درست کر لو اور بخوبی ہوشیار رہو نہیں معلوم صبح کو
کیا صورت پیش آوے سہ روز دیگر کین جہان پر غرور ۔ یافت از سرچشمۂ خورشید نور ۔ دونوں طرف کے
لشکر میدان میں صف آرا ہوئے آج پھر غضنفر چوپان میدان میں آیا اور مرد مقابل طلب کیا اسطرف
سے بدیع الزمان مقابلہ کے واسطے گیا تا دیر دونوں بہادروں میں رد و بدل رہی غضنفر نے کہا ای
جوان تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں آگاہ ہو کہ میں غضنفر ہوں اور فرعون شاہ کا ملازم ہوں اور میں وہ ہوں
کہ کل میدان میں تیری طرف کے چند سرداروں کو گرفتہ و بستہ کر لیا بدیع الزمان نے کہا او مغرور کیا کہتا
ہے یہ بھی اتفاقی امر تھا کہ وہ سردار گرفتار ہو گئے آج حقیقت معلوم ہو جائیگی غضنفر نے جو شمشیر آبدار کا وار کیا
اس مرتبہ بدیع الزمان نے جو جگہ خالی کی اس کی تلوار مرکب کے پچھلے پاؤں پر پڑی بدیع الزمان مرکب
ست کو دا غضنفر بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑا دونوں میں زور دست و بازو ہونا شروع ہوا بعد کشش و کوشش
بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ غضنفر چوپان نے بدیع الزمان کو بھی گرفتہ و بستہ کر لیا راوی کہتا ہے کہ اس روز کی بھی
میدانداری میں ستر سردار امیر کے گرفتہ و بستہ ہو گئے اسکے بعد طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام
قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز تک پے در پے جنگ ہوئی تمام سردار و پہلوان امیر کے گرفتار ہو گئے
اور غضنفر ہی نے ان سب کو گرفتار کیا اب لشکر اسلام میں صرف حمزۂ ثانی اور سعد شہریار باقی رہ گئے
حمزۂ ثانی نے اس اختیار میں سعد شہریار سے کہا ای برادر دیکھو میں پیشتر ہی سے کہتا تھا کہ اس جنگ
و حرب کا نتیجہ بد نظر آتا ہے دیکھا تم نے کہ اس غضنفر ملعون نے تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار کر لیے کچھ عقل کام
نہیں کرتی کہ یہ کیا معاملہ ہے حیف کہ لشکر اسلام پر ادبار کی گھٹا چھا گئی سعد شہریار نے کہا ای امیر
والا توقیر ہر وقت میں خدا کو یاد رکھنا چاہیے اور کسی وقت میں اس کی رحمت سے نا امید نہ ہونا چاہیے

حمزۂ ثانی نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہی آخر تم ہی بتاؤ کہ اس وقت کی موجودہ حالت سے کیا عقل مین آتا ہی
سعد شہریار نے کہا موجودہ حالت سے جو کچھ عقل مین آتا ہی ظاہر ہی لیکن خدا کی قدرت مین عقل کا کیا
دخل ہی بیشتر ایسے موقع ہوتے ہین کہ بالکل ناامیدی ہوتی ہی یکایک ایسی امید قوی ہو جاتی ہی کہ بڑے
بڑے عقلمندون کی عقل چرخ ہو جاتی ہی اور چکر کھانے لگتی ہی میرے نزدیک اس وقت خواجہ زادون
سے اس بارہ مین استفسار کرنا چاہیے دیکھیے وہ کیا بیان کرتے ہین اُسی وقت خواجہ سیاوش اور
خواجہ گرانی دریادل طلب ہوے حمزۂ ثانی نے انکی نہایت تعظیم وتکریم کی اور کہا اے ای جو جمیع
آخرین سرتاپا صدق وصفا ✦ وے جو عقل اولین یاتا بسر فضل وہنر ✦ یہ تو ظاہر ہی کہ خداوند عالم کی مصلحت
مین کسکو دخل ہی اور اُسکی مشیت مین عقل دوڑ مین کیا کام کر سکتی ہی پھر بھی قوانین وضوابط مقررہ حکماے
متقدمین قلب حزین کی تسکین کے واسطے عمدہ نسخہ معلوم ہوتا ہی تمھارے پاس روزنامچہ بزرجمہر کا ہی اُسکو
دیکھو اور دریافت کرو کہ گبران بدکار ومکار کی جنگ وحرب کا نتیجہ کیا ہوگا خواجہ زادون نے روزنامچہ کیجانب
بغور نگاہ کی بعدہ کاغذ پر کچھ لکھا اور علم رمل کے بموجب نتیجہ استخراج کرکے تادیر انگشت بدندان حیرت مین
خاموش بیٹھے رہے حمزۂ ثانی کے دل مین توحش تو پہلے ہی سے تھا اب اور زیادہ تردد غالب ہوا کہا
ای معظم ذات وکرم صفات سکوت سے کیا فائدہ جو کچھ ازروے قواعد دریافت ہوا ہی بیان کرو اور
تمھارے استخراج نتیجہ پر کیا موقوف ہی مجھکو تو قراین سے پیشتر ہی دریافت ہو گیا کہ اس جنگ وحرب کا نتیجہ
بہتر ہوگا خواجہ زادون نے کہا اے ای جو ہم از افتتاح آزمایش دور مین ✦ وی جو عقل از ابتداے آفرینش کاردان ✦
مجھکو ازروے روزنامچہ وغیرہ یہ دریافت ہوا ہی کہ تم مع حمزۂ ثانی نخل سجانی اُن گبران مغرور کے ہاتھ سے گرفتار
ہو جاؤ گے اور فوج فرعونی ذوالامان کو خاک سیاہ کر دیگی فی الحال قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہی کہ خواتین پردہ نشین
کو نگارستان جابلقا مین بھیجدو کہ وہان کسی طرح کا ضرر متصور نہین ہی کیونکہ وہ مظالم شاہ کا پایہ تخت ہی اور خود
ملک سبائل کیجانب روانہ ہو جاؤ یہان تم مین سے کسی کا قیام کرنا مناسب نہین ہی آیندہ اختیار ہی حمزۂ ثانی نے
کہا نہین صاحب اختیار کیسا یعنے یہان کسیطرح قیام کرنا مناسب نہین ہی چنانچہ اُسیوقت محافے طلب ہوے زنان
پردہ نشین سوار کی گئین اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلیمان فارسی کو ہمراہ کرکے مع خزائن واموال نگارستان
کیطرف روانہ کر دی گئین اسطرف کا حال سنئے کہ اُسی شب کو ان سب کے روانہ ہونے کی خبر شیاطین کو پہونچگئی
انھون نے اپنے یہانسے ایک عیار کو بھیجا کہ جا بفن عیاری اسی شب مین امیر لشکر کو گرفتار کر لا ایسا نہو
کہ وہ بھی نکل جاوے چنانچہ وہ عیار آیا اور حمزۂ ثانی کو گرفتار کرکے لے گیا اور بگرفتہ دبستہ قنطورہ پوش اور
محافہ نشین کی خدمت مین پیش کیا اُن شیطانون نے حکم دیا کہ بحفاظت تمام اس جوان کو قید رکھو یہان جب
صبح ہوئی یکایک سعد شہریار کو خبر پہونچی کہ حمزۂ ثانی لشکر مین نہین ہی نہین معلوم وہ شہریار کہان غائب ہوگیا
سعد شہریار گھبرا گیا اور تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چنانچہ سب نے اسباب سفر باندھا اور سعد شہریار کے ساتھ
سبائل کی طرف روانہ ہوگئے قنطورہ پوش نے بھی سُنا کہ سعد شہریار سردار لشکر اسلام مع تمام
فوج ولشکر یہان سے بھاگ گیا سُنتے اُسی وقت حکم دیا کہ ذوالامان پر دھاوا کیا جاوے اگر کوئی
سردار لشکر اسلام کا مل جاوے اُسکو گرفتار کر لو اور تمام ذوالامان کو تباہ اور برباد کر دو تمام
فوج شیاطین ایک ہی مرتبہ دوڑی اور تھوڑی ہی دیر مین ذوالامان کو خاک سیاہ کر دیا بعد ازان

وہان سے کوچ کرکے جانب فرعونیہ روانہ ہوے لیکن رستم ثانی اُن آہوان صحرائی کی فکر مین دوڑ دھوپ کرتا رہا وہ آہو دستیاب نہ ہوے تا اینکہ تین روز گذر گئے چوتھے روز ایک آہو کو شکار کیا کباب پکائے خوب سیر ہو کے کھائے اور اپنے لشکر کی راہ لی اثنائے راہ مین سیارہ ثانی سے ملاقات ہوئی پوچھا کہان جاتا ہی اُسنے کہا شہریار کچھ تمکو خبر بھی ہی غضب ہوگیا رستم ثانی نے متحیر ہوکے کہا کیون خیریت ہی کیا غضب ہوگیا سیارہ ثانی نے کہا افسوس تمکو خبر نہین ہی شہر یار قطورہ پوش و مہانہ نشین بارہ ہزار فوج جرار و آتش بار لیکے آئے اور تمام سرداران فوج اسلام کو مع حمزۂ ثانی گرفتار کرکے لے گئے مزید بران تمام ذوالامان کو خاک سیاہ کردیا اور اب وہ سب شیاطین فرعونیہ کی جانب روانہ ہوگئے ہین اس خبر وحشت اثر کو سُنکے رستم ثانی ہمہ تن حیرت ہوگیا اور بعد تامل بسیار خود بھی سبائل کی جانب روانہ ہوگیا

باز آمدم بر مقدمۂ شاہزادہ بدیع الملک

جب بدیع الملک کو جنگ حمزۂ ثانی مین بھیجے گیا ایک کوہ بلند پر چھوڑ دیا اور یہ کہدیا کہ جا حمزہ کے لشکر پر ایک آفت عظیم نازل ہوئی ہی شاہزادے نے دیکھا سامنے ایک گھوڑا ساز طلائی سے آراستہ کھڑا ہوا ہی شاہزادہ بسم اللہ کہہ کے اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہتا تھا کہ مہمیز کرے سامنے ایک ہرن دکھائی دیا اسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا وہ ہرن ہوا ہوگیا تین شب و روز شاہزادہ سرگردان رہا لیکن بار دیگر اُس ہرن کا پتہ نہ لگا چوتھے روز ایک ہرن شکار کیا اُسکے کباب لگانے ہنوز کباب کھانے کی نوبت نہین آئی تھی کہ دیکھا سامنے سے ایک شخص عیار وضع چلا آتا ہی جب قریب آیا دیکھا واقعی شبرنگ بن قران چلا آتا ہی شبرنگ نے بھی شہزادہ کو پہچانا سلام کیا شہزادہ نے بعد جواب سلام کے کہا اے شبرنگ تم یہان کہان شبرنگ نے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو طرفہ مصیبت مین مبتلا ہوگیا ہون آج چار روز کچھ کھائے سوئے ہون نہایت مضطر و بیقرار ہون بدیع الملک نے کہا اے شبرنگ کیون خیر تو ہی تمہاری تقریر سے بڑے تعجب محسوس ہوتی ہی مجھکو کیا واقعہ ہی سکے واسطے تم جان سے عاجز ہو اُسنے کہا یہانسے قریب ایک ملک ہی جو افراقیہ نام سے مشہور ہی اس ملک کا والی و ذیشان روا اکرم شاہ ہی اور معروف شاہ دوسرا بادشاہ امر پرست ہی اسکی بھی سرحد اسی ملک سے ملی ہوئی ہی چونکہ معروف شاہ صاحب فوج اور لشکر کثیر ہی ملک بھی اسکا افراقیہ سے بہت وسیع ہی اُسنے با فوج کثیر ملک افراقیہ پر یورش کی مکرم شاہ از بسکہ اسقدر فوج و لشکر نرکھتا تھا تاب مقابلہ نہ لاکے قلعہ بند ہوگیا ہی اب میری مصیبت کی تفصیل سنو کہ ایک روز سیر کے واسطے دریا کنارے چلا جاتا تھا قریب دریا کے ایک قصر جو نہایت عالیشان و وسیع اُسکے دروازے دریا کی طرف واقع ہین عجیب فرحت خیز مقام سیر ہی اکثر مکرم شاہ بھی اُس قصر مین بیٹھتا ہی اور دریا کی سیر کرتا ہی اُس روز دختر مکرم شاہ دریا کی سیر کے واسطے اُس قصر مین آئی حسب اتفاق میر اگذر بھی زیر قصر ہوا تھوڑی کی آواز میرے کان مین آئی جانب قصر دیکھا بالائے قصر ایک مرصع کرسی پر مکرم شاہ کی دختر بیٹھی ہوئی سیر دریا کر رہی تھی میری اُسکی چار آنکھیں ہوئین اُف اُف کیا عرض کرون کہ اُسی نازنین کی نظر نے کیسے زہر یلے تیر کا کام دل پر کیا بس سے صبر رخصت ہوا اتفاہ کے ساتھ ہوش جاتا رہا اک آہ کے ساتھ وہ اُس نازنین نے نامحرم کے خیال سے دروازہ قصر کا بند کرلیا مین تا دیر زیر قصر اسی انتظار مین ٹھہرا رہا کہ شاید بار دیگر وہ دریچہ دروازہ کھولے اور مین ایک نظر اُسے دیکھ لون مگر دروازہ نہ کھلا ناچار وہانسے بادل ناخواستہ چلا آیا اثنائے راہ مین خیال آیا کہ نہین معلوم وہ نازنین شب و روز وہین رہتی ہی یا صرف سیر کی غرض سے وہان آگئی اس بات کو دریافت کرلینا چاہیے بہزار شوق و آرزو پھر اُسی قصر کے نیچے ہوتا جانب جنوب قصر کا بڑا دروازہ تھا دیکھا ایک عورت اُس دروازہ سے برآمد ہوئی مین بے تابانہ دوڑتا ہوا اُس عورت کے قریب گیا اور پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی اُسنے کہا یہ شاہی مکان ہی یہان

کہا تم یہین رہتی ہو اُس عورت نے کہا مین کرم شاہ کی بیٹی کی نوکر ہون آج وہ سیر کے واسطے اس شہر مین آئی ہو شام
کو اپنے محل مین چلی جاویگی اُسی کے ہمراہ مین بھی آئی ہون بلکہ ملکہ سواری ہوا چاہتی ہو تم کیون پوچھتے ہو مین نے کہا
مین نے خاص کسی غرض سے نہین پوچھا ہو تمکو یہان دیکھا اس سبب سے پوچھا وہ عورت چلی گئی مین پھر دروازہ کے سامنے
چلا آیا اور منتظر دیدار مطلوب تا دیر وہان کھڑا رہا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ محافہ زرنگار آیا اور دختر کرم شاہ سوار ہو کے
چلی اور مین بھی اُسی محافہ کے عقب مین دور دور چلا جاتا تھا کہ کوئی متعرض نہ ہو تا اینکہ وہ محافہ اندرون محل پہونچا وہان
مین نہ پہونچ سکا اپنی کم نصیبی پر متاسف ہو کے خاموش ہو رہا مگر دلکو کسی پہلو قرار نہین ہی ہزار ہزار تدبیرین سوچین مگر
کوئی تدبیر کارگر سمجھ مین نہ آئی اسے مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون شہریار اگر تم چاہو تو اُس نازنین کا وصال حاصل
ہو جائے ورنہ خیال خام تو ہی ہی کہان کرم شاہ کی دختر اور کہان مین کوچہ گرد شاہزادہ بدیع الملک نے شبرنگ کی
صورت دیکھی اور متبسم ہو کے کہا کیا خوب ایسے ہی دل کو سخت تنبیہ کرتے ہین جو بیجا فریفتہ ہو جانے کی خو رکھتا ہو شبرنگ
نے کہا اب جو کچھ ارشاد ہو تنبیہ کی جائے اور اصل تو یہ ہو کہ میرا دل میرے اختیار ہی مین نہین ہو تنبیہ کس کو کی جائے
ہان تمکو اختیار ہو بدیع الملک نے کہا خیر صبر کرو خداوند عالم مسبب الاسباب ہو اور یہان سے سوار ہو کے افراقیہ
کی جانب روانہ ہوا جب قریب ملک افراقیہ کے پہونچا دیکھا واقعی معروف شاہ قلعہ کو ہر چہار جانب سے گھیرے پڑے
ہی اور کرم شاہ قلعہ مین چھپا بیٹھا ہے دروازے قلعہ کے بند ہین بدیع الملک نے زیر قلعہ استادہ ہو کے نعرہ مارا
کہ ای معروف شاہ یہ کیا بیہودگی ہو کہ کرم شاہ اس قلعہ مین بند ہو اور تو ہر چہار جانب قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہو
خیریت اسی مین ہو کہ اس محاصرہ سے باز آ ورنہ اس سرکشی کا نتیجہ بد دیکھیگا معروف شاہ بدیع الملک کے قریب آیا
اور کہا ای جوان تعجب ہو کہ تو یک تنہا بے دغدغہ یہان آیا ہو اور تجھکو مطلق خیال نہین ہو کہ ہم فوج کثیر ہمراہ رکھتے ہین
جس طرح چاہین تجھکو ہلاک کرین بدیع الملک نے کہا ای متکبر تو ہرگز اپنے دل مین یہ نہ خیال لانا کہ مین تنہا ہون
عنقریب میری فوج یہان پہونچتی ہو تیرا نشان تک باقی نہین رہیگا معروف شاہ نے کہا اچھا جب تک تیری فوج
یہان تک پہونچے ہمارے تیرے فنون حرب و ضرب کا کسی قدر امتحان ہو جائے بعد ازان ہمراہی فوج تجھ سے مقابلہ
کریگا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہو چنانچہ بدیع الملک اور معروف شاہ نے اپنی اپنی تلوارین علم کرلین
معروف شاہ کہتا تھا کہ ای جوان پہلے تو وار کر بدیع الملک کہتا تھا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہین ہو کہ
ہم سبقت کرین معروف شاہ نے شمشیر آبدار کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے اُسکا وار کھپر پر روکا اور کہا
مے زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ٭ مگر دین و دنیا فراموش کن ٭ چنانچہ پہلی ہی مرتبہ ایک وار تیغ کا ایسا بدیع نے کیا کہ معروف
شاہ بیجان ہو کے زمین پر گرا معروف شاہ نے چاہا کہ ہر چہار جانب سے بدیع الملک کو گھیر کے ہلاک کرے مگر
وہ دلاور دوران تلوار لے کے جو فوج مین در آیا تو بجز گریز کے اُسکی فوج سے کوئی چارہ نہ دیکھا مع ہذا بدیع الملک
نے اُس فوج منتشر الحواس کا اس قدر تعاقب کیا کہ فوج کئی فرسخ ملک افراقیہ سے دور ہو گئی بدیع الملک افراقیہ
مین آیا کرم شاہ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا ای جوان بلند اقبال مین تمھارا کمال درجہ ممنون و مشکور
ہون کہ تمنے مجھکو اور میرے تمام ملک کو تباہی سے بچایا ورنہ معروف شاہ ہرگز رعایت نکرتا تمام شہر کو خاک سیاہ کر دیتا
تا زندہ ام بندہ ام مدت العمر تمھاری اطاعت و فرمان برداری سے باہر نہ ہونگا بدیع الملک نے کہا ای کرم شاہ
مین کیا اور میری شکر گذاری کیا البتہ اُس خداے بزرگ کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ جسنے میری مدد کی جسکے کہ تمام
فوج معروف شاہ کی بھرتی تنہا سے بھاگ گئی ورنہ مشہور ہو کہ تنہا دو سے مقابلہ نہین کر سکتا نہ کہ ہزار جان ہان

ایک فرمایش میری ہے اگر قبول کرو تو مین بیان کرون مکرم شاہ نے کہا جو کچھ ارشاد ہو حتی کہ اگر میرا سر بھی کام آجاوے
تو حاضر ہے شاہزادے نے کہا تمھارا سر تمکو مبارک البتہ مین چاہتا ہون کہ اپنی دختر نیک اختر کے عقد کا اختیار مجھ کو
دیدو تاکہ جسکے ساتھ مجھے منظور ہو اُسے منسوب کر دون مکرم شاہ نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ دختر کا معاملہ بہت
نازک ہے مگر مین بخوشی کہتا ہون کہ اُسکو جس سے چاہو منسوب کر دو مجکو مطلق عذر نہوگا شہزادے نے اُسیوقت شبرنگ
کی تقریب کی مکرم شاہ نے کہا بہت مناسب ہے شاہزادہ وہان سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا شبرنگ سے کہا
کہو تم خوش ہوے مین نے تمھاری مطلوبہ کے بارے مین مکرم شاہ سے منظوری لے لی شبرنگ نے شہزادے کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا اے شہریار یہ عقدہ لاینحل تھا تمھاری بدولت حل ہوا اور نہ مین تو بالکل ناامید ہو چکا تھا اور
وہان مکرم شاہ کو اپنی دختر کی شادی کا بڑا حوصلہ تھا مزید برآن بدیع الملک کی خوشی مدنظر تھی اُسکی شادی
مین بہت بڑا سامان کیا تمام شہر مین آئینہ بندی ہوئی ادنے ادنے کو بیش قیمت جوڑے دیے بحساب بخت ہوئی ساعت
سعید و آوان حمید مین دختر مکرم شاہ شبرنگ سے منعقد ہوئی اُس طرف شاپور شیر دل بدیع الملک کی جستجو
مین پریشان پھر رہا تھا حسب الاتفاق اُسکا اُس طرف بھی گذر ہو گیا بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے
حالات پوچھے شاپور شیر دل نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی کہ حمزۂ ثانی اس طرح فلان مقام پر مقیم ہوے قنطورہ
پوش اس طرح آیا اور اُسنے اپنے بادشاہ فرعون کے حکم کی اس طرح تعمیل کی تمام سرداران لشکر اسلام اس طرح
قنطورہ پوش کے ہاتھ سے گرفتار ہو گئے حتی کہ حمزۂ ثانی بھی گرفتہ و بستہ کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیجدیے گئے
اور تمام ذوالامان اُن شیاطین کے ہاتھ سے مسمار ہو گیا بدیع الملک کو یہ حال سُن کے بہت افسوس ہوا
اُسیوقت وہان سے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد اپنے پدر والا قدر کی ملازمت سے
بہرہ یاب ہوا اور سعد شہریار سے ملا اور رستم ثانی بھی پہونچ گیا تھا بدیع الملک اور رستم ثانی دونون گلے ملے
ہوے اور سعد شہریار نے کہا اے دلاور کس طرف کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا میرا ارادہ تو ہمیشہ سے یہی ہے کہ امیر
کو کفار کی قید سے رہا کرنا چاہیے اب بدیع الملک کی نسبت مین کچھ نہین کہہ سکتا بدیع الملک نے کہا
مین بھی اسی کام کو مقدم سمجھتا ہون چنانچہ دونون جوان سعد شہریار سے رخصت ہوے اور یہ کہکے روانہ ہو گئے
کہ ہم جاتے ہین آپ از سر نو ذوالامان کی درستی مین مصروف ہو جیے بعدہ آپ بھی آہستہ آہستہ آئیے گا تھوڑی
دور تک دونون مرکبون پر سوار ساتھ رہے پھر ایک دوسرے سے جدا ہو گیا بدیع الملک خیز اخیز چلا جاتا تھا سامنے
چند درخت خرما دکھائی دیے وہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا سردار قافلہ فرعون پرست تھا بدیع الملک کے اُسکی
فرعون پرستی کی مطلق خبر نہ تھی جب قریب اُس قافلے کے پہونچا سردار قافلہ نے استقبال کیا اور نہایت خلق و خاطرداری
سے پیش آیا پوچھا تم کون ہو اور کہان جاتے ہو بدیع الملک نے اپنا نام بتایا اور تمام واقعہ گذشتہ کو بالتصریح بیان
کیا اُسیوقت سے سردار قافلہ کے دل کدورت منزل مین بدی نے راہ پائی بدیع الملک نے رخصت ہونا چاہا
اُس نابکار نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم ایسے عالیجاہ والا بارگاہ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہے اور رخصت کر دون
آج توقف فرماؤ نان و نمک کی شرکت سے میری عزت بڑھاؤ کل کے روز اختیار ہے منظور ہو رخصت ہو جانا نہین دو چار
روز باہمی حرف و حکایت سے دل بہلانا شعر صحبت ہم نفسان طرب آمادہ کجا ٭ بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا ٭
شہزادے نے کہا زیادہ توقف کسی طرح نہین ہو سکتا اُس عالیجاہ کو قید کفار سے نجات دینا ہے سردار قافلہ نے
کہا بجا ہے لیکن آج میری خاطر سے یہان توقف کرنا تم پر فرض ہے بدیع الملک خاموش ہو رہا اُس نکار نے نہایت

تکلف سے کھانا کھایا اُسمین بیہوشی کی دوا تھی بدیع الملک اس کھانے کو کھا کر بیہوش ہو گیا خواجہ بازارگان نے عالم بیہوشی میں
شاہزادے کو طوق وزنجیر میں خوب بستہ کر کے ایک صندوق میں بند کیا اور مقفل کر کے فرعون شاہ کے پاس بھیج دیا
اب اس صندوق کو راہ میں رکھا جاتا ہی اور رستم ثانی کے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہی
کہ شاہزادہ رستم ثانی منزلیں طی کرتا چلا جاتا تھا یکایک اُسکا گذر ایک جزیرہ میں ہوا وہاں ہارون نامے ایک
ڈاکو رہتا تھا اُسکو جو رستم ثانی کے آنے کی خبر پہونچی بارہ ہزار رہزن نابکار کی جمعیت ہمراہ لیکے رستم ثانی
کے مقابلہ کو آیا اور کہا ای جوان اپنا گھوڑا اور اسلحہ وغیرہ ہمکو دے دے اور جس طرف جاتا ہی چلا جا ہم مطلق تعرض
نہ کرینگے ورنہ یہاں سے زندہ جانا مشکل ہی رستم ثانی نے کہا او نابکار ہمارے مرکب و اسلحہ میں تیرا کیا حق ہی
جو تو مانگتا ہی کہا ہاں میرا حق کچھ نہیں ہی لیکن میرا پیشہ یہی ہی کہ جو کچھ جسکے پاس ہو چھین لوں اسمیں میرا پورا حق ہی
جس طرح دیگا لونگا شہزادے نے کہا تو مجھسے دور کیوں کھڑا ہی قریب آ وہ ڈاکو قریب آیا اور کہا کیا کہتا ہی شہزادے
نے جھپٹ کر اُسکی کمربند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا او نابکار میں ہوں رستم ثانی بن ایرج نوجوان
اس طرف سے میرا گذر اس وجہ سے ہوا کہ میں فرعون کے مقابلہ کو جاتا تھا یہاں تو خواہ مخواہ متعرض ہوا بس اگر
تو مسلمان ہو جاے تو رہا کر دونگا ورنہ اس زور سے خاک پر مارونگا کہ تیرے استخوان سرمہ سا ہو جائیں گے
ہارون نے کہا ای جوان میں مسلمان ہوتا ہوں مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے اسی حالت میں کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور
آہستہ زمین پہ رکھدیا اور کہا اپنے تمام ہمراہیوں کو اطلاع دے کہ سب دین اسلام اختیار کریں اُسنے باواز بلند سب
کہا مجھ پر عظمت وحقیت دین اسلام کی حالی ہو گئی تم سب کو چاہیے کہ بخلوص نیت دائرۂ اسلام میں داخل ہو چنانچہ
سب مسلمان ہو گئے ہنوز رستم ثانی وہین مقیم تھا کہ ایک سوداگر کا ورود ہوا سردار قافلہ کا نام خواجہ عبدالکریم تھا
رستم ثانی نے دیکھا کہ جس طرح بدیع الملک کے سر پر جانوران پرند کا سایہ تھا اُسیطرح اس قافلہ کے سر پر بھی جانوران
پرند کا سایہ ہی شاہزادہ سمجھا کہ شاید اس قافلہ میں بدیع الملک ہی سوار ہو کے قافلہ میں آیا سردار قافلہ سے ملاقات
کی اُسکے ساتھ ایک صندوق دیکھا جسپر جانوران پرند جمع ہوئے تھے دل میں شک گذرا یہ واقعہ خالی از
رمز نہیں ہی بعد انواع واقسام کی حرف وحکایات کے کہا ای خواجہ میں اس صندوق کو دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ
اسپر جانور سایہ کیے ہوے ہیں یہ کیا معاملہ ہی خواجہ عبدالکریم کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان بھی خدا پرست ہی
بلا تکلف تمام حقیقت بیان کر دی رستم نے کہا کہ اُس جوان کی کیا قطع اور وضع ہی جسکو اس صندوق میں بند کیا
ہی خواجہ نے بالتمام حلیہ بدیع الملک کا بیان کیا اور کہا کہ اس کار نمایاں کے عوض میں فرعون شاہ سے
بہت کچھ انعام لیگا رستم ثانی نے بدیع الملک کا حلیہ صحیح پایا دل میں کہا ضرور اس ظالم نے شہزادے کو گرفتار
کیا ہی کہا ای خواجہ کسی صورت سے یہ ممکن ہی کہ اس جوان کو صندوق میں سے نکال کے دکھا دو اُسنے کہا اب
صندوق فرعون شاہ ہی کے روبرو کھولا جائیگا رستم ثانی نے اصرار کیا خواجہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن
نہیں ہی رستم ثانی نے کہا تیری کیا مجال ہی جو تو اُس جوان کو مجھے نہ دکھاے خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور کہا دیکھوں تو کیونکر اُس جوان کو دیکھتا ہی رستم ثانی نے خواجہ عبدالکریم کا کان بقوت تمام پکڑ لیا اور سر
جھکا کے اس زور سے اُسکی پیٹھ پر گھونسا مارا کہ اُسکے منہ سے خون جاری ہو گیا اہل قافلہ نے جو خواجہ کو
مردہ پایا ایکبارگی دفعہ سب نے رستم پر حملہ کیا رستم ثانی نے شمشیر آبدار کو میان سے کھینچ لیا اور جو سامنے آیا
اُسکو ایک ہی وار میں دو لخت کر دیا یہاں تک کہ تمام قافلہ کشتہ ہو گیا رستم ثانی اُس صندوق کے پاس آیا

نقل کھولا پیرا اٹھا کے کیا دیکھتا ہے کہ واقعی شہزادہ بدیع الملک مضبوط بندھا ہوا بیہوش صندوق میں پڑا ہے حکم دیا کہ جلدی
شہزادے کو اس صندوق سے نکالو اور دست و پا کھولو لوگوں نے صندوق سے نکالا بند کھولے عرق رفع
بیہوشی پلایا کہ شہزادہ ہوش میں آیا دیکھا کہ قریب ایک صندوق رکھا ہے اور رستم ثانی بیٹھا ہوا غور سے دیکھ رہا
ہے کہا ای برادر رستم تم یہاں کہاں اور یہ صندوق کیسا ہے اور میں کس حال میں مبتلا ہوں رستم نے تمام واقعہ
بالتصریح بیان کیا اور کہا ای کشتی گیرزادے میں نے تجکو صندوق کی قید سے رہائی دی اب تو میرا آزاد کردہ ہو
ہے بدیع الملک نے کہا ای رستم اگرچہ تو نے مجکو قید صندوق سے خلاص کیا مگر یہ کام ایسا نہیں کیا ہے کہ میں تیرا ممنون
ہوں کیونکہ تو میرا ملازم ہے تو نے اپنے منصبی کام کو انجام دیا رستم ثانی نے کہا ای کشتی گیرزادے یہ گمان تیرا بالکل غلط ہے
میں ہرگز تیرا ملازم نہیں ہوں بدیع الملک نے کہا ضرور تو میرا ملازم ہے تیرے انکار سے کیا ہوتا ہے یہ تو نے حق نمک
ادا کیا ورنہ نمک حرام کہا جاتا غرضکہ اسی طرح کی گفت و شنید ان دونوں میں تا دیر رہی رستم ثانی نے خواجہ عبدالکریم
کا تمام اسباب ہارون دزد کو دیدیا اور کہا ای ہارون یہ برکت دین اسلام کی ہے کہ تجکو اسقدر مال دستیاب ہے اگر
تو مدت العمر دزدی کرتا تو اسقدر مال کبھی دستیاب نہوتا اب تم اسی جزیرہ میں مقیم رہو مگر خیال رہے کہ آیندہ
کسی وارد و صادر کے مال کیطرف نظر بد سے نہ دیکھنا یہ کہا اور دونوں شہزادے وہاں سے روانہ ہوے اور مسافت
دور و دراز طی کر کے چند روز کے بعد شہر الماسیہ میں پہونچے جسکا حاکم و فرمان روا الماس کور کے نام سے مشہور تھا دیکھا
شہر بہت آباد ہے بازاریں متعدد ہیں خصوصاً چوک کی آبادی اور گہما گہمی قابل دید ہے ہر ایک راہ رو کی حالت سے
معلوم ہوتا ہے کہ خوش اور غنی ہے نوجوان آپسمیں خوش طبعی کرتے چلے جاتے ہیں ہر طرف عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں
بازار میں سیر کرتے اور ہر طرف بغور دیکھتے چلے جاتے تھے ایک شخص سوداگر وضع قریب آیا اور کہا ای شاہزادو سلام علیک
دونوں نے جواب سلام دیا اور بحیرت اسکی صورت دیکھی اس شخص نے کہا شہریار کس طرف کہاں چلے جاتے ہو میرے ساتھ
آؤ بدیع الملک نے رستم سے کہا کیا ارے ہم تم اس شخص کو پہچانتے ہو رستم نے کہا میں نے کبھی اسکی صورت نہیں دیکھی
نہیں معلوم کون ہے اور کیوں بلاتا ہے اس مرد سوداگر وضع نے کہا کچھ شک اپنے دل میں نہ لائیے بیخوف و خطر میرے ساتھ
چلے آئیے بدیع الملک نے کہا چلو دیکھیے کہاں لیجاتا ہے چنانچہ دونوں شہزادے اسکے ہمراہ چلے وہ شخص ان دونوں کو اپنے
مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور کہا ای رستم اور ای بدیع الملک بابا اس وقت دونوں کہاں چلے جاتے تھے اب
ان دونوں کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا کہا ای خواجہ پہلے یہ بتاؤ کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ ہم دونوں کا نام رستم اور بدیع الملک ہے خواجہ
متبسم ہوا اور کہا واقعی تمکو تعجب ہوا ہوگا اصل حقیقت یہ ہے کہ مجکو حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام کی بشارت ہوئی ہے اور
پسر خواجہ بہلول ہوں صاحبقران والاشان میرے پدر معظم کو بھائی کہکے خطاب کرتے تھے بدیع الملک نے نام پوچھا کہا مجکو
خواجہ مسعود کہتے ہیں رستم نے پوچھا ای خواجہ مسعود فلاں طلسم پر ساحر ہجوم آور ہے انکا قصد یہاں کیا تھا خواجہ مسعود نے کہا
شہریار معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی حقیقت سے تمکو اطلاع نہیں ہے رستم ثانی نے کہا مجکو کیا معلوم خواجہ مسعود نے کہا میں اسی وجہ سے تم
دونوں کو بازار سے لے آیا ای شہریار سر بازار جسقدر ہجوم دیکھا ہے وہ پتلے ٹھاکری مورت کے بناکے قایم کیے ہیں اور جادوگروں نے
ان دونوں پتلوں میں یہ صفت پیدا کی ہے کہ اگر فرعون پرست انکے روبرو جاتے ہیں تو دونوں پتلے اپنی جگہ پر قرار رہتے ہیں
اور اگر تم انکے روبرو جاؤ دونوں پتلے فوراً منہ پھیر لیں اور تمام جادوگروں اور نجومیوں نے فرعون کو خبر دی ہے کہ بدیع الملک
اور رستم ثانی اول الماسیہ میں جائینگے بعدہ تیرے ملک میں آئینگے ان دونوں کا آنا خالی از زحمت نہیں ہے یعنی بنیاد کفر و بت پرستی
کو نیست و نابود کرینگے اور دین اسلام کو رواج دینگے اس پیشین گوئی سے فرعون سخت تردد میں مبتلا ہے طرح طرح کے بند و بست

کر رہا ہے جا بجا فوجین مقرر کی ہین اور جاسوس بھیجے ہین کہ جہان شہزادہ یا رستم کو پاؤ گرفتار کر لاؤ چنانچہ یہان بھی اسی کام کے
واسطے لشکر مقرر ہوا اور شب و روز دونون جوانون کی جستجو ہے رستم ثانی نے کہا ای خواجہ ہمکو نہین معلوم تھا کہ وہان جاؤ اس غرض
سے پہونچ رہے ہین ورنہ ہرگز نہ جاتے خواجہ مسعود نے کہا خوب ہوا کہ تم وہان نہین گئے ورنہ دونون پتلے ضرور تمکو دیکھکے رو گردانی
کرتے اور تم گرفتار ہو جاتے رستم نے کہا استغفر اللہ کیا مجال کسی کی جو نظر بد سے بھی دیکھ سکے یہ کہا اور اٹھ کھڑا ہوا خواجہ نے
کہا کہان جاتے ہو رستم نے کہا انھین پتلونکے پاس جاتا ہون خواجہ نے کہا خبردار ایسی جرأت نکرنا رستم نے کہا تم بیکار
مانع ہوتے ہو مین ضرور جاؤنگا غرضکہ خواجہ نے ہر چند منع کیا رستم نے نہ مانا تصویرونکی جانب روانہ ہوا اور بدیع الملک
بھی رستم کے ہمراہ روانہ ہوا الغرض دونون شہزادہ اس ہجوم کو علحدہ کرکے تصویرونکے قریب پہونچے جونہین تصویرون کا
سامنا ہوا دونون تصویرون نے فوراً رو گردانی کی تمام مجمع بدیع الملک اور رستم ثانی کی صورت دیکھنے لگا اسیوقت
یہ خبر والی شہر کو پہونچی اسنے فوج کو حکم بھیجا کہ جلدین دونون جوانونکو گرفتار کرلو اس عرصہ مین وہ دونون جوان خواجہ مسعود
کے مکان پر پہونچے خواجہ مسعود نے پوچھا کہ کیا ہوا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ واقعی اُن دونون پتلون نے ہمکو دیکھ کے
رو گردانی کی تمام لوگ ہماری صورت دیکھنے لگے اور ہر شخص ہماری جانب اشارہ کرکے کہتا تھا کہ وہ دونون جوان یہی ہین
اور کیا عجب کہ ہماری گرفتاری کو فوج بھی آتی ہو خواجہ نے کہا مین پیشتر ہی کہتا تھا تمنے نہ مانا اب جلدی اکل و شرب سے
فارغ ہو جاؤ اور مستعد ہو اور ای جوانو یہ بتاؤ کہ تمنے اپنے حق مین کیا تدبیر دیکھی ہے بدیع الملک نے کہا خدا لے مالک ہے خواجہ نے کھانا
منگایا دونون شہزادہ کھانا کھانے بیٹھے ہنوز فرصت نہین ہوئی تھی کہ فوج نے خواجہ کے مکان کو آکر گھیر لیا اور بعض نے چاہا کہ خواجہ
کے گھر مین دیوارون پر چڑھ کے کودین خواجہ نے منع کیا اور بدیع الملک اور رستم نے کھانے کو چھوڑ دیا تلوارین کھینچکے دروازے
باہر نکل آئے بس پھر تو سنتونکے بنتے ہونا شروع ہوگئے تھوڑی دیر مین تمام فوج بھاگ گئی اور یہ ہر طرح محفوظ و سلامت خواجہ کے
گھر مین داخل ہوئے خواجہ نے کہا ای جوانو تم یہ نہ سمجھو کہ فوج بھاگ گئی ہے عنقریب پھر حملہ ہوا چاہتا ہے اب تو ان مکارون نے
یہ تدبیر کی کہ ہزار ہا سپاہیونے مکان کو گھیر لیا اور مکان کے کسیکو خبر نہوئی اور بیرونی دروازہ قفل لگا دیا تاکہ یہ جوان باہر نہ آئین اور
دیوارون پر سپاہی ایکسیہی مرتبہ چڑھ آئے اور چاہتے تھے کہ مکان مین کود پڑین اور گرفتار کرلین مگر انھون نے تلوارین کھینچ کے
بالاے دیوار وار کرنا شروع کردیے اکثر لشکری بالاے دیوار کشتہ ہوکے نیچے گری اور بیشتر جان بچا کے بھاگ گئے خلاصہ یہ
تین روز تک یہی ہنگامہ رہا اور طرح طرح کی فکرین گرفتاری کی کیجاتی تھین آخر کار چوتھے روز یہ دونون شہزادے گرفتار ہو گئے
جب گرفتہ و بستہ کرکے الماس کور کے روبرو پیش کیے گئے الماس کور نے بکمال غیظ و غضب دونون قیدیون کی جانب
دیکھا اور کہا ای جوانو تمھارا مذہب کیا ہے دونون نے باتفاق کہا ہم مسلمان ہین الماس کور نے کہا ای سرکشو تمکو کچھ خیال اس
بات کا نہ ہوا کہ اس ملک مین ہم گرفتار ہو جائینگے بلاتکلف یہان چلے آئے دیکھنا تم اس سرکشی کے عوض کیسے عذاب سخت سے
ہلاک کیے جاتے ہو یہ کہا اور اسیوقت دونون شہزادون کو گرفتار کیے ہوے جانب فرعونیہ روانہ ہوا اور ان دونون کو
جس وسیع پنجرے مین بند کیا تھا وہ پنجرہ ساختہ تھا قران نے یہ تدبیر کی کہ راتون رات نقب کھود کے سر نقب پنجرے کی تہ مین
نکالا تہ پنجرے کی چوبی تھی اسکو کاٹ کر کے دونون کو نکال لے گیا اور تاریکی شب ہی مین دو گھوڑے اور دو یراق مہیا کیے
دونون نے دو یراق زیب تن کیے اور گھوڑون پر سوار ہوکے اور قران کو یہان چھوڑ کے روانہ ہوے جب دو شہر پر
پہونچے وہان دو راہہ تھا ایک راہرو سے پوچھا یہ دونون راہین کسطرف گئی ہین اُسنے کہا یہ دونون راہین فرعونیہ کیطرف
گئی ہین رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ دو راہین ہین ایک طرف تم جاؤ اور ایک طرف مین جاتا ہون دیکھین پہلے کیا
کار نمایان ظہور مین آتا ہے اور ہم کیا کر سکتے ہین چنانچہ ایک جانب بدیع الملک روانہ ہوا اور دوسری راہ مین رستم ثانی

نے قدم بڑھایا چند روز کے بعد بدیع الملک فرعونیہ کے قریب پہونچا چاہتا تھا کہ شہر فرعونیہ مین داخل ہو دیکھا بیرون
در شہر فرعونیہ ایک تکیہ واقع ہی اسمین فقیر مقیم مین ایک فقیر جو مالک اُس تکیہ کا تھا بدیع الملک کے قریب آیا اور کہا سلام علیک
بدیع الملک نے جواب سلام دیا اور پوچھا تو کون ہی جو مجکو سلام کیا قلندر نے کہا مین تکیہ کا مالک ہون چاہتا ہون کہ آج
تم ایسے جوان ذیشان میرے کلبۂ خانہ مین مہمان رہیں میری عزت افزائی فرمائین کل تمکو اختیار ہی جسطرف چاہنا چلے جانا
شہزادے نے بجاے خود استخارہ کیا بعدہ کہا خیر تیری خاطر ہمکو عزیز ہی اگرچہ کہ ہمکو فرصت بہت کم ہی وہ فقیر شاہزادے کو
تکیہ مین لایا بٹھایا بدیع الملک نے کہا ای شاہ قلندران تمنے بہ رسم اسلام سلام کیا کیا تم مسلمان ہو اُسنے کہا ہان مین مسلمان ہون
بلکہ تمھارے نام سے بھی آگاہ ہون شہزادے نے پوچھا میرا کیا نام ہی اُسنے کہا تمھارا نام نامی بدیع الملک ہی اور یہ نام مجکو از رو
بشارات حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام سے معلوم ہوا ہی جس کام کو واسطے بیان کے ہو اُس سے بھی مجھے اطلاع ہی اور بھی ایک خبر جو
میرے پاس ہی اگر فرماؤ تو بیان کرون شاہزادہ مستفسر ہوا اُسنے کہا فرعون شاہ کا ایک وزیر ہی خواجہ یاقوت نام وہ بھی مسلمان
ہی اگر تمکو منظور ہو تو مین کل تمکو وزیر فرعون کے پاس لیچلون اُس سے ملاقات کرو اور بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ کام کرو اُسی کے مشورے کے
موافق کرو شہزادے نے قبول کیا شب اُسی تکیہ مین بسر کی انواع اقسام کی باتین رہین صبح کو وہ فقیر شہزادے کو خواجہ یاقوت
وزیر فرعون کے یہان لایا جونہین خواجہ یاقوت کی نظر بدیع الملک پر پڑی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور بعزت تمام صدر مین جگہ
دی اور کہا مزاج شریف شہزادے نے کہا الحمد للہ پھر پوچھا حضور کا کیا ارادہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی اگر تمکو بھی اطلاع ہو
خواجہ یاقوت نے کہا ہان مجھکو اطلاع ہی کچھ تم بھی بیان کرو شہزادے نے کیفیت خلاصۂ حال بیان کیا اور کہا ای خواجہ اس بارے
مین تمھارا مشورہ بھی لینا مقصود ہی خواجہ یاقوت نے سنکے کہا ای شہریار مین کیا اور میرا مشورہ کیا تمکو میری عزت افزائی منظور ہو تو
ایسا ارشاد فرماتے ہو آج شب کو یہان توقف کرو جو کچھ میری سمجھ مین آئیگا عرض کیا جائیگا غرضکہ شب کو بعد فراغ طعام وزیر اطمینان
سے شہزادے کے پاس بیٹھا اور کہا شہریار میری راے یہ ہی کہ مجھے ساتھ فرعون شاہ کے دربار مین چلو اور اُس شہر کو اور کیفیت دربار کو دیکھو
جو کوئی مجھسے تمھارا حال استفسار کریگا مین کہونگا میرے برادر زادے ہین شہزادے نے خواجہ یاقوت کی بات قبول کی اور شب کو وہین آرام کیا

اب حال رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی!

خندانیکہ معنی ساز کردہ سخن را این چنین آغاز کردہ اند کہ بعد طی مراحل بسیار رستم بھی نواحی فرعونیہ مین پہونچا صحرا مین دور سے
دیکھا کہ ایک جوان لباس مکلف در بر و تاج مرصع بر سر صید و شکار مین مصروف ہی ناگاہ جھاڑی مین سے ایک شیر ڈکارتا ہوا
نکلا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان پر حملہ کرے رستم ثانی بعجلت تمام اُس جوان کے قریب پہونچ گیا اور پیچھے سے دونون پاؤن گرفت
مین لاکر چرخ دینا شروع کیا پھر بقوت تمام اِس زور سے مارا کہ شیر نقش زمین ہو گیا اور وہ جوان خوف سے بھاگا جب نکل گیا
سمجھا کہ اُس جوان سے شیر کا مقابلہ ہو گیا غالباً اُسکی جانب متوجہ ہوگا ایک بلندی پر استادہ ہوکے تماشہ دیکھنے لگا جب
دیکھا کہ اُس جوان نے شیر کو ہلاک کیا ہی دوڑتا ہوا رستم ثانی کے قریب آیا دست بستہ کہا ای جوان تو انسان ہی یا کوئی فرشتہ
غیبی ہی جو انسان کی صورت سے مشابہ ہوکے اس مجبوری کی حالت مین میرا حامی ہوا انسان سے کسیطرح ممکن نہین ہی کہ
اسطرح کا مقابلہ کرے رستم ثانی متبسم ہوا اور کہا ای برادر فی الحقیقت مین آدمی ہی ہون مشیت خدا مین تیرا ہلاک ہونا مقرر
نہ تھا جو اسوقت مین پہونچ گیا اُس جوان نے رستم ثانی کی طاقت کی بہت تعریف کی پھر اپنے سر سے تاج اُتار کر رستم کے سر پر رکھا
کہا تو میرا برادر حقیقی سے بھی زیادہ عزیز ہی کیونکہ جان سب کو عزیز ہوتی ہی تو نے میرے واسطے اپنی جان کا بھی پاس نہ کیا ایسی
حالت مین تجھ سے زیادہ کسکو عزیز سمجھ سکتا ہون یہ کہا اور اپنے ہمراہ رستم ثانی کو اپنے مکان پر لے گیا

اب حال حیرت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادہ رستم ثانی کا قلمبند ہوتا ہی کہ

فرعونیہ مین پہونچ کے کیا واقعات پیش آئے

سرکشی اور جواب کسکی کو را مجھکو
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو
عشق ابرو کے جنون مین جو چلا شہر سے مین
آج ہی تجھسے زیادہ غم فردا مجھکو
رو ٹھکر اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس
آکے موسیٰ نے دکھایا ید بیضا مجھکو
اُس مسیحا سے جو ہی رشتۂ الفت ناسخ

سامنے خوش آنے نہ جب گردن مینا مجھکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان مین ہی مجھکو
دم شمشیر ہوا جب رہ صحرا مجھکو
زاہد اکعبہ کو میخانے سے جانا ہی محال
نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو
سُنتے مین دانۂ زنجیر طبیبو لکھدو
ناتوانی نے کیا سوزن جیسا مجھکو

ہاتھ پر رکھکے دیا جام شراب پر نور
مجھے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھکو
صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہی شیخ
ہی ہر اک شیشۂ می آبلہ پا مجھکو
دست پیغام بریار مین مکتوب نہین
ہوگیا خال تہ زلف کا سودا مجھکو
بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین چمن

آرایان حدائق روایات عیش قرین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب خسرو شاہ بن قہرمان خواہرزادہ فرعون رستم ثانی کو اپنے لشکر مے گیا اور اُسکے باپ یعنی قہرمان نے رستم ثانی کو دیکھا خسرو شاہ سے پوچھا ای فرزند یہ جوان کون ہی خسرو شاہ نے کہا ای پدر آج اگر یہ جوان مجھ تک نہ پہونچتا تو مین ضرور ہلاک ہوجاتا قہرمان نے کہا کیون خسرو شاہ نے کہا اصلیت اس واقعہ کی یہ ہی کہ مین شکار کو گیا تھا یکایک دیکھتا ہون کہ ایک طرف جھاڑی سے نرہ شیر نکلا اور میری طرف جھپٹا قریب تھا کہ وہ شیر مجکو ہلاک کرے حسب اتفاق یہ جوان مجھ تک پہونچ گیا اور اُس نرہ شیر کو ہلاک کیا اور مین زندہ و سلامت رہا مین نے اس جوان کو اپنا بھائی قرار دیا ہی قہرمان اُٹھا رستم کے گرد پھرا اور کہا ای فرزند اگر اس جوان نے تیری جان بچائی تو مین نے بھی اسے اپنی فرزندی مین قبول کیا یہ وہ دن ہی کہ فرعون کو خبر پہونچی کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش کل کے روز مع فوج و لشکر یہان پہونچ جائینگے نواحی فرعونیہ مین داخل ہوچکے ہین الغرض دوسرے روز خواجہ یاقوت نے شہزادے کو لباس پر تکلف پہنایا شہزادے کو ہمراہ لیا دربار فرعونیہ مین پہونچا اُسکو سجدہ کر کے اپنی جگہ بیٹھا شہزادے کو بھی اپنے پاس ہی بٹھالیا فرعون شہزادے کو دیکھ کے مثل بید کانپنے لگا وزیر سے پوچھا ای خواجہ یاقوت یہ جوان کون ہی اسکو مین نے کبھی نہین دیکھا خواجہ نے کہا ای شہریار افسوس تم اس جوان کو بھول گئے یہ وہ ہی برادرزادہ میرا ہی جو دریا مین غرق ہوگیا تھا قبل اسکے مین نے بارہا خدمت مین عرض کیا ہی کہ میرا برادرزادہ دریا مین غرق ہوگیا ہی مین اُسکی مفارقت مین بہت بیقرار ہون اپنی قدرت خداوندی سے اُسے زندہ کرو اور مجھ تک پہونچا دو خداوند نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ضرور اُسے زندہ کرینگے چنانچہ حسب وعدہ خداوند نے اپنی قدرت سے اُسے زندہ کردیا اور پھر مجھسے استفسار کرتا ہی کہ یہ جوان کون ہی فرعون نے گھبرا کے کہا ہان ہان مین بھول گیا تھا اب یاد آیا بیشک مین نے اپنی قدرت کاملہ سے اس جوان کو زندہ دریا سے نکالا ہی راوی کہتا ہی کہ قہرمان وزیر کی خواہر فرعون شاہ کے گھر مین تھی اسوجہ سے قہرمان فرعون شاہ کا وزیر دست چپ تھا اور خواجہ یاقوت ازبسکہ بڑا دانا اور فائق شخص تھا یہ فرعون کا وزیر دست راست تھا القصہ قہرمان وزیر دست چپ بھی رستم ثانی کو ہمراہ لیے ہوے دربار فرعون شاہ مین لایا فرعون شاہ نے رستم ثانی کی صورت دیکھی اور کہا ای قہرمان یہ جوان کون ہی جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہی قہرمان نے کہا ای خداوند بڑی خیریت ہوئی مصرع رسیدہ بود بلایے ولے بخیر گذشت کل میرا لڑکا شکار کے واسطے گیا تھا وہان ایک نرہ شیر آگیا اور چاہتا تھا کہ تیرے فرزند کو ہلاک کرے یہ جوان پہونچا اور شیر کو ہلاک کرکے تیرے فرزند کو ہلاکت سے بچا لیا مین نے اسے اپنی فرزندی مین قبول کیا ہی فرعون یہ سُنکے خاموش ہو رہا یکایک ہرکارے آئے موقف عرض مین استادہ ہوے دعا و ثناے خداوندی زبان پر جاری کی اور ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پھر کہا ای خداوند محافہ نشین اور قنطورہ پوش آگئے اور عنقریب ملازمت خداوندی حاصل کیا چاہتے ہین فرعون شاہ بہت خوش ہوا اور کہا مجکو اشد انکا انتظار تھا اگر اب بھی نہ آتے تو بلا تعین ابھی فرعون

یہ کہہ رہا تھا کہ محافہ نشین نقاب پوش داخل دربار ہوا اور فرعون کے روبرو سجدے کو جھکا پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا بعد ازاں
چوپان و منصور کلہ بان و منظور پوش آئے اور سجدہ کیا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے محافہ نشین اُٹھا عرض کی یا
خداوند خدا پرست حاضر ہیں اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے فرعون نے کہا آج اُنکو اپنی حراست میں رکھو کل
جو طرح مناسب سمجھونگا باغیچہ بہشت میں بیٹھ کے اُنکے قصے کو فیصل کرونگا محافہ نشین حسب الحکم فرعون اپنے گھر چلا آیا
وہاں فرعون نے شیربانوں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شیروں کی لڑائی دکھاؤ شیربانوں نے دو شیر حاضر کیے کہ ٹہرے کھول دیے
گئے ایک دوسرے پر جھپٹا اسنے اُسکے چلت دی اُسنے اُسکے اور مہیب آواز سے ڈکارنے لگے دفعتاً دونوں
فرعون کی طرف جھپٹے اُسکا دم فنا ہونے لگا گھبرا کے کہا ارے کوئی دوڑو اور میری جان بچاؤ شیر اس طرف
آتے ہیں حالانکہ صدہا ملازم جمع تھے مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُن شیروں کو روکتا بدیع الملک دلاور موجود تھا
اُس شیر بیشہ شجاعت نے جست کی شیروں کے قریب ہو گیا شیروں نے چاہا کہ بدیع الملک پر حملہ کریں شہزادے نے
نہایت چالاکی سے ایک شیر کے پچھلے دونوں پاؤں مضبوط گرفت میں لا کے کھینچے پھر اُس شیر کو دوسرے شیر پر دے مارا
دونوں بیجان ہو گئے تمام فرعون پرستوں میں شہزادے کی جرأت و طاقت کی تعریف کا غل ہوا شہزادہ وہاں سے
چلا آیا اور اپنی جگہ پر قیام کیا سرداروں نے اور اعلےٰ کی نظر شاہزادے کی جانب تھی باہم سرگوشیاں ہو رہی تھیں کوئی کہتا
تھا عجب الخلقت انسان ہے دونوں شیروں کو کس چالاکی سے ہلاک کیا انسان ایک شیر سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اسنے دونوں
کو ہلاک کیا کسی نے کہا اس جوان میں کوئی سمایا ہوا ہے فرعون شاہ نے خلعت خاصہ طلب کیا شہزادہ بدیع الملک
کو دیا بعد ازاں دربار برخاست ہوا فرعون شاہ اپنی محلسرا میں گیا خواجہ یاقوت بھی بدیع الملک کے ہمراہ لیے ہوئے
اپنے مکان پر آیا شام ہوئی بعد فراغ طعام انواع و اقسام کی باتیں رہیں خواجہ یاقوت نے کہا اے دلاور دوران اگرچہ
پہلے بھی فرعون کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ تمھاری ہیبت اُسکے دل میں سمائی ہوئی ہے مگر آج کے تمھارے کارنمایان
نے اُسکے دل پر پورا سکہ عظمت و ہیبت کا بٹھا دیا بدیع الملک نے اُسکے جواب میں کلمات انکساری زبان پر جاری کیے
اور کہا اے خواجہ قابل تعریف اُس [illegible] کی قدرت و شان ہے جسنے انسان ضعیف البنیان کو جملہ موجودات پر شرف بخشا
اور فضلنا بعضکم علی بعض فرمایا اور مبین کیا اور میرا کارنمایاں کیا بڑے بڑے صاحب قدرت و عظمت انسان اُسنے خلق
فرمائے ہیں اسطرح کی گفت و شنید میں رات زیادہ گئی دونوں اپنے بستر خواب پر دراز ہوئے صبح کو فرعون شاہ باغیچہ بہشت
میں آ کے مقیم ہوا خواجہ یاقوت بھی حوائج ضروری سے فارغ ہو کے مع بدیع الملک باغیچہ بہشت میں آیا اُدھر قہرمان نے
دست چپ رستم ثانی کو ہمراہ لایا اور اپنی جگہ پر بیٹھا فرعون شاہ نے حکم دیا کہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والوں
کو لاؤ چنانچہ تمام سردار فرعون کے روبرو حاضر کیے گئے حمزہ ثانی نے فرعون کو بہ رسم اسلام سلام کیا غضنفر چوپان
نے چوب دستی سے حمزہ ثانی کو اذیت پہنچائی اور کہا یہ کیا بیہودگی ہے کہ خداوند کے روبرو خدائے نادیدہ کا نام لیتا ہے
خبردار اب خدائے نادیدہ کا نام نہ لینا فرعون نے برہم ہو کے کہا اے غضنفر چوپان یہ کیا نادانی ہے کہ ہمارے بندوں
کو اذیت پہونچاتا ہے گرچہ اُنکی بھی یہ نادانی ہے کہ ہمارے روبرو خدائے نادیدہ کا نام لیا پھر بھی ہم ہرگز نہیں گوارا کرتے
کہ اُنکو تکلیف ہو نہایت شرم کی بات ہے کہ جو اپنی قدرت سے پیدا کرے اور پھر اُسکی اذیت پر راضی ہو جائے اِن
سب خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والوں کو الماس کوہ میں قید کرو چنانچہ حمزہ ثانی اور تمام سردار فرعون
کے حکم سے الماس کوہ میں قید کیے گئے اور بدیع الملک اور رستم ثانی اُنکی رہائی کے واسطے الماس کوہ کی
جانب چلے خلاصہ یہ کہ سب سردار گرفتہ و بستہ الماس کوہ کی جانب روانہ ہوئے رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک

تھا غروب آفتاب باتجبر فرعون مین مقیم رہے یکایک فرعون اٹھا اور تخت قدرت پر سوار ہوکے محل کیجانب روانہ ہوا تمام جادوگرون نے اپنے مکان کو گئے رستم ثانی اور بدیع الملک بھی وہان سے چلے آئے تمام شب رستم کو فکر رہی کہ تمام سردار الماس کوہ قید ہونے کو گئے ہیں کوئی تدبیر ایسی ہو کہ انکو قید سے رہائی ملے چنانچہ صبح ہوئی اسباب جو دی مہیا کی اور مرکب پر سوار ہوکے الماس کوہ کیجانب روانہ ہوا

راوی رستم ثانی کو الماس کوہ کیجانب سرداران لشکر اسلام کی رہائی کی فکر مین روان رکھتا ہی اور کچھ حال غرابت اشتمال شاہزادہ بدیع الملک کا معرض تحریر مین لاتا ہی

دن بسر ہوتا ہی یون سودے مین کوے یار کے
سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے
چشم وحدت بین سے لازم ہی تماشائے چمن
کوہ و صحرا و علاقے ہین یہ سب سرکار کے
ہم کو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
طے جتنے ہین جو بازار مین تری [illegible] کے
کچھ جو غیرت ہی تو ای سفاک [illegible] بھی
ڈھیر ہوکر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
کعبۂ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
سوزش دل کا بیان کرتا ہون مین دیوانہ آج

دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سایہ مین دیوار کے
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
خار و گل دونون بغل پروردہ ہین گلزار کے
بلبلون کا نکہت گل سے معطر ہی دماغ
لن ترانی کہنے ہو سائل ہین جو دیدار کے
حسن نظارہ وہ نعمت نہین جو دل سے [illegible]
زخم دیتے ہنستے ہین منھ پر تری تلوار کے
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوے یار کے

[illegible] گل سے پھر کھانے مین
[illegible] بیٹھے ہین قابین کو تجھ زمار کے
سر طرف پھوائے ہکو دیکھیے سلطان عشق
کھنچے پیالے کہین شیشے ٹوٹے ہین بچار کے
خواہ مردار دیدہ گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
سیر ہونے نہین بھوکے ترے دیدار کے
تو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ میشے کی طرح
مشتری یوسف کے ہین تجھ [illegible] نہین بازار کے
سرد ہوگی گرم بازاری تری پروانہ آج

شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت کے گھر مین سو رہا تھا یکایک خواب سے بیدار ہوا اپنے کو ایک مقام پر پایا سامنے دیکھا کہ نہایت چست و چالاک ایک عیار سر پر کھڑا ہی شہزادے نے متعجب ہوکے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی اس نے کہا شہزادہ میرا نام کلس ہی اور اس مقام کا نام جو پوچھتے ہو تو صبر کرو میرے بتانے کی ضرورت نہین ہی خود تم کو معلوم ہو جائیگا شاہزادہ نے غیظ و غضب مین آلودہ ہوکے کہا ہاں یہ کیا بات ہی کہ خود معلوم ہوجائیگا اگر معلوم ہی تو کیون نہین بتاتا اس نے کہا تم برخاستہ بے کار ہوتے ہو مین نے تو کہا کہ خود معلوم ہوجائیگا دیر کچھ نہین ہی عنقریب معلوم ہوا جاتا ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک جانب سے چھم چھم کی صدا گوش زد ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ ایک نازنین حور لقا سراپا ناز و ادا ہمراہی چند مہوشان عنبر بو و گل رخان سنبل مو بردوش الفریب دلبلا از ہمہ زینت و زیب تجلی آتی ہی جب قریب آئی شاہزادے کو سلام کیا اور کچھ ایسے انداز محبوبی سے سلام کیا کہ بدیع الملک بہزار جان و دل اس پر فریفتہ ہوگیا ہر مرتبہ دل کا تقاضا تھا کہ صبر محال ہی دست گستاخ دراز کرو مگر پھر اپنے ادب ملامت کی اور کہا ہرگز ایسی بیہودگی جائز نہین آپ سے گذر جانا ہمیشہ ذلت و فضیحت کا سبب ہوتا ہی نہایت سہولت سے کہا ای تاجدار اقلیم خوبی و ای سریر آرائے مملکت محبوبی تو کون ہی اور اس طرف آنے کا کیا سبب ہوا وہ نازنین اپنے نوجوان ہمراہیون کی جانب دیکھکے متبسم ہوئی شہزادے نے کہا واہ یہ طرفہ امر ہی کہ مین تجھسے نام پوچھتا ہون اور تو دوسری جانب متوجہ ہوگئی اس نازنین سراپا حسن و ناز نے سر جھکا لیا ہمراہیون مین سے ایک نے کہا ای ملکہ یہ جوان تجھسے نام پوچھتا ہی اسکو نام سے کیون نہین آگاہ کرتی ہو اس نازنین نے آہستہ جواب دیا اگر تو اپنا نام بتادے سب نے ایکمرتبہ قہقہہ مارا اور کہا ای ملکہ یہ جوان خاص تیرا نام پوچھتا ہی تم اپنا نام کیونکر بتا دین شہزادہ اس نازنین کی اس طرح کی شوخی پر از خود رفتہ ہوا جاتا تھا جب دیکھا کہ یہ نازنین اپنا نام نہین بتاتی کہا مصرع عجب واقعہ و نادرہ ماجرا ست ۔ کیا ہی مسخرہ پن

جو تم سب میری باتون پر ہنستی ہو اس نازنین سے کہا ای جوان تو ہرگز اسطرح کا خیال دل مین نہ لانا ہم ہرگز تجھ کو مسخرہ
نہین سمجھتے یہ آپس کی شوخی تھی جسپر ہنسی آگئی آگاہ ہو کہ مین خداوند فرعون کی دختر ملکہ غزال چشم نام سے
مشہور ہون کل جسوقت تو خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے ہمراہ باغچہ بہشت کی طرف جاتا تھا مین نے تجھ کو
دیکھا تھا اسی وقت سے میرا دل چاہتا تھا کہ مین تجھ سے کلام کرون مگر کوئی تدبیر بن نہ آئی جب بہت مضطر ہوئی
کلس نام عیار کو جو اسوقت تیرے روبرو کھڑا ہی تیرے لینے کو بھیجا یہ عیار میرا ملازم ہی تجھ کو یہان لے آیا
اب مین تجھ سے پوچھتی ہون سچ بتا تو کون ہی اور کہان کا باشندہ ہی بدیع الملک نے کہا ای آرام جان
اپنا نام بتانے مین مجھ کو کچھ عذر نہین ہی البتہ یہ خیال ہی کہ مین نام بتاؤن اور تو میری دشمن ہو جائے تو پھر سخت
مصیبت کا سامنا ہو اس سے یہی بہتر ہی کہ اس سوال سے درگذر۔ ملکہ نے کہا پہلے تو نہین لیکن اس عذر بارد
سے معلوم ہوتا ہی کہ تو مجھسے مسخرگی کرتا ہی اسکے کیا معنی کہ تیرا نام سنکے مین تیری دشمن ہو جاؤنگی شہزادے نے
کہا بخدا یہ مسخرگی نہین ہی اور نہ کسی طرح کی خوش طبعی ہی یقین سمجھ کہ میرا نام سنکے تیری یہ نظر نہ رہیگی جو اسوقت
ہی ملکہ غزال چشم نے کہا ای جوان تو ہر طرح مطمئن رہ بالفرض اگر تو میرے باپ فرعون شاہ کی ہلاکت کا
درپے ہو جائیگا تو بھی مین تیری دشمن نہ ہونگی شاہزادے نے کہا غالبا سنا ہوگا کہ تیرے باپ کو منجمون نے
خبر دی ہی کہ خداپرستون کی فوج سے دو شخص تیرے ملک مین آوینگے ہنگامہ کشت و خون گرم کرینگے
کہ تجھکو ہلاک کرینگے اور تمام ملک مین دین اسلام کو رواج دینگے ای نازنین آگاہ ہو بنا بر اُس پیشین گوئی
کے اُن دونون مین سے ایک مین ہون اور میرا نام بدیع الملک ہی ملکہ غزال چشم نے پوچھا اُس جوان
دوی کا کیا نام ہی شہزادے نے کہا اُس دوسرے جوان کا نام رستم ثانی ہی چونکہ تیرے باپ نے فوج اسلام
کے سردارون اور بیشتر ہمارے عزیزون کو قید کیا ہی ہم دونون اُن سب کی رہائی کے واسطے آئے ہین غزال چشم
اس تقریر کو سنکے ہمہ تن حیرت ہو گئی شہزادے نے سبب حیرت کا پوچھا اُسنے کہا اصل یہ ہی کہ مجھکو مطلق اس واقعہ کی
اطلاع نہ تھی تو سچ کہتا تھا کہ میرا اظہار حقیقت سبب اشتعال طبع ہی چونکہ تیری الفت میرے دل مین اثر کر گئی مجبور ہون
ورنہ ضرور تجھسے برسر پرخاش ہوتی بدیع الملک نے کہا پھر اب تیرا کیا ارادہ ہی ملکہ غزال چشم نے کہا دستور ہی کہ ہر
شخص کے دل کا خیال دوسرے کے دل پر اثر کرتا ہی ظاہر ہی کہ مین تجھپر فریفتہ ہون بالیقین تجھکو بھی گو نہ میرا خیال
ہوگا ایسی حالت مین مجھسے استفسار کی کیا ضرورت ہی جو تیرا ارادہ ہی وہی ارادہ میرا سمجھ بدیع الملک نے کہا میرا
ارادہ ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی اسکی دلیل یہ ہی کہ جب میرا نام سنکے تجھکو تردد ہوا تو میرا ارادہ سنکے کیونکر موافق
ہوگی غزال چشم نے کہا ای جوان مجھ ایسے شخص کے اس کلام سے نہایت تعجب معلوم ہوتا ہی قاعدہ ہی کہ جس امر مین
کوئی چارہ نہین اُسکو ہر طرح اختیار کرنا لازم آتا ہی علی الخصوص الفت و محبت جس سے سب مجبور ہین عام اس سے
کہ ادنی ہو یا اعلی شعر من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم ۔ کہ عشق از پردہ عصمت برون آرد زلیخا را
جب مین ایسی دختر فرعون اپنے نام و ناموس سے قطع تعلق کرکے تیری محبت مین گرفتار ہو گئی تو تیرے ہی ہم
ارادہ ہونے مین مجھکو کیا تردد ہی اب طول کلام سے کام نہ رکھ بلا تکلف بیان کر تیرا کیا ارادہ ہی شہزادے نے
کہا اصل ارادہ میرا دین اسلام کے رواج دینے کا ہی اگر تو دین اسلام قبول کرے فہو المراد ورنہ میرے تیرے
درمیان بجز مفارقت کے چارہ نہین ہی غزال چشم نے کہا ای جوان عشق و محبت مین دین و مذہب کا کیا دخل
ہی عیسی بدین خود موسی بدین خود اس بارے مین بیکار اصرار کرتا ہی اور عبث درپے ہی ہان کچھ اور ارادہ ظاہر کر

شاہزادے نے کہا یہ ارادہ میرا مقدم ہے چند روزہ زندگی جو مشتق محنت سے آخرت میں امید بخشش کی ہرگز نہیں ہوتی
ہر شخص کو چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے انجام پر نظر رکھے مرنا برحق ہے قیامت برحق ہے پرسش اعمال برحق ہے بالفرض
ہزار برس کی بھی زندگی ہو پھر بھی ایک روز ملک الموت کا سامنا ہوتا ہے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام
جملہ موجودات کے واسطے فنا لازم ہے صرف ذات واجب الوجود اس سے محفوظ ہے وحدہ لاشریک ہے ملکہ غزال چشم
شہزادے کی یہ تمام تقریر سنا کی آخر کہا اے جوان بیان کر دین اسلام کے ارکان کیا ہیں شہزادے نے دین اسلام کی حقیقت
کو مدلل بیان کیا پھر ارکان واصول و فروع کو بالتشریح بیان کیا ملکہ غزال چشم مع کنیزان ہمراہی مسلمان ہوئی بعد
بدیع الملک کلس عیار کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عیار طرار تیرا کیا ارادہ ہے کلس عیار نے کہا میں ملکہ کا
تابع فرمان ہوں شہزادے نے کہا تیری ملکہ تو مسلمان ہو گئی غالباً تو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگا اور ملکہ
غزال چشم نے اشارہ کیا چنانچہ کلس عیار بھی مسلمان ہو گیا ملکہ نے پوشیدہ محفل عیش منعقد کی تمام نازنینین
خوب خوب گائیں انواع واقسام کے پرتکلف کھانے پکے شہزادے کی دعوت ہوئی تین روز تک ہنگامہ نشاط گرم
رہا دن کو عید معلوم ہوتی تھی رات کو شب برات کا سما بندھا تھا بدیع الملک اور ملکہ غزال چشم کو ہر روز دونوں
ایک دوسرے کو دیکھ کے دل خوش ہوتے تھے چوتھے روز بدیع الملک کو گونہ تردد لاحق ہوا ملکہ نے سبب استفسار کیا
شہزادے نے کہا اے آرام جان کیا پوچھتی ہو تمہاری خاطر سے میں اس صحبت نشاط و طرب میں شریک ہو گیا ورنہ اصل غرض
میری جد و جہد کی یہ ہرگز نہیں ہے جو موجود ہے بلکہ جب مجھکو خیال آتا ہے کہ تمام سرداران لشکر اسلام اور اکثر بزرگ تیرے
تیرے باپ کے حکم سے الماس کوہ میں مقید ہیں کیا کہوں کیسا ملال ہوتا ہے یہ تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میں خاص
ان سب قیدیوں کی رہائی کے واسطے آیا ہوں میں مصمم ارادہ کیے ہوں کہ ان بارہ ہزار فوج آتشبار کو برہم کروں اور سرداران
لشکر اسلام و جوانان کرام کو اس قید و بند سے آزاد کروں اگر تمکو کچھ حال الماس کوہ کا معلوم ہو بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ ان
قیدیوں کو کس طرح رہائی ملے اس نے کہا شہریار بخدا مجھکو الماس کوہ کی مطلق خبر نہیں ہے ورنہ میں ضرور بیان کر دیتی شہزادے نے
کہا خیر مجبوری ہے اب مجھکو خواجہ یاقوت کے ہاں پہنچا دے غزال چشم نے کہا آئندہ ملاقات کب ہوگی شہزادے نے
کہا انشاء اللہ آئندہ پھر ملاقات ہوگی بشرطیکہ تمام سرداران لشکر اسلام قید و بند فرعون سے رہا ہو گئے اور اگر خدانکردہ
نوع دیگر پیش آیا یعنے وہ سردار قید سے رہا نہوے تو مشکل ہے غزال چشم نے کہا اے جوان تمکو اسقدر بے اعتنائی زیبا نہیں ہے
میں نے نہایت جرات کر کے تمکو یہاں بلایا ہے شہزادے نے کہا میں بالکل مجبور ہوں اگر تمکو ایسی ضرورت لاحق ہوتی تو تم
ہرگز کبھی یہاں سے نہ جاتا ملکہ غزال چشم مجبور ہوئی کلس عیار کی جانب اشارہ کیا کلس عیار نے بحفاظت تمام شاہزادے کو
خواجہ یاقوت وزیر دست راست کے یہاں پہنچا دیا خواجہ یاقوت نے جو شہزادے کو پانچ روز کے بعد دیکھا نہایت
متعجب ہوکے کہا اے شہریار تمکو خوب معلوم ہے کہ اس شہر فرعونیہ میں جسقدر لوگ تمہارے دشمن ہیں مگر تمکو کچھ خیال اس
بات کا نہیں ہے آج پانچ روز کے بعد یہاں تشریف لائے ہو کہاں تھے جو نہیں آنا ہوا شہزادے نے غزال چشم دختر
فرعون شاہ کی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اب بھی میں زبردستی یہاں تک پہونچا ہوں ورنہ غزال چشم مجکو زیادہ قیام کے
واسطے مجبور کر رہی تھی اور پوچھا اے خواجہ الماس کوہ کے مقدمے کی بھی خبر ہو اور یہ بھی کچھ حال معلوم ہے کہ وہ سردار کہاں
ہیں اور کس طرح مقید ہیں خواجہ یاقوت نے کہا اے شہریار مجکو الماس کوہ وغیرہ کے مقدمے کی مطلق اطلاع نہیں ہے
ہاں یہ ممکن ہے کہ میں فرعون شاہ سے تمہارے روبرو اس حال کو دریافت کروں گا غالب گمان یہ ہے کہ فرعون
کل حال مفصل بیان کر دیگا پس تمہارا مطلب حاصل ہو جائیگا چنانچہ وہ شب انواع واقسام کے حرف و حکایات میں

بسر ہوئی صبح کو خواجہ یاقوت حضرت بدیع الملک سے ہوا دربار فرعون شاہ میں پہونچا اپنی جگہ پر بیٹھا آج خواجہ یاقوت
کے بشرے سے آثار تردد معلوم ہوتے تھے فرعون نے کہا ای وزیر خیر باشد تیری صورت سے دریافت ہوتا ہے کہ تجھکو
کسی نوع کا تردد ہے بیان کر یہ کیا واقعہ ہے خواجہ یاقوت نے کہا واقعی مجھکو نہایت تردد لاحق ہو گیا ہے سبب اسکا یہ ہے
کہ جو خدا پرست الماس کوہ میں قید کیے گئے ہیں اُنکے عیاروں کی تعداد کثیر ہے اور ہر ایک عیار اپنی فن عیاری
میں مثل اور نظیر نہیں رکھتا ہے ممکن ہے کہ اُن عیاروں میں سے کوئی عیار الماس کوہ میں پہونچ جائے اور اُن
قیدیوں کو رہا کرلے جائے اُس وقت سخت خرابی کا سامنا ہوگا فرعون شاہ یہ سنکے متامل ہوا بعدہ کہا ای
خواجہ الماس کی دو راہیں ہیں ایک راہ خشکی کی ہے اُسطرف طلسم ہے دوسری راہ تری کی ہے اُسطرف بھی طلسم ہے
کون ایسا ہے جو الماس کوہ میں جا سکتا ہے البتہ وہ شخص وہاں پہونچ سکتا ہے جو اُن راہوں کے طلسم کو
توڑے اور ساز مشوش کو ہلاک کرے بغیر اسکے کوئی الماس کوہ میں نہیں جا سکتا اور خدا پرستوں کو نہیں
رہا کر سکتا خواجہ یاقوت نے متعجب ہو کے پوچھا ای خداوند وہ ساز مشوش کہاں ہے جسکا ابھی نام لیا فرعون
نے کہا تعجب ہے کہ آج تک تو ساز مشوش سے واقف نہیں ہوا خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اگرچہ میں تیرا پیغمبر
ہوں اور تیری تعلیم کے موافق بیشتر رموز کی اطلاع ہے لیکن اسقدر دسترس نہیں ہے کہ علم خداوندی میں پورا
پورا دخل ہو جائے ہاں اگر کچھ مفصل بیان ہو تو معلوم ہو فرعون شاہ نے کہا بیشک یہ حال تجھکو نہ معلوم ہوگا
ای خواجہ جانب شمال ایک شہر ہے نہایت وسیع و آباد اہل شہر خوش و خرم پردۂ دنیا پر اُس شہر وسیع کا نام ہے
مراد ہے اُس شہر کا والی و فرمانروا ایک بادشاہ عالی جاہ ہے کسی کا خراج گزار و تابع فرمان نہیں ہے خود
مختاری کے ساتھ حکومت کرتا ہے علاوہ حشم و خدم اور آبادی خزانہ کی صرف سات لاکھ اُسکے فوج کے
سواروں کی تعداد ہے پیادوں کا ذکر نہیں اُسکے ملک کی سرحد میں دار السلطنت سے چند فرسخ کے فاصلے
پر ایک دریا واقع ہے اندرون دریا ایک گنبد ہے بلندی اُس گنبد کی قریب ایک ہزار سات سو گز کے ہے
گرد اُس گنبد کے وہ دریا بہ نسبت اور مقامات کے بہت زیادہ گہرا ہے ہر وقت اُس گنبد کے گرد پانی چکر کھایا
کرتا ہے ہر ایک کی جرأت اُس گنبد کے قریب جانے کی نہیں ہوتی ای خواجہ تمام دن اُس مقام پر سناٹا رہتا
ہے رات کو اُس گنبد سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہے اُس ہاتھ میں گوہر شب چراغ ہوتا ہے جسکی روشنی تین فرسخ تک
جاتی ہے تمام شہر مراد میں اُسی گوہر شب چراغ سے روشنی ہوتی ہے چراغ روشن کرنے کی کچھ ضرورت نہیں
ہوتی اور ایسی تیز روشنی ہوتی ہے کہ شب کو بھی روز روشن کا سمان ہوتا ہے ہر شخص اُس روشنی کے سبب سے
مثل دن کے شب کو بھی کام کر سکتا ہے اگر احیاناً کسی اہل شہر نے چراغ روشن کیا بس فوراً اُس گنبد طلسمی
سے ایک تلوار پیدا ہوتی ہے جسکے وار سے چراغ روشن کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ چراغ بھی
گل ہو جاتا ہے بیشتر ایسا اتفاق ہوا اب کسی شخص کی جرأت چراغ روشن کرنے کی نہیں ہوتی ہے اُسی گنبد میں
ساز مشوش بھی وہیں ہے ای خواجہ یہ عقدہ حل ہونا بہت دشوار ہے صرف ساز مشوش ہی کے ہلاک ہونے پر
طلسم کا شکست ہونا موقوف نہیں ہے بلکہ ساز مشوش کے ہلاک ہونے کے بعد ابر نمودار ہونگے جن پر خاص
طلسم موقوف ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ ساز مشوش ہلاک نہ کیا جائے اور وہ ابر نمودار ہو جائیں یہ ممکن نہیں
خواجہ یاقوت نے کہا ای خداوند اسوقت تیرے اس بیان سے مجھکو اطمینان ہوا ورنہ میں سمجھا تھا کہ مسلمان
آگئے ہیں اُنکے عیار اپنے کمال فن عیاری سے اُن قیدیوں کو رہا کر لے جاویں گے کیا کہوں کہ تمام رات

اس فکر مین نیند نہ آتی تھی یہان تک کہ صبح ہو جاتی تھی دن کو بھی اس خیال مین مبتلا رہتا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ایسا نہو کہ خداوندی محنت رائگان ہو جائے فرعون ہنسا اور کہا ای خواجہ ہماری قدرت کا کوئی ایسا فعل نہین ہی جو مستور نہ ہو یہ سب کرشمہ میری ہی قدرت کا ہی خواجہ یاقوت نے کہا بہت درست ارشاد ہوا مجھکو خوب معلوم ہی اور کسطرح نہ معلوم ہو مین تو تیرا پیغمبر ہون شب کو خواجہ یاقوت فرعون کے پاس سے اپنے گھر مین آیا بدیع الملک نے کہا ای خواجہ اب مجھکو اجازت دو تا کہ مین شہر مراد کی سیر کرون خواجہ یاقوت نے کہا شہریار اسقدر عجلت نچاہیے

بزرگون کا قول نہین سنا ہی قطعہ
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال
کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
عنان دل بدہ تو صبر دگر تا بید
تو دست و پای زنی زان خطر برون نآئی
مکن شتاب در آئین حلم رو متاب
کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی
عنان ز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل
اگر بغیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

مین نے بجائے خود ایک فکر قرار دی ہی جس کے سبب تم شہر مراد مین مع فوج و لشکر جاؤ گے اور کام حسب مراد انجام پائیگا بے سرو سامانی سے جانا ہرگز قرین عقل نہین ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ بزرگون کا قول بہت صحیح ہی مگر مین نے بھی بجائے خود ایک فکر قرار دی ہی جسکے واسطے فوج و لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی انشاء اللہ بے سرو سامانی ہی سبب مراد حاصل ہونے کی ہوگی خواجہ نے کہا تمکو اختیار ہی میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا اُسکا ذکر کیا آیندہ تو دانی دکار تو الغرض دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک خواجہ یاقوت سے رخصت ہوکے شہر مراد کی جانب روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل قریب ایک باغ کے پہونچا جہان سوداگرون کا قافلہ مقیم تھا قریب قافلے کے پہونچ کے اہل قافلہ سے ایک شخص کو قریب اپنے بُلایا اور پوچھا ای برادر کچھ تمکو معلوم ہی کہ یہ قافلہ کسکا ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے از سرتا پا شہزادے کو دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلے کا حال پوچھتے ہو شہزادے نے کہا مین کوئی ہون تمکو اگر معلوم ہو تو بیان کرو وہ شخص قافلے مین واپس گیا اور ایک اور شخص کو اپنے ہمراہ لایا اُس سے کہا یہ جوان ہمسے اس قافلے کا حال دریافت کرتا ہی اور اگر اس جوان کا حال دریافت کرتے ہین تو کچھ نہین بیان کرتا دوسرے شخص نے کہا پھر کیا مضائقہ ہی اور شہزادے کی طرف متوجہ ہوکے کہا ای جوان یہ قافلہ شہر مراد کیجانب جاتا ہی اور اس قافلے کا سردار خواجہ سالار نام ہی شہزادے نے کہا ہم تمھارے سردار سے ملاقات کر سکتے ہین اُسنے کہا ہان مگر ہم سردار قافلہ سے اجازت لے لین شہزادے نے کہا کیا مضائقہ ہی وہ دونون شخص خواجہ سالار بربری کے پاس گئے اور حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ سالار بربری بھی شہزادے کی ملاقات کا مشتاق ہوا اور کہا لاؤ اُس جوان کو کہان ہی وہ دونون شخص شہزادے کے پاس آئے کہا چلو ہمارے سردار نے تمکو بلایا ہی شہزادہ اُن دونون کے ہمراہ خواجہ سالار بربری کے پاس قافلے مین گیا جونہین خواجہ سالار بربری کی نظر شہزادے کی ہیبت پر پڑی سمجھا کوئی رہزن ہی باواز بلند کہا ای فلان اس جوان کو یہان نہ لاؤ وہین مقیم رہنے دو مین خود وہین آکے اس سے ملاقات کرونگا وہ دونون شخص اہل قافلہ شہزادے کو پھر اُسی مقام پر لے آئے اور کہا ای جوان یہ بات برا ماننے کی نہین ہی نہین معلوم ہمارے سردار کے دل مین کیا شک گذرا جو واپس کیا اس عرصے مین خواجہ سالار بربری خود شہزادے کے پاس آیا اور کہا ای جوان مین چاہتا ہون کہ تو اپنے ہمراہیون کو خبر نہ کر جس چیز کی ضرورت ہو بلا تکلف ہمسے مانگ لے ورنہ بیکار کشت و خون ہوگا اور مطلب وہی حاصل ہوگا جو مین اسوقت کہرہا ہون بدیع الملک سمجھ گیا کہ یہ لوگ مجھکو قزاق جانتے ہین کہا ای خواجہ تم بیکار میری جانب سے مشکوک ہو مین قزاق و راہزن نہین ہون جو راہ زنی کے واسطے آیا ہون بلکہ مین مسافر ہون خواجہ بربری نے کہا اگر تم مسافر ہو تو بیان کرو کسطرف کا عزم ہی بدیع الملک نے کہا بالفعل مین شہر مراد

طرف جانیکا ارادہ رکھتا ہون ازبسکہ کوئی رفیق ہمراہ نہین رکھتا ہون تمکو یہان مقیم دیکھا اس خیال سے کہ شاید تم میری
ہمراہی قبول کرو تمھاری ملاقات کا خواہان ہوا خواجہ نے پوچھا تمھارا کیا نام ہی شہزادے نے کہا مجھکو بدیع الملک
بن نور الدہر کہتے ہین جو ہین خواجہ بربری نے نام شہزادے کا سُنا شہزادے کے پاؤن پر گر پڑا اور دست بستہ کہا
ای شہریار مین بھی مسلمان ہون اور میرا وطن ملک بربری ہی زہے نصیب میرے کہ تم ایسے عالیجاہ کی شرف قدمبوسی
سے مشرف ہوا بدیع الملک بھی خواجہ کے مسلمان ہونیکا حال سُن کے بہت خوش ہوا اور متبسم ہو کے کہا ای
خواجہ تمنے مجھکو قزاق ہی قرار دے لیا تھا خواجہ نے منفعل ہو کے کہا ای شہریار معاف فرمائیے مین نے لاعلمی کی
حالت مین ایسا خیال کیا پھر اپنے ساتھ شہزادے کو خیمہ مین لے گیا صدر مین بٹھایا اور خود دلازمونکی طرح خدمت
بجالایا انواع و اقسام کی باتین شروع ہوئین اہل قافلے سے جو کوئی آتا تھا بکمال ادب بدیع الملک کو سلام کرتا تھا

اب کچھ حال حیرت اشتمال شہزادہ والاشان رستم ثانی بن ایرج نوجوان معرض بیان مین آتا ہی

اس چمن میں ہیں بیشمار درخت | یہ کہاں مثل قد یار درخت | وہ تماسرو قد ہی بے سایہ | صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت
تیرے سوزدرون سے کیا نسبت | ہین جہان انسان اور چنار درخت | آنکھین بادام ہین زنخدان سیب | قد جانان ہی میوہ دار درخت
سر کٹائے جو باغ مین ہین کھڑے | تکتے ہین تیرا انتظار درخت | مجھکو شاخون کی جا دکھاتی ہی | ہجر کی تیغ آبدار درخت
نخل تن یان ہمیشہ ہی بے باغ | پھول لاتے ہین ایکبار درخت | تا قیامت خلل نہین ناسخ | نخل غم کیا ہی پائدار درخت

مرآت ضمیران صفاپرور و مجلی فروشان نورگستر بہار پیرایان فیض رسان چمن آرایان باغ جہان نقشبندان بدیع اخبار
چہرہ پردازان غریب آثار دست یاری انگشت قلم سے وانہائے نقاط پر سجہ گردانی ابر فیسان کرم سے اصداف قلوب
پر درافشانی زبان سحر بیان حکمت توامان سے معجز بیانی اس روشن دلی اور سرسبزی رازدانی سے فرماتے ہین کہ جب
رستم ثانی شہر فرعونیہ سے باہر آیا الماس کوہ کی راہ لی خیزاخیز چلا جاتا تھا ایک قافلے کے قریب پہونچا اہل قافلہ سے
اُس قافلہ کا حال پوچھا اور یہ بھی پوچھا کہ یہ قافلہ کس طرف جائیگا انھون نے کہا ای جوان الماس کوہ کے قریب
ایک شہر کافوریہ نام سے مشہور ہی یہ قافلہ وہین جائیگا رستم ثانی اس حال کو سُن کے بہت خوش ہوا اور کہا
ہم سالار قافلے سے ملاقات کرسکتے ہین اُن سب نے کہا کیا مضایقہ ہی ہم جاتے ہین قافلہ سالار کو خبر کرتے ہین تم یہین
مقیم رہو سالار قافلہ جو کچھ جواب دیگا اُسکے موافق عمل کرینگے چنانچہ ایک شخص سالار قافلہ کے پاس گیا اور کہا ای
خواجہ اسوقت ایک جوان اسطرف وارد ہوا ہی اور تمسے ملاقات کرنا چاہتا ہی خواجہ نے کہا وہ جوان خاص میری
ملاقات کو اسطرف آیا ہی یا حسب اتفاق اسطرف وارد ہو گیا ہی اُسنے کہا اس حال کو مفصل مین نہین بیان کرسکتا مگر
قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ خاص تمھاری ملاقات کو اسطرف نہین آیا ہی خواجہ نے کہا اُس جوان کی وضع و قطع کیا ہی اُسنے
رستم کا حلیہ بیان کیا خواجہ چند لمحہ متامل ہوا بعدہ کہا اچھا جاؤ اُس جوان کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ رستم ثانی سالار
قافلے کے پاس آیا جونہین خواجہ کی نظر رستم ثانی کی صورت پر پڑی تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا نہایت ادب سے اپنے پہلو مین
جگہ دی کہا ای جوان تم کون ہو اور کسطرح اسطرف آنیکا اتفاق ہوا رستم ثانی نے کہا ای خواجہ مثل تمھارے مین بھی تجارت
پیشہ ہون حسب اتفاق اسطرف گذر ہوا تمسے ملاقات ہوئی خواجہ نے بغور رستم کی صورت دیکھی کہا ای جوان تعجب ہی
کہ تم مجھسے اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو حالانکہ مجھکو قبل تمھارے یہان پہونچنے کے تمھاری خبر ہو چکی شہزادہ رستم
ثانی نے پوچھا کیا خبر ہو چکی ہی اُسنے کہا بیطے یہ بتاؤ کہ تم رستم بن ایرج ہو یا نہین رستم بہت متعجب ہوا کہا ای خواجہ واقعی میرا

یہی نام ہی سچ بتاؤ تیسے کیسے کہا اُسنے کہا شہریار مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بشارت دی ہی کہ رستم ثانی سرداران لشکر اسلام کی خلاصی کی غرض سے الماس کوہ کو جاتا ہی عنقریب یہان پہونچا چاہتا ہی اُس سے ملاقات کرنا وہ تجھکو ہمراہ لے کے الماس کوہ کی طرف جائیگا آج دوسرا روز ہی کہ تیرے انتظار مین مقیم ہون بارے تو یہان پہونچا جسوقت مجھکو لوگون نے خبر دی اُسی وقت مجھکو شک گذرا فقط آج کا روز تو یہین بسر کرنا چاہیے کل دربند کافوریہ کی طرف روانہ ہونگے رستم ثانی نے کہا ای خواجہ تیرا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھکو خواجہ فضل کہتے ہین شاہزادہ رستم ثانی بہت خوش ہوا وہ رات اُسی جگہ بسر ہوئی طرح طرح کی باتین رہین شعر روز دیگر کین جہان پر غرو د مافت از سر چشمۂ خورشید نور صبح کو سامان سفر درست ہوا جانوران باربرداری اسباب سے بار کیے گئے اور الماس کوہ کی جانب کوچ کیا چند منزلین طی کی تھین کہ ایک دریا دور سے نظر آیا جب کنارے دریا کے پہونچے کشتیان کرایہ کین اُنمین سب سوار ہوے کشتیان ایک جانب دریا مین روانہ ہوئین ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ہوائے تند چلی کشتیان متوحش ہوے آواز بلند کی اب لوگ ہوشیار ہو جائین طوفان آیا ہی موج بڑا ہوا کے جھونکے سے کشتیان تہ وبالا ہونا شروع ہوئین ہر ایک ملاح نے عنان کشتی قضا وقدر کے سپرد کی سواران کشتی گھبرائے ہوے ہر جانب جا روز نے پھرتے تھے دفعتاً تمام کشتیان منقلب ہو کے دریا مین غرق ہو گئین رستم ثانی کی بھی کشتی غرق ہو گئی اور غرق ہوتے ہی رستم ثانی نے جو آنکھ کھولی اپنے کو طوق و زنجیر مین بستہ پایا غریق بحر حیرت ہو گیا دل مین کہا خداوندا یہ کیا معاملہ ہی این گل دیگر شگفت اسی سے زمانے کو بوقلمون کہا ہی یہان ہر لمحہ نیا رنگ پیش نظر ہوتا ہی کہان تو یہ خیال تھا کہ غیب سے یہ سامان پیدا ہوا کہ ایک معین و مددگار مل گیا ہی سرداران لشکر اسلام کی رہائی مین سہولت ہو گی کچھ بخوبی کوشش کرین گے کچھ خواجہ فضل معین و مددگار رہنمائی کافی ہو گی کہان یہ طرفہ ماجرا پیش نظر ہی کہ دریا کا سفر کرنا اختیار کیا کشتیون پر سوار ہوے حسب اتفاق طوفان کا بھی آنا ضروری تھا دیکھیے اس قید و بند سے کب اور کسطرح رہائی ملتی ہی مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ٭ خواجہ فضل بھی موجود نہین ہی جس سے اس حال کی حقیقت پوچھین شکایت کرین خداوندا تو ہی اپنے بندے کا حامی و مددگار ہی ہر ایک مبتلاے مصیبت و زحمت کو نجات دینے والا ہی شعر نداریم غیر از تو فریاد رس ٭ توئی عاصیان را خطا بخش و بس ٭ اب شہزادے کا یہ حال ہی کہ کبھی اپنے دست و پا کی طرف دیکھتا ہی اور کبھی طوق و زنجیر کیطرف نظر کرتا ہی اور خیال کرتا ہی کہ مین ابھی غرق دریا ہو گیا تھا اس طلسم سے طوق و زنجیر مین بستہ کرنے والا کون تھا راوی کہتا ہی کہ یہان طلسم ہی اور آخرجہ ماہی خوار نام اس طلسم کا داروغہ ہی [illegible] کو اُسیطرح گرفتہ و بستہ آخرجہ ماہی خوار زنگی کے پاس لائے آخرجہ زنگی اُسوقت کسی ضروری کام مین مصروف تھا الغرض تھوڑی دیر تک رستم ثانی اُسی طرح گرفتہ و بستہ گنہگارون کی طرح استادہ رہا جب آخرجہ ماہی خوار فارغ ہوا رستم ثانی کی طرف متوجہ ہوا اور سرتاپا بغور دیکھ کے کہا ای جوان تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی رستم ثانی نے کہا کون کی نسبت تو کیا حال بیان کرون البتہ یہ کہ سکتا ہون کہ مجھکو رستم ثانی کہتے ہین آخرجہ ماہی خوار نے متبسم ہو کے کہا کچھ مجھکو معلوم ہی کہ تو کسطرح گرفتار ہوا اور کس نے تجھکو گرفتار کیا رستم ثانی نے کہا اس بات کو بھی مین مفصل نہین بیان کر سکتا اسقدر مجھکو معلوم ہی کہ مین ایک طرف چلا جاتا تھا ایک قافلے کو دیکھا سالار قافلہ سے ملاقات کی وہ دلداری سے پیش آیا مین اُسکے ساتھ روانہ ہوا اثناے راہ مین دریا حائل تھا کشتیان کرایہ کین دریا مین روانہ ہوا طوفان آیا سب کشتیان غرق ہو گئین میری کشتی بھی غرق دریا ہو گئی مین سمجھتا تھا کہ ہلاک ہو گیا لیکن آنکھ جو کھولی اپنے کو گرفتہ و بستہ پایا جسطرح تو اسوقت مجھکو

تو دیکھ رہا ہی آخر جب زنگی اپنے ملازمون کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اس جوان کو بادشاہ کی خدمت مین لے جاؤ
بادشاہ کا نام ملک کافور تھا غرضکہ رستم ثانی کو ملک کافور کے روبرو لائے ملک کافور نے رستم ثانی کی
طرف متوجہ ہو کے کہا ای جوان تو کون ہی ملازمون نے عرض کی شہریار یہ جوان وہ ہی کہ فرعون شاہ کو
نجومون نے بطور پیشین گوئی یہ خبر دی تھی کہ دو جوان تیرے ملک مین آئینگے اور وہ دونون تجھکو تخت سلطنت سے
تختۂ تابوت پر پہونچا دینگے مملکت فرعونیہ کو اسلام آباد کرینگے فرعون پرستی کی بنا کو نیست نابود کرینگے
ملک کافور نے کہا وہ دوسرا جوان کہان ہی اور اسکا کیا نام ہی ملازمون نے کہا اس جوان کا نام بدیع الملک ہی
اسکا ابھی پتا نہین لا ہی ملک کافور نے رستم ثانی سے کہا ای جوان تو اپنے کو دیکھ رہا ہی کہ کسطرح گرفتار و مجبور میرے
روبرو کھڑا ہی اس حالت مین تیرا کیا ارادہ ہی رستم ثانی نے کہا ای بادشاہ میرا ارادہ تو جو کچھ ہی وہ ہی مگر اپنا مطلب
بیان کر اُسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ اپنے دین آبائی سے دست بردار ہو اور بصفائی قلب و خلوص نیت دین
فرعون کو قبول کر یاد رکھ فرعون ایسا خداوند اب نہین دستیاب ہوگا رستم ثانی نے کہا استغفر اللہ ای
کافور شاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم گرفتہ و بستہ مجبور تیرے روبرو استادہ ہین تو اپنے دین حق کو چھوڑ دینگے
ہم خدا پرست ہین ہمنے فرعون ایسے صدہا کتون کو ہلاک کیا ہی اور کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ فرعون ہمارے ہاتھ سے
زندہ بچ جائیگا دیکھنا کہ کس ذلت و فضیحت سے اُسکا بھی کام تمام کرتا ہون ملک کافور نے کہا ای جوان تو نہین
جانتا کہ تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی اگر حکم دون تو ابھی ایک لمحہ مین تو ہلاک کیا جاتا ہی تو اپنے کو دیکھ اور فرعون
ایسے خداوند کی نسبت ایسے کلمات گستاخانہ کہنے کو دیکھ اگرچہ مین بھی کچھ تعرض نہ کرون پھر بھی خداوند فرعون
مین بڑی قدرت و طاقت ہی اگر اُسکا قہر نازل ہو جائے تو ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے مگر یہ کہ اُسکا رحم و کرم
ہر بندے کے حال پر بیحد و نہایت ہی رستم ثانی نے کہا تو اُسکا معتقد ہو جو کچھ دل مین آتا ہی کہتا ہی لیکن مین تو
اُسے مزبلہ کے سگ خارشتی سے بھی بدتر سمجھتا ہون چونکہ ملک کافور کے تمام ملازم فرعون پرست تھے
سبنے بالاتفاق کہا ای بادشاہ اس جوان سے زیادہ باتین کر کے خداوند فرعون کے حق مین کلمات نازیبا
سُننا ہرگز قرین عقل نہین ہی بہتر یہ ہی کہ یا تو اس جوان کو اسکی گستاخی کی سزا سخت دیجائے یا اور جو حکم مناسب
ہو وہ صادر فرمایا جائے ملک کافور نے کہا ابھی اسکو اس گستاخی کی سزا دینا نامناسب معلوم ہوتا ہی لیجاؤ اسکو
قید کرو ملازم کشان کشان شہزادے کو قید خانے مین لائے اور ہر چہار جانب اُس قید خانے کے پہرے مقرر کیے
راوی کہتا ہی کہ اُسوقت کافور شاہ کے دربار مین ایک فقیر رند مشرب موجود تھا جسکی تمام عمر دزدی اور رندی مین
گذری تھی اُسنے جو رستم ثانی کے کلمات بیباکانہ اور دلیرانہ کافور شاہ کے روبرو سُنے دل مین کہا یہ شخص بڑا
جری اور دلیر معلوم ہوتا ہی حالانکہ بستہ و گرفتہ ہی پھر بھی تیور پر میل نہین ایسے شخص کو رفاقت مین لینا بہت بہتر بات
ہی یہ سب گدھے جمع ہین انکو اسجوان کی کیا قدر و وقعت معلوم ہوگی جب تک کافور شاہ اور رستم ثانی مین گفتگو ہوتی رہی
یہ خاموش بیٹھا رہا جب رستم ثانی کو قید خانے مین لے گئے یہ بھی وہان سے اُٹھا اور عقب مین رستم کے روانہ ہوا
جب رستم ثانی قید خانے مین داخل ہو چکا یہ اپنے مکان پر چلا آیا اور دل مین سوچتا تھا کہ کیا ایسی
تدبیر عمل مین لاؤن جو یہ جوان دستیاب ہو آخر راتون رات اپنے مکان سے اُس قید خانے تک
نقب کھودی تا اینکہ سر نقب قید خانے مین کھلا اور وہ فقیر قید خانے مین داخل ہوا رستم ثانی نے جو ایک
شخص غیر کو نقب سے نکل کے اپنے قریب آتے دیکھا متعجب ہو کے کہا تو کون ہی اُس نے کہا ای جوان گھبرا نہین

مین کوئی تیرا ایذا دہندہ نہین ہون بلکہ تیرے دوستون سے ہون رستم ثانی نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کہ تو کون ہی اور
کیون قیدخانے مین اسوقت میرے پاس آیا ہی اُسنے کہا بس خاموش رہو جو حقیقت ہی تم پر ظاہر ہو جائیگی اور
قید و بند کو شہزادہ رستم کے دست و پا سے وا کیا پھر کہا چلو اس نقب سے میرے ہمراہ مکان پر پہونچ کے
کیفیت بیان کرونگا یہان توقف کرنا مناسب نہین ہی ہر چہار جانب نگران بیٹھے ہین مبادا میری تمہاری آواز
سنین تو سخت قباحت ہی تم تو خیر لیکن مین ہرگز زندہ نہین بچونگا شہزادہ رستم اُس فقیر کے ہمراہ نقب کی راہ
سے فقیر کے مکان پر آیا دیکھا مکان نہایت پر تکلف ہی فرش صاف و سفید بچھا ہوا ہی صدر مین مسند تکیہ لگا ہی
فقیر نے شاہزادے کو مقام صدر مین بٹھایا اور خود مودبانہ لازمون کی طرح شاہزادے کے روبرو دو زانو
بیٹھا شہزادے نے کہا ہان ای عزیز بیان کر تو کون ہی جو اس دلداری سے ایسے وقت سخت مین مجھسے پیش آیا
اور غرض اس جفاکشی کی کیا اُس فقیر رند مشرب نے دست بستہ کہا ای جوان ذیشان تو کل کے روز کافور شاہ
کے روبرو مجرمون کی طرح گرفتہ کرکے لایا گیا تھا ہر چند کہ کافور شاہ نے تجھکو بہت کچھ سخت و سست کہا لیکن
تو نے بھی اُسکو جواب ترکی بہ ترکی دیا حالانکہ تو گرفتہ و بستہ اُسکے روبرو استادہ تھا بس مجھکو تیری اُسوقت کی
دلیری بہت پسند آئی کیونکہ مین وہان موجود تھا اور تمام گفتگو میری موجودگی مین ہوئی مین متحیر تھا کہ کس طرح تجھکو
اس قید سے رہا کرون بارے یہ تدبیر میری سمجھ مین آئی جو مین تجھکو نقب کے ذریعے سے رہا کر لایا اگرچہ مین ایک
مرد فقیر رند مشرب ہون اور میرا پیشہ نہایت ذلیل و خراب ہی مگر کیا کہون کہ مین کس وجہ سے تجھسے خوش ہون
میرا دل اُسی وقت چاہتا تھا کہ تجھکو رہا کرنے کی کوشش کرون مگر یہ سمجھکے خاموش ہو رہا کہ شاہی دربار کے
سب متفق مین تنہا کیا کر سکتا ہون خواہ مخواہ اپنے کو تکلیف دینا ہی اور مطلب کا حاصل ہونا محال ہی شعر
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ٭ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد ٭ شاہزادے نے نام پوچھا اُسنے کہا مجھکو مظفر دزد کہتے
ہین شہزادہ بہت خوش ہوا اور کہا ای عزیز مظفر مین تیرا ممنون و مشکور رہون کہ تو نے اس وقت ناچاری
مین مجھکو مدد دی اب یہ بیان کر کہ تیرا مذہب کیا ہی اُسنے کہا میرے مذہب کو کچھ نہ پوچھو اگرچہ مین بھی مثل ملک کافور
وغیرہ کے فرعون پرست ہون لیکن اصل امر یہ ہی کہ مین ان بدبختون کو بالکل ہیچ پوچ سمجھتا ہون فرعون شاہ
کیا پاپوش ہی جسکو سب خداوند سمجھتے ہین اور ملک کافور کیا چیز ہی این ہمہ شکل پر اسے اکل سمجھو لیکن
اوروں سے لوٹ مار کے نہ لایا دو گھڑی جھوٹ سچ بول کے لوٹ کر کے ان سب کا گلا گھونٹا اور جو کچھ ملا کھایا ہون
تو میری نیت پیشتر سے تھی کہ دین و مذہب کے بارے مین دریافت کرون مگر ایسا کوئی موقع نہ ملا اب تم بتاؤ کہ
کہ تمہارا کیا مذہب ہی شہزادے نے کہا برادر مین مسلمان ہون خدا واحد و لاشریک اور عادل و حاضر و ناظر
و قادر مطلق و غائب او دیکھ ہر جگہ موجود و علام الغیوب ستار العیوب علیم و حکیم خبیر و بصیر جانتا ہون اُسکے انبیا
و اولیا و اوصیا کو رموز الٰہی کا ماہر جملہ عیوب سے پاک و طاہر سمجھتا ہون اگرچہ مال دنیا سے کچھ ایسا میرے پاس
نہین ہی کہ تیری مدد کے عوض مین تیرے لائق کچھ دون مگر دولت دین سے مالا مال ہون اگرچہ مال دنیا سے
اس دولت کی کوئی نسبت نہین ہی کیونکہ مال دنیا معرض زوال و انتقال مین ہی اور یہ دولت روز افزون
لازوال ہی نہ چوری جانے کا کھٹکا ہی اور نہ کسی اور طرح سے اسکے تلف ہو جانے کا ڈر ہی جسکی قدر و قیمت تو
اس وقت پر کیا موقوف ہی [illegible] وقت مین خوب سمجھتا ہون [illegible] تو اس دولت کی قدر و قیمت [illegible]
لیکن مین چاہتا ہون کہ [illegible] وقت [illegible] تو بھی اس دولت [illegible]

شجاع نہ کرا اور اپنی اس محنت شاقہ کا معقول عوض سمجھ آگاہ ہو ای عزیز یہ اسی دولت کی برکت ہی جو کافور شاہ کو بلاخوف و تردد دلیرانہ جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا اور نہ وہ وقت ایسا نہ تھا جو کوئی زبان ہلا سکتا مین سمجھ رہا تھا کہ میرا خالق وقادر مطلق میرا حامی و مددگار ہی کافور کیا شی ہی اسی قبیل سے رستم ثانی نے کچھ ایسی تقریر دین و مذہب کے بارے مین مظفر دزد کے روبرو کی کہ وہ مسلمان ہونے کو بخوشی خاطر راضی ہو گیا رستم ثانی نے پہلے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا پھر کچھ اصول و فروع و دلائل حقیقت اسلام بیان کیے جنکو مظفر دزد اپنے لوح دل پر نقش کرتا گیا اور مسلمان ہوا راوی کہتا ہی کہ جب رستم ثانی کافور شاہ کے روبرو گرفتہ و بستہ کرکے لایا گیا اور بعد گفتگو رستم کو قید خانے مین بھیجنے کا حکم دیا رستم قید خانے کی طرف روانہ ہوا اُسطرف کافور نے فرعون شاہ کو نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ بعد توصیف بیدلات و تعریف بے حد منات بفضل بت بزرگ و عنایت خداوند سترگ اُن دونون جوانان باشوکت و شان مین سے جن کی نسبت منجمان فاضل و پیشین گویان کامل نے خبر دی تھی کہ سر اُٹھائین گے اور مملکت فرعونیہ مین اسلام کو رواج دین گے اور قیامت ڈھائین گے ایک جوان رستم نام مجھکو دستیاب ہوا ہی اسوقت تک مین نے بحفاظت تمام مقید رکھا ہی بنابر اطلاع یہی عریضہ مجبس دنا اک یہ ناچیز ذرہ خاک خداوند اندیشہ ناک کے جاسے ضرر کے لازمون کے حضور مین پیش کرتا ہی قوی امید ہی کہ جلد اسکا جواب حاصل ہوگا اور یہ نامہ ضلالت ختامہ ایک لازم تیز و چالاک کے ہاتھ فرعون کو بھیجا ملک فرعون کافور شاہ کے نامے کو پڑھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا خوشی مین قہقہہ مارا دو تین مرتبہ بندر کی طرح اچھلا کودا پھر منشی کیطرف متوجہ ہوا کہا کافور شاہ کے نامے کا جواب لکھ کہ ای کافور شاہ بندۂ ما بدولت خداوندی قدرت جلالہ کا اور زیادہ مقرر ہو یہ ہماری ہی مشیت تھی جسنے اُس جوان کو بہانے ڈھکیل کے وہان بھیجا تا کہ تجھسے کار نمایان ظہور مین آئے اور تو اُسکے صلے مین ہمارا نظر کردہ ہو ہمارے درگاہ عظمت پناہ کے مقربون کی فہرست مین تیرا نام بھی داخل ہو دیکھ ہمارا کتنا بڑا رحم و کرم تیرے حال پر ہی جلد اُس جوان خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والے کو ہمارے پاس بھیج دے اور وہ نامہ فرعون شاہ نے شیاطین عیار کے ہاتھ ملک کافور کو بھیجا اور اُس عیار سے بتاکید یہ کہدیا کہ ملک کافور جس قیدی کو تیرے سپرد کرے اُسکو بحفاظت میرے پاس پہونچا

اب اس عیار فرستادہ فرعون شاہ کو اثنائے راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور کافور شاہ کیطرف کا حال مذکور ہوتا ہی

شعر
زرادوایان سخن بر در این چنین مردی ست • کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ روی ست •
جب کافور شاہ شہزادہ رستم کو قید خانے مین بھیج چکا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھ کے روانہ کر دیا دل مین بہت خوش تھا کہ عنقریب بارگاہ فرعونی سے میرے واسطے بطور انعام کچھ آتا ہوگا یا کوئی خطاب خاص ملے اور بارگاہ فرعونی مین اول کرسی میری ہی ہو گی مجھسے بڑھ کے مقرب خداوند فرعون کون ہو سکتا ہی اسی طرح کے خیالات مزخرفت مین تمام رات بسر کی علی الصباح خوابگاہ سے اُٹھا دربار مین پہونچا تمام درباری جمع ہوے کافور بار بار ہر ایک سے پوچھتا تھا ای فلان خداوند فرعون کا کوئی نامہ تو ابھی نہین آیا ہر ایک منسوب ... تھا کہ ای بادشاہ ابھی جواب نامہ کا کل یہان سے نامہ گیا ہی آج جواب کیونکر آسکتا ہی ... ابھی قریب ... نہین ہوا اب آنے کو ... چار روز مین آسکے دوبارہ تھا فلان ...

محبس کا دروازہ کھلواتا کہ قیدی کی خبر لین رستم ثانی کو نہ پایا ایک نے دوسرے سے کہا ای فلان وہ قیدی محبس
مین نہین معلوم ہوتا ہی کیا ہوا کیا کسی اور جگہ قید کیا گیا ہی دوسرے نے کہا کیا خوب اسی محبس مین قید تھا ای
کل کا ذکر ہی کیا کوئی سوئی ہی کہ نہین ملتی ڈھونڈھو اور جہان ہو پیدا کرو نہین ملک کافور زندہ نہین
چھوڑے گا نہین معلوم کس خرابی سے تو ایک قیدی ہاتھ آیا اب آپس مین منت و لکد کی نوبت آئی سر
پھوٹے ہاتھ پاؤن ٹوٹے ایک نے دوسرے کو ملزم ٹھہرایا کایک دربار مین ملک کافور کو یہ خبر پہونچی کہ جس
قیدی کو کل قید کرنے کا حکم دیا تھا وہ قیدخانے سے خود بھاگ گیا یا اُسے کوئی دوسرا شخص چھڑا لے گیا
محبس کا قفل اُسی طرح بند رہا دروازے پر نگہبان بہت ہوشیاری سے موجود رہے ہر جگہ ڈھونڈھا لیکن پتا
نہین پایا اگر خود بھاگا تو کس طرف سے بھاگا اگر کوئی دوسرا شخص بھگا لے گیا تو کس طرف سے لے گیا آدمی
تھا کچھ تنکا نہ تھا ملک کافور نے دست افسوس ملے ایک ایک کی طرف نظر غیظ و غضب سے دیکھا اور کہا اُس
قیدی کو جلد حاضر کرو نہین سب کو کچا چبا جاؤنگا ہر ایک کے گھر بھر کو کولھو مین پلواؤنگا گھرون کو آگ سے
جلواؤنگا یہان سے بہت خوب بہت خوب کہہ کے لے گئے وہان لے جا کر اپنے باپ کو رہا کر دیا جوان
شاندار دیکھا داماد بنانے کی تجویز ٹھہرائی ہوگی خداوند کی مار تمھاری جانون پر پڑے بڑا غضب کیا کہین کا
نہ رکھا جلد جاؤ جہان سے بنے ڈھونڈھ کے لاؤ مین نہ مانونگا تم سب کی شرارت اس واقعے مین شامل ہی
یہی سبب ہی جو وہ کل دلیرانہ گفتگو کر رہا تھا ورنہ قیدی کی اسقدر مجال کجا پہلے ہی اُس سے یہ سُن رکھا
تھا اب مجھکو دریافت ہوا کہ اگر اُسکے قتل کا حکم دیتا تو کوئی اُسے قتل نہ کرتا قتل گاہ سے غائب ہو جاتا یہ کہکے
غصے مین ہونٹ چبانے لگا بے اختیاری مین تھرتھرانے لگا تلوار کو میان سے کھینچا کہا آج سب کو قتل کرونگا
مجھکو بڑا رنج دیا ہی کاشکے مین خداوند فرعون کو نامہ نہ لکھتا اب اسکو کیا جواب دونگا عزت کا سامان
کیا تھا ذلت کا سامنا کرنا پڑا سب کے سر کاٹ کے فرعون کے پاس بھیجونگا کہ ان سب نمک حرامون نے
سازش کرکے اُسے غائب کیا ہی بعضے مصاحبون نے دست بستہ کمال سہولیت عرض کی کہ ای خداوند نعمت
پیرو مرشد واقعی بڑا غضب ہوا کہ شکار ہاتھ مین آکر نکل گیا ساتھ اسکے قابل غور یہ بات بھی ہی کہ زندان خانہ مقفل
رہا کوئی دیوار کسی طرف سے شکستہ نہین ہوئی پہرے متعدد ہر چہار جانب محبس کے رات بھر روندھ پھرتے
رہے پھر کیونکر غائب ہو گیا ملک کافور نے کہا مجھسے پوچھتے ہو مجھین مرد کون محافظون سے پوچھو اور کہا
کیا معلوم یہ سب بندوبست فقط زبانی جمع خرچ ہی نہ تم وہان موجود تھے نہ ہم مصاحبون نے کہا ای بادشاہ
محض زبانی خرچ کی تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ملک کافور نے کہا پھر تم ہی بتاؤ وہ قیدی کیا ہوا اُن
مصاحبون نے پہلے باہم سرگوشی کی بعدہ کہا واقعی کوئی شخص اس قیدی کو چرا لے گیا اور یہ اور
کسی کا کام نہین ہی مظفر دزد کا کام معلوم ہوتا ہی کل مظفر دزد بحیرت اُس جوان کو دیکھ بھی رہا تھا اور
کچھ دبی زبان سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جوان کسی شریف قوم سے معلوم ہوتا ہی علے العموم آدمیون مین سے
نہین ہی اُسکو بلا کے پوچھا جاے شاید اُس سے کچھ پتا مل جاے ملک کافور نے کہا اچھا مظفر دزد
کو ہمارے روبرو جلد حاضر کرو ملازم گئے اور مظفر دزد کے دروازے پر جا کے دق الباب کیا مظفر دزد
دروازے سے باہر آیا پوچھا تم لوگ کون ہو اور کیون آئے ہو سب نے کہا ہم ملک کافور کے بھیجے
ہوے آئے ہین تجھکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی مظفر ایک لاؤبالی آدمی تھا اُسنے کہا بادشاہ کا کونسا کام

متعلق نہین ہی پھر کیون بلایا ہی جاؤ کہدو جب فرصت ہوگی کسی وقت چلے آوینگے وہ ملازم واپس گئے اور ملک
کافور سے کہا مظفر زرد اسوقت کسی ضروری کام مین مصروف ہی فرصت کے آنے کا وعدہ کیا ہی ملک کافور
نے کہا ارے نمک حرامو کام کیسا اس کام سے بڑھکے بھی کوئی کام ہوسکتا ہی جاؤ اُسکو ابھی لے آؤ وہ ملازم
پھر گئے اور مظفر سے کہا جلد چلو بادشاہ نے ابھی بلایا ہی اگر کوئی ضروری کام ہو اُسے ملتوی کرو بادشاہ
کے کام سے بڑھکے کوئی کام نہین ہوسکتا ہی مظفر نے آہستہ کہا میان کہو تو وہ ضروری کیا کام ہی جسکے واسطے
بادشاہ نے اس شدت سے یاد کیا ہی ملازمان شاہی نے کہا یہ ہم کچھ نہین جانتے تمکو چلنا ہوگا اُسنے کہا یارو تم
اسقدر گھبرائے ہوئے کیون ہو چلنے سے مین نے کب انکار کیا اب نہین تھوڑی دیر کے بعد سہی سب نے
مظفر کی کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور کہا بس اسی مین خیریت ہی کہ چلے چلو ابھی چلے آنا ورنہ بہتر نہ ہوگا مظفر نے کہا
اچھا ٹھہرو کپڑے تو پہن لون سب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر جلدی آؤ مظفر نے کہا ابھی اور گھر مین جاکے
کپڑے پہنے باہر آیا سب کے ہمراہ ملک کافور کے دربار مین پہونچا ملک کافور نے مظفر سے کہا ای
مظفر کل تو یہان موجود تھا جو ایک جوان مقید کرکے لایا گیا تھا اور بعد گفت وشنید بسیار اُسکو قید کرنے کا
مین نے حکم دیا تھا چنانچہ یہ سب ملازم اُسکو محبس مین لے گئے اور دروازہ محبس کا مقفل کرکے ہرچہار جانب
محبس کے رات بھر نگہبانی کی صبح کو محبس اُس قیدی سے خالی پایا یہان سب کی عقل حیران ہی کہ یہ کیا طلسم
ہی اگر کہین وہ جوان خود بھاگ گیا تو کس طرح اس بندوبست سے بھاگ گیا اگر کہین کہ کوئی شخص اُسکو
بھگا لے گیا تو وہ کون شخص ہی جو بھگا لے گیا اور کس طرح بھگا لے گیا تو اس بارے مین کیا کہتا ہی
اُس نے کہا یہ گول گول باتین تو مین سمجھتا نہین اصل مطلب اپنا کہو کہ مجھے کیون بلایا ہی وہ تو جو کچھ ہوا وہ
ہوا وہ جوان خود بھاگ گیا تو اور اگر کوئی دوسرا شخص اُسکو بھگا لے گیا تو ہر طرح وہ محبس شاہی مین نہین
ہی ملک کافور نے کہا اگر اصل مطلب پوچھنا چاہتا ہی جو تیرے خلاف نہ ہو تو کہا جائے اُس نے کہا ضرور
میرے خلاف نہ ہوگا ملک کافور نے کہا یہان سب کا خیال یہ ہی کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کا
سبب تو ہی مظفر زرد نے کہا کیا خوب جس طرح میری نسبت سب نے خیال کیا ہی اُسی طرح ممکن ہی کہ مین بھی
سب کی نسبت خیال کرون کہ اُس قیدی کے غائب ہونے کے سبب یہ سب ہین صاحب کوئی دلیل ہونا چاہیے
کوئی دعوی بلا دلیل کے صحیح نہین ہوتا اور ملازمون کی طرف متوجہ ہوکے کہا قفل محبس کا بند پایا سبنے
کہا ہان ہمنے بند پایا محبس کی دیوارین سب محفوظ پائین سب نے کہا بے شک مظفر نے کہا شب کو کسی وقت
محبس کا قفل کھولا تھا سب نے کہا ہرگز نہین مظفر نے کہا خوب دیکھ کے قیدی کو محبس مین بند کیا تھا سب نے
کہا البتہ مظفر نے کہا قیدی کو محبس مین بند کرتے وقت مجھکو اُس کے قریب کہین دیکھا تھا سب نے کہا ہرگز
نہین دیکھا مظفر نے کہا پھر کیا مزخرف بکتے ہو ضرور تم سب کی سازش ہی تم خود ہی پیدا کر سکتے ہو اور کہانسے
لاؤگے یہ کہا اور اپنے یہان چلا آیا رستم ثانی نے پوچھا اے برادر مظفر کہان گئے تھے مظفر نے کہا ای
جوان کیا پوچھتے ہو ملک کافور کے یہان بڑے بڑے مرشد جمع ہین سب بالاتفاق بادشاہ سے کہتے
ہین کہ وہ جوان مظفر کے سبب سے غائب ہوگیا اور اُسکے یہان ہی مگر مین نے انکار کیا رستم ثانی نے کہا
بیکار انکار کیا مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ کسی طرح ملک کافور کے دربار مین پہونچون اُس وقت مین
طوق و زنجیر مین بستہ تھا اس وجہ سے محض زبانی گفتگو پر اکتفا ہوئی ورنہ اُسیوقت فیصلہ ہوجاتا مظفر زرد نے کہا

ای جوان کیا کہتا ہی ایک کے واسطے دو کافی ہوتے ہین تو تنہا وہان صد ہا بلکہ ہزار ہا کیونکر عہدہ برا ہو سکتا ہی
رستم ثانی نے کہا ای برادر یہ کیا کہتے ہو سامنا ہو جائیگا تو انشاء اللہ حال معلوم ہو جائیگا اُس طرف کا
حال سُنیئے کہ جب مظفر اپنے مکان کو چلا آیا اُنھین مصاحبون نے ملک کافور سے کہا ہمارا مشورہ یہ ہی
کہ وہ جوان مظفر ہی کے یہان ہی ملک کافور نے کہا اگر یہ کہتے ہو تو ممکن ہی کہ مین ہر چہار طرف سے مظفر
کے مکان کو گھر والون اور کچھ لوگ مکان کے اندر جا کے تلاش کرین مگر اس تدبیر مین یہ نقص ہی کہ اگر ہمارا خیال
غلط نکلا تو یہ دوسری ندامت ہوگی ان سب نے کہا پہلے مظفر کو بلا کے حجت تمام کر لی جاوے بعدہ یہ تدبیر
عمل مین لائی جاوے ملک کافور نے بار دیگر ملازمون کو بھیجا ملازم گئے اور مظفر کو آواز دی مظفر گھر
مین موجود تھا اور رستم ثانی سے یہی باتین کر رہا تھا جو ہین اُن ملازمان شاہی کی آواز سُنی کہا ای
جوان دیکھو وہ ملازم پھر آئے ہین غالبا بادشاہ نے مجھے پھر اسی واسطے بلایا ہوگا رستم ثانی نے کہا ای
برادر اس مرتبہ تو ہرگز انکار نہ کرنا پھر تو جو کچھ ہو کا وہ ہوگا مظفر نے کہا بہتر یہ کہا اور باہر آکے کہا اب کیا ہی
اُن سب نے کہا پھر ملک کافور نے یاد کیا ہی مظفر اُن سب کے ساتھ پھر ملک کافور کے پاس پہونچا ملک
کافور نے کہا ای مظفر ہمکو قرینے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان کو تو ہی رہا کرلے گیا مظفر نے کہا ای
بادشاہ واقعی اُس جوان کو مین رہا کر کے لے گیا میرے گھر مین موجود ہی بادشاہ نے ملازمون کو حکم دیا جلد جاؤ
اُس جوان کو گرفتہ و بستہ کر کے ہمارے حضور مین حاضر کرو مظفر نے کہا ای بادشاہ دران حالیکہ مین اقرار
کرتا ہون پھر کیا ضرور ملازمون کے بھیجنے کی ہی مین جاتا ہون اپنے ہمراہ لیے آتا ہون جب وہ یہان
آجاوے اُس وقت اختیار ہی ملک کافور نے ملازمون کو منع کر دیا اور مظفر دزد سے کہا اچھا کیا مضائقہ
ہی تو ہی اپنے ہمراہ لے آ مظفر مکان پر آیا شہزادے سے کہا چلو بادشاہ نے طلب کیا ہی شہزادے
نے کہا بہتر و بچشم یہ کہہ کے کھڑا ہوا یراق زیب تن کیے مظفر دزد بھی ہمراہ ہوا شہزادہ دربار
مین ملک کافور کے آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ لے گیا جو ہین ملک کافور کی نظر شاہزادۂ رستم پر پڑی پکار کے
کہا ہان اس جوان کو جانے نہ دینا ایسا نہو یہ جوان پھر ہاتھ سے نکل جاوے تمام ملازم ہر چہار جانب سے شہزادے
کی طرف دوڑے رستم ثانی جست کر کے تخت ملک کافور پر پہونچا اور کافور کی کمر مین ہاتھ ڈالکے بسہل تمام سر
سے بلند کر لیا اور دست راست مین شمشیر آبدار علم کر کے اُن گبرون کے مجمع مین در آیا مظفر نے جو دیکھا کہ
رستم ثانی آمادۂ حرب ہی اور ملک کافور کو بجاے سپر ہاتھ پر بلند کیے ہوے ہی خود بھی اُس مجمع مین در آیا الغرض
تمام ملازمون پر رستم ثانی کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ کسی کی شہزادے کے قریب آنے کی جرأت نہوئی سب
یک جا جمع ہوے اور باواز بلند کہا ای بادشاہ اگرچہ تو اس جوان کے قبضے مین ہی مگر ہم اس غرض سے علحدہ
ہین کہ شاید ہمارا تعرض کرنا تیرے خلاف ہو اگر تیری راے ہو تو ہم اس جوان پر حملہ کرین یہ تو ہم خوب جانتے
ہین کہ اگر خداوند فرعون تیری مدد کریگا تو تیری جان اس جوان کے دست زبردست سے بچ جائیگی ورنہ
مشکل ہی ملک کافور نے کہا ہزار ہزار لعنت ہی خداوند فرعون پر اگر اُسکو کسی طرح کی قدرت حاصل ہوتی
تو مین اس نوبت کو کیون پہونچتا اور رستم ثانی سے کہا ای جوان مجھے پناہ مانگتا ہون چند لمحہ کی مہلت دے مجھ
مجھکو تجھسے کہنا ہی شہزادے نے بموجب ملک کافور کو زمین پر رکھ دیا اور کہا بیان کر کیا کہتا ہی ملازمون نے ملک
کافور کے قریب آنا چاہا شہزادے نے کہا ای کافور اپنے ملازمون کو منع کر ورنہ یقین سمجھ کہ مین تجھکو اور تیرے تمام ملازمون کو

سزا اسے سخت دونگا ملک کافور نے ملازمون سے کہا خبردار قدم آگے نہ بڑھانا اپنی جگہ پر مقیم رہو اور شہزادے سے کہا ای جوان اسوقت سے مجھکو خداوند فرعون کی خداوندی کی حقیقت دریافت ہوگئی بیان کر تیرا مذہب کیا ہی مین بھی تیرے مذہب کو اختیار کرونگا شہزادے نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اُسنے باواز بلند کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس عرصے مین تمام فوج کافور شاہ کی جسکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی آکے جمع ہوگئی اور چاہا کہ رستم ثانی پر حملہ کرے رستم ثانی بھی شمشیر آبدار تول کے آمادۂ پیکار ہو گیا ملک کافور نے تمام لشکر سے کہا خبردار اس جوان سے کسی طرح کا تعرض نہ کرنا ورنہ بجز ہلاک ہونے کے کچھ فائدہ نہوگا دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاک کرنا ہرگز مناسب نہین ہی اور اگر تمکو کسی طرح کا خیال فرعون کی خداوندی کا ہو تو مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ یہ خیال محض ہیچ و پوچ ہی فرعون مین کسی طرح کی طاقت نہین ہی ہان اگر طاقت ہی تو اُس خدا ے بزرگ مین ہی جسکی پرستش یہ جوان کرتا ہی مین تم سب کو ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس جوان کے مذہب کو اختیار کرو جسطرح مین نے اُسکا مذہب اختیار کیا ہی چنانچہ تمام لشکر مسلمان ہوا ملک فرعون رستم ثانی کو دربار مین لایا اور تخت حکومت پر بٹھا کے خود دست بستہ مثل ملازمان ادنی کے شہزادے کے روبرو استادہ ہوا

اس حال فیروزی مآل کو یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور بار دیگر شاہزادہ دلاور بدیع الملک والا گہر کے حال مین قلمفرسائی کی جاتی ہی

آہی سے رنگ بیرنگ جو سرشتہ ہی دل کا
زمانا نہین ہو جسکو حس اُس کافری کاکل کا
کبھی کہسار مین جانا کبھی وادی مین آ رہنا
کہ ہون کشتہ مین ای غافل تری تیغ تغافل کا
نہین آغاز خط اُس رشک گل ... دی رنگین کے

وہی نالہ ہی بلبل کا وہی نغمہ ہی قلقل کا
سُنا جب مین نے وہ گھر مین نہین ہی تو بھی قدر رہا
رہا وحشت مین بھی عالم ترقی و تنزل کا
معاذ اللہ ای رشک چمن ہی کسقدر سوزش
دلا یہ برگ گل پر نہین ہی مژگان بلبل کا

الٰہی سانپ نکلے شکل ضحاک اُسکی گدی سے
درجانان پہ فوراً شک سے در بن گیا بل کا
فرشتے بھول کر مجھکو اُٹھائینگے نہ محشر مین
سمندر بن گیا بلبل ہمارے ہاتھ کے گل کا
راویان حیرت بیان سخنوران مضامین

ندرت توامان اسطرح تو سن رنگ ریز خامہ عنبر شمامہ ہوے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک خواجہ سالار بربری کے ساتھ چند روز تک گرم صحبت رہا خواجہ سالار بربری نہایت خاطرداری و مدارات سے پیش آیا بعد ازان دونون وہان سے روانہ ہوے منزلین طی کرتے چلے جاتے تھے اثنا ے راہ مین ایک جگہ توقف کیا وہان سے قریب ایک عمارت عالیشان نظر آئی خواجہ سالار بربری نے کہا ای جوان یہ عمارت اس جگہ کیسی ہی کیا کوئی امیر کبیر یہان رہتا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ جان تم دہان رہتے ہون مجھکو کیا معلوم کہ یہ عمارت کیسی ہی اور مالک اس عمارت کا کون ہی خواجہ سالار نے کہا مجھکو اس عمارت کے طرز سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ قلعہ ہی شہزادے نے کہا کیا عجب ہی ہنوز چند لمحے بھی توقف کو نہ گذرے تھے کہ زیر دیوار قلعہ دیکھا کہ ایک شخص ایک طفل دہ سالہ کو لیے چلا آتا ہی اور لڑکا نہایت دردآمیز آواز سے زار و قطار رو رہا ہی پائین قلعہ ایک مقام پر عمیق ایک خندق ہی وہ شخص اُس لڑکے کو لیے ہوے اُس خندق کے قریب آیا اور نہایت بے دردی سے لڑکے کو خندق مین گرا دیا اور خود وہان سے غائب ہو گیا اب اُس لڑکے کے رونے کی بھی آواز موقوف ہو گئی شہزادے کو کمال حیرت ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ کچھ تمھاری سمجھ مین آیا کہ یہ کیا واقعہ ہی اس معصوم کو اس سنگدل نے خندق مین کیون گرا دیا خواجہ سالار بربری نے کہا شہریار مین متعجب ہون کہ یہ کیا امر ہی کیا عجب ہی اگر یہ شخص کوئی دزد ہو یہ لڑکا کچھ زیور وغیرہ پہنے ہوگا فریب سے

اُسے نے آیا اور زیور سے کے اُسے اِس خندق مین گرا دیا تاکہ افشاے راز نہ ہو چلو اس خندق مین اگر وہ
لڑکا زندہ ہو تو نکال لین حقیقت امر کو اُس سے دریافت کرین دونون اُس خندق کے قریب آئے چونکہ اُس
خندق مین بسبب عمیق ہونے کے اندھیرا تھا کچھ نہ معلوم ہوا شاہزادے نے کہا ای خواجہ وہ لڑکا اس
خندق مین گرکے بے جان ہو گیا ہو گا یہ کہا اور تاسف کرتے ہوے دونون جاے قیام پہ چلے آئے سامنے
دیکھا ایک مرد اور ایک عورت دونون زار قطار روتے اور پیٹتے چلے آتے ہین جب وہ دونون زن اور مرد قریب
آئے شہزادے نے سبب گریہ پوچھا اُن دونون نے کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی آج دوسرا روز ہی کہ ہمارا لڑکا
غائب ہو گیا ہو کل سے ہم دونون سرگردان پھر رہے ہین کہین سُراغ نہین ملتا وہی ایک ہم دونون کی زندگی کا
سہارا تھا ہزار ناز و نعمت و مشقت و محنت سے اُسے پالا تھا کیا کہین کہ اُسکی مفارقت سے کسطرح دل تہ و بالا
ہو رہا ہی یہین قریب ایک دیہ ہی اُسمین ہم رہتے ہین شہزادے نے پوچھا تمھارا لڑکا کچھ زیور کسی قسم سے بھی
پہنے تھا اُن دونون زن و مرد نے کہا اور تو کچھ نہین البتہ ایک زنجیر طلائی اُسکے گلے مین پڑی تھی شہزادے
نے کہا ہان مجکو معلوم ہو گیا آگاہ ہو کہ وہ لڑکا اس غار مین ہی ایک شخص اُسے گرا کے چلا گیا اب معلوم ہوا کہ
وہ دزد تھا اگر پیشتر معلوم ہوتا تو اُس لڑکے کو چھین لیتے اُن دونون زن و مرد نے دست بستہ و بکمال الحاح
و زاری کہا ای جوان مجپر احسان کر دیتا وہ مقام کون سا ہی شہزادہ اُن دونون کو ہمراہ لے کے اُس مقام پر
آیا جہان سے اُس لڑکے کو گرا دیا تھا چونکہ وہ مغاک نہایت گہرا اور تاریک تھا کسی کی جرات اندرون مغاک
جانے کی نہ ہوئی اُس مرد نے درخت کی تازہ شاخون سے ایک ٹوکری بنائی رسی باندھی عورت کو ٹوکری میں
بٹھایا اور مغاک مین پہونچایا جب وہ عورت اندر پہونچی لڑکے کو بے ہوش پایا ابھی بے جان نہ ہو پکار کے کہا
ہان میرا لڑکا یہان موجود ہی اور اُسکو گود مین لے کے ٹوکری مین بیٹھی شاہزادے اور اُس مرد نے رسی کھینچی لڑکا
باہر آیا دیکھا گلے مین وہ زنجیر طلائی نہین ہی وہ مرد شہزادے کے دست گریبان ہوا اور کہا ای جوان یہ عمل
تیرا ہی کہ اس لڑکے کے گلے سے زنجیر طلائی اتار لی اور اس معصوم کو گڑھے مین گرا دیا لا میری وہ زنجیر طلائی دے
اور میرے ساتھ حاکم کے روبرو چل مین تجکو رہا نہ کرونگا خواجہ سالار بربری نے کہا ای شخص تیرا خیال
کس طرف ہی یہ جوان اس مرتبے کا نہین ہی کہ ایسی بیہودہ حرکت عمل مین لائیگا اُسنے کہا اگر یہ جوان
اس حرکت کا باعث نہین ہوا ہی تو اس شخص کا نشان دے جس نے یہ ظلم کیا شہزادے نے کہا ای شخص
مجکو کیا معلوم کہ وہ شخص کون تھا اور چند لمحہ توقف کر تیرا لڑکا بے جان نہین ہو گیا ہی بے ہوش ہی ہوش
آ‌ئے تو یہ تمام حقیقت مفصل بیان کر دیگا غرضکہ چند ساعت کے بعد اس لڑکے کو ہوش آیا اُس سے استفسار
حال کیا اُسنے تمام حقیقت مفصل بیان کی اور شہزادے کو کہا کہ مین نے اسوقت سے سوا کبھی ان کی صورت
بھی نہین دیکھی اُس لڑکے کے باپ نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا مین اُسوقت اسکے بیہوش ہونے سے
ایسا گھبرا گیا تھا کہ مطلق نیک و بد کی تمیز نہ تھی شہزادے نے کہا اب مین تجکو رہا نہ کرونگا جب تک کہ تجکو
مسلمان نہ کرونگا اُسنے کہا پہلے اپنے مذہب کے عقائد کو بیان کرو اور حقیقت کو بدلائل واضح اظہار کرو
تو مضائقہ نہین شاہزادے نے نہایت فصاحت سے دین اسلام کے حق ہونے کو ثابت کیا وہ شخص مسلمان
ہوا اور شہزادے سے رخصت ہو کے اپنے مقام قیام کی راہ لی یہان شہزادے نے دیکھا سامنے
ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی خواجہ سالار بربری سے کہا ای خواجہ یہ گرد کیسی ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سوار اسطرف

چلے آتے ہین خواجہ سے کہا کیا عجب ہی یا یک دامن گرد چاک ہوا دیکھا اکتالیس سوارون کا مجمع چلا آتا ہی اور وہ
سوار برابر قافلے کے پہونچ نعرہ مارا کہ ای تاجرو تم کیون اس طرف آئے تم نہین جانتے کہ اس طرف سے
کوئی صاحب مال بخیریت نہین گذر سکتا لاؤ جسقدر مال و اسباب تمھارے پاس ہی ہمکو دے دو ورنہ تمھاری
خیریت نہین ہی تمام اہل قافلہ سراسیمہ و حیران ہوے خواجہ سالار نے بدیع الملک سے کہا ای شہزادے یہ
دوسری مصیبت نازل ہوئی پہلا وہ واقعہ کہ لڑکے کو کسی نے گڑہے مین پھینکا اور الزام ہماری طرف عائد
کیا گیا اب یہ واقعہ روبکار ہوا ہی شہزادے نے کہا ای خواجہ مطمئن رہو کیا مجال ان نابکارون کی جو
ہمکو کسی طرح کی گزند پہونچا سکین بعد ازان مرکب راہزنون کی جانب مہمیز کیا اور قریب پہونچ کے آواز
بلند کہا کون ہی تم سب کا سردار ہمارے روبرو آئے سردار اُن راہزنون کا شہزادے کے قریب
آیا اور کہا ہم ہین ان سب کے سردار کہو کیا کہتا ہی شہزادے نے کہا تیرا کیا مطلب ہی اسنے کہا ہمارا مطلب
یہ ہی کہ تمام مال و اسباب قافلہ کا لے لین اگر کوئی اہل قافلہ سے کسی طرح کا تعرض کرے اسکو ہلاک
کرین شہزادے نے کہا پھر اگر یہی ارادہ ہی تو دیر کیون کرتا ہی وہ جھنجھلا کے شہزادے کے قریب آیا تاکہ
وار کرے شہزادے نے بچستی تمام اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور تلوار علم کر کے
اُسکے سواران ہمراہی کے مجمع مین در آیا اُس دزد نے اپنے ہمراہیونسے پکار کے کہا ای یاران بیکار تمھارا
جد و جہد کرنا ہی اس جوان سے تم مین سے کوئی سرسبز نہ ہوگا بیکار جانین تلف ہونگی اور شہزادے سے
کہا ای جوان تجھکو قسم ہی اُس شخص کی جسکو تو زیادہ دوست رکھتا ہی سچ بتا تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی
شہزادے نے کہا ای دزد آگاہ ہو کہ مین ایک بندۂ حقیر و ذلیل اپنے خداے وحدہ لاشریک کا ہون البتہ
دین اسلام کے رواج دینے مین کمر ہمت کو مستحکم باندہے ہوے ہون خدا کے فضل سے اسوقت تک
میرا ارادہ استحکام کو پہونچتا جاتا ہی میرا نام بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ای دزد اگرچہ
اسوقت ہر طرح میرے قبضہ و اختیار مین ہی اور یہ بھی مین خوب جانتا ہون کہ تیرے پیشے کے اعتبار سے
تجھسے کسی طرح کی امید نہین ہو سکتی تاہم اگر دین اسلام اختیار کرنیکا اقرار کرے تو مین تجھکو رہا کر دون اُس
دزد نے کہا مین بیشک دین اسلام قبول کرنے کو آمادہ ہون شہزادے نے فوراً اُسکو بسہولیت تمام زمین پر
رکھ دیا اُس دزد نے بحیرت شہزادے کو از سر تا پا دیکھ کے کہا ای جوان مجھے حیرت ہی کہ تو انسان ہی یا کوئی
فرشتہ انسان کی صورت سے مشابہ ہو کے پردۂ دنیا پر آیا ہی اچھا اپنے مذہب کے عقائد بیان کر
شاہزادے نے اول کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ مختصر دلائل دین اسلام کے حق ہونے مین بیان کیے بعدہ
پوچھا ای جوان تیرا کیا نام ہی اور کون ہی اُسنے کہا شہریار میرا قصہ عجیب ہی آگاہ ہو یہان سے قریب ایک
شہر ہی شہر مراد نام وہانکے حاکم و فرمانروا کو ملک مراد کہتے ہین میرے پدر معظم خواجہ بہرام نام ملک
مراد کے وزیر ہین اور مین باتفاق قضا و قدر ملک مراد کی دختر رشک قمر پر ہزار جان فریفتہ ہون شعر
ہی جب سے بلاے عشق در پی + کاکل کی طرح سے ہون پریشان + جبکسی کی زبانی کہین اُس محبوبۂ آرام جان
کی ذکر سنا اُسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گیا اور کہا اِن سے باز گو از قصۂ آن آفتاب + تا شود کم زندگی از
اضطراب + باز گو از داستان دل ستان + باز گو از قصۂ جان جہان + تھوڑے ہی زمانے مین مین عمر بھر
مین زرد ہو گیا فراق مین شمع کی طرح دل ہی دل مین جلنے لگا کبھی خلوت سے نہ نکلتا رات دن رو رو کے

بات کا کیا ذکر وہی ہر دم فکر نوبت بانیجا رسید کہ بدرسے ہلال ہو کر ستارے کی طرح جملاے وبال ہوا مجہ بجمہ
اضطراب انتشار بڑھا کرتا یہ دو ہا پڑھا کرتا سے پریتم آؤ مین مین موند مین لون، نا مین دیکھون اور کو
نا توہی دیکھن دون، یہ کہا اور نفس سرد بھر کے یاد محبوب مین آبدیدہ ہو گیا اور کہا شعر کہ ای شہریار سعادت قرین
زردے تو روشن زمان وزمین، اب سنو کہ اس نواح مین ایک گاؤن ہی وہان ایک دزد سرکش پانچ سو
آدمیون کی جمعیت سے مقیم ہی بڑا ظالم بے دین ہی اُسنے یہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اُسطرف سے گذرتا ہی
اُسکو لوٹ لیتا ہی اور بنہایت بیدردی سے ہلاک کرتا ہی اگرچہ فرعون بھی ہو تو وہ خائف نہین ہوتا ہزار ون
تاجر ہلاک ہوے بیشتر مالدار نان شبینہ کو محتاج ہوگئے اُسکی سرکشی سے بادشاہ تک عاجز ہی صدہا مرتبہ فوج
بھیجی کہ اُسکو گرفتار کرلاؤ یا موقع مل جاے تو ہلاک کرو مگر ممکن نہوا صدہا آدمیون سے وعدہ کیا کہ جو کوئی
اُسکو گرفتار کرلائیگا یا ہلاک کریگا اُس کو مال دنیا سے مالا مال کردونگا مین نے درخواست کی کہ یہ خدمت
میرے سپرد ہو مین ضرور بادشاہ کے اقبال سے اُسے ہلاک کرونگا یا گرفتار کرلاؤنگا ہر طرح اس قصے کے
پاک کرنے کو مستعد ہون مراد شاہ میرے اِس ارادے سے بہت خوش ہوا اور کہا جسقدر اس قصے کے
پاک ہونے مین مدد کی ضرورت ہوگی مین مہیا کردونگا مین نے کہا مگر یہ معاملہ ایک شرط سے مشروط ہو مراد شاہ
نے کہا بیان کرو وہ شرط کیا ہی مین اُس دزد کی شرارت سے بہت عاجز ہون حتے الامکان اُس شرط کے
پورا کرنے مین قصور نہ کرونگا مین نے کہا وہ شرط ایک اعتبار سے مشکل ہی اور ایک اعتبار سے سہل ہی اسوقت
شرط کا اعلان نامناسب معلوم ہوتا ہی بذریعۂ تحریر مطلع کرونگا غرضکہ بذریعۂ تحریر مراد شاہ کو مطلع کیا کہ اگر یہ کام
مجھسے انجام پاجاوے تو شاہزادی کو مجھسے منسوب کردینا مراد شاہ نے اراکین سلطنت سے اس بارے مین مشورہ
کیا سبنے یہی راے دی کہ شرط منظور کرلینا مناسب ہی اسواسطے کہ اول تو اُس دزد سے سربر ہونا دشوار
ہی اور بالفرض حسب مراد کام انجام پایا تو شہر مین امن وامان ہوجائیگی شاہزادی کی شادی ایک دن
احد محمود سے ہونا ضروری امر ہی پھر ایک کام ہی انجام پایا سہی ای شہریار اُس دزد کا اگر یہی غلبہ رہا تو چند
روز مین حکومت کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائیگی ناچار بادشاہ نے اس شرط کو منظور کرلیا حتے کہ مین بارہ ہزار
سوار کی جمعیت ہمراہ لے کے اُس دزد کا متعرض حال ہوا اول اُس دزد نے مجھکو سمجھایا کہ اس خیال خام سے
درگذر ورنہ انجام بہتر نہ ہوگا بارہ ہزار سوار کیا اگر بارہ لاکھ کی جمعیت بھی تیرے ہمراہ ہوگی تو میرے مقابلے
مین سربر نہوگا مین اپنے ارادے پر مستقیم رہا مگر نتیجہ وہی ہوا جو اُس دزد نے کہا تھا یعنی بعد جنگ و جدل پسپا
مین پسپا ہوا اور اسکی وجہ یہ ہی کہ اُسکے مردمان ہمراہی نہایت قوی اور دلیر ہین اور خود بھی ایک پہلوان بینظیر
ہی میرے پسپا ہونے کی خبر بادشاہ کو پہونچی وہ بھی بہت متاسف ہوا مین نے بسبب شرم کے مراد شاہ کا ساتھ
کیا اور دوسری مرتبہ اور زیادہ فوج سامان ہمراہ لے کے اُس دزد کا مقابلہ کیا اور اس مرتبہ بھی اُس دزد نے
مجھکو سمجھایا کہ اس زحمت کو بیکار گوارا کرتا ہی اب بھی وہی نتیجہ حاصل ہوگا جو اول مرتبہ حاصل ہوا مین نے
اُسکے کہنے کی طرف مطلق اعتنا نہ کی اور اس مرتبہ بہت کوشش کی مگر نتیجہ شکست ہی ہوا ایک مرتبہ شبخون
مارا پھر بھی اُس دزد کو نہ پایا اور اُس پہلوان بے مثل نے مع مردمان ہمراہی وہ داد مردانگی دی کہ جیسا
چاہیے اسی طرح چند مرتبہ مین نے حملہ کیا لیکن اُسکے دامن کو میرے ہاتھ کی ہوا تک نہ لگی اور اُن بارہ
پندرہ ہزار سوار مین سے صرف یہ چالیس سوار میرے ہمراہ رہگئے ہین باقی سب اُس ظالم کے ہاتھ سے قتل

قتل ہو گئے مین نے بسبب خوف و حیلہ کے اپنے مسکن کی سکونت کو ترک کر دیا اور کسی کا سامنا نہ کیا جب یہ خبر میرے پدر معظم کو پہونچی وہ مجھسے بہت ناراض ہوئے اور میرے نام عتاب آمیز ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ او ناشدنی بیہودہ بے وقوف کیا مجھکو خبر نہ تھی کہ بادشاہ نے کیسے کیسے کوشش مین اُس دزد کی گرفتاری و ہلاکت کی کین گر کچھ فائدہ نہ ہوا تو بجائے خود کیا سمجھا جو اس امر محال کا درپی ہوا اور مفت فوج شاہی کو ہلاک کرا دیا اور اب منھ چھپاتا پھرتا ہی کب تک منھ چھپائیگا جس دن سامنا ہو جائیگا اُسی دن بادشاہ اس نادانی کے عوض مین مجھکو ہلاک کریگا اگر غیرت رکھتا ہی اور جان بچانا چاہتا ہی تو اب مدت العمر یہان کسی کو منھ نہ دکھانا ای شہریار جب سے مین یہان مقیم ہون اور مجبوری حالت مین خود بھی قزاقی پیشہ اختیار کیا ہی اسواسطے کہ جن لوگون پہ میری بسر اوقات کا مدار ہی وہ سب مجھسے برخاستہ ہین اور میرا نام قارن بن بہرام ہی اصل پیشہ میرا قزاقی ہرگز نہین ہی مجبوری کی حالت مین بجز اس پیشے کے کوئی چارہ نہ دیکھا آج تک کوئی ایسا حامی و مددگار پیدا نہ ہوا کہ مجھکو اس زحمت سے نجات دیتا مین اُسکا مشکور رہوتا ای شہریار یہ بھی عرض کر دینے کے قابل بات ہی کہ مین اُس وقت تک ہرگز اس زحمت و مصیبت سے نجات نہین پا سکتا جب تک کہ وہ دزد گرفتار نہین ہوتا اور صرف یہی زحمت نہین ہی کہ کسی کو صورت نہین دکھا سکتا اور یہ پیشہ بد اختیار کیے ہوئے ہون بہت بڑی زحمت یہ ہی کہ جب اُس محبوبہ آرام جان کا خیال آتا ہی دل چاہتا ہی اپنے کو ہلاک کرون یا جسطرح ممکن ہو اُس تک پہونچون کاشکے اگر وہ دزد گرفتار و ہلاک ہوا تھا تو مین اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا تا کہ اس کاہش جان سے نجات ملتی سچ کہا ہی **نظم**

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال
کہین سینے مین آہ سرد ہوا
گہہ نمک اِسکو داغ کا پایا
ہی کسی لب پہ ناتوان کے آہ
کہین افغان مرغ گلشن ہی
کہین وجہ ہی جان پُر غم کا
نمک زخم سینہ ریشان ہی
شوق کی اک نگاہ ہی یہ کہین

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا
گہ چشم نگاہ چراغ کا پایا
کہین باعث ہی دل کی تنگی کا
کہین قمری کا طوق گردن ہی
آرزو ہی امیدوارون کی
نگہ یاس مہر کیشان ہی
ہی کہین دل جگر کی بےتابی

دل مین جا کر کہین تو درد ہوا
کہین سر مین جنون ہو کے رہا
ہی کسی دل مین نالۂ جان کاہ
کہین موجب شکستہ رنگی کا
کہین شیون ہی اہل ماتم کا
دردمندی جگر فگارون کی
حسرت آلودہ آہ ہی یہ کہین
ہی کسی مضطرب کی بےخوابی

ای شہریار والا تبار کہان تک اپنی کاہش جان اور اس عشق غارتگر دین و ایمان سے ماجرے کو بیان کرون اشعار خارخار دل غریبان ہی انتظار بلا نصیبان ہی ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہی کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہی بدیع الملک کو اُس جوان گرفتار بلائے محبت کے حال پُر اضطراب پر نہایت افسوس ہوا کہا خیر یہ تو مین نے سُنا اب اپنی دلی خواہش بیان کر اُسنے کہا ای جوان اقبال نشان مصرعہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان اگر تمھاری کوشش و سعی سے وہ دزد ہلاک ہو جائیگا اور میری محبوبہ و مطلوبہ یعنی دختر سرادشاہ مجھہ تک پہونچ جائیگی تو مدت العمر بندۂ احسان رہونگا شہزادے نے کہا مجھ مین تو یہ قابلیت نہین ہی جو کسی کی مطلب برآری کر سکون البتہ اُس خدائے قادر و توانا سے اپنے مطلب دلی پر فائز ہونے کی امید رکھ کیا عجب ہی کہ میری کوشش پر اس کام کا انجام پانا مقرر ہو قارن نے کہا خیر خدا ایسا ہی کرے دوسرے روز کوچ کیا جب اُس مقام کے قریب

پہونچا کہ جہان وہ دزد رہتا تھا اُس دزد کے نام رقعہ لکھا کہ ہم یہان وارد ہوے ہین اور خاص تجھسے کچھ کہنے کو
آئے ہین بجرد دیکھنے اِس رقعہ کے اپنے کو یہان پہونچا وہ دزد اِس مضمون کے رقعہ کو پڑھ کے آگ ہوگیا
اور اُسی وقت اپنے ہمراہیون کو بلا کے کہا تم مین سے کوئی راقم رقعہ کو پہچانتا ہو سب نے کہا ہم نے کبھی
بدیع الملک کو دیکھا ہی نہین اُس دزد نے کہا معلوم ہوتا ہو کہ راقم رقعے کی اجل قریب ہی جو اِس طرح
بے باکانہ یہان چلا آیا ہو جلد تم سب مسلح اور مکمل ہو آناً فاناً سب تیار ہو گئے وہ دزد سب کو ہمراہ
لے کے شہزادے کے روبرو خیمہ زن ہوا اور بآواز بلند کہا کہان ہو بدیع الملک راقم رقعہ آوے
اور جو کچھ اُسے کہنا ہو ہمسے کہے شہزادہ قریب آیا اور کہا ہم ہین بدیع الملک راقم رقعہ ہمکو تجھسے کہنا یہ
ہو کہ یہ جو تو بندگان خدا کا مال بجبر لیتا ہو اور مفت اُن کی جانین تلف کرنے پر آمادہ ہو تجھکو کچھ خوف خدا نہین
ہو خیر گذشتہ کی بابت تو ہم کچھ نہین کہنا چاہتے البتہ آیندہ ایسی حرکات ظلم سے باز آ ورنہ سزا سخت پائیگا
اُس دزد نے کہا بیشتر لوگ مجھکو سزا سخت دینے کے درپے ہوچکے ہین اب تو باقی ہو جب مین نے
ملک مراد ایسے بادشاہ کی وقعت نہ جانی تو تو کیا حقیقت رکھتا ہو خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے
ہو اب مین تجھسے کہتا ہون کہ جو کچھ تیرے پاس مال و اسباب ہو میرے حوالے کر اور جس طرف سے آیا
ہو اُسی طرف واپس جا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہو بدین وجہ تیری جان سے تعرض نہ کرونگا ورنہ
آمادۂ پیکار ہو جو زبردست ہوگا وہ غالب آئیگا بدیع الملک نے کہا تو میری جوانی پر رحم نہ کر جو کچھ تیرے
امکان مین ہو عمل مین لا وہ دزد پانچ سو مردان جنگی کی جمیعت سے بدیع الملک پر حملہ آور ہوا بدیع الملک
بھی تیغ علم کر کے مستعد جنگ ہوا اتنا دیر رد و بدل رہی اٰخر دزد نے شہزادے پر وار کیا شہزادے
نے اُس کا وار سپر پر رد کیا مع ہذا اپنی تیغ آبدار کا ایک ایسا زبردست وار اُسپر کیا کہ وہ شریر بدذات
مع مرکب چار پرکالے ہو کے زمین پر گرا اُس لشکر نے بڑی جرأت کی کہ اپنے سردار کے ہلاک ہوجانے پر بھی بد دل
نہ ہوے اُسی طرح داد مردانگی دیتے رہے حتی کہ شہزادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے جب چند نفر باقی رہگئے
اور پھر بھی جنگ و حرب سے باز نہ آئے شاہزادے نے پکار کے کہا کیون اپنے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو میری اطاعت
قبول کرلو پہلے تو اُنھون نے تامل کیا بعدہ اطاعت قبول کی شہزادے نے کہا دین اسلام بھی قبول کرو اُنھون نے
کہا اطاعت تو ہمنے قبول کرلی دین و مذہب کے بارے مین کیون تعرض کیا جاتا ہو شہزادے نے کہا دین
اسلام ضرور قبول کرنا ہوگا غرضکہ دو آدمیون نے دین اسلام قبول کیا باقی انکار کی حالت مین وہ بھی شہزادے
کے ہاتھ سے ہلاک ہوے بعد اطمینان شہزادہ قلعے مین آیا وہ دونون شخص راہبر ہوے جابجا دفینون
کو اُنھون کا پتہ دیا ہر ایک دروازے کا قفل توڑا گیا مال کثیر شہزادے کے ہاتھ آیا شہزادے نے وہ تمام
مال تاجرونکو تقسیم کر دیا اور وہان سے کوچ کر کے شہر مراد کے قریب پہونچا اُدھر مرادشاہ کو خبر پہونچی کہ وہ دزد
جسنے تمام شہر مراد مین انتشار پیدا کر رکھا تھا قارن کی کوشش سے ہلاک ہوگیا اُسنے خواجہ بہرام وزیر کو
بلایا اور کہا مین نے سنا ہو کہ تیرے فرزند کے ہاتھ سے وہ دزد ہلاک ہوگیا خواجہ بہرام نے کہا کہ اے شہریار
مین نے بھی یہ خبر سُنی ہو بلکہ قارن یہان پہونچا چاہتا ہو اور اُسی وقت بہرام اپنے فرزند کے استقبال کے
واسطے روانہ ہوا اثناے راہ مین جب ملاقات ہوئی قارن کو سینے سے لگایا اور خوش ہو کے کہا اے فرزند
مین نے سُنا ہو کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا کیا ایسی تدبیر عمل مین لایا کیونکہ عرصے سے تو اسی فکر مین تھا لیکن کوئی تدبیر

ہین۔ آج تک مجھکو کچھ خبر پہونچی ہی قارن نے کہا ای بہرام واقعی مین ہمیشہ اُس دزد کی تلاش مین رہا لیکن سے فی الحال
جو وہ ہلاک ہوا اُسکا باعث یہ جوان ہی جو میرے روبرو بیٹھا ہی اسی والا قدر کے ہاتھ سے وہ موذی ہلاک ہوا ہی
اور اسی جوان کے سبب سے میری عزت و آبرو باقی رہگئی ورنہ اب تو مین نے تہیہ کر لیا تھا کہ جب عزیزون دوستون
سے آنکھ چار نہین ہو سکتی تو بہتر یہی ہی خود اپنے کو ہلاک کر دونگا خواجہ بہرام نے جب یہ مضمون قارن کی زبانی سُنا
شہزادے کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شہریار تیری تشریف آوری سے بہت خوش ہوے تیرا وارد
ہونا اس ملک مین اور طلسم گنبد بے در کا فتح کرنا اور ساز مشوش کا ہلاک کرنا تجھکو مبارک ہو کیون نہین جو لوگ تائید
یافتہ غیب ہوتے ہین ہمیشہ وقتہ اُنکے دست زبردست سے ایسے ہی کارنمایان ظہور مین آیا کرتے ہین ای جوان تیرے مفصل
بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی مجھکو پیشتر تیرے حالات سے اطلاع ہی بلکہ تیرے نام سے بھی مجھکو اطلاع ہو گئی ہی شاہزادے
نے کہا ای خواجہ تم کو کسطرح معلوم ہو گیا کہ مین خاص اس ارادے سے یہان آیا ہون خواجہ بہرام وزیر زادہ شام
نے کہا ای والا منزلت و عالی مرتبت مجھکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین بشارت دی ہی کہ ایک
جوان یہان اس ارادے سے آتا ہی اور نام نامی اسکا بدیع الملک بن نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کیا
عجب ہی اگر نام تمھارا یہی ہو شہزادے نے کہا ہان واقعی میرا نام بدیع الملک ہی اور میرے پدر والا گہر کا نام بھی
نور الدہر بن بدیع الزمان ہی خواجہ بہرام شہزادے سے بغلگیر ہوا اور اپنے ہمراہ مکان پر لایا نہایت تعظیم و تکریم
سے پیش آیا لوازم مہمانی مہیا کیے اور بکمال انکساری کہا ای شہریار والا تبار مین تمھاری اس مرحمت کا نہایت مشکور ہون
اور مدت العمر ممنون رہونگا کہ تُنے بعد وجوہ تمام میرے فرزند کو عزت بخشی اور اسکی آبرو رکھ لی اب مین چاہتا ہون
کہ ملک مراد سے تمھاری ملاقات ہو بالیقین وہ بہت خوش ہوگا جب سنیگا کہ یہ اہم کام تمھاری کوشش
سے انجام پذیر ہوا شہزادے نے کہا کیا مضائقہ ہی دوسرے روز وہ شہزادے اور قارن کو ملک مراد کے پاس
لے گیا ملک مراد قارن کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای قارن بہت دنون کے بعد تجھکو دیکھا کہو اُس دزد
کو کیا کیا قارن نے کہا ای شہریار یہ جوان جو میرے ہمراہ ہی اسنے بکمال مردانگی اُس دزد کو مع فوج ہلاک کیا
ملک مراد نے ازسرتاپا بغور شہزادے کو دیکھا اور کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی بدیع الملک نے کہا سُنا ہوگا کہ
فرعون شاہ کو نجومیون نے خبر دی تھی کہ دو جوان مملکت فرعونیہ مین آئینگے اور تمام فرعونیہ کو زیر و زبر کرکے
دین اسلام کو رواج دینگے اور فرعون پرستی کو نیست و نابود کر دینگے ان دونون جوانون مین سے ایک کا نام
بدیع الملک ہی اور دوسرے کا نام رستم ثانی آگاہ ہو کہ وہ بدیع الملک مین ہون اور رستم ثانی میرا چھوٹا بھائی
ہی وہ فی الحال الماس کوہ کی طرف گیا ہوا ہی تاکہ سرداران لشکر اسلام کو قید و بند سے رہا کرے اور میرا آنیکا اتفاق ادھر
ہوا ہی اور مصمم ارادہ کیے ہوے ہون کہ ساز مشوش کو ہلاک کردون اور جو اُسکے شریک حال ہین اُن سب کو سزاے مقتول دون
یہان یہ واقعہ در پیش ہوا اسکے طے کرنے مین مصروف ہو گیا چونکہ اس سے فراغت ہو گئی ہی اب انشاء اللہ ساز مشوش کی
خبر لونگا ملک مراد نے کہا ای جوان تو میرے روبرو اسطرح بے باکانہ کلام کر رہا ہی تو نہین جانتا کہ مین اسوقت سات لاکھ
سواران آتشبار و پہلوانان خنجر گذار کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون اور کثرت سامان جنگ و حرب میرے پاس طیار رہتی
تو ایک تن تنہا ہی ایکسے کے واسطے دو کانی ہین مثل مشہور ہی اگر ابھی ذرا اشارہ کر دون تو ایک لمحہ کے عرصے مین تیرا نشان
تک باقی نہ رہے مجھکو خوب یقین ہی کہ تیرے دماغ مین خلل ہی جو ایسی تنہائی کی حالت مین اسطرح بے باکانہ اپنے خیال محال
کو ظاہر کرتا ہی خبردار اب اسطرح کی بیہودہ گوئی نہ کرنا مین مجبور ہون کہ تو نے اُس دزد کو ہلاک کیا ہی جسکے سبب میری

حکومت مین خلل ڈالنا یہ کام میرا تھا کہ تو نے بخوشی تمام انجام دیا ورنہ مین اس تیری بیہودہ گوئی کی سزا دیتا مع ہذا یہ بھی تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون آیندہ ایسی بیہودگی کی حالت مین مجھے رعایت کی امید نہ رکھنا شہزادے نے کہا ای ملک مراد تیرا خیال کسطرف ہی تو مجھکو کہتا ہی کہ تیرے دماغ مین خلل ہی لیکن فی الحقیقت تیرے دماغ مین خلل ہی تو اپنے زور وطاقت کا کیا ذکر کرتا ہی کہ سات لاکھ کی جمعیت پر حکومت رکھتا ہون مین نے ایسے بادشاہ بہت دیکھے ہین زیادتی جمعیت سے اطمینان ہو سکتا ہی البتہ بذاتہ قابلیت ہونا چاہیے اور ای ملک مراد تیرے زور وطاقت کی حقیقت ظاہر ہی کہ باوجود سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت کے ایک ادنی دزد کا مقابلہ نہ ہو سکا اور مین نے خدائے قدیر کے فضل سے اُسکو پہلے ہی حملے مین ہلاک کیا میرے نزدیک تو یہ سب زبانی جمع خرچ ہی مقابلہ ہو تو معلوم ہو جائے ملک مراد نے کہا مقابلہ فوجون مین ہوتا ہی تنہا سے مقابلہ کیا کیا جائے صرف یہ مقابلہ ہی کہ حکم دون کہ اس جوان کو گرفتار کر لو اور تو مجبور ہوکر اپنے خواستگار عفو ہو اس مرتبہ بدیع الملک ہمہ تن غیظ وغضب ہو گیا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او نابکار یہ کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہی خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تیرا اسی سر سے جدا ہوگا اور یہین سے آواز دے اپنے اُن نابکار مددگارون کو جن پر تیرا پورا بھروسا ہی کہ وہ تیرے حکم سے مجھکو گرفتار کر لین تاکہ جو حقیقت ہی ابھی ظاہر ہو جائے ملک مراد نے قہقہہ مارا اور بہ سہولیت کہا ای جوان مین جانتا ہون کہ تو ایک مرد جری ہی بیکار تو برخاستہ ہو گیا مین تجھسے ہرگز جنگ کرنا نہین چاہتا لیکن اگر تو اپنی پوری پوری وقعت مجھپر ظاہر کیا چاہتا ہی تو جو کام مین کہون اُسکو انجام دے بعدہ مجھکو تو اپنا مطیع فرمان سمجھ اور اگر تو مجھکو مسلمان کرنا چاہے تو بھی قبول کرونگا شہزادے نے کہا وہ کام کیا ہی جلد بیان کر اُسنے کہا کام یہ ہی کہ اس طلسم کو فتح کرا دی کہتا ہی کہ اگرچہ ملک مراد اُس طلسم کا مفتوح ہونا چاہتا تھا مع ہذا یہ بھی اُسکو یقین تھا کہ اس طلسم کا فتح ہونا ایک امر محال ہی اور شہزادے کی ہیبت اُسکے دل پر طاری تھی نظر بران اُسکا مقصود تھا کہ جب اِس جوان سے یہ طلسم فتح نہ ہو سکے گا لامحالہ کسی آفت طلسمی مین مبتلا ہو کے ہلاک ہو جائیگا اور بالفرض زندہ بھی رہیگا تو بھی مجھسے کسی امر کی امید نہ رکھ سکے گا مگر بدیع الملک نے فوراً اقرار کر لیا کہ مین اِس طلسم کو ضرور فتح کرونگا مجھکو اسکا بندوبست دکھا دیا جائے تاکہ مین فتح طلسم کا کام شروع کرون ملک مراد نے کہا ای جوان والاشان جب رات ہوتی ہی یہ گنبد جو اِس دجلہ آب مین ہی اُسمین سے ایک ہاتھ نمودار ہوتا ہی اور ایک گوہر شب چراغ اُس ہاتھ مین ہوتا ہی جسکی تین فرسخ تک روشنی پھیلتی ہی بس اُس وقت میری تمام حکومت مین جو کوئی شخص چراغ روشن کرتا ہی اُس گنبد سے ایک تیغ نمودار ہوتی ہی اور اُس چراغ روشن کرنے والے کا سر تن سے جدا کرتی ہی اور چراغ کو بجھا دیتی ہی مع ہذا صدائے سکاک سکاک بلند ہوتی ہی اور اُس گنبد سے شور وغوغا بھی بلند ہوتا ہی اور طرح طرح کی مہیب وخوفناک آوازین آتی ہین جس سے تمام رعایائے شہر مراد کا دل دہلتا ہی ہرچند کہ بیشتر اوقات اِس واقعے کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کی مگر ازبسکہ معاملہ طلسمی ہی کوئی سبب نہ دریافت ہوا نہین معلوم یہ کیا رمز ہی شاہزادے نے چاہا کہ اِسی وقت اُس طلسم کی طرف روانہ ہو مگر ملک مراد مانع ہوا اور کہا آج توقف کرو اگر کچھ ارادہ ہی تو کل پر موقوف رکھو شہزادہ خاموش ہو رہا اُس روز ملک مراد نے نہایت اہتمام سے شہزادے کی دعوت کی طرح طرح کے پرتکلف کھانے کھوائے شب کو رقص وسرود کی بھی محفل منعقد کی لولیان شوخ وشنگ ومطربان خوش گلو وخوش آہنگ نے خوب خوب گانے گائے جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا انعام دینا چاہا ملک مراد مانع ہوا اپنے یہان سے اُن سب کو خلعت وانعام دلوایا

نصف شب تک یہ ہنگامہ گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مقام قیام کو گئے شاہزادہ بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا مگر بقیہ شب اِس خیال مین گذاری کہ واللہ اعلم وہ طلسم کسطرح کا ہی کیا مصیبت پیش آنے شعر روز دیگر کہ چرخ شعبدہ بازہ کرد صندوق سینہ را سر بازہ اول وقت صبح کو شاہزادہ اُٹھا وضو کیا نماز صبح پڑھی بعدہ درگاہ خدا مین اسطرح مناجات شروع کی ای خالق ارض و سما و ای مالک ہر دو سرا تو ہر وقت مین اپنے

نظم

بندے کا حامی و مددگار ہے
یونس رہے نہ پیٹ مین مچھلی کے مبتلا
عیسیٰ کو آسمان پر تو نے چڑھا دیا
پھونک سکی نہ آتش سوزان خلیل کا
موسیٰ نبی کے ہاتھ مین دی مشعل ضیا
واسطہ اپنے قدرت و جلال کا

اور واسطہ اپنے مقربان باکمال کا تو اپنا ایسا فضل شامل حال کر کہ مین اس طلسم کو فتح کرون تاکہ ان گم گشتگان وادی ضلالت کے روبرو سرخرو ہون اور تیرے دین متین کو رواج دون اور تیری پرستش کی رغبت دلاؤن ورنہ سخت ذلت کا سامنا ہوگا بعد ازان شہزادہ مصلے پر سے اُٹھا لباس نو اور اسلحہ ضرورت سے آراستہ ہو کے ملک مراد کے پاس آیا اور کہا ای بادشاہ اب مین فتح طلسم کے لیے جاتا ہون اگر زندگی باقی ہے تو بار دیگر بفتح و فیروزی ملاقات ہوگی ورنہ خیر جو کچھ خداے وحدہ لاشریک کی مرضی ہوگی اُس کا سامنا ہوگا ملک مراد نے کہا بہتر ہے شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا جانب طلسم معین کی کنارے اُس دجلۂ آب کے پہونچا اُس وقت چند ملازمان شاہی بھی ہمراہ تھے ان سے شہزادے نے کہا جلد جاؤ اور ملک مراد سے اجازت لےکے ایک ایسے قیدی کو لاؤ جو قتل ہونے کے لائق ہو وہ ملازم گیا اور حسب اجازت شاہی واجب القتل قیدی کو لایا شہزادے نے اُس قیدی کو ایک زورق پر بٹھایا اور کہا اس کشتی کو گنبد کے قریب لیجا غرضکہ وہ کشتی گنبد طلسمی کی جانب روانہ ہوئی ہنوز قریب گنبد نہین پہونچی تھی کہ ہاتھ اُس گنبد طلسمی سے پیدا ہوا اور قریب کشتی کے آکے فوراً اُس کشتی کو غرق کر دیا ورد ہی آواز سکاک سکاک پیدا ہوئی تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند ساعت کے بعد وہ تاریکی دفع ہوئی روشنی کا عمل ہوا ایک نے دوسرے کو دیکھا اس عرصے مین ملک مراد بھی وہان آپہونچا اب جو شہزادۂ بدیع الملک بغور دیکھتا ہے تو لاش اُس سوار کشتی کی گویا کسی نے پانی کے اندر سے اوپر اُچھال دی اور اُس کا سر گنبد پر آویزان ہے شہزادہ ملک مراد کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ اس طلسم کی اس علامت سے تعجب ہوتا ہے یا کوئی اور بھی علامت ہے ملک مراد نے کہا ای جوان یہ جو سامنے درہ دکھائی دیتا ہے اس مین ایک میل فولادی واقع ہے جو کوئی وہان جاتا ہے پھر واپس نہین آتا یہ رمز بھی آج تک دریافت نہ ہوا اور کیونکر دریافت ہو دران حالے کہ کوئی واپس نہین آیا شہزادے نے کہا مین جاتا ہون ملک مراد نے کہا مین اپنی طرف سے نہین کہہ سکتا تم کو اختیار ہے اصل واقعہ جو کچھ تھا اُس سے مطلع کر دیا شہزادے نے کہا خداوند عالم میرا حافظ ہے یہ کہا اور جانب درہ روانہ ہوا درہ مین داخل ہو کے میل کے قریب پہونچا وہان سے چاہتا تھا کہ آگے بڑھے یکایک بالاے ہوا سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شہزادے کو مرکب سے اُٹھا کے لے گیا اب جو شاہزادے نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک باغ مین پایا جس مین ہر طرف نہرین جاری سراسر قدرت باری بیچ باغ مین ایک قصر عالی شان واقع ہے سر بفلک کشیدہ درخت سرسبز و شاداب دیواروں سے اونچے معلوم ہوتے تھے عمارتین عجب طرح کی دنقاشی ہر برج منطقۃ البروج کا ہمسر بوٹے خوش

دماغ معطر ابیات

بنا سے تھے کیا خوب دیوار و در
کے تو کہ تختے سے گلزار سے کے
نہ تھا صرف نقاش باغ جہان
نہ اُٹھتی تھی جن پہ سے ہرگز نظر
ہوا جسکی تھی رشک عنبر فشان
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے

شہزادہ دروازہ قصر میں پہونچا دیکھا ایوان بزرگ میں نازنینان صاحب جمال و حور شید رویان پری تمثال کا مجمع ہی ایک سے ایک بہتر خوب تر کاکریزی شفقی دہانی صندلی سردئی آسمانی جوڑے بھاری بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر میں غرق کنول کا رنگ بادشاہون کا سا لگی ہی کنیزین ہاتھون میں عمدے لیے بہت سی دست بستہ استادہ کچھ مقرب جواہر نگار کرسیون پہ جلوہ نما ایک عورت سن رسیدہ سرخ و سفید حسینہ و جمیلہ لباس مکلف پہنے تخت الماس پہ تمکن جو مین ملکہ تخت نشین نے شہزادہ کو دیکھا پکار کے کہا اورے دیکھنا یہ کون غیر مرد ہی جو بغیر اطلاع یہان چلا آیا ہی چند خواصین اُسکی طرف دوڑین اور قریب پہونچ کے شاہزادے کے لپٹ گئین اور کہا تو کون ہی جو یہان آیا ہی اور کیون آیا ہی یہان کسی غیر کے آنے کی اجازت نہین ہی ملکہ تخت نشین نے کہا اس جوان کو کچھ صدمہ نہ پہونچاؤ میرے پاس لے آؤ وہ خواصین شہزادے کو اُسکے پاس لے گئین اُسنے بھی وہی سوال کیا کہ تو کون ہی اور یہان کیون آیا ہی شہزادہ اُس مجمع حسینان جہان کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت تھا کچھ جواب نہ دیا اس ملکہ تخت نشین نے کہا یہ جوان کسی قدر منتشر معلوم ہوتا ہی اسکے واسطے ایک کرسی لاؤ اُسپر بٹھاؤ جب اسکے حواس درست ہو جائینگے اُسوقت اسکا حال اس سے پوچھینگے ایک خواص کرسی زرین و مرصع لائی شہزادے کو بٹھایا اُسوقت شہزادے نے وہ سامان دیکھا جو کسی کو خواب میں بھی نہ دکھائی دیا ہوگا اندرون قصر زمرد کے جابجا الماس تراش جڑے جسمین اپنی گرد دار دیکھ نہ سکے اندھا ہو جاے ایسے خوش نما کہ غنچۂ دل کو کنول کی طرح کھلا دین یاقوت کی ہنڈیان کیسی گول کہ اپنی مدور ہونے کے رشک سے افلاک کو ہلا دین شمعدان ہی کے قبیلے رشتہ دار شعلۂ طور روشنی کے سامنے نور صبح کا فور خوشرنگ پھولون کے ہزارون گلدستے مرصع قرینے سے رکھے ہوے عود عنبر کی مجمرین ہوا معطر آمیز سارا قصر عنبر بیز چارطرف باغ نزہت افزا روشون پہ آتشبازی کا تماشا انار کس کس رنگ کے پھول دے رہے تھے پھلجھڑیان نور کی مہتاب سے چاندنی میلی وہ کرتا ہوا مقیش اور بادلے کا اُس ہوائیون کا چھوٹنا عجب کیفیت طرفہ سما نور کی زمین نور کا آسمان سامنے ناچ ہو رہا تھا گرد ملال دلون سے دھو رہا تھا موج خیزی رطوبت نغمات سے کاسۂ خشک رباب سیراب آتش افروزی صوت گلوسوز سے مرغ مرغ ہوا پہ کباب ایک گلعذار جسکی آواز سے بلبل کی آواز میں ہچکی لگتی تھی لاہی کی پشواز سرخ مغرق پہنے گلے میں لدے ہوئی کس انداز دلبری و دلربائی سے یہ غزل گا رہی تھی غزل

سر کو دیواروں سے ٹکراتے ہیں ہم
اُسنے وعدہ گھر میں آنے کا کیا
تابہ مقدور اُسکو بہلاتے ہیں ہم
وصل میں بھی یان ہی عالم ہجر کا
چاندنی راتو تمہین جلاتے ہیں ہم

یاد آتے ہیں وہ عارض پھول سے
آپ سے باہر ہوے جاتے ہیں ہم
وصل کی باتین ہین کیا کیا دشمنین
اُسکو پاکر کھوے سے جاتے ہیں ہم
یان عدم کو تنگ رہا ہی چل چلاؤ

جب تری فرقت سے گھبراتے ہیں ہم
باغ میں جا جا کے گل کھاتے ہیں ہم
دل کسی صورت بہلتا ہی نہین
چھٹے درگاہ پر نہین سر جھکاتے ہیں ہم
یاد آتا ہی وہ ٹکڑا چاند سا
اب بھی آتا ہی تو آجاتے ہیں ہم

اتنے میں ساقی لالہ فام مرصع صراحی و بلورین جام لیے ہوے آئی ایک سرے سے سبکو ساغر دیتی چلی گئی شاہزادے کو بھی کہ بیت الطلب کو طاق دیکھا ہی اُسکو نہ دی اور کسی نے بھی نہ کہا ملکہ تخت نشین نے شہزادے کیطرف دیکھا پھر ایک خواص

سے کہا کہ تو یہ خواب دیکھ رہا ہی اور شراب مین بھی خوب نشہ نہین ہی مجھے ابکی راس نہ آئیگی کو ہم جانتے ہین تیرا جی لوٹ
رہا ہی دین کیونکر صاف کوری اتر جاویگی مگر تیری ضیافت ہمپر واجب ہی اس گفتگو پر شاہزادہ کو حیرت تھی دل سے
کہتا تھا الٰہی یہ خواب کیسا ہی کوئی اسکا حال کہنے والا نہین کیا کہون مین آپ کو بیداری سے زیادہ ہوشیار جانتا ہون

ارزوہا از ہجوم بیخودی پامال شد — در حق من انچہ غفلت کرد آگاہی نکرد

دو ساعتین کامل گذری ہونگی کہ ایک
تخت آیا سراپا زبرجد نگار تھا میری کرسی کے روبرو بچھایا گیا دو شمعین کافوری ہر ایک اتنی بڑی جیسے سرو کا درخت
اُس تخت کے راس دچپ روشن ہوئین دفعتًا غل ہوا اس طرف جو دیکھتا ہون نازنین خرد سال صاحب جمال
تیرہ چودہ برس سے سن کوئی زیادہ نہین زنگار رنگ لباس پہنے زیور مرصع سے آراستہ ہر ایک کے ہاتھ مین شمع مرصع نگار
لئے ہزار چلی آتی ہین اور صف بستہ کھڑی ہوتی جاتی ہین اُن دخترون مین ایک دختر ماہ پیکر آفتاب منظر نظم

دو ابرو ہر یکے مشکین ہلالے — فگندہ سایہ ہر یک بر غزالے
دو نرگس تازہ در باغ شگفتہ — کہ آہو در ریاضی مست خفتہ
نگاہش بیدلانرا بر سر خشم — دلے در دلنوازی گوشۂ چشم

در جنبش ہر یکے چرخ یمانی — سواد از بلاے آسمانی
چو مژگان لشکر ترکان خونریز — بخون خلق کردہ اشتہا تیز
برخ چون گل لطافت ہمچو نسرین — سراپایش ہمہ محبوب خوشتر

شاید دس برس کا اسکا سن و سال ہو تاج مرصع جسکی چمک مین نگاہ نہ ٹھہر سکتی تھی بالاے سر لباس شاہانہ در بر موتیون
مین سفید غرق دریاے جواہر اس ادا سے سامنے آئی کہ تقریر سے محال ہی جو اُسکی صفت ادا ہو سکے تخت پر بیٹھی جو ہین
شاہزادہ کی نظر اُسکی شمع رخسار پڑی پرنگ پروانہ جلنے لگی رنگ رو متغیر ہوا کہ قریب تھا کہ آسمان تک نے جائین زمین
پر اشک گرکے مثل خس و خاشاک بہاے جاوین لیکن حیرت کا وہ جوش تھا کہ مانند صورت دیوار خاموش تھا کبھی
نیچی نگاہ کر لیتا تھا کبھی اُس مہ جبین کی طرف گوشۂ چشم سے دیکھ لیتا تھا وہ بھی تو لڑکی تھی بچپنے کی باتین کرتی تھی پر
کوئی حرکت ناز و انداز سے خالی نہ تھی جب شاہزادہ اُسکو دیکھتا تھا وہ بھی اُسے دیکھتی تھی تبسم کرتی تھی شاہزادہ
کا یہ حال تھا کہ کبھی مرجاتا تھا اور کبھی جی اُٹھتا تھا اسکے بعد کچھ رسم ہوا کی طلسم مبارکباد گایا کیے کئی ساعت
تک وہ سرو تو خیز شاہزادہ کے سامنے بیٹھی رہی آخر اُس تخت سے اُٹھی ملکہ تخت نشین سے کے پہلو مین جا بیٹھی شہزادہ
کی نگاہ آڑ کے سبب سے اُس تک نہ جا سکی شاہزادہ جھک جھک کے اُسے دیکھنے لگا کئی نازنین جو شاہزادہ
کے قریب کھڑی تھین بازو پکڑ کے بٹھاتی تھین اور کہتی تھین اے جوان اپنی جگہ بیٹھا رہ یہ کیا بے ادبی ہی کہ
آنکھ اٹھا کے دیکھتا ہی شاہزادہ اُن کی صورت دیکھتا تھا اور خاموش تھا کچھ کہہ نہ سکتا تھا تھوڑی دیر سکوت
کرتا تھا بعدہ بے اختیاری مین پھر اُسی طرح جھک جھک کے جھانکنے لگا اُن نازنینون نے پھر بازو پکڑ کے بٹھا دیا
اور کہا اے جوان جو کچھ کہتے ہین اُسکو تو سنتا نہین ارے بیوقوف یہ جو دیکھ رہا ہی خواب ہی اور اسکا تعلق اس
طلسم سے ہی جسمین تو وارد ہی یہ بھی غنیمت سمجھ جو تو یہان بٹھایا گیا ہی ورنہ نہین معلوم کس نوبت کو پہونچتا اس کیفیت
کا کچھ اعتبار نہین ہی اسیر مطلق اعتماد نہ کر جسکو بقا نہ ہو اُسیر فنا نہو اگر دل مین محبت چلی آتی ہی جانے دے
جی سے نکال ڈال نہین تو ہلاک ہوگا مفت جان برباد ہو جائیگی آخر شاہزادہ سے ضبط نہو سکا کہا سمجھانے والیو کیا
نصیحت کرتی ہو یہ خواب کیسا ہی جسکا خیال شاید کبھی میرے دل سے فراموش نہوگا لیداتنا تو کہو کہ دراصل یہ
سانحہ کیا ہی اور یہ مکان کیسا ہی یہ ملکہ تخت نشین کون ہی یہ دختر ماہ پیکر کسکی ہی جس ضرورت کیواسطے یہ واقعہ
رو بکار ہوا ہی وہ ضرورت کیا ہی نازنین بولین تو اپنے حواس نہین ہی جو کچھ ہم سمجھاتے ہین اُسپر اعتنا نہین کرتا اور پھر
پوچھتا ہی کہ یہ واقعہ کیا ہی خاموش رہ ابھی جو کچھ حال ہی ظاہر ہوا جاتا ہی مگر بار دیگر ہم تیرے گوش گزار کیے دیتے ہین

کہ یہ واقعہ جو ابطور خواب کے دیکھ رہا ہو طلسمی ہو اسکو بقا نہین ہو شاہزادہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ان نازنینون مین سے ایک کو رحم آیا کہا ای جوان توقف کر مین ملکہ کو اس حال سے مطلع کرتی ہون کہ یہ جوان مستفسر حال ہو شاید وہ کچھ ایسا جواب دے جو تیری تسکین خاطر کو کافی ہو یہ کہا اور وہ نازنین اُس ملکہ تخت نشین کے قریب گئی اور حقیقت حال کو بیان کیا ملکہ تخت نشین نے کہا کہ دو اُس جوان سے کہ اس استفسار سے کچھ فائدہ نہین ہو یہ مقام طلسمی ہو اسکے متعلق تمام واقعات رو بکار رہین ہمنے جو تجھکو یہان قیام کی اجازت دی تو مستفسر حال ہو حالانکہ تیری صورت پر رحم آیا جو ہم خلاف قانون طلسم عمل مین لائے اور تجھکو مقیم کیا ہم خود تجھسے تیرا حال پوچھنے کو ہین ہمسے مستفسر حال ہو وہ نازنین شاہزادہ کے پاس آئی اور کہا ای جوان ملکہ نے وہی جواب دیا جو کچھ ہمنے تجھسے کہا تھا شاہزادہ نے کہا ای نازنین اسقدر مجھپر احسان اور کرو کہ اُس ملکہ تخت نشین سے پوچھو کہ کسی طرح یہ بھی ممکن ہو کہ اُس نازنین کے ساتھ میرا عقد ہو جائے جو ابھی نیم تخت پر میرے روبرو بیٹھی تھی اس نازنین نے کہا این گل دیگر شگفت شاید تیری اجل آئی ہو ... امنگیر ہو جو اسطرح کا سودا تیرے سر مین سمایا ہو کہان وہ نازنین باغ و تمکین اور کہان تو ایک مرد کوچہ گرد شاہزادہ چیں بہ جبیں ہوا اور بہزار منت و سماجت کہا ای نازنین برائے خدا تو میرا یہ پیام ملکہ کو پہونچا دے وہ مجبور ہو کے پھر ملکہ کے پاس گئی اور کہا ای ملکہ عالم وہ جوان اس نازنین کی خواستگاری کرتا ہو جو ابھی یہان وارد ہوئی یہ سُنکے ملکہ تخت نشین از سرتا پا غیظ و غضب ہو گئی اور تخت پر سے اُٹھ کے شاہزادہ کے پاس آئی کہا کیا کہتا ہو شاہزادہ خائف ہوا اور کہا ای ملکہ یہ بات کچھ برہم ہونے کی نہین ہو ایک امر کی درخواست کی ہو قبول کرنے اور نہ کرنیکا تمکو اختیار ہو اور اگر تمکو میری یہ درخواست خلاف معلوم ہوئی خیر معاف فرماؤ اب ایسی حرکت نہوگی ملکہ نے کہا بس خاموش رہ خبردار ایسے کلمہ بیہودہ زبان پر نہ جاری کرنا تو نہین جانتا کہ تو قوم خاکی سے ہو اور وہ نازنین قوم آتشی ہو تجھکو اُس سے کیا نسبت یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شاہزادہ کو ہوش آگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو اُسی باغ مین پایا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ نازنین تھی اُس باغ مین ایک باغبان تھا ہر طرف درختون مین پانی دیتا پھرتا تھا جونہین شاہزادہ کو دیکھا بیلچہ لیکے شاہزادہ کیطرف دوڑا اور قریب آکے کہا ای خیرہ سر تیرہ روزگار کیا بیکار تو اس باغ مین پھر رہا ہو یہ بیلچہ لے اور کام کر شاہزادہ اُس باغبان کی صورت دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا کیا بکتا ہو مین تیری طرح کوئی مزدور ہون جو بیلچہ لیکے باغ کی درستی مین مصروف ہون جا اپنا کام کر ورنہ اسی بیلچہ سے تیرا کام تمام کرونگا تو نہین جانتا کہ مین اس مقام مین خاص اس طلسم کے فتح کرنے کو آیا ہون باغبان نے کہا او بیوقوف تیری سمجھ مین یہ نہین آتا کہ یہ طلسم موم کا نہین ہو اسکا فتح ہونا بہت دشوار ہو اور خیر مجھکو اس سے کچھ کام نہین ہو تو کسی کام کیواسطے آیا ہو اب تو تیرا ورود باغ مین ہوا ہو اس باغ کا مالک مین ہون تجھسے اس باغ کا کام ضرور لونگا شاہزادہ نے شمشیر آبدار کا وار اُس باغبان پر کیا باغبان نے وہ وار اُسی بیلچہ پر رد کیا مع ہذا ایک طمانچہ بدیع الملک کے کلہ پر مارا طمانچہ کا کلہ پر پڑنا تھا کہ بیلچے تو اسقدر اسکا رعب تھا اب فورا بیلچہ لیکے باغ مین کام کرنا شروع کردیا

اب کچھ حال شاہزادہ بدیع الملک کا باغبانی مین مصروف ہونا اور شاہزادہ رستم ثانی کا بیان کیا جاتا ہی

چہرہ پرداز جہان رخت کشد چون بحمل
دیدۂ روز بسد رنج بر آید احوال
روز چون کرم بریشم ہمہ بر خویش تند
می نہ گنجد بصراحی و صراحی بہ بغل

شب شود دیم رخ در روز شود مستقبل
مردم دیدۂ آن ترا لہ کرا چہ صفت
ہر چہ شب رد کند از معدہ چو زنبور عسل
عرق از شبنم گل داغ شود بر رخ جو

چشمہ شب تنگ شود دائرۂ برگ
بچشم دیدۂ این روغن و دیبا مثل
وقت آنست کنون از اثر عیش و نشاط
اگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نہ آید بچمن بہر تماشاے جمال +
شاید از باز شود عقدۂ مالا ینحل
تو بہ گیسو میان بستہ در آید بچمن +

بلبل آید بجوید بگل بہ لبای غزل
بسکہ ہر خار گلے کردہ عجب نیست اگر
تا لبالب کند از سنبل و گل جیب و بغل

انبساطی ست ازین فصل کہ بیگاو شن عقل
یاسمین بشگفد از نشتر زنبور عسل
بہار پیرایان بساطین حکایات رنگین و

چمن ادبان حدائق روایات حیرت آگین آبیاری سخن سے اس بوستان نشاط افزا کو اس روش سے سرسبز و شاداب کرتے ہیں کہ رستم ثانی نے کافوریہ کو مسخر کیا اور کافور شاہ تین لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے مسلمان ہوا اور شاہزادہ ہمراہی لشکر بیشمار وہاں سے کوچ کر کے الماس کوہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ بالاے کوہ قلعہ واقع ہی اور بارہ ہزار ابر آتشبار سایہ کیے ہوے ہیں شاہزادہ نے حکم دیا کہ تمام لشکر قلعہ کیطرف روانہ ہو ہنوز وہ لشکر بالاے کوہ قلعہ کے قریب نہیں پہونچا تھا کہ اُن ابرہاے آتشبار سے ایک ابر جدا ہوا اور لشکر رستم کے سر پر قایم ہوا اور بارہ ہزار ہاتھ اُس ابر سے پیدا ہوے ہر ایک نے ایک ایک لشکری کو اُٹھانا شروع کیا یہانتک کہ تمام بارہ ہزار لشکر رستم کو وہ ہاتھ جانب ہوا اُٹھا لیگئے اور فوراً ہی سب کو بالاے ہوا سے زمین کیطرف پھینکدیا تمام لشکر ایکہی مرتبہ ہلاک ہو گیا شاہزادۂ رستم اس واقعہ کو دیکھ کے ٹھہر گیا اور قلعہ کو چھوڑ کے دور جا کے مقیم ہوا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای ملک کافور تمنے [illegible] خوب کیا کہ خدا پرستوں سے موافقت کر لی دیکھ تو کیسی سزا اسکے سخت تجکو دیجاتی ہی بعد ازان

وہ ابر بالاے ہوا مقیم ہوا نظم
ساغر مے نہوا مجھسے ساقی کے نصیب
ہو اگر ذکر چمن میں تری زیبائی کا +
باغبان دیکھے اگر گوشۂ گلشن کی بہار
چشم نرگس میں نہیں نام ہی بینائی کا
تو بھی آ دیکھ کہ سب دیکھ رہے ہیں او ترک
تیری تقریر سے دم بند ہی گویائی کا

اُڑ نہیں اُسکو در بھی میری رسوائی
رنگ بدلا نہ کبھی چنبر مینائی کا
اہل دنیا ہیں گردش یوسف کے عزیز
حوصلہ پھر نہ کبھی ہو چمن آرائی کا
برگ گل بھی جو زبان اہل سخن ہیجاے
سر بازار تماشا ترے سودائی کا

ہو وہی طور تغافل بت ہرجائی کا
رشک سے ای گل تر خشک ہوں نسرین و سمن
دست بھائی کو بھی دیکھا نہ کسی بھائی کا
ان سے آنکھ کو تری دیکھ کے کہو نرگس نے
نہ بیان ہو کبھی عالم تری رعنائی کا
کیا زبان کھول سکیگا کوئی منھ تو دیکھیں

تماشائیان طرفہ نکتہ پذیری و اشرافیان خلوتکدہ روشن ضمیری جادو زبانان ہنگامہ سحر معجز بیانان معرکہ علو و کمال سطح لوح دل پر طلسم سخن سے راز لکھتے ہیں کہ جب مروج دین متین اسلام دافع رنگ کفر و ظلام چشم و چراغ جہانبانی یعنے رستم ثانی قلعہ سے دور جا کے مقیم ہوا اُسوقت شیاطین عیار فرعون کے پاس پہونچا دیکھا ملک کافور بیٹھا ہی اور سامنے ملک کافور کے رستم ثانی بیٹھا ہی شیاطین عیار نے چاہا کہ یہانسے چلا جاوں اور فرعون کو اس حال کی خبر کروں ملک کافور نے شیاطین عیار کو دیکھ لیا کہا ای شیاطین اب یہانسے جانیکا قصد نہ کر اور فرعون پرستی پر تین حرف بھیجکے دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا یہانسے زندہ جانا مشکل ہوگا شیاطین نے کہا ای ملک کافور مجکو اس حرکت سے باز رکھو اگر تمھارا یہ خیال ہی کہ میں فرعون کو اس حال سے مطلع کرونگا تو میں قسم کھاتا ہوں خداوند فرعون کی کہ میں ہرگز کسیطرح کا ذکر نہ کرونگا ملک کافور نے کہا مجکو اسکی پروا ہرگز نہیں ہی کہ تو فرعون کو میرے حال سے مطلع کریگا البتہ میرا ارادہ تجکو مسلمان کرنیکا ہی اگر بخوشی مسلمان ہونا گوارا کریگا تو المراد ورنہ میں بغیر تجکو مسلمان کیے نہ رہونگا شیاطین نے چاہا کہ وہاں سے گریز کرے مگر ملک کافور اُسکے تعاقب میں دوڑا اور پکڑ لایا جب شیاطین عیار نے دیکھا کہ اب یہان سے رہائی مشکل ہی مجبوری کلمۂ طیبہ پڑھا اور دل کڑا کر کے اسلام میں داخل ہوا ملک کافور نے کہا ای شیاطین مجکو ہرگز یقین نہیں ہی کہ تو بصفائی قلب مسلمان ہوا ہو شاہزادہ نے کہا ای ملک کافور اس امر کے درپے نہو تربیت اسلام بہ مدار ظاہر ہی باطن

شیاطین بصفائی قلب مسلمان نہین ہوا ہی کسیوقت مین اسکی سزا سے سخت پائیگا ملک کا فور خاموش ہو رہا تمام
دن شیاطین عیار بہین رہا شب کو سب کی نظر سے پوشیدہ جانب فرعونیہ گریز کی فرعون کے پاس
پہونچا اُسنے کہا کیا خبر لایا ہی شیاطین نے کہا ای خداوند نہین معلوم آجکل کیا تیری مشیت مین گذرا ہی جو دشمن
ہر روز کامیاب ہوتے جاتے ہین اگر یہی حال ہی تو چندروز مین مملکت فرعونیہ پر دشمنون کا قبضہ ہو جائے گا
فرعون نے کہا ای شیاطین ہماری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ تو گذرا ہی لیکن تو بیان تو کر کیا واقعہ دیکھا جس
دشمنون کی کامیابی معلوم ہوئی شیاطین عیار نے کہا اس سے زیادہ دشمنونکی کامیابی کیا ہوگی کہ ملک کافور
ایسا خاص بندہ خدا پرستون کے بہکانے سے مسلمان ہو گیا اور رستم ثانی الماس کوہ کو گھیرے ہوے ہی جلد
خداوند کو خبر لینا چاہیے ورنہ عنقریب خداوندی کی ترکی تمام ہوا چاہتی ہی فرعون دلمین نہایت متوحش ہوا لیکن
ظاہر مین کمال بے اعتنائی سے کہا کچھ تردد کی بات نہین ہی اور محافہ نشین کیطرف متوجہ ہوکے کہا ای محافہ نشین تو
دیکھتا ہی یہ شیاطین کیا کہتا ہی اُسنے کہا کیا عجب ہی جو اسکا کہنا سچ ہو فرعون نے کہا اگر شیاطین کا کہنا سچ ہی
پس تو جا اور رستم کو گرفتہ وبستہ کرکے ہماری خدمت مین حاضر کر اور ای محافہ نشین اگرچہ شیاطین بیان کرتا ہی
لیکن اگر تو بچشم خود دیکھتا کہ ملک کافور مسلمان ہو گیا ہی اور ہماری پرستش سے قطع نظر کی ہی تو بلا تکلف اس نالائق کو
ہلاک کرنا اس بارہ مین مجھسے مطلق استفسار کی ضرورت نہین ہی جب میری پرستش سے اُسنے قطع نظر کی تو پھر اُسکے
بارہ مین رعایت کی کیا ضرورت ہی محافہ نشین نے کہا بہت خوب اور اسیوقت مع قنطورہ پوش و غضنفر شاہ
چوپان و منصور گلہ بان سوار ہوکے روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل چندروز کے عرصہ مین رستم ثانی کے
لشکر کے قریب پہونچا اور آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا رستم ثانی کو کمال حیرت ہوئی کہ یہ کون ہی جس نے میرے
مقابلہ مین آتے ہی نقارۂ جنگ بجایا خبرداران بعجلت تمام گئے اور خبر لائے کہ محافہ نشین اور قنطورہ پوش اور
غضنفر شاہ چوپان اور منصور گلہ بان کو فرعون شاہ نے مقابلہ کیواسطے بھیجا ہی رستم نے بھی اُسیوقت

نقارہ جنگ بجوایا شعر
روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز　　گرد صندوق سینہ را سر باز
رستم سوران دران بہن دوخت　　زمین بخشش شد و آسمان گشت ہشت
علی الصباح میدان حرب
مین صف آرائی ہوئی شعر
لشکر اسلام سے پہلے رستم

میدان مین آیا اور اسطرف سے قنطورہ پوش مقابلہ کو آیا اور بآواز بلند کہا ای خدا کے نادیدہ کی پرستش کرنیوالے
تو جو اس سرزمین پر وارد ہوا ہی تو کیا یہ یقین جانتا ہی کہ اپنی دلی مراد حاصل کریگا تو نہین جانتا کہ خداوند فرعون
کیا قدرت واختیار رکھتا ہی آگاہ ہو کہ فرعون نے مجھکو خاص تیرے گرفتار کرنے کو بھیجا ہی دیکھون میرے ہاتھ
سے تو کہان جان بچا کے جاتا ہی رستم ثانی نے کہا او فرو بدکار کیا بیہودہ کلمات زبان پر جاری کرتا ہی زبان بند
و دست بگشا سہ بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ قنطورہ پوش نے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم
نے اپنی تلوار پر اُسکا وار رد کیا اور کہا سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ٭ غم دین و دنیا فراموش کن ٭ یہ
کہکے شمشیر آبدار کا وار کیا اُسنے بھی جگہ خالی کی جس سے خود تو محفوظ رہا لیکن مرکب کا سر چاک ہو گیا قنطورہ پوش
کو پیادہ پا دیکھا آواز بلند اپنے لازمون کو حکم دیا کہ جلد دوسرا مرکب قنطورہ پوش کیواسطے لیجاؤ لازمون
نے بجا لاکے تمام دوسرا مرکب قنطورہ پوش کے پاس پہونچایا قنطورہ پوش اس مرکب کی پشت پر سوار
ہوکے پھر دوچار ہوا خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار قنطورہ پوش نے رستم کو گرفت مین لاکے سر سے بلند
کر لیا بعدہ گرفتہ وبستہ کرکے محافہ نشین کی خدمت مین بھیجا محافہ نشین رستم کی گرفتاری سے بہت

خوش ہوا اور ایک مقام بلند پر آ کے کہا ای کافور ستاہ تک مرام حق فراموش اس سے زیادہ کیا بیہودگی ہوگی
کہ اپنے خداوند خدایت سے روگردانی کی اور رضائے نادیدہ پرستش کرنے والوں کی اطاعت قبول کر لی
تو نے خداوند فرعون کی قدرت دیکھی کہ کسطرح رستم کو گرفتار کر لیا اگر خداوند کی مشیت میں گذرا تو آج
نہیں کل وہ خود تجھکو بھی گرفتار کردیگا اور فوراً ہلاک کرے گا آمادہ ہو جاؤ گا بعدہ نقارہ بازگشت بجا دونوں لشکر
اپنے مقام قیام کو چلے آئے محافہ نشین اپنے خیمے میں آیا اور حکم دیا کہ رستم کو ہمارے روبرو لاؤ ملازموں نے
اُسی طرح بستہ رستم کو محافہ نشین کی خدمت میں حاضر کیا محافہ نشین نے جو رستم کی صورت دیکھی ایک
نوع کی محبت اسکے دل کدورت منزل میں پیدا ہوئی کہا ای رستم مجھکو فرعون نے تاکیدی حکم دیا ہے کہ رستم کا
سر تن سے جدا کر کے جلد میری خدمت میں حاضر کر تو اب تو ہی بتا کہ ایسی حالت میں میں کیا کروں اگر فرعون کی
عدول حکمی کرتا ہوں تو اُسکے قہر و غضب کا خوف ہے اگر تعمیل حکم کرتا ہوں تیری جوانی پر رحم آتا ہے اور اصل امر یہ
ہے کہ میں تیری صورت زیبا پر فریفتہ بھی ہوں ورنہ اب تک تیرا سر تن سے جدا کر کے کب کا خداوند فرعون
کی خدمت میں پہنچ چکا ہوتا رستم متبسم ہوا اور کہا آخر آپکا مطلب تو بیان کرو یہ تو میں سمجھ گیا کہ نہ تو مجھکو ہلاک کرنا چاہتا
ہے اور نہ رہا کرنا چاہتا ہے محافہ نشین نے کہا او جوان اصل مطلب میرا یہ ہے کہ اگر تو میری مراد حاصل ہونے
پر راضی ہو جائے تو میں ان تمام ایران آتش پرستوں کو سرنگوں کردوں اور جو کچھ تیرا مطلب ہو اُسے بر لانے کو
دل و جان سے مستعد ہوں اور شاید تو میری حقیقت حال سے واقف نہیں ہے آگاہ ہو کہ میں سازمشوش کی دختر
ہوں میرے پدر یعنی سازمشوش نے بارہ ہزار ابر آتش بار خاص خداوند فرعون کے واسطے مہیا کیے ہیں
سازمشوش کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میرا ابھی لڑکپن ہے کچھ ایسی درازسن نہیں ہوں صرف سات
سو برس کی عمر ہے دودھ کے دانت ٹوٹنا شروع ہوئے ہیں ای جوان اگر تو مجھکو خوش کرے تو میں تیرے
تمام سرداروں کو قید و بند سے رہا کردوں اور ہر ایک تیرے کام کو بسر و چشم انجام دینے کو تیار ہوں اگر
تو میری خواہش پوری نہ کریگا تو مدت العمر تو متاسف رہیگا بشرطیکہ یہاں سے زندہ رہا ہو گیا اول تو تیرا
زندہ رہا ہونا ایک امر محال ہے درانحالیکہ تو میری مخالفت پر آمادہ ہے مجھ ایسی کمسن دختر کسکو میسر آتی ہے
زہے نصیب تیرے کہ میں اس کمسنی میں خود تجھ سے درخواست کرتی ہوں اگر وہ ملنے تو تجھسے بدنصیب کون
ہو سکتا ہے فنا ہو جاؤ گا رستم نے کہا ای ملعونہ سات سو برس کا سن بتاتی ہے اور پھر اپنے کو کمسن جانتی ہے میں ہرگز
تیری درخواست کو قبول نہیں کر سکتا ہاں اگر میری بھی آٹھ سات ہزار برس کی عمر ہوتی اُس وقت میں تجھ کو
کمسن سمجھتا اب تو میں تجھکو ہزار بڑھیوں کی بڑھیا سمجھتا ہوں قطع نظر اسکے میرے دادا نے بھی کسی
جادوگرنی سے اختلاط نہیں کیا ہے میں کب مختلط ہو سکتا ہوں میں تجھکو ایک بلائے بے درمان سمجھتا ہوں
اختلاط کجا اب رہا یہ امر کہ میں تیری قید میں ہوں تجھکو ہر طرح کا اختیار ہے جو کچھ تجھسے ہو سکے عمل میں لا
مطلق رعایت نہ کر اُس ملعونہ نے کہا ای جوان [illegible] ابھی تیری [illegible] ہوجائیگی [illegible]
نگارہ سے آواز دی کہ کوئی یہاں ہے ایک جادوگر حاضر ہوا اور کہا کیا حکم ہے [illegible] سے کہا اس جوان کو
لیجا اور ہمارے خیمے کی طناب میں باندھ دے [illegible] رستم ثانی کو لیجا کے [illegible] خیمہ کے
خیمے کی طناب میں باندھ دیا جب رات ہوئی [illegible] ایک پہر [illegible] دروازہ [illegible] سوری [illegible]
خواب سے گھبرا کے اٹھ بیٹھی اور آواز دی [illegible] کدھر ہے رستم ثانی نے دیکھا [illegible]

ظاہر ہوا اور کہا ای ملکہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہی سیمہ عجب نے کہا ای غزبون کسی طرف سے آدمی کی بو آتی ہی
دیکھ تو یہاں کوئی آدمی ہی غزبون نے کہا ایک آدمی تو یہاں موجود ہی ہی اسی کی بو آتی ہوگی سیمہ نے کہا
یہ تو مجھکو بھی معلوم ہی کہ رستم یہاں طناب خیمہ میں بندھا ہی علاوہ رستم کے اور کوئی آدمی میری بارگاہ
میں آیا ہی تو دیکھ تو سہی غزبون نے کہا ای ملکہ کہاں دیکھوں یہاں تو کوئی دکھائی نہیں دیتا سیمہ نے کہا مجھکو
پلنگ کے نیچے کھٹکا معلوم ہوتا ہی غزبون نے پلنگ کے نیچے ہاتھ بڑھایا ایک جوان کی گردن پکڑ کے باہر
کھینچ لیا اور پکار کے کہا ای ملکہ تو سچ کہتی تھی دوسرا آدمی بھی یہاں موجود تھا نہ جانے یہ کہاں سے آیا سیمہ نے کہا ای
جوان تو کون ہی اُسنے کہا مجھکو مظفر دزد کہتے ہیں میں ہی وہ شخص ہوں جسنے رستم کو ملک کافوری کی قید سے
رہا کیا اور اب یہاں پہونچا سیمہ نے کہا مجھکو کچھ خوف نہیں ہی جو یہ دلیری کی کہ یہاں چلا آیا اور اب پھر
کیا رستم کو میری قید سے رہا کرنے آیا ہی مظفر نے کہا کیا تو اس بارہ میں کچھ شک بھی رکھتی ہی سیمہ نے
حکم دیا کہ اس دزد کو لیجاؤ اور رستم کے ساتھ اسکو بھی بستہ کرو بعد ازاں پھر اُسی طرح خواب مرگ میں
مبتلا ہو گئی راوی کہتا ہی کہ اس ہنگام میں مہتر قران بارگاہ میں پہونچا دیکھا سیمہ بیخبر سو رہی ہی اور رستم ثانی
اور مظفر دزد دونوں مجرموں کی طرح بندھے ہوئے ہیں مہتر قران پہلے رستم ثانی کے پاس آیا اور
آہستہ کہا ای شہریار کہو اس وقت کیا ارادہ ہی رستم نے کہا ای مہتر قران یہ وقت کسی بات کے استفسار کرنیکا
نہیں ہی ایسے میں وہ ملعونہ بیخبر سو رہی ہی کچھ ہو سکے جلد عمل میں لاؤ ورنہ پھر کوئی تدبیر کارگر نہوگی مہتر قران
سیمہ کے قریب گیا داروے بیہوشی سنگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب بغیر داروے رفع بیہوشی ہوش میں
نہیں آسکتی رستم ثانی اور مظفر دزد کے دست و پا سے بند کھولے انھیں بندوں سے سیمہ کو بستہ کیا
اور مع رستم و مظفر رستم ثانی کے لشکر میں لے آیا سیمہ کو ایک جاے محفوظ میں محبوس کیا اور سب
اپنے اپنے بستر استراحت پر جا کے سو رہے جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے رستم نے مہتر قران
سے کہا ای قران سیمہ بھی بیدار ہوئی اُس نے کہا شہریار سیمہ پر داروے بیہوشی کا اثر ہی جب تک
رفع بیہوشی کام میں نہ لائی جاوے گی سیمہ ہوش میں نہ آئیگی رستم نے کہا اُس بے حیا کو لاؤ اُس سے
باتیں کریں مہتر گیا اور سیمہ کو رفع بیہوشی سے ہوش میں لایا بعدہ شاہزادہ رستم کی خدمت میں حاضر کیا رستم
سیمہ کو دیکھ کے متبسم ہوا اور کہا ای ملعونہ کہہ تو اس وقت اپنے کو کس حال میں دیکھتی ہی کل تو بہت
خوش تھی جبکہ مجھکو گرفتار کرنے کا حکم دیا تھا آج بتا کہ تجھکو کیسی سخت سزا دوں سیمہ نے بڑے زور سے قہقہہ
مارا اور کہا ای رستم معلوم ہوا کہ تو مجھکو گرفتار کرکے بہت خوش ہی ابھی تجھکو حقیقت امر سے اطلاع نہیں
ہی شاہزادہ نے کہا ای ملعونہ یہ کیا بیہودہ کہتی ہی وہ حقیقت امر کیا ہی جسکی مجھکو اطلاع نہیں ہی اسوقت
میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تو بستہ میرے روبرو موجود ہی اُس نے کہا اس بستہ ہونے کا تماشا دیکھو گے رستم
ثانی نے کہا ہاں اسنے کہا یہ تو سب دیکھ رہے ہو کہ میں بھی بستہ ہوں میرے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ
تو پھر دیکھو مہتر قران نے کہا ای شاہزادے یہ بے حیا فریب دیتی ہی شاہزادے نے کہا کیا فریب دیسکتی
ہی درانحالیکہ خود بھی بستہ ہی سب اسکے پاس سے علیحدہ ہو جاؤ دیکھیں یہ کیا تماشا دکھاتی ہی چنانچہ تمام محافظ
اُسکو اسی طرح بستہ چھوڑ کے چند قدم کے فاصلے پر علیحدہ چلے آئے سیمہ نے اس طرح اپنے
دست و پا کو جھٹکا کہ فوراً تمام بند کھل کے زمین پر گر پڑے اور سیمہ کبوتری کی صورت سے مشابہ ہو کے

جانب لشکر ہروسے ہوا ایران ہوئی اپنے لشکر میں پہونچ کے دم لیا

آمدم بداستان شہریار نورالدہر

راویان شیرین سخن فرد اند • شرح این داستان چنین کردند • کہ شہریار اور نورالدہر برابر قلعۂ ذوالامان کے پہونچے
سعد نے حکم دیا کہ ذوالامان کو از سر نو دوبارہ بدستور سابق آراستہ کرو نورالدہر نے کہا یا شہریار ذوالاقتدار تم
ذوالامان کی درستی میں مصروف ہو میں جاتا ہوں جب ذوالامان کی آرایش و درستی سے فارغ ہونا تم بھی یہاں سے
نہضت کرنا غرضکہ دوسرے روز نورالدہر اور کرب اوطہا سب سات لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے
جانب فرعونیہ روانہ ہوے اور بعد طی مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد شہر الماسیہ کے قریب پہونچے
الماس گور وہاں کا حاکم و فرمانروا تھا وہ اپنے دربار میں باطمینان تمام بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ہرکارہ آیا اور بوقت
عرض سے اس طرح گویا ہوا کہ ای شہریار فلک اقتدار فی الحال نورالدہر نامے ایک شخص وارد سرزمین
الماسیہ ہوا ہی اور فوج کثیر اسکے ہمراہ ہی واجب جانکر عرض پیرا ہوں اب بجاے خود جو کچھ مناسب ہو حکم
صادر فرمایا جاوے الماس گور حاکم الماسیہ اس خبر کو سُنکے بہت متردد ہوا مشیروں سے مشورہ کیا کہ کیا
کیا جاوے اُن سب نے بالاتفاق یہ راے دی کہ نورالدہر کے ورود کا نتیجہ بہتر نہیں معلوم ہوتا ہی بہر حال
قلعہ میں قیام کرنا بہتر معلوم ہوتا ہی چنانچہ الماس گور قلعہ بند ہوگیا اور فرعون شاہ کے نام نامہ لکھا کہ ای
خداوند اپنے بندوں کی خبر لو عنقریب الماسیہ پر آفت عظیم نازل ہوا چاہتی ہی خداپرست اپنے نام کے
اہل فرعون پرستی کے نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں چنانچہ نورالدہر نام خداپرست با فوج کثیر میرے ملک
میں وارد ہوا ہی بمجرد اسکے پہونچنے کے یہ نامہ لکھا ہی اگر ذرا بھی غفلت کی تو شہر الماسیہ تہ و بالا ہو جاویگا
اور خداپرستوں کی حکومت قایم ہو جاویگی بعجلت تمام مجھکو مدد پہونچنا چاہیے فرعون نے جواب نامہ لکھا
کہ ای بندۂ خاص ہمارے الماس تیرا نامہ ہم کو پہونچا حال معلوم ہوا تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ ہم خداپرستوں
کی طرف سے غافل ہیں ہم کو پیشتر سے اُن کے آنے کی خبر ہی اگر نورالدہر نام خداپرست وارد سرزمین
الماسیہ ہوا ہی تو اسکے مقابلہ میں آمادۂ پیکار رہو اور مطلق کسی طرح کے خوف و تردد کو اپنے دل میں
دخل نہ دے جس وقت مدد کی ضرورت ہوگی فوراً پہونچیگی جب یہ جواب الماس گور کو پہونچا نہایت برہم ہوا
اور دوسرا نامہ لکھا کہ ای خداوند میں نے جو نامہ لکھا تھا وہ صرف جواب کے واسطے اور زبانی جمع خرچ کیواسطے
نہیں بھیجا تھا بلکہ غرض یہ تھی کہ مجھکو مدد پہونچے اب پھر اس امر کی درخواست ہی کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
مجھ تک مدد پہونچے اس مرتبہ جو اس مضمون کا نامہ ملک فرعون کو پہونچا بارہ ہزار سواران آتشبار کی جمعیت
الماس گور کی مدد کے واسطے جانب الماسیہ روانہ کی الماس گور فرعون کی مدد پہنچنے سے بہت خوش
ہوا ادھر دوسرے روز نورالدہر نے قلعہ پر یورش کی اثناے یورش میں خبر پہونچی کہ فرعون نے بارہ ہزار
سوار کی جمعیت الماس گور کی مدد کے واسطے بھیجی ہی نورالدہر نے کہا کیا مضائقہ ہی خدا سب کا ہی بس ست
مع ہذا بارہ ہزار ابر غرش کنا وارد ہوے اور بالاے قلعہ مقیم ہوے اُنمیں سے ایک ابر جدا ہوا اور شاہزادہ
کے لشکر پر سایہ فگن ہوا اُنمیں سے بارہ ہزار ہاتھ پیدا ہوے اور نورالدہر کے بارہ ہزار لشکر کو ایک ہی
مرتبہ بالاے آسمان اُٹھا لے گئے اور چند لمحہ کے بعد ان سب کو زمین کیطرف پھینکا جس سے سب ہلاک ہوگئے
شاہزادہ نے جو اس حال کو دیکھا قلعہ سے علحدہ چلا آیا یکایک اُس ابر سے آواز آئی کہ ای خداپرستو اگر تم

بیشتر ہی قلعہ کے قریب نہ آنے تو ہم کچھ تعرض تمھارے حال سے نہ کرتے اب خبردار قریب قلعہ کے نہ جانا ورنہ
تم سب ہلاک کیے جاؤ گے ہم خوب جانتے ہیں کہ خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا مطلق خوف تمھارے دلمیں
نہیں ورنہ ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتے فرعون کی قدرت کو تمنے دیکھا کہ کس طرح تمکو ہلاک کیا
نوذ باللہ ہر کوئع یاران ہمراہی یہان ملتوی رکھا جاتا ہی اور سعد شہریار کے متعلق خامہ فرسائی کیجاتی ہی
راویان سخن پرور این چنین پرورده اند که اختصار سخن بہتر از زیادہ روی است ، راویان روایات عجیب خبر و
ناقلان حکایات حیرت انگیز اس داستان ندرت توامان کو اسطرح گویا ہوے ہیں کہ سعد شہریار چند روز میں قلعہ
ذوالامان کو آراستہ کرکے اور مظفر بن ضیغم اور شاہ سلمان کو ناموس کا انتظام حوالہ کرکے مع لشکر قیامت
اثر فرعونیہ کیطرف روانہ ہوا اور منازل و صعب طی کرکے ارجن کوہ کے قریب پہونچا ملک ارجن کو سعد شہریار
کے ورود کی خبر پہونچی اُسنے بھی فرعون شاہ کو نامہ لکھا کہ ای خداوند مجھکو جس بات کا خیال و خوف تھا اُسکا
سامنا ہو گیا یعنے سعد نامے خدا پرست مع فوج کثیر یہان آیا ہی عنقریب ہنگامہ جنگ گرم ہوا چاہتا ہی جلد مجکو
مدد بھیجئے ورنہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے میری حکومت میں خلل آیا چاہتا ہی اور ای خداوند مجھکو تعجب اس
بات کا ہی کہ تو نے اپنی مشیت میں یہ کیا مقرر کیا ہی جو خدا پرست صحیح وسلامت یہانتک پہونچے اُنھون نے
جسوقت اسطرف آنیکا ارادہ کیا تھا اُسیوقت اُنکو کیون نہ مجبور کردیا جو یہانتک نہ پہونچتے اور میرے انتشار
کا سبب ہوتے مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہ وہ اپنا کام کر گذرین اور تو خواب خرگوش میں رہے فرعون شاہ
نے اس مضمون کا نامہ پڑھکے بارہ ہزار ابر ارجن شاہ کی مدد کیواسطے بھیجے اور کہلا بھیجا کہ ای ہمارے بندۂ
خاص ملک ارجن تو گھبرا نہیں ہماری مشیت میں جو مصلحت گذری ہی اس سے تجکو اطلاع نہیں ہی اگر سعد خدا پرست
ارجن کوہ میں پہونچ گیا ہی تو کچھ مضائقہ نہیں ہی یہ بھی ہمارا ہی فعل ہی ہم چاہتے ہیں کہ وہ سب وہان پہونچ کے
ہلاک ہون اور یہ فتح تیرے نام پر مقرر ہو چنانچہ وہ ابر بھی فوج اسلام پر مسلط ہوا اور بدستور بارہ ہزار ہاتھ ابر سے
پیدا ہوے اور تمام لشکر کو زمین پر مار کے ہلاک کیا سعد شہریار بھی اس واقعہ سے بہت خائف ہوا اور ارجن
حصار کو چھوڑ کے وہان سے دور تر مقیم ہوا ناگاہ اس ابر سے یہ آواز آئی کہ ای سعد کیون ارجن حصار
سے دور چلا گیا اگر مرد میدان ہی تو وہین مقیم رہ دیکھ خداوند فرعون کی قدرت کو کہ اُسنے اپنی قدرت سے
کسطرح بسہولت تیری تمام فوج کو ہلاک کیا اور ہر وقت اسیطرح کا اختیار رکھتا ہی

اب سعد شہریار کو بھی ارجن کوہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا بیان ہوتا ہی

انکو ہمیشہ غیر کا کھٹکا لگا رہا ++
فرق آیا یا کمین میں جو لستما لگا رہا
سرکو پٹک پٹک کے قفس میں یہ مرنجا
برسوں تمہاری گھات میں منہ با لگا رہا
اللہ جھر خیر رہا انکے بناؤ سے

کیسا ہمارے دلمیں یہ کانٹا لگا رہا
اقرار اُسنے کب کیا انکار کے سوا
صیاد کو مرے بھی یہ کھٹکا لگا رہا
مشتاق دید سیکڑوں آکے چلے گئے
دانتوں میں سب انگلیوں ... لگا رہا

آغاز ایک دار میں دو گھر سے کر بچے
صحبت رہی گریہ کیچڑا لگا رہا +
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آئے ہو
دن رات کوے یار میں میلا لگا رہا
جو ہر بات بازار معانی و صرافان

دار اعیار رحمہ دانی اس حال فیروزی مآل کو اس رنگ سے مسطور کرتے ہیں کہ جب پہلوان دو راہن سرآمد دلاوران
جہان یعنے لندھور بن سعدان مثیہ بنانے جہانبانی یعنے حمزۂ ثانی سے رخصت ہوا چند روز کے بعد
سراندیب میں پہونچکے ہندوستان کا بندوبست کیا ایک روز وزیر منشی سے کہا کہ تمام سلاطین ہندوستان

سے کہ فلان دن لکھو کہ فلان روز سب یہان آکے جمع ہون چنانچہ جابجا اطلاع ہو گئی روز معینہ کو سب آکے جمع ہوئے لندھور بن سعدان نے اُن سب سے کہا کہ اے یارو دنیا مین انسان کو زندگی کا کیا بھروسا ہو سکتا ہو کچھ نہ کچھ آخرت کی خبر بھی ضروری ہو ورنہ بعد مین بجز افسوس و حسرت کے کچھ نہین ہو سکتا مجھکو ایک حکیم کا قول یاد ہو وہ فرماتا ہو کہ مین نے چار لاکھ کلمے حکمت کے جمع کیے ہین جن مین سے چار کلمون کو باکار سمجھا اور سب کو بیکار سمجھ کے بھلا دیا اُن چار مین سے بعض دو بھلا دینے کے قابل ہین اور دو یاد رکھنے قابل ہین یعنے خدا اور موت کو یاد رکھنا چاہیے اور جو کوئی اپنے سے برائی کرے اور جس کسی پر خود احسان کرے ان دونون کو بھلا دینا چاہیے بنابرین دونون دل کلمے یاد رکھنے کے یہ معنی نہین ہین کہ صرف یاد ہی رکھا جاوے بلا اُسکے موافق کچھ کام کیا جائے میرے دل مین بیشتر خیال آیا کہ موجودہ کامون کا بندوبست کرکے حج کا عازم ہون مگر پھر بعض اسباب مانع ہوئے لیکن اب مصمم ارادہ ہو کہ اپنے اس خیال کو عمل مین لاؤن فی الحال ہندوستان کا انتظام درپیش ہو اسکے واسطے میری یہ راے ہو کہ اپنی جگہ اپنی دختر نیک اختر کو ہندوستان کی حاکم و فرمانروا مقرر کرکے حضرت رسالتمآب کی خدمت بابرکت مین اور کعبۃ اللہ کو جاؤن تم لوگون کو خاص اس واسطے یہان آنے کی تکلیف دی ہو کہ اس بارہ مین تمھاری کیا راے ہو اُن سب نے کہا شہریار روشنا اس سفر صعب کا اختیار کر لینا خالی از وقت نہین ہو اگرچہ یہ بہت صحیح بات ہو کہ زندگی مین انسان کو سفر آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اور حج ہر شخص پر واجب نہین ہو تاہم لوگون کا خیال یہ ہو کہ اگر ذخیرۂ آخرت مہیا کرنے کی ضرورت ہو تو صرف حج ہی ذخیرۂ آخرت نہین ہو سکتا عدل گستری غریب نوازی رعایا پروری رحم شعاری بھی ذخیرۂ آخرت مین شامل ہو اگرچہ شہریاران تمام اوصاف سے متصف ہین تاہم ایسے امور مین زیادہ تر ترقی کیجاوے تو زیادہ بہتر ہو لندھور بن سعدان نے کہا اے یاران من دنیا کے تعلقات مین مبتلا ہو کے انجام بخیر ہونا بہت مشکل امر ہو اگرچہ کوئی شخص نہایت درجہ احتیاط سے کام لے اور ہر وقت اس بارہ مین غور و فکر کرتا رہے پھر بھی لاعلمی مین گمان ہو کہ غلطی ہو جاے اس سے بہتر یہ ہو کہ اُن تعلقات سے کنارہ کیا جاوے جن مین خدشہ لازم ہونے کا ہو جہانتک ممکن ہو اُن سب نے کہا بہتر جو بہتری عرض کر دیا لندھور بن سعدان اپنی دختر نیک اختر یعنے خسرو شیرین دخت کے پاس آیا اور کہا اے نور نظر میرا ارادہ کعبۃ اللہ جانیکا ہو تمکو بجاے خود ہندوستان کی فرمانروائی پر مقرر کیے جاتا ہون خسرو شیرین دخت آبدیدہ ہوئی اور کہا اے پدر والا قدر اگرچہ مین انتظام ملک سے عاجز نہین ہون تاہم تمھاری مفارقت مجھے نہایت شاق ہو لندھور بن سعدان نے کہا اے فرزند چند روز کا سفر ہو پھر تو ہم یہان پہونچ ہی جاوینگے خسرو شیرین دخت خاموش ہو رہی لندھور بن سعدان نے اسباب سفر مہیا کرنا شروع کیا یہان تک کہ ایک تاریخ مقرر کرکے اور خسرو شیرین دخت کو نقاب پوش و تاج بر سر سریر حکومت پر بٹھلا کے تنہا کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہونے کا عازم ہوا اور تمام یاران موجودہ سے کہا آگاہ ہو مین تم سب سے رخصت ہوتا ہون مجھکو تنہا جانا مقصود ہو اُن سب نے کہا شہریار ایسے سفر دور و دراز مین تنہا جانا ہرگز قرین مصلحت نہین ہو لندھور نے کہا اگرچہ تم لوگون کے نزدیک تنہا جانا خلاف عقل ہو لیکن میرے نزدیک یہی مناسب ہو اور اے یارو میرا اسی وقت روانہ ہونیکا ارادہ تھا لیکن بوجوہات چند در چند اسوقت کی روانگی ملتوی رہی آخر شب کو روانہ ہونگا تم لوگون سے اسیوقت رخصت ہوتا ہون کیونکہ اب تمھین تکلیف دینا عبث ہو اُن سب نے کہا تکلیف کیا معنے ہم اسوقت بھی حاضر ہونگے

لندھور سے کہا اس وقت کسی کے ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور اس بارہ میں بھی تم لوگوں کا اصرار بیکار ہے وہ سب
خاموش ہو رہے سر شام سب اپنے اپنے مقام قیام کو چلے گئے شب کو لندھور نے خسرو شیرین دخت سے کہا اے فرزند
اس وقت تک میں نے اس راز کو تم سے پوشیدہ رکھا مگر اس راز سے تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ میں سب سے رخصت
ہو چکا ہوں اور سب کو معلوم ہے کہ میں آخر شب کو عازم سفر ہوں گا میں تہ خانہ میں چھپا جاتا ہوں کل تو جس وقت
تخت حکومت پر بیٹھنا سب سے کہنا کہ اے حاضرین میرے باپ آخر شب کو کعبۃ اللہ کی جانب روانہ ہو گئے
ہیں اور تم کو دعا کہی ہے اور کہا ہے کہ تم لوگ میرے کہے سنے کو معاف کرنا اگر زندہ رہیں گے تو پھر تمسے آملیں گے
مگر اے فرزند خبردار اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا خسرو شیرین دخت نے قبول کیا جب دن ہوا شیرین دخت تخت
حکومت پر بیٹھی تمام سلاطین مثل جیپال شاہ اور بختیار شاہ اور اختیار شاہ بن بختیار شاہ کے دربار میں
آئے اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ملکہ نے کہا اے حاضرین آخر شب میرے باپ کعبۃ اللہ کی جانب روانہ
ہو گئے بروقت روانگی تم سب کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ چونکہ میں نے سفر دور و دراز اختیار کیا ہے نہیں معلوم
کب واپس آنے کا اتفاق ہو زندگی کا کیا اعتبار ہے پس میرے کہنے سنے کو معاف کرنا سب نے بطور سلام
سر پر ہاتھ رکھے اور کہا اے ملکہ تمہارے پدر والا قدر نے ہمکو کیا کہا ہے جو ہم معاف کریں ہم سب انکے کعبۃ اللہ
جانے سے نہایت ملول ہیں ہر چند ہم لوگوں نے سمجھایا مگر ایسی حالت میں کیا چارہ ہے جب وہ نہ مانیں ناچار
خاموش ہو رہے اب یہ دستور مقرر ہے کہ روز خسرو شیرین دخت تخت شاہی پر جلوہ گر ہوتی ہے اور انتظام سلطنت
میں ہمہ تن مصروف رہتی ہے چند روز اسی انتظام سے بسر ہوئے روز شب کو لندھور تہ خانے سے پوشیدہ
خسرو شیرین دخت کے پاس آتا ہے اور بعد استفسار امور ضروری پھر تہ خانے میں چلا جاتا ہے ایک روز
جیپال شاہ نے سب کو جمع کیا اور کہا لندھور بن سعدان نے ایسا سفر دور دراز اختیار کیا ہے اور اپنے
عوض میں اپنی دختر یعنے خسرو شیرین دخت کو تخت حکومت پر بٹھایا ہے اگرچہ خسرو شیرین دخت انتظام سلطنت کی
قابلیت رکھتی ہے جیسا کہ ظاہر ہے تاہم عورت کی متابعت و فرمانبرداری دل قبول نہیں کرتا بعضوں نے کہا پھر
کیا مطلب ہے بعضوں نے کہا ہم تمہاری رائے سے موافق ہیں جو کچھ کہو اسپر عمل کریں جیپال شاہ نے کہا اگر
تم سب مجھسے موافق ہو تو میں اس بارہ میں کچھ تدبیر کروں سب نے کہا بیشک ہم موافق ہیں جیپال شاہ خاموش ہو رہا
دوسرے روز جب خسرو شیرین دخت تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور دربار میں سب جمع ہوئے جیپال شاہ
بھی آیا اور اپنی جگہ بیٹھ کے کہا اے یاران میں چند روز سے ایک امر کی بابت ذکر کرنا تھا مگر موقع نہ ملا تو میں کہتا
آج میں مصمم ارادہ کرکے آیا ہوں کہ اس ذکر کو بیان کروں سب نے کہا اے جیپال شاہ بیان کر وہ کیا ذکر
ہے جیپال شاہ نے کہا اصل امر یہ ہے کہ دختر لندھور بن سعدان اگرچہ ایک لائق و فائق عورت ہے تاہم عورت
کی متابعت کو ہرگز دل گوارا نہیں کرتا ہاں ایک طرح سے متابعت قبول کی جاتی ہے کہ دختر لندھور کسی سے
نکاح کرے اس صورت میں اگرچہ دختر لندھور ہی اس مملکت کی حاکم ہو گی لیکن انتظام سلطنت اسکے شوہر
کے متعلق ہو گا اور جو کچھ ہمکو کہنا ہو گا اس سے کہیں گے شیرین دخت نے بغور و تامل جیپال شاہ کی تقریر کو
سنا اور کہا جیپال شاہ اگرچہ یہ کلمہ میری زبان سے نکلنا زیبا نہیں معلوم ہوتا تاہم میں تجھسے پوچھتی ہوں کہ تیرے
نزدیک میرے شوہر ہونے کیواسطے کون مناسب ہے جیپال شاہ نے کہا اے ملکہ مجھ سے اس بارہ میں استفسار
کی کیا ضرورت ہے اپنا اپنا سب کو اختیار ہے ممکن ہے کہ میں کسی کو تجویز کروں اور وہ تمہاری پسند خاطر نہ ہو

خسرو شیرین دخت نے کہا اگرچہ مین انکار ہی کرونگی مگر معلوم تو ہو کہ وہ کون ہی جسکو تو نے تجویز کیا ہی جیپال
شاہ نے کہا ای ملکہ میرے نزدیک اختیار شاہ بن بختیار شاہ سے زیادہ لائق و فائق کوئی نہین ہی لیکن
نہین جانتا کہ تمھارا خیال اُسکی نسبت کیا ہی شیرین دخت نے کہا ای جیپال شاہ اگر تو اختیار شاہ کو میرے
شوہر ہونے کے لائق سمجھتا ہی تو خیر کیا مضائقہ ہی مین بھی اپنے مشیرون سے اس بارہ مین مشورہ کر لون
کل مین اسکا جواب دونگی جیپال شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی جب دربار کا وقت تمام ہوا اہل دربار اپنے
اپنے مقام قیام کو واپس گئے ملکہ بھی اپنے محل مین آئی چند ساعت توقف کر کے تہ خانے مین لندھور بن سعدان
کے پاس گئی اور تمام واقعہ بیان کیا اور کہا ای پدر والاقدر جیپال شاہ نے میرے استفسار پر اُس شخص کا بھی
ذکر کیا جسکو میرے شوہر ہونیکے لیے تجویز کیا ہی لندھور نے کہا وہ کون ہی اُسنے کہا اختیار شاہ بن بختیار شاہ کو
لندھور نے نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہو کے کہا خیر صبح تو ہونے دو دیکھو اُن بدبختون کو کیسی سزاے معقول دیتا ہون
مین نے اسی واسطے یہ غیبت اختیار کی تھی کہ دیکھون یہ سب کسطرح سے پیش آتے ہین پس وہی خیال میرا پیش آیا
دوسرے روز دربار کے وقت لندھور بن سعدان تہ خانے سے باہر آیا لباس نو سے آراستہ ہو تاج شاہی
سر پر رکھا اور دربار مین آ کے تخت حکومت پر بیٹھ گیا حاضرین نے جو لندھور کو دیکھا ہمہ تن حیرت ہو گئے ایک نے
دوسرے سے سرگوشی کی چند لمحے کے بعد اختیار شاہ اور بختیار شاہ اور جیپال شاہ بھی گلگونہ خانہ مین آئے دیکھا
خسرو ہند تخت حکومت پر متمکن ہی جیپال شاہ نے بکمال ادب سلام کیا خسرو نے کھینچ تمام تلوار کا ایک ایسا
وار کیا کہ جیپال شاہ دو لخت ہو کے زمین پر گرا اختیار شاہ اور بختیار شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا فوراً ملازمان
شاہی نے اُن دونون کو گرفتہ و بستہ کر لیا لندھور بن سعدان نے کہا ایہا الناس نہایت تعجب کی بات ہی
کہ میری نظر سے غائب ہوتے ہی تم سب مجھسے خلاف ہو گئے اور ہر شخص بجاے خود مختار ہو گیا اور طرح طرح کی
فتنہ پردازی شروع کر دی اگر مین واقعی بہلنے کعبۃ اللہ کیطرف روانہ ہوتا تو نہین معلوم کیا فتنہ و فساد برپا کرتے
تمام اہل دربار سرنگون خاموش تھے بعد ازان لندھور بن سعدان انتظام حکومت مین مصروف ہوا دوسرے روز
اپنی دختر خسرو شیرین دخت کی شادی کی فکر پیدا ہوئی اپنے معتمدین کو جمع کر کے کہا اگرچہ جیپال شاہ نے میری
غیبت مین شیرین دخت کی شادی کے نسبت تحریک کی مگر یہ فعل بدنفسی پر محمول تھا تاہم شیرین دخت
کی شادی ایک امر ضروری ہی لہذا اس فرض سے ادا ہو جانا ضروری ہی سب نے بالاتفاق کہا ای شہریار اس
بارہ مین مشورہ کی کیا ضرورت ہی البتہ بیٹی کے مقدمہ مین اس بات ضرور خیال رہنا چاہیے کہ اُس شخص سے
نسبت کیجاوے جو تین صفتون سے متصف ہو جسطرح نگینہ مین تین صفتین کا دیکھی جاتی ہین رنگ سنگ ڈھنگ
انسان کا رنگ یہ ہی کہ صاحب علم و ہنر ہو سنگ یہ ہی کہ شریف قوم سے ہو ڈھنگ یہ ہی کہ غیرت رکھتا ہو یعنی ابناے
جنس مین اُسکا طرز معاشرت مستحسن سمجھا جاتا ہو لندھور نے کہا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تمھاری نظر مین ان صفتون سے کون
ایسا شخص متصف ہی جو شیرین دخت کی نسبت کے واسطے تجویز کیا جاوے اُن سب نے کہا ہمارے نزدیک
محمود شاہ سے بہتر کوئی شخص نہین ہی لندھور نے اُسی وقت حامد شاہ بادشاہ ہندوستان کے نام خط
لکھا جسمین اس نسبت کا بھی ذکر تھا مضمون نامہ کو باعتبار طوالت قصہ موقوف رکھا خلاصہ یہ کہ حامد شاہ نے
جواب نامہ حسب دلخواہ لندھور کے بھیجا دیگر امور متعلقہ عروسی بھی بذریعہ تحریر ہی طی ہوے بساعت سعید
و آوان حمیدہ یہ تقریب عمل مین آئی یعنے خسرو شیرین دخت محمود شاہ بن حامد شاہ سے منعقد ہوئی است

کچھ انتظام و اہتمام اس تقریب میں ہوا بعد نکاح مبارک و سلامت کا غل ہوا انعام و اکرام تقسیم ہوئے راوی
لکھتا ہے کہ جدایل خان ہندی لندھور بن سعدان کا بھانجہ ایک نہایت شریر ساحر تھا چنانچہ لندھور بن
سعدان کو اُسکی طرف سے خدشہ لگا رہتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ لندھور کی بہن جدالہ نام بڑی علامہ مکارہ
عورت تھی بیشتر لندھور اُسپر ملامت کرتا تھا کہ انسان کو چندروزہ زندگی کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تو جو کفر و ضلالت
مین اپنی زندگی بسر کرتی ہے اسکو تو نے کیا بہتر سمجھا ہے میری فہمایش کی یہ غرض ہے کہ مجھکو تجھسے حقیقی نسبت ہے جب مجھکو
تیری اس کجفہمی کا خیال آتا ہے نہایت افسوس ہوتا ہے اور خرسندی ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسپر
عمل کر اور انجام کی اپنے خبر لے جدالہ اگرچہ لندھور کو اُسکی فہمایش کا جواب نہ دیتی تھی البتہ دلمین تا دیر کڑھا کرتی
تھی ایک مرتبہ جدالہ نے اپنے بیٹے جدایل خان ہندی سے اس بارہ مین ذکر کیا کہ میرا بھائی لندھور بیشتر مجھ کو
بیجا فہمایش کیا کرتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوتا ہے جدایل نے کہا اے مادر لندھور کو تیری فہمایش سے کیا علاقہ ہے اگر تجھکو
اُسکی فہمایش ناگوار معلوم ہوتی تو کیون اُسکو منع نہین کردیتی تا کہ بار دیگر اُسکو جرأت نہوا کی جو لندھور فہمایش کرے
تو ضرور جواب صاف دینا جدالہ اپنے بیٹے سے اس بات کو سُنکے خاموش ہو رہی ایک روز حسب اتفاق پھر ملنا
ہوا لندھور نے موافق دستور ملامت کی جدالہ نے برہم ہو کے کہا اے لندھور تو جسکے ہر مرتبہ فہمایش اور ملامت
کیا کرتا ہے اس سے کیا فائدہ عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود خبردار اس بارہ مین آیندہ مجھسے کچھ نہ کہنا ورنہ نتیجہ بہتر
نہوگا لندھور نے کہا کیا نتیجہ بہتر نہوگا جدالہ نے کہا بس یہ سمجھ لے کہ کشت و خون کی نوبت آجائیگی لندھور نے
کہا مین کشت و خون سے نہین ڈرتا ہون اس مرتبہ جدایل خان ہندی بھی جدالہ کے ساتھ تھا اُسنے لندھور
سے باواز بلند کہا اے لندھور اگر تو کشت و خون سے نہین ڈرتا تو ہم کو بھی اسیطرح کچھ کیا وجہ ہے جو تو میری مادر
کو فہمایش کیا کرتا ہے لندھور نے بغیظ و غضب جدایل خان کی صورت دیکھی اور کہا او جدایل نالایق یہ تو
کیا بکتا ہے جدایل خان نے کہا خبردار اب زیادہ گوئی نہ کرنا اور اسوقت کا اگر بدلہ نہ لیا تو مین جدایل خان نہین
کہلانے وہان سے دونون مان بیٹے چلے گئے اُس روز سے لندھور کو جدایل خان کیطرف سے خدشہ رہا بعد فراغ
عروسی خسرو و شیرین دخت لندھور نے جدایل خان کے نام نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ایک زمانہ مین میرے
تیرے درمیان شکررنجی ہو گئی تھی اور تو نے کہا تھا کہ کسی وقت مین اسکا عوض لونگا مجھکو اُسوقت سے اب تک اس
بات کا خیال ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اب فیصلہ ہونا چاہیے کیون ہر وقت کا خدشہ اچھا نہین ہے کہ دلمین
باقی رہ جائے اور اے جدایل خان یہ تو نہ سمجھنا کہ مین ہر طرح جنگ و حرب ہی کیواسطے مستعد ہون کیونکہ مین
اُس بے تہذیبی کے سبب سے برخاستہ نہین ہوا ہون جو تو عمل مین لایا اور میری بزرگی کا ہرگز تجھکو خیال نہوا بلکہ میری
غرض اصلی یہ ہے کہ تو راہ راست اختیار کر اور اپنی مادر ملعونہ کو بھی فہمایش کر ورنہ جنگ و حرب کیواسطے آمادہ ہون
اس ذریعہ سے حق و باطل کا امتیاز بھی حاصل ہو جائیگا اور زور و طاقت کی بھی حقیقت دریافت ہو جاویگی جیسے ہو
کہ تو نے میری بزرگی بالائے طاق رکھی اور مادر ملعونہ کی طرفداری پر آمادہ ہو گیا جو نہین یہ مضمون کا نامہ جدایل ہندی
کو پہونچا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا جدالہ کے پاس جا کے کہا اے مادر لندھور اپنے زور و طاقت پر بہت مغرور
ہے اُسنے اس مضمون کا نامہ لکھا ہے اور اُس نامہ کو پڑھ کے سُنایا جدالہ نے کہا پھر تیرا کیا ارادہ ہے جدایل خان
ہندی نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ دراصل یہ خدشہ ہمیشہ باقی رہیگا بہتر یہ ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرون جو کچھ بعد مین
کسیوقت ہونا ہے وہ ابھی ہو جائے یہی کہ وہ زبردست ہے باشد جدالہ ساحرہ نے کہا اے جدایل مین نے خاص اسی غرض سے

تیرے ارادہ کو پہونچا تھا اگر اپنا ارادہ جنگ وجدل کا ظاہر نہ کرتا تو مجکو نہایت ملال ہوتا تو بلا تکلف لندھور سے
مقابلہ کرتا اگر وہ زور وطاقت رکھتا ہی تو مین بھی افسون وسحر مین کسی قدر ملکہ رکھتی ہون اگر میرا افسون وسحر کام کر گیا تو
لندھور بن سعدان باوجود زور وطاقت کے کیا کر سکتا ہی ای فرزند تو بروقت جنگ وحرب صرف اسقدر خیال
رکھنا با تکلف کسی طرح لندھور کے قریب پہونچ جانا اور جو کچھ مین بتاؤن اُسکو عمل مین لانا یقین کامل ہی کہ
اُسوقت کا تماشا دیکھنے کے قابل ہوگا جدایل خان نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو مین ابھی لندھور کو جواب نامہ لکھتا ہون
جدالہ نے کہا تو شوق سے جواب ترکی لکھ جدایل خان نے جواب لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای لندھور تجھ کو
قسم ہی اُسی خدا نے نادیدہ کی جسکی تو پرستش کرتا ہی تو ہرگز قرابت وعزیزداری کا خیال نہ کرنا جسطرح تجھکو منظور ہو
مجھسے سمجھ لے مین خود اس بارہ مین تجھکو پیغام بھیجنا چاہتا تھا بارے تو نے خود تحریک کی اس جواب کو پڑھ کے
لندھور کو تعجب ہوا شہرون اور سردارون سے کہا ای یارو جدایل خان کی یہ طاقت نہ تھی کہ مجھکو اسطرح کا
جواب لکھتا مین تو یہ سمجھا تھا کہ میرے نامہ کو پڑھ کے اپنی گستاخی کی معذرت کے واسطے آئیگا بالیقین یہ شرارت
اُسکی مادر ملعونہ کی ہی کیونکہ اُسکو اپنے سحر وساحری پر بہت بھروسا ہی خیر کیا مضائقہ ہی ــــ ببینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان ــــ سب نے کہا شہریار ضرور اس خلاف شعار سے مقابلہ کرنا چاہیے چنانچہ جنگ وحرب
کی تیاری شروع ہوگئی تا اینکہ جدایل خان مقابلے کے واسطے آیا اور ایک میدان وسیع مین خیمہ زن ہوا
ایک خاصے خیمے مین جدالہ ملعونہ بھی مقیم ہوئی اُسنے لندھور بن سعدان کو بلا بھیجا لندھور بن سعدان
اپنی بہن کے خیمے مین گیا جدالہ نے کہا ای لندھور آگاہ ہو اگرچہ تو جدایل کے مقابلہ مین زبردست ہی مگر یاد
رکھ کہ اس زور وطاقت سے کچھ فائدہ نہوگا بیکار اپنے کو معرض ہلاکت مین لاتا ہی لندھور نے کہا مین اس
بارہ مین اس سے زیادہ کچھ نہین کہ سکتا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑ دے ورنہ از خود معاملہ کو یکسان ہو جانے دے
جدالہ نے کہا اچھا اب تو یہان سے چلا جا صرف یہی کہنا تھا جو تجھکو بلایا لندھور چلا آیا شب کو طرفین کے
لشکر مین طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی پہلا جو شخص لشکر مخالف سے نکلا وہ جدایل خان
ہندی تھا باواز بلند پکارا کہ ای لندھور تو اپنے زور طاقت مین بہت مغرور ہی ــــ بیار انچہ داری ز مردی نشان
کمان کیانی و گرز گران ــــ لندھور فوراً مسلح ومکمل ہو کے اُسکے مقابلے مین آیا بعد رد وبدل بسیار لندھور نے
چاہا کہ جدایل خان ہندی کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرے جدایل خان نے اپنی مادر ملعونہ
کا تعلیم کیا ہوا افسون پڑھ کے پھونکا جسکا یہ اثر ہوا کہ لندھور کا ہاتھ اُسکے کمربند سے مس ہوتے ہی جھول گیا اس
واقعہ سے لندھور کے ہاتھ پاؤن پھول گئے کہا او ساحر بدکار یہ کونسی مردانگی ہی کہ سحر وافسون سے کام لیتا ہی
اگر مرد میدان ہی تو زور دست بازو سے کام لے فنون سپاہگری کو کام مین لا یہ کیا کہ جب سے میرے مقابلہ کو آیا ہی سانپ
کی طرح پھنکار رہا ہی جدایل خان کو غیرت آئی سحر وافسون سے باز آیا اور پھر رد وبدل شروع ہوئی اس
مرتبہ بھی لندھور بن سعدان نے اُسکو سر سے بلند کر لیا ہوتا مگر جدایل بھی فن جنگ سے ماہر تھا لندھور کے
قبضہ سے نکل گیا شام ہوگئی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو جدایل خان
ہندی نے جدالہ سے کہا ای مادر آج تیرا افسون لندھور پر صرف اسقدر کارگر ہوا کہ میرا کمربند اُسکے ہاتھ مین
آکے نکل گیا مین نے کوئی ایسا موقع نہین پایا کہ لندھور کو گرفتار کر لیتا یا ہلاک کرتا مع ہذا بعد کو مجھے شرم بھی آئی
کہ میدان حرب مین افسون وسحر سے کام لینا بالکل نامردی ہی جدالہ نے کہا ای جدایل خان یہ تیرا خیال ہی ـــ واسطے

ضرر رسان ہی اسواسطے کہ لندھور بچہ سے بدرجہا زبردست ہی پھر زور وطاقت مین اُس سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا
ہی البتہ اگر کام نکالنا چاہتا ہی تو سحر وافسون سے کام لے ورنہ اس مقابلہ سے تو یہ بہتر ہی کہ بسہولت اپنے کو لندھور
کے حوالے کردے جدائیل نے بعد غور وفکر کہا مجھے ممکن نہین ہی کہ سحر وافسون سے کام لون تمام رات مان بیٹے
مین یہی گفتگو رہی دوسرے روز جدائیل خان نے مقابلہ ملتوی رکھا ادھر لندھور بن سعدان کا ہاتھ بھی بیکار
تھا ہزار ہا ادویہ بعمل مین آئین طرح طرح کے علاج ہوئے کچھ فائدہ نہوا لندھور نے کہا یارو واقعی یہ تمام تدبیرین
بیکار ہین اس سے کچھ فائدہ نہوگا سحر وافسون کے مقابلہ مین دوا وعلاج کا کیا کام ہی سب نے کہا آخر پھر کیا ہو لندھور نے
کہا اسکا یہ علاج ہی کہ کوئی تعویذ دافع سحر وافسون ہاتھ پر باندھا جاوے یا اس قسم کی کوئی دعا پڑھی جاوے لوگ عامل
کی تجسس وتلاش مین گئے اُسکو لائے حال پوچھا عامل نے کہا واقعی افسون کا اثر ہی غرضکہ دو تعویذ لکھے ایک ہاتھ
پر باندھا دوسرا جلایا گیا ہاتھ ہیئت اصلی پر آیا لندھور نے کہا بڑی مشکل پیش آئی اگر جدائیل خان کے سحر وافسون کا
یہی حال رہا تو کیونکر اُس سے مقابلہ ہوسکیگا آج ہاتھ بیکار ہوگیا ہی کل از سرتاپا بے حرکت ہوجاؤنگا عامل سے کہا
کوئی ایسا تعویذ دو کہ مجھپر کسی کا سحر وافسون اثر نہ کرے اُسنے ایک دعا لکھی اور کہا شہریار اس دعا کا یہ خاصہ ہی کہ
جب کسی ساحر سے مقابلہ ہو اس تعویذ کو از سرتاپا مس کرلینا چاہیے جہان جہان یہ تعویذ مس ہوگا وہان تک سحر وافسون
اثر نہ کریگا تیسرے روز پھر طرفین کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے لندھور نے اُس تعویذ کو از سرتاپا مس کیا
اور میدان مین آکے باواز بلند پکارا کہان ہی جدائیل خان بے ایمان آوے اور آج پھر میرا مقابل ہو یہ خبر جدائیل کو
پہونچی جدالہ نے کہا جا لندھور کا مقابلہ کر اُسنے کہا کیا جاؤن اور کس طرح مقابلہ کرون نہ سحر وافسون سے کام
لے سکتا ہون اور نہ زور وطاقت مین سر ہوسکتا جدالہ نے کہا اگر ایسا ہی خیال تھا تو پیشتر جنگ وحرب کا ارادہ کیا
ہوتا بیکار یہان آیا اور اپنے ساتھ مجکو بھی زحمت مین پھنسایا جدائیل خان نے کہا پھر اب کیا ممکن نہین ہی جدالہ نے
کہا تف ہی تیری مردانگی پر کیا تو یہ سمجھتا ہی کہ یہان سے صحیح وسلامت واپس چلا جاؤنگا ہان اس صورت سے رفع شر
ممکن ہی کہ مین اور تو دونون اسلام اختیار کرلین جدائیل خان نے کہا نا صاحب یہ کسی طرح ممکن نہین جدالہ نے
کہا یہ ممکن نہین ہی تو مقابلہ کر اُسنے کہا کیونکر مقابلہ کرون جدالہ نے کہا چل مین تیرے ساتھ چلتی ہون اگر تجکو
سحر وافسون سے کام لینا ناگوار ہی زور دست بازو سے کام لے مین خود لندھور کی جانب افسون پڑھ کے
پھونکونگی جدائیل نے کہا اسکا مضائقہ نہین ہی جدالہ نے ایک ناقہ طلب کیا اُسپر عماری کسواکے سوار ہوئی اور
جدائیل کے ہمراہ میدان حرب مین پہونچی جاتے ہی کچھ پڑھا داہنے ہاتھ کو ہر چہار جانب تین مرتبہ گردش دی تین
تالیان بجائین لندھور اُس ناقہ کو دیکھ کے بہت متعجب ہوا دل مین کہا عجب نہین اس عماری مین جدالہ مکارہ
ہو دیکھیے کیا قیامت برپا کرتی ہی اور جدائیل خان ہندی سے کہا آج تو نے اسقدر دیر کیون کی جدائیل خان
نے کہا ای لندھور آج مین تیرے واسطے پورا بندوبست کرکے آیا ہون اور اس امر کی تو مجھے قسم لے کہ مین
سحر وافسون سے کام نہ لونگا لندھور نے کہا مجکو قسم لینے کی کچھ ضرورت نہین ہی تو بلا تکلف سحر وافسون سے کام
لے خدائے بزرگ ست بس زبان ہ بندد بازو بکشا جدائیل خان نے شمشیر آبدار کا وار لندھور پر کیا لندھور
نے بسہولت تمام اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اُسطرف جدالہ نے جو وار جدائیل خان کا رد ہوتے دیکھا ایک ایسا
افسون پڑھ کے پھونکا کہ اگر لندھور اُس تعویذ سے مس نہوتا تو بالکل بے حس وحرکت ہوجاتا تاہم چونکہ آنکھون سے وہ
تعویذ مس نہوا تھا دونون آنکھون کا نور زائل ہوگیا اب لندھور بن سعدان کی یہ صورت ہی کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے

کے ہر طرف دیکھتا ہی کچھ نظر نہیں آتا اہل لشکر کو اس حال کی خبر نہ تھی کہ وہ لندھور تک پہونچ کے اُسکی مدد کرتے
لندھور سمجھ گیا کہ میری نظر پر سحر اثر کر گیا ہی مجبور ہو کے بے تحاشا دو چار وار شمشیر آبدار کے ہر چہار جانب کیے
اسکے ہاتھ کی گردش سے جدائیل خان کو بخوبی یقین ہو گیا کہ ضرور لندھور کی بینائی زائل ہو گئی قریب آ کے
لندھور کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے مرکب سے زمین پر لایا اور بخوبی بستہ کر کے اپنے لشکر
مین بھیج دیا مع ہذا طبل بازگشت بجوا دیا ہر چند لندھور کے لشکر نے چاہا کہ ہنگامہ کارزار گرم کرین مگر ممکن نہ ہوا
کیونکہ سردار فوج گرفتار ہو گیا تھا سوچے کہ اسوقت کی ہنگامہ آرائی کا نہین معلوم کیا نتیجہ ہو مجبور ہو کے اپنے مقام
قیام مین چلے آئے وہان جدالہ بیجیانے لندھور کو اُسیطرح گرفتہ وبستہ اپنے روبرو طلب کیا اور کہا ای لندھور
دیکھا تو نے کہ تجکو کسطرح ہمنے گرفتار کر لیا یہ تو نے اپنی سرکشی کا نتیجہ دیکھا اگر تو اُسیوقت میرے کہنے پر عمل کرتا تو کیون
تو آج اس نوبت کو پہونچتا اُس خدا کی بندگی کیا جسکو دیکھ نہین سکتے اب اسوقت کسکا دین سچا ہی لندھور نے کہا
او مکارہ اندھے بھتے ہین اُنکو وہ خدائے وحدہ لاشریک ہرگز نہین دکھائی دیتا جدالہ نے کہا ای لندھور تیری
زبان درازی اب بھی نہین جاتی بتا تو اندھا ہی یا ہم لندھور نے کہا ہمارے دل کی آنکھین اُس خدائے قادر
و توانا کو دیکھ رہی ہین جدالہ ساحرہ نے کہا لیجاؤ اسے بحفاظت تمام قید رکھو جبتک کہ اسکی نسبت ہمارا کوئی خاص
حکم نہ پہونچے لندھور اُس حالت کو دیکھ جدالہ کی جانب جھپٹا اور اسکے قریب جا کے بندھے ہوے ہاتھون
سے ایسا اُسکا گلا گھونٹا کہ اُسیوقت اُسکا دم نکل گیا جدائیل خان بہت برہم ہوا چاہا کہ لندھور کو بھی ہلاک کرے
مگر بعض سردارون نے سمجھایا کہ ای جدائیل خان لندھور تیرا قیدی ہی مزید بران بالکل اندھا ہی اگر اسکو
ہلاک کریگا تو بدنامی ہوگی کہ یہ کونسی جوانمردی ہی کہ اسطرح کے مجبور قیدی سے بدلہ لیا رہا یہ امر کہ تیری مادر ناپاک کو
ہلاک کیا اس بارہ مین تیرا کچھ دخل نہین ہی اسواسطے کہ اگرچہ جدالہ تیری مان تھی تو لندھور کی بھی بہن تھی کیا بھائی
بہنون مین لڑائی نہین ہوتی اگر لندھور نے ہلاک کیا تو اپنی بہن کو تجھے کیا اسطرح کی فہمایش سے جدائیل خان
خاموش ہو رہا اور لندھور کو نہایت تیرہ و تاریک مکان مین بہزار محنت و مشقت مقید کیا خسرو شیرین دہن
کو اپنے باپ کے مقید ہونے کی جو خبر پہونچی بہت گریہ وزاری کی آخر اپنے شوہر محمود شاہ سے کہا افسوس ہی جو
تمہاری اس قرابت کے میرا پدر والا قدر دشمنون کی قید سخت مین مبتلا ہی جلد اُس معزز و مکرم کی رہائی کی فکر
کرو ورنہ مین ہلاک ہو جاؤنگی محمود شاہ نے سمجھایا کہ ای ملکہ تمہارے باپ ہرگز گرفتار نہ ہوتے اگر جدالہ کے سحر
افسون کا دخل نہ ہوتا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ سحر و افسون کے مقابلہ مین کسی کے زور و طاقت کی کیا وقعت ہی میرے
دل مین پیشتر ہی اس بات کا خیال آیا تھا کہ جدائیل خان سے مقابلہ کر کے تمہارے باپ کو اُس قید سے رہا کرون لیکن عملا
امر یہ ہی کہ سحر و افسون کے خیال سے خاموش ہو رہا اور ای ملکہ تمہارے باپ نے اُس نابینائی اور قید ہو جانے کی حالت مین وہ
کار نمایان کیا کہ مجکو حیرت ہو گئی یعنی جدالہ کو ہلاک کیا بہرحال مطمئن رہو مجکو اس بات کا بہت خیال ہی اور مین فکر کر رہا ہون

اب حال شاہزادہ بدیع الملک کا مذکور ہوتا ہی

راویان اخبار عجیب و محرران مضامین غریب اس واقعہ کو اسطرح قلمبند کرتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الملک جب
اُس باغبان کے مجبور کرنے سے اُس باغ طلسمی کی درستی مین مصروف ہوا اور دو روز تک بدستور باغبانی مین مصروف رہا
تیسرے روز ایک جانور عجیب الخلقت کو دیکھا کہ ایک درخت پر آ کے بیٹھا اور بزبان انسانی کہا ای جوان سلام علیک
شاہزادہ سمجھا کہ کوئی انسان اس درخت پر ہی جو مجکو سلام کرتا ہی سر اُٹھا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہی جانور ہی جسنے

سلام علیک کی کہا علیکم السلام ای طائر خوشرنگ تو کون ہی اور کیون مجکو سلام کرتا ہی اُس نے کہا ای جوان
مثل تیرے مین بھی مسلمان ہون طائر جنی میرا نام ہی جب سے اس طلسم کی بنا قرار پائی ہی مین اسی صورت سے
جابجا سیر کرتا پھرتا ہون جس وقت اس طلسم کے فتح ہونے کی نوبت آئیگی کیا عجب ہی کہ مین بھی اپنی صورت اصلی پر
آجاؤن شاہزادہ نے کہا ای برادر طائر جنی کچھ تجکو معلوم ہی کہ اس طلسم کے فتح ہونے کی کب نوبت آئیگی اُسنے
کہا ای جوان میرے خیال مین تو عنقریب اس طلسم کے فتح کی نوبت آیا چاہتی ہی اب تو بھی اپنا نام و نشان بتا
شاہزادہ نے کہا مجھکو بدیع الملک کہتے ہین محض دین اسلام کی رواج کے غرض سے اس مقام تک پہونچا
ہون تین روز سے اس باغ کی درستی مین مصروف ہون لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ انجام اس باغبانی کا کیا ہوگا اُس
طائر خوش رنگ نے کہا انشاء اللہ انجام بہتر ہوگا شاہزادہ نے کہا ای طائر جنی اگر تو مسلمان ہی بالیقین تجھکو
پاس و لحاظ اہل اسلام کا ہوگا مین چاہتا ہون کہ اس طلسم کو فتح کرون اگر تو میرا اس کام مین معین ہو تو کیا عجب
ہی کہ مین کامیاب ہو کے تیرا ممنون ہون طائر جنی نے بلند قہقہہ مارا اور کہا ای جوان یہ کیون نہین کہتا کہ اس طلسم کا
کام تمام کرنے آیا ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا دیکھ جہان تو کھڑا ہی یہان کیا دکھائی دیتا ہی شاہزادہ نے دیکھا
زیر پا ایک سنگ سفید بچھا ہوا ہی شاہزادہ نے کہا ای برادر یہ پتھر ہی اسکو کیا کرون طائر جنی نے کہا اس پتھر کو
اُٹھا زینہ نمودار ہوگا تہ خانہ کا زینہ ہی بلا تردد تہ خانہ مین اُتر جانا یہ کہکے طائر جنی اُڑ گیا شاہزادہ نے وہان سے
پتھر ہٹایا زینہ دکھائی دیا اُس زینہ سے تہ خانے مین پہونچا وہان دروازہ دیکھا اسکو کھولا ایک باغ مین پہونچا جو کثرت
درختان گل و ثمر و سرو و صنوبر سے سرسبز و شاداب تھا اور قدرت خدا کو یاد دلاتا تھا وسط باغ مین ایک قصر رفیع
واقع تھا اندرون قصر سے طرح طرح کے باجون کی آواز آرہی تھی شاہزادہ اُس قصر مین داخل ہوا دیکھا ایک نازنین
سراپا ناز و انداز تخت طلائی و مرصع پہ بہزار عز و تمکین بیٹھی ہی سامنے چند نازنین رقص و نوا مین مصروف ہین اور
بھی بہت نازنینین ہین جو عالم محویت مین بیٹھی ہین اور پس پشت وہی طائر خوشرنگ بھی بیٹھا ہی جو ہین شاہزادہ
کو اُس نازنین نے دیکھا اشارہ سے رقص و سرود کو موقوف کیا اس مرتبہ پھر اُس طائر خوشرنگ نے کہا
السلام علیک ای جوان شاہزادہ نے کہا علیکم السلام بعدہ اُس نازنین تخت نشین سے طائر جنی نے کہا ای ملکہ یہ
جوان وہی ہی جسکا مین ذکر کر رہا تھا اُس نازنین نے سروقد اٹھکر شاہزادے کی تعظیم کی اور اپنے پہلو مین بٹھالیا
شاہزادہ نے کہا ای خاتون اول تو مجھکو یہ بتا کہ اس طائر خوشرنگ نے تجھسے کیا کہا جو تو نے بلا تکلف مجھکو اپنے
پہلو مین جگہ دی دیگر یہ کہ مین یہان رقص و سرود کے لالچ سے نہین آیا ہون جو دل بہلاؤن بلکہ ضروری کام
سے آیا ہون اور وہ ضروری کام یہ ہی کہ خاص اس طلسم کے فتح کی غرض سے آیا ہون اگر اس بارہ مین تو میری
کچھ مدد کر سکے تو خیر ورنہ مجھکو رخصت کر کہ مین اپنے مقصود کی تلاش مین اور کسی طرف جاؤن اُس نازنین نے کہا ای
جوان تیرا مقصود یہین ہی کہین اور جانے کی ضرورت نہین ہی قبل تیرے آنے کے مجھکو اس طائر خوشرنگ نے
اطلاع دی تھی کہ ایک جوان ذیشان جو اس طلسم کو فتح کرنا چاہتا ہی وہ خدا پرست ہی مین تیرے یہان آنے سے
بہت خوش ہوئی چونکہ مجھکو پیشتر سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو مسلمان ہی اور اکثر مسلمان غنا کو حرام جانتے ہین اسوجہ
مین نے یہان تیرے آنے سے رقص و نوا کو موقوف کر دیا اگر تو اجازت دے تو پھر رقص و نوا شروع ہو
اس جلسہ کے برخاست ہونے کے بعد مین تجھ سے تیری ضرورت کی باتین کرونگی شاہزادہ نے کہا کیا مضائقہ
ہی مین نے ابھی دعا سے توبہ نہین پڑھی جو ایسے جلسہ سے احتراز کرون اُس نازنین نے نازنینان رقاصہ

اور مطربہ کی جانب اشارہ کیا بدستور باجے بجنے لگے دور کانا شروع ہو گیا شاہزادہ بدیع الملک نے
اُس قصر کی آرایش اور اُس رقص و نوا کے جلسہ کو بغور و تعجب دیکھا تھوڑی دیر کے بعد وہ جلسہ برخاست
ہوا وہ نازنین شاہزادہ کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ اصل حقیقت میری یہ ہی کہ مین بادشاہ چین کی دختر
ہون ایک دیو خونخوار جس کو ساز مشوش کہتے ہین شاید مجھ کو یہان لے آیا ہی ہر چند اُس نے مجھ سے
کسی طرح کا تعرض نہین کیا ہی صرف شب کو یہان آتا ہی اور علحدہ سو رہتا ہی مین بھی ایک طرف
مسہری پر سو رہتی ہون صبح کو وہ دیو یہان سے چلا جاتا ہی جو کچھ ضروری سامان میرے واسطے درکار ہوتا ہی
اُس کو وہ مہیا کر دیتا ہی آج پانچ سال کا عرصہ اِس واقعہ کو گذرا ابتدا مین بہت مضطرب و
محزون رہتی تھی اُس نے مجھ کو بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ مین صرف تیری صورت پر فریفتہ ہون اسواسطے
یہان لایا ہون مین نے اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر کار وہ مجھ کو مغموم و محزون دیکھ کے اِس طائر
عجیب الخلقت کو میرے پاس لایا اور کہا کہ تو اسی سے عالم تنہائی مین باتین کر کے دل بہلایا کر
چنانچہ اسی طائر کی وجہ سے میرا وہ حزن و الم برطرف ہوا اس نے بھی مجھ کو بہت کچھ سمجھایا کہ اگر قسمت
مین رہائی مقرر ہی تو کبھی وطن پہونچ جانا ہوگا ورنہ خیر آنچہ مرضی مولے از ہمہ اولے یہ حزن و الم
تھا کہ چونکہ مجھ کو کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا مجبور و خاموش ہو رہی اور دل بہلانے مین مصروف ہو گئی
چند روز کے بعد وہ حزن و اندوہ بھی دفع ہو گیا تاہم جب اپنے وطن کا خیال آتا ہی کیا
کہون کہ کیسا قلق دل پر مستولی ہوتا ہی حالانکہ مجھ کو یہان کسی نوع کی تکلیف نہین ہی خادمے متعدد
مقرر ہین مکان ایسا پر تکلف ہی جو تو دیکھ رہا ہی سلے ہذا تمام راحت و آسایش کا سامان مہیا ہی سچ
کہا ہی ؎ حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر ✤ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ✤ یوسف کہ بمصر
بادشاہی میکرو می گفت گدا بودن کنعان خوشتر ✤ اور ای جوان اسی طائر جنی کی فہمایش سے مین مسلمان بھی
ہوئی ہون ہمیشہ لطیفہ غیبی کے منتظر رہی بارے آج تم ایسے جوان ہم مشرب کی صورت نظر آئی شاید
تمھاری سعی و کوشش سے میری بھی مراد حاصل ہو جائے کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن
بس اب مین اپنی داستان کو ختم کر چکی اب جو کچھ استفسار حال کرنا ہو اس طائر سے ممکن ہی
شاہزادہ بدیع الملک طائر جنی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای برادر زہے نصیب تیرے کہ تو
ایک بندۂ خدا کو راہ راست پر لایا تیری ہدایت کی بنا پر مین یہان تک پہونچا اب کیا ہدایت
کرتا ہی اُس نے کہا ای جوان آگاہ ہو کہ جس دیو نے اِس نازنین کو ملک چین سے لا کے یہان
مقیم کیا ہی اُس کی ہلاکت پر اِس طلسم کی فتح موقوف ہی اور اُس دیو کا ہلاک کرنا چندان وقت طلب امر
بھی نہین ہی سامنے جو حجرہ ہی اُس مین ایک مختصر پتھر کا حوض پانی سے مملو ہی شب کو جس وقت دیو آ کے
اور بستر خواب پر دراز ہو تو آہستہ اُس حوض سے پانی لانا اور اُس دیو پر چھڑک دینا اس
عمل سے وہ دیو فوراً راکھ ہو جائے گا مع ہذا یہ طلسم بھی برطرف ہو جائے گا بعدہ مین تجھ کو الطاف
طلسمی کا نشان دونگا شاہزادہ نے تمام بقیہ دن وہین بسر کیا جب شب کو اُس دیو کے آنیکا
وقت آیا شاہزادہ علحدہ ایک حجرہ مین پوشیدہ ہو گیا چند لمحہ کے بعد تند و تیز ہوا کا ایک جھونکا
چلا شاہزادہ گھبرا کے اُس حجرہ سے باہر آیا کہا ای خاتون کیا آندھی آئی ہی اُس نازنین نے کہا

ای جوان جلد اس حجرہ مین پوشیدہ ہو یہ ہوا کا جھونکا نہین ہی اُس دیو کی آمد کی علامت ہی اگر وہ تجھے یہان دیکھ لیگا نہ مجھے زندہ چھوڑے گا اور نہ تجھے ہر چند شاہزادے نے اصرار کیا کہ ای خاتون میرے سامنے اُس دیو کو آنے دے مین سمجھ لونگا اُس نازنین نے نہ مانا حتے کہ شاہزادے کے پاؤن پر سر رکھ دیا مجبوری شاہزادہ حجرے مین چلا گیا اس عرصے مین وہ دیو آ پہونچا پہلے اُس نازنین کے پاس آیا مزاج کی خیر و عافیت پوچھی بعدہ اُس باغ مین ہر چہار جانب سیر کرنے لگا حتے کہ پہر رات گذر گئی دیو ایک حجرے مین آ کے سو رہا نصف شب کو شاہزادہ اُس نازنین کے قریب آیا اور آہستہ کہا ای خاتون اب تیری اجازت ہی اُسنے کہا ہان شاہزادہ بدیع الملک اُس حجرہ مین حوض کے قریب پہونچا دست پاک کو حوض مین تر کیا پھر دوسرے حجرے مین اُس دیو کے قریب گیا اور دست پاک کو از سر تا پا اُسپر نچوڑ دیا بمجرد اس عمل کے وہ دیو از سر تا پا شعلہ ہو گیا اور چند لمحے کے عرصے مین شاہزادہ بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی اور نہ قصر بلند ہی صرف ایک میدان وسیع الفضا ہی جسمین خود ہی اور وہ نازنین ہی مع ہذا دیکھا کہ ایک مرد نوجوان سفید پوش سامنے سے چلا آتا ہی اور شاہزادے کے قریب آ کے پاؤن پر سر رکھ دیا بدیع الملک نے کہا تو کون ہی اس نے کہا ای جوان مین وہی طائر جنی ہون تیرے قدم مبارک کی برکت سے آج کئی سو برس کے بعد اپنی اصلی صورت پر آیا اب میرا ایک حکم ہی یہ کہہ کے جیب سے چند کنجیان نکالین اور شاہزادہ کے حوالہ کر کے کہا یہ کنجیان اُس طلسم کے خزانے کی ہین جہان تو مقیم تہا یہین خزانہ ہی جس وقت مطلوب ہو اس مقام کو کھود نا مکان نمودار ہو گا اُس مین متعدد کوٹھریان مقفل ملین گی اُن قفلون کی یہ کنجیان ہین شاہزادہ نے وہ کنجیان لے لین اور کہا ای برادر اس طلسم کے فتح ہو جانے کے بعد اب تو کس نام سے مشہور ہی اُس نے کہا میرا اصل نام یہی سمجھنا چاہیے کیونکہ جب پیدا ہوا ہون اسی طلسم مین رہا اور یہین ہوش سنبھالا اور وہی نام میر المقرر رہا شاہزادہ نے کہا خیر یہ کنجیان تو مین نے لین لیکن ابھی مجھ کو مال و دولت کی کچھ ضرورت نہین ہی جب ضرورت دیکھا جاوے گا فی الحال تجھ سے میرا یہ کام متعلق ہی کہ اول تو اِس خاتون کو اسکے وطن پہونچا دے بعدہ مجھکو شہر مراد مین پہونچا دے طائر جنی نے چند ہی لمحے کے عرصے مین اُس نازنین کو ملک چین مین پہونچا دیا اور وہان سے واپس آ کے چند ہی لمحہ کے عرصہ مین بدیع الملک کو بھی شہر مراد مین پہونچایا ملک مراد کو پیشتر ہی فتح طلسم گنبد بے در کا حال دریافت ہو گیا تھا کیونکہ جو کیفیت موجود گی طلسم مین تھی وہ برطرف ہو گئی تھی جب شاہزادۂ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی بہت کچھ معذرت کی اور کہا کہ مجھ کو تمھاری اس عظمت و شان سے مطلق اطلاع نہ تھی اب مجھ کو اصول و فروع دین اسلام سے مطلع کرو شاہزادہ نے پہلے اسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ اصول و فروع دین تعلیم کیے ملک مراد بصفائی نیت دائرۂ اسلام مین داخل ہوا نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادۂ بدیع الملک کی ضیافت کی بعد فراغ ضیافت باصرار تمام شاہزادہ وہان سے رخصت ہو کے بعد طی مراحل و قطع منازل قلعۂ الماسیہ کے قریب پہونچا رستم ثانی سے ملاقات ہوئی حال دریافت کیا رستم ثانی نے تمام حقیقت سیمہ

دختر ساز مشوش کی بیان کی جس سے بدیع الملک کو کمال حیرت ہوئی

اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو قلعۂ الماسیہ کے قریب مقیم رکھا جاتا ہی اور حال لندھور بن سعدان کا مسطور ہوتا ہی

سخندانیکہ معنی ساز کردہ ❊ سخن را این چنین آغاز کردہ ❊ کہ جب خسرو شیرین دخت دختر لندھور بن سعدان نے محمود شاہ اپنے شوہر کو بہت غیرت دلائی محمود شاہ بمجبوری جدایل خان ہندی سے عازم نبرد ہوا میدان میں دونوں طرف صفین آراستہ ہوئین لڑائی شروع ہوئی محمود شاہ نے داد مردی و مردانگی دی کشتون سے پشتے ہوے خون کے دریا بہے آخرالامر محمود شاہ پسپا ہوا دوسرے روز پھر ہنگامۂ پیکار گرم ہوا کشت و خون کی نوبت آئی اس مرتبہ بھی محمود شاہ پسپا ہوا تیسرے روز کی میدان داری مین ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ پناہ بذات خدا محمود شاہ تاب قیام نہ لایا بمجبوری وہان سے گریزی جدایل خان ہندی نے اس قدر تعاقب کیا کہ محمود شاہ ہندوستان مین کسی جگہ قیام نہ کر سکا وہان سے بھاگ کے فرعونیہ مین قریب الماس کوہ کے قرار لیا شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہوئی شاہزادے نے سبب اس طرف آنے کا پوچھا محمود شاہ نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ مین ہرگز لندھور بن سعدان کی رہائی سے درپی نہوتا مگر کیا کرون کہ میری اہلیہ مجھ کو مجبور کیے ہوے ہی شاہزادے نے کہا اُس کا مجبور کرنا بجا ہی اولاد پر فرض ہی کہ والدین اگر کسی مصیبت مین مبتلا ہون تو جس طرح ممکن ہو اُنکی مدد کرین مین یہان ایسے ضروری کام سے مقیم ہون کہ کسی طرح یہان سے حرکت نہین کر سکتا ورنہ ابھی تیرے ہمراہ چلتا اور جدایل خان ہندی سے اُسکے ظلم و بدعت کا عوض لیتا تاہم توقف کر اگر خدا نے چاہا تو مین کوشش کر کے لندھور کو اُس کی قید سے رہا کرونگا محمود شاہ نے دست بستہ کہا شہریار اگر تمھاری کوشش سے یہ کام انجام پاوے گا تو مدت العمر ممنون و مشکور رہونگا ورنہ میری اہلیہ میری عافیت تنگ کر دیگی شب و روز گریہ و زاری مین مبتلا رہتی ہی اور مجھکو بھی پریشان کرتی ہی بدیع الملک کو محمود شاہ کے حال پُر اضطراب پر رحم آگیا کہا ای محمود شاہ تو مطمئن رہ عنقریب ہی کہ لندھور کی رہائی کے واسطے چلتا ہون چنانچہ دوسرے ہی روز رستم ثانی سے یہ کہکے کہ تم الماس کوہ کی خبر رکھنا مین ہندوستان کی طرف جاتا ہون اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آؤنگا اور اسباب سفر مہیا کر کے محمود شاہ کے ہمراہ ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور یہان پہونچ کے جدایل خان ہندی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو لندھور کو صحیح و سلامت ہمارے پاس بھیج دے ورنہ تیرے حق مین بہتر ہوگا اور او مکار و بدکار یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ جنگ و حرب مین سحر و افسون سے کام لیتا ہی اور بندگان خدا کو مبتلاے بلا کرتا ہی جدایل خان ہندی نے اس پیام کا یہ جواب کہلا بھیجا کہ جنگ و حرب مین ہر شخص اپنی فتح کا خواستگار رہتا ہی مین نے کسی اور صورت سے فتح پانا محال سمجھا سحر و افسون سے کام لیا اگر کسی اور کی شامت دامنگیر ہوگی وہ بھی مجھ سے برسر تعرض ہوگا یہ جواب بدیع الملک کو بہت ناگوار خاطر ہوا شب کو طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اُس طرف جدایل خان ہندی نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو

دونون لشکر میدان حرب مین صف آرا ہوے پہلے جو شخص مقابلے کو نکلا وہ جدایل خان تھا اُس کے
روبرو بدیع الملک گیا اور کہا ای جدایل خان دیکھ اپنی خیر و عافیت کا خواہان ہو تو لندھور بن
سعدان کو رہا کر دے جدایل خان نے بھی اسی لہجے کہا ای جوان دیکھ اگر اپنی خیریت چاہتا
ہو تو اس بارے مین دخل نہ دے ورنہ تو خود اپنی ہلاکت کا سبب ہوگا راوی کہتا ہو کہ جدایل خان
ہندی کے پاس بہت کچھ فوج تھی پہلے ہی لندھور کے مقابلہ مین پسپا ہو جاتا مگر اُس کی مادر ناپاک
کے سحر و افسون کے سبب سے لندھور کو گرفتار کر لے گیا شاہزادہ بدیع الملک نے جو اُس کی
فوج کا شمار کم دیکھا اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب بالاتفاق اس مردود کی فوج پر حملہ آور ہو چنانچہ مسلمانون
کی فوج بڑھی اُس طرف جدایل خان نے بھی اپنی فوج کا دل بڑھانے کو باواز بلند کہا ای مردان
بگوشید تا جامۂ زنان نپوشید اپنی تعداد کی قلت پر نظر نہ کرو چنانچہ وہ تمام گبر شاہزادہ بدیع الملک
کے لشکر کی طرف جھپٹے ادھر بھی اُن کو جواب ترکی بہ ترکی دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جدایل خان اُس ہنگامہ
مین پامال سم اسپان ہو گیا اور اُسکی فوج کچھ تو گرفتار ہو گئی اور کچھ قتل ہوئی اور باقی نے فرار پر
قرار لیا بدیع الملک محبس مین پہونچا دیکھا لندھور طوق و زنجیر مین بستہ آنکھین بند کیے بیٹھا ہو
شاہزادہ نے آنکھین بند کرنے کا سبب پوچھا محمود شاہ نے کہا شہریار جدالہ ساحرہ کے سحر سے بالکل
نور زایل ہو گیا اور اس بارہ مین غلطی بھی ہو گئی اور وہ غلطی یہ ہو کہ ایک عامل زبردست کامل الفن نے
ایک تعویذ دیا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ جس جس عضو سے یہ تعویذ مس ہو جاے گا اُس پر سحر و افسون کا
صدمہ نہ پہونچے گا چنانچہ بر وقت مقابلہ تمام عضو اس تعویذ سے مس کیے گئے البتہ آنکھون کا خیال
نہ رہا تا اینکہ آنکھون پر اُسکا سحر کام کر گیا شاہزادہ نے پوچھا وہ تعویذ کہان ہو محمود شاہ شیرین دخت
اپنی بی بی سے وہ تعویذ لے آیا شاہزادہ نے وہ تعویذ لندھور کی آنکھون سے مس کیا فوراً اثر سحر
زایل ہو گیا اور آنکھون مین بینائی عود کر آئی جون ہی لندھور کی نظر بدیع الملک پر پڑی باادب
تمام سلام کیا اور کہا ع کہ ای شہریار سعادت قرین + ز روے تو روشن زمان و زمین + یہ تمھارے
قدم کی برکت کا سبب تھا جو مین اس قید و مصیبت سے رہا ہو گیا ورنہ مشکل امر تھا ظاہر ہو کہ سحر و
افسون کے مقابلہ مین زور و طاقت سے کیا کام نکل سکتا ہو بدیع الملک نے کہا ای لندھور تجھکو
اُسی وقت چاہیے تھا کہ جہان تمام جسم سے اُس تعویذ کو مس کر لیا تھا وہان آنکھون کو مس کر لیتا لندھور نے
کہا شہریار بجز اسکے آنکھون کا خیال نہ رہا اُس غفلت کی یہ سزا پائی شاہزادہ نے اُن گبرون کو جو گرفتار کیے
گئے تھے اپنے روبرو طلب کیا اور دعوت اسلام کی بعضون نے اسلام قبول کیا اُنکو رہائی ملی بعضون
نے انکار کیا وہ قتل کیے گئے لندھور نے بڑی دھوم سے بدیع الملک کی دعوت کی بعدہ شاہزادہ
مظفر و منصور قلعہ الماسیہ کی جانب راہی ہوا وہان پہونچ کے دیکھا کہ شاہزادہ رستم ثانی اُسیطرح
قلعہ کے قریب مقیم ہو شب کو کبھی بالاے قلعہ اسقدر روشنی معلوم ہوتی ہو کہ گویا تمام قلعہ مین آگ
لگ گئی اور کبھی ایسی مہیب آوازین آتی ہین کہ زہرہ آب ہوا جاتا ہو اور دن کو لاکھون ابرہاے آتشبار
آتے ہین اور لاکھون ہاتھ اُس ابر مین سے نمایان ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین اور کبھی یہ آواز
آتی ہو کہ ای خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہو اگر جان کی سلامتی چاہتے ہو

تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ سزاے اعمال کو پہونچوگے ہم چاہتے ہین کہ ایک ہی مرتبہ تم سب کو زمین سے
اٹھاکے پھر زمین پر دے ماریں مگر پھر تمھاری مجبورانہ حالتون پر افسوس آتا ہی خاموش ہو رہتے
ہین بس یہ سمجھ لو کہ تم سب کی جان خداوند فرعون کے قبضۂ قدرت مین ہی جو لوگ اس مقام پر مقیم ہین
ہر وقت خائف و ترسان ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بدیع الملک نے بجاے خود یہ خیال کرکے کہ ان
ابرون سے تو کسی طرح بس نہین چلیگا اور نہ ہم بظاہر قلعۂ الماسیہ مین پہونچ سکتے ہین چند معتمدین کو ہمراہ
لے کے ایک طرف چلا گیا اور رستم ثانی اور اُسکے ہمراہیون سے کہدیا کہ تم سب ہماری تلاش مین نہ رہنا
ایک مقام محفوظ مین جاکے آہستہ اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اپنے مقام پر نقب کھودو تاکہ سر نقب قلعۂ
الماسیہ کے اندر نکلے تمام ہمراہی نقب کنی مین مصروف ہوگئے تین روز کے عرصے مین نقب قلعۂ
الماسیہ تک پہونچی مگر سر نقب کو کھولنا ملتوی رکھا اور شاہزادے سے کہا شہریار ہمارا کام ختم ہوا اب
یہ بتاؤ کہ سر نقب کس طرح وا کیا جاوے اس واسطے کہ صد ہا گبر ہر وقت ہر طرف قلعہ مین گشت
کرتے رہتے ہین بیشتر کو ہمنے باتین کرتے سُنا ہی اگر ہم نقب کو وا کر دین اور وہ ملعون دیکھ لین تو ہماری
محنت ضائع ہو جائیگی بلکہ کیا عجب ہی جو ہم بھی ہلاک کیے جاوین شاہزادے نے کہا تم مین سے کوئی
شخص سر نقب پر باریک سوراخ بنائے اور اس سوراخ کے ذریعہ سے دیکھے کہ اندرون قلعہ
الماسیہ کون گوشہ محفوظ ہی جہان سر نقب نکالنے سے کسی کو خبر نہوگی چنانچہ یہ تدبیر عمل مین لائی گئی
اور ایک حجرۂ تاریک مین سر نقب کو نکالا جو شخص سر نقب پر پہونچا اُلٹے پاؤن پلٹ آیا بدیع الملک نے
سبب پوچھا کہا شہریار کسکی مجال ہی جو وہان قیام کرسکے ہزارہا جادوگر خونخوار و بدہیبت ہر وقت اور ہر جگہ
نگران ہین اگر اُنکو اس نقب کا حال معلوم ہو گیا تو قیامت برپا ہو جائیگی جب شاہزادہ نے دیکھا کہ کوئی
متنفس اُس حجرہ مین قیام کی جرأت نہین شاہزادہ نے کہا یارو تم مین سے ایک کی جرأت نہین ہوتی
ابھی سے تمھارا یہ حال ہی ہنگام مقابلہ کیا کروگے سب نے کہا شہریار میدان حرب مین اُنسے مقابلہ کرنا
سہل ہی اس وجہ سے کہ سب ایک حال مین ہونگے اندرون نقب ایک آدمی سے زیادہ نہین جاسکتا اسوجہ
سے جرأت نہین ہوتی مبادا اُنھون نے دیکھ لیا تو مفت جان جائیگی مزید بران یہ کوشش بیکار ہو جاویگی
کیونکہ وہ گبر اسی نقب کو باقی رکھینگے شاہزادہ نے کہا اچھا چلو سب سے مقدم ہم چلتے ہین چنانچہ شاہزادہ
نقب مین داخل ہوا اور سر نقب مین پہونچ کے اُس حجرہ مین قیام کیا اور ہر ایک سے آہستہ کہا تم سب
یہان مقیم رہو جب وہ حجرہ مملو ہو گیا جب تک دن کی روشنی رہی سب وہان مقیم رہے نصف شب کو
بدیع الملک نے کہا یارو یہ وقت مردانگی کا ہی میری راے یہ ہی کہ تم سب ایک مرتبہ تلوارین سنبھال کے
حجرہ سے باہر نکلو مطلق آواز نہ نکالنا بلاے آسمانی کی طرح جو سامنے آئی اُسے بے پروا کردو چنانچہ ایک ہی
مرتبہ تلوارین میان سے کھینچ کے حجرہ کے باہر نکلے اور تمام سپاہیون کو ہلاک کیا یہانتک کہ صبح ہو گئی
دیکھا ایک حجرہ تاریک ہی اُسکے ہر چہار جانب نہایت عمیق دو خندقین ہین ایک پانی سے مملو ہی اور
دوسری مین آگ روشن ہی ہر چند اُس پانی سے آگ کو بجھایا لیکن کسی طرح وہ آگ نہ بجھی معلوم
ہوا کہ یہ سحر کا کرشمہ ہی اور اسی حجرہ مین سب سردار قید ہین بدیع الملک کمال حیرت مین مبتلا کنارہ خندق
کے کھڑا تھا اور انواع و اقسام کی تدبیرین سوچتا تھا مگر کوئی تدبیر درست سمجھ مین نہ آتی تھی اور تمام ہمراہی

اسی طرح غریق بحر حیرت استادہ تھے بعضے بطور خیر خواہی دست بستہ کہتے تھے کہ شہریار اگر حکم ہو تو ہم اس
صندوق مین کود ین بدیع الملک کہتا تھا کہ بھائیو جہان عقل کام نہین کرتی وہان خواہ مخواہ جان ضائع
کرنے سے کیا فائدہ چند ساعت کامل شاہزادہ متحیر استادہ رہا آخرالامر کوئی تدبیر معقول سمجھ مین نہ آئی
داہنی جانب قلعہ قبلہ خاک پر سجدہ کو جھک گیا اور بکمال رجوع قلب اسطرح دعا مانگنا شروع کی کہ ای خالق
سبحان و ای مالک ہر دو جہان تو ہی ہے یونسؑ کو شکم ماہی سے رہا کیا تو ہی نے ابراہیمؑ پر آتش سوزان
کو گلزار بنایا اسوقت مجبوری مین بجز تیرے کون حامی و مددگار ہوسکتا ہے وہ کون ہے جو بتلے مجکو
کس سے یہ راز منکشف ہو۔ بعد اس طرح کی مناجات کے خود بخود دل مین خیال آیا کہ ای بدیع الملک
تجکو کلام خدا بخوبی یاد ہے اُس سے بڑھ کے کس شی مین اثر ہوگا افسون کیا چیز ہے سحر کیا مال ہے چنانچہ
بعض آیات قرآنی زبان پر جاری کیے فوراً وہ پانی غائب ہوگیا اور وہ آگ بھی بجھ گئی سب اُس حجرے
کے قریب گئے دیکھا ایک قفل آہنی نہایت گران وزن حجرہ کے دروازے مین لگا ہے سب نے
بالاتفاق اُس قفل کلان دگران پر زور کیا پتھرون سے کوٹا مگر مطلق اثر نہوا عین وعن رہا شاہزادہ
نے اللہ اکبر کہہ کے جو زور کیا قفل کے دو ٹکڑے ہوگئے دروازہ کھولا تاریکی تھی کہ پناہ بذات خدا
آواز دی کہ یہان کوئی ہے تمام سردار مضمحل و حیران ہو رہے تھے اس آواز سے بسبب خوف کے
اُنکا اور بھی غیر حال ہوگیا دل مین سمجھنے لگے کہ کوئی آفت تازہ نازل ہونے والی ہے جو ملازمان فرعون
یہان آئے ہین کسی نے جواب نہ دیا دم بخود تھے شاہزادہ نے کہا یارو یہان کچھ نہ دکھائی دیگا روشنی
لاؤ فوراً مشعلین روشن ہوئین روشنی مین پہلے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو دیکھا دوڑ کے شاہزادہ
سے لپٹ گیا پھر اور سردار شاہزادے سے ملاقی ہوئے تمام گرفتاران دام مصیبت مین جان تازہ
پائی بدیع الملک نے اُن سب کے بند توڑے اپنے ہمراہ سب کو حجرہ سے باہر لایا حمزۂ ثانی
نے کہا ای بدیع الملک کیا اس قلعہ مین اب کوئی نہین ہے جو تم اسطرح بلا تکلف مقیم ہو شاہزادہ
نے اُن مقتولون کی لاشون کو دکھا کے کہا شہریار یہ سب موجود ہین دیکھ لو حمزۂ ثانی لشکر مین آئے
بارگاہ آراستہ ہوئی مسند حکومت پر قیام کیا رستم ثانی نے دست بستہ عرض کی ای شہریار عالیمقدار غلام
کو اجازت ملے تاکہ فرعون کے قصہ کو پاک کرے بعض سردار رستم ثانی کی صورت دیکھ کے
مسکرائے بعضون نے کہا مسکرانے کی کیا بات ہے کیا اس دلاور دوران سے کارہائے نمایان ظہور مین
نہین آئے ہین کسی نے کہا کیون نہین کسی نے آہستہ کہا بدیع الملک کے مقابلہ مین جیسے
کارہائے نمایا ظہور مین آئے ہین ظاہر ہے آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان۔ حمزۂ ثانی نے کہا کیا
مضائقہ ہے جاؤ رستم ثانی نے ایک فوج کثیر ہمراہ لی اور دارالسلطنت فرعونیہ کی جانب راہی ہوا
وہان فرعون کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی بافوج کثیر فرعونیہ کے غارت کرنے کو آتا ہے اُس نے اپنے
ایک معزز سردار کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ای خدا ے نادیدہ کی پرستش کرنے والے کیون تو اپنی خرابی
اور ہلاکت کے درپے ہے جو فرعون ایسے خداوند کے مقابلہ کو اسطرف آتا ہے یہ انتہاے درجہ رحم خداوندی
ہے کہ تیرے اسطرف آنے پر بھی فہمایش کی جاتی ہے ورنہ ممکن تھا کہ مین اُسوقت ملک الموت تیرے پاس
بھیج دیتا جسوقت تو اپنے مقام قیام سے اسطرف کا عازم ہوا تھا اور اب بھی ممکن ہے مگر ہم خداوند کا یہ

ہمیشہ نہین ہو نہ کا باسطہ بنے بندہ کو پنجۂ اجل مین گرفتار کر دین بس خیریت اسی مین ہو کہ اس طرف کے عزم کو فسخ کرا اور واپس جا جس وقت اُس ملازم فرعون کی زبانی یہ تقریر رستم ثانی نے سُنی کہا او مردود دور ہو میرے سامنے سے خداوند خداوند خداوند کا سگ ملک الموت اس گھر کا چیلا ہو کہ جب چاہے کسی کے پاس بھیج دے جا کہدے کہ وہی ملک الموت عنقریب تیرا اٹھوالیا جاہتا ہو اور تو ہی کیا پلید جو کوئی تیرا بندہ ہوگا وہ لازم فرعون فرعون کے واپس گیا اور جواب پیام بیان کیا فرعون اس جواب کو سُن کے بہت ہنسا حاضرین دربار سے کہا تم سب دیکھتے ہو کہ یہ سب میرے بندے میری شان مین کیسے کیسے گستاخانہ کلمے کہتے ہین مگر مین اپنے رحم وکرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا تم ہی بتاؤ کہ مین ایسا خداوند ہوکے اپنے رحم وکرم پر نظر نہ کردن اور اُن کے اعمال پر خیال کردن نا صاحب مجھسے یہ ہرگز نہوگا یہان رستم ثانی نے بیشتر سرداران لشکر کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے یاران و مددگاران دین اسلام وای جانان دمردجان ملت ملک العلام تم خوب جانتے ہو کہ بدیع الملک کے طرفداران کی نظر میری طرف کیسی حقارت وتضحیک کی ہو حالانکہ خدا کے فضل سے مین نے بھی وہ کارہاے نمایان کیے ہین کہ ہر ایک سے ممکن نہین پھر بھی میری وقعت وحقیقت اُنکی نظر مین نہین ہو فی الحال مین نے جو فرعون شاہ کے قصہ فیصل کرنے مین بدیع الملک پر سبقت کی ہو اسکا خاص سبب یہ ہو کہ یہ ایک امر عظیم ہو اگر میری کد وکوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو بس یہ سمجھو کہ دربار حمزۂ ثانی مین کوئی مجھسے نظر نہ ملا سکیگا تم لوگون سے اس حقیقت کے بیان کرنے مین غرض یہ ہو کہ تم بھی دنیا مین نام اور عزت کے خواہان ہوگے جیسا کہ ہر شخص کا قاعدہ ہو بس مین ہمہ تن فرعون شاہ کی گرفتاری وہلاکت کے دربے ہون اگر تم بھی میرے ہی سی کمر ہمت مستحکم کر لو تو سب سہل ہو سہ دو دل یک شود بشکند کوہ را مشہور ہو یہان اسوقت کثیر التعداد دلاوران نمودار وتامداران اور بہادران شجاعت وجلالت شعار جمع ہین سب نے بالاتفاق کہا شہریار اس بارہ مین فہمایش کی مطلق ضرورت نہین ہو ہم سب تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل مستعد ہین اگر حکم ہو تو آگ کے دریا مین در آئین لشکر فرعونی کیا مال ہو رستم ثانی خاموش ہو رہا دار السلطنت فرعونیہ کے قریب ایک باغ واقع تھا اُس باغ مین ایک قصر عالیشان بنا ہوا تھا بیشتر اوقات فرعون اُس قصر بلند مین آکے مقیم ہوتا تھا اور اُس باغ کی سیر سے دل خوش کرتا تھا کسیقدر فوج اُس باغ مین بھی مقیم رہتی تھی جب رستم ثانی قریب اُس باغ کے پہونچا اور باغ مین فوج کے مقیم ہونے کی خبر سُنی سمجھا عجب نہین کہ فرعون یہین رہتا ہو ایک شخص اُسطرف سے چلا آتا تھا اُسکو بلا کے پوچھا یہ باغ وقصر کسکا ہو اور کون اسمین مقیم ہو اُسنے کہا یہ قصر فرعون شاہ کا ہو یہ فوج بھی فرعون کی ہو رستم ثانی نے مع فوج ہمراہی وہین قیام کیا اور اپنی فوج مین حکم دیا کہ میرے نزدیک توقف کا موقع نہین ہو کیونکہ اگر فرعون کو ہمارے یہان آنے کی خبر پہونچ جائیگی نہین معلوم کیا صورت پیش آئے بس اسی وقت فوج فرعونی مین حملہ کرو اور ایسا زبردست حملہ کرو کہ فوج فرعونی پسپا ہو جائے اور اس قصر مین پہونچ کے فرعون کو ہلاک کرین تمام فوج اس حکم کی تعمیل کو آمادہ ہوگئی چنانچہ اُسیوقت اُس باغ کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا وہ فوج متعینہ فرعون بھی آمادۂ پیکار ہوگئی ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوگیا لاشون کے پشتے اور سرون کے انبار لگ گئے ہر طرف گیر وبزن کی آواز بلند تھی فوج اسلام لڑائی مین جان لڑائے

تھی ہر شخص یہ سمجھے ہوے تھا کہ آج خاتمہ ہی جو ہونا ہو وہ ہو جاے یا خود قتل ہو کے باغ بہشت کی سیر لی
یا فرعون کو قتل کرکے مالک کے حوالہ کیا اس خیال مین جو سامنے آگیا اُسپر بے تحاشا شمشیر آبدار کا
وار کیا ـ بہر جا کہ شمشیر او کار کرد ٭ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ نوبت باینجا رسید کہ فوج فرعونی
پسپا ہوئی رستم ثانی بلا تکلف اُس قصر مین پہونچا دیکھا قصر جملہ سامان زینت و زیبایش و ضرورت سے
آراستہ و پیراستہ ہی کہ خدا کی قدرت نظر آتی ہی اور چند شخص نہایت وجیہہ صورت لباس مکلف
و اسلحہ مرصع سے پیراستہ بیٹھے ہوے کچھ باتین کر رہے ہین جنین سے ایک کی صورت اور شان و شوکت
سے یقین ہو گیا کہ یہی فرعون ہی جاتے ہی اُن سب کو تہ تیغ کیا اور جسکو فرعون سمجھے ہوے تھا اُسکا
سر بکمال احتیاط اپنی تحویل مین لیا اور اپنے مقام قیام پر آکے اُسیوقت کوچ کا حکم دیا وہان حمزۂ ثانی
کو خبر پہونچ گئی کہ رستم ثانی نے فرعون کو ہلاک کیا اور اُسکا سر نذر کے واسطے لاتا ہی اور عنقریب پہونچا
چاہتا ہی اب تو سرداران لشکر اسلام کے حواس باختہ ہوگئے سب حمزۂ ثانی کے پاس آکے جمع ہوے
اور کہا شہریار اس مرتبہ تو رستم ثانی گوی سبقت لے گیا ہمکو ہرگز اُسکی ذات سے ایسی امید نہ تھی ہم سمجھتے
تھے کہ فرعون شاہ کا قصہ بدیع الملک ہی کے ہاتھ سے پاک ہوگا حمزۂ ثانی نے کہا یارو رستم ثانی
بھی جرأت و دلاوری مین بدیع الملک سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہی بہت سے کارہاے نمایان اُس سے
ظہور مین آئے ہین سردارون نے کہا شہریار ہمکو خیال ہی کہ شاید آپنے بدیع الملک کی نسبت کہا تھا
کہ ہمکو تحقیق ہو چکا ہی کہ بدیع الملک ہمارا جانشین ہوگا یہ واقعہ تو اُس پیشین گوئی کے بالکل خلاف معلوم
ہوتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا مشیت باری مین کسکو دخل ہی یہ باتین ہنوز ہو رہی تھین کہ رستم ثانی دربار مین آیا
اور کہا شہریار یہ سر فرعون کا حاضر ہی حمزۂ ثانی نے رستم کو سینہ سے لگا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دیکے
کہا ای رستم ـ این کار از تو آمد و مردان چنین کنند ٭ مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ ایسا کار نمایان تیرے
دست زبردست سے ظہور مین آیگا رستم ثانی نے عرض کی شہریار مین کیا اور میرا کام کیا یہ سب حضور کے اقبال کا
سبب ہی حمزۂ ثانی نے کہا نہین صاحب جرأت و دلاوری بھی کوئی شی ہی تمہارا یہ کام نہایت قابل تعریف
ہی راوی کہتا ہی کہ حمزۂ ثانی کے دل مین جو غدغہ فرعون کا مدت سے پیدا ہو گیا تھا اب بالکل برطرف
ہو گیا بار بار رستم ثانی کی جرأت کی تعریف کرتا تھا پھر بارگاہ مین قیام کیا اور رستم سے کہا ای دلاور
دوران ہمنے اس کار نمایان کے عوض مین تمکو شہر فرعونیہ اور جملہ مال و اسباب فرعون شاہ تمکو
بخشا رستم نے نہایت ادب سے تسلیم عرض کی اور دست بستہ کہا مجھے کچھ اور بھی عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی
نے کہا کہو رستم ثانی نے کہا شہریار دختر فرعون ملکہ غزال گوہر پوش کا نام ہی مین فریفتہ ہون مدعا یہ کہ بجاے مال و
اسباب فرعون مجکو مرحمت ہوا ہی ملکہ غزال بھی مجکو مرحمت ہو جاے اور اس بارہ مین مجکو امید ہی کہ کوئی عذر نہ کیا جاوے
ایک رنج موجود تھا اُسنے جو رستم ثانی کی یہ درخواست سُنی از سرتا پا حیرت ہوگیا حمزۂ ثانی کو اس حال کی مطلق اطلاع نہ
تھی کہ بدیع الملک ملکہ غزال پر فریفتہ ہی رستم سے کہا ای دلاور مین نے تیری یہ بھی درخواست قبول کی جا ملکہ غزال
کو بھی تجھے بخشا رستم ثانی نے بکمال ادب تسلیمات عرض کی مُشرف خبردارون نے خبر پہونچائی کہ رستم ثانی علاوہ مال و اسباب
فرعون کے ملکہ غزال کو بھی حمزۂ ثانی نے دیدیا شاہزادہ بدیع الملک کو نہایت ملال ہوا ارادہ کیا کہ اسیوقت
رستم ثانی سے تعرض کرے کہ پھر کچھ خیال کیا کہ ابھی تعرض کرنے کی کیا ضرورت ہی ہر وقت جیسا کچھ مناسب

ہوگا عمل میں لایا جاویگا جس وقت رستم ثانی و حمزہ ثانی نے ملکہ غزال گوہر پوش کو بخشا ہے اُس وقت پہلوانان
دست راست سے کوئی بھی حمزہ ثانی کے پاس نہ تھا رستم ثانی نے وقت فرصت کو غنیمت جانا عرض کیا
شہریارا آج جو مجھکو اسقدر سرفرازی بخشی گئی ہے یہ سب پہلوانان دست راست حسد کرتے ہیں اور حضور کی
فیاضی پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں نہیں معلوم ان بدمغزوں کے دل میں کیسے کیسے خیالات بیہودہ
سما گئے ہیں علے الخصوص بدیع الملک کے خیالوں کی نسبت تو میں کچھ عرض ہی نہیں کر سکتا حمزہ ثانی
نے عمرو ثانی کو طلب کیا اور کہا اے عمرو میں نے سُنا ہے کہ بدیع الملک میری طرف سے بدگمان ہے اپنے
نزدیک میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے کہ جو بدیع الملک کے خلاف ہو تم بدیع الملک کے پاس جاؤ
اور اُسکو میرے پاس لے آؤ میں اُس سے پوچھونگا کہ کیا وجہ مجھسے برخاستہ خاطر ہونے کی ہے عمرو ثانی اُسیوقت
شاہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا بدیع الملک چونکہ پہلے سے منتظر تھا عمرو ثانی کو دیکھ کے
کہا اے عمرو کیا ہے جو تم اس وقت میرے پاس آئے ہو عمرو ثانی نے کہا میں اسوقت حمزہ ثانی کا فرستادہ
آیا ہوں بدیع الملک نے کہا تعجب ہے کہ حمزہ ثانی نے تمکو میرے پاس بھیجا فی الحال جو خیال اور پاس
پہلوانان دست چپ کا حمزہ ثانی کو ہے وہ کسی کو نہیں ہے عمرو ثانی نے کہا میں اس بارہ میں تو کچھ نہیں کہ سکتا
البتہ یہ کہنے آیا ہوں کہ حمزہ ثانی نے بلایا ہے اسد نے کہا اے عمرو ثانی میں کسطرح حمزہ ثانی کی خدمت میں
نہیں جا سکتا کیا حمزہ ثانی کو یہی زیبا تھا کہ قلعہ فرعون اور تمام مال و اسباب فرعون تو رستم کو دیا ہی تھا ملکہ
غزال گوہر پوش ناموس بدیع الملک کو بھی رستم کے حوالہ کر دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ
بدیع الملک اس خبر کو سُن کے کیا کہیگا عمرو ثانی نے کہا اے اسد تعجب ہے کہ تم حمزہ ثانی کی عدول حکمی
کرتے ہو تمپر فرض ہے کہ بنا بر حکم حمزہ فوراً دربار میں حاضر ہو اسد نے کہا ہم ہرگز حمزہ ثانی کے دربار میں نہیں
جائینگے عمرو ثانی نے کہا اے اسد تمکو ضرور چلنا ہوگا حمزہ ثانی کا حکم ہے عوام الناس سے کسی کا حکم نہیں ہے
اسد نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور عمرو ثانی کی طرف بنگاہ تیز و تند دیکھ کے کہا اے خیرہ سر دور ہو یہانسے
ورنہ ایک ہی وار میں دو ٹکڑہ ہو جائیگا کیا خوب ایسی حکومت حمزہ ثانی کی رستم پر ہو سکتی ہے جسکو ہر ایک
کا حق تفویض ہوتا ہے عمرو ثانی حمزہ ثانی کی خدمت میں آیا حمزہ نے پوچھا اے عمرو بدیع الملک کو اپنے
ہمراہ کیوں نہ لائے عمرو ثانی نے کہا شہریارا بدیع الملک برخاستہ خاطر معلوم ہوتا ہے میں نے ہر چند اصرار کیا مگر
اُسنے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حمزہ ثانی نے پوچھا کوئی وجہ بھی برخاستہ خاطر ہونے کی دریافت ہوئی عمرو ثانی
نے کہا حضرت اسد نے مجھسے اسقدر کہا کہ حمزہ ثانی نے شہر فرعونیہ اور تمام مال و اسباب فرعون رستم کو بخشا
خیر کیا مضائقہ ہے خوب کیا اختیار بدست مختار مشہور ہے لیکن اسکے کیا معنی کہ ملکہ غزال گوہر پوش جو بدیع الملک
کی ناموس ہے اُسکو بھی رستم ثانی کے حوالے کر دیا مزید بران حمزہ ثانی اپنے روبرو طلب فرماتے ہیں ہم ہرگز
حمزہ ثانی کے سامنے نہ جائینگے بس اے شہریارا وہ سب اسی طرح کی شکایت کرتے ہیں اور یہاں کسیطرح نہیں
آتے رستم ثانی کو موقع ملا کہا شہریارا وہ لوگ بڑے مغرور و متکبر ہیں کیا اُنسے آدمیت کی امید رکھی جا سکتی ہے
استغفر اللہ وہ آدمی کیا جسمیں بوئے آدمیت نہو حضور کا طلب فرمانا اور اُنکا جواب صاف دینا قابل لحاظ ہے
ہو والا مرتبت اس روز سے بدیع الملک زیادہ تر خودسر ہو گیا ہے جب حضور کے مقابلہ میں پسپا ہوا اسمیں
شک نہیں کہ ہنگام مقابلہ حضور نے رعایت کی مگر کچھ صلاحیت ہوتی تو بجائے خود سمجھتا عالی ظرف و کم ظرف

اسی بحث سے مراد ہی بڑے ظرف مین اگر کوئی شی رکھی جاتی ہو اسکا پتہ بھی نہین معلوم ہوتا لیکن چھوٹے ظرف
مین کم شی بھی اُبل پڑتی ہو اسی طرح انسان کا خاصہ ہو اگر عالی ظرف ہو کسی قدر مرتبہ حاصل ہونے پر اِترانا نہین
ہوتی اور جو کم ظرف ہوتا ہو اگر کسیقدر بھی رتبہ حاصل ہوگیا بس از خود رفتہ ہو گیا ہر وقت یہی خیال رہتا ہو کہ
ہمچو من دیگرے نیست یہی حال بدیع الملک کا سمجھنا چاہیے اب وہ اپنے مقابلہ مین کسی کی کچھ وقعت نہین
سمجھتا حمزۂ ثانی بنظر حیرت رستم ثانی کی صورت دیکھتا اور بدیع الملک کی غیبت سنتا رہا بعدہ رستم ثانی
اُٹھ کے اپنے خیمہ مین گیا میر منشی کو بلایا کہا میری طرف سے بدیع الملک کو نامہ لکھو مگر اس بات کا خیال رہے
کہ نامہ مین کوئی لفظ ایسی نہو کہ جس سے بدیع الملک کے مقابلہ مین پایہ کمی کا رہے خدا کے فضل سے آج
مین حمزۂ ثانی کے تقرب کا رتبہ حاصل کیے ہون میر منشی نے نامہ تیار کیا رستم ثانی کے ملاحظہ مین پیش کیا
رستم نے بغور وہ نامہ کو پڑھا اپنی مہر ثبت کی اور کہا کوئی ہو ملازمون نے دست بستہ عرض کی حاضر ہین
رستم نے کہا تم سے کام نہین ہو اس کام کے واسطے کوئی لائق ہی شخص ہونا چاہیے دیکھو علمشاہ رومی کا
سپہ سالار یلدرم خان نامے کہان ہو ایک ملازم نے بعجلت تمام یلدرم خان کو بلایا رستم ثانی نے کہا ای
یلدرم خان یہ نامہ بدیع الملک کے پاس لیجا مگر یہ امر تیرے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ اس رسالت
مین وہان کوئی ایسی بات نہو جسمین کسی طرح سے ذم کا پہلو نکلے یا کسی نوع کی اہانت ہو یلدرم خان پہلوان
علمشاہ نے دست بستہ عرض کی ای شاہزادۂ والا جاہ آپ بخوبی مطمئن رہین مین نہایت شان و شوکت سے
اس رسالت کو انجام دونگا یہ کہا اور نامہ لے کے روانہ ہوا یکایک بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی
نے یلدرم خان کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہو اور نہایت اہتمام سے وہ لکھا گیا ہو اور حامل نامہ کو بہت بڑی
فہمایش کی گئی ہو بلکہ چالیس سوار بھی اُس نامہ بر کے ہمراہ روانہ کیے ہین بدیع الملک کو تردد ہوا کہا یہ تو
مجکو خوب معلوم ہو کہ ان پہلوانان دست چپ کی بدنفسی کسی طرح دفع نہوگی نہین معلوم کس بارہ مین نامہ لکھا
ہو اور پھر اس اہتمام سے نامہ بھیجا ہو یہ رسالت خالی از علت نہین ہو تمام حاضرین نے کہا بے شبہہ کسی
خاص بارہ مین نامہ لکھا ہوگا اگر پہلوانان دست چپ کی بدنفسی دفع نہوگی تو ضرور ایک نہ ایک دن اپنی بدنفسی
کی سزا پاوینگے اسد نے کہا یارو بیکار گفت و شنید کو طول دیتے ہو اگر نامہ آتا ہو آنے دو لیکن میری
راے یہ ہو کہ اس مقدمہ مین مجھ کو کفیل کرو جسطرح کا مناسب سمجھونگا جواب دونگا تم مین سے کسی کو
کچھ غرض نہین نورالدہر نے کہا ای بدیع الملک تم کو اس بارہ مین کیا عذر ہو اسد کے حوالہ اس مقدمہ
کو کردو بدیع الملک نے کہا مجھ کو عذر نہین ہو نورالدہر نے کہا ای اسد ہم تجھسے کہتے ہین کہ اس مقدمہ
کو اپنے حوالہ سمجھو جو کچھ مناسب سمجھو جواب دو ہمسے کچھ غرض نہین ہو اسد چوب در دست ایستادہ تھا کہ
ہرکارے نے خبر دی کہ یلدرم خان حامل نامہ پہونچا اسد نے کہا آنے دو یلدرم خان آیا باواز بلند کہا
سلام علیک سب نے جواب سلام دیا یلدرم خان شاہزادۂ بدیع الملک کے قریب گیا چاہتا تھا
کہ بدیع الملک کو نامہ دے کہ اسد قریب اُسکے پہونچا اور نعرہ مارا کہ ای یلدرم خان کہان بڑھا جاتا ہو
اسطرف آ مجھ کو نامہ دے تو نہین جانتا ہو کہ اس رسالت کا کفیل مین مقرر ہوا ہون یلدرم خان نے بحیرت
اسد کی صورت دیکھی اور کہا ای اسد یہ نامہ رستم ثانی کا ہو اور خاص شاہزادۂ بدیع الملک کے نام ہو بس
جسکے نام کا نامہ ہو اُسی کو دینا چاہیے تمکو کیونکر دیدون اور ای اسد یہ معاملۂ نامہ و پیام ہو مقدمہ حرب و پیکار

نہین ہی کہ نعرہ زنی کرتا ہی تجھ کو کیا معلوم تھا کہ تم اس بارہ مین کفیل ہوسے ہوتا ہم اس نامہ کو مین تجھین نہین
دے سکتا اگر کہو تو واپس ہے جاؤن اور ای اسد کیا ہو اگر مین بھی تمھاری طرح نعرہ زنی شروع کردون
نورالدہر نے کہا ای یلدرم خان یہ موقع نعرہ زنی کا نہین ہی اور اسد نے نعرہ نہین مارا ہی گو نہ بلند آواز
سے کہا کہ نامہ مجھے دیدو اور واقعی اس بارہ مین اسد ہی کفیل ہوا ہی کچھ مضایقہ نہین ہی نامہ دے دو
یلدرم خان نے کہا ہان تو پھر بسہولت مجھ سے کیون نہین کہا جاتا ہی اور نامہ اسد کو دیدیا اسد نے اٹھا
لیا اور کہا ای یلدرم خان اگر تجھ سے بسہولت نہ کہا جاوے تو کیا کر سکتا ہی یلدرم خان نے کہا
اسکی کیا ضرورت ہی کہ مین کہون یہ کر سکتا ہون البتہ ہر وقت جو کچھ ہو سکے وہی صحیح ہی تمام حاضرین نے جو
رنگ دگرگون دیکھا کہا اس قصہ سے کیا کام ہی ضروری کام سے کام رکھنا چاہیے یلدرم خان نے کہا پھر
یہ تو مطلب میرا بھی ہی اسد کو نہین معلوم کیا ہو گیا ہی کہ خواہ مخواہ برخاستہ خاطر ہی اسد نے کہا ہان اس
برخاستہ خاطر ہونیکا حال اسوقت تجھ کو معلوم ہو جاتا جو تیرا حق زایل کرکے دوسرے کو دیدیا جاتا یلدرم خان
نے کہا کہ کسکا حق زایل کرکے کسکو دیدیا گیا اسد نے کہا شاید تجھ کو نہین معلوم ہی نورالدہر نے کہا ای اسد
مین کہتا ہون کہ اسوقت اسطرح کی باتون کا کیا موقع ہی دیکھو نامہ مین کیا لکھا ہی اسد نورالدہر کے قریب
آیا اور کان مین کہا صاحب آپ سے بیشتر کہدیا تھا کہ اس بارہ مین صرف مین کفیل ہونگا کسی دوسرے
کو سروکار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی جو دخل دیا جاتا ہی نورالدہر نے کان مین کہا ای اسد میری غرض صرف
یہ ہی کہ ایسا نہو کہ فساد کو طول ہو جائے اور جو کچھ ہونا ہی وہ تو کسی نہ کسی وقت ضرور ہی ہو گا اسد نے کہا
مین نے پیشتر ہی گوش گذار کردیا تھا نورالدہر نے کہا خیر تو دانی و کار تو بدیع الملک نے کہا ای اسد
نامہ کو پڑھ کے سناؤ کیا لکھا ہی اسد نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا
الحمد للہ الذی یسبح لہ الارض والسما والصلوۃ علی محمد خیر الانبیا اما بعد منم راقم رستم اعنی مقرب
بارگاہ سلطانی رستم ثانی بدیع الملک کے مع یاران دیگر مسموع ہوا او بخوبی واضح رہے کہ مین نے آجتک
تم سب کی طرف سے دل صفا منزل مین بدی کا خیال بھی نہین آنے دیا اور اسوقت تک تہیہ کیے ہون
کہ حتے الامکان کبھی بدی نہ کرونگا اسی طرح تمسے بھی امید رکھتا ہون جب مین تمسے صاف ہون بس
تمکو بھی لازم ہی کہ میری جانب سے حاضر و غائب کسی طرح کا بغض و کینہ نہ رکھو ای بدیع الملک اسکے
کیا معنی کہ حمزۂ ثانی نے حکم طلب صادر فرمایا اور تمنے عدول حکمی کی تمھاری عقل و فراست سے نہایت بعید
ہی تمھارا فرض یہ ہی کہ ہر روز بدستور قدیم بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہو جسطرح کہ آجتک بادشاہان اسلام کا دستور
مقرر چلا آتا ہی میرے نزدیک تو آجتک ایسی عدول حکمی سلاطین ماضیہ مین سے کسی نے نہ کی ہوگی اور اگر
تمھارے دل مین ملال اس بات کا ہی کہ حمزۂ ثانی نے شہر فرعونیہ و مال فرعون مجکو بخشا ہی یہ بالکل بیجا بات
ہی حق بحقدار رسید اس بارہ مین کسی کا کیا دخل ہی حمزۂ ثانی نے مجھ ہی کو اس مرحمت کے لائق سمجھا اگر
حمزۂ ثانی کی ایسی نظر مرحمت اور سرداران دیلو انان پر ہوتی تو ہمکو کسی طرح کا ملال نہوتا حمزۂ ثانی آج حاکم
وقت ہین جو کچھ جسکو چاہین دے دین ای بدیع الملک بمجرد دیکھنے اس تحریر کے جلد اپنے کو دربار مین پہونچا دو
ایک لمحہ کا بھی تامل نہ کرنا اب بھی تم دربار مین حاضر نہوگے تو کل اس عدول حکمی کا نتیجہ بہتر نہ دیکھوگے اسوقت تک
جو تامل کیا گیا فقط رعایت منظور تھی لیکن رعایت کی بھی حد ہی اس سے زیادہ رعایت نہین ہو سکتی والسلام

اسد نے اس نامہ کو پڑھ کے اسیوقت چاک کر ڈالا اور کہا جسنے ہمارے نام یہ خط لکھا ہی بہت سا جھک مارا ہی نامہ
نہین لکھا تجھ سے سر پھوڑا ہی دربار حمزۂ ثانی کے آئینہ اسے ہم اور کسی سے کے لکھانے کی کیا وجہ ایسے بازاری
کلمے بہت بھونکتے ہین منظور ہو گا دربار مین آئین گے دل نہ چاہیگا ہرگز نہ آئینگے اگر حمزۂ ثانی شکایت کرینگے
جیسا کچھ مناسب ہو گا جواب دیا جاویگا اور کسی کی ہم حقیقت نہین سمجھتے کہ کیا باپوش ہی ای یلدرم خان جا
اور اس خط کے کاتب سے اسیطرح کہدے یلدرم خان نے جو رستم ثانی کا نامہ چاک کرتے دیکھا از سرتا پا
غیظ وغضب ہو گیا کہا ای اسد تمھاری شان ومرتبہ سے یہ امر بالکل خلاف ہی اول نامہ لینے کا وہ طرز کہ گویا بالکل
از خود رفتہ ہین سے اسوقت بھی طرح دی دوسری یہ حرکت خلاف کہ ایک سردار معزز ومقرب مرتبہ شاہی کا نامہ
اس توہین سے چاک کر ڈالا کوئی ادنی شخص بھی اس توہین کو گوارا نہ کریگا اسد نے کہا اگر اس توہین کو
گوارا نہ کریگا اپنا سر کھائیگا اور کیا کر سکتا ہی اور اگر کچھ کر سکتا ہی تو بس تاخیر بیکار ہی یلدرم خان نے کہا ای اسد
مجھکو خوب معلوم ہی کہ تم فساد پر آمادہ ہو اب تک تو مین نے ہر طرح تحمل کیا مگر اب مجھکو تاب تحمل نہین ہی اسد
نے کہا ای یلدرم تو تحمل کیا کر سکتا ہی البتہ ہمنے تامل کیا ورنہ حقیقت معلوم ہو جاتی یلدرم نے کہا تحمل کے
یہی معنی ہین کہ سردربار نامہ کو پرزے پرزے کر ڈالا اگر مین اس اہانت کا تعرض کرون تو کیا ہو اسد نے کہا
وہی ہو جو ہونا چاہیے یلدرم خان نے باواز بلند کہا ای اسد بس خبردار اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا
ورنہ بُری طرح پیش آونگا اسد نے جھپٹ کے ایک گھونسہ یلدرم کی گردن پر مارا مع ہذا دوسرا گھونسہ اسی زور
سے اسکی گردن ہی پر رسید کیا کہ یلدرم خان اوندھے منہ زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا باہر یلدرم خان کے
سواران ہمراہی کھڑے تھے انکو مطلق خبر نہ تھی کہ یلدرم خان بیہوش پڑا ہی غرضکہ اسد نے حکم دیا کہ جلد زنانہ
لباس لاؤ ایک ساعت کے بعد یلدرم خان کو غش سے افاقہ ہوا چاہتا تھا کہ سنبھلے اسد نے کہا اسکو بستہ کرلو
لازمون نے فوراً یلدرم خان کو بستہ کیا اور اسد کے حکم سے وہ لباس زنانہ یلدرم خان کو جبر پہنا دیا باہر
کسی نے ان سوارون کو اطلاع دی کہ تم یہان مقیم ہو وہان کی بھی تمکو کچھ خبر ہی تمھارے سردار کو زنانہ لباس پہنا دیا
گیا ہی ان سبنے اندر آنیکا ارادہ کیا دربانون نے روکا وہ سب سوار مقابلہ پر آمادہ ہوے اسد کو خبر پہونچی کہ
یلدرم خان کے سواران ہمراہی بر سر فساد ہین اسد باہر آیا پوچھا کیا ہی سوارون نے کہا ہم یلدرم خان کے
ہمراہ آئے ہین کیا وجہ ہی کہ یلدرم خان کو اسقدر عرصہ ہو گیا ابھی تک جواب نامہ نہین حاصل ہوا اسد نے
کہا جواب نامہ تو حاصل ہو گیا اور انعام رسالت بھی مل چکا صرف تمکو انعام دینا ہی شاہزادۂ بدیع الملک
کا حکم ہی کہ یلدرم کے سواران ہمراہی کو بھی انعام دینا چاہیے وہ سب انعام کی امید مین ایک جانب استادہ
ہو گئے آپس مین کہتے تھے کہ بدیع الملک بڑا دل چلا لائق شخص ہی ہم لوگ صرف یلدرم کے ہمراہ آئے ہین مگر ہم
سب کو انعام کا حکم دیا یکایک ایک گروہ بدیع الملک کے لازمونکا آیا اور ان سب سوارونکو گھوڑون پر سے اتار کے
بستہ کر لیا ہر چند سوارون نے کہا ای یارو یہ کیا بدعت ہی شاہزادۂ بدیع الملک نے ہمکو انعام دینے کا حکم دیا ہی جاؤ شہزادہ
سے پوچھو تو لازمون نے کہا بیشک ہم بھی جانتے ہین کہ انعام کا حکم دیا ہی گھبراؤ نہین انعام بھی ملیگا تمھارے سردار
کو تو انعام رسالت مل چکا اب تمھاری باری ہی غرضکہ سب سوارون کو گرفتہ وبستہ کرکے بدیع الملک کے روبرو
حاضر کیا بدیع الملک نے سب کو ایک نظر سرسری سے دیکھا اسد نے حکم دیا کہ ان سب کو زنانہ لباس پہناؤ
لازمون نے انکو بھی زنانہ لباس پہنایا اسد نے سوارون اور یلدرم خان سے کہا ای خیرہ سرو بس اس رسالت کا انعام

بہت مناسب ہو اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس جاؤ اور اس انعام کو دکھاؤ اور اُس سے یہ کہدو کہ
اس انعام کے عوض مین جو کچھ تجھسے ہو سکے ہرگز دریغ نہ کر ورنہ ہم تجکو مرد نہ سمجھینگے اسیطرح کے لباس کے
قابل تجکو بھی سمجھینگے اور یہ بھی کہدینا کہ ای رستم ہمارے حق مین خواہ مخواہ متمسک ہوکے ہرگز بہتر نتیجہ نہین دیکھ سکتا
نور الدہر نے کہا ای اسد میرے نزدیک بہتر یہ ہو کہ جہان زنانہ لباس پہنایا ہی ڈاڑھی و مونچھون کی بھی خبر
لے لینا چاہیے اسد نے کہا ڈاڑھی تو نہین البتہ مونچھون کو اُڑا دینا چاہیے چنانچہ سب کی مونچھیں استرے سے
صاف کی گئین اور اسی ہیئت سے رستم ثانی کے پاس بھیجا رستم ثانی نے جو یلدرم خان کو لباس زنانہ آتے
دیکھا کہا ای عورت تو سخت بیحیا ہی کہ ہم غیرون کے سامنے بلا تکلف چلی آتی ہی یلدرم خان نے کہا شہریار مین عورت
نہین ہون یلدرم خان ہون تمھارا نامہ اسد نے نہایت ذلت سے پرزہ پرزہ کرکے پھینک دیا اور بہت
کچھ کلمات نامناسب زبان پر جاری کیے جسکا ذکر بسبب بے ادبی کے اعادہ نہین کر سکتا رستم ثانی نے کہا نامہ
کو تو چاک کیا لیکن تیری یہ کیا صورت ہی مجھسے مین نے اسی واسطے پیشتر کہدیا تھا کہ خبردار کوئی بات ذلت و تفضیح
کی ظہور مین نہ آئے اُسکے عوض مین تو نے اپنی یہ صورت بنائی کیا تو بدیع الملک کے پاس بھی اسی صورت
سے گیا تھا یلدرم خان نے کہا شہریار مین نے تو جو کچھ کہا تھا وہ کہا تھا اب تو میری یہ صورت بدیع الملک
کے یہان بنائی گئی اور بدیع الملک نے کہا ہی کہ رستم سے جو کچھ میرے حق مین بُرائی ہو سکے ہرگز کوتاہی
نہ کرے رستم ثانی نے غیظ و غضب سے مثل مار سنگ خوردہ پیچ و تاب کھایا اور بنگاہ تیز و تند یلدرم خان کی
صورت دیکھکے کہا او نامرد تو نے اپنی یہ صورت بنوائی اور کچھ نہ ہو سکا اگر تو ایسا ہی مجبور ہو گیا تھا تو خود کو
ہلاک کیون نہ کیا اس صورت زنانہ یہان آنے کی کیا ضرورت تھی یلدرم خان نے ای شاہزادۂ والا جاہ
مین اپنی خوشی سے یہانتک نہین پہونچا ہون بلکہ بدیع الملک کے لازمون نے مجھے یہان تک پہونچایا مین
تو چاہتا تھا کہ بدیع الملک سے رد و بدل گشت و خون کی نوبت پہونچ جائے مگر کیا کرون کہ مین وہان تن تنہا
تھا رستم نے کہا مین نے چالیس سوار کسواسطے تیرے ہمراہ کر دیے تھے یلدرم خان نے کہا سوار باہر
لشکر سے تھے اُسوقت وہ مجھ تک نہ پہونچ سکے رستم ثانی نے کہا ای یلدرم اگر تجکو بدیع الملک کی سرکار
سے یہ انعام ملا ہی تو مین بھی تجھے انعام دیتا ہون یہ کہا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے ایک ہی وار مین
یلدرم خان کو دو لخت کیا بعدہ اُن چالیس سواران ہمراہی کو بلایا دیکھا وہ بھی اُسیطرح لباس زنانہ سے
آراستہ ہین اور مونچھین ندارد ہین کہا کیا خوب یک نشد دو شد ارے کمبختو تمپر یہ کیا آفت نازل ہوئی اُن سبنے
کہا شہریار جو کچھ آفت نازل ہوئی ظاہر ہی — آنجا کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان — رستم ثانی نے کہا تم
سبنے اپنی یہ صورت بنوائی تلوار سے کیون نہ کام لیا اُن سبنے کہا کیا عرض کرین ہمکو ہنگامہ جنگ گرم کرنیکا
موقع نہ ملا ورنہ ہم کمی نہ کرتے رستم نے کہا اگر ہنگامہ آرائی کا موقع نہ ملا تھا تو وہین مر کیون نہ گئے انھون نے
کہا کس طرح مر جاتے دم لینے کی بھی مہلت نہ ملی فوراً گرفتار کر لیے گئے اور یہ لباس زنانہ پہنا کے یہان بھیج
دیے گئے رستم ثانی نے اُن چالیس سوارون کو بھی تہ تیغ کیا راوی کہتا ہی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون شہر
فرعونیہ مین تھا اور مال و اسباب خزانۂ فرعون اُسی کی تحویل مین تھا اور شاہزادہ بدیع الملک سے گونہ
مواصلت رکھتا تھا حسب اتفاق اُسکا اس طرف ورود ہوا شاہزادہ بدیع الملک سے بھی ملاقات کی اثنائے
حرف و حکایات مین بدیع الملک سے کہا ای والا منزلت مجھکو ایک امر مین نہایت تعجب ہی اور وہ تعریف

بجا نہین ہو بدیع الملک نے استفسار کیا کیا خواجہ یاقوت نے کہا مین بجاسے خود سمجھے ہوے تھا کہ بالضرور
فرعون شاہ کی موت تمھارے دست زبردست پر موقوف ہو لیکن تم اس معاملہ مین کامیاب ہوسکے
رستم گوی سبقت لے گیا اور مین نے سنا ہو اس کارنمایان کے صلہ مین حمزۂ ثانی نے تمام اسباب فرعون
اور ملک فرعونیہ رستم کو بخشا خیر اس بارے مین جاے دم زدن نہین ہو حمزۂ ثانی مالک و مختار ہین جو کچھ
جسے چاہین بخشدین اور بے شبہ رستم ثانی نے کام بھی ایسا ہی کیا ہو لیکن ای بدیع الملک مین نے سُنا
ہو کہ حمزۂ ثانی نے دختر فرعون یعنے ملکہ غزال گوہر پوش کو بھی رستم کے حوالہ کیا ہو یہ ظاہر ہو کہ مین ابھی
ملک فرعونیہ مین اپنی عہدۂ وزارت پر ممتاز ہون اور تمام اسباب فرعون میری تحویل میں ہو جا ہیے
کہ ملکہ غزال کو رستم کے قبضہ مین دیدون پامال کو ددن استغفر اللہ میرا سر ملکہ غزال گوہر پوش کے
ساتھ ہو اگر میرا سر ہوگا تو ملکہ غزال بھی رستم کے پاس ہوگی بدیع الملک خواجہ یاقوت کی یہ تقریر دوستانہ
سن کے بہت خوش ہوا اور کہا ای خواجہ اصل امر یہ ہو کہ مجھ کو تمسے اسطرح کی دوستی کی ہرگز امید نہ تھی اور تم
اس بارہ مین کیا برخاستہ خاطر ہو مین خود اس خبر کو سنکے از خود رفتہ ہو رہا ہون بخدا مجھ کو اس بات کا مطلق
خیال نہین ہو کہ رستم کو حمزۂ ثانی نے مال فرعون بخش دیا باشد مگر انکو یہ زیبا ہرگز نہ تھا کہ میری ناموس دوسرے
کے نامزد کردی اس سے بڑھ کے انسان کے واسطے ذلت نہین ہو کیا مین حمزۂ ثانی کی اس بخشش کو جائز
رکھونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خواجہ یاقوت نے کہا ای شاہزادہ بیٹے بجاے خود یہ سمجھ لو کہ اگرچہ یہ ناموس
کا مقدمہ ہو تاہم یہ آپس کا معاملہ ہو تم اور رستم دونون ایک ہی سرکار کے نظر کردہ ہو غیر کے مقابلہ مین ایک سوئی
کی فکر کرلی جاتی ہو لیکن آپس مین گونہ فہم و فراست کی ضرورت ہوگی ہو فلہذا اس بارہ مین مشورہ کرلو کہ کیا تدبیر
عمل مین لائی جاوے کہ اس ہنگامہ کو طول نہو اور حسب مراد کام بھی انجام پاجاوے بدیع الملک نے کہا
ای خواجہ میری سمجھ مین کوئی بات ایسی نہین آتی کہ جس سے یہ مقدمہ بسہولت طے ہوجائے ہان یہ بات بجاے خود
مقرر کرلی ہو کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ غزال گوہر پوش کو رستم تک نہ جانے دینا چاہیے اور جو کچھ تمھارا
مشورہ ہو اُسے بھی بیان کرو خواجہ یاقوت نے بعد تامل بسیار کہا توقف کرو مین شہر مین جاتا ہون اور
کوئی تدبیر کرتا ہون غرضکہ اسی وقت شہر فرعونیہ مین پہونچا ایک نامہ حمزۂ ثانی کے نام لکھا قاصد کے ہاتھ
حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا وہ قاصد سے حمزۂ ثانی کو پہونچا یا حمزۂ ثانی نے سرنامہ چاک کرکے نامہ
کھولا لکھا تھا کہ بعد حمد خداوند دوسرا و نعت جناب محمد مصطفےٰ و منقبت علی مرتضےٰ علیہ الف الف تحیۃ والثنا
تب کتابت ہذا مین ہون خواجہ یاقوت نام وزیر مملکت فرعونیہ خدمت شریف حضرت اقدس و اعلی مین
گزارش ہو کہ سلف سے اس بات کی شہرت ہو کہ بزرگون کی بڑی بات علی الخصوص بادشاہان خود مختار و سلاطین
نصفت شعار اپنی دریا دلی سے جو کچھ جسکو چاہتے ہین تفویض فرماتے ہین ہر وقت باب فیض و کرم کو وا
رکھتے ہین کوئی متنفس مجال تعرض نہین رکھ سکتا فی الحال جو مال و اسباب فرعون دست اختیار خادمان
دولت ابد مدت مین آیا ہو اگرچہ مین حکومت فرعونیہ کا دستور راست ہون اور تمام دولت و حکومت
فرعونیہ میری ہی تحویل مین ہو تاہم مالک و مختار حضرت والا مرتبت ہین جو کچھ جسکو چاہین مرحمت فرماوین
کوئی مانع نہین ہوسکتا ہان ایک امر مین کمال درجہ حیرت دامنگیر ہو وہ یہ ہو کہ ملکہ غزال گوہر پوش دختر
فرعون شاہزادہ بدیع الملک کی ناموس ہو حالانکہ اُسکی نسبت میرے نام کوئی حکم ابھی نہین صادر ہوا

ہو لیکن بطور تقدم بالحفظ ابھی سے عریضہ بھیجے رکھتا ہون کہ اگر کسی وقت مین ملکہ غزال کی طلبی ہوئی تو مین
اسکی ترسیل سے معذور رہونگا یہ مقدمہ بحث طلب ہی اسکا تصفیہ ضروری ہی مین نے سنا ہی کہ ملکہ غزال کے
بارے مین کچھ گفتگو کی نوبت آچکی ہی یہ وجہ اس ذکر کے قلمبند کرنے کی ہوئی بمقتضاے انی جاعل فی
الارض خلیفۃ فاحکم بین الناس بالحق مجھکو یقین کامل ہی کہ ہر ایک حکم کے صدور مین ہمیشہ عدل و انصاف
شامل رہیگا علی الخصوص ملکہ غزال گوہرپوش کے بارہ مین خلاصہ اس تقریر طولانی کا یہ ہی کہ اگر بدیع الملک
اپنے حق کا مستحق رہا فھو المراد چشم ما روشن دل ما شاد ورنہ ملکہ غزال گوہرپوش سے قطعی ملک فرعونیہ
اور مال و اسباب فرعون سے اپنے کو دستبردار سمجھنا چاہیے جبتک میرے قالب مین جان ہی ہرگز ملکہ
غزال گوہرپوش اور ملک فرعونیہ اور مال و اسباب فرعون کسی کو نہ دونگا عام اس سے کہ رستم ثانی
ہو یا کوئی اور ہو اس بارہ مین مجھکو اپنی طاقت کا اندازہ کرنا ہی ؎ ببینم کہ تا کردگار جہان ۔ دریں آشکارا
چہ دارد نہان ۔ فرعون کی نسبت تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن قلعۂ فرعونیہ و مال فرعون بغیر میری رضا
سے لینا سہل امر نہین ہی جب وقت طلبی آئیگا اسوقت حقیقت دریافت ہوجائیگی و التسلیم جب اس مضمون
کا نامہ حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا رستم ثانی کی طرف دیکھا رستم ثانی اٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ بکمال ادب
اس طرح عرض پیرا ہوا ؎ کہ اے شہریار سعادت قرین ۔ روے تو روشن زمان و زمین ۔ کیا مجھ میری نسبت
بھی اس نامہ مین لکھا ہی اگر مجھکو سلام لکھا ہی تو علیکم السلام اگر کچھ فرمایش کی ہو تو ارشاد ہو مہیا کرکے بھیجدیا جاے
حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم سلام کیسا یہ نامہ از اول تا آخر تمھارے ہی بارہ مین لکھا ہی یہ کہا اور وہ نامہ
رستم ثانی کے ہاتھ مین دیکے کہا پڑھو کیا لکھا ہی رستم نے نامہ کو پڑھا اور تادیر سکوت مین بیٹھا رہا
حمزۂ ثانی نے فرمایا اے رستم کیا ملکہ غزال گوہرپوش بدیع الملک سے بھی کچھ سابقہ رکھتی ہی جو اس بارہ
مین اس طرح کی تحریر خواجۂ یاقوت وزیر کی آئی سچ کہو یہ کیا واقعہ ہی مجھکو اس مقدمہ سے مطلق اطلاع
نہ تھی استغفر اللہ میرا یہ پیشہ نہین ہی کہ کسی کا حق زائل کرون علی الخصوص ناموس کے بارے مین
رستم ثانی نے عرض کی شہریار یہ قصہ طولانی ہی خلاصہ سب کا یہ ہی کہ مین اور بدیع الملک دونون
اول شہر فرعونیہ مین داخل ہوے تھے مین قہرمان خونخوار کے یہان مقیم ہوا اور بدیع الملک
خواجہ یاقوت وزیر فرعون کا مہمان ہوا اس طرح کی تحریر طرفداری سے ثابت ہوتا ہی کہ خواجہ
یاقوت بدیع الملک کا دوست و خیرخواہ ہی جب حضور کی رحمت و عنایت کی خبر بدیع الملک
کو پہونچی ہوگی ازراہ حسد خود تو کچھ نہ کہہ سکا خواجہ یاقوت سے شکایت کی ہوگی خواجۂ یاقوت نے
اسکی خاطر سے یہ نامہ لکھا ہی ورنہ ملکہ غزال گوہرپوش بدیع الملک کو کیا جانے اُسنے بدیع الملک کے
خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا خواہ مخواہ بدیع الملک پر کیا موقوف ہی جس شخص کا دل چاہے ملکہ غزال کو
کو اپنا حق ٹھہرالے اور اپنے سے جو لوگ موافق ہون اُنکو بہکا کے ہنگامۂ جنگ برپا کرنے کا سامان مہیا کرے
حمزۂ ثانی نے کہا ہان یہ حال اب معلوم ہوا کہ خواجۂ یاقوت وزیر فرعون بدیع الملک کا ہواخواہ ہی
بلکہ سچا دوست سمجھنا چاہیے کیونکہ بدیع الملک کے واسطے ہنگامۂ جنگ گرم کرنے کو آمادہ ہی اے رستم ثانی
میری راے یہ ہی کہ آج تو نہین لیکن کل یہان سے قلعۂ فرعونیہ کی جانب کوچ کرو اگر خواجہ یاقوت
کسی طرح کا تعرض کرے فوراً اسکو قتل کرو مطلق رعایت نہ کرنا اسلیے کیا معنی کہ بدیع الملک کا ایسا طرفدار

ہو گیا کہ سراسر جھوٹ بولنے پر آمادہ ہو گیا اور اے رستم ثانی اگر کوئی شخص تمھارا سد راہ ہوگا پس
میں سمجھ لونگا تم کو اُس سے کچھ سروکار نہیں ہی رستم ثانی بہت خوب کہہ کے خاموش ہو رہا ؎
بروز دگر خسرو خاوری ٭ برآمد برین تخت نیلوفری ٭ جہان گشت از ظلمت شب رہا ٭ ہمہ نور گردید ارض وسما
رستم ثانی سوار ہوکے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا بدیع الملک کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی فرعونیہ
کی جانب چلا ہی اور حمزہ ثانی نے خواجہ یاقوت کی نسبت یہ حکم دیا ہی کہ اگر تمھارے خلاف اُس سے
کوئی حرکت ظہور میں آئے پس اُس کو بلا تکلف ہلاک کرو بدیع الملک اُنھیں یاران دست راست
کو ہمراہ لے کے سوار ہوا اور اثناے راہ میں قیام کیا اس عرصہ میں رستم ثانی بھی وہاں پہونچا دیکھا
بدیع الملک درمیان راہ میں مقیم ہی سمجھا کہ سد راہ ہوا ہی مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے سامنے
آیا اور کہا اے بدیع الملک تمھارا اس طرف آنے کا کیا کام تھا علے الخصوص ایسے میں کہ جب میں امر
کو عازم ہوا میں خوب جانتا ہوں جس ارادہ سے تم آئے ہو بیکار تھے اپنے دست و پا کو تکلیف دی
خیریت اسی میں ہی کہ تم یہاں سے واپس جاؤ بدیع الملک نے کہا کیا تیری شامت آئی ہی جو بیہودہ گوئی
پر آمادہ ہوا ہی رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک اس گفتگو سے کچھ کام نہیں نکلیگا اگر مرد میدان ہی
میرے روبرو مقابلہ کو آ شاہزادۂ بدیع الملک مرکب کو اُڑاتا ہوا قریب رستم کے آیا اور کہا او
غاصب کہہ کیا کہتا ہی رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک کیوں تو ایسے کلمات نازیبا میری نسبت اپنی
زبان پر جاری کرتا ہی میں نے کسکا مال غصب کر لیا ہاں حمزہ ثانی نے اپنی خوشی سے جو کچھ دیا وہ لے لیا
پھر جبر کیا موقوف ہی حمزہ ثانی جسکو جو کچھ مرحمت فرمائیں وہ لے لے بدیع الملک نے کہا اے رستم
اس معاملہ کا فیصلہ تو بس اسی طرح ہو سکتا ہی ؎ بیارانکہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭
یہ کہا اور نیزہ کا وار رستم پر کیا رستم نے اُس وار کو رد کیا اور کہا ؎ زدی ضربتِ خود ضرب ما نوش کن ٭
غم دین و دنیا فراموش کن ٭ بعدہ شمشیر آبدار کا وار کیا بدیع الملک نے بھی رستم کے وار کو رد کیا
خلاصہ یہ کہ بعد رد و بدل بسیار دونوں جوان مرکب سے زمین پر آئے اور جنگ زور دست و بازو میں
مصروف ہوئے عمرو ثانی دوان دوان حمزہ ثانی کے پاس پہونچا اور کہا اے شہریار عالی مقدار
حضور کیا بے خبر بیٹھے ہیں وہاں دونوں سردار آپس میں ہلاک ہوئے جاتے ہیں حمزہ ثانی نے کہا
اے عمرو کیا بدیع الملک اور رستم کی بابت ذکر کرتے ہو عمرو ثانی نے کہا حضور ہاں حمزہ نے کہا جو
امر میرے دل میں پیشتر سے خطور کیے ہوئے تھا وہی ظہور میں آیا اور حکم دیا جلد مرکب دیوزاد حاضر کرو
فوراً مرکب دیوزاد حاضر ہوا حمزہ ثانی سوار ہوئے اور اُس ہنگامہ میں پہونچے دیکھا بدیع الملک
اور رستم دونوں گاؤزوریان کر رہے ہیں بدیع الملک کہہ رہا ہی اے رستم تیرے سبب سے مجکو سخت
صدمہ پہونچا ہی میں تجکو زندہ نہ چھوڑونگا اور رستم کہہ رہا ہی اے بدیع الملک تو نے مجکو خواہ مخواہ
غاصب ٹھہرایا ہی میں اُسکے عوض میں ضرور تجکو سزاے سخت دونگا حمزہ ثانی قریب آئے اور بقوت
تمام ایک تازیانہ بدیع الملک کی پشت پر مارا بدیع الملک از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا چاہتا
تھا کہ حمزہ ثانی سے دست و گریبان ہو جائے مگر پھر ضبط کیا البتہ تازیانے کو گرفت میں لا کے
اس زور سے جھٹکا دیا کہ حمزہ ثانی کے ہاتھ سے نکل کے دور جاکے گرا اور کہا اے حمزہ بجاے خود

اس بات کا کبھی خیال دل میں لانا کہ میں تمھے کسی طرح کا پایہ کم کی کا رکھتا ہوں مجکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ آپ
نے منع کیا ہے ورنہ ہنگام مقابلہ حقیقت دریافت ہو جاتی اور بہت زیادہ تر وجہ میری طرح دینے کی یہ ہے کہ تم
میرے بزرگوں کے بزرگ ہو یہ کہا اور آبدیدہ ہو کے خاموش ہو رہا بعد حمزہ ثانی رستم کی طرف متوجہ ہوئے
وہ تازیانہ اٹھا کے چاہتے تھے کہ رستم کی پشت پر وار کریں کہ ایرج بزودی تمام حمزہ ثانی کی خدمت میں
پہونچا اور عرض کی شہریارا حسب الحکم لایہ ہنگام آرائی کی گئی ہے کیونکہ حکم ہوا تھا کہ فرشتہ خیمہ جادو اگر کوئی
سد راہ ہوگا تو میں سمجھ لونگا اس صورت میں رستم ثانی بالکل بے قصور ہے وہ مستحق تازیانہ کی ضرب کا
نہیں ہے آیندہ حضور کو اختیار ہے جو کچھ واجب تھا عرض کیا گیا حمزہ ثانی نے وہ تازیانہ ایرج کی
پشت پر مارا اور کہا اے خیرہ سر اور عالم اس سے کہ کسی کی خطا ہوا اور کسی کی بے خطا ہو مگر بیشتر دیکھا ہے کہ تم سب
آمادۂ فساد رہتے ہو ہمارے لشکر میں یہ بات ہرگز نہیں آتی آخر کیا وجہ ہے ایرج تازیانہ کی تکلیف
سے تلملا گیا بعدہ عرض کی شہریارا اسکی وجہ تو بہت ظاہر ہے غلام کے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے حمزہ ثانی
نے مرکب کی باگ کو پھیرا اور کہا ہم جاتے ہیں تم سب خیرہ سروں کو چاہیے کہ جلد دربار میں حاضر ہونا
کہ اس باہمی تعدی کا فیصلہ کیا جائے یہ کہا اور بارگاہ سلیمانی کی راہ لی بدیع الملک نے کہا اے رستم
کہو کیا ارادہ ہے آیا میرا تمھارا فیصلہ حمزہ ثانی کے روبرو ہوگا یا اسی وقت فیصلہ ہو جائے کیونکہ جب
اس مقدمہ کا ایک سو فیصلہ کرنا ہر طرح مقصود ہے تو پھر کسی سے فیصلہ کی کیا ضرورت ہے رستم نے کہا میں تو یہی
چاہتا تھا کہ حمزہ ثانی اس مقدمہ کا فیصلہ کریں لیکن اگر تمھاری خوشی خود ہی فیصلہ کر لینے کی ہے تو میں
کیا عذر کر سکتا ہوں ایرج نے کہا اے رستم باہمی فیصلہ ہرگز درست نہیں اور بدیع الملک سے بھی یہ کہا
کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہی تھا کہ حمزہ ثانی اس مقدمہ کو فیصل کرے بدیع الملک نے کہا اگر تم
سب کی یہی رائے ہے تو مجکو بھی کچھ عذر نہیں ہے یہ کہا اور بدیع الملک مع یاران ہمراہی اپنے
مقام قیام میں واپس آیا ہر شخص نے حمزہ ثانی کی ناحق کی شکایت کرنا شروع کی بدیع الملک نے
کہا اے یارو حمزہ ثانی اس بارہ میں کیا کر سکتے ہیں دراصل انکا لیکو انکے گوش زد ہی کیا گیا ہے کہ مسلک
غزال گوہر پوش کو بدیع الملک سے کچھ نسبت نہیں ہے

اب بدیع الملک اور رستم ثانی کو اپنے اپنے مقام میں مقیم اور انواع اقسام کے اذکار و افکار
میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حمزہ ثانی کے دربار کا ذکر کیا جاتا ہے

کل جو جسے دست یار میں ساغر شراب کا
کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا
جو سطر ہے وہ کھینچے ہوئے جوہر صفت ہے
موج شراب جادۂ کشتی راہ صواب کا
رستے میں سجدہ اسکی زمین کیا سمجھ کے لوگ
ٹوٹا طلسم بند جو ہوتا نقاب کا
جو چاہیں لکھ دیں کاتب اعمال جا بجا
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

کوزی کا ہو گیا ہے کٹورہ گلاب کا
دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
خال پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا
حرص و ہوس کو سینہ میں غافل جگہ نہ دے
کعبہ ہے نام ایک کشت خراب کا
دریا میں غسل کے لیے اترا جو وہ صنم
دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا
آتش کی التجا ہے یہی تجھ سے یا علی

صیاد سے قفس بلبل کے واسطے
حاصل ہوا ہے رتبہ سروں کو حباب کا
سجدے سکے ہیں مجھے تشنہ لب
مطلب کو فوت کرتا ہے شیرازہ کتاب کا
سینے کا عقدہ اسکو سمجھیو ذاتی صبا
تا قوس کے مچھلیوں نے بچا حباب کا
جائے شکست جل تو تفصیل غلم کر
صدمہ نہ ہو فشار لحد کے عذاب کا

اورنگ آرایان مملکت نکتہ پروری و تاجداران اقلیم دقیقہ یابی و سخن گستری ان صفحات تازہ مین یون قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب آفتاب برج شرف در مکنون و یک بخت سد بیش بہا جانی یعنے حمزہ ثانی بارگاہ سلطانی مین آکے مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے تمام سرداران نامدار و پہلوانان نمودار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق جا بجا کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے حمزہ ثانی بدیع الملک اور رستم ثانی کے مقدمہ کو بغور و تامل سوچ رہے تھے تمام دربار سکوت کے عالم مین تھا یکایک حمزہ ثانی نے سعد شہریار کو قریب بلایا اور کہا اے سعد مین اس بارہ مین کمال درجہ متردد ہون کچھ حقیقت اس واقعہ کی دریافت نہ ہوئی تمکو اگر کچھ معلوم ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار رعایا نواز ع نور مہر و فلک از روشنی رخسار تو باد سرمہ اہل شرف خاک کف پاے تو باد مجکو بیشتر حال سے شاہزادہ بدیع الملک کے اطلاع ہے اور اس شاہزادہ کے مزاج مین بھی دخل رکھتا ہون یعنے بدیع الملک ایک جوان سنجیدہ و حلیم ہے نخوت اسکے مزاج مین نام کو نہین ہے اور لوگون کی نسبت مین کچھ نہین عرض کر سکتا حمزہ ثانی نے کہا اے مصاحب خاص مین واقعہ موجودہ کے بابت اگر کچھ تمکو دریافت ہو تو بیان کرو سعد شہریار نے کہا اے والا مرتبت ع چشم بدان زجاہ و جلال تو دور باد + در دولت تو بل جہان اسیر دربار باد امر صحیح یہ ہے کہ ملک غزال گوہر پوش ہی شاہزادہ بدیع الملک کی مطلوبہ ہے کسی دوسرے شخص کا اس بارہ مین علاقہ دخل نہین ہے بالکل بیجا ہے جوان نے تازیانے کھائے اور آزردہ کیا گیا چونکہ استفسار کیا گیا اسوجہ سے اصل حال کے بیان کرنے کی جرات ہوئی ورنہ مین خاموش تھا اور بجاے خود یہ سمجھ چکا تھا کہ دربار سے مجھے کچھ غرض نہین کل حقیقت حال کا اعلان ہو جائیگا حمزہ ثانی انگشت بدندان ہوئے اور کہا اے سعد واقعی اگر ملک غزال گوہر پوش بدیع الملک کی مطلوبہ ہے تو اس بیچارہ پر بڑا ظلم ہوا مگر میرے طرح طرح کے شکوک دل مین خطور کرتے ہین سخت حیرت کی یہ بات ہے کہ رستم ثانی کا بیان ہے کہ غزال گوہر پوش بدیع الملک کو جانتی بھی نہین ہے سعد شہریار نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہے لیکن آفتاب عیان است چہ حاجت بہ بیان ہے غزال گوہر پوش کو بلا کے اسی سے کیون نہ دریافت کر لیا جائے اگر وہ بدیع الملک کو پہچانتی ہوگی تو جھوٹ سچ کا حال دریافت ہو جائیگا حمزہ ثانی نے عمر ثانی کو بلایا اور کہا جاؤ بدیع الملک کے پاس جاؤ اور ہمارے پاس لے آؤ آج ہم اس مقدمہ کا فیصلہ کرینگے عمر ثانی بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے شاہزادہ والا جاہ تمکو حمزہ ثانی نے یاد فرمایا ہے بدیع الملک نے عمر ثانی کی صورت دیکھی اور کہا اے عمر ثانی ہم اس نوکری سے دست بردار ہوئے جو کوئی حمزہ صاحبقران کا نوکر ہوا اسکو بیجا ہے اور اے عمر ثانی ہماری طرف سے صاف لفظون مین یہ کہدینا کہ حمزہ صاحبقران اب ہمارے حال سے مطلق تعرض نہ کرین ورنہ نتیجہ اسکا یہ ہوگا کہ یا تو حمزہ صاحبقران میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے یا مین انکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا آج تک مین نے انکی بزرگی کا پاس کیا لیکن اب مین نے بزرگی اور خوردی کے لحاظ کو بالاے طاق رکھا جو خدا کے بندے ہین وہی مین ہون لحاظ و پاس بزرگی اسی بزرگ کا رکھا جاتا ہے جو خوردون کی خوردی کا بھی پاس لحاظ رکھتا ہو ورنہ خوردون کی نسبت ظلم و ستم کی بے تمیزی کی شکایتین ہوتی ہین اور بزرگ تلافی ان شکایتون کی واجب نہین سمجھتے عمر ثانی بدیع الملک کی کلام تقریر سکوت مین سنا کیا بعدہ کہا اے بدیع الملک جو کچھ تمنے کہا مین نے بخوبی سنا اور وہ صحیح امر ہے کہ جو جو تمنے بیان کیا ہم تو خاطر امر ہی کہ حمزہ صاحبقران کو نہ تمسے کسی طرح کی خصومت ہے اور نہ کسی اور پہلوان و سردار سے اگر حمزہ سے کوئی خلل

جا بجا روز ظہور میں آیا تو اسکی نسبت گمان غالب یہ ہو سکتا ہے کہ اُس کی لاعلمی کا سبب تھا اسکا دفعیہ بعد تفتیش دریافت
ہو سکتا ہے سردست تو تمھاری زبانی حمزۂ ثانی کی شکایت جو کوئی سنیگا وہ یہی کہیگا کہ خطا بزرگان گرفتن
خطاست قطع نظر ان جملہ امور کے بالفرض حمزۂ صاحبقران نے تمپر ظلم کیا پھر وہ بزرگ ہیں ایک وقت
خشم خالی کر بیٹھے دوسرے وقت بکمال شفقت تمھارے سر و چشم کو بوسہ دینگے بدیع الملک نے کہا اے عمر اب میرے
خیالات بالکل مشکوک ہو گئے ہیں اس طول و کلام کو محض لاحاصل سمجھتا ہوں بیکار مغز خراشی کرنا کچھ فائدہ نہو گا وہ
میں ہرگز اب حمزۂ صاحبقران کی خدمت میں نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران خوش ہوں یا ناراض ہوں مجھے
مطلق پروا نہیں ہے جو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکدست عمر ثانی نے پھر فہمایش شروع کی بدیع الملک نے
کہا اس بارہ میں اب تمھاری زیادہ گوئی بھی تمھاری نادانی پر محمول کرتا ہوں پس کہدیا جاؤ اپنے ضروری کام
میں مصروف ہو مجھے مطلق سر و کار نہ رکھو عمر ثانی نے کہا اے بدیع الملک تم مجھکو نادان سمجھو یا مجنون
تصور کرو مگر میں یہ کہونگا کہ اسوقت تمھاری عدول حکمی بالکل خلاف ہے بدیع الملک نے یا پوش سے خلاف ہے
یہ کہا اور اسی وقت حکم کوچ دیا اسباب سفر کے پشتارے بندھنا شروع ہو گئے عمر ثانی نے کہا دیکھو میں واپس
جاتا ہوں اور حمزۂ صاحبقران سے صاف صاف یہی کہے دیتا ہوں کہ وہ نہیں آتے ہیں بدیع الملک
نے کہا ہاں جاؤ یہی کہدو اور تمام یاران دست راست کو ہمراہ لیکے نگارستان باباتاکی جانب روانہ ہوگیا
تھوڑی دور تک عمر ثانی ہمراہ گیا اور سمجھاتا رہا کہ اے بدیع الملک دیکھو یہ کیا کرتے ہو تمھاری اس عدول حکمی
سے حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال ہوگا بدیع الملک نے کہا اگر حمزۂ صاحبقران کو ملال ہوگا تو زیادہ یہی
بس کہ میری تنخواہ موقوف کر دینگے اور اگر فوج و لشکر میری گرفتاری کیواسطے بھیجینگے تو کچھ مضائقہ نہیں
مجکو مجبور کر کے لیجا دینگے چلا جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا اور آبدیدہ ہو کے کہا اے عمر کیسے کیسے حمزۂ صاحبقران
اور انکے مقربان بارگاہ نے میرے دل و جگر میں پھپھولے ڈال دیے ہیں میں ہی ایسا شخص ہوں کہ اسقدر
برداشت کرتا رہا دوسرا ہوتا تو اب تک کبکا فیصلہ ہو گیا ہوتا اور سخت کشت و خون کی نوبت آجاتی عمر ثانی
مجبور ہو کے واپس آیا حمزۂ ثانی کی خدمت میں آکے کہا اے شہریار میں نے ہر چند بدیع الملک کو سمجھایا مگر وہ
بسیار بخاستہ خاطر ہو کے میرے اصرار کیجانب مطلق اعتنا نہ کی بلکہ وہ اسوقت مع جملہ اہل دست راست باختر
کی جانب کوچ کر گیا اور بدیع الملک نے یہی کہا کہ میں نے حمزۂ صاحبقران کی نوکری چھوڑدی اے
شہریار میری فہمایش پر آج بدیع الملک آبدیدہ ہو گیا نہیں معلوم کیا ایسا سخت ملال اسکو ہوا ہے کہ
عرض کروں اُسکے آبدیدہ ہونے پر میرا دل آب ہو گیا میں نے ہر چند روکا مگر وہ نا مانا ناچار واپس آیا حمزۂ ثانی اس
خبر کو سن کے نہایت آزردہ خاطر ہوئے اور کوئی فکر بھی پیدا ہوئی کہا اے عمر ثانی خیریت یہ ہوئی کہ فرعون تا حال نہ آیا
ورنہ بدیع الملک کے برخاست ہوکے چلے جانے میں سخت دقت واقع ہوتی تاہم بدیع الملک کے غصہ کا فرو کرنا
ضرور ہے ابھی نہیں جب میں باختر کو جاؤنگا اسوقت اسکے غصہ کے فرو کرنے کی تدبیر کیجاویگی ہنوز یہ گفتگو ہوتی تھی
کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ خواجہ یاقوت وزیر فرعون یہ آتا ہے حمزۂ ثانی خاموش ہو رہے خواجہ یاقوت دربار میں
داخل ہوا اور باادب تمام سلام کیا حمزۂ ثانی نے جواب سلام دیا اور کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ یاقوت بدیں
سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا حمزۂ ثانی نے کہا اے خواجہ اسوقت کیسے آپکا اتفاق ہوا خواجہ یاقوت نے کہا کیا عرض کروں
نے احوال طرفہ ماجرا [illegible] دور کے رشتہ میں مہابلی اور شاہ کو علم نجوم کا بہت شوق ہے آج وہ حسب اتفاق

پاس آیا انواع اقسام کے حرف وحکایات کے بعد مین نے اپنے طالع کی کیفیت پوچھی اُسنے قواعد نجوم سے آیندہ کے حالات
بیان کیے مع ہذا یہ بھی بیان کیا کہ تمہارا خانہ ملازمت مجوزہ سب طرح درست ہے مین نے کہا اگرچہ مین ابھی تک زادہ فرعونیہ
پر مقرر ہون مگر اب فرعون کہان ہے اُسنے کہا واہ فرعون موجود ہے اور اسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقرر ہے
مین تا دیر عزیز بجز حیرت رہا اور اپنے بھائی سے بحث کرتا رہا کہ یہ کس طرح ممکن ہو اسنے کہا اسکو مین نہین جانتا کہ ممکن ہے
یا نہین لیکن فرعون ابھی موجود ہے عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہے اور کنعس جادو بھی اسکے ہمراہ ہوگا اور یہ بھی کہا
کہ حمزہ صاحبقران پر سخت یورش کریگا حتی کہ حمزہ صاحبقران پر عرصہ تنگ ہو جائیگا حمزہ ثانی متبسم ہوئے
اور کہا اے خواجہ فرعون جہنم واصل ہوا اسکا زندہ ہونا محالات سے ہے علم نجوم کا مجھے اعتبار نہین ہے ایک ذرہ کو
پہاڑ کہا جاتا ہے اسی طرح کے بیشتر احکام میری سماعت مین گذرے ہین خواجہ یاقوت نے کہا ایسا خیال ہرگز نہ کیجیے
یہ نسبت صحیح ہے اور اسمین مبالغہ کا بالکل دخل نہین ہے حمزہ ثانی نے کہا تخمین کیونکر تحقیق ہوا کہ امر صحیح ہے ہو
نے کہا جسطرح اسوقت شہریار یقین نہین کرتے میرا بھی اسوقت یہی حال تھا چونکہ مجھکو اس فن مین کوئی دخل ہے میرے
بھائی نے کہا برادر اگر تمکو یقین نہین ہے تم خود دیکھ لو چنانچہ مین نے حساب لگایا میرے بھائی نے مجھکو مدد دی اور اس
قاعدہ کو سمجھاتا گیا نتیجہ وہی نکلا جو اسنے بیان کیا بس مجھکو یقین ہو گیا اے شہریار اس علم کو غلط سمجھ کے مخالفت کرنا ہرگز
مناسب نہین ہے اور جب یہ مقرر ہو چکا ہے کہ اسکی موت بدیع الملک کے ہاتھ سے مقدر ہے تو ضرور بدیع الملک
سے کہ اسکی ہلاکت کی کوشش کرنا چاہیے ورنہ اس معاملہ کو طول ہوگا اسوقت مین خاص اس وجہ سے یاددہانی
اطلاع دینے کو حاضر ہوا کہ بدیع الملک فی الحال برخاستہ خاطر ہو رہا ہے اگر اسنے پہلوتہی کی غضب ہو جائیگا
اور کسی سردار و پہلوان کی طاقت نہین ہے کہ فرعون کے مقابلہ مین سربرہ ہوسکے ہر ایک کی بات ہر ایک کے ساتھ
ہے حمزہ ثانی نے کہا اے خواجہ بڑا غضب ہو گیا بدیع الملک یہان سے برخاستہ ہو کے مع سرداران دست راست
باختر کی جانب روانہ ہو گیا مجھکو کیا خبر تھی ورنہ مین ہرگز اسکو یہان سے جانے نہ دیتا خواجہ یاقوت نے کہا
بیشک اب سخت خرابی کا سامنا ہوگا ہان یہ تو بیان فرماؤ کہ بدیع الملک ور رستم کے باہمی قصہ کا کیا فیصلہ
ہوا حمزہ ثانی نے کہا وہی تو سبب بدیع الملک کے برخاستہ ہو کے چلے جانے کا ہوا ابھی تک وہ معاملہ معرض
بحث مین ہے اگر سچ پوچھو تو مجکو اس حال سے مطلق اطلاع نہین ہے کہ آیا حق کس کی جانب ہے کیا سنتے ہو
آیا غزال گوہر پوش بدیع الملک کی معشوقہ ہے یا رستم ثانی کی خواجہ یاقوت وزیر نے کہا سچ یہ ہے کہ
جوانان دست چپ ہمیشہ سے دغاباز حیلہ ساز ہین اور جوانان دست راست ہمیشہ غازی و راست باز رہے
ہین نہین معلوم انکے نفوس مین کہان کی خباثت بھری ہوئی ہے کسی طرح دفع نہین ہوتی مین نے بیشتر دیکھا ہے کہ بعض
آدمی ہمیشہ دغابازی اور فیلسوفی ہی سے اپنا کام بنایا کرتے ہین رستم ثانی وہان موجود تھا خواجہ یاقوت کے
اس کلام سے ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا اور کہا اے خواجہ یاقوت اسطرح بیباکانہ کسی کی نسبت خلاف کلمے زبان پر
جاری کرنا بہتر نہین ہوتا ہے آخر کیا دغابازی پہلوانان دست چپ سے ظہور مین آئی جو تو اس طرح بیباکانہ انکو متہم کرتا ہے
خبردار اب ایسے کلمات نازیبا سرداروں کی نسبت زبان پر نہ لانا ورنہ بہت خراب نتیجہ دیکھے گا خواجہ یاقوت نے کہا
اے رستم دیکھو تو ابھی بیہودگی جو لوگ آدمیت سے کورے ہین بہرہ رکھتے ہین ہر ایک کو سچ سمجھ کے منہ سے نکالتے ہین
رستم نے کہا تونے جو پہلوانان دست چپ کو دغاباز و حیلہ ساز کہا یہ سچ سمجھ کے کہا خواجہ یاقوت نے کہا ہان یہ بات
تونے معقول کہی دعوی بغیر دلیل کے کبھی صحیح نہین ہوتا ہے کان کھول کے تو سنتا ہی مجھے بہت پوچھتا ہے اے رستم شاید

تو سمجھنا چاہیے کہ مین تیری حقیقت حال سے آگاہ ہوں اب تجھے پہلوانان دست چپ کی دغا بازی و
حیلہ سازی کا ثبوت سن اسکے بعد اگر جھوٹ نکلے تو بس آب بگولا ہو جانا ای رستم علمشاہ رومی کو تو جانتا ہی
یا نہین اُسنے کہا ہان خوب جانتا ہون خواجہ یاقوت نے کہا وہی علمشاہ رومی جسکو تو جانتا ہو اُسنے ایک زمانہ
مین اپنے گلے مین بت لٹکائے زنار پہنا پایہ تخت صلصال مین مدت تک مسلمانون کو ہلاک کرتا رہا ہزارہا بیگناہون
کا خون اپنی گردن پر لیا بعدہ جب ملک قاسم نے انتقام مین دخل دیا کوہ جک باختر مین شاہزادہ
بدیع الملک سے ہر ایک کام مین فتنہ و فساد برپا کرتا رہا جب تیرا باپ ایرج کامیاب ہوا امیر والاتوقیر کے
تمام کامون کو ابتر کرتا رہا اور اپنی مان پر عاشق ہو گیا حتی کہ بارہ برس تک اُسکے عشق مین مجنون و دیوانہ رہا یہانتک
کہ تو پیدا ہوا اب تو اپنے کو دیکھ اور شاہزادہ بدیع الملک سے دعوی ہمچشمی کو دیکھ اور کاسئہ صرف ہمچشمی پر اکتفا کرتا
مزید بران اسکی ناموس کو قبضہ مین لانے کا بندوبست کیا حالانکہ اسکی ناموس تیری مادر ہوتی اور وہ تیرا چچا ہوا کیونکہ
تیرے باپ کا بھائی ہوا ای رستم کیون تو نے اپنے بزرگون کا پوست کندہ حال بیان کروایا مجکو بہت کچھ یاد ہو اگر کہو تو
اسی طرح اور کچھ بھی بیان کردون خلاصہ تیرے تمام خاندانی حالات کا یہ ہو کہ سلسل تیری نسل مین شورہ پشتی چلی آتی
ہو تجھ پر کوئی نئی بات نہین ہو اس سے کہتے تیری نسل کی کیفیت نہ معلوم ہو تجھے کیا پوچھتا ہو کہ پہلوانان
دست چپ نے کیا دغابازی و حیلہ سازی کی تو ہی انصاف سے کہہ کہ اس سے زیادہ دغابازی و حیلہ سازی
کیا ہو گی مجکو تعجب ہو کہ آج تک تیرے ساتھ مین بدیع الملک کس طرح زندہ رہا ہلاک کیون نہ ہو گیا حالانکہ یہ
مجکو یقین ہو کہ تو شب و روز اسکی ہلاکت کی فکر مین ہو گا و حول لا قوۃ الا باللہ وہ انسان کیا جسمین انسانیت کی بو
نہ پائی جاسے ؎ آدمی را آدمیت لازم ست ؛ عود اگر بو نباشد ہیزم ست ؛ یہ کہکے خواجہ یاقوت سعد شہریار
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا شہریار تم تو اسوقت مین وہان تھے اگر چہ مین جھوٹ کہتا ہون تو تم مجکو شہریار و الاتبار
کے روبرو قایل کر دو اور کاذب بنا دو مین تو سب کے روبرو کہتا ہون پوشیدہ نہین کہتا سعد شہریار پر کیا
موقوف ہو اور بھی بیشتر حاضرین آگاہ ہونگے اگر چہ بمصلحت اسوقت سکوت کرین سعد شہریار نے کہا ای خواجہ
اسمین مطلق شک و شبہ نہین کہ تمنے جو کچھ کہا سچ کہا بعدہ خواجہ یاقوت نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا ای شاہزادہ
ایرج نوجوان تھوڑا سا اسطرف بادشاہ اسلام کے سامنے چلے آؤ ایرج نوجوان اپنی جگہ سے اٹھا اور حمزۂ ثانی
کے روبرو آیا خواجہ یاقوت نے کہا ای ایرج اس وقت حق حق بات زبان سے نکالنا ایک روز سب کو ملکات
سے ملاقات کرتا ہو پہلے یہ بتا دو کہ تم اور رستم ثانی فرعون کی قید سخت مین مبتلا تھے یا نہین تھے ایرج نوجوان
نے کہا اگر چہ مین اس حال کو پوشیدہ بھی کرون لیکن کیونکر پوشیدہ ہو سکتا ہو درانحالیکہ سب ہی آگاہ ہین خواجہ
یاقوت نے پوچھا اچھا اب یہ بھی بتا دو کہ اس قید سخت سے کس نے خلاص کیا ایرج نے کہا ہم لوگون کو
کلس نام عیار ملکہ غزال گوہر پوش نے اس قید سے رہا کیا تھا خواجہ یاقوت نے کہا اب یہ بھی ازراہ مہربانی
بیان کر دو کہ کلس عیار ملکہ غزال نے جو تمھین قید سے رہا کیا اسکا کیا سبب تھا آیا تمھے کلس سے قرابت تھی یا
کلس تمھارا نوکر تھا یا تم مین سے کسی پر ملکہ غزال فریفتہ تھی جسکی رعایت سے کلس اُسکے عیار نے
خلاص کیا ایرج نوجوان نے کہا ان تمام باتون مین سے کوئی بات نہ تھی خواجہ نے کہا اچھا علاوہ ان اسباب
کے کوئی اور سبب واقعی بیان کر دو جسکے سبب ملکہ کے عیار نے تمھین رہا کیا ایرج نوجوان نے سر نیچا کر لیا
حمزۂ ثانی نے کہا ای ایرج یہ کیا معنی کہ تو نے سر نیچا کر لیا خواجہ کیا سوال کرتا ہی جو کچھ مجکو معلوم ہو صاف

صاف بیان کرے کوئی تجھسے کسیطرح کا تعرض نہین کریگا ایرج نوجوان نے کہا استغفر اللہ کیا ارشاد ہوتا ہی بجز
حضور کے مجھسے تعرض کوئی کیا کر سکتا ہی حمزۂ ثانی نے کہا جب یہ سمجھتا ہی پھر کیون سرنگون ہوتا ہی مجکو قسم ہی
صاحبقران کے جان کی جو کچھ تو سچا حال ہووے بیان کرے اگر تو نہ بیان کریگا مجکو کمال صدمہ ہوگا تو نہین دیکھتا ہی کہ
آپس مین کیسے کیسے فساد برپا ہو رہے ہین تیرے ہی سبب سے یہ مقدمہ طویل ہوا سبھی ایرج نوجوان نے کہا شہریار
سچ تو یہ ہی کہ جب کلس بیمار ملکہ غزال نے ہمکو قید فرعون سے رہا کیا کلس ہمارے پاس آیا اور کہا آگاہ ہو چونکہ
تم برادران بدیع الملک سے ہو اس وجہ سے تمکو اس قید و بند سے خلاص کیا رستم ثانی نے جو ملکہ کو دیکھا
اسکی صورت پر فریفتہ ہو گیا مجکو قرینہ سے دریافت ہو گیا کہ رستم ملکہ غزال پر عاشق ہو گیا اسی وقت متوجہ ہو
مین نے منع کیا کہ ای رستم یہ بات بالکل بیجا ہی یہی غنیمت جانو کہ اس قید سخت سے رہا ہو گئے رستم ثانی
نے میرا کہنا نہ مانا ملکہ غزال سے کہا ای نازنین مین بھی بدیع الملک کا بھائی ہون مجکو اپنی غلامی کیواسطے
قبول کر ملکہ نے کہا ای شاہزادہ چونکہ تمھاری خوشی اسی مین ہی بس مجکو بھی کوئی عذر نہین ہر طرح مجکو رضامند سمجھ
بیٹھکے چند جام بادۂ گلفام بیہوشی آمیز کے لب رستم کو اور ہمکو دیے رستم ثانی اس بادہ پیمائی کو
رضامندی کی دلیل سمجھے جب تک حواس درست رہے مذاق کرتے رہے جب بیہوشی نے اپنا
عمل شروع کیا ملکہ نے دو مرکب صبا رفتار طلب کیے ان مرکبون پر ہمکو اسی حالت بیخودی مین سوار کر کے شہر فرعون
سے باہر نکلوا دیا آخر ہم ہوش کی حالت مین سنبھل کے ان مرکبون پر سوار ہوئے اور طوفان جنگی کے ساتھ
بدیع الملک کے لشکر کی جانب راہی ہوئے بس اسقدر حال تو مجکو بچشم دیدہ معلوم ہی جو بیان کیا اور کچھ مجکو
نہین معلوم ہی آیندہ صاحبقران والا شان کو اختیار ہی اس صورت مین ملکہ غزال کو جسکا حق سمجھین اسے
بخشدین جب حمزۂ ثانی نے یہ قصہ اس تفصیل سے سنا نہایت برہم ہوا رستم ثانی کی طرف بنظر غیظ و غضب دیکھکے
کہا او نامرد دروغگو اگر یہ واقعہ اس طرح کا تھا جسکو تو بھی بخوبی جانتا تھا پس کیا وجہ تھی جو تو نے کہا دختر
فرعون ملکہ غزال کو مجھے بخشدو ورنہ خواجہ یاقوت وزیر کا بیان درود ہوتا نہ اس بھید کا انکشاف ہوتا اور نہ
خواجہ یاقوت کے دغا باز کہنے پر برخاستہ ہوا رستم ثانی خجالت سے عرق عرق ہو گیا سر جھکائے ہوئے سکوت
مین بیٹھا تھا حمزۂ ثانی نے چاہا کہ تازیانے سے مثل بدیع الملک کے رستم ثانی کی بھی خبر لے سعد شہریار
نے بمصلحت کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا سعد نے کہا یہان نہین خلوت مین عرض کرونگا
حمزہ اور سعد دونون مقام خلوت مین گئے سعد نے کہا مین نے صرف اس غرض سے تکلیف دی کہ اگرچہ رستم ثانی
نے سخت تقصیر کیا اور واقعی رستم نے بدیع الملک پر بڑا ظلم کیا جسکی سزا بہت کچھ ہو سکتی ہی لیکن فی الحال
سکوت کرنا قرین مصلحت ہی وجہ مصلحت یہ ہی کہ اگر قول خواجہ یاقوت بعلم نجوم صحیح ہی اور فرعون پیدا ہوا
تو پہلوانان دست راست تو اس طرح برخاستہ ہو کے چلے گئے ہین اسوقت پہلوانان دست چپ کی بھی برخاست
ہو جائینگے پھر تنہا کیا کام ہو سکتا ہی اور مجکو بھی قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ واقعی فرعون پیدا ہو کے
خروج کرے گا ایسے احکام نجوم کے غلط نہین ہوتے اور خواجہ ایک مرد منجم ہی شاید کوئی لغو خبر ہرگز
زبان سے نہین نکالے گا جب اسکو یقین ہو گیا ہی تب آپ سے بیان کیا حمزۂ ثانی نے کہا ای سعد واقعی
تمھاری رائے بہت صائب ہی خوب کیا جو تم نے اس رائے سے مجھے اطلاع دی ورنہ مجکو رستم کی اس
بیہودہ حرکت سے ایسا غصہ آیا ہی کہ بس نہین چلتا جو مین تازیانون سے اسکی کھال اڑا دون سعد شہریار

نے کہا بغیر ضبط اسوقت کوئی چارہ نہین حمزۂ ثانی نے سکوت کیا اور اپنی جگہ آکے بیٹھ رہے جب تک سرنگون
سکوت مین بیٹھے رہے پھر حکم دیا کہ کشتی لاؤ ملازمون نے کشتی حاضر کی خواجہ یاقوت کو خلعت رخصت ہوا
خواجہ نے بادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا اب مین رخصت ہوتا ہون مگر آزردہ نجوم جو کچھ مین نے خبر دی ہی
اُسکا ضرور خیال رہے حمزۂ ثانی نے کہا ہان مجکو بخوبی خیال ہی خواجہ سلام کرکے روانہ ہو گیا اب حمزۂ ثانی
کا یہ حال ہی کہ غمگین و بدحواس نہ پلے رفتن نہ جاے ماندن طرح طرح کے خطرے دل مین پیدا ہوتے
ہین جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا اسی حالت انتشار مین اُٹھا خیمہ مین آیا بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتًا نیند کا
غلبہ ہوا بے خبر سو گیا خواب مین دیکھا کہ امیر صاحبقران تشریف لائے ہین اور کہتے ہین اے فرزند تجھسے
بڑی غلطی ہوئی انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کے ہر ایک بات پر عمل کرے یہ نہین کہ جو سمجھ مین آیا بغیر مشورہ
اُسپر عمل کر لیا جسکا نتیجہ بجز خرابی کے اور کچھ نہین ہوتا یہ کیا غضب کیا کہ بدیع الملک کو آزردہ کرکے
نکال دیا اور صرف آزردہ اسی پر نہین کیا کہ اسکے ناموس کو رستم کی درخواست پر رستم کو بخشدیا ملکہ اس
بیچارے کو تازیانہ سے ایذا پہونچائی حالانکہ وہ بالکل بیقصور تھا اے فرزند کیا تم سمجھتے ہو کہ بدیع الملک
سے ملاقات کرکے اُسے رضامند کر لوگے استغفر اللہ بالفرض بدیع الملک اپنی سعادتمندی سے رضامند بھی
ہو جائیگا تو بھی جسقدر اذیت تیرے ہاتھ سے بدیع الملک کو ہوئی ہی اسی کے موافق اُسکا عوض
تجھے بھی ضرور ملیگا یعنے تجھے بھی اذیت ہم تنگی مین فاس اسی اطلاع کیواسطے آیا تھا اب مین جاتا ہون
خداوند عالم تیرا حافظ و نگہبان ہی اور بار دیگر مین تجھے سمجھائے جاتا ہون کہ کوئی کام نہ کر جبتک اُسکو بخوبی
سوچ سمجھ کے نتیجہ نہ نکال لے اب تو بدیع الملک ناراض ہو کے چلا ہی گیا ہی مگر جب اُس سے ملاقات
ہو اُسکے راضی ہونے کی کوشش کرنا وہ جوان نہایت دانشمند اور حلیم ہی کیا عجب ہی اگر تیرے راضی کرنے
سے راضی ہو جائے اور گرد ملال کو اپنے دل سے دھو ڈالے بعد ازان نظر سے غائب ہو گئے حمزۂ ثانی
گھبرا کے خواب سے بیدار ہوئے خواب کا خیال بندھا اور زیادہ انتشار پیدا ہوا کہا دیکھیے اب خدا کیا
دکھاتا ہی غلطی تو مجھسے ضرور ہوئی الانسان مرکب من الخطاء والنسیان آدمی سے خطا ہو ہی جاتی ہی مع ہذا
بسبب خوف کے لرزے جاتے تھے

اب حمزۂ ثانی کو فکر و تردد مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور فرعون شاہ کا حال مسطور ہوتا ہی

چلی ہی ایسی زمانہ مین کچھ ہوا الٹی
زبان کبھی نہ دم عرض مدعا الٹی
نگاہ ناز کی ترچھی پھلا ہی صنم کی جبین
نصیب اپنے جو سے قسمت لکھا الٹی
خلاف وضع ہی انسان کیواسطے ہر سو
خیال وصل مین ہوتی ہین ردا الٹی
سخن پرداز ہین سبھی حکایت

کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا الٹی
نہ روز ہجر ہی کچھ خوب ہی نہ شام فراق
علامت عشوہ و انداز ہی ادا الٹی
کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم حیرت یار
بدن کی زیب نہ ہوتے کبھی قبا الٹی
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہے اے آتش
جنہین کہ راز سخن سنجان روایت

بیان حالت دل پیش یار ہو نہ سکا
کلیم بخت یہ سیدھی ہو سکے یا الٹی
ہمارے خون سے ہین رست دست قاتل سرخ
در قبول سے ٹکرا کے سر دعا الٹی
شب فراق مین مین نے جو منھ لپیٹا ہی
زمانہ پھر گیا کیسی چلی ہوا الٹی

اگر فرعون شاہ آہنین حصار
مین تھا پلک کیا دیکھتا ہی کہ حیران ہو وہ سبھی گرد پیدا ہوئی جب وہ گرد نزدیک ہو گئی دامن گرد چاک ہوا
مطلول شاہ و طول بن طال بن مطلول و حیران زنگی سات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے اسطرف آتے معلوم ہوئے

جب قریب پہونچے اولاسب نے بہیئت مجموعی کمال اعتقاد فرعون کے روبرو سر نیاز جھکایا پھر طلی سودان
نے یکے بعد دیگرے فرعون ملعون کو سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ اٹھا کے اسطرح دعا مانگی اے خداوند
تیری محبت ہمارے دلوں میں جگہ کرلے تیرا اعتقاد بھی ترقی کرتا رہے تو اپنے بندوں کو اپنے دل سے
کبھی نہ بھلا تا ہمیشہ حاضر و غائب عنایت و رحمت کی نظر رکھتا ہم تیرے بندے تیرے سوا کسی کو نہیں جانتے
ہردم تیرا ہی دم بھرتے ہیں تیری ہی یاد رکھتے ہیں زندگی میں ہمکو بادشاد رکھنا مرنے کے بعد اپنی ارم کے
کسی گوشہ میں ہمکو بھی جگہ دینا اس اثنا میں یکایک شیاطین آیا اور موقف عرض سے اسطرح گویا ہوا اے
سب قوتوں اور قدرتوں کے مالک تو سب اچھی چیزوں کا دینے والا اور بنانے والا ہے اپنے نام کی محبت
ہمارے دلوں میں پیدا کر ہم میں سچی دینداری بڑھا ساری نیکیوں کی ہمیں تربیت کر فی الحال ایک خبر تازہ
گوش گذار حضرت اعلی کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ سر دست خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والوں میں بہت بڑا
انقلاب پیدا ہو گیا ہے فرعون شاہ نے کہا اے شیاطین بندۂ خاص قدیم اختصاص جلد بیان کر وہ کیا
انقلاب خدا پرستوں کے لشکر میں پیدا ہو گیا ہے شیاطین بولا نتیجہ اس انقلاب کا یہ ہے بدیع الملک
نامے جو تیرا بندہ ہے اور تجھسے منحرف ہے وہ باختر کی جانب کوچ کر گیا ہے اور حمزۂ ثانی جو خدا پرستوں کا سردار اعلی
ہے اور جسکو تو نے اپنی قدرت کاملہ سے بہت کچھ نوازا ہے وہ مع سرداران دست چپ فرعونیہ میں
وارد ہوا ہے ورحب جان کے عرض کیا آیندہ اختیار بدست مختار فرعون اس خبر انقلاب کے مارے خوشی
کے بہت کچھ بندر کیطرح اچھلا کودا شیاطین نے کہا اے خداوند یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ صرف اچھلنے کودنے
پر اکتفا کیجاوے بلکہ اس بارہ میں کچھ تدارک کرنا چاہیے اگرچہ قدرت خداوند ہر وقت غالب ہے اور کوئی
کیا کر سکتا ہے تاہم تو نے اس دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے ایسا نہو کہ تیرے دشمنوں کے ہاتھ سے ایسا کچھ سبب پیدا ہو
کہ خداوند کی کسی طرح کی تضحیک و تذلیل ہو جائے اور خداوند کو صدمہ پہونچے علی الخصوص خدائے نادیدہ
کے پرستش کرنے والوں کی جلد خبر لینا چاہیے کہ انکے حرکات بیشتر خداوند کے انتظام میں خلل پیدا
کرنے والے ہیں فرعون نے سر ہلایا کہا ہاں تو سچ کہتا ہے میں اسکا انتظام کرتا ہوں چنانچہ اسیوقت حکم
کوچ دیا فوراً سامان سفر جانوران باربرداری پر بار کیا گیا کثرت فوج ساتھ ہولی فرعونیہ کے جانب کوچ کیا
کناس جادو ساتھ تھا جب تھوڑی راہ طے ہوئی اسنے کہا اے خداوند میرے بارہ میں کیا حکم ہے آیا ہمراہ
رہوں یا یہیں مقیم رہوں فرعون نے کہا اے کناس تیرا میرے ہمراہ چلنا ضروری ہے کناس نے کہا
بہت مناسب اور ساتھ ساتھ وہ بھی روانہ ہوا اثنائے راہ میں فرعون کچھ سوچا پھر اپنی شاخ سے
ایک بال نوچا آگ نکالی اسمیں ڈالدیا اسکا جلنا تھا کہ سامنے سے محافہ نشین نمودار ہوا آتے ہی فرعون
کو سجدہ کیا دعا و ثنائے خداوندی بجالایا اور دست بستہ عرض کی یا خداوند کیا ارشاد ہوتا ہے فرعون نے
کہا اے محافہ نشین فی الحال میری سماعت میں گذرا ہے کہ بدیع الملک نامے خدا پرست باختر کی جانب
گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ فرعونیہ جاؤں تجکو خاص اسواسطے بلایا ہے کہ تیری صلاح لوں کہ آیا میری رائے درست ہے
یا تو اس سے خلاف ہے اسنے کہا اے خداوند یہ رائے بہت صائب ہے میں تجھسے اتفاق کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ بعد
قطع مراحل و طے منازل چند روز کے بعد فرعون لشکر حمزۂ ثانی کے قریب پہونچا ادہر و ہر و لشکر اسلام کے خیموں میں
سرداران لشکر اسلام متعجب ہوئے کہ نہیں معلوم یہ کون بادشاہ مع فوج و لشکر کثیر یہان آیا ہے خبر داروں کو

خبر کے واسطے بھیجا انھون نے آسکے خبر دی کہ فرعون یہان وارد ہوا ہی اور یہ سب
خیمے اُسی کے استادہ ہین یہ خبر حمزۂ ثانی کو بھی پہونچی غرض بحر حیرت ہو گیا رستم ثانی
کو بلایا کہا ای رستم خوش ہو کہ فرعون پھر پیدا ہو گیا اگرچہ ہم خداے قادر و توانا پر
بھروسہ کیے ہوئے ہین کہ سه دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست ہ لیکن تجھسے اسوقت بیان
کرنے کی یہ غرض ہی کہ کیا خوب فرعون کا قصہ پاک کیا ای رستم تمھارا جو کام ہی وہ ایسا
ہی غلط ہی ای رستم ثانی تجھے فرعون کو جہنم واصل کیا تھا اب یہ فرعون کہان سے آگیا
کیا وہ فرعون نہ تھا کسی راہ گیر کو گرفتار کیا تھا اور بغرض دفع الوقتی فرعون قرار دے کے
اسکو ہلاک کیا ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی کہ تم لوگ کس طرح کی کارروائی کیا کرتے ہو
اور بجاے خود کیا سمجھتے ہو یہ طرفہ ماجرا ہی کہ ایسی لغو کارروائیون پر فخر کرتے ہو اور
آپس مین کشت و خون کرنے پر آمادہ رہتے ہو اس وقت رستم ثانی کا یہ حال تھا
کہ گویا جان نہین ہی سر جھکاے بیٹھا تھا وہان فرعون نے حمزۂ ثانی کے نام نامہ لکھا شہر دیوانہ
کے ہاتھ حمزۂ ثانی کی خدمت مین بھیجا حمزۂ ثانی نے سر نامہ چاک کیا نامہ کو کھولا لکھا تھا
ہزار ہزار تعریف اُس بت بزرگ کی جسکا نام لات واسطے ہی جسنے پانی پر زمین کو بچھایا
ہی زمین پر آسمان کو چھپر کی طرح چھایا ہی درمیان زمین و آسمان کے جمادات نباتات حیوانات
کو بنایا مجھکو جملہ موجودات پر شرف بخشی کے ایسا مرتبہ عنایت فرمایا دونون جہان کی حکومت بخشی
بنابران استفسار کیا جاتا ہی ای حمزۂ ثانی کیا مجھکو مثل زمرد شاہ وغیرہ کا فردون کے بجاے خود
سمجھ لیا ہی جو بغیر اطلاع و اجازت اس طرف چلا آیا تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور کس درجہ
کی حکومت بت بزرگ نے مرحمت کی ہی آگاہ ہو ای حمزۂ ثانی فی الحال میرے غضب کا
دریا جوش پر ہی تجھکو میرے قہر و غضب سے ڈرنا چاہیے خیریت اسی مین ہی کہ بلا تکلف چلا آ اور
مجکو سجدہ کر اگر تجھکو خیال ہی کہ جو گناہ تونے کیا اسکا عوض لونگا مین قسم کھاتا ہون اپنے عزت
و جلال کی کہ مین تیرے تمام گناہان گذشتہ سے درگذر ونگا اور مطلق تعرض نہین کرونگا اگرچہ
تونے میری بہت کچھ تقصیر کی ہی جسکے عوض مین تیرا جو مال اور جسطرح کا عذاب سخت نازل
کرون بجا ہی مگر مین بہت بڑا رحم دل ہون میرے رحم کے مقابلہ مین تیرے گناہون کی کچھ
وقعت نہین ہی ہر وقت مین اپنے رحم کی طرف نظر کرتا ہون کسی کے گناہون کا مطلق خیال
نہین کرتا ہون فقط جب اطلاع کا مضمون حمزۂ ثانی کی نظر سے گذرا کمال درجہ طبیعت مین اشتعال
پیدا ہوا فوراً نامہ کو چاک کر ڈالا اور دیوانہ کی طرف دیکھ کے کہا ای شہر یہ نامہ کسکا تھا
جو نے مجکو دیا شہر دیوانہ نے کہا ای شہریار تعجب ہی کہ تمنے نامہ کو از اول تا آخر دیکھا اور
پھر پوچھتے ہو کہ یہ نامہ کسکا تھا حمزۂ ثانی نے کہا مین نے نامہ کو بیشک پڑھا مگر مین
پوچھتا ہون تو کاتب کا نام تو لے شہر نے کہا یہ نامہ اُس شخص کا ہی جو آج تمام زمین و آسمان کا حاکم ہی
جو تمام خلقت عالم کا خداوند ہی جسکے قدرت و جلال سے اسکے بندہ جو اعتقاد صادق رکھتے
ہین بخوبی واقف ہین حمزۂ ثانی نے کہا وہ کس مرتبہ کا سگ خارشتی ہی وہ کیا جوتی کی نوک ہی

اُسنے کیا جواب مارا جو اس طرح کا نامہ لکھا اور ایسے ہی مزخرف اُسکے معتقد ہین جو اُسکو خداوند
کہتے ہین جو اُسکی قدرت کے قائل ہین شہر دیوانہ حیرت سے حمزۂ ثانی کی صورت دیکھنے لگا کہا
شہریار یہ کیا کہتے ہو تمکو کچھ خوف نہین اگر خداوند کا غضب اسی وقت نازل ہو جائے تو تعجب نہین
حمزۂ ثانی نے آواز بلند کہا خاموش ہو کیا مزخرف بکتا ہی شہر دیوانہ نے کہا خیر مین تو جو کچھ مزخرف
بکتا ہون بکتا ہون مگر اس نامہ کا جواب تو دو حمزۂ ثانی نے کہا جا اس نامہ کا جواب کہدے کہ نامہ و پیام
کی کچھ ضرورت نہین ہی آمادۂ حرب ہو دیکھون کیا تو قدرت و طاقت رکھتا ہی اور کیسا خداوندی کا
دعوے کرتا ہی شہر دیوانہ حمزۂ ثانی سے یہ جواب لیکے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا ہنوز
حمزۂ ثانی کے لشکر کے طلایہ سے باہر نہین گیا تھا کیا دیکھتا ہی کہ خسرو بن قہرمان حمزۂ ثانی کے لشکر
مین چلا آتا ہی شہر دیوانہ نے حیرت سے اُسکی صورت دیکھی اور کہا اے خسرو تو خداوند فرعون کا
وزیر اعظم اور خواہر زادہ بھی ہی تجھکو خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون سے کیا کام ہی جو تو
یہان آیا ہی تعجب یہ ہی کہ خدا پرست فرعون پرستون کے دشمن جان ہین لیکن تجھسے کسی طرح کا تعرض
نہین کرتے سچ بتا یہ کیا واقعہ ہی خسرو بن قہرمان نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او قحبہ نابکار
یہ تو کیا بکتا ہی کیا تو مجکو فرعون پرست سمجھتا ہی مین تین حرف کہتا ہون ایسے خداوند پر اور اُسکے
معتقدون پر مین خدا پرست ہون اور خدا پرستون کا مطیع ہون شہر نے کہا ہان سچ کہ مجکو ہرگز
یقین نہین ہی خسرو نے شمشیر آبدار کا وار شہر دیوانہ کے سر پر کیا اور کہا اب تجکو یقین آجاویگا
راوی کہتا ہی کہ وہ وار ایسا خفیف تھا کہ شہر دیوانہ کے ہوش و حواس بجا رہے اگرچہ سر کے
زخم سے پرناکیطرح خون جاری ہوا شہر نے اسی حالت مجروحی مین ہاتھ بڑھا کے خسرو
بن قہرمان کا کمربند پکڑ لیا اور خسرو کے ہاتھ سے تلوار چھین کے دور پھینکدی اور بغل مین مستحکم
لیکے فرعون کی خدمت مین آیا فرعون نے جو شہر دیوانہ کو اس ہیئت سے آتے دیکھا
کہا او دیوانہ یہ کیا واقعہ ہی کہ تو خسرو کو بغل مین دبائے ہوئے ہی شہر نے کہا اے خداوند
پہلے اپنے نامے کا جواب سنو حمزۂ ثانی نے تمھاری شان مین جو جو کلمات ناسزا کہے ہین
میری مجال نہین کہ زبان پر لا سکون مین نے جواب نامہ مانگا کہا بس جواب نامہ یہی ہی کہ حرب و
ضرب کے واسطے آمادہ ہو مین اس جواب کو سن کے واپس چلا تھا کہ خسرو کو لشکر اسلام
مین دیکھا متعجب ہو کے پوچھا اے خسرو تو یہان کہان اور مسلمانون کے ہاتھ سے کس طرح سلامت
رہا خسرو نے کہا مین بھی مسلمان ہون اور تلوار کا وار میرے سر پر کیا جس سے میرا سر زخمی
ہو گیا مین نے چاہا کہ مین بھی اپنا وار کرون مگر پھر خیال آیا کہ اس معاملہ کو خداوندی پر محول رکھنا
مناسب ہی چنانچہ خسرو کو بغل مین دبا کے یہان لے آیا فرعون نے کہا اے خسرو یہ شہر دیوانہ
تیری نسبت کیا کہتا ہی آیا یہ سچ ہی یا اتہام ہی خسرو نے کہا ہرگز اتہام نہین ہی اے فرعون ملعون
ہزار جان سے قربان ہون مذہب اسلام پر فرعون نے کہا اے خسرو تو یہ کیا کہہ رہا ہی معلوم ہوتا
ہی تیرے حواس درست نہین ہین خسرو نے کہا میرے حواس ہر طرح درست ہین تو البتہ ازل
سے بدحواس پیدا ہوا ہی فرعون نے حکم دیا کہ اسی وقت خسرو کو ہلاک کردو اتنی مین مسلمانون

کے بہکانے مین آگیا فوراً جلاد حاضر ہوا اور خسرو بن قہرمان کا سرتن سے جدا کیا یہ خبر
حمزۂ صاحبقران کو پہونچی کہ خسرو بن قہرمان جو ہوادارانِ رستم ثانی سے تھا فرعون
کے حکم سے قتل کیا گیا اور سبب ہلاکت اسکا شہبر دیوانہ ہوا ہی کیونکہ جسوقت شہبر دیوانہ یہان
سے اپنے لشکر کی جانب چلا تھا خسرو کو لشکر اسلام مین دیکھکے متعجب ہوا بعد گفت و شنید
بسیار شہبر دیوانہ خسرو کو گرفتار کرکے گیا اور فرعون کے روبرو اُسکے مسلمان ہونے کی حقیقت
بیان کی حمزہ ثانی کو بہت ملال ہوا رستم ثانی اسوقت دربار مین موجود تھا آہستہ وہان سے
اٹھا اور باہر آکے مسلح و مکمل مرکب پر سوار ہوا بارگاہ فرعون کی راہ لی تا نیکہ درباران دربار فرعون
مین پہونچا فرعون کو بطریق اسلام سلام کیا فرعون نے رستم ثانی کو دیکھ کے کہا
ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے تعجب ہی کہ تو یہان آیا بیان کر کسواسطے
آیا ہی رستم ثانی نے کہا شہبر دیوانہ کہان ہی جو خسرو بن قہرمان کو لایا ہی مین نے سنا ہی
کہ خسرو کو اُس ملعون نے ہلاک کروایا شہبر دیوانہ موجود تھا کہا ای خداپرست تیری یہی طاقت
ہی کہ فرعون کے دربار مین میرا نام اس بے تکلفی سے لے رستم ثانی نے کہا تو ایسی کیا
وقعت رکھتا ہی جو تیرا نام دربار مین نہ لیا جاوے شہبر نے کہا مین ایسی وقعت رکھتا ہون کہ
اسوقت چاہون جسطرح ہلاک کرون رستم ثانی نے کہا او نابکار تو زبان ہی سے کہتا ہی یا کچھ
جرأت بھی رکھتا ہی شہبر دیوانہ نے تلوار علم کرکے رستم ثانی پر وار کیا رستم ثانی نے بسہولت
اُسکا وار رد کیا اور اسی بجلی سے تیغ آبدار کا اُسپر وار کیا کہ دو پرکالے ہوکے زمین پر گرا بعدہ
اسی تیغ کا وار فرعون پر کیا فرعون جست کرکے تخت سے علحدہ ہو گیا اور تخت دو حصہ
ہو گیا پھر بارگاہ سے باہر آکے مرکب پر سوار ہوا تمام دربار مین ایک شور عظیم برپا ہوا ہر طرف
سے آواز آرہی تھی کہ دیکھنا یہ خداپرست زندہ نہ جانے پاوے اور چار جانب سے رستم کو
گھیر لیا رستم نے اُسوقت کمال دلیری سے ہر چہار جانب تلوار کے وار کرنا شروع کیے جسپر تلوار
پڑی دو لخت ہوکے دھم سے زمین پر گر پڑا اسے ہر جانب شمشیر کا وار کر دکھاکے راہ کو گرد و چار کرتے
اور اسیطرح پر وار کرتا ہوا اس مجمع سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی فرعون نے اپنے ملازمون سے برہم
ہوکے کہا ای نابکارو تف ہی تمہاری مردمی پر کہ ایک شخص نے یہ ہنگامہ برپا کیا اور زندہ یہان سے نکل گیا اگر
یہی حال رہا تو تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے مملکت فرعونیہ محفوظ رہ سکتی ہی سب نے کہا
خداوندا اُس خداپرست نے نہین معلوم کیا سحر پڑھا کہ ہم لوگون کو اسوقت کچھ نظر نہ آتا تھا
یہانتک کہ ہمکو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ خداپرست کس وقت یہان سے چلا گیا اور اے خداوند
ہماری نسبت یہ شکایت ہی کہ ہمسے کچھ نہو سکا لیکن قدرت خداوندی سے نے بھی تو اسوقت خبر
نہ لی فرعون نے کہا او نابکارو بد اعتقاد کیا گستاخی کے کلمے زبان پر لاتے ہو قدرت خداوندی
ایسے خفیف واقعون کے واسطے نہین ہی البتہ کوئی مہم اہم ہو اسوقت رعب و جلال خداوندی
کام مین لایا جاتا ہی اور ہمارے قدرت و جلال کی اُسوقت ضرورت ہی کیا تھی درآنحالیکہ
وہ ایک تنہا شخص اور تم اسقدر کثیر مجمع رکھتے تھے ہمارے انصاف سے بالکل بعید تھا کہ ہم

اسوقت اگر اپنا قہر و غضب نازل کرے خراب تو جو کچھ ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہوا جاؤ
لشکر مین طبل تماری بجوا اواب جو کچھ ہونا ہی وہ کل ہوگا ہمکو یقین ہوگیا ہی کہ جبتک یہ خدا پرست
اپنی سزاے اعمال کو نہین پہونچین گے ہرگز اس طرح کی بیہودگیون سے باز نہ آوینگے
ہم اپنا رحم و کرم انکے شامل حال رکھتے ہین تو یہ ہماری قدرت و طاقت کی وقعت نہین سمجھتے
چنانچہ اسی وقت کہ طبل تماری پر چوب پڑی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی کہ لشکر فرعون مین
طبل جنگ بجا حمزہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجایا جاوے نقارچی نے نقارہ پر
چوب لگائی ؎ دہل زن دہل زد بہ تحسین او * ہمین دین او دین او دین او * اس تماشا مین تحقیق گرد نمایان
ہوا دونون لشکر اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک چوب عیاری در دست
بہ ادا و استغنا نمودار ہوئی اور لشکر کے بیچ اسطرح ہر چہار جانب بنظر تلاش و تجسس سے دیکھا پھر ایک
لشکری سے پوچھا کہ یہ دونون لشکر کسکے کسکے ہین اسنے اشارہ سے بتایا کہ یہ لشکر فرعون شاہ کا ہی
اور وہ لشکر خدا پرستون کا ہی وہ نازنین فرعون کے لشکر مین آئی اور ایک فیل بلند کوہی پر سوار ہوکے
فرعون کے قریب پہونچی فرعون اسکو دیکھکے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا نازنین ہاتھی پر سے اتری
فرعون کے پاس آئی اور فرعون کے کان مین کچھ کہا پھر فرعون نے سر ہلاکے اسکے کان مین کچھ کہا
اس نازنین نے بھی سر ہلایا اور بار دیگر فرعون کے کان مین کچھ کہا فرعون نے ہان کہکے سر ہلایا اور
جسطرف سے آئی تھی اسطرف کو روانہ ہوگئی حمزہ ثانی نے جو اس واقعہ کو دیکھا کمال درجہ حیرت ہوئی عیاران
لشکر اسلام کو طلب کیا کہا دیکھو یہ کون نازنین ہی جسنے فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا اور پھر جسطرف
سے آئی تھی اسی طرف روانہ ہوگئی اور یہ بھی دریافت کرنا کہ اس نازنین نے فرعون سے
کیا کہا عیار بجا لائی تمام اس نازنین کے عقب مین روانہ ہوئے یہان لشکر فرعون سے
حیران زنگی لشکر سے باہر آیا اور آواز بلند کہا ای خدا پرستو تم ہیچ خداے نادیدہ
کی پرستش کرتے رہے خداوند فرعون کی اطاعت و پرستش اختیار نہ کی اگر نہین
جانتے ہو تو جانو مین ہون حیران زنگی کون ہی میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے
رستم ثانی نے حمزہ ثانی سے اجازت میدان چاہی حمزہ نے کہا ای رستم تم ابھی فرعون
کے دربار مین مرحلے طی کرکے آئے ہو فی الحال میری راے یہ نہین ہی کہ تم حیران زنگی کے مقابلہ
کو جاؤ کسی اور پہلوان کو حیران زنگی کے مقابلہ کے واسطے بھیجو سالم زنگی ایک پہلوان
جو اسوقت حمزہ ثانی کے پاس موجود تھا اسنے عرض کی شہریار مین حیران زنگی کے مقابلے
کو موجود ہون مین عرصہ سے اس موقع کا منتظر تھا کہ ان فرعون پرستون کو سزاے
معقول دون اب یہ بہتر موقع ہاتھ آگیا حمزہ ثانی نے کہا ای سالم زنگی تو ہی جا اور
اس زنگی ملعون کو سزاے معقول دے سالم زنگی مسلح و مکمل ہو کے حیران زنگی کے مقابلہ مین
آیا اور آواز بلند کہا ای فرعون پرست کافر مین ہون تیرا مرد مقابل آ اور مقابلہ کر ؎
بیا تا بگویم داری زمردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * حیران زنگی نے کہا ای سالم
پہلے مین تجھسے کچھ کلام کرنا چاہتا ہون بعدہ حرب و ضرب کی نوبت آئیگی سالم زنگی نے

ہے جو کچھ کہنا ہو کہہ حیران زنگی نے کہا اے سالم زنگی یہ جو تو نے اپنی تمام زندگی خدائے نادیدہ کی پرستش
میں ضائع کر دی اس سے تجھے کیا فائدہ ہوا میری رائے یہ ہے کہ اب بھی تو فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد
ہو جاتا کہ تیری عاقبت بخیر ہو جائے سالم نے چین بر جبین ہو کر کہا چپ رہ یہ کیا واہی تباہی
باتیں ہیں فرعون پلید کیا حقیقت رکھتا ہے جس کا کوئی معتقد ہو گا جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہا اور میں نے
سن لیا اب کچھ نہ کہنا دست و شمشیر سے کام لے حیران زنگی نے شمشیر آبدار کا وار کیا سالم زنگی
نے بہ پشت شمشیر آبدار پر رد کیا اور اپنا وار کیا حیران زنگی بھی ایک پہلوان جری تھا اُس نے بھی
سالم زنگی کا وار رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی جب کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا دونوں
پہلوان پشت مرکب سے زمین پر آئے اور زور و بہت رہا روں میں مصروف ہوئے اور تا دیر اس
طرح کی بھی کشمکش و کوشش رہی آخر حیران زنگی نے سالم زنگی کو سر سے بلند کر لیا اور کہا
اے سالم دیکھ اب بھی خیریت ہے اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لائے سالم نے کہا او نابکار تو
کیا بیہودہ بکتا ہے با ایمان دنیا سے سفر کرنا ہم فخر سمجھتے ہیں حیران زنگی نے برہم ہو کے سالم کو
زمین پر مارا جس کے صدمے سے اُسکی روح تن سے مفارقت کر کے جنت میں پہونچی رستم ثانی کو
سالم کے ہلاک ہونے سے سخت ملال ہوا جھنجھلا کے حیران زنگی کے روبرو آئے اور کہا اے او
نابکار و مکار تو نے سالم کو ہلاک کر کے مجکو بہت ملول کیا آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو میرے
ہاتھ سے کہاں جان سلامت لے جاتا ہے حیران زنگی نے تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار
کو رد کیا اسی طرح تا دیر نیزہ و عمود و تیغ سے رد و بدل رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آخر
کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشمکش و کوشش رہی دونوں جوان پھر بھی برابر رہے
جب ظلمت لیل بخوبی پھیل گئی تھی رستم ثانی نے ارادہ کیا کہ اس وقت طبل بازگشت
بجوا کے اس قصہ کو ملتوی رکھوں مگر پھر خیال آیا کہ جو کچھ کل ہونا ہے وہ آج ہی ہو جائے مع ہذا
دفعتاً اُسکے کمر بند میں ہاتھ ڈال دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کے بسہولت سر سے بلند
کر لیا اور اسی صورت سے حمزہ ثانی کی خدمت میں آیا لشکر فرعونی نے جو حیران زنگی کو
رستم ثانی کے ہاتھ پر دیکھا اور مانند صبر معلوم ہوا نقارہ بازگشت بجا کے اپنے مقام قیام پر
چلے گئے ادھر حمزہ ثانی بارگاہ میں آ کے مسند حکومت پر متمکن ہوئے رستم ثانی کے زور و
طاقت کی صفت و ثنا کی خلعت گراں بہا بے بہا مرحمت کیا اور حکم دیا کہ حیران زنگی کو
ہمارے روبرو حاضر کرو ملازموں نے حیران کو بستہ و گرفتہ حمزہ ثانی کے روبرو حاضر کیا
حمزہ ثانی نے کہا اے حیران زنگی تو نے ہمارے لشکر کے بڑے زبردست پہلوان کو جس کا
نام سالم زنگی تھا ہلاک کیا حالانکہ سالم زنگی بھی ایک جوان دلاور تھا نہیں معلوم کیا ایسا
سبب ہوا جو وہ تیرے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تاہم تو اگر دین اسلام اختیار کر لے تو میں تجکو
رہا کر دوں حیران زنگی نے کہا اے خدا پرست تو نہیں معلوم خداوند فرعون کی مشیت میں کیا
گذرا تھا جو میں تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا ورنہ میں ایسا کم زور نہ تھا جو بایں سہولت
گرفتار ہو جاتا اب تم بیکار دین اسلام کی دعوت کرتے ہو میرے دل میں ایسی وقعت

مذہب فرعونی کی سمائی ہوئی ہو کسی مذہب کی وقعت نظر میں نہین سماتی جو کچھ تم سے ہو سکے اسکو تعمیل کرو۔ حمزہ ثانی نے فرمایا او ملعون اگر تو دین اسلام اختیار نہ کریگا تو ضرور بہ تیغ ہوگا حیران کی نے کہا مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا حمزہ نے حکم قتل دیا جلاد حاضر ہوا

اب کچھ حال سیارہ ثانی کے واقعہ کا بیان ہوتا ہی

حکایتها کنم مست خمار جام و صبح دیگر
بو وزان جان بر لب آید دم عاشق دیگر
بر غل مردگان چون شمع ما از رہی ہم
خسرو در غم جان رندہ در غم پریشی دیدم
زبیغش اشک بالا ... شب گشت عالم

الشرم بر سر قتیل آوم تحت از عالمی دیگر
بجان آید دم یار ... عالم از زبان گردم
درین محفل نباشد غیر از بزم ملکے دیگر
... وصل ... عمر روز جدائی را
شود ای مردہ سیراب ... دیگر

بوقت واپسین شاید دم تیغ تو بواز رو
جہانی کن ... تو برآ و برآ دمی دیگر
... آن زلف را چہرہ جانان ...
عجب حیران ... دم عیسی دیگر
تاجداران اقلیم فصاحت و باجگیران

مملکت و بلاغت اس داستان حیرت عنوان کو اس طرح رقم فرماتے ہین کہ سیارہ ثانی اس نازنین کے تعقب مین حیران جلاد جاتا تھا اگرچہ وہ نازنین نہایت تیزی سے راہ طی کرتی چلی جاتی تھی تاہم سیارہ بھی ایک عیار چالاک تھا پیشدستی کے ارادہ سے چلا جاتا تھا تھے کہ دور اُس نازنین سے آگے بڑھ گیا اور بچالاکی تمام راہ مین دام بچھاکے خاک مین چھپا دیا جب وہ نازنین حلقہ ہائے کمند پر پہونچی سیارہ نے کمند کو کھینچ لیا نازنین اُس دام مین الجھ کے زمین پر گری سیارہ جست مارکے نازنین کے قریب پہونچا اور اسکے سینہ پر سوار ہو گیا اُس نازنین نے کہا او ظالم بے رحم یہ کیا ظلم مجھ پر کرتا ہی سیارہ نے مطلق اسکو جواب نہ دیا اور دست و گلو بستہ حمزہ ثانی کی خدمت مین لایا اب یہ وقت ہی کہ حیران زنگی کی ہلاکت کے واسطے جلاد طلب ہوا کہ حمزہ ثانی نے جو سیارہ ثانی کو اس ہیئت سے دیکھا کہ ایک نازنین کو بستہ و گرفتہ دوش پر لادے ہوئے ہی متعجب ہوا کہا اے سیارہ ثانی آج یہ کیا شے ہی جو تم اپنی پشت پر لادے ہوئے ہو سیارہ نے نازنین بستہ کو حمزہ ثانی کے روبرو رکھدیا حمزہ نے بغور دیکھ کے کہا آخر کچھ مفصل حال بھی کہو کے سیارہ ثانی نے عرض کی قہرمان یہ ایک واقعہ عجیب ہی اگر سماعت فرمایئے تو عجب ہو حمزہ ثانی نے کہا بیان کرو اسنے کہا حقیقت اس واقعہ کی یہ ہی یہ ایک نازنین ہی جسکو مین گرفتار کرلایا ہون یہ نازنین فرعون شاہ کے پاس آئی فرعون سے بذریعہ سرگوشی کچھ کہا تھا اور واپس چلی گئی مین نے تعاقب کیا اگرچہ حد سے زیادہ تیز رفتار تھی مگر مین نے بھی نہایت جد و جہد کرکے اپنے کو اُس تک پہونچایا کمند مین گرفتار کیا حمزہ ثانی نے کہا اے سیارہ مین تیری اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اچھا اب اسکے بند کھولواسے ہوش مین لاؤ سیارہ نے عرض کی قہرمانا اسکے بند کھولنا ابھی مصلحت نہین ہی ہان ہوش مین لانا چندان مضائقہ نہین رکھتا ہی یہ کہا اور نتیلہ رفع بیہوشی سے اُسے ہوشیار کیا نازنین نے آنکھ کھولی ہر چہار جانب ہر ایک کی صورت کو دیکھا پھر کہا کون مکار مجھکو یہان لایا سیارہ ثانی نے کہا اے نازنین تو اسقدر کیون برخاستہ خاطر ہوتی ہی مین تجکو لایا ہون اُسنے کہا تو اسطرح کہتا ہی کہ گویا بیان

مجھکو لانے کا حق رکھتا ہی بیان کرو کیون یہان لایا حمزۂ ثانی نے کہا اے نازنین تو اس سے کیا پوچھتی
ہی جو مجھ سے پوچھ مجھکو اسواسطے لایا ہون کہ تجھ سے استفسار کیا جاوے اس بات کا جو تو نے
فرعون سے کہی اور فرعون نے اس بات کے قبول مین سر ہلایا نازنین نے کہا اے خدا پرستو یہ
تمھارے دل مین کیا سمایا ہی کہ خداوند فرعون کے کامون مین دخل دینا چاہتے ہو جو کچھ مین نے
جتلایا تھا بہ ضرورت ہوا فرعون سے کہا جسکو فرعون نے قبول کیا تم کو کیا فکر ہی مجھ سے پوچھتے ہو
مجھکو تمھارے اطوار بہتر نہین معلوم ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا اے عورت تو بڑی بیباک و دلیر معلوم ہوتی
ہی کہ باوجود ہمارے اختیار مین ہونے کے پھر بھی کلمہ بیجا بحث کرتی ہی بس خیریت اسی مین ہی کہ جو
کچھ تو نے فرعون سے کہا ہی ہمارے سامنے بیان کر دے اسنے کہا مین قدرت خداوند فرعون
کی قائل ہون پھر مین بیباک اور دلیر نہ ہونگی تو کون ہوگا اور تم بجاے خود یہ ہرگز خیال نہ کرنا کہ
مین تمھاری قید مین ہون میرے نزدیک کوئی حقیقت اس قید و بند کی نہین ہی حمزۂ ثانی نے کہا کیا
تو اپنی رہائی پر اختیار رکھتی ہی اسنے کہا بیشک اور حیران زنگی کی طرف دیکھ کے کہا اے خدا
پرستو تم نے حیران ملازم فرعون کو گرفتار کر رکھا ہی دیکھو مین سچ کہتی ہون اسکو رہا کر دو
ورنہ مین خود اس بارہ مین کوشش کرونگی حمزۂ ثانی نے کہا پھر دیر کیون کرتی ہی جو تجھے
طاقت ہو صرف کر اس نازنین نے اس طرح اپنے دست و پا افشان کیے کہ تمام بند اسکے
ہاتھ پاؤن سے گر گئے اور جست مار کے حیران زنگی کے پاس پہونچی اور تمام حیران کو
اٹھا کے بغل مین دبا لیا اور بارگاہ سلیمانی سے نکل کے اسطرح غائب ہو گئی کہ گویا وہان تھی
ہی نہین حمزۂ ثانی نے ہر چند غل مچایا کہ لینا وہ جادوگرنی جانے نہ پائے مگر اس چالاکی
سے اسنے یہ کام کیا کہ کسی کو مجال کسی طرح کے تعرض کی نہوئی بعد اسکے جانے کے حمزۂ ثانی نے اہل
دربار سے کہا یارو اس نازنین کا کہنا سچ ہوا تم سب کس خواب خرگوش مین تھے کہ کسی نے اسکو
گرفتار نہ کیا سب نے متفق اللفظ کہا شہریار ہم کو اسکی اس چالاکی کاروائی پر ایسی حیرت ہوئی
کہ ہم نہین کہہ سکتے کہ اسوقت ہم کہان تھے حمزۂ ثانی نے کلمات حیرت و تعجب زبان پر جاری
کیے اور کہا دیکھیے فرعون شاہ کا قصہ کسطرح پاک ہوتا ہی پیشتر سمجھا تھا کہ اب مین نے اسکے
دغدغہ سے نجات پائی مگر طرفہ واقعہ ہی کہ وہ پھر نمودار ہوا اب اس طرف کا حال سنیے کہ فرعون
اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا یکایک محافہ نشین کی طرف دیکھا اور کہا اے جان من تم نے اس
بارہ مین کیون اسقدر تغافل کو دخل دیا ہی دیکھو خدا پرست روز بروز غالب آتے جاتے ہین اگر
یہی حال ہی تو چند روز مین ہماری سلطنت تمام ہو جائیگی محافہ نشین نے کہا اے خداوند قدرت
خداوندی کے نزدیک خدا پرستون کے قصہ کا پاک کرنا کچھ مشکل امر نہین ہی مگر یہ بات مشیت خداوندی
مین یہ کسطرح گذر سکتا ہی کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے کسی طرح کا ضرر پہونچ سکے فرعون نے کہا اے
جان من خداوند کے خیمہ مشیت خداوندی مین خداوند کے خلاف کوئی امر ظہور مین آنا غیر ممکن ہی مع ہذا اس
بات کو بھی سمجھنا چاہیے کہ ہم نے دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی اور یہ سب انتظام عالم ہی اس اعتبار
سے کیا تعجب ہی اگر کسی زحمت کے متحمل ہونے کو آمادہ ہو جاؤن علاوہ اسکے بعض اوقات اپنے

بندون کی خوشی کا بھی خواہان ہو جاتا ہون لنظر برین جملہ حالات تجکو غافل رہنا نہ چاہیئے اگر سلطنت فرعون
کو کسی طرح کا صدمہ پہونچیگا پس تجکو بھی ضرور صدمہ پہونچے گا محافظ نشین نے کہا ای خداوند مین نے
بارہا اس بارہ مین فکر کی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا تدبیر کیجاوے اور بہت بڑی مشکل اس امر مین ہی
کہ حمزہ ثانی اسمائ باطل السحر پڑھتا ہی اسواسطے میرے نزدیک یہ بات مناسب ہی کہ تم
حمزہ ثانی کی فکر کرو اور علاوہ حمزہ ثانی کے تمام خدا پرستون کا ذمہ ہم نے لیا فرعون شیاطین کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای شیاطین گو ہمارے معتقدین سے ہی علاوہ برین مال دنیا سے بھی بہرہ مند
ہوتا ہی لیکن کسی ایسے اہم کام مین ہمارے دخل نہین دیا ہی جسکی ہم نے اشد ضرورت کی حالت
مین فرمایش کی ہو شیاطین نے کہا ای خداوند ہم ہر طرح تابع فرمان ہین جو حکم ہوگا اسی کو بسر و چشم
بجا لائینگے فرعون نے کہا حکم یہ ہی کہ ہم خدا پرستون کے قصہ سے بہت نالان ہین اور بہت زیادہ
سبب اس فساد کا حمزہ ثانی ہی اگر تو حمزہ کو گرفتار کر لائے تو مین تجھ سے بہت خوش ہون
شیاطین نے کہا ای خداوند یہ بندہ ذلیل تیرا حسب الحکم خداوندی کوشش کرے گا آیندہ
مشیت خداوندی یہ کہکے خاموش ہو رہا شب کو بعد نصف شب عمر ثانی کی صورت سے مشابہ
ہوکے حمزہ ثانی کے محل کے دروازہ پر پہونچا دربان نے پوچھا تو کون ہی کہا مین ہون عمر اسنے کہا
ای عمر معاف کرنا مجکو معلوم نہ تھا اور اسوقت تم کہان شیاطین نے کہا مین اسوقت حمزہ ثانی
کے کام کو گیا تھا دوسرا دربان کھڑا تھا اسنے کہا ای عمر تم سر شام یہان آئے پھر تم کو جاتے نہین
دیکھا شیاطین نے کہا واہ مین تیرے سامنے گیا تھا تجھے خیال نہین ہی دربان خاموش
ہو رہے شیاطین محل مین داخل ہوا واضح رہے کہ اس روز عمر ثانی وہین تھا شیاطین نے
چونکہ دربان کی زبانی سنا تھا کہ عمر ثانی سر شام آیا ہی اسکو فکر ہوئی کہ پہلے عمر ثانی کو تلاش کر
کے قبضہ مین لانا چاہیئے بعدہ حمزہ ثانی کی فکر کیجاوے گی کیونکہ اگر حسب خواہش کام درست
نہ ہوگا اور سب بیدار ہو گئے تو مین اور کچھ تدبیر عمل مین لاؤنگا اگر عمر ثانی بھی سب کے
ساتھ بیدار ہو جائے گا تو مجھ سے خدا پرست واقف ہو کے مجھے زندہ نہ چھوڑینگے
چنانچہ عمر ثانی کو تلاش کرتا ہوا ایک حجرہ مین آیا دیکھا عمر بیخبر سو رہا ہی داروے
بیہوشی اسکو سونگھائی جب یقین ہو گیا کہ اب یہ کسی طرح بیدار نہین ہو سکتا بیہوشی
عمل کر گئی ہوگی عمر کے ہاتھ پاؤن باندھ کے ایک کوٹھری مین بند کر دیا اب آیا
حمزہ ثانی کی خوابگاہ مین کامی نامے ایک پہلوان حمزہ ثانی کا نہایت معتمد
تھا دستور تھا کہ جب حمزہ ثانی خوابگاہ مین جاتے تھے کامی پاسبانی کرتا
تھا چنانچہ اسوقت بھی پہرہ پر تھا کامی نے شیاطین کو دیکھکے آہستہ کہا ای
عمر تم اسوقت یہان کہان شیاطین نے کہا ای پہلوان زمان مجکو اس بات کا
شک گذرا کہ حمزہ ثانی اور فرعون شاہ کے درمیان جو قصہ حیرت افزا
پیش نظر ہی اس سے جسقدر مجکو آگاہی ہی دوسرے کو نہین ہی کیا عجب ہی
اگر کوئی عیار فرعون کا آیا ہو اور حمزہ ثانی کو گرفتار کیجاوے پس یہان کی خبر لینا چاہیئے

اور تم کو بھی ہوشیار کر دینا چاہیے کامی نے کہا اے عمر ثانی اگرچہ تم کو اس قصر سے بخوبی آگاہی ہے لیکن
میں بھی ایسا غافل نہیں کہ فرعون کا کوئی عیار یہاں آ کے حمزہ کو چھڑا لیجاویگا شیاطین نے کہا پھر بھی
احتیاط لازم ہے دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر و مجبور ہو لیکن ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کامی نے کہا خیر لیجا
غرض کچھ دیر تک شیاطین بعد ہمہ گفت و شنید کے حمزہ ثانی کی خوابگاہ کے قریب ایک حجرہ میں گیا
اور بستر خواب کو درست کر کے کامی کے پاس آیا اور کہا اے کامی واقعی تو نہایت ہوشیاری رکھتا
ہے اب تو میں حجرہ ہی میں بسر رات کرونگا مجھ پر بھی خواب غلبہ کیے ہے بہتر ہوگا اگر تو تھوڑی دیر یہیں بستر پر
استراحت کر میں یہاں اسوقت تک پاسبانی کرونگا کامی نے قبول کر لیا اور اس حجرہ میں جا کر
سو گیا اور شیاطین سے بتاکید کہدیا کہ اے عمر ثانی بہت خبردار رہنا شیاطین نے کہا
تمہارے تاکید کی کچھ ضرورت نہیں ہے ادھر کامی حجرہ میں گیا یہاں شیاطین مکار نے حمزہ کو عالم خواب
میں دارو بیہوشی سونگھا کے پشتارہ باندھا اور دیوار میں نقب لگا کے پشتارہ بدوش وہاں سے
روانہ ہوا لشکر کفار میں پہونچ کے دم لیا تمام گبر گرد پشتارہ کے جمع ہو گئے اور کہا اے شیاطین اس
پشتارہ میں کیا لایا ہے شیاطین نے کہا خاموش رہو خداوند فرعون کے روبرو پشتارہ کا حال عیان
ہو جائیگا غرضکہ صبح ہوئی شیاطین فرعون کے دربار میں پشتارہ لیے ہوئے آیا اور کہا اے خداوند حسب الطلب
حمزہ ثانی حاضر ہے فرعون خوشی سے اچھل پڑا اور شیاطین سے کہا اے عیار خاص ہمارے کام کر دی
اور اسی وقت خلعت گران بہا مرحمت کیا اور چالاکی و ہوشیاری کی تعریف کی شیاطین نے دارو ے
رفع بیہوشی سے حمزہ کو ہوشیار کیا حمزہ کو جو ہوش آیا دیکھا زنجیر و طوق میں مسلسل ہوں اور سامنے
تخت نحوست و غرور پر فرعون بیٹھا ہوا ہے اور قریب ہی شیاطین بھی کھڑا ہے بجائے خود کہا غضب ہوا
کہ میں ان گبروں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا دیکھیے ان ظالموں کے ہاتھ سے کسطرح رہائی ہوتی ہے اور فرعون کو
برسم سلام کر کے شیاطین کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے شیاطین تو نے بڑی مکاری کی شیاطین
ہنسا اور کہا اے حمزہ یہ فعل میرا نہیں ہے بلکہ مشیت خداوندی میں یوں ہی گذرا تھا اور یہ نتیجہ اس
بات کا ہے کہ تم قدرت خداوند کے قائل نہیں ہو اب بھی خیریت ہے اگر خدائے نادیدہ کی پرستش
سے باز آؤ اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ ورنہ دریا نخالیکہ تم ہمارے قبضہ میں آ گئے ہو تمہارا زندہ رہنا
دشوار ہے در صورت اول میں بھی خداوند سے تمہارے بارہ میں سفارش کرونگا حمزہ ثانی کو غصہ
آ گیا کہا او بد مکار خاموش ہو یہ کیا بیہودہ بات زبان پر لاتا ہے تیرا خداوند کیا حقیقت و قوت
رکھتا ہے جو میں اسپر ایمان لاؤں میں بندہ خاص اسی خدائے واحد لاشریک کا ہوں جسکے قبضہ
قدرت میں ہماری تیری اور فرعون کی جان ہے یہ بھی ایک اتفاقی امر ہے بلکہ کسی مصلحت باری تعالی سے
سمجھنا چاہیے جو میں تیرے قبضہ میں آ گیا اور تو ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ میں جو تیرے قبضہ میں آ گیا ہوں
تو اپنے خدائے قادر و توانا سے منحرف ہو جاؤنگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ خداوند عالم ہر وقت اپنے
بندہ کا حامی و مددگار ہے اگرچہ کیسی ہی قید و بند میں مبتلا ہو حمزہ ثانی کی اس تقریر سے فرعون
ہمہ تن غیظ و غضب ہو گیا کہا اے حمزہ تو میرے روبرو اس طرح مجبور و لاچار کھڑا ہے اور ایسے
کلمات تمرد کی زبان پر جاری کرتا ہے اگر تو خدائے نادیدہ کا قائل ہے تو بتا کہ اس خدا سے

نادیدہ نے تیری کیا مدد کی حمزہ ثانی نے کہا اس خدائے بزرگ نے میری یہ مدد کی کہ مین اسوقت تک
زندہ و سلامت ہون حالانکہ تیری قید مین ہون فرعون نے کہا یہ کوئی کرامات تیرے خداے نادیدہ کی
نہین بزرگ مین ہی نے اسوقت ترنب فروگذاشت کی ورنہ تب تک کبھی کا ہلاک ہو گیا ہوتا اور بالفرض تو جانتا
نادیدہ ہی کے سبب سے زندہ رہا اب عنقریب مین جلاد کو حکم قتل دیتا ہون دیکھون خداے نادیدہ کیونکر تیری حمایت
کرتا ہے اسی اثنا مین خواجہ یاقوت دربار مین آیا اول فرعون کو سجدہ کیا پھر ثنا و صفت خداوندی بجا لایا فرعون
خواجہ یاقوت کی صورت دیکھ کے سوچا کہا اے خواجہ یاقوت تو اسوقت خوب آیا مین کچھ تجھ سے پوچھنا چاہتا ہون
خواجہ یاقوت نے کہا جو کچھ ارشاد ہو فرعون نے کہا مین نے سنا ہے کہ تو خداپرست ہوگیا ہے اور خداپرستون کی
طرفداری کیطرف مائل ہے خواجہ یاقوت نے کہا اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا اسمین کچھ درست ہے اور کچھ نادرست
بھی ہے یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمان ہوگیا ہون اسمین کچھ شک نہین ہے بے شبہ مین مسلمان ہوگیا اور سام بر بنا بر
مصلحت کے ہوا اگر مین مسلمانون کے سامنے ظاہرا مسلمان نہوتا تو ہرگز انکے ہاتھ سے زندہ نہ رہتا پھر جان سبکو عزیز
ہوتی ہے اور یہ جو ارشاد ہوا کہ مین مسلمانون کی طرفداری کی طرف مائل ہون اسکی اصلیت کچھ نہین ہے اور اگر اصلیت
ہے تو اسکی دلیل ہونا چاہیے اور اصل امر تو یہ ہے کہ مشیت خداوندی مین جو کچھ گذرا ہے وہ تو گذرا ہی ہے کیونکہ
دنیا و عالم اسباب پیدا کیا ہے اگر مین خداپرست نہوجاتا تو قطع نظر میرے ہلاک ہوجانے کی شہر فرعونیہ اور
ناموس خداوندی مین بہت بڑا خلل ہو جاتا فرعون شاہ نے کہا بے شبہ یہ تدبیر تیری بہت معقول ہے یہ
کہکے خلعت طلب کیا خواجہ یاقوت کو دیا خواجہ خلعت پہن کے کرسی پر بیٹھا اب جو نظر اٹھا کے دیکھا حمزہ
ثانی کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ پایا متعجب ہوکے کہا اے خداوند یہ کون مجرم ہے فرعون نے کہا کیا تو نہین
جانتا خواجہ نے کہا ہان کچھ کچھ شناسا معلوم ہوتا ہے مگر بالتصریح اسوقت نہین کہہ سکتا کہان دیکھا تھا فرعون
نے کہا خداپرستون کا بادشاہ حمزہ صاحبقران نام ہے خواجہ نے کہا اسکی نسبت کیا ارادہ ہے فرعون نے
کہا اسیوقت اس فسادی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہے اگر تو اسوقت یہان نہ آتا یا دیر مین آتا اب تک ہلاک
ہوگیا ہوتا خواجہ نے کہا ہان اے خداوند ایسے فسادی آدمی کا ہلاک ہی کرنا مناسب ہے مگر اس بارہ مین عجلت
کرنا بالکل نامناسب ہے فرعون نے سبب پوچھا خواجہ نے کہا سبب اسکا یہ ہے کہ بدیع الملک ہنوز
راہ مین ہے اگر اسکی ہلاکت کی خبر بدیع الملک کے گوش زد ہوگی بلاتوقف اسطرف چلا آئیگا اور فرعونیہ
مین انقلاب عظیم پیدا کردے گا فرعون نے کہا مین تو یہی چاہتا تھا کہ اسوقت اسکا تصفیہ تمام کردونگا مگر تیری
راے نہین ہے پھر کیا کرنا چاہیے خواجہ یاقوت نے کہا سر دست اس خداپرست کو مقید رکھنا چاہیے اور
دوسرے خداپرستون کی گرفتاری کی کوشش مین رہنا چاہیے جب چند خداپرست جمع ہوجائینگے ایک ہی
مرتبہ سبکو ہلاک کرنا فرعون نے کہا خیر یونہین سہی لیکن اس بات کا خیال ہے کہ عیاران لشکر اسلام بڑے
چالاک اور ہوشیار ہین اس عالم بیکاری مین کیا عجب ہے کہ کچھ عیاری کام مین لائین اور حمزہ کو قید و بند سے
رہا کر لیجاوین اسوقت بجز افسوس و پشیمانی کے کچھ نہین حاصل ہوگا خواجہ نے کہا اگرچہ عیاران لشکر اسلام
نہایت چست و چالاک ہین پر جبتک حمزہ کی قید و بند مین ایسی غفلت کیجاوے جو انکی عیاری کارگر
ہوجاوے فرعون نے کہا اے خواجہ ظاہر ہے کہ مین بذات خود تو قید و بند کی نگرانی نہین کر سکتا ہان شیاطین
وغیرہ اس بارہ مین اہتمام بلیغ کرین تو ممکن ہے شیاطین نے کہا اے خداوند ہمہ جہت مطمئن رہنا چاہیے

اگر مشیت خداوندی مین گرفتار ہی تو کوئی دقیقہ نگرانی میں فروگذاشت نہیں کرونگا فرعون نے کہا خیر تو دانی و
کار تو مگر حتے الامکان تو اسکی قید مین رہا ہی تمام ہو جو اسکے باپ کے قید کی نسبت اہل عجم نے اہتمام کیا تھا اور
جاری پر تو قید کرنا بہت ہی انسب ہووے جو شیاطین حمزہ کو لے گئے ایک قفس آہنی مین بند کرکے ستون آہنی
ایک چوب نصب کی اسپر قفس کو آویزان کیا اور بارہ ہزار لہزن کو نگرانی کیواسطے مقرر کرکے حیران زنگی
کو ان سب کا افسر کر دیا اور حیران زنگی کو بھی بخوبی فہمائش کردی کہ حمزہ کی قید و بند مین ہمیشہ ہوشیاری
رکھنا حضرات اہل اسلام نے جو حمزہ ثانی کے گم ہو جانے کی خبر سنی بہت متردد ہوئے علی الخصوص سعد
شہریار کو نہایت ملال ہوا رستم ثانی سے کہا ای رستم دیکھا تم نے فرعون کی عیاری کا نتیجہ ہی تھا کہ ایک یہ
خبر ہوئی کہ عمر ثانی علحدہ حجرہ مین بیہوش ہی سعد شہریار اور رستم ثانی دونوں اس حجرہ مین گئے عمر ثانی
کو بیہوش دیکھ کے کہا بے شبہہ یہ کارروائی عیاران فرعون کی ہی اور دفع بیہوشی سے عمر ثانی کو ہوش مین
لائے حال پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار مجکو مطلق خبر نہیں ہی البتہ شب کو یہ خواب دیکھ رہا تھا کہ فرعون
کے عیارون مین کوئی میرے پاس آیا ہی اور مجکو گرفتار و بستہ کرکے اس حجرہ مین ڈال دیا اور حمزہ ثانی کو بند
کرکے یہان سے لے گیا سعد شہریار نے کہا ای عمر تم خواب بیان کر رہے ہو اور یہان اصل واقعہ یہی ہی
جانتا حقیقی حمزہ ثانی کو دشمنوں کے ظلم و بدذات سے محفوظ رکھے عمر ثانی نے کہا شہریار مطمئن رہئے
انشاء اللہ تعالی کل ہی حمزہ صاحبقران کو فرعون ملعون کی قید سے رہا کرتا ہون اور اس ملعون کو اسکے
اعمال کی سزا دیتا ہون اسطرف وہ نازنین فرعون شاہ کی خدمت مین آئی اور فرعون کے کان مین خبر
کہی فرعون نے بطرز اقرار سر ہلایا نازنین مخفی خبر لیکے فرعون کے پاس سے رخصت ہوکے چلی گئی فرعون
نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ نقارہ پر چوب پڑی اسطرف سعد شہریار نقارہ
جنگ کی آواز سنکے رستم کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا بات ہی رستم نے کہا شہریار بجز اسکے کیا ہے یہ سمجھ سکتی
ہی کہ یہان بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جاوے آخر یہان بھی نقارہ غزی پر چوب پڑی صداے دہل زنی بلند ہوئی جسین
اور جبین دن اور دن اور وہ تمام رات دونون لشکرون مین جنگ و حرب کی تیاری رہی سے روز دیگر کہ جب
شعبدہ باز گرد صندوق سینہ کا سر باز علی الصباح دونوں لشکر میدان مین صف آرا ہوئے اول جو شخص
کہ عازم میدان ہوا وہ خود فرعون شاہ تھا آتے ہی میدان مین نعرہ مارا کہ خدا پرستو آج مین پھر تمھاری فہمائش
کے واسطے تمھارے روبرو آیا ہون دیکھو میری قدرت و جلال کو کہ کسطرح تمھارے سردار اعلیٰ کو گرفتار
کر لیا مجکو یقین ہی کہ اب تو تم میرے معتقد ہو گئے ہوگے زہے نصیب تمھارے کہ تم میرے معتقد ہوکے مجکو
سجدہ کرو اور ہمارے بندون کی جانین ضائع ہونے سے بچاؤ ہمارے رحم و کرم کو دیکھو کہ ایسی ایسی
حالتون مین بھی ہم تمھاری فہمائش پر آمادہ ہیں اگر اب بھی مجھ سے خلاف رہوگے تو کیا عجب ہی کہ اگر
میرا دریائے قہر و غضب جوش مین آجاوے تورج ماہروش لشکر اسلام سے باہر آیا اور باواز بلند
کہا ای فرعون ہزار ہزار لعنت تیری خداوندی پر کہ حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب عالم غفلت
مین گرفتار کیا اگر ہم سب مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جاینگے تب بھی ایک شمہ تیری وقعت ہماری
نظر مین نہ سمائے گی فرعون نے کہا خیر جو کچھ تجھے کہنا تھا وہ کہہ چکا اب آگے بڑھ اور حملہ کر تو سہی کہ تجھے
بھی مثل حمزہ گرفتار کرون تورج ماہروش نے تلوار کا وار کیا فرعون نے وار کو رد کرکے کہا بس اسیقدر

فرعون سے بند و جسد و قید سے مہمان آکر اس چوب پر چڑھا خود بھی گرا مجھ کو بھی گرایا خیر ہوا رجانے نہ پائے میرے
بہت چوٹ آئی ہے اور اُف اُف کرکے زمین پر دراز ہو گیا عمرو یان زنگی زور سے چلایا کہ عمر شپلی کو گرفتار کرلین اس
وقت یہ میدان دلاوری اور شیر بیشۂ سرہنگی و عیاری نے دس لشکریون کو سر کیا زیادہ توقف مناسب نہ جان
بجلا لائی تمام وہان سے بھاگ کھڑا ہوا فرعون بیٹھا ہوا تھا کہ وہی نازنین آئی اور بدستور فرعون کے کان
مین کچھ کہنے جسطرف سے آئی تھی اسطرف کو روانہ ہوگئی مہتر قران نے اسکا تعاقب کیا تین روز تک
اسکے تعاقب مین طی الارض کرتا رہا دور میان راہ مین بہت وسیع ایک پہاڑ واقع تھا وہ نازنین اس پہاڑ
کے درہ مین چلی گئی اور غائب ہوگئی ہر چند مہتر قران نے تفحص کیا کہین پتہ نہ ملا بہت پریشان ہوا ادھر
ادھر تلاش کرتا چلا جاتا تھا دیکھا ایک طرف سے شیاطین خیز افیز چلا آتا ہے قران سمجھا کہ اسوقت شیاطین
سے دوچار ہونا خالی از خطر نہین ہے ایک پتھر کی آڑ مین چھپ گیا قریب اس پہاڑ کے ایک باغ وسیع تھا
شیاطین اس باغ مین آیا مہتر قران نے چاہا کہ خود بھی اس باغ مین داخل ہو تاکہ شیاطین کا سراغ لگائے
ہر چند اسنے کوشش کی اس باغ مین داخل نہ ہوسکا اسی تردد مین مبتلا تھا کہ دیکھا شیاطین نے اس
باغ کا دروازہ کھولا باہر آیا مہتر قران پھر ایک طرف پوشیدہ ہوگیا شیاطین جسطرف سے آیا تھا اسطرف
روانہ ہوا اُسکے چلے جانے کے بعد مہتر قران باغ کے دروازہ کے پاس آیا سوچ رہا تھا کہ دروازہ مین
داخل ہووے یا یہین توقف کرنا مصلحت ہے کہ کسی وارد و صادر سے اس باغ کی کیفیت دریافت کرون
اسی اثنا مین اس باغ کا دروازہ پھر کھلا ایک شخص نے اس دروازہ سے باہر آکے کہا اے قران سلام علیک
قران نے جواب سلام دیا پھر اس شخص نے کہا اے قران تم دروازہ باغ پر کیون کھڑے ہو قران نے کہا مین دیر
سے اس فکر مین مبتلا ہون کہ کسطرح اس باغ مین داخل ہون اسنے کہا کیا مشکل امر ہے آؤ مین تمھین لیچلون
یہ کہا اور مہتر قران کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکے باغ مین داخل ہوا دیکھا عجب باغ پر بہار ہے درختان نخل
ثمر بلند مین ہر چہار جانب نہرین جاری خلاصہ یہ کہ سرتاسر قدرت باری — وہ جوان مہتر قران کو ہر طرف
سیر کے تحفظ کرتا ہوا ایک گوشہ باغ مین لایا اور صفہ سنگ مرمر پر خود بھی بیٹھا اور مہتر قران کو بھی وہان بٹھایا
مہتر قران نے کہا اے بہادر مین تمھارا کمال ممنون ہون کہ تمھارے سبب سے اس باغ پر بہار کی سیر سے
خوش دل و مسرور ہوا مگر اب یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کس وجہ سے تمھارے یہان مقیم ہونے کا اتفاق
ہوا اُس جوان نے نفس سرد بھر کے کہا اے قران کیا میرے یہان قیام کی کیفیت کو پوچھتے ہو عجب مصیبت
مین مبتلا ہون مہتر قران نے استفسار حال مین مبالغہ کیا اس جوان نے کہا اصل واقعہ میرا یہ ہے کہ
مین عزیز مصر کا لڑکا ہون سالم شاہ مصری کے نام سے مشہور ہون آج پانچ سال کا زمانہ منقضی ہوا کہ مین
اس باغ مین قید ہون کنتاس جادو مجھ پر عاشق ہے یہ باغ اسی کا ہے ہر روز وہ میرے پاس آتی ہے بعد
استفسار حال مجھ سے اس بات کی درخواست کرتی ہے کہ تو میرے مطلب دلی پر مجھے فائز کر بعد ازان جو
کچھ تو کہے گا اسپر عمل کرونگی اور کبھی تیری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرونگی مین نے آجتک اسکی اس
درخواست کو قبول نہین کیا اور کسطرح قبول کرون در آنحالیکہ مین مسلمان ہون جب مین محض انکار
ہی کرتا رہا اسنے مجھ سے کشیدہ خاطر ہو کے اس باغ کی باغبانی کا کام لینا شروع کیا اور صرف مجھکو کچھ لینے ہی
پر قناعت کی اے قران کیا کہون کہ کس زحمت و مصیبت مین شب و روز گذرتے ہین ایسی خراب زندگی

سے تو موت ہزار درجہ بہتر ہے صد ہا مرتبہ اس بات کا ارادہ مصمم کر لیا کہ خود کشی کروں مگر یہ خیال پیدا ہوا کہ بیکار
موت نا شور بہ کیا فائدہ کہ پیش خدا ناخوش ہوں اور عاقبت خراب کروں ابھی چار پانچ روز کا عرصہ گذرا کہ
کتنا ہی جادو چار ہزار جادوگروں کو اس باغ میں لائی تھی انمیں سے کچھ اس باغ میں مقیم رہے اور باقی اس
قصر میں ٹھہرے مہتر قران نے پوچھا وہ جادو کس واسطے یہاں آئے تھے سالم مصری نے کہا وہ سب نابکار
خاص اس غرض سے آئے تھے کہ فرعون پر سحر کریں چنانچہ ان ساحروں کے سحر کا یہ نتیجہ ہے کہ فرعون مسلمانوں کا
جانی دشمن ہو گیا ہے غالب آیا اور اسلام سے گئے اور چالیس نفر جادو ایسے اسکے شریک ہیں کہ ہر ایک ان
میں سحر و افسون میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا چنانچہ اژدہا جادو و اسود جادو و لندک جادو کئی روز سے
عرصے سے اسوقت تک اس قصر میں بیٹھے ہوئے سحر و افسون پڑھتے ہیں اور فرعون کی طرف دم کرتے ہیں
ہر چند کہ مجھ کو انکی یہ حرکت بہت ناگوار ہے اسواسطے کہ بندگان خدا کی ضرر و ہلاکت کا باعث ہے مگر کیا چارہ ہے
بجز اس کے ان بدبختوں کی صورت دیکھتا ہوں اور دم بخود ہو رہتا ہوں اگر مجھے بھی اختیار ہو تو انمیں سے ایک
ایک نابکار کو ایسی سزائے سخت دوں کہ جو انکے وہم و گمان میں بھی نہ ہو مہتر قران نے کہا ای سالم شاہ
خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایک اپنے ہم مشرب سے یہاں ملاقات ہو گئی اگرچہ تم یہاں قید ہو تاہم
حسب مراد کوئی تدبیر ہو سکتی ہے سالم شاہ مصری نے کہا جو تدبیر کہو اسمیں میں شریک ہوں میری
دلی خواہش یہ ہے کہ کسی طرح یہ جادوان مکار ہلاک ہو جائیں اور مسلمانوں کو انکی ضرر رسانی سے نجات ہے
مہتر قران نے کہا اگر میں کوئی چیز دوں انکے اکل و شرب میں مخلوط کر سکتے ہو سالم شاہ نے کہا کچھ مشکل نہیں
ہے ای قران اگرچہ میں نے اس جادو کو اسکی خواہش پوری نہ کرکے اپنے سے ناخوش کر رکھا ہے تاہم ان کے
معتبروں میں سے ایک میں بھی ہوں قران نے ایک مشت بیہوشی سالم شاہ کو دی اسنے جاکے دارو ے
بیہوشی کو شراب کے خم میں مخلوط کر دیا اور چلا آیا دونوں میں انواع و اقسام کی باتیں رہیں جب پہر رات
گذر گئی قران نے کہا ای سالم شاہ چلو قصر میں دیکھیں وہاں کیا رنگ ہے سالم شاہ مہتر قران کو ساتھ
لیکے آہستہ اور سب کی نظر سے پوشیدہ قصر میں پہونچے مہتر قران نے دیکھا کہ چند جادوان مکار مردہ پڑے
ہیں اور تمام بدن پر زخمہائے کاری ہیں بہت عجب ہوا دل میں کہا میں نے دارو ے بیہوشی سالم شاہ
کو دی تھی ان بدبختوں کو نہیں معلوم کس نے زخمی کیا جب اس قصر میں اور آگے بڑھا کیا دیکھتا ہے کہ اجروس
خنجر ہاتھ میں لیے ہوئے جادوؤں کے قتل و قمع میں مصروف ہے اجروس کو مہتر قران کے آنے کی مطلق خبر
نہ ہوئی قران قریب اجروس کے گیا اور کہا سلام علیک اجروس نے چونک کے مہتر قران کو دیکھا کہا آہ ای
خلیفہ علیکم السلام تم کہاں مہتر قران نے کہا برادر میں تو جہاں ہوں وہاں ہوں پہلے تم بتاؤ کہ اس قدر
عرصے سے کہاں تھے اجروس نے کہا ای خلیفہ اسوقت تمہارے ملاقی ہونے سے میرے دل میں شک
پیدا ہوا ہے پہلے میرے دل سے اس شک کو رفع کرو تو میں تم سے اپنا حال کہوں ورنہ اسوقت سخت
خرابی پیش آنے والی ہے مہتر قران نے کہا ای اجروس اس بات کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا صاف
کہو تو سمجھوں اجروس نے کہا میرا مطلب صاف یہ ہے کہ یہاں جادوؤں کا مجمع ہے اور جادو بھی وہ جادو
جو فن افسون و سحر میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے مبادا تم مہتر قران اصلی نہ ہو اور کسی ساحر نے
تمہاری صورت کے مشابہ ہو کے مجھکو فریب دینا چاہا ہو اور اس صورت سے اپنا کام نکالنا

مقصود ہو تو مین پیشتر سے اس بحث کو کیون نہ ظاہر کرون اے قران اگر تم اپنا اصلی ہونا ثابت نہ کر سکوگے اور جیبو
مستحمن ظفر دوگے تو مین اسی طرح پیش آونگا جسطرح ان جادوگران نابکار سے پیش آیا ہون مہتر قران نے
بلند قہقہہ مارا اور کہا اے اجروس واقعی تمہارا گمان بہت صحیح ہے اور ایسا ممکن ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ مین کسطرح
اپنا قران اصلی ہونا ثابت کرون اجروس نے کہا ہان یہ امر کچھ مشکل نہین ہے اگر قران اصلی ہو تو بسبب
مسلمان ہونے کے مسائل مذہب اسلام سے واقف ہوگا اور اگر کوئی جادوگر مہتر قران کی شکل و شمائل سے
مشابہ ہوکے آیا ہوگا تو ہرگز تمام مسائل مذہب اسلام سے واقف نہ ہوگا مہتر قران نے کہا اچھا پوچھو
کونسا مسئلہ پوچھتے ہو اجروس نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ مرنے کے بعد وہ کون دو فرشتے ہین جو سوال
کرینگے قران نے کہا وہ دو فرشتے منکر و نکیر نام سے مشہور ہین اجروس نے کہا اچھا یہ بھی بیان کرو کہ
وہ دونون منکر و نکیر کیا سوال کرینگے اور مرد ایماندار کیا جواب دے گا اور جو جواب درست دیتے
پر کیا ہوگا مگر اے خلیفہ مشرح بیان کرنا تاکہ مجھکو تجھ سے اصلی مہتر قران ہونے کا یقین ہو جائے
مہتر قران نے کہا سنو جب مرد مومن مرجائے گا تو قبر مین منکر و نکیر آوینگے اور بحکم خدا سے زندہ
کرکے پوچھینگے کہ تو کس کا بندہ ہے (جواب) اس خدائے واحد لاشریک کا جو دونون جہان کا
خالق مطلق ہے (سوال) تیرا نبی کون ہے (جواب) محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (سوال) تیرے
دین کا کیا نام ہے (جواب) میرا دین اسلام ہے (سوال) تو کس کتاب آسمانی کا قائل ہے جسپر تونے اپنے دین و
عمل کا مدار رکھا (جواب) میری کتاب قران ہے اگرچہ زبور توریت انجیل وغیرہ بھی کتابین آسمانی ہین لیکن
قران نے سب کو منسوخ کر دیا (سوال) تیرا قبلہ کیا ہے (جواب) میرا قبلہ کعبہ متبرکہ ہے (سوال) تیرا امام اول
کون ہے (جواب) غالب کل غالب علی ابن ابی طالب (سوال) دوسرا امام کون ہے (جواب) حضرت امام حسن
(سوال) تیسرا امام (جواب) حضرت امام حسین (سوال) چوتھا امام (جواب) امام زین العابدین (سوال)
پانچوان امام (جواب) امام محمد باقر (سوال) چھٹا امام (جواب) امام جعفر صادق (سوال) ساتوان امام (جواب) حضرت موسیٰ کاظم
(سوال) آٹھوان امام (جواب) حضرت امام موسے رضا (سوال) نوان امام (جواب) امام محمد تقی (سوال)
دسوان امام (جواب) حضرت امام علی نقی (سوال) گیارھوان امام (جواب) حضرت امام حسن عسکری (سوال)
بارھوان امام (جواب) حضرت مہدی آخر الزمان (سوال) اور چارون خلفای راشدین [illegible] کا کیا
نام ہے (جواب) خلیفہ اول کا اسم گرامی ابوبکر صدیق خلیفہ دوم کا نام عمر فاروق اور خلیفہ سوم کا نام حضرت عثمان غنی اور
خلیفہ چہارم حضرت علی مرتضی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے جب اسطرح کے جواب درست منکر نکیر کو ملجاوینگے تو وہ بالکل اسکی شفقت کرینگے
کہینگے بخوف و خطر و براحت تمام آرام کر اور ایسے مومن کی روحین قیامت تک وادی السلام مین رہینگی وہ وادی السلام ایک صحرا ہے
نجف کی پشت پر واقع ہے اور نجف وہ مقام ہے جہان امام اول کا مزار مقدس واقع ہے اجروس نے کہا اگر یہ جواب خلیفہ کا [illegible]
مہتر قران نے کہا جواب درست نہ ملنے کی حالت مین نکیرین کہینگے کہ اے ملعون تجھپر ہزار لعنت ہے کہ تونے ایک جواب بھی درست نہ دیا
اور عذاب سخت اسپر ہوگا تمام قبر اسکی آگ سے مملو ہو جائیگی اور ایسے لوگون کی روحین وادی برہوت مین قیامت تک رہینگی
وادی برہوت ایک جنگل ہے جو ملک یمن مین واقع ہے اجروس مہتر قران سے بغلگیر ہوا اور کہا اے خلیفہ یہ بات تمہارا اپنے
کی نہین ہے تم بخوبی سمجھتے ہو کہ میرا خیال ہرگز بیجا نہ تھا اب مجھکو یقین ہو گیا کہ تم مہتر قران ہی ہو مہتر
قران نے کہا برادر تم ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لاؤ کہ مین تمہارے ان سوالون سے ناخوش ہوا

بلکہ تمھاری اس فہم و فراست سے خوش ہوا وہ آدمی کیا جو ہر امر مین اُسکے ہر ایک پہلو کو سوچتا سمجھتا نہ
رہے اور انجام پر نظر نہ رکھے ۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ۔ ہان اب بیان کرو تمھارا یہان آنا کس
طرح ہوا اجروس نے کہا اے مہتر مین شہزادہ نور الدہر کے ساتھ تھا شب کو حمزۂ ثانی کی نسبت
نہایت تشویش خواب دیکھا صبحکو اسطرف کا عازم ہوا اور بجد و کد تمام اپنے کو یہان تک پہونچایا حاصل
کلام بعد اس گفت و شنید کے مہتر قران اور سالم شاہ اور اجروس تلوارین کھینچکر بڑھے اور طرفۃ العین
مین چار ہزار جادوگران مکار کو تہ تیغ کیا اور کناس جادو اور اُسکے چالیسون شاگردان ہمراہی کے بھی سر
تن سے جدا کیے بعد فراغ قلع و قمع باغ سے باہر آئے اجروس نے کہا اے خلیفہ افسوس ہے کہ حمزۂ ثانی
کی رہائی خاص بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہے ورنہ تم تم چلکے حمزۂ ثانی کو قید و بند
فرعونی سے رہا کرتے عرصہ زیادہ ہوتا جاتا ہے حمزۂ ثانی نہین معلوم کس تعب و مصیبت مین مبتلا ہے
جہانتک ممکن ہو انکی رہائی مین تعجیل کرنا چاہیے اگر بدیع الملک کا انتظار کرتے ہین نہین معلوم
بدیع الملک کب آئے علیحدہ مین بدیع الملک کے لینے کو جاتا ہون یہ کہکے اجروس نظر سے غائب
ہو گیا مہتر قران اور سالم شاہ سب کے سب ایک جا ہوکے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوئے سعد
شہریار کی خدمت مین پہونچے زمین خدمت کو بوسہ دیا سعد شہریار نے پوچھا اے قران تم کہان تھے
بہت عرصے کے بعد آئے اور یہ تو کہو کہ اسقدر عرصے کے بعد آئے کچھ کام بھی کر لائے یا کوئی تدبیر ایسی سوچی
جو حمزۂ ثانی کی رہائی کا سبب ہو قران نے کہا اے شہریار کناس جادو اور اسکے شاگردون کے سر لائے
ہین یہ وہ جادوگر ہین کہ جنکے جادو کے سبب سے جیب فرعون مسلمانون کے مقابلہ مین آیا غالب رہا
سعد شہریار نے فی الفور ان سرونکو دیکھا اور کہا اے قران ان سرون کو زیادہ زیادہ تر تشہیر نہ کرو کسی قدر انکا
پوشیدہ رکھنا بہتر ہے قران نے اسی وقت ان سرونکو ایک گوشہ مین رکھوا دیا سعد شہریار نے کہا ہان اب
لشکر مین نقارہ جنگ بجاؤ حکم کی دیر تھی بیکبار از نقارہ آواز آمد برون ۔ کہ دو دست ۔ وقت گردون روان ۔
فرعون نے نقارہ اسلام سنکے اپنے لشکر نگون سار مین بھی نقارہ جنگ بجوایا شب کو دونون طرف جنگ کی
تیاریان ہوتی رہین صبحکو میدان جنگ مین دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائی ہوئی پہلے جو شخص
لشکر کفار سے نکلا وہ فرعون تھا ۔ واضح رہے کہ جب لشکر اسلام کے مقابلہ مین لشکر کفار صف آرا ہوتا
تھا بیشتر فرعون ہی مقابلہ کو آتا تھا وجہ اسکی یہ تھی کہ کناس جادو نے فرعون کو سمجھا دیا تھا کہ
خداوندا اگرچہ قدرت خداوندی بہت کچھ ہے اسکو کسی کی مدد کی ضرورت نہین ہے پھر بھی خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہے اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا یعنے تیری مشیت مین یہی گذرا تھا حالانکہ اسکا
خراب اثر تجھ تک پہونچنے والا معلوم ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ ہنگام حرب و پیکار خداوند بذات خود مسلمانون پر
حملہ آور ہو کیونکہ سحر و افسون خاص تیرے نام پر پڑھا جاتا ہے علاوہ تیرے جو کوئی مسلمانون کے مقابلہ
مین جائے گا ضرور ہلاک ہو جائے گا یہ سبب تھا جو فرعون بے خوف و تردد مسلمانون سے مقابلہ کرنے
کو آمادہ ہو جاتا تھا چنانچہ اب بھی وہی صف کفار سے نکلکے لشکر اسلام کے روبرو آیا اور باواز بلند
کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیون اپنی ہلاکت کے درپے ہو اب بھی میری
فہمایش کو سنو اور میری خداوندی کے قائل ہو جاؤ مین خوب جانتا ہون کہ اسطرح کی

نمایش ہرگز تم پر اثر نہ کرے گی لیکن جب میں اُسے سب بندون کو برابر سمجھتا ہون اور سب کی بھلائی پر نظر رکھتا ہون تو
اسطرح تم رسہ کر کیجیت کو تمام لشکرون پان میری نعمتیں اُسوقت تم پر اثر کریگی جب تم اُسکو گرفتار کر کے میں نصف
کرونگا اور طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤ غرض رستم ثانی سعد شہریار کے پاس آیا اور کہا شہریار
میں فرعون سے مقابلہ کو جاتا ہون ہرچند بار بار مدد ہی تاکہ مین بھی مثل حمزہ کے گرفتار ہو جاؤنگا باشد
حمزہ ثانی کے ساتھ قید ہونگے شاید ہم دونون کی صورت رہائی پیدا ہو جائے سعد شہریار نے کہا ای شہزادہ
رستم تم اسقدر ناامید کیون ہو خداوند عالم ہمارا حامی و مددگار ہے اور یقین سمجھو تم اس مرتبہ فرعون پر فتح
پاؤ گے حمزہ ثانی کے گرفتار ہو جانے اور فرعون کے غلبہ پانے کی وجہ اب تجھ پر بافراست ہوگی ہی انشاءاللہ
اب فتح و غلبہ فرعون پر میسر ہوگا جاؤ میدان میں فرعون کا مقابلہ کرو رستم ثانی مسلح و مکمل ہو کے صف
لشکر سے نکلا اور فرعون کے قریب آ کے کہا او کافر بدکیش تو کیا فضول بکا کرتا ہے کہ مین خدا و خداوند ہون اور
مین ایسا ہون سے بیار ایخہ داری از مردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + فرعون ہنسا اور کہا ای
رستم کیون شامت آئی ہے اپنے خداوند صاحب قدرت و جلال کی خدمت مین ایسی گستاخی کرتا ہے کیا
کہون مجھے اپنے رحم و کرم کا خیال آ جاتا ہے ورنہ ابھی حقیقت میرے قہر و جلال کی ظاہر ہو جاتی رستم
نے کہا آخر یہ دم کو کیا اور تیرا قہر و جلال کیا ہر رہتا ہے یا اسی طرح خواہ مخواہ زبان کو تھکائیگا فرعون
نے کہا اچھا اگر تو یہی چاہتا ہے میں اپنے جلال کی شان تو دکھا ہی دوں لنگار رستم ثانی نے برچھی تانکر فرعون پر ایک
وار کیا مگر وہ مکار بھی فن حرب سے بخوبی باہر تھا بسہولت تمام رستم کے وار کو رد کیا اور کہا اب بھی
اور حوصلہ بھی رکھتا ہے یا بس رستم ثانی نے دوسرا وار کیا اُسنے اُس وار کو بھی رد کیا رستم ثانی نے
جھنجھلا کے تیسرا وار کیا فرعون نے اُس وار کو بھی اسی طرح رد کیا اس مرتبہ رستم ثانی اللہ اکبر کہکے فرعون
کیطرف جھپٹا اور فرعون کے قریب پہونچ کے اُسکے کمربند میں ہاتھ ڈالکر اُسکو تمام سے بلند کر لیا اور
اسیطرح ہاتھ پر اٹھائے ہوئے سعد شہریار کے پاس آیا سعد بہت خوش ہوا اسی وقت نقارہ فتح
بجوا دیا اور اپنی بارگاہ میں آ کے حکم دیا کہ لاؤ ہمارے سامنے فرعون کو ملازم گرفتہ و بستہ کیے ہوئے فرعون کو
بستہ کیے ہوئے فرعون کو لائے سعد بادشاہ نے فرعون کیطرف دیکھ کے کہا ای فرعون کہاں ہیں تیرے
وہ ساتھی جو تیرے خداوندی کے قائل تھے اور میں تو انسے پوچھون کہ خداوندی وہ خداوندی کیا ہوئی اور وہ
عزت و جلال کیا ہوگا جس سے ہر ایک کو ڈرایا جاتا تھا اور ای فرعون تو ہی بتا کہ تیری مشیت میں یہ
کیا گذرا کہ ہماری قید و بند میں مبتلا ہو گیا بس اب خیریت اسی میں ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو اور اس خیال
فرعونیت سے درگذر کہ میں سب کا خداوند ہون اور سب میرے بندے ہیں فرعون نے کہا ای بندگان میں یہ
کیا کہتے ہو یہ بھی میری مشیت میں یہی لکھا تھا جو تم دیکھ رہے ہو ارے تم اب ڈرو میرے قہر و جلال
سے اگرچہ میں گرفتار ہو گیا ہون اس بات کا مطلق خیال دل میں نہ لاؤ خداوندی کے لاکھون کرشمے ہیں
سعد شہریار نے کہا تو اسی طرح مزخرفات بکے جائے گا اور یاد رکھ ہمارے کوئی ہم جاؤ جلدی جلاد کو
بلاؤ جلاد حاضر ہوا سعد شہریار نے فرعون کی طرف اشارہ کر کے کہا اس خیرہ سر کو جلد ہلاک کر یہ
نابکار جب تک ہلاک نہ ہو جائیگا یعنی بدذاتی سے نہ چھوٹے گا اور میرے دل کا خرخشہ اور تردد ہرگز
دفع نہ ہوگا جلاد نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت بہت مناسب ہے اور یہ تو بہت بہتر فرعون کو

کے لشکر میں پہونچا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ نامی سعد بن قباد کا ہے اسی وقت اسکا جواب لکھا ہے تورج بدرک
نے نامہ کو لکھوا بعد القاب و آداب مارجب مضمون اس نامہ کا یہ تھا کہ اے تورج ہم کو بخوبی تحقیق ہے کہ تو ملک
ہمارے پر یورش کرنے کے ارادہ سے آیا ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے ہم بھی مستعد و آمادہ ہیں مگر ہماری غرض یہ ہے
کہ جب جنگ و حرب ہی کرنا منظور ہے تو صبح پر موقوف رکھنا کیا ضرور ہے اسی وقت سے جنگ شروع ہو جائے
تو بہتر ہے ہم چاہتے ہیں کہ بعجلت تمام یہ معاملہ یکسو ہو جائے تورج بدرک نے جواب دیا کہ سعد
بن قباد سے کہدے کہ ہاں ہم بھی یہی چاہتے ہیں جلاوت جواب نامہ لیکے پلٹا پھر اسی طرح بمشکل تمام
اس پار آیا اور سعد بن قباد کو نامہ دیکے کہا شہریار مجکو کوئی ایسا موقع نہ ملا کہ تورج کو ہلاک کرسکتا
لاچار نامہ کے جواب ہی پر اکتفا کی سعد بن قباد نے پوچھا اسطرف کیا سامان ہو رہا ہے اور تیرے
نزدیک تورج بدرک کے ہمراہ کس قدر فوج ہوگی جلاوت نے کہا میرے نزدیک تورج کی فوج
قریب دو لاکھ کے ہوگی اور اگرچہ تاریکی شب ہے مگر سب مسلح و مکمل ہیں سعد بن قباد نے جلاوت کو
بہت کچھ انعام دیا اور نقارہ زدنی بجنے کا حکم دیا اور نقارہ زدنی سے چوب پس بہم تھی کہ اسطرف سے
بھی نقارہ زدنی کی صدا گوش زد ہوئی قباد نے تمام ہاتھیوں کی قطار پیش پیش اس پار روانہ کی اسکے
عقب میں مع تمام فوج خود بھی روانہ ہوا اور اس پار پہونچتے ہی تورج پر حملہ آور ہوا فوج تورج نے
بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا تمام شب اس طوفان میں ہنگامہ کشت و خون گرم رہا یہانتک کہ صبح ہوگئی
تورج بدرک بذات خود مقابلہ کو آیا اسطرف سے سعد بن قباد مقابلہ کو نکلا تا دیر ان دونوں میں شمشیر
و نیزہ و گرز وغیرہ کی لڑائی ہوتی رہی آخر دونوں جوان پشت اسپ سے زمین پر آگئے گاؤ زوریان شروع
ہوئیں نتیجہ یہ ہوا کہ تورج سعد بن قباد کو گرفتہ و بستہ کر کے اپنے لشکر میں لے گیا سعد بن قباد کے
گرفتار ہو جانے سے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد کو سخت تردد ہوا اپنی ماتحت فوج
سے کہا اے دلاورو اگر سعد بن قباد تمہارا فرمانروا دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے تم اس بات
کا مطلق خیال دل میں نہ لاؤ اور مردانہ اور دلیرانہ فوج مخالف سے مقابلہ کرو ایک روز مرنا ضرور
ہے اگر سعد بن قباد کو تورج کی قید سے رہا کر لیا فہو المراد ورنہ ہرچہ بادا باد مگر ہستی میں یہ ذکر رہ
جائے گا کہ سعد بن قباد کے لشکر نے اپنے فرمانروا کے رہا کرنے میں بڑی کوشش کی مگر افسوس
کامیاب نہ ہوئے یہ تقریر سنکے سب کے دلوں میں ایک طرح کا خیال مردانگی سمایا کہا ہم سب
جان نثار حاضر ہیں تورج بدرک اور اسکی فوج کیا ہے اگر حکم ہو تو آگ کے دریا میں کود پڑیں گیو نوجوان
نے کہا یہ تو میرے دل کو یقین ہے مگر احتیاطاً میں نے اس بات کا ذکر کیا بعد ازاں گیو نوجوان نے
تمام فوج کو ہمراہ لے کے تورج کی فوج پر حملہ کیا ہزاروں بندگان خدا کی جانیں تلف ہوئیں آخر الامر
گیو نوجوان کو بھی تورج بدرک نے گرفتار کر لیا اور چند روز میں ایران اور توران کو بھی فتح کر لیا پھر
پایہ تخت رستم شاں کاؤ لنگی میں پہونچا رستم خان کاؤ لنگی بھی فوج کثیر ہمراہ لے کے
تورج بدرک کا مقابل ہوا جنگ عظیم واقع ہوئی آخر الامر رستم خان بھی مثل سعد بن قباد
اور گیو نوجوان سپہ سالار کے گرفتار ہو گیا تورج بدرک ملک ترمین میں پہونچا اور بعد جد و جہد لیا
وہاں بھی بت پرستی کو رواج دیا ہر چند اہل شہر نے بجائے خود عہد کر لیا تھا کہ جان ضائع

ہو جائے تو بہتر ہے لیکن بت پرستی ہرگز نہیں اختیار کیجاوے گی افسوس کہ وہ اپنے عہد کو لوراد رسیکے لوگ
با اعتقاد صادق بت پرست ہو گئے اور بعضے تقیہ سے عالم میں رہے توراج بت پرستی کی ترویج سے فراغت
کرکے چند روز درمیان دریا کے مقیم رہا بعدہ کوچ کرکے باختر میں پہونچکے ہنگامہ آرائی کی تا اینکہ کامل خان و
عاقل خان و بوزخان و خورشید خان بن کنجاب کو بزور تیغ تحت گرفتار کیا اور کوچک باختر پر بھی
قبضہ کر لیے ہفت در ہفت باختر کو بھی مسخر کیا تا اینکہ سبائل کے قریب پہونچا یہ خبر شاہ سلیمان کو پہونچی کہ
توراج بدرگ اس طرف آتا ہے وہ ایک ہی شقی بدذات ہے جلد شہر کا بندوبست کیا جاوے ورنہ کل تدارک ہو
ورنہ اسکا بیان بعد و بخشنا بہتر نہ ہوگا شاہ سلیمان نہایت متفکر ہوا ہر شخص سے اس بارہ میں مشورہ لیا کہ کیا تدبیر
معقول عمل میں لائیں تاکہ توراج کی شرارت بدذاتی سے محفوظ رہیں ہر ایک نے اپنی اپنی رائے جداگانہ بیان کی
شاہ سلیمان نے بجائے خود یہ فکر سوچی کہ ملک سبائل میں ابھی یہ بات کسی نے جلد چھوڑا اور خود مشغول نامہ بروئے
کے نامے لیکے توراج بدرگ کے پاس بادشاہ صندوق پر از جواہر بطور نذر توراج کے پیشکش کیے بعدہ نامہ توراج
کے ہاتھ میں دیا اور کہا اے توراج شاہ سلیمان نے یہ نامہ بھیجا ہے توراج بدرگ نے سر نامہ چاک کیا لکھا تھا ہزار ہزار
تعریف اس لات و منات کی جنکی قدرت و طاقت سے ایک زمانہ واقف ہے اسی طرح آتش کو سالک بھی صفت
و ثنا کی جسنے آج ہم کو وہ قدرت بخشی ہے کہ ہم جو چاہیں کر لیں اور ہم بھی بتان بزرگ کے نظر کردہ ہیں بعدہ اطلاع
دیجاتی ہے کہ اے توراج بدرگ واضح ہو کہ میں بادشاہ فارس ہوں میرے باپ دادا اصل میں بت پرست تھے
لیکن افسوس ہے کہ یہ خدا پرست ہو گئے ہر طرح زبردست ہیں اور مجھ میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ خدا پرستوں کے
سامنے دم مار سکوں اور ہمارا سردار بھی کوئی ایسا نہ تھا جسکی سرپرستی سے ہم کچھ کر سکتے بارے تمہارا اسطرف وارد
ہونے کا اتفاق ہوا ہم بہت خوش ہوئے ہمارا بہت دل چاہتا تھا کہ ہم تم تک پہونچے لیکن اس بات سے مجبور
ہیں کہ چند پہلوان ہماری نگرانی کے واسطے خدا پرستوں نے مقرر کیے ہیں اگر انکو کچھ بھی شبہ میرے تمہاری
طرف میلان کا ظاہر ہو جائے تو ہرگز زندہ نہ چھوڑیں ایسی حالت میں بجز سکوت کے کیا چارہ ہے میں چاہتا ہوں
کہ تمہارے پاس آؤں مگر کیا کروں کہ اگر خدا پرستوں کو معلوم ہو جائے گا پس وہ میری ہلاکت کے درپے ہو جاویں گے
اور اسوقت کوئی چارہ کار نظر نہ آئے گا تم کو چاہیے بمجرد دیکھنے اس تحریر کے فوراً اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ تاکہ ہم
اور تم بالاتفاق یکدگر خدا پرستوں سے انکی سرکشی کا عوض لیں اور سبائل میں بت پرستی کو رواج دیں ہمارے
تمہارے متفق ہو جانے میں خداوند بت بزرگ کا خوش ہونا متصور ہے فقط جب اس مضمون کا نامہ توراج
کی نظر سے گذرا بہت خوش ہوا اور کہا اے سفید ریش تو کون ہے اسنے کہا اے توراج بدرگ میں شاہ سلیمان کا
وزیر ہوں اور خدمت وزارت کو بھی بجا لاتا ہوں توراج نے خلعت گران بہا اسکو دیا اور کہا تم جاؤ اور
کہدو کہ جب میں ملک سبائل میں پہونچونگا قلعہ میں بھی آؤنگا شاہ سلیمان غرض توراج سے رخصت ہو کے
بدک سبائل کیجانب روانہ ہو گیا خبر اخیر چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں اہرمن فیل پا ایک پیر زال کی شاہ
ملازم توراج چلا جاتا تھا اسنے جو شاہ سلیمان کو دیکھا کہ توراج کی طرف سے چلا آتا ہے بہت متعجب ہوا
بعجلت تمام توراج کے پاس گیا اور کہا اے توراج اسوقت میں نے شاہ سلیمان کو اسطرف سے جاتے دیکھا نہایت
تعجب ہوا کہ یہ اسطرف کیونکر آیا تھا توراج نے کہا ہرگز شاہ سلیمان یہاں کہاں البتہ شاہ سلیمان کا
وزیر یہاں آیا تھا اور یہ نامہ بھی شاہ سلیمان کا لایا تھا ابھی یہاں سے گیا ہے شاید وہی ہوگا جسے تجھے

شاہ سلیمان کا دھوکا ہوا اہرمن فیل پا نے پوچھا مضمون نامہ کا کیا تھا توریج نے اُس نامہ کے مضمون
کو سنایا اہرمن فیل پا نے کہا اے توریج میں ہرگز نہیں کہہ سکتا ہوں کہ وہ نامہ بر شاہ سلیمان کا وزیر تھا بالفرض
خود شاہ سلیمان تھا میں نے بخوبی اُسے غور سے دیکھا شاہ سلیمان بذات خود تھا اور یہ ایک حیلہ تھا کہ نامہ خود
لایا غرض اسکی یہ ہو کہ تم کو ساحل میں لیجا کے گرفتار کرے توریج نے اسیوقت اسلحہ سے اپنے کو آراستہ کیا اور سلیمان شاہ
کے عقب میں روانہ ہوا اور شاہ سلیمان کی خبر نہیں چلا جاتا تھا حتی کہ توریج بدرگ بعد جد و جہد تمام شاہ سلیمان کے
قریب پہونچ گیا نعرہ مارا کہ باش اے سر باچہ سفید آب میں تجکو کب چھوڑتا ہوں مجکو کیا معلوم تھا کہ تو اس عیاری سے
میرے پاس آئے گا اور میری ہلاکت کے درپے ہو جا مگر اب میں اسی وقت تجھے ہلاک کرتا ہوں ہرگز زندہ نہ جانے دیتا اب
بھی خیریت ہوئی کہ میرے عیار طرار نے تجھے دیکھ لیا اور مجکو تیری مکاری کی اطلاع دی یہ کہا اور مرکب کو دوڑا کے شاہ سلیمان
کے روبرو آیا شاہ سلیمان نے جب دیکھا کہ یہ مرد کس ارادہ سے آیا ہوا اور بغیر رد و بدل کوئی چارہ نہیں ہے تیر سہ پہلو کو چلہ
کمان میں جوڑ کے توریج بدرگ کی جانب رہا کیا وہ تیر توریج پر نہ پڑا البتہ توریج کے مرکب کی پیشانی پر پڑا اور اسکی
دم سے نکل گیا اور مرکب بیجان ہو کے دیوار کہنہ کی طرح دھم سے زمین پر گر رہا توریج بھی جست کر کے پشت اسپ
سے زمین پر آیا ورنہ سخت صدمہ پہونچتا اودھر شاہ سلیمان نے جو اسقدر فرصت پائی وہاں سے چلدیا اہرمن وہاں
موجود تھا توریج بدرگ کو پیادہ پا دیکھ کے دوڑا ہوا گیا اور دوسرا مرکب حاضر کیا توریج سوار ہوا اور پیچھے
شاہ سلیمان کے تعاقب میں روانہ ہوا دل میں کہتا تھا کہ افسوس میرا مرکب تیر کھا کے ہلاک ہو گیا ورنہ شاہ سلیمان
کو زندہ نہ جانے دیتا سلیمان تیز اور تیز چلا جاتا تھا اور ہر مرتبہ عقب کی جانب پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا یکایک
سامنے دور سے ایک گرد نمایاں ہوا دل نے کہا بخشش شد و رشد نہیں معلوم یہ گرد کیسی ہے مبادا کوئی دشمن پیدا ہوا اور
میرا سد راہ ہوا تو اس جانب توریج بدرگ کا خوف ہے اب کسی طرح جان نہیں بچے گی کیا معلوم تھا کہ ایسا تعجب
ظہور میں آویگا ورنہ کیوں ایسی جرأت کرتا اتنا سنکے دامن گرد چاک ہوا دیکھا تو قارن بن زلازل بن بدر اتنی
ہزار سواران جرار و آتش بار کی جمعیت ہمراہ لیے چلا آتا ہے اور آتے ہی شاہ سلیمان کا سدراہ ہوا شاہ سلیمان
نے نفس سرد بھر کے بجائے خود کہا اے سلیمان جو کچھ میں ابھی سوچ رہا تھا اسکا سامنا ہوا اب کہاں بھاگ کے
جا سکتا ہوں عنقریب توریج بدرگ یہاں پہونچا چاہتا ہے دونوں میں سے ایک ضرور میری ہلاکت کا باعث ہوگا
قارن نے بآواز بلند کہا اے شاہ سلیمان میں تو تیری تلاش میں تھا بارے آج تجکو پالیا اب میں تجکو زندہ نہیں
چھوڑونگا اگر خیریت چاہتا ہے تو جسطرح اسوقت کھڑا ہے اسی طرح مقیم رہ تاکہ میں تجھے گرفتار کرلوں اگر تو کسیطرح
کا حوصلہ رکھتا ہے مجکو بھی منظور ہے لیکن بجاے خود تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ تو میرے ہاتھ سے صحیح و سلامت
جان نہیں لیجاویگا شاہ سلیمان نے اسکی بات کا تو کوئی جواب نہ دیا البتہ بقوت تمام شمشیر آبدار
کا وار قارن پر کیا قارن بھی فن سپہ گری سے ماہر تھا اُسنے بسہولیت و درستی جو اس شاہ سلیمان
کے وار کو رد کیا اور کہا اے شاہ سلیمان بس یہی تجھ میں جرأت تھی یا اور بھی ہے شاہ سلیمان کا
اسکے اس طعن سے غصہ آیا دوسرا وار اُسکے سر پر کیا اس نے اُس وار کو بھی رد کیا پھر بچالاکی تمام
قریب آکے شاہ سلیمان کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کر کے کہا اے شاہ سلیمان
دیکھا تو نے میرے مقابلہ کے نتیجہ کو کاش کے تو پہلے ہی میرے مقابلے سے باز آیا ہوتا تو کیوں
اس قدر طول کھینچتا جتا تجھے زمین پر دے ماروں کہ تیرے تمام اعضا شکستہ ہو جائیں

شاہ سلیمان کے حواس باختہ ہو گئے قارن نے جب کچھ جواب نہ پایا شاہ سلیمان کو بستہ کرکے روانہ
ہوا اور اثنائے راہ میں دیکھا تورج بدرگ چلا آتا ہے اُسنے جو دیکھا کہ شاہ سلیمان کو گرفتار کر لیا ہے دوڑ کر اُس
کے قریب آئے کہا یہ کون ہے جسکو تو نے گرفتار کر لیا ہے اُسنے کہا کوئی ہے تو کون ہے تورج نے کہا میں اسکے
گرفتار کرنے کا حق رکھتا ہوں یہ میرا دشمن ہے اسی میں خیریت سمجھ کہ اسکو میرے حوالہ کر دے اور تو
بت پرست ہوجا اور اگر تو میرے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہتا ہے پس آ میرا مقابلہ کر قارن نے کہا ای تورج تو بیکار
اس بارہ میں جد و جہد کرتا ہے میں شاہ سلیمان کو ہرگز تیرے حوالے نہ کرونگا دوما خیال کر میں نے بکوشش
تمام گرفتار کیا ہے کیونکر دے سکتا ہوں اور اگر تجھکو مجھسے جنگ و حرب کرنا منظور ہے بس میں عاجز نہیں
ہوں سہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان + بلمان کیانی و گرز گران + تورج نے خنجر کا وار قارن پر کیا
قارن نے اس وار کو رد کرکے تلوار کا وار کیا تورج نے بھی اس وار کو پشت شمشیر پر روکا قارن نے
دوسرا وار کیا تورج بدرگ نے اس وار کو بھی رد کیا حتے کہ تین وار قارن کے تورج نے رد کیے چوتھا وار
کرنے کو تھا کہ تورج نے اُسکے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا قارن بھی نہایت چست و چالاک تھا اُسنے اسکے
کمربند کی جانب ہاتھ بڑھایا دونوں میں کاوزوریان خوب ہونے لگین کبھی یہ اُسکو چند قدم پسپا کرتا تھا اور
کبھی وہ اسے پسپا کرتا تھا حتے کہ ایک شبانہ روز جنگ زور دست و بازو ہوتی رہی تیسرے دن دو
پہر تک یہی حال رہا بعد زوال آفتاب تورج بدرگ نے قارن کو سر سے بلند کر لیا اور کہا ای قارن
اب تو اپنے ارادہ کو ظاہر کر اگر مجھ سے مخالفت کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے بیان کر کہ میں تیرا کام تمام کروں
اور اگر مجھسے موافقت کرنا چاہتا ہے تو میں رہا کروں قارن نے کہا ای تورج پہلے اس امر سے مجھے
اطلاع دے کہ میں کیا کہوں جس سے تم مجھے اپنے سے موافق سمجھو گے تورج نے کہا میں اپنے
سے موافق سمجھوں اگر تو بت پرستی اختیار کرے قارن نے کہا مجھے منظور ہے تورج نے آہستہ زمین پر
رکھدیا اور کہا کہ میں یکہ و تنہا سبائل میں جاتا ہوں میرے جانے کے بعد تو بھی وہاں پہونچ جا
قارن نے قبول کیا تورج یکہ و تنہا سبائل میں پہونچا جب دروازہ سبائل میں داخل ہوا باواز
بلند کہا کون ہے میرا مرد مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے ورنہ میری اطاعت اختیار کرے لحی سہمان
آیا اور مقابلہ کیا تا دیر دونوں میں رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے ایسا وار تلوار کا کیا کہ لحی سہمان
دو لخت ہوکے زمین پر گرا بعضوں نے لحی سہمان کا عوض لینا چاہا تورج نے لیرا شا نکو بھی ہلاک
کیا اس عرصہ میں قارن بھی مدد کو پہونچ گیا تمام رعایائے سبائل خوف جان سے بت پرست
ہوگئی اور تورج کا لشکر بھی سبائل میں پہونچ گیا تورج نے باطمینان تمام سبائل کا بندوبست
کیا بعدہ مرو الامان کی جانب روانہ ہوا تورج بدرگ کو مرو الامان کی جانب روان رکھا جاتا
ہے اور حال شاہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے

ارے دلکو شوق فغان نہیں ہے لب تک آتی دعا نہیں
نہ سبب تجھے و مانع نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
عجب اسکا کیا نہ سماؤں میں جو خیال تیرے ہے دوست میں
پر خلاف ہو لیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی

وہ جو رہین ہین تیری بات میں وہ جبر ہے وہ جس میں جدا نہیں
انہیں کس طرح سے دکھاؤں میں وہ جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں
وہ رقیب امر ہوں کہ گذر نہیں وہ مکان ہوں کہ پتا نہیں
کوئی گل کھلے بھی تو بو نہ دے کہیں حسن ہے تو وفا نہیں

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہی ہماری خو | کہ علاج اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین
مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا | نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین
مرے آگے اسکو دوست ہو یہ مجال کیا ہی رقیب کی | یہ ہجوم جلوہ یار ہی کہ چراغ خانہ کو جا نہین
جبین لوکہ سیکڑون مدعیان جلین کر جیب اٹھوای فلک | بجز اسکے آتش طور پھر کوئی اسطرح لی ہوا نہین

[illegible] سخن سنج و دانا ... [illegible] زیب + عروس سخن را چنین داد زیب + کہ جب شاہزادہ نامدار یعنی بدیع الملک عالی وقار مع یاران دست راست حمزہ ثانی سے برخاستہ خاطر ہوکے نگارستان کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین انواع واقسام کے واقعات روبکار ہوئے چند روز کے بعد ایک بحر مواج کے کنارے پہونچا ایک کشتی پر سوار ہوا کشتی روانہ ہوئی دو پہر تک وہ کشتی بہمہ جہت محفوظ سطح آب پر روان رہی یکایک ہواے تند کا جھونکا آیا ملاح نے کہا ہوا کا رخ خراب ہی طوفان کے آثار معلوم ہوتے ہین سواران کشتی خبردار ہو جائین یکایک طوفان آیا عنان کشتی ملاح کے اختیار سے رہا ہو گئی اب یہ حال ہی کہ کشتی کبھی جانب مشرق تہ و بالا ہوتی چلی جاتی ہی اور کبھی جانب مغرب اور تاریکی اسقدر پھیلی کہ کچھ نظر نہ آتا تھا القصہ روز و تمام رات یہی حال رہا بدیع الملک اور تمام یاران ہمراہی زندگی سے ناامید ہوئے کلمہ طیبہ پڑھکے ایک نے دوسرے کو آگاہ کیا اور کہا یارو تم مین سے اگر کوئی زندہ و سلامت ساحل نجات پر پہونچ جاے تو ہمارے متعلقین کو ہمارے حال کی خبر کرے صبحکو وہ طوفان برطرف ہوا روشنی ہوئی کشتی ایک جزیرہ کے کنارے پہونچی کشتی سے اترے چند قدم راہ طی کی تھی کہ دیکھا ایک قافلہ تاجرون کا مقیم ہی شاہزادے نے شاپور کو بھیجا کہ اس قافلہ کی کیفیت دریافت کر لاؤ شاپور اس قافلہ مین پہونچا ایک شخص سے جو اسی قافلہ کا تھا پوچھا برادر یہ قافلہ کس کا ہی اسنے ازسرتاپا شاپور کو غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو جو اس قافلہ کا حال دریافت کرتے ہو شاپور نے کہا برادر کچھ مضائقہ نہین ہی اگر تم اس قافلہ کی کیفیت بیان کردوگے اسنے کہا کیون نہین مضائقہ ہی اگر تم لوٹ لینے کے ارادے سے اس قافلہ کا حال پوچھتے ہو شاپور ہنسا اور کہا یہ تمھارا فقط خیال ہی خیر نہ بیان کرو صرف یہ بیان کردو کہ یہ قافلہ کسطرف سے آیا ہی اسنے کہا یہ قافلہ کوچک باختر کی طرف سے آیا ہی شاپور بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اہل قافلہ حقیقت حال کو قافلہ کے نہین بیان کرتے صرف اسقدر دریافت ہوا ہی کہ یہ قافلہ کوچک باختر کیجانب سے چلا آتا ہی بدیع الملک نے کہا قافلہ سالار سے ملاقات کرنا چاہیے تاکہ کچھ حال کوچک باختر کا دریافت کرین شاپور نے کہا مشکل ہی قافلہ سالار یہان آنے سے انکار کرے تو عجب نہین جب حقیقت حال قافلہ کو بیان کرنے مین انکار ہی تو یہان آنا کیسا مگر جاتا ہون تا اینکہ بار دیگر قافلہ مین پہونچا لوگون نے پوچھا تو کون ہی اور کیون آیا ہی شاپور نے کہا مین اس قافلہ کے خواجہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہون اہل قافلہ نے سالار قافلہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص ملاقات کو آیا ہی اسنے شاپور کو اپنے پاس بلایا قافلہ مین آنے کا سبب پوچھا شاپور نے خلاصہ حال جسطرح مناسب جانا بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ بدیع الملک تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہی سالار قافلہ نے بعد تامل بسیار کہا بہتر ہی چلو اور شاپور کے ہمراہ ہوا شاپور خواجہ کو بدیع الملک کے پاس لایا خواجہ نے بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا بدیع الملک نے جواب دیکے اپنے پاس بٹھایا اور کہا اے خواجہ مین نے تم کو اسوقت خاص اس

غرض سے یہاں آنے کی تکلیف دی ہے کہ میں نے سنا ہے تم کوچک باختر سے آئے ہو اور مجھکو کوچک باختر
کا حال دریافت کرنا منظور ہے اگر تم مناسب جانو تو بیان کر دو اور یہ بھی بیان کرو کہ تم کون ہو اور تمھارا نام
کیا ہے سالار قافلہ نے کہا اے شہریار والا تبار آگاہ ہو کہ میں خواجہ قاروش کا بیٹا ہوں اور میرا نام خواجہ اوزم
ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ فی الحال تورج خان نام ایک بت پرست نمودار ہوا ہے اُسنے ابتدا ہندوستان
سے خروج کیا چار ہزار جزیرہ ہندوستان کے سخر کیے ایران میں پہونچا اور وہاں ہنگامہ عظیم برپا کر کے توران
میں آیا اور وہاں بھی خوب ہنگامہ برپا کر کے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہاں سے پاے تخت کاؤسی
میں آیا اور رستم خان کو بجد و جہد تمام گرفتار کیا پھر کوچک باختر میں پہونچا اور لہراسپ نجاب کو قید کیا اور تمام کوچک باختر
میں بت پرستی کو رواج دیا اسکے بعد ہفت در بند باختر کیطرف متوجہ ہوا وہاں کا حال مجھکو معلوم نہیں کیونکر وہ
ہفت در بند باختر میں پہونچا ہی تھا جو میرا وہاں سے چلا آنا ہوا اب مجھکو وہانکا حال مطلق نہیں معلوم ہے بدیع الملک
ہر کیطرف متوجہ ہوا اور کہا شہریار یہ وجہ تھی کہ خداوند عالم نے مجھکو یہاں پہونچایا نورالدہر نے کہا ہاں یہی وجہ ہے
پس اسیوقت اسباب سفر باندھا گیا اور رسائل اور ذوی الامان کی طرف روانہ ہو گئے

اب لکھو ذوی الامان اور رسائل کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور فرعون شاہ کا حال قلمبند کیا جاتا ہے

کہ محافہ نشین فرعون کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور تواریخ فسانہ کی باتیں ہو رہی تھیں یکایک فرعون
محافہ نشین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جان من تجھکو کیا ہو گیا ہے کہ تیری توجہ میری جانب نہیں ہے اگر کوئی وجہ
خاص ہو تو بیان کرو خاصے خداوند صاحب قدرت و جلال سے ایسی بے التفاتی کرنا بندگان
خاص صاحب اخلاص سے نہایت بعید ہے محافہ نشین نے کہا اے خداوند میں تمام سرداران حمزہ کو گرفتار اور بستہ کر کے تیرے
حوالہ کرتا ہوں تجھکو اختیار ہے اگر منظور ہو انکو ہلاک کر ورنہ قید و بند میں رکھو لیکن شرط یہ ہے کہ رستم ثانی کا
تعلق اپنے سے نہ رکھو اسکا ہمہ جہت اختیار مجھکو دے اس شرط کا منظور کرنا ضرور تجھ پر فرض ہے ورنہ تو
جانی و کار تو فرعون نے قبول کیا اور کہا ہاں ضرور یہ شرط مجھکو منظور ہے محافہ نشین نے کہا کہ مجھکو بھی
کچھ عذر نہیں ہے اور اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب سامان جنگ مہیا اور آراستہ
کیا گیا صبح کو دونوں لشکر میدان حرب میں آکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا وہ
محافہ نشین تھا اور باواز بلند کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج تک تم کو خداوند فرعون کی
جانب سے تعلیم و تلقین کی گئی تم نے خدائے نادیدہ کی پرستش کو چھوڑا اور خداوند بزرگ کی قدرت
اور جلال پر اعتقاد نہ لائے اسوقت بھی تم کو حسب دستور انعام اور تفہیم کیجاتی ہے کہ اپنے گناہ گذشتہ
کی معافی مانگو اور خداوند فرعون پر ایمان لاؤ اس صورت سے تم سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا جائیگا
ورنہ یہی گوہر یہی میدان ہے تمھارے افعال کی سزا دیجائے گی یہ کلمات سنکے ملک قاسم کو تحمل کی
تاب نہ رہی برنگ صرصر کے میدان میں آیا اور کہا او مکار یہ کیا بات بےمعنی و بیہودہ زبان
پر جاری کرتا ہے + بیار انچہ داری ز مردی بکار + کمان کیانی و گرز گران + محافہ نشین نے سمجھا یہ
شمشیر آبدار کا وار کیا ملک قاسم نے اس وار کو بضرب شمشیر رد کیا اور کہا + ز روی حرب
ندیدہ حریف را فراموش کن + مرد دین و دنیا فراموش کن + اور خنجر سرتیز کا وار کیا محافہ نشین نے بہ
چستی اور بہ چالاکی اس وار کو رد کیا ملک قاسم نے غصہ میں دوسرا وار اسی وقت پھر کیا

اسنے اس ہوا کو نہایت خوبصورتی سے روکلیا کہ دیکھنے والون کی زبان پر واہ واہ کی صدا ہر چہار طرف سے
بلند ہوتی تھی کہ ملک قاسم نے تین وار اور بھی دربدر دیئے اور قریب آکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کیا اور کہا اے خدا پرست اب بھی خیریت ہی اگر تو خداوند فرعون پر ایمان لا ورنہ اس زور سے زمین پر
دے مارونگا کہ تو نقش زمین ہو جائیگا ملک قاسم نے اس بات کا کچھ نہ جواب دیا محافہ نشین نے
اسکے سکوت کے سبب سے برہم ہوکے اس زور سے زمین پر مارا کہ ملک قاسم قریب تھا کہ ہلاک
ہو جائے بعد ازان محافہ نشین نے گرفتہ و بستہ کرکے فرعون کی خدمت مین بھیجدیا اور بار دیگر آواز بلند
لگائی کہ اے خدا پرستو اب تم مین سے کون ایسا پہلوان ہو کہ جو میرے مقابلہ مین آوے یہ سنکر اب کی بار
علم شاہ رومی میدان مین آیا اور باواز بلند کہا منم علم شاہ رومی شہ قبیل زور ۔ خلاصہ یہ ان دونو مین
بھی بہت کچھ ردو بدل ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ علم شاہ رومی بھی محافہ نشین کے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا
راویان اخبار تازہ اور محرران مضامین بے اندازہ اس مقام پر اس طرح پر قلم فرسا ہوئے ہین کہ اسی
طرح کئی روز یعنی سات روز تک جنگ و حرب رہی اور مآل یہ ہوا کہ محافہ نشین نے تمام سرداران دست
چپ کو مع ایرج گرفتار کر لیا اب لشکر اسلام مین مع سعد شہریار چار شخص رہ گئے ایک
تجمیل بانہ دوسرا اسلیمان ثانی تیسرا رستم ثانی چوتھا سعد شہریار لیکن جس سبب بارگاہ
مین آئے نہایت متردد اور متوحش تھے ایک دوسرے سے کہتا تھا یارو نتیجہ اس واقعہ کا کیا ظہور
مین آئیگا اس وقت تو بجز خرابی کے کوئی صورت بھلائی کی نظر نہین آتی چند شخص جو ابتک
باقی رہ گئے ہین انکی بیداری مین بالیقین وہ بھی گرفتار ہو جاوینگے یا ہلاک ہونگے غرض جو کچھ ہے
ظہور مین آیا عجیب رنگ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہی ۔ من در چہ خیالم و فلک در چہ خیال ۔ کارے کہ خدا
کند فلک راچہ مجال ۔ سعد بادشاہ نے کہا نتیجہ اس خرابی کا اسطرح پر دریافت ہوگا جاؤ
خواجہ سیاوخش اور خواجہ وریازل کو بلا لاؤ ملازم فوراً گئے اور خواجہ زادون کو لے آئے خواجہ
زادون نے سعد کو سلام کیا سعد شہریار نے بعد جواب سلام کے کہا اے واقفان رموز باطنی فی الحال
جو کچھ واقعات درپیش ہوئے اس سے یقیناً تم کو اطلاع ہو اور اس سے بھی واقف ہوگے کہ
جو کچھ آج تک نقصانات وقوع مین آئے اور آئندہ فی الحال سواے خرابی کے کوئی بھلائی کی
صورت نظر نہین آتی لطیفہ غیبی کا ذکر نہین تم کو اسوقت خاص اس غرض سے تکلیف دی
ہو کہ آزادی علم رمل اور قواعد نجوم سے دریافت کرو کہ آئندہ کیا نتیجہ ظہور مین آئیگا یعنی فرعون
ملعون کے مقید مین لوگون کو بھی سبقت کو پہنچائیگا اور حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہائی پاوینگے
یا نہین اور اگر رہائی پاوینگے تو کس کی کد و کوشش سے خواجہ زادون نے نقشہ کھینچا قواعد نجوم
جاری کیے بروج کا حساب لگایا اور نتیجہ استخراج کرکے کہا اے سعد مبارک پادشاہی کہ حاصل
میکنند ۔ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ۔ ہم کو از روے رمل اور قواعد نجوم کے یہ دریافت
ہوا ہے کہ ہزار رستم ثانی اور آپ کد و کوشش کرینگے یا علاوہ رستم ثانی کے تم مین سے کوئی
کیسی ہی کوشش کرے گا مگر حمزہ ثانی کا فرعون کی قید سے رہا ہونا غیر ممکن معلوم ہوتا ہی
البتہ شہریار والا تبار بدیع الملک عالی وقار اگر ذرا سی بھی توجہ مین مصروف ہوگا تو یہ عقدہ

بسبب دولت تمام حل تورج و بیگی کیونکہ از روے رمل معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ ثانی گرفتار ہوا ہے قید فرعون سے
خاص شہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے رہائی ہوگی تو جلدی کسی شخص کو بدیع الملک کی خدمت
میں بھیجنا چاہیے تاکہ وہ حمزہ کے قید ہونے کی اسکو اطلاع دے اور وہ دلاور دوران یہاں آکر
حمزۂ ثانی کو قید فرعون شاہ سے رہا کرے اور ای شہریار والا تبار علاوہ اس سوال کے جو تم نے
اسوقت کیا ہے ایک اور خبر تازہ تم کو دیتے ہیں کہ ملک باختر میں ایک گبر بدشعار ہندوستان سے
خروج کرکے آیا ہے اُسنے ایران اور توران و ملک کوچک باختر میں ایک قیامت عظیم برپا کر رکھی ہے
جہان جاتا ہے بت پرستی کو رواج دیتا ہے اور خدا پرستوں کو گرفتار اور ہلاک کرتا ہے آبادی مشتہر بندگان
خدا اُسکے دست ظلم سے ہلاک ہوئے اور اکثر تباہ و برباد ہوئے اور [illegible] واضح ہوتا ہے کہ وہ گبر شریر کوئی غیر
نہیں ہے بلکہ اولاد اکبر سے ہے انشاء اللہ الرحمان جسوقت بدیع الملک کی کوشش سے وہ اجتماع
قید و بند سے رہا ہونگے اور ذودی الامان میں پہونچ گئے وہ گبر بدکیش بھی شہزادہ بدیع الملک
کے ہاتھ سے گرفتار ہوگا ور بندگان خدا کو اسکی شرارت سے امان ملیگی بس اسقدر علم رمل سے
حال دریافت ہوا جو معرض بیان میں آیا سعد بادشاہ اپنے یاران ہمراہی کی طرف متوجہ ہوا اور
کہا کہ تمھاری کیا راے ہے آیا شہزادہ بدیع الملک کے پاس کوئی آدمی زبانی خبر کے واسطے
بھیجا جاوے یا بذریعہ تحریر اطلاع دیجاوے سب نے متفق اللفظ کہا ہمارے نزدیک بذریعہ
تحریر ہی اطلاع دینا مناسب ہے چنانچہ میر منشی کو حکم دیا کہ جلد نامہ تیار کرو میر منشی نے اسیوقت
نامہ تیار کیا اور سعد بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا سعد بادشاہ نے اول تو آخر اس نامہ
کو پڑھا اور آخر میں اپنی مہر ثبت کرکے عمر ثانی کو دیا اور کہا کہ ای عمر ثانی تم دیکھتے ہو کہ مسلمانوں
کی ترقی عنقریب تمام ہوا چاہتی ہے جسطرح اور مسلمان گرفتار ہوگئے بالیقین ہمارا بھی یہی حال
ہوتا ہے پس اس نامہ بری کے واسطے تمھیں مناسب معلوم ہوتے ہو بعجلت تم جسطرح ممکن ہو
اس نامہ کو شہزادہ بدیع الملک کی خدمت میں پہونچاؤ عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ ای
شہریار میں مخدوم خدام بارگاہ ہوں کسی حکم کی تعمیل میں عذر نہیں کر سکتا مگر قابل غور یہ بات ہے کہ
ذودی الامان یہاں سے ایک برس کی راہ ہے آمدرفت کے لیے دو برس چاہیے ایک برس جانے
کے واسطے اور ایک برس واپس آنے کے واسطے پس اس صورت میں سعد تو [illegible] میری
بجا امید ہم + اسکا مضمون صادق آیا سعد شہریار کو تردد ہوا خواجہ باروں نے کہا ای عمر ثانی
نے جتنا اس نامہ بری کے واسطے دو سال کا عرصہ درکار ہے لیکن ہماری راے یہ ہے کہ تم تری کی راہ سے قطع
نظر کرو اور خشکی کی راہ اختیار کرو مگر اس بات کا خیال رکھو کہ خشکی کی راہ میں آفتیں بہت ہیں اس
راہ سے کوئی نہیں جاتا ہے اور بالفرض اگر کسی نے اس راہ کو اختیار بھی کیا تو یہ خرابی واقع ہوتی
ہے کہ جو گرد راہ روی سیر سے اڑتی ہے اور اسکی آنکھوں میں پڑتی ہے بزور آنکھ نابینا کر دیتی ہے پس اگر اس
راہ کو اختیار کرو تو یہ خیال رکھو کہ اس گرد کا اثر تمھاری آنکھ تک نہ پہونچنے پاے خواجہ عمر
نے کہا ای واقف امور باطنی بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اس راہ کو اختیار کروں اور گرد راہ
سے محفوظ رہوں اسلیے یہ معنی نہیں ہیں لہذا انھوں نے خوف سے سعد شہریار کے حکم کی

تعمیل سے چشم پوشی کروں بلکہ ایک واقعی امر کا اعلان کیا ہے اور تعمیل حکم کے واسطے بسر و چشم موجود ہوں بالفرض زوال بینائی کیا جان کا بھی ضرر ہو خواجہ زادوں نے کہا اے خواجہ عمر گھبراؤ نہیں ہمارے پاس ایک روغن ہے اور ایک سرمہ ہے جس وقت اس راہ میں قدم رکھو اس روغن کو اپنے کف پا میں مل لو اور وہ سرمہ آنکھوں میں لگا لو اس صورت میں ہرگز اس راہ کی گرد تمھاری آنکھوں کو کسی طرح کا صدمہ نہیں پہونچا سکیگی اور نہ کسی دوسرے اعضا کو تمھارے ضرر پہونچے گا خواجہ عمر نے کہا کیا مضائقہ ہے خواجہ زادوں نے روغن و سرمہ دیا خواجہ عمر نے اس سرمہ کو آنکھوں میں لگایا روغن کو کف پا میں ملا اور بقیہ روغن و سرمہ اپنے پاس رکھ کے روانہ ہوا

اب خواجہ عمر کو نامہ لیے ہوے اس راہ پرخطر میں روان کیا جاتا ہے اور تورج کے حال میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

راوی لکھتا ہے کہ تورج چند روز کے بعد ملک سبا کل میں پہونچا اور چند روز بست کابل کر کے وہاں سے ذوی الامان کیطرف روانہ ہوا یہ خبر مظفر بن ضیغم کو پہونچی کہ شاہ سلیمان بھی گرفتار ہو گیا اور تمام ملک سبا کل پر تورج نے قبضہ کر لیا ہے مظفر بن ضیغم اس خبر کو سنکے بہت خوش ہوا اور تا دیر فکر میں سر نگوں بیٹھا رہا آخر اپنی جگہ سے اٹھا اور فرزوران کو بلایا قلعہ کے ہر چہار جانب عمیق خندق کھدوائی اسکو پانی سے مملو کیا پھر قلعہ میں داخل ہوا اور دروازے قلعہ کے بند کروا دیے دوسرا ہی روز تھا کہ تورج پندرہ لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوے آ پہونچا لوگوں نے خبر پہونچائی کہ مظفر بن ضیغم قلعہ بند ہو گیا ہے اور ہر چہار جانب قلعہ کے عمیق خندق میں پانی بھرا ہوا ہے جسکے سبب سے قلعہ میں داخل ہونا محال ہے تورج نے بکمال تمرد کہا کچھ تردد کی بات نہیں ہے اور تمام سواران ہمراہی سے قلعہ ذوی الامان کا محاصرہ کر لیا القصہ چار ہزار بادشاہان ایران و توران و ہندوستان وغیرہ باختر تورج کی قید میں ہیں اس گبر مکار نے اس گھمنڈ کی بنا پر قلعہ ذوی الامان سے ضرور حاکم ہو سکتا اور مظفر بن ضیغم کو بھی گرفتار کر لینگے زیر قلعہ مقیم ہو کے نقارہ جنگ بجوایا صبح کو قلعہ ذوی الامان پر دھاوا کیا اگرچہ بسبب حائل ہونے خندق کے قلعہ میں داخل نہ ہو سکتا تھا اور نہ کسی فصیل پر قلعہ کے کسی ذریعہ سے پہونچ سکتا تھا مگر اسقدر تیر و تفنگ کی بوچھار قلعہ پر کی کہ مظفر بن ضیغم اگرچہ محصور و محفوظ تھا تاہم قلعہ میں کچھ تعب نہ کر سکا مردمان ہمراہی کو حکم دیا کہ قلعہ کی دیوار کی پناہ میں چھپ جاؤ اور ان بدبختوں پر تم بھی تیر و تفنگ کا مینہ برساؤ غرضکہ دوپہر تک اسقدر تیر و تفنگ کی کثرت رہی کہ ممکن نہ تھا جو قلعہ پر پرندہ پر مار سکے بایں قلعہ فوج گبر کے حواس باختہ ہوے جاتے تھے اور اندرون قلعہ مظفر بن ضیغم خود بھی لڑائی میں جان لڑائے ہوے تھا بیرون قلعہ تورج بد رگ مردانہ و دلیرانہ جنگ کر رہا تھا اپنے تمام لشکر کو حملہ کرنے سے منع کیا اور خود و سپر بایک ہاتھ میں اور تلوار دوسرے ہاتھ میں لے کے مردانہ و دلیرانہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور پھر کشش تمام خندق کے کنارے پہونچ وہاں قلعہ کو ہر چہار جانب سے دیکھ کے چاہتا تھا کہ جست کر کے قلعہ پر پہونچے یکایک دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا کھلا اور مظفر بن ضیغم قلعہ سے باہر آیا خندق پر تختے رکھوا کے پل باندھا اور قریب تورج کے آ کے کہا او نابکار ناپاک مجھکو خوب معلوم ہے کہ تیرا ارادہ داخل قلعہ میں داخل ہونے کا ہے میں تیرا حریف آ پہونچا تورج نے کہا اے مظفر کیوں آیا ہے

بدانست کے دیر ہو خیریت اسی میں ہے کہ میری اطاعت قبول کر اور تلوار سے دست بردار ہو مظفر نے
تیغ آبدار کا وار تورج پر کیا تورج بدرگ نے ہاتھ بڑھا کے مظفر کی تیغ ہاتھ سے چھین لی اور دور
پھینک کے کہا دیکھا اے مظفر اب بھی خیریت ہے مظفر نے خنجر کا وار کیا تورج نے خنجر کو بھی چھین
کے دور پھینک دیا اور کمر بند میں ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کیا پھر زمین پر مارے ایک زانو پر اپنا
پاؤں رکھا اور دوسرے پاؤں کو گرفت میں لا کے مظفر کو مثل خیار کے دو حصہ کیا مظفر ضیغم
کے ہمراہیوں نے جو اس واقعہ کو دیکھا تمام قلعہ میں ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا بعدہ تورج بدرگ قلعہ
کی جانب متوجہ ہوا اسی اثنا میں تیرہ گرد پیدا ہوا تورج بدرگ متعجب ہو کے دیکھنے لگا جب
دامن گرد چاک ہوا بدیع الملک اور نور الدہر و بدیع الزمان و اسد غازی و کرب دلاور
ہمراہی فوج کثیر نمایاں ہوئے جب قریب پہونچ گئے دیکھی تورج بدرگ عنقریب قلعہ ذوالامان
میں داخل ہوا چاہتا ہے سب نے آپس میں کہا کہ فلان خیریت ہوئی کہ ہم اسوقت یہاں
پہونچ گئے ورنہ ناموس برباد جاتی شہزادہ فوج کفار سے لڑنے کو عقب میں روانہ ہوا اور کہا لعینوں ان
نابکاروں کو جانے نہ دینا تمام لشکر اسلام نے فوج کفار پر حملہ کیا اس طرف تورج بدرگ نے
جو شہزادہ کو اپنی فوج پر حملہ آور دیکھا قلعہ سے واپس آیا اور جنگ مغلوبہ میں شامل ہو گیا دیکھا
ایک جوان بست سالہ شمشیر آبدار کو لیے ہوئے آمادہ پیکار ہے سب سے بھڑ جاتا ہے شمشیر زنی کا گرد
بلند کر دو دو چار چار کو مار رہا ہے تورج نے نعرہ مارا کہ او خیرہ سر یہ کیا نابکاری فتنہ پردازی ہے اور راز جعل
جعل سازی اور مکاری ہے کہ ہماری فوج کے جوانوں کو باشتہ کر دیے ہیں بدیع الملک نے جب
تورج بدرگ کو دیکھا اور نابکار آواز سنی تھی میں آتش غضب ترقی میں تھا ہزار ہزار شیر سن
خدا سے بزرگ ہے میں تیرا سر کوب آہستہ کیا اور تو قلعہ ذوالامان کو تباہ و برباد کر دیتا تورج
نے کہا میری اوج ہی پر جیسا تم نے سوچا ہے شہزادہ نے کہا او مردود زبان بند کر بازو بکش تورج بدرگ
نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے سپر پر روکا اور اسکے گریبان میں ہاتھ ڈال کے ایسا
جھٹکا دیا کہ پشت مرکب سے زمین پر آرہا تورج بھی بالکل تمام پشت مرکب سے پڑا رہا اور
رد و بدل ہونے لگی تورج نے تلوار کا وار کیا تھا کہ شہزادہ نے اسکی کلائی کو گرفت
میں لا کے نکال دی اس طرف تورج بھی طاقت کو کام میں لایا اور سقف دونوں طرف
سے کشش و کوشش ہوئی کہ دونوں مرکبوں کے زانو زمین سے مس ہو گئے دونوں پشت
مرکب سے زمین پر آگئے اور جنگ زور دست بازو میں مصروف ہو گئے ایک طرف لشکر
اسلام صف بستہ استادہ تھا دوسری جانب لشکر کفار تماشا دیکھ رہا تھا فوج
کفار سے کچھ لوگ تورج بدرگ کی مدد کو بڑھے تھے کہ لشکر اسلام کے سرداروں
نے باواز بلند کہا اے نابکارو خبردار اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا ورنہ تم سب اپنے
سر پالوں سے دھو بیٹھو گے پھر شہزادہ بدیع الملک نے تورج سے کہا او مردود اپنے
اہل لشکر کو منع کر ورنہ جنگ مغلوبہ کی نوبت ابھی آجاوے گی اور میرے تیرے
درمیان زور و طاقت کا اندازہ نہ معلوم ہوگا تورج بدرگ نے باواز بلند اپنے

لشکر سے کہدیا ہے اور وہ بھی تمہارے کارہائے نمایاں کا وقت نہیں آیا ہے تھوڑی دیر توقف کرو میں ان
جوانوں کا قصہ پاک کرلوں تو پھر تمہاری باری آویگی اس فہمائش سے فوج کفار اپنی جگہ ٹھہر گئی القصہ
تین شبانہ روز تورج بدرک اور شہزادہ بدیع الملک سے میں کشمکش و کوشش ہوتی رہی خوب
خوب بست و کشاد رہی اگرچہ شہزادہ بدیع الملک ایک جوان دلاور اور بہادر دوران تھا مگر
تورج بدرک بھی شاہزادہ کو خوب خوب جواب دیتا رہا چوتھے روز بھی جب کوئی غالب و مغلوب
نہ ہوا اسد نے باواز بلند کہا ای بدیع الملک مجھکو نہایت تعجب ہے کہ تم اس کبر کے مقابلہ
میں اب تک سربر نہیں ہوسکے حالانکہ آج چوتھا روز اس ہنگامہ کو ہوا میرے نزدیک یہ
عوض ہوا کہ تم سے کچھ جوہر مت ہم پہنچی رستم ثانی کے کرتے رہے ای بدیع الملک اس وقت
سے خیال رکھو تو ہرگز کسی کے مقابلہ میں غرور اور دعوے بیمعنی نہ کرنا اور تورج بدرک
سے کہا ای بیوقوف تجھسے ہرگز امید نہ تھی کہ تو بدیع الملک کے مقابلہ میں ایسے زور و طاقت
کو دکھلانے لگا یہ کلام اسد کا شہزادہ بدیع الملک کو بہت ناگوار معلوم ہوا غیظ و غضب
میں آلودہ ہوکے دل میں منت [illegible] کی کہ اے [illegible] بیچارہ بیچارگان تو میری عزت اور
آبرو رکھ لے اور اس کبر و مکار پر مجھکو فتح یاب کر دیکھنا ایسا موقع ملا کہ بدیع الملک نے
اسکے کمربند میں ہاتھ ڈال دیا اور اٹھا کر [illegible] سر سے بلند کر لیا اور پھر بقوت تمام زمین پر مارکے
خوب مستحکم رسی سے بستہ کیا اور لشکر میں بھیجدیا بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ
اور قارن وغیرہ کبروں نے جب تورج کو بستہ دیکھا نہایت برہم ہوئے اور ایک ہی
دفعہ بدیع الملک کی جانب دوڑے بدیع الملک بھی دلیرانہ انکی طرف جھپٹا اس اثنا میں
اسد اور کرب بھی شہزادہ کی مدد کو تیغ [illegible] سب [illegible] کا سامنا قارن بن لازل کا ہوا
کرب نے نعرہ مارا کہ [illegible] کرب شہسوار [illegible] نظر کردہ شیر یزدان [illegible] قارن
نے کرب پر تیغ کا وار کیا کرب نے اس وار کو سپر پر روکیا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کے زمین پر مارا
اور گرفتہ و بستہ کرکے لشکر میں [illegible] اسکے مقابلہ میں بربر شاہ آیا اور خوب
رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے بربر شاہ کو گرفتار کرلیا پھر نورالدہر میدان میں آیا اور باواز
بلند پکارا کہ ای کبرو اب تم میں سے کسکی شامت [illegible] جو میرے مقابلہ کو آئیگا اس کے
مقابلہ کے واسطے بختیار شاہ آیا اور کہا ای جوان میں ہوں تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر نورالدہر نے کہا
تو نے دیکھا تیرے ہمراہیوں کو ہم مسلمانوں نے کسطرح گرفتہ و بستہ کرلیا اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے
تو دائرہ اسلام میں داخل ہو ورنہ [illegible] نشان + کمان کیانی و گرز گران +
بختیار شاہ نے تلوار کا وار کیا نورالدہر نے اسکے وار کو رد کیا اور ایسی تگا و ری اس نے
گھوڑے کو دی کہ اسکا گھوڑا آگے کے گرتے بچا آخر سنبھل کے چراغ پا ہوکے بھاگا بختیار شاہ
پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا دھم سے زمین پر گرا نورالدہر آتے ہی اسکے سینہ پر سوار ہوگیا
اور گرفتہ و بستہ کر لیا پھر داراب کشور کشا اور اختیار کا مقابلہ ہوا دیر تک رد و بدل رہی آخر
داراب شاہ نے بھی اختیار شاہ کو گرفتار کرلیا تو [illegible] رسید کہ لشکر کفار بہ کثرت

ہلاک ہوا اور بیشتر گرفتار کیے گئے اور جو باقی رہے اسلام قبول کیا باقی نے فرار لیا اور شکست کھا کے شاہزادہ
بدیع الملک و یاران با فتح و نصرت نے تمام مال و اسباب لوٹ بارگاہ کا پانچ کے خندری خاتون میں
پہونچے بادشاہان ایران و توران کو قید و بند سے رہا کیا سب کو خلعت دیا اپنی بارگاہ میں آکے مسند
حکومت پر متمکن ہوئے اس ہنگامہ آرائی کے ذکر ہونے لیے اسوقت عمر ثانی سعد شہریار کا نامہ
لیے ہوئے پہونچا موقف میں دست بستہ ہو کے آداب بجا لایا پھر دعا دے کے سعد شہریار کا نامہ جیب
سے نکالا بدیع الملک کے ہاتھ میں دیا بدیع الملک نے سربمہر کھولا نامہ کی تعظیم کی پھر ملفوفہ
وا کیا از اول تا آخر نامہ کو پڑھا لکھا تھا سرعنوان سلطان عالم را کہ عالم پرور ست بدانش و در راہ ایمان انس و
جان را رہبر ست + بادشاہ بادشاہان جہان نگار انس و جان + آنکہ با تیغ برّان آب و آتش از ان خوش ست
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خیر البشر و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد ای شہریار زمان شہنشاہ بدیع الملک
نوجوان بعد سلام سنت الاسلام بحضور گرامی پیام آنکہ فلان روز فلان تاریخ فرعون معہ تمام اپنے لشکر فراوان
آیا اور حمزہ ثانی بوز رہ عقاب میں جا پہنچا اور ایرج و ملک قاسم و علم شاہ رومی و ایرج ماہرو تمام
پہلوانان دست چپ فرعون ملعون کی قید میں مبتلا ہوئے ہیں اور بد نشین نے ہم کو نہایت پریشان
کر رکھا ہے اسوقت جس زحمت اور خرابی میں ہم مبتلا ہو گئے تھے اسکو ہمیں خوب جانتے ہیں حالت اضطراب
میں ہم نے خواجہ زادوں کو بلا کے حال دریافت کیا انھوں نے از روے علم رمل حکم لگایا کہ یہ فتنہ ہرگز اس
طرح رفع نہ ہوگا اور کسی طرح سرداران لشکر اسلام قید فرعون سے رہا نہونگے جب تک شہزادہ بدیع الملک
اس بارہ میں کد و کوشش نہ کرینگے اور ہر دسہ کر رہے نتیجہ استخراج کیا درانحالیکہ اس عقدہ کا حل ہونا
تمھاری کوشش پر موقوف ہے لہٰذا بمجرد دیکھنے اس نامہ کے جس ضروری کام میں مصروف ہو اسکو چھوڑ کے
اس طرف روانہ ہو اور جہانتک ممکن ہو جلد یہاں پہونچو اے شہزادہ والا تبار اس بات کو بخوبی یاد رکھو
کہ اگر جلد یہاں پہونچ گئے فہو المراد ورنہ آیندہ ہمارے تمھارے ملاقات قیامت میں ہوگی آیندہ تم کو
اختیار ہے جب اس مضمون کا نامہ شہزادہ بدیع الملک کی نظر سے گذرا آنکھوں میں آنسو بھر آئے نور الدہر
کی طرف دیکھا نور الدہر نے کہا اس نامہ میں کیا لکھا ہے اور کس کا نامہ ہے بدیع الملک نے کہا اے
شہریار یہ نامہ سعد شہریار نے میرے نام لکھا ہے بعدہ وہ نامہ دیا نور الدہر نے بھی اس نامہ کو پڑھا اور کہا
افسوس کیا زمانہ کی نیرنگیاں ہیں اسد نے پوچھا کیا ہوا نور الدہر نے کہا اس نامہ میں سعد شہریار
نے لکھا ہے کہ فرعون نے حمزہ ثانی کو بالاے عقاب میں قید خانہ میں بند کیا ہے اسد نے بھی بہت افسوس
کیا بدیع الملک نے نور الدہر سے کہا اے شہریار اس صورت میں کیا ارشاد ہوتا ہے اسد نے کہا
اے شہزادہ بدیع الملک اگرچہ بنا بر تحریر سعد شہریار حمزہ ثانی کا بالاے عقاب میں گرفتار ہونا
دریافت ہوا اور تم پر اس والا جاہ کی رہائی کو مقرر بتایا ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ حمزہ ثانی نے کیا سلوک
تمھارے ساتھ کیا انکو یہی زیبا تھا کہ بیہودہ گو لوگوں کے کہنے پر عمل کیا اور جھوٹ سچ میں امتیاز
نہ کر سکے انسان کو چاہیے کہ ہر ایک معاملہ میں حق کو ہاتھ سے نہ دے اگر تمھاری کد و کوشش سے
حمزہ ثانی رہا بھی ہوئے تو آیندہ انسے بھلائی کی کیا امید ہو سکتی ہے اور کیا اسوقت تک تم سے
کوئی کار نمایاں ظہور میں نہیں آیا پھر کیا قدردانی تمھاری حمزہ ثانی نے کی کیا اسی کو قدردانی کہتے

ہین کہ تمھارے حق کو خواہ مخواہ رستم ثانی کی جانب منتقل کر دیا خانہ زاد اول ہین موجود سے سمجھے
بدیع الملک نے کہا اے شہزادۂ والا نژاد لوازم انسانی سے یہ امر بھی ہے کہ کبھی اپنی نیک نفسی سے باز نہ
آئے اگر حمزہ ثانی نے ہمارے اور تمھارے ساتھ نیکی نہین کی ہر باشد ہم لوگ لازم نہین ہے کہ اُس والا جاہ
کی برابری کرین تم نہین جانتے ہو کہ وہ کس مرتبہ کا شخص ہے بس ایسا ذی مرتبہ شخص ہے کہ امیر بلند توقیر
نے جنگجوان نے اپنا جانشین کیا ہے اور ہم سب اُسکے تابع فرمان ہین بدیع الملک نے کہا ہان
یہ امر تو ہے [illegible] کو خلعت دیا فارغ ہوا اور بختیار شاہ اور
اختیار شاہ اور [illegible] سے حوالے کرکے کہا اے سلیمان شاہ تم زوالامان کو جاؤ اور اے بادشاہ
زادو تم [illegible] کے ہو ہماری طرف سے خاتونوں کو دعا کہہ دینا اور زوالامان
مین مقیم [illegible] سلیمان نے کہا اے والا جاہ آپکا تو حمزہ ثانی سے رہائی کی تقریب مین فرعونیہ میدان سے
جانے کا ارادہ ہے [illegible] تو ارشاد ہو کہ زوالامان مین تشریف آوری کا کب ارادہ ہے بدیع الملک نے
کہا انشاء اللہ تعالیٰ کے بعد رہا ہونے حمزہ ثانی کے مین زوالامان مین آؤنگا سعد بن قباد اور رستم خان
اور کامل خان بھی موجود تھے انھون نے کہا اے شہریار ہمارے بارے مین کیا ارادہ ہے بدیع الملک
نے کہا اے یارو تم سب اپنی اپنی فوجین لے کے اپنے ملک کو واپس جاؤ اگر زندہ ہین تو پھر تم سب سے
ملاقات ہو جاویگی ان سب نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے ہم بھی تمھارے ساتھ حمزہ ثانی کی خدمت
مین چلین گے بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جو کچھ مناسب معلوم ہوا تم سے کہا آیندہ تم کو اختیار
ہے اگر میرے ہمراہ چلنے کا ارادہ ہے تو مین مانع نہین ہون غرضکہ وہ دن اسباب سفر کے باندھنے مین گذرا
دوسرے روز شہزادہ بدیع الملک تورج کو ہمراہ لے کے فرعونیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ
مین دریا حائل تھا سب کشتی پر سوار ہوکے چلے تورج کو دیو بن قندز کے حوالے کیا تھا دیوانہ کشک آہن
ہاتھ مین لیے ہوئے شب و روز اُسکی پاسبانی کرتا تھا اور بدیع الملک سے ہر روز کہتا تھا کہ اے شہریار
والا تبار اس ناپاک کا زندہ رکھنا ہرگز مصلحت نہین ہے بدیع الملک کہتا تھا اے دیوانہ اُسکے خال و خط
اولاد صاحبقران کے مشابہ ہین اس لحاظ سے اُسکی ہلاکت مین تامل کیا ہے اور ارادہ ہے کہ اُسکو بادشاہ اسلام
کی خدمت مین لے چلین اس جواب سے دیوانہ خاموش ہو رہتا تھا اب یہ جزیرہ کے برابر پہونچے شب کو
ایک جزیرے محفوظ مین قیام کیا نصف شب گذری تھی کہ یکایک غلغلہ لشکر اسلام مین بلند ہوا کہ تورج شب کو
غائب ہو گیا دیو بن قندز شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا اے شہریار مین شب و روز اُسکی نگرانی
مین بہ ہوشیاری تمام مصروف رہتا تھا ایک لمحہ بھی منظر احتیاط اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے دیتا تھا آج
مین خیمہ سے بول کی ضرورت سے باہر گیا مین سمجھا کہ ہر چہار جانب خیمہ کے لوگ موجود ہین کون لیجا سکتا ہے اور
کسطرح گریز کر سکتا ہے لیکن جب بول سے فارغ ہوکے خیمہ مین آیا اُسکو مع طوق و زنجیر آہنی نہ دیکھا کچھ عقل
کام نہین کرتی کہ کون لے گیا اور کسطرح تورج خیمہ سے غائب ہو گیا اسقدر قصور تو ہو گیا ہے اُسکے عوض مین جو سزا
دیجاوے مناسب ہے شہزادہ شاپور کیطرف متوجہ ہوا اور کہا اے شاپور تو اسقدر لشکر سے غافل ہو گیا کہ آج تورج کو
حریف موقع پاکے چرا لیگئے شاپور اس خیمہ مین آیا جہان سے تورج غائب ہو گیا تھا پانون کے نشان دیکھ کے
شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جو تورج کے غائب ہونے کا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا

یہان سے تورج غائب ہوگیا پاؤن سے نشان دیکھ کے شہزادہ کے پاس آیا اور عرض کی شہریار مین سمجھ گیا جو
تورج کے غائب ہو جانے کا سبب ہوا شہزادہ نے پوچھا کون سبب ہوا اُسنے کہا یہ حرکت اُسکے عیار
اہرمن فیل پا کی ہی کیونکہ خیمہ مین جا بجا اُسکے پاؤن کے نشان موجود ہین شہزادہ اُس خیمہ مین آیا شاپور
نے پاؤن کے نشان دکھائے شہزادہ بدیع الملک سوار ہوکے تورج کی تلاش مین لشکر کے باہر آیا اور اُس
جزیرہ مین پھرتا رہا ناگاہ چالیس آدمیون کے مجمع کو دیکھا کہ چلے آتے ہین جب قریب پہونچے شہزادہ
بدیع الملک کو دیکھ کے سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا کیون بھائیو تم کون ہو اور کہان
چلے جاتے ہو اُنھون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اور اہل اسلام سے ہین اس جزیرہ مین ایک دزد رہتا ہی آشوب دزد
نام سے مشہور ہی جوان ہم بارہ ہزار آدمیون کا گروہ تھا تجارت کے واسطے انواع اقسام کی جنس ہمراہ
تھی نقد روپیہ بھی ہمراہ تھا اس دزد نے آکے بسہولت ہم سے ملاقات کی ہم نے مرد معقول سمجھ کر اُسکی
خاطرداری و مدارات کی وہ اسطرح ہمارا تمام حال دریافت کر کے گیا ہم کو مطلق اس بات کی اطلاع نہ ہوئی کہ
یہ دزد ہی کیونکہ اُسکے لباس کی وضع شائستہ اور گفتار کا طریقہ نہایت سلیس تھا دوسرے روز اُسنے شب خون مارا
ہم سب شمشیر بکف اُس سے مقابلہ کرنے کو آمادہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی وہ دزد اپنا سامان
جنگ درست کر کے آیا تھا ہم سب عالم غفلت مین تھے اسیوقت خواب سے بیدار ہوئے تھے اچھی طرح
سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ یہ آفت نازل ہوئی نوبت باینجا رسید کہ بیشتر اہل قافلہ ہلاک ہوئے بقیہ کو
گرفتہ و بستہ کر کے لے گئے اور مال نقد و جنس کو لوٹ لیا اس دزد کا مسکن آہنی کمر نام ایک قلعہ ہی اسی
قلعہ مین لے جا کے ہم سبکو قید کیا صبح کو اس دزد نے ہم سب کے قتل کرنے کا حکم دیا جلاد آچکا تھا قریب
تھا کہ ہم سب ہلاک کیے جاوین اسیوقت ایک پیادہ بلند بالا پشتارہ بدوش آیا اور وہ پشتارہ دوش
پر سے اُتار کے اس دزد کے روبرو رکھدیا اس دزد نے پوچھا اس پشتارہ مین کیا ہی اُس پیادہ نے کہا میرا
نام اہرمن فیل پا ہی اور اس پشتارہ مین تورج بہادر صاحبقران ہی کہ بدیع الملک کی
قید مین مبتلا تھا آج شب کو اسے مین نے اُسکی قید سے رہا کیا ہی اُس دزد نے کہا پشتارہ کو کھول
مین بھی اسے دیکھنا چاہتا ہون اہرمن فیل پا نے پشتارہ کھولا تورج بہادر کو پشتارہ سے باہر
نکالا اس دزد نے پوچھا تیرا کیا مذہب ہی تورج نے کہا مین بت پرست ہون چونکہ وہ دزد بھی بت
پرست تھا اُسکو تورج بہادر کے حال پر رحم آیا کہا اے تورج بہادر اگر تو ہماری ملازمت
گوارا کرے تو ہم تجھے اپنے مردمان ہمراہی پر سردار مقرر کر دین تورج بہادر نے منظور کر لیا اُس دزد
نے تورج بہادر کو اپنے آدمیون پر سردار مقرر کیا اور اُسکو بہت ہوشیار سمجھتا تھا بیشتر امور مین
اُس سے مشورہ لیا کرتا تھا تاجرون کا بیان ہی جب ہم نے دیکھا کہ تورج بہادر کو وہ دزد بہت
مانتا ہی ایک روز موقع پا کے اُس سے کہا اے تورج ہم کچھ تجھ سے کہنا چاہتے ہین اُسنے کہا کہو ہم
نے کہا اے تورج ہم تم دونون ہم مشرب ہین یعنے تو بھی بت پرست ہی اور ہم بھی بت پرست
ہین ہم عرصہ سے بلا وجہ و بے سبب یہان مقید ہین طرح طرح کی شدت کے متحمل ہوتے ہین
چونکہ تو بھی قید بد سے رہا کیا گیا ہی تجھکو سختی قید کی حقیقت خوب معلوم ہوگی ہم چاہتے
ہین کہ کسی تدبیر سے اپنی رہائی کے صدقے مین ہم کو بھی اس مصیبت قید سے نجات دلوا

تورج بدرگ کو ہمارے حال زار پر رحم آیا کہا اچھا صبر کرو ہم تمھاری سفارش کرینگے چنانچہ اس وزد سے
ہماری سفارش کی اور کہا ان بیکسان لوگون کا مال چھین لیا ہی پھر انکے قید کرنے کی کیا ضرورت ہی
میرے نزدیک انکا رہا کر دینا مناسب ہی تمام وزد بدکار نے کہا ہمارے یہان کا دستور نہین ہی کہ جسکا
مال چھین لین اسکو رہا کر دین کیونکہ یہ لوگ ہماری رہزنی کا حال اورون سے بیان کرتے ہین لوگ اسطرف
کے آنے سے پرہیز کرتے ہین چنانچہ یہ لوگ اگرچہ قید ہو رہے ہین لیکن یہی خیال ہی کہ یہ اپنے گرفتار
کرنے اور مال و اسباب لٹنے کی خبر تمام شہر مین مشہور کر دینگے پھر کوئی تاجر یا صاحب مال اس راستہ
سے نہ گذرے گا ہماری روزی مین خلل پیدا ہوگا تورج نے کہا ہان یہ بات بہت صحیح ہی لیکن از بس کہ
ہم نے سفارش چاہی ہی اور تو ہماری بات کو سنتا بھی ہی لہذا ہماری خوشی اسی مین ہی کہ انکی رہائی ہو
اس وزد نے دیر تک فکر کی آخر کہا اے تورج مین ان سوداگرون کو ہرگز رہا نہ کرتا لیکن تیری سفارش
سے مجبور ہون یہ کہا اور ہم کو قید و بند سے رہا کر دیا اور کہا جلد اس قلعہ مین سے نکل جاؤ بس ہم نے جو
قلعہ سے نکلنے کا راستہ پایا وہان سے بھاگے یہان آکے دم لیا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی بدیع الملک
نے اس تمام داستان کو سنکے ان سب کی کچھ قدر روپیہ سے مدد کی بعدہ وہان سے روانہ ہو کے قلعہ
آہنی کے قریب پہونچا اور ہر چہار طرف سے اس پہاڑ کو گھیر لیا یکایک خبر تورج بدرگ کو پہونچی
فوراً چالیس ہزار قزاق اپنے ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اول بدیع الملک کے پاس یہ پیغام بھیجا
کہ اگر میرے بھاگنے کے سبب سے تو نے یہان ہنگامہ آرائی چاہی ہی تو یہ محض بیکار ہی اسواسطے کہ
اب تو مین رہا ہو آیا خواہ کسی طرح اور کسی سبب سے رہا ہوا ہون مگر اور کسی وجہ سے ایسا ارادہ
کیا ہی تو خیر کچھ مضائقہ نہین ہی بدیع الملک نے اس پیغام کا کچھ جواب نہ دیا تورج بدرگ نے
نقارۂ جنگ بجوایا دوسرے روز میدان مین آکے صف آرائی کی اسد میدان مین بڑھے جنگ و یک
سے مسلح ہو کر آیا اور بعد رد و بدل بسیار زخمی ہوا بعدہ کرب میدان مین آیا وہ بھی زخمی ہوا راوی کہتا
ہی کہ پندرہ روز تک تورج نے میدان داری کی جسمین علاوہ بدیع الملک کے تمام سرداران
اسلام اور ہزارہا فوج کے لوگ تورج کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوے کہ ظاہرا انکی زندگی دشوار
معلوم ہوتی تھی ایک روز تورج بدرگ نے آشوب وزد سے کہا کہ تیرے لشکر مین کوئی نجومی
بھی اپنے فن مین کامل ہی اسنے کہا کہ ایک بہت بڑا نجومی ہی وہ قواعد نجوم سے مطلب اپنا جو چاہے
استخراج کر سکتا ہی تورج نے کہا اسے ابھی بلاؤ وہ نجومی اسیوقت حاضر ہوا تورج بدرگ نے اسکو
بہت خاطر سے اپنے پاس بٹھلایا اور کہا کہ اے نجومی ایک مطلب ہمارا ہی اسکو اپنے قواعد نجوم سے
دیکھو کہ بدیع الملک کے اور میرے طالع کیسے ہین آیا مین بدیع الملک پر غالب رہون گا
یا بدیع الملک مجھ پر غالب رہے گا نجومی نے تورج بدرگ سے عرض کیا کہ دو روز مین جیسا کہ
احوال قواعد نجوم سے معلوم ہوگا عرض کرونگا تورج نے اس بات کو منظور کیا نجومی رخصت ہو کے
اپنے خیمہ پر گیا اور بڑے غور اور فکر سے دیکھ کر تورج خان کے پاس آیا اور کہا کہ خداوند نعمت مین نے
کمال غور سے حساب لگایا اسطرلاب کا نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ ہر طرح سے بدیع الملک کا طالع زبردست
ہی ہر وقت اور ہر ساعت وہی فتح مند رہیگا اور ضرور ایک وقت ایسا آیا چاہتا ہی

کہ تمھارے مالک پر بدیع الملک کا قبضہ ہوگا ابتدا مین شاید ایسی ہی وہ مین پیدا ہوئی رہین جن سے
معلوم ہوگا کہ غلبہ ہم کو حاصل ہے لیکن نتیجہ ضرور بدیع الملک کے موافق ہوگا تورج کو بہت ملال ہوا
لیکن زمانہ کی نیرنگیان ہمیشہ عجیب ہوتی رہتی ہین غرضکہ تورج بدرگ اسی غم و ملال مین مبتلا تھا کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی نجومی نے میرے خلاف خبر دی ہی اور اسی رنج کیوجہ سے سکوت مین بیٹھا تھا دیکھا
اہرمن پشتارہ بدوش چلا آتا ہی اور آتے ہی پشتارہ تورج بدرگ کے روبرو رکھدیا تورج نے کہا ای
اہرمن یہ کیا شخص پشتارہ مین لایا ہی اسنے کہا ای تورج بدرگ آج مین بدیع الملک کو خوابگاہ سے
چرا لایا اسوقت تورج بدرگ فیلبند دروازہ پر بیٹھا تھا اہرمن سے اس خبر کو سنکے بہت خوش
ہوا کہا ای اہرمن مین تیری اس کارروائی سے بہت خوش ہوا خوب ہوشیاری سے رکھنا ایسا نہو کہ
جسطرح تو مجکو چرا لایا ہی اسی طرح اسکا عیار اسکو چرا لیجاوے اچھا اب بدیع الملک کو خوب
مضبوط باندھکے ہوش مین لا اہرمن نے بدیع الملک کے دست و پا کو اور زیادہ جکڑا اور ہوش مین
لایا بدیع الملک نے اپنے کو عجیب حالت مین پایا اور سامنے دیکھا تورج بیٹھا ہی تورج نے کہا ای
بدیع الملک کہو اسوقت تم اپنے کو کس حال مین پاتے ہو اب تم زبردست ہو یا مین تم کو میری
طاقت و اختیار سے مطلق اطلاع نتھی شہزادہ بدیع الملک نے کہا او نامرد یہ کیا بیہودہ حرکت ہی کہ
مردون کو نامردی سے گرفتار کرتا ہی اور پھر پوچھتا ہی کہ اپنے تئین کس حال مین دیکھتے ہو تجکو شرم نہین
آتی اگر مرد میدان ہوتا تو عالم بیداری مین مقابلہ کرتا اور زیر و دست و پا و گرفتار کرتا تو مضائقہ نتھا اور
اسوقت پوچھنا درست تھا کہ تم کس حال مین مبتلا ہو بدیع الملک کی اس تقریر سے تورج بہت
شرمندہ ہوا اور تا دیر سرنگون بیٹھا رہا بعد ازان بدیع الملک کیطرف دیکھکے کہا ای بدیع الملک
اگرچہ اہرمن تم کو عالم خواب مین گرفتار کر لایا مگر اس بات کو سمجھو کہ حریف کے مقابلہ مین مکر و فریب
سے کام لینا مضائقہ نہین رکھتا کون عقلمند ایسا ہوگا جو فریب سے قطع نظر کرکے اپنے کو معرض ہلاکت
مین رہنا گوارا کریگا خیر اسوقت اس بحث سے کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ ضروری جو بات ہی اسکا ذکر
کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اب تم میرے اختیار مین ہو اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بت
بزرگ کو بخلوص اعتقاد سجدہ کرو ورنہ یقین سمجھو کہ اب تمھارا زندہ رہنا محالات سے ہی شہزادہ
بدیع الملک نے تورج کو ہزارہا دشنام ہائے مغلظہ دین اور کہا او پلید تو ہرگز اس بات کا
خیال نکرنا کہ مین تیری قید و بند مین مبتلا ہون مین اس خدائے وحدہ لاشریک صاحب
قدرت و جلال کا بندہ ہون جسکے قبضہ قدرت مین تمام جانداروں کی جان ہی اور جو ہر طرح کی
قدرت رکھتا ہی اگر ہزار مرتبہ ہلاک کیا جاؤن اور پھر مجھسے سوال کیا جاوے کہ تو کس کا
بندہ ہی مین یہی کہونگا کہ مین اسی خدا کا بندہ ہون جسکی آج تلک بندگی کی تورج نے کہا
دیکھون اس وقت وہ خدای نادیدہ کیا تیری مدد کرتا ہی اور جلاد کو طلب کیا اب اس
طرف سنیے کہ جب رات گذر گئی اور صبح ہوئی کہ یکایک لشکر اسلام مین بہت گھبراہٹ
کے ساتھ ایک شور بلند ہوا یہ خبر نور الدہر کے بھی گوش گذار ہوئی تمام سرداران
ایک جا جمع ہوئے ہر ایک نے متعجب ہوکے کہا طرفہ معاملہ ہی شہزادہ بدیع الملک

نکلا شک ہے غائب ہو جانا کسی طرح عقل مین نہین آتا پس شاپور آیا اور اہرمن فیل پا کے پانون
کے نشان محسوس کرکے کہا مین سمجھ گیا لوگون نے پوچھا کیا سمجھ گیا اسنے کہا شہزادہ کو اہرمن فیل پا
لے گیا ہے اسکے پانون کے نشان معلوم ہوتے ہین نور الدہر کو خبر لگی کہ شاپور کا قیاس اہرمن
فیل پا کی نسبت ہے نور الدہر نے شاپور کو بلایا پوچھا اسنے وہی اپنا قیاس بیان کیا نور الدہر
نے کہا اے یارو نورج بڑا مکار و فریبی ہے پیشتر اسکو اہرمن فیل پا چرا لے گیا تھا اب اسنے
شہزادہ بدیع الملک کو بھی اہرمن فیل پا کے ذریعہ سے چرا منگایا خداوند عالم شہزادہ
بدیع الملک کی جان کا حافظ و نگہبان ہے ورنہ نورج حرامی کے دست ظلم سے اسکا زندہ
و سلامت رہنا محال ہے تمام سرداران لشکر اسلام طلب ہوا کے ہر ایک نے دست بستہ کہا شہریار
ہم لوگ تابع فرمان ہین جو حکم ہو اسکو بسر و چشم بجا لاوین اسمین شک نہین کہ شہزادہ بدیع الملک
ایسے ظالم کے ہاتھ مین پہونچا ہے نور الدہر نے کہا اے یارو مجھ سے اس بارہ مین پوچھنے کی کیا
ضرورت ہے جو کچھ تدبیر بکار آمد ہو اسے عمل مین لاؤ اصل غرض یہ ہے کہ کسی طرح بدیع الملک اُن
گبران مکار کے ہاتھ سے محفوظ رہا ہو جائے وہ سب یاران ہمراہی مرکبون پر سوار ہوئے اور قلعہ
کی جانب مہین کی لیکن سب سے پیشتر دیو بن قند زجوب دست آہنی لیے ہوئے روانہ ہوا وہان
یہ حکم نورج جلاد بغرض قتل شہزادہ بدیع الملک حاضر ہوا اور نورج نے حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست
کا سر تن سے جدا کر اسوقت آشوب زردہ وہان موجود تھا جب اسنے دیکھا کہ عنقریب جلاد اپنا کام
کیا چاہتا ہے شہزادہ کی جانب متوجہ ہوا اور آہستہ کہا اے جوان تو بالفرض خدا پرست کا قائل ہوا اور اپنے
خدا بر حق سمجھتا ہے تاہم تو نے عقلمندون کی زبان سے یہ نہین سنا ہے کہ انھون نے کہا ہے ع روا است سر
قلیل از برائے خیر کثیر کیون اپنے کو مفت ہلاک کرتا ہے اگر صرف اسیقدر کہدے مین حیران ہوتی ہے کہ مین بت
پرست ہوتا ہون تو کیون تامل کرتا ہے کہدے آیندہ تجھے اختیار رہیگا تیرے بطون سے کسے اطلاع ہوگی ور
اصل بات تو یہ ہے کہ اگر نورج کی خوشی تیرے بت پرست ہی ہونے مین ہے پس کوئی بت پرست ہو جائے الی
بینی بت پرستی ہی کی سہی شہزادہ بدیع الملک کو آشوب زردہ کی مذہب کی بابت اسطرح کی
تقریر بہت ناگوار معلوم ہوئی کہا او کافر ملعون مجکو تیرے قصے سے کیا کام ہے تو میرا ناصح ہے جو مجکو نصیحت کرتا ہے
مجکو اختیار ہے جو مذہب چاہون اختیار کرون خیر اب اسطرح کی بیہودہ بات کبھی میرے روبرو زبان سے نہ نکالنا
ورنہ اگرچہ مین گرفتار ہون لیکن جو کچھ مجھ سے تیرے حق مین ہو سکے گا کسیطرح سے دریغ نہ کرونگا چنانچہ آشوب
زردہ شہزادہ کے اسطرح کے جواب سنے بہت غیظ و غضب مین آیا اور نہایت برہم ہوا وہ اسوقت تیلی مشغل
سنگخواری مین مصروف تھا جو جام کہ اسکے ہاتھ مین تھا اور چاہتا تھا کہ اسکو پیون اس زور سے شہزادہ
کے منھ پر کھینچ مارا کہ شہزادہ بسبب پہونچنے ضرب شدید کے بیہوش ہو گیا اور خون مثل پرنالے کے
جاری ہوا جب شہزادے کو ہوش آیا اور اپنی پیشانی سے خون جاری دیکھا از حد غصہ مین آیا اور از سرتا
پا مثل بید کے کانپنے لگا اور طوق و زنجیر مین دونون ہاتھ کرکے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے جو زور
کیا طوق او زنجیر مثل تار عنکبوت کے تار تار ہو گیا اور تمام بندھن بھی ٹوٹ گئے اٹھکر ایک طمانچہ اور ایک
لات ایسے زور سے جلاد کے منھ پر ماری کہ وہ اس جگہ پر ہاتھ رکھ کے بیہوش ہو گیا آشوب زردہ

نے جو شہزادہ کو بندہاے آہنی سے رہا دیکھا سمجھا کہ یہ تو ان یہان قیامت برپا کرتا معلوم ہوتا ہے ایک نعرہ مارا
کہ باش او خدا پرست اگرچہ تو نے بندہاے آہنی کو شکست کیا لیکن میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے یہ کہا
اور تلوار کا وار شہزادہ پر کیا ہنوز وہ تلوار شہزادہ پر نہ آنے پائی تھی کہ اس دلاور دوران و بہادر زمان نے
بچستی تمام دست چپ اسکی کلائی پر ڈال دیا اور گرفت مین لاکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ تلوار اوس کے
ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گری اور منھ کے بل زمین پر گرنے کو تھا کہ شہزادے نے دست راست
سے ایک سکا وہ ایک گھونسا اس زور سے اسکے سر نحس پر مارا کہ سر اسکا کدوے شکستہ کیطرح
پاش پاش ہوگیا اور ہاے ہاے کی آواز بڑے زور سے بلند کی تورج گھبرا کے اپنی جگہ سے
اٹھ کھڑا ہوا اور کہا او خیرہ سر خدا پرست تیری ذات سے مجھکو سخت صدمے اور رنج و تکلیفین پہونچتی
ہین تو میری صاحبقرانی مین رخنہ اندازی کرتا ہے اور آتے ہی ایک لگا شاہزادے کی پشت پر
مارا شاہزادہ اسکی جانب پھرا اور اسکے نشست کو روک کے بقوت تمام اسکے بھی گردن پر اس زور
سے لگا مارا کہ تورج تیورا گیا اور تمام جہان اسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا تھے کہ فیل بند
دروازہ پر قیام نہ کرسکا بالاے قلعہ سے نیچے خندق مین جا رہا خدا کی قدرت سے اوس وقت
دیوبن تند زور وہان پہونچ گیا تھا تورج کو جو اسنے خندق مین گرتے دیکھا قریب تھا کہ تورج
خندق سے باہر آئے اسنے مہلت نہ دی اندرون خندق پہونچ کے چوب دست آہنی سے
اسکے خوب کوفتہ کیا یہانتک کہ وہ بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا دیو نے اپنی زنجیر سے اس کے
دست و پا خوب مضبوط باندھے اور اسی وقت لشکر مین لے آیا وہان اور سردار جو بعد
دیوبن تند کے روانہ ہوئے تھے قلعہ تک پہونچ گئے اور ضرب ہاے گرز وغیرہ سے قلعہ کے
دروازہ کو شکستہ کیا اندر قلعہ کے پہونچے بدیع الملک سے ملاقات ہوئی تمام آہنی کمر کو
مسمار کیا کل اہل قلعہ بھیسے جسنے ذرا بھی تعرض کیا وہ مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا
ان سب مین ایک طفل نوخیز نہایت وجیہ و شکیل تھا بیت بالاے سرش ز ہوشمندی + میتافت ستارۂ بلندی + جب نہین اسکو معلوم ہوا کہ تورج گرفتار ہوگیا شہزادہ بدیع الملک
کے پانون پر گرا اور دست بستہ کہا او والا قدر مین ایک مرد مسلمان کا لڑکا ہون اس کافر
بد کیش کے دست ظلم سے نہایت مصیبت اور زحمت مین مبتلا ہو لیا ہون بارے ہزار ہزار
شکر اس قادر لم یزل کی درگاہ بے نیاز مین کہ وہ ملعون لطف شیطان تمہارے دست حق
پرست سے گرفتہ و بستہ ہوگیا اور مین نے اس مصیبت سے نجات پائی مگر جو صدمہ کہ اس
تورج ملعون کے ہاتھ سے مجھکو پہونچ چکا ہے کیا بیان کرون اور اسکا دفعیہ کسی طرح ممکن نہین
ہوسکتا ہے یہ کہکے وہ لڑکا نہایت درد کی آواز سے رونے لگا شہزادہ بدیع الملک
نے بہت تسلی کی اور دلجمعی دیکر اسکے سر پر دست شفقت اپنا پھیرا اور کہا تو کیون اسقدر زار و
زار روتا ہے مجھے اپنی اصل کیفیت تو بیان کر اسنے کہا کہ میرا نام سعید ہے میرا باپ تاجر پیشہ
خواجہ شریف نام سے مشہور تھا حسب اتفاق بقصد تجارت اسکا گذر اسطرف
سے ہوا اس تورج حرامزادہ کم بخت نے اسکو ہلاک کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا

اور مجھے زندہ رکھا اور روز مجھ سے ساقی گری کا کام لیتا تھا جب میں اپنے وطن کا نام لیتا تھا مجھکو
بچوب دست سے بہت پٹواتا تھا اور کہتا تھا کہ تو اس بات کو غنیمت نہیں جانتا کہ میں نے
تجھے زندہ رکھا خبردار اپنے وطن کا نام نہ لینا ورنہ ایک روز تجھے بھی ہلاک کرونگا میں یہ کلام
اسکے سنکے خاموش ہو رہتا تھا آج تمھارے قدم کی برکت سے امید ہوئی کہ میں اپنے وطن
میں ضرور پہونچ جاؤنگا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ تم بھی خداپرست ہو ای عالی منزلت میری
ایک بہن وطن میں ہے وہ مجھ سے نہایت مانوس ہے جب میرا پدر مقتول بعزم تجارت سفر کا
عازم ہوا تھا میں نے اس سے اس بات کی درخواست کی کہ میں بھی ہمراہ چلونگا اسنے مجکو بہت
سمجھایا کہ سفر میں انواع اقسام کی تکلیفیں ہوتی ہیں علاوہ برین تو اپنے گھر سے کبھی باہر نہیں
نکلا ہے میں اگرچہ جاتا ہوں تو بضرورت جاتا ہوں انشاءاللہ چند روز کے عرصہ میں پھر واپس
آؤنگا میں نے نہ مانا ناچار وہ مجھے ہمراہ لے چلنے کے واسطے راضی ہوا جبکہ وطن سے
کوچ کرنے کا وقت آیا میں اپنی ماں سے رخصت ہوا وہ میری مفارقت میں نہایت
بیتاب ہوئی میں نے اسکی بیتابی کی جانب مطلق خیال نہ کیا اس روز میری بہن اپنے چچا
کے یہاں مہمان گئی تھی اس سبب سے اسکو میرے جانے کی مطلق خبر نہ ہوئی میری ماں
نے بھی مجکو بہت کچھ سمجھایا کہ ای سعید تو ابھی کم سن ہے ابھی اپنے باپ کے ہمراہ جانے کا
قصد نہ کر مگر میں نے ایک نہ سنی ناچار میرا پدر مقتول مجکو ہمراہ لے کے روانہ ہوا یہاں
یہ مصیبت نازل ہوئی کہ وہ قتل ہوا اور میں اسکی قید میں پھنسا شہزادہ بدیع الملک
کو اس طفل کے حال پُراضطراب پر نہایت افسوس ہوا اسکو بہت کچھ مال و اسباب دیا
اور چند سواروں کو ہمراہ کرکے کہا کہ اس لڑکے کو اسکے وطن میں بحفاظت تمام پہونچا دو اس
لڑکے نے دست بستہ کہا ای معظم ذات و مکرم صفات میں تمھارا نہایت ممنون و مشکور ہوا
لیکن یہ ارشاد ہو کہ اب پھر کبھی قدمبوسی حاصل ہوگی بدیع الملک نے کہا ہاں جو
سوار تیرے ہمراہی میں جاتے ہیں جب تجھے پہونچا کے واپس آوینگے ہم انسے تیرا پتہ دریافت
کر لینگے اگر موقع کبھی ہاتھ آوے گا تو ہم تیرے مکان پر آوینگے اور ای سعید ہم تیرے وطن ضرور
چلینگے مگر کیا کریں کہ ہم کو مطلق فرصت نہیں ہے وہ لڑکا بدیع الملک سے اسوقت بادیدۂ
گریان رخصت ہوا اور ان سواروں کے ہمراہ اپنے ملک کی طرف راہی ہوا بدیع الملک
اپنے لشکر میں آیا اور تورج کو باستحکام تمام بستہ کرکے یہاں سے روانہ ہوا اور سفر دریا
طے کرکے ساحل مراد پر پہونچا اور وہاں سے روانہ ہوکے بعد قطع مراحل سخت و دشوار گذار
ایک قلعے کے قریب پہونچا جسکا نام سامانیہ تھا اور حاکم و فرمانروا اس قلعے کا سامان زنگی
نام چالیس ہزار سواران جرار کی جمعیت رکھتا تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ خداپرست
فی الحال نہایت مستعدی سے دین اسلام کو رواج دے رہے ہیں اور مملکت فرعونیہ
کی تباہی کے درپے ہیں چنانچہ ایک فوج کثیر اس طرف وارد ہوئی ہے اور اسکا مصمم ارادہ
یہ ہے کہ فرعونیہ میں پہونچ کے فرعون شاہ سے مقابلہ کریں سامان زنگی اس خبر کو

سنکے نہت برہم ہوا اور اپنے دربار میں سب سے کہا کیا خوب یہ خداپرست بچے سے خود اپنے کو کیا سمجھے ہیں
جو ایسے امر اہم کا ارادہ کیا ہے خداوند فرعون اس مرتبہ کا خداوند نہیں ہے کہ خداپرستون کا گروہ اسکو کسی
طرح کا صدمہ پہونچا سکے پہلے خداوند کے ہم ایسے بندون سے مقابلہ کر سکے پھر فرعونیہ میں جاکے خدا
سے مقابلہ کرے یہ کہا اور اسیوقت فوج میں کمربندی کا حکم دیا اور خبر منگوائی کہ دیکھو خداپرستون کا وہ گروہ
کہان مقیم ہے خبرداروں نے آکر خبر دی کہ خداپرست قریب قلعہ کے خیمہ زن ہیں اور ایسا بندوبست اپنی فوج
کے چار جانب کیا ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا یہ سنکے اس زنگی کی طبیعت میں اور زیادہ اشتعال پیدا
ہوا اور تمام فوج کو ہمراہ لے کے قلعہ سے باہر شہزادہ بدیع الملک کے لشکر کے روبرو خود بھی خیمہ زن
ہوا اور ایک نامہ اس مضمون کا بدیع الملک کے نام بھیجا کہ ہم نے سنا ہے تو خداپرست ہے اور خداپرستی
کو رواج دینا چاہتا ہے اس غرض سے مملکت فرعونیہ کی جانب عزم رکھتا ہے تاکہ خداوند فرعون سے
مقابلہ کرے تیری کیا قدرت و طاقت ہے کہ ایسے زبردست خداوند سے مقابلہ کر سکے جسکے ہم ایسے ہزارہا
بندے ہیں اگر واقعی تیرا ارادہ خداوند سے مقابلہ کرنے کا ہے تو پہلے ہم سے یہان مقابلہ کر لے بعد وہان
پہونچ کے ایسی بے ادبی کرنا اور اے خداپرست یہ بھی تو بخوبی سمجھے رہنا کہ جس طرح تو اپنے دین
خداپرستی کو رواج دینا چاہتا ہے اور فرعون پرستون کا دشمن جان ہے اسی طرح ہم بھی مذہب فرعونی
کو رواج دینا چاہتے ہیں اور خداپرستون کے دشمن جان ہیں جہانتک ممکن ہو گا خداپرستون کے
نام و نشان کو نیست و نابود کر دینگے اس مضمون کے نامہ کو ایک زنگی کے ہاتھ شہزادہ بدیع الملک
کے پاس بھیجا اور کہا جلد اسکا جواب لا وہ زنگی نامہ لیے ہوئے خداپرستون کے لشکر میں آیا اہل
لشکر نے جو اس وحشی صورت حبشی کو آتے دیکھا کہا وہین ٹھہر جا پہلے یہ بتا کہ تو کون ہے اور یہان کس
کام کے واسطے آیا ہے اسنے کہا میں سامان زنگی حاکم قلعہ سامانیہ کا ملازم ہون اسکا نامہ خداپرستون
کے نام لایا ہون تمہارا سردار کہان ہے اسکے پاس مجھے لے چلو سامان زنگی کے نامہ کا جواب لون
اہل لشکر نے کہا اچھا تو یہین ٹھہر جا اور بدیع الملک کے پاس جاکے کہا اے شہریار یہ جو سامنے
عالیشان قلعہ نظر آتا ہے اسکے حاکم کا نام سامان زنگی ہے اسنے اپنے ملازم کے ہاتھ ایک نامہ بھیجا ہے مگر
وہ نامہ بر زنگی ہے ہم نے ہر چند چاہا کہ اس سے نامہ لے کر حضور میں پیش کرین وہ ہم کو نامہ نہیں دیتا
اور خود حضوری چاہتا ہے بدیع الملک نے کہا بلاؤ کہان ہے وہ زنگی اسیوقت حاضر ہوا اور فرعون
پرستون کی طرح شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ کو یہ حرکت اسکی نہایت ناگوار معلوم ہوئی اور برہم
ہو کے اس سے کہا تو کون ہے اسنے کہا کہ میں سامان زنگی کا نوکر ہون اور ایک نامہ تمہارے نام لایا
ہون یہ کہکے پگڑی سے نامہ نکالا بدیع الملک کو دیا شہزادہ نے سرنامہ پڑھا لفافہ چاک کر کے
نامہ کو آغاز سے انجام تک پڑھا مضمون نامہ سے اور زیادہ مزاج برہم ہوا کہا یہ کیا جھک مارا
ہے اور نامہ کو اسکے سامنے چاک کر کے کہا جا اس کبر سے کہدے کہ نامہ و پیام کی کچھ ضرورت نہیں
ہے جنگ کے واسطے آمادہ ہو ہم نہیں جانتے کہ فرعون کیا بلا پوش ہے اور فرعون پرستی کیا بلا
ہے اس زنگی نامہ بر نے کہا اگر جواب تحریری ہوتا تو بہتر تھا شہزادہ نے کہا ہم کو سامان زنگی
کی طرح خبط نہیں ہے کہ اسطرح کی بیہودگی میں اپنا وقت ضائع کرین جا زبانی ہی جواب

لگی ہی وہ زنگی سامان زنگی کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ خداپرست بڑے مغرور ہین مین کیا لوٹ
کہ کس استغنٰی کے ساتھ نامہ کا زبانی جواب دیا ہے بعدہ جواب کو بیان کیا سامان زنگی نے کہا وہ
مغرور ہین تو اپنے غرور کی سزا پاینگے ابھی انکو خداوند فرعون کی قدرت کا حال معلوم نہین ہے
عنقریب معلوم ہو جائیگا یہ کہا اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو میدان مین
آکے صف آرا ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک بھی اُسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور لشکر اسلام سے
پہلے گیو نوجوان سپہ سالار سعد بن قباد میدان مین آیا اور باآواز بلند پکارا کہ اے گبرو تم مین سب سے
زیادہ ملعون فن حرب کا ماہر کون ہے وہ میدان جنگ مین آوے اور میرا مقابلہ کرے دیکھون قدرت
فرعونی کا کیا کرشمہ دکھاتا ہے یہ سنکے خود سامان زنگی مسلح و مکمل ہوکے اُسکے روبرو آیا اور کہا اے خدا
پرستو کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو سچ کہتا ہون کہ تمھاری بخشش تا وقتیکہ خداوند فرعون نہ
چاہے گا ہرگز نہ ہوگی اور جس خدا کی تم پرستش کرتے ہو درانحالیکہ اُسکو کسی نے دیکھا ہی نہین ہے پھر
کسطرح اُس سے بخشش کی امید ہو سکتی ہے اپنے اپنے کان پکڑو اور توبہ کرو اور خداوند فرعون پر ایمان
لاکے اُس سے گناہان گذشتہ کی معافی چاہو گیو نوجوان نے منھ مارا اور کہا او ملعون شیطان تو
آدمی ہے یا جہنم سوختہ ہے بس زیادہ گوئی سے کچھ فائدہ نہین ہے زبان را بند کن و بازو را بکشا ہم نے
تجھ ایسے بہتیرے فرعون پرست دیکھے ہین سامان زنگی نے تلوار کا وار کیا گیو نوجوان نے اس وار کو
باسانی پشت شمشیر پر رد کیا مع ہذا سامان زنگی نے دوسرا وار کیا گیو نوجوان نے اُس وار کو بھی
رد کیا اسی طرح تین وار سامان زنگی کے رہے اور مرکب کو مہمیز کرکے ایسی ٹکر اُسکے مرکب
کو دی کہ سامان زنگی پشت مرکب سے اوندھے منھ زمین پر آیا چوٹ ایسی آئی کہ آنکھون کے
نیچے تاریکی چھا گئی مگر پھر سنبھل کے زمین پر کھڑا ہو لیا اور مرکب اس گبر کا چراغ پا ہوکے بھاگا
گیو نوجوان بھی پشت مرکب سے زمین پر کودا دونون زور دست و بازو مین مصروف ہوئے
اس کشش و کوشش مین سامان زنگی نے کہا اے خدا پرست دیکھ اب بھی خیریت ہے اس
خباثت سے باز آ دین و دنیا جو کچھ ہے خداوند فرعون ہی کی بندگی مین حاصل ہو سکتا ہے
گیو نوجوان سپہ سالار نے جھلا کے دونون ہاتھ سامان زنگی کے گانٹھ لیے اور چاہتا
تھا کہ اسکو زمین پر دے مارون سامان زنگی بھی نہایت قوی ہیکل حبشی تھا اور فن سپاہگری
اور کشتی سے بخوبی ماہر تھا ایسا زور کیا کہ دونون ہاتھ کھل گئے غروب آفتاب تک یہی
بست و کشاد رہی آخر گیو نوجوان نے سامان زنگی کو کولھے پر لاد کے زمین پر دے مارا اور
جست کرکے دونون ہاتھ اور گردن خوب مضبوط باندھکے شہزادہ بدیع الملک
کی خدمت مین لے آیا بدیع الملک نے گیو اصفہانی کے زور و طاقت کی بہت
تعریف کی خلعت خاصہ سے سرفراز کیا اور کہا اے گیو واقعی کارے کردی بہ ایں کار
از تو آید و مردان چنین کنند بے شبہہ سامان زنگی تجھ سے کمین جسم ہے گیو نوجوان
نے کہا اے شہریار مین کیا اور میری طاقت کیا البتہ اقبال شہریاری تھا جو یہ گبر
گرفتار ہو گیا بدیع الملک نے دربار مین قیام کیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو حاضر کرو

ملازم گئے اور سامان زنگی کو اسی طرح گرفتہ و بستہ شہزادہ کی خدمت مین لے گئے شہزادہ نے از
سرتا پا سامان زنگی کو دیکھا اور کہا اے سامان تو نے برکت دین اسلام کی دیکھی کہ کیونکر صفہانی
تیرے تن و توش سے کس قدر کم ہے اور وہ کس طرح تجھے گرفتار کر لایا بس اب خیریت اسی مین ہے کہ
بصفائے قلب دین اسلام کو قبول کر ورنہ تیرا زندہ رہنا غیر ممکن ہے سامان زنگی نے کہا اے شہریار
واقعی میرے دل مین ایسی عظمت خداوند فرعون کی سمائی ہوئی تھی کہ مین اسکو بیان نہین کر سکتا
اور مین خوب سمجھتا تھا کہ خداوند میری ہر وقت مین مدد و حمایت کریگا لیکن اب اپنے گرفتار
ہو جانے سے طرفہ حیرت مین مبتلا ہون شہزادہ نے کہا اے سامان مین تجھسے سچ کہتا ہون کہ
فرعون ایک انسان ہے اُس مین یہ طاقت کیونکر ممکن ہے کہ مصیبت مین کسی انسان کی مدد و حمایت
کر سکے البتہ صاحب قدرت و طاقت خاص وہی خدائے بزرگ ہے جسنے زمین و آسمان پیدا کیا
ہے سامان سمجھا کہ اس وقت بجز مسلمان ہونے کے کوئی صورت جان بچنے کی نہین معلوم
ہوتی ناچار اسلام قبول کرنے کا اقبال کیا شاہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور دین اسلام کے
اصول و فروع سے آگاہی بخشی اور حکم دیا کہ ہاتھ سامان زنگی کے بند کھول دو فوراً دست و
پا سے بند کھول دیے گئے تمام دن سامان زنگی لشکر مین موجود رہا جب رات ہوئی موقع
پا کے یہان سے بھاگا اور رستا مانیہ مین پہونچ کے قلعہ بند ہو گیا رات کو کسی نے مخبر دلی
صبح کو اُسے غائب پایا شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی کہ سامان زنگی جو گرفتار ہو کے مسلمان
ہوا تھا شب کو یہان سے غائب ہو گیا ہم لوگون کو اسکا خیال نہ رہا اس نظر سے کہ اب تو
یہ مسلمان ہو گیا ہے مگر اسکے اس فریب کی خبر نہ تھی بدیع الملک نے کہا جاؤ تلاش کرو دیکھو
کہان بھاگ کے گیا ہے لوگ اسکی تلاش مین چہار طرف گئے اور کہا شہریار سامان زنگی یہان
سے بھاگ کے قلعہ مین جا چھپا ہے اور قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے حال سے تعرض کیا
جاوے گا تو وہ پھر بمقابلہ پیش آوے گا بدیع الملک نے کہا خیر وہ مکار میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے ہم مسلمانی مین ظاہر پر اعتبار کر لیتے ہین کیا معلوم تھا کہ اُسنے اپنے بھاگنے
کے واسطے یہ کارروائی کی کہ ہمارے سامنے مسلمان ہو گیا اور غافل پاکے بھاگ گیا آج
نہین انشاء اللہ تعالیٰ کل اُس سے اُسکی مکاری اور بد اندیشی کا عوض لیا جاوے گا راوی
کہتا ہے کہ سامان زنگی کی ایک معشوقہ تھی ہے رضوانہ جادو نام سے مشہور ہے وہان سے
قریب ایک پہاڑ سامان کوہ نام سے مشہور ہے رضوانہ جادو اس پہاڑ پر ایک قصر عالیشان
مین قیام پذیر ہے علاوہ اُس قدر کوہ رفیع کے اور بھی عمارت اسکی مملوکہ پہاڑ پر واقع ہے اور
شب و روز رضوانہ پہاڑ ہی پر رہتی ہے جب سامان زنگی یہان سے شب کو بھاگا اپنے
قلعہ مین ایک ملازم کو رضوانہ جادو کے پاس بھیجا کہ اسکو اسی وقت یہان لے آئے مین نے مدت سے
اُسے دیکھا بھی نہین ہے بہت مشتاق دید ہون وہ ملازم گیا اور رضوانہ جادو کو سامان زنگی
کے پاس لے آیا سامان زنگی نے اپنی معشوقہ سے کہا اے رضوانہ جادو تو خوب واقف
ہے کہ مین تیرا طالب ہون اور مجھکو جسقدر تیری محبت ہے اُسکو تو ہی خوب جانتی ہے

ایسی حالت میں میرا کام گویا تیرا کام ہے اور تیرا کام گویا میرا کام ہے فی الحال خدا پرستوں نے بہت سر اٹھایا
ہے چنانچہ ان دونوں یہاں وارد ہوئے اور ارادہ کیے ہوئے ہیں کہ فرعونیہ میں پہونچ کے خداوند فرعون سے
مقابلہ کریں اور دین اسلام کو بخوبی رواج دیں جب مجھکو یہ خبر معلوم ہوئی کعبہ سے پھر آیا اور انکے
مقابلہ میں صف آرائی کی خداوند فرعون کی بشت میں ایسا گذرا کہ میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا
وہاں مسلمانوں نے مجھ سے مسلمان ہونے کو کہا میں نے بخوف جان مسلمان ہونا قبول کر لیا بلکہ
مسلمانوں کا کلمہ پڑھا اور اس دین کے اصول و فروع بھی سنے شب کو موقع پا کے مسلمانوں میں سے
بھاگ آیا ہوں یہ مجھکو خوب یقین ہے کہ مسلمان مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے اس مرتبہ پھر میں گرفتار ہو جاؤنگا اور
ضرور ہلاک کیا جاؤنگا پس تجھکو اسوقت خاص اس غرض سے بلایا ہے کہ جسطرح ممکن ہو مجھکو مسلمانوں
کے دست برد سے نجات دلوا اور میری فریاد کو پہونچ ای رضوانہ اگر تو میرے حال کی جانب التفات
نہ کریگی اور غفلت اختیار کریگی انجام میں بہت افسوس کریگی مجھ ایسا چاہنے والا مدت العمر تجھکو نہ ملے گا
رضوانہ نے کہا ای سامان غفلت کیا معنے جو کچھ تو حکم فرمائے اسکی تعمیل کے واسطے بسر و چشم موجود ہوں
یہاں یہ گفت و شنید ہو رہی تھی یکایک ہوا سے آسمان سے ایک کبوتری پیدا ہوئی اور رضوانہ کے قریب
آ کے دونوں غلطکیں لگا رہیں اور نازنین سراپا ناز و تمکین کی صورت سے متشابہ ہو کے رضوانہ کے قریب
بیٹھ گئی رضوانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر اس نازنین چاردہ سالہ کے روبرو بیٹھ گئی و اسکی
جانب متوجہ ہو کے کہا ای خواہر عزیز کیا تو خورشید ہے اس نازنین نے کہا ہاں ای خواہر میں ہی خورشید
ہوں رضوانہ نے خوش ہو کے اسکو گلے سے لگا لیا اور بہت پیار اور اخلاص کی باتیں اس سے
کیں اور کہا ای خواہر خوش آمدی و صفا آوردی کہو تمھاری والدہ گرامی اور خالہ صاحبہ خیر و عافیت سے
ہیں اسنے جواب دیا ای خواہر سب نے تم کو دعا کہی ہے رضوانہ نے کہا کچھ تم کو ہندوستان کی بھی خبر
ہے اسنے کہا جدالہ اور اسکا بیٹا جدائیل خان ہلاک ہوا لندھور بن سعدان جدائیل خان کی قید
سے رہا ہوا پس خورشید کے پہلو میں رضوانہ خود بھی بیٹھ گئی دونوں ہمکلامی میں مصروف ہوئیں جب
سامان زنگی نے دونوں کو حالت نشہ میں دیکھا پھر وہی تقریر شروع کی اور کہا ای آرام جان
اس بارہ میں سکوت نہ کر جلد کوئی تدبیر عمل میں لا خورشید نے یکبارگی کان کھڑے کیے اور
کہا ای خواہر رضوانہ یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں ذرا مجھ سے تو کہو میں بھی سنوں یا میرے سننے کے لائق
نہیں ہیں رضوانہ نے کہا ای خواہر خورشید کیا کہوں جب سے میں یہاں آئی ہوں اس سامان
زنگی نے بلبلک کے میرا دماغ خالی کر دیا ہے خورشید نے کہا کچھ حال مفصل کہو رضوانہ نے
کہا مفصل حال یہ ہے کہ آج کل خدا پرستوں کا دور ہے جسطرف جاتے ہیں آفت عظیم برپا
کرتے ہیں اس سامان زنگی کو بھی گرفتار کر لے گئے تھے لیکن یہ اپنی چالاکی سے رہا ہوا اب یہ
کہتا ہے اگرچہ میں رہا ہو آیا ہوں لیکن یہ رہائی قابل اعتبار نہیں ہے ہر وقت مجھکو کھٹکا رہتا ہے کہ
خدا پرست یہاں آ کر گرفتار کر لے جائیں گے اور اس مرتبہ بھاگ جانے کی سزا یہ دینگے
کہ مجھکو جان سے ہلاک کر ڈالینگے اور میری بوٹیاں کاٹ کاٹ چیلوں اور کووں کو دینگے اس
واسطے کوشش کر کے میری جان بچاؤ خورشید نے کہا ای خواہر رضوانہ پھر تمھارا کیا ارادہ ہے

اسنے کہا میں اپنے ارادے کو کیا ظاہر کروں اگرچہ ساماں سے مجھکو ایک نوع کی محبت ہے تاہم اس بات کا بھی خیال ہے کہ مسلمان اپنے نام کے ہیں اگر میں نے کوشش کرکے کوئی وار اپنا کیا اور وہ رخالی گیا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکے ہاتھ سے زندہ بچنا محال ہے مگر پھر یہ بھی خیال ہے کہ اس بارے میں کوشش نہ کروں تو کیا کروں ساماں کی جان ضائع ہوگی میرا دل کا چھیتا ہے اگر اسکی جان پر آنچ تو میں بھی زندہ نہ رہونگی خورشید نے کہا اے خواہر بے شبہہ اس بارہ میں کوشش کرنا چاہیے یہ خبر تو میرے بھی گوش گذار ہوئی ہے کہ مسلمان ہر جگہ فتنہ و فساد برپا کر رہے ہیں اگر تو اس بارہ میں کوشش کرنے کو آمادہ ہو تو میں بھی شریک ہوں رضوانہ نے کہا ہاں حضرت یہ تدبیر کرونگی کہ مسلمانوں کے سردار کو اٹھا لاؤنگی تاکہ اس ہنگامہ کو طول نہ کھینچے جب سردار گرفتار ہو جائیگا پھر کسی کو جرات ہنگامہ آرائی کی نہ ہوگی غرضکہ رضوانہ اور خورشید دونوں نے بالاتفاق کوشش کرنے کا اقرار کیا جس سے ساماں کو گونہ تسکین ہوئی ست شوریدہ سر قدسی شور دگرے دارد + گویا کہ زبخت خود پنہاں خبرے دارد + من تائب و من زاہد لیکن چہ کنم دل را + باطرہ گلف خوبان ذرہ دیدہ سرے دارد + من دیدہ فرو بستم خود کو چہ کنم کان مہ + در نیم شبان تنہا در دل گذرے دارد + مرغان خوش الحانند در باغ سخن لیکن + نالیدن این بلبل شور دگرے دارد + صد بلبل و صد قمری بر سو بفغان آید + نسر یاد جنت زین بالشنو اثرے دارد + یا بر سر خاک ما گستخ شوخ غافل + گذا گستر پروانہ ہر جا سر رسے دارد

کہ مفتوح ہو جس سے باب سخن
کہاں رستم و کیو و افراسیاب
عروس سخن از چنین داد زیب

سخن کی سبب مجھے فکر دن رات ہے
سخن ہی سے ہے بادیہ مثل خواب

پلا مجھکو ساقی شراب سخن
سخن ہے تو ہے اور کیا بات ہے
سخن سنج دانا سے معنی فریب

بیان سے اس داستان ندرت بیان قصہ غرابت توامان کو

راویان صادق آثار و ناقلان راست گفتار خامہ مشکبار سے یوں زیب صفحہ قرطاس کا قول کرتے ہیں کہ جب دن گذر کے رات ہوئی اُس رات کو دیو بن گغندباد و رہ گیسو نوجوان شہزادے کے خیمہ میں مہمان تھے شاپور شیر دل نہایت خوش آیند ایک ساز بجا رہا تھا اہل مجلس سے ہر ایک کی زبان پر واہ واہ جاری تھی یکایک شاپور شیر دل نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

اُف عشق اسکا جان ہو تو ہے بر ملا پیر کی
سیدھی پڑی سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی
سب مانتے بوسہ عاشق مسکین کو ہم کیجیے
تاخیر اس میں بھی ہے دعا سے امیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازہ کا ہے دل
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی
دم جنا اسکا رخم موت سے سعد و ہما
سوتے میں جلے ہے گدڑی نقیر کی
پہ پھرا ہے تو میں سے جائے برہمن کو دیر میں

اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے نقیر کی
صحرا اسے چلا ہے مجھے شہر کی طرف
مولا مرے سوال ہے صورت فقیر کی
غافل یہ مثل برق ہے شادی سے زندگی
زنجیر میں تو رہے صدا ہے نقیر کی
خاک شفیع ناسے بھی ہوئی چھلے
آواز جھنجھنا گئی جم صفیر کی
دیکھا شمشیر کا رند دیوانہ کا کوئی
لی ہے قسم بتوں سے خدا سے کبیر کی

بیہودہ گفتگو ہمیں مرد فقیر کی
گر عقل ہو گئی ہے جنون میں شریر کی
پہیلی یکایک یوسف گم گشتہ جذب عشق کی
یا مان عمر سے ہے گل آدم خمیر کی
اللہ رے اس صنم کے بدن کی ملائمت
رنگ اسمیں ہے گلگل کا بو ہے عبیر کی
وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
اُس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی
جس تو وہ میں شریک ہوا پی خاک ہے

حسرت ہی رہ گئی لب شوق تیری
اس ماہ چاردہ کو جو دیکھا کمال حسن
شفق میں تجھ کو لال بہلتی تجھی سیر کی
سودے راہ یار کا اللہ رے آخر
آتش نسیم ہو ذات سمیع و بصیر کی

اسکے تھے لگے ہوئے کمان پشت جا بجا
زخمیں صفا ہو سینہ روشن ضمیر کی
اپنی شرارون سے نہ باز آئے آسمان
جادہ نہی جو ہم سے تو زمین پر لکیر کی

اول کی کچھ خبر ہے نہ ہم کو اخیر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
لو کر سزا جی ہم کو خوش آتی ہے پیر کی
اس کو شتی ہم ساتھ کو دیکھا ہی نہ سنا

اس غزل کو شاپور شیر دل نے اس لطف و خوبی سے گایا اور اسکے بعد سازکو اسطرح بجایا کہ ہر متنفس پر محویت طاری ہو گئی کسی کو اپنے دوست و دلی کی خبر نہ رہی اسوقت رضوانشاہ اور خورشید دونون یہان پہونچین اس ارادہ سے کہ شاہزادہ کو اٹھا لے جاوین مگر دیکھا انھون نے محفل پر محویت کا عالم طاری دیکھا بارگاہ کی چھت پر بیٹھ کے تماشا دیکھنے لگین شاپور شیر دل کی ساز نوازی سے انپر بھی محویت طاری ہو گئی دیو بن قندز بھی اس محفل عیش و طرب مین شریک تھا جونہی خورشید کی نظر دیو بن قندز پر پڑی ہزار جان سے دل اسیر و فریفتہ ہو گئی سب دل پہ کرنے لگے طپیدن ناز + رنگ چہرے سے کر گیا پرواز + اس طرف رضوانشاہ کی نظر کیمو نوجوان پر پڑی وہ بھی دل دادہ اسکی ہو گئی اور خرمن صبر و قرار مین شعلے اٹھنے لگے + سخت سست کہ دل راتی؛ ہم آرام + ورنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد + رضوانشاہ نے خورشید کی صورت دیکھی اور خورشید نے رضوانشاہ کی صورت دیکھی رضوانشاہ نے کہا ای خواہر خورشید اسوقت تیرے چہرہ پر تغیر معلوم ہوتا ہی اسنے کہا ای خواہر میرے چہرہ پر تو تغیر کم معلوم ہوتا ہی البتہ تیرے چہرے کا خون خشک معلوم ہوتا ہی رضوانشاہ نے متبسم ہو کے کہا ای خورشید واقعی اسوقت سخت تردد اور انتشار پیدا ہو گیا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا خورشید نے کہا یہی حال میرا بھی سمجھو رضوانشاہ نے کہا تیرا حال میرا سا نہین ہی بلکہ تیرے چہرے پر آثار شیفتگی کے معلوم ہوتے ہین بالیقین تو اہل محفل مین سے کسی پر فریفتہ ہو گئی ہی اسنے کہا اگر مین انمین سے کسی پر فریفتہ ہو گئی ہون پس تو بھی ان مین سے کسی پر دلدادہ ہو گئی ہی پھر رضوانشاہ نے سرد نفس بھر کے کہا کہ ای خواہر واقعی مین انمین سے ایک جوان پر فریفتہ ہو گئی ہون خورشید نے کہا مین بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گئی ہون رضوانشاہ نے کہا پھر کیا صلاح ہی اسنے کہا صلاح یہ ہی کہ اپنے اپنے مطلوب کو یہان سے اٹھا لے چلو غرضکہ جب نصف شب گذر گئی سب اہل محفل اپنی اپنی خوابگاہ مین جا کے دراز ہوئے یہ دونون نیچے اترین اور دیو بن قندز اور کیمو نوجوان کو اٹھا لے گئین سامان کوہ مین آ کے رضوانشاہ نے اپنے قصر مین قرار لیا دونون نے ان دونون کو ہوشیار کیا جونہی دیو بن قندز کی آنکھ کھلی اور خورشید کی صورت دیکھی بہت متعجب ہو کر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور بڑی دیر تک اسیر عالم محویت کا طاری رہا اور ہوش تو آیا منہہ پر گلاب و کیوڑا چھڑکا آخرالامر اسکی صورت زیبا جہان آرا پر فریفتہ ہو کے دست گستاخ دراز کیا اور بوسہ بازی کا بازار گرم کیا اس طرف کیمو نوجوان رضوانشاہ کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو گیا اور دونون ہاتھ رضوانشاہ کے گلے مین ڈال کے چند بوسے لب لعلین کے لیے اور کہا ای نازنین مین اسوقت خواب

دیکھ رہا ہوں یا عالم بیداری میں تجھکو دیکھ رہا ہوں اگر عالم بیداری ہے تو بس کسطرح یہاں آیا اور مجھ تک کسطرح
پہونچا رضوانہ نے کہا اس قصہ سے تجھکو کیا کام ہے بس یہ سمجھ کہ تو بڑا صاحب نصیب تھا جو میری صحبت
تجھکو نصیب ہوئی اسطرف کا حال سنیے کہ رات گذر گئی اور صبح ہوئی سب بیدار ہوئے گیہو نوجوان ور دیو بن قندز
کو خوابگاہ میں نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے کون یہاں آیا جو ان دونوں کو یہاں سے لے گیا یا
وہ خود اگر یہاں سے چلے گئے تو کہاں چلے گئے اور یون چلے گئے شہزادہ بدیع الملک کو خبر کی وہ والا جاہ
بھی بہت متعجب ہوا شاپور شیردل کو طلب کیا اور کہا اے شاپور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے فن عیاری کو فراموش
کیا ابھی کل کا ذکر ہے کہ تو مجلس حمزہ ثانی میں ترن سے دعوے پیشینی کا کرتا تھا آج کا یہ واقعہ ہے کہ تو یہاں
موجود ہے اور گیہو نوجوان اور دیو بن قندز کو کوئی آکے چرا لے گیا اور تجھکو مطلق خبر نہوئی اگر یہی حال ہے تو تمام
مسلمان یہاں سے غائب ہو جاینگے اور کسی کو کانوں کان خبر نہوگی شاپور کا یہ حال تھا زبان سے کچھ
کہتا تھا سر نگون غریق بحر حیرت تھا بدیع الملک نے کہا اے شاپور تو سکوت میں کیا ہے تو کیوں اس بات
کا جواب کیوں نہیں دیتا شاپور نے کہا اے شہریار میں کیا جواب دوں واقعی حیرت خیز واقعہ ہے خیر اب
میں ان دونوں کی تلاش میں جاتا ہوں یہ کہا اور ان دونوں کی تلاش میں روانہ ہوا شاہزادہ بدیع الملک
بھی مرکب پر سوار ہوا اور نور الدہر کو ہمراہ لیکے گیہو نوجوان اور دیو بن قندز کی تلاش و جستجو میں روانہ
ہوا تا اینکہ شاہان کوہ کے قریب پہونچا دیکھا بہت بلند ایک پہاڑ ہے اور اسپر بالاے کوہ قصر و عمارت
واقع ہے شہزادہ اس پہاڑ پر گیا ارادہ کیا کہ اندرون قصر داخل ہوں مگر پھر خیال آیا کہ نہیں معلوم کسکا
مکان ہے اور صاحب مکان اس بے باکی سے خوش ہو یا نہیں اسطرح پیش آوے دروازہ کی دراز سے اندرون
قصر جو نگاہ کی دیکھا دیو بن قندز اور گیہو نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں بلا تکلف دروازہ کھول کے قصر
میں داخل ہوا گیہو نوجوان اور دیو بن قندز نے جو شہزادے کو دیکھا بنظر تعظیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے
ہوئے بعد ادائے آداب و تسلیمات مقام صدر میں بٹھایا اور خود سامنے بیٹھے اسوقت بدیع الملک
نے پوچھا اے یارو تم یہاں کہاں آئے اور کیونکر پہنچے شب کو تم مجلس میں بیٹھے تھے صبح کو خبر سنی کہ
تم دونوں خوابگاہ سے غائب ہو گئے شاپور شیردل سے میں نے بے انتہا شکایت کی کہ
تیری موجودگی میں مسلمانوں کا غائب ہو جانا تعجب خیز امر ہے وہ بیچارہ بہت منفعل ہوا اور اسیوقت
تمھاری تلاش میں روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد میں بھی تمھاری تلاش میں نکلا یہاں پہونچا دروازہ
کی دراز سے تم کو یہاں بیٹھے دیکھا انھوں نے کہا شہریار واقعی حیرت کا مقام ہے اب یہاں چند لمحہ
توقف فرمائیے تو ہم اپنی سرگذشت بیان کریں شاہزادہ نے کہا اچھا میں متوقف ہوں بعدہ وہ
تمام جادوگر آگئے اور شاہزادہ کی خدمت بجالائے گیہو نوجوان نے رضوانہ کی جانب اشارہ کر کے کہا
شہریار ہماری حقیقت کو ہماری مطلوبہ سے پوچھو شہزادہ رضوانہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اچھا
تو ہی اس واقعہ کو بیان کر رضوانہ نے کہا اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ میں تمھارے لینے کے
واسطے گئی تھی وہاں مجلس میں میں نے گیہو نوجوان کو دیکھا اسکی صورت پر فریفتہ ہو گئی اور چونکہ میری
خواہر خورشید بھی میرے ہمراہ تھی وہ اس دوسرے جوان دیو بن قندز پر فریفتہ ہو گئی چنانچہ ہم
دونوں نے آپس میں اس راز کو پوشیدہ کیا مگر عشق و مشک کا ایک خاصہ ہے ایک دوسرے سے

حال سے واقف ہوگئے ہم دونوں اپنے اپنے مطلوبوں کو لے آئے ہم سمجھتے تھے کہ جب یہ دونوں جوان
ہوشیار ہونگے ہماری اس حرکت سے نوبت برہم ہوگی لیکن عالم ہوشیاری میں انھوں نے کچھ
نہیں کہا بلکہ ہم لوگ بیٹھتے ہی مختلط ہوگئے گویا برسوں کے شناسا ہیں بدیع الملک نے کہا ای رضوانہ
اب بیان کر تیرا کیا ارادہ ہے خورشید نے عرض کیا شہریار اب حضور سے امید ہے کہ یہ دیوانہ مجکو بخشدیا جاوے
شہزادہ نے کہا بخشنے کی کیا ضرورت ہے دونوں جوان تم دونوں کے اختیار میں ہیں خورشید نے کہا ہان
یہ تو درست ارشاد ہوا لیکن اب چونکہ حضور یہان تشریف لے آئے ہین اسوجہ سے حضور کی اجازت
ضرور درکار ہے بدیع الملک نے کہا اگر یہی مرضی ہے تو مجکو بھی کچھ عذر نہین ہے لیکن ایک شرط ہے اُسنے
کہا ارشاد ہو کیا شرط ہے شہزادے نے کہا اگر تو دین اسلام قبول کرلے تو مین خود تیرا عقد اس جوان
کے ساتھ پڑھدون خورشید نے کہا شہریار مجکو دین اسلام کے قبول کرنے مین کچھ عذر نہین ہے
لیکن ایک میری بات قبول فرمائی جاوے شہزادے نے اُس شرط کو پوچھا خورشید نے کہا شرط
یہ ہے کہ مسلمانون مین جادو سحر ناجائز سمجھا جاتا ہے اگر مین مسلمان ہوکے جادو کا شغل جاری رکھون
تو مجھ سے تعرض نہ کیا جاوے شہزادے نے کہا بے شبہہ مسلمان جادو کو ناجائز سمجھتے مین جیسا کہ مجکو
خود معلوم ہے اس بارہ مین مجکو تردد ہے خورشید نے کہا شہریار مین علم نجوم مین مہارت کامل رکھتی ہون
مین نے اپنے علم سے دریافت کیا ہے کہ یہ تورج جو تمہاری قید مین ہے اس سے مسلمانون کو سخت صدمہ
پہونچیگا اور تمہاری قید سے رہا ہوکے طلسم ہزار دیگ مین پوشیدہ ہوگا ستر ہزار جادو اس طلسم مین
مسکن رکھتے ہین میرا جادو اُس طلسم مین تمہارے کام آوے گا ورنہ مجکو کچھ عذر نہین ہے رہا خالیکہ مین دیو
قندز پر فریفتہ ہون مجکو جادو سے بھی تائب ہونے مین کچھ عذر نہین ہے بدیع الملک نے کہا
ای خورشید اگر واقعی تیرا جادو اُسوقت مین کام آوے گا پس جائز ہے بلکہ اور زیادہ مہارت اس فن
مین پیدا کر اُسنے کہا مجکو بخوبی مہارت ہے مطمئن رہو شہزادہ دیو قندز کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای دیو
اس ساحرہ سے عقد کرنا منظور ہے دیو قندز نے کہا ہان مجکو منظور ہے شہزادہ نے اُسیوقت خورشید
کا عقد دیو قندز کے ساتھ پڑھدیا بعدہ رضوانہ کیطرف متوجہ ہوا اور کہا تیرا کیا ارادہ ہے رضوانہ
نے کہا میرا بھی یہی ارادہ ہے کہ مدت العمر گیو نوجوان کے ساتھ بسر کرون اُسکو مجھے بخشدو
گیو نوجوان نے کہا ای شہریار پہلے مجھ سے سُن لو اگرچہ رضوانہ مجھ پر فریفتہ ہے اور مین بھی اُس سے
انکار نہین کرتا ہون لیکن یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اگر رضوانہ مجھ سے منعقد کی گئی تو مین تم سے مفارقت
ہرگز اختیار نہین کرونگا اگر رضوانہ کو یہ امر منظور ہے اور تیری خواہش ہو تو لشکر اسلام مین ہر وقت میرے
ساتھ رہے اور اگر اُسکا یہ ارادہ ہے کہ مجھکو اور کسی طرف لے جاوے تو مین صاف کہتا ہون کہ ہرگز
مجھے اُس سے عقد کرنا منظور نہین ہے رضوانہ نے کہا ای شہریار اگرچہ مین گیو نوجوان پر فریفتہ
ہون اور ہر طرح مین اُسکی خدمت مین حاضر رہنے کو مستعد ہون لیکن مین بھی فی الحال اس سے
عقد کرنا نہین چاہتی بلکہ میرا ارادہ ہے کہ طلسم ہزار دیگ بے در مین جاؤنگی جب تم
فتح طلسم سے فراغت حاصل کروگے اُس وقت میرا عقد گیو نوجوان کے ساتھ کر دینا
شہزادہ نے قبول کیا اور خورشید دیو قندز کو اپنے ہمراہ لے کے اور بدیع الملک

سے رخصت ہوکے ہندوستان کی طرف روانہ ہوگئی شہزادہ گیو کو جوان کو ہمراہ لے کے قلعہ سامانیہ کے آیا اور آتے ہی قلعہ پر چڑھاوا کیا سامان زنگی نے بہت کچھ جد و جہد کی مگر کوئی صورت مفر کی نظر نہ آئی شہزادہ گیو کوشش تمام قلعہ کے دروازہ کو توڑ کے اندرون قلعہ پہونچا سامان زنگی کو گرفتار کیا اور اہل قلعہ کو مسلمان کر کے اپنی بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ سامان زنگی کو لاؤ جب سامان زنگی بستہ و گرفتہ آیا شہزادہ نے کہا اے سامان تو نے بڑی مکاری کی کہ بظاہر مسلمان ہوا اور سب کو سب کی نظر سے پوشیدہ یہاں سے چلا گیا تو سمجھتا تھا کہ میں قلعہ میں محفوظ رہونگا دیکھ تو نے کہ میں نے کس طرح بار دیگر یہ قلعہ فتح کر لیا اور وہ جو رفواشہ تیری مطلوبہ تھی اور تو نے منت و سماجت اسکی مدد چاہی تھی پہ اُسنے تیری یاوری کی معلوم ہوتا ہے کہ تو اُسکے بھروسے پر یہاں سے بھاگ کے قلعہ میں پہنچا تھا سنت تیری اس مکاری پر جو تم عمل میں لایا اب بتا تیرا کیا ارادہ ہے سامان نے شہزادے کو کچھ جواب نہ دیا شاہزادہ نے جلاد کو حکم قتل دیا جلاد نے فوراً ایک ہی وار میں سامان زنگی کا سر تن سے جدا کیا بعد فراغ قتل سامان زنگی شاہزادہ نے رخت سفر بندھوایا اور روانہ ہوا

اب شہزادہ بدیع الملک کو قلعہ سامانیہ سے کوچ کر کے روان رکھا جاتا ہے اور داستان لشکر اسلام کی طرف بار دگر توجہ کی جاتی ہے

خاک میں ملکے بتا کیسا اکھاڑا چاہیے
کیوں بلا قد سرو کو جڑ سے اکھاڑا چاہیے
اور کشتوں کی ہماری قبر میں حاجت نہیں
جا در رشتہ سب کو بھی آج پچھاڑا چاہیے
کرچکی ہے تیری زلف پا ایک عالم کو خراب
باغ میں بستے میں گل کو منہ بگاڑا چاہیے
تابکے وحشت کہ میں ہوں کوہ و صحرا میں
ہم کو گرمی چاہیے سرکرد جاڑا چاہیے
مر لیا ہوں حسرت زلف کا جا مرتے میں
جو ترے مشکو ... آج جھاڑا چاہیے
... کشتی پہلوان عشق میں

لڑنے کو کشتی دیو سے تجھ کو ... چاہیے
کیوں نہ رہیں پھر کہ ہم کوئی جانا کہے
کوچۂ محبوب کو اوپر اکھاڑا چاہیے
... جب نظر آیا انہیں
شہر خموشاں کو بھی چلکر اجاڑا چاہیے
کوئی ... صاحب ...
عرش نے سقف محدب کو بگاڑا چاہیے
آہ اس محبوب کے دل کو ...
میں لعبہ میں ہے لاتے لوہا چاہیے
ابتک کہ دیدۂ خونبار اب تار کے
... داغ اجداد کا اکھاڑا چاہیے

وہ سہی قد کرکے وہ تیغ بر روئے حریف
دیدۂ تر اپنے دریا میں گرا ڈالا چاہیے
ہے قصبہ مہتاب وقت میں نقاب ... مجنوں
... وہ گنبد کے سر کو جھاڑنا چاہیے
... جو تجھ قاتل پاس ہے تیغ نگہ
... کو کیڑا ابھی آ چاہیے
انسوؤں نے بحر میں ... سال ہم
عرش اعظم ... نشان ... گاڑا چاہیے
غضب کو ... جو تو بڑا ہے ...
... اس پر ... اجاڑا چاہیے
الواتح سینہ صاف ... سفر ...

صفحات خواطر احباب طبعان حقیقت رس پر مرتسم و منقش ہو کہ جب محافظہ نشین نے تمام سرداران دست چپ کو باندھ کے فرعون کے حوالے کیا شب کو نقارہ جنگ بجایا دوسرے روز صبح کو بعد صف آرائی میدان حرب میں آکے کہا اے خدا پرستو میرا مرد مقابل کون ہے آوے اور میرا مقابلہ کرے لشکر سعد شہریار سے رستم ثانی میدان میں آیا اور چاہتا تھا کہ تیغ آبدار کا وار محافظہ نشین پر کرے محافظہ نشین نے ایک اسم پڑھا رستم ثانی کی جانب پھونکا رستم ثانی بالکل بے حس ہو گیا محافظہ نشین نے ایک بال سر سے توڑا اُس سے دونوں ہاتھ رستم کے مستحکم

بند ہوئے اور دل میں سے کہا اور کہا کہ تو خوب شہزادے درست کے شہر سے عشق میں بیقرار ہوں خداوند فرعون
کے فضل و کرم سے آج جنگل میں گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لائی ہوں آؤ اور ایک ساعت تیری مراد دلی بر لاؤں اسکے بعد
جو کچھ تیری حاجت ہوگی اسکے رفع کرنے میں بسر و چشم کوشش کرونگی رستم ثانی نے کہا ای
مخانہ نشین میں ہرگز تجھ سے اختلاط نہ کرونگا میں نہیں جانتا تو کون ہے مخانہ نشین نے رستم ثانی کے
پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا ای جوان کیوں تو میری ہلاکت کے درپے ہے میرے حال زار پر رحم کر رستم ثانی
نے کہا اگر تیری ہلاکت منظور ہے تو مجھکو اسکی بھی پروا نہیں ہے مختصر جسقدر مخانہ نشین اصرار کرتی تھی اسیقدر
شہزادہ رستم انکار کرتا تھا مخانہ نشین عاجز ہوکے مع رستم ثانی اپنے گھر میں بیٹھ رہی یہاں سعد
بادشاہ نے جب دیکھا کہ ایک رستم ثانی فقط باقی رہ گیا تھا اسکو بھی مخانہ نشین نے گرفتار کر لیا
بہت متفکر ہوا آخر الامر وہاں سے کوچ کیا اور فرعونیہ میں آکے قلعہ میں مقیم ہوا اور دروازہ قلعہ کے
ہر چہار طرف سے بند کر لیے یہ خبر فرعون کو پہونچی کہ خداپرستون کا بادشاہ قلعہ بند ہوا ہے فرعون نے
کہا بارو یہ کیا ماجرا ہے کہ مخانہ نشین نے رستم ثانی کو گرفتار کیا اور اپنے گھر لے جاکے وہیں مقیم ہے مجھسے ملاقات
بھی نہیں کی نہیں معلوم کیا واقعہ درپیش رہا اگر کوئی مع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائے گا راوی کہتا ہے مجلس
فرعون میں ایک گبر تھا صور بن اسرافیل نام اسنے فرعون سے کہا ای خداوند نقارہ جنگ میرے
نام کا بجوایئے تو ان خداپرستون کو میں اسے معقول کرون فرعون نے کہا ای صور تیرا اسلحات خیال ہے یہ کیون
تجھکے دل میں آوے خداپرستون کی نسبت کہوے لیکن خداپرستون سے مقابلہ کرنا سہل نہیں ہے اسنے
کہا ای خداوند اگر خداپرستون کے لشکر کو زیر و زبر نہ کرون تو صور نہیں میرا یہ عہد ہے کہ اول تو میں اپنی
زبان سے کچھ نہیں کہتا ہون اگر کہتا ہون تو اسکے موافق عمل ضرور کرتا ہون فرعون نے کہا ای صور
اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مانع کون ہے اور حکم دیا کہ صور کے نام طبل بجایا جاوے چنانچہ صور کے نام
طبل جنگ بجایا گیا دوسرے روز صبح کو صور میدان میں آیا اور لڑائی شروع ہوئی صور خندق کے
کنارہ پہونچا اور چست مارکے چاہا کہ خندق کے پار نکل جاوے سعد بادشاہ نے ایک تیر اسطرح تاک
اسکی چھاتی پر لگایا کہ اسکے سینہ کو توڑ کر گیا صور بن اسرافیل بے حال ہوکے خندق میں گرا اور روح
ناپاک اسکی مالک کی ملک میں گئی وہاں یہ غلغلہ عظیم برپا ہوا فرعون نے صور کے ہلاک
ہوتے دیکھا اپنے لشکر میں طبل بازگشت بجوایا اور اپنے مقام کی طرف چلا آیا نہایت متعجب ہوا بار بار
کہتا تھا یارو صور ایسے نبرد آزما کا ہلاک ہونا عجب خیز امر ہے معلوم ہوا کہ اب حکومت فرعونی پر
زوال آیا چاہتا ہے دوسرے روز فرعون تخت بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک پیادہ آیا اسنے ایک نامہ
فرعون کو دیا فرعون نے سر نامہ پڑھ کے چاک کیا مفوفہ کھولا لکھا تھا کہ ای خداوند میں ہون ششنگ دیوزاد
اور ہمارے ساتھ منقوش دیوزاد بھی ہے ہم دونوں بسات لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے تیری مدد
کو آتے ہیں اور یہ پیادہ جو تیری خدمت میں بھیجا ہے اسکا نام بہرام خنجر یار ہے اگرچہ وہ تنہا ہے لیکن
درحقیقت چار ہزار پیادونکی جمعیت اپنے ساتھ رکھتا ہے اور خاص تیری مدد کے واسطے آیا ہے اور
اسکی ہمنے بڑی بڑی لڑائیاں فتح کی ہیں اس لڑائی کی اسکے نزدیک کچھ حقیقت نہیں ہے حضور کے
اقبال سے کل تک میں بھی آپ کی خدمت میں پہونچونگا فرعون اس خط کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور

اُس نامہ بر کو ایک خلعت گران بہا دے کے رخصت کیا دوسرے روز یہ نامہ بر وہاں پہونچے فرعون کی
ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے فرعون نے کہا اے گبر ہزار ہزار شکر اُس بت بزرگ کی درگاہ بے نیاز
میں کہ تم اسوقت میری مدد کو پہونچے لیکن دیو سار کیون نہیں آیا ان سب نے کہا اے خداوند ہم پہونچ گئے
ہیں دیو سار بھی ہمارے عقب میں آتا ہے اور اُسکے ہمراہ سات لاکھ سواران جرار بھی ہیں فرعون اس
خوشخبری کو سنکے بہت خوش ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ طبل کہاری بجایا جاوے پس گبرون نے طبل جنگ
بجایا دوسرے روز صبح کو فرعونیہ پر لشکر کشی کی اور قلعہ پر دھاوا کیا ایک طرف سے منقوش دیوزاد اور
دوسری طرف سے جشنگ دیوزاد قلعہ کی جانب اس قصور عسے کہ دہنے ہاتھ میں گرز گران اور بائیں ہاتھ
میں سپر چہرہ کی آڑ کیے ہوئے چلے جاتے تھے اس شور و ہنگامہ کی آواز محافہ نشین کے گوش زد ہوئی متوحش
ہوکے پوچھا یہ کیسا شور ہے لوگوں نے کہا اے نازنین فی الحال جشنگ دیوزاد اور منقوش دیوزاد فرعون شاہ
کی مدد کے واسطے وہانسے آئے ہیں اُسنے کہا یہ تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں دیوزاد خداوند فرعون کی مدد کے
واسطے آئے ہیں لیکن شور و غوغا اسقدر کیوں ہے اُنھوں نے کہ شور و غل کی یہ وجہ ہے کہ سعد بادشاہ کے
مقابلہ میں گبرون نے ہنگامہ آرائی کی ہے اور جنگ کرتے ہوئے قلعہ کے قریب پہونچ گئے ہیں آج
اُنکا یہ ارادہ ہے کہ قلعہ کے دروازہ کو جسطرح ممکن ہو توڑ ڈالیں اور قلعہ میں داخل ہو جائیں آج بہت
بڑا یورش ہے مسلمانوں کی خیریت نہیں معلوم ہوتی اور ان دونوں دیوزادوں کے پہونچ جانے سے
فرعون شاہ کو بڑی تقویت حاصل ہوئی ہے یہ وجہ ہے جو فرعون قلعہ میں داخل ہونے کا ارادہ
مصمم کیے ہوئے ہے رستم ثانی چونکہ ایک جائے محفوظ میں مقیم تھا اُسکو اس واردات کی
حقیقت معلوم نہ تھی محافہ نشین متردد و منتشر رستم ثانی کے پاس آئی اور کہا اے جوان تجھکو
اپنے مردمان ہمراہی کی بھی خبر ہے رستم ثانی نے کہا اے محافہ نشین مجھکو کب خبر ہے درانحالیکہ میں
تیری قید میں ہوں کہیں نہیں جا سکتا اُسنے کہا اے جوان آج تو مسلمانوں کی خیریت نہیں معلوم
ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ فرعون کی مدد کے واسطے دو دیوزاد نہایت شجاع اور زبردست قوی
ہیکل ہمراہی افواج کثیر آگئے ہیں رستم ثانی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے محافہ نشین
درانحالیکہ تو میرے عشق و محبت کا دعوے کرتی ہے اور پھر مجھکو رنج و ملال بھی پہونچاتی ہے
محافہ نشین نے کہا اے جوان میں نے تجھے کیا رنج و ملال پہونچایا رستم ثانی نے کہا یہ طرفہ
بات ہے کہ ہمارے بادشاہ کی خبر بد سنائی اور پھر کہتی ہے کہ میں نے کیا رنج و ملال پہونچایا
محافہ نشین نے کہا اے جوان اگر کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا تو تیرے بادشاہ کو پہونچیگا تو ہر
طرح محفوظ رہیگا رستم ثانی نے کہا او بے حیا ہزار ہزار لعنت ہے تیرے اس خیال بیہودہ پر ہمارے بادشاہ
کو خدا ناکردہ کسی طرح کا صدمہ پہونچے گا اور ہم مطمئن رہینگے اگر اسوقت میں بھی ہم تمہارے کام نہ آئی
تو زندہ ہم تجھ سے کیا امید رکھیں ہے عشق و محبت میں جان دینے کو آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن
تیری محبت عجیب طرح کی ہے محافہ نشین نے کہا اے رستم ثانی تو جو بات کہتا ہے اپنے ہی
مطلب کی کہتا ہے فرض کیا کہ عشق و محبت میں جان کا پاس نہیں ہوتا ہے لیکن یہ بھی قاعدہ ہے
کہ طالب کے عشق و محبت کے اثر سے مطلوب بھی طالب کی خوشی کا خواہان ہو جاتا ہے اسقدر

غرض یہ ہے کہ تو میرے پاس ہے اور کس کس طرح مین نے تجھ سے کہا کہ زیادہ نہین ایک ہی مرتبہ میری مراد
دلی بر لا مین تیری عاشق ہون مگر تو نے متعلق میری درخواست کیجانب اعتناء کی یہ دستور کہان سے
عشق و محبت کا ہی اور خیر مین یہانتک کہتی ہون کہ اگرچہ تو نے اسوقت تک میری درخواست کیجانب
اعتنا نہین کی لیکن اب بھی اگر تو میرے دل خوش کرنے کو آمادہ ہو جائے پس کچھ دیر نہ ہوگی طرفۃ العین
مین خداوند فرعون اور اسکے تمام مددگارون کو نیست و نابود کر دونگی اور تجکو اس ملک کا بادشاہ
کر دونگی بغیر میری درخواست قبول کیے تو جسقدر اس بارہ مین کہیگا مین ہرگز نہ سنونگی
ای جوان تو عشق و محبت کے اثر کو کیا کم سمجھتا ہی کہ مین اپنے خداوند قدیم یعنے فرعون شاہ کی خداوندی
سے قطع نظر کرتی ہون اور تیرے حسب مراد کام کے انجام دینے کو موجود ہون دنیا مین ہر شخص
اپنے دین و مذہب کا جسقدر پاس کرتا ہی اسقدر کسی کا پاس نہین کرتا ای جوان تیرا خیال
نہین معلوم کس طرف ہی جو تو میری درخواست کو قبول نہین کرتا مسلمان کتنی ہی کوشش کرینگے
لیکن فرعون کے مقابلہ مین ہرگز سر بر نہ ہو سکینگے مین اگر انکی حمایت کو موجود ہو جاؤنگی تو البتہ
کچھ کام بن سکتا ہی رستم بغور محافہ نشین کی تقریر سنا کیا بعد تامل بسیار کہا ای محافہ نشین مین
ہرگز تیری درخواست قبول نہ کرتا مگر میرے بادشاہ کے خیال نے مجکو مجبور کیا ہی اب مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر تو اس بارہ مین میری مدد کریگی تو مین ضرور تیری درخواست کو قبول کرونگا اور
تیرا مطلب بخوبی حاصل ہو جائیگا قبل اس قصہ کے پاک ہونے کے مجھسے کچھ امید نہ رکھ
محافہ نشین نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی یہ کہا اور دو مرکب طلب کیے ایک پر خود سوار ہوئی دوسرے
مرکب پر رستم کو سوار کیا قریب قلعہ کے پہونچی اپنے سر سے ایک بال توڑ کر رستم کو مضبوط باندھا
ایک بلند پشتہ پر رستم کو بٹھا کے کہا ای جوان تو یہان بیٹھ کے تماشہ دیکھ کہ مین کیا تدبیر عمل
مین لاتی ہون خیر تو بھی کیا یاد کریگا کہ میری مطلوبہ نے عشق و محبت کی وجہ سے کیا کار نمایان
کیا اسطرف ہشنگ دیو زاد اور منقوش دیو زاد دونون خندق کے کنارہ پہونچے تھے کہ سعد بادشاہ
سمجھا کہ عنقریب ہم مسلمانون کا کام تمام ہوتا ہے اسلیے اسوقت کوئی تدبیر بن نہ آئی بجز اسکے
کہ دونون ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور اسطرح درگاہ باری مین مناجات شروع کی کہ ای چارہ
بیچارگان و ای مدد بیکسان تو ہی ہر وقت مصیبت مین اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہی تو سے نیاز تم
نجیر ا تو فریادرس + تو ای عاصیان را خطا بخش و بس + تو نے حضرت ابراہیم پر نار کو گلزار کیا تو نے
حضرت یونس کو شکم ماہی سے بہمہ خیر و خوبی نجات بخشی واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ
اپنے مقربان بارگاہ کا اسوقت مصیبت و مجبوری مین میری مدد و حمایت کر ہنوز یہ مناجات ختم
نہین ہونے پائی تھی کہ یک گرد نمایان ہوا سب اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے تھا اینکہ دامن گرد
چاک ہوا اور رایت نصرت اثر شاہزادہ بدیع الملک دور سے نمایان ہوا سب سے پیشتر
عمر ثانی سعد شہریار کی خدمت مین پہونچا سعد شہریار عمر ثانی کو دیکھ کے خاک پر سجدہ کو جھک
گیا اور کہا خداوندا شکر ہی کہ تو نے دعا میری قبول کی بعدہ عمر کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای
عمر ثانی تم ہی صرف یہان پہونچے ہو یا شہزادہ بدیع الملک بھی اسطرف آیا ہی عمر ثانی نے

کہا شہریار شہزادہ بدیع الملک سامنے چلا آتا تھا یعنی شہزادہ سعد شہریار کے پاس پہونچا بکمال ادب
سلام کیا سعد شہریار نے جواب سلام دیا اور کہا اے بدیع الملک خداوند تعالی تجھ میں برکت عطا
فرمائے عین وقت پر یہان پہونچے ورنہ اپنا کام تمام ہونے میں کچھ عرصہ باقی نہ تھا شہزادہ نے کہا اے بادشاہ
اب دیر کیا ہے قلعہ کا دروازہ کھولدینا چاہیے سعد شہریار نے افراط مسرت سے نقارہ فتح بجوایا اور قلعہ کا
دروازہ کھلوادیا بکثرت فوج قلعہ سے باہر نکلی جونہی شاہزادہ بدیع الملک مع فوج ہمراہی میدان
میں آیا دیکھا عقابون میں حمزہ ثانی گرفتار ہیں اور گرمی آفتاب سے نہایت بیقرار ہورہے ہیں سلطان حمزہ ثانی
نے بھی بدیع الملک کو دیکھا بہت خوش ہوا دل میں کہتا تھا کہ بارے بدیع الملک یہان پہونچ گیا
ہے کیا عجب ہے اگر میں اس مصیبت سے رہائی پاجاؤن یکایک حمزہ ثانی نے عقابون سے دیکھا کہ
بدیع الملک نہایت مغموم و محزون پشت مرکب سے زمین پر آیا اور جانب عقابین بکمال ادب سلام کیا
بعدہ باواز بلند کہا اے جانبازان دین سلام اے بندگان خداوند مدت العلام دیکھو یہ گردون دون و زمانہ بوقلمون
کی نیرنگیان کہ حمزہ ثانی ایسا بادشاہ عالی جاہ کس مصیبت اور زحمت میں فی الحال مبتلا ہوگیا ہے اگر کوئی ادنی
شخص اسطرح کی قید سخت میں مبتلا ہوجاتا تو تحمل استعجاب نہ تھا اب تم سب کو لازم ہے کہ بالاتفاق ایسی کوشش
کرو کہ حمزہ ثانی اس مصیبت سے رہا ہوجائے اس والاجاہ کا حق تم لوگون پر بہت کچھ ہے اسوقت مردانگی
کا اقتضا یہ ہے کہ جب تک فرعون کو گرفتار یا ہلاک نہ کرو یہان سے حرکت نہ کرو سب نے قبول کیا اور
ایک ہی مرتبہ اللہ اکبر کہکے لشکر فرعون پر حملہ کیا فرعون کو جب معلوم ہوا کہ بدیع الملک آپہونچا
مثل بید کے کانپنے لگا اور اپنے ہمراہیون سے کہا ارے یارو جلد کوشش کرو بدیع الملک آگیا
یہ سخت ہنگامہ آرائی کا سامان ہے اگر ذرا بھی تساہل کروگے بالیقین تمھاری شامت آجاویگی اور میری
خداوندی کی تو وہی نوبت ہوگی جو میری مشیت میں گذر چکا ہے اور مخانہ نشین کی جانب دیکھ کے کہا جان
من افسوس ہے یہ کہکے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا مخانہ نشین نے کہا اے خداوند کیون ابھی
جان ہلاک کیے ڈالتا ہے کچھ میں تو کہ فرعون نے کہا ہائے ہائے کیا پوچھتی ہے غضب ہوگیا ادہر تو
ابتک کوئی تدبیر نہیں کی ہوسکے تمہین دیکھا بدیع الملک آپہونچا مخانہ نشین نے کہا بدیع الملک آگیا تو
کیا ہوگا آخر تیری مشیت میں تو یہ ہے کہ بدیع الملک بھی مثل حمزہ ثانی کے گرفتار ہوجائے فرعون نے
کہا جان من مشیت کا ذکر نہ کر جو کچھ مشیت میں گذرنا تھا وہ تو ابتدائے خلقت عالم ہی میں گذر چکا ہے
اب کیا قدرت ہے یعنے دنیا و عرض اسباب خلق کیا ہے اسی اعتبار سے مجھ پر فرض ہے کہ کوشش کرے اس
کوشش میں میری قدرت کی برکت شامل ہوسکتی ہے مخانہ نشین نے کہا اے فرعون اگر تیری کوشش
وسعی کی ضرورت ہے تو کیا مضائقہ ہے میں بھی موجود ہون اگر تو چاہتا ہے تو میں پہلے سر بدیع الملک کا
تیری خدمت میں حاضر کرتی ہون بعدہ تجھ سے ملاقات کرونگی یہ کہا اور مرکب کو مہمیز کرکے شہزادہ بدیع الملک
کے پاس پہونچی اور نعرہ مارا کہ اے نوجوان یہ کیا بیہودگی و بیباکی ہے کہ خداوند فرعون کی تعظیم و تکریم سے
قطع نظر کرکے اسکے بندون سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو یہان سے آیا ہے تو واپس جا ورنہ تیرا زندہ رہنا
دشوار ہے اور اگر زیادہ تر خداوند فرعون کو اپنے رحم و کرم کا پاس ہوگا تو جسطرح حمزہ کو گرفتار
کیا گیا ہے اسی طرح تو بھی گرفتہ و بستہ کرکے قید کیا جاویگا بدیع الملک نے اسکی اسطرح

کی اقرار سنکے تبسم کیا اور کہا دولت کا مایہ تو نے کیا بکا ہمین سے نہین سنا پھر کہ محی فرشین نے اس مرتبہ
تیغ کا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا اور تورا شمشیر علم کرکے ایک ہی مرتبہ مین اس ملعونہ کو
دو لخت کر دیا رستم ثانی جو اسکے موے سر سے بستہ تھا اُس ملعونہ کے ہلاک ہوتے ہی قید سے رہا ہو گیا
وہ بھی مرکب پر سوار ہوکے جنگ مین شریک ہوا ایک جانب سے نورالدہر بڑھا دوسری جانب سے
جنگ و حرب کرتا ہوا مطول شاہ بڑھا دونون مین رد و بدل ہونا شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ نورالدہر
نے اُسکو گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ اے مطول تیرا کیا ارادہ ہے آیا مسلمان ہوگا یا نہین اُسنے کہا اے
جوان جنگ سے اور مذہب سے کیا نسبت عیسے بدین خود موسے بدین خود نورالدہر نے کہا
یہان بہت بڑی نسبت مذہبی ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو مین تجھے رہا کرون مطول نے
کہا اے جوان مین اپنے مذہب کو ہرگز نہین بدلونگا نورالدہر نے کہا اگر تو اپنے مذہب الحاد کو نہین
بدلے گا تو مین تجھے زندہ بھی نہ چھوڑونگا مطول نے کہا تجھے اختیار ہے نورالدہر نے ایک ہی مرتبہ
مین اُسکا سر تن سے جدا کیا اُسکا بیٹا طول بن مطول اپنے باپ کو مقتول دیکھکے تلوار علم کیے
دیوانون کی طرح دوڑا اور اُسنے ارادہ کیا تھا کہ نورالدہر پر عالم غفلت مین وار کرے اور اپنے پدر
مقتول کا عوض لے اسد نے دیکھ لیا قبل اسکے کہ طول بن مطول نورالدہر تک پہونچے اسد
تلوار کھینچے ہوئے قریب اسکے پہونچ گیا اور نعرہ مارا کہ او اجل گرفتہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ ابھی سر
اپنے پانون پر دیکھے گا طول بن مطول ایسا گھبرایا کہ اچھی طرح اسد کی صورت بھی نہ دیکھی بے تحاشا
تلوار کا وار کیا اسد نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور عقرب سلیمانی کا ایسا ہاتھ اسکے حمائل پر
مارا کہ آڑا دو حصہ ہوکے زمین پر گرا اس عرصہ مین آفتاب قریب غروب پہونچا طبل بازگشت بجا
دونون لشکر اپنے اپنے مقام کو گئے شب کو بدیع الملک اپنے خیمہ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک آدمی
اسد کی صورت سے مشابہ ہوکے خیمہ مین آیا اور ہر چہار جانب دیکھکے شہزادہ کی خوابگاہ کی طرف چلا
گیا بدیع الملک سمجھا کہ شاید اسد کسی ضرورت سے آیا ہوگا پھر سوچا کہ اسوقت اسد کا کیا
کام ہے جو آیا ہے آواز دی کہ اے اسد تم اسوقت کیون آئے ہو کچھ آواز نہ آئی شاہزادہ نے بار دیگر
آواز دی پھر کچھ جواب نہ پایا اب تو بدیع الملک کے دل مین توہم پیدا ہوا کہا ایسا نہو فرعون
ملعون کے عیارون مین سے کوئی عیار آیا ہو اپنی جگہ سے اٹھا اور در خیمہ سے ایک سپاہی کو اندر
بلاکے کہا دیکھو ہماری خوابگاہ مین کون گیا ہے وہ سپاہی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا بدیع الملک
نے پوچھا کون ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا کیا اسد آیا ہے اُسنے کہا شہریار وہان کوئی
بھی نہین ہے شہزادے نے کہا کیا خوب میرے سامنے اسد اندر خوابگاہ کے گیا ہے تو کہتا ہے کہ وہان کوئی
نہین ہے ضرور وہان کوئی ہے سپاہی نے کہا کیونکر عرض کرون مین نہین کوئی اور جاکے دیکھ لے شاہزادہ نے
دوسرے سپاہی کو بلایا اور کہا دیکھ ہماری خوابگاہ مین کون ہے وہ بھی خوابگاہ مین گیا اور واپس آیا پوچھا کون
ہے اُسنے کہا کوئی نہین ہے شہزادہ نے کہا خود چلکے دیکھینگے اور خوابگاہ مین پہونچا ہر چہار جانب دیکھا
کسی کو نہ پایا کہا یہ کیا امر ہے کہ میرے سامنے اسد آیا ہے اور یہان سے اسطرح چلا گیا کہ مین نے نہ دیکھا اور اگر
گیا ہے تو اور کسی طرف سے گیا ہے میرے سامنے سے نہین گیا ایک پلنگ کے نیچے جو جھانک کے

نگاہ کی دیکھا ایک آدمی سفید چادر مین لپٹا ہوا اسطرح پڑا ہی کہ معلوم ہوتا ہی کوئی شی رکھی ہی شہزادہ نے
کہا یہ پلنگ کے نیچے کیا شی رکھی ہی ایک ملازم نے جو بدوست سے اسنے تعمیل کی یہ کوئی شی نہین ہی
آدمی معلوم ہوتا ہی دوسرے ملازم نے چادر کو گرفت مین لاکے کھینچا اور اُسے غور سے دیکھا ایک جوان خوشرو
نہایت قوی ہیکل سامان عیاری سے آراستہ ہی اور قریب تھا کہ بدیع الملک پر خنجر کا وار کرے ایک
ملازم مستعد نے پشت سے خنجر چھین لیا پھر تو اسقدر لاتین ماری اسکی خراب حالت بنائی گئی
کہ قریب المرگ ہو گیا بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا مین ایک ادنی بندہ ہون بندگان
خداوند فرعون سے بدیع الملک نے کہا او مردود تو اس نوبت کو پہونچا مگر فرعون ملعون کی
خداوندی کو نہین چھوڑا اچھا یہ بتا کہ تو کس ارادہ سے یہان آیا تھا اسنے کہا خاص بدیع الملک
کے ہلاک کرنے کو آیا تھا جب خداوند فرعون نے گریہ و زاری کرنا شروع کی اپنے بندگان خاص
سے کہا تم اسقدر میرے بندے ہو مگر تم مین کوئی ایسی قابلیت نہین رکھتا کہ بدیع الملک
میرے دشمن جان کو ہلاک کرے تاکہ منکر مزہ کے آئے تب مین متعقب کرون جب خداوند نے حال زار پر رحم کیا
مین نے کہا اے خداوند تو گھبرا نہین اگر تو نے دنیا کو عالم اسباب پیدا کیا ہی تو مین بدیع الملک کی
ہلاکت کا سبب ہوا جاتا ہون اُسنے میری جرأت پر ہمت تحسین و آفرین کی مین اپنا سامان عیاری
لے کے یہان پہونچا بدیع الملک نے کہا تو اندرون خیمہ کسطرح پہونچا حالانکہ خیمہ پر آدمی موجود تھے
اُسنے کہا اس سے کیا بحث ہی مین جسطرح ممکن ہوا یہان پہونچ گیا اور افسوس کہ تم نے مجھکو دیکھ لیا ورنہ
اب تک مین تمھارا کام تمام کر چکا ہوتا بدیع الملک نے کہا بلاؤ جلاد کو اسکو قتل کرے اور ایک
ملازم سے کہا اسکو باہر لے جاؤ اگر دین اسلام قبول کرے تو رہا کر دینا ورنہ جلاد کشف تیغ بیدریغ سے اسکا
کام تمام ہو وہ ملازم خیمہ کے باہر لے گیا اور پوچھا تو کیا کہتا ہی آیا مسلمان ہوگا یا ہلاک منظور ہی اُسنے کہا مین
ایسے خداوند صاحب قدرت و جلال کی بندگی چھوڑ کے خدائے نادیدہ کی ہرگز بندگی نہین کرونگا یہ کہتا
تھا کہ جلاد نے ایک ہی وار مین سر اسکا تن سے جدا کر کے جہنم واصل کیا شب کو پھر طبل جنگ بجی
صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی اسد میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اسطرف سے کاتل جادو
ایک پہلوان زبردست مقابلہ کو آیا اول بہت تھوڑی ردو بدل ہوئی آخر اسد دلاور نے اسکو ہاتھ پر بلند
کر لیا اور اس زور سے زمین پر پٹکا کہ ریزہ ریزہ ہو گیا پھر دوسرا جادو آیا وہ بھی ہلاک کیا گیا اسی طرح
چند جادوان نابکار آئے اور یکے بعد دیگرے جہنم واصل کیے گئے تھے کہ شام ہو گئی اور طبل بازگشت
بجنے کے بعد سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے اسیطرح تیسرے روز بھی صف آرائی ہونے کے بعد جنگ و
جدال ہوئی اور شام کو طبل بازگشت بجا چوتھے روز چند جادوون کے جہنم واصل ہونے کے بعد شاہزادہ
بدیع الملک جنگ کر رہا تھا جب عقابین کے قریب پہونچ گیا پس فوراً چوب کو بغل مین لیکے تیغ
نقش سلیمانی میان سے نکال لیا اور اپنے لشکر مین لے آیا تمام جادوان مکار تعاقب مین شاہزادہ کے دوڑے
اور نور الدہر اور سعد دلاور نے ان سبکو پسپا کیا یہانتک کہ فرعون شکست کھا کے بیابان کیجانب
بھاگا اور مسلمان مظفر و منصور میدان حرب سے واپس آئے بعد ان عقابین کو جو غور سے دیکھا حمزہ ثانی کو
قفس مین پایا لیکے چوب عقابین پایا تمام مسلمان غریق بحر حیرت ہوئے نور الدہر نے کہا ای بابا بدیع الملک

کیا تم نے حمزہ ثانی کو بالاے عقاب میں نہیں دیکھا تھا شہزادہ نے کہا اول روز حمزہ ثانی کو بالاے عقاب میں
قفس میں ضرور دیکھا تھا بلکہ سلام بھی کیا تھا دوسرے روز بالاے عقاب میں غور سے نہیں دیکھا کیونکہ مجھکو یہ
خیال تھا کہ حمزہ ثانی حسب دستور قفس میں ہوگا انہیں معلوم ان گبران نابکار نے حمزہ ثانی کو کہاں
مقید کیا ہے اور یاران ہمراہی سے کہا بھائیو ہم جو کچھ سمجھتے تھے اسکے خلاف ظہور میں آیا جاؤ فرعون ملعون کے
قیدخانہ کی خبر لو یاران دست چپ قیدخانہ میں ہوں تو انکو رہا کرو سب لوگ قیدخانہ پہونچے ہر چند تجسس
و تلاش کیا قیدخانہ میں کسی کو نہ پایا بے نیل و مرام واپس آئے اور بدیع الملک کی خدمت میں عرض کیا
شہریار وہاں قیدخانہ میں کوئی نہیں ہے خدا جانے یاران دست چپ میں سے کوئی ہے شہزادہ نے کہا
معلوم ہوتا ہے فرعون ملعون ان سبکو اپنے ہمراہ لے گیا ہے اب فرعون کی خبر لینا چاہیے پس عیاران
لشکر فرعون کی فکر میں روانہ ہوئے اور شاہزادہ بدیع الملک بافتح و نصرت سعد شہریار کی ملازمت
میں حاضر ہوا سعد شہریار نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک مجھکو تم سے بڑی شکایت ہے اور ہرگز
مجھکو تم سے ایسی امید نہ تھی کہ تم اسطرح یہاں سے چلے گئے کہ گویا کبھی کی ملاقات و شناسائی نہ تھی دنیا میں
دستور ہے کہ جب کوئی کہیں جاتا ہے تو اپنے عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کرکے اور رخصت ہوکے جاتا ہے
یہ نہیں کہ دفعتاً بغیر اطلاع چلے گئے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ درست ارشاد ہوا مگر اسطرح میرا
جانا بے سبب نہ تھا سعد شہریار نے کہا ہاں وہ سبب تو مجھکو بخوبی معلوم تھا مگر اس سبب کے یہ معنے نہ تھے کہ
تم کسی سے رخصت نہ ہوئے حتے کہ مجھ سے بھی ملاقات نہ کی بدیع الملک نے کہا بیشک وہ سبب ایسا ہی تھا
اگر بیان کروں تو شاید شہریار قبول کریں سعد شہریار نے کہا مجکو معلوم ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے بدیع الملک
نے کہا میرے خیال میں وہ سبب نہیں ہے جو شہریار کو معلوم ہے سعد شہریار نے کہا اچھا بیان کرو وہ کون
سبب تھا جو مجکو معلوم نہ تھا بدیع الملک نے کہا تورج نام ایک بت پرست ہندوستان سے
خروج کرکے ایران میں آیا اور وہاں کی کشت و خون بسیار سے بت پرستی کو رواج دیا پھر وہاں سے
توران اور کوچک باختر میں پہونچا اور وہاں بھی بت پرستی کو رواج دیا حتے کہ ہفت در بند باختر اور
سنبل کو بھی مسخر کیا پھر وہاں سے قلعہ ذوالامان میں پہونچا اور منظفر بن ضیغم کے قلعہ کو ذوالامان کے خندق کے
کنگرہ مثل پارچہ کہنہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہریار خیریت یہ ہوئی کہ میں وقت پر پہونچ گیا جو اسکے شر
اور غلبہ کا بندوبست کیا ورنہ علاوہ تسخیر تمام ممالک و رواج بت پرستی تمہاری ناموس تک کو سخت
صدمہ پہونچتی خدا کے فضل سے بجد و جہد تمام گرفتار کیا اسی اثنا میں شہریار والا تبار کا سرفراز نامہ
وارد ہوا میرا ارادہ تھا کہ قلعہ ذوالامان میں داخل ہوں اور کچھ وہاں کا بندوبست کروں لیکن مضمون نامہ
سے مطلع ہوتے ایک لحظہ کا توقف نہ کیا فوراً اس جانب راہی ہوا اور یہاں پہونچا مگر نہایت
افسوس کی بات ہے کہ جس غرض کے واسطے اسقدر عجلت کی وہی غرض حاصل نہ ہوئی یعنے حمزہ صاحبقران
اس ملعون کی قید طلسم سے رہا نہ ہوئے اس صورت میں اپنی تمام اس محنت و مشقت کو ضائع
سمجھتا ہوں سعد شہریار نے کہا اے بابا بدیع الملک واقعی اگر تم نے اس طرح کے کام
کو انجام دیا تو واقعی کارنامے کر دی خداوند عالم تیری ہمت اور جرأت میں اور زیادہ برکت
عنایت فرمائے کیا تورج بت پرست کو جو گرفتار کیا ہے ہمراہ ہے بدیع الملک نے کہا موجود

ہے مسعود شہریار نے کہا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہین شہزادے نے حکم دیا تورج حاضر ہوا مسعود شہریار
نے دیکھا ایک بڑی ہیکل مستطیر گردن فراخ سینہ دراز سر جوان خوش شکل شخص ہے تورج کو دیکھ
شہزادہ بدیع الملک کی جوانمردی پر ہزار تحسین و آفرین کی سعد شہریار نے کہا اے ماہ وش سلطان دین
اسلام مجھکو نہین معلوم تھا کہ یہ ہمت ہے ایسا کوہ پیکر ایسا جوان ہے اسکی قید و بند مین عنایت اہتمام کرنا
لازم ہے ورنہ خطیف بندوں کا شکست کرنا اسکے نزدیک کوئی بات نہین ہے غرضکہ شہزادہ بدیع الملک نے
مع یاران ہمراہی زمین قیام کیا شب کو لشکر اسلام کے گرد طلایہ پھرتا تھا ایک شب کو قارن بن اسفندیار
گرد لشکر طلایہ مین مشغول تھا کہ یکایک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز گوش زد ہوئی قارن چند قدم آگے
بڑھا تاکہ معلوم ہو یہ سوار کدھر جاتے ہین راوی کہتا ہے کہ دیو سار برادر ہوشنگ تورانی اور شقوش
دیو زاد و سات لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت سے پہونچا ہے وہ تمام لشکر قریب لشکر اسلام کے
پہونچنے نہ پایا تھا کہ قارن بن اسفندیار شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان
مین قریب اس فوج کثیر کے پہونچا اور بآواز بلند کہا اے خود سرو اسطرف کہاں چلے جاتے ہو یہان لشکر
اسلام مقیم ہے اور جس غرض سے اسطرح آئے ہو مین مطلع کرو دیو سار قریب آیا اور کہا اے جوان تو
بیکار رنج کیوں کرتا ہے ہم اپنے برادران حقیقی کے خون کا عوض لینے آئے ہین جب سے یہ واقعہ جگر افگار
گوش زد ہوا ہے دل خون ہو گیا ہے اگر ہم کو روکنے کی کوئی جرات رکھتا ہے بس یہی گروہ ہے یہی میدان
قارن بن اسفندیار نے کہا بھلا کس شخص ہے اسطرف آئیگا مانع تو مین ہی ہون کیا مجال ہے جو تیری
موجودگی مین تو ایک قدم آگے بڑھ سکے دیو سار نے کہا کہ دیکھوں تو کیونکر مانع ہو سکتا ہے قارن
نے تیغ آبدار کا وار اسپر زور سے کیا دیو سار نے اسکی تیغ کو پشت شمشیر پر رد کرکے عمود گاو سر قارن کے
سر پر اس زور سے مارا کہ قارن اپنے مرکب کے پشت مین دھنس گیا اس ہنگامہ آرائی کی خبر لشکر
اسلام مین پہونچی لشکر قارن کام آیا اور قارن کی نعش کو اٹھا لے گیا چونکہ صبح قریب تھی لوگون نے
نور الدہر کے خیمہ مین آکر عرض کی کہ بڑا غضب ہوا نور الدہر نے گھبرا کر کہا کیون خیریت تو ہے مسلمانو
نے کہا کہ آج شب کو قارن بن اسفندیار تمھارے لشکر کا سپہ سالار دیو سار برادر ہوشنگ کے
ہاتھ سے ایک ضرب گرز مین ہلاک ہو گیا نور الدہر نے کہا کیونکر ان لوگون نے کہا مفصل حال تو ابھی
دریافت نہین ہوا ہے لیکن یہ بخوبی معلوم ہے کہ قارن شب کو لشکر اسلام کے طلایہ مین مصروف تھا اور بہت
بندوبست کر رہا تھا بالیقین دیو سار مع فوج اسطرف وارد ہوا ہوگا اور قارن اسطرف آنے سے مانع
ہوا ہوگا اس تحقیق مین بخوبی رد و بدل ہوئی ہے کہ دیو سار کے ہاتھ سے قارن ہلاک ہوا نور الدہر
کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ قارن کو بہت دوست رکھتا تھا اس عرصہ مین بدیع الملک خواب سے
بیدار ہوا اور ضروریات سے فراغت کرکے خوابگاہ سے باہر آیا دیکھا تو نور الدہر چشم پر آب سکوت مین سر
جھکائے بیٹھا ہے بدیع الملک نے حال دریافت کیا نور الدہر نے از اول تا آخر حال بیان کیا جب سب
حقیقت مفصل سماعت مین گذری سلاح جنگ زیب تن کیے بدیع الزمان نے کہا اے فرزند بدیع الملک
ابھی تم خواب سے بیدار ہوئے ہو اور ابھی اپنے کو مسلح اور مکمل کیا خیر باشد کہاں کا ارادہ کیا ہے اور کدھر
جاتے ہو مجھسے کہو کہ شاید وقتا فوقتا کوئی ضرورت پیش ہو بدیع الملک نے کہا اے شہریار اسوقت

نورالدہر کے چشم پُرآب ہوئے ہیں میرا دل جگر پارہ پارہ ہوا جاتا ہے تم کہاں ہو دیوسار جرگہ کو بدلا لو اسکی
اس بیباکی کی سزا دو اور قارن کے خون ناحق کا عوض اس سے لو اسطرف دیوسار چاہتا تھا کہ
لشکر اسلام سے مقابلہ میں آکے منتقم سیکار گرم کرے اور اپنے بھائیوں کے خون کا عوض لے
لیکن اک شہزادہ بدیع الملک قریب اسکے پہونچا اور باواز بلند پکارا کہ باش او مردود ظالم یہ کیا نامردی
تھی کہ صبح کا انتظار نہ کیا شب ہی کو اپنی بیہودگی شروع کردی اور قارن ہمارے رفیق کو ہلاک کیا
دیوسار بدیع الملک کے سامنے اپنے مردان ہمراہی سے صف باندھ کے استادہ ہوا اور کہا
ای جوان ہم بغرض صبح یہاں نہیں آئے ہیں بلکہ اپنے بھائیوں کے خون کا عوض لینے آئے ہیں
پس تم کو اس سے کیا بحث ہے کہ صبح کا انتظار کریں قارن بن اسفندیار پر کیا موقوف تھا جو
کوئی تمہارے سامنے آتا اسکو ہلاک کرتے اور اب بھی مستعد ہیں جہانتک ممکن ہوگا تم مسلمانوں
کی ہلاکت میں دریغ نہ کرینگے او ای جوان تو قارن بن اسفندیار کے ناحق قتل کرنیکی شکایت
کرتا ہے اور اسکا ذکر نہیں کرتا کہ تو نے اور تیرے تمام مردان ہمراہی نے ہمارے بھائیوں کو ہلاک کیا
بدیع الملک نے کہا او بدمغز اور او بدتمیز تیرے بھائیوں کو اگر قتل کیا تو پوشیدہ نہیں قتل کیا
سب کے سامنے دن کو روبرو ہوکر مقابلہ اسکے حریف کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے
لیکن قارن کو جو تو نے ہلاک کیا یہ امر بالکل بدبختی و ظلم پر مبنی تھا کیونکہ تاریکی شب کی تھی اور
لشکر اسلام مصروف خواب تھا اسی اثنا میں معلوم کر و نمایاں ہوا دو طرف سے لشکر آپس کو دیکھنے لگے جب
دامن گرد کا چاک ہوا نقابدار چالیس سواران لال پوش کی جمعیت سے نمودار ہوا اور قریب لشکر اسلام کے
پہونچ کے بدیع الملک کیطرف متوجہ ہوکے کہا ای کشتی گیر زادے تو خود سر و مغرور ہے تیری کیا قدرت
اور حقیقت ہے جو تو رستم ثانی اور تورج نوجوان سے دعوی ہمسری کا کریگا یہ بھی ان نوجوانوں کی ہمت
تھی جو وہ تجھ سے بے سر و پا سے مقابلہ کرتے ہوئے اور چشم پوشی کرتے ہیں ورنہ اب تک اس دعوے ہمسری کی حقیقت
معلوم ہو جاتی آدمی کو چاہیے کہ اپنی حد و قابلیت کیطرف نظر رکھے یہ نہیں کہ خود ادنے ہو اور اعلے کے
مقابلے کے واسطے آمادہ ہو جائے ہاں ادنے بھی اعلے ہو سکتا ہے اگر اسکے مثل کوشش کرے ویسے
کارہائے نمایاں اپنے سے ظاہر کرے نہ تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف بلکہ اسباب بزرگی
ہمہ آمادہ کنی افسوس دیوسار کا مقدمہ ایسا در پیش ہے ہم تجھسے ابھی نہیں سمجھ سکتے ورنہ ابھی اس
ہمسری کی حقیقت معلوم ہو جاتی پھر بھی کچھ دور نہیں بعد فیصلہ دیوسار تجھسے سمجھ لیا جائیگا یہ کہا اور
وہ نقابدار مرکب کو دوڑاتا ہوا دیوسار کے مقابل آیا اور کہا او دیوسار نابکار تجھکو کسطرح جنگ کرنا منظور
ہے آیا فردا فردا جنگ مطلوب ہے یا جنگ مغلوبہ چاہتا ہے دیوسار نے کہا ای نقابدار میں ہر طرح موجود
ہوں میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پہلے مجھسے تجھسے مقابلہ ہو بعد جنگ مغلوبہ کی نوبت آئے نقابدار
نے کہا یہی سہی آ اپنا وار کر دیوسار نے عمود کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اس وار کو رد کیا اور کہا اگر کچھ
جرأت رکھتا ہے تو دکھلا دیوسار نے دوسرا وار اسی عمود کا کیا نقابدار نے اس مرتبہ حملہ خالی کی دیا
دیوسار تھوکے بَل زمین پر آیا نقابدار نے کہا او جوان سنبھل کیوں منہ کے بل گرتا ہے یہ بات
سنکے دیوسار کو غصہ آیا اور زور سے سنبھل کے کہا او نقابدار خبردار ہو جا اب کی وار میں

خیریت رہی تب بھی نقابدار نے کہا اول روز دو اور دوان سے مثل پیر بھی وار ہوگا دیوسار نے بقوت تمام
تیسرا وار اسی گرز کا کیا نقابدار نے پھر جنبش خالی دی دیوسار پھر جھونک کھا کر بل زمین پر آیا اس مرتبہ نقابدار
بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا دونوں میں جنگ دست بدست شروع ہوئی یہانتک کہ شام
ہو گئی شاہ چین حاضر تھا اور اخطر نقابدار نے کہا اے دیوسار اگر تجھکو دم لینا منظور ہو تو ہم اجازت دیتے
ہیں کہ تو دم لے لے دیوسار نے کہا اے نقابدار خوب ہوا کہ تو جنگ زور سے ٹھہر گیا نقابدار
نے کہا کہ ہرگز یہ خیال نہ کرنا اگر تو ایک ماہ کامل اسی طرح کشتی میں مصروف رہیگا تو ہم کو عذر نہ
ہوگا دیوسار نے کہا پھر کیا ہے اور پھر کشتی شروع ہوئی یہانتک کہ دوسرے روز کی شام ہوئی
اور پھر بھی کوئی پسپا نہ ہوا اب دیوسار گھبرا گیا اور کہا اے نقابدار کل تونے دم لینے کی درخواست کی تھی
آج میں درخواست کرتا ہوں کہ تھوڑی دیر دم لے لے اور کسی قدر خورد و نوش کے بعد از سر نو کشتی کا
ہنگامہ گرم ہو نقابدار نے کہا اے دیوسار ہم سمجھ گئے خیر کیا مضائقہ ہے دم لے لے دیوسار زمین پر بیٹھ
گیا اور پسینے کی ضرب سے بیتاب ہونے لگا اور ملازم کو بلا کے کہا جلد کچھ کھانے کو لاؤ وہ فوراً کھانا لایا
دیوسار نے کہا اے نقابدار تو بھی کچھ کھا لے اسنے کہا مجھکو مطلق اشتہا نہیں ہے دیوسار
نے کھانا کھایا اور پانی پی کے پھر کشتی میں مصروف ہوا تمام شب اور تیسرا دن بھی کشتی میں
بسر ہوا جب شام ہونے کو آئی نقابدار نے دیوسار کی طاقت میں فتور معلوم کی یکایک اسکو سر سے بلند
کر لیا اور زمین پر مار کے خوب مستحکم بستہ کیا بعدہ اپنے لشکر میں بھیجدیا لشکر دیوسار نے جو اپنے
سردار کو گرفتار دیکھا تو سب نے بیک بار مل کے نقابدار پر یورش کرنا چاہی نقابدار نے بائیں ہاتھ
میں سپر لی اور داہنے ہاتھ میں تلوار علم کر کے اس شان سے مجمع میں در آیا اور اسکا لشکر
بھی اسی کی مدد واسطے مستعد ہوا جب تک دیوسار کی فوج سے مبارزہ چلتی تھی چند لمحہ مقابلہ کیا
آخرش تاب مقابلہ نہ لا کے بھاگنا شروع ہوئی حتیٰ کہ سب لشکر دیوسار کا فراری ہوا جب
نقابدار اس جانب سے اطمینان ہوا مراجعت کرکے بدیع الملک کی طرف متوجہ
ہوا اور دور سے آواز دی کہا اے بدیع الملک دیوسار کے قصہ سے ہم نے فراغت پائی
اب آج شب کو تو درست خیمہ میں آ کے ہم سے ملاقات کرے تیرا عین کرم ہے اور اگر آج شب کو
ممکن نہ ہو تو خیر مجبوری ہے کل ضرور تو ہمارے یہاں آنا کیونکہ تجھ سے بہت ضروری ایک کام
متعلق ہے یہ کہ نقابدار ایک جانب میدان میں قیام کیا جب وہ شب گذری دن کو شہزادہ
بدیع الملک اسپ پر سوار ہو کے نقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوا قبل روانگی بعض خیر خواہوں
نے کہا اے شہزادہ نقابدار اول تو معلوم نہیں کہ کون ہے اور بالفرض معلوم بھی ہو تو حریف کے
پاس تنہا بلا طلب اسکے چلا جانا ہرگز قرین مصلحت نہیں ہے اور اگر چلنا ہی منظور ہے تو چند دوست
ساتھ لینا چاہیے بدیع الملک ایک مرد جری و دلیر تھا اسنے ان لوگوں کی فہمائش کی
جانب مطلق قطعاً التفات نہ کی صرف اسقدر کہدیا کہ خداوند عالم ہمارا حافظ و نگہبان ہے ہاں تم لوگ
صرف اسقدر خیال رکھنا کہ جب تک میں نقابدار کے پاس سے واپس نہ آؤں کسی قدر
ہوشیاری رکھنا اور سب مسلح و مکمل رہنا تاکہ عند الضرورت تاخیر نہ ہو غرضکہ نقابدار کے

خیمہ کے قریب پہونچا خبرداروں نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ بدیع الملک اسطرف آتا ہے نقابدار نے
تا طناب خیمہ شہزادے کا استقبال کیا اور اپنی بارگاہ میں لاکے نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور
ساقیان سیمین ساق کو اشارہ کیا انھوں نے بادۂ ریحانی سے جام زرین کو لبریز کیا اور شہزادے
کو دیا شہزادے نے وہ جام نوش کیا اسی طرح چند جام کی نوبت آئی تھی کہ شہزادے کے دماغ میں چندان
گرمی پیدا ہوئی نقابدار نے کہا … بدیع الملک میں نے جو تم کو آج تکلیف دی اسکی خاص غرض
یہ ہے کہ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں ورنہ بات یہ ہے کہ تمھاری اس وجاہت اور شجاعت پر
حیف ہے کہ تم شاہزادہ رستم اور ایرج کی اطاعت قبول نہیں کرتے ہو یہی وجہ ہے کہ تمھاری شجاعت
اور دلیری کو فروغ نہیں ہوتا اگر تم اس امر کو بھی اختیار کر لو تو پھر دیکھو تمھاری جرأت و دلاوری کا آوازہ
کہاں تک پہونچتا ہے شاہزادہ بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا اے نقابدار رستم کیا وقعت و حقیقت
رکھتا ہے جو میں اسکی متابعت اختیار کروں خود رستم اور اسکا باپ دادا ملکہ پروانا ملک جہاں سے آزاد
کیے ہوئے ہیں اور خبردار اب مجھ سے اس بارہ میں کچھ نہ کہنا جو مجھکو کہنا تھا کہہ چکا اور میں نے سنا یہ گفتگو
ہو ہی رہی تھی کہ اسد آیا بدیع الملک اسد کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے اسد نامدار
خوش آمدی اسد بھی بیٹھ گیا نقابدار نے کہا اے جوان یہ کون شخص ہیں مجھ سے انکی تعریف کرو بدیع الملک
نے کہا انکا نام شہزادہ اسد ہے نقابدار نے کہا یہ وہی اسد ہے جسکا نام ولوانہ میں دیوانہ ہے جسنے
مدت العمر قزاقی و قطع الطریقی کی اسد نے کہا ہاں میں وہی اسد ہوں جسکے ہاتھ سے بارہ برس تک
ایرج خون رویا اور ہر وقت دغدغہ میں رہتا تھا نقابدار نے کہا اے جوان مجھکو چاہیے کہ جوانمردوں کے
نام اسقدر بے ادبی سے نہ لے اسد نے کہا میں نے ایرج کا نام لیا اور خلاصہ کیفیت اسکی بیان کی اسمیں توہین کو
کیا دخل ہے نقابدار نے کہا توہین کیوں نہیں ہے ایرج وہ شخص ہے کہ جسنے بارہ برس تک صاحبقران
سے خراج لیا اسکی حکومت کا آوازہ دور دور پہونچا اسد نے کہا ہاں وہی ایرج جسکی جان پر میں عاشق
تھا نقابدار نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اسد نے کہا یہ کچھ برا ماننے کی بات نہیں ہے جو کچھ
جسکا حال ہوتا ہے اسیطرح بیان کیا جاتا ہے اگر جنگ کا ہنگامہ گرم کرنے کا ارادہ ہے تو اس حیلہ کی کیا ضرورت
ہے ورنہ بیکار دست بقبضہ ہو نقابدار نے کہا یہ دست بقبضہ ہونے کا موقع نہیں ہے کہ ایک بات
کو فروگذاشت کیا تو نے اسی طرح کی دوسری بات کہی کہاں تک کوئی سن سکتا ہے ایرج کا یہ مرتبہ
نہیں ہے کہ اسکی نسبت اسطرح کے کلمات ناشائستہ تمھارے منہ سے نکلے خاموش ہو رہو ہوں خیر اب بھی خیریت ہے
کہ اسطرح گستاخی کا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا میں نے اسوقت تک جو تحمل کیا اسکے خاص سبب
یہ ہے کہ بدیع الملک کو میں نے بتاکید بیان بلوایا ہے اور وہ جوان میری حسب خواہش چلا آیا پھر
تامل اور تغافل نہ کیا اسد نے کہا اے نقابدار اور تو خیر لیکن ایرج کی یاد سے عشق و محبت کا حال
کسی طرح نہیں بھولتا ہے اس مرتبہ نقابدار نے تلوار میان سے کھینچ لی اسد سمجھا کہ اس مرتبہ نقابدار
ضرور وار کریگا بعجلت تمام تلوار علم کرکے نقابدار کیطرف جھپٹا بدیع الملک نے اسد کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا شہریار یہ نامناسب بات ہے بجاے خود سمجھو کہ جب ہم اسکے یہاں تھوڑی دیر کے
واسطے مہمان آئے ہیں تو کیونکر اپنی طرف سے سبقت کر سکتے ہیں علاوہ اسکے بجاے

تو دیکھو کہ بفرض محال ہو کچھ تم نے کہا صحیح ہو خدا ایک ہی جو کچھ تم نے کلمات ایرج کی نسبت کہے ایرج کے
دوستون کو ناگوار معلوم ہوئے یا نہین ایسا سنتے ہی چپ ہو گیا لشکر اسلام مین یہ فکر پیدا ہوئی کہ شہزادہ و بدیع الملک
و اسد لقابدار کے خیمہ مین سے گئے ہوئے ہین نہین معلوم کیا صورت پیش آئی ابھی تک لقابدار کی حقیقت
دریافت نہین ہوئی ہے وہان کی خبر لینا چاہیے بدیع الزمان نے کہا مین جاتا ہون چنانچہ بدیع الزمان
اپنے یاران ہمراہی کو ساتھ لے کے لقابدار کے خیمہ کی جانب روانہ ہوئے یہان بدیع الملک و اسد سمجھا رہا تھا
رہا کہ بدیع الزمان مع ہمراہیون پہونچے بدیع الملک نے بدیع الزمان کو دیکھ کے تعظیم دی بدیع الزمان
بھی وہان تعظیم ہوا اسوقت دیکھا کہ رستم ثانی آیا لقابدار نے جو رستم ثانی کو آتے دیکھا اپنی جگہ سے اٹھ
کھڑا ہوا اور بمقتضاے تعظیم و تکریم بسیار باواز بلند کہا ارے کوئی ہے دنگل لاؤ فورا دنگل حاضر ہوا اس
دنگل کو تمام حاضرین سے بلند اور مقدم تر بچھایا اور نہایت عزت سے رستم ثانی کو اس پر بٹھایا رستم ثانی
نے کہا اے لقابدار دیکھا تھا کہ حمزہ ثانی نے مجھ کو اس جوان سے مقدم نہین بٹھایا تو مین بھی ہرگز اس
جوان سے مقدم نہین بیٹھونگا لقابدار نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ اگرچہ حمزہ ثانی نے تم کو مقدم
نہین بٹھایا ہے لیکن ہم تم کو مقدم بٹھلاتے ہین جب حمزہ ثانی کی خدمت مین جانا جہان چاہنا بیٹھنا
رستم ثانی نے کہا اے لقابدار اس بارہ مین تمھارا اصرار بالکل بیکار ہے مین ہرگز نہین مانونگا یہ کہا اور
دنگل وہان سے اٹھا کے بائین دست شاہزادہ بدیع الملک کے بیٹھ گیا لقابدار نے کہا اے
بدیع الملک مین نے سنا ہے کہ جب تورج سے تم نے مقابلہ کیا تو تین روز کی کشتی و کوشش
مین تم نے اسے گرفتار کیا اور مین نے بھی دیوسار کو تین روز کی کشتی مین گرفتار کیا ہم دیوسار
کو بلاتے ہین تم تورج کو بلاؤ اور ان دونون مین مقابلہ ہو اگر تورج دیوسار پر غالب ہو بس ہم
اور رستم ثانی تمھاری اطاعت قبول کرینگے اور اگر دیوسار تورج پر غالب ہو بس تم اور تمام
یاران دست راست رستم ثانی کی اطاعت قبول کرو میرے نزدیک یہ فیصلہ بہت مناسب ہے
اگر تم بھی قبول کرو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے اور اسیوقت تورج کو بلا کے اسکے
دست و پا سے بند کھولدیے ادھر لقابدار نے حکم دیا کہ دیوسار کو جلد حاضر کرو دیوسار بستہ
و زنجیر بستہ حاضر ہوا لقابدار نے بھی دست و پا سے بند کھول دیے اور کہا اے دیوسار آج تیرے
زور و طاقت کا حال دریافت کرنا ہے اگر حریف پر غالب آیا یقین سمجھ ایسا انعام پاوے گا کہ
مدت العمر یاد رکھے گا وہان بدیع الملک نے تورج سے کہا اے تورج آج ہماری فتح تیرے
زور و طاقت پر موقوف و منحصر ہے پس جا اور دیوسار کو گرفتہ و بستہ کر لا تورج دیوسار کے
سامنے آیا دونون جانب دونون کے طرفدار تماشا دیکھنے لگے تورج نے دیوسار کی طرف
دیکھ کے کہا اے دیوسار وار کر دیوسار نے کہا ہم ہرگز سبقت نہین کرینگے تورج نے کہا
اگر تو سبقت نہین کرتا ہے تو مین ہی سبقت کرتا ہون یہ کہا اور تلوار کا وار فورا دیوسار پر کیا
دیوسار نے اس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور اپنا وار کیا تورج نے بھی دیوسار کے وار کو
رد کیا اسی طرح چند وار ایک نے دوسرے پر کیے اور رد ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ تورج نے دیوسار
کو سر سے بلند کر لیا پھر بقوت تمام زمین پر دے مارا جسکے صدمہ سے دیوسار نیم جان ہو گیا

تورج نے دیوسار کا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤں دونوں ہاتھوں کی
گرفت میں لاکے پرانے کپڑے کی طرح دو حصہ کیا ایک حصہ ایک جانب اٹھا کے پھینک دیا اور
دوسرا حصہ دوسری جانب پھینک دیا اور نقابدار کی جانب متوجہ ہوکے کہا ای نقابدار اس دیوسار
نامرد کو تو نے تین روز میں پسپا کیا تھا نقابدار نے کہا تین روز میں تورج نے کہا ای نقابدار میں چھ
مہینے سے قید میں ہوں اور طرح طرح کی مصیبت میں مبتلا رہا پھر تو نے دیکھا کہ کسقدر جلد میں نے
اسکا کام تمام کیا یعنے ایک روز کا بھی عرصہ نہ ہوا تیرے مقابلہ میں تین روز کا طول کیوں کھینچا
اگر میں اس مدت تک قید میں نہ رہتا تو اسقدر بھی عرصہ نہ ہوتا نقابدار شرم و انفعال سے
غرق میں غرق ہو گیا بدیع الملک بہت خوش ہوا اور دونوں ہاتھ تورج کے چوم لیے اور کہا ای
تورج خان ہزار ہزار آفرین تیری اس زور و طاقت پر بے شبہ تو مرد جری اور بہادر ہے بیشک
تو اپنے خیل میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے یہ کہکے دست افسوس ملے اور کہا حیف صد
حیف کہ تو مسلمان نہیں ہے اور مناسب اسلام قبول کرتا ہے ورنہ میں تیرے سب تجھکو تعریفا خوب نہ
پڑھتا اور اپنے بھائی سے بھی زیادہ تجھکو سمجھتا ہم تجھکو حکم دیتے ہیں کہ آج کو ہماری مجلس میں بغیر
بند کے قیام کر اور بجائے خود اس بات کو سمجھتا اور سوچتا رہ کہ دین اسلام کے اختیار کرنے میں
کیا مضائقہ ہے اس واسطے کہ آج سے ہم تجھکو مطلق تکلیف نہ پہونچائینگے اور کسی حالت
میں مجبور نہ کرینگے تورج نے کہا ای شہریار فی الحال میں نے بجائے خود عہد کر لیا ہے کہ جبتک
حمزہ تم تک نہ پہونچیں گے میں تمہارے لشکر سے کہیں نہ جاؤنگا بدیع الملک نے
تورج کو خلعت دیا اور اس وقت اُسے اپنے پہلو میں بٹھایا اور نقابدار کی طرف متوجہ ہوکے
کہا ای نقابدار اب کیا انتظار ہے نقابدار نے کہا ای جوان مجھے انتظار نہیں ہے میں اپنے عہد پر
قائم ہوں یعنے میں تیری ہواداری میں موجود ہوں اور رستم ثانی کو بھی اپنا ہوادار سمجھتا ہوں میں
تم کو رستم ثانی پر سبقت نہیں دے سکتا البتہ آج تک تم کو رستم ثانی سے کم مرتبہ سمجھتا تھا
آج سے برابر سمجھونگا میرا مقصد اصلی یہ تھا کہ تم سے مقابلہ کرتا مگر اب جرأت مقابلہ کی
نہیں ہوتی اُدھر تورج نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا چونکہ بند دست وغیرہ وا ہو چکے
تھے پیشاب کے بہانہ سے بارگاہ کے باہر گیا وہاں دیکھا اسپ خاصہ بدیع الملک تیار
کھڑا ہے تورج نے اُسکی باگ ہاتھ میں لی اور پشت مرکب پر سوار ہوکر مانند برق لامع نکل گیا
جلو خانہ بدیع الملک میں شور و غوغا بلند ہوا بیشتر ملازم اُسکے تعاقب میں گئے مگر
واپس آئے زیادہ وجہ خوف کی یہ تھی کہ ہر شخص بجائے خود سمجھتا تھا کہ اس جوان کی قوت
طاقت مقدور انسانی سے بدرجہا زیادہ ہے جب وہ ہم پر حملہ کرے تو ہم کسی طرح اُسکے حملے سے
جانبر نہیں ہو سکینگے اور یہ بھی وجہ تھی کہ اسپ خاصہ کی پشت پر سوار تھا پیادہ یا کیا
کوئی علی العموم سوار بھی اس تک نہ پہونچ سکتا یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک کو پہونچی
بہت متاسف ہوا اور اسیوقت گھوڑے پر سوار ہوکے اُسکی تلاش میں گیا اور ہر طرف
تلاش کیا مگر کہیں اُسکے پاؤں کے نشان تک کا پتہ نہ ملا ناچار شاہزادہ نقابدار کی بارگاہ میں

جو واپس آیا لقا بدار نے کہا اے جوان تم کہاں گئے تھے شہزادہ نے کہا کورج کی تلاش میں گیا تھا اور اے لقا بدار
کورج تو تیری وجہ سے میری قید سے رہا ہو گیا ورنہ میں ہرگز اسکو رہا نہ ہونے دیتا اسکی قید و بند میں
اہتمام بلیغ کیا گیا تھا اسوقت کے کارنمایان سے میں ایسا خوش ہوا کہ مجھکو اسکی قید و بند کا مطلق خیال
نہ رہا اور اُسنے اسوقت باتیں بھی ایسی کہیں کہ مجھکو اُسکی صداقت کا یقین ہو گیا لقا بدار نے کہا شہریار کیوں اسقدر
متردد اور پریشان ہوتے ہو جو شے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر اسکے دستیاب ہونے کی امید نہ ہو تو متردد ہونے کا
محل ہی ورنہ تھا لیکن وہ تمھارا شکار ہے تمھارے ہاتھ سے کہاں جا سکتا ہے ایک نہ ایک روز تم کو پھر دستیاب
ہو جائے گا بدیع الملک نے کہا اے لقا بدار کیا بتاؤں کہ کس کوشش و سعی سے میں نے اُسے
گرفتار کیا تھا افسوس میری قید سے رہا ہو گیا لقا بدار نے کہا اے شہریار مجھکو کوہ قاف میں ایک بہت
ضروری کام ہے جسکی وجہ سے یہاں میرا قیام نہیں ہو سکتا میں چلتا ہوں جسوقت حمزہ ثانی قید و بند
فرعونوں سے رہا ہونگے میں بھی تمھاری خدمت میں حاضر ہونگا یہ کہکے لقا بدار مع یاران ہمراہی مرکب پر
سوار ہوا اور روانہ ہو گیا شہزادہ اور اُسکے یاران ہمراہی سعد بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لقا بدار
کی حقیقت بیان کی سعد بادشاہ نے کہا بدیع الملک آخر تم کو کچھ حقیقت اُس لقا بدار کی دریافت
ہوئی کہ کون تھا اور کہاں آیا تھا اور رستم ثانی اُس تک کیونکر پہونچا اور رستم ثانی کی طرفداری اُسنے کس وجہ
سے کی بدیع الملک نے کہا شہریار مجھکو یہ کیفیت مطلق دریافت نہیں ہوئی البتہ اسقدر عرض کر سکتا ہوں
کہ نہایت متعصبانہ طرفداری رستم ثانی کی کرتا تھا اور اپنی شرط کے پورے ہونے پر بھی مرتبہ میں رستم ثانی
کو مجھسے کمتر نہ ٹھہرایا مجبوری کی حالت میں اقرار بھی کیا تو یہ کہ خیر اب آج سے ہم تم کو رستم ثانی کے برابر
سمجھیں گے اور خیر یہ قصہ تو جو کچھ تھا عرض کیا نہایت افسوس کی صرف یہ بات ہے کہ کورج میرے ہاتھ سے
مفت نکل گیا اب اسکا ہاتھ آنا نہایت دشوار ہے سعد شہریار نے کہا واقعی تمھارا الغرض بہت ہی راوی
کہتا ہے کہ جب کورج غائب ہو گیا اور بدیع الملک سامنے فرعونیہ کے مقیم ہوا ایک روز لشکر رستم ثانی
بستر خواب سے غائب ہو گیا جب صبح ہوئی یہ خبر شہزادہ بدیع الملک اور سعد شہریار کو پہونچی سعد
شہریار نے شاپور کو طلب کیا اور کہا اے شاپور جلد رستم ثانی کی خبر تحقیق کر کہ اسکو کون لے گیا شاپور
رستم ثانی کے خیمہ میں آیا اور اُن مقامات کو دیکھا جہاں سے رستم ثانی غائب ہو گیا تھا بعدہ شہزادہ کے پاس
پہونچا اور کہا اے والا جاہ مجھکو معلوم ہو گیا جو سبب رستم ثانی کے غائب ہو جانے کا ہوا ہے شہزادہ نے
کہا بیان کر اُسنے کہا شہریارا بالیقین رستم ثانی کو رنجور عیار لے گیا ہے شہزادہ نے کہا وہ عیار کس کا ہے
شاپور شیردل نے کہا رنجور مطول شاہ کا عیار ہے اور اگر میرے قیاس کے موافق رنجور عیار
مطول شاہ رستم ثانی کو چرا لے گیا تو ضرور فرعون شاہ کی خدمت میں پہونچایا ہوگا شہزادہ نے
کہا اگر یہی قیاس درست ہے تو آج شب کو بھی رنجور آئے گا بس آج اسکو گرفتار کر لو اس سے
جملہ حالات دریافت ہو جائینگے اور فرعون شاہ کی بھی خبر معلوم ہو جائے گی جہاں وہ گیا ہوگا
شاپور شیردل نے کہا کہ بیشک تمھارا قیاس بہت ٹھیک ہے مجھے بھی شبہ ہے اگر رستم ثانی کو لے گیا
ہے تو آج تم کو دیکھنے آئے گا میں اسکو گرفتار کر لونگا شہزادہ نے کہا اے شاپور اگر رنجور کو گرفتار
کر لینے کا قصد کرتے ہو تو خوب ہی خبردار و ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ رستم ثانی کی طرح تم بھی

سے کسی کو لے کے جاتے اور صبح کو بجز کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے تین روز سے واقعہ ہے بہت خائف
ہو گیا ہوں شاپور نے کہا آپ مطمئن رہیں اگر خدا نے چاہا تو آج اُسے گرفتار کر لونگا غرضکہ دن گذر گیا رات
ہوئی شاپور شیر دل شہزادہ بدیع الملک کے خیمہ کے پاس آیا پاسبانان خیمہ سے کہا آج شب کو تم سب
سو رہو ہم یہاں پہرہ دینگے اندرون خیمہ کے آکے شہزادہ بدیع الملک سے کہا شہریار تم بھی سو رہو
شہزادہ بستر خواب پر آکے دراز ہوا اگرچہ بسبب خوف کے نیند نہ آئی تاہم آنکھیں بند کر کے اپنے کو خواب آلودہ
بنایا شاپور شہزادے کے تخت کے قریب کمین گاہ میں چھپ رہا ہر طرف نظر جاری ہے ادھر ذرا
کھٹکا ہوا اور خیال ہوا کہ رنجور عیار آگیا یہانتک کہ قریب نصف شب کے گذری اب شاپور
کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ میں یہاں اُسکے انتظار میں بیٹھا رہوں اور وہ
اپنا کام کر کے چلا جاوے کیونکہ نصف شب گذر چکی ہے اور اُسکا نشان نہیں معلوم ہوتا ہنوز اسی
خیال میں مبتلا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک مرتبہ ہر چہار طرف خیمہ کو دیکھ آئے کیا دیکھتا ہے کہ
کسی نے خیمہ کو چاک کیا شاپور مستعد ہو کے بیٹھا اور اسی جانب بغور دیکھ رہا ہے پھر دیکھا کہ
ایک سیاہ پوش خیمہ میں شہزادہ بدیع الملک کے سرہانے آکے بیٹھا دیکھا شاہزادہ بیخبر
سو رہا ہے اور نفیر خواب بلند ہے جس مقام پر خیمہ کو چاک کیا تھا وہاں پھر گیا اور وہاں سے واپس
آکے چاہتا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بیہوش کر کے اُٹھا لے جائے یکایک شاپور
کمین گاہ سے مثل برق تڑپ کے نکلا اور آتے ہی اُس سیاہ پوش کی گردن کو گرفت میں لا کے
زمین پر دے مارا اور بچالاکی تمام دست و پا اُسکے مستحکم باندھ لیے اور اُسے لے جاکے اپنے
مقام پر قرار لیا تمام شب اُسکی نگرانی میں بسر کی طرفہ تر یہ امر ہے کہ جب شاپور شیر دل اپنے
مقام قیام پر اُسے لے گیا اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور تو کیوں آیا تھا اُسنے غصہ میں آکے جواب دیا
کہ میرا نام جو کچھ ہے وہ ہے لیکن تیرا سر لینے آیا تھا شاپور کو اُسکا جواب بہت ناگوار گذرا کہا او پاجی
کیا کہوں کہ ابھی شہزادہ کی خدمت میں تجھے پیش کرنا ہے ورنہ تیرے اس جواب سخت کے عوض میں میں
ابھی تیرا سر تجھ سے جدا کرتا اُسنے کہا اگر تو میرا سر مجھ سے نہیں لے سکتا تو میرے عوض اپنا خود سر مجھ
سے لے لے شاپور نے کہا اے کمبخت تیری شامت آئی ہے تو نہیں جانتا کہ اسوقت ہر طرح
میرے اختیار میں ہے چاہوں ابھی تجھے ہلاک کروں اُسنے کہا بیجا خوش ہو کہ تقدیر کے زور آور تھے
جو میرے آنے کے وقت بیدار ہو گئے ورنہ تم سے اور تمھارے گروگھنٹال بدیع الملک سے
سمجھتا اور اسوقت پوچھتا کہ کہو کیسا مزاج شریف ہے شاپور نے کہا خیر اسوقت میں تیری
گستاخی کا تحمل کرتا ہوں صبح ہو تو شہزادے کے روبرو میں تیرا مزاج پوچھوں اُسنے کہا تم پر کیا
موقوف ہے جتنے ہیں سب گستاخی کا تحمل کرتے ہیں اور شاہزادہ کے روبرو میرے بستہ و
گرفتہ ہونے کی حالت میں اگر مزاج پوچھا تو کیا کمال کیا یہ بھی نامردی کی دلیل ہے ہاں
اگر میں رہا ہوتا اور اسوقت مزاج پوچھتے تو لطف مزاج پرسی کا تھا شاپور نے کہا تو نے
رستم ثانی کو عالم خواب میں جو گرفتار کیا یہ مردانگی تھی یا شہزادہ بدیع الملک کو
بھی عالم خواب میں گرفتار کرنے آیا تھا یہ بھی مردانگی تھی ہزار ہزار لعنت تیری اس مردانگی پر

دیکھو مرزا کی یا سلوٹے ہین کہ مجکو تیرے ہوشیار ہونے کی حالت مین گرفتار کر لیا اس بات کا اُسنے مطلق
جواب نہ دیا ادھر شاہزادہ بدیع الملک آخر شب بیدار ہوا دیکھا خیمہ مین کوئی نہین ہی متردد ہوا کہ ایسا
نہو کہ وہ عیار مکار شاپور شیر دل کو گرفتار کر لے گیا ہو کیونکہ اگر شاپور اسکو گرفتار کرتا تو یہین موجود
ہوتا یا گرفتار نہ بھی کرتا تو یہان موجود ہوتا اس فکر و تردد مین خیمہ کے باہر گیا دیکھا تمام نگہبانان خیمہ بے خبر سو رہے
ہین سب کو بیدار کیا اور کہا تم سب بے خبر سو رہے ہو پہرہ پر نہ تھے انھون نے کہا شہریار ہماری کیا خطا ہی
ہم پہرہ پر موجود تھے شاپور شیر دل نے کہا تم سب سو رہو آج شب کو ہم خود خیمہ کی نگہبانی کرینگے
اب شاہزادہ کو یقین ہو گیا کہ ضرور شاپور شیر دل کو وہ عیار اٹھا لے گیا بقیہ شب اسی تردد مین بسر
کی صبح کو بارگاہ سلیمانی مین آ کے قیام کیا اور بھی سردار بارگاہ مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے کہا تم
لوگون کو شاپور کا بھی حال کچھ معلوم ہے انھون نے کہا شہریار ہم کو کیا معلوم ہم نے کل یہ سنا تھا کہ
شاپور شہزادہ کے خیمہ مین رنجور عیار کے گرفتار کرنے کو مقیم ہے بدیع الملک نے کہا بے شبہہ
شاپور میرے خیمہ مین شب کو مقیم تھا مگر مجھسے کہا تم سو رہو مین اسکی گھات مین بیٹھا ہون مین
سو رہا آخر شب میری آنکھ کھل گئی وہان اسکو نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ رنجور اسکو بھی لے گیا انھون نے
کہا شہریار یہ طرفہ امر ہے کہ شاپور شیر دل رنجور کے شکار کو بیٹھا تھا خود شکار ہو گیا یہ باتین ہو رہی
تھین کہ یکایک سامنے دیکھا شاپور شیر دل ایک سیاہ پوش کو بستہ کیے ہوئے لیے آتا ہے
اور آتے ہی بدیع الملک کی خدمت مین پیش کیا بدیع الملک نے پوچھا یہ کون ہے
شاپور شیر دل نے کہا اس سے خود پوچھو بدیع الملک اُس سیاہ پوش کی جانب متوجہ
ہوا کہا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے رنجور نے کہا اس استفسار کی کیا ضرورت ہے اب مین تمہارے
اختیار مین ہون میرے بارہ مین جو چاہو حکم فرماؤ شہزادہ نے کہا یہ کیا لغو بکتا ہے شاپور شیر دل
نے کہا اے شہریار یہ اسی طرح لغو و فضول بکتا ہے ابھی کیا بکا ہے اور بکے گا اور اسی طرح بیہودہ گوئی مین
اسنے صبح کی شہزادہ پھر سیاہ پوش کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تو اپنا ہلاک ہونا چاہتا ہے
اُسنے جواب دیا کیا مین نام اور پتا اپنا بتا دونگا تو مجھے رہا کر دوگے اگر اقرار کرو تو مضائقہ نہین ہے
بیان کر دونگا ورنہ خواہ مخواہ زبان تھکانے سے کیا فائدہ شہزادہ نے کہا ہان رہا کر دونگا سیاہ پوش
نے کہا دیکھو مجھسے بد عہدی نہ کرنا مین راست راست اپنی حقیقت بیان کرتا ہون شہزادہ
نے کہا بیان کر تو اُسنے کہا شہریار اصل امر یہ ہے کہ مین مطول شاہ کا عیار ہون جو نور الدہر کے
ہاتھ سے ہلاک ہوا فرعون نے مجکو لالچ دیا اور کہا بدیع الملک کو کسی طرح گرفتار کر لا
پہلی مرتبہ مین رستم ثانی کو گرفتار کرنے گیا اُسنے کہا خیر رستم کو گرفتار کر لا یہ بھی اچھا کیا اب
بدیع الملک کو ضرور لا مین شب کو آیا تھا کہ تجھے مین گرفتار کر کے جاؤن مین خود گرفتار ہو گیا
شاہزادہ نے کہا اب یہ بھی بیان کر کہ فرعون کہان ہے اُسنے کہا فرعونیہ کی جانب اسے
بارہ فرسخ کی دوری پر بارونیہ نام ایک شہر ہے وہان فرعون موجود ہے سات سو سرداران
سست چپ اُسکی قید مین ہین شہزادہ نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو رنجور عیار
کہتے ہین بس اب مجکو رہا کر دو مین نے راست راست حال بیان کر دیا شہزادہ نے شاپور شیر دل

کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا رائے ہے شاپور نے کہا شہریار میری رائے اسکے رہا کر دینے کی ہرگز نہیں ہے
شاہزادے نے کہا ای شاپور اگرچہ اسکا رہا کر دینا مناسب نہیں ہے لیکن میں اس سے اقرار کر چکا ہوں
اب خلاف عہد کرنا ہرگز دل گوارا نہیں کرتا اور میں بجائے خود یہ سمجھتا ہوں کہ یہ عیار چشمہ ہے اگر اسکو رہا
کر دونگا تو یہ کیا کر سکتا ہے شاپور نے کہا اختیار ہے شہزادے نے اُسکے بند کھلوا دیئے اور کہا جسطرف تیرا
جی چاہے جا اور خود ہاروتیہ کی جانب روانہ ہوا اثنائے راہ میں ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی شاہزادہ
نے مخبروں کو خبر کے واسطے بھیجا وہ دوان دوان گئے اور خبر لائے کہ لقا بدار سرخ پوش خیزاں خیزاں اسطرف
چلا آتا ہے جب لقا بدار قریب پہونچا شہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور کہا ای بہادر
کہاں گیا تھا اُسنے کہا ای شہریار میں کوہ قاف کی جانب گیا ہوا تھا کیونکہ ایک ضرورت لاحق ہوگئی
تھی بعد فراغ اب حاضر خدمت ہوا ہوں شہزادہ نے کہا اب کیا ارادہ ہے لقا بدار سرخ پوش نے کہا
جو کچھ ارشاد ہو شاہزادہ نے کہا میرے ہمراہ چلو غرضکہ دونوں روانہ ہوئے اور بعد طی مراحل قریب ہاروتیہ
کے پہونچے قلعہ کے روبرو قیام کیا اس قلعہ کے حاکم کا نام قہقہہ روئین تن تھا اُسنے جو انکے ورود کی
خبر سنی کرگ پر سوار ہوکے قلعہ سے باہر آیا اور بدیع الملک پر نعرہ مارا کہ ای خداپرست تو کیوں
یہاں آیا ہے تو نہیں جانتا ہے کہ ہم یہاں کے حاکم و مختار ہیں بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہاں تک
نہیں پہونچ سکتا ہے اپنی خیریت چاہتا ہے تو یہاں سے چلا جا ورنہ اگر مرد میدان ہے تو آ مقابلہ کر
بدیع الملک اسکے روبرو آیا اور کہا ای بیدین تمکو خوب معلوم ہے کہ تو اس قلعہ کا حاکم ہے مگر ہم بھی تیرے
سر کو بسلامت پہونچے مجھکو البتہ نہیں معلوم ہے کہ تیری کیا نسبت اس قلعہ پر تمہارا کیا حق ہے بس وہ حق ہم کو
یہانتک کھینچ لایا ہے قہقہہ روئین تن شہزادے کی اس تقریر سے ہنسا اور کہا ای خداپرست تیرا اس قلعہ
پر کیا حق ہے ہم بد تمہارے مدت سے یہاں کے حاکم ہیں تجھے اسوقت ایسی بات کہی ہے جسپر مجھکو
ہنسی آئے تو تعجب نہیں بدیع الملک نے کہا او کیدی تیرے کرگ و خود تیری ہو تو کوئی بڑی ہنسی
آتی ہے میں ایک سچا حق ظاہر کرتا ہوں قہقہہ روئین تن نے کہا بیان کر کیا سچا حق ظاہر کرتا ہے شہزادہ
نے کہا جملہ ثروت اور حکومت کا وہ شخص منصب رکھتا ہے جو اس خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کرتا
ہے اور جو شرک و کفر میں مبتلا ہے اسکو لذات نعمات دنیا سے کیا نسبت قہقہہ نے کہا ای بدیع الملک
لات و منات کے فضل و کرم سے آجتک اس قلعہ پر حاکم رہا اور انکا فضل و کرم شامل حال رہا
تو آیندہ بھی حاکم رہونگا شہزادے نے کہا خیر سے ببینم کہ تا گرد گردان چہ زمین آشکارا چہ دارد
نہان + بیا تا بجہ داوری رم دلشان + بمانان کیانی و گرز گران ہے یہ سنتے قہقہہ شہزادہ کے قریب آیا اور
میلا اسینی کا وار کیا شہزادے نے اس وار کو سپر پر روکا اور شمشیر آبدار کا وار زین پر اس شب کی
سے کیا کہ چاروں پانوں کرگ کے قلم ہوگئے اور قہقہہ پشت کرگ سے زمین پر آیا شہزادے نے نیزہ کو
اسکے کمربند پر مارا اور اسی طرح نیزہ علم کیے ہوئے اپنے لشکر میں چلا آیا تمام مصاحبان گرد نیزہ کے
جمع ہوئے شہزادے نے کہا ای یارو اس کبر و مغرور کمبخت کو نیزہ پر سے اتار کے دست و
بستہ کر لو جب یہ سب نے متفق ہوکے اُس کو نیزہ پر سے اتارا اور مشکیں بستہ کر لیا اور
جلدی مجھ فوق میں رکھدیا اُس طرف شہزادہ بدیع الملک بارگاہ میں متمکن ہوا حکم دیا :

قہقہہ کو لاؤ قہقہہ اُسی طرح بستہ و گرفتہ حاضر ہوا شہزادے نے پوچھا اے قہقہہ تو اول مرتبہ ہنگام مقابلہ
بہت ہنسا تھا اب بتا کہ تو کسطرح گرفتار ہو گیا قہقہہ نے کہا اے شہریار مین اسطرح گرفتار ہو گیا جسطرح حرب
و ضرب کا قاعدہ ہے کوئی خاص طریقہ نہ تھا شہزادہ نے کہا میری غرض یہ ہے کہ تو اپنی حکومت قلعہ پر
بہت مغرور تھا اور بتون کی حمایت پر بھروسہ رکھتا تھا حالانکہ پتھر کیسی حمایت کیا کر سکتا ہے وہ
خود دوسرے کے ہاتھ کا محتاج ہے خیر اب اس قصہ سے کچھ کام نہین ہے یہ بتا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر تجکو
اپنی جان عزیز ہے اور عاقبت بخیر ہونا چاہتا ہے تو دین اسلام قبول کر ورنہ عنقریب اپنے کو تہ تیغ سمجھ اور
اے قہقہہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے کہ میری اس کفر و الحاد کی حالت مین ہرگز رعایت
نہین کرونگا قہقہہ نے بجز اسلام قبول کیے چارہ نہ دیکھا بخوف جان مسلمان ہوا شہزادہ اُسکے مسلمان
ہونے سے بہت خوش ہوا اور کہا اے قہقہہ بس اب تو ہماری طرف سے ہر طرح مطمئن رہ اُسنے کہا
شہریار مین تمھارا نہایت ممنون و مشکور ہون کہ تمھاری بدولت اس ضلالت و گمراہی سے نجات
پاکے عاقبت بخیر ہوئی خداے تعالی کی درگاہ سے تم کو اس کار خیر کے عوض مین بہت کچھ ثواب
ملے گا اگر حکم ہو تو اپنے لشکر و اہل قلعہ کو بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کرون اس صورت مین ہم
تم دونون بہت کچھ ثواب پائینگے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ میری ہدایت کرنے سے وہ لوگ بہت
جلد راہ راست پر آجاوینگے اور بخوبی دین اسلام کو رواج ہو جائے گا شہزادے نے کہا کیا مضائقہ
ہے مگر بار دیگر کب ملاقات ہوگی اُسنے کہا کچھ زیادہ عرصہ درکار نہین ہے سب کو ہدایت و تلقین کرکے
کل ہی حاضر خدمت ہونگا اور ان سب کو اپنے ہمراہ لاؤنگا شہزادے نے بخوشی خاطر اجازت
دی قہقہہ قہقہے لگاتا ہوا اور اُچھلتا کودتا بستر ے بدلتا بہت جلد وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ
مین لوگون نے پوچھا تو اسقدر خوش کیون ہے اُسنے جواب دیا کہ اس سے زیادہ خوشی کا سبب کیا
ہو سکتا ہے کہ کفر و ضلالت سے نجات پاکے دولت اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور عاقبت بخیر ہوئی
غرضکہ جب قلعہ مین پہونچا اُسیوقت دربار مین تمام ارکین حکومت کو جمع کیا اور کہا اے یاران من
خدا پرستون کی زور اور طاقت اور اقبال مندی کا حال تم نے دیکھا کہ مجکو کسطرح بسہولت گرفتار
کر لیا اور وہان مجھسے یہ کہا کہ دین اسلام کے قبول کرنے مین اس قید و بند سے نجات ملنا ممکن ہے
لیکن خلاف اسکے کسی طرح نجات پانا ممکن نہین ہے بلکہ عنقریب تہ تیغ سمجھنا چاہیے مین نے مصلحت
وقت سمجھکے مسلمانون کے روبرو مسلمان ہو جانا مقدم سمجھا تھے کہ تم کو بھی دائرہ اسلام مین داخل
کرنے کا وعدہ اُنسے کر لیا ہے اور اُن سے وعدہ کیا ہے کہ مین اپنی بارگاہ مین جا کر کل ملازمون اور
ہمنشینون اور سردارون کو ترغیب دے کر دین اسلام قبول کراؤنگا اسمین سر مو فرق نہ ہوگا
اور اگر فرق ہو تو چاہیے میرا بھیجے گا مجکو اسوقت کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اب وہان کے لوگون کو
میرا انتظار ہوگا کہ سب آدمیون کو ہمراہ اپنے لیے آتا ہوگا اور اگر مین نے وعدہ خلافی کی تو بڑا
فساد ہوگا اور میری جان کے لالے پڑ جاوینگے سب لوگ اسمین غور اور فکر کرکے مجھے راے دو
کہ اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے اُن سب شخصون نے بعد غور اور فکر کے بالاتفاق ہمزبان
ہو کے اسطرح عرض کیا کہ خداوند نعمت حریف کے مقابلہ مین جنگ و حرب کے ہزارون فنون

کام مین لائے جاتے ہین منجملہ اُنکے ایک یہ بھی فن ہو کہ بظاہر مسلمان ہوگئے اور اپنی جان بچائی اب
وہان واپس جانا ہرگز مصلحت نہین ہی قہقہہ کی رعایا مین سے ایک تاجر پیشہ نہایت مالدار اور مسن
خواجہ فہیم نام مرد مسلمان تھا بیشتر اوقات اہم مشورون مین قہقہہ اُس تاجر خواجہ فہیم کو شریک کرلیا
کرتا تھا قہقہہ نے اُسکو بھی بلایا اور راے لی اُسنے کہا اے بادشاہ میری راے مین جو کچھ مناسب
معلوم ہوگا وہی عرض کرونگا دراصل ایسا تھا کہ ایک مرتبہ مسلمانون نے غلبہ پایا اور گرفتار کر لیے گئے اگر
اس مرتبہ بھی سرتابی کیجاوے گی تو مسلمان نہایت برہم ہونگے اور ہنگامہ حرب و پیکار گرم کرکے
اہل قلعہ سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے اور اُسوقت کوئی عہد بھی کیا جاوے گا تو وہ جھوٹ
سمجھینگے اور ہمیشہ کو اعتبار جاتا رہے گا اس سے مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ بہر نوع انکی اطاعت
قبول کیجاوے بعض بعض نہایت برہم ہوے اور کہا اے بادشاہ خواجہ فہیم سے اسبارہ مین راے
لینا بالکل خلاف ہی اس واسطے کہ وہ خود مسلمان ہی وہ ہر مرتبہ یہی راے دیگا کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا مناسب ہی قہقہہ روئین تن نے کہا ہان میرا بھی یہی خیال ہی کہ مسلمانون
سے موافقت کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی چنانچہ مسلمانون کی بغاوت کو دل مین جگہ دیکے
اور اس راے کو مقرر کرکے تمام دروازون کو بند کروا کے قلعہ بند ہوگیا یہان شہزادہ
بدیع الملک تمام روز انتظار کرتا رہا جب رات ہوئی اور قہقہہ روئین تن واپس نہ آیا
شہزادے نے شاپور شیردل سے کہا کہ اے شاپور قہقہہ روئین تن اب تک واپس نہین
آیا معلوم ہوتا ہی کہ صبح کو آوے گا شاپور شیردل نے کہا شہریار تمھارا کسطرف خیال ہی
قہقہہ ہرگز نہین واپس آوے گا وہ قلعہ مین پہونچ کے پھر باغی ہوگیا اور اُسوقت فقط جان کے
خوف سے مسلمان ہوگیا تھا اے شہریار میرے نزدیک اُسکو ابھی رہا کرنا ہرگز مناسب نہ تھا اگر
اہل قلعہ کو مسلمان کرنا مقصود تھا تو خود تکلیف گوارا کی ہوتی قہقہہ کی عدم موجودگی مین بسہولت
تمام اہل قلعہ دائرہ اسلام مین داخل ہوجاتے اور اب پھر وہی دقت پیش آئی جو قبل مین تھی
شہزادے نے کہا اے شاپور دین اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اُسکے بطون کا کس کو معلوم تھا
خیر اگر وہ فریب دے کے یہان سے قلعہ مین جا چھپا ہی تو کیا مضائقہ ہی آج نہین کل اُسکے
بارہ مین سمجھا جاوے گا الغرض دوسرے روز شاہزادہ مرکب پر سوار ہوکے مع یاران ہمراہی
قریب قلعہ کے آیا اور دروازہ قلعہ کے روبرو استادہ ہوکے قلعہ کو دیکھا معلوم ہوا قلعہ بہت
بلند و مستحکم ہی اسطرح قلعہ مین گذر نہین ہوسکتا ہی وہان سے واپس آکے دربار مین قیام کیا
اور شاپور سے کہا اے شاپور قلعہ تخمیناً چالیس پچاس گز بلند اور نہایت مستحکم معلوم ہوتا ہی
فلہذا آج شب کو کسی طرح قلعہ مین پہونچینگے اور سعد شہریار سے کہا شہریار تم مع لشکر
تیار و مستعد رہو جسوقت ہم قلعہ مین پہونچ جائین تم بیرون قلعہ حملہ کرکے اور قلعہ کا
دروازہ توڑ کر اندرون قلعہ داخل ہوا اور میری مدد کو پہونچو سعد شہریار نے قبول کیا
پس شب کو شہزادہ بدیع الملک مع شاپور شیردل اس پہاڑ کے قریب پہونچا دیکھا ایک
سوار گرد قلعہ کے گشت کر رہا ہی شہزادہ نے باواز بلند کہا اے سوار تو کون ہی جو اسوقت یہان

گشت کر رہا ہے اُس سوار نے شہزادے کی آواز پہچانی کہا اے شہریار مطمئن رہو کوئی غیر نہیں ہے میں ترتیب دون نقابدار
ایک عرصہ ہوا کہ اس قلعہ کے گرد پھر رہا ہوں مگر اد کا پتہ نہیں ملتا کہ قلعہ میں داخل ہوں شاید تم کو معلوم ہو
شاہزادہ نے کہا مجھکو اس قلعہ کی راہ معلوم ہے نقابدار نے کہا اچھا پھر مجھکو بھی ساتھ لو شاہزادے نے کہا کیا
مضائقہ ہے تم بھی آؤ شہزادہ بدیع الملک ان سبکو ہمراہ لیے ہوئے بلندی کوہ پر پہونچا شاپور شیر دل
سے کہا اے شاپور تمھارے انداز میں یہاں سے قلعہ کی دیوار کسقدر بلند ہوگی اُسنے کہا شہریار میرے
نزدیک یہاں سے اس دیوار قلعہ کی بلندی چالیس گز ہوگی اور فصیل قلعہ کو یہاں سے ساٹھ گز سمجھنا چاہیے
اگر کوئی جست کرے تو ایسی جست ہونا چاہیے جو ساٹھ ستر گز بلند ہو شاہزادہ نے کہا اے شاپور
کچھ جرارت ہے اُسنے کہا شہریار بفضل حکم میں مجھکو کچھ عذر نہیں ہے لیکن قیاس میں نہیں آتا کہ میں جست
کرکے بالاے فصیل پہونچ جاؤنگا شاہزادہ متبسم ہوا اور دامن کردان کے دونوں پانون قائم کیے اور
مثل پلنگ جست کرکے فصیل قلعہ پر پہونچا مع ہذا نقابدار نے بھی جست کی وہ بھی فصیل قلعہ پر پہونچا
شاپور کو جرارت ہوئی اُسنے بھی دامن کردان کے جست کی قریب تھا کہ زیر قلعہ آرہے مگر بالاے دیوار
ہاتھ پہونچ گیا چستی و چالاکی تمام یہ بھی فصیل پر پہونچے سب بالاتفاق قلعہ میں پہونچے اور اُس
دروازہ کی جانب آئے جہاں لشکر اسلام مقیم تھا اہل قلعہ نے جوان دلاوروں کو قلعہ میں دیکھا سب نے
تلوارین میان سے کھینچ لیں اور یکبارگی حملہ آور ہوئے ان دلاوروں نے بھی دادِ مردی و مردانگی دینا
شروع کردی شہزادہ بدیع الملک اسوقت برق کی طرح مرکب کو چمکاتا ہوا اور تلوار علم
کیے ہوئے کبھی اس غول میں تھا اور کبھی اس مجمع میں در آیا ہے ہر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را
دو کرد و دو را چار کرد + اس اثنا میں شہزادے نے شاپور شیر دل کو آواز دی کہ جلد سفید مہرہ سے
کام لو شاپور نے سفید مہرہ بغل سے نکالا اور پھونکا بیرون قلعہ تمام لشکر مسلمانوں کا گوش بر آواز
تھا جونہی سفید مہرہ کی آواز اور شہزادہ نور الدہر کی صدا اُنکے گوش زد ہوئی ایک ہی مرتبہ گھوڑوں
کو دوڑاتے ہوئے دروازہ قلعہ پر آپہونچے اور ضرب ہاے شمشیر سے دروازہ کو توڑ کے بلا تکلف
قلعہ میں داخل ہوگئے فرعون ملعون اور سرداران فوج کفار نے دیکھا کہ مسلمان مع فوج قلعہ
میں داخل ہوگئے ان سے مقابلہ کرکے سر بر ہونا غیر ممکن ہے ان مکاروں نے حمزہ ثانی و یاران بستہ
دل گرفتہ کو ساتھ لیا اور قلعہ کا دوسرا دروازہ کھول کے بہروین حصار کی جانب گریز کی اور
رستم ثانی وغیرہ کو طوق و زنجیر میں سلاسل اونٹوں پر سوار کیے ہوئے تیز تیز چلا جاتا تھا لعین
راہ میں ایک لحظہ بھی دم نہ لیتا تھا ہر مرتبہ اُسکے دل میں خیال آتا تھا کہ مبادا بدیع الملک مجھ تک
پہونچ جاے اور گرفتار کرلے اُسوقت کسی صورت سے رہائی ممکن نہ ہوگی ورا اپنے معتقدوں
میں مطعون ہونگا کہ خداوند ایسا صاحب قدرت خدا پرستوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا
اثناے راہ میں درخت بکثرت تھے رستم ثانی کے دل میں اُسوقت اس بات نے خطور کیا
کہ اے رستم ثانی اب تو فرعون کی قید میں مبتلا ہے فی الحال کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی
اگر فرعون شاہ ہمکو ہمراہ لیکے ویرانے سے گریز کرے تو شاید بدیع الملک کی کوشش و سعی سے
رہا ہوجاتے اور اب بھی کچھ عجب نہیں ہے کہ بدیع الملک کی کوشش اور سعی بلیغ سے رہا ہوا ان میں

رہائی ہرگز دل گوارا نہیں کرتا ہی بیشتر او قات بدیع الملک کے مقابلہ میں خفت حاصل ہوئی ہی بہتر یہ ہی کہ اب کی مرتبہ جو اپنا اونٹ کسی درخت کے نیچے سے گذرے کسی شاخ درخت کو گرفت میں لا کے درخت میں آویزان ہو رہنا چاہئے چنانچہ ایسی ہی تدبیر عمل میں لایا کہ ایک درخت کی گندہ شاخ میں آویزان ہو گیا اور جس ونٹ کی پشت پر سوار تھا وہ اونٹ نکل گیا رستم ثانی اُس شاخ پر چڑھ گیا جب تک فرعون نظر کے سامنے رہا رستم ثانی اُس درخت پر پوشیدہ بیٹھا رہا جب فرعون دور نکل گیا رستم درخت پر سے زمین پر کود اور تنہ درخت وغیرہ پر مارنے بند ہائے دست و پا کو توڑا پھر خیال آیا کہ اُس خدائے قادر توانا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ بغیر کوشش و سعی بدیع الملک کے میں فرعون کی قید سے رہا ہو گیا اب کچھ ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ بدیع الملک یہاں تک پہونچنے بھی نہ پائے اور فرعون کا قصہ پاک ہو جائے تا کہ بدیع الملک پر اپنے کو سبقت رہے چنانچہ سر و پا برہنہ روانہ ہوا اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ قید و بند فرعون سے اس طرح رہائی ہوئی اگر فرعون کے بارہ میں کچھ کوشش کرتا ہی تو اسکے واسطے سامان و یراق درکار ہی اور یہان کچھ بھی نہیں صرف ایک بینی دو گوش ہیں ایک درخت کے قریب پہونچا اُسکو مع بیخ زمین سے اکھیڑ لیا پھر اُسکو دوسرے درخت پر مارا تا اینکہ تمام شاخ و برگ وغیرہ سے پاک ہو گیا اُس تنہ کو دوش پر رکھ کے روانہ ہوا

اب رستم ثانی کو فرعون شاہ کی فکر میں مبتلا روان رکھا جاتا ہی اور شاہزادہ عالی وقار بدیع الملک نامدار کا حال خیریت اشتمال بیان کیا جاتا ہی

دیدہ اعمی ہوئے روشن تری تنویر سے
پختہ ہوتے ہیں ثمر خورشید کی تاثیر سے
اپنی صورت دیکھ کر وہ آپ دیوانہ ہوا
سیکھے ہیں طرز فغاں ہم بلبل تصویر سے
مے پرستو آؤ کر لیں محتسب کو سنگسار
شیر کو لاتے ہیں قابو میں بشر تدبیر سے
بند ہوتے مضمون میری وحشت پر زور کا
شجرہ ملعونہ ناگمون ندا ہا اس پیر سے
نگارندہ نقش معنی فریب

گوش کر کان جواہر بنگئے تقریر سے
آئینہ خانہ ہے عالم عکس افگن ہے وہی
آسنہ شاید بنا ہے آہنی زنجیر سے
لے گئے ایذا [illegible] ہم کو نہ پیر خدا
ہیچ ہے میں رنگ [illegible] تعمیر سے
پلتے نہ [illegible] ہوتے [illegible] سنگ
مثل سودائی اگر باندھے کوئی زنجیر سے
ز ریاض فکر تو صنع کی جو شادابی ہے
عروس سخن را چنین دلفریب

کیون نہ داغ عشق ہے بہبود خامہ عشق کی
ہے فروغ مہر و ذرات الٰہی تنویر سے
فاش ہو باغ جہاں میں راز دل ممکن نہیں
من ہے سودا کیون کو جرم کی تعزیر سے
ہو دلا آشنا مضطر کیا ہے وہ رعنا غزال
خط وہ لیتا ہی نہیں کیا فائدہ تحریر سے
سرو قد اُس نوجوان کا لب ہے مجھ آزاد کو
لکھنو میں آ گئی روح غنی کشمیر سے

کہ شاہزادہ ثریا وسادہ نے جسکی ہمت و جرات کے سامنے رستم و اسفندیار دم نہیں رہ سکتے اُسیر ہزار ہزار تحسین اور لاکھوں لاکھ آفرین ہے ہمیشہ حق تعالےٰ شاد و ن وار دل اورا + بفضل خویشتن آسان نماید مشکل اورا + جب ہارونیہ کو مسخر کیا اور تمام اہل ہارونیہ کو مسلمان کیا کہا اب فرعون کی خبر لینا چاہیئے نہیں معلوم کہان ہی شاپور شیر دل نے عرض کی شہریار مجکو معلوم ہی کہ تھوڑے روز ہوئے کہ وہ نابکار ملعون قیطان پر و حصار کی جانب ضحاک شاد کے پایہ تخت میں گیا ہی بدیع الملک اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سعد شہریار کی جانب

متوجہ ہو کے کہا اے بادشاہ زمانہ کا عجیب و غریب رنگ ہے جس کام مین جسقدر تعجیل کرو اسی قدر اسمین تاخیر
ہوتی ہے کسقدر عرصے سے اس بات مین کوشش کر رہا ہون کہ کسی طرح حمزہ ثانی کو فرعون شاہ کی
قید سے جلد رہا کرون مگر ہنوز روز اول ہے بجد و جہد تمام اپنے کو قلعہ مین پہونچا پا حالانکہ اس قلعہ مستحکم مین
پہونچنا میرا ہی کام تھا پھر بھی حمزہ ثانی کو ہمراہ لیکے فرعون بھاگ گیا اب تم جسقدر لشکر کو ہمراہ
لیکے بعد مین آنا مین پیشتر جاتا ہون کیا عجب ہے اگر اس مرتبہ حمزہ ثانی فرعون کی قید سے رہا ہو جائے
سعد شہریار نے کہا اے بدیع الملک دلاور اپنے ہمراہ کسقدر فوج لیجاؤ گے بدیع الملک نے
کہا مین اپنے ہمراہ ایک آدمی کو بھی نہین لے جاؤنگا سعد شہریار نے کہا میری رائے تنہا جانے کی
نہین ہے آیندہ تم کو اختیار ہے بدیع الملک نے کہا خدا وند عالم اپنے بندے کا حامی اور مددگار ہے
یہ کہا اور یکہ و تنہا پرورش حصار کی جانب روانہ ہوا اسطرف رستم ثانی راہ مین چلا جاتا تھا تا کہ لشکر
کے قریب پہونچا پہرون چڑھا تھا کہ دیکھا ایک فوج کثیر مقیم ہے اُس لشکر مین آیا اہل لشکر مین سے جسنے
رستم ثانی کو دیکھا متعجب ہوا اور بجاے خود خیال کیا کہ یہ جوان فرزندان امیر سے مشابہ ہے یہان کسطرح
آیا کیا دیوانہ ہو گیا ہے رستم ثانی بارگاہ مین داخل ہوا ایک نقابدار سرخ پوش بارگاہ مین متمکن تھا
رستم ثانی نے بطریق سلام سلام کیا نقابدار نے بعد جواب سلام کہا اے جوان تو کون ہے اور یہان کیون
آیا ہے رستم ثانی نے کہا اے نقابدار مین رستم بن تورج ہون نقابدار نے جون ہی رستم ثانی کا نام سنا
کہا اے رستم یہان تو کیون آیا ہے بلا تاخیر یہان سے چلا جا مین تیری صورت نہین دیکھنا چاہتا مین خاص
بدیع الملک دلاور کا خیر خواہ و شریک ہون اے رستم ثانی اگر تو میرے سامنے سے نہ چلا
جائے گا تو مین تجھکو بہت سخت سزا دونگا مین ہرگز تجھسے خوش نہین ہون ذرا تو اپنی حقیقت
کی طرف نظر نہین کرتا اور بدیع الملک سے دعوے ہمچشمی کرتا ہے مین اس وجہ سے مجبور ہون کہ تجھ
سے امیر حمزہ صاحبقران سے ایک نوع کی نسبت ہے ورنہ مین تجھکو ایسی سخت سزا دیتا
کہ مدت العمر تو یاد رکھتا تجھکو ہرگز کون [illegible] مقولہ نہین یاد ہے کہ انھون نے فرمایا ہے ؎ تکیہ بر جاے
بزرگان نتوان زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی [illegible] رستم ثانی نے کہا اے خیرہ سر یہ کیا
دیوانگی ہے کہ تجکو دیکھتے ہی ازخود رفتہ ہو گیا اور بیہودہ لاف و گزاف بکنا شروع کر دیا بدیع الملک
مین کیا فوق اور افضلیت ہے جو مجھ مین نہین ہے ہان اسقدر فرق اور تفاوت ضرور ہے کہ مین حمزہ
صاحبقران کے یاران دست چپ مین سے ہون اور بدیع الملک دست راست مین
سے ہے دست راست کو دست چپ پر کچھ ایسا فوق نہین ہے جسکا مین خیال کرون مزید بران
اگر بدیع الملک سے کارہاے نمایان ظہور مین آئے ہین تو بیسقدر مین نے بھی اہم کام انجام
دیے ہین مین تیری کچھ پرواہ نہین رکھتا تیری میرے سامنے کیا حقیقت ہے اور بدیع الملک
کی وقعت ہے نقابدار اپنی جگہ سے برہم اور غصہ مین ہو کے ہتھیار لگا کے اُٹھ کھڑا ہوا اور رستم ثانی کیجانب
بے تحاشا زور مین دوڑا اور ادھر سے رستم ثانی بھی اُسکی جانب جھپٹا دونون مین جنگ زور
دست و بازو شروع ہوئی رستم ثانی ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ اے نقابدار تعجب ہے کہ تو مجھکو امیر
حمزہ صاحبقران کی نسبت سے بخوبی پہچانتا ہے اور پھر اسقدر مجھسے برخاش طلب :

نقاب دار اپنا تھا ہاں میں بخوبی پہچانتا ہوں لیکن میں طرفدار شہزادہ بدیع الملک کا ہوں اور تماش سے
دعوے ناچخشی کرتا ہے مجھکو یہ امر بہت ناگوار ہے رستم ثانی کہتا تھا کہ اگر تجھکو میرا دعوے ناچخشی ناگوار ہے تو
مجھکو بھی تیری حرکت بیہودہ ناگوار ہے اور پھر کشتی اور کوشش میں مصروف ہو جاتا تھا راوی کہتا
ہے کہ تین شب و روز تک یہ کشتی رہی اور کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا چوتھے روز رستم ثانی نے
بجائے خود خیال کیا کہ میں اسطرف خاص غرض سے آیا تھا کہ حمزہ ثانی فرعون شاہ کی قید میں
مبتلا ہیں نہیں معلوم اُس والاجاہ پر کیا مصیبت گذرتی ہوگی اُسکو بکوشش تمام رہا کرنا چاہیے
قبل اسکے کہ بدیع الملک کوشش کرکے اُس عالی منزلت کو رہا کرے یہاں یہ نقاب دار خیرہ سر جو
بدیع الملک کشتی گیر زادہ کا ہوا خواہ ہے میرا سد راہ ہوا ہے اور چار روز کا عرصہ گذر گیا ہے میں یہاں
اس قصہ کے فیصل کرنے میں مصروف ہوں تا وہاں بدیع الملک اپنا کام انجام دے لیگا نظر بران
باآواز بلند نعرہ مارا کہ باتش او خیرہ سر طرفدار کشتی گیر زادہ اور نقابدار کو کمربند کو گرفت میں لا کے اللہ اکبر کہکے
سر سے بلند کر لیا اور چاہتا تھا کہ نقابدار کو بقوت تمام زمین پر مارے کہ نقش زمین ہو جاوے نقابدار نے کہا
اے رستم ثانی از راستی کہ برہ ستوہ میں نے اپنے قصور کی سزا پائی اب میری جان تیرے قبضہ میں ہے
معاف کر اور مجھے رہا کر دے رستم ثانی نے کہا تو کون ہے نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی رستم ثانی نے
دیکھا کہ وہ نقابدار شہر اسپ ہے بیمار اسپ ہے شہزادہ رستم نے کہا اے شہر اسپ تیرے بجنگ و حرب
پیش آنے کی کیا وجہ تھی اُسنے کہا اے شہریار اصل امر یہ ہے کہ میں نے صرف تمہارے زور و طاقت کی آزمائش
کی غرض سے مقابلہ کیا ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی پس رستم ثانی کو ایک خلعت گران بہا دیا اور اسکے زور و
طاقت کی بہت تعریف کی اور کہا اے شہریار مجھکو گمان نہ تھا کہ تم ایسے صاحب زور و طاقت ہوگے رستم ثانی
نے کہا اب اس قصہ کو ملتوی رکھو اور یہ کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہے شہر اسپ نے کہا شہریار جو ارادہ تمہارا ہو
وہی ارادہ میرا بھی سمجھو رستم ثانی نے کہا میں اسطرف خاص اس ارادہ سے آمادہ ہوا تھا کہ حمزہ ثانی کو
فرعون کی قید شدید سے رہا کروں یہاں تمہارا سامنا ہوا اب میری راے یہ ہے کہ ہم تم دونوں باہم
پرویز حصار میں چلیں اور اس والاجاہ کی رہائی کی فکر کریں شہر اسپ نے کہا کیا مضائقہ وہ رات
وہیں بسر کی انواع و اقسام کی گفت و شنید آپس میں رہی دوسرے روز شاہزادہ رستم کوچ کر کے
روانہ ہوا چونکہ پرویز حصار کا اس مقام سے بہت دور دراز کا فاصلہ تھا کئی روز راہ گردی میں گذر
گئے اور جو کچھ راہ کے چلنے میں تکلیف گذری اسکا کیا ذکر ہے ایک روز اثناے راہ طی الارض میں دور
ایک بگولہ گرد کا نمایاں ہوا رستم ثانی نے کہا اے شہر اسپ یہ تحقیق کر کیسا ہے اُسنے کہا اے شہریار معلوم
ہوتا ہے کہ لشکر فرعون کہیں سے واپس آتا ہے یا کسی بادشاہ کی فوج فرعون کی مدد کے واسطے آتی ہے اسکے
سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھے کہ وہ اس گرد چاک ہوا شہزادہ رستم نے دیکھا کہ شاہزادہ بلند وقار
بدیع الملک عالی تبار خیرا خیر چلا آتا ہے جسکے سر پر ایک ہزار طیور سایہ کیے ہوئے اور ہیکل
ہزار دانہ لال گردن میں حمیل لباس لال و مروارید زیب بدن مرکب عراقی پر سوار پیش و
پس یار [illegible] لشکر و چپ خدم و حشم کی کثرت ہے جونہی شہزادہ بدیع الملک کی نظر رستم ثانی
پر پڑی بغور دیکھ کے پہچانا بے تحاشا مرکب کو دوڑاتا ہوا رستم ثانی کے قریب پہنچا

اور کہا ای برادر رستم تم یہان کہان مجھکو حیرت ہی کہ یہ خواب ہی یا بیداری مدہوش ہون یا ہوشیاری کے
عالم مین تمکو دیکھ رہا ہون شہزادہ رستم ہنسا اور کہا ای شہریار مطمئن رہو یہ خواب نہین ہی
بلکہ بیداری کا عالم ہی مین واقعی فرعون کی قید مین مبتلا تھا جب تمنے لشکر فرعونی کو پسپا کیا
فرعون ہم سب قیدیون کو ہمراہ لے کے بھاگا تھا ہم سب قیدی اونٹون پر سوار تھے اثنائے راہ
مین ایک درخت کے نیچے سے ہمارا اونٹ گذرا مین سوچا کہ اب اس قید شدید سے رہا ہون یہ امر
محال ہی اگر کسی تدبیر سے رہائی ممکن ہو تو کیون تساہل کیا جاوے اگر خدا نے چاہا تو حمزہ ثانی بھی قید
فرعون سے رہا ہوجاینگے نظر بران مین اُس درخت کی ایک شاخ سے لپٹ گیا وہ اونٹ اُس
درخت کے نیچے سے گذرا مین اُس درخت پر چڑھ گیا اسی طرح تمام قصہ کو بالتفصیل بیان کیا
شاہزادہ بدیع الملک نے مہراسپ کا حال پوچھا کہا انکا حال کچھ نہ پوچھو انھون نے
میری تذلیل و تضحیک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا بارے ہزار ہزار شکر اُس کریم کارساز
کا کہ اُسنے اسکے مقابلہ مین میری آبرو رکھ لی ای بدیع الملک مین صاف کہتا ہون کہ اگر مین
مہراسپ کے مقابلہ مین پسپا ہوجاتا تو یہ ہرگز رعایت کو دخل نہ دیتا اسی طرح تمام سرگذشت
کو تصریحاً بیان کیا بدیع الملک نے رستم ثانی کی جرات و ہمت کی تعریف کی اور
کہا ای برادر فرعون نابکار پروین حصار مین پناہ گزین ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ تم اپنی فوج
کو اپنے ہمراہ لو اور پروین حصار کی جانب روانہ ہو اور مین یکہ و تنہا جاتا ہون دیکھون
مجھسے کیا کارروائی ظہور مین آتی ہی اور تم کیا کار نمایان کرتے ہو رستم ثانی مرکب کو دوڑاتا ہوا
مہراسپ کے قریب آیا اور مہراسپ کی جانب متوجہ ہوکے کہا ای مہراسپ
تم یہین مقیم رہو اور اسقدر انتظار کرو کہ بادشاہ لشکر اسلام یہان پہونچے اُسکے ہمراہ وہان
تم آنا مین بدیع الملک کے ہمراہ جاتا ہون دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
حمزہ صاحبقران کو فرعون کی قید مین بہت عرصہ گذرا ہی مین چاہتا ہون جہان تک ممکن ہو
جلد فرعون کا قصہ پاک ہو تو کہ وہ عالی جاہ اُس قید مصیبت سے نجات پاوے یہ کہہ
اور مرکب کو مہمیز کرکے بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اب آگے اسکا بیان ہوگا

داستان جانا بدیع الملک اور رستم ثانی کا پروین حصار کیطرف

قامت یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شب تاریک مین گیسو کو یاد کیا کرتے ہین
گھر جو بے یار ہے ویران تو صورت مین مدام
دل ہی دل مین اُسے ہم یاد کیا کرتے ہین
ہوتے ہین جاتے ہی مکتب مین پری رو خونریز
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین
منتقم اُسکا کہین نہ فلک ڈرتا ہون

سرو کو صدقے مین آزاد کیا کرتے ہین
نگہ یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
خانۂ دل کو ہم آباد کیا کرتے ہین
گلدستے مین کوچہ گل ہے صبا نے بھیجے
کیا یہ جلاد کو استاد کیا کرتے ہین
ملک الموت اگر کہیے انھین تو ہی عجب
جھوٹے وعدون سے جو وہ شاد کیا کرتے ہین

زلف شبرنگ کو ہم یاد کیا کرتے ہین
دیکھ کے برق کو فریاد کیا کرتے ہین
رشک سے لیتے نہین مرکے بھی اپنا کوئی
مدت گل کو جو برباد کیا کرتے ہین
پھونکتے ہین نالۂ سوزان سے گرچہ مین قفس
قتل بے تیغ پریزاد کیا کرتے ہین
تیر ابروان ہے کیا سامنے ناسخ

جوکہ قرآن پہ اعزاز کیب کرتے ہین عارفان رموز خوش بیانی و واقفان عموز نکتہ دانی مثل ملا حسین
طوبلی و حاجی شہاب الدین ہمدانی اس مقام سے داستان ندرت بیان و قصہ حیرت عنوان کو اس
طرح مرتبط کرتے ہین کہ جب شاہزادہ فلک شوکت اعنی بدیع الملک بلند رفعت بہ ہمراہی
شاہزادہ رستم ثانی پروین حصار کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ فرعون شاہ مع فوج و لشکر شکارگاہ
مین مصروف ہی اور چونکہ مسلمانون کی یورش کا دغدغہ اسکے دل مین سمایا ہوا ہی بنا بران بنظر احتیاط گردا
گرد سے لشکر حلقہ کیے ہوئے ہی شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم تم سمجھے یہ فوج و لشکر کسکے
ہی اور یہ کون مقام ہی اسنے کہا ای شہریار مین نہین سمجھا شہزادہ بدیع الملک نے کہا یہ فوج و لشکر
خود فرعون کا ہی اور وہ سامنے جو فوج کو حلقہ کیے دیکھتے ہو یہان فرعون ہی اور فوج کو حفاظت کے
واسطے اپنے گرد حلقہ کیے ہوئے ہی تاکہ مسلمانون مین سے کوئی کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچا سکے غیر خداوند عالم
مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ضرور پیدا ہو جائے گا جو یہ ملعون اپنے کیفر کردار کی سزاے معقول
پائے گا افسوس میرے ہاتھ سے اس مرتبہ نکل گیا ورنہ اب تک کب کا اس قصہ کو پاک کیا ہوتا
رستم ثانی نے کہا ای شہریار پھر کیا ارادہ ہی بدیع الملک نے کہا وہ جو سامنے بلند ٹیلہ ہی وہان چلکے
تماشا دیکھنا چاہیے کہ یہ ملعون کسطرح شکار کرتا ہی چنانچہ یہ دونون جوان بڑی محنت اور مشقت سے
اس ٹیلہ پر آکے مقیم ہوئے اور فرعون کے صید و شکار کا تماشا دیکھنے لگے یکایک فرعون کی بھی
نظر دور سے ان دونون جوانون پر پڑی مع ہذا یہ بھی دیکھا کہ ہزارہا جانور انکے سر پر سایہ کیے ہوے ہین
یہ دیکھتے ہی خوف کے سبب سے زرد ہو گیا اور مثل بید کے کانپنے لگا شیاطین کو قریب اپنے طلب
کیا اور کہا ای شیاطین دیکھو تو یہ دونون سوار کون ہین جو اس ٹیلہ پر مقیم ہین آیا انکو پہچانتا ہی یا نہین
پہچانتا اگر پہچانتا ہی تو بتا یہ کون ہین ان دونون سوارون کو دیکھ کے میرے دل مین ہول پیدا ہو گیا ہی
اور نہایت پریشان اور خوف زدہ ہون جب تک ان دونون کا حال بخوبی دریافت نہ ہو جائے گا میرا
دل صید و شکار مین ہرگز مصروف نہ ہوگا یہ کہکے بسبب خوف کے زار زار رونے لگا اور کہا ہاے میرے
خداوند نعمت بزرگ تجکو کچھ بھی میری راحت و آسایش کا نہین خیال ہی ہاے افسوس جہان جاتا ہون ہان
ایک نہ ایک دغدغہ میرے دل کے دہلا دینے کے واسطے پیدا ہو جاتا ہی شیاطین نے بھی بغور و تامل جانب
پشتہ نگاہ کی اور کہا ای خداوند کیا صید و شکار مین مصروف ہی تیرے بندون کے جوتیان کھانے کا
کچھ سامان نظر آتا ہی فرعون نے کہا ای شیاطین کچھ مفصل حال کہو تو سہی کیا سامان تجکو نظر آیا اسنے
کہا ای خداوند نعمت میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی جو کچھ حال ہی وہ آپ کے روبرو ہی آنجا کہ
عیان ست چہ حاجت بہ بیان + آج کل جب غور کرتا ہون تیری مشیت مین یہی گذرتا معلوم ہوتا
ہی کہ خداوند کے بندون کو جہان تک ممکن ہو جوتیان کھلاو ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ بلند پشتہ پر جانب
جنوب جو جوان ظاہر ہی وہ بدیع الملک ہی اور جانب مشرق جو جوان ہی وہ رستم ثانی ہی ہم مسلمانون
سے بہر حیلہ محفوظ اور بے خطر تجہ سے واسطے جان بچانے کے آئے تھے معلوم نہین کہ ہمارے
خداوند کو کیا منظور ہی یہان بھی وہی سامنا نظر آتا ہی فرعون نے شیاطین کو بہت
دلاسا و تشفی دے کر کہا کہ ٹھیرو نہین ہوش و حواس درست رکھو صرف یہی دونون جوان ہین انکا

گرفتار کر لینا کیا مشکل امر ہے اور اپنے لشکر کو فوراً حکم دیا کہ بہت جلد ان دونوں سواروں کو گرفتار کر لو اگر زندہ
گرفتار نہ ہو سکیں تو بلا تکلف ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤ اب تک تو بمقتضائے رحم اپنے بندے
سمجھ کے چشم پوشی کرتے رہے مگر اب تم مطلق رعایت نہ کیجیے پس قہقہہ روئین تن نے سامان خونخوار
فوج بیشمار ہمراہ لے کے ان دونوں جوانوں کی جانب [illegible] جب ان دونوں جوانوں نے یہ
سامان طوفان بے تمیزی دیکھا بدیع الملک سے کہا اے برادر رستم خبردار ہو جاؤ یہ فوج کبر اسی
جانب آتی ہے رستم ثانی نے بدیع الملک کا ہاتھ چھوڑ دیا اور دونوں نے تلواریں نیاموں سے
کھینچ کے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کے مارا اور لشکر کفار میں در آئے رستم ثانی کا سامنا سامان بے سامان
نے ہوا سامان نے تلوار کا وار رستم ثانی پر کیا رستم نے اس وار کو سپر پر روکا اور ایسا زبردست وار اس
کی کمر پر کیا کہ فوراً قلم ہو کے زمین پر گرا قہقہہ روئین تن نے جو سامان کو اس صفائی سے قتل ہوتے
دیکھا نہایت غیظ و غضب میں آ کر دوچار ہو کے رستم ثانی کے روبرو آیا اور کہا اے رستم ثانی تو نے
سامان کو بحیلہ قتل کیا آ میرا مقابلہ کر تو دیکھوں تو کیسا مرد میدان دلاور ہے رستم ثانی نے کہا
او بے ایمان ملعون دروغ گو سامان کے جہنم واصل ہونے میں حیلہ کا کیا دخل تھا اگر تو مجھ سے
مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو بھی مجھے کچھ عذر نہیں ہے بیار آنچہ داری ز مردی نشان • اس تقریر کو سنکے
شاہزادہ بدیع الملک قہقہہ روئین تن کے قریب آیا اور کہا او قہقہہ کیا تو رستم ثانی
سے بحث کرتا ہے سامان مقتول اس بہادر کا حصہ تھا تو میرا حصہ ہے مجھ سے مقابلہ کر قہقہہ نے
کہا تو کیا بنائے گا آ تو ہی سہی یہ کہا اور جو میل آہنی کہ اسکے ہاتھ میں تھا اسکو چرخ دے کے
اس زور سے شاہزادہ بدیع الملک کے سر پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا مگر اس
والا جاہ عالی بارگاہ بہادر یگانہ شجاع زمانہ نے اس میل آہن کو اپنے تک آنے بھی نہ دیا مثل برق
لپک کے بائیں ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو ایسی جھٹکی زور سے دی کہ وہ میل آہن ہاتھ سے چھوٹ
کے دور جا کے گرا اور رہا تو شقی ملعون کا جھولا کھا گیا ساتھ ہی اسکے شاہزادہ نے دست
راست سے ایک تھپڑ اسکے کلہ پر اس زور سے مارا کہ تڑاقے کی آواز بلند ہوئی تمام مردان
فوج دہل گئے اور وہ خود بھی متعجب ہوا العیاذ شاہزادہ نے اسکے بند کمر میں ہاتھ ڈال کے
بسبکی تمام سر سے بلند کر لیا اور کہا او قہقہہ اب بتا تجھکو کہاں پھینکوں اور کس طرح تجھکو ہلاک
کروں قہقہہ کو اسوقت گمان تھا کہ اگرچہ اس جوان نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن ابھی
ہلاک نہیں کر سکے گا کہا اے جوان اگرچہ حسب اتفاق تو نے مجھکو سر سے بلند کر لیا ہے لیکن میں
زمین پر آؤں تو بتاؤں شاہزادے نے کہا او ملعون ابھی تجھے گمان باقی ہے کہ زمین پر آ کے پھر لڑونگا او
شقی زمین پر آ کے تجھ میں جان بھی باقی رہے گی دیکھ ابھی زمین پر بھی تجھکو جلد آتا ہے یہ کہا اور
اس زور سے زمین پر دے مارا کہ تمام اعضائے قہقہہ شکستہ ہو گئے اور اسکے حواس خمسہ
باقی نہ رہے شاہزادہ بدیع الملک نے اسیوقت اسکے سینہ پر سوار ہو کے کہا اے دروغ
اب زمین پر آنے کا حال تجھے معلوم ہوا ہو گا اسوقت قہقہہ میں مجال جواب دینے
کی نہ تھی کہ کچھ اپنی زبان سے جواب دیتا شاہزادہ نے قہقہہ کا ایک پاؤں اپنے

پانون سے پیچھے رکھا اور اسکا دوسرا پانون گرفت مین لاکے زور جو کرتا ہی تو فوراً شل کر یا س
دوبارہ ہو گیا شہزادہ نے ایک حصہ ایک جانب پھینک دیا اور دوسرا دوسری
جانب پھینک کے کہا خس کم جہان پاک اے برادر رستم ثانی بس اب توقف کا
موقع نہین ہی اور مرکب پر سوار ہوکے لشکر کفار مین در آیا اُس طرف جب تک سامان
شہزادہ رستم کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اور قہقہہ روئین تن بدیع الملک سے
مقابل رہا فرعون تماشا دیکھتا رہا جب قہقہہ بھی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک
ہو گیا فرعون گھبرا گیا فوراً عنان مرکب کو پھیر کے پروین حصار کی جانب بھاگا اور قلعہ مین
داخل ہو گیا اور شیاطین سے کہا اے بندہ خاص من تو نے دیکھا کہ ان دونون خداپرستون
نے سامان اور قہقہہ روئین تن ایسے زبردست پہلوانون کو ہلاک کیا وا ی بربادو برخرابی
بس میری خداوندی کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہی کس ساعت سے ان خداپرستون کا
مقابلہ شروع ہوا ہی کہ ہر مرتبہ وہ غالب رہتے ہین شیاطین نے کہا ان خداپرستون کے
پاس کوئی ایسا زبردست افسون ہی جسکے ذریعہ سے خداوند کا فضل اُنکے شامل حال
ہو جاتا ہی فرعون نے کہا یہ بھی صحیح ہی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک پیادہ دوڑتا ہوا قلعہ مین
فرعون کے پاس آیا اور کہا ای خداوند غضب ہوا خداپرست اسطرف خیزاخیز چلے آتے
ہین اور نہایت اہتمام و انتظام سے آتے ہین اور کہین ذرا بھی توقف نہین کرتے ای خداوند
اس مرتبہ خیریت نہین معلوم ہوتی ہی فرعون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازون کو خوب اچھی
طرح سے بند کرکے بہت بھاری سب دروازون مین قفل ڈالدو چنانچہ تمام دروازے قلعہ
کے مقفل کر دیے گئے تین روز تک فرعون کے دل مین ہول سمایا رہا کہ عنقریب مسلمان

قلعہ مین پہونچا چاہتے ہین

اب فرعون ملعون کو قلعہ پروین حصار مین مقیم رکھا جاتا ہی اور کچھ حال بدمآل بدبخت
سنگ لغنے تورج بدرگ کا قلم بند ہوتا ہی

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
بے بقا ہی ہستی شبنم سے یاران بہار
شاخ گلبن پر ہے طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
سبزہ بیگانہ ہوا لیکن ہون مہمان بہار
آب جو بین ہین صفا سے سینہ اشراقیان
نقشبندان خزان ہین نقشبندان بہار

عشق ہے تجاہ بناکے جلوہ ای زبان بہار
زلف سنبل ہی سمجھیے گوش گل کو جانیے
ہی سواران چمن ہین مرد میدان بہار
روشنی ہو روے جو کا تھو نہین تو سیر باغ
ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار
نخل ماتم ہے طرح ہون بوستان ہے چمن

زخم خندان یا رخ ہی روے خندان بہار
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
کیا سمجھ کر روندتے ہین مجکو سیار چمن
لالہ آتش فشان ہی شمع ایوان بہار
رنگ سبزہ اور تیرا دیکھ کر حیران ہوے
ہی سبزہ او خزان آتش نہ شایان بہار

گلدستہ بندان گلستان معانی و چمن آرایان بوستان ہمدانی سبزہ زار مضامین کو زبان قلم و
قلم زبان سے صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب تورج بدرگ شاہزادہ بدیع الملک
کے مرکب صبا رفتار برق کردار پر سوار ہوا اور لشکر لقا بدار سے بھاگ کے جانب بیابان
روانہ ہوا خیزاخیز چلا جاتا تھا ناگاہ تورج بدرگ کا گذر ایک لشکر کے قریب ہوا جب

وہان پہونچکر دیکھا کہ ایک جوان اسپ چست وچالاک پر سوار اسطرف چلا آتا ہی گھوڑا دوڑاتا ہوا تورج بدرگ کے قریب آیا اور کہا بادش ای جوان کہان بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہی تورج بدرگ نے کہا ای برادر مین تیرے لشکر کے یہان مقیم ہونے کی وجہسے نہین آیا ہون اور نہ مجکو اس لشکر سے کچھ کام ہی البتہ حسب اتفاق اسطرف وارد ہوگیا اگر کچھ مضائقہ نہ سمجھو تو بتا دے کہ لشکر کسکا ہی اگر تو کچھ مضائقہ سمجھتا ہی تو مین زیادہ مصر نہ ہونگا اُسنے کہا ہم کو کچھ عذر نہین ہی آگاہ ہو یہ لشکر قباد شاہ آہن حصاری کا ہی جو فرعون شاہ کا سپہ سالار ہی تورج نے پوچھا قباد شاہ آہن حصاری کی بارگاہ کس مقام پر ہی اُسنے اشارہ کرکے کہا وہ ہی تو اپنا مطلب بیان کر تورج نے کہا میرا جو کچھ مطلب ہی ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی تو تردد کو دل مین جگہ نہ دے اُسنے کہا اگر تجکو قباد شاہ سے کچھ کہنا ہی تو ہمسے بیان کر اسکی خدمت مین عرض کرین تورج نے کہا مین خود کہونگا یہ کہکر اور قباد شاہ کی بارگاہ مین داخل ہوکے قباد شاہ کے روبرو پہونچا قباد شاہ نے جو ایک اجنبی شخص کو بارگاہ مین دیکھا کہا ای جوان تو کون ہی جو اس طرح بے تکلف بارگاہ مین چلا آیا اور دربان سالار سے کہا تو کیسا بیوقوف اور بے تمیز اور بے شعور ہی کہ ایک غیر شخص کو بلا اطلاع بارگاہ مین آنے کی اجازت دیدی تونے اپنے دل مین کچھ میرا خوف نہ کیا اُسنے عرض کیا کہ خداوند مین نے چند مرتبہ اس جوان سے کہا کہ تو یہان چند ساعت توقف کر مین پیشتر تیرے آنے کی اطلاع کرکے اجازت حاصل کرلون تو پھر مجھے اختیار ہی اُسنے نہ مانا بلکہ آمادہ جنگ ہوا اور دو چار کلمہ ناشایستہ زبان سے نکالے اور بیباکانہ بارگاہ مین چلا آیا قباد شاہ تورج بدرگ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای جوان تو نہایت بیباک اور چالاک معلوم ہوتا ہی جلد بتا تیرا کیا نام ہی اور تو کس غرض سے یہان آیا ہی تورج بدرگ نے کہا ای شہریار مجکو تورج خان صاحبقران کہتے ہین قباد شاہ نے کہا تو بالکل غلط اور لغو کہتا ہی تو ہرگز تورج خان نہین ہی اس فریب سے اپنے کسی کام کو بنانا چاہتا ہی اسواسطے کہ تورج خان شہزادہ فرصہ دراز سے بدیع الملک کے لشکر مین قید ہی تورج نے کہا ای شہریار آپ متعجب نہ ہون مین کسی طرح کا فریب نہین کرتا ہون وہی تورج خان ہون جسکو شاہزادہ بدیع الملک نے قید کیا تھا اب مین نے موقع پاکر چستی وچالاکی وہان سے گریز کی قباد شاہ نے کہا مجکو تجھ پر شبہ ہوتا ہی کہ مبادا مسلمانون کا کوئی عیار تورج کی صورت سے مشابہ ہوکے یہان آیا ہی تورج نے کہا ای قباد شاہ خداوند فرعون کے حق کی قسم ہی مین مسلمانون کا عیار نہین ہون اصلی تورج ہون قباد شاہ نے کہا اگر تو واقعی تورج اصلی ہی پھر میرے لشکر مین آنے کی کیا وجہ ہی اُسنے کہا کہ مین پیشتر ہی حضور کی خدمت مین عرض کر دیا تھا کہ بدیع الملک کی قید سے خلاص ہوکے گریز کی اور فرعون شاہ کی تلاش مین اس طرف گذر ہوا یہان فوج ولشکر دیکھا اب ارادہ یہ ہی کہ خداوند فرعون شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکے اُنسے عرض کرون کہ مین آپکو مدد دون اور مسلمانون کے سر اُٹھانے کا اُنسے قصاص لون قباد شاہ کو تورج بدرگ کے کلام سے بوے صداقت محسوس ہوئی فرعون شاہ نے اسیوقت اُٹھکے تعظیم کی اور ایک مناسب معقول جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا اور بعد مزاج پرسی کے اُس سے دریافت کیا کہ ای تورج خان

بدیع الملک کی قید سے رہائی کا کیا سبب ہوا طورج نے مفصل کیفیت بیان کی قباد شاہ نے کہا اے طورج خان نہیں معلوم خداوند فرعون کی مشیت میں کیا گذرا ہے کہ مسلمانوں کی ترقی روز افزون ہے اور فرعون پرستوں کو اد بار گھیرے ہوئے ہے بلکہ روز بروز ہر طرح کی مصیبتیں اور آفتیں پیش آتی ہیں طورج بدرگ نے کہا اے بادشاہ عرصہ سے اسی فکر و خیال میں میں بھی مبتلا ہوں کچھ عقل کام نہیں کرتی معلوم نہیں کیا شدنی ہے مگر مجھے اس بات کا خیال آتا ہے کہ ۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند ۔ مجھکو خداوند کی مصلحت ان واقعات میں شامل ہو گی قباد شاہ نے کہا بس یہی مصلحت شامل ہے کہ اُسکے بندے تنے بلی کیطرح ہلاک کیے جاینگے اور کوئی مصلحت نہیں معلوم ہوتی بعدہ حکم دیا کہ جلد منجموں کو بلاؤ حسب الحکم فوراً منجم حاضر ہوئے قباد شاہ نے کہا اے طورج اگر تو خداوند فرعون کی کمک کے واسطے جاتا ہے اور خدا پرستوں سے قصاص لینے کا ارادہ مصمم کیے ہوئے ہے تو پہلے ان منجموں سے سوال کر دیکھو از روے علم رمل یہ کیا جواب دیتے ہیں طورج منجموں کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اے عالمان علم نجوم میں مسلمانوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں تم اپنے قواعد سے دریافت کرو کہ نتیجہ کیا ہوگا آیا مسلمانوں پر میں غالب آؤنگا یا نہیں منجموں نے کاغذ پر کچھ لکھا اور خوب غور و فکر سے حساب لگایا اور بتایا کہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ استخراج ہوتا ہے کہ طورج ایک پہلوان زبردست ہے اسکی اڑائی کوشش سے بکثرت فرزندان امیر کا خون ہوگا علی الخصوص ہر روز حصار مین بشتی مسلمان اسکے ہاتھ سے شہید ہو جاینگے اور قباد شاہ سے کہا اے بادشاہ اگر تم طورج کو فرعون کی خدمت میں لے جاؤ تو فرعون تم سے بہت خوش ہوگا غرض طورج کا طالع بہت زبردست ہے غالباً اسکا شریک بھی بہت خوش ہوگا قباد شاہ منجموں کے اس حکم سے بہت خوش ہوا متعدد خلعت کی کشتیاں آئیں سب منجموں کو خلعت و انعام دیا بلکہ غریبوں اور محتاجوں کو روپیہ تقسیم کیا اور طورج بدرگ کو بھی خلعت گران بہا دے کے اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا ایک روز وہان قیام کیا دوسرے روز برون حصار کیجانب روانہ ہوا

باز آمدم بر مقدمہ شہزادہ بدیع الملک و شہزادہ رستم ثانی

راویان خن پرور این چنین مروسیت کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ گوئیست ۔ واضح ہو کہ رستم ثانی اور شہزادہ بدیع الملک نے جب نوج کو درہم و برہم کر دیا اور شکست دیکر ایک جا جمع ہوئے رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک تم نے دیکھا کہ مجھ سے کیسے کیسے کام ظہور میں آئے بدیع الملک نے بہت ثنا و صفت کی اور کہا اے رستم ثانی واقعی عجیب کار ہائے نمایاں ظہور میں آئے لیکن تم نے میرے کاموں کو دیکھا یا نہیں رستم ثانی نے کہا کیون نہیں تم نے بھی کار ہائے نمایاں کیے لیکن یہ اثر میرے نمک کا تھا بدیع الملک متبسم ہوا اور کہا کیون نہیں لیکن جو کار ہائے نمایاں تم سے ظہور میں آئے اسکا سبب بھی میرا نمک ہے رستم ثانی نے کہا شاید ایسا ہو غرضکہ دونوں قلعہ میں داخل ہوئے ایک سرائے میں دونوں نے قیام کیا اپنے اپنے مرکبوں کو باندھ دیا اور خود بازار میں سیر کے واسطے آئے دیکھا بازار بہت آباد ہے بزازہ صرافہ جوہری بازار چاندی بازار وغیرہ سب علیحدہ علیحدہ ہر طرف تھا طمعی خریدو

زینت کی کیا کہوں ہر صنف اپنی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے پان بنا رہے ہین اور حلوائی تھالون مین انواع و اقسام
کی مٹھائی آراستہ کیے ہوئے پوریان تل رہے ہین دونون جوان اس بازار کی آبادی اور کیفیت
دیکھ کے بہت حیران ہوئے آخر ایک جوہری کی دوکان پر بیٹھ کے تماشا دیکھنے لگے حسب اتفاق
اسطرف سے شیاطین کا گذر ہوا دونون جوانون کو جوہری کی دوکان پر بیٹھا دیکھ کے بجائے خود
تدبیر سوچتا ہوا چند قدم آگے بڑھ گیا اور ایک مقام پر توقف کیا اس اثنا مین رنجور بھی پہونچا شیاطین
رنجور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے رنجور تو اسوقت خوب آگیا مین تیرے انتظار مین تھا
اسنے کہا کیا ہے شیاطین نے کہا فلان جوہری کی دوکان پر بدیع الملک اور رستم ثانی
دونون بیٹھے ہین مین انکو دیکھ کے آگے بڑھ آیا ہون کہ شاید مجھکو دیکھ کے پہچانین تو علیحدہ کسی جاے
محفوظ مین بیٹھ اور دیکھتا رہ کہ وہ کہان جاتے ہین جسوقت وہ اپنی جگہ سے اٹھین تو بھی انکے
تعاقب مین روانہ ہونا اور دونون کا مقام قیام دریافت کرکے مجھکو اطلاع دینا رنجور نے قبول کیا
اور اس جوہری کی دوکان کے قریب جاکے مقیم ہوا چند ساعت کے بعد شاہزادہ بدیع الملک
اور رستم ثانی دونون اس دوکان پر سے اٹھے اور کوفہ سراے کی جانب روانہ ہوئے
رنجور بھی پوشیدہ انکے تعاقب مین روانہ ہوا جب یہ دونون شاہزادہ قافلہ سراے مین داخل
ہوگئے رنجور وہان سے واپس آیا شیاطین نے پوچھا اے رنجور کیا خبر لایا کچھ معلوم ہوا
کہان وہ دونون مقیم ہین اسنے کہا ہان معلوم ہوا فلان سراے مین مقیم ہین شیاطین بکمال
پوشیدہ اس سراے مین آیا پیشتر دربان سراے سے پوچھا کہ یہان فی الحال دو جوان وارد
ہوئے ہین انکا یہ حلیہ ہے اسنے کہا ہان ہین شیاطین نے کہا کچھ تجھکو معلوم ہے کہ وہ دونون جوان کون
ہین اسنے کہا یہ مجھکو نہین معلوم ہے شیاطین نے کہا اے فلان اگر تجھے نہین معلوم ہے تو ہم سے سن
اور آگاہ ہو کہ یہ دونون جوان ضحاک شاہ اور فرعون شاہ کے دشمن جان ہین دربان یہ سنکے چین
بہ جبین ہوا اور کہا اگر یہ دونون ایسے ہین تو انکو یہان سے جانے کی مہلت نہ دینا چاہیے بلکہ ہلاک
کرنا چاہیے شیاطین نے کہا اس بات کے ذمہ دار ہم ہین البتہ تجھسے اسقدر کام لینا چاہتے
ہین کہ جسوقت یہ دونون جوان کھانا مانگین فوراً ہم کو خبر دینا اسنے قبول کیا شیاطین وہان
سے چلا آیا جب رات ہوئی ان دونون جوانون نے دربان کو بلایا اور چند دینار دے کے کہا ہمارے
واسطے کھانا لے آو دربان بیکار اسوقت کا منتظر تھا دینارون کو لے کے شیاطین کے پاس آیا
اور کہا اے شیاطین چونکہ تم نے مجھسے وعدہ کیا تھا پس ہم تیرے پاس آئے ہین یہ دینار
ان دونون جوانون نے بازار سے کھانا لانے کے واسطے دیے ہین شیاطین نے کہا
اچھا تو جا اور بازار سے کھانا لے آ وہ گیا اور بازار سے طعام خرید لایا شیاطین ملعون
نے اس کھانے مین دارو بیہوشی مخلوط کی اور دربان سے کہا لے اس کھانے کو
انھین دے دربان گیا اور ان دونون کو وہ بیہوشی آمیز کھانا دیا انھون نے کہا اے
شخص تجھکو بہت دیر ہوئی [illegible] اسنے کہا دیر اس سبب سے ہوئی کہ
کھانا تیار نہ تھا اپنے سامنے تازہ پکوا کے لایا ہون بدیع الملک اور رستم نے کھانا کھا

وہ کھانا کھایا شہزادہ رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک کچھ عجیب مزہ کا کھانا ہی سمجھ مین نہین
آتا ہی بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بازاری کھانے کی کیا شکایت یہ کہکے خاص وخوش ہوتے
تھوڑی ہی دیر کے بعد انگڑائیان اور جمائیان آنا شروع ہوئین رستم نے کہا مزہ تو مزہ اس
کھانے کی یہ کیا خاصیت ہی کہ دست وپا مین کسل پیدا ہو گیا اور بے اختیار دل چاہتا ہی کہ سو رہون
بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی بخدا میرا بھی یہی حال ہی ہنوز یہ گفت وشنید ہو رہی تھی کہ
دفعتاً ایسی بیہوشی طاری ہوئی کہ کسی کو نطق وخبر نہ رہی اسطرف شیاطین منتظر وقت تھا کہ دربان
بیہوشی کی خبر آکے دے گا جب دیر ہوئی سرا سے مین خود آیا دیکھا دونون جوان بیہوش ہین مرکب
ویراق انکے دربان کو دیے اور وہ ملعون ان شاہزادون کو گرفتہ وبستہ کرکے فرعون کی خدمت
مین لایا فرعون نے جو دو پشتارے دیکھے کہا ای شیاطین آج تو یہ کیا لایا ہی اُسنے کہا خداوندا
آج تیرا بڑا فضل وکرم میرے شامل حال ہوگیا کہ بسہولت یہ دونون خدا پرست میرے ہاتھ آگئے
اُسنے پوچھا یہ کون خدا پرست ہین اُسنے کہا ایک پشتارہ مین بدیع الملک ہی اور دوسرے
مین رستم ثانی یہ سنکے فرعون اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای شیاطین قسم ہی اپنی قدرت
اور جلال کی عجب کار سے کردی کیون نہین تجھ ہی ایسے بندون سے ہماری خداوندی قائم ہی
بعد ازاین جلد یا لے جاؤ ان دونون خدا پرستون کو بیچ چوک مین دار پر کھینچکے تیر باران کرو مگر ای بندگان
مین خوب خبرداری اور ہوشیاری رکھنا یہ خدا پرست اگرچہ گرفتہ وبستہ تمھارے اختیار مین ہین
تاہم انکو بلائے بیدرمان سمجھنا پس ان دونون جوانون کو اور زیادہ تر زنجیرون مین جکڑا اور سامان بے نوائی
وامداد وحوالہ خونریز یہ گبران نابکار ان جوانون کو لیے ہوئے چارسوق شہر مین لائے دو دارون کو
نصب کیا دونون جوانون کو دارون مین آویختہ کیا راوی کہتا ہی کہ چارسوئی شہر کے روبرو ایک
قلعہ ہی کہ جو بالاحصار کے نام سے مشہور ہی اُس قلعہ مین حارث قلعہ دار ضحاک شاہ کیطرف
سے حکمرانی کرتا ہی اُسکا ایک لڑکا ہی الیاس بن حارث نام اُسنے اپنے لڑکے سے کہا ای
الیاس یہ کیا واقعہ ہی یہ کون جوانان باشوکت وشان ہین جو اس بے دردی سے ہلاک کیے
جاتے ہین الیاس نے کہا ای پدر اور کچھ مجھے نہین معلوم ہی ہان اسقدر میری سماعت مین گذرا
ہی کہ یہ دونون جوان خدا پرست ہین فرعون شاہ کے حکم سے دار پر نصب کیے گئے ہین اور یہ بھی
فرعون کا حکم ہی کہ انکو تیر باران کرو حارث قلعہ دار نے کہا ای فرزند اگرچہ یہ جوان خدا پرست
ہین اور فرعون اپنے کو خداوند ہونا ظاہر کرتا ہی تاہم یہ ایسے جوان وجیہ وخوبصورت اس قابل
نہین ہین کہ مسلمان ہونے کے جرم مین ہلاک کیے جائین عیسےٰ بدین خود موسےٰ بدین خود فرعون کو
چاہیے تھا کہ ان دونون کو فہمایش کرکے اپنی فوج مین اعلےٰ عہدے دیتا نہ یہ کہ باین ذلت ہلاک کرتا
اُسکے لشکر کا ایک سردار بھی اس مقام پر موجود تھا اُسنے کہا شہریارا واقعی یہ جوان بڑے جری اور
دلاور ہین ابھی کل کی بات ہی کہ فرعون شاہ شکارگاہ مین مصروف صید تھا کہ دونون وہان
پہونچ گئے قریب تھا کہ یہ فرعون شاہ کو گرفتار کرلین لیکن فرعون اپنے لشکر کے اعلےٰ عہدہ دارون
کو ان جوانون کے ہاتھ سے کشتہ دیکھکے وہان سے بھاگا اور شہر مین آکے دم لیا

حارث قلعہ دار نے پوچھا وہ سرداران فرعون کے کون تھے اس سردار نے ہنوز جواب نہ دیا تھا کہ الیاس
نے کہا اے پدر ان سرداران لشکر فرعونی کے نام مجھ کو معلوم ہیں تین میں سے ایک کا نام مقطعہ روئین تن
تھا دوسرے کا نام سامان خونخوار تھا حارث نے کہا پھر یہ جوان کس طرح گرفتار کیے گئے اس سردار
نے کہا شہریاران جوانوں کو شیاطین نے مکر و فریب سے گرفتار کیا ہے یعنی یہ جوان فرعون کی تلاش میں
آئے تھے شیاطین نے دربان سرا سے ساز کر کے انکو طعام ہوشی آمیز کھلا دیا اور عالم
بیہوشی میں انکو گرفتار کر لیا حارث قلعہ دار بہت متاسف ہوا اور کہا افسوس ان جوانوں کو اس
طرح فریب دیا یہ کیا نامردی کا شیوہ ہے اگر ان سے مقابلہ کیا ہوتا اور بجز اسکے گرفتار کیا ہوتا اے فرزند میرا
دل بے اختیار چاہتا ہے کہ مدد دوں اور جہاں تک ممکن ہوا خلاصی میں کوشش کروں ان ایسے
جوانوں کے ساتھ احسان کرنا ہرگز ضائع نہ ہوگا الیاس نے کہا اے پدر میں بھی اس رائے سے موافق
ہوں مگر یہ ملحوظ رہے کہ فرعون سے خواہ مخواہ خصومت پیدا ہو جائیگی اور ہنگامہ عظیم برپا ہوگا حارث
نے کہا اگر فرعون شاہ سے خصومت پیدا ہو جائیگی تو کیا ہوگا جو کچھ ہونا ہوگا ہو توکل کر دیگا الیاس
نے کہا اگر یہی رائے مقرر ہے تو دیر کیوں کیجاتی ہے ایسا نہ ہو کہ یہ جوان با شوکت و شان ہلاک
ہو جاویں حارث قلعہ دار خود قلعہ میں پہونچا اور حکم دیا کہ تمام فوج تیار ہو اس اثنا میں مہتر قران اور
شاپور بھی وہاں پہونچے دیکھا کہ دونوں شاہزادے دو داروں میں نصب ہیں دونوں کے دل ان
شاہزادوں کی بے کسی پر بیتاب ہو گئے تھے دونوں خلاصی کے واسطے دوڑے سامان بے قواعد
نے جو دیکھا کہ دو جوان بلند و بالا ان بستگان دار کی جانب آتے ہیں اور انکی رہائی کا ارادہ کیے ہوئے
ہیں تلوار علم کر کے شاپور کی جانب متوجہ ہو کے نعرہ مارا کہ اے خیرہ سر اس طرف کہاں چلا آتا ہے یہ
دونوں جوان فرعون شاہ کے قیدی ہیں خبردار انکے بارہ میں کسی طرح کا خیال دل میں نہ لانا
ورنہ بہت برا نتیجہ دیکھے گا شاپور نے شہزادوں کی جانب سے اپنا رخ پھیرا اور بعجلت تمام
سامان بے قواعد کے پاس پہونچکے اس قوت سے تیغ آبدار کا وار اسپر کیا کہ سامان کا سر اور
ایک ہاتھ تن سے علیحدہ ہو کے چند قدم کے فاصلہ پر جا گرا خونریز نے جو سامان بے قواعد
کا یہ حال دیکھا غیظ و غضب میں آلودہ ہو کے شاپور کی طرف جھپٹا قران وہیں موجود تھا اسنے
نعرہ مارا کہ او نابکار کیوں اس جوان کیجانب متوجہ ہوتا ہے تیرا مرد مقابل میں ہوں امداد خونریز نے
کہا تجھ اگر تو میرا مرد مقابل ہوتا ہے تو آ تو نے ہی یہ کہکے قران کی جانب مرکب کو مہمیز کیا ہنوز مرکب
قران تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ قران خود اسکے قریب پہونچ گیا اور مرکب کے تنگ میں ہاتھ
ڈال کے بسہولت تمام مرکب کو مع سوار سر سے بلند کر لیا اور اس قوت سے زمین پر پٹکا کہ راکب و
مرکب دونوں نقش زمین ہو گئے اور بآواز بلند کہا اے گبران نابکار دیکھو اسلام کی برکت کو اور
خداے واحد لاشریک پر ایمان لاؤ ورنہ اسی طرح تم سب ہلاک ہوگے جب ان شیاطین لعین
کے گوش ناحق نیوش تک یہ آواز پہونچی تو انھوں نے جو سامان بے قواعد اور
امداد خونریز کو بے جان دیکھا شاپور اور قران کی جانب سب ایک ہی دفعہ حملہ آور
ہوگئے اور سب نے بآواز بلند کہا اے فرعون کے بندوں یہ جرأت و دلاوری کا وقت ہے

بیٹا ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کو یہان سے زندہ نہ جانے دینا اب جنگ مغلوبہ
شروع ہوگئی شاپور و قران کا اسوقت یہ حال تھا کہ تلوارین علم کیے ہوے ہر طرف مردون
کے ڈھیر لگا رہے تھے اور سرون کا مینھ برسا رہے تھے سے مہر جا کہ شمشیر او کار کرد + یکے را
دو کرد و دو را چار کرد + پیش و پس راست و چپ دو تلوارین تھین بڑی چمک دمک سے چل رہی
تھین گویا دو بجلیان کوندر ہی تھین حارث قلعہ دار اور الیاس بن حارث دونون جن لڑائی
کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور شاپور و قران کی مردانگی و دلیری کی داد دے رہے تھے یکایک
حارث قلعہ دار نے الیاس سے کہا اے فرزند اس سے زیادہ کون وقت ہوگا جو ہم ان دونون
جوانان وجیہ و خوبصورت کو رہا کرینگے یہ کہا اور فوج قلعہ کو حکم دیا کہ جاؤ ان دونون جوانون
کو دار سے خلاص کر لاؤ چنانچہ تمام فوج مقیم قلعہ جو پیشتر سے مسلح و مکمل تھی مثل موج دریا قلعہ
سے باہر آئی اور دونون دارون کو حلقہ مین لے لیا ملازمان فرعون سے جو کوئی انکے قریب آیا
اسکو جہنم واصل کیا اور شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو اس قید و بند سے رہا
کر کے قلعہ مین لے گئے شاپور اور قران سے جو شہزادہ بدیع الملک اور شہزادہ رستم ثانی کو
قید و بند سے رہا پایا شاپور نے قران سے کہا اے قران اب بیکار جد و جہد کرتا ہے مطلب حاصل
ہوگیا اب ان گبرون کو تھوڑی دور تک پسپا کر کے دم لو راوی کہتا ہے کہ فوج فرعون کی بار بار پسپا
ہوئی تھی لیکن کچھ دم لے کے شاپور اور قران پر حملہ آور ہوئی تھی یہان تک کہ رات ہوگئی
اب جو پسپا ہوئی تو پھر حملہ نہ کر سکی شاپور اور قران نے بھی انکے کشت و خون سے ہاتھ
اٹھایا یکایک فرعون شاہ کو خبر پہونچی کہ وہ دونون جوان رہا ہو گئے انکے ہلاک کرنے کی
نوبت نہ آئی فرعون نے کہا افسوس تم بندگان خاص نے بڑی غفلت کی کہ وہ دونون جوان ہلاے
بیدرمان قید و بند سے رہا ہو گئے شیاطین نے کہا اے خداوند جب تک مشیت خداوندی
مین مسلمانون کا نیست و نابود ہونا نہ گذرے گا ہزار مرتبہ مسلمان گرفتار ہونگے اور پھر
زندہ و سلامت رہا ہو جاینگے فرعون نے کہا اے شیاطین تو سچ کہتا ہے مگر کیا کرون جب
اپنی خداوندی و رحیمی کی جانب نظر کرتا ہون تو بندگان گنہگار کے حال پر رحم آجاتا ہے بتدا
مین ہرگز اپنے رحم و کرم کا خیال نہین رہتا ایسی حالت مین تو ہی بتا کہ کیا کرون شیاطین
نے کہا اے خداوند تو کچھ نہ کر بس اسی طرح رحم و کرم پر نظر کرتے کرتے خود کو مع خداوندی خاک
مین ملا دینا میرے نزدیک اس سے تو یہ بہتر ہے کہ خداوند اپنے کو مسلمانون کے ہاتھ بیچ دیجیے
اور یہ کہدے کہ اپنی مرضی کے موافق جو حال چاہو بناؤ فرعون نے دست تاسف ملکے
کہا کچھ کیا کرون واضح رہے کہ اگرچہ بظاہر سب کے سامنے اپنی خداوندی کا اعلان کرتا
تھا لیکن باطن سے خوف سے بیچارہ نجس ہوا جاتا تھا اور دل مین کہتا تھا اے فرعون ان
مسلمانون کے ہاتھ سے کسی طرح مفر نہین ملتا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس اثنا مین قباد شاہ
تورج خان کو ہمراہ لیے ہوے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہ کمال خلوص سجدہ
کر کے کہا اے خداوند یہ بندۂ حقیر حضوری مین حاضر ہے فرعون نے جو تورج کو دیکھا کہا اے قباد شاہ

تیرے ہمراہ یہ جوان کون ہی اسکے بشرہ سے اس خلوص کا حال دریافت ہوتا ہی جو میری خداوندی سے تعلق
رکھتا ہی مجسم و شاہ نے کہا ای خداوند خود اس اپنے بندہ صادق الاختصاص سے دریافت کیجئے فرعون
نے کہا کیا مضائقہ ہی اور تورج کی جانب متوجہ ہو کے کہا ہان ای ہمارے بندہ بیان کر تو کون ہی تورج
بدرگ نے کہا ای خداوند میرا نام تورج خان صاحبقران ہی مین نے خداوند کے فضل و کرم سے
ہندوستان ایران توران کوچک باختر وغیرہ خداپرستون کے ملکون کو زیر و زبر کرکے مسخر کیا اور
صرف تسخیر ممالک ہی پر اکتفا نہین کی جہانتک ممکن ہوا بت پرستی کو بھی رواج دیا لیکن جب بدیع الملک
نے مجکو گرفتار کرکے اسطرف کوچ کیا تو مین پہلے ہی سے سمجھ چکا تھا کہ اب میرا خلاص ہونا خداپرستون
کی قید سے امر محال ہی لیکن عنایت خداوندی پر جو نظر رکھی تھی خداوند کے فضل و کرم سے اس قید و
بند سے رہا ہو گیا اور خداوند کی خدمت مین سجدہ کے واسطے حاضر ہوا اب بھی خداپرستون سے مقابلہ
کرنے کی جرأت رکھتا ہون بشرطیکہ فضل و کرم خداوندی میرے شامل حال رہے اور دعوی کرتا
ہون کہ ضرور خداپرست میرے مقابلہ کی تاب نہ لا سکین گے فرعون اپنے ملازمون کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا جلد منجمون کو حاضر کرو بعض سرداروں نے کہا ای خداوند منجمون کی کیا ضرورت ہی خود
تجھے معلوم ہوگا جو کچھ تیری مشیت مین ازل سے گذرا ہوگا فرعون نے کہا ای فلان تم کس قدر بیوقوف
ہو اسقدر عرصہ کی بات کہین یاد رہ سکتی ہی غرضکہ منجم حاضر ہوئے فرعون نے کہا ای منجمان کامل
اگرچہ مجکو ہر طرح کا اختیار حاصل ہی اور سب طرح کی آیندہ و گذشتہ خبرین مجھے معلوم ہین پھر بھی تم
اپنے قاعدہ نجوم سے اس بات کو دریافت کرو کہ یہ جوان جو میرے روبرو بیٹھا ہی مسلمانون سے
مقابلہ مین سربر ہوگا یا پسپا ہوگا منجمون نے تورج کو دیکھ کے کہا کہ تیرا کیا نام ہی تورج نے کہا مین
تورج خان کے نام سے مشہور ہون منجمون نے کاغذ پر نقش کھینچا اور انگلیون پر حساب کیا اور
بہت غور و فکر کے بعد کہا ای فرعون شاہ ہمارے قاعدہ نجوم سے یہ دریافت ہوا ہی کہ یہ جوان
خداپرستون کو پسپا کرے گا اور بکثرت خداپرست اسکے ہاتھ سے ہلاک ہونگے علی الخصوص فرزندان
حمزہ زیادہ تر اسکے ہاتھ سے شہید ہونگے لیکن ای فرعون شاہ نتیجہ اسکا بہتر نہ ہوگا فرعون نے
کہا نتیجہ کیا خراب ہوگا منجمون نے کہا کہ اسکا نتیجہ یہ ہی کہ یہ جوان بدیع الملک نامے ایک شاہزادہ
کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا ہان فی الحال اسکے طالع بہت زبردست معلوم ہوتے ہین کہ جو کام
شروع کرے گا ضرور کامیاب ہوگا فرعون شاہ اس بات کو سنکے تورج کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ای تورج خان اگرچہ ان منجمون نے نتیجہ خراب بیان کیا ہی مگر فی الحال تیرے طالع زبردست
بتلاتے ہین اسواسطے ہم تجکو اپنی فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ سے سرفراز کرتے ہین تجکو چاہیے
کہ بعد قتل کرنے مسلمانون کے خوب ہوشیاری رکھنا ہم تیری حمایت کو موجود ہین بھلا کیا ممکن ہی جو
کوئی تجکو گزند پہونچا سکے ملک الموت ہمارے اختیار مین ہی ہم اس سے تاکید کہدینگے کہ خبردار
تورج خان کے حال سے کبھی متعرض نہ ہونا یہ کہا اور خلعت سپہ سالاری دیکے اسے اپنے قریب نہایت
عزت سے بٹھایا اس اثنا مین شیرین آیا اور کہا ای خداوند بدیع الملک اور رستم کو حارث ملعون نے
گرفتار کیا ہی اور باغی ہو کے قلعہ مین قیام کیا ہی اگرچہ حارث قلعہ دار سے ایسی امید نہ تھی مگر خیر

مشیت خداوندی مین یہی گذرا ہوگا حارث کے بارہ مین جو کچھ مناسب ہو عمل مین لایا جاوے بلکہ یہ
بخوبی خیال رہے کہ حارث سے امید نیکی کی نہ رکھنا چاہیے جب تورج بدرگ نے شیاطین کی بولی
یہ حال سنا کہا ای شیاطین کہان ہے بدیع الملک مین تو اُسکی تلاش مین ہون مجکو اُس سے بہت
خدشہ ہے چنانچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اسی کا کام تمام کرون بعدہ اور مسلمانون سے سمجھا جائیگا
شیاطین نے کہا ای تورج خان بدیع الملک ابھی تک تو بالا حصار مین ہے آیندہ کا حال نہین
معلوم تورج بدرگ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوندین بدیع الملک اور رستم ثانی کی فکر مین جاتا
ہون فرعون نے کہا ای بندہ خاص ہمارے اگر تیرا یہ ارادہ ہے مین بھی تیرے ہمراہ چلتا ہون یہ کہا اور وہ
دونون نابکار مرکبون پر سوار ہوکے روانہ ہوئے اور قلعہ کے قریب آکے بیرون قلعہ دروازے کے سامنے
استادہ ہوئے اور باواز بلند نعرہ مارا کہ ای بدیع الملک و رستم کیا عورتون کیطرح قلعہ کی
چاردیواری مین بیٹھ رہے ہو مین نے تیری بہادری اور دلاوری بہت کچھ سنی ہے اگر مرد میدان ہو تو میرے روبرو
آؤ اور مقابلہ کرو حسب اتفاق اُسوقت قلعہ کے دروازہ کے قریب ہی رستم اور بدیع الملک بیٹھے
تھے جون ہی تورج بدرگ کے اسطرح کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی رستم ثانی اٹھ کھڑا ہوا اور
مرکب پر سوار ہوکے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ سے باہر آجائے بدیع الملک نے کہا ای برادر رستم کیا ارادہ
ہے رستم نے کہا تم نے نہین سنا کہ بیرون قلعہ تورج بدرگ کیا بیہودہ بک رہا ہے اور ہم کو مقابلہ کے
واسطے طلب کرتا ہے بدیع الملک نے کہا برادر شاید تم کو نہین معلوم ہے کہ یہ نابکار کیسا صاحب
زور و طاقت ہے اگر تورج بدرگ حرامی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو مین مانع نہ ہوتا مگر اسکے بارہ مین ہرگز
میری راے نہین ہے کہ تم اسکے مقابلہ کے واسطے جاؤ تم یہان توقف کرو مین مرکب پر سوار ہوکے اسکے
مقابلہ کے واسطے جاتا ہون رستم ثانی نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین فرض کرو کہ تم یہان موجود نہوتے
اور یہ نابکار مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا تو پھر کیا ہوتا بدیع الملک نے کہا اس حالت مین تم کو اختیار
تھا علاوہ برین اُس حالت مین مجبوری تھی لیکن اسوقت تو کسی طرح کی مجبوری نہین ہے رستم ثانی
نے کہا کہ فرض کرو مجھکو اسوقت بالکل مجبوری کی حالت ہے یہ کہا اور قلعہ کا دروازہ کھلوا کے
باہر آیا اور تورج بدرگ سے یاوہ گو سے کہا او نابکار تو کیا بکتا تھا مین تیرا سرکوب آپہونچا ع
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ۔ تورج بدرگ نے کہا نیزہ کا وار کیا رستم ثانی نے تلوار سے وار
سے نیزہ کو قلم کیا تورج خان نے گرز گاوسر کا وار کیا رستم ثانی نے اُسکے وار کو بھی سپر پر رد کیا
اور خود بھی شمشیر آبدار کا وار کیا چونکہ تورج بدرگ بھی فنون حرب سے بخوبی ماہر تھا اور نیز بہت
تمام رستم ثانی کی ضرب کو رد کیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا وار کیا کہ رستم ثانی مجروح ہوگیا اور
ارادہ کیا تھا کہ زخم کو باندھے مگر تورج سے بدلا لے اُسطرف تورج نے ارادہ کیا تھا کہ دوسرا
وار رستم پر کرے بدیع الملک اُسکے ارادہ سے مطلع ہوکے فوراً رستم ثانی کے قریب
پہونچا اور عنان مرکب کو پھیر کے رستم ثانی کو قلعہ مین لایا رستم ثانی نے کہا ای برادر بدیع الملک
تم نے سچ کہا تھا کہ تورج بدرگ ایک بلاے بے درمان اور آفت ناگہان ہے اُس
نابکار حرامی نے اس چالاکی سے تلوار کا وار کیا کہ مین رد نہ کر سکا بدیع الملک نے

کہا ہاں جنگ وحرب میں بیشتر ایسے واقعات پیش آتے ہیں اب میں جب تک جوان اشد واللہ آگاہ سے اُستاد
سے اُسے معقول دونگا رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک مجھکو تورج نابکار کے حرب وضرب کی
حقیقت دریافت ہو گئی لہذا اب میری ہرگز رائے نہیں ہے کہ تم اُس کے مقابلہ کو جاؤ اسقدر توقف کرو کہ زخم
مندمل ہو جائے میری رائے یہ ہے کہ بالاتفاق اُس سے مقابلہ کیا جائے بدیع الملک متبسم ہوا اور
کہا مطمئن رہو مجھکو اُسکے طرز حرب کا بخوبی حال معلوم ہے یہ کہا اور قلعہ سے باہر آ کے تورج بدرگ پر
نعرہ مارا کہ باش او فراری نابکار دیکھوں آج میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے جسقدر میں تیرا مداح تھا
اور تجکو جری اور دلاور جانتا تھا اُس سے بدرجہا زیادہ تجکو قابل ملامت و نفرین سمجھتا ہوں اور بزدل
جانتا ہوں او بیباک مکار اگر مردی و مردانہ تھا تو گرفتہ و بستہ ہوکے دین اسلام کیوں قبول کیا تھا اور
جب مسلمان ہو گیا تھا تو گریز کرنا چہ معنی دارد مردان غیرت دار کا ہرگز یہ پیشہ نہیں ہے تورج بدرگ
نے بقہر و غضب بدیع الملک کی صورت دیکھی اور کہا اے بدیع الملک تم ایسے دانشمند
کی زبان سے ایسی تقریر جیسی بالکل نازیبا معلوم ہوتی ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ وہ کون عقلمند
ہوگا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے گا اور امکان کی حالت میں اپنی رہائی سے درگذر کریگا
الغرض میں اُس روز یہ کارروائی نہ کرتا تو ہرگز میری رہائی نہ ہوتی اسمیں بزدلی کا کیا دخل ہے فنون حرب
وضرب میں سے ایک فن یہ بھی ہے کہ اگر دشمن کی قید میں مبتلا ہو جائے تو جس طرح سے مکرو
فریب سے ممکن ہو اپنے کو رہا کرے اور میرے نزدیک اُس سے بڑھکے کوئی بیوقوف نہیں
کہ غیرت کے واسطے اپنی جان کو ضائع کر دے بدیع الملک نے کہا خیر تو اسی طرح سمجھ
او بیہودہ گو طول کلام سے کچھ کام نہیں ع بیارا آنچہ داری زمردی نشان + تورج نابکار نے بےتحاشا
اُسی شمشیر خون آلودہ کا وار شہزادہ پر کیا حسب اتفاق بدیع الملک اُس ضرب کو رد
نہ کر سکا خود بھی مثل رستم ثانی کے زخمی ہوا اور نہایت خفت حاصل ہوئی تورج ملعون
اور جری ہوا ارادہ کیا کہ اور ایک وار کروں تاکہ بدیع الملک ہلاک ہو جائے اُسوقت
شاپور شیر دل تورج کے قریب پہونچ گیا اول شہزادہ بدیع الملک سے کہا اے شاہزادہ
والاقدر تم گھبراتے نہیں ہیں اس نابکار کا سرکوب ابھی بجا لاتا ہوں بعدہ تورج سے کہا او بےحیا و بے ایمان
تو نے مکر و فریب سے شہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مجروح کیا آ مجھ سے مقابلہ کر
تو دیکھوں تو کیسا مرد میدان ہے ع نوبت اوگذشت نوبت ماست + تورج بدرگ شاپور شیر دل
کو دیکھ کے ہنسا اور کہا معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے جو مجھ سے دوچار ہوا ہے ابھی تجھکو
میرے زور و طاقت کا حال بخوبی نہیں معلوم ہوا ہے ورنہ ہرگز ایسی جرأت نہ کرتا دیکھ بدیع الملک
کا وہاں زخم کیا کھا رہا ہے شاپور نے اُس بات کا مطلق جواب نہ دیا اور بچالاکی تمام چند
قدم آگے بڑھکے اس طرح تورج کے مرکب کے تنگ میں ہاتھ ڈالا کہ تورج بدرگ
کو مطلق خبر نہ ہوئی اور فوراً مرکب کو مع تورج بدرگ ہاتھ پر اُٹھا لیا اور شہ فرعون
کی جانب متوجہ ہو کے کہا کہ اے گبران نابکار و اے ظالمان بدکار دیکھو دین اسلام کی برکت کو
کہ میں نے کس سبکی سے کیسے زبردست پہلوان کو مع مرکب زمین سے اُٹھا لیا ہے اور

سر سے بہت بلند کر کے کہا کہ عنقریب زمین پر دے مارتا ہوں دونوں راکب و مرکب نقش زمین ہو جائینگے
فرعون نے جو یہ حال دیکھا کہ عنقریب تورج خان ایسا سپہ سالار ہلاک ہوا چاہتا ہے اُسی وقت
شیاطین سے کہا کہ ای بندہ خاص کچھ ایسی تدبیر کرو کہ یہ سپہ سالار ہمارا اس جوان کے ہاتھ سے
زندہ بچے نجومون نے کہا تھا کہ تورج کے ہاتھ سے بیشتر مسلمان ہلاک ہونگے یہ کیا سامان ہے
کہ عنقریب وہ خود ہلاک ہوا چاہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ منجم نے حساب غلط کیا تھا اور جو ایسا ظہور مین
نہ آتا شیاطین نے ایک پہلوان سے کہا ای فلان تو مدت مدید سے خداوند فرعون کا ملازم ہے اور نمک
کھاتا ہے اور اُس وقت تجھ سے یہ نہین ہو سکتا ہے کہ تورج خان کو اس جوان کے ہاتھ سے بچا کے
خداوند کو اپنے سے خوش کرے وہ پہلوان اس ارادہ سے شاپور کے قریب آیا کہ تلوار کا ایک وار
مین شاپور کا کام تمام کرے اور تورج خان کو ہلاکت سے بچالے شاپور نے اُن دونون راکب و مرکب
کو اس زور سے اس پہلوان پر مارا کہ اسی وقت جہنم واصل ہو گیا اور تورج بدرگ زندہ بچا بس مین
پر آتے ہی بخط مستقیم اپنے لشکر کی جانب بھاگا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ پہلے دو جوانون کو مین نے زخمی کیا
تھا لیکن یہ جوان نہین معلوم کس طرح کا بلا ہے بیدرمان ہے کہ اسنے مجھکو مع مرکب سر سے بلند کر لیا ہزار ہزار
شکر اس خداوند فرعون کا ہے کہ اسنے کمک بھیجکے میری جان بچائی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک نے
یان حالت مجروحی اپنے کو قلعہ مین پہونچایا رستم ثانی کو بدیع الملک کے مجروح ہونے کی خبر پہونچ چکی
تھی بدیع الملک کو دیکھ کے کہا ای پیارے تم نے دیدہ و دانستہ اپنے کو مجروح کیا مین نے پیشتر ہی
کہا تھا کہ تورج ایک بلاے بیدرمان و آفت ناگہان ہے اُس سے تم نے تنہا مقابلہ کرنا چاہا تھا یہ امر
ہرگز قرین مصلحت نہ تھا مگر تم نے میرے کہنے کو نہ سنا ہر چند تم کو فہمائش کی آخر کار زخمی ہو کر واپس آئے
سچ کہا ہے ست انچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار * اگر شاپور شیر دل وہان نہ پہونچ جاتا
تو کیا ہوتا شہزادہ بدیع الملک نے کہا ای رستم میرا اسطرح مجروح ہونا مقرر تھا پھر کس طرح مین
زخمی نہ ہوتا مگر واہ رے شاپور شیر دل کیا اس وقت چالاکی کو کام مین لایا ورنہ اس ظالم شیطان
بدذات کے ہاتھ سے میری جان بچائی اگر تھوڑی دیر اور شاپور شیر دل نہ آتا تو واقعی مین میرا کام
تمام ہو جاتا کیونکہ دوسرے وار کے واسطے تورج تلوار علم کر چکا تھا * رسیدہ بود بلائی ولے بخیر
گذشت * وہان بیرون قلعہ فرعون و تورج بدرگ مقیم ہین شیاطین نے فرعون کو خبر پہونچائی
کہ ای خداوند نعمت غضب ہو گیا خدا پرستون کا لشکر بہت سا اور یہان پہونچ گیا ہے بہت ہوشیاری
کرنا چاہیے فرعون اس خبر وحشت اثر کو سنکے بہت سراسیمہ ہوا اور ضحاک کی جانب متوجہ ہوئے
کہا کہ ای ضحاک خدا پرستون کی فوج بہت کثرت سے آگئی ہے عنقریب کشت و خون کا بازار گرم ہوگا
ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان قیدیون کو رہا کرا لیجاوینگے بہتر ہے کہ تو تو شاشبان مسلمانان
مقید کو لیکے بہت جلد اور بہوشیاری تمام مستجاب شاہ کی مملکت مین چلا جا اس قلعہ کو مین نے
اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے اور بہت مستحکم طیار کیا ہے وہان پر بڑے بڑے بارسنگے نگادہ قلعہ کے طلسم ہوان
کے قریب واقع ہے ان قیدیون کو مستجاب شاہ کے حوالہ کر دینا اور یہ کہہ دینا کہ انکو تمھارے سپرد
کیے جاتا ہون یہ کہکے بہت عجلت کے ساتھ میرے پاس واپس آنا ضحاک نے قبول کیے

اور زبیدہ مرزہ ثانی کو مع یاران دیگر اپنے ہمراہ لے کے بکمال حفاظت و نجات سنجیر کی جانب روانہ ہوا
فرعون نے تورج بد رگ سے کہا ای شہنشاہ ارقاد زشت مجھکو رائے دے کہ اب کیا کرنا چاہیے تورج
نے کہا ای خداوند میری رائے یہ ہے کہ تو لشکر اسلام کا قصہ فیصل کرنے میں مصروف ہو میں اسکا ذمہ دار
ہوں کہ بدیع الملک اور رستم ثانی کا کام تمام کرونگا پھر تیری مدد کے واسطے آؤنگا فرعون نے قبول
کیا فوج کثیر ہمراہ لے کے سعد بادشاہ کے مقابلہ میں مقیم ہوا شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا سحر
روز دیگر کہ چرخ شعبدہ باز نے حقہ صندوق سینہ را سر باز کرد علی الصباح میدان میں صف آرائی ہوئی لشکر اسلام
سے شیر مست داراب کشورگیر نے عزم میدان کیا اور نعرہ مارا کہ نام داراب کشورگیر سرکوب دلیران شیر ہے
ای فرعون صد بیست مقابلہ کے واسطے کسی نابکار ملعون کو بھیج کہ میں اسکو جہنم کی طرف بھیجوں لشکر فرعون
سے لجہ بن ارقم مقابلہ کے واسطے آیا اور کہا ای خدا پرست میں ہوں تیرا مرد مقابل آ جس میں مصروف
ہو مگر یہ یاد رکھو کہ اگر جنگ سے عاجز ہوتا تو فرعون پرستی میں بخشی منظر پھنس داراب کشورگیر نے کہا
او ملعون ہزار ہزار لعنت تجھ پر اور فرعون پر زبان بد بند و بازو بکشا لجہ بن ارقم نے تلوار کا وار کیا
داراب نے اپنی وار کو سپر پر رد کیا لجہ بن ارقم نے دوسرا وار کیا داراب نے اسی ہوشیاری سے وہ بھی رد کیا
اسی طرح تین وار سپر پر لے کے داراب نے رد کیے بعد ازاں داراب دلاور نے ایک ایسا وار شمشیر
آبدار کا اسکی بیاض گردن پر کیا کہ سر لجہ بن ارقم مغرور کا برگ درخت کی طرح زمین پر گرا شعشعہ
بن ارقم برادر لجہ بن ارقم نے جو اپنے بھائی کا سر خاک پر دیکھا جہان اسکی آنکھوں میں تیرہ و تار ہو گیا
فرعون سے کہا ای خداوند جلد مجھکو اجازت دے تاکہ اپنے بھائی کا عوض اس خدا پرست سے لوں
فرعون نے بخوشی اجازت دی شعشعہ بن ارقم داراب کشورگیر کے روبرو آیا اور کہا او خدا
ناوید کی پرستش کرنے والے تو نے کس قدر جھوٹی باتیں بکی تیرے عزیز اور اقربا کو ویسا ہی
[illegible] دونگا یہ کہہ اور تلوار کا وار کیا داراب کشورگیر نے اس وار کو سپر پر روک کے ایک ہی وار میں
اسکو بھی جہنم واصل کیا بعد خاطی پہلوان شعشعہ کا بھتیجا داراب کشورگیر کے مقابلہ کے واسطے
آیا اور یہ کہا او بیگانہ تو نے میرے دو چچا ہلاک کیے ہیں دیکھوں میرے مقابلہ میں کس طرح
سر بر ہوتا ہے داراب کشورگیر نے کہا تیرے چچا تجھکو یاد کرتے ہیں تو انہیں عنقریب تجھکو ان سے
ملائے دیتا ہوں خاطی پہلوان نے تیر چلہ کمان میں جوڑا اور قریب تھا کہ داراب کشورگیر کی جانب
رہا کرے داراب قریب اسکے پہنچ گیا اور کمان کو گرفت میں لا کے اس زور سے جھٹکا دیا کہ خاطی
پہلوان پشت مرکب سے منہ کے بل زمین پر آ رہا داراب بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا خاطی
سوچا کہ داراب مجھکو گرفتار کرے گا پھر اٹھ کھڑا ہوا دونوں دست و پا باز میں مصروف ہوئے
تا دیر کشت و کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا آخر داراب کشورگیر نے اسکے کمر بند میں ہاتھ
ڈال کے سر سے بلند کر لیا اور کہا او کم بخت مغرور بتا تیرا کیا ارادہ ہے اگر مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو
البتہ تو رہا ہو سکتا ہے ورنہ تو عنقریب اپنے دونوں چچاؤں سے ملاقی ہو گا خاطی پہلوان نے غصہ ہو کر
جواب دیا کہ ای جوان جسکو اپنے چچاؤں کا ایسا صدمہ نہیں ہے کہ انکی مزار کشت میں زندہ رہنا پسند
کروں علاوہ بریں جب تیرے مقابلہ میں سر بر نہ ہوا تو اب اپنے ہمجنسوں کو کیا منہ دکھلاؤنگا

داراب کشورگیر سے کہا اگر مسلمان ہو گا تو ہم اسکا بند و بست کر دینگے خاطی نے کہا اے جوان مجھکو مسلمان
ہونا منظور نہیں ہے خداوند فرعون کی ایسی عظمت و شان میرے دل میں نہیں سمائی ہے کہ میں اسکی بندگی سے
قطع نظر کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کرلوں داراب نے کہا ابھی معلوم ہو گا یہ کہا اور اس
زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا غرضکہ تا غروب آفتاب اسی طرح داراب کشورگیر نے پندرہ
پہلوانان نمودار و نامدار جہنم واصل کیے فرعون نے جو دیکھا پندرہ دلیر ہلاک ہوئے دیکھکر گھبرا کے
ایک ایک سے کہتا تھا ارے یارو یہ کیا غضب ہے جو پہلوان ان مسلمانوں کے مقابلہ کو جاتا ہے
ہلاک ہوتا ہے کاش ازل میں جو کچھ میری مشیت میں گذرا تھا اسکو لکھ رکھتا اور ہر وقت اسکی ترمیم
کرتا رہتا شیطین نے کہا اے خداوند کیا اب ممکن نہیں ہے فرعون نے کہا اب بھی ممکن ہے مگر مجھکو
مطلق یاد نہیں ہے کہ میں نے آیندہ کیا مقرر کیا ہے بعد ازان نقارہ بازگشت بجنے کا حکم دیا دونوں فریق
اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے ادھر سعد شہریار نے داراب کشورگیر کو گلے سے لگا لیا اور
اسکے زور و طاقت کی بہت تعریف کی داراب نے کہا اے شہریار میں کیا اور میری طاقت کیا یہ سب
برکت اسلام کا سبب ہے جب رات زیادہ آئی سعد شہریار نے نقارہ رزمی بجوایا اسطرف لشکر
لعین میں بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے پہلے جو شخص لشکر
اسلام سے باہر آیا طہماس تھا فوج کفار سے مخبوط پہلوان اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر رد و بدل رہی آخر
طہماس نے مخبوط کو ایک ضرب تیغ بیدریغ سے دو پرکالے کیے آج کی میدانداری میں
طہماس نے ستائیس کفار جہنم واصل کیے فرعون نقارہ بازگشت بجاکے اپنے مقام پر چلا آیا
اور میر منشی سے کہا جلد ایک نامہ تورج خان کے نام لکھو جسکا یہ مضمون ہو کہ یہاں خداپرستوں نے
قیامت برپا کر رکھی ہے اگر یہی حال اور دو چار روز رہیگا بالیقین تمام ہمارے بندے ہلاک ہو جاوینگے اور پھر کوئی
چارہ کار نظر نہ آئیگا جب اس مضمون کا نامہ تورج بدرگ کو پہونچا اسنے جواب میں بعد صفت و ثناے
خداوندی خداوند کو لکھا کہ اے فرعون مجھکو کمال حیرت ہے کہ باوجود اسقدر فوج و لشکر کے مسلمانوں کی قیامت برپا
کرنے کی پھر بھی شکایت ہے علاوہ بریں قدرت خداوندی کے روبرو مسلمانوں سے حرب و ضرب کی کیا وقعت و
حقیقت ہے میں خوب جانتا ہوں مسلمانوں کے مقابلہ میں رحم و کرم کو دخل دیا جاتا ہے اے خداوند وہ بندگان
منحوس تیرے ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ انپر رحم کیا جاوے وہ اس قابل ہیں کہ ایک چشم زدن میں ان
سب کو خاک سیاہ کر دیا جاوے جب اسطرح کا جواب نامہ فرعون کو پہونچا نہایت غیظ و غضب میں
آلودہ ہوا اور دوسرا نامہ تورج بدرگ کو اس مضمون کا لکھا اے تورج خان اگرچہ میں ہر طرح کی قدرت
مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کی رکھتا ہوں مگر ہمارے مصالح کو تو کیا سمجھ سکتا ہے علاوہ بریں میں نے
نامہ اول اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسکا جواب مجھے لکھ یہ غرض تھی کہ بعجلت تمام اپنے کو
میرے پاس پہونچا تو بلکہ کھانا وہاں کھا تو پانی یہاں پی اپنے آنے میں ایکدم کی تاخیر اور
تساہل نہ کرنا ورنہ اگر دیر ہوگی تو معلوم نہیں یہاں کیا آفت برپا ہو جائے گی جب اس مضمون
کو میر منشی نے بعبارت سلیس اور بخط نستعلیق بہت عمدہ کاغذ پر صاف کرکے پاس
تورج بدرگ کے بھیجا اور اس ناپاک ملعون شیطان نے اول سے آخر تک پڑھا

اور اسکے مضمون سے بخوبی آگاہی ہوئی تو وہان سے روانہ ہوا اور فرعون کی خدمت مین پہونچا فرعون
اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور تمام کیفیت پہلوانون کے قتل ہونے کی بیان کی چونکہ رات ہو گئی
تھی تورج بدرگ نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا صبح کو مسلح و مکمل ہوکے میدان مین آیا اور باواز بلند
پکارا کہ اے خدا پرستو تم نے بہت سر اٹھایا ہے میری غیبت مین تم نے بکثرت خداوند فرعون کے بندون کو
ہلاک کیا ہے اب مین آگیا ہون دیکھون تم کس طرح میرے مقابلہ مین سربر ہوتے ہو سعید نامی ایک
پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا دونون مین رد و بدل شروع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سعید تورج بدرگ
کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہوا پھر دوسرا پہلوان لشکر اسلام سے باہر آیا اور تورج خان کے
ہاتھ سے زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر گرا مسلمان پہونچ گئے اور اسکو اٹھا لائے اسیطرح
تیس چھبیس شخص مسلمان تورج کے ہاتھ سے زخمی اور ہلاک ہوئے شہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی
مجروح قلعہ مین مقیم تھے شاپور شہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا شہزادہ نے
خیر و عافیت پوچھی شاپور نے کہا اے شہزادہ عالی جاہ کیا پوچھتے ہو پہلے اس سے تو خیر و عافیت
تھی بیشتر کفار مسلمانون کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے لیکن جب سے تورج بدرگ
لشکر فرعون مین آیا ہے بکثرت مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر فائز ہو چکے
ہین یہانتک کہ سعید نوجوان بھی اس پلید کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا شہزادہ بدیع الملک
کو سعید کے ہلاک ہونے کی خبر سنکے بہت صدمہ ہوا کیونکہ شاہزادہ اس نوجوان کو بہت
ہونہار جانتا تھا کہا اے شاپور بخدا اسوقت مجکو بہت رنج و ملال ہوا افسوس تورج بدرگ
یہان نہین ہے ورنہ اسیوقت اس سے بہت بری طرح سعید نوجوان کا عوض لیتا مگر پھر بھی
میرے ہاتھ سے کہان جائے گا یہ کہا اور زخم کو خوب مضبوط باندھ کے اور مسلح و مکمل ہوکے قلعہ
سے باہر جانے کا ارادہ کیا رستم ثانی نے کہا اے برادر کہان کا ارادہ ہے شاہزادہ نے کہا
اے رستم ثانی ہم تم یہان مجروح بیٹھے ہوئے ہین وہان بیرون قلعہ تورج بدرگ نے بیشتر
مسلمانون کو ہلاک کیا اور اکثر اس نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہین سب تو خیر لیکن مجکو
سعید نوجوان کے ہلاک ہونے کا کمال افسوس ہے جو اس نوجوان کی پیشانی سے آثار ہونہاری
کے محسوس ہوتے تھے اب مین چاہتا ہون کہ تورج نابکار سے اس کے ظلم و بدعت کا عوض
لون رستم ثانی نے کہا اے بدیع الملک اس حالت مجروحی مین تورج کے مقابلہ کے
واسطے جانا ہرگز مناسب نہین ہے اگر خدا ناکردہ تو عدیم پیش آیا تو غضب ہو جائے گا چند روز
اور توقف کرو کہ یہ زخم مندمل ہو جائین بعد ہم تم بالاتفاق اس نابکار سے مقابلہ کرینگے
بدیع الملک نے کہا اے رستم اب اگر کچھ بھی توقف کیا جائے گا بالیقین تمام
مسلمان اس نابکار کے ہاتھ سے شہید ہو جائینگے اگر باری تعالے کی مشیت مین میرا ہلاک
ہونا نہین لکھا ہے تو تورج ملعون پر کیا موقوف ہے اس نابکار کے مثل ہزار پہلوانان
جنگ آزمودہ میرے ایک موے سر کو صدمہ نہین پہونچا سکتے اور اگر میرا جام عمر لبریز ہی ہو چکا
ہے تو اس نابکار سے مقابلہ نہ بھی ہوتا تاہم مین زندہ نہین رہ سکتا رستم ثانی خاموش ہو رہا

شہزادہ بدیع الملک نقاب منھ پر ڈال کے قلعہ سے باہر آیا جب پروین حصار سے کسیقدر
دور نکل آیا نقاب چہرہ سے دور کی اور لشکر کی جانب راہی ہوا۔ ادہر یہ کہ شب کو تورج بدرگ
نے نقارہ رزمی بجوایا صبح کو میدان حرب میں استادہ ہوکر آواز دیکر پکارا کہ اے خدا پرستو دیکھو خداوند فرعون کی
قدرت وعظمت کو کہ کسطرح تمہارے لشکری زخمی و ہلاک ہوئے اب بھی خیریت ہے اگر تم خدائے نادیدہ
کی بندگی ترک کرکے خداوند فرعون کو اپنا معبود سمجھو اور اسکی پرستش و بندگی میں بقیہ عمر اپنی بسر کرو ورنہ
یقین سمجھو کہ تم میں ایک بھی زندہ نہ رہے گا اور میں قسم کھاتا ہوں خداوند کی کہ میں ہرگز کسیطرح کی
رعایت نہ کرونگا اہل اسلام اس نابکار کے کلمات تمرد آمیز سنتے تھے لیکن کسیکو جرأت نہ ہوتی تھی کہ
اس مردود کے مقابلہ کو جاتا وجہ یہ تھی کہ جو مقابلہ کو آتا تھا ہلاک ہوجاتا تھا تورج بکمال استغنا ہر طرف
نشست لگاتا پھرتا تھا اور ہنگام مقابل طلب کر رہا تھا یکایک دور سے ایک سوار آتا دیکھ کر دونوں لشکر
متحیر ہوئے فرعون سمجھا کہ میری مدد کے واسطے میرا کوئی ہوا خواہ آتا ہے اور اہل اسلام دل میں کہتے تھے
کہ کیا عجب ہے اگر باری تعالے نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا ہو اور کسی ایسے مرد جری کو ہماری مدد کے
واسطے یہاں بھیجا ہو تاکہ فرعون کو اُسکے کفر و الحاد کی سزا معقول دے الغرض گرد چاک ہوا
شہزادہ بدیع الملک اُسی حیثیت سے نمودار ہوا کہ سنجق و علم ایک سوار پیچھے اور اُسکے سر پر
سایہ کیے ہوئے شاپور شیر دل پہلو بہ پہلو پشت مرکب پر سوار رستم شہر بند اور لشکر اسلام نے جو
شہزادہ کو اسطرف آتے دیکھا بہت خوش ہوئے گویا جان تازہ قالب میں آگئی اہل لشکر نے باادب
تمام سلام کیا شہزادہ ان سبکو جواب دیتے ہوئے بعد تعظیم بادشاہ بجا لایا اور وہیں سے مرکب کی باگ
پھیر کے تورج بدرگ سے قریب آیا جونہی تورج نابکار کی نظر شاہزادہ کی صورت زیبا پر پڑی
از سر تا پا محو ہوگیا اپنی گردن کس سے جب اتارے تو فرش زمین پر رکھ دی ان آنکھوں کو بکمال خلوص اور
مودب ہوکے سجدہ کیا اور کہا آؤ سلامت و مرحبا کیا تمہاری قدرت و عظمت ہے کہ میں عرصہ
دراز سے بدیع الملک کو ہر جگہ ڈھونڈھ رہا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے ہر طرف دیکھا کرتا تھا کہیں
اُسکا پتہ و نشان نہ ملتا تھا اور یہی میرے دل میں آتا تھا کہ شاید اُس زخم کاری کے سبب
سے زیادہ تکلیف میں ہو یا ہلاک ہوگیا ہو ہمارے تمہارے کرم و رحم کے سبب سے وہ خود بخود
یہاں آیا یہ آپ ہی کی قدرت کا سبب ہے یہ کہکے بدیع الملک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا
اے جوان تیرا یہ ... اب تیرا زخم کیسا ہے شاید مندمل ہوگیا ہے کہ جو میرے مقابلہ کے واسطے آیا ہے
افسوس صد افسوس کہ دوسرا ہاتھ وار کرنے کا نہ ملا ورنہ اب تک کبکا اپنے مقر اصلی کو پہنچ جاتا
خیر کچھ مضائقہ نہیں جب نہ سہی تو اب سہی بدیع الملک نے کہا او نابکار تو کیا بیہودہ کلمات
زبان سے نکالتا ہے جنگ و حرب میں مجروح ہونا مردوں کا جوہر ہے لیکن میری جوانمردی اور دلاوری کو
تو نے دیکھا تیرا دل ہی جانتا ہوگا میں کبھی چوروں کی طرح کہیں سے بھاگا نہیں میدان جنگ سے
بھاگ جانا نامردوں کا کام ہے تورج نے کہا اے بدیع الملک اگر جنگ و حرب میں مجروح ہونا
مردوں کا جوہر ہے تو حریف کے مقابلے میں آ کے کسی حیلہ و فریب سے بھاگ جانا بھی مردانگی کے
جوہر میں داخل ہے شاہزادے نے کہا خیر تو یہی سمجھے مگر زبان بند و بارہا بلتے تورج نے کہا

ہاں میں بس یہی چاہتا ہوں ؏ بیا تا چہ داری زمردی نشان شہزادہ نے کہا او ناپاک ہمیں بت پرست نہیں ہیں ہمارا شیوہ ہمیشہ سختی کا
نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ کفار کا ہے نورج نے قبوز زین سے عمود نکالا اور چند قدم پیچھے ہٹ کے دونوں ہاتھوں
سے اُسے سنبھالا اور بلائے بے درمان کی طرح شہزادہ کی جانب جھپٹا آتے ہی چاہا کہ شہزادہ پر وار کرے
شہزادہ بسبکی تمام اسقدر اس نابکار کے قریب پہونچ گیا کہ چاہتا تو عمود اسکے ہاتھ سے چھین لیتا مگر
ایک تھپکی دی کہ وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے دور جا گرا نورج نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا شاہزادہ
نے کہا او نابکار! اپنا عمود اٹھا لے ایسا نہ ہو کہ تو کسی وقت میں یہ شکایت پیش کرے کہ تمام حربوں
میں سے ایک حربہ کم ہو لیا تھا اور بخوبی مطمئن رہ جب تک تو ہماری طرف متوجہ نہ ہوگا ہم ہرگز تجھ پر وار نہ
کریں گے نورج نے قبول کیا اور پشت مرکب سے زمین پر آ کے اپنا عمود اٹھا لیا اور بار دیگر اسی عمود کا
وار شاہزادہ پر کیا شاہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا لیکن اس تکان سے وہ زخم پھٹ گیا اور گریبان تک
خون بہ آیا شہزادہ نے چشم و ابرو سے خون کو پاک کیا اور کہا او نابکار ہوشیار باش کہ زردی ضرب عمود
ضرب مانوس کی ہے تم دین و دنیا فراموش کرو گے اور تلوار کو علم کر کے اس سبکی سے وار کیا کہ نورج نابکار کا
سر ابرو تک شگافتہ ہو گیا شہزادہ مرکب کی باگ پھیر کے غش کھاتا ہوا چلا آیا نورج نے اپنے زخم سر کو بہت
مضبوط باندھا اور تیغ علم کیے ہوئے بدیع الملک کے قریب آ کے کہا اے بدیع الملک تجھ سے
اس وقت سخت غلطی کی جس کا نقصان جلد تو پہونچا یہ کہا اور تیغ کا وار شاہزادہ پر کیا شہزادہ نے اس
وار کو سپر پر روکا مگر سپر نے خطا کی وہ تیغ شاہزادہ کے شانہ پر پہونچی دست چپ بیکار ہو گیا کیونکہ
گوشت کو شگافتہ کر کے استخوان تک پہونچ گئی ایک زخم تو شاہزادہ کے سر پر لگا تھا یہ دوسرا زخم ہاتھ پر
پہونچا درد سے بیتاب ہو گیا اور اسی حالت درد میں غضب آلود ہو کے نورج کے قریب پہونچ گیا
اسی تیغ کا وار نورج پر کیا جس سے سر تا پا اسکا تربوز کی طرح چار پارہ ہو گیا فرعون ملعون نے جو نورج
کا یہ حال خراب دیکھا داڑھی کو نوچ ڈالا اور با آواز بلند کہا لینا اس خدا پرست کو جسنے نورج خان کو جان بحق
کر دیا تمام فوج کفار بدیع الملک کی جانب بے تحاشا دوڑی اسطرف سعد شہریار نے جو کفار کے یورش کو
دیکھا کہا اے حامیان دین اسلام کس خیال میں ہو شہزادہ بدیع الملک پر ان ناپاکوں نے یورش کی ہے جلد
شہزادہ کی مدد کرو چنانچہ وہ سب شہزادہ کی مدد کو پہونچے اور جنگ واقع ہوئی حد ز رستم ستوران دران میں
شعلہ ززمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا فرعون نے
نقارۂ بازگشت بجوا دیا اور چھوٹی رزمگاہ میں آ کے قرار لیا اسطرف لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس
آیا شہزادہ بدیع الملک غائب ہو گیا لیکن شہزادہ بدیع الملک کے غائب ہونے سے سب کو حیرت ہوئی
سعد شہریار نے کہا آخر تم لوگوں نے شہزادہ کو کہاں چھوڑا ان سب نے کہا شہریار کیا بتائیں جب ہم میدان میں
تھے شہزادہ کو دیکھتے تھے کہ وہاں سے مراجعت کی پھر ہم کو خبر نہیں ہے سعد شہریار نے ہرکاروں کو بلایا اور کہا جلد
فرعون کے لشکر میں جاؤ اور دریافت کرو کہ شاہزادہ وہاں کہیں تو نہیں ہے ہرکارے حسب الحکم گئے اور
واپس آ کے خبر دی کہ شاہزادہ کا کہیں پتہ نہیں ہے اور خود نورج بد رگ بھی لشکر فرعون میں نہیں ہے پھر
سعد شہریار نے لوگوں کو شہزادہ کی تلاش میں بھیجا راوی کہتا ہے کہ رستم قلعہ میں شدت درد جراحت
سے بیہوش تھا یکایک آنکھ کھولی بدیع الملک کو نہ دیکھا حارث قلعہ دار سے پوچھا کہ بدیع کہاں ہے

حارث قلعہ دار نے کہا شہریار کی جرأت تھی کہ تورج بدرگ نے لشکر اسلام کے بیشتر مسلمان ہلاک کیے
ہین حتیٰ کہ اب تورج سے کسیکو مقابلہ کرنے کی جرأت نہین ہوتی وہ دلاور وہان باوجود مجروح ہونے کے اس
خبر کو سنکے تاب تحمل نہ لایا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور مسلح و کیل ہو کے قلعہ سے روانہ ہوا یہان جب فرعون شاہ
بارگاہ مین آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا حسب اتفاق اسوقت ضحاک شاہ نے پوچھا فرعون شاہ نے کہا اے ضحاک شاہ
حمزہ ثانی کو مع دیگر مسلمانون کے گرفتہ و بستہ سنجاب شاہ کے حوالہ کر دیا اسنے کہا ہان اے خداوندان سب قید ہوکے
سنجابیہ مین پہونچے یا اے خداوند مین اسوقت تجھ سے ایک بات پوچھتا ہون وہ یہ ہے کہ جو تو خداپرستون کو
قید و بند مین مبالغہ کرتا ہے اسمین کیا منفعت سمجھتا ہے اور خداپرست تیرے بندون مین جسے گرفتار کرتے ہین
اسکو بلا تکلف قتل کرتے ہین فرعون نے کہا بیشک تیرا سوال بہت صحیح ہے ضرور ان سب کو ہلاک کرونگا
خسرو بن ضحاک اسوقت موجود تھا فرعون نے کہا اے ضحاک مین ابھی تقدیر نامہ لکھتا ہون چنانچہ
اسیوقت تقدیر نامہ لکھا اور خسرو بن ضحاک کو دے کر کہا اے خسرو تو جلد جا اور فوراً ان خداپرستون کو
قتل کر کے سر انکے ہماری خدمت مین پہونچا خسرو نے کہا اے خداوند اگرچہ وہ خداپرست گرفتہ و بستہ
ہین لیکن اس حالت مین بھی انکو ہلاک کرنا خالی از قوت نہین ہے فرعون نے کہا تو کیا کہتا ہے مین تیرا
مطلب نہین سمجھا خسرو نے کہا مطلب یہ ہے کہ تنہا کسی کی مجال نہین کہ ان مسلمانون کو ہلاک کرسکے فرعون نے
کہا مین یہ کب کہتا ہون کہ تو تنہا جا کے انکو ہلاک کر جسقدر فوج درکار ہے تجھے مطلوب ہو ہمراہ لے چنانچہ خسرو پچاس
ہزار سوارون کی جمعیت اپنے ہمراہ لیکے شہر سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا اس جانب کا حال سماعت فرمایئے کہ
جب رستم پرویز حصار سے باہر آیا تھا مہتر قران سامنے سے چلا آتا تھا اور قریب رستم کے آکے زمین خدمت
کو بوسہ دیا رستم ثانی نے کہا اے قران کیا خبر ہے قران نے کہا شہریار کیا عرض کرون ابھی کل کا ذکر ہے کہ بدیع الملک
حالت مجروحی مین تورج کا مقابل ہوا اور زخم تورج بدرگ سے سر پر پہونچا ہے اور پھر غائب ہو گیا علاوہ برین یہ
کہ خود تورج بھی لشکر فرعون سے غائب ہو گیا اور ایک خبر تازہ اور بھی ہے کہ حمزہ ثانی اور دیگر سرداران ہمراہی کو
گرفتہ و بستہ کر کے فرعون نے شہر سنجاب مین بھیجا تھا لیکن فی الحال نامہ قتل سرداران لشکر اسلام لکھ کے
خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ بھیجا ہے اور پچاس ہزار سوارون کی جمعیت اسکے ساتھ کر دی ہے تاکہ ان
خداپرستان قید کو قتل کر کے انکے سر لے آئے اس واقعہ کو مین ابھی دیکھے چلا آتا ہون رستم ثانی نے کہا اے
قران خوب وقت پر یہان پہونچا حاصل کلام رستم ثانی وہان سے روانہ ہو کے خسرو کے لشکر مین داخل
ہوا اور ہیئت کو بدل کے اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور مہتر قران سعد بادشاہ کے لشکر کی جانب راہی ہوا
رستم ثانی خسرو کے لشکر مین چلا جاتا تھا شیاطین خسرو کے لشکر کے ساتھ تھا اس بدکار نے قرینہ سے
پہچان لیا کہ ضرور یہ جوان رستم ثانی ہے جو ہیئت تبدیل کیے لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے اسنے ملکسول نامے
ایک سردار لشکر کفار سے کہا اے ملکسول تو اس جوان کو پہچانتا ہے ملکسول نے کہا اے شیاطین ہرچند کہ مجکو
بیشتر خیال نہ تھا لیکن تیرے مشتبہ کرنے سے اس جوان کی نسبت میرے دل مین کچھ شک گذرتا ہے مین نہین جانتا
کہ کون ہے شیاطین نے کہا اگر نہین جانتا تو مجھ سے سن یہ جوان رستم ثانی ہے اسکا یہان آنا خالی از علت نہین ہے
مگر وقت طلب یہ امر ہے کہ اگر اس سے کچھ کہتا ہون بالیقین یہ ابھی تمام لشکر کو درہم و برہم کر دیگا اور خود صحیح و سلامت
یہان سے نکل جاویگا ملکسول نے کہا اے شیاطین اگر اس جوان سے کچھ تعرض نہ کریگا پھر بھی لشکر فرعون

وہ نمدہ پہونچیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اس محل کی خبر خسرو کو کرنا چاہیے دیکھیں وہ کیا کہتا ہے شیاطین خسرو
کے پاس آیا لیکن نہایت بدحواس خسرو نے کہا اے شیاطین اسوقت تیرے بشرہ سے آثار بدحواسی کے محسوس
ہوتے ہیں کچھ کہو تو کیا خبر ہے اُسنے کہا اے خسرو کیا کہوں سخت خرابی کا سامنا ہے گویم مشکل وگر نگویم مشکل اور ملکسول
کیجانب اشارہ کرکے کہا اس سے پوچھو تو ملکسول خسرو کو علیحدہ لے گیا اور کہا شیاطین کہتا ہے کہ رستم ثانی ہیئت
تبدیل کیے ہوئے لشکر میں موجود ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر کچھ بھی اُسکے حال سے تعرض کیا بس تمام تورج و درہم
برہم کرکے نکل جائیگا اور کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگا خسرو شیاطین کے پاس آیا اور کہا کیا واقعی یہ بھی امر ہے
جو ملکسول بیان کرتا ہے شیاطین نے کہا ع آنچہ عیان است چہ حاجت بہ بیان * موجود ہے دیکھو تم خسرو
نے کہا اچھا ضرور دیکھونگا شیاطین خسرو کو ایک سراپردۂ خیمہ کی پشت کی طرف لایا اور اشارہ سے کہا وہ جو وہ
سامنے موجود ہے جونہی خسرو کی نظر رستم ثانی پر پڑی خوف سے بید کیطرح کانپنے لگا اور کہا اے شیاطین تو سچ کہتا
ہے یہ جوان رستم ثانی ہے اب بتا کیا کروں شیاطین نے کہا جو کچھ ہو سکے وہ کرنا چاہیے خسرو نے کہا مجھ سے کچھ نہیں
ہو سکتا ہاں تو ہی ایسا کچھ مکر و فریب عمل میں لا جس سے وہ گرفتار ہو جائے شیاطین نے بعد غور و فکر بسیار خسرو
کو ایک تدبیر بتائی جسکو سنکے خسرو شہزادہ رستم ثانی کے قریب آیا اور آتے ہی زمین خدمت کو بوسہ دیکے بکمال
عاجزی کہا اے شاہزادۂ والاتبار رستم ثانی نامدار بڑے نصیب و خوش طالع ہمارے کہ تم نے قدم رنجہ فرماکے مجھکو
عزت بخشی سه اے مبارک پے شہنشاہی کہ حاصل می کنند * اختران آسمان از طلعتت نیک اختری * کاش کے اس خادم
کو تم نے مشتری اپنے تشریف آوری کی اطلاع دی ہوتی تاکہ شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوتے رستم ثانی نے جو
خسرو کی اسطرح کی تقریر سنی کمال متعجب ہوکے کہا اے خسرو یہ تو نے کسطرح جانا کہ میں رستم ثانی ہی ہوں اگر میں
واقعی رستم ثانی ہوتا تو اسطرح تیرے لشکر کے ساتھ کیوں آتا خسرو نے کہا شہریارا اب بیکار اپنے کو مجھ سے مخفی کرتے
ہو میں بخوبی آگاہ ہو گیا کہ تم رستم ثانی ہو اور مجھکو ہرگز نہ معلوم ہو کہ آج شبکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مجھکو بشارت
دی کہ رستم ثانی تیرے لشکر میں موجود ہے تو اسکی ملازمت نہیں بجا لاتا بس یہ سبب ہے جو میں تم کو رستم ثانی سمجھتا ہوں
خداوند عالم کو میری عاقبت بخیر کرنا تھی جو تم ایسے صادق الایمان کو مجھ تک پہونچایا عرصہ سے میں کسی فکر میں تھا کہ کوئی
خداپرست ایسا ملے جو دین اسلام کے اصول و فروع سے آگاہ کرے تاکہ میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوں پیشتر لوگ
فرعون رشاہ کو خداوند کہتے تھے لیکن میں تو اُسے مثل عوام الناس کے سمجھتا ہوں وروہ بھی کافر ہے خواہ مخواہ
بندگان خدا کو بہکاتا ہے اور اپنی خداوندی کا معتقد کرتا ہے حالانکہ اُسکی خداوندی کا آجتک کچھ ظہور نہوا تعجب ہے
اسکی خداوندی برحق محض برائے نام ہو اور کسیطرح کی قابلیت نہ رکھے غرضکہ اس قبیل سے ایسے مکر و فریب کی باتیں
اُس مکار نے کیں کہ شاہزادہ رستم ثانی کو اُسکے راہ راست پر آنے کا یقین کامل ہو گیا کہا اے خسرو اب بتا تیرا کیا
ارادہ ہے اُسنے کہا جو ارشاد ہو رستم ثانی نے کہا اگر واقعی تو راہ ضلالت کو ترک کرکے شاہراہ مستقیم پر آنا چاہتا ہے تو
میں ابھی سبکے تلقین و تعلیم کرنیکو موجود ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ بعدہ اصول و فروع دین
اسلام و بہشت و عقائد تعلیم کیے خسرو دل میں کفر رکھکے بظاہر مسلمان ہوا اور رستم ثانی کو ہمراہ لاکے ایک
مقام مناسب میں مقیم ہوا دعوت و ضیافت کا سامان نہایت اہتمام و تکلف سے کیا نہایت لطیف و
بامزہ طرح طرح کا کھانا پکوایا شب کو محفل عیش و نشاط قرار دی زر خطیر صرف کرکے اونچے اونچے جھاڑ
بلوائے بہت وسیع ایک خیمہ نصب کیا اسمیں فرش صاف و سفید بچھوایا ہر چہار جانب

طہرانی قالین بچھوائے صدر مین سرخ کا شالی مخمل پر بھاری زردوزی کا مسند تکیہ لگایا تمام خیمہ کو جھاڑ فانوس وغیرہ
قیمتی شیشہ آلات سے آراستہ کرکے موم وکافوری شمعون کی روشنی کی بیچ مین ایک لنگا جمنی انگیٹھی مین عنبر والا سلگایا
ہر چہار جانب خوشبودار پھولون کے ڈھیر تھے خیمہ کی قناتون پر عطر چھڑکا ہوا بیرون خیمہ نوبت رکھی گجر کا وہ باجا بجا ہر
سترسینے پر بادرنگ رشتہ زنار بنار وغیرہ نقشی تخت رکھا حسب عرض بیل نوح کے اعلے عہدہ دار وغیرہ سب کے
پر تکلف لباس سے آراستہ اور غرق قیمتی زیورون سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے اپنے عہدہ پر مستعد ہوئے اسیطرح
جب سب طرح اندرون و بیرون خیمہ کے آراستگی ہو گئی دو تین گھڑی رات گئے خسرو مکار و بے ایمان شاہزادہ
رستم ثانی کو خیمہ مین لایا اور بکمال تعظیم و تکریم اس مسند مکلف پر بٹھایا اسی خیمہ سے ملا ہوا ایک اور خیمہ بھی نصب
کیا تھا اسمین کھانا کھلانے کا سامان تھا پلاؤ چلاؤ مرغ پلاؤ نان الناس پلاؤ متنجن زعفر سفیدہ قلیا قورمہ دو پیازہ
شیرمال باقرخانی پوریان کچوریان کباب کہنے قرنی شیر برنج سب طرح کے اچار طرح طرح کے مربے وغیرہ
صدہا طرح کی خوشبو و خوش رنگ با مزہ کھانے دسترخوان پر نہایت صفائی اور تمیز سے چنے گئے دفعتاً حکم ہوا کہ فلانا
طائفہ جلد تیار ہو کے آئے ایک نازنین مہ لقا سراپا حسن و صفا جسکا ہر ایک عضو سانچہ مین ڈھلا معلوم
ہوتا تھا از سرتا پا قدرت صانع حقیقی کا نمونہ تھا زیور جواہر نگار مین غرق پیشواز و پاجامہ بہت بھاری کارچوبی
جسمین سیرون گوٹہ لچکا ہر اسکے ہوئے اسیطرح زمرد و یاقوت و الماس کو قیاس کرنا چاہیے دھانی کاپج کے
دوپٹہ کی گاتی پڑی ہوئی جسکی بھاری سنہری کا مدانی اور صرف بچکے اور بھاری آنچل پلو کی جھلا جھلی اس تیز اور
مہتاب و سفیدار وشنی کے سبب سے نظر کو خیرہ کیے دیتی تھی جھم جھم کرتی پاؤن دھرتی ہوئی ایک ادا سے گبر ملعون کی طرف
کنکھیون سے دیکھتی مسکراتی بھی راست چپ دیکھتی جاتی بھی کسی گبر کو تکتی سازندون کی آڑ سے جھانکتی
جھومتی جھامتی کمر کی لچک دکھاتی آموجود ہوئی سازندون مین سے ایک نے طبلے کی ٹھمک سنائی کسی نے سارنگی
کے سر چھیڑے پھر زین زین کرکے سارنگی کو شمالی کی ہچکے ہوئے غنک تھنک طل طن کی بعد غزل شروع ہوئی غزل

یہ چشم جانان اور ہر چشم غزالان اور ہر
ناز عثمان اور ہی انداز انسان اور ہی
ایک یوسف وان گرا تھا یہان گرتے ہین لاکھ
سرو گلستان اور ہر سرو خرامان اور ہر
فرق ہر شہ دو گدا ہین قول شاعر کہ یہی

وضع انسان اور ہر ترکیب حیوان اور ہر
تراشیدہ ہر یہ اور وہ ہر سانچہ مین ڈھلا
چاہ کنعان اور ہر چاہ زنخدان اور ہر
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہر
تیر تابیل اور ہر تیر نیستان اور ہر

خاک جنت مین لیگا بعد مرنے دل مرا
شاخ مرجان اور ہر دست حسینان اور ہر
جانور اسیر ہی عاشق اسیر عاشق آدمی
سنبلستان اور ہر زلف پریشان اور ہر
چونکہ وہ نازنین سنبل مو نہایت خوش آواز

وہ خوش گلو تھی اس غزل کو ایسا گایا کہ تمام اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہو لیا اس اثنا مین خسرو مکار و بد بخت کار روائی
کرکے محفل مین شاہزادہ رستم کے قریب آیا اور دست بستہ کہا شہریار زمان و ملک جاننثار جہان تصدق غلام نوازی فرمائی ہو امیدوار
ہون کہ اسقدر اور بھی تکلیف گوارا فرماؤ ہر چند شاہزادہ نے انکار کیا کہ مجھکو بھوک نہین ہے لیکن اس مکار نے نہ مانا اصرار
تمام اس خیمہ مین لے گیا جہان وہ کھانا دسترخوان پر بہ تکلف تمام چنا ہوا تھا شاہزادہ نے چند لقمہ اس کھانے کے
تناول کیے اور ہاتھ دھوکے پھر محفل مین چلا آیا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ خسرو صراحی و جام لیے ہوئے جسمین
دوا بیہوشی مخلوط تھی پھر آیا اور کہا ما ولا الاشربت نوش فرماؤ شاہزادہ نے انکار کیا اسنے کہا شہریار یہ وہ
شراب نہین ہے جسکی شریعت اسلام مین ممانعت ہے بلکہ یہ ایک قسم کا شربت ہے جس سے اعضا کی کاہلی
رفع ہو جاتی ہے ورنہ استغفر اللہ مین کبھی نہ تکلیف دیتا شہزادہ نے ایک جام بیہوشی مخلوط

کالی بلا اس بولی سے فرخ وشنگ نے اس غزل کا طرف ایسی ہی شہرہ گیا اور تعجب کہ سد قربان روح کے وہ تک ہی
کا بدن کل گیا جو خیال بھی تھا عجب ہوا چھاکہ آخر شہزادہ بھو سے رنگا تمام محفل جب وہاں دو قدم کی خبر تھی شہزادہ کی اس
بے اختیاری کی حرکت کو دیکھ کے بجلی پڑ سکے اور بار بار کہا وہ مارا جنکو اس حال کی خبر نہ تھی حیرت سے دیکھتے تھے اور
ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ کیا ہو گیا کچھ عقل میں نہیں آتا جب شہزادہ بالکل بیہوش ہو گیا خسرو اور شیاطین
زنجیر و طوق ہتھکڑی بیڑی لیے آئے اور جلدی تمام شہزادہ رستم کو مضبوط باندھ لیا اس مطربہ حسینہ نے جو یہ
رنگ دیکھا بہت متعجب ہوئی آخر سادت نکر سکی خسرو کے پاس آئی اور کہا اے جوان اس تیرے شعر نے کیا ایسا
قصور کیا جو تو نے اس بیدردی سے زنجیروں میں اسطرح مضبوط بستہ کر رہا ہے ابھی تو اپنے مہمان کے روبرو دست بستہ
عرض معروض کر رہا تھا خسرو نے کہا تو کیا جانے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ جوان ہم سب کا دشمن جان تھا اگر ہم اسکو
اس تدبیر سے گرفتار نہ کرتے تو یہ ہرگز ہاتھ نہ آتا اور شیاطین کی جانب اشارہ کر کے کہا کہ اس عقلمند شخص نے ہم
سب کی جان بچائی ورنہ کوئی تدبیر میں فائق اس پر تو حیرت سے کہا تعجب ہے کہ تم اسقدر دیدہ ہو اور اس تن تنہا
سے اسقدر خائف ہوئے اسنے کہا یہ تن تنہا ہزاروں کی ہلاکت کو کافی ہے شتر نے کہا افسوس ہے اگر مجھکو پیشتر سے اس حال
کی خبر ہوتی تو ہم دور کسیطرح اس جوان جری کو اس فریب سے مطلع کر دیتی شیاطین نے ہنس کے کہا بیشک اس مطربہ کو
جاتے دینا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی خداوند فرعون کی خداوندی سے منحرف ہے شیاطین کا یہ کہنا تھا کہ تمام سازندے
اپنے اپنے ساز ہاتھوں میں لے کے روانہ ہوے اور چلا کہا کہ یہ نابکار اس عورت پر تم لوگ نہ ہو تو ہم بھی ان سازوں سے
بجلسہ میں کام لیں خسرو نے کہا اے شیاطین دور بھی کرو یہ عورت ذات ہے بیچاری رہنے دو غرض وہ مطربہ اپنے
سازندوں کو ہمراہ لیکے وہاں سے چلی گئی مزہ کرتی جاتی تھی کیا بڑی ظالم مردود ہے کیا اس بیچارہ کو باتین بنا کے
فریب سے گرفتار کر لیا دوسرے روز خسرو بن ضحاک شہزادہ رستم کو گرفتہ و بستہ لیے ہوئے وہاں سے روانہ ہوا خیر راہ طے
کرتا چلا جاتا تھا ناگاہ سامنے سے گرد نمایاں ہوا۔ راوی کہتا ہے وہ نقابدار سرخ پوش تھا اسکو بھی دور سے گرد
دکھائی دی ہرکاروں کو خبر کے واسطے بھیجا وہ خبر لائے کہ خسرو بن ضحاک شہزادہ رستم کو گرفتار کیے قلعہ سنجاب
لیے جاتا ہے کیونکہ فرعون شاہ نے اسکو حکم دیا ہے کہ جلد جاو اور قلعہ سنجاب میں پہونچکے حمزہ ثانی اور اسکے
سرداران ہمراہی کو ہلاک کرے اسکے سرے آؤ نقابدار سرخ پوش نے بصد افسوس کہا اور کہا افسوس ان کفاران
بدکار کسقدر مسلمانوں کی ایذا دہی کے درپے ہیں اور مرکب کو دوڑاتا ہوا خسرو بن ضحاک کے لشکر کے قریب پہونچا
خسرو نے چند قدم آگے بڑھ کے کہا اے نقابدار کون ہے اور کیوں اسطرف آیا ہے نقابدار نے کہا میں تیرا سرکوب
ہوں خاص تیری سرکوبی کیواسطے آیا ہوں خسرو نے کہا اے نقابدار یہ گفتگو تیری بالکل بیمعنی ہے کیونکہ جسطرح تو کہتا ہے
میں بھی کہہ سکتا ہوں لیکن اپنا سر نہ کاٹے اور بیہودہ بہت کی حقیقت تو ہین کر نقابدار نے کہا ہم نے سنا ہے کہ
تو نے رستم ثانی کو گرفتار کیا ہے اور اب قلعہ سنجاب کی جانب چلا ہے کہ مسلمانوں کو شہید کرکے وہ سرداران جلیل ہو کے
فرعون کی خدمت میں پیش کرے خسرو نے کہا ہاں یہ تو نے صحیح خبر سنی ہے اچھا تیرا مطلب کیا ہے نقابدار نے کہا
ہمارا مطلب یہ ہے کہ رستم ثانی کو صحیح و سلامت ہمارے حوالہ کر اور مسلمانوں کو شہید کرنیکا ارادہ ترک کر خسرو بن
ضحاک نے کہا یہ کسیطرح ممکن نہیں ہے اسنے کہا اگر یہ ممکن نہیں ہے تو مرد ہے تو ہمارا تیرا فیصلہ یہی میدان
لو ہے اسی میدان جسکو خدا دے وہ لے خسرو نے بے تحاشا تلوار کا وار کیا نقابدار نے اس وار کو سپر پر
رد کیا اور ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ میں اسکے دو ٹکڑے کر ڈالا روح اس نابکار کی قعر جہنم میں پہونچی لشکر نے

سے جو اپنے سردار سے ملے تو ہلاک دیکھ سب نے بالاتفاق نقابدار پر حملہ کیا نقابدار نے اُنکو دم میں قتل کیا بہت مندی
جسقدر تلوار کے وار کیے کہ ان سب کے حواس جاتے رہے آخر فوج بے سردار بھی تاب مقابلہ نہ لا کر و بضرب لائی شمشیر
تہ تیغ ہو کے جہنم واصل ہوئے فراریوں کے ساتھ شیاطین بھی بھاگا نقابدار اُس مقام پر آیا جہان رستم ثانی
طوق و زنجیر میں بستہ تھا رستم نے جو نقابدار کو دیکھا کہا ای جوانمرد تو کون ہے نقابدار نے کہا ای شہریار پیشتر مین
تمہارا ہوا خواہ تھا لیکن اب لیکن شاہزادہ بدیع الملک کا ہوا خواہ ہوں اور یہ اُسی شاہزادہ عالیجاہ کی محبت
کا سبب ہے کہ تم کو قید سے رہا کرتا ہوں رستم ثانی نقابدار کی یہ تقریر سنکے آبدیدہ ہو گیا اور کہا ای جوان دلاور دوران
تجھکو قسم ہے شاہزادہ بدیع الملک کے سر اقدس کی کہ اپنی تلوار کا ایک وار ایسا مجھ پر لگا کہ سر میرا تن سے جدا
ہو جائے کیونکہ مجھکو قید و بند کی اسطرح کی رہائی سے ہر طرح یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مین ہلاک ہو جاؤں نقابدار
ہنسا اور رستم ثانی کے دست و پا کے بند کھول دیے رستم ثانی نے کہا ای جوان تو نے یہ کیا نہ سنا نقابدار نے
کہا بس اب خاموش ہو زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں ہے اب جو کہ سلطنت کا ارادہ ہے رستم ثانی نے کہا مقدم کام
یہی ہے کہ قلعہ سنجاب میں پہونچکے حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر کرون نقابدار نے کہا اگر یہی ارادہ ہے تو مین ہمراہ
ہوں چنانچہ دونوں بالاتفاق پیدل وہان سے روانہ ہوئے اور بعد طے مراحل و قطع منازل قریب قلعہ سنجاب کے
پہونچے سنجاب شاہ کو خبر پہونچی قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہا ای جوانو تم کون ہو جو یہاں آئے اور
کس واسطے آئے ہو دونوں نے بالاتفاق کہا ای سنجاب شاہ ہم تجھکو صرف اس بات کی اطلاع دینے آئے ہیں کہ
اگر تو اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہے تو بخلوص معتقد و مسلمان ہو اور ہمارے سرداروں کو قید و بند سے خلاص کر دے ورنہ
جو سزا تجھکو ملے اُسکے لائق ہے اُسکو تو بھگتنا سنجاب شاہ نے رستم ثانی کیجانب متوجہ ہو کے کہا ای جوان اس خائف
کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے دین و مذہب کے بارہ مین زور اور ظلم کی کیا ضرورت ہے دو شخص آپس مین لڑتے ہیں
پھر ایک سپاہی ہوتا ہے ہاں اگر تو اپنے مذہب کو سچ اور برحق سمجھتا ہے تو کوئی ایسا کار نمایان دکھا کہ یقین ہو جاے
رستم ثانی نے کہا کیا کار نمایان چاہتا ہے سنجاب شاہ نے کہا میرے قلعہ کے روبرو وہ جو نیستان ہے ہمیشہ ڈیڑھ
دو سو فرسخ تک چلا گیا ہے روز میرو دن چڑھے ایک آہو اُس نیستان سے نکلتا ہے عجیب درد آمیز و عبرت خیز آواز سے
چیختا ہے کہ دل ہل جاتا ہے اگر تو اس آہو کو گرفتار کرے یا ہلاک کرے پس سمجھونگا کہ بیشک تیرا دین و مذہب برحق ہے اور
مین وعدہ کرتا ہوں بلا تردد مسلمان ہو جاؤنگا اور اگر اس ہرن کو ہلاک یا گرفتار نہ کر سکے گا پس مین ہرگز تیرے
مذہب کو اختیار نہیں کرونگا اور اگر تجھکو مسلمان ہونے کیواسطے مجبور کریگا میرے شہر کو تہ و بالا کرے گا پس
یقین سمجھے کہ جسقدر مسلمان میرے یہاں قید ہیں سب کو قتل کرونگا رستم ثانی نے کہا ای سنجاب شاہ ہم کو
تیری یہ شرط قبول و منظور ہے سنجاب شاہ نے کہا ای جوان یقین سمجھ کہ ہم کو بھی اسوقت مسلمان ہونے مین
کوئی عذر نہ ہوگا رستم ثانی اُس روز خاموش ہو رہا دوسرے روز اُس نیستان کیطرف جا کے ایک بلند
پشتہ پر متوقف ہوا اور نیستان کی جانب نگاہ کی تا دیر دیکھتا رہا یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ایک آہو
خوش رنگ متناسب الاعضا سامنے سے چلا آتا ہے اور پشتہ کے قریب آکے ٹھہرا اور حسب بیان
سنجاب شاہ اس آواز حزین و دردناک سے چیخی کہ شاہزادہ رستم کے دل پر بھی اثر غم و ملال کا
چھا گیا بعدہ وہ آہو چاہتا تھا کہ بھاگ جائے کہ وہ شیر بیشہ جلادت جست مار کے قریب
اُسکے پہونچا تیغ و کمند کا پھندا اُسکے اوپر پھینکا اُس کمند کا ہاتھ سے رہا ہونا تھا کہ حلقہ ملے کمند مین

نے حکم دیا کہ اس جوان کو ہمراہ لے چلو چند ملازم آئے اور تورج کو اٹھا لے گئے جب اسکندریہ میں پہونچے جراح بلا کے
اُسکے زخمون پر مرہم رکھا گیا مرغ کا شوربا پلایا گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد اس جوان کو تندرست کرو جس شی کی ضرورت
ہو ہماری سرکار سے بلا تکلف لو چند روز کے بعد تورج تندرست و تازہ ہو گیا اسکندر شاہ کو خبر پہونچی کہ وہ
جوان تندرست ہو گیا ہے بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آ کے کہا اے جوان تو کون ہے
اور تیرا کیا نام ہے تورج بدرگ نے کہا اے بادشاہ مجھکو تورج صاحبقران کہتے ہیں اسکندر شاہ نے کہا کون تورج
ایک تورج خان ہمارے خداوند فرعون کے لشکر میں ہے اور خدا پرستون کے مقابلہ میں کارزار کرتا ہے تورج خان
نے کہا اے بادشاہ میں وہی تورج خان ہون جسکا تو پتہ دیتا ہے اسکندر شاہ نے پوچھا یہ زخم تیرے سر پر کس
طرح پہونچے اُسنے کہا مسلمانون کے مقابلہ میں سرگرم تھا بدیع الملک سردار لشکر اسلام کے ہاتھ سے
میں زخمی ہوا ہون اسوقت ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم تھا اور میں زخمی ہو چکا تھا حالت زخمداری میں دفعتہً مرکب
میرا چراغ پا ہوا اور اسطرف لیکے چلا آیا ہر چند کہ مجھ میں مطلق حالت باقی نہ تھی مگر بہ کمال جبر اُس مرکب کی پشت
پر قائم رہا کئی روز کے بعد جب اس صحرا میں پہونچا بیہوش ہو کے پشت مرکب سے زمین پر گرا پھر مجھکو خبر نہیں کہ یہان
کون لایا چونکہ مشیت خداوندی میں ابھی میرا ہلاک ہونا مقرر نہ تھا اسوجہ سے صحیح و سلامت اس صحرا تک
پہونچا اور اسوقت پر پہونچ گیا جو میری صحت کا باعث ہوا ورنہ جانوران صحرائی مجھکو کھا جاتے کیونکہ مجھے حال کی
مطلق خبر نہ ہوئی یہ حال سنکے اسکندر شاہ حاکم اسکندریہ اٹھ کھڑا ہوا بکمال عقیدت تمکین رتبہ تورج بدرگ
کے گرد پھرا تورج خان نے کہا اے بادشاہ اب تو اسیقدر اپنا حال خیریت تک بیان کر کہ تو ایسا رحم دل خداوند
فرعون کا خاص بندہ ہے جو اُسکے مقربون کی اسقدر خاطرداری و مدارات میں مصروف ہے اُسنے کہا اے تورج خان میرا
نام اسکندر شاہ ہے خداوند فرعون ہی کی برکت پرستش و بندگی سے اس مملکت اسکندریہ پر حکومت رکھتا ہون
ورنہ میں کہان اور یہ حکومت کہان تورج بدرگ نے کہا اے بادشاہ خوشحال ہے اگر تو خداوند فرعون کی قدرت
و جلال کا معتقد ہے مگر تعجب ہے کہ خداوند فرعون کی ملازمت سے محروم ہے میری راے یہ ہے کہ اپنے تمام لشکر کو فراہم
کر کے میرے ہمراہ خداوند فرعون کی خدمت میں حاضر ہو اور اُسے سجدہ کرتا کہ تیرا اعتقاد درست ہو ثروت و حکومت
میں برکت ہو اسکندر شاہ نے کہا اے جوان مقرب خداوند میری بھی خواہش دلی یہی ہے کہ خداوند کی ملازمت سے
برکت و عزت حاصل کرون مگر وقت طلب یہ امر ہے کہ یہانسے قریب ایک ملک کی سرحد واقع ہے جسکو اختراتیہ کہتے
ہیں وہان کا حاکم اختران شاہ ہے جو اسوقت پانچ لاکھ سواران جرار کی فوج رکھتا ہے خورشید ستارہ پرست
نام اس بادشاہ کا سپہ سالار ہے جو ہر طرح کی قابلیت و لیاقت میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا اختراتیہ کی تمام
رعایا شاہ و وزیر ستارہ پرست ہے یہ تو ممکن ہے کہ میں ابھی تمہارے ہمراہ فرعون شاہ کی خدمت میں چلون
لیکن اختران شاہ خبر پاتے ہی فوراً مملکت اسکندریہ کو تاراج و تباہ کر کے مسخر کر لیگا اور مجھ سے کوئی تدبیر
نہ ہو سکیگی تورج نے کہا اے بادشاہ یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے چلو پہلے خورشید ستارہ پرست ہی کا قصہ پاک
کریں اور اسکا ملک تمہارے حوالہ کر کے باطمینان فرعون شاہ کی ملازمت سے بہرہ یاب ہون اسکندر شاہ
نے کہا اے دلاور دوران خداوند فرعون کی قدرت و فضل سے مجھکو سب طرح کی امید ہے لیکن بظاہر حال پانچ
لاکھ سواران جرار و جنگ جو کے مقابلہ میں میری قلیل فوج کا سرسبز ہونا عقل میں نہیں آتا تورج نے پوچھا
تمام اسکندریہ میں فوج کسقدر ہوگی اسکندر شاہ نے کہا تخمینہ بارہ ہزار سواران کی جمعیت ہوگی تورج بدرگ

نے کہا پس پانچ لاکھ سوار سے مقابلہ میں اسقدر فوج کافی ہے پھر فکر کرو آخر تم کس واسطے میں الرائے قابل ہوتے
اختر انیہ کو مسخر نہ کیا تو خداوند کا فضل و کرم ہی ہمارے حال پر رہا القصہ سکندر شاہ نے سامان جنگ فراہم کرنا
شروع کیا اسباب سفر بند ہوا تورج کو اطلاع دی کہ فلان روز اختر انیہ کی جانب کوچ ہوگا سب تیار
ہو گئے روز معہودہ کو ہمراہی تورج بزرگ مع فوج روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل چند روز کے بعد مملکت
اختر انیہ کے قریب پہونچا یہ خبر خورشید ستارہ پرست سپہ سالار اختران شاہ کو پہونچی کہ سکندر شاہ حاکم
مملکت اسکندریہ مع فوج و لشکر اسطرف کو آمادہ پیکار ہو گئے ہیں اُسنے سکندر شاہ کو اس مضمون کا نامہ لکھا
کہ بعد حمد و صفت خداوند عالم ای سکندر شاہ آگاہ ہو تمہاری کیا عقل میں گذرا ہے کہ تو مع فوج و لشکر مملکت اختر انیہ
مین وارد ہوا ہی حالانکہ مدت ہای دراز سے ہم بھی مملکت اختر انیہ کے سپہ سالاری پر تخت پر رہتے ہیں ہم نے آج تک یہ اتفاق
نہین دیکھا کہ کوئی سردار حاکم اسکندریہ کا مع فوج اسطرف آیا ہو اگر کوئی خدمت ضرورت سے اسطرف روانہ ہوا ہی
تو جلد بیان کر تاکہ اپنی دار السلطنت کو واپس جا ورنہ حسب قاعدہ مجھ سے تعرض کیا جاویگا اور اے سکندر شاہ تو جو
اپنے چند افسر سپاہیوں کے بھروسے پر بلا تکلف ایک بادشاہ عالیجاہ کی سرحد مین وارد ہوا ہی تجھکو خوف نہین معلوم
ہوتا ہی اگر اختران شاہ کو اس بات کی خبر کر دون تو چند لمحہ مین تیری حکومت و مملکت خاک سیاہ کر دے
اور تجھکو گرفتار کر لے جب اس مضمون کا نامہ سکندر شاہ کو پہونچا تورج بزرگ سے کہا ای لاوردوان دیکھو اس
اس نامہ مین خورشید نے کیا لکھا ہی تورج خان نے بھی اس نامہ کو اول سے آخر تک پڑھا سکندر شاہ سے
کہا ای بادشاہ یہ خورشید حالانکہ منصب سپہ سالاری رکھتا ہی تاہم اسطرح کے کلمات گستاخانہ لکھتا ہی بیجا ہے
خود اپنے کو حاکم خود مختار سمجھتا ہی سکندر شاہ نے کہا واقعی خورشید اختران شاہ کا مقرب معتمد ہی اور بقبیل مشہور ہی
تورج نے قلم اٹھایا اور خود اس مضمون کا جواب نامہ لکھا کہ اے خورشید آگاہ ہو ہم خاص اس غرض سے یہان
آئے ہین کہ جو معاملہ مملکت اختر انیہ اور اسکندریہ کے درمیان میں بزرگ ہائی کا واقع ہوا ہی وہ فیصل ہو جاوے.
تو فوراً اختران شاہ کو اطلاع دے خورشید ستارہ پرست اس جواب کو پڑھکے پانچ لاکھ سوار کی جمعیت
سے قلعہ سے باہر آیا اور نقارہ جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو میدان معرکہ میں آ کے مبارز طلب کیا تورج خان
اسکے مقابلہ کے واسطے آیا خورشید ستارہ پرست نے اُس سے کہا ای جوان تو کون ہی تورج نے کہا پہلے تو بتا کون
ہی خورشید نے کہا میں وہ ہون سب جانتے ہین کہ اختران شاہ کا سپہ سالار خورشید ستارہ پرست نام سے
مشہور ہون سکندر شاہ نے بعد مدت مدید اختران شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنا چاہا ہی بس میں اسکے مقابلہ
کو آیا ہون اب بتا تو کون ہی تورج نے کہا مین تورج خان صاحبقران ہون خداوند عالمون کا بندہ خاص ہون
اس حال سے والون نے خداوند پر عرصہ تنگ کر دیا ہی لہذا اسلئے ہون سے ترک کا ارادہ رکھتا ہون اب چونکہ یہان
پہونچنے کا اتفاق ہو گیا ہی چاہتا ہون سکندر شاہ بھی میرے ہمراہ چلکے خداوند کی ملازمت سے بہرہ یاب
ہو جاوے چنانچہ مین نے اس سے کہا بھی ہی اسنے جواب دیا کہ خداوند کی آستانبوسی کو میرا بھی جی چاہتا
ہی مگر یہ خیال مانع ہوتا ہی کہ میری غیبت میں اختران شاہ مملکت اسکندریہ کو تباہ و تاراج بیشک کر لیگا
خورشید نے کہا ای سکندر شاہ اگر اختران شاہ کا اسقدر خدشہ ہی پہلے ہی مجھ سے معرکہ کر لینا چاہئے تھا جب
سکندر شاہ اسکندریہ سے کوچ کرکے یہان پہونچے خورشید ستارہ پرست نے تورج خان کو
از سر تا پا غور سے دیکھا کہا ای تورج معلوم ہوا کہ اس ہنگامہ آرائی کا سبب تو ہی ہے ورنہ سکندر شاہ کی یہ

جرات نہ تھی خیر کیا مضائقہ ہے مختصر یہ کہ دونوں میں جنگ نیزہ و عمود شروع ہوگئی تا دیر رد و بدل ہی کوئی غالب و
مغلوب نہ ہوا تیغ بازی کی نوبت آئی راوی کہتا ہے کہ یہ تورج بدرگ نہایت زبردست گبر ہے جسکا حال پیشتر
قلم بند ہو چکا ہے جتنے کہ اسکے زور و طاقت کا حال دیکھکر شہزادہ بدیع الملک بہت خوش ہوا تھا اور اسی خوشی
کی حالت میں یہ نابکار شہزادہ کے مرکب پر سوار ہوکے بھاگ گیا تھا غرضکہ آج بھی اس ملعون سے بعد رد و بدل بسیار
خورشید ستارہ پرست کو زخمی کیا اختران شاہ کو خورشید کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی بعجلت تمام میدان حرب
میں پہونچا اور تورج سے کہا اے جوان سفاک تو نے ہمارے سپہ سالار کو زخمی کیا تو اب ہم تجھے بیا تمام اسکندریہ کو خاک
سیاہ کر دینگے تاجنگ ہم نے اس نظر سے درگذری کہ تم زور سے مقابلہ کرنا کیا ہے مگر سکندر شاہ نے خود سبقت کی
تورج بدرگ نے جواب دیا کہ اے اختران شاہ اب تم زور کے مقابلہ سے درگذر ہو کر بہر حال آج کمزوری و شہزوری
کا تصفیہ ہو جانا چاہیے یہ کہا اور اختران شاہ پر حملہ کرنا چاہا اختران شاہ اسکے سامنے سے چلا آیا اور جنگ
مغلوبہ کا حکم دیا بلیر و بزن کی آواز بلند ہوئی ہر طرف کشتوں کے پشتے سروں کے ڈھیر دکھائی دیے خون کے دریا
بہے تورج بدرگ جنگ و حرب کرتا ہوا خورشید ستارہ پرست کے قریب پہونچا دیکھا خورشید پشت مرکب پر
درد زخم سے بے حال ہو رہا ہے اور خون پرنالہ کیطرح جاری ہے خورشید کے نزدیک پہونچا پشت مرکب سے کھینچ کر
زمین پر لایا اور گرفتہ و بستہ کر لیا اختران شاہ اپنے سپہ سالار کو گرفتار دیکھکے بالکل ناامید ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ
فوج اختر انیہ تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی اور شہر میں آکے دم لیا تورج بدرگ نے باضح و نصرت وہاں سے
مراجعت کی اسوقت شیاطین یہاں پہونچا تورج کو سلام کیا تورج نے جواب سلام کے بعد پوچھا کیا خبر ہے
شیاطین نے کہا اے تورج خان حمزہ ثانی وغیرہ سنجاب شاہ کی حراست میں ہیں ضحاک شاہ نے فرعون شاہ
سے کہا اے خداوند خداپرست جس خدا کو خداپرست گرفتار کرتے ہیں فوراً اسکو قتل کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے کہ خداوند
نے حمزہ ثانی وغیرہ کو سنجاب شاہ کی حراست میں بھیجدیا ہے اور ابتک وہ زندہ و سلامت ہیں بنا براں فرعون
نے خسرو بن ضحاک شاہ کے ہاتھ نامہ قتل خداپرستان سنجاب شاہ کے نام بھیجا تھا رستم ثانی قلعہ سے باہر گیا
اور خسرو بن ضحاک کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا میں نے اسکو بھیجا تا خسرو کو اطلاع دی ادھر الیاس نے اسکی [illegible]
کر کے رستم ثانی کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا مگر نقابدار سبز پوش بروقت پہونچا اور اسنے رستم کو خلاص کر دیا اور
خسرو بن ضحاک شاہ کو بھی ہلاک کیا فی الحال رستم ثانی اور وہ نقابدار دونوں بالاتفاق قلعہ سنجاب کی
جانب گئے ہیں تاکہ حمزہ ثانی وغیرہ کو قید و بند سے رہا کریں اور گمان غالب ہے کہ وہ ان خداپرستوں کو قلعہ سنجابیہ
سے رہا کر لیں گے تو یہاں کس خواب خرگوش میں مبتلا ہے تورج نے کہا اے شیاطین مجھکو سلطنت سے غافل نہ
سمجھ میں اب تک مسلمانوں کے حال کی خبر لینے کو پہونچ گیا ہوتا مگر سکندر شاہ کو بھی ہمراہ لیجانا چاہتا تھا سکندر شاہ
نے یہ عذر کیا کہ میں اختران شاہ اور خورشید ستارہ پرست کے دغدغہ سے نہیں جا سکتا میں نے کہا پہلے اسی
قصہ کو پاک کر لوں چنانچہ خورشید ستارہ پرست کو میں نے خداوند کے فضل و کرم سے گرفتار کر لیا ہے اور اختران شاہ
پسپا ہو کے قلعہ بند ہو گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ شاہ کو بھی گرفتار اور قلعہ کو مسخر کر لوں تو پھر خداپرستوں کی طرف متوجہ ہوں
شیاطین نے کہا اے تورج خان میرے نزدیک یہاں کا اسقدر توقف بہت مضر ہوگا کیونکہ رستم ثانی اور نقابدار
عنقریب وہاں پہونچا چاہتے ہیں جبتک تو قلعہ اختر انیہ کو مسخر اور اختران شاہ کو گرفتار کریگا وہ دونوں بلا سے
[illegible] لیجا [illegible] تورج خان نے [illegible] شیاطین اگر مجھکو پیشتر سے یہ خبر معلوم ہوئی تو میں اختر [illegible]

کے حال سے قطع کرتا اور بیشتر اسیطرف جاتا مگر جب یہان اسقدر کوشش کر چکے ہیں تو کسیطرح اس قصہ کو ناتمام چھوڑ کے چلا جاؤن قطع نظر اسکے سکندر شاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ اختران شاہ کو گرفتار کر کے اختر انیہ کا تجکو حاکم کر دونگا اگر یہانسے چلا جاؤن تو اختر انیہ کی حکومت کیسی خود اختران شاہ سکندر شاہ کو تیہ کر کے اسکندریہ پر قابض ہو جائیگا شیاطین تا دیر متامل رہا اور کہا ای خان والا شان یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن بہر حال مسلمانون کے قصہ کو فیصل کرنا سب سے مقدم کام ہی کیونکہ بالفرض اختران شاہ سکندر شاہ کو قید کر لیگا اور اسکندریہ کو اپنے قبضہ مین لے آویگا پھر بھی دوسرے وقت اختران شاہ سے توفق کیا جا سکتا ہی لیکن اگر مسلمانان بتقدیر رہا ہو گئے تو پھر تمام عالم کے ممالک انکے قبضہ مین آجاوینگے اور خداوند فرعون کا تو نام و نشان تک باقی نرہیگا تورج خان مجبور ہو کے سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا

اب تورج بدرگ کو قلعہ سنجابیہ کیجانب روان رکھنا جاتا ہی اور حال فیروزی مآل شاہزادہ بدیع الملک دلاور مسطور ہوتا ہی کہ اس جنگ مغلوبہ مین سے کہان غائب ہو گیا

نہ ہوا سردہ دل اب تو خزان حال ہر او بلبل
چمن گل ہزار ش دستان ست
نخفتم دوش تا ونتیکہ دیدم
زبلبل ستعاین بہشت جاودان ست
میان باغ از سرو صنوبر
عیان از یک زمین دو آسمان ست

کنون تازہ غزل کہ بلبل بہ ہزار ... بلبل
زمین از رنگ لالہ ال پوش ست
نسیم صبح دم زامن نشان ست
ز رخشانش زر نگار رنگ میوہ
تجلی ہائے وجوئے زر میان ست
ببلبل گفتم عم از دل ببر و این باغ

ز گریم ست و بلبل نغمہ خوان ست
ہوا از بوئے گل عنبر نشان ست
نسیم برد تا بانگے کہ گفتم
مکمل چون زر فرشی کاویان ست
ز عکسے کا سمان افگندہ وردی
مگر این باغ بیرون زمین جہان ست

گلبن پروازین طرفہ حکایت چمن آرایان گروہ روایت ہے کہ جب شہزادہ بدیع الملک کا دست چپ بھی زخمی ہوچکا اور جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی اول تو شاہزادہ جراحت سے بیحال ہورہا تھا مزید بران مرکب جراغ پا ہوا ایک جانب شاہزادہ کو لے بھاگا حتی کہ ایک دریا کے کنارہ پہونچا وہان جا بجا سبزہ روئیدہ تھا ہر گو ماندہ و خستہ تھا ہی چرنے مین مصروف ہوا شاہزادہ کا حال بتر تھا پشت مرکب پر توقف نکر سکا زمین پر گرا بیہوش ہو گیا اس نواح مین ایک شہر ہی جسکا حاکم خود مختار زیوس شاہ ہی بارہ ہزار سوار کی جمعیت رکھتا ہی شکار کا شوق رکھتا ہی حسب اتفاق اس روز بھی شکار کیواسطے شہر کے باہر آیا تھا شکار کرتا ہوا اس سبزہ زار مین پہونچا دیکھا کہ ایک جوان مجروح و بیحال زمین پر بیہوش پڑا ہی اور ایک ہزار ایک جانور اسپر سایہ کیے ہیں ہمہ تن محو حیرت ہوا جب بغور شاہزادہ کو دیکھتا تھا جی چاہتا تھا قربان کردے پھر ہمراہی سے کہا کوئی تم مین جانتا ہی کہ یہ جوان کون ہی انھون نے کہا کہ ہم نے کبھی اس مقام پر اس جوان کو نہین دیکھا نہین معلوم کون ہی اور کسطرح مجروح ہو کے یہان تک پہونچا طرفہ تر یہ کہ یہ جانور اس پر سایہ کیے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہی کہ کوئی ذی عزت و ذی شان نظر کردہ بہت بزرگ بھی ہی بادشاہ نے کہا خیر کوئی ہو بہر حال اسکو شہر مین لے چلو جو کوئی ہوگا معلوم ہو جائے گا ملازم شہزادہ کو شہر مین اٹھا لائے علاج ہونا شروع ہوا چند روز کے بعد شہزادہ تندرست ہوا ہوش و حواس درست ہوئے زیوس شاہ نے اپنے پاس بلایا دیکھا نہایت وجیہہ جوان خوبصورت ہی نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا پوچھا ای جوان سچ بتا تو کون ہی اور کسطرح یہان وارد ہوئے کیا اتفاق ہوا اور زخمی کسطرح ہوا شہزادہ نے کہا ای بادشاہ مجکو بدیع الملک بن نور الدہر کہتے ہیں مجکو تورج بدرگ نے زخمی کیا ہی جنگ مغلوبہ کے سبب سے مرکب جراغ پا ہوا اور وہان سے مجکو یہان تک پہونچا

چونکہ میں زخم سر و دست سے بیحال ہو رہا تھا اسکی پشت سے زمین پر گرا خداوند عالم کا فضل شامل حال تھا جو تو یہ وقت
وہاں پہونچ گیا اور مجھکو اٹھا لایا مرہم پذیر ان میرا علاج کیا ورنہ اب تک طعمۂ جانوران صحرائی ہو گیا ہوتا دیلوس شاہ نے کہا
خداوند عالم کسکو کہتے ہیں شہزادہ نے کہا خداوند عالم اس وحدہ لاشریک کا نام پاک ہے جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری اور
تیری سب کی جان ہے اور جو کل موجودات کا خالق و مالک ہے + بادشاہ بادشاہان جہان نگار انس و جان + آنکہ نامش بر
زبان از آب حیوان خوشتر ست + دیلوس شاہ نے کہا یہ نام میں نے آج ہی سنا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو خدا پرست ہے شہزادہ
نے کہا لاریب فیہ اے بادشاہ میں تیرا ممنون و مشکور ہوں کہ تو نے میرے واسطے اسقدر زحمت اٹھائی کہ اس حالت بیہوشی
میں یہاں لایا اور میرا علاج کیا میں چاہتا ہوں کہ اس احسان کے عوض میں ایسا کچھ تحفہ دوں جو دنیا کے تمام تحفوں سے
افضل اور اعلیٰ ہو دیلوس شاہ نے کہا وہ کیا تحفہ ہے شہزادہ نے کہا وہ تحفہ یہ ہے کہ جس خدا کی میں پرستش کرتا
ہوں اسکی پرستش تو بھی کر اور راہ ضلالت کو چھوڑ دے دیلوس شاہ نے کہا اے جوان تعجب ہے کہ میں نے تجھ پر احسان
کیا اور تو مجھکو دین قدیم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے میں سمجھتا تھا کہ تو مال دنیا سے کوئی خوش قسم کا بیش قیمت تحفہ دینا
چاہتا ہے شہزادہ نے کہا اے دیلوس شاہ عجب ہے کہ تو باوجود اس منزلت شاہی کے مال دنیا کی وقعت کو
دل میں جگہ دیئے ہوئے ہے دنیا مقام گذران ہے مال دنیا صرف دنیا تک ہے ہاں عمل نیک حشر تک ساتھ رہتا ہے
اور یہ عذر کسی کا کہ ہمارا دین قدیم ہے یا آبائی ہے قابل سماعت نہیں ہو سکتا کیونکہ دین حق کا اختیار کرنا ہر شخص پر
فرض ہے اور دین حق وہی دین ہو سکتا ہے جسکو بعد اجتہاد کے حق ہونا ثابت کر لیا ہو اگر تو اپنے دین کو حق سمجھتا ہے
تو پس میرے روبرو اسکا حق ہونا ثابت کر دیلوس شاہ نے کہا اے جوان میں اسوقت کسی بحث و تکرار سے
حق کو دریافت کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایک شرط پر اس بحث کو موقوف کرتا ہوں اگر وہ شرط پوری ہو جائیگی تو پس
مذہب اسلام کو حق سمجھونگا ورنہ اس گفتگو سے مجھکو معذور رکھو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے اچھا اس
شرط کو بھی بیان کرو دیلوس شاہ نے کہا وہ شرط یہ ہے کہ اس نواح میں ایک گھوڑا دریا سے باہر آتا ہے ہیئت اسکی یہ
ہے کہ کلہ اسکا سرخ ہے اور دم سفید باقی تمام جسم اسکا سیاہ ہے اے جوان وہ گھوڑا ایسا خوبصورت خوش اعضا ہے کہ
میں نے تمام عمر ایسا خوبصورت گھوڑا نہیں دیکھا اور مجھ پر کیا موقوف ہے کسی نے اس صورت و ہیئت کا گھوڑا نہ دیکھا
ہوگا اگر تو دعویٰ [illegible] رکھتا ہے اور اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے پس اس مرکب خوش وضع کو مسخر کر کے قبضہ میں لا
اس صورت میں جو تو ہر طرح مطیع فرمان سمجھ اور میں بلا تکلف دین اسلام کو حق سمجھ کے مسلمان ہو جاؤنگا در
صورت دیگر میں مجبور ہوں راوی کہتا ہے کہ اس تفصیل سے دیلوس شاہ نے اس مرکب دریائی کی ایسی تعریف
کی کہ شہزادہ نادیدہ اس گھوڑے پر فریفتہ ہو گیا اور کہا اے دیلوس شاہ مطمئن رہ انشاء اللہ الکریم میں ضرور
اس گھوڑے کو گرفتار کرونگا دوسرے روز پتہ نشان دریافت کر کے اس مقام پر انتظار میں بیٹھا رہا جب
نصف النہار وہ گھوڑا دریا سے باہر آیا شہزادہ نے دیکھا کہ واقعی نہایت خوبصورت گھوڑا ہے جب اسکے قریب
اسکے پہونچ [illegible] گرفت میں لائے اسقدر گھونسے اسکے مارے کہ ساری تری اسکی تمام ہو گئی بعد اسکی پشت پر
سوار ہوئے شہر میں آیا خلائق شہر ہر چہار جانب تماشا دیکھنے کو جمع ہو گئی دیلوس شاہ اس گھوڑے کو دیکھ کے بہت
خوش ہوا بدیع الملک نے کہا اے بادشاہ اب کیا عذر ہے کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
دیلوس شاہ کلمہ طیبہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا شاپور شیر دل شاہزادہ کی جستجو اور تلاش میں جا بجا
پھر رہا تھا حسب الاتفاق اسکا اس طرف بھی گذر ہوا شاہزادہ کو دیکھا اسلام کیا شہزادہ شاپور کو دیکھ کے

بہت خوش ہوا کہا آؤ بخیر آمدی شاہ ... کہو کیا خبر تازہ لائے ہو آج مین تم کو یاد ہی کر رہا تھا شاپور
نے کہا شہریار مین عرصہ سے تمہاری تلاش مین تھا ... آج یہان تمہاری ملازمت حاصل ہوئی خبر یہ ہے
کہ رستم ثانی قلعہ سنجاب کی طرف حمزہ ثانی کی مدد کو گیا ہے اور تورج بدرگ بھی اسکے عقب مین گیا
ہے تمہارا کیا ارادہ ہے بدیع الملک نے کہا اے شاپور ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے حمزہ ثانی کا قید
فرعون سے خلاص ہونا ایک ضروری بلکہ فرضی کام ہے مین بھی چلتا ہون یہ کہا اور بارہ ہزار سواروں کی جمعیت سے
قلعہ سنجابیہ کی جانب روانہ ہوا

شہزادہ بدیع الملک کو اثنائے راہ مین چھوڑ جاتا ہے اور تورج بدرگ کے حال کیجانب توجہ کیجاتی ہے

چو وصف عارض آن عالم آرا رسے گفتم
ز بیگری عتاب آن نازنین تقصیرے گفتم
فلک بخاک تر اخشت ... ساخت ...
سخن در محفل آن نازلب لعلو پرسے گفتم

تحو تحیه ... تر ... بر ... شمشیرے گفتم
تو خندان ... گل من غنچہ سان تنگ دل بودم
تو تدبیر ... من ز تقدیرے گفتم
چو شمع از سوز دل ... تا بہ ...

چہ رنگین ... جوش جلوہ ناز و نیاز امشب
تبسم ... نالہ شبگیرے گفتم
فراق ... تا بند غوغا را
... شکوہ ... بے تاثیرے میگفتم

شیرین کلامان بزم سخن سرائی و رزم آرایان محفل و صفحہ رقم ... نفس عیسوی دم ... اسطرح گلکاری کرتے ہین
کہ چند روز کے بعد موذی سلک تورج بدرگ نواح سنجابیہ مین پہونچا دیکھا ایک جانب میدان مین لشکر نقابدار
خیمہ زن ہے تورج نے اس لشکر کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ لشکر نقابدار کا ہے نقابدار نے خسرو کو مار کے اور
رستم کو قید سے رہا کر کے دونون قصد سنجابیہ پر یورش کرنے کو چلے ہین جب قریب قلعہ کے پہونچے سنجاب شاہ
حاکم سنجابیہ سے دوچار ہوئے اور سنجاب شاہ کو مسلمان کر لیا سنجاب شاہ نے اپنا مسلمان ہونا اس
شرط سے مشروط کیا کہ ... گرفتار ہو جنکے چنانچہ وہ دونون اس طلسم مین غائب ہوگئے ہین تورج بدرگ
سوچا کہ صاحبقران عمر کا کام طلسم کا فتح کرنا ہوتا ہے چنانچہ رستم اور نقابدار دونون اسی غرض سے طلسم مین
داخل ہوئے ہین کہ طلسم فتح کرین دعوئے صاحبقرانی کرتے ہین مین بھی صاحبقران عمر ہون بالضرور میری سعی و
کوشش سے یہ طلسم فتح ہو جائے گا اسوقت مین ہی رستم ثانی اور نقابدار کو طلسم سے باہر لا کے قتل کرون یا
جیسا کچھ مناسب جانون عمل مین لاؤن حاصل کلام تورج بدرگ اسیطرح کے خیالات اپنے دل مین وسیع
کر کے اس طلسم کے فتح کرنے کو مستعد ہو لیا چنانچہ وہ ... صبح اور مرکب پر سوار ہو کے اس ... کیجانب
روانہ ہوا چند ساعت کے بعد اس مقام پر پہونچا جہان سے نقابدار وارد ہوا تھا چند گھڑی وہان توقف کیا تھا کہ
حسب دستور آہو نمایان ہوا اسنے بھی کمند حلقہ کر کے اسکی جانب پھینکا پھر ... جیسے رستم ثانی اور نقابدار
کو پیش آیا تھا ویسے تورج بھی گرفتار طلسم ہو گیا اسکے لشکر نے بہت کچھ جستجو کیا پتہ نہ پایا لاچار وہ بھی اسی
میدان مین ایک جانب مقیم ہوا ادھر نقابدار کا لشکر نقابدار کے انتظار مین میدان کیجانب نگران ہے ادھر تورج کا
لشکر ... بیچارہ ... میدان کو دھو رہا ہے چند روز کے بعد شاہزادہ بدیع الملک بھی اس مقام پر پہونچا دیکھا
تورج کا لشکر وہان مقیم ہے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تورج کے لشکر کو قتل کرو اور آپ نے جو کوئی سمت ... آواز
دے کے اسکو ... اور سکندر شاہ نے دیکھا کہ تورج طلسم مین جا کے مفقود الخبر ہو گیا اور بدیع الملک چاہتا ہے کہ ہمارے
تمام لشکر کو قتل کرے بہت گھبرایا آخر ... خود کچھ فکر قرار دیکے ... خورشید ستارہ ... سمت سے ... پہونچی
کہا ای پہلوان تم خوب واقف ہو کہ ہمارا سردار تورج ہے وہ طلسم مین داخل ہو کے غائب ہو گیا ہے بدیع الملک

ہلاک کرنے کو مجبور ہو جو کہ نگار دین و مذہب کا پاس مقدم ہے لہذا بھائی بھائی کی خدمت نہیں کرسکتا غیر کا کیا ذکر ہے خورشید
نے جو اسطرح کی تقریر پرمغز شہزادہ سے سنی دل میں کہا ہر چند یہ بادشاہ مسلمان ہوجائے تاہم سب ہی فرعون پرستی سے تو یہ مذہب بہتر ہے
اور بدیع الملک سے کہا شہریار مجھکو تمہاری فہمایش بدل منظور ہے یہ کہا اور اسیوقت کلمہ طیبہ پڑھتے مسلمان ہو لیا
شاہزادہ بعجلت تمام اسکے سینہ پر سے اُتر پڑا اور گود میں اٹھا لیا اور کہا اے خورشید خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسنے فضل
سے تمہارے دل میں مسلمان ہونے کا خیال پیدا کر دیا ورنہ میں اسوقت سخت افسوس میں مبتلا ہوتا اعتقاد رب میں نے
تمہاری صورت دیکھی اسیوقت سے تمہاری طرف سے میرے دل میں خیال پیدا ہو گیا تھا مگر کچھ ظاہر کرنے کی مجال نہ تھی
خورشید نے کہا شہریار یہی میرا حال بھی تھا مجھسے دل رابدل رہے سست در میں تنبد سپہر ہاں اسطرح سکندر شاہ کو خورشید
کی جنگ و جدال پر بہت کچھ بھروسہ تھا جب اسکی نظر سے خورشید کے مسلمان ہونے کا ماجرا گذرا اور یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ
بدیع الملک نہایت انس و محبت سے باتیں کر رہا ہے اور اسکی زبان پر بھی کلمات دوستانہ جاری ہیں تو کہا کیا خوب یک
نہ شد دو شد یہ ہمارے رہا کرنے کا ہم کو انعام دیا ہے کہ ہمارے حریف سے اسطرح مل گیا کہ گویا برسوں کا دوست ہے
پھر دل میں یہی خیال آیا ہے سکندر بے شک تجھے بد نظر آتا ہے تورج طلسم میں نہیں گیا جنگ میں چلا گیا ہے جو ابتک واپس
نہیں آیا خواہ مخواہ اپنے ساتھ تم مجھکو بھی خون میں لتھیڑنا چاہتے ہو بہتر یہ ہے کہ انکے روبرو مسلمان ہو چنانچہ بلا تکلف تنہا صرف
ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور کہا شہریار اپنے مذہب کے اصول و فروع مجھکو بھی
تعلیم کرو میں مسلمان ہونگا شاہزادہ بہت خوش ہوئے اُسے چھاتی سے لگالیا اور کہا خداوند عالم اس سے زیادہ تمہیں توفیق
بہتری کی ترقی کرے بعدہ کلمہ طیبہ پڑھائے سکندر شاہ مسلمان ہو گئے وہ روز شہزادہ کو دین اسلام کی حقیقت اور اسکے مسائل بیان
کرنے میں گذرا دوسرے روز مسافروں کی صورت سے مشتبہ ہو کے پانچ آدمیوں کو جو چندان ہوشیار و چالاک تھے ہمراہ لیا اور
قلعہ کے سامنے پہونچ کر جو اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ فصیل پر دروازہ کی شقت پر سنجاب شاہ مثل گرہ منہ نکالے بیٹھا ہے تو غور
شاہزادہ کی صورت کو دیکھ رہا ہے ہر چند کہ شہزادہ جانتا تھا کہ یہ اور کوئی نہیں ہے سنجاب شاہ ہے لیکن بتجاہل پکار کے
کہا یہ کون ہے جو کوٹھے پر بیٹھا ہے اپنے مالک سنجاب شاہ سے کہدے کہ شہزادہ بدیع الملک نے ایک نامہ بھیجا ہے
سنجاب شاہ نے کہا میں ہی ہوں سنجاب شاہ بدیع الملک کا نامہ کہاں ہے لاؤ دیکھوں کیا لکھا ہے شہزادہ نے کہا اے
سنجاب شاہ میں یہیں قلعہ میں ہوں بلائے قلعہ ہی اسطرح سے نامہ دوں سنجاب شاہ نے ایک آدمی کو بھیجا کہ قلعہ کا
دروازہ کھول کے اس قاصد سے نامہ لے آوے ملازم دروازہ پر آیا اور اندر ہی قلعہ سے آواز دی کون نامہ لایا ہے لاؤ دروازہ
کی دراز میں سے نامہ کو دیدے شہزادہ نے کہا میں دروازہ کی دراز سے ہرگز نامہ نہ دونگا اسواسطے کہ شاہزادہ کا حکم ہے
نامہ سنجاب شاہ کو خود دینا اور فوراً جواب لینا اگر میں نامہ نہ دوں اور جواب نہ ملے تو میں شاہزادہ کو کیا جواب دونگا
دروازہ کو کھول تاکہ میں اندر آؤں اسنے کہا قلعہ کا دروازہ کھولنے کا حکم نہیں ہے شہزادہ نے کہا مجھے اسطرح خط
دینے کا حکم نہیں ہے اگر تو اپنے مالک کا مطیع فرمان ہے تو میں بھی اپنے مالک کا مدت مدید سے نمکخوار ہوں وہ آدمی
سنجاب شاہ کے پاس گیا اور کہا شہزادہ کا قاصد نامہ نہیں دیتا کہتا ہے دروازہ قلعہ کا کھول تو میں قلعہ میں داخل
ہو کے خود بادشاہ کو نامہ دوں اور جواب لوں سنجاب شاہ نے کچھ سوچ کے کہا جو تجھے ہوشیاری تمام قلعہ کا
دروازہ کھول اس نامہ بر کو بلا لے وہ ملازم وہاں سے پھر دروازہ کے پاس آیا اور دروازہ کھول کے شہزادہ کو اندر
قلعہ کے بلا لیا شہزادہ سنجاب شاہ کے پاس پہونچا نامہ دیا بعدہ سنجاب شاہ نے نامہ کا لفافہ چاک کر کے نامہ
کھولا لکھا تھا بعد حمد خداوند جل و علا و نعت جناب محمد مصطفٰی و منقبت شہ مرتضٰی وصی رسول خدا از سنجاب شاہ

نکو نو بے حیا کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کہ پڑے ہو اور دنیا مین ذلیل اور رسوا ہونا چاہتا ہے اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے
اور کچھ روز زندگی بعافیت بسر کرنا مقصود ہے تو دین فرعون پرستی کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کر اگر اس راہ ضلالت کو
نہ چھوڑیگا اور میرے تنبیہ کرنے پر اعتنا کرنا مقصود نہ ہو بس آمادہ پیکار رہ اور جہنم مین جانے کا سامان مہیا رکھ نامہ
تمام والسلام۔ جو نہین تمام ہوا اور سنجاب شاہ چاہتا تھا کہ زبانی کچھ سخت و درشت کہے بدیع الملک نے کہا کہ
سنجاب شاہ اپنی زبان کو اختیار مین رکھ خبردار کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکلے ورنہ ہمیشہ کو گلہ نہ سمجھنا کہ قلعہ
مین بند و محفوظ بیٹھا ہے مین پر تیری زبان گدی سے کھینچ لیجاونگی۔ سنجاب شاہ نے متعجب ہو کے شہزادہ کو
از سر تا پا دیکھا کہا تو نامہ بر ہے یا بدیع الملک کا عزیز و قریب ہے جو اسطرح اپنی خیر خواہی پر آمادہ ہے اور تجھکو یہ بھی
خیال نہین ہے کہ ایک خود مختار کے روبرو ہم نامہ بر ہو کے گیا بیہودہ و گستاخانہ گفتگو کرتے ہین خبردار اب اسطرح کا
حرف تیرے منہ و زبان سے نہ نکلے ہم نے اس سبب سے تیری رعایت کی کہ تو تنہا قلعہ مین چلا آیا ہے اور ہر
طرح تو نے اپنے کو ہمارے اختیار مین دیدیا ہے ورنہ خود تیری زبان گدی سے کھنچوا لیتے شہزادہ نے کہا اے شیخ بے
خبر خراب بے ہوش مین ان آنکھین کھول کے دیکھ مین کون ہون سنجاب شاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون تو ایک
بیباک نامہ بر ہے جسکو اپنی جان تک کا خیال نہین ہے شہزادہ نے کہا او کور باطن احمق اب بھی نہ سمجھا مین ہون
بدیع الملک نامہ بر کی یہ مجال نہین ہے کہ اسطرح بیباکانہ گفتگو کرے گا سنجاب شاہ نے جو ہمین شہزادہ کی زبان
سے بدیع الملک نام سنا جو غور سے شہزادہ کی صورت دیکھی کہا ہان آپ مین اچھا پکڑا گیا ہے تجھے خوب پہچانے
اور یاد رہے کہ مبادا اپنے لشکر سے کہا لینا یہ خدا پرست قلعہ مین ہمراہ آگیا ہے جانے نہ پائے یہ سنتا تھا کہ فوج سنجابی
نے خاص شہزادہ کیجانب دوڑی چاہا شہزادہ کو ہلاک کرے بدیع الملک نے جست کر کے اپنے کو سنجاب شاہ
تک پہنچایا کمربند مین ہاتھ ڈالا اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کر لیا اور بجائے سپر وار دشمنون کے مجمع لشکر مین ڈھال بنایا جس
طرف سے شمشیر و نیزہ کا وار کیا شہزادہ نے سنجاب شاہ پر روکا خورشید کو سلیمان اور دیگر سرداران ہمراہی بیرون
قلعہ منتظر تھے اور منتظر تھے کہ شاہزادہ قلعہ مین داخل ہوا ہے دیکھین کیا صورت پیش آتی ہے یکایک شہزادہ کی نعرہ کی
آواز نعرہ و تلوار سے بیرون قلعہ آنے گوش زد ہوئی سب تماشا دوڑے اور بعجلت تمام قلعہ کے دروازون کو شکستہ
کر کے اندر داخل ہوئے اور بے تکلف ان گبران نابکار پر تلوارون کے وار کرنا شروع کر دیئے جو زد پر آگیا
اور آدھا ہو کے دھم سے زمین پر گرا سنجاب شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا چونکہ وہ بھی گوشی ہو گیا تھا پکار کے
کہا اے شاہزادہ مین مسلمان ہوتا ہون مجھکو پناہ دے شاہزادہ نے فوراً اسکو زمین پر رکھدیا اور تلوار کو اسکے سر پر علم
کر کے کہا پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ اسنے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام مین
داخل ہوا مگر فوج سنجابی اسیطرح بر سر جنگ رہی سنجاب شاہ نے نعرہ مارا کہ نابکارو کیون خواہ مخواہ جانین
ہلاک کرتے ہو دین اسلام کی حقیقت مجھ پر ثابت ہو گئی مین مسلمان ہو گیا تم سب بھی اسلام قبول کرو چنانچہ تمام
لشکر سنجابی نے مسلمان ہوا بدیع الملک زندانخانہ مین آیا حمزہ ثانی اور یاران دوست حبیب کو قید و بند سے
رہا کیا حمزہ ثانی کو بکمال ادب تسلیم عرض کی حمزہ ثانی نے خوش ہو کے بدیع الملک کو گود مین اٹھا لیا
سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا اے نظر کردہ مقربان بارگاہ ملک العلام و اے حامی دین مبین و پشت پناہ اہل
اسلام اسقدر مدت مدید و عرصہ بعید سے تم کہان تھے اور کن امور اہم مین مصروف تھے تو مین خوب
جانتا ہون کہ تو مجھ مبتلائے قید مصیبت کی جانب سے غافل نہ ہوگا بدیع الملک نے

کے کہا ای عظمت و تمکین من گفتنی واقعی ہیں باختر پہونچا غضب کیا تھا لوتج بدرگ نام ایک سگ بت پرست نے ہندوستان سے خروج کیا تھا اس نابکار نے ایران توران کو جیت باختر و ہفت دریجہ باختر کو بزور شجاعت و دلاوری مسخر کیا بت پرستی کو رواج دیا چاہتے کہ قلعہ ذوالامان میں پہونچا مقصود میں ضیغم کو ہلاک کرکے چاہتا تھا کہ دروازہ قلعہ ذوالامان کو توڑ کے تمہارے ناموس کی جانب دست بے ادبی دراز کرے کہ ایک یہ خادم دیرینہ وقت پر پہونچ گیا اور اس راندہ درگاہ پر حملہ آور ہوا کشتی کی نوبت پہونچی تین روز تک گاؤ زوریان رہیں آخر الامر میں نے اس کبر بے ادب کو گرفتار کیا اور اس قصہ کو مفصل کرکے بارگاہ حضرت ہے بھیجا تھا کہ عمر ثانی کا نامہ میرے نام پہونچا جس میں جناب والا کی قید و بند کی کیفیت مفصل مندرج تھی ای شہریار والا تبار جب اس حال سیئت اشتمال کی کیفیت دریافت ہوئی ہر چند کہ ذوالامان میں داخل ہونے کا ارادہ مصمم تھا مگر پانوہی رکھا بعجلت تمام وہاں سے مراجعت کرکے اس طرف آیا مقصورہ لوقش کو ہلاک کیا فرعون ملعون نے حضرت قدر قدرت کو یہاں لا کے قید کیا تھا خداوند مسبب الاسباب نے ایسا سبب پیدا کر دیا کہ میں یہاں پہونچا اور خدمت بجا لایا خورشید نو مسلمان بھی حاضر ہو کے ملازمت حمزہ ثانی سے بہرہ یاب ہوا حمزہ ثانی نے اسکو کبھی نہ دیکھا تھا پوچھا ای بابا بدیع الملک یہ جوان کون ہے بدیع الملک نے عرض کی شہریارا اس جوان کے متعلق ایک قصہ طویل ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ جوان پیشتر ستارہ پرست تھا اب خدا کے فضل اور حضور کے اقبال بیزوال اور میری کوشش سے مسلمان ہوا ہے اس جوان کا نام خورشید ہے حمزہ ثانی نے اسکی صورت کو غور سے دیکھ کے کہا ای برادر تو خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ پر رکھتا ہے جو دلیل اس بات کی ہے کہ ضرور اولاد میں سے ہے مجھکو دریافت ہوتا ہے کہ تو بھی ہمارے بھائیوں میں ہے اسکا حال بہت مفصل معلوم ہوگا جب اختران شاہ آوے گا ای خورشید اختران شاہ کہاں ہے اسنے کہا شہریارا اختران شاہ اخترانیہ میں ہوگا اگر حکم ہو اپنے وطن میں جاؤں اور کوشش کرکے اختران شاہ اور تمام رعایاے شہر اخترانیہ کو مسلمان کروں بعدہ اختران شاہ کو اپنے ہمراہ لیکے خدمت والا منزلت میں حاضر ہوں شہزادہ نے بخوشی خاطر اسکو اجازت دی خورشید رخصت ہو کے مرکب پر سوار ہوا اور شہر اخترانیہ کی راہ لی

خورشید کو ملک اخترانیہ کیجانب روان رکھ جاتا ہے اور اس کے حال میں قلم فرسائی کی جاتی ہے

الا ای طوطی گویای اسرار — مبادا خالیت شکر ز منقار
سرت سبز و دلت خوش باد جاوید — که خوش نقشی نمودی از خط یار
سخن سربسته گفتی با حریفان — خدا را زین معما پرده بردار
بروی ما زن از ساغر گلابی — که خواب آلوده‌ایم ای بخت بیدار
چه ره بود این که زد در پرده مطرب — که می‌رقصند با هم مست و هشیار
از آن افیون که ساقی در می افکند — حریفان را نه سر ماند و نه دستار
خرد هرچند نقد کائنات است — بسنجد پیش عشق کیمیا کار
سکندر را نمی‌بخشند آبی — بزور و زر میسر نیست این کار
بیا و حال اهل درد بشنو — بلفظ اندک و معنی بسیار
بمستوران مگو اسرار مستی — حدیث جان مگو با نقش دیوار
بت چینی عدوی دین و دلهاست — خداوندا دل و دینم نگهدار
خداوندی بجای بندگان کرد — خداوندا ز آفاتش نگهدار
بیمن دولت منصور شاهی — علم شد حافظ اندر نظم اشعار

راویان روایات عجیب و حاکیان حکایات حیرت انگیز اس داستان ندرت نشان میں اسطرح نغمہ سرائی کرتے ہیں کہ جب حمزہ ثانی مع دیگر یاران ہمراہی قید و بند فرعون ملعون سے رہا ہوئے کہا یارو بجز رستم ثانی کا حال نہیں معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے جناب شاہ

نے حمزہ ثانی کی خدمت میں عرض کی شہریار آج بارہ تیرہ روز ہوئے کہ رستم ثانی اس طلسم میں داخل
ہوا ہے اب کچھ اسکی خلاصی کی فکر کرنا چاہیے ایرج نے کہا اے فرزند کیا جناب نے سنا کہ طلسم میں گرفتار ہو گیا ہے کہ
شہریار چند روز یہاں توقف کرنا چاہیے تاکہ میں رستم کو طلسم سے رہا کروں شہزادہ نے بخوشی خاطر قبول
کیا دوسرے روز ایرج نیستان کے قریب آیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ آہو پیدا ہوا ایرج نے کمند کا حلقہ جو بنایا
اُس آہو پر پھینکا ایک سر اُس کمند کا آہو کی ایک شاخ سے لپٹ گیا باقی تمام کمند میں ایرج پیچیدہ ہو گیا آہو
بھاگا ایرج اُسکے ساتھ کھنچتا ہوا چلا گیا اور غائب ہوگیا پھر شعلہ آتش پیدا ہوا اور تمام نیستان جلکے خاک
سیاہ ہوگیا جب شب گذری صبح ہوئی وہ نیستان اپنی اصلی ہیئت پر آیا نیستان کی سیاہی تک کا نشان
نہ رہا ملک قاسم نے عرض کی شہریار مجھکو اس طلسم کی سیر کا اشتیاق ہے حمزہ ثانی نے کہا ایسے مقام
میں جانے سے احتراز لازم چاہیے جہاں جان کا خطرہ ہو ملک قاسم نے کہا شہریار طرفہ واقعہ ہے کہ جو جاتا ہے
مفقود الخبر ہو جاتا ہے دیکھنا چاہیے کہ کیا امر ہے حمزہ ثانی نے کہا اگر ایسا ہی اشتیاق ہے تو میں مانع نہیں ہوں
تا اینکہ ملک قاسم بھی اس طلسم میں غائب ہو گیا راوی کہتا ہے کہ اسیطرح تمام یاران دست چپ یکے بعد
دیگرے مع حمزہ ثانی گرفتار طلسم ہوئے اب شہزادہ بدیع الملک کو تخت پر دیکھو سنجاب شاہ سے کہا اے
بادشاہ تم نے دیکھا کہ تمام یاران دست چپ مع حمزہ ثانی طلسم میں جاکے غائب ہو گئے میرا دل چاہتا ہے کہ
میں بھی داخل طلسم ہوں سنجاب شاہ نے کہا شہریار میری رائے بالکل نہیں ہے اسواسطے کہ اگر تم بھی
داخل طلسم ہو جاوگے تو اس لشکر کا اہتمام کون کریگا شہزادہ نے کہا لشکر کے اہتمام و انتظام کا خیال عبث
ہے اسواسطے کہ تمکو جو تجویز ہو سنجاب شاہ نے کہا میں زیادہ کچھ کہنے کا منصب نہیں رکھتا ہوں جو کچھ مناسب
معلوم ہوا عرض کردیا شہزادہ نے کہا نہیں میں جب تک بھی طلسم میں جاونگا چنانچہ دوسرے روز مرکب پر
سوار ہوئے جانب نیستان روانہ ہوا قریب طلسم پہنچا ایک ٹیلہ بلند پر توقف کیا اور خیال کیا کہ نہیں
معلوم یہ سرداران لشکر اسلام کسطرح طلسم میں مبتلا ہو گئے اور کس مصیبت میں مبتلا ہیں فرض کیا کہ میں بھی
آگے قدم بڑھاؤں اور طلسم میں گرفتار ہو کے مجبور ہو گیا تو پھر رہائی کی کیا صورت ہوگی بہت بہتر ہوتا اگر
پیشتر سے کچھ حال اس طلسم کا دریافت ہوجاتا اس فکر میں مبتلا تھا یکایک ہیکل کا خیال آیا خوش ہوا
اور اُسکے دانہ سے حل مہرہ نظر کی دیوار پر کچھ حرف نظر آئے خوب غور سے دیکھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے
حامیان دین اسلام و زر بن بودن ذوی الاحترام اس طلسم کا فتح کرنا دشوار امر نہیں ہے یا تم میں سے جسکے
مزاج میں آوے جرأت کرے فتح طلسم کو چاہیے کہ قبل نمودار ہونے آہو کے اس نیستان پر جاوے جہاں وہ آہو
قیام کرتا ہے اس مقام زمین کھودے وہاں سے ایک صندوق برآمد ہوگا اس صندوق کو کھولے اندرون
صندوق تیر و کمان رکھی ہوگی بلا تکلف صندوق سے نکال لے قریب اس نیستان کے درخت چنار ہے اسکی
تنہ کی آڑ میں قیام کرے تا اینکہ بدستور وہ آہو اس نیستان کے قریب آئیگا اور اس صندوق کو سونگھے گا
جب تیر و کمان کو چاہیے کہ تنہ درخت کی آڑ سے تیر چلہ کمان میں جوڑ کے اسکے پہلو کیطرف رہا کرے
وہ آہو زخمی ہو کے مثل [illegible] ہو جائیگا اور پھر ایک جگہ زمین پر گر جائیگا بعد اسکے تمام اُس مقام پر پہونچنا
چاہیے [illegible] اس مقام کو کھودنا چاہیے [illegible] ہوگی اس نقب میں داخل
ہو [illegible] بات [illegible] ہیرے [illegible] کرنا طلسم باطل ہو جاویگا

شہزادہ اس ہدایت سے بہت خوش ہو کر حمائل پر بوسہ دیا اور گردن اپنی میں لیا قبل اسکے کہ ہرن نمودار ہو کر قریب
پشتہ کے پہونچے عجلت سے وہاں کی زمین کھودی صندوق کا پٹرا نمودار ہوا اور زیادہ زمین کو کھودا یہاں تک کہ
وہ صندوق اس مقام سے نکال لیا بہت بھاری قفل لگا تھا ہر چند زور کیا وہ قفل نہ کھلا اب متردد ہوا کہ کیا
کرنا چاہیے طلسم کا تعلق ہے بالیقین [illegible] قفل کا کھلنا محال معلوم ہوتا ہے اور آہو کے آنے کا وقت قریب ہے
اگر آہو پہونچا اور قفل نہ کھلا تب انتظام فتح طلسم مختل ہو جائے گا [illegible] لکھا دیکھا ای فاتح طلسم
حمائل سے مس ہونے پر اس قفل کا کھلنا موقوف ہے شہزادہ نے [illegible] گردن سے اتار قفل سے مس کیا فوراً
قفل کھل گیا صندوق سے اوپر کا پٹرا اٹھایا دیکھا تیر کمان اس میں رکھی ہے شہزادہ نے اس تیر کمان کو صندوق سے
نکال کے اپنے قبضہ میں کیا پھر صندوق کو پشتہ پر چھوڑ کے اس درخت [illegible] کے عقب میں چھپ رہا ہنوز چند ہی کا عرصہ
گذرا تھا کہ وہ آہو نمودار ہوا اور پشتہ پر پہونچ کے اس صندوق کو دیکھا [illegible] تھا کہ صندوق کو سونگھے ادھر شہزادہ
نے تیر کو شست سے رہا کیا وہ تیر ایک پہلو سے دوسرے پہلو [illegible] پار ہو گیا آہو زخمی ہو کے وہاں سے پران
ہوا شہزادہ اسکے تعاقب میں روانہ ہوا آہو تھوڑی دور پر پہونچ کے [illegible] اور زمین پر گرا شہزادہ نے وہاں
پہونچ کے آہو کو اس جگہ سے علیحدہ کیا اور اس جگہ کو کھودا ایک نقب ظاہر ہوا شہزادہ نقب میں داخل ہوا ایک
باغ میں پہونچا جس میں ہزار ہا رنگ کے پھول کھلے ہوئے تھے ہر جانب درختان سرسبز پر جانوران خوش رنگ
و خوش آہنگ زمزمہ سنجی کر رہے تھے وہ باغ ہے جسکے رشک سے جنت کے دل پر داغ ہے نگاہ از سیر
این باغ طرب خیز + چو تار ساز گرو نغمہ انگیز + کف از فوارہ از خوشی کشادہ + نہنگ را غوطہ ہا در آب دادہ
ہوائش بسکہ شفاف ست بلبل + تواند دید در وی آتش گل + چار لاکھ درخت خوش قد موزوں ۔ ہر [illegible]
نہال اسکے سامنے سدرہ طوبیٰ رفعت سے نامعلوم ۔ کوئی چیز [illegible] سے بڑھا ہوا ہو گیا ذکر ۔ جو ڈالی ہے اسنے
سدرہ میں ایک شاخ نکالی ہے ہر ایک درخت سر سے پاؤں تک گویا گلدستہ ۔ ہر شاخ معشوق رنگین کا
دست حنا بستہ ۔ وسط باغ میں ایک قصر عالیشان واقع ہے جسکے در و دیوار [illegible] کا رنگ فیروزہ گون جس پر نگار
نقاشان مربع نگار نے طراز نقش عجیب و غریب اس خوشنما قدس مسکن کی سقف و ستون پر اس رنگ سے
بنائے ہیں کہ مشاہدہ نزاکت عقل مانی و بہزاد کو دیوانہ بناتا ہے چہرہ پردازی صور گوناگوں اور رنگ آمیزی
گلہائے بوقلموں میں خامہ موشگاف نے وہ باریکی صرف کی ہے کہ حسن صورت کا کرشمہ مانند حسن معنی اہل
نظر کے ہوش اڑاتا ہے وسط حقیقی باغ میں حوض صفا سے لطافت آب ۔ صوفیان صافی نہاد کے دل کا جواب ۔ اتنا
وسیع کہ اگر اس میں کوئی [illegible] پکارے کئی برس میں آواز پہونچے عقل بکف دست ہو اسکے ارتفاع کو دیکھے سر پیٹھ سے
لگ جائے کسی نظر نہ آئے ۔ نہنگ گشتہ حیران تعمیر او + نوشتہ شد مبشر تصویر او + شہزادہ بدیع الملک
سیر باغ کرتا ہوا اور صنعت صانع حقیقی پر [illegible] حوض کے قریب پہونچا تب
دیکھتا ہے کہ ایک جوان ذی شوکت [illegible] گرفتار [illegible] میں [illegible]
محنت شاقہ سے [illegible]
کرتا ہے کبھی کسی تجلیات میں [illegible] بدیع الملک [illegible]
متعجب ہوتا ہے کبھی دل میں کہتا تھا کہ یہ معاملہ طلسم [illegible] شہزادہ [illegible]
اس طلسم میں گرفتار ہو گیا ہے [illegible] میں مبتلا [illegible] کبھی یہ خیال [illegible]

خدمتی اور ملازم اسی ہیئت و صورت کے ہونگے یا کوئی جادو کی کرشمہ ظاہر ہوگا مجھکو فریب دینے کی نیت سے اپنی
یہ صورت بنائی ہے اور ایسا محنت مین معروف ہے چنانچہ تا دیر شاہزادہ ایک جگہ کھڑا رہا اور یہ تماشا دیکھا کیا
مگر اسنے یہ بھی نہ جانا کہ کون ہے یکایک اُس جوان نے شہزادہ کو دیکھا بیلچہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھدیا اور شہزادہ
کے قریب آکے سلام کیا شہزادہ کو اس جوان کے سلام کرنے سے اور بھی تعجب ہوا آخر پوچھا کہ اے جوان
تو کون ہے اور تو نے مجھے سلام کیون کیا اُس جوان نے متبسم ہوکے کہا سلام کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہے ہر
ایک قوم وملت مین یہ رسم جاری ہے پھر مین نے سلام کیا تو کیا بات ہو گیا شاہزادہ نے کہا اے جوان میرے پوچھنے
کی یہ غرض نہین ہے بلکہ اصل مطلب میرا یہ ہے کہ مین ایک مرد اجنبی بضرورت یہان وارد ہو گیا ہون تو یہان کے
باشندون مین سے اُس جوان نے کہا یہ گمان تمہارا بالکل غلط ہے مین ہرگز اس طلسم کے باشندون مین
سے نہین ہون بلکہ حسب اتفاق میرا گذر بھی اس طلسم مین ہو گیا ہے اصل حقیقت میری یہ ہے کہ مین فیاض ظالم
پسر فرعون شاہ ہون آج بارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مین اس طلسم مین قید ہون اب کئی روز کا عرصہ ہوا کہ ایک
روز مین اپنی ریاضت مین معروف تھا کیا دیکھتا ہون کہ چند شخص یہان وارد ہوئے میری نظر مین وہ
باعتبار وضع وقطع کے خدا پرست معلوم ہوئے مین نے انکا نام پوچھا۔ ایک نے اُن مین سے کہا مین
رستم ثانی نام سے مشہور ہون دوسرے نے کہا مجھکو ایرج کہتے ہین مین نے دین مذہب کے بارے مین سوال
کیا میرے قیاس کے موافق اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سب خدا پرست ہین بالیقین وہ سب بھی میری طرح
اس طلسم مین گرفتار کیے گئے ہونگے جسطرح مین یہان مبتلائے بلا ہوا ہون سہ نہ محرمے کہ اصلاح کار خود کنم
نہ ہمدمے نہ غمخوارے کہ حال دل افگار خود پرسم + اس بارہ برس کے عرصہ مین کوئی دن ایسا نہ گذرا جسمین مین نے
اپنے مادر و پدر کو یاد کرکے گریہ وزاری اور صدائے فریاد نہ کی مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا تاکہ اس قید معصیبت
سے رہائی میسر ہوتی شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اے جوان یہ حال مین نے تیری زبانی سب سُنا لیکن یہ تو نے
نہ بیان کیا کہ کس وجہ سے اس طلسم مین تیرے گرفتار ہونے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا اے جوان سنو اس طلسم پر محسنہ عا
لم کی حاکم وفرمانروا نامی ساحرہ جادو نام ہے یکایک وہ مجھپر فریفتہ ہوگئی اور مجھسے اپنی مراد چاہی کی
اس درخواست کے سننے سے مجھکو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ اگر تیرا مقصود مجھکو ہلاک کرنا ہے تو اس حیلہ کی کیا ضرورت
ہے بلا تکلف ہلاک کر تجھسے کون تعرض کرسکتا ہے ورنہ مجھکو رہا کردے کہان مین ابھی طفل نوخیز اور کہان تو پیر زالہ
مجھ مین اسقدر طاقت کہان جو مین تیری مراد کو پورا کرسکون اُسنے مجھکو بہت کچھ خائف کیا چونکہ میری جرأت
نہ ہوئی بنابران مین نے ہر مرتبہ انکار کیا وہ بہت مجھ پر برہم ہوئی اور کہا اے جوان یہ محض تیرا حیلہ ہے مین تیرے
انکار سے ضرور تجھکو قتل کرتی مگر کیا کرون کہ تیری صورت زیبا میرے دل مین ایسی جگہ کیے ہوئے ہے کہ مطلق جرأت
نہین ہوتی کہ تجھکو کسیطرح کا جسمانی صدمہ پہونچا سکون خیر اگر تو اپنے کو اس کام سے عاجز سمجھتا ہے تو مین
بھی تجھکو اس کام کے واسطے مجبور نہین کرونگی یہ بندوبست قرار دیا ہے کہ مین اپنی حاجت کو بخیارہ دلی سے روا کرون
گرونگی اور تیری صورت کے محض نظارہ پر اکتفا کرونگی یہ کہا اور بیلچہ میرے ہاتھون مین دے کے کہا اے جوان تو
اس باغ کی آبرسانی اور محنت رائی مین عمر صرف کر خیر قبول کی چارہ کیا تھا خاموش ہو رہا جب سے اس
مشقت ومحنت مین زندگی بسر کرتا ہون جسکے حمزہ ثانی اور یاران اسلام کے یہان آنے کا
اتفاق ہوا اُسوقت میرے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ میرا پدر فرعون شاہ خداوند مشہور ہے اُس کی

قدرت وجلال سے جو بجا معذرت کرتے ہوتے تھے یہ کیسی قدرت خداوندی ہے کہ میں اس مصیبت میں مبتلا ہون اور اسکی
قدرت مطلق کام نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خداوندی کے قائل محض دھوکے میں ہیں اور حقیقت میں کچھ نہیں
ہے ناچار اس بات کا عہد کیا کہ اگر خدا پرستون کا مذہب حق ہے تو ضرور میں اس قید سخت سے رہا ہو جاؤنگا اور اسوقت
میں بھی مسلمانون کے مذہب کو سچا برحق سمجھونگا بعد اس نیت کے شب کو سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا ایک مرد
مقدس ذات معظم صفات تشریف لائے جنکی شان وعظمت اسوقت تک میری نظر میں سمائی ہوئی ہے انھون نے
بشارت دی کہ اے جوان مطمئن رہ عنقریب تیری رہائی کا سامان پیدا ہوتا ہے یعنے تین روز کے بعد ایک جوان
خدا پرست اس باغ میں پہونچے گا اخبار دیو کو ہلاک کریگا مع ہذا نیرنگ جادو بھی اسی جوان کے ہاتھ سے
ہلاک ہو جائے تو عجب نہیں ہے ان مرد بزرگ کی بشارت دہی سے نہایت متعجب تھا کہ یہ کون ہیں یکایک
غیب سے آواز آئی کہ اے فیاض کیون متحیر ہے یہ بزرگ حضرت ابراہیم ہیں تیری رہائی کی خوشخبری دیتے ہیں ہان
اے جوان ان بزرگ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس جوان وارد طلسم کا نام بدیع الملک ہوگا اگر واقعی تمھارا نام
بدیع الملک ہے تو یہ طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہو جائے گا اور فتح طلسم نیرنگ جادو کے ہلاک ہونے پر موقوف ہے
جسوقت نیرنگ کی ہلاکت وقوع میں آئیگی اسیوقت طلسم فتح ہو جائیگا شہزادہ نے پوچھا نیرنگ جادو کہان ہے
اسنے کہا شہریار مجکو اسکے مقام قیام سے اطلاع نہیں ہے ہان کبھی کبھی میرے دیکھنے کو یہان اسکا ورود ہوتا ہے ہنوز یہ
باتین ہو رہی تھیں یکایک ہوا سے آسمان سے نعرہ کی آواز آئی کہ ہان اے فیاض تو میرا رقیب ہے دیکھون تو میرے
ہاتھ سے کہان جاتا ہے بعد اس صدا کے آنکھون سے دیکھا کہ اخبار دیو ہوا سے آسمان سے زمین پر آیا چونکہ فیاض
کی نظر اخبار دیو پر پڑی مثل بید لرز گیا اور شہزادہ بدیع الملک کے عقب میں جا چھپا اخبار نے نعرہ مارا کہ اے
فیاض تو اس جوان کے عقب میں کیون چھپا ہے میں خوب جانتا ہون کہ تیرے ہی سبب سے یہ جوان یہانتک پہونچا
ہے بدیع الملک نے کہا اے خیرہ سر فیاض سے کیا کہتا ہے جو کچھ کہنا ہو مجھ سے کہہ فیاض کی کیا وقعت ہے جو میرے
یہانتک پہونچنے کا سبب ہوگا اخبار دیو نے شہزادہ کو سرتاپا بغور دیکھا اور کہا اے جوان ضعیف الجثہ بیباک مطلق
اپنی جان کا پاس نہیں ہے مجکو تیری کم جثگی پر رحم آتا ہے ورنہ تو ایک ہی لقمہ ہے میرا کیا ہے شہزادہ نے کہا او اجل رسیدہ یہ
تیرا خیال محال ہے مع ہذا ایسا ایک وار شمشیر آبدار کا اسکی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا اخبار کا ہلاک ہونا تھا
کہ ہوا سے آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا اور شہزادہ کے کمربند کو گرفت میں لاکے جانب آسمان پران ہوا اور اسقدر
بلند ہوا کہ شہزادہ کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جب شاہزادہ نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک کوہ بلند پر پایا جو نہایت
سیاہ و بے نور و ہولناک تھا جسطرف نظر جاتی تھی بیابان بلا خیز تھا کہ از ظلمت لبد لوسون درخت کا نام نہیں
ہوا سے گرد کے جھونکے دل وجگر کو کباب کئے دیتے تھے سنسان تو اس باختہ کئے دیتا تھا اور درد کے نمسار دکھائی
دیتے تھے مع ہذا دیکھا ایک زن کریہ المنظر عجیب الخلقت سامنے کھڑی ہوئی ہے شہزادہ نے گھبرا کے پوچھا تو کون ہے
اسنے کہا اے جوان تو مجکو نہیں جانتا حالانکہ تو نے میرے مطلوب یعنے اخبار دیو کو بے خطا قتل کیا برسون کا
ساتھ چھوڑا ہوا اب بے اسکے زندگی وبال ہے کیا تو نے نہیں دیکھا اسکی مفارقت میں میرا ایسا خراب حال ہے ہائے
میں کیا کرون کدھر جاؤن وہ اسکے موٹے موٹے ہاتھ پاؤن اور تمام اعضا وہ اسکا ٹھکا سا سر توند سا پیٹ
کہان پاؤنگی اے جوان اگرچہ تو بھی مرد ذات ہے لیکن تیرے تمام اعضا سینک سلائی ہیں بالکل کم جثہ ہے اگر
اسکے عوض میں تجھسے دل بہلاؤن تو کیا پاؤنگی (...... چہ خفتہ چہ بیدار) کا مصداق پاؤنگی آخر حسرت ہی

بارہ مین کیا کرنا چاہیے سب نے بالاتفاق عرض کی شہریار ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو بجا لاوین حمزہ ثانی سے کہا
خبر کل سے دار و گیر جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا اور نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ دہل زن دہل [illegible]
یہ خبر فرعون کو پہونچی تمام افسران فوج کفار کو ایک جا جمع کیا اور کہا اے بندگان خاص ہمارے تم ہو کہ آج پھر اپنے لشکر
مین نقارہ رزمی بجوایا ہے کل کے روز ایسی کوشش کرو کہ مسلمانون کا قصہ پاک ہو جائے ہم مسلمانون کے ہاتھ سے بہت
شکست آئے ہین ان گبرون نے کہا اے خداوند مثل مشہور ہے کہ - خود کردہ را علاجے نیست [illegible] اسطرح کی تقدیر جاری کردی
گئی ہے حالت یہ ہے مسلمان ہی غالب رہین تو اب شکایت کیا ہے جو کچھ آج تک ظہور مین آیا تیری مرضی کے موافق اور اب بھی
جو کچھ ظہور مین آئیگا تیری مرضی کے موافق ہوگا فرعون نے کہا اے یارو واقعی تمھارا کہنا صحیح ہے ایک وقت مسلمانونکی سرکشی
پر غصہ آتا ہے دوسرے وقت وسعت اپنی رحمت پر نظر جاتی ہے اگرچہ مسلمان مجھ سے منحرف ہین تاہم میرے بندے ہین لیکن اب انکی
سرکشی سے بہت عاجز ہو گیا ہون کل کی میدانداری مین سبکو تیغ بیدریغ کرو ہم کو انکی رعایت ذرا منظور نہین ہے - یہ کہا
اور اپنے لشکر مین بھی نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ ز نقارہ آواز آمد برون ۔ کہ دون دون ست فرعون دون ۔ +
تمام شب دونون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی یکایک صبح کی توپ دل سے چلی ادھر صبح کی نوبت سے نقارہ پر
چوب پڑی لشکر و تمن کی بندی ہونی شروع ہوئی آفتاب عالمتاب بخوبی طلوع ہونے نہ پایا دونون لشکر میدان
مین آکے صف آرا ہو گئے ابھی کوئی پہلوان کسی لشکر سے ضرب کیواسطے نہین نکلا تھا کہ ایک جانب سے گرد پیدا ہوئی
دونون لشکر اس گرد کی جانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد چاک ہوا [illegible] عیار پیشہ نمودار ہوئی فرعون کی خدمت مین
حاضر ہوئی زمین نیاز پر سر رکھا اور کہا خداوند قنطورہ لوش [illegible] پہونچا چاہتا ہے اس [illegible] دوسری گرد پیدا
ہوئی اور قنطورہ لوش دو لاکھ پچاس ہزار سوار کی جمعیت سے آیا اسکے لشکر کے ساتھ ایک قصر [illegible]
کی بلندی پر معلق چلا آتا تھا عرض و طول اس قصر عالیشان کا برابر تھا [illegible] چار جانب اس قصر بلند کی ترتیب
سے تھے چار جانور نہایت خوفناک ان چارون برجون پر بیٹھے تھے اس قصر کو بصورت آسمان بنایا تھا آفتاب و ماہتاب
وغیرہ ستارہ بھی اس قصر مین [illegible] گئے تھے قنطورہ لوش آیا فرعون کو سجدہ کیا دعا و ثنا خداوندی بجا لایا وہ قصر
فلک صورت لشکر فرعونی پر سایہ فگن ہوا فرعون نے جو اس سامان کو دیکھا بہت خوش ہوا چونکہ قریب جنگ شروع
ہونے والی تھی فرعون نے طبل بازگشت بجوا دیا اور اپنی بارگاہ مین آکے قرار لیا قنطورہ لوش بھی بارگاہ مین حاضر ہوا
فرعون نے کہا اے قنطورہ لوش یہ قصر کیسا ہے اور کسواسطے لایا ہے قنطورہ لوش نے کہا اے خداوند یہ قصر خاص تیرے واسطے لایا
ہون اگرچہ بظاہر یہ ایک قصر وسیع ہے لیکن اسکا اندرونی سامان دیکھنے کے قابل ہے حالانکہ خداوند صاحب قدرت کے
رو برو اسکی کچھ حقیقت نہین ہے خداوند ایسے قصر ہزار مہیا کر سکتا ہے فرعون نے کہا اے قنطورہ لوش ہم اس قصر کی سیر
کر سکتے ہین قنطورہ لوش نے کہا کیون نہین آج شب کو اسی قصر مین استراحت فرمائیگا فرعون نے کہا یہ قصر بالائے
ہوا معلق ہے کسطرح اندرون قصر پہونچ سکتا ہون قنطورہ لوش نے باواز بلند کہا کہان ہے اے مرکب طیارت فورا جلد
حاضر ہو اور خداوند کو سوار کرکے مقام خداوندی مین لیجا فرعون نے دیکھا ایک دروازہ اس قصر معلق کا خود وا ہوا اندرون
دروازہ سے ایک مرکب سفید بال زین و لجام مرصع طرارہ بھرتا ہوا باہر آیا فرعون نے کہا اس مرکب پر مین کسطرح سوار
ہو سکتا ہون اسواسطے کہ اول تو ہوا پر معلق ہے علاوہ برین نہایت سرکش معلوم ہوتا ہے نہین معلوم مجھسے سرکشی
پیش آئے اور کس جانب نامعلوم لے جاوے قنطورہ لوش نے کہا اے خداوند خائف نہو یہ مرکب چست و
چالاک ایسا سرکش نہین ہے کہ کسی جانب بغیر تیرے لے جاوے گا اور اس مرکب سے باواز بلند کہا اے مرکب خداوند

سنگار زنجیری کیوں طرح بیان ہو سوار اسے شجیبہ خدا سے نعت ہوتی ہو بڑی سہولت و آسانی سے خداوند کے قریب آ وہ مرکب سفید آہستہ فرعون کے قریب آیا فرعون اپنی جگہ سے اٹھا اور اس مرکب سفید کی پشت پر سوار ہوا وہ مرکب اس قصر کیجانب روانہ ہوا جب قریب اس قصر کے پہونچا اس قصر میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور فوراً کھل گیا فرعون مرکب پر سوار اندر دروازہ میں داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا وہ قصر میں پہونچا جہاں فرش تکلف بچھا تھا صدر میں مسند و تکیے لگے تھے در و دیوار شیشہ آلات سے آراستہ غرضکہ جو سامان ضرورت و زیبائش سے مہیا و آراستہ تھا اندرون قصر ایک باغ ابر بہار الانق و بوستان بھی تھا درخت شاداب نہریں پر آب زنگارنگ کے گلہائے کھلے ہوئے میووں پر تعالی کی تھیلیاں چڑھی ہوئیں بلبلیں چہک رہی ہیں خوشبو سے کیاریاں مہک رہی ہیں مستان بہار باغ جیبا ک

گل بیٹھے ہیں زیر سایۂ نخل	سبنل کہیں زلف ہی لہرائے
غنچے ہیں بھرے ہوئے بہشت ساں	گلہائے کا ہیں چمن کھلا ہے
شبنم سے ہیں چہرے جیسے چمک کی	یا لولو کا حاشیہ دیا ہے
لالہ کہیں باربار رنگ کھلائے	آتے ہیں نسیم کے جو جھونکے

ہوتا ہے دماغ تازہ بوسے اس روز قنطورہ پتہ پوش نے صبح سے نقارہ جنگ بجوایا دوسرے روز جبکہ دونوں لشکر میدان حرب میں آئے صف آرا ہوئے حمزہ ثانی نے دیکھا کہ ناگہاں اس قصر کا دروازہ کھلا فرعون سی مرکب سفید پر سوار ہوا ہے آسمان سے زمین پر آیا اور کمپ لشکر میں آ گئے قیامت میں حمزہ کو اس حال عجیب کو دیکھ کے کمال حیرت ہوئی قنطورہ پتہ پوش میدان میں آیا ماہ بروہ مقابل طلب کیا لشکر اسلام سے اسد میدان میں آیا قنطورہ پتہ پوش نے کہا اے جوان خداپرست اگر جان کی سلامتی چاہتا ہے خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا معتقد ہو ورنہ آمادہ مرگ ہو اسد نے زبان سے کچھ جواب نہ دیا البتہ شمشیر بڑھاکے وار کیا اس نے اس وار کو رد کیا اور کہا اے جوان کچھ اور بھی جرات ہے پس اسد نے دوسرا وار کیا نخے اس وار کو بھی سپر پر روکا اسیطرح تین وار بچا کر قنطورہ پتہ پوش نے بڑھکے اور کہا اے جوان ہوشیار باش کہ میری ضرب تو ضرب اگوش کن جم ہے دنیا فراموش کن یہ کہکے شمشیر آبدار کا وار اس طاقت سے کیا کہ اگر کوہ پر وہ ضرب پڑتی تو پاش پاش ہو جاتا اسد نوجوان نے بھی سپر دیکر اس وار کو رد کیا قنطورہ پتہ پوش نے کہا اے جوان اگرچہ توت میرے وار کو رد کیا پھر بھی میں تجھکو کب چھوڑتا ہوں اور اسد کے کمربند میں ہاتھ ڈالکے بسہولت تمام سر سے بلند کر لیا لشکر میں خوشی کا نعرہ بلند ہوا قنطورہ پتہ پوش نے اسد کو زمین پر مار کے بستہ کر لیا اور چند شیاطین کی حراست میں بخدمت فرعون بھیجدیا جو نہیں فرعون کی نظر اسد پر پڑی نعرہ مارا کہ اے میر موکلان عذاب کہاں ہو جلد حاضر ہو حمزہ ثانی و سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ دروازہ اس قصر کا جانب مشرق کھلا چند جب نور از قسم بازو شاہین دروازے سے باہر نکلے سب نے بالاتفاق کہا اے خداوند ہم حاضر ہیں کیا حکم ہوتا ہے فرعون نے کہا اے موکلان عذاب جلد اس جوان کو طمانچوں سے مارتے جندونے وعدہ کیا ہے کہ اب ہرگز مسلمانوں کی رعایت نہیں کرونگا جو گرفتار ہوگا فوراً حکم قتل دونگا۔ وہ جانور اسد کے قریب آئے اور سر تا پا اسد کے گوشت کو نوچ نوچ کے کھانے لگے قریب تھا کہ وہ اسد کو اس حال خراب سے ہلاک کرتے دیکھا ازسرتاپا غیظ و غضب ہو گیا گریبان چاک کیے قنطورہ پتہ پوش کے مقابلہ میں آیا اور کہا او نابکار تو نے اس وقت مجکو تخت صد مد پہنچایا یہ صدمہ ہرگز دفع نہ ہوگا جبتک اسد کیطرح تجھے بھی ہلاک نہ کرونگا قنطورہ پتہ پوش نے کہا اے جوان گفت و شنید سے کیا فائدہ اگر مرد میدان ہے حملہ کر کرب نے تلوار کا وار قنطورہ پتہ پوش پر کیا قنطورہ پتہ پوش نے کرب کے بھی وار کو رد کیا اور کرب کے کمربند کو گرفت میں لاکے سر سے بلند کر لیا پھر زمین پر مار کے بستہ کیا اور اسے بھی چند نابکاروں کی حراست میں فرعون کے پاس بھیجدیا فرعون نے کہا اے کرب تو اسد کے ہلاک ہونے سے بہت ملول ہے خیر تجھے بھی اسد کے پاس بھیجتا ہوں یہ کہا اور جلد کہا اے موکلان عذاب جلد آؤ اور اس

کہ مجھکو مرنے سے خوف نہیں ہے تعلیم کرو ورنہ آمادہ مرگ رہو شبرنگ نے کہا او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہے فرعون کیا
قدرت رکھتا ہے جو کوئی اسکی پرستش کرے گا بس زبان بہ بند و بازو بکشا۔ نوبت بابخار رسید سے

بہیر دو بر فتند خنجر بدست ۔ دلیران نظارہ کنان بر دو جست
زچکاچاک خنجر بگردون رسید ۔ ز شیر دستان خون بجیحون رسید

راوی کہتا ہے کہ دو پہر تک دونون نے تیغ و خنجر بازی کی آخر الامر شبرنگ تاب مقابلہ نہ لایا شمین کے روبرو سے گریز کی
شمین بن شیاطین نے اسکا تعاقب کیا اور کہا اے خدا پرست دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جان بچا کے جاتا ہے
شبرنگ نے قلابازی کی اور زمین پر آ رہا شمین سمجھا کہ شبرنگ تھک گیا ہے اسوجہ سے زمین پر گرا ہے اسنے جست کی
اور قریب شبرنگ کے آ کے چاہا کہ سر اسکا تن سے جدا کرے ہنوز وہ قریب شبرنگ پہونچنے نہ پایا تھا کہ
شبرنگ نے پھر جست کی اور حلقہ کمند کو اس سبکی سے اسپر پھینکا کہ شمین از سر تا پا پیچیدہ ہو گیا ارادہ کیا
کہ شمین کا سر تن سے جدا کرے قنطورہ پوش اس حال کو دیکھ کے شبرنگ کیطرف جھپٹا اور اسکی گردن کو گرفت
میں لا کے اٹھا لیا پھر بغل میں دبا کے اور شمین بن شیاطین کو رہا کر کے شبرنگ کو فرعون کی خدمت میں لایا فرعون
نے نقارہ بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فرعون بھی اپنی بارگاہ میں آیا شبرنگ
کو اپنے روبرو طلب کیا چند ملازم اسکو گرفتہ و بستہ کئے ہوئے لائے قنطورہ پوش بھی موجود تھا اسنے پوچھا کہ
بیچارہ تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجھکو شبرنگ بن قران کہتے ہیں قنطورہ پوش نے کہا تو قران کا لڑکا ہے فرعون نے کہا کیا کہا
قنطورہ پوش نے کہا مجھے خداوند کیا کہون اسوقت سخت وقت لاحق ہو گئی وہ دکھتا ہے کہ میرا بھی خدا پرست تیری
مخالفت میں تو بلا سزا میں لیکن شمین بن شیاطین جوان جوان کو گرفتار کر لایا ہے محض بیکار لایا میں اسکو رہا کر دینا
چاہتا ہون اسواسطے کہ اسکے باپ سے اور میرے درمیان لیسا سابقہ نہیں ہے کہ اسکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکون فرعون
نے کہا اگرچہ یہ جوان میری خداوندی کا اقرار کرے تو کیا منع ہے اسواسطے کہ دین و مذہب میں کسی قسم کے سابقہ کا لحاظ
کرنا محض عبث ہے قنطورہ پوش نے کہا اے خداوند اس عقدہ کو میں ہی خوب سمجھ سکتا ہون بعد ازان شبرنگ کو
خلعت دیا اور قید و بند سے خلاص کر کے کہا اے شبرنگ مجھکو تیرے باپ کی رعایت بہت کچھ مدنظر ہے اس سے تجھے رہا کیے دیتا
ہون جا میری طرف سے اپنے باپ کو دعا کہدینا پس شبرنگ نے اپنی رہائی کو غنیمت جانکر لشکر کفار سے باہر آیا

اب دو کلمہ داستان شاپور شیر دل کے مسطور ہوتے ہیں

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اسطرح تکلم فرسا ہوئے ہیں کہ شاپور شیر دل مستعدی تمام اطراف و اکناف عالم
میں بکمال الحین شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نہ پایا تلاش و تجسس کرتا ہوا لشکر کیطرف پہونچا اسوقت اسکے دل میں
آیا کہ پہلے لشکر کفار کے لشکر میں چلو اور سراغ لگاؤ شاید شاہزادہ بدیع الملک سے ملاقات ہو جائے یہ نیت کر کے
لشکر کفار کیجانب چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک شخص خلعت بیش قیمت پہنے چلا آتا ہے دل میں کہا شبرنگ بن قران کے
مشابہ یہ کون شخص ہے جب کہ شبرنگ قریب آیا شاپور نے کہا اہا ہا اے شبرنگ تم اسوقت یہان کہان اور یہ خلعت
کیسا پہنے ہو اسنے کہا شہریار کیا پوچھتے ہو میرا قصہ عجیب و غریب ہے سنو میں لشکر اسلام میں تھا لشکر فرعون سے
جنگ شروع ہوئی یہانتک کہ میری باری آئی میں شمین بن شیاطین سے مقابل ہوا بعد رد و بدل بسیار شمین بن
شیاطین نے مجھکو گرفتار کر لیا بعد گرفتاری فرعون نے مجھکو دربار میں اپنے روبرو بلایا وہان قنطورہ پوش بھی موجود
تھا اسنے میرا نام پوچھا میں نے اپنا نام بتایا اسنے نہایت متعجب ہو کے کہا ہان تو قران کا لڑکا ہے اور خلعت
دے کے مجھکو رہا کر دیا شاپور نے کہا اے شبرنگ میں بھی اس لقابدار قنطورہ پوش کو دیکھنا چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا شہریار اب تو میں لشکر کفار سے چلا آیا ہوں اگر وہیں ہوتا تو البتہ بیدار کو دیکھ دیتا سہل ہوتا شاپور
نے کہا لشکر کفار میں پہنچو شبرنگ تا دیر وہاں رہا بعدہ کہا اچھا چلو اور بار دیگر لشکر کفار میں آ کے قیام کیا اہل لشکر
نے پوچھا تو کہاں آیا شبرنگ نے کہا اسوقت میری طبیعت نادرست ہے اپنے لشکر میں جاؤنگا شاپور شیردل
کو پوچھا یہ کون ہے شبرنگ نے کہا یہ میرا ملازم ہے اہل لشکر خاموش ہو رہے جب نصف شب گذری حسب مشورہ
شاپور و شبرنگ قنطورہ پوش کی خوابگاہ میں آیا دربانوں نے روکا کہا تم مجھکو نہیں پہچانتے انھوں نے کہا ہم تجکو
خوب پہچانتے ہیں تجکو قنطورہ پوش نے خلعت دے کے رہا کر دیا ہے شبرنگ نے کہا خلعت سے بعض پارچے
میں نے پہنے ہیں اور بعضے پارچے باقی ہیں انکو لینے جاتا ہوں دربانوں نے کہا صبحکو لینا اسوقت کیا جلدی ہے شبرنگ
نے کہا جلدی یہ ہے کہ میں اپنے لشکر میں جانا چاہتا ہوں اسوقت تک یہاں مقیم رہا اب تھوڑی دیر استراحت کا
بھی ارادہ ہے یہاں سامان استراحت موجود نہیں ہے اور اگر میری طرف سے تم مشکوک ہو تو چلے خود دیکھ لو
جس شخص نے اس حالت میں مجکو رہا کر دیا اور فریدون خلعت سے سرفراز کیا تو میں اسکے ساتھ کسطرح پیش آسکتا
ہوں ہاں تجسے بری طرح پیش آیا ہوتا یا مجکو اس بات سے کسیطرح کی تکلیف پہونچی ہوتی تو میری طرف سے مشکوک
ہونا بجا تھا دربانوں نے باہم مشورہ کیا آخر رائے اسپر قرار پائی کہ جانے دو یہ شبرنگ قنطورہ پوش سے بدی
نہیں کر سکتا غرضکہ شبرنگ قنطورہ پوش کی بارگاہ میں گیا دارو بیہوشی قنطورہ پوش کو سنگھائی پشتارہ
باندھا دوش پر اٹھا کے لیچلا دربانوں نے کہا کچھ ہمارا حق بھی ہے شبرنگ نے کہا جسکو تم لینا ہے میرے ساتھ چلے
آوے ایک دربان ساتھ ہمراہ چلا کہا کہاں لیچلے شبرنگ نے کہا یہ ملازم وہاں بیٹھا ہے اسکے پاس سے کچھ دلوا دونگا
وہ ملازم شبرنگ کے ہمراہ شاپور شیردل کے پاس آیا شبرنگ نے اشارہ کیا شاپور نے چند روپئے اس دربان کو
دیدئے دربان ان درموں کو لیکے واپس گیا شاپور شیردل وہاں سے اپنے لشکر میں آیا حمزہ ثانی کی ملازمت
حاصل کی حمزہ ثانی شاپور کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور کہاں تھے اور کیا کام کر لائے اس [illegible]
میں لیا ہے شاپور شیردل نے کہا شہریار میں بدیع الملک کی تلاش میں گیا تھا ہر چند تجسس کیا مگر شہزادہ
کا پتہ نہ ملا اے شہریار اگرچہ شاہزادہ نہیں ملا مگر اس کوشش کی ضمن میں ایک کام بنا لایا ہوں وہ یہ کہ لشکر کفار
میں گیا تھا اس قنطورہ پوش کو گرفتار کر لایا ہوں حمزہ ثانی بہت خوش ہوا اور کہا اے شاپور اگر تم قنطورہ پوش
کو گرفتار کر لائے ہو تو اسکی قید و بند کا بخوبی انتظام کرنا ایسا نہ ہو کہ محنت ضایع ہو جائے اور اسکو ہوش میں لاؤ
شاپور شیردل نے دارو دفع بیہوشی سنگھائی قنطورہ پوش ہوش میں آیا دیکھا دست و پا زنجیر آہنی میں مستحکم بستہ
ہیں اور شہزادہ سرہانے بیٹھا ہے باواز بلند ایک نعرہ مارا کہ او خیرہ سر کون مجکو گرفتار کر لایا ہے شاپور شیردل نے کہا
اے جادوگر نابکار کیا پوچھتا ہے گرفتار کرنیوالا میں ہوں اگرچہ حوصلہ ہو تو باقی نہ رکھ قنطورہ پوش نے کہا اے سرداران
لشکر اسلام تم مجھ جادوگر کے بچے ہو میں ہزار ہزار لعنت جادوؤں اور ساحروں پر کرتا ہوں یہ کہا اور بلند قہقہہ مارا شاپور شیردل
نے کہا تو کیا ہنسا قنطورہ پوش نے کہا میں یہ ہنسا کہ تو نے اپنے خیال میں مجھے گرفتار کیا لیکن اپنے نزدیک
میں اس گرفتاری میں بھی مجبور نہیں ہوں مجکو مجبور کرنا ایک کس و ناکس کا کام نہیں ہے شاپور شیردل نے کہا
میں تجکو اسوقت مجبور ہی سمجھتا ہوں ہاں اسوقت مجبور نہ سمجھونگا کہ اس گرفتاری کی حالت میں بھی تجسے کوئی
کار نمایاں دیکھونگا قنطورہ پوش نے کہا واقعی تو دیکھنا چاہتا ہے شاپور شیردل نے کہا بیشک دیکھونگا قنطورہ
نے اس زور سے اپنے دست و پا کو جھٹکا دیا کہ تمام بند ہائے آہنی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور علیحدہ ایک مقام بلند

پریشان ہوکے کہا اے شاپور خیرہ سر تیرہ روزگار تو نے میرے کارنمایان کو دیکھا تھا میرا دعویٰ غلط تھا یا صحیح اب کہہ تیرا
کیا حال بناؤں ہم شرط کہ اس مکر و فریب کے عوض میں اپنی تیغ ہی سے تجھے ہلاک کروں کہ جانوران صحرائی تیرے حال
خراب پر افسوس کریں یہ کہا اور شاپور کی جانب جھپٹ شاپور نے جوش میں آ جیسے ہوئے کہ سمجھا کہ فنطورہ پوش سے نہ روک سکا
تا یہ حال کہ یہاں قیام کرنا ہلاکت کا سبب ہے بارگاہ سے جلد نکل کے باہر آیا فنطورہ پوش نے کہا اب میرے ہاتھ
سے جان بچا کے کہاں جائیگا اور خود بھی بارگاہ سے باہر آیا اور ایک مرکب پر سوار ہو کے شاپور کا تعاقب کیا عمر ثانی نے
عمر ثانی سے کہا اے عمر دیکھتے ہو فنطورہ پوش کے ہاتھ سے شاپور شیردل کا سلامت رہنا دشوار معلوم ہوتا ہے جاؤ
شاپور کی مدد کرو اور حتے الامکان شاپور کو ہلاکت سے بچاؤ عمر ثانی بھی شاپور کی خبرگیری کے واسطے روانہ ہوا اور ان دونو
کے عقب میں عیارانہ چلا جاتا تھا ناگاہ دیکھا کہ وہ دونو زمین عیار شیشہ ور اور وہ چلی جاتی ہے عمر ثانی نے بھی انکے تعاقب
میں روانہ ہوتا اپنا دونوں لشکر کی حد میں پہونچے وہ دونوں زمین عیار شیشہ نظر سے یکایک غائب ہو گئی عمر ثانی ان نابکار
کے دروازہ پر آکے متوقف ہوا اندرون دروازہ سے آواز آئی کہ اے شیاطین تو کہاں جاتا ہے اسنے جواب دیا کہ فرعون
کا نامہ لیے جاتا ہوں بہت ضروری نامہ ہے آواز آئی کہ کب تک واپس آئیگا اسنے کہا واپسی کی بابت کچھ نہیں
کہہ سکتا دیکھیے کب واپس آنے کا اتفاق ہوتا ہے فی الحال خداوند ستون کی سرکشی سے خداوند فرعون بہت عاجز آ گیا ہے یہ
کہا اور شیاطین دروازہ کے باہر آیا عمر ثانی سوچے کہ اگر یہاں توقف کرونگا اس نابکار سے یقین دوچار ہونا لازم
آئیگا نظر بران بعجلت تمام وہاں سے روانہ ہوا اب عمر ثانی پیش پیش چلا جاتا ہے اور شیاطین اسکے عقب میں دو چار
ہے مگر ابھی تک شیاطین نے عمر ثانی کو نہیں دیکھا ہے عمر ثانی ہر مرتبہ بحیلہ شیاطین کے رخ کو دیکھتا جاتا ہے کہ
شیاطین نے کوہستان کی راہ لی عمر ثانی اسی جانب کوشتوں اور پہلوؤں سے لڑتا ہوا چلا اثنائے راہ میں بول کی
ضرورت ہوئی ایک جانب حاجت بول سے رفع کرنے کو بیٹھ گیا اسوقت شیاطین نے عمر ثانی کو دیکھ کے
پہچان لیا پہلے اسکو شک ہوا تھا لیکن بعد میں اسکو یقین ہو گیا کہ ضرور عمر ثانی ہے ایک جست مارکے عمر ثانی کے
قریب پہونچا اور کمند کا حلقہ عمر پر ڈالا کہ اسے گرفتار کرے عمر ثانی پیشتر ہی شیاطین کے اسطرف آنے سے مطلع
تھا اور خود منتظر تھا کہ ایسا نہ ہو مجھے دیکھ لے ہنوز حلقہ کمند اسکے سر تک نہ پہونچا تھا کہ اسنے دونوں ہاتھوں سے حلقہ ہائے
کمند کو دور کیا مع ہذا خنجر آبدار علم کرکے شیاطین پر وار کیا شیاطین نے اس وار کو رد کیا اور چاہتا تھا کہ خود بھی خنجر
کا وار کرے اس عرصہ میں عمر ثانی اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں میں خنجر بازی شروع ہو گئی اور تادیر رد و بدل رہی نہ اینرا ظفر
نہ اورا خطر۔ راوی کہتا ہے کہ شیاطین کا ایک لڑکا تھا شیبن بن شیاطین نام حسب اتفاق وہ اسوقت پہونچا شیاطین
نے عمر ثانی پر عرصہ تنگ کیا تھا شیبن بن شیاطین بھی اپنے باپ کا شریک ہو گیا قضائے کار و اتفاق روزگار
اسوقت جانک بن عمر یہاں پہونچا اور وہ بھی اپنے پدر عمر ثانی کی حمایت کو مستعد ہوا نوبت باینجا رسید کہ
شیاطین اور عمر میں اسطرف رد و بدل ہو رہی تھی ادھر شیبن بن شیاطین اور جانک بن عمر ثانی میں جنگ
شروع ہوئی یکایک نقابدار یاقوت پوش یہاں پہونچا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ اے خیرہ سرو کیا فتنہ و فساد کو
طول دے رکھا ہے اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک دوسرے سے دست بردار ہو ورنہ عنقریب تمہارے سر زمین پر لوٹینگے
وہ سب رد و بدل میں ایسے محو تھے کہ کسی نے نقابدار یاقوت پوش کے نعرہ کی جانب التفات نہ کی نقابدار یاقوت پوش
نے جھنجھلا کے تیر چلہ کمان میں رکھا اور شیاطین کی پشت نشانہ قرار دے کے اس زور سے رہا کیا کہ اس
نابکار کی پشت توڑ کے سینہ سے نکل گیا شیاطین دھم سے زمین پر گرا اور روح اسکی ناپاک کی

ہلاک کی ہلاک ہو گئی عمر ثانی نے دوڑ کے سر جس اسکا تن سے جدا کیا اور وہ کاغذ بھی اسکی جیب سے نکال لیا
شیاطین بن شیاطین جانتا ہے عمر سے ردو بدل میں مصروف تھا جو ہین گئے اپنے باپ یعنی شیاطین کو سر بریدہ
دیکھا پس تاب مقابلہ نہ رہی فرار پر قرار لیا اور غائب ہو گیا بعدہ فقط دار بھی جسطرف سے آیا تھا اسیطرف راہی ہوا
عمر ثانی حمزہ ثانی کی خدمت میں آگے زمین بوس ہوا حمزہ ثانی نے پوچھا اے عمر ثانی کچھ شہر زل اور نسطورہ لوش کے
قصہ کا کیا نتیجہ ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار حسب الحکم والا میں ان دونوں کے حال کی خبر کو گیا تھا وہ دونوں بیٹے غائب
ہوگئے کچھ مطلق پتہ نہیں ملا لیکن یہ سر شیاطین نابکار کا حاضر ہے حمزہ ثانی کو نہایت تعجب ہوا اے عمر یہ سر شیاطین
ہی کا ہے یا کچھ شبہہ ہے عمر نے کہا کچھ شبہہ کا محل نہیں ہے مجھ سے تا دیر اس سے ردو بدل رہی نکلا یار یاقوت پوش
نے اسکو تیر سے ہلاک کیا میں نے اپنے ہاتھ سے اسکا سر تن سے جدا کیا ہے بعدہ مفصل کیفیت بیان کی
اب اس حال کو یہین ملتوی رکھ جاتا ہے اور حال شیاطین لعین کے قتل ہونیکا مرقوم ہوتا ہے

ناصر کہنہ کیا گردش افلاک نے تھی
ام ہیں پھر ہم میں رسائی ہو رسا غم کی
خانۂ دل میں کیا بسکہ عناصر نے فتور
گرم ہنگام سخن نکلا نہ ہو میرے حضور
حال سوز غم فرقت کو کرین گر تحریر
بزم حیرت نے بنایا مجھے گویا تصویر

دہ سکندر ہے شنا ہے جو جمشید ہو کی
صحبت ہمنفسان طرب آمادہ بھی
جائے شون شعلہ سرکش ہے کوئین مسلسل
جام آتش منم آتش دل جام آتش
دے نالہ برق کی آواز قلم جائے کسفیر
پاس ناموس جنون سب سکوت ہو داست

فرصت دل کی تمست ہوئی جو دم ہے
بعد از یہ بزم کا شیشہ کا بادہ بھی
مجھ سے بیگانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور
آب میں آتش ہے آتش دخان آتش
اک خموشی ہے مری لالکو زبان کی تقریر
گوش کن گوش کہ خاموشی میں فریاد ہست

واقف ان اسرار شیرین کلامی و عالمان رموز سحر بیانی اس داستان حیرت لوازمات میں سطح و رنگ و ربانہ ہوئے ہیں کہ وہ نازنین
عیارہ راہ میں پہنچ جاتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک لاش بے سر زمین پر افتادہ ہے خوب غور سے اسکے دست و پا کو دیکھ
لباس سے پہچانا تا دیر سرنگون و متامل رہی دل میں کہتی تھی کہ یہ لاش بے سر شیاطین کی معلوم ہوتی ہے اسکو کس نے
ہلاک کیا کہ سر تن سے جدا کر لے گیا اور دھڑ کو چھوڑ گیا پھر خیال آیا کہ یہ کام عمر ثانی کا معلوم ہوتا ہے کسواسطے کہ عمر ثانی
کو تو میں نے اس راہ میں دیکھا بھی تھا غضب کیا خداوند فرعون کا ایسا مقرب تھا اور وہ اس ذلت سے ہلاک کیا
جاوے کہ حریف اسکا سر لیجاوے اور تن بے سر زمین پر افتادہ چھوڑ جاوے خدا پرست بڑے سفاک و بیباک ہیں
انکو مطلق خداوند فرعون کی قدرت و جلال کا خیال نہیں ہے نہیں معلوم فرعون کو اس حال کی خبر ہوئی یا نہیں
عمر ثانی سے اس سفک کا عوض لینا ضرور ہے چنانچہ یہ ارادہ مصمم کر کے لشکر اسلام کیجانب روانہ ہوئی اور اسوقت
بارگاہ میں پہنچی کہ عمر ثانی حمزہ ثانی کے روبرو شیاطین کی ہلاکت کے واقعہ کو بیان کر رہا تھا اور حمزہ ثانی عالم
محویت میں سن رہا تھا کہ یکایک وہ نازنین عیارہ آئی اور اس چالاکی سے عمر ثانی کو بغل میں مار کے لے گئی کہ جو
جہاں تھا وہ وہیں ششدر رہ گیا کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اسکے حال سے متعرض ہوتا لیکن اسوقت کہ نازنین عیارہ
نے عمر ثانی کو بغل میں مارا تھا عمر ثانی نے اس کاغذ کو حمزہ ثانی کیطرف پھینک دیا تھا واضح رہے کہ یہ وہ کاغذ ہے
جسکی بابت عمر ثانی نے قریب دروازہ سنا تھا کہ کسی نے پوچھا تھا اے شیاطین کہاں جاتا ہے اسنے کہا تھا کہ میں
ضروری خط خداوند فرعون کا لیے جاتا ہوں الغرض حمزہ ثانی نے اس کاغذ کو کھولا فرعون نے لکھا تھا کہ اے
مقرب خوب تونے مدد مجھکو پہونچائی تجھکو اطلاع دیجاتی ہے کہ جتنے اہل مکان مجلس کے ہیں ان کو بکمال خدا پرستو کو فرصت
دینا ہرگز لازم نہیں ہے اس مضمون کے نامہ کو دیکھ کے حمزہ ثانی نے کہا یارو وہ زن مکارہ عمر ثانی کو لے گئی ہے

سے مجھے خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ اسے ہلاک کرے عمر ثانی کی خبر لینی ضرور ہی یہ سوچ کر اور اسی وقت مرکب پر سوار ہو کے اسکے
عقب میں روانہ ہوا خیز اخیز چلا جاتا تھا اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک جوان کو سنگ بستہ کیے ہوئے اُس
پر زد و کوب کر رہا ہی اور وہ جوان عصا سے فریاد بلند کیے ہوئے ہی اور یہ کہتا جاتا ہی کہ ارے مجھ سے ہزار تومان لے لے
اور مجھکو رہا کر دے وہ مرد پیر کہتا ہی کہ تو دشمن ہی خداوند کا مجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا شاہزادہ دست بستہ اُس جوان گرفتار بلا کی حالت
کو دیکھا دل آب ہو گیا دل میں کہا یہ مرد پیر بڑا سخت دل ہی کہ جوان الحاح و زاری کرتا ہی مگر یہ نہیں مانتا آخر تیر کو چلے
کمان میں رکھا اور مرد پیر کے سینہ کو نشانہ کیا وہ تیر اسکی پشت توڑ کے نکل گیا وہ فوراً زمین پر گرکے بیجان ہو گیا
جوان اُسکے دست ظلم سے رہا ہو کے حمزہ کے قریب آیا قدم پر ہاتھ رکھ کر بولا کہ عرض کی ای والا منزلت و عالیمرتبت یہ
بدکار عرصہ سے مجھکو ہلاک کیا چاہتا تھا تم نے میری جان بچائی حمزہ ثانی نے اُس جوان کی صورت کو بغور دیکھ کے کہا
ای جوان تو میری نظر میں کچھ آشنا سا معلوم ہوتا ہی بتا تیرا کیا نام ہی یہ سنکے کہا ای شہریار تم نے مجھکو نہیں پہچانا میں زرقام
نام اسد نامدار کا عیار ہوں حمزہ ثانی نے کہا ہاں میں نے اب پہچانا ای زرقام تو یہاں کہاں اور یہ مرد پیر کون تھا
جس نے مجھکو گرفتار کیا تھا زرقام نے کہا شہریار یہ مرد پیر بے پیر سنبل برق انداز نام شیطین کا اُستاد تھا اب فرمائیے
کہ تم یہاں تنہا کس طرح آئے حمزہ ثانی نے کہا ای زرقام وہ نازنین عیار حبشیہ عمر ثانی کو میری بارگاہ سے لے آئی ہی
حالانکہ میں موجود تھا بندہ اور لوگ بھی موجود تھے مگر اس چالاکی سے عمر ثانی کو لی گئی کہ کسی اہل بارگاہ سے کسی کی جرأت نہ
ہوئی کہ اس سے متعرض ہو اسکے بعد کو خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عمر ثانی کو ہلاک کرے اسکے تعاقب میں روانہ ہو گئے زرقام نے
کہا تم ہی اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے یا کوئی اور بھی حمزہ ثانی نے کہا مرے ہمراہ کوئی نہیں عمر ثانی کی رہائی کی فکر میں
نکلا ہوں زرقام نے حیرت سے کہا ای شہریار بلند وقار تم جیسے سردار لشکر اسلام کو کب زیبا تھا کہ تنہا اس طرح سے
نازنینوں کے حال سے تعرض کرنے کو اپنے لشکر سے باہر آئے میری رائے یہ ہی کہ تم اپنے لشکر کو واپس جاؤ میں عمر ثانی
کی خلاصی کی فکر میں جاتا ہوں وہ نازنین عیار حبشیہ جہاں لیجاویگی اس سے سمجھ لونگا حمزہ ثانی نے لشکر اسلام کی

جانب مراجعت کی اور زرقام اُس نازنین عیار حبشیہ کے عقب میں روانہ ہوا

اب زرقام عیار اسد کو نازنین عیار حبشیہ کی تلاش میں روان چھوڑ جاتا ہی اور حال عمر ثانی مذکور ہوتا ہی ہمدست
واقف نیک و بد نکتہ رس فرواندہ شہرت میں داستان چنین گزندہ کہ جب وہ نازنین عمر ثانی کو حمزہ ثانی کے روبرو سے اٹھا لیگئی
ایک غار میں پہونچی عمر ثانی نے دیکھا کہ اُس غار میں چند خیمے برپا ہیں منجملہ اُن خیموں کے ایک خیمہ وسیع و بلند ہی وہ نازنین
عمر ثانی کو بغل میں مارے ہوئے اُس خیمہ میں آئی عمر ثانی نے دیکھا کہ اس خیمہ میں بالائے تخت فرش کیا ہوا ہی اور سامنے
اُس تخت پر یہ لمحات عمر بیٹھی ہی اُس نازنین نے اُسکو سلام کیا اُسنے کہا ای دل فروز بہت دیر کے بعد آئی نازنین نے کہا
ای صاحب کیا کہوں میں نے عجیب حیرت خیز سانحہ دیکھا یعنی میں راہ میں چلی جاتی تھی کہ دیکھتی ہوں کہ ایک مقام پر
شیاطین کا تن بے سر پڑا ہوا ہی پہلے میں سمجھی کہ کوئی اور شخص ہوگا لیکن جب غور سے دیکھا اور دست و پا اور لباس
پہچانے نظر کی یقین ہو گیا کہ شیاطین ہی چونکہ راہ میں بیشتر عمر ثانی کا کچھ شبہ سا ہوا تھا غالب گمان ہوا کہ
یہ کام عمر ہی کا ہی اسیوقت لشکر اسلام میں پہونچی اور عمر ثانی قاتل شیطین کو تیری خدمت میں لے آئی جسنے کہا ای
دل فروز خوب کیا جو اس سفاک کو لے آئی جلد سے کباب بنا کے میرے واسطے لے آ مجھ پر اسوقت گرسنگی غالب
ہی نازنین عیار حبشیہ نے کہا ای ملکہ اگرچہ میں عمر ثانی کو گرفتار کر لائی ہوں لیکن ابھی سے مجھ کو تجھی تو ہوتی ایسی جرأت
لازم نہیں ہی اگر وہ غرت کو اس حال کی خبر ہو جاوے گی تو وہ خداوند صاحب قدرت و جلال ہی غضب عذاب اپنا ہم پر

نازل کردے گا اسنے کہا ہاں اے دل افروز سچ کہتی ہے جلد جا فرعون سے پوچھ کے واپس آ زن عیارہ عمر ثانی کو وہاں سے
لے آئی اور اس قید خانہ میں بند کر دیا جو رستم ثانی اور یاران دیگر کے قید خانہ سے ملحق تھا راوی کہتا ہے کہ وہ زن عیارہ
غار سے باہر آئی تھی کہ زرفام پر اسکی نظر پڑی ہزار جان و دل سے زرفام پر فریفتہ ہوگئی زرفام کے قریب آئی فسون
و سحر سے اسکو سست کر کے قید کر لیا اور کہا اے زرفام تو میرا محبوب رہ میں فرعون کے پاس جاتی ہوں وہاں سے واپس
آکے تجھ سے متمتع ہونگی یہ کہکے چلی گئی۔

اب شاپور شیر دل اور فنطورہ پوش کا حال بیان ہوتا ہے

کہ شاپور شیر دل اور فنطورہ پوش پیش و پس خیز افتاں چلے جاتے ہیں ناگاہ سامنے سے گرد نمایاں ہوئی جب دامن
گرد چاک ہوا دیکھا خورشید نوجوان مع اختران شاہ چلا آتا ہے شاپور شیر دل نے پہچانا خورشید نوجوان کی ملازمت
بجا لایا خورشید نے کہا اے شاپور کہو خیریت تو ہے میں اسوقت تجھکو بہت پریشان و بدحواس دیکھتا ہوں شاپور نے
کہا شہریار فنطورہ پوش کے خوف سے بھاگا جاتا ہوں عنقریب وہ آکے مجھکو ہلاک کیا چاہتا ہے خورشید نے کہا تو یہاں
توقف کر فنطورہ پوش سے میں سمجھ لونگا تجھکو کسیطرح کا گزند نہیں پہونچے گا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں دیکھا سامنے سے
فنطورہ پوش نمایاں ہوا فنطورہ پوش نے جو خورشید نوجوان کو دیکھا بنظر تعظیم مرکب کی پشت سے زمین پر آیا
اور پیادہ پا خورشید کے قریب آیا خورشید بھی مرکب سے اترا اور دونوں صاحب سلامت ہوئی فنطورہ پوش نے کہا
شہریار اسوقت مجھکو کمال حیرت ہے یعنی پیشتر تم ستارہ پرست تھے اب میں تمہارے علموں پر آسمانی خدا کی حمد و تعریف
دیکھتا ہوں خورشید ہنسا اور کہا ہاں یہ تیرا کہنا سچ ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشتر میں بسبب ضلالت میں مبتلا تھا اب
شہزادہ بدیع الملک کی توجہ سے میں راہ راست پر آیا ہوں اور مسلمان ہوا ہوں فنطورہ پوش انگشت بدنداں ہوا
اور کہا شہریار مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے خدا پرستوں کو اذیت پہونچائی نہیں معلوم اس ظلم و بدعت کے عوض
میں خدائے آسمانی کا قہر و غضب مجھپر کس صدمے نازل ہوگا میں پناہ مانگتا ہوں اس حالت میں ایسے کلمے کہ جو زیادتی بھی
نادانی کی حالت میں ظاہر ہوئی خورشید نے کہا اے فنطورہ پوش آگاہ ہو کہ میں نے مدت العمر میں کبھی خلاف مرضی تیری کوئی کام
نہیں کیا ہے تجھکو بھی چاہیئے کہ میری مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کر اسنے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو میری کیا مجال ہے کہ خلاف
مرضی تمہارے کوئی کام کروں اس بات کو سچ جانو مجھکو ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ تم نے خدا پرستی اختیار کی ہے ورنہ مسلمانوں کو اذیت
پہونچانا کیسا انکی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو جاتا خیر آنچہ گذشت گذشت سہ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم +
ہمہ جہت مطمئن رہو اب میں خدا پرستوں کا دل و جان سے مددگار ہوں اور ابھی انکی حمایت کیواسطے جاتا ہوں یہ کہکے
اپنے لشکر کی جانب مراجعت کی بروقت روانگی خورشید نوجوان سے کہا میں اپنے لشکر میں جاتا ہوں وہاں پہونچ کے
فوراً نقارہ جنگ بجنے کا حکم دونگا اور خود میدان حرب میں آکے مرد مقابل طلب کرونگا تم بلا تکلف میرے مقابلہ کو آنا
خورشید نے قبول کیا الغرض فنطورہ پوش اپنے لشکر میں پہونچا سرداران لشکر کفار سے ملاقات کی خورشید نوجوان
لشکر اسلام میں آیا ملازمت حمزۂ ثانی بجا لایا حمزۂ ثانی خورشید کی ملاقات سے بہت خوش ہوا اور خلعت گران بہا سے
سرفراز کیا دست راست نشست کی اجازت دی اختران شاہ نے بھی ملازمت حمزۂ ثانی حاصل کی اسکو دربار
حمزۂ ثانی سے نیم تخت مرحمت ہوا اسکے بھی دست راست نشست کا حکم دیا خورشید نوجوان اور اختران شاہ
دونوں آداب و تسلیمات بجا لائے اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزۂ ثانی اختران شاہ کیطرف متوجہ ہو کے کہا اے بادشاہ خورشید
کو تم سے کیا نسبت ہے اور کس غرض کی شہریاری میں نے خورشید نوجوان کو اپنے پسران حقیقی کیطرح پرورش کیا ہے اور وہ

فرزندان امیر میں سے ہے حمزہ ثانی نے کہا اسکے فرزندان امیر میں سے ہونے کی کیا دلیل ہے اختران شاہ نے کہا دلیل
یہ ہے کہ جب امیر جانب بیت اللہ شریف لیگئے اور جادوان خنظل نے لشکر پر برف باری کی تھی جسکے صدمہ سے تمام
لشکر درہم و برہم ہو گیا تھا دو نقابدار گھوڑوں پر سوار ہوکے میری طرف پہونچے اسوقت میں شکارگاہ میں تھا وہ دونوں
نقابدار شکارگاہ میں وارد ہوے تھے میں نے ان دونوں نقابداروں کو گرفتار کر لیا جب انکا حال دریافت کیا انمیں سے
ایک نے کہا کہ میں گرملک شاہ زابلی کی دختر اور امیر صاحبقران کی بی بی ہوں دوسری نے کہا میں خواجہ عمر کی
زوجہ ہوں اور یہ بھی دریافت ہوا کہ دونوں حاملہ ہیں چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ دونوں کے یہاں نہایت حسین و
صاحب جمال دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں ایک کا نام خورشید ہے اور دوسرے کو کوکب عیار کہتے ہیں میں ان دونوں زنیوں
سے اپنی دختران حقیقی کیطرح پیش آیا ان دونوں لڑکوں کی ولادت کے چند روز بعد میں نے انکے آیندہ حالات دریافت
کرنے کے واسطے نجومیونکو طلب کیا اور ان سے کہا کہ ان دونوں لڑکوں کے طالع دیکھو ان نجومیوں نے زائچہ کھینچ
قرعہ پھینکا کچھ حساب کیا پھر بتایا کہ جس لڑکے کا نام خورشید ہے وہ کسی وقت میں صاحبقران ہوگا اور دوسرا جسکا
نام کوکب ہے وہ ایک عیار بے نظیر ہے جب یہ حال مجکو معلوم ہوا ان دونوں کی پرورش و پرداخت میں مبالغہ مرعی رکھا
ایک سال کے بعد ماؤں نے اپنی پونگوتی دکھائی یعنے ان دونوں لڑکوں کی ماؤں عصمت نشان نے دنیاے فانی
کو چھوڑ کے عالم جاودانی کی راہ لی اسوقت سے ان لڑکوں کی پرستاری میں زیادہ تر توجہ مبذول رکھی چونکہ میں
اس زمانہ میں ستارہ پرست تھا اپنے عقیدہ کے موافق ستارہ پرستی انکو بھی تعلیم کی اے شہریار والا تبار اس
اعتبار سے اگرچہ میں نے ان بچوں کو والدین کیطرح پرورش کیا لیکن دراصل خورشید نوجوان امیر صاحبقران
کا فرزند اور کوکب عیار خواجہ عمر کا ولد ہے جب ان دونوں ماؤں مرحومہ کا وقت انتقال قریب آیا دونوں نے
دو بازو بند بطور نشانی کے دیے تھے میں نے ان بازو بندوں کو بحفاظت اپنے پاس رکھا جب یہ ہوشیار ہوے
دونوں بازو بند دونوں کو دیدیے بالیقین انکے پاس موجود ہونگے باوری کہتا ہے کہ وہ دونوں بازو بند دونوں کے
بازوؤں پر بندھے ہوے تھے حمزہ ثانی نے وہ بازو بند طلب کیے دیکھا کہ خورشید کا بازو بند امیر صاحبقران کا
ہے اور کوکب کا بازو بند خواجہ عمر کا ہے حمزہ ثانی کو بہت خوشی حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید
کو بافراط محبت سے اپنی گود میں اٹھا لیا کہا خورشید مجکو اس حال کی مطلق خبر نہ تھی بارے اختران شاہ کی
زبانی یہ حال دریافت ہوگیا ورنہ کسیطرح نہ معلوم ہوتا یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور سب حاضرین دربار اپنی
اپنی جگہ مطمئن بیٹھے تھے یکایک بوق ترکی کی صدا حمزہ ثانی کے گوش زد ہوئی حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ
بجانے کا حکم دیا خورشید نوجوان نے دست بستہ کہا اے والا مرتبت ایرج - بدیع الزمان - نور الدہر - کرب
شاہزادہ اسد - ان سبکو میں نہیں دیکھتا ہوں یہ سب کہاں ہیں حمزہ ثانی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے برادر
خورشید ان دلاوران نامدار کا کیا حال پوچھتے ہو یہ سب غریق رحمت الہی ہوگئے اول منظورہ پوش نے ان
سبکو یکے بعد دیگرے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجتا رہا فرعون ملعون نے اپنے موکلان آدم خوار کا طعمہ کیا
حیف کہ یہ دلاور مفت ہلاک ہوگئے خورشید نے کہا شہریار گیتی ستان یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہرگز نہیں میں خوشخبری
دیتا ہوں اس بات کی کہ یہ سب زندہ و سلامت تمھاری ملازمت سے بہرہ یاب ہونگے شہزادہ نے بحیرت خورشید
کی صورت دیکھی کہا اے برادر یہ کیا کہتے ہو ان تمام مرحوموں کا تو نشان بھی نہیں موجود ہے جو قدرت خدا سے
زندہ ہو جائینگے انکے گوشت و پوست کو فرعون کے موکلان آدمی کھا گئے وہ ہم نے کس سے کہا یہ کہ دوبارہ زندہ ہونگے

خورشید نوجوان نے کہا مجھ سے تو قنطورہ پوش نے کہا ہے عنقریب قنطورہ پوش کو تمھاری بار ذلت کیواسطے
حاضر کرتا ہون حمزہ ثانی نے کہا برادر قنطورہ پوش کہان ہے خورشید نے کہا قنطورہ پوش لشکر کفر مین موجود ہے
غرضکہ وہ شب اسی طرح سے حرف و حکایات مین گذری سہ روز دیگر کہ جہان پر غرور بر یافت از سر شیشہ خورشید نور
صبحکو دونون لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے پہلے قنطورہ پوش میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ہے کوئی خدا پرست
تم مین سے کون ہے ایسا دلاور جو مجھ سے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے خورشید نوجوان قنطورہ پوش کے سامنے آیا
اور کہا اے نقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آ حملہ کر قنطورہ پوش نے کہا شہریار تم بجائے خود دلاور ہو نہ تمھسے
اسوقت مین بنا بر مصلحت کے تم سے کشتی لڑنا چاہتا ہون لیکن پیشتر نیزہ و شمشیر و خنجر سے بھی کام لینا چاہیے
غرضکہ دونون مین نیزہ و شمشیر کی رد و بدل رہی پھر کشتی کی نوبت آئی اور تا غروب آفتاب کشش و کوشش رہی
جب بالکل تاریکی ہو گئی قنطورہ پوش نے کہا شہریار بس اب مجھکو ہاتھو پر بلند کر لو اور گرفتہ و بستہ کر کے لیجاؤ
اسطرح کہ اس جنگ زرگری کی کسیکو اطلاع نہ ہو خورشید نے فوراً قنطورہ پوش کے کمر بند کو گرفت مین لاکے
سر سے بلند کر لیا اور گرفتہ و بستہ کر کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے نقارہ بازگشت بجنے کا
حکم دیا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے حمزہ بھی اپنی بارگاہ مین آکے مقیم ہوئے اور حکم دیا کہ نقابدار
قنطورہ پوش کو ہمارے پاس لاؤ ملازمون نے فوراً اسکو گرفتہ و بستہ حمزہ کے روبرو حاضر کیا حمزہ نے کہا اے
نقابدار اگرچہ میری نظر مین اور سب کے سامنے خورشید نے تجھکو بکمال سعی و کوشش گرفتار کیا ہے لیکن ہم بتا
تجھکو کسطرح گرفتار کیا خورشید نوجوان نے کہا شہریار نقابدار سے کیا پوچھتے ہین مجھ سے استفسار حال کیا
جاوے حمزہ نے متبسم ہو کے کہا اچھا تم ہی بیان کرو خورشید نے کہا اصل یہ ہے کہ مین نے نقابدار کو اسکی مرضی
کے موافق گرفتہ و بستہ کیا ورنہ ہم کو کسی کی مجال نہین تھی کہ اسکو گرفتار کر سکے حمزہ ثانی کو بہت تعجب ہوا اور کہا
یہ رمز میری سمجھ مین نہین آئی اور قنطورہ پوش کیجانب متوجہ ہو کے کہا اے نقابدار مین تجھسے چند سوال کرتا ہون
اُسکے جواب دے اول یہ کہ تیرا نام کیا ہے دوسرے یہ کہ تو اپنے چہرہ کو نقاب کے پردہ مین کیون چھپائے ہے تیسرے یہ کہ
اسکا کیا سبب ہے جو ہر ایک مرد مقابل پر غالب آتا ہے اور خود کسی سے مغلوب نہین ہوتا ہے چوتھا سوال آخر یہ ہے کہ اگر
مین تجھ سے مسلمان ہوجانے کو کہون پس تو کیا عذر کریگا نقابدار نے کہا شہریار ان چار سوالون مین سے مین صرف
دو سوال کا جواب دیسکتا ہون البتہ باقی دو سوالون کے جواب مین معذور رہونگا یعنی مسلمان ہونے مین مجھکو کچھ عذر
نہین ہے اور اس بات کے بیان کرنے مین بھی مجھکو کچھ دریغ نہین ہے کہ اسوجہ سے مین ہر ایک اپنے مرد مقابل پر غالب
آتا ہون لیکن مین اپنا نام نہ بتاؤنگا اور نہ نقاب دور کر کے اپنی صورت دکھاؤنگا اور ہان ان دو باتون مین بھی
مجھکو کچھ عذر نہ ہوگا اگر شاہزادہ خورشید بخوشی خاطر اجازت دے حمزہ ثانی نے خورشید کی صورت دیکھی اور کہا اے
برادر کیا کہتے ہو آیا ممکن ہے کہ تم نقابدار کو اجازت دو خورشید نوجوان نے کہا اصل امر یہ ہے کہ نقابدار قوم اناث سے
ہے مین اسکا طالب بھی ہون وہ میری مطلوب ہے نقابدار نے کہا مین زلازل شاہ کی دختر ہون جو عم حقیقی
فرعون شاہ کا بھائی ہے یہ قنطورہ جو میرا پیش نظر ہے یہ افسون و سحر سے تیار ہوا ہے اسکی خاصیت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص
اسی درجہ بیمار ہو کہ شدت ضعف سے حرکت نہ کر سکے وہ بھی اگر اس قنطورہ کو پہنے تو ہنگام مقابلہ رستم کو
بھی گرفتہ و بستہ کر لے اسکے متعلق ایک راز اور بھی ہے جسکو ابھی ظاہر کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہان دو چار روز
کے بعد بیان کر دیا جاوے گا مجھے ہر وقت فرعون کے جاسوسون کا خدشہ رہتا ہے حمزہ ثانی نے خورشید سے کہا

سپہ سالار بھیجا ہے جسکا نام منقوش جادو ہے ساٹھ ہزار جادوگرون کی جمعیت سے آیا ہے اور اس نے ہیبت نما مین آ کے خیمہ
کیا ہے اور یہ نازنین عیارہ جو اسکی خدمت مین آمد و رفت رکھتی ہے اسکا نام دل افروز ہے جن سرداران لشکر اسلام کو
مین نے گرفتار کیا اور فرعون کے پاس بھیجا اور فرعون نے اپنے موکلان عذاب کو طلب کیا اور موکلان عذاب بھی
دل افروز تھی جسنے ان تمام سرداران کو لیجا کے اُس ہیبت نما مین قید کیا تمھاری نظر مین معلوم ہوا کہ اُن سردارون کو
انھون نے اپنا طعمہ کیا یہ اسکے سحر و افسون کا اثر تھا کہ تم اُن سردارون کو کشتہ دیکھ کے خلع اور آئے اور ایسی ہیبت
تمھارے دل مین سمائی کہ تم فرعون کی پرستش کیواسطے آمادہ ہو جاؤ ورنہ در اصل وہ سب سرداران لشکر اسلام صحیح و
سلامت ہین ایک ذرہ انکو صدمہ نہین پہونچا ہر طرح خاطر جمع رکھو۔ ہنوز یہ باتین ہو رہی ہین کہ بالائے خیمہ سے
آواز آئی کہ اے قنطورہ پوش خیرہ سر خداوند فرعون کا قہر تیری جان پر نازل ہو تو نے یہ کیا غضب کیا کہ خداوند فرعون
کا راز خدا پرستون کے روبرو ظاہر کر دیا ہم بنا ہوا کام تو نے خراب کیا ہماری محنت ضائع کی اگر تجکو خدا پرست ہونا
منظور تھا کون مانع تھا لیکن اس راز مخفی کے اعلان کی کیا ضرورت تھی سچ کہا ہے کبھی اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کرے
ہم تجکو نہایت معتبر سمجھتے تھے تو نے بڑی بدعہدی کی سعدی یاران چشم نیکی داشتیم خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
خیر اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن ہم تجکو آگاہ کیے دیتے ہین کہ اس افشائے راز کے عوض مین ایسی سزائے سخت
تجھے دینگے کہ تمام عالم تجھ پر افسوس کریگا اس صدائے بالا سے قنطورہ پوش کے تمام جسم مین لرزہ پیدا ہو گیا اور رنگ
زرد ہوا حمزہ ثانی سے نہایت خوف کیساتھ کہا کہ شہریار تم نے بھی سنا یہ وجہ تھی جو مین نے آجتک افشائے راز
نہ کیا اور باسقدر عرصہ حیلہ حوالہ مین گذارا مجکو خوب معلوم ہے کہ اب میرا زندہ رہنا بہت دشوار ہے دشمنی لوگون کا خاصہ
ہے کہ جب وہ کسی کو اپنا دوست سمجھ لیتے ہین اور وہ دوست بھی دشمنی پر آمادہ ہوتا ہے تو کسیکو اسکے نقصان کا خیال
نہین رہتا جیسا کہ تم نے دیکھا کہ تمھاری دوستی کے اعتبار سے مین نے افشائے راز کیا لیکن اپنے واسطے ہلاکت کا
سامان پیدا کر لیا اب کیا کرون اور کس سے اپنی جان بچانے کی تدبیر پوچھون سے ندارم مجھے کو مصلحت کار نہ دیدہ ہم
پھر بالائے خیمہ سے آواز آئی کہ اے قنطورہ پوش اس تاسف سے کچھ فائدہ نہین ہے۔ ہر کہ آن نکند کہ باید بیند آنچہ نشاید
تجکو ہرگز افشائے راز زیبا نہ تھا اور یہ نہ خیال کیا کہ ہم نے تجکو اپنا رازدار تصور کیا تھا اب اس نامناسب بات کا نقصان بھی
دیکھنا لازم آئیگا معاً یہ حمزہ ثانی نے دیکھا کہ ایک نازنین ہوا سے نمایان ہوئی اور قنطورہ پوش کو اُٹھا لیا خورشید
نے ارادہ کیا کہ نازنین کے حال سے متعرض ہو اور قنطورہ پوش کو نہ جانے دے اُس نازنین نے کہا اے نوجوان تیری
یہ بھی طاقت ہے کہ میرے حال سے متعرض ہو بھلا تو کیا کر سکتا ہے بس ایک افسون پڑھ کے خورشید کی جانب دم
کیا خورشید کے دست و پا بحس و بیحرکت ہو گئے یہانتک کہ اپنی جگہ سے مطلق حرکت نہ کر سکا خورشید نے کمال
حسرت سے حمزہ ثانی کی صورت دیکھی حمزہ ثانی نے کہا کیون خیریت تو ہے خورشید نے کہا خیریت کیا ہے بالکل
بیکار ہو گیا میرے دست و پا مین اسقدر بھی سکت نہین ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکون مزید بران لحظہ
بلحظہ بادہ سستی اعضا مین بڑھتی جاتی ہے۔ حمزہ ثانی نے کہا اے جوان تو گھبرا نہین ابھی تیرے اعضا مین طاقت
آئی جاتی ہے اور اسم باطل السحر پڑھ کے خورشید پر دم کیا اور شمشیر آبدار میان سے کھینچ کے اُس نازنین کی جانب جھپٹا
اسم باطل السحر کو پڑھتا ہی تھا نازنین نے جو حمزہ ثانی کے اسم باطل السحر کو پڑھتے دیکھا گھبرا گئی قنطورہ پوش کو وہین
چھوڑ کے تیزی سے بھاگی مگر باآواز بلند یہ کہتی جاتی تھی اے جوان مجھے یہ خبر نہ تھی کہ تو اسم باطل السحر جانتا ہے ورنہ تیری
موجودگی مین یہان آنا ملتوی رکھتی اور کسی وقت آتی خیر کیا مضائقہ ہے اب تو مجکو خوبی تیری اس چالاکی کی اطلاع

ہو لتی ہو تو خوبی یاد رکھو میں تیری طرف سے ایک لحظہ بھی مطمئن اور غافل نہ ہونگی اگر تیمنر سے مجکو اسکی اطلاع ہوتی
پھر تو تماشا دیکھتی۔ اب میں جاتی ہوں اور اپنے مقام قیام پر پہونچ لوں تو اس تیرے اسم اعظم کا علاج مہیا کروں اور تیرے
حال کی خبر لوں یہ کہکے نظر سے غائب ہوئی حمزہ ثانی لقا بدار کو خورشید کے خیمہ میں لے آئے اور خورشید سے کہا کیا
حال ہے خورشید نے کہا الحمد للہ اسوقت اسم باطل السحر نے بڑا کام کیا ورنہ قنطورہ پوش کی اور میری جان بچنا محال
تھا اگر اے شہریار اس ساحرہ کیجانب سے مطمئن رہنا نہ چاہیے وہ بڑی بلائے روزگار معلوم ہوتی ہے اگر ایک مرتبہ اسنے
دھوکا کھایا ہے تو دوسری مرتبہ زبردست بندوبست کرکے آئیگی قنطورہ پوش نے کہا شہریار اب میری زندگی
سے ناامید ہو جاؤ ایک مرتبہ تو تمہارے اسم باطل السحر نے کام دیا ہر مرتبہ کیا ہوگا حمزہ ثانی نے کہا خیر دیدہ خواہد شد
چہ می شود وسے بہ بینم کہ تا کردگار جہان + دریں آشکارا چہ دارد نہان + اسطرف کا حال سنیئے کہ وہ نازنین ساحرہ فرعون
کی خدمت میں حاضر ہوئی فرعون نے کہا اے نازنین بتا کیا کام کیا اسنے کہا اے خداوند کیا پوچھتا ہے کچھ کام نہ ہوا محض
بیکار کوشش کی فرعون نے کہا آخر وہاں تک پہونچی بھی تھی یا کمبخت راہ سے واپس آئی اسنے کہا اے خداوند میرا
مصمم ارادہ تھا کہ اس نازنین قنطورہ پوش کو لے آؤں اور وہاں تک پہونچ بھی گئی لیکن جب لقا بدار کو لیکے چلی
حمزہ ثانی نے اسم باطل السحر پڑھنا شروع کر دیا جس سے میں بالکل مجبور ہوگئی مجکو کیا خبر تھی کہ حمزہ اسم باطل السحر
جانتا ہے فرعون نے کہا اب تو بالکل مجبور ہے حمزہ کے باطل السحر کا علاج نہیں کر سکتی اسنے کہا اے خداوند مطمئن رہ میں
ضرور باطل السحر کا علاج کرونگی بلکہ پہلا کام میرا یہی ہے خداپرستوں کے حال سے متعرض ہونگی اور اب میں جاتی ہوں
فرعون نے کہا اب کہاں کا ارادہ ہے اسنے کہا حمزہ کے باطل السحر کی فکر میں جاتی ہوں یہ کہا اور اس غار ہیبت
کی طرف روانہ ہوگئی

نازنین ساحرہ کو اس غار ہیبت کیجانب متوجہ دیکھا جاتا ہے اور شہزادہ بدیع الملک کے حال میں قلم رسائی کیجاتی ہے

بہار لالہ و گل سے نئی ہے اک گلشن میں
برستا مینھ نہیں ہے یہ رنگ اڑتی ہے ساون میں
طریق عشق میں آتش قدم مجھ سا نہ گذریگا
تری تلوار کا دم بھی ہے بھڑک ہے گردن میں
جنون کے جوش میں ایک جا نہیں مجھ سے قرار آتا

اگر دیوانہ پھاڑا گل نے جیسے صحرا سے دامن میں
نہیں رونق جو فصل بہار میں وہ نہیں ہم
اگر پایہ نہیں مجھکو ہے جب لگی ہے آگ دامن میں
زبان شعلہ چشم کاسہ گل کا دھوکا کھاتے ہیں عاشق
ابھی گلشن سے صحرا میں ابھی صحرا سے گلشن میں

لگا دی آپ جلی کی چمک ہے خانہ تن میں
نگاہ شوق خضر کی بنیں دیوار آہن میں
یہ سودا ہے شہادت کی ہمارے سر کو قاتل
نہ مینا کی ہے نرگس میں نکو یائی ہے سوسن میں
ادیبان خیار تازہ و نخران مضامین بے اندازہ

اس داستان حیرت بیان کا سطرح مسطور کرتے ہیں کہ شہزادہ والا گہر بدیع الملک نامور قمر زاد کے ساتھ گلستان ارم کیجانب
جاتا تھا جتے کہ شہر سربستہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ دیووں کی کثرت ہے جستجو لگا رہا ہے سردار ہمشاد و نحیرہ ضرب بہاسے گران سنگ
لیے ادھر ادھر گشت کر رہے ہیں چہار جانب کوہ کو گھیر لیا ہے کبھی کسی جانب دھاوا کرتے ہیں کبھی جا بجا جگہ بیٹھے ہوئے
ہیں لیکن سب بالاتفاق ہو ہو کی آواز بلند کرتے ہیں جس سے انسان کا زہرہ آب ہو جاسے رستم و افراسیاب ایسے
تہمتن جو ہوں تو انکے دل میں بھی ہول سے بدیع الملک اس شور و غل کو سنکے بہت پریشان ہوا قمر زاد سے پوچھا یہ شور
کیسا ہے اور کون مقام ہے قمرزاد نے کہا شہریار تمکو نہیں معلوم یہ وہ شہر سربستہ ہے شہریار بدیع الملک نامدار یہاں
ملکہ قمر چہرہ رہتی ہے اور ملکہ قمر چہرہ زندہ میری حرم محترم سے ہے مگر اس شور و ہنگامہ کا حال مفصل مجکو نہیں معلوم ہے
شہزادہ نے کہا اے قمرزاد اس ہنگامہ کا حال ضرور دریافت کرنا چاہیے کیونکہ تم کہتے ہو کہ یہاں ملکہ قمر چہرہ
رہتی ہے اور وہ ملکہ امیر کی حرم محترم سے ہے قمرزاد نے ایک پریزاد کو طلب کیا اس سے اس ہنگامہ کا

حال پوچھا اسنے کہا ای شہریار الماس دیو نام ایک دیوزاد ملکہ قمر چہر پر عاشق ہوگیا ہے اسنے قلعہ پر یورش کی ہے وجہ یورش
کی یہ ہے کہ پہلے اُسنے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کیا ملکہ نے اسکی جانب مطلق اعتنا نہ کی اسکو بہت ناگوار ہوا الغرض
عشق و محبت کے مضامین سے پھر سخت و درشت مضامین لکھکے بھیجے ملکہ نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا
اب اسنے قلعہ پر یورش کی تاکہ بجبر ملکہ قمر چہر کو قبضہ مین لائے ملکہ نے اُسکے خوف سے شہر کو چھوڑ دیا ہی اور
اس کوہ پر قیام اختیار کیا ہے اس خیال سے کہ وہ مکار شاید یہان تک نہ پہونچ سکے مگر وہ موذی یہان بھی اسکی
تعاقب گذاری نہین کرتا جب ملکہ کو یقین ہوگیا کہ اب اس دلیر دیو کے ہاتھ سے عصمت محفوظ نہین
رہتی معلوم ہوتی ناچار اپنی انگشتری سے ہیرے کا نگینہ نکالا تا کہ اسکو کھا کے ہلاک ہوجائے ہم سب کو
جب یہ حال دریافت ہوا سب نے بالاتفاق کہا ای ملکہ اسطرح خودکشی نہ کرو یہی نا کہ وہ موذی گرفتار
کرے گا باشد اسوقت اگر کسیطرح کی بے ادبی سے پیش آئیگا جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا
شاید اسوقت تک کوئی صورت مفر کی پیدا ہو جائے مگر ملکہ قمر چہر کچھ نہین سنتی الماس کے زہر سے
جان دینے کو آمادہ ہی ہم سب اس فکر مین ہین کہ کیا تدبیر عمل مین لائین جس سے ملکہ کی جان بچے کچھ سمجھ مین
نہین آتا اور وہ موذی یورش بالاے یورش کر رہا ہے دم لینے کی فرصت نہین دیتا بدیع الملک اس خبر کو
سُنکے بہت افروختہ خاطر ہوا اُس پریزاد سے کہا تو جا اور ملکہ قمر چہر سے بعد سلام کے کہنا کہ خبردار خودکشی کا
ارادہ نہ کرنا مین یہان پہونچ گیا ہون کیا مجال اس دیو کی کہ ملکہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکے اور
جلد جا ایسا نہو کہ ملکہ گھبرا کے خودکشی کرے وہ پریزاد اسطرف روانہ ہوئی اسطرف شاہزادہ بدیع الملک
فوراً مرکب پریزاد پر سوار ہوا اور الماس دیو کے روبرو آکے کہا او مردک نابکار تو بڑا نامرد ہے کہ اس عورت ناداں
کو ہر طرح سے مجبور کر رہا ہے اگر کسی مرد کے مقابلہ مین ایسی سرکشی کرتا تو مضائقہ نہ تھا اگر کچھ
حوصلہ مردانگی رکھتا ہے تو مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے بکمال تعجب شاہزادہ کو ازسرتاپا دیکھا اور
کہا ای جوان ضعیف البنیان تو اپنی جثہ کو دیکھ اور مجھ ایسے کوہ پیکر سے مقابلہ کرنے کو دیکھ اگر کوئی مجھسا
کوہ پیکر مجھسے اسطرح مقابلہ کرنے کو کہتا تو دم لینے کی مہلت نہ دیتا فوراً ایک وار مین اسکو دو لخت
کرتا اب تیری اس زبان درازی کی مجھکو کیا سزا دون بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے درگذر اور
میری ساقی گری منظور کر تا کہ ملکہ قمر چہر کی ہمنشینی مین تجھسے ساقی گری کا کام لون شاہزادہ نے
اسکی باتون کا زبان سے مطلق جواب نہ دیا جست کرکے الماس دیو کے قریب پہونچا اور
ایک ایسا وار اسکی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا شاہزادہ نے کہا الحمد للہ خس کم
جہان پاک الماس دیو کے تمام دیوان ہمراہی اپنے سردار کو کشتہ دیکھ سب یکبار قریب
شاہزادہ پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ نے داد مردی و مردانگی دیکے ان سب کو لپیٹ لیا
بعضے ہلاک ہوئے باقی رو بفرار لائے شاہزادہ بکوشش تمام اس قصہ کو فیصل کرکے آگے
بڑھا قمر زاد سے کہا اب ملکہ قمر چہر کے پاس چلنا چاہیئے چنانچہ دونون ملکہ کے محل کے قریب
پہونچے وہان آواز گریہ و زاری بلند تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ملکہ قمر چہر قبل اسکے
پہونچنے سے جان بحق تسلیم ہوگئی شاہزادہ کو بہت رنج ہوا چند پریزادون کو بلایا حال
پوچھا انھون نے کہا شہریار ہر چند کہ ایک پریزاد نے تمھارے حامی ہونے کی خبر

وہی تھی اور ملکہ مرحومہ کو بہت کچھ تحفظ رہنے کی امید دلائی تھی مگر ملکہ پر اس موذی کا ایسا خوف غالب تھا کہ
متعلق اسکے اس امید دلانے کی جانب اعتنا نہ کی اپنی انگوٹھی کا نگینہ کھا کے جان بحق ہوئی ہاں ہنگام انتقال
یہ کہا تھا کہ بعد میری ہلاکت کے اگر وہ جوان دیو الماس کو سزا سے معقول دے چکے تو میری تجہیز و تکفین میں
شریک ہو جائے شہزادہ نے قمرزاد سے کہا جلد ملکہ کی تجہیز و تکفین کی فکر کرو چنانچہ قمرزاد کے اہتمام سے قبر
تیار ہوئی ملکہ کو غسل دیا گیا اور کفن وغیرہ دے کے اس قبر میں دفن کیا بلکہ نماز جنازہ بھی بدیع الملک
نے پڑھی مختصر مقبرہ بھی بنوا دیا اور شہر پرستہ کا بخوبی بندوبست کر کے یہاں سے روانہ ہوا اثنائے راہ
میں دیکھا کہ ایک نقابدار چلا آتا ہے اور اس نقابدار کے پیش پیش ایک دیو بھاگا چلا آتا ہے قمرزاد نے جو
اس دیو کو دیکھا آہستہ بڑھ کے نعرہ مارا کہ ای ظالم ان نابکار کہاں جاتا ہے توقف کرو ورنہ ابھی ہلاک کیا
جاوے گا وہ دیو ٹھہر گیا اور کہا شہزادہ میں کیوں مجبور ہوتا ہوں تمھارے بھائی کے خوف سے بھاگا ہوں اگر
میں یہاں ذرا دیر توقف کروں تو وہ مجھکو ہلاک کرے گا یہ کہہ رہا تھا کہ نقابدار آ پہونچا اور آتے ہی ایک
ایسا وار تلوار کا اس دیو پر کیا کہ فوراً دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا بعدہ وہ نقابدار قمرزاد کی جانب
متوجہ ہوا اور کہا ای نامرد بے غیرت تو یہاں کہاں اور یہ جوان کون ہے جو تیرے ہمراہ ہے قمرزاد
نے کہا اسکے رتبہ و شان کو تو نہیں جانتا آگاہ ہو یہ جوان شاہزادہ بدیع الملک بن نور الدہر
ہے تو اپنا مطلب بیان کر ایں نقابدار نے کہا میرا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ واقعی بدیع الملک ہے
تو میری مہمانی قبول کرے قمرزاد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور آخر البتہ وہ میرا مہمان ہے پھر
کس طرح تیری مہمانی قبول کر سکتا ہے اور اسکو بھی زیبا نہیں ہے کہ میری مہمانی کو ترک کر کے تیری
مہمانی قبول کرے نقابدار نے کہا او نامرد بے غیرت چپ کیا گستاخانہ کلمات میرے روبرو زبان پر
جاری کرتا ہے قمرزاد نے کہا اے نقابدار تیری تقریر کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آیا آخر تو کون ہے
جو تجھ سے مؤدب گفتگو کی جاوے اور تو نے بے غیرت اور نامرد مجھکو کیوں کہا اپنے کلام کی جانب
سبب تو خیال نہیں ہے جو واقعی بے ادبانہ ہے نقابدار نے اس بات کا جواب نہ دیا اور قریب قمرزاد
کے آ کے شمشیر کا وار کیا جس سے سر قمرزاد کا تا ابرو شگافتہ ہو گیا اور کہا جا بدیع الملک بن
نور الدہر جو تیرا مہمان ہے تو تو بھی اسکے مہمان رہو میرا مہمان نہ ہوگا دیکھی مجھکو اسکی مہمانی کی کچھ پروا
نہیں ہے قمرزاد زخمی ہو کے شہزادہ بدیع الملک کے ہمراہ روانہ ہوا اس طرف وہ نقابدار
مجلس ماتم شتستان ارم کے قریب پہونچا ملکہ آسمان کو اسکے آنے کی خبر پہونچی اس نے
پہرہ داروں کو حکم دیا کہ جلد قلعہ کے دروازہ بند کرو نقابدار نے قلعہ پر یورش کرنا شروع کیا
پہرہ داروں نے قلعہ کے اندر سے تیر و تفنگ وغیرہ کے وار کیے یہاں تک کہ شہزادہ بدیع الملک
بھی قریب قلعہ کے پہونچا معلوم ہوا کہ وہی نقابدار اب یہاں آیا ہے اور قلعہ پر یورش کر رہا
ہے شہزادہ نے قمرزاد سے کہا ای برادر آخر یہ نقابدار کون بلا ہے جس نے اول تم کو مجروح کیا اب
یہاں آ کے ہنگامہ برپا کیے ہوئے ہے قمرزاد نے کہا یہ نقابدار بھی ہمارے بھائیوں میں سے ہے
اسکا نام سلیمان اعظم ہے بدیع الملک نے کہا پھر تم سے دشمنی کی کیا وجہ ہے قمرزاد نے
کہا اسکے متعلق ایک قصہ ہے وہ یہ ہے کہ جب یہ کم سن تھا اسکی خواہر کو جو گورشیدہ تھی میرے شاہزادہ

سلیمان ثانی سے منسوب کر دیا تھا جب یہ جوان ہوا اُسنے کہنا شروع کیا کہ میری خواہر نے سات
برس تک صاحبقرانی اور پہلوانی کی اُسکو کد خدا کرنے کی کیا ضرورت تھی کاشکے اسقدر توقف کیا ہوتا
تاکہ میں ہوشیار ہوتا اور جو کچھ میرے نزدیک مناسب ہوتا عمل میں لاتا اسقدر عجلت کی کیا ضرورت
تھی اب اس نے قسم کھائی ہے کہ آسمان پری کو مع ہمراہی ہلاک کرونگا چنانچہ آج کل اُسی بنا بر
گلستان ارم پر لشکر کشی کیے ہوئے ہے شہزادہ بدیع الملک کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی
شمشیر آبدار علم کر کے اس کے روبرو پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش او خیرہ سر میں ترا حریف آپہونچا
سلیمان اعظم نے دیکھا کہ وہی جوان ہے بدیع الملک نام میرے مقابلہ کو آیا ہے قریب شاہزادہ کے
آیا اور کہا او نامرد بے حیا تو نے بھی ان بے غیرتوں سے موافقت کر کے بیحیاؤں میں اپنا شمار کرلیا
افسوس یہ کہ تو میرا مہمان ہے ورنہ تجکو اس بیحیائی کی ایسی سزا ے معقول دیتا کہ تو مدت العمر یاد رکھتا
بدیع الملک نے کہا او جوان مجکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ ترک ادب نہیں کر سکتا ورنہ
تیری اس بیہودگی کے عوض میں تیرے کاسہ سر کا پوست کھینچ لیتا آخر تیرے سر میں کیا سودا
سمایا ہوا ہے اگر تیری خواہر کو امیر نے منسوب کر دیا تو کیا مضائقہ کی بات ہے امیر کا کوئی کام ایسا
نہیں ہے جس میں کوئی نقص نکل سکے سلیمان اعظم نے کہا مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا
کہ تو بھی ان بے حیاؤں کا شریک ہے ورنہ ہرگز اسطرح کے کلمہ زبان پر جاری نہ کرتا بس خاموش
ہو اور حملہ کر شہزادہ نے کہا میں ہرگز وار نہ کرونگا جب تک تو وار نہ کرے گا سلیمان اعظم
نے عمود کا وار شہزادہ پر کیا شہزادہ نے اُس وار کو سپر پر رد کیا سلیمان اعظم نے دوسرا
وار کیا شہزادہ نے اُس وار کو بھی رد کیا اسیطرح متواتر تین وار سلیمان کے رد کیے
سلیمان زرد ہو گیا اور برہم ہو کے کہا ای جوان خیرہ سر کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میری تمام ضربوں کو
رد کرے گا یہ کہا اور بقوت تمام ایک عمود شہزادہ بدیع الملک کی گردن پر مارا اُس
عمود کے صدمہ سے شاہزادہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا زمین پر آیا سلیمان بھی
پیادہ پا ہوا دونوں میں دو روز دست و بازو کی نوبت آئی خلاصہ یہ کہ تین شب و روز کشش و
کوشش رہی چوتھے روز صبح کو شہزادہ بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھوں پر اُٹھا لیا
پھر زمین پر مار کے کتف و بستہ کر لیا اور آسمان پری کے پاس لایا آسمان پری شہزادہ کو
دیکھ کے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تین مرتبہ شہزادہ کے گرد پھری سر و چشم شہزادہ پر بوسہ دیا
اور کہا ای شہزادہ والا قدر خداوند عالم تیرے زور و طاقت میں ترقی عطا فرمائے کارے
کردی ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + راوی کہتا ہے کہ اسوقت ایک عیار پریزاد
آسمان پری کے پاس حاضر ہوا اور بعد بجا آوری آداب و تسلیمات عرض کیا میں عمر بن حمزہ
اور علمشاہ رومی کا بھیجا ہوا آیا ہوں ایک نامہ بھی انھیں کا لایا ہوں یہ کہکے نامہ پری کے
نکالا ملکہ کو دیا لیکن اُس عیار پریزاد نے بدیع الملک اور سلیمان اعظم کی جنگ کو
دیکھا تھا شہزادہ کی جوانمردی پر فریفتہ ہو چکا تھا اب جو شہزادہ بدیع الملک کو
آسمان پری کے پاس موجود دیکھا کہا ای ملکہ عالم قربانت شوم یہ جوان ذیشان کون ہے اسکی

جنگ و حرب قابل تحسین و آفرین ہے قمرزاد نے کہا کہ اس دلاور زمانہ و بہادر یگانہ سے واقف نہیں ہو شہزادہ
بدیع الملک بن نور الدہر یہی ہے وہ عیار بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اے
شہریار والا تبار زہے نصیب میرے کہ تمہارے دیدار فرحت آثار سے آنکھیں روشن ہوئیں اور دل و
دماغ کو فرحت حاصل ہوئی میں عرصے تمہارے انتظار میں تھا بارے میری قسمت نے یاوری کی
شہزادہ نے متعجب ہو کے اسکی صورت دیکھی پوچھا تیرا کیا کام مجھ سے متعلق ہے وہ بولا کہ مجھکو
بزرگان غیب نے بشارت دی ہے کہ میں پیادہ تمہارے جلو میں رہ کے سرفرازی حاصل کروں
شاہزادہ نے از راہ انکساری کہا ہر چند کہ میں ایک بندہ حقیر خداوند قدیر کا ہوں مجھ میں
کسی نوع کی قابلیت نہیں ہے لیکن اگر تیرا یہی ارادہ ہے تو مجھکو بھی کوئی عذر نہیں ہے ادہر کا ذکر تو آسمان
پری نے نامہ کھولا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اے ملکہ مہربان دشمن نے مقتدہ کو پریشان کیا ہے
چنانچہ وہ پشتہ تاریک پر بند ہوا ہے اب جو کچھ حکم کرو اس پر عمل کیا جاوے آسمان پری نے جواب
لکھا کہ اے عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی فرزندان من جس وقت موقع مل جاوے مقتدہ کو ہرگز زندہ نہ چھوڑنا
کہ وہ بدبخت اجل گرفتہ ہمارے جملہ امور ضروری میں خلل انداز ہے اس مضمون کا جواب لکھ کے ہدہد عیار
کے حوالہ کیا ہدہد نے تامل کیا آسمان پری نے کہا تامل کی کیا وجہ ہے اسنے کہا اے ملکہ میں چاہتا ہوں کہ جواب
نامہ کے واسطے کسی دوسرے کو تجویز کرو مجھکو خیال ہے کہ میں اس طرف روانہ ہونگا شہزادہ پردہ دنیا کی طرف روانہ
ہو جاوے گا اور میرا مقصود یہ ہے کہ شہزادہ کے ہمراہ پردہ دنیا کی طرف راہی ہوں اور اب میں نے عہد کیا ہے کہ
بقیہ عمر شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت میں بسر کروں ملکہ آسمان پری نے کہا اے ہدہد اگر تیرا یہی ارادہ
ہے تو میں مانع نہیں ہوں تاہم اس نامہ بری کے واسطے کسی دوسرے کو تجویز نہیں کر سکتی کیونکہ تو ایک جوانمرد ہے
بس میری رائے یہ ہے کہ تو جواب نامہ لیکے جا جس وقت تک تو واپس آنے لگا میں شہزادہ بدیع الملک کو رخصت
نہ کروں گی ہدہد نے کہا ہاں اگر ایسا بندوبست ہو تو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا یہ کہا اور ہدہد جواب نامہ لے کے ظلمات و
پشتہ تاریک کی جانب روانہ ہو گیا

اب ہدہد عیار عمر بن حمزہ و علمشاہ رومی کو ملکہ آسمان پری کا جواب نامہ لیے ہوئے ظلمات پشتہ تاریک
کی جانب روانہ رہتا جاتا ہے اور یہاں مقتدہ فرعون ملعون کی جانب عنان اشہب کلک منعطف کیجاتی ہے

منزل مقصود کا سودا ہے سر کے ساتھ
حشر ان لوگوں کا ہوگا حضرت عیسیٰ کے ساتھ
کون دکھلاتا کمال ہے تیرا حسن شباب
سنتا ہوں اس میخانہ میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ
مقتدہ شیر یزدان جس کو لڑا رہا ہوتا نہیں
دم نکل جاتا ہے سودائی کا اس نشتر کے ساتھ
جب ہوا لاتا ہے مصور تیرے دندان کا نقشہ
خضر صحرا کو دوڑ جاتا ہے میرا سر کے ساتھ

اور وہ کس طرح چلے جاتے ہیں سب کے ساتھ
کھاتا ہے پریرو سے تو کاٹ مقتدہ سے
آتش افروختہ کی سان ہے خشک و تر کے ساتھ
جو ہوا سے لڑ رہی ہے سفاک اسیر کھولدے
شیر و اسے نے پلایا ہے تجھے شکر کے ساتھ
مقتدہ ہوا عشق بے سنگ طفلان نفس
ہوتا ہے ہولی شکسے قطرہ نکو میں گوہر ساتھ

سیہ خدا کو کی کا کر نے مارا ہے جس نے
قیصر تیمور بھی دریائے بابل کے ساتھ
صورت بار نہاں کے حسن کا شہرہ ہو
لاکھ کبھی ہنسکر طفل و بے عقل کے ساتھ
یہ شہنشاہ جنبش مژگان سے گر کر وہ کے ہے
جا ہے سپہ سالار لشکر ہوئے لشکر کے ساتھ
ہر پری کا جو بھی ہوتا ہے آتش الخاق

طلسم کشایان گنج اسرار و راز و ادایان واقعہ کار اس داستان حیرت بیان کو
یوں زیب صفحہ قرطاس عنبر سر شمامہ ساس کرتے ہیں کہ فرعون ملعون بارگاہ جمشید بنا میں بیٹھا تھا کہ مقتدہ آیا اور اسکو

سجدہ کیا اور تادیر اسی طرح سر بزمین رہا فرعون منتظر تھا کہ اب یہ سر اٹھائے گا تو حرف مطلب زبان پر
لائے گا جب عرصہ دیر ہوا کہا اے مقرنس سجدہ خداوندی سے سر اٹھا مین نے تیرے اوپر رحمت
کی نظر کی بلند شتہ تیرے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے درگذرا اب اپنے کو مقربان بارگاہ خداوندی سے سمجھ
مقرنس نے سجدہ سے سر اٹھایا کہا اے مغفرت و رحمت کے کرنے والے اے اپنے بندگان
خاطی کے نوازنے والے ہمیشہ تیرے سے رحم و بخشش کا دریا اسیطرح جوش و خروش پر رہے اے خداوند مین نے
مصمم ارادہ کیا ہے کہ حمزہ ثانی کے باطل السحر کو بند کرون اور قنطورہ پوش کو گرفتہ و بستہ
کرکے تیری خدمت مین حاضر کرون فرعون ملعون نے کہا اے بندہ خاص ہمارے تیرا ارادہ میری
مرضی کے موافق ہے ہم بھی تیرے ارادہ مین مدد دینگے تیری مجبوری کی حالت مین تیری مدد کرینگے
ہر طرح مطمئن رہ ہمارے روبرو اس فضل کی تعریف کرنا بالکل عبث ہے جو ہم تیرے شامل حال
کرینگے مقرنس نے خوش ہوکے دوسرا سجدہ فرعون کو کیا اور کہا اے خداوند ہر وقت مجھ سے
ہر طرح کی امید ہے یہ کہا اور روانہ ہو گیا اور خورشید نوجوان کے خیمہ کے قریب ہو پہنچا اسوقت
خورشید نوجوان اندرون بارگاہ سلیمانی حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر تھا مقرنس خیمہ مین
داخل ہوا نقابدار نے کہا تو کون ہے مقرنس نے کہا مین ہون مقرنس تیرا گرفتار کنندہ نقابدار
نے اس سے مقابلہ کرنا چاہا لیکن چونکہ اسکو ابتداءً اس حال کی خبر نہ تھی اندرون خیمہ کوئی کارروائی
نہ ہو سکی مقرنس نے فوراً اسکو کمربند مین ہاتھ ڈال دیا اور گرفتہ و بستہ کرکے وہان سے چلتا ہوا
اور فرعون کے پاس آکے کہا اے خداوند یہ نقابدار موجود ہے فرعون نے مقرنس کی اس
کارروائی کی بہت تعریف کی اور کہا حمزہ ثانی کے جو سردار تیرے پاس قید مین مع مہرو
ماہ و عمر ثانی انکو ہلاک کر اور سران خدا پرستون کے ہماری خدمت مین بھیج دے اسنے دست بستہ
کہا بہت مناسب اور بعد ازان اس غار بیہیبت مین آیا وہان دل افروز بیٹھی ہے مقرنس نے
کہا اے دل افروز مہرو ماہ کو مطلوب جادو کے حوالہ کرنا کہ آج شب بھر بحفاظت تمام قید
سے نکلکے روز انکو مع سرداران امیر ہلاک کرنا ہے دل افروز نے مہرو ماہ کو مطلوب جادو کی
خدمت مین حاضر کیا اور قیدخانہ مین انکو بھی پاس سرداران امیر اور عمر ثانی کے قید کیا بعدہ اپنے خیمہ
مین زرفام کے پاس آکے زرفام کو سلام کیا اور اسقدر ناز فروشی زرفام سے کی کہ زرفام نے پہچانا
کہ یہ عاشق ہے دل افروز نے کہا اے زرفام کل مقرنس جادو کا ارادہ ہے کہ سرداران حمزہ اور
قنطورہ پوش کو ہلاک کرے تیری کیا رائے ہے زرفام نے کہا اسکے کیا معنی دل افروز نے
کہا مطلب یہ ہے کہ اگر تو میری مراد دے تو مین ان تمام تیرے سردارون کو قید سے رہا کر دون
زرفام نے کہا اے نازنین اگر تو ایسا کرے تیرا کمال کرم و لطف ہے لیکن تیری مراد کا حاصل ہونا ایک
شرط پر موقوف ہے اسنے کہا کیا شرط ہے زرفام نے کہا شرط یہ ہے کہ تو دین اسلام اختیار کر مع ہمارا
ہمارے سردارون کو بھی رہا کر دے پس دل افروز نے زرفام کو قید و بند سے رہا کر دیا اور چند
بوسے بکمال شوق و محبت زرفام کے لب و رخسار کے لیے اور کچھ تدبیر سوچ کے مطلوب
کے پاس آکے کہا اے مطلوب آج میرا ارادہ ہے کہ قیدیون کی نگہبانی کرون اسنے قبول کیا

چلا لگون آئی دل افروز نے سب کی گری اختیار کی چند لمحہ کے عرصہ مین چار ہزار جادوگرون کو بیہوش کیا اور
سر تا پا اُنکا تن سے جدا کیے اور رستم اور ایرج اور نور الدہر اور تمام سرداران لشکر اسلام کو
قید و بند سے رہا کر کے اپنے خیمہ مین آئے تمام سرداران امیر دل افروز کے خیمہ مین آکے جمع
ہوئے دیکھا زرفام موجود ہے حقیقت حال کو دریافت کیا زرفام سے اپنا مقصد ہوا اور دل افروز
کا عاشق ہونا دل سے ظاہر نہین کیا اسد نہایت خوش ہوا اور کہا ای زرفام الحمد للہ کہ خاص تیرے
سبب سے ہم رہا ہوے کیونکہ اگر سرداران دست چپ کی کوشش سے ہم رہا ہوتے تو وہ پاجی نہایت
مغرور ہوتے اب تو نے جہان اسقدر احسان کیے ہین وہان اسقدر اور احسان کر کہ ہم کو کچھ کھانے کو
دے دل افروز نے طعام لذیذ و لطیف مہیا کیا تمام سردارون کو کھلایا سب نے سیر ہو کے
کھایا بعدہ کہا ای دل افروز ہمارے لشکر مین ہم کو پہونچا دے اُسنے کہا شہریار مجھ مین صرف اسقدر
قدرت تھی کہ تم کو قید و بند سے رہا کر دیا مجھ مین یہ طاقت ہرگز نہین ہے کہ اس غار مہیب سے باہر لیجاؤن
دہانہ غار پر مقوقس نے طلسم بندی کی ہے اور وہ طلسم بندی اسطرح کی ہے کہ سوا اندرون غار کسی کو لانا ممکن ہے
اور سوا اندرون غار سے باہر کسی کو لے جا سکتی ہون نظر بند جب شب گذر کے صبح ہوئی دل افروز
نے کمر باندھی مقوقس کی خدمت مین حاضر ہوکے سلام کیا مقوقس نے کہا ای دل افروز
جا اور قیدیون کو لے آ تاکہ آج ان سب کو ہلاک کرون دل افروز نے بعجلت تمام اپنے کو
قیدخانہ مین پہونچایا یہان دیکھا مطلوب مردہ پڑا ہے مطلوب کا خون اپنے چہرہ پر ملا اور
مقوقس کی خدمت مین آکے سینہ و سر پیٹنا شروع کیا مقوقس نے کہا ہان ہان یہ کیا واقعہ ہے
جسکے سبب سے تو نے اپنا یہ حال بنایا ہے دل افروز نے کہا ہاے افسوس کیا بیان کرون غضب
ہو گیا آج شب کو نہین معلوم کون ایسا زبردست سفاک وارد ہوا جسنے حریفون کو قید و بند سے رہا کر دیا
اور مطلوب کو مع چار ہزار جادوگر کشتہ کیا یہ اُسی مطلوب کا خون ہے جو مین نے سر پر ملا ہے مقوقس
اس حال کو سنکے ہمہ تن محو حیرت ہو گیا تا دیر سکوت مین سر نگون تھا بعدہ سوار ہو کے
اُس مقام پر آیا دیکھا واقعی قیدخانہ کے گرد چار ہزار جادوگر مردہ پڑے ہین اور مطلوب بھی مردہ افتادہ ہے
مقوقس ہر ایک جادوگر مردہ کے پاس جاتا تھا اور اسکو سر تا پا دیکھتا تھا چنانچہ ایک جادوگر
افتادہ کے پاس پہونچا دیکھا کہ کچھ سانس باقی ہے اُسکا شانہ ہلایا اُسنے آنکھ کھولی کہا تیرا کیا نام ہے اور
اس واقعہ کی اصل حقیقت کیا ہے اسمین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کرو لیکن تھوڑا
پانی پلا دو مقوقس نے پہلے پانی پلایا پھر شوربہ مرغ اور یخنی وغیرہ پکوائی اُسکو پلائی جب ہوش کے
حواس درست ہوئے مقوقس نے کہا اب اگر ممکن ہو تو بیان کر اُسنے آہستہ سے کہا ای مقوقس
کیا پوچھتا ہے یہ کام دل افروز کا ہے کہ اُسنے شب کو آکے سب کو ہلاک کیا اور قیدیون کو رہا کر دیا مین
خفیف ہی ضرب مین اسنے کو بہ تکلیف مردہ بن گیا تھا مگر اُسنے مجھکو مردہ دیکھنے پر بھی
اکتفا نہ کی بلکہ بخوبی مجروح کرکے جب مجھکو بالکل بے جان دیکھا تب اُسوقت مجھ سے
دست بردار ہوئی اس حقیقت کو سنکے مقوقس نہایت غیظ و غضب مین آلودہ ہوا اور
خیمہ مین آکے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار جادوگر مسلح و مکمل ہو کے جلد میرے پاس آئین جب

مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ دو ای روز کو مین زندہ نہ چھوڑونگا یہ معمولی تھی کہ اسقدر جادوون کو بے قصور تہ تیغ
لیا ناچار حسب الحکم مقرنس جادو نابکار تیاری مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان نابکار کو تیاری مین مصروف رکھنا چاہتا ہے اور حال خجستہ اشتمال شاہزادہ
بدیع الملک و آسمان پری کا مذکور ہوتا ہے

حاضر ہین ہم جو معرکۂ کارزار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو
مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
اس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو
ای آفتاب حسن یہ حسرت ہے بعد مرگ
کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
ایسے دل و جگر مین نشانہ بنے ہوئے
حاصل اسی نگین سے سوا اعتبار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو
آشوب ہو اس آنکھ کے اندر غبار ہو
لازم نہین ہے وصل کی شب مین نہین نہین
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

اے رخ فیل مست کے اوپر سوار ہو
کج رکھکے تم کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پر
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جسکو خمار ہو
پنہان دہن جو ہے تو ابھی کچھ غرض نہین
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو
دست جنون سے زلف کے سودے مین چاہیے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کو گذار ہو
اس رشک گل کی چین جبین پر جو ہو کمی
تم آگے پیچھے پیچھے تمہارے ہمار ہو
بیزار زندگی سے ہون شوق مرگ مین
لب تہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

نازک حنا سے سرخ کف دست یار ہو
گردن پہ اپنی خون ہمارا سوار ہو
اٹھی ہوا زمانہ مین چلتی تھی چاہیے
بوسے کے واسطے لب یار آشکار ہو
بلبل کو مول لے کے حوالہ کرون چمن
پیراہن حیات میرا تار تار ہو
وردِ زبان ہے نام ترا جسکو ای حبیب
شبنم کیطرح سے کوئی گریان ہزار ہو
سر دھنے بیٹھے جو کہ تری گرد راہ کو
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو پیدا مزار ہو
آتش ہو دل و نیم سخن چین اگر سنے

ہمت نمان میدان فصاحت دادورانی معرکہ طراحت اس داستان حیرت سامان کو اسطرح حوالۂ بیان کرتے ہین کہ جب ہدہد عیار سلیمان اعظم نے ملکہ آسمان پری کا نامہ غلشاہ رومی اور عمرو بن حمزہ کی خدمت مین پشتہ تاریک پر پہونچایا چند روز کے بعد ملکہ آسمان پری کی خدمت مین آیا شاہزادہ بدیع الملک کی ملازمت حاصل کی بدیع الملک نے کہا ای ہدہد مجھ سے کیا چاہتا ہے ہدہد نے کہا ای شہریار والا تبار میرا مطلب دلی یہ ہے کہ بقیہ عمر اپنی تمہاری خدمت گذاری مین بسر کرون تمہارے جلو مین حاضر رہنا میرے واسطے فخر کا سبب ہے شاہزادہ نے کہا ای ہدہد یہ کسی طرح ممکن نہین ہے ہدہد نے کہا اسکا سبب کیا ہے شاہزادہ نے کہا اسکا سبب یہ ہے کہ تو قوم پری زادوں سے ہے اور پر رکھتا ہے اگر تو پردہ دنیا مین میرے ساتھ جائے گا یہ ممکن نہین کہ تو موجود ہو اور کام نہ لون اور تو سب ضرورت پرون سے کام لے گا پس اسوقت عیاران لشکر اسلام اس بات پر طعنہ زن ہونگے کہ ہدہد نے اپنے پرون سے کام لیا اگر کسی اہم کام کو انجام دیا تو کیا کمال کیا اس صورت تیری محنت رائگان ہوگی اور مین تیرے سبب سے بدنام ہونگا ہدہد عیار سلیمان اعظم کو سخت ملال ہوا شاہزادے سے روبرو زیادہ اصرار نہ کرسکا بخط مستقیم وہان سے اپنی والدہ کے پاس آیا اور آبدیدہ ہوگیا اسکی ماں نے سبب آبدیدہ ہونے کا پوچھا اسنے اپنا تمام قصہ بیان کیا اور کہا ای مادر مین چاہتا ہون کہ ان پرون کو میرے بازوؤن سے کتر دے تاکہ مین پاس شاہزادہ والا قدر کی ملازمت بجالاؤن اور عزت حاصل کرون اسکی مادر کا نام شب نظرہ پری تھا اسنے کہا ای فرزند معلوم ہوتا ہے کہ تو اس شاہزادہ عالی جاہ کی ملازمت کا نہایت درجہ متمنی ہے مین مانع نہین ہوتی لیکن تیرے پرون کو بھی نہین کترسکتی اسواسطے کہ ہم قوم

پریزادون سے ہین اگر کوئی شخص ہمارے پرون کو کتر ڈالے تو ہم کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے پریزادون کی جان پرون مین ہوتی ہی پس دیدہ و دانستہ کیونکر اپنے ہاتھ سے تجھے ہلاک کرنے کو آمادہ ہو جاؤن دیگر یہ کہ میرا تو ہی ایک فرزند ہی اگر میرا دوسرا فرزند ہوتا تو شاید مجبوری کی ہلاکت مین گوارا بھی کر لیتی بہر حال تو اس خیال سے در گذر بدہد نے اپنی مادر سے اس عذر پر بھی بہت اصرار کیا شاںطرہ نے کہا ای فرزند تو بیکار مجبور کرتا ہی آج تک کوئی مان اپنے فرزند کی ہلاکت کا سبب ہوئی ہو تو بیان کر بدہد نے جب دیکھا کہ میری مان کسی طرح نہین مانتی وہان سے چلا آیا اور ایک گوشۂ مکان مین مقیم ہو کے اپنے خنجر سے خود اپنے پرون کو قطع کیا پرون کا قطع ہونا تھا کہ بے حال ہو گیا یہ خبر شاںطرہ پری کو پہونچی وہ روتی پیٹتی بدہد کے پاس آئی اور دیکھا کہ بدہد اپنے خون مین خاک پر غلطان ہی بس اسکو تاب کہان سینہ و سر پیٹ کے کہا ہاے افسوس اس شاہزادہ کی رفاقت کی تمنا مین مفت میرا فرزند ہلاک ہوا صرصر ثانی اسکا ایک ملازم تھا اس سے کہا ای صرصر جلد اس شاہزادہ کے پاس جا اور کہہ کہ تو نے نہین معلوم کیا ایسا عمل کیا کہ میرا فرزند عنقریب ہلاک ہوتا ہی پس تو اسکی تندرستی کی کوئی فکر کر ورنہ مین اپنی جان سے عاجز ہون جو کچھ مجھسے ہو سکے گا تجھے نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہ کرونگی اور جلد بہن ملا صرصر مثل باد صرصر شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پہونچا اور بکمال تسلیم عرض کی بدیع الملک نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا میرا نام صرصر ہی مین شاںطرہ پری کا ملازم ہون خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہون کہ بدہد نے اپنے ہاتھ سے اپنے پر قطع کیے ہین جسکی وجہ سے قریب الہلاکت ہی اور حضور کو شاںطرہ پری نے بلایا ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ بدہد کی جان بچانے کی کوئی فکر کیجیے ورنہ مین بدہد کے خون کا عوض آپ سے لونگی بدیع الملک کو صرصر کی زبانی بدہد کا یہ حال سنکے بہت ملال ہوا اور کہا ای صرصر کیا کہون کہ بدہد واقعی میری ملازمت کا متمنی ہی اور اسنے اسی وجہ سے پر اپنے قطع کیے ہین ورنہ مین دیکھتا کہ شاںطرہ کسطرح مجھسے عوض لیتی ہی یہ کہہ اور صرصر کے ہمراہ بدہد کے پاس آیا دیکھا کہ بدہد پر بریدہ خاک و خون مین غلطان قریب الہلاکت ہی اور شاںطرہ زار و قطار اپنے فرزند کی مفارقت مین رو رہی ہی جون ہی بدیع الملک پر اسکی نظر پڑی گھبرا کے اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا ای جوان کیا تجھکو نہین معلوم ہی کہ پریزادون کے پر قطع ہو جانے سے وہ زندہ نہین رہتے جو تو نے بدہد کو اپنے جلو مین رکھنے سے انکار کیا اور اسنے تیری ملازمت کے شوق مین اپنے پر قطع کر کے خودکشی کی اگر تو اسے اپنی ملازمت مین قبول کر لیتا تو کیون یہ نوبت پہونچتی فرزند بران تیرے خبر کی جگہ تھی کہ ایک ہمارے مہمان عیار طرار صاحب بال و پر بھی ہین بہر حال اسکے جان بچنے کی کوئی معقول تدبیر کر ورنہ مین بھی اسکی مفارقت مین ہلاک ہو جاؤنگی اور تجھکو نقصان پہونچانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا شاہزادہ نے برہم ہو کے کہا ای شاںطرہ یہان تک تو سب صحیح ہی کہ تیرا فرزند میری رفاقت کا متمنی ہی اور مین نے اپنے ہمراہی سے انکار کیا جسکی وجہ سے اسنے اپنا یہ حال کیا لیکن یہ تو کیا بکتی ہی کہ نقصان رسانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرونگی اول تو مین نے اسے اپنی ملازمت کے واسطے مجبور نہین کیا تھا جو اس نے

اپنے بچے کو ہلاک کیا میرا کیا قصور ہی آدم زاد عیاروں میں ہزار عیاری کیا ضرورت تھی روز کا قصہ موقوف کیا کیونکر گوارا کرتی اور یہ کہ تو مجھکو کیا نقصان پہونچا سکتی ہی مجھ ایسی ہیشتر پریزادیں میری نظر سے گذری ہیں بس اب مجھسے کچھ نہ کہو جو مجھے نقصان پہونچا سکتی ہو ہرگز کوتاہی نہ کر بہتر ہی تیرے مقابلہ میں بھی میری قوت کا اندازہ دریافت ہو جائے گا شالطرہ پری نے شاہزادہ کے پانون پر سر رکھدیا اور با آواز درد ناک کہا اے جوان والا شان جب تک میرا فرزند تندرست نہ ہو جائے گا میں سرگزان قدمونکو نہ چھوڑونگی شاہزادہ بدیع الملک کو اُسکے حال زار پر نہایت افسوس ہوا دل میں کہا اے بدیع الملک یہ پری اپنے فرزند کا یہ حال خراب دیکھکے بہت مضطر و بیتاب ہی خداوند عالم ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی مردہ کو زندہ کر سکتا ہی یہ ہنوز ابھی زندہ ہی اُس وحدہ لاشریک کی درگاہ میں مناجات تو کرو دیکھو اس واقعہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہی شالطرہ پری سے کہا اے شالطرہ صبر کر خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز میں دعا کر کیا عجب ہی اگر تیرا فرزند تندرست ہو جائے اور میں بھی دعا کرتا ہوں اُسنے کہا اے والا جاہ میرا دل دعا مانگ رہا ہی تمھارے کہنے پر کیا موقوف ہی شاہزادہ نے کہا نہیں ظاہرا بھی اُس غزاسمہ کی درگاہ میں دعا کر اور خود ایک گوشہ تنہائی میں آکے وضو کیا اور قبلہ رخ بیٹھکے

اسطرح قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات شروع کی

ہر پردہ میں صدا ہی تیری ہی سے والی
تو چارہ گری واہ تا چارم من
خداوندا صمد بار آلہ
یونس رہے نہ بیٹ میں مچھلی کے مبتلا

عالم بھرا ہی تجھ سے پھر بھی ہی خالی
لے باری و بے نیاز و بے انبازی
عیسیٰ کو آسمان پہ تو نے چڑھا دیا
بچھ کر سکی نہ آتش سوزان خلیل کا

یارب تو غفوری و گنہگارم من
بیمارم چہ شود شوی کہ بیمارم من
موسیٰ نبی کے ہاتھ میں دی مشعل منیر
ہے ہے تو محبت کامل عطا فرما اور

میری آبرو رکھلے ورنہ ہدت العمر مطعون رہونگا اور شالطرہ پری مجھسے بہت شاکی ہوگی ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی یکایک شاہزادہ بدیع الملک پر خواب کا غلبہ ہوا عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بدیع الملک کیا حال ہی بدیع الملک نے بعد ادائے تسلیم عرض کی شہ پارسا آنچہ کہ عیانست چہ حاجت بہ بیان ہی جو کیفیت ہی ظاہر ہی بدہد کے تندرست ہونے کی فکر سب فکروں سے زیادہ ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے فرزند بدہد کے ہلاک ہونے میں کچھ شک نہیں قاعدہ ہی کہ جس پریزاد کے پر قطع ہو جاتے ہیں اسکا زندہ ہونا دشوار ہوتا ہی ہزاروں میں ایک ہوتا ہی جو زندہ رہتا ہی مگر اے فرزند تو نے جو درگاہ باری میں مناجات کی خداوند عالم نے اُسے شفا سے کلی بخشی اور اس بات کی بھی ہم تجھکو خبر دیتے ہیں کہ بعد حمزہ ثانی کے اُسکا جانشین تو ہی ہوگا اور خواجہ عمر کا جانشین بدہد ہوگا چونکہ اسی قدر اطلاع کی ضرورت تھی لہذا میں جاتا ہوں یہ کہا اور نظر سے غائب ہوگئے شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا صبح صادق کا وقت تھا وضو کیا نماز پڑھی بعدہ آسمان پری کی مجلس میں آکے قیام کیا اُسوقت بدہد بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شاہزادہ نے از سرتا پا بدہد کو دیکھا اور کہا اب کیا حال ہی بدہد نے کہا شہریار میرے ہلاک ہونے میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا بارے تمھاری دعا اور مناجات درگاہ باری تعالیٰ میں مقبول ہوئی جو میں سے

دوبارہ خلعت حیات پایا اگر تم قبل میں میری رفاقت کو قبول کر لیتے تو میں اس نوبت کو نہ پہونچتا اب
بھی وہی بات عرض کرتا ہوں کہ اگر مجھکو اپنی ملازمت کے واسطے قبول کرو تو فہو المراد ورنہ میں اگرچہ
تندرست ہوگیا ہوں لیکن آیندہ کسی سخت مہلکہ میں مبتلا ہو جاؤنگا جس سے جان بری محال
ہوگی بدیع الملک نے کہا ارسطو صاحب میں نے تمھاری رفاقت قبول کی کسی طرح تمھاری جان
تو بچے بدیع بہت خوش ہوا اب اسکا یہ دستور ہے کہ ہر وقت بدیع الملک کے ساتھ سایہ کیطرح
رہتا ہے جو حکم صادر ہوا اسی وقت بوجہ احسن اسکی تعمیل کی جس سے شاہزادہ بھی بہت خوش و
مسرور ہوا یہ بھی واضح رہے کہ بدیع خواجہ عمر کا دختر زادہ ہے اگر خواجہ عمر کا جانشین ہو تو کیا
عجب ہے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت دی کہ بدیع خواجہ عمر کا جانشین ہوگا غرض
شاہزادہ بدیع الملک آسمان پری کے رخصت ہوکے مع بدیع و قمرزاد و لشکر دیوزاد و پریزاد
جانب دنیا روانہ ہوئے

آمدم بر مقدمہ دل افروز و مقنطوس جادو

میرے ہی واسطے بیٹھا ہے پاسبان در پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مرے مقدر پر
رکھا جو ہاتھ دم ذبح اس ستمگر کا
کرو خدا کے لیے رحم اہل محشر پر
وہ چشم مست ہے آسپر وہ بخیہ مژگان
زمین ہے زیر قدم آسمان ہے سر پر
کرینگے خوب تماشہ وہ خاطر احباب
سلاؤں طالع خفتہ کو اپنے بستر پر
ہمارے نالوں نے اٹھوا کے حشر چیخ اٹھا
اسے بھی توڑ نہ تو رکھ ہے روز محشر پر
نہیں ہے ہوش سے خالی ہماری بیہوشی
پڑی ہے خاک کہاں کی دل مکدر پر
ابھر رہا ہے وہ دیوانہ داغ دربان سے

ستم ہو زمین تنگ ہے میں بٹ کھڑ پر
سنا ہے ہم نے یہ آتا ہے موت کا آنا
لگا نہ تیغ سے چھریاں لگی ہیں خنجر پر
اڑی ہے خاک زمانہ میں جسقدر اب تک
کہ جب سے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر
عجب نہیں طپش روز معصیت سے مری
برسنے لگے مہر کسی کی تو جان مضطر پر
لگے ہے ملتے ہی تلوار کا اٹھا یا ہاتھ
خبر نہ بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر
کہاں کرشمہ برق جمال و طور کہاں
ابھی وہی میں گرے بھی جو ہم تو ساغر پر
فلک کرے بھی جو سامان عیش کو برباد
بپا ہے حشر کا ہنگامہ آپ سے در پر

کمال بھولے یہ بیٹھا ہوں میں عمر پر
الہی آئے نہ وہ وعدہ مقرر پر
نہ رکھو حشر پہ موقوف داستان میری
ابھی ہے آکے ہمارے دل مکدر پر
نیاز و ناز دکھاتا ہے یہ شب فراق
حباب آب بنا تجا کہیں آب گوہر پر
شب فراق میں کانٹوں پہ میں لوٹا اٹھے
رکھیں نہ تم نے بھی جانا انگلیاں مری
امید وصل ہے کیا ایک وعدہ دیدار
پڑی بھی آہ کسی دل جلے کی پتھر پر
نفس نفس ہے غبار سیاہ کی صورت
تو جام جم پہ گرے آئینہ سکندر پر

راویان اخبار عجیب یوں بیان
کرتے ہیں کہ مقنطوس لشکر جادوان سے ایک آن بیٹھے ہوئے روانہ ہوا تا کہ دل افروز کو ہلاک کرے یہاں
دل افروز نے یہ بندوبست کیا کہ ایک اسم پڑھنا شروع کیا جوں جوں وہ اسم پڑھا جاتا تھا
اسکا خیمہ مثل قلعہ کے درست ہوتا جاتا تھا اور خود دروازہ خیمہ میں استادہ ہوکے تماشا دیکھنا
شروع کیا اس اثنا میں مقنطوس پہونچا اور چہار جانب سے اس خیمہ کا محاصرہ کرکے دعا وہ کیا
ان ساحروں نے اپنی صورت کو جانوروں کی صورت سے مشابہ کرکے چاہا کہ ہوا سے آسمان سے
دل افروز کے خیمہ میں داخل ہوں ناگاہ دیکھا کہ وہ خیمہ بلند ہونا شروع ہوا جسکے سبب سے
وہ جادوگر عاجز ہوگئے ناچار زمین پر چلے آئے راوی کہتا ہے کہ تین روز تک علی الاتصال دل افروز

اور مقوقس میں جنگ رہی شدت گرسنگی سے دل افروز کا حال خراب ہوا اور درگاہ باری میں مناجات کی
اے کس بے کسان واے دستگیر درماندگان سے ندارم بجز تو فریاد رس + توئی عاصیان را خطا بخش و
بس + اثنائے مناجات میں آواز آئی دل افروز گھبرا کے اسی جانب متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ
بدیع الملک چلا آتا ہے آتے ہی نعرہ مارا کہ اے جادوگران بدکار میں تم سب کا سرکوب آپہونچا
سرداران لشکر اسلام نے جو شاہزادہ بدیع الملک کے نعرہ کی آواز سنی دل افروز سے کہا ہم سب
شاہزادہ کی مدد کرنا چاہتے ہیں پس تو ہم کو کسیقدر اسباب حرب دے دل افروز نے فوراً یراق و
مرکب طلب کرکے سرداروں کو دیئے یہ سب مسلح و مکمل ہوکے شاہزادہ کی مدد کو پہونچے شاہزادہ
ان سرداروں کے آنے سے بہت خوش ہوا اور کہا اے دلاورو اب موقع توقف کا نہیں ہے جلد کوشش
کرکے ان گبران بدکار کو سزائے معقول دو چنانچہ تمام سردار گبروں پر حملہ آور ہوئے کشتوں کے
پشتے سروں کے انبار لگادیئے مقوقس نے جو دلاوران اسلام کی یہ سفاکی دیکھی سحر و افسون پڑھتا ہوا
بدیع الملک کی جانب جھپٹا مگر اُس ہیکل کی برکت سے سحر و افسون نے شاہزادہ پر اثر نہ
کیا جھلا کے کہا او اجل گرفتہ تو سمجھتا تھا کہ میری تمام کارروائیوں کو رد کردے گا شاہزادہ نے کہا
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو کیا بکتا ہے اگر تیری کوئی تدبیر بکار آمد ہوسکتی ہے تو کیوں تامل کرتا ہے مقوقس
نے دوسرا افسون پڑھنا شروع کیا اس افسون نے بھی شاہزادہ پر اثر نہ کیا بلکہ اُسکے قریب ہوکے
ایک ایسا وار تیغ آبدار کا اُس پر کیا کہ مقوقس دو پرکالہ ہوکے زمین پر گرا روح ناپاک اُس بیباک
کی مالک کی ملک ہوگئی مقوقس جہنم نصیب ہوا جادوان ہمراہی نے جو یہ واقعہ عجیب دیکھا اُس
مقام پر قیام نہ کرسکے عزازیل منقش کی طرف بھاگ گئے شاہزادہ بافتح و فیروزی غار چہ بست
سے باہر آیا رستم ثانی نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک تم کہاں تھے بدیع الملک نے
تمام سرگذشت اپنی بیان کی دوسرے روز وہاں سے سوار ہوکے لشکر اسلام کی جانب روانہ
ہوئے آمدم بر مقدمہ فرعون ملعون فرعون نے کہا یارو تم سب میری خداوندی کے قائل ہو دنیا کی
نعمتیں بھی میری بدولت چکھتے ہو اور آخرت کی نعمتوں کے بھی امیدوار ہو اب تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ
خداپرستوں کو جواب ترکی بہ ترکی دے اور میری خداوندی کا قائل کرے سرکین بن اسرافیل نامے
ایک گبر تھا فرعون کی یہ تقریر سنکے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے خداوند یہ بندہ حقیر تعمیل حکم کے واسطے
حاضر ہے جو حکم ہو اُسے بجالائے فرعون نے کہا میرا جو کچھ حکم ہے ظاہر ہے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے
سرکین بن اسرافیل نے کہا اے خداوند میں بسر و چشم خداپرستوں سے جنگ کرنے کو مستعد
ہوں بشرطیکہ قنطورہ مجھے تفویض ہوجائے فرعون نے کہا ابھی موجود ہے پس قنطورہ کو طلب
کیا اور کہا اے سرکین یہ موجود ہے جا اور مسلمانوں سے مقابلہ کرکے انکو پسپا کر سرکین نے
کہا یہ بندہ حقیر بھی حاضر ہے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے چنانچہ اس شب کو سرکین
کے نام طبل جنگ بجی سے زلزلہ آواز آمد بیرون + کہ دو نشست فرعون دون + تمام
شب دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصبح دونوں لشکر میدان میں آکے صف آرا
ہوئے یکایک سرکین بن اسرافیل لشکر کفار سے باہر آیا اور چند قدم آگے بڑھکے

پکارا کہ ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والو آج تک تمنے خداوند کے ہزارہا بندون سے مقابلہ
کیا مگر تمہارا ایسے بندہ نظر کردہ خداوند سے سابقہ نہ ہوا ہوگا مین سرکش بن اسرافیل اب بالیقین تمہاری
عمر کی تمام ہونے کا وقت آگیا جو تم سے جنگ کرنے کا خیال میرے سر مین سمایا مجھو اسی مین
خیریت ہی کہ تم خدائے نادیدہ کی پرستش سے باز آؤ اور ہمارے خداوند بزرگ کی قدرت وعظمت
کے معتقد ہو جاؤ ای خدا پرستو فنطورہ کا نامزد ہونا ایسا ویسا نہ سمجھنا اسکی وجہ سے میرا دل ایسا
غنی ہو گیا ہی کہ کسی کی وقعت میری نظر مین نہین سماتی سرکش بن اسرافیل ابھی یہ مزخرف تقریر
کر رہا تھا یکایک ایک عمیق گرد نمایان ہوا دونون لشکر اپنی اپنی مدد کے خیال سے اُس گرد کے
جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر مین پردہ گرد چاک ہوا دیکھا مقوقس وغیرہ کے چند سر ہائے
ناپاک نیزون پر نصب پیش پیش شاہزادہ بدیع الملک خیر اندیش چلا آتا ہی شاہزادہ حمزہ ثانی
کی خدمت مین حاضر ہوئے بہ کمال ادب آداب بجالایا حمزہ ثانی نے جو شاہزادہ بدیع الملک
کو مع تمام یاران دیگر صحیح وسلامت دیکھا بہت خوش ہوا فوراً خاک پر سجدہ کو جھک گیا
اور کہا ای خالق زمین و زمان و ای مالک ہر دو جہان اس قابل میری زبان نہین جو اس مرحمت
وعنایت کا شکر ادا کر سکون کہ شاہزادہ بدیع الملک اور تمام سرداران لشکر اسلام کو بار دیگر
زندہ وسلامت عطا کیا مجھے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ یہ سب پھر مجھ سے ملاقی ہونگے الغرض جاسوسان اسلام
نے حمزہ ثانی اور سعد بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اسطرف نورالدہر نے دیکھا کہ سرکش بن
اسرافیل کلمات لاطائل زبان پر جاری کر رہا ہی اور مبارز طلب ہی مرکب کی باگ پھیری سرکش
بن اسرافیل کے قریب آیا اور اُس سے کہا تو بیہودہ بک بک کے اپنی زبان کو تکلیف دے رہا
ہی کیسی قدرت و عظمت اور کیسا خداوند فرعون کو ہم سگ خارشتی سے بھی زیادہ تر ذلیل وخوار
سمجھتے ہین سرکش نے مثل مار دم بریدہ پیچ وتاب کھایا اور کہا ای خدا پرست افسوس کہ ابھی
میرا دسترس تجھ پر نہین ہی ورنہ خداوند کے حق مین جو نامناسب کلمے تو کہہ رہا ہی اُسکے عوض مین
مین تیرا سر زمین پہ ایسا گھس دیتا کہ تیری صورت نہ پہچانی جاتی نورالدہر نے متبسم ہو کے
کہا اومردود اگر تیرا دسترس مجھ پر نہین ہی تو میرے عوض مین خود اپنا سر زمین مین گھس دے اگر
ممکن نہ ہو تو اس ملعون کا سر گھس دے جسکو تو خداوند کہتا ہی یہ بھی ممکن نہ ہو تو لا مین تیرا سر
زمین پر گھس دون یہ کہا اور سرکش ملعون کے قریب آکے اس زور سے اُسکے مرکب کو تنگاوری
کی اسکی جگہ پہاڑ ہوتا تو وہ بھی گر پڑتا مگر وہ مانند سد راہ اپنی جگہ قائم رہا اور متبسم ہو کے کہنے لگا
کہ ای سعد واقعی یہ حملہ تیرا بہت زبردست تھا مگر دیکھ ہمارے خداوند کی قدرت کہ اُسنے مجھکو
محفوظ رکھا ورنہ ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نورالدہر بار دیگر اُسکے قریب آیا اور ارادہ کیا تھا کہ
دوسری تنگاوری کرے مگر سرکش چند قدم پسپا ہو گیا اور کہا بس اب نہین دھوکھا ہو سکتا
معلوم ہوا تو فن حرب وضرب سے خوب ماہر ہی ای جوان بتا تیرا کیا نام ہی نورالدہر نے کہا
تجکو نام سے کیا کام ہی ع بیار آنچہ داری ز مردی نشان اُسنے کہا نام اسواسطے پوچھتا
ہون کہ جب تو فن حرب وضرب سے ایسا ماہر ہی تو تیرا نام بھی مشہور ہوگا اور بالیقین مشہور نام

کام کو تقدم مجھے لیکن فی الحال میں اسی کے کام کو مقدم سمجھتا ہوں جو سرکن اور قنطورہ اور نورالدہر کو
زندہ ہمارے پاس لائے اور ایک کام کے مقدم سمجھنے میں یہ بھی فوقیت ہے سب ہی فضیلتیں اسمیں موجود
بھی جاتی ہیں یہ ہو نے کہا بہت مناسب جو ارشاد ہوا غلام کو اسکے انجام دہی کی اجازت مرحمت ہو
عمر ثانی نے کہا اجازت ہے یہ ہو روانہ ہوا سیارہ ثانی نے امیہ ثانی سے آہستہ کہا اے خواجہ تم نے
بادشاہ کی تقریر سنی اُسنے کہا ہان کہا پھر اب کیا ارادہ ہے امیہ ثانی نے کہا تم کچھ کہو سیارہ نے کہا کہنا یہ ہے
کہ جلد کوشش کرو اگر یہ ہو کوئی سبقت لے گیا تو بس ذلت کا سامنا ہے امیہ ثانی نے کہا وہ تو میرا ارادہ
ہے یہ سیارہ نے کہا یہ بھی تو ہے چالاک بن عمر بھی موجود تھا اُسنے کہا کیا باتیں ہو رہی ہیں
سیارہ نے کہا اگر عزت رکھنی ہے تو چلو تم بھی کوشش کرو یہ ہو جس کام کے واسطے گیا ہے وہ کام شاید
تم ہی سے انجام پا جائے چالاک بن عمر نے کہا میں پیشتر سے یہی ارادہ کیے بیٹھا ہوں مگر اے سیارہ
تم کو اس بات کا بھی خیال ہے کہ یہ ہو اگر اس کام کو بنا لایا تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا سیارہ ثانی نے کہا اے
چالاک میں اس نتیجہ کو نہیں سمجھا چالاک نے کہا مجھ سے سنو اگر یہ ہو نورالدہر وغیرہ کو لے آیا اسوقت یہ ہو
ضرور عمر ثانی سے دعوی ہمسری کرے گا سیارہ نے کہا اے چالاک واقعی تیری رائے صحیح ہے خیر عمر ثانی
جانیں اور انکا کام جانے ہم کو کیا بعد اس گفت و شنید کے سیارہ و امیہ ثانی اور چالاک بن عمر بھی روانہ
ہوئے ان عیاروں کے جانے کے بعد ہی خیال چالاک بن عمر کا پیش آیا کہ بعض عیاروں نے عمر ثانی
کی خدمت میں عرض کی شہریار عالم کو قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہو اس کام کو انجام دے لیے تو یہ ہمچشمی کا
دعوی کرے گا اسوقت کے واسطے کیا بندوبست کر رکھا ہے عمر ثانی نے کہا اے فلان واقعی تو صحیح کہتا
ہے پھر اسکا کیا تدارک کیا جاوے اُسنے کہا اسکا تدارک اس سے بہتر کوئی نہیں ہے کہ خود بھی کچھ فکر کرو
عمر ثانی تا دیر سر نگون سکوت میں یہ سوچتے رہے آخر خود بھی اسی جانب روانہ ہوئے یہ ہو بشتاب بسیار
جنہا جز چلا جاتا تھا حتی کہ سرکن کے خیمہ کے قریب پہونچا دیکھا سرکن قنطورہ میں بیٹھا ہے ایک سمت وہ اپنے
ایک گوشہ میں آیا نقب لگانا شروع کی دیا تاکہ سرکن کے خیمہ کے قریب وہ نقب پہونچی چونکہ کسی
قدر حوصلہ تنگ تھا اب جو اندرون خیمہ نظر کی دیکھا تخت نکہت پر سرکن بیخبر سو رہا ہے چونکہ سر نقب مثل
سوراخ موش بنایا تھا تاکہ مخفی رہے اور اس سوراخ سے جھانکتے سرکن کو بیخبر سوتا دیکھا تھا اب
ارادہ کیا کہ سوراخ نقب کو بڑھا کے سرکن کے پاس جاؤں اور بیہوش کر کے لے بھاگوں یہان یک کیا
دیکھتا ہے کہ عمر ثانی ایک جانب قنات خیمہ کو چاک کر کے خیمہ میں پہونچ گیا اور قریب تھا کہ سرکن کو بیہوش
کر کے اُٹھا لے جائے اور دوا بیہوشی ہاتھ میں تھی اور سرکن کے قریب پہونچ چکا تھا کہ سرکن نے سر
میں خارشت معلوم ہوئی اپنے سر کھجلانے کو ہاتھ اُٹھایا اُسکا ہاتھ عمر ثانی سے لگا سرکن کی آنکھ کھل
گئی عمر ثانی کو دیکھ کے کہا تو کون ہے پھر کہا ہان تو ہے خدا پرست میں سمجھ گیا میری گرفتاری کو یہان
آیا ہے ہاتھ بڑھا کے عمر ثانی کو گرفتار کیا اور مضبوط ستون خیمہ میں باندھا کہا بڑا فضل ہے خداوند کا کہ
میں بیدار ہو گیا ورنہ یہ خدا پرست مجھ کو گرفتار لیے جاتا میں سو لون تو تجھکو جبتک اسیطرح بندھا رہ یہ کہکے پھر
بیخبر سو گیا یہ ہو نے ارادہ کیا کہ عمر ثانی کو رہا کرے اور اُسکی مدد سے سرکن کو بیہوش کر کے گرفتار کرے
اب کیا دیکھتا ہے کہ دوسری نقب سے دو سیاہ پوش خیمہ میں داخل ہوئے ایک سیارہ ثانی

دوسرا امیر ثانی دونون برابر داخل خیمہ ہوئے سیارہ ثانی نے کہا اے امیر جا رہے ہین جناب بخیریت
پہونچ گئے یہ ملعون بے خبر سو رہا ہے مین نور الدہر اور عمر ثانی کو رہا کرتا ہون تو سرکش کو بیہوش کرکے گرفتار
کرلے مگر خبردار خوب ہوشیاری رکھنا اُسنے قبول کیا دفعتاً امیر کو چھینک آئی اُسنے روکنی چاہی سیارہ
کو معلوم ہوگیا سوچا کہ سرکش چھینک کی آواز سے بیدار ہوجائیگا اُسنے امیر کی ناک پکڑ لی امیر کا
دم گھٹا چھینک کے زور سے امیر کی ناک اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی خوب زور سے چھینک بھی آئی اور
بے اختیار امیر کی زبان سے نکلا ہائین یہ کیا تھا ان آوازون سے سرکش کی آنکھ کھل گئی دونون کو
دیکھکے کہا آؤ تم بھی سہی یہ کہکے ان دونون کو بھی بستہ کرکے ایک ایک میخ طناب مین مضبوطی کے ساتھ
باندھ دیا اور کہا تھوڑی دیر صبر کرو مین سو لون تو تمھون ابھی دیکھو خداوند کا فضل کتنون کو بندھواتا ہون اور پھر
سو رہا ادھر ہدہد سر نقب باریک سے یہ تماشا دیکھ رہا ہے اب دیکھا کہ چالاک بن عمر قنات خیمہ کو چاک
کرکے خیمہ مین داخل ہوا ابھی سرکش نیم خواب تھا اور اس وقت تو خیال بھی تھا کہ اسقدر مسلمان آچکے
ہین اور ابھی اور بھی آئینگے آہستہ سے فوراً آنکھ کھول کے چالاک کو دیکھا چالاک نے بھی فوراً دیکھ
لیا کہ یہ مردود مجھے دیکھ چکا ہے ادھر یہ اُٹھا کہ گرفتار کرون ادھر چالاک خیمہ سے بھاگا سرکش دور خیمہ
تک اسکے تعاقب مین گیا پھر سوچا کہ اُسکے تعاقب مین یہ گرفتار رہا ہو جائینگے اپنے بستر پر واپس
آیا وہان چالاک خوف سے بے تحاشا بھاگا جاتا تھا حسب اتفاق اس طرف شمین بن شیاطین
آتا تھا چالاک کو دیکھ کے فوراً سمجھ گیا کہ یہ لشکر اسلام کا عیار ہے کہا باش او خیرہ سر میرے ہاتھ
سے کہان جاتا ہے لپک کے چالاک کا کان لیا چالاک نے اُسکے کلہ پر تھپڑ مارا جس سے
وہ مڑ گیا کان تو چھوٹ گیا لیکن ہاتھ اُسکے ہاتھ مین آگیا دونون مین مشت مشت شروع ہوئی
آخر شمین بن شیاطین نے اسکو بستہ کرلیا اور سرکش کے پاس لائے کہا اسے پہچانتا ہے سرکش
نے کہا کیون نہین یہ ابھی یہین سے بھاگا تھا شمین نے دیکھا عمر و سیارہ و امیر بستہ ہین پوچھا
یہ کون ہین اُسنے کہا یہ بھی سب اسی کے ساتھی ہین انکو مین نے گرفتار کیا ہے شمین بن شیاطین
نے کہا اے سرکش آج خداوند کا بڑا فضل تیرے حال پر ہوا کہ ان متعدد خدا پرستون کے ہاتھ سے
بچا ورنہ ضرور ہلاک کیا جاتا مین یہ چاہتا ہون کہ تو سو اور مین تیری پاسبانی کرون سرکش نے کہا اے
شمین اب مجکو نیند نہین آتی شمین نے کہا پھر بھی تیری حفاظت کی ضرورت ہے نہین معلوم کسقدر
خدا پرست تیری گھات مین آئے ہونگے جنمین سے اسقدر گرفتار ہوئے ہین سرکش نے کہا تجھے اختیار
ہے سرکش اور شمین دونون مل کر ایک جگہ بیٹھے سرکش نے کہا اے شمین خالی بیٹھنے سے کیا فائدہ کچھ
سرور ہی سہی شمین نے کہا اب شامت کا سامان نہ کر سرکش نے کہا شامت کیون آئیگی یہ سب
مستحکم بستہ ہین کیا کرسکتے ہین شمین نے کہا تجھے اختیار ہے غرض رنگ شراب آئی دونون نے خوب پی ادھر ہد
ہد نے دیکھا کہ یہ مردود دونون بدمست ہین ایک عیاری سوچی نقب سے باہر آکر خوبصورت نوخیز
طفل کے مشابہ ہوا لباس مکلف پہنا تنگ شراب ہاتھ مین لیا طلائی دوہرا اپنے بازو پر
رکھکے سرکش کے خیمہ کے قریب آیا پاسبانون نے جو اسکو دیکھا ادب سے سلام کیا پوچھا
آپ کون صاحبزادے ہین ہدہد نے کہا ہم کوئی ہین یہ بتاؤ کہ سرکش سوتا ہے یا جاگتا ہے کہا

خداوند جانتا ہے ہدہد نے کہا جا کر مالک سے آنے کی اطلاع دو ایک پاسبان خیمہ میں گیا اور کہا ایک نوجوان
ذیشان ملاقات کو آیا ہے سرکن نے کہا اسے روبرو لاؤ ہدہد خیمہ میں پہنچا سرکن اسکو دیکھ کے متعجب ہوا کہا
ای جوان بابا بتا تو کون ہے اور کس غرض سے یہاں آنے کی تکلیف اوٹھائی اگر میرے لائق مجھ سے کوئی
کام تیرا متعلق ہوا ہے اس کام کے کرنے میں مجھ سے عذر نہ ہوگا بلکہ تجھ کو یگانہ سمجھا اس واسطے کہ جس خداوند کا میں
بندہ ہوں اوسکا فضل تیرے اوپر ہمیشہ شامل حال رہتا ہے اسطرح بھی یہی کا مدعی ہے کہ جب کوئی نوجوان
ہمچو حسین اسکے پاس آتا ہے اوسکی کمال درجہ خاطرداری کرتا ہے اور سی عزت اسکی دلشکنی روا نہیں رکھتا
حتی کہ خداوندوں کی طرح تابعداری کو موجود ہوجاتا ہے ہدہد نے کہا او لعین نابکار اب تک تو نے مجھکو نہیں
پہچانا کہ میں کون ہوں سرکن نے کہا ماجرا دوست تم ناراض ہوئے ہو میں نے تم کو نہیں پہچانا
بیان کرو تم کون ہو ہدہد نے کہا ای بیدین میں محبوب القلوب خداوند ہوں خداوند نے تیرے متعلق سے خاص
تیرے پاس بھیجا ہے خبردار ادب و لحاظ سے پیش آ ورنہ تیری شکایت خداوند سے کرونگا سرکن گھبرا کے
اٹھ کھڑا ہوا ہدہد کے گرد پھرا کہا ای نظر کردہ خداوند اول تو مجھ سے تیری کوئی خطا نہیں ہوئی ہے اگر میں نے
نہیں پہچانا تو یہ میرا قصور نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ میں نے آج کے سوا کبھی نہیں دیکھا اور نہ مجھکو
خداوند نے اطلاع دی کہ میں فلان شخص کو تیرے پاس بھیجونگا بعد ازان ہدہد کو سرکن نے نہایت
تعظیم و تکریم سے اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا آج خداوند کی میرے حال پر کیا نظر رحمت تھی جو ایسے
وجیہ اپنے نظر کردہ کو میری عزت افزائی کے واسطے بھیجا ہدہد نے دو تنگ شراب بغل سے نکالا
اور سرکن کو دے کے کہا آج خداوند نے خاص اس شراب کے واسطے یہاں بھیجا یہ شراب خاص
خداوند نوش کرتے ہیں جو آسمان سے تیرے واسطے بھی ہے اسکے پینے سے آنکھیں ایسی کھل
جاتی ہیں کہ ساتوں طبقے آسمان اور ساتوں طبقے زمین کے نظر آتے ہیں یہ مرحمت خداوند خاص اس
شخص کے واسطے مخصوص ہوتی ہے جو اعلی سے اعلی مقرب خداوند کا ہوتا ہے تیرے نصیب تیرے کہ
ایسا تحفہ درگاہ خداوندی سے تیرے واسطے آیا اور علی الخصوص مجھ ایسا شخص اس کام کے
واسطے مقرر ہوا خداوند کو اسقدر تیری خوشی مدنظر ہے کہ اگر گھڑی بھر ٹھہرا رہوں تو فوراً خداوند بیتاب ہوجاتا ہے اور
پھر ہفتہ ہفتہ اسی طرح پڑا رہتا ہے جب تک میں اجازت نہ دون نہیں اٹھتا سرکن نے ہدہد کو
سلام کیا اور شرابخواری میں مصروف ہوا اور شین سے کہا ای برادر کیا تامل ہے خاص خداوندی بھیجی
ہوئی شراب ناب ہے تو بھی نوش کر اوسنے بھی ایک جام مملو کرکے پیا ہدہد نے کہا ای خداوند کے بندو
کیون ڈرتے ہو جہانتک پی جاسکے جواب دیا مدت العمر ایسی شراب ناب میسر نہ ہوگی سرکن
نے کہا ای خداوند کے نظر کردہ میں نے تو مطلق تکلف نہیں کیا تو نے دیکھا کہ ایک دو جام پر
اکتفا نہیں کی ہدہد نے کہا خوشا حال تیرا اور سبھی غرضکہ سرکن اور شین بن شیاطین اس شراب
کو پی کے خوب مدہوش ہوئے ہدہد نے بے تامل قطورہ سرکن کے سر سے اتارا اور اپنے
سر پر رکھ لیا بعدہ سرکن اور شین لعین کو بستہ کرکے بقچہ بنایا پھر عیاروں کے پاس
آیا انکو مع نورالدہر بیہوش کیا اور سب کا ایک بقچہ بنایا سرکن کی بارگاہ میں جسقدر
مال و اسباب تھا اسکا بھی ایک پشتارہ بنایا ان سب بقچوں کو ملکے برد کمر سے باندھ کے

تھا سے چلا صبح کا وقت تھا کہ اسی لباس سے محبوب القلب سے حمزہ ثانی کی خدمت میں پہونچے پھر کو پشت
سے زمین پر گرایا حمزہ کو اسکی صورت دیکھ کے تعجب ہوا کہا تو کون ہے ہدہد ہنسا اور کہا تمہار یار خور ہے میری
صورت ملاحظہ فرماؤ اور پہچانو میں وہی خادم ہوں حمزہ ثانی نے کہا کون خادم میں نے نہیں پہچانا اور بھی ملازمون
نے باواز بلند کہا اے نوجوان صاف بیان کرو کون ہے ہدہد نے کہا تم لوگ خاموش رہو انھون نے کہا
کسطرح خاموش رہیں تو اپنا پتہ کیوں نہیں دیتا ہدہد نے دیکھا کہ یہ سب پریشان ہیں حمزہ ثانی کی خدمت
میں عرض کی اے والا منزلت یہ غلام وہی ہدہد نام ہے جسکو خدمت گذاری کے واسطے بھیجا تھا یہ صندوق
میں مع سب مردوں مطلوب کے موجود ہیں بدیع الملک بہت خوش ہوا حمزہ ثانی نے ان صندوقون سے
کھولنے کا حکم دیا ہدہد نے پہلے سرکش کے مال و اسباب کا پشتارہ کھولا حمزہ ثانی نے چین بر جبین ہو کے
کہا اے ہدہد میں نے تجھے اسواسطے نہیں بھیجا تھا کہ وہاں کا اسباب اٹھا لا بلکہ نورالدہر وغیرہ کے لانے
کو بھیجا تھا ہدہد نے دوسرا بقچہ کھولا اسمیں سے سرکش اور شین بن شیاطین برآمد ہوئے اور کہا شہریار
یہ اسباب سرکش کی بارگاہ کا عیاروں کی مہمانی کے واسطے لایا ہوں حمزہ ثانی نے کہا یہ تو میں سمجھا لیکن
نورالدہر کہاں ہیں اسنے تیسرا بقچہ کھولا اسمیں سے نورالدہر نمودار ہوئے حمزہ ثانی نورالدہر کو دیکھ کے
بہت خوش ہوئے اور کہا اے ہدہد پہلے سرکش و شین کو ہوش میں لا تاکہ اُنسے کچھ باتیں کروں مگر بخوبی
مستحکم بستہ کر ایسا نہ ہو کہ ہوش میں آ کے قبضہ سے نکل جائیں تو کل محنت ضائع ہو جائے ہدہد نے
ایسا ہی کیا ان دونوں کو بستہ کیا اور زار و سر [illegible] نفع بیہوشی سنگھا کے دونوں کو ہوش میں لایا سرکش اور
شین بن شیاطین نے آنکھیں کھولیں اپنے کو مستحکم بستہ پایا منفعل ہو کے سروں کو جھکا لیا شاہزادہ
نے کہا اے گبران بے ایمان کہو اسوقت تم اپنے کو کس حال میں پاتے ہو اگرچہ تم میرے قبضہ میں ہو اور یہ
بھی میں خوب جانتا ہوں کہ تم بے ایمانوں کے عہد و اقرار کا کچھ اعتبار نہیں ہے میں نے بزرگوں کو دیکھا
کہ انھوں نے ظاہر میں [illegible] اختیار کی جسکے [illegible] انواع اقسام کی رعایتیں اُنکے حق میں مرعی رکھیں مگر آخر
میں اُنکے کینہ کا حال معلوم ہوا تاہم اگر تم دونوں نے ایمان دین اسلام اختیار کرو تو ہم رہا کر دیں ورنہ تمہارے
دھڑوں پر سر نہ رہیں گے سرکش نے سر اونچا کیا اور کہا اے حمزہ میں نے تمہارے اوصاف بیشتر سُنے
ہیں کہ تم مرد مردانہ ہو اور تمھارا [illegible] کریمانہ ہے اور ہر ایک کام کو مردانگی سے انجام دیتے ہو مگر اسوقت
میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سے بڑھ کے دنیا میں کوئی حیلہ ساز نہ ہوگا ہم کو فریب سے گرفتار کیا اب یہ
بیان کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ ہلاک کیے جاؤ گے اسکے کیا معنی ہیں جنگ و حرب میں دین و
ایمان کا کیا دخل ہے [illegible] خود موسی بھی [illegible] بالفرض [illegible] عالم ہوشیاری
میں مقابلہ کر کے مجھے گرفتار کیا ہوتا اسوقت مجھ سے جو کچھ فرماتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا
اے جمیل سے کچھ ایسی باتیں کیں کہ حمزہ ثانی کو غیرت آگئی بجائے خود متامل ہو کے حکم
دیا کہ اس کو مع شین رہا کر دو فوراً اُن دونوں کے بند کھول دیے گئے حمزہ ثانی نے
خلعت اُن دونوں کو دیا اور کہا ہم [illegible] تم دونوں کا یہ عذر قبول کیا اب اُسی وقت تم کو مسلمان
کرینگے جب مقابلہ کر کے تم کو گرفتار کریں گے سرکش نے کہا ہاں اسکا مضائقہ نہیں
یہ کہا اور وہاں سے روانہ ہوگیا حمزہ ثانی نے کہا اے ہدہد اب اور بقچہ کھول ہدہد

نے تیسرا اقچہ کھولا جس میں مع نورالدہر پانچ آدمی بستہ تھے حمزۂ ثانی سے ہدہد کی عیاری کی تعریف
کی اور کہا ان سب کو ہوشیار کرو چنانچہ عمر ثانی و سیارۂ ثانی و امیہ ثانی و چالاک کو حمزۂ ثانی کے
سامنے لائے اور دارو سے رفع بیہوشی سُنگھا کے ہوشیار کیا انھوں نے جو اپنے کو ہوشیاری میں رہا
پایا اور حمزۂ ثانی وغیرہ کو دیکھا ازبس خدمت کو بوسہ دیا حمزۂ ثانی نے کہا اے عمر ثانی ہدہد کو سب سے
مقدم سمجھنا چاہیے یا نہیں عمر نے کہا شہریار ہوا بھی ہدہد عجب مرد میدان ہے اور اعلیٰ کارگذار ہے ہم اور
تمام سرداران لشکر اسلام اُسکے آزاد کردہ ہیں اگر اسکو منظور ہو تو خواجہ کی کرسی بھی تسلیم کرلیں ہدہد نے
دست بستہ کہا شہریار یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میں کیا وقعت رکھتا ہوں جو کوئی میرا آزاد کردہ ہوگا تمام
حلقہ بگوشوں میں سے میں بھی ایک ادنیٰ شخص ہوں اور یہ جو ارشاد ہوا کہ کرسی خواجہ اُسکے لیے تسلیم
کرتے ہیں صاحب من یہ جائزہ خاص تم ہی ایسے عالیجاہ کے قد بالا پر زیب ہے اگرچہ مجھکو لازم نہ تھا کہ اسقدر
ترک ادب کروں لیکن بنابر ضرورت ہمچشمی کی راہ سے یہ کام کیا ہے اور عمر ثانی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کے
خواجہ کی کرسی پر بٹھایا حمزۂ ثانی نے اُسکو خلعت دیا سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہدہد نے نامے سے مجلس
آراستہ کی یکایک لشکر کفار سے نقارۂ جنگ کی آواز بلند ہوئی سرداران لشکر اسلام نے حمزۂ ثانی
کی صورت دیکھی حمزۂ ثانی نے بھی نقارۂ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دوسرے روز میدان معرکہ میں آکے دونوں
لشکر صف آرا ہوئے اول جس شخص نے میدان کا ارادہ کیا اسرکین بن اسرافیل تھا رستم اُسکے مقابلہ
کے واسطے آیا تادیر دونوں میں رد و بدل رہی خاص شاہزادہ نامدار کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچا اور خاص
گرد باد سے کوئی زخم لگا آخرالامر رستم نے اس زور سے تیغ جیدیغ کا وار اسپر کیا کہ دو حصہ ہوکر زمین
پر گرا اسطرف فرعون نے جو سرکین کو خاک پر دیکھا حکم دیا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرلو تمام
لشکر کفار رستم پر حملہ آور ہوا حمزہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اہل لشکر کو رستم کی مدد کا حکم دیا دونوں
لشکروں میں جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی جو جسکے سامنے آیا ایک ہی وار میں دو ہوگیا ہر طرف
سروں کا ڈھیر تھا کشتوں کے پشتے تھے بگیر بزن کی آواز تا آسمان جاتی تھی رستم کا یہ حال تھا کہ وار
پہ وار علی الاتصال لگا رہا تھا سر پھر جا کہ تمشیر او بکار کرد + بیک دو کرد و دو را چار کرد +
راوی کہتا ہے کہ تین شب و روز یہ ہنگامہ کشت و خون برپا رہا چوتھے روز لشکر کفار نے شکست
کھائی فرعون لشکر اسلام کے روبرو آکے کھڑا ہوا اور کہا اے خدا پرستو کیوں مجھسے مخالفت
کرکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو مجھو بے رحم کو اسوقت بھی تمھاری نمائش کو آمادہ ہوں
آؤ مجھ سے معافی کے خواستگار ہو ورنہ مجھو کسطرح تمھارے گذشتہ لن ہو معاف کروں حمزۂ ثانی
نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا کہ ایک لبر میکار لو گرفتہ کرلو سب ایک مرتبہ تلوار میں علم کرکے فرعون
پر جب ٹوٹے اُسنے جو یہ رنگ دیکھا سمجھا کہ یہ سب میری ہلاکت کے درپے ہوئے اسطرف
آتے ہیں وہاں سے بھاگ کے قصر معلق میں قرار لیا ضحاک و قباد و پرویز [illegible] میں آکے مقیم ہوئے
اور دروازہ اسکے قلعہ کو بند کرلیا تمام فوج اسلام لوٹ میں مصروف ہوئی ہر ایک لشکری مال و
اسباب کا پشتارہ باندھ لیا جس میں انواع و اقسام کا مال و اسباب از قسم زر و جواہر تھا حمزۂ ثانی نے
بافتح و ظفر وہاں سے مراجعت کرکے بارگاہ میں آکے آرام کیا

اب حمزہ صاحبقران کو بارگاہ میں مقیم رکھا جاتا ہے اور حال شاہزادہ نامدار بدیع الملک عالیمقدار کا بیان ہوتا ہے مع حالات تورج بدرک

اسقدر ناز ہے کیوں آپکو یکتائی کا
وعدہ حشر تو بالا رہی رسوائی کا
خوگر رنج و بلا حشر کے دن کیا خوش ہوں
ترے کشتے سے لیا کام مسیحائی کا
اس ادب سے ہے کشش تیر پہ نازاں دل
اب مجھے رنج نہیں اپنی شکیبائی کا
رات بھر شمع رہی بحر میں وہ بھی خاموش
میں نے تجھکو ہم لیا اسکے تماشائی کا

دوسرا نام ہے تو وہ بھی مری تنہائی کا
جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
گر وصال آج ہوا ہے شب تنہائی کا
ہر گلی کوچے میں پامال ہے پہچانا
کہ گمان ہے تری طرش پر جو شکیبائی کا
ران شب وعدہ کی یاد نہیں ملتی
ملتی تھی تمہاری تصویر سے گویائی کا

کیسے چھپے راز الٰہی دل شیدائی کا
کون اب رونے والا ہے مری آئی کا
زندہ ہے نام شہادت کا ہی کے دم سے
دل ہے وہ نقش قدم ہے کسی ہرجائی کا
وہ بہت ہیں مرا صبر پڑے گا تجھ پر
یاران کچھ کوئی ملتا ہے تمنائی کا
ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ

نور دیدہ بینان امور خوش بیانی و ملکہ داران خوبی ہمزبانی اس روایت عجیب و حکایت غریب میں یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ بدیع الملک فلک بارگاہ نے طلسم تابستان کو شکست کیا تورج بدرک بھی طلسم بند تھا شاہزادہ نے نیرنگ جادو کو ہلاک کیا تورج بدرک کے مع یاران دیگر دست و پائے خود بخود بند کھل گئے تورج مثل سراسیمہ سے باہر آیا بیابان کی راہ لی خبر نہیں چلا جاتا تھا لیکن قابل قیام کوئی جگہ نہ ملی تھی ایک مہینہ کامل سرگردان رہا تھا حیرانی و سرگردانی پڑتا تھا قطع منازل میں جان کھوتا تھا ایک روز نفس سرد بھرتا آہ کرتا چلا جاتا تھا اس عالم ناامیدی میں یکایک اسکی نظر ایک پیادہ پر پڑی غور سے دیکھا پہچانا آواز دی اے اہرمن کہاں جاتا ہے ادھر آ اہرمن نے بھی دور سے دیکھ متعجب ہوا کہ یہ کون ہے جو مجھکو بلاتا ہے اپنی جگہ ٹھہر رہا تورج خود اسکے قریب پہونچا اب اہرمن نے تورج کو پہچانا با ادب تمام سلام کیا تورج نے بعد جواب سلام کہا اے اہرمن نیک بات تو کہاں تھا اہرمن نے کہا اے تورج خان جب میں نے تجھے جزیرہ میں خلاص کیا اور قلعہ آہنی میں لے گیا اور بدیع الملک نے آکر دوبارہ تجھکو گرفتار کیا میں منتشر اور پریشان ہوکے باختر کی جانب راہی ہوا بختیار شاہ اور اختیار شاہ اور بربر شاہ اور پسران زلزال شاہ سلیمان کی قید میں مبتلا تھے انکو میں نے رہا کیا اور جزیرہ خندق میں لے گیا فی الحال وہ ایک فوج کثیر جمع کرکے تیری طرف آتے تھے انکو پاس تخت مریخ میں کہ جو ہفت دربند باختر میں واقع ہے چھوڑ کر تیری خدمت میں حاضر ہوا ہوں اب یہ بتا کہ تو کس فکر میں مبتلا ہے تورج نے کہا اے اہرمن میں سلطنت فرعون کے پاس رہا ہے لیکن تمام سرگذشت تورج نے اہرمن کے روبرو بیان کی اہرمن نے کہا اگر تورج خان تو بجائے خود منصب صاحبقرانی رکھتا ہے تیرے واسطے کیا ضرور ہے کہ سپہ سالاری فرعون کی اختیار کرے آ ہم اور تو دونوں باختر میں چلیں وہاں تیری فوج تیرے انتظار میں ہوگی تورج نے کہا کیا مضائقہ ہے میں موجود ہوں غرضکہ اہرمن اور تورج بدرک دونوں باختر کی جانب روانہ ہوئے

باز آمدم بر مقدمہ لشکر تورج بدرک

راویان شیریں سخن فرداند قصہ این داستان چنین کردند کہ بختیار شاہ و اختیار شاہ و بربر شاہ

پشت شمشیر پر روک کے اپنی شمشیر بران کو سنبھال کے ایسا ایک ہاتھ پالٹ کا لگایا کہ چاروں پاؤں اسکے مرکب کے صاف قلم ہو گئے اور باجور مرکب کی پشت سے گرتے گرتے سنبھل زمین پر گرتے ہی فوراً سنبھل کے قائم ہوا نقابدار نے کہا او نابکار تو ابھی کچھ حوصلہ رکھتا ہے یہ کہکے تلوار سنبھالی اور اسکی جانب جھپٹا باجور اسکی جھپٹ سے رعب میں آگیا اور وہاں سے جست کرکے دور جا کھڑا ہوا نقابدار پھر اس کے قریب پہونچا اور چاہتا تھا کہ پھر وار کرے باجور جست کرکے دوسری جگہ جا کھڑا ہوا اب یہ نوبت ہوئی کہ جب نقابدار اسکے قریب جاتا ہے باجور جست مارکے دور جا کھڑا ہوتا ہے اسکی اس طرح کے جست وخیز سے مراد یہ تھی کہ نقابدار کو تھکا کے اسپر وار کرنا چاہیے تاکہ یہ وار رد نہ کرسکے مگر اس بات کا عکس ظہور میں آیا یعنے جب چند مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ نقابدار اسکی جانب جھپٹا اور باجور جست کرکے دور جا کھڑا ہوا آخر مرتبہ باجور کی طاقت زائل ہوگئی یہانتک کہ باجور بخوبی جست نہ کرسکا نقابدار اسکے قریب پہونچ گیا اور ایک ہی خفیف ضرب شمشیر میں باجور دو لخت ہوکے زمین پر گرا بختیار شاہ اور اختیار شاہ نے جو باجور کو ہلاک دیکھا پس فوج کو حکم دیا کہ فرداً فرداً مقابلہ سے کام نہیں نکلے گا بالاتفاق دھاوا کرو تمام فوج کفار تلوار میں علم کرکے نقابدار کی طرف بڑھی ادھر نقابدار کی فوج نے دھاوا کیا دونوں لشکر خلط ملط ہوگئے خوب تلوار چلنے لگی تین شب و روز علی الاتصال ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم رہا ہر طرف بگیر و بزن کی آواز بلند تھی آخر چوتھے روز صبح کا وقت تھا کہ نقابدار نے اپنی فوج سے باواز بلند کہا اے دلاورو اس ہنگامہ کو بہت طول کھینچ گیا ہے جلد ایسی کوشش کرو کہ یہ کبر اپنے اعمال کی سزا کو پہونچیں نقابدار کی اس تقریر کو سنتا تھا کہ ایسا زبردست حملہ لشکر نقابدار نے کیا کہ فوج کفار تاب قیام نہ لا سکی قریب تھا کہ فراری ہو اسوقت تورج بدرگ مع اہرمن یہاں پہونچا نقابدار کے حال سے واقف ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا اب بار دیگر جنگ شروع ہوئی بختیار شاہ اور اختیار شاہ کو پھر جرات جنگ کی ہوئی فراری ہونے سے باز رہے نقابدار نے تورج بدرگ کو دیکھ کے کہا او نابکار بت پرست بھلا ابتک اس قصہ کا فیصلہ ہو جاتا تو کہاں نازل ہوگیا جو ہم کو بار دیگر تکلیف گوارا کرنا پڑی تورج نے کہا اسوقت خداوند کو اپنا جلال و اختیار دکھانا تھا جو مجھکو وقت پر یہاں پہونچا دیا نقابدار نے کہا میرے نزدیک تیری اجل یہاں کھینچ لائی ہے یہ کہا اور تیغ بیدریغ کا ایسا زبردست وار اسکے سر پر کیا کہ اگر ایسا وار پہاڑ پر ہوتا تو شق ہو جاتا مگر اس مردود نے اس وار کو سپر پر روکا اور اپنی تیغ کا وار نقابدار کے سر پر کیا جس سے نقابدار کا خود شگافتہ ہوکے سر پر زخم پہونچا ہر چند کہ نقابدار نے دستانہ آہنی میں بھی اسکی ضرب تیغ کو روکا تھا ورنہ بہت گہرا زخم لگتا نقابدار کے سر پر پہونچتا نقابدار زخمی ہوکے پشت مرکب سے زمین پر آیا تورج نے چاہا تھا کہ تیغ کا دوسرا وار کرکے نقابدار کا کام تمام کرے مگر اس جری نے دوسرا وار محض دستانہ آہنی پر رد کیا اور تورج بدرگ کا پاؤں گرفت میں لاکے پشت مرکب سے اسکو بھی کھینچ لیا اب جنگ زور دست و بازو کی نوبت آئی خوب بست و کشاد ہوئی ہر چند کہ نقابدار کا سر مجروح ہو چکا تھا جسکے صدمہ سے ہر مرتبہ اسکی طاقت کم کرتی تھی مگر بہار سعی و کوشش برابری

کہ تورج ملعون ایک بلائے بے درمان ہو گئے جو لقابدار کے زور و طاقت میں کمی پائی فوراً لقابدار کے کمربند کو
گرفت میں لاکے بقوت تمام جھٹکا دیا لقابدار تاب قیام نہ لایا زمین پر گرا اس ملعون بے دین نے لقابدار کو
بستہ کر لیا لقابدار نے جواب دینے کو مجبور دیکھا اپنی فوج سے پکار کے کہا اے بہادرو اب میں گرفتار ہو گیا اسیطرح
تم تک نہیں پہونچ سکتا تم اپنے فعل کے مختار ہو مگر یہ یاد رکھو کہ داد مردانگی دو گے دنیا میں نیکنام ہو گے
قیامت تک صفحۂ ہستی پر تمہاری دلاوری یادگار رہے گی بزدلی کو کام میں لاؤ گے تمام عالم تم پر نفرین کرے گا
ہر چند کہ اس فہمائش نے انکے دلوں پر ایسا اثر کیا کہ لقابدار کے گرفتار ہو جانے پر بھی لڑتے رہے اور جواب
ترکی بہ ترکی دیا لیکن پھر بھی بے سردار فوج کیا کام کر سکتی ہے عاجز ہو کے لشکر لقابدار نے فرار پر قرار کیا
تورج بدرگ اپنی بارگاہ میں مقیم ہوا اور حکم دیا کہ لقابدار کو ہمارے روبرو لاؤ ملازم لقابدار کو اسیطرح بستہ
تورج کے سامنے لائے تورج نے لقابدار کی جانب متوجہ ہو کے کہا اے لقابدار اگرچہ اصل حقیقت سے مجھکو
اطلاع ہو گئی ہے کہ تو نازنین قوم اناث سے ہے مخفی کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے تاہم تو بتا کہ تو کون ہے اسنے کہا اے
تورج چونکہ میرا راز فاش ہو گیا ہے میں بھی اب اخفائے راز میں کچھ کہنا عبث جانتی ہوں آگاہ ہو کہ میں
تہماسپ کی دختر کوچک ہوں یہ ایک اتفاقی امر تھا جو تیرے ہاتھ سے زخمی ہو کے گرفتار ہو گئی ورنہ ہرگز
تو مجھکو گرفتار نہ کر سکتا یہ سنتے مریخ خان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے تورج پہلے میری بات سن لے
اسکے بعد اور کسی کی بات سننا تورج نے متبسم ہو کے کہا اے مریخ تو اسقدر بے صبرا کیوں ہے کہہ کیا کہتا ہے
مریخ نے کہا اصل امر یہ ہے کہ میں عرصے سے اس نازنین کا دلدادہ ہوں کوئی موقع ایسا نہ پاتا تھا کہ میں اس
تک پہونچتا اور اپنی فریفتگی کا حال اُس پر ظاہر کرتا بارے آج وہ نازنین تیرے اختیار میں آگئی ہے میں چاہتا ہوں
کہ اسے مجھکو بخشدے اگر اس بارہ میں تو کچھ عذر کریگا اور یہ نازنین اب بھی مجھکو دستیاب نہ ہوگی تو اسکا
نتیجہ بہتر نہ ہوگا اسواسطے کہ اسکی مفارقت کی تاب نہ لاکے ضرور ایک روز میں ہلاک ہو جاؤنگا پھر ہر وقت کی
ہلاکت سے جو کچھ مجھ سے ممکن ہوگا ہرگز کوتاہی نہ کرونگا تورج بدرگ نے کہا اے مریخ خان تو بیکار اسقدر
از خود رفتہ ہوا جاتا ہے یہ نازنین ابھی میری قید میں موجود ہے کسی دوسرے نے اسکی خواستگاری بھی نہیں کی ہے
مریخ خان نے کہا اس نازنین کی خواستگاری سہل نہیں ہے جبتک میں زندہ ہوں تورج نے کہا معلوم
ہوا کہ تو اس نازنین کے واسطے بہت بیتاب ہے اچھا یہ نازنین میں نے تجھکو بخشدی اسے لیجا مریخ خان بہت
خوش ہوا زنجیر ہاتھ میں لیکے لقابدار کو اپنی جانب کھینچا لقابدار نے کہا اے مریخ خان دلدادہ ہونے
کے معنی نہیں ہیں کہ تو اسقدر بیدردی سے مجھکو اپنی جانب کھینچتا ہے شاید تو مجھکو جاندار نہیں سمجھتا ہے مریخ خان
نے کہا اے نازنین میں تجھکو جاندار ضرور سمجھتا ہوں مگر میں بھی سوگند کھاتا ہوں تجھ سے بدلا اس صدمہ کا لیتا ہوں جو اس
عرصہ تک تیری مفارقت میں مجھ پر گذرا لقابدار نے کہا اے مریخ معلوم ہوا کہ تو میرے حقیقت حال سے
بالکل جاہل ہے مریخ خان نے کہا اے نازنین کیا تیرے حال کی حقیقت ابھی باقی ہے جسکی اطلاع مجھکو نہیں
ہے لقابدار نے کہا بیشک اسنے کہا پھر مجھکو کسطرح معلوم ہو لقابدار نے کہا ابھی کچھ مشکل امر نہیں ہے یہ کہکے
دونوں ہاتھ طوق و زنجیر گرفت میں لاکے پہلے پیچ مارا بعدہ ایک جھٹکا جو دیا ہے تمام بند ہائے
آہنی شکستہ ہو گئے اور ہاتھ بڑھا کے مریخ خان کی کمر سے تیغ کھینچ لی اور بجلی کی طرح چمک کے
ایسا وار اُسی تیغ کا مریخ خان کی کمر پر لگایا کہ وہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا تورج بدرگ نے

جو مریخ خان کو مقید دیکھا آنکھوں میں جہان تیرہ و تار ہو گیا بے تحاشا اُسی جگہ سے اُس نقابدار کی جانب
دوڑا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ باش و نقابدار سفاک تونے بڑا غضب کیا دیکھ تو میں تجھ سے کیسا بدلہ
لیتا ہوں تھوڑی ہی دور تک اُس نقابدار کے تعاقب میں گیا تھا اور مصمم ارادہ کیے تھا کہ جسطرح ممکن ہو
اُس نقابدار کو گرفتار کر کے ہلاک کرنا چاہیے یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ہوا سے آسمان سے پنجہ پیدا ہوا اور نقابدار
کو اُٹھا لے ہوئے جانب آسمان نظر سے غائب ہو گیا تورج بدر بے نیل مرام واپس آ کے اپنے لشکر
میں متوقف ہوا مگر نہایت سست و پریشان و بدحواس ایک ایک کی صورت حیرت سے دیکھتا تھا
اور کہتا تھا یارو کچھ تمہاری سمجھ میں آتا ہے یہ کیا امر ہے میری تو عقل حیران ہے نہیں معلوم وہ نقابدار کون تھا اسوقت
تھا کہاں تو مریخ خان نے اُسکو گرفتار کیا اور ایسے سخت طوق و زنجیر میں باندھا اور اُسنے بھی عاجزی ظاہر
کی اور کہاں اُسنے ادنی زور میں اُن تمام بند ہاے آہنی کو توڑ ڈالا طرفہ تر یہ کہ پنجہ آسمانی اُسکو اُٹھا لے گیا غرضکہ ہر چند
تمام اس فکر و ملال میں مبتلا رہا جو آتا تھا آبدیدہ ہو کے مریخ ہی کا ذکر کرتا تھا یک روز بہت طبیعت
پریشان ہوئی شکار کا تہیہ کر کے شکارگاہ میں گیا اور صید و شکار کرتا ہوا ایک جنگل کے جا پہونچا دیکھا
ایک چوپان زیر شجر سو رہا ہے بالاے سر اسکے ایک بڑا ایک جانور سایہ کیے ہے کمال حیرت ہوئی اہرمن فیل سم
ساتھ تھا کہا اے اہرمن یہ عجیب مرد چوپان ہے جسکے سر پر مرغان ہوائی سایہ کیے ہیں یہ صفت اُسمین ہستی
ہے جو خداوند بخت بزرگ کا نظر کردہ ہوگا پھر یہ بھی تعجب خیز بات ہے کہ جب یہ چوپان ایسا خداوند کا نظر کردہ
ہے تو اُسکے ساتھ کچھ بھی سامان جاہ و حشم نہیں ہے اہرمن فیل سم نے کہا اے تورج اسکو بیدار کرنا چاہیے
تورج قریب چوپان کے گیا اور اُسکے شانے کو حرکت دے کے بیدار کیا چوپان نے جو دیکھا تورج
کی شان و شوکت کو دیکھا مؤدب سلام کیا تورج نے کہا اے مرد چوپان اسکا کیا سبب ہے کہ یہ مرغان ہوائی
بامین تعداد کثیر تیرے سر پر سایہ کیے ہیں اُسنے کہا قصہ میرا نہایت عجیب و غریب ہے آج تین سال کا
عرصہ ہوا کہ اس جنگل میں مع رمہ وارد ہوا یکایک مجھ پر تشنگی کا غلبہ ہوا رمہ کو چھوڑ کے دریا کنارے آیا
چاہتا تھا کہ پانی پیوں ناگاہ ایک زنجیر طلائی مجھکو دکھائی دی لالچ بری بلا ہے دل سے کہا اس زنجیر کو لینا
چاہیے ہاتھ بڑھا کے زنجیر کو اپنی طرف کھینچا غور جو کیا اُس زنجیر میں ایک انگشتری آویزان تھی فوراً اُس
انگشتری کو زنجیر سے نکال کے پہن لیا اب جو نظر کی دیکھا چار نفر دیو نہایت مہیب صورت سامنے
دست بستہ موجود ہیں اگرچہ اُن دیووں سے مجھکو کسیطرح کا صدمہ نہیں پہونچا لیکن اُنکی صورت ہیبتناک
سے میرے ہوش بجا نہ رہے فوراً بیہوش ہو گیا اُن دیووں نے مجھکو بیہوش دیکھ کے مجھ پر پانی چھڑکا چند
ساعت کے بعد مجھکو ہوش آیا پھر اُن دیووں پر میری نظر پڑی اُنھوں نے مجھکو سلام کیا اور نہایت آہستگی سے
کہا اے مخدوم تم کیوں میری صورت دیکھ کے اسقدر خائف ہوتے ہو ہم کو تم اپنے ملازموں میں سے سمجھو چنانچہ
ابھی تم بیہوش ہو گئے تھے ہمنے تمھارے چہرے پر پانی چھڑکا ہوش میں لائے جب اُن دیووں نے مجھ سے
اسطرح کے کلام کیے حالانکہ مجھمیں جواب دینے کے حواس نہ تھے تاہم نہایت دل کو مضبوط کر کے مین نے
کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کسطرح ہمارے ملازم ہو سکتے ہو مین نے مدت العمر تمھاری صورت
نہیں دیکھی اور نہ تمھاری صورت کے مثل کسی دوسرے کو دیکھا وہ دیو میری اس تقریر کو سنکے ہنسے
اور کہا تم یہ نہ سمجھو کہ ہم تمھارے ہاتھ سے کچھ تنخواہ پاتے ہیں بلکہ ہم سب اس انگشتری کے

نوکر تھے جسکے قبضہ میں یہ انگشتری ہوگی ہم اسی کے تابع رہینگے میں نے کہا اچھا ہم کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ تم
اس انگشتری کے تابع ہو اور اسیطرح صاحب انگشتری کی اطاعت کا اقرار ہے اب تم جاؤ جسوقت ہم کو
تمھاری ضرورت ہوگی ہم تم کو طلب کرینگے اُن دیون نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر تمھارا یہی حکم ہے ہم کو قبول ہے
یہ کہکے وہ دیو چلے گئے میں وہان سے اپنے گھر چلا شہریار جب سے یہ انگشتری میرے ہاتھ میں آئی ہے
اپنے حال میں بہتر جہاتک دیکھتا ہون توراج نے کہا اے مرد چوپان تعجب ہے کہ ان دیوون پر اسقدر حکومت
رکھتا ہے اور پھر کسی مملکت پر قبضہ نہین کرتا مرد چوپان ہنسا اور کہا شہریار مملکت پر قبضہ کرنیکے واسطے
خزانہ و لشکر درکار ہے مین لشکر کہان سے بہم پہنچاؤن اور اصل امر تو یہ ہے کہ مین ان دیوون پر قابض ہونے
سے ایسا مستغنی ہو گیا ہون کہ مجکو سلطنت وغیرہ کی مطلق پروا نہین ہے توراج نے کہا تیرا نام کیا ہے اُسنے
کہا مجکو سکندر چوپان کہتے ہین توراج نے کہا کہ تو نے توراج خان کا نام بھی سنا ہے اُسنے کہا ہان یہ نام
بھی مین نے سنا ہے توراج نے کہا آگاہ ہو وہ توراج خان مین ہی ہون اب معلوم ہوا کہ تو ایک مرد ذی
مرتبہ ہے مین چاہتا ہون کہ تجکو اپنے لشکر مین لیجاؤن تجکو اپنا بخشی قرار دون اور مین تیرا سپہ سالار
جہان سکندر چوپان نے کہا کیا مضائقہ ہے مین موجود ہون توراج اُسکو ہمراہ لے کے اپنے لشکر کی جانب
روانہ ہوا اثنائے راہ مین کہا میرا ایک بھائی ہے نہایت شریر بدذات ہے اور ہمیشہ وہ مجھ سے مخالف
رہا ہے مین جبسے وہ دیو میرے تابع ہوئے ہین اور بھی زیادہ اسکی خصومت بڑھ گئی بارہا میرے دل مین
آیا کہ اسکو سزائے معقول دون لیکن پھر اس بات کا خیال آیا کہ مین ان دیوون پر حاکم ہون انسان کو دیوون
سے سزا دلوانا انصاف کے خلاف ہے ناچار خاموش ہو رہا توراج نے کہا اے سکندر تیرے اُس بھائی کا کیا
نام ہے اُسنے کہا اُسکو گنج راسے کہتے ہین اور وجہ خصومت یہ چلی آئی ہے کہ ایک زن بازاری سے مین ملتفت
تھا وہ زن بازاری ایک سوداگر کی نوکر تھی مین اس زمانہ مین پوستین فروشی کرتا تھا ایک روز میرا گذر اُس
سوداگر کے یہان ہوا دیکھا کہ وہ زن بازاری سوداگر کے پہلو مین بیٹھی ہے اُسکا سن تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا
مگر نہایت حسینہ جمیلہ اُس سوداگر نے میرے پوستین دیکھے چند پوستین پسند کیے اُنکی قیمت طے کی مگر
میری کیفیت یہ تھی کہ ہر مرتبہ میری نظر اُس مہ لقا کے جانب چلی جاتی تھی سوداگر سے بات کرتا تھا اور دل
سینہ مین تڑپ رہا تھا ہر مرتبہ تقاضا کرتا تھا کہ کسی طرح اس آرام جان سے ہمکلام ہون بارے اُسوقت
میرے دل کے جذبہ نے اسقدر اثر دکھایا کہ اُس دلربا نے بھی بنظر غور میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ تو کہان
رہتا ہے مین نے کہا مین فلان مقام پر رہتا ہون یہ کہکے خاموش ہو رہی وہان ایک ساز بھی رکھا ہوا تھا
اُس سوداگر نے از راہ مذاق کہا کہ تجھے کچھ گانا بجانا بھی آتا ہے مجکو اپنے زمانے مین گانے بجانے کا بہت
شوق تھا مین نے کہا ہان کسیقدر بجانے خود دل بہلا لیتا ہون اُس سوداگر نے وہ ساز اُٹھا کے
مجھے دیا اور کہا کہ کچھ شغل کرو ہم بھی سنین مین نے اُس ساز کو بجانا شروع کیا پھر تو یہ نوبت تھی کہ وہ دونون
زن و مرد ہمہ تن محو حیرت تھے چند لمحہ کے بعد مین نے اُس ساز کا بجانا موقوف کیا اُس محبوب نے اُسوقت
نہایت شوق کی نظر سے میری جانب دیکھا مین نے بھی کامل رغبت سے اُسکی جانب دیکھا اور نفس
سرد بھر کے خاموش ہو رہا اور وہان سے چلا آیا چلتے وقت اُس نازنین نے کہا اے پوستین فروش
تو کبھی یہان ضرور آنا دوسرے روز مین پھر اُس سوداگر کے یہان گیا اُس روز

سوداگر وہان نہ تھا کسی کام کو گیا تھا جبھی اس نازنین نے مجھکو دیکھکر کہا ای جوان تیرے یہان
آدمی بھیجنے کو تھی یار سے تو خود آگیا کہ تیرا مزاج کیسا ہی مین نے تنفس سرد بھر کے کہا کیا پوچھتی ہو صاحب
مجھ جسم ناتوانی ہی + رگ رگ مین نیش غم رہگئے ہین کہان کی زندگی ہی + اسنے اس شعر کو سنکے کہا کیون یہ نیش غم کس
ہی مین نے غور سے اسکی صورت دیکھی اور کہا حیف ہی ای آرام جان جب تو اس طرح تجاہل کرے تو وہ کون ہی
جو اس راز سے آگاہ ہوگا اُسنے کہا آخر کچھ بیان تو کر مین نے کہا میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی اگر تو
نہین جانتی ہی جب اُسنے استفسار مین زیادہ اصرار کیا مین نے کہا سچ تو یہ ہی کہ تجھی پر جان جاتی ہی
تجھی پر دم نکلتا ہی + یہ سنکے اُسنے کہا خاموش ادب گستاخ تیرا جوز بیجا نہین ہی اگر بار دیگر ایسا کلمہ زبان سے
نکلے گا تجھکو سخت سزا کا مستحق سمجھونگی مین نے پیش قبض اپنی کمر سے نکال اور اُسکے روبرو رکھدی اور
کہا اگر مین مستحق سزا کا ہون تو یہ پیش قبض موجود ہی بلا تکلف مجھکو ہلاک کر اسوقت وہ آرام جان آبدیدہ
ہوگئی اور میرے رخسارے پر رومال محبت ہاتھ رکھدیا اور یون کہا میرے اس عتاب و خطاب کو تو واہی
سمجھ بلکہ یہ حرکت میری امتحانا تھی یقین سمجھ مجھکو تجھ سے زیادہ تیری محبت ہی مین نے کہا پھر کچھ سبیل
مواصلت کی نکالنا چاہیے اُسنے کہا تو ہر روز پوستین فروشی کے حیلہ سے یہان آیا کر جس روز تنہا ہوسکیگی
تجکو اطلاع دونگی مین ہر روز اُسکے یہان جاتا تھا اور باہم راز و نیاز کی باتین کر کے چلا آتا تھا کیج رائے کی
بھی نظر توجہ اُسکی طرف تھی جسکی مجکو مطلق اطلاع نہ تھی جب اسکو میرے وہان جانے کی خبر معلوم ہوئی میرے
پاس آیا اور کہا ای سکندر تو اس سوداگر کے یہان ہر روز جاتا ہی تو نہین جانتا کہ مین عرصہ سے اس عورت
کے جانب ملتفت ہون جسکے فراق مین تو وہان جاتا ہی مین نے کہا ای کیج رائے ایک زمانہ واقف ہی کہ
مین پوستین فروخت کرنے کو وہان جاتا ہون تجکو کسطرح معلوم ہوا کہ مین اس عورت کے فراق مین جاتا
ہون علاوہ اسکے وہ عورت اس سوداگر کی جورو ہی نہ تیری نہ میری تو جبکہ وہ تیری ملک نہین ہوسکتی
اُسنے کہا خبردار اب ایسا کلمہ نہ کہنا اگرچہ اس سوداگر کے قبضہ مین ہی لیکن میری نظر توجہ اُسکی جانب ہی
مین سوچا کہ اگر زیادہ اس سے بحث کرونگا بیہودہ حرب و ضرب کی نوبت آجاویگی پس خاموش
ہو رہا اسی روز سے وہ مجھ سے نہایت درجہ خصومت رکھتا ہی تورج نے کہا ای سکندر اگر تجکو یہ
خیال ہی کہ ان دیوون کے ذریعہ سے اُسے زک دینا خلاف انصاف ہی تو مین آدمی زاد اُسکو زک دینے
کو موجود ہون سکندر چوبان نے کہا آپ مختار ہین بعدہ تورج کیج رائے کے مکان پر آیا تورج
نے کیج رائے سے ملاقات کی اور سکندر سے سبب مخالفت پوچھا کیج رائے نے کہا کہ مین اور
کچھ نہین جانتا صرف اسقدر کہے دیتا ہون کہ مین سکندر سے نفرت رکھتا ہون تورج نے کہا اگر
تورج خان سے سمجھنا چاہتا ہی تو مین موجود ہون مجھ سے سمجھ لے کیج رائے آمادہ مقابلہ ہوکے
واسطے کھڑا ہوگیا تورج نے اول ہی مرتبہ اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کرلیا اور چاہتا
تھا کہ زمین پر مارے کیج رائے نے کہا ای پہلوان زمانہ بس اب مین اپنی سزا کو پہونچ گیا مجھکو ہلاک
نہ کر تورج نے آہستہ زمین پر رکھدیا اور کہا خیریت اسی مین ہی کہ سکندر سے بغلگیر ہو کیج رائے نے
دست بستہ سکندر سے معذرت کی سکندر نے اُسے سینہ سے لگالیا کیج رائے نے نہایت
اہتمام سے تورج اور سکندر کی دعوت کی تمام محفل رقص و سرود سے گرم رہی صبح کو کیج رائے

سے رخصت ہوئے تورج نے مع سکندر چوپان اپنے لشکر کی راہ لی اب حقیقت اس انگشتری کی
اسطرح بیان کیجاتی ہے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک حمزہ ثانی سے آزردہ ہو کر باختر کے جانب آیا تھا
اور تورج کو گرفتار کر کے بحر وعونیہ کی جانب روانہ ہوا تھا ایک روز دریا کے کنارہ پہونچا تھا اُسکے
دل مین اس بات نے خطور کیا کہ رستم ثانی نے طعنہ دیا ہے کہ بدیع الملک کو جو ہم پر سبقت ہے یہ خاص
انگشتری کا سبب ہے اگر یہ انگشتری میرے پاس نہ ہوتی تو ہرگز رستم ثانی کچھ دکھ سکتا انگشتری کو ہاتھ
سے اتار کے دریا مین پھینک دیا تھا وہ انگشتری یہان پہونچی تھی اب سکندر چوپان کے ہاتھ آئی ہے یہ
سبب ہوا جو انگشتری شاہزادہ بدیع الملک سے جدا ہوئی

آمدم بر مقدمہ لشکر اسلام

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ حمزہ ثانی و یاران دیگر سامنے پروین حصار کے مقیم تھے یکایک
پروین حصار کے دروازے کھلے اور قباد آہن حصاری اور ضحاک قلعہ سے باہر آکے سامنے لشکر
اسلام کے زیر قصر فرعون شاہ متوقف ہوئے اسوقت اشکال کوہ کے جانب سے گرد پیدا ہوئی
تھوڑی دیر کے بعد دامن گرد چاک ہوا اشکال شاہ پانچ لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے فرعون شاہ
کی مدد کو پہونچا مع ہذا دوسرا بگولہ گرد نمایان ہوا اور قلعہ ناحق ملک کی طرف سے ناحق شاہ تین پہلوان
ہمراہ لیے ہوئے پہونچا جنمین سے ایک کا نام اشکبوس چوب زن اور دوسرے کا نام فہر بن
اشمیہ اور تیسرے کا نام زہیر بن اشکبوس تھا اور ان ہر سہ یلان کوہ پیکر کے ہمراہ تین لاکھ
سواروں کی جمعیت تھی جو خاص فرعون کی مدد کو آئی تھی ان سبکو آئے ہوئے صرف ایک لمحہ کا
عرصہ گذرا تھا کہ ایک دوسرا اتنق گرد نمایان ہوا سب کو فکر ہوئی کہ اب کون آتا ہے دیکھا نقابدار سرخ پوش
آکے ایک جانب متوقف ہوا مع ہذا اور ایک گرد پیدا ہوئی اب دیکھا کہ نقابدار سیمین زرہ تیغ و خنجر
چلا آتا ہے یہ بھی آکے ایک جانب متوقف ہوا اُسروز جنگ موقوف رہی کیونکہ دن تمام ہو گئے تاریکی
شب کے آثار نمایان ہو چلے تھے سرچہار دریا کے لشکر وہان مقیم ہوئے تمام وہ میدان وسیع کثرت
فوج سے مملو تھا شب کو یکایک لشکر فرعونی سے صداے نقارہ جنگ بلند ہوئی صبحکو چارون لشکر
میدان معرکہ مین صف آرا ہوئے فرعون بھی اسپ قدرت پر سوار ہو کے اپنے قصر سے برآمد ہوا
اور قلب لشکر مین آکے متوقف ہوا ان تمام کبران نابکار نے فرعون کو سجدہ کیا اشکال شاہ اپنے
مرکب کو دوڑاتا ہوا فرعون کیطرف آیا اور پشت مرکب سے اُتر کے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور
کہا اے خداوند مین تیری قدرت پر ایسا بھروسہ رکھتا ہون کہ خدا پرستون کی مطلق حقیقت میری نظر
مین نہین سو مجھکو اجازت ملے تا کہ مین ان خدا پرستون سے سمجھ لون فرعون بہت خوش ہوا اور
کہا جا مین نے خدا پرستون کی مرگ تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے ہر چند کہ یہان اور بھی بندگان خاص
ہمارے موجود ہین لیکن یہ مہم ہمنے خاص تیرے واسطے مقرر کی ہے اشکال شاہ نے فرعون
کو سجدہ کیا اور مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا اور مقابل طلب کیا اُسکے مقابلہ کے
واسطے نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور کہا او کافر تیرا کیا ارادہ ہے اشکال شاہ
نے کہا اے جوان مجہول الاحوال نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ اور کس صورت و شکل

کا انسان ہو بیکار اپنی ہلاکت سے ڈرے ور پی ہو زمین سے صدا آپہونچا ان کیل قامت کو رگ دی ہے اگر جان عزیز ہے
تو خداوند فرعون کی بندگی قبول کر ورنہ تو وانی زنکار تو نقابدار سرخ پوش سے تیغ کا وار کیا اشکال شاہ
بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے اس وار کو سپر پر رد کیا پھر خود تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی
کی اسی طرح متواتر تین وار اشکال شاہ نے کیے نقابدار نے سب کو رد کیا اور کہا سنبھل ضرب خود
ضرب ہانوش کن + غم زمین و دنیا فراموش کن + پس اُس کمر پر اس قوت سے تیغ آبدار کا وار کیا کہ مع مرکب
چار پرکالہ ہوکے زمین پر گرا سرداران لشکر کفار نے جو اشکال شاہ کو خاک ہلاک پر دیکھا بہت خائف
ہوئے اور فرعون کے قریب آکے کہا اے خداوند تو نے اقرار نہ تھا کہ ہم نے خداپرستون کی مرگ تیرے
اختیار میں دی ہے یہ کیسا اختیار ہے کہ خود طعمۂ اجل ہو گیا ایک خداپرست کو بھی ہلاک نہ کر سکا اگر خداوند
کے عہد و اقرار کا یہ حال ہے تو بندگان خداوند کیا کام کرسکتے ہین لامحالہ خداپرستون کے مقابلہ مین جانے
سے انکار کرینگے فرعون نے کہا تم سب نادان ہو بیشک مین نے اشکال شاہ کے اختیار مین
مسلمانون کی مرگ کو دیدیا تھا لیکن مراد میری حمزۂ ثانی اور یاران دیگر سے تھی نہ یہ کہ تمام دنیا کے
انسانون سے اگر ایسا ہی اختیار سب کو دیدون تو میرے بندے کسطرح زندہ رہ سکتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ
نقابدار سرخ پوش نے اُسے ہلاک کیا ورنہ کسیطرح اشکال شاہ کی ہلاکت ممکن نہ تھی اب مین نے
مرگ نقابدار کی اشکبوس کے ہاتھ سے مقرر کی ہے دیکھین نقابدار کسطرح زندہ رہ سکتا ہے اشکبوس
نے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اگر خداوند کی مشیت اسی طرح جاری ہوئی ہے تو مجھکو بھی کچھ عذر نہین ہے یہ کہکے
اشکبوس میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش سے کہا اے نقابدار اشکال شاہ نے سخت
غلطی کی جسکے سبب سے وہ ہلاک ہوا نہ چاہئے اُسکو تجھ سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے تھا بلکہ خداوند نے
حمزۂ ثانی وغیرہ کی مرگ اُسکے ہاتھ سے مقرر کی تھی تیرا ذکر خداوند کی زبان پر نہین جاری ہوا ورنہ تو شمہ
اُسکو صدمہ نہ پہونچا سکتا اب مین تیری ہلاکت کے واسطے مقرر ہوا ہون سنبھل یار ابجہ داری زرودی نشان
نقابدار نے کہا او بیہودہ گو یہ تیری تمام تقریر زخرف تھی فرعون ملعون کیا قدرت رکھتا ہے جو اُسکے اختیار
مین کسی کی جان ہو گی کہ جسکو چاہے اسکی ہلاکت کا اختیار دے اشکبوس کے ہاتھ مین چوب آہنی
تھی اُسکا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد کیا اور ایک ہی وار مین شمشیر آبدار نے اُسکے
دو پرکالہ کر دیا پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ اشکبوس کے دو لڑکے ہین ایک کا نام قہر ہے اور دوسرے کا نام
زہر دونون یہان موجود تھے جون ہی اُن دونون نے اپنے باپ کو دو لخت زمین پر افتادہ دیکھا زمین و
آسمان اُنکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا گریبانون کو تا دامن چاک کر ڈالا دونون ہاتھون سے سر پیٹا
تلوارون کو میان سے کھینچ لیا اور بے تحاشا نقابدار کے جانب دوڑے فرعون نے باواز بلند کہا
بیہودان دونون کو روکو دونون نے اپنے باپ کے غم مین مبتلا ہین ایسا نہو بے موقع جنگ کرکے یہ بھی
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائین چنانچہ چند سرداران دونون کے پاس جھپٹ کے آئے منع کیا
اُنھون نے نہ مانا قریب پہونچ کے قہر نے تلوار کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے اُس وار کو سپر پر رد
کیا اور تیغ آبدار کا وار اُسکی کمر پر لگایا جس سے دو حصہ ہوکے وہ بھی جہنم واصل ہوا اب زہر سامنے
نقابدار کے آیا اور کہا اے نقابدار تو نے میرے باپ کو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا اور برادران

میرے بھائی کو بھی تو نے ہلاک کیا اب میری باری ہے اس تلوار کا وار بے پناہ ہے خبردار ہو جا نقابدار نے
کہا میں خبردار ہوں تو وار کر زہیر نے نہایت طاقت سے تلوار کا وار کیا نقابدار نے اُسکے وار کو بھی رد
کیا اور ایک ہی ضرب میں اُسکا کام بھی تمام کیا خلاصہ یہ کہ آج کی میدانداری میں قران بن سلسلہ مرزبان
اور مقارن خونخوار اور اہرمن تیغ بند وغیرہ اٹھائیس سرداران لشکر فرعون کو نقابدار سرخ پوش
نے ہلاک کیا فرعون کا یہ حال تھا کہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ایک ایک سے کہتا تھا ای بندو
یہ کیا خرابی کا سامنا ہے وہ کہتے تھے ای خداوند تو ہم سے کیا پوچھتا ہے تو کہہ چکا ہے کہ جو کچھ ازل سے ہماری
مشیت میں گذرا ہے وہی ہوگا اور وہ فی الحال بالکل فراموش ہے چونکہ آفتاب تہ مغرب پہونچ گیا تھا
فرعون بادل بریان و چشم گریان وہان سے پھر آیا اور حمزہ ثانی نے بھی مع یاران ہمراہی
وہان سے مراجعت کی

اب کچھ دربار صاحبقرانی کا حال مسطور ہوتا ہے

گلدستہ بندان چمنستان فصاحت و چمن آرایان بوستان بلاغت زمین کاغذ پر اس روش سے گلکاری
کرتے ہیں کہ جب حامی دین سبحانی بانی بنائے جہانبانی یعنی حمزہ ثانی لشکر فرعونی کو زک دے کے میدان
معرکے سے واپس آئے اور بافتح و فیروزی بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے حاضرین دربار سے کہا
یارو نقابدار سرخ پوش نے آج وہ کام کیا کہ رستم پہلوان سیستانی سے بھی نہ ہو سکتا تم دیکھو تو تنہا
کتنے گبروں کو پسپا کیا واقعی عجب دلاور ہے رستم ثانی نے کہا شہریار ہاں یہ انکی بڑا ہست کار نمایاں کیا
لیکن نہ ایسا کہ جیسی اسکی تعریف ہو رہی ہے اگر اجازت ہو تو اسی کار نمایان کی حقیقت کل کی میدانداری
میں دکھائی جاوے حمزہ ثانی نے کہا ای رستم اگرچہ اُسکے مقابلہ میں تو سر بر ہی ہو لیکن اُس سے مقابلہ
کرنے کا کیا موقع ہے وہ آج ایک لشکر مخالف کے چشتر نام آور پہلوان اُسنے تہ تیغ کیے رستم ثانی نے
کہا شہریار اگرچہ اُسنے لشکر فرعونی سے مقابلہ کیے گویا لشکر اسلام کو مدد دی لیکن اُس سے مقابلہ کرکے
زور و طاقت کا امتحان کر لینا کچھ مضائقہ نہیں رکھتا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر فرعون سے آواز نقارہ
بلند ہوئی اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ زنی کا حکم دیا سہ دہل زن دہل زد بہ تحسین او + ببین
دین او دین او دین او + تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی علی الصباح چاروں
لشکروں میں صف آرائی ہوئی فرعون شاہ کے لشکر سے پہلے جو شخص نکلا وہ ناحق شناس نام تھا
آج پھر نقابدار سرخ پوش مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے مقابلہ میں آیا رستم ثانی کو نقابدار کی سبقت
بہت ناگوار معلوم ہوئی نہایت غیظ و غضب میں آلودہ ہوکے مسلح و مکمل مرکب تیز و تند پر سوار نقابدار
کے قریب پہونچا اور نعرہ مارا کہ باش ای گمنام تیری کیا طاقت و قابلیت ہے کہ ہماری موجودگی میں تو
پیش دستی کرے خبردار مقابلہ کے ارادے کو فسخ کر اور اپنے لشکر میں واپس جا ورنہ یقین سمجھ لے
کہ اس خودسری کی ایسی سزا اسے سخت دونگا کہ مدت العمر یاد رہے نقابدار نے ہنسا اور
کہا ای رستم مجھکو پیشتر سے خبر ہے کہ تیری خلقت تیز و تند واقع ہوئی ہے لیکن مجھکو تعجب
اس بات کا ہے کہ تجھ ایسا ذی عزت شخص ایسی نامناسب خصلت کو اپنے میں دخل
دے رکھے معلوم ہوتا ہے کہ تو بالکل جاہل ہے رستم ثانی نے کہا او مجہول الاحوال جاہل تو ہے

پاہین ہون کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران لشکر فرعون کا مقابل ہوا اگر تم کو ایسا ہی حوصلہ حرب کا ہے تو بسیار
اچھا دار و گیر مردی نشان دو خلاصہ یہ کہ نیزہ بازی و گرز بازی و تیغ بازی مین مصروف ہوئے خوب رد و بدل ہوئی
کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا حتی کہ دوسرا دن ہوا جنگ اسلحہ موقوف ہوئی کشتی کی نوبت آئی انتہا ہے مرتبہ کی
کشمکش و کوشش کی گئی تین شب و روز گذر گئے پھر بھی دونون برابر رہے چوتھا روز تھا کہ رستم ثانی کو موقع ملگیا
نقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اللہ اکبر کہکے جو زور کیا نقابدار کے پانون سے زمین چھوٹ گئی رستم نے
سر سے بلند کر لیا کہا ای نقابدار بتا اب تیرا کیا حال بتاؤن اگر کہو اس زور سے زمین پر مارون کہ نقش قدم ہو جائے
نقابدار نے کہا ای رستم مجکو اختیار ہی یہ تو ظاہر ہو کہ مین تیرے قبضہ مین ہون رستم ثانی نے کہا خیر اب کیا تجھے
ہلاک کرون تیرے اس کلام مجبوری پر مجکو افسوس آتا ہی یہ کہکے آہستہ زمین پر لٹا دیا اور گرفتہ و بستہ کر کے اپنے لشکر
مین لے آیا حمزہ ثانی بارگاہ مین رونق افروز ہوا اور حکم دیا کہ نقابدار گرفتار کو حاضر کرو مردان لشکر نقابدار کو حمزہ ثانی
کے روبرو لائے نقابدار نے بکمال ادب حمزہ کو بطریق اسلام سلام کیا حمزہ ثانی نے جواب سلام دے کے کہا ای
نقابدار اگرچہ تجکو رستم ثانی نے ہزار کوشش و سعی گرفتار کر لیا مگر ہزار ہزار آفرین ہے تیرے زور دست و بازو پر کہ تو نے
رستم ایسے جوان دلاور و ردوان سے تین روز تک مقابلہ کیا اب یہ بتا کہ تو کس کی جرات و شجاعت کا گہر اور کس باغ شجاعت
و جلادت کا بوٹا ہے نقابدار نے کہا مجکو سلیمان کوچک کہتے ہین اور میرے باپ کا نام سلیمان ثانی ہے حقیقت حال
میری یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کا ایک بیٹا ہے سلیمان اعظم نام وہ ایک روز بیٹھا ہوا تھا کہ مین پہونچا اور تخت
پر ملکہ آسمان پری کے سامنے پہنچ گیا سلیمان اعظم نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون لڑکا ہے لوگون نے
کہا یہ تمہارا خواہر زادہ ہے یعنی ملکہ قولیشیہ کا بیٹا ہے اُسنے متعجب ہو کے کہا ہائین میری خواہر کو کسی سے منسوب
کر دیا لوگون نے کہا ای شاہزادہ کیا تم کو نہین خبر ہے امیر صاحبقران نے خود ملکہ قولیشیہ کو شہزادہ سلیمان ثانی
کے نامزد کر دیا سلیمان اعظم نے کہا کیا خوب جس نے ساٹھ برس صاحبقرانی کی ہو اسکو کسی سے منسوب
کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کہا خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا لیکن اگر مرد ہون تو بیٹے آسمان پری کو تہ تیغ
کرونگا بعدہ قولیشیہ کی خبر لونگا اور اس لڑکے کو بھی جس نے بچپن لیا ہوا سکا بھی ہلاک کرنا واجب ہے یہ کہا اور
باغی ہو کے گلستان ارم سے چلا گیا اور مصمم ارادہ ہے مدت تھا لشکر جمع کر کے ہمدگر دنگارستان اور نانی
میری اُسکے اس ارادہ سے بخوبی واقف تھین اور ان مو تھین کا دل تھا کہ ضرور وہ حملہ آور ہوگا باہم مشورہ کر کے مجکو
دنیا کی طرف بھیج دیا ای شہریار والا تبار مین اس خوف سے کہ صاحبقران ہر پردۂ دنیا مین منتظر ہون ہوا
ہون اور ہر طرف پھر رہا ہون اب میری سماعت مین گذرا ہی کہ اُسنے گلستان ارم پر لشکر کشی کی تھی لیکن
یہ بھی سماعت مین گذرا کہ شہریار زمان شاہزادہ بدیع الملک گیا اور اسکو قید کر لیا ہی ای والا حشمت
میرا اصل قصہ یہی ہو جو بیان کیا یہ کہکے نقاب چہرہ سے دور کی حمزہ ثانی اور حاضرین دربار نے دیکھا
تیرہ چودہ برس کا ایک لڑکا ہے سب کو حیرت ہوئی کہ اس صغر سنی مین اور اس لڑکے نے اسقدر پہلوانون کو
تہ تیغ کیا ہے پہلوان رستم ثانی سے تین روز تک علی الاتصال مقابلہ کیا اور حمزہ ثانی نے سلیمان ثانی
کی جانب دیکھا اور کہا ای سلیمان ثانی مبارک ہو یہ تمہارا فرزند دلبند ہے سلیمان ثانی بیتاب ہو
اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سلیمان کوچک یعنی اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا سر و چشم پر بوسہ
دے کے گود مین بٹھایا حمزہ ثانی نے خلعت طلب کر کے سلیمان کوچک کو دیا جانب

دوست جب روبرو خورشید کے بیٹھنے کی اجازت دی سلیمان کوچک دست جائے مقررہ پر آکے قیام کیا
رستم ثانی نے جو یہ مرحمت سلیمان کوچک دست کے حال پر حمزہ ثانی کی دیکھی نہایت برہم و برخاستہ خاطر
ہوا اور چین بر جبین ہوکے چپ ہو رہا تھا کہ یہ کیفیت اسد نے بشرہ سے آثار برہمی کے دریافت کر کے اسطرح
گویا ہوا کہ ای رستم ثانی میں سمجھ گیا اس خیال کو جو تمہارے دل میں خطور کیا ہے تمہارے فخر کی جگہ ہے کہ
سلیمان کوچک کو تم نے مسخر کیا ہے پر تم ہو۔ تمہارا غصہ بجا ہے اور اگر کوئی سبب معقول بیان کرسکتے ہو تو بیان
کرو رستم ثانی نے کہا اے اسد بے شبہہ یہ سبب ہے پر تم ہو نے یہ سبب معقول ہے ہر چند کہ میں اسکو بیان نہ کرتا
لیکن تم نے پوچھا تو سنو وہ منصفانہ جواب دو۔ دنیا میں بیشتر ایسے لوگ ہیں جنکی نسل سے بوئے کفر محسوس ہوتی ہے
اور انھوں نے اپنی تمام عمر کفر ہی میں بسر کی اکثر بندگان خدا ایسے ہیں جو پشتہا پشت سے خدا پرست و موحد
ہوتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ صرف انھیں کی تمام عمر خدا پرستی میں بسر ہوئی اب ان دونوں قسم کے شخصوں میں
باعتبار اعزاز و اکرام کے کچھ فرق ہونا چاہیے یا نہیں اسد متبسم ہوا اور کہا بس اس بات کا ذکر نہ کرو اور کچھ
باتیں کرو رستم نے کہا اس بات کو جانے دیں دیکھو پوچھو اصل بات ہوا اسد نے کہا سنو بنا بر تمہارے
خیال کے بے شبہہ باعتبار اعزاز و اکرام کے فرق ہونا چاہیے لیکن اسوقت کہ جب اس قسم کی واقعی
دو صفت موجود ہوں اور ان دونوں کے درمیان اس بات کا لحاظ نہ کیا جاوے تم نے سلیمان کوچک
کی بابت اپنے خیال کو وسیع کیا ہے اب مجھ سے باب کا ذکر کرو رستم ثانی یہ فقرہ سنکے خاموش
ہو رہا حمزہ ثانی نے سلیمان کوچک دست نام کا جشن قرار دیا تمام سرداران فوج اسلام کو مدعو
کیا بخت میں مسند بچھا اہتمام کیا گیا متعدد طائفے بلائے ایک عالیشان مکان فرش و شیشہ آلات
وغیرہ سے آراستہ کیا گیا کثرت سے روشنی ہوئی سر شام سے ناچ گانا شروع ہوا پہر رات گذری تھی کہ
دسترخوان بچھا ظروف نقرئی و چینی بلور میں پلاؤ و چلاؤ و سفیدہ و مزعفر و متنجن انناس پلاؤ مرغی پلاؤ و فرنی
شیر برنج جیسے کلیا قورمہ کباب کوفتے وغیرہ انواع اقسام کے کھانا چنا گیا تمام مہمانوں کو کھانا کھلایا
گیا بعد فراغ طعام پھر ناچ شروع ہوا مگر اس مرتبہ متعدد طائفوں کو ایک ہی وقت ناچ گانے کا
حکم دیا گیا تاکہ اگر کوئی رقاصہ کسی سردار کی طرف متوجہ ہوکے گائے ناچے تو دوسرے کو ناگوار نہ ہووے

بہر سو رقص مہرویان طناز | دل عالم مکان بہر طرب بود
ہمہ جا شعلہ آواز دمساز | ہمہ بر دو جہان زحمت طلب بود

ایک لولی شوخ و شنگ خوش گلو و خوش آہنگ نے نہایت
لطف سے اس طرح اس غزل کو گانا شروع کیا

غزل

کج نگاہی سے نہ مشہور کہیں ہو دیکھو
خلق کہتی ہے زمانہ کا ستمگر ہمکو
نگہ مہر سے میری طرف دیکھو دیکھو
عالم اس دور میں [illegible] سا
شمار ہے آنکھیں دیدہ دیکھو

ایک خورشید کے رخ سے ہیں ہوئے بہار
حال بیمار غم عشق کو آب جو دیکھو
شمع پر آکے ہی جل جاتا ہے پروانہ
جانتا ہے کوئی مجھ سا نہیں جسکو دیکھو
وصل دلدار لب مرگ سنا ہے شدی

تیر سی نظروں سے نہ دشتی کو دیکھو
داغ پر داغ کو دیکھو مرے دل کو دیکھو
جو میں ہم [illegible] عنایت کے
شست پر ہے مگر اس حوصلہ کو دیکھو
[illegible] چارہ گری یار آخر
تمنا میں بھی جان کو بھی دیکھو

اس غزل کو تمام حاضرین پر محویت کی حالت طاری ہوئی بہت کچھ تعریف کی گئی رستم ثانی نے
پانچ سو دینار کی قیمت کا ایک دوشالہ اس مطربہ کو انعام میں دیا اسد کو یہ حرکت رستم کی ناگوار معلوم

ہوئی مگر کچھ نہ کہا اسواسطے کہ اور بھی سردار موجود تھے سمجھا کہ اگر یہ حرکت خلاف ہوئی سب ہی شرمندہ ہونگے
بایں کہ وہ بھی اس سے زیادہ قیمت کا دوشالہ انعام مین دینگے اسطرف سلیمان ثانی بھی برہم ہوا اس نظر
سے کہ سلیمان کوچک کے نام کا وہ جشن تھا سلیمان کوچک کو اشارہ کیا سلیمان کوچک نے
اپنے داروغہ کیطرف اشارہ کیا اُسنے دو ہزار روپیہ کا دوشالہ کہ قطع مین نایاب تھا بطور انعام کے
اُس مطربہ کو دیا اور باآواز بلند کہا ہے کسی مین ایسی جرات جو اس سے بہتر دوشالہ انعام مین دے یہ اشارہ
حضرت رستم ثانی کی جانب تھا باقی سرداروں سے اشارہ سے منع کر دیا تھا کہ تم کسی طرح کا خیال اپنے
دل مین نہ لانا دیکھوں رستم ثانی اس مطربہ کو کسقدر انعام دیتا ہے اس مرتبہ رستم ثانی نے دو دوشالے نہایت
بیش قیمت مطربہ کو انعام مین دیے سلیمان کوچک نے ایک بقچہ دو دوشالوں کا مطربہ کو دیا اور کہا مردانگی
کی یہ شان ہے کہ سلسلہ انعام قطع نہو رستم ثانی نے داروغہ کی جانب دیکھا اُسنے سر ہلا کے کہا اب کوئی
دوشالہ نہیں ہے ہان نقد جسقدر کہو حاضر کرون جب سلیمان کوچک نے دیکھا کہ بقچہ دینے کے بعد اب
رستم ثانی انعام نہیں دیتا اور اپنے داروغہ سے بطور سرگوشی کچھ کہ رہا ہے اور داروغہ سر ہلاتا ہے جس سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکار کرتا ہے سلیمان نے ایک اور پشتارہ دوشالوں کا مطربہ کو دیا اور باواز بلند کہا اب
کسی کو جرات نہیں ہوتی دیکھوں کوئی کیا انعام دیتا ہے اسد سمجھا کہ اس ہنگامہ کو طول ہو جائیگا اور ایمین
کوئی میرا بھی اشارہ ہے ایسا نہو کہ حمزہ ثانی کو معلوم ہو جائے سلیمان ثانی سے آہستہ کہا [illegible]
نقصان سے کیا فائدہ اسطرف رستم نے بھی بہت بھاری پشتارہ مال و زر کا انعام کے واسطے تیار کیا تھا
اسد نے اُسے بھی روکا پہر رات باقی تھی کہ صحبت برخاست ہوئی قریب تھا کہ سب اپنی اپنی خوابگاہ کو
جائیں یکایک لشکر کفار سے نقارہ جنگ کی صدا بلند ہوئی اسد نے کہا کیا یہ بھی لوگ ہیں کہ آخر شب
نقارہ جنگ بجایا ہے راوی کہتا ہے کہ واقعی لشکر کفار مین خبر پہونچ گئی تھی کہ آج مسلمانوں مین جشن قرار پایا
ہے چنانچہ یہ رائے قرار دی کہ آخر شب نقارہ جنگ بجانا چاہیے تاکہ تمام شب کے جاگے ہوئے صبح کو مقابل
ہون اور پسپا ہوں غرضکہ اسطرف حمزہ ثانی نے بھی نقارہ جنگ بجانے کا حکم دیا صبح کو میدان جنگ دونو طرف
کے لشکر صف آرا ہوئے اول اشکبوس میدان مین آیا اور اُسکے مقابلہ کو نقابدار یمین زرہ لشکر سے
باہر آیا تا دیر رد و بدل رہی اسنے وار کیا اسنے روکا آخر نقابدار یمین زرہ نے اشکبوس کے کمربند
مین ہاتھ ڈال کے بسہل تمام سر سے بلند کر لیا اور جانب آسمان پھینکا جسوقت جانب زمین آیا ہنوز
زمین سے مس نہونے پایا تھا سبک دستی سے اسکی کمر پر تیغ حیدری تیغ کا وار کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر
گرا اشکبوس کے ہلاک ہونے کے بعد اسکر نامی ایک گبر اُسکے مقابلہ کو آیا اور باآواز بلند پکارا کہ ای
نقابدار ہی دانی بدان تم اسکر کو دیکھو تم نے اشکبوس کو ہلاک کیا نہیں معلوم کیا غفلت
اشکبوس سے ہوئی ورنہ وہ پہلوان اس مرتبہ کا نہ تھا جو تو اُسے ہلاک کرتا اب میرا مقابلہ ہے دیکھیں
میرے دستبرد سے کسطرح سلامت رہتے ہو نقابدار یمین زرہ نے کہا او بیہودہ گو اس
تقریر لاطائل سے کیا فائدہ زبان بند و بازو بکشا اسکر نے دودست شمشیر کا وار کیا نقابدار
یمین زرہ نے پشت شمشیر پر اسکا وار رد کیا اور اسی شمشیر سے ایک ہی وار مین اسکا کام تمام کیا
راوی کہتا ہے کہ دو پہر کے عرصہ مین چھتیس پہلوان لشکر کفار سے نقابدار یمین زرہ نے تہ تیغ کیے

پھر لشکر کفار سے کوئی اور مقابلہ کے واسطے نہ آیا شاہزادہ بدیع الملک کو اس بات کا خیال آیا کہ نقابدار
سرخ پوش کو رستم ثانی نے مسخر کیا تھا جسکی تعریف حمزہ ثانی نے بہت کچھ کی تھی رستم ثانی کو مجلس
خود بھی نقابدار سرخ پوش یعنے سلیمان کو چک سے مسخر کرنے کا فخر ہے بہتر یہ ہے کہ نقابدار سیمین زرہ کو
میں گرفتار کروں تاکہ رستم ثانی کے مقابلہ میں میرا پایہ کسی طرح کم نہ رہے اور ظاہر ہے کہ نقابدار سیمین زرہ نے
بیشتر پہلوانان لشکر کفار کو ہلاک کیا ہے اس بات کا خیال حمزہ ثانی کے دل میں ضرور ہوگا اگر میں اسکے مسخر
کرونگا تو حمزہ ثانی کے خوش ہونے کا سبب ہوگا نظر برین جملہ حالات مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا
اور بلا تکلف مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار سیمین زرہ کے قریب آیا نقابدار سیمین زرہ نے جو اسکو اپنی طرف
آتے دیکھا پکار کے کہا اے جوان تو کون ہے اور کس ارادہ سے اسطرف آتا ہے بدیع الملک نے کہا میں
ہوں بدیع الملک یہ میدان حرب و ضرب ہے یہاں قصد و ارادہ کے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے نقابدار
نے کہا میں تجھ سے حرب و ضرب کی خواہش نہیں رکھتا پھر تو کیوں خواہ مخواہ میرا مد مقابل ہوتا ہے علاوہ
اسکے کوئی امر خلاف بھی مجھ سے ظہور میں نہیں آیا جسکا عوض مجھ سے لینا چاہتا ہے شاہزادہ نے کہا
اس سے زیادہ امر خلاف کیا ہوگا کہ بغیر اجازت حمزہ صاحبقران تو نے ان گبرون کا مقابلہ کیا اور لشکر
اسلام کے مقابلہ میں اپنی خود سری ظاہر کی اگر تجھ کو نشہ مردانگی کا ہے تو پہلے ہم سے مقابلہ کر نقابدار سیمین زرہ
نے کہا بیشک نشہ مردانگی ہے یہ کہہ اور نیزہ کا وار بدیع الملک پر کیا بدیع الملک نے قریب نقابدار
کے پہونچ کے ایک ایسا وار تلوار کا لگایا کہ تین حصہ نیزہ کٹ کے زمین پر گرا اور باقی ایک حصہ
نقابدار کے ہاتھ میں رہ گیا نقابدار نے بقیہ حصہ کو زمین پر پھینک دیا اور گرز کا وار شاہزادہ پر کیا
شاہزادہ نے جلد خالی دی نقابدار کے ہاتھ سے گرز چھوٹ کے زمین پر گرا پھر اُسنے تلوار کا وار کیا شاہزادہ
نے پشت شمشیر پر اُسکے وار کو رد کیا اور اپنا وار شمشیر آبدار کا کیا نقابدار نے شاہزادہ کے وار کو سپر پر
رد کیا شاہزادہ نے دوسرا وار تلوار کا کیا نقابدار نے اس وار کو بھی رد کیا اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی
ایک نے دوسرے کو جواب ترکی بہ ترکی دیا حتی کہ پشت مرکب سے زمین پر آگئے اور کشتی شروع
ہوئی تین شب و روز تک دونوں میں کشمکش و کوشش رہی چوتھے روز شاہزادہ بدیع الملک کو
نقابدار کی طاقت میں کمی محسوس ہوئی موقع پا کے ایک ہاتھ سے نقابدار کا گریبان لیا دوسرے
ہاتھ سے اُسکے کمربند کو گرفت میں لایا اور سر کو اُسکے سینہ پر لگا کے جو زور کیا سات آٹھ قدم تک
پسپا ہو گیا بدیع الملک کا ارادہ تھا کہ نقابدار کو سر سے بلند کرے لیکن نقابدار سیمین زرہ فن
کشتی سے بخوبی ماہر تھا اُسنے لنگر ایسا استوار کیا کہ بدیع الملک اسکو سر سے بلند نہ کر سکا غرضکہ
نقابدار جب بدیع الملک کے زور کو روک چکا خود بھی اُسکے سینہ سے سر کو ملایا اور دونوں ہاتھوں
میں شاہزادہ کے دونوں ہاتھ گرفت میں لا کے جو زور کیا شاہزادہ بھی اُسیطرح آٹھ سات قدم پسپا
ہو گیا بعدہ شاہزادہ کے کمربند کو گرفت میں لا کے ایسا زور کیا کہ شاہزادہ کے پانوں زمین سے
چھوٹ گئے نقابدار نے سر کے بلند کر لیا اور چرخ دینا شروع کیا اس اثنا میں شاہزادہ کے پانوں
زمین پر پہونچ گئے نقابدار کے سینہ پر سر لگا کے ایسا زور کیا کہ گیارہ بارہ قدم نقابدار پسپا ہو گیا پھر
ہاتھ پر بلند کر کے چرخ دینا شروع کیا یکایک دونوں پانوں اسکے بھی زمین پر آ گئے شاہزادہ سے جدا

ہوے کمر سے خنجر نکالا اور اس طرح اپنے شکم پر مارا کہ تمام انتڑیاں زمین پر گر پڑین اور خود بھی زمین
پر گرا شاہزادہ سے کہا ای بدیع الملک اگر مرد ہو تو آؤ اب تلوار لگاؤ کہ میرا سر تن سے جدا ہو جائے
بدیع الملک کو اسکی اس حرکت سے بہت افسوس ہوا سمجھا کہ یہ غیرت دار شخص معلوم ہوتا ہے آہستہ
اسکے قریب بیٹھ گیا اور سر اسکا اپنے زانو پر رکھکے تا دیر متامل و متاسف بیٹھا رہا لشکر نقابدار نے
جو نقابدار کا یہ حال دیکھا اُن سب نے اپنے گریبان کو چاک کیا اب حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر
ہوئے حمزہ ثانی کو تعجب ہوا پوچھا تم سب کس غرض سے میرے پاس آئے ہو انھون نے کہا ہمارا
سردار ہلاک ہو گیا ہم تمھارے پاس فریاد کو کیون نہ آئین حمزہ ثانی نے کہا صاحب میری سمجھ مین تمھارا
مطلب نہین آیا انھون نے کہا ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمھارا فرزند دلبند ہے جسنے بدیع الملک کے مقابلہ
مین اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کیا حمزہ ثانی کو اور زیادہ حیرت ہوئی اُن سبنے کہا یہ فرزند تمھارا
مہران شاہ کی دختر کے بطن سے ہے جسکا نام داراب سیمین زرہ ہے جونہین حمزہ ثانی نے داراب سیمین
زرہ کا نام سنا گریبان کو تا بہ دامن چاک کیا اور مارے افسوس کے میدان کی راہ لی دیکھا کہ داراب
سیمین زرہ شکم دریدہ خاک و خون مین غلطان ہے اُٹھا کے دربار مین لائے اور اسیوقت فرزندان
بزرجمہر کو طلب کیا اور کہا ای خواجہ زادو دیکھو اس جوان جاہل مزاج کا علاج کرنا چاہیے خواجہ زادون نے
داراب سیمین زرہ کو غور سے دیکھا اور بعد تامل بسیار کے عرض کی شہریارا کیا علاج کیا جاوے داراب
مین کچھ جان باقی نہین ہے جان اُسوقت علاج ممکن تھا جب داراب نے اپنے شکم کو چاک کیا تھا اب
وہ مرحلہ گذر گیا کوئی علاج ممکن نہین ہے یہ سمجھنا چاہیے کہ داراب کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی حمزہ ثانی کمال درجہ
غمگین ہوا دست و پا مین رعشہ پڑ گیا اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الملک سر برہنہ بہ حواس حمزہ ثانی کی
خدمت مین حاضر ہوا اور کہا شہریارا بخدائے لم یزل مین نے باختیار خود داراب کو ہلاک نہین کیا ہے
تاہم مجھپر بھی تلوار کا وار کیجیے تاکہ مین اور داراب ساتھ ساتھ جان دین حمزہ ثانی چونکہ فرزند دلبند کے غم مین
مبتلا تھا بدیع الملک کی اس بات کا مطلق جواب نہ دیا بدیع الملک کو خیال ہوا کہ حمزہ ثانی داراب
کے ہلاک ہونے سے مجھسے سخت ناراض ہین اپنے کمر سے خنجر نکالا اور ارادہ کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے
حمزہ ثانی نے دیکھ لیا بدیع الملک کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای فرزند تمھارے ہلاک ہونے کی کیا وجہ ہو داراب
کی ہلاکت اسی طرح مقرر تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرے اور مجھکو یقین ہے کہ تم اسکی ہلاکت کا سبب
نہین ہوئے بدیع الملک نے کہا شہریارا بیشک مین ہی داراب کی ہلاکت سبب ہوا ہون نہ مین اُسکے
مقابلہ کو جاتا اور ہاتھ پر بلند کرتا نہ داراب خودکشی کرتا اسکی سزا مین بلا عذر چاہیے کہ اپنے کو ہلاک کرون حمزہ ثانی نے
کہا یہ سب صحیح ہے کہ تمنے مقابلہ کیا اور اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا جسکے سبب سے اسکو غیرت آئی حتی کہ اسنے خودکشی
کی مگر مین یہ کہتا ہون کہ اگر تمھارے ہی ہاتھ سے داراب ہلاک ہوتا تو شکایت کی بات تھی اسوقت
اسکی جہالت کا اقتضا تھا کہ اسنے خودکشی کی جنگ و جدل مین یہی ہوتا ہے کہ ایک غالب ہوتا ہے اور دوسرا
مغلوب اب تم چاہتے ہو کہ اسکی ہلاکت کے سبب سے خود بھی ہلاک ہو جاؤ ایک اسکا غم دوسرا
تمھارا صدمہ یہ کسی طرح مجھکو گوارا نہین یہ کہا اور حکم دیا کہ بدیع الملک کو طوق و زنجیر مین گرفتہ
کرو تاکہ خودکشی سے باز رہے ورنہ یہ جوان ضرور اپنے کو ہلاک کریگا حسب الحکم حمزہ ثانی سردارون نے طوق

بدیع الملک کو طوق و زنجیر آہنی مین بستہ کر لیا اور ایک مکان مین بحفاظت تمام بند کر دیا حمزہ ثانی کا ہو وقت
یہ حال تھا کہ گریبان تا بدامن چاک حواس باختہ آنسو رخسارون پر جاری ایک ایک کی صورت حسرت
سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے یارو اس صدمہ سے مین جانبر بھی ہونگا یا نہین ایک تو داراب سیمین بر
کا غم و ملال دوسرا صدمہ جانگزا ہی کہ بدیع الملک اپنی ہلاکت کے درپے ہی ہرچند اسکو سمجھاتا ہون
کہ بابا تیرا کیا قصور ہی لیکن وہ کسی طرح نہین مانتا اگرچہ اسکو گرفتہ و بستہ کر کے مقید کر لیا ہی تاہم اسکا بھی زندہ
رہنا دشوار معلوم ہوتا ہی تمام عمر اسکو کب تک مقید رکھونگا کبھی تو رہا ہوگا جب موقع پاے گا اُسیوقت
اپنے کو ہلاک کریگا اور مین سچ کہتا ہون کہ مین اس بارہ مین اُسکا مطلق قصور نہین سمجھتا میرے کہنے کا اسکو
یقین نہین اور بالفرض مین نے مدت العمر اسکو مقید رکھا پس کیا زندگی کا لطف اسکو حاصل ہوگا
ہمیشہ مقید رہنا گویا زندہ درگور ہونا ہی اُسطرف داراب سیمین بر کی یہ حالت ہی کہ پیٹ چاک
ہی انتین کٹی ہوئی پیٹ سے باہر نکل آئی ہین ہوش و حواس درست نہین ہرچند لوگ پکارتے ہین
جواب ندارد بس اب دم شماری ہی سمجھتے جان باقی ہی ورنہ اُسکا کام تمام ہو چکا ہی حمزہ ثانی سرہانے
کھڑے ہوئے زار و قطار رو رہے ہین داراب کی صورت دیکھ دیکھکے کلیجہ منھ کو آتا ہی اس عالم اضطراب
مین خیال آیا کہ ای حمزہ ایسی حالت مین دوا کچھ کام نہین کرتی ہی دعا کارگر ہو جاے تو کچھ عجب نہین ہی
وہ حکیم مطلق ہر طرح کی قدرت رکھتا ہی ابھی تو داراب مین کسی قدر جان باقی ہی وہ چاہے تو مردہ صد سالہ
کو از سر نو خلعت حیات بخشے اس عز اسمہ کے بندون نے مردون کو زندہ کیا ہو تو کیا وہ خود یہ قابلیت نہین
رکھتا ہر وقت اُس سے امید مطلب برآری کی رکھنا چاہیے اگر اُس سے قطع امید ہی تو شیطان کو ہی دعا تو
کر دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی چنانچہ اُسیوقت سر برہنہ ہوے کلام اللہ کو سر پر رکھا
اور جانب آسمان سر اُٹھا کے اسطرح مناجات کرنا شروع کی کہ ای خالق کون و مکان ای مالک ہر دو جہان
ای دادرس مظلومان وای دستگیر افتادگان ؎ کسی سے بر آوے نہ کچھ کام جان ۔ جو تو مہربان ہو تو کل مہربان
تو ہر ایک کے حال باطنی کو جانتا ہی تو خطادار و بے خطا کو پہچانتا ہی تو نے دوزخ و بہشت کو بنایا ایک
لاکھ کئی ہزار پیغمبرون کو بھیجکے سیدھا راستہ دکھایا تو باپ سے ستر درجہ زیادہ اپنے ادنی ادنی بندون
پر شفقت فرماتا ہی گنہگار کی توبہ سے تیرا دریاے کرم جوش مین آتا ہی میرے لخت جگر نور نظر کا جو کچھ حال ہی
اُسکو تو دیکھ رہا ہے اور جو حالت اُسوقت میرے قلب مضطر کی ہی اسکو بھی جانتا ہی تو ہی بتا کہ تجھ ایسے کریم و
رحیم کی بارگاہ عالم پناہ کو چھوڑ کے کہان جاؤن اور کس سے رحم و کرم چاہون ؎ ندارم بغیر از تو فریاد رس ۔
توئی عاصیان را خطا بخش و بس ۔ تو واسطہ اپنے عزت و جلال کا اور بواسطہ اپنے قدرت و کمال کا میرے گناہون سے
قطع نظر کر کے مجھ عاجز و ناچار کی دعا کو قبول فرما لیجئے میرے فرزند دلبند کو تندرست کر دے یہانتک
مناجات کی تھی کہ یکایک حمزہ ثانی پر خواب کا غلبہ ہوا خواب مین دیکھا کہ ایک طرف سے شعلہ نور
پیدا ہوا حمزہ نے غور سے جو نظر کی دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین
ای فرزند آج تیرا کیسا مزاج ہی کیون اسقدر مضطر و بیقرار ہو رہا ہی تیرے اس اضطراب و بیقراری نے مجکو
بھی پریشان کر رکھا ہی حمزہ ثانی نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور عرض کی شہریار بندہ پروری کی قدر و منزلت آپ
خوب جانتے ہین ظاہری امور پر آپکی نظر نہین رہتی مگر با ہمہ رحم و کرم پر آمادہ رہتے ہین بعدہ تمام قصہ بیان کیا اور

کہا کہ اگر داراب سیمین زرہ ہلاک ہو جاے گا تو بالیقین بدیع الملک بھی زندہ نہین رہیگا ان دو داغون
سے میرے دل و جگر مین جان باقی نہین رہ سکتی داراب کا جو کچھ حال ہی ظاہر ہی بیان کی کیا ضرورت ہی
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند اصل امر یہ ہی کہ داراب سیمین زرہ
اتبک ہلاک ہو گیا ہوتا اگر بدیع الملک کی جانب سے غفلت اختیار کی جاتی واقعی بدیع الملک کو تیرے
ملال کا بہت خیال ہی اسی سبب سے وہ اپنے کو ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہی چونکہ تو نے بدیع الملک
پر رحم کیا پروردگار عالم نے بھی تجھپر اپنا رحم کیا کہ تیرا فرزند داراب نام تندرست ہو گیا مطمئن ہو
اور بدیع الملک بھی اپنی خودکشی سے باز رہیگا اور ای فرزند حمزہ ثانی اگرچہ بعض وقتون مین یہ
جملہ تیرے گوش گذار ہو چکا ہوگا اب پھر مین بطور یاد دہی کے اس جملہ کا ذکر کرتا ہون وہ یہ کہ شاہزادہ
بدیع الملک تیرے بعد تیرا جانشین ہوگا جو مرتبہ تجکو اسوقت حاصل ہی وہ اسکو حاصل ہوگا کوئی اسکے
مقابلہ مین گوے سبقت نہین لیجا سکتا وہ ایک جوان راست باز ہی اسکی قابلیت خداداد ہی خود قابلیت
کو ناز ہی خبردار بدیع الملک کو کبھی ناراض نہ کرنا حتی الامکان اسکی خوشی پر نظر رکھنا وہ بجاے خود
دانشمند و منصف مزاج حلیم ذکی الطبع نیک نفس جوان ہی کسی پر ظلم ہونا پسند نہین کرتا ہمکو اسکے باطنی خواص
و عادات سے بخوبی آگاہی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ اسنے داراب سیمین زرہ کو شمہ صدمہ نہین
پہونچایا خود داراب نے اپنے کو ہلاک کیا ہی یہ کہکے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب
ہو گئے حمزہ ثانی خوف سے لرز گئے خواب سے بیدار ہو کے دیکھا کہ داراب اسی طرح بیہوش
ہی دل مین کہا کہ تعجب ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو داراب کے تندرست ہونے کی بشارت
دی اور یہ اسی طرح بیہوش ہی داراب کا شانہ ہلایا آواز دی داراب نے آنکھین کھول دین
پوچھا کیا حال ہی اسنے کہا تمھارے اقبال سے اب مین سب طرح اچھا ہون ہان ضعف کے سبب سے
اٹھ نہین سکتا تاکہ قدم مبارک پر اپنی آنکھون کو ملون حمزہ نے تو ماشوربہ مرغ تیار کرا دیا داراب
کو پلایا داراب اٹھ بیٹھا اور حمزہ ثانی کے پاؤن پر سر رکھدیا افراط محبت فرزندی سے حمزہ ثانی
کا دل بھر آیا باواز بلند رویا پھر خاک پر سر رکھکے سجدہ شکر بجالایا حاضرین سے کہا یارو اس سے زیادہ
خداے واحد و لاشریک کے صاحب قدرت و عظمت اور غفور الرحیم ہونے کی کیا دلیل ہوگی
کہ مجھ بندۂ ذلیل و خاکی کی دعا قبول کی کہ اس امردہ کو زندہ کیا کیا امید تھی داراب کے تندرست ہونیکی
جس انسان کی آنتین پیٹ سے باہر نکل آئین اور جسکے علاج سے اطباے حاذق عاجز ہون اسکی زندگی
کی کیا امید ہو سکتی ہی اور داراب کو گود مین اٹھا کے سر و چشم پر بوسہ دیے جمیع کو تمام سردار دربار
مین حاضر ہوے آداب بجالاے خدا قادر و توانا کی صفت و ثنا کی اور کہا شہریار واقعی یہ تمھاری دعا کی
برکت تھی ایسے مجروح کبھی نہین جانبر ہوتے اور یہ بھی کہا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو قید و بند
سے رہا کر دینا لازم ہی حمزہ ثانی نے فوراً حکم دیا کہ جلد بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کر دو اور
میرے سامنے لاؤ بدیع الملک حمزہ ثانی کے روبرو حاضر ہوے حمزہ ثانی نے کہا ای فرزند مین تمکو خوشخبری
دیتا ہون کہ داراب سیمین زرہ کو اگرچہ تمنے سخت مجروح کیا تھا لیکن حکیم مطلق نے اپنے فضل و کرم سے
اسے شفاے کلی عطا فرمائی پر اسپر تاکید اگر مین تمکو گرفتار نہ کرتا اور تمکو ہلاک ہو جانے دیتا تو اسوقت

کس حد کا صدمہ ہوتا یقین ہی کہ اس صدمہ سے مین بھی جان بحق تسلیم ہو جاتا یا ہر ایک کام کو سوچ سمجھ کے
کرتے ہین بدیع الملک آبدیدہ ہوا اور کہا شہریار مین نے پیشتر بھی عرض کیا تھا اور اب بھی عرض کرتا ہون
کہ مین نے شمہ صدمہ داراب کو نہین پہونچایا یون شہریار مالک و مختار ہین جو مزاج مین آوے ارشاد فرماوین
اور اگر شہریار کا یہی خیال ہی تو اگرچہ داراب سیمین زرہ فضل خدا سے تندرست ہو گیا لیکن مین بسبب
شرم کے کسی سے آنکھہ چار نہ کر سکون گا اسوقت نہین پھر کسی وقت موقع پا کے اپنے کو ہلاک کرونگا بدنامی
کے ساتھہ اگر زندگی ہوئی تو کیا ہزار لعنت ایسی زندگی پر حمزہ ثانی ہنسے اور کہا اے فرزند یہ جملہ مین نے
خوش طبعی سے کہا تو ہرگز اپنے دل مین خیال نہ لانا کہ میرے دل مین داراب کے تیرے ہاتھہ سے مجروح
ہونے کا خیال ہی بخدا میرے دل مین اس بات کا مطلق خیال نہین ہی بعدہ خلعت گران بے بہا بدیع الملک
کو دیا داراب سیمین زرہ نے دوڑ کے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھا اور کہا شہریار حمزہ ثانی
میرے قبلہ و کعبہ ہین اور آپکی جگہ تم ہو بارے الحمد للہ کہ مین تندرست ہو گیا ورنہ مجکو مطلق تمھاری جانب
کسی طرح کا خیال و گمان نہوتا بدیع الملک نے کہا اے شاہزادہ تو ہمارا مخدوم زادہ ہی اور ہم سب
تیرے خادم و مطیع فرمان ہین ؎ آفتاب جاہت از اوج شرف تابندہ باد • حشمت و اقبال دایم بخت گو پایندہ باد
میری کیا ہستی ہی کہ حمزہ صاحبقران کی مرتبہ و منزلت کو پہونچ سکو تاہم یہ تیری خادم نوازی ہی جو تو اسطرح
کے کلمہ میری نسبت زبان پر جاری کرتا ہو داراب نے کہا شہریار سے ؎ تا جہان است کامران باشی
بر ہمہ خلق کامران باشی • در خیابان عالم ایجاد • از گل عیش شادمان باشی • شاید تمھارے دل مین
اس بات نے خطور کیا ہو کہ مین جو کچھ کہتا ہون دنیا سازی کے اعتبار سے کہتا ہون واقعی جو کچھ مین کہتا ہون
سچ اور بلا تصنع کہتا ہون اسواسطے کہ تمھاری واجب التعظیم و تکریم ہونے کی خبر میرے بزرگون نے مجکو دی
ہی مین ہرگز اپنی طرف سے نہین کہتا اگلی بات میری دلپذیر کا نقش کالحجر ہی یہ کہ بعد میرے پدر بزرگوار کے
تم ہی اُنکے جانشین ہوگے میرا فرض ہی کہ قبل اُسوقت کے آنے کے تمھارا حلقہ غلامی اپنی زیب گوش
کرون بعدہ داراب سیمین زرہ روبرو حمزہ ثانی کے بائین دست بدیع الملک مقیم ہوا حمزہ
نے داراب کے نام جشن قرار دیا اس جشن مین بہت کچھ اہتمام کیا گیا زر کثیر فقرا و مساکین کو
تقسیم کیا زر خطیر انعام و اکرام مین دیا بیشتر محتاج مدت العمر کیواسطے مستغنی الحال ہو گئے ملازمون کو نئے نئے جوڑے
ملے جابجا نوبت رکھی گئی بحساب بخت ہوئی سردارون کو خلعت مرحمت ہوئے محفل عیش و نشاط کے
واسطے مکان تجویز ہوا شیشہ آلات و فرش وغیرہ جملہ سامان زیبائش و ضرورت سے آراستہ کیا گیا
زنانہ مردانہ اعلے اعلے طائفے بلائے گئے عید کا دن معلوم ہوتا تھا شب کو کثرت سے روشنی وغیرہ کا سامان
ہوا محفل مین جابجا مسند تکیہ مغرق لگے ہوئے تھے صدہا پانچ سوتی کے جھاڑ سرخ و سبز و آبی سفید
وغیرہ طرح طرح کے رنگ کے آویزان تھے جنمین مومی کافوری شمعین روشن تھین جابجا مجمرہاے طلائی
مین عود و اگر سلگ رہا تھا ہر جانب خوشبو و خوشرنگ پھولون کا ڈھیر تھا عملہ زرق برق اپنے اپنے
عہدون سے خبردار ہوشیار مستعد تھا وہی خلعتہاے نو بہ نو زیب تن کئے ہوئے سرداران لشکر اسلام
سرشام محفل مین آموجود ہوئے مطربان خوش رو و رقاصان خوش گلو رقص و سرود کا ہنگامہ گرم کیا کس
لطف و خوبی سے یہ غزل صاحب کی گائی غزل ہیچ ست حلقہ در دولت ستمگر دل

وسعت بپردۂ جرم کبریاے دل
چندانکہ سیر وی بہ نہایت نمی رسد
تا اطلس سپہر نگردد قباے دل
در زیر آسمان نفس تنگ میشود
در خاک ہم بگرد بود آسیاے دل
ما خود چہ ذرہ ایم کہ نہ محمل سپہر
صد شہر عقل کردہ سر رہ نشاے دل

با آنکہ پاے بر سر گردون نہادہ است
بے اشناست عالم بے ابتلاے دل
با نور آفتاب با انجم چہ حاجت است
ہر کس کشیدہ است نفس رضاے دل
ہر رگ کہ زیر پوست بجوئی تو تشنہ است
رقص الحل کنند ز آہنگ درای دل
صائب اگر بدیدۂ ہمت نظر کنی

بر خاک میکشند ز درازی قباے دل
دل آن نہان کہ ہست اگر جلوہ گر شود
با خلق آشنا نشود آشناے دل
ہرگز نمی شود سفر اہل دل تمام
یوسف شود ز پرتو نور صفاے دل
دست از کتاب خانہ بر انبان بشوی
آکندہ است قصر فلک پیش پاے دل

تمام اہل محفل نے اوس غزل کو سن کے بہت محظوظ ہوئے مطربون کو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملا رستم ثانی بھی موجود تھا وہ ہر مرتبہ بنظر تیز وتند اور کبھی چین بر جبین ہو کے خورشید کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجا کے خورشید کو ادس تاب دیکھتا تھا خورشید نے حمزہ ثانی کی طرف دیکھا اور کہا شہریار مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون حمزہ نے پوچھا کیا کہا جس روز سے سلیمان کو جنگ میرے روبرو بیٹھا ہی رستم ثانی بہت بری نظر سے میری طرف دیکھتا ہی اور ہر مرتبہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاتا ہی شہریار خوب واقف ہین کہ یہ معاملہ سپاہگری کا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہو رستم ثانی اور میرے درمیان خلاف کارروائی شروع ہو جائے اور حضور تو رستم کی سرکشی سے چشم پوشی کرتے چلے آتے ہین ظاہر ہی کہ رستم نے سرداران دست راست کے مقابلہ مین کیسی کیسی خلاف کار روائیان عمل مین لا کے گرد اب مجھ مین ملک صبر نہین ہی کیونکہ صبر کرنے کی انتہا ہی حمزہ ثانی نے کہا اے برادر خورشید یہ مجھے خوب معلوم ہی کہ سرداران دست چپ نہایت درجہ شورہ پشتی کرتے ہین ہر چند ان سب کو فہمائش کی گئی اور خود انھون نے بیشتر موقعون پر زک پائی لیکن وہ کسی طرح باز نہین آتے ہمارے سمجھ مین نہین آتا کہ اُن لوگون کے بارے مین کیا بند وبست کیا جاوے رستم ثانی اور امیر حمزہ ثانی کی یہ تقریر سکوت مین بیٹھے سنا کیے مطلق جواب نہ دیا لیکن سیارہ ثانی تاب تحمل نہ لایا حمزہ ثانی سے روبرو آیا اور عرض کی شہریار اب مجھسے بھی کچھ سنیے پہلوانان وعیاران دست چپ نے کیا شورہ پشتی کی تو جو اس بات کی شکایت کیجاتی ہی کہ پہلوانان دست چپ سرکش وشورہ پشت ہین خواہ مخواہ کسی سے خصومت رکھنا بہتر نہین ہوتا ہی نتیجہ اس بات کا یہ کہ آپس مین ضرور کشت خون عظیم ہوگا اور سرکش اپنے افعال کی سزا پائینگے بدہد اٹھ کھڑا ہوا کہا اے خیرہ سر خاموش باش تیری بھی یہ مجال ہی کہ شہریار جہان سے ہمزبانی کرے اگر پہلوانان دست چپ سرکشی وشورہ پشتی کرتے ہین پہلوانان دست راست اُنسے سمجھ لینگے سیطرح پہلوانان دست راست سرکشی وشورہ پشتی کرینگے پہلوانان دست چپ اُنسے تعرض کر لینگے تو کون ہی جو بحث کرتا ہی سیارہ نے کہا ہمارا حق ہی کہ اگر کوئی کسی سردار کی شکایت بیجا کرے اُسکا جواب معقول دین تیری تقریر البتہ فساد برپا کرنے والی ہی کہ ہا ہمہ گر سمجھے پر راضی ہی اگر پہلوانان دست راست ودست چپ مین کشت وخون کی نوبت آجاے گی اور بندگان خدا ہلاک ہونگے تو کون ایسا مسلمان ہوگا جسکو افسوس نہوگا خبردار تو اس بارہ مین تعرض نہ کر مین ضرور حمزہ ثانی کی خدمت مین عرض کر کے اس فساد کو رفع کر دونگا ہدہد نے کہا تو ہرگز یہ قابلیت نہین رکھتا سیارہ نے کہا مین ضرور قابلیت رکھتا ہون البتہ تو خاموش رہ اس

گفت وشنید سے جنگ وجدل کی نوبت پہونچی سیارہ نے خنجر کا وار کیا ہدہد نے اس وار کو رد کیا اور خود
بھی خنجر کا وار کیا ہدہد صاحب قنطورہ تھا نوبت باینجا رسید کہ سیارہ کے دونوں ہاتھ ڈال کے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا کہا ای سیارہ دیکھ اس سے زیادہ گستاخی کا یہ انجام ہوا اب بتا
کہ تیرا کیا حال بناتا ہون بشرطیکہ تجکو مثل گوسفند کے ذبح کرون رستم نے جو دیکھا کہ سیارہ کے سینہ پر ہدہد
سوار ہو گیا ہے اور عنقریب اُسکو ہلاک کریگا غیظ وغضب مین آکر وہ تلوار علم کیے ہوئے ہدہد کے
قریب آیا با آواز بلند کہا او خیرہ سر بیہودہ یہ کیا حرکت ہے کہ سیارہ کو ہلاک کرنے کے درپے ہے ہدہد نے
رستم کی صورت دیکھ کہا ای شاہزادہ رستم اس بارہ مین تمہارا کچھ دخل نہین ہے مناسب ادب سے کہتا ہون
کہ اسوقت میرے پاس سے علیحدہ چلے جاؤ ورنہ اس قصہ کو زیادہ طول ہوگا ہم دونون اُسوقت سمجھ
لین گے رستم ثانی نے کہا مین ضرور اس بارہ مین تجھسے تعرض کرونگا خبردار سیارہ کی ہلاکت کا ارادہ
نہ کرنا ورنہ تم دونون اُسوقت یہان زمین پر افتادہ ہو گے بس سیارہ کے سینہ سے علیحدہ ہو جا ہدہد
نے کہا مین ہرگز اسوقت سیارہ کو نہ چھوڑونگا رستم ثانی نے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور کہا دیکھ اب بھی ہوش
ہو اگر سیارہ کے سینہ پر سے اتر آ ہدہد نے کہا مین سیارہ کے سینے سے نہین اترونگا تم مرد ہو تو
اتار لو رستم نے تلوار کا وار کیا ہنوز ہدہد کے سر تک تلوار نہ پہونچنے پائی تھی کہ ہدہد نے ہاتھ بڑھا کے
رستم ثانی کے کمر بند کو مضبوط پکڑ لیا اور کہا ای شاہزادہ رستم ثانی افسوس تمنے میری فہمائش کی طرف نظر کی
آخر بے ادبانہ پیش آنے کو مجبور ہوا یہ کہا اور سر سے بلند کرکے فوراً زمین پر مارا ایک پاؤن سیارہ پر
رکھا اور دوسرے پاؤن سے رستم ثانی کو دبایا ہر چند دونون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر ہدہد نے
ایک کو بھی رہا نہ کیا اور بار بار یہ کہتا تھا کہ ای سیارہ کہ تو ابھی تیرے پیٹ کی آنتین باہر کھینچ کر دون اسمین
اسقدر حواس کہان تھے کہ جواب دیتا جب ایک ساعت کا عرصہ گذر گیا شاہزادہ بدیع الملک آگے
کھڑا ہوا دوڑ کے ہدہد کے قریب آیا کہا ای خیرہ سر یہ کیا بیہودگی ہے چھوڑ دے اُن دونون کو ہدہد نے کہا
ای بدیع الملک تم خاموش رہو دیکھو مین ان دونون سے سمجھ لیتا ہون بدیع الملک نے ہدہد کا ہاتھ
کھینچ کے اُن دونون کے سینہ سے علیحدہ کیا رستم ثانی کا اُسوقت یہ حال تھا کہ افراط خجالت سے چہرہ پر
ہوائیان چھوٹ رہی تھین اور پسینہ مین غرق تھا اور دست بستہ کھڑا تھا قرینہ سے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دل مین کہ رہا ہے کیا کرون کچھ نہین بن پڑتا آخر وہان سے آکے اپنی دنگل پر سکوت مین سرنگون
بیٹھا سیارہ نے رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا ای شاہزادہ تم خاموش کیون بیٹھے ہو اگر تمکو یہ خیال ہے
کہ ہدہد نے ہم دونون کو زک دی یہ بات کچھ بھی ملول و رنجیدہ ہونے کی نہین ہے ہدہد مین یہ قابلیت نہین ہے کہ ہمکو
زک دے سکے وجہ یہ ہے کہ ہدہد کے پاس قنطورہ ہے جسکے سبب سے وہ غالب آیا حمزہ ثانی کو تعجب
ہوا کہا ای ہدہد کیا واقعی تو قنطورہ رکھتا ہے جسکے سبب سے رستم ثانی اور سیارہ پر غالب آیا ہدہد نے
کہا شہریار واقعی میرے پاس قنطورہ موجود ہے لیکن سرداران دشت حبب کے مغلوب کرنے کے واسطے
قنطورہ کے موجود ہونے کی ضرورت نہین ہے حمزہ نے کہا مین تجھے یہ نہین کہتا کہ تو قنطورہ
کی وجہ سے رستم پر غالب آیا لیکن دیکھین وہ قنطورہ کہان ہے ہدہد نے قنطورہ کو گردن سے اتارا
اور حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر کیا حمزہ ثانی نے قنطورہ کو اٹھا کے اپنے روبرو رکھا اور بغور دیکھنا

منگا لیا بدیع الملک نے کہا شہریار یہ قنطورہ بدہد سے کسواسطے لیا ہی حمزہ ثانی نے کہا خاص تمہارے
واسطے لیا ہی آپنے کہا میرا بھروسا صرف آس خدا سمیع بصیر ہی جسکو ہر طرح کی قدرت ہی قنطورہ کیا
وقعت رکھتا ہی جسکی وجہ سے کوئی کسی کو مغلوب کر سکے اور بالفرض کسی کا اعتقاد ہو مین اسکی کوئی وقعت
نہین سمجھتا جو اس قنطورہ پر اعتقاد رکھتا ہی آسکو مبارک آسی کو دیدینا چاہیے حمزہ ثانی پہلوانان دست راست
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا یاروتم مین سے جسکو مطلوب ہو یہ قنطورہ موجود ہی سب نے کانون
پر ہاتھ رکھے اور کہا شہریار ہمارے کام کا قنطورہ نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا اگر تم لوگ قنطورہ
کے لینے سے انکار کرتے ہو تمکو اختیار ہی یہ سمجھ لو کہ تمہارے انکار کی حالت مین رستم ثانی قنطورہ کو
لے لیگا پھر مجھے شکایت نہ کرنا انھون نے کہا شکایت کی کیا بات ہی ہمنے تو عرض کر دیا کہ جسکو ضرورت
ہو قنطورہ لے لے حمزہ ثانی نے رستم ثانی سے کہا تم قنطورہ لے لو رستم نے کہا مردمیدان کبھی اسلحہ
کی مدد کے خواستگار نہین ہوتے آج بدہد کے بارے مین یہ حیلہ کیا گیا کہ وہ قنطورہ کی وجہ سے
غالب آیا اسی طرح کل میرے بارے مین یہ ذکر کیا جاوے گا کہ قنطورہ کی وجہ سے یہ کارنمایان ظہور مین
آیا اس سے بہتر یہ ہی کہ قنطورہ سے قطع نظر کیجاوے اگرچہ قنطورہ کی عدم موجودگی مین ہلاک بھی
ہو جاؤن باشد حمزہ نے یاران دست چپ سے پوچھا انھون نے بھی قنطورہ کے لینے سے قطعاً انکار کیا
بدہد نے کہا اے شہریار بہشتی قنطورہ کو دینے سے کیا فائدہ اگر کوئی نہین لیتا فہو المراد میری ہی قسمت کا قنطورہ
ہی مجکو مرحمت ہو حمزہ نے کہا مین قنطورہ کسی کو دونگا ہان آسکو یہ قنطورہ دیا جاویگا جو بالائے آسمان
فرعون جاوے اور فرعون ملعون کی ریش لیکر چلا آوے اس شرط کو سنکے سیارہ و بدہد آگے
کھڑے ہوئے کہا ہمکو اجازت ملے حمزہ نے کہا تمسے کون اس بات کا معاہدہ کرتا ہی بدہد نے کہا حضور
کسی کو مخصوص نہ فرمائین ہم دونون جاتے ہین اگر خدا نے چاہا تو اس ملعون کی ریش لے آوین گے
حمزہ نے اجازت دی دونون لشکر فرعون کی جانب روانہ ہوئے سیارہ بجائے خود ایک تدبیر
سوچا اپنی صورت کو شیاطین کی صورت سے مشابہ کیا اور آن گبران مکار کے لشکر مین جا پہونچا جسنے اسکی
صورت دیکھی ہو حیرت ہو گیا پھر وہان سے بارگاہ فرعون مین پہونچا اور فرعون کو سجدہ کیا
تین مرتبہ آسکے گرد پھرا شیطین بن شیاطین بھی موجود تھا آسکے پاس آیا اور شمکین بن شیاطین
کو گود مین آٹھا لیا اور اسقدر گریہ وزاری کی کہ تمام کفاران بدکار حیرت مین مبتلا ہوئے بعدہ فرعون
کے پاس پھر آیا اور دوسرا سجدہ کیا فرعون نے خوب غور سے اسکی صورت دیکھی اور کہا اے شیاطین
تو اسقدر عرصہ سے کہان تھا تجکو تو عمر ثانی نے ہلاک کیا تھا کیا تو کوئی بھوت پریت ہو گیا ہی آسنے کہا
خداوند تو عجب لاؤبالی ہی یہ کیا کہتا ہی کہ بھوت پریت ہو گیا ہی ہم تیرے خاص بندے ہین کیا تجکو اسقدر
قدرت بھی نہین ہی فرعون نے کہا یون نہین اضطراب اپنا اصل واقعہ بیان کر کہ بعد ہلاک ہونے
کے تجھپر کیا گذری آسنے کہا اے خداوند جب مجکو عمر ثانی نے ہلاک کیا فرشتے میری روح بہشت تیرہ سرشت مین
لیگئے ایک مقام فرحت افزا مین مجکو مقیم کیا گوناگون میوے درختون مین آویزان تھے ایک قصر بہ عہد
میری استراحت کے واسطے مخصوص کیا گیا وہان ہر وقت صبح کا سا عالم معلوم ہوتا تھا سورج نہ چاند
درختون کی سرسبزی و شادابی پھولون پھولون کی مہک جان تازہ پیدا کرتی تھی غرضکہ طرفہ سامان تھا پورے سالی

سال بھر تک اس بہشت کی سیر کرتا رہا قصہ کا ذکر ہے کہ مین نے تیری روح کو دیکھا اسوقت میرے دل مین
خیال آیا کہ عرصہ ہوا پردۂ دنیا کو نہین دیکھا نہایت شوق ہوا اب تو بہشت کی سیر سے دل سیر ہو گیا خداوند کی
روح موجود ہے اس سے التجا کرنا چاہیے چنانچہ ای فرعون تیری روح سے التجا کی کہ مجکو ایک بار پھر زندہ
کر میری چند آرزوئین ابھی باقی ہین تیری روح نے مجھسے پوچھا کہ وہ آرزوئین کیا ہین مین سن لون بعدہ
حسب مصلحت عمل درآمد ہوگا مین نے کہا ای خداوند میری پہلی آرزو یہ ہے کہ خداپرستون نے پردۂ دنیا
مین خداوند پر عرصہ تنگ کیا ہے چاہتا ہون کہ انسے اس گستاخی کا عوض لون دوسری آرزو یہ ہے کہ تو جانتا ہے
لشکر ثانی نے مجکو نہایت سفاکی سے ہلاک کیا ہے اسکو مع عیاران دیگر ہلاک کردون علاوہ اسکے اور بھی
آرزوئین ہین جنکی تفصیل طولانی ہے اس مختصر وقت مین نہین بیان کر سکتا میری ان آرزوؤن کو سنکے
ای خداوند تیری روح بہت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ جا پہلے تجکو دوبارہ خلعت حیات بخشا اور اس مرتبہ مجکو پچیس
سال کی عمر عطا کی اسواسطے کہ تو نے اپنی آرزو بنا بر خیرخواہی اپنے خداوند کے ظاہر کی ای خداوند پہلے تیری
روح نے میرے سر اور منھ پر ہاتھ پھیرا بس مین زندہ ہو گیا اور دوسری مرتبہ روح خداوند کو سجدہ کیا پھر
تیری روح نے میرا ہاتھ پکڑکے بہشت سے باہر نکال دیا مین نے کہا ای خداوند مجکو تیرے لشکر کی راہ نہین
معلوم ہے مین چاہتا ہون کہ اپنے لشکر کی راہ بتاوے روح خداوند نے مجکو لشکر کے نزدیک پہونچا دیا یہانتک
تو مجکو خبر ہے لیکن بعد کا حال مجکو نہین معلوم ہے غالبا وہ روح خداوند مین سمائی ہوگی اب مین تیری خدمت
مین حاضر ہوا ہون فرعون بہت خوش ہوا کہا ای شیاطین آج شب کو واقعی مین نے تقدیر اسیطرح
جاری کی ہے کفار جو اسوقت وہان موجود تھے ایک دفعہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور فرعون کو سجدہ کیا
بہت کچھ ثنا و صفت زبان پر جاری کی فرعون نے کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ گیا میری قدرت
کا حال سننے سنا اس سے بڑھکر میری شان ارفع و اعلی ہے ہزارہا واقعات شب و روز مین ایسے گذر
گذر جاتے ہین جنکی کسیکو مطلق اطلاع نہین ہوتی بعدہ فرعون نے خلعت خاص طلب کیا اور شیاطین نقلی یعنی
سیارہ کو دیا سیارہ نے وہ خلعت بہت خوش ہوکے پہن لیا بغل سے ستار نکالا فرعون نے پوچھا
ای بندۂ خاص ہمارے یہ کیا شے ہے سیارہ نے کہا یہ ستار ہے حضرت کے خوش کرنے کو لایا تھا یہ کہکے بجانا شروع
کیا اور ایسا بجایا کہ تمام حاضرین بہت خوش ہوئے شب کو فرعون نے مرکب قدرت طلب کیا
سوار ہوا شیاطین نے دست بستہ کہا اسوقت خداوند کہان تشریف لیے جاتے ہین کہا ای شیاطین
اسوقت قیطول و قصر پر جاتا ہون شیاطین نے کہا جب میرے حال پر اس قدر فضل و کرم کیا ہے
مین چاہتا ہون کہ از راہ بندہ نوازی اسوقت مجکو اپنے ساتھ لیچل تاکہ طبقات آسمان کی سیر کردون اور
اصل تو یہ ہے کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ایک لحظہ کیواسطے خداوند سے علیحدہ نہون فرعون نے کہا کہ بعضا لقہ
ہے اچھا پشت مرکب پر میرے پیچھے بیٹھ جا مگر ایسا نہو کہ پشت سے زمین پر گرے شیاطین نے کہا مین
مستحکم خداوند کی کمر کو تھامے رہونگا چنانچہ شیاطین نقلی بھی پشت مرکب پر سوار ہوا وہ مرکب
قدرت روانہ ہوا چند لحظہ مین آسمان و قصر معلق کے قریب پہونچا سیارہ نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک دروازہ خود و کھلا فرعون اس دروازہ مین داخل ہوا آسمان پر پہونچا ایک قصر مین جا کے
بیٹھا شیاطین نقلی بھی آسکے روبرو بیٹھا وہان بھی نغمہ نوازی کرکے فرعون کو خوش کیا کہا ای خداوند

اسوقت مجکو اس بات کا نہایت تعجب ہی کہ یہ مرکب پر نہین رکھتا پھر بھی مجکو یہان بالاے آسمان پہونچا دیا گیا
مزہ ہی فرعون ہنسا اور کہا ای شیاطین تعجب کی بات نہین ہی واقعی یہ مرکب علی العموم مرکبون سے ہی لیکن
اسکے آسمان تک پہونچنے کی یہ وجہ ہی کہ عزازیل منقش نے مجکو ایک مہرہ دیا ہی جس مقام پر مجکو جانا
منظور ہوتا ہی اس مہرہ کو مرکب کی گردن مین باندھ دیتا ہون وہ مرکب مجکو منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہی
شیاطین یہ سن کے بہت خوش ہوا جام صراحی سے مملو کرکے فرعون کے روبرو لے گیا فرعون نے
وہ جام بلا تکلف پی لیا شیاطین نقلی نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسی طرح چند جام کی نوبت
آئی تھوڑی دیر کے بعد دماغ گرم ہوا یہانتک کہ بالکل بیہوش ہوگیا سیارہ کو معقول موقع ہاتھ آیا اول
اُس ملعون کی ریش کتری پھر تمام چہرہ نحس اُسکا سیاہ کرکے بالاے آسمان سرنگون آویزان کردیا مہرہ اُس
سے کے مرکب کی گردن پر باندھا مرکب پر سوار ہوکے آسمان کے دروازے پر پہونچا دروازہ خود بخود
کھل گیا اپنی صورت کو فرعون کی صورت سے مشابہ کرکے اُس قلعے سے باہر آیا اور لشکر اسلام کی
جانب روانہ ہوا لشکر فرعون نے دیکھا کہ آج فرعون لشکر اسلام مین گیا ہی ہمہ تن حیرت ہوگئے کہ یہ
آج کیا واقعہ ہی اُس طرف سیارہ حمزہ ثانی کی بارگاہ مین آیا حمزہ ثانی اور ارکان موجودہ نے جو فرعون
کی صورت دیکھی متعجب ہوکے ایکنے دوسرے کی طرف اشارہ کیا کسی نے دوسرے سے آہستہ
کہا ای فلان یہ کیا واقعہ ہی فرعون ملعون یہان کیون آیا ہی خدا خیر کرے سامان ہی سیارہ نے باواز
بلند کہا ای حمزہ ثانی وای بندگان من مین تمہارے حال پر بہت متاسف ہون تمنے اپنی تمام عمر گمراہی
مین بسر کی تمکو اپنے انجام کا مطلق خیال نہین ہی دیکھو میرے رحم و کرم کو کہ بعد انتظار بسیار آج مین خود
تمہارے پاس آیا ہون کہ تمکو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اگر تم سب مجکو سجدہ کرو ورنہ یقین
سمجھو کہ اب مین ہرگز رعایت نہ کرونگا فوراً اپنا قہر و غضب تم پر نازل کرونگا اور وہ قہر و غضب فی الحال
یہ ہی کہ تم سب کو سنگ سیاہ کر دونگا اسوقت تمکو میری قدرت کا حال دریافت ہوجائیگا اور بندگان من
یہ بھی تمہارے گوش گذار کیے دیتا ہون کہ تم سب کو ایک بیشک گمراہ نہین سمجھتا ہون یعنے یہ جوانان
دست چپ نہایت شریف ذات ہین اگرچہ مجھسے یہ بھی خلاف ہین تاہم انکی رعایت کرنا
مجھپر فرض ہی البتہ جوانان دست راست سے مجھے تمنا ہی کیونکہ یہ سرکش اور منحرف میرے ہاتھ
سے کہان جاتے ہین تو یہی کہ سب کو بجہنم مستقیم جہنم مین بھیجون اور مطلق رحم کو اپنے دل مین جگہ نہ دون
یہ امر میرے زیادہ تر خلاف مزاج ہی کہ علاوہ مجھسے منحرف ہونے کے جوانان دست چپ سے خصومت
رکھنے مین سچ ہی نالائق صاحب لیاقت کی قدر کیا جانین کیا کرون کہ جوانان دست چپ میرے
قدرت و کمال کا اقرار نہین کرتے ورنہ انکو اعلی اعلی مراتب تفویض کرکے جوانان دست راست
کو خوب خفیف کرتا اس طرح کی تقریر مین حمزہ ثانی کے دل مین کچھ شک گذرا سیارہ کی صورت خوب
غور سے دیکھی دل مین کہا کہ فرعون کی بات کا لہجہ نہین ہی اگرچہ بظاہر یہ فرعون معلوم ہوتا ہی سیارہ
نے کہا ای حمزہ تمنے میری صورت کیا دیکھی کچھ دل مین شک نہ لا مین فرعون ہی ہون اسوقت
حمزہ ثانی کو یقین ہوگیا کہ یہ فرعون نہین ہی اسکی جرأت کہان کہ بلا تکلف لشکر اسلام مین آکے اسطرح
بے تکلف کلام کرے بس مجھی پہچان لیا ہنسا اور کہا او جھوٹے چھوکرے تو مسخرا پن کرتا ہی مین نے

مجکو تجکو بھی پہچان لیا سیارہ نے کہا کیا پہچانا حمزہ ثانی نے کہا تو سیارہ ہی سیارہ پشت مرکب سے زمین
پر آیا حمزہ ثانی کو بادب تمام سلام کیا حمزہ نے کہا اے شخص یہ تو مجکو تجکو بھی تحقیق ہوگیا کہ تو فرعون نہین ہی
اچھا اب تو بھی صاف صاف بیان کر دے کہ تو کون ہی سیارہ نے کہا شہریار واقعی مین سیارہ ہون
آسمان کے ساتون طبقے طی کر کے بلندی پر پہونچا وہان یہ کارروائی کی کہ فرعون ملعون کو شراب کے ذریعہ
سے بیہوش کیا اُسکی داڑھی کتر لایا ہون یہ کہکے فرعون کی ریش تراشیدہ پیش کی اور کہا یہ ریش خاص
فرعون کی ہی حمزہ ثانی نے غور سے اُس ریش فرعون کو دیکھا پہچانا کہا واقعی یہ داڑھی اُسی گبر کی ہی
سیارہ نے کہا اگر اس ریش کے بابت کچھ شک ہو تو یہ مرکب قدرت بھی فرعون ہی کا ہی اسے بھی
پہچان لو اور اگر مرکب کا بھی اعتبار نہو آسمان کی طرف ملاحظہ ہو اُسکی صورت مثل غول صحرائی کے
بنکے لٹکا دیا ہی حمزہ ثانی نے آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا واقعی فرعون سیہ رو آسمان مین آویزان ہی حمزہ
بہت خوش و مسرور ہوا اور کہا اے سیارہ بجدا کاری کر دے اور قنطورہ کو طلب کر کے سیارہ کو بخشا
سیارہ نے پھر بادب سلام کیا قنطورہ بن کے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اس اثنا مین ہدہد بھی آپہونچا اور اپنی
جگہ بیٹھا رستم ثانی نے نگاہ تیز و تند شاہزادہ بدیع الملک کے جانب دیکھا کلاہ کج کی مونچھون پر تاؤ دیا
جب چند مرتبہ ایسا ہی کچھ عمل مین لایا سیارہ ثانی نے رستم ثانی کو دیکھا بعدہ ہدہد کی جانب متوجہ ہوکے
نعرہ مار کر بانس اد کہ دی کیا تو بجائے خود اپنے کو سمجھتا ہی میرے سامنے آ کہ تیرا سر دھڑ سے زمین پر گراؤن
ہدہد نے بھی نعرہ مارا کہ او دیوانہ یہ کیا بکتا ہی پہلے اپنے دماغ کا علاج کر بعدہ مجھسے ہمکلام ہو تا نہین جانتا
کہ مین کون ہون سیارہ نے کہا کہ بولتو خود ہی اور تو مجکو کیا ہی مین خوب پہچانتا ہون البتہ تجکو نہین پہچانتا
آگاہ ہو کہ مین ہون سیارہ تیرا سر کوب ہدہد جست مار کے سیارہ کے قریب پہونچا سیارہ
نے بچستی تمام ہدہد کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا یکایک شاہزادہ
بدیع الملک اٹھ کھڑا ہوا کہا او خیرہ سر بیباک یہ کیا بیہودہ حرکت ہی ہدہد کو چھوڑ دے ورنہ عنقریب
تجکو ہلاک کرونگا سیارہ کو قنطورہ کا خیال تھا آپکے بھروسہ پر ہدہد کو چھوڑ کے شاہزادہ پر حملہ آور
ہوا اور کہا اے شاہزادہ اب مین تیری رعایت نہ کرونگا ابھی تیری دلیری کا قلعی کھلا جاتا ہی شاہزادہ
بدیع الملک حمائل کو گلے مین پہنے ہی سحر و افسون اُسپر اثر نہین کر سکتا اس رو سے ایک طمانچہ سیارہ
کے منھ پر مارا کہ مثل کبوتر کے گرتے زمین پر قلابازی کھائی شاہزادہ نے اُسکا پاؤن مستحکم گرفت مین لاکے
گرد سر چرخ دینا شروع کیا اور ارادہ تھا کہ اُسکو ہلاک کرے حمزہ ثانی بدیع الملک کے ارادہ سے
آگاہ ہوگیا سمجھا کہ سیارہ عنقریب ہلاک ہوا چاہتا ہی کہا اے بدیع الملک خبردار سیارہ کو ہلاک
نہ کیجیو اگر اُسنے بیہودگی کی تو ہدہد کے مقابلہ مین تمکو کیا اور رستم ثانی کی طرف دیکھ کے کہا اے رستم ثانی
تمہارے خیال محال سے مین بہت عاجز ہون اُسوقت تک تم بدیع الملک کے مقابلہ مین دعوی
ہمچشمی سے باز نہین آتے انسان کو چاہیے کہ ایک مرتبہ امتحان کرے اگر اپنے کو مرتبہ اعلی کے قابل
نہ سمجھے تو کیون اُسکا دعوی کرے ؎ تکیہ بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف ؛ مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
اور شاہزادہ بدیع الملک کی طرف متوجہ ہو کے کہا بابا تم بیکار قصہ کو طول دیتے ہو اسوقت اس
قصہ کو اسطرح طی کرتا ہون کہ جو شخص عزازیل منفش کو ہلاک کرے اور اس قصر فرعون کو منہدم

نے کہا تو مجکو رہا کر دے تو شک دفع ہو جائے مین قول ہارتا نہین ہون مرزوق نے اُسکو رہا کر دیا اور
کہا سچ بتا تو کون ہی اور کس شخص نے تیرا یہ حال بنایا فرعون نے تمام حقیقت سیارہ کی صورت شیاطین
بننے اور ریش ترشنے کی مرزوق کے روبرو بیان کی اور کہا اے مرزوق وہ مکارہ ایسا شیاطین کی
صورت سے مشابہ ہوکے آیا اور اس طرح کی باتین کین کہ مجکو مطلق شک نہوا اسکے فریب مین آگیا اب
مرزوق کو یقین ہوا کہ واقعی یہ فرعون ہی کہا اے خداوند ہم ایسے بندون مین سے اگر کوئی اسطرح کا دھوکا کھاتا
تو مضائقہ نہ تھا تجھ ایسا خداوند یہ بھی نہ سمجھا کہ آج تک کوئی مردہ زندہ کب ہوا ہی جو اج شیاطین بار دیگر
زندہ ہوکے آئیگا اگر یہی حالت تیری خداوندی کی ہے تو کسکا اعتقاد درست رہیگا تا کہ مجکو اپنی مشیت گذشت
کا حال اسوقت یاد نہین ہے لیکن موجودہ عقل بھی زائل ہو گئی خیر گذشت آنچہ گذشت اب تو نادانی ہو گئی
لیکن خیال رکھ کہ آیندہ کسی خداپرست کو آسمان پر نہ لانا فرعون نے کہا اے مرزوق مین خداپرست
سمجھ کے ہرگز اُسکو آسمان پر نہین لایا مرزوق نے کہا اے خداوند کیون مجکو دیا نہ کوئی پر آمادہ کرتے
ہو مجکو خوف ہی کہ کوئی کلمہ خلاف میری زبان پر نہ جاری ہو جائے بہتر یہی ہی کہ خاموش ہو رہو اور جو کچھ
مین کہون اُسپر عمل کر فرعون نے سر جھکا لیا اور کہا اچھا اب یہی ہوگا آیندہ کسی کو آسمان پر نہ لاؤنگا
مگر اسکی کیا فکر ہوگی کہ سیارہ میرے مرکب قدرت کو بھی لے گیا بغیر مرکب قدرت
سے کہین نہین جا سکتا طرفہ تر یہ کہ مہرہ بھی لیگیا مرزوق جادو نے نہایت برہم ہوکے فرعون کو
دیکھا کہا کیا کہون تو مرتبہ خداوندی پاتے ہوئے ہو در حقیقت تو نے نادانی سے اپنا یہ حال بنوایا مین
بھی کچھ اپنے دل کے پیچھے سے لڑتا فرعون نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مرزوق جادو
وہان سے روانہ ہوا جو طلسم مین پہنچا دیکھا مرکب قدرت مع مہرہ جو خانے مین موجود ہی
مرکب قدرت اور مہرہ کو اپنے قبضہ مین لیا اور وہان سے بعجلت تمام فرعون کی خدمت
مین آیا کہا اے خداوند تیری کمال درجہ خاطر منظور ہی مین مرکب قدرت کو پھیرے آیا ورنہ ہرگز نہ لاتا
اور مجکو اسی طرح آویزان رہنے دیتا فرعون ملعون اسکا بہت شکرگذار ہوا کہا اے مرزوق جان
تو نے اسقدر زحمت میرے سبب سے اُٹھائی ہے اتنی اور بھی اپنے خداوند کی مدد کر بدیع الملک
کو بھی میرے پاس گرفتہ و بستہ کر لا مرزوق تا دیر شامل رہا بعدہ کہا خیر جاتا ہون یہ کہکے بار دیگر
خداپرستون کے لشکر مین آیا بدیع الملک بالکل اسکے آنے سے بیخبر تھا مرزوق یکایک شاہزادہ
بدیع الملک کے قریب آیا شاہزادہ کے کمربند کو گرفت مین لاکے سر سے بلند کر لیا اور اُسی طرح
اُٹھائے ہوئے روانہ ہو گیا اثنائے راہ مین شاہزادہ تڑپ تڑپ کے لیے کو زمین پر لایا اور اُسکا حلقوم
گرفت مین لاکے ایسا فشار دیا کہ اُس گبر مکار کا دم بند ہوا اچھا با نہ زمین پر گرا شاہزادہ نے فرصت
کو غنیمت سمجھ کے ایسا ایک وار خنجر آبدار مرزوق کی گردن پر کیا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہوکے
دور جا گرا روح ناپاک اُسکی مالک کی ملک ہو گئی شاہزادہ مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے
اپنے مقام پر مقیم ہوا حاضرین متعجب ہوئے کہا اے شاہزادہ اسوقت کہان سے آنے کا اتفاق ہوا
شاہزادہ نے حقیقت بیان کی سب نے کہا الحمد للہ کہ جان بچ گئی اور بدیع الملک کی جرأت
و شجاعت کی تعریف کی رستم ثانی جو بدیع الملک کی تعریف سنتا خاموش ہوا اپنی جگہ سے اُٹھ کے

براق پہنکے وہان سے روانگی کا ارادہ کیا بدیع الملک نے پوچھا ای رستم اسوقت کہان کا ارادہ ہی رستم
نے کہا اسوقت ارادہ ہی کہ مین بھی عزازیل کو قتل کرکے مورد تعریف و تحسین ہون حاضرین دست چپ
نے یہ سنکے چشمک زنی کی کسی نے کسی کی صورت دیکھی کسی نے کسی کے کان مین کہا فلان اسوقت
شاہزادہ بدیع الملک کی تعریف سنکے رستم ثانی کو بھی جرات ہوئی بدیع الملک نے کہا ای رستم
اگر تمھارا یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ چلو مین بھی چلتا ہون رستم ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہی اور حمزہ ثانی کی
خدمت مین دست بستہ عرض کی شہریارا یہ کام گو نہ دشوار ہی امید ہی کہ میرے حق مین دعا کیجاوے تاکہ یہ کام
مجھے بسہولت و بتجزہ خوبی انجام پاجائے بدیع الملک نے کہا شہریارا اگر یہی اہتمام ہی تو مین بھی امیدوار
دعاے فتحمندی ہون حمزہ ثانی اور تمام سرداران موجودہ نے جانب آسمان ہاتھ بلند کیے اور درگاہ
باریتعالے مین اسطرح دعا کی کہ خداوندا واسطہ اپنی عزت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت کمال لازوال
کا ان دونون جوانان حامیان دین اسلام دافعان کفر و ظلام کی ہمت و جرات مین برکت عطا فرما تاکہ یہ
دونون دشمنون پر غالب آکے صحیح و سلامت بار دیگر مجھسے ملاقی ہون بعد فراغ دعا و مناجات وہ دونون
جوان سب سے رخصت ہوکے روانہ ہوئے رستم ثانی اور بدیع الملک دونون باتفاق راہ بیابان
و کوہسار طی کرتے چلے جاتے تھے واضح ہو کہ مرزوق جہنم نصیب کا ایک بھتیجا تھا مصنوم نام اُسکو
فن عیاری کا بہت شوق تھا چنانچہ بسبب ضرورت فرعون اُسکو بھیجتا تھا اور عیاری کا کام لیتا تھا
مرزوق کے ہلاک ہونے کے بعد مصنوم کو طلب کیا وہ عیار مکار فوراً حاضر ہوا فرعون نے کہا
ای ہمارے بندہ عیار پیشہ تجکو شاید اپنے بھتیجے کا حال نہین معلوم ہی آگاہ ہو کہ خداپرستون کے
ایک سردار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اس خبر غم کو سنکے مصنوم نے سینہ و سر پیٹ لیا اور کہا ای
خداوند تونے اپنی قدرت و جلال سے کچھ کام نہ لیا جو میرا بھتیجا خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا
طرفہ تر یہ کہ مرزوق کے کسی سحر و افسون نے بھی کچھ کام نہ کیا فرعون نے کہا ای مصنوم خداپرستون
پر سحر و افسون مطلق کام نہین کرتا اب رہا میری قدرت و جلال کا تعلق اُسکی صورت یہ ہی کہ ازل سے
اسیطرح میری مشیت جاری ہوچکی ہی اسمین مطلق تغیر نہین ہوسکتا ہان اگر تیری عیاری سے کچھ کام انجام
پاجاوے تو عجب نہین مصنوم بعد تامل لیکر وہان سے روانہ ہوا اور اپنے بیٹے کو جسکا نام مشرور
تھا ہمراہ لیا مسلمانون کے لشکر کے قریب پہونچا یہان سراغ لگاکے یہ حال دریافت کیا کہ بدیع الملک
قاتل مرزوق جادو مع رستم عزازیل کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہین یہ دونون پدر و پسر
بسرعت تمام وہان سے روانہ ہوئے تا اینکہ اُن دونون جوانان خداپرست کے قریب پہونچے مصنوم نے
اپنے فرزند کو بھی فن عیاری مین طاق کردیا تھا اپنی اسوقت کی بھی عیاری سے مطلع کردیا یعنے یہ دونون
عیاران بدذات بدیع الملک اور رستم ثانی کی نظر سے پوشیدہ آگے بڑھ گئے ایک درخت کے
سایہ مین بیٹھکے مصنوم نے ایک تیز چھری لیکر مشرور کو اپنے روبرو لٹا دیا جب بدیع الملک قریب پہنچا
دیکھا کہ ایک پیر کہن سال چھری لیے ہوئے ایک نوجوان کو قریب ہی کہ ذبح کرے بدیع الملک قریب گیا
اور کہا ای شخص تو کیون اس نوجوان کو ہلاک کرنیکے درپے ہی مصنوم نے بہت کچھ گریہ و زاری کی
اور کہا ای جوان کیا پوچھتا ہی میرا قصہ عجیب و غریب ہی ایسا ہی مجبور ہون جو اس نوجوان کو ہلاک کرتا

ہون اصل حقیقت یہ ہی کہ مین نے اپنے اس فرزند کو نہایت ناز و نعمت سے پرورش کیا اب زمانہ میری مفلسی کا آگیا ہی کہ ارادہ کیا کہ اس نوجوان اپنے فرزند کو فروخت کر دون مگر اتفاق سے کوئی خریدار نہ پہونچا مجبورًا ہلاک کرنے کے درپے ہون کیونکہ مین اسقدر استطاعت نہین ہی کہ اسکے مصارف کا بار اٹھاؤن شاہزادہ نے کہا اے شخص تو بڑا سخت دل معلوم ہوتا ہی کہ صرف ایک ادنی امر کیواسطے اپنے لڑکے کے ہلاک کرنے کے درپے ہی اسنے کہا اے جوان تو کیا سمجھ سکتا ہی جو مجبوریان مجھکو لاحق ہین بس یہ سمجھ لے کہ ایسا ہی مجبور ہون جو اسکی ہلاکت کو اختیار کر لیا شاہزادہ نے کہا اچھا اگر اسکا بار مصارف کا متحمل نہین ہو سکتا تو اسے مجھے دیدے اس مکار نے کہا مجھکو کیا دوگے شاہزادہ نے کہا یہ کیا بکتا ہی اسنے کہا بیشک مین اسکی قیمت لونگا جو کوئی عمرو بکر اسے لے ورنہ یہ چھری ہی اور اسکا گلا ہی شاہزادہ کو اس نوجوان کے حال پر رحم آیا کہا اسکی کیا قیمت لیگا اسنے کہا اسکی قیمت ہزار تومان ہی اگر مجھے ہزار تومان مل جائینگے مین اسکی ہلاکت سے باز آؤنگا شاہزادہ نے ہزار تومان اسکی قیمت ادا کر دیے معصوم مشرور کا ہاتھ شاہزادہ کے ہاتھ مین دے کے چلتا ہوا اسکو تو اسطرف جانے دیجیے اور اس مکار کا حال سنیے کہ بقیہ روز راہ بیابان طی کی شب کو ایک مقام پر قیام کیا شاہزادہ بدیع الملک اور رستم دونو بیخبر سوگئے مشرور [illegible] اس مکار نے عالم خواب مین شاہزادہ کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے اٹھا لے گیا اس مکار کے جانے کے چند ہی لمحہ کے بعد رستم ثانی کی آنکھ کھل گئی دیکھا بدیع الملک وہان سے غائب ہی اور وہ نوجوان بھی نہین ہی نہایت متوحش ہوا دل مین کہا ضرور وہ نوجوان مکار کوئی عیار تھا جو شاہزادہ بدیع الملک کو لیگیا اسکی خبر لینا چاہیے فورًا اپنی جگہ سے اٹھا اور پاؤن کے نشان دیکھتا ہوا روانہ ہوا ایک مقام پر زیر درخت دیکھا کہ دو شخص عیار وضع بیٹھے ہین اور ایک پشتارہ بھی اسکے روبرو رکھا ہی سمجھ گیا کہ یہ وہی دونون مکار ہین قریب پہونچا جو ہین مشرور کی نظر رستم ثانی پر پڑی معصوم سے کہا غضب ہوگیا حریف آپہونچا دونون باپ بیٹے مثل بلاے بے درمان تلوارین سونتکے رستم کے جانب جھپٹے رستم ثانی نے کہا او نابکار دشمنے بڑا فریب کیا دیکھون تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچتے ہو دونون عیارون نے دو طرف سے رستم پر وار کیے رستم نے ہر ایک وار کو دست راست سے بپشت شمشیر رد کیا ان دونون ملعونون نے پھر ایک ہی مرتبہ دونون وار کیے اس رستم ثانی نے جانب دست چپ کا وار سپر پر رد کیا اور جانب دست راست اس سبکی سے تلوار کا وار کیا کہ معصوم کا ہاتھ کٹکے مع تلوار زمین پر گرا مشرور نے اپنے باپ سے کہا تو متوقف ہو مین اس جوان سے سمجھ لیتا ہون معصوم سمجھا کہ اب یہان کے توقف مین جان کا ضرر ہی تاب قیام نہ لاکے بھاگا مشرور نے جو اپنے باپ کو بھاگتے دیکھا اسکے بھی حواس جاتے رہے وہ بھی بھاگا رستم ثانی نے ان دونون کا تعاقب کرنا مناسب نہ جانا پشتارہ کو کھولا دیکھا واقعی بدیع الملک ہی دوا رکھکے رفع بیہوشی کرائی شاہزادہ بدیع الملک کو ہوش آیا دیکھا رستم ثانی موجود ہی کہا اے برادر رستم مین یہان تک کس طرح پہونچا اور تم یہان کس طرح پہونچے رستم ثانی نے تمام حقیقت بیان کی بدیع الملک کو بہت متعجب اور یہ کہا ع

رسیدہ بود بلاے ولی بخیر گذشت ۞ دونون منزل مقصود کی جانب روانہ ہوئے اثناے راہ مین چند گبران قوی تن کو ہمراہ لے کے وہ دونون مکار سد راہ ہوے بدیع الملک و رستم ثانی بالاتفاق

حملہ آور ہوئے مشرور نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا بدیع الملک نہایت دلیری کو کام مین لایا اُن سب
گران نابکار کو مع مشرور تہ تیغ کرکے رستم ثانی کو رہا کیا جب اطمینان ہوا دونون وہان سے روانہ ہوئے
طے مراحل کرتے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا دو راہین ہین بدیع الملک نے کہا ای رستم یہ دو راہین
پیش آئی ہین میری رائے یہ ہو کہ ایک راہ مین مین جاؤن اور دوسری راہ مین تم جاؤ دیکھین ہم دونون
مین سے گوہر [illegible] اُسکو دستیاب ہوتا ہی رستم ثانی نے کہا ہان یہ رائے مجکو بھی پسند ہی غرضکہ وہان سے
دونون مین مفارقت ہوئی ایک راہ شاہزادہ بدیع الملک نے اختیار کی اور دوسری طرف رستم ثانی روانہ ہوا

اول حال فیروزی مآل شاہزادہ رستم ثانی مسطور ہوتا ہی

سخن سنج دانائے معنی فریب ؛ عروس سخن را چنین داد زیب ؛ رستم ثانی شاہزادہ
بدیع الملک سے رخصت ہوکر سیارہ ثانی کو ہمراہ لیکے منزلین طے کرتا چلا جاتا تھا
تین روز کے بعد ؎ لشکرے دید چو صحرائے قیامت انبوہ ؛ بر فلک رفتہ ز ہر جانب اعلام شکوہ
رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو خبر کیواسطے بھیجا تاکہ معلوم ہو یہ لشکر کسکا ہی سیارہ آیا اہل لشکر سے
حال دریافت کیا رستم ثانی کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی ؎ تا صبح نو عروس ز رو حجاب راند
ہر روزنہ جلوہ از حق خاوران دمید ؛ بادا عروس بخت ترا زینت اینچنین ؛ ہر ساعتش بروئے تماشہ جہان دہد
ای شہریار عالی تبار یہ لشکر بادشاہ گلگون حصار کا ہی اُسکا نام قیامت شاہ ہی دور سے غور
کرکے جو دیکھا تو ایک جوان باشوکت و شان مرکب عراقی نژاد پر سوار لباس شاہانہ در بر ہزارہا پیادے
تیغ تیز بر دوش پہنے مسلح و مکمل پس و پیش چلا آتا ہی کمال تعجب ہوا کہ یہ جوان نہین معلوم کون ہی رستم
مرکب کو مہمیز کرکے اس لشکر کے قریب پہونچا اُن سب نے باواز بلند کہا ای جوان تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی رستم ثانی نے کچھ جواب نہ دیا چند سپاہی رستم کے پاس آئے اور کہا ای جوان جو کچھ تجھسے پوچھا
تو نے نہین سنا آخر تو کون ہی اور کہان جاتا ہی رستم ثانی نے کہا مین نے سنا ہی یہ لشکر قیامت شاہ
کا ہی اُس سے ملاقات کرنا مقصود ہی بہت ضروری کام ہی اُنھون نے کہا توقف کر ہم اجازت لے آئین
تو جانا رستم ثانی وہین متوقف ہوا اُنھون نے قیامت شاہ کو اطلاع کی اُسنے کہا اُس جوان کو
آنے دو رستم ثانی قیامت شاہ کے پاس پہونچا پوچھا ای بادشاہ کس طرف کا ارادہ ہی یہ لشکر کہان
جاتا ہی قیامت شاہ نے کہا مین نے سنا ہی کہ فی الحال خدا پرستون نے خداوند فرعون پر عرصہ
تنگ کیا ہی لہذا اُسکی مدد کو جاتا ہون اور ای جوان تو کون ہی شاہزادہ نے کہا تمنے سنا ہو گا کہ خدا پرستون
کے لشکر مین دو جوان ہین ایک کا نام رستم ثانی ہی اور دوسرے کا نام بدیع الملک ہی فرعون کی دولت
کے غارت کرنے والے وہی دونون ہین اُسنے کہا ہان مین نے اُن دونون کے نام سنے ہین رستم
نے کہا اُن دونون مین ایک مین ہون میرا نام رستم ثانی ہی اور دوسرا شخص بدیع الملک نوجوان
برہم زن دوازدہ ہزار ساحر آتشبار ہم دونون عزازیل منقش کی ہلاکت کیواسطے اپنے لشکر سے
آئے ہین اور یہ بھی ارادہ ہی کہ فرعون کے قصر معلق کو برہم کرین اپنے لشکر سے ہم دونون ساتھ آئے
تھے اثنائے راہ مین دو راہین ملین ایک طرف بدیع الملک گیا اور اس طرف مین آیا ہون
قیامت شاہ نے کہا کیا تو واقعی عزازیل منقش کو ہلاک کرنا چاہتا ہی رستم ثانی نے کہا بیشک

قیامت شاہ نے از سرتا پا رستم ثانی کو بغور دیکھا اور کہا کہ ای جوان تو خوب جانتا ہی کہ مین فرعون پرست
ہون اور تو بلا تکلف کہہ رہا ہی کہ مین عزرائیل منقش کو ہلاک کرونگا تجکو کچھ خوف نہین ہی رستم ثانی نے
کہا مجکو خوف کسکا ہی جو نہ کہون قیامت شاہ نے کہا اگر یہان تیری گرفتاری کا سامان کیا جاوے
رستم ثانی نے کہا اگر کسی کو جرات ہو تو میری گرفتاری کا سامان کرکے دیکھ لے قیامت شاہ نے
کہا اچھا جو سرپاس ہین تجکو ضرور ہلاک کرکے تیرا سر خداوند فرعون کی خدمت مین لیجاؤنگا رستم نے کہا ما
بیار انچہ داری زمردی نشان قیامت شاہ نے تیغ علم کرتے رستم پر وار کیا رستم ثانی نے اُس
وار کو سپر پر رد کیا اور مرکب کو دوڑاتا ہوا قریب قیامت شاہ کے پہونچا بلا تکلف کمر سے کمر بند
مین ہاتھ ڈالدیا اور سر سے بلند کرکے بجائے سپر قرار دیا بعد لشکر کفار پر نعرہ مارا کہ او بدبختو اگر تمنے
ذرا بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو یقین سمجھو کہ مین قیامت شاہ کو ہلاک کرونگا اور اگر اپنے سردار
کی خیریت چاہتے ہو تو خاموشی اختیار کرو جو کچھ مناسب سمجھونگا عمل مین لاؤنگا اور قیامت شاہ
سے کہا جلد اپنا ارادہ ظاہر کر اگر مسلمان ہونا قبول کرے تو مین تجکو رہا کردون ورنہ ضرور ہلاک کرڈالونگا
قیامت شاہ نے کہا ای جوان اب مجکو تیری جرات و دلاوری کا حال معلوم ہوگیا اور یہ بھی
دریافت ہوا کہ فرعون کی خداوندی محض غلط اور لغو ہی بیشک مسلمانون کا خدا برحق ہی اب مجکو
دین اسلام کے ارکان تعلیم کر رستم ثانی نے قیامت شاہ کو آہستہ زمین پر رکھدیا اور قیامت شاہ
کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور بھی کچھ اصول و فروع بیان کیے قیامت شاہ نے اپنے لشکر سے باواز بلند
کہا ای اہل لشکر آگاہ ہو مین اس جوان کی ہدایت سے مسلمان ہوگیا ہون خبردار اب اس جوان سے
کسی طرح کا تعرض نہ کرنا اور دلی خواہش ہی کہ تم سب دین اسلام اختیار کرو بمجرد اس آواز کے کچھ سوار
فوج سے علیحدہ ہوکے جنکی تعداد دو سو پچاس تھی اور قیامت شاہ کے پاس آکے کہا کیا حکم ہی ہم
حاضر ہین رستم ثانی نے اُن سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا سب وہین مقیم ہوئے اور رستم ثانی قیامت شاہ کی
بارگاہ مین آکے مقیم ہوا یکایک درگاہ سالار نے آکے عرض کی کہ ایک عیار آیا ہی ملازمت والا کا
خواستگار ہی قیامت شاہ نے کہا لے آوے وہ عیار آیا پگڑی سے نامہ نکالا قیامت شاہ کے
ہاتھ مین دیا قیامت شاہ نے سرنامہ چاک کیا نامہ کو کھولا از اول تا آخر پڑھ کے رستم ثانی کو دیا
رستم نے بھی اُس نامہ کو پڑھا کہا ای بادشاہ چلو افلاک شاہ کو بھی مسخر کرین صورت حال یہ ہی
کہ جب قیامت شاہ اس طرف آیا تھا تو اپنے بیٹے رضوان شاہ کو گلگون حصار مین چھوڑ
آیا تھا اُس مقام سے اشکالیہ نزدیک ہی وہان کا حاکم و فرمانروا افلاک شاہ بن اشکال ہی اُسکا
باپ اشکال شاہ فرعون کی مدد کو گیا ہوا تھا ہنگام میدان داری فرعون نے کہا تھا کہ
تمام خداپرستون کی اجل تیرے ہاتھ مقرر کی ہی وہ نقابدار کے مقابلہ مین آیا بعد رد و بدل بسیار
نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہوگیا اسپر افلاک شاہ فرعون سے منحرف ہوگیا تھا فی الحال اُسنے
گلگون حصار پر فوج کشی کی ہی اور رضوان شاہ کہتا تھا کہ فرعون کیدی دروغگو ہی تیرا باپ
کیون اُسکی مدد کیواسطے گیا چنانچہ شہر سے باہر آکے اُسکا مقابلہ کیا اور افلاک شاہ کے ہاتھ سے
زخمی ہوکے قلعہ بند ہوگیا اُسنے اپنے باپ یعنے قیامت شاہ کو نامہ لکھا کہ ای پدر دشمنون

کی یورش سے عاجز ہوکے مین قلعہ بند ہوگیا ہون عنقریب یہ ملک میرے ہاتھ سے جاتا ہی بہت جلد میری
مدد کو پہونچا چاہیے رستم ثانی نے جب یہ نامہ پڑھا قیامت شاہ کو لے کے کوچ کیا بعد چند روز
کے گلگون حصار مین دونون پہونچے دیکھا کہ افلاک شاہ ہر چہار جانب قلعہ کو گھیرے ہوئے
ہی اور رضوان شاہ بن قیامت شاہ قلعہ بند ہی رستم ثانی مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آیا اور
کہا او گیدی افلاک شاہ یہ کیا ہنگامہ آرائی تو نے کر رکھی ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ قلعہ کے محاصرہ
سے دست بردار ہو ورنہ اپنے اعمال کی سزا پاوے گا افلاک شاہ نے کہا اے جوان اس گفتگو سے
کچھ فائدہ نہین ہی اگر نشہ مردی دماغ مین ہی تو مقابلہ کر رستم ثانی تلوار علم کرکے افلاک شاہ کے قریب
آیا افلاک شاہ نے تلوار کا وار کیا رستم نے سپر پر روکا اور نیزہ کا وار کیا افلاک شاہ بھی فن حرب
و ضرب سے خوب واقف تھا جگہ خالی کرکے رستم ثانی کے وار کو رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل ہی پھر
پشت مرکب سے دونون زمین پر آکے نبرد دست و بازو مین مصروف ہوئے خوب کاؤ زور ہان
ہو لیکن نہ این را ضرر نہ آن را خطر تا اینکہ آفتاب قریب غروب پہونچا یکایک رستم ثانی نے افلاک شاہ
کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا اور اللہ اکبر کہکے سر سے بلند کرلیا پھر اسکو تلقین دین اسلام کی افلاک شاہ
نے کچھ جواب نہ دیا رستم ثانی نے افلاک شاہ کو زمین پر مارا سینہ پر بیٹھ کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی
افلاک شاہ نے کہا اے بیلے یہ بتا کہ تو کون ہی جو بیگانہ غیر ملک مین آکے اس طرح ہنگامہ آرائی کی
اسوقت تیری وقعت و حقیقت مجھپر ظاہر ہوئی رستم ثانی نے کہا اے افلاک شاہ میرا نام رستم ثانی
ہی مین نے قیامت شاہ کو مسلمان کیا ہی اب تیری باری ہی اگر میری ہدایت تجھپر اثر کرگئی فہو المراد
ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہی اے افلاک شاہ یہ امر بھی تجھپر بخوبی ظاہر ہی کہ مجکو تجھسے کسی طرح کی
خصومت نہین ہی ہان مسلمان ہونا تیرا شرط ہی افلاک نے کہا اے جوان مجکو مسلمان ہونا بدل منظور ہی
رستم اسکے سینہ سے اتر آیا اور کلمہ طیبہ تلقین کیا افلاک شاہ بصفاے قلب مسلمان ہوا اسکے ساتھ
پچاس ہزار سوار کی جمعیت تھی سب احاطہ اسلام مین داخل ہوئے دونون لشکر ایک جا مقیم ہوئے
جب افلاک شاہ رستم ثانی کے پاس بیٹھا کہا شہریار زہے نصیب میرے کہ میری دلی آرزو پوری
ہوئی اس طرف تمہارا آنا ایک اتفاقی امر تھا رستم ثانی نے کہا اے افلاک مجکو تجھسے کچھ دریافت کرنا ہی کسی وقت
کہونگا افلاک شاہ نے اصرار کیا کہ بیان کرو کیا دریافت طلب امر ہی رستم نے کہا مجکو عزازیل منقش
کی تلاش ہی اگر اسکا مقام معلوم ہو تو بیان کرو افلاک شاہ نے کہا شہریار ایک برس تین مہینے کا عرصہ
گذرا کہ میرے ملک کے قریب عزازیل منقش نے ایک طلسم ترتیب دیا ہی اور خود اسی طلسم مین رہتا ہی
رستم ثانی یہ خبر سن کے بہت خوش ہوا دل مین کہا عجب نہین جو بدیع الملک کے مقابلہ مین گوے سبقت
مین لیجاؤن وہ دن تو انواع اقسام طرح کے حرف و حکایات مین گذرا دوسرے روز وہان سے
پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے کوچ کیا بعد قطع مراحل و طے منازل بیابان و کوہسار اشکال کوہ کے
قریب پہونچا دیکھا نہایت وسیع و بلند قلعہ ہی جسمین چار سو برج واقع ہین ہر ایک برج پر ایک ایک فیل کا پیکر
ہی جسکی پشت پر ایک ایک اژدہا بیٹھا ہی اور ہر ایک برج پر ایک ایک مینار بلند بھی واقع ہی اور ہر ایک
مینار پر ایک ایک کتا بیٹھا ہی اور بہت بڑا ایک اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے ہوئے ہی اس اژدہے

کی دم اُسکے منہ مین ہے جب یہ سامان رستم ثانی کی نظر سے گذرا لشکر کی جانب سے باگ پھیری مرکب کو دوڑاتا
ہوا اس اژدہے کے قریب پہونچا رستم کو دیکھ کے اُن چار سو کتون نے بھونکنا شروع کیا اس طرف تمام
فیلان کوہ پیکر اپنی خرطومون کو پھیر دینے لگے جو اژدہا تمام قلعہ کو حلقہ مین لیے تھا اُسنے
سر اُٹھا کے رستم ثانی کو دیکھا اُسکی صورت ایسی ہیبتناک تھی کہ کیسا ہی کوئی بہادر پر جگر ہوتا مگر زہرہ
اُسکا آب ہو جاتا رستم ثانی اُسوقت بہت بڑی جرأت کو کام مین لایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہا عجب طرح کا
شور و غوغا بلند تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس طویل القامت اژدہے نے دم کی کشش سے رستم ثانی کو اپنے منھ
مین کھینچ لیا اور نگل گیا رستم کے حواس باختہ ہو گئے آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک بادشاہ جلیل القدر کی بارگاہ
عالیجاہ مین پایا ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہے کہان اُس اژدہے نے نگل لیا تھا کہان اِس بارگاہ
شاہی مین پہونچا جہان مدت العمر گذر نہین ہوا تھا نہ یہان اپنا کوئی شناسا ہے جس سے ہمکلام ہون استفسار
حال کرون پھر خیال آیا کہ ہر چہ بادا باد اب تو یہان گذر ہو گیا ہے متوحش ہونے سے کچھ فائدہ نہین ہے باواز بلند
کہا سلام علیک جلاجل جادو نے حیرت سے رستم کو دیکھا اور کہا تو کون ہے جو اسطرح بیباکانہ بیدھڑک
آیا اور بطریق اہل اسلام سلام کرتا ہے نہین جانتا کہ ہم یہان سب طرح کی قدرت رکھتے ہین ابھی چاہین تو یہ تیرا
تمام گوشت و پوست زاغ و زغن کو کھلا دین رستم ثانی نے کہا تو مجکو نہین جانتا ہے وہ ہون جو بلا تکلف
یہانتک پہونچا جلاجل جادو نے کہا تو اپنا نام کیون نہین بیان کرتا تیری بیباکی تو ہمپر بخوبی ظاہر ہے شاہزادہ
نے کہا مجکو رستم ثانی کہتے ہین اور جو کچھ مجکو پوچھنا ہو وہ بھی پوچھ لے جلاجل جادو نے اشارہ ارغنون
کیا دیکھتا ہے اس جوان بیباک کو گرفتار کرلے ارغنون نے رستم ثانی کو گرفتار کر لیا جب دن ہوا ایک
طلسم مین شور بلند ہوا یہ خبر جلاجل جادو کو پہونچی کہ آج شب کو ارغنون جادو ہلاک کیا گیا اور قیدی
بھی غائب ہو گیا یہ صحیح نہین معلوم کہ وہ کون تھا جسکی ذات سے یہ واقعہ ظہور مین آیا جلاجل جادو
نے جادوان طلسم سے کہا ارے کمبختو قیدی طلسم سے باہر نہین گیا ہے طلسم ہی مین موجود ہے جلد تلاش
کرو ایسا نہو کہ بیرون طلسم سے چلا جاوے تمنے بڑی غفلت کی کہ اُسکی خبر نہ رکھی طرفہ تر یہ کہ ارغنون
جادو ہلاک ہو گیا اور تمکو خبر نہوئی اگر یہی تمہاری غفلت کا حال ہے تو اس طلسم کی بنیاد ہرگز قائم نہ رہیگی غرض
اسی مین ہے کہ اُس قیدی کو تلاش کر کے ہمارے روبرو حاضر کرو تمام جادوان طلسم تلاش مین مصروف ہوئے

اب ان جادوان طلسم کو رستم ثانی کی تلاش مین مصروف رکھا جاتا ہے اور حال فیروزی مال شاہزادہ بدیع الملک مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

حکایتہا کنم مستانہ از جام و مے دیگر
بہ ویرانان جان برلب آمدہ مہمان و مے دیگر
بریزم اشک در مژگان چون شمع ار گریہ می آید
شود در عالم جان عشق درہم برہمی دیگر
ز نقش اشک بالا در دل شب گشت عالم

کنم می ساقیا گویم سخن از عالمے دیگر
بجان آمد دلم یا رب بہ یک عالم ازین ماتم
درین محفل نباشد غیر از بزم ماتمی دیگر
بروز وصل او دارم غم روز جدائی را
شود ای ہمدم بر لب این زمین نہ شلبی دیگر

بوقت واپسین شاید بدو قدمی تو بنوازد
جانی کن شاد از تو بر آورد آدمی دیگر
فگن آن زلف را بر چہرہ جانان ہم و برہم
شب ہجران ز فکر وصل او جانم غمے دیگر
سر بر آرا باین ملکت بگفتہ بر وی

و تاج افروزان اریکہ دقیقہ یابی و معنی گستری اس بیان سعادت اقتران کو یون کرسی نشین کرتے ہین کہ جب
شاہزادہ والا ونجے بدیع الملک والا گہر شاہزادہ رستم سے جدا ہو کے دوسری جانب راہی ہوا بعجلت

تمام منازل سخت و بیابان پر خار و در کوہسار دشوار گذار طی کرتا جاتا تھا اور خدا سے دعا مانگتا تھا کہ میری یہ
تیرے ہاتھ ہی عزازیل منتقش کی ہلاکت پر عزت پانا مقرر ہوا ہی غیب سے کوئی سامان بہم پہونچ جائے
جو یہ کام بسہولت میرے ہاتھ سے انجام پا جائے طاوی کہتا ہی کہ گیہان نوجوان برادر زادہ فرعون
شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش سے مسلمان ہوا تھا جب بدیع الملک ملک باختر کے جانب
روانہ ہوا وہ رخصت ہو کے اپنے ملک مین آیا تھا پیکر شاہ اُسکا باپ تھا گیہان نوجوان اپنے
باپ کے پاس آیا قدمبوسی کی باپ نے بکمال شفقت اپنے فرزند کو سینہ سے لگایا مزاج پوچھا گیہان
نے کہا اُس خدائے وحدہ لاشریک کا ہزار ہزار شکر ہی کہ مین اسوقت تک صحیح و سلامت رہا جو یہانتک
پہونچا پیکر شاہ نے گیہان کی زبان سے خدائے وحدہ لاشریک جو سنا نہایت متعجب ہوا اور کہا ای
فرزند آج تو نے عجب طرح کی لفظین اپنی زبان پر جاری کین جکو مدت العمر مین نے نہین سنا سچ بتا تو نے
کیا کہا گیہان نے کہا ای پدر واقعی تمہارے گوش گذار یہ لفظین کبھی نہین ہوئین واقعی نئی لفظین
ہین حقیقت امر یہ ہی کہ مین نے دین اسلام کو اختیار کیا ہی مین چاہتا ہون کہ تم بھی ایسے دین پاک کو
اختیار کرو مجھ پر حقیقت اس دین پاک کی بخوبی ظاہر ہو گئی پیکر شاہ ہنسا اور کہا ای فرزند تیرا خیال
کس طرف ہی دین و مذہب کے معاملات ابتدائے خلقت سے معرض بحث مین رہتے باہمی تصفیہ
کبھی نہین ہوا سلطنت و دولت پر ظاہر ہے ٭ درحقیقت چند بیہودہ معاف دہندۂ آج تو یہ کہتا ہی کہ
مجکو حقیقت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہو گئی گیہان نوجوان نے کہا ای پدر مین سچ کہتا ہون اگر یقین نہو
تو اس دین حق کے صحیح و درست ہونے کو مجھسے سن لو یہ سچ ہی کہ دین مذہب کے مباحث کبھی صاف
نہو سکے مگر وجہ اُسکی یہ ہی کہ جبتک توفیق آسمانی دریافت حق مین رفیق نہین ہوتی کبھی یہ مبحث طی نہین
ہوتا پیکر شاہ نے بعد غور و تامل بسیار کہا ای فرزند میرا جی بھی اس دین کی طرف مائل ہی لیکن مین
ابھی اس دین کو اختیار نہین کر سکتا جبتک کہ بدیع الملک کو بچشم خود دیکھ لون گیہان نوجوان
نے کہا شاہزادہ بدیع الملک ملک باختر کے جانب گیا ہوا ہی خیر کیا مضائقہ ہی جسوقت وہ واپس
آئے اُسوقت اس دین کو اختیار کرنا اسی طرح کی گفت و شنید بسیار کے بعد پیکر شاہ نے اس بات
کو قبول کیا تھا جب اسوقت سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک آیا ہی نامہ لکھا شاہزادہ کی خدمت میں ایک
قاصد کے ہاتھ نامہ بھیجا قاصد اُس نامہ کو لیے ہوئے چلا جاتا تھا راہ مین شاہزادہ نے اُسکو دیکھا بدیع
سے کہا دیکھ یہ کون شخص قاصد وضع ہی جو چلا جاتا ہی بدیع بسرعت تمام اُسکے قریب پہونچا اور کہا
ای شخص تو کون ہی اور کہان جاتا ہی اُس قاصد نے کہا مین قاصد ہون بدیع نے کہا تیرے پاس کسکے
نام کا خط ہی اور کس نے بھیجا ہی اُسنے کہا گیہان نوجوان کا نامہ شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت
مین لیے جاتا ہون بدیع نے کہا تو شاہزادہ بدیع الملک کو پہچانتا ہی اُسنے کہا مین نہین پہچانتا البتہ
دریافت کرنے سے معلوم ہو جائیگا بدیع نے کہا اگر مین بتا دون تو کیا دیگا اُسنے قاصد نے
کہا اسطرح کا لالچ اکثر عیارون کا شیوہ مین آیا ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار پیشہ ہی بدیع ہنسا اور کہا کیا
یاد کریگا کہ کسی نے زحمت مین تخفیف کر دی دیکھ سامنے جو عالیجاہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہی شاہزادہ
بدیع الملک ہی جسکے نام گیہان نوجوان نے نامہ لکھا ہی اگر تجکو منظور ہو اس کام کا معاوضہ

دے ورنہ مین تجھسے کچھ نہین ہون قاصد نے کہا ابھی میرے پاس کچھ نہین ہی شاہزادہ بدیع الملک
اگر نامہ بری کی محنت کا معاوضہ دے گا تو اس معاوضہ مین تجھے بھی شریک کرونگا بڈھے نے کہا مجھے
اختیار ہی غرضکہ وہ قاصد بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا
اور کہا کیہان نوجوان نے یہ نامہ دیا ہی شاہزادہ نے سرنامہ پڑھا کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی سرنامہ
چاک کیا مضمون مندرجہ پر نظر کی لکھا تھا اول نامہ بنام خداے تعالے دوم بنام خیر الوریٰ سردار انبیا
شفیع روز جزا محمد مصطفٰے سوم بنام علی مرتضےٰ خویش نبی و زوج فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما
چہارم یہ نامہ ہی از جانب من خادم خدام والا یعنے کیہان نوجوان عرض آنکہ ای شہریار عالی منزلت
و اعلیٰ مرتبت یہ کمترین خدمت فیضدرجت سے مرخص ہوکے بیکریہ مین اپنے پدر معظم کی خدمت
مین پہونچا دین اسلام کی دعوت کی بہت فہمائش سے پیش آیا اگرچہ باپ کے روبرو اس طرح کی
تقریر خلاف داب تھی تاہم دین و مذہب مین ایسا داب بیجا سمجھا جاتا ہی بعد گفت و شنید بسیار میرے
پدر معظم نے یہ جواب دیا کہ جبتک شاہزادہ بدیع الملک کو بچشم خود دیکھ نہ لونگا دین اسلام قبول نہ کرونگا
مین نے اس شرط کو قبول کر لیا اور منتظر رہا کہ جب شہریار اس طرف رونق افروز ہونگے
یہ قصہ پاک ہو جائیگا امید ہی کہ حضور فیض گنجور اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر بیکریہ
کو عزت بخشینگے اور میرے پدر معظم کو بھی مسلمان ہونے مین کوئی عذر باقی نہ رہیگا مزید بران برکت
قدم سے تمام رعایاے بیکریہ مسلمان ہو جائیگی بدیع الملک نے اس مضمون کے نامہ کو
از اول تا آخر پڑھکے قاصد سے کہا ہان میرے ہی نام کا نامہ ہی اچھا توقف کر مین تیرے
ہمراہ چلتا ہون قاصد وہین مقیم رہا بڈھا قاصد کے پاس آیا اور پوچھا کچھ ملا اسنے کہا کچھ نہین بڈھا
بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی شہریار کیہان نوجوان کے قاصد کو انعام
وغیرہ نہین ملا شاہزادہ متبسم ہوا اور کہا او بڈھے پیشتر تیری خصلت مین لالچ نہ تھا اب یہ لالچ کس سے
سیکھا ہی بڈھے نے کہا شہریار مین کچھ نہین طلب کرتا ہون غیر شخص کا نامہ بری ہر عالم مین دستور ہی جو کوئی
نامہ بھیجتا ہی مکتوب الیہ قاصد کو انعام کے طور سے کچھ نقد دیتا ہی شاہزادہ نے پچیس تومان بسم
ہوکے بڈھے کو دیے اور کہا لے اس قاصد کو دے آ بڈھا وہ تومان لیے ہوے قاصد
کے پاس آیا اور کہا یہ تومان شاہزادہ نے تجکو دیے ہین مجھے کیا دیگا اسنے کہا مجھے تومان دیدو
تو مین تمھین بھی دون بڈھے نے دو تومان اسکو دے دیے قاصد نے بارہ تومان بڈھے کو دیے
باقی تومان اپنی جیب مین رکھ لیے جب بڈھے کی صورت بدیع الملک نے دیکھی کہا او بڈھے
تونے کیا پایا اسنے کہا شہریار جو کچھ اسنے مجھے دیا اسے منظور کر لیا عرض کرنے کی کیا ضرورت ہی
شاہزادہ نے کہا او بڈھے اس طرح کی عادت بہت ذلیل و خفیف کرتی ہی اگرچہ دنیا مین پیشتر
اسی طرح کے ہین جہان انھون نے کسی کے پاس کچھ دیکھا اور عف عف کرتے ہوے
لپکے صاحب طعام نے اس خیال سے کہ وہ سگ بلغمہ دوختہ بہ کمال کراہت ایک پارچہ
نان آگے سامنے پھینک دیا ان کتون نے بکمال شوق و رغبت اس پارچہ نان کو کھا لیا آئندہ
اس طرح کی حرکت نہ کرنا بڈھا بہت خفیف ہوکے خاموش ہو رہا الغرض دوسرے روز شاہزادہ

بدیع الملک نے جس قاصد کو رہنمائی کیواسطے اپنے ہمراہ لیکے وہان سے روانہ ہوا چند روز کے بعد بیکریہ مین پہونچا پیکر شاہ اور کیہان شاہ کو شاہزادے کے ورود کی خبر پہونچی وہ دونون بکمال جاہ وحشم استقبال کے واسطے آئے ملازمت حاصل کی اپنے دربار مین لاکے بٹھایا بنہایت تعظیم و تکریم کی پیکر شاہ سے باتین شروع ہوئین اثنائے کلام مین دین و مذہب کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے کہا اے پیکر شاہ تجکو دریافت ہوا ہوگا تجھے میرے یہان آنے پر اپنا مسلمان ہونا موقوف رکھا ہے اب جو کچھ عذر تجکو ہو میرے روبرو بیان کر پیکر شاہ نے دست بستہ کہا شہریار واقعی دین اسلام برحق ہے اور کلمہ طیبہ پڑھکے وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا بدیع الملک کے نام کا جشن قرار دیا نہایت اہتمام کیا گیا اگر تفصیلاً لکھا جائے ایک ضخیم دفتر ہو جائے اصل مطلب معرض التوا مین آجائے خلاصہ یہ کہ تمام شہر بیکریہ مین آئینہ بندی ہوئی ادنی ادنی کوچے سجا دیے گئے ایک قصر عالیشان صحبت جشن کے واسطے قرار دیا گیا تمام شہر کے اونچے اونچے طاق جلائے گئے وہ قصر وسیع و بلند فرش قالین و شیشہ آلات وغیرہ جملہ سامان زیبائش و زینت سے آراستہ کیا گیا مجرہائے طلائی مین اگر و عنبر روشن کیا گیا انواع اقسام کے کھانے پکے تمام شہر کی دعوت کی ہر محلہ مین متعدد دیگین پلاؤ مزعفر کی بھیج دی گئین شب کو ہنگامہ رقص و نوا گرم ہوا شاہزادہ بدیع الملک کو بکمال تعظیم و تکریم مقام صدر مین بٹھایا تمام خاندان شاہی اور سرداران لشکر جمع ہوئے نصف شب تک محفل عیش و نشاط آراستہ رہی بعدہ طائفون کو حکم برخاست ملا سب اپنے اپنے مکان کو گئے بدیع الملک بھی اپنے بستر استراحت پر دراز ہوا راوی کہتا ہے کہ شہر بیکریہ مین پیکر شاہ کا ایک باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب جسکے دیکھنے سے آنکھون کو نور دل کو سرور حاصل ہوتا تھا محویت کے عالم مین ممکن نہین کہ سیر کرنے والا باغ سے باہر قدم رکھنے کا ارادہ کرے میوہائے گوناگون کھاتے ہوئے طرفون بلبلان خوش آواز شاخون پر گل کے پہلو مین نغمہ ساز گلدستہ نشاط خوش ایجاد کردہ ذات حکمت آفرین زعمم آزاد کردہ حد تو سلیم مارا ملطف خویش فارغ زنجیرہ دستی صیاد کردہ ایک نہر دور تک چلی گئی ہے جسکی لب گردان زمرد کی ہے آب مصفا جو ہوا سے حرکت کرتا ہے ہر لہر مین گردون ہے تو ہزارون سورج اگر رات ہے تو ہزارون چاند لوٹتے ہوئے نظر آتے ہین اسکا ہر ایک مکان نقش و نگار سے رشک قصور جنان ہے ایک طرف دریا رواں ہے مرغابیان خوش فعلیان کرتی پھرتی ہین قازین تیر رہی ہین ایک سمت انار ستان دوسری جانب داربست انگور کی قطار طرفہ کیفیت عجیب بہار نہرون مین بجرے چھٹے ہوئے دوسرے روز جب شاہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا پیکر شاہ اور وہ دونون ایک جا بیٹھے انواع اقسام کے حرف و حکایات کی نوبت آئی اثنائے کلام مین شب کے رقص و نوا کا بھی ذکر آیا شاہزادہ نے بہت تعریف کی اور کہا اے بادشاہ حالانکہ مین نے اکثر مقامات مین مطربون کو گاتے سنا لیکن شب کو یہان کے مطربون کے کمال سے مین بہت محظوظ ہوا پیکر شاہ نے اس طرح عرض کیا کہ اے شہریار فلک بارگاہ

فلک بر درت در سندگی
غلامان بدل نقش نو گشتہ اند

زمین با ذات تو پاینده گی
شامت نگین وار زانندہ اند

باتمام مقرون همه کار تو
همه تو اے خلعت بزرگی ستا

معنی جناب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضائے تو بیشک رضائے خدا

مین نے ایک باغ ہمیشہ بہار بنوایا ہے او وہان کی سیر بھی قابل دید ہے بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آج وہان کی سیر ہو جیئے اور شب کو وہین رقص و نوا کا آج پھر ہنگامہ گرم ہو بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہے غرض ...

شاہزادہ دو گھڑی دن رہے سوار ہو امراے جلالت شعار و سلاطین عالی مقدار سپاہیان نخوت روز نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے جلودار چوبدار دور باش باادب کی صدا دیتے تھے ہزار سقے گلاب و بید مشک کا چھڑکاؤ کرتے شوکت تمام و حشمت مالا کلام سے شام کو پہونچے تخت رواں جواہر نگار جسکی شعاع سے نظر خیرگی کرتی تھی زرین پوش زرنگار دوش پر لیے حاضر ہوئے شاہزادہ بدیع الملک مرکب سے اُترا تخت پر جلوس فرمایا سب پیادہ پا چلے دیکھا عجب باغ رشک گلزار بہشت ہو ماہ چاردہم طالع ہو چاندنی دن نظر آتی ہو ہوا مین گزر ہوا منقش اکثر جا ہر قصر و ایوان باغ کے مینا کا رہتے ہیں بدیع الملک باغ کی سیر کرتا ہوا ایک قصر رفیع و وسیع مین داخل ہو کے وہان بیٹھا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ دونون روبرو شاہزادہ کے استادہ منتظر حکم تھے شاہانہ جشن وہان بھی تمام شاہزادہ بدیع الملک کو آراستہ کیا تھا اگرچہ وہ قصر بھی بکمال تکلف و خوبی جملہ سامان زینت و زیبائش سے آراستہ تھا کسی شی کی کمی نہ تھی روشنی بھی بخوبی تھی مگر گیہان نوجوان نے کہا اے شہریار گردون وقار ؎ سپہر تابع دور زمان مطیع تو باد پناہ اہل جہان ظل رفیع تو باد اگرچہ اس قصر و ایوان و باغ وغیرہ مین بھی تمام سامان ضرور رہتا ہو ہو لیکن اسوقت شب مین چاندنی کا سمان عجیب لطف دکھا رہا ہو میرے نزدیک اگر اسوقت کی صحبت بام قصر پر منعقد ہو تو بہت مناسب ہو شاہزادہ نے کہا بہتر ہو چنانچہ بام قصر پر فرش کیا گیا بدیع الملک کو مقام بلند رہین بٹھایا اُس مقام پر فضا کو دیکھ کے شاہزادہ بہت خوش ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی یکایک ایک طرف دور سے فانوس کی روشنی معلوم ہوئی متعجب ہوا گیہان نوجوان اور پیکر شاہ کو قریب اپنے بلایا کہا دیکھنا دور سے یہ فانوس کی روشنی کیسی معلوم ہوتی ہو گیہان نوجوان اور پیکر شاہ نے بھی خوب اس روشنی کو دیکھا کہا شہریار سچ یہ ہو کہ ہمکو بھی اس روشنی کے حال سے اطلاع نہین ہو وہ دونو عرض کرنے شہزادہ نے کہا تعجب ہو کہ تم یہان رہتے ہو اور تمکو یہان کے حالات سے اطلاع نہین ہو اور بدہد کو بلا کے کہا اے بدہد اسوقت اس روشنی کو دیکھا ان لوگون کو اسکے حال سے اطلاع نہین ہو انشاء اللہ کل ہم تجکو اس روشنی کی اصل و حقیقت دریافت کرنے بھیجین گے بدہد نے بھی اُس روشنی کو خوب غور سے دیکھا کچھ عقل نے کام نہ کیا ناچار خاموش ہو رہا اور شاہزادہ سے کہا انشاء اللہ کل ضرور اسکی کیفیت دریافت کرونگا غرضکہ ناچ شروع ہوا اسوقت رات کا بھیگنا چاندنی کا سمان آہستہ ہواے سرد کا چلنا مطربان خوشگلو کا سازون کے سرون سے گلا ملا کے گانا رقاصہ مہ لقا کا بکمال حسن و انداز ناچنا طرح طرح سے گھنگرون کا بجانا عجب کیفیت دکھا رہا تھا نوجوان متوالے کچھ محو تھے کچھ نیند مین جھوم رہے تھے بعضے دل دیے کسی کی یاد مین دل ہی دل مین کچھ کہ رہے تھے اور نفس سرد بھرے جاتے تھے بعضے زانو پر سر رکھے آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے سوچ رہے تھے کہ افسوس ابھی کل کی بات ہو ؎

شب ماہ تھی چاندنی کا سمان تھا
کیا زمانہ کا انقلاب ہوا ہے

بغل میں صنم تھا خدا مہربان تھا
حیف صد چشم زدن صحبت یار آخر شد

آج ہم کہیں ہیں مطلوب کہیں ہے
روے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

بعد نصف شب کے آج بھی صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین محفل نے اپنے مکان پر گئے شاہزادہ بھی استراحت کی صبح کو شاہزادہ نے بدہد سے کہا جلد اس شب کی روشنی کی خبر لا بدہد روانہ ہوا چونکہ بدیع الملک نے عجلت کی تاکید کی تھی خیزا خیز چلا جاتا تھا بہت دور نکل گیا لیکن اُس روشنی

کا سراغ نہ ملا یہانتک کہ دن تمام ہوگیا اور سیاہی شب کے آثار نمایان ہوئے اسوقت ہدہد کو دور سے کوہ فلک فرساد کھائی دیا جسکا نام کوہ کبود تھا دل مین کہا اب تو یہانتک پہنچ گیا ہون اس کوہ بلند کا بھی حال دریافت ہوجائیگا جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دیکھا ایک نازنین آئینہ جبین جو طلعت پری پیکر جیسے حسن وجمال سے آفتاب عالمتاب نقاب ابر مین منہ چھپاتا ہی اور گیسوے مشکناب کی رشک سے آہوے تتاری خون جگر کھاتا ہے

دو چشمش لبالب ز نرگس بباغ
رخش چو گلنار و لب ناردان
ز ابروش رشتہ دو زنادان
پر از نور پوشیدہ از مشک ناز
مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز
بہشتی است سرتا سر آراستہ
اگر ماہ جوئی ہمہ نور اوست
دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست
بر آرایش و دانش و خواستہ

بالا کوہ بکمال دلبری و دلربائی بیٹھی ہوئی ہی ہدہد اس واقعہ عجیب کو دیکھکے ششدر ہوگیا دیر تک کھڑا رہا پھر دل مین کہا یہان مقیم رہنے سے کیا فائدہ بالاے کوہ چلکے اگر روشنی کی حقیقت نہین تو اس مہ لقا ہی کا حال دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کون ہی اور کیا سبب بالاے کوہ قیام کا ہی یہ سوچکے ہدہد روانہ ہوا ابھی تھوڑی ہی راہ طی کی تھی کہ ناگاہ آسمان سے ایک پنجہ نمودار ہوا اور ہدہد کے کمربند کو گرفت مین لاکے بالاے آسمان اٹھا لیگیا یہ وہ دن ہی کہ شاہزادہ بدیع الملک ہدہد کے انتظار مین نہایت پریشان و متوحش ہوگیا ہر طرح طرح کے خیالات بد دلمین خطور کرتے ہین دل مین کہتا ہی کہ وہ روشنی بظاہر دور نہ تھی جسکی جستجو مین اسقدر عرصہ گذرا اسوقت تک ہدہد واپس نہین آیا نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہوگیا چلکی اسکی خبر لینا چاہیے چنانچہ گیہان نوجوان اور پیلزر شاہ سے اس بارہ مین مشورہ کیا انھون نے کہا ای شہریار والاتبار ؎ یارب نہال دولت تو سرفراز باد فرداے فتح بر رخ بخت تو باز باد خداوند عالم تمھارے تمام کام حسب مراد بنائے آئینہ مراد مین رخ مطلوب دکھائے اگرچہ ہدہد کو عرصہ گذرا کہ وہ واپس نہین آیا تاہم تمھارا جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ابھی اور انتظار کرو شاید اس طرف آتا ہو یا راہ مین ہو شاہزادہ نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی مین ضرور ہدہد کے حال کی خبر لونگا تمام شب اسی فکر مین مبتلا رہا صبح کو مرکب پر سوار ہوکے ہدہد کی تلاش مین روانہ ہوا یہانتک کہ بعد طی مراحل سخت یہ بھی اسی کوہ کبود کے دامنہ مین پہونچا نظر جو اٹھائی اسنے بھی اُس نازنین مہ جبین کو بالاے کوہ بیٹھے دیکھا اب اور بھی غریق بحر حیرت ہوگیا کہ اس سراپا حسن و ناز کا یہان کس طرح گذر ہوا اسکا حال بھی دریافت کرنا مقدم ہی حتی کہ بالاے کوہ پہونچا اُس نازنین کے جانب بکمال رغبت دیکھنا شروع کیا ایک نظر جو اٹھائی دیکھا ایک دیو کوہ پیکر مہیب صورت بیٹھا ہی سامنے آگ روشن کیے ہوئے ہی اور قریب کسکے ہدہد بیٹھا ہی مگر نہایت مضمحل اور اداس قرینہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ دیو ہدہد کے کباب لگانا چاہتا ہی شاہزادہ نے کہا ای ہدہد تو یہان کہان ہدہد مین حواس کہان تھے جو کچھ جواب دیتا شاہزادہ کی صورت دیکھکے خاموش ہورہا شاہزادہ نے کہا او ہدہد اس طرف دیکھ ہم تجھے پوچھتے ہین اور تو اب اسقدر کیون اداس ہی کیا مجال اس موذی کی جو تجھکو کچھ صدمہ پہونچا سکے اور دیو کی طرف متوجہ ہوکے کہا او نابکار تیرا کیا ادعا ہی دیو نے بدیع الملک کو دیکھکے قہقہہ مارا کہا ای آدمزاد ضعیف البنیاد تو اسوقت خوب آیا اب مین اس آدمزاد کے ساتھ تیرے بھی کباب لگاؤنگا بجاے گزک کام مین لاؤنگا قریب آ شاہزادہ نے کہا او بدبخت اجل رسیدہ تو کیا حقیقت رکھتا ہی جو میرے کباب لگائیگا مین تیری جان کا عزرائیل آپہونچا دیو شاہزادہ کے جانب

دوسرا شاہزادہ اُسکے بند دست کو گرفت مین لایا اور اپنی طرف بقوت تمام کھینچ لیا ہنگامہ کشتی گرم ہوا دیو کی دونون شاخین شاہزادہ کے ہاتھ مین آگئین دونون شاخون کو شکستہ کیا دیو تاب مقابلہ نہ لایا طلسم کی جانب بھاگا شاہزادہ نے اُسکے پیچھے کو رہا کیا اُس نازنین کے قریب آیا دیکھا غزال گوہر پوش دختر فرعون ہی کہا ای آرام جان یہان تو کہان غزال گوہر پوش نے کہا شہریار جس زمانہ مین تم حمزۂ ثانی سے آزردہ ہوکے باختر کے جانب گئے مین بہت پریشان و مضطر ہوئی ایک روز زیادہ انتشار جو میرے دل پر مستولی ہوا ملک فرعونیہ مین اپنے مکان سے کہ جسمین میرا تفریحگاہ دل بہلانے کو گئی ادھر اُدھر کی سیر کر رہی تھی حسب اتفاق یہ نرہ دیو بالا سے آسمان اُس طرف سے گذرا مجکو دیکھکے فریفتہ ہوگیا ہوا سے آسمان سے میرے کوٹھے پر آیا اور مجکو اُٹھا کے یہان لے آیا اے شہریار اس واقعہ کو دو سال کا عرصہ گذرا جب سے مین یہان مقید ہون زہے نصیب میرے کہ تم یہان تک پہونچے ورنہ مجکو اپنی رہائی کی کسی طرح امید نہ تھی شاہزادہ نے غزال گوہر پوش کو قید سے رہا کیا اور اپنی پشت کے جانب مرکب پر سوار کرکے روانہ ہوا اُس شہر سکریہ مین پہونچا اور محل مین آکے قرار لیا

اب پھر رستم ثانی کے حال کے جانب توجہ کیجاتی ہی

واقفانِ دقیقہ در سخن فرو واعظ سنج این داستان چنین کردند کہ جب رستم ثانی کو کوئی طلسم مین لیگیا اور رستم ثانی نے ارغون کو ہلاک کیا ہنوز طلسم مین تھا کہ ہلاہل جادو جو عزازیل کے جانب سے بادشاہ طلسم تھا اُسنے ناقوس کو بجایا اُسی وقت یکا یک آواز پیدا ہوئی ہوا سے تند چلی معلوم ہوا طوفان آیا عزازیل نمودار ہوا اسوقت اُس ملعون کا قد اسی گز کا تھا ہلاہل جادو اُسکو دیکھکے تعظیماً اُٹھ کھڑا ہوا اور باادب تمام آداب بجالایا عزازیل نے باواز بلند کہا ای ہلاہل جلد بیان کر اسوقت تونے مجکو کسواسطے تکلیف دی کہ مین یہان آنے کے واسطے مجبور ہوا اُسنے ای عزازیل واقعی مین عجب تردد مین مبتلا ہوگیا وہ تردد یہ ہی کہ ابھی کل کا ذکر ہی کہ ایک جوان حسب اتفاق میری قید مین مبتلا ہوگیا تھا اُسکا نام رستم ثانی تھا مین نے اُسکا حال پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ ہم دو شخص جسکا بالاتفاق اپنے ملک سے باین قصد چلے تھے کہ عزازیل کو ہلاک کرینگے مین یہان گرفتار ہوگیا اور دوسرا شخص جسکا نام بدیع الملک ہی وہ عزازیل کی تلاش مین پھر رہا ہی ای عزازیل جب مین نے اُس جوان کی زبان سے یہ حال سنا اُسے ارغون کے حوالہ کیا اور تاکید کی کہ باہتمام تمام اُسکو اپنی قید مین رکھنا آج شب کو کسی نے ارغون کو ہلاک کیا اور اس جوان مقید رستم نام کو رہا کر لیگیا مجکو نہایت ملال ہوا اور یہ فکر ہی کہ دیکھئے انجام اس واقعہ کا کیا ظہور مین آتا ہی عزازیل تا دیر متامل رہا بعدہ کہا ای ہلاہل تو کیا کہتا ہی از روے علم رمل مجکو خود دریافت ہوا ہی کہ یہ سال مجھپر گران ہی بلکہ کچھ عجب نہین ہی جو مین اُس جوان دو مہینے بدیع الملک کی تیغ سے ہلاک ہوجاؤن ہلاہل نے کہا پھر کیا بندوبست حفاظت کا قرار دیا ہی اول تو یہ بات عقل مین نہین آتی کہ تو اُسکے ہاتھ سے ہلاک ہوجاے گا عزازیل نے کہا ای ہلاہل یہ بات مسلم ہی کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہی وہ ضرور ہوتی ہی بالفرض اگر ایسا ہی اُسکے سامان ہون ہلاہل نے کہا یہ بھی صحیح ہی پھر اُسکا بندوبست بھی تو ضرور ہی علی الخصوص ایسی حالت مین کہ اُس بات کا ہونا پیشتر سے دریافت ہوگیا ہو عزازیل نے کہا ہان فی الحال یہی تدبیر ہی کہ مین پوشیدہ ہوا جاتا ہون لیکن تو ایسا کچھ بندوبست کر کہ بدیع الملک تیرے ہاتھ سے گرفتار ہوجاے ای ہلاہل

ہین خود اس بارہ مین کوشش کرتا لیکن مجکو خوف اس بات کا ہے کہ ایسا نہ ہو میری پیشین گوئی صحیح ہو جائے
کہ مین مارا جاؤن یا تجھسے ہلاک ہو جاؤن لہذا مین تجھسے کہتا ہون ورنہ یہ خیال رہے کہ جب بدیع الملک
گرفتار ہو جائے فورا مجکو بلا لینا ہلاہل نے قبول کیا عزازیل وہانسے چلا گیا عزازیل کے جانے کے بعد وہ دیو
سر شکستہ آیا اور ہلاہل کے روبرو گریہ وزاری شروع کی اسنے حال پوچھا دیو نے کہا اے ہلاہل کیا پوچھتا ہے
عیان راچہ بیان دیکھو میرے سر پر شاخین کہان ہین ہلاہل نے کہا آخر تیرے سر کی شاخین کیا ہوئین اسنے کہا اے
ہلاہل فریاد ہے کہ بدیع الملک نے میرے سر کی شاخین توڑ ڈالین اور دختر فرعون میری معشوقہ کو
لے لیا ہلاہل نے متعجب ہو کے کہا تو دیو زادہ اور وہ آدمزاد اسکے مقابلہ مین تیرے رہتے کچھ کام نہ کیا اسنے
کہا اے ہلاہل مین نے ہرچند زور و طاقت سے کام لیا لیکن وہ آدمزاد ایسا زبردست ہے کہ اسکے مقابلہ مین میری
کچھ پیش رفت نہ گئی ہلاہل نے کہا اب وہ کہان ہے اسنے کہا اب وہ پیکریہ مین مقیم ہے اور یہ وہی قطع اسکی
ہے ہلاہل نے چند جادوان مکار کو بلایا اور کہا جلد اس سفاک بدیع الملک نام کو گرفتار کر لاؤ ان جادوگران نے
مقام کا نام پوچھا اسنے کہا پیکریہ مین ملیگا جادوان نابکار پتہ نشان پوچھ کے وہانسے روانہ ہوئے حتی کہ شہر
پیکریہ مین پہونچے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک پیکریہ کے باغ مین بالاے تخت بستر استراحت پر محو آرام
کر رہا ہے اور گوہر مراد و ہیکل بھی پاس موجود ہے جادوان ملعون ہیکل وغیرہ سامان رد سحر کو دیکھ کے بید کیطرح
لرزنے لگے آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا اے فلان اب کیا کیجئے اس جوان کے پاس سامان رد سحر
موجود ہے دوسرے نے کہا بیشک مجبوری کا عالم ہے ہیکل وغیرہ کی موجودگی سے کچھ کام نہین ہو سکتا تیسرے
نے کہا خیر اب جو کچھ نہین ہو سکتا اسکا ذکر ہی بیکار ہے جو کچھ ہو سکتا ہے اسمین کیون تاخیر کرتے ہو یعنے ہدہد اور
ملکہ غزال کی جانب اشارہ کر کے کہا اگر اس جوان کو نہین لیجا سکتے ان دونون زن و مرد کو لیچلو خلاصہ یہ کہ چند
جادوان نے ہدہد کو اٹھا لیا اور باقی نے ملکہ غزال کو اٹھا کے قبضہ مین کیا اور وہان سے بھاگ گئے اور اس
طرح بھاگے کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اسواسطے کہ جب سے ہیکل وغیرہ کو دیکھا تھا انکے دلون مین ایک طرح
کا خوف پیدا ہو گیا تھا ہر مرتبہ دل مین کہتے تھے ایسا نہ ہو وہ جوان بیدار ہو جائے ورنہ ابھی ہم سب کو ہلاک
کریگا اور ہدہد اور ملکہ کو ہمسے چھین لیگا وہان ہلاہل اشد انتظار مین بیٹھا دل مین کہتا تھا کہ دیکھیے وہ جادو
کیا کام بنا کے آتے ہین اگر بدیع الملک گرفتار ہو گیا تو کام بن جاویگا ورنہ کچھ بھی نہین عنقریب ہلاکت کا
انتظار کرنا ہوگا یہ اسی خیال مین مبتلا بیٹھا تھا دیکھا سامنے سے وہ جادوگر چلے آتے ہین اور پشتارہ بھی
لیے ہین ہلاہل سمجھا کہ کام حسب مراد بن گیا افراط خوشی سے قہقہہ مار کے چند مرتبہ اٹھا اور بیٹھا جب
وہ جادوگر قریب آگئے کہا اے فلان ہمارا کام بنا لائے انھون نے کہا اے ہلاہل کیا کام بنا لاتے جس کے
گرفتار کرنے کو گئے تھے وہ دستیاب نہ ہوا اور اسکے ہوا خواہون سے ملے تو کیا ہلاہل نے کہا آخر ان
پشتارون مین کیا لائے ہو انھون نے کہا ایک مین ملکہ غزال ہے اور دوسرے مین ہدہد ہے جو بدیع الملک
کا سچا خیرخواہ ہے ہلاہل نے کہا افسوس بدیع الملک کو گرفتار نہ کیا انھون نے کہا کیونکر گرفتار کرتے
اسکے پاس ہیکل وغیرہ سامان رد سحر موجود تھا ایسی حالت مین اگر ہم کچھ جرات کرتے ضرور ہماری
جانین ضائع ہوتین اسواسطے کہ سحر ہمارا اثر نہ کرتا لا محالہ بدیع الملک ہمسے تعرض کرتا اور وہ ہم
اسکے مقابلہ مین بجز سحر کے ایک لمحہ قیام نہین کر سکتے ہلاہل نے کہا خیر کچھ مضائقہ نہین ہے ہدہد اور

ملکہ غزال کا بھی گذر تو ہو تا کو یہ کام کا بن جانا نہیں ہے شہ رکھوں گے یعنی دلفریبان نابکاروں نے بیشتر سے کھوٹ
ملا کر ملکہ غزال کو بہزار جان و دل فریفتہ ہو لیا اسیوقت اسے بیہوش کر کے محل میں رکھ دیا اور ہدہد
کو بیہوش کر کے بہت کچھ طعن و تشنیع کی بعد اسکو تہ خانہ میں بند کیا اور نگہبانان زندان کو تاکید کی کہ خبردار
اس قیدی کی قید میں نہایت مبالغہ مرعی رکھنا ہم سب کو ایسے عوض میں گرفتار بلا کرو گا غرض کہ ہدہد کو قید
اور ملکہ غزال کو محل میں مقید رکھا اب اسطرف کا حال سماعت فرمائیے کہ جب شاہزادہ بدیع الملک
خواب راحت سے بیدار ہوا ملکہ غزال اور ہدہد کو نہ پایا بہت متعجب ایک ایک سے حال دریافت کیا
سب نے اپنی لاعلمی ظاہر کی مگر بہ حقیقت تو یہ تھی کہ کیہان نوجوان اور بیکر شاہ شاہزادہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے ان دونوں کے مزاج کا حال پوچھتے ہو عجیب واقعہ رونما ہوا ہے
کچھ عقل کام نہیں کرتی انھوں نے استفسار حال کیا شاہزادہ نے کہا اصل حال یہ ہے کہ شب کو جب میں
سویا ہوں ہدہد اور ملکہ غزال دونوں موجود تھے صبح کو جو دیکھا دونوں غائب ہیں نہیں معلوم میری غفلت
میں کون یہاں آیا اور دونوں کو لے گیا نہ تم رہیں نہ ذکر سب جانتے ہیں کہ یہی سبب فساد کا سمجھا جاتا
ہوں مجھکو کوئی شبہ ان دونوں تیاروں کی نسبت نہیں معلوم کس عذاب سخت میں مبتلا کیا ہو گا اس
واقعہ کو سنکے کیہان نوجوان اور بیکر شاہ بھی متعجب ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی اور
آپ سے پوچھ کیا دیکھئے کچھ سمجھ میں نہیں آتا دوسرے نے کہا یقین ہے کہ ہرگز یہ ان کا کام نہیں کرنا اس گفت و شنید میں پہر
دن چڑھا شاہزادہ بدیع الملک کو غسل کی ضرورت تھی لب حوض آیا لباس مع ہیکل وغیرہ تن سے
جدا کیے حوض کے کنارہ رکھ دیا اور خود حوض میں اترا چند جادوگر گھات میں بیٹھے تھے ادھر شاہزادہ نے حوض
میں غوطہ مارا ادھر وہ مکار ہیکل وغیرہ کو لے کر راہی ہوئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے شاہزادہ بدیع الملک
اس ہیکل اور گوہر مراد کا سبب تھا کہ ہم تیرے نزدیک نہ آ سکتے تھے ورنہ اب تک ہم تجھکو گرفتار کر لیجاتے اب
یہ سامان بعد کوشش بسیار ہم کو دستیاب ہو گیا ہے دیکھیں تو ہمارے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے اور کیونکر ہمارے
مقابلہ میں سر بر ہوتا ہے شاہزادہ نے جست تمام غسل سے فراغ حاصل کیا اور حوض کے کنارہ سکوت
میں بیٹھا دل میں کہتا تھا اے بدیع الملک غضب ہوا ہے مکار تجھ سے فریب کر کے ہیکل اور گوہر مراد
کو لے گئے آیندہ اس سامان کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہے دیکھیے ان بدبختوں کے ہاتھ سے کیسی کیسی تکلیفین
اٹھانا پڑتی ہیں اس اثنا میں کیہان نوجوان کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاہزادہ کو دیر کیوں ہوئی غسل کے
واسطے گیا تھا وہاں حوض کے پاس آیا دیکھا شاہزادہ سر جھکائے بیٹھا ہے کہا شہریار خیر باشد کس
ملال میں مبتلا بیٹھے ہیں شاہزادہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا اے فلاں کیا کہوں یہ علاوہ واقعہ حیرت خیز
کہ ہدہد مع ملکہ غزال غائب ہو گیا آج یہ مصیبت نازل ہوئی کہ میں غسل کی غرض سے حوض میں اترا
جو میں غوطہ لگا کے پانی سے سر باہر نکالا ہیکل اور گوہر مراد کو غائب دیکھا میرے دل میں بیشتر ہی اس
بات نے خطور کیا تھا کہ خدا ہیکل وغیرہ کو بچائے کفار اسکی گھات میں لگے ہوئے ہیں معہذا اسوقت
یہ بھی خیال ہوا کہ آناً فاناً کون لیجا سکتا ہے وہی خیال صحیح ہوا کا کرتے ہیں اسطرف فکر تو ہیکل وغیرہ کا
نقصان خود ملکہ غزال کو ہر کوشش کرو میں جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اسیطرح ہدہد کو بھی سمجھنا چاہیے
اسواسطے کہ اپنا خیر خواہ کہاں ملتا ہے وہ موذی ان دونوں کو لے گئے کیا کہوں ساعت

تھی جب میں یہاں آیا تھا کیہان نوجوان نے کہ [illegible] اسقدر رستہ دو موضع اور عوام سبب لا ب
ہی بار دیکر وہ دونوں زن و مرد تم تک پہونچ جاویں تو ہیکل وغیرہ کی دستیاب ہو جاتی شاہزادہ نے
کہا اے کیہان خدا کی قدرت میں تو کچھ شک نہیں ہے لیکن ان کی اصل ہیئت کچھ میں نہیں آتا کہ وہ دونوں آدمی
اور دونوں چیزیں کسطرح ان گبروں کے ہاتھ سے چھوٹیں پہونچیں کی اسطرف وہ جادوان مکار ہلاہل
کے پاس پہونچے ہلاہل نے کہا اے فلان اس مرتبہ پھر تم خفی آئے بدیع الملک کو نہ لائے ان سب نے
کہا اے ہلاہل اگرچہ پیشتر بھی جو دونوں زن و مرد کو لائے یہ فعل عبث نہ تھا بلکہ نہایت بکار آمد تھا اب وہ
چیز لایا ہوں کہ اگر بدیع الملک بقید حیات ہے لیکن ہم جادوگروں سے مقابلہ میں کبھی سربرہ ہو گا جیسا کہ سابق
میں ہمیشہ سربرہ ہو گیا ہے ہلاہل نے خوش ہو کر کہا اے فلان آخر وہ کیا چیز ہے جو تم ایسی لائے ہو جس کی
اسقدر تعریف کر رہے ہو ان لوگوں نے کہا اے ہلاہل سن اور خوش ہو کہ آج ہم سب بدیع الملک کے پاس
جا کے اس سے ہیکل اور گوہر مراد لے آئے ہیں لیکے یہ دونوں چیزیں ہلاہل کے روبرو رکھدیں اور کہا دیکھ
یہ وہی سحر کی رد کرنے والی دونوں چیزیں ہیں یا نہیں جونہیں ہلاہل کی نظر ہیکل وغیرہ پر پڑی اپنی جگہ سے
اچھل پڑا اور بے اختیاری میں کہا اے فلان واقعی کارے کردی ہم کو ہرگز تجھ سے اسطرح کی کارروائی کی امید
نہ تھی اور ہیکل وغیرہ کو دیر تک دیکھتا رہا پھر اس ناقوس کو طلب کیا اور بجانا شروع کیا یکایک
لیبنا لیبنا کی صدا بلند ہوئی اور عزازیل بصورت مہیب نمودار ہوا ہلاہل تعظیماً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا
عزازیل آیا تخت نکبت پر بیٹھا کر پوچھا اے ہلاہل اب کیوں مجھے یہانتک آنے کی تکلیف دی ہلاہل نے
گنگنا کر کہا اے عزازیل آج ہم تجھے بڑی خوشخبری سناتے ہیں اسنے کہا کیا ہلاہل نے کہا آگاہ ہو کہ جو
گوہر مراد اور ہیکل وغیرہ سامان رد سحر بدیع الملک کے پاس تھا جسکے سبب سے بدیع الملک
آجتک جملہ آفات سے محفوظ رہا وہ ہمارے قبضہ میں آگیا عزازیل نے کہا مجھکو یقین نہیں ہے ہلاہل نے
کہا عیان راچہ بیان موجود ہے دیکھ لے عزازیل نے کہا اگر واقعی ہیکل وغیرہ ہاتھ آگیا تو بہت
خوش ہونے کی بات ہے ہلاہل نے اس سامان کو طلب کیا اور عزازیل سے کہا دیکھ میں جھوٹ تو
نہیں کہتا اسنے کہا بیشک یہ وہی سامان رد سحر ہے مگر اسکی حفاظت میں بلیغ اہتمام کرنا چاہیے ہلاہل نے
کہا جسطرح تیری رائے ہو اسیطرح اسکی حفاظت کیجاوے عزازیل نے بعد تامل کہا ہم اس ہیکل
وغیرہ کو لیجا کے ایسی جگہ محفوظ میں رکھیں گے کہ اگر خداپرست ہزار کوشش کریں اس تک نہ پہونچنے
پائیں گے ہیکل و گوہر کو اٹھا لیا قصر معلق کے قریب آکے آویزان کر دیا اور ایک اسم پڑھ کے اس پر پھونکا
اس اسم کے سبب سے یہ خاصیت پیدا ہو گئی کہ اگر کوئی شخص اس ہیکل و گوہر کے قریب پہونچ کے
اسکے لینے کا ارادہ کرے فوراً ایسا دھواں پیدا ہو کہ آنکھیں نابینا ہو جائیں غرضکہ گوہر و ہیکل کو وہاں
محفوظ رکھ کے اور طلسم بندی کر کے خداپرستوں کے لشکر کے قریب آیا اور باواز بلند نعرہ مارا کہ اے خدائے
نادیدہ کے بندگی کرنے والو اگر تم نہیں جانتے ہو تو جانو میں ہوں عزازیل منتقش تم کو رستم ثانی اور
بدیع الملک کی بھی خبر ہے آگاہ ہو کہ میں نے ان دونوں تمہارے سرداروں کو ہلاک کیا میں ہی
ایسا صاحب حوصلہ تھا اور ہمت بزرگ کا نظر کردہ تھا جو ان دونوں زور آوروں کو لیا کر کے
ہلاک کیا ورنہ کیا مجال تھی کسی کی جو انکو ہلاک کرتا اگر تم کو یقین نہ ہو تو چلو دیکھ لو ہیکل اور گوہر مراد

ہوئے تھے قبضہ سے ہے گے قصر فرعون بین آویزان کر دیا ہے یہی دونوں چیزین انکی حفاظت کا سبب تھین ورنہ
ابتک کب کے ہلاک ہو گئے ہوتے چونکہ ابھی مجھکو کسی قدر کام کا انجام دینا باقی ہے اس سبب سے
مجبور ہون ورنہ تم سب کا فیصلہ کر دیتا اور کچھ عرصہ نہین باقی ہے اب مین اپنے کار ضروری سے فارغ
ہوکے تمسے سمجھونگا یہ کہکے وہ نشکر گزری

اب لشکر اسلام کے حال مین خامہ فرسائی کی جاتی ہے

چمن میں ملک ہین تابع فرمان — قدرت حق ہے قدرت انسان
تیرے زلف کے سودائی کا — شب سے بہت حال ہے پریشان

کشتی عالم ڈوب نہ جائے — جوش پہ ہے اشکونکا طوفان
دیکھ کے تیرے دیوانے کو — بھاگ گئے سنبل ریحان

داغ عشق نے سینے پہ پانک — ہمکو ہے یاس و عجیر اغمان
جور بتان سے کیون گھبرایا — مدد خدا کی ہے بہت مہر دان

دوری گلشن مین بلبل کا — گل کی روش پہ چاک گریبان
تنہ مین وہ بت ہے یہی خزان — جا تیرا اللہ نگہبان

یاد ہے اسکا مصحف عارض — ہم بھی ہوئے ہین حافظ قران
چشم سیاہ غمزہ کا فتنہ — فتنۂ عالم آفت دوران

ہندی نغمہ سنج کے آگے — کیا بولیگا مرغ خوش الحان
خواہ مخواہ مرے مرد سخندان — چھین آنکھ کا اک بلا ہے نہان

کہ جب عمر از مل منقش سے قریب لشکر اسلام آئے باواز بلند نعرہ مارا تمام لشکر حمزہ ثانی نے اس آواز کو سنا
کمال توحش ہوا کہ یہ کون ہے جو اسوقت لشکر اسلام سے متی طلب ہے جب صبح ہوئی عروج زرین سجائی یعنے
حمزہ ثانی نے بارگاہ سلیمانی مین آکے قیام کیا تمام پہلوانان و سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین حسب
دستور حاضر ہوئے بکمال ادب آداب و مجرا بجالاکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے آپس مین باتین شروع ہوئین
ہر ایک نے دوسرے سے شب کی آواز کا ماجرا بیان کیا اور تعجب ظاہر کیا پھر حمزہ ثانی کی خدمت مین
عرض پیرا ہوئے کہ ای شہریار فلک اقتدار شب کا واقعہ کچھ سمجھ مین نہین آتا حمزہ ثانی نے استفسار حال
کیا انھون نے کہا کہ شب کو کسی نے باواز بلند کہا ای خدا پرستو ہم نے رستم ثانی اور بدیع الملک کو
ہلاک کیا اور انکی ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان کیا ہے حتی کہ سب تم سے بھی سمجھا جاتے ہین
کیونکہ حفاظت کا سامان تمھارے قبضہ سے نکل گیا ہے دیکھین اب تم ہمارے مقابلہ مین کسطرح نہین
پسپا ہوتے ہو اگر واقعی رستم ثانی اور بدیع الملک دونون جوان ہلاک ہو گئے تو غضب ہو گیا معہذا
یہ بھی گمان ہے کہ ان دونوں کی موجودگی مین ہیکل وغیرہ کا کفار کے ہاتھ آجانا محالات سے ہے حمزہ ثانی
نے کہا ای یارو اگر ایسا کچھ ہوا ہے تو واقعی بڑا غضب ہوا ظاہر یہ کہ مین نے بھی یہ آواز سنی ہے بلکہ مین خود
بیان کرنے کو تھا مگر تم نے خود بیان کیا اور میرا گمان یہ ہے کہ ممکن ہے وہ دونون جوان زندہ ہون اور
ہیکل وغیرہ کو کفار مکار نے بمکر و فریب انسے لے لیا ہو اس اثنا مین عیار حاضر ہوئے اور عرض کیا ہیکل
اور گوہر مراد یہ دونون چیزین قصر فرعون مین آویزان ہین ہم نے بچشم خود دیکھا یہ سنکے حواس باختہ ہوگئے
نہین معلوم کیا اسرار ہے خداوند عالم شاہزادہ بدیع الملک اور شاہزادہ رستم ثانی کو اپنے حفظ و امان مین
رکھے اس خبر کو سنکے تمام لشکر مین صدائے غوغا بلند ہوئی ایرج و نور الدہر نے اپنے اپنے گریبانونکو چاک
کیا کر سینون پر سنے بدحواسی مین زمین پر گرے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ خواجہ زادون کو لاؤ خواجہ گرامی
خواجہ دریادل اور خواجہ سیاوخش آگے حاضر ہوئے نہایت ادب سے سلام کیا تعظیم دی حمزہ نے
کہا ای واقفان رموز عقلی و عالمان علوم نقلی اسوقت مین نے آپ صاحبون کو کمال انتشار مین یہان

فرعون سے لا سکتے چنانچہ انھین سے ایک مین بھی ہون اگر میری کوشش سے یہ کام انجام پا گیا تو مجھ دربار
حمزہ ثانی مین بہت کچھ عزت حاصل ہوگی دل افروز نے کہا اے زرقام تم مطمئن رہو یہ کام کچھ مشکل نہین ہے
زرقام نے کہا ہان سہل اسوقت ہو سکتا ہے جب یہ کام حسب مراد انجام پا جاوے دل افروز نے کہا
دیکھو ابھی سہل ہوا جاتا ہے یہ کہا اور اسیوقت زرقام کی کمربند مین ہاتھ ڈال کے لیا قدم بند کر لیا اور
قصر فرعون کی راہ لی جب یہ دونون قصر فرعون کے قریب پہونچے اور ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون مین آویزان
دیکھا زرقام نے کہا اے دل افروز واقعی تم نے کار دستی کر دی بس اب کچھ مشکل نہین ہے اے جان من مین [illegible]
درجہ ممنون ہونگا اگر تو مجھے قریب اس ہیکل وغیرہ کے لے چلے تا کہ ان اشیا کو اپنے قبضہ مین لاؤن
دل افروز نے تامل کیا زرقام نے سبب پوچھا اسنے کہا اے زرقام اگرچہ یہ دونون اشیا اس قصر مین
آویزان ہین لیکن محض اس خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے کہ قصر مین پہونچ کے ہیکل وغیرہ پر قبضہ ہو جائیگا
ضرور اس کام مین کسی نہ کسی طرح کا اثر سحر وغیرہ بھی شامل ہے خیر چلو چنانچہ در یک ساعت قصر مین پہونچے جہان
یہ دونون ہیکل اور گوہر مراد کے قریب پہونچے اور ارادہ کیا کہ ہیکل وغیرہ پر قبضہ کرین کہ دفعتہ ایسا
دھوان پیدا ہوا کہ زرقام اور دل افروز دونون کی آنکھون کا نور زائل ہو گیا اب دونون کا یہ حال ہے
کہ ہر چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہین کچھ نظر نہین آتا زرقام نے کہا اے دل افروز یہ کیا
معاملہ ہے میری آنکھون سے کچھ دکھائی نہین دیتا کیا کرون دل افروز نے کہا اے مہتر تم کیا کہتے ہو یہان
اپنی آنکھون سے خود کچھ نہین سوجھائی دیتا مین نے پیشتر ہی کہا تھا کہ یہان کچھ نہ کچھ فساد ضرور ہے بس
اب یہین سر ٹکرا کے مر جاؤ بجز اسکے چارہ کیا ہے زرقام نے کہا اے آرام جان ایسا نہ کہو جلد یہان سے میرے
لشکر مین پہونچا دے دل افروز نے کہا کیا خوب کس طرح پہونچاؤن جو حال تمھارا ہے یہی حال مین مین
بھی مبتلا ہون زرقام نے بہت منت و سماجت کی دل افروز نے کہا اے مہتر تمھاری آنکھون کا نور کیا
زائل ہوا کہ تمھاری عقل بھی زائل ہو گئی آخر کس طرح تمھارے لشکر مین تمھین پہونچاؤن زرقام نے کہا
جان من جب تجھ مین یہ قابلیت ہے کہ مین یہانتک پہونچ گیا تو یہان سے مراجعت کی بھی قابلیت ضرور
ہے اگرچہ نابینا ہے دل افروز نے کہا خیر چلو دونون اندھے وہان سے روانہ ہوے لشکر اسلام مین پہونچے
سب نے دیکھا کہ زرقام اور دل افروز اندھون کی طرح ٹٹولتے چلے آتے ہین دونون سے ملاقات
ہوئی دونون کے ہاتھون ہاتھ لیکے حمزہ ثانی کے پاس لائے حمزہ ثانی نے تعجب سے پوچھا یہ
کون اندھے ہین سردارون نے کہا شہریار یہ دونون زرقام اور دل افروز ہین حمزہ ثانی نے بغور
دیکھ کے کہا ہان ہین ان دونون پر کیا آفت نازل ہوئی جو یہ نابینا ہو گئے زرقام نے کہا اے عالی دولت
حضور ہی کی خیر خواہی مین ہم دونون نابینا ہو گئے یعنی ہیکل اور گوہر مراد کی تلاش مین گئے تھے
جب قریب گوہر مراد وغیرہ کے پہونچے نہین معلوم غزالہ بلا وغیرہ جادوان نابکار نے کیا طلسم بندی
کی ہے کہ دفعتا اس مقام سے خود ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جو کوئی اس کے قریب گوہر مراد اور ہیکل
کو لینے کے واسطے جاتا ہے فوراً نابینا ہو جاتا ہے ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے ورنہ [illegible] بدست
کرکے وہان جاتے اب بجز افسوس کے کیا چارہ ہے حمزہ ثانی کو بھی اس واقعہ سے
کمال افسوس ہوا کہا ان جادوان بے ایمان کے ہاتھ سے سخت تکلیف پہونچی ہے کچھ سمجھ

مین کہین آثار امکان موزونیون کا نقشہ لیتا رہا ایک شاپور شیر دل نے بہت کچھ فکر کی مگر کام انجام کو نہ پہونچا
بہت متوحش و متردد ہوا وہان سے قریب ایک چشمہ تھا جسکا پانی بہت شیرین اور صاف تھا شاپور شیر دل
پر تشنگی نے غلبہ کیا پانی کی تلاش مین اُسی چشمہ سے پانی پیا اسوقت دل مین اس بات نے خطور کیا
کہ یون تو کسی طرح کار براری نہین ہوتی اب بچہ درگاہ باری تعالی مین مناجات کرنا چاہیے شاید
غیب سے کوئی صورت حسب مراد پیدا ہو جائے بدین خیال اُس چشمہ سے وضو کیا بکمال خضوع
و خشوع دو رکعت نماز پڑھی سجدہ کر کے دونون ہاتھ آسمان کیطرف بلند کیے چونکہ بالکل ناامید ہو چکا تھا بحضور
قلب دعا کی کہ اے چارہ بیچارگان و اے دستگیر درماندگان تو ہر وقت اپنے ہر ایک بندہ کا حامی و مددگار ہی
تو خوب واقف ہی کہ اس بندہ حقیر نے اس بارہ خاص مین کیسی کوشش کی اور جب کام حسب مراد انجام
نہ پایا تو اب بالکل ناامید ہو گیا ہون ہان صرف تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی واسطے اپنے عزت و
جلال کا اور واسطے اپنے قدرت و کمال کا اس ناچیز کو مراد دلی پر فائز کر بعد اسکے کی دعا و مناجات سے
اسی طرح قبلہ رخ سکوت مین بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہی کہ ایک مرد سفید ریش عمامہ سبز بر سر عصاے پیری
در دست ایسی طرح جملہ سامان بزرگانہ سے آراستہ سامنے سے نمودار ہوئے اور قریب آکے نہایت شیرین زبانی
سے کہا اے شاپور السلام علیک جونہین شاپور شیر دل نے اُس بزرگ کی صورت دیکھی بغرض تعظیم اٹھ
کھڑا ہوا علیکم السلام کہہ کے مصافحہ کیا اور کہا اے معظم ذات و مکرم صفات پہلے اپنے نام نامی و اسم گرامی سے
مطلع فرمایئے پیر نورانی صورت نے کہا میرے نام سے تم کو کچھ کام نہین ہی پہلے یہ بیان کرو کہ تم کس فکر مین
مبتلا ہو شاپور شیر دل نے دست بستہ کہا حضرت خطا معاف جبتک نام نامی سے آگاہ نہونگا کبھی
اپنے مطلب کو ظاہر نہ کرونگا اُس بزرگ نے کہا مجکو خضر کہتے ہین اب بیان کرو شاپور نے بار دیگر مصافحہ کیا
اور کہا حضرت اگر واقعی آپ جناب خضر ہین تو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت خود ہی آپ کو تمام حالات سے
آگاہی ہوگی حضرت خضر نے متبسم ہو کے کہا خیر سنو جس مطلب کے واسطے بیقرار ہو اُسکے روا ہونے کی یہ
صورت ہی کہ دیکھو سامنے جو وہ درہ واقع ہی اسمین چلے جاؤ باغ کا ایک دروازہ نمودار ہوگا قریب دروازہ
کے ایک درخت ہی اس درخت مین ایک پنجرا لٹکا ہی اور ایک جادوے نابکار اس دروازہ پر بیٹھا ہی جب
وہ جادو تم کو دیکھیگا تم سے متعرض ہوگا تم اُس سے مقابلہ کرنا مگر حتی الامکان صرف زور دست و بازو سے
کام لینا اور ایسی کوشش کرنا کہ وہ زیر ہو جائے اُس مجبوری کی حالت مین جو کچھ تم کو سوغات وہ پیش کریگا
حتی کہ اگر تم ہیکل اور گوہر مراد کو طلب کروگے وہ جادو اسکو بھی لاویگا بعد ازان ایک تعویذ اپنی جیب
سے نکالا اور شاپور شیر دل سے کہا اس تعویذ کو بازو پر باندھ لو مگر خبردار رہنا ورنہ وہ کبھی نہ پاوے تم کو غافل
پاکے یہ تعویذ جاتی رہیگی اور تم اپنے مطلب پر فائز نہوگے مزید بران زیادہ تر پریشانی لاحق حال ہوگی
آیندہ تو دانی و کار تو شاپور شیر دل نے وہ تعویذ حضرت خضر سے لے لیا اور باادب تمام سلام کیا تعویذ بازو
پر باندھا دفعتا حضرت خضر نظر سے غائب ہو گئے راوی کہتا ہی کہ اگرچہ شاپور شیر دل سے عالم
ہوشیاری مین حضرت خضر ملاقی ہوئے لیکن اسوقت بعد فراغ نماز و دعا ایک ایسی غفلت
شاپور پر طاری ہوئی کہ جسکو نہ خواب کہا جا سکتا ہی نہ عالم بیداری البتہ بعد غائب ہو جانے
حضرت خضر کے شاپور کو یہ معلوم ہوا کہ مین بیخبر سو رہا تھا اب بخوبی ہوشیار ہون اور تعویذ

گویا روپر جدا ہوا پایا الغرض شاپور شیر دل درہ میں داخل ہوا دروازہ باغ نظر آیا باغ کا یہ بھی دیکھا کہ ایک
جادوگر دروازہ پر بیٹھا ہے جو ہیں اسکی نظر شاپور شیر دل پر پڑی بے تحاشا شاپور کیجانب دوڑا شاپور
نے نعرہ مارا کہ باش اور نابکار خبردار میرے قریب نہ آنا اگر کچھ کہنا ہے دور سے کہہ وہ جادوگر اپنی جگہ پر توقف
کیا اور کہا تو کیوں اسطرف آتا ہے بہتر اسی میں ہے کہ جسطرف سے آیا ہے واپس جا ورنہ میں اپنے اعمال کو
بروے کار لاؤں گا یہ کہا اور بہت سے سحر پڑھ کے شاپور شیر دل کیطرف دم کرنے لگا شاپور نے جو اس کا یہ
رنگ دیکھا دوڑ کے اس سے لپٹ گیا دونوں میں کشتی شروع ہوگئی نوبت بایں جا رسید کہ شاپور نے سر سے
بلند کر لیا اور زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا میان سے خنجر لیا اسکے گلے پر رکھ کے کہا اب تیری ہلاکت
میں کسقدر عرصہ ہے سمجھتا ہے اسنے کہا اے جوان مجھکو ہلاک نہ کر اپنا مطیع و فرمانبردار سمجھ جو حکم ہوگا اسکی تکمیل میں
کسیطرح کا عذر نہ کرونگا شاپور نے کہا پہلے اپنے مذہب کو بیان کر کیا ہے اسنے کہا آجتک تو میں خداوند
لات و منات کی بندگی میں گرفتار رہا ہوں شاپور نے کہا یہ بندگی بالکل غلط ہے اس خدائے وحدہ
لاشریک کی بندگی اختیار کر جسکے قبضہ قدرت میں تمام ذی روح کی جان ہے اور جو خالق ہے جملہ
موجودات کا اسنے کہا جو حکم قبول ہے غرضکہ کلمہ طیبہ پڑھ کے دائرہ اسلام میں داخل ہوا شاپور نے نام
پوچھا اس نے کہا مجھکو یاقوت جادو کہتے ہیں اے شہزادہ تم ایک جوان شجاع و دلیر ہو میں ایک
مصیبت عظیم میں مبتلا ہوں اگر ممکن ہو تو میری حمایت کرو وہ مصیبت یہ ہے کہ میں ہلابیل جادو
کی دختر پر بہزار جان و دل فریفتہ ہوں اسکی مفارقت سے شب و روز بیقراری و اضطراب میں بسر
کرتا ہوں کوئی نہیں جانتا کہ سخت جتی است کہ دل را می دہد آرام + وگر نیست کہ آسودگی نخواہد
اگر چند روز اور اس آرام جان سے دور رہونگا تو ضرور ہلاک ہو جاؤنگا شاپور نے کہا تو ہر نوع مطمئن رہ
اگر خدا نے چاہا تو ضرور تیرا مطلب دلی پورا ہوگا اور میں ضرور اس بارہ میں کوشش کرونگا اسنے نام
پوچھا کہا مجھکو شاپور شیر دل ابن مرادرت شاہ کہتے ہیں اور میرا بھی ایک کام تجھ سے متعلق ہے اسنے کہا وہ
کیا کام ہے شاپور نے کہا اے یاقوت تو ہیکل اور گوہر مراد مجھے لا کے دیدے اتنا سنکر یاقوت نے حیرت سے
شاپور شیر دل کو دیکھا کہا اے جوان مجھکو تعجب ہے کہ تو نے اس امر کی فرمائش کی آخر وہ کون تھا جسنے تجھے
اس بات سے آگاہ کیا کہ میں ہیکل اور گوہر مراد کو لا سکتا ہوں شاپور نے کہا مجھکو صرف اس بات
سے تعجب ہوا کہ میں نے ہیکل اور گوہر مراد کی فرمائش کی یہ امر تعجب خیز نہیں ہے کہ میں یہانتک پہونچا
اور مجھکو تیرا پتہ لگا اسنے کہا بیشبہ یہ امر بھی تعجب خیز ہے شاپور نے کہا آگاہ ہو کہ خود خضر نبی علیہ السلام
میری رہنمائی کے واسطے تشریف لائے تھے انھیں حضرت نے مجھکو ان جملہ امور سے آگاہ کیا یاقوت نے
کہا اے جوان اگرچہ تیری ہدایت سے میں تھوڑی دیر ہوئی کہ مسلمان ہوا اسمیں تیرا جبر بھی شامل تھا
لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ میں اب بصدق دل و بحسن نیت مسلمان ہوا اس بات سے کہ
حضرت خضر نے تیری رہنمائی کی اور اسلام کی حقیقت و فضیلت مجھ پر بخوبی ظاہر ہوگئی سن اے جوان
یہ جانتا ہے کہ قفس میں آدمزاد ہے اسکو قفس سے نکال کے ہلاک کر اسکے ہلاک ہونے سے
جو طلسم کہ گرد ہیکل کے مرتب ہے ضائع ہو جائیگا چونکہ حضرت خضر علیہ السلام نے آگاہ
کرکے مطمئن کر دیا تھا شاپور فی الفور قفس کے قریب پہونچا اور اس درخت سے قفس کو اتارا

ہیں طفل مہ جبیں سے ترے کج کلاہ کج
عقل جگہ میں ہے رفتہ ہے آفتاب
چھلاوے کی دھوپ میں ہو [illegible] مجھے
حسن لیتے ہیں مسیح سے اقبال آفتاب
پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے لیے
خواہاں ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب

ہر فلک سے پھینک دی ہے تابانی
البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
مجرم ہیں آپ کا ہے گنہگار آفتاب
جلا کے [illegible] میں پختہ کر وہ میوہ [illegible]
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
اندھیری آنکھوں میں آتش ہے روشنی

زیر زمیں ہے نگاہ گئے آسمان پر
لب لعل ہے دکھاتے ہیں رخسار آفتاب
کھلتا ہے حال رخ سے جان بخش یار سے
ظاہر ہیں [illegible] سے ہیں آثار آفتاب
رخسار و قریب ہو نظارہ کے لیے
بے روئے یار داغ ہے رخسار آفتاب

بلبلان شاخسار بلاغت و طوطیان شکرستان فصاحت اسطرح زمزمہ سنجی کرتے ہیں کہ جب عزرائیل منقش نے ہیکل و گوہر مراد کو قصر فرعون میں آویزاں کیا طلسم میں آ کے کئی ساحران نابکار کو جمع کیا اور حکم دیا کہا ای عزرائیل کے ہیرو اور بت پرستو کے بندو جلد جاؤ اور بدیع الملک کو لے آؤ غالباً شاہزادہ بدیع الملک پیکر یہ میں موجود ہے ان سب نے قبول کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے راہ طے کر کے پیکریہ میں پہونچے دیکھا بدیع الملک پیکریہ میں موجود ہے دفعتاً مثل بلائے بے درماں شاہزادہ سے لپٹ گئے اور گرفتار کرکے عزرائیل کے روبرو لائے عزرائیل نے دیکھا کہ ایک جوان باشوکت و شان ہے جس کی پہلوانی کے مقابلہ میں رستم و سام ہیچ و پوچ ہیں کہا ای جوان اگرچہ تو بہت صاحب زور و طاقت ہے مگر اسوقت جرات کرکے اپنے کو اس قید سے رہا نہیں کر لیتا میں عزرائیل نہیں اگر تجھکو بہزار ذلت و فضیحت ہلاک نہ کیا ہم تجھ سے پوچھتے ہیں کہ تجھکو صرف اپنے زور و طاقت پر اعتماد رہا اور ہماری قدرت و طاقت کو مطلق خیال میں نہ لایا اور ہلابیل سے کہا ای ہلابیل اس جوان خدا پرست کو لے جا کر نہایت حفاظت سے قید رکھو اور رستم ثانی کو تلاش کر کے گرفتار کر لا تاکہ ان دونوں خدا پرستوں کو ساتھ ہلاک کروں ہلابیل نے شاہزادہ بدیع الملک کو لے جا کے ہر ہا کے قریب قید کیا تھا کہ ایک عزرائیل کے سامنے یاقوت نے آکے سلام کیا اور فریاد و واویلا کرنا شروع کیا عزرائیل نے کہا ای یاقوت آج یہ کیا ہے جو تو فریاد و واویلا کر رہا ہے کس نے تجھ پر ظلم کیا اس نے کہا ای ملکہ فریاد ہے اس پیادہ نے آکے مجھ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا کشتی کی نوبت پہونچی نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر غالب آ کے مجھکو اس درخت سے باندھ دیا اور قفس کو درخت سے اتارا اور اس مرغ کو قفس سے باہر لا کے ہلاک کیا اور پھر ایک پریزاد کی گردن پر سوار ہو کے اس ہیکل اور گوہر کو سر سے اتارا اور بغل میں دبا کے راہی ہوا لیکن چلتے وقت مجھکو اس درخت سے کھول دیا اور کہا کہ جا عزرائیل منقش سے فریاد کر اور کہدینا کہ او ملعونہ و مکارہ آمادہ مرگ ہو جا میں تیری جان کا عزرائیل عنقریب آیا چاہتا ہوں دیکھوں تجھ میں کیا قدرت و طاقت ہے اور میرے ہاتھ سے کسطرح تیری جان سلامت رہتی ہے عزرائیل نے بقوت تمام ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا ہائے افسوس ہیکل و گوہر کو با وجود اس طلسم بندی و افسون خوانی کے خدا پرست لے گئے ای یاقوت تجھ سے کچھ نہ ہو سکا جو وہ پیادہ کارروائی کر کے گیا اگر زور و طاقت سے کام نہ نکلا تھا تو سحر و افسون سے کام لیا ہوتا یا کسی طرح کا فریب دیا ہوتا اس نے کہا ای ملکہ کیا کہوں میں نے کوئی دقیقہ سحر و افسون مکر و فریب کا باقی نہ رکھا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر مجبور ہو گیا عزرائیل نے کہا کچھ مضائقہ نہیں اور ہلابیل سے کہا تو یہاں قیام کر ہم جاتے ہیں جس طرح ممکن ہوگا اس پیادہ کا علاج کرینگے اور ہیکل و گوہر مراد کو اس سے لے

آئینے پہ لکھے وہان سے کوچ کیا اسطرف جب شاپور شیر دل مع مرآت شاہ حسب فرمایش حمزہ ثانی
ہیکل و گوہر مراد لیے ہوئے روانہ ہوا اور چند روز کے بعد اشکال کوہ کے قریب پہونچا دور سے
برجہاے طلسم نمایان ہوئے قریب طلسم کے آکے مقیم ہوا دل مین کہا اے شاپور یہ مقام طلسم ہی ہیکل
وغیرہ کو شاہزادہ بدیع الملک کے حوالہ کرنا ضروری امر ہی لیکن جبتک بلاے طلسم مین مبتلا نہ ہون
بدیع الملک تک پہونچنا غیر ممکن ہی ہر چہ بادا باد چلنا چاہیے آگے نزدیک دروازہ طلسم کے پہونچا
بلایات کا ایک طوفان اٹھا یعنے چار شتر سگان طلسمی نے ایک مرتبہ بھونکنا شروع کیا اور چار شتر اژدہاے
آتش فشان اپنی جگہ سے چلے اور چار شتر فیلان کوہ پیکر نے اپنی خرطوموں کو گردش دینا شروع کیا
جو اژدر دروازہ طلسم پر مقیم تھا شاپور کو دیکھ کے ایک مرتبہ اسنے سر اٹھایا اور اس زور سے دم کو کھینچا
کہ شاپور شیر دل اُسکے منھ پر جا رہا اژدر فوراً نگل گیا اسوقت شاپور شیر دل پر ایک نوع کی غفلت
طاری ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آنکھ جو کھولی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا جو نہایت آباد و آراستہ ہی جابجا
بازار مین چہل پہل ہوئی ہی خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہی اہل شہر نے شاپور کو جو ایک مرد بیگانہ دیکھا انواع
اقسام کے حربے لیے ہوئے شاپور کے گرد جمع ہوے اور قصد کیا کہ شاپور شیر دل کو ہلاک کرین شاپور
اس سامان ہلاکت کو دیکھ کر بہت گھبرایا کہا صاحبو تم کیون میری ہلاکت کے درپے ہو پہلے جو کچھ مین کہتا
ہون اسکو سن لو پھر تم کو اختیار ہی ان سب نے کہا اچھا بیان کر کیا کہتا ہی شاپور نے کہا مجھکو
فرعون شاہ نے عزازیل کی خدمت مین بھیجا ہی تم سب بیکار مجھکو ہلاک کرنا چاہتے ہو اگرچہ تم سب کی
نظرون مین بیگانہ معلوم ہوتا ہون لیکن مین تم کو بیگانہ نہین سمجھتا ہون ان سب نے کہا اچھا اگر تجھکو فرعون
نے عزازیل کے پاس بھیجا ہی تو ہمارے ساتھ ہلاہل کے پاس چل ہم تجھکو ہلاک نکرینگے شاپور شیر دل نے
کہا کیا مضائقہ ہی موجود ہون چلو چنانچہ وہ سب شاپور کو ہلاہل کے پاس لاے ہلاہل نے شاپور
کو غور سے دیکھا کہا اے جوان بلند بالا تو کون ہی اور کسواسطے یہان آیا ہی شاپور نے کہا کہ مین فرعون شاہ
کا فرستادہ ہون خاص عزازیل کے پاس آیا ہون اُس سے فرعون کا ایک پیام کہنا ہی ہلاہل نے
کہا وہ پیام کیا ہی مین بھی سنون شاپور نے کہا فرعون شاہ نے منع کر دیا ہی کہ اس پیام کو بجز
عزازیل کے کسی سے نہ کہنا وہ بھی اسوقت کہ عزازیل تنہا ہو پس مین بجز عزازیل کے کسی سے
وہ پیام نکہونگا ہلاہل نے کہا اگرچہ فرعون نے اس پیام کے اخفا مین تاکید کی ہی لیکن مجھسے
اس پیام کو بیان کر دینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی شاپور نے کہا اگرچہ فرعون نے بالتخصیص تیرا نام
نہین لیا کہ اُس سے اس پیام کو نہ بیان کرنا لیکن مین بجاے خود احتیاط کا اقتضا یہ سمجھتا ہون
کہ تجھسے بھی اس پیام کو نہ بیان کرون ہلاہل نے کہا اگر تو اُس پیام کو نہ بیان کریگا تو مین
تجھے قید کرونگا اگرچہ تو فرعون کا فرستادہ ہی شاپور نے کہا تعجب ہی کہ تو فرعون شاہ کا بھی
پاس نہین کرتا ہلاہل نے کہا بات مین شک کی حالت مین فرعون شاہ کے پاس و لحاظ کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتا بلا حرج حکم دیا کہ اس جوان بلند بالا کو اُس زندان کے قریب قید کرو جس مین
وہ دونون جوان مقید ہین چنانچہ ہدہد اور شاہزادہ بدیع الملک کے زندان کے قریب
شاپور شیر دل بھی مقید کیا گیا

غضب ہوا ہماری حفاظت و نگہبانی سے کچھ نہ ہوا ساتھ گز کے قد کا پیادہ ایک شخص کی گردن پر سوار یہان
آیا اپنا مطلب نکالا چلتا ہوا عزازیل نے پوچھا اسکا بشرہ کس قطع کا تھا انھون نے کہا اس طویل القامت
کے چہرہ پر نقاب تھی جسنے اسکی صورت کو نہین دیکھا کیا بتائین راوی کہتا ہے اُسوقت عزازیل کو یقین ہوگیا
کہ یہ حرکت شاپور شیردل کی ہے مسلمانون کے لشکر مین آکے ہر چند تلاش کیا شاپور کا کہین پتہ نہ پایا دل
مین کہا یہان نہین ہے شاید لشکر فرعون مین ہوگا لشکر فرعون مین آکے تلاش کی وہان بھی نہ پایا وہان
سے پھر کے طلسم مین جاکے کوہ پر پہونچا ہلاہل سے پوچھا میرے بعد کوئی یہان آیا تھا ہلاہل نے کہا ہان ایک
شخص آیا تھا اُسکا ساتھ گز کا قد ہے میرے پاس اُسنے آکے کہا کہ عزازیل کہان ہے فرعون نے مجھے ایک پیام
پہونچانے کو اُسکے پاس بھیجا ہے ہر چند مین نے اُس پیام کو پوچھا اُسنے کہا کہ مجھسے فرعون نے تاکید کردی ہے
کہ خبردار یہ پیام بجز عزازیل کے اور کسی سے نہ کہنا عزازیل نے کہا پھر وہ یہان سے چلا گیا ہلاہل نے کہا واہ
ایسے آدمی کو چھوڑنا چاہیے مین نے باحتیاط تمام اُسکو خدا پرستون کے زندان کے قریب قید کیا ہے عزازیل
نے کہا ارے تو نے غضب کیا کہ اُسکو بدیع الملک کے زندان کے قریب قید کیا اب کوئی خدا پرست
مقید نہین رہیگا کچھ عجب نہین کہ وہ سب اُس قید سے رہا ہوگئے ہون اے ہلاہل تو نہین سمجھا کہ وہ
کون ہے آگاہ ہو کہ وہ شاپور ہے مرآت شاہ تکاوندی ہے ہیکل اور گوہر مراد کو لایا ہے بالیقین شاپور اُن
مرآت شاہ نے وہ ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کو دیدیا ہوگا جلدی جاکے انکی خبر لے اور چاہیے
سب کی خبر لے یا نہ لے شاپور کی خبر لے اور اُس سے ہیکل اور گوہر مراد کو لے ہلاہل فوراً وہان سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور چار سو جادوان کامل کو بھیجا اور اُنسے تاکید کہدیا کہ ان تینون قیدیون کو اسی طرح
مسلسل بہ ہوشیاری تمام یہان لے آؤ وہ سب اُس قیدخانہ مین پہونچے اور تہیہ کیے ہوئے تھے کہ اُن
قیدیون کو ہلاہل کے پاس لے جائینگے وہان ان سب کو اُس قید و بند سے رہا پایا سب نے باواز بلند
کہا اے خدا پرستو تم کو کسنے رہا کردیا بارے ہم سب وقت پر پہونچے کہ تم موجود ہو ورنہ کسی طرف چلے
جاتے چلو تم سب کو ہلاہل جادو نے طلب کیا ہے اور ہم سب کو خاص تمہارے ہی لینے کے واسطے
بھیجا ہے بدیع الملک نے کہا اے خیرہ سرو بس اسی مین خیریت ہے کہ یہان سے چلے جاؤ ورنہ اپنے سزاے
اعمال کو پہونچوگے ہلاہل مردود کی کیا وقعت ہے جو اپنے پاس بلائے گا ہم اپنے فعل کے مختار ہین
یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ تم بدبختون کی قید مین مبتلا ہوگئے تھے جاؤ ہلاہل سے کہدو کہ اب ہم ہرگز
تیرے پاس نہین آئینگے اگر تجھے غرض ہے خود ہمارے پاس چلا آ اور جو کچھ کہتا ہو کہہ ہم یہان توقف
کرینگے جب تک وہ نہ آئے گا ہم یہان سے نہ جائینگے یہ سنکے تمام جادوگر مثل بلاے درمان شاہزادہ
بدیع الملک کی جانب جھپٹے شاہزادہ اور شاپور وغیرہ بھی آمادہ حرب ہوئے بگیر و بزن کی آواز بلند
ہوئی تلوارون کی جھنکار زلفک تک جانے لگی چند ساعت تک یہ ہنگامہ گرم رہا بدیع الملک
کی اسوقت یہ حالت تھی کہ تلوار علم کیے ہوئے ہر چہار جانب اُن کفار پر دوڑ دوڑ وار پر وار کر رہا تھا
سر بسر چالاکہ شمشیر او کار کرد ہمہ یکے را دو کرد و دو را چار کرد جب اُن جادوگرون کا بس کچھ نہ چلا
اور بیشتر ہلاک ہوئے فرار پر قرار دیا اور اس حالت مین باواز بلند یہ کہتے جاتے تھے کہ اے
خدا پرستو تمنے ہلاہل جادو کے حکم سے روگردانی کی ہے ہم جاکے اُسکو اطلاع دیتے ہین دیکھو

خبر کوشش کرتا ہون اگر میسر ہو پہونچتا تو جا خبر کرتا ہون ورنہ مجبوری ہے اب شاپور کا حال یہ ہے کہ جب انکی روانگی
کے گروہ پر حملہ کرتا ہے اور وہ جادوگر غائب ہو جاتے ہین تب شکاف زمین سے بلند ہوتا ہے اور آب وطعام انکے نجومین مصروف
ہوتا ہے اور پھر جب جنگ کا خیال آتا ہے تو لشکر کی کثرت بے شمار ہوتی ہے اسطرف مصروف ہوتی ہون ستارہ ست
لڑائی کا رنگ دیکھ کر کون ہو جائے واپس آتا ہے اور جنگ مین مصروف ہو جاتا ہے اسی طرح یہان بہ جنگون
سے مجمع مین در آیا وہ غائب ہو گئے شاپور نے تعاقب کیا حتی کہ ایک مقام پر پہونچا دیکھا ایک قصر
عالیشان واقع ہے اس قصر مین پہونچا وہان کیا دیکھتا ہے کہ رستم ثانی مسند پر بکمال شان و شوکت بیٹھا
ہے شمعدان و مینائے شراب رکھے ہین تو نہین شاپور شیر دل پر نظر پڑی کہا اے شاپور تم یہان کہان بہت عرصہ
کے بعد ہوئے تم کو دیکھا شاپور نے کہا اے رستم ثانی خدا کا شکر ہے کہ تم سے یہان ملاقات ہو گئی مجھکو کیا
معلوم تھا کہ تم یہان مقیم ہو مگر تم بھی میرے شریک ہو آج چار روز کا عرصہ گذرا کہ شاہزادہ بدیع الملک
جادوان ناکارہ سے کارزار مین مصروف ہین اور عظیم ہنگامہ جنگ گرم ہے تم تو ادہر یہان کہان بیٹھے ہو اور کیا
کام کرتے ہو رستم ثانی نے کہا اے شاپور میری حقیقت یہ ہے کہ مین جادوان ناکار کی قید مین مبتلا تھا ابھی
چند روز کا عرصہ گذرا کہ افتخار اختر شمار وزیر بابل نے مجھکو قید و بند سے رہا کر دیا اور یہان لے آیا اب تک
مین یہین مقیم ہون تم یہان تک کیونکر پہونچے کیا سبب ہوا یہ تو معلوم ہوا کہ تم اور شاہزادہ بدیع الملک
کفار سے جنگ و حرب مین مصروف ہو شاپور نے کہا شہریار مفصل حقیقت یہ ہے کہ چار روز سے جوش افزا
ہنگامہ جنگ گرم کیے ہوئے ہین گرسنگی و تشنگی نے غلبہ کا حال مجھ سے بیان کیا مجھکو فکر ہوئی کہ آب وطعام
پہونچانا چاہیے جب ان کفار پر حملہ کیا اور وہ غائب ہوئے اور انکے مکانون مین در آیا اور آب وطعام
تلاش کیا اسیطرح ایک مرتبہ وہ غائب ہوئے مین نے انکا تعاقب کیا حتی کہ یہان تک پہونچا اس قصر کو
دیکھا دل مین آیا کہ اس قصر کی بھی سیر کرنا چاہیے یہان تم کو دیکھا رستم ثانی نے کہا اے شاپور سامنے کے
حجرہ مین آب وطعام بکثرت موجود رکھا ہے جو چاہو لیجاؤ اور مین بھی چلتا ہون یہ کہکے رستم ثانی اٹھ کھڑا ہوا
سلاح تن پر آراستہ کیے شمشیر ہاتھ مین لیے اسطرف شاپور اس حجرہ مین پہونچا دیکھا واقعی قلیہ
قورما کباب کوفتے پلاؤ چلاؤ متنجن وغیرہ طرح طرح کے کھانے خوشبودار و خوش مزہ موجود ہین خود بھی گرسنہ
تھا بلا تکلف بیٹھ کے کھانا شروع کیا جب خوب سیر ہو گیا چند قاب بریان اور کباب رومال مین باندھے
اور ایک صراحی آب سرد کی لیکے حجرہ سے باہر آیا رستم ثانی سے کہا شہریار اگر چلنا ہو تو چلو رستم ثانی
نے کہا چلو مین تیار ہون غرضکہ وہان سے دونون روانہ ہوئے لشکر بابل مین جب پہونچے رستم ثانی
نے ایک نعرہ زہرہ شگاف بلند کیا [illegible] جوان سکار مین تھے جن کا غل [illegible] پہونچا یعنی
ہاتھ سے کہان جاتا ہے سلامت جانا ہوا اسطرف شاپور شیر دل وہ آب وطعام لیے ہوئے شاہزادہ
بدیع الملک کے پاس پہونچا شاہزادہ نے کہا اے شاپور اب تو گرسنگی و تشنگی سے جان بلب ہون
للہ کچھ آب وطعام کی فکر کرو شاپور نے کہا شہریار آب وطعام موجود ہے نوش فرماؤ وہ قاب بریان شاہزادہ
کو دین شاہزادہ نے خوب سیر ہو کے کھانا کھایا پانی پیا خدا کا شکر کیا مع ہدہد کا خیال کر کے باقیہ
طعام لیے ہوئے ہدہد کے پاس پہونچا کہ وہ بھی گرسنہ ہوگا آگے جا کے ہدہد نے سلام کیا اسنے
بھی سیر ہو کے کھانا کھایا پانی پیا بعدہ دونون ہنگامہ جنگ مین آئے رستم ثانی نے بدیع الملک

کو دیکھا اسلام کیا کہا اے شہریار جہان نور چشم نوساں صورت بدیع الزمان برگزیدہ حمزہ صاحبقران مجکو معلوم
ہے کہ عرصے سے ہنگامہ پیکار گرم کیے ہوے ہو چند لمحہ توقف فرماؤ یہی لڑائی کا تماشہ دیکھو مین تازہ دم آیا ہون
بدیع الملک نے کہا ای رستم یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن عرصے سے ہنگامہ جنگ گرم کیے ہوے ہین اور
بے انتہا کسل و کاہلی نے مجھ مین راہ پائی ہے تاہم مجکو اس بات کا خیال ہے کہ یہ جادوگر نہ مکارہ و بدکار
ہین انکے ارق ایک اسم مین وہ طاقت ہے کہ اگر ہزار رستم و افراسیاب ہون تو عہدہ برآ نہین ہو سکتے یہ
تو سہل ہے کہ تم کو جنگ کی اجازت دون اور خود چند لمحہ استراحت کرون مگر نتیجہ بد معلوم ہوتا ہے رستم ثانی نے
کہا ای شاہزادہ عالیجاہ کا رمیری تو رائے یہی ہے آیندہ تم کو اختیار ہے غرضکہ بدیع الملک اور رستم دونون
جنگ و حرب مین مصروف ہوے یکایک ہلاہل جادو کو خبر پہونچی کہ رستم ثانی اختران اختر شمار وزیر
کے یہان سے آیا ہے ہلاہل کو بہت تعجب ہوا کہا جاؤ اختران اختر شمار کو بلا لاؤ لوگ گئے ہر چند
اختران اختر شمار وزیر کو تلاش کیا کہین نشان نہ ملا واپس آکے ہلاہل سے کہا ہم نے وزیر کو ہر چند
تلاش کیا لیکن پتہ نہ پایا معلوم ہوتا ہے کہ خوف کے سبب سے روپوش ہو گیا ہے کمبخت شرارت کی
کہ خدا پرستوں کو مدد دی اگر رستم ہاتھ آیا تھا اُسکو گرفتار کر لینا تھا نہ یہ کہ اُسکو رہا کر دیا اور خود غائب
ہے ہلاہل نے کہا ای فلان اب بات کا خیال بیکار ہے کیونکہ اختران اختر شمار وزیر نے جو کچھ کیا وہ
کیا اگر وہ ہوتا تو معقول جواب لیا جاتا تاکہ دوسرون کو عبرت ہوتی اب یہ فکر کرنا چاہیے کہ شغا است (?)
پسپا ہون اور ہم کو مفر ملے ورنہ جسقدر اس معاملہ کو طول ہوگا بہتر نہ ہوگا ایک جادوگر ہلاہل کے
قریب آیا کہا ای ہلاہل میرا خیال یہ ہے کہ جب تک ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک کے پاس
ہے کوئی جادوگر اُسکے مقابلہ مین سر بر نہ ہوگا اور نہ کوئی سحر یا افسون اسپر کارگر ہوگا فلہذا بہتر یہ ہے کہ پیشتر
بدیع الملک سے ہیکل اور گوہر مراد لینے کی کوشش کی جائے بعدہ جو عمل کیا جائیگا وہ اپنا
اثر دکھائے گا ہلاہل جادو نے کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون لیکن کوئی ایسی تدبیر سمجھ مین نہین آتی کہ
ہیکل اور گوہر مراد بدیع الملک سے دستیاب ہو جائے اگر تجھ سے ممکن ہو تو کیون توقف کرتا ہے وہ
جادوگر تھوڑی دیر متامل رہا بعدہ کہا ای ہلاہل ایک تدبیر سمجھ مین آئی ہے کیا عجب اُسکی وجہ سے ہیکل اور
گوہر مراد وغیرہ دستیاب ہو جائے ہلاہل نے کہا ای غضنفر مین تجھ سے بہت خوش ہونگا اگر تیری کوشش
سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہو جائیگی غضنفر جادو نے اپنی صورت اختران شاہ وزیر کی صورت سے
مشابہ کی شاہزادہ بدیع الملک کے قریب پہونچا رستم ثانی نے کہا ای اختران تم اسوقت کہان آئے
اختران شاہ مکنونی (?) نے کہا شہریار مین اسوقت اس خیال مین مبتلا ہوا کہ اسطرف ایک لاکھ جادوگر
کی جمعیت ہے اور تم صرف چار شخص ہو مشہور ہے کہ ایک کی دو او دو تم چار شخص کس کس کو جواب دوگے اور کہان
کہان پہونچوگے آخر پسپا ہوگے چنانچہ پریشان ہو کے تمھارے پاس آیا ہون کہ تمھارے لیے مشورہ
مین کوئی صورت آسانی کی پیدا ہو بدیع الملک نے کہا ای رستم ثانی یہ کون شخص ہے جس سے تم
ہمکلام ہو رستم ثانی نے کہا شہریار تم نے اس شخص کو نہین پہچانا یہ اختران ہلاہل جادو کا وزیر ہے اور
دل سے مسلمان ہے مین اسکا ممنون احسان ہون سو واسطے کہ اسنے مجکو رہا کر کے اپنے گھر مین چند روز تک مہمان
رکھا اور نہایت خاطر داری و مدارات سے پیش آیا چونکہ یہ ایک مرد نیک نفس ہے فلہذا اسوقت بھی یہ بنظر

خیرخواہی ادا کیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جادوان مکار کی جمعیت کثیر ہے چند نفس تاب مقابلہ نہیں لاسکتے اگرچہ ... بعد ہم
کی مشیت میں کسیکو دخل نہیں ہے لیکن بظاہر اسکا خیال صحیح معلوم ہوتا ہے بدیع الملک غضنفر مکار کی
جانب متوجہ ہوا کہا ای اختران وزیر صاحب تدبیر ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تونے بخوبی خیرخواہی و ہمدردی
یہ کلمہ کہا لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں وراثت یہ کہ ہم یہان مسافر ہیں اور کوئی چارہ کار نہیں سمجھتے اوسنے کہا شہریار
اب جو کچھ میں کہون اسپر عمل کرو تم میرے عقب میں چلے آؤ بدیع الملک نے کہا بہت اچھا چنانچہ وہ
مکار شاہزادہ کو ایک حویلی میں لایا جو ہر طرح کے اسباب ضرورت و زینت سے آراستہ تھی کہا شہریار تم یہان
با آرام و آسایش قیام فرماؤ طعام و شراب وغیرہ جملہ سامان موجود ہے کوئی مانع نہیں بلا تکلف نوش فرما سکتے ہو
جسوقت میں منظور ہو یہانسے برآمد ہوکے جادوان مکار و بدکار سے مقابلہ کرو اور یہ تو یہان آکے استراحت
کر سکتے ہو بدیع الملک کو اطمینان ہوا غضنفر مکار نے اسیوقت دسترخوان بچھایا طرح طرح کا کھانا
چنا سب نے سیر ہوکے کھایا بعد فراغ طعام غضنفر مکار بدیع الملک کے پاس آیا اور آہستہ کہا شہریار
میں نے سنا ہے کہ گوہر مراد اور ہیکل ہزار و یک دانہ لعل احمر تمھارے پاس ہے میں نے بہت کچھ تعریف
اسکی سنی ہے اور یہ بھی میرے گوش زد ہوا ہے کہ ہلاہل جادو وغیرہ اسکی تلاش میں ہیں بابت تم نے ان اشیاء
کی خوب حفاظت کی ہے میں بھی ان اشیاء نادر الوجود کو دیکھنے کا مشتاق ہون ممکن ہو تو مجھے بھی ایک نظر
دکھادو شاہزادہ بدیع الملک کو اس مکار کے فریب سے اطلاع نہ تھی وہ سمجھتا تھا کہ واقعی یہ میرا
دوست خداپرست ہے اور رستم ثانی کے کہنے پر اعتماد کیے ہوئے تھا اسکی درخواست پر بلا تکلف بغل سے
ہیکل وغیرہ نکالی اور غضنفر مکار کو دے کے کہا ای اختران دیکھو یہی وہ اشیاء عجیب ہیں جن کی
تعریف تونے سنی ہے غضنفر مکار نے پہلے بنظر غور ہیکل یاقوت احمر کے ہر ایک دانہ کو اور گوہر مراد
کو دیکھا کہا شہریار یہان تاریکی ایسی ہے کہ میری نظر کام نہیں کرتی اور اب میری نظر میں بھی ضعف پیدا
ہو گیا ہے پس لے کے ہیکل وغیرہ کو لیے ہوئے صحن حویلی میں آیا بدیع الملک سمجھا کہ اختران وزیر ہیکل وغیرہ
کو روشنی میں دیکھ کے پھر یہان چلا آوے گا غضنفر نابکار دروازہ کی طرف بڑھا شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا ای اختران ان اشیاء کو بیرون خانہ لے جانا مناسب نہیں ہے غضنفر مکار نے کہا ای بدیع الملک
تجھ سے بڑھ کے دنیا میں کوئی بیوقوف نہوگا تو نے یہ بھی نہ سمجھا کہ میں اختران وزیر ہون یا دوسرا شخص
ہون اور ان اشیاء نایاب کو بلا تکلف میرے حوالہ کردیا آگاہ ہو میں اختران وزیر نہیں ہون
غضنفر جادو ہون خاص ہیکل اور گوہر مراد لینے کو اختران وزیر کی صورت سے مشابہ ہو کے آیا تھا
اب کیا مجال تمھاری جو مجھسے ہیکل اور گوہر مراد کو لے لو میں جاتا ہون بچو تم خبر اپنی ورنہ کیسی آفت
نازل کرتا ہون بدیع الملک نے نعرہ مارا کہ باش او مکار تو نے بڑا فریب دیا یہ کہکے اسکا تعاقب کیا
غضنفر مردود دفعتاً بدیع الملک کی نظر سے غائب ہوگیا بدیع الملک اسی حویلی میں واپس آیا
مگر نہایت متاسف رستم ثانی نے کہا شہریار بڑی غلطی ہوئی بدیع الملک نے کہا ہاں اور تمھارے ہی
اعتبار پر میں نے اسے ہیکل وغیرہ کو دیدیا کیونکہ تم نے کہا یہ میرا محسن ہے اسنے مجھکو ... چند روز تک
مہمان رکھا خاطرداری سے پیش آیا رستم ثانی نے کہا بے شبہ اختران وزیر نے مجبور کیا اور مہمان بھی
رکھا لیکن یہ مجھکو کیا معلوم تھا کہ یہ موذی اسکی صورت سے مشابہ ہوکے آیا ہے ...

ہو جاتی تو میں ہلاک کرتا زندہ ہرگز جانے نہ دیتا بدیع الملک نے کہا اچھا تو وہ اپنا کام بنا لے گیا غرضکہ یہ
سب اسی حویلی میں مقیم رہے اب اس طرف کا حال سماعت فرمائیے کہ غضنفر جادو ہیکل اور گوہر مراد
لیے ہوئے جیب میں حویلی سے باہر آیا سامنے دیکھا یاقوت جادو چلا آتا ہے غضنفر نے کہا اے
یاقوت کہاں جاتا ہے اسنے کہا میں نے سنا ہے اس حویلی میں خدا پرست مقیم ہیں جنکے پاس گوہر مراد
اور ہیکل ہے اسنے کہا خوب یاد رکھو اگرچہ اس حویلی میں خدا پرست ضرور مقیم ہیں لیکن اب وہ بالکل
بے بس ہیں گوہر مراد و ہیکل میں ان سے لے آیا خاص اس کام کے واسطے آیا تھا میں نے خدا پرستوں
کو بے بس کیا ہے یہ دونوں چیزیں انکے دستیاب ہوئیں ورنہ کسیطرح دستیاب ہونا ممکن نہ تھا یاقوت جادو
بہت خوش ہوا کہا اے غضنفر ہزار ہزار آفرین تیری اس کارروائی پر کہ رب کردی خدا پرستوں سے ہیکل
وغیرہ کا دستیاب ہونا ایک امر عظیم تھا واقعی اسی سے لوگ ہیں کوئی سحر و افسون انکے مقابلہ میں کارگر نہیں
ہوتا ہے اے غضنفر میں نے سنا ہے ہیکل و گوہر مراد کے عجیب و غریب خواص ہیں میں ان کے
دیکھنے کا مشتاق تھا مہربانی کرکے مجھے دکھلا دے غضنفر نے کہا برادر یہ دونوں چیزیں موجود
ہیں تم شوق سے دیکھو یہ کہہ کے گوہر مراد و ہیکل کو جیب سے باہر لایا یاقوت کو دیا یاقوت جادو نے
خوب سے دیکھ کر کہا واقعی یہ وہی ہیکل و گوہر مراد ہے غضنفر نے کہا موجود ہے دیکھ لو یاقوت
نے ہیکل و گوہر مراد کو جیب میں رکھ لیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اس سبکی سے اسکی کمر پر وار
کیا کہ دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا یہاں بدیع الملک اور رستم وغیرہ نہایت پریشان و مضطرب بیٹھے
ہوئے تھے کہ ہیکل و گوہر مراد کیا ہوئی ہیں شاپور شیر دل نے دیکھا یاقوت چلا آتا ہے
بدیع الملک کے قریب آکے سلام کیا شاپور نے کہا شہریارا اسوقت تم سب بہت پریشان معلوم
ہوتے ہو خیریت تو ہے بدیع الملک کو اسکے اسطرح کے آنے سے تعجب ہوا شاپور سے پوچھا
یہ کون شخص ہے شاپور نے کہا اس شخص کا نام یاقوت جادو ہے اسی نے مجکو قصر فرعون تک پہونچایا
تھا اور یہ مہربان بلا طلب [illegible] ہے میں اسکا بہت ممنون و مشکور ہوں بدیع الملک
نے کہا میرے نزدیک بہتر ہوگا اگر اس سے بھی اس واقعہ کا ذکر کیا جاوے جو فی الحال ظہور میں آیا ہے
شاپور نے کہا کیا مضائقہ ہے شاہزادہ نے کہا اے یاقوت تم نے شاپور شیر دل پر کیا احسان کیا
مجھ پر احسان کیا اب یہ تازہ واقعہ سن غضنفر جادو اختران کی صورت سے مشابہ ہوکے یہاں آیا اور
اسطرح آیا کہ ہم میں سے کسی نے نہ پہچانا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مکر و فریب سے ہیکل و گوہر مراد ہم سے لے گیا
یاقوت جادو نے کہا شہریارا تعجب ہے کہ تم ایسے ذی فہم نے ایسا دھوکا کھایا اگر ہیکل و گوہر مراد دستیاب
ہو لیا تھا تو اسکی کامل حفاظت کرنی تھی شاہزادہ نے کہا بھائی اسوقت مجھے مطلق خیال نہ رہا
[illegible] سب کو اسکے حوالہ کر دیا میں سمجھا تھا کہ اختران وزیر ہے اسکی کیا خبر تھی کہ
یہ فریب ہے یاقوت نے کہا پھر اب کیا تدبیر سوچی ہے جو ہیکل وغیرہ پھر ہاتھ آجائے شاہزادہ نے کہا
جو چیز ہاتھ سے نکل جاتی ہے اسکا بار دیگر دستیاب ہونا محال ہوتا ہے یاقوت نے کہا اے والا منزلت
اگر ہیکل وغیرہ بار دیگر دستیاب ہو جائے تو کس قدر خوشی کی بات ہے شاہزادہ نے کہا بیشک
جسکے ذریعہ سے ہیکل وغیرہ دستیاب ہوگی مدت العمر اسکا ممنون رہونگا یاقوت نے ہیکل

وغیرہ کو جیب سے نکالا اور شاہزادہ بدیع الملک کے سامنے رکھ کر کہا شہریارا مجھکو یہ کیا ہے ...
شاہزادہ کی نظر گوہر مراد پر پڑی دل باغ باغ ہوگیا یاقوت کو سینہ سے لگا لیا اور کہا ای برادر یاقوت
سچ کہو یہ عیکل و گوہر مراد کہاں سے ہاتھ آئی اسوقت غضنفر موجود نہ تھا یاقوت نے کہا جسوقت غضنفر
دروازہ سے برآمد ہوا چونکہ مجھکو پیشتر سے خبر معلوم ہوگئی تھی کہ فلاں پرست اس تہ خانہ میں مقیم ہے بات کا
حال دریافت کرنے کو آیا تھا غضنفر کو دیکھتے متوقف ہوا اسوقت غضنفر تہ خانہ کے اندر
میں نے اسکا حال پوچھا اسنے عیکل وغیرہ کا دستیاب ہونا بیان کیا میں نے عیکل کے دیکھنے کی آرزو
ظاہر کی اسنے ان اشیاء کو میرے ہاتھ میں دیدیا میں نے وقت فرصت کو غنیمت جانا ایک تیر وار میں
اسکا کام تمام کیا اور عیکل وغیرہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوا شاہزادہ نے کہا برادر غضنفر نے
بھی ان اشیاء کے دیکھنے کا شوق ظاہر کیا تھا جو میں نے اسکو دیدیں وہ دیکے چلا گیا بجدا کا رسے
گردی باب میں بالکل عیکل وغیرہ کے دستیاب ہونے سے ناامید ہوگیا تھا سو تو میں یاد رکھ ہمت
مردانہ تو اگر عزازیل کا تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونا مقرر ہے تو یقین ہے کہ اس طلسم کی بادشاہی
بھی تیرے نام پر مقرر ہے یاقوت نے کمال ادب سے سلام کیا اور کہا حضور میں عرض کروں اسے سماعت
فرماویں جب تک اس طلسم کی لوح دستیاب نہ ہوگی ان جادوان ناہنجار سے مقابلہ کرنا عبث ہے
بدیع الملک نے کہا مجھکو کیا معلوم کہ وہ لوح کہاں ہے اور کسطرح دستیاب ہوگی یاقوت نے کہا مجھ سے
سنو وہ لوح اس طلسم کی ہلاہل جادو کے پہلو میں رکھی ہے تمہاری کوشش کی کچھ ضرورت نہیں ہے
میں جاتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو اس لوح کو ہلاہل جادو کے پاس سے لیے آتا ہوں شاہزادہ نے کہا خیر
تیری توفیق میں خدا ترقی عطا فرمائے یاقوت رخصت ہوکے روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ ہلاہل جادو
اپنے قصر میں مصروف خواب تھا عالم رویا میں دیکھا کہ ایک نور پیدا ہوا قریب آیا اس نور سے
ایک مرد محترم نورانی صورت نمودار ہوا ہلاہل کے دل میں اس مرد معظم کا رعب طاری ہوا تعظیم کے
واسطے اٹھ کھڑا ہوا بہت ادب سے سلام کیا اس مرد معظم نے کہا ای ہلاہل یہ تیری تعظیم و تواضع محل عبث
ہے ہلاہل نے کہا کیا وجہ ہے اس مرد نورانی صورت نے کہا وجہ تو خود جانتا ہے میرے بیان کرنے کی کیا
ضرورت ہے جس شخص نے دنیا میں حق و ناحق کو نہ پہچانا اسکا پیدا ہونا اور نا پیدا ہونا سب یکساں ہے اسقدر
تیری عمر ہوئی آجتک تو نے یہ نہ جانا کہ مذہب حق کون ہے آج ہم تجھکو خاص یہ اطلاع دینے آئے ہیں
کہ اگر تو اسیطرح کفر و ضلالت میں مبتلا رہے گا ضرور ایک روز خاص شاہزادہ بدیع الملک کے
ہاتھ سے ہلاک ہوگا اگر اپنی خیریت اور دنیا میں چند روز زندہ رہنا چاہتا ہے تو مسلمان ہو جا اس حالت
میں بدیع الملک کے ہاتھ سے تجھکو مطلق گزند نہ پہنچے گی اسنے کہا یا حضرت میں آپ سے بالکل
ناواقف ہوں پہلے اپنے نام و نشان ارشاد فرماؤ اس مرد بزرگ نے کہا ای ہلاہل میرے نزدیک سب
نام و نشان سے بیکار ہے تو ہونا چاہتا ہے اسنے اصرار کیا مرد بزرگ نے کہا مجھکو ابراہیم خلیل اللہ
کہتے ہیں اسوقت ہلاہل جادو کی توفیق آسمانی ایسی رفیق ہوئی کہ وہ فوراً اس مرد نورانی صورت
کے پاؤں پر گر پڑا اور زار زار روتا جاتا تھا اور کہتا تھا ای معظم ذات مکرم صفات اسوقت
تمہاری تنبیہ سے میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں جو مذہب حق سمجھتے ہو مجھے تعلیم فرماؤ مجھ

بڑی غلطی ہوئی جو اجتک ضلالت مین مبتلا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا ہلاہل
بصدق دل مسلمان ہوا نہایت خلوص سے مصافحہ کیا حضرت نے فرمایا ای ہلاہل شریعت اسلام
مین سحر وغیرہ کی سخت ممانعت ہی آیندہ ایسے امور ناجائز سے احتراز کرنا اور یاقوت واسطے لوح کے
تیرے پاس آئیگا تجکو چاہیے کہ تم پہلے اُسکے ہمراہ شاہزادہ بدیع الملک کیخدمت مین جاؤ اور اپنا
مسلمان ہونا ظاہر کرو بعدہ شاہزادہ کو عزازیل کے مکان پر پہونچانا کہ بدیع الملک اُسکو ہلاک کرے
اور یہ بھی تجکو ہدایت کیجاتی ہی کہ یاقوت تیری دختر کا خواستگار ہی اُن دونون کے باہم بلا تکلف عقد
کردے تاکہ عزازیل کا کام تمام ہوجائے اس تعلیم و تفہیم کے بعد وہ حضرت یکایک نظر ہلاہل سے
غائب ہوگئے ہلاہل بیدار ہوا اپنے قصر مین آکے قیام کیا دل مین سوچ رہا تھا کہ طرفہ ماجرا ہی مدت العمر
میری کفر وضلالت مین بسر ہوئی اب مذہب حق اختیار کرنے کا اتفاق ہوا اس اثنا مین یاقوت آیا
ہلاہل کو سلام کیا ہلاہل اُٹھ کھڑا ہوا یاقوت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ای فرزند ہزار ہزار آفرین تجھ پر
تونے بہت بڑا کام کیا یاقوت ہمہ تن حیرت تھا کہ یہ کیا واقعہ ہی آج ہلاہل مجھسے بہت خلق سے
پیش آیا کہا ای ہلاہل آج مین اسطرح کے خلق و لطف سے متعجب ہون یہ کیا امر ہی ہلاہل نے کہا سبب
اسکا یہ ہی کہ آج شب کو حضرت ابراہیم خواب مین تشریف لائے تھے اُنکی ملازمت سے مین بہرہ یاب
ہوا مجکو دین حق تعلیم کیا لیکن اب مین بصفاے قلب مسلمان ہون مجکو شاہزادہ بدیع الملک
کیخدمت مین لیچلو تاکہ اُس شاہزادہ والاجاہ کو عزازیل کے پاس پہونچادون بعد ازان تمام جادوان
موجودہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای یاران من اگرچہ ادنی و اعلی سب تعلقات دنیا مین ایسے مبتلا ہین
کہ آخرت کی مطلق خبر نہین ہی تاہم ہر شخص کا فرض ہی کہ کسی قدر عاقبت کی بھی خبر لے مین تم سے سچ کہتا ہون
کہ شاہزادہ بدیع الملک کا مذہب سچا ہی فرعون ملعون کیا مال ہی اور عزازیل کیا چیز ہی فرعون نابکار نے
بیسون مرتبہ مسلمانون کے ہاتھ سے زک پائی ہی اگر کچھ بھی قابلیت فرعون مین ہوتی تو کیون یہ نوبت پہونچتی
سچا خدا صرف مسلمانون کا ہی اور یہ جو فرعون کہتا ہی کہ دنیا مین جو کچھ ہونیوالا ہی وہ میری مشیت مین پہلے
گذر چکا ہی یہ بالکل جھوٹ ہی اس پلید کو مشیت سے کیا نسبت مین نے ایسے سنگ خارشتی بیشتر دیکھے
ہین میری خوشی یہ ہی کہ تم سب مسلمانون کے خدا کی بندگی اختیار کرو بعضون نے اُسوقت دین اسلام
قبول کیا بعضون نے کہا ای ہلاہل درآنحالیکہ مدت العمر ہم مسلمانون کے خدا سے نابلد رہے اب یکایک
کسطرح اُسکی بندگی اختیار کرسکتے ہین ہان کچھ دلائل حقیت دین اسلام کے بیان کرو اُسکے بعد ہم
دین اسلام اختیار کرینگے راوی کہتا ہی کہ اس شب کے خواب کی برکت سے ہلاہل کے ذہن مین
ایسی وسعت پیدا ہوگئی کہ اُسنے بکمال فصاحت دین اسلام کے حق ہونے کے دلائل بیان کیے
حتی کہ وہ ایک لاکھ جادوگرون کی جمعیت احاطہ اسلام مین داخل ہوئی ہلاہل یاقوت کے ہمراہ
شاہزادہ بدیع الملک کی خدمت مین آیا نہایت ادب سے سلام کیا شاہزادہ نے نہ
پہچانا پوچھا یہ کون ہی یاقوت نے کہا شہریار ہلاہل جادو یہی ہی فی الحال اُسنے دین اسلام اختیار کیا ہی
حضور کی ملازمت کا مشتاق تھا لہذا مین اپنے ہمراہ لے آیا شاہزادہ نے کہا ای ہلاہل مدت مدید
تک تو راہ راست سے برگشتہ رہا اب کیا سبب تیرے راہ راست پر آنے کا ہوا اُس نے کہا

آج شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم خواب میں تشریف لائے دین حق تعلیم فرمایا اور بھی ضروری ہدایتیں
کیں جب میں بیدار ہوا تمام جادوان ہمراہی کو تفہیم و تعلیم کی چنانچہ وہ سب بھی مسلمان ہوگئے
اب میرے ہمراہ چلو تاکہ میں تمکو مقام عزازیل میں پہونچا دوں اسکو میرے حال کی مطلق اطلاع نہیں
ہے ایسی حالت میں بعنوان مستحسن اُسکا کام تمام ہو سکتا ہے شاہزادہ نے کہا خداوند عالم تیری توفیق
میں اس سے زیادہ ترقی عنایت فرماے تیرا واقعہ عجیب و غریب ہے غرضکہ بدیع الملک مع یاران
ہمراہی ہلاہل کے ساتھ اسی وقت روانہ ہوا ہلاہل نے اپنی فوج کو بھی ساتھ لیا اور وہاں سے کوچ
کرگئے برابر تخت سنگ کے پہونچے شاہزادہ سے آہستہ کہا شہریار عزازیل اس پتھر کے نیچے
ہے اب وقت طلب یہ امر ہے کہ اگرچہ میں یہاں تک پہونچ گیا اور تمکو بھی لے آیا ہوں لیکن ایسی حالت میں
کہ یہاں مجمع کثیر ہے اُسکا باہر آنا ایک امر محال ہے البتہ مکر و فریب سے کاربراری ہو جائے تو عجب نہیں
صورت یہ ہے کہ مکر و فریب کیا کیا جائے شاہزادہ نے کہا میرے نزدیک تو فریاد اور واویلا کرو کہ خداپرست
تمکو گرفتار کیے لیے جاتے ہیں تیری آواز سنکے عزازیل پتھر کے نیچے سے نکل آئے تو
عجب نہیں ہلاہل نے کہا شہریار اگر میں آواز زیادہ واویلا بلند کرونگا پس بسبب خوف کے اسکا
زیر سنگ سے باہر آنا غیر ممکن ہے البتہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تم میں سے دو تین آدمی گریہ وزاری
شروع کریں اور کہیں کہ ای ہلاہل بچا قسم ہے عزازیل اور فرعون کے حق کی ہمکو ہلاک نہ کر
جب یہ آواز اُسکے کان میں پہونچے گی اُسکو خیال ہوگا کہ خداپرست قبضہ میں آگئے ہیں پس فوراً
زیر سنگ سے باہر آجائے تو عجب نہیں شاہزادہ نے کہا یہی سہی تم ہی اپنے مطلب کے موافق
دو تین آدمی تجویز کر لو اور انہیں سمجھا دو چنانچہ ہلاہل نے ہدہد اور شاپور شیر دل کی جانب اشارہ
کرکے کہا یہ دونوں اس کام کے واسطے مناسب معلوم ہوتے ہیں شاہزادہ نے اشارہ کیا
دونوں ہلاہل کے پاس آئے اور کہا ہاں بیان کرو کیا کرنا چاہیے ہلاہل نے بار دیگر اُن دونوں
کو بخوبی سمجھا دیا چنانچہ اُس سنگ گران کے قریب جاکے ہدہد و شاپور شیر دل نے باواز دردناک
رونا شروع کیا اور کہا ای ہلاہل صدقہ فرعون اور عزازیل کا ہمکو ہلاک نہ کر ہلاہل نے نعرہ
مارا اور کہا ای خداپرستو تمنے خداوند فرعون کی بندگی نہیں کی اور ہمیشہ اس سے برسر پرخاش
رہے بس ہم تمکو پا گئے ہیں اب ہرگز رہا نہیں کریں گے تمکو میسر اس بات کا خیال نہ آیا کہ ایسے رب
خداوند کی بندگی سے قطع نظر کرکے کہاں رہ سکتے ہیں اور کس طرح جان بری ہوگی اور پکار کے کہا ای
عزازیل ای عزازیل دیکھ تیری خیرخواہی کی وجہ سے میں نے کیا ایسے امر عظیم کو انجام دیا ہے
مسلمانوں کے اعلیٰ سرداروں کو گرفتار کر لایا ہوں جلد پتھر کے نیچے سے باہر آ ان خداپرستوں کے
بارے میں حکم مناسب دے تاکہ اسکی تعمیل کیجاوے اگر دیر ہوگی یہ خداپرست میرے ہاتھ سے
نکل جائیں گے پھر کوئی کارروائی بکار آمد نہ ہوگی آئندہ اختیار ہے جو نہیں یہ آواز ہلاہل کی عزازیل
نے سنی بلند قہقہہ مارا اور کہا ای ہلاہل شاباش ہے آفرین باد برین ہمت مردانہ تو
قسم ہے سرکش فرعون کی کام سے کر دی تو گویا نہیں ہم بہت جلد تجھ تک اپنے کو پہونچاتے ہیں
اور خبردار ان خداپرستوں میں سے کسی کو رہا نہ کرنا انکی ذات سے ہر وقت تردد لاحق حال رہتا ہے

ہلابل نے شاہزادہ کو اشارہ کیا شاہزادہ نے مردمان ہمراہی سے کہا آگے بڑھ کے اس سنگ گران کو ہر چہار جانب سے گھیر کے کھڑے ہو اور اپنی اپنی کمند کو بخوبی سنبھال لو ایسا نہو کہ غزازیل یہاں سے زندہ نکل جائے چنانچہ تمام جادو ان ہمراہی ہلابل اور یاران شاہزادہ بدیع الملک نے اس پتھر کو گھیر لیا کمندوں کو اُس پتھر سے ملا دیا یکایک اُس پتھر کو جنبش ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ ایک چپارہ اُس کنوئیں سے باہر آیا جونہی اسکی نظر شاہزادہ پر پڑی یاران ہمراہی کو دیکھا ارادہ کیا کہ کبوتری کی صورت سے مشابہ ہو کے وہاں سے نکل جائے بعدہ اور شاپور شیردل پیشتر سے ہوشیار بیٹھے تھے فوراً حلقہائے کمند اُسپر پھینکے اور گرفتار کر لیا اُسنے سحر خوانی کے ارادے سے لبکو جنبش دینا شروع کی شاپور نے کہا اے شاہزادہ والا قدر خبردار رہنا ایسا نہو کہ یہ شکار ہاتھ سے نکل جائے اسکے لب سحر خوانی میں حرکت کر رہے ہیں شاہزادہ نے جوالدوزی جیب سے نکالی اسکے منہ پر چڑھادی جسکے سبب سے منہ گویا دوختہ ہو گیا باستحکام تمام بستہ کرکے اپنی جگہ پر اطمینان تمام قیام کیا اور کل سرداروں کو خلعت خاصہ طلب کرکے سب کی موجودگی میں ہلابل کو بخشا اور کہا یہ اگرچہ یہ شخص اول میں گمراہ تھا لیکن اب جو کہ دائرہ اسلام میں بخلوص نیت داخل ہوا ہے پس اب ہم اسکو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں اس طلسم کی حکومت بھی اسکے نام پر مقرر کی بعدہ ہلابل سے کہا ہم تیری دختر کو یاقوت سے منسوب کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ایک روز عمرو عیار سے اسکا منسوب کرنا ضروری ہے پس اگر یاقوت سے منسوب کیجاوے تو کیا مضائقہ ہے اگر تو یاقوت میں کسی نوع کا نقصان بیان کرے تو یہ مناکحت موقوف رہے ہلابل نے کہا شہریار میری کیا مجال کہ حکم والا سے سرتابی کر سکوں انچہ رائے مولا ازہمہ اولے شاہزادہ نے کہا نہیں صاحب اس بارہ میں رائے مولا ازہمہ اولے کو مطلق دخل نہیں ہے اگر کوئی نقص ہو تو بلا تکلف بیان کر دینا چاہیئے میری خواہش یہ ہرگز نہیں ہے کہ میری وجہ سے کسی کو صدمہ پہونچے ہلابل نے کہا اے والا منزلت اسکے معنے یہ نہیں ہیں کہ میں داب و لحاظ کے سبب سے کچھ نہیں کہسکتا میں بھی اس رائے سے متفق ہوں شاہزادہ نے حکم دیا کہ یہ مناکحت بکمال اہتمام و انتظام عمل میں آئے چنانچہ اسی وقت سے اہتمام عروسی شروع ہوا تمام ملازموں کو علی قدر مراتب جوڑے تقسیم ہوئے محفل عیش و نشاط منعقد ہوئی طرح طرح کے باجے بجنے لگے ایک رقاصہ شوخ و شنگ نے نہایت خوش آہنگی سے یہ غزل اس طرح گانا شروع کی

غزل

ستم کے لطف اٹھائے ہیں جفا کے لیے
رہو یہ لباس ہو تجھسا ہی جامہ زیب بھی
وہ شستہ تن ہیں کیا حاکم نہ قضا کے لیے
خوش جہان گیا اے فلک مرے ہو
رہا نہ کچھ بھی مری عرض مدعا کے لیے
مرے مزار کو تو وہ کیا ہے تیر دن سے
فکر ہو انھیں افزایش جفا کے لیے

خدا کرے نہ کسی کا امیدوار وصال
بنا نہ دامن محشر تری قبا کے لیے
برا مزا ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ
غریب خانہ ہے موجود ہر بلا کے لیے
زباں چلالی کیسے قطع ہاتھ ہو گئے ہیں
سنانہ ہے کہ روزن کیسے ہوا کے لیے
ستمگر آنکھ نگہ بغیر رہتوں شوخ

کیا تھا جرم وفا لذت سزا کے لیے
دعائیں مانگتے ہیں ترک مدعا کے لیے
مری خبر کو وہ آئیں تو جلد آئیں کہیں
وہ منتوں سے کہے چپ رہو خدا کے لیے
اثر تو لوٹ لیا بات نے تیری
یہ بند و بست ہوئے ہیں مری دعا کے لیے
رقیب بھی تو ہر سو نہیں بات کرتے ہیں
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کے لیے

صفت کا رتبہ یہاں ذات سے سوا دیکھا
عجب مزہ ہے یہ طول مدعا کے لیے
نہیں ضرور کہ اسکی کوئی خطا ہی کرے
کیا ہے جمع رقیبوں کو مرحبا کے لیے

دعا ہے تجھ سے زیادہ تری وفا کے لیے
کسی زمانہ میں گستاخ ہم بھی تھے اتو
بہانہ چاہیے کیا ظلم ناروا کے لیے
ترے غضب سے ہم اڑ کے جو چھوٹے عشق

ملے تو حشر میں لیلوں زبان ناصح کی
زبان ہے ہر ستائش دل التجا کے لیے
نیا ستم ہے ستمگر کے قتل پہ میرے
خدا کے واسطے دیتا ہے کیوں خدا کے لیے

اس غزل کو سن کے تمام اہل محفل بہت محظوظ ہوئے اس زقاصہ کو بہت کچھ انعام ملا تمام شب عیش و سرور کی محفل گرم رہی صبح کو بہت دھوم سے برات دلہن کے گھر پر پہونچی وہاں بھی بہت کچھ اہتمام و انتظام کیا گیا تھا دو پہر تک وہاں بھی رقص و نوا کی محفل گرم رہی پھر دونوں طرف سے قاضی آئے نکاح پڑھا گیا مبارک سلامت کا غل ہوا براتیوں کو ہار پھول تقسیم ہوگئے دولہ محل میں داخل ہوا تمام رسوم شرعی و عرفی ادا ہوئے تیسرے پہر کو برات واپس ہوئی تمام براتی اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے یاقوت چونکہ عرصے دختر ہلاہل پر فریفتہ تھا آج جو بعد شوق و انتظار بسیار مطلوب دل کو پایا خوشی سے جامہ میں پھولا نہ سماتا تھا مثل مشہور ہے چہ خوش بود ست بعد از انتظارے ❊ کہ یارے برخورد از وصل یارے ❊ ہر مرتبہ ثنا و صفت بار تیغا نے کی بعد شاہزادہ کے منت و احسان کا ذکر کرتا تھا بعد فراغ اس عروسی کے شاہزادہ نے ایک قفس آہنی تیار کروایا عزازیل کو اُس قفس میں بحفاظت تمام بند کیا اور قفس ہمراہ لیے ہوئے طلسم سے باہر آیا راوی کہتا ہے کہ بیرون طلسم رستم ثانی کا لشکر ہے قیامت شاہ و رضوان شاہ و قیامت شاہ و افلاک شاہ وغیرہ پانچ لاکھ سوار کے مقیم تھا اہل لشکر متعجب ہوکر آپس میں کہتے تھے نہیں معلوم شاہزادہ بدیع الملک کس مقام پر وارد ہے اور کس طرح کی دقتیں پیش آئی ہیں جواب تک بیرون طلسم واپس ہونے کا اتفاق نہیں ہوا اہل طلسم بڑے ساحر ہیں خداوند عالم شاہزادہ کو اُنکے سحر و افسون سے محفوظ رکھے یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی بیرون طلسم چلے آتے ہیں چند قدم بڑھ کے سب نے استقبال کیا ہر ایک ملازمت شاہزادہ سے بہرہ یاب ہوا اُس روز وہیں قیام کیا شب بھر سامان کوچ تیار ہوتا رہا دوسرے روز صبح کو وہاں سے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل پیکریہ کے قریب پہونچے پیکریہ میں پیکر شاہ اور گیہان نوجوان کو خبر داروں سے خبر پہونچائی کہ شاہزادہ بدیع الملک مع یاران ہمراہی و فوج کثیر اسطرف آتا ہے انھوں نے استقبال کیا شاہزادہ بدیع الملک پیکر شاہ وغیرہ سے ملاقی ہوا چونکہ آفتاب قریب غروب پہونچ گیا تھا پیکر شاہ وغیرہ نے بامرار کہا اور الا ترجیت شب کو غریب خانہ پر تشریف لیچلو با حضر نوش فرماو شاہزادہ نے کہا اے بادشاہ ابھی مجلو کا سامنے ضروری پیش ہیں یہاں قیام کا پیکر شاہ نے کہا میں زیادہ قیام کے واسطے نہیں عرض کرتا صرف اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ قیام بالکل خراب ہے جب تک منظور ہو غریب خانہ پر قیام فرماو شاہزادہ نے زنانا اسی مقام پر قیام کیا دوسرے روز پیکر شاہ سے رخصت ہوکے پروین حصار کی جانب کوچ کی اب شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی کو مع فوج کثیر ہمراہی جانب پروین حصار روان رکھا جاتا ہے اور کچھ حال نکہت آل فرعون ملعون کا مسطور ہوتا ہے

وصل کے عیش مین شب ہجر کا غم بھول گئے
مہرباں آپ مگر طرز رقم بھول گئے
کتنے بیخوف خطا ظلم و ستم کرتے ہین
وہ ہمین بھول گئے اب انہین ہم بھول گئے
لکھنے بیٹھے تھے انہین حال پریشانی کا
سب کہین کاتب اعمال رقم بھول گئے
لیکے دل آپ جگر چھوڑ گئے سینہ مین
زندگانی کے مزے اہل عدم بھول گئے

یاد رکھنا تھا ہمین جسکو وہ ہم بھول گئے
وعدۂ وصل قیامت مین بھی ہوگا نہ وفا
سچ تو یہ ہے کہ خدا کو یہ صنم بھول گئے
ہے عجب لطف کشش بیخودی شوق مین یار
حرف مطلب کو اٹھاتے ہی قلم بھول گئے
مجھپر احسان کیا وعدہ فراموشی نے
اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے
عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آئے

لکھے یا قہر و جفا مہر و وفا کے بدلے
زبان بھی کہیے گا ترے سر کی قسم بھول گئے
نہ تمنائے ستم یان نہ وہان شوق جفا
دو قدم ٹھیک چلے چار قدم بھول گئے
میری قسمت سے پڑی کچھ غلطی روز حساب
اسکی عادت ہے وہ انداز ستم بھول گئے
ترش تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہے
سب کے سب داغ رہ دیر و حرم بھول گئے

غواصان بحور نکتہ دانی و سیاحان ممالک ندرت بیانی اس داستان حیرت عنوان مین اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ فرعون ملعون اپنے لشکر نکبت اثر مین مقیم ہے ہر روز شب کو مرکب قدرت پر سوار ہوکر آسمان کی طرف جاتا ہے آج حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر اسلام مین نقارۂ جنگ بجایا جائے ایک نقارہ پر چوب پڑی سے دہل زن دہل بنواز تحسین ادہ ہبین دین ادہ دین ادہ دین ادہ کی آواز دہل سن کے خود بھی نقارۂ جنگ بجایا دوسرے روز دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے فرعون قصر معلق سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکے قلب لشکر مین آکے قیام کیا دونون لشکر اس انتظار مین تھے کہ دیکھین کون پہلوان جنگ کو آتا ہے یکایک کیا دیکھتے ہین کہ ایک گرد نمایان ہوا دونون لشکر متعجب ہوکے اس گرد کے جانب متوجہ ہوئے لشکر کنارے آپس مین ترش ہوتے کہا اے فلان دیکھو خداوند فرعون کے قدرت و جلال کو کیسی ضرورت کے وقت کمک طلب کی ہے تھوڑی دیر نگذری تھی کہ لشکر اسلام نے دیکھا قریب دس لاکھ سوار کی جمعیت سے ایک فوج اس طرف چلی آتی ہے حمزۂ ثانی نے حکم دیا کہ جلد خبر لاؤ اس فوج کثیر کا سرگروہ کون ہے چند سردار فوج اسلام کے قریب اس فوج کے پہونچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک اور رستم ثانی مالک و مختار اس فوج کثیر کے ہین فوراً حمزۂ ثانی کی خدمت مین واپس آکے کہا شہریار شہزادہ بدیع الملک عالی وقار صاحب اس فوج کثیر کا اس طرف چلا آتا ہے حمزۂ ثانی بہت خوش ہوا چند سردارون کو بدیع الملک کے استقبال کے واسطے بھیجا شاہزادہ حمزۂ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوا ملازمت حاصل کی حمزۂ ثانی نے کہا اے بدیع الملک خوب وقت پر پہونچے کہو کیا خوشخبری لائے شاہزادہ بدیع الملک کے ساتھ عزازیل کا عرابہ موجود تھا حمزۂ ثانی کی خدمت مین پیش کیا حمزۂ ثانی نے پوچھا یہ کون ہے جسکو باین اہتمام قید کرلائے بدیع الملک نے کہا عزازیل جادو جسکا نام مشہور ہے اور مشیر فرعون کا بہت کچھ بھروسہ ہے یہی ہے حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کے کارنمایان کی بہت تعریف کی اور اہل لشکر سے باآواز بلند کہا اے فارسان میدان جلادت و دلاوری داد و تہمتگان بیجر جرأت و بہادری دیکھو کارنمایان اسکو کہتے ہین جو شاہزادہ بدیع الملک سے ظہور مین آیا آجتک جو فرعون تمہارے دست زبردست سے زندہ اور محفوظ زیادہ عزازیل جادو کے سحر و افسون کا باعث تھا شاہزادہ اسکو گرفتار کر لایا ہے پس یہ سمجھو کہ فرعون

کی تری کی تمام ہوئی کچھ دیر نہیں ہے اگر خدا نے چاہا تو اس مرتبہ تا وقتیکہ فرعون ملعون کا کام تمام نہ کرلیں گے
اس میدان سے واپس نہ جائیں گے ہان اے حامیان دین اسلام و اے بندگان خداوند ملک علام اسوقت
کمر ہمت کو مستحکم باندھ لو اور ارادہ کو مستقیم کرو بدیع الملک نے کہا شہریار اب اس غرازیل کے بارہ
مین کیا رائے ہے آیا اسکو اسی وقت ہلاک کیا جاوے یا توقف کیا جاوے حمزہ ثانی نے کہا میرے نزدیک
اس بدبخت کو اسی وقت ہلاک کرنا چاہیے اگر توقف کیا جائیگا آیندہ خدشہ ہے مبادا بزور سحر رہا ہو جائے
تو پھر اسکا دستیاب ہونا مشکل ہے رستم ثانی نے کہا شہریار میری بھی یہی رائے ہے کہ اسکو اسی وقت ہلاک
کرنا چاہیے چنانچہ اسی وقت دار نصب کی گئی غرازیل کو دار مین لٹکایا حمزہ ثانی نے کہا اے
بدیع الملک پہلے تم نشانہ لگاؤ بدیع الملک نے کہا اگر مجکو منظور ہوتا کہ مین خود اسکو ہلاک کرون
تو خدمت والا مین مقید کرکے لاتا حمزہ ثانی نے ہر چند اصرار کیا بدیع الملک نے نہ مانا آخر الامر
حمزہ ثانی نے غرازیل کی پیشانی پر تیر مارا پھر تو تمام سردارون نے ایک ایک تیر لگا کے غرازیل
کو از سرتا پا غربال کردیا ہنوز رمق جان باقی تھی رستم ثانی نے بدیع الملک سے کہا اے بدیع الملک
اسوقت تمھاری قدر اندازی کا اندازہ کرنا منظور ہے غرازیل کے دونون پاؤن بلند کرتے ہین ایسا
تیر لگاؤ کہ اسکے وسط دماغ سے گذر جائے بدیع الملک نے کہا اے رستم ہمارے نزدیک ابتدا تمھے
ہو تو بہتر ہے رستم ثانی نے باین شرط منظور کیا کہ غرازیل کا قتل میرے نام ہو بدیع الملک نے اس
شرط کو منظور کیا رستم ثانی نے نشانہ تاک کے کمان سے تیر رہا کیا وہ غرازیل کے سینہ تک پہونچ کے
رہ گیا وسط دماغ سے نہ گذر سکا شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اب میری باری ہے مگر یہی شرط مقرر ہے
رستم ثانی نے خفیف ہو کے کہا اب مین اس شرط کو قبول نہین کر سکتا تمام یاران دست راست سرخاموش
ہو گئے اور کہا کیا خوب اپنے واسطے اس شرط کو قبول کر لیا شاہزادہ بدیع الملک کے بارہ مین کیون
عذر کیا جاتا ہے سرداران دست چپ نے کہا یہ بات کچھ بیجا نہین ہے شرط کے قبول کرنے نہ کرنے کا
رستم ثانی کو اختیار ہے خلاصہ یہ کہ اس گفت و شنید مین باہم فساد کی نوبت آگئی تھی مگر بعض انصاف پسند
سردارون نے حمزہ ثانی پر اس فیصلہ کو موقوف کیا جب حمزہ نے اس قصہ کو سنا کہا اے شاہزادہ
بدیع الملک رستم ثانی کے قبول کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہم حسب مراد تمھاری اس شرط کو قبول
کرتے ہین اور اے بدیع الملک اگرچہ یہ شرط قبول نہ بھی کیجاوے تاہم غرازیل کا قتل تمھارے ہی
نام پہ مقرر رہیگا بدیع الملک نے باادب تمام سلام کیا اور ارادہ کیا تھا کہ اسی نشانہ پر کمان سے تیر
کو رہا کرے رستم ثانی نے کمان پر ہاتھ رکھدیا کہا اے بدیع الملک میرا تیر غرازیل کو نصف برما چکا
ہے اب یہ نشانہ مقرر نہین ہو سکتا ہان دوسرا نشانہ قرار دو تو مضائقہ نہین بدیع الملک نے کہا جو نشانہ
تم قرار دو مجھے منظور ہے رستم ثانی نے کہا غرازیل کے پہلو سے اسطرح تیر رہا کرو کہ شانہ توڑ کے اسکے
کان کی لو چھید جاوے بدیع الملک نے بخوشی خاطر منظور کیا اور نشانہ مقررہ پر اس انداز سے تیر مارا
کہ غرازیل کے کان کی لو چھید گئی تمام سرداران دست راست مین ایک آواز سبحان اللہ کی بلند ہوئی
طرفداران دست چپ زرد ہو گئے مگر پھر بھی تعریف مین سب کے سرون کو بے اختیار حرکت ہو گئی
حمزہ ثانی نے کہا اے بدیع الملک مبارک ہو کہ غرازیل کا قتل بلاشرکت غیرے تمھارے نام پر مقرر

ہوگیا اب چلو ان گمرہون کا کام تمام کرو جو اصل غرض اس ہنگامہ آرائی کی ہے اس طرف جو ہین عزازیل کی
روح نحس کو عزرائیل نے قبض کیا صدائے تراق تراق اس زور سے بلند ہوئی کہ دونون طرف
کے اہل لشکر کے دل دہل گئے سب نے گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھا کچھ پتا نہ معلوم ہوا فرعون نے
کہا ای بندگان من مجکو آثار بد نظر آتے ہین اسطرح کی آواز کبھی گوش زد نہین ہوئی ہے آج یہ نئی آواز بھی خبردار
رہنا یکایک قصر معلق کے جانب جو نظر گئی دیکھا اس قصر منحوس کا ایک پہلو متحرک ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب
زمین پر آیا چاہتا ہے فرعون نے دونون ہاتھون سے سر پیٹ لیا کہا ای بندگان خاص ہمارے غضب
ہوگیا معلوم ہوتا ہے عزازیل کی خیریت نہین ہے دیکھو عنقریب یہ قصر جو اسکے سحر و افسون سے معلق قائم
تھا زمین پر آیا چاہتا ہے ہائے غضب میری مشیت مین یہ کیا خراب سامان گذرا اگر مجکو پیشتر سے معلوم ہوتا
تو عزازیل جادو سے کہکے اس قصر کی بنیاد کو علاوہ سحر و افسون کے اور طرح سے بھی مستحکم کرتا کفاران
بدکردار نے کہا ای خداوند اگر قصر منہدم ہو جائیگا تو کیا ہوگا فرعون نے کہا اے بدقسمتو کیا پوچھتے
ہو یہ قصر منہدم ہوا اور تم سب ہلاک ہوئے یہ سنتا تھا تمام کفار فرعون سے لپٹ گئے اور کہتے تھے ای
خداوند ہمکو بچا تیرے سوا اسوقت کسکی پناہ ڈھونڈھین فرعون کا دم بند ہوگیا تھا اور کہتا تھا ارے
میرے کم بخت بندہ مجکو قبل از مرگ کیون ہلاک کرتے ہو وہ کہتے تھے ای خداوند تو کس طرح ہلاک
ہوسکتا ہے تیری ہی مشیت کے موافق یہ واقعہ ظہور مین آیا چاہتا ہے اب ہماری حفاظت کی کوئی تدبیر تھا
اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ کباب مین لاکھون چیونٹیان چمٹی ہوئی ہین اس اثنا مین اڑاڑا دھڑم سے
وہ قصر معلق لشکر فرعون پر آرہا ہزارہا کفار دب کے بیجان ہوگئے بیشتر کے دست و پا دبے ہوئے چیخ
رہے تھے کہ ای خداوند کیا غضب ہے کہ تیرے بندے بیجان ہوگئے اور ہم نیمجان ہو رہے ہین تجکو کچھ
پروا نہین ہے فرعون ہر چہار جانب گھبرایا ہوا دوڑ رہا تھا اور کہتا تھا ای بندگان خاص ہمارے
گھبراؤ نہین ہم موجود ہین جنکا ہلاک ہونا ہماری مشیت مین گذرا تھا وہ ہلاک ہوگئے جو باقی ہین انکی
جان کی خیر ہے جو کفار ہلاکت سے محفوظ تھے وہ کہ رہے تھے ارے خداوند تف ہے تیری اس خداوندی
پر اور ہزار ہزار لعنت تیری کمبخت مشیت پر کہ تو نے ہزارہا بیگناہون کو ہلاک کیا اب ہمکو کچھ تیری
خداوندی سے امید نہین ہے حمزہ ثانی نے جو اس قصر معلق کو منہدم دیکھا کہا ای شاہزادہ بدیع الملک
اسوقت کفار بدحواس ہین اور فرعون بھی بدحواس اور تا پھرتا ہے خبردار ان مین سے کوئی
زندہ جانے نہ پائے بدیع الملک نے فوج اسلام سے کہا ای حامیان دین محمدی خبردار کوئی
زندہ جانے نہ پائے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ مسلمان تلوارین علم کرکے فوج کفار پر آگرے اسوقت
فوج فرعونی کا ارادہ تھا کہ فرار ہو جب دیکھا کہ مسلمانون کے ہاتھ سے رہائی محال ہے ناچار انہون نے
بھی دست از جان شستہ مسلمانون کا مقابلہ کیا جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی کفار ایسے گھبرائے ہوئے تھے
کہ حریف جان کے آپس مین ایک دوسرے کو ہلاک کر رہا تھا فرعون ایک مقام بلند پر کھڑا کہ رہا
تھا ای بندگان خاص شاباش خوب کوشش کرکے اپنے خداوند صاحب قدرت کی مدد کرو کوئی
مسلمان زندہ نہ بچے سب کو آج ہلاک کرو بدیع الملک نے بآواز بلند کہا او گبر زبون فرعون ملعون
تو کیا خرافات بک رہا ہے ہمارا نام دہر آ مقابلہ کر اپنی تمام فوج کو ہلاک کرا رہا ہے او کمبخت اب بھی خیریت ہے

آ بخلوص نیت مسلمان ہو فرعون نے کہا ای بدیع الملک تیرا خیال کس طرف ہی میں خداوند صاحب
قدرت ہوں یہ نہ جانتا کہ یہ میرا قصر معلق منہدم ہو گیا ہی ابھی چاہوں تو ایسے دس بیس قصر تیار کروں
رستم ثانی نے کہا او موذی تو اندھا ہی نہیں دیکھتا کہ تیری فوج کس طرح ہلاک ہو رہی ہی اور تو اسطرح
مزخرف بک رہا ہی فرعون نے کہا مزخرف تو بکتا ہی میں اپنے بندوں کو سمجھا رہا ہوں اور ای رستم
دیکھ تجھکو ہلاک کر کے کیسا اعلیٰ درجہ جہنم کا تجھے دیتا ہوں بدیع الملک نے جو اس سے یہ کلمہ بیہودہ
سنا جنگ و حرب کرتا ہوا قریب فرعون پہونچ گیا فرعون نے جو بدیع الملک کو اپنی
جانب آتے دیکھا کہا ای خداپرست کہاں اس طرف چلا آتا ہی دم میں توقف کر تو میری دولت
وحشمت کے زوال کا باعث ہوا ہی دیکھ کیسی سزائے معقول دیتا ہوں بدیع الملک نے کہا
استغفار کس کا کرتا ہی مقابلہ کر فرعون نے دوڑ کے بدیع الملک پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ اسکے
وار کو رد کر کے چاہتا تھا کہ آ کے کمربند میں ہاتھ ڈالدے فرعون کی کمربند سے ہاتھ مس ہو گیا
تھا کہ وہ موذی کاف جست کر کے دور جا کھڑا ہوا اور کہا ای بدیع الملک تو ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ
میں عوام الناس ہوں آگاہ ہو کہ اگر تجھ ایسے ہزار جوان میری ہلاکت کے درپے ہوں تو میری ہوا کو بھی
نہیں پا سکتے بیکار مجھسے دوچار ہوتا ہی اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہی تو میرے مقابلہ سے درگذر
کر ورنہ قسم ہی اپنے قدرت و جلال کی کہ تجھکو بعذاب سخت ہلاک کرونگا اور بعد ممات بھی تجھکو
عذاب سخت میں مبتلا رکھونگا بدیع الملک نے اس گبر مزور کا تعاقب کیا وہ دور نکل گیا مگر
ہر مرتبہ بدیع الملک کے جانب منہ پھیر کے کہتا تھا دیکھ او خداپرست کیوں تیری شامت آئی ہی جا
اپنا کام کر آخر جنگ و حرب کرتا ہی تو میرے لشکر کے مقابلہ میں جا مجھسے ترمن نہ کر بدیع الملک عاجز
ہو کے واپس آیا اور پھر اسی طرح فوج کفار کے قتل میں مصروف ہوا فرعون بھی پھر اسی مقام [illegible]
واپس آیا اور اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا رستم ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ گبر بیکار کل
تک بنا ہی تو تم اسکے قریب پہونچ بھی گئے پھر بھی وہ بھاگ گیا اب میں جاتا ہوں اگر ہاتھ آگیا تو پھر
اس بیہودہ گو کو ہلاک کرونگا بدیع الملک نے کہا کیا مضائقہ ہی رستم مرکب کو پھیر کر کے فرعون
کے جانب چلا فرعون نے کہا ای رستم کہاں آتا ہی دم میں توقف کر ابھی بدیع الملک میرے ہاتھ
سے جان بچا کر نکل گیا ہی میں نے اسکی ہلاکت سے قطع نظر کی لیکن تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا جونہی رستم ثانی
دیکھ چکا تھا کہ وہ بدیع الملک کے روبرو سے بھاگ گئے دور نکل گیا تھا کہا او کاذب بدیع الملک
کے روبرو سے تو خود بھاگ گیا تھا تیری کیا قوت و حقیقت ہی کہ تو مسلمانوں کا مقابلہ کر سکے اور پسپا
کرے اور بالفرض یہی صحیح ہی اب میں آیا ہوں آ مقابلہ کر خبردار میرے مقابلہ میں ہرگز رعایت نہ کرنا فرعون
نے بڑھ کے تلوار کا وار رستم کے سر پر کیا جس سے رستم کے سر کا خود زمین پر گرا رستم ثانی سمجھا کہ تلوار سر پر
آئی بدحواس ہو کے چند قدم پسپا ہوا فرعون سمجھا کہ یہ خداپرست مجروح ہونے سے محفوظ رہا ہی ابکی اگر اسنے
حملہ کیا تو اسکے ہاتھ سے زندہ رہنا محال ہی وہاں سے بھاگا رستم ثانی کے حواس باختہ ہو چکے تھے اسکی
گریز کو غنیمت جانا وہاں سے لشکر میں واپس آیا یہاں اسیطرح ہنگامۂ جنگ گرم تھا مسلمان فدائی تن جان لڑاتے
ہوئے تھے ہر ایک دوسرے پر سبقت چاہتا تھا ایک نے ایک ہی ہاتھ میں اگر کسی کو دو لخت کیا تو دوسرے نے اس

صفائی سے چور نگ کیا کہ ایک ہی مرتبہ چار دن حصے ہو کر زمین پر گر پڑے بہ جائیکہ تمشیر او کار کرد ؞
یکے را دو کرد و دو را چار کرد ٭ مگر تیغ او آیت سپہ بود ٭ کہ بود شش سرِ سرکشان در سجود
طرفۃ العین میں ہر ایک کے دست زبردست سے ستر ستر اسی اسی کفار خاک ہلاک پر گرتے ہیں کفار بھی
مرنے پر آمادہ تھے زیادہ شاہزادہ بدیع الملک کے خون کے پیاسے تھے موقع ڈھونڈھتے تھے اگر بھی
ملجاتا تھا تو مثل انگشتری اسی جرأت کو گھیر لیتے تھے شاہزادہ بکمال دلاوری اس مجمع کو منتشر کرکے نکل آتا تھا حملے پر حملے
کر رہا تھا خدا کے فضل سے کسیطرح کا خفیف صدمہ بھی نہ پہونچتا تھا تھکنے کے سوا کوئی زحمت نہ تھی مردانہ لڑ رہا تھا

گئے بہ تیزہ گہے با عمود گاہ بہ تیغ	برائے قتل عدو دست او دراز شدہ
شدہ ہی تعدد او دو صدم سپہر برین	بدست و پاش زدی صد ہزار بوسہ زمین

مزہ تابی بدیع الملک کے جنگ و حرب کا تماشا دیکھ رہا تھا ہر
مرتبہ تحسین و آفرین کا نعرہ بلند کرتا تھا فرعون ملعون اس مقام بلند سے اپنی فوج کا دل بڑھا رہا تھا اور شاہزادہ
بدیع الملک سے کہتا تھا اے جوان خدا پرست تیرے سبب سے میرے دل میں پھپھولے پڑے افسوس
اسوقت میرا کچھ دسترس نہیں ورنہ تجھکو ہلاک کرکے اپنے دل کا بخار نکالتا خوشی جشن کرتا شاہزادہ جو اب
دیتا تھا او نابکار مکار خدائے بزرگ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ عزازیل کو جسپر تو بہت مغرور تھا ہلاک کر چکا ہوں روح
ملعون اسکی جہنم میں ہوگی اب تو باقی ہے ان شاء اللہ تیرے جہنم داخل ہونے کا بھی وقت آتا ہے کیوں گھبراتا ہے
فرعون نے کہا او خدائے نادیدہ کے بندگی کرنے والے صرف اس سبب سے گھبرا رہا ہوں کہ عزازیل جادو
کی عدم موجودگی میں قصر معلق زمین پر گرا پڑا رہا بندگان خاص ہمارے زیر قصر دب کے ہلاک ہوئے اگر کوئی حصہ
اس قصر کا تیری فوج پر گرتا اگر تو مع فوج ہلاک ہو جاتا اور مجھکو اطمینان حاصل ہو جاتا شاہزادہ نے کہا تو بڑا
نامرد ہے کہ میری ہلاکت کا اسقدر خواستگار ہے اور پھر مجھسے مقابلہ نہیں کرتا ٭ بیا کہ چند داری زور و نشان بکمان بیا
و گرز گران ٭ اگر زور و طاقت سے مجبور ہے تو اپنی خداوندی کا کوئی کرشمہ دکھاتا کہ میں بھی معلوم ہو اسنے کہا افسوس
عزازیل میرے پاس نہیں ہے ورنہ ضرور کوئی کرشمہ خداوندی دکھاتا ہرگز اسقدر عرصہ اس جنگ و حرب میں نہ ہوتا
ضحاک شاہ نے بآواز بلند کہا اے بدیع الملک اگر جنگ و حرب کا کچھ لطف حاصل کرنا ہے تو اس جنگ
مغلوبہ کو موقوف کرو ایک ایک پہلوان سے مقابلہ ہو بدیع الملک نے اپنی فوج سے کہا اے دلاورو تو
کرو ضحاک شاہ چاہتا ہے جنگ مغلوبہ سب نے توقف کیا اسطرف لشکر فرعون بھی از سر نو صف آرا ہوا

اب بار دیگر اہل اسلام اور کفار کی جنگ و حرب کا حال نظم میں ہوتا ہے

چلنے نہیں میں یار تری گرد راہ کو
دیکھا نہ یار نے مرے حال تباہ کو
عاشق کے گھر میں ہو کہیں شب باش و مہ منیر
سرمہ سمجھتے ہیں جو تری گرد راہ کو
مردان حق کا جاری ہے دنیا میں بحر فیض
فریاد کی مجال نہیں داد خواہ کو
عالم میں ایک بھی نہ رہے صورت آشنا
باطل کرے جو دین رسالت پناہ کو

ذرات ایک تلاش ہیں خورشید راہ کو
مجرم ہیں قدر دان نعیم بہشت کے
یارب سفید کر مرے روز سیاہ کو
ہمراہ آہ کیوں نہ چلی جان ناتوان
درویش تاج بخشتے ہیں بادشاہ کو
کیا صنعت ہے کہ چہرہ پہ ڈرے سے تر
تجھسے تو آئینہ مہر و ماہ کو
رنگین کو اہل گلشن فصاحت و

دستان سرایان چمنستان بلاغت راویان کہانیا
اس خوف سے کہ ہو نہ کہیں دل کو اک ملال
لذت ملیگی خاک کسی بے گناہ کو
اے شہسوار حسن میں اہل نظر وہی
اڑتے ہوا سے دیکھتے ہیں برگ کاہ کو
اس بادشاہ حسن کا امید سے عذر
ہرگز نہیں ہے اٹھنے کی طاقت نگاہ کو
ہندی ہو آسیہ قاصد ادل کا نزول

شیرین تراز گفتار و حاکیان روایات نمکین تراز خندہ و لب شیرین بیان سے نونہال سخن کی یون آبیاری دیتے
ہین کہ جب نخل نوخیز بوستان سلطنت نے فرشتہ شوکت وابستہ شہریار عالیجاہ شاہزادہ بدیع الملک
جلادت شعار بکثرت نوع کفار تہ تیغ کر چکا لیکن فوج کفار پسپا ہوتی رستم ثانی نے از راہ طعن کہا او بدیع الملک
اس مرتبہ تمھاری شجاعت و بہادری کام نہین کرتی شاہزادہ نے کہا او رستم اگر میری شجاعت کام نہین کرتی
تم نے کیا بنا لیا رستم ثانی نے کہا اچھا مین حملہ کرتا ہون یہ کہکے ضحاک شاہ کی طرف جھپٹا ضحاک شاہ
نے دوڑ کے رستم پر تلوار کا وار کیا رستم نے اُس وار کو رد کرکے اپنا وار کیا ضحاک نے بھی اُس وار کو رد
کیا اسیطرح تا دیر رد و بدل رہی نوبت بایجا رسید کہ رستم نے ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ ضحاک دو ٹکڑے
ہو کے زمین پر گرا اسوقت رستم ثانی نے نعرہ مارا کہ او بدیع الملک دیکھو زور دست و بازو اسکو
کہتے مین ضحاک شاہ کو کس صفائی دست سے دو ٹکڑے کیا ہے یہ سن کے بدیع الملک کو غصہ آیا کہا او
رستم اگر تم نے ضحاک شاہ کو ہلاک کیا تو کمال نہین کیا دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین یہ کہکے فرعون
کی جانب گھوڑا بڑھایا قریب پہونچ کے چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے فرعون نے وار کی مہلت
نہ دی خود تلوار کا وار کیا بدیع الملک نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کرکے ایسی لگادی دی
اسکا گھوڑا منہ کے بل زمین پر آ رہا فرعون بھی زمین پر آیا ہنوز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ بدیع الملک
نے اُسکی کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کر لیا اور بجائے سپر قرار دے کے کفار سے جنگ شروع کی
تمام سرداران لشکر اسلام کی زبان پر بدیع الملک کے زور و طاقت کی صفت و ثنا جاری تھی
اور سرداران دست راست آواز بلند کہ رہے تھے او رستم ثانی دیکھو کار نمایان اسکو کہتے ہین جو
اسوقت بدیع الملک سے ظہور مین آیا اُس طرف شاہزادہ اسد قباد شاہ آہن حصار کے
قریب پہونچا قباد شاہ نے اسد کو دیکھ کے کہا او اسد تو اسوقت خوب آیا مین تیری ہی تلاش مین
تھا یہ کہا اور شاہزادہ اسد پر تلوار کا وار کیا اسد نے پشت شمشیر پر اُس وار کو رد کیا اور خود بھی گرز گران
سر کا وار کیا قباد شاہ نے بھی اُس وار کو سپر پر رد کیا اسی طرح رد و بدل ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ اسد نے
قباد شاہ کے کمربند مین ہاتھ ڈالکے سر سے بلند کر لیا غرضکہ کثرت نامعدود نامدار سردار اور پہلوان لشکر
فرعون کے ہلاک اور گرفتار ہوئے بعضے ایسے تھے کہ جنھون نے گرفتاری کی حالت مین دعوت اسلام
قبول کی بعضون نے انکار کیا وہ گرفتار ہونے کے بعد ہلاک کیے گئے ہزارون نے فرار پہ قرار لیا
غرض اسلام مظفر و منصور وہان سے مراجعت کرکے اپنے مقام قیام پر آئی یہان سردارون نے
باہم مشورہ کیا کہ اب تو فرعون قبضہ مین آگیا ہے اور اسکی تمام فوج پسپا ہو چکی ہے علی العموم منادی کر دینا
چاہیے کہ جو کوئی دائرہ اسلام مین داخل ہوگا وہ ہر طرح مطمئن رہے کہ اُس سے کسی طرح کا تعرض نہین
کیا جائیگا اور جو کوئی اپنی ضلالت قدیم مین مبتلا رہیگا اگرچہ کسی وجہ سے بی اسکے حال سے تعرض
نہین کیا گیا ہے تاہم اسکو مطمئن نہ رہنا چاہیے جسوقت موقع مل جائیگا ہرگز اسکے حال سے قطع نظر نہین
کیجائیگی چنانچہ منادیان بازارون مین گئے جا بجا خداوند تعالی شانہ کی صفت و ثنا کے بعد اسی تقریر مسطورہ کو
بیان کیا مع ہذا حقیقت دین اسلام کی بابت بھی طرح طرح کے دلائل پیش کرتے تھے اہل شہر گروہ جمع ہوتے
تھے غور سے اُس تقریر پر دل کرتے اور سمجھتے جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر راہ راست پر آتے اور

وحدانیت باری تعالی کا اقرار کیا الغرض جب مسلمانون نے بجد بلیغ تمام بردون حصار کو مسلمان کیا اور
منافقین کو ہلاک و گرفتار کر چکے بارگاہ حمزۂ ثانی مین آئے حمزہ نے حکم دیا کہ فرعون کو لاؤ اُس سے کچھ
باتین کرنا مقصود ہے چونکہ فرعون کے ساتھ قباد شاد آہن حصاری بھی بستہ تھا دونون گبرون کو
مسلمان اُسی طرح گرفتہ و بستہ حمزۂ ثانی کے روبرو لائے حمزۂ ثانی نے فرعون کی صورت دیکھ کے کہا ای
گبر ملعون تو نے ہم مسلمانون کو سخت تکلیفین دین اب تو ہمارے قبضہ مین ہے جسطرح چاہین تجھے ہلاک کر سکتے
ہین لیکن ہماری غرض اس ہنگامہ آرائی سے محض رواج دین اسلام ہے اس وجہ سے ہم تیری گذشتہ تمام شرارتون
سے درگذر کرین اگر تو بخلوص نیت و بصفائے قلب دین اسلام اختیار کرے ای فرعون جبتک تو صاحب
تاج و تخت تھا جسطرح کی شرارت و ضلالت مین چاہا اپنے کو مبتلا رکھا لیکن اب بغیر راہ راست اختیار کیے چارہ
نہین ہے فرعون اس تمام تقریر کو سر جھکائے سنا کیا بعدہ کہا ای خداپرستو مین نے تمھاری تمام تقریر دین و مذہب
کے بارہ مین سنا اور بیشتر سے اسکا سنا ہوا ہون لیکن میری سمجھ مین کچھ نہین آیا ہان یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ جو کچھ ابتدا سے
میری مشیت مین گذر چکا ہے ہر حالت مین وہی ہوگا اسوقت جو تمنے مجکو گرفتار کیا ہے یہ بھی میری مشیت مین گذر چکا
ہے ورنہ ہرگز تم گرفتار نہ کر سکتے مع ہذا یہ بھی مجکو بخوبی یاد ہے کہ مین تمھارے ہاتھ سے ہلاک نہین ہو سکتا اسواسطے کہ یہ
امر میری مشیت مین نہین گذرا ہے ای خداپرستو اسوقت کی میری تقریر خوب سنو اور یاد رکھو کہ اگرچہ مین تمھارے
ہاتھ سے کیسی ہی تکلیفین اُٹھاؤنگا لیکن بسبب تقدیر نتیجہ سب کا یہ ہوگا کہ میرے ہاتھ سے تم سب ہلاک ہوگے
ای خداپرستو افسوس ہے تمنے مجکو نہ پہچانا کہ مین کون ہون اور کیا قدرت رکھتا ہون ای میرے گنہگار بندو ان
باتون کو سچ کہتا ہون مین نے تمکو اپنی قدرت سے پیدا کیا تمھارے واسطے انواع اقسام کی نعمتین خلق کین طرح
طرح کے اسباب راحت و آسائش مہیا کیے تمھاری تنبیہ کیواسطے اپنے کو کیسی جیسی تکلیفون مین مبتلا کیا ظاہر
ہے پھر بھی تم خواب غفلت سے ہوشیار نہین ہوتے حمزۂ ثانی نے کہا او پلید یہ کیا فرحرف بک رہا ہے نہین
دیکھتا کہ اسوقت تو میرے اختیار مین ہے اگر تجھ مین کچھ قدرت ہے تو کسوقت کیواسطے ملتوی رکھتا ہے فرعون
نے کہا ای میرے نادان بندے تو یہ کیا کہہ رہا ہے تو کتنی ہی مجھپر سختی کریگا لیکن مین اپنے رحم و کرم سے ہرگز باز نہ آؤنگا
اس مرتبہ تمام حاضرین نے قہقہہ مارا حمزہ نے کہا ای حامیان دین اسلام اس ملعون کا دماغ خراب ہے بیکار اس سے
مغز خراشی کرنا ہے لیجاؤ اسے بحفاظت تمام مقید رکھو جسوقت ہم طلب کرین گے لے آنا لازم اسکو اسیطرح
گرفتہ و بستہ لیگئے اور کمال حفاظت و حراست مین رکھا بعدہ قباد شاد آہن حصاری کو طلب
کیا اور اُس سے کہا تیرا کیا ارادہ ہے اگر اپنی جان بچی چاہتا ہے تو دعوت دین اسلام قبول کر ہم وعدہ کرتے
ہین کہ تجھے کسی طرح کا تعرض نہ کرین گے اولادہ گبر سرنگون حمزۂ ثانی کی تمام تقریر سنا کیا
جب حمزۂ ثانی و دیگر سرداران لشکر اسلام نے باصرار اُس سے پوچھا اُس ملعون سیہ درون نے
سر اُٹھایا کہا ای حمزہ بیکار اس مادہ مین کمال پیش کر کے اپنی زبان کو تکلیف دیتے ہو مین نے تمام
عمر خداوند فرعون کی بندگی کی ہے اب میری غیرت ہرگز مقتضی اسکی نہین ہے کہ دین قدیم کو ترک کر کے تمھاری
فہمائش سے خدائے نادیدہ کی بندگی اختیار کرون حمزۂ ثانی نے کہا او نابکار مین خوب جانتا ہون ع
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ * بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد * پھر بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے
تجھے کہتا ہون اور سمجھاتا ہون کہ دین و مذہب کے بارہ مین کوئی معمولی عقل و فہم انسان بھی اس بات

کو جائز نہ رکھے گا کہ بغیر تحقیق کیے دین آبائی پر اکتفا کیے رہے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ کیا تم اپنے دین
آبائی پر اکتفا نہیں کیے ہو حمزہ ثانی نے کہا بیشک میں اپنے دین آبائی پر اکتفا کیے ہوں لیکن حقیقت اس کی
میں نے بخوبی دریافت کر لی ہے اے قباد و بجلد یہ کون سا مذہب ہے کہ ایک بندہ جو ذرا بھی عقل و قدرت بہرہ
نہیں رکھتا اسکی بندگی اختیار کی ہے اسکی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے کہ سرداران لشکر اسلام نے بہ سہولت
گرفتہ و بستہ کر لیا اور اب تک اسی طرح بستہ و گرفتہ حراست میں موجود ہے اگر اسمیں کسی طرح کی قابلیت ہوتی
تو ہرگز کسی حالت میں مجبور نہ ہوتا قباد شاہ نے کہا اے حمزہ مجبوری کا ذکر بیکار کرتے ہو اگرچہ مجھکو بالتحقیق
نہیں معلوم ہے لیکن میں نے سنا ہے کہ مسلمانوں میں بڑے بڑے ذی رتبہ عالم مجبوری میں مبتلا ہوئے اور
یہ بھی سنا ہے کہ انکو ہر طرح کا اختیار حاصل تھا اگر یہ کہو کہ انکو کسی طرح کی قدرت حاصل نہ تھی پس سمجھایا
پرستش کرنا بیکار تھا اور اگر واقعی وہ صاحب قدرت تھے پھر وہ اپنی قدرت کو کیوں کام میں نہیں لائے
قدرت کی حالت میں جو وجہ مجبوری کی انکے لیے قائم کرتے ہو وہی وجہ خداوند فرعون کی نسبت
بھی سمجھو اور ہٹ دھرمی کی تو بات ہی اور ہے حمزہ ثانی نے کہا ہاں اب تو راہ راست پر آیا سمجھ
سن اصل امر یہ ہے کہ جنکا تو ذکر کرتا ہے اول تو وہ نعوذ باللہ خدا نہ تھے البتہ ہم بلند درگاہ باری سمجھ کے
ہم انکو افضل الناس اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ باوجود ہر طرح کی قدرت و
اختیارات کے دنیا کی طرف سے انھوں نے اسقدر روگردانی کی تھی کہ اگرچہ اس عالم فانی میں
موجود تھے لیکن اپنے کو فنا سمجھے تھے لذات دنیا سے مطلق سروکار نہیں رکھا عدل و انصاف کو
کبھی ہاتھ سے نہیں دیا حق پرستی و خداشناسی انکا شعار تھا باوجود اختیار کے دشمنوں کا جور سہتے
اٹھایا کہ حق و باطل کا بخوبی اعلان ہو جاوے زندگی بھر روزہ سے رہے بہر نوع خدا کی یاد میں گزارا جسکے
سبب سے قیامت تک انکو اعلیٰ مراتب حاصل رہیں گے انکی قدرت و اختیارات کا حال
اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا میں صرف قرنہ سرمنیر (?) جہاد کیے جنمیں فتحیاب بھی ہوئے مدد ایزدی
دکھلائے لاکھوں گمراہوں کو راہ راست دکھلائی خاک سے پاک کر دیا زیادہ طول کلام سے کیا
حاصل ہے انکے حالات بے جا اسوقت تک معتبر طریقے سے مکمل موجود ہیں انکی قدرت و عظمت
کا یہی بیچ بات کی شان ہے کہ دشمن بھی سچ کہدے جسکو یقین ہو انکی صفت زمانے کے مخالفوں
سے سن لے قباد شاہ نے کہا اے حمزہ تم جو باتیں بیان کی ہیں سب فرعون میں موجود ہیں حمزہ
نے پھر معجزہ انکی کہا او گیدی فرعون نے کیا سمجھ دیکھا یا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا تھا جس سے ماہ فلک دو حصے ہو گیا تھا تب کہا فرعون نے قصر
معلق اپنی قدرت سے ایسا تیار کیا تھا کہ ہرگز سمجھ میں نہ آتا تھا کہ زمین و آسمان کے درمیان معلق کس طرح
قائم ہے سمجھو تو سب کچھ عظمت و قدرت اس سے ظاہر ہوتی ہے نہیں تو کچھ بھی نہیں حمزہ ثانی نے کہا
درحقیقت قصر معلق عزازیل جادو کے سحر کا نتیجہ تھا فرعون ملعون یا انکے باپ کا اس قصر میں کیا دخل
تھا اور بالفرض وہ قصر معلق فرعون ہی کا ترکیب دیا ہوا تھا پھر نتیجہ کیا ہوا تو نے دیکھا کہ مسلمانوں
کی ادنی نگر سے وہ سحر افسوں کا کرشمہ نیست و نابود ہو گیا قباد شاہ ابن صادی (?) نے اس بات
کا جواب دے کے کہا سنو فرعون نے تمھارے مقابلے میں جنگ و حرب بھی کی اسکو جہاد بھی کہہ سکتے ہیں

اور دشمنون کے ہاتھ مین اپنے کو دے بھی دیا اور پھر بھی رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا حمزہ ثانی نے کہا ایسا
چھاوا کیا کہ جوتیان کھا بین اور بڑی خوشی سے اپنے کو گرفتار کروایا اب بھی اگر موقع پا جاوے چورون کی طرح یہان
سے بھاگے اور پھر اسی طرح شرارت اور بدذاتی سے پیش آئے اور یہ طرفہ ظن خداوندی کا ہی کہ جس
قیصر کو قدرت اعجاز سے مطلق تیار کیا آپ کے پیچھے اپنے پرستش کرنے والون کو دبا کے ہلاک بھی کیا
قباد شاہ نے کہا پھر اسکی مشیت اس امر مین جو مصلحت مرکوز ہوگی اس سے وہی خوب واقف
ہوگا ہم تم کب سمجھ سکتے ہین حمزہ ثانی نے کہا معلوم ہوا کہ تیری سیہ روی تیرے دم کے ساتھ
ہی تیری جان ہی جائیگی آپ نے کہا جو مشیت خداوند فرعون کی بدیع الملک نے کہا فرعون کی مشیت
مین گذرا ہی کہ اگرچہ تو اسکا بندگی کرنے والا ہو لیکن تیرے سر پر خوب جوتیان پڑین اسنے کہا کیا عجب
ہو بدیع الملک نے کہا پہلے فرعون کو ہم تیرے روبرو بلاتے ہین اس سے پوچھ کہ تیری مشیت
مین کیا گذرا ہی اسنے کہا کیا مضائقہ ہی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد فرعون کو حاضر کرو جلد سپاہی گئے
اور فرعون کو اسی طرح بستہ حاضر کیا جو ہین قباد شاہ اہرمن حصاری کی نظر فرعون پر پڑی دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا اے خداوند تو دیکھتا ہی کہ مین زحمت مین گرفتار ہون طرفہ تر یہ کہ خود
بھی بلا مین مبتلا ہی اور کوئی صورت رہائی کی نہین پیدا کرتا آخر صاف صاف نہین بیان کرتا جو کچھ
تیری مشیت مین گذرا ہو اسنے کہا اے قباد شاہ میری مشیت مین یہ گذرا ہی کہ بعد زحمت بسیار تو
رہا ہو جائیگا اور مسلمان تیرے ہاتھ سے ہلاک ہونگے حمزہ ثانی نے کہا اس قباد کے سر پر اچھوت
تمام پانچ جوتیان لگاؤ ایک سپاہی آگے بڑھا اور اپنے پاؤن کا مندہ اتار کے پانچ ضربین اسکے
سر پر لگائین بعدہ حمزہ ثانی نے کہا اے فرعون یہ ضربین بھی تیری مشیت مین گذری تھین یا نہین
فرعون نے کہا اے حمزہ میری مشیت مین جو کچھ گذرا ہی چونکہ عرصہ ہوا مجکو مطلق یاد نہین ہی بالضرور
ضربین میری مشیت مین گذری ہونگی حمزہ نے ایک سپاہی کو اشارہ کیا اسنے ایک دھول فرعون
کے عقب سر پر دی بدیع الملک نے کہا یہ بھی تیری مشیت مین گذرا ہوگا اسنے کہا بیشک
حمزہ ثانی نے کہا لیجاؤ ان دونون پلیدون کو بحفاظت قید رکھو ملازم دونون کو لے گئے اور ایک قید خانہ مین
قید کیا چنانچہ زندان مین قباد نے کہا اے فرعون اس بات کی تو کچھ شکایت نہین کہ خداپرستون کے ہاتھ
سے تکلیفین پہونچین اور اب تک زحمت مین مبتلا ہین ذلت اٹھائی مگر اس بات کا ملال ہی کہ تو صاحب قدرت
ہو کے اپنی پرستش کو رواج نہین دیتا اپنی قدرت نمائی نہین کرتا تاکہ خداپرست تیری عظمت کے قائل
ہوتے اور خدائے نادیدہ کی بندگی سے ہاتھ اٹھاتے تجھپر اعتقاد لاتے تیرے بندون کا دل خوش ہوتا انکا
اعتقاد بڑھتے فرعون نے کہا اے قباد شاہ بس اس سے زیادہ میری پرستش کا رواج کیا ہوگا کہ تجھ سا
بادشاہ عالیجاہ تک میرا بندۂ خاص ہی اور بھی میری بندگی کرنے والے دنیا مین پھیلے ہوئے ہین
قباد شاہ نے کہا ہزارون تیرے بندے تجھسے منحرف ہوگئے خداپرستی اختیار کی یہ کس قسم
کی تیری پرستش کی ترقی ہی اسنے کہا کچھ اندیشہ کی بات نہین ہی اسوقت وہ میرے بندے بنا بر
مصلحت کے خداپرست ہوگئے ہین لیکن باطن مین وہ میرے ہی بندے ہین جب موقع پاوینگے
[illegible] خداپرستون سے انکی سرکشی کا عوض لینگے اور اے قباد مجکو اسوقت تیرا خیال بہت معلوم ہوتا ہی

اور کیونکر نہ ہو پہلے سے بھی ایسا ہی ہے لیکن خبردار اپنے اعتقاد کو درست رکھنا وسوسون کو اپنے دل مین جگہ نہ دینا جب کوئی آدمی کسی زحمت مین مبتلا ہوتا ہے اگرچہ وہ زحمت تھوڑے ہی وقت کے واسطے ہو لیکن زحمت کے دوران مین معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے اس زحمت مین مبتلا ہین اور اب کبھی اس زحمت سے نجات نہین ملیگی برخلاف راحت و آسائش کے اُسکا صاحب ایسا محو رہتا ہے کہ مطلق دنیا و آخرت کی خبر نہین رہتی اس بیان سے میری غرض یہ ہے کہ جبتک تو راحت و عیش مین رہا تجکو مطلق کسی بات کا خیال نہوا اور اس حد کا بار شکریہ ادا کیا جس حد سے تجکو عیش میسر تھا اب تھوڑی ہی زحمت مین اپنے خیالون کو مشکوک کرتا ہے قباد شاہ نے کہا ای خداوند تیرے حق کی قسم میرے خیال مین تیری طرف سے مطلق شک نہین پیدا ہوا خدا پرستون کے ہاتھ سے تیری جو مغلوبی ہوئی اُسکا خیال البتہ ہے کہ فرعون نے کہا یہ ذلت فقط تجھ ایسے بندون کی ہدایت کے واسطے اختیار کی ہے تاکہ تو سمجھے کہ دنیا کو میرے ایک عالم اسباب پیدا کیا ہے کہ اگرچہ ہم اسکے خالق ہین لیکن ہم بھی محفوظ نہین راوی کہتا ہے کہ جبتک یہ دونون اس قیدخانہ مین مقید رہے اسی طرح کی گفت و شنید مین مبتلا رہے دوسرے روز حمزہ ثانی نے پھر ان دونون کو دربار مین طلب کیا دعوت دین اسلام کی سمجھایا مگر بقول سعدی شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ۔ ناکس بتربیت نشود ای حکیم کس ۔ آخرالامر پھر ان دونون کو قیدخانہ مین بھیجدیا مگر اس روز ایک خبردار آیا آتے ہی موقف عرض مین قیام کیا دعا و ثناے صاحبقرانی بجالایا ۔ عمر و دولت دستگیر غارا ہمسان ۔ عہد و اقبال تو توفیق نگار ہمرکاب ۔ و مجلست را ہمیشہ گل دگر کامدل ۔ عمارت از بنیان مرو قیمت آفتاب ۔ ای شہریار عالیقدر بندہ اسوقت بضرورت راہ مین چلا جاتا تھا دیکھا چند شخص آپس مین باتین کرتے چلے جاتے تھے کہ فرعون شاہ خدا پرستون کی قید مین مبتلا ہو گیا ہے اور قباد شاہ حکمران حصار بھی اُسکے ساتھ قید کیا گیا ہے التہاب آتش پوش ایک جادوگر ایک لاکھ جادوان آتش پوش کی جمعیت سے اس طرف چلا آتا ہے اسکو مفصل اس واقعہ کی خبر پہونچی ہے اب خدا پرستون کی خیریت نہین معلوم ہوتی ہے تمام خدا پرست آتش جادو سے جلکے خاک سیاہ ہو جائینگے آجتک التہاب آتش پوش نے کسی پر توجہ کبھی نہین کی تھی کیونکہ عالم مین کوئی اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا ہے بہنگام محاربہ و مجادلہ اسقدر آتش باری کرتا ہے کہ تمام میدان حرب طبقۂ جہنم معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی بدیع الملک کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا ای دلاور دوران اگرچہ خداوند عالم ہر وقت اپنے بندہ کا حامی و مددگار ہے لیکن پھر بھی محل خوف ضرور ہے کیا بندوبست کیا جاوے بدیع الملک نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے خداے ما بزرگ ست یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا خبردار آیا اور عرض کی ای والا منزلت ایک شخص عجیب الخلقت دربارگاہ پر حاضر ہے اور حضوری چاہتا ہے حمزہ ثانی نے کہا بلاؤ وہ پیادہ سیاہ رو بارگاہ مین آیا اُسکے سر پر نصف قدآدم سیاہ دمدار ٹوپی اسی طرح از سرتاپا سیاہ پوشش مگر عجیب الوضع اور مسلح و مکمل تھا اُسنے دربار مین آتے ہی ٹوپی سرسے اتار لی فوراً اس ٹوپی سے بلند شعلۂ آتش نمایان ہوا اور ایک حالت قائم رہا تمام حاضرین دربار اس واقعہ عجیب اور اسکی ہیئت غریب کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت ہو گئے اس پیادہ نے حمزہ کے اوپر دست چپ منہ پر رکھا دست راست کو چند مرتبہ گردش دی یعنی اپنے طریقہ کے موافق حمزہ ثانی کو سلام کیا حمزہ ثانی نے پوچھا تو کون ہے اس پیادہ سیاہ رو نے اس کلاہ طویل کے ایک گوشہ سے لفافہ نکال

اور پڑھکے حمزہ ثانی کے ہاتھ مین دیا اور ایک جانب استادہ ہو گیا حمزہ ثانی نے سرنامہ پر اپنا نام دیکھ
کے چاک کیا خط نکالا لکھا تھا ہزار ہزار صفت وثنا نار خداوندگار وجسم لطیف جرم کرتے کار کی جسنے آسمان کو معلق
بنا کے اپنا مقام قیام قرار دیا اور زمین کو اپنے بندون کی سیرگاہ مقرر کیا اپنے ہی جرم لطیف سے ایک جزو فرعون
مین شامل کر کے عزت بخشی یہانتک کہ خداوند کہنے کی اجازت دی ای خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والے
حمزہ ثانی ہماری سماعت مین گذارش ہو کہ تونے نہین معلوم کس طرح کے مکر و فریب سے ایسے ذی مرتبہ
خداوند نار سے نظر کردہ کو مقید کیا ہے اور اسکے قصر معلق کو منہدم کر کے زیر قصر اسکے بندگان خاص کو جلا دیا اب
خیریت اسی مین ہے کہ بمجرد دیکھنے اس تحریر کے نظر کردہ خداوند نار کو قید و بند سے رہا کر دے ورنہ یقین سمجھ
کہ تجھے اور تیرے تمام لشکر پر اسقدر آگ برساؤنگا کہ دفعتاً سب خاک سیاہ ہو جائینگے مین ہرگز تمکو نہ لکھتا
صرف اس غرض سے لکھا کہ شاید خداوند نار کو یہ بات ناگوار خاطر ہو کہ ہمارے بندون کو بغیر متنبہ کیے ہلاک
کیا جب اس مضمون کا نامہ حمزہ ثانی کی نظر سے گذرا وہ نامہ بدیع الملک کو دیا اور کہا اسکا جواب
تم خود تجویز کرو بدیع الملک اس نامہ کے جواب مین مصروف ہوئے اس طرف حمزہ ثانی نے اس
پیادہ کو قریب اپنے بلایا اور کہا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اسنے کہا میرا نام اخگر جادو ہے التہاب آتش پوش
کا نامہ بر ہون حمزہ ثانی نے پوچھا تیرے سر پر یہ شعلۂ آتش کیسا ہے اسنے کہا التہاب آتش پوش کے تمام
نوکرون و اعلی ملازمون کے سر پر اسی طرح کا شعلۂ آتش ہے جسوقت التہاب آتش پوش کسی دشمن پر فوج کشی
کرتا ہے بہنگام مقابلہ تمام فوج کے شعلہ ہاے سر اسقدر بڑھتے ہین کہ دشمن مخالف جل کے خاک سیاہ ہو جاتی
ہے اور ہر ایک صاحب شعلہ کو یہ اختیار ہے کہ جسوقت جسقدر منظور ہو اپنے شعلہ کو بڑھائے مع ہذا یہ بھی
خصوصیت ہے کہ التہاب آتش پوش ہے جو دیوتا یہ کہ اپنی غیبت مین جسکے شعلۂ سر کو چاہے قائم رکھ سکتا ہے
لیکن اس صاحب شعلہ کو التہاب آتش پوش کی غیبت مین شعلہ بڑھانے کی قدرت نہین رہتی اس عرصہ مین
شاہزادہ بدیع الملک نے جواب نامہ تیار کیا حمزہ ثانی سے کہا شہریار یہ جواب نامہ حاضر ہے حمزہ ثانی
نے کہا باواز بلند پڑھو تاکہ سب سن لین بدیع الملک نے جواب نامہ پڑھنا شروع کیا (جواب) سے

شکر اسم ایزد پاک را — که زیاده ده طارم تنگ
کہ خورشید را صورت جام زد — از شراب شفق در خم شام او

جس ذات مجمع صفات نے بے نہایت سے آسمان کو بے ستون قایم کیا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت
اگائے رنگا رنگ پھول کھلائے حیوانات کو پیدا کیا انسان کو جملہ موجود پر شرف بخشا وہ خدا اسمہ واحد
لاشریک سب کی بھگی جھولی ہے صرف اسی کی پرستش ٹھیک ہے ای عادل و بیغیرت کہ مین اپنا معبود برحق
جانتا ہون آپکی قدرت کو مانتا ہون آپکے فضل و کرم سے امیدوار ہون اور یون عرض کرتا ہون کہ تونے میری آبرو
رکھ لی بجا ہے زور شیر بد ذات و مکار کو سزا دی گوہر گرانمایہ سے سرخرو کیا اپنے بندہ کو عنایت فرمائے فرعون ملعون
کیا وقعت رکھتا ہے جو اپنے کو خداوند کہتا ہے خدائے جل وعلا کے بندون مین سے وہ بھی ایک بندہ ہے
مگر دیوانہ آپنے جو اسقدر سرکشی کی سیر کیا یا خدا میرا حامی و مددگار تھا آپنے امانت کا انس ہو گئے

عداوت کی تو سزا پائی ہے — آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد — ہر چند ہراسان و پریشان باشد
از بند الم نجات یابد در دم — ہر مشکل سخت پیش او آسان باشد — ایسے نابکار مشرک کی یہی سزا ہے
سر جاہلان بر سر دار ہے — کہ مشرک بجز ذلت کارنایاب — اور ابھی کیا ہے عنقریب اس کبر مکار کو بہیر از حسنت

جہنم واصل کرونگا اسکی شرارت و بدذاتی کا قرار واقعی عوض لونگا اذا التتاب آتش پوش یاد رکھ
کہ عنقریب تیری بھی شامت دامنگیر ہی جو تو فرعون کے بابہ میں تعرض کرتا جاتا ہی صرف بنظر آگاہی یہ
کلمہ لکھا ہی ورنہ ہم کسی وقت میں تیری سرکوبی سے عاجز نہیں ہین سہ بیا تا پنجہ داری ز مردی نشان
فقط جب نامہ ختم ہوا حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے کہا تم لوگون نے التتاب شاہ کے نامہ کا
جواب سنا اور جو کچھ تم لوگون کی رائے ہو وہ بھی سند سے کر دیا جاوے سب نے کہا شہریار جو کچھ لکھا گیا
بہت مناسب ہی زیادہ طول سے کیا فائدہ غرضکہ وہ جواب نامہ مغوف کرکے اُس قاصد بوالعجب
وضع کو دیا جب اسطرح کا جواب التتاب آتش پوش کی نظر سے گذرا شعلۂ غضب اُس جسمی
کا اور زیادہ بھڑکا کاروان وزیر دست راست اسوقت موجود تھا التتاب شاہ اُسکی
جانب متوجہ ہوا کہا ای کاروان خداپرستون کا آجکل غلبہ ہی مین نے تحقیق خبر سنی ہی کہ فرعون
کو انھون نے گرفتار کر لیا اسی بنا پر مین نے مسلمانون کو نامہ لکھا اُس نامہ کا یہ جواب آیا ہی اب تیری کیا
رائے ہی یہ کہکے وہ جواب نامہ کاروان کو دکھایا اُسنے پہلے از اول تا آخر جواب نامہ دیکھا بعدہ
کہا ای بادشاہ اگرچہ فرعون شاہ کی گرفتاری کی حالت مین خداپرستون سے تعرض کرنا ضرور ہی
لیکن میری رائے یہ ہی کہ قبل تعرض کے اپنے نتیجہ پر غور کر لیا جاوے سہ مرد آخر بین مبارک
بندہ ایست ۔ اگر اُنکے تعرض کا وہی نتیجہ ہوا جو فرعون شاہ کا ہوا تو ہرگز کسی طرح کا
تعرض نہ کیا جاوے مثل مشہور ہی کہ جان ہی تو جہان ہی کاروان وزیر دست راست کی یہ
تقریر سنکے آتش نہاد وزیر دست چپ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا تعجب ہی کہ ایسے اشخاص جو عمدہ دار
ہوکر رکن اعظم سلطنت کے سمجھے جاتے ہین سامنے بادشاہ کے ایسی فال بد زبان سے نکالین
بالخصوص کہ مسلمانون کے مقابلہ مین جنگی کوئی سبق نہین ہوا دیر بادشاہ کو چاہیے کہ خداوند
فرعون کا بدلہ ضرور مسلمانون سے لے کاروان وزیر نے کہا ای آتش نہاد فال بد و فال
نیک پیشہ خوشامدی لوگون کا ہوتا ہی اور سلطنت مین فال کوئی شی نہین ہی بلکہ رائے صائب ہونا
چاہیے اور یہی رکن سلطنت کا فرض ہی کیونکہ ادنے غلطی رائے مین ہزارہا آدمیون کی جانین ضائع
ہو جاتی ہین اور دعوے بغیر دلیل کے درست نہین ہو سکتا کس طرح معلوم ہوا کہ مسلمانون کی
کوئی سبق نہین ہوا آتش نہاد نے کہا دلیل واضح یہ ہی کہ مسلمان سحر و افسون کے قائل نہین ہین
بلکہ سحر و ساحری کو برا جانتے ہین پس جب وہ سحر کو نہین جانتے ایک ادنے افسون سے انکے
مقابلہ مین وہ کام نکل سکتا ہی جو لاکھون آدمیون کی مدد سے نہین نکل سکتا کاروان نے کہا
ہان یہ صحیح ہی کہ مسلمان سحر و ساحری سے نفرت کرتے ہین مگر یہ بھی خبر ہی کہ سحر و افسون مسلمانون کے
مقابلہ مین اثر نہین کرتا ای آتش نہاد اگرچہ تو نے میری رائے مین ایک ایسا اعتراض کیا ہی کہ بادی
النظر مین صحیح معلوم ہوتا ہی لیکن اگر بادشاہ نے تیری رائے کو قبول کر لیا بہتر ہوگا التتاب آتش
پوش نے کہا ای کاروان تیری رائے بالکل غلط ہی واقعی ہماری وقعت و حقیقت ایسی نہین کہ مسلمانون
کے مقابلہ سے قطع نظر کرین اور بالفرض مسلمانون کے مقابلہ مین ہم سبقت نہ لیجاوینگے پھر بھی ہمکو
یہ بات پسند نہین ہی کہ فرعون ایسے خداوند صاحب عظمت و جلال کی مدد و حمایت سے پہلوتہی کرین

کاروان نے کہا شہریار مجھکو حیرت ہے کہ خداوند فرعون نے باوجود اس قدرت و قابلیت کے حمزہ
کے ہاتھ میں اپنے کو گرفتار کر دیا مجھکو تو ایسی سزا دی ہوتی کہ مسلمان ابھی گستاخی کی سزا سمجھتے التہاب شاہ
بہت برہم ہوا اور کہا ای کاروان پہلے گستاخی یہ کی کہ ہمارے روبرو مسلمانوں کا صاحب زور و طاقت
ہونا ظاہر کیا اور اسپر طرہ یہ کہ فرعون کی خداوندی میں شبہ ظاہر کرتا ہے خبردار اب ایسا کلمہ زبان پر جاری
نکرنا ورنہ سزاے سخت کا مستوجب ہوگا اور یہ خوب یاد رکھ کہ میں مسلمانوں سے خداوند فرعون کا بدلہ
ضرور لونگا اگرچہ میری تمام فوج مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاے کاروان نے اس مرتبہ کچھ
جواب نہ دیا سرنگون ہو کے سکوت کی التہاب شاہ آتش نہاد وزیر دست چپ کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا ای وزیر چونکہ میں نے تیری راے سے اتفاق کیا ہے پس تو ہی اس فوج کشی کا بانی
سمجھا جاوے گا مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچ کے فوراً نقارہ جنگ بجانا چنانچہ جب وہ لشکر
بیشمار جلو وان بعد گروہی کا مسلمانوں کے لشکر کے قریب پہونچا اسی روز شب کو نقارہ جنگ
بجا حمزہ ثانی نے فوج کفار کے طبل جنگ کی آواز سن کے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجایا
جاوے چنانچہ فوج اسلام میں بھی نقارہ جنگ بجایا گیا ؎ ز نقارہ آواز آمد برون پر کرد دشت
و گردون دون تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی مسلمانوں نے
دیکھا کہ لاکھوں شعلے سرخ آسمان بلند میں اور بیشتر شعلے ایسے بلند ہیں کہ آسمان سے جا لگے ہیں اور
کبھی آسمان سے انگاروں کا مینہ برستا معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی کے حواس باختہ ہو گئے بدیع الملک
سے کہا ای جوان بدیع الملک دیکھتے ہو یہ کیا سامان پیش نظر ہے بدیع الملک نے کہا شہریار یہ تمام
کرشمہ سحر کا ہے خیر کیا مضائقہ ہے کچھ تردد کی بات نہیں ہے انشاء اللہ ان کفار کے افسون و سحر کا کوئی مدد
نہیں ہوسکیگا غرضکہ صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوے نازرہ جادو ایک پہلوان
پیل توان میدان میں آیا اور باواز بلند کہا ای خداے تاویر واک پرستش کرنے والو کون ہے تم میں سے
ایسا جو میرے مقابلہ کو آئیگا شاہزادہ رستم ثانی اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر ردوبدل رہی آخر رستم ثانی نے
ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ چاروں پانوں اسکے مرکب کے قلم ہو گئے نازرہ جادو جست کرکے زمین پر آیا
اور اسنے بھی اسی طرح کا وار کیا رستم کے مرکب کے بھی چاروں پانوں قلم ہو گئے لیکن رستم کو جست کرنے کی
مہلت نہ ملی منہ کے بل زمین پر گرا نازرہ جادو نے چاہا کہ خنجر کا وار رستم کے سر پر کرے اس اثنا میں بدیع الملک
نے قریب پہونچکے نعرہ مارا کہ او کافر فرعون پرست خبردار ایسی جرات نکرنا میں تیرا سرکوب ہو پہنچا ہے اسپر ایک ایسا وار تلوار کا
کیا کہ نازرہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا روح ناپاک اسکی جہنم میں پہونچی اس دوران میں ہزارہا افسون و سحر پیدا ہوے
ان کفار نے بدیع الملک کی طرف پھونکے جیسے اژدہے ہزارہا شعلے بدیع الملک کے قریب آئے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک صاحب لوح سحر تھا کسی طرح کا گزند نہ پہونچا پھر دوسرا پہلوان سام مقابلہ کو نکلا اور بعد ردوبدل
بسیار وہ بھی شاہزادہ کے ہاتھ سے جہنم نصیب ہوا اسی طرح شام تک ستر پہلوان شاہزادہ کے مقابلہ کو آئے
اور سب یکے بعد دیگرے جہنم واصل ہوے آخر الامر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس
گئے ادہر التہاب آتش پوش بہت حواس باختہ ہوئے آتش نہاد وزیر دست چپ کو بلایا اور کہا ای آتش نہاد
یہ کیا سامان پیش نظر ہے ایسا تو وہی نتیجہ پیش آئے جو کاروان نے بطور پیشگوئی بیان کیا تھا آتش نہاد

نے کہا شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے آج نہین کل کی میدان داری مین مسلمان ہلاک ہونگے کہان تک اور کہانتک
ہمارے سحر و افسون کو رد کر سکین گے التہاب شاہ خاموش ہو رہا شب کو طبل جنگ دونون لشکرون
مین بجا دوسرے روز پھر صبح کو میدان مین صف آرائی ہوئی آج پھر وہی کیفیت ظہور مین آئی جو اول روز ظہور
مین آئی تھی شام کو جب طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کاروان وزیر التہاب شاہ
کے پاس آیا اور کہا شہریار مجھے کچھ عرض کرنا ہے بشرطیکہ جان بخشی ہو التہاب شاہ نے کہا جو کچھ تجھکو کہنا ہے
بلا تکلف کہہ اُسنے کہا چونکہ مین نے مدت العمر بادشاہ کا نمک کھایا ہے مقتضاے نمک حلالی یہی ہے کہ حتی الامکان نقصان
سے محفوظ رہنے کی رائے دیتا رہون اگرچہ کسی طرح سے میرا نقصان بھی متصور ہو مین نے پیشتر ہی عرض کر دیا
تھا کہ مسلمانون کے مقابلہ مین سر بہ ہونا ایک امر خلاف قیاس ہے اور بہت بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمان رد سحر رکھتے
ہین ہرگز سحر و افسون انکے مقابلہ مین کارگر نہوگا مگر میری گذارش کے جانب اعتنا نکی گئی مزید بران آتش نہاد
وزیر نے میری گذارش پر اعتراض کیا شہریار دو روز کی میدان داری مین دیکھا کیا نتیجہ ظہور مین آیا اب بھی
خیریت ہے کہ اگر مسلمانون سے جدال سے تعرض نکیا جاوے ورنہ تمام فوج کام آجاویگی حتی کہ سلطنت پر بھی زوال
آجاوے تو عجب نہین آیندہ اختیار ہے رہا خداوند فرعون کا مقدمہ اسکے بارے مین میری یہ راے ہے کہ خداوند اگر نجات
کی قدرت رکھتا ہے تو خود ہی اپنی نجات کی تدبیر پیدا کریگا اور اگر اُسکی مشیت مین یہ گذرا ہے کہ مسلمانون کے ہاتھ
سے ہزار ذلت و فضیحت ہلاک ہو پھر کون ایسا ہے جو اسکی مشیت مین دخل دے سکتا ہے ہر طرح وہی ہوگا جو ہونا ہے
التہاب آتش پوش کچھ سمجھا آتش نہاد وزیر دست چپ موجود تھا بدلے زہرہ شگاف کہا اے کاروان
نادان خاموش رہ بادشاہ کو خواہ مخواہ خائف نکر مسلمانون کی سفاکی کا خوف نہ دلا لینے کے ہم ذمہ دار ہین اور اگرچہ خداوند
فرعون کی مشیت مین جو کچھ گذرا ہے وہی ہوگا لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ اُسکی مدد سے جہانتک ممکن ہو پہلوتہی
نکرین اگر مشیت خداوندی پر بھروسہ کیا جاوے تو دنیا مین کوئی کسواسطے کسی امر مین سعی و کوشش
کرے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہین دنیا عالم اسباب ہے یہان بے سبب کوئی امر ظہور مین نہین آتا کیا عجب ہے اگر
خداوند فرعون کی مشیت مین یہی گذرا ہو کہ بادشاہ کی سعی و کوشش فرعون کی رہائی کا باعث ہوگی
اُسکی مشیت وہ ہو جانے کسیکو کیا خبر ہے بس اب خبردار اس بارہ مین تو کچھ نکہنا جو صورت پیش آئیگی ہم دیکھینگے
اُس روز پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی آج شاہزادہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی جنگ و
حرب مین شریک نہوا بیشتر مسلمان معرض ہلاکت مین آگئے اور قریب تھا کہ فوج اسلام پسپا ہو حمزہ ثانی خود مرکب
پر سوار ہو کے جنگ مین شریک ہوئے شعلہاے آتش سحر مسلمانون کو ہلاک کرنے لگے یہ خبر شاہزادہ بدیع الملک
کو پہونچی اُسی حالت علالت مین مرکب پر سوار ہو کے میدان حرب مین آیا شاہزادہ کا میدان مین آنا تھا
کہ رد سحر کی وجہ سے تمام شعلے معدوم ہو گئے التہاب آتش پوش نے دیکھا کہ اب لڑائی کا رنگ
دگرگون ہوا چاہتا ہے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا چونکہ بدیع الملک کی طبیعت نادرست تھی طبل جنگ
نبجنے کو غنیمت سمجھا اپنے بستر استراحت پر چلا گیا اور دونون طرف کی فوجین اپنے اپنے مقام کو واپس
آئین حمزہ ثانی بدیع الملک کی عیادت کے واسطے آئے مزاج پرسی کی شاہزادہ نے کہا الحمد اللہ
کہ آج درد سر شدت سے ہے حمزہ ثانی نے کہا اے بدیع الملک خیریت ہوئی کہ تم وقت پر میدان جنگ مین پہونچ گئے
ورنہ آج ہماری فوج کے پسپا ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہا تھا لڑائی کھنچتی ہے ابھی ہفتہ تک ہر روز یہی تماشا

رہا انھوں نے سوز عین ہنگامہ آرائی مین دور سے سیاہی نمودار ہوئی تھوڑی دیر کے بعد مسلمانون نے
دیکھا کہ ہزارہا صحرائی درندے مثل بلاے بے درمان اس طرف چلے آتے ہین اور آتے ہی التہاب شاہ کی
فوج مین شامل ہو گئے ایک طرح کی انکی صورتین نہ تھین ہر ایک کی صورتین دوسرے سے جداگانہ اور
نہایت مہیب تھین جسکو دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا تھا یہ لشکر سہمہ جادو کا تھا اسکو دفعتاً التہاب آتش
پوش سے ہنگامہ کی خبر پہونچی مدت سے دونون مین باہم اتحاد تھا دو لاکھ فوج بہایم کی لیکے مدد کیواسطے پہونچا
آتے ہی سب نے مسلمانون پر حملہ کیا رد سحر کا سبب تھا جو مسلمانون نے انکو تہ تیغ کیا اور التہاب آتش
پوش بھی گرفتار کر لیا گیا فوج بے سر تاب مقابلہ نلائی پسپا ہوئی بکثرت طعمہ نہنگ جوہر ہوئی باقی بھاگ گئی
مسلمانون کو فراغ حاصل ہوا حمزہ ثانی دربار مین آئے التہاب کو اپنے روبرو طلب کیا دعوت اسلام کی
اسنے انکار کیا کہا اگر تو مسلمان نہوگا تیری جانبری دشوار ہے اسنے کہا مجھکو ہلاک ہونا منظور ہے حمزہ نے اسیوقت
اسکو دار پر کھینچ دیا اور تمام سردارون نے اسکو تیرباران کیا عیارون نے قارورون کے ذریعہ سے
اسکی لاش کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا اور خاک کو ہوا مین اڑا دیا حمزہ ثانی کے حکم سے دفتر مین شاہزادہ
بدیع الملک کے نام فتح فرغونیہ لکھی گئی چند روز مین تمام ملک فرغونیہ کا بندوبست کیا گیا ملکہ غزال
نے شاہزادہ بدیع الملک کی عروسی کا بندوبست ہونا شروع ہوا تمام شہر فرغونیہ آئینہ بند ہوا خواجہ
یاقوت اس عروسی کا مہتمم تھا مفصل اس عروسی کا ذکر کرنا سبب طول ہے خلاصہ یہ کہ اس عروسی مین
ایسا بندوبست ہوا جو کبھی کسی عروسی مین نہین ہوا تھا مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ اس کثرت سے
بخشش ہوئی تمام فرغونیہ کے ایک ایک محلہ کے ایک ایک گھر مین پانچ پانچ دیگین پلاؤ زعفری کی ایک ایک
دیگ قورمے کی مع شیرمال و باقرخانی و کباب وغیرہ ایک ایک شیرینی کا تخت لگا کے بھیجی گئین انکے ساتھ زربفت
کا ایک ایک دیبا و دستہ خوان طلائی و نقرئی و بلوری متعدد ظروف بھی بھیجے گئے جو بعد شادی کے واپس
نہین منگائے اسی طرح جملہ سامان کو قیاس کرنا چاہیے برات کے روز وہان شب کو قدرت خدا کی نظر آتی بعد
فراغ عروسی حمزہ ثانی نے ملک فرغونیہ شاہزادہ بدیع الملک کو مرحمت کیا ہرچند کہ بدیع الملک نے
عذر کیا کہ مجھکو ملک و مال کی خواہش نہین ہے البتہ حضور کی نظر عنایت میرے واسطے بہت کچھ ہے ملک و مال کچھ
حقیقت نہین ہے حمزہ ثانی نے کہا ہماری خوشی یہی ہے شاہزادہ نے قبول کیا اور اپنی طرف سے ملک فرغونیہ خواجہ
یاقوت وزیر کو بخشا اور وہان کا حاکم مقرر کر دیا خواجہ یاقوت نے کہا شہریار ملک فرغونیہ مجھکو مرحمت
ہوا اگرچہ ممنون ہون مگر مجھکو ہر صورت مین اپنا تابع فرمان سمجھو دولت ایمان ایسی عطا ہوئی اسکا شکریہ ادا نہین
ہو سکتا بدیع الملک نے کہا اے خواجہ دولت ایمان مین نے کیا عطا کی تمہاری سرنوشت مین یہ دولت تمکو میسر
ہونا لکھا تھا غرضکہ چند روز تک حمزہ ثانی نے وہین قیام کیا بعدہ وہان سے کوچ کرکے باختر کی جانب روانہ ہو
اب حمزہ ثانی کو جانب باختر روان رکھا جاتا ہے اور حال مین تورج بد اسکے ہمدم فرسان کی کیجاتی ہے

مجکو ہمیشہ جسکا کھٹکا لگا رہا
نہ آیا بانکپن مین جو تسما لگا رہا
تنہا گیا جو سیر کو آہون کے ساتھ مین
تنہا دکو مرے یہی کھٹکا لگا رہا

کیسا ہمارے دل مین یہ کیا تماشا ہوا
اقرار اسنے کب کیا انکار سے سوا
آنکھون کا دونون آنکھ سے پیغام آ گیا
مدت کے بعد آج مرے ہاتھ آ گئے

قاتل تو ایک وار مین دو ٹکڑے کر گئے
صحبت رہی مگر یہ بکھیڑا لگا رہا
سر کو ٹیک ٹیک کے قفس مین یہ رہ گئے
برسون تمہارے گمان مین جدا لگا رہا

مشتاق دید سیکڑوں آئے چلے گئے	دن رات کوے یار مین میلا لگا رہا	اندھیر شہر مین رہا انکے بناو سے
ہوا تو نہین مستی آنکھوں مین سرمہ لگا رہا	اس آفتاب حسن کے تیرا بھی شراب	تا صبح میرے منہ سے پیالا لگا رہا
ہرگز ہوا نہ قصد اسلام و کفر پاک	شیخ اور برہمن مین بکھیڑا لگا رہا	آیا شب فراق مین دم بھی نہ اسکو خواب
آزاد کو خیال تمہارا لگا رہا		

راویان حکایت صدق و صفا ناقلان روایت حیرت انتما مخبران مشام کان
و محرران خلوتکدہ حال تاریکان شود بےبود و آزادگان سلسلہ وحدت وجود حقیقی و اعتبار جبری و اختیاری اس
طرح سے رقم کرتے ہین کہ جب بدترین مردود سگ خارشتی یعنی تورج بدرگ نے آکے سکندر چوپان کو
لشکر مین بادشاہ مقرر کیا راوی کہتا ہے کہ سکندر زمرد شاہ سے بالکل مشابہ تھا تورج بدرگ نے اسکا نام زمرد شاہ
مقرر کیا اور اپنے تمام لشکر مین اس بات کی منادی کروی کہ یہ زمرد شاہ ہے اسکی اطاعت اختیار کرو جو کچھ حکم کرے
اسکی تعمیل واجب جانو اگر کوئی ذرا بھی کسی نوع کی سرتابی کریگا اپنے اعمال کی سزا سے معقول پائیگا یہ حکم جاری
کرکے بعدہ جو انگشتری سکندر کے پاس تھی اسکو لیلیا اور اسکے اسم کو پڑھ کے دم کیا فوراً چار ہزار نرہ دیو کی
جمعیت وہان آموجود ہوئی تورج بدرگ کو صف بستہ سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہے کیون ہمکو طلب کیا
ہے تورج نے کہا تم مین سے سب کا سردار کون ہے ایک دیو کوہ پیکر بصدائے مہیب ظاہر حاضر کرتا ہوا
سامنے آیا سلام کیا بعدہ دست بستہ عرض کی کیا حکم ہے تورج نے کہا حکم یہ ہے کہ اپنے سرداران ماتحت کو حکم
دے کہ وہ سب کوچک باختر مین جائین اور وہان کے بادشاہون کو ہمارے روبرو حاضر کرین
انکو بت پرستی کے رواج کی ضرورت ہے انمین سے جو کوئی بت پرستی قبول کریگا اسکو رہائی دی جائیگی چنانچہ
وہ دیو کوچک باختر اور باختر مین گئے وہان کے بادشاہون کو لائے انمین سے ایک بادشاہ کو تورج نے اپنے
روبرو طلب کیا اور کہا اے فلان تجھکو خاص بت پرستی قبول کرنے کیواسطے طلب کیا ہے تیرا کیا ارادہ ہے اسنے کہا
جان کا صدقہ مال ہوتا ہے اور ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے مین ہرگز اپنے دین قدیم سے قطع نظر نہین کرونگا
اسنے کہا اگر اپنے دین قدیم سے قطع نہین کریگا تو مین بھی تیری ہلاکت سے قطع نظر نہین کرسکتا اور اسیوقت
جلاد کو بلا کے اسکو ہلاک کیا اسیطرح تمام بادشاہان باختر و کوچک باختر کو یکے بعد دیگرے اپنے روبرو
طلب کیا جسنے بت پرستی اختیار کی اسکو رہا کردیا اور جسنے انکار کیا فوراً ہلاک کیا اور چند روز مین تمام باختر
اور کوچک باختر کو اپنا مطیع فرمان کیا ایک روز کا ذکر ہے کہ بقصد شکار ایک طرف چلا جاتا تھا سامنے ایک پہاڑ
نظر آیا جب قریب پہونچا زیر کوہ دیکھا ایک باغ ہے نہایت سرسبز و شاداب میوے گوناگون لگے ہوے
خوشرنگ بوقلمون ہر طرف نہرین جاری ملا سر قدرت باری بالا سے کوہ ایک قصر عالیشان سنگ مرمر کا
بنا ہوا ہے اسکے دروازے اس باغ کی جانب کھلے ہوئے ہین اور دروازون پر چلمنین پڑی ہوئی ہین تورج
بدرگ اس قصر رفیع و وسیع باشان و شوکت کو دیکھکے متعجب ہوا اس ارادہ سے کہ اس قصر کے حال سے مطلع ہونا چاہیے
اس قصر کے قریب ہوکے اگر داخل قصر ہے برآمد ہو تو حقیقت دریافت کرون کہ یکایک بالاے قصر سے صدائے رشک سرود آیا
تب اور زیادہ متعجب ہوا کہ اس قصر مین کون رہتا ہے بالاے قصر چلمن کو حرکت ہوئی معلوم ہوا کہ کوئی عورت چلمن کے
قریب آئی چاہتی ہے ایک گوشے کو اٹھا کے باہر کیطرف دیکھا بجلی کی کوندی تھوڑی سی دیر کے بعد ایک نازنین سراپا
حسن عالم سوز رخش خورشید را شمع شب افروز لبش در خندہ صبح عید نوروز شکر لفظ شکر بوس و شکر خندہ
نمکین بوس لب حیات صحبت چاشنی تند چو در جلوہ دیدہ وا سرشمہ زخارا خون کشاید چشمہ چشمہ

حیا بر نقاب ماہ رو پیش   صبا نشنیدہ ہرگز رنگ و بویش   کانون میں فقط دو دو سبز آویزے
کان میں مرصع خوبصورت مختصر کیل اسی طرح کا سادہ مگر پر تکلف لباس پہنے صدر دروازہ سے باہر نکلی
اور تورج کے پاس آکے ادھر تا پا غور سے دیکھا کہا اے شخص تو کون ہے جو اس طرح بیباکانہ باغ میں چلا آیا
ہے تجکو اس بات کا مطلق خیال نہ آیا کہ صاحب باغ کیا کہیگا خیریت اسی میں ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف
واپس جا ورنہ اگر صاحب خانہ کو خبر ہو جائیگی تو تو ہلاک کیا جاویگا تورج نے دلمیں کہا کہ یہی نازنین
صاحب قصر سمجھا تھا صاحب قصر نہیں معلوم کس مرتبہ کا شخص ہے کہا اے نازنین میں اپنے ارادہ سے ہرگز اس
قصر رفیع کیطرف نہیں آیا ہوں بلکہ حسب اتفاق اسطرف چلا آیا ہوں اب چونکہ یہاں پہونچ گیا ہوں اور تجھے دیکھ
لیا ہے تیرا کمال ممنون ہونگا اگر تو یہ بتادیگی کہ مالک قصر کون شخص ہے اور نیز اندرون قصر رقص و نوا کی آواز کیسی آتی
ہے اس نازنین نے کہا اس قصر عالیشان کا مالک خواجہ بشیر ملک التجار نام ایک سوداگر ذی رتبہ ہے اسکی دختر بلند اختر
اس قصر میں رہتی ہے جسکا نام ملکہ ناز پرور ہے اور میں اسکی خادمہ ہوں ملکہ کو ازبس کہ رقص و نوا کا شوق ہے اسواسطے
اکثر ہر روز ناچ گانا ہوا کرتا ہے لیجئے میں نے مفصل حال بیان کردیا اب یہاں سے روانہ ہو تورج نے
دست بستہ کہا اے سراپا حسن و نازنین چاہتا ہوں کہ اس ملکہ صاحب قصر کو بھی ایک نظر دیکھ لوں اس پر نازنین
برجبین ہوکے کہا تو کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے حواس درست کر کیا خوب تجکو کیا خبر تیری کیا حقیقت ہے وہ اس ملک آفاق
کو دیکھے سچ کہتی ہوں یہاں سے خیریت چلا جا ورنہ آفت میں مبتلا ہو جائیگا اگر خواجہ بشیر کو تیرے یہاں آنے کی
اطلاع ہو جائیگی وہ ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑیگا تورج نے اس نازنین کے پاؤں پر سر رکھدیا اور کہا جہاں تو نے
اسقدر مجھپر احسان کیا ہے کہ مفصل حالات سے مطلع کردیا وہاں میری یہ خواہش بھی پوری کردے اور اے نازنین آگاہ
ہو کہ میں بھی کوئی عوام الناس سے نہیں ہوں اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہوں یہاں کے رقص و نوا کی
آواز ایسی ہی خوش آیند معلوم ہوئی جو مجھے اسقدر التجا کی ورنہ میں خود ہزاروں ہنگامہ رقص و نغمہ گرم کرسکتا ہوں
وہ نازنین سمجھی کہ دیوانہ ہرگز اپنی بیہودگی سے باز نہ آئیگا تاوقتیکہ اپنی بیہودگی کی سزا نہ پائیگا اور تورج کے
جانب نظر تیز و تند دیکھ کے کہا اچھا تو یہاں توقف کر میں آتی ہوں یہ کہکر پھر اس قصر میں چلی گئی وہاں ملکہ
ناز پرور سے جا کے دیر کے بعد آکے دیکھا کہا اے سمن بو تو بہت دیر کے بعد آئی کہاں تھی اس نے کہا اے
ملکہ کیا کہوں عجیب واقعہ دیکھا ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ میں بارہ دری کے اسطرف گئی جلمن سے باغ کی طرف
دیکھا معلوم ہوا کہ کوئی غیر مرد باغ میں وارد ہے بیرون قصر جاکے اس سے پوچھا تو کون ہے یہاں کیوں آیا اسنے
کہا حسب اتفاق میرا اسطرف ورود ہوا جب اس سے کہا کہ تو یہاں سے چلا جا تو اسنے قصر و مالک
قصر کا حال پوچھا میں نے مالک قصر کا نام بتایا اب وہ کہتا ہے کہ ملکہ صاحب قصر کو مجھے دکھادے اور یہ بھی
کہتا ہے کہ میں عوام الناس سے نہیں ہوں بلکہ صاحبقران عصر ہوں میرے نزدیک وہ ہرگز بسہولت
یہاں سے نہ جائیگا تاوقتیکہ دو چار مرد جاکے اسکو باغ سے نہ نکالینگے ناز پرور ہنسی اور کہا اے سمن بو
تیری تقریر سے عجیب طرح کی بو آتی ہے اور قریب ملکہ کے آہستہ کہا سچ بتا کیا وہ شخص تیرا کوئی آشنا ہے سمن بو
نے ہزاروں قسمیں کھائیں اور کہا ملکہ عالم تعجب ہے کہ تم میری نسبت اسطرح کا گمان دلمیں لاؤ میں کیا جانوں
وہ دیوانہ کون ہے کہاں سے باغ میں نازل ہو گیا قربان تمھارے مذاق کے مجکو اسطرح کا مذاق نہیں ہے
وہ مردود کیا یاد ہوش ہے جو میرا آشنا ہوگا ملکہ ناز پرور نے کہا اے سمن بو اسقدر برافروختہ کیوں ہوتی

یہ سنا تھا کہ تمام عورتین ہاتھون مین اپنے پاؤن کی جوتیان اُٹھا کے دوڑین اور تورج بدرگ پر زد و کوب ہونا
شروع ہوئی اسقدر پیٹا کہ تمام نشہ ہرن ہوگیا ایک ایک کی جانب دیکھ کے الحاح و زاری کرتا تھا اور کہتا
تھا ای نیک بختون اپنی خوشی سے یہان نہین آیا جب تم نے بلایا تو مین یہان آیا اگر تم کو میرا یہان آنا ناگوار
تھا تو مجکو یہان نہ لائی ہوتین ایسا مجھ سے تم کو کبھی کی خصومت تھی جو یہان لا کے مجکو ہلاک کیا انھون نے
کہا ابھی کیا ہلاک کیا ہی اب بیشک تو ہلاک کیا جاوے گا او بت پرست موذی تجھے پیشتر ہی سمجھایا تھا
کہ بغیر اجازت باغ مین کیون چلا آیا واپس جا مگر تو نے نہ سُنا مدیبران ملکہ عالم سے ملاقات کی خواہش
ظاہر کی تیری کیا وقعت و حقیقت ہی جو ملکہ عالم سے ملاقات کرے گا تورج نے کہا صاحبو مجکو سزا
مل چکی اب تو مجکو چھوڑ دو انھون نے کہا ابھی تجکو سزا نہین ملی ہی خواجہ بشیر ملک التجار جو مالک
اس قصر کا ہی وہ تجکو قرار واقعی سزا دے گا ہم عورت ذات ہین ورنہ ہم ہی تجکو معقول سزا دیتے ہین
غرضکہ ان حبشنون نے مضبوط بستہ کر کے چند سپاہیون کو دروازہ پر بلایا اور تورج کو انکے حوالہ کر کے
کہا اس موئے کو بہ ہوشیاری تمام خواجہ کے پاس لے جاؤ اور تمام واقعہ کو بیان کر دینا وہ سپاہی تورج
کو خواجہ بشیر ملک التجار کے پاس لے گئے خواجہ اسوقت کسی وجہ سے متنغض بیٹھا تھا دیکھا
ایک شخص گرفتہ و بستہ چلا آتا ہی پوچھا یہ کون ہی لوگون نے حقیقت حال کو بیان کیا خواجہ ازبسکہ
پیشتر ہی سے برہم بیٹھا تھا اس واقعہ کو سُنتے از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا تمام ملازمون کو جمع کر کے کہا
اس نابکار کو خوب زد و کوب کرو بمجرد اس حکم کے یہان بھی زد و کوب شروع ہو گئی حتے کہ تورج جان بلب
ہو گیا کہتا تھا ای خواجہ مین اپنی خوشی سے قصر مین نہین گیا ایک نازنین سمن بو نام مجکو قصر
مین لے گئی خواجہ نے سمن بو کو بلایا اور پوچھا ای سمن بو یہ مردود کہتا ہی کہ مجکو سمن بو قصر مین لیگئی
مین اپنی خوشی سے نہین گیا سمن بو نے کہا یہ موا جھوٹا ہی جب مین نے اسکو اس باغ مین دیکھا
منع کیا کہ یہان توقف نہ کر اسنے نہ مانا مدیبران ملکہ ناز پرور کی ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہرچند
مین نے سمجھایا اسنے نہ مانا جب یہ باغ سے باہر نہ گیا تب مین نے ملکہ عالم سے اطلاع کی ملکہ عالم
کو غصہ آیا کہا وہ نابکار میرے باغ مین آیا اسکو سزا دینا چاہیے چنانچہ گرفتار کر کے یہان بھیج دیا خواجہ
بشیر نے کہا اس مردود کو بہ زد و کوب کر کے اسکے منھ کو سیاہ کرو گردن مین پرانی جوتیون کا ہار
ڈال دو پشت خر پر اسطرح سوار کر کے یہان سے نکال دو کہ جانب منھ پشت ہو اور دم کی جانب
اسکا منھ سیاہ ہو چنانچہ تورج بدرگ کا منھ سیاہ کیا گیا اور پشت خر پر سوار کر کے وہان سے
نکال دیا گیا اسنے راہ مین ایک چشمہ سے منھ دھویا گردنت کو راہ مین چھوڑا بہزار خرابی و دشواری اپنے
مقام قیام پر پہونچا لوگون نے اسقدر عرصہ کا سبب پوچھا تورج نے شرم سے کچھ نہ کہا مگر دل مین
خواجہ بشیر ملک التجار کا بغض بیٹھا ہوا تھا ہر روز ارادہ کرتا تھا کہ فوج و لشکر لے جا کے خواجہ بشیر
سے اسکی بدعتی کا عوض لون آخر ایک روز اس ارادہ کو مصمم کر کے روانہ ہوا راہ مین ہوا سے پنجہ
پیدا ہوا اور تورج کو اُٹھا لے گیا چند لمحے کے بعد آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک بادشاہ عالیجاہ کی
مجلس مین دیکھا سوچا ایسا نہ ہو یہان بھی پاپوشون کا سامان ہو جاوے نظر نیچی کر لی اور کمال
ادب سے اس بادشاہ کو سلام کیا اور کہا ای بادشاہ مین از خود یہان تک نہین پہونچا ہون

تحقیق کرنے سے دریافت ہو سکتا ہے بردستی کی بات کا ذکر نہیں ہے بادشاہ نے از سر تا پا تورج کو دیکھا
اور کہا ہم کو معلوم ہے کہ تو از خود بہت نہیں آیا ہے اگر از خود آتا تو کیا مضائقہ تھا تو خائف کیوں ہے تورج
خواجہ افشین کے یہاں جو تیرہ ان طوق چکا تھا اسی سبب سے خائف تھا سوچا کہ اگر حقیقت حال کا
ذکر کرونگا تو خواہ مخواہ ذلت ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ سکوت کیا جاوے اس بادشاہ نے کہا اے
تورج شاید تجکو نہیں معلوم ہے آگاہ ہو کہ یہ طلسم خارستان باختر ہے اور میں اس طلسم کا بادشاہ
ہوں میرا نام صنعان جادو ہے میں نے نجوم میں دیکھا ہے کہ تو ہفت اقلیم کا حاکم و فرمانروا ہوگا تیرا مقابلہ
کوئی نہ کر سکیگا جو بر سر مقابلہ ہوگا پسپا ہوگا اے تورج میں ایک دختر نا کتخدا رکھتا ہوں عرصہ سے
اسکی شادی کی فکر لاحق ہے اس حال کے دریافت ہونے کے بعد اس بات نے دل میں خطور کیا
کہ اپنے فرزند کے خیر خواہ سب ہی ہوتے ہیں میں بھی اپنی دختر کے واسطے بہتر سے بہتر پیوند تجویز کروں
اسوقت تک میری نظر میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں ہے اگر میری دختر کو تو قبول کریگا میں بھی تیری پدری
کے واسطے ہر وقت موجود رہونگا اس صورت میں تیری حکومت و ثروت کو وہ رونق حاصل ہوگی
جو کسی بادشاہ عالیجاہ کو حاصل نہ ہوئی ہوگی مثل مشہور ہے مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را + اسباب
میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے میری درخواست کو قبول کرے تو بہتر ورنہ دیکھئے اینچہ
درد یک ست بجمہ می آید + تورج بدرگ نے کہا اے بادشاہ تیری یہی خوشی ہے تو مجکو بھی انکار نہیں ہے
بخوشی خاطر قبول کرتا ہوں صنعان جادو نے اسیوقت کارگذاروں اور سرداروں کو طلب کیا
اور اس حال سے مطلع کر کے کہا جلد سامان عروسی تیار کرو مجکو منظور ہے کہ جلد عروسی دختر سے فراغ
حاصل کروں یہ جوان جسکا نام تورج ہے اور جسکو اپنی دختر سے منسوب کرنے کے واسطے میں نے
تجویز کیا ہے یہ بھی ایک نامی جوان ہے اگر تاخیر ہوگی اسکا ہرج ہوگا اور ہرج ہونا مناسب نہیں ہے
اسواسطے کہ از روے نجوم اسکے طالع قوی معلوم ہوتے ہیں جسقدر یہ حرکت کریگا اسی قدر
برکت ہوگی کارگذاروں نے دست بستہ کہا بہت مناسب اسیوقت حساب کا کاغذ
تیار ہوا خریداری شروع ہوگئی جو شے تیار مل گئی اسکو بلا لحاظ زیادتی قیمت خرید کر لیا جو شے نہ ملی
اسکو بصرف زر کثیر جلد تیار کرا دیا تمام عملے کو زر سے تقسیم ہوئے پخت ہوئی مجلس عیش منعقد ہوئی
اعزا اقربا دوست ملازم سب جمع ہوئے تمام شب ناچ گانا ہوا صبح کو تورج بدرگ سے دختر
صنعان شاہ منسوب کی گئی تورج اس شادی سے بہت خوش ہوا دختر صنعان شاہ سے
کام دل حاصل کیا واضح رہے کہ لعل بن تورج اس نازنین کے شکم سے پیدا ہوگا اب تورج بدرگ
کا یہ دستور ہے کہ تمام شب دختر صنعان شاہ سے ہنگامہ اختلاط گرم رکھتا ہے اور دن کو زنان رقاصہ
مطربہ کو بلاتا ہے اور انکے رقص و نوا سے دل خوش کرتا ہے ایک زن مطربہ نے نہایت لطف سے
یہ غزل گانا شروع کی

غزل

زبسکہ ہو گیا ہے خوشی سے یہ مجبور دلبر کا
سر کا کٹتا جانتے ہیں پیشہ تکبیر کا
جسکی [illegible] سر کھا جنوں [illegible] سے وہ دوزخ

عالم متعلق مصور ہے تری تصویر کا
جو کوئی دیکھے اسے شک ہو گئی تصویر کا
نقل شادو دستر [illegible] ہے اگر
عشق پیچان پر [illegible] شکنہ تجیر کا

شہو کتابی [illegible] ہے خط حاشیہ ہے مہر کا
زندہ جاوید ہیں قربانیاں تیغ عشق
دعوت اسکی کروں بھر کر پیالہ شیر کا
[illegible] سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی

سے کارنمایان کی بہت تعریف کی اور خلعت گران بہا لقب مین دیا وہ جادوگر وہان سے رخصت
ہوکے چلا آیا اہل لشکر نے تورج کو عرصے کے بعد دیکھا کہا اے تورج کہان تھے جو اسقدر عرصے کے بعد
یہان آئے تورج کے دل مین خیال آیا کہ اول خواجہ بشیر کے شہر کی سرگذشت بیان کرون مگر پھر
خیال آیا کہ خواہ مخواہ ان لوگون کی نظر مین ذلیل ہونگا وہان کے حال کو نہ بیان کیا البتہ طلسم
خارستان باختر کی کیفیت تمام وکمال بیان کی اور کہا ضعان جادو بادشاہ طلسم خارستان باختر
نے یہ تاج مجھکو تحفہ دیا اور وہ تاج سکندر چوپان کے سر پر رکھدیا بس پھر تو واقعی یہ کیفیت تھی کہ جو
سکندر چوپان کو دیکھتا تھا فوراً اُسکے روبرو سجدہ کو جھک جاتا تھا یکایک یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی
کہ تورج بدزرک طلسم خارستان باختر مین پہونچا بعد رضوانہ دختر ضعان شاہ بادشاہ طلسم سے
شادی کی اب لشکر مین آیا ایک تاج لایا ہے جسکی یہ خاصیت ہے کہ جو کوئی صاحب تاج کو دیکھتا ہے سجدہ
کرتا ہے شاہ سلیمان نے قارن قمر بین کو طلب کیا وہ شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوا کہا کیا
حکم ہے شاہ سلیمان نے کہا حکم یہ ہے کہ تورج کے مقابلہ مین میرے طالع کو دیکھو کہ ازروے خاصیت
کواکب کیا دریافت ہوتا ہے قارن قمر بین نے زائچہ کھینچا حساب لگا کے کہا شہریار فی الحال
قواعد نجوم سے دریافت ہوتا ہے کہ تمھارے مقابلہ مین تورج کا طالع قوی ہے بہ قوت اس کا کام
روبراست لائے گا ہر کام مین مقصدور ہوگا آج سے چالیس روز کے عرصہ مین قلعہ ذوالامان کو تہ وبالا
کرکے خاک سیاہ کر دے گا شاہ سلیمان گھبرا گیا کہا اے قارن قمر بین اسوقت تو نے عجب
طرح کی خبر وحشت اثر سنائی اگر یہی حال تورج کے طالع اور مقصدوری کا ہے تو ہم کیونکر اس کے
حملہ سے محفوظ رہ سکتے ہین قارن قمر بین نے کہا شہریار بے شبہ اسکے مقابلہ مین تمھاری حالت
مخدوش معلوم ہوتی ہے تم کو چاہیے کہ پیشتر سے اپنی حفاظت کا بندوبست کر لو تا کہ تورج سے
کسیطرح گزند نہ پہونچے شاہ سلیمان نے کہا اچھا پھر تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ قارن نے کہا میرے
نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم آج ہی شب کو جابلقا کی جانب کوچ کر والو توقف کروگے تو پھر
یہان سے کوچ کرنا دشوار ہوگا شاہ سلیمان نے اسیوقت سے سامان کرنا شروع کیا اور قارن
کو بار دیگر طلب کرکے پوچھا کہ اے ستارہ شناس یہ بھی بتاؤ کہ جابلقا کیطرف براہ دریا کوچ کرون
یا براہ خشکی اُسنے بعد تامل بسیار کہا میرے نزدیک براہ دریا ہی سفر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
شاہ سلیمان نے متعدد کشتیان کرایہ پر لین تاریکی شب مین ان کشتیون پر سوار ہوکے جانب
جابلقا روانہ ہوگیا اثناے راہ مین ہر دم یہ خیال آتا تھا کہ ایسا نہ ہو تورج بدزرک دریا مین سد راہ
ہو اسطرف جب تورج تمام باختر کو بخوبی قبضہ مین لا چکا اور بالکلیہ اطمینان حاصل ہوگیا کوچ کرکے
ذوالامان کے قریب پہونچا وہان نہ شاہ سلیمان کو دیکھا اور نہ اور کسی مردان قلعہ سے کسی کو دیکھا
تمام قلعہ ذوالامان ہو کا مقام تھا بہت برہم ہوا حکم دیا کہ تمام قلعہ ذوالامان کو ویران
کردو چنانچہ تمام مکانات منہدم کر دیے گئے حتی کہ قصرہاے لعل نگار و مروارید نگار و
جواہر نگار تک کو منہدم کر دیا یہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہان کبھی کوئی عمارت تھی بعدہ بارگوہ
برابر کی طرف سے ایک اپنے قلعہ وسیع و مستحکم کی بنا ڈالی جسمین چار ہزار مرصع نگار قصر واقع تھے

ہر ایک قصر کی شان و رفعت دیکھنے سے عقل دنگ رہتی ہے اسکے مقابلہ میں عمارت بہرام دیکھنے جائے تو ذرا نور
لنکے چلا آئے ہزاروں فرسے لاکھوں بردے نکلے ہیں جواہرات بیش بہا سے مرصع کئے ہیں خشت ہائے
طلا و نقرہ سے در و دیوار کو گنگا جمنی بنایا ہے کا سا جو رو دکھایا ہے غرضکہ جملہ قصور میں جو قصر ہے ہر طرح کی خوبی
کا اسمین حصر ہے اسیطرح ہر قصر کے متعلق ایک ایک باغ آراستہ و پیراستہ کیا گیا ہے جس باغ کو دیکھیے معلوم
ہوتا ہے کہ تمام عالم کا مال اسکی درستی میں صرف کیا ہے نمونہ بہشت فضا [illegible] فی البلد [illegible]
یعنے منازل قمر جو فلک پر ہیں ویسے برج بنائے ہیں جواہر کے ترشے ہوئے ستاروں سے نقشے دکھائے
ہیں اسی طرح ہر ایک باغ رشک جنت کے بیچ میں وہ ایک ایک قصر جسکا ذکر اول میں ہوا واقع ہے چار
ہزار قافلہ سرا ہیں عمیق جن میں ہر ایک سرا میں چار چار یا پانچ پانچ ہزار حجرہ ترتیب دیے گئے تھے اس سے
وسعت ہر ایک سرا کی معلوم ہوتی ہے بعد تیاری اس قلعہ وسیع کے نام اسکا قلعہ تورج آباد مقرر کیا
علاوہ قصرہائے اندرون قلعہ بیرون قلعہ بھی چار ہزار باغ ہائے سرسبز و شاداب مع نہرہائے
بکمال گرداگرد قلعہ ترتیب دیے گئے تورج بدرگ اس قلعہ تورج آباد میں مقیم ہوا چونکہ فی الحال
کچھ گونہ اطمینان حاصل ہو چکا تھا سیر و شکار کا خیال ہوا سامان شکار مہیا کر کے ایک جانب روانہ ہوا

اب تورج بدرگ کو صید و شکار میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لقا بدار و دختر طہماسپ
میں قلم فرسائی کیجاتی ہے

دکھلائی دیتے ہیں نقشے بہار میں کیا کیا
مزے اٹھائے ہیں بوسہ رخ و دہن کیسا
دل و جگر ہوئے دو ٹکڑے تیغ ابرو سے
ہوس ز زندگی اشعار میں کیا کیا

لکھے ہیں گل نے چمن روزگار میں کیا کیا
لیے ہیں وجد نے ذرات کوہ و صحرا میں
اگر کاٹ ہیں عشق و انتظار میں کیا کیا
ملا نہ اس دل گم گشتہ کا پتہ آزاد

بیان ہو نہیں سکتے شب وصال کے لطف
جنوں نے سیر دکھائی بہار میں کیا کیا
شراب و سبزہ و آب و رواں و وصل نگار
کھلا میں کوچہ گیسوئے یار میں کیا کیا

سخن سنج داستان معنی فریب و عروس سخن را چنین دلفریب + اور وہ لقا بدار و دختر طہماسپ تھی جب اسکو
تورج کے مقابلہ سے تخت اٹھائے لیگیا تھا یک آنکھ جو کھولی اپنے کو خنقل میں پایا اور دیکھا کہ اپنی ماں کے
پاس بیٹھی ہے بکمال حیرت ہوئی سلام کیا اور کہا ای مادر گرامی اسوقت اپنے کو غرفہ حیرت میں دیکھتی ہوں نہیں
معلوم یہ خواب ہے یا عالم بیداری ہے سچ بتاؤ وہ کون تھا جو مجھکو یہاں لایا یہاں تک پہونچنے کی مطلق اطلاع
نہیں ہے اسنے کہا اے فرزند بیشک تجھکو یہاں تک پہونچنے کی اطلاع نہ ہوئی اصل حقیقت اس واقعہ
کی یہ ہے کہ یہاں سے قریب جادوان خنقل میں سے ایک جادوگر ہے مرواق جادو نام اور اہل اسلام سے
دشمن ہے شب کو میں نے تیرے حق میں خواب پریشان دیکھا بہت پریشان ہوئی دل میں طرح طرح کے
وسوسے پیدا ہوئے تیرے دیکھنے کو دل چاہا مرواق جادو اتفاقیہ میرے پاس آیا ہوا تھا اسنے مجھکو
پریشان دیکھ کے حال پوچھا میں نے کہا اے مرواق جادو کیا پوچھتا ہے مجھے سخت تردد لاحق ہے خواب
شب کی حقیقت مفصل بیان کی اسنے کہا میں موجود ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں میں نے کہا میں کمال مشکور
ہونگی اگر تو میری دختر کو میرے پاس لے آئے چنانچہ وہ اسیوقت روانہ ہوا تجھکو میرے پاس لے آیا ہے
فرزند اب تو کو تورج کے مقابلہ کے واسطے گئی تھی کیا نتیجہ ظہور میں آیا دختر طہماسپ نے اپنا
جانا اور تورج سے تین شب و روز کشتی اور اپنا گرفتار ہونا اور مریخ خان کا عاشق ہونا اور

اُسکو ہلاک کر ڈالا و ہر و تورج کے اور زخمی کرنا تورج کا بالتفصیل بیان کیا اسوقت اُسکی ماں کے چہرہ کا رنگ غصہ سے سرخ ہوگیا کہا ای آزر چہرہ جسوقت تیرا پدر ایسا شیر بیشہ جرارت و دلاوری و صاحب تجربہ جلادت و بہادری ہوا اور تو ایسی ناکارہ ناشایستہ نسل مین لات افسوس تو نے تمام باعث مین اپنے کو بدنام کیا ماں باپ کا نام ڈبویا اگر تو سمجھتی تھی کہ مجھسے ایسے کارہای ناشایستہ ظہور مین آئینگے تو بیکار تو نے اسطرف کا ارادہ کیا مجھکو ان حالات سے مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ مین ہرگز تجکو نہ بلاتی اگرچہ تو ہلاک بھی ہوجاتی لعنت ہے تجھ پر اور تیرے ایسے بیہودہ حرکات پر آزر چہرہ سر جھکائے سکوت مین بیٹھی اپنی ماں کے عتاب آمیز کلمات کو سن رہی تھی مطلق جواب نہ دیا جب مادر آزر چہرہ نے دیکھا کہ آزر چہرہ سکوت مین سن رہی ہے اور کچھ جواب نہین دیتی اور زیادہ آتش غضب مشتعل ہوگئی کہا او بدبخت کیا سکوت مین سن رہی ہے جواب نہین دیتی آخر تو کیون اسطرف گئی تھی یہ کہکر طمانچہ گلا گھونٹنے کے ارادہ لیا لیکن اپنی جگہ سے اُٹھے مگر پھر توقف کیا اور اُسیطرح ملامت کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد کسی ضرورت سے وہانسے اٹھکے گئی آزر چہرہ نے اسقدر فرصت کو غنیمت جانا فوراً چپکی تہم وہانسے اٹھی اور مرکب پر سوار ہوکے تورج کی طرف روانہ ہوگئی

اب آزر چہرہ دختر طہماسپ کو راہ مین چھوڑ جاتا ہے اور حال فرماندہ ملک سعد جہانبانی تاجدار اقلیم قضا چاکر ای نشیندہ سریر سلیمانی یعنے جناب حمزہ ثانی معرض تسطیر مین آتا ہی

پھر ایک بے تحتی میں گرم خبر دیا پایا
ہم نے دمان کسی کو کب اہل و رد پایا
حسن ہندی کو جسے جلوہ فروز دیکھ
اس گل کے رنگ پہ ہم نے رنگت میں زرد
تھا ہمارے قریہ میں لو وحدت کے جو مصور
ہم کون خستہ تن کو محمل پہ گرد پایا

باتوں کو تیری واعظ ہم نے تو سرد پایا
سمجھا جو کہ تیرے سونے سے رنگ کا تھا
عشق بتان میں بھی دنیا کو گرد پایا
جنگل میں پھرتے پھرتے ایک مرد ہندی پہل
جس روح پر نظر کی بے شبہ فرد پایا
کوئی نظر نہ آیا جا بجا غبار عشق ہندی

جب تھوڑی لو دیکھ دنیا میں خود غرض
کل سے بھی کچھ زیادہ آج اسکو زرد پایا
زلفوں کو تیرے سنبل موتیوں کو غنچہ پایا
تجھ سا کوئی میں نے کمتر نورد پایا
لیلی خوش ادا کا نہ جو جگر سے قدردان
اس معرکے میں ہم نے اک تجکو مرد پایا

رہ نوردان صراط مستقیم جادہ پیمایان منزل رضا و تسلیم پردہ دران حق بینی و طریقت شناسان حقیقت گزین جنکی نظرون مین عطائے عقل تعالی بے کشف عطا کشفستان خورشید ازل جلوہ پذیر ہی اور صفائے باطن سے شمع مراۃ تجلی خیز مجلا احتیاج زنگ زدائی ایک روشن ضمیر برہان ساطع اور حجت لامع سے اس نسخہ کی نظری کو لباس تصور یہی یون پہناتے ہین کہ جب بدر آسمان کمال مہر سپہر جاہ و جلال مروج دین متین سبحانی یعنے جناب حمزہ ثانی با فوج دریا موج و عوینہ سے کوچ کرکے جانب باختر روانہ ہوا اثنای راہ مین ایک جزیرہ ملا نہایت سرسبز و شاداب ہر طرف درختان گل و ثمر کی کثرت جابجا چشمہ جاری ہر جانب لطف باد بہاری ہرچند کہ کوئی باغبان نہ تھا مگر جہان دیکھو نہایت سلیقہ کی گلکاری ایک ایک پتی مین صنعت صانع ساری حمزہ ثانی کو وہان کی ہوا اور سیر بہت خوشگوار معلوم ہوئی حکم دیا آج یہین مقام ہو فوراً جابجا خیمہ استادہ ہوگئے جانوران باربردار کی پشت سے اسباب اُتار لیا گیا حمزہ ثانی نے مرکب سے اُترکے چند لمحہ اپنے خیمہ مین استراحت کی پھر باہر خیمہ سے آکے ہر چہار جانب دیکھا اس جزیرہ مین گشت کو دل چاہا مرکب پر سوار ہوئے ایک

جاریب اسیری کے واسطے جب نکالنے کا ارادہ کیا خلق ساتھ سننے سے کچھ لوگ آتے معلوم ہوئے یہین توقف کیا جب
وہ لوگ قریب آئے دیکھا سب سیاہ پوش ہیں اور آتے ہی ان سب سیاہ پوشون نے فریاد و واویلا
شروع کی حمزہ صاحبقران کو کمال حیرت ہوئی ملازمونکو حکم دیا کہ پوچھو یہ لوگ کون ہیں اور کیون
فریاد و زاری کرتے ہیں کیا انکو ہمارے لوگون نے کچھ تکلیف پہونچائی یا مال و اسباب چھین لیا یا کسی
اعزا کو گرفتار کر لیا ہے جو یہ اسقدر بیتاب ہو کر فریاد و زاری کر رہے ہیں وہ ملازم ان سیاہ پوشون کے
پاس گئے حال پوچھا معلوم ہوا کہ شاہ سلیمان فارسی آیا ہے حمزہ ثانی سے داد خواہ ہے یہ سنتے ہی حمزہ ثانی
نے شاہ سلیمان کا نام سنکر ہمہ تن حیرت ہو گیا اور کہا جلد سلیمان کو ہمارے پاس لاؤ یہ عجیب واقعہ
اسوقت ہماری سماعت میں گذرا کیا واقعی شاہ سلیمان ہے یا شاہ سلیمان کی صورت کا کوئی اور
شخص داد خواہ ہے لوگون نے کہا شہریار ہم نے بچشم خود دیکھا خاص شاہ سلیمان ہے جو یہان آکے
داد خواہ ہوا ہے تا اینکہ شاہ سلیمان کو حمزہ ثانی کے روبرو لائے جونہین حمزہ ثانی نے شاہ سلیمان
کی صورت دیکھی چند قدم تعظیم کے واسطے بڑھا دست در دست گرفتہ خیمہ مین لائے قریب اپنے
بٹھایا اور کہا شہریار ہم تمکو اپنے بزرگون کی جگہ سمجھتے ہین یہ کیا تم پر مصیبت نازل ہوئی جو اسطرح
پریشان و بدحواس یہان آئے اور مجھ سے داد چاہتے ہو اسوقت تمھاری حالت دیکھنے
سے سخت کمال حیرت ہے شاہ سلیمان نے کہا شہریار میں بدحواس ہو رہا ہون ایک
لمحہ توقف کرو تو بیان کرون یہ کہکے پانی طلب کیا فوراً آبدار نے ایک جام آب سرد کا دیا
شاہ سلیمان نے وہ پانی پیا اور سوے آسمان نگاہ کی اور کہا شکر ہے اس خداے جل وعلا کا
جسنے اسوقت صحیح و سلامت یہانتک پہونچایا اور حمزہ والاقدر کی ملاقات میسر ہوئی ورنہ ہرگز
یقین نہ تھا کہ بار دیگر ملاقات کی نوبت آئے گی حمزہ ثانی نے کہا شہریار اگر بھوکے ہو تو
طعام بھی موجود ہے نوش فرماؤ شاہ سلیمان نے کہا نہین مگر تردد نے شکم سیر کر دیا ہے پینے پر بسیار رغبت
ہوئی شہریار اصل حقیقت یہ ہے کہ اس مرتبہ کے ناپاک سخت فریبی بدرگ نے بہت دنون سے
عاقبت تنگ ہے اس نابکار نے تمام باختر اور بالا باختر میں اپنے کو صاحبقران عصر مشہور
کیا ہے اور تمام کوچاپ باختر اور بالا باختر کو مسخر کیا ہے کہ تمام رعایا وہان کی اسکی سعی و کوشش
سے بت پرست ہوئی طرفہ تر یہ کہ سکندر جو یہان ایک پہلوان جسیم و تنومند زمرد شاہ سے
بالکل مشابہ ہے وہ اپنے کو زمرد شاہ کہتا ہے اسکی شکل و شباہت سے سبکو یقین آیا ہے کہ یہ واقعی
زمرد شاہ ہے حالانکہ یہ اسکا محض فریب ہے کسی کے چون و چرا نہ کرنے کی یہ وجہ ہے کہ تورج پلید اسکا
حامی ہے چونکہ تورج فی الحال غلبہ پائے ہوئے ہے سکندر جو یہان جس سے کہتا ہے کہ میں
زمرد شاہ ہون اسکو قبول کرنا لازم آتا ہے اور اسکے سب خواہ و مخواہ اسکے فریب میں مبتلا ہوئے ہیں
ای شہریار طلسم خارستان باختر کے جادوگرون میں سے ایک جادوگر ہے قہقعان جادو نام
اسنے تورج کے واسطے ایک عجیب خاصیت کا ایک تاج تیار کیا ہے یعنی جو شخص اس
تاج کو سر پر رکھتا ہے صاحب تاج کو جو کوئی دیکھتا ہے بلا تکلف سجدہ کرتا ہے اسکے
سحر نے اور بھی قیامت برپا کر رکھی ہے اور جو ملکہ شتری شاہزادہ بدیع الملک کے

پاس تھی اور جس انگشتری کے تابع چار نفر دیو ہین وہی انگوٹھی سکندر چوپان کے ہاتھ مین موجود ہی
اسی کی وجہ سے ایک ہزار ایک طیور ہر وقت اس نابکار کے سر پر سایہ کیے رہتے ہین اور اُس
مردود کو تورج مردک نے اپنے لشکر کا حاکم و فرمانروا مقرر کیا ہی اُس انگشتری کے تابعین
دیوون کو طلب کرتا ہی اور اُنکے ذریعے سے بادشاہ ممالک کو طلب کرتا ہی اور اُن بادشاہونکو
سکندر چوپان کی صورت دکھاتا ہی چونکہ وہ تاج مسحور اُسکے سر پہ رہتا ہی اُسکے سبب بادشاہ
سکندر چوپان کو سجدہ کرتے ہین اس مردود کے سبب سے ان مردودون نے تمام ممالک کو بسہولت مسخر
کر لیا ہی علاوہ اسکے قلعۂ ذوالامان مین جیسے قصر ہاے جواہر نگار آراستہ و پیراستہ تھے اُن سبکو
اُس ملعون نے منہدم کیا کہ ان جواہر نگار قصرون کا نشان تک باقی نہین رہا ہان اپنی طرف سے
سامنے ذوالامان کے ایک شہر آراستہ کیا ہی اور زمردشاہ کی طرح تجکو قیطول بھی آراستہ کیا ہی
تمام باخبر مین ہمارا دشمن دیو سے صاحبقران ایسے ... شہریار تجکو تحقیق ... دریافت ہوا ہی کہ
تورج بدرگ کا طلسم ... کیون نہ ہر جگہ مظفر و منصور ہو ہمیشہ خدا کے دین کا طرفہ احوال رہا ہی
حمزۂ ثانی متبسم ہوئے اور کہا ہان سے خدائی دین کا موسی سے پوچھیے احوال + کو آپ
لینے کو جا مین ہمیشہ ... ہو جائے + ... خداوند عالم عادل و منصف ہی اگرچہ ہماری عقل اسکی حکمت
تک نہین پہونچ سکتی تاہم یہ مسلم الثبوت ہی کہ خداوند عالم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا
اس امر مین بھی کوئی حکمت ہوگی جو آج تورج مردود کو اس طرح کی قدرت حاصل ہی شاہ سلیمان
نے کہا لاریب فیہ لیکن اب اپنا تو خاتمہ ہوا چاہتا ہی اور ہوا کیا چاہتا ہی خاتمہ ہو چکا حمزۂ ثانی
نے پوچھا ہمارے ناموس کو کہان چھوڑ آئے شاہ سلیمان نے کہا شہر ہدران ... خواتین سراپردۂ
عصمت کو جابلقا مین چھوڑ کے یہان آیا ہون اگرچہ ان خواتین کو چھوڑ کے آنا مصلحت نہ تھا
مگر چارہ کیا تھا جس امر مین چارہ نہین ہوتا ہی طرح اُسکو اختیار کرنا لازم آتا ہی حمزۂ ثانی
اس واقعہ کو زبانی شاہ سلیمان کے سنکے تا دیر سکوت مین متامل بیٹھے رہے بعدہ
شاہ سلیمان کی طرف دیکھ کے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی تورج بھی خدا کا بندہ ہی اگرچہ منحرف ہی
تاہم اُسکے رحم و کرم کا دسترخوان بہت وسیع ہی بعدہ کشتیان تیار ہوئین اُن کشتیون پر سوار
ہو کے وہان سے روانہ ہوئے سفر دریا طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد زرتاشیہ کے
قریب کشتیون پر سے اُترے خشکی مین خیمہ برپا ہوئے قیام کیا اُسی وقت ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا الحمد للہ الذی یسبح لہ ما فی السموات والارض والصلوٰۃ علی رسولہ محمد خیر البشر
والسلام علی غالب کل غالب مطلوب کل طالب نقطۂ دائرۂ المطالب علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ اما بعد حمد خداوند کردگار و نعت جناب احمد مختار و منقبت حضرت حیدر کرار
بخدمت ہر ایک بادشاہ خود مختار ملک باختر کو اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال
تورج خان نامے ایک بت پرست نے سر اُٹھایا ہی اور اپنے کو صاحبقران عصر
مشہور کیا ہی مزید بران بت پرستی کو روز افزون ترقی دیتا چلا جاتا ہی ہزارہا برس کے آباد ملکونکو
برباد کر رہا ہی اگرچہ روز اسی طرح اس کے حال سے غفلت کی جائیگی تو غالب ہے تمام

دنیا کو مسخر کرے گا اور تمام دنیا بت پرست ہو جائے گی پھر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی ؎ سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل + ابھی سے اس بارہ میں کوشش کرنا لازم ہے اور سب کو چاہیے کہ
یک دل ہو کے اسکی طاقت کو زائل کریں ہم اس بارہ میں بجان و دل مستعد و آمادہ ہیں کیونکہ شرح کا محل
خوف نہیں ہے مثل مشہور ہے ؎ دو دل یک شود بشکند کوہ را + اس بارہ میں ہم کو بہت کچھ لکھنا چاہیے
تھا لیکن بنظر طوالت اختصار سے کام لیا ہر ایک بادشاہ کا فرض ہے کہ اس کتاب مختصر کو مطول
سمجھے اور بجان و دل اس بارے میں کوشش کرے والسلام اس مضمون کا نامہ منشی کو دیا اور اس نے حسب
اس مضمون کے چار سو خط لکھے اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک بادشاہ باختر کے نام روانہ کر دیے ادھر منشی
نے حسب الحکم حمزہ صاحبقران کے چار سو نامے تیار کیے اور ہر ایک بادشاہ کی خدمت میں باختر کے نام
روانہ کیے جب اس مضمون کے نامے ان بادشاہوں کو پہنچے از اول تا آخر ہر ایک نے سنا و
پڑھا اور بالاتفاق یہ جواب سب نے لکھا کہ اے حمزہ ثانی تمہارا اسطرح خیال کرنا ہماری
ہماری سمجھ میں ایک حرف نہیں آتا جو کچھ تم نے لکھا ہے اور جو کچھ تم نے سمجھا ہے ہم اسکو
نہیں سمجھتے آگاہ ہو کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہیں ہم کیا جانیں دین اسلام کس کو کہتے ہیں اور
خدا پرستی کیا شے ہے جو کچھ ہے زمرد شاہ ہے اے حمزہ ثانی معلوم ہوتا ہے تم سوتے اٹھے ہو جو یہ نامہ
ہم کو لکھا ہے خبردار اب ایسا اس طرح کی تحریر ہمارے پاس نہ بھیجنا ورنہ ہم بہت سخت جواب دینگے
جو تم کو بہت ناگوار ہوگا جب ہر ایک بادشاہ نے اس مضمون کا جواب حمزہ ثانی کے پاس
بھیجا انگشت بدندان ہو کے کہا ہائے غضب یہ کیا ہو گیا ؎ با زاغ و زاغ چشم نیکی داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + لاحول ولا قوۃ الا باللہ افسوس تمام ملک باختر ہاتھ سے نکل گیا
بخدا امیر المومنین ہرگز ایسا نہ تھا اب مجکو معلوم ہوا کہ تورج بدرگ بڑا مکار ہے اسنے بڑا فریب دیا کیا
حیرت خیز واقعہ ہے کہ ہر ایک بادشاہ ملک باختر منحرف ہے اور ایک ہی طرح کا سب نے جواب دیا
اور شاپور شیر دل کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے شاپور شیر دل و اے یاران من ان خطوط سے تم سبق
لو اور سمجھو کہ دنیا میں کیسے کیسے عجیب خیز واقعات روبکار ہوتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک بادشاہ نے
یہی جواب دیا کہ ہم زمرد شاہ کے بندے ہیں ہم کو دین اسلام سے کیا نسبت فی الحال یہ میری رائے
ہے کہ تم سب جاؤ اور دختر تورج کو میرے پاس لے آؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کبر کس فکر میں ہے
شاپور شیر دل وغیرہ نے عرض کی بسر و چشم غرضکہ شاپور شیر دل مع عیاران و یاران بہ تیر تورج باختر
کی جانب اسیوقت روانہ ہوگیا

اب پھر تورج بدرگ کے حال نکبت مآل کی جانب توجہ کی جاتی ہے

سخندانیکہ معنی ساز کردہ + چنین راز چنین آغاز کردہ + کہ جب تورج بدرگ کو بخوبی اطمینان حاصل
ہو گیا بقصد شکار ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار میں مصروف تھا یکایک ایک جانب سے گرد
پیدا ہوئی اس موذی کو تعجب ہوا دل میں کہ نہیں معلوم کون ہے جو خیز اخیز اسطرف چلا آتا ہے جسنے کی
دامن گرد چاک ہوا ایک نقابدار نمایاں ہوا اب تورج کو اور زیادہ حیرت نے گھیر لیا کہ نہیں معلوم
یہ نقابدار کون ہے راوی کہتا ہے کہ یہ نقابدار وہی آذر چہرہ دختر طہماسپ ہے جو اپنی مادر کی ملامت

نفرین سے موقع پاکے تورج بدرگ کے جانب روانہ ہوئی تھی تورج کے قریب پہونچ کے نعرہ مارا کہ
بدمعاش و موذی مکار بے ایمان و بدشعار پیشتر میرے ہاتھ سے رہا ہو گیا یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا اب
دیکھوں اب تو میرے ہاتھوں سے کہاں جاتا ہے تو سہی کہ تجھکو بایں ذلت و فضیحت ہلاک کروں اہل لوا
سپاہی تیرے حال پر افسوس کریں یہ کہکے قریب آکے اس زور و طاقت سے شمشیر آبدار کا وار تورج بدرگ
پر کیا کہ اگر بہت تیر ایسا وار ہوتا تو دو لخت ہوکے زمین پر گرتا مگر اس نابکار نے اس طرح اس
وار کو سپر پر روکیا کہ مطلق صدمہ اسکو نہ پہونچا بلکہ تلوار نقابدار کی دو حصہ ہو گئی ایک حصہ زمین پر
گرا اور دوسرا حصہ مع قبضہ نقابدار کے ہاتھ میں رہا نقابدار نے اس حصہ کو بھی بیکار سمجھ کے زمین پر
پھینک دیا تورج سمجھا کہ اب نقابدار کے پاس تلوار نہیں رہ گیا کر سکتا ہے اسکو گرفتار کر لینا چاہیے
اس ارادہ سے آگے بڑھ نقابدار سے قریب جاکے اس زور سے ملا تھا اسکے منہ پر مارا کہ منقلب
دوسری جانب پھر گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آکے تورج کی ٹانگ لی اور ایسی چالاکی سے
کھینچا کہ ہرچند تورج نے چاہا کہ پشت مرکب سے زمین پر نہ آؤں بلکہ کسی حربہ سے نقابدار کا کام
تمام کر دوں لیکن ممکن نہ ہوا منہ کے بل زمین پر آ رہا اسوقت تورج بدرگ کے حواس منتشر
ہوگئے پھر بھی حواسوں کو درست کیا اور سنبھلا نقابدار نے پس پشت سے اسکے سر پر ایک
دھول جمائی رہا مثل بلائے بے درمان لپٹ گیا نقابدار بھی زور دست و بازو میں مصروف ہوا
خوب خوب بست و کشاد ہوئی حتےٰ کہ تین شب و روز کا عرصہ گذر گیا نہ اون انحطاط نہ اور آخر ہرچند
نقابدار نے کد و کوشش کی اور موقع کو تلاش کیا تاکہ تورج بدرگ کو زیب سے مگر وہ ملعون بھی
ایک حرامزادہ ہے فن سپاہگری سے خوب ماہر ہے نقابدار کے بست و کشاد میں خوب ہوشیاری
کام میں لاتے ہوئے نقابدار کو سخت مشکل الحق پڑا سوچتے کہ وہ بانسے خاص تورج بدرگ
سے ایسے کرنیکو آئی تھی یہاں رنگ دگرگون نظر آتا ہے ستارہ شناس پیشتر ہی تورج کے بارے
میں حکم لگا چکا ہے کہ ابھی تورج کا طالع قوی ہے ترقی روز افزوں ہے جو مقابلہ کرے گا پسپا ہوگا
تین شب و روز کی کشتی میں نقابدار کے زور و طاقت میں تورج کو کمی محسوس ہوئی کہا اے
نقابدار اب تجھکو گرفتار و بستہ کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ اپنے نام و نشان سے
آگاہ کر دے کہ تو کون ہے نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھے روز تورج بدرگ نے
نقابدار کو ہاتھ پر بلند کر لیا اور کہا کیوں اے نقابدار ہے شرط کہ تجھکو اس زور و طاقت سے زمین پر
ماروں کہ نقش زمین ہو جائے مگر خیر رعایت کرتا ہوں اگر ہلاک کرنا مجھکو منظور ہوگا تو اور وقت
بھی ممکن ہے یہ کہکے زمین پر آہستہ مارا اور دست و پابستہ کرکے پوچھا اے نقابدار بتا تو کون ہے
اگر اب بھی تو اپنے حال کو پوشیدہ کرے گا میں زبردستی تیری نقاب کو تیرے چہرے سے دور
کرونگا نقابدار نے خیال کیا کہ اب مجبوری کا عالم ہے بجز اظہار حقیقت چارہ نہیں ہے کہا اے
تورج خان واقعی میں نے اپنے حال کو آجتک تجھ سے پوشیدہ کیا لیکن آج ہم اپنے حال کو
تیرے روبرو ظاہر کرتے ہیں آگاہ ہو میں وہی نقابدار دختر طہماس ہوں جسنے مریخ خان کو تیرے
روبرو ہلاک کیا اور بمروائی تیرا مقابلہ کیا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ بالائے ہوا سے بچہ پیدا ہوا اور مجھ

بھلائے گیا وہ نا اسوقت تیرا کام تمام ہو جاتا اب تورج بد رگ کو کمال ہی حیرت
نے گھیرا فورا ایک گوشہ نقاب اپنے چہرہ سے برطرف کی جونہیں تورج کی نظر آذر چہرہ کے رخ زیبا
و طلعت رعنا پر پڑی تیر عشق دل و جگر کو بیرہ گیا اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا کہ اے اہرمن اس لقابدار کو
لیجا خوب حفاظت میں رکھنا نہیں جانتے ہو یہ ایسا نہ ہو کہ قید سے نکل جاوے کہ تجسس ضائع ہو جاوے
اہرمن فیل پا نے کہا کہ اے تورج تو نے حفاظت کی کیا ضرورت ہے ابھی اس لقابدار کو بارگاہ میں لیجا
کر تجھ اس سے کہنا ہو وہ کہو اگر منظور کرے تو والا مراد اس کا جمع ہو اگر انکار کرے تو مخالف کا زندہ
رکھنا حماقت ہے فورا اسے تہ تیغ کر دینا اور اسیوقت دونوں کو تیغ تورج اور لقابدار کو بارگاہ میں
پہونچا دیا تورج خان نے ایک مقام خلوت آراستہ کیا اور حکم دیا لقابدار کو اسیطرح گرفتہ و بستہ
ہمارے روبرو لاؤ چنانچہ ملازم اسیطرح آذر چہرہ کو طوق و زنجیر میں بستہ روبرو تورج کے لائے تورج بد رگ
نے کہا کہ تو نے میرا بہت زور اندازی تو نے بیکار اپنے دست و پا کو اسقدر تکلیف دی اگر تو بیشتر ہی اس
راز کو مجھ پر عیاں کر دیتی تو کیوں اس زحمت میں مبتلا ہوتی تاہم کچھ مضائقہ نہیں ہے آگاہ ہو اگر تو طہماس
کی دختر ہے تو میں تورج خان صاحبقران ہوں اگر تو خوشی خاطر مجھکو قبول و منظور کرے تو کیا مضائقہ
ہے بقیہ عمر تیری عزت و راحت میں بسر ہو گی ورنہ ظاہر ہے جس ذلت و فضیحت میں مبتلا ہے مدت العمر اسیطرح
گرفتار بلا رہیگی کیا چارہ مجھکو اختیار ہے آذر چہرہ نے کہا کہ اے تورج خان مجھکو تیرے قبول کرنے میں
کچھ عذر نہیں ہے واقعی کوئی امر بلا سبب اختیار نہیں مگر میرا قبول کرنا دو شرطوں پر موقوف ہے تورج خان
نے کہا وہ شرطیں کیا ہیں بیان کر اسنے کہا پہلی شرط یہ ہے کہ تو دین اسلام اختیار کر دوسری شرط
یہ ہے کہ میرے بارے میں پدر معظم کو راضی کر تورج خان نے کہا کہ اے آرام جان تعجب ہے کہ باوجود اس عالم
مجبوری کے تو اپنے پدر کی مرضی کی خواستگار ہے آگاہ ہو کہ اگر اسوقت تو مجھکو قبول کرنے کی تو آج تیری
رہائی کا حکم دونگا ورنہ تو زندہ نہیں رہ سکتی جا بیجا دوسرے نہیں ہے کہ دین بت پرستی کو تیرے واسطے
ترک کرکے دین اسلام اختیار کروں مزید براں تیرے باپ کو راضی کرنے کی کوشش کروں آذر چہرہ
نے کہا کہ اے تورج خان تو یقین سمجھ کہ میں اپنی جان سے خائف نہیں ہوں الا ان شرطوں کو
منظور کرے گا تجھکو اختیار ہے تورج خان اسوقت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ایک صندوق آہنی
جلد تیار کیا جاوے چنانچہ صندوق آہنی تیار ہو کے آیا تورج نے اس صندوق میں ملکہ
آذر چہرہ کو بند کرکے مقفل کر دیا تمام دن اس صندوق میں ملکہ بند رہی جب رات ہوئی تورج
نے اس صندوق ہی کو منگایا اور ملکہ آذر چہرہ کو صندوق سے باہر نکالا ملکہ کے پاؤں پر سر
رکھدیا کہا کہ اے آرام جان ہرچند کہ میں نے تیرے مخالف کرنے کو تجھے اس صندوق میں بند کر دیا
مگر میرے دل کو ہرگز گوارا نہیں ہے کہ تو اس زحمت و مصیبت میں مبتلا رہے تیرے پدر معظم کے
اجازت کی اسوقت ضرورت تھی کہ تو میرے اختیار سے باہر تھی وراثت لیا تو میرے اختیار
میں ہے پھر مجھکو طہماس سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے اس صورت میں تیری بدنامی
بھی نہیں ہو سکتی رہا یہ امر کہ میں دین اسلام اختیار کروں تجھکو دین و مذہب سے کیا کام
عیسی بدین خود موسی بدین خود اسوقت ایک ادنے بات میں تیری جو نبری ہوتی ہے ہمیشہ کی

رنج و مصیبت سے رہا ہوئی ہے ملکہ آذر چہرہ نے کہا یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن اسطرح کی باتین بھی اس
انسان کی سمجھ مین نہ آئینگی جو زندگی سے ہاتھ دھو چکا ہو اور یہ جو تو کہتا ہے کہ دین و مذہب سے کیا کام
ہے آگاہ ہو کہ دنیا مین بجز دین و مذہب کے اور کیا ہے دین و مذہب کے مقابلہ مین جان کی کوئی وقعت
نہین ہے فرضکہ ہر چند تورج بدرگ نے ملکہ آذر چہرہ کو سمجھایا منت و سماجت بھی کی مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا تورج مجبور ہو گیا اور کہا تجھکو اختیار ہے اور پھر سپہریان نے بھی ملکہ کو صندوق آہنی مین بند کر دیا
اسکے بارگاہ مین آیا اور شیر علی سے اسبارہ مین مشورہ کیا کہ ایسی حالت مین کیا کیا جاسکتا آذر چہرہ
کی صورت زیبا پر فریفتہ ہون چاہتا ہون کہ اسکی ہمبستری سے دل خوش کرون مگر وہ عورت ہمین معلوم
کس قسم کی ہے کہ کسی طرح راضی نہین ہوتی مذہب اسلام مین نہین معلوم یہ کیا اثر ہے کہ صاحب اسلام
اگر ادنی بھی ہے تو اسکی جرات اعلے درجہ کی ہو جاتی ہے ہر چند کہ آذر چہرہ دختر طہماس عورت ذات
ہے اور ہم نے اسکو جس زحمت مین مبتلا کیا ظاہر ہے لیکن پھر بھی اپنے عقیدہ و عہد سے باز نہین آتی
حتی کہ جان ضائع ہونے پر راضی ہے تو سب کی اسبارہ مین کیا رائے ہے ان سب نے کہا شہریار
واقعی تعجب و حیرت ہے اگر حضور کی طبیعت اسکی جانب نہ ہوتی تو چنداں دقت طلب امر نہ تھا اب
یا تو دین و مذہب سے ہمیشہ کو ہاتھ دھو جائے یا اس نازنین کی زندگی سے قطع نظر کی جاوے
تورج بدرگ نے کہا مشکل یہ ہے کہ اگر دین و مذہب قدیم سے بھی قطع نظر کیا جائے پھر بھی وہ
نازنین راضی نہین ہے سوا اسکے کہ وہ اپنے باپ کی رضامندی بھی چاہتی ہے اگر مین نے اپنے
مذہب قدیم سے قطع نظر کی اور طہماس پھر راضی نہ ہوا اسوقت کیا کیا جائے گا سب نے
کہا یہ بہت سخت واقعہ ہے راوی کہتا ہے کہ تورج کے لشکر مین ایک منجم تھا نہایت کامل الفن
مشہور بہ الماس ستارہ شناس اور چونکہ اس منجم کو ہندوستان سے ایک نوع کی
نسبت تھی اس اعتبار سے اسکو الماس ہندی کہتے تھے جب تورج بالکل عاجز و ناچار
ہو گیا اور کوئی صورت کار براری کی نظر نہ آئی حکم دیا کہ الماس ہندی کو لاؤ اسیوقت الماس ہندی
حاضر ہوا عرض کیا کیا حکم ہے تورج نے کہا اے الماس ہندی ستارہ شناس میشتر میری
سماعت مین گذرا ہے کہ تو اپنے فن مین اکمل ہے اس نے کہا کچھ نہین جو کچھ ہے شہریار کا اقبال ہے ہان
قواعد نجوم سے جو کچھ دریافت ہوتا ہے اسکو بیان کر دیتا ہون تورج خان نے کہا اچھا انھین قواعد
نجوم سے اس بات کو بھی دریافت کرو کہ آذر چہرہ نام دختر طہماس میرے مطیع فرمان ہوگی یا
نہین کیونکہ مین اسپر بدل و جان فریفتہ ہون اور خواستگاری کرتا ہون مگر وہ کسیطرح قبول
نہین کرتی حالانکہ اسوقت وہ نازنین میرے قبضہ و اختیار مین ہے الماس ہندی نے تھوڑی
دیر تک کچھ لکھا حساب لگایا کہا اے تورج خان بے شبہ وہ نازنین دختر طہماس تجھسے انکار
کرتی ہے اور ہرگز راضی نہین ہوگی تورج خان نے کہا اے الماس ہندی پھر کیا تدبیر
کی جائے اگر یہی حال ہے تو چند روز مین ہلاک ہو جاونگا اور عجب نہین جو عنقریب ہلاک
ہو جاؤن کیونکہ جب وہ صندوق سے نکالی جاتی ہے اور اس سے درخواست کی جاتی ہے
تو وہ بلا تکلف انکار کرتی ہے اسوقت کا انکار کرنا بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے غالب گمان ہے کہ روز

برہم ہوکے اُسے ہلاک کرونگا جب وہ ہلاک ہوجائیگی تو اسکی مفارقت کی تاب نہ لا سکونگا میں بھی ہلاک
ہوجاونگا الماس ہندی تاریر سکوت مین ٹھیرا رہا کبھی قرعہ پھینکتا تھا کبھی کوئی نقشہ کھینچتا تھا اور
حساب لگاتا تھا بعد غور و فکر و نوشت و خوند بسیار سر اٹھایا اور کہا شہریار ا سقدر تحقیق مین ایک بات
دریافت ہوئی ہے کہ وہ نازنین مقید تم سے قطعاً انکار کرے گی اور ہمیشہ انکار رہے گا ہان جسوقت تورج اُسکے
سامنے واقع ہو اگر تو اُس نازنین دختر طہماس کو اُس درہ مین سے جا دے اور وہان اُس سے ہمکلام
ہو تو عجب نہین کہ وہ تجھ سے بملائمت و نرمی پیش آئے اور اُس ملائمت و نرمی مین کوئی صورت
حسب مراد پیدا ہوجائے تورج خان الماس ہندی کی یہ تقریر سنکے بہت خوش ہوا خلعت
گرانبہا تورج نے ہندی کو دیا اور اُسیوقت سے سامان سفر تیار کرنا شروع کر دیا صبح کہ کوچ
کرکے اُس درہ کے جانب روانہ ہوا غرض اُس درہ کی جانب چلا جاتا تھا آزرچہر کے شوق
کا غلبہ وقتاً فوقتاً ترقی کر رہا تھا اور کہتا تھا کیا کرون کہ اُس درہ مین فوراً پہونچ جاؤن اور آزرچہر
اُس صندوق آہنی مین بند ہوا رہ گئی اثنائے راہ مین دیکھا چار شخص دوڑتے ہوئے بحال تباہ
پسینہ مین غرق خاک صحرا مین اٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ قریب پہونچے تورج بادرگ
کو اُنھون نے پہچانا اور سلام کیا تورج نے غور سے ان چارون شخصون کی صورت دیکھی اُس نے
پہچانا کہ یہ چارون فرعون شاہ کے عیار ہین کہا اے عیاران خداوند فرعون کی کیا خبر ہے قدرت
و جلال خداوندی سے کیا کیا کرشمے ظہور مین آرہے ہین تحسین بن شیاطین نے جو فرعون شاہ
کا نام تورج کی زبان سے سنا دستار کو سر سے اُتار کے زمین مین پھینک دیا گریبان تا بدامن
چاک کیا دونون ہاتھون سے خاک اُٹھاکے سر پر ڈالی اور خوب دونون ہاتھون سے سر پیٹ
کہا اے تورج خان فریاد ہے شاہزادہ بدیع الملک نے غضب کیا کہ فرعون شاہ کے قصر
معلق کو برہم کر دیا ہزارہا خداوند کے پرستش کرنے والے اُس قصر فرعونی کے نیچے دب کے ہلاک
ہوگئے فرعون شاہ کو گرفتار کر لیا اور ملکہ فرعون کو بجبر مسلمان کیا اب خدا پرست باختر کی
جانب آرہے ہین فرعون پرستون کے نام و نشان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہین ابھی ہم ان
سبکو ورطہ تاسف مین چھوڑکے تیری خدمت مین حاضر ہوئے ہین خداوند فرعون کی مشیت مین تو جو
کچھ گذرا ہے وہ گذرا ہے کسکی مجال ہے جو اعتراض کر سکے البتہ تیری ذات پر ہم کو بہت کچھ بھروسہ ہے تجھکو
چاہئے کہ جابر خدا پرستون سے خداوند کا بدلہ لے اور انکو اسیطرح عاجز و مجبور کر جسطرح خداوند کو
عاجز و مجبور کیا ہے تورج ان چارون عیارون کی زبانی فرعون کے حال کی یہ خبر سنکے اگرچہ تورج بادرگ کو
بھی تردد ہوا مگر چونکہ آزرچہر دختر طہماس کا عشق ایسا غالب تھا کہ مطلق فرعون کے حال کی
جانب اعتنا نہ کی بعض مقربون نے بذریعہ سرگوشی کہا اے تورج ان چارون عیارون کی زبانی
خداوند فرعون کی یہ خبر بد سنی ہے درد سے قطع نظر کرکے خداوند کی خبر لینا فرض ہے تورج نے
جواب دیا کیا بکتے ہو مین جب تک اپنی محبوبہ آرام جان کو اپنے سے راضی نہ کر لونگا ہرگز
کسی کے حال کی خبر نہ لونگا خداوند فرعون ہو یا اُسکا باپ ہو اگر گرفتار ہو گیا ہے تو کیا وہ
خداوند صاحب قدرت نہین ہے وہ خود بخوبی اپنا تدارک کر سکتا ہے ہماری خبرگیری کی کیا ضرورت

ہے اور بالغرض یہ بھی پھر ابھی جلدی کیا ہے بروقت فرصت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل میں لایا جائیگا بعدہ
ان چاروں عیاروں سے کہا ای عیاران خداوند آج سے تم سب ہمارے نوکر ہو جاؤ ہمارے لشکر کی
خبرداری کرو اور خوب ہوشیار رہنا اسواسطے کہ خداوند کو مسلمان گرفتار کر چکے ہیں فی الحال مسلمانوں کی
جرادت بڑھی ہوئی ہے ایسا نہ ہو کہ ہماری غیبت میں ہمارے لشکر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کسیطرح کا صدمہ
پہونچے غرضکہ شیاطین رنجو یا شوب لسن یہ چاروں فرعون کے عیار تورج بدرگ
کے لشکر میں آئے اور نگہبانی لشکر میں مصروف ہوئے اسطرف تورج بدرگ بعد طے مراحل سخت اس درہ
میں آیا وہاں خیمے برپا کیے ایک خیمہ نہایت پر تکلف برپا ہوا اسمیں تورج مقیم ہوا فوراً حکم دیا کہ ای
اہرمن آزرچہرہ میری محبوبہ کو لا اہرمن نے وہ صندوق آہنی طوالملکہ آزرچہرہ کو صندوق سے
باہر لایا بعدہ تورج نے کہا ای اہرمن اگرچہ اس نازنین آرام جان میں میرا دم اٹکا ہے تاہم خداوند فرعون کے
حال کی بھی خبر لینا فرض ہے پس تو سکندر چوپان کے پاس جا اور اس سے انگوٹھی لیکے میرے پاس
واپس آ تاکہ اس انگشتری کے ذریعہ سے اسکے دیوان تابعین کو طلب کروں اور ان دیووں کے ذریعہ سے
خداپرستوں کو انکی سرکشی کی سزا دوں اہرمن سکندر چوپان کیطرف روانہ ہوا یہاں تورج بدرگ
ملکہ آزرچہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آرام جان میں نے چند مرتبہ تجھ سے کہا کہ تو مجھکو قبول کر
میں تیری مفارقت میں بہت مضطر ہوں مگر تو مطلق اعتنا نہیں کرتی آخر تو نے مجھ میں کیا نقص دیکھا ہے
جسکی وجہ سے تو مجھ سے متنفر ہے یہ جو دو شرطیں اول میں بیان کیں انکو حیلہ و بہانہ کہتے ہیں ورنہ تو خود
مختار ہے ہر طرح مجھکو قبول کر سکتی ہے آزرچہرہ نے کہا ای تورج تعجب ہے کہ تو ایسا عقلمند ایسی بات کہے
کیا تجھکو نہیں یاد ہے جو پہلے میں نے تجھ سے عذر کیا آج پھر وہی بحث پیش کرتا ہے آگاہ ہو کہ اگر تو ہزار مرتبہ کہیگا تو میں
وہی کہونگی جو تجھ سے سابق میں کہا ہے یہ سنکے تورج میں تاب تحمل نہ رہی دل میں کہا طرفہ واقعہ ہے کہ دل میں اسنے عذر
کیا ہے علیم نے حکم لگایا تھا کہ اس درہ میں پہونچکے یہ نازنین بملائمت پیش آئیگی اسکا یہاں بھی وہی حال ہے جو
وہاں تھا پس خنجر کمر سے نکال کے ارادہ کیا کہ اپنے کو ہلاک کروں آزرچہرہ اسوقت مجھکو بھی فوراً تورج کے خنجر
پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا او نادان تو بالکل جاہل ہے آخر کسواسطے اپنی ہلاکت کے درپے ہے تورج نے کہا ای نازنین
جب میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں تو انکار کرتی ہے اب مجھ میں تاب تحمل باقی نہیں ہے ایسی حالت میں
اگر اپنے کو ہلاک نہ کروں تو کیا کروں تو ہی ایسی تدبیر بتا جس سے تو مجھکو قبول کرے تیری یہ خواہش ہے کہ میں
دین اسلام اختیار کروں بالغرض میں اپنے دین قدیم کو تیری خاطر سے ترک کرکے دین اسلام بھی اختیار کر لوں لیکن
اسکا کیا علاج ہے کہ جب تیرے باپ سے اجازت چاہوں اور وہ انکار کرے ملکہ آزرچہرہ نے کہا خیر ان شرائط
سابقہ سے میں نے قطع نظر کی اب چند شرطیں میری اور سن لے شاید یہ سہل ہوں تورج نے کہا بیان کر سنوں
وہ کیا شرطیں ہیں آزرچہرہ نے کہا شرط اول یہ ہے کہ مجھکو اجازت دے تاکہ میں نقاب چہرہ پر ڈال کے
بلباس مردانہ تیرے دربار وغیرہ میں بیٹھا کروں دوم یہ کہ جب تو ہنگامہ حرب و ضرب گرم کرے میں بھی تیرے ساتھ
موجود رہوں سوم یہ کہ صرف میرے دیدار پر قناعت کر کبھی دست گستاخ میری جانب دراز نہ کرنا یہ
سنکے تورج نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای نازنین آرام جان من حزین یہ
شرط آخر تو تمام شرطوں سے اہم ہے ایسے درجہ اس بات کو قبول بھی کر لوں گا کہ تیرے پدر طہماس

تو ایسے سے راضی کر کے کیون اُسے کوشش کرون لیکن یہ مجکو ہرگز منظور نہیں ہے کہ صرف تیرے جمال جہان تاب
کے نظارہ پر اکتفا کرون یہ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ میری جان تیرے اختیار مین ہی اُسنے کہا مین بھی
ایسی سخت دل نہیں ہون کہ تیری جان کو مفت ضائع کرون تو صاف صاف بیان کر کہ مین کیا ایسی تدبیر
عمل مین لاؤن جو تیری جان بچے تورج نے کہا میری جان اسطرح ہلاک ہونے سے بچ سکتی ہی کہ تو وصال کا
اقرار کرے اُسنے کہا اگر تیری خوشی یا کیدین ہی تو مین اسپر بھی راضی ہون مگر یہ تو بیان کر کہ اس امر عظیم کا عوض مجھے
یا نہیں اُسنے کہا اسکا جو عوض تجویز کرے مجھے منظور ہے اُسنے کہا اسکا عوض سر حمزہ اور سر بدیع الملک اگر
تو ان دونون کو ہلاک کرے بس تو مجھکو اپنے ملک مین سمجھ تورج نے خوش ہو کے کہا ہان اب معقول بات
کہی دلشکے مشتری کہ اس عوض کا اعلان کر دیا ہوتا یہ امر مجھے مشکل نہین ہے اہل اسلام مین سے جسکا سر تجھے مطلوب
ہو بلا تامل لا دون گو مستعد ہون اگر تو اس عوض کا ذکر نہ بھی کرتی تو مین حمزہ ثانی اور شاہزادہ بدیع الملک
کو ضرور ہلاک کرتا یہ دونون اعلیٰ درجے کے فسادی ہین اُنھون نے بڑی بڑی سفاکیان کی ہین ہر چہار جانب
سے ان دونون کے ظلم و بدعت کی آواز آ رہی ہے چنانچہ فی الحال سماعت مین آ گیا ہی کہ خداوندوں تخون کو
خدا پرستون نے گرفتار کر لیا ہے اور خداوند کے تیرہ طلسم کو منہدم کر دیا لیکن اب تاز نہین صرف اسقدر توقف کر
کہ مین یاب انگشتری منگا لون ملکہ نے پوچھا کیسی انگشتری تورج نے کہا مین نے اہرمن جادو کو
خاص اس انگشتری کے لینے بھیجا ہے اس انگوٹھی کی خاصیت یہ ہے کہ جسکو بلانا مطلوب ہو فوراً آسکتا ہی وجہ
یہ ہے کہ اس انگشتری کے چار دیو مسخر ہین جس وقت ان دیوون کو طلب کر آ سکتے ہین جب وہ انگوٹھی میرے
پاس آ جائیگی ان چارون دیوون کو بلا کر ان دیوون کے ذریعے سے اگر حمزہ ثانی طلب کیا جائیگا فوراً یہان
آ جائیگا اور اگر بدیع الملک کو بلانا مقصود ہوگا وہ بھی آ سکتا ہے خداوند بزرگ نے چاہا تو کل ہی
یہ دونون سرکش یہان آ جائینگے پھر تجھے اختیار ہے چاہے انکو ہلاک کرنا یا زندہ قید رکھنا بہر نوع
کل کا روز تیرے وصل سے بہرہ یاب ہونے کا ہے ملکہ آذر چہرہ نے کہا پھر مجکو بھی کوئی عذر نہوگا مین اسکو
ایک امر عظیم سمجھتی ہون تو سہل سمجھتا ہے شاید تیرے نزدیک سہل ہی ہو تورج نے کہا تو بچشم خود دیکھ لینا
اُسکے بیان راحت بیان بعدہ ملکہ آذر چہرہ کے دست و پاے بند کھلوا دیے ملکہ نے اپنے چہرہ زیبا سے نقاب
الٹ دی اور تورج کے پہلو مین آ بیٹھی تمام حاضرین متعجب تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسقدر جلد ملکہ
کو ہر چند سمجھایا نہ مانا آج کیا ہے جو ملکہ یا من سب بیتکلفی تورج کے پہلو مین بیٹھ گئی مزید بر ان نقاب بھی چہرہ سے
الٹ دی ہنوز چند لمحہ تک بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیکھا اہرمن چلا آتا ہی تورج بہت خوش ہوا ملکہ آذر چہرہ سے
کہا اے ملکہ دیکھو وہ اہرمن جادو انگشتری لیے چلا آتا ہے بس اب کچھ عرصہ نہین ہے عنقریب تیری شرط پوری ہوئی جاتی
ہے جب اہرمن تورج کے قریب آیا سلام کیا بعدہ وہ انگشتری تورج کو دی اُسنے انگشتری کو ہاتھ مین پہن لیا
اور باطمینان تمام پوچھا اہرمن سے کہا اب یہان کیا کام ہے اشد ضرورت سے یہان آیا تھا ہر چند کہ جس کام کو
آیا تھا وہ انجام نہین پایا تاہم عنقریب انجام پانے کی امید ہے تو لشکر مین جا خبرداری کر اہرمن نے وہان سے
آ کے لشکر تورج مین قیام کیا یہان تورج کو چونکہ اطمینان کامل ہو گیا تھا ملکہ سے کہا اے آرام جان آج میکشی
کا مشغلہ ہو تو بہتر ہے ملکہ نے کہا اے تورج دریا تجا لیکہ میرے تیرے ہنوز بھی کوئی نہین ہوئی میکشی کا کیا لطف
ہان جب وہ وقت آئے گا تو پھر میکشی مین بھی عذر نہوگا تورج نے کہا مین تو دو چار جام مے ناب کے ضرور

ہوونگا ملکہ نے کہا شوق سے پی بلکہ اگر تیری خواہش ہو تو ساقی گری کے واسطے میں موجود ہوں اُسنے کہا
اس سے کیا بہتر ہے ملکہ نے ایک جام لبریز کرکے تورج کو دیا اُسنے بکمال شوق جام اُسکے ہاتھ سے لیکے
پی لیا ملکہ نے دوسرا جام دیا اُسنے وہ بھی پی لیا اسیطرح چند جام کی نوبت آئی تھوڑی دیر کے بعد تورج
کا دماغ گرم ہوا ارادہ کیا کہ ملکہ کی طرف دست گستاخ دراز کرے ملکہ نے کہا ای تورج خان تجھکو زیبا نہیں
ہے کہ خلاف عہد کوئی فعل عمل میں لاوے میرے تیرے کیا وعدہ ہوا ہے چونکہ ابھی تورج خان بالکل مست و
لایعقل نہیں ہوا تھا کچھ سوچ کہا ہاں ای ملکہ بیشک میں نے تجھسے عہد کیا ہے اور اس عہد پر میں قائم ہوں
ملکہ نے کہا پھر یہ دست گستاخ دراز کرنا کیسا ای تورج خان اب میں تجھسے خائف ہوتی ہوں اسواسطے
کہ تو نے شراب پی ہے تیرے ہوش و حواس درست نہ ہونگے پھر تو ہی کچھ ایسا بندوبست کر دے کہ میں
تیرے گزند سے محفوظ رہوں تورج نے کہا ای آرام جان اگر میں بالکل مست و لایعقل ہو جاؤں تو بلا
تکلف میرے دست و پا مضبوط باندھنا تاکہ میں تیری جانب دست گستاخ دراز نہ کر سکوں ملکہ
آزرچہرہ نے اُسکے کہنے کے بموجب عمل کیا یعنے جب وہ بالکل بیہوش ہو گیا ملکہ نے اُسکے دست و پا
مستحکم باندھ کے پھر کہا ای تورج وہ انگشتری کہاں ہے جسکے تابع چار دیو ہیں اُسکے حواس ہی درست نہ تھے
ملکہ نے دل میں کہا بس یہی وقت ہے بلا تکلف اُسکے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور اُسکو چرخ دیا
حسب دستور چاروں نرہ دیو اُسکے تابع آموجود ہوئے ملکہ آزرچہرہ کو سلام کیا اور کہا کیا حکم ہے ہم
تابع فرمان انگشتری موجود ہیں ملکہ نے کہا ای نرہ دیوان تابع انگشتری میں نے تم کو خاص اسوقت اس
غرض سے بلایا ہے کہ مجھکو جنگل میں پہونچا دو وہ دیو ملکہ کو لیکے جانب جنگل روانہ ہوئے یہاں تمام شب
تورج اُسیطرح شراب کے نشہ میں بیہوش پڑا رہا جب صبح ہوئی خواب سے بیدار ہوا ہر چہار جانب
دیکھا ملکہ آزرچہرہ کو نہ پایا ہاتھ کی جانب نگاہ کی انگشتری بھی غائب تھی مارے غضب کے دونوں ہاتھ
سر پر مارے اور متفکر تھا کہ اب کیا کروں محبوبہ آرام جان بھی ہاتھ سے گئی اور انگشتری بھی ہاتھ سے غائب ہے
اسی اثنا میں اہرمن معہ شیطن بن شیاطین و دیگر یاران تورج بدرگ کے پاس پہونچا دیکھا
تورج سراسیمہ بیٹھا ہوا ہے اور ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے اہرمن نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کوئی تازہ واقعہ
روبکار ہوا ہے ملکہ آزرچہرہ کا پتا نہ پایا اور وہاں نہ پایا تورج نے ہاتھ کی طرف نگاہ کی انگشتری بھی ندارد
دل میں کہا بس اب خیر نہیں ہے ملکہ آزرچہرہ کی محبت میں انگشتری بھی کھوئی پوچھا کیا ہوا اُسنے کہا کیا
کہوں کیا ہوا غضب ہوا مجھکو اس بات کا مطلق خیال نہ رہا کہ ملکہ آزرچہرہ اگرچہ مجھ پر عاشق ہے لیکن
وقت و موقع کی منتظر تھی جب تو نے انگشتری مجھکو لاکے دی میں نے وہ انگوٹھی ہاتھ میں پہن لی تو اُسطرف
گیا یہاں مجھ پر شراب کی دھن سوار ہوئی غرض اُس سے یہ تھی کہ ملکہ آزرچہرہ انگشتری کو دیکھ چکی ہے
اُسکو اپنے عہد کے پورا کرنے کا یقین کامل ہو گیا ہوگا وہ بھی باطمینان تمام شراب نوشی میں شریک
ہوگی نشہ شراب میں دونوں جانب برانگیختگی پیدا ہوگی میں اپنے مطلب دلی پر قادر ہو جاؤنگا اُسکا
عکس ظہور میں آیا میں نے چند جام شراب کے پیے ملکہ نے انکار کیا میں تمام شب نشہ میں بیہوش
پڑا رہا صبح کو ملکہ آزرچہرہ کو اپنے پاس نہ پایا اور وہ انگشتری بھی میرے ہاتھ سے
غائب ہے اہرمن نے کہا پھر تیرے خیال میں انگشتری کون لیگیا تورج نے کہا کیا کہوں کہ انگشتری

کرتا ہوں کہ میرے بعد تم سب یکجہتی کرنا میری یاد کو نہ بھلانا اور شاپور سے کہا ای شاپور تو میرے فرزند کی
جگہ ہی شاپور شیر دل نے آبدیدہ ہو کے کہا ای معظم میں بھی بجاے پدر آپکو سمجھتا ہوں مہتر قران نے کہا
ای شاپور عنقریب میں ہلاک ہو جاؤنگا میرے تابوت کو کعبۃ اللہ بھیج دینا یہ سنتا تھا کہ تمام عیاروں میں کہرام
مچ گیا مہتر قران بھی ان سب کے ساتھ رو رہے تھے سب سے زیادہ شاپور پر رقت طاری تھی ہر مرتبہ
مہتر قران شاپور کو سینہ سے لگاتے تھے اور کہتے تھے ای فرزند تو کیوں اسقدر روتا ہی ابھی ہلاک ہو جاؤنگا
تو پھر ضرورت کے وقت کام کون کریگا شاپور اور زیادہ چیخیں مار کے روتا تھا اس اثنا میں چند شخص آئے
اور متعجب ہوئے کہا ای یارو یہ کیا رونا پیٹنا ہو رہا ہی چلو وہاں شاہزادہ اور حمزہ چند مرتبہ پوچھ چکے ہیں
ابتک تم لوگ نہیں گئے تمام عیاروں نے آنسو پاک کیے اور حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے حمزہ ثانی
نے انکی صورتوں کو بغور دیکھا اور کہا ای عیاران فوج اسلام طرفہ امر ہی کہ تم ابتک لشکر تورج بدرگ کیطرف
نہیں گئے حالانکہ تمام کاموں پر یہ کام مقدم تھا عیاروں نے عرض کی شہریار کے دشمن ہلاک ہوں بدخواہ
تہ خاک ہوں دوست شاد رہیں انکے گھر آباد رہیں صورت مقصد اہل امید باد + نوال تو بر خلق جاوید
باد + ہم سب مہتر قران کے یہاں مہمان تھے اس سبب سے لشکر تورج کی جانب روانہ ہونے کا اتفاق
نہیں ہوا اب مہمانی سے فراغت پائی ہی جو حکم ہو اُسے بجا لائیں حمزہ ثانی نے فرمایا میں سمجھتا تھا کہ تم لوگ
گئے مگر مجھے یہ نہیں معلوم کہ مہتر قران کے یہاں مہمان ہو خیر اب تم لوگ تورج کیطرف جاؤ اور دریافت
کرو کہ وہ نابکار کس فکر و بند و بست میں مصروف ہی یہ سنکے مہتر قران اٹھ کھڑا ہوا با ادب تمام سلام کیا اور
کہا شہریارا اگر یہ خدمت میرے نام مقرر ہو تو بہت مناسب ہی میں بسر و چشم اس خدمت کو انجام دونگا
حمزہ ثانی مہتر قران کی اس تقریر کو سنکے انگشت بدندان ہوئے تا دیر متامل رہے مہتر قران نے کہا
شہریار میری نسبت کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے کہا ای مہتر قران مجکو اسوقت سخت تردد لاحق ہو گیا
آج چند روز کا عرصہ ہوا کہ میں پے در پے تمہارے حق میں خواب پریشان دیکھ رہا ہوں اسوقت تک اس
خواب کو کسی کے روبرو بیان نہیں کیا لیکن اسوقت تمہاری سبقت کرنے پر خیال آتا ہی میری ہرگز
راے نہیں ہی کہ تم جاؤ اور بیشتر عیار ہیں وہ چلے جائینگے ہر چند کہ خواب قابل اعتبار نہیں ہوتا تاہم سے چرا
کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + مہتر قران نے کہا ای شہریار والا تبار دنیا میں ہر شخص کا فرض ہی کہ ہمیشہ
بہتری انجام پر نظر رکھے بہتر وہی شخص ہی کہ جسکا انجام بخیر ہو ہزار ہزار شکر اس خالق کل و مخلوق کی درگاہ
بے نیاز میں ہی کہ اسنے اپنا فضل شامل حال میرے کیا کہ میں راہ ضلالت کو چھوڑ کے راہ راست پر آیا جسکو
ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوا چونکہ شریعت اسلام میں شہید کا اعلیٰ درجہ ہی بنا بر ان جب سے میں
دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا ہمیشہ یہ فکر رہی کہ کسیطرح درجۂ شہادت حاصل ہو مگر اسوقت تک محروم
رہا فی الحال تورج کے حال کی خبر دریافت ہونا مطلوب ہی میں جاتا ہوں زیادہ برین نیست کہ کفار
کے ہاتھ سے ہلاک ہونگا یا خدا میری قدم [illegible] برآمد [illegible] درجہ [illegible] فائز ہونگا حمزہ ثانی شاپور
کیجانب متوجہ ہوا کہا تیری کیا راے ہی شاپور [illegible] ولی مجکو پیشتر سے اس
واقعہ کی خبر ہی اور مجکو یہ بھی [illegible] یقین ہی کہ اگر مہتر قران تورج کی خبر گیری کو جائینگے ہرگز زندہ واپس
نہیں آئینگے چہار و عیاران سے حمزہ ثانی نے پوچھا [illegible] تمھوں نے [illegible] جو شاپور نے کہا تھا

تمق گرد نمایاں ہوا اسپ تو خوش سے ٹھہرا کہ دیکھئے کیا واقعہ روبکار ہوتا ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ
دامن گرد چاک ہوا اور ایک شخص پشتارہ بدوش اس طرف آتا ہے معلوم ہوا اہرمن فیل پا نے اپنی
پشت کا پشتارہ زمین پر رکھدیا اور انتظار میں بیٹھا کہ دیکھوں یہ شخص پشتارہ بردوش کون ہے جب
قریب آیا دیکھا مہتر قران خاک آلودہ پسینے میں غرق ہانپتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے چاہا کہ
اہرمن فیل پا کی نظر بچا کے نکل جاؤں اہرمن سدراہ ہوا اور کہا ای مہتر قران بہت عرصے کے
بعد میرا تیرا سامنا ہوا کہاں جاتا ہے اور اس پشتارہ میں کیا ہے اُسنے کہا میں اس شخص کو گرفتہ وبستہ
کر لایا ہوں کہ اگر تو دیکھے گا تو تیرے حواس باختہ ہو جائینگے اسنے کہا آخر معلوم تو ہو کس کو
بستہ کر لایا ہے جسکے دیکھنے سے میرے حواس باختہ ہو جائینگے مہتر قران نے کہا آگاہ ہو کہ اس پشتارہ
میں تیرا گرد تورج بدرگ ہے اور تو بتا کہ اس پشتارہ میں کیا لایا ہے اُسنے کہا بس ایسا ہی سمجھ تو بھی سمجھ
اگر تو میرے گرد تورج کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے تو میں بھی تیرے گرد بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر
لایا ہوں مہتر قران نے کہا ہاں او مردود اگر تو بدیع الملک کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے اب تجھکو
کب چھوڑتا ہوں یہ کہکے اپنا پشتارہ بھی زمین پر رکھدیا اور اہرمن کی جانب متوجہ ہوا دونوں
میں خنجر بازی شروع ہوئی قران نے خنجر مارا اہرمن نے رد کیا اور اہرمن نے خنجر مارا قران نے
رد کیا قران کہتا تھا ای اہرمن خیریت اسی میں ہے کہ بدیع الملک کو میرے حوالہ کر اور جسطرف
سے آیا ہے اسطرف واپس جا ورنہ یقین سمجھ کہ میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا اہرمن کہتا تھا ای قران
تو جو مجھکو بیکار کہتا ہے تو خود اپنی خیریت چاہتا ہے تو تورج کے پشتارہ کو میرے حوالہ کر اور اپنے لشکر
کی طرف واپس جا میں اس حالت میں بھی تجھکو نہ چھوڑتا کیونکہ تو نے ہمارے خداوند فرعون کو
گرفتار کر رکھا ہے اسکا عوض ضرور لیتا لیکن خیر میں اسی پشتارہ تورج پر اکتفا کرونگا غرضکہ دونوں
حرب وضرب میں مصروف تھے اور باہم نزاع لفظی بھی ہوتی جاتی تھی بعد دو گھڑی کے گرد نمایاں ہوئی
اہرمن نے کہا ای قران دیکھ خداوند فرعون اور بت بزرگ نے میری مدد کے واسطے کسی کو بھیجا ہے
قران نے کہا او مردود تیری مدد کو بت نے نہ فرعون نے کسی کو بھیجا ہے تیری روح قبض کرنیکو
عزرائیل عنقریب آیا چاہتے ہیں مستعد مرگ ہو جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا لشکر کردہ شاہ مردان
شاپور شیر دل چلا آتا ہے شاپور نے جو قران اور اہرمن فیل پا کو رد و بدل میں مصروف
دیکھا آتے ہی اہرمن کو گھیر لیا اور کہا او نابکار رو بدکار یہ کیا حرکت بیہودہ ہے کہ بدیع الملک
کو گرفتہ وبستہ کر لایا ہے مرید بیران قران سے برسر مقابلہ ہے اہرمن نے کہا ای جوان تو مجھکو
کہتا ہے اور قران کو کچھ نہیں کہتا کہ وہ تورج کو بستہ کر لایا ہے اگر وہ تورج کو رہا کر دے تو
میں بھی بدیع الملک کو رہا کر دوں شاپور شیر دل نے کہا او نابکار اگر قران نے تورج
کو گرفتار کیا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے وہ مردک اسی قابل ہے البتہ تو نے سخت بیہودگی کی کہ
شاہزادہ بدیع الملک ایسے جوان ذیشان کو گرفتار کیا ہے اسوقت دفعتاً گرد باد پیدا ہوا
تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی چند لمحے کے بعد وہ تاریکی دور ہوئی قران
نے دیکھا نہ وہ پشتارہ بدیع الملک ہے اور نہ پشتارہ تورج اور نہ اہرمن فیل پا نظر آیا صرف

شاپور شیر دل موجود ہی قران نے شاپور کی صورت تعجب سے دیکھی اور شاپور نے قران کی صورت
دیکھی قران نے کہا ای شاپور یہ کیا واقعہ روبکار ہوا کا شہزادہ بدیع الملک کا [illegible]
ان نابکارون کے ساتھ نہین معلوم اُس شاہزادہ والا جاہ کا کیا حال [illegible] شاپور نے [illegible] جستجو [illegible]
کہا اب بتاؤ کیا ارادہ ہی اگر شاہزادہ کا پتہ نشان معلوم ہوتا تو کچھ [illegible]
مجکو حیرت ہی کہ اہرمن کے ہاتھ سے ہم کیونکر زندہ و محفوظ رہا [illegible] اہرمن سے ہاتھ
سے ہلاک ہوگا [illegible] مین سلامت رہا اور وہ غائب ہو گیا شاپور [illegible] خواب [illegible]
بھی ایسی باتونکا اعتبار نہین کرتے غرضکہ قران اور شاپور شیر دل [illegible] فکر [illegible] روانہ ہوئے

اب نورج اور اہرمن کا حال [illegible]

سخن دانا سے معنی فریب + عروس سخن را چنین در ذریب + کہ جب ان دونون نابکارون نے [illegible] اپنے کو
صنعان شاہ پاس دیکھا نورج نے نہایت ادب سے صنعان شاہ کو سلام کیا صنعان شاہ نے [illegible] بہت
تو ہی ای نورج جسوقت تیری خبر کے واسطے کسی کو بھیجتا ہون خدا پرستون کی قید مین [illegible] ہون یہ کیا معاملہ
ہی آخر تیرا اس خدا پرستون سے مقابلہ مین نہین چلتا نورج نے کہا [illegible] بہت [illegible] ہوئے
ہوئے ہین [illegible] عیار طرح طرح کی عیاریان کرتے ہین [illegible] ایک [illegible] شب [illegible] مجکو [illegible]
حالت مجبوری تھی کیا کرتا سو یا مر ابرابر ہی نورج [illegible] کیا اسکو وہین [illegible] اور بہت تعجب ہوکے
پوچھا کہ ای رضوانہ یہ لڑکا کس کا ہی اُسنے کہا ای نورج یہ لڑکا تیرا ہی مین نے لعل جبر نورج اسکا نام رکھا ہی فی الحال
اسکی شادی درپیش تھی اسوجہ سے تجھے بلایا ہی نورج بہت خوش ہوا [illegible] طلب کیا دو چار جام
شراب کے پیے اسطرف صنعان شاہ نے بدیع الملک کا بستہ کھلوایا اور وے بیہوشی سے ہوشیار ہوا
او صنعان شاہ کی صورت دیکھی کہا ای بادشاہ یہ کیا بہادری ہی کہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کیا مقتضائے مردی
یہ تھا کہ عالم ہوشیاری مین مقابلہ کرکے گرفتار کیا ہوتا تاکہ لطف جنگ و حرب حاصل ہوتا صنعان شاہ نے کہا
ای بدیع الملک مین نے تم کو ہرگز نہین گرفتار کیا البتہ یہ فعل نورج کا ہوگا اُس سے کہو شہزادہ نے کہا کے
بالفرض نورج ہو یا کوئی اور نورج نے کہا ای بدیع الملک اگرچہ مین نے تم کو گرفتار نہین کیا ہی تمہاری گرفتاری
کا باعث اہرمن فیلپا ہوا تاہم صرف اہرمن پر نامردی کا الزام نہین عائد ہو سکتا اس الزام مین قران بھی
شریک ہی کہ وہ عالم خواب مین مجھے گرفتار کرکے چلا آتا تھا بارے بت بزرگ کے فضل سے رہا ہوگیا صنعان شاہ
نے کہا ای نورج اس گفت و شنید سے کیا فائدہ اسپیس بن قراقر جادو کو بلاکے کہا ای اسپیس اس جوان کو
بحفاظت اپنی حراست مین رکھو اسپیس نے دست بستہ کہا بہت مناسب ہی اور شہزادہ بدیع الملک کو
اپنے یہان لیجا کے ایک حجرہ تاریک مین قید کیا اور بدیع الملک کی ہیکل صنعان شاہ نے لے کے
نورج کے حوالہ کی چونکہ لعل بن نورج کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا محفل جشن مین جاکے قیام کیا یہان
شاہزادہ بدیع الملک اسپیس جادو کی قید مین مبتلا ہوکے سخت اذیت مین مبتلا ہوا دل مین کہتا تھا
ای بدیع الملک بالیقین اسی قیدخانہ مین عزرائیل آکے روح قبض کرینگے کبھی درگاہ باری تعالے مین
اسطرح مناجات کرتا تھا کہ ای خداوند قادر و توانا و ای خالق بے ہمتا و یگانہ اگرچہ مین اس گبر ملعون کی قید
شدید مین مبتلا ہون پھر بھی تیری ذات معظم صفات سے ہر طرح کی امید ہی اس قید سخت مین

ہمارا ہم یخبر از تو فریادرس ہے تو ہی ہے عیب پوش خطا بخش ولیس ہے واسطہ اپنی عظمت وجلال کا اور واسطہ اپنی قدرت و کمال کا
جلد اپنی رحمت سے نجات بخش اور اگر میں ابھی عمر لبریز ہو چکی ہو تو جلد ملک الموت کو بھیج کہ میری روح قبض کرے
مجھسے یہ تکلیف نہیں اٹھ سکتی وجہ اسکی یہ تھی کہ اسپیس جادو صبح وشام میں صرف دو نان جو وہ بھی بے چھنے
آٹے کی جلی ہوئی ایک اسوقت اور ایک اسوقت بدیع الملک کو دیتا تھا اور ایک جام آب گرم کا وہ بھی قابل لقا
ہر دو زمان صبح وشام جب اسطرح کا کھانا دینے آتا تھا صد ہا قسم کے طعنے اور ملامت دیتا اور تمام شب روز چوکی میں آتا تھا
کہتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے خدا پرست میں جو سب چاہتا ہوں کہ حمزہ ثانی خداوند ہی کو قید میں سخت تکلیف
دیتا ہوگا اسکا عوض میں تجھسے لیتا ہوں تو سہی کہ تجکو وہ کیسے قید خانے سے نکالوں میں مدت سے اس بات کا آرزو مند
تھا کہ کبھی کوئی خدا پرست میری قید میں مبتلا ہو تو میں خداوند کا عوض اس سے لوں بارے تجھ ایسا مغز خدا پرست
میری قید میں پھنسا اور بعض وقت وہ صبح وشام مغلظ بھی شاہزادہ کو دیتا تھا یہ سبب تھی شہزادہ کی اذیت کا القصہ
بارے بدیع الملک کی دعا درگاہ باری تعالیٰ میں قبول ہوئی کہ وہ صنعان شاہ وغیرہ لعل بن تورج
کی عروسی کے جشن میں مشغول تھے یہاں ایک شب کو اجروس پہونچا اور اسے دریافت ہوا کہ اسپیس جادو
نابکار کے یہاں بدیع الملک مقید ہے واسطے بیرون مکان سے شبا شب نقب کھودی نقب کے ذریعہ سے
قیدخانہ میں بدیع الملک کے پاس پہونچا اسوقت شاہزادہ کوئی دعا پڑھ رہا تھا شہزادہ کو کھٹکا معلوم
ہوا سمجھا کہ اسپیس جادو کسی کام کو آیا ہے پیچھے پھر کے دیکھا اجروس موجود ہے کہا بس دعا پڑھ چکے
اب چلو شہزادہ خوشی سے باغ باغ ہو گیا گویا کہ بہار آگئی مستی کے چمن میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور اجروس
کے ساتھ اسی نقب کی راہ سے باہر آیا مرکب اجروس نے مہیا کر رکھا تھا شہزادہ اس مرکب پر سوار ہوا لشکر
اسلام کی راہ لی لشکر میں پہونچ کے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی بہت خوش ہوئے اور کہا اے
بدیع الملک کسطرح یہانتک پہونچے شاہزادہ نے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا اے شہریار والا تبار اصل
بات یہ ہے کہ اسپیس جادو کی قید سے اجروس نے رہا کیا گویا جان بچائی ورنہ اس مرتبہ اس قید سخت سے
ہرگز زندہ رہا نہ ہوتا حمزہ ثانی نے اجروس سے اس کارنمایاں کی بہت تعریف کی اور کہا اے اجروس مرحبا آفرین
بریں جرات دلیرانہ بخدا عجب کارے کردی کہ بدیع الملک را آوردی پھر کہا اے بدیع الملک تمہارے
دونوں ہاتھ کیوں بستہ ہیں شہزادہ نے کہا شہریار قیدخانہ میں ہرچند میں نے اور اجروس نے کوشش کی
بند دست نہ کھلا چونکہ زیادہ توقف وہاں مناسب نہ تھا اسی طرح دست بستہ چلا آیا یہاں ہم سرداروں نے
ہزار ہا تدبیریں کیں جادو بلا ہے کسیطرح بند دست نہ کھلا کوئی آلہ شکست اثر نہ کرتا تھا حمزہ ثانی نے کہا
میں سمجھ گیا یہ بند اسطرح نہ کھلے گا اثر سحر کا دخل ہے کسی آلہ سے کیونکر کھل سکتا ہے حمزہ ثانی نے اسم اعظم پڑھا
بند دست پر دم کیا یکایک از خود بند دست کھل کے گر گیا اسوقت بدیع الملک کو ہیکل کا خیال آیا اجروس
سے کہا عمدۂ جادوان ہرچند کہ تو نے میری جان بچائی اس سے زیادہ کیا کارنمایاں ہوگا مگر صنعان شاہ نے
میری ہیکل لیکے تورج بدرگ کے حوالہ کر دی ہے اگر ہیکل بھی میری لا دے تو بڑا احسان ہو اجروس
نے قبول کیا اور ہیکل کے واسطے جانب صنعان شاہ کوچ کیا یہاں دوسرے روز حمزہ ثانی نے
وہاں سے کوچ کیا بعد طے مراحل چند کے تورج آباد اور لشکر تورج کے قریب پہونچے وہاں قیام کیا یہ خبر
سکندر چوپان کو پہونچی کہ لشکر اسلام پہونچا سمجھ گیا کہ مسلمان جنگ و حرب کے ارادہ سے آئے ہیں

بافر ور نقارہ جنگ بجے گا بہتر یہی ہے کہ نقارہ بجانے میں سبقت اسی طرف سے ہو فوراً حکم دیدیا کہ نقارۂ جنگ
بجے آج تو نہیں اگر خداوند ہیبت بزرگ نے چاہا تو کل مغروران خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا دیکھیو تو
کیونکر یہاں سے صحیح و سلامت جاتے ہیں میں تو منتظر یہی تھا کہ میرے مقابلہ کو آوین یکایک نقارۂ رزمی کی صدا
لشکر کفار میں بلند ہوئی حمزہ ثانی نے صداے نقارۂ کفار سنکے اپنے لشکر میں بھی حکم دیا کہ نقارۂ جنگ بجایا
جاوے یکایک لشکر اسلام میں سے نقارہ کی آواز آمد بیرون + کہ دو دست دو دست گردون روان + اب اندرون
طلسم کا حال سماعت فرمایئے کہ جب شب گذر کے صبح ہوئی اسپیس جادو حسب دستور بدیع الملک کے واسطے
کھانا پانی لیکے چلا زندانخانہ کا قفل کھول کے دروازہ کھولا اندرون حجرہ پہونچا بدیع الملک کو نہ پایا ہر چند ہر جانب
تلاش کر کے باہر چلا آیا سمجھا کہ بدیع الملک کو لشکر اسلام کا کوئی عیار چالاک رہا کر لے گیا مغموم و محزون صنعان شاہ
کے پاس آ کے سر جھکا کے بیٹھ گیا اور یہ سوچ رہا تھا کہ صنعان شاہ سے کیا کہوں اگر وہ سنیگا تو بہت برہم ہوگا
صنعان شاہ نے جو اسپیس جادو کو متردد دیکھا کہا ای اسپیس آج تو خاموش سکوت میں کیوں بیٹھا ہے کیا فکر
و تردد لاحق حال ہے اسپیس جادو کھڑا ہو گیا اور صنعان شاہ کے روبرو دونوں ہاتھوں سے اسقدر سر پیٹا کہ قریب المرگ
ہو گیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ اسپیس معلوم ہوتا ہے مجنون ہو گیا اسکے دونوں ہاتھ پکڑ لو چند کفار اسکے قریب
آئے اور سبھوں نے دونوں ہاتھ پکڑ لیے صنعان شاہ نے کہا تیرا کیا حال ہے کیوں اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے
اسپیس جادو نے آبدیدہ ہو کے اور دونوں ہاتھ صنعان شاہ کے منھ کے پاس لیجا کے کہا کیا حال پوچھتا ہے بڑا
غضب ہو گیا بدیع الملک کو میری حراست میں دیا تھا اتفاقاً شب کو لشکر اسلام کا کوئی شخص حجرہ میں
بدیع الملک کے پاس پہونچ گیا جو اسکو رہا کر کے لے گیا ای صنعان شاہ فریاد ہے کیا کروں اپنا دم گھونٹ ڈالنے کو
دل چاہتا ہے مدت کے بعد ہزار آرزو و امید ایک مسلمان مقید کرنے کو ملا جس سے خداوند زحلون کا عوض بخوبی
لیتے ابھی نہ پایا تھا کہ وہ رہا ہو گیا صنعان شاہ از سرتا پا غیظ و غضب میں ہو گیا کہا او مردود پاجی یہ غلط کیا تم
ہی کہ غفلت کر کے ہمارے قیدی کو رہا کر دیا مزید بران چیختا اسقدر ہے کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہیں اور اپنے
منھ میں دونوں ہاتھ ٹھونسے دیتا ہے کیوں بڑا بے ادب ہے اسنے پھر اسیطرح گلا پھاڑ کر کہا ای صنعان شاہ میں نے
غفلت ہرگز نہیں کی تو نے البتہ غلطی کی کہ جب میری حراست میں وہ تھا تو کوئی مکان ایسا مستحکم نہ دیا
جسمیں کسی عیار کا گذر نہ ہو سکتا صنعان شاہ نے کہا تو نے اسیوقت کہا ہوتا کہ میرے پاس کوئی مکان قابل
حراست نہیں ہے اسپیس جادو نے کہا میں کیوں کہتا مجھے کیا معلوم تھا کہ لشکر اسلام کے عیار بلا کے
بیدار مغز ہیں خیر اب کبھی کسی قیدی کو میری حراست میں نہ دینا علی الخصوص خدا پرست کو اس مرتبہ صنعان شاہ
کو ایسا غصہ آیا کہ ایک تیر چلہ کمان میں رکھ اس زور سے اسپیس جادو کے سینہ کی جانب رہا کیا کہ پشت
کو توڑ کے نکل گیا اسپیس بیجان ہو کے دھم سے زمین پر گرا صنعان نے حکم دیا کہ اس بے ادب کی لاش طلسم
کے باہر پھینکدو چنانچہ اسپیس جادو کی لاش طلسم سے باہر پھینکدی گئی بعدہ صنعان شاہ نے ایک
اسم پڑھا تورج بادرنگ پر دم کیا اور کہا جا مسلمانوں سے مقابلہ کر اگر خداوند لات و منات نے چاہا تو کوئی
خدا پرست تجھ پر فتحیاب نہ ہوسکے گا اور تو سبکو گرفتار کرنے لگا تورج اسطرح کے اسم کے دم ہونے سے
بہت خوش ہوا کہا ای بادشاہ میں بھی اس مرتبہ مسلمانوں کا نشان تک باقی نہیں رکھونگا مگر وقت عجب
یہ امر ہے کہ مسلمانوں کے پاس رد سحر ہے ظاہر ہے کہ جب بدیع الملک کو قید کیا ہے کیسے کیسے اسماے قوی کو

بڑ دو کے اسکے بند ہائے دست و پا پر پھوٹ نکلے پھر کسطرح رہا ہو گیا صنعان شاہ نے کہا ان کمانوں کی یہ خاصیت نہ تھی کہ
بدیع الملک پر چند خادے لگین و جواسکے البتہ بند ہائے دست و پائے اسیطرح ٹوٹ کے کیا مجال مسلمانوں کی جو
طوق سکین تورج نے کہا سب سچ ہے لیکن یہ ممکن نہیں کہ بدیع الملک کے بند ہائے دست دبانک نہ کھلے ہوں
صنعان شاہ نے کہا بدیع الملک کے بند ہائے دست و پا کھلے ہوں یا نہ کھلے ہوں لیکن جو اسم میں نے پڑھ کے
تجھ پر پھونکا ہے اسکا اثر بہت قوی ہے تورج نے مہر کل اہرمن فیلپا کے حوالے کی اور وہاں سے لشکر اسلام کی جانب
روانہ ہوا۔ اسطرف جب شب کو دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں جانب صف آرائی ہوئی دونو طرف
سے جوش لشکریوں کے دل بڑھانے لگے اہل اسلام میں نعرہ بلند ہوا حیدر کرار ثمر کرسی نے کہا اے بہادران جانباز
ذرا اور اے گردن فراز تمہارے بزرگوں نے کیسے کیسے کفار بدکردار کے ریلے اور کن کن ضیق کے وقتوں میں معرکے
جیتے ہیں وہی رگیں ہیں وہی خون ہے جو رگوں میں بھرا ہے اسقدر فوج کفار ہے تو کیا ہے اور اس سے زیادہ جمع ہو گا
تو کیا ہو گا مرنا ایک روز ضرور ہے اگر نیکنامی کے ساتھ موت نصیب ہو تو ہمارے نصیب ہمارے تمہارے سپاہی کا جوہر ہے کہ
کبھی بستر پر نہ مرے بلکہ لڑ کے مرے اور مرنا بھی وہی ہے جسکی موت دامنگیر ہوئی ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے جو
ایک روئیں کو صدمہ پہونچا سکے ۔ اگر تیغ عالم بجنبد ز جائے ۔ نہ برد رگے تا نخواہد خدائے ۔ بزدلے فقط خوف
سے مرجاتے ہیں من چلے دس دس بیس کو مارتے ہیں اور صحیح و سلامت چلے آتے ہیں خیال کے دھوکے میں نہ پڑنا
چاہیے بالفرض موت بھی آگئی تو کیا مسست تک روضۂ رضوان مسکن ہو گا حوران جنت جیسے شمعدہ دلداریں ہونگی
اور اپنا ایک دل ہو گا دم بدم انکے وصل سے کیسے حاصل ہونگے نہ وہاں کوئی مانع ہو گا نہ غبار مخل و فاصل ہونگے
اسطرف لشکر کفار میں لات و منات کی صفت و ثنا ہو رہی تھی کوئی کہتا تھا اے مردان بلوشید تا جامۂ زبان پوشید
اگر ذرا بھی مسلمانوں نے مقابلہ میں کوتاہی کروگے کر پر لات کی لات پڑیگی تم پر منات کا اشارہ ٹوٹیگا سر کہیں
ٹھوکرین کھاتا ہو گا اور دھڑ کہیں چسپانا پھرے گا بستر استراحت پر انسان کو سستی چاہیے معرکہ جنگ میں
ہر ایک نے چستی چاہیے یکایک گوشۂ بیابان سے ناگہ وقت پھر گرد پیدا ہوئی تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا نقابدار پیادہ پا
نمودار ہوا اس نقابدار نے آتے ہی سکندر رحوبان کی صورت دیکھی سجدہ کو خاک پر جھک گیا قدرت و جلال
خداوندی کا ذکر کرنے لگا تمام کفار حیرت سے اسکو از سرتاپا دیکھ رہے تھے بعدہ وہ نقابدار لشکر اسلام کے رو برو آیا
نعرہ زہرہ شگاف مارا کہا اے خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو اگر نہیں جانتے ہو تو جانو میں ہوں فیلسوا بدرع
زر مردو شاہ اگر مرد میدان ہو اور دعوی مردانگی رکھتے ہو دیر نہ کرو جلد میرے مقابلہ کو آؤ خداوند کے انحرافات کا
معقول مزا پاؤ گو رااپ کشور کشا صاحبقران حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا اے شہریارے جاں نثار اس
مجہول الاحوال کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دینے کی اجازت چاہتا ہے ہر چند کہ وہ خود مختار تھا اسے کوئی ضرورت
اجازت کی نہیں تھی صف آرائی ہو رہی تھی تاہم تیمناً تبرکاً اجازت خواہ ہے حمزہ ثانی نے کہا اے دارا سبب
حافظ حقیقی کو تجھے سپرد کیا دارااپ کشور کشا اسپ برق وش چمکاتا ہوا آیا کہا اے نقابدار مجہول الاحوال
اگرچہ میں نے تیری صورت نہیں دیکھی ہے تاہم قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا بیہودہ گو ہے مجکو چاہیے تھا کہ
پہلے اپنی بیہودہ گوئی و زیادہ گوئی کا علاج کرتا بعدہ فارسیان میدان جلادت کے مقابلے کا خیال دل میں
پیدا کرنا ع ہر کرا بسیار گفتارش بود ۔ دل درون سینہ بیمارش بود ۔ تاہم میں تیرے مقابلہ کو موجود
ہوں ع بیار ابجہ داری زمردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران ۔ نقابدار نے کہا اے خدا پرست میں

قابل علاج نہیں ہوں البتہ تو قابل علاج ہے کہ تو نے پیشتر ہی کہا کہ میں شہسوار قدرت مرد شاہ ہوں اور مجھکو
مجہول الاحوال کہتا ہے معلوم ہوتا ہے تو گران گوش ہے اپنے کانوں کی ٹھیٹھیاں نکلوا تو پھر شہسواران عرصۂ شجاعت
کے مقابلہ کا خیال دل میں لا داراب کشور کشا نے کہا زیادہ گوئی بات کا اعتبار کیا تو کاذب ہے اگر سچا ہوتا تو
نقاب کے پردہ میں منھ کیوں چھپاتا معلوم ہوتا ہے تو زیادہ گوئی کی وجہ سے کہیں ذلیل کیا گیا ہے جو خفت کے سبب
نقاب میں منھ چھپائے رہتا ہے نقابدار نے یہ سنکے کہا خبردار ہو جا اور خنجر کا وار داراب کشور کشا پر کیا داراب
نے اس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور خود بھی تلوار کا وار کیا نقابدار نے بھی اس وار کو رد کیا اسیطرح تا دیر رد و
بدل رہی آخر کار داراب کشور کشا نقابدار کے ہاتھ سے زخمی ہوا پھر تورج ماہرو نقابدار کے مقابلہ کو آیا
اور باواز بلند کہا اگر نہیں جانتا ہے تو جان تو ای الو تیرو قوت میں ہوں تورج ماہرو تیرا سر کوب آ حملہ کر نقابدار
نے تورج ماہرو پر بھی خنجر کا وار کیا تورج ماہرو نے اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا نقابدار نے بھی اس
وار کو رد کیا پھر دوسرا وار تورج نے کیا اسکو بھی نقابدار نے رد کیا جب آپس میں تین تین وار کی نوبت
آچکی یکایک نقابدار نے تورج ماہرو کے کمر بند میں ہاتھ ڈالدیا اور سبکی تمام سر سے بلند کر لیا پھر
زمین پر مارکے دست و پابستہ سکندر رجو پان کے پاس بھیجدیا اور پھر باواز بلند کہا ای خدا پرستو یہی
جرأت و دلاوری کو تم نے ؛ ابھی اب بھی کوئی مرد مقابل تمہارے یہاں ہے یا بس تمہاری ترکی تمام ہو گئے
بہمن شوستری ایک پہلوان فیل جثہ لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو نکلا باواز بلند پکارا ای نقابدار بیہودہ
گفتار تو نے تورج ماہرو ایسے جوان جری کو گرفتار کر لیا معلوم ہوتا ہے تو بڑا قوی بازو ہے آ میرا مقابلہ کر
بہمنم کہ تا کردگار جہان ؛ دو من آشکار است وراز نہان ؛ نقابدار نے کہا ای پہلوان خدا پرست تو بڑا شہ زور
معلوم ہوتا ہے اگرچہ میں تجھ سوار سے بھی مقابلہ میں عاجز نہیں ہوں لیکن میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ پشت
مرکب سے زمین پر میرے تیرے برو دست و بازو مقابلہ ہو بہمن شوستری پشت مرکب سے زمین پر کودا
اور کہا آ زور دست و بازو کا مقابلہ کر نقابدار اسطرف سے بڑھا بہمن شوستری اسطرف سے بڑھا
دونوں دست و بغل ہوگئے تا دیر کشش و کوشش رہی نتیجہ یہ ہوا کہ نقابدار بہمن شوستری کو بھی گرفتہ
و بستہ کر لے گیا اور اسکو بھی سکندر رجو پان کے پاس بھیجدیا راوی کہتا ہے کہ اسیطرح سات سرداران نامی
گرامی لشکر اسلام کے نقابدار نے گرفتار کر لیے تمام لشکر اسلام میں ہلچل پڑ گئی ہر ایک لشکری کی زبان پر
یہ کلمہ جاری تھا کہ نقابدار ہے یا کوئی بلا ہے در مان ہے جو سردار مقابلہ کو جاتا ہے اسے بعد رد و بدل بسیار
گرفتار کر لے جاتا ہے اگر یہی حال ہے تو کسطرح مسلمانوں کی جان بچ سکتی ہے اسی فکر و حیرت میں ہو گئی کہ آفتاب
غروب ہو گیا تاریکی شب کے آثار بخوبی نمایاں ہوئے لشکر کفار میں طبل بازگشت بجا اور ادھر
مسلمانوں کے لشکر میں بھی طبل بازگشت بج گیا اور لشکر اسلام کے حواس باختہ ہو چلے تھے غرض کہ
دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے نقابدار نے میدان میں ایک مقام پر کھڑے ہوکر سکندر رجو پان
سے باواز بلند کہا ای خداوند یہ تیری رحمت و عنایت ہے کہ تو نے میدان جنگ میں آکے ہماری مدد کی
اور مسلمانوں پر فتح یاب ہوئے تجھکو چاہیے کہ اسی طرح ہر روز میدان حرب و ضرب میں قدم رنجہ فرما
تاکہ تیری قدرت و جلال کا جلوہ دوست و دشمن دونوں کی نظر سے گذرے ہم تجھ سے یہ منت
کرتے ہیں کہ ہماری اس ادنی عرض کو سن اور قبول کر ای خداوند تو خوب جانتا ہے کہ ہماری اس حقیر عرض میں

کیسی کیسی مصلحتین ذہن مین سکندر چوپان مردود کے منھ کو لہو لگ گیا تھا نقابدار کی منت و درخواست
سے اور اپنے دل مین یہ بھولا کہ مین بھی خدا ہون اُسنے اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ آج پھر نقارہ جنگ
بجایا جاوے اور ہر ایک سے کہتا تھا دیکھو میری قدرت کو کہ میری ادنی توجہ سے کیسے کیسے اعاظم سردار
لشکر اسلام کے گرفتار ہو گئے ہین ۔ سحر کو جو این خسرو خاوری ، برآمد ہوا بر چرخ نیلوفری ، دونون جانب
کے لشکر میدان مین آ کے صف آرا ہوئے ہنوز افواج طرفین سے کوئی پہلوان میدان مین نہین
آنے پایا تھا کہ دور سے پھر ویسی گرد نمایان ہوئی دونون لشکر اس گرد کیجانب متوجہ ہوئے جب دامن گرد
چاک ہوا دیکھا نقابدار سیاہ پوش پیادہ پا چلا آتا ہے آتے ہی سکندر چوپان کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند
مسلمانون نے مجھکو سخت تکلیف دی ہے کہ تیرے مقابلہ مین ہنگامہ جنگ گرم کیا جاتا ہے دین انکو انکی بے ادبی کی
سزا دیتا ہون تیری شان مسلمانون سے کہین ارفع و اعلی ہے تجھکو انکے مقابلہ سے کیا نسبت یہ کہکے میدان
حرب کیجانب متوجہ ہوا اور نعرہ مارا کہ ای خدای نادیدہ کی پرستش کرنے والو تم نے ہمارے خداوند کی کچھ
عزت و توقیر نہ کی کہ اسکے مقابلہ مین صف آرائی کی پھر خداوند کا کیا بگڑا تم نے خود اپنی عاقبت بگاڑی اب
بھی خیریت ہے اگر اس بے ادبی سے باز آؤ اور میدان سے واپس چلے جاؤ تو ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمہارے
گناہان گذشتہ معاف ہونے کے واسطے ہم بلیغ کوشش کرینگے بلکہ ضرور معاف کرا دینگے کیا کہتے ہو جلد جواب دو
ملک قاسم کو یہ تقریر نقابدار سیاہ پوش کی بہت ناگوار معلوم ہوئی پکار کے کہا ای نقابدار مجہول الاحوال کیا بکتا
ہے کیسا خداوند اور کیسا معاف کرنا اور کیسے گناہان گذشتہ جسکو تو خداوند کہتا ہے ہم اسکو بندہ بھی نہین سمجھتے کہ کس مزبلہ
کا سگ خارشتی ہے پانچ سات سردارون کے گرفتار کر لینے سے کوئی خداوند نہین ہو سکتا پس اب خبردار بیہودہ نہ
بک زبان بند و بازو بکشا ۔ نقابدار سیہ پوش ملک قاسم کے قریب آیا اور کہا ای جوان کیون اپنی شامت بلاتا ہے
میرے مقابلہ مین ہرگز سر سبز نہ ہوگا ملک قاسم نے اُسپر تلوار کا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے پشت شمشیر پر رد
کیا پھر خود بھی تلوار کا وار کیا ملک قاسم بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے بھی اُس وار کو رد کیا غرضکہ بعد رد و
بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ ملک قاسم بھی ان سردارون کیطرح گرفتار ہو گیا ایرج نے جب اپنے باپ کو گرفتار دیکھا
تاب تحمل نہ لایا مرکب کو دوڑاتا ہوا نقابدار کے روبرو آیا اور کہا ای نقابدار کیون تیری شامت آئی ہے یہ کیا
سفاکی پر تو نے کمر باندھی ہے ابھی ایک وار مین اس تلوار سے تیرا کام تمام کیے دیتا ہون نقابدار نے کہا ای جوان
صرف زبان سے یا اور کوئی وار بھی لگا کے دکھائیگا ایرج نے بے تحاشا تلوار کا وار کیا نقابدار نے بسہولت
اُس وار کو رد کیا ایرج نے غصہ مین آ کے دوسرا وار کیا نقابدار سیہ پوش نے اُس وار کو بھی رد کیا خلاصہ یہ کہ
اسی طرح تین وار ایرج کے نقابدار نے رد کیے اور کہا ای جوان سہ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ۔ تم
دین و دنیا فراموش کن ۔ ایرج نے کہا مجھکو یہ مدنظر نہین ہے کہ تیرے وار کا انتظار کرون تجھکو مانع کون ہے یہ کہتے
کہتے وار کیا نقابدار نے اُس وار کو بھی رد کیا حاصل کلام یہ کہ نقابدار کے وار کی نوبت نہ آئی جب وار
کرتے کرتے ایرج تھک گیا نقابدار نے ایرج کو گرفتار و بستہ کر کے سکندر چوپان کے لشکر مین
بھیجدیا اسوقت رستم ثانی کی آنکھون مین اندھیرا آ گیا گھبرایا ہوا حمزہ ثانی کی خدمت مین گیا
اور کہا ای شہریار یہ نقابدار سیہ پوش بڑا قوی بازو ہے کہ اُسنے میرے پدر اور پدر کلان کو
گرفتار کر لیا اب مین ہرگز توقف نہین کرونگا حمزہ ثانی نے کہا ای رستم عجلت کو کام مین نہ لانا

ہے مگر زیادہ ابھی تمھارا جانا مناسب نہیں ہے اسواسطے کہ تمھارے پدر اور پدر کلان کو نقابدار نے گرفتار کر لیا ہے اگر غم و ملال میں تمھارے تو اس درست نہوگا ایسا نہو کہ نقابدار کے ہاتھ سے صدمہ سخت تمکو پہونچے لیکن رستم ثانی کے اصرار سے مجبور ہوئے کہا خیر جو تمکو اختیار ہے رستم ثانی مرکب دوڑا کے نقابدار سیہ پوش کے قریب پہونچا اور اس زور و طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی دو حصہ ہوکے زمین پر گرتا نقابدار نے رستم کا بھی وار رد کیا بعدہ رستم نے متواتر دو وار کیے نقابدار نے ان دونوں واروں کو بھی رد کیا بعدہ رستم ثانی کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوپان کے پاس بھیجدیا اسیطرح سلیمان ثانی و سلیمان کوچک اور جمیل ماہرو وغیرہ ستر سرداران دست چپ نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے گرفتہ و بستہ ہوگئے چونکہ آفتاب قریب مغرب پہونچ گیا تھا دونوں طرف لشکروں میں طبل بازگشت بجا سب اپنے اپنے مقام کو گئے حمزہ ثانی کے دل صفا منزل پر غم و ملال کا ابر چھایا تو واقعہ وحشت بیزار ہے والاجاہ ہر دم گردش روزگار و زمانہ ناہنجار کی مذمت کرتا تھا اور کہتا تھا ہوئے اشعار بختی کم نصیبی سچ ہے کوئی نوشتہ تقدیر کو دھو نہیں سکتا آب گہر اسکا دھبا دھو سکے طرح جو نہیں سکتا

طالعی دارم اگر از پے آب + گر زنم سوئے بحر بر گردد + در بہ دوزخ روم پے آتش + آتش از بخت من سرد بر گردد + در ز کوہ التماس سنگ کنم + سنگ نایاب چون گہر گردد + گر سلامی برم بہ نزد کسے + ہر دو گوشش بحکم کر گردد + اینچنین حالہاش پیش آید + ہر کرا روزگار کر گردد +

اسیطرح کے شکوہ جات زمانہ و بخت میں یہ رات گذری حمزہ ثانی پھر بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے مگر اسیطرح افسردہ خاطر اور بھی درباری موجود تھے حمزہ ثانی نے کہا اے یارو کچھ خوف و ہراس کو دل میں جگہ نہ دینا چاہیے

کار کار تو نیکو است بہ تدبیر تو نیست + ور نیز بدست ہم بہ تدبیر تو نیست + تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی + چون نیک و بد جہان بہ تقدیر تو نیست +

تقدیر و قدرت سے چارہ نہیں نزول بلا پر کسی کا چارہ نہیں اگرچہ یہ نقابدار ایک بلائے بیدرمان ہے مجھے پروا نہیں ہے خداوند عالم ہمارا حافظ و مددگار ہے موت سے کیا ڈرنا آج نہیں کل اور کل نہیں پرسوں بہرحال ملک الموت سے ملاقات کرنی ہے یہ منزل دنیا قابل اقامت نہیں اس سے عاقل جو دل لگائے حسرت نہیں ہے

اگر صد سال مانی ور یکے روز + بباید رفت ازین کاخ دل افروز + روان عمر ہے آج تک کا صدمہ لیجیے سیکڑوں نشان عبرت رہ جاتے ہیں انتظام اجل کا ہم آتے ہی دن نہیں سمجھتے غفلت میں زندگی کے دن کھوتے ہیں

آج نقاشی کی محبت لگوا نہیں لیکن وفا
آدمی کیا بلکہ پری ملک سلیمان میں نہیں
ہم ہو جانے سے بچتے سینے شیر ژیان
آج جان کی جو رہتا جس گلشن میں نہیں
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل میں نون ہی نہیں

کل جو محفوظ تھے نہیں سقف و ایوان جہان
اسفل السافلین میں ہیں لیکن نہ زرق
نہیر پہ بادہ و شغال اب ہے ایوان میں نشین
و جہان نادان ہلاتے ہیں سے حیران ہوں
فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان میں نہیں

ہیں خانہ آباد آج جو ہوگیا برباد گشت
آج جو گم ہیں کل بیابان میں نہیں
دیکھنا کل آپ سے اولیٰ زلیخا کا قدم
ہمیشہ تیرے غرور خاک میں نہیں
جس گلزار میں پری جمال دیووں کی

بزم عیش و طرب پہ بہار تھی سب میں بادہ کشف مرادی گردش تھی بوقت خزان خمار تھی وہان غولوں کی نحوست سے الم خراب میں گلاب کی جگہ خار ہیں یہان حمزہ ثانی بارگاہ سلیمانی میں تمام سرداروں کے روبرو بے ثباتی عالم اور نیرنگی زمانہ کا ذکر کرکے عبرت اور رنگ نامی جو دل کرنے کی جرات دلا رہے تھے کہ یکایک لشکر غنیم سے پھر طبل جنگ کی آواز بلند ہوئی سلطان صاحبقران حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اسوقت شہنشاہ جہان پر غرور + یا لیت از سر چشمہ خورشید نور + دونوں لشکر میدان کین کے بیچ صف آرا ہوئے آج بھی نقابدار میدان میں

آسکے مقابلے کے واسطے نورالدہر گئے رد و بدل ہوئی نقابدار نے نورالدہر کو بھی گرفتار کرکے سکندر چوبان کے پاس
بھیجدیا پھر بدیع الزمان مقابلہ کو آئے نقابدار نے کہا ای خداپرستو بیکار اپنے کو زحمت مین مبتلا کرتے ہو تم سبکو
مین گرفتار کرونگا اس سے بہتر یہ ہے کہ ہمارے خداوند کی قدرت کے قائل ہوکے اطمینان حاصل کرو جو کوئی خداوند
سے سرکشی کرتا اسکی سزا یہی ہے کہ واسطے نوحہ کشی کرو تو لطف حاصل ہوگا اگر خداوند سے مقابلہ کرنے کا شوق ہے
تو پہلے اسکی قدرت مثل قدرت حاصل کرو بعد مقابلہ کرو تو مضائقہ نہین سہ تکیہ بر جای بزرگان نتوان
زد بگزاف + مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی + بدیع الزمان نے کہا او مجہول الاحوال یہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ مقام
جنگ و جدال ہے نہ قول و مقال زبان بند و بازو بکش نقابدار نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے جلد خالی کی
نقابدار ضرب کے جھل زمین پر آرہا بدیع الزمان نے وقت فرصت غنیمت جانا نقابدار کے سر پر ہاتھ ڈالدیا
نقابدار بھی فن جنگ سے خوب آگاہ تھا ایسا داؤن کیا کہ پہلے بدیع الزمان اُسکی پشت کی جانب تھا اب
نقابدار اُسکے پس پشت آگیا ہر چند بدیع الزمان نے کوشش کی کہ کسیطرح نقابدار کو گرفتار کرون مگر بس نہ
چلا بلکہ خود نقابدار کے قابو مین آگیا نقابدار نے مستحکم بستہ کرکے لشکر کفار مین بھیجدیا اور نعرہ مارا کہ ای خداپرستو تم مین
سے اگر کوئی اور ہے مقابلہ کیواسطے آنا چاہے تو جلد آئے ورنہ صاف کہو کہ بس ہماری ترکی تمام ہو گئی ایک دفعہ
کرب نامدار مقابلہ کو آیا اور نعرہ مارا کہ باش او نقابدار بیباک مین تیرا حریف آپہونچا ہون اگر تیرے ہمت ہے تو مقابلہ کیجیے
جائیگا تو لشکر اسلام کے پہلوان کم نہ ہونگے اگر ندانی بدان سہ منم کرب بر فرق بہرام دمان + پدر من ہم با و سے
پہلوان + نقابدار تیار تھا دونون مین رد و بدل شروع ہو گئی تھوڑی ہی دیر بعد کرب غازی بھی نقابدار کے
ہاتھ سے گرفتار ہو گیا کرب کا گرفتار ہونا تھا کہ فوراً اسد میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ ای نقابدار منحرف از خداوند
کردگار نہ دانی بدان منم سہ اسد نامدار جری شہسوار + عدو کش جہانگیر ضیغم شکار + نہین معلوم تو کس قوم و قبیلہ
سے ہے یا انسان کی نوع سے ہے یا حیوان کی جنس سے ہے اگرچہ تیرے دست و پا انسان کے معلوم ہوتے ہین
لیکن حیوان ہونیکا شبہ اس نظر سے ہے کہ تیرے چہرے کو نہین دیکھا شاید انسان کی صورت سے مشابہ نہو
اور بفرض انسان کی صورت سے شباہت اور مطابقت بخوبی رکھتا بھی ہو لیکن جو کوئی انسان ہوکے معبود
برحق و خالق مطلق کو نہ پہچانے حیوان سے بدتر ہے کہ انسان مین عقل ملکی ہے اور حیوان اس سے محروم ہے زندگی
کا مقتضی یہ ہے کہ حوادث زمانہ سے عبرت لے اس وحدہ لاشریک کی بندگی کرے جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا زمین
کو پانی پر بچھایا سہ نہ جنت خالی ہے نہ خورشید و ستارہ و ماہ + گہین تمام ہے سب ہستی خالق کے گواہ + خدا وہ ہے کہ جو فہم بشر
سے خارج ہے + اسی کا سکہ قدرت جہان مین رائج ہے + خدا وہ ہے کہ جو ہر ذرہ کو زرنگار کرے + ہزار صورت رنگین بندہ آشکار
کرے + خدا وہی ہے کہ جسنے پیمبر عنایت کی + طریق حق سے رہ راست پر ہدایت کی + نقابدار نے کہا ای
اسد اس طول و کلام سے کیا کام مین تو یہ سیدھی بات جانتا ہون کہ مقابلہ کر اگر تو غالب آئیگا مجکو گرفتار
کرلیجائیگا ورنہ جسطرح اوری خداپرستونکو گرفتار کیا ہے تجکو بھی گرفتار کرونگا اسد نے کہا ہان یہ تو سمجھتا ہون جو کچھ
ہونا ہے وہ تو ضرور ہوگا سہ گر روز سر بر نگرد و سر نوشت + این سخن باید بآب زر نوشت + تاہم ہم لوگون کا
فرض ہے کہ ایسے وقتون مین جہانتک ممکن ہو صفائی نیت و صدق عقیدت سے بطلان مذہب بت پرستی
اور حقیقت دین خداپرستی پر گواہی دین ہنوز اسد دلاور نے یہ کلام تمام نہین کیا تھا کہ نقابدار
نے بڑھ کے تلوار کا وار کیا اسد نے اُس ضرب سخت کو پشت شمشیر پر رد کیا اور اپنا وار کیا نقابدار

سے بھی وار کو رد کیا اسیطرح کئی رد و بدل کے بعد مثل سرداران سابق اسد کو بھی نقابدار گرفتار کر کے لے گیا راوی
کہتا ہے کہ آج کی میدانداری میں نور الدہر و بدیع الزمان و کرب غازی و اسد نامدار وغیرہ دس سرداران
دست راست نقابدار کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے اب لشکر اسلام میں صرف حمزہ ثانی اور شہزادہ
بدیع الملک اور سعد بادشاہ باقی رہ گئے ہیں تمام سرداران دست راست اور کشان سپہ
فوج کفار میں مقید ہیں ایسے وقت میں جسطرح کا انتشار لشکر اسلام کے دلوں پر طاری ہے ظاہر ہے بیان کی
کیا ضرورت ہے آنچہ کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + حمزہ ثانی کی یہ کیفیت ہے کہ حیرت سے ایک ایک
کیجانب دیکھتے ہیں نیرنگی زمانہ کے خیال میں یہ نظم پڑھتے ہیں دوران کی بعد طلسم سازی ست + در پردہ
او ہزار بازی ست + از پردہ این طلسم خستہ + صد رنگ بر آورد زمانہ + نیرنگ قضا ست نقش پرداز + تا دیدہ
عبرت کنم باز + پھر چپکے ہیں وہ نہیں سکوت ہوتے ہو تو وہ کیونکر پہچانا جائے تا در بہت میں کثرت راہ پائے کبھی سوے
آسمان سر بلند کیا اسطرح مناجات کی یا رب تو غفوری و ہم کار من + تو چارہ گری و آہ ناچار من + بے یاری
بے نیاز و بے انباری + یارم چہ شود شوے چہ بے یار من + الٰہ رند اسمعا بار الہا تو خوب جانتا ہے کہ میں صرف
تیری راہ میں اور تیری رضامندی کے لیے یہ جد و جہد کر رہا ہوں تمام سرداران دست راست و چپ کفار کی قید
میں مبتلا ہو چکے ہیں حالانکہ ان گرفتاران مصیبت کی بھی غرض تیری رضامندی ہے اب بنا بر حکمت بالغہ کب تک
کفار کو خوش رکھیگا اور ان سرداروں کو کفار کی قید میں مبتلا رکھیگا اس بندۂ حقیر ذلیل کو کیونکر رکھیگا اتھوڑے
دم پر آ بنی ہے + گویا ہنگام جان کنی ہے + جینے سے بہت جو تنگ ہوں میں + اب بھی دم ان تو جیا کیوں ہوں میں
اس اثنا میں حمزہ ثانی پر غنودگی طاری ہوئی عالم خواب میں دیکھا ایک پیر مرد سفید ریش عمامہ بر سر قبائے صاف و
سفید در بر عصائے پیری در دست + نے پیری پیکرش مشتے خمیری + شدہ ہر تار زرش نور تیری + شکلہا بر رخ
تابان چون ماہ + سری در رعشہ چون شمع سحرگاہ + ہاتھ کانپتے قریب آئے اور کہا اے حمزہ آج تم بہت پریشان
معلوم ہوتے ہو آگاہ ہو اگر تمھاری پریشانی حد سے گذر گئی تاہم تم کو نہیں چاہیے کہ کوئی کلمہ خلاف ادب زبان سے
نکالو خداوند عالم ہر وقت اور ہر حالت میں قادر و توانا ہے چنانچہ مشہور ہے قدرت خلاق بنداد سے کچھ دور نہیں +
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں + اگر سرداران دست راست اور دست چپ کفار کے یہاں مقید
ہو گئے ہیں کیا مضائقہ کی بات ہے انکا پیدا کرنے والا انکی وہاں بھی کامل حفاظت کر سکتا ہے تم اسکی حکمت بالغہ کو کیا
سمجھ سکتے ہو اسکے رموز مخفی تک تم کہاں تک پہونچ سکتے ہو حمزہ ثانی نے کہا اے معظم ذات مکرم صفات پہلے اپنے
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے بعدہ تصریحا یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اصل غرض یہاں تکلیف فرمائی کی کیا ہے
اور وہ کلمہ کونسا ہے جو خلاف ادب میری زبان سے نکلا اس پیر مرد نورانی صورت نے کہا کہ میرے نام سے تم کو کچھ
کام نہیں ہے اسوقت میرے یہاں آنے کی غرض تمھاری تنبیہ ہے اور وہ صرف یہ ہے کہ ہر حالت میں خدا کا
شکر کرو کسی حالت میں صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دو خداوند عالم عادل و منصف ہے وہ کسی پر ظلم روا نہیں رکھتا اپنے مخالفین
سے ہرگز راضی نہیں ہے پھر بھی اپنے کسی بندہ کا زحمت و مصیبت میں مبتلا رہنا گوارا نہیں رکھتا یہ سنکے حمزہ ثانی
نے سکوت کیا کچھ سمجھ میں آیا دست بستہ کہا اے معظم و محترم و اعلیٰ درست فرمایا میں اپنی خطا سے نادم ہوں
یکایک وہ غفلت دور ہو گئی اسیوقت فوج کفار سے نقارہ جنگ کے بجنے کی آواز آئی حمزہ ثانی مرکب پر سوار
ہوئے عمود ثانی نقابدار کے مقابلہ میں آئے باطل السحر کا بر ابرو دھا پہلے نقابدار سے شمشیر بازی رہی پھر عمود باری

کی نوبت آئی دونوں سے عمود شکستہ ہو گئے حرب و ضرب گرم رہا زوال آفتاب جنگ دو دست و بازو کی نوبت آئی حمزہ ثانی بنظر احتیاط باطل السحر کا ورد کیے ہوئے تھے ایک پہر کامل کشتی رہی تیسرے پہر حمزہ ثانی نے لقا بدار کے کمربند میں ہاتھ ڈالدیا سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا اور گرفتہ و بستہ کر کے اپنے لشکر میں بھیجا بعدہ مرکب پر سوار ہو کے سکندر چوپان پر نعرہ مارا کہ اے بے ایمان سکندر چوپان بفضل ایزد منان لقا بدار کو میں نے گرفتار کر لیا تو اپنے سحر و افسون پر بہت مغرور تھا انشاء اللہ تعالی اسیطرح تجھکو بھی گرفتار کر لونگا آ مقابلہ کر یا کسی اور اجل گرفتہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیج سکندر چوپان نے جو لقا بدار کو گرفتار دیکھا کہا اے حمزہ لقا بدار کو چھوڑ دو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا حمزہ ثانی نے کہا او نابکار تو کیا حقیقت رکھتا ہے جو مجھ سے بری طرح پیش آئیگا سکندر چوپان اس جواب سے بہت برہم ہوا کہا اے خدا پرست تیرے اسقدر سردار گرفتار ہوگئے پھر بھی تیری سرکشی نہیں جاتی حمزہ ثانی نے کہا او پاجی سرکش جو میں پاؤں کہ خدائے وحدہ لاشریک سے منحرف ہے اور کنکروں پتھروں کی پرستش کرتا ہے خدا پرستوں کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں کہ گرتا ہے سکندر چوپان نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ اس خدا پرست کو ہر چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لو بموجب اس حکم کے فوج کی فوج نے بہیئت مجموعی حملہ کیا بدیع الملک نے جو یہ یورش دیکھی اسعد بادشاہ سے کہا اب کیا توقف رہی چلو حمزہ والا قدر پر کفار نے یورش کی ہے سعد بادشاہ نے کہا اے بدیع الملک بیشک اب محل توقف نہیں ہے غرضکہ یہ دونوں نوجوان حمزہ ثانی کی مدد کو پہونچے دونوں طرف جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی کشتوں کے پشتے سروں کے انبار لگ گئے مسلمان لڑائی میں جان لڑائے ہوئے تھے کفار کے حواس باختہ تھے گھوڑوں کی دوڑ دھوپ سے زمین کو لرزہ تھا اسقدر خاک اڑی کہ آسمان گرد میں چھپ گیا تھا شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + فوج کفار میں بھائی نے بھائی کو ہلاک کیا باپ نے بیٹے کو مارڈالا بے تمیزی کا طوفان برپا تھا شہزادہ بدیع الملک نے گھوڑے کو اڑ کایا تلوار علم کیے ہوئے کفار کے کشتے روندتا ہوا سکندر چوپان کے قریب پہونچا نعرہ مارا کہ او بدکار و مکار خبردار باش میں تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا اسطرف سکندر چوپان نے تلوار علم کر کے گھوڑا آگے بڑھایا بدیع الملک پر وار کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر رد کیا ایک ایسا وار تلوار کا سکندر چوپان کی کمر پر کیا کہ دو پرکالہ ہو کے زمین پر گرا لشکر کفار نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ دیکھ اول ہی حواس باختہ ہو چکے تھے اب بالکل فوج کا رخ پھر گیا فرار پر قرار لیا اور بیابان کی راہ لی حمزہ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے بدیع الملک بخدا کارے کردی شعر این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اگر تجھ سے یہ کار نمایاں ظہور میں نہ آتا بالیقین لشکر لشکر اسلام کی ترکی تمام ہوگئی تھی بدیع الملک نے باادب تمام تسلیم عرض کی اور کہا شہریارا یہ جو کام مجھ سے ظہور میں آیا فقط اقبال کا ہمایون سبب تھا ورنہ میں کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہوں حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد قیدخانہ تلاش کر کے ان سرداران دست راست و دست چپ کو رہا کرو نہیں معلوم وہ سب کس مصیبت میں مبتلا ہونگے چند سرداران مقیدوں کی تلاش کو نکلے قیدخانہ میں پہونچے قفل زندان کو توڑا اندرون مکان پہونچے قیدخانہ بہت وسیع و تاریک تھا مشعلیں روشن ہوئیں تمام سرداروں کو قید و بند سے رہا کیا سب نے اس قید شدید سے رہا ہو کے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی اور کہا شہریارا کیا

غرض کرین کہ اس قید شدید مین اس موذی نے ہم کو مبتلا کیا کہ بالیقین ہم نے فرعون کا عوض ہم سے لیا حمزہ ثانی نے کہا اے رستم ثانی تم کو اور سبکو شہزادہ بدیع الملک کے مشکور ہونا چاہیے کہ اس دلاور دوران کی سعی و کوشش سے تمھاری رہائی ہوئی اور لشکر اسلام کی جانین بچین ورنہ سکندر چوپان نے کوئی دقیقہ مسلمانون کے استیصال کا باقی نہ رکھا تھا رستم ثانی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا مگر دیکھ کے خاموش ہو رہا سرداران دست راست نے باہم چشمک زنی کی کسی نے کسی کے کان مین کہا کہ فلان دیکھا تم نے جناب حمزہ ثانی نے بالاعلان کہہ دیا کہ تم سب کی رہائی کا سبب شاہزادہ بدیع الملک ہوا اگرچہ یہی رستم ثانی نے نہ کچھ کہا بالکل سکوت کیا دوسرے نے کہا یہ لوگ کبھی کچھ نہ دینگے انکی خلقت مین شرارت داخل ہے مگر یہ کیا دیکھینگے اپنی شرارت نفس پروری کی سزا پاینگے اور پاتے ہین مگر نہیں معلوم کس قماش کی خلقت ہے۔ تتمہ نہیں ہوتے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ تورج آباد کو لوٹ لو اور عالیشان عمارتون کو منہدم کرو فوج اسلام نے تورج آباد مین جا کے مکانات شاہی کو خوب لوٹا بارگاہ سکندر چوپان کو ایسا منہدم کیا کہ نشان تک باقی نہ رہا مسلمان با فتح و نصرت جابجا اپنے مقامون پر واپس آئے حمزہ ثانی نے بھی بارگاہ سلیمانی مین آکے قرار لیا بدیع الملک کو بلایا اور کہا اے جوان سعادت نشان اسوقت تمھارے روبرو ایک عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہون یعنی جب تمام سرداران دست راست و دست چپ سکندر چوپان علیہ اللعن کی قید مین مبتلا ہوگئے مجھ پر ایسا انتشار مستولی ہوا کہ حواس خمسہ باقی نہ رہے اسوقت مین نے درگاہ جناب باری مین مناجات کی منجملہ اسکے یہ مضمون بھی تھا کہ پروردگارا آخر کب تک مجھکو انتشار مین اور سرداران دست راست و دست چپ کو قید کفار مین مبتلا رکھے گا دفعتہً غنودگی طاری ہوئی اور ایک پیر مرد نورانی صورت عالم خواب مین نمایاں ہوئے انھون نے مجھکو بہت کچھ تنبیہ کی اور کہا اے حمزہ ثانی تو نے چند کلمہ خلاف ادب زبان پر جاری کیے جو بے صبری کی طرف منسوب تھے خبردار اب ایسے کلام زبان پر نہ جاری کرنا بعدہ خداوند عالم کی صفت عدل وغیرہ کو بیان کیا اور غائب ہوگئے جب مین بیدار ہوا اپنے اوپر بہت ملامت کی اور عہد کیا کہ اب کبھی اسطرح کی مناجات درگاہ باری تعالے مین نہ کرونگا بعد ازان فوج کفار سے صداے طبل جنگ سنی آمادہ پیکار ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے فتح و ظفر کی صورت نظر آئی اے بدیع الملک جب سے یہ واقعہ روبکار ہوا ہے مجھکو سخت تردد ہے ہر وقت خداوند عالم کے قہر و غضب سے پناہ مانگتا ہون واقعی مجھسے بڑی غلطی ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یہ شک کسطرح دل سے زائل ہو بدیع الملک نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا ہے اسمین تو کوئی ایسا کلمہ نہین ہے جو بے ادبی پر محمول ہو البتہ اس خواب کی تعبیر یہی تھی کہ کفار پر فتح حاصل ہوئی اب نقابدار کو بلا کے اسکا حال دریافت کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ نقابدار کو لاؤ چند مسلمان بااطمینان تمام نقابدار کو لائے حمزہ ثانی کے حکم سے اسکے چہرے سے نقاب سرکائی گئی دیکھا تو تورج ہے حمزہ ثانی کو کمال تعجب ہوا کہا اے تورج تو نے بڑی مکاری کی خبر اب تجھکو مین کہتا ہون معبود ناحق سن اور خوب سمجھ کے جواب دے مین خوب جانتا ہون کہ تو ایک جوان شجاع و دلیر ہے اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور اس ضلالت و گمراہی سے تائب ہو تو مین تیرے تمام گذشتہ قصورون کو معاف کر دون اور بجاے خود مغرور ہو کر جسکو تو خداوند کہتا ہے وہ کیا شے ہے اگر تو فرعون کو خداوند کہتا ہے اور اسکی قدرت کا قائل ہے تو ظاہر ہے کہ فرعون کس ذلت و خواری سے ہمارے پاس مقید ہے اور اگر تو خداوند کسی سنگین تصویر کو کہتا ہے تو تجھ مین کیونکر قابلیت ہے لفظ خداوند زیبا ہے خاص اس خداے وحدہ لاشریک کے واسطے جسنے جملہ موجودات کو دو حرف کاف و نون سے پیدا کیے محبت سے مربوط

کیسے ہیں پیغمبران کی شفقت کی ہر بات ہے … پس دلیل ہاتی اسکی وحدانیت کی یہ ہے کہ جو چیز پیدا کی ایک پیدا کی
… فرشتے ہیں کہ ورون … ہر ایک … دوسری سے فرق محسوس ہوتا ہے حکیم
رحیم کریم حلیم سمیع بصیر وغیرہ جملہ اوصاف سے موصوف ہے تورج نے کہا یہ سب مجھ میں ہے سنا غرض اس
بیان سے تمہاری کیا ہے حمزہ ثانی نے کہا غرض میری یہ ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہو تو رہائی ممکن ہے ورنہ ایسے
عذاب سخت سے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر افسوس کرینگے تورج نے کہا اے حمزہ جو تجھکو
منظور ہے مگر مذہب اسلام میں ہرگز اختیار نہ کرونگا خداوند بزرگ کے ایسے اوصاف میرے دل میں
ہرگز نہیں کہ خدا … کے اوصاف سنکے … میرا دل قبول نہیں کرتا ہے گر میں ہلاک کیا جاؤنگا بعد
… خداوند بزرگ پر اپنی جان قربان کی حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ لشکر میں دار نصب ہو ایک زن …
تورج ہلاکت کے واسطے مقرر کیا گیا اس روز تورج کو گرفتہ و بستہ دار کے پاس لیگئے اسوقت پھر
حمزہ ثانی نے کہا کہ تورج تجھ ایسے جوان صاحب زور و طاقت کا ہلاک ہونا قابل افسوس ہے لیکن کوئی
… ہلاک … تورج نے کہا اے حمزہ اسوقت میں بالکل تمہارے اختیار میں ہوں
اگر تم چاہو تو رہا ہو سکتا ہوں اگر ہلاکت کے درپے ہو تو ہلاک ہو جاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا اگر تو اس خدائے
وحدہ لاشریک سے پناہ مانگے تو ابھی رہا ہو جاوے اور عزت حاصل ہو اسنے کہا خدائے … کیا کسی کو پناہ
… خداوند بزرگ … البتہ … بدیع الملک نے کہا سچ کہا ہے …
بد چون کند … ہرچند … لیکن یہ گمراہ
ہرگز راہ راست پر نہیں آئیگا حمزہ ثانی نے تورج کو دار پر کھنچوا دیا بعدہ تمام سرداران تیر و کمان ہاتھوں میں لیکے
گرد دار … ہوئے اول تیر حمزہ ثانی کا تورج کی پیشانی کی طرف رہا ہوا ہنوز وہ تیر پیشانی تک پہونچنے نہیں
پایا تھا کہ بالائے ہوا سے … آیا اور تورج کو اٹھا لیا حمزہ ثانی نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا یارو
غضب ہوا کہ یہ ناپاک میرے ہاتھ سے نکل گیا میں سمجھا کہ اس مردود کا قصہ پاک ہوا مگر ابھی خرخشہ
باقی رہ گیا … واپس آئے اسوقت تمام عیاروں کو جمع کیا کہا اے عیاران طرار و اے سرہنگان جلادت شعار
… ظاہر ہے … جب تمام … ہونے کے قریب پہونچا تو یہ
… تورج سیاہ … ہنگامہ آرائی اور فساد برپا کرے گا لہذا اس مکار کی جلد خبر لینا
چاہیے یہ کام تم لوگوں کا ہے … دریافت کرو کہ وہ مردود … گیا ہے اگر موقع ملجاوے تو گرفتار کر لاؤ ورنہ
ہم کو اسکی قیام گاہ کا پتہ بتاؤ … دریافت کرو کہ تورج کو کون لے گیا ہے بدیع الملک نے کہا
… از سر نو بندوبست کرنا چاہیے تاکہ وقت پر کسی طرح کی دقت
نہ ہو حمزہ ثانی نے کہا بہت … اور اسی وقت از سر نو قلعہ ذو الامان کی ترتیب کا حکم دیا اسیوقت
کاریگروں نے بہت خوب … مضبوط باندھی اور ہزار ہا مزدوروں لوگ … قلعہ ذو الامان
کی درستی میں مصروف ہوئے شب و روز قلعہ میں کام ہوتا تھا حمزہ ثانی کی ہر وقت تاکید تھی کہ
جلد کام ختم ہو حصار … کچھ خیال نہ کیا جاوے

اب تھوڑے دنوں … جناب حمزہ ثانی کو قلعہ ذو الامان کی از سر نو درستی وغیرہ میں مصروف رکھا
جاتا ہے اور اہرمن … عیار تورج بدرگ کے حال کی نسبت … میں خامہ فرسائی کی جاتی ہے

مرے محمل نشین سے آئے لیلے کا جو مضمون تو
تو وہ لیلے ہے ظالم ہر جری رو تیرا مجنون ہی
ترے ق بکا نہایت طبع کو مرغوب مضمون ہی
رکھون آغوش مین مانند ساحل کیون نہ ظالم تو
ابھی ہر سب سے دوری مین مگر ہے فرق باطن مین
بلندی مین مثال آسمان گر تو صبر تھا تو کیا
سیہ کاری ہی حاصل ہی سیہ کارون سے ملنے مین
بہار حسن جانان سے کیا یہ رنگ گلشن کا
سفیدہ اس انگشت ہوران سے جو مو بانٹ ڈالا ہی
ملے گر فصد تیری خون ہو جائے زمانے مین
نہ کیونکر روتے روتے لال ہو جائین مری آنکھین

وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہی وہ مجنون ہی
تہے آئے جو ہر تو مشتاق مست بید مجنون ہی
مرے دیوان مین ہر جو الف اک سرو موزون ہی
حباب موج مین سب دوست و دشمن بار جیحون ہی
نہ ہر سینہ مین حکمت ہی نہ ہر خم مین فلاطون ہی
اجل کے ہاتھ سے زیر زمین آخر فریدون ہی
معین و سہو بالون کے سیہ کرنے مین صابون ہی
کہ جامے برگ گل ہر غنچہ مین اک قطرہ خون ہی
برنگ شاخ شبوان دلون گیسوے شبگون ہی
تو وہ لیلے ہے ظالم ایک عالم تیرا مجنون ہی
شب فرقت مین ای ناسخ خیال روے گلگون ہی

معنیان بلاغت قرین و نشہ عزان فصاحت آئین اپنے زور طبیعت سے مضمون آفرین ہو کے اسطرح قابل تحسین و آفرین ہوئے ہین کہ جب تورج بدرگ کو حمزۂ ثانی نے گرفتار کر لیا اہرمن فیلپا عیار تورج گھبرایا ہوا وہان سے بھاگ کر طلسم خارستان مین پہونچا صنعان شاہ جادو کی ملازمت حاصل کی اُسنے جو اہرمن کو منتشر دیکھا حال پوچھا اہرمن نے کہا غضب ہو گیا تورج کو اپنے زور و طاقت اور اس اسم سریع الاثر پر بڑا گھمنڈ تھا اسکا عکس ظہور مین آیا یعنے خدا پرستون نے اسکو گرفتار کر لیا ہر چند کہ تورج نے داد مردی و مردانگی دی لیکن اسم سے کچھ اثر نہ دکھایا خدا پرست بڑا کام کرتے ہین افسون و سحر سے نفرت کرتے ہین اور مطلق نہین ڈرتے صنعان شاہ جادوگر کو تعجب ہوا کہا ای اہرمن واقعی ہین نے مجرب اسم پڑھ کے دم کیا تھا پھر بھی تورج گرفتار ہو گیا اہرمن نے کہا ای بادشاہ جلد تورج کی خبر لے ورنہ خدا پرست اُسکی ہلاکت کے درپے ہین اگر تورج ہلاک ہو جائے گا تو جادوگرون کو تخت دولت حاصل ہو گی صنعان شاہ نے مصور جادو کو طلب کیا اُس سے کہا جلد جا تورج کو مسلمانون نے گرفتار کر لیا ہے اُسکو رہا کر لا مصور جادو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ حمزۂ ثانی تمام سرداران لشکر اسلام کا گرد دارے کے برابر کھڑے رہتے تھے سب تیر و کمان ہاتھون مین لئے تھے تورج دار مین آویزان تھا حمزۂ ثانی نے تیر چلہ کمان مین رکھا اور مصور نے اسم سحر پڑھا اور دم کیا اس چالاکی سے دار کے پاس آیا کہ کسی نے نہ دیکھا فوراً تورج کو اُٹھا لے گیا سب دیکھا کئے کچھ بن نہ پڑا مصور جادو تورج کو لئے ہوئے صنعان شاہ جادو کے پاس پہونچا کہا ای بادشاہ حسب الحکم والا تورج حاضر ہی تورج نے جو صنعان شاہ کو دیکھا بہت خوش ہوا دست و پا سے کمر بستہ تھے مسلام نہ کر سکا شرمندہ سے سلام کیا صنعان شاہ نے حکم دیا کہ تورج کے دست و پا کھولدو ایک جادوگر آگے بڑھا انگشت وسطی سے تورج کے دست و پا کی طرف اشارہ کیا کچھ پڑھا فوراً تمام بند از خود کھل گئے تورج نے فریاد کی کہ ای صنعان شاہ خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہی کسی کی حقیقت نہین سمجھتے سحر و افسون کا رد کر دینا ادنی بات جانتے ہین جادوگرون کو سخت تکلیف

پہونچے ہین خصوصاً بدیع الملک یہ جوان بڑا سفاک ہے اسکا وار کبھی خالی نہین جاتا ہے ہر روز
کار نمایان کرتا ہے اگر بدیع الملک نہوتا مین ہرگز گرفتار نہوتا مسلمانون کے حواس باختہ کر دیے تھے مگر
بدیع الملک سے بس نہ چلا اگر وہ گرفتار کر لیا جاوے تو پھر مسلمانون کا استیصال کچھ مشکل نہین ہے صنعان شاہ
نے مصور شاہ کیطرف دیکھ کر کہا کیا کہتا ہے بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہے اگر ممکن ہو تو بدیع الملک
کو گرفتار کر لا ابھی مصور جادو نے اس بات کا جواب صنعان شاہ کو نہین دیا تھا کہ مرعوب جادو صنعان جادو
کے پاس آیا کہا کیا باتین ہو رہی ہین صنعان جادو نے تمام کیفیت بیان کی اور کہا مسلمانون نے بہت
سر اٹھایا فلان اسم پڑھ کے نورج پر دم کیا تھا اے مرعوب جادو تو جانتا ہے کہ وہ اسم کیسا زبردست ہے
اسنے کہا بیشک صنعان شاہ وہ اسم ایسا ہی تھا نورج کو بدیع الملک نام ایک مسلمان نے گرفتار کر لیا
وردار پر آویزان کر چکا تھا کہ مجھکو خبر پہونچ گئی مصور جادو کو بھیج کے نورج کو دار پر سے منگا لیا اب
بدیع الملک کو گرفتار کر لینا منظور ہے مصور جادو کو بدیر عجب ہون مرعوب جادو نے کہا اے بادشاہ مین نے
تورات مین دیکھا ہے کہ اگر اس مرتبہ بدیع الملک طلسم مین وارد ہوگا تو ضرور اسکے ہاتھ سے طلسم شکست ہو جاویگا
میری رائے ہرگز نہین ہے کہ بدیع الملک طلسم مین لایا جاوے آیندہ اختیار ہے صنعان خفا ہوا بہت برہم ہوا
کہا اے مرعوب جادو تو کیا بکتا ہے ایسے تو اس درست طلسم خارستان کا شکست ہو جانا بچون کا کھیل نہین
ہے کہ ہر کوئی ہمکو اسکے ہاتھ سے شکست ہو جاویگا بدیع الملک کی کیا وقعت ہے مرعوب جادو نے کہا مین قوت
وغیرہ وقعت کی نسبت کچھ نہین کہتا جو کچھ مجھکو دریافت ہوا ہے بیان کر دیا صنعان جادو نے کہا بھلا عقل بھی
کوئی شے ہے زمانہ مین کل بدیع الملک جو طلسم کی کنجی ہے وہ تو ہمارے قبضے مین ہے اور بدیع الملک کے ہاتھ سے
طلسم شکست ہو جاویگا یہ کسطرح ممکن ہے یہ بات بھی کسیکو سن کے ہمکو ہنسی آئے اور مصور جادو کیطرف
دیکھ کے کہا تو کسکا منتظر ہے کرتا ہے جا بلا تکلف بدیع الملک کو بستہ کر لا اگر یہ خوب مستحکم باندھنا یہان پہونچ
جانے پہ تو ہم یہان اسکا بخوبی بندوبست کر لینگے مرعوب جادو نے کہا اے صنعان شاہ دیکھو کیا کرتا ہے
تیری رائے غلطی پر ہے صنعان جادو نے کہا تو دیوانہ ہو گیا ہے اپنے دماغ کا علاج کر میری رائے ہرگز غلط نہین
ہے تجھ ایسے کتنے اکثر بکا کرتے ہین اور مصور جادو کیطرف اشارہ کیا تو جا مصور جادو حسب الحکم
صنعان شاہ جادو وہان سے روانہ ہوا عقاب کی صورت سے مشابہ ہوا بدیع الملک بارگاہ سلیمانی کے
پاس بیٹھا ہوا تھا نورج بدرک کی باتین ہو رہی تھین کہ نہین معلوم نورج کو کون لے گیا اور کس وقت
لے گیا کہ جب قصہ تمام ہونے کو تھا ایک لحظہ کا توقف اور ہوتا تو اس نابکار کا کام تمام کر دیا جاتا مصور جادو
بصورت عقاب وہان پہونچ چکا تھا بدیع الملک کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لے گیا اور تھوڑی ہی
دیر مین مع بدیع الملک صنعان شاہ کے پاس پہونچا صنعان شاہ مصور جادو کی اس چالاکی
سے بہت خوش ہوا کہا اے مرعوب دیکھ جن جادوگرون کو یہ قابلیت و قدرت حاصل ہو انکے مقابلہ مین
مسلمان کیا کر سکتے ہین یہی نا کہ ایک وقت گرفتار کر لینگے دوسرے وقت رہا ہو جاوینگے اور مصور کو خلعت
دیا بعدہ قراقر جادو کو طلب کیا اور کہا اے قراقر یہ جوان خطا پرست تیری حراست مین دیا جاتا
ہے خبردار اسکی حفاظت و نگہبانی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا ورنہ اگرچہ یہ سحر و
افسون نہین جانتا ہے لیکن ایسا چالاک و ہوشیار ہے کہ فوراً نکل جاویگا اے قراقر مجھکو مین نے

مجھی نگاہ کردیا ہے پھر بھی اگر یہ جوان تیری حراست سے نکل جاویگا تجکو سزا دونگا جو سزا سیس جادو کو دی تھی کیونکہ اسکی
حراست سے یہ جوان خدا پرست نکل گیا تھا پھر دوبارہ گرفتار کیا ہے قرا قر نے قبول کیا اور بدیع الملک کو
گردن بستہ لا کے اپنے مکان میں مقید کیا ہے جب ارجہ نب مکان کے تمام سحر پڑھا پھونکا اور شاہزادہ سے کہا اے
خدا پرست اگر تو کسی طرح کی طاقت رکھتا ہے تو کسی اور وقت کے واسطے موقوف رکھ میری حراست سے نکلنے کا قصد نہ کرنا
اسواسطے کہ میں نے سنا ہے خدا پرست صاحب کرامت ہوتے ہیں اگر تو میری حراست سے رہا ہو جاویگا میری جان
مفت ضایع ہو گی جس طرح سیس جادو کی جان ضایع ہوئی اور یقین نہیں کہ تو یا دیگر گرفتار نہ کیا جاوے
صنعان شاہ جادو اپنے نام کا ہے شاہزادہ نے کہا اے موقوف اگر میرا اختیار رہیگا تو میں لیجاوں اس قید میں مبتلا رہونگا
تو جس طرح ممکن ہو میری حفاظت کر قرا قر جادو نے کہا خیر مجھے اختیار ہے اور نصف شب تک بیدار رہا لیکن قرا قر
کو خیال تھا کہ ضرور خدا پرست اس جوان کی رہائی کی فکر میں ہونگے جب نصف شب گذر گئی قرا قر جادو
پر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سو گیا بدیع الملک نے دیکھا کہ یکایک زمین سر کی طرح پھٹی اور اس مقام سے
اجروس خنجر در دست برآمد ہوا اور چاہتا تھا کہ قرا قر جادو کا سر تن سے جدا کرے یکایک قرا قر جادو خواب سے
بیدار ہوا اور کہا اے اجروس سلام علیک خوش آمدی صفا آوردی اجروس نے ہاتھ کو روک لیا اور غرق
بحر حیرت ہو کے سکوت میں بیٹھ گیا قرا قر نے کہا اے برادر اجروس تم متحیر کیوں ہو گئے مجکو تو بھی اجروس نے
کہا اے قرا قر متعجب ہوں تو کیا کر رہا ہے بدانشمند یہاں تیرے قتل کے واسطے آیا تھا منظور تجھ پر وار کرنا تھا تو بیدار کیونکر ہو گیا
اور تجکو کس طرح معلوم کہ میں اجروس ہوں کیا تجکو پیشتر سے اطلاع ہو گئی تھی اور اس اثنا میں تو نے اپنے کو غفلت میں
ڈال رکھا تھا قرا قر جادو متبسم ہوا اور کہا سچ ہے اے اجروس نہ مجکو پیشتر سے اطلاع تھی اور نہ میں نے دانستہ اپنے کو غافل
بنایا اصل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ابھی میں بیخبر سو رہا تھا عالم خواب میں دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف
لائے ہیں ان حضرت کا رعب ایسا میرے دل پر طاری ہوا کہ میں بے اختیار تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا ان
حضرت نے فرمایا بیٹھ جا اے قرا قر تجکو تنبیہ کرنے آیا ہوں وہ یہ کہ شہزادہ بدیع الملک جو تیری حراست میں ہے تو نہیں
جانتا کہ کس مرتبہ کا جوان ہے صنعان جادو نے اگرچہ غلطی کی کہ اسے گرفتار کیا ہے وہ اس غلطی کی سزا پایگا تو کیوں
دانستہ غلطی میں مبتلا ہوتا ہے خداے تعالی کا واحد ہونا برحق اسکا عادل ہونا برحق اسکے پیغمبر برحق پیغمبروں کے نائب
برحق قیامت کا آنا برحق اور بھی جو کچھ شریعت اسلام میں مقرر ہے سب برحق ہے جب تک تو گمراہ رہا اب تو راہ راست
اختیار کیجیے دین اسلام اختیار کر اور تعجیل کر اجروس تیرے قتل کو آتا ہے … تیرے بیچ کے خنجر کھینچ دکھاوے بیدار ہو کے اس سے
ملاقات کر ورنہ اسکے وار سے تو ہلاک ہو جاویگا پس میں نے فورا کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوا آنکھ جو کھولی تمہیں خنجر
کھینچے پایا سلام کیا پس جو کچھ مجھے کہنا تھا کہہ چکا اب تمہیں اختیار ہے چاہو مجھے ہلاک کر دو یا ہو درگذر کرو ہر صورت سے
شہزادہ بدیع الملک کا رہا ہونا لازمی ہے اجروس نے کہا اے قرا قر اب یہ کیا احتمال ہے کہ مجھے کسی طرح کا شبہ ہو پس اے
شہزادہ بدیع الملک کو رہا کر خداوند عالم تیری ترقی میں برکت دیگا کہ قرا قر اٹھا اور بسم اللہ پڑھ کے شہزادہ
بدیع الملک کو قید و بند سے رہا کیا اجروس نے کہا اے شہزادہ وہ صندل کا کیا بندوبست کیا کہ کسکے پاس ہے اسکا
لینا مقدم ہے بدیع الملک نے کہا اے قرا قر مجھی سے یہ کام بھی ہو سکتا ہے اگر میں نے لیا کے گلے میں زنجیل ہے اسے
لا دے تیرا بڑا احسان ہوگا انشاء اللہ الرحمن کہ جب ہم صنعان شاہ کو قتل کریں گے تو تمام ملک کی بادشاہی تیرے نام
پر مقرر کریں گے اس میں کمی ہوئی چاہیے نوشتہ تقدیر … مگر صندل جلد مجکو لا دے قرا قر نے کہا جاتا ہوں حسب الحکم

ہیکل لاتا ہوں بشرطیکہ اہرمن فیلپا کے پاس ہو گی یہ کہا اور وہاں سے روانہ ہوا اہرمن کے پاس جو پیادہ
تھا غفلت سے بیخبر سو رہا تھا قمر اقمر نے بہت آہستگی سے ہیکل اسکے گلے سے اتاری کہ مطلق اسکو اطلاع نہوئی ہیکل شہزا
دی بدیع الملک نے ہیکل پر بوسہ دیا اور گردن میں ڈال لی کہا اے قمر اقمر اب یہ بھی بتا کہ اس طلسم کی لوح کہاں ہے اسنے کہا اس طلسم کی
لوح نہیں ہے شہزادہ نے کہا اگر لوح نہیں ہے تو یہ طلسم کسطرح فتح ہو سکتا ہے اسنے کہا اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ کے ہلاک ہونے پر موقوف
ہے جسوقت صنعان ہلاک ہوگا اسی وقت یہ طلسم بھی شکست ہو جائیگا کسی لوح پر اس طلسم کا فتح ہونا موقوف ہوتا مجکو ضرور
اس لوح کا حال معلوم ہوتا اور لوح کو حاضر خدمت کرتا جب صبح ہوئی صنعان شاہ بیدار ہوا تمام شب بدیع الملک
ہی کے خیال میں مبتلا رہا تھا مصور کو طلب کیا کہا اے مصور جا بدیع الملک کو لے آ اس خدا پرست کو ہلاک کرنا مقصود
ہے جب تک اسکا قصہ پاک ہوگا طلسم میں خرابی رہیگی مصور وہاں سے قمر اقمر کے مکان پر آیا دیکھا بدیع الملک
قید و بند سے رہا ہے بہت برہم ہوا نعرہ مارا کہ ارے نالائق یہ خدا پرست بادشاہ کا دشمن جان ہے تو نے اسکو رہا کر دیا یہ کیا غضب
کیا میں جاتا ہوں بادشاہ کو اس حال کی خبر کرتا ہوں فی الفور تو ہلاک کیا جائیگا اس عدول حکمی کا کیا باعث اگر
بادشاہ کو رہا کر دینا منظور ہوتا تیری حراست میں کیوں دیتا قمر اقمر نے کہا اے مصور اس بحث سے کیا فائدہ پہلے یہ
بتا کہ اس طلسم کا فتح کرنے والا کون ہے اور کسکے نام پر یہ طلسم مرتب ہوا ہے مصور نے کہا اگرچہ مجکو اس بات کی اطلاع ہے
کہ اس طلسم کی فتح تمامی بدیع الملک پر موقوف ہے لیکن یہ مجھے معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل صنعان شاہ کے
پاس ہے اور ہیکل ہی پر مدار فتح ہے پھر کس طرح بدیع الملک طلسم کو فتح کر سکتا ہے قمر اقمر نے کہا کہ نادان تجھ کو
حقیقت حال سے اطلاع نہیں ہے اگر فتح طلسم کا دارومدار ہیکل پر ہے تو کیا ہیکل بدیع الملک کے پاس نہیں ہے
اسنے کہا یہ مجکو خوب معلوم ہے کہ بدیع الملک کی ہیکل اہرمن فیلپا کے پاس ہے بدیع الملک کے
پاس ہرگز نہیں ہے قمر اقمر نے بدیع الملک کی قبا کا تکمہ کھولا کہا دیکھ یہ کیا شے ہے مصور نے جو بدیع الملک
کے گلے میں ہیکل دیکھی کہا عجب ہے مجکو گمان تھا کہ ہیکل اہرمن کے پاس ہے قمر اقمر نے کہا تیرا گمان صحیح ہے بیشک
یہ ہیکل اہرمن کے پاس تھی ابھی ہم اس سے لے آئے مصور نے کہا اے قمر اقمر اب مجکو یقین ہو گیا کہ فتح طلسم کا
زمانہ آگیا اور بیشک یہ جوان صاحب اقبال طلسم کو فتح کریگا تیری کیا رائے ہے قمر اقمر نے کہا میری جو کچھ رائے ہے وہ
بدیع الملک پر روشن ہے اپنی رائے کو بیان کر اسنے کہا اسوقت تو میں اپنی رائے کو تیری رائے سے مطابق کرنا چاہتا ہوں
قمر اقمر نے کہا میری رائے یہ ہے کہ دین اسلام کو میں سچا اور برحق سمجھتا ہوں فرعون اور بتوں کو میں کچھ نہیں سمجھتا جبل النجار وغیرہ
کی پرستش سے درگزر اسے باطل جان اور کیا ایسے بت کا جس سے ہاتھ آیا نہ کچھ جو سر جھکایا اسکا کھانا نکبی پایا نہ کچھ ہوا اگر تو اپنی رائے
کو میری رائے سے مطابق کرنا چاہے بصفائے قلب کہہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ مصور نے
بھی کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام میں داخل ہوا یہاں صنعان شاہ مصور کے انتظار میں تھا جب دیر ہوئی سمجھا
ایسا نہو کوئی نیا واقعہ رونکار ہوا ہو طلسم کی حالت مخدوش ہو رہی ہے سبکو بلا کہا میں نے مصور کو قمر اقمر کے
یہاں بھیجا ہے تاکہ وہ بدیع الملک کو لے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا اب تلک نہیں آیا تو جا اور قمر اقمر کو مع مصور
بدیع الملک یہاں لے آ خبردار دیر مت کرنا جسقدر دیر ہوتی ہے میرے دل میں ہول پیدا ہوتا ہے کہ خدا پرست کا داؤ نہ چلے اور وہ
قید و بند سے رہا ہو جاتا ہے اس اثنا میں دیکھا اہرمن فیلپا چیختا چلا آتا ہے صنعان کے پاس آتے ہی اسنے ٹوپی
پھینکدی اور کہا اے صنعان شاہ فریاد ہے بڑا غضب ہو گیا اس بات کا مجکو ہر وقت خوف رہتا تھا وہی بات پیش
آئی صنعان شاہ نے متعجب ہو کے کہا کچھ بیان کر کیا غضب ہوا اسنے کہا اے ملک صنعان آج رات کو کوئی میری غفلت میں

کیا اور میرے پاس سے ہیکل چرا لے گیا سچ کہتا ہوں مجھکو بڑا ملال ہے صنعان شاہ نے کہا او کم بخت تجھکو ملال ہے تو کیا ہے
تو نے ہیکل کی کامل طور پر حفاظت نہ کی غفلت میں ہیکل کو کھو دیا مصور کو قراقر کے یہاں بھیجا تھا کہ بدیع الملک
کو سے آئے اسکو گئے ہوئے عرصہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا پرست بھی رہا ہو گیا اور نہ مصور اب تک واپس آتا
اور بدیع الملک کو نہ آتا قراقر کے خیال سے مشکوک ہونے کی مجھکو خبر پہونچی ہے خیر دیدہ باید کرد چہ شود الغرض حکم دیا کہ
جلد لشکر جمع کر کے تیار ہوا اس طرف لشکر تیار ہوا اسطرف صنعان شاہ مسلح و مکمل ہو کے مرکب پر سوار ہوا ایک لاکھ
جادوگرون کی جمعیت تھی جسکو ہمراہ لیکے قراقر کے مکان کی طرف روانہ ہوا یہان قراقر و مرعوب مع شہزادہ بدیع الملک
باطمینان تمام بیٹھے ہوئے تھے یکایک ان سکو خبر پہونچی کہ صنعان شاہ جادو ایک لاکھ جادوگرون کی فوج لیے
ہوئے اس طرف چلا آتا ہے بایقین اسکا ارادہ جنگ کرنے کا ہے شاہزادہ بدیع الملک ایک جوان بہادر زمانہ
و دلاور یگانہ ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا سلاح و یراق سے آراستہ ہوا قراقر نے کہا اے جوان تو تنہا ہے ایک لاکھ فوج سے
کس طرح مقابلہ کریگا اور فوج بھی جادوگرون کی شہزادہ نے کہا کچھ ڈر کی بات نہیں ہے خدا سے مایوس مت اگر ایک لاکھ
جادوگرون کی جمعیت ہے تو کیا اور ایک کرور کی جمعیت ہوتی تو کیا ہوگا تو تماشا دیکھ کہ خدا تعالی کس طرح کام بناتا ہے
قراقر نے کہا تو دالی و کار تو او مرکب حاضر کیا شہزادہ اسکے مرکب پر سوار ہوا کہا اے قراقر اور مرعوب تم دونون
خوب غور و فکر کر کے لوح طلسم کا مجکو نشان دو تاکہ میں اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرون قراقر نے کہا اے جوان
مین نے پیشتر ہی عرض کیا تھا کہ اس طلسم کی کوئی لوح نہیں ہے اگر لوح ہوتی تو میں ضرور نشان دیتا اور میرے کہنے پر کیا
موقوف ہے مرعوب موجود ہے اس سے دریافت کرو مرعوب نے کہا اے جوان بیشک اس طلسم کی کوئی لوح
نہیں ہے اس طلسم کا فتح ہونا صنعان شاہ جادو کی ہلاکت پر موقوف ہے شاہزادہ خوش ہوا اس اثنا میں صنعان
شاہ جادو فوج کثیر لیے ہوئے آ پہونچا قراقر جادو کے مکان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا شہزادہ بدیع الملک
ہر مرتبہ چاہتا تھا کہ مکان کے باہر آکے صنعان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرے قراقر مانع ہوتا تھا اور کہتا تھا
اے جوان سعادت نشان زمانہ کے واقعات عجب و غریب ہوتے ہیں اگر تو صنعان شاہ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا
تو ہم سخت مصیبت میں مبتلا ہو جاوینگے اسواسطے کہ ہم نے تیرے مذہب کو اختیار کیا ہے صنعان شاہ ہمارے
حال کی خبر پاکے ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا بدیع الملک کہتا تھا اے قراقر تو مقدر کیون متوحش ہے انشاء اللہ الرحمن
صنعان شاہ مجکو ہرگز گرفتار نہیں کر سکے گا اس طرف صنعان شاہ نے دیکھا کہ قراقر کے مکان میں بدیع الملک
موجود ہے ابھی تک باہر نہیں آیا بلا سے دیو ارحید جادوگرون کو حکم دیا کہ مکان میں جو پہونچ کے بدیع الملک
کو گرفتار کر لو اور دروازہ کھول دو تاکہ فوج مکان میں پہونچ کے تمھاری معین ہو جو گرد دیوار زیر کی شہزادے نے دور کر
لیا وار تلوار کا قسم کیا کہ دو لخت ہوکے زیر دیوار گرا اسدم جادوگر اسطرح ہلاک ہوکے بدیع الملک نے کہا قراقر تو مجکو
مکان سے باہر نہیں جانے دیتا ہے ایسا نہو کہ میں یہان گرفتار ہو جاؤن پھر کوئی تدبیر کارآمد نہو گی قراقر و مرعوب
نے کہا ہم بھی ساتھ ہین بیرون خانہ چلکے ان کفار سے مقابلہ کرو شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہے دو دل یک
شوند بشکنند کوہ را بعد ازان شہزادہ بدیع الملک مع قراقر و مرعوب مکان کا دروازہ کھول کے باہر آئے جونہین صنعان
شاہ کی نظر بدیع الملک پر پڑی گھبرا گیا اور پکار کے اپنی فوج سے کہا یہی وہ خدا پرست ہے بدیع الملک نے
پکار کے کہا اے قراقر و مرعوب تم دونون تلوارین علم کرو مین اس مردود کیطرف حملہ کرتا ہون تم انکو بند کر کے
خوامخواہ شروع کر دو اسوقت کی کارزار تیلہ بذات کردگار شاہزادہ تیغ الماس رنگ علم کیے ہوئے خود فولادی سر پر رکھے

خنجر کی جوہری کمر سے کھلی ہوئی اور بچی بنا ہوا ساجنان کی طرح سے خشم خوردہ تو گوئی زمین باز جاید کند ﴿ چنین بد وار کرتا تھا کسی کو دم لینے کی مہلت نہ دی ہوائے تند و تیز چل رہی تھی صحرا کی ساری گرد اڑ رہی تھی غالب پر عرق جنبیدہ گیا ﴿ اگر دیگر بر چرخ دوار شد ﴿ یکے بن خاکی نمودار شد ﴿ تمام عالم تیرہ و تار معلوم ہوتا تھا یکایک اور زیادہ تیز ہوا چلی اب یہ نوبت پہونچی کہ کسیکو کسی کی صورت نہ نظر آتی تھی قرافر و مرعوب کے زیادہ تر حواس باختہ تھے دل میں کہتے تھے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے مگر یہی تھا کہ خداوند عالم کے فضل و کرم سے امیدوار تھے کہتے تھے اب تو مذہب اسلام اختیار کیا ہے اگر یہ دین بزرگ برحق ہے ضرور کوئی نہ کوئی صورت فتح کی نظر آئیگی ورنہ ہر چہ بادا باد ﴿ آنرا کہ نظر بفضل یزدان باشد ﴿ ہر چند ہراسان و پریشان باشد ﴿ از شدۃ الم نجات یابد در دم ﴿ ہر مشکل کہ پیش آید آسان باشد ﴿ وہی ہوا کہ جب وہ ہوائے تند و تیز چلی ایک لکہ ابر نمایان ہوا اس ابر میں سے شاہزادہ سلیمان اعظم ایک لاکھ دیو و پری کی جمعیت سے پہونچا دیکھا صنعان شاہ فوج کثیر ہمراہ لیے بدیع الملک کی گرفتاری کے درپے ہے اور بدیع الملک تنہا ہے صرف اُسکے دو مددگار ہیں جو بمنزلہ نہونے کے ہیں نعرہ اللہ اکبر مار کے فوج کفر پر حملہ آور ہوا بدیع الملک کو مددگاری ملی گونہ اطمینان ہوا اس طرف قرافر اور مرعوب کو بھی اطمینان ہوا بدیع الملک جنگ و حرب کرتا ہوا صنعان شاہ کے قریب پہونچا اور نعرہ مار کر بولا کہ اے ناپاک اب میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے میں ہوں بدیع الملک ﴿ ز مشرق تا بمغرب کس ندارد تاب ضربش ﴿ طپانچہ تیغم نعرہ و زندہ ضربش ﴿ صنعان شاہ نے بھی نعرہ مارا کہ چپ اے خدا پرست تو مجکو نہیں جانتا ہے تو جان میں صنعان شاہ ہوں علاوہ کمال فن سحر و افسون کے فن حرب و ضرب میں بھی مہارت کامل رکھتا ہوں ﴿ منم سرکش قوی بازو بہادر ﴿ ز دم پیکر ز زخم ساطور شد ﴿ صد من شود گاو زمین لرزان ﴿ یہ کہا اور بدیع الملک کے قریب آگے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے بسہولت تمام اس وار کو سپر پر رد کیا اور کہا او نابکار اور مصرعہ تیری طاقت پر صادق آیا جو کہا ﴿ ز زخم ساطور شد صد من شود گاو زمین لرزان ﴿ تیرا حوصلہ پورا ہو گیا ﴿ زدی ضرب خود ضرب ما نوش کن ﴿ ہمہ دین و دنیا فراموش کن ﴿ یہ کہکے ایک ضرب بے پناہ اس گبر کی کمر پر لگائی کہ برابر دو حصہ ہو کے زمین پر گرا ان ساحران بدکار نے جو صنعان شاہ کو کشتہ دیکھا تاب تمام نہ لا سکے اور آپس میں مشورہ کیا کہ اگر ہم لوگ یہاں قیام کرینگے تو یہی حال ہم لوگوں کا بھی ہوگا لہذا بعد ہلاک ہو جانے صنعان شاہ کے زوجہ تورج یعنی دختر صنعان شاہ تھے لعل بن تورج کو لیکر طلسم خاکستری کی جانب بھاگ گئے بعضے جادوگروں نے بخوف جان دین اسلام اختیار کیا انکو رہا کر دیا دیوون نے تورج کو مع اہرمن گرفتہ و بستہ کرکے شہزادہ کی خدمت میں لائے شہزادہ نے فرمایا او مکار تو نے بہت سر اٹھایا تھا اب کہو وہ سحر و افسون تمہارا کیا ہوا خیریت اسی میں ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ورنہ بعذاب سخت ہلاک کیے جاؤ گے انہوں نے کچھ جواب نہ دیا شہزادہ نے فرمایا ان بدبختوں کو بحفاظت قید میں رکھو بعدہ سلیمان اعظم بدیع الملک کی خدمت میں حاضر ہوا بدیع الملک نے کہا اے شہریار اعظم تعجب ہے کہ تم اپنی ماں کی قید میں تھے اب تکو میں نے یہاں دیکھا کہو تمنے کس طرح رہائی پائی سلیمان اعظم نے کہا شہریار بیشک میں مقید تھا یکایک مہتر سلیمان نے مجکو بشارت دی میں اپنی ماں کی خصومت اور دشمنی سے درگذر اور ملکہ نے بطور خود رہا کر دیا میں تمہاری مدد کو وہاں سے آمادہ ہوا اسوقت یہاں پہونچا مختصر بعد کشتہ ہونے صنعان شاہ کے بدیع الملک نے تمام خزانہ طلسم کو جو بیحد و شمار تھا اپنے قبضہ میں لیا راوی کہتا کہ مہتر سلیمان کیوقت میں بانیان طلسم نے اس طلسم کو

کیا تھا انواع اقسام کے جواہر کو ٹھریون مین بھرے تھے طرح طرح کے اسلحہ تہ خانون مین رکھے تھے جنکے قبضہ جواہر نگار تھے اور بھی صدہا قطیان طلائی مین جنکے غلاف مخمل کا ہجوبی تھے اور اس طرح حفاظت سے رکھے تھے کہ گویا ابھی تیار ہوئے ہین اُن قطیون مین جو قفل لگے تھے وہ بھی طلائی اور مرصع تھے تمام اشیاے مقفل کی کنجیان نہایت احتیاط سے ایک قطی مین رکھی تھین اور اس قطی کی کنجی تہخانے کی دیوار مین آویزان تھی وہ کنجی ایسی عمدہ اور خوبصورت بنی ہوئی تھی اور ایسے مقام پر آویزان تھی کہ جب شاہزادہ خزانہ مین داخل ہوا پہلے نظر اُس کنجی پر پڑی شاہزادہ نے اُس کنجی کو گل میخ طلائی پر سے اُتار لیا کچھ حرف محسوس ہوئے لکھا تھا اے فاتح طلسم یہ کنجی تمام کلید ہاے اسباب طلسم کی ہے شہزادہ نے وہ کنجی ہر ایک قفل مین لگائی کوئی قفل نہ کھلا البتہ ایک ہی قفل کھلا جب پٹاری کو کھولا دیکھا اس پٹاری مین ہزارہا کنجیان انواع قسم کی رکھی ہین ہر ایک کنجی سے ہر ایک قطی کو کھولا وہ وہ مال و اسباب جواہر نگار اُن قطیون مین سے نکلا جو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا منجملہ اُن قطیون کے ایک قطی تھی جب اُسکو کھولا جامہ زرتار مین پیچیدہ ایک لوح سفید نکلی اُس لوح مین نستعلیق سیاہ حرفون سے بہت خوشخط یہ مضمون لکھا تھا۔ الحمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علٰی محمد رسول اللہ و علیٰ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اما بعد اے عالی ہمم فاتح طلسم ٭ جوالسان نداند بجز خورد و خواب ٭ کدامش فضیلت بود بر دواب ٭ کدولت و سہولت بسبب کجرائی و چستی و چالاکی باعث کامیابی ہوئی فتح طلسم اگر کوشش کر کے یہان تک پہونچا ہے تو ہنگ تائید الٰہی شرکت غیرے یہ سب تیرا مال ہے۔ والسلام۔ بدیع الملک نے خوش ہو کے وہ لوح سفید پھر اسی قطی مین رکھدی اور قمر اقمر کو بلا کہا اے قمر اقمر مین نے تجھسے وعدہ کیا تھا بنا بران اس طلسم کی حکومت تیرے حوالے کی اور مرغوب کو طلب کر کے کہا اے مرغوب بیٹے تجھکو قمر اقمر بادشاہ طلسم کا وزیر مقرر کیا اس طلسم کے بعد شہزادہ بدیع الملک نے لشکر حمزہ ثانی کی طرف کوچ کیا

داستان آنا بدیع الملک کا لشکر حمزہ ثانی مین اور ظاہر مسلمان ہونا تورج بدرگ در اہرمن فیلبا کا مع حال جشن مسطور ہوتا ہے

شب چو کشاد از نسیم نافۂ مشک تتار
عود قماری بسوخت مجمر شب از بہار
سوسن تر بشکست در چمن آسمان
زہرہ بسان سمن شعری بچون زعفران
از صدف روزگار رحمت بگر دون ز...
عقل رصع نمود شکل ثریا گہر
اختر در تخت افق ہمچو شمان بار داد
بخشش زر چشمہ گز دوست چو بہم نشان
گنبد افلاک او کلہ طاؤس رنگ
ہمچو سلیمان نکرد گرچہ شتاب ورنگ

سنبل شب داد بوی غالیہ زلف یار
باد چو عطار شد در چمن روزگار
لالہ و نسرین نمود چرخ چو در بوستان
نقش شمالی چو گل بوزابون گلستان
گوہر کانی نمود در شب از ان باختر
زین ہمہ بہ آسمان رفتہ تا زہ از
تاج ہمہ زر بر سر خود بر نہاد
انجہ کہ آن خنب ستد روز تبا تاج داد
در تقبش شد روان رحمت چو تیر خدنگ
خسرو رومی چو تیغ زد شہنشاہ زنگ

عنبر سارا فشاند طرۂ شب بر بہار
ساخت ز مشک و عنبر لخلخۂ عنبری
شکل مجرہ چو جوی چرخ چو آب روان
ایں ان نجوم ہمچو گل عبہری
سط لالی کشاد جنبش مہر تا سحر
چونکہ کشید آفتاب خنجر اسکندری
رایت زرین فراشت چو علم کیقباد
از در تخت افق بر سر یار این سری
تا مگر آرد چو خصم لشکر او را چنگ
از در شہ زنگی گریخت راست چو دیو از پری

بہار پیرایان بساتین حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات شیرین آبیاری گلبن سخن سے اس بوستان انبساط افزا کو اس روش سے سبز و شاداب کرتے ہین جب فلک آستان فریا مکان زیب اریکۂ شاہی

رونق وسادۂ ظل الٰہی حاجب روائے مراد مشتاقان رحم فرمائے حال زار مستمندان سیر کنندۂ عجائبات و فاتح
طلسمات صاحب شوکت و فر یعنے شاہزادہ بدیع الملک نامور صنعان شاہ جادوگر کو شکست دیکے
طلسم کو فتح کر چکا اور مال و اسباب طلسم اپنے قبضہ مین لیکے قراقر کو طلسم کی حکومت تفویض کرکے فراغت
پائی وہان سے روانہ ہوکے بعد طے مراحل و قطع منازل تاجدار اقلیم رفعت و باجگیر مملکت شوکت
کنندۂ بیخ کفر و کافری برہم زن ہنگامہ سحر و ساحری تائید یافتہ آسمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جناب
صاحبقران حمزۂ ثانی کی خدمت سراپا عظمت مین پہونچ کے شرف بشرف ملازمت ہوا حمزۂ ثانی
بدیع الملک کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے سلیمان اعظم کی طرف اشارہ کرکے اُسکا حال پوچھا
بدیع الملک نے حقیقت سلیمان اعظم کی بیان کی حمزۂ ثانی نے فرمایا ای بدیع الملک اب کچھ حال
گبران مکار کا بیان کرو کہ انکے مقابلہ مین تمنے کیا کار نمایان کیا بدیع الملک نے ملازمون سے پہلے اشارہ کیا
فوراً تورج اور اہرمن فیلپا گرفتہ و بستہ حاضر کیے گئے حمزۂ ثانی نے متعجب ہوکے پوچھا دونون گبر کون ہین
بدیع الملک نے کہا ایک تورج بدرگ ہے اور دوسرا اہرمن فیلپا ہے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے تورج بھی
سکندر یدالمثال ہے لیکن یہ فن جنگ و حرب سے بس واقفیت رکھتا ہے حمزۂ ثانی نے کہا اگر یہ فن حرب سے بھی
بخوبی واقفیت رکھتا ہے تو خاص اس کے گرفتار کرنے مین سخت دقت واقع ہوئی ہوگی بدیع الملک نے
مفصل کیفیت ان دونون کے گرفتار کرنے کی بیان کی اور کہا ای والا حضرت تورج بدرگ بیشتر اوقات
بند و پنجہ سے رہا ہو گیا وجہ اسکی یہ تھی کہ صنعان شاہ جادو اسکا بڑا حامی و مددگار تھا ہر مرتبہ ایک جادوگر کو
بھیجکے اُسکو چھڑا لیتا تھا وہ جادوگر مسلمانون کو نظر نہ آتا تھا صرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پنجہ اُٹھا کے بالا سے
ہوا لیگیا حالانکہ صنعان شاہ کے پاس پہونچ جاتا تھا صنعان شاہ نے اپنی دختر کی شادی بھی اس سے کردی
تھی یہ سبب زیادہ تر اسکی حمایت گیری کا تھا پاسے ہزار ہزار شکر اسی قادر لم یزل کا کہ صنعان شاہ کو بھی ہلاک
کیا جسکے سبب سے طلسم فتح ہو گیا اور تورج بھی اس وقت تک قید و بند مین موجود ہے ورنہ اب تک
کب کا نکل گیا ہوتا اس کی بی بی یعنی دختر صنعان شاہ اور اسکا بیٹا لعل بن تورج دونون طلسم خاکستر
کی جانب بھاگ گئے ہین حمزۂ ثانی نے جو تورج کو دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک شیر غضبناک یا فیل مست طوق
و زنجیر آہنی مین جکڑا با طمینان تمام کھڑا ہوا ہے آثار غیظ و غضب تورج کے بشرہ سے نمایان ہین معلوم ہوتا ہے
کہ اگر ابھی موقع ملجاوے حاضرین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اس وقت حمزۂ ثانی نے تورج کی جانب
متوجہ ہوکے اس طرح کی تقریر شروع کی کہ ای تورج اگر کوئی غیر شخص ہو تو اس سے کچھ محل شکایت
نہین تو ہمارے خاندان اور نسل حمزۂ صاحبقران اول سے ہے نہایت تعجب کی بات ہے کہ تونے اپنے آبائی دین یعنی
مذہب اسلام کو ترک کرکے راہ ضلالت اختیار کی یعنے آفتاب پرست ہو گیا اور اب تک اُسی ضلالت مین مبتلا ہے تونے اپنے
قدیم دین پاک کا مطلق پاس و لحاظ نکیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب بھی مضائقہ نہین ہے اب تو راہ ضلالت
کو چھوڑ دے اور دین اسلام کو اختیار کر کس واسطے کہ اُس وقت مین تجھکو کامل طور پر تلقین اور
تعلیم نہین کی گئی تھی اب تم خود عقلمند اور ہوشیار ہو اور یہ بھی ایک بات ہے کہ تمنے بجائے خود اس
معاملہ مین غور و فکر کچھ بھی نہ کی اور حق و باطل مین فیصلہ نہ کیا جسکی وجہ سے تو آج تک حیران اور پریشان اور
بے ٹھکانا ہے اور ریگی تاتمین کرتا ہے اب ہم تجھکو نصائح کرتے ہین کہ تو راہ ضلالت کو یکلخت ترک کر

اور اپنی ملت قدیم اختیار کر عالم نادانی مین جو غلطی ہوجاتی ہی اُسکا مواخذہ نہین کیا جاتا بشرطیکہ بعد غلطی کے سمجھنے کا موقع ملے تو غلطی کا اقرار کرے اور اگر تو میری فہمایش کی بنا پر دین اسلام اختیار کر لیگا تو مین دربار مین اعلیٰ عہدہ دونگا اور ہر وقت تیرے ساتھ رعایت کرونگا مین قسم کھاتا ہون اُس خداے واحد کی جسکے قبضۂ قدرت مین سبکی جان ہی مین ہرگز تیری سابق کی غلطیون کا عوض نہ لونگا اور تجھے گذشت گذشت سمجھ اور یہ بھی خیال رہے اگر میرے کہنے پر بھی تو اپنی ضلالت کو نہ چھوڑیگا پس ہرگز جیتا زندہ نہ رکھونگا ضرور تیرے سر دتن مین جدائی ہوگی حمزہ ثانی کی اس تقریر سے تورج بدرگ سوچا یہان مکر وفریب سے کام نکلے گا اگر مسلمان ہونے سے انکار کرونگا نہ ورنہ یہ خدا پرست مجکو ہلاک کریگا جواب دیا اے حمزہ ثانی واقعی پہلے مجھے دین اسلام کا حق ہونا ثابت نہین ہوا تھا اسی وجہ سے منحرف رہا اب مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ یہ مذہب سچا ہی ارکان دین اسلام تسلیم فرماؤ حمزہ ثانی نے پہلے اُسے کلمہ طیبہ تعلیم کیا بعدہ چند اصول وفروغ تعلیم کیے تورج بدرگ نے بظاہر تمام اصول وفروغ کا اقرار کیا گو باطن مین اُسکے دل کدورت منزل کی صفائی نہوئی اب حمزہ ثانی اہرمن فیل پا کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا تیرا کیا ارادہ ہی اُسنے کہا شہریار انچہ راے مولے از ہمہ اولے ظاہر ہی کہ اگر دین اسلام حق اور صحیح نہوتا تو ہم ہرگز اس طرح پسپا نہ ہوتے حمزہ ثانی نے اہرمن فیل پا کو بھی کلمہ حید تعلیم کیا وہ بھی مثل تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا عمر ثانی نے عرض کی شہریار اس خادم دیرینہ کو قیافہ مین بھی دخل ہی اگرچہ یہ دونون بظاہر دائرہ اسلام مین داخل ہوگئے ہین لیکن اُنکے قیافہ سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یہ خدا ے وحدہ لاشریک پر بصفاے قلب ایمان لائے ہین فلہٰذا اس بارہ مین کچھ بندوبست کامل کرنا چاہیے حمزہ ثانی نے فرمایا اے عمر ثانی مذہب اسلام کا مدار ظاہر پر ہی بہت سے ایسے گذرے ہین جنھون نے بخوف جان اسلام قبول کرلیا ہی باطن اُنکا ضلالت سے پاک نہوا مگر اُنکا ظاہری اقرار قبول کرلیا گیا حالانکہ جب اُنکو موقع ملگیا ویسے ہی اُنھون نے اپنے دل کے بخار نکالے اظہرمن الشمس اور ابین من الامس ہین انکا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ٭ جند احباد ملایا گیا اُن دونون بہت بدباطنون کے بھی بدن کھولے گئے دوکشتیان خلعت کی آئین دونون کو خلعت مرحمت ہوا دربار مین اعلیٰ مقام نشست دیا گیا تمام اہل دربار نے دونون سے معانقہ کیا حمزہ ثانی بہت خوش وخرم ہوئے بادشاہ کے ایماء سے تورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کے مسلمان ہونے کا جشن خاص قرار دیا گیا ملازمان ذی منزلت تمام شایستہ انتظام کیا ایک قصر جسکے ہر چہار جانب باغ واقع تھا اُسکو مقام محفل خاص مقرر کیا اُسکی آراستگی وسامان زیبایش کا بیان حوالۂ قصہ خوان اور بھی مقام جشن کے قرار دیے گئے عوام الناس تمام محفلون مین شریک جشن ہوئے سرداران فوج اور عہدہ داران اعلیٰ کی محفل کے واسطے دو قصر خاص تھا بروز مقرر جشن سب لباسہاے عمدہ ونفیس پہن کے آئے ساقیان سیم تن گل پیرہن ناز وانداز کے ساتھ بادۂ ریحانی سے مملو مرصع نگار صراحیان مع جام بلورین کشتیون مین لائے حمزہ ثانی نے اشارہ کیا صراحیون نے قہقہہ مارا جامہاے بلورین کھلکھلانے لگے ہنسنا شروع کیا نوجوانون کی بیشتر ہی سے اُس طرف نظر لگی ہوئی تھی [اکلف جام خورشید نام

سے لب بلب ہو گئے اسی طرح چند دورے ہوئے جب سب کا دماغ گرم ہوا تو برج واہرمن فیل پایہ دونون
بھی شریک محفل خاص تھے انھون نے بھی چند جام لبریز چڑھائے دور ساغر بھی جاری تھا
گردون نے بھی گردش کو ہیچ وزبون خیال کرکے دورہ شتاب کو جھکا ہوا منتظر حیرت دیکھ رہا تھا
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ اب مطربان خوش گلو اور رقاصان سنبل مو عنبر بو آوین اور اپنا اپنا کمال دکھا کر
اہل محفل کے دلون کو خوش کرین بمجرد اس حکم کے سازون کے بجنے کی آوازین آنے لگین طبلون
پر تھاپ پڑنے لگین مجیرون نے خوش ہوکے تانتان بجائین مطربون نے سازون کی مطابقت
کے واسطے کچھ گنگنانا شروع کیا دوسرا حکم صادر ہوا کہ دیر نہ کرو سازون کی مرمت گھر مین ہونا چاہیے
یہین یہین مین ہو رہی ہے کوئی ابھی تک یہان نہین آیا سب نے کہا حضور سر دم سب حاضر ہین
کچھ دیر نہین ہے غلام حاضر ہین یہان کار خانہ نہین ہے جو ساز بجانے لگے فقط سرون کو موافق کرتے ہین اس
آواز کو حمزہ ثانی نے سن لیا حکم دیا ان بے ادبون کو نکال دو آنتین آنتین کہتے ہین آنتین اپنے گلے
مین ڈالین اور گھر چلے جائین فوراً ایک طائفہ مع سازندگان ہمراہی محفل مین آیا سب کے گلے مین بکرون
کی آنتین پڑی ہوئی تھین ماہر جانت کے واسطے بکریان ذبح ہوئی تھین وہان آنتو نکا
ڈھیر تھا سب نے وہان کی آنتین اٹھا کے گلے مین پہن لی تھین حمزہ ثانی نے پوچھا کہ یہ گلے
مین کیا پڑا ہے انھون نے عرض کی حضور والا سے حکم صادر ہوا تھا کہ اپنے گلے مین آنتین
ڈالو تعمیل حکم پر ہم غلامون پر فرض تھی لہذا اپنی آنتین نکال کے گلے مین ڈالین حمزہ ثانی نے تعجب
ہوکے کہا اپنے پیٹ سے آنتین نکال لین اور زندہ رہے انھون نے عرض کی یہ اقبال حضور
کا ہے عرض کیا بعد دریافت وتحقیقات معلوم ہوا کہ یہ آنتین ان بکریون کی ہین جو کنت کے واسطے ذبح
ہوئی تھین حمزہ ثانی اور تمام حاضرین نے قہقہہ مارا خوش ہو کے ان سب کو انعام دیا اس کے بعد
دوسرا زنانہ طائفہ آیا ایک زن خوش جمال پری تمثال غرق پیشواز زیب تن کیے ہزار ناز وانداز دلبری و
دلربائی آئی دونون زبان دمرد آوازین ملا کے گانے لگے ایسا لطف سے گائے کہ اہل محفل محو ہو گئے تو برج مدرک
اور اہرمن فیل پایہ دونون بھی اس محفل مین موجود تھے بظاہر خوش ہو گئے مگر باطن مین تاو پیچ کھا رہے تھے کسی موقع
کے منتظر تھے کوئی تدبیر حسب مراد سمجھ مین نہ آتی تھی اہل محفل ہر تان پر بااتفاق صدائے واہ واہ بلند کرتے
تھے یہ دونون طائفے برخاست ہوئے اور ایک مطربہ نامی وکامل آئی صورت زیبا ایسی کہ ہزارون حسینون مین
ایک بھی حسن ظاہری وباطنی کا اتفاق کم ہوتا ہے مگر باری تعالے نے اس مین یہ دونون
صفتین خلق فرمائین تھین یکتائے ساز جب آئی اس مطربہ نے یہ غزل خسرو کی

غزل

اور دیکھین وہ کیا در لکھا ہے تحریر سے	ہو چکے ہین ہجر مین کیا لطف ہی ہوئی	ہین دوران سر ہو لے لگا اب دور جام سے
مراحی ہے کیا ان کی ہو ساقی کسی کی فرقت کی	برا کیون لکھتے ہین یہ تسو چشم سیاہ سے	جاری خطرسانی موت کا پیغام ہو گویا
جواب نامہ لکھو ایا کیا خون کبوتر سے	یس حسرت زدہ مجرم بقاتل سنگھری ہوئی	کیسے تھی کیون قطرے لہو کے چشم تر سے
کسی صورت سے ان کا اون کا علاج نہین ہوسکتا	مقام الحذر ہے نی گیسوئے دلبر سے	آ سکے بعد ایک اور عاشقانہ

غزل گائی اہل محفل خوب محظوظ ہوئے حمزہ صاحبقران نے زر خطیر اسکو انعام مین دیا وہ بھی رخصت ہوگئی

اور طالعہ آیا ظاہر ہے کہ سات روز تک اسی طرح کا ہنگامہ جنگ برپا رہا آٹھوین روز ختم ہوا

داستان زخمی کرنا تورج نابکار کا عمرو قران کو اور جانا مع اہرمن بجانب لشکر اور قتال معتبر قران کا اور رجعت مردمان لشکر اسلام کا سبب نوش ... کرنا

جہان ست بیداد و عدل جہان | نہ جان ماند دنہ نوشیروان | برستم چہ کرد این جفا پیشہ زال
تو خود تا توانی بہ بین علت حال | نہ دست از تیغ این پر نبرد | کہ خون سیاوش در طشت کرد
بپیچ کند دستان مکر و فنش | کہ ہم گیو آئی ست ہم بیژنش | ستمہای کردن درہم نویسیت
کہ بر دمہ اش غارتیہ دیت | نہ گوید بخون سیاوش دریغ | چہ آند از در دفر اسیابانہ تیغ
نہ دارد وفا با تو سے روزگار | چہ ہم گشتہ ہر گوشہ شہر ہزار | سفید ست زلف سیاہش چو شیر
شد از دود آہ اسیران چو قیر | ز نقش شباب طرازی مکن | بیمار سیہ مہر بازے مکن
شود رہ عشوہ با پل اد | ہراسے گرانی ست خلخال را | عیاران اخبار ... وقائع الہمر

اس داستان جزل نو امان کو اس طرح مرقوم کرتے ہیں کہ جب چراغ دودمان صاحبقرانی جناب حمزہ ہاشمی نے تورج بدرگ اور اہرمن فیلپا کو مسلمان کیا تھا علاوہ خلعت فاخرہ دینے کے طرح طرح کی انکے نوازش کی تھی مگر تورج کا یہ حال تھا کہ ہر وقت متردد و متفکر رہا کرتا تھا کسی سے بات بھی کرتا تھا تو بظاہر مطلب معلوم ہوتا تھا لیکن قراین سے دریافت ہوتا تھا کہ اسکو باطنا کچھ فکر لاحق ہی ایک روز تنہائی میں اہرمن فیلپا کو بلایا اور کہا ای اہرمن کچھ تجکو معلوم ہی کہ میرا لشکر کس مقام پر پڑا ہوا ہے مجکو اس کے حال کی خبر نہیں ہی اسنے کہا ای پہلوان زمان اصل حقیقت سے تو مجکو بھی اطلاع نہین ہی لیکن بعض آدمیون کی زبانی سنا ہی کہ تمہارا لشکر رزل مین ہی تورج نے کہا ای اہرمن بارے تمہاری زبانی لشکر کا حال اسقدر معلوم ہوا اب مجبر فرض ہی کہ اس کام کو کرون جو مین بڑے عرصہ سے سوچ رہا ہون اہرمن نے پوچھا آخر مین بھی سنون وہ کیا فریبہ ہی جسکو عرصہ سے سوچ رکھا ہی ہر چند کہ راز کے اخفا کرنے میں بزرگون کا مقولہ بہت کچھ ہی جیسے بات دل مین ہوتی ہی جبتک دل مین رہتی ہی اس بات پر اپنی حکومت رہتی ہی لیکن جب وہ بات زبان پر آجاتی ہی اسی بات کا محکوم ہوجانا پڑتا ہی بہت مناسب ہی اگر اپنے دل کی بات کے اخفا میں مبالغہ کیا لیکن مجھے اس بات کو ضرور ضرور کہدینا چاہیے شاید اس کام میں کچھ مشورہ دیسکون تورج نے کہا ای اہرمن تجسے کسی بات کا چھپانا کیا اصل امر یہ ہی کہ مین نے حمزہ ہاشمی کے اصرار سے بخوف جان مسلمانون کا کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے مسلمان نہین ہو تقاضا کیا کہون کہ یہ چند روز مسلمانون میں مین نے کس طرح بسر کیے ہر وقت طیش آتا تھا اور کچھ کہنا چاہتا تھا مگر پھر انجام کو سوچ کے خاموش رہ جاتا فی الحال مین نے مصمم ارادہ کر لیا ہی کہ موقع و محل دیکھکے آج کی شب مین یہانسے اپنے لشکر کی طرف چلا جاؤن حتی الامکان سب کی نظر سے پوشیدہ جاؤنگا اور اگر کوئی دیکھ بھی لیگا اور مزاحم ہوگا تو اسے ہلاک کردونگا اہرمن نے کہا ای پہلوان زمان خیر یہ سمجھا مین نے تمہاری زبان سے سنکے اس راز کو معلوم کیا مجکو یہ بخوبی معلوم ہی کہ تمنے کلمہ پڑھا ہی تو یہاں میری نیت بھی کرنا چاہیے اب میری ایک گذارش تجسے ہی وہ یہ کہ اگر یہی ارادہ مصمم ہی کہ اب یہان سے اپنے لشکر کو جانا چاہیے اور موقع و محل کی

تماشا کی ہو یس. جس وقت یہاں سے جانے کا ارادہ ہو مجھے اپنی روانگی سے ضرور مطلع کر دینا بلکہ حتی الامکان
مجھکو اپنے ہمراہ لے لینا میں بھی ان مسلمانوں میں رہ کے تنگ آگیا ہوں تورج نے قبول کیا ایک روز
حمزہ صاحبقران کی طبیعت کچھ ناساز تھی تمام سردار حمزہ ثانی کی تیمار داری میں مصروف تھے تورج
نے اہرمن سے تخلیہ میں کہا آج شب کو میرا ارادہ یہاں سے نکل جانے کا ہے اس واسطے کہ سرداران
لشکر اسلام حمزہ ثانی کی تیمارداری میں مصروف ہیں اس سے بہتر کوئی موقع نہیں ملیگا آج تو میری
بارگاہ میں مقیم رہنا اہرمن فیلپا منتظر ہی تھا وہ اسی وقت سے بارگاہ تورج میں موجود رہا دستور
تھا کہ بعد مغرب تمام سرداران لشکر دربار حمزہ ثانی میں جاتے تھے آج چونکہ حمزہ ثانی کی طبیعت
ناساز تھی سب حمزہ ثانی کے پاس موجود تھے تورج نے اہرمن سے مشورہ کیا کہ میری کیا رائے ہے
آیا حسب دستور حمزہ ثانی کے پاس جاؤں اسنے کہا ضرور جانا چاہیے حمزہ ثانی کی طبیعت ناساز ہے اگر نہ جاؤگے
اسی وقت سے سرداروں کے دل میں شک ضرور پیدا ہو جائیگا حمزہ ثانی کے پاس سے واپس آکے
جہاں جانا ہو چلے جانا تورج نے اہرمن کی رائے کو پسند کیا شام ہونے کا وقت قریب تھا دونوں دربار
حمزہ ثانی میں پہونچے باادب تمام سلام کیا مزاج کا حال پوچھا حمزہ ثانی نے کہا الحمد للہ تھوڑی دیر وہاں
توقف کیا بعدہ دونوں وہاں سے چلے آئے کھانا کھایا بعدہ شام جانیکے لیے

ان دونوں بدباطنوں کو میخواری میں مصروف رہنا اور اس طرف کا حال سنیے

دستور لشکر حمزہ ثانی کا یہ تھا کہ شب کو دو تین سردار اور عیار گرد بارہ حمزہ صاحبقران پہرہ دیتے تھے
اور لشکر کی بھی نگرانی کرتے تھے چنانچہ اس شب کو ایک سردار مسمی ضیغم قوی بازو اور مہتر قران کی باری
تھی پہر رات گزرنے کے بعد ضیغم چند سواروں کو ہمراہ لیکے حمزہ ثانی کی بارگاہ کے گرد پھرنے
لگا سب ہوشیار باش کی آواز دے رہے تھے تا انکہ زلف لیلائے شب تا کمر پہونچی تورج بدرگ و اہرمن
فیلپا نے زرہیں پہنیں آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوئے دو مرکب زین و لگام سے تیار رکھے
تھے بارگاہ سے باہر نکلے تورج مرکب پر سوار ہوا پھر اہرمن پشت مرکب پر گیا مہتر قران نے دور سے
دیکھا کہ دو شخص مرکبوں پر سوار ہوئے انکے دل میں شک پیدا ہوا با آواز بلند کہا تم کون لوگ ہو جو اس وقت
گھوڑوں پر سوار ہوتے ہو تورج یہ سنکے چند قدم بڑھا اور آواز دی ای قران مطمئن رہو ہم کوئی غیر نہیں ہیں اگر
ہمارے کہنے کا یقین نہ ہو ہمارے قریب آکے دیکھ لو مہتر قران بغرض اطمینان اس جانب چلا ضیغم ذی بازو
گروہ دوسری جانب کنارہ لشکر کے تھا وہ بھی مہتر قران کی آواز سنکے بارگاہ تورج کی جانب
مع سواران ہمراہی چلا مہتر قران جستر قریب تورج کے پہونچا دیکھا تورج بدرگ اور اہرمن
فیلپا دونوں بدکار مسلح و مکمل مرکبوں پر سوار ہیں مہتر قران کو تردد ہوا کہا ای تورج یہ وقت کہ کل
ہوئے اپنے اپنے بستر خواب پر بیخبر سوتے ہیں تمکو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہے جو اس وقت باین
ساز و سامان و تیاری کہاں جاتے ہو تورج نے کہا ای مہتر قران تمکو اس وقت ضرورت نہیں وقت ہو تو
قریب آؤ تو بیان کروں۔ واضح ہو کہ ہر چند مہتر قران فن عیاری میں یدطولیٰ رکھتا ہے مگر اجل سے
کسی کا کیا بس چل سکتا ہے اذا جاء القضاء عمی البصر قضا و قدر سے چارہ نہیں نزول بلا [illegible]
ہیں مہتر قران کو کیا خبر تھی کہ اس مردود کا کیا ارادہ ہے اسکے پاس بے تکلف چلا گیا اور کہا کیا کہتے ہو تورج نے

تلوار برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا جو نہیں مہتر قران قریب پہونچی تلوار کا وار قران کے سر پر لگایا اور یہ کہا
کتا ہون مہتر قران نے کوشش کی تھی کہ جگہ خالی کردون تاکہ اسکا وار رد ہوجائے مگر بمقتضائے اذا جاء
العلم اندھے کس طرح وہ وار رد ہوتا مہتر قران کا نصف کاسہ سر چاک ہوگیا مہتر قران نے آہ کی اور آواز دی
کہ اے اہل لشکر جلد پہونچو خبر لو تورج مکار نے مجھکو ہلاک کیا یہ کہکے تڑپ کے زمین پر گرا اور مثل بسمل خاک
خون میں لوٹنے لگا ضیغم قوی بازو کہ جانب تورج چلا تھا اب آواز مہتر قران کی سنکے بعجلت
پلٹا اور پکارا اے مہتر قران گھبراتا نہیں مین آپہونچا عنقریب تیرے دشمن کو تہ تیغ
کرتا ہون یہ صدا ضیغم قوی بازو کی اہرمن نے سنی کہا اے پہلوان زمان غضب ہے ضیغم قوی بازو
مہتر قران کا عوض لینے آتا ہے اب بہت برا نتیجہ ظہور مین آئیگا ہر چند کہ تم شیر بیشہ جرات و دلاوری
ہو ضیغم قوی بازو کیا کر سکتا ہے لیکن جب تک اُس سے مقابلہ ہوگا اور بھی پہلوان لشکر اسلام
کے یہان پہونچ جاوینگے ہنگامہ کو طول ہوگا تم تنہا کیا کرسکتے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد یہان سے
گھوڑے کو بڑھاؤ یہان توقف کرنا کسی طرح مناسب نہین ہے تورج بدرگ اہرمن کے
کہنے سے خائف ہو گھوڑے کو بے تحاشا بھگایا صحرا کی راہ لی ضیغم شیر دل نے اُسکا تعاقب
کیا ہر چند کوشش کی نہ پایا ناچار واپس آیا یہان آکے دیکھا تمام سواران لشکر گرد مہتر قران
کے کھڑے ہین کوئی کہتا ہے مہتر قران کو اُٹھالے چلو کوئی کہتا ہے لشکر مین لے چلو کہ عنقریب
مہتر انتقال کیا چاہتا ہے تھوڑی دیر مین سے تمام سرداران لشکر بیدار ہوگئے سب نے آکے مہتر قران
کو بحال خراب دیکھا ایک ہنگامہ و واویلا بلند ہوا بادشاہ و حمزہ ثانی بھی بارگاہ سے برآمد ہوئے
پوچھا یہ ہنگامہ کیسا ہے ملازمون نے عرض کیا خداوند نعمت غضب ہو گیا تورج مردود مہتر قران
کو قتل کر کے مع اہرمن فیلپا کسی طرف بھاگ گیا حمزہ ثانی نے کہا جلد مہتر قران کو ہمارے
پاس لے آؤ چند خدام گئے اور بجنسہ کو اٹھا کے مہتر قران کو باسانی اٹھالائے ادھر حمزہ ثانی کے
والے حمزہ ثانی اور بادشاہ مہتر قران کا حال جراحت دیکھ کے بہت ملول ہوئے کیونکہ اسوقت
مہتر قران کو بسبب درد جراحت کے بہت کرب تھا حمزہ ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا اے
مہتر قران یکایک غضب کیا آفت نازل ہوگئی ہے نے سنا ہے کہ تمکو تورج مردود نے مجروح کیا اصل
حقیقت اس واقعہ کی کیا ہے کیا تم سے کچھ زبانی گفتگو کسی بات پر آگئی تھی کہ طول سے یہ نوبت پہونچی
مہتر قران اگرچہ بےحال ہو رہا تھا تاہم بضرورت بہ ضعف آواز سے اس طرح گویا ہوا
اے امیر با توقیر مجھے تورج کمبخت سے کسی طرح کی گفتگو ہوئی اور نہ کوئی سبب ہوا مگر سبب یہ
ہے کہ بعد نصف شب کے مین قریب خیمہ نگرانی کر رہا تھا دیکھا دو سوار کھڑے ہین مین نے
للکارا کہ تم کون ہو تورج نے کہا مین ہون تورج کوئی غیر نہین ہون مین نے کہا اس تاریکی
شب مین کہان جانے کا ارادہ ہے کہا ایک ضروری کام درپیش ہوا ہے میرے قریب آؤ تو بتاؤن
مین قریب گیا اُس نے زبان سے مطلق کچھ نہین کہا بے تحاشا تلوار کا وار میرے سر پر کیا مین
بیہوش ہو کے زمین پر گرا وہ چلتا ہوا اب مین دم بدم کمترین یہ خادم جان نثار تجھے رخصت ہوتا ہے
سوے عدم جاتا ہے جو کچھ مجھے قصور ہوا ہو اُسے معاف فرمانا ابتدائے خلقت آدم سے اس آدم گر

زمانہ کی نیرنگیان اسی طرح کی ظاہر ہوئین کہ ایسا جبر کیا تو قوت ہی چھینی دن تک کو اس دنیا مین راحت
نصیب نہ کی اب اس دنیا سے جس طرح وہ نسے اور آنکی ال سے پیش آئے ظاہر ہی خداوند عالم کی درگاہ بے نیاز
مین ہزار ہزار شکر کہ مین بالکل بے قصور ہلاک کیا گیا اور ولاشرنت خادم کے انتقال سے بوجہ تعلق
ملال ہو گیا اور یہ وصیت ہی کہ میری لاش کو خانہ کعبہ بھیجدینا مدت سے میری آرزو تھی کہ جوار خانہ
کعبہ مین میرا دفن ہو یہ حمزہ ثانی سے مہتر قران تمام سرداران لشکر اور لشکر اسلام سے اوسے
اونسے گریہ وزاری رخصت ہوا ابھی نفس لب و جبر کے اور کف افسوس ملکے کہا ای قران
افسوس اس آخری وقت مین اپنے آستاد مبارک نہاد کی قدمبوسی حاصل نہ ہوئی یہ حسرت دل کی
دل ہی مین رہی اور پیام رحلت آگیا یہ کہکے قران نے کراہ کے کروٹ لی مع ہذا مرغ
روح نے قفس تن کو چھوڑکے باغ جنان کی جانب پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون لشکر
اسلام مین گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی حمزہ ثانی اور بادشاہ لشکر بھی آنکھون پر رومال رکھکے
رونے لگے راوی کہتا ہی کہ حمزہ ثانی مفارقت مہتر قران مین اسقدر بیتاب ہو کے روئے
کہ کبھی مفارقت مین اسقدر نہ روئے تھے کہ اپنا گریبان چاک کر ڈالا اہل لشکر نے بھی
حمزہ ثانی کی متابعت کی پھر تو تمام لشکر کے رونے والے کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی سر پیٹتا تھا اور
سینہ دونون ہاتھوسے کوٹتا تھا کوئی پتھر سے سر ٹکرا رہا تھا کوئی خنجر میان سے کھینچتا تھا اور اپنے کو
ہلاک کیا جاتا تھا کوئی دیوار سے سر ٹکراتا تھا اور کہتا تھا ہائے خواجہ عمر بعد تم ایسے شفیق و مہربان کے
کیا لطف زندگی رہا ہماری دلی آرزو ہی کہ جلد تم سے ملحق ہو جائین کیا خوش ہون اگر ملک الموت ابھی دم
ہماری بھی روح قبض کرے بعضے عیار زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے ای مہتر قران افسوس ہزار افسوس
تمنے ہمارا ساتھ چھوڑا کچھ پاس محبت و مروت نہ کیا بعضے عیار کہتے تھے ہائے افسوس اب لطف عیاری
و جانبازی نہ رہا جب ایسا عیار کامل دنیا جہان سے اُٹھ گیا کچھ عیار بہ حق حیرت تھی اور کہتے تھے ہی
اس دنیائے دنی پر جس مین ایک لمحہ زندگی کا بھروسا نہین ایسا عیار کامل اور اس طرح ایک مرتبہ کے
ہاتھ سے یکایک جان بحق تسلیم ہو جائے مہتر قران نے کیا انتقال کیا ہمارے تن سے جان نکل گئی دل ہاتھ
ہو فقیر ہو جائین صحرا اور بیابان مین درخت کی چھال اور گھاس پھانک کے زندگی بسر کرین الغرض بعضے
تو اس بات مین ہے کہ اس مرحوم کی تربت کی مجاوری کرکے زندگی کو ختم کرین کوئی کہتا تھا بھائیو میری یہ
یاد رکھو اگر مین تاب مفارقت قران نہ لاکے غرق بحر فنا ہو جاؤن تو مہتر قران کی قبر کے پاس بعد مرگ دفن
کوئی کہتا تھا ای فلان کیا کہتا ہی جب ہم زندہ رہینگے اس وقت تیری وصیت عمل مین لائینگے جب ہم ہی
نہ ہونگے اس وقت تمہاری وصیت پر کون عمل کریگا کوئی کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا ای فلان حیف
باغبان جہان کے حکم سے ایسا گل گلشن بہاری باد سموم اجل سے پژمردہ کر دیا گیا کیسا عیار تھا کہ جملہ
روز ازل سے متصف تھا جس سے بات کی خوش ہو کے جیسی مروت دیکھا نظر لطف سے ہزارون برس اگر آسمان
چکر کھائے تو ایسا نیک نہاد شخص پیدا نہین ہو سکتا جنے بڑون بڑون مین ایسے اوصاف حمیدہ و حرکات پسندیدہ نہین
دیکھے ہر چند کہ حمزہ صاحبقران ایسے شہنشاہ ذیشان اس مغفور کی خاطر داری و مدارا کرتے تھے مگر وہ باوجود
ایسے اعزاز کے کبھی مغرور و متکبر نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے جو حکم جس وقت دیا بسر و چشم اسکی

تبدیل کے واسطے موجود ہو گیا پھر لوگون کا تو کیا ذکر ہی اور سنئے بات یہ کہ جب سرداران دست چپ و دست
راست سے بھی کسی نوع کی شکر رنجی ہوئی اصلاح کرنے کو مستعد ہو گیا اور پھر اس طرح کہ کسیکو ملال مواخذہ نہ
بجاے خود اُسکو دوست و خیرخواہ سمجھتا تھا اسی طرح کا نام نیک دنیا مین باقی رہتا ہی ورنہ بقا کسی کو نہین ہی کل
من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کون نہین جانتا سے اک افسانہ جیسی رہ گیا ☆ نہ قابل
رہا اور نہ سرداری ☆ جتنے بڑے بڑے عالی دماغون اور دانشمندون کو دیکھا کہ جب ذرا بھی باعتبار
دنیا ثروت ہو گئی یا کسی طرحکا منصب عالی ہو گیا بے اختیار ہو گئے اپنے سے زیادہ کسی کو لائق و قابل
نہین سمجھتے اپنے سے کمتر کی جانب نظر اُٹھا کے نہین دیکھتے اُنسے بات کی گویا ذلت ہو گئی اُنسے کوئی نہین
پوچھتا کہ زمانہ نے ہمیشہ کسکے ساتھ موافقت کی ہی مال و دولت کا کیا اعتبار آج ایک کے پاس ہی کل دوسرے
کے قبضہ مین ہوگا کوئی دولتمند ایسا نہین ہی جس کا شجرہ حضرت آدم تک دولتمندی کا ہو مالداری کا
فخر بالکل پوچ ہی البتہ صاحب فن و ہنر ہونا چاہیے علم و فضل سے سینہ مملو ہو گو زمانہ اُس سے ناموافق
ہو تاہم ہنرمند واجب التعظیم ہی گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم ☆ کون خرش شمار اگر گاو عنبرست ہنرمند
و ذی فضل و کمال کی نظر مین جاہل دولتمند کی وقعت نہین ہوتی ایک بادشاہ جاہل کی نقل مشہور ہی کہ ایک
مرتبہ اس بادشاہ جاہل نے ایک حکیم کو باصرار اپنے دربار مین طلب کیا وہ حکیم دربار مین پہونچا دیکھا بادشاہ
مسند حکومت پر بکمال تمرد بیٹھا ہی حتی کہ اُس حکیم کی تعظیم تک بادشاہ مذکور نے نہ کی اس ہنرمند شخص کو بہت
ناگوار ہوا جس کام کے واسطے بادشاہ نے حکیم کو طلب کیا تھا اُسکے متعلق باتین شروع ہوئین اثناے
سخن مین حکیم نے ہر چہار جانب نظر کی بعدہ یکایک لعاب دہن بادشاہ کے منہ پر پھینک دیا بادشاہ بہت
برہم ہوا اور کہا اے شخص تو باوجود اسقدر فضل و کمال کے نہایت بے ادب معلوم ہوتا ہی تو نہین جانتا
کہ مین اسوقت بادشاہ خود مختار ہون جسکو چاہون بلا تکلف ہلاک کر دون کوئی مجھسے معترض نہین ہو سکتا
تو نے مطلق میرا ادب نہ کیا حکیم نے کہا آخر بیان تو کرو وہ بے ادبی کیا ہی جو مین نے کی بادشاہ نے کہا اس سے
زیادہ بے ادبی کیا ہوگی کہ لعاب دہن ایسی مبتذل شی کو تو نے میرے منہ پر پھینکا کیا یہان لوگ دربان بازو
دیوار نہ تھی حکیم ہنسا اور کہا اے بادشاہ اگرچہ تو صاحب حکومت و اقتدار ہی کہ بجاے خود سمجھہ تو
تیری حکومت و اقتدار سے وہ شخص خائف ہوگا جو تیری دولت کا خواستگار ہوگا اور جو شخص مجھسے زیادہ
مستغنی ہی وہ کس طرح تجھسے خائف ہو سکتا ہی فرض کیا کہ تو اس جرم کے عوض مین ہلاک کریگا پھر کیا ہوگا ہم تو دو
ایک روز مین مر گئے کوئی قبل کوئی بعد پھر اگر مر جانے مین ہم ہی سبقت کرینگے تو کیا نقصان لازم آئیگا بادشاہ
نے کہا اے شخص آخر بیان تو کر کس وجہ سے تو نے میرے لعاب دہن پھینکا حکیم نے کہا سن تیری زبانی لعاب
دہن نہایت مبتذل شی ہی اور مبتذل شی کو مبتذل اور اخس ہی جگہ پھینکنا چاہیے مین نے ہر چہار جانب
نظر کی کوئی مقام تیرے منہ سے زیادہ اخس و مبتذل نظر نہ آیا جو اس مبتذل شی کو وہان پھینکتا
اس واسطے کہ تو بالکل جاہل ہی بادشاہ منفعل ہو کے خاموش ہو رہا اس کے معنی یہ ہین کہ ہنرمند کاسے
مستغنی ہوتا ہی کتنی قدر کسیکے پاس دولت ہو اُسکی نظر مین نہین سماتی ہنرمند کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہی
اس بادشاہ کی ایک مرتبہ آنکھین آشوب کر آئین حکیم کے پاس خواجہ سرا کو بھیجا کہ نسخہ لکھا لاؤ خواجہ سرا
حکیم کے پاس آیا حال بیماری چشم بادشاہ بیان کیا حکیم نے دوا بتائی کہ اُسکو بادشاہ کے آنکھو مین

باندھ دیا بادشاہ کی آنکھون کو فائدہ ہوگا خواجہ سے اکو بہت تعجب ہوا کہا حکیم صاحب بادشاہ کی آنکھین آشوب کر آئین ہین تمنے دوا بادشاہ کے پاؤن کے انگوٹھے کے واسطے تجویز کی ہو پاؤن کے انگوٹھے سے اور آنکھون سے کیا نسبت حکیم نے جواب دیا پاؤن کے انگوٹھے سے آنکھون کو وہ نسبت ہو جو تیری کرامات زرین سے تیرے زنخدان کو۔ کرامات نیچے ہو زنخدان اوپر پھر کیا وجہ ہو کہ اُسکے ہونے سے زنخدان کے بال نیست و نابود ہین اُسنے کہا اے مہتر یہ وقت مذاق کا نہین ہو تورج مروک نے بڑا غضب کیا چراغ عیاری گل کر دیا مین پہلے سے سمجھتا تھا کہ تورج بدرگ بظاہر مسلمان ہوا ہو مگر اسکے باطن مین بھی فتور ہو حمزہ صاحبقران کے خیال سے کچھ نہ کہتا تھا تورج بدرگ جب سے بظاہر مسلمان ہوا اُسکا کوئی قول راست نہ دیکھا کسی معاملہ مین راستی نہ تھی ہزارون جھوٹ بنا کر بوتا تھا بات بات مین جھوٹ دیا تھا سے آنرا کہ سخن چنین پریشان باشد؛ بے شبہ کہ از نطفۂ شیطان باشد؛ ور بقول دین اسلام جہ کار ست کافر ہو او اگر مسلمان باشد؛ کوئی مہتر قران کی لاش سے لپٹا تھا اور جوش گریہ مین کہتا تھا افسوس افسوس ای مہتر تم ایسے وقت مین تورج جفا شعار کے دست ظلم سے زخمی ہوئے کہ ہم بے خبر سورہے تھے کاش ہم بیدار ہوتے اور تمھارے پاس موجود ہوتے تو کبھی تم کو زخمی نہ ہونے دیتے اس نابکار کو زندہ نہ جانے دیتے غرضکہ تمام لشکر مین گویا قیامت برپا تھی اکثر مردمان کہن سال حمزہ ثانی اور سرداران لشکر کو سمجھاتے تھے کہ صاحبو کیون اپنے تئین ہلاک کیے ڈالتے ہو جو پیدا ہوا ہو وہ ایک روز ناپید ضرور ہوگا اور ایک سب کو ایک روز مرنا ہو بڑے بڑے حکیم حاذق دنیا مین خلق ہوئے طرح طرح کے نسخہ ایجاد کیے کوئی موت کی تدبیر نہ کرسکا اور راہ رو ملک عدم کا کوئی سد راہ نہوسکا غور کرو کہ اس دنیا سے کیسے نامی و گرامی و نامور شاہان بحر و بر صاحب شوکت و فر عاقل و کامل۔ دلاوران بیمثال۔ جوانان یوسف جمال۔ نازنینان حور تمثال ستودہ خصال نازک کمر چار دہ غنچہ دہن نازک بدن۔ سر آیا ناز دری انداز۔ حیف جو آتش خو کو موت نے نہ چھوڑا آخر الامر قبر مین قرار لیا ہزار ہا مٹی اُنکے دستی تن نازک پر ڈالی گئی جو لوگ اُنکے درد خواہ و محب تھے جنکو ایک لمحہ اُنکی مفارقت ناگوار تھی خود اُنھون نے اپنے ہاتھ سے خاک مین دبا دیا تھا قبر مین چھوڑ کے چلے آئے اُنکا گوشت و پوست حشرات الارض کھا گئے ہڈیان گل سڑ کے چونا ہو گئین ویرانہ مین قبرین ہین مکان بستی مین ہین چند روز تک اُنکے اعزا اُنکے غم مین بیقرار رہے بعد ازان پھر اُسی طرح کاروبار دنیا مین مصروف ہوگئے چندے کے بعد اُنکی صورتین بھی یاد نہین غرض اس تقریر سے یہ ہو کہ زمانہ کا ہمیشہ سے یہی رنگ چلا آتا ہو کوئی مرتا ہو کوئی پیدا ہوتا ہو دنیا مین شادی و غم توام ہو یہ عالم بے ثبات آخر ہر ایک شی معرض فنا مین ہو نظم کہاں ہین کیقباد و کیخسرو جم

گئے عیش و طرب سے ہوئے محروم	کہاں ہو وہ سکندر دلیر و دستان	کہ سر ابر... سے تھے جہان مین شاہ و سلطان
ہوا افراسیاب ایسا دلاور	اجل کی تیغ سے ایک دم بچا ہو	جو سہراب کا آخر کو کیا حال
کیے سرکشوں سے سب نے پامال	کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہو	ہوئی رستم کی بھی رو زانا کی
اجل سے کچھ نہ چل سکا کام کسی کی	سکندر رہے نہ دارا کا ہو	سبھون نے خاک مین آرام پایا

صاحبو بر اُسے خدا صبر کرو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب آہ و زاری گریہ و بیقراری سے بہتر یہ ہو کہ مہتر قران کے واسطے دعاے مغفرت کرو صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پڑھ کے اُسکا ثواب قران کی روح کو بخشو وہ دعا

نعش کی عزیز کرو اسی طرح سے سب بہت کچھ تعظیم و تکریم کرتے رہتا تھا حمزہ ثانی نے مہتر قمران کو تسلی ان
بیش قیمت کفن دیکھے تابوت مین رکھ پھر نماز میت مع لشکر و سرداران پڑھی حمزہ ثانی نے کہا اے
سرداران لشکر اسلام مہتر قمران نے وصیت کی تھی کہ بعد انتقال مجھکو خانہ کعبہ بھیجے کا بندوبست کیا جاوے
سب نے کہا شہریار ہم سب اس خدمت آخری ادا کرنے کو موجود ہین جو حکم ہو اسکی تعمیل کیجاوے
حمزہ ثانی نے چند سرداروں اور عیاروں کے نام تب سے خلاصہ یہ کہ باہتمام و انتظام تمام مہتر قمران
کی لاش خانہ کعبہ روانہ کی گئی حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا اہل اسلام کو مہتر قمران منظر کردہ شدہ
روان تھا اسکے غم مین میں سیہ پوش ضرور ہونگا جس کو میری خوشی منظور ہو وہ بھی سیہ پوش ہو غرضکہ
حمزہ ثانی سیہ پوش ہوئے انکے ساتھ تمام لشکر اسلام سیہ پوش ہوا پھر اس وقت سیہ پوشی کی
گریہ و زاری حیطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہو وہ کیفیت دیکھنے والونکے جگر شق ہونے لگے

اہل لشکر اسلام کو غم و الم مین مصروف رکھا جاتا ہے اور حال آن سرداروں اور عیاروں کا بیان کیا جاتا ہے جو مہتر قمران کی لاش لیکے جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے تھے

فلک نہ سکندر رہا مشتری و مشتری کا	نہ افسر نہ سلیمان رہا دیو و پری کا	تیرنگ کیون کیا ہے جہان سفر کا
جس سے کو غرور آج ہو پائمال ہوگا	اک آسیہ دین شور ہے اک نوحہ گری کا	رو یان اخبار حیرت افزا دنیا لوان

حکایات عبرت انتما اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جو سردار و عیار لشکر اسلام سے مہتر قمران کا تابوت
لیکے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے تھے بعد قطع منازل و طے مراحل حوالی خانہ کعبہ مین پہونچے خواجہ
عمر اور حمزہ صاحبقران کو مطلق اس حال کی خبر نہ تھی ایک روز کا ذکر ہے ایک ہرکارہ حمزہ صاحبقران
کی خدمت مین حاضر ہوا ہو تعظیم عرض مین ستادہ ہوئے اسطرح عرض پیرا ہوا کہ اے مبارک بخشش بخشش
کرحال سے کنندہ اختران آسمان از صفت نمک اختری با فلان فلان عیار و سرداران لشکر اسلام
اس طرف چلے آتے ہین گو حیرت خیز یہ بات ہے کہ ان سرداروں اور عیاروں کے ساتھ ایک
میت بھی ہے بعض قرائن سے یہ دریافت ہوتا ہے کہ وہ میت کسی عیار معزز کی ہے کیونکہ عیاران
ہمراہی کا اس میت سے متعلق بہت کچھ اہتمام اور انتظام ہے حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ جلد مفصل خبر
لاؤ کہ کس کی میت ہے خبردار گئے حال دریافت کیا حمزہ صاحبقران کی خدمت مین مفصل حال
بیان کیا جو نہی حمزہ صاحبقران نے یہ خبر سنا کہ مہتر قمران کی میت آئی ہے حمزہ صاحبقران
بیتابانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون خواجہ عمر کو بھی سخت
صدمہ ہوا عرض کی اے شہریار غلام جاتا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے سنتر مین بھی چلتا ہون
غرضکہ دونون وہان سے روانہ ہوئے مگر راہ مین حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر زار و قطار
روتے جاتے تھے تا اینکہ تابوت کے قریب پہونچے حمزہ صاحبقران نے چیخین مارکے رونا شروع
کیا خواجہ عمر نے اپنے کو تابوت پر گرا دیا اور اسقدر روئے کہ آنسو ریش سے بہ کے گرتے اور
غشی کی نوبت پہونچی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ عمر اپنے کو ہلاک کر دینگے بعض معز آدمیون کی
طرف اشارہ کیا وہ خواجہ عمر کے قریب آئے کہا خواجہ صاحب صبر کرو اسقدر بیتابی تم ایسے
دانشمند سے نہایت بعید ہے جو کچھ مشیت باری تعالے مین گذرا واقع ہوا تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمر

گریہ وزاری سے فاقہ ہوا اور رومال سے آنسو پاک کیے سرداران وعیاران ہمراہی سے مہتر قران
کے ہلاک ہونے کا حال پوچھا اُنھون نے کہا ای مہتر مہتران و مہتر مہتران مہتر قران کی ہلاکت کا باعث
نورج بدرگ ہوا حمزہ ثانی نے اُسے گرفتار کر لیا تھا دعوت اسلام کی اُسنے بخوف جان
دین اسلام اختیار کیا ہم لوگون کو بخوبی اُسکی بد باطنی کا حال دریافت ہو گیا تھا چنانچہ اُس
امر کی اطلاع حمزہ ثانی کو بھی کر دی تھی اُنھون نے ہماری گذارش کیجانب مطلق اعتنا نکی بلکہ
یہ جواب دیا کہ شریعت اسلام کا مدار ظاہر پر ہی اس بارہ مین بجز سکوت کے کوئی چارہ نہین ہی چند
روز کے بعد وہی ہمارا خیال ظہور مین آیا کہ ایک شب کو نورج اور اہرمن دونون نابکار مرکبون پر
سوار ہو کے چلے اسوقت مہتر قران حمزہ ثانی کے قریب طلایہ مین معروف تھے اُنھون نے
دیکھ کے آواز دی کون ہی نورج نے جواب دیا مین ہون کوئی غیر نہین ہی ایک ضروری کام آ لگا ہی ذرا
میرے قریب آؤ تو کہون مہتر قران اسکے قریب گئے اُس مردود نے بلا تکلف مہتر کے سر پر تلوار کا وار
ایسا زبردست کیا کہ جان بحق تسلیم ہوئے چونکہ مہتر مرحوم کی وصیت تھی کہ مجکو خانہ کعبہ کے حوالی مین
دفن کرنا بنابران حمزہ ثانی نے مہتر کی میت ہمارے ہمراہ کر کے اس طرف بھیجدی ای خواجہ عمر
ابھی یہ ہی مہتر مرحوم کے خلق و محبت کا جب خیال آتا ہی اُنکی مظلومی پر دل آب ہو جاتا ہی کیا کہین
نورج ملعون ہاتھ نہ آیا ورنہ اُس ظالم کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتے خواجہ عمر نے کہا واقعی حمزہ ثانی کو
جب اس بات کی اطلاع ہو گئی تھی کہ یہ مردود بظاہر مسلمان ہوا ہی باطن خراب ہی ضرور اس بات کا
لحاظ رکھنا تھا غرضکہ ایک مقام مین قبر تیار کی گئی لاش کو تین مرتبہ گرد خانہ کعبہ کے پھرایا مہتر قران
کی میت کو قبر مین دفن کیا جب تک مہتر قران کو دفن نہین کیا حمزہ صاحبقران موجود رہے بعدہ
اپنے مقام قیام پر چلے آئے اُن سردارون اور عیارون نے ارادہ کیا تھا کہ اسی وقت اپنے
لشکر کی طرف مراجعت کرین حمزہ صاحبقران مانع ہوئے کہ ابھی تم سب تھکے ماندے ہو دو چار روز
استراحت کر لو بعدہ چلے جانا ابھی تمسے کچھ حالات اُس نواح کے دریافت کرنا ہین ان سب نے
عرض کیا شہریار ہم خادمون کو توقف کرنے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن اس سبب سے بلا توقف
مراجعت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کفار کا خدشہ باقی ہی ایسا نہو کہ ہماری غیبت مین مسلمانون
کو ان موذیون کے ہاتھ سے کچھ صدمہ پہونچے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ہان یہ خیال تمھارا صحیح ہی
غرضکہ چند لحظہ تک حمزہ صاحبقران کچھ ضروری حالات حمزہ ثانی کے پوچھتے رہے بعدہ اُن سبکو
رخصت کیا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ راہ جوار طے کرتے ہوئے چند روز کے بعد لشکر حمزہ ثانی
مین پہونچے حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی حمزہ ثانی نے خانہ کعبہ کے مفصل حالات دریافت کیے بعدہ
حمزہ صاحبقران کی خیر و عافیت پوچھی اُن سردارون نے تمام حالات وہان کے بیان کیے اور
حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمر کا جو کچھ حال مہتر قران کے غم و الم مین ہوا تھا مفصل بیان کیا راوی کہتا
ہی کہ جب تک یہ عیاران و سرداران لشکر اسلام خانہ کعبہ سے مہتر قران کو دفن کر کے واپس آئے
حمزہ ثانی اُسی طرح الم مہتر قران مین سیہ پوش رہے تھے چند سرداران نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگرچہ
حمزہ ثانی کو مہتر قران کی ہلاکت کا سخت ملال ہی تاہم ایک عیار کی ہلاکت سے حمزہ ثانی کا اسقدر

سے بیہوش رہنا بالکل نامناسب بات ہے مخلصین اعتراض کرینگے قطع نظر اسکے اس صورت مین معاملات حکومت و انتظام سلطنت مین خلل پیدا ہونا متصور ہے فلہذا اس بارہ مین تحریک کرنا چاہیے سب نے اس راے سے اتفاق کیا کہا خیال ہے کہ در خاطر بادشاہان نجے بہ پریشان گنتہ خاطر عاصلے دوسرے روز حاضرین دربار نے عرض کیا اے تاجدار اقلیم عظمت و اے باجگیر مملکت سطوت اگرچہ ہم خادمان حضرت والا کی یہ مجال نہین کہ راے عالی مین کسی طرح کا دخل دے سکین اچھا برا سوچے از بہر اوسکے مگر اسقدر ضرور گذارش کرتا ہے کہ مہتر قران کو انتقال کیے عرصہ ہوا انھاسے درجہ کی قدردانی کی لائک عیار کی ہلاکت کے غم ملال مین سیہ پوشی اختیار کی ہر ایک بات کی ایک حد ہوتی ہے بہتر ہوگا اگر حضور سیہ پوشی سے قطع نظر کرین کسی کے ہلاک ہونے سے دنیا کے کاروبار بند نہین رہ سکتے حمزۂ ثانی دم بسر ہو گئے خاموش ہو رہے بعدہ غسل کر کے لباس سفید تبدیل کیا عیارون کو جمع کیا اور کہا اے سرہنگان طرار اگرچہ مین نے سیہ پوشی سے قطع نظر کی ہے لیکن اسکے معنے یہ نہین مین کہ مہتر قران کی ہلاکت کا ملال میرے دل سے دفع ہو گیا تم لوگون کا فرض ہے کہ ہر چہار جانب متفرق ہو کے جاؤ اور تورج بدرگ کا سراغ لگاؤ جس جگہ وہ ملعون ملجاے فوراً اُسے ہلاک کرو یا گرفتار کرکے لے آؤ اور اگر ان صورتون مین سے کوئی صورت ممکن نہ ہو جلد مجکو آکے اطلاع دو سب نے قبول کیا اور اسی وقت یراق عیاری سے آراستہ ہر چہار جانب تورج بدرگ کی جستجو مین غلت تمام روانہ ہوگئے

اب حال بدمال اہرمن فیلپا اور تورج بدرگ کا بیان کیا جاتا ہے کہ بعد قتل مہتر قران لشکر اسلام سے جب بھاگے تو اثناے راہ مین انپر کیا گذری ہے

مجھ سی سے اقبال لیسہ نہین ہوتا
یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسر نہین ہوتا
ہے جو صلہ عشق جفا آس، کو الٰہی
عاشق کوئی دنیا مین کسی پر نہین ہوتا
کیا مر نہین جاتا تھی ہجر سے کوئی
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہین ہوتا
ہم جانتے ہین آتے ہین ما ہم کو فرشتے
پھر زندہ جہان مین کوئی مرکے نہین ہوتا

ہر آئینہ گرد داغ سکندر نہین ہوتا
کیا کوئی زمانہ مین ستمگر نہین ہوتا
پر کوئی گنہگار مقدر نہین ہوتا
رہتا ہے شب روز بغل ہی مین دل اپنا
پاد نہین آتا ہمین یاد نہین ہوتا
تم کیسے ہو معشوق اطاعت نہین کرتے
جس بزم مین شغل مے و ساغر نہین ہوتا

دنیا میں مزا عشق سے بہتر نہین ہوتا
ہوتا ہے گمہ تیرے برابر نہین ہوتا
بیداد تیر سے دیکھے یہ حال ہوا ہم
تم ہوتے ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا
رہبر ان ہی سے ہم پوچھتے ہین راہ محبت
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہین ہوتا
آتی وا اتش نہ دے جان محبت ہی کر دانا

زر او بات حق منج این چنین بردیست کہ اختصار سخن بہتر از زیادہ رویست

جب اہرمن اور تورج دونون مخرب و بدذات لشکر اسلام سے بھاگے خیر خیر چلے جاتے تھے اثناے راہ مین ایک باغ سر سبز و شاداب ملا اہرمن نے کہا اے پہلوان زمان اب نسل و کاہلی ضعف مین زیادہ تر راہ پاے ہوے ہے چند لمحہ یہان توقف کرو اس باغ کے میوہ وغیرہ سے شدت جوع کو تسکین دو پانی پیو پھر یہان سے تازہ دم ہو کے چلنا تورج نے کہا اے اہرمن تو یہ سمجھتا ہے کہ مہتر قران کو ہلاک کرکے اطمینان ہو گیا قسم ہے لات و منات کی مجکو ہر وقت خدشہ ہے کہ عنقریب مسلمانون کے ہاتھ مین پھر گرفتار ہو جاؤ نگا لشکر اسلام کے عیار بڑے چالاک و ہوشیار ہین حمزۂ ثانی نے ضرور عیارون کو میری اور تیری تلاش مین روانہ کیا ہوگا اگر یہان توقف ہوگا ضرور وہ عیار یہان پہونچینگے

ملیگی اور تجکو گرفتار کرینگے اہرمن نے کہا ہرچہ بادا باد کچھ بھی اب تو ظلمات کی سیر نہ ہو تھوڑی دیر توقف کرنا چاہیے تورج ناچار وہان متوقف ہوا اور درختون سے میوہ توڑ کر کھایا چشمہ سے پانی پیا دونون نے زیر درخت استراحت کی

اہرمن و تورج کا باغ مین وارد ہونا

اہرمن زیادہ تھک گیا تھا بخبر سو گیا تورج بیدار تھا اُسکو دور سے کچھ کھڑکھڑاہٹ کی آواز معلوم ہوئی سوچا کوئی عیار لشکر اسلام کا میری تلاش مین آتا ہے اپنی جگہ سے اُٹھا دور جا کے کھڑا ہوا ہر چہار جانب نگاہ کی کوئی نہ معلوم ہوا وہان سے واپس چلا ایک مقام پر چاہ تاریک واقع تھا خس وخاشاک مین چھپا تھا جو ہین تورج نے اُس مقام پر قدم رکھا دھم سے کنوئین مین جا رہا۔ اس عرصہ اہرمن بیدار ہوا دیکھا تورج نہین ہے تمام باغ مین تلاش کیا کہین نشان نہ ملا سوچا اگر توقف کرونگا عرصہ زیادہ ہوا ہی ایسا ہو کوئی آفت نازل ہو وہان سے نہار روانہ ہوا ایک دیہ مین پہونچا اہل دیہ بھی آفتاب پرست تھے اُسنے کہا مین نظر کردہ خداوند شمس ہون تمھاری ہدایت کے واسطے آیا ہون تمام گاؤن مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند شمس کا نظر کردہ ہدایت کے واسطے آیا ہے تمام اہل دیہ جمع ہوئے اہرمن کو سجدہ کیے ایک خاص مکان جملہ سامان ضرورت وزینت سے آراستہ کرکے اہرمن کو اُس مین مقیم کیا خاطر تواضع سے پیش آئے ہر وقت گرد اہرمن کے اہل دیہ کا مجمع رہتا تھا کوئی روپیہ لاتا تھا کوئی اشرفی نذر رکھتا تھا غریب لوگ اناج پیشکش کرتے تھے پاؤن پر سر رکھتے تھے بکمال اعتقاد کہتے تھے ای خداوند کے نظر کردہ زہے نصیب اس دیہ کے کہ تم ایسے متبرک شخص نے یہان قدم رنجہ فرمایا ہے اس بات پر گر جان فدا ہو تو بجا ہے ہم کب قابلیت رکھتے ہین جو عہدۂ شکر گذاری سے ادا ہو سکین آج ہمکو دریافت ہوا کہ خداوند کی نظر عنایت اس دیہ پر ہے اہرمن فیلیا بسبب حرص وہوس مغرور کے جو کچھ کوئی دیتا تھا بلا تکلف لے لیتا تھا جو کوئی زر نقد دیتا تھا اُس سے بہت خوش ہو کے ملتا تھا مزاج پرسی کرتا تھا خداوند سے سفارش کرنے کا وعدہ کرتا تھا طرح طرح کی فرمائشین کرتا تھا تعظیم وتکریم سے پیش آتا تھا اُسکے ہر ایک فعل کی تعریف کرتا تھا جو کوئی غریب اہل دیہ سے اُسکے پاس جاتا تھا یہ ترش روئی سے پیش آتا تھا بے صفائی کرتا تھا ہر طرح سے اُسکی مذمت کرتا تھا خداوند کے قہر وغضب سے ڈراتا تھا زجر وتوبیخ کرتا تھا سخت اور موذی رسوم بت پرستی تعلیم کرتا تھا تمام اہل دیہ نے دعوت کی تجویز روز جشن قرار دیا تمام دیہ مین آئینہ بندی کی کثرت سے کھانا پکوایا اعلے اعلے طائفے بلوائے تمام شب رقص وسرود کی صحبت گرم رہی تمام اہل دیہ جمع تھے اہرمن کو صدر مین بٹھایا تھا اس حکم کی تعمیل مین سب مستعد تھے اہرمن نے ایک مطرب سے فرمائش کی کہ اگر کوئی غزل عاشقانہ یاد ہو گا تو اُس مطرب نے یہ غزل شروع کی

کیا ہے دیدار اس صنم کو ہزارون طوفان اٹھا اٹھا کر لگائین وہ تہمتین کہ بولا خدا خدا کر
کہا نہ کچھ عرض مدعا بردہ سے رہے دم کو سکر اکر سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اُٹھائی نہ سر اُٹھا کر
نہ طور دیکھے نہ رنگ برسے غضب مین آیا ہون لاگ لگا کر وگرنہ دیتا ہون دل زیادہ یہ آزما کر وہ آزما کر
تری محبت سنے مار ڈالا مجھ ادا سے محب ظالم ترا مرا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر بٹھا بٹھا کر
عجب یہ تیرہ مآل گھر ان ہے اسی کی ہو رونق جہان مین فلک نے اختر بنا لیے ہین چراغ ہستی بجھا بجھا کر

جان نکل آنکھ کچھ تو ضین سی دین تجھی پھانس سی جگر مین | گرد و دل کی جھلک نے کیا کیا دکھائے حصہ سے جھانک کر
تم ہی تو ہو جو کہ خواب مین ہو تم ہی تو ہو جو خیال میں ہو | کہان چشم آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آ کر
ستم کے جو لذت آزما ہون کرم سے بے لطف ہو رہا ہوں | جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر
شراب خانہ ہے یہ تو زاہد طلسم خانہ نہیں جو تو نے | کہ توبہ کر لی کہ ہے تو یا ابھی جان سے شکست جا کر
جو ظلم کرنا تھا سر پہ میرے تو او دستے اٹھائے ہوتے | اٹھائی ہے تنے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

اہرمن اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوا نشہ شراب سے مدہوش ہو رہا تھا خود بھی آرزو سے گانا سننے کیا وہ مطرب بہت گھبرایا کہ یہ کون شخص ہے پوچھا ہر معزز معلوم ہوتا ہے کہ اہل دیہ نے تعظیما صدر مین بٹھایا اور ادنے و اعلے اپنے کو اسکا ادنے خادم سمجھتے ہین اور اُسکے گانے سے معلوم ہوتا ہے کہ گوییے کی قوم سے ہے آخر ایک اہل دیہ سے پوچھا یہ کون صاحب ہین جنکی اس اہتمام سے مہمانی کی گئی اُنے کہا یہ ہمارے خداوند کے نظر کردہ ہین واجب التعظیم ہین اُنکے ہاتھ میں ہم سب کی بخشش ہے ہمارے اور خداوند آفتاب کے درمیان واسطہ ہین مطرب نے کہا آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوییے ہین اُسنے کہا خاموش خداوند آفتاب کے نظر کردہ کی شان مین بے ادبی نہین چاہیے اگر تو سمجھتا ہے کہ انکی آواز خوش آیند ہے شاید گوییے کی قوم سے ہونگے آگاہ ہو کہ جو خداوند آفتاب کا نظر کردہ ہوگا ایسی سب طرح کی صفتین ہونگی انواع اقسام کے کمال حاصل ہونگے ایک خوش آوازی پر کب موقوف ہے

غرضکہ تمام شب یہ ہنگامہ رہا

حسب الاتفاق وارد ہونا شاپور شیر دل عیار لشکر اسلام کا اُس دیہ مین اور گرفتار کرنا اہرمن فیلپا کو

سخن پرداز این طرفہ حکایت و نکتہ چین از داستان کردہ روایت بہ کہ جب حمزہ ثانی نے تمام عیارون کو جمع کر کے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تم سب اطراف و جوانب مین تورج بدرگ اور اہرمن فیل پا کی تلاش مین جاؤ جہان کہین انکو گرفتار کر لاؤ حسب الحکم حمزہ صاحبقران ثانی وہ عیاران نامدار بعجلت تمام وہان سے ہر چہار طرف روانہ ہوئے منجملہ اُنکے شاپور شیر دل بھی ایک طرف راہی ہوا حسب اتفاق اسکا گذر اس دیہ مین ہوا جہان اہرمن فیلپا اپنے فریب سے اہل دیہ کو مطیع کیے ہوئے تھا اور طرح طرح کے عیش و عشرت مین شب و روز بسر کر رہا تھا مالدارون کے پاس نیز تواضع و فروتنی و انکساری ثابت کرنے کی غرض سے سر نیچا رکھتا تھا اور مفلس نادارون پر آنکھین نکالتا کتے کی طرح بھونکتا تھا خداوند کا قہر خداوند کا غضب کہکے اُنکا دم سکھائے دیتا تھا وہ غریب کہتے تھے ہمارے پاس کچھ نہین ہے بالکل نادار ہین وہ کہتا تھا تم پر خداوند کا عتاب نازل ہے اور زیادہ مصیبت مین پھنسوگے تمام دیہ مین اہرمن کے نظر کردہ خداوند ہونے کا چرچا تھا شاپور نے بھی اُس واقعہ کو اہل دیہ سے سنا سمجھا کہ اہرمن یہان ہے تورج بدرگ بھی ضرور یہان ہوگا یہ موقع اچھا ہاتھ آیا جلد چلکر ان دونون کو ہلاک کرو اور دونون کے سرون کو لیکر حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت مین پیش کرو سرکار حمزہ سے بہت کچھ انعام ملیگا حمزہ ثانی بہت خوش ہونگے یہ سوچ کر بازار مین پہنچا ایک درزی کی دوکان تھی اُسکے پاس گیا کہا ہمکو کپڑے سلوانا ہین اُسنے کہا تشریف لاؤ جو کام ہوگا بسر و چشم انجام دینگے جس طرح کا کپڑا کہوگے تیار ہوجائیگا ہمارا کام کیا ہے شاپور نے کہا ہمکو زیادتی اجرت کا

خیال نہین ہو ہم دوست بنا چاہتے خیاط نے اپنے کام کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا صاحب یہ سب کام
دیکھ لو جب یہ کپڑا سلوا لو شاپور نے تھوڑا کپڑا دیا اور کہا پہلے تم نمونہ کے طور سے ایک زیر جامہ سی دو
پھر مین تم کو کپڑے سینے کو دونگا خیاط نے منظور کیا شاپور نے کہا اب ہم جاتے ہین کل آوینگے قدم اٹھایا چلتے
چلتے کہا آج کل اس دیس مین خداوند آفتاب کے نظر کردہ کا کیا ذکر ہو رہا ہی خیاط نے از اول تا آخر کیفیت
بیان کی اور کہا شب کو بڑی دھوم دھام کی دعوت تھی خوب ناچ گانا ہوا یہ بھی سنا ہی کہ خداوند آفتاب کے
نظر کردہ نے بھی مطربون کے ساتھ گایا آج تمام دیس مین اس بات کا بھی چرچا ہی کہ خداوند کا نظر کردہ علم موسیقی
مین بھی اکمل ہی شاپور رشیر دل نے کہا اگر خداوند کے نظر کردہ کو موسیقی کا شوق ہی اور وہ اس فن
مین مہارت کامل رکھتے ہین تو کسی طرح مجھے انکی خدمت مین پہونچا دو مجھکو بھی اس فن کا بہت شوق ہی مین نے
تمام عمر اسی فن عجیب کے حاصل کرنے مین صرف کردی خیاط نے کہا مین نے خداوند کے نظر کردہ کے اکثر کپڑے سے
ہین ثواب کی غرض سے مزدوری نہین لی خداوند کے نظر کردہ مجھ سے بہت خوش و رضامند ہین اگر تم اس فن مین کمال
رکھتے ہو کل میرے ساتھ چلو تمسے ملاقات بھی ہو جائیگی اور اپنے کمال کا بھی نمونہ دکھانا اگر تمھارا گانا
انکو پسند خاطر ہو جائیگا ضرور خداوند سے وہ تمھاری سفارش کرینگے اور آخرت مین کام آوینگے غرض کہ
وہ دن ادھر ادھر کی گشت مین بسر کیا دوسرے روز صبح کو ایک تنبورہ کی تونبی مین دارو بے ہوشی بھری
تنبورے کے تار درست کیے اپنی ہیئت کی طرف نظر کی کچھ علامتین گھٹائین کچھ بڑھائین پہر دن چڑھے
خیاط کے مکان پر پہونچا خیاط نے کہا خوب آگئے مین تمھارے انتظار مین بیٹھا تھا تمھارے مکان کا پتہ معلوم
نہ تھا اس سبب سے تمھاری تلاش مین نہین نکلا ای جوان کل مین خداوند کے نظر کردہ کے پاس گیا تھا اور
ادھر ادھر کی باتین رہین مین نے برسبیل تذکرہ یہ بھی کہا کہ ہمارے شناساؤن مین ایک جوان فن موسیقی کا بہت
بڑا کامل بلکہ اکمل ہی اگر فرمائیے تو اسے لے آؤن ای نظر کردہ خداوند اسکے گانے کو سنکے آپ بہت خوش ہونگے ای
جوان میری غرض اس سفارش سے یہ ہی کہ اگر نظر کردہ خداوند تمھارے گانے سے خوش و مسرور ہوگا کیا عجب
ہی کہ تمھاری وجہ سے اسکو میرا زیادہ خیال ہو اور خداوند سے بروقت ملاقات میری سفارش کردے
حالانکہ اس وقت بھی اسکی نظر توجہ سے امید ہی لیکن تمھاری وجہ سے مزید بران سمجھنا چاہیے شاپور بہت
خوش ہوا اور کہا واہ واہ دوست خوب تقریب کی تمھاری وجہ سے میرا بھی انجام بخیر ہو جائیگا ورنہ کوئی امید خداوند
سے تقرب کی نہ تھی خیاط نے کہا خیر من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو چلو نظر کردہ خداوند کے پاس شاپور نے تنبورہ
سنبھالا خیاط کے ہمراہ روانہ ہوا اہرمن کے دربار ہیبت آثار تک پہونچا دیکھا کمال تمرد ایک مسند
سلطنت پر بیٹھا ہی اور اکثر سرخ زین دیو اسکے روبرو دست بستہ مؤدب سکوت مین بیٹھے ہین خیاط آگے
بڑھا کہا ای نظر کردہ خداوند وہ دوست میرا یہی ہی جسکے فن موسیقی کے کمال کا ذکر کل مین نے کیا تھا ای
نظر کردہ خداوند نے اشتیاق ظاہر کیا تھا اہرمن نے ازسرتاپا شاپور رشیر دل کو دیکھا کہا ای جوان
ہم نے تیرے کمال کی بہت کچھ تعریف سنی ہی ہم بھی مشتاق ہوئے اگر آج ہم تیرے گانے سے محظوظ ہونگے ضرور
خداوند سے تیرا ذکر کرینگے اور خداوند سے کسی کا ذکر کرنا کوئی ادنے بات نہین ہی شاپور نے بھی اہرمن
قبلیا کو بغور دیکھا اور تمام حاضرین کی صورتین دیکھین اس مکان کو دیکھا چند لمحہ سکوت مین بیٹھا رہا اہرمن نے
کہا ای جوان کس فکر مین ہی تنبورہ کو ملا کے اپنا کام شروع کر شاپور نے آہستگی سے غلاف کا بند کھولا تنبورہ کو

مرے سینہ میں جو پیہان دل ناشاد رہے
ہوگیا عرش قفس باغ وفاداری سے
آپ کا کعبہ مرا بتکدہ آباد رہے
خاک آیا جو مرے منہ کو کلیجا آیا
کہ مری سہو کی عادت ہی مجھے یاد رہے
دل غم عشق سے دن رات جلا جاتا ہے
سب یہ آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

گر کہیں دشت میں شہادت تہ تیغ سر ہو جائے
لطف صیاد سے ہم رات دن آزاد رہے
ہو رہا عرش گواہ جو مرا دل دیکھا
کوئی دن کاش ہمہ لب فریاد رہے
اس دل تنگ میں کس کس کو جگہ دوں یارب
ہیں محروم خط ظالم تیری بیداد رہے
تم نے اے داغ محبت سے لیے تو انکار

دل میں بہت حق میں ہر اک شخص کے جلاد رہے
دیکھ لی سیر حرم و حضرت زاہد رخصت
میں دکھاتا تھا کہ سینہ ہی میں فریاد رہے
باہم اک رعا جو فردا پہ نوشتہ ہو جائے
غم ہے ہم ہے فریاد رہے یاد رہے
تنگ آیا ہوں مرے منھ سے شکایت نکلی
یہ سخن یاد رہے یاد رہے یاد رہے

نویسندہ این مجسمہ سواد + زیب پشینہ دفتر چنین گرد یاد + کہ جب نورج بدرک قریب اس باغ کے چاہ تاریک میں گرا اسطرح ٹکراتا ہوا تہ چاہ تک پہونچا کہ بیہوش ہوگیا بقیہ دن اور وہ تمام رات اسیطرح سے بیہوش کنوئیں میں پڑا رہا دوسرے روز دوپہر کے وقت ایک مسافر کا اسطرف سے گذر ہوا اسپر تشنگی غلبہ کیے ہوئے تھی کنوئیں کے قریب آیا پانی کے واسطے کنوئیں میں لوٹا ڈالا لوٹا نورج کے سر سے ٹکرایا نورج نے سر اٹھا کے دیکھا معلوم ہوا کوئی آدمی پانی بھرنا چاہتا ہے کہا اے شخص میں کنوئیں میں گرا ہوا ہوں کسیطرح مجھے کنوئیں سے نکال اس مسافر نے بمقتضائے دردمندی کوشش کی تا اینکہ نورج بدرک کو کنوئیں سے نکالا سر پر خفیف زخم پہونچ گیا تھا اسکا خون دھو پٹی باندھی پوچھا اے شخص تو کون ہے نورج نے کہا میں بھی ایک مسافر ہوں یہاں حسب اتفاق وارد ہوا یہ کنواں خس و خاشاک سے ایسا پوشیدہ تھا کہ مجھکو نہ معلوم ہوا اور میں تہ چاہ میں جا رہا میرا ایک ساتھی یہاں سو رہا تھا نہیں معلوم بیدار ہوئے وہ کہاں چلا گیا وہ مسافر بہت خاطرداری سے پیش آیا نورج مردود بے سروسامانی کی حالت میں بھوکا تھا کچھ پاس نہ تھا اس مسافر نے شب کو اسی باغ میں قیام کیا نورج سے طرح طرح کی باتیں کرتا رہا بعدہ سو رہا نورج نے احسان کا مطلق خیال نہ کیا اسکا توشہ و زاد راہ جو کچھ اسکے ساتھ تھا لے ایک جانب بھاگ گیا اب نورج بدرک کو بیابان و ریگستان میں سرگردان رکھ جاتا ہے اور حال فرعون ملعون کے

رہا ہو جانے کا بیان کیا جاتا ہے

مجھے استاد نے تعلیم کیا ہے کہ روز
ہے راصد کو صدا اسپلے گوسے
بتایا ہے یہ ملت دانش افروز
سخن سنج روان واندے کوسے

راوی کہتا ہے کہ جب حمزہ ثانی اہرمن فیلپا کے جہنم واصل کرنے سے فارغ ہوئے اور ایک روز بارگاہ سلیمانی میں جلوہ افروز تھے ایک ہرکارہ آیا موقف عرض سے

اس طرح گویا ہوا سے
کلاہ سروری زین باد دور
کہا اے بادشاہ فلک اقتدار
جہانت بکام و فلک یار باد
کہ اے رائد دست درسر غرور

ایک مرد عرب ملک ... کیطرف سے آیا ہے حضوری چاہتا ہے واجب تھا عرض کیا جو حکم ہو اسکی تکمیل کی جاوے حمزہ ثانی نے حکم دیا بلاؤ کہاں ہے تا اینکہ وہ عرب دربار میں آیا پر تکلف لباس پہنے تھا صورت بھی بلحاظ ہر وجہ اچھی تھی حمزہ ثانی نے خیریت پوچھا اسنے کہا الحمد اللہ اسطرف آنے کا سبب پوچھا اسنے کہا شہریار میں خود یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ حضرت صاحبقران نے مجھکو بھیجا ہے ملعونوں سے سنا تھا کہ تم مہتر قران کے غم میں نہایت پریشان ہو عرصے سے حال نہیں معلوم ہوا تھا اب مجھکو خیر و عافیت کے واسطے بھیجا حمزہ ثانی اسکے آنے سے بہت خوش ہوئے ملعون سب کے حالات

بھی پیچھے چوبدار کو بلایا حکم دیا کہ مکاندار کو بلا لاؤ مکاندار آیا حمزہ ثانی نے فرمایا ایک مکان فرش و شیشہ آلات
وغیرہ سے جلد آراستہ کر اور بھی سامان ضرورت مہیا کرنا مکاندار نے فوراً تعمیل حکم کی حمزہ ثانی نے اُس
مکان میں اُس مرد عرب کو مقیم کیا دسترخوان طعام کے اُسوقت اُس مرد عرب کیواسطے جاتے تھے متعدد
آدمی خدمت کے واسطے مقرر تھے حکم تھا کسی وقت کسی بات کی تکلیف نہو جس شی کی ضرورت ہو فوراً
ہمارے یہانسے پہونچے حمزہ ثانی کبھی خود اُس عرب کے پاس جاتے کبھی وہ عرب خود حمزہ ثانی کے
دربار میں حاضر ہوتا تھا طرح طرح کی باتیں ہوتی تھیں تمام اہل دربار عرب کی عزت کرتے تھے خاطرداری
سے پیش آتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جانتے تھے کہ حمزہ صاحبقران والاشان کا فرستادہ ہے دوسری وجہ
یہ بھی تھی کہ جانتے تھے مکہ معظمہ ایسے مقام محترم کا رہنے والا ہے شاید کسی وقت میں حج خانہ کعبہ سے مشرف
ہونے کا اتفاق ہوگا یہ اُسمیں کام آئے گا اول حمزہ ثانی نے اُس عرب کی دعوت ملوکانہ کی تحفہ میں طرح طرح
کے اشیاء بیش قیمت و نایاب دیں پھر ہر ایک سردار نے باری باری دعوت کی۔ راوی کہتا ہے کہ حسین بن
شیاطین رہجور آشوب شناس یہ چاروں زبردست اور نہایت چالاک عیار فرعون کے تھے جنکا ذکر
سابق میں آچکا ہے انمیں سے یہ رہجور عیار فرعون ہے جو حمزہ ثانی کے پاس اس فریب سے آیا ہے کہ مجکو مکہ معظمہ
سے حمزہ صاحبقران نے خبر کے لیے بھیجا ہے غرضکہ جب اس مکار و بدکار عیار فرعون نے دیکھا کہ ہروقت
ایک نہ ایک سردار حمزہ ثانی کا میرے پاس موجود رہتا ہے کوئی وقت فرصت کا نہیں ہے بجائے خود کوئی
تدبیر کر کے فرعون کو قید حمزہ ثانی سے رہا کروں اب اسنے یہ دستور مقرر کیا کہ جب کوئی سردار حمزہ ثانی
کا اسکے پاس آیا فوراً وضو کیا اور نماز کے واسطے مصلے پر جا بیٹھا اور جب تک وہ سردار موجود رہا ہے مصلے
پر سے نہ اٹھا یہانتک کہ وہ سردار عاجز ہو کے چلا گیا اب یہ خبر مشہور ہوئی کہ یہ مرد عرب بہت نمازگذار
ہے اس عیار نے فرعون کے قیدخانہ کا سراغ لگایا یہانتک کہ معلوم ہوا کہ فلان مقام میں بتعمیل
حفاظت فرعون مقید ہے ایک روز یہ مردود حمزہ ثانی کے پاس گیا اور کہا شہریار میں نے سنا ہے کہ
تمھارے یہاں کوئی گبر ملعون قید ہے میں بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہوں حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے
اور سرداروں کو حکم دیا جاؤ اس مرد عرب کو قیدخانہ میں لے جاکے فرعون ملعون کو دکھا لاؤ مگر خبردار
نہایت ہوشیار رہنا اسواسطے کہ زندان خانہ کھولا جاتا ہے ایسا نہو کہ فرعون رہا ہو جائے بعض
سرداروں نے اسوقت بر سبیل تذکرہ کہا شہریارا اس گبر مکار کو بیکار مقید کر رکھا ہے خواہ مخواہ کا درد
سر ہے قتل کر کے فراغت حاصل کرنا مناسب ہے حمزہ ثانی نے فرمایا یہ ہی میں بیشتر فکر کرتا ہوں بعض
اس بات کا خیال آتا ہے کہ اگرچہ فرعون ایک گبر متکبر ہے تاہم اپنی قوم میں سردار ہے یہانتک ممکن
ہو اسکو تعلیم و تفہیم کر کے مسلمان کیا جاوے تو بہتر ہے اس بات سے کہ ہلاک کیا جاوے اور
ہلاک کرنا تو کچھ مشکل بات نہیں ہے ابھی ہلاک کر سکتے ہیں ان سرداروں نے کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا
بہت بجا و درست ہے مگر تورج مردود کا قصہ پیش ہو چکا ہے کہ اُسنے بخوف جان دین اسلام کو قبول
کیا آخر کو اُسنے گریز کی اور بہنگام گریز مہتر قران کو ہلاک کیا جسکا صدمہ اسوقت تک زائل
نہیں ہوا ہے اسی طرح اگر یہ گبر ملعون بھی اپنی رہائی کے واسطے بظاہر دین اسلام اختیار
کرے گا تو کیا ہوگا حمزہ ثانی مع عرب مصنوعی یعنے رہجور عیار فرعون کیطرف متوجہ

ہوے اور فرمایا تمھاری کیا راے ہی بوذرجمہر نے کہا ای شہریار جو اس قصہ کی مفصل اطلاع ہین
تو کہو اپنی راے قائم کرو ستون حمزہ والاقدر نے تمام کیفیت از سر نو بیان کی اور کہا یہ سب مجھکو فرعون کے
قتل کے واسطے مجبور کرتے ہین عرب معنوعی نے کہا شہریارا تمھاری راے بہت صائب ہی واقعی ایسے
مشہور و معروف شخص کا بلا تکلف ہلاک کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین ہی ان سردارون کی راے بالکل غلط ہی
اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہی ہر طرح کی تدبیر ہو سکتی ہی لیکن بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا
ہوا تو اسکا دفعیہ کچھ نہین ہو سکتا حمزہ ثانی اس بات کو سنکے خاموش ہو رہے وہ سردار عرب معنوعی یعنے
عیار فرعون کو قیدخانہ مین سے لیے رنجگیر رو برو دیتے تھے اس قیدخانہ کو خوب غور سے ہر چہار جانب دیکھا ایک نظر
فرعون پر پڑی دیکھا کہ زنجیرون سے خوب جکڑا ہوا ہی گلے مین آہنی طوق پڑا ہی اور نہایت تذلیل کی حالت مین
ہی اسوقت اس عیار کی طبیعت مین نہایت اشتعال پیدا ہوا چاہا کہ اسیوقت اہل زندان سے مقابلہ کرکے
فرعون کو رہا کرے مگر پھر ضبط کیا اس نظر سے کہ تنہا مجمع کثیر سے کہان تک مقابلہ کر سکتا ہون ایسا نہو
کہ مین بھی یہان گرفتار ہو جاؤن سردارون نے چاہا کہ فرعون سے بھی ملاقات ہو کچھ باتین کرین رنجور نے
انکار کیا اور کہا قیدی کی ملاقات کیا قیدی دین اسلام سے منحرف ہوا ایسا نہو کہ میرے اسکے ملاقات مین
کوئی صورت بد پیش آسکے ان سردارون نے کہا صورت بد کیا پیش آسکتی ہی اسنے کہا صورت بد یہ پیش
آسکتی ہی کہ مین اسکے روبرو دین اسلام کے حق ہونے کی دلیل پیش کرون اور وہ کسی نوع کی تذلیل کا
کلمہ زبان پر جاری کرے تو خواہ مخواہ غصہ آئے گا اس سے یہی بہتر ہی کہ ملاقات نہ کی جاوے بعدہ
وہان سے واپس آیا حمزہ ثانی نے پوچھا تمنے دیکھا فرعون ملعون کو عرب معنوعی نے کہا ہان
دیکھا لیکن مین اسکے قریب نہ گیا حمزہ ثانی نے کہا ضرور جانا تھا بلکہ اسکو کچھ افہام و تفہیم بھی
کرنا تھا عرب معنوعی نے کہا اصل یہ ہی کہ مجھسے قیدی کی صورت نہین دیکھی جاتی تمھارے سردارون نے
بھی مجھسے کہا تھا لیکن مین نے دفع الوقتی کر دی اسیطرح کی چند باتین کین پھر حمزہ ثانی کے پاس
سے اپنے مقام قیام پر چلا آیا اسی وقت سے فکر شروع کی تمام شب بیدار رہا آخر اس بات پر
قرار پائی کہ یہان سے نقب کھودنا چاہیے چنانچہ اس مکان کے ایک حجرہ تاریک مین گیا مقام تجویز
کیا جو ملازم حمزہ ثانی کی خدمت مین موجود تھے انسے کہا مین شب کو عبادت کرونگا اور ان کو
بھی وظیفہ پڑھنا ہی تم کو چاہیے کہ جب تک مین اس حجرہ مین عبادت و وظائف مین مشغول رہون
تم مین سے کوئی میرے پاس نہ آئے اور جو کوئی میری ملاقات کو آئے اس سے بھی اسی بات کا ذکر
کر دینا بہرحال نہ تم میرے پاس آنا اور نہ کوئی اور بیرونی شخص میرے پاس آئے ملازمون نے قبول
کیا غرض کہ اسی شب سے اس حجرہ مین نقب کھودنا شروع کر دی تمام شب نقب زنی کرتا تھا
صبح کو باہر آتا تھا غسل کرتا تھا کپڑے پہن کے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ادھر
ادھر کی باتین ہوتی تھین تھوڑی دیر کے بعد اس حیلہ سے کہ کچھ وظیفہ پڑھنا ہی دربار سے چلا آتا
تھا اور پھر حجرہ مین جاکے نقب زنی مین مصروف ہو جاتا تھا تین شب و روز مین وہ نقب
قیدخانہ مین پہونچی جہان فرعون مردود قید تھا جونہین سر نقب قیدخانہ مین نمایان ہوا
فرعون نے متوحش ہوکے سر نقب کی جانب دیکھا زنجیرون کو سنبھالکے سر نقب

سے فرعون جب آیا رنجور نے اُس سے کہا اے خداوند تم یہیں رہو میں آتا ہوں غرض نہایت چالاکی سے بند پا سے
آہنی کو دست و پا سے فرعون کے جدا کیا اور اُس نقب کی راہ سے اُس مکان میں لایا جہاں خود مقیم
تھا اُسکی سواری کے واسطے تین مرکب حمزہ ثانی نے مقرر کیے تھے اور وہ وہیں اصطبل میں بندھے
رہتے تھے اس مکان میں فرعون کو حجرہ میں مقیم رکھ خود حجرہ سے باہر آیا وقت شب تھا جو ملازم
بے خبر سو رہے تھے اُنکو اُسیطرح سوتے دیا جو بیدار تھے اُنکو کام کے واسطے باہر بھیجدیا ایک مرکب
پر خود سوار ہوا دوسرے مرکب پر فرعون کو سوار کیا اور وہاں سے نکل کے کوہ بلور کی راہ لی یہان کا حال
سماعت فرمایئے کہ جب صبح ہوئی سب بیدار ہوئے ملک زندان خبرگیری کو قید خانہ میں گیا وہان سناٹا
پایا اور راستہ نقب کا تھا سب نقب پر یہ باہر آیا پاسبانون سے کہا تم شب کو پہرے پر تھے اُنھون نے کہا
ہم موجود تھے کہ کوئی یہان آیا تھا اُنھون نے کہا کوئی نہیں پہونچا اندرون زندان کچھ کھٹکا معلوم ہوا
تھا اُنھون نے کہا غل نہیں البتہ ایک مرتبہ زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ معلوم ہوئی تھی ہم سمجھے کہ
قیدی نے کروٹ لی ہوگی یہ خبر حمزہ ثانی کو پہونچی سردارون کو عجب کہ دیکھو یہ کیا معاملہ ہے سردار
زندان میں آئے شمعیں روشن کرکے زندان میں دیکھے کہیں قیدی کا نشان نہ پایا مگر نقب کو دیکھ کے
کہنے لگے کہ قیدی کو کوئی عیار نقب لگا کے لے گیا اُس نقب میں اُترے دوسرا سرا نقب کا اُس
مکان میں واقع تھا جس مکان میں عرب صنوبری مقیم تھا جب اُس حجرہ میں پہونچے تو اُس
مکان میں داخل ہوئے دیکھا مکان خالی پڑا ہے ملازم بیٹھے ہیں مگر ششدر و حیران پوچھا وہ
عرب کہان ہے اُنھون نے کہا خداوند شب کو ہم سو رہے تھے صبح کو بیدار ہوئے اُس عرب کو نہ پایا
حجرہ میں عبادت کیا کرتا تھا اور منع کر دیا تھا کہ ہم اُس حجرہ میں عبادت کرتے ہیں کسی کو نہ آنے
دینا اور نہ خود آنا ہم نے حجرہ میں بھی جاکے دیکھا وہاں بھی نہ پایا حیرت میں بیٹھے ہیں کچھ عقل
کام نہیں کرتی سردارون نے کہا ہم سمجھ گئے یہ کہکے مکان سے باہر نکلے دروازہ پر عبارت لکھی دیکھی
اے خدا پرستو اس عبارت کا کاتب میں ہون رنجور عیار خداوند فرعون ثانی تمنے بڑی بے ادبی
کی کہ خداوند فرعون کو گرفتار کیا اور اس تذلیل سے قید کیا کہ قید خانہ میں خداوند کو مجھسے دیکھا نہ
گیا تمنے اپنی عاقبت کو برباد کیا خداوند کا کیا نقصان ہوا دیکھو میں عرب کی صورت سے یہان
آیا اور نقب لگا کے خداوند کو رہا کر لے گیا یہ عبارت پڑھ کے وہ مرد سردار حیرت زدہ ہوگئے
حمزہ ثانی کے پاس پہونچے کہا شہریار غضب ہوگیا فرعون کو رنجور عیار اُس مکان
کا رہا کر لے گیا وہ جو عرب نہ تھا رنجور عیار تھا حمزہ ثانی کو حیرت ہوگئی تادیر سکوت
میں سر نگون بیٹھے رہے بعد کہا یارون اسکو کیا کہتے ہیں من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال ہے
میں سمجھتا تھا کہ فرعون کے قصہ سے فراغت حاصل کی ہے اب اُسکا دغدغہ نہ رہا اُسکی کیا
خبر تھی کہ وہ رہا ہو جائے گا ورنہ ہم کو کانون کان خبر نہ ہوئی افسوس پھر ہنگامہ آرائی ہوگی
اور قصہ کو طول ہوگا

اب فرعون ثانی مسلمانون کی قید سے رہا ہوکے کوہ بلور کی جانب روانہ اور
حمزہ ثانی کو اُسکے رہا ہو جانے سے حیرت میں مبتلا رکھا جاتا ہے اور حال آزر چہرہ

ورقہ از فرخ بہ نامہ حمزہ صاحبقران کی خدمت میں پہونچا اور زبانی بھی میری طرف سے بعد آداب
تسلیمات عرض کر دینا کہ تورج کو میں نے قید کر رکھا ہے اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے مگر جواب نامہ جلد
مجھکو پہونچا خبردار تاخیر نہ کرنا فرخ دیو پرور عیار نامہ لے کے لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوا
ملکہ آذر چہرہ کے دل میں مینوش آباد کے فتح کرنے کا عرصہ سے خیال تھا مگر کوئی موقع نہ ملتا تھا
اب جو انگشتری قبضہ میں آئی دل کو تقویت ہوئی لشکر کو آراستہ کیا اور اسباب سفر درست
کرکے مینوش آباد کی طرف کوچ کیا

ملکہ آذر چہرہ بنت طہماس کو مینوش آباد کی طرف روان رکھا جاتا ہے اور حال منصور ہندی حاکم مینوش آباد کا ذکر کیا جاتا ہے

وصل کی آرزو کیے نہ بنی ۔ ہجر کی جستجو کیے نہ بنی
اُس سے جب شکوہ کر لیا تسلیم ۔ ہم سے بے سر و رو کیے نہ بنی
واں عشق میں وہاں عزت ۔ شکوہ آبرو کیے نہ بنی
پاک ہونا ہی رند کو لازم ۔ میکشی بے وضو کیے نہ بنی
اسکی تصویر سے بھی گھبرانا جو ع ۔ داغ کو گفتگو کیے نہ بنی
شوق نے جب کلام کر ہی دیا ۔ اُس سے بے گفتگو کیے نہ بنی
جیب رکھ خون جگر ہم نے ۔ چاک دلکو رفو کیے نہ بنی
بدگمان کو گمان بد گذرا ۔ وصف روئے نکو کیے نہ بنی
قتل ٹھہرا جو شیوۂ معشوق ۔ ہمیں دلکو لہو کیے نہ بنی

واقفان اسرار معانی و عاملان رموز ہمہ دانی اسطرح قلم فرسا ہوتے ہیں کہ شہر مینوش آباد جانب مشرق ایک ملک ہے نہایت وسیع و آباد اسکا والی و فرمانروا
منصور ہندی نام تورج بدرگ کیطرف سے مقرر ہے اور قریب ایک لاکھ پچاس ہزار فوج کی
جمعیت رکھتا ہے اُسنے ایک قلعہ بنوایا ہے نہایت مستحکم ہے چہار جانب اُس قلعہ کی نہایت عمیق خندق
ہے علاوہ اس فوج کے جو قلعہ میں رہتی ہے ایک ہزار سوار خاص دروازہ پر قلعہ کے مسلح و مکمل پہرہ دیتے
ہیں ممکن نہیں کہ بغیر اجازت کوئی اندرون قلعہ قدم رکھ سکے اسیطرح جملہ اہتمام و انتظام کو سمجھنا چاہیے وجہ
انتظام و اہتمام کی یہ تھی کہ منصور ہندی سمجھتا تھا کہ میں تورج کیطرف سے یہاں کا حاکم ہوں اسکی ہر
طرح کی رعایت میرے حال پر ہے ایسا نہ ہو کہ مسلمان میرے ملک پر قبضہ کرلیں اور تورج سے مجھے خفت ہو
آذر چہرہ نے منصور کے نام اس مضمون کا نامہ لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا و منقبت علی مرتضی
اے منصور ہندی تجھکو اطلاع دیجاتی ہے کہ مدت سے ہم مینوش آباد پر قبضہ کرنے کے آرزومند تھے
اب مصمم ارادہ کیا ہے کہ مینوش آباد پر قبضہ کروں اب تجھکو چاہیے کہ قلعہ کا دروازہ کھلوادے اگر تجھکو
یہ خیال ہے کہ تورج بدرگ کسی طرح کا تعرض کرے گا کیونکہ اُسکی وجہ سے مینوش آباد کی حکومت تجھکو
دستیاب ہوئی ہے تو آگاہ ہو کہ تورج بدرگ کو ہم نے گرفتار کر لیا ہے عنقریب حمزہ صاحبقران
کی خدمت میں گرفتہ و بستہ کرکے بھیجتے ہیں یہ نامہ ایک قاصد کے ہاتھ مینوش آباد کو روانہ
کیا جب وہ نامہ منصور کو پہونچا اسکو پڑھ کے حیرت میں ہو گیا ارکین حکومت کو بلایا نامہ
دکھلایا انھوں نے کہا اے شہریار اگر واقعی تورج کو ملکہ نے گرفتار کر لیا ہے تو مینوش آباد کو
ملکہ کے حوالہ کر دینا چاہیے کیا عجب ہے اگر ملکہ اپنی طرف سے مینوش آباد تیرے حوالے
کردے ورنہ جنگانہ عظیم برپا ہوگا اور نتیجہ بہتر نہ ہوگا یہ سنکے منصور ہندی خاموش
ہو رہا قاصد نے جواب نامہ مانگا اُسکو جواب دیا کہ جواب نامہ پھر دینگے قاصد واپس گیا

زور سے خنجر مارا کہ اسکا کام تمام ہو گیا بعد ازان عکس نابکار نے صفہا ے کند طوسے تلاشی لی پگڑی مین سے ایک
لفافہ نکلا اسکو کھولا مضمون مندرجہ سے دریافت ہوا ملکہ آزر چہرہ نے تورج کو قبل ازین گرفتار کر لیا ہے
اور حمزہ ثانی کے پاس تورج کو بھیجنا چاہتی ہے خود فرخ دیو پرور کی صورت سے مشابہ ہوا اور وہ نامہ
لیے ہوئے لشکر اسلام کی راہ لی دل مین سوچتا جاتا تھا کہ اگرچہ حمزہ ثانی کو زک دینا بھی ضروری کام
ہے لیکن اس بات کو سبقت ہے کہ ملکہ آزر چہرہ کی قید سے تورج کو رہا کرون اور اسکا رہا ہونا بغیر
انگشتری کے غیر ممکن ہے فلہذا سب سے پہلے ملکہ آزر چہرہ سے انگشتری لینا چاہیے نامہ مل گیا ہے لامحالہ حمزہ ثانی
اس نامہ کا جواب دینگے پس جواب نامہ لے کے قلعہ مین داخل ہونگا اور ملکہ آزر چہرہ تک بخوبی رسائی ہو جائیگی
یہ سوچتا چلا جاتا تھا راہ مین لشکر اسلام کا ایک سپاہی ملا اس سے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا مین حمزہ ثانی
کا ملازم ہون حمزہ ثانی کے ایک ضروری کام کو جاتا ہون تو کون ہے شین شیاطین نے کہا مین ملکہ آزر چہرہ
کا ملازم ہون فرخ دیو پرور میرا نام ہے ملکہ کا نامہ حمزہ ثانی کے پاس لیے جاتا ہون اُسکے سپاہی نے
کہا خوب ہوا کہ تو راہ مین مل گیا مین خاص ملکہ آزر چہرہ کے پاس جاتا تھا حمزہ ثانی نے سُنا ہے
کہ تورج بدرگ کو ملکہ نے گرفتار کر لیا وہ موذی مہتر قرآن کو ہلاک کر کے لوح اسلام سے بھاگا تھا
اب حمزہ ثانی نے مجھکو ملکہ کے پاس بھیجا ہے کہ آیا یہ خبر غلط مشہور ہوئی یا صحیح اور صحیح ہو تو اسکا اُسطرح
بندوبست کیا جاوے فرخ دیو پرور مصنوعی نے کہا اے برادر واقعی ملکہ نے تورج کو گرفتار کر لیا ہے
بیکار جاتا ہے مین تیرے آقا کے پاس چلتا ہون وہ سپاہی شین شیاطین کے ہمراہ لشکر اسلام کیطرف
واپس چلا آتا یہ لشکر اسلام مین پہونچا حمزہ ثانی کی ملازمت حاصل کی شہزادہ نے حال پوچھا اُسنے
کہا ایک عیار ملکہ آزر چہرہ کا نامہ لیے ہوئے آیا ہے اُس سے تمام کیفیت دریافت ہو جانے کی
شہزادہ نے کہا جلد لاؤ فرخ دیو پرور مصنوعی یعنے شین بن شیاطین مردود حمزہ ثانی کے روبرو
حاضر ہوا دعا و ثنا ے بادشاہی بجا لایا پگڑی سے نامہ نکالا شاہزادہ کو دیا شہزادہ نے سر نامہ چاک
کیا خط نکالا پڑھا مضمون مندرجہ سے اطلاع ہوئی بہت خوش ہوا شین بن شیاطین سے پوچھا
تیرا کیا نام ہے اسنے کہا مجھکو فرخ دیو پرور کہتے ہین ملکہ آزر چہرہ بنت طہماس کا عیار جانثار ہون
حمزہ ثانی نے اُس مردود کو انعام دیا اور فرمایا توقف کر جواب نامہ لے کے جا اُسنے کہا قبلہ عالم ملکہ نے
بہت جلد واپسی کی تاکید کی ہے آیندہ جو کچھ حضور کی راے ہو حمزہ ثانی نے اسیوقت میر منشی سے
اس مضمون کا جواب نامہ لکھوا دیا کہ اے ملکہ آزر چہرہ تیرا نامہ مشتمل گرفتاری تورج بدرگ پہونچا
احوال مندرجہ سے اطلاع ہوئی مین تیرے اس کار نمایان سے بہت خوش ہوا کہ تو نے مہتر قرآن
کے قاتل کو گرفتار کیا خبردار رہا نہ ہونے پاے اُسکے قید و بند مین نہایت ہوشیاری رکھنا عنقریب
ہم تیرے پدر طہماس کو میرے پاس بھیجتے ہین وہان پہونچکے وہ جو کچھ مناسب سمجھین گے تجھسے
کہینگے اگر کسیطرح کا خدشہ ہو تو اس سے مطلع کرنا ہم فوراً کافی بندوبست کرنے کو موجود ہین اور اے
آزر چہرہ ہم تیری ہوشیاری سے بہت خوش ہوے کہ تو نے تورج کو گرفتار کرکے اُسکو
وہین قید کیا اور ہم کو اطلاع دی اگر تو اس مردود کو اپنے بندوبست سے اسطرف روانہ کرتی
ضرور وہ موذی راہ مین رہا ہو جاتا اور مسلمانون کو سخت تکلیف پہونچاتا اے ملکہ مین اس

ظاہر کیا کہ عرصہ سے مشتاقی تھا بارے آج میری مراد بر آئی جب تیرے نامہ کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تونے
اُسکو گرفتار کر لیا۔ اس مضمون کا نامہ تیار کر کے شیث بن شیاطین یعنے فرخ دیو پیرور مصنوعی کو دیا
شیث وہ نامہ لیکے خوش و خرم وہانسے اہرمن حصار کی جانب روانہ ہوا

شب کو لشکر اسلام مین طہماس کا خواب دیکھنا صبح کو سرداران لشکر اسلام کے روبرو بیان کرنا سب کا متوحش ہونا اور طہماس کو سمجھانا طہماس کا متوحش اور اپنی زندگی سے ناامید ہونا بیان کیا جاتا ہے

زمانہ کی نیرنگیان اظہر من الشمس ہین کسیکو ہنساتا ہے کسیکو رلاتا ہے کسیکو ہنسنے کے ساتھ ہی رلاتا ہے کسیکو روتے
روتے یکایک ہنسا دیتا ہے غرضکہ اسکی جو حرکت ہے حیرت انگیز ہے جو بات ہے تعجب خیز ہے اونچون کو چشم زدن
مین نیچا دکھا دیتا ہے خاک نشینون کو دفعتہ سر حکومت پر بٹھا دیتا ہے اسکے دور مین کسی حالت کو ثبات کا
کہین نام ہے۔ کوئی قارون عادت صاحب خاتم ہے سب جانتے ہین یہان شادی و غم توام ہے ہستی اور بے اعتباری
دنیا مین جسنے کہا خوب کہا ہے ع دنیا خوابیست کش عدم تعبیر ست * عید اجل ست گر جوان ور پیر ست * ہم زیر زمین پرست و ہم زیر زمین * این صفحہ خاک پر دو رو تصویر است * اب دو کلمے اصل مطلب کے سنیے
سخن سنج راویان تاریخ دان * چنین گوید از گفتہ داستان * ایک شب کو طہماس بے خبر سو رہا تھا عالم
خواب مین دیکھا ایک صحراے لق و دق ہے وہان ایک مکان عالیشان ہے گرد اس مکان کے سرسبز شاداب
باغ واقع ہے اس مکان مین بیٹھا ہے اور کوئی شخص اس باغ مین نہین ہے اس مکان مین بھی بجز طہماس کے کوئی
نہین ہے اگرچہ مکان و باغ کی آرایش و خوش اسلوبی کی وجہ سے دلچسپی ہے لیکن تنہائی کے سبب سے
مقام ہو نظر آتا ہے طہماس کو حیرت ہوئی کہ مین کہان ہون اور یہان کسطرح پہونچا یکایک دروازہ مکان وا ہوا
دیکھا قباد شہریار و بشیر عالی وقار و ہرمز نامدار آئے پاس دیکھتے مزاج پرسی ہوئی طہماس اُس مکان و
باغ عجیب کو دیکھے بیشتر ہی سے حیرت مین تھا ان لوگون کو دیکھ کے اور بھی زیادہ متعجب ہوا انواع اقسام
کی باتین رہین بر سبیل تذکرہ سب نے کہا اے طہماس ہمنے تم کو بہت عرصہ کے بعد دیکھا اب تم ہمارے
پاس سے نہ جانا یہ مقام نہایت فرحت افزا ہے یہان کی ہوا زندگی جاوید بخشتی ہے جو راحت یہان حاصل
ہوتی ہے کہین نہین حاصل ہو سکتی ہے یکایک آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا سمجھا لہ معلوم ہوا عمر کا پیمانہ لبریز
ہو چکا دنیا مین قیام ممکن نہین ہے باغ جنت کی سیر نصیب ہو گی بیت یقین گردش چرخ ست کاین چنین
شدنی ست * اسی عالم انتشار مین نورالدہر کا ورود ہوا صاحب سلامت کے بعد نورالدہر نے کہا اے طہماس
تم اسوقت نہایت متردد معلوم ہوتے ہو کیون خیر تو ہے حالانکہ تم کو فی الحال خوش و مسرور ہونا چاہیے کہ تمھاری
دختر نیک اختر یعنے آذر چہر نے وہ کار نمایان کیا جو مردون سے ممکن نہ ہوا یعنے تورج ایسے موذی کو
گرفتار کیا ہے چنانچہ حمزہ ثانی کی خدمت مین عریضہ بھی اسی مضمون کا لکھا ہے کہ مین نے تورج بد رگ
کو گرفتار کیا ہے اسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے طہماس نے نفس سرد بھر کے کہا اے نورالدہر کیا پوچھتے ہو اگرچہ
آذر چہر نے تورج کو گرفتار کیا ہے اور وہ میری دختر ہے تاہم یہ خوشخبری میرے واسطے نہین ہو سکتی
اُن لوگون کے واسطے ہو سکتی ہے جو اس دنیاے فانی مین چندے قیام کرینگے لذات دنیا سے محفوظ ہونے
کی امید رکھتے ہین عنقریب میرا دنیا سے کوچ ہوا چاہتا ہے یہ سنکے نورالدہر انگشت بدندان

ہوئے اور کہا اے طہماس یہ کیا کہتے ہو اس دنیائے فانی میں قیام کسکو ہے بجز ذات باری تعالی سب دن لوح پر لکھا
وقت کسیکو نہیں معلوم ہے تم کو کسطرح معلوم ہو گیا کہ عنقریب ہم نے سے کوچ ہو جائیگا تب طہماس نے
کہا شب کو عالم خواب میں قباد شہریار شیر غالی رفتار سرفراز ملک دار آئے اور کہا اے طہماس اب تیری سفر آخرت
ہم پر نہایت شائق ہیں بس اب ہمارے پاس رہو اسیطرح تمام خواب کی حقیقت بیان کی نورالدہر نے کہا
اے طہماس تعجب ہے کہ تم ایسے دانا اسطرح کے خیال بیمعنی دل میں پیدا کرو اگر نادان و ناتجربہ کار شخص ایسی
باتیں کرے تو ہو سکتا ہے تمام عالم میں مشہور ہے کہ خواب خیال ہوتا ہے انسان ہر روز طرح طرح کے خواب دیکھا
کرتا ہے اگر ایسے ہی خیال دل میں راسخ ہو جائیں تو کاہے کو کسی کی زندگی ہو طہماس نے کہا یہ تو میں بھی جانتا
ہوں لیکن یہ بھی میں خوب جانتا ہوں کہ اسطرح کے خواب محض خیال نہیں سمجھے جاتے یہ کہتے طہماس نے
سر جھکا لیا اور رونے لگا ٹپکا ٹپکنے چشم تر کا پھر نورالدہر نے ہر چند سمجھایا لیکن طہماس کے دل سے کسیطرح یہ
خیال دور نہ ہوا اسی اثنا میں سرکارہ آیا کہا حمزہ صاحبقران ثانی نے یاد فرمایا ہے طہماس نے درباری لباس
پہنا حمزہ ثانی کے پاس پہونچے بعد ادائے آداب اپنے مقام مرتب پر بیٹھے بہت پریشانی کی حالت انتشار و تردد میں
حمزہ ثانی نے پوچھا کیوں مزاج کیسا ہے کہا الحمد للہ بعدہ حمزہ ثانی نے یہ تقریر شروع کی کہ تمہاری دختر
نیک اختر آذر چہرہ نے مجھکو نامہ لکھا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ میں نے تورج بدرگ کو گرفتار کر لیا ہے اسکا
بارہ میں جو حکم ہو تعمیل کیجاوے ہماری رائے یہ ہے کہ تورج بدرگ یہاں بلا لیا جاوے بعد اسکے واسطے
کوئی معقول سزا تجویز ہو اسکا یہانتک پہونچنا خالی از فتنہ نہیں ہے کیونکہ وہ مردود نہایت چالاک و
ہوشیار ہے اگر ناتجربہ کار لوگوں کو اسکے یہاں لانے کے واسطے بھیجا جاوے بالیقین راہ میں وہ بھاگ جائیگا اور
آذر چہرہ کی محنت ضائع ہو جائیگی اس سے بہتر یہ مناسب ہے کہ تم جاؤ اور بحفاظت تمام اس موذی کو یہاں
لے آؤ اس ضمن میں آذر چہرہ تمہاری دختر سے بھی ملاقات ہو جائیگی طہماس نے کہا کیا مضائقہ ہے میں بسر و چشم جانے
کیواسطے مستعد ہوں چنانچہ اسباب سفر درست ہونا شروع ہوا ایک جمعیت کثیر ہمراہ طہماس کیواسطے تیار ہوئی
طہماس حمزہ ثانی سے رخصت ہوا بعدہ اپنے گھر آ کر تمام سرداروں کو جمع کیا اور سب سے کہا اے یارو عجب دنیا محل
گذران ہے اسکا رنگ جیسا ہے ظاہر ہے کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا انسان کو دنیا میں راحت کسی صورت کبھی نہیں ہے
انسان جب پیدا ہوتا ہے اسوقت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آ سکتی بعد ولادت پوست بدن اسکا ایسا نرم ہوتا
ہے کہ ہاتھ کا مس وہ تکلیف دیتا ہے کہ کچھ نہ پوچھو جسم انسان کو تکلیف ہوتی ہے بے زبانی کی تکلیف کیا کم ہے کوئی تکلیف ہو بجز رونے کے
کچھ نہیں حال کہہ سکتا تا اینکہ زبان کھلے علم و ہنر سیکھنے کو استاد کے پاس بٹھایا کون نہیں جانتا جو اسکو تکلیف و مصیبت اٹھانا
پڑتی ہے لڑکا روتا ہے کہتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے مولوی صاحب حیلہ سمجھ کے استاد زد و کوب کرتے ہیں لڑکے کے حواس باختہ
ہو جاتے ہیں گر لڑکا ماں باپ کے پاس شکایت لیکیا تو انھوں نے حیلہ پر نظر کر کے عتاب کیا اور دل سے لگا ہوئے تھے
جواب دیا کہ تو نے سبق یاد نہ کیا ہوگا بیشک جو تجھ پر زد و کوب ہوئی اور ہوگی غرض بعد اکتساب علوم و فنون کا
زمانہ گذرا ماں باپ نے ناکتخدا دیکھ کر اسکی شادی کر دی بچے پیدا ہوئے صاحب عیال ہوئے کی حالت
میں جو جو تکلیفیں پیش آتی ہیں اسکو کون نہیں جانتا ہے غرض بڑی دشواری سے اس زمانہ کو بھی بسر کیا تو بڑھاپا آیا ہے جو
نشست و برخاست آمد و رفت دشوار ہوا کوئی اٹھائے تو اٹھیں کوئی بٹھا دے تو بیٹھیں ملنا چاہتے ہیں کہ جہاں ہیں یاد نہیں
طاقت نہیں کھانے کی طرح جوانی کے ساتھ گئی منہ میں دانت نہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہر گز نہیں ان مصیبتوں کو

بھی جھیلنا کا شنلے مرنے کے بعد راحت ہوئی ہو وہی نہین بعد ممات حساب کتاب کا دھڑ دھڑ لگا ہی بجز انبیا اور اوصیا کے کوئی ایسا ہی جو اس دنیا مین آ کے بخیر و عافیت رہ دو عالم لقا ہوا ہو میرے عزیز اور دوست دنیا او ما فیہا کی دنیا کے درپے یہ بحث واقع ہی جو مین نے بر سبیل تذکرہ بیان کیا اگرچہ مین نے تمھاری مغز خراشی کی لیکن میرے خیال مین یہ آخری میری تمھارے صحبت ہی مجکو بڑا افسوس ہی مین تم سے رخصت ہوتا ہون میرے قصورون کو معاف کرنا اگر حیات مستعار باقی ہی پھر تم سے آکے ملونگا ورنہ ثواب فاتحہ سے مجھے فراموش نہ کرنا اس تقریر سے تمام حاضرین کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے کہا او طہماس اسوقت تمھاری تقریر طرفہ درد آمیز ہی نور الدہر نے کہا او طہماس انشاء اللہ تعالے تم بخیر و عافیت اپنی دختر نیک اختر آزر چہرہ سے ملوگے اور پھر واپس آکے ہم سب سے ملاقی ہوگے کیون ایک خیال بے معنی کو اپنے دل مین جگہ دے کے ہلاک ہوتے ہو اگر دنیا مین زندگی کا اعتبار نہین ہی تو کسی کی زندگی کا اعتبار نہین ہی اگر زمانہ کی نیرنگیان ہین تو سب سے سا بجز ذات باری تعالے کے کوئی موت کا حال نہین جانتا طہماس نے کہا ہان یہ بھی درست ہی بعد ازان صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوئے اپنے مکانون کو گئے طہماس کا تمام اسباب تیار ہو چکا تھا سوار ہوکے اسیوقت وہان سے کوچ کرکے ارمینو حصار کی راہ لی

طہماس کو ارمینو حصار کی جانب روان رکھتا ہی اور حال شرارت اشتمال شمعون بن شیطان کا مذکور ہوتا ہی جو بصورت فرخ لو رو عیار ملکہ آزر چہرہ کی صورت سے مشابہ ہوکے

جواب نامہ حمزہ صاحبقران ثانی لیے ہوئے ملکہ آزر چہرہ کے پاس گیا ہی

سینہ مین اب کہان وہ جو کہ تھا ایک دل سا + جو لیا کچھ اُٹھتے ہی چھوڑ دیا خیال سا + عرض رفاہ ہے دیکھنا اسکی ادائے دلفریب + دل مین کچھ اعتبار سا آنکھ مین کچھ ملال سا + تارے بھی گن کے کاٹتے رات فراق کی مگر + نکلا ستارہ بھی نہین کوئی تو ہی وہ خال سا + اسکی نگاہ پہ دم فدا اسکی ادا پہ دل نثار + ہائے وہ شوخ سی کمر ہائے وہ قد نہال سا + فتنہ حشر کیا اُٹھا سکے خرام ناز سے + وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ مین پائمال سا + ہاتھ دھر دیا تھا ہم نے جو زلف مین اسکی اپنا دل + رکھ دے وہ اسکو بھی بالدار بال سا + جھانک لیا ہی ماہ عید اسکو بصد ہیام مین + ابروے یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا + ہی دل گم شدہ مرا گیسوے تابدار مین + ورنہ بتا دو وجہ کیا پیچ پڑا ہی جال سا + پوچھے کیا ہو کون تھا ہو نہ ہو وہی داغ ہو + در پہ تمھارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا + سخن آن کہ معنی ساز کردہ + سخن را چنین آغاز کردہ + جبکہ شمعون بن شیاطین کو حمزہ صاحبقران ثانی حسب دلخواہ جواب نامہ وصول ہو گیا بہت خوش و مسرور وہان سے رخصت ہوکے ارمینو حصار کی راہ لی بعد طی مراحل و قطع منازل دروازہ قلعہ پر پہونچا شب کا وقت تھا پہلے اپنے ارادہ کیا کہ صبح کو ملکہ آزر چہرہ سے ملاقات کرکے نامہ دینا چاہیے پھر خیال آیا کہ کار امروز بفردا مگذار مین بصورت فرخ دلو عیار ملکہ کے روبرو جاؤنگا تاریکی شب بہت مناسب ہی اسیوقت چل کے نامہ دینا چاہیے اگر آج ہی مقصد حاصل ہوگیا مطلب بر آیا بدین خیال شب ہی کو عزم ارادہ کیا دروازہ قلعہ پر پہونچا اسوقت دروازہ قلعہ بند تھا دق الباب کیا پاسبان نے پوچھا کون ہی اسنے آہستہ سے کہا مین ہون دروازہ کھول دو پاسبان نے دروازہ کھولا باہر آیا پوچھا تو کون ہی شمعون بن شیاطین نے کہا مین ہون فرخ دلو عیار ملکہ کے نامہ کا جواب لایا ہون

لیکے دروازہ مین داخل ہوا قلعہ مین پہونچا ملکہ آذر چہرہ عنقریب بستر خواب پر جانے کو تھی جو مین نے سنا
کہ فرخ دیوپرور جواب نامہ لایا ہے بہت خوش ہوئی کہا اسیوقت بلاؤ شعین بن شیاطین ملکہ کے روبرو
آیا ادب سے سلام کیا پگڑی سے نامہ نکالا ملکہ کو دیا ملکہ کو ازبسکہ معلوم تھا کہ فرخ دیوپرور ہی جواب نامہ
لایا ہے اُسنے شعین کی صورت بھی نہین دیکھی نامہ لے لیا سر نامہ چوم کر کیا نامہ کھولا از اول تا آخر پڑھا
کھلکھلا کے ہنسی اور کہا بارے تورج ملعون گرفتار ہوا تھا جو پدر معظم کی ضرورت نصیب ہوئی خوب
کیا حمزہ صاحبقران نے جو میرے پدر والاقدر کو بہانے تورج کو لیجانے کے واسطے تجویز کیا نسخہ
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ٭ اب خیر و عافیت وہان کی بیان کر اُسنے کہا اے ملکہ وہان سب طرح
خیر و عافیت ہے عنقریب طہماس تمہارے پدر معظم یہان پہونچا چاہتے ہین ملکہ نے کہا ہان مجکو معلوم
ہے کہ حمزہ صاحبقران نے مجکو تحریر اطلاع دی ہے اے فرخ دیوپرور مین تیری بہت مشکور ہون کہ تو
بعجلت تمام حسب مراد جواب نامہ لایا میرے پدر والاقدر یہان تشریف لاوینگے زہے نصیب مجھے
طالع میرے سو برین فردہ گر جان نثار تم روا است ٭ بعدہ خلعت گران بہا طلب کیا فرخ دیوپرور
مصنوعی یعنے شعین بن شیاطین کو دیا شعین نے کہا اے ملکہ عالم مجھ پر فرض ہے کہ ان دو حرفونکو
بھی بیان کرون جو اثنائے راہ مین مجکو پیش آئین نامہ لیے ہوئے تیز اخیز چلا جاتا تھا ایک
شخص عیار وضع راہ مین ملا مجھ سے پوچھا تو کون ہے مین نے کہا مین ملکہ آذر چہرہ کا نمک خوار قدیم
ہون پوچھا کہان جاتا ہے اور کیون جاتا ہے مین نے کہا مین ملکہ عالم کا نامہ لیے ہوئے حمزہ صاحبقران
کی خدمت مین جاتا ہون یہ سنکے میری نظر سے غائب ہوگیا چند ہی قدم راہ طے کی تھی کہ ایک مقام
پر جو مین پہونچا وہان اُسنے حلقہ ہائے کمند زمین مین پوشیدہ کر رکھے تھے مین اس کمند مین
پیچیدہ ہوگیا اُسنے کہا نامہ مجھے دکھا دے نہین تجھے ہلاک کرونگا مین نے ہزارون قسمین
کھائے کہا اگر تو مجکو کمند سے رہا کر دے تو مین وہ نامہ تجھے دکھا دون اُسنے کہا تو خدا پرست ہے تیری
قسم کا اعتبار کیا مین نے کہا یہ در اصل امر ہے کہ آج مین تجھ سے اس رمز کو بیان کرتا ہون فی الحقیقت
مین خدا پرست نہین ہون وعت بت بزرگ کی میری نظر مین ہے ہرگز خدائے نادیدہ کی نہین ہے یہ
سنکے اُسنے مجکو کمند سے کھول دیا اور کہا لا وہ نامہ مجھے دکھا دے مین نے پگڑی سے نامہ نکالا
اُسنے نامہ لینے کو ہاتھ بڑھایا دست چپ مین میرے نامہ تھا اُسنے اپنا دست راست نامہ
لینے کو بڑھایا مین نے دست راست سے خنجر اس زور سے اسکے سینے پر مارا کہ اسکی پشت سے
نکل گیا اور بیدم ہوکے زمین پر گرا مین وہان سے مثل باد تند بھاگا اے ملکہ عالم بعض قرینون سے
مجکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعین بن شیاطین عیار فرعون ملعون کا تھا فرعون کی رہائی کے
واسطے جاتا تھا ملکہ آذر چہرہ یہ داستان سنکے اور زیادہ خوش ہوئی اور کہا اے فرخ دیوپرور
بخدا کارے کردی اور دوسرا خلعت فرخ دیوپرور مصنوعی کو دیا راوی کہتا ہے ہر چند ملکہ
آذر چہرہ کے بستر خواب پر جانے کا وقت تھا مگر اپنے باپ طہماس کے آنے کی
خبر سنکے ایسی خوش ہوئی کہ پہر رات تک بیدار رہی اور فرخ دیوپرور مصنوعی سے باتین
کرتی رہی جب تھوڑی رات باقی رہی خواب نے غلبہ کیا کہا اے عیار طرار اب رات

بہت کم باقی ہے تھوڑی دیر سو رہنا بھی ضرور ہے میں بستر خواب پر جاتی ہوں رات زیادہ گئی ہے تو بھی
یہیں سو رہ صبح کو انشاء اللہ اور بھی بعض حالات حمزہ صاحبقران سے تجھ سے پوچھونگی فرخ دیوپرور
مصنوعی کی دلی امید یہی تھی دست بستہ کہا کیا مضائقہ ہے غلام یہیں سو رہے گا ملکہ بستر خواب پر گئی
شین مردود بھی برآمدہ میں دراز ہوا یہانتک کہ ملکہ آزر چہرہ بے خبر سو گئی تغیر خواب ہوئی شین مکار
کے کان میں پہونچی رگ کا منتظر تھا وقت کو غنیمت جانا اپنی جگہ سے اٹھا حجرہ میں گیا ملکہ
آزر چہرہ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور حجرہ سے باہر آکے بہ کمال عجلت دروازہ قلعہ پر آیا وہاں
سوچا کہ توورج کو ہمراہ لیتے چلنا چاہیے پھر سوچا نہیں معلوم توورج کہاں قید ہے اگر اسکی تلاش میں
یہاں دیر ہوگی تو صبح ہو جائیگی اور ملکہ آزر چہرہ بیدار ہو کے انگوٹھی کو تلاش کریگی ایسا نہ ہو
کہ مجھکو پہچان لے اور انگوٹھی ہاتھ سے نکل جائے نظر برین دربان سے کہا دروازہ کھول دے میں
جاتا ہوں اُسنے پھر پوچھا تو کون ہے شین مردود نے کہا میں ہوں فرخ دیوپرور ملکہ کے نامہ کا جواب
حمزہ صاحبقران سے لایا تھا وہ ملکہ کو دیدیا اسوقت تک مجھ سے حمزہ صاحبقران ثانی کے
حالات دریافت کرتی رہی جو نہ رات کم باقی رہی ملکہ بستر خواب پر گئیں اب میں یہاں توقف
کرکے کیا کروں جاتا ہوں مجھکو پھر آنا ہوگا دربان نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا شین وہ انگوٹھی لیے
ہوئے ایک طرف راہی ہوا جب آرمینو حصار سے بہت دور نکل آیا اور مطمئن ہوا ایک مقام محفوظ
میں متوقف ہوا انگوٹھی کے ذریعہ سے دیوؤں کو بلایا اور کہا جاؤ توورج کو ملکہ آزر چہرہ کی
قید سے رہا کرا لاؤ

سبب ایماء شین بن شیاطین عیار فرعون ثانی دیوؤں کو توورج کی رہائی کیواسطے آرمینو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہے اور حال ملکہ آزر چہرہ کا بیان کیا جاتا ہے

کاتب اخبار تازہ و محرر مضامین بے اندازہ اسطرح مسطور کرتا ہے کہ یہاں جب صبح کو ملکہ آزر چہرہ خواب
سے بیدار ہوئی منتظر ہوئی کہ فرخ دیوپرور آئے تو اس سے حمزہ صاحبقران کے اور حالات دریافت
کروں یکایک انگوٹھی کا خیال آیا ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی ندارد تھی بہت گھبرائی ملازموں سے کہا دیکھو
فرخ دیوپرور شب کو یہیں سویا تھا بیدار کرکے لاؤ ملازموں نے دریافت کرنے کے بعد عرض کیا
ملکہ عالم فرخ دیوپرور شب ہی کو قلعہ سے باہر چلا گیا یہاں نہیں ہے اب ملکہ آزر چہرہ کے
دل میں شک پیدا ہوا کہا دیکھو توورج ہلاک بھی قیدخانہ میں ہے یا وہ بھی غائب ہے ملازموں نے
قیدخانہ میں جاکے دیکھا توورج موجود تھا اب ملکہ نے دل میں اس بات کا غور کیا کہ انگوٹھی میرے
ہاتھ سے نکل گئی ہے ایسا نہو توورج قیدخانہ سے رہا ہو جائے اسکو ہلاک کرنا قرین مصلحت ہے قیدخانہ
سے بلایا جلاد کو حکم دیا کہ اسے ہلاک کرے جلاد نے شمشیر جوہردار علم کی اور چاہتا تھا کہ اسکی گردن پر
وار کرے یکایک پنجہ نمودار ہوا اور توورج کو اُٹھا لے گیا ملکہ آزر چہرہ نے افسوس کیلئے ہاتھ پہ ہاتھ
مارا اور کہا غضب ہوا جو میرا خیال تھا وہی ظہور میں آیا بدر والاقدار توورج کو لینے آپہنچے تو میں
کیا جواب دونگی اور حمزہ ثانی مجھ پر کیسی نفرین کرینگے اس مضمون کا دوسرا نامہ
تیار کیا اور فرخ دیوپرور کو بلوایا مگر دیوپرور ہلاک ہو چکا تھا وہ کہاں ملتا اب

اور زیادہ حیرت ہوئی کہ یہ طرفہ ماجرا ہے تمام شب فرخ دیو پرور مجھ سے باتیں کرتا رہا ہے میں معلوم کہاں چلا گیا
جواب تک نہیں آیا چند آدمی اِدھر روانہ ہوئے فرخ دیو پرور کی تلاش میں بھیجا انھوں نے بعد دریافت حال آکے
عرض کیا کہ ملکہ عالم ہم نے تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہم نے یہ تحقیق خبر دریافت کی ہے کہ فرخ دیو پرور کو شین بن
شیاطین عیار فرعون ثانی نے ہلاک کیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ فرخ دیو پرور نے شب کو مجھے نامہ دیا
باتیں کرتا رہا ہے بلکہ آخر شب کو میں برآمد ہوئی سو یا تھا روشن رائے رکن اعظم ملکہ آزرچہرہ کی حکومت
کا تھا اُسنے کہا ملکہ عالم تمھارا الصواب خیال ہے شب کو میں نے تمام تقریر فرخ دیو پرور عیار کی سنی مجھکو
اُسیوقت اُسکی نسبت شک ہوا تھا کہ وہ فرخ دیو پرور نہیں معلوم ہوتا تھا مگر اس خیال سے خاموش
رہی کہ شاید فرخ دیو پرور ہی ہو بلکہ وہ کوئی عیار لشکر کفار کا تھا جو بصورت فرخ دیو پرور کے تھا
اور انگوٹھی سے نگاہ غائب ہو گیا دلیل اسکی یہ ہے کہ اُسنے شب کو بیان کیا تھا کہ جب میں نامہ لیے ہوئے
حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس سے آتا تھا اثنائے راہ میں ایک عیار ملا تھا اُسنے مجھکو گرفتار کیا
میں نے فریب سے اُسے ہلاک کیا یہ حال اپنا خود اُسنے بیان کیا ملکہ نے مخاطب ہو کے کہا اے
روشن رائے تیرا خیال قرین قیاس معلوم ہوتا ہے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں اور ملکہ آزرچہرہ اس
فکر و تردد میں بیٹھی تھی کہ یکایک پنجہ نمودار ہوا اور ملکہ آزرچہرہ کو اٹھا لے گیا اب جو ملکہ آزرچہرہ نے بخت
طہماس نے آنکھ کھولی پنجے کو تورج نے ... دیا تورج نے بغور و تعجب ملکہ آزرچہرہ کو سر تا پا
دیکھا اور کہا کیوں اے گیسو بریدہ آزرچہرہ تو نے خداوند کی قدرت و جلال کو دیکھا کہ کسطرح مجھکو تیری قید
سخت سے نجات بخشی اور تجھکو میری قید میں مبتلا کر دیا ہے شرط کہ میں اس فریب و بدعت کا تجھ
سے عوض لوں جو حالت قید میں تجھ پر کیا کہوں تو عورت ذات ہے اگر کوئی مرد مجھ سے اسطرح پیش آتا تو
اس عذاب سخت سے ہلاک کرتا کہ جانوران صحرائی اُسکے حال پر افسوس کرتے دیکھ غیرت چاہتی ہے تو تجھکو
قبول کر اب بھی میں تیری ہمبستری کے واسطے راضی ہوں حالانکہ تو نے کوئی جگہ میرے دل میں باقی نہیں
رکھی ہے دنیا میں اس سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں ہے کہ کوئی کسی کا دل دادہ ہو تب جیسے سنگدل راضی رہ
آرام ہو کر یہ سمجھو کہ آسودگی کی خواہش ہے اے آزرچہرہ کیا تو یہ سمجھے ہوئے ہے کہ وہ جواب نامہ جو حمزہ ثانی نے
بھیجا فرخ دیو پرور تیرا عیار لایا تھا قسم ہے خداوند سر تا پاک کی وہ شین بن شیاطین عیار خداوند
فرعون ثانی تھا جسنے اثنائے راہ میں فرخ دیو پرور کو ہلاک کیا اور خود فرخ دیو پرور کی صورت
سے مشابہ ہو کے حمزہ ثانی کے پاس گیا جواب نامہ وصول لیا اور تیرے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اس
جواب نامہ کے ذریعے سے قلعہ میں پہونچا تجھکو جواب نامہ دیا تمام شب باتیں کرتا رہا تو سو گئی اسوقت
خداوند کی قدرت سے انگوٹھی اُسے دلوائی ہے اُس انگوٹھی کی وجہ سے میں تیری قید سخت سے رہا ہوا اور
تجھکو بھی یہاں بلا لیا اگر تو مجھ سے راضی ہو گئی فہو المراد ورنہ تیرے تمام قلعہ کو منہدم کرونگا اور مسلمانوں کا
نشان تک باقی نہ رکھونگا مسلمان بڑی غلطی پر ہیں جو خداوند پر ایمان نہیں لاتے اُس خدا کی
پرستش پر جان دیئے ہوئے ہیں جسکو کبھی کسی نے نہیں دیکھا اور نہ اب کوئی دیکھ سکتا ہے عقل
بھی کوئی چیز ہے ملکہ آزرچہرہ تادیر تورج کی تقریر سنا کی دم سرد بھر کے بولی او نابکار روسیاہ کا
لعنت ہے شین بن شیاطین کی اوقات پر کہ اُسنے میرے عیار وفاشعار کو جان سے مار ڈالا اور نامہ لیا

راوی صداقت کار و زبدہ ہوش خوش گفتار اسطرح مسطور کرتا ہے کہ جب طہماس مطیع خاص نخل نوخیز بوستان
سلطنت ثمرہ شجرہ شوکت و ابہت شہنشاہ جہانبانی یعنے صاحبقران ثانی اور تمام سرداران
لشکر اسلام سے رخصت ہوکے آرمینو حصار کی جانب راہی ہوا دل مین اس خواب پریشان کا ہر وقت
کھٹکا لگا رہتا تھا اثناے راہ مین تپ محرقہ عارض ہوئی فوراً دل مین راسخ ہو لیا کہ اب اس
بخار سے جانبری محال ہے یہ سفر دور دراز اور شدت تپ کا یہ حال ہے افسوس دنیا مین تھی مدت
جیئے اور کچھ نہ لیا افسوس موت بھی آئی تو کہان کاشکے آزرچہرہ کے پاس پہونچ جاتا دیدار ہوتا عرصہ کے
بعد دختر کے دیدار سے دل بہت تیمارداری حسب دلخواہ ہوتی لیکن اسطرح آزرچہرہ تک جلدی
پہونچ جاؤن اطراف و جوانب سے اطبا بلائے انھون نے نبض پر ہاتھ رکھ قارورہ دیکھ کہا
بہت شدت کی تپ ہے تمازت آفتاب سے بچانا چاہیے بہت مضر ہے نسخہ لکھا طہماس نے کہا
مین تمازت آفتاب سے کسطرح محفوظ رہ سکتا ہون سفر مین طبیبون نے کہا جو کچھ ہو اسی مقام پر
کسی جاے محفوظ مین قیام کیا جاوے چونکہ وقتاً فوقتاً شدت تپ سے حالت متغیر ہوتی جاتی تھی اثناے
راہ مین قیام کیا دوپہر کا وقت تھا طہماس بستر علالت پر کراہ رہے تھے کہ یکایک خبردار رسنے
آکے خبر دی کہ تورج بدرگ ملکہ آزرچہرہ کی قید سے رہا ہو گیا مزید بران ملکہ آزرچہرہ خود تورج
کی قید مین مبتلا ہو گئی تورج ملعون نے ملکہ پر بہت بدعت و شدت کی ہے یہ خبر سنتے طہماس از حد
غیظ و غضب مین ہو گیا فوج کو حکم دیا کہ اسیوقت تیار ہوکے کوچ کرے سردارون نے سمجھایا
کہ آپ علیل ہین دو تین روز یہان توقف کرنا لازم ہے ایسا نہ ہو طبیعت زیادہ بے لطف
ہو جاوے طہماس نے کسی کا کہنا نہ مانا اسیوقت [illegible] مین وہان سے کوچ کیا

اب ذرا تذکرہ داستان لشکر حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

واقفان سلک در سخن فرو اندہ طرح این داستان چنین کردہ اند کہ حمزہ ثانی کو انتظار تھا کہ دیکھیے کب طہماس
تورج بدرگ کو آرمینو حصار سے لاتے ہین ایک روز صبح کو نور الدہر حمزہ ثانی کے پاس آئے بہت
متوحش حمزہ ثانی نے سبب توحش کا پوچھا نور الدہر نے کہا شہریار کیا عرض کرون شب کو عجب خواب
پریشان دیکھا جس سے دل بیقرار ہو گیا ہے دل پر کسطرح جبر کیجیے طاقت نہین کہ صبر کیجیے آخر مجکو
جنون ہو جائیگا دم بھر مین یہ دل پر خون ہو گا حمزہ ثانی نے کہا ای نور الدہر بیان کرو وہ کیا خواب
پریشان دیکھا نور الدہر نے پہلے دعا دی کہ عمر اعداے تو شبگیر فنا راہمعنان عہد اقبال تو توسن بقا
راہمرکاب مجلست بہار بہرہ زوال و نفس راند حل آبدارت ابر نیسان و شعاعت آفتاب پھر
عرض کیا ای شہریار عالی مقدار شب کو خواب مین طہماس کو دیکھا کہ دریاے خون مین غوطہ کھا رہا ہے اور
ہزارہا دریائی جانور طہماس کو ہر چہار جانب گھیرے ہوئے ہین اور منتظر ہین کہ طہماس غرق ہو جاے
تو وہ حملہ کرین دفعتہ میری آنکھ کھل گئی دیکھا عنقریب صبح ہے اٹھ نماز پڑھی اور سوچ مین بیٹھا رہا کہ
دیکھیے اس خواب پریشان کی تعبیر کیا ظہور مین آتی ہے بہت توحش اس سبب سے ہے کہ خود طہماس
نے بھی اپنی نسبت خواب پریشان دیکھا تھا اور مجھ سے بیان کیا تھا مین نے طہماس کے
اطمینان کے واسطے خواب و خیال کہکے دفع الوقتی کی آج کے خواب سے مجھکو یقین

ہو گیا ہو کہ تجھکو بھی صدمہ سخت طہماس کو پہونچے گا حمزہ ثانی کو بھی تردد ہوا کہا ای نورالدہر پھر یہ بات یہ ہو کہ تم بھی آرمینو حصار تورج کے لینے کو جاؤ کہ دوول پیک شود شنید کوہ را + پراگندہ کی آرد انبوہ را + اگر تورج سے اسطرف لاتے ہیں طہماس کو کسی طرح کی وقت لاحق ہو تم اسکی مدد کرنا ای نورالدہر ابھی مہتر قران کے صدمہ سے مجکو فراغ کسین حاصل ہوا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی صورت اور طرح کی پیش آئے کو غضب ہو جائے گا نورالدہر نے کہا شہریار مجکو بھی یہی تردد ہو غرضکہ اس گفتگو کے بعد نورالدہر ایک لاکھ پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے آرمینو حصار کی جانب روانہ ہوا

نورالدہر کو آرمینو حصار کی جانب روان رکھا جاتا ہو اور طہماس سے حال مین قلم فرسائی کی جاتی ہو

راوی کہتا ہو کہ طہماس نے اُس شدت تعب مین کوچ کیا بعد طی مراحل سخت اُس مقام کے قریب پہونچا جہان تورج بدرگ مقیم تھا دیکھا بڑا ازدحام ہو حیرت ہوئی کہ ابھی سیمرود آزر چہرہ کی قید مین مبتلا تھا انکو بھی ملتے ہی کشایانہ سامان مہیا کر لیا ایک عیار کو بھیجا کہ تورج کے مقام قیام مین جا کے حال دریافت کرے کہ ملکہ آزر چہرہ کو کہان قید کیا ہو اور فی الحال تورج ملعون کس کام مین مصروف ہو وہ عیار گیا طرفہ سامان دیکھا یعنے تورج بدرگ ایک قصر عالی شان مین دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہو بکثرت دروہی چہار جانب جمع ہین بزم ہوش ربا آراستہ ہو فرش دیباو حریر سے مفرق آراستہ جواہرات کی مرصع کاری سے پیراستہ زمرد و یاقوت و الماس کے جھاڑ کنول شمع ہاے موی کافوری روشن دنگل کرسیان جواہر نگار وزیر امیر پہلوان خلعت ہاے گران بہا پہنے غرق دریاے جواہر ایک تخت فلک رفعت جسکی چمک سے نظر خیرہ کرتی ہو اُسپر ایک شخص اور بھی بکمال غرور و تکبر بیٹھا ہو اُسکے پہلو مین تورج کا دنگل ہو ساقیان رنگین ادا بادہ گلفام کے جام اہل محفل کو دے رہے ہین مغولہ ریزی مغنیان پری جمال سے مرغان ہوا لوٹ و تاب ترانہ سنجان حور تمثال کی شعلہ انگیزی سے زہرہ زہرہ آب کو دی

ہوا چکیدہ و خوش است در شب مہتاب	**نازنین خوش ادا غزل سرا است** ستارہ خندہ بہ نور است در شب مہتاب	رسان بدامن صحرا سے بیخودی خود را
کہ خانہ بد ہمہ نور است در شب مہتاب	صراحی و گلرنگ سے بہ مین ست	پیالہ غبغب حور است در شب مہتاب
سپہر جام بلورین ست پرے روشن	زمین قلم و نور است در شب مہتاب	بہر طرف کہ نظر باز میکنم صائب
تجلیات ظہور است در شب مہتاب		

ایں عیب رہے جو یہ سامان دیکھا دیکھتے ہی دنگ ہو گیا تورج بدرگ اور اُس پہلوان تخت نشین کو بغور دیکھا طہماس کے پاس آیا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ مین اُس پہلوان تخت نشین سے واقف نہین طہماس نے حلیہ پوچھا اُسنے خوب غور کر کے بتایا کہ ایسا چہرہ ہو ایسے دست و بازو ہین یہ رنگ ہو اسطرح کی آنکھین ہین طہماس نے کہا ای فلان جو حلیہ تو نے بیان کیا معلوم ہوتا ہو کہ غرباس میرا پوتا ہو تورج سے جب املا اسپہ تو لکھ نیر منشی کو بلا یا غرباس کے نام ایک نامہ لکھنے کا حکم دیا اور نفس مطلب کو بیان

کردیا میر منشی نے نامہ تیار کیا اور کہا باواز بلند پڑھکے سناؤ میر منشی نے نامہ پڑھنا شروع کیا نامہ۔ آتش
سوزندہ دیو ارجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم تحفہ لآلی حمد و ثنا اس کامل کو جو بفیض خیر و جود کی بارگاہ جلال اور
سراپردہ لایزال مین سے جانا چاہیے جسنے حضرت آدم کو خاک سے پیدا کیا اسے فرشتگان مقرب پر جو عنصر
آتش سے خلق ہوے تھے شرف بخشا سہ خلوص قلب سے کہتا ہے بندۂ طہماس خدا ہے ایک محمد نبی ہین نیک
اساس ؛ اما بعد ای غرماش فی الحال میری سماعت مین گذرا کہ تو تورج بدرگ کے پاس پہونچا تو نہین
جانتا ہے کہ تورج ملعون نے میری دختر آذر چہرہ کو کیسی کیسی تکلیفین پہونچائین اور اب تک
ابھی جان اور آبرو کے درپے ہے اگر کوئی غیر شخص ہو تو محل شکایت نہین تو دیدہ و دانستہ ہمارے دشمنون
سے ملتا ہے اگر تو ہمارا طرفدار نہین ہے تو اسقدر بھی حمیت تجھمین نہین ہے کہ ہمارے دشمنون کی رفاقت
سے باز آئے دنیا مین انسان کی چند روزہ زندگی ہے نیک کی نیکی رہجاتی ہے اور بد کی بدی اگرچہ تو مذہب کے
اعتبار سے مجھسے مخالفت رکھتا ہے تاہم پاس قرابت تو ضرور تھا اور قرابت ایسی قریب نہین معلوم کیون بدبخت
تھی جب تیری ماں نے تجکو جنا تھا اگر تو اس تحریر کو دیکھ کے متنبہ ہو گیا فہو المراد ورنہ تجھسے مقابلہ کرکے
ضرور تجھے سمجھونگا جب یہ نامہ میر منشی پڑھ چکا ملفوفہ مین رکھکے بند کیا طہماس نے اس نامہ کو ایک سوار
ہوشیار کے ہاتھ روانہ کیا اس سوار نے بتعجیل وہ نامہ غرماس کو پہونچایا غرماس اس نامہ کو پڑھکے
آگ ہو گیا اور کہا طہماس کے دماغ مین فتور آگیا ہے جو مجکو یہ نامہ لکھا ہے مین ہرگز پاس قرابت نہین کرونگا
سپاہی کو کب کا پاس و لحاظ نہین ہوتا اگرچہ طہماس میرا دادا ہے بادشاہ اور جواب نامہ لکھا کہ بعد تعریف و توصیف
لات و منات ای طہماس تجکو معلوم ہو کہ مجھے کسی وقت اعانت کی امید نہ رکھنا اگر کچھ حوصلہ ہے تو سہ بیار
انجمہ داری ز مردی نشان ؛ اور آذر چہرہ اگر تورج کی قید مین ہے تو تجھ کیا ہے وہ اسی قابل تھی کیون نہ تورج
کو قبول کر لیا جو آج اس زحمت مین مبتلا ہوتی اور اب بھی خیریت ہے اگر تورج کو قبول کرلے ای طہماس
تجکو لازم تھا کہ مجکو نامہ نہ لکھتا بلکہ اپنی دختر کو اس مضمون کا نامہ لکھتا کہ اگر تورج خواستگاری
کرے تو اُسے قبول کرلینا اس سے کیا فائدہ جو مجکو نامہ لکھا مجکو نامہ پڑھنے سے سخت تکلیف ہوئی شدہ
مجکو ایسی تکلیف نہ دینا ورنہ قاصد کو اسی طرح واپس کر دونگا طہماس اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے
اور منغض ہوا کہا ہزار ہزار لعنت ایسے مردود پر جس مین مطلق انسانیت نہین دنیا کے واسطے دین کو
برباد کر دیا وہان سے کوچ کرکے لشکر کفار کے قریب پہونچا دیکھا فوج قلیل ہے جس روز وہان پہونچا
تھا اسی شب کو نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین بھی نقارہ جنگ بجا تمام شب طہماس بیدار
رہا اور اپنی فوج مین ایک ایک سے کہتا تھا ای دلاورو تم دیکھتے ہو کہ مین کس شدت کے بخار مین مبتلا ہون
ہرگز ابھی ہنگامہ آرائی نہ کرتا مگر آذر چہرہ کی محبت نے مجکو مجبور کیا ہے سن چکا ہون کہ تورج ملعون
نے اُسے بہت عاجز کیا ہے قید شدید مین مبتلا کر رکھا ہے وہ کون شخص ہوگا جو اپنے فرزند کو اس بلاے
سخت مین مبتلا دیکھے اور خاموش رہے تم سب کو چاہیے کہ ایسی کوشش کرو کہ اس ہنگامہ آرائی کا انجام
حسب دلخواہ ہو یعنے غرماس و تورج گرفتار کر لیے جاوین یا ہلاک ہو جائین ابھی تک لشکر کفار بہت
قلیل ہے اسی طرح کی گفتگو مین شب بسر ہوئی سحر روز دیگر کہ ین جہان برخوردار یافت از سر چشمہ
خورشید نور ؛ دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی طہماس اسی شدت تپ مین مسلح اور

مکمل ہوئے سرداران لشکر نے منع کیا کہ اس شدت تپ مین دشمن کے مقابلہ کو جانا ہرگز مناسب
نہین ہے ہم سب موجود ہین جب ہم نہونگے اسوقت اختیار ہے طہماس نے کہا ای بہادرو اسوقت
میرے حال سے کچھ تعرض نہ کرو سب نے مجبور ہو کے سکوت کیا طہماس نے مرکب میدان
مین بڑھایا اور باواز بلند رجز پڑھی ؎ منم در جہان آن زبردست نیو ÷ کہ سر در زمین روح
عفریت و دیو ÷ چنان گرز بر سنگ خارا زنم ÷ کہ البرز کہ را اگر بشکنم ÷ ای نابکار و اگرچہ مین فی الحال
بشدت علیل ہون تاہم تمہاری سرکوبی کے واسطے موجود ہون تم مین سے کون طالب
سفر آخرت ہے آوے اور مجھسے مقابلہ کرے غرماس طہماس کے روبرو آیا اور کہا ای طہماس
مین نے سنا ہے کہ تم بالفعل علیل ہو کیون اپنی جان کے درپے ہو جو مقابلہ کے واسطے آئے ہو
چلے جاؤ کسی اور پہلوان کو مقابلہ کے واسطے بھیجو طہماس نے کہا او نابکار اگر تجکو میری علالت
کا خیال ہوتا تو میرے دشمن کی مدد کے واسطے کیون آتا مینے تجکو نامہ بھیجا تو نے ایک مہمل جواب
دیا مطلق اس بات کا خیال نہ آیا ہم کس کو کیا جواب لکھتے ہین ای اخروس اب بھی خیریت ہے
اگر تو توریج سے کہکے آذرچہرہ کو رہا کرادے اسنے کہا یہ امر میرے امکان سے بالکل باہر ہے
اسواسطے کہ توریج کا مین دوست ہون اسکی مرضی کا تابع ہون درانحالیکہ آذرچہرہ سے
وہ ہم بستر ہونا چاہتا ہے پھر کس طرح وہ اسکو رہا کریگا اور مین اس سے کس طرح کہہ سکتا ہون
طہماس نے کہا تف ہے تیری اوقات پر او بیحیا توریج بدرگ کا تجکو اسقدر پاس ہے اور
ہماری قرابت کا تجکو مطلق خیال نہین ہے تو نہین جانتا کہ آذرچہرہ از روے قرابت تیری
کون ہے غرماس نے کہا مین نہین جانتا کہ کیا قرابت ہے اور نہ مین جاننا چاہتا ہون یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ بکایک
دور سے تند گرد نمایان ہوا دونون لشکر اس گرد کی جانب نگران ہوئے تھوڑی دیر کے بعد دامن
گرد چاک ہوا قریب دو لاکھ فوج کے اس طرف آتے معلوم ہوئی طہماس نے خبر کے واسطے آدمی
بھیجے وہ خبر لیکے آئے اور کہا ای شہریار غرماس کی فوج ہے اب جو طہماس کی نظر سے اسقدر مجمع
گذرا حواس جاتے رہے کہا ضرور مین ہلاک ہونگا اسقدر فوج کثیر سے کون سربر ہوگا وہ
فوج کثیر توریج کی طرف جا ملی شماس نام ایک سردار لشکر اسلام طہماس کے قریب
آیا اور کہا ای والا منزلت تمہارا خیال کس طرف ہے اسقدر شدت کی تپ ہے کہ حواس بیجا نہین ہین
دشمن کے مقابلہ مین کس طرح سربر ہوگے لامحالہ تمہارے ہلاک ہوجانے سے فوج اسلام
پسپا ہو جائیگی اور پسپا ہونے مین ہزارون بندگان خدا کی جانین کفار کے ہاتھ سے ضائع ہونگی
اس واسطے بہتر ہے کہ تم ایک جانب موجود رہو اور جنگ و حرب کا تماشا دیکھو تمہاری موجودگی مین
فوج اسلام کے دل کو قوت رہیگی طہماس لشکر کی جانب متوجہ ہوا شماس میدان مین آیا اور حریف
طلب کیا اس طرف سے ابراس ایک پہلوان نکلا پہلے کچھ کلمہ و کلام رہے پھر تیغ بازی شروع
ہوئی آخرش شماس نے ابراس ملعون کو ایکہی وار مین تلوار کے دو حصہ کیا غرماس ابراس کے
ہلاک ہونے سے زرد ہو گیا کہا غضب ہوا پہلے اس طرف کی شکست ہوئی دوسرا پہلوان لشکر کفار سے
نکلا بعد رد و بدل بسیار وہ بھی شماس خداپرست کے ہاتھ سے زخمی ہوا طہماس نے باواز بلند و شماس

سے جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے دلاور اب تم تھک گئے ہو جیسے آپ تھوڑی دیر دم لے لو
کوئی دوسرا پہلوان حریف کے مقابلہ کو بھیجو شماس نے کہا نہیں یارا ابھی مین نہین تھکا ہون
طہماس نے اصرار کیا شماس طہماس کے اصرار سے مجبور ہوا چلا آیا اور طبل بازگشت بجوا دیا
غرماس بہت آزردہ ہوا کہا اے خدا پرستو یہ کیا حرکت ہے صرف اسیقدر جنگ خفیف پر اکتفا کی
ہم اس طبل بازگشت کو نہین قبول کرتے المع رومی مسلمان پہلوان آیا اور کہا اے غرماس اگر تو
اس وقت کے طبل بازگشت سے راضی نہین ہے تو کچھ مضائقہ نہین ہے ہم موجود ہین کسی گبر کو مقابلہ
کے واسطے بھیج زرق نامے ایک پہلوان فوج کفار سے اسکے مقابلہ کو آیا تا دیر دونون مین رد و بدل
رہی آخر زرق کو بھی المع رومی نے ہلاک کیا پھر غاریقوس ایک پہلوان مقابلہ کو آیا جسکی مردی اور
شجاعت کا آوازہ تمام لشکر کفار مین تھا المع رومی سے رد و بدل شروع ہوئی المع نے اسکو بھی
ضرب شمشیر سے جہنم واصل کیا غرماس کی آنکھون مین خون اتر آیا اسنے فورًا جنگ مغلوبہ کا حکم
دیدیا تیغ و تیر نیزہ و خنجر چلنے لگے دیوارہ پشت جنگ وار شمشاد تر سول سے لڑ رہے تھے ؎ دو ابر
از دو سو در خروش آمدند ؛ دو دریاے آتش بجوش آمدند ؛ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ؛ درخشان
تر از چشمہ آفتاب ؛ ز رنگ کمانہاے بازو شکن ؛ بسے خلق را یادہ از خویشتن ؛ ز بس کوفتن بر زمین
گرز و تیغ ؛ ز ہر غار برشد غبارے چو میغ ؛ ز منقار پولاد پران خدنگ ؛ گرہ بستہ خون در دل
خارہ سنگ ؛ المع رومی نے اکثر زبردست پہلوان بیجان کر مارے غرماس بھی اسکے قریب آگیا اسپر
بھی شمشیر کا وار کیا تھا وہ وار ابرو پر آلگا ہوا خواہ اسکو بچے بچاے گئے اسکے زخم کھانے سے فوج کفار نے
عورتون کے خواص پیدا کیے گھونگھٹ کھایا شکست فاش ہوئی بہت مارے گئے بھاگ کر دور نکل گئے
وہان جاکے توقف کیا دم لیا غرماس کا علاج شروع ہوگیا پھر جنگ کے مشورے ہونے لگے اسطرف
طہماس نے فوج اسلام کی دلاوری کی بہت تعریف کی دو روز تک جنگ موقوف رہی بعد پھر فوج
لشکر اسلام کے مقابلہ پر آکے مقیم ہوئی سب نے طبل جنگ بجایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ پر چوب
پڑی ؎ ز نقارہ آواز آمد برون ؛ کہ دو نشست و دو نشست گردون دون ؛ تمام شب دونون لشکرون
مین جنگ کی تیاری رہی ؎ دگر روز چون خسرو خاوری ؛ بر آمد برین تخت نیلوفری ؛ میدان مصاف
مین دونون لشکر صف آرا ہوئے ہنگامۂ مقابلہ گرم ہوا آج روز گذشتہ کا عکس ظہور مین آیا یعنے فوج
اسلام کے پہلوان کام آنا شروع ہوئے نوبت باینجا رسید کہ کوئی پہلوان فوج اسلام مین باقی نہ رہا
حسب اتفاق اس روز طہماس شدت تپ مین زیادہ بدحواس ہو رہا تھا جب اسکو معلوم ہوا کہ
لشکر اسلام مین کوئی پہلوان باقی نہین رہا بحالت مجبوری اس حالت بدحواسی و شدت تپ مین مسلح و مکمل
ہو کے مرکب پر سوار ہوا اور میدان حرب مین آکے کہا او غرماس کدھر ہے آ میرے مقابل کو غرماس طہماس
کے روبرو تلوار کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے طہماس آج پھر تم اپنی جان دینے کو آمادہ ہوگئے طہماس نے بے تحاشا
تلوار کا وار کیا غرماس نے جگہ خالی کی اور کہا اے طہماس مین نے اب تک تمہاری رعایت کی حالانکہ مین
خود متعجب ہون کہ مین نے خلاف دستور تمہاری کیون رعایت کی مگر اب میں رعایت
نکرونگا ؎ زدی ضرب خود ضرب نا خوش کن ؛ غم دین و دنیا فراموش کن ؛ طہماس نے کہا اسوقت

شدت تپ سے یہ حال تھا کہ ہاتھ مین تلوار سنبھل نہ سکتی تھی اور مرکب پر ڈگمگا رہا تھا معلوم ہوتا
تھا کہ عنقریب مرکب سے زمین پر گرا جاتا ہے مگر اسی بدحواسی مین کہا ای غماس تو بلا تکلف
اپنا وار کر مگر پہلے مین جو کچھ کہون اسے سن لے آگاہ ہو کر تو میرا ہونا ہے تجھپر میرا حق بہت کچھ
ہے مین جنگ و حرب مین رعایت نہین چاہتا ہون صرف اس قدر تجھسے میری آرزو ہے کہ جب
مین ہلاک ہو جاؤن تو میری لاش کو ضایع نہ کرنا جس طرح ممکن ہو خانۂ کعبہ پہونچوا دینا اور وہین
دفن کر دینا اور مین آذر چہرہ کے بارہ مین بھی تجھسے کچھ وصیت کرتا مگر افسوس تو تو ہیچ کا ایسا ناقدر
ہو کر مجکو مطلق پاس قرابت نہین ہے اسکے بارہ مین حجت کرنا بیکار ہے جو کچھ اسکے مقدر کا مقرر
ہے وہی پیش آویگا افسوس مین کچھ سمجھا تھا اور ظہور مین کچھ آیا ہے این طرفہ گردش فلک کج مدار
پست نہ پھر سوے آسمان سر بلند کیا اور کہا ای چارہ ساز بیچارگان وای دستگیر درماندگان اگرچہ تجھے
ہر طرح کی قدرت ہے تاہم مین اس حالت مایوسی و بے یاری مین اس بات کا ملتجی نہین ہون کہ تو مجکو
اس گبر پر فتحیاب کر یا اسکے دست ظلم سے نجات دے بلکہ اس بات کا آرزومند ہون کہ جس طرح یہ
گبر باوجود قرابت قریبہ کے مجھپر برسر پرخاش ہے اور ہلاکت کے درپی ہے اسی طرح اسکو بھی مجبور و لاچار
کر کے جہنم واصل کرنا اور میری دختر آذر چہرہ کو ان گبرون کی قید و بند سے نجات بخشنا کہ دل شکستہ
ہے مرا اور جان غم آلود ہے بلطف تیرا ہو تو حاصل گوہر مقصود ہے یہ کہکے تلوار علم کی اسی شدت تپ و
بدحواسی مین اس زور طاقت سے تلوار کا وار غماس کے سر پر کیا کہ اگر وہ وار پہاڑ پر پڑتا فوراً
دو حصے ہو جاتا غماس مردود نے اس وار کو بھی رد کیا اور خود تلوار کا وار طہماس کے سر پر
کیا وہ تلوار تا سینہ اتر آئی اور طہماس اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کہتا ہوا
زمین پر گرا بس مرغ روح نے اس مرد مسلمان کے جانب باغ جنت پرواز کی اسی وقت جانب مغرب
سے ایک گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی فوج کفار نے اس گرد کے حال دریافت کرنے کا بھی انتظار نہ کیا
قتل بلاسے بیدریان بقیہ فوج اسلام پر یورش کی بے سردار فوج کا قیام کجا بے تحاشا بھاگنے کا ارادہ
کیا فوج اسلام ہی کے ایک لشکری نے پکار کے کہا ای دلاورو کچھ ننگ دلاوری رکھتے ہو تو بے سر
ہونے کی حالت مین بھی دشمن کے حملہ کو روکو بھاگنے سے کیا فائدہ ہر طرح ایک روز مرنا ہے اگر آج ہی
لڑکے مرجاؤگے تو کیا نقصان ہے یہ سنکے مسلمانون کی رگ حمیت کو حرکت ہوئی سب نے فوج کفار کی
جانب رخ کیا اور تلوارین علم کرکے دوڑ پڑے اس عرصہ مین اس گرد تیرہ و تار کا دامن چاک
ہوا اور نورالدہر فوج کثیر لیے آپہونچا یہ بھی نہ پوچھا کہ طہماس کہان ہے بے تحاشا تلوار مارنا شروع کر دین
نورالدہر غماس کے قریب پہونچ گیا اپنے مرکب سے ایک لات ایسی دی کہ وہ مردود مع مرکب اوندھے
منہ زمین پر گرا نورالدہر نے اسے گرفتار کیکے گٹھری کی طرح ایک جاے محفوظ مین رکھدیا اور پھر فوج
کفار مین در آیا نوبت باین جا رسید کہ فوج کفار نے تاب مقابلہ نہ لاکے فرار پر قرار لیا تھوڑی دور تک
نورالدہر نے تعاقب کیا بعدہ واپس آکے اس مقام پر قیام کیا جہان غماس گٹھری کی طرح بندھا رکھا تھا
بقیہ اہل لشکر طہماس کو بلایا طہماس کا حال پوچھا انھون نے کہا ای شہریار کیا عرض کرین کہ طہماس کو
باوجود مریض ہونے کے اس غماس موذی نے کس بیرحمی سے ہلاک کیا ہے غرضکہ تمام حالات

فصل بیان مین کہ نورالدہر کو بہت غصہ آیا اُسی وقت تلوار سے غزماس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور دیگان
بازرگی کو بلا کے وہ ٹکڑے کھلا دیئے اہل لشکر نے کہا شہریار طہماس مرحوم نے اس خیال سے کہ غزماس
قرابت قریبہ رکھتا ہے اُس مردود سے وصیت کی تھی کہ بعد ممات میری لاش کو بیت اللہ بھیجدینا ہر گاہ کہ آپ
یہان تشریف لے آئے ہین آپ کو اختیار ہے نورالدہر نے کہا بیگاہ اُس موذی سے وصیت کی وہ کیا لاش
کعبۃ اللہ ہو پہنچاتا ہم انشاءاللہ شہریار طہماس کی لاش کعبۃ اللہ بھیجین گے شب کو بعد فراغ طعام سرداران کو
اپنے خیمہ مین طلب کیا اور مشورہ کیا کہ طہماس غزماس کے ہاتھ سے ہلاک ہو حمزہ ثانی نے طہماس کو اور جنکو
توج کے لینے کے واسطے بھیجا تھا یہان رنگ دگرگون ہو گیا نہین معلوم ملک آزرچہرہ کو توج بدبخت نے
کہان قید کیا ہے فرعون ملعون رہا ہو چکا یہان اگر توقف کیا جاتا ہے نہین معلوم کیا کدورت پیش آئے
مزید برآن طہماس کی لاش کو کعبۃ اللہ بھیجنا ہے اس صورت مین تم لوگون کی کیا رائے ہے سب نے متفق کہا
شہریار ہمارے نزدیک تو یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ طہماس کی لاش کو حمزہ والا قدر کی خدمت مین
لے چلو وہان پہنچ کے جو کچھ حمزہ ثانی حکم دین اسکی تعمیل کیجاوے نورالدہر نے بعد تامل بسیار کہا
ہان میرے نزدیک بھی یہی مناسب ہے چنانچہ دوسرے روز طہماس کی لاش کو لیکے لشکر اسلام کیجانب
کوچ کیا یہان حمزہ ثانی منتظر تھے کہ عنقریب توج بدرگ گرفتہ و بستہ آتا ہوگا یکایک خبر پہنچی کہ نورالدہر
مع لاش طہماس کے آتے ہین حمزہ ثانی گھبرا کے بارگاہ سلیمان سے باہر آئے عمر ثانی کو بھیجا کہ دیکھو توج
کیا خبر ہے عمر ثانی روانہ ہوئے نورالدہر کے لشکر مین پہونچے نورالدہر سے ملاقات ہوئی حال پوچھا نورالدہر
نے کہا اے عمر ثانی کیا پوچھتے ہو خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو یہ لاش طہماس کی ساتھ ہے باقی حال حمزہ والا قدر
کے روبرو بیان کر دونگا سُن لینا نورالدہر اور عمر ثانی دونون ایک ساتھ روانہ ہوئے لشکر اسلام مین
پہونچے نورالدہر مع لاش طہماس بارگاہ حمزہ مین داخل ہوئے جونہی حمزہ ثانی کی نظر طہماس
کی لاش پر پڑی آنکھون پر رومال رکھکے اسقدر روئے کہ رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا تمام دربار
مین شور گریہ و بکا تھا نورالدہر نے کہا اے عالی منزلت مجکو پیشتر ہی معلوم ہو گیا تھا کہ طہماس اب زندہ نہین
بچین گے مگر مین نے بنا بر مصلحت سکوت اختیار کیا اور مجبوریا موقوف ہے تمام سرداران لشکر کو معلوم
تھا خود طہماس نے اپنی زندگی سے ناامید ہونے کی اطلاع دی تھی وجہ یہ تھی کہ طہماس نے خواب
پریشان دیکھا تھا کہ خون کے دریا مین غوطہ کھا رہا ہون اور ہزارہا جانوران دریا ہر چہار جانب گھیرے
ہوئے ہین اور قصد ہے کہ طہماس ڈوب جاوے تو لپٹ جاوین حمزہ ثانی نے کہا یارو تمنے مجسے
اس خواب کو نہ بیان کیا ہرگز طہماس کو آرمینوحصار کی جانب نہ بھیجتا نورالدہر نے کہا بالفرض طہماس
آرمینوحصار کی جانب نہین بھیجا جاتا تو کیا ہوتا جو وقت موت کا مقرر ہے وہ کسی طرح نہین ٹل سکتا اب
طہماس کی ہلاکت کا سبب غزماس ملعون ہوا اُس حالت مین کوئی اور سبب ہلاکت کا ہوتا اور ظاہر
ہے کہ شدت تپ مین مبتلا ہو گئے تھے وہ تپ ہی سبب ہلاکت ہوتی اذا جاء اجلهم لا یستاخرون
ساعۃ ولا یستقدمون الغرض طہماس کا بیان ہے کہ جس روز غزماس سے مقابلہ کیا ہے اس روز
شدت تپ سے حال بہت متغیر تھا مرکب پر بیٹھنے کی طاقت کسی ہی ہاتھ مین تلوار نہ سنبھال سکتی تھی
اسی حالت مین غزماس کو کچھ قصد بھی کی تھی جدو غزماس کے ہاتھ سے شہادت پائی

حمزہ ثانی نے پوچھا کیا وصیت کی تھی نورالدہر نے کہا وصیت یہ کی تھی کہ میری لاش کعبۃ اللہ پہونچا دینا
حمزہ ثانی نے کہا وہ موذی اس وصیت پر ہرگز عمل نہ کرتا افسوس ہے ای نورالدہر تم بہت دیر میں پہونچے
ورنہ طہماس حالت تپ میں مقابلہ کرکے اپنی جان نہ دیتے نورالدہر نے کہا ای شہریار مجکو اسقدر تاخیر ہوئی
کہ طہماس اسی وقت زخمی ہوکے مرکب سے زمین پر گرے کہ میں پہونچا رمقے جان باقی تھی میں
غرماس سے مقابل ہوا اسکو قتل کرکے اور فوج کفار کو بھگا کے طہماس کی طرف آیا یہان طہماس کو
بالکل بیجان پایا حمزہ ثانی عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور کہا ای بہتر طہماس دلاور کی بھی لاش کو کعبۃ اللہ
لے جاؤ اور دفن کراؤ عمر ثانی نے دست بستہ کہا بہت مناسب ہے اسباب سفر تیار ہوا
صندوق چوبین میں طہماس کی لاش رکھی گئی عمر ثانی نے وہان سے کوچ کیا بعد چند روز کے
کعبۃ اللہ پہونچے حمزہ صاحبقران والاشان کو خبر ہوئی بہت گھبرائے کہا ای خواجہ عمر یہ
کیا معاملہ ہے ابھی عنتر قرآن کی لاش کو آئے ہوئے عرصہ نہیں گذرا کہ اب طہماس دلاور کی لاش
آئی ہے کیا مشیت باری تعالے میں یہ بھی گذرا ہے کہ تمام لشکر اسلام کفار کے ہاتھ سے درجہ شہادت پر
فائز ہو جاوے خواجہ عمر نے عرض کی شہریار مجکو بھی سخت تردد ہے سنتا ہے عمر ثانی لاش کے ہمراہ ہے
اس سے حقیقت حال دریافت ہو جاوے گی یہان تک کہ وہ لاش حوالی کعبۃ اللہ میں پہونچی حمزہ
صاحبقران کی ملازمت حاصل کی حمزہ صاحبقران کو پیشتر خبر پہونچ چکی تھی عمر ثانی کو دیکھکے
آنکھوں پہ رومال رکھ لیا خوب روئے خواجہ عمر بھی انکے ساتھ روئے بعدہ عمر ثانی سے حال
پوچھا عمر ثانی نے کہا شہریار یون تو جسکی موت آتی ہے وہ ایک نہ ایک بہانہ سے ہلاک ہوتا ہے
لیکن طہماس دلاور کا عجیب و غریب واقعہ گذرا یہ کہکے ازاول تا آخر تمام حال بیان کیا اور کہا
قابل افسوس یہ بات ہے کہ اثنائے راہ میں اس شدت کا بخار آیا کہ حواس مختل ہوگئے تھے
اسی حالت اختلال حواس میں غرماس ملعون کا مقابلہ کیا اور اثنائے محاربہ میں اس سے یہ
وصیت کی کہ تمسے قرابت قریبہ رکھتا ہوں میں تجھسے رعایت کا طالب نہیں ہوں صرف اسقدر
آرزومند ہون کہ جب ہلاک ہو جاؤں میری نعش کعبۃ اللہ بھیج دینا اسکے بعد غرماس نے طہماس
کے سر پر تلوار کا وار کیا وہ تلوار تا سینہ اتر آئی مرکب سے لاش زمین پر گری تھی کہ نورالدہر پہونچے
انھون نے غرماس سے اسکی سنگدلی کا معقول عوض لیا یعنے اس مردود کو گرفتار کرکے اسکے
ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ان ٹکڑون کو سگان بازاری کو بلاکے کھلا دیا حمزہ صاحبقران نے کہا خوب
کیا وہ مردود اسی قابل تھا بعدہ قبر تیار ہوئی حمزہ صاحبقران نے پوشش کعبہ کا طہماس کو کفن
دیا و گریان و نالان خود قبر میں اتارا گرد قبر کے ایک کہرام تھا ہر شخص کا دل صرف اس خیال سے
آب ہو جاتا تھا کہ طہماس نے حالت تپ محرقہ میں باوجود اختلال حواس کے غرماس سے مقابلہ
کرکے جان دی اور ہنگام ہلاکت یہ تمنا ظاہر کی کہ کاش میں اپنی دختر آذر چہرہ کے دیدار سے
بہرہ یاب ہو گیا ہوتا آذر چہرہ بھی میرے دیدار کی آرزومند ہوگی جو بیک کفار کی قید میں مبتلا ہوگی
الغرض حمزہ صاحبقران نے گریان و نالان طہماس کو بھی حوالی کعبۃ اللہ میں دفن کیا فاتحہ
پڑھکے سب اپنے اپنے مقام کو گئے عمر ثانی نے عرض کی غلام بھی اب رخصت ہوتا ہے

حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای عمر دو چار روز یہان توقف کرو پھر چلے جانا عمر ثانی نے دست بستہ عرض کی غلام تابع فرمان ہی لیکن غلام کا قیام یہان خاص اس سبب سے غیر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ابھی فرعون کا فتنہ درپیش ہی وہ ملعون لشکر اسلام سے رہا ہوکے سنتا ہی کہ کوہ تلور کی جانب بھاگ گیا ہی وہان سے دیکھیے کیا فساد پیدا کرتا ہی اُس طرف توج بدرگ بھی ملکہ آزرچہرہ کو گرفتار کیے ہوے ہی اور اُسکی جان و آبرو کا در پی ہی حمزہ صاحبقران ثانی بہت متردد ہین حمزہ صاحبقران والا شان نے فرمایا خیر عالم مجبوری ہی جاؤ میری طرف سے حمزہ صاحبقران ثانی کو بہت بہت دعا کہنا اور کہنا ای فرزند گھبرانا نہین خدا وند قادر و توانا کو ہر وقت حامی و مددگار سمجھنا عقل خیر کیجانب ہمت کو مصروف رکھنا چند روزہ حیات مستعار کا اعتبار نہ کرنا نیکی سے باز نہ آنا لذات دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھنا ہوتر قران نے انتقال کی سخت صدمہ ہوا اب یہ دوسرا صدمہ طہماس کا ہوا سب کو یہی راہ ایک روز درپیش ہوگی جو گذر گیا گذر گیا کوئی گریہ وزاری کروگے تو کیا ہوگا تلافی مافات مشکل ہی آیندہ کی خبرگیری مقدم ہی دنیا کے کام معطل نہین رہ سکتے ہیں اس فہمایش بزرگانہ کے حمزہ والا قدر نے عمر ثانی کو رخصت کیا خواجہ عمر نے بھی خدا حافظ کہکے رخصت کی عمر ثانی وہان سے روانہ ہوئے دو منزلہ راہ طی کرتے تھے نہایت عجلت تھی اس خیال سے کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین کیا واقعہ درپیش ہوا ہو حتے کہ چند روز کے بعد لشکر اسلام مین پہونچے حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوئے دیکھا حمزہ ثانی نہایت مغموم و محزون ہین خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا الحمد اللہ بعد جو کچھ حمزہ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا

حمزہ ثانی کو طہماس کے غم و ملال مین اور ملکہ آزرچہرہ کو توج بدرگ کی قید شدید مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور اب فرعون ثانی کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہی جو حمزہ ثانی کی قید سے رہا ہوکے وہ ماور کیجانب بھاگا ہی

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو / خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو
مزا آتا نہین ختم ستم کے بعد و رنج و راحت مین / خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہان کیون ہو
یہ مصرع لکھ دیا ظالم نے میری لوح تربت پر / جو ہو فرقت کی بیتابی تو یون خواب گران کیون ہو
بسطہ آدمی کا آدمی غم خوار ہوتا ہی / یہ سب بے اعتباری ہو تو کوئی رازدان کیون ہو
غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا / یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جان کیون ہو
بہت تکلیفین سہتے روز محشر ہوکے خواہان / ستم کا جو عدو دنیا مین صرف امتحان کیون ہو
انہین کو رشک بیجا ہی یہ ممکن ہی تو مجھسے ہی ناز / محبت اگر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو
سمجھے تھا ایسے نگاہ اور پھر سکتے گئے یہ بھی / غنیمت دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو
نئی تاکید ہی ضبط محبت کی وہ کہتے ہین / جگر ہو تو فغان پیدا ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو
خبر یک دور کی بزم عدو مین خاک ہوتے ہم / کسی نے رات بھر آتا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو
تحمل کر سکے کیا حسن نازک ان نگاہون کا / اسے مین نے چھپایا ہی دگرنہ وہ نہان کیون ہو
خدا شاہد خدا غائب ہی کیون سکتے ہو دو دو دن بار / خدا کو کیا غرض میرے تمھارے درمیان کیون ہو

جگر تسکے نہیں ہی چارہ گرو سخ جگر مجھو جو پیدا کی ہو مرکردہ دست نگان کرین ہو دہقانان گرد تحقیق ودلاوران غالب
لشکر شکن ناموران صاحب نشان شیران فیل توان ہر داستان ندرت بیان کو یون حوالہ بیان کرتے ہین
کہ جب فلک آستان ثریا مکان ۔ زیب اورنگ شاہی رونق وسادہ ظل الٰہی حاجت روائے مراد معتقدان رحم فرمائے
بحال زار ستمدیدان صاحب بارگاہ گردون جاہ کنندۂ بیخ کفر و کافری برہم زن ہنگامہ سحر و ساحری بانی بنائے لطف بابا لی
حمزہ صاحبقران ثانی کے لشکر ظفر پیکر سے شنین بن شیاطین کی شیعت سے فرعون ثانی جا کا اٹھانے رات بتیغ
نمایان ہوا تو ڈر کر ایسا نہو کہ لشکر اسلام سے کوئی عیار میری تلاش مین آتا ہو مگر بیہ سوچا کر حال کو دریافت کر نا ضرور ہی
ہمارے رفیقون میں ہو لشکر اسلام کا یہ کچ نہیں تو تہ درخت مین پوشیدہ ہو گیا تا اینکہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا
ہبران دیوکش چند پہلوانان نوری ہیکل سے اسطرف چلا آتا ہی بہت خوش ہوا اُس درخت سے آ کے
بڑھا جو ہین ہبران دیوکش کی نظر فرعون ثانی پر پڑی پانون پر سر رکھدیا کہا ای خداوند صاحب قدرت
دجلال تیرا در ود مسعود اس طرف کیونکر ہوا جاہ وحشم اپنا کہان چھوڑا بہت طالع میرے کہ اس
طرف آنے کا اتفاق ہو گیا ای خداوند مجھکو یقین ہی کہ کسی مظلوم کی دادرسی کو جاتا ہی فرعون نے کہا ای
ہبران کیسا جاہ وحشم اور کہان کی فریادرسی غضب ہو گیا تھا ستم کا سامنا تھا مین خدا پرستون کی
قید مین مبتلا ہو گیا تھا مین شنین بن شیاطین کو ایسی تو بلک مرحمت کرتا وہ بفن عیاری
خدا پرستون کی قید ظلم سے رہا کر لاتا دورسے جو مین نے تجھے آتے دیکھا سمجھا کہ خدا پرستون کا کوئی عیار
اس طرف گرفتاری کو آتا ہی بارے تو میرا بندہ خاص مجھ تک پہونچا ہبران دیوکش نے کہا ای خداوند
خدا پرستون نے بہت سر اُٹھایا ہی تو کیون نہیں ان سب کو نیست و نابود کر دیتا تاکہ ہمیشہ کے واسطے یہ قصہ رفع
دفع ہو جائے فرعون نے کہا ای ہبران دیوکش مین پیشتر اس بات کا تیکے سامنے ذکر کر چکا ہون کہ جب مین
نے دنیا کو پیدا کیا تھا تبھی یہ تمام امور میری مشیت مین گزر چکے اب ہلی زردید غیر ممکن ہی ہان تمام دنیا کو
نیست و نابود کر کے از سر نو انتظام کرون تو ممکن ہی ہبران دیوکش نے کہا پہلے ہی سے ایسا کیون انتظام نہیا
کہ خداوند کو کسی طرح کا گزند نہ پہونچتا اُسنے کہا یہ ممکن تھا لیکن وجہ اسکی یہ ہی کہ میری خداوندی بھی
موجودات عالم کا بھی مقتضی ہی اور موجودات عالم مین حوادث و انقلابات کا دخل لازمی ہی پھر مین کس طرح محفوظ
رہ سکتا ہون ہان یہ اس صورت مین ممکن تھا کہ مرکبات عنصری کا مجھ مین دخل نہوتا محض جوہر مجرد
رہتا پھر تم مجکو کس طرح دیکھ سکتے اور کیونکر مجھ تک پہونچتے وہی اعتراض تم سب کرتے جو خدائے
نادیدہ کی نسبت کرتے ہو ہبران نے کہا ای خداوند تیری مشیت کو تو جانے ہم کیا
سمجھ سکتے ہین اچھا اب میرے غریب خانہ کو اپنے نور قدم سے رشک گلشن بنا لیجئے فرعون نے قبول
کیا ہبران کے ہمراہ روانہ ہوا ہبران اپنے مکان پر پہونچا فرعون کو ایک مکان پر تکلف مین مقیم کیا
دربار عالی شان درست کیا ایک تخت طلائی پر فرعون کو بٹھایا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ خداوند فرعون
کا نزول ہبران دیوکش کے یہان ہوا ہی جوق جوق گروہ گروہ اہل شہر دربار مین آئے فرعون کے روبرو سجدہ
کیا دست بستہ نظر بر پشت پا دوختہ اس طرح ثنا و دعائے خداوندی ادا کی ای خداوند تو عالم کا تو ہی اور تو ہی
مالک ہی تو سب ابھی چیزین دکھا دیتے والا ہی تو نے آسمان کو معلق بنایا زمین کو پانی پر بچھایا طرح طرح کے درخت
سبز اگائے رنگا رنگ کے پھول کھلائے ہر قسم کے پھل پیدا کئے ہندوانہ کو تو نے مسند لون ست ...

انکے ہاتھون سے پناہ ملی تجھ کیا آخر کو یہان قدم رنجہ کیا تیری شبستان مین کسی کا کیا دخل ہی اپنے نام کی محبت
ہمارے دلون مین پیوند کر ہم مین اپنی پرستش بڑھا ہماری نسلیون کی ہمین تربیت کرا اپنی بزرگی رحمت
سے اپنی زور ہمین قائم رکھ تجکو اپنے جلال کا واسطہ تجکو اپنے کمال واسطہ آمین کوئی فرعون کے واسطے کھانا لیے
آتا ہی کوئی پر تکلف لباس لیے آتا ہی کوئی اشرفیان نذر گذار رہا ہی کوئی ہاتھ جوڑے بیٹھا مانگ رہا ہی کوئی
دلی مانگ رہا ہی غرضکہ ایک اژدہام عام ہی ہر سو سے کھوا چلتا ہی مجمر ہاے طلائی و نقرئی مین آگ
روشن ہی کوئی اگر سلگاتا ہی اور عود جلاتا ہی تمام مکان مین بو کی دھوان بھرا ہی فرعون بکمال تمکنت اپنی جگہ
بیٹھا ہی ہر ایک کی صورت دیکھتا منھ سے کچھ نہیں بولتا ہی بہران دیوکش پاس بیٹھا ہی منتظر حکم اگر ہر روز
علے الصباح دربار مین فرعون بیٹھتا ہی نصف شب کو دربار برخاست کرتا ہی ایک ہفتہ گذرنے کے بعد
ایک روز بہران دیوکش نے کہا ای خداوند یہان سے قریب کوہ بلور ہی وہان کا بادشاہ و فرمانروا
تیرے بندگان خاص مین ایک بندہ بہرام تہمتن نام ہی تیرے کرم سے آج وہ تین لاکھ فوج پر حکمران ہی
اگر تیری مرضی ہو تو مین جاؤن تیری معنی خبر کرون اسکو تیرے حال کی خبر نہین ہی ورنہ تیرے دشمنون سے
ضرور وہ عوض لیتا اور اب بھی اگر وہ آمادہ ہو جاے گا تو کوئی تیرا دشمن زندہ نہین بچیگا فرعون بہرام تہمتن کا
نام سنکے بہت خوش ہوا کہا ای بہران دیوکش بندہ مقرب ہمارے تو ضرور بہرام تہمتن کے پاس جا اور
ہمارے یہان وارد ہونے کی خبر کر بہران دیوکش نے اپنے ملازمون سے تاکید کی کہ خداوند یہان وارد
ہی مین کوہ بلور جاتا ہون بہرام تہمتن کو خداوند کے ورود کی خبر کرونگا تم سب خداوند کی خبرگیری کرنا
کسی بات کی تکلیف نہو ورنہ بہت بری طرح پیش آؤنگا بعد ازان کوہ بلور کی جانب روانہ ہوا بعد
طی منازل کوہ بلور پہ پہونچا دریافت کیا کہ بہرام تہمتن کہان ہی معلوم ہوا کہ دربار مین ہی یہ بھی بہ عجلت تمام دربار
مین پہونچا دیکھا دربار گرم ہی پانچ سو سردار اور امرا دو طرفہ کرسیون اور صندلیون پر بیٹھے ہین بہرام تہمتن
تاج مکلل بجواہر سر پر رکھے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہی چوبدار خدمتگار عرض بیگی وغیرہ سب اپنے اپنے
عہدہ سے ہوشیار ہین بہران گیا سلام کیا بہرام تہمتن بہران دیوکش کو دیکھ کے بہت خوش ہوا
کہا ای بہران تو بہت دن کے بعد آیا کہان تھا اور آج کس طرح یہان آنیکا اتفاق ہوا بہران نے کہا ای
بادشاہ ایک خوشخبری لیکے آیا ہون وہ یہ ہی کہ زہے نصیب میرے اور تیرے کہ خداوند فرعون
نے میرے یہان قدم رنجہ فرماکے عزت بخشی مجھکو مدح دینے آیا ہون اگر تجکو خداوند کی زیارت منظور ہی تو میرے
ساتھ میرے مکان پر چل زیارت خداوند سے مشرف ہو بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا کہا ای بہران
یہ تو مژدہ گرجان نثار کروں روا ست ❊ خداوند کی زیارت کی برسون سے امید تھی کب وہ ہوگی جو خداوند
تیرے یہان آکے مہمان ہوا اُسنے کہا مسلمانون نے خداوند کو حیران کر رکھا ہی یہانتک کہ خداوند کو قید کر لیا تھا
شمیم بن شیطان نے بخت یاوری کی حق قید و بند سے رہا کیا بہرام تہمتن نے کہا مسلمان بڑے
سرکش مسموم ہوتے ہین انکو خداوند نے نیست و نابود کیون نہ کر دیا بہران نے کہا مین نے پیشتر ہی
خداوند سے یہ سوال کیا تھا خداوند نے جواب دیا کہ ازل سے جو چیز مشیت مین گذر چکا ہی وہ ضرور ہونا ہی بہرام
نے کہا ہم ہوتے تھے تب یہی مشیت پر جسمین خداوند کو تکلیف ہو پہنچے بہران دیوکش چنانچہ خاموش ایسے
صفات خداوند کی شان مین ہرگز مناسب نہین ہین خداوند بیا غضب و قہر نہ کرے یہ خفیہ بات نہیں

مسلمانون ہی کو حاصل ہی کہ وہ خداوند کی شان مین ایسی ہی گستاخی کرین خداوند معاف کر دیتا ہی بعد اس گفت و شنید کے بہرام تہمتن فرعون کے پاس چلنے کو مستعد ہوا اسکی ایک محبوبہ تھی دلبر نام اس سے رخصت ہونے کو گیا اسنے کہا تو کہان جاے گا بہرام نے کہا خداوند کی زیارت کو جاونگا دلبر نے کہا خداوند کہان ہی بہرام نے کہا بہران دیو کش کے یہان ہی دلبر نے کہا مین بھی چلونگی خداوند کی زیارت کرون گی بہرام نے کہا مین خداوند کو یہین سے آونگا جس قدر منظور ہو زیارت کرلینا دلبر نے تو تجکو نہین لیے جاتا ہو شاید اپنی امان کے یہان جائیگا بہرام نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی وہان امان کہان دلبر نے کہا پھر مجھے کیون نہین لے چلتا مین تجکو تنہا ہرگز نہین جانے دونگی بہرام تہمتن مجبور ہوا کل سے باہر آیا بہران سے کہا تو جا اور خداوند کو ضرور یہان لے آ بہران وہان سے فرعون کے پاس آیا اور کہا اے خداوند علی بہرام تہمتن کے پاس مین نے تیرے ورود کی خبر دی وہ تیری زیارت کا بہت مشتاق ہی فرعون وہان سے روانہ ہوا کوہ بلور پر پہونچا بہرام تہمتن کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا فرعون کو سجدہ کیا کہا اے خداوند مین تیری زیارت کا بہت مشتاق تھا اسے تیرے قدم آئے میری عزت افزائی ہوئی فرعون نے کہا اے بہرام بندہ خاص ہماری مشیت مین یہی گذرا تھا کہ ہم تیرے یہان آکے مہمان ہون بہرام نے دعوت ملوکانہ کا بند و بست کیا ایک مکان عالی شان آراستہ کیا فرعون کے رہنے کو دیا دن کو جشن وغیرہ کا اہتمام ہوا شب کو محفل عیش منعقد ہوئی رقاصان خوشرو و مطربان خوش گلو نے اپنے اپنے کمال دکھلائے ایک دن بازاری نے بکمال لطف یہ غزل گائی غزل

کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک رو کتان ہو جائیگا
جان پائے گا چمن اے گل تیرے گلگشت سے
پیر جب ہو جاونگا مین وہ جوان ہو جائیگا
پانسے کے موتی ہین تارے روشنان آفتاب
بیٹھ مژگان تیر خم مثل کمان ہو جائیگا
ملک دے زمین گر پھر تو سفر دوری ہی کیا
ہر خدنگ اسکے بدن مین استخوان ہو جائیگا
اسقدر ہر شوخ زلفت رہے آتش ناک کی
باغ مین ہر غنچہ گل عطردان ہو جائیگا

ایکدن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا
رفتہ رفتہ اپنے رنگ وہ صنم آنے لگا
ہر شجر مین مرغ جان کا آشیان ہو جائیگا
حرم سے ناصح کہتا ہی جو گر جائینگے دانت
تیرے آنے سے بھی بام آسمان ہو جائیگا
گر زمین بھی ساتھ ہو لیگی رفتہ رفتہ دیکھنا
ایکدن برگشتہ تجسے آسمان ہو جائیگا
یارب جب مجھ جان باب کو بھیجیگا پیغام وصل
شعلۂ آتش تیرے آگے دھوان ہو جائیگا
فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا ترا

چاند سا چہرہ جو پہر وہ سے عیان ہو جائیگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا
انقلاب دہر سے جس سے عطا لگا کے
کیا کشادہ رزق پھر اپنا دہان ہو جائیگا
تیرے ابرو کی کمان کو تیر سا سیدھا کیا
اس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا
کیا عذر مجکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا
آب جو مین پر لگی ہر آج اس گل کا جگر
طبیعت کا کسی دن امتحان ہو جائیگا

وہ مطربہ اس غزل کو اس لطف و خوبی سے گائی کہ تمام اہل محفل محو ہوگئے عاشق مزاجون کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرعون نے اس مطربہ کو قریب بلایا اسکا نام اور مقام سکونت پوچھا اسنے بیان کیا فرعون نے کہا جب ہم تجھے بلائین چلی آنا کچھ عذر نکرنا ہم مال دنیا سے تجھے غنی کر دینگے عاقبت مین بھی تجھے عالی رتبہ بخشین گے اسنے فرعون کو سجدہ کیا اور کہا اے خداوند جو کچھ ہو تم ہی ہو تیری تابع فرمان ہون جو حکم ہوا اسے بسر و چشم بجا لانے کو حاضر ہون تو کیا تیرے خادمان جو تو نے بلا یا مین تو سر کے بل حاضر ہون فرعون نے کہا جس طرح تو نے اس غزل کو گایا ہی اسیطرح کوئی اور غزل یاد ہو تو گا اور اپنے خداوند کو

بہت افسوس ہے اور نورالدہر کی طرف متوجہ ہو کے کہا اے دہر دوران تجنے غزماس کو ہلاک کیا
لیکن تورج مردود کو رہا کر دیا اُس بانیٔ فساد کو بھی ہلاک کرنا تھا یہ تمام فساد اُسی بدذات کا ہے
نورالدہر نے عرض کی خداوند نعمت مین تورج کو بھی ضرور ہلاک کرتا مگر اسوقت ہنگامہ مین تورج
کہین دکھائی نہ دیا یہان یہ باتین ہو رہی تھین دفعتاً ہنگامہ نمودار ہوا اور نورالدہر کو تمام حاضرین دربار
کے روبرو سے اُٹھا لے گیا تفصیل یہ ہے. حال کی یہ ہے کہ جب غزماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا تھا تورج
اُس ہنگامہ مین مع آزرچہرہ بنت طہماس موجود تھا وہ اُسوقت یہ سوچا کہ غزماس کو نورالدہر نے ہلاک کیا ہے
تورج کا رنگ بدل ہوا ہے اگر مین اس وقت نورالدہر سے مقابلہ کرونگا تو آزرچہرہ میری محبوبہ مجھسے چھوٹ
جائیگی خدا جانے آزرچہرہ کی رہائی مین نہین معلوم کیا صورت پیش آنے لگے اس وقت فوج کے ساتھ گریز
مناسب ہے مگر امر بزدلی پر محمول ہے لیکن شدہ مجبوری ہے تو مجھے نہ چھوٹنے کی چنانچہ فوج کے ساتھ آزرچہرہ کو لیکے
خود بھی بھاگا اور اُسکے نہایت بری بیتھر صعوبت تھا ہر مرتبہ راہ مین ٹھہر جاتا تھا اور کچھ سوچکے پھر بھاگتا تھا
آخر ایک مقام پر ٹھہر گیا یہ وقت وہ ہے کہ نورالدہر نے تعاقب فوج سے ترک نظر کی اور طہماس کی لاش
کے پاس واپس آئے تورج نے بہمن ستارہ منجم کو جو اسکے ہمراہ تھا قریب اپنے بلایا اور کہا اے بہمن
اگرچہ مین نورالدہر کے روبرو سے بھاگا ہون اور اس گریز کا سبب فقط ملکہ آزرچہرہ میری محبوبہ آرام جان ہے
لیکن گریز کی ذلت کو ہرگز میرا دل گوارا نہین کرتا دل چاہتا ہے کہ نورالدہر سے مقابلہ کرکے جس طرح نورالدہر
نے طہماس کا عوض غزماس سے لیا ہے مین بھی غزماس کا عوض نورالدہر سے لون لہذا اس وقت
از روئے علم نجوم میرے طالع دیکھو کہ نورالدہر کے مقابلہ مین کیسے رہین بہمن ستارہ شناس منجم
ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا نجوم کے قواعد جاری کیے قرعہ پھینکا حساب لگا کے کہا اے تورج اسمین تو بہتر
بہتر ہوگا کہ تو نورالدہر کے مقابلہ مین نہ پہنچے ورنہ تو زندہ واپس نہ آئیگا تورج نے کہا اے بہمن کیا ہمیشہ
مین نورالدہر سے مقابلہ مین کم رو رہونگا اسنے کہا ہمیشہ کا ذکر نہین ہے صرف آجکل کا زمانہ مضر ہے تورج
نے کہا خوب ہوا مین نورالدہر سے مقابل نہوا ورنہ مین ہلاک ہو جاتا اور ملکہ آزرچہرہ
مسلمانون کے قبضہ مین آجاتی اس مرتبہ ملکہ آزرچہرہ کو ہمراہ لیکے پیشتر سے زیادہ بے تحاشا
بھاگا ہر مرتبہ اُسکو خیال ہوتا تھا کہ شاید نورالدہر تعاقب کرتا ہو جہانتک ہو سکے جلد پہنچ جانے مع بقیہ فوج
بھاگتا تھا سو قریب قلعہ آہن تاب کے جو پہنچا فولاد آہن کلاہ اُس قلعہ کا حاکم تھا اُسکو پیشتر
خبر پہنچ گئی تھی کہ فرعون مسلمانون کی قید سے رہا ہوکے قلعہ بلور کی طرف گیا ہے
اور دولت و سامان جمعیت سمیت فرعون ثانی کی مدد کے واسطے جاتا تھا ہنوز فتح فولادی
قلعہ آہن کی جانب سے باہر نہین آئی تھی عنقریب برآمد ہونے والی تھی کہ تورج مع لشکر ملکہ آزرچہرہ
کو ساتھ لیے ہوئے قلعہ کے قریب پہنچا فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کو خبر پہنچی کہ تورج بھاگ کے اسطرف
آتا ہے اور عنقریب قلعہ مین داخل ہوا چاہتا ہے فولاد قلعہ کے باہر آیا دیکھا واقعی تورج
چلا آتا ہے فوراً دوڑ کے تورج کے گلے لپٹ گیا اور کہا اے پہلوان جہان دل اور دوران کیا
ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے اس طرح بدحواس چلے آتے ہو خیر تو ہے تورج نے کہا خیریت
کیا پوچھتا ہے تھوڑی دیر دم لیلون تو خیریت کا حال بیان کرون کیا تو نے خداوند فرعون وغیرہ کا حال

نہیں سنا اسکے سے کہا ہاں یہ خبر میں نے تحقیق سنی ہے کہ خدا پرستوں نے خداوند کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اب
خداوند کو سنا ہے کہ خدا پرستوں کی قید سے بدولت شیبن بن شیاطین رہا ہو گیا اور خداوند کوہ بلور کی طرف
گیا ہے چنانچہ میں بھی خداوند کی مدد کے واسطے مع فوج چلا تھا کہ تمہارے اس طرف ورود کی خبر سنی ٹھہر گیا کہ تم سے
ملاقات کر کے کچھ حالات دریافت کروں اور مشورہ لوں کہ اب ایسے حالات میں کہ خداوند فرعون
خدا پرستوں کی قید سے رہا ہو گیا کیا کرنا چاہیے اور کس طرح خدا پرستوں سے انکی سرکشی کا عوض لینا چاہیے
قورج نے کہا میری رائے یہ ہے کہ فی الحال خداوند کے حال کی خبر لینا محض بیکار ہے کیونکہ جب قید و بند سے
رہا ہو کے کوہ بلور پر پہونچ گیا ہے ضرور حاکم کوہ بلور یعنی بہرام تہمتن خداوند کی خاطر داری اور مدارا کرے گا
اور بعزت پیش آئے گا البتہ مقدم کام یہ ہے کہ نورالدہر وغیرہ سے سمجھا جائے کہ انہوں نے عزماس کو ہلاک
کر کے اسکے پارچے بدن سگان بازاری کو کھلوا دیے اس سے زیادہ بے عزتی خداوند کی پرستش کرنے
والوں کی کیا ہوگی فولاد آہن کلاہ نے کہا اے پہلوان زمان میں موجود ہوں اور میرا تمام لشکر موجود ہے
جس طرح چاہو خدا پرستوں سے سمجھ لو ہر روز ایک نہ ایک قصہ مسلمانوں کا سماعت میں گذرتا ہے سنتے
سنتے عاجز ہو گیا ہوں جہاں تک جلد ممکن ہو خدا پرستوں کا فیصلہ کرنا چاہیے قورج نے کہا فی الحال
فوج و لشکر سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے فولاد آہن کلاہ نے کہا کیا خوب فوج و لشکر سے کام لینے
کی ضرورت نہیں ہے تو پھر کس شی کی ضرورت ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو مسلمانوں کی کچھ وقعت و حقیقت
نہیں سمجھتا ہے ورنہ مسلمان وہ بلائے بیدرمان ہیں کہ فرعون ایسے خداوند کو گرفتار کر لیا باوجود قدرت
و جلال کے آج تک خداوند کے بنائے دنیا قصر معلق ایسی عمارت کو منہدم کر دیا جس پر کسی قسم کا سحر
وغیرہ مطلق اثر نہیں کرتا ہر وقت انسان کو چاہیے کہ ہر ایک کام کو اسکا انجام سمجھ کے شروع کرے
قورج نے کہا اے فولاد آہن کلاہ یہ سب کچھ تیرا خیال صحیح ہے اور میں تجھ سے زیادہ اس بات کو سمجھتا ہوں
مگر میرے پاس فی الحال ایسی شی ہے کہ جسکے مقابلہ میں سحر و افسون ہیچ ہے سحر و افسون کا اثر مسلمانوں پر
ہو گا لیکن وہ شی ایسی نہیں ہے جسکے اثر کو مسلمان کسی ترکیب سے زائل کر دیں چونکہ فی الحال مجکو صرف
نورالدہر سے سمجھنا ہے کہ اسنے عزماس کو ہلاک کیا ہے پس پہلے اسے گرفتار بلا کرتا ہوں بعدہ تمام خدا پرستوں
سے سمجھ لی جائیگی خاطر خواہ سمجھ لونگا یہ کہکے وہ انگوٹھی کہ شیبن بن شیاطین عیار فرعون کے ذریعہ
سے پائی تھی جیب سے نکالی فولاد آہن کلاہ کو دکھلائی اسنے کہا یہ کیا شی ہے اور اس کا کیا خواص ہے
جسکے ذریعہ سے مسلمانوں میں سے کسی کو گرفتار بلا کریگا میرے نزدیک تو بالکل عبث ہے البتہ فوج و لشکر
سے کچھ کام نکالا جائے تو نکل جائے قورج بدرگ نے کہا اے فولاد آہن کلاہ دیکھو ابھی اس انگوٹھی
کی منفعت ظاہر ہوئی جاتی ہے یہ کہکے ایک گوشہ میں علیحدہ چلا گیا اور اس انگوٹھی کے ذریعہ سے دیووں
کو جمع کیا ان سب نے دست بستہ کہا کیا حکم ہے ہم تابع فرمان حاضر ہیں جو حکم ہو اسے بجا لائیں قورج
نے کہا اے فولاد آہن کلاہ دیکھ یہ سب دیو اس انگشتری کے تابع ہیں جس کے پاس یہ انگوٹھی ہوگی
یہ دیو اسکے مطیع فرمان ہوں گے فولاد آہن کلاہ نے کہا پھر کیا ہے ان دیووں کے ذریعہ سے نورالدہر
کو بلانا چاہیے فوج و لشکر کی کیا ضرورت ہے قورج بدرگ نے کہا اے دیوو لشکر اسلام میں جاؤ نورالدہر کو
اٹھا لاؤ وہ دیو فوراً اٹھکے روانہ ہوئے دربار حمزہ صاحبقران ثانی میں پہنچے اور نورالدہر کو عین دربار کے سامنے

سے اٹھا لے گئے تورج کے پاس لے گئے یہ خداپرست حاضر ہی فولاد امین کلاہ کو حیرت ہوگئی کہ یہ طرفہ
واقعہ ہی عجب یہ قابلیت ان دیووں مین ہی تو یک پر کیا موقوف ہی باری باری تمام مسلمان ہلاک قتل کیے جا سکتے ہین
تورج نے کہا بیشک اور مسلمانون پر کیا موقوف ہی جسکو منظور ہو ان دیووں کے ذریعے سے بلا سکتے ہین سو عیان را
چہ حاجت بہ بیان الا بعد ازان تورج بدرگ نے کہا کہ پس خداپرست کو خوب مشکین بستہ کر لو اور ہمارے
روبرو حاضر کرو فوراً گرفتہ و بستہ کرکے نورالدہر تورج بدرگ کے سامنے حاضر کیے گئے تورج بدرگ نے کہا ای
خداپرست تو نے غضب کیا کہ عوناس ایسے ذی عزت بندہ خداوند صدرون کو ہلاک کیا تو نہین جانتا تھا کہ عوناس کے
خون کا عوض کس سختی سے لیا جائیگا اب بجز تیرے کہ سکتا ہون یقین سمجھ عوناس کو ہلاک کرکے تو نے مجکو ایسا صدمہ
سخت دیا ہی کہ مدت العمر نہ بھولونگا اور عوناس کی مذمت کے عوض مین تمام فوج اسلام کا استیصال
کرونگا سرداران لشکر سے بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای نورالدہر تو نے خداوند کی قدرت جلال کو
دیکھ لیا ہی جب یہان تیرے یہان گرفتار تھا تو نے کیسی کیسی سختیان کین تھین حتے کہ مجبوری مجکو
مسلمان ہونا پڑا لیکن خداوند کا فضل شامل حال ہو گیا جو مین اس قید و بند سے رہا ہوا اور تیرا قید سخت
سے زندہ رہنا محال تھا نورالدہر نے برہم ہوکے کہا ای تورج تو ہمیشہ کا مکار و بدکار ہی عالم غفلت مین
بہاو گرفتار کیا اور بیہودہ بکتا ہی اگرچہ مین اس وقت تیری قید مین مبتلا ہون لیکن تو یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ مین
بخوف جان تجھسے منت و سماجت پیش آؤنگا قسم ہی اس خدا واحد لاشریک کی جسکے قبضہ قدرت مین
میری اور تیری روح ہی دنیا کو ہیچ سمجھتا ہون اگر ہلاک ہو جاؤنگا پرواہ سے ہر طرح ایک روز مرنا ہی کل نہین
آج ہی سہی تورج کو بھی غصہ آگیا کہا ای نورالدہر اس وقت بھی تو اپنی سرکشی سے باز نہین آتے نہین جانتے کہ
اس وقت بالکلیہ میرے اختیار مین ہو جس طرح چاہون ہلاک کردون کوئی پرسان حال نہین یہ کہکے حکم دیا کہ
آنزرجیرہ میری محبوبہ آرام جان کو بھی اسی طرح بستہ میرے روبرو لاؤ چنانچہ وہ بھی اسی طرح
آہنی زنجیرون مین جکڑی ہوئی حاضر ہوئی تورج نے کہا او بیحیا دیکھ اب بھی غنیمت ہی اگر چندروز اور
دنیا مین تو اور زندہ رہنا چاہتی ہی تو خدا پرستی قبول کر ورنہ بعذاب سخت تجھے بھی ہلاک کرونگا اسنے کہا ای تورج
یہ کہنا بھی ہی جوش مین جو اس درست کر تو نے میرے پدر معظم کو نہایت بیرحمی سے ہلاک کیا اسکے غم و الم مین ہرگز
زندہ رہنا نہین چاہتی اگر تو مجکو ہلاک کرنے کا ارادہ کیے ہوئے ہی تو مین بھی خوش ہون مطلق مجکو ملال نہین ہی
تورج بدرگ نے کہا کہ تو مجکو کیون نہین قبول کرتی اسنے کہا مین تجکو کیا پوش سمجھتی ہون جو مین تجکو
قبول کرلون تورج بدرگ نے کہا اگر تو مجکو کچھ نہین سمجھتی تو مین بھی تجکو کچھ نہین سمجھتا ہی تا کہ سال دو سال
تیری مفارقت مین بیقرار ہونگا باشد دل بہلنے کی کوئی اور صورت پیدا کر لونگا اگر تو نہین تو اور
کوئی سہی بہتر ہین سہی مجکو تو دل لگی سے غرض ہی تو نہین سہی * نورالدہر نے کہا او بد لا تو کیا اس عورت
ذات کو خواہ مخواہ مجبور کرتا ہی اگر مرد ہی تو کسی مرد سے مقابلہ کر اول تو اسکے پدر والا قدر کو اس
حالت علالت مین ہلاک کیا مزید بران اس بیچاری کو اپنے سے رضامند ہونے کے واسطے مجبور کرتا ہی

ان ہر سہ زن و مرد کو اس بحث و تکرار مین چھوڑا جاتا ہی اور چند کلمہ دربار حمزہ ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

راوی کہتا ہی کہ جب نورالدہر کو بیچ دربار سے بہ تجہوائی اٹھا لے گیا حمزہ ثانی پیشتر ہی مسعود و محزون

تھے اب اور بھی پریشان و بدحواس ہوگئے کہا یارو یہ کیا آفت ہو کہ ابھی مہتر قران اور طماس کا غم دفع نہیں ہوا یہ تازہ مصیبت نازل ہوگئی کہ نور الدہر تو بچہ تھا لیکن اُسی انگوٹھی کا کرشمہ ہو جو توزج کے پاس تھی دیوان سبع اختری کو بلاتا ہو اور جس کو چاہتا ہو اُٹھا منگاتا ہو اگر یہی حال ہو تو کوئی مسلمان زندہ نہیں بچیگا سب کو توزج اُٹھا منگائیگا اور ہلاک کریگا بس انگوٹھی کم بخت کو تو صاحب قران قدیم نے نیست و نابود کر دیا پھر یہ انگوٹھی نمایاں ہوگئی اور عمر ثانی کیطرف متوجہ ہو کے کہا کہ مہتر صاحب قران عالم میں اس وقت اس معاملہ کو تمہیں محول کرتا ہوں کہ اگر نور الدہر کو توزج مردود کی قید سے رہا کرا لاؤ گے اور اُس انگوٹھی کا قصہ پاک کر دوگے میں تمہارے دو چند منصب و خلعت پیدا ہونگی کہ مہتر آخر عیاری تمہاری ہمارے کس روز کے کام آئیگی کیا نیست میں تجھ کو دونگے جلد جاؤ اور دونوں کو موں کو انجام دو عمر ثانی نے دست بستہ عرض کیا

شعر

مدبرک بہ شہنشہ بہیکر حاصل میکنند ؛ اختران آسمان از طالعت نیک اختری ؛ غلام تابت فرمان جان ہر اقبال شاہی سے اگر پڑنا ہو تو کام ہو جائے تاہو بیکہ یہ اُن عیاری سے آراستہ ہوا اور توزج کے مقام قیام کی تلاش میں روانہ ہو حمزہ ثانی نے جام کا فیل دربار میں رکھا اور کہا کہ ای بہادران صف شکن و دلاوران شیر افگن تم میں سے کون ایسا ہو کہ توزج کی قید سے نور الدہر والا قدر کو رہا کرا لائے اور اُس زنگشتری مفسد کو اُس نابکار کے قبضہ سے لیکے ہم تک پہونچا دے یہ تقریر حمزہ صاحب قران ثانی کی سنکے بدیع الملک دلاور اُٹھ کھڑا ہو کہا شہریارا یہ خدمت خادم کو مرحمت ہو میرے پدر معظم اُس موذی کے ہاتھ نہیں معلوم کن مصیبتوں میں مبتلا ہوگئے انشاء اللہ الرحمن میں اُنکو رہا کرا لاؤنگا حمزہ ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہو تم بھی جاؤ اور اپنے باپ کو موذیوں کے چنگل سے رہا کرا لاؤ بدیع الملک بھی تمام جام کا فیل کے پاس گیا جام کو چکھا اور بکمال ادب حمزہ ثانی کو سلام کیا اور دربار کے باہر آیا ایک لاکھ سواران جرار و آتشبار کی جمعیت ساتھ لیکے وہاں سے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ اگرچہ عمر ثانی اور بدیع الملک دونوں کو ابھی تک توزج بدرگ کے مقام قیام کا پتہ نہیں معلوم ہو تاہم اثنائے راہ میں سراغ رسانی اور ریشہ دوانی کرنے ہر ایک شخص سے دریافت کرتے ہوئے خیز چلے جاتے تھے واضح رہے کہ دربار حمزہ ثانی سے عمر پیشتر روانہ ہوا تھی اور بدیع الملک بعد اُسکے

ان دونوں عیاروں اور شہزادہ کو راہ میں روان رکھا جاتا ہو اور توزج و نور الدہر اور ملکہ آزر چہرہ کی باہم گفتگو کے نتیجہ کا حال حوالۂ قلم عجلت رقم کیا جاتا ہو

تجھ گلگون چمن کو اب دکھانا چاہیے ؛ رشک سے مہندی کی آتش کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پائے حنائی سے لگایا چاہیے ؛ پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
باغ میں اُس گل کو لے جاکر ہنسایا چاہیے ؛ کلیوں میں غنچہ لبوں کو آزمایا چاہیے
اشک کوئی چشم میگوں سے گرا کر نشہ میں ؛ بادہ مجھ میکش کی تربت پر چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہو مکلف اور میں بیمار ہوں ؛ دابر کر اس پر سے اب پانی پلایا چاہیے
میرے نالے سنکے چڑھ آیا وہ ظالم بام پر ؛ آسمان پر اب دماغ اپنا چڑھایا چاہیے

جسکے ہاتھ آیا خزانہ مقصد رکھتا ہو ہی	مثل فوارہ جہان مین سرکشی پا چاہیے	داغ فرقت زیست بھر سوزدہ ہم بعد مرگ
ان بتون کو کسی تورج پر خدا یا چاہیے	یار کی پیشہ ری نگہ بھی لطف سے خالی نہیں	ہو اگر تلوار اصیل اسکو دبا یا چاہیے
بے طلب زینت نہیں نگینی بے ساختہ	پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگانا چاہیے	محفل عشرت مین تاریخ یاد آیا ہجر عشق

شمع سان شستے مین پارون کو رلایا چاہیے + راویان اخبار حیرت خیز و ناقلان آثار حیرت انگیز اس داستان طرفہ عنوان کو اس طرح حوالہ بیان کرتے ہین کہ جب تورج بدرگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور ملکہ آزر چہرہ دونون زن و مرد کلمہ بکلمہ جواب دے رہے ہین اور اس وقت بھی انکو کسی کا خوف و خیال نہین ہی برہم ہوا اے خدا پرست تجکو معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہی اجل دامنگیر ہی اور آزر چہرہ سے کہا ہی محبوبہ مین دیکھا ب بھی تجکو سمجھاتا ہون کہ نور الدہر کے کہنے کی طرف خیال نہ کر تو مجکو قبول کرے پھر مین نور الدہر سے تو سمجھ ہی لونگا اُسنے کہا او پلید شیطان مین کسی کے کہنے کی طرف خیال نہین کرتی مجکو اپنے قتل کا اشتیاق ہی مگر چاہیے کہ تیری مہمل درخواست کو قبول کرون استغفر اللہ تورج نے غضب آلودہ ہوکے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ ان دونون خود سرون کے سر تن سے جدا کرو یہان تک کہ جلاد آیا دونون زن و مرد کو ریگ پر مقیم کیا اب یہ بحث پیش ہوئی کہ نور الدہر کہتے ہین پہلے مجکو قتل کرو اور آزر چہرہ کہتی ہی نہین پہلے مین ہلاک ہونا چاہتی ہون اپنے پدر معظم سے ملنے کی آرزو ہی اس بحث مین جلاد کو سکوت ہوا جب ایک کی طرف بڑھا دوسرے نے اپنی گردن رکھدی کہا پہلے ہماری گردن پر وار کر تورج نے جو جلاد کو متحیر دیکھا پوچھا کیا ہی اُسنے کہا خداوند طرفہ ماجرا ہی ہلاک ہونے مین ایک دوسرے پر سبقت چاہتے ہین ہماری سمجھ مین یہ بات نہین آتی ہی کہ کیون ایک دوسرے پر سبقت چاہتا ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ ابتدا کس سے ہو تورج نے کہا اس کا فیصلہ ہم کرتے ہین پہلے نور الدہر پر وار کر واضح ہو اس ترتیب مین تورج مردود پلید کی یہ حکمت تھی کہ جب نور الدہر کو جلاد ہلاک کریگا آزر چہرہ عورت ذات ہی کیا عجب ہی اگر خائف ہوکے مجکو قبول کرے غرضکہ جلاد نے تورج کی رائے پر عمل کیا کہ نور الدہر کی جانب تلوار علم کرکے بڑھا چاہتا تھا کہ وہ دستی وار کرے یکایک ایک پتھر کا ٹکڑا اس زور سے جلاد کے سینہ پر لگا کہ غش کھاکے زمین پر گرا تورج اور اُبلا یا وہ برہم ہوا کہا اے نور الدہر ہم سمجھے تھے کہ مسلمان سحر و افسون سے بالکل متنفر ہین مگر آج معلوم ہوا کہ مسلمانون مین بھی ہنگام ضرورت سحر افسون سے کام لیا جاتا ہی پھر تم سب اس بات سے بالکل ناامید رہو کہ مین تمھین چھوڑ دونگا مین خوب جانتا ہون کہ تم سرداران دست راست سے ہو بڑے فریبی جلساز مکار ہو دست جپی شرارت اور بدذاتی مین محض عبث مشہور ہین جو جانتا ہی وہ بخوبی جانتا ہی اور کیا جانے نور الدہر نے کہا او مکار جیسا تو فریبی ہی ویسا ہی اور کو بھی سمجھتا ہی تف ہی تیرے سحر اور ساحری دونون پر ہمارا خدائے قادر و توانا ہمارا معین و مددگار ہی سحر کیا پاپوش ہی تورج نے کہا اچھا یون ہی سہی مین دوسرے جلاد کو بلاتا ہون دیکھون تو اُسے کس طرح گرا دیتا ہی تا اینکہ دوسرا جلاد آیا اُسنے چاہا کہ نور الدہر

کی آنکھوں پر پٹی باندھے بعدہ ہلاک کرے نورالدہر نے کہا او پلید یہ کرتا ہی ہم مرد میدان ہین مر جانے کو
کھیل سمجھتے ہین پٹی کی کچھ ضرورت نہین ہی تو وار کر ہماری گردن جہان ہی وہین رہیگی کیا ممکن کہ جھجک
بھی پیدا ہو جاوے جلاد نے پٹی باندھنے سے قطع نظر کی علم کرکے چلا قریب تھا کہ تلوار کی باڑھ نورالدہر
کی گردن پر آئے مثل سابق دوسرا پتھر آکے جلاد کے سینہ پر اس زور سے پڑا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ
بھی مثل مردہ کسا صد سالہ زمین پر گرا اب تو سب کو حیرت ہوئی فولاد آہن کلاہ کا عیار مہتر شریر نامے
بھی وہان موجود تھا اور بھی تمام سردار و امرا ہر چہار جانب گھیرے کھڑے ہوئے اس تماشہ کو دیکھ رہے
تھے ایک طرف دیکھا کہ ایک فقیر آزاد کلاہ طویل بر سر کشکول گدائی بالاے دوش خرقۂ کہنہ و قدیر رقعہ
دوختہ در بر ہاتھ مین تیتر کا پنجرہ پٹیلوں چنیلوں بولتا ہوا۔ دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہی فولاد آہن کلاہ
اور تمام حاضرین اُسے دیکھ کے متعجب ہوئے سب نے کہا ضرور کوئی عیار ہی ورنہ اس وقت اس وضع کے
آدمی کی یہان کیا ضرورت ہی مہتر شریر سے کہا اے مہتر دیکھ وہ کون شخص ہی جو یہان آیا ہی ہم کو کچھ شک ہوتا
ہی عیار کو عیار خوب پہچانتا ہی مہتر شریر نے اُسکی صورت دیکھتے سمجھا اور کہا او نابکار تیرا اس وقت یہان
کیا کام ہی معلوم ہوتا ہی تو عیار ہی اُسنے کہا بابا اللہ رے ہی تو بڑا پاپی ہی ورنہ سب و مسند عا بیکار ہی۔ مہتر
شریر نے کہا باش او نابکار مجھ سے جگت بازی کرتا ہی تجکو کب چھوڑتا ہون مین نے تجکو پہچان لیا یہ کہکے اُسکی
جانب شلنگے مارتا ہوا چلا عمر ثانی نے بھی وہان سے خیز کی شریر نے تعاقب کیا دونون عیاران
طرارہ پیش و پس دور نکل گئے فولاد آہن یہ بات سمجھا کہ شریر تنہا گیا ہی ایسا نہو اُسکو تنہا ہونے کی
حالت مین کسی طرح کا صدمہ پہونچے ملازمون کو حکم دیا مہتر شریر کے نگران رہو ایسا نہو اُس عیار مکار
کے ہاتھ سے اُسے صدمہ پہونچے ہر چند دوڑ دھوپ کی مہتر شریر کا پتہ نہ ملا۔ وہان مہتر شریر کا حال
سُنیے کہ عمر ثانی کے تعاقب مین چلا جاتا تھا عمر ثانی ایک عیار طرار سرہنگ خنجر گذار ہین اُنکی عیاری
اور چالاکی کے مقابلہ مین کوئی عیار کب وقعت رکھتا ہی مہتر شریر نے ہر چند کشش و کوشش کی عمر ثانی
کی گرد کو بھی نپایا ہنوز مہتر شریر عمر ثانی کے تعاقب مین جا رہا تھا اور جان پر کھیلے ہوئے تھا سمجھتا تھا
کہ اگر اس عیار کو مین خود گرفتار کر لونگا فولاد آہن تاب بہت خوش ہوگا انعام کثیر ملیگا یکایک سامنے
سے عمر ثانی غائب ہوگیا مہتر شریر حیرت سے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کسی طرف عمر ثانی کو نہ دیکھا
اس طرف عمر ثانی نے درمیان راہ مین وہ پنجرا تیتر کا ایک جانب پھینک دیا اور اس چالاکی سے
ایک درخت گنجان پر چڑھ گیا کہ مہتر شریر کو جب عمر ثانی نظر نہ آیا پاؤن کے نشان پر چلا جہان تک
پاؤن کے نشان ملتے گئے چلا گیا ایک مقام پر پاؤن کے نشان ختم ہوگئے اب اور زیادہ حیرت ہوئی
کہ یہ طرفہ ماجرا ہی ابھی پیشا پیش شلنگ لگاتا چلا جاتا تھا کہان غائب ہوگیا حسب اتفاق اُس درخت
کے سایہ مین توقف کیا جس درخت پر عمر ثانی نے قیام کیا تھا مہتر شریر زیر درخت کھڑا ہو سوچ
رہا تھا کہ اب کیا کیا جاوے کہان جاؤن اور کس شخص سے اُسکا حال دریافت کرون آخر کار مجبور
ہوکر تنہ درخت پر تکیہ کرکے بیٹھا چونکہ بہت تھکا ہوا تھا تمام اعضا مین کسل و کاہلی راہ پائے
ہوئے تھی اُسی طرح بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوئی آنکھین بند ہوگئین اور خراٹے لینے لگا
عمر ثانی بالاے درخت پر چھپا ہوا تھا اور وہان سے مہتر شریر کی حالت دیکھ رہا تھا اور از حد خائف تھا

کر ایسا نہو یہ عیار طرار مجکو دیکھ لے تو غضب ہو جائیگا جب دیکھا کہ مہتر شہریر پر غنودگی بخوبی طاری ہو اور
دونون آنکھین بند ہو گئین زمین آہستہ آہستہ کمند کا حلقہ لٹکایا اور مہتر شہریر کے گلے مین جانے کو ڈالا
مہتر شہریر نے اسی طرح آنکھین بند کیے ہاتھ اٹھا کے کہا یہ کیا جالا ہے گلے لگایا ہی اُس طرف
عمر ثانی نے جھٹکا دیا کمند مین گلا پھنس گیا عمر ثانی درخت سے کودا ایک حلقہ مہتر شہریر کے
گلے کو گھونٹ چکا تھا عمر ثانی نے اور چند پیچ ڈال کے خوب مضبوط مہتر شہریر کو بستہ کیا ستے کہ
مہتر شہریر بالکل مجبور ہو گیا کہا ای عیار مکار تو نے بڑی بکاری کی عمر ثانی نے کہا او نابکار یہ مکاری کی یا
عیاری کی بس اب خاموش رہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین ہو اسنے کہا او نابکار تو نے ایسے
نالایق طریقہ سے گرفتار کیا اور کہتا ہو کہ گفت و شنید سے کچھ فائدہ نہین عمر ثانی نے کہا اچھا جسقدر
تجھے بکا جائے بک یہ کہکے ایک بخار دار لٹو اسکے منہ مین دیا دونون لبہائے زیرین و بالا کو ٹانکے
دوختہ کر دیا اور کہا اب خاموش کیون ہو رہا اب بھی باتین کر مہتر شہریر نے اشارہ سے کہا کیا
باتین کرون منہ بند ہے عمر ثانی نے دارو سے بیہوشی سنگھا کے بیہوش کر کے اپنی صورت سے اسے مشابہ کیا
اور اسکی صورت سے خود مشابہ ہوا پشتارہ بدوش وہان سے روانہ ہوا فولاد آہن تاب کے پاس
آیا ہاتھ اٹھا کے دعا دی ؏ شاہا نہال دولت تو سرفراز باد ⁂ دربار ہے فتح بر رخ بخت تو باز باد
ای شہریار یہ عیار نابکار حاضر ہے بڑی مصیبت سے لایا ہون انعام کثیر کا مستحق ہون مجکو گرفتار
کر لیا ہوتا مگر خداوند کے فضل و کرم سے محفوظ رہا تورج بدرگ اور فولاد آہن تاب دونون
بہت خوش ہوے تورج بدرگ نے کہا ای مہتر شہریر سچ کہو تمنے اس عیار کو کس طرح گرفتار کیا
مہتر شہریر مصنوعی نے تمام حال گرفتاری کا از اول تا آخر بیان کیا چونکہ شب کا وقت تھا
تورج نے کہا اس عیار بستہ کو قید کرنا چاہیے بہت نگہبانی کے ساتھ اگر خداوند نے چاہا تو کل صبح
کو اسے ہلاک کرینگے ملازم مہتر شہریر کا پشتارہ اسی طرح بندھا ہوا قید خانہ مین لے گئے اور وہان
جا کے پشتارہ کھول کے اسکو زمین پر ڈال دیا چونکہ اسوقت تک مہتر شہریر بسبب دارو ے بیہوشی
بیہوش تھا اور رات بھی زیادہ آگئی تھی تورج نے مہتر شہریر مصنوعی یعنے عمر ثانی سے
کہا ای مہتر شہریر واقعی کارے کردی وہ کام کیا تو نے جو رستم سے بھی نہ ہوتا مین تجکو ایسا
عیار طرار نہ سمجھتا تھا اب رات زیادہ آگئی ہے یہین سو رہو جب تک بیدار رہینگے تجھے ادھر ادھر
کی باتین کرینگے دل کو بہلاینگے تاکہ غنودگی کا اثر نہ ہووے مہتر شہریر مصنوعی نے قبول کیا تورج
نے مسہری کے پاس پلنگ بچھوایا اسپر مہتر شہریر مصنوعی دراز ہوا باتین ہونا شروع ہوئین تورج
نے کہا ہان ای مہتر شہریر بیان کرو کس طرح اس عیار کو گرفتار کیا اور کس صورت و شکل کا عیار ہے
مہتر شہریر مصنوعی نے کہا خداوند کیا عرض کرون کیسی وقت پیش آئی بعدہ بالتفصیل تمام حال مصنوعی
بیان کیا ہر مرتبہ اپنی عیاری و طراری کا ذکر کرتا تھا تورج بدرگ ہر مرتبہ تعریف مین سر ہلاتا تھا بعدہ
مہتر شہریر مصنوعی نے کہا ای پہلوان زمان حلیہ اس عیار کا کیا پوچھتے ہو اور کوئی نہین عمر ثانی عیار
لشکر اسلام ہے نور الدہر وغیرہ کی رہائی کے واسطے آیا ہے تورج بدرگ نے کہا ہان اب مجکو معلوم
ہوا یہ عمر ثانی ہے جسکو گرفتار کیا ہے اب صبح کو جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جاوے گا بعد

اس گفت و شنید کی تورج پر خواب غالب ہوا بے خبر سو گیا عمر ثانی کو اس وقت کا انتظار تھا قریب جا کے باہستگی تمام انگوٹھی تورج کے ہاتھ سے اتار لی اور فکر مین تھا کہ یہان سے نکل جانا چاہیے ایسا ہو کہ تورج جاگ اٹھے اور ہاتھ دیکھکر انگوٹھی کو تلاش کرے اُس طرف کا حال سنیے کہ جب مہتر شریر اصلی کے پشتارہ کو قید خانہ مین لیگئے اور پشتارہ کو کھول کے اُسے زمین پر عالم بیہوشی مین لٹا دیا چند ساعت تک وہ بیہوش رہا آخر از خود بیہوشی زائل ہونا شروع ہوئی تا اینکہ بخوبی ہوشیار ہو گیا اشارہ سے دربانونکو قریب اپنے بلایا زبان کو حرکت نہو سکتی تھی لب دوختہ تھے زمین پر لکیرین کھینچین محافظ زندان سے کہا اسکو پڑھو محافظ زندان نے بغور اُن لکیرون کو پڑھا لکھا تھا ای نادانون مین مہتر شریر عیار فولاد آہن کلاہ کا عیار ہون میرے منہ سے روغن دھو ڈالو تو معلوم ہو جائے محافظ زندان نے اور بھی آدمیون کو بلایا اور کہا دیکھو یہ کیا لکھا ہی اُن سب نے اس عبارت کو پڑھا مہتر شریر کی صورت بغور دیکھی آپس مین کہا ای فلان دیکھنا یہ کون شخص ہی آیا مہتر شریر ہی ہی یا کوئی اور عیار ہی ایک نے کہا ای فلان اس گفت و شنید کی کیا ضرورت ہی یہ کہتا ہی کہ مین مہتر شریر ہون بس اُسکے منہ کو دھو کے دیکھ لو اگر مہتر شریر ہو رہا کر دو ورنہ قید رکھو جب تک تورج بدرگ یا فولاد آہن کلاہ کا کوئی دوسرا حکم نہ آئے ایک گبر پانی لایا مہتر شریر کے منہ کو دھویا واقعی روغن چھوٹا دیکھا مہتر شریر ہی فوراً اُسکے منہ کے دہانے کے کانٹے اندرون دہن سے خار دار لٹو نکال لیا مہتر شریر نے کہا ای یاران من اُس عیار نے بڑی مکاری سے مجھے گرفتار کیا ہی چلو اُسے گرفتار کرو کسی نے کہا کہین جانے کی ضرورت نہین ہی وہ عیار مکار تورج بدرگ کے پاس موجود ہی چلو اُسے گرفتار کرو سب دوڑتے ہوئے تورج کے پاس آئے دیکھا تورج بیخبر سو رہا ہی عمر ثانی کو گھیر لیا اور کہا او مکار تو نے بڑا فریب کیا مہتر شریر کو اپنی صورت سے مشابہ کیا اور اُسکی صورت سے آپ مشابہ ہو کے یہان آیا ہی انگوٹھی لینے کا ارادہ رکھتا ہی اب ہم تجھکو زندہ نچھوڑینگے عمر ثانی نے خنجر ہاتھ مین سنبھالا اور مثل برق جھک کے پینترا بدل کے کہا او نابکارو منم آن عمر مہتر مہتران + کہ گشتورم بہتر بہتران + بریدم ز خنجر سر ساحرم + سپہدار سرہنگ و جنگ آورم تم مجھکو کیا زندہ رکھو گے مین خود تمھاری جان کا عزرائیل ہون یہ کہا اور مانند گریان بدکار پر حملہ کیا اس طرف جھپٹ کے آیا اور خنجر مارا اُدھر دوڑ گیا اور خنجر مار کے گبر کو گرا دیا اس ہنگامہ سے تورج بھی بیدار ہوا دیکھا بازار کشت و خون گرم ہی ہاتھ کو دیکھا انگوٹھی کو نہ پایا سمجھ گیا معلوم ہوتا ہی لشکر اسلام کا کوئی عیار کیا ہو ہیچ گیا انگوٹھی بھی وہی لیگیا ہی پکار کے کہا ارے مجھکو تو کچھ کہو تو یہ کیا ہنگامہ آرائی ہی مہتر شریر قریب آیا اور کہا ای پہلوان زمان یہ عیار جو ہنگامہ کشت و خون گرم کیے ہوئے ہی لشکر اسلام کا عیار عمر ثانی نام ہی اسنے مجھکو گرفتار کیا تھا میری صورت سے خود مشابہ ہوا اور اپنی صورت سے مجکو مشابہ کیا تمام رات مین قید خانہ مین رہا اور یہ مکار تمھارے پاس باتین کرتا رہا میرے منہ مین خار دار لٹو دیکے منہ کو دوختہ کر دیا تھا جب مین نے زمین پر لکھ کے نگرانون کو اطلاع دی اور انھون نے میرے منہ کا روغن چھڑایا اسوقت انکو یقین ہوا اور مجبور ہو کے جہان یہ واقعہ تورج کے گوش گذار ہوا آواز بلند کہا اپنا خیر چاہتے ہو نہ جانے پائے یہ عیار مکار اسنے بڑا فریب دیا انگوٹھی بھی مین نے پاس ہی ہر چہار جانب سے اُن گبران مکار نے عمر ثانی کو گھیر لیا عمر ثانی نے دیکھا کہ بزور دست و بازو نجات ان بدبختون سے نہین ملسکتی فوراً انگوٹھی کو گردش دی دلمین خیال کیا دیو حاضر ہوئے کہا کیا حکم ہوتا ہی عمر ثانی نے کہا مجکو

یہان سے نکال بھیجو فوراً عمر ثانی کو وہ دیو اٹھا لیگئے - اب اسطرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب اُن گبران مکار و بدکار نے دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام وہ انگشتری عجیب الخاصیت لیگیا اور خود بھی غائب ہوگیا اب اُسکا کہین پتہ نہین مل سکتا نہایت ملول و رنجیدہ ہوئے تورج بدرگ نے کہا کچھ پروا نہین اگر وہ عیار خدا پرست انگوٹھی لیگیا اُسکے عوض مین ہم نورالدہر کو اور ملکہ آزرچہرہ کو ہلاک کرینگے زیادہ وہ برین نیست کہ آزرچہرہ کی مفارقت شاق ہوگی باشد چندروز کے واسطے یہ صدمہ بھی سہی مگر ان دونون زن و مرد خدا پرست کو ہلاک ضرور کرینگے یہ کہکے قیدخانہ سے نورالدہر اور ملکہ آزرچہرہ کو طلب کیا وہ دونون اسیر گرفتہ و دست بستہ سامنے آئے تورج بدرگ نے کہا ای نورالدہر تمہارے لشکر کے عیار عمر ثانی نے بڑا فریب دیا انگوٹھی مجھسے لیگیا اب مین تمکو زندہ نہین چھوڑونگا نورالدہر نے کہا او نابکار کیا بکتا ہے تجھسے کچھ خوف نہین ہر طرح مطمئن ہون کیونکہ قضا و قدر سے بجز صبر چارہ نہین للہ سے مقابلہ کرنے کا کسی کو یارا نہین ؎ از دست چرخ نقب زن اندر سرای عمر + آرے بصبر نہ کاست ادم نہادہ + تورج آزرچہرہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای آزرچہرہ اگرچہ اسوقت تک تیری محبت میرے دل مین جگہ کیے ہوئے ہے لیکن اب مین سمجھا ہے کہ تیرا دشمن جان بنا ہوا ہون نورالدہر کے ساتھ تجھے بھی ہلاک کرونگا اُسنے کہا تجھے اختیار ہے ؎ ہرچہ آید بہ سر من ز نصیب + جب میرا مرد والا قدر ہلاک ہوگیا تو مجھے زندہ رہکے کیا کرنا ہے اور اگر ہنوز میرا رشتہ حیات باقی ہے تو بہر نوع ابھی زندہ رہونگی تیری کیا حقیقت ہے جو مجکو ہلاک کرسکے تو نے پہلے بھی ایسی ہی تقریر کی تھی اور جلاد کو بھی بلایا تھا لیکن تو نے دیکھا کہ نورالدہر والا قدر کس طرح ہلاکت سے محفوظ رہا اور مین بھی ابھی تک بقید حیات ہون تورج نے کہا یہ ایک اتفاقی امر تھا کہ لشکر اسلام کا عیار آپہونچا وہ انگوٹھی لیکے بھاگ گیا اب کون آئیگا یہ کہکے تورج بدرگ فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ آہن تاب کیجانب متوجہ ہوا اور کہا ای فولاد تیری کیا رائے ہے مین ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرتا ہون سلسلہ مشت زن نام فولاد آہن کلاہ کا سپہ سالار اسوقت موجود تھا دست بستہ کہا ای پہلوان زمان اگرچہ منصب اور محل میرے کسی طرح کی گذارش کا نہین ہے لیکن جو کچھ فہم مین آیا ہے اُسکے اظہار کی اجازت چاہتا ہون تورج نے کہا بیان کر سلسلہ مشت زن نے کہا میرے نزدیک ابھی ان مسلمانون کو ہلاک کرنا نہ چاہیے بعد انتظار اختیار ہے اسواسطے کہ ہلاک کرنا ہر وقت ممکن ہے البتہ بعد ہلاکت اگر کسیطرح کا نقص پیدا ہوگا تو اُسکا علاج محال ہو جائیگا یہ خدا پرست ہین ان سے برسر فساد ہونا سہل نہین ہے بہرحال سہل و آسانی سے اسی مین کام لینا چاہیے ؎ عنان دل بکف صبر دہ کہ رتبہ باید + کہ گاہ عیش بچوگان جہد برباید + مناز توسن غفلت بہر صعید تعجیل مکن کہ خود افگندت بزمین بر رسوائی + شتاب ورزندہ الگند کر عمد سال + تو دست و پلے زنے زان غطر برون نالی + مکن شتاب و زآئین علم روے متاب + کہ غیر صبر دگر کون نیست رسم دانائی + آئندہ اختیار بدست مختار ہے ؎ بہ پیشہ کر سعی چہ پسندد پسند ست + تورج نے کہا ای سلسلہ مشت زن یہ سب سچ ہے مگر مین ان دونون زن و مرد کو ہرگز زندہ نہین رکھونگا اور نہ مہر و مہلت کو ہرگز اس مقدمہ مین دخل دونگا اس واسطے کہ مسلمانون کا ہر طرح مجکو استیصال منظور ہے اگر اسوقت شاہ بل کو کام مین لاؤنگا ضرور یہ دونون زن و مرد میرے ہاتھ سے نکل جاوینگے اور مین بہت متاسف ہونگا یہ کہکے جلاد کو طلب کیا فوراً جلاد حاضر ہوا سلسلہ مشت زن نے کہا اگر ان مسلمانون کا ہلاک ہی کرنا منظور ہے تو ملکہ آزرچہرہ کو ہلاکت سے بچا لینا چاہیے اسواسطے کہ اسکی ہلاکت کے بعد آپکو بہت رنج ہوگا اور اسکے زندہ رہنے مین چندان خوف و خطر بھی نہین معلوم ہوتا ہاں نورالدہر کے بارہ مین اختیار ہے تورج نے کہا اس عورت کو پہلے ہلاک کرنا

چاہیے

چاہیے اسواسطے کہ بیشتر فساد کا سبب عورت ہی ہوتی ہے علی الخصوص ایسی عورت جو اپنے سے خلاف
ہو اسکی مصاحبت سے جہانتک ممکن ہو پرہیز کیا جائے سلسلۂ سخن زن خاموش ہو رہا تورج نے
جلاد کو حکم دیا کہ ان دونون زن و مرد کو ہلاک کرے اسوقت نورالدہر کو زندگی سے بالکل
ناامیدی ہوگئی سر سوئے آسمان بلند کیا اور مناجات کی کہ ای خالق ذوالجلال والاکرام ای حاکم

سلاطین عظام سے

جسے چاہے جنت میں دے مقام
جسے چاہے دوزخ مین رکھے مدام

سبحان اللہ مالک الملک یعنی تو وہ مالک ہے کہ اگر چاہے دنیا مین تو گدا کو بادشاہ کردے سے

تو وہ ہے عنایت تری جسپہ ہو
بیٹھے گو ور نمدون مین جنگل کے دو
بلاشبہ و شک رہائی سے
جوان بخت ہو بادشاہی سے

جلاد سے کہا ای جوان بس اب دعا و مناجات ہوچکی آمادۂ مرگ ہو
تورج نے کہا ای فلان توقف کر نورالدہر کو دعا کرنے دے دیکھین اسکا خدائے نادیدہ کیا اسکی
مدد کرتا ہے ہنوز یہ مناجات نورالدہر کی ختم نہ ہوئی تھی یکایک دور سے ایک بگولا گرد نہایت
تیرہ و تار چکر کھاتا ہوا نمودار ہوا سب نے کہا دیکھو آندھی آتی ہے کسی نے کہا آندھی کیا طوفان
سمجھنا چاہیے یہان یہ باتین ہورہی تھین یکایک وہ بگولا اور قریب آیا دامن گرد چاک ہوا
دیکھا شاہزادۂ نامور بدیع الملک والا اور ایک لاکھ سواران جرار و پہلوانان تہور شعار کی جمعیت
سے مرکب بادرفتار پر سوار نمایان ہوا آتے ہی شاہزادہ نے نعرہ مارا کہ اوش ای تورج مکار و

بدکار اگر ندانی بدان سے

زمیسم گرز و تیغی نہنگ
ہزبر شربان پیشہ کارزار
ستم روز میدان یل سپہ گیر
بدریا در آید ولادر پلنگ
اگر نعرہ بر شیر غرندہ زنم
کہ دو در دم اژدہا پر بسیر
بدیسم بدیم سخم تا مار
بپور و ہاداو ابجنگ افگنم

اور واسطے ہی بے تحاشا تمام فوج اسلام نے شمشیر بازی شروع کردی تورج بدرگ بھی آمادہ
حرب ہوگیا اس طرف فولاد آہن کلاہ بھی آمادۂ حرب ہوا راوی کہتا ہے چونکہ شاہزادہ
بدیع الملک یکایک مع فوج آپہونچا اس سبب سے کبران مکار مین سے کوئی مرکب پر سوار
نہو سکا پیادہ پا تلوارین اور نیزہ اور گرز و خنجر وغیرہ لیکے آمادۂ حرب ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا
کہ یہ سب بدکار پیادہ پا ہین خود بھی مرکب سے زمین پر آیا اسکے ساتھ تمام فوج اسلام مرکبون پر سے
اتر آئی تلوار چلنے لگی گیر و بزن کی آواز آسمان تک پہونچی اس عرصہ مین قلعہ کی تمام فوج جمع ہوکے آگئی
اب جو وہ ہنگامۂ کشت و خون گرم ہوا کہ پناہ بخدا میدان حرب کی تمام گرد اڑکے فلک پر گئی
چشم بند ہوگیا سے ز گرد سے کہ بر چرخ دوار شد سیہ برج خاکی نمودار شد
تمام عالم نظرون مین تیرہ و تار ہوگیا نورالدہر نے بھی اس ہنگامہ مین ایک طرف جاکے چرخ
مارکے جھٹکا مارا تمام بند کھل گئے گرجتے تلوار لیکے کفار کی ہلاکت کے درپے ہوگیا نوبت بانجا رسید
کہ تورج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ تاب قیام نلاسکے وہان سے گریز کی انکے ساتھ تمام
فوج بھی بھاگی شاہزادہ بدیع الملک نے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ سرحد قلعہ آہن تاب سے
باہر نکل گئے بدیع الملک مع فیروزی مع نورالدہر پدر معظم خود انکے تعاقب سے واپس گیا
قلعہ آہن تاب مین آکے قیام کیا نورالدہر نے بدیع الملک اپنے فرزند دلبند کو خوش ہوکے

گود مین اٹھا لیا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے کہا ای نور نظر تو نے خدا کے فضل سے اسوقت میری
عزت رکھ لی اور ہلاکت سے میری جان کو بچا لیا ورنہ کوئی دقیقہ میری ہلاکت مین باقی نہین رہا تھا
ہزار ہزار شکر اُس پروردگار کی درگاہ سے نیاز مین کہ اُسنے میری دعا قبول کر لی اور تجکو وقت
پر پہونچایا غرضکہ از سر نو قلعۂ آہن تاب کی درستی مین مصروف ہوئے اور تجویز کی کہ
حمزۂ صاحبقران کے پاس چلکے انکو اس فتح کی خوشخبری دینا چاہیے اور تورج بدرگ
کی خبرگیری کو جو لوگون کو بھیجا انھون نے آکے خبر دی کہ تورج نے فولاد آہن کلاہ پہنچکے
کہ فرعون کوہ بلور بہرام ہمتن کا مہمان ہو گیا ہے اور سابق مین بیان کر دیا ہے کہ کوہ بلور پر ہنگامۂ
جشن برپا ہے جب بخوبی انتظام قلعۂ آہن تاب ہو گیا اور مسلمانون کو اطمینان ہوا سلسلہ مشت زن
سپہ سالار فولاد آہن کلاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا ای شہریار والا تبار مجکو
کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کرون بدیع الملک نے کہا بیان کر کیا کہتا ہے اُسنے کہا مین فولاد
آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہون میرا نام سلسلہ مشت زن ہے اگرچہ فولاد کا مدت العمر
نمک کھایا تو یہ بات کچھ کورنمکی اور حیثیت پر محمول نہین ہو سکتی کیونکہ فولاد آہن تن کی
راے ہمیشہ غلطی پر رہی اس نظر سے کہ بیشتر اوقات اُسنے مسلمانون سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا
چونکہ مدتہاے مدید سے نصرت دین اسلام کی مجھپر حالی رہی بادشاہ کے اس ارادہ سے خلاف رہا
اور سمجھایا کیا کہ تمام عالم سے مقابلہ ہو لیکن مسلمانون سے مقابلہ کرنا بالکل نامناسب ہے جب مقابلہ
ہوگا نتیجہ بد ظہور مین آئیگا بادشاہ میری اس راے کو سن کے خاموش ہو رہتا تھا اور وجہ
اس خاموشی کی یہ تھی کہ بادشاہ کو موقع دیکھتا تھا حسب اتفاق تورج بدرگ مسلمانون سے
مقابلے سے بھاگ کے اس طرف آیا اور وہ محرک ہوا کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا چاہیے اگرچہ مسلمانون
پر سحر و افسون اثر نہین کرتا تاہم میرے پاس ایک ایسی شی ہے کہ اس سے مسلمان کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے
یہ کہکے وہ انگشتری دکھائی بلکہ اُسی انگشتری کے ذریعہ سے دیوون کو بھی بلایا اور اُنکے ذریعہ سے
نورالدہر کو دربار حمزۂ ثانی سے اُٹھا منگوایا اُسوقت تک تو مین خاموش رہا جبتک یہ راے
قرار پائی کہ مسلمانون سے عوض لینا چاہیے اور اُن کے استیصال مین کوشش کرنا چاہیے کیونکہ بے
ہوے تماشہ ع ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ؛ اپنی غلطی کا خود ہی نتیجہ دیکھ لینگے لیکن جب
نورالدہر کو دیوون کے ذریعہ سے منگایا اور نورالدہر کے ہلاک کرنے کی راے قرار پائی
حالانکہ بادشاہ اُس انگوٹھی کی تاثیر کو دیکھ کے بخوبی مطمئن ہو گیا تھا اور اُسکو یقین کامل ہو گیا تھا کہ متردد
مسلمانون سے مقابلہ مین سرخرو ہونگے تاہم مین نے اسکوت مناسب نہ جانا جہانتک امکان تھا مین مانع ہوا
کہ نورالدہر کو ہلاک نہ کرو کسی اور کا مقدمہ نہین ہے کہ رفت گذشت ہو جائے گا یہ مسلمانون
کا مقدمہ ہے انجام اس خون ناحق کا ہرگز بہتر نہو گا اور یہ بھی کہا کہ اگر ہلاک ہی کرنا منظور ہو تو عجلت کی
کیا ضرورت ہے توقف کرنا چاہیے بعدہ اختیار ہے بادشاہ نے تو سکوت کیا لیکن تورج بدرگ
نے نمانا نورالدہر کی ہلاکت کے درپے ہو گیا اُسکا نتیجہ وہی دیکھا جو مین بطور پیشین گوئی کہہ چکا تھا
تورج بدرگ اور فولاد آہن کلاہ حاکم قلعۂ آہن تاب دونون کوہ بلور کے جانب

فرعون کو خبر دیتے گئے ہیں میں حضور والا کی حضور سے حضوری چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا بارے رب
کا خدمت میں حاضر ہو کے شرف ملازمت حاصل کیا یہ میں عرض کر چکا ہوں کہ دین اسلام کی عظمت
حضور سے مجھپر جالی ہو فلہذا امیدوار ہوں کہ دین اسلام مجکو تعلیم فرمایا جاوے معہذا ملازمان خدام والا کی
فہرست میں میرا نام بھی درج ہو جاوے اسواسطے کہ یہ خبر پوشیدہ نہیں رہیگی ضرور تورج اور
فولاد آہن کلاہ وغیرہ کے گوش زد ہوگی انکی کج فہمی اور شرارت جبلی تو ظاہر ہی اگر کبھی موقع مل جاوے
تو وہ میرے تمام خاندان کو تہ و بالا بلکہ نیست و نابود کر دینگے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا
پہلے ایک مقدمہ طی ہو جانا چاہیے اُسکے بعد اور کچھ کو منگا پہلے تم دین اسلام کو قبول کرو اُسنے کہا
بسر و چشم بدیع الملک نے کہا کہو اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
سلسلہ مشت زن نے بصفاے قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور مسلمان ہوا بعدہ بدیع الملک
نے کہا ای برادر اور اس بات سے تو بخوبی مطمئن رہ تورج یا فولاد آہن کلاہ یا کوئی اُسکے
متعلقین سے تیرے ایک موے بدن کو بھی کسی طرح کا صدمہ نہیں پہنچا سکتا اور اسقدر توقف کر
کہ حمزۂ صاحبقران یہاں تشریف لے آویں پھر تیرے واسطے کامل بندوبست ہو جاوے گا
میں نے تیرے واسطے ایک معقول تدبیر سوچی ہی بشرطیکہ حمزۂ والا قدر بھی اُس تدبیر سے
اتفاق کریں حمزۂ والا قدر ہمارے سردار ہیں جملہ امور کا انھیں کو اختیار ہی اگرچہ آن عالیجاہ
والا بارگاہ کی غیبت میں بھی خداوند عالم کے فضل سے کار نمایاں ہمسے ظہور میں آئے ہیں ای
سلسلہ مشت زن تو ہمیں توقف کر ہماری فوج یہاں موجود ہی ہم حمزۂ والا قدر کو لینے جاتے ہیں
قلعہ سے بخوبی ہوشیار رہنا کسی غیر شخص کو قلعہ کے اندر نہ جانے دینا سلسلہ مشت زن نے
دست بستہ عرض کی بہت مناسب ہے بدیع الملک اور نور الدہر نے ہمراہی چند سواران
قوی ہیکل کوچ کیا بعد طی مراحل و قطع منازل لشکر اسلام میں پہونچے حمزۂ ثانی کی ملازمت حاصل کی
عمر ثانی وہ انگوٹھی لیے ہوئے پیشتر پہونچ چکے تھے وہ انگوٹھی حمزۂ ثانی کی خدمت میں پیش کی تھی
اُسکے عوض میں خلعت گرانبہا پایا تھا اب جو بدیع الملک کو حمزۂ ثانی نے دیکھا بہت خوش ہوکے
کہا ای والا دربالیقین تجھے بھی بہت کوشش دلی کی ہو لیکن انگوٹھی عمر ثانی ہی نے لاکے مجکو دی
بدیع الملک بجاے خود سمجھ کر چپ سکوت کیا تھا کہ نور الدہر نے کہا ای عالی مرتبت والا منزلت
عمر ثانی نے تو کچھ مفصل حالات ضرور بیان کیے ہونگے کہ کس کس طرح کے واقعات پیش آئے
عمر ثانی نے کہا ابھی مفصل حالات بیان کرنے کی نوبت نہیں آئی اور حمزۂ ثانی کی
طرف متوجہ ہوکے عمر ثانی نے کہا شہریار اصل امر یہ ہی کہ اس انگشتری کے دستیاب ہونے
میں محض میرا ہی دخل نہیں ہی میری عیاری اور شاہزادہ بدیع الملک کی دلاوری و
بہادری سمجھنا چاہیے نور الدہر نے کہا ای عمر ثانی تم انگوٹھی لیکے وہاں سے غائب ہو گئے
تھے تمھارے غائب ہونے کے بعد تورج وغیرہ نے میرے ہلاک کرنے کو جلاد بلایا
اُسوقت میں اپنی زندگی سے بالکل نا امید ہو گیا تھا دل میں کہتا تھا کہ خدا مسبب الاسباب ہی
اُسوقت وہ کوئی سبب نجات کا پیدا کر دے تو نجات ممکن ہی ورنہ کوئی دقیقہ ہلاکت کا باقی نہیں ہی

اور نورج بدرنگ کہہ چکا تھا کہ حمزۂ ثانی بمکر و فریب اُنکو بھی پکڑ لیا ہی اُسکے عوض مین نورالدہر اور باز رجبرد
کو ضرور ہلاک کرونگا اُس مایوسی کی حالت مین دفعتاً بدیع الملک پہونچا اور اس نور نظر نے میری
جان بچائی اگر ایک لمحہ کی دیر ہوتی تو میرا خاتمہ ہوچکا تھا کوتاہ میہ اور رکھوتا جنیا وقت پر کام آتا ہی
وکرامیا سعادتمند فرزند ہی حمزۂ ثانی نے بدیع الملک کو سینہ سے لگالیا اور فرمایا ای بدیع الملک
مین پیشتر ہی سمجھ گیا تھا یہ بات صرف خداتعالیٰ کی تھی کہ دیکھوں ختم کیا کیسے ہو خیر اچھا گذشت اب اور
کیا ارادہ ہی فرعون ملعون کوہ بلور کی طرف بھاگ گیا ہی بالیقین حاکم کوہ بلور سے مدد لیکے
ہم سے مقابلہ کرے گا بدیع الملک نے کہا شہریار سے انحال قلعہ آہن تاب کی طرف کوچ کرنا
چاہیے وہان کا انتظام مقدم ہی نورج بدرنگ قلعہ پر پھر قبضہ کرے گا حمزۂ ثانی نے مع فوج
ولشکر وہان سے کوچ کیا ماہ بیابان وکوہسار کو طے کرکے قلعہ آہن تاب پر پہونچے بدیع الملک
اور نورالدہر نے تمام قلعہ کو دکھایا اور مقامات کا نشان دیا جو واقعہ جہان واقع ہوا تھا اُنکو اسی جگہ
قیام کرکے بیان کیا سلسلہ مشت زن نے ملازمت حمزۂ ثانی حاصل کی حمزۂ ثانی نے
سلسلہ مشت زن کو بغور دیکھ کے پوچھا یہ کون شخص ہی بدیع الملک نے دست بستہ
عرض کیا یہ شخص فولاد آہن کلاہ حاکم قلعہ کا سپہ سالار ہی حمزۂ ثانی نے پوچھا یہ شخص راہ راست
مین قدم رکھے ہی یا گمراہ ہی بدیع الملک نے اسکے مسلمان ہونے کی حقیقت بیان کی منجملہ اُسکے
یہ بھی کہا میری رائے ہی کہ قلعہ آہن تاب کی حکومت اسکے نام پر مقرر کردی جاوے اس بارہ
مین جو کچھ رائے والا ہو وہ بھی ارشاد ہو حمزۂ ثانی نے فرمایا بہتر ہو مین بھی اس رائے سے متفق ہون
اسواسطے کہ یہ اب ہمارے مذہب مین داخل ہوگیا مزید بران یہان کا سپہ سالار ہی خوب انتظام کریگا
پس انکے اُسی وقت خلعت حکومت قلعہ کا سلسلہ مشت زن کو مرحمت ہوا اور سلسلہ مشت زن
نے بکمال ادب تسلیم عرض کی اور دعا دی سے کہ ای بادشاہ فلک اقتدار ✤ جہان بکام فلک باد یار دار
بسکے باکہ از شست و رسم غرور ✤ کہ از سرو سر تن باد دور ✤ اور ہادی کامل نصیحت کے سبب سے اگرچہ
منصب سپہ سالاری حاصل تھا مگر خار رہتا ہر وقت اس فکر و خیال کا مجھ پر رہتا بارے سے کار یکہ خواستم
زخدا شد میسرم ✤ از بخت شکر دارم و از روزگار ہم ✤ اس سپہ سالار نے بکمال اہتمام و انتظام
حمزۂ ثانی کی دعوت ملوکانہ کی بیچ تمام بازارون کو آئینہ بند کیا اور روسا کو جشن کے شرکت کی، طلوع کی
عجب رنگ نمایات کثرت سے روشنی ہوئی تھی ایک قصر عالیشان خاص محفل عیش و عشرت کے واسطے
فرش و قالین جھاڑ کنول مردنگ جھابون وغیرہ جملہ سامان زینت و زیبائش سے آراستہ و پیراستہ کیا
تھا چھت کا حساب سمجھ مین نہ آتا تھا اعلیٰ اعلیٰ خاصگی طلب ہوئے تھے سرشام سے آنا شروع ہوئے
صدر مین جواہر نگار دنگل بچھایا اُس پر حمزۂ ثانی جلوہ افروز ہوئے راست وچپ دو طرفہ سردار
امرا و روسا طلائی اور نقرئی کرسیون پہ بیٹھے ناچ شروع ہوا نازنینان شوخ و شنگ و پری رویان
خوش آہنگ نے اپنے کمال دکھا کے اہل محفل پر محویت کا عالم طاری ہوا ایک مطربہ نے یہ غزل گائی ہے

دل پہ کیا مجروح ہی تیغ نگاہ یار کا	ہر گلی پہ بھی ہی جاہ مرحم دستار کا	اپنے سر کو اندلون سودا ہی زلف یار کا
تار پیچان بنگیا جو پیچ ہی دستار کا	ہی ہمیشہ مشغل اپنے دیدۂ بیدار کا	چہرہ پر نقشہ ہی تیری روزن دیوار کا

نکلے کیا ارمان کسی محبوب کے دیدار کا
دل نہیں گویا بغل میں ہے میان تلوار کا
کھل گیا ہوں پر نظر پڑتی ہے آنکھوں میں تری
سنتے تھے کوچہ میں عالم خلد کے گلزار کا
پلکیں پتی رہ گئے ہیں آنکھوں میں داغ جنون
کشتی دریوزہ پر ہوں عزم ہے گنہگار کا
تون ادا کا فر جو تیرا محو نظارہ نہیں

بخت بیدار خوابیدہ ہے دیدۂ بیدار کا
ہوگیا ہوں ضعف جاں میں ایسا ناتوان
چشم میں عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
دیو کا سایہ اتر جاتا ہے اکثر ہی پری
ہے بہار پاک صنم جاب ترے دیدار کا
ہو نہ برہم کیجئے ہیں جو دست سخن
نکلیا تار نظر رشتہ تری زنار کا

ہے تصور مجھکو ہر دم ابروے خمدار کا
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤں کے تار کا
دوپہر کی جل رہی ہیں شمع دھوپ میں
بر اترتا ہی نہیں سایہ تری دیوار کا
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت میں فقیر
بند منہ کس نے کیا ہے مردم بازار کا

حمزہ ثانی نے خوش ہو کے زر کثیر انعام میں دیا نصف شب گذر چلی تھی یکایک غل ہوا کہ آتش بازی چھوٹتی ہے سلسلہ شت ان حمزہ ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی شہریار بالاخانہ پر تشریف لے چلئے آتش بازوں کی صنعت قابل دید ہے یہاں کے آتش باز فن آتشبازی میں وہ کمال رکھتے ہیں جو کسی ملک کے آتشباز نہیں رکھتے اگرچہ اس بارہ میں گذارش کرنا بے ادبی ہے تاہم جہاں اسقدر تکلیف فرمائی ہے یہ بھی سہی حمزہ ثانی اُٹھے اور اسکے ساتھ تمام سردار و امرا اُٹھکر بالاے قصر آئے آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی اُس آتشبازی کی صنعت سمجھ میں نہ آتی تھی صدہا چرخیاں معلق ہوا میں چھوٹ رہی تھیں صدہا رنگ کے پھول ان چرخیوں سے نکلتے تھے اور اسطرح چرخ کھاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا ایک رنگ کی یہ بھی ایک چرخی ہے اسطرح تمام قسم کی آتشبازی کی صنعت کو خیال کرنا چاہیے اور صفت یہ تھا کہ آتشبازی کی روشنی اسقدر صاف اور خنک تھی کہ اُسکے دیکھنے سے گویا بصارت کو قوت حاصل ہوتی تھی پہر بھر کامل آتشبازی چھوٹتی رہی بعد ازاں محفل برخاست ہوئی سب اپنے اپنے مکان پر گئے حمزہ نے بھی بستر خواب پر استراحت کی تھوڑی ہی دیر آرام کیا تھا یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادھر نقارہ پر چوب پڑی موذن نے اللہ اکبر کہکے آواز بلند کی طائران خوش الحان اپنی اپنی زبان میں حمد و ثناے باری کرنے لگے نسیم سے سرو جھونکے چلنے لگے حمزہ ثانی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ درود و وظائف سجادہ سے اُٹھکے دربار میں رونق افروز ہوئے تمام سردار و امرا بھی یکے بعد دیگرے آئے سجدہ گاہ سے آداب تسلیمات بجا لائے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے حمزہ ثانی نے کہا اے عمر ثانی ملکہ آزر چہرہ کا حال نہیں معلوم ہوا کہ وہ اُس ہنگامہ میں سے کدھر گئی اور اب کہاں ہے جاؤ دریافت کرو عمر ثانی نے کہا شہریار واقعی ملکہ آزر چہرہ کا ہوقت تک مطلق خیال نہ تھا لیکن اب جاؤں تو کہاں جاؤں کچھ پتہ نشان معلوم ہو تو جا کے لے آؤں کچھ عجب نہیں اگر اپنی دارالحکومت یعنے ارمنو حصار میں چلی گئی ہو حمزہ ثانی نے کہا صرف اس قیاس پر سکوت نہ کرنا چاہیے اگر وہ ارمنو حصار میں چلی گئی تو یہ بھی تحقیق کر لینا چاہیے عمر ثانی وہاں سے روانہ ہوا ارمنو حصار میں پہونچا وہاں ملکہ آزر چہرہ کو نہ پایا واپس آکے اطلاع دی کہ ملکہ آزر چہرہ ارمنو حصار میں نہیں ہے حمزہ ثانی کو تردد ہوا عمر ثانی نے کہا شہریار تردد کس بات کا ہے انگشتری موجود ہے دیوؤں کو بلا کے اُنسے آزر چہرہ کو بلا لینا چاہیے چنانچہ دیو آئے کہا کیا حکم ہے حمزہ ثانی نے کہا جاؤ آزر چہرہ جہاں ہو اُسے لے آؤ دیو گئے ملکہ کو اُٹھا لائے اب

اُسنے جو حمزہ ثانی کی صورت دیکھی زار و قطار رونا شروع کیا اور اُسکو اپنے باپ کا واقعہ یاد آگیا
حمزہ ثانی نے کہا ای آزرچہرہ اگرچہ تیرے باپ نے اِس جہان فانی سے انتقال کیا ہی لیکن اَمر تیری
سرپرستی کے واسطے موجود ہین اِسوقت تیرا کہان سے آنا ہوا اُسنے کہا جب مین تورج بدرگ
کی قید مین مبتلا تھی ایک خادم اُسکا مجھپر مائل ہوگیا تھا چند مرتبہ قیدخانہ مین آکے اُسنے اپنی فریفتگی
یا یاد اشارہ ظاہر کی اور یہ بھی مطلب اُسکا تھا کہ اگر میری درخواست قبول کرے تو مین اِس قید
سے رہا کر دیجاؤن مین نے مطلق اعتنا نہ کی جب نورالدہر اور ہاربیع الملک نے وہان ہنگامہ آرائی
کی اور تورج وغیرہ منتشر الحواس ہوئے اُس موذی نے موقع پایا مجکو اُٹھا کے لے بھاگا پھر وہان
مجھسے اسیطرح خواستگاری کی مین نے کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہین ہی بالفرض مین ہلاک بھی ہو جاؤن جب
اُسنے دیکھا کہ یہ کسی طرح راضی نہین ہوتی تین روز تک مجھے ایک مکان مین تنہا مقیم کیا تیسرے روز پھر میرے
پاس آیا اور خواستگاری کی مین نے بدستور انکار کیا ہر چند عورتین میری خدمتگذاری کو مقرر کین
وہ عورتین شب و روز مجھے سمجھایا کرتی تھین کہ ای نازنین تو اسوقت مین ہر طرح سے مجبور ہی اور اِس شخص
کے اختیار مین ہی تیرے حق مین یہی بہتر ہی کہ اسکی درخواست کو قبول کرے چاہنے والا دنیا مین نہین
ملتا اگر مل جاوے تو اُسکی قدر کرنا چاہیے اگر تو اسی طرح انکار کریگی آخرکار مجبور ہوکے وہ تیری
ہلاکت کے درپے ہو جائیگا ای شہریار والا تبار مین نے اُن زنان مکارہ کو یہ جواب دیا کہ
دنیا مین جان کا صدقہ مال ہی اور آبرو کا صدقہ جان ہی ایسی حالت مین مجکو اپنی ہلاکت کا مطلق خیال
نہین ہی جس مکان مین مقیم تھی وہان سے قریب لب دریا ایک شہر اسلام آباد نام ہی حاکم و فرمانروا
وہان کا محمود نامے ایک مرد مسلمان صاحب فوج و لشکر و جاہ و حشم ہی رعایا وہان کی نہایت خوشحال
ہی بکثرت عالیشان عمارتین اسلام آباد مین واقع ہین منجملہ عمارات شاہی کے ایک عمارت نہایت وسیع
و عالیشان لب دریا واقع ہی دونون طرف اُس قصر دلکشا و فرحت افزا کے باغ سرسبز و شاداب واقع
ہین اور ایک جانب شمال رخ زیر قصر دریا واقع ہی اندرون قصر شیشہ آلات رنگارنگ و نایاب بکثرت
آویزان ہین اور ہر وقت ہزارہا شمعہاے مومی و کافوری جھاڑ کنول جھابے مردنگ وغیرہ مین
روشن رہتی ہین جب محمود شاہ بغرض سیر و تفریح اِس قصر وسیع و رفیع مین وارد ہوتا ہی شب کو
بھی وہین مقام ہوتا ہی وہ تمام شمعین روشن ہوتی ہین کثرت روشنی سے اندرون قصر روز روشن کا سمان
نمایان ہوتا ہی تمام شب اُس قصر مین ہنگامہ رقص و نوا گرم رہتا ہی بلندی قصر کی اِس درجہ ہی کہ جب
رات کو روشنی ہوتی ہی حالانکہ شہر وہان سے بہت دور واقع ہی تاہم قصر کی روشنی شہر سے دکھائی
دیتی ہی ای شہریار عالی تبار میری زبان سے اُس قصر و باغ کی آرایش و زیبایش کی تعریف بیان
نہین ہوسکتی اندرون قصر اُسکے سقف مین یہ شعر لکھا ہی ؎ اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ٭ تمام قصر کی دیوارین سنگ سرخ کی ہین اگرچہ وہ سنگ سرخ عقیق نہین
ہی لیکن ابتداے نظر مین وہ سنگ سرخ عقیق سرخ ہی معلوم ہوتا ہی پھر اُس باغ سرسبز و شاداب
کے وسط مین عمارت سرخ کیا عرض کرون کہ کیا کیفیت دکھاتی ہی الغرض کہ جب وہ موذی یعنے ملازم
تورج میرے انکار سے عاجز ہوگیا اور کسی طرح اپنی مطلب برآری نہ دیکھی نا چار اِس خیال

سے کہ بمقام قلعہ آہن تاب کی سرحد مین واقع ہوا ایسا ہو کہ یہان مسلمان پہونچ سکے میرے حال
سے متعرض ہون مجھے ہمراہ لے کے روانہ ہوا اور بعد طی مراحل اسلام آباد کی سرحد مین پہونچا مجکو ایک
چادر سیاہ مین لپیٹے ہوئے تھا اور ہر مرتبہ تاکید کرتا تھا کہ خبردار تیرا چہرہ کوئی نہ دیکھے اس طرح چادر
سے منھ کو لپیٹے سے تمام روز اسلام آباد کی بازارون مین مجھے بھی پھرایا شب کو کاروان سرا مین
جاکے مقیم ہوا بھٹیاری کو بلایا اُسکو ایک اشرفی دے کے کہا کہ جلد ہمارے واسطے کھانا لا بھٹیاری
نے خیال کیا کہ زیادہ سے زیادہ یہ دو دونون کسقدر کھانا کھا سکتے ہین ایک اشرفی مین بہت عمدہ بکثرت
کھانا پک سکتا ہی کہا میان اگر اجازت دو تو بازار مین جاکے حلوائی کے یہان سے مٹھائی وغیرہ
لے آؤن اُسنے اجازت دی بھٹیاری بازار سے کھانا لائی مجھے کہا تو بھی کھا مین نے اُسکے
خوف سے انکار مناسب نہ جانا اُسنے مجکو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب کھانے سے فراغت ہوئی
بھٹیاری نے اُس موذی سے پوچھا تم کون ہو اُس بدبخت نے کہا ای عورت کیا کہون
عجب مصیبت مین مبتلا ہون کئی برس ہوے میری اِس نازنین کے ساتھ شادی ہوئی
اِسوقت تک اسکی ہمبستری سے محروم ہون ہرچند سمجھاتا ہون کسی طرح منظور نہین کرتی ناچار
سفر کیا کہ شاید سیر و تماشے سے خوش و مسرور ہو کے مجھسے راضی ہو اسوقت تک تو یہ راضی نہین
ہوئی ہی اگر تیری فہمایش سے یہ راضی ہو جاوے تو مین تجکو بہت خوش کرون بھٹیاری سمجھی
کہ یہ آدمی مالدار معلوم ہوتا ہی جسنے ای روز ایک وقت کے کھانے کے واسطے ایک اشرفی
میرے حوالے کی اگر میری فہمایش کارگر ہو گئی تو مالامال کر دے گا نظر بر آن میری جانب متوجہ
ہوئی اور کہا ای خاتون اگر برا نہ مان تو کہون مین بحالت مجبوری خاموش بیٹھی تھی اُس بھٹیاری
نے کہا سنو ای خاتون اصل امر یہ ہی کہ عورتون کے مقابلہ مین مرد بھولا ہوتا ہی لیکن عورت عورت
کے حالات سے خوب واقف ہوتی ہی اس انکار و احتراز کے بارے مین میرے دو خیال
ہین وہ یہ ہین کہ یا تو تمہارا تعلق دل کسی دوسرے سے ہی جو تم اپنے شوہر سے ملتفت نہین ہوتین
یا یہ کہ تمکو اپنے شوہر سے کسی نوع کا خوف ہی میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اپنے خیالات
بے معنی اور توہمات لاطائل کو دل سے دور کرو اور اپنے شوہر کی ہمبستری بخوشی منظور کرو
میری نظر مین یہ جوان کچھ ایسا بدصورت بھی نہین ہی اور صاحب مال و دولت ہی تعجب ہی کہ تمنے
اسقدر عرصہ تک اس جوان سے علیحدگی کو نباہا اگر پیشتر سے تمکو مرد کی صورت سے نفرت تھی تو
بروقت شادی کے صاف صاف کہدیا ہوتا تاکہ یہ بیچارہ اس مصیبت مین مبتلا نہوتا مین نے
پھر بھی کچھ جواب نہ دیا جب وہ عورت سمجھانے سے عاجز ہو گئی اُس موذی سے کہا تو بیکار
اس بارہ مین جد و جہد کرتا ہی اور اپنی عمر عزیز کے شب و روز کو اسکی رضامندی کے انتظار
مین ضائع کرتا ہی یہ عورت ہرگز منظور نہ کریگی اُسنے کہا جی مین بھی سمجھتا ہون لیکن کیا کرون کہ اسکی
صورت پر بجان و دل فریفتہ ہون کسی طرح اسکی مفارقت دل گوارا نہین کرتا ؎ مجنے ست
کہ دل را نمیدہد آرام ٭ وگرنہ نیست کہ آسودگی نمی خواہد ٭ ہر طرح اسکے ساتھ زندگی بسر کرتا
ہی ہرچہ بادا باد یہ سن کے وہ بھٹیاری خاموش ہو رہی جب صبح ہوئی وہ موذی مجھے ہمراہ

لیے ہوئے روانہ ہوا شہر کی بازارون اور عمارتون کو دیکھتا ہوا قریب اُس قصر رفیع کے پہونچ
باغ مین داخل ہوا چونکہ پیادہ پا صبح سے مسافت راہ طے کرنے مین مصروف تھا ماندگی اعضاء
راہ پاے ہوئے تھی ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گیا اور مجکو بھی بٹھا لیا ہنوز چند لمحہ کا بھی
عرصہ نہ گذرا تھا کہ یکایک ایک باغبان دور سے چلایا کہ یہ کون ہے جو بغیر اجازت باغ مین آکے
مقیم ہوا چلا جا یہان سے ورنہ سزاے سخت ملیگی اُس مردود نے کچھ سماعت نہ کی اُسی طرح اطمینان سے
بیٹھا رہا یہانتک کہ وہ باغبان قریب آیا مین اُسوقت چادر چہرہ سے ہٹاے ہوئے باغ و قصر کی
کیفیت دیکھکے خدا کی قدرت کو یاد کر رہی تھی جو مین اُس باغبان نے میری صورت دیکھی
کچھ اپنے دل مین سمجھا اور آہستہ کہا اے جوان اس باغ شاہی مین کوئی بلا اجازت داخل نہین ہو سکتا
بلا تکلف یہان آکے تیرا قیام کرنا تعجب خیز ہی معلوم ہوتا ہے تو مسافر تازہ وارد ہے اور یہان
کے حالات سے بالکل ناواقف ہے جو یہان چلا آیا تیرے حال پر مجکو افسوس آتا ہے چل میرے
ساتھ مین تجکو ایک جاے مناسب مین بٹھا دون یہ کہکر دونون اُسکے ہمراہ روانہ ہوئے
اُس موذی نے اثناے راہ مین کہا اے باغبان جہان تو نے ہمارے حال پر اسقدر
مہربانی کی ہے اسقدر اور مہربانی کر کہ ہمکو اندرون قصر کی کیفیت دکھا دے اُسنے منظور کیا
اور اُس قصر تک لے جاکے دروازہ پہ لے گیا قفل کھولا قصر مین داخل ہوکے قصر کی سیر کی سچ یہ ہے کہ
اُس قصر کی آرایش دیکھکے خدا کی قدرت نظر آتی تھی اُس موذی نے کہا اے شخص اگر تیری
مرضی ہو تو مین چند لمحہ یہین استراحت کردن بعدہ اپنی راہ لونگا باغبان اُسوقت نکلی کے دم مین تھا
کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے باغبان وہان سے چلا آیا اُس نابکار نے تخلیہ پاکے مجھسے پھر وہی درخواست
کی مین نے حسب دستور انکار کیا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور باہر قصر کے گیا مین اندرون قصر
مقیم رہی تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتی ہون کہ ایک صراحی شراب مع جام لیے ہوئے چلا آتا ہے
جب میرے قریب آیا جام شراب مملو کیے پہلے خود زہر مار کیا پھر مجھسے درخواست کی مین نے
سکوت کیا اُسنے جام شراب میرے مُنھ سے لگا دیا مین نے جھنجھلا کے جام پر ہاتھ مارا جام زمین پر
گرا اُسنے بنظر قہر و غضب میری جانب دیکھا اور خاموش ہو رہا پھر جام زمین سے اُٹھایا اور
بار دیگر صراحی سے شراب انڈیل کے پی گیا جب چند جام کی نوبت آئی دماغ گرم ہوا دیوانون
کی طرح بکنا شروع کیا اُسوقت محمود شاہ کا وزیر دست راست حسب اتفاق اُس طرف سے
گذرا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہے بہت حیرت ہوئی سوچا محمود شاہ نے بضرورت یہان کسی کو
بھیجا ہے بلا تکلف قصر مین چلا گیا ہم دونون کو دیکھکے تا دیر سکوت مین کھڑا رہا کبھی میری صورت
دیکھتا تھا اور کبھی اُس نابکار کو دیکھتا تھا پھر باغبان کو باغ سے بلایا پوچھا یہ کون زن و مرد ہین جو
اسطرح بلا تکلف قصر شاہی مین مقیم ہین تجکو اپنی جان کا خوف نہین ہے جو ان دونون کو قصر
مین آنے دیا دیکھو کیسی سزاے سخت تجکو دیتا ہون باغبان نے کہا خداوندا اصل یہ ہے کہ مین بھی
ان دونون سے مطلق واقف نہین ہون بجز آج کے انکو کبھی کہین دیکھا باغ مین دیکھکے
مین سمجھا کہ بظاہر صورت سے شریف معلوم ہوتے ہین اور مسافرت کی وجہ سے یہان کے

رسم و آئین سے بالکل ناواقف ہین اس حالت مین انکے حال سے تعرض کرنا مناسب نہ جانا سکوت
اختیار کیا اُنھون نے قصر کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مین نے قصر کا دروازہ کھول کے یہان کی سیر کی
اجازت دی یہ نہین جانتا تھا کہ یہ دونون اسقدر عرصہ تک یہان قیام کرینگے اب جو کچھ حکم ہو انکے ساتھ
سلوک کیا جاوے وزیر نے کہا ان دونون کی مطلق خطا نہین ہے کیونکہ یہ ناواقف ہین البتہ تجکو سزا دینا
فرض ہے کہ تو نے انکو یہان آنے دیا اب جاتا ہون اور بادشاہ کو اس تیری بیباکی سے مطلع کرتا ہون
آمادۂ مرگ ہو جا یہ سنکر وہ موذی اُٹھا اور وزیر کے روبرو دست بستہ کہا اے صاحب تم اسقدر ناراض
کیون ہوتے ہو اگر تمھاری مرضی نہین ہے ہم ابھی بیرون قصر چلے جاتے ہین اور جام شراب سے
مملو کر کے وزیر کی طرف بڑھایا اور کہا بادشاہ کے پاس تو جاتے ہو میری دعوت تو
قبول کر لو وزیر نے کہا اے شخص اس دعوت سے مجھے معاف رکھ ہم مسلمان ہین ہمارے مذہب مین شراب
حرام مطلق ہے اُسنے کہا واہ جس شے کو بیشتر سلاطین استعمال مین لائین اُسکا حرام ہونا عقل مین نہین آ
سکنے کے واسطے زبان منھ مین ہے جو کچھ جسکا دل چاہے کہے وزیر نے بغور میری صورت دیکھی اور
خاموش ہو رہا اُس موذی یعنی ملازم تورج نے جو وزیر کی نظر بچشت میری جانب دیکھی مجکو ایک
گوشہ مین لیگیا اور کہا اے نازنین اسوقت تو مین نے تیری رعایت کی یعنی باوجود انکار و اصرار کے
مین تیری ہلاکت کے درپے نہین ہوا لیکن اب مین تجھسے ایک دوسرا کام لینا چاہتا ہون وہ یہ ہے
کہ یہ وزیر شراب پینے سے انکار کرتا ہے تو یہ کام کر کہ مجکو دو چار جام شراب کے اپنے ہاتھ سے پلا
مین اپنے کو دانستہ غفلت مین ڈال دونگا تو کسی ایسے انداز سے شراب کی دعوت کر کہ وہ پی لے
اگر یہ کام تیری وجہ سے انجام پاویگا مین وعدہ کرتا ہون کہ پھر تجھسے کسی طرح درخواست نہ کرونگا
بحفاظت تمام تجکو تیرے مکان پر پہونچا دونگا اُسوقت مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگرچہ
یہ ایک حرکت ناجائز ہے تاہم یہ مثل مشہور ہے ؎ روا است شر قلیل از برائے خیر کثیر اگر اس تدبیر
مین میری رہائی کی صورت پیدا ہو جائے تو کیا مضائقہ کی بات ہے چنانچہ مین نے اُس نابکار کو دو چار
جام شراب کے اپنے ہاتھ سے دیے کچھ تو اُسکا دماغ شراب کی وجہ سے گرمایا کچھ وہ دانستہ
اپنے کو غافل بناکے علحدہ جاکے دراز ہوا اب مین وزیر کی جانب متوجہ ہوئی ایک جام
شراب سے مملو کیا اور وزیر کے منھ کے پاس لیجاکے کہا اے جوان ہماری خوشی یہ ہے کہ تو اس
جام کو پی لے اُسنے انکار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ مین نے کہا بس اب عذر نہ کرنا ورنہ مجکو سخت
ملال ہوگا وزیر نے وہ جام پی لیا چند لمحہ مین وزیر کا دماغ گرم ہوا مجھسے مذاق کرنے لگا اسطرف
ملازم تورج اُٹھا اور وزیر کے قریب آکے کہا کیون صاحب مین نے جو شراب کی دعوت کی
تھی قبول نہ کی اس نازنین کے ہاتھ سے بلا تکلف جام کو منھ سے لگا لیا یہ کیا حرکت تھی وزیر اسیطرح
نشۂ شراب مین بکتا رہا چونکہ رات ہوگئی تھی وزیر نے نشۂ شراب مین کہا دو چار کنول روشن کرو
ملازم تورج نے اُسکا اشارہ پاکے تمام جھاڑ کنول روشن کر دیے وہان شہر مین محمود شاہ
اپنے محل کے کوٹھے پر بیٹھا تھا جانب قصر سرخ جو نظر کی دیکھا قصر مین روشنی ہے متعجب ہوکے ملازمون
سے کہا دیکھنا قصر مین روشنی کیسی ہے ملازم دوان دوان قصر مین آئے دیکھا وزیر مع دیگر

دو زن و مرد کے قصر مین عجب حال ہی اور ملازم تورج کو دیکھا کہ یہ غزل گا رہا ہی **غزل**

وصل کے ایام مین وہ شور قلقل ہو گیا
جسم سے نکلا جو مرغ روح بلبل ہو گیا
تیری ابرو سا اثر کاہیکو رکھتا ہی ہلال
اُس سے پیدا ہمارے ہاتھ کا گل ہو گیا
یہ اثر مہندی کی رنگت کا ہی یا اعجاز ہی
تیرہ بختی مین تو مین بھی مثل کاکل ہو گیا
کیا بگولا ہو ہماری اے جنون ہو خود بخود

اب جو ساقی کی جدائی مین مرا قل ہو گیا
اسقدر مضمون کے کاکل محبوب کے
گل سے بھی خوشبو زیادہ کفش کا گل ہو گیا
میرے مرنے سے ہوائی نوجوان ہر گل بلبل
پنجہ صیاد مین مرغ چمن گل ہو گیا
واہ کیا پر منا سکا ہی تصرف عشق کو
صورت برگ خزان زنجیر کا غل ہو گیا

بعد مرنے کے بھی ہم چھوٹے نہ دام عشق سے
ریشہ بھی اپنے قلم مین تار سنبل ہو گیا
عشق نے ہمکو دکھایا آج اعجاز خلیل
صبح پیری تھی چراغ زندگی گل ہو گیا
پاس ہون لیکن نہ دیکھا ایک دن چہرا
محتسب کا اب سخن بلکہ ہی مل گیا

وہ ملازم محمود شاہ کے پاس واپس آئے اور حقیقت حال کو بیان کیا محمود شاہ نہایت برہم ہوا اور اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا قصر مین آیا عجب تماشا دیکھا کہ وزیر ایک طرف عالم بیخودی مین ملار گا رہا ہی اور دوسری جانب ایک اجنبی جوان عجب سبے کی کا ثنا رہا ہی گلا پھاڑے ڈالتا ہی تمام شیشہ آلات قصر مین روشن ہین ایک جانب مین بھی سر جھکائے بیٹھی یہ تماشا دیکھ رہی تھی محمود شاہ میرے قریب آیا اور مجھسے پوچھا اے نازنین تو کون ہی اور کس طرح یہان آئی مین نے تمام حقیقت اپنی بیان کی بادشاہ نے میرے حال پر افسوس کیا اُسی وقت اپنے وزیر او رائس موذی یعنے ملازم تورج کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا مجکو اپنے ہمراہ اپنے محل مین لیگیا حمام کے بعد لباس مکلف پہنایا پھر کمال آہستگی کہا اے نازنین اگر تو منظور کرے تو مین تیرے ساتھ عقد کرنے کو مستعد ہون اور اگر نامنظور ہو تو کچھ جبر نہین ہی تجکو تیرے وطن مین پہونچوا دونگا مین نے کہا اے بادشاہ میری خوشی یہی ہی کہ مین اپنے وطن مین پہونچ جاؤن اُسنے چند ملازم میرے ہمراہ کیے اور بخوشی خاطر رخصت کیا اثنائے راہ مین بعد زوال آفتاب یکایک ہوا سے آسمان سے پنجہ نمایان ہوا اور مجکو اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھولی اپنے کو یہان پایا حمزہ ثانی ملکہ آزر چہرہ کی زبانی اس قصہ کو سنکے بہت متاسف ہوئے کہا اے آزر چہرہ دنیا عجب مصیبت کی جگہ ہی تو سخت زحمت مین مبتلا ہو گئی تھی با سے ہزار ہزار شکر اُس خدائے نادر و توانا کا کہ تو بخیر و عافیت اُس موذی کے دست ظلم سے رہا ہو گئی اب تیرا کیا ارادہ ہی آزر چہرہ نے عرض کی شہریار اب مین ارمنو حصار مین جانا چاہتی ہون نہین معلوم وہان کا کیا انتظام ہی حمزہ ثانی نے اُسے اُسکے وطن کی جانب رخصت کیا شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کیا اس انگشتری کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی حمزہ ثانی نے فرمایا میری رائے یہ ہی کہ اس انگوٹھی کو کسی مقام محفوظ مین دفن کر دینا چاہیے اگرچہ یہ ایک شی بکار آمد ہی تاہم فساد کا باعث ہی آج ہمارے قبضہ مین ہی کام لیتے ہین کل کفار کے قبضہ مین آ جاوے گی اور وہ ہنگامہ عظیم برپا کرکے اُسکی مدد سے اہل اسلام کا خون کرینگے ؎ چراکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؎ بدیع الملک نے عرض کی پھر اسکو کہان دفن کیا جاوے حمزہ ثانی نے فرمایا جہان مناسب سمجھو بدیع الملک نے کہا میرے نزدیک جزیرہ آئینہ بہار سے بہتر مقام اس کام کے واسطے نہین ہی حمزہ ثانی نے کہا وہین سہی لیکن یہ کام تمہی سے انجام پانا مناسب ہی بدیع الملک اُس انگشتری کو لیے ہوئے جزیرہ

ریگشہ بہار کی جانب روانہ ہوے

شاہزادہ بدیع الملک کو انگشتری سلیمانی کے دفن کرنے مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال نکبت مآل فرعون نادان مین قلم فرسائی کی جاتی ہی +

گل کو جب دیکھا وہ گلگون پیرہن یاد آگیا
بوسۂ گل کو لیا برباد کی چمن یاد آگیا
ہون وہ وحشی زیست ہو جو لالہ پوش کو
شمع کو جس شب دیکھا انجمن یاد آگیا
وادی غربت مین جسدم ہوگیا جوش جنون
میکشی مین ساقی پیمان شکن یاد آگیا
اپنے سر کو پھوڑ کر مین جان شیرین کیون دون

شاہ سمن کو دیکھا اسکا بدن یاد آگیا
گر بنا دون خاک بھی وحشت کہ مین نہیں
جب کفن پہنا تو مجکو پیرہن یاد آگیا
تنگ جب مجھپر ہوا ایام فرقت مین جہان
ہاے کیا مجکو وہ کنج ... یاد آگیا
جب تہا یا مین تو آیا قتل ... کا خیال
بیستون پر مجکو تا صبح کوہکن یاد آگیا

آج مجکو دشت وحشت مین وطن یاد آگیا
آئے جب مزدور مجکو گورکن یاد آگیا
مرے باتک اپنے شعلہ کیطرح تھراگئی
ای پری رو کیا مجھے تیرا دہن یاد آگیا
تو رنگ لائین نے جو ... میکشو
قطع جب ... نے گلے پر ... کفن یاد آگیا

محرران روایات عجیب و کاتبان حکایات غریب حال نکبت مآل فرعون ملعون مین اس طرح قلم فرسائی کرتے ہین کہ جب چند روز تک وہ مردود رب ودود کوہ بلور پہ بہرام تہمتن حاکم کوہ کی دعوتین زہر مار کر چکا اور جشن کی کیفیت ولطف سے محظوظ ہو چکا چونکہ خدا پرستون کا کھٹکا لگا ہوا تھا راتون کو سوتے سوتے چونک پڑتا تھا آخر ایک روز برسبیل تذکرہ ہیران دیوکش سے کہا ای بندۂ خاص ہمارے چونکہ تو نظر کردۂ خداوند ہی اس رمز کو خوب سمجھ سکتا ہی کہ باوجود سرتابی وانحراف بندگان خداوند کا کیا فرض ہی یعنے یہ کہ ان منحرفون اور منکرون کو رحمت کی نظر سے دیکھے ورنہ انکا ٹھکانا کہان ہیران دیوکش نے اس مردود کو سجدہ کیا اور کہا ای خداوند تیرے بندے تیرے فرزندون کی جگہ سمجھے جاتے ہین واقعی اگر تیری رحمت کی نظر اور پدرانہ شفقت انکے حال پر نہو تو وہ کسی طرف کے نہ رہین مگر ای خداوند تیری اس تقریر سے اصل غرض کیا ہی آیا ہماری طرف سے تیری پرستش مین کسی طرح کا قصور نا واقفیت واقع ہوا ہی تو اُسے معاف کر فرعون نے کہا ای ہیران تو خائف نہو مین نے تیری نسبت کچھ نہین کہا ہی بلکہ اسوقت خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے خیال نے خطور کیا کہ وہ کسی طرح راہ راست مین قدم نہین رکھتے بلکہ ای ہیران تیرے خداوندگی تذلیل اور ہلاکت کے درپے رہتے ہین کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ وہ مجبور ہوکے میری بندگی اختیار کرین ہیران نے کہا ای خداوند انکی سرتابی اور بے ادبی کی سزا تجھسے زیادہ کون دے سکتا ہی ہم تیرے کمترین بندے حاضر ہین جو حکم ہو بسر وچشم بجالائین بہتر ہوگا اگر اس بات کا ذکر بہرام تہمتن حاکم کوہ سے بھی کر لیا جاوے دیکھین وہ کیا کہتا ہی فرعون نے کہا شاباش تیری عقل سلیم پر کیا بات کہی ہی ابھی چلکے اس بارہ مین اس سے مشورہ کرین وہ دونون یعنے فرعون اور ہیران تہمتن کے پاس آئے بہرام تہمتن دنگل سے اُتر آیا فرعون کو سجدہ کیا ثنا وصفت خداوندی بجا لایا تعظیم وتکریم کے بعد اسکے روبرو نہایت ادب سے بیٹھ گیا اور پوچھا کہان اس وقت نزول اجلال ہوا فرعون نے وہی ذکر مسلمانون کا بیان کیا بہرام تہمتن نے کہا ای خداوند اسوقت مجاوجو کچھ عاقبت ہی وہ سب خداوندی کے نظر رحمت کا سبب ہی اس بارہ مین ذکر وفکر

کی کیا ضرورت ہے آنچہ مرضی مولا از ہمہ اولی ہان اس بارہ مین تو میری بیشتر ہی سے یہ راے تھی
کہ کسی طرح مسلمانون کو سرتابی کی سزا دینا چاہیے اگر خداوندی فرماتے تو مین خود اس بارہ مین ذکر کرتا
یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس اثنا مین دیکھا نسیم تیز رفتار بہرام تمتن کا عیار اور مہتر کذاب فرعون کا عیار
دونون چلے آتے ہین مسلمانون کے خوف سے فرعون ملعون کا دم گھٹا ہوا ہی رہا تھا مہتر کذاب کو
متوحش دیکھکے زیادہ تر گھبرایا کہا کیا خبر ہے اُسنے کہا اے خداوند خداپرست قلعہ آہن تاب پر
پہونچ گئے قلعہ کو مسخر کر لیا تورج بدرگ حرامی بھی پسپا ہوا عنقریب یہان پہونچ کے خداوند
کی مدد و حاجت کا طالب ہوگا یہ خبر سن کے فرعون اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر فوراً اپنی جگہ
بیٹھ گیا اور کہا اے مہتر کذاب یہ خوب ہوا کہ تورج بدرگ میرے پاس آتا ہے اسکی شراکت
سے حسب مراد کا انجام ہو جاوے گا کیونکہ وہ مسلمانان سے خاص قسم کی قرابت رکھتا ہے یہ ہماری
توفیق تھی کہ تورج بدرگ مسلمانون سے منحرف ہو کے ہماری خداوندی کا قائل ہوا یکایک
سامنے سے تورج نمودار ہوا سر پہ ہد بدحواس گریبان چاک سر پہ خاک آتے ہی فرعون کو
سجدہ کیا پھر دونون ہاتھون سے سر پیٹا اور کہا اے خداوند صاحب قدرت و جلال تیرا جلال کس وقت
کام آوے گا کیون نہین خداپرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرتا انکو پامال کرنا چاہیے اے مربیہ
تیرے بندگان خاص کو زک دیتے ہین کسی سے نہین دبتے ہے اے خداوند صاحب اجلال ان بدکران
سبھون کو تو پامال* فرعون نے بکمال آسانی کہا اے بندۂ خاص ہمارے اطمینان رکھو گھبراؤ نہین
جلدی کیا ہے دیر آید درست آید نہین سمجھتا کہ اسوقت ہمنے کیون تامل کیا خیال تھا کہ شاید مسلمان راہ راست
پر آجاوین گے مگر اب بخوبی یقین ہو گیا کہ وہ نہ مانین گے تیرا فرض یہ ہے کہ جہانتک فوج و لشکر
جمع ہو سکے جمع کر اور مسلمانون پر حملہ آور ہو مین بھی تیرے ہمراہ ہونگا ہر چند کہ فوج و لشکر کی کچھ
ضرورت نہین ہے ممکن ہے کہ ایک ادنی اشارہ مین اسقدر پتھر آسمان سے اُنکے سرون پر برساؤن کہ
سب ایک مرتبہ دفن ہو جاوین مگر کیا ضرور ہے جس حیثیت سے ہمنے دنیا کو پیدا کیا ہے اسی حیثیت سے
کیون نہ مجبور کرین تا کہ محل شکایت نہ رہے مزید بران اس صورت مین ایک یہ بھی حکمت ہے کہ
بعضون کی ہلاکت کے بعد بقیہ شاید مجبورانہ میری بندگی اختیار کرین تورج بدرگ نے
دست بستہ عرض کی اے خداوند جو کچھ ارشاد ہوا بہت درست ہے لیکن مجھسے فی الحال اسقدر
فوج نہین فراہم ہو سکتی کہ مسلمانون کو پسپا کر سکون فرعون نے اُسیوقت چارسو نامہ تیار
کرواے اور مہتر کذاب عیار سے کہا کہ عیاران جانب اب تیرا یہ کام ہے کہ کسی طرح بعجلت یہ
نامے اطراف و جوانب مین سلاطین کو پہونچا دے راوی کہتا ہے کہ فرعون ملعون نے دو نامے اس
مضمون کے مختلف طرز عبارت مین لکھواے تھے پہلے اپنے کفر و ضلالت کی تعریف جسے کہتے
ہین اپنے منھ میان مٹھو بعدہ اپنے مقربان بارگاہ کی صفت کی کہ انھون نے ہماری اس اس طرح
اطاعت و فرمانبرداری کی اُسکے عوض مین ہمنے انکو ایسے ایسے اعلے مرتبہ دیے اس بیہودگی کے
بعد یہ لکھا تھا کہ اے ہمارے بندو تم کس خواب خرگوش مین ہو ہوشیار ہو جاؤ تمہارے خداوند
کو فی الحال سخت ضرورت لاحق ہوئی ہے یہ وقت خداوندی قربت حاصل کرنے کا ہے پھر ایسا وقت

کبھی ہاتھ نہ آئیگا سو فی الحال بہشت مین ہمنے کرامت سے عمل و زمرد کے قصر رفیع الشان بنا لئے ہین
انکی تعریف کی کچھ ضرورت نہین ہر تم سب جانتے ہو العاقل تکفیہ الاشارہ بس اشارہ کافی ہر ایسی نعمت کو کام
مین لاؤ کر کھانا وہان کھاؤ تو ناحق یہان آکے ہمارے سامنے رہوگے تاکید ہر تو نہین پچتاؤگے ہاتھ ملتے
رہ جاؤگے بعد یہان کیسی ہی ماری بندگی کروگے مگر آخر الامر جہنم کی آگ مین جلوگے اختصار ہی پسند
تمام طول کلام سے کیا کام فقط جب اس مضمون کے نامے ملفوف ہوچکے مہتر کذاب نے اپنے
شاگردون کو جمع کیا اور ہر ایک ایک دو دو نامے دیکے روانہ کیا سلاطین ضلالت شعار کے پس وہ
نامے پہونچائے ہر ایک نے فرعون ملعون کے نامے کو عزت سمجھکے سر پر رکھا بوسہ دیا ملفوفہ
چاک کیا مضمون مندرجہ سے آگاہی حاصل کی بیشتر نامہ کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے سات مرتبہ
نامہ کے گرد گھومے بعدہ ہر ایک نے فوج جمع کی فرعون ملعون کی مدد کو فوج کثیر ہمراہ لیکے
روانہ ہوے سب سے بیشتر بہرام پنجہ کش چالیس ہزار سوار کی جمعیت لیکے فرعون کی خدمت مین
پہونچا سجدہ کیا اور دست بستہ عرض کی اے خداوند ہم تیرے بندے تیرے فرمان کے موافق
حاضر ہین جو حکم ہو اُسے بجا لائین خداوند کو کیا ایسی ضرورت لاحق ہوئی ہر فرعون نے کہا اے بہرام
مسلمانون نے سر اٹھایا ہر تیرے خداوند کا دم ناک مین کرنا چاہتے ہین خداے نادیدہ کی پرستش
کو رواج دینا چاہتے ہین اُسنے کہا کیا مجال ہر ہم بندے کس واسطے ہین ہرگز خداے نادیدہ کی پرستش
کو مروج ہونے دینگے ایک ایک مسلمان کو تہ تیغ کرینگے فرعون نے کہا اے بہرام ہم بھی تیری
جانفشانی کے عوض مین تجکو بہشت مین قصر زمردین عطا کرینگے بعد اسکے طوفان ناوک انداز
چالیس ہزار ناوک انداز کی جمعیت سے آیا اور فرعون کو سجدہ کیا ثنا و صفت خداوند بجا لایا پھر
اسفندیار فیل سوار فوج دریا موج ہمراہ لیے ہوے آیا اُسنے بھی فرعون کو سجدہ کیا اور
اسی طرح اغماس شیر سوار ثریاے شمشیر زن مریخ تیغ زن چالیس چالیس پچاس پچاس
ہزار کفار ضلالت شعار کی جمعیت سے یکے بعد دیگرے فرعون کی خدمت مین حاضر ہوے سب نے
فرعون کو سجدہ کیا تمام کوہ بلور کثرت فوج سے مملو ہوگیا بہرام بہمن بادشاہ کوہ بلور
نے ہر ایک بادشاہ کی دعوت کی بعد جمع ہونے ان تمام سلاطین کے فرعون نے ہیئت
مجموعی تمام سلاطین کی دعوت کی اور ایک جشن عظیم قرار دیا از سر نو آراستگی و اہتمام کی دھوم
ہوئی تین روز تک ہنگامہ جشن برپا رہا خوب خوب نائے و نوش کے جلسے ہوا کئے
چوتھے روز فرعون نے تمام سلاطین اور معتقدین کو ایک جا جمع کیا وسط مجمع مین ایک
جاے بلند پر استادہ ہوا اور بآواز بلند کہا اے ہمارے بندگان خاص و اے معتقدان با اختصاص
اس بات سے تم خوب واقف ہو کہ اس جانب کو تمھاری کمک اور مدد کی کچھ ضرورت نہ تھی
کیونکہ اپنی قدرت خداوندی سے ایک دم مین تمام مخالفین کو نیست و نابود کر سکتا ہون مگر پھر بھی
تمکو طلب کیا چنانچہ تم سب میرے حکم کے بموجب حاضر ہوئے اسکا سبب یہ ہر کہ تم سب پر
میرے رحم و کرم کا حال بخوبی عیان ہو جائے ایسا نہو کہ کسی وقت مین خدا پرست اس بات کی شکایت کرین
کہ دنیا کے قاعدے کے موافق ہمسے مقابلہ کرکے ہمپر غلبہ پایا اور ہمکو ہمارے قاعدے کے موافق

تنبیہ کی اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون کے حال پر رحم آجاتا ہی کہ کس انتظام سے انکو خلق کیا تا انکہ بصحت وسلامتی جوان کر دیا کیا منحرف ہونے کی سزا دون شاید کسی وقت اپنے معبود برحق کو پہچانین اور راہ راست پر آجاوین جیسا کہ تجھے بشیر بنا ہوگا کہ مسلمانون کے مقابلے سے قطع نظر کرکے چلا گیا ہے کہ قلعہ معلق کے منہدم ہونے سے بھی انکے نیست و نابود کرنے کا در پے نہین ہوا ان اب انکو معقول سزا دینے کی فکر کسی قدر پیدا ہوئی ہی تم سب بلاخوف و خطر اُنسے مقابلہ کرکے انکو پسپا کرو مین اس بات کا وعدہ کرتا ہون کہ اُنکے ہاتھ سے تمکو کسی طرح کی گزند نہین پہونچے گی ہر وقت مجکو اپنی پشت پر سمجھنا بہرام پنجہ کش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور فرعون کو سجدہ کرکے کہا ای خداوند جو کچھ تو نے بیان کیا اسکو ہم بغیر تیرے بیان کے بخوبی سمجھتے ہین مگر اب ہم تجھے اس بات کا عہد لینا چاہتے ہین کہ اسوقت تک جو کچھ تو نے خدا پرستون کی سرکشی پر صبر کیا اور رحم و کرم کو ہاتھ سے نہ دیا تیری مشیت تھی کسی کا کیا دخل مگر اب کسی وقت مین انکی رعایت نہ کرنا فرعون نے سر جھکا کے سکوت کیا اسفندیار فیل سوار بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند اب یہ محل سکوت کا نہین ہی آخر رحم و کرم کی بھی ایک حد ہوتی ہی ہم خوب جانتے ہین کہ خدا پرست تیرے رحم و کرم کی حالت مین روز بروز سر اٹھاتے جاتے ہین ورا گر چند روز اور اسی طرح کا تیرا رحم و کرم رہیگا تو کوئی تیرا بندہ اُنکے ہاتھ سے زندہ باقی نہین رہیگا تو نے اپنی بہشتون کو تو اپنے بندگان خاص سے مملو کر دیا آخر دوزخون کو کس وقت کے واسطے تیار رکھا ہی تجکو اسوقت ضرور بہرام پنجہ کش کی درخواست کے موافق صاف الفاظ مین وعدہ کرنا ہوگا فرعون ملعون نے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا ای ہمارے بندگان خاص یہ کیا غضب کرتے ہو کہ مجھے ایسا سخت عہد لیتے ہو جسوقت میرے رحم و کرم کا دریا جوش مین آئیگا اُسوقت کس طرح اپنے عہد و اقرار کا پابند رہ سکونگا اس مرتبہ اغماس شیر سوار بھی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای خداوند یہ ہرگز نہوگا کہ باوجود عہد و اقرار کے مسلمانون کے مقدمہ مین رحم و کرم کو دخل دیا جاوے پھر تو تمام سلاطین یکے بعد دیگرے اٹھے اور اغماس شیر سوار کی تقریر ادا کی فرعون نے کہا خیر تم سب کی خوشی اگر اسی مین ہی تو مین اقرار کرتا ہون کہ اس مرتبہ مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرونگا تمام سلاطین کفار کو اطمینان ہوا تیاری جنگ مین مصروف ہوئے

اب فرعون ثانی کو مع جملہ سلاطین کفار کے تیاری جنگ مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال فیروزی مآل حامی دین سبحانی یعنے حمزہ ثانی مین قلم فرسائی کی جاتی ہی

تیرے جاتے ہی ہوا رنگ چمن ہو جائیگا
بے ستون پر نقش شیرین کوہکن ہو جائیگا
بام پر ننگے وہ تم آؤ شب مہتاب مین
پوست ڈھیلا ہوکے تن پر پیرہن ہو جائیگا
فرقت ساقی مین نکلیگا لہو جائے شراب
زخم بھی ہر رنگ خمیازہ دہن ہو جائیگا

برگ گل جو ہی وہ برگ یاسمن ہو جائیگا
ای جنون مجھ زار کا فربہ بدن ہو جائیگا
چاندنی پڑ جائیگی سیلا بدن ہو جائیگا
ایسی حیرت زا تیری آنکھین ہین ای صیاد فن
آب ہر شیشہ زخمونکا دہن ہو جائیگا
مین نہین عریان سلامت ہین اگر داغ جنون

کام فرما جب اسیری دہن ہو جائیگا
جو لگاوے گا وہ جو ہر جزو تن ہو جائیگا
فکر عریانی نہین مجکو ہا توان عشق کو
دشت آہو صاف نرگس کا چمن ہو جائیگا
ہوکے رنجیدہ جو تو تلوار ماریگا مجھے
پھاڑے جب نہ لگین گے پیرہن ہو جائیگا

اور جانب کو چلونگا جب دیا مدد سے
خود سے خسن کوش بیگانہ وقت ہو جائیگا

خضر بھی مل جائیگا تو راہزن ہو جائیگا
تو اے بیچ پیر اے مرد سخندان

سکندر دن زد ہیں گے عاشق جاں جاں جس
نہیں آشنا ما کند راز نہان

کہ حمزہ صاحبقران قادہ آہن تاب بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز تھے تمام سرداران ذی عزت وشان اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے سریر خسروانی پر حارث بن سعد جلوہ گر تھے یکایک عیار لشکر اسلام کا آہوتگ نام مع چند جاسوسان ہمراہی بارگاہ عالم پناہ مین گرد آلودہ عرق مین تر درانہ داخل ہوا حارث نے آہوتگ کو بحیرت دیکھے حمزہ ثانی کی جانب دیکھا حمزہ ثانی نے گھبرا کے پوچھا ہی آہوتگ تو اسوقت باین حالت عجیب کہان سے آتا ہی اوسنے کہا کہ

کہ ای شہریار فلک بارگاہ
باہام مقرر دن ہمہ کار تو
ہمہ قول و نعمت بجا و دلکشاست

علی جاب تو عالم پناہ
خداوند عالم مددگار تو
رضنیت تو بیشک رضا خداست

فلک بر درت در سرافگندگی
غلامان ہول النقش تو کندہ اند

زمین با بذات تو پایندگی
انہامت نگین دار تابندہ اند

ای صاحبقران گیتی ستان داری سکندر حشمت

و دارا دربان خادم اسوقت کوہ بلور کے جانب سے چلا آتا ہی حمزہ صاحبقران نے پوچھا وہان کی کیا خبر لایا ہی اوسنے کہا شہریار جلد ہوشیار ہو چونکہ کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہی اور دقتاً فوقتاً وہ مجمع بڑھتا جاتا ہی فرعون ثانی نے جوانب و اطراف مین نامے بھیج کے سلاطین کفار کو مدد کے واسطے بلایا ہی اور روز جشن ہوتا ہی خادم وہین موجود تھا کہ فرعون ثانی نے تمام سلاطین کو ایک جا جمع کرکے کہا کہ تم لوگ ایسی کوشش کرو کہ خدا نا گروہ مسلمان نام کو نہ باقی رہین اور بھی مزخرف تقریر کی جسکی نقل بھی کفر مین داخل ہی عنقریب کفار یورش کرینگے یہان جسقدر فوج ہی وہ کفار کی سرکوبی کے واسطے کافی نہین معلوم ہوتی اگر خادم کی گذارش مستند نہ سمجھی جاوے تو یہ جاسوس بھی وہان موجود تھے انسے بھی اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے ہر صورت غفلت کرنا ہرگز مناسب نہین ہی حمزہ ثانی یہ خبر کو سنکے کمال متوحش ہوئے سرداران راست و چپ کی جانب دیکھا بعض سرداران نے دست بستہ عرض کیا کہ ارشاد ہوتا ہی ہم سب تابع فرمان تعمیل حکم کے واسطے بجان و دل موجود ہین حمزہ ثانی نے فرمایا ہان یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم سب دلاور موجود ہو میرے حکم کی تعمیل کروگے مجکو اسوقت حیرت یہ ہی کہ وہان کوہ بلور پر کفار کا مجمع عظیم ہی اور یہان سب موجود ہین لیکن شاہزادہ بدیع الملک نہین ہی وہ انگشتر سلیمانی لیکے جزیرۂ ہمیشہ بہار کی جانب روانہ ہوگیا اگرچہ ایک شخص کے نہ موجود ہونے سے یہ کام ملتوی نہین رہ سکتا تاہم وہ شاہزادہ دلاور بھی ایک جوان دلاور ہی اوسنے بیشتر اوقات کفار کو پسپا کیا ہی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو بہتر تھا میری رائے یہ ہی کہ اسقدر توقف کر لیا جاوے کہ بدیع الملک جزیرۂ ہمیشہ بہار سے یہان واپس آ جاوے حارث بن سعد بادشاہ نے کہا ای والا قدر میرے نزدیک یہ موقع شاہزادہ بدیع الملک کے انتظار کا ہرگز نہین ہی اگر کفار نے دفعتاً یورش کی تو پھر کچھ نہو سکیگا فوراً کوہ بلور کی جانب کوچ کرنا چاہیے یا تو شاہزادہ بدیع الملک کو بذریعۂ تحریر اطلاع دیجاوے کوہ بلور کی جانب فرعون ملعون کی سرکوبی کے واسطے مع فوج اسلام جاتے ہین تم جزیرۂ ہمیشہ بہار مین انگشتری سلیمانی دفن کرکے کوہ بلور کے جانب آنا یا یہ کہ ہمارے

کوچ کرنے کے بعد بدیع الملک کو جہان پہونچنے کے خود معلوم ہو جائے گا اور بالیقین وہ بدون ذرا دیر
بلا توقف کوہ بلور پر پہونچے گا اور آیندہ امر جو کچھ سب کی راے ہو اُسپر عمل کرنا چاہیے حارث
بن سعد بادشاہ اسلام کی یہ راے سنکے حمزہ ثانی نے سکوت کیا سردارون نے کہا شہریارا یہ بھی
یہ وقت تامل و انتظام کا نہین ہے بادشاہ اسلام کی راے اسوقت مین بہت صائب ہے ہم سب
یہان اسی انتظار مین غافل رہین اور فوج کفار یہان پہونچ کے یورش کرے تو پھر کیا ہوگا حمزہ ثانی
نے فرمایا اگر یہی تجویز سب کے نزدیک مناسب ہے تو یہی سہی کوچ کا بندوبست کرو سب سرداران لشکر اسلام
اُسیوقت اُٹھ کھڑے ہوئے جانوران باربرداری آئے خیمے وغیرہ بار ہونے صدہا چکڑون پر
غلہ بار ہوا شتران پرندہ پر بارگاہ سلیمانی کا اثاثہ بار کیا گیا عدیل بن عادی امیر اہتمام و انتظام
کرتے ہوئے پانچ ہزار پانچ سو چھپن جوانان شمشیر زن دلاوران شیر افگن اسپان تازی و مرکبان
عراقی صبا رفتار و برق کردار پر سوار مسلح و مکمل جملہ فنون سپاہگری مین اکمل جست و خیز کرتے کوہ بلور
کی جانب روانہ ہوئے بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلعہ آہن تا کوہ بلور سے چار سو
فرسخ کی دوری پر تھا یہ سب دو منزلہ سہ منزلہ کرتے قریب کوہ بلور کے جا پہونچے نسیم تیز رفتار
عیار بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور کسی ضرورت سے چلا جاتا تھا اُسکو دور سے سپاہی معلوم ہوئے
چونکہ یہ عیار نہایت چست و چالاک تھا بہ تیزی تمام اُسی جانب روانہ ہوا جسطرف سے وہ سپاہی
نمایان ہوئے تھے جب قریب پہونچا فوج اسلام کے نشان دکھائی دیے سمجھا کہ ضرور یہ فوج
اسلام اس طرف آتی ہے وہان سے اسنے خبر کی پہلے پیران دیوکش کے پاس آیا پیران دیوکش
اُسوقت کچھ احکام متعلق حکومت جاری کر رہا تھا نسیم کو حواس باختہ دیکھے حال پوچھا اُسنے کہا
کیا بیخبر بیٹھا ہے جلد اُٹھ کے فوج و لشکر کا بندوبست کر فوج اسلام بیخبر [?] اُس طرف چلی آتی ہے
مین ابھی اس حال کو دریافت کیے چلا آتا ہون یہ سنکر پیران دیوکش نے فوراً وہ تمام
احکام ہاتھ سے پھینک دیے اور بخط مستقیم نسیم کو ہمراہ لیے ہوئے بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور
کے پاس پہونچا کہا شہریارا اسوقت نسیم تیز رفتار نے عجب متوحش خبر سنائی ہے بہرام تہمتن
نے نسیم سے کہا کیا خبر لایا ہے اُسنے فوج اسلام کی آمد کا حال بیان کیا بہرام تہمتن نے ہنس کے کہا
پھر کیا تردد کی بات ہے یہان خداوند موجود ہے اور سب سے وعدہ کر چکا ہے کہ ہم اپنے چند دن کی حمایت
کرین گے اور مسلمانون پر اپنا قہر و غضب نازل کرین گے اگر خدا پرست یہان آئین گے
اپنے اعمال کی سزا پائین گے پیران دیوکش نے کہا اے بادشاہ یہ ہرگز نہ خیال کر خدا پرست
اپنے نام کے ہین جسوقت یہان پہونچ جائین گے قیامت برپا کر دینگے ابھی تجھکو حقیقت
معلوم نہین ہے وہ مسلمان ہین جنھون نے قصر معلق کو بلا خوف و تردد منہدم کر دیا اور یہ وہی خداوند
ہے کہ اُسوقت بھی رحم و کرم سے ہاتھ نہ اُٹھایا حالانکہ ہزارون کیا لاکھون خداوند کے بندگان خاص
ہلاک ہو گئے بہرام تہمتن نے کہا ہان یہ قصہ میری بھی سماعت مین گذرا ہے لیکن وہ وقت
اور تھا یہ وقت اور ہے پیران نے کہا وہ وقت کون تھا اور یہ وقت کون ہے اُسنے کہا اُسوقت
خداوند نے اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ نہین کیا تھا اور اب مستحکم وعدہ کر لیا

اے تہمتن نے کہا اے شہریار اگرچہ خداوند نے خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے
تاہم بالائے کوہ طلسم سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا تو دیکھنا چاہیے بہرام تہمتن نے کہا کیا مضائقہ
ہے چلا پس اسی وقت اس پہاڑ کی بلند چوٹی پر پہونچے اور تماشا دیکھنے لگے دوربین منگا لی دامن کوہ دور
نگاہ کی پہلے دیکھا کہ حارث الزمان فرزند حمزہ صاحبقران قدیم چار لاکھ فوج دریا موج کو ہمراہ لیے
ہوئے بسمت جانب کوہ چلا آتا ہے پھر دیکھا کہ داراب کشور کشا فرزند امیر قدیم تین لاکھ سواران
مسلح و مکمل کی جمعیت سے بکمال تزک و احتشام چلا آتا ہے پھر ہاشم تیغ زن کو دیکھا کہ وہ بھی
تین لاکھ فوج کی سرگروہی سے بکمال شوکت و عظمت چلا آتا ہے اسکے بعد دیکھا کہ فتح شہسوار قلندر
اسی قدر سوارون سے پرے سے جمائے ہاتھون مین برہنہ تلوارین لیے خنجر گزار چلا آتا ہے اب
نور الدہر کی باری آئی کہ یہ بارہ لاکھ فوج کا انتظام بکمال خوبی انجام دیتا اور بارگاہ تو ہر بار کو ہمراہ
لیے چلا آتا تھا تمام دن اسی طرح فوجون کی آمد رہی حتے کہ شام کی تاریکی نے مجبور کیا بہرام تہمتن
اپنے مقام قیام پر چلا آیا علے الصباح اٹھا اور براہ راست بالائے کوہ پہونچ دیکھا تو اسی طرح
فوجون کی آمد کا سلسلہ جاری ہے معلوم ہوتا ہے کہ فوجون کا دریا موج مار رہا ہے آج بھی تمام دن
فوجون کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا تا آنکہ رات ہو گئی بدستور اپنے مقام پر جا کے استراحت کی
مگر کمال تردد تھا کہ مسلمانون کے پاس اسقدر فوج ہے کہ شمار غیر ممکن ہے دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ
کیا ہوتا ہے بہرحال صبح کو کوہ پر پہونچا پھر اسی طرح ٹڈی دل دیکھا آج شب کو جو بستر استراحت پر جا کے
لیٹا تو ایسا منتشر و بدحواس ہو رہا تھا کہ کسی طرح نیند نہ آئی کبھی گھبرا کے اٹھ بیٹھتا تھا اور کبھی پھر بستر پر
دراز ہو جاتا تھا اور کبھی دل مین خیال کرتا تھا کہ خداوند کا قہر و غضب بھی اگر فوج اسلام پر نازل
ہوگا تو آخر قہر و غضب کہان سے لائے گا جو ایسے مجمع کثیر کی ہلاکت کو کافی ہوگا راوی کہتا
ہے کہ اس کثرت سے فوج حمزہ صاحبقران ثانی نے اس مرتبہ فراہم کی تھی کہ تین روز تک
صرف اس فوج کی آمد کا تماشا بہرام تہمتن نے دیکھا جسکے سرگروہ فقط سرداران دست راست
تھے جو تیسرے روز جو بالائے کوہ آیا آج پہلوان دست چپ کی فوج کی نوبت تھی
کہ گھٹا کی طرح ٹڈی دل آئی ہے جیسے علمشاہ رومی شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ رومی
یہ دونون چار سات لاکھ فوج کی جمعیت سے کے آئے تھے آج نوجوان بن شاہزادہ ملک قاسم
یہ بھی پانچ لاکھ جوان فوج دشت رباز و کی جمعیت سے کے آئے اسیطرح رستم ثانی تین لاکھ سوار
کی فوج سے نمایان ہوا ابراہیم بن مالک دو لاکھ جوانان شمشیر زن اور چالیس ہزار نیزہ بازون کی
جمعیت سے بہرام تہمتن آٹھ روز تک برابر تمام دن بالائے کوہ بیٹھا ہوا ان افواج لا تعداد و لا تحصے
کی آمد کا تماشا دیکھتا رہا حواس باختہ تھے کہنا کچھ چاہتا تھا منھ سے کچھ نکلتا تھا چہرہ پر ہوائیان چھوٹتی
تھین دل مین بار بار یہ کہتا تھا کہ دیکھیے اس ازدحام مین خداوند کی قدرت کیا کرشمہ دکھاتی ہے
اب بھی اگر خداوند نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا تو بالیقین تمام کوہ بلور پامال
ہو جائے گا آٹھویں روز کیا دیکھتا ہے کہ سواری مثل باد بہاری نظر کردہ خداوند والاکرم بادشاہ
اسلام بیٹے حارث بن سعد اور حامی دین سبحانی بیٹے حمزہ صاحبقران ثانی

کی وارد ہوئی راوی کہتا ہے کہ یہ جسقدر سرداران لشکر اسلام مع فوج ولشکر وارد حوالی کوہ بلور ہوتے
گئے بعد دیگر جا بجا خیمہ زن ہوتے جاتے تھے جسوقت حارث بن سعد بادشاہ اسلام اور
حمزۂ صاحبقران ثانی مع جاہ وحشم سلطانی زیر کوہ پہونچے تمام سردار اپنے اپنے خیموں سے نکل کے
بکمال احتشام استقبال کے واسطے آئے بارگاہ سلیمانی مرتب ہو چکی تھی اندرون بارگاہ پہنچا کے
مقیم کیا جب شام کو بہرام تہمتن حاکم کوہ بلور اپنے بستر استراحت پر جاکے دراز ہوا تو پیران
کو طلب کیا اور کہا اے پیران دیوکش آج آخر روز سے فوج اسلام کی آمد کا تماشا دیکھ رہا ہوں آج
جو میں نے حمزہ ثانی حاکم لشکر اسلام کی سواری کا تزک واحتشام دیکھا ہوش جاتے رہے خداوند
فرعون باوجود اس مرتبۂ خداوندی کے یہ احتشام نہیں رکھتا اسوقت حمزہ ثانی اگر خداوندی
کا دعوی کرے تو بجا ہے مجکو نہیں یقین ہے کہ خداوند سے اسقدر فوج ولشکر کے بہم کرنے کا بندوبست
ہوسکے گا پیران دیوکش نے کہا میں نے تو پیشتر ہی کہا تھا کہ خدا پرست نہایت ست برپا کرنے والے
لوگ ہیں بہرام تہمتن نے کہا واقعی تیرا خیال بہت سچا تھا مجکو یہ حال نہیں معلوم تھا اب تک خداوند
کس فکر وخیال میں آلودہ ہے پیران دیوکش نے کہا خداوند تو محیط خواب خرگوش میں معلوم ہوتا
ہے اپنی قدرت خداوندی سے کچھ کام بنا لے تو خیر ورنہ یہ جو فوج ولشکر سلاطین اطراف کا موجود ہے
مسلمانوں کے مقابلہ میں ہیچ ہے بہرام تہمتن اپنی جگہ سے اٹھا اور پیران دیوکش کو ہمراہ لیے ہوئے
فرعون ثانی کے پاس آیا اسوقت فرعون مینوشی میں مصروف تھا کسی قدر دماغ گرم
ہو چلا تھا بہرام نے آتے ہی فرعون کو سجدہ کیا اور دست بستہ کہا اے خداوند مجھ سچے
دنیا ومافیہا کی بھی خبر ہے اگر یہی حال مدہوشی اور غفلت کا ہے تو تمام بندگان خاص کی جانیں ہلاک ہوینگی
فرعون نے کہا اے بندۂ خاص ہمارے کیا کہتا ہے ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا اگر دنیا ومافیہا
کی خبر کو کہتا ہے تو دنیا ومافیہا کو پیدا کر کے اسکی خبر سے کیا کام ۔ ۵ حدیث از مطرب ومی گو وراز دہر کمتر جو
که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را ۵ دنیا کو جسنے پیدا کیا اسکے جملہ حالات سے ہمیں بخوبی آگاہی ہے
کسی کو کیا خبر ہے اور ایک جام شراب لبریز کر کے دیا اور کہا اسے پی لے اور چپکا چلا جا
اسوقت زیادہ بکتا ہے مجکو برا معلوم ہوتا ہے اگر نہ مانے گا تجکو اپنے بندوں کی فہرست سے خارج
کر دونگا پیران دیوکش نے کہا بادشاہ اسوقت یہاں توقف کرنا بہتر نہیں ہے خداوند کے
حواس درست نہیں ہیں ایسا نہو کہ تجھپر اپنا غضب نازل کر دے تب بہرام تہمتن نے کہا میں
ضرور اسوقت خداوند سے بحث کرونگا فرعون نے کہا اگر زیادہ مغز خراشی کرے گا ابھی
اپنی عہد کو توڑ ڈالونگا جو تم سب سے کیا ہے یعنی خداپرستوں کے حال پر مہربان ہو کے
تم سب کو ہلاک کر دونگا پیران نے کہا اب خوش ہو گئے چلو گھر کو اسی میں خیریت ہے
نہیں تو بنا ہوا کام خاک میں مل جاوے گا بہرام تہمتن خاموش سر جھکائے وہاں سے
چلا آیا اور پیران دیوکش سے کہا آخر اسکا انجام کیا ہوتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا پیران
نے کہا مجکو اس سے پیشتر سے ہی فکر ہے اور خوب یقین ہے کہ خداوند ہم سب بندوں کی جان
لے گا بہرام نے کہا کیا عجب ہے کہ جب ہوش وحواس اور بدحواسی دونوں کا ایک

عالم ہوا اسوقت جو اسمین موجود تھے جب کہا کہ اپنے بندون کی طرفداری اور خدا پرستون پر اپنا قہر و غضب نازل کرنے کا وعدہ کر اسنے دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا بہرام نے کہا خیر اتبو وعدہ کیا ہی دیکھین کیا ہوتا ہی

اب ان سلاطین کفار کو کوہ بلور مین اس انتشار مین مبتلا رکھا جاتا ہی اور لشکر فتح پیکر اہل اسلام کا حال مسطور ہوتا ہی

نہایت جوش پر دریا ہی اسکی طبع موزون کا
چھپا لیتا ہی دامن کسطرح دامان ہامون کا
صفائی ہو گئی شب کو بہت خورشید طلعت سے
ہی اک حمام اپنے میخانہ مین سینہ ہی فلاطون کا
ہوا سے دہر ہی سم مسموم سے ان وزون کی لاش ہی
جزا اندیشہ ہی سودا ہمارا ہی زلف شبگون کا
نقیر مست ہین ہر وقت کیفیت مین رہتے ہین
نشان ملتا نہین ہی قبر جمشید و فریدون کا
صفا حاصل ہوئی ہی الفت دندان جانان کی

جہا مین نظر ہو موزونان جب مضمون کا
امید و بیم مین احوال دل ہر دم دگرگون کا
خدا کے فضل سے کیا معرکہ مارا ہی گردون کا
مرادہ جب ہوا دل میں جنون لاتا ہی صحرا مین
خدا حافظ ہی ساقی تشنۂ صہبائے گلگون کا
حقیقت مین لہو اکثر گرا دامان قاتل پر
کبھی مرہم ہی یہ زخم کبھی گھولا ہی افیون کا
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہو زمانہ پر
بغل مین دل نہین قطرہ ہی آب رنگ خون کا

ہوتا ہی جنون کے پاس ہر روز مجنون کا
کبھی پیر دوزی ہوتی کا کبھی بندہ ہو قمر دنکا
نہ کیون کیفیت غیرت ہو ستون کا حاصل
بگولے ڈھونڈھتے پھرتے ہین سایہ بید مجنون کا
شب تار عدو ہی روز روشن بھی نظر مین
تعجب نے لکھدیا شجرن سے نظر ہو سے خون کا
ملا یا خاک مین گردون نے کس کس تاجدار کو
کہ خورشید غرب تارہ ہی اپنے بخت واژون کا

بہار پیرایان گلستان حکایات رنگین و چمن آرایان حدائق روایات فتح قرین آبیاری سخن سے بوستان نشاط افزا کو اس ادن سے سرسبز و شاداب کرتے ہین کہ جب تمام فوج اسلام زیر کوہ بلور پہونچ کے خیمہ زن ہو گئی اور حمزہ صاحبقران اور حارث بن سعد بادشاہ اسلام بارگاہ مین رونق افروز ہوئے سب سکوت مین بیٹھے تھے کیونکہ کسل و ماندگی سفر اعضا مین ہمراہ پا لے ہوئے تھی مع ہذا یہ بھی فکر تھی کہ عنقریب کفار کا مقابلہ ہوگا دیکھیے اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظاہر ہوتا ہی یکایک علمشاہ رومی نے رستم خو بن کرب کی طرف متوجہ ہوکے کہا مین تجسے کچھ کہنا چاہتا ہون رستم خو بن کرب نے علمشاہ کی صورت دیکھی کیونکہ یکایک دربار مین نہ یہ بھی آواز آئی کیا کہنا چاہتے ہو علمشاہ نے کہا تمھارے باپ دادا یعنے اسد نامدار نے بڑے بڑے نامی کے بیشتر شبخون مارے ہین آج یہ ہنگامہ برپا ہوگا کفار مکرو فریب سے جیش آئین گے کوئی دقیقہ جنگ وحرب مین نقصان پہونچانے کا باقی نہین رکھین گے کوئی ایسی کارروائی نہین کرتے ہو کہ جنگ وحرب کی نوبت نہ آنے پائے اور یہ مجمع کفار درہم و برہم ہو جائے مجکو کمال حیرت ہی کہ یہان قیام کو اسقدر عرصہ گذرا اور تجسے کوئی کار نمایان اسوقت تک ظہور مین نہ آیا رستم خو کو علمشاہ رومی کے یہ طعن آمیز کلام ناگوار خاطر ہوئے اور نہایت غیظ و غضب سے علمشاہ کی طرف دیکھا مگر پھر ضبط کر کے خاموشی اختیار کی جب دربار برخاست ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین واپس آئے رستم خو بھی اپنے خیمہ مین آیا اور تا دیر سکوت مین سر نگون بیٹھا رہا بعض ہمنشینون نے مزاج پرسی کی رستم خو نے کہا الحمد للہ انھون نے کہا پھر کیا سبب انقباض طبیعت کا ہی کہا بہت بڑا سبب پیدا ہو گیا ہی آج دربار حمزۂ صاحبقران مین جو گیا علمشاہ رومی نے میرے باپ دادا کا ذکر

ہو کے یہ کہا کہ انھون نے بیشتر اوقات کار ہائے نمایان کیے آج کفار کا مقابلہ درپیش ہی ایسی کوئی تدبیر
کرو کہ کفار کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے ان سب نے کہا امر کیا رائے ہی ہم سب رفاقت مین موجود ہین
رستم خو نے کہا سچ یہ ہی کہ مین نے آج مصمم ارادہ کفار پر شبخون مارنے کا کیا ہی جسکو میری
ہمراہی منظور ہو مستعد ہو جائے چنانچہ بیشتر جوانان نے اپنے اپنے اسلحہ کو درست کرنا شروع کیا
جب کہ نصف لیلائے شب تاکم ہوگئی رستم خو مع چند جوانان ہمراہی تلوار کھینچ کے یکایک فوج کفار مین
در آیا اور تلوارین مارنا شروع کر دین کہ ہر جا کہ شمشیر اوکار کردہ یکے را دو کرد و دو را چار کرد
چونکہ کفار بیخبر تھے رستم خو کے حملہ کی مطلق اطلاع نہ تھی بکثرت کفار جہنم واصل ہوئے چند ساعت تک
ہنگامہ شبخون گرم رہا چونکہ آیندہ کے واسطے حاکم کوہ بلور نے مسلمانون سے مقابلہ کے واسطے
بیحد و نہایت سامان جمع کیا تھا جب اسکو شبخون کی خبر پہونچی لاکھون مشعلین روشن ہو گئین زیر قلعہ
کوہ بلور ہر چہار جانب عمیق خندق تھی رستم خو نے چاہا کہ خندق کو طی کر کے بالاے کوہ
فرعون کے پاس پہونچ جائے اور اس ملعون کا کام تمام کرے حسب اتفاق پچھلا پاؤن
مرکب کا خندق مین جا رہا رستم خو پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا خندق مین جا رہا کفار قریب
پہونچ گئے رستم خو پر حلقہاے کمند پھینک دیے رستم خو حلقہاے کمند مین پیچیدہ ہو کے
گرفتار ہو گیا دستگیر فیل سوار در اثناس شیر سوار وغیرہ سلاطین کفار رستم خو
کو گرفتار ہوتے دیکھ بہت خوش ہوئے فرعون ثانی کو خوشخبری پہونچائی فرعون نے خوش
ہو کے اپنے روبرو رستم خو کو طلب کیا اور بہت کچھ کلمات لاطائل زبان پر جاری کیے آخر فقرہ
اس بیہودہ گوئی کا یہ تھا کہ ای رستم خو تو نے قدرت خداوندی دیکھی کس طرح تجھے بسہولت
گرفتار کیا اب بھی خیریت ہے اگر تو این جانب کو بصفاے باطن سجدہ کرے
ورنہ جان سے مارا جائیگا رستم خو نے برہم ہو کے کہا او ملعون یہ کیا بکتا ہی
تو ہرگز اس بات کا خیال دل مین نہ لا کہ مین گرفتہ و بستہ ہون اگر ہلاک بھی ہو جاؤن
تو بھی اس وحدہ لاشریک کی بندگی سے باز نہ آؤنگا فرعون نے چین بر جبین ہو کے کہا جلاد
اس بندہ منحرف کو قید سخت مین رکھو اس طرف جب علمشاہ رومی کو رستم خو کی گرفتاری کا
حال معلوم ہوا نہایت افسوس ہوا دل مین کہا حق مین نے رستم خو کی نسبت کلمات لاطائل
طعن آمیز کہے جس سے برہم ہو کے شبخون کے واسطے آمادہ ہوا اور کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوا
فوراً مرکب طلب کیا اسلحہ سے آراستہ ہوا اور مرکب پر سوار ہوا مہمیز جو کی گھوڑا بجلی کی طرح چمکتا ہوا
وہان سے روانہ ہوا زیر کوہ پہونچ کے دم لیا علمشاہ نے اسکی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا بس
جلد میان سے تلوار کھینچ کے علم کی اور نعرہ مارا کہ منم پیل تن فیل کش کشندہ کپتان فرنگی سینے
سے علمشاہ رومی شہ فیل روز + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + دو چار ہاتھ تلوار کے نکالے
تھے کہ بدن جس سے کفار پر ہیبت طاری ہوئی پھر تلوار کو میان مین رکھ لیا تیغ کپتان فرنگی
ہاتھ تھا بلند آواز دی کہ ای سرگروہان بادیہ ضلالت و حماقت و اہی غرقان بحر
رذالت و سفاہت تمہاری سرکشی حد سے گذر گئی ہی اگر تم نے رستم خو کو گرفتار

کر لیا ہی تو کیا کمال کیا اگرچہ وہ جوان اس مرتبہ کا نہ تھا کہ بسہولت تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو جاتا مگر یہ
بھی ایک امر اتفاقی تھا کہ خندق قلعہ مین مرکب کا پانون جا رہا ورنہ غالب گمان تھا کہ فرعون کا قصہ
پاک کرتا وہ نہین تو اب مین تمھاری سرکوبی کو آیا ہون بچا او گروہ مکار و شرارت شعار یاد رکھو
اب اس نعرہ کی آواز نہ سنوگے اس آواز کوس کے تورج بدرگ کی رگ شرارت حرکت مین آئی
مسلح و مکمل ہوکے فرعون کے پاس پہونچا پہلے سجدہ کیا پھر اس طرح گویا ہوا کہ ای مالک زمین و آسمان
تو نے بنائین بلی کی ایسی آنکھین او دیکھنے کے لیے دو کان یہ ناچیز گندہ بندہ تیرا اب تیرے مخالفون سے
مقابلہ کرنے جاتا ہی تیری مدد چاہتا ہی اگر تو چاہتا ہی تو مسلمانون پر ظفر پاؤن ہی اس ملعون نے بخندہ پیشانی
اسکی طرف دیکھا اور کہا ای ہمارے بندۂ خاص تیری فتح ہوگی مگر تنہا نہ جانا تورج نے کہا ای
خداوند یہ بندہ خاص تیرا تنہا ہی جائیگا مگر یہ دریافت کر دادا جان کی باری ہو خداوند کو تخت سے
اُٹھانے تو عجب نہین جب خیال آتا ہی معلوم ہوتا ہی آگیا سر خراب ہوگیا رستم خونکو گرفتار
کر لیا گیا یہ وہ شخص ہی کہ مرزوق فرنگی کو مع تخت اُٹھا لیا تو ویل ہندی دو ویل ہندی
کو شہر قضا و قدر مین مارا ہی اسوقت حمزہ صاحبقران قدیم تپ مین مبتلا ہے نہ لشکر عظیم [illegible]
ہو جاتا ہی وہ جانتا ہی جو نہین جانتا اسکو صرف اسی قدر بیان پریشان ہو جانے کو کافی ہی
اگر خداوند تنہا جانے کو کہتے ہین تو مین تنہا ہرگز نہ جاؤنگا فرعون ثانی نے کہا ای بندۂ خاص
ہمارے تیرے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہی علم خداوندی سے ہمکو یہ سب حال گزشتہ معلوم
ہی اسی وجہ سے ہمنے تنہا جانے کو نہین کہا ای بندہ خاص ہماری نظر عنایت تیرے حال پر
بہت کچھ ہی تو نہین جانتا تیری فتح ہمنے ضرور مقرر کی ہی ہمکو خوب یاد ہی تورج بدرگ نے
کمال اعتقاد فرعون کو سجدہ کیا اور وہان سے پانچ لاکھ سواران جنگ آزمودہ کی جمعیت لیکر
علمشاہ رومی کے مقابلہ کو آیا اور آتے ہی نعرہ مارا کہ ای علمشاہ اگرچہ مجھے تم سے قرابت
قریبہ ہی لیکن مجھے کسی طرح کی رعایت کی امید نہ رکھنا معاملہ جنگ و جدال مین رو و رعایت کو
دخل نہین ہوتا اور یہ بھی بخوبی یاد رکھنا کہ مقابلہ مین سر بسر ہوگے خداوند فرعون نے مجھے
وعدہ کیا ہی کہ تیری فتح ہوگی علمشاہ رومی کو تورج بدرگ کی یہ گفتگو نہایت ناگوار معلوم
ہوئی کہا او مردود یہ کیا بیہودہ بکتا ہی فرعون کس منزلہ کا سگ خارشتی ہی جسکو خداوند کہتا ہی
خداوندی خاص اُس وحدہ لاشریک کو زیبا ہی جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور جسکے
قبضۂ قدرت مین ہماری تیری جان ہی زیادہ طول کلام سے کام نہین ہے بیا تا چہ داری [illegible]
کمان کیانی و گرز گران ٭ دونون لشکرون مین تلوارین علم ہوگئین نیزے سیدھے ہوگئے
دونون جانب سے وار چلنے لگے مسلمانون نے داد مردی و مردانگی دی ع ز رید و برید و
شکست و ببست ٭ یلان را سر و سینہ و پا و دست ٭ ہر جانب کشتون کے پشتے سرون کے انبار
نظر آنے لگے تورج بدرگ علمشاہ رومی سے جان لڑاتے ہوئے تھا بار بار کہتا تھا
کہ ای علمشاہ ابھی مین خیریت ہی کہ خدا سے نادیدہ کی پرستش سے باز آ اور خداوند
فرعون کی پرستش مین دل لگا ورنہ آج تیری خیریت نہین ہی خداوند فرعون نے

مجکو چشم شخیاب کرنے کا وعدہ کر دیا ہی علمشاہ رومی نے کہا او ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی خداسے پاس ست
سے ببینم کہ تا کردگار جہان درین آشکار چہ دارد نہان ÷ اور حملہ کیا تورج بدرگ
علمشاہ رومی کے حملہ سے اسوقت ایسا خائف ہوا کہ تفرقہ بچا کے صفوف کفار مین جا چھپا علمشاہ رومی
تورج کے غائب ہو جانے سے اور زیادہ برہم ہوا فوج کفار مین در آیا اسوقت عجب طرح کا
ہنگامہ عظیم برپا تھا علمشاہ کفار کو جہنم واصل کرتا ہوا قریب دربار فرعون کے پہونچ گیا ناگہان
دیکھا کہ رستم خو قفس آہنی مین بند ہر جلتے ہی قفس آہنی پر غصہ مین متواتر ایسے دو وار کیے کہ چند
تیلیان قفس کی کٹ گئین اور فرعون کے تخت تخت کے روبرو جاکے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک
دیے اور کہا او بدبخت ملعون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی تو نے مسلمانون کو بہت عاجز کیا ہی
یہ کہکے چاہتا تھا کہ ایک وار مین اُس موذی کو جہنم واصل کرے پس پشت سے مہتر کذاب
عیار فرعون نے ایک وار تیغہ کا اس زور سے علمشاہ پر کیا کہ تا گلو سر چاک ہوگیا پھر تو ہر چہار
جانب سے وار پر وار پڑنے لگے علمشاہ رومی درجہ شہادت پر فائز ہوا اُس طرف رستم خو
نے بمشکل قفس کی تیلیون کو کھولا اور باہر آکے چاہتا تھا کہ علمشاہ رومی کی ہلاکت کا عوض لے مگر
پھر سوچا کہ یہان لاکھون کفار کا مجمع ہی تنہا اُنسے سربر ہونا غیر ممکن ہی وہان سے بھاگ کے لشکر
اسلام مین پہونچا حمزہ ثانی کو حیرت ہوئی کہا ای رستم حیرت ہی کہ تم اسوقت یہان پہونچے
حالانکہ لشکر کفار مین گرفتار ہوگئے تھے غالباً علمشاہ رومی نے تمکو رہا کیا رستم خو نے دونون
ہاتھ سر پر مارے اور کہا ای والا منزلت واقعی علمشاہ رومی میری رہائی کا باعث ہوئے مگر خود
راہگزین عالم بقا ہوگئے مین اسوقت قفس سے باہر آیا جب علمشاہ ہلاک ہو چکے تھے لہذا تاسف
ہوا یہ کہکے مفصل کیفیت علمشاہ کے جنگ و حرب کی بیان کی اور کہا ای عالی منزلت اصل
یہ ہی کہ علمشاہ کو مہتر کذاب عیار فرعون ملعون نے عالم غفلت مین ہلاک کیا یہ خبر
وحشت اثر سنکے شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ چیخین مارتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اسوقت تمام
دربار مین کہرام برپا تھا شاہزادہ ملک قاسم مسلح و مکمل ہوکے حمزہ ثانی کی خدمت
مین حاضر ہوا اور جنگ و حرب کی اجازت چاہی حمزہ ثانی نے ملک قاسم کا سر سینہ سے لگایا
اور کہا ای جوان یہ موقع تمہارے جنگ و حرب کا ہرگز نہین ہی اسواسطے کہ باپ کے غم و الم مین
کفار سے جنگ نہ کر سکو گے میرے نزدیک کسی قدر توقف کرو ملک قاسم نے حمزہ ثانی کے
پاؤن پر سر رکھدیا اور کہا شہریار اگر اجازت حرب نہ ملے گی تو مین خود اپنے تئین ہلاک کر دونگا
ناچار حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو اجازت حرب دی شاہزادہ اسوقت پوشاک سرخ پہنے تھا
تلوار علم کیے آنکھین سرخ منہ سے کف جاری لشکر کفار پر مثل شہباز آیا نعرہ مارا ؎ آفتاب
مشرق وین برردی ÷ شہسوار لعل پوش خاوری ÷ وہان بعد رخصت ہونے شاہزادہ ملک قاسم
کے حمزہ ثانی نے حاضرین دربار سے فرمایا ایہا الناس ملک قاسم کو اپنے باپ کی ہلاکت
کا کمال صدمہ ہی ایسی بحالت مین اُنکی جنگ و حرب مخدوش ہی اُنکے اصرار سے مین مجبور ہو گیا
ورنہ یہ موقع ہرگز اجازت حرب دینے کا نہ تھا ایسے وقت مین اُنکی مدد کے واسطے کسی کو

ضرور جانا چاہیے نہیں معلوم کیا اتفاق پیش آئے یہ سنکر نورالدہر بدیع الزمان وایرج اٹھ کھڑے
ہوئے اور عرض کی شہریارا ہم جان نثار بسر وچشم تعمیل حکم کیواسطے حاضر ہین حمزہ ثانی نے کہا بہتر ہے
کہ تم سب ملک قاسم کی مدد کو جاؤ یہ سب شہسواران معرکہ جرات وشجاعت ونہنگان بحر دلیری وجلادت
تیغین تولے ہوئے مرکبون کو کڑکاتے ہوئے ملک قاسم کے عقب مین روانہ ہوئے لشکر فرعون
مین یکایک خبر پہونچی کہ علمشاہ رومی کا بیٹا شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کے خون کا عوض لینے آتا
ہے فرعون نے حکم دیا کہ اے بندگان خاص ہمارے اب بیشک ہنگامہ عظیم برپا ہوگا سب ہوشیار ہو جاؤ
اور تمام سلاطین والا دکوہ باور کو اطلاع دی کہ تم سب اپنی فوجین صف آرا کرکے مسلمانون سے اس حملہ
زبردست کو ردکو غرضکہ جنگ وحرب شروع ہوگئی لاکھو سواران کا لشکر کوہ کے نیچے اُترا تھا ہلالین نیزے
تیغے وغیرہ اسلحہ کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پائین کوہ سے بالائے کوہ تک ایک بحر
طوفان خیز آہن موج مار رہا ہے زمین سے آسمان تک گرد وغبار سے تیرہ وتار ہو رہا تھا ؎ زسم سواران
دران پہن دشت ✦ زمین شش شد وآسمان گشت ہشت ✦ نوبت باینجا رسید کہ فوج کفار بمقدار سپاہ ہوئی کہ فرعون
ملعون تخت نگونبخت سے بے تحاشا جست کرکے سر دربار برہنہ بھاگا مسلمان اسقدر آگے بڑھ گئے کہ دربار فرعون تک
پہونچ گئے شاہزادہ ملک قاسم اپنے باپ کی لاش کے قریب پہونچ گیا اور فوراً لاش کو اٹھالیا بسرعت اسلام
کے جانب مراجعت کی اور فوج ہمراہی سے پکار کے کہا اے دلاورو بس اب زیادہ تعاقب فوج کا فرو جنب منظم
کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکے کفار کی سرکوبی کی جاوے تو بہتر ہے آخر تمام فوج اسطرف سے پلٹی اپنے
مقام قیام پر آئی جسوقت لاش علمشاہ رومی کی دربار حمزہ ثانی مین لائی گئی رونے کا غل بلند ہوا
جوش گریہ سے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی چند ساعت تک گریہ وبکا رہی جب افاقہ ہوا حمزہ نے فرمایا صاحبو
دیر نہ کرو علمشاہ رومی کی لاش کو خانہ کعبہ بھیجنے کا انتظام کرو اور کون شخص اپنے انتظام سے لاش کو
بیت اللہ لیجاوے گا سب نے بالاتفاق عمر بن رستم کو اس کام کیواسطے تجویز کیا بعد غسل وکفن
صندل کے صندوق مین لاش رکھی گئی فوج کثیر ہمراہ ہوئی جانب کعبہ معظم کوچ کیا بعد طی مراحل وقطع
منازل کعبۃ اللہ کے قریب لاش پہونچی حمزہ قدیم کو خبر پہونچی کہ عمر بن رستم ایک لاش لیے ہوئے
نیزا خیز چلے آتے ہین بہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ لاش کسکی ہے حمزہ قدیم کے دست وپا مین رعشہ
پیدا ہوگیا گھبرا کے حکم دیا تحقیق کرو کہ عمر بن رستم کے ساتھ کسکی لاش ہے اسوقت مجکو سخت انتشار
ہوگیا کفار کا فتنہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایک حامی اسلام کی
لاش یہان آچکی ہے یہ کہہ رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمر بن رستم گرد آلود خستہ حال اس طرف چلے آتے
ہین جونہین صاحبقران قدیم کی نظر عمر بن رستم پر پڑی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کہا
اے عمر بن رستم جلد کہو یہ لاش جو تمہارے ہمراہ ہے کسکی لاش ہے عمر بن رستم نے آبدیدہ ہوکے
عرض کی اے شہریار سپہر اقتدار کیا عرض کرون کفار بدکردار وضلالت شعار کے ہاتھ سے
علمشاہ رومی ہلاک ہوئے انھین دلاور دوران شجاع زمان کی لاش ہے صاحبقران قدیم رومال منھ
پر رکھکے تا دیر رویا کیے انکے ساتھ اور بھی حاضرین آبدیدہ ہوئے جب رقت کا جوش کم ہوا سب نے
انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور قبر کا مقام تجویز کرکے گورکنون کو بلایا قبر تیار ہوئی اور لاش اتاری گئی

یک عرب عمر وذی علم نے تلقین پڑھی لیکن جس وقت میت کا منہ کھول کے تلقین پڑھی گئی اور حمزہ قدیم نے علمشاہ رومی کی صورت دیکھی اس شدت سے روئے کہ تمام رومال آنسوؤن سے تر ہو گیا حمزہ قدیم کی رقت کا یہ حال دیکھ تمام حاضرین چیخین مار کے رونے لگے اسوقت ایک کہرام پڑ گیا بعد فراغ دفن علمشاہ حمزہ قدیم اپنے مقام قیام پر آئے عمر بن رستم کو ساتھ لائے لشکر اسلام کے حالات بالتصریح پوچھے عمر بن رستم ثانی نے عرض کی شہریار فرعون کے ہاتھ سے لشکر اسلام سخت زحمت مین مبتلا ہی ہر چند کوشش کی جاتی ہر مگر وہ موذی کسی طرح جہنم داصل نہین ہوتا حامی دین سبحانی یعنے جناب حمزہ ثانی بناے کفر کی انہدام کے لیئے کیا عرض کرون کہ کیسی کوشش فرما رہے ہین مگر نہین معلوم مشیت ایزدی مین کیا گذرتا ہر جو اسوقت تک فرعون ملعون جہنم داصل نہین ہوا فی الحال کوہ بلور پر مقیم ہر حاکم کوہ بلور اور بھی اطراف وجوانب نے سلاطین کفار اس مکار و بد کردار کی مدد کو کوہ بلور پر جمع ہوئے ہین اس مرتبہ جو تردد صاحبقران زمان کو لاحق ہوا ہر کبھی نہین ہوا جب صاحبقران قدیم نے صاحبقران ثانی کے تردد و پریشانی کا حال سُنا دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیئے اور جانب سمان دیکھ کے درگاہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات شروع کی

شکر صد شکر ای خداوند ذوالجلال — ای کریم و بے مثال و بے زوال
اس زبان سے ہو ادا تیری ثنا — ہو سکے کیا بندہ کی عقل نارسا

تو نہین محتاج توصیف جہان — ہے کیا سوز تیری قدر شایان
قدرت تیری ہے بے عدیل و بے مثال — پاک ہے ہستی تیری ذوالجلال

سب ترے محکوم ای رب العالمین — ایک تنکا بھی نہین ہلتا کہین
تجھ سے روشن ہر زمین و آسمان — تیری قدرت کی ہین سب نیرنگیان

خاک کے پتلے کو تو گویا کرے — قطرہ ناچیز کو دریا کرے
نار کو دم مین گلستان تو کرے — مور کو دم مین سلیمان تو کرے

تو خوب واقف ہر کہ کفار بد کار کی شرارت سے مسلمانون کو کیسی کیسی گزندین پہونچ رہی ہین پھر بھی وہ تیرے بندے تیری راہ مین سر سے چلنے کو مستعد و آمادہ ہین صدقہ اپنی رحیمی و کریمی کا تو انکے حال پر رحم و کرم فرما غرضکہ اسطرح کی مناجات کے بعد عمر بن رستم حمزہ قدیم سے رخصت طلب ہوے حمزہ قدیم نے فرمایا ای عمر اگرچہ مین یہ خوب جانتا ہون کہ تم راہ کی تکان سے بہت خستہ ہو رہے ہو دو چار روز یہان قیام کرنا ضرور تھا مگر کیا چارہ ہر ایسی حالت مین کہ وہان کفار مسلمانون پر نرغہ کیے ہوے ہین بقول تمہارے کوہ بلور پر تمام اطراف وجوانب کے سلاطین سب آ کے جمع ہوئے ہین نہین معلوم اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ کیا ظہور مین آئے نظر برین جملہ حالات مین تمہارے قیام کیواسطے اصرار نہین کر سکتا جاؤ خدا حافظ و ناصر مگر صاحبقران ثانی سے بعد دعا کے یہ کہہ دینا کہ ای فرزند تم گھبراتا نہین اگرچہ کفار کا نرغہ ہر علی الخصوص فرعون ملعون نہایت شرارت پر آمادہ ہر انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب وہ بدکار اپنے کردار کی سزا پاتا ہر عمر بن رستم نے دست بستہ عرض کی بہت مناسب اور وہان سے رخصت ہو کے جانب لشکر اسلام مراجعت کی

اب حال فیروزی مآل اہل اسلام اور بد انجامی فرعون ثانی مین قلم فرسائی کیجاتی ہی

سرائے دنیا ہر خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہر — مسافرانہ گئے ہو اٹھو مقام فردوس جا ہی دو دم ہی
رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہر فریدون یہان نہ جم ہی — سفر ہر دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

نشاں رات سب سیہ ہین نحس ہے دیکھو قہر خدا کی نیندین　　یہ جاگتے تھے ابتدا مین کہ دن جو سوتے ہین انتہا کی نیندین
جیسے ہین کیسے یہ ہائے غافل جو صبح تک بس کس بلا کی نیندین　　نسیم غفلت کی چل رہی ہی آ مند رہی ہین قضا کی نیندین

کچھ ایسے سوتے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

نہ عمر دو روزہ جاودانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر　　حق عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر　　بہار گل لطف نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر

جو چار دن ہی دور راحت تو بعد اسکے غم و الم ہی

گئے وہ عیش و نشاط کے دن زمانہ رنج و ملال آیا　　شباب سے شیب آ کے بدلی کہ عروج گذرا زوال آیا
بکے ہوئے سے ہوئی ندامت تو پھر کہا کیا خیال آیا　　یہ عمر گذری معصیت میں پسند ہمکو کمال آیا

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

محرران مضامین حیرت آگین وکہ تبان صداقت بیان ودبیرین اس داستان قدرت توامان کو اسطرح مسطور کرتے ہین کہ جب علمشاہ رومی کی لاش بیت اللہ کے جانب روانہ ہو چکی شب کو لشکر مین طبل جنگ بجا اسطرف حمزہ ثانی نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تمام شب اسیطرح طرفین مین سامان جنگ درست ہوتا رہا صبح کو میدان جنگ مین دونون جانب صف آرائی ہوئی تورج بدرگ اور مریخ تیغزن اور الماس نیزہ باز وغیرہ چند کفار فرعون کے پاس آئے اول بکمال خلوص سجدہ کیا اور دست بستہ کہا ای خداوند آج مسلمانون کی جنگ بہت زبردست معلوم ہوتی ہی ہم چاہتے ہین کہ تو بھی درمیان فوج کے موجود رہ اور اپنے بندگان خاص کا نگران ہو جسطرح حکم خداوند ہوگا اسیطرح عمل مین لایا جاویگا فرعون نے کہا ای بندگان خاص ہمارے خاص معرکۂ جنگ مین ہمارا عدم وجود یکسان ہی جو خبرگیری ہم وہان رہکے کرسکتے ہین وہی خبرگیری ہم یہان سے بھی کرسکتے ہین تاہم ہمکو تمھاری خاطر داری زیادہ تر منظور ہی لہذا ہم بھی معرکہ جنگ مین چلتے ہین یہ کہکے فوج کے بیچ مین آیا اور ایک مقام بلند پر استادہ ہوکے آواز بلند کہا ای خدائے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج میری فہمایش آخری ہی خوب غور سے سن لو آجتک مجکو یہ خیال رہا کہ شاید تم میری بندگی پر آمادہ ہو جاؤ اور مجکو بھی تو کہ مین تمھارا سچا خدا وند ہون مگر تم نے کسی طرح میرے کہنے کو نہ سنا اور آجتک اسی طرح مجسے منحرف ہوا اگر آج بھی میرے سامنے سجدہ کرنے کو حاضر نہ ہو گے تو آیندہ مین مطلق تمھاری رعایت نہ کرونگا ضرور سب کو ہلاک کردونگا راوی کہتا ہی کہ شاہزادہ ملک قاسم بن علمشاہ رومی اپنے باپ کی ہلاکت سے ہمہ تن طیش ہو رہا تھا فوج اسلام سے چند قدم آگے بڑھا اور بآواز بلند فرعون ثانی کو یہ جواب دیا کہ او سگ خارشتی یہ تو کیا بھونکتا ہی میرے نزدیک تو نصیحت و فہمایش کیا کریگا غالباً آج تیری زندگی کا آخری دن ہوگا یہ کہکے تلوار علم کرکے فرعون کے جانب جھپٹا کفار کو گمان تھا کہ فرعون صاحب قدرت ہی اگر تمام فوج اسلام بھی ایک مرتبہ خداوند پر حملہ کریگی تو فرعون کے ایک موے تن کو صدمہ نہین پہونچ سکتا ہی سب باطمینان خاموش اپنی اپنی جگہ استادہ رہے ملک قاسم نے آتے ہی ایک ایسا وار شمشیر آبدار کا اُسکے سر پر کیا کہ فرعون دو تخت ہوکے زمین پر گرا تورج بدرگ نے جو یہ حال دیکھا باواز بلند کہا ای خداوندا ای خداوند جلد دوسری صورتین ظاہر ہوکے تمام مسلمانون کا کام تمام کردے

ہم سب اسواسطے تیری حمایت کو نہین ترتے کہ اتبوت تجھے ان خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والون پر
غلبہ آسکے گا بتاکہ تو تو نے اپنے رحم و کرم سے کام لیا وہان وہ ملعون جہنم مین مالک کی ملکیت ہوچکا تھا
جواب کون دیتا شاہزادہ ملک قاسم اُسی طرح تلوار تولے ہوئے تورج کی جانب جھپٹا اُس مکار
کو یہ خیال تھا کہ عنقریب خداوند فرعون زندہ ہوکر ان مسلمانون کا کام تمام کرے گا اپنی جگہ اطمینان
تمام استادہ رہا ملک قاسم نے تلوار کا وار اُسپر کیا جب اُس پلید نے دیکھا کہ خداوند فرعون ابھی تک
زندہ نہین ہوا ہے اور اس وار مین میرا ابھی کام تمام ہوگا اپنی فوج کے جانب چلتا ہوا تلوار کا وار اُسپر پہونچ چکا
تھا اگرچہ پورا ہاتھ نہین پڑا تھا کسی قدر زخمی ہوگیا فوج کفار سمجھی کہ فرعون اپنی مصلحت سے
ابھی اپنے کو زندہ کرنا نہین چاہتا تورج زخمی ہوکے بھاگا ہے مسلمانون کا حملہ زبردست ہوگا
فقط ہم سب ہلاک ہونگے جیسا کہ خداوند نے بیشتر اپنے بندون کو ہلاک کروایا ہے سب کے
نون اُدھر گئے فوج اسلام تلوارین علم کرکے اُنکے تعاقب مین آپہونچے بس پھر تو یہ نوبت
ہو گئی تھی کہ موسم خزان مین درخت سے پتون کی طرح فوج کفار کے سر دھڑون سے زمین پر گرنے
لگے بقیہ بھاگ گئے تورج بدرگ بھی زخمی ہوکے بھاگا لوٹ مین بکثرت مال و اسباب بیش قیمت
مسلمانون کے ہاتھ آیا اور وہ لوگ مالا مال ہو گئے جہان جابجا کفار کے کشتون کے پشتے تھے
وہان مال غنیمت کے پشتارون کے بھی انبار تھے مسلمانون کے یہان گویا عید تھی ایک دوسرے
سے بغلگیر ہوتا تھا حمزہ ثانی نے ملک قاسم کو خوب گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسہ دے کے
کہا اے ملک قاسم واقعی تائید آسمانی تیرے شامل حال تھی جو ایسا کارنمایان تجھسے ظہور مین آیا
ورنہ مجکو ہرگز تیری ذات سے ایسی امید نہ تھی باوجود فرعون کی ہلاکت کی خوشی کے علشاہ رومی
کے خیال مین شاہزادہ ملک قاسم بدیدہ ہوگیا حمزہ ثانی نے اسکی صورت دیکھ کے دست
شفقت اسکی پشت پر رکھا اور کہا اے ملک قاسم تجکو خوب معلوم ہے کہ تجکو اپنے باپ کی ہلاکت
کا سخت صدمہ ہے مگر کیا ہے خود یہ سمجھنا چاہیے کہ ابتداے خلقت آدم سے اسدم تک یہی انتظام
چلا آتا ہے اور قیامت تک یہی انتظام رہے گا دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ ایک روز ناپید
ضرور ہوگا بجز ذات باری تعالی کے کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام سے

ایک دن آخر کو سب اُٹھ جائینگے
رشتۂ الفت کے تئین جاوینگے توڑ
چشم عبرت سے ذرا دیکھو یہان
کیا ہوئے وہ اہل جاہ و اہل زر
کیا ہوا افریدون و کسریٰ کیقباد
کیا ہوا وہ کروفر جاہ و جلال
کیا ہوئے یوسف عزیز دو جہان
چاردن کو رنج ہوتا ہے سرور
جبکہ مرنا ہے مسلم دوستو

کچھ نہ نیک و بد ساتھ جائینگے
خویش و بیگانہ کوئی جاوے نہ ساتھ
حضرت آدم سے تا این زمان
کیا ہوئے اسکندر و صاحبقران
کیا ہوا نمرود و شداد و عاد
کیا ہوئے حضرت سلیمان نامدار
کیا ہوئے یعقوب پیر ناتوان
رنج دنیا کا تحمل کیجیے
ہے برابر تخت ہو یا خاک ہو

مال و منصب کے تئین جاوینگے چھوڑ
ایک بیکس رہ جائینگے مل مل کے ہاتھ
کیا ہوئے وہ بادشاہ نامور
کیا ہوا جمشید دارائے جہان
کیا ہوا رستم ہوا کیا پیر زال
کیا ہوئے وہ ملک و مال بیشمار
چھوڑنا دنیا کا ایک دن ہے ضرور
عیش باقی کو عوض مین لیجیے
اپنے قول و فعل مین اے خوشخصال

حشر میں ہر ایک کا ہوگا سوال
زندگی مقصود ہر بندگی ست

ہو سکے جتنی کرو تم بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

تا نہ ہووے حشر میں شرمندگی

ملک قاسم نے عرض کی ہ والا منزلت ور ٹھی جو کچھ ارشاد ہوا عین صواب ہے مگر کیا عرض کرون جب کچھوا اپنے پدر عظیم کا خیال آتا ہے دل قابو میں نہیں رہتا حمزہ ثانی نے کہا ان کیا شک ہے بہر حال صبر ضرور ہے بعد اس طرح کی فہمائش کے حمزہ ثانی نے خاص ملک قاسم کے دل بہلنے کی غرض سے ایک جشن عظیم مقرر کیا اہتمام بلیغ ہوا صدہا خیمے میدان میں نصب کیے گئے آتش آلات وغیرہ اسباب زینت و زیبائش کی کثرت تھی سرکار حمزۂ صاحبقران ثانی میں خود ہی جملہ سامان موجود تھا کسی شی کی کمی نہ تھی اور راجو تمام سلاطین کفار کا مال و اسباب ہاتھ آیا بیش قیمت اشیا اس کثرت سے تھین کہ کوئی شخص نظر اٹھا کے بھی نہ دیکھتا تھا ہر جگہ عیش و عشرت کا سامان مہیا تھا کہین رقص و نوا کا ہنگامہ تھا کسی جگہ مشریع اشخاص جمع تھے اور اہل اسلام کی مردانگی اور کفار کی سرکشی کا ذکر ہو رہا تھا تین روز تک یہ ہنگامہ جشن برپا رہا

اب مسلمانون کو بعد ہلاکت فرعون ثانی اپنی فتح فیروزی کی خوشی اور خرمی میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال لعل بن توریج کا قلمبند ہوتا ہے جسکا ذکر سابق میں ہو چکا ہے۔

کیا کیا ہے کرم مجھ پہ خدائے دو جہان کا
پھر دخل نہیں گلشن قدرت میں خزان کا
دریائے کرم میں ہیں سو طرح سے جاری
موجود ہے پر نام نہیں اسکے نشان کا
دریائے غضب جوش میں آئے تو غضب ہے
ہے جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا
دم مارنے کی جا نہیں ہے صاحب دراک

شکر اسکا ادا کر سکے کیا منھ ہر زبان کا
جو آگیا اس راہ میں سالک ہی ٹھہرا
دیکھو صدف جسم میں عالم دو جہان کا
دیکھے تو تو ہی غور سے صنعت کے کرشمے
غرقاب سفینہ بھی ہو جائے جہان کا
پوشیدہ و جلا کر سکے اس سے کوئی کیا
اتنی کہ وہان دخل نہیں وہم و گمان کا

تازہ ہے چمن حمد خدائے دو جہان کا
گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا
صحرا میں نہ دریا میں ہے نہ فلک پر
استادی کہین بیچ کی کہین غم ہو جوانکا
بلبل کی طرح عشق میں نالاں ہے زمین اسکے
دانندہ و واقف ہے وہ ہر راز نہان کا
راوی کہتا ہے کہ توریج بد رگ

کی بی بی بعد فتح ہونے طلسم کے بھاگ گئی تھی شہر لعلان میں پہنچی وہان کا بادشاہ لعلان لعل پوش نام ہے لوگون نے زن توریج اور پسر توریج کو لعلان شاہ کی خدمت میں پہونچایا لعلان شاہ ان دونون کو دیکھ بہت خوش ہوا اور اپنی شریعت کے موافق زن توریج سے نکاح کیا لعل بن توریج کو اپنا بیٹا بنایا تعلیم اور تربیت کے واسطے ادیب رکھے اور فنون سپاہگری کے بھی تعلیم کرنا شروع کیے تا اینکہ فن جنگ میں کامل ہوگیا شہر لعلان سے کئی فرسخ کی دوری پر دجال نام ایک ملک و قلعہ ہے اسکے حاکم و فرمانروا کا نام دال بن دجال ہے اسکے چند سپہ سالار مین زال خوک پیشانی وسہراب گرز زن و تمیز نیزہ باز اور اس ملک میں پرویز کا لڑکا بادشاہ کا بیٹا ہے دال بن دجال کے دل میں مدت سے شہر لعلان کے لینے کا سودا سمایا ہوا تھا اسنے خال بن حداد کے بارہ سو سوار ہمراہ کیے شہر لعلان کو بھیجا جب سرحد شہر لعلان میں پہونچا لعلان لعل پوش کو خبر ہوئی اسنے استقبال کیا اور بکمال تزک و احتشام اپنی دار السلطنت میں لیگیا ہنگامہ گفت و شنید گرم ہے بسبیل تذکرہ خال بن حداد نے کہا کہ دال بن دجال بادشاہ

شہر دجال نے تجکو خراج کے واسطے بھیجا ہی لعلان لعل پوش نے چند لمحہ سکوت کیا بعدہ کہا کہ مجکو
دال بن دجال کے حکم کی تعمیل مین مطلق عذر نہین ہی البتہ وہ تعمیل ایک شرط سے مشروط ہی خال بن
حداد نے کہا وہ شرط کیا ہی لعلان شاہ نے کہا دیکھو کہتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ جلد شہر لعلان کے خراج
کا روپیہ فراہم کر کے لاؤ اور لعل بن تورج کو بلا کے خال بن حداد کو دکھایا اور کہا صاحب وہ شرط
یہ ہی کہ اگر اس لڑکے کو تم جنگ مین مغلوب کر لو تو خراج کا روپیہ لیجاؤ راوی کہتا ہی کہ لعلان شاہ
کو وقت فتوح لعل بن تورج کے حال سے بخوبی اطلاع ہو گئی تھی کہ یہ بیٹا تورج بدرگ
کا ہی اور یہ عورت تورج بدرگ کی بی بی ہی اور بادشاہ طلسم کی دختر ہی جب طلسم کو شاہزادہ
بدیع الملک نے فتح کیا تو یہ تباہ ہو کے شہر لعلان مین وارد ہوئی ہی غرضکہ خال بن حداد
نے لعل بن تورج کو دیکھ کے کہا اے بادشاہ اگر خراج کا وصول ہونا موقوف اس لڑکے
کے مقابلہ پر موقوف ہی تو مجکو منظور ہی یہ سنتے ہی لعل بن تورج کو بادشاہ نے اشارہ
کیا وہ چست [illegible] درست ہو کے چہرا بدلتا ہوا آموجود ہوا ادھر خال بن حداد
بھی اٹھ کھڑا ہوا دونون نے خم مارے اور زور دست و بازو مین مصروف ہوئے اسنے داؤن
کیا اسنے رد کیا اسنے داؤن کیا اسنے رد کیا ایک نے تھپڑ مارا دوسرے نے گھونسا رسید کیا اسیطرح
کامل پہر کا عرصہ گذرا لعل بن تورج کو غصہ آگیا دونون پیربان گرفت مین لا کے اٹھا لیا اور
گرد سر چرخ دیا پھر زمین پر مار کے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور کہا ہی شرط کہ تیرے سر کو تن سے جدا
کرون خال بن حداد سمجھا کہ عنقریب یہ نوجوان مجکو ہلاک کیا چاہتا ہی امان مانگی لعل بن تورج
اسکے سینہ پر سے اتر آیا خال بن حداد سے لعلان شاہ نے کہا اے پہلوان تونے ہماری شرط پوری
نہین کی لہذا ہم خراج دینے سے معذور ہین خال وہان سے رخصت ہو کے چلا آیا دال بن دجال
نے حال پوچھا خال بن حداد نے تمام سرگذشت بیان کی دال بن دجال نے کہا وہ لڑکا کس
خاندان کا ہی خال بن حداد نے لعل بن تورج کے زور و طاقت اور خاندان کا حال بالتفصیل
بیان کیا پرویز کے لڑکے نے زار و قطار رونا شروع کیا دال بن دجال نے اسکے رونے کا سبب
پوچھا اسنے کہا شہریارا مین نوشیروان کا پوتا ہون میرے باپ دادا پر ان لوگون نے بہت
بدعت کی ہی اگر مجکو فوج و لشکر دے تو مین اپنے باپ دادا کا عوض قرار واقعی لے لون دال بن
دجال کو پسر پرویز کے رونے پر رحم آیا اور حکم دیا کہ جسقدر فوج پسر پرویز کو مطلوب ہو فوراً
تیار ہو چنانچہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پسر پرویز شہر لعلان کے جانب روانہ ہوا بعد طے مراحل
و قطع منازل سرحد شہر لعلان مین پہونچا یکایک یہ خبر لعلان لعل پوش کو پہونچی مع لعل بن
تورج آیا بادشاہ سے ملاقات کی خلوت مین کچھ باتین ہوئین پھر لعلان شاہ نے لعل بن تورج
کو بلایا اور کسی قدر فن سپہ گری دکھانے کی فرمایش کی لعل بن تورج نے نیزہ بازی و شمشیر زنی
کا کمال دکھایا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا لعل بن تورج کو گلے سے لگایا اور حکم خروج دیا
چار لاکھ فوج کی جمعیت سے کوچ کیا دو منزلہ طے کرتے ہوئے قریب مرصع حصار کے پہونچے
شاہ مرصع حصاری کو خبر پہونچی انھون نے بھی بعجلت تمام اپنی فوج مین کمر بندی کا حکم

وغیرہ کے حوالہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوئے دو منزل راہ طی کرتے ہوئے خاور میں پہونچے نمازمون
وغیرہ کو خبر پہونچی سب حاضر ہوئے اور خدمت گذاری میں مصروف ہوئے

اب کچھ لعل بن تورج کے حال مین قلم فرسائی کیجاتی ہے

ہے ذات جس کی قابل حمد و ثنا
درک و عقل و فہم جن بیان نارسا
کس سے اسکی قدرتونکا ہو حساب
جسکی ہے نہ ابتدا نہ انتہا
اور عارفان کا ہے مخمس اقرار
جسکے ویا کا فلک ہے اک حباب
وہم جس کی راہ مین فرسودہ ہے
حمد کیا لکھوں طبیعت دنگ ہے
اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار بیان کرتے ہین کہ لعل بن تورج اور پسر پرویز خروج کرکے اختم پرکے خورشید جمشید دونون کو مارا ترکستان پر چڑھائی کی ترک بن توسن کو مار کاٹا انکا سمرقند کی طرف آئے نواب لوٹے سمرقندی ایک کا فرہے عقیف بن ختیم تیرانداز نام سے مشہور ہے وہ قلعہ گھیرے ہوئے ہے لعل بن تورج نے قلعہ فتح کرکے وہان سے حاکم کو بھی مارا بعدہ بھمن بن سلسال کو ساتھ لیکے خاور کی راہ لی اثنائے راہ سے اُسنے زال بن خوک پیشانی کو روانہ کیا اور بتا کیا کہدیا کہ ہم آتے ہین تم بعجلت تمام وہان پہونچکے بربادی خاور مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا بعد اسکے روانہ ہونے کی عقیف بن ختیم کو بھی ہزار تیراندازون کی جمعیت ساتھ کرکے روانہ کیا جب یہ سب خاور مین پہونچے تو خود بھی قطع منازل کرکے قریب خاور کے پہونچا حسب اتفاق عمر بن رستم علیل ہوگئے تھے اطبائے منجمد اور عاجون کے یہ بھی علاج تجویز کیا تھا کہ سیر و شکار کا شغل بھی ہونا چاہیے چنانچہ عمر بن رستم شکار کو گئے ہوئے تھے سامنے ایک ہرن دکھائی دیا چاہتے تھے کہ نشانہ لگائین سامنے بطور گرد نمایان ہوا معہذا ہرکارون نے عمر بن رستم کو خبر دی کہ لعل بن تورج اور پسر پرویز دونون خاور کے استیصال کے واسطے تیز اخیر چلے آتے ہین عمر بن رستم نے مطلق اپنی علالت کا خیال نہ کیا بلا تکلف اُس جانب مرکب کو بھیڑ کی اور قریب پہونچ کے کہا کہ اے مرد سرکیا بیباکانہ اسطرف چلا آتا ہے لعل بن تورج نے کہا تم کون ہو جو مجھے اس طرف آنے سے منع کرتے ہو عمر بن رستم نے کہا ہم یہان کے حاکم ہین وہ پلید سمجھا کہ شاید یہی ملک قاسم ہے بس لعل بن تورج نے ایکہاتھ تیغ بیدریغ کا اس قوت سے عمر بن رستم پر لگایا کہ سر اُس خدا پرست جوان کا تن سے جدا ہوکے دھڑ سے زمین پر گرا ہمراہیان عمر بن رستم نے جب یہ حال دیکھا اپنی قلت تعداد پر مطلق خیال نہ کیا بلا تکلف لعل بن تورج پر جھپٹ پڑے لعل فوج کے غول مین آگیا ان سے فوج کا مقابلہ ہوا یہ چند نفر کس طرف مسلح و مکمل فوج کثیر چند ضربون کے بعد پسپا ہونا پڑا کچھ ہلاک ہوئے بقیہ نے فرار پر قرار لیا فوج کفار کے ایک شخص نے سر عمر بن رستم کا لعل کے پاس پہونچایا یہ چند نفر خدا پرست جو جان سلامت بچا لیگئے تھے ملک قاسم کے پاس آئے اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم مسجد مرصع مین تھے جونہین ان لوگون کو بدحواس آتے دیکھا کہا کیون خیریت ہے بدحواس کیون ہو انھون نے عمر بن رستم کی شہادت کا حال بیان کیا ملک قاسم کو تاب تحمل کہان اُسیوقت مسجد مرصع سے باہر آئے مرکب پر سوار ہوئے فوج کفار کی راہ لی انکے عقب مین اردو شیر مرد شیر افگن مظفر خون آشام یہ سب دس ہزار فوج کی جمعیت ہمراہ لیکر روانہ ہوئے ملک قاسم نے دیکھا کہ فوج کفار چلی جاتی ہے مرکب کو بے تحاشا دوڑا کے ملک قاسم فوج کفار کے سامنے پہونچے اور نعرہ مارا کہ اے کفار دای مجھے جبار اگر نہ دانی بدان منم

آفتاب مشرق دین پروری شہسوار علم پوش خاوری شہزادہ ملعون لعل بن تورج زبون تیری بہن پیدا ہوئی ہے
ہو کر میری زندگی میں میرے بھائی کا سر پہنچاوے راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم قریب ساٹھ ہزار
جوانوں کو قتل کر کے اُس ملعون کے پاس پہونچا لعل نے دو دستی وار تیغہ کا شاہزادہ ملک قاسم کے
سر پر لگایا شاہزادہ نے تلوار پر روکا اور روکتے ہی اُسکا تیغہ تلوار سے کٹ کے دو ٹکڑے ہو گیا اب جو شاہزادہ
ملک قاسم نے تلوار سنبھالی اُس مکار سے نڈھال ہو کے ڈھال سر کی پناہ کی تمام فوج کفر ملک قاسم پر
ٹوٹ پڑی شاہزادہ مثل شیر نر اُن بزدلوں پر حملہ آور تھا اور نعرہ پر نعرہ مار رہا تھا اور شیر افگن مرد شیر افگن مظفر
بن ترجیم خون آشام مع دس ہزار فوج کے پہونچے جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا تلوار پر تلوار
پڑ رہی تھی گیر و بزن کی صدا فلک اول پر جا رہی تھی غرضکہ ان چالیس ہزار کو مارا دو چار فرار ہو گئے
شاہزادہ ملک قاسم نے تجسس دس لاش کی بعد اسکے بھائی کی لاش پائی شدت صدمہ سے غش آنے لگا
مگر پھر اپنے کو سنبھالا گریبان چاک کیا اور عجب طرح خراب حال بنایا عمر بن رستم کی لاش کو لیکے چلے تھے
کہ اُسطرف عفیف بن خیم کو معلوم ہوا اُسنے فوراً مرکب کو مہمیز کی اور اسی ہزار فوج سے قاسم
کے قریب آیا للکارا کہ اے جوان کہاں جاتا ہے اور کیوں عمر بن رستم کی لاش لیے جاتا ہے یہ سنکے تمام فوج کو
آواز دی کہ اے بہادرون سب ایک مرتبہ تیر چلہ کمان میں رکھکے مارو بس ایک ہی مرتبہ ہزار ہا تیر
قاسم کی طرف آئے کہا مگر کھٹکے نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار رفیق شاہزادہ ملک قاسم کے تیرون سے
نڈھال ہو گئے ملک قاسم سلاموں کے ایک مرتبہ ہلاک ہو جانے سے بہت پریشان ہو کے نہایت برہم
ہو کے عفیف کے برابر پہونچے عفیف نے ایک زبردست تیغہ مارا قاسم نے چاہا کہ جنبش دیکر وار
کو گھوڑے نے سکندری کھائی اُسکا تیغہ سر پر آیا کلائیوں پر روکا کلائیاں مجروح ہو گئیں اور تیغہ گود
اُتر آیا تاہم قاسم نے اپنے کو برابر عفیف کے پہونچایا جد و کد کر کے عفیف کو گھوڑے پر سے گرایا
سینہ پر سوار ہوا اور کلے کو دانتوں سے چبا لیا تا اینکہ وہ ہلاک ہو گیا چونکہ شاہزادہ ملک قاسم بہت مجروح
نہیں ہوا تھا کہ جانبر ہو سکتا عفیف کے ہلاک ہو جانے کے بعد چند لمحہ میں خود بھی جان بحق تسلیم ہوا
مظفر یہاں موجود تھا اُسنے جو ملک قاسم کو دیکھا تا از سر تا پا غیظ و غضب ہو گیا اور تلوار علم کر کے مجمع کفار
میں در آیا نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی کفار کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا چند کفار شاہزادہ ملک قاسم اور مظفر وغیرہ
کی خبر ہلاک پہونچانے لعل بن تورج کے پاس گئے اُسطرف جوان خاور ملک قاسم کی لاش لیکے
خاور میں پہونچے مقبرۂ خاور میں ان سب مسلمانوں کو دفن کیا رسوم تعزیت ادا کی گئی تمام شہر سیاہ پوش
ہوا ملکہ خورشید خاور نے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی خدمت میں اس مضمون کا نامہ
لکھا کہ غضب ہو گیا کوہ غم مجھپر ٹوٹا شاہزادہ ملک قاسم کفار کے دست ظلم سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے
اُنکے ساتھ یاران ہمراہی بھی کشتۂ تیغ فنا ہوئے اس پر اکتفا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ لعل بن تورج فوج کثیر
لیکے آیا ہے مسلمانوں سے برسر پرخاش ہے بہت ضروری کام یہ ہے کہ ملک قاسم کا فاتحہ دلادو دوسرا یہ کام
بھی واجب سمجھو کہ ظالموں کے ہاتھ سے میری حرمت بچاؤ جب اس مضمون کا نامہ بادشاہ اسلام
اور حمزۂ صاحبقران ثانی کی نظر سے گذرا لشکر اسلام میں ایک کہرام برپا ہو گیا صاحبقران ثانی کی نظر
میں دنیا اندھیر ہو گئی اُسیوقت بادشاہ اسلام نے کوچ کا حکم دیا اور خود بعجلت تمام چند سردار ہمراہ لیکے

خاور کی راہ لی باقی سرداران نے بالاتفاق یہ رائے قرار دی کہ دریا کی راہ سے خاور میں جلد پہنچ سکتے ہیں سفر دریا ہی مناسب ہے چنانچہ ان سب بہادرون کو کشتیون پر سوار کیا یعنے رستم ثانی و ایرج نوجوان داراب کشورکشا امیر ابراہیم بن مالک سکندر فرخ لقا شیرافگن سلیمانی ثانی نورالدہر بدیع الملک اسد غضنفر وغیرہ مجموعا پانچ ہزار پانسو پہلوان دلاوران شمشیرزن دہاوران شیرافگن خاور کی جانب روانہ ہوئے زنادہ بوقلمون کی نیرنگیان اور گردون دون کی اٹکھیلیان تو ظہر کیس میں مصداق ایں ہیش ہر از جہان بوقلمون ہر کہ ہر روش چو مختلف طبیعتان رنگیست + جب یہ جہاز بیچ دریا میں پہونچے چند ساعت تک بخیر و عافیت سطح آب پر روان رہے دفعتا جانب غرب سے ابر اٹھا آہستہ آہستہ ہوا چلنے لگی سواران جہاز اس ابر کی طرف متوجہ ہوئے ناخداؤن نے غل مچایا کہ اے سواران جہاز ہوشیار ہو جاؤ اپنے اپنے اعتقاد کے موافق دعا مانگو عنقریب طوفان آتا ہے ذکر تھا کہ باد تند کا جھونکا آیا جہازرانون کے دست اختیار سے جہاز نکل گئے اور غیر مقرر جانب روان ہوئے پھر تاریکی نے تمام جہان کو گھیر لیا جہاز ایک دوسرے سے ٹکرا کے تباہ ہو گئے

اب ان جہازون کو تباہی میں مبتلا رکھا جاتا ہے اور بار دیگر لعل بن تورج کے حال میں قلم فرسائی کی جاتی ہے +

حال بیتابی بیان کس سے سب پر ہو گیا
بوریا بستر قدم پانی کی چادر ہو گیا
بن جگہ ہیچ ملامت ایک دریے بین
ہمرہ ہمراہ تو مجھکو دور ساغر ہو گیا
صبر کا کچھ حال طوفان حوادث میں نہ پوچھ
دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا
قدرت حق ہے ہمارے دل میں طوفان کی بہار
تھا میسر اب جو آبلہ نشتر ہو گیا
چرخ گردون ہے ترقی میں تنزل کو دلیل
دخل ابلیس کا جنت میں کیونکر ہو گیا

ترجمان دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا
بحر عالم میں ہے ذلت لازم اہل کمال
آگیا پانی جہاں سطح برابر ہو گیا
چشم پوشی کی اگر احباب نے پروا نہیں
ایک غم میں تھا سو وہ بھی دفعتہ مور ہو گیا
قائل نیرنگی قدرت نہ ہو کیونکر صدف
کیا تماشہ ہے کہ گلشن یہ معنبر ہو گیا
خاکساری سے نہیں بہتر جہان میں کچھ بھی
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا
اشک تا غیرت سے برجستہ ہر لوٹ نشست

اشک افشان ہجر میں یہ دیدۂ تر ہو گیا
ٹوٹنے کا خوف ہر قطرہ جو گوہر ہو گیا
سست ہی اپنی نقاہت سے ہوا میں ناتوان
عین عریانی میں یہان جامہ میسر ہو گیا
مردہ کچھ سنتا نہیں چلا کے رونے میں عزیز
تختہ میں پانی دانۂ رزق مقدر ہو گیا
موذیون کی پرورش ہر باعث آزار خلق
مل گئی جسکو یہ دولت کیمیاگر ہو گیا
رفتہ رفتہ محفل محبوب میں پہونچا رقیب
دیدۂ گریان سے دامن شمع کا تر ہو گیا

راوی کہتا ہے کہ جب لعل بن تورج بد رگ کو خبر ہوئی کہ دونون سردار میرے خاور میں مارے گئے برہم ہو کے سات لاکھ سوار کی جمعیت لیکے خاور میں پہونچا اور عابد خاوری کو نامہ لکھا کہ حمزہ صاحبقران کے ناموس کو ہمراہ لیکے میرے پاس چلے آؤ ان سب کو سرداران لشکر میں مقیم کر دون بعدہ فرمانروائی مملکت تمہارے حوالے کردن در صورت عدول حکمی نتیجہ بد دیکھوگے آئندہ تمکو اختیار رہے جب اس مضمون کا نامہ عابد خاوری کو پہونچا مضمون نامے کو سمجھ کے بہت گھبرائے اس خیال پر نفرین کی اور جواب نامہ لکھا کہ عابدون سے ایسا کام ظہور میں آئے غیر ممکن ہے تمکو اختیار ہے اپنے کام میں مشغول ہو جواب نامہ اس طرف روانہ کیا اور یہان قلعہ وغیرہ کی درستی میں معروف ہوا جب شب گذری صبح ہوئی تب لعل بن تورج اور جن پری زاد دال بن دجال پسر سلسل نے بالاتفاق یورش کی یہان تمام خواتین مع ایمدہ

عصمت سے ان شریروں کی یورش کی خبر سنکے سرداروں کے دل ڈھول دینے اور جانب آسمان نگاہ کی اور دونوں ہاتھ بلند کیے اور اس طرح مناجات کرنا شروع کی کہ اے بیکسان و اے داد رس مظلومان ہر وقت مصیبت و آفت میں ہر ایک اپنے بندہ کا تو ہی حامی و مددگار ہے تو خوب واقف ہے کہ ہم اسوقت کس اضطراب میں مبتلا ہیں سے ندارم غیر از تو فریاد رس تو ئی عاصیان را خطا بخش و بس واسطہ اپنی قدرت و جلال کا ہمکو ظالموں کے دست ظلم سے محفوظ رکھنا ادھر عابد خاوری نے توپ کے گولوں کا مینھ برسانا شروع کر دیا کفار بڑھتے چلے آتے تھے جسوقت قریب خندق کے پہونچے عابد قلعہ دار کے خواس باختہ ہوگئے سوچا کہ عنقریب قلعہ تک پہونچ جائینگے دفعتاً اُن زنان پردہ نشین کی مضطربانہ دعا کا تیر قبولیت کے نشانہ پر پہونچا یکایک دیکھا کہ سامنے سے تتق گرد نمایاں ہوا سب متحیر ہوکے اُس تتق کے جانب دیکھا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سرداران لشکر اسلام بگرد فر تمام اسپان تازی و مرکبان عراقی بے تحاشا دوڑاتے اور تلواروں کے ہاتھ نکالتے چلے آتے ہیں حمزۂ صاحبقران ثانی کا نعرہ ہوا باش باش اے کفار مکار ہم تمھاری سرکوبی کو آپہونچے اس مردود نے پشت کے گرز مارا انھوں نے گرز ہاتھ بڑھا کے اُس سے چھین لیا پھر اُس بچہ شیطان نے تیغہ کا وار کیا حمزہ ثانی نے اُس وار کو بھی بآسانی رد کیا بعدہ بند دست گرفتہ مین لاکے قاش زین سے اُٹھا لیا اور چرخ دیا اور سامنے بن پرویز کے گئے بن پرویز نے جو لعل بن توزج کو حمزہ ثانی کے ہاتھ مین گرفتار دیکھا جھپٹ کے تیغہ کا وار کیا حمزہ ثانی نے لعل کو بجائے سپر اپنے پناہ قرار دی بن پرویز نے ہاتھ روکا حمزہ ثانی کو موقع مل گیا زنجیر کمر کو گرفت مین لائے اور اُسکو بھی سر سے بلند کر لیا سرداران لشکر لعل اور بن پرویز نے جو یہ حال دیکھا حواس جلتے رہے سمجھے کہ اب ہم سب کا زندہ رہنا محال ہے یہی خیال فرار پہ قرار دیا جو بھاگے وہ زخمی ہوسے کچھ مارے گئے

فتح فیروزی پہونچنا صاحبقران ثانی کا خاور مین اور گریہ و بکا کرنا قبر پہ شاہزادہ ملک قاسم کے اور فاتحہ وغیرہ رسوم سے فارغ ہونا

بلا ہو کیسی کوئی عزیز جان پر رستی ہے
نہ اُسکو مے پرستی جانے مثل حق پرستی ہے
وہ سب ہوتے ہیں شہروں شہروں میں مدام آدمی کی
جسے سب ہستی سمجھے ہوئے ہیں میں نیستی ہے
مدام الکعبین ہیں تیر سے مشق ستم اے ساقی کو
گھٹا ساون کی آگر ندرت جیسے برستی ہے
فقیری میں مطلع زمانہ ہے بادشاہ ہو کے

قمر زیر زمین جاکر چھپا دیکھا خوب یہ سستی ہے
نصیب ہا کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا
تنگ دستی ہے تمہیں خامہ ہمارا چوب دستی ہے
اہل حرص کو دام قناعت میں پھنسا ہے
نہیں ہے بادہ و ساغر ہمیشہ جوش مستی ہے
کرو کم قدر انکی تمہارا دل پریشان ہے
تو ہی انکی زبردستی یہ ہی زبردستی ہے

بھلا دیتا ہے سب کچھ نشہ یک بادۂ ہستی ہے
اصالت جسمین ہو وہی ہر دن ہموار کستی ہے
اجل آیا ٹلا ہے اور نہ کچھ خطرہ فنا کا ہے
جو ہے اقبال شاہی وہ ہیسا طالع کی پستی ہے
تمھارے ہجر کا صدمہ اسطرح ہمکو رلاتا ہے
یہ ویرانہ ہے جسمین تمھاری یاد بستی ہے
قبول ایسے ہی مضمون کرم ہے جب تک نہیں

یہ مصرع دلمین رہے میں زبان پر مستی بستی ہے　راوی کہتا ہے کہ لعل بن توزج اور بن پرویز کو جو قید کیا تھا دونوں بادعوت اسلام کی وہ دونوں منکر بنا مسلمان ہوئے رئیس کی عیار آسکا آیا اور لشکر کا حال بیان کیا ان دونوں ملعونوں نے امیر حمزہ صاحبقران کو بیہوش کیا اور لے گئے جسطرح صاحبقران قدیم کے واسطے عقابین تیار

کی تھی اس مرتبہ بھی عقابین تیار کی گرداکے ایک عمیق خندق کھودی صاحبقران ثانی کو باحتیاط تمام قید
کیا عقابین پر کھینچا سرداران اسلام صاحبقران ثانی کی گرفتاری سے بہت پریشان ہوئے تھے شاہ سعد
نے عمر ثانی کی جانب دیکھا اور فرمایا ای عمر ثانی امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی صورت
تمھاری چالاکی پر موقوف ہی عمر ثانی نے دستبستہ عرض کی جو حکم ہو آپ سے یہ خادم دیرینہ
بجالائے شاہ سعد نے فرمایا حکم یہ ہی کہ کمر ہمت چست باندھو مین تمکو نامے دیتا ہون تم ان نامون
کو بعجلت تمام سلاطین اطراف جوانب کے پاس لیجاؤ اگر خدا نے چاہا تو امیر حمزہ صاحبقران اس قید
ظلم سے رہا ہو جائینگے مگر ای خواجہ اس بات کا خیال رہے کہ جو سردار بادشاہ جہان ملے اسکو
وہین پہونچکے نامہ دو اور اسکو اس جانب روانہ کرو بہر حال نامہ ہر ایک کو ہر طرح پہونچ جانا چاہیے
خواجہ نے بطیب خاطر قبول کیا شاہ سعد نے متعدد اس مضمون کے نامے تیار کیے کہ بعد حمد خدا کے
خالق جملہ مخلوقات ونعت حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اطلاع دیجاتی ہی کہ فی الحال
کفار نے مسلمانون پر یورش کی ہی چنانچہ امیر حمزہ صاحبقران کو بمکر و فریب چرا لیگئے اور اس عالی مرتبت
کو قید شدید مین مبتلا کیا ہی بلکہ عقابین پر کھینچ دیا جس کسی کو اسلام کا پاس ہو اور درد دین رکھتا ہی کفار کی
سرکوبی کے واسطے مستعد ہو اور یہان پہونچکے اس معزز مرد مسلمان کی کوشش کرے ورنہ نہایت شرم
کی بات ہی کہ ایک مرد مسلمان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے اور دوسرے برادران ایمانی اسکی
رہائی کیطرف سے پہلو تہی کرین **ع** بر رسولان بلاغ باشد و بس + جب اس مضمون کے نامے
تیار ہو گئے شاہ سعد نے خواجہ عمر کو دیے خواجہ یہ نامے لیکے روانہ ہوا اول سمرقند مین آیا اور
طویل ایلہ ردی سمرقندی کے دربار مین پہونچا طویل ایلہ روے سمرقندی خواجہ کو دیکھکے
متعجب ہوا اور کہا ای خواجہ خواجگان و سرخیل سرہنگان اسوقت تم کہان آئے کیا خبر تازہ لائے
خواجہ نے تمام حقیقت بیان کی سعد شہریار کا نامہ دیا طویل ایلہ روے سمرقندی نے سرنامہ
چاک کیا نامے کو پڑھا خواجہ نے کہا مین زیادہ توقف نہین کر سکتا تا اینکہ طویل ایلہ نامہ پڑھتا رہا اور یہ
وہان سے روانہ ہوا بخارا مین آیا حاکم بخارا اسوقت عادل خان نام تھا اسکو بھی سعد شہریار کا نامہ دیا
اور وہان سے شہر بلخ مین آیا وہان بھی ہوشیار دگوشیار بلخی کو بادشاہ وقت کا نامہ دیا
اب وہان سے شہر کابل مین پہونچا داراب شاہ کو بھی نامہ دیا پھر وہان سے ملک ہندوستان
کے جانب مراجعت کی اسی طرح بعجلت تمام ممالک مین پہونچا اور ہر ایک فرمانروا کو شاہ سعد کا نامہ
دیا اور فوراً واپس آیا جب سراندیپ مین پہونچا اہل سراندیپ کو دیکھا کہ منتشر الحواس ہین
ہر چہار جانب لشکر پھیلا ہوا ہی متعجب ہوا عمر ثانی نے اہل شہر سے حال دریافت کیا انھون نے
بیان کیا کہ یہ لشکر شمائل خان بن جدائل خان کا ہی طلحہ بن لندھور سے مقابلہ ہوا تھا چنانچہ
طلحہ کا پانون ٹوٹ گیا ہی مجبور ہو کے طلحہ قلعہ بند ہو گیا عمر ثانی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح قلعہ مین پہونچنا
چاہیے اور حمزہ ثانی کی گرفتاری کی اسکو بھی خبر دینا چاہیے چنانچہ بدشواری تمام کنارے خندق کے
پہونچا بالاے قلعہ جو لوگ نگرانی کے واسطے متعین تھے دیکھا ایک شخص عیارانہ وضع کنارے
خندق کے استادہ ہی اور قلعہ مین پہونچنے کی فکر کر رہا ہی دشمن سمجھ کے تیر کمان سے چون

ہین جوڑ سے جاہتے ہین کہ شکست سے رہا کرین خواجہ عمر نے غل مچانا شروع کیا کہ ای اہل قلعہ خبردار
اسطرف تیرون کو رہا نہ کرنا مین تمھارا مخالف نہین ہون آگاہ ہو مین ہون عمر ثانی نمک خوار قدیم
امیر حمزۂ صاحبقران قدیم اہل قلعہ طلحہ کے پاس گئے اور عمر ثانی کے آنے کی خبر دی طلحہ نے حکم دیا
کہ دروازے سے عمر ثانی کو بلا لو چنانچہ عمر ثانی قلعہ مین داخل ہو کے طلحہ کے پاس پہونچا طلحہ
نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی کیفیت پوچھی اور قلعہ مین آنیکا سبب پوچھا خواجہ عمر ثانی نے
کہا ای طلحہ غضب ہو گیا حمزہ ثانی کو کفار نے گرفتار کر لیا ہے اسوقت مین حمزہ ثانی کی رہائی کی
فکر ضرور ہے اسی غرض سے مین بکوشش تمام یہان پہونچا بلکہ اور ممالک مین بھی اس امر کی اطلاع دی
ہے غالبًا وہ سب حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے جاوینگے طلحہ نے کہا ای خواجہ
واقعی حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی فکر ضرور ہے مگر مین اس سبب سے بالکل مجبور ہون
کہ میرا پاؤن ٹوٹ گیا ہے یہی وجہ ہے کہ مین قلعہ بند ہو گیا ورنہ شمائل خان کو سرکشی کی ضرور
سزا دیتا خواجہ عمر نے کہا ای طلحہ یہ مقدمہ حمزۂ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا ہے اسکا تدارک
مقدم ہے میری رائے یہ ہے کہ تم شمائل خان کو اس مضمون کا نامہ لکھو کہ ملک خاور مین امیر حمزۂ صاحبقران
کو ظالمون نے گرفتار کرکے مقابلے پر بھیج دیا ہے اور مین یہان سے خاور جایا چاہتا ہون اگر تمکو
مجھسے مقابلہ کرنا ہر طور منظور ہے پس تم وہین آؤ اور دونون لشکرون کے روبرو ہمارے تمھارے
جنگ ہو تو بہت مناسب ہے ای طلحہ اس صورت مین شمائل خان کو کچھ نقصان نہین ہے بالیقین
وہ منظور کرے گا مین یہان سے ایران جاتا ہون شاہزادہ بدیع الملک کو وہان سے بھیجونگا
شاہزادہ بدیع الملک جسوقت حمزۂ صاحبقران کی گرفتاری کا حال سنے گا فورًا ملک خاور
کو روانہ ہوگا طلحہ نے بعد تامل بسیار کہا خیر بابر تمھاری رائے کے مین شمائل خان کے نام
اسی مضمون کا نامہ بھیجتا ہون اگر اُسنے قبول کیا فہو المراد مین فورًا یہان سے ملک خاور
کو روانہ ہو جاؤنگا اور اگر میرے خیال کے موافق نامنظور کیا تو مجبوری ہے ای خواجہ مجھکو کمال
افسوس ہے کہ اسوقت مین پا شکستہ ہون غرضکہ بعد اس گفت و شنید کے طلحہ نے شمائل خان
کے نام اسی مضمون کا نامہ لکھا جسوقت شمائل خان کی نظر سے اِس مضمون کا نامہ گذرا مشیرون
سے اِس بارہ مین مشورہ کیا اُنھون نے کہا شہریار طلحہ کی یہ رائے ہے تو کیا مضائقہ ہے ہر طرح
جنگ و جدل کے مقدمہ کو یکسو کرتا ہے طلحہ کو وہان چلکے جنگ کرنا منظور ہے تو یہی سہی آخر الامر
شمائل خان نے جانب ملک خاور کوچ کیا بعد جانے شمائل خان کے طلحہ قلعہ سے
باہر آیا اور فوج کو از سر نو آراستہ کیا اور جانب خاور روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان شاہزادۂ بدیع الملک کے گذارش کیے جاتے ہین دربارۂ زیر کرنے ممالک شاہ مالک اژدر کے

اُسکا ہے کون جسکی مدد پر خدا نہو
ڈوبے وہ ناؤ جسکا خدا ناخدا نہو

کوئی بھلا بڑھا ہے کہ آخر گھٹا نہو
اُس بوریا نشین کا دلا مین مرید ہون

اِس پیشہ جفا سے فلک روسیاہ ہے
کر خوف پاس جور و جفا سے کھٹا نہو

اوج حقیقت لازم و ملزوم ہے بیان
جسکے ریاض زہد مین بوئے ریا نہو
گذری ہے خفت بیہوشی اتنی کہ سے یہ صاف

تیر دعا ہی یار نگاہ جب ضا ہو	خراب نہ سپہر کے ستم سے جہان میں	جیتاب کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو
دل میں جائے کا ہے پل آسمان ملک	دل سرشار سے بہرہ ہوا کی گلستان ہو	آئے ہیں اب اسے کہ جو باطن کا ہی برا
دیتے ہئے دعا ہیں کہ خستین دفا ہو	راحت نہ ہو کہیں جو برائی میں تو یہان	سب کا بھلا ہوا ور کسی کا برا نہو

راویان اخبار عجیب و ناقلان آثار غریب اسطرح مسطور کرتے ہیں کہ جب اُس بحر مواج میں یہ جہاز اور
کشتیان طوفانی ہوئیں تمام مسافران بحری اپنی اپنی زندگی سے ناامید ہوکے اسباب کو بلا تکلف
دریا میں پھینک دیا اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا کہا سنا معاف کروایا ایک نے دوسرے سے
وصیت کی کہ اگر کسی طرح اس طوفان بلا سے نجات پاکے ساحل عاقبت پر پہونچ جانے کا اتفاق ہو
اور امیر حمزہ صاحبقران کی ملازمت حاصل ہو تو ہماری طرف سے بہت بہت آداب تسلیمات
عرض کرنا اور کہنا کہ قضا نے مہلت نہ دی جو قدمبوسی کو حاضر ہوتے امید ہی کہ حضور دعاے
مغفرت اور ثواب فاتحہ سے محروم نہ رکھیں گے راوی کہتا ہی کہ تین شب و روز تک مع شہزادہ
بدیع الملک وہ سب اس بلاے سخت میں مبتلا رہے چوتھے روز صبح کو ہنوز وہ طوفان ہوا کے
تند بر طرف نہوا تھا اور وہ سیاہی بالکل دور نہوئی تھی کہ دور سے جو دیکھا کشتی کنارے دریا کے
مقیم ہی سواران کشتی بعجلت تمام کنارے ہو بچے شکر خدا کیا معلوم ہوا کہ ممالک پرویز میں وارد ہیں
شاہزادہ بدیع الملک نے وہان قیام کیا سرداران ہمراہی سے ممالک پرویز کے نسبت
مشورہ کیا سب نے یہی راے دی کہ اگرچہ ابھی ہم سب ایک بلاے سخت میں مبتلا ہو چکے
ہیں بخارات دریا کا اثر ہمارے اعضا میں باقی ہی تاہم ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کرنا
واجب ہی اور اسی شاہزادہ والا قدر ہم جان نثاری کو حاضر ہیں چنانچہ شاہزادے نے فوج
ولشکر فراہم کیا ہے کہ ممالک پرویز پر حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پرویز میں تہلکہ عظیم برپا ہو گیا
جب شاہزادہ والا قدر بدیع الملک نامور ممالک پرویز پر دست تصرف دراز کر چکا حوالی
خراسان میں ورود کا اتفاق ہوا ایکایک دور سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی تھوڑے عرصہ
کے بعد دامن گرد چاک ہوا دیکھا ایک لشکر بیش قرار بتعداد پنجاہ ہزار سر کردگی جوان
تنا پدار اژدر پوش مرکب صبار فتار پر سوار اس طرف تیز تیز چلا آتا ہی تا اینکہ قریب پہونچا اور
ایک مقام وسیع میں خیمہ زن ہو کے قیام کیا شب کو طبل جنگ بجایا صبح کو فوج مصاف آراستہ کر
شاہزادہ بدیع الملک سے ہنگامہ پیکار گرم کیا دو شبانہ روز وہ کشت و خون ہوا کہ پناہ
بذات خدا تیسرے روز نتیجہ اُس جنگ کا یہ ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک نے سردار فوج کو گرفتہ
وبستہ کر لیا بعدہ اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مجکو ممالک شاہ بن مالک اژدر کہتے ہیں
اے شاہزادہ والا قدر مجھے تمہارے اس زور و طاقت اور بہادری وہمت کی خبر نہ تھی واقعی جیسا سنا
تھا ویسا ہی پایا شاہزادہ بدیع الملک نے ممالک شاہ کے جبین پیشانی سے آثار مردانگی دریافت
کرکے سالار دوست جب اپنا قرار دیا جس سے وہ بہت خوش ہوا اس اثنا میں تمام سرداران
خراسان حاضر ہوئے جن لوگوں نے سرکشی پر کمر باندھی تھی اُنکے بارے میں حکم دیا کہ بلا تکلف
اُن سب کو قتل کرو اور جنہوں نے اپنی غلطی کا اقرار کرکے معافی چاہی اُنکو سرفراز کیا

بعدازان شاہزادۂ بدیع الملک شہر اصفہان سے جانب متوجہ ہوا ہنوز دو تین منزل راہ طی کی تھی کہ ایک روز شب کو قریب صبح شور و غل کی آواز شاہزادۂ بدیع الملک کی بارگاہ سے بلند ہوئی حقیقت اسکی یہ ہے کہ کسی سنگدل نے شاہزادۂ بدیع الملک کا سر تن سے جدا کیا اور سر سینہ پر رکھکے غائب ہو گیا ہر طرف شور و غل تھا کہ دیکھو اور پتہ لگاؤ کہ یہ ظلم کس نے کیا ہر شخص گریبان چاک بدحواس ہر جانب دوڑا جاتا تھا اور قاتل کی تلاش کرتا تھا مگر قاتل کا کہیں نشان نہ ملا مہتر ہد ہد دونون ہاتھون سے سر پیٹتا تھا اور کہتا تھا ہائے غضب میں اب شاہزادہ نور الدہر اور شاہزادۂ بدیع الزمان کو کیا جواب دونگا یقین وہ اس خبر جانگزا کو سنکے ہلاک ہو جاینگے پھر تمام عیارون کو جمع کیا اور کہا اے عیاران طرار یہ عیاری اور طراری کس وقت کام آویگی افسوس ایسا ستم ہو جائے اور ستمگار کا پتہ نہ لگے تم سب جاؤ اور اس موذی کا پتہ لگاؤ جیسے یہ سنا چنانچہ تمام عیار قاتل کے سراغ میں نکلے

اب اس حال کو نہیں چھوڑا جاتا ہے اور اسد نامدار کے ہاتھ شاہزادہ بدیع الملک کے صندوقچہ اسلحہ کا آنا بیان کیا جاتا ہے

راویان سخن گستر و ناقلان شیرین داستان چنین بیان کردند کہ جب امیر بلند توقیر کی کشتی طوفانی ہوئی اسد نامدار کی بھی کشتی طوفانی ہوکے ایک جانب غیر مقرر روانہ ہوئی تھی کہ ایک پہاڑ سے ٹکرائی تمام تختے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے سواران کشتی دریا میں غرق ہو گئے طعمہ جانوران دریا ہو گئے اتفاق قضاؤ قدر کو ملاحظہ فرمایئے کہ اسد نامدار بقدرت خداوندگار ایک تختہ شکستہ پر سوار ایک جانب بہا چلا جاتا تھا اجل پیش نظر تھی ہر مرتبہ یہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی موجہ دریا مجھکو مع تختہ غرقاب کریگا وہی خیال پیش آیا کہ نہنگ دریا نے اس زور سے اپنی دم ماری کہ شاہزادۂ اسد مع تختہ شکستہ کے چلا اسد نامدار نے تختہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اندرون دریا سے ابھر کے شناوری شروع کی ایک شب و روز شناوری کرتا رہا جب طاقت شناوری باقی نہ رہی بہت گھبرایا مگر چارہ کیا تھا دل میں خیال آیا کہ اس وقت بیکسی میں سوائے ذات باری تعالے کے کون ہے اس طرح مناجات کرنا شروع کی ؎

ای خداوند کارساز و کریم — ذات صانع و قدیم و حکیم
نقش پرداز کارگاہ جہان — کاتب نسخۂ زمین و زمان
تیری صناعی کا ہے سب پہ اثر — نخل میں شاخ شاخ میں ہے ثمر
سب کو تجھ سے ملے وجود کی راہ — تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
مغفرت پر ہے تیری سب کو ناز — اے مرے کارساز بندہ نواز
روسیہ شرمسار و پر تقصیر — روز و شب بند معصیت میں اسیر
ہے عیان تجھ پہ حال دل میرا — تیرے آگے بھلا کہوں میں کیا
واسطہ نوح کی بزرگی کا — اور انکی ہر اک ستودگی کا

خیمہ برپا کن سپہر بلند — آسمان ساز آور زمین پیوند
تو نے برپا کیے زمین و افلاک — خاک کو تو نے دی یہ صورت پاک
تجھ سے گوہر نے وہ چمک پائی — تو نے انسان میں دی وہ رعنائی
تو انیس دل غریبان ہے — مرہم زخم سینہ ریشان ہے
عرض مطلب میں گنگ ہوں حیران — شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
مبتلائے بلائے حرص و ہوا — پائے بند خطا و جرم و خطا
میں سزاوار نار تو ہے نور — میں گنہگار تو خدائے غفور

مجھ بندہ ذلیل کی حالت اضطراب پر نظر رحم فرما اور ہلاکت سے بچا ؎ نداریم غیر از تو فریاد رس — ہنوز یہ مناجات ختم ہونے

پانی تھی دفعۃً وہی تختہ شکستہ جو اُس تختے سے چھوٹ گیا تھا پھر ہاتھ آ گیا شاہزادہ اسد نامدار پھر اُس تختہ پر سوار ہوا حرکت شناوری موقوف کی گو نہ اطمینان ہوا مگر پھر خیال آیا کہ یہ تختہ شکستہ کہانتک میری جان بچا سکتا ہے اس مرتبہ اگر کوئی نہنگ آ جاوے گا مجھ مع تختہ نگل لیگا شاہزادہ اسد اسی خیال مین مبتلا کہ یکایک ہوا کا جھونکا آیا وہ تختہ کنارے جا پہونچا اسد اُس تختے سے اُترا چند لمحہ دریا کے کنارے بےحس و حرکت افتادہ رہا پھر اُٹھا چند قدم آگے بڑھا دیکھا ایک صحرائے لق و دق ہے مگر نہایت سرسبز شاداب گیاہ خودرو پر شبنم کے قطرے ایسے ہین یا دریا سے خوش آب جسطرف نظر جاتی ہے ہرا سر دلچسپی و بہار جا بجا درختان گل و ثمر دہزار در ہزار شاہزادہ اسد نامدار دریا سے ہلاکت سے نجات پاکے بہت خوش ہوا خاک پر سجدہ کو سر جھکایا اور شکر خدا بجا لایا اور کہا ـــه

تیرے سوا کسی نہین اس صفات کا   حقا شریک کوئی نہین تیری ذات کا
اس وقت مین کہان تھا ٹھکانا حیات کا   تختہ سفینہ تو نے بنایا نجات کا

بعد اسکے ایک مقام پر قیام کیا کپڑے اُتارے ہوا مین خشک کیے دوپہنے ایک جانب روانہ ہوا تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا دو نفر جادوگر دوڑتے چلے آتے ہین شاہزادہ اسد نامدار انکو دیکھتا رہا اور حیران تھا کہ یہ جادوگر یہان کہان آئے آستے آستے وہ دونون ایک جگہ متوقف ہوئے اور زمین کو کھودا اور ایک صندوق لیے تھے اُسے دفن کیا پھر وہ دونون جادوگر آپس مین باتین کرنے لگے کہ اب دل کو قرار آیا اطمینان ہوا اس صورت سے خدا پرستون کا علاج بخوبی ہو سکتا ہے اور دوست تورج خان اور بت پرستی کو ترقی بخوبی ہوگی اسکو بہت بڑا کام سمجھو کہ سمجھنے جادو بادشاہ طلسم سیماب نے دربردہ شاہزادہ بدیع الملک کو چرا لیا اور ایک شخص غیر کو اسکی صورت سے مشابہ کر کے چھوڑ دیا اور شاہزادہ بدیع الملک کو زندان سیماب مین مقید کر لیا اور گوہر مراد بازوبند حضرت سلیمان و یراق بدیع کو ہمارے حوالے کیا کہ ان سب اشیا کو جزیرہ ایمن مین بحفاظت تمام دفن کر دیا دوسرے نے کہا ان یہ سب اشیا شاہزادہ بدیع الملک سے ہتھکنڈے سے لیے مگر انگشتری سلیمانی اور باقی ہے جو ہمکو دستیاب نہین ہوئی اسکا بھی تلاش کرنا ضرور ہے و اُسکے عجیب خواص ہین شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نہین ہے غالباً لشکر اسلام کے کسی اور سردار کے پاس ہوگی اور ایک روایت اور بھی سماعت مین گذری ہے کہ وہ انگوٹھی کسی اور مقام پر خود شاہزادہ بدیع الملک نے دفن کر دی ہے ایک مرتبہ میری سماعت مین گذرا تھا کہ وہ انگشتری سلیمانی جزیرہ ہمیشہ بہار مین دفن کی جاوے گی لیکن یہ تحقیق نہوا کہ دراصل کس مقام پر وہ انگوٹھی دفن کی گئی ہان یہ بخوبی تحقیق ہے کہ وہ انگوٹھی شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نہین ہے اب اگر شاہزادہ بدیع الملک ہزار جانین رکھتا ہوگا تو اب بھی سلامت نہ بچ سکے گا اب یہ بتاؤ کہ اس کام سے تو فراغت حاصل کی اب کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا چلو شماس کو اس حال کی خبر کر دو کہ پرویز بن ہرمز نے امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر کے ملک خاور مین عقابین پر کھینچ دیا ہے لعل خان بن تورج خان نے ملک باختر مین خروج کیا ہے تمام یاران دست چپی کو مع شاہزادہ رستم ثانی زخمی کیا ہے بس یہ سمجھو کہ عنقریب مسلمانون کا کام تمام ہوا بت پرستی

نے رواج پایا بہت عرصہ کے بعد بت پرستی کے آثار ترقی نمایاں ہوئے ورنہ بالکل نا امیدی ہوگئی تھی
خداوند بت بزرگ کا فضل شامل حال ہونا چاہیے مسلمان کیا جان رکھتے ہیں کہ بت پرستوں پر غلبہ
پا سکیں سگے بیشتر بت بزرگ کا نہیں معلوم کیا غضب ہمپر نازل تھا جو اسلام کا زور بڑھ گیا تھا مگر ہم
بیشتر بھی سکتے تھے کہ خداوند بت بزرگ کے حضور میں ہم بندگی کرنے والوں سے کیا قصور سرزد
ہوا جو ہم رواج بت پرستی سے باز رہیں اُنکی جناب میں طلب عفو کرنا چاہیے غرضکہ وہ جادوگر
اسی طرح کی گفت و شنید کے بعد اُس صحرائے سیاب کی جانب روانہ ہوئے شاہزادۂ اسد دلاور
اس تمام تقریر کو تنہا درخت کی آڑ میں کھڑا ہوا بغور سن رہا تھا جب وہ دونوں پلید وہاں سے
چلے گئے شاہزادہ اسد دلاور بہت خوش ہوئے اور ہر چہار جانب دیکھتے ہوئے اُس مقام پر آئے
جہاں وہ صندوق دفن کیا تھا زمین کو کھودا اور صندوق نکالا شاہزادہ بدیع الملک کی یاد میں بہت
رویا پھر صندوق کھولا گوہر مراد کو صندوق سے نکال کے بازو پر باندھا رات جب تن سے کے
خداوند عالم کا شکر کیا اور بجائے خود کہا خداوند عالم مجکو ایسی توفیق عطا فرمائے کہ شماس کو
ہلاک کرکے شاہزادۂ بدیع الملک کو اُسکی قید سے رہا کروں وہ رات وہیں بسر کی علی الصباح
بعد ادائے فریضۂ سحری روانہ ہوا چلتے چلتے سامنے جو نظر کی دیکھا ایک پریزاد کو کسی نے ایک
درخت سے باندھ دیا ہی اور اُسکی صدائے گریہ وزاری بلند ہی شاہزادہ اسد نامدار بعجلت تمام اُس
پریزاد کے پاس پہونچا اور کہا تو کون ہی اور یہ کیا مصیبت تجپر نازل ہی اُسنے کہا ای جوان تو کیا میری
مصیبت کا حال پوچھتا ہی اگر تجکو اپنی جان سلامت رکھنا منظور ہی تو جلد یہان سے چلا جا ورنہ تو
زندہ نہ بچیگا شاہزادۂ اسد نے کہا آخر بیان تو کر یہ اصل واقعہ کیا ہی اُسنے کہا اصل واقعہ یہ ہی
کہ میں ہمشیرہ زادی ہوں رضوان شاہ کی جو ملک اخضر کا بادشاہ ہی میرے پدر معظم کا نام شاہزادہ
ملک قاسم ہی یہ حسب و نسب جو اُس پریزاد نے بیان کیا اسد دلاور نے حیرت سے اُسکی صورت
دیکھی اُسنے کہا ای جوان تو کیا دیکھتا ہی اسد نے بھی اپنا حسب و نسب اُسکے روبرو بیان کیا
وہ پریزاد خوب روئی شاہزادۂ اسد نے کہا تو کیوں روتی ہی اور کچھ اپنا واقعہ بیان کر کس طرح
یہانتک پہونچنا ہوا اُسنے کہا ایک روز سیر کے واسطے اپنے تخت پر سوار چلی جاتی تھی یکایک ایک
دیو شمشاد نام میرے تخت کے پاس آیا اور مجکو دیکھ کے مجپر فریفتہ ہو گیا اُسنے کہا ہمارے
ساتھ چل میں نے انکار کیا اُسکو غصہ آیا اور باواز بلند مجھے کہا نہ ہم تجکو ضرور لے جائینگے
میں اور میری پریزادیاں ہمراہی خوف سے کانپنے لگیں آخرالامر وہ سب مجکو تنہا چھوڑ کے
بھاگ گئیں اور وہ دیو مجکو لیکے یہان چلا آیا مجھے اپنا اظہار مطلب کیا میں نے انکار
کیا وہ موذی بہت غصہ ہوا میں بھی اپنی جان پر کھیلے ہوئے تھی اُسکے غصہ کو مطلق خیال
میں ملال میں نہ سمجھے ہوئے تھی کہ زیادہ وہ یہی نیت کہ مجکو ہلاک کریگا القصہ اب اُسکا یہ دستور
ہی کہ ہر روز آتا ہی کچھ میوہ تر و خشک لا کے کھلاتا ہی اور اپنے مطلب کا حرف زبان پر لاتا ہی
ادھر سے جواب صاف پاتا ہی آپ ہی اپنی بوٹیاں اپنے دانتوں سے نوچتا ہی اور دو چار
مرتبہ قلا کرکے چلا جاتا ہی اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مجکو دشنام مغلظ دے کے

اور دو چار لاکھ دیان تجکو مارتا ہی مین نے اپنے اوپر کس آفت کو بھی گوارا کیا ہی مگر اسکی درخواست قبول
کرے تو ہرگز دل گوارا نہین کرتا ہی جو آتا ہی اظہار عاشقی کرتا ہی منت وسماجت سے پیش آتا ہی
شاہزادۂ اسد نامدار نے اُس پریزاد کے حال پر نہایت متاسف ہوکے کہا کیا کہون تو پریزاد ہی اور
مین آدم زاد ہون تاہم میرا التفات تیرے جانب ضرور ہی نہین معلوم تیرا کیا خیال ہی اگر میری طرح
تیرا بھی خیال میری جانب ہی اور تو مجھ آدمزاد کو قبول کرے تو مین اقرار کرتا ہون کہ جسطرح ممکن ہوگا
مین اُس پاجی سے سمجھ لونگا اُس پریزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن دیو ملعون سے کس طرح میری تیری
جان بچ سکتی ہی بالفرض تو نہایت صاحب زور و طاقت ہی تو بھی دیوزاد سے آدم زاد ہرگز مقابلہ
نہین کرسکتا شاہزادۂ اسد دلاور نے کہا تجکو اس قصہ سے کیا کام ہی مین سمجھ لونگا اگر مین اُسکے
ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا باشد یہ باتین ہو رہی تھین کہ وہ دیو شمشاد نام وہان آیا جو ہین شاہزادۂ
اسد دلاور پر اُسکی نظر پڑی ابعد سے زہرۂ شگاف پکارا او آدم زاد تجکو تیری قضا یہان لائی
ہی خیریت اسی مین ہی کہ تو یہان سے چل جا ورنہ تیرا ایک ہی لقمہ کرونگا شاہزادۂ اسد نامدار
نے کہا او پاجی تو بڑا ظالم ہی کہ ایک پریزاد بے گناہ کو جبر یہان سے آیا مزید بران
ہر روز اُسے اذیت پہونچاتا ہی مین تجکو ضرور تیرے کردار کی سزاے معقول دونگا
اسی غرض سے یہان آیا ہون اُس دیو نے از سرتا پا شاہزادۂ اسد دلاور کو دیکھا
اور کہا یہ تو کیا بکتا ہی جا اپنی طرف سے کسی دیو کو میرے مقابلے کے واسطے لا تو جنگ دوبدو کا
لطف ہو تجھ ایک لقمۂ گوشت کی کیا حقیقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرکے مجکو کچھ سزا دے سکیگا
شاہزادۂ اسد نے کہا بے شک مین ہی تجکو سزاے معقول دونگا دیو شمشاد نے جھنجھلا کے
ایک چوب دستی کا وار شاہزادۂ اسد پر کیا اسد نے ایسی خوبصورتی سے جگہ خالی کی کہ
وہ اوندھے منھ زمین پر گرا اب جو سنبھلا تو از سرتا پا آتش غیظ و غضب ہوگیا اور دوسرا وار
اُسی چوب دستی کا اسد پر کیا شاہزادۂ اسد نے وہ وار بھی اسی طرح رد کیا جس سے دیو کی طبیعت
مین اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا پھر تیسرا بھی وار شاہزادۂ اسد دلاور پر کیا اس مرتبہ بھی
اسد دلاور نے وہ چوب دستی گرفت مین لاکے ایک جھٹکا جو دیا چوب دستی اُسکے ہاتھ
سے چھوٹ گئی شاہزادہ اسد نامدار نے وہ چوب دستی دور پھینکدی دیو شمشاد اُس چوب
دستی کے اُٹھانے کو دوڑا اسد دلاور بھی اُسکے عقب مین جھپٹا اور ایک پانون گرفت
مین لاکے جھٹکا دیا کہ وہ دیو پھر منھ کے بل زمین پر گرا شاہزادۂ اسد نامدار اُسکے سینہ پر
سوار ہوگیا اور تلوار میان سے کھینچ کے اُسکا سر تن سے جدا کیا پریزاد بہت خوش ہوئی
اور کہا اے جوان آگاہ ہو کہ میرا نام نوربانو نگار ہی مین تیری کمال درجہ ممنون ہون کہ
تو نے اس موذی کی قید سے رہا کیا اب تو یہان توقف کر مین جاتی ہون اور اپنے لشکر کو
اپنے ہمراہ لاکے تجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی یہ کہکے وہان سے روانہ ہوئی شاہزادۂ اسد
دلاور پر خواب کا غلبہ ہوا بیخبر سو رہا تھا راوی کہتا ہی کہ نیلوفر جادو نام ایک
ساحرہ دیو شمشاد پر عاشق تھی وہ اپنے محبوب کو دیکھنے آئی تھی یہان یہ سامان دیکھا کہ

دیو شمشاد بیجان پڑا ہی دونون ہاتھون سے سر پیٹتا اور گریبان چاک کیا لاش پر گری ایک جوان
کو دیکھا کہ بیخبر سو رہا ہی سمجھی کہ یہی میرے محبوب کا قاتل ہی ارادہ کیا کہ اسی حالت بیخبری مین ہلاک
کردون مگر پھر سوچی کہ یہ جوان خوش شکل ہی شاید عالم بیداری مین میری طرف التفات کرے اور یہ بھی
ممکن ہی کہ اِس دیو کو اسنے ہلاک نہ کیا ہو یہ آدم زاد ہی اور وہ دیو زاد ایسے ضعیف الجثہ کا دیو زاد پر
غالب آنا عقل مین نہین آتا بہتر یہ ہی کہ اِس جوان کو اسی عالم بیخبری مین اُٹھا لیجاؤن چنانچہ اسد
نامدار کو قصر البحرین مین اُٹھا لائی جو قصر وسط دریاے زخار مین واقع ہی یہان اسد نامدار بیدار ہوا
دیکھا ایک قصر عالی شان مین ہون اور ایک پریزاد سرہانے بیٹھی کمال حیرت سے صورت دیکھ رہی ہی
شاہزادہ اسد نے کہا تو کون ہی اور یہ مقام کونسا ہی جہان مین اپنے کو دیکھ رہا ہون معلوم نہین
وہ پریزاد نور بانو نام کہان ہی نیلوفر جادو نے کہا اِس مکان کو قصر البحرین کہتے ہین مین نور بانو
کی ہمشیر زادی ہون میرا نام ماہ عالم آرا ہی اے جوان آگاہ ہو کہ مین بھی تجھپر عاشق ہون نور بانو نے
بروقت روانگی مجھسے کہدیا تھا کہ اِس جوان سے خبردار رہنا جبتک مین نہ آؤن تجکو چاہیے کہ
جبتک نور بانو یہان آئے میری مصاحبت سے دل خوش کر اور میری مراد بر لا اِس بات کو بخوبی
سمجھ لے کہ جبتک میری مراد بر نہ لائے گا مین تجھسے مطمئن نہونگی اور جبتک میرا اطمینان نہوگا
یہان سے تیرا رہا ہونا محالات سے ہی شاہزادہ اسد نے مجبوری منظور کیا مگر دل مین سوچا کہ بغیر
دریافت حقیقت حال کسی سے مختلط ہونا ہرگز مناسب نہین ہی پوچھا تیرا نام ماہ عالم آرا ہی ہی
یا کچھ اور نام بھی ہی مین نے جبسے اِس وجہ سے پوچھا کہ تیری وضع سے آثار سحر و افسون کے
ظاہر ہوتے ہین اب تو نیلوفر جادو کو حیرت ہوئی کہا اے جوان چونکہ تو میری مراد حاصل ہونے
کے واسطے راضی ہی اسواسطے مین صحیح صحیح حال تیرے روبرو بیان کیے دیتی ہون کہ اصلی نام میرا
نیلوفر جادو ہی مین دیو شمشاد کی معشوقہ ہون آج مین اپنے طالب کو دیکھنے آئی تھی
اسکو یہان اور تجکو بیخبر سوتا پایا پہلے ارادہ تھا کہ تجکو اسی عالم بیخبری مین ہلاک کردون
مگر پھر تیری جوانی پر رحم آیا اور یہ خیال آیا کہ شاید عالم بیداری مین تو مجھسے متفق ہو چنانچہ وہی
خیال میرا پیش آیا کہ میری درخواست تو نے قبول کی اِس مقام مین مین ہی تجکو لائی ہون
اسد دلاور نے جو اسکی اِس طرح کی تقریر سنی بہت برہم ہوا اور کہا تو بیخبری کی حالت
مین مجھے یہان کیون لے آئی اور مجھسے اسقدر جھوٹ کیون بولی یہ سنکے ہزارہا دشنام ہاے
مغلظ دین نیلوفر جادو بھی کہ اب یہ جوان میرے خلاف ہو گیا ہی اب مجھسے ملتفت نہوگا
ارادہ کیا کہ سحر و افسون سے کام لے ہنوز اُسکے لب کو حرکت ہونے پائی تھی کہ اسد نامدار
نے اپنا شمشیر آبدار کا وار کیا کہ سر اُس ناپاک ساحرہ کا تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا اسد
شکر خدا بجا لایا کہا بارے بتوفیقہ خس کم جہان پاک شد ❖ اور باطمینان تمام قصر عالیشان کی سیر مین
مصروف ہوا ہر ایک در و دیوار کے استحکام اور دالانون و کمرون کی خوبصورتی کو غور سے
دیکھتا تھا اور اسکے معمارون کی کاریگری کی تعریف کرتا تھا پھر زینہ کی راہ سے بلندی
سقف پر پہونچا اب جو ہر چہار جانب نظر کی بجز پانی کے اور کچھ نہ معلوم ہوا دل مین خیال

آیا کہ اگر اس مقام سے کہیں جانا چاہیں تو کسی طرح ممکن نہیں ہے ہر طرف بحر مواج رواں ہے اسی تنا میں دور سے چند کشتیاں دکھائی دیں جن پر صد ہا علم اور نشان ہائے فوج بلند تھے اب اور بھی حیرت نے گھیرا کہ یہ کشتیاں مع نشانہائے فوج کس کی ہیں یہانتک کہ وہ کشتیاں قریب پہونچیں سواران کشتی نے جو دیکھا کہ قصر البحرین کی کوٹھی پر ایک نوجوان متحیر کھڑا ہوا ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے سب کو حیرت ہوئی رائے اس بات پر قرار پائی کہ کشتیاں قریب قصر کے چلو اور اس جوان سے حال دریافت کرو بعد ازاں کشتیاں قریب ٹھہرائے اور پکار کے کہا اے جوان تو کون ہے جو اس مکان میں وارد ہوا اور تیرے وارد ہونے کا کیا سبب ہوا جب اسد نامدار نے سواران کشتی سے استفسار حال کیا اور کچھ جواب نہ پایا تو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اگر تو اس کشتی پر آسکتا ہے تو چلا آ شہزادہ اسد نامدار نے اشارہ کو سمجھا اور کمربند کو خوب کس کے خدا پر توکل کیا دفعتاً بالائے بام بلند سے کشتی پر اپنے کو گرایا سخت صدمہ پہونچا چند لمحہ تک بیہوش رہا جب ہوش آیا آنکھ کھول دیکھا اہل کشتی سب اپنے ہی لوگ ہیں یعنے ابراہیم بن مالک علقمہ بن مجوود وغیرہ ہر ایک نے اپنا اپنا حال بیان کیا اسد نامدار نے شاہزادہ بدیع الملک اور امیر حمزہ کا احوال کا حال بیان کیا وہ کشتیاں وہاں سے روانہ ہوئیں چند روز کی مسافت کے بعد کشتیبانوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہماری کشتیاں سرحد عجم میں پہونچیں سواران کشتی کی جان میں جان آئی کنارے اُتر کے کشتیوں پر سے تمام اسباب اُتارا اور شہر کیطرف روانہ ہوئے

اب اسد کو سرحد عجم میں پہونچ کے شہر کیطرف روان رکھا جاتا ہے اور حال میں شاہزادہ بدیع الزمان کے خامہ فرسائی کی جاتی ہے

ایک عالم ہے مری غفلت و ہشیاری کا
جب سنا تجھ سے جو رب قصہ خریداری کا
ہے صفت خواب ہے [illegible] دنیا میں [illegible]
ور چارہ ہی نہیں درد کی بیماری کا
ہر پہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہے بشر
[illegible] خود داری کا
[illegible] شوق

خواب میں کیا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
رحمت حق ہے سبب میری گنہگاری کا
ساتھ ہو جا دل زنگار کی اک باری کا
سعی شعلہ آواز میں شک ہے جسے
دل میں دروازہ ہے اس گنبد زنگاری کا
ہے وہ گل بین حسن پہ ہیں پھول اسکے
چاندنی نام ہے شب ہجر کی اندھیاری کا

کام خونریزی ہے اس یوسف بازاری کا
اور گلا ہے اشارہ مری میخواری کا
کور آنکھیں ہیں کسی لو سے لڑا کر رستے
دیکھے عالم مرے نالوں کی شرر باری کا
نشہ میں ہر قدم پار نہیں رکتا ہوں
جسم محبوب میں گرتا نہیں پھلکاری کا

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شاہزادہ بدیع الزمان والاشان بعد نجات پانے اس بلائے طوفان سے سرحد دمشق میں پہونچا تا صرین شاہنگ عیار ہامان بن سام دمشقی شاہزادہ بدیع الزمان والاشان کو شکارگاہ سے لایا ہامان بن سام دمشقی کی خدمت میں پیش کیا ہامان ملعون نے اس دلاور زمان کو عرابہ پر سوار کیا فوج کثیر ہمراہ لی اور بکمال حفاظت و خبرداری سرزمین خاور کی راہ لی دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا کہ یکایک دور سے تیغ گرد نمایاں ہوا ہامان ملعون بہت متعجب ہوا اور خبرداروں کو بھیجا کہ جلد خبر لاؤ معلوم ہوا کہ عمرو بن اسد بارہ ہزار رہزنوں کی جمعیت سے چلا آتا ہے اور آتے ہی ہامان کا سدراہ ہوا ہامان بن سام دمشقی نے پیام بھیجا کہ اگر تو کسی خاص وجہ سے سدراہ ہوا ہے تو اُس

دم کو بیان کر خواہ مخواہ پیر سر پرخاش ہونے کی کیا ضرورت ہے معروف بن اسد نے جواب دیا
کہ ہماری خاص غرض سد راہ ہونے سے محض جنگ و حرب ہے آمادہ پیکار ہو ورنہ ہم سب کو گرفتار
کرینگے ناچار ہامان بن سام دمشقی نے اپنی فوج کو جنگ کا حکم دیا دونون لشکرون مین
صف آرائی ہوئی اول دونون جانب سے پہلوان نکلے حرب و ضرب شروع ہوئی خوب خوب
رد و بدل ہوئی شہ زورون مین مقابلہ رہا آخر کو نوبت کشتی کی پہونچی معروف بن اسد کا
پہلوان غالب آیا پھر دوسرا پہلوان لشکر ہامان سے نکلا وہ بھی مغلوب ہوا نوبت جنگ مغلوبہ
کی آئی معروف بن اسد کے ہاتھ سے ہامان کشتہ ہوا فوج دمشقی پسپا ہوئی مال و اسباب
ہامانی معروف بن اسد کے ہاتھ آیا شاہزادہ بدیع الزمان قید ہامان مین تھا اس دلاور
کو موقع ملا قید و بند کو اپنے دست و بازو سے قطع کیا بعدہ معروف بن اسد کے پاس پہونچا
معروف نے جو نور سلام شاہزادہ بدیع الزمان کے بشرہ سے ساطع دیکھا تعظیم کے واسطے
اٹھ کھڑا ہوا پہلو مین جگہ دی شاہزادہ بدیع الزمان کو کمال حیرت ہوئی اور وجہ تعظیم کا سبب
پوچھا معروف نے کہا خاص سبب تعظیم کا یہ ہے کہ میری نظر مین تم ایسے ذی مرتبہ شخص واجب التعظیم
معلوم ہوتے زیادہ ضرورت بیان کی نہیں ہے اپنی حقیقت سے مطلع کرو شاہزادہ بدیع الزمان
نے کہا میری حقیقت تو کیا پوچھتا ہے جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
البتہ تجھ ایسے جوان سعادت مند کی حقیقت قابل دریافت ہے اگر کچھ مضائقہ نہو تو بیان کر معروف
بن اسد نے کہا مجھکو معروف بن اسد کہتے ہین دختر یاقوت شاہ پسر زمرد شاہ کے بطن
سے ملک باختر مین تھا یکایک شوق قدمبوسی حمزہ صاحبقران والا شان دل مین پیدا ہوا
کشتیون پر سوار ہوکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا ایک دن ایک رات کشتیان بخیریت
روان رہین دوسرے روز طوفان آیا کشتیان تباہ ہوئین تمام ہمراہی متفرق ہوکے
مختلف جانب تباہ ہوگئے اور مین تباہ ہوکے قسطنطنیہ روم مین پہونچا یہان یکایک
حمزہ صاحبقران والا قدر کی خبر سننے مین آئی انکی تلاش و جستجو مین تباہ و سرگردان ہوتا ہوا
یہانتک پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور معروف کو گلے سے لگایا
اور کہا اے معروف مین ہون بدیع الزمان میری حقیقت بھی عجیب و غریب ہے خدا کے فضل سے
ملاقات تو ہو ہی گئی ہے اب اطمینان سے بیٹھو تو مفصل حقیقت مین بھی اپنی بیان کرون غرضکہ یکجا
خیمے برپا ہوئے ایک خیمے مین معروف بن اسد اور شاہزادہ بدیع الزمان دونون
ایک جا بیٹھے حالات ماضیہ کا ذکر شروع ہوا اور اب اُسطرف کا حال سنیے کہ ناصر نام عیار
ہامان ایک ہی بدذات تھا جب سے ہامان کو معروف کے ہاتھ سے کشتہ دیکھا
تب طرح طرح کی عیاریان سوچتا تھا کہ کسی طرح معروف کی سفاکی کا بدلہ لون مگر کوئی تدبیر
سمجھ مین نہ آتی تھی آدھی رات کا وقت تھا کہ یکایک اپنی جگہ سے اٹھا اور کسوت
عیاری پہنے ہوئے معروف کے لشکر مین آیا سپاہی کی وضع تھا پہرہ والے نے
پوچھا تو کون ہے اور کہان جاتا ہے کہا ایک لشکر کے خیمے کا جو پاسبان ہے اُسکا مین بھائی ہون

آج اُسنے اسوقت تک مجھ میں خطا بادہ ہیں انکا کہنا لایا ہون وہ خاموش ہو رہا یہ عیار مکار قریب خیمہ معروف پہونچ دیکھا خیمے کے پاسبان سو رہے ہین یہ اندرون خیمہ داخل ہوا اور خنجر میان سے نکال کے معروف کے سرہانے گیا چاہتا تھا کہ معروف کا سرتن سے جدا کرے پھر خیال آیا کہ اگر معروف کا سرتن سے جدا کرکے دروازۂ خیمہ سے جاؤنگا مبادا پاسبان بیدار ہون اور مجھے گرفتار کرلین پشت خیمہ راستہ بنا لینا چاہیے چنانچہ اُسی خنجر سے قنات کو چاک کیا اس عرصہ میں معروف بیدار ہوا مگر ہوشیاری کی کہ اُسی طرح بستر خواب پر پڑا رہا اور آہستہ کروٹ لیکے تیر و کمان کو قبضہ میں لایا اور پرے دو شالہ تانا ناصر سمجھا کہ معروف کو ابھی میرے یہان ہونے کی خبر نہین ہو صرف کروٹ لی ہو ابھی توقف کرنا چاہیے قالین پر دراز ہو گیا اور قالین کو اپنے اوپر پیٹ کے کنارے تک کھڑا ہو رہا کہ گویا قالین لپٹا رکھا ہو اسطرف معروف نے پیٹ کے بل لیٹ کے اسقدر اندازے سے تیر مارا کہ ناصر عیار مع قالین سفتہ ہو گیا چاہتا تھا کہ تڑپ کے قالین سے باہر آئے مگر تیر دستا بہت قالین سے جدا نہو سکا معروف نے دوڑ کے اُس پیچیدہ قالین کو گرایا اور آواز دی کہ جلد دوڑو مین نے دشمن کو گرفتار کیا ہو لوگ آئے قالین کو کھول دیکھا ایک جوان عیار مع خنجر بند ہو اُسکے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور پوچھا تو کون ہو اُسنے کہا میرا نام ناصر عیار ہو معروف سے اپنے مالک کا بدلہ لینے آیا تھا پوچھا کون مالک اُسنے کہا ہامان معروف نے لکڑیان ڈھیر کرا دین اور اُنمین آگ لگا دی جب آگ بھڑکی ناصر عیار کو مع قالین پیچیدہ اُس آگ میں رکھوا دیا تھوڑی دیر میں وہ عیار مکار جلکے خاک ہو گیا اُسکی خاک ہوا میں اڑا دی شاہزادہ بدیع الزمان نے معروف کی چالاکی کی بہت تعریف کی اور کہا کہ معروف اب کیا ارادہ ہو معروف نے کہا اب یہان توقف بیکار ہو چنانچہ دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان نے وہاں سے کوچ کیا

اب شاہزادہ بدیع الزمان کو راہ روی میں معروف رکھا جاتا ہو اور حال عیار طرار سرہنگ خنجر گذار یعنے حامی دین سبحانی عمر ثانی کا بیان کیا جاتا ہو

راویان اخبار صداقت کا و ناقلان آثار خوش گفتار کا اظہار ہو کہ جب وہ سرخیل عیاران زمان و سرداران طراران دوران ملک ہندوستان سے روانہ ہوا ہر ایک شہر و شہریار کو نامہ شہنشاہ سعد کا پہونچاتا ہوا حوالی خراسان میں پہونچا امرائے سیستان و بجستان و ہرات کو نامہ دیا اب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان شاہزادہ بدیع الملک کا لشکر تھا دیکھا تمام لشکر سیاہ پوش مغموم و محزون معلوم ہوتا ہو ہر ایک سے حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت مفصل بیان کی عمر ثانی پر بھی اثر غم چھا گیا خوب رویا بعدہ کہا اصل امر یہ ہو کہ آج کل پروردگار عالم نے شاہزادہ بدیع الملک کو مرتبۂ صاحبقرانی عطا فرمایا ہو مطمئن رہنا چاہیے میرے نزدیک یہ تمام آثار سحر کے معلوم ہوتے ہین اس وہم و غم سے قطع نظر کرکے جب حمزہ ثانی کی خبر پہونچیے کفار سے عقابین پر کھینچ دیا ہو حالانکہ وہ والا منزلت ہم سب کا سردار ہو تمام سردار

عمر ثانی کی گفتار سے لاچار ہوئے اور اس مقام سے کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی جانب اصفہان روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے حال مین بیان کیے جاتے ہین

جب بیان یار کا مضمون رقم ہو جائیگا
یہ مرا جام گدائی جام جم ہو جائیگا
پھیر دیگا دن ہمارے جب مقلب دہر کا
کچھ یہ پردہ چشمۂ حیوان نہین سم ہو جائیگا
رہ گئی رنگت حنا کی پاسے جانانی اگر
داغ لالہ کا چمن مین داغ غم ہو جائیگا
رہنے دے ای آسمان یونہین بگڑنا روزگار
دوست و دشمن کا وجود ایکدن عدم ہو جائیگا

عقل مستطر جادۂ راہ عدم ہو جائیگا
جب چلیگا ناخن تن تن کے وہ سرو روان
داغ افلاس ہے سینہ مین درم ہو جائیگا
جاؤن کیسے یار ہوگا باغ سیب فلک
پنجہ مرجان ہر اک نقش قدم ہو جائے گا
رنگ کے کھلنے کی علامت ہے شفق کا پھولنا
ہر گھڑی جب تجھے چاہونگا درم ہو جائیگا

یہ شکستہ مسونت ساقی جو گر کر [illegible]
طوق قمری کیطرح شمشاد خم ہو جائیگا
ہون نہ ہو مضمون دہان یار سیاہ زلف
سرو آسکے تو چمن کے علم ہو جائیگا
تو نہ جائیگا اگر گلگشت کو ای رشک گل
پھول وہ مجھے پھر ہوا رونا بھی کم ہو جائیگا
[illegible] ہر سورہ جائیگا [illegible]

راوی روایت عجیب و حاکی حکایت غریب کا بیان ہے کہ جب یہ محل شتقہا ہے طوفان دریا ہے ناپیدا کنار و برداشت مصائب و زحمتہا ہے ہزار در ہزار فرجہ عیار سہیل خان مین شکارگاہ سے غضنفر کو چرا لیگیا سہیل خان کے پاس پہونچا اور کہا آج مین ایک شکار لایا ہون اُسے حضور دیکھین تو بہت خوش ہون انعام کثیر دین یہ شکار مین ہی لایا ہون دوسرے کی مجال نہ تھی سہیل خان بہت مشتاق ہوا کہا ای فرجہ تو اپنے فن مین کامل بلکہ اکمل ہے سچ کہ کیا شکار لایا ہے آیا کسی جانور عجیب الخلقت کو گرفتار کر لایا یا کسی انسان دلیر و توانا کو اُسنے کہا واقعی ایک جوان شجاع دوران کو گرفتار کر لایا ہون حضور اُسے دیکھین تو میری کارروائی کی داد دین یہ کہکے غضنفر نوجوان کو گرفتہ و بستہ سہیل خان کے روبرو لایا سہیل خان غضنفر کو دیکھکے ہمہ تعجب ہو گیا فرجہ عیار سے کہا واقعی کارے کردی مگر ای فرجہ یہ تو بتا کہ اس جوان کو گرفتار تو کر لایا لیکن حفاظت کسطرح ہو سکتی ہے مصرعہ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند + میری رائے یہ ہے کہ انکو زیر زمین قید مین رکھنا چاہیے ورنہ جس مکان مین قید کیا جاویگا نقب وغیرہ کے ذریعہ سے نکل جاوے گا چنانچہ زیر زمین ایک تہ خانہ مستحکم مین مقید کیا لیکن اسطرف گیو نوجوان اور کیوان تیغ زن کو جب غضنفر کی کیفیت معلوم ہوئی شیروان مردان کو طلب کیا اور کہا کہ تم ایسے خواب غفلت مین مبتلا ہو گئے تھے کہ غضنفر کو یہان سے کوئی چرا لے گیا اور تمکو مطلق خبر نہوئی بس خیریت اسی مین ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو غضنفر کو حاضر کرو ورنہ مین بہت بری طرح پیش آؤنگا شیروان انگشت بدندان حیرت مین کھڑا تھا طرح طرح کے خیالات دل مین پیدا کر رہا تھا جی سے خود بخود یہ رائے قرار دی کہ یہ کام کسی کا نہین ہے اگر کوئی غضنفر کو چرا لے گیا ہے تو سہیل خان کا عیار ہے اور بہت بڑا قرینہ اس امر کے یقین کرنے کا یہ ہے کہ اسکی دختر اس سے منسوب ہے رشک کے سبب سے اُسنے یہ کارروائی کی ہے غیر میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے مصرعہ دیدہ شود چہ می شود + فی الحال اُسکے پاس چلکے اصل سے اس حال کو دریافت کر لینا چاہیے دیکھین کیا کہتا ہے راوی کہتا ہے کہ سہیل خان شیروانیہ سے دس فرسخ پر رہتا تھا شیروان چند نفر ہمراہیون سے فوراً سہیل خان کے پاس

ملاقات کو چلا جب اس مقام پر پہونچا سہیل خان کو ہرکارون نے خبر دی اُسنے کہا کہ شیر دان
میری ملاقات کو آتا ہی تو کچھ مضایقہ نہین ہی بلا تامل یہان آنے دو بلکہ جب قریب پہونچا تب
سہیل خان چند قدم اسکی پیشوائی کو گیا اور بکمال خاطر داری پیش آیا اور کہا ای شیر دان خیریت
تو ہی آج تم کہان میری عزت کرنے کو یہان تک ہو پہونچے خیر تو ہی شیر دان نے کہا ای سہیل خان کیا
پوچھتا ہی سخت انتشار مین مبتلا ہو گیا ہون عجب واقعہ ہوا ہی سہیل خان نے کہا آخر بیان تو کرو مین
بھی سنون شیر دان نے کہا غضنفر میری سرحد مین وارد ہوا یہ بھی ایک اتفاقی امر تھا کہ میری دختر پر
فریفتہ ہو گیا پہلے تو خاموش رہا بعد چند روز مجھسے خواستگاری کی یہ کس طرح ممکن تھا کہ مین اسکی
استدعا کی بیباکانہ خواستگاری کو قبول کر لیتا چنانچہ مین نے انکار کیا اگر وہ خود چلا جاتا تو یہ امر
درست ہو سکتا تھا دفعتًہ غائب ہو گیا بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کوئی چرا لے گیا
اب اُسکے آدمی اُسے مجھسے طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ غضنفر کے غائب ہونے کا باعث تو ہی
ہی مین ہر چند کہتا ہون کہ مجکو چرانے کی کیا ضرورت ہی اگر اُسے چرانا منظور ہوتا تو اسکی خواستگاری
کو بلا عذر قبول کر لیتا سہیل نے کہا آخر تمھارا گمان کس جانب ہی اُسنے کہا سچ پوچھو تو میرا گمان
تمھاری ہی جانب ہی کچھ عجب نہین ہی اگر کوئی تمھارا عیار اُسے چرا لایا ہو مین تمھارا کمال ممنون ہونگا
اگر تم مجھے دیدوگے سہیل خان نے کہا تمھاری کسقدر دختر ہین بہزاد نے کہا میری ایک دختر ہی
سہیل نے کہا اسکی شادی میرے ساتھ کر دو مجھے یقین ہی کہ تم مجھسے انکار نہ کروگے ای بہزاد
یہ بھی مجکو معلوم ہی کہ تم اُس جوان غضنفر نام کو صرف اسی غرض سے تلاش کرتے ہو کہ اسکی شادی
کروگے بھلا یہ کس طرح ممکن ہی کہ میری دامادی اُس جوان کی خواستگاری کو ایک وقت مین قبول
کروگے یہ کس مذہب و ملت مین روا ہی کہ ایک عورت کی شادی دو مردون سے ہو مزید بران
تم یہ کہتے ہو کہ تمھارا عیار غضنفر کو چرا لایا ہی واقعی مجکو مطلق خبر نہین ہی کہ غضنفر کہان ہی
اور نہ کوئی میرا عیار اُسے چرا لایا ہی اگر واقعی چرا لاتا تو مین تم سے نہ چھپاتا تم کس خیال مین
مبتلا ہو اہل اسلام سر اُٹھائے ہوے ہین حالانکہ ابھی تک انکا ارادہ پورا نہین ہوا کیونکہ پرویز
بن ہرمز اور لعل خان بن تورج خان نے خروج کیا ہی اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو
جو کچھ مین کہون وہ کرو بہزاد نے کہا کیا سہیل نے کہا چلو پرویز بن ہرمز کی بیعت کرین بعد
فوج و لشکر جمع کرکے خدا پرستون کا علاج کرین اگر اب غفلت کی جاویگی تو پھر بجز خرابی کے کچھ ہاتھ
نہ آویگا پرویز بن ہرمز سے ابھی مل جانے کا موقع اچھا ہی بہزاد بہت خوش ہوا
اور کہا ای سہیل خان تمنے اب کہا ہی مین پیشتر سے اس تردد مین مبتلا ہون کہ کیا تدبیر کرون
خوف کے سبب سے کسی سے کچھ نہین کہتا تھا بارے اسوقت تمنے خود مجھسے کہا مین بالکل متفق ہون
میرے تمھارے شرکت مین اہل اسلام کو قرار واقعی سزا ملجایگی اب تم بالکل مطمئن رہو مین جاتا ہون
سرداران غضنفر کو بلا کے انکی دعوت کرونگا بعدہ ان سب کو قید کر لونگا پھر ہم تم شریک
ہوکے ملک خاور کو چلین گے جب بہزاد نے اس طرح کی تقریر کی سہیل خوب ہنسا اور کہا
اگر تمھارا یہی ارادہ ہی تو مین بھی اصل حقیقت کو بیان کیے دیتا ہون ای بہزاد

واقعی غضنفر تو میرا عیار چرا لایا ہی اور موجود ہی جب تمنے یہ راز بیان کر دیا تو مین بھی کہتا ہون ورنہ ہرگز
نہ بیان کرتا بہزاد نے کہا خیر اب یہ فیصلہ ہمارے تمھارے درمیان ہو گیا ہی کل تم تشریف لانا سہیل خان
نے کہا ضرور آؤنگا بہزاد سہیل خان سے رخصت ہو کے اپنے مقام پر آیا یہان اپنے تمام ساتھیون
کو روتا پیٹتا پایا کیونکہ غضنفر کے غائب ہو جانے سے سب کو یقین تھا اب ہم زندہ نہین
رہ سکتے بہزاد اور اسکے ہمراہیون نے اُن سب کو سمجھایا کہ مطمئن رہو اب کوئی خدشہ نہین ہی
غضنفر کا سراغ مل گیا سب کو اطمینان ہوا بہزاد قلعہ مین آیا لڑائی کی تیاری شروع کی پانچ سو
ملازمان زرین کمر اسکے تھے سب کو بلایا اور کہا خبردار ہوشیار رہو جاسوسے فی الحال ایک امر اہم
درپیش ہی اُن سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہم سب تابع فرمان ہین جو حکم ہو اُسے ہم سب
دل و جان سے بجا لائین بہزاد نے کہا تم سب مسلح و مکمل رہو جس طرح میدان جنگ مین دشمن سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے ہین اُنھون نے قبول کیا بہزاد نے دوسرے روز سہیل خان کو نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ یہان مین نے بخوبی بندوبست کر لیا ہی تمکو چاہیے ہر کہ پچاس ساٹھ ہزار
فوج سے قلعہ مین چلے آؤ باقی فوج کو بیرون قلعہ مقیم رہنے دو بروقت ضرورت جیسا کچھ مناسب
ہوگا عمل مین لایا جاویگا سہیل خان آمادہ روانگی ہوا فرجہ عیار کو خبر نہ تھی اسنے سبب کوچ
پوچھا سہیل خان متعجب ہوا اور کہا تمکو نہین معلوم ہی کہ بہزاد نے مجھسے عہد کیا ہی مین نے
اُسکے عہد کو قبول کیا چنانچہ اُسی نے مع فوج مجھے بلایا ہی اب مین جاتا ہون اور بھی جو کچھ واقع گذرا تھا
مفصل بیان کر دیا فرجہ عیار نے کہا خداوند نعمت میری راے ہرگز نہین ہی اگر دختر بہزاد
مطلوب ہی تو یہ امر بھی کچھ دشوار نہین ہی مین وعدہ کرتا ہون کہ مخالفون کا علاج بھی کر دونگا
اور دختر بہزاد کو بھی لے آؤنگا آپکے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہی سہیل خان نے کہا
یہ ایک امر اہم ہی تجھسے انجام پانا دشوار ہی کیونکہ یہ کام اگر خراب ہو جائیگا تو پھر کوئی صورت
اصلاح کی نظر نہ آئیگی تو بنظر خیر خواہی کہتا ہی لیکن مین تیرے کہنے پر مطمئن نہین ہو سکتا فرجہ عیار
نے کہا اختیار بدست مختار مین اپنے فرض سے ادا ہو گیا سہیل خان کوچ کر کے وہان پہونچا
بہزاد کو خبر ہوئی استقبال کے واسطے آیا بکمال اعزاز مقام قیام پر لایا سہیل خان نے کہا غضنفر کے
سردارون کو بلانا چاہیے بہزاد نے اُسی وقت سردارون کو بلایا وہ سب مجلس مین آ گئے
بہزاد بظاہر بہت خاطرداری سے پیش آیا بر سبیل تذکرہ کہا تم سب کی ملاقات سے مین بہت
خوش و محظوظ ہوا اب کچھ مے ناب کا مشغلہ شروع ہو تو بہتر ہی سردارون نے عذر کیا کہ ہماری شریعت مین
قطعاً ممانعت ہی ورنہ کوئی وجہ عذر کی نہ تھی بہزاد نے کہا یہ سب صحیح ہی کہ تمھاری شریعت مین
ممانعت ہی مگر اس انکار مین میری ہتک متصور ہی کہ مہمانون نے دعوت سے انکار کیا
علی الخصوص اُسوقت کہ میرا عموزاد یہان آئیگا ابھی یہان موجود تھا بضرورت گیا ہی آتا ہوگا جہان
اسقدر مجھپر کرم کیا کہ یہان آنے کی تکلیف گوارا کی اسقدر اور کرم فرماؤ کہ مین تمھیون مین شرمندہ
نہ ہون اب مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ تمھارے ہی ہم مذہبون کا یہ قول ہی کہ شعر
جو پینا کھانا شراب و کباب کا ہی منع ٭ تو پھر مرا و کلوا و اشربوا کیا ہی ٭ سردارون نے جواب دیا

کہ گلو ادا شہر ہو آشیج ہی لیکن بہ الفعل فوائی بھی اسکے ساتھ ہی اور یہ نیز معروفون کے واسطے ہی کہ بیکار صرف
نہ کرو کھانے پینے مین جو کچھ صرف ہو اسی پر اکتفا کرو کسی شاعر نے اسین شاعرانہ مضمون پیدا کیا ہی
گلو دا شہر بو مراد کباب و شراب ہی نہین ہی بہزاد نے بکمال منت کہا اب میری عزت تم سب کے
ہاتھ ہی میری درخواست کو قبول کرو سردارون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اول تو جہان ناہی
غیر مناسب عتاب چونکہ یہان آئے ہین بجز چارہ کیا ہی آخر الامر ایک ایک جام سب سردارون نے
پیا اس اثنا مین سہیل خان وہان پہونچا تمام حاضرین تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے سہیل خان اپنے مقام
پر بیٹھا بہزاد نے اسی وقت اسطرح سردارون کی تقریب کی کہ یہ لوگ نہایت خلیق ہین مین انکی ملاقات
سے بہت محظوظ ہوا سہیل خان نے کہا کیون نہین ذی عزت لوگ ہین بڑون کی بڑی بات ہوتی ہی
اور بذریعہ سرگوشی بہزاد سے کہا عزیز من ان سب سردارون کو بلایا تو ہی اب کچھ حسب مراد تدارک بھی
کر لینا چاہیے بہزاد نے کہا مین نے ایک ایک جام تو پلا دیا ہی وہ بھی بہزار منت و سماجت اب تم
اصرار کرو سہیل خان خاموش ہو رہا بعد چند لمحے کے کہا ای بہزاد ان سرداران معزز کی کچھ
ضیافت بھی کی ہی بہزاد ہنسا اور کہا ہمارے مشرب مین بہت بڑی ضیافت مشغلہ شراب
وکباب ہی چنانچہ کچھ ضیافت کر چکا ہون اب تم کچھ ضیافت کرو پھر سہیل خان نے
بھی شراب کی ضیافت کی اور بعد گفت وشنید بسیار سردارون نے ایک ایک جام شراب
اور پیا بہزاد نے بذریعہ سرگوشی پھر سہیل خان سے کہا کہ اگرچہ اس جماعت کے بندوبست
مین مصروف ہون اور عنقریب کام انجام پایا جاتا ہی لیکن مجھکو بہت بڑا اندیشہ غضنفر کا ہی اگر وہ
کسی طرح یہان ہو پہنچ گیا تو غضب ہو جائیگا بنا بنایا کام خراب ہو جاویگا بلکہ جان کا ضرر متصور ہی
سہیل خان ہنسا اور کہا تم بھی عجب طرح کے بیوقوف ہو غضنفر کا تو مین نے پیشتر ہی بیان
کر دیا تھا کہ اسکو مین نے قید کر لیا ہی اور اسکی قید مین نہایت اہتمام کیا گیا ہی کیا ممکن ہی جو وہ رہا
ہو سکے اگر خدشہ ہی تو انہین سردارون کا ہی کہ ایسا نہو جو یہ گرفتار نہو سکین اور گرفتار ہو کے
رہا نہو جائین بہزاد نے کہا ان سردارون کی طرف سے تم بخوبی اطمینان رکھو اگر غضنفر قابو
مین آگیا ہی تو یہ بھی قابو مین آئے جاتے ہین بعدہ رقص وسرود کا ہنگامہ شروع ہوا بہزاد
کے اشارہ سے مطربان خوش گلو وخوش رو نے یہ غزل گانا اس طرح شروع کی غزل

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کرتی ہی کباب شراب
ہی سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اپنے لیجئین جناب شراب
فصل گل مین عجب نہین ہی اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل مین نمک چھڑکتی ہی

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہین قلوب اسکے نور سے روشن
صبح پیری ہی آفتاب شراب
ہی مزا مستی اور ہوشیاری
ابر برسائے جائے آب شراب
نرگس مست یار کے آگے
کر رہا ہی محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہو گیا پانی
کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہی مرا جام زندگی لبریز
کہ ہی بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہی تری جدائی مین
ہو گئی غیرت سے آب آب شراب
اس غزل کو اس لطف سے

گاکر تمام حاضرین مجلس محو ہو گئے بہزاد نے کہا ای صاحبو اب تو شراب سے انکار نہ کرو مئی ارغوانی

کا ساتھ ہو اس مرتبہ اس مکار نے ایسا اصرار کیا کہ سرداروں نے خوب شراب پی السلطنت مطرب بدر جے

یہ غزل گانا شروع کی غزل
ہوا ہوں خاک پر اب تک ترستجو ہے شراب
نہ پیتے ساتھ کہیں تو کہیں ہے خراب
ہوا نا گوار وہ تلخی ہو پھر اس کیفیت
سوا مجھ کو دیکھا تو جینے روے شراب
برنگ جام ہو میں آنکھیں جا قیا پر خون
شراب لا تو نہیں اتھ آئی ہو سبو شراب
مرے علاج کو ناحق ہے جستجو کے دوا
دلا لی یاد مجھے بوے گل نے بوے شراب
ہوں ناتوان ہوا ہوں فراق ساقی میں

تباہ ہے قلعہ میں شہزادہ ... میں جو ہے شراب
وہ علاے روح ہار جو ہے کوئی سبو شراب
بدن شراب کشتی ہے خم شراب بنا
لی ہو عشق کو اس ... ہے میں تو شراب
شراب خوار وہ شیریں دہن ہوا افسوس
تہ زبان میں دیکھا ... شراب
غضب ہے ... در دن کی گیا ...
خمار کا ہو مجھے رنج لا کہ دوے شراب
گیا ہو آج تو مجلس کو مست و مطرب
خراب کا ہو مجھے جیسا سبوے شراب

کرو دعا کر دن تجھ میں جستجو ہے شراب
نہ پالمین زاہد ہے آبرو شراب کہیں
ہو اپنی روح بدن میں برنگ بوے شراب
نظر حرام ہو گئے ہیں دختر رز ہم
نہ ... دم جو ہے شیر د سے شراب
حساب اب بھی ہو جائے اون مسجد میں
شراب خوار کو کرتی ہو خوار کو شراب
نظر ... پھر وہ دھیان آیا
تری ستاری کی تو ہی ہو ... شراب
اس نشہ میں سب مست دیوانہ عقل

ہو گئے بہزاد مجلس سے اٹھا اور باہر آیا حاضرین مجلس سمجھے رفع حاجت کو گیا ہے بہزاد نے باہر آکے تمام غلامان مسلح کو آواز دی وہ سب منتظر آواز تھے بہزاد کے گرد جمع ہو گئے بہزاد نے کہا جلد قلعہ سہیلیہ کی جانب چلو چنانچہ وہ سب بے تحاشا قلعہ کے جانب دوڑے بہزاد نے قبل ہی حکم دیدیا تھا کہ قلعہ میں پہنچتے ہی ہنگامہ قتال گرم کر دینا اپنے بیگانے کا مطلق خیال نہ کرنا چنانچہ وہ سب قلعے میں پہونچتے ہی کشت و خون پر آمادہ ہو گئے جو سامنے گیا اسپر شمشیر و خنجر و گرز کا وار کیا بعضوں نے دست غارت بھی دراز کیا بہزاد بھی اس ہنگامہ میں موجود تھا کشت و خون کرتا ہوا سہیل خان کی خوابگاہ میں پہونچا دیکھا زیر زمین غضنفر مقید تھا زر جند نے غضنفر کو رہا کر دیا تھا اور تمام حالات مرقومہ سے مطلع کر دیا تھا غضنفر نے اسلحہ طلب کیے بہزاد نے اسلحہ دیے غضنفر مسلح ہو کے وہان سے باہر آیا اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہوا قلعہ کو ملازموں کے حوالے کیا اور وہان سے روانہ ہوا شہر میں اسوقت پہونچا کہ ہنوز سہیل خان مع یاران ہمراہی بدست پڑا ہوا تھا فوراً گرفتہ و بستہ کر لیا گیا ان سب نے جو غضنفر کو دیکھا کمال متعجب ہوئے اگر گمان تھا کہ غضنفر یہان موجود نہیں ہے پس یہ سب سہیل خان کو بستہ کیے ہوئے باہر آئے لشکر سہیل نے اپنے ... کو گرفتہ و بستہ دیکھ کے آمادہ فساد ہوا غضنفر نے آواز بلند کہا اے ملازمان سہیل خان اب تمہارا اقرار ... سمجھ ... دہ ہو گیا بجز ہلاکت اور فضیحت کے تمکو کچھ حاصل نہو گا فوج سہیلی نے کچھ اعتنا نہ کی اسی طرح آمادہ فساد رہی غضنفر نے قرار واقعی سزا دی سب نے فرار بر قرار کیا بعضوں کو گرفتار کر لیا اور مال و اسباب انکا لوٹ لیا پھر اپنی بارگاہ میں آکے قرار لیا کیوان نے شیرزاد سے حال پوچھا اُسنے اول سے آخر تک تمام حال بیان کیا تمام سرداروں نے شیرزاد پر آفرین کی بعدہ فرجہ عیار اور سہیل خان کو ہوش میں لائے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی فرجہ نے کہا تو اسوقت اپنے تئیں کس حال میں دیکھتا ہے سہیل خان نے کہا تو اپنے کو کس حال میں دیکھتا ہے فرجہ نے کہا عیان را

چہ جہان جس حال مین ہون ظاہر ہی سہیل خان نے کہا میرا حال پوشیدہ سمجھتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو اندھا
ہوگیا فرجہ عیار نے کہا اب بھی بہ رہین جاتی اب مجھ مین تجھ مین کچھ فرق نہین ہی سہیل نے کہا
تو سمجھتا ہی کہ اب مین رہا ہونگا جو تو مجھسے اسطرح بیباکانہ باتین کرتا ہی فرجہ عیار نے کہا اسمین تو شک
سمجھتا ہی بس اب زندگی سے ہاتھ دھو اور آمادۂ مرگ ہو سہیل خان خاموش ہو رہا غضنفر نے
دین اسلام قبول کرنے کو کہا اُسنے انکار کیا پھر فرجہ عیار سے کہا اُسنے بھی انکار کیا اور کہا کہ جب
سہیل خان نے دین اسلام قبول نہ کیا تو مین کس طرح قبول کرسکتا ہون میرا اُسکا ساتھ ہی غضنفر
نے کہا سہیل خان کے ساتھ تو کیون اپنی جان کو ضایع کرتا ہی تیرے طرز گفتار سے معلوم ہوتا ہی
کہ تو راہ راست کو قبول کریگا اُسنے کہا ای غضنفر یہ ہرگز خیال نہ کرنا مجھکو بیشتر سے معلوم تھا کہ
مجھکو قبول اسلام کی تکلیف دی جائیگی اور مین ہرگز قبول نہ کرونگا لامحالہ ہلاک کیا جاؤنگا اسیوجہ
سے مین نے سہیل خان سے کہا کہ اب ہم تم دونون ہلاک ہو جائینگے غضنفر نے بمجبوری
حکم دیا کہ ان دونون کو تیرباران کرو چنانچہ اُن دونون کو تا کمر زمین مین بند کیا غضنفر نے کہا ای فرجہ
عیار اب بھی خیریت ہی کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے اُسنے پھر جواب صاف دیا فوراً ایک تیر غضنفر
نے فرجہ عیار کے سینہ پر مارا پھر تمام سردارون نے اپنی اپنی کمان سے تیر رہا کیے حتے کہ
سہیل خان اور فرجہ عیار دونون تیرباران کیے گئے سامان عروسی شروع ہوا تمام محل وایوان
فرش شیشہ وآلات وغیرہ سے آراستہ کیے گئے انواع اقسام کے کھانے پکے اور سردارون کی
دعوت ہوئی باقی اہتمام وانتظام کا بیان جو بے قصہ خوان خلاصہ یہ کہ سر شام سے یہ ہنگامۂ
رقص و نوا گرم ہوا لولیان شوخ و شنگ مطربان خوش آہنگ نے طرح طرح کی غزلین گائین پر
غضنفر کی فرمایش سے یہ غزل اسطرح گائی گئی

غزل

نگہبان برق تو ہی پیدا ہی اپنے خرمن کا
تواضع دشمن بیجا کی زیادہ قتل کرتی ہی
نکما تھا دو ٹا قسمت مین میری باغ گلشن
کیا قتل اُسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
قدم بادبہاری کا بڑھے قاتل کے توسن کا
رہ چلا دیکھا ہون بس یہی ہی سے زمانہ مین

مجھے مقصود دل پر دوری ہی پیش بینی مین
قلم شمشیر معشوق جو نکلے توڑتا ہی گردن کا
سیہ بخت صفوتکا جہان کھینچا ہی داغ پیشانی
رکھی گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
جیب بیمروت سے ہی عوض حال لاحاصل
نظر آتا ہی چشم منتظر پر چشم روزن کا

تصور ہی نقش ہر دیدہ شبنم اپنی صدر وجن کا
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون تمین پیوند دامن کا
گرایا دل نے بیجا کر مجھے تعویذ نگاہین
نشان چھپتا ہی رہ رہ کے چشم سے کتاب سوزن کا
ہمین کا عالم آبرو ہی نظر کنج شہیدان مین
نہ تجھسے نفع ہرگز کو سنا کچھ سرو دامن کا
فروغ ظاہری کو داغ روشن نہ سمجھے مین
چراغ بادہ ای آتش ہو محتاج روغن کا

یکایک صبح کی توپ دن سے چلی ادھر نوبت کے نقارہ پر چوب
پڑی ارباب نشاط ایک گوشے مین جا بیٹھے قاضی آئے دختر شہرزاد کا عقد غضنفر کے ساتھ پڑھا گیا
مبارک سلامت کی صدا بلند ہوئی نوکرون کو انعام تقسیم ہوا سب اپنے اپنے مقام قیام پر گئے
اس عرصہ مین عمر ثانی جو گیا یہان یہ ہنگامۂ عروسی دیکھ کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ غضنفر
کی شادی دختر شہرزادے ہوئی ہی غضنفر کے پاس جو گیا عقا مین اور غرد ج پہ دیکھ اور
درشہزادہ بدیع الملک کا حال بیان کیا خط شاہ مسعود پہ غضنفر کو دیا جب وہ خط پڑھا گیا اگرچہ
وہ ہنگامہ عروسی تھا مگر تمام حاضرین نے اپنے اپنے گریبان چاک کیے دونون ہاتھون سے سر پیٹا

اور شور گریہ وزاری بلند ہوا حتی کہ ایک کی دوسرے کو خبر نہ رہی چند ساعت کے بعد جب افاقہ ہوا آپس مین
مشورہ شروع ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیے کسی نے کہا پہلے اس ظالم و ستمگر کی خبر لینا چاہیے جوش اپنے اور
بدیع الملک پر ہوا ہی بعدہ عقابین تک پہونچنا چاہیے کسی نے کہا اول ستمگر ہی ہی ہمہ تن عقابین
کی خبر لینا چاہیے ہر چند کہ مجکو شک ہی کہ شاید وہ بدیع الملک ہلاک نہین کیا گیا ہو ممکن ہی کہ کفار
نے سحر و افسون سے کام لیا ہو تاہم عقابین کا کام مقدم ہی اگر خدا نا کردہ شاہزادہ ہلاک ہوئے تو زندہ
کی خبر بجا دیگی اور اگر میرے خیال کے مطابق زندہ ہی تو بعد ازین اسکا تدارک ہو سکتا ہی غرضکہ سب
آخر مقرری لشکر کو کمربندی کا حکم ہوا تمام سردار مسلح و مکمل مرکبون پر سوار ہوگئے اور تمام ہو سکے
عمر ثانی وہان سے روانہ ہوا جس ملک مین پہونچتا تھا وہان کے والی کو نامہ دیتا تھا اور فوراً دوسری
طرف روانہ ہوتا تھا حتی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کے لشکر مین پہونچا اور احوال بدیع الملک
کا امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا حمزہ ثانی بدیع الزمان اور بدیع الملک کی خبر
سنکے از خود رفتہ ہوگئے اور کہا ای خواجہ یہ کیا خبر بد تمنے سنائی پھر سینہ و سر پیٹ کے
زار و قطار رونا شروع کیا خواجہ نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون اور مقامات مین بھی جانا ہی
چنانچہ یہ اس طرف روانہ ہوا خواجہ کے جانے کے بعد شاہزادہ بدیع الزمان بھی معروف کو
ساتھ لیکے خاور کے جانب روانہ ہوئے

اب داستان ندرت توامان نورالدہر مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

گل کو جب دیکھا تری تصویر کا دعوا ہوا
دہن تنگ کو ہستی سے سر کا دعوا ہوا
ہم جو بے کل گلگشت گلشن کر گئے
دیکھا قسمت کو زنجیر کا دعوا ہوا
سنگ اگر ایسا لب سبو کا ساقی کے معشوق
اب جو پرکار جو ہے شیر کا دعوا ہوا
رات ہم تجھے بتراو رخسار تابان چاند کو
دو دو آکر نالہ شبگیر کا دعوا ہوا

بولی جب بلبل تری تقریر کا دعوا ہوا
ہون وہ بیخود جان بات جب … بیرا ما
شاخ گل پر خون بھری شمشیر کا دعوا ہوا
تیر گیا وہ نوجوان مین … دیا
جام مے بدمجو کو ام شیر کا دعوا ہوا
صاف دیکھی تیری صورت اپنی صورت پھر
چاندنی دیکھی تری تنویر کا دعوا ہوا
لیا بکا دیکھین جو … اشک آتش کی روان

دیکھیان … سکوت … عاشق … شک
تاک … بجے … کا دعوا ہوا
بھاگے ہم … تیری … زندان جا کر
… دن کو … وتیر کا دعوا ہوا
آخر مین … خون گل مین مشکل کون
… صفحہ القصہ یہ کا دعوا ہوا
منت دیکھی رات بادل مین بجلی کی چمک
کوچہ محبوب پر شمشیر کا دعوا ہوا

راویان اخبار صداقت کار و ناقلان آثار شیرین گفتار کا اظہار ہو کہ جب شاہزادہ نورالدہر کی کشتیان
تلاطم ہائے بحر زخار کے صدمون کی متحمل ہو سکے کنارے پر جا پہونچین دریافت کیا کہ یہ کون سرزمین ہی لوگون
نے کہا اسکو دیار مغرب کہتے ہین نورالدہر نے پوچھا دیار مغرب کے حالات کی بھی کسی کو
خبر ہی سب نے عرض کیا اس سرزمین مین داراب بن اسکندر رہیکلان ظاہر ہوا ہی کشورد
نام ریگ … نہایت زبردست ہی اُسنے تمام مسجدون اور خانقاہون کو مسمار کیا کفر و ضلالت کو
رواج دیا اب مشہور ہی کہ تمام ملک مغرب کو مسخر کر لیا ہے اب حال اندلس کی جانب گیا ہوا ہی اور
بعض زیادہ کہتے ہوئے ہین کہ رب … اور امیر اور معروف اندلسی کے مال و اسباب
پر دست غارت دراز کرے نورالدہر بہت برہم ہوئے اور مردان ہمراہی کو اُسی وقت روانگی

سا حکم دیا اور خود بھی روانہ ہوا دو منزلہ راہ طے کرتا چلا جاتا تھا محجوب خان الچوپ خان شش گزی کا
نبیرہ جسنے اپنے باپ سے فن پہلوانی کو خوب حاصل کیا تھا ہنگام کارزار ایک سو پچاس من کا گرز رکھتا تھا اور
الچوپ خان کی طرح اسنے بھی چالیس گھوڑ دوڑوں کو اپنی مرضی کے موافق سدھایا تھا سنے جو نورالدہر کی
آمد کی خبر سنی آیا اور نورالدہر کی ملازمت حاصل کی کشواد کے بیداد کا حال بیان کیا اور عرض کی
کہ غلام کے پاس صرف چالیس سوار ہیں امیدوار ہوں کہ بیٹے کشواد کے قصد کو نہیں کریا جاوے
بعدہ اختیار رہنے نورالدہر نے قبول کیا اور ساتھی اسکندریہ کے جانب کوچ کیا جب ملک مغرب میں
یہ خبر مشہور ہوئی کہ نورالدہر یہاں آگیا تمام اہل مغرب بہت حیران ہوئے اب نورالدہر کو تلاش
کشوادیوں کی ہوئی جو کشوادی جہاں ملا اسکو وہیں ہلاک کیا اور جو اگر دین اسلام اختیار کرلی فوراً
جان بخشی بتکدوں کو منہدم کر دیا لوگ کشواد کے خوف سے بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے
نورالدہر کی خبر سنکے جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع ہوئے لشکر اسلام میں آکے پناہ لی اہل اسکندریہ
تک یہ خبر پہنچی سب خائف ہوئے وجہ یہ تھی کہ تمام اہل اسکندریہ نورالدہر کو پہچانتے تھے
راوی کہتا ہے کہ ملک اسکندریہ میں کشواد کے جانب سے ایک حاکم ہے گشتاسپ نام نہایت زبردست
شہزور یکایک ہرکارہ نے آکے اسکو خبر دی کہ نورالدہر مع فوج و لشکر اسطرف کا عازم ہے بلکہ عنقریب یہاں
پہونچا چاہتا ہے جس جس بت پرستوں کو اسنے مسلمان کیا بڑے بڑے ملکوں کو سخر کرکے وہاں سے مال و
دولت بدست غارت دراز کیا اطلاعاً عرض کیا جو کچھ مناسب ہو حکم صادر فرمایا جاوے گشتاسپ
بھی اس خبر کو سنکے گھبرایا اس حالت اضطراب میں فوراً قلعہ بندی کا حکم دیا اور جنگ کی تیاری
شروع ہوئی اراکین سلطنت کو بلایا رائے لی کہ نورالدہر سے جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کیا جاوے
یا کسی طرح کے مصالحہ کی درخواست کرنا چاہیے ان سب نے بالاتفاق یہ رائے دی کہ نورالدہر ایک
مرد بہادر و جری ہے اسکے مقابلہ میں کل خوف متزلزل ہیں ان دونوں حکمران خود مختار مجتمع ہو کے اس سے
مقابلہ کریں تو مضائقہ نہیں ایک کی کمک پر دوسرا ہوگا چنانچہ گشتاسپ نے اسیوقت کشواد شاہ
کو اس مضمون کا نامہ لکھا بعد صفات لات و منات و تعریف بت بزرگ عالی ذات و صاحب کرامات واضح
ولائح ہو کہ فی الحال مسلمانوں کا غلبہ ہے بت پرستوں کے دشمن جان ہیں چنانچہ نورالدہر نام ایک سردار
سوز لشکر اسلام کا آیا ہوا ہے عنقریب بت پرستوں پر یورش کریگا اگر غفلت کیجاویگی خداوند بت بزرگ
کی پرستش کرنے والے نام کو باقی نہیں رہینگے اطلاعاً لکھا گیا اب جو کچھ حکم صادر ہو اسکی تعمیل کیجاوے
اور ایک قاصد تیز رو کو نامہ دیکے روانہ کیا اور تاکید لکھدیا کہ جلد اسکا جواب لا قاصد اس خط کو لیکے
اس طرف روانہ ہوا جہاں لشکر اسلام قریب آپہونچا خیمے برپا ہوئے نورالدہر لشکر اسلام سے
علیحدہ ایک مقام بلند پر آئے قیام کیا کفار دور سے نورالدہر کو دیکھتے تھے اور ڈرے جاتے تھے
کوئی کہتا تھا دیکھیے اب کیا آفت آئی ہے یہ جوان بلا وجہ مقام بلند پر نہیں آیا کوئی کہتا تھا خداوند بت بزرگ
جلد قاصد کو کشواد تک پہونچاوے اور وہ بادشاہ کو مع فوج و لشکر ہمراہ لاوے یکایک نورالدہر نے
نعرہ مارا کہ ای گشتاسپ اگر تو اپنی جان کی امان چاہتا ہے بلا تکلف و تردد قلعہ کو خالی کردے اور ہماری
اطاعت اختیار کر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ پھر تجھے کسی طرح کا تعرض نہیں کرینگے مگر اہل اسلام کی ہلاکت

سے بھی دست بردار ہو جاؤ ورنہ تو یقین سمجھو کہ ایسی حالت خراب سے ہلاک کیا جاؤ گے کہ جانوران صحرائی تمہارے
حال پر گریہ وزاری کرینگے اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہوگی آئندہ تو دانی دکار، تو گشتاسپ نورالدہر
کی اس تقریر کو سن کے بہت متفکر ہوا اراکین حکومت سے اس بارہ میں رائے لی کہ کیا جواب دینا
چاہیے سب نے کہا خداوند نعمت قلعہ بند ہیں، دریہ جوان خدا پرست کیا کر سکتا ہے زیادہ برین نیست
قلعہ پر حملہ کریگا پھر کیا ہوگا ہم بھی یہاں سے تیر و تفنگ سے کام لینگے حتے کہ کشواد شاہ کی کمک پہونچ جائیگی
گشتاسپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی بالائے قلعہ سے یہ جواب دیا کہ ای نورالدہر یہ کیا کلمات بے معنی
زبان پر جاری کرتے ہو خداوند لات ومنات کی ایسی بندگی کرنے والے ہم لوگ نہیں ہیں
کہ تمہارے خائف کرنے سے ہم انکی بندگی سے قطع نظر کرینگے تمہے جو کچھ ہو سکے ہرگز کوتاہی
نکرو تم نہیں جانتے ہو حقیقت امر یہ ہے کہ میں ایک خاص وجہ سے مجبور ہوں ورنہ قسم ہے
لات اعلی ومنات معلے کی قلعہ سے باہر آکے ایسی قدرت نمائی کرتا کہ تم ہمیشہ یاد کرتے کہ مزاج
معقول اسکا نام ہے اور عیان راچہ بیان تم عنقریب دیکھ لوگے میں نے اپنے حاکم کو عرضداشت
بھیجی ہے یا تو وہ خود مع فوج ولشکر آتا ہوگا اور تمکو سزا دیگا یا میرے واسطے کوئی حکم مناسب بھیجیگا میں
خود تمہاری گوشمالی کو مستعد ہونگا نورالدہر نے جواب دیا کہ اگر تو اپنے حاکم کا انتظار کرنا چاہتا ہے تو
میں بھی تجھے فی الحال حملہ جنگ کے واسطے مجبور نہیں کرتا آج میں تمکو مہلت دیتا ہوں انشاء اللہ الرحمن
کل تیری طاقت کو دیکھ لونگا تو اپنی قدرت نمائی کریگا یا میں تجھے کردار کی سزا سے معقول دونگا یہی
گو یہی میدان ہے جسکو منظور ہو وہ آئے اس تقریر کے بعد نورالدہر اپنے مقام قیام پر چلا آیا اور سرداران
ہمراہی سے کہا یارو کل جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا کفار کو آج ہمنے مہلت دی سب نے کہا خیر فردا دیدہ میباید
غرضکہ تمام شب جنگ کی تیاری رہی یکایک سے دلیران اہل زند بجستن اد ہمیں بر اوردن اوین
اسطرف کفار کو خبر ہوئی انہوں نے بھی قلعہ میں نقارہ جنگ بجوایا جب صبح ہوئی غازیان اسلام تلواریں
علم کیے اپنے مقام سے بڑھے شہر میں پہونچے تمام رعایائے شہر مشتر الحواس ہوکے بھاگے کسی کو اپنے
دست وپا کی خبر نتھی جا بجا خندقیں وارغ تہیں انکی سب کو مرہاسے گرز سے مسمار کیا اب یہ نوبت ہے
کہ کفار بالائے قلعہ سے تیروں کا مینہہ برسا رہے ہیں خود محفوظ ہیں مجاہدان اسلام کثرت سے زخمی
ہو رہے ہیں کوئی پناہ نہیں نورالدہر نے کہا ای دلاورو اس وقت کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاؤ کہ قلعہ
میں پہونچ جائیں ورنہ ہم سب ہلاک ہو جائینگے سرداران فوج نے جواب دیا کہ یہ وقت کسی طرح
کی تدبیر کا نہیں ہے البتہ دروازہ قلعہ پر پہونچ کے کسی طرح اسکو توڑنا چاہیے چنانچہ وہ سب دروازے
پر پہونچے حربہائے عمود وغیرہ سے اسے توڑا اور قلعہ میں داخل ہوئے گرچہ قلعہ میں شاہزادہ داخل
ہوا اسکے عقب سرغازیان اسلام دولاوران نیک انجام پہونچے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی گشتاسپ
نے مقابلہ کیا اب تو وہ ہنگامہ کشت وخون گرم ہوا کہ پناہ بخدا نعرات خداگیر و بزن کی آواز بلند تھی تمام
قلعہ کثرت زخم سے لالہ زار ہو رہا تھا ہر طرف خون سے دریا بہہ رہا تھا کشتوں کے پشتے سروں کے
انبار تھے نتیجہ اس ہنگامہ کا یہ ہوا کہ گشتاسپ ہلاک ہوا اہل قلعہ نے فرار بے قرار لیا بعضوں
نے اطاعت اختیار کی بعضے گرفتار کیے گئے شاہزادے نے حکم دیا کہ جو شخص اسلام

کے یہاں سے نکال دے چنانچہ فوراً اُسے تعمیل حکم کی جلادوں نے گوش و بینی بریدہ وہاں سے اُسکو
نکال دیا ابوالماحسن وہاں سے محل میں آیا ملکہ سے اس حقیقت کو بیان کیا اور کہا طرفہ یہ ہو کہ یہ
دو ایلچی تھے میں معلوم ہوا اپنے کو اور کشواد کو کیا سمجھتا ہے میں ہرگز اسکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاتا سزاوار
کہ ایلچی کو کسی جا صدمہ نہیں پہونچایا جاتا لیکن کیا کروں اُس مردود نے ایسے کلمات زبان پر
جاری کیے کہ میں اُسکو سزا دینے کے واسطے مجبور ہو گیا جان سے تو نہیں مارا البتہ گوش و بینی بریدہ
یہاں سے نکال دیا ملکہ نے کہا ای ابوالماحسن اگر تمہاری رائے ہو تو میں نقاب پوش ہو کے
باہر جاؤں اور کشواد کو اُسکے کردار کی سزا دوں میں بھی دختر امیر حمزہ ہوں میری مادر گرامی
سے بیشتر کارہائے نمایاں ظہور میں آئے ہیں اگرچہ میں عورت ذات ہوں لیکن ہمت درست
رکھتی ہوں ابوالماحسن نے منع کیا اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم لوگوں کی موجودگی میں تم
ایسے عالی منزلت دست و پا کو تکلیف دو کچھ دن میں اسکا بندوبست کر دیا جائیگا میں نے صرف
بغرض اطلاع دہی اس واقعہ کو بیان کیا نہ اس غرض سے کہ تم عورت ذات اسکی سزا دہی کو
مستعد ہو جاؤ ملکہ خاموش ہو رہی ابوالماحسن محل سے باہر آیا بزرگان اندلس کو جمع کیا اور کہا
کہ آج مجکو یہ دغدغہ پیش ہے کشواد بر سر فساد ہے اسکا ایلچی آیا تھا خط لایا تھا مضمون خط سے
میری طبیعت میں اشتعال پیدا ہوا مزید براں ایلچی نے بیہودگی کی جسکے سبب سے اُسکے گوش و
بینی کی قطع برید کی گئی اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے کس طرح کا فیصلہ کیا جاوے یا جنگ و حرب
کے واسطے مستعد رہنا چاہیے اُن سب نے بالاتفاق یہی کہا کہ کشواد ہے تو کیا ہے اور کوئی ہوتا تو
کیا ہوتا حکومت و مملکت کا قصہ بغیر حرب و ضرب کے فیصل نہیں ہوتا ہم سب جان نثار
حاضر ہیں جبتک جان میں جان ہے رفاقت سے قطع نظر نہیں کر سکتے ہاں جس وقت بیجان
ہو جائینگے مجبوری ہے اُس وقت بادشاہ کو جو کچھ مناسب معلوم ہو عمل میں لائے اُن لوگوں
کے اس طرح کے کلمات رفاقت سے ابوالماحسن بہت خوش ہوا اب اُس طرف کا حال
سُنیے کہ جب وہ ایلچی گوش و بینی بریدہ کشواد کے پاس پہونچا بس کشواد شاہ یہ حالت دیکھکے
از سرتاپا غضب ہو گیا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا تیرا کیا حال ہے ایلچی نے
حقیقت گذشتہ بیان کی جب تو پھر کشواد شاہ نے کہا تجھسے کچھ نہ ہو سکا جو ایسی صورت یہاں
تک پہونچی تو نے میری تذلیل کی اگر تیری جگہ ایسا ہیچ کارہ سمجھتا تو ہرگز یہ خدمت تیرے
حوالے نہ کرتا ایلچی نے جواب دیا ہے ایک قصور ہے میں ایک تن و تنہا وہاں سیکڑوں بلکہ ہزاروں
کشواد نے کہا تو نے ایسی حالت میں زیادہ گفتگو کیوں کی اُسنے کہا کیا خوب خداوندی
شان میں کلمات ناز یبا کوئی کہے اور اُسکا جواب نہ دیا جاوے یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کشواد نے کہا خیر دیدہ می باید اور اسی طیش میں آکے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو
یورش کی اور مدائن سے مع فوج فارق میں پہونچا اہل اسلام نے جو یہ حال دیکھا مگر اسکے سوا
کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی بجز اسکے کہ جانب آسمان دونوں ہاتھ بلند کیے اور درگاہ قاضی الحاجات
میں مناجات کی کہ ای کس بیکسان واے دستگیر افتادگان تو ہر وقت اپنے بندے کا

خدا کی درگاہ مین دعا و زاری کی کہ بواسطہ اپنی قدرت و جلال کا اسوقت مین ہماری مددگاری کر سے ۵ خدا ریم غیر از تو فریاد رس ہو نہ یکا یک کشواد کی جانب سے ایک قاصد آیا اور پگڑی سے خط نکال کے کشواد کو دیا کشواد نے سر نامہ چاک کیا خط کھولکے پڑھا زانو پر ہاتھ مارا اور نفس سرد بھر کے کہا دیکھیے خداوند بت بزرگ کی مشیت مین کیا گذرا ہی حقیقت اسکی یہ ہی کہ گشتاسپ نے اس نامہ مین لکھا تھا کہ مسلمانون کی یورش ہی چنانچہ شاہزادہ نورالدہر اسکندریہ مین پہونچا اور ہنگامہ جنگ کرتا ہی کشت و خون پر آمادہ ہی نام و ناموس کا مقدمہ درمیان ہی اس نامہ گشتاسپ کو اول تا آخر پڑھ کے اپنے خیرخواہون کی جانب متوجہ ہوا اور کہا اسباب کو بار کر وہان سے آگو مین جانا چاہتا ہون لوگون نے منع کیا کہ ایک ہنگامہ آرائی درپیش ہی اسکو فیصل کر کے جانا مناسب ہی شاید کہ اس سے قطع نظر کر کے دوسری مہم کی خبر لیجا وے کشواد برہم ہوا اور کہا تم سب بے وقوف ہو ہماری راے مین تمکو کیا دخل ہی القصہ راے موسلے ادہم اودسے لیے تھے اہل اسلام کو جو اس روانگی کی خبر پہونچی سب کو حیرت ہوئی ابوالماحسن کے عیار لشکر کفار مین گئے اور خبر لائے کہ کشواد جانب اسکندریہ روانہ ہو گا گشتاسپ نے نہین معلوم کس مضمون کا نامہ لکھا ہی جسکے دیکھنے سے کشواد مضطرانہ اُس طرف چلدیا ابوالماحسن اس واقعہ کو تحقیق کر کے مسلح و مکمل ہوا اور مردان اندلس کو ہمراہ لیکے قلعہ سے باہر آیا اور لشکر کشوادی سے جنگ مغلوب شروع کی پہلے تو کفار نے بہت جرات و شجاعت دکھائی پہلوانان نامور و قوی بازوان از در مقابل طلب ہوئے اس طرف سے بھی اُنکے مرد مقابل گئے جنگ نیزہ و شمشیر و زور و دست و بازو کا ہنگامہ گرم غالب و مغلوب ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ فوج کشواد پسپا ہوئی ابوالماحسن نے فتح پائی مال و اسباب بحت و نصرت مین آیا اور قلعہ مین آکے قیام کیا جب ملکہ کو اس واقعہ کی خبر پہونچی بہت خوش ہوئی اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اُس طرف کشواد بھاگون بھاگ چلا جاتا تھا اثنا ے راہ مین شاہزادہ نورالدہر کے لشکر سے ملاقات ہوئی گشتاسپ کی ہلاکت کی خبر پہونچی بہت رویا اور شب کو طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے اور شاہزادہ نورالدہر نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا اول نرمی بدن کی غرض سے ہفت پیراہن پہنا خفتان گوہر نگار حضرت سلیمان علیہ السلام بالاے زرہ پہنا کمر مین خنجر جمشید و ترکش نریمان و شمشیر سلیمان علیہ السلام کو درست کر کے لگایا بازو سے دلاور کا خود سر پر رکھا سہراب یل کا چار آئینہ لگایا سپر مہر فتح پشت پر لگائی گاؤسر قربوس مین لگا کے میدان کی طرف راہی ہوا اُس طرف سے کشواد بڑھا اور رد و بدل شروع ہوئی دونون طرف کے لشکر بغور تماشہ دیکھنے لگے تا دیر حرب و ضرب گرز و نیزہ و شمشیر کے بعد دو دست و بازو کی نوبت پہونچی آخرالامر کشواد کو شاہزادہ نورالدہر نے گرفتہ و بستہ کر لیا لشکر کشوادی ترغیب پا کے فراری ہوا انکا مال و اسباب غازیان اسلام کے ہاتھ آیا شاہزادہ نورالدہر نے کشواد سے کہا کیا ارادہ ہی اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو اگر مین تجھے اسی وقت رہا نہ کر دون گا البتہ

عذاب گرفتاری میں تخفیف ہو جائیگی درصورت خلاف تیرا زندہ رہنا دشوار ہی کشوا دینے اسوقت تجھکو ابتر دیا چند لمحہ تک نورالدہر نے انتظار جواب کیا جب دیکھا کہ کچھ جواب نہیں دیتا ہی پھر زندان میں کھینچ دیا اور کہا کل پھر اسکی نسبت حکم مناسب دیا جائیگا

اقبال ہر دم بخش نظام رسیم ہو	اقبال بخش وصل صنم کا کرم ہو	دلبر کو یوسف مصری کیم ہو	عدل کے رفع شر کو لعقت کے قیم ہو
	دوی کے ہاتھ میں ید بیضا بنا رہا	فرعونیوں کے کام میں ہتھیار بنا	
تاج شہان پہ سایہ اقبال ہما ہوے	ہر تن میں تھا ہر اک طبیب بیچ	جس کے لب کو ملے سلاطین کے	وہ دشت دی تو تخت نشینوں کو فخر
	بچی ہوا میں بچہ شیر ظلیل تھا	گر ایک ذرہ تو بچہ خون کی وزیر تھا	
سنم کی کھیلیں میں ہو اکسیر کا اثر	بلبل ہر ناک سی [illegible] ہوا کر	بلبل وحدت میں جانے کی قطرہ ہو کم	معشوق کے تو تبسم [illegible]
	بلبل کے تخم میں بات [illegible]	بلبل بلبل کی جا نکاس [illegible]	
مارا کہ صبح ہوتے ہی گیتی میں [illegible] تھا	در شام [illegible]	دہن گلزار ہی بیدل [illegible] تھا	کیا قیام اسکو یکل تخت جم کا
	سنگ کہن [illegible] کو کمان ہوا	بلبل ہمیں ہوا ایک تعلق جہان [illegible]	
دم بھر میں جم کے تخت کو برباد کر دیا	ان بابان کے بچے کو شاد کر دیا	قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا	خسرو اسے کیا لئے فرہاد کر دیا
	نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا [illegible]	ان گلی اس مقام [illegible]	

عالی درین بھائی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی خاور میں عقابین پر پہنچ گئے ہیں خواجہ عمر ثانی تمام عالم کے سلاطین کو اس اطلاع کے نامہ پہونچا رہا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو نامہ دیکے گلستان میں پہونچا اور وہان کے حاکمان ذی اقتدار کو نامے دیکے روم کی جانب متوجہ ہوا پہلے حلب میں آیا اس زمانہ میں عبدالجبار اور عبدالقہار دو بھائی وہان کے حکمران تھے دونوں آپس میں اس بات کا بیشتر ذکر کیا کرتے تھے امیر حمزۂ صاحبقران والا قدر کی نسبت انواع اقسام کے اخبار گوش زد ہو رہے ہیں نہیں معلوم اصل حقیقت اسکی کیا ہر چند جاسوسوں کو اس طرف بھیجا بھی لیکن اب تک مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی اب جو عمر ثانی پہونچا اور عبدالجبار کو خبر پہونچی کہ عیار طرار امیر حمزۂ صاحبقران روزگار وارد سرزمین روم ہوا ہی کمال مشتاق ملاقات ہوے تا اینکہ اپنے دربار میں بلایا امیر حمزۂ صاحبقران کی خبر پہونچی عمر ثانی نے کہا یہ خادم خاص اس خبر کو پہونچانے آیا ہر عبدالجبار گھبرا گیا اور کہا جلد بیان کر کیا خبر ہی عمر ثانی نے کہا خلاصہ یہ ہر کہ جناب امیر حمزۂ صاحبقران کفار کے دست ظلم سے خاور میں مقید ہی نہیں ہیں بلکہ عقابین پر پہنچ دیے گئے چنانچہ یہ نامہ بھی صداقت کے واسطے میرے پاس موجود ہر یہ کہکے عبدالجبار کو نامہ دیا اور کہا میں اب زیادہ توقف نہیں کر سکتا جو کچھ حال ہر اس نامے سے معلوم ہو جائے گا عبدالجبار نے کہا توقف کر میرا بھائی عبدالقہار بھی آتا ہوگا اس سے بھی ملاقات کر لے خواجہ عمر ثانی نے کہا عبدالقہار تیرے بھائی کے نام کا کوئی نامہ میرے پاس نہیں ہر صرف یہ نامہ شاہ عبدالقہار کے واسطے بھی کافی ہی اگر وہ جرأت رکھتے ہونگے تو صرف اطلاع کافی ہر اپنے امکان تک جناب حمزۂ ثانی کی حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے یہ کہکے خواجہ عمر ثانی وہان سے رخصت ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل سخت و دشوار گذار شاہ آباد میں پہونچا عاد زرین کمر کو نامہ دیا اور

زبانی بھی جو کچھ کہنا تھا خلاصہ لکھے وہان سے روانہ ہوا جب شہر اسکندریہ مین آیا اور وہان کے حاکم
اسکندر ثانی کو نامہ دیا اور زبانی چند باتین بیان کرکے وہان سے ہانپتا ہوا پسینے مین غرق
از سرتاپا آلودہ گرد و غبار قیصوانیہ مین آیا نعماے بن قیصر کو خبر ہوئی وہ ایسا مشتاق ملاقات تھا
کہ ہنوز خواجہ عمر ثانی راہ مین تھا کہ نعماے شاہ اُسکے استقبال کو گیا اور باعزاز تمام اپنے مقام
قیام پر لایا اور کہا اے کوا بہ عمر ثانی تیرے حواس مختل معلوم ہوتے ہین سچ کہہ کیا تردد لاحق حال ہے
اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا اے نعماے شاہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مین ایسا عدیم الفرصت
ہون کہ اگرچہ ایک خبر عجیب رکھتا ہون لیکن وقت نہین ہے جو بیان کرون صرف زبانی اسقدر بیان
کیے دیتا ہون کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کفار نے بمکر و فریب گرفتار کرکے
سقاقین پر بھیج دیا ہے اور اس والا جاہ کی رہائی کی فکر بہت جلد چاہیے اور باقی حال اس نامہ سے
معلوم ہوگا یہ کہکے نامہ نعماے بن قیصر کو دیا اور رخصت ہوگیا اور وہان سے ملک یونان
مین آیا جہان پسر فریدون شاہ والی یونان کی بیٹی کی شادی کا ہنگامہ گرم تھا خواجہ عمر ثانی
پسر فریدون شاہ کے پاس پہونچا پسر فریدون شاہ اگرچہ تقریب شادی مین مصروف
تھا لیکن خواجہ عمر ثانی کی صورت دیکھتے پریشان حال ہوا خواجہ عمر ثانی نے یہان بھی مختصر حال
کہکے نامہ دیا اور رخصت ہوا جب مصر مین پہونچا مقبول بن مقبل اور لیس عمران بن عزیز شاہ مصری
سے ملاقات کی نامہ دیا اور تھوڑی دیر تک دو دو باتین کین پھر رخصت چاہی اُنھون نے توقف
کو کہا خواجہ عمر ثانی کو موقع توقف کا کہان انکار کیا اور کہا مین ایک لمحہ توقف نہین کرسکتا میری
عجلت کا سبب زیادہ تر اس نامہ سے معلوم ہو جائیگا یہ کہکے روانہ ہوا مغرب کی راہ لی
اثناے راہ مین ایک پیر سفید ریش کو دیکھا کہ ایک دلق کہنہ اوڑھے ہوے ایک درخت
سربلند کے سایے مین بیٹھا تسبیح پڑھ رہا ہے خواجہ عمر ثانی کو تعجب ہوا کہ یہ پیر فرتوت اس
مقام تنہا مین کہان اگر عبادت خدا کرتا ہے تو کسی گوشہ مین بھی عبادت کرسکتا ہے سر راہ بیٹھنا
چہ معنی دارد غرضکہ قریب اُس بڈھے کے گیا اور سلام کیا بڈھے نے جواب سلام دیا اور پھر
اُسی طرح سرنگون ہوکے پڑھنے مین مصروف ہوگیا خواجہ عمر ثانی چند لمحہ تک اُسکی صورت دیکھا
کیا اور اس بات کا انتظار تھا کہ بعد فراغ تسبیح خوانی مجھسے ہمکلام ہوگا جب دیکھا کہ کسی طرح ہمکلام
نہین ہوتا کہا اے منعم ذات تھوڑی دیر اپنے پڑھنے کو موقوف کرو تو مین کچھ کہون اُس پیر مرد نے
اشارہ کا توقف کیا اور تسبیح تمام کرکے تسبیح کو دونون ہاتھون سے بالش دیکے دونون ہاتھ
سوے آسمان بلند کرکے اور کچھ دعا کی اور خاک پر سجدہ کیا پھر خاک سے سر اٹھاکے سنبھلکے
بیٹھا اور خواجہ عمر ثانی کی طرف متوجہ ہوکے کہا ہان بابا کیا کہتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کہنا یہ ہے
کہ شعر ۔ مردان خدا خدا نباشند ✣ لیکن ز خدا جدا نباشند ✣ تم ایک مرد مرتاض معلوم
ہوتے ہو میرا ایک مطلب دلی ہے امیدوار دعا ہون کیا عجب ہے کہ خداوند عالم تمھاری دعا کی
برکت سے میرا مطلب دل بر لاے اُس پیر مرد نے کہا بابا مردان خدا کا بڑا مرتبہ ہے مین ایک بندہ
گنہگار ہون مین کیا اور میری دعا کیا البتہ اپنی مغفرت کے واسطے درگاہ باری تعالے لے مین

مناجات کیا کرتا ہون شاید وہ غفار الذنوب میرے حال پر نظر رحمت فرماوے اور انجام بخیر ہو جاوے میرے
کردار تو ایسے نہیں ہین جن سے مغفرت کی امید ہو سکے ان دو بزرگ رحیم و کریم آن نیست بہ ، و خویشتن
گم اوست کرا رہبری کند اگر تو بھی اپنی مطلب برآری چاہتا ہے تو میری طرح تو بھی (مین ایک تسبیح
بتاتا ہون اُسے پڑھ) اور درگاہ بے نیاز سے حاجت اپنی طلب کر واضح ہو کہ یہ پیر مرد وضع ایک
عیار طرار ہے کفار سرزمین خاور مین سے جب سرخیل کفار جناب امیر حمزہ صاحبقران روزگار کو
گرفتار کر چکے تو انکو خبر پہونچی کہ خواجہ عمر ثانی نام ایک عیار امیر حمزہ صاحبقران کا ہزار ہا
چالاک و کار گذار اور امیر حمزہ صاحبقران کی رہائی کی فکر مین جابجا اطراف و جوانب کے سلاطین کو
نامے پہونچانے گیا ہے اسکو گرفتار کر لینا ضرور ہے چنانچہ اس عیار پیر مرد وضع کو خواجہ عمر ثانی کی
گرفتاری کے واسطے بھیجا ہے وہ عیار مکار پیر مرد کی وضع سے مشابہ ہو کے یہان بیٹھا ہے اور مطلب
اسکا یہ ہے کہ جب خواجہ عمر ثانی موافق فہمایش تسبیح و دعا سے فارغ ہو کے سجدہ مین مصروف ہون
تو اسوقت خواجہ عمر ثانی کو گرفتار کر لون لیکن جب خواجہ عمر ثانی نے اُس پیر سے اس طرح سے
کلمات انکساری سے بکمال منت کہا ای مقرب بارگاہ کبریا سرخیلان فقرا اگرچہ مین اُس تسبیح کو پڑھ
سکتا ہون مگر مین نے سنا ہے کہ مرد پیر و مرد ناصح کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے بالخصوص وہ دعا
جو غیر کے واسطے کی جاوے میری خوشی یہ ہے کہ تم دعا کرو کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی قید کفار سے
جلد نجات پا جاوین یہ سنکے وہ عیار پیر صورت اٹھ کھڑا ہوا خواجہ عمر ثانی سے مصافحہ کیا اور
پوچھا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے خیر خواہون سے ہے تیری ملاقات سے بہت خوش ہوا
مین نے بھی سمجھا تھا کہ متوحش امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی نسبت سنے ہین مگر حقیقت سے
مین ناواقف تھا کہ اُس والا منزلت کو کفار بدکردار نے گرفتار کر لیا ہے اور جان کے خواہان ہین
تو اُس عالی مرتبت سے کیا نسبت رکھتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا مین اُس شہریار عالی وقار کا عیار
ہون خواجہ عمر ثانی کا نام سن کے اُس عیار مکار نے خواجہ عمر ثانی کے گلے مین دونون ہاتھ
ڈال دیے اور پیشانی کے اوپر بوسہ لیتا تھا اور کہتا تھا خوشا حال میرا کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر
کے عیار کار گذار سے ملاقات حاصل ہوئی مصرع ع کار بکام خواستم ز خدا شد میسرم
مدت سے مین خواجہ عمر ثانی عیار کا نام سنتا تھا اور کمال مشتاق ملاقات تھا بارے آج خدا نے
میری امید پوری کی ہان ای خواجہ عمر ثانی بیان کر دکیا سبب ہوا جو جناب امیر حمزہ صاحبقران
کفار کی قید مین مبتلا ہو گئے خواجہ عمر ثانی نے دست بستہ کہا حضرت مجکو اسقدر فرصت نہین ہے کہ اس
داستان کو بیان کرون جابجا سلاطین کو نامے پہونچاتا ہون عیار پیر مرد وضع نے کہا بابا تو گھبرا
نہین کیا مجال ہے کسی کافر بدکیش کی کہ امیر حمزہ صاحبقران عصر کو ایک شمہ صدمہ پہونچا سکے خدا
مین سب قدرت ہے تو باطمینان تمام بیان کر بعدہ ہم اور تو دونون اُس تسبیح کو پڑھینگے اور بنوج زاری
درگاہ باری تعالے مین امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کے واسطے دعا کرینگے ممکن نہین کہ
ہماری اور تیری اسوقت کی دعا بہدف اجابت نہ پہونچے بیکار سلاطین کو نامے پہونچانے کے واسطے
دوڑے پھرتے ہو کچھ کسی کی مدد درکار نہین ہے اُسی کا فضل و کرم کافی ہے اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار

ہو اُس سے مایوس۔ میدوار رہ کسی سے بر آوے نہ تجھ کا م جان ۔ جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان
ہی طرح کچھ ایسی باتیں اُس مکار نے کہیں کہ خواجہ عمر ثانی کو بالکل خداوند عالم پر بھروسہ ہو گیا اور اپنی
جدوجہد بالکل عبث معلوم ہوئی فوراً تسبیح جیب سے نکال کے پوچھا وہ کیا تسبیح ہے اُس مکار نے کہا
مجکو سخت تردد ہے پہلے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی مفصل کیفیت تو بیان کر خواجہ عمر ثانی نے
تمام حال از اول تا آخر بیان کیا اُس مکار نے انگشت بدندان ہو کے کہا حیف اور ایک معنوی تسبیح
بتا کے کہا پہلے تیمم کر بجائے وضو کے واسطے پانی نہیں ہے پھر خاک پر سر نیاز رکھنا اور اپنے مطلب
کا خیال دل میں لانا بعدہ اس تسبیح کو پڑھنا اور پھر خاک پر سجدہ کرنا خواجہ عمر ثانی نے حسب ارشاد
تیمم کیا تسبیح پڑھنے میں مصروف ہوا مگر برابر وہ عیار مکار خواجہ عمر ثانی کو گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا
تھا اُسکی دزدیدہ نظر کو دیکھ کے خواجہ عمر ثانی کے بھی دل میں شک پیدا ہوا عیار یہ بھی تھا سوچا
ایسا نہوا ہمیں کوئی بھید ہو تسبیح پڑھ کے خاموش بیٹھا رہا تاکہ یہ پیر مرد سجدہ میں جائے تو میں بھی
دعا مانگ کے سجدہ میں جاؤں وہ مکار اسی طرح بیٹھا پڑھا کیا جب زیادہ عرصہ گذرا پیر مرد مصنوعی
نے کہا ہوں بیٹے سجدے میں جاؤ ادھر خواجہ عمر ثانی نے بھی کہا ہوں بیٹے تم
سجدے میں جاؤ اب یہ نوبت پہونچی کہ ادھر خواجہ عمر ثانی بھی ہوں کرتا ہے ادھر وہ پیر مرد مصنوعی
ہوں کرتا ہے کامل دو پہر اسی طرح ہوں ہوں ہوا کی اور کوئی سجدہ میں نہ گیا اب خواجہ عمر ثانی کو
کامل یقین ہو گیا کہ کچھ دال میں کالا ہے تسبیح جیب میں رکھ لی اور خواجہ عمر ثانی نے کہا کیوں صاحب
یہ کیا حرکت ہے میں تو اسواسطے ہوں کرتا ہوں کہ تم سجدے میں جسطرح جاؤ میں بھی اسی طرح عمل کروں
تم نے میرے ساتھ کیوں ہوں کی پیر مرد مصنوعی نے استغفر اللہ کہکے کہا میں نے اسواسطے ہوں کی
کہ دیکھوں تو کس طرح سجدے میں جاتا ہے خواجہ عمر ثانی نے کہا کیا خوب خدا کے سجدے کی
بھی مختلف صورتیں ہیں اور میں تو بولا تھا تم کیوں بولے یک نشد دو شد مردان خدا کو دوسروں
کی بندگی سے کیا کام وہ اپنی بندگی میں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دوسروں کی خبر کیسی اپنی خبر
نہیں رکھتے اب مجھے کچھ وہم ہوتا ہے ذرا اپنی گدڑی کو اتارو اُسنے کہا سنو خواجہ عمر ثانی میں فقط
درویش ہی میں ہوں اگر کوئی میری بندگی میں خلل انداز آجاتا ہے تو اُس سے کچھ بھی کہتا ہوں بس
اسی میں خیریت ہے اگر خدا سے کچھ کہنا ہے تو کہہ اور سجدہ کرنے جا نہیں تیرے حق میں بہتر ہوگا اتنے میں
خواجہ عمر ثانی نے خنجر سنبھالا اور کہا سنتے ہو مجھے ایسا ویسا عیار نہ سمجھنا میں امیر حمزہ صاحبقران
روزگار کا عیار ہوں اب جبتک میں تمہاری درویشی کو تحقیق نہ کر لونگا یہاں سے حرکت نہ کرنے
دونگا اس گدڑی کو اتارنا ہے تو اتارو نہیں تو امیر حمزہ صاحبقران کے حق کی قسم ابھی آستین پیٹ
سے باہر ڈھیر کر دونگا اور درویشی کا مطلق پاس نہ کرونگا میں نے ایسے مرتاض بہت دیکھے ہیں مجکو
پیشتر ہی شک ہوا تھا کہ مرتاض و عبادت گذار گوشہ نشین ہوتے ہیں دنیا دار کی صورت نہیں
دیکھتے سر راہ دوکان لگانا کیسا یہ بھی کوئی تجارت ہے اُس مکار نے کہا اے خواجہ میں کہتا ہوں کہ
تو صحیح وسلامت یہاں سے چلا جا تو نہیں مانتا اگر تو مجکو دوکاندار سمجھتا ہے یہ بھی سہی خواجہ
عمر ثانی نے بڑھ کے اُسکے دلق درویشی کو کھینچا ابھی تک وہ مکار درویشوں طرح غصہ سی علیحدہ

کے ہیبت مین تھا گذری کے سینچنے سے بیہوش تن سے جدا ہوئی کی طرح علحدہ جا گرا ہوا اور کہا ای خواجہ عمر ثانی اگرچہ میرا راز تجھپر افشا ہوگیا دراصل تو اپنے فن مین کامل ہی مگر مین تجھسے مقابلہ کرنا نہین چاہتا واقعی مین بھی عیار پیشہ ہون اس صورت سے حالت سجدے مین تجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا کہ تجھکو امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ قید کرون اور جو حال حمزہ صاحبقران ثانی کا ہو وہی حال تیرا بھی ہو خواجہ عمر ثانی نے بڑھکے خنجر کا وار کیا اسنے خالی دی خواجہ عمر ثانی نے دوسرا وار کیا اسنے اس وار کو بھی رد کرکے خواجہ عمر ثانی کے ہاتھ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمر ثانی نے جھٹکے سے ہاتھ چھڑایا اور کمربند کو گرفت مین لا کے اس طاقت سے زمین پر مارا کہ بیجان ہوگیا خواجہ عمر ثانی اسکے سینے پر سوار ہوا اور کہا اگرچہ مین تجکو کسی طرح زندہ نہین چھوڑونگا مگر یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین دعوت اسلام کرون تو قبول کرے گا یا نہین اسنے صاف انکار کیا خواجہ عمر ثانی نے فورا اسکا سر تن سے جدا کرکے دور پھینک دیا اور کہا کہ بقول مشہور خس کم جہان پاک شد اس عیار مکار کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہان سے روانہ ہوا اور شہر اندلس کے قریب پہنچے اور رستے راہ مین شاہزادہ نورالدہر کے ملازمون کو دیکھا انسب نے بھی پہچانا خواجہ عمر ثانی شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اس وقت عرض مین ایستادہ ہوکے اس طرح گویا ہوا ؎

سریر آرائے گردون جب تلک خورشید خاور ہو
عطارد منشی زہرہ ناظر آسمان پر ہو
[illegible] مشتری سعد اکبر ہو
زحل میر عمارت ترک گردون میر لشکر ہو
سر منت آسمان جسکا کر دو بیت اختر ہو
مرا شاہزادہ ہفت کشور ہو

رہے نام سلیمان تا نگین حکمرانی سے
رہے دارا کو تا نام آوری تاج کیانی سے
رہے نام فریدون تا درفش کاویانی سے
سکندر تا ہو نامی سد شورستانی سے
ترا عمر خضر لا [illegible] عالم مسخر ہو
سدا [illegible] سلطنت پر [illegible] داد گستر ہو

بجا بار اجل ہستی تا ابر و ہوا و آبرین [illegible]
زمین مین تا ہو کان اور کان مین جوہر کانی
روان پانی سے تا دریا ہو اور دریا کو طغیانی
گہر تو ہو نہ قیمت اور قیمت کو فراوانی
تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو
ترے منصفے مین جو [illegible] ہو کان پر زر ہو

رکھین تا موج کو آتش پہ اور آتش کو مجمر مین
رہے تا نافہ مین مشک اذفر اور بو مشک اذفر مین
گل تر تا ہو گلستان مین تری ہو تا گل تر مین
صدف نت مین تا ہو گوہر اور ہو تا آب گوہر مین
ترے ابر کرم سے باغ عالم تازہ و تر ہو
شمیم خلق سے تیری جہان کلیہ معطر ہو

شفق گل گون ہو جب تک سہرے روے نیکو کو
ثریا نور تن تا [illegible] کے ہو چوٹے بازو کو
گرے [illegible] رستہ [illegible] شام جیسے موے گیسو کو
گرے وسمہ تیغ تا قوس قزح جیسے اپنے ابرو کو
لب جان خوردہ دشمن کے لہو سے تیرا خنجر ہو
سر بدخواہ [illegible] سنان پر ہو

گلستان مین ہو تا گل اور گل سے شاخ ہو زیب
نہال تاک مین انگور ہو انگور مین ہو آب
نشہ تا [illegible] مین ہو تا [illegible] اور گل سے نغمہ ہو پیدا
نشہ صہبا مین ہو اور ہو نشہ ہنگ نشاط افزا
شراب عیش سے خالی کبھی تیرا نہ ساغر ہو
ہمیشہ جشن جمشیدی سے تیرا جشن بہتر ہو

قلم تا راستی پیشہ ہوا اور کاغذ صفا آئین — قلم زن تا ہو مشک افشاں و کاغذ پر خط مشکین
زباں پر تا سخن ہو اور سخن میں معنے رنگین — سخن کی تا داد چاہیے اور تا اہل سخن تحسین
ترا مداح دایم خسرو ذوق سخن در ہو — ہمیشہ تہنیت عرض و دعاگو دل کا گوہر ہو

ای شہریار والاتبار سنئے احوال عجیب ایک واقعۂ مصیبت درپیش ہے شاہزادہ نورالدہر کے دل میں
اضطراب پیدا ہوا الغرض ای خواص خواجگان روزگار کیا عجب واقعہ روبکار ہے قلم بیان کرے خواجہ
عمر ثانی نے دل میں خیال کیا کہ اگر شاہزادۂ بدیع الملک کا حال بیان کرونگا شاہزادۂ نورالدہر
ابھی اپنے کو ہلاک کریگا جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی حقیقت بیان کر دینا چاہیے کہا
شہریار بڑا غضب ہوا کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو پرویز بن ہرمز نے گرفتار کر لیا ہے
اور سرزمین خاور میں عقابین پر کھینچ دیا ہے وہاں شاہ سعد مقیم ہے میں اس خیال سے کہ جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی کی تدبیر ضروری ہے خدا نا کردہ نوع دیگر پیش آیا تو غضب ہو جائیگا
اطراف و جوانب میں نامے پہونچاتا ہوں شاہزادہ نورالدہر نے پوچھا تم کہاں سے آتے ہو
خواجہ عمر ثانی نے کہا میں راہ خراسان سے اس طرف چلا آتا ہوں راہ میں بہ ہمہ عیار سے
ملاقات ہوئی تھی شاہزادۂ بدیع الملک کا نامہ اسکو دیدیا ہے میں اس طرف راہی ہوا شاہزادہ
نورالدہر نے نفس سرد بھر کے کہا ای خواجہ عمر ثانی تمہاری کیا رائے ہے عمر نے کہا کسطرح
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کی رہائی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے عرصہ زیادہ ہو گیا مگر یہ مجھکو
بخوبی تحقیق ہے کہ ابھی تک بفضل خدا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی صحیح و سلامت ہیں اگر
اب بھی کامل بندوبست ہو جائے تو کفار کے ہاتھ سے اس والا جاہ کی رہائی ہو جائے اور بندوبست
یہ ہے کہ اطراف و جوانب کے سلاطین خاور میں جمع ہو کے کفار سے مقابلہ کریں شاہزادہ
نورالدہر اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا تیاری سفر ہونا شروع ہوئی اسباب ضرورت بار کیا گیا
سرزمین خاور کی راہ لی خواجہ عمر ثانی بھی رخصت ہو کے روانہ ہوا یہاں شاہزادۂ نورالدہر بعد
طی مراحل و قطع منازل شہر اندلس میں پہونچے ابوالمحاسن کو خبر ہوئی کمال مشتاق ملاقات ہوا
شہر سے چند فرسخ استقبال کے واسطے آیا شاہزادۂ نورالدہر سے ملاقات کی بکمال تعظیم و تکریم
پیش آیا شاہزادہ نورالدہر کو شہر میں لیگیا عمارات عالیشان اور مقامات نزہت خیز کی سیر کروائی
دعوت کا ہنگامہ گرم ہوا تمام عمائدین شہر طلب ہوئے چند گھڑی شب گذرے بعد خورد و نوش
ارباب نشاط حاضر ہوئے طرح طرح کے ساز بجنا شروع ہوئے مطربوں نے الاپ شروع کی بعد
غزل و شعر کی نوبت آئی ہر ایک نے اپنا اپنا کمال ظاہر کرنا شروع کیا شاہزادۂ نورالدہر بہت
خوش ہوا تین روز تک شہر اندلس میں چہل پہل رہی چوتھے روز شاہزادہ نورالدہر نے کہا
ای ابوالمحاسن امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی گرفتاری کا خیال سوہان روح ہے زیادہ توقف
نہیں کر سکتا ابوالمحاسن نے کہا پھر کیا ارادہ ہے شاہزادہ نورالدہر نے کہا ارادہ یہ ہے جسطرح
ممکن ہو سرزمین خاور میں پہونچنا ہے اسی طرف کے ارادہ سے یہاں بھی پہونچا ہوا غرضکہ اس
گفت و شنید کے بعد سرزمین خاور کے جانب کوچ کیا اس طرف خواجہ عمر ثانی جا بجا بعجلت

تمام ہو چکا تھا اور ہر ایک بادشاہ کو نامہ دیتا جاتا تھا اتنے میں ملک حبش میں آیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت ملک حبش کا حاکم و فرمان روا فروغ البحر بن طلوع الشمس نام نہایت زبردست صاحب فوج و لشکر ہے اسکے زور و طاقت کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہنگامہ کارزار ساتھ سو من کے ارژدہ پشت خنگ سے کام لیتا ہے اور پانچ سو جوانان قوی بازو لڑتے تھا مقابلہ کرتا ہے ایک مرتبہ فیل خانہ خاص میں چند فیلان مست بگڑ گئے اپنے فیلبانون کو ہلاک کیا اور فیلخانے سے بھاگ کے دور نکل گئے وہ وقت نصف شب کا تھا کہ یکایک فروغ البحر بن طلوع الشمس کی آنکھ کھل گئی شور و غل کی آواز سنکی پوچھا یہ کیا شور ہے جلد دریافت کرو ملازمون نے عرض کی کہ فیل خانے کے مست ہاتھی بگڑ گئے زنجیرین توڑ ڈالین فیلبانون کو ہلاک کیا وہ مین محلات سلطانی میں پہونچ گئے کئی عورتین ہلاک کین فروغ البحر ڈھونڈھنے لگے وہ ڈر اس مست ہاتھیون کو خوب پٹیا جاتا تک کہ تمام ہاتھیون کو تنہا گرفتار کیا اور ہاتھی ہر طرح کی گزند سے محفوظ رہا خواجہ عمر ثانی فروغ البحر کے پاس پہونچا اور حقیقت حال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو بیان کیا فروغ البحر بہت متردد ہوا خواجہ عمر ثانی نے کہا بادشاہ اسلام وہان موجود ہے تیرے اس بادشاہ اسلام کا نامہ لایا ہون فروغ البحر نے نامہ طلب کیا خواجہ عمر ثانی نے نامہ دیا فروغ البحر نامہ پڑھکے آبدیدہ ہوا اور کہا افسوس ایسا ذی مرتبت اس ذلت و خواری سے کفار کی قید میں گرفتار ہو جائے اور قسم کھا کے کہا نوشیرواں ایک بت پرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اور اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور گھوڑون کے نعل باندھے گئے اسلحہ صاف ہوئے تلوارون پر باڑھ رکھی گئی اور تمام سامان جنگ و حرب آراستہ کرکے سرزمین شہر غضنفر کی راہ لی ❊

اب کچھ حال شہنشاہ گوہر کلاہ بن شاہزادہ بدیع الملک میں خامہ فرسائی کی جاتی ہے

خدا نے دی ہے اسکے ایسی ہی صورت
یہی تو ہے جوہر انسانیت کا ایک تو
کہاں ہے سر زمین ایسی لطیف و صفائی
کہ جسکی گرمی سے روشن ہے جام ساحرا
اسی سے عقل میں جودت ہے فکر میں تیزی
کہ جسم پر ابھی تابوہ ہے چشم عقل ہے وا
کبھی یہ زور تھا پیشہ کی ڈھال ہو جاتی
اب آئے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
سمجھ میں کچھ نہیں آتی حقیقت انسانی

کہ جس نے رشک کی طرف دیا ہے شیشہ
ہر سے تا وہ اسکا ... اسکا
اس آدمی کا ہے جیسا ... قد بالا
جوانی ہے کہ ہے آب حیات کا چشمہ
اسی سے نوخط لالہ گلوں میں ... ہے شگفتہ
شباب میں تھے نہ سے وہ دارا ...
یہ حال ہو گیا اب نوشا نہیں ...
گشتہ وہ تھا کبھی مثل الف جو قد بھی
یہ کیا ہے آب ہے آتش ہے خاک ہے کہ ہوا

خدائے پاک نے اسکو دیا ہے ... ظہور
یہی سبب ہے جو انسان نرم ہے ... ہوا
شباب کی وہ خوشی جناب ... ہو
اسی سے معتدل اس جسم کی ہے آب و ہوا
جو تجھکو کرتا ہے اے دل شباب میں ...
اب ... پیری سے ہے ...
وہ کان سنتے تھے جو ہلکے سے ہولی آواز
وہ ... ہوا ایسا ... گیا ... ہو
ابھی ابھی تو یہ سب جسم ہے ...

عجب طلسم کا سا حال ہے کہے کوئی کیا　　موجودات عالم میں انسان فرد مخلوق ہے جمادات نباتات حیوانات سب اسکے خادم ہیں یہ سب کا مخدوم ہے زمانے کے حوادث بھی عجب عجیب پیش آتے ہیں جیسا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کا حال مرقوم ہوتا ہے کہ قبل طوفان آنے کے ایک کشتی مختصر پر سوار ہو کے ایک جانب شکار ماہی کے ارادہ سے چلا تھا سے راہ میں طوفان آیا کشتی تباہ ہوئی جہان تک

کہ غرق ہوئی اور سواران کشتی بھی دریا برد ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ قبل ایسکے کہ کشتی غرقاب ہو
دریا مین کود اور چونکہ فن شناوری سے خوب ماہر تھا مصروف شناوری ہوا دو شبانہ روز اسی عالم مین گذر
گئے ہر مرتبہ خیال ہوتا تھا کہ اب کوئی جانور دریائی آئیگا اور مجھکو نگل لیگا افسوس کیسی بے کسی کا مرنا
ہے کہ مطلق کسی کو خبر نہوگی تجہیز و تکفین کیسی کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوگا کہ کب ہلاک ہوا اب طاقت طاق
ہوئی شناوری کی قابلیت نہ رہی اشک حسرت کا دریا امنڈا زندگی سے بالکل ناامیدی ہوئی ہر چہار
جانب نگاہ کی کوئی ذریعہ نجات کا نہ پایا مجبورانہ جانب آسمان نگاہ کی اور کمال دردکی آواز سے
کہا ہر کس بیکسان وای دستگیر فرماندگان تونے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان سے بچائی
اگرچہ اُس مقرب بارگاہ درگاہ کو پیشتر سے خبردار کر دیا تھا جس بنا پر انھون نے کشتی تیار کی اور
اُسی کشتی کے ذریعہ سے جملہ آسیب و طوفان سے محفوظ رہے حضرت یونس علیہ السلام
کو تو نہنگ نے نگل لیا تھا بعد شکم نہنگ مین کس نے اُس مکرم ذات کی حفاظت کی کہ بار دیگر سطح
زمین پر پہونچے اگرچہ مین ایسی طوفان بلا مین مبتلا ہو گیا ہون بظاہر کوئی ذریعہ نجات کا نہین معلوم
ہوتا تاہم تو ہر طرح کا اختیار رکھتا ہے واسطہ اپنی قدرت و جلال کا اور واسطہ اپنی عظمت و کمال کا
میری حفاظت کر اور ساحل عاقبت پر پہونچا کہ یکایک سامنے سے ایک جہاز آتا معلوم ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ کو امید ہوئی کہ جب قریب آجائیگا تو سواران جہاز کو پکارونگا وہ مجکو
جہاز پر کھینچ لینگے راوی کہتا ہے کہ وہ جہاز دو تاجرون کا تھا ایک کا نام خواجہ حمید اور دوسرے
کا نام کریم تھا دونون آپس مین چچازاد بھائی تھے وہ جہاز بھی طوفانی ہوگیا تھا راہ غلط کی اسی جانب
آنکلا تھا اتفاقیہ شہنشاہ گوہر کلاہ کے قریب پہونچی سواران جہاز نے جو شہنشاہ گوہر کلاہ کو اس
دریائے طوفانی مین دیکھا ان سب نے غل مچانا شروع کیا کہ دیکھو یہ آدمی ڈوبا جاتا ہے سواران
جہاز اس جوان کے نکالنے مین کوشش کرو شاید اس عمل خیر کے عوض مین ہمارا جہاز صدمات
بحر پر تلاطم سے محفوظ رہجائے اور راہ ملجائے خواجہ حمید و خواجہ کریم کو خبر کی وہ آئے خواجہ حمید
نے کہا جلدی رسی پھینکو اور اس جوان کو دریا سے نکال لو خواجہ کریم مانع ہوا اور کہا جہاز طوفانی
ہو گیا ہے اپنے جہاز کی خبر لینا مقدم ہے یہ جوان نہین معلوم کون ہے کیا عجب ہے کہ گردن زدنی
ہے ہو کیونکہ اسکی شناوری سے معلوم ہوتا ہے کہ غرق نہوگا خواجہ حمید انگشت بدندان ہوا اور کہا
یہ کیا بیہودہ خیال ہے ضرور اس جوان کو دریا سے نکالنا چاہیے شاید تمھارا خیال غلط ہو بالفرض یہ
جوان دزد ہی سہی تو بھی دریا سے نکال لینے کے بعد اختیار باقی ہوگا بار دیگر اسکو دریا مین گرا دینا غرضکہ
رسی پھینکی گئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دریا سے نکالا چونکہ صدمات دریا اثر کر گئے تھے ہر چند استفسار
حال کیا شہنشاہ گوہر کلاہ مین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ کچھ حال بیان کرتا خواجہ حمید
نے بطور خدا ترسی اسکا علاج کیا تا اینکہ اُسکے حواس درست ہوئے اپنا حال بیان کیا خواجہ کریم
نے کہا اے جوان ازبسکہ ہمنے تجکو دریا سے نکالا ہے مگر ہم تجھسے عوض چاہتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا میرے پاس کچھ نہین ہے عوض کیا دون ہان یہ ممکن ہے کہ مجکو بازار مین بیچ ڈالے جو میری قیمت
ہو اُسے اس کام کا عوض سمجھ خواجہ حمید پھر مانع ہوا اور کہا اے خواجہ کریم تجکو اس طرح کا لالچ

وہ چاہیے خواجہ کریم نے دماتا تا کہ وہ طوفان برطرف ہوا جہاز ایک جزیرے کے کنارے سے پہونچا سواران جہاز اس جزیرے مین اُترے خواجہ کریم شہنشاہ گوہر کلاہ کو لیے ہوئے بازار مین ہو کر ایک تاجر سے کہا مین یہ غلام فروخت کرنا چاہتا ہون خواجہ منصور نامے ایک تاجر تھا اُسے مدت سے ایک غلام خوشرو کی تلاش تھی جوہین شہنشاہ گوہر کلاہ پر نظر پڑی خواجہ کریم کے پاس آیا قیمت پوچھی خواجہ کریم نے دو ہزار تومان قیمت ظاہر کی آخر سو تومان پر فیصلہ ہوا خواجہ منصور قیمت ادا کرکے شہنشاہ کو اپنے ساتھ مکان پر لیگیا شہنشاہ خدمت کیا کرتا تھا خواجہ منصور کی ایک دختر پانزدہ سالہ نہایت خوشرو و خوش جمال تھی شہنشاہ گوہر کلاہ اُسکو دیکھکے فریفتہ ہوگیا جسکا مرکی فرمایش کرتی تھی شہنشاہ بکمال شوق و آرزو اُس کام کو انجام دیتا تھا اُس نازنین کو بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کا خیال پیدا ہوگیا بغیر خلوہ مین موقع پاکے کہتی تھی کہ اگر تجھے ممکن ہو مجھے اپنے ساتھ لیکر نکل شہنشاہ گوہر کلاہ کو موقع نملتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ مین بالکل مجبور ہون یہان کی راہون سے نابلد ہون تو ہی کوئی ایسی تدبیر بتا کہ مین تجھے یہان سے لیجاؤن کہ مطلق کسی کو اطلاع نہو ورنہ تو ہر طرح محفوظ رہیگی لیکن مین ضرور ہلاک کیا جاؤنگا اور پھر قیامت پر ملاقات موقوف ہاکیگی یہ کہتا تھا اور زار زار روتا تھا وہ نازنین بھی اُسکے ساتھ رویا کرتی تھی ایک روز اُس نازنین نے آہ بھرکے کہا ای جوان اگر تو اسی طرح موقع وصل کا انتظار کریگا پھر تیری دونون کی ہلاکت کا باعث ہوا اور موقع نملیگا اس سے بہتر یہ ہو کہ جرات کرکے مجھکو لیچل اگر کسی نے نہ دیکھا فہو المراد بالفرض کسی نے دیکھ لیا اور یہ راز فاش ہوگیا پھر تیری جان کے ساتھ میری جان ہے اگر تو ہلاک ہو جائیگا مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس بارہ مین پیشتر سے تدارک لازم ہے تدبیر یہی ہے کہ کوئی کشتی ٹھیرا رکھ تاکہ جسوقت ضرورت ہو فوراً موجود ہو جائے شہنشاہ گوہر کلاہ گیا اور ایک ملاح سے معاہدہ کیا جب شب کو سب اہل و شرب سے فارغ ہوکے بستر خواب پر دراز ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس نازنین کی خوابگاہ مین پہونچا چونکہ نازنین بیدار تھی اُسکے پاؤن کی آہٹ سے ہوشیار ہوئی آہستہ پوچھا کیا خبر ہے جلد بیان کر یہان زیادہ قیام سخت مضر ہو اُسنے کہا چلو کشتی تیار ہے مین بھی یہان کی توقف کو مضر سمجھتا ہون دونون شب کی راہ سے باہر آئے قریب دریا پہونچے ملاح کشتی لیے کھڑا تھا اُسنے عورت کو سوار ہوتے دیکھا کہا ای جوان اگرچہ میرے تیرے کشتی کا معاہدہ ہوگیا ہے لیکن مین عورت کو شب کیوقت سوار نہین کرونگا تو نے مجھسے یہ نہ کہدیا تھا مبادا اس عورت کی تلاش ہو تو بے ہم بھی گرفتار بلا ہونگے صرف تجکو مین سوار کرونگا شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا ای عزیز تو خواہ مخواہ ہماری منزل کھوٹی کرتا ہے صبح کو تیرے ہم کیون گرفتار بلا ہونگے اُسکو تجھے کیا تعلق ہے ہرچند شہنشاہ گوہر کلاہ نے منت و سماجت کی ملاح نے نمانا نازنین سے کہا ای آرام جان غضب ہوا ملاح بھی اس راز سے آگاہ ہوگیا ہے اگر اسوقت کشتی پر سوار نہ ہوجائینگے بالیقین صبح کو قیامت کا سامنا ہوگا ؎

سیر کے قابل ہے لیکن سیر کی فرصت نہیں ۔ خواہ پھرنا ہو فلک ورخواہ پھرتی ہو زمین
اس کا تماشا کچھ نہیں کیا قابل عشرت نہیں ۔ پرہاہے واسطے یان منزل راحت نہیں

وہ نازنین تیا با ملاح کے قدمون پر گر پڑی اور بکمال منت و عاجزی کہا تو میرے حال پر رحم کر اور اس جوان کے ساتھ سے جدا نہ کر ملاح کو رحم آگیا دونون کو کشتی پر سوار کیا کشتی روان ہوئی وہان یکایک خبر ہوگئی کہ خوابگاہ

سے تیری دختر غائب ہو گئی خواجہ منصور نے لوگون کو اپنی دختر کی تلاش مین بھیجا ایک مخبر نے آکے
خبر دی کہ تمھاری دختر اُس غلام زرخرید کے ساتھ چلی گئی اور براہ دریا گئی ہی خواجہ منصور نے چند
کشتیان اُسکی گرفتاری کے واسطے بھیجیں اور بیٹے ایک عزیز کو بھیجا کہ جس وقت وہ گیسو بریدہ ہاتھ آجائے
اُسکی کشتی کو اُلٹ دینا تاکہ وہ دونون بدبخت ہلاک ہو جائین وہ کشتیان تلاش مین روانہ ہوئین تیسرے
روز سواران کشتی کو دور سے کشتی نظر آئی کشتیون کو اُسکے عقب مین تیز دوڑایا تا انکہ اُس کشتی کے پاس
یہ کشتیان پہونچ گئین دیکھا واقعی خواجہ منصور کی دختر بد اختر اور وہ غلام نو خیز پہلو بہ پہلو بکمال اطمینان
بیٹھے چلے جاتے ہین ملازمان خواجہ منصور نے آواز دی کہ اے سواران کشتی تم کہان چلے ہو ہم آپہونچے
دونون نے پس پشت نظر کی ملازمان خواجہ منصور کو پہچانا اُس نازنین نے نفس سرد بھر کے کہا اے
جوان ناشاد ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد +
دشمن آپہونچے عنقریب مجھ مین تجھ مین مفارقت ہوتی ہے جس بات کا خدشہ تھا وہی پیش آیا مین دریا
مین گر کے اپنے کو ہلاک کرتی ہون نگر اپنے فعل کا اختیار ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے
کہا اے آرام جان ایسی جرأت ہرگز نہ کرنا بلکہ تو باطمینان کشتی مین بیٹھی رہ مین دریا مین گرتا ہون اس عرصہ مین
کشتی خواجہ منصور کی قریب آگئی اُس حور وش نے گھبرا کے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُسکا گرنا تھا کہ
شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی اپنے کو دریا مین گرا دیا اور چاہتا تھا کہ اپنی آرام جان کو پانی سے اُٹھالے
لیکن ہرچند تلاش کیا کہین نہ پایا دریاے زخار تھا ملازمان خواجہ منصور سمجھے کہ دونون زن و مرد دریا
مین گر کے [illegible] مین انکا سلامت نکلنا محالات سے ہے واپس گئے اور خواجہ منصور سے تمام حال بیان کیا خواجہ
منصور خاموش ہو رہا اب اس طرف کا حال سماعت فرمایئے کہ جب شہنشاہ گوہر کلاہ نے اپنی آرام جان کو
دریا مین نہ پایا دریا مین تلاطم زیادہ تھا ایک جانب شناوری کرتا ہوا روان ہوا اُس عالم مجبوری مین پھر
خدا سے لو لگائی اور دعا و مناجات کرنا شروع کی اب تو یہ نوبت ہے کہ غشی طاری ہے کبھی ہوش آتا ہے تو
خدا سے دعا مانگتا ہے اور کہتا ہے ؎ ما کار خویش را بخداوند کارساز + بسپردہ ایم تا کرم او چہ میکند
حتے کہ ایک پہاڑ کے دامن مین پہونچا چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر طاقت و تھی پہاڑ کو گرفت مین لاتا تھا اور
پھر پانی مین آرہتا تھا ہزار خرابی و دشواری پہاڑ پر پہونچا پہلے تو چند ساعت تک غشی کے عالم مین
پڑا رہا جب کسی قدر افاقہ ہوا حواس درست ہوئے محبوب کا خیال آیا زار و قطار رونا شروع کیا
اور دل مین کہتا تھا ؎ اے فلک از من عجب نقش غریبی باختی + مین از خواہش محبوبہ آرام جان
پر فریفتہ ہونے نہین گیا تھا تو نے خود وہان تک پہونچایا اور اُس محبوبۂ آرام جان کو دکھایا اُسکی فرقت
مین میرے دل کو مرغ بسمل کی طرح تڑپایا ہنوز اُسکے وصل سے بہرہ مند بھی نہونے پایا تھا کہ یکایک
اس طرح مجھسے اُنکو چھڑایا کہ مدت العمر اُس سے ملاقی ہونے کی امید نہین ہے تف دہر پر اور خاک
ہو اس دنیاے دون پر پھر اپنی جگہ سے اُٹھا اور بالاے کوہ پہونچا طرفہ لطف نظر آیا دیکھا ہر چہار
جانب سبزۂ نو خیز لہلہا رہا ہے ہر طرف نہرین و آبشارین جاری ہین سرتاسر صنعت باری وہان کی
سیر کو بہت دل چاہا مگر طاقت رفتار نہ تھی مزید بران مفارقت محبوبۂ آرام جان کا خیال دل کو
پژمردہ کیے ہوئے تھا وہان کا لطف و بہار نظر مین خار معلوم ہوتا تھا درختان میوہ دار بھی کثرت

سسکتے کشان کشان درخت انار کے پاس پہونچا چند انار توڑ کے سایۂ درخت مین بیٹھ کے انار
کھائے جان مین جان آئی اور اُٹھا اور ایک طرف خرامان خرامان سیر کرتا ہوا چلا مگر یاد محبوبہ
آرام جان مین آبدیدہ روانہ ہوا جسقدر بڑھتا تھا اُسی قدر زیادہ تر بہار نظر آتی تھی دفعتاً
دور سے ایک شیر نظر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ بہت گھبرایا مگر پھر خیال آیا کہ خوب ہو اگر یہ شیر مجکو ہلاک
کرے تاکہ اس مصیبت سے رہائی ہو جاؤن اس خیال مین قدم آگے بڑھایا پھر سوچا کہ یہ کیا حماقت
ہے خودکشی کی ممانعت ہے از خود اسکے پاس کیون جاؤن اگر خود ہی مجھے دیکھ کے حملہ آور ہو تو
مضائقہ نہین ہے یہ سوچ کے زیر درخت استادہ ہوا اور منتظر رہا کہ وہ شیر مجھے دیکھے اور
حملہ آور ہو چند ساعت تک اسی انتظار مین مقیم رہا اُس شیر نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کو دیکھ
کر حملہ نہ کیا پھر شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اسنے مجکو دیکھا نہین اور چند قدم آگے
بڑھا اور زیر درخت متوقف ہوا اب بھی اس شیر نے بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی اب خیال آیا کہ
شاید گرسنہ نہ ہوگا ہنگام گرسنگی مین مجبور حملہ کرے گا اس خیال سے ایک شبانہ روز وہان
توقف کیا ابھی شیر کا ہر وقت سامنا رہا مگر اس شیر نے نہ ادھر طرف چلنے کے واسطے حرکت کی اور نہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب جھپٹا جب تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو بہت تعجب ہوا اور آگے بڑھا قریب
اُسکے گیا پھر بھی اسنے شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب التفات نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ نے اُس
شیر سے قطع نظر کی اور آگے بڑھا پھر ایک مقام پر دیکھا کہ ایک فیل مست کھڑا ہوا جھوم رہا ہے
اور با آواز مہیب چنگھاڑ رہا ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہان بھی توقف کیا اور چاہتا تھا کہ یہ فیل مست
مجکو ہلاک کرے تا دیر پھر وہان بھی متوقف رہا اُس ہاتھی نے بھی شہنشاہ گوہر کلاہ کی
جانب التفات نہ کی پھر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے دل مین طرح طرح کے خیال پیدا ہونا شروع
ہوئے مگر پھر خیال آیا کہ شاید یہ کوئی کارخانہ طلسم ہو کیونکہ پیشتر شیر سے دوچار ہوا اسنے
بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ کی حالانکہ مین اُسکے قریب پہونچ گیا اب اس فیل مست کا اسی طرح کا
واقعہ روبکار ہے **شعر** ببین کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا عجب دارد نہان +
آگے قدم بڑھایا تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک کرگدن دکھائی دیا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے اور تیز قدم بڑھایا کرگدن کے قریب پہونچا اُسکو بھی اپنی طرف متوجہ نہ پایا
اور آگے بڑھا ایک قصر رفیع مین پہونچا اندرون قصر باغ ہمیشہ بہار واقع ہے جسکی سرسبزی
اور تازگی دل و جگر مین خنکی پیدا کرتی ہے آنکھ ٹھنڈی ہوئی جاتی ہے قریب اُس قصر کے
دریا جاری ہے اور قصر و باغ کی تعریف اسطرح بیان کی گئی ہے

ایسا چمک رہی ہے تجلی سے یہ مکان
ہر گوشے پر کھڑے ہین جو مینار اسکے جا بجا
آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی بو
ملتی ہین ڈالیان بھی ہر اک گل پہ جھوم جھوم
مہکتا ہے لالہ و گل نسرین و نسترن

جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
چارون طرف [illegible]
ہوتا ہے جوش وہ جہین جو کرے گذار ہے
کیا کیا روش روش پہ ہجوم ہما رہی
فوارے چھٹ رہے ہین رواں جو بہار ہے

سنگ سفید سے جو بنا ہے قمر نشان
دروازہ پہ لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف صبا
رابیل سیر کی سے جب بن چمن چمن
ہر جا نمو مول سرون کی سبزہ ہرا ہرا

گل کھل رہے ہیں جوش میں آئی ہے بہار | ہر جا صدے بلبل صورت ہزار | شہنشاہ گوہر کلاہ اُس عمارت

و باغ پُر ستمر کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اندرون قصر بارہ دری میں بیٹھا جو فرش و قالین شیشہ آلات وغیرہ
جملہ سامان زینت و آرایش سے سجی ہوئی تھی تکیہ لگا کے بہت غنودگی غالب ہوئی بیخبر سو گیا اور
اسقدر سویا کہ دن گذر کے جب کسی قدر رات بھی آئی اُسوقت آنکھ کھلی جس طرح دن کو دوبارہ دری
آراستہ دیکھی تھی اُسی طرح شب کو انواع اقسام کی روشنی سے جگر جگر کرتا ہوا پایا اور کوئی متنفس
وہاں نہ دیکھا کہ نہیں معلوم یہ کسکا مکان ہے جسکا اسوقت تک پتہ نشان نہیں طرفہ یہ کہ حالت
بیخبری میں یہاں روشنی بھی ہو گئی اور روشنی کرنے والے نے مجھے نہ جگایا کچھ دیر تک
بارہ دری کی روشن کا تماشا دیکھا کیا بعدہ کچھ توحش طبیعت میں پیدا ہوا بارہ دری سے صحن میں آیا
سنگ مرمر کا صفہ وسط صحن میں واقع تھا جسکے گرداگرد انواع اقسام قسم کے گلہائے
خوشرنگ کے درخت واقع تھے شہنشاہ گوہر کلاہ اُس صفہ صاف و سفید پر آ کے بیٹھا
کبھی اُس قصر عالیشان کی سجاوٹ اور روشنی کی کثرت اور زمین کی تازگی و لطافت دیکھتا اور کبھی
سوے آسمان سر اٹھا کے آسمان اور تاروں کی کیفیت دیکھتا اور کہتا تھا ای خداے زمین و آسمان
وای خالق و مالک ہر دو جہان تو نے دنیا میں عجیب عجیب طرح کی کیفیتیں پیدا کی ہیں اور طرح طرح
کی صنعتیں دکھائی ہیں جس سے انسان خاکی بنیان کی تو کیا طاقت ہے فرشتہ تک کی عقل
حیران ہوتی ہے تا ہم

نظم

اگر تیری قدرت کی کاریگری | نہ کرتی سمجھ بوجھ کر رہبری
تو وہ سر پٹکتے ہی رہتے مدام | سبب میں بھٹکتے ہی رہتے مدام
بنائی ہے تو نے یہ کیا خوش صفت | کہ ہے سارے عالم کی جسمیں کھپت
یہ سقف کہن ہے ابھی تک نئی | اسے دیکھتی یوں ہی دنیا گئی
زمین پر گئیں کتنی نسلیں گذر | رہی اسکی ہیئت پہ سب کی نظر
اسے سب نے پایا اسی ڈھنگ پر | اسے سب نے دیکھا اسی رنگ پر
عجب ہے یہ خیمہ رسن ہے نہ چوب | ہمیشہ مصفا ہے بے رفت و روب
نہ در ہے نہ منفذ نہ کوئی شگاف | ادھر سے ادھر تک ہے میدان صاف
کہیں جوڑ ہے اور نہ پیوند ہے | جدھر دیکھیے اس طرف بند ہے
عجب قدرتی سے بنایا ہے یہ | نظر کی پہونچ کا ٹھکانا ہے یہ
بنایا ہے کیا دست قدرت نے گول | جرس ہے نہ جھری نہ سلوٹ نہ جھول
یہ تارے جو ہیں آتے جاتے ہوئے | چمکتے ہوے جگمگاتے ہوے
نظر آ رہے ہیں عجب شان سے | ہیں ٹکے ہوئے سقف ایوان سے
چراغ ایسے روشن جو بے تیل ہیں | یہ تیری ہی قدرت کے سب کھیل ہیں
ہیں یہ لعل و گوہر جو بکھرے پڑے | زمین سے بھی ہیں اُنمیں اکثر بڑے
نظر میں جو بستے سے آتے ہیں یہ | بہت دور چکر لگاتے ہیں یہ
جداگانہ رکھتے ہیں اپنے مدار | نہیں جانتا کوئی انکے شمار
یہ قائم ہیں تیری ہی تقدیر سے | بندھے ہیں بہم سخت زنجیر سے
وہ زنجیر کیا ہے کشش باہمی | نہ اُنمیں خلل ہو نہ پہنچے کمی
عجب تو نے باندھی ہے یہ باگ ڈور | ملا سب کا رہتا ہے آپس میں زور
یہ سب ٹک رہتے ہیں اسی لاگ پر | لگے ہیں چکر اسی باگ پر
ہر ایک کے لیے ایک معین ہے دور | وہی اک وتیرہ وہی ایک طور
سدا چال کا ایک انداز ہے | نہ کھٹکا نہ آہٹ نہ آواز ہے
ہے ان سب کا آئین ایجاد ایک | ہر ایک بے ہوا اور اُستادہ ایک
ہر ایک جز ذرہ سے تا آفتاب | بلا شبہ سمجھے ہے یکسان حساب

ہیں ذروں میں خورشید کے صفات ✤ ہی خورشید بھی ذرہ کائنات ✤ اسکے بعد یکایک محبوبہ آرام جان کا خیال بندھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہا افسوس یہ مقام فرحت افزا اسوقت مجکو نصیب ہو کہ جب وہ محبوبہ آرام جان میرے پاس نہیں ہے یہ تمام نشت و بہار میری نظر میں خار معلوم ہوتا ہے کسی شاعر نے سچ کہا ہے

نظم

جام شراب بادۂ پر غم سے کم نہیں
زیبا ہی رو گلبدن پہ کیا اشک لالہ گون

دریا ہو دور جام کے فرصت نشاط
اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہیں

بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں
ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہیں

پھر تھوڑی دیر کے بعد اس خیال میں مبتلا ہوا کہ آخر میں کس مقام میں آیا ہوں اب کس سے اس محل کو دریافت کروں کہ یکایک پھر خواب کا غلبہ ہوا اور بیخبر سو گیا عالم خواب میں بالائے ہوا سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای شہنشاہ گوہر کلاہ یہاں تیرا زیادہ قیام کرنا مناسب نہیں ہے اب سیر باغ سے اپنے دل کو بہلا چکا ہی اب کیا ہی یکایک وہ شہنشاہ گھبرا کے آنکھ کھل گئی خواب کا خیال بندھا ہر چہار جانب نگاہ کی مگر کسی کو نہ پایا پھر تو بجائے خود خیال کیا کہ اب یہاں زیادہ توقف کرنا اچھا نہیں ہے چنانچہ شہنشاہ گوہر کلاہ اس مکان فرحت افزا سے باہر آیا اور ایک جانب چلا راہ میں جسطرف نگاہ نظر کرتا تھا سبزہ زار نظر آتا تھا کئی روز اس راہ روی میں گذر گئے شہنشاہ گوہر کلاہ کے پانوں پر ورم ہو گیا تھا کہ راہ طی کرنے کی طاقت باقی نہ رہی اور قیام کرنا اس وجہ سے غیر ممکن تھا کہ وہاں کوئی مقام قیام کرنے کے قابل نہ تھا پھر ایک درخت گنجان کے سایہ میں جا کے قیام کیا ہوائے سرد سے راحت معلوم ہوئی بیخبر سو گیا عالم خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس عظیم منعقد ہے ہزارہا دیو زاد دست بستہ راست و چپ اپنے اپنے عہدے پر مستعد ہیں ہژدہ ہزار عالم سر نگون کرسیوں نگون پر اپنے اپنے عہدوں کے موافق بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک تخت یاقوت نگار پر ایک مرد نقابدار الماس پوش بہزار شوکت و شان دامتنا و مالا کلام بعد عز و تمکین رونق افروز ہے شہنشاہ گوہر کلاہ پر اس نقابدار الماس پوش کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اس مقام پر قیام کی تاب نہ لا سکا مگر پھر خیال آیا کہ اگرچہ مرد معظم تخت نشین عالی منزلت والا مرتبت ہے تاہم یہاں سے چلے جانے کی کیا وجہ ہے کہ یکایک اس نقابدار الماس پوش نے نظر اٹھا کے شہنشاہ گوہر کلاہ کی جانب دیکھا ہنوز کچھ پوچھنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہنشاہ گوہر کلاہ اپنا فخر سمجھ کے بادب تمام آداب بجا لایا اور کہا میں شہنشاہ بن بدیع الملک ہوں میرے پدر معظم والا مرتبت نے بیشتر طلسمات جہان کو شکست کیا ہے میری کیفیت یہ ہے کہ کشتی میری دریا میں طوفانی ہوئی کوئی صورت زندگی کی نظر نہ آتی تھی ستے کہ کشتی غرق ہوئی اور میرے ہمراہی بھی غرق ہو گئے مجکو فن شناوری میں ملکہ تھا عرصہ تک اس دریائے زخار میں شناوری کرتا رہا جب اس طوفان بلا سے نجات پائی ایک تاجر نے مجکو بازار میں فروخت کیا ایک تاجر خواجہ منصور نام نے مجکو خرید کیا اسکی ایک دختر پانزدہ سالہ تھی میں اسپر فریفتہ ہو گیا اسکی وجہ سے پھر اسی دریائے زخار میں غرق ہونے کی نوبت پہنچی بالفعل کچھ رشتۂ حیات باقی تھا جو جیتا تک پہونچا اب یہاں طرفہ واقعات پیش نظر ہوتے

جو عقل میں نہیں آتے میں نے اپنے خیال میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضرور یہ کوئی مقام طلسمی ہے و اللہ اعلم
یہ میرا خیال سچ ہے یا غلط نقابدار الماس پوش نے متبسم ہو کے کہا اے جوان والا قدر یہ سب کچھ
جو تو نے بیان کیا مگر یہ حال نہ بیان کیا کہ تیری محبوبہ تیرے ہمراہ آئی تھی اُسکا کیا حال ہوا
شہنشاہ گوہر کلاہ نے آبدیدہ ہو کے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اُسکا حال تو نہایت
قابل افسوس ہے میں اپنے اوپر ہزار ہزار نفرین کرتا ہوں کہ کیوں اُسے اپنے ہمراہ لایا جو اسکی
ہلاکت کا سبب ہوا سچ تو یہ ہے کہ میں نے اُسکی جان لی اور یہ بھی میں اپنے یقین سے کہہ سکتا ہوں
کہ اُسکے ساتھ میں نے بھی اپنے کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر کیا کروں کہ میرا رشتۂ حیات کا ٹوٹنا
باقی تھا جو ابھی تک بقید حیات ہوں تاہم اُسکے غم مفارقت میں میرا یہ حال ہے **شعر**
ظاہر میں گو کہ بیٹھا لوگوں کے درمیان ہوں ✤ پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں ✤ پھر اُس مرد بزرگ نے کہا اے
جوان ان جملہ حالات سے مجھکو خبر ہے لیکن اسقدر نصیحت کرتا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ لذات
ظاہری دنیا کے ایسے قبیل کے ہوتے ہیں کہ انسان معرض ہلاکت میں آجاتا ہے اور کوئی چارہ کار
نظر نہیں آتا اگر کچھ سمجھ رکھتا ہے تو اس واقعہ سے سبق لے تاکہ بار دیگر ایسی غلطی ظہور میں نہ آنے
شہنشاہ گوہر کلاہ سرنگون یہ تمام تقریر اُس نقابدار الماس پوش کی سنتا رہا بعدہٗ پھر
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے عالی منزلت و والا مرتبت اب یہ بھی ارشاد ہو کہ حضور کون ہیں
نقابدار الماس پوش نے کہا اے جوان تو نے مجھکو نہیں پہچانا میں ہوں سلیمان علیہ السلام
بندۂ حضرت خداوند دو جہان ملک میں و سامان [illegible] یہ مقام طلسم ہے جسکو میں نے ترتیب دیا ہے راہ میں تجھکو جیسے درندے
دکھائی دیے ہونگے وہ بھی متعلقات طلسم سے ہیں وہ ہر طلسم کشا کو خائف کرنے کی غرض سے جا بجا مقرر
کیے گئے ہیں مگر کسی کو گزند نہیں پہونچاتے ہیں شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا نام اس طلسم کا ارشاد ہو
حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اسکا نام طلسم چراغان سلیمانی ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں اس مصیبت و زحمت سے تنگ آگیا ہوں کوئی ایسی تدبیر ارشاد ہو کہ میں
اس بلا سے نجات پاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تجھکو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ طلسم
خاص تیرے ہی ہاتھ سے فتح ہوگا اس طلسم میں چالیس ہزار [illegible] دار بد نگار اور خزانۂ بیشمار ہیں اور
بارگاہ گلستان ارم فاتح طلسم کے واسطے مقرر ہے ہمت کو پست اور ارادہ کو درست رکھ خداوند عالم مددگار
حال ہے ✤ ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق ✤ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو ✤ ایک بادشاہ نے ایک حکیم سے
پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس سے انسان ہر ایک انسان کی نظروں میں معزز و محترم معلوم ہوتا ہے کہا وہ ہمت
بلند و ارادہ درست ہے کیونکہ بادشاہ کا دارومدار سلطنت بھی اسی پر موقوف ہے ظاہر ہے کہ انصاف و انتظام کا
مدار سلطنت ہے اور سلطنت کا لشکر ہے اور لشکر کا آبادی پر اور آبادی کا خزانہ پر اور خزانہ کا ملک کی آبادی پر
ہے اور ملک آباد کبھی نہیں ہوتا جبتک کہ بادشاہ صاحب ہمت بلند و ارادہ درست نہیں ہوتا ہے پھر
شہنشاہ ابن بدیع الملک نے کہا بہتر ہے آنچہ راے مولے از ہمہ اولے اب فتح طلسم کے متعلق
جو کچھ مناسب ہو ارشاد فرمایا جاوے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے جوان معظمی کو شب
کے وقت اس کوہ پر شکوہ پر روشنی چراغان نظر آئیگی وہ روشنی اس طرح کی ہوگی کہ کبھی تیری نظر سے نہ گذری

ہوگی کہ باعث خواب کا غلبہ تجھ پر ہوگا کیونکہ اس روز تیری فتح قسمت میں ہے اگر تو اس غلبۂ نوم میں اپنے سر کو
نشیب کی جانب رکھنا اور پاؤں کو بلند کرنا جب صبح ہوگی اپنے کو کوہ سے ایک مقام بلند میں
دیکھے گا وہاں ایک درخت چنار کہنہ ہوگا جسکے تنہ کے گرد پختہ چبوترہ بندھا ہوا ہوگا نیچے اور
چشمہ شیریں جاری ہوگا تو برہنہ ہوکے اس چشمہ میں غسل کرنا اس طرح کہ تمام اعضا میں بخوبی پانی
سرایت کر جائے پھر اس چشمہ سے باہر آنا پھر زیر درخت استادہ توقف کرنا کہ جسم کا پانی بخوبی خشک
ہو جائے پھر کپڑے پہننا بعد وضو کرنا اور اس چبوترہ پر بکمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑھنا
بعد فراغ نماز دوزانو چبوترے پر بیٹھ کے اس اسم کو جو میں بتاتا ہوں پڑھنا شروع کرنا
پھر سات مرتبہ پڑھ کے دستک دینا تھوڑی دیر تک توقف کرنا اور درخت کیطرف دیکھتے رہنا اگر درخت
شق ہو جائے فہو المراد ورنہ چند مرتبہ درود شریف پڑھنا اور با آواز بلند فریاد کرنا کہ اے برہان جبنی
کہاں ہے اب اس طلسم کے فتح ہونے کا وقت قریب آ پہونچا ہے جلد آ تاکہ درخت کہنہ کا تن شق
ہو جائے گا اور ایک مرد سفید پوش باصورت نورانی نمودار ہوگا اسکو سلام کرنا اور یہ اس سے کہنا
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجکو لوح طلسم چراغان کے لینے کیواسطے بھیجا ہے لہذا بہت جلد
لوح طلسم چراغان کی میرے حوالے کر دے اے جوان علامت نشان یہ ہی اس تقریر سے
برہان جبنی متعجب ہوگا اور وہ تجھے پوچھے گا کس نشان سے میں سمجھوں کہ تجکو حضرت
سلیمان علیہ السلام نے لوح طلسم چراغان کے لینے کے واسطے بھیجا ہے تو کہنا نشان یہ ہے کہ بادشاہ
طلسم کی دختر جو تو فریفتہ ہے جسکا نام ملکہ دلشاد بانو ہے برہان جبنی تجھے پوچھے گا اگر کلید فتح
طلسم چراغان کی تیرے حوالے کردوں اور تیرا کام حسب مراد انجام پا جائے گا تو مجکو اس خدمت
کا کیا انعام دیگا تو کہنا کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی کے ملکہ دلشاد بانو کو تیرے حوالے
کر دونگا یہ سنکے وہ برہان جبنی چلا جائے گا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک صندوق لائیگا اور
کہے گا کہ اسمیں کلید طلسم چراغان سلیمانی موجود ہے اگر تو فاتح طلسم فرستادہ حضرت سلیمان
علیہ السلام ہے تو اس صندوق کو کھول کہ میں اس صندوق کو نہ کھولونگا تو خود سے کھول اے جوان
خوب یاد رکھنا کہ ہر چند وہ برہان جبنی تجھ سے اصرار کریگا مگر تو ہرگز اپنے ہاتھ سے اس صندوق
کو نہ کھولنا وجہ اسکی یہ ہے کہ بروقت وا ہونے اس صندوق کے ایک برق عظیم پیدا ہوگی جو شخص
اس صندوق کو کھولے گا وہ فوراً اس برق سے جل کے خاک سیاہ ہو جائے گا پھر بعد سوختہ ہو جانے
برہان جبنی کے صندوق میں سے لوح طلسم چراغان سلیمانی دستیاب ہو جائے گی پھر بعد دستیاب
ہونے لوح طلسم چراغان سلیمانی کے تو یعنی طلسم کا نشان پائیگا جسکا نام طلسم سیماب ہے
اور بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی اس [illegible] پیدا کیونکہ تیرا [illegible] معظم و والا قدر جسکا نام شاہزادہ
بدیع الملک ہے وہ طلسم سیماب میں قید ہے [illegible] ایک زمانہ [illegible] ہے کہ شاہزادہ
بدیع الملک کو اس طلسم سیماب سے رہا کرا اور جو کچھ لوح طلسم چراغان سلیمانی میں مرقوم
ہو اگر اسکے موافق عمل کریگا ضرور اپنی مراد کو پہونچے گا یکایک خواب سے آنکھ کھل گئی
حیرت ہوئی کہ یہ کیا خواب تھا جو میں نے دیکھا مگر پھر فتح طلسم چراغان سلیمانی کے لیے مستعد

ہوا بموجب فرمانے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عمل کیا یہانتک کہ برہان جنی بلیدہ پوش نمایان
ہوا برہان جنی نے کہا تو کون ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا مین ہون شہنشاہ گوہر کلاہ
نام فرستادۂ حضرت سلیمان علیہ السلام طلسم چراغان سلیمانی کے فتح ہونے کا وقت آگیا ہی اب
لوح طلسم چراغان سلیمانی میرے حوالے کردے برہان جنی نے نشان مانگا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے نشان دکھایا برہان جنی صندوق لے آیا اور کہا اے جوان یہ صندوق حاضر ہی شوق سے لوح طلسم
اسمین سے نکال لے لیکن یہ خیال رہے کہ بعد فتح طلسم چراغان سلیمانی میرا مطلب فوت نہونے
پائے شہنشاہ گوہر کلاہ نے اقرار کیا لیکن باوجود اصرار کے صندوق اپنے ہاتھ سے نہ کھولا پھر
برہان جنی نے کہا یہ خدمت میرے متعلق تھی جو مین صندوق لے آیا لیکن صندوق کے کھولنے کا
مین ذمہ دار نہین ہون ہر چند کہ کسی طرح کا مضائقہ نہین ہی لیکن غیر متعلق کام مین مین کیون دخل دون جب تو
شہنشاہ گوہر کلاہ نے کہا اے برہان جنی اگرچہ یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہی جیسا کہ تو بیان کرتا ہی
لیکن مجکو حضرت سلیمان علیہ السلام بانی طلسم نے یہی حکم دیا ہی کہ صندوق برہان جنی سے کھلوانا
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ خدمت بھی تیرے متعلق ہی اے برہان جنی اب مین تجھے کہتا ہون کہ اگرچہ
یہ خدمت تیرے متعلق نہین ہی لیکن میری خاطر سے اس صندوق کو کھولدے اگر تو ملک دشادمانو
کو لینا چاہتا ہی اگر تو انکار کرے گا تو یہ بخوبی سمجھ لے کہ صندوق تو ہر طرح کھل جائیگا لیکن تیری مطلب
برآری مین مجبور رہونگا یہ سنکے برہان جنی پہلے تو متامل ہوا بعدہ کہا اے جوان اگر تیری خوشی
یہی ہی تو مین تیری مرضی کے خلاف نہین کرسکتا ہون یہ کہکے برہان جنی نے صندوق پر ہاتھ رکھا
بس اسکا رکھنا تھا کہ ایسی برق پیدا ہوئی کہ برہان جنی جل کے خاک سیاہ ہو گیا ہوا سے آسمان
سے آواز آئی کہ اے جوان فاتح طلسم چراغان سلیمانی تو نے مجکو ہلاک کیا مجکو یہ حال معلوم
نہ تھا ورنہ مین ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کرتا افسوس صاحبان طلسم نے پیشتر سے مجھے
اس رمز سے آگاہ نہ کیا تھا مگر خیر اب تو جو کچھ ہونا تھا ہوا شہنشاہ بن شاہزادۂ بدیع الملک
نے اُس صدا کا کچھ جواب نہ دیا اُس صندوق کے پاس گیا اُس صندوق مین دو لوحین رکھی
ہین ایک طلائی ہی اور دوسری نقرئی ایک جانب صندوق مین تیس عدد پارۂ سنگ
اور ایک فلاخن رکھا ہی جانب لوح نقرئی لکھا تھا اے فاتح طلسم چراغان سلیمانی مبارک
کہ تو بخیر و خوبی یہانتک پہونچا تجکو ہدایت کی جاتی ہی کہ تو اس فلاخن کو لیکے اس درخت کہنہ
کی بلندی پر جا اور جو اسم کہ پشت لوح پر مرقوم ہی پڑھنا شروع کر اور ایک جانور عجیب الجثہ
ظاہر ہوگا یعنی مرغ بے بچہ کہ پیشانی پیش آتا مزاج پوچھتا وہ کہے گا تو کیا خبر خوش میرے واسطے
لایا ہی تم کہنا کہ خبر خوش مجھے لانا زیبا ہی مگر خیر مین تجھے اس بات کی خوشخبری سنائے دیتا ہون کہ
تیرے دشمن جان یعنے برہان جنی کو مین نے ہلاک کیا اگر تجھے اپنے دشمن کے ہلاک ہونے مین کسیطرح
کا شک باقی ہو بس یہ لوح طلسم میرے پاس موجود ہی تجھے دروازۂ طلسم پر پہونچا دے شہنشاہ
حسب ہدایت لوح طلسم چراغان اُس درخت پر گیا اسم مرقومہ کو پڑھا ایک جانور نمایان ہوا جسکا تن و توش
بلا مبالغہ ہاتھی سے بھی زیادہ تھا صاحب طاقت ہوئی کہ مجکو تو نے خبر خوش پوچھی شہنشاہ نے حسب ہدایت

مع طلسم سے کلام کیا اُسنے کہا اے جوان مجھکو یقین نہیں کہ برہان حبشی ہلاک ہو گیا شہنشاہ نے وہ لوح دکھائی اور کہا
یا تمکو اک گو آرسی کیا ہے لوح طلسم موجود ہے مجھے دروازۂ طلسم چراغان پرلے چل جب لوح کا نام سُنا بہت حیران
ہوا کہا اے جوان اگرچہ برہان حبشی کے ہلاک ہونے سے میں خوش ہوا لیکن طلسم چراغان کی شکست مجھکو ناگوار ہے
مگر بانیان طلسم کی تعمیل میں مجھے عذر کیا ہو سکتا ہے خیر بہرحال آ میری پشت پر سوار ہو شہنشاہ بن بدیع الملک
خوراک جلکے مرغ کی پشت پر سوار ہوا وہ مرغ عظیم الجثہ شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے ہوا سے ہموار روانہ
ہوا شہنشاہ بالاے ہوا سے عجائبات زمین کی سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا جاتا تھا جب خیال میں تو وحشت پیدا ہوتا تھا کہ میں
کہاں اور یہ بلندی آسمان کہاں نہیں معلوم یہ جانور کس سمندر یا پہاڑ یا صحراے ویران میں لیجا کے پھینک دیگا دفعتاً
اس خیال سے وہ توحش رفع ہو جاتا تھا کہ فتح طلسم کیواسطے یہ واقعات عجب عجز نہیں یہ منظم کو ہزاروں ایسے واقعات
پیش آئے طرح طرح کی زحمتیں اُٹھانا پڑیں تب طلسمات کو فتح کرکے نام آوری حاصل ہوئی قضاے ما بس است اگر
شیطرج کا جان کا خطرہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیوں یہ مطلع فرماتے ع ما کار خویش را بخدا دمگار ہیاتے
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند* غرض کہ جانور شہنشاہ کو پشت پر لیے ہوئے ایک نشیب میں جو نہایت عجیب حیرت انگیز
جنگل دیکھا اُسکے اُن تحت دست میدان جس میں ایک عمارت اسقدر بلند ہے کہ معلوم ہوتا ہے ہر ایک کنگرہ افلاک
اوّل سے جا ملا ہے دیواریں بلوریں جنمیں ہمیں منقش منحنی زردوزی کی گلکاری تمام دریچے اور دروازے جو صندل اور زلج
دا بلوس کے جن پر انواع اقسام کی صناعی و نقاشی کی ہے یاقوت و زمرد و الماس و فیروزہ کی کیلیں جڑی ہوئی ہیں
آویزاں ایک جانب اُس عمارت کے بہت بڑا ایک تالاب واقع ہے جسکے زینے سنگ مرمر اور سنگ موسٰے کے ہیں
اُن پر بھی رنگ کی مناسبت سے زنگار رنگ شمامے نقشی کی پچی کاری ہے اور اُسنے نفاست پر اُسکے موج مارتی
ہوئی ہر پانی میں ہر رنگ کی مچھلیاں چھوٹی بڑی دکھائی دیتی ہیں وہاں کی کیفیت سے خدا کی قدرت نظر آتی
ہے اُس طائر عظیم الجثہ شایستہ نامنے شہنشاہ کو اُس تالاب پر لیجاکے اپنی پشت سے اُتارا شہنشاہ نے کہا اے
شایستہ دوست میں تیرا کمال مشکور ہوں کہ تونے مجھکو یہاں تک پہونچایا اور وہ سیر دکھائی جو کبھی خواب میں
بھی نہ دیکھی تھی مگر اب یہ بھی بتا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ تالاب کیسا ہے جہاں مجھے پہونچایا ہے اُسنے کہا اے جوان
تو میرا کیا مشکور ہوگا میں خود تیرا ممنون ہوں کہ تونے برہان حبشی کو ہلاک کیا آگاہ ہو کہ یہ تالاب خاص مقام
طلسم ہے طلسم کی راہ اسی تالاب میں واقع ہے شہنشاہ نے کہا سبحان اللہ طرفہ بات کہی کہ راہ طلسم
اسی تالاب میں ہے اگر خشکی کا مقام ہوتا تو میں کچھ جرأت بھی کرتا پانی میں میں کیا کر سکتا ہوں معلوم ہوتا ہے
تو مجھے مذاق کرتا ہے اُسنے کہا مجھکو مذاق سے کیا کام میں متعلقان طلسم سے ہوں میرا یہ کام نہیں ہے کہ کسی سے
مذاق کروں اگر تو چاہتا ہے کہ حال طلسم بخوبی حالی ہو جاے ایک پتھر اُٹھاکے اس تالاب میں پھینک پھر دیکھ
کہ قدرت خدا اور بانیان طلسم کی صنعت کا کیا جلوہ نظر آتا ہے اور میرے مذاق کا بھی حال دریافت ہو جائے گا
شہنشاہ بن بدیع الملک کو اور بھی حیرت نے گھیر لیا کہا مہربان مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے خود ہی کیوں نہ ایک
پتھر پھینک کے مجھے تماشا دکھادے اُس نے کہا اے جوان یہ کام میرا نہیں ہے بلکہ فاتح طلسم کا یہ کام ہے خلاف کیوں
ہوتا ہے جو میں کہتا ہوں اُسپر عمل کر شہنشاہ نے اُسکے کہنے سے پتھر اُٹھایا تالاب میں پھینکا دفعتاً آب تالاب جوش
و خروش میں آیا موج بالاے آسمان سے ایک لکہ ابر نہایت مہیب وہاں پہونچا برق چمکنا شروع ہوئی ایک
لمحہ کا بھی عرصہ نہیں گذرا تھا کہ تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا دم گھبراتا تھا ہول دل میں کہتا تھا یا

کیا بد تا زل ہوئی ہیں ایسی طلسم کشائی سے باز آیا اگر تجھ کو پیشتر سے یہ معلوم ہوتا ہرگز فتح طلسم کیواسطے راضی نہ ہوتا
خدا جانے بجائے صحیح و سلامت گھر پہنچائے بظاہر سرتاسر آثار بد نظر آتے ہیں پدر مستعظم کا کیا دل و جگر ہے جنھوں
نے متعدد طلسم فتح کیا اور کبھی ہمت نہ ہارے میں ایسی ہمت سے باز آیا ہنوز اس خیال میں مبتلا تھا دفعتاً ایک صدا
مہیب زہرہ شگاف پیدا ہوئی شہنشاہ کے دل میں اور ہول ہوا دست و پا میں رعشہ پیدا ہوا مع ہذا درمیان
تالاب سے فوارہ آتشی پیدا ہوا عمارت کے پردے اٹھ گئے دروازے کھل گئے شہنشاہ بن بدیع الملک نے
دیکھا اسقدر شمعیں گنبد میں فانوس چراغ اس عمارت بلند میں روشن ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے اور ہزاروں پریزادان
حور وش اور اجنہ اور دیوان فیلتن کچھ بیٹھے اور کچھ کھڑے ہیں ان پریزادوں کا یہ حال ہے کہ جو قسم ذکور سے
ہیں ایک طرف صف بستہ استادہ ہیں اور جو قسم اناث ہے وہ بیش بہا پوشش پہنے علیحدہ علیحدہ حلقہ کئے مصروف
رقص و نوا میں کسی حلقہ میں یہ اشعار میر کے گائے جاتے تھے ع غم رہا جبتک کہ دم میں دم رہا + دم کے
جانے کا نہایت غم رہا + حسن تھا اسکا کہ بس عالم فریب + خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا + میرے رونے
کی حقیقت جسمیں تھی + ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا + خیمۂ لیلیٰ کو کہتے ہیں سیاہ + جسمیں مجنوں کا سدا ماتم رہا +
صبح پیری شام ہونے آئی میر + تو نہ چیتا دن بہت اب کم رہا + کہیں غالب کے یہ اشعار گائے جاتے تھے ع

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا
تیری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
ذوق کے گائے جاتے ہیں ع
آتا کیوں مصر میں کنعان سے جنگل کر یوسف
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
ذبح ہونے کا مزا جاتا اگر صید حرم
ایک دل ہوتا مگر درد کے قابل ہوتا +
تو زمین منزلہ ہوتی نہ فلک کبود ہوتا
یہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
جو یہ نہیں تھا دل کو ملتا تو ملا ہے عود ہوتا

اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
نہ ز راہ غم سے بچتا دل الم پسند اپنا
کبھی تو نہ توڑ سکتے اگر استوار ہوتا
ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا +
آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
جذبہ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا
آپ بیٹھے مستی میں ہم نوا نہ کا حرف لیت
رکھ لے خنجر پہ گلو آپ وہ بسمل ہوتا
کسی جا یہ اشعار گائے جاتے تھے ع
جو حسد کسی کو تجھ سے ہو تو ہے یہ تیری خوبی
تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم وجود ہوتا

یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا +
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
اگر خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
+ کسی حلقہ میں یہ اشعار
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا +
جیتے تا کہ ترے سر از نہ کبھی بسمل ہوتا
ورنہ یاں کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا
سینۂ چرخ میں ہر اختر اگر دل ہوتا تو کیا
جو نہ رنگ ریخ و ماتم کا یہ ان کو دہوتا
اگر جو تو نہ خوب ہوتا تو دو جہاں حسود ہوتا
تیری بزم میں تو جاتا کہ تجھے بھی بوالہوسی

+ مقام صدر میں ایک تخت گوہر نگار پر بادشاہ پریزاد الماس پوش بیٹھی
ہے اسکے راست و چپ جوہر نگار و در مرصع کار رنگلوں کرسیوں پر نہایت معزز و محترم پریزادیں
ملبوس ہائے زرق و برق از سرتاپا زیور و جواہر میں غرق سکوت میں بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہیں اور
گانا سن رہی ہیں چند چند ساعت کے بعد ایک پریزاد دیگر و عنبر و سنبل مو آتش خو اپنی جگہ سے بہزار ناز و انداز
دلبری و دلربائی اٹھتی ہے صراحی مرصع کار سے جام بلورین مملو کرکے ہر ایک پریزاد کو دیتی ہے اور پھر بیٹھ جاتی ہے کبھی کنایۃً تبسم
چلیں ہوتی ہیں اس تماشائے عجیب کے دیکھنے سے شہنشاہ پر محو کا عالم طاری ہوا وہ جو تردد طبیعت تھا
یک لخت برطرف ہوا ناگاہ ایک پریزاد نے دور سے شہنشاہ کو دیکھا جو پریزاد اسکے قریب بیٹھی تھی اس سے کچھ

کہا اُسنے بھی شہزادہ کو دیکھا اسیطرح چند پریزادوں کو معلوم ہوا سب جیدے سے دروازہ کے جانب ہیں اور بجو
شہزادہ کو دیکھ کے مسکرائیں اور پھر کچھ آپس میں باتیں کرکے اپنی اپنی جگہ جا بیٹھیں ایک مرتبہ ایک پریزاد نے
بآواز بلند کچھ کہا جو شہنشاہ کی سمجھ میں نہ آیا البتہ چند لمحے کے بعد یہ دیکھا کہ ہزاروں اطراف عمارت اور گرد تالاب
کے جمع ہوگئے ہیں اُن کے سروں پر آتشبازی وغیرہ تھی جن کو چھوڑنا شروع کیا تمام پریزاد اُس آتشبازی کے
تماشے میں مصروف ہوے شہنشاہ بن بدیع الملک بھی تماشاے آتشبازی دیکھ رہا تھا اور اسم اعظم
وردِ زبان تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بشارت ہوئی تھی ناگاہ ایک دیو قوی الجثہ قبلے چرم اژدہا در بر کئے
بد قوارہ برسر نفیر حائل کیے اُس مجلس عیش ونشاط میں وارد ہوا بادشاہ طلسم کے روبرو سر جھکایا بادشاہ طلسم
نے اشارہ کیا تمام پریزادان رقاصہ و مطربہ ایک جا جمع ہوئیں اور سب نے بالاتفاق اس غزل کو گانا شروع کیا سہ

ہر کان اسکی زلف معنبر لگی ہوئی
بوسنے سے ہر شمع معطر لگی ہوئی
کہنے لگا ہوا ہر اگر جام مے تو کب
کیا کہوں کہ مُہر ہے لب پر لگی ہوئی

رکھیگی یہ نہ بال و پر لگی ہوئی
یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد کی جاے مہر
دل سے ہو یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
بیت کو دیکھ غسل دامن خاکسار کی

کرتی ہے زیر برقع فانوس یک جھلک
آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پہ لگی ہوئی
بیٹھے بھجوے ہیں خُم مے کی طرح ہم
تن پر ہے خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا — چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی + اس غزل کے ختم ہونے کے بعد
بادشاہ طلسم نے اُس دیو قوی الجثہ کی طرف اشارہ کیا اُس نے نفیر کو بجایا اسکی صدا سے بس فوراً تمام فانوس
اور چراغ و آتشبازی وغیرہ کا نشان تک باقی نہ رہا پریزادوں نے تالی بجا کے بالاتفاق بآواز بلند کہا کون ایسی
طاقت رکھتا ہے جو اس طلسم کی طرف آئے اور لے کے نسبت کچھ ارادہ کرے راوی کہتا ہے یہ وقت وہ تھا کہ آندھی ہر طرف ہوا رفتہ رفتہ وہ
ہر سیاہی ہر طرف ہونا شروع ہوا یہاں تک کہ آفتاب عالمتاب پنہاں ہوا شہنشاہ کی وہ محویت دور ہوئی معلوم ہوا کہ اب ہم
دوسرے جہان میں آگئے یا خواب سے بیدار ہوے کہا خداوندا ہزار شکر ہے تیرا کہ میں نے پھر اس دنیا کو دیکھا جہان میں پیدا ہوا ہوں
شائستہ کو بھی اپنے روبرو دیکھا کہا اے شائستہ تو نے دیکھا یہ عجیب تماشا دیکھنے میں آیا غالباً تو نے بھی کبھی ایسا تماشا دیکھا
ہوگا شائستہ نے کہا شہریار یہ کب فرماتے ہو میں ہر روز ایسے تماشے دیکھا کرتا ہوں البتہ تجھے ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا
خیر یہ تو جو کچھ تھا وہ تھا اب اصل مطلب کی طرف رجوع کر شہنشاہ نے کہا میں اصل مطلب کی طرف کیا رجوع کروں جو
مجھ کو وہ کروں شائستہ نے کہا کیا خوب ابھی سے از خود رفتہ ہوگئے اور ایسے از خود رفتہ ہوے کہ لوح طلسم کو
فراموش کیا اگر یہی حال ہے تو آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ مقام طلسم ہے اور نے غفلت میں وہ مصیبت پیش آجاتی ہے کہ
پھر کسی طرح رفع نہیں ہوتی شہنشاہ نے تبسم ہو کے کہا استغفر اللہ واقعی میں لوح کو بھول گیا تھا لوح پر نظر کی لکھا تھا
اے صاحب لوح طلسم اب اپنے کو بلا تردد تالاب میں گرا دے پھر دیکھ کیسا قدرت باری کا جلوہ ہے مگر اے صاحب لوح
طلسم لوح سے بے خبری نہ ہو اور شہنشاہ اس مضمون کو لوح میں پڑھ کے گھبرایا شائستہ سے کہا اے شائستہ غضب ہوا
حکم لوح یہ کہ اس تالاب میں بلا تکلف اپنے کو گرا دو یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنے کو ہلاکت میں مبتلا کروں
شائستہ متبسم ہوا کہا اے جوان ابھی تیری باتیں بالکل نا تجربہ کاری کی معلوم ہوتی ہیں اگر حکم لوح تالاب میں گرا دینے کی نسبت
ہے تو کیا مضائقہ ہے بہدایت لوح کے موافق عمل میں لا اگر اس طلسم کو فتح کرنا ہے شہنشاہ نے کہا تو میرے پاس موجود رہنا شائستہ
نے کہا یہ مشکل ہے ہمراہ نہیں رہ سکتا اب مجھ سے جو ملاقات ہوگی تو بعد فتح طلسم کے شہنشاہ نے تامل کیا شائستہ نے
کہا شہریار تامل کیوں کرتے ہو جو حکم ہو بلا تردد عمل میں لاؤ شہنشاہ نے خدا پر توکل کیا اور اپنے کو تالاب میں گرا دیا ایک

مسافت کے بعد جو آنکھ کھولی اپنے کو کشتی میں پایا جو تیر کے مانند رواں ہے جسپر کوئی بادبان نہ کشتی بان ناگاہ دریا میں ایک مینار نظر آیا شہنشاہ نے دیکھا کہ وہ مینار چرخ میں آیا اُسپر مثل فیل ایک عقاب بیٹھا تھا یکایک اُس عقاب نے بصدائے رعد نگار کہا اے شہنشاہ تو خوب گرفتار بلا ہوا یقین سمجھ کہ اب تو مدت العمر اس گرداب بلا سے باہر نہ جاسکے گا تو ہی بتا کہ جب تیرا کوئی رہبر نہیں ہے پھر کسطرح یہاں سے جاسکے گا اب شہنشاہ کے دل میں توحش پیدا ہوا بجائے خود کہا واقعی یہاں سے رہا ہونا محال ہے کس سے پوچھوں کہاں جاؤں یہیں توقف کرتے ہیں نہیں معلوم انجام کیا ہوگا یکایک لوح کا خیال آیا جانب لوح نگاہ کی لکھا تھا بعد حمد خداے بزرگ و نعت انبیاے سترسا صاحب لوح طلسم چراغان تیرے روبرو جو پتھر اور فلاخن موجود ہے اس فلاخن میں ایک پتھر رکھکے عقاب پر مار بالیقین عقاب زخمی ہوکے کشتی میں گرے گا فوراً اُسکے شکم کو چاک کرنا ایک لوح مختصر نظر آئیگی اُس لوح پر ایک اسم لکھا ہوگا اُس اسم کو پڑھنا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ میں آجاویگی اُس زنجیر کے ذریعہ سے مینار پر چڑھ جانا وہاں ایک راہ نظر آئیگی جو بطریق نقب کے واقع ہے اور وہ راہ ایک بیابان کی ہے شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح عمل کیا لیکن جونہیں فلاخن میں پتھر رکھا اُس عقاب نے غل مچانا شروع کیا کہ اے جوان یہ کیا غضب کرتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں اگر تو نہ مارے گا تو میں مدت العمر تیری رفاقت سے باز نہ آؤنگا تجھکو جسنے میری ہلاکت کی ہدایت کی ہے اُسکی غرض محض تیری ہلاکت ہے اگر میرے کہنے کو نہ سُنے گا تو پشیمان ہوگا شہنشاہ نے اُسکے کہنے پر اعتنا نہ کی فلاخن میں پتھر رکھکے مارا عقاب کشتی پر گرا فوراً اُسکے شکم کو چاک کیا لوح ملی اسم پڑھا اُس مینار کی زنجیر ہاتھ میں آگئی اُسکے ذریعہ سے مینار پر پہونچا ایک صحرا سے لق و دق میں پہونچا طوفان باد تند آیا تمام جہان نظر میں تیرہ و تار ہوگیا عجب طرح کی صدا متوحش معلوم ہوئی جیسے ہزارہا دیو و شیاطین دوڑتے ہیں اور حملہ آور ہوا چاہتے ہیں شہنشاہ اگرچہ ہول زدہ ہو رہا تھا مگر لوح طلسم کے بھروسے پر مطمئن تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ طوفان برطرف ہوا شہنشاہ نے دیکھا کہ لاکھوں جانوران چرند و پرند درندہ چلے پھرتے ہیں اور کروڑوں ماران زہردار و کژدم سیاہ کھود زمین پر رینگتے پھرتے ہیں مگر کوئی جانور کسی جانور کو کسیطرح کی گزند نہیں پہونچاتا اور ایک جادوگر عجیب الہیبت تازیانہ در دست پشت شتر برہنہ پر سوار ادھر ادھر گشت کر رہا ہے جب سانس لیتا ہے کان ناک آنکھوں اور منھ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں صدہا مرغان ہوا اپنے اپنے پر کھولے ہوے اُسکے سر پر سایہ کیے ہوے ہیں جونہیں اُسکے نظر شہزادہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ مارا کہ اے آدمزاد تو بڑا بیباک معلوم ہوتا ہے جو تونے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تو نہیں جانتا کہ کون مقام ہے اور یہاں آدمزاد کا کیا حال ہوتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ جس طرف سے آیا ہے اُسی طرف واپس جا ورنہ تو جان سلامت نہ لیجائیگا یہ جو کچھ تجھے کہا بنظر رفاقت کہا ورنہ اب تک ہلاک ہوگیا ہوتا مجھکو اس جرأت اس حرکت کی ہے کہ شاید بانیان طلسم نیست و نابود ہوگئے جو تجھکو راہ ملگئی شہنشاہ کو لوح طلسم بخوبی یاد تھی اُسپر بھروسے کیے ہوے تھا کہا او شتر سوار عجیب الخلقت یہ تو کیا کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہے نہیں جانتا کہ میں بانی طلسم کا بھیجا ہوا یہاں آیا ہوں ورنہ کسی کی کیا شامت تھی کہ خواہ مخواہ اپنے کو اس ہلاکت میں مبتلا کرتا تیری کیا مجال ہے کہ مجھکو کسیطرح کا گزند پہونچا سکے میں تیرے مخالفت کرنے سے ہرگز غافل نہیں ہونگا اگر تجھکو کسیطرح کی جرأت ہے تو دیر کیوں کرتا ہے ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان ؎ جادوگر نے بلند قہقہہ مارا اور کہا تعجب ہے تو انسان ضعیف البنیان مجھ ایسے زبردست سے بیباکانہ کلام کرے اول تو مجھے یقین نہیں کہ بانی طلسم نے تجھے یہاں آنے کی اجازت دی ہوگی بفرض محال ایسا ہوا ہے تو ایسی قابلیت تجھ میں پیدا نہیں ہوسکتی کہ تو میرے مقابلہ میں سربر ہو سکے شہنشاہ نے کہا عیان را چہ بیان ہے یہ گوی یہ میدان جو کچھ تجھسے ہوسکے کوتاہی نہ کر یہ سنکے اُس شتر سوار سحر و افسون کا رے پڑھا اپنی زبان میں بکا کے ایسا کچھ اُن جانوروں سے کہا کہ سب بالاتفاق شہنشاہ پر حملہ آور ہوے شہزادہ نے فوراً جانب لوح نظر کی لکھا تھا اے

صاحب لوح طلسم بفضل خداے تعالے تیرے پاس ابھی دو پتھر موجود ہیں ایک پتھر فلاخن میں رکھکے اس شتر سوار
کے سینہ پر مار پھر دیکھ قدرت خدا کا تماشا شہزادہ نے فوراً فلاخن میں پتھر رکھا اور تین بار چکر دے کے بقوت
اسکے سینہ پر مارا کہ اس جادوگر کا سینہ شق ہوگیا شہزادہ پتھر سینہ سے اسکی آنکھ میں پہونچا اور ایک سمت
نکل کے دوسری آنکھ میں در آیا جس سے وہ بالکل نابینا ہوگیا زمین پر گرکے تڑپا پھر اس شتر بلند کے چاروں پاؤں
گرفت میں لگے اس زور سے شہزادہ کیجانب جھپٹا کہ اگر نابینا نہ ہوجاتا تو شہزادہ شتر کی ضرب سے سرمہ سا
ہوجاتا اور فریاد کی کہ ای آدم زاد غضب کیا کہ مجھکو ہلاک کیا مجھکو نہیں معلوم تھا کہ زمانہ طلسم کا پورا ہوگیا ورنہ
میں ہرگز ہلاک نہ ہوتا یہ کہکے اپنا سر زمین پر اس زور سے مارا کہ پاش پاش ہوگیا جادوگر کا ہلاک ہونا تھا کہ
تمام جانور نیست و نابود ہوگئے پرند جانور بالائے ہوا اڑتے ہوے چلے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ ای آدمزاد
تونے غضب کیا کہ وسواس جادو کو ہلاک کیا وہ ہمارا سردار تھا تو کاہے خوش نہ ہو کہ وسواس جادو
کو ہلاک کیا بلکہ ہم سے جہان تک ممکن ہوگا تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے تو دیکھیگا کہ اس دنیا کی دغا کی کیسی سزا
پاویگا اپنی جان سے مایوس ہوجا شہزادہ مطمئن تھا کہ لوح طلسم موجود ہے دفعتاً ہواے تند چلنا شروع ہوئی کہ زمین
و آسمان تیرہ و تار ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ خداے تعالے کو یاد کر رہا تھا اور دل میں منتظر تھا کہ دیکھیے
کیا واقعہ روبکار ہوتا ہے ہیبت ناک آوازیں آنا شروع ہوئیں کہ خبردار جانے نہ دینا یہ کون سفاک ہے جس نے
وسواس جادو کو ہلاک کیا اسکی بھی جان کو جلد ہلاک کرو شہزادہ کسی جگہ بیٹھ گیا مگر طوفان کی شدت کا یہ حال تھا
خیال آیا کہ تاریکی کا یہ حال ہے لوح کو دیکھنا غیر ممکن ہے اگر اس تاریکی میں کوئی جادوگر آپہونچا تو کوئی کار روائی نہ ہوسکیگی
معلوم ہوتا ہے کہ میری ہلاکت مشیت باری میں اسی طرح مقرر تھی مگر اس خیال سے تسکین ہوتی تھی کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کا فرمان ہے اسکی مقرب بارگاہ ذوالجلال کا کبھی ایسا کام نہیں ہوسکتا کہ جسمیں کسی بندہ بے گناہ کی ہلاکت
منظور ہو کامل ایک ساعت تک وہ تاریکی اسیطرح قائم رہی بعدہ از خود روشنی ہونا شروع ہوئی شہزادہ نے اپنے کو
ایک درخت سرو کے پاس بیٹھا پایا نظر اٹھائی دیکھا سرو پر ایک پرند بیٹھا ہے جسکا سر گنبد کے مثل ہے اعضا انواع اقسام
رنگ کے ہیں نفیری منہ میں ہاتھ میں ناگاہ ایک دیو سیاہ سر بفلک کشیدہ نمودار ہوا یہ دیو ہواے تند کے
ساتھ آیا اور کسی قدر تاریکی بھی رہ گئی تھی اس دیو کے کاندھے پر دار شمشاد رکھا تھا چیخ مارکے شہزادہ کے روبرو آیا
شہزادہ گھبرایا کہ خداوندا اب کیا کروں اس کو کیونکر زیر کرونگا اس دیو نے آواز بلند کہا ای آدمزاد خاکی
بنیاد میں تیرا قاتل آپہونچا تونے وسواس پیر و مرشد کو ہلاک کیا میں کبھی تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا پہلے یہ بتا
کہ تو کس کے مشورہ سے یہاں تک پہونچا اور اب کسکے مشورہ سے کام کرتا ہے اس فقرہ سے شہنشاہ کو لوح کا
خیال آیا فوراً لوح کیجانب نگاہ کی لکھا دیکھا ای صاحب لوح گھبرا نہیں تیسرا پتھر اس میمون پر مار اگر دیو تجھسے
متعرض ہو اسکا مقابلہ کر بہتر یہ ہے کہ اس سے جنگ زور دست و بازو شروع کر خدا کے فضل سے تو اسپر غالب ہوگا
اگرچہ وہ قوی جثہ دیو زاد ہے تاہم معاملہ طلسمی ہے مطلق خوف نہ کر اور بعد غالب ہونیکے ہرگز اسکے تن سے
سر دور جدا کرنا شہزادہ نے پتھر فلاخن میں رکھا میمون کی جانب سر در نظر کی دیو نے کہا ای آدمزاد اُدھر کیا دیکھتا
ہے میری جانب متوجہ ہو تیرا حریف میں ہوں شہزادہ نے اسکے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی فلاخن میں پتھر رکھا اور چکر
دے کے میمون پر مارا ادھر میمون ہلاک ہوا ادھر دیو دار شمشاد لیے آگے بڑھا اور کہا ای آدمزاد تو مجھسے مقابلہ کر
شہزادہ دوڑ کے اسکے لپٹ گیا تا دیر بست و کشاد رہی آخر دیو کو زمین پر مارا اور سر اسکا تن سے جدا کر لیا

اب پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا تھا کہ درخت سرو کو زمین سے نکال لے اس مقام میں نقب نمایاں ہو گی اس
نقب میں داخل ہونا وہاں مدعا حاصل ہو جائیگا شہنشاہ نے سرو کو زمین سے نکال لیا نقب پیدا ہوئی اندرون نقب
داخل ہوا ایک بارگاہ عالیشان نظر میں پہونچی دیکھا ہزارہا پریزاد و جمیلہ اپنے عہدوں پر مستعد ہیں اور ہر ایک
پریزاد شہنشاہ کو دزدیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے شاہزادہ کی اسطرح کی نظر سے متردد ہوا دل میں کہا بار الہا یہ دربار
پریزادوں کا کیسا ہے یہ مجھے کیوں دیکھتی ہیں فوراً لوح کو بغل سے نکالا تحریر کی لکھا تھا حمد خدا و نعت خاتم الانبیاء کے
بعد صاحب لوح طلسم چراغان کو معلوم ہو کہ مقصود وہی ہے جسکے واسطے اسقدر زحمت اٹھائی ہے یہ بارگاہ
طلسم چراغان ہے صدر نشین اس بارگاہ کا فانوس شاہ ہے جو اس بادشاہ طلسم کو سلام کر فانوس شاہ تجھکو جو طلسم
دیکھا تجھسے پوچھے گا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے تو کہنا کہ نبیرہ حضرت ابراہیم اور وارث حضرت سلیمان پسر بدیع الملک
شہنشاہ نام ہوں میری سرنوشت میں فتح اس طلسم کی لکھی تھی چنانچہ یہاں تک پہونچنے کا اتفاق ہوا میں نے بیشتر
جادوگروں کو ہلاک کیا میرے مقابلہ میں کوئی سر نہ اٹھا سکا یہ برکت دین اسلام کی تھی خدا کے فضل سے یہ لوح جو میرے
پاس موجود ہے میری معین ہوئی ہر مقام پر اس لوح نے رہبری کی خاص بانی طلسم کی ہدایت مجھکو ہوئی انھیں بزرگ
کی خورد نوازی و ذرہ پروری سے یہ لوح بھی ملی مجھکو معلوم ہے کہ تو راہ راست سے منحرف ہے بنا برعلی ہذا میں بصلاحیت
تجھسے کہتا ہوں کہ بصفائی قلب دین اسلام اختیار کر اور مال و اسباب طلسمی میرے حوالہ کر میں تجھسے وعدہ کرتا ہوں
کہ اس صورت میں تجھکو کسیطرح کی گزند نہ پہونچے گی بلکہ ہر طرح سے خیر و عافیت سے رہیگا اور اگر اسکے خلاف عمل
میں لانے کا ارادہ ہے تو یقین سمجھ لے کہ ضرور ضرور ہلاک ہوگا اور کوئی تیری مدد و حمایت کو نہ پہونچیگا آئندہ تجکو اپنے
فعل کا اختیار ہے ہم ہرگز تجھسے اسبات کی درخواست نہ کرتے مگر مجبور اس باعث سے ہیں کہ شریعت اسلام میں حجت
تمام کرنے کی تاکید ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل میں رکھا اس بارگاہ کے قریب گیا امیر بارگاہ میں فانوس شاہ بادشاہ
طلسم نے پوچھا اے جوان تو کون ہے اور یہاں کسواسطے آیا تو نہیں جانتا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی یہاں تک نہیں
پہونچ سکتا شہنشاہ نے حسب ہدایت لوح اپنے نام و نشان کو بیان کیا اور کہا مجھکو طلسم سیماب میں جو پہونچا دے
وہاں پہونچنے کی مجھکو اشد ضرورت ہے تمام کوشش میں نے وہیں جانیکے واسطے گوارا کی ہے فانوس شاہ نے کہا اے
جوان میرے نزدیک تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے دماغ کا علاج کر جدہ تجھسے کلام کرنا یہ طلسم ہے بچوں کا
کھیل نہیں ہے کہ فتح ہو جائیگا شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ خدا کے فضل سے ہم اس طلسم کو بچوں کا کھیل ہی سمجھے
ہیں تو اپنے حواس درست کر تو نہیں جانتا کہ لوح طلسم مجھکو مل گئی اب کیا مشکل ہے اس طلسم کو فتح کرنے میں فانوس شاہ
نے کہا مجھکو دکھا دو وہ لوح کہاں ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ لوح دکھا دوں قدرت خدا سے فوراً یہ خیال دل میں پیدا ہوا
کہ لوح دکھائی اور غضب ہو گیا اور فانوس شاہ سے کہا کہ لوح طلسم کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اب ارادہ بیان کر پہلا
سوال میرا یہ ہے کہ بصفائی قلب دین اسلام قبول کر بعد طلسم کا کام تجھسے لونگا اسنے کہا نہ میں دین اسلام اختیار کروں گا
اور نہ طلسم کا کوئی کام کرونگا میں بادشاہ طلسم ہوں یہاں خود میرے ہزاروں خادم موجود ہیں جسوقت جو حکم کروں فوراً
اسکی تعمیل کرتے ہیں شہزادہ نے کہا اے بادشاہ طلسم کیوں تو بندگان طلسم کی جانیں ضائع کرنا چاہتا ہے اگر تجھکو فتح طلسم
میں شک ہے اور میرے پاس لوح کے ہونے کا یقین ہے تو اسقدر تو ضرور ہے کہ خود خیال کر کہ میں یہاں تک کیسے پہونچا
یا یہاں طلسم مجھکو کیوں [illegible] تیرے فانوس شاہ اپنے راست دہنے وزیروں مشیروں کیجانب متوجہ ہوا اگرچہ
اسکی زبان سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن شہنشاہ قرینہ سے سمجھا کہ یہ کچھ مشورہ کیا چاہتا ہے اور اسکے مشیران کچھ سمجھ کے اپنے

مشیرون کو حرکت دے رہے ہیں شہزادہ نے کہا ای فانوس شاہ اگرچہ مشورہ کیا تاہم مجھے بھی آگاہ کر تا کہ سنون کیا کہتا ہے آزاد ورتیرے مشیر تجھکو کیا اصلاح دیتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مشیر مشورہ غلط دیں اور تو مفت ہلاک ہو جائے فانوس شاہ نے کہا ای جوان واقعی میں مشورہ کرتا ہوں اور مشورہ یہ کرتا ہون کہ اگر فتح طلسم کا زمانہ ابھی نہیں آیا ہو میں تجھسے متعرض ہون اور اگر واقعی فتح طلسم کا وقت آگیا ہو تو بیکار بحث کرتا ہے مگر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس جوان سے ضرور متعرض ہونا چاہیے ابھی زمانہ طلسم ختم نہیں ہوا شہنشاہ نے کہا یہ تیرے مشیر بالکل غلط رائے دیتے ہیں اگر زمانہ فتح طلسم نہ آتا تو بانی طلسم کیون تجھکو یہان تک پہونچاتا یہ کہکے وہ لوح بغل سے نکالی اور اسے دکھا کے کہا جہان یہ لوح طلسم ہے یا نہیں یہ کہکے لوح کو پھر بغل میں رکھ لیا اور کہا اب تجھکو اختیار ہے میں اپنی حجت تمام کر چکا فانوس شاہ نے شاہزادہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور کہا جو امر فیصل ہونے کے قابل ہے اسکو بسہولت فیصل کر لینا مناسب معلوم ہوتا ہے شہزادہ نے کہا میں بھی یہی مناسب جانتا ہون اچھا جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ فانوس شاہ نے کہا لوح کا حال تو مجھکو معلوم ہو گیا اور میرا دل بھی گواہی دیتا ہے کہ ضرور فتح طلسم کا وقت آگیا اگرچہ میرے مشیرون کی رائے خلاف ہے لیکن مذہب کا مقدمہ قابل فیصلہ ہے ان بیان کر تو کیا مذہب رکھتا ہے شہزادہ نے کہا سن وہ خالق کل مخلوق جسکے قبضۂ قدرت میں ہماری تیری اور سب کی جان ہے واحد ولاشریک ہے اسنے آسمان کو معلق اور زمین کو مسطح بالای پر بچھایا تمام موجودات پر انسان کو شرف بخشا عقل و فہم و فراست دی جسکے سبب اسنے اپنے معبود برحق کو پہچانا اگرچہ خاکی الاصل ہے مگر خلقت آتشی پر سبقت لے گیا اسی قسم کی خلقت میں سے پیغمبر خلق ہوئے جنھون نے ہزار جان فشانی و خونریزی راہ راست دکھائی گمراہی سے الگ ہوئے اپنے خالق برحق کو پہچانا اور سب کو پہچاننے کا طریقہ بتایا افضل الانبیا و اشرف الاولیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جمادات کی پرستش کرنا نباتات کے آگے سر جھکانا کب عقل میں آسکتا ہے بحث میں بڑی گنجایش ہے جسکے دل میں جو کچھ آئے کہے جو کوئی سمجھنے کا ارادہ نہ کرے اسکو کون سمجھا سکتا ہے وہی مثل ہے کہ کاتعی صاحب ہر چند سمجھایا مگر نہ سمجھے اسکا کیا علاج ہے وہ زمانہ کیا جس میں انقلاب کا دخل نہ ہو آج تو زندہ ہے کل نہیں معلوم کیا ہو بڑی بڑی سلطنتیں باقی نہ رہیں بڑے بڑے بادشاہ گذر گئے ؎ دارا کا صبح ہوتے ہی دنیا میں راج تھا

اور شام جب ہوئی تو نہ تخت اور نہ تاج تھا	دم میں ہزار بار ہر اک دن مزاج تھا	اک جا قیام اس کو نہ کل تھا نہ آج تھا
اسکا گذر کہاں نہ ہوا اور کہاں ہوا	غل تھا نہیں ہوا اک بلبل جہان ہوا	دم بھر میں جم کے تخت کو برباد کر دیا
ہیں باپ ان کے بچہ کو جدا کر دیا	قمری کو قید سرو کو آزاد کر دیا	خسرو سے کیا اسے فرہاد کر دیا

اسکی نہ کچھ خطا تھی نہ اسکا قصور ہے انسان کی اس مقام میں ہستی کیا ہے فانوس شاہ نے کہا ای جوان یہ جو کچھ تو نے بیان کیا بخوبی میری سمجھ میں آیا لیکن صرف ایک بات میری قبول کر اور جو کچھ تو کہیگا مجھے منظور ہے شہنشاہ نے کہا صرف مذہب کے بارہ میں مجھے عذر نہ کرنا اور جو کچھ کہے مجھے قبول ہے فانوس شاہ نے کہا صرف یہی اک بات ہے شہنشاہ نے کہا میں مجبور ہون اب بجائے خود غور کر کہ جب تیرے اختیار میں کچھ نہیں ہے تو پھر بیکار نقصان گوارا کرتا ہے آج تک نہیں کل اگر چلے گا حقیقت دین اسلام کی تجھپر جلی ہو جائیگی آیندہ تجھکو اختیار ہے فانوس شاہ تادیر سکوت میں بیٹھا رہا شہنشاہ نے کہا اب دیر بیکار ہے جو کچھ تجھے منظور ہو بیان کر فانوس شاہ نے پھر راست چپ وزیرون اور مشیرون کیجانب دیکھا اور پوچھا اتفاق ہے پھر انکا میں سر ہلایا اب کی مرتبہ فانوس شاہ نے بہت کچھ وزیرون سے بحث کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب خاموش ہو رہے شہنشاہ نے کہا اب کیا فیصلہ ہوا فانوس شاہ نے کہا ای جوان اب میں اپنی فوج و لشکر سے اس بارہ میں رائے لیتا ہون مجھکو خیال ہے کہ اگر میں تیرے کہنے پر عمل کرونگا تو وہ سب مجھسے خلاف ہو جائیں گے اور مفت میری جان ضائع ہو گی شہنشاہ نے کہا تو بالکل بزدل ہے

ہی یا غرض تیری فوج تیرے خلاف ہو جائیگی تو کیا کر سکتی ہی ہم اُسکی تنبیہ کیواسطے موجود ہیں تجکو کسیطرح کا صدمہ نہین پہنچنے
دینگے قانوس شاہ نے کہا خیر اُن کی رائے لینے مین کیا نقصان ہی شہنشاہ بن بدیع الملک نے کہا تجھے اختیار ہی قانوس
شاہ دربار سے باہر آیا تمام فوج کو ایک جگہ جمع کیا اور ایک شتر بلند قد پر سوار ہو کے کہا ای سپاہیان مملکت طلسم فی الحال
ختم طلسم کا زمانہ قریب ہی تم اہالیان طلسم سے کوئی زندہ باقی رہتا نہین معلوم ہوتا اگر کسی تدبیر سے جان بچنا ممکن ہو تو
کیون نہ وہ تدبیر عمل مین لائی جائے اُن سب نے جواب دیا کہ ای بادشاہ ہم تابع فرمان بادشاہ خاص اس غرض سے
ہین کہ مملکت طلسم کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھیں اگر بادشاہ دشمن کو دفع کرنے کیواسطے ہمے کہے تو ہم بسر و چشم
حاضر ہین قانوس شاہ نے کہا تمھاری سمجھ مین میرا مطلب نہین آیا آگاہ ہو کہ یہ کارخانہ طلسمی ہی جہان ہم اور تم ہین اور طلسم
کی ایک مدت مقرر ہوتی ہی جب مدت تمام ہوتی ہی تو وہ طلسم اُس شخص کے ہاتھ سے ختم ہوتا ہی جسکو بانی طلسم مقرر کرتا ہی
اہالیان طلسم اگر فاتح طلسم سے موافق ہوتے ہین فتح طلسم کے بعد اُن کی جان ہلاکت سے محفوظ رہتی ہی ورنہ ہلاک ہو جاتی ہی
کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی چنانچہ فاتح طلسم پیدا ہی اور اسکی خواہش ہی اہل طلسم اگر مذہب اسلام قبول کریں تو انکو ہلاکت سے
باز رکھا جاوے اگر تم لوگ مذہب اسلام اختیار کرنے کا اقبال کرو تو فاتح طلسم سے کہا جاوے ورنہ مین تمکو یقین دلاتا ہون کہ
کسیطرح تم سے ایک بھی زندہ نہین رہیگا قانوس شاہ کی یہ تقریر سنکے سرداران فوج آگے بڑھے اور کہا ہمے کسیطرح ممکن نہین ہی
کہ اپنے مذہب آبائی کو ترک کرکے مذہب غیر اختیار کریں ہان اگر حقیت مذہب غیر کی ہم پر حالی ہو جائے گی تو ہمین کچھ
عذر نہوگا قانوس شاہ نے کہا تم لوگ مذہب اسلام کی حقیت کو کسطرح ثابت ہونا چاہتے ہو انھون نے کہا ہم
مین سے ایک پہلوان جو سب مین زبردست ہو فاتح طلسم سے مقابلہ کرے اگر فاتح طلسم اسپر غالب ہو جائیگا تو ہم
فاتح طلسم کے مذہب کو حق سمجھین گے اور ہمکو یہ بھی یقین ہو جائیگا کہ زمانہ تحقیقی شکست طلسم کا ہی پہونچا قانوس شاہ
نے شہنشاہ کیجانب دیکھا شہنشاہ نے بغل سے لوح طلسم نکالی ہمین لکھا دیکھا کہ جب لوح طلسم چراغان اگر
قانوس شاہ کی فوج کا کوئی سردار تجھسے مقابلہ کرنا چاہے تو بلا تکلف اس سے مقابلہ کر لیکن اس اسم کو پڑھے جاتا جو
پشت لوح پر مرقوم ہی شہنشاہ نے پشت لوح دیکھی تو جو اسم لکھا تھا اُس اسم کو پڑھنا شروع کیا اور قانوس شاہ سے کہا
بلاؤ اُس پہلوان کو جو مجھسے مقابلہ کرنا چاہتا ہی قانوس شاہ نے بآواز بلند کہا ای سرداران فوج طلسم چراغان تم مین سے
کون ہی ایسا بہادر جو اس جوان فاتح طلسم سے مقابلہ کرنا چاہتا ہی یہ سنکے ایک سردار کوہ پیکر مسلح دمکل کر کر دن فیل اکے
پر سوار چنگھاڑتا میدان مین آیا اس کی صورت دیکھ کے شہزادہ کے دل مین خوف پیدا ہوا پھر لوح کی جانب نگاہ کی لکھا
تھا ای صاحب لوح کیون خائف ہوتا ہی حملہ آور ہو مگر مقابلہ کیواسطے اسلحہ قانوس شاہ سے لے بعد رد و بدل ضرب شمشیر
و گرز و نیزہ کشتی مین مصروف ہونا انشاء اللہ جنگ زور دست و بازو مین وہ پہلوان پسپا ہوگا اور تجھسے امان چاہے گا
اسکو امان دینا اور فوراً وہ اسلحہ طلسمی قانوس شاہ کے رو برو دیدینا ورنہ فوج طلسم قانوس شاہ پر حملہ کرکے اسکو
ہلاک کریگی شہزادہ نے لوح کو بغل مین رکھا اور قانوس شاہ سے کہا مجکو اسلحہ دے تاکہ مین اس پہلوان سے مقابلہ کرون
قانوس شاہ نے کہا ای جوان مین اسلحہ نہین دے سکتا مجکو بزرگون نے ہدایت کی ہی کہ اپنے اسلحہ کسی کو نہ دینا ورنہ
ہلاکت منظور ہی شہزادہ نے کہا تو مطمئن رہ مجکو کسیطرح کی گزند نہین پہنچ سکتی ہان ہلاکت منظور ہی لیکن اسوقت کہ تو
دین اسلام اختیار کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہوگا قانوس شاہ نے تمام اسلحہ فوراً شہزادہ کے حوالہ کئے شہزادہ نے
مسلح ہوکے اس پہلوان کو جو پیکر گردن سوار کا مقابلہ کیا دیر تک رد و بدل رہی نہ آئین اظہر شاہ ادہر شکر کہ نوبت جنگ
زور دست و بازو کی ہوئی بعد کشش و کوشش بسیار شہنشاہ غالب ہوا اس پہلوان نے امان چاہی شہنشاہ بن بدیع الملک

نے حسب ہدایت لوح طلسم اُسے امان دی مع ہزاد دعوت اسلام کی اُسنے بصدق نیت کلمۂ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ بعدہ تمام فوج اسکی دائرہ اسلام میں داخل ہوئی کل خزانہ ہائے زر و جواہر طلسمی ہاتھ آئے منجملہ مال و اسباب کے چالیس ہزار خفتان الماسی نگار دستیاب ہوا جسکی قیمت میں ایک ملک زرخیز کا حاصل بھی کافی نہیں ہو سکتا فانوس شاہ نے کہ شہریار یہی مال و اسباب طلسمی ہے جو حاضر خدمت کیا گیا اُس شمار میں مرغ شایستہ وہان پہونچا دعا و ثنائے خسروانی بجالایا اور کہا سنہ اے مبارک پی شہنشاہ بیکہ حاصل میکنند ۔ اختران آسمان از طلعت نیک اختری یہ خادم حاضر خدمت ہے جو حکم ہوائے بجالائے شاہزادہ نے کہا اے شایستہ اب تجھے کیا ملامت لون جو خدمت کا وقت تھا تو نے پہلوتہی کی اور مجھسے جدا ہوگیا اُسنے کہا غمہار میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑتا مگر مجبور ہوگیا اس سبب سے کہ اُسوقت میری مجال نہ تھی کہ تمھارے ساتھ قدم بڑھاتا بہر حال بفضل خدا سے منزل مقصود کو پہونچ گئے فانوس شاہ نے مجلس عیش آراستہ کی بالخصوص ایک قصر عالیشان مجلس رقص و سرود کیواسطے نہایت اہتمام سے آراستہ کیا گیا زنان مطربہ و رقاصہ بھی آئیں سب نے اپنے اپنے کمال کو ظاہر کیا جس سے شاہزادہ بہت محظوظ ہوا اُن کے غزل گانے کا وہی طرز و طریقہ ہو جو علے العموم مطربون کا ہوتا ہو منجملہ ایک مطربہ نے بکمال خوبی و لطف یہ غزل گائی

غزل

دیکھا مسجد سے اب جاتے ہیں میخانہ کو ہم
اپنے داغوں سے جلاتے ہیں پروانہ کو ہم
کون کرتا ہے بتوں کے آگے سجدہ زاہدا
دشت میں کرتے ہیں یاد اپنے سیہ خانہ کو ہم
باندھتے ہیں اپنے دل میں زلف جاناں کا خیال
دیکھتے ہیں کاکل جاناں میں جب شانہ کو ہم

پھینک کر ظرف مے لیتے ہیں کاشانہ کو ہم
جیتے جی اگر کٹے میں گل کھول کر زنجیر رگ
سر کو دے دے مار کر توڑینگے پیمانہ کو ہم
تو سفال زخم دل سے شفا ہوگی ہمیں
سلسلہ زنجیر پہنائے ہیں دیوانہ کو ہم
عقل کھو دی عشق نے ہمدم ناصح جنون عشق سے

کیا لمس جیسے بھلا اس شعلہ وش کے جسم پر
گلشن عالم سے ہیں تیار آ جانے کو ہم
جب غزالوں کی نظر جاتی ہے چشم سیاہ
کیا کرینگے اے طبیب اس تیرے پیمانہ کو ہم
تنگ وحشت سے ہوتا ہے گریبان تار تار
آشنا سمجھے ہیں اک عمر بیگانہ کو ہم

دوسرے روز بھی یہی ہنگامہ رہا۔ ہاں آج شہزادہ نے کہا اے فانوس شاہ کل تمھاری خاطر سے مجلس نشاط میں شریک رہا آج مجھے معاف رکھو مجھکو نہایت ملال ہے اپنے پدر معظم کے گرفتار طلسم ہونے کا جب تک وہ والا مرتبت رہا نہ ہونگے مجھکو کسی پہلو قرار نہ آئیگا فانوس شاہ نے کہا شہریار جبتک طلسم فتح نہ کیا جائیگا اُن عالیجاہ والا بارگاہ کا رہا ہونا غیر ممکن ہے اور طلسم سیماب کا فتح ہونا لوح پر موقوف ہے لوح کہاں ہے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ابھی چند روز یہاں کے سیر و تماشا سے محظوظ ہو بعد لوح کیواسطے کوشش فرماؤ شہزادہ نے بغل سے لوح نکال فانوس شاہ کو دکھائی فانوس شاہ لوح طلسم دیکھکے بہت متعجب ہوا کہا شہریار لوح طلسم تمھارے پاس موجود ہے اب کیا مشکل ہے جب چاہو گے طلسم سیماب فتح کر لوگے شہزادہ نے کہا اگر تمکو کچھ حال طلسم سیماب کا معلوم ہو تو بیان کرو فانوس شاہ نے کہا شہریار میں نے کیونکہ مدت طلسم جرافان کی حکومت کی ہے اسی سبب سے کسیقدر حال طلسم سیماب سے بھی واقف ہوں لیکن پوری طرح اسکے حالات سے واقف نہیں ہوں سنو طلسم سیماب کی دو راہیں ہیں ایک راہ وہ ہے جسمیں صرف آدم زاد کا گذر ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے دوسری راہ دیو و پری کی ہے اُسمیں آدم زاد کا گذر نہیں ہو سکتا بانی طلسم یعنے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسا ہی انتظام کیا ہے یہاں شہزادہ اور فانوس شاہ میں طلسم سیماب کی باتیں ہو رہی تھیں یکایک جان جنی جو لوح طلسم کے بابت سوختہ ہوگیا تھا وہاں پہونچا بکمال ادب شاہزادہ کو سلام کیا شہزادہ نے جواب سلام دیا اور حیرت سے اسکی صورت دیکھکے کہا تو کون ہے اُسنے کہا خادم برہان دی جنی ہے یہ کہکے شاہزادہ کے پاؤں پر سر رکھدیا اور کہا شہریار کمترین کے قصور کو معاف فرماؤ شہنشاہ نے کہا تو سوختہ ہوگیا تھا پھر کسطرح اچھا ہوگیا اُسنے کہا حضور کی برکت قدم سے

یا ردیگر خلعت حیات پہنایا گیا جب کہ وسواس جادو ہلاک ہوا اگر وسواس زندہ رہتا تو مین ہرگز زندہ نہ ہوتا اب
اجازت ہو تو کچھ عرض کرون شہزادہ نے اجازت دی اُسنے کہا کچھ عہد و اقرار کی بابت بھی حضور کو یاد ہے شہزادہ نے
بعد تامل بسیار کہا ہان اب یاد آیا پھر کیا چاہتا ہے اُسنے کہا یہی چاہتا ہون کہ اُس عہد کا ایفا کیا جاوے شہزادہ
فانوس شاہ کیجانب متوجہ ہوا اور کہا تمہاری کوئی دختر نا کتخدا ہے اُسنے کہا شہریارا ہان ایک دختر ہے لیکن اُسکے بارہ
مین مجھکو ایک دقت لاحق ہے وہ یہ ہے کہ اُسکی ولادت کے بعد مین نے بجاے خود تہیہ کیا تھا کہ اُسکی شادی نہ کرونگا
جب سن تمیز کو پہونچی میرے ہمجنسون نے اُسکی شادی کے نسبت مجھے مجبور کیا جب اُسکو معلوم ہوا بظاہر میرے روبرو
کچھ نہ کہہ سکی البتہ فارغا مجھپر اس بات کو ظاہر کیا کہ جب تک مین منظوری اپنی ظاہر نہ کرون میری شادی نہ کیجاوے
ورنہ پشیمانی کا سبب ہوگا مین بجاے خود سمجھا کہ بچی کا مقدمہ ہے جب تک وہ صاحب عصمت و عفت ہے کیون نہ اُسکی
مرضی پر تلاش کیجاوے چنانچہ بعض اوقات نسبتین آئین اُسکو مطلع کیا گیا اُسنے انکار کیا اب حضور فرماتے ہین اگرچہ
مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہے لیکن صاحب معاملہ کو اس نسبت کی اطلاع کرتا ہون جو کچھ اُسکا جواب ہوگا عرض
کر دیا جاویگا شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ فانوس شاہ اپنی دختر کے پاس جسکا نام فانوسیہ تھا گیا اور کہا ای
دختر لخت جگر آج مین بیاہ کا تیری نسبت کے بارہ مین ذکر کرتا ہون وجہ اس بیاہ کی یہ ہے کہ طلسم کشا آگیا
طلسم چراغان جسکا مین حاکم تھا فتح ہو گیا فاتح طلسم کی اطاعت اختیار کرنا لازم آئی اور کیون نہ اطاعت اختیار کرتا کیجان کا
خطرہ تھا مع ہذا جب آپ نے سلے بھی قشت نظر کی اگرچہ اس جوان طلسم کشا کے بیان عدل سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر ثابت
ہو گئی لیکن سبب اس تمام قصہ کا طلسم کا فتح ہونا ہے سمجھنا چاہیے اُسی جوان فاتح طلسم کی فرمایش ہے کہ برہان حبشی سے
تجھکو بیاہ دیا کرون چونکہ تونے سابق مین اس بات کو مجھپر ظاہر کر دیا تھا کہ بغیر میری مرضی کے میری شادی نہ کی جاوے
اسواسطے تجھسے جواب چاہتا ہون فانوسیہ نے کہا کہ ہر دو معانی مقدار مین نے جو اپنی مرضی پر اپنی شادی کو موقوف رکھا
اُسکا سبب یہ تھا کہ عرصہ ہوا مین نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک مرد معمر سفید ریش عمامہ بر سر قباے سفید و عصا در بر
شعلے پیری در دست میرے پاس آئے اور مجھسے کہا ای فانوسیہ تجھے نصیب ہے کہ خداوند عالم نے تجھپر نظر رحمت
فرمائی جو اسوقت تیرا سامنا ہوا تو ایک مرد ضلالت شعار کی دختر ہے جو بالکل راہ راست سے آگاہ نہین ہے تجھکو چاہیے
کہ تو اپنی شادی کسی مرد مسلمان سے کرنا اور ابھی اپنی شادی نہ کرنا جب تک کہ اس طلسم چراغان کا فاتح نہ آئے
کیا عجب ہے اگر وہی تیری شادی کی تحریک کرے لیکن اسوقت بھی جسکے ساتھ منسوب ہونے کی تحریک ہو اُسکے
مذہب کو دریافت کر لینا یہی وجہ ہے کہ جب کسی سے منسوب ہونے کی خبر پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خلاف
اہل اسلام ہے مین نے صاف انکار کیا جوان فاتح طلسم جس شخص سے مجھکو منسوب کرنا چاہتا ہے اگر وہ مسلمان ہے تو مجھکو
کچھ عذر نہین ہے فانوس شاہ شہنشاہ کے پاس آیا اور کہا شہریارا فانوسیہ نے آج عجیب قصہ سنایا آج تک
مجھکو اس بات کی اطلاع نہ تھی بعد اسکے تمام تقریر فانوسیہ کی بیان کی شہنشاہ بہت خوش ہوا فانوس شاہ
نے کہا مین اس بارہ مین نہایت خائف تھا اس خیال سے کہ مبادا فانوسیہ نے انکار کیا تو سخت دقت پیش آئیگی
اگرچہ مین ہر طرح اُسکو مجبور کرنیکا ارادہ رکھتا تھا لیکن پھر بھی خالی از دقت نہ تھا حاصل کلام شہنشاہ نے
برہان حبشی کو فانوسیہ کی رضامندی کی خوشخبری دی ہنگامہ عروسی گرم ہوا ساعت سعید و آن حمید مین فانوسیہ
برہان حبشی سے منسوب کی گئی برہان حبشی شہنشاہ کا مشکور ہوا اور کہا اے شہنشاہ آسمان اورنگ ہما قدر
آفتاب آثار یہ تھی مین ایک مدت سے گوشہ نشین تھا مین ایک درویش صاحب نگاہ رہتے تھے مجھکو جو آرزو بخشی ہو ولی

میری وہ گرمی بازار + کہ ہوا تجھ سا ذرہ ناچیز روشناس ثوابت و سیار + گرچہ از دست فلک بے ہنری + ہوں خود ہی نظر میں اتنا خوار + کہ گر اپنے تئیں کہوں خاکی + جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار + شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں + بادشہ کا غلام کارگزار + نہ کہوں آپ سے تو کس سے کہوں + مدعائے ضروری الاظہار + شہنشاہ نے فانوس شاہ سے کہا اے بادشاہ طلسم بارے یہ قصہ بھی منفصل ہوا اب طلسم سیماب کی فکر کرنا چاہیے فانوس شاہ نے کہا شہریار ہم خادم بھی خدمتگذاری کو حاضر ہیں لیکن آدمی زاد کی راہ سے بادگذر کالات سے ہر شائستہ نے کہا شہریار آدمزاد کی راہ میں غلام جا سکتا ہے اگر حضور کا عزم ہی ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لے چلو اور فانوس شاہ سے کہا تم دوسری راہ سے آؤ اسنے قبول کیا شہنشاہ اور فانوس شاہ اور شائستہ طلسم سیماب کی جانب روانہ ہوئے

اب شہنشاہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو طلسمات سیماب کی جانب رواں رکھا جاتا ہے اور چند کلمہ سکندر اور خروج شہریار بن بربسا کے حال میں مسطور ہوتے ہیں

وہ ولی خدا کا حجاب ہے میں خودی سے حجاب میں ہوں
جب آتش شمع نے جلایا تو اک پروانہ تھی کہ مثل بلبل
عمل تھے لیتے ابھی عدم میں کہ لوح میں آئے اور قلم میں
وہاں بھی ہو گا نے قاصد بیان نہیں یہ کہ جائے قاصد
شراب وحدت جو پائی مستی حباب بولا نہیں ہے مستی
میں جب سے ہوں روشناس ہستی کہ تھا زمین پر نہ آسمان بھی
اسیر دنیا کی فکر میں خوش فقیر دیکھے کی سیر میں خوش
طیور عابد نماز باری بسمل عاجز نیاز و زاری
وجود آدم خدا نے قبلہ کیا سجود ملائکہ کا
سحر یہ ناصح سے گفتگو تھی ابھی سے توبہ کیا ہو گی
صبا نگہوں سے کہو نگا وہ خوار کیجیے گا میری مٹی

ہے ہر دم یہ حباب تجھ میں اگر در میں خود حباب میں ہوں
تو گر کلفت فراق میں میں وصال میں بھی عذاب میں ہوں
نہ چارہ کچھ میں خوشی میں نہ کم میں سعی میں پھر کس حساب میں ہوں
پر عزم ہو اب بجائے قاصد روانہ میں خود جواب میں ہوں
کہ کیا ہو در دریا میں میری ہستی ہوا سے نقش بر آب میں ہوں
اگرچہ تو وار دان معمورہ جہان خراب میں ہوں
وہ شوق حسن مآل میں ہوں میں ذوق حسن مآب میں ہوں
وہ اپنی فکر ثواب میں ہیں میں اپنی رائے صواب میں ہوں
گرا دست میں ہر جبین تو میں وخوش دو آب میں ہوں
زماں تو بہار وقت پیری بگو میں عہد شباب میں ہوں
کر خاک یا ہے بندگان در رسالت مآب میں ہوں

غواصان بحر معانی وسیر بیان با تمار ہمہ دانی کہاں سے بلند مضامین تو تو سمی لنگر جو ہر بیان سخن قدر دانان ہنر وفن آشکار کرتے ہیں کہ جب اس بحر زخار وملتاطم میں شدت طوفان سے تمام جہاز اور کشتیاں تباہ ہو گئیں سکندر کی بھی کشتی طوفانی ہوئی اہل کشتی بدحواس و پریشان حال عالم مجبوری میں حلقہ باندھے بیٹھے تھے جو کشتیاں متعلق اس کشتی کے تھیں ان سبکو حلقہ میں باندھ لیا تھا تاکہ متفرق ہو کے اطراف غیر معلوم میں رواں نہ ہو جائیں کوئی کہتا تھا عنقریب موت منہ میں آیا چاہتی ہے دریا کی طغیانی اس حد پر ہے کہ کسیطرح سمجھ میں نہیں آتا کہ کسیطرح نجات پا کے ساحل عافیت پر پہونچیں گے کوئی کہتا تھا ؎ مژن فال بد کاورد حال بد + خدا وند عالم میں سب طرح کی قدرت ہے ؎ قدرت خالق اضداد سے کچھ دور نہیں + مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں + کوئی کہتا تھا جو خدا ایسا ہی کرے کہ ہم سب بخیر وعافیت اس طوفان سے نجات عافیت کے کنارہ پر پہونچیں لیکن یہ خیال رہے کہ اگر خدا نہ کردہ یہ کشتی طوفانی غرقاب ہو جائے اور کوئی کسیطرح سے کنارہ عافیت پر پہونچ جائے تو ہمارے متعلقین کو ہماری طرف سے سلام کہے اور بھی جو کچھ کہنا چاہیے تھا ایک نے دوسرے سے بطور وصیت کہا راوی کہتا ہے کہ تین شب وروز وہ کشتیاں دریا میں صدمہ طوفان سے متزلزل رہیں چوتھے روز صبح کو ہوا کا زور بدلا تاریکی رفع ہوئی ملاحوں نے غل مچایا اے سواران کشتی تمہیں

رہو دکشتیان تمام رہتے قریب پہونچ گئین وہ کنارہ دکھائی دیتا ہر سب نے دوربین سے دیکھا واقعی کنارہ نظر آیا شہزادہ نے ملاحون سے کہا جلد جلد جہد کرکے کشتیون کو کنارہ پر پہونچا دو خلعت و انعام پاؤ خدا نے بڑا فضل کیا نجات سے ناامیدی ہو چلی تھی جل کو دامنگیر سمجھے تھے کشتیبانون نے بکوشش تمام دستی مالاکلام کشتیون کو کنارہ پر پہونچایا پھر تو خوشی کا نعرہ بلند ہوا سواران کشتی کشتیون پر سے اُترے سکندر نے کشتیبانون کو زر کثیر انعام مین دیا اپنے سلامت رہنے کا سجدہ شکر درگاہ پروردگار مین ادا کیا دریافت کیا کہ یہ سرزمین کون ہر جہان ہم وارد ہین لوگون نے کہا ابھی تو ہمکو بھی معلوم نہین ہر کہ یہ سرزمین کون ہر ایک شخص دوڑے آتا معلوم ہوا سب نے کہا یہ آدمی آتا ہر اس سے دریافت کرتے ہین جب وہ آدمی قریب آیا اُس سے پوچھا کہ یہ سرزمین کون ہر اس مرد اجنبی نے ازسرتاپا سبکو حیرت سے دیکھا پوچھا تم لوگ کون ہو اور کسطرح اُس مقام مین پہونچے سب نے اپنی حقیقت بیان کی اور کہا یہی سبب ہر کہ ہمکو اس مقام کا نام نہین معلوم اُس راہ رو نے کہا آگاہ ہو کہ یہ سرزمین متعلق زیرباد فرنگ کے ہر اسکو ملک بہارستان فرنگ بھی کہتے ہین سُنا ہر کسی زمانہ مین عمر بن حمزہ یونانی آیا تھا اُسنے بضرب شمشیر اس ملک کو مسخر کیا بہت کچھ مال و اسباب ہاتھ آیا وہ زمانہ اس ملک کا بہت سرسبزی کا تھا جو کوئی یہان آیا بہ مدت العمر اسکا یہان سے جانے کو نہ دل چاہا اب بھی کچھ کیفیت باقی ہر مگر ویسی کیفیت نہین ہر پوچھا کہ فی الحال اس ملک کا فرمانروا کون ہر اُسنے کہا فی الحال اس ملک کا والی و فرمانروا ملقب بہ برسیپا فرنگی تھا اسکا ایک لڑکا پیدا ہوا شہریار نام جسکا سن بارہ برس سے زیادہ نہین ہر مگر نہایت شجاع و جواد جملہ فنون سپہگری سے ماہر اب وہ فرمانروائی کرتا ہر بالاتفاق نجومیون کا قول ہر کہ صاحبقران عصر ہر لوگ اُس راہگیر کو سکندر کے پاس لیگئے اور کہا شہریار اس شخص کو اس سرزمین کے بیشتر حالات معلوم ہین جو کچھ دریافت کرنا مقصود ہو اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہر اسکندر نے اسکو اپنے روبرو بیٹھنے کا حکم دیا اور اُس سرزمین کے حالات دریافت کرنا شروع کیے وہ بیان کر رہا تھا جب اُسنے شہریار کا نام لیا اور یہ کہا کہ نجومیون کے نے کہا ہر کہ یہ صاحبقران عصر ہر سکندر کے چہرہ پر تغیر پیدا ہو گیا لوگون نے سبب تغیر پوچھا سکندر نے اور توجہ نہ بیان کیا البتہ تاکیدی یہ حکم دیا کہ ہمارے خیمے نصب کیے جائین پھر اُس راہگیر سے پوچھا شہریار کا مذہب کیا ہر اُسنے کہا خود بت پرست ہر اور جسکو بت پرستی سے نفرت سنتا ہر اسکو ہلاک کرنے کے درپے ہو جاتا ہر جتنے کہ اُسنے بت پرستی کو بہت رونق دی ہر اب تک رواج بت پرستی پر مستعد ہر اگر چند روز اور اسیطرح گذر جائینگے تو ضرور تمام دنیا مین بت پرستی پھیل جائیگی اسکندر نے کہا ہان یہ حال مجھکو بخوبی معلوم ہر خیر دیدہ باید چہ میشود راوی کہتا ہر کہ اسوقت شہزادہ اسکندر کے پاس چھ ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ کی جمعیت ہر واضح رہے کہ اسوقت جو تعداد فوج اسکندر کی بیان کی گئی ہر اس عبارت سے خلاف قیاس معلوم ہوتی ہر کہ شہزادہ نے ابھی طوفان سے نجات پائی ہر اور سرزمین زیرباد فرنگ پر پہونچا ہر مگر وجہ دفعتاً اسقدر مجمع ہو جانے کی یہ ہر کہ جو لوگ برسیپا کی شدت ظلم سے خائف تھے بخوف جان بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے باطنا بت پرستی نہ تھی اور حیلہ کے متلاشی تھے جوان ہی اُس زمین پر یہ خبر مشتہر ہوئی کہ شہزادہ اسکندر یہان پہونچا ہر اور وہ مذہب اسلام رکھتا ہر سب حاضر خدمت ہوئے اور شہزادہ کی رفاقت اختیار کی سے کہ بہت قلیل عرصہ مین جماعت کثیر ہو گئی جسکی شاہزادہ کو ہرگز امید نہ تھی تمام مملکت مین شور برپا تھا کہ فرزند محترم خداپرست وارد ہوا ہر بت پرستی کی بنیاد کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہر جو مسلمان تھا وہ خوش ہوتا اور جو بت پرست تھا وہ گھبرایا ہوا ہر طرف پھرتا تھا اور ہر ایک سے اس خبر کو بیان کرتا تھا جب کہ یہ خبر برسیپا کو پہونچی بہت گھبرایا ہر ایک سے اسبارہ مین مشورہ کرتا تھا کہ

اسوقت مین کیا کرنا چاہیے غضب ہو جائیگا اگر وہ جوان خداپرست یورش کریگا وہ خداپرست اسکندر نام
حمزہ صاحبقران کا فرزند رشید ہی اُسکی جرأت و شجاعت کا شہرہ ہی میرا فرزند شہریار ہنوز ناتجربہ کار ہی ممکن نہین
کہ اُسکا مقابلہ کرسکے سب نے بالاتفاق کہا کہ اگرچہ شہریار ناتجربہ کار ہی تاہم اُسکی فوج اُس جوان خداپرست کے
مقابلہ کو کافی ہی خود بادشاہ کے مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت ہی برسیبا نے کہا یہ سب صحیح ہی لیکن فوج اُسوقت
کام کرتی ہی جب سردار قابلیت کامل رکھتا ہی اگر سردار کمزور ہی تو کیسی ہی کثیر تعداد کی فوج ہوگی تاہم اُسکو کمزور اور
قلیل التعداد سمجھنا چاہیے مین خود اسکا بندوبست کرونگا اور وہ بندوبست یہ ہی کہ اُسکو بیہوش کرکے کوہستان فرنگ
مین بھیجا دونگا چنانچہ دوسرے روز شہریار اپنے فرزند کو اپنے پاس بلایا بیشتر انیس و جلیس کا مجمع تھا ساقی کو اشارہ
کیا اُسنے جام بلورین صراحی مرصع سے مملو کرکے شہریار کے روبرو پیش کیا شہریار کو تعجب ہوا کہ آج اول مرتبہ
مجھکو شراب دینے کی کیا وجہ مگر پھر سوچا کہ باپ کا فعل ہی اسمین کوئی مصلحت ضرور ہوگی بلاتکلف اُس جام کو
پی لیا ساقی نے دوسرا جام شہریار کو دیا اُسنے وہ جام بھی بلاتکلف پی لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد دماغ گرم ہوگیا
حواس مختل ہوگئے برسیبا نے صندوق طلب کیا شہریار اپنے فرزند مخمور کو اُسمین بند کیا فوج کو کمربندی کا
حکم دیا تا اپنی کمک مع فوج و لشکر اور وہ صندوق لیے ہوے جسمین شہریار مخمور بند تھا کوہستان فرنگ کی راہ لی
اہل شہر حیران تھے کہ برسیبا نے یہ کیا حرکت کی بادشاہ وقت کا یہ قاعدہ ہرگز نہین ہی کہ غنیم کی آمد کے وقت
دارالسلطنت کو چھوڑ کے کہین چلا جاے طرفہ تر یہ کہ باپ نے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ لیا بیہوش کرنے کی یہ وجہ
معلوم ہوتی ہی کہ خیال ہوا شاید شہریار جانے سے انکار کرے کسی نے کہا نہین صاحب خوب کیا اگر برسیبا
شہریار کو لے گیا اُسکی اس حرکت سے معلوم ہوتا ہی کہ شاید شہریار کا کوئی دشمن یہان آپہونچا ہوگا جس سے مفر
مشکل معلوم ہوئی یہ تدبیر عمل مین لایا یقین ہی کہ برسیبا شہریار کو کوہستان فرنگ مین پہونچا کے واپس آئیگا
اور پھر خداپرستون کی جنگ کا سامان مہیا کریگا اُسطرف کا حال سنیے کہ جب برسیبا کوہستان فرنگ مین
پہونچا دربار آراستہ کرکے شہریار کے صندوق کو طلب کیا اُسے کھولا شہریار کو نکالا شہریار نے جو اپنے کو
خلاف مقام مین پایا بہت متعجب ہوا مگر مطمئن اس بات سے تھا کہ میرا باپ برسیبا موجود ہی اگر کوئی غیر
شخص ایسی حرکت عمل مین لاتا تو محل خوف کا تھا کوئی مصلحت ضرور ہی مع ہذا خیال آیا کہ مجھ تو دریافت کرنا چاہیے
چنانچہ برسیبا سے مستفسر حال ہوا اُسنے کہا اے فرزند مین تیرا خیرخواہ ہون یا بدخواہ اُسنے کہا اے پدر اگر تم بھی
بدخواہ ہوگے تو خیرخواہ کون ہوگا برسیبا نے کہا جب تو یہ سمجھتا ہی تو پھر استفسار حال کی کیا ضرورت ہی جو امر
مناسب وقت سمجھے گے بیان کردیا جاویگا ابھی خاموش رہ شہریار خاموش ہو رہا اُسطرف شاہزادہ اسکندر
خیز اخیز چلا آتا تھا یہانتک کہ نواح بہارستان مین پہونچا اُسکو گمان تھا کہ سرحد بہارستان مین پہونچنے کے پہلے
برسیبا کو خبر پہونچ گئی ہوگی اُسکا سامان حرب و ضرب نظر آئیگا یہان پہونچ کے سناٹا دیکھا بہت حیران ہوا
مردمان ہمراہی سے کہا یہ کیا سبب ہی مجھکو اندیشہ ہی کہ ایسا نہو وہ کافر ذلون بدکیش ملعون کسی ایسے طریقے سے
مجھپر شبخون مارے کہ مجھکو مطلق خبر نہ ہو جاؤ اُس کافر کی خبر لاؤ کہ کہان ہی اور کیا بندوبست کررہا ہی لوگ گئے اور
بعد تجسس و تلاش آکے خبر دی کہ برسیبا بدبخت حضور کے خوف سے گریز کر گیا اور کوہستان فرنگ
کیجانب گیا ہی اسقدر حال قابل یقین دریافت ہوا لیکن یہ نہین کہہ سکتے کہ کیون گیا ہی اور کس فکر مین گیا اب اگر کچھ
بندوبست کرکے آئیگا بھی تو کچھ تردد کی بات نہین ہی بروقت جو کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا ادھر شہریار دلاور

تھا اور بھی ایک خبر عرض کرنا ہے شہزادہ سکندر نے پوچھا وہ کیا، انھون نے عرض کی ہم شہر مین گئے مخبر اور اخبار
سے یہ بھی خبر سنی کہ بعض شرفائے شہر اصل مین مسلمان تھے لیکن بخوف جان بت پرستی اختیار کرلی ہے اب کہ حضور
کی تشریف آوری کی خبر سنی باریابی کے خواستگار ہین اگر حضور اجازت فرمائین تو خدمت والا مین حاضر ہوکے
اظہار مطلب کرین شہزادہ اسکندر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ان لوگون کو اطلاع دو کہ بلا تکلف جس وقت
چاہین چلے آئین اور اظہار مطلب کرین کوئی مانع نہ ہوگا بلکہ ہماری بھی خوشی ہے ہر جلد خیمہ برپا کرو چنانچہ
اسی مقام مین خیمہ برپا ہوئے کفار کا خدشہ تھا سردارون کے خیمہ کے گرد پہرے مقرر کیے گئے اور منادی
ہوگئی کہ خبردار شب کو بہت ہوشیاری سے پہرہ دیا جاوے اپنے اپنے اسلحہ اپنے پاس رہین ہوشیار رہنا
ضرور ہے نہین معلوم تاریکی شب مین کس وقت دشمن آپہونچے چنانچہ تمام شب خوب ہوشیاری سے بسر ہوئی صبح
کو شہزادہ نے نماز پڑھی اور دولت مین دن چڑھا بعد فراغ عبادت ان لوگون کو بلایا جو کل شرفائے شہر
کی خبر لائے تھے حکم دیا کہ ان لوگون کو ہمارے پاس لے آؤ چنانچہ وہ لوگ شہر مین گئے رئیسون سے ملاقات کی اپنے
ہمراہ شہزادہ سکندر کے پاس لائے شاہزادہ نہایت خاطرداری اور عزت سے پیش آیا انکی دلداری کی اور کہا تم
لوگ کسیطرح خائف نہ ہو ہماری اس کوشش کی غرض محض رواج دین اسلام ہے جو کوئی دین اسلام کا
دوست ہے وہ بے شک ہمارا دوست ہے اسکی حمایت مین ہمکو کسیطرح کا عذر نہ ہوگا ان امرا نے عرض کیا شہریار واقعی
ہم سابق مین بھی مذہب اسلام رکھتے تھے اور اب بھی وہی اعتقاد رکھتے ہین مگر سیسا بدبخت کی بدعت
سے عاجز ہوکے ہمنے اپنے کو بت پرست ظاہر کیا تھا اسکا یہ دستور تھا کہ ہر روز گلی کوچون مین ناچ رنگ کی
صحبت گرم کرتا تھا جب اہل شہر جمع ہوجاتے تو ناچ کی صحبت موقوف کرکے فضیلت بت پرستی کی بیان
کرواتا تھا اور طرح طرح کے مال دنیا کا لالچ دیتا تھا اگر اس لالچ پر بھی کوئی اقرار بت پرستی نہ کرتا تھا تو قتل کا درپے
ہوجاتا تھا گھرون مین زبردستی بت پرست عورتون کو بھیجتا تھا اور انکی ذریعت زنان پردہ نشین کو بہکاتا تھا اگر کوئی
تعرض کرتا تھا فوراً حکم قتل دیتا تھا حقیقت امر یہ ہے کہ ہم سب اسکے اس فریب اور بدعت سے عاجز ہوگئے
تھے اور خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ کسیطرح ہمکو اس مصیبت عظیم سے نجات دے بارے ہزار ہزار شکر
اس مجیب الدعوات کا کہ اسنے دعا ہم مجبورون کی سن لی کہ حضور کے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین کو عزت
حاصل ہوئی اور وہ ملعون خائف ہوکے شہر بدر ہوگیا ۔ کاریکہ خواستم ز خدا شد میسرم + اب اسقدر
خداوند عالم سے التجا ہے کہ بار دیگر وہ ملعون یہان نہ آوے اور حضور ہی اس سرزمین پر اپنا قبضہ رکھین ورنہ
پھر وہی مصیبت ہمکو پیش آویگی شہزادہ رستم نے کہا تم لوگ مطمئن رہو اگر خدا نے چاہا تو وہ ملعون اب
اس سرزمین پر مسلط نہ ہونے پائیگا ہم بخوبی بندوبست کر دینگے تم سب اپنے اپنے گھرون مین باطمینان
تمام بیٹھو اور مثل تمہارے جو اور لوگ باطنا مذہب اسلام رکھتے ہین انکو بھی خبر پہونچا دو کہ سب باعلان طریقہ
اسلام کو جاری رکھین مطلق خائف نہ ہون اور جو لوگ بت پرست ہین ان کو اطلاع دو کہ دین بت پرستی سے
تائب ہوکے ہماری اطاعت اختیار کرین ورنہ انکی خیریت نہین ہے جہان تک مجھسے ہوگا انکی ہلاکت
مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرونگا ۔ نوبت اوگذشت نوبت ماست + یہ سنکے وہ لوگ اپنے اپنے
گھرون پر گئے اور محلون محلون منادی کر دی کہ اہل اسلام اطمینان سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھین لیکن بت پرست
اپنی ضلالت وگمراہی سے باز آوین ورنہ انکی جان کی خیریت نہین ہے اطلاع کر دی گئی ہے آئندہ انکو اختیار ہے دو

برسیسا کی گیا اسکندریہ زندہ نہ آئیگا وہ مرد مسلمان اپنے نام کا ہے اگر اسکو کسیکا بت پرست ہونا ثابت ہو جائیگا
تو کسی طرح زندہ نہیں رکھیگا پس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ فوج فوج گروہ گروہ اہل شہر اسکندریہ کے دربار میں حاضر ہوتے تھے
اور بعد آداب و تسلیمات و ثنا و صفت شاہنشاہی دین اسلام کا اعلان کرکے چلے جاتے تھے دو گھڑی دن میں پہونچ
کے اسقدر اسکندریہ کے خلق و انسانیت کی تعریف کرتے تھے کہ مرد تو مرد بیشتر عورتیں اسکندریہ کے حضور میں حاضر
ہوئیں اور مذہب اسلام کا اقرار کرکے واپس گئیں راوی کہتا ہے کہ ایک ضعیفہ صد و شصت سالہ مگر نہایت مومنہ
و پاک اعتقاد وہاں رہتی تھی جو زمانہ کے ہاتھ سے بہت مجبور و لاچار ہوگئی تھی نہ اسکا کوئی والی تھا نہ وارث
سوئی کے کام سے زندگی بسر کرتی تھی ایک بیٹا اسکا تھا اسکندریہ کے ورود سے ایک سال قبل بقضائے الٰہی
فوت ہوگیا تھا ایک تو اپنے فرزند جوان کی مفارقت میں نیم جان ہو رہی تھی نماز پڑھتی تھی اور زار و قطار
رویا کرتی تھی مزید براں جب یہ سنتی تھی کہ برسیسا ہر کہ و مہ کو دین بت پرستی کی ترغیب دیتا ہے و بدعت
کرتا ہے یہانتک کہ جو کوئی اسکے کہنے پر اعتنا نہیں کرتا ہے اسکو حکم قتل دیتا ہے بس ہر دن گوشہ تنہائی میں خاک نیاز پر
سر عاجزی رکھتی تھی اور خدائے واحد و لاشریک کی درگاہ میں بگریہ و زاری مناجات کرتی تھی کہ یا تو اس سفاک کو
جہنم واصل کر یا مجھ بیچارہ کو دنیا سے اٹھا لے تاکہ میں اس بدعت و ظلم کو اس ظالم کے نہ سنوں جب اس کو سکندریہ کے
ورود کی خبر پہونچی اور یہ بھی سنا کہ وہ جوان رواج دین اسلام پر کمر مستحکم باندھے ہوئے ہے از فرط اشتیاق ہولی اسکندریہ کے
حضور میں حاضر ہوئی دونوں کانپتے ہاتھوں سے زیر تا پا اسکندریہ کی بلائیں لیں اور کہا قربانت شوم تمکو حق عز و جل نے
واسطے اس خدائے پاک نے بھیجا میں تو مدت سے مرادیں مانگتی تھی کہ کوئی تو سرکوب برسیسا کم بخت کا یہاں آوے
کہ بندگان خدا کی جانیں اسکے دست ظلم سے محفوظ رہیں خدا تمہارے دم میں ہزار دم عنایت فرمائے اور عمر نوح
تمکو مرحمت ہو اسکندریہ کو اسکی ضعیفی پر بہت افسوس ہوا اسکا حال پوچھا اسنے تمام قصہ گذشتہ بیان کیا و کہا کہ
جوان سعادت مند اس پیرانہ سالی میں کوئی میرا خبرگیراں نہیں ہے صرف اسی کی ذات پر بھروسہ رکھتی ہوں جو آج
تک میرا کفیل حال رہا سکندریہ نے اسکا وظیفہ معقول مقرر کردیا اور ایک مکان اسکے رہنے کیواسطے بنوا دیا شہر کے
بتخانوں کو منہدم کیا انکی جگہ مسجدیں بنوائیں موذن مقرر کیے جو غربا عاجز و مجبور تھے ان سب کے وظیفہ مقرر
کردے اور مکرر سہ کرر ان سے کہدیا کہ جسوقت تمکو جس شے کی ضرورت ہو فوراً ہمکو اطلاع دینا بعد دو سکے لیے خوان
کھانے کے مقرر کیے خیرات خانہ علیحدہ جاری کیا طالب علموں کیواسطے مدرسے بنوائے بیش قرار تنخواہوں پر مدرسان
و معلمان ذو فنون کو مقرر کیا اسیطرح کے بیشتر کار خیر کیے بعد اس انتظام و بندوبست شہر اور اہل شہر کے اسکے دل میں یہ
بات خطور کیا کہ اگرچہ جناب حمزہ ثانی کی خدمت میں پہونچنا ضروری ہے لیکن یہ کہ اگر برسیسا پلید و بیحیا کا قصہ
بغیر پاک کیے اسطرف کا عازم ہونگا یہاں بہبود مسدود ہوجائیگا اور ان میگیا ہوں کو زندہ نہ چھوڑے گا فلہذا اسکا
کامل بندوبست کرکے جانا چاہیے بس چند روز کے بعد ملک بہارستان سے کوہستان کیجانب کوچ کیا ہنوز چند منزلیں
طے کی تھیں کہ وہاں یکایک برسیسا زنگی کو خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ اسکندریہ نے ملک بہارستان پر
کامل قبضہ کرلیا اہل بہارستان نے مذہب اسلام اختیار کیا جابجا مسجدیں اور مدرسے بنا ہوگئے ہیں اور
اب دین بت پرستی وہاں نام کو بھی نہیں ہے اسکندریہ وہاں کا انتظام کرکے اسطرف کا عازم ہے بلکہ عنقریب
یہاں پہونچکے بازار کشت و خون گرم کریگا ہوشیار ہو جانا چاہیے برسیسا زنگی اس خبر کو سنکے بہت گھبرایا سوچا
کہ اگر اسکندریہاں صحیح و سلامت آپہونچا تو غضب ہو جائیگا کسی بت پرست کو زندہ نہ چھوڑے گا

کوئی تدبیر معقول کرنا چاہیے مہران نام عیار شہریار کا تھا اُس کو بلایا کہا اے مہران اگرچہ تو ہشت سالہ طفل ہی
لیکن یہ مجھکو خوب معلوم ہی کہ تو اس فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہی اکثر مجھکو یہ دقت پیش آئی ہی کہ اسکندر
خدا پرست اس طرف آتا ہی اُسنے بہارستان میں اپنا عمل کر لیا اہل شہر کو مسلمان کیا یہاں بھی وہ سخت ہنگامہ برپا
کریگا قلندا سکا علاج واقعہ قبل از وقوع باید کرد تو اکثر علامتیں اولاد خواجہ عمرو کی رکھتا ہی تجھ ہی سے اس مقدمہ
میں کچھ کارروائی ہو سکتی ہی اگر تو اسکندر کو کسی فن عیاری سے گرفتار کرے گا تو میں مال دنیا سے تجھے مستغنی کر دونگا
اگرچہ اور بھی عیار ہیں لیکن اس مقدمہ میں جو کام تجھسے ہوگا کسی سے نہ ہو سکے گا اُسنے کہا خداوند یہ کام کچھ مشکل
نہیں ہی میں مہران نام نہیں اگر اُس جوان خدا پرست کو گرفتار نہ کر لاؤں مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ مصارف کثیر ہونگا
برسیبا فرنگی نے کہا مصارف کثیر کا کچھ خیال نہ کر جسقدر صرف ہوگا میں دینے کو موجود ہوں مہران نے کہا پھر کیا
ہی میں بھی موجود ہوں یہ کہکے اپنا ساز و سامان مہیا کرنا شروع کیا بعدہ کوہستان سے روانہ ہوا دو منزلہ راہ طی کرتا
چلا جاتا تھا جبکہ لشکر اسلام کے قریب پہونچا شام کا وقت تھا لشکر اسکندر کے قریب ایک درخت پر جا کے
بیٹھ رہا جب رات زیادہ آئی درخت پر سے اُترا پاسبانوں کی نظر بچاتا ہوا قریب اُس خیمہ کے پہونچا جسمیں سکندر
مقیم تھا اُسکے قریب بھی ایک درخت تھا یہ اُس درخت پر چڑھ گیا اور اس فکر میں مبتلا ہوا کہ کیا ایسی تدبیر کروں
کہ دربانوں و پاسبانوں کی نظر سے پوشیدہ خیمہ میں داخل ہو جاؤں اسی فکر میں نصف شب گذر گئی ایک پاسبان
در خیمہ ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا یہ درخت سے آہستہ سے نیچے اُترا قریب اُس پاسبان کے جا کے اس زور و
طاقت سے تیغہ اُسکی گردن پر مارا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا اور سانس تک نہ لے سکا مہران عیار خیمہ
میں پہونچا باری دار بھی بیٹھے اونگھ رہے تھے اسنے اول داروی بیہوشی باری داروں کو سنگھائی بعدہ داروے
بیہوشی سکندر کو سنگھائی باری داروں کو خنجر سے ذبح کیا اور اسکندر کو پشتارہ میں باندھ وہاں سے راہی ہوا آخر شب
سپاہی پہرہ بدلنے آئے دروازہ خیمہ پر دیکھا کہ سپاہی بے سر زمین پر پڑا وہ ہی اور سر اُسکا دور پڑا ہی خیمہ کے اندر
پہونچے وہاں بھی تمام خیمہ میں جا بجا خون کے تھالے دیکھے باری داروں کو مقتول پایا دیکھا اسکندر بھی خوابگاہ
میں نہیں ہی سبنے غل مچایا اور لوگ آئے اس سامان کو دیکھ کے ہمہ تن حیرت تھے کوئی کہتا تھا یہ کام پیر بلی کا نہیں
ہی وہ میں کوئی ایسا تھا کہ بظاہر دوست تھا باطن میں خصومت رکھتا تھا موقع پاکے اپنا کام کیا کوئی کہتا تھا یہ کام ہرگز
یہاں کسی کا نہیں ہی مفرور برسیبا نے کوئی کارروائی کی ہم پیشتر ہی کہتے تھے کہ اُسکا شہر چھوڑ کے غائب ہو جانا خالی
از مکر و فریب نہیں ہی اُس ملعون نے کسی عیار کو راہ میں مقرر کیا ہوگا جانتا تھا کہ اسکندر خبر سنکے ضرور اس طرف
آئیگا کام حسب مراد ہو جاویگا وہی ہوا اب کیا کیا جاوے غضب ہوا سردار دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا کاشکے
اُسکے عوض میں کوئی اور سردار گرفتار ہو جاتا اُسکی رہائی کی صورت خود اسکندر کرتا اب شاہزادہ کی رہائی کی
صورت کس سے ممکن ہی عالم اضطراب و مجبوری میں سب گریبان چاک کیے ہائے افسوس کے نعرے مارتے نسیم بن خواجہ
عمرو عیار شہزادہ اسکندر موجود تھا وہ بھی انگشت بدندان تھا حیرت زدہ ایک ایک سے کہتا تھا نہیں معلوم
یہ کام کس کمبخت کا ہی اگرچہ یہ ممکن ہی کہ کوہستان میں جاؤں اور سراغ لگاؤں اگر برسیبا جیسے کارروائی
سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہو رہائی کی صورت نکالوں مگر وقت نازک ہی تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده
بود اس عرصہ میں فوج اسلام کا نہیں معلوم کیا حال ہو جائے سب متفرق ہو کے اپنی اپنی راہ لیں گے جب سردار
نہیں تو فوج و لشکر کجا نسیم بن عمرو یہ کہہ رہا تھا ناگاہ سامنے دیکھا نہنگ بحر طرازی فارس میدان سرہنگی و عیاری

صبا رفتار برق کردار خواجۂ خواجگان روزگار یعنی خواجہ عمر ہوا خواہ صاحبقران والا تبار عرق میں تر از سر تا پا
گرد میں آلودہ خیزاں خیزاں چلے آتے ہیں تمام لشکر اسلام استقبال کیواسطے آگے بڑھا خواجہ کو لا کے خیمہ میں بٹھایا مزاج پرسی
کی خواجہ نے آبدیدہ ہو کر کہا کیا مزاج پوچھتے ہو غضب ہو گیا لوگوں نے گھبرا کے کہا خواجہ جلد بیان کرو کیا غضب ہو
یہاں بھی عجب سانحہ پیش آیا اور خواجہ نے کہا آج چند روز کا عرصہ ہوا ہے جو ملک خاور سے جدا ہوا ہوں کفار نے
قیامت برپا کر رکھی ہے یعنی جناب حمزۂ ثانی صاحبقران روزگار کو کفار بمکر و فریب گرفتار کر کے غار میں لیجا کے
مثل حمزۂ قدیم واجب التکریم اس ذی جاہ کو بھی عقابین پر کھینچ رکھا ہے یہ مصیبت تو تھی ہی دوسری آفت یہ سنو کہ
شہزادہ بدیع الملک کو عالم خواب میں کسی نے قتل کیا یہ سنتا تھا کہ تمام مسلمانوں میں شور گریہ و زاری بلند ہوا
تا دیر یہ ہنگامہ گرم رہا جب کسیقدر افاقہ ہوا عمر ثانی نے پوچھا بیان کیا واقعہ روبکار ہوا نسیم نے شہزادہ سکندر
کا واقعہ بیان کیا اور کہا اے معظم و مکرم مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ کون کس وقت اور کسطرح یہاں آیا جو سب کو غافل پا کے
شہزادہ سکندر کو چرا لیگیا اسطرف حمزۂ ثانی پر یہ مصیبت نازل ہوئی کہ سر زمین خاور میں عقابین پر کھینچ دیے گئے
شہزادہ بدیع الملک کی یہ حالت ہوئی کہ عالم خواب میں ہلاک کیا گیا دفعتاً شہزادہ سکندر کو اسطرح دشمن لیگئے
خواجہ عمر نے کہا اے نسیم چونکہ میں یہاں اسوقت پہونچ گیا ہوں فلہذا مجھ پر واجب ہے کہ شہزادہ رستم کی رہائی کی فکر
کروں پھر تو جو کچھ ہوتا ہے وہ تو ہوگا یعنی سر زمین خاور میں سلاطین اطراف پہونچ کے حمزۂ ثانی کی رہائی کی فکر کرینگے
یہ کہکے مع ساز و سامان عیاری وہاں سے روانہ ہوا اور اس ارادہ میں تیز روانہ ہوا کہ کسیطرح دشمن دستیاب ہو جائے
اسطرف کا حال سماعت فرمائے کہ برسیا مردود مہران عیار کے انتظار میں بیٹھا تھا اور ہر مرتبہ کہتا تھا کہ
مہران اب تک واپس نہیں آیا نہیں معلوم وہاں کیا صورت پیش آئی صبح کا وقت تھا کہ مہران پشتارہ بدوش آ پہونچا
برسیا اچھل پڑا اور کہا شاباش کام ہے کر دی اب یہ تو بتا کہ اس پشتارہ میں شہزادہ سکندر ہی ہے یا کوئی عدو پرست
ہے اُسنے کہا خداوند ممکن کیا جو میں کسی کے درپے ہوں اور وہ میرے ہاتھ سے بچ جائے اس پشتارہ میں خاص شہزادہ
اسکندر ہی ہے یہ کہکے پشتارہ پشت سے زمین پر رکھا بند پشتارہ کے کھولے اسکندر کو دیکھا تمام حاضرین گرد سکندر کے
جمع ہوگئے ہر ایک نے چاہا کہا واقعی سکندر ہے اے مہران این کار از تو آید و مردان چنین کنند ابھی اس کمسنی میں
تیری کارگذاری کا یہ حال ہے بڑا ہو کر تو کیا قیامت برپا کریگا برسیا پلید نے خلعت گرانبہا اسیوقت مہران کو دیا
اور بھی حاضرین نے بھی صلہ و تہنیت مہران کو انعام دیا کسی نے اُسکے رخساروں پر بوسہ دیے اور صورت دیکھ کے کہا
خداوند آفت کا پرکالہ ہے سچ کہو یہ تیری کارروائی ہے یا کوئی اور بھی تیرا شریک ہو گیا مہران نے کہا کیا کہتے ہو
مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے یہ تو اسکندر ہے اگر خود حمزہ صاحبقران ہوتا تو اُسے گرفتار کر لاتا برسیا نے
کہا اے مہران دیر نہ کر شہزادہ سکندر کو زنجیر میں بخوبی بستہ کرے اور ہوش میں لا کے کسی مقام محفوظ میں قید کر اسکی
قید و بند کا بھی بندوبست تیرے ہی حوالہ ہے خبردار رہنا کہیں بچہ ہی کو دغل نہ دینا مہران نے کہا اے بادشاہ عظیم یہ
کیا مجال کہ یہ جوان خدا پرست میری قید سے رہا ہو جائے یہ کہکے سکندر کے دست و پا کو زنجیروں سے جکڑا
اس اہتمام میں اور کفار بھی مہران کے شریک ہوگئے وجہ یہ تھی کہ مہران ابھی کمسن تھا یہاں ہنوز یہ بند و بست
درگرفت ہو رہی تھی کہ خواجہ عمر ثانی آ پہونچا ایک عیار بچہ کو دیکھا کہ پسران عمر کے بالکل مشابہ ہے خواجہ حیران ہوا کہ
یہ کیا ماجرا ہے ان فرنگیوں کو پسران عمر سے کیا نسبت کس طرح یہ عیار بچہ ان تک پہونچا اسطرف برسیا نے سکندر کو ہوش
میں لانے کا حکم دیا مہران نے فتیلہ دفع بیہوشی سے شہزادہ سکندر کو ہوشیار کیا جونہیں شہزادہ سکندر کی آنکھ کھلی اپنی

حالت پر بہت متعجب ہوا خدا کے نام پر سلام کیا برسیما اسکی طرف دیکھ کے قہقہہ مارکے ہنسا اور کہا اے
جوان خداپرست دیکھا تو نے بت پرستی میں ایسی برکت ہے کہ تجھکو اسطرح بسہولت گرفتار کر لیا تجھکو گمان تھا کہ
بہارستان فرنگستان میں بھی باطمینان تمام بت پرستی کو نیست و نابود کرکے خداپرستی کو رواج دونگا میں نے تیرے حال پر
رحم کیا جو اسوقت تک تجھے زندہ رکھا ورنہ ابتک تجھے ہلاک کر چکا ہوتا اب تجھکو تیرا خدائے نادیدہ بچاتے نہیں؟ تا
یا اسکا کوئی مقرب تیری حمایت نہیں کرتا تیرے ہمراہی خداپرست کہاں ہیں تجھکو اسطرح گرفتار ہونے دیا اور کچھ
تیری حمایت نہ کرسکے اب بھی خیریت ہے اگر تو خدائے نادیدہ کی بندگی ترک کرکے بت پرستی اختیار کرے ہم تجھکو اپنی
فوج میں عہدہ اعلے دینگے اور ہم پر کیا موقوف ہے خود خداوند بت بزرگ کو تیری رعایت مدنظر ہوگی تیری ترقی
میں کوئی درجہ باقی نہیں رہیگا اور اگر میرے کہنے کے خلاف عمل میں لائیگا یعنی اپنے دین آبائی پر قائم رہیگا یقین
میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگا اور تیرے ہلاک ہونے کے بعد بھی یقینا خداوند بت بزرگ تجھپر اپنا عذاب نازل کریگا
شہزادہ اسکندر کی طبیعت میں اسکی اس تقریر سے نہایت اشتعال پیدا ہوا کہا او مردود پلید کیا بیہودہ بکتا ہے
یقین سمجھ کہ اگرچہ میں عالم گرفتاری میں مجبور ہوں اور ہر طرح ہلاک کیا جاسکتا ہوں لیکن اسوقت بھی خاص تیری
ہلاکت کیواسطے کافی ہوں اگر تجھے یقین نہ ہو تو کہہ دکھا دوں اسکندر کی اس تقریر سے برسیما پر ایسا خوف
طاری ہوا کہ اسکندر سے پھر ہمکلام نہ ہوا جلاد کو حکم دیا کہ جلد اس خداپرست کا کام تمام کر مجھکو اس سے اس گرفتاری
کی حالت میں بھی خوف معلوم ہوتا ہے جہانتک ممکن ہو اسکا کام جلد تمام کر دیا جاوے مہران نے کہا اے بادشاہ اسقدر مخالف
ہونا بیکار ہے اسکندر خوب مستحکم بستہ ہے کیا کر سکتا ہے برسیما نے کہا اے مہران تو نہیں جانتا یہ خداپرست ہمیشہ
ہر وقت غالب رہنا چاہتے اگرچہ کیسے ہی مستحکم بستہ ہوں جب انکی طبیعت میں اشتعال پیدا ہوتا ہے تو کسی
چیز کی حقیقت نہیں سمجھتے اسوقت خداوند بت بزرگ کو بھی ان کے حال پر رحم آجاتا ہے وہ ان کی مدد کرتا ہے یہی
وجہ ہے کہ اس حالت میں جو کچھ انکا ارادہ ہوتا ہے پورا ہوتا ہے اس مرتبہ پھر اسکندر نے باواز بلند کہا او پلید دیکھ
اپنی زبان کو لگام دے تیرے بت بزرگ کی کیا لیاقت ہے کہ کسی کو کچھ مدد دے سکے گا ہمارا خدائے وحدہ لاشریک
ہر وقت ہماری حمایت پر آمادہ رہتا ہے اور اسی کی مدد سے ہمارا ہر ایک ارادہ پورا ہوتا ہے برسیما نے کہا اب وہ قدرت
وہ کہاں ہے اسقدر عرصہ ہوا لیکن اب تک اسنے تیری مدد نہ کی اسکندر نے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا تو
بیہودہ گوئی پر آمادہ ہے دکھا کن قدرت خدا کا تماشا برسیما نے جلاد کی طرف منہ پھیر لیا اور کہا جلد اس
خداپرست کا کام تمام کر کیوں تاخیر کرتا ہے جلاد نے دست بستہ عرض کیا اے لنگر کردہ خداوند بت بزرگ بیشک یہ مرتبہ حکم
قتل صادر ہوا لیکن یہ بھی معلوم ہے کہ یہ جوان کون ہے برسیما نے کہا مجھکو اسقدر معلوم ہے کہ تجھے نہیں معلوم تجھکو اس قصہ
سے کچھ کام نہیں جو کچھ ہم حکم دیتے ہیں اسکی تعمیل کر اسنے کہا کیونکر دفعتًا تعمیل حکم کیواسطے مستعد ہو جاؤں تیغ اس جوان
خداپرست کو علی العموم آدمیوں میں سے سمجھا ہے یہ جوان حمزہ صاحبقران کا فرزند حمزہ ثانی کا بھائی ہے
اوسنے سے ویسے شخص کی ہلاکت کیواسطے بھی دانشمندوں کا قول ہے کہ پھر نتیجہ تامل اولے ہے اسوجہ سے کہ اس صورت میں
اختیار باقی رہتا ہے اگر مناسب ہوتا ہے ہلاک کیا جاتا ہے اگر کسی نوع کا ضرر متصور ہوتا ہے اسکو رہا کر دیا جاتا ہے عجلت کاری
میں مصلحت فوت ہو جاتی ہے اور پھر کسیطرح کا تدارک نہیں ہوسکتا ع یک سہل ست زندہ بیجان کردن کشتہ را
بازندہ نتوان کردن شعر دل ست صبر تیر انداز را + کہ چو رفت از کمان نیاید باز + اگرچہ میں تابع فرمان ہوں لیکن
پیشتر کے دیتا ہوں کہ اسکا ہلاک کرنا سہل نہیں ہے جلاد کی اس تقریر سے برسیما معلوم بہت برہم ہوا اور بصدلے

عقعب نے کہا تو نہین مانتا خواہ مخواہ تقریر کو طول دیتا ہے جلد ہلاک کر ورنہ اسکے عوض مین مین تجھے ہلاک کر دونگا
عمر ثانی نے ارادہ کیا کہ کچھ متعرض ہون پھر سوچا کہ مدعا نہین ہے اگر مین بھی گرفتار ہوگیا تو پھر کوئی کارروائی نہ ہوسکے
گی جانب آسمان سر بلند کیا اور مناجات کرنا شروع کی کہ اے خالق یکتا و اے قادر بے ہمتا ہے قدرت ہے تیری بڑی
خدایا + اپنی قدرت و جلال کا واسطہ اس جوان کو دشمن کے دست ظلم سے بچانے اسطرف سکندر کو بھی اپنی
زندگی سے ناامیدی ہو چلی تھی خدا سے لو لگائے ہوئے تھا اور دل مین کہہ رہا تھا کہ خداوند میری اس کشش و کوشش
کی غرض خاص دین اسلام کی ترقی ہے اگر مین اس ظالم کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاؤنگا تو اہل اسلام کی ہمت پست
ہو جاویگی بت پرست سر اٹھائینگے ہزارہا تیرے بندون کی جانین تلف ہو جائینگی عمر ثانی اور اسکندر دونو
اپنی اپنی جگہ اصلاح کی دعا و مناجات کر رہے تھے کہ یکایک عقب بارگاہ سے غل کی آواز معلوم ہوئی سب حیران
ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے غل کیون ہوتا ہے دفعتاً شاپور نمودار ہوا اور اسطرح جلاد کے قریب پہونچا کہ مطلق کسیکو خبر نہ ہوئی آتے
ہی ایک وار مین جلاد کا کام تمام کیا اسکندر کیجانب متوجہ ہوا اور چاہتا تھا کہ شہزادہ کو اٹھا لیجائے اسکندر نے کہا
اے شاپور مطمئن رہو اپنے کام مین مصروف ہو مین اپنا بند دست خود کھولے لیتا ہون یہ کہا اور اس زور سے جھٹکا مارا
کہ تمام بندہائے دست و پا شکستہ ہوکے زمین پر گرے عمر ثانی منتظر وقت تھا خنجر کا وار کرتا ہوا وہ بھی وہان آپہونچا
جو سامنے آگیا وہ ختم تھا اسطرح چند آدمی کشتہ ہوئے کہ ایسے منتشر الحواس ہوئے کہ کوئی چارہ جوئی نہ ہوسکی جسکو
جسطرف بنا وہین جا چھپا شاپور شیردل بارگاہ برسیبا سے جنگ کنان باہر آیا لشکر اسلام کی طرف چلا راوی
کہتا ہے کہ شہریار پسر برسیبا شکار کو گیا تھا صید و شکار سے فارغ ہوکے بے مکان کیطرف مراجعت کی اثنائے راہ
مین اسکو خبر پہونچی کہ ایک جوان خداپرست اسکندر نام تیرے باپ کی قید مین مبتلا ہوگیا تھا ہنوز اسکے قتل کی
نوبت نہین آئی تھی کہ دفعتاً شاپور شیردل نام ایک جوان خداپرست دربار برسیبا مین پہونچا جلاد کو ہلاک کیا ہنگامہ
گشت و خون گرم کیا اسکندر کو رہا کر لیگیا تمام اہل دربار جان بچاکے بھاگے ورنہ سب ہلاک ہو جاتے وہ بہت برہم
ہوا اپنے باپ کے پاس پہونچا اس سے اس واقعہ کو دریافت کیا برسیبا خائف و لرزان بیٹھا تھا اسنے کہا اے فرزند
خیریت ہوئی خداوند بت بزرگ نے رحم کیا ورنہ اس جوان خداپرست نے میری ہلاکت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا تھا مجکو کیا معلوم تھا کہ اسطرح کی آفت نازل ہو جائے گی شہریار نے کہا اے پدر چند نفر مسلمان آگئے
اور انھون نے اپنے قیدی کو رہا کر لیا تمسے کچھ نہ ہوسکا برسیبا نے کہا اے فرزند کیا کہون ایسی ہیبت طاری ہوئی
کہ کوئی تدبیر سمجھ مین نہ آئی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون کے پاس کوئی افسون ہے شہریار نے اسلحہ طلب کیے سامان جنگ
و حرب سے آراستہ ہوکے اسکندر کی تلاش مین چلا برسیبا نے کہا اے فرزند تو کیون اپنے کو تکلیف دیتا ہے تو ابھی
کم سن ہے مسلمانون کا تعاقب کرنا سہل نہین ہے شہریار بہت برہم ہوا کہا اے پدر تمھارے اس خوف نے اسکندر کو رہا کر دیا
ورنہ ممکن نہ تھا کہ شکار ہاتھ مین آکے نکل جاتا اب تم مجھسے متعرض ہوتے ہو اگر تمکو خوف ہو تو اپنی جگہ اطمینان سے
بیٹھے رہو مجھسے جہان تک ممکن ہوگا اسکندر کو سزائے مقتول دونگا برسیبا نے کہا یہ کسطرح ممکن ہے کہ تو اس سن
مین ایسی جرأت کرے اور مین اطمینان سے بیٹھوں غرضکہ یہ دونون پدر و پسر اسکندر کی تلاش مین روانہ ہوئے
فوج بھی ساتھ تھی اسطرف اسکندر نے شاپور شیردل اور عمر ثانی سے راہ مین حالات گذشتہ پوچھے عمر ثانی
نے از اول تا آخر حمزہ ثانی کا حال بیان کیا اور کہا اے شاہزادہ والا قدر کافرون نے اس والا جاہ کو ملک خاور مین عقابین کے
پہنچ دیا ہے اگر عرصہ ہوگا خدا نا کردہ ضرور ہلاک ہو جائیگا مین نے جا بجا سلاطین کو اسی مضمون کے نامے پہونچا دیے

ہین بانیغین وہ سب سرزمین خاور مین ہوگئین ہوگئے اسیطرح شاپور شیر دل نے احوال شہزادہ بدیع الملک
کا بیان کیا اور کہا خدا خیر کرے مسلمانون کا ستارہ گردش مین آیا ہوا ہے عجب کیسے ایسے معزز محترم مسلمانون کا یہ
حال ہے تو عوام الناس کا کیا ذکر ہے یکایک عقب سر نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی کہ باش ای اسکندر نبیرۂ حمزہ تو کہان جاتا
ہے میرے ہاتھ سے افسوس کہ مین اسوقت دربار مین موجود نہ تھا شکار کو گیا ہوا تھا بعد کو یہ حال مجکو معلوم ہوا ورنہ
مجکو دو دیر سے سوداگرون کو ایسی سزائے معقول دیتا کہ ہمیشہ یاد رکھتے اور اب بھی موجود ہون اگرچہ تو ہماری قید
سے رہا ہوگیا اور نہین معلوم اسکی کیا وجہ تھی کہ میرا پدر مجکو عالم بیہوشی مین یہان لے آیا اور مجکو اس حال کی
اطلاع نہ دی کہ تو آمادہ فساد ہے ورنہ اسیوقت مین کامل بندوبست کرتا میرا تیرا مقابلہ کبھی نہین ہوا ہے دیکھ میری
قدرت وطاقت کو ــــ بیا ما بچہ داری زمردی نشان ÷ کمان کیانی و گرز گران ÷ اسکندر نے خوب غور سے
اسکی صورت دیکھی بعض نشانات اولاد ابراہیم علیہ السلام نمایان ہوئے حیرت ہوئی کہ یہ کیا بھید ہے اس فرنگی کو یہ
جوان کمان دستیاب ہوگیا شہریار نے کہا ای سکندر کیا صورت سے دیکھتا ہے اگر مرد میدان ہے کیون نہین ہنگامہ کارزار
گرم کرتا اسکندر اسکا مقابل ہوا شہریار نے چند وار نیزہ کے شہزادہ اسکندر پر کیے ہر وار سے معلوم ہوتا تھا کہ سکندر
کی خیریت نہین دیکھنے والون کے حواس باختہ تھے شاپور اور عمر ثانی دور سے شہریار کی حرب وضرب کا تماشا دیکھ
رہے تھے اور آفرین کر رہے تھے کہ ہفت سالگی مین تو اسکا یہ حال شجاعت ہے اگر پورا جوان ہوگا تو کس غضب کی
اسکی کارزار ہوگی کبھی اسکندر کے حق مین دعا کرتے تھے کہ خداوندا مسلمانون کی عزت تیرے ہاتھ ہے اس طفل نوعمر
کے ہاتھ سے شہزادہ سکندر کی جان بچانا یہان تک کہ پہر بھر کامل رد وبدل رہی کوئی غالب ومغلوب نہ ہوا اسنے وار کیا
اسنے روکیا اسنے وار کیا اسنے روکیا شہریار نے تلوار میان سے کھینچی عمر ثانی نے پکار کے کہا ای سکندر والا قدر
خبردار ہوشیار ہوجاؤ تمہاری جنگ کا رنگ بد نظر آتا ہے اس طفل کو خورد سال نہ سمجھنا بلائے بے درمان ہے اگر اسنے
تلوار کا وار کیا اور تمسے وار رد نہ ہوسکا تو قیامت کا سامنا ہوجائیگا علاوہ جان ضائع ہونے کی ندامت بھی ہوگی کہ لوگ
طعنہ دینگے کہ ایک طفل خورد سال کے مقابلہ مین مسلمانون نے شکست کھائی اگر کوئی جوان پہلوان ہوتا تو کچھ مضائقہ
نہ تھا اسکندر نے کہا ای خواجہ تم تماشا دیکھو انچہ در دیگ ست بکچہ می آید شہریار نے تلوار علم کی اسکندر نے سپر
سر کی پناہ کی تا اینکہ شہریار نے تلوار کا وار سپر پہ کیا آواز تراق پیدا ہوئی آسمان سے ایک ہاتھ پیدا ہوا شہریار کو اٹھا لے گیا
شہریار نے باواز بلند کہا ای سکندر تیری عمر کا رشتہ ابھی قطع نہین ہوا تھا جو تو میرے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ آج مین تجکو
ہرگز زندہ نہ چھوڑتا جاتے اور یہ صدمہ اٹھاتا اسکندر نے حیرت سے جانب آسمان نگاہ کی اور جواب دیا کہ ای طفل
تیری کیا مجال تھی جو تو مجکو کسیطرح کی گزند پہونچا سکے میرے ہاتھ سے خدا کو تیری جان بچانا تھی جو تو گرفتار غیب ہوگیا
مگر دل مین سکندر بہت خوش ہوا اور کہا خوب ہوا کہ اس طفل کو دست سمائی اٹھا لیگیا ورنہ آج عزت بچتی شہریار کو
اسطرف دست آسمانی اٹھا لیگیا اسطرف برسیا نے گریبان چاک کیا تاب مقاومت باقی نہ رہی ناچار جانب
کوہستان اپنی جائے پناہ کی راہ لی عمر ثانی اور شاپور شہزادہ سکندر کو لشکر مین لائے اور کہا ای شہزادہ آج خدا نے
بڑی خیر کی کہ اس طفل کیواسطے ایسا سامان غیب سے پیدا ہوگیا ورنہ ہمکو بہت توحش تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے سکندر
عمر ثانی کیطرف متوجہ ہوا اور کہا ای خواجہ اسوقت تو مجکو اور خیالات تھے اچھی طرح تمہارے بیان کو نہین سنا
عمر نے یکبار دیگر مقدمہ مقید ہونے حمزہ ثانی بیان کیا اسکندر خوب رویا اور کہا ای خواجہ مجپر فرض ہے کہ پہلے جناب
حمزہ ثانی کی رہائی کیواسطے ملک خاور کو جاؤن عمر ثانی نے کہا بے شبہ میری بھی یہی رائے ہے شاپور شیر دل نے کہا مین بھی ہمراہ

ہوں خواجہ عمرو سے کہا تم کہاں جاؤ گے خواجہ نے کہا میں فرموسیہ کیجانب جانا چاہتا ہوں نہایت ضرورت ہے ورنہ آپکے
ہمراہ چلتا چنانچہ رخصت ہوکے روانہ ہوا اسکندر نے تجویز کیا کہ براہ دریا چلنا لازم ہے اسواسطے کہ خاور میں جہانتک
جلد پہونچوں مناسب ہے کنارہ دریا کے آکے کشتیاں کرایہ کیں خاور کیجانب روانہ ہوا راہ میں دعا و مناجات
درگاہ باری تعالی میں کرتا جاتا تھا کہ خدا ناشناسانہ ہو کہ دریا میں کسیطرح کا صدمہ ہو اور کوئی ایسی وجہ پیدا ہو جائے
جسکی وجہ سے منزل مقصود پر پہونچنے میں تاخیر ہو بلکہ اپنی قدرت کاملہ سے ہوا موافق کر دے چند روز کے بعد
حوالی روم میں پہونچا ملاحان سے ملاقات ہوئی ملاحان کو خلعت گران بہا دیا وہاں سے روانہ ہوکے نواح فرشیہ
میں پہونچا خاقان ناموس امیر صاحبقران با ناموس اکثر امرا سلیمان فارسی وہاں مقیم تھے سلیمان کو جاسوسوں
نے خبر پہونچائی کہ شہزادہ اسکندر فرزند امیر ملک فرنگ سے اسطرف کا عازم ہے بلکہ قریب پہونچ گیا ہے کیا عجب ہے اگر
عمر ثانی نے اس شہزادہ والا قدر کو خبر پہونچائی ہو کہ قارن نے حمزہ صاحبقران ثانی کو گرفتار کرکے ملک خاور میں عقابین پر
پرویز نے کھینچ دیا ہے شاہزادہ کو خاور میں لیے جاتا ہے یہ خبر محل میں پہونچی نقارہ شادمانی بجنے کا حکم صادر ہوا کیونکہ
مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد مردان اسلام و فرزندان امیر یہاں پہونچے تھے ملکہ خاتون ملکہ مہرگہر تاجدار مادر
حمزہ ثانی نے حکم دیا کہ جلد سامان دعوت مہیا کیا جاوے اور مجلس عالی منعقد ہو کوئی عالیشان محل اس تقریب
دعوت کیواسطے فرش و فروش شیشہ آلات سے آراستہ کیا جاوے چنانچہ قصر رفیع آراستہ کیا گیا انواع اقسام
خوشبویات سے بسایا گیا شہ نشین پر تخت یاقوت نگار بچھایا گرد و پیش کرسیاں اور صندلیاں سلیقہ سے بچھائی
گئیں ملکہ گردیہ بانو - گوہر ملک - یاقوت ملک - گیتی افروز - عالم آرا - جہان افروز - ملکہ ابطال پوش
ملکہ ناہید - مہر تاج بخش - ماہ زرین کلاہ - ملکہ گل پوش - قیصر شمسیہ خاتون - خورشید
ترانہ گوہر پوش - صنوبر بانو - مشک بو - کاکل کشا - ملکہ صاحبہ - وغیرہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ ان رنگون
کرسیوں پر متمکن و نیز زنان عمر مسعود جنگی - ماہ مشرقی - گلچہرہ حبشی - زلیخا بانو - فتانہ - فتنہ - ماہ تابان - مہر جہان
ملکہ سرو سیمتن - اس محل بہشت آئین میں حاضر ہوئیں طرح طرح کے ساز آکے نذر درست کیے گئے غزل شروع کی - غزل

عشق اسکا جان کھوتا ہے ہر بے نظیر کی
سیدھی کا ہے سمجھے تو اگر اٹھی کبیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
تاثیر اسمیں بھی ہے دعائے امیر کی
دیوانہ کسکی زلف کے دروازہ کا ہے پیل
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی
دم بند اسکا زلف سوں نے مرے کر دیا
سوکھے میں جسکے لگتی ہے گردن نقیر کی
چھپتا ہے میں نے جاکے چمن کو در میں
حسرت ہے رہ گئی لب معشوق شیر کی
میں وہ چارہ کو ہے حاصل کمال حسن
طفلی میں تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

اس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی
صحرا سے جلا ہے مجھے شہر کی طرف
سودا مرے سوال ہے صورت فقیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
زنجیر میں ہائے ملا ہے فقیر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہوئی خمیر
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہے صفیر کی
دیکھا شریر کا رخ دیوانہ کا کوئی
لی ہر قسم بتوں سے خدائے قدیر کی
آنکھیں لگے کدھر سے کہاں جا لگے نشانہ
رخ میں صفا ہے سینہ روشن ضمیر کی
ابھی شرارتوں سے نہ باز آئے آسمان

بیہودہ گفتگو میں مرد فقیر کی
گم عقل ہو گئی ہے جنون سے مشیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی
اشتر سے اس صنم کے بدن کی ملاحت
رنگ آئینہ میں ہے گلال کا بو ہے عبیر کی
وصل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
اس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی
حسن تو دے میں شریک ہوئی اپنی ناک سے
اول کی کچھ خبر ہے نہ ہم کو اخیر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کروں
کو دل مرا بھی ہم کو خوشی آئی ہے پیر کی

سوا اے راہ یار کا اللہ رے اثر + جادہ ہی جو ہے زمین پر لکیر کی + اس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہی نہ سنا
اتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی + ملکہ گردیہ بانو اور گہر تاجدار نے خواجہ سراؤن کو اسکندر کے استقبال کو بھیجا
بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہمارا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا ہی ہم تمھارے آنے سے بہت خوش ہوے۔ شاہ سلیمان و
مظفر بن ضیغم۔ آردشیر کوہ جندیل گراں۔ قارن کرگدن سوار۔ بہرام مشت زن بھی اسکندر کے استقبال کو واسطے
آئے شاہ سلیمان دو رسے پیادہ ہوا اسطرف شاہزادہ سکندر بھی پشت مرکب سے زمین پر آیا بہ کمال شوق و محبت دونون بغلگیر
ہوے تمام اہل شہر جو تھانے مخلوقہ شاہزادہ سکندر کے دیکھنے کے واسطے آئے غرضکہ خواجہ سرا اسکندر کی خدمت مین حاضر ہوے
ملکہ گہر تاج کا پیام عرض کیا اسکندر نے کہا اچھا توقف کرو مین چلتا ہون حمام کرکے لباس تو تبدیل کیا خواجہ سراؤن
کے ہمراہ محل مین پہونچا لشکر بیرون شہر مقیم رہا شاپور اپنی مادر گرامی کی خدمت مین پہونچا بکمال ادب آداب عرض کیا
اس خاتون سراپردہ عصمت نے بکمال شفقت عادی از راہ محبت سے اپنے فرزند کا سر سینہ سے لگایا اسکندر اپنی مادر گرامی
کی خدمت مین حاضر ہوا آداب عرض کیا ملکہ مہر تاج بخشش اپنے فرزند کو دیکھ کے محبت مادری سے بے تابانہ روئی
اور ازسرتاپا سکندر کی بلائین لین اور کہا اے نور نظر خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر ہی کہ تمکو پھر صحیح و سلامت دیکھا یہان مجھکو طرح طرح
کی بدخبرین پہونچتی تھین ہر روز علے الصباح سر برہنہ زیر آسمان تمھاری سلامتی کی دعا مانگتی تھی سکندر نے کہا اے مادر
گرامی قدر حضور کی برکت دعا سے مین اسوقت تک صحیح و سلامت ہون ورنہ ایسی ایسی ہلکون مین گرفتار ہو گیا تھا کہ جان کا بچنا
محال تھا ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ گہر تاجدار نہایت شفقت بزرگانہ سے پیش آئین سکندر نے انکے پاؤن پر سر
رکھدیا اور کہا اے تاجداران مملکت عزت و عظمت یہ خادم حاضر خدمت ہی جو حکم ہو بسر و چشم بجا لاے ان دونون خواتین
نے دست شفقت اسکے سر پر رکھا اور کہا اے فرزند تو ہمارا نور نظر ہی تیرے دیدار سے ہماری آنکھون کو خنکی حاصل ہوئی
یہ کہکے اپنے پہلو مین جگہ دی اور حکم دیا کہ رقص و نوا کا ہنگامہ گرم ہو فوراً زنان مطربہ و تامہ حاضر ہوئین پیشتر مہ جبین مبارک باد

گائی بعد یہ غزل شروع کی سے
نہ جا اے نامہ بر اسکی گلی مین جان کا ڈر ہی
صفائی ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہی
کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رونا ہی
غنیمت ہی جو میرے غمکدہ کا قبلہ و در ہی
بلائے عشق سے بھاگون نہ کیونکر گور کیجانب
دھوان ہون مین سیہ بخت اور جذب دم ہی

قیامت پائمال جلوہ رفتار دلبر ہی
کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہی
دہن ہی چشمہ آب بقا خط ہی خضر اسپر
میسر ہی پارۂ دل ہشک کے دریا مین عنبر ہی
رہا بیتاب و نالان زندگی بھر درد غم
برائے طفل ترسیدہ پناہ آغوش مادر ہی
شفا تدبیر سے کیا ہوگی مجھ بیمار ہجران کو

جو اسکا نقش پا ہی وہ تجہ خورشید محشر ہی
قیامت کیون نہ ہو جب وہ مجھے جائے اجل تک
بھرا جو دل مرا مجھ دم یہ تو پا سکندر ہی
نکلجا ئیگا نکلنے نکلتے اسکی راہ دم اک دن
خداوندا جرس شاید میرے طالع کا اختر ہی
اڑا جاتا ہون اسکو چہ کی مین بے اختیار مین
کہ آب زندگی بے یار مجھکو آب خنجر ہی

ملکہ گردیہ بانو شہزادہ سکندر کیجانب متوجہ ہوئی اور کہا اے فرزند ارجمند اگرچہ مجھکو نازیبا ہی کہ تم سے ناب کی نسبت
کچھ تجھسے پوچھون ہان اسقدر کہنا چاہتی ہون کہ تم اسوقت کسیقدر رنجیدہ معلوم ہوتے ہو اگر تم عادی ہو تو
مین مانع نہین ہون اسکندر نے کہا اول تو مین ایسا شوق نہین رکھتا اور بالفرض ایسا شوق ہوتا بھی تو یہ
کون موقع تھا کہ جناب حمزہ والا قدر کفار کی قید مین مبتلا ہی اور مین مدہوشی مین مبتلا ہوتا
جو نہی ان خواتین نے صاحبقران ثانی کی عقابین پر کھینچے جانیکا حال سنا زار و قطار رونا شروع
کیا علے الخصوص ملکہ گوہر جاندار دختر نوشیروان کا وہ خراب حال ہوا کہ نوبت ہلاکت کی پہونچی
جب سب خواتین نے دیکھا کہ ملکہ کا حال نہایت ردی ہی سب سے فہمایش کرنا شروع کی کہ اے ملکہ کیون اسقدر

ہلاک ہوتی ہو اگرچہ حمزہ ثانی فی الحال گرفتار بلا ہو گئے ہیں تسرزمین خاور میں پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا ہو کچھ تردد کی بات نہیں ہو بیشتر دلا در اُس والا جاہ کی رہائی کیواسطے چلے جاتے ہیں حکم کیا کہ کوئی ضلالت شعار اُس عالیجاہ کے موے بدن کو کسی تیغ کا صدمہ پہونچا سکے ابھی خاور کی زمین اُلٹ دی جاویگی ایک متنفس وہان زندہ نہ رکھا جائیگا اگرچہ پرویز نے حمزہ ثانی کو گرفتار کیا مگر اس بات کو وہ بھی جانتا ہو کہ حمزہ ثانی کا ہلاک کرنا سہل نہیں ہو صرف مسلمانوں کو خائف کرنے کی غرض سے اُسنے یہ بندوبست کیا ہو جب اسطرح کی نہمایش سے ملکہ گوہر جاندار کو سکون ہوا ملکہ گرد یہ بانو نے شہزادہ بدیع الملک کا حال پوچھا اسکندر نے کہا بدیع الملک ایران کی طرف گئے تھے مین نے بھی سُنا تھا کہ ملک خراسان اور مازندران فتح ہو گیا فی الحال اُس والا جاہ کا حال نہین معلوم ہو گیتی افروز اور عالم آرا نے شہزادہ رستم ثانی کا حال پوچھا اسکندر نے کہا شہزادہ رستم ثانی قاف کیجانب گئے ہوے ہین غرضکہ شاہزادہ سکندر شہر میں ین روز تک مقیم رہا چوتھے روز سب سے رخصت ہو کے ہمراہ فوج و لشکر ملک خاور کیجانب روانہ ہوا

شہزادہ سکندر کو ملک خاور کیجانب روان رکھا جاتا ہو اور کچھ حال داراب کشورکشا اور خروج لاجورد شاہ کا قلمبند ہوتا ہی

روز شمار بخشا جسے نعیم کا
اندیشہ نارسائی عقل فہیم کا
حسرت سے نام رب جان بخش ہو سوز
ابجد میں رتبہ بعد الف بے ہی جیم کا
نظم ملائکہ کے قصیدہ سے کم کیا
بیرے سیاہ نامہ کی جا در نعیم کا
امید ہو کہ جاؤنگا سید جابجشت میں
دم مارتا ہون گلشن عفو قدیم کا

تھا کام اُس خدا سے غفور رحیم کا
وحدت سے یہ مراتب کثرت ہوئی کی
آغاز حشر و نشر عظام رمیم کا
خاطر شکستگی ہو کلید در فتوح
یہ تنگ قافیہ ہوا دیو رجیم کا
زلف صنم ہو طول میں یا نہ سیاہ
زنار دار ہو کے رہ مستقیم کا
گر آرزو ہے روضۂ دارالسلام کی

شاکی ہو کنہ ذات کے ادراک سے ہو
احمد ہے جب مدد میں لگا صفر میم کا
بالطبع راستون کو تقدم کجون پہ ہو
اندیشہ ذوالفقار ہو ہر دل دو نیم کا
شام فراق کی شب یلدا ہو اک ورق
مجموعہ خوب ہو میرے خلق ذمیم کا
گل کر دن چراغ گناہ خجل ضلال
سائل قدیما خدا سے ہو قلب سلیم کا

راویان خبار تازہ و محرران مضامین بے اندازہ کا بیان ہو کہ داراب کشورکشا کی کشتیان تباہ ہوتی ہوئی جانب غیر معلوم چلی جاتی تھیں اور ہر ایک سوار کشتی اپنی زندگی سے ناامید تھا دعا و مناجات کا بھی کوئی وقت باقی نہیں رہا تھا چند روز کا زمانہ گذرا تھا خیال تھا کہ اگر خدا کو بچانا ہو تا تو ہم سب اس طوفان سے نجات پا کے ساحل عافیت پر پہونچ جاتے معلوم ہوتا ہو کہ اب ہماری عمر کا جام لبریز ہو چکا ہو دفعتاً ایک کشتیبان نے پکار کے کہا اے سواران کشتی ہم تمکو خوشخبری دیتے ہین کہ ہماری کشتیان قریب کنارہ کے پہونچ گئیں اگرچہ ابھی یہان سے کنارہ دور ہو تاہم ہمکو یہ بات خوب معلوم ہو کہ اگرچہ کیسا ہی طوفان آئیگا لیکن مقام دریا کا ایسا ہو کہ کسی کشتی کو کسیطرح کا صدمہ نہیں پہونچ سکتا سواران کشتی بہت خوش ہوے دوربینون سے دیکھا ایک مکان عالیشان دکھائی دیا حیرت ہوئی کہ یہ مکان کیسا ہو کسی نے یہ مکان نہیں ہو کوئی پہاڑ ہو جسکی چوٹی مکان کی طرح معلوم ہوتی ہو کشتی بانون کے اختیار میں کشتیان آ چکی تھیں اُنھون نے کشتیون کو اسی جانب روان کیا تھوڑی دیر میں وہ کشتیان اُس مکان کے قریب پہونچین معلوم ہوا کہ واقعی مکان ہو راوی کہتا ہو کہ وہ مکان سوری زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا تھا اُسکے ناموس کا اُس مکان میں قیام تھا اب زمرد شاہ بن لاہوت باختر کا ایک لڑکا ہو جسکا نام لاجورد شاہ ہو جسکا پچیس برس کا سن ہو اور نہایت زبردست ہو فن جنگ و حرب میں بھی کمال رکھتا ہو فوج و لشکر کی بھی کثرت ہو ایک روز اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا تمام اُمرا و روسا و وزرا و

ندمائے دربار موجود تھا بعض ندمائے معزز نے کہا کہ بادشاہ اگرچہ تم ابھی کم سن ہو زمانہ گذشتہ کے حالات سے تمکو
اطلاع نہیں ہے اور ہمکو بیشتر حالات سے اطلاع ہے لہٰذا ہم تمکو اطلاع دیتے ہیں کہ تمھارے پدر والا قدر زمرد شاہ ملک
باختر کے خدا گنے جاتے تھے انکے مذہب کی چار کتابیں ہیں ایک خلاماک۔ دوسری لافاک تیسری جنت الاستجاب
چوتھی کشاتوش جنگ المہلات۔ اسیطرح انکے چار پیغمبر سمجھنا چاہیے جنت دوزخ کو بنایا باوجود اس اہتمام و
انتظام و احتشام حمزہ نام ایک شخص خدائے نادیدہ کا پرستش کرنیوالا آیا ملک باختر پر قبضہ کر لیا زمرد شاہ
کو گرفتار کرکے دار پر باندھا اور تیر باران کیا خیر یہ بدعت تمھارے باپ کے ساتھ اس خداپرست نے کی اور
تمھارا باپ برادر یاقوت شاہ جبرئیل یعنے لاہوت تھا غضنفر بن اسد نے سلیمان ثانی کی مدد سے ہلاک کیا اور
تمھارے چچا لاہوت غول بچہ کو بدیع الملک نے ہلاک کیا اب ہمکو اس بارہ مین کمال حیرت ہے کہ تم اس قدر قدرت
وطاقت رکھتے ہو اور اپنے بزرگون کا عوض خداپرستون سے نہین لیتے اگر ادنے بھی ہوتا ہے اسکو بھی اپنے بزرگون
کی عزت کا پاس ہوتا ہے یہان تو عزت اور جان دونون کا ضرر ہوا اور اسوقت تک خداپرستون کو ان کی
اس سفاکی کا عوض نہین دیا گیا قطع نظر اسکے تمھارے باپ خداوندی کا دعوی کرتے تھے پھر تم مین کیا کمی ہے
وہی ملک وہی جاہ وہی حشمت پھر خداوندی کیواسطے اور کیا درکار ہے ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ تخت خداوندی
کو آراستہ کرکے اسپر جلوس کیا جائے اور خداپرستون سے بیلگا اپنے بزرگون کا عوض لیا جاوے کہ ہمکو مذہب
خداوند بت بزرگ کو رواج دینا منظور ہے بس جسکو بت پرستی منظور ہو وہ ہمارے حضور مین حاضر ہو اور سجدہ کرے
ورنہ آمادہ پیکار ہو لاجورد شاہ بہت خوش ہوا اور کہا واقعی تمھاری راے بہت صائب ہے میری نظر اسطرف تھی
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔ میرے پدر زمرد شاہ نے بت پرستی کو رواج دینا چاہا لیکن کام حسب مراد
انجام کو نہ پہونچا بلکہ انکا عکس ظہور مین آیا کہ خداپرستون کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اب مین خداوندی کا دعوی
کرکے مسلمانون سے باپ کا عوض لون اور دین بت پرستی کو رواج دون باپ سے زیادہ مشہور ہون مگر
اتنی بات ہے تو بتاؤ کہ اس کام کی ابتدا کسطرح ہو ان مغویون نے کہا اس کام کی ابتدا اسطرح کیجاوے کہ نامے لکھواکے
اطراف مین زمرد پرستون اور لاہوت پرستون کو بھیجے جاوین تاکہ وہ طلب یہان آکے جمع ہون تجھے سجدہ
کرین بعدہ راے مقرر کیجائے کسطرح خداپرستون سے بزرگون کا عوض لیا جاوے لاجورد شاہ نے قلم
اٹھا کر اطراف وجوانب کے لیے نامہ کی اسطرح ابتدا کی بہت کچھ تعریف لات اور بے نہایت صفت مناۃ کے
بعد اسکی بندگی اور اسکی سرافگندگی کرنے والون کو صاف طور سے اطلاع دیجاتی ہے کہ فی الحال بنجانب کو خداوندان سلف
نے اپنا مقرب قرار دیا ہے جسطرح پدر بزرگوار مقربان بارگاہ سے تھے اب کہ خداوند بت بزرگ نے انکو افراط محبت سے
اپنے پاس بلا لیا ہے بندگان خداوند نے گمراہی پر کمر مستحکم باندھی ہے علے الخصوص خدائے نادیدہ کے پیرون نے بہت
سر اٹھایا ہے انھین کی سرکشی سے عاجز ہوکے پدر انجہانی یعنے زمرد شاہ نے جان فانی کو چھوڑکے خداوند بت بزرگ کی صحبت
مین پہنچ جانا گوارا کیا اب بنجانب نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ خداپرستون کو انکی سرکشی کی سزا دون اور خداوندی کی بندگی کیواسطے
مجبور کرون بس اس کار خیر مین جسکو شریک ہونا ہو اور خداوندی کی خوشنودی مطلوب ہو اپنے کو جلد میری خدمت مین
پہونچائے اور خداوندی کی رضامندی حاصل کرے ورنہ بعد کو بہت افسوس کریگا پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئیگا۔ ع
برسولان بلاغ باشد وبس ۔ جب اسطرح کا مضمون تیار ہوا کاتبون سے متعدد نامے تیار کروائے جابجا سلاطین بت پرست
کے نام بھیجے تخت خداوندی آراستہ کروایا نشست سپہ سالاری بھی مقرر کی مخارق بن محترق منارہ کرت

تمام ایک گبر پر مکر تھا اسکو مشیر دست راست بنانا چاہا مگر پھر خیال آیا کہ وہ بھی گبر ہی ذات بجالاب و ہوشیار موجود
ہین اگر خود ہی مجارن کا نام لونگا یہ سب برضا سے خاطر ہونگے کہا ای یاران مددگاران اینجانب اگر تم لوگ میری
خداوندی قبول کرنے کو مستعد ہو تو مجھکو کسیقدر ایسے اختیارات دو کہ جو کچھ مین چاہون اُسکے نسبت تم سب سے
مشورہ کر سکون سب نے کہا جو کچھ چاہو مشورہ کرو ہم سب رائے صائب دینے کو موجود ہین لاجورد شاہ نے کہا
پہلا امر مشورہ طلب یہ ہی کہ وزیر و مشیر دست راست اپنا کسکو قرار دینا چاہیے اُن سب مکارون نے کہا ہم سب
تابع فرمان حاضر ہین خداوندی کی رائے مین جو اس عہدہ کے لائق ہو اُسکو سرفراز کیا جاوے لاجورد شاہ
نے کہا اگر میری تجویز پر محول کرتے ہو تو جسکو مین تجویز کردون اُسکے نسبت کچھ اعتراض نہ کرنا سب نے کہا کیا
مجال ہی لاجورد شاہ نے کہا میرے نزدیک اس عہدہ کے قابل مجارن ہی تم سب جانتے ہو کہ اُسکے باپ محرق نے
خداوند سابق کے ساتھ کیسی کیسی جان فشانی کی اور پھر اُسکے دادا مخترع نے کیا کم خداوندت بزرگ کی رفاقت کی
اگر خداوندت بزرگ میرے پدر کو اپنی محبت مین نہ کھینچ جاتا تو کسکو ان ستون کی طاقت تھی جو محرق ایسی
مقرب بارگاہ خداوندی کی موجودگی مین میرے پدر زمرد شاہ کو کسطرح کا صدمہ پہنچا سکتے سب نے بالاتفاق کہا
کیا شک ہی غرضکہ اسیوقت مجارن منارہ گردن کو دربار مین طلب کیا خلعت وزارت بخشا سپہ سالاری کی
جگہ بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا ای حاضرین دیکھو یہ شخص میرزا زورباز و ہی اسکی عقل و معاملت پر مجھکو بہت کچھ بھروسہ
ہی سب نے دست بستہ عرض کی بہت درست ارشاد ہوا لاجورد شاہ نے کہا اگرچہ فوج و لشکر موجود ہی لیکن اور
فوج و لشکر مہیا کرنیکی تدبیر تم سب کرو سب نے کہا بہت خوب یہ کہکے چند گبر اٹھے بازارون مین گئے اور
منادی کی کہ لاجورد شاہ خداوند آخر نے اپنے پدر انجہانی یعنی زمرد شاہ کا عہدہ خود اختیار کیا ہی خداوند
بت بزرگ کی تقدیر اسیطرح جاری ہوئی ہی فلہذا بت پرستی رائج کرنیکی غرض سے خدائے نادیدہ کی پرستش
کرنے والون کو سزائے معقول دینا مقصود ہی اسکے واسطے فوج جمع کیجاتی ہی جس کسی کو خداوندت بزرگ کی حمایت
اور مرضی منظور ہو وہ لاجورد شاہ نظر کردہ خداوند کی ملازمت اختیار کرے دین و دنیا دونون کو حاصل کرے
ورنہ بعد کو افسوس ہوگا اگرچہ خداوند ہر طرح اپنے مخالفین کو سزائے معقول دیسکتا ہی تاہم بمقتضائے انصاف
اُسنے یہ سمجھا کہ حجت تمام کرنیکی غرض سے حسب ضابطہ دنیا اُن کو تنبیہ کیجاوے بس پھر تو یہ کیفیت تھی کہ جوق
جوق گروہ لوگ آتے تھے اور لاجورد شاہ کی ملازمت اختیار کرتے تھے چند ہی روز مین تیس ہزار سوار اور
پچاس ہزار پیادہ کی جمعیت لاجورد شاہ کی مہیا ہوگئی جو کوئی ملازمت کی درخواست کرتا تھا لاجورد شاہ
بخلوص و محبت پیش آکے خداوند سے سفارش کرنیکا وعدہ کرتا تھا ہر شہر و دیار جو اُس مقام سے ملحق تھا اپنے قبضہ مین
لے لیا اطراف و جوانب مین خداوندی کا ڈنکا بجوایا وہان سے قریب فیلی حصار ایک صوبہ تھا جب حاکم
فیلی حصار کو اس مضمون کا نامہ پہنچا اگرچہ وہ بھی بت پرست تھا لیکن اس خیال سے کہ لاجورد شاہ
اطراف و جوانب کے ممالک کو اپنی سرحد مین شامل کر رہا ہی بالیقین اُس ملک کو بھی اپنی حکومت مین شامل
کریگا بہت برہم ہوا اور اپنے مشیرون کو بلاکے کہا تم سب کی کیا رائے ہی لاجورد شاہ اپنے کو خداوند قرار
دیکے اس ملک پر بھی قبضہ کریگا اُن سب نے کہا خداوندی شان یہ نہین ہی کہ خواہ مخواہ کسی کی ریاست کو تصرف
مین لائے ہان یہ اور بات ہی کہ اپنے خداوندی کا جلوہ دکھاکے تمام اطراف کا اپنا معتقد کرے کہ ہر ایک
بخوشی اطاعت اختیار کرے فیل حصار نے کہا یہی میرا بھی خیال ہی تاہم کہو کہ کیا چاہیے مشیرون نے کہا لاجورد شاہ

کو اس مضمون کا نامہ لکھا جائے کہ ہمکو فی الحال اپنے کارہائے متعلقہ ریاست سے اسقدر فرصت نہیں ہے کہ کسی کی
مدد و حمایت کو یہاں سے حرکت کریں علاوہ ازیں ابھی ہمکو یہ بات بھی تحقیق نہیں ہوئی کہ خداوندت بزرگ نے
کسکو اپنا نظر کردہ بنایا ہے ایسی حالت میں جو کوئی اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کرتا ہے اپنی کرامات اسطرح کی دکھائے
کہ ہمکو اسکی خداوندی کا یقین ہو جائے اُسوقت ہمسے جسطرح کی مدد و حمایت ممکن ہوگی دریغ نہ کرینگے ورنہ ہم مجبور
سمجھے جاوینگے نیلہ حصار سے نے جسوقت اسطرح کے مضمون کا نامہ لکھوایا اوسلاجوردشاہ کے پاس بھجوایا
لاجوردشاہ اس مضمون کے نامہ کو پڑھکے از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا محارق اپنے وزیر دست راست کو یہ نامہ
دکھایا اور کہا کیا رائے ہے محارق منارہ گردن نے کہا ہے خداوند اس نامہ کے مضمون سے تو صاف ظاہر ہے کہ حاکم
نیلہ حصار مخالفت پر آمادہ ہے جب اپنے ہم مشربوں کا یہ حال ہے تو غیر مشرب کا کیا ذکر میرے نزدیک بہتر حاکم
نیلہ حصار ہی کا قصہ پاک کر لیا جاوے تاکہ پھر دیگر کسی دوسرے حاکم کو سرتابی کی جرأت نہو فرض کیا کہ مسلمانوں نے
نرک دیکے اپنی کرامات کا اعلان کیا جائے تو یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ خداوندی کی فوج سے بیشتر ایسا ہوا ہے کہ
خداوند کو اپنے بندگان منحرف کے حال پر رحم آگیا اور وہ غالب آگئے اگر ایسا اتفاق ہوگیا تو غضب ہو جائیگا
پھر کبھی خداوند کا رنگ نہ جمیگا تمام فوج منحرف ہو جائیگی ہر متنفس کو یہ کہنے کا موقع ملیگا کہ حاکم نیلہ حصار
معتقد نہیں ہے تو ہم بھی نہیں ہیں لاجوردشاہ کو محارق منارہ گردن کی یہ رائے پسند آئی فوراً حکم دیدیا کہ ہماری تمام
فوج مسلح ہو اور حاکم نیلہ حصار پر فوج کشی کی تاریکی شب میں نیلہ حصار سے خود لاجوردشاہ کے پاس آیا اور کہا اے نظر
کردہ خداوند میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ مجھپر فوج کشی کیوں کی ہے میں مخالفین میں سے ہرگز نہیں ہوں لیکن
میری غرض صرف اسقدر ہے کہ خداوند کی خداوندی مجھپر ثابت ہو جائے اور وہ ثبوت اسوقت کافی ہوجائیگا جب
مسلمانوں سے مقابلہ کر کے انکو اپنا مطیع کرینگے لاجوردشاہ نے کہا ہمکو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اپنی خداوندی کے
دلائل تیرے روبرو پیش کریں بہر نوع خداوندی کی یہی مرضی ہے کہ نیلہ حصار پر قبضہ کر لیا جائے اور تجھکو وہاں سے
نکال دیا جاوے نیلہ حصار سے اس بے معنی بات کو سنکے تاب ضبط نہ لایا کہا اے لاجوردشاہ یہ کسیطرح ممکن نہیں ہے
کہ بغیر دلیل و برہان تیری خداوندی کا قائل ہو جاؤں اور تیری اسوقت کی تقریر سے اور بھی میرے دل میں شک پیدا
ہوا لاجورد کے قریب محارق منارہ گردن موجود تھا اُسنے افسران فوج لاجوردی کو اشارہ کیا سب نے فوراً نیلہ حصار
کو گرفتار کر لیا اُسوقت نیلہ حصار سے نے پکار کے کہا اے لاجوردشاہ یہ خداوندی تو نہیں ہے خواہ مخواہ کی زبردستی
اور بے ایمانی ہے آخر کس قصور پر میں گرفتار کیا جاتا ہوں لاجوردشاہ نے کہا تو نے اپنے خداوند کی عدول حکمی کی ہے
کہا اسکو کون عدول حکمی کہیگا کہ تو نے یکایک اپنے کو خداوند کا نظر کردہ ظاہر کیا جسکی نہ کچھ دلیل ہے اور نہ کوئی برہان ہے
تجھسے تو مسلمان ہزار درجہ بہتر ہیں کہ اگر ان کی حقیت مذہب اسلام کے دلائل پوچھیں تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں
اور سمجھا دینے کا بخوبی موقع دیتے ہیں لاجوردشاہ نے کہا کسی مذہب کے سمجھنے کا موقع وہ دیتا ہے جسکا مذہب باطل ہوتا
ہے اور جسکا مذہب ہر طرح حق ہے اسکو نہیں سمجھنے اور دلائل پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے نیلہ حصار سے نے کہا تو صاف لفظوں
میں کیوں نہیں کہتا کہ ملک نیلہ حصار کو قبضہ میں لے لینے کا ارادہ ہے خداوندی اور مذہب بت پرستی کا ذکر برائے نام ہے تف ہے تجھپر
اور اس تیری بے ایمانی پر ہزار گاہ واہ اسوقت مجھپر حقیت دین اسلام کی بخوبی ظاہر ہوگئی تیرے مذہب کے تیرے پاس دلائل
نہیں ہیں بیان کیا کریگا یہ کہکے بصفائی قلب کلمہ طیبہ پڑھا اور باواز بلند کہا سب گواہ رہیں کہ میں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور میں
مسلمان ہوں اگر ہلاک ہو جاؤنگا تو ہو جاؤں تیری اس بدعت کا ثواب مجھکو بعد ہلاکت ملیگا لاجوردشاہ از فرط غصہ

سے مثل بید کانپ رہا تھا فوراً جلاد کو بلا کے کہا جلد اسکو قتل کر حسب اتفاق لشکر اسلام کا ایک عیار یہان کی خبر
لینے کیواسطے دربار لاجوردی مین موجود تھا جب اُسنے دیکھا کہ یہان سلطان تقی نیلہ حصار کا ہمہ ہیچ بیگناہ محض بے قصور
کا فراس مرد نومسلمان کو قتل کرنے پر آمادہ ہے تیر کی طرح لشکر حصار سے مین پہونچا اور کہا ای اہل نیلہ حصار کب بے خبر بیٹھے ہو
تمھارا سردار لاجورد کے ہاتھ سے محض بے قصور ہلاک ہوتا ہی مقتضاے نمک حلالی یہ ہے کہ اپنے سردار کی جان بچاؤ اگرچہ
مین بھی لاجورد شاہ کا ملازم دیرینہ ہون مگر تمھارے سردار کا خون ناحق دیکھ سکا تمکو خبر دینے آیا ہون یہ سنتا تھا کہ
تمام فوج نیلہ حصار تلوارین کھینچ چڑھ دوڑی اور دراتا خیمہ لاجوردی مین داخل ہوکے اپنے سردار یعنی نیلہ حصار کو چہار
جانب سے گھیر لیا اور سبنے آواز بلند کہا او لاجورد نامرد بے ایمان دغاباز تو کیا خداوند کا منکر ہو گیا ہے کہ اپنے
ہمرشتون کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہوا آئندہ تجھسے کیا امید ہوسکتی ہے تف ہے تجھپر اور تیری اس بیہودہ خداوندی
پر یہ کہکے نیلہ حصار کو وہان سے لے آئے جب نیلہ حصار اپنے مقام پر پہونچا پوچھا تم لوگ کسطرح خبردار
ہو گئے مین تو عنقریب ہلاک ہوا چاہتا تھا اگر ایک لمحہ تم لوگ دیر ہوتے تو وہ مردود مجھکو ہلاک کرتا ان سب
نے کہا ای بادشاہ واقعی ہمکو مطلق اطلاع نہ تھی کہ حضور تنہا اُس موذی کے پاس گئے ہین یہان دفعتاً ایک شخص آیا
اور اُسنے کہا کہ تمھارے سردار کو محض بے قصور لاجورد شاہ ہلاک کرتا ہے جلد مدد دار کمک لیجاؤ ورنہ ہلاک ہو جائیگا
ہم سب یہان سے روانہ ہوے نیلہ حصار نے کہا وہ شخص محسن میرا دوست کون تھا انھون نے کہا اُس شخص نے
یہی بیان کیا کہ مین لاجورد شاہ کا ملازم ہون نیلہ حصار نے کہا اسکو بلانا چاہیے مین بھی اُسکی صورت دیکھون
اور اسکو اُس کام کے عوض مین کچھ انعام دینا چاہیے وہ لوگ اُسکے تجسس مین گئے تھے کہ وہ عیار لشکر اسلام
لاجورد شاہ کے لشکر مین ملا اُس سے پوشیدہ کہا کہ ای جوان چل تجھکو ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے وہ عیار نیلہ حصار کے
پاس آیا اور بطرز اسلام نیلہ حصار کو سلام کیا اب تو نیلہ حصار نے بغور اسکی صورت دیکھی اور کہا ای
جوان تو لاجورد شاہ کا ملازم ہے اور مسلمانون کیطرح سلام کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے اُس مرد مسلمان نے کہا لاجورد شاہ
تو کیا اسکا باپ دادا بھی مجھکو ملازم نہین رکھ سکتا مین لشکر اسلام کا عیار ہون خبر کیواسطے لشکر لاجوردی مین موجود
رہتا ہون اُسوقت مین نے دیکھا کہ تمنے کلمہ طیبہ پڑھا اور حقیت دین اسلام کا اقرار کیا مجھپر فرض ہوا کہ تمھارے
بے قصور ہلاک ہونے سے تمکو بچاؤن تب فوراً تمھارے لشکر مین آکے خبر دی نیلہ حصار نے اُس سے معانقہ
کیا اور کہا ای اہل نیلہ حصار آگاہ ہو کہ جو کچھ شک دین اسلام کا میرے دل مین باقی تھا وہ بھی اب میرے دل سے دور
ہو گیا واقعی یہ برکت دین اسلام کی تھی جو مین لاجورد شاہ کے ہاتھ سے زندہ بچا ورنہ زندہ آنا محال تھا مین تمکو
اس بات کی ہدایت کرتا ہون کہ تم سب اس گمراہی کو چھوڑو اور مذہب حق اسلام کو اختیار کرو لاجورد شاہ اور
اُسکا باپ دادا سب بے ایمان اور جھوٹے خداے واحد لاشریک سچا اُسکے پیغمبر اور بندگی کرنے والے سب سچے
بھلا یہ کب عقل گوارا کرتی ہے کہ زمرد شاہ خداوند تھا اُسکے مرنے کے بعد لاجورد کی طرف خداوندی منتقل ہوئی اگر اسکی
خداوندی کی وقعت ہوتی تو وہ کیون مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا یہ تمام رستے دنیاداری کے ہین میرے دل
مین اُسیوقت شک پیدا ہوا تھا جب اسکا نام پڑھا تھا غرضکہ نیلہ حصار نے اپنی تنبیہ و تعلیم اُسوقت ایسی کی کہ
تمام فوج نیلہ حصار بصفائی قلب مسلمان ہوئی اور اُس عیار لشکر اسلام نے تمام اصول و فروع مذہب اسلام سے
اُن سبکو آگاہ کیا نیلہ حصار کو بھی عقائد اسلام تعلیم کیے پھر رخصت چاہی اُسنے کہا مین یہان قیام نہین کر سکتا
اپنا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر زندہ رہا تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی نیلہ حصار نے خلعت گران بہا منگا کے اُس عیار

کو دیا اور رخصت کیا اسطرف کا حال سنیئے کہ جب نیلہ حصار صحیح وسلامت خیمہ سے نکل گیا محارق منارہ گردن
نے کہا اے بادشاہ غضب ہوا کہ نیلہ حصار زندہ وہاں سے نکل گیا مزید بران یہاں سے مسلمان ہوکے گیا اہل لشکر
کیا کہیں گے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا اور طرح طرح کی گستاخی کرکے زندہ نکل گیا اور بادشاہ سے کچھ نہ ہو سکا
تو لشکر اسلام سے مقابلہ کیا ہو سکے گا لاجورد شاہ نے کہا اے محارق منارہ گردن زور بازو سے سن یہ تو کیا کہتا ہے اگر میں
طرح نہ دیتا تو یہاں کشت و خون کی نوبت آجاتی محارق نے کہا پھر کیا ہوتا کشت وخون سے ڈرتا ہے تو بیکار فوج جمع کی ہے
اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنیکا ارادہ کیا ہے طرفہ تر یہ کہ نیلہ حصار یہاں تنہا تھا اُسکی فوج کو کسی نے اطلاع دی جو وہ دوڑ آئی یہ سب
تو دیکھتے ہیں کہ ملازموں میں سے کسیکا کام ہے لاجورد شاہ نے کہا اے زور بازو سے سن جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب بتا تو
کیا کرنا چاہیے میرے لیے تو مقدم کام ملک باختر کا فتح کرنا ہے اگر مناسب سمجھو پہلے نیلہ حصار سے سمجھ لو ورنہ اس سے
قطع نظر کرو پھر دیکھا جاویگا محارق منارہ گردن نے کہا نیلہ حصار سے تعرض کرنا بیکار ہے وہ مسلمان بھی ہو گیا
ہے اگر اس سے مقابلہ کیا جاویگا مسلمانوں کو ضرور خبر پہونچیگی وہ سب یہیں آکے جمع ہو جاوینگے نیلہ حصار کو بچا لینگے
لیکن مجھ خداوند کی جان کے ہمیں لالے پڑ جاوینگے لاجورد شاہ خاموش ہو رہا محارق منارہ گردن نے بہتیری باختر
کشتیاں منگائیں لاجورد شاہ وغیرہ اُن کشتیوں پر سوار ہوکے جانب باختر روانہ ہوئے صبح کا وقت تھا کہ
داراب کشورکشا کی کشتیاں لاجورد شاہ کی کشتیوں کے قریب پہونچیں مسلمانوں نے کفار کے علم سیاہ دیکھے
داراب کشورکشا نے کشتیبانوں کو حکم دیا کہ جلد ان کشتیوں کو کفار کی کشتیوں کے قریب لیچلو خبردار یہ کشتیاں نکل نہ
جاویں ان پاجیوں نے بہت سر اٹھایا ہے ان کشتیوں کو اسی دریا میں غرق کرو جب کشتیاں قریب کفار کی کشتیوں کے
پہونچیں مسلمانوں نے پکارکے کہا اے بدبختو تم کہاں جاتے ہو ہم تمہاری جان کے عزرائیل آپہونچے کفار نے جواب
دیا کہ ہم تمسے کچھ متعرض نہیں ہوتے تم ہمسے کیوں متعرض ہوتے ہو مسلمانوں نے کہا ہم تمسے متعرض اسواسطے ہوتے ہیں
کہ مالک سے تمہاری ملاقات کرائیں وہ منتظر بیٹھا ہے لاجورد شاہ مجبور ہوا محارق سے کہا اے زور بازو سے سن اب کیا
کہتا ہے خداپرست جان چھوڑتے نہیں معلوم ہوتے محارق منارہ گردن نے کہا مجبوری ہے پھر بادا باد ہمیں
ہنگامہ جنگ گرم کرو جو ہونا ہے غرضکہ دونوں جانب سے جنگ شروع ہوئی کبھی ایک دوسرے پر تیروں کی بوچھار کرتا تھا
کبھی آتشبازی کے بان وغیرہ چھوڑتے تھے داراب کشورکشا اپنی کشتی کو لاجورد شاہ کی کشتی کے پاس لایا اور
آواز دی کہ او ملعون کیوں اپنی جان ہلاک کرنے کے درپے ہے مذہب اسلام اختیار کرلو میں کچھ تجھسے متعرض نہ ہونگا
لاجورد شاہ گھبرایا ہوا تھا محارق منارہ گردن کیجانب متوجہ ہوا اور کہا اے زور بازو سے سن کیا رائے ہے یہ مقام جنگ
محل قتل ہے مسلمان اپنے نام کے ہوتے ہیں زندہ نہ چھوڑینگے محارق منارہ گردن نے بنگاہ قہر و غضب لاجورد شاہ کیجانب
دیکھا اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہے لاجورد خائف ہوکے خاموش ہو رہا محارق نے بھی تیراندازی شروع کر دی راوی کہتا ہے
کہ کفار کی تعداد زیادہ تھی مسلمان کم تھے جب چند نفر ہلاک ہو گئے مسلمانوں پر ہراس طاری ہوا درگاہ باری میں
مناجات شروع کی کہ اے بیکسان والے دستگیر واماندگان ان کفار بدکار نے ہم مسلمانوں پر وقت تنگ کیا ہے ؎
یارب دل مارا تو برحمت جان دہ ٭ درد ہمہ را بصابری درمان دہ ٭ این بندہ چہ داند کہ چہ می باید خواست ٭ دانندہ توئی
ہر انچہ خواہی آن دہ ٭ ہنوز یہ مناجات ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک جانب سے لیحن بن لیکمین بن لقمان زنگی کی کشتیاں جزیرہ
ارغوان سے خبر خروج لاجورد سنکے اُسوقت وہاں پہونچیں داراب کشورکشا کی کشتیاں اُس مقام سے دور نکل گئیں تھیں
طوفان کی شدت ہو گئی تھی داراب کشورکشا نے اپنی کشتیوں کو باہم بستہ کردیا تھا تاکہ کشتیاں متفرق نہ ہو جائیں اور شدت کا طوفان

تھا کہ تین روز تک حبس باشتداد رہے تاریکی سے شب و روز برابر تھی چوتھے روز طوفان برطرف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا
لاجورد شاہ کی کشتیاں غائب ہیں سب سمجھے کہ کفار کی کشتیاں غرق آب ہوگئیں لیکن ملکمن کی کشتیاں ہمراہ تھیں
سب نے شکر خدا کیا چند روز تک وہ کشتیاں اسیطرح دوران رہیں کشتیبانوں نے خبر دی کہ کشتیاں کنارہ
پہونچ گئیں سب خوش ہوئے کشتیاں کنارہ پر پہونچیں اس سرزمین کا حاکم و فرمانروا مملوک بن مالک ملکوت
ابرج کیجانب سے مقرر تھا یکایک اسکو خبر پہونچی کہ داراب کشورکشا یہاں وارد ہوا ہے مملوک استقبال کیواسطے
آیا داراب کو بکمال اعزاز و احترام شہر میں لایا داراب نے شہر کو دیکھا بہت آباد تھا عمارتیں کوشیان ہزار در ہزار
دکانوں میں انواع اقسام کی جنسین انبار رعایا خوش حال خوش جمال خرید و فروخت کا غل نہ بازاری کی پکار سے

دوین شہر فرخندہ از فرشاہ
از و عیسوی دم صبا خجل
ز بیباک موا کردہ پاکشند
جنان پاسبان کردہ تفتیش راز

ہر سدرہ کہ سیمشاد بکیف
ز بود درد گانش یکی اعتدال
دل اہل نظارہ بالا کشند

جمیع غریبان چت ن ساز گار
بہر بام سر بر فلک طرف
گرفتہ سبے کار خود طبوس

کہ بر خاطر عاشقان بادیار
ز ہر غرفہ در جلوگی طرفہ
بہر کوچہ عاشقی بے کس

ز دو لب تبسم شدہ در دیدہ ناز ؛ داراب کشورکشا آگے آتے دربار میں پہونچا تخت پر جلوہ گستر
ہوا امرا سے سجا دربار گرم ہوا داراب نے مقدمہ طوفان ماجرائے لاجورد شاہ اور قید اندازی ملکمن کو بیان کیا
مملوک نے کہا علاوہ بریں لعل بن توریج نے باختر میں فتور برپا کر رکھا ہے تمام ملک بالا باختر کو تصرف میں لایا اور
خاور کیجانب گیا ہوا ہے چنانچہ ارزل کشتیوں پر سوار ہوا تھا شدت طوفان سے یہاں میں پہونچا داراب کشورکشا
نے کہا اے مملوک اس خبر سے عجب طرح کا توحش طبیعت میں پیدا ہوا ہے لعل بن توریج کے قصہ کو پاک کرنا مقدم
سمجھتا ہوں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ستا خواجہ عمر ثانی آتے ہیں داراب کو تعجب ہوا کہ عمر ثانی یہاں کہاں دیکھا خواجہ سامنے
سے چلے آتے ہیں آتے ہی تسلیم عرض کی اور دعا دی کہ ؎ ذات زنخہ باغ مراد گلشن باد ؛ زلو زلعت ازل
چشم بخت روشن باد ؛ داراب کشورکشا تخت سے اترا پیادہ پا عمر کے قریب آیا بغلگیر ہوا کہا اے خواجہ خواجگان سونے
مجھکو تمہاری سیاہ پوشی سے توحش ہے خیر تو ہے خواجہ نے تمام قصہ حمزہ ثانی اور بہ دریا کا ذکر کیا اور کہا شہریار
نہایت نازک وقت ہے حمزہ ثانی کو کفار نے عقابین پر کھینچ دیا ہے اس حال کو سنکے داراب کشورکشا نے
گریبان تا بدامن چاک کیا مملوک سے کہا اے خواجہ واقعی فی الاول خدا پرستوں کا بخت برگشتہ ہے حمزہ ثانی اسطرح
گرفتار بلا ہیں مزید بران شہزادہ بدیع الملک ہلاک ہو گیا اور لعل بن توریج نے قیامت برپا کر رکھی ہے داراب
کشورکشا ملکمن کو ساتھ لیکے اسیوقت ملک خاور کیجانب روانہ ہوا عمر ثانی نے کہا میں رخصت ہوتا ہوں داراب
کشورکشا نے کہا میرے ہمراہ چلو وہاں پہونچکے کچھ مشورہ کرینگے عمر ثانی نے کہا وہاں شاہ سعد و عنبر و فردکش ہیں اور
بھی سرداران معزز موجود ہیں تم جاؤ میں اور سلاطین کو اطلاع دینے جاتا ہوں داراب نے کہا مجبوری ہے چنانچہ
عمر ثانی دوسری جانب روانہ ہوا جس ملک میں پہونچتا تھا امیر والا توقیر کا نامہ وہاں کے حاکم کو دیتا تھا کوئی اسیوقت
خاور کیجانب روانہ ہو جاتا اور کوئی اپنا جانا دوسرے وقت پر محول کرتا تھا خواجہ وہاں سے رخصت ہو کے دوسری
طرف روانہ ہوتا تھا ایکدن سنجان کیجانب چلا بابل میں پہونچا شاہ سلیمان فارسی شہزادہ بدیع الملک کیجانب
سے وہاں کا حاکم تھا دربار میں ہمراہی یاران خیرخواہ اپنے فضول پر مجلس آراستہ کیے بیٹھا تھا یکایک عمر ثانی پہونچا
تمام حاضرین عمر ثانی کو دیکھتے تعظیم کیواسطے اٹھ کھڑے ہوئے شاہ سلیمان فارسی نے کہا اے خواجہ تمہاری سیاہ پوشی
کا کیا سبب ہے عمر ثانی نے مقدمہ عقابین باتفصیل بیان کیا اور کہا اے والا منزلت ستم ہو گیا شہزادہ بدیع الملک

ہو گیا تھا اور اس وقت تک اس شہزادہ والا جاہ کا قاتل معلوم نہ ہوا سب نے اس حال پر ملال کو سنکے گریبان چاک کیا
افسوس سے کف ندامت ملتے رہے اس عرصہ میں ایک طفل پنج سالہ خواجہ سرا اُن کے ہمراہ وہاں پہونچا عمر ثانی نے غور سے
اُس طفل خورد سال کی صورت دیکھی دل میں کہا یہ کون لڑکا ہے جسکے رنگ ہاشمی اور خال ابراہیمی نمایاں ہیں سلیمان شاہ
سے کہا ای شہریار اس وقت مجھکو اس طفل کو دیکھکے نہایت تعجب ہوا یہ لڑکا کون ہے سلیمان شاہ کی آنکھوں میں آنسو
بھر آئے کہا یہ نبیرہ حمزہ ثانی داراب سیمین زرہ کا لڑکا ہے جب داراب سے تورج بدرگ کا مقابلہ ہوا اور بے
ناموس کو وہاں چھوڑا مشیت باری میں کسکا دخل ہے زمانہ کی نیرنگیاں ظاہر ہیں داراب سیمین زرہ تورج کے ہاتھ
سے شہادت نصیب ہوا عمر ثانی خوب رویا بعدہ اُس طفل پنج سالہ کو گود میں لیا سر و چشم پر بوسے دیے کھیلنے کو
[illegible] بصورت [illegible] اور کہا ای فرزند [illegible] جو ہم یہاں آ بیٹھے تو تمہارے واسطے بہت سے
کھلونے لا [illegible] بلکہ [illegible] ہاتھ بھیج [illegible] اُس طفل نے کہا خواجہ [illegible] بزرگ جناب حمزہ ثانی تو قید
سے ہیں ہمنے انکو بہت دن سے نہیں دیکھا عمر ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا ای فرزند خدا سے دعا مانگو کہ جناب حمزہ والاجاہ
کو خداوند عالم دشمنوں کے دست ظلم سے نجات دے اور بخیر و عافیت کئے ملیں وہ طفل اس حال کو دیکھ کے بہت رویا
اور کہا ای خواجہ میں خود جاتا ہوں جناب حمزہ والاقدر کو دشمنوں کی قید سے رہا کرونگا وہ بزرگوار دشمنوں کی قید سخت
میں ہوں اور ہم یہاں راحت سے بیٹھیں خواجہ عمر نے کہا صاحبزادے تمہارا سن ابھی اس قابل نہیں ہے کہ خروج کرو
بہت کم سن ہو لعل بن تورج ایسا دشمن سخت زرہ میں ہے مبادا تمکو کسیطرح کا صدمہ اُسکے ہاتھ سے پہونچا تو خلایق
ہملوگوں کو کیا کہیگی کہ ایک طفل خورد سال کو اُسکے عزیزوں نے دشمن کے روبرو بھیجدیا اور خود بیٹھے رہے اس طفل
نے بغور عمر ثانی کو از سر تا پا دیکھا اور کہا ای خواجہ تم مجھکو دشمن کی جنگ و حرب سے مانع کرتے ہو نہیں سمجھتے ہو کہ میں
کون ہوں اگرچہ تمہاری نظر میں خورد سال ہوں عمر ثانی نے کہا شہریار مجھکو خوب معلوم ہے کہ سردار زادہ ہو تم میں جوانمردی
نہ ہوں تعجب ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں یکایک زلزلہ پیدا ہوا الوان زمرد کے خیمہ کو حرکت ہوئی اور اوپر سے گرنے لگا
قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جائیں شہزادہ دارا ابن داراب سیمین زرہ باوجود خورد سالی فوراً اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا
ہوا طاقت صاحبقرانی سے چوب خیمہ کو راست کر کے قائم کیا جسقدر لوگ اُس خیمہ کے اندر بیٹھے تھے جان سلامت
لیکے باہر چلے آئے جب تک لوگ باہر نہ آئے دارا چوب خیمہ کو تھامے رہا جب سب باہر چلے آئے ایک ساعت
کے بعد وہ بھی خیمہ کے باہر آیا خیمہ زمین پر گرا تمام حاضرین نے دارا کے زور و طاقت کی تعریف کی اور کہا کیوں نہو
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی ہے سلیمان شاہ نے شہزادہ دارا پر سے صدقہ اتارا عمر ثانی نے کہا ای شہریار اگر تم میں یہ
بات کی جرأت ہے کہ جناب حمزہ والاقدر کی رہائی کی کوئی تدبیر کر سکوگے تو میں مانع نہیں ہوں شوق سے جاؤ اور
خود رخصت ہو کے روانہ ہوا دارا نے سلیمان شاہ سے کہا ای کرم میری نسبت کیا حکم ہوتا ہے سلیمان شاہ
نے کہا میرے نزدیک تو نامناسب ہے اور اگر تم اپنے خود مناسب سمجھتے ہو تو میں مانع نہیں شہزادہ دارا نے کہا میں اپنے
میں اس بات کی جرأت پاتا ہوں کہ اگر ملک خاور میں جاؤنگا تو ضرور کچھ نہ کچھ کام حسب مراد بن جاویگا
سلیمان شاہ نے کہا میں تو کہتا ہوں بسم اللہ شہزادہ دارا نے تیاری فوج و لشکر کا حکم دیا بعد اہتمام و انتظام ایک
لاکھ سوار ساٹھ ہزار پیادہ کی جمعیت ہمراہ لیکے ملک خاور کی راہ لی اب سلیمان شاہ بن افریدون شاہ ایک لاکھ
سوار اور بیس ہزار پیادہ کی جمعیت سے بابل میں مقیم ہے تمام اہل بابل شہزادہ دارا کے سد راہ ہوئے کہا ای
شہزادہ ثریا و ساد [illegible] ابھی یہ سن نہیں ہے کہ لعل بن تورج ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو جاؤ ملک خاور میں

کہ تو اپنے چند دن کو کفار کے دست ظلم سے بچا سکے گا ہنوز یہ مناجات ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک جانب سے تق گرد نمایاں ہوا
سب نے بالاتفاق کہا کہ خدا نے مدد بھیجی کسی نے کہا کیا معلوم شاید کفار کی مدد کو کوئی آیا ہو مسلمانوں پر ادبار کی گھٹا چھائی
تھوڑی دیر کے بعد وہ تق گرد صاف ہوا دیکھا اسد با فوج و لشکر خیز خیز چلا آتا ہے آتے ہی اسنے کفار پر حملہ کیا مسلمانوں کو
کو اطمینان ہوا آج لعل بن تورج کو فتح سے یاس ہو گیا جنگ مغلوبہ کی نوبت پہونچی فضل بن ... گیا اور ہمراہی پسران
کیجانب آیا اسد کی مدد کی شام تک جنگ کا ہنگامہ گرم رہا منادیان رافضہ نادار اخر اسد و لعل کا قصہ پاک دہوا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں جانب کے لشکر ہے اپنے مقام قیام کو واپس گئے فضل نے اسد کے ورود کا حال پوچھا انہوں والا دولت تمام حال
مبتلائے طوفان ہونیکا اور وہاں پہونچنے کا بیان کیا سب خوش ہوئے شام کو پھر لعل بن تورج نے طبل بجوایا اسطرف بھی طبل جنگ بجایا
صبح کو دونوں طرف صف آرائی ہوئی آج کی میدان داری میں لعل بن تورج اور اسد کا مقابلہ ہو گیا دونوں میں زد و بدل
شروع ہوئی بعد جنگ نیزہ وگرز و شمشیر لعل بن تورج کے مرکب نے سکندری کھائی اسد فرصت کا منتظر تھا تلوار کا وار کیا لعل
بن تورج کا سر زخمی ہو گیا دوسرا وار کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اسکے مددگار پہونچ گئے اور لعل بن تورج کو اٹھا لیگئے
اسی ہنگامہ مغلوبہ میں قرطاس سپہ سالار لعل اسد کے قریب پہونچ گیا اسد نے اسکو بھی زخمی کیا کفار تاب قیام
ولائے کوہستان کیجانب بھاگے تمام مال و اسباب انکا مسلمانوں کے ہاتھ آیا امرائے دست چپ حیران تھے کہ کفار کے ہاتھ
جان ہلاک تھی اسد نامدار کے آتے ہی مقدمہ منعکس ہو گیا اس والا جاہ کا کیا اقبال ہے فضل بن گیا ہو رزاد نے زر و
جواہر اسد پر نثار کیا اسد نے اس مال و اسباب کو فوج میں تقسیم کر دیا اس عرصہ میں خواجہ عمر ثانی پہونچا اسد تخت پر
سے اترا آیا خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے تخت پر بٹھایا احوال سیاہ پوشی پوچھا خواجہ نے مقدمہ عقابین اور شہزادہ بدیع الملک
کی ہلاکت کا حال بیان کیا اسد نے کہا اے خواجہ شہزادہ بدیع الملک کیجانب سے تو اطمینان رکھنا چاہیے وہ شہزادہ
والا جاہ طلسم سیماب میں قید ہے تم سب کی نظر میں اسکے دشمن ہلاک ہو گئے علاوہ اسکے بازوے سلیمان وغیرہ بھی
پاس موجود ہیں اور جو کچھ سرگذشت تھی بالتفصیل بیان کی اور ... ہاں حمزہ ثانی کی رہائی کی تدبیر پر متردد ہے خواجہ بہت خوش ہوا
اور کہا اے شہریار ... برین مژدہ گر جان فشانم رواست اسد نے کہا میں جاتا ہوں پہلے حمزہ ثانی کو قید سے
رہا کرتا ہوں بعد طلسم سیماب کیجانب جاؤنگا اور حکم کوچ کا دیا تمام فوج و لشکر اسکے ساتھ روانہ ہوا عمر ثانی نے دعائے
خیر اسکے حق میں کی روانہ ہوا بستہ سنجا میں پہونچا امرائے دست چپ اس فکر میں مبتلا تھے کہ کسطرح جلد زمرد
مندل میں تیز تیز جانا چاہیے اور وہاں اسد دیوانہ کا علاج کرنا چاہیے اسی اثنا میں خواجہ عمر ثانی وہاں پہونچا
رستم ثانی کی ملاقات کی رستم ثانی تخت پر سے اٹھا اور خواجہ سے بغلگیر ہوا اپنے پہلو میں بٹھایا سیاہ پوشی کا حال پوچھا
عمر ثانی نے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کا حال بیان کیا رستم ثانی نے تاج زمین پر پھینک دیا گریبان چاک کیا اور
کہا افسوس ہے حمزہ ثانی والا قدر خواہ مخواہ میرے وبال میں مبتلا ہوئے کیونکہ انہوں نے مندل آصفی شہزادہ بدیع الملک
کو تفویض کی اور اس والا جاہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اسیطرح سب نے ماتم کیا مگر طعن آمیز عمر ثانی نے شاہ
سعد کا نامہ دیا رستم ثانی نے اس نامہ کو پڑھا نامہ پر بوسہ دیا سر پر رکھا کہا اے خواجہ خواجگان تم اس بات سے خوب
واقف ہو کہ وہ لوگ ہم سے کسطرح ملے ہیں اور ہم کسطرح ان سے رعایت سے پیش آتے ہیں عالی الشان کو چاہیے
کہ اگر کوئی اپنے سے بصفائی باطن پیش آئے تو خود بھی صفائی قلب سے کام لے عمر بھی نیک را و بدی را
اب کیا میں اسوقت میں پہلو تہی کروں جسطرح ممکن ہوگا مددگاری کرونگا اگر حمزہ ثانی ہماری کوشش و سعی سے رہا
ہو جائینگے کیا عجب ہے اگر مندل آصفی ہمکو مرحمت ہو جائے عمر ثانی نے کہا اے شہزادہ والا قدر اس قصہ کو تم جانو

اور وہ ہامین میں پچھا اسبارہ میں نہیں کہہ سکتا ہے کہ لٹکے رخصت ہوا رستم ثانی سے بھی کچھ کا بندوبست شروع اسعد اپنا لشکر لیے ہوئے راہ جزیرہ سکندر تھا در کی جانب متوجہ ہوا امراے دمک جب سے نے جب دیکھا کہ اسعد روانہ ہو گیا ہر چند فرسخ اُسنے راہ طے کی ہوگی یہ بھی خاور کی جانب روانہ ہوئے عمر ثانی اسی طرح جا بجا سلاطین و نامہ سعد شہریار کے پہونچاتا چلا جاتا تھا +

اب چند کلمے شیرویہ بن حمزہ کے بیان ہوتے ہیں

کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا
اگر پارہ کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا
بڑا موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا
ہنسی کے ساتھ یاں رونا ہے مثل قلقل مینا
کسی نے قہقہہ اے بیخبر مارا تو کیا مارا
دل سنگین خسرو پر بھی چوٹ اے کوہکن پہونچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا
دل بدخواہ میں تھا مارنا یا چشم بدبیں میں
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا
زمانہ کی نیرنگیاں انہیں میں شمس الدین

سن الملس ہیں جو آج ہر دو کل نہیں ہوں گے یہی انجام ابتدائے خلقت آدم سے اس وقت تک ہے اور ہمیشہ رہیگا وہ زمانہ کیلیونکر گون ہوتا ہے سب جہان کل پہدار تھے حکمران + کھڑے تھے جہان ترچھے بانکے جوان + جہاں کل تھے فیلان جنگی ہزار + کولتے تھے گھوڑے جہاں شہسوار + جہاں پاسبان کل تھے للکارتے + پرندہ بھی ڈرتے تھے پر مارتے + وہاں آج لاشوں کے انبار ہیں + پڑے ہر طرف سینہ افگار ہیں + وہ مہ جبیں جو کل جواہر کا تاج + سو ہیں خاک اور خون میں آلودہ آج + شیرویہ بن حمزہ کے حال میں مورخوں نے لکھا ہے کہ بعد طوفان وہ کشتیاں قلعہ چہل برج میں پہونچیں سواران کشتی کہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکے تھے بہت خوش ہوئے لٹکے قدر مراتب ملاحوں کو سب نے انعام دیا شیرویہ بن حمزہ نے بھی خلعت بخشے اور ان کی کوشش دہی کی بہت تعریف کی قلعہ چہل برج کی عمارت قابل تعریف تھی لیکن قریب قلعہ ایک قصر رفیع و وسیع باعتبار صنعت و کیفیت فرد دیکھا سفید ایک دیکھی عمارت بلند + کہ تھی نور میں چاندنی سے دو چند + وہ تھی قصر فلک در دوم کا ظہور + کہ تا شام سے صبح تک وقت نور + ہر ایک سمت وان نور کا ازدحام + نہ تھے آسکے قدم تا دم بام + لب نہر وصاف جو غور کی + تو بہتری تھی وہ ایک بلور کی + پڑے تھے اسمیں فوارے چھٹے ہوئے + ہوا پیچ موتی سے لٹے ہوئے + بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر + گئی چار سو اسکے پانی کی نہر + قرینہ سے گرد اسکے سبزہ بھی + کچھ ایک دو دو سبز ہی سب بہی + ہوا سے بہاری سے گل کھلے + چمن سادے شاداب اور شاداب + جہاں میں سے ہر ایک گل سے چمن + کہیں نرگس و گل کہیں یاسمن + کہیں جعفری کہیں موتیا + کہیں رائے بیل اور کہیں سوگرا + خراماں صبا صحن میں چار سو + دماغوں کو دیتی رہا گل کی بو + چمن آتش گل سے دہکا ہوا + ہوا سے سب باغ مہکا ہوا + تمام اہل کشتی اندرون قصر گئے شب بسر کی میوہ ہائے گوناگوں سے سیر ہوئے لیکن زیر قلعہ دیکھا کہ ہنگامہ برپا ہے فوج کفر یورش کرتی ہے قریب ہے کہ قلعہ اندر داخل ہو جائے وجہ اسکی یہ ہے کہ پسر کافور زنگی مسمے ممندل ایک زبردست پہلوان ہے سات سو من کا گرز بشت نہنگ رکھتا ہے اُسنے سنا تھا کہ میرے باپ کو قلعہ چہل برج میں عمر عیار نے ہلاک کیا اپنی فوج و لشکر کو لیکے حملہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ میں داخل ہو جائے شیرویہ وہاں پہونچا اور چاہا کہ حملہ آور ہو ممندل نے شیرویہ سے کہا کہ بچے آرام کر جوان ہم اب تک اس سبب یورش کرتے تھے کہاں سے ہمکو صدمہ پہونچا ہے تو ہمیں کیوں بر سر پرخاش ہے شیرویہ نے جواب دیا

کرتے ہیں مقدمہ کو کسقدر سمجھ چکا ہوں تیرے مقابلے سے باز نہ آؤنگا یہ کہا اور کشت وخون کا بازار گرم کیا تا اینکہ
صندل شیرویہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا تمام فوج زنگی اپنے سردار کو زخمی دیکھ کے بیدل ہوگئی تاب قیام نہ لائی
گریز کی کفار کا مال و اسباب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا سکندر اندرون قلعہ ایک برج پر مقیم تھا اُسنے جو دیکھا
کہ فوج زنگی فرار ہوگئی برج پر سے اُترا شیرویہ کے پاس آکے اُسکے پاؤں پر سر رکھدیا اور قلعہ میں لیکے کمال
اہتمام و انتظام شیرویہ کی دعوت کی علاوہ اُس مال و اسباب کے جو لوٹ میں ہاتھ آیا تھا بہت کچھ انعام واکرام
شیرویہ کے ملازمین کو دیا اور سب کی دعوت کی یہ دعوت اندرون قلعہ چہل برج قابل دید تھی تمام قلعہ میں
روشنی ہوئی کثرت روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قلعہ آتشیں ہے جا بجا ہنگامہ رقص و سرود گرم تھا ہر ایک محفل تہنیت
درجہ کی تھی تین روز تک یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا بر سبیل تذکرہ سکندر نے احوال پوچھا شیرویہ نے
سفر طوفان کو بالتصریح بیان کیا سکندر رومی نے کہا اے شہریار عالی مقدار اسقدر مہربانی تو میرے حال پر
ہوئی کہ صندل ملعون کے دست ظلم سے نجات بخشی مگر یہ تو ارشاد ہو کہ جسوقت خود بدولت یہاں سے
تشریف لیجاوینگے اور صندل شاہ بار دیگر قلعہ پہ یورش کریگا تو کیا ہوگا مجھ میں اسقدر قابلیت ہرگز نہیں
ہے کہ اُسکے لشکر کو دفع کر سکوں گا شیرویہ نے کہا پھر کیا چاہتے ہو سکندر رومی نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ جبتک مقدور
اُس موذی کے خدشہ کو بخوبی دفع و رفع نہ کر لیں یہاں سے تشریف نہ لیجاویں بعدہ اختیار ہے شیرویہ تادیر
سکوت میں بیٹھا رہا بعدہ کہا خیر اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں کوشش کرتا ہوں الحاصل وہاں سے کوچ کرکے شہر کافورہ
میں پہونچے اُسطرف صندل شاہ کو خبر پہونچی کہ شیرویہ ملک کافورہ کے مسخر کرنے کو آگیا یہ خبر سنکے صندل شاہ
گھبرا گیا ارکین حکومت کو طلب کیا اور کہا شیرویہ خصومت دکھاتا ہے چنانچہ تحقیق خبر سنی ہے کہ وہ سرحد ملک
کافورہ میں پہونچ گیا ہے تم سب کی اس بارہ میں کیا رائے ہے اول سبنے یہ رائے دی کہ پیشتر شیرویہ کے پاس
نامہ مصالحت بھیجا جاوے اگر وہ راضی ہو جاوے فہو المراد ورنہ دوسری تدبیر سوچی جاویگی صندل شاہ نے منشی کو
حکم دیا کہ اس مضمون کا نامہ لکھو کہ بعد ثنا و صفت خداوندان لات و منات شیرویہ ملک کو معلوم ہو کہ مجھے سنا ہے کہ
تم آمادہ پیکار ہو ہمکو کوئی وجہ جنگ و حرب کی نہیں معلوم ہوئی اگر کسی قسم کے نفع کی خواہش ہے تو اسکا اعلان
کیا جاوے تاکہ اس مقدار کا بندوبست کیا جاوے کیوں خواہ مخواہ خداوند کے بندوں کی جان مفت ضائع ہو
اور اگر اسکے خلاف کوئی اور سبب ہو تو اُس سے مطلع کرنا چاہیے جب اس مضمون کا نامہ تیار ہوا ایک
قاصد معتبر کے ہاتھ نامہ شیرویہ کے پاس بھیجا شیرویہ اس نامہ کو دیکھ کے ہنسا اور جواب لکھا کہ بعد حمد خدا و
نعت جناب محمد سردار انبیا صندل شاہ کو معلوم ہو کہ ہم ہرگز مال دنیا کا نفع نہیں چاہتے ہاں اگر چاہتے ہیں
تو دین اسلام کے رواج کی ضرورت ہے اگر دین اسلام قبول کرنے کا اطمینان ہمکو حاصل ہو جاوے تو ہم مطلق
تعرض نہیں کرینگے فقط اس جواب کو پڑھ کے صندل شاہ نے ہمراہیے مشیروں سے مشورہ کیا اُن سب نے یہ رائے
دی کہ دین اسلام کے قبول کرنے کا ہرگز اقرار نہیں کرنا چاہیے صندل شاہ نے کہا پھر کیا ہو شیرویہ سے میں بہت
خائف ہوں صندل شاہ کا ایک عیار چالاک ہوشیار زیتون نامی وہ اُسوقت موجود تھا صندل شاہ کو متردد
دیکھ کے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ یہ غلام آخر کس وقت کام آئیگا اگر حکم ہو تو میں اس بارہ میں کچھ
فکر کروں اگر لات و منات نے چاہا تو شیرویہ کو گرفتہ و بستہ کرکے لے آؤنگا صندل شاہ بہت خوش ہوا اور کہا اے
زیتون اگر تو شیرویہ کو بفن عیاری گرفتہ بستہ کر سکے تو اسقدر انعام دونگا کہ مال دنیا سے مدت العمر تک غنی ہو جاوے

ہو جاسکے زیتون برق عیار ہی پہلے شیرویہ کی تلاش مین نکلا تا ڈیکہ خیمہ شیرویہ تک پہنچ گیا دروازہ خیمہ پر
ایک درخت تھا زیتون عیار دربان کی نظر سے پوشیدہ اُس درخت پر چڑھ گیا نصف شب تک اُسی درخت
پر بیٹھا رہا تا ڈیکہ دربان بغنودگی طاری ہوئی زیتون سنے دارو سے بیہوشی کا ایک مرہ کوڈ ورین باندہ درخت
سے لٹکایا اور دربان کی ناک کے قریب پہنچا مدا اسقدر عرصہ تک عرہ کو آویزان کیے رہا کہ دارو سے بیہوشی
نے اپنا کام کر گئی زیتون درخت پر سے اُترا خیمہ مین داخل ہوا دیکھا شیرویہ بیخبر سو رہا تھا زیتون نے دارو سے
بیہوشی سنگھا کے پشتارہ باندھا اور وہان سے روانہ ہوا بہت خوش و مسرور و خیزان چلا جاتا تھا اثنا سے راہ مین
سامنے دیکھا کوئی چلا آتا ہے آواز دی تو کون ہے آواز دی کہتا ہے کہ عمر ثانی حسب اتفاق اسطرف سے چلا آتا تھا
عمر ثانی نے بھی اسیطرح کہا تو کون ہے اور یہ گولہ بار تیری پشت پر کیا ہے زیتون عیار سمجھا تھا کہ یہ حکومت صندل شاہ
کی ہے یہان اسوقت ہمارا مخالف کون ہوگا بلاتکلف کہہ بیٹھا کہ مین زیتون عیار ملک صندل ہون شیرویہ اپنے
مخالف کو اپنے آقا ملک صندل کیواسطے چرا لیے جاتا ہون کیون تو نے کیون پوچھا عمر ثانی نے کہا کیا خوب
مین ہی پوچھون اُسنے کہا کیا تو اس شہر کا کوتوال ہے یا قاضی ہے عمر ثانی نے کہا جو کچھ تو سمجھ وہ مین ہون زیتون نے کہا
صبر کر صبح کو حال معلوم ہو جائیگا جب مین صندل عالم شہر سے اس تیری گستاخی کی اطلاع کرونگا عمر ثانی نے کہا
تو میری اطلاع کیا کریگا جب تک تو وہان تک پہونچے گا مین ابھی قصہ فیصل کیے دونگا زیتون زیادہ تر قریب آیا عمر ثانی
کو غور سے دیکھا کہا سچ کہ تو کون ہے عمر ثانی نے کہا مین ہون تیری جان کا عزرائیل عمر ثانی بندہ خداوند رب جلیل اگر
تو اپنی خیریت چاہتا ہے یہ پشتارہ میرے حوالہ کر اور بصدق دل مسلمان ہو ورنہ تیری جان کی خیریت نہین ہے زیتون
نے کہا اے خواجہ کیون تو خواہ مخواہ متعرض ہوتا ہے جس کام کو جاتا ہے جا خواجہ نے کہا مین خاص اسی کام کو آیا تھا زیتون
سمجھا کہ بصورت جان بری محال ہے خنجر کو سیدھا کیا عمر ثانی پر وار کیا عمر ثانی نے ضرب خنجر کو رد کیا اور اپنا وار کیا زیتون نے
بھی اُس وار کو رد کیا خلاصہ یہ کہ اسقدر رد و بدل کو عرصہ گذرا کہ عمر ثانی کے حواس باختہ ہو گئے بار بار دل مین کہتا تھا کہ ہزارہا
عیارون سے مقابلہ ہوا طرح طرح کی جنگ و حرب دیکھی مگر نہین معلوم یہ کس قسم کا عیار ہے اور کسطرح کی طاقت رکھتا ہے کسیطرح
عاجز نہین ہوتا خدا خیر کرے سامان مخدوش ہے پھر دل مین خیال آیا کہ یہان زور و طاقت کا کام نہین ہے کچھ عیاری
کرنا چاہیے یہ سوچ کے زیتون کے سامنے سے گریز کی زیتون عیار نے تعاقب کیا خواجہ چند قدم آگے بڑھ کے
ایک درخت کے تنہ کی آڑ مین جا چھپا اور وہان سے کمند کے حلقہ پھینکے زیتون کو جب عمر ثانی دکھائی نہ دیا
گھبرا کے ہر چہار جانب دیکھنا شروع کیا اور پھر آگے بڑھا تا ڈیکہ کمند کے حلقون مین مقید ہو گیا اور با آواز بلند
پکارا اے خواجہ تو نے بڑا غضب کیا میرا انعام و اکرام کھویا اب بھی مین تجھسے کہتا ہون کہ مجھے چھوڑ دے اس کام
کے صلہ مین جو کچھ رقم ملک صندل سے دستیاب ہوگی نصف تجھے دونگا عمر ثانی نے کہا یہ خیال دل سے
دور کر مین تجھکو ہرگز رہا نہ کرونگا بلکہ ہلاک کر دونگا تجھکو رہا کر دینا بالکل نادانی سمجھتا ہون مین مال دنیا کا
ایسا خواہش مند نہین ہون کہ کسی بندہ خدا کو دشمن خدا کی قید مین مبتلا دیکھون اور زر نقد لیکے چشم پوشی اختیار کرون
تف ہے ایسے مال پر یہ کہکے خنجر بلند کیا اور اس زور سے اُسکے شکم پر مارا کہ تمام آنتین باہر نکل آئین زیتون جہنم واصل
ہوا خواجہ نے دفع بیہوشی سے شیرویہ کو ہوشیار کیا اب جو شیرویہ نے عمر ثانی کو دیکھا کمال حیرت ہوئی کہا اے خواجہ
تم کہان اور مین یہان کسطرح پہونچا معلوم ہوتا ہے کہ مین کسی مقام طلسم مین آگیا ہون خواجہ نے کہا یہ مقام طلسم نہین
ہے بلکہ تمکو زیتون عیار گرفتار کر لایا تھا اتفاقاً مین یہان آ گیا اسکو ہلاک کیا بعدہ تمام حقیقت گذشتہ بیان کی شیرویہ نے عمر ثانی

کی کارگذاری کی بہت تعریف کی اور کہا ای خواجہ آج تمھارا مثل و نظیر اس فن عیاری مین کون ہی زیتون عیار کی
کیا وقعت تھی کہ وہ سر بر آور ہو سکتا خواجہ نے کہا یہ زکو اسلئے معاملہ مین میرے حواس باختہ ہوچلے تھے بڑے مشکل سے سمجھ
مین آگیا کہ اسے چالاکی کرنا چاہیے شاید کام نکل جائے چنانچہ اس تدبیر سے اسکو مجبور کرکے ہلاک کیا پشتارہ کھولا
تمکو دیکھا بعد اس گفت و شنید کے شیردیہ نے سیاہ پوشی کا سبب پوچھا عمر ثانی نے احوال عقابین کا بیان کیا اور یہ
بھی بیان کیا کہ شہزادہ بدیع الملک کو کفار نے ہلاک کیا اب اگر حمزہ ثانی کی رہائی کی فکر نہ کیجاویگی بالیقین وہ
والا منزلت بھی ہلاک کیا جاویگا مین نے بیشتر سلاطین اولوالعزم کو سعد شہریار کے نامے پہونچا دیے اور زبانی بھی
جو کچھ مناسب جانا بیان کر دیا غالبا وہ سب سرزمین خاور مین پہونچ گئے ہونگے شیردیہ نے کہا ای خواجہ واقعی
غضب ہوا اگر حمزہ ثانی کی رہائی مین تاخیر ہوئی اب تجلو مرد و بغداد مین جانا چاہیے مگر مجبوری اسقدر ضرور ہی کہ اگر صندل
کے قبضے سے باز آونگا وہ نابکار تمام ملک سرپر کو تباہ کر دیگا ہزاروں بندگان خدا کی جانین ضائع ہو جائینگی اب
تم ہی کچھ رائے بیان کرو مین اسوقت سخت تردد مین مبتلا ہوگیا اگر صندل کے قصہ کو ملتوی رکھتا ہون تو خرابی اور اگر
صندل شاہ کے قصہ کو فیصل کرنیکا ارادہ کرتا ہون تو خدشہ ہی کہ خدانخواستہ وہان حمزہ ثانی کو کفار کے ہاتھ سے گزند پہنچے
ای خواجہ اگر کچھ نفع حاصل کرنا چاہو تو ممکن ہی عمر ثانی نے کہا بیان کرو شیردیہ نے کہا دو ہزار درہم نقد تمکو دونگا اگر تم ملک
صندل مین مجھے پہونچا دو عمر ثانی متبسم ہوا اور کہا اگرچہ یہ امر ممکن ہی لیکن مین اپنے نفع کیواسطے تمکو ہلاکت مین مبتلا
نہ کرونگا اگر خدانا کردہ کوئی وجہ پیش آئی تو جناب حمزہ یا فرزندان حمزہ والا قدر ضرور مجھسے بدظن ہونگے شیردیہ نے کہا ای
خواجہ تمھارا کسطرف خیال ہی اول تو انشاء اللہ ہلاکت ہی کی نوبت کیون آئیگی اگر بالفرض ہلاک بھی ہوگیا تو جناب حمزہ والا قدر
تجھے کیون بدظن ہونگے عمر ثانی نے کہا ہان اگر مجھسے کوئی معترض نہ ہو تو مجھے کچھ عذر نہین ہی جسطرح ممکن ہوگا تمکو
بارگاہ ملک صندل مین پہونچا دونگا پھر تمکو اختیار ہی شیردیہ نے منظور کیا عمر ثانی نے کہا زبانی منظوری سے کچھ فائدہ نہین
مجھے ایک نوشتہ اس مضمون کا لکھدو شیردیہ نے اسی مضمون کا ایک اقرار نامہ لکھکے عمر ثانی کو دیدیا خواجہ عمر ثانی نے
فوراً اپنے کو زیتون عیار ملک صندل کی صورت سے مشابہ کیا شیردیہ کو بیہوش و مکمل کرکے اسکا پشتارہ باندھا بالا دوش
لیکے چلا بارگاہ صندل مین پہونچا ملازمان صندل عمر ثانی کو دیکھکے بہت خوش ہوئے گرد عمر کے مجمع تھا ہر شخص کہتا تھا
ای زیتون اس پشتارہ مین کیا ہی زیتون مصنوعی نے خوب قہقہے لگائے اور کہا ای خیرخواہان سرکار ملک صندل آج
مجھسے وہ کار نمایان ظہور مین آیا ہی کہ کسی سے نہ ہوتا ملک صندل کے دشمن کو گرفتار کر لایا ہون ملک صندل کے
روبرو دیل کے تماشا دیکھو جوق جوق گروہ اہل شہر زیتون مصنوعی کو حلقہ مین لیے ہوئے دربار ملک صندل مین
پہونچے ملک صندل زیتون مصنوعی کو پشتارہ بدوش دیکھکے تخت پر سے اتر آیا زیتون مصنوعی نے کہا ای
شہریار ابھی تم میرے قریب نہ آنا اسی جگہ توقف کرو یہ پشتارہ گو بدوش ہی اگرچہ شیردیہ کو مین نے گرفتہ و بستہ
کر لیا ہی لیکن وہ بخوبی بیہوش نہین ہی اگر اسنے حملہ کیا تو غضب ہو جائیگا ملک صندل اپنے تخت پر واپس گیا تمام
زنگیان بدکار متقاضی تھے کہ پشتارہ کو کھولو حریف کو دیکھین زیتون مصنوعی سب کو یہی جواب دیتا تھا کہ توقف کرو
ملک صندل سے کہا ای بادشاہ پہلے انعام میرا مجکو دے بعدہ حریف کو بستہ دیکھو ملک صندل نے تبسم کرکے کہا تعجیل
کیون کرتا ہی مین تجھے انعام ضرور دونگا اور بہت کچھ دونگا زیتون مصنوعی نے کہا مین انعام مین صرف جواہرات لونگا اور کچھ
نہ لونگا ملک صندل نے کہا مین جواہرات ہی دونگا پہلے حریف کو زندان مین بھجوا دے کہا مین پہلے اپنا انعام وصول کرونگا
بعدہ حریف کو زندان مین بھیجونگا ملک صندل نے کہا تو ضد کرتا ہی خیر تیری ہی خاطر سہی یہ کہکے خزانہ دار کو حکم دیا کہ ملازمان

خزانہ میں سے فلان قطعے لے آ خزانہ دار قطعے جواہرات کو لے آیا جسمین موتی الماس زمرد یاقوت کا بیش قیمت زیور
تھا قطعی کو کھولا اور زیتون مصنوعی سے کہا اے زیتون اسمین سے جو زیور تیرے پسند ہو لے لے عمر ثانی کے منھ
مین پانی بھر آیا خوش ہوا کہا ای بادشاہ یہ کام اس قابل نہین ہے کہ اس قطعی مین سے چند عدد زیور لیکون یہ تمام
قطعے بھی اس کام کے عوض مین کم ہے کیا عرض کرون کہ کیا تعب میں نے اس حریف کی گرفتاری مین اٹھایا ہے جان
ضائع ہونے مین کوئی دقیقہ باقی نہ تھا ملک صندل نے وہ قطعی بند کرکے اپنے پاس رکھ لی اور کہا او حریص اس
قطعی مین دو دو عدد جواہر کا ہے جسکی قیمت ایک ملک دریچ کا خراج ہو سکتی ہے مین کسطرح پوری قطعی اس کام کے
عوض مین تجھے دیدون مین نے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو حریف کو گرفتار کر لائیگا تو مال دنیا سے تجھے غنی کر دونگا
جواہر کی کیا ضرورت ہے جسوقت جو کچھ تجھے درکار ہو ہمارے خزانے سے لے اور کیا چاہتا ہے تیری خاطر
منظور تھی جو ہمنے یہ بھی منظور کیا کہ انعام مین جواہر دیتے ہین حالانکہ ہمنے جواہرات دینے کا وعدہ نہین کیا تھا
آج تیری حرص کا حال معلوم ہوا ورنہ پیشتر کبھی تیری یہ جرات دیکھی زیتون مصنوعی نے کہا ای بادشاہ مین نے
کبھی ایسا کار نمایان نہین کیا ہے اگر تو میرے انعام مین کمی کریگا تو یقین سمجھ مین اس حریف کو یہان چھوڑ دونگا
آیندہ تو دانی و کار تو۔ ملک صندل نے کہا حریف گرفتار ہو آیا ہے اب اگر اس کو یہان چھوڑ دیگا تو وہ کیا کر سکتا ہے
زیتون مصنوعی نے جھٹ تمام گولہ بار کو کھولا پشتارہ کا بند کھلتا تھا کہ برق کیطرح شیر دیہیم دکھل ایک جانب
استادہ ہوا اور چہرے بدلنے لگا ملک صندل خائف ہو کے تخت پر کھڑا ہو گیا اور کہا ای زیتون نمکحرام تو نے
ہماری عدول حکمی کی کہ ہمارے حریف کو رہا کر دیا زیتون مصنوعی نے کہا مین کیا کرون مین نے پیشتر ہی کہا تھا
کہ حریف ابھی بخوبی قبضہ مین نہین ہے صرف گرفتار کر لایا ہون مین نے ہر چند بیہوش کیا بیہوش نہ ہوا اور اصل تو
یہ ہے کہ تو نے مجھے انعام دینے مین کمی کی اب مجھے برا معلوم ہوا اب بھی خیریت ہے اگر تو یہ پوری قطعی میرے حوالے کرے
ملک صندل نے وہ قطعی اٹھا کے خواجہ عمر کے روبرو پھینک دی اور کہا لے اب تو خوش ہوا جلد اس حریف کو گرفتار کر
خواجہ عمر نے وہ قطعی پر از جواہرات اٹھا کے اپنے قبضہ مین کی اور کہا انعام تو مین نے پایا اب تم جانو تمہارا کام
مجھے کچھ کام نہین اور نہ اب یہ حریف میرے قبضہ مین آ سکتا ہے ملک صندل نے کہا او کمبخت بدنصیب یہ کیا
ہوگا عمر ثانی نے کہا بدنصیب تو ہے کہ مین ہون دیکھ تیرے دشمن کو تیرے سر پہ لا کے چھوڑ دیا اور یہ قطعی جواہرات
کی میرے قبضہ مین ہے یہ کہکر روغن اپنے چہرے سے پاک کر ڈالا اور خنجر کو سنبھال کے نعرہ مارا کہ اگر ملا نہ جان
عمر ثانی عیار طرار ہمراہ جعفران ثانی ملک صندل نے غور سے عمر ثانی کی صورت دیکھی باواز بلند کہا او خدا پرست
تو نے مجھکو بڑا دھوکا دیا مجھے ہرگز نہین معلوم تھا کہ تو عیار لشکر اسلام ہے ارے غضب ہوا جواہرات کی قطعی
بھی ہاتھ سے گئی اور دشمن بھی سر پر آ پہونچا عمر ثانی نے کہا یہ دشمن تیرا نہین ہے ملک الموت تیری جان کا ہے
سہ بیار انچہ داری زمردی نشان وکمان کیانی دگرز گران + ملک صندل نے آواز دی کہ ای ملازمان حکومت
صندلی یہ وقت نمک حلالی کا ہے جلد اس خداپرست کو گرفتار کرو اور یہ عیار بھی زندہ نہ جانے پائے جس نے
یہ فریب کیا تمام دربار جان پہ کھیل کے ہمہ گیر فوج زنگی آ پہونچی عمر ثانی اور شیر دیہیم کو گھیر لیا شیر دیہیم اور عمر ثانی
نے داد مردانگی دینا شروع کی اثنائے جنگ و حرب مین عمر ثانی کہتا جاتا تھا کہ ای شیر دیہیم غضب کیا کہ تو نے مجھے بھی
دشمنون مین گھر والیا اور خود بھی گھیرے گئے جلد کوشش کرکے یہان سے محفوظ نکلو شیر دیہیم یہ کہتا جاتا تھا
ای خواجہ خداوند عالم کی حمایت پر نظر رکھو وہ بڑا حامی و مددگار ہے تم فوج کیطرف متوجہ رہو مین ملک

سندل کی خبر لیتا ہون یہ کہہ جست کرکے ملک صندل کے پاس پہونچ گیا اور ایسا وار شمشیر آبدار کا کیا کہ برگیا ملک صندل دو پرکالہ ہوکے دھم سے زمین پر گرا اسکا گرنا تھا کہ تمام فوج زنگی بددل ہوگئی آخر تاب قیام نہ لا کے فرار پر قرار لیا (ہان خوب یاد آیا) اکثر زنگی وہ بھی شیرویہ دلاور کے شریک ہوگئے کہ جو صندل شاہ کے ظلم و بدعت سے بت پرستی اختیار کیے ہوئے تھے اب کہ انھون نے موقع پایا شیرویہ کیطرف سے جنگ پر آمادہ ہوگئے حتے کہ شیرویہ کو فتح نصیب ہوئی بعد فتح ہزارہا زنگی دائرہ اسلام مین داخل ہوگئے بعد تسلط شیرویہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اہل شہر کو مجتمع کرکے کہا کہ تم لوگ جسکو اپنے مین زیادہ معظم و محترم سمجھتے ہو اسکو ہمارے روبرو حاضر کرو تاکہ اپنی طرف سے یہان کا انتظام اُسکے حوالہ کیا جاوے چنانچہ خاندان شاہی سے ایک مرد معتبر تجویز کرکے شیرویہ کے روبرو پیش کیا گیا شیرویہ نے اسکو پہلے کلمہ طیبہ پڑھا کے عقاید دین اسلام کے تعلیم کیے بعدہ وہان کی حکومت اُسکے سپرد کرکے لشکر کی راہ لی راہ مین عمر ثانی نے معاملہ دو منگی اوچہ جو دیکھا تھا بیان کیا یہان جب صبح ہوئی اور شیرویہ کو غائب دیکھا سب گریہ و زاری مین مبتلا ہوئے ہر ایک سردار اپنے ماتحت پر متغیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ تم لوگ بالکل غافل ہوا ایسا واقعہ عظیم رو بکار ہوا اور تم مین سے کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی آیندہ تمسے کیا امید ہوسکتی ہے یہان یہ غل و شور ہو رہا تھا کہ شیرویہ اور عمر ثانی پہونچے سب سروقد تعظیم کو اُٹھو کھڑے ہوئے مگر حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ کیا واقعہ ہے صبح کو شیرویہ کو غائب دیکھا اسوقت مع عمر ثانی باہر سے آتے دیکھا خواجہ نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون شیرویہ نے کہا تعجیل کرو خواجہ نے کہا مجھکو عجلت ضرور ہے یہ کہکے رخصت ہوگیا بعد خواجہ کے جانے کے شیرویہ نے اسیوقت سامان کوچ کیا اور سرزمین خاور کی راہ لی عمر ثانی کشمیر خیل مین آیا رستم خان گاؤ لنگی کے پاس آیا رستم خان عمر ثانی کو دیکھکے بہت خوش ہوئے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے حقیقت گذشتہ بیان کی حمزۂ ثانی کے عقاب مین پہنچے جانیکا حال بیان کیا شہزادہ بدیع الملک کا بھی ذکر کیا بعدہ سعد شہریار کا نامہ دیا رستم خان نے ازاول تاآخر کمال شوق سے نامہ دیکھا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا کہا خواجہ اسوقت سے مجھکو سخت تردد لاحق ہوگیا انشاء اللہ الرحمٰن مین بھی ملک خاور مین پہونچتا ہون اس گفتگو کے بعد خواجہ ترکستان کیجانب روانہ ہوگیا۔

اب چند سلطے اسفندیار گیلانی کے بیان کیے جاتے ہین

بس جنازہ لیلی یہ کہتا ہے جرس دلا
گل خسار پر خال سے کیون نقطۂ دل کا
گنا کرتا ہر گنتی بے گناہ ہون کا کیا ہو خون
یہان ہر تنگ آنکھون مین شراب شیشۂ دل کا
کہان ہوتی ہے رویا مین تمیز خواب بیداری
بجے کرتا ہے بسمل سر دہونا مرغ بسمل کا
صدا یون سینہ کوبی مین ہے یہان نجیر آہن کی
کہ گویا صفون مین ہوگیا عالم حمائل کا

ہمارا پردہ غفلت کی بس پردہ محمل کا
لگے جو تیر جو پاہر دہ کے عشق مژگان مین
جو اسکو مشغلہ ہر رات دن عقدہ دل کا
نظر آتا ہے جو کوئی طلب کرتا ہے دل اہل ہے
یہان ہوا اہل غفلت سے تماشا حق و باطل کا
وہ گریان ہون نقشہ پہ سادے بے ہی سمجھے
سمان ہر دو تشانی مین جیسے دانہ جلا جل کا
جنکو رزق تقدیری کرون تدبیر کیا نکل

یہ لفظ گل تورم خود مین لفظ سے مزا آہی
بنا ہے کوئی تیر انداز گر تو وہ بیری گل کا
وہ دہشت مشتبک ہر زبن یعنی دہون کی
ترے دست حنائی مین ہے عالم دست سائل کا
تڑپ کر ایک دم آرام آجاتا ہے اس کو
بنا مین گر کھانے والے فوارہ بیری گل کا
ترے جادو دست ایسا ہر کنائی رد کا شیو آترا
وہ سبزہ ہرا دہ جو کرے کھیل پانی حاصل کا

اسفندیار گیلانی کی بھی کشتیان منتشر ہوگئین اسفندیار کی کشتی ایک جانب غیر مقرر تباہ ہوگئی کشتیبان
اور سواران کشتی کیطرح مجبوری کی حالت مین بیٹھے تھے سب طرح کی تدبیرین کر چکے کوئی چارہ جوئی کارگر
نہ ہوئی حتے کہ وہ کشتی غرق ہوئی اسفندیار شناوری مین خوب ملکہ رکھتا تھا دو روز تک دریا مین شناوری
کرتا رہا بحکمات دریا بجولی سر بیت کر گئے تھے بیہوشی طاری ہوئی چونکہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا اُس عالم
بیہوشی مین سطح آب پر بہا چلا جاتا تھا تا اینکہ دریا کے کنارہ جا لگا اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ خشکی مین آمادہ
سرزمین ماچین کی تھی حسب اتفاق حارث نامے ایک ماہی گیر مچھلیون کے شکار کیواسطے وہان آیا ہوا تھا
اسفندیار کو بلباس مرصع دیکھا بہت خوش ہوا کہ آج خوب شکار ہاتھ آیا سوچا کہ اگر مہینون شکار کھیلتا تو
اسقدر رقم دستیاب نہ ہوتی اس جوان کے لباس قیمتی کو اُتار لو اور بازار مین رقم کثیر کو فروخت کرو اس ارادہ
سے اسفندیار گیلانی کے پاس آیا تنفس سے سمجھا کہ ابھی جان باقی ہے اگر لباس اُتارتا ہون مبادا یہ جوان کہین
کھول سکے مجھے پہچان لے اور کسی وقت مین مجھسے مواخذہ کرے یا ہنگی تمام اسفندیار کو دریا سے [illegible] لایا
اور اپنی کملی مین لپیٹ کے گھر لیگیا اُسکی بی بی جلدی واپس آنے سے متعجب ہوئی کہا آج تو جلدی کیون چلا آیا اور
کملی مین کیا لایا ہے اُسنے کہا خاموش رہ آج طرفہ شکار ہاتھ آیا ہے اُسنے متعجب ہوکے کہا کچھ بیان تو کر کیا شکار ہاتھ
آیا حارث ماہی گیر نے مفصل حقیقت بیان کی بی بی نے کہا تو نے غضب کیا یہ ملک ماچین ہے اگر سرکاری آدمی
کو خبر ہو پہنچے تو غضب ہو جائے تمام مکان منضبط ہو جائے اس جوان نیم جان کے خون کا الزام تیری جانب
عاید ہو ولے نادانی بخیریت اسی مین ہے کہ جہان سے اسے لایا ہے وہین پہنچا دے اُسنے کہا تو نادان ہے عورت ہے
اس سبب سے خائف ہوتی ہے اُسوقت مین با خود ہوتا تب اس جوان کا لباس دریا کے کنارے اُتار لیتا اور اسکو
برہنہ چھوڑ دیتا آمین ابھی جان باقی ہے علاج کرتا ہون اگر کوئی مستفسر حال ہوگا کہدونگا کہ دردِ انسانی کے
سبب سے مین اسے لے آیا ہون بدنیتی اُسوقت ہوتی کہ مین اس جوان کو اسی حال پر چھوڑ دیتا اور لباس
اُتار لیتا اگر یہ جوان تندرست ہو جائیگا قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عمائدین مین سے ہے ضرور میری رفاقت کا صلہ دیگا
اور اگر ہلاک ہو جائیگا تاہم نفع سے خالی نہین ہے یہ کہکے عرق گلاب چہرہ پر چھڑکا چند لمحہ کے بعد اسفندیار کو ہوش آیا
آنکھ کھول کے اپنے کو ایک مکان مین پایا حیرت سے مکان کو دیکھتا تھا اور اُس ماہی گیر کو دیکھتا تھا حارث ماہی گیر نے
کہا اے جوان تو کون ہے اور دریا مین کسطرح آیا چونکہ اسفندیار مین طاقت گفتار نہ تھی اشارہ سے کہا توقف کر
مین کہونگا اور اشارہ سے بھوک کی شکایت کی حارث نے بعجلت تمام مرغ خانگی کو ذبح کیا اور پکا کے اُسکا
شوربا پلایا اسفندیار مین طاقت آئی آہستہ کہا اے شخص مین تاجر پیشہ ہون ملک فرنگ سے کشتیون پر مال لئے آتا
تھا اتفاقاً طوفان شدید آیا سب کشتیان غرق ہوگئین مجھکو شناوری مین ملکہ حاصل تھا دو روز تک
شناوری کرتا رہا پھر مجھکو خبر نہین کہ کسطرح یہان تک پہونچا حارث ماہی گیر نے کہا مین ماہی گیر ہون شکار
ماہی کیواسطے گیا تھا تمکو دیکھکے مین نے اپنے کام کو ترک کیا اور علاج کیواسطے یہان لے آیا اگرچہ میری
بی بی نے مجھکو ڈرایا کہ ایسا نہ ہو حاکم وقت مجھکو ملزم قرار دے مین نے اُسکے کہنے کی پروا مطلق اعتنا نہ کی اسفندیار
گیلانی نے کہا مین تیرا کمال ممنون ہون اگرچہ ہنوز رشتہ حیات باقی تھا لیکن باری تعالے نے تجھکو میری
زندگی کا سبب کر دیا اب یہ بتا کہ اس سرزمین کا کیا نام ہے اُسنے کہا اُس ملک کو ماچین کہتے ہین ہیلم خان
نام پسر مغفور بت پرست ہوگیا ہے خاقان چین سے ہمیشہ درپے پرخاش رہتا ہے ایلخان اُسنے قسم کھائی ہے

کہ آتش کا قصہ بہتر نہین معلوم ہوتا ہے مقدمہ یکسو ہو جاوے تو اچھا ہے جب تک ملک چین کا قصہ یکسو نہ کرونگا
آرام مجھپر حرام ہے نہیں معلوم ہے کہ قصہ کا انجام کیا ہوگا اسفندیار خاموش ہو رہا دوسرے روز ماہی گیر نے کہا
اے جوان تو یہان توقف کر مین مچھلی کے شکار کو جاتا ہون یہ کہکے وہ اسطرف گیا یہان اسفندیار کو خیال آیا کہ
بیٹھے بیٹھے دم گھبراتا ہے چلکے شہر کی سیر کرنا چاہیے کپڑے پہنے دروازہ کے باہر آیا بازار کی راہ لی جب چار سو
مین پہونچا ایک غافلہ عظیم دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے ایک راہگیر سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیا ہے اُسنے کہا
اس شور و غل کا عارض یہ ہے کہ یا کرو گے سنو سرہنگ مصری نام امیر کا ایک عیار ہے اُسکے قتل کی تدبیر
ہو رہی ہے شہزادہ بہت گھبرایا پوچھا اُس سرہنگ سے کوئی خطا عظیم سرزد ہوئی ہے جسکے عوض مین اُسکے قتل کے درپے
ہین اُسنے کہا مجھکو اسیقدر معلوم ہے شہزادہ تلاش کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان سرہنگ عیار کو دار سے باندھا
ہے اور ہر ایک شخص اُسکی نسبت کلمات لاطائل زبان پر جاری کرتا ہے سرہنگ مصری دست و پا بستہ خاموش
ہے اسفندیار کو تاب تحمل نہ رہی آبدیدہ ہوکے تلوار میان سے کھینچ لی اور باواز بلند کہا او نالایقو اس جوان
سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہے جسکے عوض مین اس ذلت و مجبوری سے اسکو ہلاک کرنا چاہتے ہو لوگون نے
جواب دیا کہ تجھکو اس قصہ سے کیا بحث ہے ہمکو اختیار کامل ہے جسطرح اور جس جرم پر چاہتے ہین اسکو ہلاک کرتے ہین
اسفندیار نے بے دریغ کیطرح جھٹ سرہنگ مصری کے پاس جاکے اُسکو دار سے کھول دیا اور کہا کون ہے جو میرے مقابل
کرنے والا آوے مقابل ہو ؂ ببینم کہ تا کردگار جہان + درین آشکارا چہ دارد نہان + اسفندیار کے گرد لوگ
جمع ہو گئے اور کہا تو کون ہے ہمارے حال سے متعرض ہوتا ہے شہزادہ نے اُنکی اُس بات کا جواب نہ دیا چاہا کہ لوگون
سے کام لے سرہنگ مصری نے کہا اے شہزادہ والا قدر پیادہ جنگ و حرب کا ارادہ نہ کرنا مین مرکب بہم پہونچاتا
ہون یہ کہکے فوراً مرکب حاضر کیا اسفندیار مرکب پر سوار ہوا سرہنگ مصری جلو مین رہا مگر وہ لوگ مستعد پیکار
بعض لوگون کا مشورہ ہوا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کر لیا جاوے مگر بعضون کی یہ رائے قرار پائی کہ اس جوان کا گرفتار
کرنا سہل نہین معلوم ہوتا ہے سخت کشت و خون کی نوبت آئیگی فلہذا اول اسلم خان کو اس حال سے مطلع
کرو جیسا وہ حکم دے اُسکے موافق عمل کرنا چاہیے چنانچہ فوراً ہرکارہ اسلم کے پاس گیا اور کیفیت بیان کی
اسلم خان اس خبر کو سنکے از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا وہان سے اٹھا کہ آخر وہ جوان کیا غرض
رکھتا ہے جو خواہ مخواہ ہمارے کام مین دخل دیتا ہے لوگون نے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا اسلم مرکب پر سوار ہوکے فوراً
وہان پہونچا دیکھا واقعی سرہنگ مصری عیار اور دوسرا ایک جوان وجیہ ایک طرف استادہ ہین اور جنگ
پر آمادہ ہین تلوار کھینچ کے چاہا کہ اسفندیار پر وار کرے شہزادہ نے چستی تمام اُسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے
دور پھینک دی ہاتھ کو گرفت مین لاکے ایسے زور سے جھٹکا دیا کہ مرکب سے زمین پر آیا شہزادہ اُسکے سینہ پر
سوار ہوا اور کہا خیریت اسی مین ہے کہ دین اسلام کو قبول کر ورنہ اسیطرح تجھکو ہلاک کرونگا کہ جانوران ہوائی تیرے
حال پر افسوس کرینگے اسلم نے کہا اے جوان دین اسلام کے قبول سے مجھکو کیا فائدہ ہوگا اگر زر نقد کی فرمایش کرے تو
مین موجود ہون جو کچھ تیری خواہش ہوگی اُسے قبول کرونگا اسفندیار نے کہا مجھکو مال دنیا کی مطلق خواہش نہین ہے مدعا
ترویج مذہب اسلام مقصود ہے اسلم نے کہا اگر تیرا یہی مقصود ہے تو مجھے چند لمحہ کی مہلت دے تاکہ مین اپنے مشیرون سے
اس بارہ مین مشورہ کر لون اسفندیار نے کہا ؂ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست + جو کچھ تجھے منظور ہو
اُسے بیان کر دے اسلم خان سوچا کہ اگر دین اسلام کو قبول نہ کرونگا جان بچنا محال ہے ناچار کلمہ پڑھکے مسلمان ہوا

فوج نے تعرض کرنا چاہا تھا اسفندیار نے کہا تیری فوج کو بھی دین اسلام کی ہدایت کر اُسنے کہا مین دوسرے کے
دل پر کیا اختیار رکھتا ہون اسفندیار نے کہا تو ان لوگون سے کہدے کہ دین اسلام اختیار کرو مین نے اسلام
قبول کیا ہے اسفندیار نے آواز بلند کہا اے ایمان فوج آگاہ ہو کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا ہے تم بھی
اس مذہب کو اختیار کرو غرضکہ تمام فوج دائرۂ اسلام مین داخل ہوئی شاہزادہ نے اسلم کو رہا کر دیا اسلم نے کہا
اے جوان مجھے حیرت ہے کہ تونے صرف زبانی اقرار پر مجبور رہا کر دیا اب اگر مین تجھے متعرض ہون تو تو کیا کر سکتا
ہے شاہزادہ نے کہا دین اسلام کا مدار خدا پر ہے اگر تو منحرف ہو جائیگا اُسکا تدارک کیا جاویگا اگر دین اسلام
برحق ہے مین تجھپر پھر غالب آؤنگا اسلم سنتا شہزادہ سے معانقہ کیا بارگاہ مین لایا اور کہا شہریار میرا خیال
ایسا مہمل نہین ہے کہ کسی بات کا اقرار کرون اور پھر اس سے انکار کردون مجھے پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت کا
خیال تھا لیکن کوئی موقع نہ ملتا تھا اگر مجھے منظور نہ ہوتا تو ہرگز اقرار نہ کرتا اگرچہ جان ضائع ہونے کا موقع تھا
بعدہ سرداران فوج حاضر ہوئے نذرین پیش کین اسفندیار نہایت شفقت سے پیش آیا تالیف قلوب
کیواسطے بہت کچھ پند و نصائح کی پھر ملک کیطرف متوجہ ہوا اس گرفتاری کا حال پوچھا اُسنے کہا
شہریار آج شاہ سعد نے مجھسے فرمایا کہ امیر کو پرویز نے عقابین پر کھینچ دیا اور سنا ہے کہ صلصال نے باردگر
ترکستان سے خروج کیا ہے ملک ختا کو مسخر کر لیا تو جا اس خبر کو صحیح دریافت کر لا مین فوراً اس کام کیواسطے
روانہ ہوا جب اس شہر مین پہونچا شدت گرسنگی سے میرا حال غیر ہونا شروع ہوا نان پز کی دوکان پر گیا
اُس سے کھانا لیا بسم اللہ کہکے کھانا شروع کیا نان بائی نے میری صورت دیکھی مین نے بھی اسکی صورت دیکھی
نان بائی نے کہا یہ کہکے کھاتے ہو مین نے جواب دیا ہم مسلمانون مین دستور ہے کہ ہر ایک کام بسم اللہ کہکے شروع
کرتے ہین کہ برکت ہوتی ہے اُسنے کہا یہ کوئی افسون ہے جس سے میرے آگے کی روٹیان تمھارے آگے از خود
پہونچ جائینگی یا چار روٹیون کی آٹھ ہو جائینگی مین نے کہا تجھے کیا بحث ہے ہم جو کچھ چاہتے ہین کہتے ہین
نان پز نے سکوت کیا دوکان سے اُترا ایک طرف چلا گیا کوتوال کے پاس پہونچا اور کہا آج میری دوکان
پر ایک خداپرست آیا ہے مجھے اسطرح دریافت ہوا کہ جب کھانا کھانا شروع کیا بسم اللہ کہا مین نے پوچھا
یہ کیا کہا اُسنے کہا ہم مسلمانون مین ہر کام کے شروع مین بسم اللہ کہتے ہین کوتوال نے چند نفر کو اپنے ہمراہ
لیا وہان سے روانہ ہوا مین یہان ہنوز کھانا کھا رہا تھا ایک دوکان کا ملازم میرے قریب آیا اور آہستہ کہا
اے جوان تونے غضب کیا کہ یہان اپنے کو مسلمان ہونا ظاہر کیا عنقریب تو گرفتار ہو جائیگا کچھ عجب نہین
جو مالک دوکان کوتوال کو اطلاع دینے گیا ہو یہان ہر متنفس مسلمان کا دشمن جان ہے اُسنے جو دو چار کلمے
میرے خیرخواہی کے کہے تھے مین نے کہا مہربان پھر کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا مین کیا بتاؤن مین نے بغرض دلی اطلاع کہا مین نے
کہا یہ تو مین سمجھا لیکن پھر بھی کچھ تو بتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ کوتوال مع کثیر کو ساتھ لیے آ پہونچا مجھکو گرفتار کرنا
چاہا مین تلوار لیکے اُن کی طرف جھپٹا دو چار کو جان سے مارا پانچ سات زخمی ہوئے آخرالامر مین گرفتار کر لیا
گیا اور مین گرفتار ہرگز نہ ہوتا کمندون کے حلقے کثرت سے پے در پے پھینکے گئے جن مین بالکل پیچیدہ ہو گیا وہ سب
مجھکو کوتوالی لے گئے اسلم کو خبر ہوئی مجھکو بلایا اور کہا اگر تو بت پرستی اختیار کرے تو رہا کر دیا جاوے مین نے
کہا بت پرستی مجکو نصیب ہو ایمان کے مقابلہ مین جان کچھ نہین سمجھتا اسلم نے حکم قتل دیا تھا اور قتل ہوتا
تھا کہ تم ایسے شجاع زمانہ جو پہنچے اور ہلاکت سے نجات بخشی یہان یہ قصہ بیان ہو رہا تھا کہ خواجہ پہونچا

اسفندیار خواجہ کو دیکھ کے اٹھ کھڑا ہوا خواجہ سے بغلگیر ہوا احوال پوچھا عمر ثانی نے تمام کیفیت بالتصریح
بیان کی اور میر ہنگ سے کہا کچھ تم بیان کرو اسنے بھی تمام حال بیان کیا خواجہ عمر ثانی نے جیب سے خط
سعد شہریار کا نکالا اسفندیار کو دیا اسفندیار نے ملفوفہ کھولا خط کو پڑھا زانو پر دست تاسف مارا خواجہ
عمر ثانی نے کہا شہریار کا اب کیا ارادہ ہی اسفندیار نے کہا کیا پوچھتے ہو بجز اسکے اور کیا ارادہ ہو سکتا ہی
کہ جناب حمزہ ثانی کی کمک کو پہونچون آج تو نہین کل انشاء اللہ کوچ کرونگا خواجہ نے کہا اب میرا کیا کام رخصت
ہوتا ہون اسفندیار نے کہا خدا حافظ خواجہ وہان سے روانہ ہوا۔ پھر ماہی گیر کا حال سنیے کہ جب وہ شکار ماہی
سے فارغ ہو کے گھر مین آیا اسفندیار کو نہ پایا بی بی سے پوچھا وہ جوان کہان گیا اسنے کہا تیرے جانے کے بعد
تھوڑی دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا میرا دم گھبراتا ہی شہر کی سیر کرنے جاتا ہون مین نے کہا کہ صاحب خانہ
آلے تو جا اسنے کہا صاحب خانہ کی موجودگی کی کچھ ضرورت نہین ہی آدمے تو کہدینا مین تھوڑی دیر کے بعد واپس
آؤنگا مین خاموش ہو رہی وہ چلا گیا اسوقت تک نہین آیا ماہی گیر خاموش ہو رہا مگر دل مین کہتا تھا کہ
خواہ مخواہ مین نے اپنا نقصان کیا وہ جوان چلا گیا ایک روز ماہی گیر کو مچھلیان کثرت سے دستیاب
ہوئین چند مچھلیان لیکے سلیم کو نذر دینے آیا دیکھا کہ وہی جوان جسکو دریا سے لایا تھا یہان سب
سے مقدم بیٹھا ہی حیرت ہوئی کہ یہ جوان اپنے کو سوداگر کہتا تھا لوگون سے پوچھا یہ جوان کون ہی
انھون نے کہا یہ فرزند حمزۂ والا قدر ہی یہ صفت انھین کی اولاد مین ہی کہ تنہا ملک چین کو لڑکے لیا
اور تمام فوج کو مع سلیم مسلمان کیا۔ پھر ماہی گیر اسفندیار کے روبرو حاضر ہوا بکمال ادب سلام کیا اسفندیار
نے جواب سلام دیا اور کہا ای شخص تو نے مجھپر بڑا احسان کیا ہی یہ لے ایک ہزار تومان اسکو دیے اور
کہا یہ عوض اس احسان کا ہی جو تو نے مجھپر کیا ماہی گیر نے دوسری مرتبہ تسلیم عرض کی اور وہ ہزار تومان
لیکے اپنے گھر واپس گیا دوسرے روز اسفندیار نے سرزمین خاور کی جانب کوچ کیا عمر ثانی جب
سعد شہریار کے نامہ پہونچاتا ہوا خاور کیجانب چلا تھا اثناے راہ مین ایک پہاڑ ملا اسکے درہ مین سے
راستہ تھا جیسے درہ مین پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا ہوا بین بجا رہا ہی اور اس لطف سے بجا رہا ہی کہ بیشتر
جانوران صحرائی دور دور ہر چہار جانب بیٹھے سن رہے ہین عمر ثانی قریب اس پیر درویش صورت کے
گیا اور کہا تم کون ہو جو پہاڑ کے درہ مین تنہا بیٹھے باجا بجا رہے ہو اگر کوئی درندہ آجائے تو کیا ہو اسنے
عمر ثانی کو اوپر سے تا پا دیکھا اور کہا تمکو میرے فعل سے کیا کام ہی جس طرف سے آئے ہو چلے جاؤ اہل دنیا سے مجکو
سخت نفرت ہی ان کی صحبت سے متنفر ہو کے مین یہان بیٹھا ہون تم لوگ یہان بھی مجکو نہین بیٹھنے دیتے
یہ کہکے اپنی جگہ سے اٹھا اور جانے کا قصد کیا عمر ثانی نے کہا ای بزرگ مین یہان تمھارے حال سے
متعرض ہونے نہین آیا ہون بلکہ اتفاقی میرا اس طرف گذر ہو گیا تمکو یہان بیٹھا دیکھا مجھپر کرم فرماؤ
تھکا زیادہ ہون اپنا باجا بجا کے مجھے بھی سناؤ اس درویش صورت نے کہا مین ڈھاڑھی نہین ہون
کہ ہر وارد و صادر کے روبرو باجا بجاؤن اپنا دل خوش کرنے کو بجاتا ہون۔ راوی کہتا ہی کہ پرویزشاہ نے
اپنے بیشتر عیار جا بجا بھیجے تھے اور ان پر تاکید کی تھی کہ عمر ثانی عیار حمزہ جا بجا نا بہے ہو بجانے گیا
ہی جہان ملجاوے اسے گرفتار کر لینا چنانچہ ایک عیار رباب عیاری یہان بھی آکے بیٹھا تھا اس مقام
پر کمند کے حلقے خاک مین چھپا دیے تھے غرض کہ جب عمر ثانی نے منت و سماجت کے ساتھ اصرار

زیادہ کیا اُس عیار درویش صورت نے کہا ای شخص تو مجکو گانے بجانے کا زیادہ شایق معلوم ہوتا ہی اگر تو چند
لمحہ یہان توقف کرے تو مین باجا سُناؤن ہرچند کہ مین کسی بازاری آدمی کے روبرو باجا بجانا خلاف سمجھتا ہون
عمر ثانی نے کہا یہ تمھاری مہربانی ہی لیکن یہ سمجھو تو کہ مجکو بسبب کم فرصت ہی درویش مصنوعی نے کہا کیا ضروری
کام ہی جسکے واسطے جاتا ہی عمر ثانی نے حمزۂ ثانی کا عقابین ذریعے جانا بالتفصیل بیان کیا اور کہا کہ مین حمزۂ والاقدر
کا عیار ہون درویش مصنوعی نے معانقہ کیا اور کہا خواجہ عمر دوم تم ہی ہو مین مدت سے تمھارا نام سُنتا تھا
مگر ملاقات کی نوبت نہ آئی بارے زہے نصیب میرے کہ تمسے آج نیاز حاصل ہوا خواجہ وہان بیٹھ گیا
درویش مصنوعی خواجہ کو وہان بٹھاکر علیحدہ گیا اور حقۂ عیاری تیار کرکے چلا آیا باجا اُٹھایا بکمال لطف یہ
غزل بجانا شروع کی ~

ہی مناسب کیا ہی کج ہونا تری رفتار کا
چاندنی پر شبہہ ہوگا سایۂ دیوار کا
مثل یوسف بیکسون شیرین دہن ہی جی وزروش
تا ہمارا رستا بتادے خانۂ خمار کا
برگ گل کو دیکھ کر کہتی ہین ہم اے غنچہ لب
کعبۂ عاشق ہی محراب ابروے خمدار کا
یہ مثل سچ ہی جو جلیگا دودھ کا دیکھیگا ڈرا

آنسوؤن مین ہی یہ لغب چشم زار کا
پاؤن مین جانا ہجان ہوتا ہی جھوڑ جھنکار کا
نہین کوئی مانتا ہی رعب آواز جرس
قندوالون مین ہی عالم مصر کے بازار کا
خاکسارون کو نہ دے سایا کہ قابل ہی یہ
پر پیوٹا ہی ہمارے دیدۂ خونبار کا
زخم دامن دار کا خلعت کیا مجکو عطا
سخت بیدار آشنا ہی دیدۂ بیدار کا

بن گیا ہی صاف ودوا مومیون کے ہار کا
گھر سے باہر میرے رشک ماہ کو آنے کو دو
سننے والا ہی مری زنجیر کی جھنکار کا
تیری مسجد مین بہک کر آ رہے ہم می پرست
ہاتھ اُٹھایا پاؤن سے پامال کرنا خار کا
سنگ اسود داغ سودا چاہ زمزم چشم تر
بیر سے سر پہ چاہیے طرۂ تری تلوار کا
اس غزل کو اس عنوان سے اسنے گایا ا

ور باجے کو اُسکے ساتھ بجایا کہ عمر ثانی بہت محظوظ ہوا کہا ای پیر مرد اس فن مین تو آپ
مثل و نظیر نہین رکھتا واقعی مجکو تیرے اس کمال کی خبر نہ تھی یہ سنکے وہ درویش مصنوعی آبدیدہ ہوا
باجے کو اُٹھاکے پھینک دیا اور کہا افسوس سخت تجھ پر صد صد ہا عمر ثانی نے کہا صدمہ کی کیا بات ہی
درویش مصنوعی نے کہا صدمہ کی یہ بات ہی کہ جتنے میرے باجے اور گانے کی تعریف کی
مجکو خیال اسوقت یہ پیدا ہوا کہ کاش مین فن جنگ و حرب مین کمال رکھتا ہوتا کہ اسوقت جناب
حمزۂ والا قدر کی رہائی کی کچھ تدبیر کرتا کچھ نہین مین نے بالکل اپنی عمر ضایع کی اور اس فن مین جو کمال
مجکو حاصل ہی اُسکا حال کیا پوچھتے ہو یہ باجا جو تمھارے سامنے رکھا ہی بالکل شکستہ ہی ہرگز بجانے کے
قابل نہین ہی مگر مین اسکو بجاتا ہون اگر تمکو نہین یقین ہی دیکھ لو یہ کہکے باجا عمر ثانی کے روبرو رکھدیا عمر ثانی
نے کہا بے شک باجا ٹوٹا ہوا ہی یہ نقد کمال کی بات ہی کہ باوجود شکستہ ہونے کے اس لطف سے بجایا
درویش مصنوعی نے کہا ای خواجہ میرے کہنے پر اکتفا نہ کرو تم دیکھو کسقدر یہ باجا شکستہ ہی اُسکے اصرار سے
خواجہ نے باجا اُٹھایا دیکھنے لگا خواجہ اُسطرف مصروف ہوا درویش مصنوعی نے کھڑے ہوکے بقوت
تمام اُس حقۂ عیاری کو باجے پر دے مارا فوراً اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور خواجہ عمر ثانی کے دماغ
مین اثر کر گیا چکر آئی ہوئی زبان سے خواجہ نے صرف اسقدر تو کہا کہ افسوس بڑا دھوکا کھایا پھر ہوش
نہ رہا اُس عیار مکار نے حلقۂ کمند سے خواجہ کو مضبوط باندھا اور لے چلا خبر نہ دو منزل راہ طی کرتا چلا جاتا
تھا شب کا وقت تھا سامنے معلوم ہوا کوئی چلا آتا ہی آواز دی تو کون ہی اُس بیراہ رو نے کہا مین تو جو کوئی ہون
وہ ہون لیکن تو کہہ کہان سے آتا ہی اور کہان جاتا ہی اور یہ تیری پشت پر پشتارہ کیا ہی اُسنے کہا مین ہرگز نہین

بتاؤں گا جب تک تو اپنا نام و نشان نہیں بتائیگا واضح ہو کہ یہ سرہنگ عیار باہر ضرورت سے نہیں گیا
تھا پشتارہ دیکھ کے اسکو معلوم ہو گیا تھا کہ کوئی عیار لشکر کفار ہے کسی خدا پرست کو باندھے لیے جاتا ہے
قریب جاکے کہا ہمارے سامنے اس پشتارہ کو کھول دیجیں اس میں کیا ہے اسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا
اور سرہنگ سے مقابلہ کو آمادہ ہو گیا تا دیر خنجر سے رد و بدل رہی آخر سرہنگ نے ضرب خنجر سے اُسے
ہلاک کیا پشتارہ کو کھلوا دیکھا عمر ثانی بیہوش ہے نکیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا خواجہ نے تعجب سے پوچھا
تم کہاں سرہنگ نے حقیقت بیان کی اور کہا تمکو اس موذی نے کیونکر گرفتار کیا خواجہ نے اپنی کیفیت بیان
کی اور کہا بارے خیریت ہوئی کہ تم پہنچ گئے ورنہ اس موذی نے مجھکو گرفتار ہی کر لیا تھا جو حالت
جناب حمزہ والا قدر کی ہوئی اُسی حال میں میں بھی مبتلا ہوتا سرہنگ نے کہا اے خواجہ مجھکو کمال تعجب ہے کہ تم
ایسے عیار طرار و ہوشیار ایسے موذی کے فریب میں آگئے اب میں رخصت ہوتا ہوں مگر آیندہ ہوشیار
رہنا یہ کہکے رخصت ہو گیا خواجہ عمر ثانی شادوریں میں پہنچا گیارھویں روز لشکر اسلام میں داخل ہوا یکشنبہ کو
روانہ ہوا تھا چہارشنبہ کو داخل لشکر ہوا سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام اپنی بارگاہ عالی جاہ میں مع یاران
ہمراہی بیٹھا ہوا حمزہ ثانی کی عقابین پر کھینچے جانے کا حال بیان کر رہا تھا یکایک صدائے زنگ عمر دلربا
دلنشا کے گوش زد ہوئی سب حیران ہوئے کہ یہ آواز کیسی ہے یکایک دیکھا کہ عمر ثانی بارگاہ میں داخل ہوا
سو قت عرض میں استادہ ہو کے پہلے آداب غلامی بجالایا بعدہ عرض کیا شعر اے مبارک پی شہنشاہی کہ
حاصل میکند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری + یہ خادم دیرینہ بعد تعمیل احکام والا حاضر
خدمت ہوا اب جو کچھ حکم صادر ہو بسر و چشم اُسے بجا لاوے تمام حاضرین دربار خواجہ عمر کے گرد جمع ہو گئے
اور اسکی اس کارروائی کی کمال تعریف کی کہا واقعی کام ہے کر دی گیارہ روز میں تمام روئے زمین کو
طے کرنا اور جا بجا سلاطین کو شاہی حکمنامہ پہونچانا خواجہ ہی کا کام تھا عمر ثانی نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ
عمل میں لایا تھا بالتفصیل بیان کیا شاہ سعد بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الملک و شہنشاہ گوہر کلاہ کا
حال پوچھا عمر ثانی نے شہزادہ بدیع الملک کے حال کو بھی از اول تا آخر بیان کیا اور عرض کی کہ حضور نے
اسوقت تک کیا کام کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا اے خواجہ خواجگان روزگار رزم میں ثانی بیمار ہو گیا تھا اس سبب
سے تمام کام ملتوی رہے حالانکہ میں غافل نہ تھا تاہم جو کارروائی ہونا چاہیے وہ نہ ہو سکی عمر ثانی نے ہر ایک
مقام کی کیفیت بطور حکایت بیان کی کفار کے جاسوس حاضر تھے یہ خبر ہرمز دیزاد اور مہلک بن مردک
اور غنضل بن بختنک کو پہونچائی کہ عمر ثانی عیار حمزہ تمام ممالک میں نامے پہونچا کے واپس آیا ہے اور
حمزہ میں ثانی بیمار ہے سب نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے رائے اس بات پر قرار پائی کہ کار امروزہ بفردا
نباید گذاشت - یہ وقت بہت مناسب ہے تاخیر سبب خرابی کا ہوگا طبل جنگ بجوانا چاہیے کیا عجب ہے اگر اسی
حالت میں ہماری فتح ہو جائے اور مسلمان پسپا ہوں چنانچہ شب کو طبل جنگ پر چوب پڑی اس طرف سعد
شہریار نے بھی اپنے لشکر فتح پیکر میں نقارہ جنگ بجنے کا حکم دیا شعر دہل زن دہل زد و بجنبید او + ہمین تن بتن
درین او درین او + تمام شب دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری رہی شعر روز دیگر کہ چون جہان پر عز و جاہ یافت
از سر چشمہ خورشید نور + دونوں کی فوجیں میدان مصاف میں آکے صف آرا ہوئیں جنگی باجے بجے
چاؤشان لشکر اہل لوح کے دل بڑھانے کے لیے اشعار جرأت خیز پڑھنے لگے سعد شہریار نے مرکب طلب کیا

مسلح و مکمل ہو کے کفار سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا سرداران فوج اسلام سعد شہریار کی خدمت میں
حاضر ہوئے عرض کی خداوند یہ کیا کرتے ہیں یہ موقع نہیں ہے فوج اسلام کے دلوں کا جو حال ہے سب پر
روشن ہے حمزہ والا قدر کفار کی قید میں مبتلا ہیں جنگ زرد سردار روز بازی کی نیرنگیاں سب کے پیش نظر ہیں
اگر خدانخواستہ فتح دیگر پیش آیا پس یہ سمجھنا چاہیے کہ قیامت برپا ہو گئی پھر کوئی کارروائی کام میں
نہ آئے گی فوج ایک لمحہ قیام نہ کرے گی آخر ہم جان نثار کس دن کیواسطے نمک خواری کا دعوے کرتے
ہیں مرد ہیں عورت نہیں ہیں کہ اپنے قول پر قائم نہ رہیں جو کچھ عرض کریں گے اگر جان بھی جائے تو بھی
انحراف نہ کرینگے اور ع آنکہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان + یہی گو ہے میدان ہے فوج مخالف
پر ایسی تلواریں ماریں گے کہ اُن کے حواس باختہ ہو جائینگے خواجہ عمر ثانی حاضر تھا شاہ سعد نے فرمایا
خواجہ ہمکو بہت افسوس اس بات کا ہے کہ حمزہ ثانی گرفتار بلا ہوں اور کسی سے ایسی کارروائی نہ ہوئی کہ
اُن کی رہائی کی صورت نکلتی خواجہ نے دست بستہ عرض کیا شہریارا بکردگار یہ خادم غافل نہیں ہے شب کو
اسی فکر میں گیا تھا کہ موقع ملے تو امیر والا قدر کو رہا کر لائے مگر افسوس یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے ابھی رہائی کا وقت
نہیں آیا جو مجکو موقع نہ ملا شاہ سعد نے فرمایا خواجہ اگر شب کو مکر میں گئے تھے اور قسم کی ضرورت نہیں ہے
مجکو یقین ہے مگر میں اسوقت اُس شخص کو خیر خواہ اور کارگذار سمجھونگا جب کام حسب مراد میں جاویگا
سنو میں نے منجموں سے بھی اس بارہ میں سوال کیا تھا انھوں نے اپنے قاعدے سے بیان کیا کہ امیر
حمزہ ثانی کی رہائی خاص شہزادہ بدیع الملک کی کد و کوشش پر موقوف ہے اب بتاؤ کہ اگر منجمین کا حکم
صحیح ہے تو کیا چارہ ہے تم لوگوں کے جان دینے سے کیا فائدہ عبث اپنے کو بلا میں مبتلا کرتے ہو عمر ثانی نے
عرض کی یہ سب کچھ صحیح ہے لیکن کیا چارہ ہے شہزادہ بدیع الملک موجود نہیں کہ وہ کد و کوشش کریں جائے
امکان نہیں جو کچھ ہو آپ سے چشم پوشی کسطرح کر سکتے ہیں اگر ہماری جان اسی ہاتھ سے ضائع ہونے والی
ہے تو مجبوری ہے یہاں یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہاں کرشمعت بد بخت میدان مصاف میں نعرہ مار رہا تھا کہ اے
خداے نادیدہ کے بندگی کرنے والو کیوں دیر کرتے ہو یا بت بزرگ کی بندگی اختیار کرو یا کوئی میرے
مقابل بھیجو تاکہ وہ اپنے خدا کی قدرت کا تماشا دکھائے سعد شہریار اُسکے نعرہ کو سن کے بار بار میدان میں
جانا چاہتا تھا اور سرداران لشکر مانع ہوتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا یہ دیر
تاخیر کی تھی دفعتاً ایک جانب سے گرد نمایاں ہوئی دونوں طرف کی فوج اُس گرد کیجانب متوجہ ہوئی
کفار کہتے تھے ہمارے واسطے کمک آتی ہے اہل اسلام بھی مدد کی امید میں تھے جب وہ گرد چاک
ایک سو علم نمودار ہوئے ہمراہ ایک علمدار کلمہ طیبہ پڑھتا ہوا سب کے آگے نقابدار پلنگ پوش مرکب
برق کردار و صبا رفتار پر سوار آیا کرشمعت کے روبرو جا کے کہا او بے حیا پلید یہ کیا بکتا ہے تیری کیا وقعت
ہے کہ ہمارے خداے بزرگ کے کرشمہ کو دیکھ سکے گا ع بادشاہ و بادشاہاں جان نگار دنس و جان + آنکہ
نامش بر زبان از آب حیوان خوشتر ست + اب ریز وکر ع بیار آنچہ داری زمردی نشان + کمان
کیانی و گرز گران + کرشمعت قریب آیا اور کہا او نقابدار اپنے نقاب کو دور کرکے مجھ سے مقابلہ کر ایسا
نہ ہو کہ تجکو زخم پہونچے اور تو عذر کرے کہ میں نے دیکھا نہ تھا نقابدار پلنگ پوش نے مرکب کو مہمیز کی اور
قریب جا کے اور فرمان سنکے ایسا وار شمشیر آبدار کا لگایا کہ اگر وہ ضرب پہاڑ پر پڑتی شق ہو جاتا مگر وہ ملعون بھی کچھ

ستمگری مین کامل تھا اُس ضرب کو سپر پر روکا سپر دو حصہ ہوگئی اُس کو زمین پر پھینک دیا تھا جبار نے
اسقدر بھی مہلت نہ دی کہ وہ دوسری سپر لے دوسری ضرب بھی اسی قوت سے لگائی اُس مرتبہ اُسکے پاس
کوئی پناہ نہ تھی وہ تلوار سر تخمش کو چاک کرتی ہوئی سینہ مین پہونچی اور سینہ کو چاک کرتی ہوئی مرکب
زین پر پہونچی کہ شصت دو حصہ ہوکے زمین پر گرا کفار نے یورش کی لشکر اسلام نے قدم بڑھایا تھا جبار
نے آواز دی کہ اے اہل اسلام تمھارے تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہین ہے ہم ان کفار سے سمجھ لینے
ہین اور فوج کفار پر حملہ آور ہوا اُن چند نفر سے تھا جبار نے اسقدر تلوارین مارین کہ فوج کفار کے ہوش
باختہ ہوگئے قریب تھا کہ فراری ہون اور یہ دیو ملعون گرفتار ہو جاے دفعتًا پھر تتق گرد نمایان ہوا
اہل اسلام سمجھے ہماری کمک کیواسطے اور کوئی آتا ہے فوج کو بھی ایسا ہی گمان ہوا جب وہ نزدیک برطرف
ہوئی دیکھا کہ صلصال پانچ ہزار سواران مسلح و مکمل ہمراہ لیے نیزا غیظ چلا آتا ہے اُسنے آتے ہی تلوارین
میانون سے کھینچ کے حملہ کیا خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اس مرتبہ خداپرستون کی جان کے لالے پڑے
خدا سے لو لگائے ہوے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست کھائین پھر گرد نمایان ہوئی اس مرتبہ
اسفندیار گیلانی فوج و لشکر لیے ہوے پہونچا اور مسلمانون کا رنگ دگرگون دیکھ کے پکارا کہ اے خداے
واحد لاشریک کے بندگی کرنے والو گھبراؤ نہین مین اُن موذیون کا سرکوب آ پہونچا دیکھون یہ مکار میرے
روبرو سے کہان جان بچا لیجاتے ہین کیا ترک و تازو کہلاتے ہین مجھکو خوب معلوم ہو گیا کہ ان کفار نے بہت
سر اُٹھایا ہے خداپرستون کو ستایا ہے مجھکو پیشتر سے اس بات کی اطلاع ہوتی تو ان سب کو فی النار کر دیا
ہوتا سبب تاخیر لاعلمی تھی اور آتے ہی آمادہ پیکار ہوا وہ جنگ کا بازار گرم ہوا کہ پناہ بخدا کرد کا ایک
دوسرے کی خبر نہ تھی گیر و بزن کی صدا ایسی بلند تھی کہ آسمان پر جاتی تھی ساکنان آسمان روے زمین کے
مسلمانون کے جہاد کو دیکھتے تھے اُن کی کد و کوشش پر تحسین و آفرین کرتے تھے اسلام کی فتحمندی کی دعا
مانگتے تھے کفار پر تحسین کرتے تھے اور دعا دیتے تھے تا شام یہی ہنگامہ کشت و خون گرم رہا کشتون کے
پشتے زمین کے انبار تھے جس طرف نظر جاتی تھی خون کا دریا جاری تھا تاریکی شب سے مجبوری تھی تاہم
مسلمانون نے ہمت نہ ہاری اندھیرے مین بھی اُسی طرح ہمت کی کمر کو مضبوط باندھے رہے تاریکی کفار
کی عقلون پر پردہ ڈال دیا تھا ادھر تاریکی شب نے انھین اندھا بنایا مجبور ہو گئے طبل بازگشت
بجایا چونکہ قاعدہ ہے کہ طبل بازگشت سے افواج طرفین حرب و ضرب سے ہاتھ روک لیتے ہی سبھون نے تلوارین
کو غلافون مین بند کیا گھوڑون کی باگین موڑ دین اپنے اپنے مقام قیام کو واپس گئے مسلمان بہ ایں گرمی
جدال و قتال کے وقت یکایک پہونچ جانے سے کفار بہت خوش ہوئے تھے جنگ ملتوی ہونے کے بعد
اسکو بارگاہ گیتی پناہ مین لے گئے تعظیم و تکریم سے پیش آئے اسکی جرأت و دلاوری کی بہت تعریف
کی واہ واہ کی آواز بلند ہوئی اُسکے نازل ہونے کی خوشی مین شادی کی نوبت بجوائی اُسیوقت
دعوت ملوکانہ کی پرویز نے خوش ہو کے اُس سے باتین کین اُس کی بزرگی کا اقبال کیا اور کہا تم ہمارے
باپ کی جگہ ہو ہمین اپنا تابع فرمان سمجھو ہمارے بزرگ ہمیشہ تمھارے خاندان کی تعریف کرتے رہے
وہی عزت اب تک ہم سب کی نظر مین ہے ہم ہرگز اُس خوشی کو لفظون کے ذریعہ سے تمھارے
روبرو ظاہر نہین کر سکتے جو ہمکو تمھارے ورود سے حاصل ہوئی ہے اسے آمد نت باعث آبادی

بعدہ میخواری کا سامان آنا شروع ہوا صراحی مرصع سے جام بلورین مملو کیا گیا صعصال کے روبرو آیا صعصال نے پرویز کی جانب دیکھا اور کہا یہ کیا امیر لشکر سے ابتدا ہونا چاہیے پرویز نے کہا ای پدر اب امیر لشکر تم ہی ہو نوش فرماؤ ہم سب کو عزت بخشو اب تم ہم سب کو اپنا تابع فرمان سمجھو کیسطرح مغائرت کو دل میں جگہ نہ دو تکلف کو برطرف کرو اس میں سراسر تکلیف ہی صعصال نے خوش ہو کے وہ جام پی لیا بعدہٗ اور حاضرین کو ایک ایک جام شراب تقسیم ہوئے ارباب نشاط کو حکم ہوا فوراً حاضر ہوئے ناچ گانا شروع ہوا یہ غزل گائی ؎

مستی میں جو گستاخ ہوا مس ہوا میں
گردن پہ فدا شیشۂ بلور کی گردن
گردن کشتی اس نشۂ فانی میں بری ہی
مشتاق ہی کیسی ہم ساطور کی گردن
وا عشق کی گردن جو دکھائے تو وہ ڈرتا
کشتی ہی کہاں شمع میر طور کی گردن
مثل رگ گردن ہوئی زنجیر طلائی
یہ بوجھ اٹھاتی نہیں مزدور کی گردن

کیونکر ترے سائے سے جھکے حور کی گردن
ہی خون میرا بادۂ انگور کی گردن
شیشہ میں نہیں بادہ مگر بھری ہی
شیشہ کی بھی ہم مستو ہی بے زور کی گردن
سر جھوم کے سودائی نے کیا مفت میں کھائی
کچھ کم نہیں مطرب تری طنبور کی گردن
گیسو نے شکنجے میں وہ جکڑا ہے کہاں سے
باسی ہی سنہری بات مغرور کی گردن
تم ابی مری گردن کو عجب کیا

تجلی کی کرشمے کا مغفور کی گردن
قربان تیری آنکھوں پہ ہی دیدۂ آہو
یہ گردن مینا نہیں ہی حور کی گردن
قربان ہوں تجھ پر نہیں کرتا مجھے کیوں قتل
ہی کاٹنی فرہاد کو شاپور کی گردن
پروانے کا خون شمع پہ ثابت ہی دگر نہ
پانی ہی اگر شمع نے کا نور کی گردن
سجاق کا خون تیری ہی گردن پہ رہا ہی
ہم رندوں کے آگے جھکے منصور کی گردن

اس طرف کا یہ ذکر تھا اب اس طرف کا حال خیریت مآل سنیے کہ بعد اختتام ہنگامہ قتال سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام ظفر انجام اسفندیار گیلانی کو بارگاہ سلیمانی میں لائے تعظیم و تکریم سے پیش آئے وقت پر پہنچنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا واقعی اگر اسوقت نہ پہنچتے تو بڑا غضب ہو جاتا مجھکو کمال تردد لاحق ہو گیا تھا اسکو آسمانی مدد کہتے ہیں خداوند تعالے نے اپنا بڑا فضل کیا ورنہ نہیں معلوم لشکر اسلام کس نوبت کو پہنچتا بعد اس گفت و شنید کے دستر خوان بچھا انواع و اقسام کا کھانا چنا گیا سعد شہریار نے مع اسفندیار گیلانی و دیگر امرا کھانا کھایا بعدہ پھر گفت و شنید کا ہنگامہ گرم ہوا شب کو عمر ثانی شہریار کی خدمت میں حاضر ہوا سعد شہریار نے کہا ای خواجہ خواجگان سرخیل عیاران جہان اس وقت تم کس ارادہ سے آئے ہو آیا کوئی خبر تازہ لائے ہو یا کسی اور کام کو آئے ہو خواجہ نے عرض کی ؎ الٰہی بخت تو بیدار باد ۔ ترا دولت ہمیشہ یار باد ۔ ای سلطان السلاطین وای صدر نشین مجلس خواقین یہ خدمت گذار جان نثار کھانے سے فارغ ہو کے بستر استراحت پر دراز ہوا دفعتاً خیال آیا کہ معلوم نہیں کفار بدکردار نے جناب حمزہ والاقدر کو کھانا کھلایا ہی یا نہیں ہم اپنے خدمت گذار تو سیر و سیراب ہو کے بستر استراحت پر دراز ہوں اور حمزہ ثانی ایسا ذی عزت قید کفار میں مبتلا ہو ؎ تف بر تو ای چرخ گردون تف ۔ خاک ہی دنیا سے دنی پر ۔ سعد شہریار نے فرمایا خواجہ مرضی باری میں کسی کا کیا دخل ہی ہر چند کہ ہم کو بھی سخت ملال ہی لیکن کیا چارہ ہی خواجہ نے بندہ کو اجازت مرحمت ہو تا کہ امیر والا تو قیر کو دیکھنے جاؤں اور کیفیت دریافت کروں کہ اس قید مصیبت میں کیا گذری سعد شہریار نے کہا میں مانع نہیں لیکن صرف اسقدر خیال ہی کہ وہاں خواجہ ہرزان ہشام بن زردہنگ حبشی ۔ تاجر ایسے پیشہ عیاران فوج کفار جمع ہیں مبادا تم وہاں گئے اور ان بدبختون

کے ہاتھ سے کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کیا ہوگا جانا تمہارا میری پر گز رائے نہیں ہے کہ تم وہاں جانے کا ارادہ کرو خواجہ نے کہا شہریار جو کچھ ارشاد ہوا اس میں کچھ شک و شبہ نہیں لیکن میرا دل نہیں مانتا خدا ذوالجلال پر بھروسہ کر کے جاتا ہوں اگر میری قسمت میں کفار کی قید میں مبتلا ہو جانا ہے تو مجبوری ہے وہاں نہیں جاؤنگا نہیں کوئی سبب گرفتاری پیدا ہو جائیگا سعد شہریار نے کہا تمکو اختیار ہے خواجہ وہاں سے روانہ ہوا

اب کچھ حال نجمندی دل شہنشاہ گوہر کلاہ بن شہزادہ بدیع الملک مسطور ہوتا ہے بعد شکست کرنا طلسم سیماب کا بفضل خداے قادر و توانا

منقلب اکثر ولایہ کارخانہ ہو گیا
جامۂ ہستی نہایت اب پرانا ہو گیا
ہے بجاے شعلۂ آواز شعلہ طور کا
رشتۂ نظارہ گویا تازیانہ ہو گیا
بنگیا کیا بدر گھٹ کر رشک سے مثل ہلال
ہو گیا بہلول دیوانہ تو دانا ہو گیا
حاجت سجدہ نہیں دل میں تجھے کرتا ہوں یاد
بس ان کے بدلے آتش کا زمانہ ہو گیا
ہاتھ عاشق کے دل کا کھو نہیں وہ چھوڑتا
میرے لاشے پر غبار اک شامیانہ ہو گیا
جھک گیا ہوں جب سے تیرے عشق میں شکل کماں
عہد اب تیرا ہی یوسف کا زمانہ ہو گیا

بار ادا بام فلک بھی آشیانہ ہو گیا
مر رہا تھا آب میں ناحق ہوا بدنام تو
لن ترانی حق معنی کا ترانہ ہو گیا
کر گئے گلبن چمن میں رشک سے تیرے گذر
گوشۂ پرویں بھی تیرے آگے دانہ ہو گیا
زلف پیچاں کا تصور اس قدر ہے شانہ کا
کیا کروں سودے کا لیکن ایک دانہ ہو گیا
تو وہ چنچل خود کا ہے تمری زمین سے گئے
اب تو گویا شاخ گل میں شانہ ہو گیا
اس کی عشرت سے دیا جیسے نامہ کا جواب
دل ہے تیر بلا میں نشانہ ہو گیا
پھر وہی ہے زندہ رہ شعر وہی غزل

اس سے بہتر ہے میں زبان پہ پھر آنا زندہ
اونچے کو ٹھنڈے کا اک بہانہ ہو گیا
ذر گیا ہے دیکھتے جگنو کیا وہ شہسوار
اب زر گل صاف قارون کا خزانہ ہو گیا
کہتے ہیں دیوانگی جسکو وہ ہے فرزانگی
خانۂ دل اندرون زنجیر خانہ ہو گیا
جب ارادہ میں نے ذکر سوز پنہاں کا کیا
ماہ آئینہ ہوا خورشید شانہ ہو گیا
خاک کے جانے میں کوشش ہو وہاں قیام
نامہ بر جنگ کے دنیا سے روانہ ہو گیا
خود فروشی شوق عطر سر فروشی عشق
فصل گل ہوتے ہی کیا ناسخ روانہ ہو گیا

واقفان اسرار جادو بیانی و رازدانان سخنوری و ہمہ دانی داستان شہنشاہ گوہر کلاہ میں اس طرح کلم فرسائی کرتے ہیں کہ شہزادہ عالی جاہ والا بارگاہ مرغ مجستہ پر سوار ہوا اپنے پدر عالی مقدار کی رہائی کے قصد سے طلسم سیماب کی جانب روانہ ہوا چونکہ قوس شاہ بادشاہ طلسم نے اس بات کو بیان کر دیا تھا کہ میں راہ دیو و پری سے آتا ہوں چنانچہ بادشاہ طلسم مع لشکر بے شمار اسی راہ سے چلا لیکن مرغ خجستہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہفت قلزم طے کر کے ایک کوہ فلک فرسائی چوٹی پر لایا جس کا رنگ بعینہ زمرد سبز کا تھا شہنشاہ نے دیکھا کہ اس کوہ زمردین پر بلور سفید کا ایک برج واقع ہے اور تخت الماس اسی برج کے نیچے بچھا ہوا ہے اس تخت پر ایک پریزاد با حسن خداداد و ہمہ ناز و انداز سے کاکلے مشکین بر دوش انداختہ و زنگاہے کار عالم ساختہ * بکمال محبوبی و رعنائی و بطرز دلبری و خوش ادائی جلوہ فرما ہے دست حنائی میں مرصع کا آئینہ ہے اس میں اپنی صورت خوب چہرہ مرغوب کو دیکھتی ہے اپنے حسن و جمال باکمال سے خود ہی اس طرح باتیں کرتی ہے کہ اگرچہ عالم میں خالق کل مخلوق نے انواع اقسام کی صورتیں خلق کی ہیں لیکن جو حسن و جمال دلفریب مجھ میں خلق ہوا ہے ہرگز گمان نہیں ہے کہ دوسرے میں خلق ہوا ہے اس بات سے بالکل غافل ہے * سرو تو غیر گلستان جہان بسیار ست * گل درین باغ بسے سرو روان بسیار ست

اس باغ بلورین کی ایک جانب بلور کا ایک چبوترہ واقع ہی اُس چبوترہ میں ایک کنواں ہی اُس
کنوئیں سے ہر طرف پانی جاری ہی جس سے درختان گل و ثمر ترو تازہ ہین مرغ خجستہ وہان متوقف ہوا
شہنشاہ نے کہا کیون متوقف ہوا اُسنے عرض کیا شہریار مین اِس وجہ متوقف ہوا کہ تم کو کچھ خبر ہی یہ
کون مقام ہی شہنشاہ نے کہا مجھکو یہان کیفیت و سامان دیکھکے اِس قدر تو ضرور معلوم ہی کہ کوئی
مقام عجیب ہی لیکن اصل حقیقت اسکی نہین معلوم ہی مرغ خجستہ نے کہا آگاہ ہو یہ وہی مقام ہی جسکی
تم کو تلاش تھی یہین سے آثار طلسم سیماب یہان سے شروع ہوے ہین شہنشاہ نے کہا کیا عجب ہی کیا کون
کچھ عقل نہین کام کرتی مرغ خجستہ نے کہا طلسم کی شان یہی ہی کہ عقل حیران ہو یہ باتین ہو رہی تھین
کہ فانوس شاہ مع فوج و لشکر و دیگر سامان شوکت وہان پہونچا با آواز بلند کہا سلام علیک شہنشاہ
نے جواب سلام دیا اور کہا اے بادشاہ اِس وقت مین اپنے دل مین خیال کر رہا تھا کہ تم اب تک
نہین آئے مین نے طرد سامان یہان دیکھے فانوس شاہ نے کہا شہریار کیا تمھے مرغ خجستہ
نے نہین کہا یہی طلسم سیماب ہی ابھی کیا دیکھا اور عجائبات دیکھوگے شہنشاہ نے کہا یہ پریزاد کون ہی
جو آئینہ لیے ہوے اپنی صورت دیکھتی ہی اور خود ستائی مین مصروف ہی میرا دل چاہتا ہی تھا کہ کسی کو
اِس پریزاد کے پاس بھیجوں مرغ خجستہ نے کہا شہریار مین خود گئے کو تھا شہنشاہ نے ایک شخص کو
اُس کے پاس بھیجا جب وہ اُس پریزاد کے پاس پہونچا قریب تھا کہ پریزاد سے ہمکلام ہو پریزاد
نے چین بر جبین ہوکے اُس آئینہ کو ہاتھ سے پھینک دیا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پریزاد نے دستک
دی اور با آواز بلند فریاد کرنا شروع کی کہ ارے کوئی ہی جلد اِس خیرہ سر کو گرفتار کرو شہنشاہ نے دیکھا
کہ دفعتاً اُس چبوترہ کو حرکت ہوئی اُس کنوئین سے دھوان نکلنا شروع ہوا بعدہٗ آواز پیدا ہوئی چبوترہ
شق ہوا چار شخص چبوترہ مین سے باہر آئے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک چھری تھی اُن چارون مین
سے ایک کا نام دیو سفید دوسرے کا نام جنی سرخ تیسرے کا نام زنگی سیاہ چوتھے کا نام غول زرد
تھا آتے ہی اُس کو ہلاک کیا اُس کے گوشت کے چار حصہ کیے چارون نے آپس مین تقسیم کر لیے اور
اُسی جگہ بیٹھکے ہر ایک نے اپنے اپنے گوشت کے حصہ کو کھایا ہر ایک کی ناک اور منھ اور ناک
اور کان سے پارہ مثل فوارہ کے نکلنا شروع ہوا پارہ کے دریا جاری ہوئے اور اِس قدر اُس مین طغیانی
ہوئی کہ قریب تھا کہ شہنشاہ کا لشکر غرق ہوجاے شہنشاہ گھبرایا کہا اے خجستہ اب کیا ہوگا پارہ کی بشدت
طغیانی ہی اِس سے محفوظ رہنے کی کوئی تدبیر بتا اُس نے کہا شہریار میرے تدبیر بتانے کی کیا ضرورت ہی لوح
تمھارے پاس موجود ہی اُس سے مشورہ لو جو کچھ مشورہ دے اُس کے موافق عمل مین لاؤ شہنشاہ نے
لوح کو فراموش کیا تھا خجستہ کے کہنے سے خیال آیا کہا لاحول ولا قوۃ اور لوح کو بغل سے نکالا نظر کی لکھا
تھا اے صاحب لوح طلسم سیماب جلد اپنے کو اِس سیماب مین گرا دے اب تو شہنشاہ کو حیرت ہوئی کہا بڑی
مصیبت پیش آئی واللہ کس طرح اپنے کو ہلاکت مین مبتلا کرون نہین معلوم اِسکا انجام کیا ہو خجستہ نے کہا
شہریار کچھ تردد کا محل نہین ہی کار ہائے طلسمی ہی لوح کی ہدایت پر مدار ہی اگر لوح کی ہدایت اِس پارہ مین گرنے
کی ہی پھر کیا تردد ہی بلا تکلف اپنے کو پارہ کے دریا مین گرا دو شہنشاہ نے بجز تعمیل حکم لوح چارہ نہ دیکھا بسم اللہ
کہکے اپنے کو دریاے سیماب مین گرایا وہ سیماب دفعتاً غائب ہوگیا اُس طرف فانوس شاہ شہنشاہ بن

بدیع الملک کے واسطے دعا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ شہزادہ کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے اور اسی جگہ خیمہ زن تھا جب شہنشاہ گوہر کلاہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک باغ سرسبز وشاداب مین دیکھا جس کا چپا چپا صنعت صانع حقیقی کا پتہ دیتا تھا انواع اقسام کے پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اُن کی طرح طرح کے رنگینیوں کی کبھی تعریف نہین ہو سکتی لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ سو دل نسترن دیکھ اُن کو ہو باغ

جو سونگھے تو بھر جائے بو سے دماغ
کروں وصف کیا موگرے کا بیان
رہے بزم میں اُس کی شائستہ بیل
نوازی کی از بسکہ بیشی ہے بو
کہاں اُنکی رنگت کو لگتی ہے دھوپ
ہر ایک گل کا ہے رنگ دعالم جدا

گُندھے بن گندھے گجرے وہ گل ہیں یہاں
کہ ایک ایک کی اُنگلی ہے عطردان
بہت موتیا کی بہاری ہے بو
زرون کے وہ مقبول کیونکر نہ ہو
نگون سے نرالا ہے گل چاندنی
نہیں نکہت سے کوئی خالی ذرا

تو مجلس کا عالم چمن کا جب ہیں
خوش آئندہ ہے نکہت راسے بیل
ہر ایک گل سے اُس کی نیاری ہے بو
جدا سب سے دوپہریا کا ہے روپ
چمن کا اجالا ہے گل چاندنی
جسے دیکھیے ہر طرح خوب ہے

طبیعت کا ہر ایک سے مرغوب ہے ✣ منجملہ تمام درختان گل و ثمر کے بہت بلند اور عظیم چنار کا درخت دیکھ بہت حیرت ہوئی کہ ایسا درخت کبھی نہین دیکھا سراسر آثار طلسمی نظر آتے ہین زیر درخت آیا نظر اُٹھائی بلندی درخت کو دیکھا تنہ درخت پر عجب ہوا اُس جانب توجہ کے دیکھا ایک دیو زبردست ہاتھ مین کلہاڑی لیے ہوئے ہر مرتبہ درخت پر مارتا ہے اور ہر ضرب مین اُس کلہاڑی سے ایسا بلند شعلہ آتش پیدا ہوتا ہے کہ آسمان پر جائے بچتا ہے باغبان اُس باغ کا نہایت مسن اور ضعیف ایک طرف کھڑا ہوا ہے جب وہ دیو بیخ درخت چنار پر تبر مارتا ہے وہ باغبان ضعیف غل مچاتا ہے کہ ارے کمبخت کیا غضب کرتا ہے کیوں خواہ مخواہ درخت کو کاٹتا ہے اگر صاحب باغ کو معلوم ہو جائے گا تو وہ مجھکو ہلاک کریگا مجھپر رحم کر اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی مت لگا اگر اس کے عوض مین میرا ہاتھ کاٹ لے تو مجھے منظور ہے یا کچھ نقد معاوضہ مجھ سے لے وہ دیو مطلق اُس کے کہنے کی جانب متوجہ نہین کرتا ہے متواتر کلہاڑی کی ضربین لگا رہا ہے شہزادہ شہنشاہ کو اُس دیو کی بے اعتنائی بہت ناگوار معلوم ہوئی باغبان ضعیف کے پاس گیا اور کہا یہ دیو پلید کون ہے جو تیرے کہنے کو نہین سنتا اُسنے کہا ای جوان یہ دیو اس درخت کو خواہ مخواہ کاٹنا چاہتا ہے مین نے ہر چند منت وسماجت کی نہین سُنتا اگر تجھسے ہو سکے تو اسے اس حرکت سے باز رکھ شہنشاہ نے تامل کیا فوراً لوح کا خیال آیا بغل سے اُسے نکالا لکھا تھا ای صاحب لوح طلسم یہ باغبان دربان طلسم شمعون جادو نام ہے اسکو ہر طرح ہلاک کرنا چاہیے ورنہ یہ سخت صدمہ تجھے پہونچا کے گا اور پھر کوئی چارہ جوئی کارگر نہ ہوگی لیکن اس بات کا بھی خیال رہے کہ شمعون جادو حیلہ حوالہ بہت کچھ کریگا اُسکے کسی حیلہ حوالہ کی جانب التفات نہ کرنا شہنشاہ بن بدیع الملک نے تلوار میان سے لی اور اُس باغبان کی جانب بڑھا شمعون جادو شہنشاہ کے ارادہ سے مطلع ہو گیا کہا ای جوان تیرے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے قتل کے درپے ہے خبردار ایسا نہ کرنا تجھکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے کہ یہ دیو اس درخت کی بیخ پر کلہاڑی مارتا ہے اور یہ حرکت میری ہلاکت کا سبب ہے قبل لوح دیکھنے کے تیرا خیال میری جانب اور تھا اب اور ہے ای جوان لوح کا اعتبار نہین ہے بیشتر اوقات اسطرح کی لوح سے احکام غلط بھی جاری ہوتے ہین اور بالفرض تو مجکو اپنا مخالف سمجھ کے ہلاک کرنا چاہتا ہے تجھے جس طرح کا منظور ہو نوشتہ لکھالے

کرین سب مجھسے ہرگز بدی نہ کرونگا جو کچھ تیرا حکم ہوگا اُس کی تعمیل واجب سمجھونگا حتے کہ اگر تو اپنا مذہب
مجھکو تلقین کرے تو مین اُسے بھی قبول کرنے کو آمادہ ہون چونکہ شہنشاہ کو از روے لوح ہدایت ہو چکی تھی
شمعون جادو کے کہنے کا مطلق خیال نہ کیا ایک ہی ضرب مین اُس کا کام تمام کیا وہ آواز دیتا تھا
کہ ای جوان تو نے مجھکو ہلاک کیا مگر یہ خوب یاد رکھنا کہ تو بھی زندہ نہ رہیگا ہوشیار رہ عنقریب تیری
جان کا دشمن آیا چاہتا ہے شہنشاہ متوحش ہوکے ہر چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوا
چاہتی ہے ناگاہ ایک جادوگر بصورت عجیب تیغ خون آلودہ ہاتھ مین بائین ہاتھ مین سر بریدہ شہنشاہ
کے روبرو آیا اور پکارا کہ ای جوان تو پہچانتا ہے کہ یہ سر کس کا ہے آگاہ ہو کہ یہ سر تیرے باپ کا ہے جو مین
شہزادہ نے اُس سر کی جانب نظر کی قریب تھا کہ بیحال ہوکے زمین پر گرے اور اُس جادوگر کو بھی معلوم
ہوگیا کہ یہ جوان گرا چاہتا ہے اسکا بھی کام تمام کرو قدم بڑھا کر چاہتا تھا کہ آواز آئی ای شہنشاہ یہ کیا غضب
کرتا ہے ہوش درست کر اس نابکار کو ورنہ مثل تیرے باپ کے تیرا بھی کام تمام ہو جائے گا جلد لوح کو دیکھ
شہنشاہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح طلسم بدحواس کیون ہوا جاتا ہے کچھ تردد کی بات
نہین ہے یہ آثار طلسم کے ہین بے خوف و خطر اس جادوگر کو بھی ہلاک کر شاہزادہ اُسی جادوگر کی جانب
متوجہ ہوا کہا او نابکار مجھکو آثار طلسمی اور تیرے حال سے بخوبی اطلاع ہو گئی ہے ہوشیار ہو جا ابھی
ایک نابکار کو ہلاک کر چکا ہون اب تیری باری ہے اُس جادوگر نے کہا ای جوان سفاک اُس جادوگر کو ہلاک
کیا لیکن میری نسبت ایسا گمان نہ کرنا کیونکہ مجھکو تبدیل صورت کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ مجھ تک کسی طرح
نہین پہونچ سکتا شہزادہ نے کہا اگرچہ تجھ مین تبدیل صورت کی کیسی ہی قابلیت ہو لیکن مجھکو لوح کے
ذریعہ سے جس قدر ہدایت ہوئی ہے ہر موقع پر عمل مین لاؤنگا یہ کہکے قدم آگے بڑھایا جادوگر نابکار نے بجز اس
کے اور کسی تدبیر مین مصلحت نہ دیکھی کہ عقاب بن کے پرواز کی اور کہا دیکھو ای جوان اس طرح جان بچا کے
نکل جاتے ہین دیکھون اب تو کس طرح مجھسے متعرض ہوتا ہے شہنشاہ نے فوراً لوح پر نگاہ کی لکھا تھا اُس مکار
کو تیر سے ہلاک کرنا چاہیے شاہزادہ نے کمان مین تیر رکھ کے اس قدر اندازے سے مارا کہ اُس کے سینہ
سے گذر گیا اور بیجان ہوکے زمین پر گرا گرنے کے وقت کہا ای جوان غضب کیا تو نے مجھکو بھی ہلاک کیا مجھکو
اس حال کی اطلاع مطلق نہ تھی تاہم میرے ہلاک ہونے سے ابھی قصہ تمام نہین ہوا ہے ہوشیار رہ
عنقریب تجھ پر بھی آفت نازل ہوا چاہتی ہے یکایک صداے مہیب آنا شروع ہوئی کہ ای جوان تو نے
غضب کیا ارکان طلسم کو ہلاک کیا اس آواز کے آتے ہی بالا سے آتش انگارے برسنا شروع ہوئے
اُس باغ پر جا بجا مین یا تو تر و تازگی تھی آگ کے برسنے سے تمام درختون مین آگ لگ گئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
بہت نفیس آتشبازی چھوٹ رہی ہے ای وصف درختان گل و ثمر مین تازگی و سرسبزی خوش رنگی کی تھی
وہی صفت بعینہ آتشبازی مین بھی نمایان تھی شہزادہ کو اُس آتشبازی کے دیکھنے سے کچھ تو محویت تھی اور
کچھ حیرت دامنگیر تھی اور کچھ خوف تھا کہ طلسم کا معاملہ ہے نہین معلوم کیا صورت پیش آئے کس مصیبت کا سامنا
ہو پھر لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح جانب راست بیس قدم شمار کر کے جا ایک گلاب کا
درخت ملیگا اُسکی جڑ سے ملا ہوا ایک سنگ سفید کلان بچھا ہوا ہے اُس پر گرد اس طرح پڑی ہے کہ وہ پتھر معلوم نہین
ہوتا گرد کو صاف کرنا وہ پتھر نمایان ہوگا پتھر کو کسی تدبیر سے اُٹھانا اُس کے نیچے زینہ دکھائی دیگا زینہ مین

اُترجاتا پھر دیکھا قدرت خدا کا کیا تماشا دکھائی دیتا ہے شہزادہ اُس درخت گلاب کے قریب پہونچا
پتھر دیکھا ایک کنارہ کی جنبش ہٹنا لکڑی کے ذریعہ سے پتھر کو حرکت دی زینہ دیکھا اندر گیا ایک مکان
تاریک دیکھا اندرون مکان بیٹھا تھوڑی دیر کے بعد کسی قدر روشنی معلوم ہوئی سامنے نقب تھی شہزادہ
نقب میں گیا ایک بیابان لق و دق میں پہونچا دو حبشیوں کو دیکھا کہ باہم گرز و دست و بازو میں مصروف
زمین جواہر شہنشاہ کو دیکھا کشتی کو موقوف کیا شہزادہ کے سامنے تن کے کھڑے ہوے کہا اے جوان تو کون
ہے اور کیونکر یہاں تک پہونچا نہیں جانتا کہ یہاں کسی کے آنے کی اجازت نہیں ہے جس طرف سے آیا ہے واپس جا
ورنہ تیری جان کی خیریت نہیں ہے شہزادہ حیرت میں مبتلا تھا کہ ان زنگیوں کو کیا جواب دوں لوح کا خیال
آیا لوح کو بغل سے نکالا لکھا تھا اے صاحب لوح ان زنگیوں کو جانے نہ دینا فورا گرفتار کر لو اور اس طرح دونوں کو
زمین پر مارو کہ ان کا مغز پریشان ہو جاوے شہنشاہ نے قدم آگے بڑھایا اُن زنگیوں نے کہا اے جوان آگے
قدم نہ بڑھا وہیں قیام رکھ شہزادہ نے نہ سُنا ایک زنگی سے دست و گریبان ہو گیا دوسرا اپنی جگہ ساکت
رہا بعد کشش و کوشش بسیار اُس زنگی کو گرفت میں لا کے اس زور سے زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا
دوسرے حبشی نے چاہا گریز کرے شہنشاہ نے جھپٹ کے اُس کا ہاتھ کھینچا اور کمربند کو گرفت میں لا کے
اُس کو بھی زمین پر مارا سر اُسکا پاش پاش ہو گیا دونوں زنگیوں کا ہلاک ہونا تھا کہ ہواے تیز و تند
چلنا شروع ہوئی ہزارہا سوار و پیادہ بسر کردگی شماس جادو بادشاہ طلسم نعرہ زن وہاں پہونچے شہنشاہ
اُن سواروں کو دیکھ کے گھبرایا لوح کو دیکھا لکھا تھا بلا خوف و خطر لا حول و لا قوۃ الا باللہ پڑھو غیب سے مدد پہونچے گی
پشت لوح پر اسم لکھا ہے اُس کو پڑھنا چاہیے پشت لوح کو دیکھا اسم اعظم کو پڑھنا شروع کیا سرداران فوج طلسمی
نے آواز بلند کہا اے جوان ہوشیار ہو جا ہم تیری ہلاکت کے واسطے آ گئے اب تیرا زندہ رہنا دشوار ہے پاسبان
طلسم کو تو نے ہلاک کیا ہے اُس کے عوض میں ہم تجھ کو ہلاک کریں گے شہنشاہ متواتر اُس اسم اعظم کو پڑھ رہا
تھا یکایک چالیس ہزار دیو و جن اور یاقوت پوش نقابدار تخت مرصع پر سوار نعرہ زنان وارد
ہوا آواز بلند کہا اے پاسبان طلسم میں غلام شہزادہ بدیع الملک و ہوا خواہ شہنشاہ گوہر کلاہ شمشیر برہنہ
در دست اور مرکب برق کردار پر سوار شماس بادشاہ طلسم کے پاس پہونچا شماس بادشاہ طلسم نے
اژدہے کو آواز دی اژدہے نے قلاب کھینچا شہنشاہ نے اژدہے کی زبان کھینچ لی اور شمشیر آبدار کا
وار اُسکے سر پر کیا او لوٹ گیا اور اُسی وقت شماس جادو کو چار پارہ کیا بادشاہ طلسم کا ہلاک ہونا تھا
کہ شور و غل بلند ہوا زمین و آسمان تیرہ و تار ہو گیا الامان الامان کی آواز بلند ہوئی شہزادہ کو اس صدا
کے سُننے سے رحم آ گیا مگر کہتا تھا کہ اس تاریکی میں کچھ نظر نہیں آتا کس کو امان دوں کیا کروں چند لمحے کے بعد
وہ تاریکی دفع ہوئی جوق جوق گروہ گروہ جادوگر شہنشاہ کے روبرو دست بستہ حاضر ہوے اور بکمال عاجزی
کہا اے جوان والا منزلت ہم تیرے تابع فرمان ہیں جو حکم ہوا سے بجا لاویں ہر طرح امان چاہتے ہیں
ہماری کچھ خطا نہیں ہے جو باعث اس فتنہ و فساد کے تھے وہ ہلاک ہو گئے اب ہم سے کوئی فتنہ برپا ہونے والا
نہیں ہے شہزادہ نے کہا اگر تم سب امان چاہتے ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ کسی قدر الحاح و زاری
کرو گے کچھ فائدہ نہ ہوگا سب نے کہا اے جوان ہم کو دین اسلام قبول کرنا بدل منظور ہے شہنشاہ نے
کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ اصول و فروع اس مذہب حقہ کے بیان کیے شہنشاہ نے نقابدار کو اپنے قریب بلایا

اور کہا اے شخص یہ کس روپوشی کی کیا وجہ ہے اُس نے کہا شہریار کو میری روپوشی سے کیا کام شہزادہ نے
قسم دی اور کہا اب عذر نہ کرنا اصل حقیقت اپنی بیان کر شے نقابدار نے بعد تامل بسیار کہا ستوائی
شہریار والا مرتبت مین قوم اناث سے ہون قریشہ نام دختر شاہزادہ بدیع الملک جب سے
مین نے اپنے پدر معظم شہزادہ بدیع الملک کی سرگذشت سُنی ہوش باقی نہ رہے کسی پہلو قرار نہ آیا
نہ راتون کو نیند آتی تھی اور نہ کھانے پر رغبت ہوتی تھی ناچار اپنے مقام سے خروج کیا بغرض جستجو کے
یہان تک پہونچی یہان پر سامان دیکھ کر اہالیان طلسم شورش پر آمادہ ہین شہنشاہ اہالیان طلسم
کی جانب متوجہ ہوا اور کہا کہ اب تم سب دین اسلام مین داخل ہوے ہو میرے تمہارے درمیان
کسی نوع کی مخالفت باقی نہین رہی پھر تم کو کیا عذر ہوگا اگر مین کہون کہ میرے پدر عالیمقدار شہزادہ
بدیع الملک والا تبار جن قید کا پتہ بتاؤ ان سب نے کہا اے جوان ذی عزت و شان بخدائے خالق
زمین و آسمان اب ہم کو تعمیل حکم مین کسی طرح کا عذر نہ ہوگا اُس شاہزادہ مقید کا پتہ جلد بتا دین
غرضکہ شہنشاہ اُن کے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب شہزادہ کو ایسے مقام مین لائے جہان ایک عمارت
بہشت نشان واقع تھی گرد اُس عمارت وسیع و مستحکم کے دو صد گز عمیق خندق واقع ہے اُس خندق مین
پارہ بھرا ہوا ہے راوی کہتا ہے کہ شہزادہ بدیع الملک اُس مکان مین مقید ہے جب اُس عمارت کے قریب
پہونچے ان مسلمانون نے عرض کی شہریارا اُس مکان مین تمہارا پدر عالی مقدار مقید ہے اس سے زیادہ
ہم کو خود نہین معلوم ہے جو اور کچھ تدبیر بتائین یا رہبری کرین اگر جا سکو تو اس مکان مین تشریف لے جاؤ
شہزادہ متردد ہوا کہ خداوندا اس مکان تک کس طرح پہونچون گرد اس کے پارہ کا دریا جاری ہے ذرا قدم
اس دریاے سیماب مین رکھا اور غرق ہوا لوح کو بغل سے نکالا دیکھا لکھا ہے شہزادہ والا قدر واقعی یہ
خندق پر از سیماب بہت مخدوش ہے لیکن اس مکان کے عقب مین ایک پہاڑ واقع ہے اُس پہاڑ مین جانب
شمال خندق عمیق دیکھوگے کچھ خوف و خیال دل مین نہ لانا بلا تامل اُس غار مین اپنے کو گرا دینا شہزادہ
کے دل مین فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی زینہ ہوتا تو اُس کے ذریعہ سے خندق مین داخل ہوتا
گرا دینا چہ معنے دوبارہ لوح مین لکھا دیکھا کچھ خوف نہین ہے اگر خندق مین زینہ نہین ہے معاملہ
طلسم ہے بیشتر خلاف عقل اطوار ظہور مین آتے ہین تم بلا تکلف اپنے کو اُس خندق مین گرا دینا شہنشاہ
اس مضمون لوح کو دیکھ کے متبسم ہوا پہاڑ پر پہونچا اُس خندق کو تلاش کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم
کہہ کر خندق مین کود پڑا گو خندق بالکل تیرہ و تار تھی لیکن شہنشاہ کے گرتے ہی اُس مین
کسیقدر روشنی ہو گئی جادوگرون نے یہی ترکیب اُس مین مقرر رکھی تھی کہ اگر کوئی شخص دست
از جان شستہ اُس مقام تک پہونچ بھی جاوے تو اُس خندق مین بسبب تاریکی پہونچ
نہ سکے اور وہی راہ مکان کی مقرر کی تھی چنانچہ خود بھی اگر جاتے تھے تو اسی تدبیر سے جاتے
تھے کہ اپنے کو اُس خندق مین گرا دیتے تھے غرضکہ شہنشاہ اُس خندق مین گر کے ایک ایسے
مقام مین پہونچا جہان سے قید خانہ نظر آتا تھا مگر نہایت آراستہ و پیراستہ اور مستحکم پیہم
آواز گریہ و زاری فریاد و واویلا کی آ رہی تھی وہ آواز پردرد سبب اس بات کا ہوئی کہ مگر درین قید خانہ ہے اور
کوئی قیدی حالت مجبوری و کرب مین فریاد و زاری کر رہا ہے شاہزادہ اور چند قدم آگے بڑھا

اب دیکھا کہ ایک پریزاد خوش رو و خوش جمال فرش خاک پر بیٹھی با آہ و زاری اس درد سے گریاں ہے کہ تاب
سماعت نہیں ہو سکتی شہنشاہ اُس کی صورت دیکھ کے بہ ہزار جان و دل فریفتہ ہو گیا تاب تحمل نہ لا سکا
اُس سے پوچھا تو کون ہے اور اس گریہ و زاری کا باعث کیا ہے اُس نے کہا ای جوان رحم دل تو کیا میرے حال زار
کو پوچھتا ہے میرا حال سُنکے خواہ مخواہ تو بھی ملول ہو گا شہزادہ کو اُس کے اس جواب پر اور زیادہ اُسکا حال سننے
کا اشتیاق ہوا کہا آخر کچھ تو بیان کر اُس پریزاد خوش جمال نے کہا سُن ای جوان ذیشان میں الیاس شاہ
پری کی دختر ہوں میرا پدر عالی مقدار تمام گلستان قاف کا حاکم خود مختار ہے اب کیا کہوں کہ میرا یہاں
کس طرح پہونچنا ہوا یہ کہکے پھر زار و قطار رونا شروع کیا حتی کہ شہنشاہ کی بھی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
کہا اچھا پھر کیا ہوا اپنے رقت کو ضبط کر کے کہا ای جوان اگر کچھ نتیجہ حاصل ہو تو مضائقہ نہیں خواہ مخواہ اپنی
مصیبت بیان کر کے دوسرے کا دل دکھانا مناسب نہیں معلوم ہوتا شہزادہ نے کہا سُن ای نازنین اگر
میرے امکان میں تیری کسیطرح کی مطلب براری ممکن ہوگی تو میں دریغ نہ کرونگا محالات کی بابت میں
کچھ اقرار نہیں کر سکتا کیونکہ یہ معاملہ طلسمی ہے اُس نے کہا ہی جوان تیری عالی ہمتی اور جرأت مردانگی میں تو کسی طرح کا شبہ
نہیں ہو سکتا مجھکو یقین ہے کہ تو ضرور میری مجبوری کی حمایت کریگا علی الخصوص ایسی حالت میں کہ خود اقرار بھی
کر چکا سُن سیماب جادو نے مجھکو گرفتار کر کے تنہا سے بیزار کیا ہے نہ تو اور دست قدرت سے رہا ہوتی ہے اور
شاید تن لاغر اس زحمت سے نجات پاتا ہے شہنشاہ نے پوچھا سیماب کہاں ہے اُس نے کہا یہ وقت اُسکے
آنے کا ہے شہزادہ نے ارادہ کیا کہ اُس پریزاد خوش صورت کو قید و بند سے آزاد کر دے مگر ہاں خیال آیا یہ مقام
طلسم ہے یہاں بغیر حکم لوح کوئی حرکت نہ کرنا چاہیے میں نے اپنے پدر والا قدر سے بیشتر یہ بات سُنی ہے کہ فتح طلسم
میں ادنے غفلت موجب ہلاکت ہے ڈالدعلی ہر لوح کی جانب نظر کی لکھا دیکھا کہ ای صاحب لوح سیماب
یہاں نہیں ہے مشغول گریہ دیکھا ہے اس کے قریب میں نہ آنا بعجلت تمام اس کو ہلاک کر شہنشاہ نے از سر تا پا پھر
اُس پریزاد کی جانب دیکھا کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا خرافات شعبدہ ہے یہاں سے میں بظاہر یہ
گریہ وزاری ہے لوح سے مکر و فریب ظاہر ہوتا ہے دل کی رغبت کچھ اور تقاضا کرتی ہے عجب کشاکش میں پھنسے
دل کا کہنا کریں لوح کے حکم کو مانیں اور اس خیال میں مبتلا تھا اور دل کی خواہش پر جا بیٹھا تھا کہ غل
کر کے آواز آئی ای جوان جلد لوح کو دیکھ شہزادہ نے لوح کی جانب نظر کی لکھا تھا ای صاحب لوح تجھکو
آگاہ کرتے ہیں کہ ہدایت کے خلاف نہ کرنا ورنہ مدت العمر افسوس رہیگا اور تیرا پدر والا قدر کبھی قید طلسمی
سے رہا نہ ہوگا یہ دیکھ کے شہزادہ نے عہد کر لیا کہ اگرچہ دل کا تقاضا کچھ ہی ہو لیکن لوح کی ہدایت پر
عمل کرنا ضروری ہے پریزاد سے کہا مجھکو کمال افسوس اس بات کا ہے کہ میں تیرے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں
کر سکتا خلاف مصلحت ہے اُس پریزاد نے کہا ای جوان تیری شرافت و آدمیت سے بالکل خلاف ہے
کہ جو کچھ اقرار کرے اُس پر نظر نہ کرے اور خلاف اُس کے عمل میں لائے میں نے درخواست نہ کی
تھی تو نے خود مدد و حمایت کا اقرار کیا تھا شہزادہ نے کہا ہاں اقرار کیا تھا اب انکار کرتے ہیں
پریزاد نے کہا اس بیباکی کا تو کچھ علاج نہیں ہے مگر اپنے دل میں تو ہی انصاف کر اور اپنی عقل سے
سوال کر کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے شہزادہ نے کہا میری عقل قطعی یہ حکم دیتی ہے کہ اس مکارہ کو
ہلاک کرنا چاہیے ہرگز زندہ نہ رہ جائے اُس پریزاد نے اور زور سے رونا شروع کیا اور کہا ای جوان

تیری اِس تقریر سے مجھکو اِس قدر صدمہ ہوا کہ سیماب جادو کے گرفتار کر لانے کا بھی ایسا صدمہ نہ تھا افسوس عجب زمانہ ہوا اور طرفہ اہل زمانہ ہیں اس مرتبہ کی تقریر سے پھر شہزادے کے دل میں ایک نوع کا خیال پیدا ہوا اور کہا پھر یہ باد وا باد اس پریزاد حسینہ کو یہاں سے رہا کر دوں تب ہوا آواز آئی لوح دیکھو شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ صاحب لوح تم نے اِس مقولہ کو بجا دیا کہ جب کسی کام کے دونوں پہلو مخدوش اور نقصان پر مبنی معلوم ہوتے ہوں تو اُس پہلو کو اختیار کر لینا چاہیے جس میں لذات دنیوی کا شائبہ نہ ہو اب شہزادہ کی سمجھ میں بخوبی یہ بات آگئی کہ ضرور یہ پریزاد فریب ہی ہے اس کو ہلاک کرنا چاہیے یہ سوچ کے شہزادے نے تلوار کو علم کیا اُس پریزاد نے کہا کہ اے جوان اب بھی سمجھ لے ورنہ مجھ بے گناہ کا خون کیے بہت ندامت ہوگی تو عجلت بہت کر رہا ہے ایسا نہ ہو کہ اِس عجلت میں کوئی مصلحت فوت ہو جائے تامل در خیر میں اختیار باقی رہتا ہے اگر میرے ہلاک ہی کرنے کا ارادہ ہے تو دوسرے وقت بھی ممکن ہے برخلاف اس بات کے کہ بعد ہلاکت کے ضرورت کے وقت مجھے زندہ نہیں کر سکتے اس طرح کی فہمایش جو اُس پریزاد نے کی پھر شہزادہ متامل ہوا آواز آئی کہ بعد لوح کو لوح دیکھی لکھا تھا جس قدر سانپ رنگین و خوبصورت ہوتا ہے اُسی قدر اُس میں زہر قاتل زیادہ ہوتا ہے قتل موذی قبل اذیت سبب یہ ہدایت دوستانہ ہے اور وہ عذر بنا بر خود غرضی کے ہے اس وقت تک تجھکو جو ہدایت کی گئی تو خوب سمجھتا ہے کہ بنا بر تیری عافیت و حفاظت کے کی گئی کسی وقت میں تجھکو کوئی صدمہ نہیں ہوگا یہ بات تیری سمجھ میں نہیں آتی کہ اب جو کچھ ہدایت کی جاتی ہے وہ کیوں تیری مضرت پر مبنی ہوگی اُس کو سمجھنے دے اور اُسکا کام تمام کر یقین سمجھ یہ اور کوئی نہیں ہے سیماب جادو ہی ہے شہنشاہ نے لوح کو بغل میں رکھا اور تلوار کو تول کے ایسا وار اُس کے سر پر لگایا کہ سر اُس طرف سیماب کا گرا اور دھڑ اِس طرف زمین پر تڑپنے لگا اس ایک شور و نشور برپا ہوا زمین و آسمان میں تاریکی چھا گئی تھی ہوائے تیز و تند کا طوفان تھا کہ زمان کسی طرف ہائے ہائے کی آواز گوش زد ہوتی تھی کسی جانب واے واے کی صدا بلند تھی شہزادہ سکوت میں ان آوازوں کو ایک طرف کو سن رہا تھا مگر متاسف تھا کہ ناحق اُس نازنین کو ہلاک کیا اُس کو مطیع و منقاد کرتا اُس کی صورت مطبوع کو دیکھ کے دل خوش کرتا آواز آئی کہ اپنے خیالوں کو دوبارہ وسیع ہونا اچھا نہیں ہے اور اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی برطرف ہو گئی ہوا موقوف ہوئی اب جو خندق کی طرف نظر کی سیماب کا نشان بھی نہ پایا البتہ خندق کا عمق دیکھ کے حواس باختہ ہو گئے زیادہ تر حیرت اس خیال سے ہوتی تھی کہ اس قدر پارہ کہاں سے آیا اور دفعتاً کہاں غائب ہو گیا اب جو شہنشاہ نے خیال کیا اپنے کو قرشیہ ثانی بنت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس پایا پوچھا میں تمھارے سامنے موجود تھا یا غائب تھا قرشیہ ثانی نے کہا تم میرے سامنے ابھی آئے ہو اور اپنے پاؤں سے اس جگہ نہیں آئے دفعتاً میں نے تم کو موجود پایا شہنشاہ کو یہ پوچھ کے شکر خدا کیا اُس طرف فانوس شاہ سب کو دیکھ رہا تھا شہنشاہ اُس عمارت کے اندر پہونچا ایک چاہ تاریک دیکھا اب فکر ہوئی کہ اس چاہ تاریک میں اُترنا چاہیے مگر کس طرح کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی اور اب شوق دیدار بدیع الملک میں بے تاب ہو کر چاہتا ہے کہ فوراً کنوئیں میں کود پڑے مگر اس خیال سے کہ خلاف عقل ہے ملتوی رکھا پھر خیال آیا کہ کنوئیں میں جانا ضرور ہے کیا تدبیر کی جائے بعد غور و فکر بسیار کنوئیں کے کنارہ

آگے قیام کیا خنجر کو زمین پر قائم کیا کمند کو خنجر میں باندھا اس کمند کا ایک سر قرشیہ ثانی کو دیا دوسر کو کمر میں آویزان کیا بسم اللہ کہکے کنوین مین اترا تاریکی زیادہ تھی چند قدم توقف کیا جب تک کہ روشنی کس قدر معلوم ہوئی کنوئین مین پہونچ کے شہزادہ بدیع الملک کو مقید دیکھا شہزادہ نے بھی دیکھا شاہزادے کے بال اور ناخن بہت دراز ہو گئے ہین بندھے ہوے دست و پا کھولے بدیع الملک کے پاؤن پر سر رکھدیا اور زار و قطار رونا شروع کیا افراط محبت پدری سے بدیع الملک نے شہنشاہ کو گود مین لیا سر و چشم پر بوسے دیے اور بہت رو یا رقت کو ضبط کر کے کہا اے فرزند تو اس قدر کیون روتا ہے خوشی کا مقام ہے کہ اس قدر عرصہ کے بعد مین نے تجھکو اور تو نے مجھکو دیکھا مزید بران تیری کوشش و سعی سے یہ طلسم فتح ہوا اور مین نے اس قدر مصیبت مہلک سے نجات پائی دنیا کے معاملہ اسی طرح کے ہوتے ہین کبھی انسان مبتلائے بلا ہو جاتا ہے اور کبھی سامان راحت مہیا ہو جاتا ہے

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہے استادہ دست بستہ نوید رخصت ہے ایک دم کی	قیام عمر دو روزہ جانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
نشاط عیش زندگانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر	مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر
بہار گل طفل نوجوانی کبھی نہین ایک قاعدہ پر	جو چار دن گرد فور راحت تو بعد اس کے غم و الم ہے

اور کو کیا خبر ہے شہنشاہ نے ماجرا حقیقت گذشتہ بیان کی پھر دونون باپ بیٹے گلے مل کے خوب روئے جب افاقہ ہوا کنوئین سے باہر آئے قرشیہ ثانی نے دیکھا اس نے بھی با ادب سلام کر کے باپ کے پاؤن پر سر رکھدیا بدیع الملک نے قرشیہ ثانی کا سر اٹھا کے سینہ سے لگایا اور دعائے ترقی عمر و جاہ دی سب نے خدائے قادر توانا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا کہ صحیح و سلامت پھر ملاقات ہوئی کس کو امید تھی کہ گرفتار کی قید ظلم سے زندگی مین نجات ہوگی اور ایک دوسرے کے دیدار سے دل خوش کریگا بدیع الملک نے کہا اے شہنشاہ واقعی تو نے میری رہائی مین بڑی کوشش کی سخت تکلیفون کا متحمل ہوا یہان تک پہونچا ورنہ مجھکو رہا کیا زہے ہمت و زہے سعادت تیری معاونت مین قرشیہ ثانی کی بھی کوشش کا مقر ہون کہ عورت ذات ہو کے آخر وقت مین اپنے برادر کی مدد کی وہ وقت بہت نازک تھا جب کنارے ہو رہی تھی خداوند عالم ہر ایک اپنے بندہ کو ایسی ہی سعادتمند و نیک نہاد اولاد عطا فرمائے بتصدق خاتم النبیین واٰلہ الامجاد و بعدہ قانوس شاہ بدیع الملک کی خدمت مین حاضر ہوا با آداب تمام تسلیم عرض کی دعا و ثنائے سرداری زبان پر جاری کی جس زبان سے عزائم ہے طلسمی کی تلاش مین چلے خزانون مین پہونچے وہ وہ بیش قیمت و نایاب مال و اسباب دستیاب ہوا جس کو چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا تھا کو ٹھون اور تہ خانون سے مال و اسباب نکلوایا ایک جگہ جمع کیا واضع رہے طلسم کا بھی مال اسی جا رکھا ایک ایک شے کو خوب غور سے دیکھا شاہزادہ بدیع الملک نے ہر چند تفحص کیا اپنے یران کو نہ پایا حیرت ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے سب اسباب ہے مگر میرے یران کو پتہ نہین ہے کہان تلاش کیے جادوئن کس سے پوچھین ایک شخص نے عرض کی شہریار مین خوب جانتا ہون کہ شماس جادو نے اس اسباب کو ایک جادوگر

کے حوالہ کیا تھا اور بہ تاکید کہہ دیا تھا کہ اس سامان کو کسی ایسی جگہ میں دفن کرے کہ ہر چند کوئی تلاش کرے
کہیں پتہ نہ ملے چنانچہ وہ جادوگروں نے مل کے اس کام کو انجام دیا وہ تجوبلی اس راز سے واقف تھے
بدیع الملک نے پوچھا وہ جادوگر کہاں ہیں ان کو تلاش کرنا چاہیے اُس نے کہا اب وہ کہاں دونوں
شماس جادو کی جنگ و جدل میں ہلاک ہوئے علاوہ اُن کے کون گیا جب تو شہزادہ بدیع الملک
بہت پریشان ہوا اور کہا افسوس براق کا ملنا بہت دشوار ہے مجھکو اس باب طلسمی کی کچھ ضرورت نہ تھی
میرے براق مجھکو مل جاتے خیر کیا چارہ ہے اور قرشیہ ثانی کی طرف متوجہ ہو کے کہا ہاں اے فرزند تو کچھ
تازہ خبر سنا تو قرشیہ ثانی نے نفس سرد بھر کے عرض کی اے پدر عالی مقدار اس سے زیادہ خبر تازہ کیا ہو گی
کہ جناب حمزہ ثانی ملک خاور میں کفار کی مکاری سے اس طرح قید ہو گئے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا
افسوس ہوتا ہے مزید براں اُس والا جاہ کو اُن بدبختوں نے عقابین پر کھینچ دیا ہے جس طرح سے سنا ہے
کہ امیر سابق کو عقابین پر کھینچ دیا تھا عمر ثانی نے تمام ممالک میں سعد شہریار کے نامے پہونچائے
ہیں جوق جوق گروہ گروہ سلاطین ذی اقتدار و سرداران و پہلوانان یکانہ روزگار سرزمین خاور کی جانب
چلے جاتے ہیں اس وقت تک اُس والا جاہ کی رہائی کی کوئی تدبیر نہیں ہوئی اسی ضمن میں جستہ جستہ تفصیل
کیفیت قرشیہ ثانی کو معلوم تھی سب بدیع الملک کے روبرو بیان کی شہزادہ بدیع الملک کو
جسقدر ملال براق کے گم ہونے کا تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کے سب جاتا رہا کہا افسوس مجھکو
یہ نہیں معلوم تھا کہ میں ہی اس بلائے قید میں مبتلا ہوں وہ والا منزلت بھی مبتلائے بلا ہے شہنشاہ
سے کہا اے فرزند کیا ارادہ ہے شہنشاہ نے عرض کیا میرا ارادہ کیا ہے جو کچھ حضور کا ارادہ ہو وہی ارادہ میرا
بھی سمجھنا چاہیے اس میں شک نہیں کہ سخت مقدمہ درپیش ہے بدیع الملک نے ایک شخص مشخص
آدم زاد کو تجویز کر کے اپنے روبرو طلب کیا اُس کے حوالہ دونوں طلسموں کا مال کیا اور تاکیداً یہ
کہہ دیا کہ نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا رہنا کہ زیادہ ہے ایسا نہ ہو کہ تم کو غافل پا کے
یہاں کا مقبوضہ حاصل کر لیں بعد اس انتظام کے شہنشاہ گوہر کلاہ اور قرشیہ ثانی اور طاؤس شاہ
کو ہمراہ لیکے وہاں سے کوچ کیا تیسرے روز ایک مقام پر پہنچے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک پہاڑ ہے فلک فرسا مگر نہایت سرسبز و شاداب اور وہاں دو لشکر آمادہ پیکار ہیں بدیع الملک
نے جاسوسوں کو خبر کے واسطے بھیجا جن میں چند دیو بھی تھے تھوڑی دیر کے بعد ایک دیو خبر لایا کہ مقام
مسکن سیہ حبشیوں کا ہے کوہ ابر نالی کی طرف سے ایک دیو یہاں کا حاکم و فرمانروا ہے اشقر دیو زاد
کے اعزا میں سے فیروزہ حبشی مادر اشقر جنگی اس کی تھی امیر نے واسطے آزمایش کے اس کو
فرمانروائی دی تھی فی الحال خرماش شیر سر بہ فرمائش شیر سر بردمین تن آیا ہوا ہے نہایت
زبردست ہے ہر ایک اسلحہ اُس کا کم از کم ایک ہزار سات سو من کا ہے اس کو خواہش فرمانروائی بے حد
و نہایت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہمارا تخت زمین پر لے چلو دیوؤں نے حکم کی تعمیل کی جب فیروزہ
حبشی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک مع فرزندان خود طلسم سیماب سے آیا ہے حاضر خدمت
ہوا زمین خدمت کو بوسہ دیا شہزادہ نے تسلی دی کہ تو گھبراتا نہیں ہم تیری مدد کو موجود ہیں کیا مجال
خرماش شیر سر کی کہ تجھے کسیطرح کا صدمہ پہنچا سکے اُس طرف جب خرماش کو خبر پہنچی کہ

شاہزادہ بدیع الملک فیروز ستہ حبشی کی مدد کو آیا ہے امرا و سرداران لشکر دیوزاد کو جمع کیا اور کہا شاید
تم سب کو معلوم ہوگا کہ میرے پدر عالی مقدار کو حمزہ نے ہلاک کیا ہے اور یہ آدم زاد اسکی اولاد میں ہے
ہے یہ موقع معقول ہے بیٹے اپنے پدر مقتول کا عوض اس آدم زاد سے لینا چاہیے جس طرح ممکن ہو اس کو
ہلاک کرو امرائے سلطنت نے کہا اے خرماس یہ سب صحیح ہے کہ اس آدم زاد سے اپنے باپ کا عوض
لے لیکن یہ خوب یاد رہے کہ خاندان امیر کا ادنے بھی بلائے بے درمان ہے ایسا خو کہ تیرا باپ
حمزہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا مجھکو بھی کسی طرح کا صدمہ اس آدم سے ہو سکے اس کے واسطے
نہایت ہوشیاری چاہیے آدم زاد علے الخصوص اہل اسلام سے مقابلہ کرنا سہل نہ سمجھنا خرماش
نے کہا ہاں اس بات کا مجھکو بھی خیال ہے تم لوگوں سے مشورہ کرنے کی یہی غرض ہے کہ ان آدم زادوں
کے مقابلہ میں کس طرح کا خدشہ ہے تم سب ایسی کوشش کرو کہ میرے باپ کے خون کا عوض مجھکو
مل جاوے ان سب نے کہا ہم سب حاضر ہیں جہاں تک ممکن ہوگا کوتاہی نہ کریں گے غرضکہ شب کو
طبل جنگ بجا اس طرف شاہزادہ بدیع الملک نے بھی نقارہ جنگ بجانے کا حکم دیا
دہل زن دہل زد تحسین او + بر بیں دین او دین او + صبح کو میدان مصاف میں دونوں
لشکر صف آرا ہوئے خرماش شیر سر نے باواز بلند کہا اے بدیع الملک مجھکو خوب معلوم ہے کہ میرے
باپ کو تمھارے بزرگوں نے ہلاک کیا مجھے فرض ہے کہ اپنے باپ کا عوض تم سے لوں میں بہت دنوں
سے تمھارا مشتاق تھا آج خداوند بزرگ کی مرضی یہی تھی کہ جنگ و حرب کا ہنگامہ گرم کرکے
تم میرے ہاتھ سے ہلاک کیے جاؤ فیروز ستہ حبشی کی یہ حقیقت نہ تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا یہ تمھاری
کمک کا سبب ہے جو وہ آمادہ پیکار ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ او پاجی کیا واہی بکتا ہے بت بزرگ
کون ہے یہ کیوں نہیں کہتا ہے کہ خداوند واحد و لاشریک کی مرضی یہی ہے کہ جس طرح تیرا پدر جہنم واصل
ہمارے بزرگوں کے ہاتھ سے ہوا تو بھی اسی طرح ہمارے ہاتھ سے جہنم واصل ہو ورنہ کوئی سبب ہمارے
یہاں تک پہونچنے کا نہ تھا اور یقین سمجھ کہ جو کچھ میں کہتا ہوں بہت صحیح ہے بیٹے تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا ہاں ایک طرح سے تجھکو رہا کر دونگا کہ تو راہ ضلالت کو چھوڑ کے راہ راست کو اختیار کرے
اے خرماس تو یہ نہیں سمجھتا کہ دیوزاد کے مقابلہ میں آدم زاد کی زور و طاقت کی کیا حقیقت ہے اگر دس
انسان ایک دیوزاد سے مقابلہ کریں تو سر بر نہیں ہو سکتے یہ برکت دین اسلام ہی کی ہے کہ کوئی
ضلالت شعار کیسا ہی قوی الجثہ و طویل القامت ہو مسلمان کے مقابلہ میں پسپا ہو جاتا ہے
خرماش نے کہا اے بدیع الملک اس طرح کی تقریر میرے روبرو بیکار ہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا جو
کچھ تم کہتے ہو بھلا یہ کس طرح ممکن ہے کہ جس مذہب کو ہزاروں سال سے میرے بزرگ اختیار کرتے
چلے آتے ہوں اس کو ناحق سمجھ کے کوئی دوسرا مذہب اختیار کروں اور بالفرض دین اسلام حق ہے
پھر کیوں اختیار کروں مجبوری کیا ہے ایسا میں کمزور نہیں ہوں کہ خائف ہو جاؤں میں سمجھتا ہوں
کہ جس طرح سب اپنے اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہیں اسی طرح تم بھی سمجھتے ہو شاہزادہ نے کہا یہ نہ سمجھ
کوئی دعوی بلا دلیل درست نہیں ہوتا اگر تو منظور کرے تو میں وہ دلائل حقیقت اسلام کے بیان کروں
جن کا رد کرنا کسی سے ممکن نہ ہو اور انصاف پسند کہدے کہ واقعی صحیح ہیں خرماش دیوزاد نے کہا

ای بدیع الملک تمھاری اس تقریر طولانی سے مجکو دریافت ہوتا ہی کہ تم مقابلے سے عاجز ہو اگر کچھ جرأت رکھتا ہو
تو سامنے آ بیا ما بچہ داری زمردی نشان + شاہزادہ نے آگے بڑھ کے ایک وار شمشیر آبدار کا اُس پر کیا
اُس نے فقط خالی کی شاہزادہ اُس کے قریب گیا اور ہاتھوں اُس نابکار کو گرفت میں لا کے اس زور
سے جھٹکا دیا کہ مع مرکب زمین پر آ رہا حواس مختل ہوگئے سمجھا کہ آدم زاد بلاے بے درمان ہی عنقریب
ہلاک کریگا کہا ای جوان تو توقف کر میں سنبھل لوں تو پھر مقابلہ ہو یہ طریقہ جنگ و حرب کا نہیں ہی کہ عالم غفلت
میں کوئی کسی کو صدمہ پہونچائے شہزادہ نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے علیحدہ ہو گیا خرماش دیوزاد
سنبھل کے کھڑا ہوا شہزادہ نے اُس کے کمر بند میں ہاتھ ڈالدیا اس نے بھی ہاتھ بڑھایا زور دست و بازو
کی نوبت آئی اور تا دیر کشتی کا ہنگامہ گرم رہا خوب خوب جالبت و کشاد ہوے آخر شاہزادہ
بدیع الملک نے اللہ اکبر کہکے اُسے ہاتھ پر بلند کر لیا دور زمین پر لا کے خوب مستحکم بستہ کر لیا اور
مردان ہمراہی سے کہا اس ضلالت شعار کو اسی طرح لے چلو آدم زاد دیکھ کے سمجھیں سکے کہ ایسے بھی
اتفاقات ہوتے ہیں اُس طرف فوج خرماش نے ہنگامۂ مقاتلہ گرم کیا مگر کچھ پیشرفت نہ کی نتیجہ یہ ہوا
کہ خرماس مقید رہا جو مسلمان ہوے انھیں پناہ دی گئی جو سرکشی پر آمادہ رہے ان میں سے بعض
ہلاک کیے گئے اور بعض فراری ہوگئے شاہزادہ مظفر و منصور اپنے مقام قیام پر واپس آیا شہزادہ
نے فرشتۂ ثانی اپنی دختر کو اپنے سامنے طلب کیا اور کہا ای نور نظر تمھارا یہاں قیام بیکار معلوم ہوتا ہی
میری راے یہ ہی کہ تم یہاں سے رخصت ہو جاؤ ملکہ فرشتۂ ثانی نے آبدیدہ ہو کے کہا ای پدر معظم
میرا ہرگز نہیں دل چاہتا کہ قدم مبارک سے جدا ہوں بہت عرصہ کے بعد حضور کی زیارت نصیب ہوئی
ہی شہزادہ نے کہا یہی میرا بھی دل چاہتا ہی کہ کیا کروں کہ مجکو ابھی بیشتر کام درپیش ہیں تم عورت
ذات ہو ہاں شہنشاہ گوہر کلاہ میرے ہمراہ رہیگا ملکہ نے عرض کی ای معظم و مکرم اگرچہ میں عورت ذات ہوں
لیکن حضور کے کسی کام میں حارج نہ ہونگی شاہزادہ نے کہا میری مرضی اسی میں ہی کہ تم چلی جاؤ
ناچار ملکہ فرشتۂ ثانی بدیع الملک سے رخصت ہو کے رواں ہو گئی بعد ملکہ کے جانے کے
شہزادہ نے مرغ تجربہ سے کہا تیرا اب کیا ارادہ ہی اُس نے عرض کیا جو حکم ہو شاہزادہ نے کہا اب
تیرا کچھ کام نہیں معلوم ہوتا لہذا تو بھی رخصت ہو مرغ تجربہ نے کہا بہت مناسب چنانچہ وہ بھی
رخصت ہوا شہزادہ بدیع الملک نے قانوس شاہ سے کہا اس مال طلسمی کو پردۂ دنیا پر لے چلنا
چاہیے قانوس شاہ نے تمام مال و اسباب کو بندھوا دیا شہزادہ بدیع الملک و شہنشاہ گوہر کلاہ
اور قانوس شاہ مع دیوان و پریزادان و اسباب پردۂ دنیا کی جانب رواں ہوے اثناے راہ
میں شہنشاہ اپنے پدر والا قدر کے روبرو اپنی سرگذشت کو بیان کرتا تھا اور بدیع الملک
اُس کی جرأت و ہمت کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا ای فرزند خداوند عالم کی توفیق جس کے شامل حال
ہوتی ہی بیشتر اُس سے اسی طرح کے کارہاے نمایاں ظہور میں آتے ہیں درمیان راہ میں ایک مرتبہ
پھر بھی خرماش کے اہل لشکر شاہزادہ کے سدراہ ہوئے اور چاہا کہ مال و اسباب
طلسمی شہزادہ سے چھین لیں طرح طرح کے مکر و فریب بھی کیے لیکن اُس فارس میدان دلاوری
نے ایسی داد مردی و مردانگی دی اور ایسا اُن نابکاروں کو پسپا کیا کہ جو اُن میں

جرأت مقابلہ کی نہ رہی اور حرماں نصیب دلاسا دے کر اور سمجھا کر کہا کہ اگر اب بھی تو صدق دل سے دین اسلام کہ جسکی فضیلت کا ڈنکا ہر چہار جانب بج رہا ہے اور کتب ہائے احادیث و فقہ سے ثابت ہے کہ دین اسلام سے بڑھکر اور کوئی دوسرا دین نہیں ہے اختیار کرے تو میں اپنے وعدہ لاشریک لہٗ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کھاتا ہوں کہ ابھی تجھکو رہا کر دوں اور خلعت ہائے فاخرہ سے تجھے سرفراز کروں مگر باوجود اس فہمائش اور سمجھانے کے اسنے کچھ جواب نہ دیا اور مہر خاموشی اپنی زبان پر لگائی اور شکل تصویر چپ چاپ کھڑا رہا مثل مشہور کہ اندھے کے آگے روئے اور اپنی آنکھیں کھوئے غرض اسی طرح گرفتہ دستہ سا کھڑا رہا بقول شاعر ؎ دل سنگین جانان موم زو جلائے نہیں ممکن یہ مثل سچ ہے کہیں پگھلائے سے پتھر پگھلتے ہیں سچ کہا ہے ؎ شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے ٭ ناکس بہ تربیت نشود ای حکیم کس ٭ ہر چند اُس کافر خاسر کو سمجھایا اور فضیلت دین اسلام کی کمال فصاحت بیانی سے زبان فیض بیان ارشاد فرمائی مگر اُسکے قلب سیاہ پر کچھ تاثیر نہوئی ؎ گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭ بآب کوثر و تسلیم سفید نتوان کرد ٭ کیا ہو سکتا ہے شقاوت ازلی کے سامنے ہدایت کا اثر کچھ مترتب نہیں ہوتا انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے نفس کا خیال رکھا ور ہوا و ہوس سے بچائے سچ ہے نفوس انسانیہ کا عجیب حال ہے بقول شاعر ؎

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی
کہ عین جہلی و داری گمان دانائی
اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خویش
تو خود ز گوشۂ مسند فرود نے آئی
شکستہ اند و دو اشان جبین بکنگیت
کہ در ہر سنگ بلکت حاضرو تو بینائی
بتلخی عمر اگر آشنا کنی کامت
بتاریع ملک بہ روز فتنہ میرزائی
بگو دکی شدہ و موئیت سپید و بیخردی
تو جاہ دست و شکم پیش من و سلوائی
بزیر جامہ نہان کردہ برس لیکن
کہ در شکستن ناموس ناشکیبائی
تمام عرصۂ محشر نکش فرو گیرد
از این چہ سود کہ انگشت جہل مینائی
عصا بکف نہ و تکبیر فتح خوان دیر و
اگر سخن شنوی بس سمند خود رائی

دران دیار کہ رادی ہنوز ان جائی
خراب کردہ جہلی و فارغ از دانش
بجاہ و دل ہمہ فتنی چو دیدہ یکتائی
ہزار مغلطہ دارد با ستین زنار
تو تندرستی در مو میائی افزائی
بہ بیضۂ عنقا بود و کنون در باب
گمان برم کہ دو از میغان بیاسائی
ہمہ بہشت مجو قرب دوست ہم بہشت
ازان ز تلبس ہوس در بہشت بہ ترکی
ازان حساب تو بردم تقاضے دارد
بہ چشم اہل بصارت برہنہ آئی
چہ عذر ہائے موجہ خی معاصی را
اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی
جنون ز سر نہ دوست حقل گرد
گر نشنود ز تو ہمت کہ تاتو نائی
گر ت ہواست کہ گویم چگونہ باید بود

بجہر کم کہ چہ دارد رہا مدت زین بعد
عظیم کردے داری و بس شکیبائی
زمانہ ہر تو تا بوت مید بہ سامان
کلاہ گوشۂ دانش بہ عشق شیدائی
مگو کہ جوہر الماسم و مفتون از سنگ
کہ تو بدعوی ہستی چہ ژاژ میخائی
سپید موی شدی ای عروس طبع و ہنوز
قدم فراز نگ نہ چو گرم سودائی
سپیدران ہمہ تن چشم در حریم وصال
کہ قدسر و نہ مینی کہ سایہ پیمائی
چگونہ شاہد عفت متو نہ پرہیزد
بجیش لعاب دہانت کہ قند میخائی
سبک عنان شود خود بہالک علم رسان
گزین بہانہ مسلم نہ کہ سیدائی
سخن دراز شد افسانہ تا بکجے خواہم
بگو نہ بنگر واز گو نہ ے آئی

شہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ گوہر کلوہ بن شاہزادہ بدیع الملک کو بردہ دنیا کیجانب متوجہ رکھا جاتا ہے اور اب پھر لشکر فتح پیکر اہل اسلام کے حال خیریت اشتمال کیجانب توجہ کی جاتی ہے

غزل

دوستون کو کیا ہی مجھ دشمنی سے یار اد ہوا ٭ شیشہ سا پنجہ گرا ہے موسے سر شاد ہوا

بزم میں خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام
دست جاناں میں ہوا مکتوب پروانہ ہوا
صورت اسکی دیکھتا ہوں ہر در و دیوار سے
ہجر میں ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا
عشق سے جو خاک بجھیں رنج سے وہ کونگا
بعد مر جانے کے ہر ہر ایک پروانہ ہوا
مثل اخگر ہی چراغ خانۂ پنہاں خاک میں
آگ لگنے سے کبھی روشن یہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہیں تاریخ ہی انسان سے

شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
رت جاناں عشق کی ہی گور میں عذاب
بندوں کا شانۂ تیر رعایت تیخانہ ہوا
… نہیں ہا … چشم سے
بعد مدت آج کچھ … میں آتا ہوا
ہو گیا ہی عیش کیا سودائی …
بام اپنا پستی طاق سے تہ خانہ ہوا
جوش حیرت سے کسی کو طاقت جنبش نہیں
شہر سے وحشت ہوئی … ویرانہ ہوا

آتش رنگ حنائے عشق میں سب گلبدن
تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی
عقل شباب اپنا جو نادان تھا فرزانہ ہوا
… شمع کا …
جو گیا کتا تیرے کوچے میں دیوانہ ہوا
ذکر کیا شعلے وقت … جل جا … شمع …
مجمع خوبان تیرے آتی ہی تخانہ ہوا
… جداران الہم عشق … گیری حلقہ

ہنرمندان اس طرح مسطور کرتے ہیں کہ جب خواجۂ خواجگان رندگار سرہنگ فرار دکار گذار یعنے عمر ثانی والا تبار سعد شہریار بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کے تاریکی شب میں واسطے خبر امیر حمزۂ ثانی کے عقابین کیطرف روانہ ہوا لشکر نکبت اثر کفار میں پہونچ دیکھا جا بجا پہرے ہیں گرداگرد خندق عمدہ ہی انسان کیا کہ پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہر طرف ہوشیار و خبردار پاسبان کی صدا بلند ہی خواجہ ان سب کی نظر سے پوشیدہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے حفاظت کا بند و بست کامل ہر ایک وہ کی صورت سے شاہ ہوا ایک سپاہی کے قریب چلا اسنے عمر کو دیکھ کے دور ہی سے کہا کون ہی جو اس طرف آتا ہی اس طرف ہر ایک کو آنیکی اجازت نہیں ہی عمر نے کہا ای برادر مجھکو تجھے کچھ پوچھنا ہی اسنے کہا جو پوچھنا ہی وہیں سے کہو عمر اسکے قریب گیا اور کہا میں دیہاتی آدمی ہوں مکان جاتا ہوں یہاں کا اسقدر اہتمام دیکھ کے تجھسے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسکا کیا سبب ہی اسنے کہا یہاں کے اہتمام کا سبب یہ ہی کہ فی الحال مسلمانوں کے بہت بڑے سردار کو گرفتار کیا ہی اور عقابین پر کھینچ دیا ہی مسلمانونکے حملہ کا خوف ہی اور یہ بھی خیال ہی کہ اب ہو مسلمانوں کا کوئی عیار یہاں پہونچ جائے اور اس قیدی کو چھڑا لیجائے عمر ثانی نے کہا واقعی اگر مسلمانوں کا کوئی بڑا سردار گرفتار ہوا ہی تو انکی نگہبانی خوب کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے عیاروں کی عیاری سے سب عاجز ہیں ہم تمھارے شریک ہیں اسنے کہا اگر یہی ارادہ ہی تو چلو ہمارے سردار کے پاس سلسلۂ ملازمت جاری ہو تو اچھا ہی خواجہ طاہر قاق اور ضحاک بن مردک کے پاس آیا سلام کیا اسنے پوچھا یہ کون ہی خواجہ نے کہا میں خیر خواہان سرکار سے ہوں میں نے سنا ہی کہ مسلمانوں کا بڑا سردار گرفتار ہوا ہی خوش ہو کر یہاں حاضر ہوا طاہر قاق نے کہا اگر تو ملازمت چاہے تو ممکن ہی خواجہ نے کہا رب پرورش طاہر قاق نے ملازموں کے دفتر میں نام لکھوا دیا دو روز کا زمانہ ملازمت کو گذرا تھا خواجہ موقع محل کا متلاشی تھا یکایک ملازمان طاہر قاق کیا دیکھتے ہیں کہ خواجہ قریب چوب عقابین کے پہونچ گیا ہی اور قریب ہی کہ حمزۂ ثانی کو عقابین سے اتار لے سب دوڑے اور خواجہ کو گرفتار کر لیا طاہر قاق کے پاس لیجا کے حال بیان کیا طاہر قاق بہت برہم ہوا اور کہا مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ مسلمانوں کا کوئی عیار طرار ہی اور حمزۂ ثانی کی رہائی کیواسطے اسنے یہ تدبیر نکالی ہی اور خواجہ سے کہا تیرا کیا مذہب ہی خواجہ نے کہا میرا مذہب وہی ہی کہ جو حق ہی طاہر قاق نے کہا کیا مذہب حق ہی بیان کر خواجہ نے کہا اس بحث کا اسوقت کیا موقع ہی حق امر یہ ہی کہ عقابین کے قریب اس قیدی کو دیکھنے گیا تھا جسکی گرفتاری کی خوشی میں میں نے یہاں کی ملازمت

اختیار کی طاہر قارن سے کہا ہر حال مین تجھسے اعتقادات کو مفصل پوچھونگا جب خواجہ نے دیکھا کہ بغیر اعتقاد
بیان کیے چارہ نہیں ہر چہ بادا باد ایمان پرست جان قربان جو کچھ سچ ہو بیان کردو خداوند عالم حامی و مددگار
ہو کہا ای طاہر قاق اگر تو پوچھتا ہی تو سن کہ مین واقعی عیاران اسلام سے ہون عمرو ثانی نام ہی جناب حمزہ ثانی
کی تلاش مین آیا تھا یہان گرفتار ہو گیا ہون طاہر قارن خواجہ کو اپنے مکان پر لیگیا اسی شب حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بذریعہ بشارت عالم خواب مین شیرافگن کو مسلمان کیا اور بھی ہدایت کی کہ حمزہ ثانی کی مدد سے
سے پہلو تہی نہ کرنا اور اسی شب کو عالم خواب مین حمزہ ثانی کو بھی دروازہ مرحمت فرمایا اور کہا ای حمزہ ثانی
آگاہ ہو کہ تمہاری رہائی صرف شاہزادہ بدیع الملک کی کوشش پر موقوف ہی چھ مہینہ پندرہ روز کے بعد
تمام براق وتاج وتخت شاہزادہ بدیع الملک کے حوالے کر دینا کہ اسی قدر مدت اسمین باقی ہی اگرچہ وہ شاہزادہ
والا جاہ اس تاج وتخت وغیرہ کا محتاج نہین ہی اسی قدر دولت وحشمت خداوند عالم نے اسکو عنایت فرمائی ہی کہ
تمام سلاطین روے زمین اگر اپنا مال ودولت یکجا کرین تو بھی اسکی دولت وحشمت کے مقابلے مین کم ہی اور یہ بھی بخوبی
یاد رکھو کہ سوائے شاہزادہ عالی منزلت کے اگر کوئی تمہاری رہائی کے در پے ہوگا فوراً ہلاک ہو جائیگا ادھر طرف
صبح کو پرویز طاہر قاق کی بارگاہ مین آیا طاہر قارن نے خواجہ عمرو کے تعد کو بیان کیا اور کہا جو کچھ مناسب ہو
اس خدا پرست بیباک کے باب مین حکم صادر فرمایا جائے پرویز نے خواجہ کو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا او خدا پرست بیباک تو بڑا دلیر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اسقدر اہتمام وانتظام کے یہانتک پہونچ گیا بارے
خداوند بزرگ نے اپنا فضل شامل حال کیا کہ تو گرفتار کیا گیا اب اپنی زندگی سے نا امید ہو رہ عنقریب تو ہلاک
ہوگا خواجہ نے کہا ای بادشاہ تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا ۔ اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے + نبرد رگی تا نخواہد خداے +
انشاء اللہ رحمن باوجود اس گرفتاری کے مین پھر یہان سے صحیح وسالم نکل جاؤنگا پرویز نے برہم ہو کے
جلاد کو طلب کیا اور کہا جلد اس خدا پرست بیباک کا سر تن سے جدا کر جلاد خواجہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای
اجل رسیدہ جو کچھ تجھکو بادشاہ سے عرض کرنا ہو عرض کر ورنہ پھر موقع نہ ملیگا خواجہ نے مسکرا کے کہا خاموش ہو
ورنہ قبل اسکے کہ مین ہلاک ہون تو جہنم مین پہونچ جائیگا جلاد نے جلدی سے شمشیر آبدار میان سے کھینچ لی اور ارادہ کیا
کہ خواجہ کے سر پر وار کرے خواجہ عمرو باوجود اس قید وبند کے جست کر کے جلاد کے قریب پہونچ گیا اور
اسکے ہاتھ سے تلوار چھین کے ایک ہی ہاتھ مین اسکا سر تن سے جدا کیا پرویز اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بآواز بلند
کہا ای معتقدان خداوند لات کیون تاخیر کرتے ہو جلد اس خدا پرست کا کام تمام کر دو یہ سنکے ملازمان پرویز
تلوارین علم کر کے خواجہ کی جانب دوڑے دفعتاً ہوا سے آسمان سے ایک باز تیز بال پیدا ہوا خواجہ کے قریب
آیا خواجہ نے دونون ہاتھ بلند کیے باز خواجہ کے ہاتھون کے پنجون کو گرفت مین لایا اور ہوا سے آسمان کی بلندی
اثنا ے راہ مین خواجہ نے کہا ای مہربان تو کون ہی جو اسوقت مین میرا حامی ہوا اسنے کہا ای خواجہ تم مجھکو
نہین جانتے مین ہون محمرورق جادو عاشق شیرویہ بیہمتہ کے ایک مقام بلند پر قیام کیا خواجہ نے کہا ای
محمرورق مین تیرا ممنون ہون ان کچھ حال اپنا بیان کر اسنے تمام حال اپنا بیان کیا اور رخصت ہو کے پرواز کی
خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعادہ کے پاس آیا تمام حال بیان کیا خسرو نے صلصال سے کہا اس
حالت مین کیا کرنا چاہیے وہ طبل جنگ بجوا کے میدان مین آیا کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوا مین ہنگامہ مین
شیرویہ جو تنہا تھا جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی تمام ان تاریکی شب کے آثار نمایان ہوے طبل بازگشت بجا مینون

لشکر اپنے اپنے مقام پر واپس گئے دوسرے روز نقابدار پلنگینہ پوش تنہا شاہ سعد کے پاس آیا اور
حمزۂ ثانی کی رہائی کے بابت ترغیب دی شاہ سعد نے شکست کا حال بیان کیا اسی اثنا میں ایک
قاصد داخل دربار ہوا بعد دعائے ثنائے شاہی پگڑی سے خط نکالا اور پیش کیا شاہ سعد نے سر نامہ چاک
کیا مضمون کھولا از اول تا آخر پڑھا عاقل بدار کا نامہ تھا لکھا تھا کہ اٹھو کہ بڑے ہونے کی غضب ہے جو میرے سے ہوش
کا خدا حافظ ہو شہزادہ معلوم ہو کہ سب کس مصیبت میں مبتلا ہیں اب ذرا توقف نہیں کر سکتا جلد اسباب سفر
تیار کیا جاوے ملازمان شاہی تعمیل حکم میں مصروف ہوئے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سامان ضرورت اونٹوں چھکڑوں
پر بار کیا گیا شاہ سعد رخصت ہو کے روانہ ہوئے یکایک ایک شخص کو دیکھا خیز خیز چلا جاتا ہے سعد شہریار نے
کہا اے خواجہ خواجگان یہ کون شخص ہے اسکا نام دریافت کرنا چاہیے خواجہ قلندر کی صورت سے مشابہ ہوا
بعجلت تمام اسکے پاس پہونچا سد راہ ہوا اس راہرو نے کہا تو کون ہے جو میرا سد راہ ہوتا ہے جا اپنا
کام کر میرے حال سے بیکار تعرض ہوتا ہے خواجہ نے منع کیا نوبت مشت مشت کی نوبت آئی خواجہ نے حقہ نفتی
زمین پر مارا اسکا دھواں طاہر قاق کے دماغ میں پہونچا چھینک آئی بیہوش ہوا خواجہ اسکو ایک گٹھری
میں بیگبا بستہ و گرفتہ کر کے نبہارہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا اور پوچھا تو کون ہے اسنے کہا میرا نام
طاہر قاق ہے تو نے کیسے گرفتار کیا ہے اب تیرا کیا ارادہ ہے خواجہ نے کہا تجھکو قتل کرنا چاہتا ہوں اسنے
کہا اگر زر نقد لیکے مجکو رہا کردے تو کیا مضائقہ ہے خواجہ نے کہا زر نقد تیرے پاس کیا ہے اسنے کہا چالیس مثقال
وزن کا ایک الماس ہے اسے لے اور مجھے چھوڑ دے یہ کہکے جیب کی جانب ہاتھ بڑھایا الماس نکالا
خواجہ کو دیا خواجہ نے وہ الماس اپنی جیب میں رکھ لیا اور کہا اے طاہر قاق اگر تو دین اسلام اختیار کرے
تو میں تجھے رہا کر دوں ورنہ تیرا رہا ہونا محال ہے اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے مذہب آبائی کو ترک
کرکے مذہب غیر اختیار کر لوں مخصوص جان کے خوف سے خواجہ نے کہا دین و مذہب کے مقدمہ میں
محض جبر سے کام لینا نہیں چاہتا ہوں حقیقت ثابت کر کے تجکو مسلمان کرونگا اسنے کہا اثبات حقیقت کیواسطے
علمائے مذہب کا مجمع ہونا چاہیے یہاں کہاں اور بالفرض علما کا مجمع بھی ہو اور حقیقت دین اسلام کی ثابت
بھی ہو جائے تو بھی مذہب قدیم کو ترک کرنا دل گوارا نہیں کرتا خواجہ نے کہا مجبوری ہے اور اسی طرح
بستہ و گرفتہ بادشاہ اسلام کے دربار میں لیگیا اور موقف عرض میں استادہ ہو کے ادائے آداب شہنشاہی
بجالایا اور اس طرح گویا ہوا ـ اے بہارک بر شہنشاہیکہ حاصل میکند + اختران آسمان از طلعت نیک اختری
یہ گبر حاضر ہے جو حکم ہو اسکی تعمیل واجب سمجھی جائے شاہ سعد نے نام پوچھا اسنے کہا مجکو طاہر قاق کہتے ہیں
بادشاہ نے اسکو از سرتاپا بغور ملاحظہ کیا بعدہ فرمایا کہ اے طاہر قاق راہ ضلالت کے چھوڑنے کا اقرار کر
تو رہا کر دیا جاے اسنے یہاں بھی صاف انکار کیا اور خواجہ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں نے اس شخص کو
ایک الماس بھی دیا ہے مگر اسنے پھر بھی مجکو رہا نہ کیا خواجہ نے کہا بیشک میں نے ہیرا لیا ہے مگر الماس
لینے کے وقت یہ اقرار نہ تھا کہ اس الماس کا بدلہ رہائی ہے شاہ سعد نے کہا اگر تو مسلمان ہو تو ہم
یہ الماس تجکو واپس کر کے رہا کر دیں طاہر قاق نے کہا میں مسلمان کسی طرح نہونگا بادشاہ اسلام نے حکم قتل
دیا فوراً جلاد با شمشیر برہنہ حاضر ہوا اور ہنوز حکم ثانی کا منتظر تھا کہ ایک دیو قوی ہیکل بجائے چوب اژدہائے کلان
در دست گبسے زمین بردوش پوست شدہ اور بصدائے مہیب ہو ہو کرتا نمایاں ہوا اور نعرہ مار کے منہ ڈال ام گر

نیند لی بدان میرے باپ کو قاسم نے ہلاک کیا اس صدمہ سے آج تک جہان میری نظر مین تیرہ و تار ہی
جبتک اپنے باپ کے خون کا عوض نہ لونگا خواب و خور مجھپر حرام ہی سنئے الحال خسرو نے بجے سعد
کے واسطے بیجا ہی گمان ہی سعد بادشاہ اسلام اُس دیو قوی الجثہ کو دیکھکے متوحش ہوئے طاہر قاق
کو موقع ملا کہا ای دوال تو خوب وقت پر پہنچا ہو یہ اگر لمحہ کے بعد جاتا تو میرا کام تمام تھا یہ خدا پرست
مجکو گرفتار کرلایا اور درپی ہلاکت ہی زال دیو نے کہا کیا مجال کسی کی جو تجھے ہلاک کرسکے یہ کہکر طاہر قاق
کے دست و پا کھول دیے جب شاہ سعد نے طاہر قاق کو رہا دیکھا حاضرین محفل سے کہا تم لوگ کیا
خاموش بیٹھے ہو جلد اس دیو سرکش کا کام تمام کرو کسی کو اپنی جگہ سے اٹھنے کی جرات نہوئی شاہ سعد
اپنی جگہ سے خود اُٹھے اور دیو دوال کے قریب آکے نعرہ مارا کہ او مغرور و سرکش تو جسکی تلاش مین گیا ہی
وہ مین ہی ہون کیا وجہ ہی جو تو نے طاہر قاق ہمارے قیدی کو رہا کردیا دور ہو سامنے سے
ورنہ بائین عذاب سخت تجھے ہلاک کرونگا کہ جانوران صحرائی تیرے حال پر متاسف ہونگے تو
نہین جانتا کہ ہم لشکر اسلام کے حکم ہین وہ دیو شاہ سعد کی جانب بقصد ہلاکت جھپٹا بادشاہ
اسلام نے بایین زور دست و بازو ایک گھونسا اُسکے کلہ پر مارا کہ اسکا منہ پشت کی جانب پھر گیا
اور غش کھاکے زمین پر گرا شاہ سعد اُسکے سینے پر سوار ہوگئے اور کہا کہ اب بھی تیری رہائی
ممکن ہو اگر تو دین اسلام قبول کرے اُسمین اسقدر حواس باقی نہ تھے کہ جواب دیتا خواجہ عمر ثانی
نے کہا ای شہریار اب اسکا رہا کرنا مناسب نہین ہی یہ ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کریگا
قتل الموذی قبل الایذا مشہور ہی شاہ سعد نے خنجر آبدار میان سے کھینچ لیا اور اُس موذی کا سر تن سے
جدا کیا طاہر قاق دور کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا جب اُسنے اُس دیو پلید کو سر بریدہ دیکھا آواز بلند کہا
ای خدا پرستو مین جاتا ہون خسرو کو اس واقعہ کی خبر کرونگا دیکھو خسرو تمسے اس خون کا عوض لیتا ہی
یہ کہکے وہان سے خبر کی خسرو کے پاس پہونچا واقعہ گذشتہ کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ عنقریب شمائل خان
بن جلاجل خان پانچ لاکھ سواران ہندی کی جمعیت سے پہونچا چاہتا ہی خسرو نے کہا بیشک یہ سب میری
کمک کے واسطے آتے ہین اب مین خدا پرستون کی سرکشی اور بیباکی کو دیکھ لونگا طاہر قاق نے کہا ای
بادشاہ سعد شہریار جسکے پاس دوال دیو کو بھیجا تھا بڑا بہادر و جری ہی اسکا نیچا ہونا بہت مشکل ہی خسرو نے
کہا ایسی جماعت کثیر کے مقابلے مین سعد شہریار کی جرات و بہادری کیا کرسکتی ہی تو دیکھنا کہ سعد کو کیسی فاش
زک دیتا ہون لیکن اُسکی حالت برہمی مین اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لمغش خان تلوار ٹیک
کے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای بادشاہ مین موجود ہون بجے میرے نام طبل جنگ بجایا جاوے خسرو خاموش
ہورہا لمغش خان کے نام طبل جنگ بجا صبح کو میدان مصاف مین دونون جانب صف آرائی ہوئی یکایک ایک
جانب سے گرد اڑی مگر نہایت تیرہ و تار دونون جانب کے لشکر سمجھے کہ گھٹا اٹھی ہی لیکن جب دامن گرد
چاک ہوا سات ہزار سوار و پیادے سیاہ پوش نمودار ہوئے خواجہ آگے بڑھا یہ جو بن عمر ممالک شاہ بن
مالک اژدر تا لوت مالک رو مندہ سے تھے شاہزادہ بدیع الملک کی سلامتی کی خبر ہو چکی تھی بادشاہ
اسلام کو بھی یہ خوشخبری ہو چکی تھی ممالک شاہ نے اس یورش کا حال دریافت کیا عمر ثانی نے کہا کہ سرگذشت
کی حقیقت بیان کی ممالک شاہ نے بادشاہ اسلام سے اجازت حرب چاہی بادشاہ اسلام نے کہا ای

مالک شاہ ابھی کم سفر سے چلے آتے ہو تھوڑی دیر استراحت کرو پھر توان بدبختون سے مقابلہ کرنا ہر چند کہ مالک شاہ نے اصرار کیا سعد شہریار نے کہا ختیار ہے مالک شاہ میدان مین آیا اور کہا ای نگمش خان مین تیرا مرد مقابل آیا ہون تجھے جانا ہے تجھے داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران نگمش خان نے ایک پہلوان مالک شاہ کے مقابلہ کو بھیجا مالک شاہ نے کہا ای نگمش خان آج مین خاص تیرے مقابلہ کو آیا ہون دیکھون کیسا مرد میدان ہے نگمش خان نہایت برہم ہوکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کھاتا ہوا اور نہایت برہم ہوتا ہوا مالک شاہ کے مقابلہ کو آیا دونون مین ردو بدل شروع ہوئی تا دیر ہنگامہ گیر و دار گرم رہا اثنای رام زرنہ اور اخطر مالک شاہ نے قبضہ شمشیر کو دونون ہاتھون سے گرفت مین لاکے اس زور سے نگمش خان کے سر پر وار کیا کہ از سر تا اسفل دو حصہ ہوکے زمین پر گرا لشکر اسلام مین تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی کفار کو یہ صدائے تحسین بہت ناگوار ہوئی سب نے بالاتفاق یورش کی اسطرف بھی دلاوران لشکر اسلام انکی سرکوبی کے واسطے مستعد ہو گئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی جب تاریکی شب کے آثار نمایان ہوے دونون لشکر دن مین طبل بازگشت بجی سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے شب کو سرداران لشکر اسلام دربار شاہی مین داخل ہوے انھون نے جرات و بہادری کی بہت تعریف کی شاہ سعد نے بھی مالک شاہ کی بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا ای مالک شاہ واقعی کار سے کردی ہنوز ماندگی سفر صفا سے دور نہوئی تھی جو کفار سے مقابلہ کیا یہ سب خداوند عالم کے فضل سے فتح پائی مصرع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

خلعت خاصہ طلب کرکے مالک شاہ کو مرحمت کیا مالک اکر دربار کی جگہ اسکو دی ارباب نشاط آئے اور محفل رقص و نوا گرم ہوئی ایک رقاصہ خوش رو خوش گلو نے خواجہ عمر ثانی کی فرمایش سے یہ غزل اصلح سے گانا شروع کی

غزل

کشتی مے کیا سفینہ عمر کا لبریز ہے
وحشت دل سے طرح اہسال شور انگیز ہے
خاک خون آلود او افغان درد انگیز ہے
کیون تقاضا کر رہا ہے اسقدر دیدار کا
آج محفل مین کسی کی زلف عنبر بیز ہے
رسم الفت دیکھنا دیوانہ مین جیسے ہوا
کوہ پر تیشہ لگا دیکھا کہ کیا عشق تیز ہے

تیری محفل اے نگار ماہ جبین کیسی تیز ہے
دشمنون نو رد کی یار و دستا خیز ہے
او بیٹھے جس چیز کی خواہش لا دو جہیز
کیا یہی معنی کمال و سی مین رستا خیز ہے
بادہ عشرت سے خالی عمر بھر ساغر رہا
دو پری اب کا زم صبر لے دشت خیز ہے
غیر کچھ جو تیرے مین سر شیشہ فرہاد سا

فرقت ساقی مین کم ظرف توفان خیز ہے
ہوس عمر روان کو حاجت مہمیز ہے
نغمہ ریز محفل عشرت مین بٹھائی ہین
جو کہ مستسقی ہے پانی سے اسے پرہیز ہے
کیا عجب عنبر اگر بنجائے سارا موم شمع
آج کیونکر جام میری عمر کا لبریز ہے
کوہکن کوئی الحقیقت اپنے سر سے کام تھا
تو اگر شیرین ہو تو تاج تیرا پرویز ہے

تمام اہل محفل اس غزل کو سنکے بہت خوش ہوے شاہ سعد نے زر کثیر انعام مین دیا اور مالک شاہ کو حکم دیا کہ اس لباس سیاہ کو اتارو مالک شاہ نے کہا مجکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین اور اسی وقت وہ لباس سیاہ اتارا اور نہایت نفیس کپڑے زیب تن کیے اُس طرف شمائل خان کے آنے کی خبر خسرو کو پہونچی تھی استقبال کیواسطے گیا عیاران اسلام بھی خبر گیری کیواسطے گئے خواجہ عمر نے وہ شان و شکوہ شمائل خان کے دیکھی کہ کبھی ایسی شان نظر سے نگذری تھی غرضکہ شمائل خان بارگاہ مین پہونچا خسرو نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا سب سے مقدم بٹھایا مزاج پرسی کی بعدہ کہا غالباً جناب خدا پرستون نے وہ سر اٹھایا ہے کہ جسکی حد نہین ہر چند فلکو کھاتی ہے مگر کوئی تدبیر ایسی نہین سمجھ مین آتی

جس سے خدا پرستی ہی سے بازآئین طرفہ تر یہ کہ اگر اُنمین سے کوئی ہلاک یا گرفتار ہو جاتا ہی تو بھی وہ مجبور
نہین ہوتے روز بروز دین اسلام رواج پاتا جاتا ہی اُنمین سے کبھی کسی نے مذہب دین بت پرستی اختیار نکیہ
کہ مثلاً کسی وقت مین کہا جاتا اب تو آیا ہی دیکھین کیا کام بنتا ہو شمائل خان امیر حمزہ صاحبقران
لشکر اسلام کا بڑا سردار گرفتار کیا گیا ہی جسکی گرفتاری سے ہم سمجھے تھے کہ اب مسلمانون کی ترقی تمام ہو جائیگی
مگر پھر کچھ کام نہ بنا شمائل خان نے کہا امیر حمزہ صاحبقران ابھی قید ہی اُسنے کہا ہان موجود ہی پھر
شمائل خان نے کہا حمزہ کو میرے سامنے لاؤ کیا عجب ہی اگر وہ میری ہیبت سے خائف ہو کے
خداوند بت بزرگ کا سجدہ کرے خسرو نے حکم دیا کہ جلد حمزہ کو گرفتہ و بستہ زندان سے لے آؤ ملازم زندان
مین گئے اور حمزہ ثانی کو قیدخانہ سے لائے خواجہ عمرو تبدیل ہیئت وہان موجود تھے حمزہ ثانی گرفتہ و بستہ
استادہ تھے خواجہ عمرو عربی زبان مین اپنی کارگذاری کا ذکر کر رہا تھا جنے چند روز مین مین نے تمام روے زمین
کو طے کیا اور تمہاری مفارقت مین لشکر اسلام نہایت مضطرب ہی راوی کہتا ہی کہ جب ظاہر قاق خواجہ
عمر ثانی کی قید سے رہا ہو کے خسرو کے پاس آیا تھا بعد بیان حالات گذشتہ عمر ثانی کی گرفتاری کی شرط
ہشام بن ازرق بن اژدہنگ سے مقرر کی تھی کہ عمر ثانی بہت بڑا عیار کارگذار لشکر اسلام کا ہی جسنے
مجھ ایسے تجربہ کار کو باآسانی گرفتار کر لیا پس جو شخص عمر ثانی کو گرفتار کر لائےگا نہایت وہ عیار کامل الفن
سمجھا جائیگا ہر ادنیٰ و اعلیٰ اس شرط کو سن کے فکر مین تھا کہ جسطرح ممکن ہو عمر ثانی کو گرفتار کرنا چاہیے جسوقت
حمزہ ثانی کو گرفتہ و بستہ شمائل خان کے روبرو لائے شمائل خان نے بغور حمزہ ثانی کی صورت دیکھی اور
کہا اے جوان مین نے سنا ہی کہ حمزہ ثانی نام بہت بڑے سردار لشکر اسلام کے تم ہی ہو دیکھو خداوند بت بزرگ
کی مدد سے تم کس طرح بسہولت گرفتار کر لیے گئے اب مجکو اپنے ارادے سے مطلع کرو جناب حمزہ ثانی نے
فرمایا ہمارے ارادے سے کیا ہوتا ہی جو کچھ خداوند عالم کی مشیت مین گذرا ہی وہی ہوگا شمائل خان
نے کہا اگر خدا سے نادیدہ مین کچھ طاقت ہوتی پس تم گرفتار کیون ہوتے یہ طاقت خداوند بت بزرگ
ہی مین ہی کہ تمہاری مدد کرکے گرفتار کر دیا وہی خداوند اب بھی اس بات کا منتظر ہی کہ اگر تم اسکی بندگی اختیار کرو
تو رہا کر دے حمزہ ثانی نے کہا ہر طرح کی طاقت و توانائی صرف اُس خدائے واحد لاشریک ہی مین ہی
پتھرون مین کسی قسم کی قدرت ہونا عقل مین نہین آتا خداوند عالم نے ہر ایک کے منہ مین زبان خلق کی ہی
جو کچھ جسکا دل چاہے کہے یہان شمائل خان اور حمزہ ثانی مین یہ بحث ہو رہی تھی کہ اُس طرف عمر ثانی
غافل ہیئت تبدیل کیے اس بحث کو سن رہا تھا ہشام بن ازرق بن زرہنگ پیشتر سے متلاشی
تھا اور اُسکو یقین تھا کہ حمزہ ثانی گرفتار ہین عمر ثانی عیار طرار ضرور اس مجمع مین موجود ہوگا کیونکہ اکثر عیاران
سلاطین ضرور اپنے مخالفون کے دربار مین موجود رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً اپنے سردار کو خبر پہونچاتے ہین بنا بران
ہر ایک اہل دربار کی صورت غور سے دیکھ رہا تھا یکایک خدمتگار کو دیکھا کہ حیرت سے حمزہ ثانی کی صورت
دیکھ رہا ہی اور بکھا شارے سے کہتا جاتا ہی سمجھا کہ ضرور یہ عمر ثانی ہی حیلہ سے قریب ہو کے جاتا تھا اور
راست و چپ دیکھتا جاتا تھا اور وہ دزدیدہ نظر سے اُس خدمتگار کو بھی دیکھ لیتا تھا جب بخوبی یقین ہو گیا کہ عمر
ثانی بہ تبدیل ہیئت یہان موجود ہی پوشیدہ کمند کو لے لیا اور اس طرح حلقات کمند عمر ثانی پر پھینکے کہ فوراً
گرفتار ہو گیا ہر چند جھٹکے دیے کچھ فائدہ نہوا ہشام نے بآواز بلند کہا اے خیرخواہان سلطنت خسروی

میں نے اپنے شکار کو گرفتار کیا جلد میری کمک کو پہونچو تمام دربار میں غلغلہ کا غل ہوا بیشتر ملازمان خسرو ہشام
کی مدد کو پہونچے ہشام عمر ثانی کو بستہ لے کے خسرو کے روبرو دیا۔ اور کہا اے بادشاہ یہی عیار طرار لشکر اسلام
عمر ثانی نام ہے جسکی تلاش کا حکم قاآن کو تھی اب تمام درباریوں کی یہ صورت ہے کہ غوغا مچا ہوا ہے کوئی کہتا ہے ابھی
ان دونوں خداپرستوں کو ہلاک کرنا چاہیے کوئی کہتا ہے کہ انکو ہلاک نہ کرو بلکہ دین بت پرستی اختیار کرنے کی
ہدایت کرو اگر یہ دونوں دین بت پرستی اختیار کرلیں گے تو تمام لشکر اسلام دین خداپرستی سے منحرف
ہو جائیگا خسرو اور شمایل خان دونوں پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے ایک ایک کی سن رہے ہیں اور کہتے
ہیں کہ تم سب بالاتفاق ایک رائے مقرر کر دو تاکہ وہی حکم قطعی سمجھا جاوے خلاصہ یہ کہ بعد گفت و شنید
بسیار حمزہ ثانی کو بار دیگر عقابین پر کھینچ دیا اور عمر ثانی کی نسبت حکم دیا کہ اس عیار خداپرست کو قتل کرو
اگر یہ عیار زندہ رہیگا ضرور ہنگامہ عظیم برپا کریگا اور حمزہ کو بھی قید و بند سے رہا کر دیگا فوراً جلاد طلب ہوا
یکایک دروازے سے صدائے عربدہ بلند ہوئی دیکھا جانسوز بن قران اور ملکہ رابطہ بانو با خنجرہائے برہنہ
چلے آتے ہیں جانسوز نے آتے ہی منہ عیاری عمر ثانی پر ڈالا اور بغل میں اٹھا لیا اور ایک ہی ضرب
میں جلاد کو ہلاک کیا اور ملکہ رابطہ بانو نے ہشام کو اٹھا لیا تمام اہل دربار نے ان دونوں کو گھیر لیا مگر
ان دونوں زن و مرد نے حواس درست کر کے وہ داد مردی و مردانگی دی کہ کوئی نہ روک سکا
یہ دونوں زن و مرد جنگ حرب کرتے ہوئے شاہ سعد بادشاہ اسلام کے دربار میں پہونچ گئے
بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے دونوں کو خلعت فاخرہ مرحمت کیا جرات و بہادری کی تعریف کی ہشام
کو جانسوز کے حوالے کیا اُسطرف کفار نے جو یہ واقعہ دیکھا کہ عمر ثانی عیار لشکر اسلام رہا ہو گیا اُسکے ساتھ
ہشام بھی گرفتار کر لیا گیا شمایل خان سے کہا خانصاحب اب تم ہی کچھ ایسی کارروائی کرو کہ مسلمانوں
کو زک ملے شمایل خان نے سنتے ہی طبل جنگ بجوایا اور میدان میں آیا غضب آلودہ اس طرح پکارا کہ
اے خداپرستو دیکھوں کہانتک تم مکر و فریب اپنا کام نکالتے ہو تم میں سے کون ہے میرا مرد مقابل آوے
مجھسے مقابلہ کرے خداوند بت بزرگ کی قدرت و طاقت کو دیکھے اس اثنا میں تتق گرد نمایاں ہوا جب
گرد بر طرف ہوئی غضنفر شاہزادہ سعد طوقی کیوان تیغ زن ملک خورشید ایک لاکھ سواران
سیاہ پوش کی جمعیت سے پہونچے یہ خوشخبری شاہ سعد بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچی کہ سعد طوقی جمعیت
کثیر آیا ہے سعد شہریار بہت خوش ہوئے سعد طوقی شمایل خان کے روبرو آیا اور کہا او گبر ملعون
یہ کیا کلمات واہی زبان پر جاری کرتا ہے خبردار ہو جا میں تیری جان کا عزرائیل آپہونچا سعد بہادر جگر داری
زمردی نشان + شمایل خان آگے بڑھا عمود و نیزہ سے رد و بدل شروع ہو گئی شمایل خان ایسا
ایک پہلوان زبردست فن جنگ سے ماہر ہے کہ ایک ایک اسلحہ اُسکا کم سو سو من کا وزن رکھتا ہے اس
رد و بدل میں شمایل خان کی ضرب سے سعد طوقی کا شانہ زخمی ہو گیا غضنفر بھی اُسوقت موجود تھا
اُسنے جو سعد طوقی کو مجروح دیکھا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم کر دیا قریب تھا کہ خداپرستوں کا لشکر
شکست کھائے یکایک ایک جانب سے طلحہ بن لندھور با ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے پہونچے
جوہیں خواجہ عمر ثانی کو معلوم ہوا بعجلت تمام طلحہ کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان زمان یہ وقت توقف کا
نہیں ہے عنقریب شکست اسلام پیدا ہوا جاتی ہے جلد چلو اور مسلمانوں کی مدد کرو جسطرح ممکن ہو شمایل خان کو

سزائے معقول دو دائے فتنۂ عظیم برپا کر رکھا ہے طلحہ نو ماہی فوج لیے ہوئے شمائل خان کا مقابل ہوا
اسوقت شمائل خان فیل طویل القامت پر سوار تھا طلحہ نے قریب جاکے ایک ایسا وار شمشیر آبدار
اُس فیل طویل القامت پر کیا کہ نصف گردن شگافتہ ہو گئی قریب تھا کہ بیدم ہو کے زمین پر گرے بس پھر تو
شمائل خان زمین پر کود پڑا اور عمود کو بلند کرکے طلحہ پر وار کیا طلحہ بھی ایک جوان جنگ آزمودہ تھا اُسنے
جگہ خالی کی اُسکا وار زمین پر رد ہوا مگر اُس وار کے جھونکے میں شمائل خان منہ کے بل زمین پر گرا
طلحہ نے تلوار ہاتھ سے زمین پر پھینک دی اور جنگ زور و دست دباز میں معروف ہوا ہر مرتبہ طلحہ چاہتا
تھا کہ شمائل خان کو زمین پر مارے مگر پھر اسکا زور دہ ہو جاتا تھا اسی طرح شمائل خان بھی کوشش کرتا تھا
مگر اسکی کوشش بھی بیکار ہو جاتی تھی یہ دونوں اس کشش و کوشش میں تھے کہ یکایک ابر چشمک زن
نمایان ہوا پھر ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور شمائل خان کو اُٹھا لیگیا کفار کو شمائل خان پر بڑا بھروسا تھا اُسکے
غائب ہو جانے سے لشکر کفار کے حواس باختہ ہو گئے قریب تھا کہ فرار پر قرار دے سرداران حمزہ نے فوراً طبل
امان بجایا خسرو کا اسوقت یہ حال تھا کہ چند کفار اُسکی بغلوں میں ہاتھ دیے بٹھائے ہوئے خیمے کیجانب
لیے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے بادشاہ کیون اسقدر بدحواس ہوئے جاتے ہو اگر شمائل خان
کو یہ پچھواڑی لیگیا تو کیا مضائقہ ہے آج نہیں تو کل ہم ان خدا پرستوں سے سمجھ لینگے وہ شتر بید کی طرح
کانپ رہا تھا اور کہتا تھا کہ ای خیر خواہان من کیون نہ بدحواس ہون تم دیکھتے ہو کہ اس طرف سے لشکر کا حال
کس نوبت کو پہنچا ہے اگر اسوقت طبل امان نہ بجایا جاتا تو ابھی حقیقت معلوم ہو جاتی آج نہیں تو کل کیا
ہو سکتا ہے نہیں معلوم خداوند جبت بزرگ کی مشیت میں کیا گذرا ہے ہر مرتبہ ذلت حاصل ہوتی ہے واہ ری تیری
خداوندی بس ایسے موقع پر خواہ مخواہ خداوند جبت بزرگ کی شان میں بک بکنے کو دل چاہتا ہے اس سے
تو مسلمانون کا خدا ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہر مرتبہ اُنکو کمک پہنچ جاتی ہے اگر ہزار کوشش اُنکا کوئی خدا پرست
گرفتار ہو جاتا ہے تو فوراً رہا بھی ہو جاتا ہے بعضون نے کہا ای بادشاہ اس طرف دانستہ بھی غلطی ہو جاتی ہے ایک یہی
غلطی دیکھو کہ حمزہ کو گرفتار کیا ہے اور آج تک اُسکے ہلاک کرنے کی نوبت نہ آئی اگر کسی روز لشکر اسلام کا کوئی
عیار ہوشیاری اُسے رہا کر لیگیا تو خداوند جبت بزرگ کا کیا قصور ہے خسرو نے کہا تو بالکل بے وقوف ہے نہیں
جانتا کہ لشکر اسلام کا ایک ایک شخص کس کس آفت کا پرکالہ ہے حمزہ کی گرفتاری پر تو یہ حال ہے اگر حمزہ ہلاک
کیا جائے تو اسے نام بت پرست باقی نہ رہیں جو کچھ جسکے دل میں آتا ہے بلا تکلف کہہ جاتا ہے لیکن اسکا نتیجہ
وہی شخص خوب سمجھ سکتا ہے جسکو وقت پیش آئی ہے غرضکہ خسرو سراسیمہ و پریشان خیمے میں پہونچا شب کو خواجہ
عمرو بادشاہ اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آج بھروسہ جناب حمزہ ثانی کی خبرگیری کیواسطے
عقب لشکر کی جانب جاتا ہون سعد شہریار نے اجازت دی خواجہ روانہ ہوا راہ میں ایک گبر سے ملاقات ہوئی
اُس سے پوچھا تو کہان جاتا ہے اُسنے کہا میں خسرو کا باورچی ہون کھانا تیار کرکے رکھ آیا ہون خسرو کو
کھانا کھلانے کیواسطے اور ملازم ہین وہ اُسکو کھانا کھلاتے ہونگے خواجہ نے بجائے خود خیال کیا کہ اس
باورچی سے ساز کرکے کچھ کام بنانا چاہیے اگر یہ موافق ہو گیا فہو المراد در صورت خلاف اس گبر کو اسیوقت
ہلاک کر دینگے اور باورچی سے کہا مجھے تجھ سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہین کسی مقام پر توقف کر تو میں بیان
کر دون وہ ایک درخت کے سایے میں جاکے مقیم ہوا اور کہا وہ کیا راز کی باتین ہین خواجہ نے کہا

پہلے اقرار کر کہ میں اس راز کو کسی کے روبرو بیان نہ کرونگا تو میں بیان کروں اُسنے کہا بیشک میں کسی سے بیان نہ کرونگا خواجہ نے تمام حقیقت گذشتہ اُسکے روبرو بیان کی اور کہا کہ اگر حمزہ ثانی اس قید سخت سے رہا ہو جائینگے تو بادشاہ اسلام سے اس کام کے صلہ میں تجھے اسقدر انعام ملیگا کہ مدت العمر مال دنیا سے مستغنی ہو جائیگا اور ہم اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ تیری ہر ایک کارروائی کی خبر خسرو کو نہ پہونچنے پائیگی اور بالفرض خبر ہو بھی جائیگی تو ہم تجھکو کسی طرح کی گزند نہ پہونچنے دینگے اور ہم سب تیرے ہر وقت حامی و مددگار رہینگے یہ حال سُن کے وہ گبر مکار بہت برہم ہوا اور کہا او خدا پرست تجھکو اسقدر بھی شعور نہیں ہے کہ خداوند بت بزرگ کا بندہ نظر کردہ خداوند کے ساتھ کس طرح بدی کر سکتا ہے علی الخصوص وہ بندہ خداوند جو نظر کردہ خداوند کا ملازم و نمکخوار دیرینہ بھی ہو آگاہ ہو کہ اس راز کا پوشیدہ کرنا کیا کہ میں تجھکو جان سے صحیح و سلامت رہا بھی نہیں کرونگا اسکی یہ گفتگو سُن کے خواجہ نے خنجر سنبھالا باورچی خواجہ کی کمر میں لپٹ گیا اور چاہتا تھا کہ خواجہ کو گرا دے خواجہ نے پس پشت ہاتھ لیجاکے اس زور سے اُسکی پشت میں خنجر مارا کہ اس پار نکل گیا اور بیحال ہو کے زمین پر گرا خواجہ اُسکو اسی طرح چھوڑ کے آگے بڑھا قریب خندق کے پہونچا دیکھا عقب میں حمزہ ثانی کے قریب سے ایک عیار گذرا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ خاص عقب میں حمزہ ثانی سے برآمد ہوا اُس عیار نے طاہر قاق سے سرگوشی کی اور روانہ ہوا خواجہ بھی اُسکے عقب سے روانہ ہوا جب کسی قدر دور نکل گیا خواجہ اُسکے قریب پہونچا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا اور کہا تو کون ہے اور اسوقت کہاں جاتا ہے خواجہ نے کہا متوحش نہو کہ میں شمائل خاں کے ہمراہیوں سے ہوں تو دیکھتا ہے کہ فی الحال مسلمانوں نے کیسا سر اٹھایا ہے کوئی تدبیر ایسی سمجھ میں نہیں آتی کہ اس گروہ کو نقصان رسانی ہو کے دفع ہو عیار نے کہا عزیز من سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے خوف سے یہاں ہر متنفس کا خواب و خور حرام ہے طرفہ تر یہ کہ خداوند بت بزرگ کو بھی اپنی پرستش کرنے والوں کی پروا نہیں ہے مسلمانوں کے خدا کو دیکھو کہ ہر وقت اپنے بندوں کو کمک اور مدد پہونچاتا ہے دور کے واقعہ کا کیا ذکر آج ہی کی ہنگامہ آرائی کا خیال کرو خواجہ نے کہا مہربان مجھسے سنو اگرچہ مدت مدید سے ہم خداوند کی بندگی کرتے چلے آتے ہیں لیکن آجتک اس پارۂ سنگ سے کوئی قدرت نمائی نہ دیکھی بس ایسے وجوہ سے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں وہ خداوند کیا جو کسی وقت میں اپنے پرستش کرنے والے کی مدد نہ کرے (تف) ہے ایسے خداوند پر اُس عیار نے انگشت بدنداں ہو کے کہا واہ واہ یہ کیا گستاخی ہے خداوند کی مشیت میں کسکو دخل ہے انسان ناقص العقل ہے اسکے ذہن میں جو کچھ آتا ہے کہہ گذرتا ہے یوں تو خداوند بت بزرگ بڑا رحیم و کریم ہے اگر گالیاں بھی دوگے تو وہ بر سر تعرض نہوگا مگر پھر بھی بندوں کو انصاف پر نظر رکھنا چاہیے خواجہ نے کہا جب خداوند میں قابلیت انصاف نہیں تو بندوں میں انصاف کی صفت کہاں ہے تو ایسے خداوند بے تمیز پر میں حرف لگاتا ہوں یہ سُنکے وہ عیار بہت برہم ہوا اور کہا بس اب میں تجھسے زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا خواجہ دل میں سمجھے کہ ایسا نہو یہ کہیں مجھسے منحرف ہو جائے کہا برادر انسان مجبور ہوتا ہے تو سب کچھ کہتا ہے تمھارے برا ماننے کی بات نہیں ہے خیر اب اور باتیں کرو غرضکہ انواع اقسام کی باتیں ہوئیں جب خواجہ نے بخوبی اُسے اپنا یار بنا لیا تو اپنی جیب سے چند قرص نکالے جو رنگ اور خوشبو میں نہایت مطبوع تھے اُس گبر نے پوچھا یہ کیا ہے خواجہ نے کہا یہ قرص اس

ترکیب سے مین نے تیار کیے ہین اگر ایک قرص کھالے ہفتہ ہفتہ عشرہ عشرہ بھوک نہ معلوم ہو اور روز
بروز طاقت و فربہی مین ترقی ہوتی جاے اور بھی انواع اقسام کے فوائد اس قرص مین ہین جنکا بیان کرنا
خالی از مغز خراشی نہین اُس گبر نے خوش ہوکے کہا ایک قرص مین کھاتا ہون دیکھون کیا فوائد ظہور مین
آتے ہین یہ کہکے ایک قرص اُسنے کھا لیا ہنوز ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہین گذرا تھا کہ بیہوش ہوکے گرا راوی کہتا ہی کہ
یہ گبر نوشاد نام لہراسپ کا عیار ہی شراب خریدنے کو جاتا تھا شراب سے مملو دو شیشے اُسکے پاس موجود تھے
جب بیہوش ہوکے گرا خواجہ نے خنجر سے اُسے ہلاک کیا دونون شیشے اُٹھا لیے نوشاد عیار کی صورت
سے مشابہ ہوا اور وہان سے روانہ ہوا مستانہ عقابین کو طی کرتا ہوا طاہر کے
پاس آیا وہان سے ارشاد کے پاس آیا جام شراب ارشاد کو دیا ارشاد نے بغور عمر ثانی کی صورت
دیکھی ہاتھ کو گرفت مین لایا اور کہا مین خوب جانتا ہون کہ تو مجھکو بیہوش کرنا چاہتا ہی اور آہستہ کہا او وزیر دین
تجکو پہچانا یہ سُنا تھا کہ خواجہ کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا کہا کچھ غیر ہی مین نوشاد ہون مجکو اور کیا پہچانا اور
ہرگز کچھ شک نہ کر ارشاد نے کہا تو اسقدر بے حواس کیون ہوا جاتا ہی مجکو تو نہین جانتا مین وہ
شخص ہون جسنے حمزہ کی سفارش کی مجکو خوب معلوم ہی کہ تو نوشاد کو ہلاک کیا خیر کیا مضائقہ ہی خواجہ
نے کہا عزیز من مجکو اس واقعہ کی کس نے خبر دی ارشاد متبسم ہوا کہا مین اسوقت بیٹھا ہوا تھا یکایک
غنودگی مجپر طاری ہوئی مین سو رہا عالم خواب مین حضرت ابراہیم ع تشریف لائے فرمایا کہ نوشاد
ہلاک کیا گیا قاتل اُسکی صورت سے مشابہ ہوکے آتا ہی اور بھی جو کچھ ہدایت ہوئی تھی بیان کی خواجہ نے
مصافحہ کیا اور کہا پھر اب کیا کرنا چاہیے حقیقت گذشتہ تو تجپر بخوبی حالی ہوگئی ارشاد نے کہا
ای خواجہ تم اب یہ کرو کہ خالی جام مجکو دو اور جام کو مملو کرکے سب کو دو خواجہ نے اُسکی راے پر
عمل کیا سب بیہوش ہوگئے جب پہر رات گذر گئی خواجہ خانہ چوبین کے پاس آیا اُسکو کھولا
اندر آیا دیکھا امیر مع لہراسپ و ارشاد زنجیرون سے جکڑے ہوئے تخت پر سو رہے ہین
اور شمشیر و خنجر برہنہ قریب رکھا ہی خواجہ امیر بلند توقیر کے اس حال خراب کو دیکھکے زار و قطار رویا
اور آہستہ بیدار کرکے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیکے پوچھا اور کہا ای خواجہ تم بڑی کوشش
وسعی سے یہان تک پہونچے ہو لشکر کا کیا حال ہی خواجہ عمر نے آنا ممالک شاہ کا اور ہلاک ہونا بخش کا
اور آنا دال کا اور مقدمہ شمائل اور گرفتاری اپنی ہشام کے ہاتھ سے اور پہونچنا غضنفر و سعد طوسی و
طلحہ کا از اول تا آخر بیان کیا اور کہا ای والا منزلت مبارک ہو کہ شاہزادہ داراب ستم زدہ
کے یہان فرزند نرینہ پیدا ہوا ہی اُسکا نام دارا ابن داراب مقرر کیا گیا ہی اور سنیے احوال
اُسکا سن ماشاءاللہ سات برس کا ہوا ہی شکل و شمائل مین سلیمان شاہ ہی سخاوت اور شجاعت
مین بھی اپنا نظیر نہین رکھتا حمزہ ثانی داراب کا نام سن کے بہت روئے خواجہ نے کہا ای والا منزلت
خداوند عالم نے داراب کے عوض اُسکا فرزند عطا فرمایا دیگر آنکہ ایک فرنگی شخص پیدا ہوا ہی جسکا
نام شہریار بن سیسا بن بلقیسا فرنگی نام سے مشہور ہی یہ میرا اسیر ہی تمام نشانیان اولاد ابراہیم علیہ السلام
کی اُسمین پیدا ہین سنے احوال شاہزادہ اسکندر فرخ لقا کی جنگ مین ایک بچہ پیدا ہوا شہریار کو
لوا تھا ملیکیا امیر نے جب نام شاہزادہ کا سنا خون نے جوش مارا اور فرمایا ای خواجہ

کب ایسا موقع ملیگا کہ مین اسکو گرفتار کرکے اسکا حسب ونسب دریافت کرونگا خواجہ سے کہا زیادہ تر
حیرت خیز یہ امر ہو کہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے تمام سرداران دست چپ زخمی ہو گئے اور لعل بن
تورج کے ساتھ لاجورد شاہ پسر لاہوت بن زمرد ہی جب اسد آیا لعل کو زخمی کیا لعل کوہستان
کی جانب خیز کر گیا یک عرض کر دون کہ بروقت مقابلہ اسد نے کیسی داد مردی و مردانگی دی ہی
لعل بن تورج نے کوئی دقیقہ لشکر اسلام کے تہ و بالا کرنے مین باقی نہین رکھا تھا لیکن خداوند عالم
کا فضل شامل حال ہو گیا جو وہ اسد کے ہاتھ سے زخمی ہوکے پسپا ہوا امیر نے کہا الحمد للہ ای خواجہ
یہ وقت تمھارے یہان توقف کرنے کا نہین ہو جاؤ خدا حافظ و ناصر تمہاری طرف سے تمام سرداران
لشکر اسلام کو علے قدر مراتب دعا و سلام کہنا اور انکو اس بات سے اطمینان دلانا کہ اگر خداوند عالم
کی مشیت مین گذرا ہی تو مین زندہ تم سب سے پھر ملاقی ہونگا ورنہ خیر جو مرضی خدا خواجہ عمر ثانی
ارشاد اور لہراسپ سے رخصت ہوکے روانہ ہوا طاہر کے پاس آیا پھر وہان سے روانہ ہوکے
سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام کے پاس آیا صبح کو تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا شہریار امیر
بلند توقیر سخت تکلیف مین مبتلا ہین مین امیر تک پہونچا تا دیر گفت و شنید رہی کوئی ایسا موقع نہ ملا
کہ اپنا کام حسب مراد انجام کو پہونچاتا اس عرصہ مین جانسوز اور ملکہ رابطہ بانو دونون زن و مرد وہان
پہونچے خواجہ نے ہشام کو طلب کیا اور تیرباران کرنے کی تجویز کی جانسوز اور ملکہ رابطہ بانو
دونون زندان مین آئے تو پھر وہان انکو نہ پایا سعد شہریار کو اس واقعہ کی خبر کی تمام سرداران
لشکر اسلام متفکر ہوئے کہ یہ کیا رمز ہی سب بالاتفاق تجسس مین روانہ ہوئے جب سرحد کفار مین پہونچے
دیکھا کہ سوار و پیادے نہایت خوش و خرم چلے جاتے ہین خواجہ اس غول مین پہونچا اور استفسار
حال کیا انھون نے کہا ای شخص لات و عزی کا فضل ہمارے حال پر ہوا کہ سومنات مغرب
سے شہاب منور ضمیر بہمراہی پہلوان شباہنگ بن آتش خوار و سعدان غول بچہ عیار ایک لاکھ
کی جمعیت ساتھ لیے اس طرف چلا آتا ہی اب دیکھتا ہی کہ مسلمان کس طرح ہمارے مقابلہ مین بازی لیجاتے
ہین بیشتر عیاران لشکر اسلام مین خبرگیری سے لیے گئے دیکھا کہ شہاب ملعون با تجمل تمام چلا آتا ہی پھر
جہلاک بن مرملک شہاب ملعون کے پاس پہونچا زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کہا ای نظر کردہ خداوند
لات و منات زہے نصیب ہمارے کہ اس طرف قدم رنجہ فرمایا شہاب ملعون نے کہا ای جہلاک
خداوند لات نے مجکو خاص خدا پرستون کی تلقین و تعلیم کیواسطے بھیجا ہی جہانتک ممکن ہوگا خداپرستون کو
خداوند لات کے سجدہ کیواسطے مجبور کرونگا اور خداوند نے شباہنگ کو بھی اسی کام کے واسطے اس طرف
بھیجا اور خداپرستون کے سوارون کو در صورت سرکشی و انحراف گرفتہ و بستہ کرنا ہی یہ شباہنگ کا کام ہی
اور وسواس کو عیاران لشکر اسلام کی گرفتاری کیواسطے بھیجا ہی کیونکہ خداوند کی خاص غرض یہ ہی کہ اب
خداپرستون کو بالکل نیست و نابود کردون جہلاک بہت خوش ہوا اور کہا نہے مرحمت و عنایت خداوندی
فورا خسرو کے پاس پہونچا اور کہا ای بادشاہ بعد مدت مدید خداوند کو ہم چندون پر رحم آیا کہ شہاب اپنے
نظر کردہ کو ہماری مدد کے واسطے بھیجا اور شباہنگ و وسواس کو بھی مدد کے واسطے بھیجا ہی خواجہ نے
دیکھا کہ گوش و بینی وہان شباہنگ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین اور گردن بلند ہوتے ہین اور سرتا

مثل بید کانپنے لگا اُس طرف جب شہاب خسرو کی بارگاہ میں پہونچا خسرو نے تا دروازہ استقبال کیا
بغلگیر ہوا ہاتھ میں ہاتھ لیکے تخت پر اپنے پہلو میں بٹھایا شباہنگ کو خلعت فاخرہ دیا اپنے روبرو بیٹھنے کو جگہ
دی وسواس کو طاہر قاق کے آگے جگہ دی لیکن رُو میں ثانی شباہنگ کی پشت سے بہت برہم ہوکے
اُٹھ گیا خسرو نے جلسہ آراستہ کی شہاب سے کہا ای نظر کردہ خداوند لات میں تمہاری تشریف آوری
سے بہت خوش ہوا تم بہت مناسب وقت پر یہان پہونچے خداپرستون کی سرکشی سے بت پرست بہت عاجز
ہوگئے ہین مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہین طاہر اور لہاک موجود ہین انسے
مسلمانون کی تشویش کا حال بخوبی دریافت ہوسکتا ہو شہاب طاہر اور لہاک کی جانب متوجہ ہوا
اور کہا ہان ای بندگان خاص خداوند تم بیان کرو طاہر و لہاک نے بھی چالاکی و کارروائی عمرو کی بیان کی
شہاب نے سنا اور شباہنگ و وسواس کا حال بیان کیا اور کہا کہ عمرو یہان موجود ہی بلکہ راہ مین بھی مین نے
اُسے پہچانا تھا کہ وہ میری خبرگیری کو آیا تھا لیکن مین نے اُسکو کچھ نہ کہا وجہ اسکی یہ تھی کہ مین سمجھتا تھا کہ
ایک متنفس خداپرست ہزار کوشش و سعی کریگا پھر بھی کیا کر سکتا ہی خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی
یہ تم کیا کہتے ہو کہ وہ متنفس کیا کر سکتا ہی یہ گمان ہرگز نہ کرنا تنہا وہ ایسا کچھ کر سکتا ہی کہ ہزار ہا جادوون سے
نہین ہوسکتا شہاب ہنسا اور کہا ای بادشاہ تم کیا کہتے ہو عمرو اسوقت بھی یہان موجود ہی بلکہ آہستہ آہستہ
مجھکو دشنام مغلظ دے رہا ہی خسرو نے کہا ای نظر کردۂ خداوند یہ تو کیا کرتا ہی کہ عمرو کو موجود جانتا ہی اور پھر
اُسکے جانب سے مطمئن ہی وہ بڑا چالاک عیار لشکر اسلام کا ہی شہاب نے کہا مجھے تردد کی بات نہین ہی مین نے
غضب آلود ہوکے اُسے کور کردیا دیکھون اب وہ کیا چالاکی کرتا ہی جب خواجہ نے اپنی طرف خیال کیا
اپنے کو بالکل نابینا پایا خواجہ کو اپنی زندگی سے بالکل نا امیدی ہوئی کبھی ایسا اتفاق نہوا تھا نہ اُسوقت
رد سحر کی کوئی دعا یاد تھی اسی فکر و انتشار مین مبتلا تھا شب آہنگ خواجہ کی جانب متوجہ ہوا اور کہا
ای عیار طرار لشکر اسلام تو نے خداوند لات کی قدرت کو دیکھا کہ اُسنے تجکو نابینا کردیا دیکھون اب تو اپنی
عیاری سے کیا کام لیتا ہی خواجہ نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا شہاب بھی تادیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ کہا
ای عیار لشکر اسلام ایک تدبیر سے تیری رہائی بھی ممکن ہی وہ یہ کہ میری رسالت کو قبول کر سعد کے پاس
جاکے میری طرف سے یہ پیام دے کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی جلد یہان حاضر ہوکے خداوند لات کو
سجدہ کر جو کچھ وہ جواب دے اُسکو مجھسے بیان کر اگر جواب حسب مراد ہوگا فہو المراد ورنہ خداپرستونکا
کام تمام کرنے کو آمادہ ہوجاؤنگا فی الحال خداوند لات و منات کو یہی منظور ہی کہ مذہب و ملت
کا تفرقہ یکسو ہوجائے جب خواجہ نے مطلق کسی بات کا جواب نہ دیا خسرو نے کہا میری راے
یہ ہی کہ خواجہ کچھ جواب نہین دیتا ہی غالبا اب اسکی کچھ مرضی پائی جاتی ہی اور کفار بھی متفق اللفظ ہوئے
شہاب نے ایک افسون پڑھا خواجہ کی آنکھون پر دم کیا خواجہ وہان سے روانہ ہوا جبتک شہاب
کا سامنا رہا آہستہ چلا جب نظر سے پوشیدہ ہوا بے تحاشا بھاگا سعد شہریار کے پاس آکے گر پڑا
اور بیہوش ہوگیا تمام سردار خواجہ کے گرد جمع ہوگئے کسی نے دامن کی ہوا دی کوئی منھ پر پانی چھڑکنے
لگا کوئی پکار رہا تھا کہ جلد گلاب لاؤ خواجہ کے منھ پر چھڑکو اور کوئی خواجہ کا شانہ ہلاکے خواجہ کو پکار
رہا تھا کوئی کہتا تھا معلوم ہوتا ہی کہ یہ اثر کفار کے سحر افسون کا ہی کوشش تمام خواجہ نے اپنے کو

یہاں تک پہونچا تھا آخر بیہوش ہوگیا لشکر مین جتنے عالی نسبی تھے انھون نے اپنے اپنے بغل سے تعویز کھولے
کچھ بازو پر باندھے کچھ پانی مین گھول کے پلا دیے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہر طرح طرح کی تدبیرین کیجاتی تھین بہزار
دشواری خواجہ کو ہوش آیا مگر تنفس سے اثر خوف ظاہر ہوتا تھا سرداران لشکر اسلام کے بھی دل مین خوف
پیدا ہوا حال پوچھا خواجہ نے کہا کیا بیان کرون ابھی تک میرے حواس درست نہین ہوئے چند لمحہ توقف
کرو سب خاموش ہو رہے مگر نہایت متفکر تھے کہ خواجہ ایسا عیار طرار جب اس طرح خائف ہے تو اور کا
کیا ذکر غالبا کوئی سبب خوف ایسا ہی ہے چند لمحہ کے بعد پھر خواجہ سے پوچھا خواجہ نے تمام واقعہ گذشتہ
بیان کیا اور کہا اے حامیان دین اسلام خداوند عالم نے میری مدد کی جو مین یہان تک صحیح و سلامت پہونچا
ورنہ دشوار تھا دفعتا بینائی آنکھون سے زائل ہوگئی مین حیرت مین تھا کہ یہ کیا قیامت کا سامنا ہے کہ
آنکھین کھلی ہوئی ہین مگر کچھ سوجھتا نہین ہے آنکھون مین بینائی نہین تو زندگی عبث ہے بارے اُسی ظالم ملعون کے
دل کدورت منزل مین ایسا کچھ خیال آیا کہ باوجود افسون و سحر کے ذریعہ سے وہ حالت نابینائی مجھسے دور
کردی ہین وہان سے جان سلامت لیکے بھاگا دنیا کے عجیب حالات ہین انسان کو ایسے ایسے واقعات
پیش آتے ہین کہ بجز ہلاکت کے کوئی چارہ کار نظر نہین آتا اُس ملعون نے بت پرستی کی بہت تعریف
کی اور بت پرستی اختیار کرنے کو مجھے مجبور کیا مگر مین نے مطلق جواب نہ دیا ہر مرتبہ طبیعت مین اشتعال
پیدا ہوتا جاتا تھا اور ارادہ کرلیا تھا کہ ہرچہ بادا باد جواب دون مگر پھر خیال آتا تھا کہ مفت جان ضائع کرنے
سے کیا حاصل ناچار خاموش ہو رہتا تھا خواجہ کی زبانی اس حال کو سنکے سعد شہریار کے دل مین ہول
پیدا ہوگیا کہا اب کیا ہوگا شہاب ملعون بڑا جادوگر ہے خسرو کا اقبال یاور معلوم ہوتا ہے حمزہ ثانی بطرح
گرفتار بلا ہوئے خواجہ بھی ہاتھ سے گیا تھا بارے بچا ہوا آیا اگر شہاب کی سحر خوانی کا یہی حال ہے تو آج
نہین کل پھر خواجہ اور بقیہ تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو جائینگے سردارون نے دلاسا دیا کہ اے
شہریار کچھ تردد کی بات نہین ہے اگر مسلمانون کے مقابلہ مین کفار نے سحر و افسون سے کام لیا ہے پھر
کیا ہوا آخر پسپا ہوئے انشاء اللہ تعالے اب بھی خداوند انکی گزند سے محفوظ رکھے گا راوی کہتا ہے کہ ہنوز
عمر ثانی خسرو کے پاس تھا کہ دیکھا ہشام چلا آتا ہے جب قریب آیا سلام کیا خسرو نے پوچھا اے ہشام
تو کس طرح خداپرستون کے ہاتھ سے رہا ہوا ہشام نے کہا بچو وسواس نے رہا کیا ہے غرض کہ سرداران
لشکر اسلام سعد شہریار کو دلاسا دے رہے تھے اور خواجہ بھی سعد شہریار کے پاس موجود تھا کہ یک
لشکر کفار سے صدائے طبل جنگ بلند ہوئی سعد شہریار نے کہا ہماری طرف بھی طبل جنگ بجایا جاوے
یکایک سہ نقارہ آواز آمد برون ✽ کہ دہشت دو دست گردون دون ✽ صبح کو بندگان خداوند ملک العلام
و حامیان دین اسلام مسلح و مکمل مرکبان عربی و عراقی پر سوار میدان مصاف مین جاکے صف آرا ہوئے
دوسری جانب لشکر کفار صف آرا ہوا اور شباہنگ با چوب یک ہزار و چار صد من میدان مین آیا
اور باواز بلند پکارا اے خداپرستو کیون مفت اپنی جانین ضائع کرنے کے درپے ہو تم نہین جانتے کہ
خداوند نے تمھارے واسطے کیا تجویز کیا ہے اور مجھے کسواسطے بھیجا ہے اپنے بادشاہ سے کہدو کہ وہ دین
بت پرستی اختیار کرے خداے نادیدہ کی بندگی سے باز آئے اور اسکو ہماری طرف سے پیام دوستی

معظم کیا تو نے طلب ہمین کیا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا		یہ ہے سوکی ہم تم نہون رزم خواہ	اگر ہین آشتی اور شام و پگاہ

ہم بغل آرے وہ نوش بہان	اچپنک زدہ در طرب کوس ہوش	بر من عہد و پیمان محکم بہم	ایشان ہمان باب بلند خواہی سر

آج پھر طلوبن لند ہور اسکے مقابل کو آیا اور کہا او گبر مکار ساحر بدکار چند روزہ زندگی کیواسطے کیون اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے گمراہی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دنیا مین ہمیشہ نہ کوئی زندہ رہا ہے اور نہ رہیگا ؎

ستمگر ہے عجب یہ پیر گردون	کرے ہر دم ہے اسکی صورت ہے دگرگون
اگر چہ ہے برنگ سینہ پسیر	ہمیشہ منقلب ہے اسکی تدبیر
ہر ایک سے عشق مین ہے رشتہ تار	بیان ہے شرار فتنہ پرداز
یہ وہ زنبور ہے پرنیش ستم کیش	کہ بیٹھا نوش سے پیچھے چڑے نیش

بجا ہمیشہ سنگ فتنہ خو ہے	براے رنج ہر کس حیلہ جو ہے
کسی کا خوش سے آتا ہے عیش	براے جنگ پھرتا ہے لیے عیش
سدا اس سنگدل کا ہے یہ شیوہ	کہ پتھر مارتا ہے دیکے میوہ

شب آہنگ نے کہا اے خدا پرست اس بات کا تو بیکار ذکر کرتا ہے خداوند بہت بزرگ نے اس درجہ اپنی مرحمت و عنایت کا امیدوار کیا ہے کہ مجکو مطلق دنیا اور آخرت کی پروا نہین رہی جو کچھ میرے واسطے مقرر ہے سب عمدہ و مناسب ہے ہان اُس کو فکر کرنا چاہیے جسکے خالق نے اپنے سے بالکل ناامید کر دیا ہے مین اپنے خداوند کی طرف سے ایسا مطمئن ہون کہ گویا اُسنے نوشتہ مغفرت لکھدیا طلحہ نے کہا ہان دیوانہ ہے جو چاہے سے کہے یہان تو ہے نہ کار عاقبت بردم بسر نہ کار دنیا را + برنگ شام ماندم درمیان امروز فردا را + زبان بیند دباز و بکشا شاہنگ نے بڑھنے کا ارادہ کیا تھا کہ طلحہ نے قبضۂ شمشیر دونون ہاتھون کی گرفت مین لاکے اس زور سے اُسکے ہاتھی کے سر پر وار کیا کہ ماتھا کاٹ کے سینہ تک پہونچا ہاتھی بیجان ہوکے زمین پر گرا شاہنگ بھی اُسکی پشت سے زمین پر گرا طلحہ نے چاہا کہ دوسرا وار شاہنگ پر کرے کفار دوڑے شاہنگ کو بچا لے گئے اس طرف لشکر اسلام نے ہنگامۂ جنگ مغلوبہ گرم کیا تا شام صداے تکبیر و زن فلک اول تک پہونچتی رہی آخر طبل بازگشت بجا طلحہ کو بھی اہل لشکر میدان سے لیگئے اسی عرصہ مین تخت گردنمایان ہوا جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا اسد نامدار خیر اخبر چلا آتا ہے لشکر اسلام بھی اپنے مقام قیام پر واپس آیا سعد شہریار کے دربار مین اسد حاضر ہوا سعد شہریار بہت خوش ہوا بعد مزاج پرسی سعد شہریار نے بار دیگر حالات کو پوچھا اسد نے کہا شہریار ایک خوشخبری میرے پاس ہے غالباً اُسے سن کے بہت خوش ہوتے سعد شہریار نے کہا جلد بیان کرو اسد نے کہا وہ خوشخبری یہ ہے کہ بدیع الملک عالی تبار بفضل خداوند کردگار بقید حیات ہے اُسکے یراق میرے پاس موجود ہین سعد شہریار بہت خوش

ہوا اور کہا واقعی یہ بہت بڑی خوشخبری ہے اے اسد	ازین مژدہ گر جان فشانم رواست	مجکو ہرگز امید نہ تھی کہ بدیع الملک

کو پھر زندہ دیکھو نگا زمانہ کی عجب نیرنگیان ہین ؎	دوران کہ بعید طلسم سازی است	در پردہ وہ ہم ابازی است
از پردہ این طلسم فانہ / صد رنگ برآورد زمانہ	نیرنگ فضاست نقش پرداز	نادیدہ عجب سے کنم باز

جو کچھ سوچتے ہین وہ نہین ہوتا ہو تو وہ کیونکر ہو جاتا جا دسے قادریت مین کثرت راہ پاے ہان اے اسد نامدار شاہزادہ بدیع الملک والا قدر کے یراق وغیرہ کہان ہین ہم دیکھنا چاہتے ہین اسد نامدار نے بازوبند سلیمانی اور گوہر مراد و جام صفا وغیرہ کو اسی وقت طلب کیا سردارون کو دکھایا سعد شہریار نے کہا اے اسد مین خداوند عالم کا شکر کہانتک ادا کرون فی الحال مین شہاب مردود کے ڈر سے بہت خائف تھا کہ وہ فن سحر مین کمال رکھتا ہے ابھی خواجہ عمر کو گرفتار کیا تھا اُسکی آنکھون کا نور کھو دیا مگر پھر نہین معلوم کیا دلمین سمجھا کہ افسون پڑھکے پھر اُسے بینا کر دیا مین اسی فکر مین مبتلا تھا کہ دیکھیے اب

کیا ہوتا ہی سحر و افسون کے عملے کس طرح رد کیے جاتے ہین سنگے خداوندہ لم نے شمع گوہر مراد و جام صفا وغیرہ
یہان پہونچایا اسد نے کہا ہے خسرو اگر سے فلک در قم چوگان تو باد + چہ ساحت کون و مکان عرصہ میدان تو باد
زلف خاتون ظفر شیفتہ پرچم تست + دیدۂ فتح ابد عاشق جولان تو باد + کیا مجال شہاب مردود کی کہ
سحر افسون سے کام بنا سکے متعلق اندیشہ نہ کرنا چاہیے جاسوسون نے یہ خبر شہاب نابکار کو پہونچائی
کہ اسد نامدار ایک خدا پرست لشکر اسلام مین آیا ہی وہ دعوے سے کہتا ہی کہ کیا مجال کسی کی جو میرے
مقابلے مین کوئی ساحر سحر و افسون سے کام لے سکے فوراً ہلاک کرکے نیست و نابود کردونگا شہاب
نے قہقہہ مارا اور کہا اسد خدا پرست کو ابھی حقیقت حال کی خبر نہین ہی جو وہ ایسا دعوے کرتا ہی مین نے
پہلے سے یہ تقدیر کر رکھی ہی کہ بدیع الملک کے نام سے براق میرے پاس چلے آوین جسکے
بھروسے پر اسد دعوے کرتا ہی اگر اسد کو میری اس تقدیر کی خبر ہوتی تو وہ ہرگز ایسا دعوے نہ کرتا
بعض کفار نے پوچھا اے خداوند کیا واقعی بدیع الملک کے براق کی یہ خاصیت ہی کہ سحر و افسون اثر نہین
کرتا شہاب نے کہا ہان بیشک براق بدیع الملک کی یہ خاصیت ہی مجکو پیشتر سے اس خیال کی خبر
کفار بہت خوش ہوئے اور کہا واقعی قدرت خداوندی بہت وسیع ہی علم غیب آج کام آیا ہان اے
خداوندا یہ تو ارشاد ہو کہ براق بدیع الملک کس طرح تیرے پاس آئینگے شہاب نے وسواس کو
اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اے بندۂ خاص خداوند لات و منات آج تیری چالاکی و ہوشیاری سے
کام لینا مقصود ہی وسواس نے خوشی سے اپنی ٹوپی بلند اچھالی اور دو تین مرتبہ شکا تحت کا دست بستہ
عرض کی جو حکم خداوندی ہو اسے بسر و چشم بجا لانے کو موجود ہون اور چالاکی و ہوشیاری کی کیا ضرورت
ہی ہر طرح خداوند کا کام انجام پا جاوے گا شہاب نے کہا اے وسواس ایسا خیال نہ کرنا خداوند نے
دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی لیکن پیشتر سے تیرے گوش زد یہ بات کیے دیتا ہون کہ اگر تو نادانی سے کام
کریگا تو بالیقین تو ذک پائیگا پھر مجھے یا خداوند لات و منات سے شکایت نہ کرنا علی الخصوص مسلمانون
کے مقابلے مین زیادہ تر عقل و فہم کی ضرورت ہی تو نہین جانتا کہ خدائے نادیدہ کے پرستش کرنے والون
کو بھی خداوند اپنے ہی بندے سمجھتا ہی گو منحرف جانتا ہی تو نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بت پرست مسلمانون
سے مغلوب ہو گئے اسکا یہی سبب ہی کہ اگرچہ وہ سب خداوند سے منحرف ہین مگر پھر بھی کسی وقت خداوند
کو اُنکے حال پر رحم آجاتا ہی وسواس نے غور سے شہاب کی صورت دیکھی اور کہا اے خداوند
کے نظر کردہ تو نے یہ کیا کہا اگر خداوند کو منظور ہی کہ مین انکا بندۂ خاص اُنکے دشمنون کے ہاتھ سے
ذلیل کیا جاؤن تو یہ بات مجکو ہرگز منظور نہین ہی تو شہاب نے کہا تو بڑا بیوقوف ہی بات کو سمجھ کے
جواب دیتے ہین میری اس تقریر سے یہ غرض نہین ہی کہ خداوند لات تجکو ذلیل کرنا چاہتے ہی بلکہ مین نے حقیقت امر
کو بیان کیا کہ خداوند کا رحم و کرم بہت وسیع ہی وسواس نے کہا خداوند کے رحم مین میری ذلت
منظور ہی مقصود ہی شہاب نے کہا مین ذمہ کرتا ہون کہ تجکو ذلت نہوگی وسواس نے کہا اگر ذلت نہوگی
تو کیا جان ضائع کرنے کی فکر کی ہی شہاب نے کہا شمہ تجکو گزند نہین ہوسکیگی وسواس نے کہا بہت
اچھا مین جاتا ہون غرضکہ اژدہے کی صورت سے مشابہ ہو کے روانہ ہوا لشکر اسلام مین پہونچا خیمہ
اسد کے جانب توجہ کی اسی وقت اسد نامدار اپنے خیمے مین آکے متوقف ہوا تھا یکایک آواز

شور و غل گوش زد ہوا متردد ہوا کہ یہ شور و غل کیسا ہی گھبرا کے خیمے سے باہر آیا وسواس بصورت اژدہا
قریب خیمہ پہونچ چکا تھا اسد کو دیکھ کے دم کھینچا اسد کو اس بات کا خیال آیا کہ شاید کوئی صحرائی اژدہا
اس طرف نکل آیا ہو مگر اس بات نے دل میں خطور کیا کہ عجب نہیں اگر کوئی گبر بزور سحر اژدہا بن کے
یہاں آیا ہو اور مسلمانوں کو گزند پہونچانا چاہتا ہو پس اژدہے کے قریب پہونچ کے شاخہائے سر کو گرفت
میں لایا گھونسے مارنا شروع کیے اس عرصے میں اور بھی ملازمان اسد پہونچ گئے اگرچہ اسد نامدار اس
موذی کو قبضے میں کیے ہوئے تھا تاہم ان ملازموں نے موذے ہاتھوں میں لیکے اس اژدہے کے سر کو
پیٹنا شروع کیا جو جو وسواس پٹتا تھا چیختا تھا ای خداوند تو کدھر ہو اپنے بندۂ خاص کی خبر نہیں لیتا
ارے تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ذمہ دار ہیں اب وہ ذمہ داری کدھر گئی تو بڑا فریبی ہو مسلمانوں کے ہاتھ
سے مجھکو ہلاک کروایا میرے دل میں پیشتر ہی شک گذرا تھا تف ہو ایسی خداوندی پر ارے خداوند
لات یہ کیا بات ہو تو نے بڑا دھوکہ دیا شہاب کی خداوندی پر ہزار لعنت اسنے وعدۂ مستحکم کیا تھا
کہ میں ذمہ دار ہوں اسوقت نہیں معلوم کہاں اوندھا پڑا ہو میری جان مفت ضائع کروائی اس
عرصے میں سعد شہریار بھی وہاں آپہونچا انکے ملازم بھی باپوش کاری میں مصروف ہوئے تمام مغز
وسواس خناس کا پاش پاش ہوگیا سعد شہریار ہرچند اسد کی جرات و بہادری پر آفرین کرتے تھے
اس اژدہے نے آواز دی کہ ای خدا پرستو میرے خداوند عہد نے مجھکو بڑا دھوکا دیا میں اس ارادہ سے
یہاں آیا تھا کہ بدیع الملک اور عمر ثانی اور دیگر سرداران لشکر اسلام کو ہلاک کرونگا افسوس میں
خواہ مخواہ ہلاک کیا گیا مجھکو کیا معلوم تھا کہ خداوند مجھے فریب کرتا ہو اور واقعی بدیع الملک کے
براق وغیرہ اسد کے پاس موجود ہیں ورنہ میں ہرگز اسطرف آنیکا ارادہ نہ کرتا سرداروں نے پوچھا تیرا
نام کیا ہو اسنے کہا مجھکو وسواس غول بچہ کہتے ہیں مجھکو اپنی ساحری پر بڑا بھروسا تھا علاوہ اسکے خداوند
شہاب نے وعدہ کیا تھا کہ مسلمانوں سے تجھکو کسی طرح کی گزند نہیں پہونچیگی اب میں کس سے کہوں اور کیا
کہوں کہ اس بدعہد لو خداوند نے میرے ساتھ کیا کیا یہ کہکے چند مرتبہ اسنے ہچکیاں لیں اور روح نجس اسکی
جہنم میں پہونچی جاسوسوں نے یہ خبر شہاب کو پہونچائی کہ وسواس خناس مسلمانوں کے ہاتھ سے
جہنم داخل ہوا گھبرا کے مجمع کفار سے باہر آیا دیکھا جو شعلے کہ شاہنگ کے منھ سے نکلتے تھے اب انکا
نشان بھی نہیں ہو تمام کفار ہمہ تن حیرت تھے کہ یہ کیا معاملہ ہو شب کو خواجہ عمر ثانی پھر سعد شہریار کے
پاس پہونچا اور کہا شہریار یہ خادم پھر لشکر کفار میں جاتا ہو سعد شہریار نے فرمایا جاؤ مگر نہایت ہوشیاری
سے کام لینا خواجہ نے کہا خداوند عالم مالک مختار ہیں اور نوشاد کی صورت سے مشابہ ہو کے طاہر کے
پاس آیا مجرا کیا طاہر کو حیرت ہوئی پوچھا اسقدر عرصہ تک تو کہاں رہا کہا مجھکو لہراسپ نے کھانا میں
بھیجا تھا اسنے رخصت دی خواجہ شراب لیے ہوئے ارشاد و لہراسپ کے پاس آیا اور سلام کیا
انھوں نے کہا کیا تو شراب لایا ہو خواجہ نے کہا حاضر ہو غرضکہ اسی وقت ایک ایک جام لبریز کرکے دیا
شراب نہایت تیز و تند تھی فوراً سب بیہوش ہوگئے پھر خواجہ وہاں سے امیر کے پاس آیا دیکھا
امیر اسی طرح تخت پر دراز ہیں اول خواجہ نے بہت افسوس کیا بعدہ شانہ ہلایا امیر ہوشیار ہوئے
پوچھا کون ہو خواجہ نے کہا میں ہوں عمر ثانی امیر نے جواب سلام دیا اور کہا ای خواجہ میں تیری

ر وقت کا کمال مشتاق ہون جب تک تو نہین آتا طبیعت مین کمال انتشار رہتا ہی کہ نہین معلوم لشکر اسلام مین
ان کفار بدکردار نے کیا فساد برپا کر رکھا ہی خداوند عالم اِسکے شر و فساد سے اپنے حفظ و امان مین رکھے اب
تو کہہ خبر تازہ لایا ہی خواجہ نے شہاب ساحر کا آنا اور وسواس خناس کا ہلاک ہونا بالتصریح بیان
کیا اور کہا ای والا منزلت خیریت ہوئی کہ اسکا مدار وقت پر آگیا ورنہ سخت وقت درپیش ہوتی اسواسطے
کہ کفار سحر افسون سے کام لیتے لشکر اسلام مین بجز خدا کی ذات کے کوئی سبب دفع سحر کا موجود نہ تھا اسکے
آنے سے ہی تمام کام درست ہو گئے اور اسی دلاور دوران نے وسواس بدذات کو جہنم واصل کیا امیر
والا توقیر نے خداوند کا شکر ادا کیا اور کہا ای خواجۂ خواجگان داعی حامی دین سبحانی حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے کہنے کے موافق ۴ برس چھ مہینہ پندرہ روز گذر چکے ہین صرف ایک مہینہ اور باقی رہا ہی انشاء اللہ الرحمن یہ مہینہ
بھی تمام ہو جائیگا بعدہ خداوند عالم کی مشیت مین جو کچھ گذرا ہی وہ ضرور ظہور مین آ دیگا خواجہ نے کہا ای
والا منزلت یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن حضور کی گرفتاری اب مجھ پر باعث شاق ہی امیر نے کہا ای خیر خواہ مین جو ایام
بری قید کے دن بھی گذر جائینگے ہمیشہ ایک حال پر زمانہ نہین رہتا اگر حیات مستعار باقی ہی تو یہ وقت بھی
گذر جائیگا خواجہ پر گریہ غالب ہوا امیر نے سمجھایا اور تشفی دیکے رخصت کیا خواجہ امیر کے پاس سے عالم
کے پاس آیا خیمے مین جانے کی اجازت چاہی عالم نے اجازت دی خواجہ وہان سے روانہ ہوا شاہ سعد
کے پاس آیا امیر کی جانب سے تمام سرداران لشکر اسلام کو دعا کہی یکایک پھر صداے طبل جنگ
بلند ہوئی شاہ سعد نے بھی حکم نقارہ بجانے کا فرمایا ؎

تو گل ہی خزان دیدہ بلبل بیا
بسن برفشان رسم جام طرب
سنم صاحب دل شد زدی گلزار
نگاہ مرا سوی درمن باغ دہ
تبسم بلب ریختستن چرا
کرسو کار برپا پیکان نشست
نگاہی بسوی رند ساقی بہشت
نما بدو زمن تو بہ دشمنی بری
کرباکا کلت تو بہ شدم مشکن

بیا ای خرامندہ طاؤس مست
اگر گشتم از جان بر وتاب را
نقاب تو آمد غنی ماہ وش
بر زندان وردی کشر شکر چون
مکش پردہ بر چہرہ ای رشک ماہ
جفا بس کن ای ستم مژگان راز
فرو کرد این تو بہ در کار من
دلم خون شدہ این زروی فن سست
بدہ می گرہ زن تو بہ در تحلیم

بدہ بر سرم پا کہ رستم زدست
بالہ دگی چشم بر خواب را
مراتم بیچارہ آہ کشش
عجی نکسی زلف و لب درفشان
کہ دار و نقاب و ریحم نگاہ
مزن دست بر زلف چشم و ناز
بجان من این تو بہ راز شکن
تو ساقی و من تائب این جہل است
بدہ خوش بجای بدہ تعلیم

بیا ساقی ای خوش گل بیا
بیا ای پری نام ساقی لقب
توئی لالہ رو سرو شیرین بلند
زتاب رخت چشم بر قلب چہ
بر ویکہ در خندہ وستن چرا
خدنگ تو بر سینہ ز انسان دست
بیا ساقی ای جان بچشم تو مست
کشید ہم بگوی دریغ زرستزنی
درست است علوی بندی کار
را دوی ہستا ہی تو ہم دست

دونون جانب لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون طرف کے لشکر میدان مین آکے صف آرا ہوئے
پہلے ایک ایک پہلوان دونون جانب سے آیا اور باہم رد و بدل ہوئی ایک پسپا ہوا اور دوسرا مظفر و منصور
واپس گیا بعدہ جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی پس پھر تو وہ ہنگامہ جنگ گرم ہوا کہ پناہ بخدا شیر دلان کے
ہاتھ سے اکثر دیو تن داخل نار جحیم ہوئے کئی رستم شکوہ ایسے تھے کہ انھون نے صاحبقران کی طرح
مارا گیر رو مین تن تو ہزارون خیار تر کی طرح کٹ رہے تھے ؎

بہمن تو گل چون داغ گردید عرق
زہنگامہ دست بر دیلان

ز بس تیر جا کرد بر روے تیغ
نجستے کسے جز خدنگ از کمان

ستاقی صفت شق شد از تیغ فرق
پر تیر شد موے ابروے تیغ
ازین گیر و دار مین شا ہنگ

نے قصد میدان کیا۔ کا یک شور دہل کی آواز بلند ہوئی تمام لشکر کفار کے دل میں ہول سمایا کہ یہ عمل کس کا ہے ایک
نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا مگر کسی کی کچھ سمجھ میں نہ آیا تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ شاہزادہ بدیع الملک
لشکر اسلام میں پہونچ گیا اور معروف بن اسعد نامدار انکے ساتھ آیا ہے یہاں شاہزادہ بدیع الملک نے
لشکر اسلام میں پہونچتے ہی جنگ کا ارادہ کیا سعد شہریار کو شاہزادہ بدیع الملک کے ورود کی خبر پہونچی
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہزادہ ابھی ارادۂ جنگ و حرب رکھتا ہے کہ سعد شہریار نے منع کیا کہ ابھی ماندگی
راہ دفع نہیں ہوئی ہے کفار کا مقابلہ ہے نہیں معلوم کیا صورت پیش آوے بہر حال توقف کرنا لازم ہے پھر تو
کفار کی سرکوبی ہوگی شاہزادۂ بدیع الملک کو خبر پہونچ چکی تھی کہ شاہنگ میدان میں آیا ہے اور قصد
جنگ رکھتا ہے شاہزادے نے توقف مناسب نہ جانا شاہنگ سے دوچار ہوا نیزہ و شمشیر و گرز
و خنجر سے مقابلہ ہوا تا دیر رد و بدل رہی نہ اپنی رانظفر ہوا اور نہ بدیع الملک نے تمام اسلحہ زمین پر
پھینک دیے اور مرکب سے زمین پر کود کے اسکے مرکب کے پاؤں گرفت میں لا کے کھینچا شاہنگ
مع مرکب زمین پر گرا شاہزادے نے آواز بلند کہا او گبر مغرور اپنے حواسوں کو درست کرکے مقابلہ کر
پھر تو شاہنگ سنبھلا اور شاہزادے کی جانب جھپٹا دونوں دست و گریبان ہوگئے تا دیر کشاکش
رہی آخر شاہزادہ بدیع الملک نے مثل پارچہ دو حصہ کیا ایک غوغاے عظیم لشکر کفر میں بلند ہوا
تمام سرداران لشکر کفار خسرو کے پاس سینہ و سر پیٹتے آئے اور کہا اے بادشاہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند
لات و منات کو منظور ہے کہ ہم سب مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں جب شاہنگ ایسا جوان
زبردست و ساحر کامل اعنی بدیع الملک کے ہاتھ سے ہلاک ہو گیا تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے اب تو خسرو
کو بھی سخت تردد لاحق ہوا کہا اے دلاورو تم کیا کہتے ہو میں خود اسی تردد میں مبتلا ہوں اس عرصے میں
دو ہی اور دو پہلوان مسلمانوں کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے خسرو نے بعجلت تمام طبل بازگشت بجوایا
تمام لشکر اپنے اپنے مقام کو واپس گئے یہاں سعد شہریار کے دربار میں شاہزادہ بدیع الملک نامدار مظفر و
منصور داخل ہوا سعد شہریار نے شاہزادہ کی جنگ و حرب کی بہت تعریف کی اور کہا اے شاہزادۂ والا جاہ
لشکر کفار کو پسپا کرنے میں صرف تمہاری بہادری تھی شاہزادے نے از راہ انکسار کہا شہریار میں کیا اور
میری جنگ و حرب کیا یہ سب اقبال شہنشاہی کا سبب تھا سعد شہریار نے خلعت سلیمانی سے
شاہزادے کو سرفراز کیا شاہزادۂ والا جاہ نے عرض کی ع یارب نہال دولت تو سرفراز باد
در راہ فتح برزخ بخت تو باز باد ۔ یہ خادم دیرینہ اگرچہ اس رحمت و عنایت کو بھی اپنے واسطے
عزت کا سبب سمجھتا ہے مگر اب دنیا کے کارخانوں سے اسقدر دم گھبراتا ہے کہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہر وقت
یہ خیال آتا ہے کہ یہ دار فانی قابل اقامت نہیں اس سے حاصل بجز داغ حسرت نہیں ع اگر صد سال مانی ور یکے روز
بباید رفت زین کاخ دل افروز ۔ جب کاروان عمر نے کوچ کا نقارہ بجایا اب نوبت نشان دھرے رہجاتے ہیں
فقط اعمال کام آتے ہیں نادان نہیں سمجھتے کہ ظالمانہ سیم و زر پر فریفتہ ہو جاتے ہیں غفلت میں زندگی
کے دن کھوتے رہیں ع

نام حاتم رہ گیا ہے ہو گیا برباد تخت
ادرج انجم و دیدۂ غول بیابانی نہیں

آج نقاشی کی چھت کا نہیں طرح کوئی
آدمی کیا دیو بھی ملک سلیمان میں نہیں
دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان

کل جو نقاش تھے سقف ایوان میں
[illegible]
غیر روباہ و شغال اب انکے ایوان میں نہیں

اور اب داستان لعل بن تورج اور دارا بن داراب مین خامہ فرسائی کی جاتی ہی

رسالہ حقیقت پہ کردن اب عشق ہی
دلا تو جانتا ہی تکمیل شاہد عشقبازی کو
بیان کیا ہو سکے عمر روانی مجھے حالت
الٰہی کیجیو تو نصیب اس مرد غازی کو
کہان تھا ای تجھو ہمکو دماغ نازبرداری
نہ کیونکر خاکساری سے وہ بدلے سرفرازی کو
اگر جاؤن ابھی دنیا کو غم سے وہ اگر چاہے
دیا دل جسے مین نے ایک یکسو مجازی کو

بجائے عرض و بیان سمجھا ہی عشق مجازی کو
موسیٰ کلیم خواہین وہ جنس غرور کی
کرامت مین سے لگا ہو ترک کرنا نازکی
ہمیشہ ہاتھ مین کھتا تھا زلف یار کو شانہ
خدا گواہ ہی شرمندہ ہماری بے نیازی کو
وضو ہو تا تو ہوتا جان سے سجدہ ہو سر کشی
بن کشتی جاتا ہون یار کی تیغ حجازی کو

بہت چلنے لگا جو اب جرا زبچہ طفلان مین
سکندر ڈھونڈھتا ہی اب دکان آئینہ سازی کو
اگیا دل تیر فوج تمنا کے مقابل ہی
ذرا دیکھو تو اسکے دست کوتہ کی درازی کو
شر پیدہ جو ہوا ای خام طبعو باغ عالم مین
قرین عشق مین ہی گلہ سجدہ نمازی کو
بجست دیکھتا ہو ماہ کنعان مجکو ای تورج

یا زبان اخبار شور انگیز و سور خان مضامین حیرت خیز اس داستان صداقت عنوان کو اس طرح تسطیر کرتے ہین کہ جب لعل بن تورج اسد کے مقابلہ مین زخمی ہو کے بھاگا حوالی پشتہ لقا مین پہونچا حاکم پشتہ لقا شاہزادہ بدیع الملک کا حلقۂ غلامی کان مین رکھتا تھا ایک روز وہ شکار کیواسطے گیا ہوا تھا مین شکار مین لعل بن تورج سے ملاقات ہوئی ملک پشتہ لقا سے پوچھا تو کیا مذہب رکھتا ہی اسنے کہا مین مسلمان ہون لعل بن تورج بہت برہم ہوا اور کہا تو نے بت پرستی مین کیا نقص دیکھا جو دین خدا پرستی اختیار کیا اسنے کہا بت پرستی بھی کوئی دین ہی خواہ مخواہ پتھرون کے روبرو سجدہ کرنا کسی طرح عقل قبول نہین کرتی لعل بن تورج اور زیادہ برہم ہوا اور کہا او شریر تو ہمارے روبرو بت پرستی کی مذمت کرتا ہی نہین جانتا کہ بت پرستی مین یہ برکت ہی کہ ابھی تو خاک سیاہ ہو جائے ملک پشتہ لقا کو بھی غصہ آگیا کہا تو یہان ہنگامہ برپا کرنے آیا ہی چلا جا یہان سے لعل بن تورج نے کہا مین یہان تجھے ہلاک کرنے آیا ہون دونون مین رد و بدل ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پشتہ لقا اسکے ہاتھ سے ہلاک ہوا بیشتر لوگ اسکی مدد کو آئے مگر کیا ہو سکتا ہی جب سردار موجود نہو لعل بن تورج دار الحکومت مین آیا بازارون مین منادی کی کہ جو کوئی دین بت پرستی اختیار نہ کریگا وہ ہلاک جاویگا بس جان کے خوف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آئے دین بت پرستی اختیار کیا لعل نے خوب دین بت پرستی کو رواج دیا یکایک قاصد آیا اور اسنے خبر دی کہ دارا بن داراب نے ملک سبائل سے خروج کیا ہی اور سلیمان شاہ کو ہمراہ لیے ہوئے ملک کھاور کے جانب چلا ہی تاکہ حمزہ ثانی کو قید و بند سے رہا کرے لعل ہنسا اور کہا داراب کی شامت میرے ہاتھ سے آچکی ہی اب اسکی قضا دامنگیر ہی نہین معلوم ان خدا پرستون کے دل مین کیا سمائی ہی کہ ہر مرتبہ سزائے سخت پاتے ہین اور پھر اپنی سرکشی سے باز نہین آتے یاران ہمراہی سے کہا ای لعل خان پھر اب کیا تامل ہی چلو دارا کو اسکے باپ کی طرح سزائے اعمال کو پہونچاؤ لعل بن تورج نے اسی وقت سامان کوچ مہیا کیا اور فوج و لشکر کثیر ہمراہ لیکے کھاور کی راہ لی جب قریب دارا کے پہونچا مخبرون نے لشکر اسلام مین یہ خبر پہونچائی سلیمان نے بھی یہ خبر سنی دارا سے کہا غضب ہوا لعل بن تورج آتا ہی اسکا مقابلہ خالی از دقت نہین میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ جو نزدیک ہی وہان چلکے قلعے مین پناہ لین دارا بہت برہم ہوا اور کہا ای سلیمان مجکو کمال تعجب ہی کہ باوجود اس صورت مردانہ کے اسطرح کے کلمات بزدلی زبان پر جاری ہوتے ہین اور

لعل بن توریج بھی ہماری طرح آدمی ہے اگر میں طرف آتا ہے تو کیا کریگا یہ ہی نا کہ مقابلہ ہوگا باشد خالق مجھے
کی کیا وجہ ہے اس موذی نے میرے پدر معظم کو ہلاک کیا ہے انشاء اللہ تعالی میں اس موذی سے اپنے باپ کا
عوض لونگا سلیمان نے کہا ای دارا سہ نہ ہر جائے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن ہے
لعل بن توریج بزرگ بنا شوم دست ہے اسکے مقابلے سے پرہیز لازم ہے یہ امر بزدلی پر محمول نہیں ہے سنت
انسان کو ہر وقت اپنی جان کی حفاظت لازم ہے دارا نے اس کے کہنے کی مطلق اعتنا نہ کی از سر تا پا مسلح
ہوکے میدان کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ میں لعل بن توریج بھی آ پہونچا اسنے جو دارا کی صورت
دیکھی پکار کے کہا ای دارا تمہارے باپ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے ہیں مجھکو یقین ہے کہ خداوند
بت بزرگ نے تمہاری اجل بھی میرے ہاتھ سے مقرر کی ہے دارا نے کہا او گبر مغرور کیا بیہودہ بکتا ہے
بت بزرگ کیا قابلیت رکھتا ہے کہ میری اجل تیرے ہاتھ سے مقرر کریگا خداوند واحد و لا شریک کی مشیت
میں یہی مقرر ہوا تھا کہ میرا پدر والا قدر اس طرح ہلاک ہو ورنہ تو کیا قابلیت رکھتا ہے لعل بن توریج
نے کہا ای دارا مجھکو تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے دیکھو اب بھی خیریت ہے اگر تم خداوند کے سجدے کو
آمادہ ہو جاؤ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمہاری اس گستاخی کو معاف کرکے تمہے درگذر کر دونگا دارا نے کہا
او گبر بدکردار زبان بہ بند و بازو بکشا اس اثنا میں سلیمان پھر دوڑے ہوئے دارا کے پاس
آئے اور کہا عزیز من انسان کو اپنے کاموں میں مشورہ کرنا لازم ہے میں سچ کہتا ہوں کہ لعل بڑا سفاک ہے
داراب مغفور کو ہلاک کرکے اسکی جرات بڑھ گئی ہے اگر کوئی اور ہوتا تو میں مانع نہ ہوتا جنگ و حرب
مردوں کا جوہر ہے لیکن بعض محل میں چشم پوشی لازم ہوتی ہے دارا نے جھنجھلا کے کہا یہ کیا بے معنی باتیں
کرتے ہیں ہرگز میں مردود کے مقابلے سے باز نہ آؤنگا دو حال سے خالی نہیں یا تو اس مردود کے ہاتھ سے
ان مغفور کی طرح میں بھی ہلاک ہو جاؤنگا یا ان مغفور کے خون کا عوض لونگا سلیمان نے نہ مانا پھر سے کہکے
کہا کہ نہیں معلوم تمہارا خیال کس طرف ہے خود آمادہ پیکار ہوا دارا نے سلیمان کے مرکب کی باگ
پکڑ لی اور کہا میں ہرگز نہ جانے دونگا اگر نہ مانوگے تو میں خودکشی کرونگا سلیمان مجبور ہو کے واپس
آئے دارا لعل بن توریج کی جنگ میں مصروف ہوا خوب رد و بدل ہوئی دارا نے نیزہ کا وار
کیا لعل نے تلوار سے نیزے کو قطع کیا دارا نے گرز گران سر کا وار کیا لعل نے جگہ خالی کی گرز کا وار
خالی گیا اور اسکے لنگر سے قریب تھا کہ دارا زمین پر منھ کے بل گرے مگر پھر سنبھلا اور برہم ہو کے
چاہا کہ تلوار کا وار کرے ہنوز پورا ہاتھ اٹھنے نہ پایا تھا کہ لعل نے دارا کے مرکب کی گردن پر ایسا وار
تلوار کا کیا کہ گردن اسکی قلم ہو گئی دارا فلک زدہ زمین پر آیا لعل نے سنبھلنے کی مہلت نہ دی جست
کرکے دارا کے سینہ پر سوار ہو گیا سلیمان اس مقام پر موجود تھے انھوں نے جو دارا کے سینے
پر لعل کو سوار دیکھا اپنے ملازموں کو آواز دی سب حملہ کرکے لعل تک پہونچ گئے لعل نے دیکھا
کہ عنقریب میں ہلاک کیا جاؤنگا بس دارا کو چھوڑ کے جنگ میں مصروف ہوا لوگوں نے دارا کو دوسرے
مرکب پر سوار کرکے مقام قیام پر بھیج دیا دارا نے پھر چاہا کہ لعل کے مقابلہ کو جائے لوگوں نے
منع کیا کہا ابھی خدا نے تمہاری جان بچائی ہے اب پھر آمادہ مرگ ہوتے ہو یہ کب عقلمندی ہے ہم ہرگز
نہ وہاں جانے دینگے دارا نے تلوار علم کی اور کہا تم لوگ مانع ہوتے ہو تو میں پہلے تم ہی سے ہنگامہ جنگ

گرم کرونگا آؤ مقابلہ کرو لوگون نے دیکھا کہ دارا جنگ سے باز نہ آئیگا سب خاموش ہو رہے دارا پھر صفوف
کفار پر حملہ آور ہوا اس طرف سلیمان نے وہ ہنگامہ جنگ گرم کر رکھا تھا کہ پناہ بذات خدا اس جنگ مین
سلیمان زخمی بھی ہوا مگر پھر بھی فوج کفار کے حواس باختہ کر دیے اس طرف سے دارا پھر حملہ آور ہوا
کفار نے جنگ کا رنگ دگرگون دیکھ کے طبل بازگشت بجایا سب اپنے اپنے مقام کو واپس گئے سلیمان
بھی مع دارا اپنے خیمے مین آیا شب کو دارا کے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران آپ کیا ارادہ رکھتے
دیکھا کہ لعل بن تورج کس بلا کا انسان ہو دارا نے کہا مین لعل سے جنگ ضرور ضرور کرونگا اگرچہ وہ
کیسا ہی بلا کا انسان ہو تمنے خلل اندازی کی ورنہ آج ہی یہ قصہ پاک ہو جاتا سلیمان نے پھر سمجھایا کہ
لعل کا مقابلہ کرنا ہرگز مناسب نہین ہو مین نے پہلے بھی تمکو سمجھایا تھا مگر تمنے نہ مانا اسکا نتیجہ دیکھا آزمودہ
کو آزمانا عقلمندی ہرگز نہین ہو بس اب نصیحت یہ ہو کہ میرے کہنے پر عمل کر دیجئے لعل کے مقابلے کا
دن بھی دل مین نہ لاؤ ورنہ وہی نتیجہ ظہور مین آئیگا جو خلاف مشورہ عمل مین لانے سے ظہور مین آتا ہو
سنو مین تمہارے روبرو ایک بیوقوف حماقت کے توڑے کا ذکر کرتا ہون قبیلہ مشائخ سے ایک شیخ
تھے مال دنیا سے کسی قدر مستغنی انکا ایک لڑکا تھا برائے نام انسان مگر بالکل حیوان تھا مختل الحواس باطن
شکل ظاہر بد کا داک عقل کا دشمن بے تمیزی کا بچا دوست ہمہ خباثت از سرتاپا نحوست ونجاست اسکی
شادی بھی اسی طرح کے ایک خاندان منحوس و پلید مین ہوئی جسمین نام کو حیا و غیرت نہین انکی بی بی اگرچہ
ظاہر مین شریف معلوم ہوتی تھی مگر وہ کم بخت بیہودہ کہ پناہ بذات خدا ب وہ ہوش صحیح ہو لے
ایک ڈانگر سیاہ کتا دوسری اسکی گلدانک مگر نوری کتا صبح و شام دونون دیوانے کتون کیطرح بھونکا
کرتے تھے قدرت خدا نے تماشا دکھایا کہ اس نوری کے جان اس ڈانگر سیاہ سے کتے چار پلے
پیدا ہونے مین مادہ ایک نر ڈانگ نے اپنے باپ کے اندوختہ کو خوب تباہ کیا خواہ مخواہ افلاطون
وقت بنگیا اسکو مارا اسکو پیٹا خود بھی جوتیان گالیان کھائین بادشاہ وقت کے یہان قید ہوا خدا خدا کر کے
موت نے اسکا گلا گھونٹا حماقت وشرافت پر اسکو تصدق کیا اب اسکی نوری کتیا رہی اور چار
پلے الولد سر لابیہ وہی دیوانے مان باپ کی دیوانگی ان پلون مین موجود ادھر بھونکتے پھرتے
ہین ادھر چلاتے لڑتے ہین اسے کاٹا اسے گھسوٹا تمام خلق ساتھی عاجز اب ان پلون کی جفت
ہونے کو تلاش شروع ہوئی جہان کہین پیغام جاتا ہر ایک کانون پر ہاتھ رکھتے ہین کہ کون اس
بور حیوان کا ساتھ کرے مصیبت مین اپنی جان پھنسائے ایک ذات شریف کے دل مین رحم آیا افسوس کہ
ایک مرد آدمی کو سبز باغ دکھا کے بڑی پلیا کو اسنے منسوب کر دیا اگرچہ اس مرد آدمی کو حقیقت
حال سے کسی قدر آگاہی تھی مگر دنیا عجب مقام حیرت عجز و عبرت انگیز ہو ان مرد آدمی کو بجز
منظوری چارہ نہوا خدا پر بھروسہ کر کے چار ناچار قبول کیا بس اس بڑی پلیا کا ساتھ اس مرد آدمی
کیواسطے وہ دکھ درد کا سبب ہوا کہ اللہم احفظنا من کل البلاء ع زن بد در سرائے مرد نکو
ہمدرین عالم ست دوزخ او ہمان ادھر اس مرد آدمی نے گھر مین قدم رکھا ادھر اس پلیا نے اس بیچارے
کی ناک لی چند روز اس طرح کے جھگڑے جھینکتے مین خدا خدا کر کے بسر ہوئی ایک مدت مین اس بڑی
پلیا کی بوڑھی مان نے بازاری کتون سے ساز شروع کیا اسکا پلا دو بوڑھون کا ایک بوڑھا بیچا تھا دن بھر

کوسے میں بیٹھا دم ہلایا کرتا تھا جہان کسی کو کھانا کھاتے دیکھتا منھ پسارتا تھوڑی ہڈی بوٹی کی تاک میں بیٹھا رہتا
تھا سوچا کہ کسی طرح پیٹ بھرے حیا گیا پاس ہر بڑے کیا حیا رکھتے تھے جو ہم رہیں بھگے اور ان کے پاس
بازاری کتون کو لانا چاہیے جہان ان بازاری کتون کو کسی سے ہڈی بوٹی بخشی اور ان بوریتی کے لالچ سے دین بھی
دین کی تلاش کرتے کرتے ایک بازاری کتے کو لگا لایا اور بوڑھی ماں کے پہلو میں بٹھا کے چل دیا وہ بوڑھی
بیچاری تعالی کے کہنے کی طرح بھولی سیدھی ولیے کی طرح بیٹھی رہتی تھی وہ بازاری کتا اسکے بھولے پن سے
فریب کھا گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ہمیشہ ڈھول کے اندر خول ہوتا ہے وہ یا یہ فقط واہم داہم کرنے کا ہے باقی
ہیچ در پوچ ہے اگر ذرا بھی تنگ جائیگی تو اسکی بے سری آواز کو سن جائیگی اور یہ ایک بیچا حریص بلا صرف
اپنا پیٹ پالنے کو اپنی بوڑھی ماں سے جٹا یا چاہتا ہے اسکی چھوٹی بلیا اگرچہ مجبوری کے عالم میں تھی مگر
کچھ عزا اُنکی بوڑھی ماں اُسے پچھاڑ کھانے کو دوڑی چھوٹی بلیا نے اپنی پناہ نہ دیکھی ناچار خاموش ہو رہی
اب یہ وتیرہ مقرر ہے کہ ہر روز وہ بازاری آتا ہے بوڑھی کتیا سے اختلاط کرتا ہے جو بس خوردہ ہڈی بوٹی
اسکے پاس ہوتی ہے دے جاتا ہے وہ مردود بلا آتا ہے چھوٹی ہڈی بوٹی کو دیکھ کے خوشی سے دم ہلاتا ہے
دانت نکالتا کلیلیں کرتا ہے اور اپنی بوڑھی ماں کی گندگی پر ناز و اغماض کرتا ہے جب اُن مرد آدمی کو معلوم
ہوا کہ ہماری بوڑھی تعالی کے کتے کی طرح بھولی ماں سا ساس بازاری کتون پر گتراتی ہے اور اسکا مردود
بلا اپنے پیٹ پالنے کو اسکے واسطے تلاش کرتا ہے سمجھا کر ساس کو تو جہنم میں بھیجو لیکن اسکی چھوٹی
بلیا کو بازاری کتون سے بچانے کی فکر کرو کیونکہ یہ اپنی بوڑھی ماں سے خلاف بھی ہے کیا عجب ہے اگر یہ
اس خرابی سے محفوظ رہ جائے ورنہ یہ بیچاری بلا اس سفید بلیا کی بھی خرابی کے درپے ہو جائیگا صرف
یہ بات کہ خلاف ملعون کر بھی بہر گیا ہوگا صاف جواب ہے کہ انسان کے مقابلے میں انسان قابل طعن
ہو سکتا ہے کتون اور بلون کے مقابلے میں گفت و شنید کی گنجائش نہیں ہو سکتی بہر حال یہ ملعونی
اس سے بہتر ہے کہ کوئی کہے بڑی بلیا تمہارے گھر میں بند ہے اور چھوٹی سفید بلیا بازاری کتون میں پھرتی ہے
اور جو حصہ نسبت کا اُنکو ملتے ہے اس حصہ کے موافق تمکو بھی ذلیل کر رہی ہے اور طعن کی نسبت جو ذکر ہے
اُسکو یون سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں پیغمبر تک طعن سے نہیں بچے علی العموم بندون کا کیا ذکر ہے حضرت
موسے علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ایک روز اپنے فرزند کو حالات دنیا کا سبق دینے اپنے ہمراہ لیکے
خود گھوڑے پر سوار تھے اور بیٹا پیادہ تھا راہ میں لوگون نے از راہ طعن کہا سبحان اللہ یہ ولی خدا ہیں
فرزند کو پیدل ہمراہ لیا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہیں حضرت گھوڑے پر سے اتر آئے اور بیٹے کو سوار
کیا تھوڑی دور راہ چلی تھی کہ لوگون نے کہنا شروع کیا واہ کیا نا خلف لڑکا ہے ایسے معزز باپ کا
پیادہ چلنا جائز رکھتا ہے اور خود گھوڑے پر سوار ہے حضرت خود بھی سوار ہوئے اور بیٹے کو بھی سوار
کیا اب لوگون نے یہ کہنا شروع کیا کہ واہ کیا انصاف ہے ایک گھوڑے پر باپ بیٹے دونون لدے
ہیں گھوڑا ہلاک ہوا جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام مع فرزند گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کو کوتل
ہمراہ لیا اب لوگون نے کہنا شروع کیا واہ ری عقل گھوڑا سواری کو موجود ہے اور دونون پیادہ چلے جاتے
ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ای فرزند یہ حال ہے دنیا کا اسوقت کوئی تدبیر ایسی سمجھ میں نہیں آتی کہ خلق
خدا کے طعن سے محفوظ رہیں اسکے فرزند نے عرض کی ای پدر والا قدر بہت بجا ارشاد ہوا واقعی اس وقت

کوئی صورت نہین ممکن ہو کہ کوئی طعون نہ کرے اور مان خوب یاد رکھا چھوٹی سفید بلیا کو اس بوڑھی کتیا نے
اپنے منحوس و پلید خاندان کے ایک سے منسوب کردیا تھا وہ بشومند تین ہی مہینے کے بعد ایک مرد آدمی کا
کچھ اسباب چرا کے بھاگ گیا پھر اُسنے صورت ہی نہ دکھائی بی بی سے بھی قطع نظر کی یہ مرد آدمی بہ بغلم
خداترسی ان کتون کی خبرگیری کو موجود ہوجاتا تھا اب جو اس سفید بلیا کی حاملت کو مستعد ہوا لوگون نے طعون
کرنا شروع کیا کہ آخر انہین حضرت کی وجہ سے اس چھوٹی بلیا کا شوہر بدر ہوگیا اور یہ کوئی نہین کہتا کہ شو
ایک مرد آدمی کا اسباب شادی کے بہانے سے لیگیا اور قماربازی مین اُسکو تلف کرکے شہر بدر ہوگیا کہ صاحب
مال کو کیا منہ دکھلاوے کیا جواب دوے اس بیچا بیلے کا حال سنو کہ جب اُس بازاری نے چلو ہی کرنا شروع
کی اور اس بیلے بیچا کو نوبت یک دو ضرب نے مجبور کیا تب تو اپنی بوڑھی ماں سے لڑنا شروع کیا کہ کچھ
دے اگرچہ وہ اس بیٹے کی خبرگیری کیواسطے آمادہ تھی مگر کچھ پاس موجود نہ تھا بازاری کے اپنی جفت
سے سفارش کی پھر بھی اُسنے اعتنا نہ کی اب وہ بوڑھی کتیا اور وہ بیچا بلا چوری پر آمادہ ہوئے کچھ دن
اسطرح گذارے بازاری کما سمجھ کہ یہ بوڑھے تو جان نہ چھوڑینگے اب اُسنے بکچلی احتراز کرنا شروع کیا
اس بیلے کے پھر بھی جو اس درست ہوئے دروازے سے قدم نکالا قسم کھانا روز دریوزگی اور فریب کی
باتین کیا کرتا تھا اور سوچتا تھا کہ ایسی تدبیر عمل مین لاؤن جو کچھ دستیاب ہو اگرچہ کیسی ہی بےغیرتی ہو اسکی
بوڑھی ماں نے بڑی بلیا کے یہان ایک پانی پینے کا ٹھیکرا تھا اور جست کا ایک لوٹا رہن رکھا جو اس مرد
آدمی کی زحمتمندی سے انکے میسر آیا تھا کیونکہ مرد آدمی سے بوڑھی کتیا نے کچھ قرض لیا تھا اور وعدہ کیا
تھا کہ فلان مقام سے زر نقد ملنے والا ہے ضرور دیا جاوے گا دونی وہ زر نقد مل بھی گیا اور صرف بھی ہوگیا مگر اُسکا
قرضہ ادا نہ کیا جب اُسنے ذرا کنایۃً اشارۃً ذکر کیا مجبور کرنے کو آمادہ ہوگئی وہ خاموش ہو رہا کہ دیوانون
سے مقابلہ کرنا عقلمند کا کام نہین یہ پانی پینے کا ٹھیکرا اور زمین پر بچھانے کا ٹاٹ اسی زر سے کا خریدا ہوا تھا
جب وعدہ ہو رہا تھا کہ روپیہ سے تو قرضہ ادا کرون حالانکہ روپیہ مل گیا تھا اور اسی روپیہ سے یہ ٹاٹ
خریدا تھا کہ یک اُس پلید بیچارے کو شیطان نے جسکی نسل سے وہ تھا ایسا بہکا دیا کہ بڑی بلیا اپنی بہن کے
یہان اُس ٹھیکرے وغیرہ کو مانگنے گیا اور اپنی بوڑھی ماں کو بھی ساتھ لیتا گیا اُسنے بڑی بلیا کو ہزار ہا کوسنے گالیان
دین دونون پیٹنے لگیں اور بلیا خوب بھونکنے لگے والون نے ڈھینے مار کے نکالدیا وہ بیچا بلا اپنی بوڑھی
مان کے مشورے سے حاکم وقت کے یہان پہونچا اور کہا میرے یہان چوری ہوگئی فلان جگہ مال
موجود ہے کوتوال تحقیقات کو بڑی بلی کے یہان آیا جہان اسکو تحقیق ہوا کہ اس بلے نے محض جھوٹھ موٹ کیا
دریوزگی بیچارے بوجھا اسکو کوئی حیلہ نہ بن آیا کہا بیشک مین نے محض دروغ یہ کارروائی کی اسوقت
کا قاعدہ یہ تھا کہ دروغگو کو سزاے قید ملتی تھی اب تمام کتے کتیان بلے بلیان ہر جا مین کوئی چارہ نظر نہ آیا
یہ بیچا بلا کتے مارون کی قید مین محبوس کیا گیا ؎ ہر کہ آن کند کہ نباید آن بیند کہ نشاید ہے یہ معنے ہین اب کتون
اور کتیون بلون اور بلیون کی ہاے واویلا کہ بڑی بلیا نے بیچا بلے کو کتے مارون کے ہاتھ گرفتار کرادیا اسقدر
بھنگم معلوم ہوتی ہے کیونکہ اسکی گرفتاری مین کسی کا قصور نہ تھا خود کردہ را علاجے نیست مگر بوڑھے کتون
سے کون مقابلہ کرسکتا ہے یہ حکایت اسواسطے بیان کی کہ لوگ واقف ہون کہ خباثت و نادانی کا یہ
نتیجہ ہوتا ہے اسی لعل بن تورج کا مقابلہ ہوا ضد لانے جان بچائی اب اُتوکر خدانکردہ بار دیگر مقابلہ کرنے مین

فوج دیگر بھیں آئے دارا نے اُسکے سمجھنے کی جانب پھر بھی اعتنا نہ کی، دوریہ بھی کہا کہ مین اپنے باپ کا
عوض ضرور لونگا سلیمان سمجھا کہ یہ جوان کسی طرح نہ مانے گا باہم مشورہ کرکے دارا کو بیہوش کیا اور تاریکی
شب مین جانب صحرا کوچ کیا ملک خاور کی راہ لی صبح کو یکایک مخبرون نے لعل بن تورج کو خبر پہونچائی
کہ سلیمان اور دارا دونون شاشب روانہ ہوئے یہ خبر تحقیق سنی ہے کہ سلیمان دارا کو منع کرتا تھا کہ تم لعل
سے مقابلہ نہ کرنا مگر دارا نے نہ مانا سلیمان نے اُسے بیہوش کیا اور شب کو خاور کی جانب کوچ کر گیا
لعل بن تورج سلیمان و دارا کے تعاقب مین روانہ ہوا ہر چند تجسس و تلاش کی کہین نشان نہ پایا
ناچار کشتیون پر سوار ہوکر ملک بربر کی جانب روانہ ہوا طی الارض کرتا چلا جاتا تھا چند روز کے بعد شہر
خیل کے قریب پہونچا حسب اتفاق اُس زمانہ مین نریمان بن رستم خان بن گاؤ لنگی شکارگاہ مین
مصروف صید و شکار تھا کہ لعل بن تورج پہونچا نریمان کو خبر ہوئی اُسوقت اُسنے بجائے خود مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیے آیا شہر مین چل کے جنگ و حرب کا بازار گرم کیا جاوے یا بلا تامل ابھی جنگ شروع
کر دیجائے ہنوز ان دو صورتون مین سے کوئی صورت مقرر نہ کر چکا تھا کہ لعل بن تورج کا نامہ پہونچا
اُسمین لکھا تھا کہ اے نریمان مین نے مثل مسلمانون کے اپنا یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی بت پرست اپنی خدا پرستی
کو ترک کرکے بت پرستی اختیار کرتا ہے اُس سے متعرض نہین ہوتا بنابران تجکو بھی اپنی جان بچانا ہے تو دین
بت پرستی اختیار کر ورنہ جلد آمادۂ پیکار ہو نریمان کو شرم دامنگیر ہوئی مردمان ہمراہی سے کہا جلد ہماری
فوج و لشکر کو اطلاع دو کہ مسلح و مکمل ہوکے یہان حاضر ہو اور خود اُن چند آدمیون کو ہمراہ لیکے لعل کے
مقابلے کو آیا جنگ شروع ہوئی لعل نے کہا اے نریمان میرے نزدیک طول امل سے کچھ فائدہ نہین
اگر اس قضیے کا جلد پاک کرنا منظور ہے تو مین اور تو تنہا سمجھ لین نریمان نے اس بات کا مطلق جواب
نہ دیا اور جنگ مین مصروف ہوا بعد رد و بدل بسیار نتیجہ یہ ہوا کہ نریمان کو لعل بن تورج نے
گرفتار کر لیا بعد گرفتار ہونے نریمان کے اسکی فوج پہونچی لعل بن تورج اُس فوج پر حملہ آور
ہوا چونکہ فوج بے سردار ہو چکی تھی تاب مقابلہ نہ لاکے پسپا ہوئی لعل بن تورج نے تعاقب کیا
بعضون کو ہلاک کیا اکثر گرفتار ہوئے لعل نے خیمہ برپا کرکے دو دن قیام کیا صبح کو دربار کیا نریمان کو
قید سے طلب کیا جب وہ حاضر ہوا کہا اب تیرا کیا ارادہ ہے پیشتر تجکو بذریعہ تحریر اطلاع دی تھی کہ اگر تو
دین بت پرستی اختیار کرے تو ہم تجھسے متعرض نہون پر تو نے مطلق اعتنا نہ کی اب پھر تجھسے کہا جاتا ہے کہ
خیریت اسی مین ہے کہ تو بت پرستی اختیار کر ورنہ آمادۂ مرگ ہو نریمان نے کہا اے لعل بن تورج اس
بارے مین تو نے پیشتر بھی مجکو عبث تحریر کیا تھا اور اب بھی بیکار کہتا ہے ایمان کا صدقہ جان ہوتی ہے اور
ایمان بھی وہ جو جملہ ایمانون پر شرف رکھتا ہے اگر مین خدا نا کردہ بت پرست ہوتا تو ممکن تھا کہ مین مسلمان
ہو جاتا اور مسلمان ہو کے بت پرست ہونا محال ہے لعل نے کہا اے نریمان اگر بت پرست ہونا محال ہے تو
تیرا زندہ رہنا بھی محال ہے نریمان نے کہا شاید تجکو کچھ پروا نہین ہے لعل نے طشت طلا طلب کیا اور
جلاد کو بلا کے کہا اس خدا پرست کو ہلاک کرو مگر خبردار اسکا خون زمین پر نہ گرے اس طشت طلا مین جمع کرو
آج مین شراب مین آمیز کرکے اس خدا پرست کا خون پیونگا نریمان کے دست و پا مین لرزہ پیدا ہو گیا اور
غضب آلودہ آواز سے کہا او کبر مغرور تو ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ مین تیرے حکم سے خائف ہو جاؤن گا خون کیا

اگر تو میرے گوشت کو بھی کھانے کا تہیہ کرے تو بھی مین بت پرستی کی کوئی عزت نہ سمجھونگا لعل از سرتا پا عین
غضب ہوگیا جلاد سے کہا دیر نہ کر اس خدا پرست کا کام تمام کر جلاد نے تب ہی وار مین فرمان کی
گردن کو قلم کیا اور خون اسکا طشت مین کر لیا لعل ملعون نے شراب مین آمیزکی اور زہر مار گیا پھر
وہان سے کوچ کیا شہر خیل پر یورش کی سامنے مین شہر نے جمع ہوکے اس بارے مین مشورہ کیا کہ اسوقت
مین کیا کرنا چاہیے لعل بن تورج ایک جوان سفاک ہے اسکے دست ظلم سے نجات پانا غیر ممکن ہے
کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہیے کہ جان بچے عزت پر آنچ نہ آئے راے اس بات پر قرار پائی کہ اس سے
ملاقات کرکے اسکی مرضی تلاش کی جاوے جو اسکی مرضی ہو اُسپر خود بھی راضی ہونا چاہیے اگر گھر بار کو
اسکے دست برد سے محفوظ رکھنا مقصود ہے چنانچہ تمام شرفا و اکابر شہر جمع ہوکے لعل کے پاس آئے
اور کہا اے لعل خان ہم سب یہان تیرے آنے کے منتظر تھے ملاقات کو دل چاہتا تھا بارے آج حق
ملگیا اب ہم سب تیری خدمت گذاری کو موجود ہین ہمارے قابل جو کام ہو اُسکے انجام دینے مین کبھی عذر
نہوگا لعل خان نے کہا صاحبو مجکو کوئی ایسا کام درپیش نہین ہے کہ جسمین تمہاری کوشش و سعی کی ضرورت
ہے ہان ایک امر کی ضرور خواہش ہے وہ یہ کہ بت پرستی اختیار کرو اور دین آبائی کو ترک کرو پھر مین خود تمہاری
خدمت گذاری کو موجود ہونگا وہ سب پہلے ہی سے مشورہ کر چکے تھے اور ارادے مصمم کرلی تھی کہ ضرور
اسکی مرضی کے موافق عمل کرینگے کہا اے لعل خان ہمکو دین بت پرستی اختیار کرنے مین مطلق عذر نہین ہے
چنانچہ بخوف جان اسیوقت سب بت پرست ہوگئے لعل بن تورج بدرگ بہت خوش ہوا اور
ہر ایک کو حسب قدر مراتب خلعت و انعام دیا دین بت پرستی کی فضیلت مین بھی بہت سے ارشاد کیا ہم تمہاری
دعوت کرینگے ان سب نے کہا اے لعل خان تو ہمارا مہمان ہے ہمارے شہر مین آیا ہے خود ہمپر فرض ہے کہ ہم تیری
دعوت کرین اور جو خدمت ہمارے متعلق کیجاوے اسکو نہایت خوشی سے اپنا فخر سمجھکر بسر و چشم
انجام دیوین چنانچہ شہر خیل کے ایک عالیشان محل مین نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کا جلسہ
منعقد کیا گیا تمام عمائد مین جمع ہوئے مگر اس جلسہ مین رقص و نوا کا شغل نہ تھا لعل بن تورج نے کہا
تعجب ہے یہ جلسہ کس طرح کا ہے جسمین تفریح طبع کیواسطے کچھ نہین شاید اس شہر مین علم موسیقی جاننے والے
نہین ہین لوگون نے کہا یہان موسیقی کا ایسا رواج ہے کہ کہین نہوگا اسلئے کہ یہان ایک گویا رہتا ہے جسکا
تمام شہر علم موسیقی مین شاگرد ہے اکثر اطراف سے موسیقی دان آئے مقابلہ ہوا یہ بدھا ظفر پر درست رہا لعل
بن تورج بہت مشتاق ہوا اور اسی وقت اس بدھے کو طلب کیا راوی کہتا ہے کہ وہ بدھا علاوہ کمال
موسیقی کے فن عیاری مین بھی اپنا مثل نہ رکھتا تھا آتے ہی اُسنے تنبورا غلاف سے نکالا سر درست
کیے اور یہ غزل شروع کی غزل

تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے
خدا کیطرح گویا بے دہان ہے
مرا قد مثل شاخ زعفران ہے
گرہ دلکا مثال آسمان ہے
کہ نامہ ہے مرا جو استخوان ہے

خیال یار مین دل شادمان ہے
تصور سیم تن کا دلمین ہر صبح
کرون نالے ہے ہجرِ شب مین
نقاب آسمی گل رخ سے اٹھے
نہ کیون سُرخ مہر سے گرد خلق
ستارے جھڑتے مین جو غش پاکے

نہین ہے کم جو نظر سے نہان ہے
خیال یار کا گل پاسبان ہے
طلوع صبح ہے وقت اذان ہے
گل خورشید کی بھی جو خزان ہے
گرہ قوس خیالی آسمان ہے
زمین فیض قدم سے آسمان ہے

کسی مالیدہ لبسے پھر زبان ہے
نکلی ہی فقد ہے کس صنم کا
مرا اہون غم فرقت سے مین بلا
تصور ہے جو اک خورشید رو کا
ہما کوچۂ جانان پاس بیچ سمجھے
دہان سگ مین ہے مانند مشعل

پہ سوفان ہیرا ہر ایک تحفون ہی | کف پاے حسینان آشیان ہی
خیال زلف مین شانہ جو ہر دل | بسان ذرہ بی پتش نشان ہی
بر رنگ مہ نو رنگ مثال ہون

اس غزل کو سن کے لعل خان بہت خوش ہوا اور کثیر انعام مین دیا اور پوچھا کہ تیرا مذہب کیا ہی اُسنے کہا وہی مذہب ہی کہ جو حضور کو منظور ہی لعل نے کہا ہاتھ ملا وہ بڈھا ہاتھ مین ایک مختصر حقہ نقشی رکھتا تھا جو ہین لعل نے ہاتھ بڑھایا اُسنے بھی دونون ہاتھ بڑھائے اُسکے قریب ا تھون کا پہونچنا تھا کہ حقے کو اس طرح دبایا کہ اُسنے آگ دی لعل نے دیکھ لیا پیچھے ہٹ گیا جب دھوان اُس حقہ کا ہر طرف ہو گیا اُس بڈھے کا ہاتھ پکڑا اور کہا او پیر اجل رسیدہ یہ کیا حرکت تھی بڈھے نے دست بستہ کہا ای لعل خان مین تجکو ایسا ہوشیار تو جوان نہین سمجھتا تھا واقعی تو مرد میدان و دلاور زمان ہی اور اصل تو یہ ہی کہ یہ برکت دین بت پرستی کی تھی جو تو ہوشیار رہو گیا اگر پیشتر بھی مین بت پرست تھا لیکن اب دین بت پرستی کا اعتقاد کامل ہو گیا غرضکہ اُسوقت ایسی چاپلوسی اُس بڈھے نے کی کہ لعل نے اُسکی خطا معاف کر دی اور کہا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا مین نے تیری ضعیفی پر رحم کیا ورنہ ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور اکابرین شہر سے کہا تم لوگون نے بھی ہمکو اس بڈھے کی چالاکی سے خبردار نہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ تم سب اسکے شریک تھے سب نے کہا اے لعل اگر ہم لوگ شریک ہوتے تو پہلے ہی اسکو طلب کرتے تیری فرمایش سے ہمنے اسکو طلب کیا کیا معلوم تھا کہ یہ اسطرح کی بیہودگی کر بیٹھیگا لعل بن تورج خاموش ہو رہا تین روز تک وہان مقیم رہا بعدہ ایک بت پرست کو لائق حکومت سمجھ کے تجویز کیا اور کہا مین تجکو یہان کا حاکم کرنا چاہتا ہون خبردار یہان دین اسلام رواج نہ پائے جہانتک ممکن ہو بت پرستی کو ترقی ہو اگر کوئی رواج بت پرستی مین متعرض ہو فوراً مجکو اطلاع دینا اور شہر مین منادی کر دی کہ یہ شخص ہماری طرف سے یہان کی حکومت کریگا اور بت پرستی کا رواج دیگا اگر کوئی شخص اسکے کام مین حارج ہوگا فوراً ہلاک کیا جاویگا اور تمام گھر اُسکا ضبط کر لیا جاویگا بعد اس اہتمام و انتظام کے وہان سے روانہ ہوا ملک خاور کی راہ لی

اب لعل بن تورج بد رگ کو ملک خاور کی جانب روانہ کیا جاتا ہی جہان حمزۂ صاحبقران ثانی خسرو کی شرارت بدذاتی سے عقابین پر بھیج دیئے گئے ہین و داراب دارا بن داراب کا حال تحریر ہوتا ہی

سامنے آنکھون کے ابتک رات اُنکا حال ہی
تاک رگ در اہمیت نازک جو سر پر شال ہی
رو رہا ہون جیسے ایک مدت کے گریہ دامن
بی طلعین ہو جو کشت آرزو پامال ہی
باندھتا ہون اضطراب دل کے مضمون ہاتمن
گرد رو ریحان سبزہ خط تم ریحان خلل ہی
ہمکو عاشورہ محرم کا ہی ہر روز فراق
سانپ کے بچے کا بچھونا پر گیسو فال ہی
اے صنم نام خدا جفا ہی وہ رات ہی نور

اندنون تابان ہمارا کوکب اقبال ہی
گھر مین بیٹھے یار کو جو چاہے ہر دن ہو نجر
صورت در نجف ہر ایک شب مین یکبال ہی
از دھین یکی تیری اکیبا کی جو ہر اس ہیے
یان زمین شعر مین بھی اندنون بھونچال ہی
اسلوب سے دولت نے بنا کو الفت ہی کمال
ڈھنگ لگ جاے جسدن غرۂ شوال ہی
روز ہوتا ہی زیادہ اے ستمگر و سیاہ
یہ تری چال کی کرنی بھی عجب زوال ہی

کر اڑاتے ہین قدم مستانہ تیری چال ہی
جبتک آئینے مین آئینہ ہی بے تمثال ہی
پاس سے تجکو جوش کی رنج نقصان سے نجات
چال کی کرنی کا اُسیر اسی بہرو جال ہی
نرگس آنکھین شاخ نرگس سر مژہ نبارہ دار
دیکھو تازہ برز مین ہر ایک رخسار دل ہی
سانپ کالا ہی اگر وہ گیسو عنبر فشان
یہ خط مشکین تمہارا نامۂ اعمال ہی
سخن ذلیکہ سعی ساز کردہ

سخن را اینچنین آغاز کردہ کہ سلیمان کی فرمایش کی جانب سے دارا بن داراب نے قطع اعتنا کی اپنے باپ کا عوض لینے کو مستعد رہا سلیمان کو یقین ہو گیا کہ کسی طرح دارا لعل بن تورج کے مقابلے سے باز نہ آئیگا

رخصت اسکی جان تھا ... ہوئی مصلحت بیہوش کرکے اسکو ہمراہ لیا اور روانہ ہوا جب دامنہ کے قریب
پہونچا ایک جانب دیکھی گرد اڑی ملازم خبر کیواسطے گئے اور بعد دریافت آکے بیان کیا کہ شاہزادہ داراب
کشورکشا مع جاہ وحشم اسطرف بخیر و خیر چلا آتا ہی سلیمان مشتاق ملاقات ہوا تھوڑی دور تک استقبال کو
گیا شاہزادہ داراب کشورکشاسے ملاقات کی اور اسی مقام پر مقیم ہوا شاہزادے نے پوچھا کہ سلیمان
یہ عزم ہی سلیمان نے دارا کو دکھایا اور کہا خاص اسکی جان بچانے کو جاتا ہوں شاہزادہ داراب
کو حیرت ہوئی پوچھا یہ کیا رمز ہی کہ یہ بیہوش ہی سلیمان نے کہا اسکو دانستہ بیہوش کیا ہی اپنی جان ضائع
کرنے کو آمادہ ہی بعدہ تمام حقیقت بیان کی اور کہا ایسی حالت میں یہ کارروائی نہ کرتا تو کیا کرتا شاہزادہ داراب
نے کہا اس جوان کو ہوشیار کردو تو میں کچھ باتیں کروں اور سمجھاؤں شاید میری فہمائش کچھ اثر کرے تب
سلیمان نے دارا کو ہوشیار کیا دارا نے ہوشیار ہوکے جو اپنے کو اس مقام غیر معلوم میں دیکھا کہا مجھکو
یہاں کون لایا یہ کیا واقعہ ہی سلیمان نے حال بیان کیا اور کہا کہ جب میری فہمائش نے اثر نہ کیا تو یہ تدبیر
کی دارا نہایت برہم ہوا اور کہا میں بات کے مقابلے میں جان کی کچھ وقعت نہیں سمجھتا بالفرض میں لعل
بن توریج کے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا بلاسے تم مجھکو بیہوش کرکے یہاں کیوں لائے یہ کیا واقعہ ہی سلیمان
ہنسا اور کہا نیز اس حق بخطاب کو ملتوی کرو اور دیکھو شہزادہ داراب کشورکشا تشریف لائے ہیں انکی
ملازمت سے بہرہ یاب ہو دارا شاہزادہ داراب شاہ کے جانب متوجہ ہوا اور کہا آپ تشریف لائے
داراب کشورکشا نے کہا ابھی یہاں پہونچا ہوں یہ کیا بات ہی کہ تم کسی کی فہمائش کی جانب اعتنا
نہیں کرتے اگر سلیمان نے لعل بن توریج کے مقابلے کو منع کیا تو کیا بیجا بات کہی واقعی لعل بن توریج
بڑا سفاک ہی جب تجھ سے باپ کی اسنے حقیقت نہ سمجھی تو اور کا کیا ذکر دارا نے کہا حضرت یہ سب
کہنے کی باتیں ہیں یہ کچھ ضرور نہیں ہی کہ باپ مقابلہ نہ کرسکا تو بیٹا بھی ویسا ہو جائیگا جنگ دو سردار میں ایک
فتح پاتا ہی دوسرا شکست نصیب ہوتا ہی داراب کشورکشا نے کہا ہاں یہ سب صحیح ہی لیکن ظاہر حال
پر نظر کیجاتی ہی بعدہ بہت کچھ نوازش و مہربانی سے پیش آیا اور وہاں سے کوچ کیا چند فرسخ راہ طی کیکے
دریا کنارے پہونچے کشتیوں پر سوار ہوکے ملک بربر کی راہ لی اور بعد طی سفر دریا ملک بربر میں پہونچے
یہ وہ زمانہ ہی کہ اہل بربر نے عالم بربر کو جسے لعل بن توریج نے اپنی جانب سے مقرر کیا تھا تنگ کرنا
شروع کیا تا اینکہ کشت و خون کی نوبت پہونچی ہنگامہ عظیم برپا ہوا عالم بربر چاہتا تھا کہ بت پرستی رواج
پائے اہل بربر بظاہر بت پرست ہوگئے تھے لیکن باطن میں خدا پرست تھے لعل کے جانے کے بعد پھر اپنی
اصلی حالت پر آگئے تھے نوبت بانجا رسید کہ اس عالم کافر کو ہلاک کیا مگر سب اس خیال سے متوحش تھے
کہ جب اس کافر کے ہلاکت کی خبر لعل بن توریج کو پہونچیگی نہیں معلوم کیا آفت نازل کریگا یکایک
داراب کشورکشا کے ورود کی خبر پہونچی سب خوش ہوئے داراب کشورکشا کے پاس آئے حقیقت حال کو بیان
کیا اور عرض کی کہ حضور کو ذمہ خداوند عالم نے ہماری مدد کو بھیجا ہی اب ہم وامن و دولت کو نہ چھوڑینگے
داراب کشورکشا نے دلاسا دیا کہا تم لوگ بالکل مطمئن رہو لعل ملعون کی کیا حقیقت ہی کہ اب تمہارے
حال سے تعرض کرسکے یا کسی طرح کا صدمہ جو پہنچا سکے ہم تمہاری کمک کو موجود ہیں رستم خان کا حال پوچھا
لوگوں نے کہا رستم خان عقابین کی جانب گیا ہوا ہی نریمان اپنے فرزند کو انتظام ملک کیواسطے

چھوڑ گیا تھا نریمان شکار کو گیا ہوا تھا انہیں شکارگاہ میں لعل بن تورج بھی تھا اور وہین مقابلہ ہوا آخر نریمان
لعل بن تورج کے ہاتھ سے ہلاک ہوا داراب کشورکشا نے پوچھا رستم خان کی اولاد مین سے
کوئی اور بھی باقی رہی ایلچی بولے کہ نریمان کا ایک فرزند ہشت سالہ موجود ہے گرشصت نام جب نریمان
لعل کے دست ظلم سے ہلاک ہو گیا اور لعل نے حربۂ بت پرستی کو رواج دینا شروع کیا گمان تھا کہ
گرشصت بن نریمان کو بھی ہلاک کریگا ہم سب نے مشورہ کر کے بکمال احتیاط زیر زمین پوشیدہ
کر دیا اور اسقدر اخفا مین مبالغہ کیا کہ کسی بت پرست کو اسکے حال کی اطلاع نہ ہوئی داراب کشورکشا
ان لوگون کی اس خیرخواہی اور چالاکی سے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ گرشصت کو ہمارے پاس لاؤ
لوگ گرشصت بن نریمان کو اُس مقام محفوظ سے داراب کشورکشا کے پاس لائے گرشصت چونکہ
ابھی کم سن تھا سمجھا کہ باپ کے پاس جاتا ہون جب داراب کشورکشا کے پاس آیا اور اپنے باپ کو
نہ دیکھا باپ کو یاد کر کے بہت رویا تمام حاضرین کے دل بھر آئے داراب کشورکشا نے اُسے اپنی
گود مین اٹھا لیا تحائف و نفائس سے اُسے بہلایا اور کہا اے فرزند تو گھبرا نہین اگر تیرا باپ ہلاک ہو گیا ہے
تو ہم تیری پرستاری کیواسطے موجود ہین اور خلعت فاخرہ مرحمت کر کے ملک دیر بر کے تخت حکومت پر
بٹھایا اور اسکی تعلیم و تربیت کیواسطے اپنے مردمان ہمراہی سے فضلا و علما مقرر کیے اور انتظام و حکومت
کیواسطے تجربہ کار لوگ منتخب کیے اور جملہ امور ضروری متعلق انتظام ملک فہمایش کر کے وہان سے کوچ
کیا چونکہ وہ طفل ہشت سالہ دشمنون سے بہت خائف تھا بروقت کوچ داراب کشورکشا کے گلے
سے لپٹ گیا اور کہا حضور دشمنون مین چھوڑ کے مجھے کہان تشریف لیے جاتے ہین اسوقت تک تو اہل شہر
نے میری حفاظت کی ورنہ ابتک ہلاک ہو جاتا اب جو بالاعلان مین یہان تخت حکومت پر بیٹھونگا اور
دشمن مجکو گھیر لینگے تو مین کیا کر سکتا ہون حضور یہان موجود نہونگے داراب کشورکشا نے اُسکے
سر پر دست شفقت رکھا اور بسر و چشم بوسہ دیا اور کہا اے فرزند تو بالکل خائف نہو کیا مجال کسی دشمن
کی جو تیرے قریب آسکے اور تجھے ضرر پہونچا سکے

اب حال شمائل خان بن جدائل خان کا مذکور ہوتا ہے کہ جسکو بیجہ اُٹھا لے گیا تھا

کیا عجب سودائے زلف یار کی تاثیر سے
ذرے پیدا ہوئے ہین خورشید کی تنویر سے
پائے قاصد پھرتے پھرتے گھس گئے مثل قلم
قد مسیحے کی زیادہ ہو گئی ہے تحریر سے
عارضیت جو شبو ہے حاجت اُسے بڑائی نہین
سبز فرش ہو گیا ہے برق کی تاثیر سے
آئینہ خانہ ہے عالم عکس گلشن ہر دو ہی
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے

سنبلستان ہے جو پیدا دانۂ زنجیر سے
بخت بد نے مورد نفرت کیا ایسا مجھے
خط وہ لیتا ہی نہین کیا فائدہ تحریر سے
سارے عالم کو ہے کوی بے اختیار از جمیع
پہ تو ہین پرکب نہ اجاتا ہے از خود تیر سے
ہون مین ایسا پست طالع ہو گیا ہے
ہو فروغ مہر و ذرات ایکسی تنویر سے
زرد ویان سخن پروردا نجنین مرد سبت

اے جو عاشق ہے تیری حسن کی تاثیر سے
ہو گیا چین بر جبین کا قدر کی تصویر سے
ہو خط مشکین سے دونا کیون نہ حسن دلربا
خاک گورستان نہین کم سرمۂ تسخیر سے
خط جو نکلا تو ترے منہ پر پڑی ہے پرتو کی
کا قد بادی بنا ہین گر مری تقصیر سے
خط نکل آیا وہان باقی یہان مضمون عشق
کر اختصار سخن بہتر از زیادہ روایت

سابق مین ذکر ہو چکا ہے کہ شمائل خان بن جدائل خان کو بیجہ اٹھا لیگیا ایک صحرائے لق و دق مین پہونچا
اثنائے راہ مین اُسکے حواس مختل ہو گئے تھے جب صحرا مین پہونچا ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا

ایک باغ ہی نہایت سرسبز وشاداب درختان گل وثمر بہار پر ہیں جانوران خوش رنگ وخوش آہنگ
چہچہارہے ہین جابجا گلکاری پتہ پتہ مین صنعت صانع دیکھنے سے نظر مین نور بڑھتا ہی سیر سے دل کو سرور
حاصل ہوتا ہی اندرون باغ متعدد مکانات عالیشان واقع ہین جنکی ہر در ودیوار کی صنعت سے معلوم ہوتا
ہی کہ صاحب مکان شاہانہ اقتدار رکھتا تھا جسنے صناعان نازک خیال استادان صاحب فضل وکمال
کو تلاش کرکے بصرف زرکثیر وبمبلغ خطیر تعمیر کروایا ہی شمائل خان تا دیر اُس باغ ومکانات عالیشان کی
سیر کرتا رہا اور ایک ایک مقام کو مراتب سے دیکھتا تھا دفعتًا ایک ہوائے تند کا جھونکا آیا درختان باغ جھومے
ہوا سے آسمان سے ایک دیو فوکی شکل آیا باغ مین متوقف ہوا ہر طرف بغور دیکھا شمائل خان کی طرف
بھی نظر گئی قریب آیا سلام کیا شمائل خان کو اسکے سلام کرنے سے حیرت ہوئی پوچھا تو کون ہی کیا مجھکو
پہچانتا ہی اُسنے کہا ای آدمزاد مجھکو آدم زاد ہونے کی وجہ سے سلام کیا گستاخی مجھے ہوگئی مین سخت مصیبت
مین مبتلا ہوگیا ہون سخت مصیبت درپیش ہی اسطرح سے بہت سی باتین کین کہ شمائل خان کو اس سے
بات کرنے کی جرأت ہوئی پوچھا صاف بیان کر کیا ایسی مصیبت تجھکو درپیش ہی جسکے سبب سے تو مجبور
ہو رہا ہی اُس دیو نے کہا ای آدمزاد یہ جنگل مجھسے تعلق رکھتا ہی اٹھارہ ہزار دیوزاد میرے تابع فرمان ہین میرا
نام عقیق دیو ہی میرا ایک دشمن قوی دربند گہربار کا حاکم مالک گہربار نام ہی اسکا قاعدہ مقرر ہی کہ سال مین
دو تین مرتبہ مجھپر یورش کرتا ہی آجتک تو جب اسنے مجھپر یورش کی مین نے اُسے شکست فاش دی فی الحال
ایک آدمزاد کو ملک فرنگ سے اپنی مدد کو لایا ہی جو کہ شہریار کے نام سے مشہور ہی آٹھ برس کا عرصہ ہوا
جو میرے اُسکے جنگ ہوئی تھی پھر اُس سے کبھی مقابلہ نہوا اُسنے تمام جنگل کو لیلیا نہین معلوم اب کس جگہ ہی
جنگل مین ہی یا جزیرہ گہربار مین نکل گیا جب مجھکو کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ناچار مین بھی آدمزاد کی تلاش مین
نکلا تا انیکہ اُس آدمزاد کا مقابلہ کرکے اُسکو پسپا کرون حتے کہ ترکستان مین پہونچا وہان تجھکو جنگ وحرب
مین مصروف دیکھا جبکہ تیرا ہاتھی ہلاک کیا گیا تھا ہنوز کوئی سواری نہ آنے پائی تھی مین تجھکو اٹھا لایا تھا
شمائل خان نے کہا اگر تیرا یہ ارادہ ہی تو مجکو کچھ عذر نہین ہی تو شوق سے اُس آدمزاد کو میرے مقابلے
کیواسطے لا اور اپنے لشکر موجودہ کو فراہم کر عقیق دیو بہت خوش ہوا اور وہان سے غائب ہوگیا تھوڑی
دیر مین جوق جوق گروہ دیو آنا شروع ہوا تا انیکہ اٹھارہ ہزار دیو وہان جمع ہوگئے عقیق پھر آیا اور کہا
ای آدمزاد تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ جزیرۂ گہربار مین گیا ہی اور اسوقت تک موجود ہی اور ایک دیو
جرماس نام کو جنگل کا حاکم مقرر کیا ہی شمائل خان نے کہا پیشتر جرماس دیو ہی کا قصہ پاک کرنا چاہیے
بعدہ اُس آدمزاد کی خبر لیجائیگی عقیق دیو نے کہا شہریار میرے حال پر کمال درست ہوگی شمائل خان
نے وہان سے کوچ کیا جنگل مین آیا جرماس دیو کو خبر ہو گئی وہ چند دیوؤن کو ہمراہ لیکے مقابلے مین آیا
اور کہا ای آدمزاد تو کس ارادے سے یہان آیا ہی شمائل خان نے کہا ارادہ یہ ہی کہ اس جنگل کو چھوڑکے
جہان کا تو اصل باشندہ ہی چلا جا اُسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی ~ بیا رانجہ داری ز مردی نشان
غرض جنگ وحرب کی نوبت آئی سیکڑون دیو ہلاک ہوئے جرماس دیو برہم ہو کے شمائل خان کے
روبرو آیا اول بضرب گرز وتیر مقابلہ ہوا بعدہ کشتی کی نوبت آئی شمائل خان نے اُسکے کمربند مین ہاتھ ڈالکے
سر سے بلند کر لیا بعدہ زمین پر مارا اور سینہ پر سوار ہو کے سر تن سے جدا کیا جنگل پر قبضہ کیا دیوؤن نے

یہ خبر ملک کہربا کو ہونچائی ملک کہربا گھبرایا شہریار کے پاس آیا اس خبر کو بیان کیا اُسنے کہا اگر واقعی جنگل جرماس دیو کے ہاتھ سے نکل گیا اور جرماس دیو خود بھی ہلاک ہوا تو جلد خبر لینا چاہیے در نہ اب یہاں یورش ہوگی ملک کہربا نے کہا بیشک اسی وقت فوج میں کمربندی کا حکم دیا دوسرے روز صبح کو شمائل خان کی جانب کوچ کیا جب قریب پہونچا شمائل خان کی فوج کے سامنے صف آرا ہوا بعد ہ شمائل خان اور شہریار دونوں مقابل ہوے پہلے شہریار نے دین و مذہب کے بارے میں سوال کیا شمائل خان نے اپنا حال بیان کیا شہریار نے کہا ای جوان طرفہ امر ہی کہ ہم اور تو دونوں ایک مذہب رکھتے ہیں اور پھر جنگ و جدل کی نوبت آئی اس طرح کی جنگ مناسب نہیں معلوم ہوتی بہتر یہ ہی کہ ہم اور تو دونوں صلح کر لیں اور کسی غیر مذہب پر بالاتفاق حملہ آور ہوں شمائل خان نے کہا جنگ و حرب کے مقدمہ میں دین و مذہب کا کیا دخل ہی اسوقت پر نقد اسلحہ کی گفت و شنید میں فیصل ہوگا کیونکہ

سے عروس فتح کسی در کنار گیرد چست ❊ کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار زند ❊

مقابلہ کر جو زبردست ہوگا وہی حاکم اعلی قرار پائیگا شہریار نے کہا اچھا اگر یہی مرضی ہی تو فوج و لشکر کو اپنی اپنی جگہ مقیم رہنے دو اور ہم اور تو دونوں سمجھ لیں شمائل خان نے کہا کیا مضائقہ ہی شہریار نے کہا مجکو خوف یہ ہی کہ اگر اسلحہ سے مقابلہ ہوگا ممکن ہی کوئی ضرب سخت سبب ہلاکت کسی کی ہو شمائل خان نے کہا پھر کس طرح مقابلہ ہو شہریار نے کہا پنجہ کا مقابلہ ہو شمائل خان نے کہا یہی سہی غرضکہ پنجہ کا مقابلہ ہوا بعد کشش و کوشش بسیار شہریار شمائل خان پر غالب آیا شمائل خان نے شہریار کی اطاعت قبول کی شہریار نے عقیق اور کہربا کو باہم متفق کر کے ملک دونوں کو تقسیم کر دیا شمائل خان نے کہا ای بادشاہ مجکو ملک فرنگ میں جانا ہی شہریار نے پوچھا فرنگ میں کیا کام ہی شمائل خان نے کہا کام یہ ہی کہ اسکندر فرخ لقا نامے پسر حمزہ میرے باپ پر یورش کیے ہوے ہی پہلے اسکا علاج کرونگا اور تمام ملک مسخر کر کے خسرو پرویز کے پاس جاؤنگا ای بادشاہ فی الحال خسرو پرویز تخت نا چار ہی کیونکہ اُسکے پاس کوئی پہلوان نہیں ہی اُسکے پاس میرا جانا ضرور ہی شہریار نے کہا ہان یہ سب صحیح ہی لیکن میں جبتک بر نیسا فرنگی اپنے باپ کو نہ دیکھ لونگا تمہیں نہ جانے دونگا اور تمہارے جانے کو میں مانع نہیں ہوتا شوق سے جاؤ پھر شمائل خان نے بجاے خود خیال کیا کہ اگر شہریار کو چھوڑ کے خسرو کے پاس جاؤنگا بالیقین اسکو ناگوار ہوگا کہا ای بادشاہ یہ کیونکر ممکن ہی کہ تمکو چھوڑ کے خسرو پرویز کے پاس جاؤن اب میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں تم جاؤگے میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا پس دونوں تخت مرصع پر بیٹھ کے فرنگ کی جانب روانہ ہوے

اب شمائل خان اور شہریار کو ملک فرنگ کی جانب روان رکھا جاتا ہی اور چند کلمے خسرو پرویز کے حال میں بیان کیے جاتے ہیں

پھرے گلوں میں ای رنگین ادا بہار کی
شگفتہ ہوتے ہیں گل جس روش بہار ہے تیری
بس اب نہ مرن جلا ہوں سوچا ہوں غبار کی
روانی میں شاہد نگ گل ہر ٹون چلے ہے

بنا ہیں غازۂ رخسار گل گرد سواری سے
فروغ پایا ہی نفرت ہر گل بادہ خواری سے
مشابہ ہو گیا ہی گنبد مدفن عماری سے
گر نہ ان داسی تم کیوں ہوئی اشکباری

ہنسی آتی ہی ہر گل کی عماری شکباری
نہیں زاہد نہ کر دعوے تم پرہیز گاری سے
ترے آگے چمن ہی ای بابی شرمساری
نہیں بخت دبی کرتے ہیں دشت بہاری

فراق یار میں آئی اجل بار بہاری سے
روان پر ساتھ ہر نقش قدم تک بیقراری سے
کیا گلگشت میں کس سرو قد نے ناز میں شاد
بھلا اگشت فلک پر ہے کسکی آبیاری سے
درختوں نے نہیں باغ جہاں میں کم ہیں بوا سے
ہوا کب قد ترا محکم عمل کی پائداری سے
جو اکڑ دن عمل کی راکھ تو اکڑ دن پیچ زینت کا
تعلق بخیہ و مرہم کو کیا ہے زخم کاری سے
نظر آتا ہے شیشہ سر بریدہ ہجر ساقی میں
کہ اب جیسے پہ بہتی سرخی بادہ خواری سے
جو خونریزی کی عادت تھی جب تک جیتے جی میں
کریگی گردش میں زاہد کم نہیں ہے آبداری سے

ہر ایک بوند کی نہیں کہ مجھکو بوند یہی کنارے کی
مریض عشق ہوں مثل نیچہ ہوا ہی لذت زمانہ کی
درختوں کو بھی دیں گو نہیں ہے برگ باری سے
اگر ہوا بر دامان میں ہوئی نجات بھی
ہرے ہو جاتے ہیں داغ کہن باد بہاری سے
پسند آتا ہے گر مجھکو عروج الکرم کا منظر
وہ ہیں بعد بہ سر سکو تپ آئی ہے ہماری سے
ہوا ایسی بھری گلزار کی مٹی گل کے تئیں
تراپ اوعوانی کم نہیں ہے خون جاری سے
زبان شمع سوز آلکے میں سرگرم تنا ہوں
کہاں مستی ہے ساقی تم بھی کورس کی ملداری سے
رلایا مجھکو جب برسوں تو یادہ مستی رفاقت

زمین پر باتوں میں نہ ناز رعد کھٹا ہوا کی کالم
گریزان جسطرح ہوتے ہیں سب اہل شرم عارضی
دہ مرنے کے نہیں مجھکو بہت جنگلی عالی ہر
برش تلوار میں ہوتی ہے پیدا آبداری سے
اگر ہر سنگ میں کیڑا اجل اسکو بھی آئیگی
جناب بجو بھی کم نہیں تیری ہماری سے
بری ہو تو جہاں بیرون سے جو دنیا میں کامل ہیں
چراغ گل ہوئے گل جنبش باد بہاری سے
یہ رد کیوں کہا کرتا ہے ہم مستوں کو اہل زہد
سر عریان ہے اس محفل میں بہتر تاجداری سے
دلیل اسپر ہے کیا جو حکم کرتا ہے نجاست کا
ہوا ہو سبز دیکھا باغبان کی آبیاری سے

غواصان بحر معانی و صیرفیان دار العیار بہ والی نسخہ قرطاس پر اسطرح درربار ہوتے ہیں کہ جب موبد بیدین کی حمزۂ صاحبقران ثانی کفار کی قید میں مبتلا ہو گیا انواع اقسام کی مصیبتوں کا تحمل کیا دار دنیا خود مصیبت کی جگہ ہے قید کفار کا کیا ذکر جو بقید حیات ہے اگرچہ بظاہر آزاد معلوم ہوتا ہے لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی آلام و مصائب دنیا میں مثل قیدی کے مضطر و پریشان ہے حکمت میں مقرر ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو بروقت ولادت اسکو وہ تکلیف ہوتی ہے جو شکنجے میں کھینچنے سے ہوتی ہے بدن کی جلد ایسی نرم ہوتی ہے کہ ہاتھ لگانے سے اسکو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے زخم کے چھونے سے بے زبانی کی کیا کم تکلیف ہے کہ کہیں درد ہے لیکن بجز رونے کے کچھ نہیں کہ سکتا جب زبان میں گویائی کی طاقت پیدا ہوئی استاد کے حوالے کیا گیا اسکے کسی اعضا میں درد ہے استاد اسکے کہنے کو حیلے پر مبنی کرکے گوشمالی کرتا ہے قابل غور یہ امر ہے کہ اگر واقعی اس بچے کے کہیں درد ہے جسکو وہ دکھا نہیں سکتا پس استاد کی گوشمالی اسکے واسطے کیسا ظلم ہے جب ان مصائب کا متحمل ہوکے سن بلوغ کو پہونچا بزرگوں نے اسکی شادی کردی تا اینکہ صاحب اولاد ہوا اب اسوقت کی مصیبت کو کون نہیں جانتا خلاصہ یہ کہ زن و فرزند کے داد و غذا کی فکر میں جان و ایمان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا سو اب بڑھاپے کی باری آئی سے جو شعب آمد نشست آمد بدیوار اعضا نے حرکت کو جواب دیدیا بینائی ندارد کان بہرے دانت پہلے بعد دیگرے سب گر گئے کوئی سمجھائے تو انھیں کوئی سمجھائے تو سمجھیں تا اینکہ ملک الموت سے ملاقات کی نوبت آئی اب دنیا سے حساب و کتاب کا دغدغہ لگا ہے خلاصہ یہ کہ دنیا میں آکے قیامت کا سامنا ہو جاتا ہے اس حالت میں بھی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں چندروزہ زندگی میں دنیوی اغراض کے حاصل کرنے کو طرح طرح کا ظلم کرتے ہیں کسی کی یتیمی پر نظر نہیں کرتے کسی کی بیوگی پر رحم نہیں کھاتے کسی کی امانت نہیں دیتے کسی کا وعدہ واجب الادا ادا نہیں کرتے نہ خدا سے ڈریں نہ پیغمبر کا خوف کریں نہ امام کا پاس کریں ہزار ہزار لعن بر کار شیطان خسرو پرویز ثانی صاحب کرمبے ایمانی اس بات کی دلیل ہے جب

اس ملعون نے دیکھا کہ کسی طرح مسلمانون کا غلبہ کم نہین ہوتا ہے اپنی رائے ظاہر کی کہ حمزہ ثانی کو قتل کرنا چاہیے
توقف مین سرتاسر خدشہ ہے فوج کفار کے اکثر سردارون نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا اس بارے
مین عجلت کرنا بالکل نامناسب ہے مسلمان کثرت سے ہین اگر وہ سب کشت و خون پر آمادہ ہوگئے تو غضب
ہو جائیگا پہلے فوج اسلام کا تدارک کر لیا جاوے اسوقت حمزہ ثانی کو ہلاک کرنا لازم ہے فرود مین ثانی
بھی موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ میری بھی یہی رائے ہے خسرو پرویز ثانی نے کہا یہ
مین بھی سمجھتا ہون مگر اصل امر یہ ہے کہ امیر ثانی کو ہلاک کرنے سے فوج اسلام کا زور کم ہو جائیگا اور اگر
امیر کی ہلاکت مین دیر ہوگی تو مسلمانون کا غلبہ زیادہ ہو جائیگا فرود مین ثانی نے کہا اگر بادشاہ کا یہ خیال ہے
تو مسلمانون کے علاج کا مین ذمہ دار ہوتا ہون ہر طرح سے مین انسے سمجھ لونگا اگر فوج اسلام کی کثرت زیادہ ہے
تو خداوند کے فضل سے اس طرف بھی فوج و لشکر مین ترقی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے خسرو پرویز ثانی نے
کہا تم جانو مین نے اپنا خیال ظاہر کر دیا فرود مین ثانی نے کہا ہان مین جانون اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا
اسطرف لشکر مین بھی طبل جنگ بجا ؎ ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دو نوبت دو نوبت گردون رسید
دونون لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اول جو شخص کہ فوج کفار سے میدان مین آیا اشکبوس زرق درفش نام کا
نواساز بیدستان روزگار سے تھا آواز بلند پکارا کہ اے خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو آج مجکو دیکھنا ہے کہ
تمھارا خداے نادیدہ جسکی تم بندگی کرتے ہو کیا قدرت و طاقت رکھتا ہے اور اپنے خداوند لات و منات
کے جلال کو دیکھنا ہے تم مین سے کون ہے میرا مرد مقابل آوے میرا مقابلہ کرے اور اگر تم سب ہمارے
خداوند لات کی بندگی پر آمادہ ہو جاؤ تو ہمکو مطلق تمسے سروکار نہین ہے اگرچہ تم سب خداوند سے
منحرف ہو مگر پھر بھی خداوند کا رحم و کرم اس درجہ وسیع ہے کہ تمھارے گذشتہ گناہون سے درگذر کرکے راضی
ہو جائیگا اے خدا پرستو مین سچ کہتا ہون کہ تم مین میرا مرد مقابل نہو سکیگا کیون خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے
ہوتے ہو اس گبر مکار کی اس تقریر سے تمام فوج کے خون غیرت نے جوش مارا آپس مین مشورہ ہونے لگا کہ
کسکو اس گبر کی سرکوبی کو بھیجنا چاہیے تاکہ اسکو سزاے معقول دے سکے اسنے کلمات کفر زبان پر بکے
ہین اگر اول مرتبہ کوئی اہل اسلام اسکے مقابلے مین پسپا ہو جائیگا تو بڑی ذلت حاصل ہوگی اول تو یہ
اسکو سزاے معقول مل جاوے پھر جو کچھ ہوگا دیکھا جاویگا غالب شیر دل نام ایک پہلوان لشکر اسلام
سرداران لشکر اسلام کے سامنے آیا اور غضب آلود لہجہ مین اُسنے کہا کیون تاخیر بیجا ہے مجکو اجازت ملے تاکہ
اس گبر مغرور کو اسکی بیہودہ گوئی کی سزا دون بعضون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ بھی ایک پہلوان زبردست ہے
بعضون نے کہا اگرچہ غالب شیر دل ایک پہلوان زبردست ہے تاہم ناتجربہ کار ہے اسکا بھیجنا ہرگز صلاح
نہین ہے غالب شیر دل نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا اسکی کیا دلیل ہے کہ مین ناتجربہ کار ہون جو کوئی مجکو
ناتجربہ کار سمجھتا ہے پہلے وہی مجھسے سمجھ لے میری تجربہ کاری اور ناتجربہ کاری کا حال بھی ظاہر ہو جائیگا بے سمجھے بوجھے
زبان سے کسی بات کا نکالنا کیا معنی اگر مین اس گبر کے مقابلے کو نہ بھیجا جاؤنگا اپنے کو خود ہلاک کر دونگا مجبوری
سب نے اسکو اجازت میدان دی غالب شیر دل اسیطرح شمشیر برہنہ بکف اشکبوس زرق درفش کے
روبرو آیا اور کہا او گبر بیہودہ کہ یہ کیا بے تمیزی ہے کہ تو جو کچھ منہ مین آتا ہے بکتا ہے انسان کو سوچ سمجھ کے بات کرنا
چاہیے اشکبوس زرق درفش نے بغور از سرتا پا غالب شیر دل کی صورت دیکھی اور کہا اس گفت و شنید

سے کچھ فائدہ نہیں ہے زبان بہ بند و دو باز بکشا غالب نے شمشیر آبدار کا وار کیا اشکبوس زرق درفش
نے بسہولت اُس وار کو رد کیا اور کہا خبردار ہو جا ؎ زدی ضرب خود ضرب باد وش کن ٭ ہمہ دین و دنیا
فراموش کن ٭ یہ کہکے نیزے کا وار کیا غالب شیردل بھی ایک پہلوان کامل الفن تھا اس صفائی سے تلوار کا
وار کیا کہ نیزہ اُس پلید کا قلم ہوکے زمین پر گرا اشکبوس زرق درفش بہت خفیف ہوا اور نصف نیزہ وہ بھی
زمین پر پھینک کے کہا اے اب اِس وار کو بھی رد کر تو میں تجھے پہلوان زبردست سمجھوں اور تلوار کا وار
کیا غالب شیردل نے سپر پر اُس ضرب کو روکا مگر سپر کٹ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کٹ گئیں
سرداران لشکر اسلام خوب ہوشیار اس وجہ سے تھے کہ وہ غالب کو بالکل ناتجربہ کار سمجھے تھے مگر اُسکے
اصرار سے اُسے اجازت میدان دی تھی جب انھوں نے دیکھا کہ غالب شیردل نے نہایت کوشش
سے اشکبوس زرق درفش کا وار رد کیا تاہم غالب کی انگلیاں قلم ہوگئیں چند پہلوان اُسکے
قریب پہونچ گئے اور کہا اے دلاور دوران واقعی اچھا کام کر دی خوب اِس گبر کے وار کو رد کیا اب تیرا
قیام یہاں بالکل نامناسب ہے دست راست تیرا بالکل بیکار ہوگیا ہے اس حالت میں اگر تو مقابلے کو آمادہ
رہیگا بالیقین اس موذی کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائیگا ناچار غالب شیردل واپس آیا مگر غصہ سے کانپ
رہا تھا اور کہتا تھا تم لوگ بیکار مانع ہوئے اگر یہ میری انگلیاں قلم ہوگئیں ہیں تو ہم میں اس مردود سے سمجھ لیتا
زیادہ بریں نیست کہ میں ہلاک ہو جاتا باشد سرداروں نے کہا یہ مقصود نہیں ہے کہ اول مرتبہ لشکر اسلام کا کوئی
متنفس اس گبر کے ہاتھ سے ہلاک ہو ہنوز یہ باتیں ہورہی تھیں یکایک ایک جانب سے تیرہ و تار گرد نمایاں ہوا
دونوں طرف کے لشکر اُس گرد کے جانب متوجہ ہوئے ہر ایک کہانے خود یہ سمجھتا تھا کہ ہماری طرف کمک آتی
ہے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا سکندر فرخ لقا اور شاپور شیردل ایک لاکھ سواران جرار و خنجر گذار کی
جمعیت لیے چلے آتے ہیں مسلمان بہت خوش ہوئے خداوند عالم کا شکر ادا کیا خواجہ عمر ثانی چند قدم استقبال کو
بڑھ گئے پہلے سکندر فرخ لقا سے ملاقات ہوئی سکندر نے کہا اے خواجہ خواجگان کیا خبر ہے خواجہ نے تمام
حقیقت بیان کی اور کہا جلد جاکر اُس کو ضلالت و گمراہی کی سزائے معقول دو سکندر بخط مستقیم میدان میں آیا
شاپور کو دیکھا گرد میں چھپا لیا اور کہا اے دلاور دوران خوب وقت پر پہونچے اشکبوس زرق درفش
میدان میں ہے وہ گولی پر آمادہ ہے جلد اُسکو چپ کرو شاپور شیردل بھی میدان میں آیا سکندر فرخ لقا نے
کہا پہلے ہی شاپور شیردل تم توقف کرو میں اس گبر سے نبٹتا ہوں پھر تمکو اختیار ہے شاپور شیردل
نے کہا پہلے مجھے اجازت حرب دو خواجہ نے کہا اے شاپور شیردل دلاور تم توقف کرو شاپور ایک جانب
استادہ ہوکے جنگ و حرب کا تماشا دیکھنے لگا سکندر فرخ لقا نے چند قدم آگے بڑھکے کہا او اشکبوس
منحوس یہ تو کیا کہتا ہے ؎ بیا بیا کہ دارم زمردی نشان ٭ اشکبوس سکندر فرخ لقا کی جانب جھپٹا
کہ اگر سکندر فرخ لقا جگہ خالی نہ کرتا تو مع مرکب ہلاک ہوجاتا سکندر نے جگہ خالی کرنے اشکبوس
مع مرکب منہ کے بل زمین پر آرہا سکندر قریب اُسکے پہونچ گیا اشکبوس مرکب سے زمین پر آکے سنبھل چکا تھا
اُسنے تلوار کا وار کیا جس سے سکندر فرخ لقا مجروح ہوگیا سکندر نے جھنجھلا کے ایسا وار تلوار کا کیا کہ
اشکبوس تا جگر دو حصہ ہوگیا اشکبوس کے ہلاک ہونے سے کفار میں غلغلہ بلند ہوا اور سب نے یکبار
حملہ کیا ہنگامہ جنگ مغلوبہ گرم ہوا گیر و بزن کی صدا بلند ہوئی جو جسکے زد پر آگیا فوراً دو حصہ تھا کشتوں کے

پڑتے تھے سروں کے انبار لگ گئے زیادہ تر کفار ہلاک ہوئے تا شام جنگ مغلوبہ رہی چونکہ کفار کے حواس
زیادہ منتشر ہو گئے تھے انہوں نے طبل بازگشت بجا دیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس آئے
سکندر فرخ لقا سعد شہریار کی ملازمت میں حاضر ہوا دعا و ثنائے شاہی بجا لایا سعد شہریار نے سکندر
کی جرأت و بہادری کی بہت تعریف کی اور کہا اے سکندر تمہی تھے اسوقت لشکر اسلام کی بات رکھ لی ہمکو
اس بات کی بہت فکر تھی کہ اشکبوس زریں درفش نے بہت کچھ کلمات کفر اپنی زبان پر جاری کیے
ہیں اگر اسکو بھی مرتبہ سزا سے معقول نہ ملی تو کچھ نہ ہوا بارے خداوند عالم کے فضل سے تم اسوقت پہونچ گئے
جو وہ جہنم نصیب ہوا۔ دیکھو غالب شیر دل کو وہ زخمی کر چکا تھا سکندر فرخ لقا نے کہا شہریارا اصل امر یہ ہے
کہ اشکبوس ایک زبردست گبر تھا اسکے مقابلے میں میرے بھی حواس باختہ ہو چکے تھے بارے خداوند عالم
کے فضل سے اور حضور کے اقبال سے میں غالب آیا ہوں۔ واقعی اگر غالب شیر دل اسکے مقابلے سے
واپس نہ آتا تو ضرور ہلاک ہو جاتا بعدہ شہریار کا حال بیان کیا تمام حاضرین شہریار کا حال سن کے متعجب
ہوئے اور کہا کیا تعجب کی بات ہے کہ جس شخص میں اولاد حضرت ابراہیم کی نشانیاں موجود ہوں اور وہ
فرنگیوں کے پاس ہو اور مزید براں بت پرستی اختیار کیے ہوئے ہو کچھ عقل کام نہیں کرتی کہ یہ کیا امر ہے
اسطرف لشکر کفار میں مشورے ہو رہے تھے کہ مسلمانوں کا زور روز بروز بڑھتا جاتا ہے انجام بہتر نظر نہیں آتا
کیا تدبیر عمل میں لائی جائے جو مسلمانوں کا زور کم ہو کسی نے کہا طرفہ امر ہے کہ خداوند بھی اپنے بندوں کی
مدد نہیں کرتا اپنے مخالفین کی حمایت پر آمدہ ہے کسی نے کہا اے فلاں تیرا یہ اعتراض خداوند کی نسبت بیجا ہے اسنے
جو کچھ تقدیر کر دی ہے ہر طرح وہی ہوگا ہاں صرف اسقدر اعتراض ضرور ہے کہ باوجود تقدیر مقررہ ہماری طرفداری
ضرور تھی اُسنے کہا میں بھی تو یہی کہتا ہوں صلصال اور شہ وہین ثانی دونوں ہمزبان کفار کو دلاسا دے
رہے تھے کہ کیوں اسقدر خداوند کے رحم و کرم سے ناامید ہو اگرچہ خداوند تقدیر کر چکا ہے تاہم اپنے بندوں
کی مدد کریگا اب نہیں کسی دوسرے وقت میں جبکہ ہم سب بالکل مجبور ہو جائیں گے کفار نے کہا قربان ایسی
مدد کے جب ہم نیست و نابود ہو جائیں ان دونوں نے کہا تم سب نیست و نابود نہ ہوگے کفار نے کہا اے
صلصال ہم پوچھتے ہیں کہ خداوند کو ایسی تقدیر کرنا کیا ضرور تھی کہ جس میں سراسر ہمارا نقصان ہے یہ وہی
مثل ہے کہ گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدہ صلصال نے کہا خداوند کی مشیت میں کسکو دخل ہے اگرچہ ہمکو اطلاع
نہیں ہے لیکن ہمکو سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی فعل خداوند کا خالی از حکمت و مصلحت نہ ہوگا اسطرف لشکر اسلام میں صبح کا
وقت تھا دربار گہربار میں سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام تخت شہنشاہی پر جلوہ افروز تھے تمام سرداران و امرا
و وزرا اپنے اپنے دخل کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ غل ہوا بادشاہ لشکر اسلام نے کہا یہ غل کیسا ہے کہ ایک گروہ
گریبان دریدہ و سر برہنہ دربار میں آیا سعد شہریار نے حکم دیا کہ پوچھو کیا واقعہ گذرا ہے جو تم سب اسقدر
بدحواس آئے ہو انہوں نے کہا غضب ہو گیا شب کو شاہزادہ بدیع الزمان اپنے خیمے سے غائب ہو گیا
ہر چند تجسس و تلاش کی کہیں پتہ نہیں ملا مجبوری یہاں خبر کو حاضر ہوئے سعد شہریار نے پوچھا کہ پہرے
پر کون تھا لوگوں نے پہرے والے کا نام بتایا اور کہا پہرے والا کہتا ہے کہ ہم ہوشیاری تمام پہرہ دیتے تھے
ہماری موجودگی میں کوئی غیر شخص خیمے میں نہیں آیا سعد شہریار نے کہا خیمے میں جا جا دیکھو شاید کوئی عیار
لشکر ضلالت شعار کا بذریعہ نقب خیمے میں پہونچا ہو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو لے گیا ہو انہوں نے

عرض کی شہریار شاہزادہ سوزن نہیں ہے کہ خاک چھانی جائے اگر حضور کو یقین نہو تو خود تشریف لیچلکے
ملاحظہ فرمالین سعد شہریار سب کو ساتھ لیے ہوئے شاہزادۂ بدیع الزمان کے خیمے مین آئے دیکھا واقعی
اندرون خیمہ نقب واقع ہے اور پلنگ کے نیچے اسطرح واقع ہے کہ مطلق گمان نہین ہوتا کہ یہان نقب واقع ہے
سردارون نے اُس نقب کو دیکھا عجب طرح کی وہ نقب تھی کہ اُسکے دیکھنے سے دل مین وحشت پیدا ہوتی
تھی سعد شہریار نے تمام عیاران لشکر اسلام یعنے عمر ثانی و ہدہد بن عمر و مرجان خجستہ و شاہ نور شیر دل
و جانسوز و رابطہ بانو کو طلب کیا جب وہ سب حاضر ہوئے فرمایا ای خیر خواہان من مجکو تعجب ہے کہ لشکر
اسلام مین ایسے لائق و فائق جمع ہون اور کفار ایسی کارگذاری کر گذرین کہ شاہزادۂ بدیع الزمان جیسے
غائب ہو جائے معلوم ہوا کہ تم سب بالکل بیخبری مین مبتلا ہو خواجہ نے عرض کی ای شہریار والا تبار ہم لوگ
ہرگز بیخبر نہین ہین مگر اتفاق امر کو کیا کیا جاوے اور بالفرض شاہزادے کو کوئی لیگیا انشاء اللہ تعالی ہم اس
والا جاہ کو تلاش کر لاوین گے چنانچہ خواجہ اُسی وقت اُس نقب مین اُتر گیا بقیہ سب اُردوے کفار کے
جانب روانہ ہوئے خواجہ اُس نقب کو طی کر کے سر نقب پر پہونچا وہان دیکھا ایک صحراے لق و دق ہے جس سے
دل مین ہول پیدا ہوتا ہے خواجہ کو ازبسکہ شاہزادہ بدیع الزمان کا سراغ لگانا ضروری تھا اُس صحراے
ہولناک مین قدم رکھا ہر چہار جانب دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا قریب چار فرسخ کے راہ طی کی ہوگی ایک لشکر
نہایت آراستہ و پیراستہ نظر آیا جنگل درمیان جواہر دوزین خواجہ نے ایک لشکری سے پوچھا یہ لشکر کسکا ہے کہا
تو نہین جانتا مالک اس لشکر کا شیرویہ فرزند خسرو پرویز نبیرۂ نوشیروان ہے اُسکے پاس ایک پہلوان
زرفیل منارہ گردن نام ہے جسکا مثل و نظیر زمانے مین نہین ہے دوسرا بادشاہزادہ ملک ہے جالوند کوہ پیکر نام
ہے مشہور ہے فن کشتی مین آج یگانۂ روزگار ہے اور ایک عیار بھی خدنگ تیز رو نام ہے زرفیل منارہ گردن جو ہتھیار اپنے
تن پر آراستہ کرتا ہے اُنکا وزن پانچ سو من ہے منجملہ اُن اسلحے کے فقط تلوار کا وزن پچاس من ہے خواجہ اُسکی تقریر
سن کے اور اس سامان کو دیکھ کے متحیر تھا کہا یہ لشکر آراستہ و پیراستہ کہان جاتا ہے اُسنے کہا یہ لشکر خسرو پرویز
کی مدد کو جاتا ہے یہ سُن کے خواجہ کو اور بھی حیرت ہوئی دل مین کہا خدا خیر کرے اور لشکر مین داخل ہو
فوج کی شوکت و شان و جملہ سامان کی سیر کرتا ہوا بارگاہ شاہی کے دروازے پر پہونچا سوچا کہ اس ہیئت
سے داخل دربار ہونا خالی از دقت نہین ہے لوگ متعرض ہونگے تبدیل ہیئت اسطرح کی کہ دربار مین
داخل ہونے سے کوئی متعرض نہوا دربار مین جا کر دیکھا کہ شیرویہ تخت مرصع پر بکمال شان و شوکت
بیٹھا ہے اور وہی زرفیل جسکا ذکر سن چکا تھا اُسکے دست راست بیٹھا ہے اور الوند جانب چپ بیٹھا
ہے اور ایک عیار الماس پوش کو دیکھا کہ ایک گولہ بار زمین پر رکھا ہے اس کے پاس بیٹھا ہوا اُسکے
بند و بست کو کھول رہا ہے خواجہ سمجھ گیا کہ خدنگ عیار یہی ہے شیرویہ نے کہا ای عیار طرار و ای سنگ کار گذار
یہ کیا غلطی کرتا ہے پہلے اس جوان کو بخوبی گرفتہ و بستہ کرے بعدہ گولہ بار کو کھول ایسا نہو کہ نوع دیگر
پیش آئے خدنگ عیار نے چند زنجیرین منگا کین گولہ بار کو کھولا شاہزادۂ بدیع الزمان کے
دست و پا کو زنجیرون سے خوب جکڑا بعدہ ہوشیار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے بنام خدا سلام کیا اور کہا
مجکو کمال حیرت ہے کہ مجکو یہان کون لایا اور کس مصیبت مین مبتلا ہو گیا شیرویہ نے کہا ای جوان تجکو وہ شخص یہان
گرفتار کر لایا جسکے حال پر خداوند لات نے فضل کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کس غرض سے

مجکو گرفتار کیا ہے شیرویہ نے کہا اے جوان مجکو خاص اسی غرض سے گرفتار کیا ہے کہ تجکو بطور تحفہ کے اپنے
باپ کے پاس لیجاؤن دوسرے یہ کہ مین نے سُنا ہے کہ تو فن کشتی مین مہارت کامل رکھتا ہے میرے بھائی بھی
الونا نام ایک پہلوان ہین مین چاہتا ہون کہ تیری فن کشتی کا امتحان لون شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اگر تجکو فن کشتی مین امتحان لینا تھا تو ہنگامہ کشتی گرم کرکے مجکو گرفتار کیا ہوتا اسطرح کیا سبب ہے کہ عالم غفلت
مین مجکو گرفتار کیا شیرویہ نے کہا پہلے ہنگامہ کشتی اسواسطے گرم نہین کیا کہ شاید تو غلبہ پاکے اپنے حریف کو
ہلاک کرے اسوقت مجکو اختیار ہے کہ اگر تو حریف پر غالب آئے تاہم تجکو مقید رکھون بدیع الزمان
نے کہا یہ بالکل ناانصافی ہے شیرویہ نے کہا بیان انصاف سے کیا نسبت ہے غرض یہ ہے کہ کسی طرح مسلمانون کو
دکھ دون اور ہر طرح سے انھین پامال کرکے نیست و نابود کر دون بعد اس گفت و شنید کے بدیع الزمان
کو شیرویہ نے زندان مین بھیج دیا شیرویہ نے وہان سے کوچ کیا اپنے باپ کے لشکر کی طرف روانہ ہوا
عمر ثانی وہان سعد شہریار کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اُن عیارون مین سے جو شاہزادہ
بدیع الزمان کی تلاش مین گئے تھے چار عیار خسرو پرویز کے دردولت پر پہونچے وہان کے ملازمون
کی صورت سے مشابہ ہوکے دربار مین داخل ہوئے چند لمحہ کے بعد دیکھا کہ ایک پیادہ داخل دربار ہوا اسوقت
عرض بیگی مین استادہ ہوکے بعد دعا و ثناے شاہی اسطرح عرض پرداز ہوا کہ خدنگ نام عیار شیرویہ جو
عنقریب وہ بھی خدمت والا مین پہونچتا ہے اسکے ساتھ دو پہلوان نہایت زبردست ہین ایک کا نام
زرلیل منارہ گردن ہے اور دوسرے کا نام الوند کوہ پیکر ہے خسرو نے کہا اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے اُسنے کہا
اور خبر تازہ یہ ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کیا ہے شیرویہ اُسکو بھی ہمراہ لائیگا اے بادشاہ
بدیع الزمان نہایت زبردست ایک پہلوان ہے اسکا گرفتار کرنا ایک امر عظیم تھا بارے خداوند لات کا
فضل شامل حال ہوا جو وہ گرفتار کیا گیا ورنہ بہت مشکل تھا خسرو پرویز بہت خوش ہوا کہا اے خدنگ مین نے
بھی شاہزادہ بدیع الزمان کا نام سنا ہے اب یہان آئے تو دیکھون کہ کس صورت و شکل کا خداپرست ہے واقعی
شیرویہ نے بڑا کام کیا جو اسکو گرفتار کیا بعدہ طبل شادمانی بجانے کا حکم دیا جاسوسون نے یہ خبر سعد شہریار
بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو شیرویہ بن خسرو پرویز نے خدنگ عیار کے
ذریعہ سے گرفتار کیا ہے اور عنقریب شیرویہ اپنے باپ کے پاس مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا چاہتا ہے جب
صبح کو پرویز نے تمام سرداران لشکر کو شیرویہ کے استقبال کیواسطے بھیجا خواجہ عمر ثانی بھی ان بدبختون کے ساتھ
تبدیل ہیئت کے ہوئے تھا مگر نہایت خبردار و ہوشیار رہتا اُنکے سرداران لشکر کفار شیرویہ کو دربار خسرو مین لائے
خسرو شیرویہ اپنے فرزند کو دیکھ کے تخت حکومت پر سے اٹھ کھڑا ہوا فرزند کو سینے سے لگایا پیشانی پر بوسے
دیے تخت پر اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکے سردارون کو بھی حسب مراتب جگہ دی خواجہ ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ
تماشا دیکھ رہا تھا ایک گبر بدکردار کی نظر خواجہ پر پڑی سمجھا کہ کوئی عیار لشکر اسلام کا بہیئت ظاہری دربار خسرو مین
عیاری کے ارادہ سے آیا ہے سب کی نظر سے پوشیدہ اپنی جگہ سے اُٹھا دربار سے باہر آیا اپنے ایک ملازم معتمد
کو قریب اپنے بلایا اور کہا مین اسوقت ایک جرأت کرتا ہون جان کا خدشہ ہے مگر تو ہوشیار رہنا اُسنے
حال پوچھا اُس سردار نے کہا ایک خداپرست تبدیل ہیئت کیے دربار خسرو مین موجود ہے مین نے اُسکو پہچان
لیا ہے ابھی مین نے کسی سے اطلاع نہین کی ہے تو بھی ابھی کسی سے نہ کہنا اس کارگذاری کے عوض مین خسرو

سے مجھے انعام لینا ہی ورنہ اور لوگ شریک انعام ہو جائینگے اُس ملازم نے کہا اچھا مین خبردار ہون تم
جاؤ اگر کوئی نوع دیگر پیش آئیگا مین آموجود ہونگا وہ سردار یہ کہکے پھر دربار مین آیا نظر بچاکے خواجہ کے
قریب گیا یکایک خواجہ کو بغل مین دبا لیا اور خسرو پرویز کے تخت کے قریب جاکے خواجہ کو زمین پر مارا چاہتا
تھا کہ خواجہ کے سینے پیچھے خواجہ نے اس زور سے لات اُسکے سینے پر ماری کہ غلطک کھاکے زمین پر
گرا خواجہ شیرویہ کے پاس آیا اور ایک طمانچہ اُسکے گلے پر مارا تاج زرین اُسکے سر سے اُتار لیا اور ایک
لات ملازم کے ماری اُسکا بھی تاج سر سے اُتار لیا اب خنجر ہاتھ مین لیکے جنگ مین مصروف ہوا عیاران
لشکر اسلام دربار خسرو مین موجود تھے جب اُنھون نے عمر ثانی کو آمادۂ جنگ دیکھا سب خواجہ کے شریک
ہوگئے لیکن جسوقت اُس سردار اول کے سینے پر عمر ثانی کی لات پڑی تھی اور غلطک کھاکے زمین پر گرا
تو آواز اپنے ملازم کو پکارا ای فلان جلد دوڑو لوگ اس سردار کو افتادہ دیکھکے پکارے کہ خبردار یہ خداپرست
جانے نہ پائے جلد اسکو گرفتار کرو میرے مالک نے پہلے ہی اسکو پہچان کے مجھے مطلع کر دیا تھا خسرو پرویز
نے پکارکے کہا جلد اس خداپرست کو گرفتار کرلو تمام کفار نے خواجہ کو گھیر لیا اُس مجمع کفار مین طاہر قاق
بھی اُسوقت تھا جب اُسنے دیکھا کہ خواجہ ہر چہار جانب سے گھر گئے جھپٹ کے خواجہ کے قریب آیا اور
کہا او خداپرست دیکھون اب تو کسطرح یہان سے زندہ جاتا ہی یہ کہکے خنجر کا وار کیا خواجہ نے جست کی
طاہر قاق کا وار خالی گیا لیکن اس وجہ سے کہ ہر چہار جانب سے کفار خواجہ کو گھیرے ہوئے تھے جگہ کم تھی
خواجہ جست مارکے کفار پر گرا وہان پاؤن بہکا زمین پر گرا طاہر قاق خواجہ کے سینے پر سوار ہوگیا اور
ارادہ کیا کہ خواجہ کو ہلاک کرے یکایک ایک جانب سے شور وغل ہوا طاہر قاق گھبرا گیا راست جب
نگاہ کی کہ یہ شور عظیم کیسا برپا ہی دیکھا شاپور شیردل پہنچ گیا ہی شاپور نے جاتے ہی ایک ضرب مین طاہر قاق کا سر تن
سے جدا کر دیا اور بآواز بلند کہا ای خواجہ خواجگان جلد سنبھلو خواجہ اُٹھ کھڑا ہوا اب خواجہ اور شاپور دولت
بااتفاق جنگ و جدل مین مصروف ہوئے اور خنجر آبدار سے وار کرتے ہوئے وہان سے نکل گئے دربار سعد شہریار مین پہونچے
سعد شہریار نے حال پوچھا خواجہ نے کہا شہریار خدا نے بڑی خیر کی آج مین ضرور طاہر قاق ملعون کے ہاتھ سے
جنت نصیب ہو جاتا کیونکہ وہ ملعون خنجر آبدار لیے ہوئے میرے سینے پر سوار ہو چکا تھا شاپور شیردل وقت پر پہنچ گیا
جو اُسنے طاہر قاق کو جہنم واصل کرکے میری جان بچائی سعد شہریار نے کہا خواجۂ خواجگان روزگار تعجب ہی کہ تم
ایسے عیار تجربہ کار اُس سے پسپا ہوگئے خواجہ نے کہا شہریار زندہ اور کردگار مین کبھی اُس جہنمی سے پسپا ہوتا مگر
وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ ملعون خنجر کھینچ کے میرے قریب آگیا اور خنجر کا وار کیا مین نے جست کی جگہ کم تھی کفار
کے مجمع پر جا گرا وہان سنبھل نہ سکا وہ ملعون اسی حالت مین میرے سینے پر سوار ہوگیا بادشاہ اسلام
نے کہا ہان واقعی مجبوری کا عالم تھا اور خلعت گران بہا سے دونون کو سرفراز کیا اب اُسطرف کا حال سنیے
کہ طاہر قاق کے ہلاک ہونے سے خسرو پرویز بہت بد دماغ ہو رہا تھا جانگزری کے بعد اسکو ہوش آیا
حواس درست ہوئے کہا ای شیرویہ بڑا غضب ہوا مسلمانون سے ہمیشہ کار نمایان ظہور مین آتے ہین گرفتار
بھی ہوتے ہین اور ہمیشہ کشت و خون کرکے نکل ہی جاتے ہین کل الوند پہلوان اور بدیع الزمان سے
کشتی ہو دیکھین بدیع الزمان کیسا پہلوان ہی شیرویہ نے کہا ای پدر الوند زبردست پہلوان ہی شاہزادہ
بدیع الزمان کیا قابلیت رکھتا ہی جو اس سے سربہ ہوگا خسرو نے کہا ای فرزند یہ کبھی خیال نہ کرنا ادنی کی

ادنی مسلمانون سے وہ جرات وطاقت ظہور مین آتی ہو کہ عقل کام نہین کرتی اور بدیع الزمان تو علی
مرتبہ کا خدا پرست ہو مجکو تجربہ سے معلوم ہوا ہو کہ جب مسلمان حالت مجبوری مین مبتلا ہو جاتے ہین خدا اونکے
حال پر رحم آجاتا ہو اور اپنے بندگان خاص کی متعلق خبر نہین رہتی ہو نہین معلوم یہ کس قسم کی عادت خداوند
کی ہو مین سچ کہتا ہون اگرچہ بدیع الزمان مقید ہو تاہم اوسکے مقابلے مین خار خشہ معلوم ہوتا ہو کل جو کچھ خداوند
دکھائیگا اوسے دیکھین گے دوسرے روز عمرو ثانی بصورت نوشاد خندق عقاب مین سے گذرا تھا کہ عیار اسکو
خدنگ عیار کے پاس لائے اور کہا تو جانتا ہو کہ یہ کون ہو اوسنے کہا ہان کچھ تو پہچانتا ہون کہا بیان کر اوسنے
کہا یہ عیار لہراسپ کا ہو حمزہ کے پاس اکثر جایا کرتا ہو خدنگ نے کہا جب یہ حمزہ کے پاس اکثر
جایا کرتا ہو تو مانع ہونے کی کیا وجہ ہو اب بھی جاسکتا ہو خواجہ آگے بڑھا بلندی پر گیا لوگون نے جو
عرصے کے بعد دیکھا متعجب ہوکے کہا یہ کیا بات ہو پیشتر تو متعدد مرتبہ آتا جاتا تھا اسقدر عرصے تک تو
کہان تھا نوشاد مصنوعی نے کہا ہان تجھے سچ کہا مین عرصے کے بعد یہان آیا ہون وجہ یہ ہو کہ ہمارے
مالک نے فی الحال ایک باغ لیا ہو مجکو اوس باغ کا داروغہ مقرر کیا ہو غرضکہ خواجہ نے وہان پہونچ
کے سب کو بیہوش کیا مع لہراسپ اندر آیا امیر کے پاس پہونچا اور کہا ای والا منزلت اب کچھ عرصہ باقی
نہین ہو رہائی کا وقت آپہونچا امیر نے نفس سرد کھینچکے کہا ای خواجہ تمھارے تسلی دینے پر کیا موقوف ہو
اگر خداوند عالم کی مشیت مین میری رہائی گذری ہو تو ایک نہ ایک روز ضرور اس قید مصیبت سے چھوٹ
جائین گے اور اگر مشیت الٰہی مین رہائی نہین گذری ہو تو کسی قدر رہائی کی کوشش بیجا ہوگی کچھ فائدہ نہوگا مگر
ای خواجہ تمھارا احسان مجپر بہت کچھ ہو کہ حالت قید مین میری خبر لی ورنہ اب تک مین ہلاک ہو جاتا خواجہ نے
کہا حضور یہ کیا ارشاد فرماتے ہین بندہ مین خادم جان نثار ہون مجکو یہی ندامت کیا کم ہو کہ میری موجودگی مین حضور
اس قید مصیبت مین مبتلا ہوگئے اور اسوقت تک مبتلائے زحمت ہین بعد اسکے گفت و شنید کے خواجہ رخصت
ہوا سعد شہریار کی خدمت مین حاضر ہوا امیر کی جانب سے دعا کی بعدہ کہا شہریار اب مین رخصت ہوتا ہون
بادشاہ لشکر اسلام نے کہا اب کہان کا قصد ہو خواجہ نے کہا اب لشکر کفار مین جاکے وہان کی خبر لیتا ہون چنانچہ
خواجہ لشکر کفار مین آیا معلوم ہوا کہ خسرو پرویز اس بات پر آمادہ ہو کہ الوند پہلوان بدیع الزمان
سے ہنگامہ کشتی گرم کرے خواجہ وہان سے پھر سعد شہریار کے دربار مین آیا اور الوند پہلوان اور بدیع الزمان
کی کشتی کا حال بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام اس کشتی کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہوئے کہا ای خواجہ
تمھاری چالاکی کیا اگر ہمنے اس کشتی کا تماشا دیکھا تمھاری اس کارروائی کے عوض مین ہم سب تمکو زر کثیر
دینگے خواجہ نے کہا زر نقد کا خیال تو ضرور مجھے مجبور کرتا ہو کہ مین تم سب کو وہان لیچلون لیکن کوئی معقول تدبیر
سمجھ مین نہین آتی سب نے کہا ضرور کوئی تدبیر کرنا چاہیے خواجہ نے بعد غور و فکر کے سب کو سوداگرون کی
صورت سے مشابہ کیا چند اونٹون پر خالی صندوق رکھے اور ہمراہ لیکے لشکر کفار کی جانب روانہ ہوا
اور قریب لشکر کے پہونچ کے خیمہ زن ہوا چند اشیائے ضرورت بھی تاجرانہ رکھ لین تھین اوسیوقت
چند کفار آئے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے کہا ہم تاجر ہین اگر کچھ خریداری منظور ہو تو بیان کرو
کفار کہا ابھی تجارت کے صندوق کھولے نہین ہین اور جو اسباب صندوقون سے باہر ہمراہ تھا
اوسکو دکھایا جسمین سے کسی قدر اون ضلالت شعارون نے خریدا خواجہ سے کہا کیون صاحب تم لوگ

کسلیے ذکر ہوا انھون نے کہا ہم سب خسرو پرویز کے نوکر ہین خواجہ نے کہا اگر تمھارا مالک مجھکو خریدنا چاہے
تو ہمکو لیچلو کفار نے کہا ابھی موقع خریداری کا نہین ہی اسواسطے کہ فی الحال خسرو پرویز نے ایک جلیل القدر
مسلمان کو گرفتار کیا ہی جو فن کشتی مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ خسرو پرویز کو منظور ہی کہ دین خدا پرستی
بالکل نیست و نابود ہو جائے اور مسلمان ذلیل ہون بنا بران اوس مسلمان شدید سے اپنے یہان کے ایک
پہلوان زبردست الوند نام کی کشتی قرار دی ہی اس قصہ سے فراغت ہو جائے تو پھر تم مال تجارت خسرو پرویز
کے ہاتھ بخوبی بیچ سکتے ہو ہم خود تمکو اپنے ہمراہ لیچلینگے خواجہ نے کہا برادر تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہی
کہ تم نہایت خلیق معلوم ہوتے ہو فوج اسلام کی جانب بھی ہمارے جانے کا اتفاق ہوا تھا مگر وہ لوگ کچھ ایسے
کج خلق ہین کہ ہم وہان قیام نہ کر سکے اور ایک درم کا بھی سودا نہ بکا اب یہ بتاؤ کہ جس کشتی کا تم ذکر کرتے ہو
اوسکا تماشا کسی طرح ہم بھی دیکھ سکتے ہین ان بدبختون نے کہا کیا مضائقہ ہی وہان آکے تم بھی تماشا دیکھنا خواجہ نے
کہا ہم اجنبی لوگ ہین مبادا ہم گئے اور اہل لشکر نے ہمکو وہانتک جانے نہ دیا تو ہم اپنے مطلب سے
محروم رہینگے ہان اگر تم ازراہ مہربانی اپنے ہمراہ لیچلو تو کیا مضائقہ ہی اس ضمن مین خسرو پرویز
کا بھی سامنا ہو جائیگا اور دوسرے وقت ہم بخوبی اوس سے ملاقات کرکے اوسکے ہاتھ مال فروخت کر سکتے ہین
سہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ؂ ان گبرون نے کہا یہ بھی ممکن ہی خواجہ بہت خوش ہوا کچھ مال
تجارت بطور تحفے کے انکو دیا انکا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ اوسی وقت اپنے ہمراہ خواجہ کو مع سرداران ہمراہی لشکر
کفار مین لیگئے اہل لشکر نے حال پوچھا انھون نے بیان کیا کہ یہ لوگ تاجر ہین مال تجارت لیے ہوئے
اسطرف بھی گذر ہو گیا فی الحال انھون نے الوند اور بدیع الزمان کی کشتی کا حال سنا تھا تماشا دیکھنے کو
یہ بھی آئے ہین اب ہم انکو دربار خسرو مین لیجانا چاہتے ہین چنانچہ وہ گبر سرداران اسلام کو دربار خسرو پرویز
مین لیگئے انھون نے دیکھا کہ پرویز تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہی دو طرفہ جلیل القدر سردار کرسیون و نشستون پر
بیٹھے ہین پرویز نے حکم دیا الوند پہلوان چارسو کے پاس شاگرد ہمراہ لیے ہوئے از سرتاپا روغن کنجد ملے ہوئے
آیا پھر تو خسرو پرویز نے شیرویہ کی جانب اشارہ کیا شیرویہ نے بدیع الزمان کو طلب کیا فوراً
بدیع الزمان بھی حاضر ہوا شیرویہ نے کہا اس خداپرست کے بند دست و پا اکرو صراف نے بند آہن
کاٹے الوند نے از سرتاپا بدیع الزمان کو دیکھا اور کہا ای خداپرست آج میرا تیرا مقابلہ ہی دیکھون خداوند
لات کسکے حال پر اپنا فضل کرتا ہی بدیع الزمان نے کہا او گبر ملعون کیا بیہودہ بکتا ہی لات کیا شی ہی
جو اپنا فضل کسی کے حال پر کریگا اوس خدائے واحد و لاشریک کی ذات سے امید ہی کہ مین تجھپر غالب آؤنگا
خسرو پرویز نے کہا ای خداپرست ہمکو خوب معلوم ہی کہ تو خدائے نادیدہ کا پرستش کرنے والا ہی یہ بات بالکل
نامناسب ہی کہ ہمارے دربار مین خداوند لات کی انسبت کلمات نامناسب کہتا ہی اور اپنے خدائے نادیدہ
کی تعریف کرتا ہی آ اس پہلوان سے مقابلہ کر اس اثنا مین دربار خسرو مین ایک نقابدار مرکب تیز رفتار
پر سوار مرکب سے زمین پر آیا بدیع الزمان کے پاس آکے سلام کیا اور کہا کیا خبر ہی بدیع الزمان کو
حیرت ہوئی اور کہا ای نقابدار مجکو تیرے حال سے خبر نہین ہی فی الحال یہ خبر ہی کہ عنقریب الوند سے ہنگامہ
کشتی گرم کرتا ہون دیکھیے خداوند عالم کسکو کس پر غالب کرتا ہی نقابدار نے کہا ای جوان تجکو تکلیف کرنے
کی کچھ ضرورت نہین ہی مین موجود ہون الوند پہلوان سے سمجھ لونگا بدیع الزمان نے کہا ای نقابدار

اول تو مجکو تیرے حال سے اطلاع نہین ہر دیگر یہ کہ الوند پہلوان کی کشتی مجھے قرار پائی ہو تو ہسے مقابلہ کس طرح
قبول ہو سکتا ہی نقابدار نے کہا ضرور قبول ہو جائیگا یہ کہکے بآواز بلند کہا ای الوند تجو ابھی پہلوانی پر بہت
بھروسا ہی آ میرا مقابلہ کر بعدہ بدیع الزمان سے مقابلہ کرنا ~~~ ببینیم کہ تا کردگار جہان ~~~ درین آشکارا چہ دارد نہان
الوند خسرو پرویز کی جانب متوجہ ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا حکم ہوتا ہی یہ نقابدار مجھسے کشتی چاہتا ہی
خسرو پرویز نے شیرویہ سے کہا شیرویہ نے کہا کیا مضائقہ ہی الوند پہلوان نے کہا اگر یہی رائے ہی تو پہلے
میرے شاگردون سے مقابلہ کرے بعدہ مین مقابلہ کرونگا برونند پہلوان اسکا لڑکا قریب آیا اور کہا ای پدر
مین اس نقابدار کا مقابلہ کرونگا الوند نے اسکو اجازت دی برونند مسلح و مکمل ہوکے نقابدار کے روبرو
آیا اور کہا ای نقابدار مجہول الاحوال آ میرا مقابلہ کر مین ہون برونند آج اگر خداوند لات نے چاہا تو
فتحیاب ہونگا نقابدار نے ایک ہی ضرب شمشیر آبدار مین اسکا کام تمام کیا الوند اپنے فرزند کو کشتہ دیکھکے
از خود رفتہ ہوگیا تلوار علم کرکے نقابدار کے روبرو آیا اور کہا او جوان سفاک تو نے میرے فرزند کو ہلاک کیا
دیکھون تو میرے ہاتھ سے زندہ کہان جاتا ہی یہ کہا اور تلوار کا وار کیا نقابدار نے جگہ خالی کی بعدہ نقابدار
نے وار کیا الوند کے حواس باختہ ہو چلے تھے نقابدار کے وار کو روک نہ سکا لیکن اسکا گھوڑا جراح پا ہوگیا
جس سے وہ بچ گیا اور پشت مرکب سے زمین پر آرہا نقابدار اسکے قریب ہو گیا چاہتا تھا کہ اسکو ہلاک
کرے چند کفار اسکو بچا لیگئے خسرو پرویز کا سامنا ہوا اُسے کہا ای الوند تو اس وقت ہلاک ہو جاتا اگر چہ
ملازم تیری مدد کو نہ ہوتے تو کیا ہوتا الوند نے کہا ای نظر کردۂ خداوند مجھسے تو کشتی مقرر ہوئی تھی تیغ زنی
کا ذکر نہ تھا خسرو نے کہا بیشک لیکن تو نے ہی پہلے اپنا جانا موقوف رکھا اور گیا بھی تو تلوار سے کام کیا
تو نے کشتی کی درخواست کیون نہ کی اور اب کون مانع ہی الوند نے کہا اب مین کشتی ہی کی درخواست کرونگا
لیکن پہلے اپنے اور بھی شاگردون کو مقابلے کیواسطے بھیجونگا خسرو نے کہا بیکار شاگردون کو بھیجتا ہی میرے
گمان مین وہ بھی نقابدار کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے الوند نے کہا مین ابھی برونند اپنے فرزند کے
غم و ملال مین مبتلا ہون خسرو خاموش ہو رہا خلاصہ یہ کہ الوند کے تمام شاگرد نقابدار کے ہاتھ سے جہنم داخل
ہوگئے الوند کے حواس پیشتر ہی سے باختہ ہو چلے تھے اب اور گھبرایا خسرو پرویز نے کہا ای الوند اب تیری
کشتی کی نوبت آئی الوند چاہتا تھا کہ صاف انکار کرے شیرویہ نے تیز و تند نظر سے الوند کو دیکھا جس سے
الوند سمجھا کہ میرا انکار کرنا شیرویہ کے برہم ہونے کا سبب ہی مجبور ہوکے نقابدار کا مقابلہ کیا ایک شب روز
ہنگامۂ کشتی گرم رہا کسی کی کشش و کوشش بکار آمد نہوئی یکایک نقابدار نے اس ملعون کو ہاتھ پر بلند
کر لیا اور اس زور سے زمین پر پھینکا کہ تمام استخوان نرم ہوگئے شیرویہ الوند پہلوان کو قریب ہلاکت
دیکھکے از سر تا پا غیظ و غضب ہوگیا اور بآواز بلند کہا ای بندگان خداوند لات اس خداپرست کو گرفتار
کر لو ایسا نہو کہ یہان سے نکل جائے تمام کفار شمشیر ہائے برہنہ علم کیے ہوئے نقابدار کی جانب دوڑے
پھر تو شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنی گرفتاری کا سامان دیکھا ایک گھوڑا کوتل کھڑا تھا اُسپر سوار ہوکے
حملہ آور ہوا اسطرف سرداران لشکر اسلام جو بصورت تجار خسرو کے دربار مین موجود تھے کفار پر جھپٹے اسوقت
کفار کی تعداد زیادہ تھی قریب تھا کہ مسلمان شکست کھائین کہ ناگاہ کہرام برپا ہوا شاہزادہ
دشت سمواث پچاس ہزار سواران جرار کی جمعیت سے پہونچا اہل اسلام بھی اس جگہ موجود تھے کہ یکایک ایک جانب سے

گرداوری اور شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع ملجوب بن الجوب بھی ہو چکا اور کفار پر
حملہ آور ہوا اب وہ ہنگامہ حرب و پیکار گرم ہوا کہ الحفیظ جب دن گذرے شب کے آثار نمایاں ہوئے
تینون لشکر اپنی آرامگاہ مین پہونچے نورالدہر اپنی بارگاہ مین آکے دنگل پر بیٹھا اور ملجوب نے اپنے
باپ کی جگہ بیٹھنا چاہا کشواد بن دادان بن سکندر بن ہیکلان کو زندان مین بھیجا لیکن خسرو وزیر نورالدہر
اور نقابدار کے آنے سے بہت غمگین ہوا خدنگ کو بلایا اور کہا ای عیار طرار سنے انکال میری نظر مین تو
بڑا کار گذار معلوم ہوتا ہی تو دیکھتا ہی کہ مسلمانون کی طرف کمک پر کمک آرہی ہی چنانچہ تو نے دیکھا کہ نقابدار اور
نورالدہر نے عین وقت پر پہونچ کے کیسا ہنگامہ پیکار گرم کیا مین پیشتر سے اس خیال مین مبتلا ہون کہ خداوند
بت بزرگ ہر مرتبہ مسلمانون کی طرفداری کرتا ہی اور اگر میرا خیال غلط ہی تو پھر یہ کیا امر ہی مین چاہتا ہون کہ تو جا
اور بفن عیاری نقابدار کو گرفتار کر لا خدنگ نے کہا ای بادشاہ فیج خداوند یہ دنیا ہی اور ظاہر ہی کہ خداوند
نے اس دنیا کو عالم اسباب خلق کیا ہی ہر مرتبہ نیا سبب پیدا ہو جاتا ہی اسمین خداوند کا کیا قصور ہی اسنے
جو اور ابتدا مین تقدیرین کی ہین ہر طرح وہی ظہور مین آتی ہین اور یہ خیال بالکل بے معنی ہی کہ خداوند خدا پرستون
کی طرفداری کرتا ہی اگر ایسا ہی ہوتا تو فوج خداوند کو یہ قدرت و جلال کہان حاصل ہوتا جو فی الحال مجکو حاصل ہی
اور مجھ ایسا عیار کار گذار فوج خداوندی مین کیون موجود ہوتا مین جاتا ہون اگر خداوند بت بزرگ نے چاہا تو نقابدار
کو گرفتار کر لاؤنگا بعدہ خدنگ عیار مکار روانہ ہوا ہر چند نقابدار کی تجسس مین ہر طرف پھرا مگر جب مطلق
موقع نہ پایا لشکر اسلام کی جانب آیا ہر ایک سرا پردے کے گرد پھرتا تھا کہ کسی کو گرفتار کر لیجاوے وہان
بھی کچھ مطلب برآری نہوئی حسب اتفاق اسکا گذر اس مقام مین ہوا جہان کشواد مقید تھا کشواد نے جو
خدنگ عیار کو دیکھا بہت خوش ہوا خدنگ نے کشواد کو لیجانا چاہا کشواد نے کہا مین اسطرح نجاؤنگا
بلکہ میرے واسطے اسلحہ و مرکب کسی طرح لا تا کہ خدا پرستون کا کام تمام کر دون خدنگ نے کہا ای کشواد یہ کیا
نادانی کی حرکت ہی یہان مسلمانون کا مجمع ہی اول تو مین باوجود اسلحہ و مرکب پہونچ نہین سکتا اور بالفرض
محال مین باردیگر مع سامان حرب پہونچ بھی گیا تو فقط اسلحہ و مرکب سے کیا کار برآری ہو سکتی ہی ایں
خیال است و محال است و جنون ۔ کشواد نے کہا مجھے یہ کسی طرح ممکن نہین ہی کہ چورون کی طرح یہان سے
نکل جاؤن اگر خداوند نے چاہا تو مسلمانون کو زک دیکے صحیح و سلامت یہان سے نکل جاؤنگا خدنگ نے
کہا مجکو ہرگز یقین نہین ہی کہ اس مجمع کثیر کو زک دیکے نکل جاویگا کشواد نے کہا تجھے اس بارے مین کچھ دخل
نہین ہی جو کچھ مین کہون اسپر عمل کر خدنگ عیار مجبور ہوکے سلاح و اسپ لے آیا کشواد ملعون وہان سے
روانہ ہوا نورالدہر کے خیمے کے قریب آیا دیکھا دربان بالکل بیخبر سو رہے ہین خیمے مین داخل ہوا وہان
بھی سب کو بیخبر سوتا پایا نورالدہر کے سرہانے گیا اور چاہتا تھا کہ خنجر کا وار کرے حسب اتفاق اسکا ہاتھ
شمعدان مین لگا شمعدان گرا اسکی آواز سے نورالدہر بیدار ہوا کشواد کو دیکھا کہا او ملعون تو مجھے ہلاک
کرنے آیا ہی یہ کہکے اسکی طرف جھپٹا کشواد نے وہان سے گریز کی باہر آکے گھوڑے پر سوار ہوا اور
بے تحاشا وہان سے بھاگا نورالدہر نے اسکا تعاقب کیا یہانتک کہ کشواد نے اپنے کو بارگاہ خسرو مین
پہونچایا خسرو کشواد کے حواس باختہ دیکھکے متعجب ہوا اور کہا ای کشواد کیا تجپر ایسی مصیبت نازل ہوئی جو
اس طرح بدحواس آیا ہی اسنے تمام حقیقت بیان کی اور کہا ای بادشاہ خداوند کا فضل میرے حال پر ہو گیا

تھا جو کام حسب مراد درست ہونے کے قریب ہوا مگر بعد کو نہین معلوم خداوند کے ذہن مین کیا آیا جو بنا ہوا
کام خراب ہو گیا مین نے نورالدہر کی گرفتاری مین کوئی دقیقہ فرو گذشت نہین کیا تھا مگر افسوس نورالدہر
بیدار ہو گیا خسرو نے کہا ای کشواد تعجب ہے کہ تو نورالدہر کے خیمے مین پہونچ گیا اور پھر اسکو ہلاک
نہ کر سکا ضرور ہے تجھے غفلت ہوئی تجکو لازم تھا کہ جاتے ہی نورالدہر کا کام تمام کرتا ایسے وقتون مین لشکر
اسلام کے عیار بہت ہوشیاری کرتے ہین کشواد نے کہا جب کام خراب ہو جاتا ہے تو سب اسیطرح غفلت
کا الزام لگاتے ہین کشواد اور خسرو مین یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ نورالدہر پہونچا اور دفعتاً خنجر کا وار
ایسا کشواد کی کمر پر کیا کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا تمام کفار نے ہیب دی کہ ای بندگان خداوند لینا
اس خداپرست کو جانے نہ دینا اسنے غضب کیا کشواد کو سر دربار خسرو ہلاک کیا دربار کی توہین ہوئی
سب یکبار جھپٹے اس عرصہ مین اور بھی مسلمان نورالدہر کی مدد کو پہونچ گئے کسیقدر کشت و خون دربار
مین ہوا بعدہ وہ سب حرب و ضرب کرتے ہوئے دربار سے باہر چلے آئے کفار کا مجمع زیادہ ہو گیا
اس طرف مسلمان بھی کثرت سے آگئے خوب جنگ ہوئی ہنوز وہ ہنگامہ جنگ برطرف نہین ہوا تھا
کہ دور سے بگولا گرد نمایان ہوا سب متحیر ہوئے کہ یہ کون آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ گرد بیٹھ گئی دیکھا لعل
بن تورج مع گرگ سات لاکھ سوار کی جمعیت سے چلا آتا ہے کفار کے چند سرداران معزز اسکے استقبال کو گئے
ملاقات ہوئی لعل بن تورج نے خیر و عافیت پوچھی ان سرداروں نے کہا ای لشکر دہ خداوند مسلمانون
نے آفت برپا کر رکھی ہے ہر روز ایک کار نمایان انکے ظہور مین آتا ہے جو عقل کام نہین کرتی خداوند خواب
خرگوش مین مبتلا ہے کس سے شکایت کیجاے ابھی کا تازہ واقعہ یہ ہے کہ کشواد ایسا جری دلاور نورالدہر
نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اور طرفہ تر یہ کہ عین دربار خسرو مین نورالدہر نے آکے ہلاک کیا
دربار کی بڑی توہین ہوئی لعل بن تورج نے کہا یہ خداوند کے خواب خرگوش کا نتیجہ نہین ہے بلکہ آثار سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو بندگان خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے ہلاک ہوے انسے خداوند ناخوش تھا خیر اب مین
آگیا ہون دیکھون میرے مقابلے مین مسلمانون سے کیا کار نمایان ظہور مین آتا ہے غرضکہ لعل دربار خسرو مین
پہونچا اور بہ رسم کفار سلام کیا خسرو نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوندی تو خوب وقت پر آیا مین تیری
انتظاری ہی مین تھا تیرا یہان آنا اپنے حق مین فضل خداوندی سمجھتا ہون لعل نے اجازت میدان
چاہی خسرو پرویز نے کہا جا خداوند تیری مدد کرے لعل بن تورج وہان سے میدان حرب مین آیا اور نعرہ
مارا مین لعل بن تورج خان دلاور ہون ای بندگان خدائے نادیدہ تم مین سے کون میرا مرد مقابل ہے آوے اور
میرا مقابلہ کرے سکندر فرخ لقا لشکر اسلام سے مقابلہ کو آیا پہلے تا دیر رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ
سکندر فرخ لقا لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا سکندر کے مجروح ہونے سے لشکر اسلام مین ایک غلغلہ عظیم برپا
ہو گیا اسفندیار فوراً شاہ سعد کی خدمت مین پہونچا اور عرض کی کہ اب غلام کو اجازت میدان ملے شاہ سعد
نے کہا جا خداوند عالم تیری جرات مین برکت عطا فرمائے اسفندیار مسلح و مکمل ہو کے میدان مین آیا اور آواز
بلند کہا او لعل خان بے ایمان تو نے بڑا غضب کیا کہ سکندر ایسے شجاع کو بجروح ضرب زخمی کیا اب مین تیرا مرد مقابل
آ پہونچا دیکھون تو کیا جرات و دلاوری رکھتا ہے یہ کہکر شمشیر آبدار کا وار کیا لعل بن تورج یکہ جوان کار آزمودہ ہے
اسنے بھی اس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اسی طرح تا دیر رد و بدل رہی حسب اتفاق اسفندیار بھی مثل سکندر

زخمی ہوشیاران لشکر اسفندیار کو بھی میدان سے لیگئے بعدہ شیر افگن میدان مین آیا اس مرد میدان
نے بھی لعل بن تورج کے مقابلے مین خوب داد مردانگی دی نوبت بانجا رسید کہ شیر افگن کو بھی لعل
نے زخمی کیا ایسے اور بھی پہلوانان لشکر یکے بعد دیگرے لعل کے مقابلے کو آئے سب مجروح ہوئے اور
سات سردار لشکر اسلام کے لعل کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے لشکر اسلام کے دلون مین ہول پیدا ہوگیا
شاہ سعد کے حواس باختہ تھے سرداران لشکر سے کہتے تھے یارون غضب کی بات ہو کہ کفار مسلمانون کو
ہلاک کیے ڈالتے ہین اور کوئی تدبیر بکار آمد نہین ہوتی اگر یہی حال ہو تو برائے نام بھی مسلمان باقی
نہ رہین گے اور بعض سرداران لشکر سوے آسمان ہاتھ بلند کیے دوگانہ قاضی الحاجات مین اسطرح مناجات
کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان واے دستگیر واماندگان تو خوب جانتا ہو کہ ہم لوگ تیرے بھروسے پر
راہ دور و دراز طے کرکے تیرے مخالفین کو راہ راست اختیار کرنے کی کوشش کر رہے ہین اگر یہی حال
کفار کی سرکشی کا رہیگا تو کیونکر تیری پرستش کا رواج ہوگا اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ ہماری حمایت کر اور
ان بدبختون کو انکی شرارت و بدذاتی کی سزا دے اور جو سرداران لشکر اسلام تیری راہ مین ہلاک ہوئے
ہین انکے گناہان گذشتہ سے درگذر ہنوز یہ مناجات ختم نہوئے پائی تھی کہ ایک جانب سے بگولہ گرد نمایان
ہوا کفار سمجھے کہ ہماری کمک کو کوئی آتا ہو انھون نے چند سردارون کو یہ ہدایت کرکے بھیجا کہ اگر کوئی بادشاہ
ہماری کمک کے واسطے آتا ہو تو اسکو بکمال تعظیم و تکریم ہمارے پاس لاتا اور اگر مسلمانون کی کمک ہو تو جہانتک
ممکن ہو اسے ہٹانا مسلمانون کی کمک سے باز رکھنا چونکہ مسلمان دعا و مناجات مین مصروف تھے وہ اس
بگولے کو دیکھ کے سمجھے کہ ضرور خداوند عالم کا فضل ہمارے حال پہ ہوا ہماری دعا و مناجات کا یہ نتیجہ ہو کہ
ہماری کمک کیواسطے لشکر کثیر آتا ہو چند سوارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور تاکیداً کہدیا کہ جو سرگروہ
اس فوج و لشکر کا ہو اسکے نام و نشان سے جلد ہمکو مطلع کرنا دو سوار گئے اور شخص معتبر کی زبانی کہلا بھیجی
کہ خدائے قادر و توانا کے تفضل سے مسلمانون کی مدد کو شاہزادہ کشور کشا و داراب سلیمان شاہ
آتے ہین اب کفار کا ذکر سنیے کہ لشکر کفار سے جو سردار استقبال کو گئے جب انکو معلوم ہوا کہ سلیمان لشکر
اسلام کی کمک کو آئے ہین انسے ملاقات کی اور کہا لشکر اسلام اپنے دین آبائی سے منحرف ہوکے خداوند
لات کی پرستش کرنے کو آمادہ ہو اگر تم لوگ بھی خداوند لات کی بندگی کو آمادہ ہو جاؤ تو خیر ورنہ
سب تمکو ہلاک کرینگے یہ سن کے شاہزادہ کشور کشا انگشت بدندان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا
غضب ہوا اگر لشکر اسلام منحرف ہوگیا انھون نے کہا ایسا ہرگز نہین ہو سکتا اور بالفرض ایسا ہو بھی گیا
کہ لشکر اسلام خدا پرستی چھوڑنے پر آمادہ ہو تو بنابر مصلحت کے یا انحراف ہوگا حالانکہ یہ امر بھی خلاف قیاس
ہی بہر وہان پہونچ کے اس حال کو دریافت کرنا ضرور ہو بروقت جیسا کچھ مناسب ہوگا عمل مین لایا جائیگا
کشور کشا نے کہا کیا کسی وقت مین ایسا ممکن ہو کہ ہم دین خدا پرستی سے منحرف ہونے کو آمادہ ہو جائینگے
سب نے کہا استغفر اللہ کسی طرح ممکن نہین ہو ہماری غرض یہ ہو کہ بالفرض لشکر اسلام کا رنگ دگرگون
دیکھینگے فوراً جانسے واپس جاوینگے یہ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ سرداران لشکر اسلام جو پہنچے انکو دیکھ
کے سرداران لشکر کفار وہان سے چلے گئے اب شاہزادہ کشور کشا اور داراب بن داراب وغیرہ سرداران
لشکر اسلام کی صورت حیرت سے دیکھنے لگے بعدہ کہا ہم تمسے کچھ پوچھا چاہتے ہین بشرطیکہ آزردہ خاطر نہو انھون نے

استفسار کیا شاہزادہ کشور کشا نے کہا فی الحال لشکر اسلام کا کیا رنگ در کیا ہے آج ان سرداروں نے
کہا چند سرداروں کے ہلاک ہونے سے لشکر اسلام کے دلوں میں توحش پیدا ہو گیا ہے لیکن تہیہ اسوقت یہی
ہے کہ کسی طرح کفار کو انکے کردار کی سزائے معقول دیں اور دین خداپرستی رواج پائے شاہزادہ کشور کشا
نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ابھی چند سردار لشکر کفار کے میری ملاقات کو آئے تھے جنکو شاید تمنے بھی دیکھا ہے
انھوں نے بیان کیا کہ لشکر اسلام خداپرستی سے منحرف ہوا چاہتا ہے فی الحال جو خداپرست جائے گا ہلاک
ہوگا بارے تم لوگ آگئے ورنہ ہمارے دلوں میں سخت انتشار پیدا ہو گیا تھا بلکہ یہاں سے واپس جانیکو
آمادہ تھے ان سرداروں نے کہا عجب کیا ہے اگر انھوں نے یہ فریب دینا چاہا ہو وہ ملعون ایسے ہی مکار و
فریبی ہیں شاہزادہ کشور کشا دارا بن داراب سلیمان شاہ کفار کے اس فریب سے بہت برہم ہوئے
اور بعجلت تمام لشکر اسلام میں پہونچے کفار پر حملہ کیا اور ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کے حواس باختہ ہو گئے
شام تک گیر و دار کا ہنگامہ گرم رہا بعدہ طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے قیامگاہ پر واپس گئے دارا بن
داراب دربار سعد شہریار میں گئے بادشاہ لشکر اسلام نے دارا کو گود میں اٹھا لیا اور کہا اے
دلاور وہاں تو میں وقت پر پہونچا یہاں فوج اسلام کا رنگ دگرگون ہو چلا تھا دارا بن داراب نے
کفار کے فریب کی کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام نے انگشت حیرت دانتوں میں دبائی اور کہا اے دارا
جلد کفار نیست و نابود ہو جائیں انکی بدولت سخت تکلیف دی ہے بعدہ سب کو خلعت فاخرہ دیے سردار
کہا اے سلطان خسرو پرویز لعل بن تورج کو بارگاہ میں لیگیا تمام سرداروں سے مقدم بیٹھنے کو
جگہ دی اور کہا اے بندگان خداوند کائنات و ممات آج لعل بن تورج کو وہ مرتبہ اعلیٰ حاصل ہے کہ جو عقل
میں نہیں آسکتا لعل کو محض فضل خداوند سمجھنا چاہیے اور یہاں جو ہو چکا تو اسکو یوں سمجھنا چاہیے کہ گویا
خداوند نے مسلمانوں پیسر ہم کو شکست ہونا منظور کیا بعدہ لعل بن تورج نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا
میں نے سنا ہے کہ لشکر خداپرست کا کوئی زبردست و معزز سردار گرفتار ہوا ہے خسرو پرویز نے متعجب ہوکے کہا
اے نظر کردہ خداوند تو نے اسوقت تک اس ماجرے کو نہیں سنا زبردست و معزز سردار کیسا خاص حمزہ ثانی کو
گرفتار کیا ہے اور عقابین پر کھینچ دیا ہے لعل بن تورج نے خوشی کی حالت میں ٹوپی اچھالی ایک قہقہہ مارا
اور کہا ہاں یہ کہو حضرت امیر عقابین پر تشریف رکھتے ہیں بہت عرصے کے بعد گرفتار ہوئے بادشاہ
لشکر اسلام تو بہت گھبرایا ہوگا خسرو پرویز نے کہا بادشاہ اسلام کا گھبرانا کیسا تمام مسلمان حواس جمع
ہیں ہر روز ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہیں لعل نے کہا کیا تردد کی بات ہے اگر ہنگامہ آرائی پر آمادہ رہتے ہیں
ایک نہ ایک روز ضرور مردانگی تیری تمام ہو جائیگی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک قاصد آلودہ گرد و ازسرتاپا پسینے
میں غرق ہانپتا ہوا پہونچا سب اسکی بدحواسی کو حیرت سے دیکھنے لگے لعل نے اس سے پوچھا تو کون ہے
اور کہاں سے آتا ہے جلد بیان کر اسنے لعل کو تو کچھ جواب نہ دیا لیکن ایک لمحے کے بعد حواس درست
کر کے پگڑی سے نامہ نکالا صلصال کو دیا صلصال نے سر نامہ چاک کیا مضمون کی طرف نگاہ کی جسقدر
نامہ پڑھتا جاتا تھا اسی قدر چہرے پر مردنی چھائی جاتی تھی تمام حاضرین اسکی صورت کو دیکھ رہے تھے
اور آپس میں کہتے تھے نہیں معلوم یہ نامہ کسکا ہے اور اس نامے میں کیا لکھا ہے جسکی وجہ سے صلصال کا
چہرہ متغیر ہوا ہے پرویز نے کہا اے صلصال یہ نامہ کسکا ہے اسکا مضمون کیا ہے جسکے پڑھنے سے ترے

چھپے پر تغیر پیدا ہی صلصال سے کہا اے بادشاہ تورج خداوند غضب ہوگیا رستم ثانی پسر ایرج نابکار سا
وشت چینیان شہر خطا پر یورش کی ہی طغتال خان میرے فرزند نے یہ نامہ میرے نام لکھا ہی یہ قصد بہت
نازک درپیش ہی کوئی فکر معقول کرنا لازم ہی ورنہ تمام ملک خطا پر مسلمانون کا قبضہ ہو جائیگا خسرو نے کہا مجھے
تعجب ہی اسنے کہا زیادہ تر اختیار اسکو ہی جو خداوند کا مقرب ہی خسرو نے کہا صاف بیان کر تیرا کیا مطلب ہی
اسنے کہا میرا مطلب یہ ہی کہ مجکو مدد دے تاکہ شہر خطا کو مسلمانون کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے
خسرو نے کہا مین ملک خطا کی حفاظت کا ذمہ دار نہین ہون علی الخصوص ایسی حالت مین کہ مسلمانون
کا غلبہ ہی اسنے کہا ہمزہ وہان بھی تو مسلمانون کا غلبہ ہی وہان کی حفاظت کون کرے خسرو پرویز نے کہا ہم نہین
جانتے پہلے ہم اپنی خبر لین گے بعدہ دوسرے کے حال پر نظر کرین گے صلصال کو انکی اسطرح کی تقریر
اور جواب صاف پر بہت غصہ آیا مگر اس خیال سے کہ یہان غصہ بڑھانے سے کچھ فائدہ نہین ہی خاموش
ہو رہا اور چند لمحے تک فکر و تردد مین مشغول بیٹھا رہا بعدہ کہا مین رخصت ہوتا ہون خسرو نے کہا بہتر ہی جا
لیکن یہان کی ہنگامہ آرائی کی تجکو کچھ فکر نہین ہی اسنے کہا بقول بادشاہ پہلے اپنی فکر چاہیے بعدہ دوسرے
کے حال کی خبر لینا چاہیے پھر کیا ضرورت ہی اس سوال کی کہ یہان کے ہنگامہ آرائی کی کچھ فکر نہین ہی خسرو
نے پھر کچھ جواب نہ دیا صلصال وہان سے روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجا لعل بن تورج میدان مین
آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آج پھر مین تمھارے مقابلہ کیواسطے آیا ہون کون ہی تم مین سے ایسا
جری و دلیر جو میرے مقابلے کو آوے دیکھا لشکر اسلام سے شاہزادہ بدیع الزمان میدان مین آئے اور کہا
او ملعون کیا بکتا ہی مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر لعل بن تورج نے کہا ای بدیع الزمان مین نے
تجکو پہچانا اور خوب پہچانا بدیع الملک نام تمھارے نواسے نے میرے باپ تورج بہال سفاکی ہلاک
کیا ہی اگر خداوند بخت بزرگ نے چاہا تو مین اپنے باپ کا عوض تجھسے لونگا اور ای بدیع الزمان تم یہ
یقین سمجھ لو کہ میرے مقابلے مین سر بر نہین ہو سکتے مجکو یقین کامل ہی کہ خداوند نے تمھاری اجل خاص
میرے ہاتھ سے مقرر کی ہی مین اس حالت مین بھی تمھارے خون سے دستبردار ہونے کو موجود ہون
اگر تم خداوند لات و منات کو سجدہ کرو بدیع الزمان نے منغص ہوکے تلوار علم کر لی اور کہا او
پلید اجل بیہودہ گوئی سے باز آ زبان بند دار و بکشا دست بیار آنچہ داری ز مردی نشان خوکمان کیانی و
گرز گران لعل بن تورج نے خنجر کا وار کیا بدیع الزمان نے اسکی وار کو سپر پر رد کیا اور خود شمشیر آبدار
کا وار کیا لعل بن تورج نے بھی اس وار کو رد کیا اسی طرح چند ساعت تک رد و بدل رہی نتیجہ یہ ہوا کہ لعل
بن تورج کے ہاتھ سے بدیع الزمان کے زخم کاری ہوئی سرداران باختر کی اسوقت یہی رائے ہوئی
کہ جنگ مغلوبہ شروع ہو جائے چنانچہ سب نے ایک بار حملہ کیا دونون طرف کے لشکر خلط ملط ہوگئے
یہانتک کہ تاریکی شب کے آثار نمایان ہوئے کفار نے طبل بازگشت بجایا دونون لشکر اپنے مقام قیام
واپس گئے اس روز کفار کے ہاتھ سے نہایت سفاکی ظہور مین آئی تھی جب لعل بن تورج خسرو
کے دربار مین پہونچا خسرو پرویز نے اسکی سپاہگری کی بہت تعریف کی اور زر و گوہر لعل پر نثار کیا
اور کہا ای لشکر گروہ خداوند بخت بزرگ بیشک خداوند نے فتح تیرے نام پر مقرر کی ہی لعل بن تورج
نے کہا ای بادشاہ مجکو کمال تعجب ہی کہ اسوقت تک حمزہ مقید ہی لیکن صلصال کی بھی فکر مقدم ہی

صلصال کے بیشتر احسانات بندگان خداوند پر ہین اسوقت مین اسکی مدد ضروری ہی خسرو پرویز نے کہا کہ لعل خان ابھی یہان کا تصفیہ کر لینا چاہیے بعدہ صلصال کی خبر لیجاوے ورنہ فی الحال یہان سخت خرابی کے سامان پیدا ہو جاوینگے اور وہان کا حال تو خداوند جانے جنگ و سردار و کثرت فوج و طاقت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ چند متنفسون نے لاکھون بھگا دیے سواری کی جمعیت کو درہم و برہم کر دیا اور بطور الخصوص خداپرستون مین اکثر یہ صفت دیکھی ہے کہ تنہا نے فوج کثیر کو پسپا کیا لعل نے کہا خیر یہی سہی پہلے یہان خداپرستون کے قضیے کو تصفیہ کر دونگا بعدہ صلصال کی خبر لونگا یہ کہا اور اسی وقت طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون طرف صف آرائی ہوئی لعل بن تورج بدستور میدان مین آ کے بیہودہ گوئی مین مصروف ہوا اسطرف سے سعد طوقی مقابلے کو گیا پہلے لڑائی گفتگو رہی بعدہ اسلحے سے رد و بدل شروع ہوئی آخر سعد طوقی بھی لعل کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسلام لوگ سعد طوقی کو لعل کے مقابلے سے لیگئے پھر جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی شام تک صدمے چاچاق بلند رہی یکایک طبل بازگشت بجا دونون لشکر بنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے شب کو پھر طبل جنگ بجا صبح کو صف آرائی ہوئی لعل بن تورج میدان مین آیا اسطرف سے بھی ایک سردار مقابلے کو گیا دونون نے رجز خوانی کی اور حرب و ضرب کی نوبت آئی سردار لشکر اسلام زخمی ہو کے واپس گیا دن بھر جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر مقام قیام کو واپس گئے اسی طرح سات روز کی میدان داری مین سوا نورالدہر و اسد و دارا و ملالات شاہ و سعد بادشاہ لعل بن تورج کے ہاتھ سے زخمی ہو کے اب خداپرستون کے دل مین ہول پیدا ہو گیا اور ... کل یقین ہو گیا کہ کفار کے دست ظلم سے جانبری محال ہے نہیں معلوم خداوند عالم کو کیا منظور ہے سعد شہریار کے پاس واپس گئے اور کہا شہریار کیا تدبیر کیجاوے کہ ان بدبختون کو انکے کردار کی سزا سے معقول ملے موجودہ حالت سے تو بدنظر آتے ہین اگر یہی حال ہے آج نہین کل مسلمان تباہ ہو جاوینگے بادشاہ اسلام نے کہا مین بھی اسی فکر مین مبتلا ہون کوئی معقول تدبیر سمجھ مین نہین آتی یہ کہکے تا دیر سکوت مین سرنگون بیٹھا رہا بعدہ حکم دیا کہ بسران بزرجمہر کو بلاؤ خواجہ زادے آئے بادشاہ نے حقیقت حال کو بیان کیا اور کہا اے واقفان رموز باطنی تم اس موجودہ حالت کے نتیجے کو جان کر واد دیتے بھی بیان کرو کہ امیر کی رہائی مین اب کسقدر عرصہ باقی ہے خواجہ زادون نے چند لمحے تک سکوت کیا بعدہ کہا شہریار امیر کی رہائی مین صرف تین روز باقی ہین لیکن یہ خیال رہے کہ ان تین روز کے عرصے مین جو کوئی لعل بن تورج کے مقابلے کو جاویگا ہلاک ہوگا یا زخمی ہو کے واپس آئیگا بادشاہ نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ان تینون روز کی مہلت لعل بن تورج سے لی جاوے نورالدہر نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا کہا شہریار لعل بن تورج بدرگ کیا وقعت و حقیقت رکھتا ہے کہ اس سے مہلت کی درخواست کی جاوے خداوند عالم کے فضل سے ہر وقت امید رکھنا چاہیے بادشاہ اسلام نے کہا ہان یہ سب صحیح ہے لیکن تو بھی دنیا عالم اسباب خیال کی گئی ہے یہان بغیر سبب کچھ نہین کیا اضافہ ہے اگر کسی حیلے حوالے سے یہ تین روز تمام کر دیے جاوین یہ باتین ہو رہی تھین کہ جانسوز آیا اور خبر دی کہ آج لعل بن تورج نے خسرو پرویز سے شکار کیواسطے تین روز کی رخصت لی ہے کل ضرور شکار کھیلنے جاویگا بادشاہ اسلام اس خبر کو سن کے بہت خوش ہوا جانسوز سے فرمایا تو نے اسوقت بہت مبارک خبر سنائی

خدمت میں غنیمت طلب کیں جانسوز کو دیا اسی شب کو عمرثانی نوشادی صورت سے بالائے عقابین
دیو حمزہ ثانی کی خدمت مین پہونچا امیر نے لشکر اسلام کی خیر و عافیت پوچھی عمر ثانی نے کہا شہریار
نے احوال فوج اسلام کے حواس باختہ ہین لعل بن تورج نے آفت برپا کر رکھی ہے جو کوئی سردار لشکر اسلام
سے اُسکے مقابلہ کو جاتا ہے زخمی ہوکے واپس جاتا ہے خواجہ زادون سے اس حال کو پوچھا انھون نے
بیان کیا کہ تین روز امیر بلند کو قید کی رہائی مین باقی ہین اس عرصے مین اگر کوئی مسلمان لعل کے مقابلے کو جائیگا
فوراً ہلاک ہوگا پہلے یہ رائے قرار پائی کہ لعل سے تین روز کی مہلت طلب کیجاوے مگر پھر اس رائے
کو مذموم قرار دیا پھر یہ خبر ہوئی کہ لعل بن تورج نے نقارہ بجوایا ہے تین روز کی رخصت خسرو پرویز سے
لی ہے ای والا منزلت مبارک ہو کہ اب صرف تین روز رہائی مین باقی رہے ہین حمزہ ثانی نے خواجہ کے
حق مین دعائے خیر کی اور کہا ای خواجہ جب اسقدر عرصہ اس قید شدہ مین گذر گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ
یہ تین روز بھی گذر جائینگے بعدہ خواجہ رخصت ہوکے وہان سے لشکر اسلام مین واپس آیا

اب چند قطعے لعل بن تورج بے ایمان کے بیان کرتے ہین

تو سن عمر رواں پا بہ رکاب ہی
ابرسان دوش ہوا پر قطرہ اشک ہی
یا دسانی تین ہوئے ہین دانہ زنجیر اشک
حسن پردے لے دو روزے تنک ہی
شستے شو کو شبنم جابتی تا آفتاب
ایک صورت پر ازل سے گردش افلاک ہی
جلد جاتے ہین رہائی قیدی زندان عشق

گرد سان ہر باد کدن یہ مری مشت خاک ہی
آئنہ کو دوست رکھتے ہین جانکنی خوب رو
سائبان مژگان تر کا دار بست تاک ہی
دست صنع بھی مرے حق مین ہی دست عجب
کون ہی موجود جو آسودگی سے پاک ہی
ساکن دل تو ہوا آنکھون کو تر سانا ہی کیون
یار مین میری بسی خوبی ہی جو سفاک ہی

لعل ہو دے کا نہ جو ہوتا کیجہ صد چاک بھی
دل ہی جا ہی صاف بس عالم سے جو ہوا پاک ہی
آگ سے جو جا کے سکین اے کمان کیونکر درست
تن برنگ غنچہ بیشتر پیرہن صد چاک ہی
جسقدر نشہ زیادہ اتنی ہی سر گشتگی
جسقدر دل صاف ہمدردی اتنا ہی بیباک ہی
واقفان رموز معانی و عاملان علوم فن

بعد داستان اس داستان بدرت توامان مین اسطرح کو یا ہوتے ہین کہ جب لعل بن تورج نے مسلمانون سے
مقابلے سے مہلت پائی خسرو پرویز اُسکے کارہائے نمایان سے بہت خوش ہوا سب سے مقدم بٹھایا
کوئی درجہ خاطرداری کا فروگذاشت نہ کیا اُسکی ہر ایک بات کو دل سے مانا اپنی تمام فوج کا اُسے افسر
بنایا لعل نے کہا ای بادشاہ میرا دل صید و شکار کو مدت چاہتا ہے بشرطیکہ بخوشی خاطر اجازت ملے خسرو پرویز
نے کہا ای نظر کردہ خداوند لات ہرچند کہ تیری مرضی مجکو بدل منظور ہے مگر زیادہ تر مجکو خیال اس بات کا ہے کہ لشکر
اسلام کے عیار بہت چالاک و ہوشیار ہین اگر تو شکار کو گیا اور وہان کوئی عیار پہنچ گیا تو کیا ہوگا لعل نے
کہا بالفرض اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار شکار گاہ مین پہنچ بھی جائیگا تو مین بخوبی خبردار رہونگا کیا کر سکتا ہے اپنی
جان ضائع کرنے کے ارادہ سے آئیگا خداوند لات سے مجکو بہت بڑی امید ہے وہ میرا ہر وقت معین و مددگار
رہیگا خسرو نے کہا تجھے اختیار ہے مین نے احتیاطاً اس بات کو تیرے گوش زد کر دیا ہے اب لعل بن تورج
شکار کو روانہ ہوا صحرا و سبزہ زار کی سیر کرتا چلا جاتا تھا ایک آہو دکھائی دیا اُسکے تعاقب مین جلادہ
ہرن پہاڑ پر چڑھ گیا لعل بھی پہاڑ پر ہونچا آہو نظر سے غائب ہو گیا لعل ہر چہار جانب اس ہرن کی
تلاش مین پھرا کہین نشان نہ ملا پیچھا بیکار گیا دیکھتا ہے کہ ایک جانب سے نقابدار رنگین پوش ہاتھ پر
باز شکاری بٹھائے چلا آتا ہے لعل بن تورج نقابدار کو دیکھ کے خائف ہوا دل مین کہا ایسا نہو

کہ بدیع الملک اسی صورت سے بیان ہوا اور مجھے بھی سر پر خاک ہو تو غضب ہو جائیگا کوئی چارہ کار نہ
ہوگا سفت جان جانگی نقابدار لعل بن تورج کے قریب آیا اور با آواز بلند کہا تو کون ہے لعل نے کہا
مجکو لعل بن تورج خان صاحبقران کہتے ہیں نقابدار نے کہا اسوقت کس طرح آنے کا اتفاق ہوا لعل نے
کہا کہ محال مسلمانوں نے مذہب اسلام کے رواج کیواسطے کمر ہمت مضبوط باندھی ہے خسرو پرویز اُنکے
کام میں عاجز ہے چنانچہ میں مسلمانوں ہی کے مقابلے سے فراغت حاصل کر کے چلا آتا ہوں کل پرسوں جو معرکہ
آرائی ہوئی گذشتہ جنگوں میں تو مسلمان کثرت سے زخمی ہوئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار نے
کہا مسلمان زیادہ زخمی ہوئے اسکی کیا وجہ ہے لعل خان نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ میں لشکر اسلام کے سرداروں
کا مرد مقابل تھا میں نے ہر ایک سردار کو زخمی کیا نقابدار نے کہا تیرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تو نہایت
جنگ آزمودہ ہے آمیرا مقابلہ کر مجھے بھی تیرے فن جنگ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے لعل نے کہا اے نقابدار یہ محل
جنگ و حرب کا نہیں ہے مزید برآن میرے تیرے درمیان کوئی وجہ مقابلے کی نہیں ہے ایسی حالت میں میرے
نزدیک مناسب یہ ہے کہ جس روز مسلمانوں سے مقابلہ ہو تو میدان جنگ میں آکے میری جنگ و حرب کو
دیکھ لینا نقابدار نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا میں اسی وقت تیرے زور و طاقت کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں
غرضکہ لعل بن تورج نے ہر چند حیلے حوالے سے کام لینا چاہا کچھ فائدہ نہوا ناچار دونوں جانب نیزے
بلند ہوئے تا نیم شب شرح ہو میں کوئی غالب و مغلوب نہوا دونوں کے نیزے بیکار ہو گئے بعد شمشیر زنی کی
نوبت آئی چند لمحہ رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک جانب سے اژدہا دو صد گز بچاس گز قد کا نمودار ہوا لعل
اس اژدہے کو دیکھ کے خوف سے بید کیطرح لرزنے لگا چاہا کہ بھاگے نقابدار نے بعد لہجے اہرمنگان
کہا اے لعل بن تورج تو کیا دلیر و بہادر ہے کہ ایک اژدہے سے خائف ہے اسی دل و دماغ پر تو کہتا ہے کہ
اہل اسلام کے پہلوان میں نے بکثرت زخمی کیے اسوقت کی تیری حالت یہ دلیل ہے اس بات کی کہ تو جھوٹ بولا
اور بالفرض صحیح بھی ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو زخمی کرنے میں تو نے مکر و فریب سے کام لیا لعنت ہے تیری
اس مردانگی و جنگ و حرب پر یکایک وہ اژدہا لعل تک قریب آیا اور ایک ہی کشش دم میں لعل کو نگل گیا
نقابدار اس واقعہ کو دیکھ کے اگرچہ متعجب تھا مگر خوش بھی ہوا کہ ایسے موذی کی یہی سزا ہے وہاں سے اپنے لشکر میں
آیا یہ خبر جاسوسوں نے خسرو پرویز کو پہونچائی کہ ہنگام صید و شکار ایک نقابدار پلنگینہ پوش لعل سے
مقابل ہوا اثنائے محاربہ میں ایک اژدہا سے طویل القامت نمودار ہوا اُسنے نقابدار سے کچھ تعرض نکیا مگر
لعل بن تورج کو قریب جا کے نگل گیا اس خبر وحشت اثر کو سن کر خسرو پرویز نے اپنے کو تخت سے
زمین پر گرا دیا تمام کفار سینہ و سر پیٹتے تھے اور کہتے تھے ہائے غضب یہ کیا ہوا ابھی مسلمانوں کا تدارک نہونے
پایا کہ لعل کو اژدہا نگل گیا افسوس کیسی لعل سی جان اُسکی مفت ضائع ہوئی اے خدا و ہرلات کس خواب خرگوش
میں ہے اپنے بندگان خاص کا بھی تجکو خیال نہیں ہے تو نے کیسی خدائی بہان کی ہے اوریہ ویزنے کہا اے نظر کردہ خدا
یہ نظر کردگی کسوقت کے کام آئیگی کیون نہیں خداوند کو مجبور کرتے کہ اپنی مدد کیواسطے مجبور کرتا ہے پرویز نے کہا اے
بندگان خداوند تم مجھسے کہتے ہو کیا کوئی درجہ خداوند سے کہنے میں میں نے باقی رکھا لیکن کسی طرح نہیں سنتا تو
کیا کروں کفار نے کہا تو ہی بتا کہ جب خداوند نہیں سنتا تو انجام کیا ہوگا پرویز نے کہا میرے نزدیک یہ ہے کہ تم سب
باہم قسم کھاؤ کہ کل کی میدان داری میں جان پر کھیل جاؤ گے یا تو خود زندہ رہیں گے یا مسلمانوں کو نیست و نابود

کر دیجئے اور کیا عجب ہے اگر خداوند بھی چاہتا ہو کفار نے کہا ہم سب قسم کھانیکو موجود ہین چنانچہ تمام بتون کو
ایک جا جمع کیا تمام کفار ان بتون کے روبرو سجدے کو جھکے پرویز بھی سجدے کو جھکا لشکر اسلام کا ایک
عیار تبدیل ہیئت کیے وہان موجود تھا اسنے جو سب کو بتون کے آگے سر اوندھا کئے دیکھا بے اختیار ہنسی
آئی مگر ضبط کیا اور آگے بڑھ کے پرویز کے اسفل پر ایک ایسی لات جمائی کہ سر اسکا بتون سے جا ٹکرایا اسکی
آواز سب نے سنی تھی سمجھے کہ خداوند نے اپنا جلال دکھایا غرض سب سجدے مین مصروف رہے وہ عیار
وہان سے غائب ہو گیا اور لشکر اسلام مین آکے اس حال کو بیان کیا سعد شہریار کو بہت ہنسی آئی اور
اسکو انعام دیا القصہ جب سب سجدے سے فارغ ہوئے ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
پرویز نے کہا اے بندگان خداوند اسوقت حالت سجدے مین عجیب واقعہ ظہور مین آیا یکایک کسی نے اس
زور سے مجھے دھکیلا کہ میرا سر بتون سے ٹکرا گیا کہ میرا سر پھٹ گیا دیکھو میرے ماتھے پر کتنا بڑا گومڑ ہے
سب نے کہا ہمارے نزدیک خداوند نے سب کا سجدہ قبول کیا اور ضرور بالضرور وہ ہماری مدد کیواسطے
آمادہ ہوگا پرویز نے کہا قبول وغیر قبول کی خبر خداوند کو ہے اب سب قسم کھاؤ آخر تو میرا سر بتون سے
ٹکرایا ہے سب نے کہا اے نظر کردہ خداوند ہم اسی خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ جبتک دم مین دم ہے
مسلمانون کے مقابلے سے منھ نہ پھیرینگے شیرویہ نے کہا اے پدر اگرچہ مین نے بھی قسم کھائی ہے لیکن جہانتک
ممکن ہوگا مین شاہ سعد کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اگر خداوند نے سعد کے ہاتھ سے میری ہلاکت تقدیر کی ہے
مجبوری ہے بعد مرنے کے خداوند سے شکایت کرونگا اور سب سے اعلے درجہ جنت مین لونگا ہرمز روئین تنی
نے کہا اے شیرویہ اگر تو نے یہ تہیہ کیا ہے تو مین بھی بجائے خود تہیہ کیے ہون کہ نور الدہر کو ہلاک کرونگا
اس بات کی مطلق فکر نہین ہے کہ نور الدہر مجکو ہلاک کریگا بعد ہلاکت خداوند مجکو ضرور منصب اعلے
مرحمت کریگا زرفیل نے کہا مین بھی اسکی تلاش مین عرصے سے تھا اب کی میدان داری مین اسی کے
مقابل ہونگا آہن قبا نے کہا مین نقابدار کی فکر مین ہون قسم ہے خداوند بت بزرگ کی اگر اسکی
صورت دیکھ لونگا تو اسکی اپنی جان ایک کرونگا اول تو خداوند کی ذات سے مجکو امید قوی ہے
کہ مظفر و فتحیاب ہونگا کیونکہ ابھی نظر کردہ خداوند کو خداوند نے اپنا جلال دکھایا مطلب خداوند کا یہ ہے
کہ اے بندگان خاص ہمارے ہماری طرف نظر کر کے مسلمانون کی فوج کیطرف قدم بڑھاؤ اور ہرگز
خائف نہو قرطاس پیل زور تلوار علم کر کے جھوما اور کہا اے خداوند لات و منات کے بندو
مین دارا کا تشنہ خون ہون دیکھون میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے خسرو پرویز نے کہا اے خداوند کے
بندو اسوقت تم سب اپنا اپنا شکار تجویز کر رہے ہو یہ سمجھے رہو کہ مسلمان اپنے نام کے ہین ہنگام
مقابلہ شیرون کی طرح دشمنون کا شکار کرتے ہین ایسا نہو کہ تم مین سے کسی کو کوئی مسلمان ہلاک کرے
اور منتشر الحواس ہو جاؤ میری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ کوئی حالت سقیم تمہاری ہو مگر خداوند کے
فضل پر نظر کر کے جنگ و حرب کو آمادہ رہنا ہمت نہ ہارنا سب نے کہا اے بادشاہ یہی ہوگا خبر دارون
نے سعد شہریار کو خبر پہونچائی کہ تمام کفار اکی مرتبہ جان دینے کو آمادہ ہوگئے ہین ہر ایک نے اپنا
اپنا حریف قرار دے لیا ہے سعد شہریار نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور کہا اے حامیان اسلام دنیا
چند روزہ ہے سب کو ایک روز مرنا ہے ذلت کی زندگی موت سے بدتر ہے اور نیک نامی کی موت گویا حیات

ابدی ہی ہیچ کہا ہی ۵	نا مُدہ عمر کیا گردش افلاک نے جلی	نہ سکندر رہے نہ دارا ہی نہ جمشید نہ کی
فرصت وقت غنیمت ہی یہی جود مہی	دم میں بکھرا جام مین نہ ساقی ہو نہ شیشہ نہ مئے	جستجو زندگی جاوید مطلوب ہی وہ آج

خدا کی راہ کا سودا خرید سے کل کچھ تا ست سے کچھ حاصل ہوگا مطلب اسکا یہ ہی کہ کل کفار کے مقابلے میں جنگ عظیم واقع ہوگی تمام ضلالت شعار مرنے کو آمادہ ہو گئے ہیں تم بھی بجاے خود تہیہ کرلو کہ مر جائینگے لیکن کفار کے مقابلے سے منہ نہ پھیرینگے تمام سرداروں نے بالاتفاق قسم کھائی کہ جو کچھ سعد بادشاہ نے فرمایا انشاءاللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا شب کو طبل اسکندری شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر بجایا گیا ۵ روز دیگر کہ جہان پر عزو یافت از سرچشمۂ خورشید نور + دونوں لشکر میدان مصاف میں آکے صف آرا ہوئے اُس طرف شیرویہ دست بستہ خسرو پرویز کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا مجکو رخصت میدان مرحمت ہو خسرو پرویز نے کہا ای فرزند میں صرف ایک فرزند رکھتا ہوں مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو تو میدان میں جاکے مسلمانوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو یا گرفتار ہو جاے میری ہرگز راے نہیں ہی کہ تو ابھی مسلمانوں کے مقابلے میں جاے شیرویہ نے کہا ای پدر والا قدر بیکار خائف ہوتے ہو خداپرست کسی طرح ممکن نہیں کہ مجکو کسی طرح کا صدمہ پہونچا سکیں خسرو پرویز نے کہا جنگ دو سپہ دار دیہ کس طرح یقین ہوا کہ خداپرستوں سے مجکو کچھ صدمہ نہ پہونچیگا شیرویہ نے کہا وجہ اسکی یہ ہی کہ شمشیر بانو ایک جادوگرنی مجپر فریفتہ ہی جب اُسکو یہ حال معلوم ہوا کہ فی الحال مسلمان بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں اور بت پرستوں کے دشمن جانی ہیں بنظر احتیاط ایک لوح میری گردن میں لٹکا دی جب میں نے اُس لوح کا حال پوچھا تو اُسنے مسلمانوں کا حال بیان کیا اور کہا کہ غالباً تیرا مقابلہ بھی مسلمانوں سے ہوگا نظراً الیہ میں نے یہ لوح تیرے گلے میں لٹکا دی ہی کیا مجال کسی خداپرست کی کہ تیرے مقابلے میں برپا ہو سکے بلکہ کوئی حربہ مسلمانوں کا تجپر کارگر نہوگا خسرو پرویز ناچار ہوا کہا مجکو اختیار ہی مگر یہ بخوبی یاد رکھنا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں سحر و افسون بخوبی کارگر نہیں ہوتا یہ قصہ بیشتر میری سماعت میں گذرا ہی اور کسی قدر دیکھا بھی ہی شیرویہ نے کہا اس لوح میں ایسا علاقہ سحر و افسون کا نہیں ہی کہ کسی رقت میں کارگر نہوگا خسرو پرویز نے اجازت میدان دی شیرویہ میدان حرب میں آیا لشکر اسلام سے نقابدار طلسمینہ پوش نے ارادہ کیا کہ شیرویہ کے مقابلے کو جاے اور مسلح و مکمل ہو کے چلا کامل منجمان کامل النفس نے اُسے روکا اور کہا ہنوز از روے کواکب تاثیر یہ دریافت ہوتی ہی کہ اسوقت میدان حرب میں شیرویہ کے مقابلے کو جانا بالکل مخدوش ہی اُس طرف میدان جنگ میں شیرویہ پسر خسرو پرویز نعرہ مارتا تھا کہ ای خداے نادیدہ کی پرستش کرنے والو کیوں دیر کرتے ہو تم میں سے کون ہی جو میرا مقابل آوے اور میرا مقابلہ کرے اور اپنے خداے نادیدہ کی قدرت مجکو دکھائے اور خداوند بت بزرگ کے جلال کو میں اُسپر ظاہر کردوں شاہزادہ نور الدہر نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو جاے خواجہ نادون نے منع کیا مگر شاہزادہ نور الدہر نے اصرار کیا خواجہ زادوں نے کہا کیا غضب کرتے ہو خواہ مخواہ اپنی ہلاکت کے درپے ہوتے ہو ہمارے قاعدے سے یہ استخراج ہوتا ہی کہ اسوقت شیرویہ کے مقابلے میں تمہاری خیریت نہیں ہی اور تجھپر کیا موقوف ہی آج کے روز کسی کو شیرویہ کے مقابلے میں نہ جانا چاہیے شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای واقفان اسرار باطنی یہ سب صحیح ہی مگر

یہ تو بتاؤ کہ شیرویہ مقابل طلب ہو کس طرح سکوت کیا جائے نہایت شرم کی بات ہو کہ ایک گبر ملعون
مقابل طلب کرے اور کوئی خداپرست اسکے مقابلے کو نہ جائے کفار سمجھیں گے کہ مسلمان جنگ و
حرب سے عاجز ہین خواجہ زادون نے کہا ای شاہزادہ نورالدہر کیون عجلت کرتے ہو شیرویہ
ملعون کا علاج غیب سے ہو جائیگا مسلمان حیران تھے کہ خواجہ زادے یہ کیا کہتے ہین غیب سے
کیا ایسا سامان ہو جائیگا اگر غیب سے سامان ہونے والا ہوتا تو اس قصہ کو طول اسقدر کیون ہوتا
اور خواجہ زادون سے کہا صاحبو یہ کیا کہتے ہو انھون نے کہا ہمکو جو کچھ قاعدے سے دریافت ہوا
ہو بیان کرتے ہین باقی العلم عند اللہ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ابر چشمک زن نمایان ہوا مسلمان
اُس ابر کی جانب متوجہ ہو گئے خواجہ زادون سے پوچھا یہ کیا سامان ہو انھون نے کہا جو سامان ہوگا
ظہور مین آجاویگا پوچھنے کی کیا ضرورت ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ ابر برطرف ہوا دیو و پری تختہائے
یاقوت نگار پر سوار تھے ایک دیو کوہ پیکر کو دیکھا کہ طوق و زنجیر مین جکڑے ہوئے لیے آتے
ہین اور ایک تخت الماس پر ایک جوان باشوکت و شان کو دیکھا کہ بکمال عظمت رونق افروز ہی
راست و چپ دیوان قوی تن گرزہائے گاؤسر کاندھون پر رکھے ہوئے ہر چہار جانب بکمال ہوشیاری
دیکھتے ہوئے صدائے دورباش بلند کیے ہوئے ہین مسلمانون نے جب غور سے نگاہ کی تو دیکھا شاہزادہ
بدیع الملک والا قدر تخت الماسی پر جلوہ افروز ہو اور ہمراہ اُس شاہزادہ والا جاہ کے
شہنشاہ گوہر کلاہ بھی ہو اب تو سب کے دل افراط مسرت سے باغ باغ ہو گئے ؎
گویا کہ بہار آگئی ہستی کی چمن مین + ایک دفعہ سب دوڑے شاہزادے کے قدم پر بوسہ دیا اور کہا ؎
ای آمدنت باعث آبادی ما + اب اُس طرف سب ہمہ تن حیرت ہین کہ یہ کیا سامان پیش نظر ہو سرداران
لشکر سے شاہزادہ بدیع الملک نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی خیریت پوچھی سب نے امیر
کے عقابین پر کھینچے جانے کا حال بیان کیا یکایک غرماس شیر سر کو بستہ و گرفتہ دیکھا شاہزادے
کے زور دست و بازو کی تعریف کی شاہزادہ نورالدہر اور شاہزادہ بدیع الزمان اپنے فرزندون کو
دیکھ کے بہت خوش ہوئے ہر چند کہ شاہزادے کے گوش زد پیشتر بھی کسی قدر امیر والا توقیر کا حال ہو چکا
تھا مگر اب تفصیل حال عقابین سُنا از سرتا پا غیظ و غضب ہو گیا سُرخ و ململ ہو کے چاہا کہ فوج کفار
کے مقابلے کو جائے سرداران لشکر اسلام مانع ہوئے کہ ابھی چند ساعت توقف لازم ہو کفار کا مقابلہ ہو
نہین معلوم کیا صورت پیش آئے شاہزادہ نہایت منغض ہوا اور کہا تم لوگ نہین دیکھتے ہو کہ ہمارا سردار
اعلیٰ کس مصیبت مین مبتلا ہو گیا ہو یہ وقت توقف کا ہرگز نہین ہو مجکو کمال افسوس اس بات کا ہو
کہ مین یہان موجود نہ تھا ورنہ ہرگز امیر حمزہ صاحبقران اسقدر عرصے تک کفار کی قید مین مبتلا نہ رہتے
بعض لوگ جو سرداران دست چپ سے علاقہ رکھتے تھے باہم چشمک زنی کرنے لگے کسی نے بدیہ سرگوشی
کسی سے کہا تم لوگ دیکھتے ہو اسوقت شاہزادہ بدیع الملک کی گفتگو کو کہ اسقدر سردار لشکر
مین موجود ہین شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ نورالدہر تک موجود ہین آج تک کسی کی
کوشش سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی رہائی ممکن نہوئی یہ ہوتے تو کیا کرتے خواہ مخواہ کا
عذر ہو کہ ہم یہان موجود نہ تھے دیکھین اب یہ آئے ہین تو کیا کرتے ہین سچ یہ ہو کہ امیر حمزہ کا قید کفار

سے رہا ہونا مشکل ہی غرضکہ شاہزادہ بدیع الملک نے پرویز کو طلب کیا اور سوار ہو کے شیرویہ کے روبرو
آیا اور بآواز بلند کہا کہ ضلالت شعار و بدکار و بے ایمان تو نے غضب کیا کہ ایسے واجب التعظیم سلطان کو گرفتار
کرکے عقابین پر کھینچ دیا اور اسوقت تک وہ والاقدر تمہاری قید سخت میں مبتلا ہے شیرویہ بن خسرو نے
کہا اے شاہزادہ بدیع الملک میں تیرے انتظار میں تھا بارے خداوند لات و منات میری امید بر لایا
کہ تجکو میرے مقابلے کیواسطے بھیجا اور یہ میں خوب جانتا ہوں کہ تجھسے بیشتر کارہائے نمایاں ظہور میں
آئے ہیں جنگ آزمودہ ہی مگر یہ یاد رکھنا کہ آج میرے تیرے وہ جنگ ہوگی جو آجتک کبھی نہوئی ہوگی خداوند
لات و منات نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ میں تجکو شاہزادہ بدیع الملک پر فتحیاب کرونگا شاہزادہ
بدیع الملک مسکرایا اور کہا او مکار و مغرور مجھسے بیان کر کہ کس طرح تیرے خداوند لات نے فتحمندی
کا وعدہ کیا شیرویہ نے کہا میرے پدر خسرو پرویز نے بتوں کے روبرو سجدہ کیا خداوند لات
نے اپنے زور سے میرے باپ کو اپنی طرف کھینچا کہ سر اسکا مجروح ہوگیا شاہزادہ بدیع الملک نے
کہا میرے گمان میں تیرے خداوند نے تیرے باپ کو اپنی طرف ہرگز نہیں کھینچا بلکہ شیطان نے تیرے
باپ کو پتھروں پر دھکیل کے سر اسکا زخمی کیا اسنے تو اس درست کہ پتھر میں یہ طاقت کہاں کہ آدمی کو اپنی
طرف بالارادہ کھینچے شیرویہ نے کہا اے شاہزادہ بدیع الملک تو نے بڑی گستاخی کی میں بہت جلد
سزا سے معقول دینا چاہتا ہوں زبان بیہودہ باز رکھ شاہزادہ بدیع الملک نے کہا اگر تیرے خداوند
بے معنی میں کچھ لیاقت ہوتی تو مجکو سزا دے سکیگا ورنہ یہ تو مجکو بخوبی دریافت ہی کہ تیری شامت تجکو
گھیرے ہوئے ہی ؎ بیار انچہ داری ز مردی نشان ❊ کمان کیانی و گرز گران ❊ شیرویہ بن خسرو پرویز
نے تلوار علم کی شاہزادہ بدیع الملک کی جانب جھپٹا شاہزادہ بدیع الملک نے اپنی جگہ سے حرکت
نکی تا اینکہ شیرویہ قریب آگیا شاہزادہ بدیع الملک نے جگہ خالی کی شیرویہ کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ
گئی شاہزادہ بدیع الملک برق کی طرح پس پشت پہونچا اور کمربند میں ہاتھ ڈال کے زین سے اٹھالیا اور
ہدہد کے حوالے کیا اور کہا اے ہدہد فالوس شاہ سے کہدے کہ دیوؤں کو روکے رہے اسواسطے کہ یہ
ہنگامہ جنگ دیکھ کے میری مدد کو آدینگے میں چاہتا ہوں کہ ان کفار بدکردار کے مقابلے میں کوئی دیو نہ آوے
تاکہ کسی کو جائے شکایت نہ رہے کہ بدیع الملک نے خود مقابلہ نہ کیا دیوؤں سے ہم کو ہلاک کرادیا اگر
شاہزادہ بدیع الملک ہوتا ہم ہرگز پسپا نہوتے خسرو پرویز نے جو اپنے فرزند کو گرفتہ دست
دیکھا کفار کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند غضب ہوا میرا فرزند مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اور
تم سے کچھ نہو سکا تم سب نمک حرام ہو اور خداوند کے قہر کے مستوجب ہو تم نہیں جانتے کہ میں خداوند
لات کا نظر کردہ ہوں میری ناخوشی باعث خداوند لات کی ناخوشی ہی غرض خسرو پرویز کے اس کلام
سے تمام کفار کو جرات ہوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے ادھر سے مسلمانوں نے بھی حملہ کیا جنگ
مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوگیا شاہزادہ شہنشاہ نے اپنے کو زردمین تانی کے قریب پہونچایا اور ایک
وار اسپر کیا اسنے رد کیا ایک وار اسنے کیا اسنے رد کیا آخرالامر زردمین تانی کو گرفتار کیا شہزادہ
اسد بن قباد کے قریب پہونچا اسنے اسے گرفتار کیا شاہزادہ نورالدہر نے قرطاس کو گرفتار
کیا دارا نے زرنیل منارہ گردن کو گرفتار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے شہاب منور ضمیر کو گرفتار

کیا طلحہ بن لئند حصور نے نہلاک بن محدلب کو بستہ کیا فتحا لک بن مالک نے نوز عس بن بحجاک
کو بستہ کیا ملیں لنقابدار پلنگینہ پوش چتر دار خسرو کے قریب پہونچا اور کہا او مردود جلد اس چتر زرین کو
ہاتھ سے پھینک دے اُس نے کہا اے لنقابدار اس چتر کو میری کمر میں مقفل کردیا ہے میرے پاس اسکی کنجی نہیں
ہے کہ کھولوں لنقابدار پلنگینہ پوش نے کہا میں نہیں جانتا جس طرح ممکن ہو ورنہ تجکو ہلاک کردونگا اُس نے کہا
مجھسے اس چتر کا کھلنا کسی طرح ممکن نہیں ہے مجھے اختیار ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر یہ ممکن نہیں ہے تو دین اسلام
قبول کر اُس نے کہا یہ بھی ممکن نہیں ہے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا اگر تجھسے یہ ممکن نہیں تو تجھسے تیرا رہا ہونا
بھی ممکن نہیں ہے یہ کہا اور ایک وار شمشیر آبدار سے اُس کا سر تن سے جدا کیا اور لاش اسکی علیحدہ
ڈالدی چتر کو نگونسار کیا مردمان پرویز نے جو چتر پرویز کو نگونسار دیکھا تمام مسیع درہم وبرہم ہوگیا
خسرو پرویز سمجھا کہ عنقریب میں ہلاک ہوجاؤنگا تخت فیل سے نیچے اُتر آیا اور تخت پرندہ پہ سوار ہوکے
چاہا کہ بھاگے نقابدار پلنگینہ پوش نے کہا او ملعون کہاں بھاگنے کا ارادہ کرتا ہے میں تیرا قابض ارواح پہونچا
خبردار آگے قدم نہ بڑھانا اُسے نہ سنا نقابدار پلنگینہ پوش نے تعاقب کیا تا اینکہ اسکو بالش زین
سے اُٹھا لیا اور بجائے سپر تا دیر ہاتھ پر بلند کیے رہا اور کارزار میں مصروف رہا جب پرویز گرفتار ہوگیا
لکار نے اپنے ہمراہیوں کو آواز دی کہ اے بندگان خداوند یہ وقت امتحان کا ہے خداوند کا ٹھیر کردہ
مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا جلد ایسی کوشش کرو کہ مسلمان اپنی سزا اپنے اعمال کو پہونچیں
پرویز رہا ہو خداوندلات تمپر اپنا کرم نازل کرے تمنے پیشتر وعدہ کیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ ہم
مسلمانوں کے مقابلے سے گریز کرینگے مسلمانوں کو پسپا کرینگے یا ہلاک ہو جائینگے اگرچہ
خسرو پرویز نظر کردہ خداوند گرفتار ہوگیا تم کچھ خیال نکرو خداوندلات پر نظر رکھو وہ خود
تمہاری مدد کریگا سب نے ایکبار حملہ کیا اس طرف مسلمانوں نے بھی سر بکف ہوکے جان لڑائی
میں لڑادی تھی چند لمحہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر فوج بے سردار قیام نلائی فرار پر قرار
کیا شاہزادہ بدیع الملک مع سرداران لشکر اسلام عقابین کی جانب آیا لہراسپ اور
شیر افگن دونوں نیچے اتر آئے شاہزادے کا سامنا ہوا تھا خواجہ عمر ثانی شاہزادہ بدیع الملک
کے پاس آیا اور کہا اے والا منزلت میری اس وقت گذارش ہے اگر قبول افتد زہے عز و شرف
شاہزادے نے استفسار کیا خواجہ عمر ثانی نے کہا وہ گذارش یہ ہے کہ لہراسپ اور شیر افگن سے
حال سے کچھ تعرض نکیا جاوے شاہزادہ بدیع الملک نے اُن دونوں کو خلعت فاخرہ بخشا اور
انواع اقسام کی مرحمت سے سرفراز کیا محافظان عقابین کو ہلاک کیا سب عقابین پہ پہونچے ایکبار
سب نے سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی ہوشیار ہوے سب کو جواب سلام دیا اور کہا اے
حامیان دین اسلام تمنے بہت بڑا کام کیا میری رہائی نہایت دشوار تھی بجز ذات باریتعالی کے کوئی رہائی
کی صورت نظر نہ آتی تھی سرداروں نے کہا اے والا منزلت اب یہاں توقف بیکار ہے تشریف لیچلیے
امیر حمزہ صاحبقران ثانی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے وہاں سے اُٹھے تمام سردار باعزاز و احترام
آرامگاہ پر لائے اطبائے حاذق معالجہ میں مصروف ہوگئے شاہزادہ بدیع الملک نے سرداران
لکار کو اپنے روبرو طلب کیا اور فرمایا تم سب نے دیکھا کہ تمہارا سردار یعنے خسرو پرویز اپنی سزائے اعمال

کو ہو چکا تم سب کو اپنی بت پرستی کی حقیقت ظاہر ہو گئی مناسب وقت یہ ہی کہ ضلالت و گمراہی سے توبہ
کرو اور راہ راست اختیار کرو اسی میں تمھاری خیریت ہی اور نہ تمھارا انجام رہنما شوار ہو گا سب نے کہا ای
شاہزادہ بدیع الملک جب کبھی دو شخص ہنگامہ جنگ کرتے ہیں ایک غالب ہوتا ہی اور دوسرا
مغلوب جیسا کہ ظہور میں آیا دین و مذہب کو اس بارے میں کیا دخل ہی شاہزادہ بدیع الملک
نے کہا ہم نے سنا ہی کہ تم سب نے آخر وقت میں بکمال عاجزی اپنے بتوں کو سجدہ کیا تھا اور مدد چاہی تھی
اگر وہ کچھ قابلیت رکھتے ہوتے تو ضرور مدد کرتے یہ دلیل اس بات کی ہی کہ وہ محض سنگ بے حس ہیں یہ
تمھاری غرض خام خیالی ہی کہ ان میں کسی نوع کی طاقت خیال کرتے ہو کفار نے کہا اور جو کچھ فرمائش کرو ہم
اسکے قبول کرنے کو موجود ہیں لیکن ہم اپنے دین قدیم سے ہرگز منحرف نہوں گے شاہزادہ بدیع الملک نے
ان سب کو زندان تاریک میں بھیجا اور جشن عظیم قرار دیا تمام ملک خاور میں منادی کی گئی کہ تمام بازارین آراستہ
ہوں دوکانیں آئینہ بندی سے درست کی جاویں اور تمام فوج اسلام میں انعام تقسیم ہوا خوشی کے نقارے
بجنے لگے اور ایک قصر عالیشان میں جلسہ منعقد ہوا تمام شب محفل رقص و سرود گرم رہی اور سب نے
بالاتفاق خواجہ عمر ثانی سے کہا ای خواجہ خواجگان مقتضا سے خوشی یہ ہی کہ آج تم بھی اپنا کمال دکھاؤ
مطرب صاحب کمال کی صورت سے متشابہ ہوکے جلسے میں آؤ خواجہ عمر ثانی اس خیال سے کہ اہل جلسہ
انعام کثیر دین گے ایک مطرب معروف کی صورت سے متشابہ ہوکے محفل میں آیا لوگ متحیر ہوئے
کہ آج یہ گویا کہاں سے آیا ہی خواجہ عمر ثانی وسط محفل میں آکے بیٹھ گیا اور تا دیر بیٹھا ہوا ایک ایک
کی صورت دیکھا کیا اہل محفل نے کہا صاحب اپنا کام شروع کرو سب کی صورت کیا دیکھ رہے
ہو خواجہ عمر ثانی بن ضمری نے کہا صاحب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان سب میں صاحب فہم
کون کون ہی جو میرے کمال کی داد دیگا ان سب سرداروں نے کہا جب تو اپنا کمال
دکھانے گا جو صاحب فہم ہوگا اس وقت معلوم ہو جانے گا خواجہ عمر ثانی نے ساز
نکالا اور سر ملائے اور یہ غزل اس طرح گانا شروع کی غزل

کھینچیگا جسے کا تو میں سیر وہ اسی گلستان کا
جیا نہیں آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہی
رواں کرتے ہیں خون یہ لوگ تقصیر النسا نکلا
لب خندان سے تیرے لعل و گہر کو ہی کیا نسبت
تماشا قتل کہ کا ہو مبارک میرے دیوان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
ارادہ و بند ہو رہا ہی تقریر یوسف کو کنعان کا
نہیں کچھ فرق گل میں بلبلی ہی سرگذشت اسکی
مری جو نہ نامش کی آنکھوں میں سرمہ صفاہانکا

رواں رکھتا ہی خون آنکھوں سے ہمیشہ یاد آیا
چلا بند و سے کے گریہ ضرب زندہ ساز کا
گریبان گیر قاتل ہوئے ہم روز محشر کو
نہ وہ ہم سنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا
بہت سے جو لٹے کتنے گیا ہم از تباہ امر
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جیسنے دیا ہی
شہادت نامہ بلبل ہی مرثیہ گلستان کا

بتھانا ہی نہایت دل کو خطر رعنا چاہا
تعلق آکو وہ ہتا ہی بال اپنے گریبان کا
سینوں کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا
ہمارا مجھ خون ہی ہر اپنا بیا داما نکا
لگے ہیں سرگذشت ملکے ہنسو نہ یا غم میں
نہیں کر سر خودی سے مجھ دینی ہی زمان کا
عدم کو بار گذشت روح ہی اب روز نالی
اشارہ ابرو سے وحشت سے ہر شہر گلان
اٹھا و نرگس شہلا تماشا ادیر اگر دیکے

خواجہ عمر ثانی نے اس لطف سے اس غزل کو گایا کہ سب پر
محویت کا عالم طاری ہوا خواجہ عمر ثانی نے ساز ہاتھ سے رکھدیا اور کہا اصل حقیقت یہ ہی کہ یہاں
کوئی صاحب فہم نظر نہیں آتا سب نے کہا ای مطرب ہم سب تیری جانب دل سے متوجہ ہیں اور

بہتر سے کمال فن کو مجبور رہتے ہیں ساز کو موقوف نہ کر خواجہ عمر ثانی نے کہا صاحب فہم کے یہ معنی نہیں ہیں
کہ داد واہ کیا اور خاموش ہو رہے بلکہ جیب خاص کی خبر لیتا رہے تاکہ مجکو بھی معلوم ہو کہ فلاں شخص اس
درجہ کا فہم رکھتا ہے تمام سرداروں نے کہا اچھا یہ ہی سہی غزل

آہ وے مست اسکی آنکھوں میں سیاہ جو دور تھا
خواب میں مجکو خیال نرگس مستانہ تھا
یہ جو پردہ تھا یہی چراغ حسن بے پروا تھا
اٹھتے ہی تیرے دگرگوں ہو گیا رنگ نشاط
جان یاں جاتی رہی واں ناز معشوقانہ تھا
نیند اڑ جاتی جو سنتا یار میرا حال دل
لوگ کہیں بے خبر تھا مجنوں جو تھا دیوانہ تھا
حال پر اپنے تو بھی نظر تھی جن دنوں

مست ہے آنکھوں کو خیال گیسوئے جانانہ تھا
آنکھ کھولی تو لیا لب عمر کا پیمانہ تھا
حسن عالمگیر جب سمجھا چھپائے چھپتے نہیں
جام خالی میکدے میں سنگ ماتم خانہ تھا
آج کل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہیں
خواب شیریں تلخ کر دیتا ہے وہ افسانہ تھا
پردہ ہائے گوش تک سننے کو جاتی ہی نہ تھی
آفتاب ذرہ ذرہ جلوۂ جانانہ تھا

دل پریشاں جیسے تھا جیسے جہنم کا افسانہ تھا
بچہ قمری کا مجکو دست خشک شانہ تھا
دی پری پیکر نے جب تک میں ترا دیوانہ تھا
پردے میں تو کوچہ و بازار میں افسانہ تھا
واہ رے انداز ناز اللہ رے کبر و غرور
عالم ارواح میں مرے تیر بے یارانہ تھا
بحث علم عشق کے قابل تھا دونوں میں ایک
مستعد دی جیسے حسن یار کا افسانہ تھا

ابھی یہ نوبت تھی کہ ہر ایک کو
اپنے دست و پا کی مطلق خبر نہ تھی ہر ایک شخص نقش سر دیوار تھا اور خواجہ عمر ثانی کی صورت کے جانب
آنکھیں لگی ہوئی تھیں خواجہ عمر ثانی نے گانا یکایک موقوف کیا اور ساز کو زمین پر پٹک دیا ان سب
سرداروں نے کہا اے مطرب یہ کیا غضب کرتا ہے اسی طرح گائے جا خواجہ عمر ثانی نے کہا کس کے سامنے
گاؤں کوئی قدردان نظر نہیں آتا سب نے اپنی جیبوں سے زر نقد نکالا اور خواجہ عمر ثانی کو دیا خواجہ
عمر ثانی نے وہ زر نقد اپنی جیب میں رکھا اور کہا ہاں اب مجکو معلوم ہوا کہ فلاں سامع اس درجہ کی سمجھ
رکھتا ہے اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

کاٹ کر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
آشیاں کا دیا مرا اور وہ بہا لیجائیگا
ہو کے تک پہونچے جو کنعاں سے وہ یوسف ہوں میں
ہر جو بیگانہ شوق آشنا لیجائیگا
باغباں گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے تنگ
حرص اپنی شوق کی مجھ تک بہا لیجائیگا
خوں سے یہ لیگا دست قاتل میاں کے

اڑ کے شوق اس گل کے کوچے میں لگا لیجائیگا
ناتواں ہوں دل کا مجھو کا اڑا لیجائیگا
دل مرا مٹھی میں رکھتے ہو بچا سکتا ہو تو سے
دست اخواں مجھے ملے تو تعبیر لیجائیگا
وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہو دیکھیے
کون غنچہ کی کل کی قبا لے جائیگا
حسن دکھلائیگا اور بت بتکدہ میں شان سے
آتش مقتول اپنا خون بہا لیجائیگا

کعبۂ مقصود تک مجکو خدا لیجائیگا
رو کے جو روئے جان جائیگی فراق یار میں
چھین کر اک دل سے وہ زود حنا لیجائیگا
ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہیں
اس سرا سے مجکو کب تک اس سرا لیجائیگا
استخواں امرت میں رہینگے ہم فقیر اور شاہ حسن
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائیگا

خواجہ عمر ثانی نے اس غزل کو
ایسے طور سے گایا کہ تمام حاضرین محفل کے رخساروں پر آنسو جاری ہوگئے خواجہ عمر ثانی نے دیکھا کہ بعض
نوجوان اس جلسہ کے از خود رفتہ ہوئے جاتے ہیں ساز کو رکھ دیا اور اصلی صورت دکھا کے حاضرین
کو جا سلام کیا اب جو لوگوں نے غور سے دیکھا خواجہ عمر ثانی کو پہچانا اور کہا اے خواجہ خواجگان و اے سرخیل
سرہنگان دوراں واہ کیا قدرت خدا کی قدرت ہے کہ ایک شخص میں اسقدر کمالات ظاہر ہوتے ہیں خواجہ
عمر ثانی بن امیہ ضمری نے کہا یہ سب تم لوگوں کی خلوص و محبت کا سبب ہے جو تم کہتے ہو ورنہ میں کیا
اور میرا کمال کیا حاصل کلام چند روز تک وہاں قیام رہا تا انکو امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے غسل
صحت کیا مجلس میں تشریف لائے شاہزادہ بدیع الملک نے بکمال ادب تسلیم کی امیر نے

شاہزادہ بدیع الملک نے اُن کی پشت پر دست شفقت رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا اے فرزند
خدا تمام تیری انسانیت و ہمت و شجاعت و طاقت مین ترقی عطا فرمائے اور حکم دیا کہ لاؤ کرسی آصف
برخیا فوراً کرسی آصفی حاضر ہوئی شاہزادہ بدیع الملک کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ
بدیع الملک نے تھوڑا انکار کیا اور کہا مجکو صرف حضور کی نظر عنایت کافی ہی یہ جگہ حضور کو باایک
زیب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے اصرار کیا اور کہا اے جوان سعادتمند صاحب ہمت بلند میری خوشی
ہی کہ تو اس کرسی پر نشست اختیار کرے ورنہ مجکو نہایت ملال ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی
خیر اگر یہی خوشی ہی تو مین اسوقت اس کرسی کی نشست کو ملتوی رکھتا ہون جسوقت حضور بیت اللہ
کی جانب عازم ہونگے اور مین بھی بقید حیات رہونگا تو اس کرسی پر بیٹھونگا امیر حمزہ صاحبقران نے
نہایت تحسین و آفرین کی اپنی جگہ بیٹھے مجلس گرم ہوئی شربت ریحانی کا پیالہ گردش مین آیا چند جام سب نے
نوش کیے شاہزادہ بدیع الملک نے دست بستہ عرض کی اے معظم و محترم سرداران کفار زندانخانے
مین موجود ہین اُن کی نسبت جو حکم مناسب ہو صادر فرمایا جاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا
ہان مجکو معلوم ہی لیکن پرویز لقابدار کے پاس ہی جبتک وہ نہ آوے گا پرویز و دیگروں سے کچھ سوال
کرنا محض عبث ہی کسی شخص کو لقابدار کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ وہ میری جانب سے لقابدار کو
دعائے خیر کہے اور خسرو پرویز کو طلب کرے معروف بن اسد اُسوقت موجود تھا یہ سنتے ہی اپنی
جگہ سے اُٹھا اور دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ یہ خادم موجود ہی اگر حکم عالی ہو تو امیر عالیمقام کی تعمیل حکم
کیجاوے اور اس خدمت کو بجالاوے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا مضائقہ ہی لیکن اس
بات کا خیال رہے کہ جہانتک ممکن ہو خوب فہم سے کام لینا معروف بن اسد نے کہا بہت مناسب
اور مرکب پر سوار ہوکے شاطر کو ہمراہ لیا اور لقابدار کے جانب روانہ ہو جب لشکر مین پہونچا مرکب
سے اُترا اُسکو وہین چھوڑا اور خود لقابدار کے دربار مین پہونچا لقابدار معروف بن اسد کو دیکھکے
نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا کرسی طلب کی معروف کو بٹھایا ساقی نسیم ساق کیجانب
اشارہ کیا اُس نے جام بلوری طلب کیا اور معروف کو دیا معروف نے لقابدار کی جانب
دیکھا لقابدار نے کہا اے معروف کچھ تردد نہ کر یہ وہ شے نہین ہی جسکی نسبت تمکو کسی طرحکا اعتراض
ہوگا بلکہ یہ ایک قسم کا شربت مفرح قلب و دماغ تیار کیا گیا ہی بلا تکلف پیو غرضکہ معروف بن اسد
نے چند جام پیے بعدہ لقابدار نے کہا اے جوان آج یہان تیرے آنے کا کیا باعث ہوا معروف
نے کہا آج میرا یہان آنا صرف امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے حکم کے بنا بر ہوا اُس والا منزلت
نے تمکو دعا لکھی ہی اور کہا ہی کہ خسرو پرویز کو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُس سے سوالات کرنا ہین
لقابدار پلنگینہ پوش نے کہا کیا خوب کون نہین جانتا کہ خسرو پرویز کو کس محنت و دقت سے ہمنے
گرفتار کیا ہی کیونکہ وہ ایک بادشاہ جلیل القدر ہی بیشتر ممالک میری میراث سے تھے اسواسطے کہ مین
سکندر ذوالقرنین کا نواسا ہون یہ طرفہ بات ہی کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے خسرو کو
طلب کیا ہی امیر حمزہ صاحبقران کیا حق رکھتے ہین معروف بن اسد نے کہا اے لقابدار میری
سمجھ مین تمھاری اسوقت کی تقریر نہین آئی آخر اسکے کیا معنے کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی خسرو

کو باندھنے کا کیا حق رکھتے ہیں اگر امیر حمزہ صاحبقران حق نہیں رکھتے تو اور کوئی بھی حق نہیں رکھتا ہے
لقابدار نے کہا خسرو کے مقید رکھنے کا جو حق رکھتا ہے اسکی قید میں خسرو موجود ہے معروف بن اسد
نے کہا اگر امیر حمزہ صاحبقران کو یہ حال معلوم ہوتا تو وہ والاجاہ خسرو کے تمھارے گرفتار کرنے پر
ہرگز راضی نہوتا لقابدار نے کہا اے معروف کیوں کلام کو طول دیتا ہے امیر حمزہ صاحبقران خود ہی گرفتار
کئے راضی ہونے والا کون تھا یہ کہو کہ میں نے خسرو کو گرفتار کر لیا اور کسی کی کیا مجال تھی جو خسرو
کو گرفتار کر سکتا اور اے معروف بن اسد تم خسرو کا کیا ذکر کرتے ہو جاؤ امیر حمزہ صاحبقران سے کہدو
کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو خسرو پرویز سے قطع نظر کرکے تمام اسباب شاہ صاحبقرانی مجکو بھیجدو ورنہ
یاد رکھو ابھی ایک زحمت سے رہا ہوئے ہو ایسا نہو اس سے زیادہ کسی اور زحمت میں مبتلا
ہو جاؤ معروف نے کہا تمھاری کیا مجال ہے جو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو کسیطرح کا صدمہ پہونچا سکو
شاید تمکو شاہزادہ بدیع الملک کی شجاعت و بہادری کا حال نہیں ہے اُس شاہزادہ والاجاہ کی عدم موجودگی
میں ایسا کہتے تو شاید کچھ خیال بھی ہوتا لقابدار نے کہا ایسا کبھی خیال نکرنا شاہزادہ بدیع الملک
کی شجاعت و بہادری کو تم لوگ خیال میں لاتے ہوگے میں نے ایسی شجاعتیں اور بہادریاں بہت
دیکھی ہیں دیکھ لینا اگر تم لوگ مجھسے خلاف ہوئے تو امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الملک
کو بستہ و گرفتہ لیا تو میں نے کچھ کام نہ کیا اُس وقت معروف بن اسد بہت برہم ہوا اور کہا
کہ مجہول الاحوال تو کیا بے معنی باتیں کرتا ہے تیری بھی یہ قدرت و طاقت ہے کہ امیر حمزہ صاحبقران
ثانی و شاہزادہ بدیع الملک کو گرفتار کریگا تو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے ملازموں کو بھی
نظر بد سے نہیں دیکھ سکتا ہم ادب سے جو کلام کرتے ہیں تو اپنے دل میں کچھ سمجھتا ہے لقابدار نے
باواز بلند کہا او معروف چلا جا یہاں سے نہیں تو عنقریب بحال خراب و تباہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس پہونچیگا معروف نے میان سے خنجر کھینچ لیا اور لقابدار پر وار کیا لقابدار
معروف بن اسد کا ہاتھ گرفت میں لیا اور اس زور سے طمانچہ معروف کے کلے پر مارا
کہ معروف کا منہ پھر گیا اور چکر کھا کے زمین پر گرنے کو تھا مگر معروف بن اسد نے اپنے
حواسوں کو درست کیا پھر سنبھل کے کہا اے لقابدار اس وقت میں نے بڑی غلطی کی کہ تجسے بحث کی
اسوقت سکوت لازم تھا اسواسطے کہ میں مست و لایعقل تھا اُس غفلت کا یہ نتیجہ دیکھا اب میدان میں میرا
تیرا مقابلہ ہوگا لقابدار نے کہا اگرچہ اسوقت تیرا خاتمہ کردینا مجھپر لازم تھا لیکن خیر اسوقت تجکو معاف
کئے دیتا ہوں جا میدان میں مجھسے سمجھ لینا معروف بن اسد نے وہاں سے رہا ہونے کا شکر خدا کی
درگاہ میں ادا کیا اور دربار سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوکے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے پاس
آیا تسلیم عرض کی جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے حال پوچھا معروف بن اسد نے کہا اے والا
قدر عالی منزلت اسوقت لقابدار کے ہاتھ سے میری جان بچی مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو میں لقابدار
کے پاس گیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا کچھ اصل حقیقت تو بیان کر اور یہ تیرے
کلے پر نیل کیسا ہے معروف سوچا کہ کیا کہے اپنی حقیقت بیان کرنے میں سخت ذلت ہے کہا ہاں میرے
مرکب نے سکندری کھائی تھی میں پشت مرکب سے زمین پر آ رہا امیر حمزہ صاحبقران

نے کہا تیرے فحوائے کلام سے دریافت ہوتا ہے لیکن تو صاف نہیں بیان کرتا اس نے کہا طول کلام سے
کیا کام خلاصہ یہ ہے کہ لقابدار خسرو کو ہرگز نہین دیگا اسی قبیل سے چند باتین جو معروف نے بیان کین
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو معلوم ہو گیا کہ غرور اسکی تذلیل کی گئی خفت کے سبب سے بیان نہین کرتا
ہے پھر کہا اپنی جگہ بیٹھو معروف بن اسد سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد یکایک طبل جنگ
کی آواز لشکر لقابدار سے بلند ہوئی اب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو بالکل یقین ہو گیا کہ معروف اور لقابدار
مین بہت کچھ مباحثہ ہوا ہے اپنے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا صبح کو دونون لشکر میدان مصاف
مین آ کے صف آرا ہوئے لقابدار میدان مین آیا اور باواز بلند کہا کہان ہے معروف بن اسد
جو مجھے میدان جنگ مین سمجھنے کو کہتا تھا دیکھون کیا جرارت و طاقت رکھتا ہے بعض سرداران
لشکر اسلام آگے بڑھے اور چاہا کہ لقابدار سے مقابلہ کرین جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مانع ہوئے
اور کہا تم لوگون کے مقابل ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہے ٹھہرو تم لوگ کیون آگے بڑھے جاتے ہو
سردارون نے کہا لقابدار مقابل طلب کر رہا ہے پھر کیون نہ اسکے مقابلے کو جائین جناب امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے کہا تم توقف کرو ہم اسکے مقابلے کو جاتے ہین سردارون نے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہے کہ سردار
اعلے اپنے ماتحتون کی موجودگی مین حریف کے مقابلے کو جائے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے
تبسم کر کے انکو روکا اور خود میدان مین آ کے کہا اے لقابدار مین ہون تیرا مرد مقابل آ مقابلہ کر
لقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران تعجب ہے کہ باوجود اس قدر سرداران معزز کے
تم خود میرے مقابلے کو آئے اس کے کیا معنے اگر سرداران فوج استعداد بھی قابلیت نہین رکھتے
کہ اپنے سردار اعلے کو اپنی موجودگی مین حریف کے مقابل ہونے دین تو ایسے سردارون کی سرداری
پر تف ہے تم ان سردارون سے قطع نظر کر کے میری طرف چلے آؤ تمھاری خاطرداری مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کرونگا تمکو بادشاہ بناؤنگا سینہ سپر ہو کے مقابلہ کرونگا اور اگر اس طرح کا اعزاز
و احترام ناگوار خاطر ہو تو تمکو اختیار ہے آؤ میری غلامی اختیار کرو اور دل خواہش تو میری یہی تھی کہ تمکو عزت و
حرمت سے اپنے ساتھ رکھتا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے اس تقریر کو سن کے بکمال تعجب
لقابدار کی صورت دیکھی اور کہا اے لقابدار میرے خیال مین تیرے حواس درست نہین ہین
بے کار تو آمادہ پیکار ہے جا پہلے اپنے حواسون کا علاج کر اب میرا مقابلہ کرنا ورنہ محض بے کار تیری
جان ضائع ہو گی مین اگر رعایت پیش آؤنگا تیری ہلاکت سے باز آؤنگا ورنہ [illegible] درگذشت کرنے پر
اکتفا کرونگا تاہم تجکو تکلیف ہوگی لقابدار نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی مجھکو کمال تعجب
ہے کہ تم ایسے صاحب فہم شخص اس طرح کی باتین کرتے ہو تم مجھکو [illegible] گرفتہ کر گئے
جو کچھ تم کہتے ہو وہ سب تمکو پیش آئیگا اور علاج تم اپنا کرو کہ میرے مقابلے کو آئے ہو اور میرے
روبرو اس طرح کی باتین کرتے ہو آؤ مقابلہ کرو غرضکہ ہنگامۂ حرب و ضرب گرم ہوا تیسرے روز
امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے لقابدار کے کمربند مین ہاتھ ڈال کے سر سے بلند کر لیا لقابدار
نے کہا اے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی اگرچہ مجھکو تمھارے زور و طاقت کا حال پیشتر سے معلوم
ہے لیکن اسوقت مجکو دھوکا ہوا جو مین تمھارے ہاتھ سے گرفتار ہو گیا اس مرتبہ مجھکو رہا کر دو لعب

اسکے دگرش گرفتار ہو جاؤ نگا تو مجکو کچھ عذر نہوگا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکے
اور آہستہ زمین پر رکھ کے علیحدہ چلے آئے لقابدار بار دیگر فرس پر سوار ہوا اور جناب امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی پر تلوار کا وار کیا امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے پھر اُس وار کو سپر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا
لقابدار نے بھی اُس وار کو رد کیا بعد رد و بدل بسیار امیر حمزۂ صاحبقران نے بار دیگر لقابدار
کو پشت زین سے ہاتھ پہ بلند کر لیا اور زمین پہ رکھ کے نقاب اُلٹ دی اُس کے چہرے پر نشان
اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکھے نہایت تعجب ہوا حسب و نسب کو پوچھا لقابدار نے
کہا میں دختر خسرو شاہ کے بطن سے ہوں میرے پدر عالی قدر کا نام شاہ سعد ہے امیر حمزۂ صاحبقران
ثانی نے نام پوچھا لقابدار نے کہا مجکو شاہزادہ کیخسرو کہتے ہیں جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی
نے لقابدار کو گود میں اُٹھا لیا پیشانی پہ بوسہ دیا خواجہ عمر ثانی بن امیہ ضمری موجود تھے انھون
نے یہ خبر شاہ سعد کو پہونچائی شاہ سعد بہت خوش ہوئے اور کہا ای خواجہ عمر ثانی جلد
لاؤ میرے فرزند کو ہان ہے خواجہ عمر ثانی شاہزادہ کیخسرو کو شاہ سعد کے پاس
لائے شاہزادہ کیخسرو نے اپنے پدر والا قدر کو دیکھ کے پاؤن پہ سر رکھدیا محبت پدری نے جوش
مارا شاہ سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا حمام مین بھیجا
بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی سے سرفراز کیا بارگاہ مین آئے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے
شاہزادہ کیخسرو کو قاسم کی جگہ مرحمت کی اور بکمال لطف و محبت پیش آکے کہا ای کیخسرو
جسوقت مجکو تیری اُس تقریر کا خیال آتا ہے کہ آؤ تم میری غلامی اختیار کرو اور تم میرا مقابلہ کیا کر سکوگے
بے اختیار ہنسی آتی ہے واقعی تو بڑا صاحب جرات و ہمت ہے اور تیرے زور و طاقت کا حال
مجھپر بخوبی روشن ہو گیا شاہزادہ کیخسرو نے دست بستہ عرض کیا کہ والا قدر عالی منزلت
مین کمال شرمندہ ہون بخدا مجکو اس حال کی مطلق اطلاع نہ تھی ورنہ کیا مجال تھی کہ میری زبان سے
کوئی کلمہ خلاف نکلتا اب امیدوار عفو قصور ہون امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے کہا ای فرزند
تو بجائے خود اس بات کا خیال ہرگز نہ کر کہ مجکو تیری اُسوقت کی تقریر کا ملال ہے بلکہ تیری اُسوقت کی اُس
تقریر سے مین بہت خوش ہوا ہمیشہ اپنے مرد مقابل سے اسی طرح دلیرانہ تقریر کرنا چاہیے برسبیل
تذکرہ مین نے اُسوقت کی تقریر کا ذکر کیا جسکے خیال سے مجکو ہنسی آتی ہے بعد اسکے فرمایا ای فرزند
ایک خبر مین تمکو سناتا ہون وہ یہ ہے کہ تمھارے پدر والا قدر سلطنت کو ترک کیے ہوئے ہین اور
سلطنت کی طرف سے بالکل بے دل ہین اور مصمم ارادہ کیے ہوئے ہین کہ بیت اللہ جا کے اور روضۂ
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلے آلہ واصحابہ وسلم پر جا کے بقیہ عمر وہین بسر کرین شاہزادہ
کیخسرو نے کہا ہان یہ درست ارشاد ہوا مگر میری فہم مین اُن حضرت کے اس طرح کے تنہا سبب
معقول نظر نہین آتا اور یہ مین اس نظر سے کہتا ہون کہ مجکو ابھی کفار کے مقابلے مین ہنگامہ جنگ
گرم کرنا ہے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی نے فرمایا ہان رائے تو میری بھی یہی ہے آیندہ انکو اختیار
ہے تمھارے بالغ ہونے سے شاید نہ جائین بعد اس گفت و شنید کے امیر حمزۂ صاحبقران
نے شاہزادہ کیخسرو کے واسطے مجلس آراستہ کی صبح کو جب مسند کرپاس سلیمانی سے برآمد

ہوئے کہ باہم مرصع زیب تن کیا دربار میں رونق افروز ہوئے شاہزادہ اسد سے فرمایا کہ پرویز کو مع
سرداران دیگر حاضر کرو شاہزادہ اسد نے فوراً خسرو پرویز وغیرہ کو حاضر کیا گمراہان ضلالت شعار
نے بہ شان و شوکت دربار کی دیکھی کفار کی رسم کے موافق سلام کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کو اس طرح کا سلام بہت ناگوار معلوم ہوا فرمایا ای خسرو تو نے دیکھا کہ تیرے بتوں نے تجھکو کس بلا
میں مبتلا کر دیا حالانکہ مدت العمر تو نے ان پتھروں کی پرستش کی پھر کیا نتیجہ دیکھا اب تیرے حق میں یہی بہتر ہے
کہ ضلالت شعاری کو ترک کرکے راہ راست کو اختیار کر ورنہ ابھی قید و بند کی زحمت میں مبتلا ہی بعد
تھوڑی دیر کے تیری جان کی خیریت نہیں اگر تیرا یہ خیال ہی کہ دین آبائی کو ترک کرنا نامناسب
ہی تو میں تجھکو یاد دلاتا ہوں کہ تیرے باپ نے بھی آخر الامر دین اسلام کو اختیار کیا اور اسکے صلے میں
اسکی عزت کی گئی یعنی شاہزادہ نورالدہر کے لشکر کا حاکم کر دیا گیا اسیطرح اگر تو دین اسلام اختیار کریگا
تیری رعایت ملحوظ رکھی جاویگی آگاہ ہو کہ اکال شاہزادہ نورالدہر نفرہ حصار میں اسنے چھوڑ
آیا ہی عنقریب وہ یہاں پہونچے گا پرویز نے کہا ای امیر حمزہ صاحبقران ثانی سب سچ ہے لیکن
ہی لیکن یہ نہیں ممکن ہی کہ جن بتوں کی میں نے مدت العمر بندگی کی ہی ان کی بندگی دفعتاً ترک کرکے میں
اسلام کو جسکی ہمیشہ مذمت کرتا رہا اختیار کروں میرے باپ نے جو مذہب اسلام کو اختیار کر لیا
یہ انکا فعل تھا مجکو اس قصے سے کیا کام ہی امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کیا تم ہر طرح اپنا
ہلاک ہونا منظور ہی پرویز نے کہا اپنا ہلاک ہونا کسی طرح منظور نہیں ہوتا ہی لیکن اگر کوئی کسی کو ہلاک
ہونے کے واسطے مجبور کرے تو کیا چارہ ہی میں تمھارے اختیار میں ہوں تمکو ہر طرح اختیار ہی مگر یہ خوب
یاد رکھو کہ میں خداوند لات و منات سے کبھی منحرف نہونگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی شاہزادہ اسد
کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس گبر کو بیرون لشکر لیجا کے زندان میں بند کرو اور تیر باران کرو راوی
کہتا ہی کہ اس زندان میں ارشاد اور لہراسپ بھی مقید تھے مع ایک غلام حبشی کے جس نے
لہراسپ کا بہت ساتھ دیا تھا جیسا کہ اب تک لہراسپ کے ساتھ مقید تھا امیر حمزہ ثانی
ارشاد اور لہراسپ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم لوگوں کا کیا ارادہ ہی انہوں نے
کہا ای امیر حمزہ صاحبقران ثانی سردار لشکر اسلام جو تجویز تم نے کی ہمارا بھی ارادہ ہی جب امیر
حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا اصل علم عند اللہ تعالیٰ ہی لیکن جو بت پرست بشرف
اسلام اپنی گمراہی کو ترک کرکے مذہب اسلام اختیار کریگا ہم اسکو خوار و زار نہ کرینگے اگرچہ اسنے
کیسا ہی مسلمانوں پر ظلم کیا ہوگا اور علاوہ رہا کرنے کے اعزاز اور انواع اقسام کی رعایت پر لحاظ
رہیگا اور جو ضلالت پیشہ اپنی گمراہی کو ترک نہ کریگا ہم اسکو ہرگز رہا نہ کرینگے بلکہ زندہ نہ چھوڑینگے
اگرچہ کیسا ہی بے قصور ہوگا خیر ہم ہر آن اسکی ذلت و توہین کے خواہاں رہینگے لہراسپ
اپنے غلام کے جانب متوجہ ہوا کہ وہ بھی گرفتہ و بستہ موجود تھا اس سے کہا کہ بابا وفا جو تو
تو میرا اچھا خیرخواہ ہی مگر اس وقت ہم تجھ سے اس بات کا مشورہ لیتے ہیں کہ ایسے وقت
میں کیا مناسب معلوم ہوتا ہی اسنے کہا خداوند میں مدت سے اس موقع کی تلاش میں تھا کہ کسی طرح
اس گمراہی سے نجات ملے عرصہ ہوا جب سے حقیقت دین اسلام کی مجھپر عالی ہی مگر میں اس

نے فرمایا آخر جسکو تو خداوند لات و منات کہتا ہے اُسکی کچھ ماہیت تو بیان کر پرویز نے کہا
جسکو دل قبول کیے ہوئے ہو اُسکی ماہیت کا بیان کیا کیا جاوے اور اصل امر تو یہ ہے کہ میرے
دماغ میں اسقدر لیاقت بھی نہیں ہے کہ مذہب کے بارے میں کسی سے بحث کروں ہاں اس قدر
ضرور کہونگا کہ جسکو خداوند کہا کہا امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو اسکی تقریر بے معنی سے بہت غصہ
آیا اور پرویز کی جانب سے منہ پھیر لیا ترکش جانب نگاہ کی اور تیر نکالکر کمان میں جوڑا چلّہ کو کھینچا ہنوز
وہ قبضۂ چلّی سے وہا نہونے پایا تھا کہ یکایک ایک ٹکڑا ابر نمایان ہوا قریب آیا اور اُس میں برگد
کے درخت کی طرح صدہا شاخین آویزان تھیں وہ شاخیں پرویز اور تمام سرداران ہمراہی کو
پیچیدہ کرکے اُٹھا لے گئیں امیر حمزہ صاحبقران ثانی اور تمام سرداران لشکر اسلام یہ
واقعۂ عجیب کو دیکھکے کہ یہ حیرت تھے ہر چند عقلوں کو دوڑایا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا ایک نے دوسرے
سے کہا یارو غضب ہوا پرویز زندہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا اب دیکھیے ہمارے سروں پر
کیا بلا نازل ہوتی ہے کس مصیبت میں پھنستے ہیں امیر حمزہ صاحبقران ثانی نہایت متعجب و متأمل
وہان سے اپنے خیمے میں آئے چند سردار بھی امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے ہمراہ خیمے میں آئے
مگر کچھ نہ کہتے تھے اور بجائے خود کچھ سوچتے تھے اور خاموش ہو رہتے تھے جناب امیر حمزہ
صاحبقران ثانی نے فرمایا صاحبو کچھ تو کہو اب کیا کرنا چاہیے سب نے کہا اے عالی منزلت
والا مرتبت کیا کہیں جب عقل ہی کچھ کام نہیں کرتی امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا
شاہزادہ رستم بن مالک ایرج ملک خطا کے جانب گیا ہوا ہے مع دست چاپان بہتر یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ہم بھی چلیں کشادہ دو ہمسے متفق ہو جائیں اور میدان آئیں اور وہ نہ آئیں گے پس اُنکو بدل گوشمالی
دے کے اپنے ساتھ لائیں گے اپنے امکان تک اُن کے لانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ
کرینگے آخر منودت ہر عادی کو حکم دیا کہ بارگاہ کو باہر نے جا دے سعد بن عماد کو قلعہ خاور
میں چھوڑ اٹھا یکایک ایک قاصد گرد آلودہ پسینہ میں غرق نمودار ہوا امیر حمزہ صاحبقران ثانی
کو بہت فکر لاحق تھی حکم دیا کہ جلد اس قاصد کو میرے قریب لے آؤ جب قاصد آیا اور [illegible] پوچھا
جلد کہو کہاں سے آیا ہے اور کیا خبر تازہ رکھتا ہے [illegible] فرمایا [illegible] جلا آتا ہوں [illegible]
پگڑی سے خط نکال کے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی خدمت میں پیش کیا حمزہ صاحبقران
نے سرنامہ چاک کیا خط پڑھا خورشید بن منقا [illegible] سے فرنگی نے لکھا تھا کہ جس وقت جناب
امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ملک فرنگ کو مسخر کیا تھا اور مرزوق کو جہنم واصل کیا تھا
میرے باپ تاقیا [illegible] نے فرنگی کو حاکم وہان کا کرکے تشریف لے گئے تھے [illegible]
باپ کے خوف سے بھاگ کے کوہستان میں جا چھپا تھا [illegible] اتفاق ایک لڑکا [illegible]
نام ملک فرنگ کے منجمان کامل الفن نے اس لڑکے طالع کو دیکھ کے اسکی [illegible]
یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے کسی زمانے میں اس سے کار ہائے نمایان ظہور میں آویں گے [illegible] ایک
جوان شمائل خان بن جبائل خان نام بھی اُس سے متفق ہو گیا شمائل خان [illegible]
پہلوان کہ جو بروز نبرد ایک ہزار دو سو من وزن کے اسلحہ زیب تن کرکے حریف [illegible] کرتا

ہے اور اُسکے اسلحہ مین سے اکثر اسلحہ ایسے ذری ہین جنمین سے صرف ایک کا وزن ایک ہزار من کا
من ٹھہرا ہے اُسنے تمام ممالک بہار فرنگ پر قبضہ کر لیا اور اب سماعت مین گذرا ہے کہ فرود سیہ
کیجانب بھی اُسکا مصمم ارادہ ہے کہ وہان کی بھی خبر لینا چاہیے میری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ اُسکی تسخیر ممالک
کی نوبت کہان تک پہونچے گی اور انجام کیا ہوگا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا سنو صاحبو
مین اس نامہ کو باواز بلند پڑھتا ہون سب متوجہ ہوئے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے باواز
بلند نامہ پڑھ کے سنایا شاہزادہ بدیع الملک اور شہنشاہ نے جو نام شہریار کا سنا خون حمیت
جوش مین آیا خواجہ عمر ثانی نے کہا واقعی شہریار بڑا دلیر وجری ہے اور شاہزادہ سکندر فرخ لقا
نے بھی شہریار کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آئی کہ شمائل خان شہریار
تک کس طرح پہونچ گیا طلحہ بن لندھور نے بھی اپنی اور شمائل خان کی میدان داری کا حال
بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا شہریار کی جنگ وحرب کا حال معلوم
ہوا کون ہے ایسا جری اور دلیر جو شہریار کے مقابلے کو جائیگا شہنشاہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
اور عرض کی اے والا جاہ کمترین کو اجازت دے تا کہ شہریار کے مقابلے کو جاؤن شاہزادہ بدیع الملک
نے شہنشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا اے دادا ور اگر تم اس وقت شہریار کے مقابلے کو
نہ جاتے تو مین خود شہریار کے مقابلے کو جاتا شہنشاہ نے کہا اے صاحبقران والا جاہ تمہارا یہین
مقیم رہنا مناسب ہے خناس رستم و ملک ایرج و فضل بن رستم کے واسطے ان کا علاج تم سے
بخوبی ہوگا بعد اس کے سکندر فرخ لقا بھی رخصت طلب ہوا امیر حمزہ صاحبقران نے
اُسکو بھی رخصت دی پھر ممالک شاہ و معروف و طہماس ثانی و جالنسور و رالبطہ و بالو کو
بھی ہمراہ کر کے روانہ کیا اور سعد کو ملک خاور مین چھوڑ کے شہر ختا کی جانب متوجہ ہوئے
لیکن رستم ثانی نے مع سرداران دست چپ کے ملک باختر سے کوچ کیا تھا اثنائے راہ مین
سنا کہ صلصال غار افراسیاب سے باہر آیا تمام ترکستان پر قبضہ کیا پرویز کی مدد سے خاور
کی جانب گیا ہے اور اُسکا بیٹا خلخال خان مالک ختا مین ہے شاہزادہ رستم ثانی نے بجائے خود
یہ رائے قرار دی کہ اول فکر ترکستان کرنا چاہیے بعد ازان ملک خاور مین جائین گے چنانچہ
کوچ کر کے روانہ ہوا منزل بمنزل چلا جاتا تھا جب نزدیک ترکستان کے پہونچا خلخال خان
نے شاہزادہ رستم ثانی کے آنے کی خبر سنی سمجھا کہ اس جوان دلاور کے مقابلے مین سر بر ہوگا
تمام فوج کو قلعے مین داخل کر کے دروازہ قلعے کا بند کر لیا شاہزادہ رستم ثانی کو وہان پہونچ کے
اُسکے حصاری ہونے کا حال معلوم ہوا ایک شخص ہوشیار کو تجویز کر کے خلخال خان کے
پاس یہ پیام بھیجا کہ ہم یہان خاص تجھسے مقابلہ کو آئے ہین تجکو لازم ہے کہ قلعے سے باہر آ کے فنون جنگ و
حرب کو ظاہر کرے اور اگر تجھ مین قابلیت ہمارے مقابلے کی نہین ہے فوراً دروازہ قلعہ کو وا کر دے
اور مع مردمان ہمراہی ہماری اطاعت اختیار کرے خلخال خان کو یہ پیام پہونچا اُسنے جواب
دیا کہ مین تمہاری جنگ وحرب سے ہرگز خائف نہین ہون کسواسطے کہ امیر حمزہ صاحبقران زیر
قلعہ آ کے مقیم ہوئے تھے اُنھون نے بزور دست و بازو کوئی کار نمایان نہین کیا ہان عیارون

کی مدد سے بگرد و قریب فتح میسر ہوئی جب اسکا جواب شاہزادہ رستم ثانی کو پہونچا حکم دیا کہ یہین خیمہ برپا کیا جاوے
فوراً خیمے برپا ہو گئے چند روز تک وہان قیام کیا خلخال خان اُسی طرح حصار کی بابت ہر روز نامہ و پیام
خلخال خان کے پاس جاتا تھا خلخال خان اُس کا جواب دیتا تھا اُس عرصے مین مردمان
ہمراہی کے اعضا سے ماندگی دفع ہو گئی شاہزادہ رستم ثانی نے ایک روز حکم کمربندی فوج
کو دیا وہ سب فوراً مسلح و مکمل ہو گئے خود بھی اسپ چرخ کبود پر سوار ہوا افضل بن رستم
ملک ایرج سلیمان ثانی جمہور دیوپرور تورج بن بدیع الزمان ہاشم تیغزن وغیرہ مردان
نامدار و پہلوانان جلادت شعار کو ہمراہ لیا اور قلعہ پر یورش کی خلخال خان کے چند سردار بیرون قلعہ
خندق کے محافظت کے واسطے مقرر تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ یہ جوان بالکل آمادہ حرب ہیں اندرون
قلعہ خلخال خان کے پاس پیام بھیجا کہ شاہزادہ رستم ثانی بالکل آمادہ پیکار ہے ہم چند شخص کہ بیرون
قلعہ مقیم ہین شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے مین کیا کر سکتے ہین بجز اسکے کہ ہلاک ہو جائین اور
خواہ مخواہ کی ہلاکت مناسب معلوم نہین ہوتی ہے اگر حکم ہو تو ہم بھی اندرون قلعہ داخل ہون خلخال خان
نے جواب دیا کہ ہم لوگ اندرون قلعہ مقیم ہین بیرون قلعہ کی بھی خبرگیری لازم ہے اگر تم لوگ بھی
اندرون قلعہ داخل ہو جاؤ گے تو ہم کو بیرون قلعہ کی خبر نہ معلوم ہوگی جہان تک ممکن ہو اپنی حفاظت
کرو بعد جیسا کچھ مناسب ہوگا تم کو اطلاع دیجائیگی اُن سردارون نے باہم مشورہ کیا کہ خلخال خان
اپنی حفاظت جان کے واسطے قلعے مین جا چھپا ہے اور ہمارے تئین ہلاک کروانا چاہتا ہے اُس کے دماغ مین
فتور معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو بھی اپنی حفاظت لازم ہے چنانچہ وہ سب شہر کیطرف چلے ہنگامۂ جنگ گرم
ہوا تمام دن کشت و خون رہا پھر شب کو اپنے اپنے مقام معہودہ پر واپس آ گئے جہان جس کو جو مل گیا
کھا لیا اور تمام شب اُسی طرح مسلح و مکمل شہر مین بیٹھے رہے دوسری صبح کو تمام شہر کو مسخر کر کے
قلعے کے جانب رُخ پھیرا ہنوز تک خندق تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ سامنے سے تیرہ گرد
نمایان ہوا اہل قلعے نے بھی بلندی قلعہ پر جا کے دوربینون سے اُس تیرہ گرد کو دیکھا جب تھوڑی دیر
کے بعد دامن گرد چاک ہو خبرداروں نے خبر دی کہ لعل بن تورج چالیس ہزار سوار کی جمعیت
ہمراہ لیے چلا آتا ہے مسلمانون کو سخت تردد لاحق ہوا شاہزادہ رستم ثانی نامدار نے
اپنے سرداران ہمراہی سے کہا یارو بخوبی خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ لعل بن تورج بدرگ
سامنا ہے یہ موذی نہایت زبردست و جنگ آزمودہ ہے سب سردار ہوشیار ہو گئے تا اینکہ
لعل بن تورج بدرگ مع فوج ہمراہی قریب آ گیا شاہزادہ رستم ثانی نے قلعے کی جانب سے
روگردانی کی لعل بن تورج بدرگ کے جانب آئے لعل بن تورج بدرگ نے آتے ہی نعرہ
مارا کہ اے خداپرستو اگر نہین جانتے ہو تو جان لو مین ہون لعل نام تورج حسان کا بیٹا مین نے
اگر تم مسلمانون کو پسپا کیا ہے اگر خداوند لات و منات نے چاہا تو آج بھی تم سب کا خون
زیر قلعہ بہاؤنگا اگر تم کو اپنی جان کا پاس ہے تو خداوند لات و منات کی بندگی اختیار کرو اور
خدائے نادیدہ کی پرستش سے توبہ کرو شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او تورج بدرگ بچے مین تجھکو
خوب پہچانتا ہون اگر تو تورج بدرگ کا بچہ ہے تو کیا باہوش ہے اور تیرا خداوند لات و منات کیا

وقعت رکھتا ہی جس کی ہم جنسی اختیار کرین سب بیا بانچہ داری زردی لستان پہلوان کپالی دلرزکران لعل بن نوروج بدرگ نے قدم آگے بڑھایا اور کہا مین آیا ہون تیرے مقابلے کو اگر تو کچھ جرأت رکھتا ہی تو وار کر ورنہ کسی اور پہلوان جری و بہادر کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج شہزادہ رستم ثانی نے ارادہ کیا تھا کہ لعل بن نوروج بدرگ کا مقابل ہو سلیمان ثانی رعب کو میسنہ کرکے شاہزادہ رستم ثانی کے پاس آیا اور کہا اے دلاور دوران ابھی تمھارے حرب و پیکار کا وقت نہین آیا ہی پہلے ہم کو جنگ و حرب کا ہنگامہ کرلین تو پھر تمکو اختیار ہی شاہزادہ رستم ثانی نے نہ مانا تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا او بدرگ بچہ اپنا وار کر لعل بن نوروج بدرگ نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ رستم ثانی نے سپر پر اُس وار کو رد کیا اور لپس پشت جا کے لعل بن نوروج بدرگ کے کمربند مین ہاتھ ڈالدیا فوج کفار نے جو یہ حال لعل بن نوروج بدرگ کا دیکھا سب ایکبار دوڑے اور اس طرف سے سرداران لشکر اسلام پہونچے جنگ دونون طرف کے لوگ اُس مقام پر پہونچین لعل بن نوروج بدرگ نے جھٹکا دیا شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے اسکا کمربند چھوٹ گیا اب جنگ مغلوبہ کی نوبت آئی کشتون کے پشتے سرون کے انبار لگ گئے شام تک ہنگامۂ کشت و خون گرم رہا فوج کفار کے کشتے کثرت سے تھے ان کے حواس باختہ ہوچکے تھے اُنھون نے طبل بازگشت بجوا دیا اب دونون لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے

اب اُس سلسلہ قصہ کا حال سنیے کہ جب لعل بن نوروج کو لقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا نگل گیا تھا

سرو عاشق ہوگیا اُس عربدہ شمشاد کا
قبضۂ خنجر مجھے آئینہ ہی فولاد کا
دیکھکر موج ہوا کو کہتے ہین عزت مین
تو نہ پایا ملجا لئے میرے خانۂ برباد کا
یون غنچہ ہی کوئی گل ہی کوئی پژمردہ ہی
شمع روشن بنگیا ہی موقلم بہزاد کا
کوچۂ جانان سے نکل جائین جنت سے ہم
جیسے آشوب جہان ہی حسن آدم زاد کا

غل مچایا قمریون نے بھی بیمار کا
الفت ابرو مین کھینچا دیدہ ہی تیر الف
بوریا اُڑتا ہی اپنے خانۂ برباد کا
عشق دل مین ہی نہ دل آغوش مین ہے
دیکھتے ہین ہم تماشا گلشن ایجاد کا
خوش ایسا ہون کہ مین اگر اعدا الٰہی
بجریان ہوالین ہجر احسان ہی صد
جاتے ہین دل خوش قد و شک شمشاد

دیکھتا ہون اپنے خون آلودہ خنجر کی بہار
ڈھیر بھی ہو سنبرہ کے شام مین مجھ آزاد کا
جاتے قاصد وہ پری بھیجے اگر یک صبا
ان جراحون سے نشان ہو خانۂ آباد کا
کھینچتا ہی جو تیرے رخسار تا ہا کی شبیہ
شبہ ہوتا ہی مجھے محبوب کی بیداد کا
شرم سے پوشیدہ رکھتے ہین پریزاد آنکھ
جاتے دل گویا لعل مین شانہ ہی شمشاد کا

محرران مضامین عجیبہ و کاتبان اخبار طرفہ و غریبہ اس حال حیرت اشتمال مین اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب لقابدار پلنگینہ پوش کے مقابلے سے اژدہا لعل بن نوروج بدرگ کو نگل گیا تھا یکایک لعل بن نوروج بدرگ نے آنکھ کھولی دیکھا ایک قصر عالیشان جس کی خوبی و بلندی پر تر از دہم و گمان ہی لب دریا واقع ہی گرد اُس قصر عجیب الفضا کے ایک باغ سرسبز و شاداب ہی درختان گل و ثمر کثرت سے ہین شاخہا سے گوناگون برگ پر طائران رنگارنگ چہچہہ زن ہین دور دور اس قصر کے وسط مین ایک صفۂ سنگ مرمر کا نہایت صاف سپید بنا ہوا ہی چارون کونون پر

صف کے چار فوارے اس طرح چھوٹ رہے ہیں کہ آنکھ کی حد تک درختوں پر جو ہے تو لعل بن لورج بدرگ نے اپنے کو اس مقام پر پایا اندرون قصر جو نگاہ کی چند پریزاد دل لو ہیں جو حسن کے دریا میں ازسرتاپا غرق زیور تو کچھ ایسا نہیں لیکن لباس انکا نہایت پرتکلف و برق ایک تخت جواہر نگار کے گرد کھڑی ہوئیں کچھ باتیں کر رہی ہیں اور ایک نازنین سراپا خوبی و پرتمکین لولو جواہر نگار سے آراستہ و پیراستہ لباس پر زر زیب تن کیے بکمال ناز و ادا اس تخت پر بیٹھی ہے اور ہنگامہ رقص و نوا گرم ہے اور ایک نازنین رقاصہ اس غزل کو نہایت خوش اسلوبی سے گا رہی ہے

جلاتے ہیں مجھے اے دل یہ شمع رو کیا کیا
تو دیکھیو اے دل لٹے گا تو کیا کیا
گذر ہوا نہ یہاں تک ہزار سر پٹکا
چمن میں سنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا
تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہے
چھپا کے مجھ سے وہ کرتے ہیں جستجو کیا کیا
چمن میں دمیاں جب آیا ہے زلف پیچاں کا
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا
ہوس میں دید کی خود رفتگی سے عالم میں
صبا نے خاک اڑائی ہے کو بکو کیا کیا

ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا
جہان میں حسن پرستوں کی جان لینے کو
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا
سما گئی ہے گلو گیر بو جی اے جنون میں
کہ سینے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا
گلے پہ کھینچ کے رکھدی جو تیغ قاتل نے
ہوئی ہے روح پریشان برنگ بو کیا کیا
لیا جو دشت جنون شد و مد سے مجنون نے
ابھاری ہے مرے دل کو آرزو کیا کیا
زبان جو اپنی ترے رخ نشین بلبلی ای

تجھ الو ہے یہ فراخ جسکو جستقبازی کا
ناخن ناخن کے نکلتے ہیں خوبرو کیا کیا
پٹک پٹک کے نہیں گل نہیں لالہ
چمن میں یار کے بس بس گئی ہے بو کیا کیا
لہو مرا نہیں چھٹتا ہے انکے دامن سے
خوشی میں آنکے بھولی ورک گلو کیا کیا
لپٹ لپٹ گئے مجھسے وہ تیر رونے پر
صبا نے دھوم اڑائی ہے چار سو کیا کیا
ملا ہے خاک میں نیرنگ جب گلستان کا
ترسے ترسے ہیں وہ کرتے ہیں گفتگو کیا کیا

تمام حاضرین اس غزل کو سن کے محظوظ ہو رہے تھے بمشکل ایک لمحہ کا بھی عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہ نازنین تخت نشین تخت پر کھڑی ہو گئی اور نازنینان ہمراہی سے لعل بن تورج بدرگ کی جانب اشارہ کر کے کہا اس جوان کو یہاں بلا لاؤ وہ نازنینان ماہ لقا پیرایا حسن و ضیا حسب الحکم نازنین تخت نشین لعل بن تورج بدرگ کے پاس آئیں اور کہا چل تجسکو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہے لعل بن تورج اول ہی اس نازنین کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو چکا تھا یہ خیال نہ رہا کہ میں کون ہوں اور یہ مقام کیسا ہے اور کس طرح یہاں پہونچا اژدہے کے نگلنے کا خیال بھی فراموش تھا فوراً ان نازنینوں کے ساتھ ملکہ ناز تخت نشین کے قریب پہونچا کہا غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے نازنینان ہمراہی نے کہا بس خاموش رہ ہماری ملکہ جو کچھ فرمائے اسے سن اور تو کچھ نہ کہ خلاف ادب ہے لعل بن تورج بدرگ نے کہا بہت مناسب ایسا ہی ہوگا خطا ہوئی معاف کرو انھوں نے کہا خاموش رہ یہ بھی نہ کہہ نہیں تو عتاب نازل ہوگا سزا اسے سخت پائیگا طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اس میں شک نہیں مجھے یقین ہے ایسے ہی خداوندوں کا دربار ہے اچھا اب اصل مطلب کہو خداوند لات و منات کرے وہی مطلب ہو جو میں سمجھا ہوں ان نازنینوں نے اس کے سر پر ایک دھول جمائی ٹوپی سر سے گری لعل بن تورج بدرگ نے ٹوپی اٹھا کے سر پر پہنی اور کہا بہت بہتر ارشاد فرماؤ کیوں بلایا ہے نازنین تخت نشین نے کہا تیرا نام لعل بن تورج بدرگ ہے اس نے دست بستہ کہا حضور کو کس طرح میرا نام معلوم ہوا ہاں واقعی میرا نام

بھی ہو ای ملکہ تخت نشین نے کہا ہمکو تیرا نام کسی طرح معلوم ہوا مگر اب یہ بتا کہ تجھکو بھی ہمارا نام معلوم ہی
لعل بن تورج نے کہا ہرگز نہیں مگر میری مجال بھی نہیں کہ حضور کا نام مبارک پوچھ سکون
ملکہ تخت نشین نے کہا ہم تجھکو اپنا نام بتائے دیتے ہیں اگر تجکو ہمارے نام کے معلوم ہونے
کی ضرورت ہو لعل بن تورج بدرگ نے گھگھیا کے دانت نکال کے دست بستہ کہا قربانت
شوم مجکو اور حضور کا نام مبارک معلوم ہونے کی ضرورت ہو مین تو کیا کہون بس اب کچھ کہتے نہیں
بن پڑتا اور خاموش بھی رہا نہیں جاتا خفا نہو تو کہون نازنینان ہمراہی نے کہا پھر تو بڑھ چلے بولا جب
خاموش رہ نہین تو تیرا سر گنجا ہو جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا بہت خوب ہان اب
نام مبارک حضور ارشاد فرمائین اُس نازنین تخت نشین نے کہا آگاہ ہو کہ مین دختر جمصال
ہون نسترن خاتون نام ہمشیرہ نفیس اور بھی کچھ تجھکو خبر ہی یا نہین لعل بن تورج
بدرگ نے کہا مجکو کیا خبر ہی جو کچھ حضور ارشاد فرمائین اُس کی خبر ہو گی اُس نازنین مہ جبین
نے کہا میری پیدائش طرفہ طرح کی ہی لعل بن تورج بدرگ نے کہا کس طرح اُس نے
کہا ہم دو ماما سے پیدا ہوئے ہین اور ہم مین جو صفت اعلیٰ ہی اُسکو اگر تو سنے تو یقینا بہت خوش
ہو لعل بن تورج بدرگ نے کہا وہ کیا ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مجکو سحر و ساحری
مین بڑا ملکہ حاصل ہی ایسا کہ دنیا مین شاید کسی اور کو حاصل ہوا اور اگر تو راضی ہو تو مین ابھی تجھے خاک
سیاہ کر دون یا ادرکسو تو کہے لعل بن تورج بدرگ نے نہایت منت سے کہا ای نازنین پرحسن
و نازنیہ تو کس طرح کی خوش طبعی تجھسے کرتی ہی یہان تک تو صحیح ہی کہ تو نسترن خاتون نام رکھتی
ہی اس جھوٹ سے کیا فائدہ کہ مین سحر و فسون مین بھی اکمل ہون تجھ ایسی نازک اندام کو سحر و فسون
سے کیا کام ہی اُس نے کہا تو جھوٹ نہ سمجھ جو کچھ مین نے کہا ہی اُسکا امتحان ابھی ہوا جاتا ہی
یہ کہکے کہا آنکھین اپنی بند کر لے لعل بن تورج بدرگ نے آنکھین اپنی کر لین بعد
ملکہ نسترن خاتون نے کہا اب آنکھین اپنی کھول دے اب جو لعل بن تورج بدرگ نے آنکھین
اپنی کھولین اپنے کو ایک باغ مین پایا وہان چند نازنینون کو دیکھا جن مین ایک یہ نازنین
تخت نشین بھی تھی اور نہ وہ قصر ہی اور دا اُس طرح کا باغ جس کے وسط مین صفہ سنگ مرمر
بنا ہوا تھا اب تو لعل بن تورج بدرگ کو یقین واثق ہو گیا کہ بیشک یہ نازنین ساحرہ
بے بدل ہی اُس نازنین سے پوچھا یہ مقام اور ہی برخلاف اول کے اُس مقام کا کیا نام تھا
اور اس مقام کا کیا نام ہی ملکہ نسترن خاتون نے کہا مقام اول تو بالکل نہ پوچھ کیونکہ وہ مقام
مین نے خاص تیری ملاقات کے واسطے بزور سحر بنایا تھا اور اب اُس کا نشان بھی نہین
اور اس مقام کا نام غار افراسیاب ہی قریب شہر صندل اگرچہ یہان بھی سحر کا دخل ہی مگر
اسقدر نہین یہ وہ مقام ہی کہ جہان کسی کا پہونچنا ممکن نہین کیسی ہی جد و جہد کی جاوے لعل بن
تورج بدرگ نے کہا ای نازنین یہ تو نے بڑی خوش خبری سنائی مین ایسے مقام محفوظ کی
تلاش مین عرصے سے تھا اسواسطے کہ خدا پرستون کا غلبہ اکثر ہوا کرتا ہی اور انکے مقابلے
سے گریز کر کے کہین پناہ نہین ملتی اب اگر ایسا اتفاق ہو گا تو ہم یہان آکے چھپ رہین گے

اور جب موقع ہو کہ مسلمانوں کو زک پہونچائیں کے خریدبران تیر سے سحر و افسون سے بھی کام لیں گے
ملکہ نسترن خاتون نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ سب خداوند لات و منات کا فضل ہے
لعل بن نورج بدرگ نے کہا یہ بھی خداوند لات و منات کا فیض و کرم ہے کہ مجھ کو یہاں تک پہونچایا
اور ایسا مقام محفوظ دکھایا اُس نازنین نے کہا بیشک بعد اس گفت و شنید کے دونوں پہلو بہ پہلو
بیٹھے مگر اب جو لعل بن نورج نے دیکھا نہ وہ زیور جواہر نگار تھا اور نہ اُس طرح کا لباس زرین
صرف معمولی سادہ لباس تھا سمجھ گیا کہ وہ سب سامان سحر تھا غرضکہ وہ دونوں مینوشی میں مصروف
ہوئے عیش و سرور کا ہنگامہ گرم ہوا یکایک ایک عورت آئی اور اُس نے خبر دی کہ ای لعل خان
تو نے کچھ اور بھی سنا کہ یہاں شاہزادہ رستم ثانی نام ایک خداپرست آیا چاہتا ہے مجھ سے ہنگامہ جنگ
گرم کریگا تیرے اُس کے درمیان کیا مناقشہ درپیش ہے لعل بن نورج بدرگ ہنسا اور کہا یہ مناقشہ
کیا کم ہے کہ وہ خداپرست ہے اور میں خداوند لات و منات کا پرستش کرنے والا ہوں اور
اُس نازنین مہ جبین سے کہا طرفہ امر ہے ابھی تو نے بیان کیا تھا کہ یہاں کسی کی مجال نہیں ہے کہ آسکے
اور پھر ابھی یہ خبر سننے میں آئی ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی خداپرست یہاں آتا ہے اُس نے کہا تو پھر آیا
کیوں ہے اگر آئے گا تو یہاں کسی طرح پہونچ نہیں سکے گا اور اگر کسی طرح آ بھی جاوے گا تو یہاں سے
زندہ نہیں جا سکے گا تو مطمئن رہ اب نازنین دوم جو خبر لائی تھی اُس نے کہا ای لعل خان شاہزادہ
رستم ثانی خداپرست ابھی یہاں تک پہونچا نہیں ہے شہر خطا میں وارد ہوا ہے اور وہاں ہنگامہ جنگ بھی گرم
کر رکھا ہے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سے فراغت کرکے یہاں بھی آئے گا نازنین اول یعنی
ملکہ نسترن خاتون نام نے کہا تو اسے بکنے دے وہ خداپرست ہرگز یہاں تک نہیں پہونچیگا
لعل بن نورج بدرگ نے کہا ای نسترن خاتون انسان کو اپنے انجام کی خبر ضرور
رکھنا چاہیے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر فوج مہیا رکھوں تا کہ اگر شاہزادہ رستم ثانی کا
مقابلہ ہو جائے تو کسی طرح کی عاجزی لاحق نہو اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے ملکہ نسترن خاتون
اور لعل بن نورج بدرگ دونوں شہر صندل میں پہونچے از سر نو فوج بھرتی کی جس کی تعداد
دس ہزار پانچ سو تھی ملکہ نسترن خاتون نے کہا بس یہ جمعیت شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو کافی ہوگی لعل بن نورج نے کہا ای ملکہ نسترن خاتون یہ خیال ہرگز نہ کرنا پچاس ہزار آدمی
کی جمعیت بھی شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے کو کافی نہو سکے گی ملکہ نسترن خاتون نے
چار سو جادوگر بہم پہونچائے اور لعل بن نورج بدرگ سے کہا بس اب یہ جمعیت خداپرستوں
کے مقابلے کو بخوبی کافی ہے اس واسطے کہ جادوگر بخوبی خداپرستوں کا کام تمام کر سکیں گے لعل بن نورج
بدرگ نے کہا ای نازنین یہ گمان بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اگرچہ خداپرست سحر و افسون کو
نہیں جانتے مگر تاہم سحر و افسون اُن پر کارگر نہیں ہوتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا یہ وہ ساحر
نہیں ہیں جن کا سحر خداپرستوں پر مؤثر نہو گا اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے دیکھ لینا چنانچہ اُن سواروں
اور چار سو جادوگروں کی جمعیت ہمراہ لے کے لعل بن نورج شاہزادہ رستم ثانی کے مقابلے
کو روانہ ہوا یہ وہ لشکر ہے کہ جب شاہزادہ رستم ثانی خلخال خان کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا جو اس کی خبر پہونچی کہ لعل بن نوریج بدرگ ہمراہی فوج جنگ کے واسطے آتا ہی اور یہ بھی واضح رہے کہ ملکہ نسترن خاتون بھی لعل بن نوریج بدرگ کے ہمراہ ہی الغرض جب دونوں لشکر اپنے اپنے مقام قیام پر پہونچے دوسرے روز خبر پہونچی کہ صلصال آتا ہی گبران کردار اُسکے استقبال کو گئے اور نہایت تعظیم و تکریم سے صلصال کو لائے صلصال نے آتے ہی ہنگامہ آرائی کا حال پوچھا اُن گبروں نے بیان کیا کہ تیری دختر نسترن لعل بن نوریج بدرگ کے ساتھ ہی یہاں مسلمانوں سے مقابلہ کرنے آئی ہی اور بھی قصہ گذشتہ بیان کیا صلصال اپنی دختر بداختر اور لعل بن نوریج بدرگ کا حال سن کے بہت خوش ہوا اور لعل خان کے پاس گیا لعل بن نوریج بدرگ نے برسم کفار سلام کیا اُس نے خوش ہو کے جواب سلام دیا اور کہا ای جوان تجھ کو پرویز کے بھی حال کی خبر ہی لعل بن نوریج نے کہا خوب وقت پر یاد آیا واقعی پرویز کے حال کی خبر لینا چاہیے مقدم امر یہی ہی خداپرست اپنے نام کے ہیں جسکی ہلاکت کے دریے ہوجاتے ہیں اُس کی جان کسی طرح نہیں چھوڑتے ہیں علی الخصوص ایسی حالت میں کہ مسلمانوں کے گروہ کا بہت بڑا سردار امیر حمزہ ان صاحبقران نام پرویز کی قید میں آگیا ہی مسلمان اپنے سردار کی رہائی کے واسطے بیر یکبت کوشش بلیغ کر رہے ہونگے مبادا مسلمان جمع ہو کے پرویز پر یورش کریں اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو قید سے رہا کرکے پرویز کو ہلاک کریں صلصال نے کہا ای جوان اگر ایسا واقعہ درپیش ہی تو واقعی پرویز کی مدد کو جادوگروں کا ایک گروہ جانا چاہیے چنانچہ چار سو جادوگر جمع کرکے پرویز کی مدد کو بھیجے یہ جادوگر اُس وقت پہونچے ہیں کہ جب مسلمانوں نے پرویز کو دار پر کھینچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی اُس کو تلقین تعلیم نسبت قبول دین اسلام کی ہر بار کہتے تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ دیکھ کوئی دم کی دیر ہی کہ تو ہلاک ہو جائیگا ابھی خیریت ہی کہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے اور پرویز ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ مجھسے اپنے خداوند لات و منات کی پرستش کسی طرح ترک نہوگی وہ گروہ جادوگروں کا اُس وقت پہونچا اور بزور سحر پرویز کو دار پر سے اُٹھا لیگیا پھر اسی طرح صلصال کے پاس پرویز کو پہونچایا پھر صلصال پرویز کو دیکھ کے بہت خوش ہوا اور کہا ای پرویز اسوقت کہاں سے آتا ہوا اُن ساحروں نے حقیقت گذشتہ بیان کی پرویز نے کہا ای نظر کردہ خداوند لات واقعی اگر یہ بندگان خاص خداوند وقت پر وہاں نہ پہونچتے تو عنقریب مسلمان مجھکو ہلاک کرنے والے ہی تھے صلصال نے کہا خیر خداوند لات و منات سے مدد کی بعدہ پرویز کو تخت پر بٹھایا اور طبل شادمانی بجوایا یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی کہ پرویز نے طبل شادمانی بجوایا ہی سب متعجب تھے کہ یہ کیا رمز ہی پرویز ابھی دار پر کھینچا گیا تھا یکایک غائب ہو گیا مزید براں طبل شادمانی بجا دونوں لشکر میدان میں آئے صف آرائی ہوئی تند خو سے بن قاسم میدان میں آیا مقابل طلب ہوا لعل بن نوریج بدرگ اُسکے مقابلے کو آیا اور تا دیر رد و بدل رہی آخر تند خو زخمی ہوا شب کے آثار نمایاں ہو چلے تھے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر

پر واپس ہوئے چند روز تک ہنگامہ آرائی ملتوی رہی بعدہ ایک روز پھر طبل جنگ بجا شاہزادہ رستم ثانی
نے فرمایا کل میں میدان حرب میں جاؤنگا سرداروں نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ ہم سب کی
موجودگی میں کیونکر ممکن ہی کہ تم میدان میں حرب و ضرب کا ہنگامہ گرم کرو ہاں جب ہم لوگ نہوں گے
اسوقت اختیار ہی شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا ای دلاورو کیونکر خود میدان میں نہ جاؤں مجکو ہرگز
منظور نہیں ہی کہ خوامخواہ مسلمانوں کا خون ہو اور تم لوگ بیکار میدان جانے سے متعرض ہوتے
ہو آخر کیا میں کسی حریف کے مقابلے کو نہیں گیا ہوں سرداروں نے کہا ای شاہزادہ والا جاہ ہماری
غرض یہ نہیں ہی کہ نا تجربہ کار ہو بلکہ ہم کو شرم دامنگیر ہوتی ہی اس بات سے کہ افسر اعلے حریفوں
کے مقابلے کو جائے اور اوس کے ملازمان ماتحت آرام سے اپنی جگہ مقیم ہوں شاہزادہ رستم ثانی نے
کہا یہ خیال تم لوگوں کا بالکل غلط اس بات کو اپنے دل سے نکالو سب خاموش ہو رہے دوسرے
روز شاہزادہ رستم ثانی میدان میں آیا اس کے مقابلے کو لعل بن تورج بدرگ آیا اور
یہ پکارا کہ ای شاہزادہ رستم ثانی میں ہرگز اس وقت میدان میں نہ آتا لیکن جب مجکو معلوم ہوا کہ تو
بذات خود آمادہ پیکار ہی نظر بران میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں شاہزادہ رستم ثانی نے کہا
میری بھی یہی خواہش تھی لعل بن تورج بدرگ نے کہا ہم اور تو دونوں جوان ہیں ابھی بہت کچھ
دنیا میں دیکھنا ہی کیا اچھا ہوتا اگر تو خداوند لات ومنات پر ایمان لاتا اور ہم تم دونوں
بالاتفاق ہر ایک حریف سے مقابلہ کرتے داد مردانگی دیتے دنیا میں حکومتیں کرتے کیا لطف
رہا اگر تو یا میں اس ہنگامہ آرائی میں ہلاک ہوا شاہزادہ رستم نے کہا تف ہی
تیری اس ضلالت شعاری پر کہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا چاہتا ہی اگر سچ پوچھتا
ہی تو دین اسلام سے بہتر اور برتر کوئی دین نہیں ہی دین اسلام کو اختیار کرے پھر جسطرح
تو چاہتا ہی اوس طرح خوب زندگی بسر ہو سکتی ہی لعل بن تورج بدرگ نے کہا یہ مجھسے
ممکن نہیں ہی کہ خداوند لات ومنات سے منحرف ہو جاؤں شاہزادہ رستم ثانی نے فرمایا
مجھسے کیونکر ممکن ہی کہ تیرے مذہب بے بنیاد کو اختیار کروں اور اپنے دین حق سے منحرف
ہو جاؤں اس گفت وشنید کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی لعل بن تورج بدرگ نے وار
کیا شاہزادہ رستم ثانی نے اوس وار کو رد کیا پھر شاہزادہ رستم ثانی نے وار کیا لعل بن تورج
نے بھی شاہزادہ رستم ثانی کے وار کو رد کیا تھوڑی دیر تک دونوں میں خوب رد و بدل ہوئی آخر
لعل بن تورج بدرگ شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہوا لعل بن تورج بدرگ
کے مجروح ہونے سے کفار کے دل میں ہول پیدا ہو گیا فوراً طبل بازگشت بجا یا دونوں لشکر
اپنے اپنے مقام قیام پر واپس گئے کفار لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے سے
حیران تھے ملکہ نسترن خاتون کے بھی گوش زد یہ حال ہوا اوس کو بھی کمال تعجب ہوا لعل
بن تورج بدرگ کے پاس آئی جراحت دیکھ کے افسوس ظاہر کیا بعض کفار نے ملکہ نسترن خاتون
سے شکایت کی کہ تیری موجودگی میں لعل بن تورج مسلمانوں کے ہاتھ سے مجروح ہو حیرت خیز
بات ہی اور اسوقت تجھسے کوئی کار نمایاں ظہور میں نہیں آیا اگر یہی حال ہی تو کس طرح خداوند لات

کی پرستش کرنے والوں کی جان بچے گی آخر تیری سحر وساحری کب کام آوے گی ای طرح سے ایسی
طعن آمیز اُس سے باتیں کیں کہ ملکہ نسترن خاتون کو غصہ آگیا اور کہا ای خداوند کے بندہ تم اسقدر
گھبراتے کیوں جاتے ہو کیا کوئی ساحر مجروح نہیں ہوتا لعل بن تورج تو کچھ بھی سحر نہیں جانتا ہی پھر اگر
شاہزادۂ رستم ثانی کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تو کیا مضائقے کی بات ہی کفار نے کہا مزید مضائقے
کی بات ہی کہ خداوند لات نے تجکو ایسی قابلیت دی اور پھر بھی تو نے کوئی کار نمایاں ابتک نہیں
کیا نسترن خاتون نے کہا صبر کرو آج میں شب کو جاؤنگی اور شاہزادۂ رستم ثانی کو ہلاک
کرونگی پھر اپنے باپ صلصال کے پاس گئی اور اس ماجرے کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
آج شب کو میرا ارادہ مصمم ہی کہ جا کے شاہزادۂ رستم ثانی کو ہلاک کروں اس نے بکمال حیرت و
تعجب نسترن کی جانب دیکھا اور کہا ای فرزند یہ تو کیا کہتی ہی اپنے حواس درست کر اپنے
سحر وافسون پر ہرگز بھروسہ نہ کر یہ خداپرست ہیں ہزاروں ساحروں کو جان سے مارا ہی اور کسی کے
سحر وافسون نے مطلق کام نہ دیا تو ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ایسا نہو کہ تیری مفارقت سے زندگی
مجھپر وبال ہو جائے تا اینکہ میں بھی ہلاک ہو جاؤں تجکو شاید نہیں معلوم ہی کہ زلفقن بھی ابھی ہی
اپنی سحر وساحری پر بھروسہ کرکے امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کو ہلاک کرنے گئی تھی پھر سب کو
معلوم ہی کہ اسکا کیا نتیجہ ظہور میں آیا یعنے زلفقن قران نام خداپرست کے ہاتھ سے ہلاک
ہوئی میری سماعت میں اکثر گذرا ہی کہ خداپرستوں کے مقابلے میں سحر وافسون ہیچ ولوچ ہو جاتا
ہی بلکہ دیکھا بھی ہی صلصال کی اس تقریر کو سن کے نسترن خاتون نے اپنے ارادے کو فسخ کیا
اور تا دیر سکوت میں بیٹھی سوچا کی کہ کیا کرنا چاہیے اہل لشکر طعنہ زنی سے مجکو شرمندہ کرتے ہیں
اگر میری ذات سے کوئی کار نمایاں ظہور میں نہ آیا طعنہ زنی سے میری زندگی تلخ کردینگے آخر
اپنے عیار سعد تیز رو نام کو اپنے روبرو طلب کیا جب وہ آیا اُس کی عیاری وچالاکی کی بہت
تعریف کی اور کہا ای سعد مدت سے میں تیری رعایت پر آمادہ رہی ہوں وہ ملازم کیا جو اپنے مالک
کی کسی مصیبت کے وقت میں کام نہ آوے کس بلا کا خداپرست ہی جسنے لعل بن تورج ایسے
مقرب بارگاہ خداوند کو مجروح کیا خداوند کے بندوں میں تہلکہ پڑگیا ہی اگر شاہزادۂ رستم ثانی
ہلاک نہوگا تو اُسکے ہاتھ سے تمام بندگان خداوند لات ومنات ہلاک ہو جائینگے بت پرستی
نام کو باقی نہ رہیگی آج تجھسے یہ کام لینا چاہتی ہوں کہ جا شاہزادۂ رستم ثانی کو گرفتار کر لا اور جسوقت
شاہزادۂ رستم ثانی کو گرفتار کر لاوے گا اُس کے وزن کے موافق جواہرات تجکو دونگی اور
اپنا ملازم خیرخواہ سمجھونگی آئندہ تجھسے ہر طرح کی خیرخواہی کی امید ہی سعد تیز رو نے کہا تو نے
مجھسے پہلے نہ کہا لعل بن تورج بدرگ کے مجروح ہونے کے بعد مجکو اس کام کیواسطے تجویز کیا ابتک
میں کب کا شاہزادۂ رستم ثانی کو گرفتار کر لاتا ملکہ نسترن خاتون نے کہا پہلے مجکو کب
معلوم تھا کہ لعل بن تورج بدرگ شاہزادۂ رستم ثانی کے ہاتھ سے مجروح ہو جائے گا اسنے
کہا اگر سچ پوچھتی ہی تو مسلمان اگر مجبور ہونگے تو عیاران چابک دست کی چالاکی سے سحر وافسون
اُن کے روبرو کچھ حقیقت نہیں رکھتا خراب تو نے کہا ہی جاتا ہوں حتے الامکان شاہزادہ

شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار کرلاؤنگا مگر تیرا یہ ہی کہ اپنے وعدہ سے منحرف نہ ہونا ملکہ نسترن نے
کہا کیا مجال جو وعدہ کیا ہی اُس سے لمفا عف لینا سعد تیز رو وہان سے اپنے مقام پر آیا اور
اُس فرصت خدنگ عیار شیرویہ نے سنا کہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو رستم ثانی
کی گرفتاری کے واسطے بھیجتی ہی اور شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق جواہر دینے کا وعدہ
کیا ہی سعد تیز رو کے پاس آیا اس حال کو پوچھا سعد تیز رو نے کہا ہاں ای خدنگ شب کو مین
شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے جاؤنگا خدنگ نے کہا ای برادر اگر تو شاہزادہ
رستم ثانی کو گرفتار کر لائیگا تو بھی ملکہ نسترن خاتون تجکو مالا مال کر دیگی مین چاہتا ہون
کہ مجکو بھی اپنا شریک کرے اُس نے کہا یہ نہین ہو سکتا کہ تیری شراکت سے اس کام کو انجام دون یہ
سنکے خدنگ وہان سے ہشام عیار صلصال کے پاس آیا اور اس حال کو بیان کیا اور کہا ای عیار
طرار دیرینہ کار گذار سعد تیز رو عنقریب مال دنیا سے غنی ہو جائیگا شاہزادہ رستم ثانی کو گرفتار
کرنے کا وعدہ کیا اور نسترن خاتون نے اس سے وعدہ کیا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی کے
وزن کے موافق جواہرات انعام مین دونگی مین نے سعد تیز رو کی شراکت چاہی تھی مگر وہ عیار بڑا
ہوشیار ہی میری شرکت پر راضی نہین ہوتا تجھ ایسی تدبیر بتا دے کہ مین بھی مسلمانون کے مقابلے مین
کسی نمایان سے مال و دولت کثیر انعام مین پاؤن ہشام نے کہا ای خدنگ مین تجھے تدبیر معقول
بتاتا ہون تو شیرویہ اپنے مالک کے پاس جا اور اُس سے کہ کہ ملکہ نسترن خاتون نے اپنے
عیار کو شاہزادہ رستم ثانی کی گرفتاری کے واسطے بھیجا ہی تو بھی مجھے کسی خدا پرست کی گرفتاری
کی اجازت دے جب تو کسی خداپرست کو گرفتار کر لائیگا جو تجھے ملکہ نسترن سعد تیز رو کو انعام
مین دیگی تیرا مالک بھی تجھے ضرور دیگا خدنگ اس رائے سے بہت خوش ہوا شیرویہ
کے پاس آیا ور یہی تقریر ادا کی شیرویہ نے کہا اگر تیرا یہی ارادہ ہی جا فضل بن رستم کو گرفتار کرلا
خدنگ عیار شیرویہ ہشام کے واپس آیا اور جو کچھ شیرویہ نے فرمائش کی تھی اُس کو بیان کیا
ہشام کو بھی لالچ نے گھیرا وہ اُسی وقت صلصال کے پاس پہونچا اور کہا نہایت شرم کی بات
ہی کہ ملکہ نسترن خاتون اپنے عیار سعد تیز رو کو اور شیرویہ اپنے عیار خدنگ کو مسلمانون
کے واسطے بھیجین اور مین آرام سے لشکر مین بیٹھا رہون صلصال نے کہا نسترن نے سعد تیز رو
کو کس کی گرفتاری کے واسطے اور شیرویہ نے خدنگ عیار کو کس کی گرفتاری کے واسطے
بھیجا ہی ہشام نے سب بیان کیا صلصال نے کہا ای ہشام تو جا ملک ایرج کو گرفتار کر لا غرض
شب کو سعد تیز رو خدنگ ہشام تینون لشکر اسلام کی جانب روانہ ہوئے سعد تیز رو رستم ثانی
کے خیمے دروازے پر پہونچا دربان بے خبر سو رہا تھا یہ باطمینان تمام خیمے مین پہونچا سونے کی مسہری
پر شاہزادہ رستم ثانی سو رہا تھا اس نے پہلے دار وے بیہوشی دماغ مین پہونچائی بعدہ گلیم
عیاری مین پشتارہ بنا کر رکھا اور خیمے سے باہر آکے لشکر کی راہ لی خدنگ عیار بھی شیرویہ
بن پرویز فضل بن رستم کے خیمے مین آیا یہان بھی دربان بیخبر سو رہا تھا ایک کتا دروازے
پر بیٹھا تھا خدنگ عیار سوچا کہ اگر خیمے مین داخل ہون کا کتا چیخیگا دربان بیدار ہو جائیگا

پھر خیمے مین جانا کسی طرح ممکن نہوگا بلکہ لیا عجب ہی کہ مین خود یہان گرفتار ہو جاؤن چند لمحہ تک سکوت مین
ٹھہرا رہا آخر بجائے خود کچھ سوچ کے آگے بڑھا ایک روٹی جیب عیاری سے نکالی کتے کو
آہستہ سے چمکارا اُس نے خندق کے جانب دیکھا اس نے فوراً وہ روٹی اُس کتے کے
آگے ڈالدی کتا روٹی کھانے مین مصروف ہوا یہ پردہ اُٹھا کے خیمے مین داخل ہوا اور فضل بن
رستم کو گرفتہ وبستہ کرکے آیا ہشام بھی ملک ایرج کے خیمے کی طرف گیا دروازہ خیمے پر دیکھا
چند نفر دربان بیٹھے ہوئے آپس مین باتین کر رہے ہین یہ ایک درخت کے سایے مین ٹھہرا
خدمتگار کی صورت سے مشابہ ہوا دربانون کے قریب سے گذرا انھون نے آواز دی کون ہی جو اسوقت
شب مین جاتا ہی ہشام اُن کے قریب آیا اور کہا بھائی ہم ہین ہمارے باپ لشکر اسلام
مین ملازم ہین اسی وقت یکایک اُن کے پیٹ مین درد ہو رہا ہی دن ہوتا تو طبیب کا تدارک
ہوتا اور کسی طرح کا علاج کیا جاتا بھلا پھر اسوقت شب مین کیا تدارک ہو سکتا ہی جب دیکھا کہ شدت
درد سے بہت بیچین ہین گھر سے اسی طرف چلا آیا اب سوچ رہا ہون کہ کیا تدبیر کرون دربانون نے
کہا واقعی اس وقت کیا ہو سکتا ہی ہشام نے کہا تمھارے پاس کوئی گولی چورن کی تو نہین ہی
دربانون نے کہا کیا خوب یہان عطار کی دوکان نہین ہی کہ جو چورن کی گولی پوچھتا ہی ہشام نے
گریہ کی صورت بنائی اور کہا اب مین حیران ہون کہ کہان جاؤن اور کس طرح بقیہ شب بسر کرون
باپ کے پاس جاتا ہون تو باپ کا حال بیقراری نہین دیکھا جاتا اگر نہ جاؤن تو رات کہان بسر
کرون دربانون نے کہا اگر باپ کے پاس اسوقت جانا نامناسب سمجھتا ہی تو پھر یہین توقف کر
ہم اور تم دونون باتین کرین نے صبح کو کسی طبیب سے رجوع کرنا ہشام عیار طرار اسی منصوبہ مین
تھا فوراً ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا اور دربانون سے باتین کرنا شروع کین کہ کفار کی آجکل
یورش ہی ان کے شر وفساد سے خدا بچائے یہ لوگ بڑے موذی ہین آدمی کو آدمی نہین
سمجھتے ہین علے الخصوص مسلمانون کے خون کے پیاسے ہین سیدھے رخ کسی سے بات
نہین کرتے بالکل وحشیانہ حرکات رکھتے ہین جس طرح ممکن ہو سکے ان موذیون کو جلد
واصل جہنم کرنا چاہیے قتل الموذی قبل الایذا چاہیے ان جہنمیون کی بوٹیان اُڑانا اور چیل کوؤن
کو دینا مناسب ہی بڑے پلید ہین بجائے پھر کے آبدست نہین لیتے اور اسی طرح پھرتے چلتے کھانا
کھاتے پانی پیتے دنیا کے کام کرتے ہین اسی طرح کی باتین رہین تا اینکہ پہر رات باقی رہی دربانون
پر نیند نے غلبہ کیا ہشام ملعون نابکار نے کہا مجھکو تو دہین نیند نہین آتی ہی کہ نہین معلوم باپ کا
وہان کیا حال ہوگا تم لوگون کو اگر نیند آئی ہو تو بلاتکلف سو رہو دربانون کو جو اسقدر سہارا مل گیا
بہت خوش ہوئے اور کہا ہمپر تیرا بڑا احسان ہی یہ کہکے دروازۂ خیمے پر دراز ہو گئے نیند تو
آنکھون مین بھری ہوئی تھی بیخبر سو گئے ہشام ملعون کو موقع مل گیا اور آہستہ خیمے مین گیا دیکھا
ملک ایرج نوجوان بھی بیخبر سو رہا ہی دو آدمی کہ جو اُس کے پاسبان دیا رہے تھے وہ بھی
مسہری کے نیچے بیخبر سو رہے تھے اپنے ہوشیاری ملا کلام ملک ایرج نوجوان کو بیہوشی سنائی
اور دربانون کو بھی بیہوشی سنگھا آیا تھا ملک ایرج نوجوان کو پشتارے مین بستہ کرکے دوش

پھر کھا اور پیچھے سے لعل کے اپنے لشکر کی راہ لی جب یہ تینوں عیار پشتارے دوش پر رکھے
ہوئے دربار میں پہونچے اہل دربار خوشی سے اچھل پڑے لعل بن نورج بدرگ موجود تھا اُس نے
ان عیاروں کے سر پر نداقا ایک دھپ لگائی اور کہا اے بندگان خداوندلات ومنات کیا کہنا
تم عیار نہایت ہوشیار و کارگزار ہو ہاں بیان کرو ان پشتاروں میں کون کون مسلمان بستہ ہیں
سعد تیزرو نے کہا اے نظر کردہ خداوندلات ومنات میرے پشتارے میں شاہزادہ رستم ثانی
بستہ ہے مگر ابھی اس پشتارے کو نہیں کھولونگا جبتک ملکہ نسترن خاتون کو نہ دکھالوں گا ہرگز
نہ کھولوں گا کیونکہ اُسنے مجھسے مستحکم وعدہ کیا ہے کہ شاہزادہ رستم ثانی کے وزن کے موافق
جواہرات دونگی پس جبتک حسب وعدہ جواہر لیکے مٹھی میں نہ لادونگا شاہزادہ رستم ثانی کو نہ
دونگا اس عرصے میں ملکہ نسترن خاتون بھی آگئی سعد تیزرو نے کہا اے ملکہ نسترن رستم ثانی
موجود ہے وہ جواہر کہاں ہیں ملکہ نسترن خاتون نے بکثرت جواہرات سعد تیزرو کو دیا اور پشتارہ
اپنے ہاتھ سے کھول کے شاہزادہ رستم ثانی کی صورت دیکھی پہچانا کہا ہاں واقعی یہی شاہزادہ
رستم ثانی ہے اے سعد تیزرو واقعی کار بے کردی مجھکو ہرگز یہ گمان نہ تھا کہ شاہزادہ رستم ثانی
گرفتار ہوجاوے گا سعد تیزرو نے کہا اے ملکہ نسترن خاتون لشکر خداوندلات کے اور بھی
عیار سرداران لشکر اسلام کو گرفتہ و بستہ کر لائیں ہیں ملکہ نسترن خاتون بہت خوش ہوئی
اُسی طرف خدنگ عیار شیرویہ کے روبرو پشتارہ دوش پر رکھے ہوئے حاضر ہوا شیرویہ
نے کہا اس پشتارے میں کیا ہے خدنگ عیار نے کہا اس پشتارے میں وہی ہے جسکی فرمائش
ہوئی تھی یعنی فضل بن رستم شیرویہ بہت خوش ہوا اور خدنگ کی عیاری کی بہت تعریف
کی خدنگ عیار نے کہا یہ کام اس قابل نہیں ہے کہ صرف زبانی تعریف پر اکتفا کی جاوے گی
بلکہ وہ انعام ملنا چاہیے جو ملکہ نسترن خاتون نے سعد تیزرو کو دیا ہے خلاصہ یہ کہ شیرویہ
نے بھی خدنگ عیار کو اس کام کے صلے میں زر کثیر انعام میں دیا اور صلصال نے بھی
ہشام اپنے عیار کو انعام دیا پھر یہ سب لعل بن نورج بدرگ کے روبرو گئے لعل
بن نورج بدرگ نے مسلمانان بیہوش کو خوب مستحکم باندھا اور حکم دیا کہ ان خدا پرستوں
کو ہوش میں لانا چاہیے چنانچہ بفضلہ رفع بیہوشی سے سب کو ہوشیار کیا شاہزادہ رستم ثانی
نے حیرت سے ہر چہار جانب دیکھا لعل بن نورج بدرگ کی صورت دیکھی اور اپنی حالت
بستگی پر نظر کی دل میں کہا واہ زمانہ کا عجب رنگ ہے کہاں میں اور کہاں یہ گرفتاری ابھی کل
ذکر ہے کہ لعل بن نورج بدرگ ملعون میرے ہاتھ سے مجروح ہوکے بھاگا تھا آج میں اس مرتد
کے روبرو بستہ ہوں ان پاجیوں نے بڑا فریب کیا عیاروں کے ہاتھ گرفتار کیا جنگ و حرب
میں اگر کوئی موقع آجاتا تو کچھ تردد کی بات نہ تھی شاہزادہ رستم ثانی نے لعل بن نورج
بدرگ سے کہا اے لعل خسان یہ کیا حرکت ہے اُس نے کہا اے شاہزادہ رستم بس
خاموش رہنا کچھ نہ کہنا یہ جنگ و حرب کا معاملہ ہے جسکی تدبیر بن پڑی کل تو نے مجھکو مجروح
کیا آج میں نے تجھکو گرفتار کر لیا جیسا کہ تو اپنے کو اس وقت دیکھ رہا ہے شاہزادہ رستم ثانی

نے کہا تھا اس بات کا بالکل یارا نہیں ہے کہ میں گرفتار ہو گیا ہوں ہاں یہ ملال البتہ ہے کہ مقابلہ کرکے
مجھکو گرفتار کیا ہوتا النوم اخ الموت مشہور ہے حالت خواب میں گرفتار کرنا بہادری پر محمول نہیں
ہو سکتا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اے شاہزادہ رستم ثانی ان باتوں کو اپنے خیال سے دور
کرو اور یہ فکر کرو کہ جان کس صورت سے بچ سکتی ہے شاہزادہ رستم ثانی نے کہا او پاجی ملعون
مکار و زبون تو نہیں جانتا کہ ہم خداپرست کبھی جان سے نہیں ڈرتے اگرچہ ہم اس وقت گرفتہ و بستہ
مجبورانہ حالت سے تیرے روبرو کھڑے ہیں لیکن ہم اسی طرح سے کلام کریں گے جس طرح
آزادی کی حالت میں کرتے لعل بن تورج بدرگ بہت برہم ہوا جلاد کو طلب کیا اور کہا میں
ابھی ان تینوں کو تمام کیے دیتا ہوں ملکہ لسترن خاتون نے لعل بن تورج بدرگ سے کچھ اشارہ
کیا لعل بن تورج بدرگ اس کے اشارے کو نہ سمجھا کہا باعلان کہ میں نہیں سمجھا آخر خوف کس بات
کا ہے ملکہ لسترن خاتون نے کہا تو گھبرا گیا ہے اپنے حواسوں کو درست کر تو کہوں لعل بن تورج
بدرگ نے کہا میرے حواس درست ہیں تو کہہ جو کچھ تیرے دل میں آئے ملکہ لسترن خاتون
نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے سے ہر وقت خائف رہنا چاہیے تو نے
شاہزادہ رستم ثانی کے حق میں دفعتاً حکم قتل دے دیا یہ بات بالکل نادانی پر محمول ہے
اس کام سے پہلے بخوبی سمجھ لے اور غور و فکر کر لے میں شاہزادہ رستم کو ایک
گوشے میں لیے جاتی ہوں اس کو سمجھاؤں گی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھوں گی اگر وہ میری
بات مان لیں تو پھر یہی ہماری مراد ہے ہم سب اس سے خوش ہوں گے اور اس کی عزت
کریں گے ہماری دوستی کے جانب التفات کرے گا اسکو اختیار ہے لیکن وہ تیرے
روبرو دکھایا جائے گا لعل بن تورج بدرگ نے کہا اگر تیری یہی رائے ہے تو خیر لیجا ان مسلمانوں
کو نہایت ہوشیاری سے بخوبی یاد رہے کہ ایسا نہ ہو کہ عیاران لشکر اسلام انکو پھر رہا کر لیجاویں وہ
بڑے غضب کے عیار چالاک ہیں ملکہ لسترن خاتون نے کہا لشکر اسلام کے عیار اگر
غضب کے چالاک ہیں تو اس طرف بھی خداوند لات و منات نے ایسے ویسے عیار
نہیں عنایت کیے دیکھو ان مسلمانوں کو کس طرح گرفتار کر لائے لعل بن تورج بدرگ بہت
خوش ہوا عیاروں کی تعریف کی ملکہ لسترن خاتون شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو اپنے
ہمراہ اسی طرح گرفتہ و بستہ ایک گوشہ تنہائی میں لے گئی اور کہا اے جوانو کیوں اپنے کو ہلاک
کرتے ہو دیکھو یہ دنیا ہے یہاں ہزاروں طرح کی دقتیں اور لاکھوں طرح کے اتفاقات
پیش آتے ہیں انواع اقسام کی مجبوریاں لاحق ہوتی ہیں عقلمند اسکو کہتے ہیں جو بسہولت
اپنا کام نکال سکے جیسا دیس ہو ویسا بھیس اختیار کرے حرف بات کے واسطے جان کا دینا
ہرگز عقلمندی نہیں ہے لعل بن تورج بدرگ کی قید میں مبتلا ہو تمکو چاہیے کہ اسوقت جو کچھ وہ کہے اس پر
عمل کرو تاکہ تمہاری جانیں ہلاکت سے بچ جاویں ورنہ مفت ہلاک ہو جاؤ گے شاہزادہ
رستم ثانی نے کہا تو ہم کو کیا فہمائش کرتی ہے دن بھر ہم تجھ ایسے ضدیوں کو فہمائش کیا کرتے
ہیں جا اپنا کام کر ہمارے حال سے تجھ کو تعرض نہ کر ہم وہ لوگ ہیں کہ جان کی کچھ حقیقت

وہ وقعت نہیں سمجھتے ہیں تو ہزار ہیجاؤن کی ایک ہیجا ہی تیری سمجھ میں تو وہی معقول بات نہیں آتی تو
ہلو فہمائش کیا کرتی ہو تو یہ نہیں سمجھتی کہ دنیا میں جان باقی رہتی ہے یا بات باقی رہتی ہے جس آدمی کی بات نہ رہی تو
وہ آدمی کیا رہا ہاں طرح سب کو ہیجا سمجھتی ہو سنتے کہا اے بیوقوف تو میں سچ کہتی ہوں مفت تم سب ہلاک کیے
جاؤ گے تجکو تمھاری جوانیوں پر افسوس آتا ہے انہوں نے کہا تو اپنے افسوس کو اپنے پاس رہنے
دے ہمارے حال سے کچھ تعرض نہ کر تو اے مالبس ست اگر ہوش است جب ملکہ نسترن
خاتون نے دیکھا کہ یہ جوان میری فہمائش کیطرف التفات نہ کریں گے اپنی ہلاکت کے درپئے ہیں
مجبور ہو کے چپ ہو رہی دو دن گذر گئے رات آئی ملکہ نسترن خاتون پھر شاہزادہ رستم ثانی
کے پاس آئی اور نہایت عاجزی سے کہا اے جوان تو ضرور میری فہمائش کے موافق عمل میں لا
دنیا میں بعد ہلاکت کوئی زندہ نہیں ہوتا شاہزادہ رستم ثانی نے کہا تو بے کار اپنی زبان
کو تھکاتی ہے ہم ہرگز نہ مانیں گے غرضکہ چند روز تک ملکہ نسترن خاتون ان مسلمانوں کو فہمائش
کرتی رہی اور ہر روز امید کرتی تھی کہ حالت مجبوری میں آج یہ مسلمان ضرور میری فہمائش پر بس
کریں گے جب کسی مسلمان نے انکا کہنا نہ سنا جب تو ملکہ نسترن خاتون مجبور ہو چکی اور انکو
لعل بن تورج بدرگ کے پاس واپس لائی اور کہا اے تورج خان واقعی یہ مسلمان ہلاک کرنے
کے قابل ہیں ان کی مطلق رعایت نہ کی جاوے تو بہتر ہے ان کا جینا نہ مناسب ہے شاہزادہ رستم ثانی
کو غصہ آ گیا اور نہایت برہم ہو کے کہا او مشعل تو مجھے مجنون بتاتی ہے تو خود مجنون ہو گی خبردار اب
ایسا کلمہ زبان گستاخی زبان سے نہ نکالنا ورنہ اگرچہ تیری قید میں گرفتاری کی حالت میں مجبور
ہوں لیکن اب بھی اسقدر جرات رکھتا ہوں کہ تجکو سزائے معقول دوں لعل بن تورج بدرگ نے
کہا اے ملکہ نسترن خاتون کیوں خواہمخواہ مغز خراشی کرتی ہے خاموش ہو رہ اور جلادوں کو حکم دیا کہ
ان تینوں خداپرستوں کو ہلاک کرو تینوں جلاد ایک ہی مرتبہ آگے بڑھے اور ان تینوں خداپرستوں
پر ایک ہی مرتبہ حملہ کیا اور ایک ایک وار میں شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کا سر تن سے جدا کیا
لعل بن تورج بدرگ ان خداپرستوں کے خون کو شراب میں شامل کر کے زہر مار کر گیا
یکایک یہ خبر لشکر اسلام میں پہونچی سب نے سر پیٹا اور رونے کا غل بلند ہوا اب سب کو یقین
ہو گیا کہ ضرور کفار کے ہاتھ سے کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا گو مسلمانوں کو غش آ گیا تاب
سماعت نہ لائے ہر طرف صدائے ہائے واویلا بلند تھی اور کہرام برپا تھا کسی کو کسی کی مطلق خبر نہ تھی
ہوش و حواس مختل ہو گئے تھے اس حال کی خبر گہراسے اخترشناس کو پہونچی اس نے اسی وقت زائچہ
کیا اور ازروے قواعد نجوم حساب لگا کے حال دریافت کیا اور لشکر اسلام میں آ کر سب سے
کہا تم لوگ کیوں بدحواس ہوئے جاتے ہو شاہزادہ رستم ثانی اور فضل بن رستم
اور ملک ایرج کو معلوم ہو یہ تینوں شخص زندہ ہیں اگرچہ بظاہر لعل بن تورج بدرگ نے سب کے
روبرو ان اشخاص کو ہلاک کیا ہے مسلمانوں پر اور زیادہ رقت طاری ہوئی اور کہا اے
گہراسے اخترشناس تم یہ کیا کہتے ہو صریحاً سب کے روبرو شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو
اس ملعون نے ہلاک کیا اور سر تن سے جدا ہو کے زمین پر گرا گہراسے اخترشناس نے

کہا یہ سب کچھ صحیح ہی لیکن وہ ہرگز ہلاک نہین ہوئے ہین بلقید حیات موجود ہین ہمارے قواعد نجوم سے ہرگز اُنکا ہلاک ہونا ثابت نہین ہوتا ہی اور اگر تم لوگون کو یقین نہین ہی تو ہم تمکو چالیس روز کا مچلکہ لکھے دیتے ہین اور یہ کہکے قلمدان سے قلم نکالا نوشتہ لکھا مسلمانون کو دیا اور کہا اتنے دن ہمارے علم کا امتحان کرو اگر چالیس روز کے عرصے مین شاہزادہ رستم ثانی وغیرہ کو زندہ نہ دیکھو تو جو سزا ہمارے واسطے تجویز کروگے بجا ہوگی اس طرف جب لعل بن تورج بزرگ شاہزادہ رستم ثانی کے قصے سے مطمئن ہوچکا طبل جنگ بجوا کے میدان مصاف مین آیا اور حریف طلب کیا مسلمانون کے حواس باختہ ہوچلے تھے مقابلے کو کون آتا یکایک ایک جانب سے بن تمر اور معدی بارگاہ سلیمانی کو لوٹے اور برابر شہر خطا کے بارگاہ برپا کی لعل بن تورج بزرگ نے جنگ کو ملتوی کیا اور جراٴت سے کھڑا ہوا دیکھو رہا تھا کہ عقب سے گرد تاسیون نظر آئی امیر حمزہ صاحبقران ثانی باجمعیت سرداران داخل بارگاہ ہوئے لعل بن تورج بزرگ بھی اپنے خیمے مین گیا بکایک شاہزادہ رستم ثانی کے ہلاک ہونے کی خبر امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے گوش زد ہوئی پہلے جس شخص نے شاہزادہ رستم ثانی کے غم و ملال مین گریبان تا بدامن چاک کیا اور اپنا حال خراب کیا وہ بدیع الملک تھا تمام سرداران بارگاہ سلیمانی سیاہ پوش و نوحہ کنان ہوے شاہزادہ بدیع الملک نے کہا ای حامیان دین اسلام و ای بندگان خداوند ملک العلام آج بہت بڑا رکن دین اسلام کا کفار کے دست ظلم سے گرا دیا گیا کیا لطف زندگی ہی جب ایسے دلاور بہادر ہمراہی اس طرح دشمنون کے دست ظلم سے ہلاک ہوجائین شاہزادہ رستم ثانی کے ہاتھ سے وہ وہ کار نمایان ظہور مین آئے ہین کہ جس مین عقل انسانی حیران ہوتی ہی افسوس ہی کہ مسلمانون کی حالت پر روز بروز ضعف طاری ہوتا جاتا ہی اور کفار کی جراٴت بڑھتی جاتی ہی بس اب تحت بالی سے بالکل نا امید ہوجانا چاہیے جب شاہزادہ رستم ثانی ایسا دلاور کفار کے دست ظلم سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کسی کی کیا وقعت ہی ایک روز مین بھی اسی طرح مجبورانہ حالت مین مبتلا ہوکے ہلاک ہوجاؤنگا سب نقش و مہر اور خاک ہی دنیائے دنی پر ثواب دیکھیے ماتم داری کا کیا انتظام ہوتا ہی اُس کے چچا ہاشم کے پاس چلکے پرسا دینا چاہیے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا مین بھی چاہون گا مگر مجکو اس بات کا خیال ہی کہ شاید اپنے خیمے مین نہ آنے دین شاہزادہ بدیع الملک نے کہا استغفراللہ کبھی ایسا نہین ہوسکتا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے کہا ای بدیع الملک یہ بھی ہوتا ہی شاہزادہ بدیع الملک نے عرض کی کہ حضور کبھی ایسا نہین ہو سکتا ہرا دہ ۔۔۔ ہی پس امیر حمزہ صاحبقران باجمیع سرداران لشکر خیمہ ہاشم کی جانب روانہ ہوسے یہ خبر ہاشم کو پہونچی ہاشم نے کہا تعجب کی بات ہی آخر یہ لوگ یہان کیون آتے ہین بہتر یہ ہی کہ اپنے خیمے مین جا دین جمیل ماہرو نے ہاشم سے کہا تم نہین جانتے ہو کہ جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی سردار اعلی لشکر اسلام کے ہین اسکے کیا معنے کہ وہ کیون یہان آ ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نکالنا چلو امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی پیشوائی کرکے یہان

لاؤ ہاشم نے کوئی چارہ نہ دیکھا بجز اس کے کہ سرداران دست چپ کو ہمراہ لے کے استقبال امیر حمزہ صاحبقران ثانی کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے سب پیادہ ہوگئے ان سب نے جو انکو سیاہ پوش دیکھا گریہ کا جوش ہوا تمام گھوڑون کے پشت پر سے زمین پر آئے اور ہاشم کے خیمے مین آئے رسم تعزیت ادا کی میان لشکر اسلام مثل شبرنگ بن قران سیارۂ ثانی نہرون بن عمر و معتبر شجر بلخی و زیرک خطائی گئے لاشے اور سر شاہزادون کے لے آئے ان لاشون اور سرون کو دیکھ گئے وہ کہرام لشکر اسلام مین برپا ہوا کہ پناہ بخدا ست خدا خون حمیت جوش مین آیا سب نے تلوارین میان سے کھینچ لین اور امیر حمزہ صاحبقران ثانی سے کہا شہریار اب اجازت دی جاوے آج ہم کفار کے قصے کو فیصل کیے لیتے ہین ہم نہین چاہتے کہ کفار زمین پر رہین امیر حمزہ صاحبقران ثانی مانع ہوئے اور کہا اس قدر عجلت کیون کرتے ہو

کار شیطانست تعجیل و شتاب	مقتضائے عقلمندی یہ ہی کہ	جہان تک ممکن ہو سکے صبر کرو
سے کام لیا جاوے بس	مشنان دل بافت صبر و کرت باید	کہ کو سے عیش ہو گان جمعہ پائی
مشنا زو مین غفلت بعرصہ تعجیل	کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی	شتاب در خطرے فگند کہ صد سال
تو دست و پائے زنی زان خطر برو نائی	ملن شتاب و ز رہین بار دو مشتاب	کہ مر صبر رسکہ این نیست رسم دانائی

اسی طرح سے امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے بہت تمام لشکر کو سمجھایا تب وہ سب خاموش ہو رہے شاہزادون کی لاشون کو غسل دیا گیا تجہیز و تکفین ہوئی صندوقون مین تابوتون کو رکھ کے جانب مکہ معظمہ روانہ کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے ہاشم کو بہت سمجھایا اور کہا دنیا کے بیشتر عجیب و غریب کارخانے ہین کیسا ہی اپنا عزیز ہلاک ہو جائے اس کے ساتھ خود کوئی ہلاک نہین ہوتا پس صبر کرو بعدہ ہاشم کو مع سرداران دست چپ خیمے مین لائے اور اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے مگر نہایت مغموم و محزون چندروز تک یہی غم و ملال کا حال رہا ایک روز سب نے بالاتفاق اس امر مین مشورہ کیا کہ دنیا کے یہی کارخانے ہین کبھی کوئی پیدا ہوتا ہی اور کوئی ناپید ہوتا ہی کہان تک شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین زندگی بسر کرین لذت دنیا سے محترز ہون ایک روز ہمارا بھی یہی حال ہوگا

کسی کا گنبد و نگینہ پر نام ہوتا ہی
کسی کے عمر کا لبریز جب جام ہوتا ہی
عجب طرح کی یہ دنیا ہی یہین شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی

بعض سردارون نے کہا یہ مشورہ بجائے خود درست نہین معلوم ہوتا ہی بلکہ بادشاہ لشکر اسلام کی خدمت مین اس بات کو عرض کرنا چاہیے اور ہان خوب یاد آیا شاہ سعد کی خدمت مین اس بات کا بھی اعلان چاہیے کہ نجومیون نے اپنے قاعدۂ نجوم کے اعتبار سے یہ حکم لگایا ہی کہ شاہزادہ رستم ثانی و فضل بن رستم و ایرج نوجوان زندہ ہین ابھی ہلاک نہین ہوئے دیکھو بادشاہ اسلام اس بارے مین کیا حکم صادر فرماتے ہین چنانچہ سب شاہ سعد کی خدمت مین پہونچے اور اس تقریر کو ادا کیا شاہ سعد نے فرمایا تم لوگ کیا تا کھاتے ہو پانی پیتے ہو وہ کون سی لذات ہین جو شاہزادہ رستم ثانی کے ماتم مین ترک کیے ہوئے ہو سردارون نے عرض کی شہریار لذات دنیا سے مراد ہماری ترک بادہ رکیسانی وغیرہ ہی جس کا مشغلہ

بھی ہو جایا کرتا تھا شاہ سعد کو اس قسم کی درخواست بہت ناگوار معلوم ہوئی اس وقت اور کچھ کہنا مناسب نہ جانا صرف اس قدر فرمایا کہ مجھکو تمھاری اسوقت کی تقریر سے کمال تعجب ہوا خیر تخصیص اس بارے میں کچھ نکہو جو کچھ کہنا ہوا میر حمزہ صاحبقران سے کہو سب نے امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا اور اسوقت ہاشم کو بھی اپنا شریک کر لیا امیر حمزہ صاحبقران نے تادیر تامل کیا اور وجہ تامل کی یہ تھی کہ جنگ و جدل تھی بجائے خود خیال کیا کہ اگر ان لوگون کی مخالفت کرونگا شاید یہ لوگ ناخاستہ ہو جائیں سردارون نے امیر حمزہ صاحبقران ثانی کے سکوت سے خیال کیا کہ خاموشی بھی نیم رضا ہے وہان سے چلے آئے چند روز کے بعد جناب حمزہ ثانی نے فرمایا ای حامیان اسلام اب کوئی ایلچی پرویز کے پاس بھیجنا چاہیے چنانچہ میر منشی نے نامہ تیار کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے سر دربار نامہ پڑھا اور فرمایا کہ کون ہے ایسا جری و بیباک جو اس رسالت کو قبول کرتا ہے کیخسرو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا جام کلہ عفریت جو مدت کے بعد لبریز کیا گیا تھا اس کے پاس آیا خدائے عالم کی ثنا و صفت کی اور جام پی لیا امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے منع کیا کہ میرے نزدیک ہے اچھے شاہزادے کا اس حالت کو قبول کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے شاہزادہ کیخسرو نے نہ مانا اور کہا ای شہید کارزار میں شاہزدگی اور غیر شاہزدگی کا کیا دخل ہے میرے نزدیک لائق و کارگذار کے یہ معنے ہین کہ ہنگام ضرورت ہر طرح اپنے کام انجام دے لے امیر حمزہ ثانی نے کہا یہ سب صحیح ہے تاہم مگر یہ کام تجھ ایسے ذی عزت کے بالکل خلاف شان ہے کیخسرو نے کہا شہریارا تو مین جام کلہ عفریت پی چکا ہون ایسی حالت مین ارادے کو فسخ کرنا نہایت شرم کی بات سمجھتا ہون دلاوران لشکر اسلام میری نسبت کیا خیال کرینگے کہ شاہزادہ کیخسرو نے جام کلہ عفریت جرأت کر کے پیا اور پھر خائف ہو کے اپنے ارادے کو فسخ کیا جناب امیر حمزہ صاحبقران ثانی نے فرمایا کچھ ہو مگر مین ہرگز اجازت نہ دونگا کیخسرو نے کہا اگر مجھکو اس کام سے باز رکھا جاوے گا تو مین اپنے کو ہلاک کر دونگا امیر حمزہ صاحبقران نے سکوت اختیار کیا راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ملکہ لستران خاتون کا حال بالکل نہ سنا تھا جام صفا کو مملو کر کے بلا تکلف کیخسرو کو پلا دیا اور لباس پر چھڑکا اور لشکر کے گرداگرد بھی چھڑکا کیخسرو سب سے رخصت ہو کے روانہ ہوا تمام سرداران لشکر اسلام تا دور شاہزادہ کیخسرو کے ہمراہ گئے شاہزادہ کیخسرو نے باصرار انکو رخصت کیا اور خود وہان سے منزل مقصود کی راہ لی

اب چند کلمے داستان بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین اور کیخسرو حامل نامہ امیر کو لشکر کفار کی جانب روان رکھا جاتا ہی

مجھکو اب ساقی گلفام سے کچھ کام نہین	ای سے کچھ کام نہین جام سے کچھ کام نہین	دہین خوش ہین ہین صحرا کی ہوا مین پنہان
اب کسی سرو گل اندام سے کچھ کام نہین	خانہ برباد ہون صحرا مین بلا مین کیجے	سقف و دیوار و در و بام سے کچھ کام نہین
طائر روح رمیدہ کی طرح چھوٹا ہون	اب تو صیاد ترے دام سے کچھ کام نہین	طبع روشن کو نہین خوف سیہ روزی کا

صبح گستر ہو مجھے شام سے کچھ کام نہین
اتنی مدت سے ہون غربت مین وطن بھول گیا
ہون مین ناکام مجھے کام سے کچھ کام نہین
ہی مجھے دشت مین بھی صبحِ جانی کا خیال
مجکو اب نامہ و پیغام سے کچھ کام نہین
دوست سے کچھ کام نہین کام سے کچھ کام نہین
ہی فراق بت خود کام مین ناسخ کا کلام

راویان اخبار عجیبہ و ناقلان آثار غریبہ اس داستان حیرت عنوان کے
اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ بدیع الزمان مع سرداران ہمراہی ملک فرنگ
کی طرف روانہ ہوئے بلخ و فاریاب مین دو روز قیام کیا پھر سمرقند مین پہونچے معلوم ہوا سمجان
بن نضر بن طول سمرقندی یہان کا حاکم فرمانروا ہے جس کا سن ستر سال کا تھا زور و طاقت کا یہ
حال تھا کہ راست و چپ دو تلوارین حمائل کرتا تھا جن مین سے ہر ایک کا وزن تین من کا تھا ہنگام
کارزار انھین تلوارون سے کام لیتا تھا جب اسکو شاہزادہ بدیع الزمان کی آمد کی خبر پہونچی تا
حد چشم استقبال کو آیا ملازمت حاصل کی شہنشاہ نے اُسکے حال پر کمال رحمت مبذول
کی سمجان نے نہایت اہتمام و انتظام سے دعوت کی امراء و شاہزادگان تمہید شہنشاہ کی ملاقات
کو آئے نذرین گذرین شب کو بکمال زینت و کیفیت مجلس عیش دلکشا گرم ہوئی ایک مرد صد سالہ
نے باوجود اُس کہن سالی کے نہایت حیرت خیز و تعجب انگیز طریقہ سے اس غزل کو گایا غزل

سب کی سب کیا ہین شب قدر ہماری راتین
روز روشن سے برابر ہین ہماری راتین
ہجر مین صبح سے تا شام بجائے شبنم
ہین شب تار کے مانند ہماری راتین
تیری زلفون کیلیے شانہ بکف ہی ہر دل
کہ سیہ چاہتی ہین ای باد بہاری راتین
دن کے بدلے بھی آتی ہین عماری راتین
بیداری مین بہت لاتی ہین خواری راتین
تھکی ہین آنکھون ہی مین عمر کی کاٹی ہین
جو گھڑی ہی نظر آتی ہے مجھے ایک پہاڑ
میری آنکھون سے او دیکھتی جاتی ہین
شب تاریک جدائی مین یہ جانا ہر دل
اور کرتی ہین تری آئینہ داری راتین
مرغ زرین فلک پر ہے نقش خفاش
مجھے رکھتی ہین بہت ہجر مین ماتی راتین
دو دلون زلف کو کہین ہین خورشید تابان رخ
ہین غضب فرقت محبوب کی بھاری راتین
لیس نے ہے چشم یار اندھیرے ہی مین ہم
دق بہت کرتی ہین یا حضرت باری راتین
فصل گل ہین وہ کہ نہین گل کہ چراغ
اسقدر میرے دلون مین بین مین ساری راتین
دن تو ناسخ کے بہر حال گذر جاتے ہین

شہنشاہ اُس مطرب کہن سال کے کمال سے بہت خوش
ہوئے اور زر کثیر انعام مین دیا اسکا نام پوچھا اُس نے کہا مجکو طرب راز کہتے ہین تمام عمر علم کی سی
فن کے حاصل کرنے مین گذری آج اس محنت و مشقت کی داد ملی خداوند عالم حضور کو عمر نوح عنایت
فرمائے شہنشاہ نے اُسکو نوکر رکھ لیا دوسرے روز سمجان شہنشاہ کو دریا کی سیر کو لے گیا وہان
دیکھا کہ ایک ماہی گیر دریا سے جنگلی بطین پکڑ رہا ہے اور طرفہ ماجرا یہ دیکھا کہ ہزارہا بطین سطح آب پر شناوری
کر رہی ہین ماہی گیر جس بط کے پاس جاتا ہے باسانی بط کو پکڑ لیتا ہے اور بط اُڑتی نہین ہے شاہزادہ
بدیع الزمان نے اس ماہی گیر کو طلب کیا اور پوچھا تو ان جانوران دریائی کو گرفتار کرتا ہے لیکن
کوئی ذریعہ گرفتار کرنے کا معلوم نہین ہوتا کیا کوئی افسون تیرے پاس ہے اور یہ ہانڈی تیرے سر پر
کیسی اوندھی ہوئی ہے اور دریا مین یہ متعدد ہانڈیان کیسی ہین جنکے قریب یہ بطین جمع ہین اُس نے کہا
خداوند میرا پیشہ یہ نہین ہے ایک بھاٹ ہے اُسکا یہ عمل ہے جب کبھی وہ نہین ہوتا ہے اور مچھلیان بھی نہین ملتی ہین
تو مین چند بطین پکڑ کے بیچ لیتا ہون اے شہریار یہ تدبیر بطون کے شکار کی اُسی سے مین نے سیکھی ہے
پہلے اُسنے یہ تدبیر کی کہ متعدد ہانڈیان سوراخ کرکے اور اُسکے ہر چہار جانب چارہ لگا کے

دریا مین تیرا دین صحرائی بطین آئین اور چارے پر منقارین مارنا شروع کین ایک ایک ہانڈی کے
گرد صد ہا بطین جمع ہو گئین جب اس طرح اُن ہانڈیون کا چارہ کھانے کی عادی ہو گئین ایک ہانڈی
مین آنکھون اور ناک اور منھ کی جگہ سوراخ کرکے اور اُسی طرح چارہ لگا کے مثل خود سر پر پہن لی اور
آہستہ دریا مین جا کے اُن سب ہانڈیون مین جا ملا بطون نے بدستور چارہ کھانا شروع کیا
اُسنے پانی کے اندر قریب ہاتھ لیجا کے ایک ایک پانون گرفت مین لا کے پانی کے اندر کھینچ لیا
اور دو دو پرون مین گرہ دے کے پانی پر چھوڑ دیا اور وہ بطین پھر اُسی طرح سطح آب پر شناکرنے
لگین مگر اُڑنے کی طاقت نہ رہی جب اس طرح دو چار سو پر بند ہو گئین ایکمرتبہ سب کو پانی سے
نکال کے پنجڑون مین بند کر لیا اور بازارمین فروخت کرالئے شاہزادہ بدیع الزمان اُسکی
زبانی اس تقریر کو سن کے بہت خوش ہوئے سمجان شاہزادہ بدیع الزمان کو اور مقامات
فرحت افزا مین لے گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خوب سیر کی تین روز تک سمرقند مین قیام کیا
چوتھے روز سمجان نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا شہریار اگر سفر کا ارادہ ہوگا تو مجھکو ہرگز
فراموش نہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب مین جاتا ہون تمھارے ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت
نہین معلوم ہوتی آئندہ اختیار ہے مین مانع بھی نہین ہون سمجان نے اسی وقت سامان سفر تیار کرنا
شروع کر دیا چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ روانہ ہوا جب
قریب روم کے پہونچے ان کے ورود کی خبر پیر فرغاری اور صاحبقران والاشان کے
محل مین پہونچی سب بہت خوش ہوئے شہر مین آئینہ بندی کی گئی ایک مکان عالیشان مین قیام
ہوا شاہزادہ بدیع الزمان سے سب نے ملاقات کی شہنشاہ سے بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسے
دیے شہنشاہ بھی بہت لطف سے پیش آیا پھر جناب امیر حمزۂ صاحبقران ثانی کا ذکر ہوا
سب روئے دوسرے روز شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا شہر
مین آئے دیکھا شہر بہت آباد ہے بازارون مین خرید و فروخت کا ہنگامہ گرم ہے شاہزادہ بدیع الزمان
تمام شہر و بازار و عمارات شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین پہونچا عمائدین شہر ملازمت کو آئے نذرین گذرین
ہر شخص اولاد امیر حمزہ کا صاحبقران ثانی کو دیکھ کے ہزارون دعائین دیتا تھا خواتین سراپردہ
عصمت نے عملدار کو بھیجا کہ جلد لاؤ شاہزادہ بدیع الزمان اندرون محل داخل ہوا ملکہ گردیہ بانو
نے شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ کا سر سینے سے لگایا اور مادر سکندر نے سکندر
کی پیشانی پر بوسے دیے گلے سے لگایا ہر ایک کے واسطے افزائش مسرت و سرور سے گویا عید
کا دن تھا شاہزادہ بدیع الزمان اور شہنشاہ اور سکندر فرخ لقا تینون شاہزادے تین روز
محل مین مقیم رہے چوتھے روز شاہزادے بدیع الزمان نے ملکہ گردیہ بانو سے رخصت مانگی
اور کہا اب میرا قیام یہان نامناسب ہے ملکہ گردیہ بانو نے باصرار تمام کہا ابھی آئے ہو چند سے
تو یہان توقف کرنا ضرور ہے آئندہ نہین معلوم کب ۔ دیدار میسر آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے
کہا اب کسی طرح یہان توقف نہین کر سکتا ناچار ملکہ گردیہ بانو نے شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت
کیا سکندر فرخ لقا کی والدہ خبر کوچ سن کے بہت روئی اور کہا اے فرزند سعادتمند مجھے

کے بعد تجکو مین نے دیکھا ہی ہرگز مجھے جانے نہ دون گی سکندر فرخ لقا نے عرض کی کہ ای مادر گرامی قدر درد آنجا لیکہ شاہزادۂ بدیع الزمان یہان سے کوچ کو آمادہ ہین پھر مین کس طرح تنہا یہان قیام کر سکتا ہون خداوند عالم کے فضل و عنایت پر کرم رکھو انشاء اللہ الرحمن پھر قدمبوس ہونگا اور اگر زمانۂ غدار نے کفار مکار کے ہاتھ سے فرصت نہ دی تو مجبوری ہی ملکہ گردیہ بانو زار و قطار روتی تھی اور بار بار یہ کہتی تھی ای فرزند مین ابھی جانے نہ دون گی شاہزادۂ بدیع الزمان نے جو مادر سکندر کا یہ حال دیکھا کہا آپ کیون اس قدر مضطرب ہین اسوقت رخصت کر دیجیے چند روز کے بعد سکندر یہان تک نہ پہونچے گا تو مین خود تاکید کر کے سکندر کو اس طرف روانہ کر دون گا غرضکہ جسقدر ان شاہزادون کے آنے سے ان خواتین کو خوشی حاصل ہوئی تھی اُس سے دہ چند ہنکی رخصت مین قلق و ملال دل پر مستولی ہوا الغرض یہ تینون شاہزادے خواتین سے رخصت ہو کے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے دریا کے پہونچے اول یہ رائے ہوئی کہ سفر دریا مین بیشتر خطرے ہین سفر خشکی بہتر ہی بعض سرداران ہمراہی نے اپنی رائے خلاف ظاہر کی جس کی وجہ سے چند روز تک کنارے دریا کے قیام کرنا لازم آیا آخرالامر یہی رائے مقدم رہی کہ سفر دریا مناسب ہی کشتیان مہیا کین ملاحون سے اُنکے معاوضہ کا تصفیہ ہوا کشتیون پر سوار ہو گے ملاحون نے کشتیون کو روان کیا دن کم باقی رہا تھا جب سوار ہوئے تھے چند ساعت کے بعد آفتاب غروب ہو گیا تاریکی شب مین کشتیون پر روشنی بکثرت کی گئی دو پہر رات خیریت سے گذری یکایک اس زور سے ہوا کا جھونکا آیا تمام چراغ گل ہو گئے سواران کشتی گھبرائے کہ یہ کیا سامان ہی ملاحون نے کہا ہمکو طوفان عظیم کے آثار معلوم ہوتے ہین شاہزادۂ بدیع الزمان نے حکم دیا کہ سب کشتیان مسلسل کر دی جاوین ملاحون نے ایک کشتی سے دوسری کشتی پر زنجیرین پھینکین تھوڑی دیر کے بعد طوفان عظیم برپا ہو گیا سواران کشتی مضطربانہ دعا و مناجات مین مصروف ہوئے تمام شب اس طوفان عظیم مین بسر کی صبح کو اگرچہ طوفان برطرف نہوا تھا لیکن کچھ روشنی ضرور ہو گئی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ صبح کا وقت ہی دور سے ایک جہاز نمایان ہوا وہ بھی طوفان زدہ اسی طرف چلا آتا تھا جب قریب پہونچا سواران کشتی نے غل مچانا شروع کیا کہ ای اہل جہاز جلد ہماری خبر لو عنقریب ہماری کشتیان غرق ہو جائینگی ناخدا کو اہل کشتی پر رحم آیا بہزار کد و کوشش کشتیون کے قریب جہاز کو لائے اور رسے کشتیون پر پھینکے اُن رسون کے ذریعے سے اہل کشتی جہاز پر پہونچے اصل مین وہ جہاز ایک تاجر اسمعیل نامی کا مال تجارت لیے جاتا تھا خواجہ اسمعیل نے شاہزادۂ بدیع الزمان کو اپنے پاس بلایا اور کہا تم کون لوگ ہو اور کہان جاتے تھے جو تمہاری کشتیان طوفانی ہو گئین شاہزادۂ بدیع الزمان نا مدار نے تمام اپنا قصہ بیان کیا اور کہا خواجہ صاحب مین کمال درجہ تمہارا ممنون و شکرگذار ہون کہ تم نے ہم سب کی جان بچائی ایسی آفت عظیم مین کون کسکی خبر لیتا ہی خواجہ نے کہا شہریار یہ کیا فرماتے ہو یہ کیا ایسا کام تھا جو ظہور مین آیا غرضکہ تیسرے روز وہ طوفان برطرف ہوا ایک جزیرہ نظر آیا جہاز نے اُس جزیرے مین لنگر کیا سواران جہاز جزیرے مین آئے معلوم ہو کہ یہ جزیرہ مسطح

تمام سے مشہور ہی عالم جزیرے کو خبر ہوئی اور یہ بھی اُسکو معلوم ہوا کہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کی اولاد سے کچھ لوگ آئے ہیں وہ استقبال کیواسطے آیا شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت ہوئی کہ یہ کون شخص ہی جو استقبال کو آیا ہی ہنگام ملاقات پوچھا تم مجکو کیا جانتے ہو جو میرے استقبال کو آئے ہوئے اُسنے کہا شہریار پہلے میرے غریب خانے کو اپنے نور قدم سے منور کرو بعدہ اس حال کو بھی بیان کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان اور سکندر فرخ لقا و شہنشاہ مع سرداران ہمراہی عالم جزیرے کے ساتھ اُس کے مکان پر گئے اُسنے دعوت ملوکانہ کی انواع اقسام کی تعظیم و تکریم سے پیش آیا ایک شب کو بڑی تیاری کی بعد اسکے جلسۂ رقص و نوا گرم ہوا ایک رقاصہ خوشگلو و خوش آہنگ نے نہایت لطف سے یہ غزل گایا

غزل

آئے ہیں تو سر زانو پہ گھونگھٹ چڑھائے ہوئے ہیں
کیا حسن خداداد پہ اترائے ہوئے ہیں
کا ہیکو نکلتی تھی کبھی سیان سے ای دل
پھولو نہیں میرے پھول کی حلاوے ہوئے ہیں
رخصت ہی گلستان سے بہار چمنستان
ہم بھی جلوہ وہی گل کھائے ہوئے ہیں
گھبرا کے ہوا جاتا ہی پہلو سے روانہ
ہم ایسے ستم دیدہ ہیں دکھ پائے ہوئے ہیں
اے شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا

گلزار میں یہ پھول جو مرجھائے ہوئے ہیں
الم سن تو نہیں کچھ سوچتے تو شرمائے ہوئے ہیں
ان گیسوؤں پہ زہر جو ہم کو گھیرے ہوئے ہیں
ہم یار کی دور کو جھکائے ہوئے ہیں
لب دیکھیے وہ آکے اُٹھتے ہیں گلے سے
شاداب جو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہیں
معلوم نہیں کس پہ ہی خط نہیں آیا
دلکو تری تصویر بہلائے ہوئے ہیں
تو ہمسے محبت میں جو باہر نہیں اے دل
پروانوں میں خفیہ وہ کہیں بیٹھے ہوئے ہیں

کسکے کی سخسار شرمائے ہوئے ہیں
مشتاق لے دیدار سے ترسائے ہوئے ہیں
سوت آئی ہی دو کالونبہ لٹکائے ہوئے ہیں
افسردہ دل اُس شکل چمن کو جو ہی پایا
ہاتھوں کو سر شام پھیلائے ہوئے ہیں
معشوق کہنگے کہ عجب باغ کھلا ہی
یہ ہم عوض آج وہ غنچے کھلائے ہوئے ہیں
ذکر آئے خوشی کا تو عمل پڑھتے ہیں آنسو
ہم بھی تو جگر سے تجھے لپٹائے ہوئے ہیں

اس غزل کو سنکے تمام اہل مجلس پر نوبت طاری ہوئی دو پہر رات تک وہ ہنگامہ ساز و نوا گرم رہا بعدہ صحبت برخاست ہوئی سب اپنے اپنے بستر خواب پر دراز ہوئے صبح ہوئی عالم جزیرہ کا شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آیا اور ہنگامہ گفت و شنید گرم سخن ہوا اثنائے کلام میں عالم جزیرے نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی اور کہا میں غائبانہ امیر حمزہ صاحبقران ثانی کا مطیع و فرمان بردار ہوں افسوس کہ اسوقت تک اُس والا جاہ کی قدمبوسی حاصل نہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اب میں جاؤں گا عالم جزیرے نے کہا شہریار ابھی چندروز قیام فرمایئے بدیع الزمان نے کہا اب میں قیام نہیں کر سکتا دوسرے روز صبح کو پھر کشتیاں مہیا کیں شاہزادہ بدیع الزمان مع شاہزادگان دیگر و سرداران ہمراہی کشتیوں پر سوار ہوئے کشتیاں روانہ ہوئیں چالیس روز کے بعد وہ کشتیاں بندر ریحانیہ میں پہونچیں مہران بن حیران شاہ کو شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ کے ورود کی خبر پہونچی وہ استقبال کو آیا اور بعزت تمام اپنے مقام پر لے گیا اُس نے بھی نہایت اہتمام و انتظام سے شاہزادہ بدیع الزمان کی دعوت کی شہنشاہ نے شہریار کا احوال پوچھا مہران حیران نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ شہریار مع برسیسا اسپان کو چاک فرنگ سے باہر آیا اُس تمام ملک پر قبضہ کیا ہی اور فرشی تاجدار اور برقی تاجدار قلعہ بند ہو گئے ہیں روز ہنگامۂ جنگ گرم ہوتا ہی شہنشاہ نے کہا اس بارے میں مجکو بھی کچھ کام کرنا چاہیے اور اپنے ہمراہیوں سے کہا میں

ہون ایسا ہی جو ہمارے پیش خانے کو لے جاتے اور اُسکی حفاظت کرے معروف بن اسد اُٹھ کر آ
ہوا مجرا کیا اور عرض کیا کہ اس خادم کے دادا عمر معتدی کرب ، ہنربلند نوقیر کے پیش خانہ کے داروغہ مقرر
تھے اور کمترین کے باپ بھی سربراہ کار رہے اگر یہ خدمت میرے محول ہو تو سبب عزت افزائی ہی شہنشاہ نے
اُسکی اس ہوا خواہی پر ہزار ہزار آفرین کی اور کہا ای معروف مجکو خوب معلوم ہی کہ تمھارا دادا عمر معتدی
کرب داروغہ پیش خانہ کے تھے قطع نظر اس بات کی اگر تم نہ بھی خدمت دیرینہ کو یاد دلاتے تو ہم تمھاری
درخواست کو بدل قبول و منظور کرلتے معروف بن اسد نے بکمال ادب تسلیم کی وہاں سے رخصت
ہوا پیش خانہ شہنشاہ کو بارہ ہزار سواران جرار و دلاوران جلادت شعار کی جمعیت سے لیکے روانہ ہوا
بعد چلنے معروف بن اسد کے شہنشاہ کے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا کہ معروف تنہا لشکر
کرو کی فوج پیش خانہ لیکے گیا ہی نہیں معلوم وہاں کیا صورت پیش آئے کسی کو اُسکی حمایت
کے واسطے بھیجنا چاہیے سرداروں کو جمع کیا معروف کی سبقت کی تعریف کی اور کہا واقعی خیرخواہ
و وفادار کے یہی معنی ہین کہ ہنگام ضرورت موجود ہو جاوے اور جان و آبرو کے ضرر سے خائف نہو مگر
بالفعل میرے دل میں یہ بات خطور کیا ہی کہ ایسی حالت مین معروف کی جانب سے غافل نہونا چاہیے
کسی کو اُسکی مدد کو بھی بھیجنا چاہیے عمالک شاہ بن مالک اُسوقت موجود تھا کہا ای شاہزادہ
والا جاہ بیشک معروف کی مدد کے واسطے کسیکو جانا چاہیے بہتر یہ ہی کہ میری نسبت حکم صادر فرمایا
جاوے شہنشاہ نے کہا ای عمالک کیا مضائقہ ہی تحسین بادٔ مگر جہان تک ممکن ہو عجلت کرنا ایسا نہو کہ
معروف وہان پہونچ جائے اور اسکو مخالفین کے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے عمالک شاہ بن مالک
شاہ نے کہا کیا مجال ہی جب تک جان میں جان ہی ممکن ہی کہ معروف کی طرف کوئی نظر بد سے دیکھ سکے غرضکہ
ایک جمعیت مناسب ہمراہ لیکے عمالک شاہ بھی اُسی جانب بعجلت تمام روانہ ہوا عمالک
شاہ کے جانے کے بعد سمجان نے کہا کچھ مجھے کہنا ہی شہزادہ شہنشاہ نے کہا کیا سمجان نے
کہا معروف بن اسد کی کمک کو کسی دوسرے سردار کا جانا ضروری تھا اور قبل سے ارادہ
تھا کہ مین بھی معروف کے ساتھ جاؤن اسوقت جو معروف کی کمک کا ذکر ہوا عمالک شاہ
نے سبقت کی مین خاموش ہو رہا مگر میرا دل نہین مانتا اگر مناسب ہو تو مین معروف کی مدد کو جاؤن
شہنشاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی تم بھی جاؤ سمجان بھی اُسی وقت ایک جمعیت معقول ہمراہ
لیکے اُسی طرف راہی ہوا

معروف اور عمالک شاہ بن مالک شاہ اور سمجان شہریار کے واسطے کوچاپ
فرنگ کی جانب راہی رکھا جاتا ہی اور چند کلمہ داستان شہریار کے حوالہ قلم
عجلت رقم کیے جاتے ہین واللہ ولی التوفیق

کیا شب فرقت میں صدمے ہیں دل بیتاب پر	شل رہی تو بیٹھا ہوں جب دامن مہتاب پر
جب میں سو جاؤن کہیں تو شک کھوب پر	بن گئے ہین بال پلکون کے برائے خواب پر
شل بالہ رات صدمے ہوتے ہین مہتاب پر	پر خط مشکین نہین رخسار عالمتاب پر
آگیا یاد اُس محبوب غضا ز ہی کا رخ	کھ میری جا پڑی مسجد کی جو محراب پر

گنبد مدفن مرے اشکون مین یون ہی بعد مرگ | بلبلے ترتے نظر آتے ہین جیسے آب پر
جھوٹا پانی یار کا تھوڑا پلا دے ای طبیب | ہی شفا موقوف اپنی شربت عناب پر
خیمۂ لیلے نظر آتا ہی او مجنون حباب | نجد کے وادی مین میرے اشک کے سیلاب پر
وہ جو قایم ہو بنے زر اسکو نام زر سے ننگ | خوف ہی میرے دل بیتاب کو سیماب پر
عین دریا مین بھی گردش سے نہین دم بھر قرار | سعی کرنا ختم ہی اس سال کو گرداب پر
رند مشرب اسقدر رکھتے نہین ذوق شراب | ہاے کیا رکھتا ہی رغبت غم مرے خوناب پر
کان مین محبوب کے آواز بھی آتی نہین | کیا شب فرقت مین مجھکو رشک ہی سرخاب پر

راویان اخبار دنا قلان آثار اس طرح قلم فرسا ہوے ہین کہ جب کامل ایک مہینہ منقضی ہوگیا اور کسیطرح قلعہ فتح نہوا شہریار بہت برہم ہوا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب مرد میدان دولاور روزگار ہو کہ باوجود اسقدر جد و جہد اسوقت تک قلعہ فتح نہوا مع ہذا اسوقت شہریار کے دلمین اسبات نے بھی خطور کیا کہ ایسا نہو یہ سب مجھسے برگشتہ ہو جائین کہا میری اس تقریر کے یہ معنی نہین ہین کہ تم سب نے فتح قلعہ مین کوتاہی کی نہین بہت کچھ کوشش کی مگر یہ کیا امر ہی کہ قلعہ نہین فتح ہوتا اسکے ہمراہیون نے کہا ای شہریار تیری اسوقت کی تقریر بالکل نامناسب ہی اگر ہماری کوشش وسعی پر حرف رکھا جاتا ہی تو اب ہم پوچھتے ہین کہ باوجود موجود ہونے تجھ ایسے شہریار جرار کے اس وقت تک قلعہ کیون نہ فتح ہوا شہریار نے کہا خیر اب اس بات کو طول نہ دو مگر مین اسوقت تمھارے روبرو قسم کھاتا ہون کہ جب تک قلعہ فتح نہ کرلونگا قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا بالفرض ہلاک ہونے کا بھی خدشہ ہوگا یہ کہکے اپنے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مردمان ہمراہی نے کہا بالفعل ہم مین سے کسی کے نام کا طبل جنگ بجایا جاوے بعدہ اختیار ہی شہریار نے نہ مانا اپنے ہی نام طبل جنگ بجوایا صبح کو مرکب دورکا بہ نہایت جست و چالاک طلب کیا مسلح و مکمل ہوکے مرکب پر سوار ہوا قلعہ کی راہ لی تا اینکہ فصیل سے گذر کے مرکب کو جو مہمیز کی وہ جست کرکے اُڑا خندق مین گیا شہریار نے ہرچند پشت مرکب پر اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھلا زمین پر آ رہا مگر پھر مرکب پر سوار ہوا اب مرکب مین اسقدر طاقت نہ پائی کہ آگے بڑھے گو کچھ جست و خیز کا کام کرتا اور خود بھی ماندہ ہوگیا تھا ناچار واپس آیا دوسرے روز پھر اسی مرکب دورکا بہ جست و چالاک پر سوار ہوا اسیطرح کنارۂ خندق قیام کرکے جو گھوڑے کو مہمیز کی وہ اسپ برق کردار جست کرکے دروازۂ قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ خندق بہت عمیق تھی اہل قلعہ کو خیال بھی نہ تھا کہ خندق کو طی کرکے قلعہ تک پہونچنا بہت دشوار امر ہی بدین خیال انھون نے دروازۂ قلعہ کا کچھ بند و بست نہ کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ دروازۂ قلعہ کا علی العموم قلعون مین بند و بست ہوتا ہی دشمن اگر آئے گا تو کسی اور طرف سے آئیگا اُس طرف کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے چنانچہ جب شہریار دروازۂ قلعہ کے قریب پہونچے دروازہ کھلا ہوا پایا فوراً قلعہ مین داخل ہوا فرنگیون نے جو دیکھا کہ شہریار قلعہ تک پہونچ گیا ہی وہ بھی فوراً تک پہونچ گئے اور دروازۂ قلعہ کو کھلا دیکھکے قلعہ مین داخل ہوے اہل قلعہ نے تلوارین میان سے کھینچ کے ایک ہی مرتبہ دلیرانہ حملہ کیا اس طرف بھی سب جنگ پر آمادہ تھے گیر و بزن کی آوازین اُن شروع ہوئین سے چقا چاق خنجر و گرز و سنان رسیدہ فیروز زر مرخوار سے ہر بر گرمی جنگ مغلوب

زرہ۔ بکتر۔ خود۔ چار آئینہ۔ دستانہاے فولادی۔ شمشیر۔ تیر۔ کمان۔ خنجر۔ ڈھال۔ نیزہ۔ جملہ سامان حرب سے آراستہ ہو کے بعجلت تمام قرشی تاجدار کے پاس آیا اور کہا شہریار اسوقت نہایت کشت و خون پر آمادہ ہی جلد مجکو اجازت حرب دو ورنہ ہزار ہا بندگان خدائی جاین مفت ضایع ہو جاینگی قرشی تاجدار نے کہا پھر کیوں دیر کرتا ہی جا دشمن کا کام تمام کر اور مین بھی آتا ہوں یہ کہکے قرشی تاجدار اٹھ کھڑا ہوا برقی تاجدار نے کہا ای برادر مین بھی چلتا ہوں قرشی تاجدار نے کہا تمہارے جانے کی ضرورت نہین اگر مین جنگ مین کام آگیا تو اہل قلعہ منتشر الحواس ہو جاینگے تم انکو سنبھالنا برقی تاجدار نے کہا بہتر لیکن چنانچہ وہ بھی قرشی تاجدار کے ساتھ روانہ ہوا فیروز زہر خوار نے جو قرشی تاجدار کو دیکھا کہا اب مین ہرگز جنگ نہ کرونگا میرا یہ مطلب نہین ہی کہ مین جاتا ہوں تم بھی میری مددگاری کو آنا جلد یہان سے واپس جاو ناچار قرشی تاجدار اور برقی تاجدار واپس آئے اس طرف فیروز زہر خوار شہریار کے سامنے آیا اور کہا سنبھل یار انچہ داری بزمردی نشان دہ شہریار نے آتے ہی تلوار کا وار کیا فیروز زہر خوار ایک ہی تجربہ کار وجری تھا اسنے پشت شمشیر پر اس وار کو رد کیا پھر اپنا وار کیا شہریار نے بھی اس وار کو سپر پر رکھا اسی طرح تادیر رد و بدل رہی آخر فیروز زہر خوار شہریار کے ہاتھ سے زخمی ہوا اہل لشکر اسکو اٹھا لیگئے اہل اسلام کو کمال حیرت ہوئی سب قرشی تاجدار کے پاس آئے حال فیروز بیان کیا اور کہا ای بادشاہ شہریار بڑا سفاک ہی کیا عرض کرین کہ کسطرح فیروز زہر خوار کو زخمی کیا ہی اگر یہی سفاکی شہریار کی ہی تو کسی طرح ہم اسکے مقابلہ مین سر بر نہین ہو سکتے دونون بھائی متعجب ہوئے آپس مین مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے برقی تاجدار نے کہا اسطرف کے جوان فیروز زہر خوار کے زخمی ہو نیسے بددل ہو چلے ہین اگر اس جنگ کو صرف انھین پر محول کیا جاویگا بالیقین نتیجہ خراب ہوگا اس سے بہتر یہ ہی کہ خود دشمن کے مقابلہ کو جانا چاہیے قرشی تاجدار نے کہا ہان ای برادر میری بھی یہی راے ہی لیکن پہلے درگاہ بے نیاز مین دعا و مناجات کر لینا چاہیے چنانچہ سرداران معزز کو طلب کیا انسے بھی مشورہ لیا انھون نے بھی برقی تاجدار کی راے سے اتفاق کیا سب جانب قبلہ بیٹھے دونون تاج جانب آسمان بلند کیے اور اس طرح مناجات شروع کی ای خالق زمین و آسمان و ای مالک کون و مکان سے

ای از بلند و پست جہان بر تو آگہت
فرزند آدم از گل و برگ گل از نسیم
گاہ بجنبش باشد بر روے خوب رو
تا بر زمین مشرق و مغرب کند سجود
ارباب شوق در طلبت بے دلند و ہوش
نام تو غمزداے و کلام تو دلربا
گر تیغ عذاب کنی در عطا دہی
گاہے نسیم لطف تو ہمراز با صبا
آن وسعت در تفرج وین روے بر زمین
غرقہ در لباس معرفت و روز و شب

دارا و عیب دان و نگہدار آسمان
یکتا و بیشبہ عالمیان پرورد
باری ز سنگ چشمہ آب آوری پدید
گلگونہ شفق کند و سرمہ دجی
انشا کرد لطفک یا صانع الوجود
اصحاب ... و حقیقت بے سر و پا
شاہان بر آستان جلالت نہادہ سر
کس را مجال آن نہ کہ آن یا این چرا
خواہندگان در کشایش تو اند
آن چشم بر اشارت و این گوش بر ندا
فرخندہ طالعے کہ کند یاد تو

رزاق بندہ پرور و خلاق رہنما
گوہر ز سنگ خارہ کنی لولو از صدف
باری ز آب چشمہ کنی سنگ در دریا
دریاے لطف تست و گرہ سحاب کیست
فاغفر لنا بفضلک یا سامع الدعا
یاد تو روح پرور و وصف تو دلفریب
گردن کشان مطاع و کینہ وران گدا
گاہے سموم قہر تو ہمدست باخزان
سلطان در سراوق و درویش در عبا
مردان راست از نظر خلق در حجاب
برگشتہ دولتے کہ فراموش کند ترا

یارب بنسل طاہر اولاد فاطمہ
یارب باب و دیدہ مردان آشنا
یارب خلاف امر تو بسیار کردہ ام

یارب بخون پاک شہیدان کربلا
دلہاے خستہ را زکرم مرہمے بدست
امید ہست از کرمت عفو ما مضے

یارب بصدق سینہ پیران راست رو
اے اسم اعظمت در گنجینہ شفا
اسوقت ہے مصیبت مین ہماری

مددگاری کریا تو ہم کو ایسی طاقت مرحمت فرما کہ ہم اپنے دشمن کو پسپا کر سکین یا ایسی کوئی کمک ہمکو پہونچا کہ ان سرکشون کو سزاے معقول ملے ہنوز یہ دعا و مناجات اختتام کو نہ پہونچی تھی کہ ایک جانب سے گرد تیرہ و تار نمایان ہوئی دونون لشکرون کے عیار حال گرد دریافت کرنے گئے اور واپس آ کے خبر دی کہ اے گروہ مسلمانان و اے بندگان خداوند دو جہان خوش ہو کہ تمھاری دعا درگاہ قاضی الحاجات مین قبول ہو گئی معروف بافوج جرار بطرف خیر ابھیر چلا آتا ہی مسلمانون نے سجدہ شکر درگاہ خدا مین کیا پس معروف [illegible] آ پہونچا ایک شیر بلند پر سوار تھا آتے ہی اہل اسلام سے پوچھا کہ شہریار کا کیا حال ہی سب نے کہا اے معروف کیا پوچھتا ہی شہریار نے ہنگامہ عظیم برپا کر رکھا ہی ابھی کا ذکر ہی کہ فیروز زرہ خوار کو زخمی کیا معروف نے بہت افسوس کیا اور کہا کچھ فکر کی بات نہین ہی عنقریب مین ان نامعقولون کو سزا دیتا ہون یہ کہکے اسیوقت دشمن کے مقابلہ کو روانہ ہوا جب قریب لشکر شہریار اور برستیسائی کے پہونچا اُن کو معلوم ہوا کہ یہ پیش خانہ شہنشاہ کا ہی معروف اُسکو لے کے آیا ہی غرضکہ ہنگامہ حرب گرم ہوا معروف کے ساتھ جو اس وقت بارہ ہزار سواران جرار کی جمعیت تھی ایسی کچھ کارروائی کی کہ فوج فرنگی حواس باختہ ہو گئے چند سرداران لشکر شمائل خان بن جدائل خان اور شہریار کے پاس پہونچے شہریار ان کو بدحواس دیکھ کے خود بھی گھبرا گیا اور کہا کیا خبر ہی انھون نے کہا خداوند نعمت غضب ہو گیا [illegible] مسلمانون سے مقابلہ کرنا دشوار ہی معروف مع فوج کثیر ان کی مدد کو آ گیا ہی بلکہ میدان مین محاربہ و مجادلہ کو آمادہ ہو اس کے دفع کی کوشش جلد کرنا چاہیے ورنہ بعد مین کچھ بھی نہ ہو سکے گا شہریار تا دیر سکوت مین بیٹھا رہا بعدہ اپنی جگہ سے اُٹھا مسلح و مکمل ہو مرکب پہ سوار ہو کے بعجلت تمام اپنے کو معروف سے قریب پہونچایا معروف نے کہا تو کون ہی شہریار نے کہا تو مجھکو نہین جانتا آگاہ ہو میرا نام شہریار ہی معروف نے کہا ہان مین نے یہ نام سنا ہی بلکہ خاص اسی نام کے شخص کو سزاے معقول دینے آیا ہون شہریار نے کہا بڑی ہمت کی بات ہی جو مجھکو سزا دیگا آ مقابلہ کر غرضکہ تا دیر رد و بدل رہی آخر الامر شہریار کے ہاتھ سے معروف زخمی ہوا معروف کے ہمراہیون نے داد مردانگی دی مگر اس سبب سے کہ معروف زخمی ہو چکا تھا قریب تھا کہ شکست کھاے یکایک ممالک بن مالک شاہ مع ہمراہی [illegible] پہونچا سرداران لشکر معروف نے آواز دی کہ اے دلاورو خبردار گھبرانا نہین اگرچہ معروف تمھارا سردار زخمی ہوا ہی لیکن تمھاری مدد کو ممالک شاہ بن مالک شاہ آ گیا ہی دو یہ وقت ہی کہ فرنگی شہنشاہ کے خیمہ کے قریب آ گئے ہین ممالک شاہ آتے ہی فرنگیون پر حملہ آور ہوا شہنشاہ [illegible] سے دور ہٹا دیا چونکہ آفتاب قریب مغرب ہو چکا تھا طبل بازگشت بجا دونون طرف کے لشکر قیام گاہ کو واپس گئے معروف نے شہنشاہ کیواسطے بارگاہ برپا کی

[illegible] اسکو بارگاہ شہنشاہ کے برپا کرنے مین معروف کہا جاتا ہی اور اب چند کلمہ [illegible] تیمور اور برادر پرویز اور نعل بن تورج سے مسطور ہوتے ہین

حسن کا اب جائیگے یا عالم رہے
تو ہی جب تک ساتھ تیرے ہم رہے
کیا ہی آنکھیں ہجر مین چلنے لگین
جام اگر محفل سے جائے جم رہے
تو رہائے موج دریا کی طرح
سرو گلشن پیش گل کیا خم رہے
چمٹی ہی لاسا سبھی جو لائے شراب
دیکھ لے دریا جو تجکو نم رہے
تو کہ دم مین ٹالتا ہی لو سب مجھے
گر نہین شادی تو دل مین غم رہے

تیرے در پر زندگی بھر ہم رہے
وصل کس کا وہ تو مجھے رات بھر
کوئی دم جو مرے آنسو تھم رہے
ناہد خشک ایسے تر دامن ہین ہم
جانماز اپنی ہمیشہ نم رہے
سر کے بل آتے تری مسجد مین روز
بالون اپنے میکدہ مین جم رہے
ای موذن کر دعا جاوے اذان
پر صد وسی سال تیرا دم رہے

کیا پڑی پروا جاے یا عالم رہے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
عاشق ساقی ہین ہم کسکی شراب
دل اگر صرف نماز اک دم رہے
رگے آزادون کے ہین زر دار کیا
زاہد اسعد ور اس ہین ہم رہے
میرے آنسو کیا رکے تیرے حضور
وصل کی شب اور کوئی دم رہے
خالی رہنا گھر کا ہوتا ہے برا

چہرہ آرایان عروس انواع سخن و مشاطگان حسن عشق اقسام ہنر دین عمل نگاران معنامین لوکو فرش قرطاس پر اس طرح منعقد کرتے ہین کہ جب کیخسرو روانہ ہوا یہ خبر کیخسرو کی پرویز کو پہونچی چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا ٹھنڈی سانس بھری گلعل نے اسکی صورت دیکھی متعجب ہوا سبب پوچھا پرویز نے کہا ای مقرب بارگاہ خداوند لات مجکو ابھی خبر پہنچی کہ کیخسرو آتا ہی مجکو اسکے حالات کی بخوبی آگاہی ہی بعدہ اپنا حال بیان کیا لعل نے کہا ای بادشاہ اگر کیخسرو آتا ہی تو کیا تردد کی بات ہی خداوند لات ہماری مدد کریگا پرویز نے کہا یہ سب کہنے کی باتین ہین جب وقت آجاتا ہی تو کوئی خبر نہین لیتا ہی لعل تو یقین سمجھ کہ یہ اس وقت کا تردد بیجا نہین ہی آرغش نے کہا ای بادشاہ اس حیرت وناسعت وتردد سے کچھ فائدہ نہین ہی کیخسرو اس طرف اگر آتا ہی تو ضرور آئیگا اُس کا آنا موقوف نہین رہ سکتا بہتر یہ ہی کہ اُسکے یہان وارد ہونیکے جو نتائج متصور ہین اُن کا کامل تدارک کر لینا چاہیے اور کسی شخص کو کیخسرو کے پاس اس غرض سے بھیجا جاوے کہ وہ اس سے نامہ لے آوے پرویز نے کہا ای بندگان خداوندم مین سے کون ایسا جری و دلیر ہی جو اس خدمت کو قبول کرے گا اور بعد انجام کار انعام واکرام کا مستحق ہوگا کہرام آہن قبا اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا ای مقرب بارگاہ خداوند یہ خدمت میرے محول ہو پرویز نے کہا بدل منظور ہی جلد جا اور نامہ لا اور بھی تجکو اس کام کے انجام دہی مین جس شی کی ضرورت ہو بیان کر اُس نے کہا صرف چالیس ہزار سوار کی جمعیت مجکو درکار ہی پرویز نے چالیس ہزار سواران جرار کو مسلح ومکمل کرکے کہرام آہن قبا کے ساتھ کیا کہرام اُس فوج کثیر کو ہمراہ لے کے روانہ ہوا طی مراحل وقطع منازل کرتا چلا جاتا تھا یہان تک کہ مردمان کیخسرو کے قریب پہونچا وہ سب صف بستہ فوج کہرام کے روبرو آئے اور کہا تم لوگ کون ہو جو اس طرف آئے ہو اور کس کام کو آئے ہو اُنھون نے کہا ہم ملازمان پرویز ہین کہرام آہن قبا کے ہمراہ آئے ہین راوی کہتا ہی کہ اُس روز کیخسرو شکار کو گیا ہوا تھا جون ہی کہرام کے آنے کی خبر اُسکو پہونچی مثل شعلہ آتش وہان سے لپکا کہرام کی فوج کے سامنے آیا اور کہا کہان ہی کہرام میرے سامنے آئے کہرام آیا کیخسرو نے کہا تو کیون اسطرف آیا کہرام نے کہا پرویز نے مجکو نامہ لینے کو بھیجا ہی کیخسرو نے کہا تو کیا وقعت رکھتا ہی جو مجھسے نامہ لیگا کہرام نے کہا

آخر تو پرویز کے واسطے نامہ لایا ہی کیون نہین مجکو دیتا کیخسرو نے کہا کیا وجہ جو مین تجھے نامہ دون اگر تجھ جرات
رکھتا ہی مجکو مجبور کرکے نامہ لیلے غرض اسی طرح کی گفتگو کے بعد رد و بدل کی نوبت آئی اُسنے وار کیا اُسنے رد کیا
پھر اُس نے وار کیا تجوس نے رد کیا چند ساعت کی رد و بدل کے بعد اُسکو قاش زمین سے اُٹھالیا اور زمین پر
مار کے کہا ای خیرہ سر اب بتا کیا تیرا حال بتاؤن اسوقت تو ہر طرح میرے اختیار مین ہی کہرام نے کہا ای کیخسرو
ابھی میری ہلاکت کے در پی نہو اگر مجھے قید کرتا ہی کیخسرو نے کہ جو کچھ کہتا ہی جلد کہہ اس نے کہا مین ابھی نہین کہہ سکتا
اگر مجھے گرفتار کرنا منظور ہی تو گرفتار کرلے بعدہ مین کہونگا کیخسرو نے اُسے گرفتار کرکے لشکر مین بھیجدیا شام کو
کہرام کو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا اب بیان کر کیا تجھے کہنا ہی کہرام نے کہا پہلے اپنے ارادے سے مجھے
مطلع کرو کہ اگر مقید کیا ہی تو نتیجہ اس کا کیا ہی کیخسرو نے کہا نتیجہ اسکا یہ ہی تجھے اسلام قبول کرنیکی خواہش ظاہر کرونگا
اگر مان لیگا فہو المراد ورنہ ہلاک کرونگا کہرام نے کہا مین مسلمان ہونیکو موجود ہون غالبا تم کو میری نیت کا حال بھی
معلوم ہوگیا ہوگا جب مین نے کہا تھا کہ مجکو ہلاک نہ کرو مجھے کچھ کہنا ہی وہ کہنا یہی تھا کیخسرو نے کہا اگر تو اسلام قبول کرتا
ہی تو مجسے بھی برادرانہ برتاؤ کرنا فرض ہی کہرام نے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھا کیخسرو نے بلا تکلف اُسکے دست و پا کے
بندھن کھولدیے اور کہا اب تجکو اختیار ہی اگر یہان رہنا منظور ہو بسم اللہ تیرا گھر ہی اور اگر جانا منظور ہی تو مین مانع نہین
کہرام نے کہا اب مین کہان جاسکتا ہون تا زندہ ام بندہ ام کوئی خدمت میرے محول کرنا چاہیے کیخسرو نے کہا
بالفعل کوئی کام نہین ہی ہان کفار کا قصہ پیش ہی اسکے متعلق اگر کوئی کام ہوگا تو مین تجکو اطلاع دونگا کہرام نے کہا
وہ نامہ جو پرویز کو دینے لائے ہو وہ مجکو دو مین اس نامہ کو پرویز کے پاس لیجاؤنگا اور جملہ مراسم رسالت
عمل مین لاؤنگا کیخسرو نے کہرام کی اس درخواست پر تحسین و آفرین کی اور کہا مین تیری درخواست سے
بہت خوش ہوا خداوند عالم تیری توفیق مین ترقی عطا فرمائے اصل امر یہ ہی کہ مین خود اس رسالت کے واسطے مقرر
ہوا ہون اگر یہ نامہ تیرے حوالہ کردون تو میرے ہمجنس مجھپر طعن کرینگے کہ نامہ پرویز کے پاس نہ پہونچا سکے
ایک شخص غیر کے ہاتھ وہ نامہ پرویز کے پاس بھیجدیا ہان یہ ممکن ہی کہ ہم اور تم دونون ساتھ چلکر اس کار رسالت
کو انجام دین کہرام نے کہا یہی سہی بہر حال مجکو خدمتگذاری سے کام ہی کیخسرو نے کہا ای کہرام بیکار اس کام مین
شریک ہوتا ہی ابھی تو کفار کے غول سے چلا آتا ہی جب تو وہان پہونچیگا تجکو شرم دامنگیر ہوگی مبادا اُس موقع پر
تیرے دل مین کچھ اور خیال پیدا ہوجائے کہرام نے کہا استغفر اللہ ایسا کبھی خیال نہ کرنا کچھ آپ پر موقوف نہین
ہی مجکو پیشتر سے دین اسلام کی حقیقت ثابت ہوگئی تھی جب کا آج ظہور ہوا ورنہ مین ہرگز دین اسلام کو قبول نہ کرتا
اب کیا مجال کسی کی جو دین و مذہب کے بارہ مین مجھسے معترض ہوسکے کیخسرو نے کہا تجھے اختیار ہی غرض کیخسرو
نے یہ انتظام کیا کہ چار ہزار سواران جرار کو راہ مین مقیم کیا اور تاکید کردیا کہ تم سب کسی طرح کا خوف نہ کرنا اگرچہ
مین تم مین موجود نہون اور کہرام کو ساتھ لیکے پرویز کے خیمے مین پہونچا طنابون کو قطع کیا دربان نے یہ
جو حال دیکھا پکارکے کہا کون ہی جسنے خیمہ کی طنابون کو کاٹا ہی کیخسرو نے کہا او پلید خاموش رہ ورنہ ابھی
تیرا سر تن پر نہوگا دربان آگے بڑھا اور کیخسرو کو بغور دیکھ کے کہا ای شخص مین تجکو خوب جانتا ہون کہ تو لشکر
اسلام کا کوئی سردار ہی اپنی خیریت اگر چاہتا ہی تو یہان سے واپس جا ورنہ تیری حقیقت مجکو معلوم ہوگئی ہی فورا تجکو
ہلاک کرونگا کیخسرو کو غصہ آیا ایک ٹھوکر اس زور سے اُسکے دی کہ وہ لڑھکتا ہوا دربار پرویز مین ساقی کی
کمر سے جاکر ٹکرایا سب متحیر ہوے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی پرویز نے کہا باہر جاکے دیکھو یہ کیا معاملہ ہی دربانکو

کسنے ایسا ٹھکیا کہ دو بدخواس ہوے یہاں آکر ابھی اس حال کو دریافت کرنے چلے تھے کہ دیکھا کیخسرو تلوار کو
علم کیے خون آلودہ چلا آتا ہے پرویز کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ جلد انکے واسطے کرسی لاؤ ملازم دوان دوان
کرسی لینے گئے کیخسرو نے دیکھا کہ تخت الماس پر پرویز بیٹھا ہے اور تخت یاقوت پر صلصال درمیان ان
دونوں تختوں کے ایک تخت مرصع بچھا ہے وہ خالی ہے راوی کہتا ہے کہ وہ تخت شیرویہ بن پرویز کا تھا شیرویہ
شکار کو گیا تھا کیخسرو نے انتظار نہ کیا باطمینان تمام اُس کرسی پر جا کے بیٹھا تمام کفار کے دلوں میں ہول
گیا کہ دیکھیے اب کیا آفت نازل ہوتی ہے مسلمانوں کے لشکر کا سردار آیا ہے ضرور کوئی آفت تازہ برپا ہوگی
پرویز کیخسرو کیجانب متوجہ ہوا کہا اے جوان خداپرست میں اسوقت تیرے یہاں آنے سے بہت خوش
ہوا کہ خیر و عافیت تو ہے اگر کوئی ضرورت ہو تو میں موجود ہوں کیخسرو نے کہا ضرورت تو کوئی بھی نہیں ہے البتہ
ایک نامہ تیرے نام کا لایا ہوں لعل خان کو پرویز کی یہ پرستش بہت ناگوار معلوم ہوئی اور صلصال
نے نسترن کو کہیں میں ٹھہار رکھا تھا اور خواجہ بھی حسب الحکم اسیر آیا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا پرویز ساقی
کیجانب متوجہ ہوا کہا کہ ساقی نبور بادہ برافروز جام ما فوراً ساقی سیم ساق نے صراحی مرصع سے
جام بلوریں طلب کیا اور پرویز کے قریب لایا پرویز نے کیخسرو کی جانب اشارہ کیا ساقی کیخسرو کے
قریب لایا کیخسرو سمجھا کہ یہاں کفار کا مجمع ہے مبادا اس میں کچھ فریب ہو کہا پرویز ہمارے مذہب میں میخواری
قطعاً ممنوع ہے پرویز نے کہا یہ وہ شراب نہیں ہے جسکی تمہارے مذہب میں ممانعت ہے ورنہ میں ہرگز دعوت
نہ کرتا کیخسرو نے کہا کچھ ہو میں ہرگز نہ پیونگا پرویز نے خود وہ پی لیا اسی طرح دو چار جام کی نوبت آئی بعدہ
پرویز نے نامہ طلب کیا کیخسرو نے نامہ دیا پرویز نے وہ نامہ لے کے ازغش کو دیا اور کہا پڑھ
کیا لکھا ہے ازغش نے سرنامہ چاک کیا پڑھا پرویز مضمون نامہ کو سُنکے بہت برہم ہوا کہا اے کیخسرو میں نے
تیری بہت خاطر کی کہ اس نامہ کا خاص تجکو جواب نہ دیا جا میری طرف سے حمزہ سے کہدے کہ تمہارا نوکر
نہیں ہوں جو کچھ تمہارے امکان میں ہو میری ضرر رسانی میں فروگذاشت نہ کرو اور جواب نامہ لکھوا کے
دیا کیخسرو ہنسا اور اُٹھ کھڑا ہوا ابھی ہنوز اس تخت مرصع سے قدم نیچے نہ اتارا تھا کہ شیرویہ بن پرویز
شکار سے واپس آیا کیخسرو کو اپنے تخت پر دیکھ کے از سرتا پا غیظ و غضب میں ہو گیا کہا اے خداپرست تجکو
معلوم ہوا کہ تو بڑا بیباک ہے جاتا کہاں ہے یہ کہکے تلوار میان سے کھینچ لی اور کیخسرو کے قریب آکے وار کیا کیخسرو
نے جگہ خالی کی اور جھپٹ کے تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور دور پھینک دی ہاتھ اُسکا مضبوط گرفت میں
لیا اور کہا او خیرہ سر لئیم اسی طاقت پر بھروسہ کر کے تو نے مجھ پر وار کیا شیرویہ کیخسرو کے لپٹ گیا دونوں
میں کشتی شروع ہوئی تا دیر کشتی رہی کوئی غالب و مغلوب نہوا آخر بجز اسلحہ سے کام لینا شروع کیا شیرویہ
کے پاس تلوار نہ تھی اُسنے خنجر کا وار کیا کیخسرو نے اُس کے ہاتھ سے خنجر بھی چھین لیا اور وہی خنجر شیرویہ
کے پہلو میں اس زور سے مارا کہ شیرویہ چکر کھا کے زمین پر گرا پرویز نے جو اپنے فرزند کو مجروح
دیکھا تاج اپنے سر سے زمین پر پھینک دیا اور باواز بلند کہا اے خداوندان ساکے بند کیا دیکھتے ہو
بلا تکلف اس خداپرست سنگ دل کو گرفتار کر لو خبردار یہاں سے زندہ نہ جانے پائے اُس طرف
نسترن نے اپنا عمل سحر شروع کیا کہیں کچھ پڑھکے دور سے دم کرتی تھی کبھی بتاشوں پر کچھ پڑھتی تھی اور
کیخسرو کی جانب پھینکتی تھی چونکہ کیخسرو اب جام صفاہانی چکھ چکا تھا اُس کے سحر و افسوں سے کیخسرو بے خبر

مطلق افزوں کیا اب کیخسرو وہاں سے جست مار کے مرکب کے پاس آیا اور چاہا کہ پشت مرکب پر سوار ہو کے یہاں سے نکل جاؤں دفعۃً لعل خان اُسکے پاس پہونچگیا کہا ای خدا پرست کیا مجال تیری جو تو صحیح و سلامت یہاں سے نکل جاوے کیخسرو نے پشت مرکب پر درست بیٹھ کے میان سے تلوار کھینچ لی لعل خان کی جانب جھپٹا جب قریب اُس کے پہونچا لعل خان نے تلوار کا وار کیا کیخسرو نے اُس وار کو پشت شمشیر پر رد کیا اور پھر اپنا وار کیا اُس نے بھی اُس وار کو رد کیا آخر الامر کیخسرو لعل خان کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایسا زخمی ہوا کہ پشت مرکب پر قیام نہ کر سکا غشی کی نوبت پہونچی لعل نے نعرہ مارا کہ ای خدا پرست کیا سکوت کیے ہوئے ہی آ اور وار کر کیخسرو نے اپنے ہوش و حواس کو درست کیا اور نہایت جرأت کر کے کہا ای لعل خان تو نے دھوکہ سے مجھے مجروح کیا ہی لعل نے کہا ای جوان یہ تو بالکل غلط کہتا ہی میں نے ہرگز دھوکہ نہیں دیا اور خبر اب ہوشیار ہو جا میں تلوار کا وار کرتا ہوں یہ کہکے شمشیر علم کیے کیخسرو کیجانب جھپٹا اہل اسلام کیخسرو کی اس حالت کو دیکھ کے گریہ و زاری کرتے اور مناجات کرتے تھے کہ ای قادر مطلق و ای خداوند برحق یہ تیرا بندہ جری ہی اس بے ایمان کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہی اسکی اسوقت مجبوری میں مدد کر ہنوز یہ مناجات ختم ہوئی تھی اور لعل خان کیخسرو کے پاس پہونچنے نہ پایا کہ اثنائے راہ میں ہوا سے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور لعل خان کو اٹھا لے گیا کیخسرو چونکہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا لعل خان کے گرفتار دست غیب ہو جانے کو غنیمت سمجھا بجائے خود کہا ای خسرو کیا شان اُس معبود حقیقی کی کہ غیب سے اس طرح مجھکو مدد ملی اور لعل خان میرے مقابلہ سے غائب ہو گیا ورنہ میں ہرگز اسکے ہاتھ سے جانبر نہوتا اور اس مرتبہ تو ضرور میں اُنکے ہاتھ سے ہلاک ہو جاتا اس طرف لعل بن توریج بھی اپنی دل میں سمجھا کہ کیخسرو کے ہاتھ سے رہائی پائی کیونکہ اسی عالم غشی میں غش ہو کے وہ خدا پرست نہیں معلوم کیا بلا نازل کرتا تاریکی شب نمایاں ہوئی تھی کفار مجبور ہو کے اپنے مقام قیام کو واپس گئے وہاں بارگاہ پرویز میں شیرویہ کے زخم کاری سے خون جاری تھا پرویز مثل بید کانپ رہا تھا اور زار و قطار روتا جاتا تھا ملازموں سے کہا جلد جاؤ شیرویہ کا حال دریافت کر کے مجھے خبر دو اُسکا زخم ایسا نہیں ہی کہ جس سے وہ جانبر ہو سکیگا اگر شیرویہ ہلاک ہو جائیگا تو میں بھی اپنے کو ہلاک کر ڈالونگا زندہ نہیں رہونگا ہزار ہزار لعنت ہی ایسی زندگی خراب پر کہ شیرویہ ایسا برابر کا فرزند ہلاک ہو جائے اور فرزند بھی اکلوتا کاش کے دو چار لڑکے ہوتے تو ایک کی ہلاکت کے بعد دوسرے کو دیکھ کے صبر کرتا وا عشق اور مہلک شیرویہ کے پاس آئے دیکھا شیرویہ مردہ کی طرح بحس و حرکت زمین پر افتادہ ہی جانب جراحت نظر کی خوب غور سے دیکھکے کہا پردہ جگر سالم ہی پرویز کے پاس آئے اُسنے حال پوچھا مہلک نے کہا ای بادشاہ کچھ تردد کا مقام نہیں ہی شیرویہ کی جان کی خیریت ہی اُسکا پردہ جگر سالم ہی اس سے امید ہوتی ہی کہ ہلاک نہوگا جراح بلائے گئے اسی وقت شیرویہ کے زخم کو باندھا بعضے روایات سے ثابت ہوتا ہی کہ جراحوں نے زخم شیرویہ کو بخیہ کیا اور دوا لگا کے بندش کی راوی کہتا ہی کہ وہ پنجہ جو لعل بن توریج کو اٹھا لیگیا وہ نسترن تھی چند ساعت کے بعد دربار پرویز میں لعل بن توریج کو پہونچا دیا لعل اُسپر بہت برہم ہوا اور کہا اس مقام پر تو تھی اگر کوئی اور ہوتا تو اسی وقت اس کو ہلاک کرتا نسترن نے کہا ہوش میں آ اپنے حواس

درست کرو بیچارہ کیا وقعت رکھتا ہے وہ مجھے ہلاک کریگا اگر ایسی قابلیت مجھمیں ہوتی تو اس جوان مسلمان سے
مقابلہ میں سرنگون نہوتا مجکو دعا دے کہ میں نے تیری جان بچائی گو وہ خداپرست ضرور تجکو ہلاک کرتا انسان کو
چاہیے کہ جب کہنے کو بولو تو اسکا جواب سوچ سمجھ لے نہ یہ کہ جو کچھ دل میں آیا بلا تکلف کہدیا تو ہی بتا کہ اسوقت میرا تردد کیا
بیجا تھا یہ مجھے ہرگز نہوتا اپنی موجودگی میں تجکو ہلاک ہونے دیتی لعل خان نے کہا تجکو کس طرح معلوم ہوا کہ میں
اس جوان کے ہاتھ سے ضرور ہلاک ہوتا نسترن نے کہا کہ اے لعل خان تجکو نہیں معلوم ہے میں نے بیسیوں
افسون پڑھے ایک کارگر نہوا ایسی حالت میں بجز اسکے کیا چارہ تھا ابتک میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ مسلمانوں
پر سحر وافسون کیوں نہیں کارگر ہوتا باوجود ماہر ہونے علم سحر کے مجکو ہر وقت خداپرستوں کا خیال متوحش کرتا ہے اور
وہ بھی مستغنی ہیں کہ سحر وافسون کا مطلق خوف نہیں کرتے بعض حاضرین نے کہا تجکو نہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں
کے پاس کچھ دعائیں اس قسم کی ہیں کہ جب وہ پڑھتے ہیں سحر وافسون اُن کے سامنے ہیچ و پوچ ہوجاتا ہے منجملہ ان
تمام سامان دافع سحر کے ایک جام صفا اُنکے پاس ہے کہ جسکے پینے سے مطلق سحر وافسون کارگر نہیں ہوتا خواجہ
موجود تھا ایک پہر رات گذری تھی کہ یہ امیر والاتوقیر کے پاس پہونچا حال کیخسرو من وعن بیان کیا اور کہا
اے والا منزلت آج تک ہزارہا آدمی رسالت کو انجام دیتے گئے ہونگے لیکن جس طرز سے کیخسرو نے اس کام
کو انجام دیا کسی سے ممکن نہیں ہے امیر خواجہ کی زبانی اس حال کو سنکے بہت خوش ہوئے کہا واقعی کیخسرو
نے بڑا کام کیا خراب تا جبر کرنا چاہیے جلد پسران بزرجمہر کو بلاؤ تاکہ خواجہ زادے مرہم سلیمانی لے کے
جاویں اور خلعت و شمشیر و اسپ اسد کے ہاتھ بھیجا اور یہ بھی زبانی کہلا بھیجا کہ صبح کو میں بھی استقبال کے واسطے
آؤنگا اور سرداران لشکر کے گوش زد یہ بات کردی کہ جو شخص ہم کو دوست رکھتا ہے وہ ضرور ہمارے
ہمراہ کل چلے گا سب نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور ہمراہ چلیں گے وہاں پہلے خواجہ زادے مرہم سلیمانی لیے ہوئے
کیخسرو کے پاس پہونچے زخموں پر وہ مرہم لگایا ابھی بندش وغیرہ سے فرصت نہوئی تھی کہ اسد خلعت لیے
ہوئے پہونچے کیخسرو بہت خوش ہوا خلعت وغیرہ بکمال شوق و آرزو سر پر رکھا اور کہا اے اسد میں اس حمیت
وعزت افزائی کا ہرگز شکریہ ادا نہیں کرسکتا جو امیر والاتوقیر میرے حال پر فرماتے تھے بعدہ تمام حال اسد کے
روبرو بیان کیا اسد نے کہا شاباش ؎ این کار از تو آید و مرداں چنان کنند ؎ غرضکہ صبح کو امیر والاقدر
ہمراہی شاہزادہ بدیع الملک سوار ہوکے مع سرداران دیگر کیخسرو کے استقبال کو آگے اسطرف
کیخسرو لمحہ لمحہ خبر منگوا رہا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ امیر تشریف لاتے ہیں کیخسرو پیادہ پا آگے بڑھا
اُس طرف امیر نے جو کیخسرو کو پیادہ پا دیکھا امیر بھی مع بدیع الملک و سرداران دیگر پیادہ پا ہولئے
کیخسرو امیر کے قریب پہونچ کے پاؤں پر گرنا چاہتا تھا کہ تمام سرداروں نے کیخسرو کو گود میں اُٹھالیا
بدیع الملک نے پر سیمرغ کیخسرو کو دیا بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ گوہر شبچراغ بدیع الملک
نے کیخسرو کو دیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ بدیع الملک نے پر سیمرغ اور گوہر
شبچراغ دونوں چیزیں کیخسرو کو دیں کیخسرو نے ان دونوں اشیاے بیبہا کو سر پر رکھا صاحبقران
والاشان نے بھی نوازش فرمائی اور حکم دیا کہ کیخسرو اسپ پر سوار کیا جاوے بدیع الملک نے جو امیر کا
یہ ایما پایا کیخسرو کو مرکب سلیمانی عنایت کیا اور امیر کے حکم سے سوار ہونے تاکید کی کیخسرو نے عرض کی
مجھسے ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ میں سوار ہوں اور تم ایسے ذی الجاہ عالی تبار پیادہ پا ہو تمہارے مقابلہ میں

میری کیا وقعت وحقیقت ہی امیر نے فرمایا ای کیخسرو اس بارہ مین کچھ دخل نہ دیجیے مین نے یہ عہد کیا ہی کہ چند
قدم تیرے ہمراہ پیادہ پا چلونگا کیخسرو نے عرض کی حضرت یہ کسی طرح ممکن نہین بندہ اس عہد کا پابند نہین
ہو سکتا اور قسم کھا کے کہا مین ہرگز نہ مانونگا امیر مجبور ہوئے سب سوار ہوئے بارگاہ مین آئے جب
سعد نے اپنے فرزند کو پسر ثانی حضرت حمزہ کا مالک دیکھا بہت خوش ہوے سمجھے کہ یہ عنایت شہزادہ
بدیع الملک کی ہی کیخسرو کی سر وچشم پر بوسے دیے اور کہا الحمدللہ کہ میری آرزو پوری ہوئی اور کہا ای
کیخسرو تو میرے برابر میرے تخت پر بیٹھ اسنے کہا یہ کسی طرح ممکن نہین ہی میری کیا عزت ہی کہ تخت پر بیٹھونگا
غرضکہ چند روز کے بعد سعد نے طبل جنگ بجوایا میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان ثانی
شہزادہ بدیع الملک کے پاس آیا اور اجازت چاہی بدیع الملک نے اجازت دی سلیمان ثانی
میدان مین آیا بعد جنگ نیزہ و شمشیر و عمود و خنجر مجروح ہو گیا ہمراہیون نے سلیمان ثانی کو مجروح
دیکھ کے لشکر کفار پر حملہ کیا جنگ مغلوبہ کا ہنگامہ گرم ہوا لعل بن تورج نے بڑی سفاکی سے
کام لیا شہزادہ بدیع الملک نے جو لعل کی بدعت دیکھی خود مسلح و مکمل ہو کے لعل کے مقابلہ مین
پہونچا لعل نے کہا ای بدیع الملک چلے جاؤ میرے مقابلہ سے ورنہ پشیمان ہو گے شہزادہ نے کہا
کیا بکتا ہی او ملعون ست بیار آنچہ داری زمردی نشان پس لعل نے تلوار کا وار کیا شہزادہ نے اس وار کو سپر پر
رد کیا لعل کی تلوار شکستہ ہو گئی وہ جھنجھلایا اور دوسرا وار خنجر کا کیا شہزادہ نے اس وار کو بھی سلیمان
کی سپر پر رد کیا خنجر بھی شکست ہو گیا بعدہ شہزادہ نے اس طاقت سے تلوار کا وار کیا کہ تا دو ابرو دو
نی کفار نے جو لعل کا حال خراب دیکھا ایک مرتبہ سب دوڑے ہنوز وہ سب لعل کے پاس
پہونچنے نہ پائے کہ نسترن بصورت عقاب پہونچی اور لعل بن تورج کو اٹھا لیگئی اس طرف حمزہ ثانی
صلصال کے قریب پہونچ گئے اور اسکو زخمی کیا نور الدہر نے قرطاس ملل زور کو مجروح کیا غرضکہ
ہنگامہ عظیم برپا ہوا پرویز نے مجبور ہو کے طبل جنگ بجوایا اور اسی شب کو اس خیال سے کہ لعل
بن تورج بدیع الملک کے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی نہین مسلمان کیا قیامت برپا کرین قلعہ حصار
مین داخل ہوئے قلعہ بند ہو گیا اہل اسلام نے خوشی کے نقارے بجائے اور ایک مقام پر نشست
قرار دیکے سب جمع ہوئے کفار نے استقبال کا مشورہ کیا پرویز قلعہ مین بیٹھا ہوا طرح طرح کی فکرین
کر رہا تھا ایک مرتبہ کیا دیکھتا ہی کہ نسترن آئی اور لعل بھی اسکے ساتھ ہی دونون اپنی جگہ آکے بیٹھے پرویز
نے جو متردد دیکھا کہا ای بادشاہ تردد و تفکر کی کیا بات ہی کیون گھبراتے ہو مین نے معقول بندوبست
کیا ہی اگر خداوند لات نے چاہا تو نام کو خدا پرست دنیا مین باقی نہین رہیگا پرویز اسکی اس تقریر سے بہت
خوش ہوا اور کہا ای خیر خواہ مین بیان کرو کیا تدبیر سوچی ہی اسنے کہا ای بادشاہ مین نے اپنے
مادر و پدر یعنے ضحاک شاہ جادو اور ثعبان شاہ جادو کو ہمراہی لشکر قیامت اثر بتاکید بلایا ہی عنقریب
آیا چاہتے ہین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی جو اُن سے مقابل ہو سکینگے اور ای بادشاہ طرف
آنکھین پر التفات نہین ہی چار سو جادوگر میری مان کیطرف سے میرے ہمراہی مین رہتے ہین اور ہر طرح
میرے تابع ہین فی الحال وہ سب شہر صندل مین قریب غار افراسیاب مقیم ہین مین نے ان کو بھی
طلب کیا ہی ہر طرح خاطر جمع رکھو پرویز نے سر پیٹ لیا اور کہا ای نسترن خیر خواہ مین یہان تک

تو صحیح ہے کہ اس قدر فوج میری مدد کو آگئی ہے لیکن یہ بات کہ وہ سب ساحر زبردست ہیں بالکل غلط ہے
اسواسطے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں سحر و فسون کچھ کام نہیں دیتا پھر ایسا سحر و افسون ہوا تو کیا کون
نہیں جانتا کہ جام صفا لشکر اسلام میں موجود ہے جب اُس جام کو مسلمان پیتے ہیں سحر اُنپر اثر نہیں کرتا اور
اگر کسی وقت اثر سحر اُنپر کارگر ہو جاتا ہے تو وہ اُس جام کو پی لیتے ہیں فوراً اثر سحر اُن سے زائل ہو جاتا ہے نسرین
نے کہا اے بادشاہ تم کو اس حال کی خبر اس وقت تک نہیں ہے میں نے اُس جام کو چرا لینے کا مصمم ارادہ
کر لیا ہے ضرور اُس جام کو لاؤنگی پھر خوب مسلمانوں پر سحر اثر کرے گا بس اُسی وقت خدنگ عیار
اور جام خود کو طلب کیا اور کہا اے خدنگ اگر تو حمزۂ ثانی اور بدیع الملک کو گرفتار کر لائے تو میں
تجھے انعام کثیر دوں اسی طرح ہشام سے بھی فرمائش کی دونوں نے اقرار کیا بعدہ دونوں روانہ
ہوئے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ صاحبقران نے فرمایا اے دلاورو آج کل موسم بہار ہے دل چاہتا ہے کہ شکار
کے واسطے چلیں سب نے کہا ہاں اے والا منزلت واقعی آج کل صید و شکار میں لطف ہے بس اُسی روز
سے شکار کی تیاری شروع ہوئی دوسرے روز صاحبقران ثانی مع شہزادہ بدیع الملک
و دیگر سرداران نامی برز سعد کے روانہ ہوئے جب ختلا کے جنگل میں پہونچے ایک مقام سبزہ زار
میں وارد ہوئے سامنے پہاڑ واقع تھا امیر نے اُسی مقام پہ قیام کیا ہنوز تھوڑی دیر اُس مقام پر قیام
کو گذرے تھے کہ ایک آہوے بعد تیزی نہایت خوبصورت نمایاں ہوا حمزۂ ثانی اُس آہوے سفید
کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے کہا اے دلاورو میں بہت خوش ہوں اگر تم کسی طرح اس ہرن کو زندہ
کر لو تمام سرداروں نے ایک مرتبہ نرغہ کیا ہر چہار جانب سے اُس آہوے سفید کو ایک مقام پر
گھیر لیا چند ساعت وہ آہو اسی مقام پر مقیم رہا جس وقت سب اُسکے قریب پہونچ گئے شہزادہ
بدیع الملک کی جانب سے وہ ہرن چوکڑی بھر کے نکل گیا شہزادہ کو کمال رنج ہوا کہ میرے
قریب سے یہ آہوے سفید نکل گیا اس کا تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ مرکب کو اسکے تعقب میں مہمیز کیا
شاپور اور ہد ہد جلو میں تھے یہ دونوں بھی بے تحاشا گھوڑے دوڑائے چلے آتے تھے قریب بارہ فرسخ
کے دور نکل گئے وہاں ایک درہ کوہ نمایاں ہوا آہوے سفید نے اس درہ میں جانے کا قصد کیا شہزادہ
سمجھا کہ آہو اگر درہ میں داخل ہو گیا تو پھر اسکا ہاتھ آنا مشکل ہے اور پھر نظر بھی نہ آویگا اس سے بہتر یہ ہے کہ
اسکو زندہ گرفتار کرنے کی فکر نہ کریں ہلاک کریں یہ سوچ کے ایک تیر چلہ کمان میں رکھکے اسقدر انداز سے
سے رہا کیا کہ وہ آہوے سفید قلابک کھا کے زمین پر گرا ہد ہد خوش ہوتا ہوا دوڑا آہوے سفید کو ذبح
کیا شاپور نے کہا دھوپ بہت تیز ہے تھوڑی دیر اسی مقام پر توقف کرنا مناسب ہے ذرا دھوپ
سے امان ملیگی بدیع الملک نے کہا ہاں میری بھی یہی رائے ہے کیونکہ میں بھی بہت تھک گیا
ہوں قریب درہ ایک درخت سایہ دار واقع تھا شاپور نے کہا اے شاہزادہ والا جاہ اس درہ
سے تو یہ درخت سایہ دار بہتر ہے اسی واسطے کہ درہ میں بخوبی ہوا نہیں آتی درخت کے سایہ میں خوب
ہوا آتی ہے سب نے بالاتفاق اس درخت کے نیچے جا کے تکیہ لیا ماندگی اعضا پر مستولی تھی شاہزادہ
مع شاپور و ہد ہد بے خبر اُس درخت کے سایہ میں سو گیا یکایک شہزادہ بدیع الملک بیدار ہوا
ایک جانب دیکھا کہ دو جانور نہایت سفید خوبصورت بیٹھے ہوئے بزبان انسان آپس میں باتیں کر رہے ہیں

کہ افسوس زمانہ کی عجیب نیرنگی ہے یہ آہوے سفید غزال جادو ہے بادشاہ شہرستان صلصال کی طرف سے
ناحق کشتہ ہوئی جو شخص اس کا گوشت کھائیگا فوراً ہلاک ہوگا شہزادہ بدیع الملک گھبرا کے اٹھ بیٹھا اور حیرت
مین مبتلا تھا کہ یہ کیا تقریر ان جانورون کی تھی یکایک وہ دونون مرغ سفید اُڑ گئے اور ہنگام پرواز باآواز
بلند کہا خوب خبردار ہوشیار رہنا اسواسطے کہ ضحاک شاہ مع ثعبان شاہ جادو بالشکر جادوگران شریر
پہونچتے ہین شہزادہ بدیع الملک نے اُس ہرن کو آگ روشن کرکے جلا دیا مرکب پر سوار ہوکے شاپور
کو فرمایا جلد جاکے ہمارے لشکر مین خبر پہنچاؤ اور یہ بھی دریافت کرو کہ اور سب شکار مین مصروف ہین یا لشکر
مین پہونچ گئے اس حال کی بھی خبر کردینا شاپور بہت مناسب کہکے روانہ ہوا اب بدیع الملک اور
اُدھر ایک جانب روانہ ہوئے اُس سے بہتر ایک اور سبزہ زار نظر آیا وہان دیکھا کہ چند خیمے برپا ہین
اور سائبان اطلس بھی برپا ہین ہوائے سرو کے جھونکے آرہے ہین چند نازنینین بیٹھی ہوئی باہم چہلین کر رہی
ہین اور ایک نازنین سراپا عز و تمکین تخت الماس پر بیٹھی ہوئی اُن نازنینون کی جانب دیکھ رہی ہے وہ سب کنیزین
اپنے اپنے عہدے سے خبردار ہوشیار اس نازنین تخت نشین کے پاس کھڑی ہین شہزادہ بدیع الملک
کی جو ہین نظر اس نازنین تخت نشین کے حسن و جمال بیمثال پر پڑی حضرت عشق نے دل مین گھر کر لیا دل نے
وہان جانے کو مجبور کیا آخر گھوڑا دوڑایا ہنوز اس نازنین تخت نشین تک پہونچنے نہ پایا تھا کہ وہ نازنین
بدیع الملک کے ارادہ سے مطلع ہوکے تخت سے اُٹھی اور خیمہ مین چلی گئی بدیع الملک کو ملال ہوا
ہرچند اپنے دل کو سمجھایا کہ اس وادی مین بجز خرابی کے کچھ فائدہ نہین مگر کسی طرح قرار نہ آیا ناچار خیمہ کے
قریب آیا اور بکمال آہستگی کہا اے نازنین سہ دیداری نمائی و پرہیز میکنی + بازار خویش و آتش من تیز
میکنی اسیری سمجھ مین نہ آیا کہ اس گریز کی کیا وجہ ہے اے بادشاہ حسن مین ایک مسافر خستہ حال ہون تشنہ
و گرسنہ ہون اگر اپنے نظارہ سے مجکو محروم رکھنا چاہتی ہو تو خیر مین کیا کر سکتا ہون لیکن اسقدر مہربانی میرے
حال پر ضرور فرما کہ کچھ کھانے پینے کو میرے واسطے بھیجدے مین اپنے کو تیرا مہمان قرار دیتا ہون اور مہمان کی
خورد و نوش کی خبر میزبان پر فرض ہوتی ہے اسی طرح کے کلام کو طول کھینچا یکایک خیمہ کا پردہ اُٹھا ایک
پیر کہن سال یعنے اس نازنین ہمناز کی دایہ خیمہ سے برآمد ہوئی سلام کیا وہ شہزادہ بدیع الملک کی
صورت زیبا پر فریفتہ ہوگئی اور دفعۃً اسقدر بیقرار ہوگئی کہ چہرہ سے اُسکے تغیر محسوس ہوتا تادیر اُسکی صورت
دیکھا کی شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان کیا میری صورت دیکھ رہی ہے یہان گرسنگی اپنا کام تمام کیے دیتی ہے دایہ
پھر خیمہ مین گئی اور کچھ طعام و شراب لائی شہزادہ سے کہا لے اور دور جاکے اسے کھالے یہان بیٹھنے کا موقع
نہین ہے بدیع الملک نے کہا یہ بات میرے سمجھ مین نہ آئی کہ کیون دور جاکے کھانا کھاؤن اُس نے
کہا اے جوان تو نہین جانتا کہ یہ کون نازنین سراپا عز و تمکین ہے ارے یہ بادشاہ ہفت کشور کی دختر ہے جو بادشاہ
کہ پرویز بن ہرمز کے نام سے مشہور ہے اس نازنین کے ساتھ ایک پہلوان مثل فیل دمان ہے جو ذوالفقار
تیغزن کے نام سے مشہور ہے شہزادہ نے پوچھا اس نازنین کا نام کیا ہے اُس نے کہا اس نازنین کا نام
مہرجہان افروز ہے یہ سنکے شہزادہ بہت خوش ہوا دایہ کو اُسکے چہرہ کی بشاشت سے تعجب ہوا کہا اے
جوان نازنین نام سنکے تو خوش ہوا اس کی کیا وجہ ہے شہزادہ نے کہا اے دایہ مہربان بہت مبارک یہ خوشخبری
تو نے سنائی مجکو نہین معلوم تھا کہ دختر پرویز بن ہرمز یہان مقیم ہے جا اپنی ملکہ سے کہدے کہ شاہزادہ بدیع الملک

تیرے دروازہ پر استادہ ہو تیری ملاقات کا مشتاق ہو دایہ نے جو یہ تقریر شہزادہ کی سنی شہزادہ کے پاؤں پر سر رکھ دیا
اور کمال منت و سماجت کہا ای جوان یہ کیا خیال تیرے دل میں سمایا جلد یہاں سے چلا جا ورنہ مفت ہلاک ہو جائے گا
میں نے اسی غرض سے کہا تھا کہ کھانا ادھر جائے کیونکہ ذوالخمار کو اگر خبر ہو جائیگی وہ تجھکو ضرور ہلاک کرے گا شہزادہ
بدیع الملک نے متبسم ہو کے کہا اے دایہ تو کیا کہتی ہی ذوالخمار ملعون آئیگا تو میرا کیا بنائیگا مجکو مطلق اس کا
خوف و خیال نہیں ہی میں نے ہزاروں ایسے زبردست پہلوان دیکھے ہیں مقابلے کیے ہیں ذوالخمار تو کیا
یا جوش ہو زیادہ بہ این نسبت کہ مجسے متعرض ہو گا پھر سزا سے معقول پائیگا تو جا اپنی ملکہ سے میرا پیام کہہ دایہ
خیمے میں آئی ملکہ مہرافروز سے اس تقریر کو بیان کیا ملکہ نے کہا پھر کیا کرنا چاہیے دایہ نے کہا اس کے
سوا اور کیا رائے بتاؤں کہ اس جوان کو اندرون خیمہ طلب کر اور ساقی کو حکم دے کہ جام طلب پیے رہے اور
شاہزادہ کو پے در پے دینا شروع کر دے یہاں تک کہ شہزادہ بیہوش ہو جائے بعدہ دست و پا بستہ پرویز
کے پاس لے چل تمام نازنینوں نے اس رائے کو پسند کیا دایہ خیمہ سے باہر آئی کہا اے جوان میں نے تیری
سفارش ملکہ سے کی وہ ہرگز تیری ملاقات کو راضی نہیں ہوتی تھی بہزار مشکل اسکو راضی کیا ہی مگر خبردار ملکہ کے پاس
پہونچ کے کوئی بات خلاف مزاج ملکہ کے عمل میں نہ لانا شہزادہ نے کہا اے دایہ یہ کیا کہتی ہی میری کوئی بات
ملکہ کے خلاف نہ ہوگی دایہ نے کہا خیر تم کو اختیار ہی خیمہ میں چلو شہزادہ دایہ کے ہمراہ روانہ ہوا پہلے دایہ نے پردہ
خیمہ کا بلند کیا اور شہزادہ کو خیمہ کے اندر داخل کیا بعدہ خود بھی خیمہ میں داخل ہوئی جیسے ہی ملکہ مہرافروز اور
شہزادہ کی آنکھیں چار ہوئیں دونوں باہمدگر فریفتہ ہو گئے ملکہ تعظیم شہزادہ کو اٹھ کھڑی ہوئی شہزادہ تخت پر اسکے
پہلو میں جا بیٹھا اب سب کو حیرت نے گھیرا کہ یہاں کچھ رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی مگر سکوت کے سوا کیا چارہ
تھا وہاں جسقدر دیر ہوتی جاتی تھی اسی قدر موافقت کو طول ہوتا جاتا تھا تا اینکہ بدیع الملک
اس کے منہ کے قریب لے گیا اور نظر کو دیکھا نازنین نے شرما کے نظر نیچی کر لی شہزادہ نے منہ
سے منہ ملا کے بوسہ لے لیا پھر تو متواتر بوسہ بازی کا ہنگامہ گرم ہو گیا اس حرکت خلاف سے شہزادہ
کی غرض یہ تھی کہ دیکھوں اس نازنین کے ہمراہی کیا کہتے ہیں مگر کسی نے بجز سکوت کے دم بھی نہ مارا
مہ مہر تیز رو بھی وہاں موجود تھا اس تمام کیفیت کو دیکھ رہا تھا یکایک ملکہ مہر جہان افروز نے
ساقی کو جانب اشارہ کیا اس نے جام بلوریں جام مرصع سے طلب کر کے دیا بدیع الملک نے ملکہ
کی صورت دیکھی ملکہ نے کہا اے بدیع الملک یہ مجکو خوب معلوم ہی کہ تمہارے مذہب میں شراب
ممنوع ہی تاہم اس وقت میری خاطر تم پر فرض ہی شہزادہ نے کہا ممنوعات شرعی میں کسی کی خاطرداری کو
کیا دخل ہی ہاں ایک صورت سے تیری خاطرداری مجھپر فرض ہوگی کہ تو دین اسلام کو اختیار کرے ملکہ
نے آہستہ سے کہا اے بدیع الملک تو کیا کہتا ہی بالفرض میں تیری درخواست کو قبول کروں مجھے
سب میرے ہمراہی کیا کہیں گے شہزادہ نے کہا ان ہمراہیوں کو تیرے کاموں میں کیا دخل ہی ملکہ نے
کہا ہاں یہ سب صحیح ہی تاہم مجھکو شرم معلوم ہوتی ہی شہزادہ نے کہا اے نازنین آج تجھکو مذہب
حق کے اختیار کرنے میں شرم آتی ہی کل قیامت کے روز جب تم سے سوال کیا جاویگا کہ تو نے
مذہب حق کے اختیار کرنے میں شرم کی اسوقت کیا جواب دیگی اور جب قہر اس کا غضب نازل ہوگا
اس وقت تجکو شرم نہ آئے گی جو کچھ میں کہتا ہوں اسپر عمل کریئے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھ کے

مسلمان ملک نے منظور کیا کلمہ طیبہ پڑھا مسلمان ہوئی غرضکہ دونوں شراب پینے میں مصروف ہوئے

اب کچھ حال خدنگ اور ہشام دونوں عیاروں کا بیان کیا جاتا ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار کا بیان ہے کہ امیر حمزہ ثانی شہزادہ بدیع الملک کا انتظار کر رہے
تھے صید و شکار کرتے ہوئے پہاڑ کے درہ میں آئے وہاں سبزہ زار دیکھ کے قیام کو دل
چاہا مکان عالیشان واقع تھا حمزہ ثانی نے فرمایا اسی جگہ قیام مناسب ہے تا اینکہ بدیع الملک
یہاں پہونچ جائے سب نے اس مقام فرحت افزا میں قیام کیا جو ہرن وغیرہ شکار کر لائے تھے
اُن کا گوشت صاف کیا کوئلے سلگائے کباب بنائے سیخ آہنی پر لگائے جب خوب بریان ہو گئے
تمام ہمراہی جمع ہوئے کباب خوب سیر ہو کے کھائے اُسطرف خدنگ عیار اور ہشام امیر حمزہ ثانی
اور شاہزادہ بدیع الملک کے گرفتار کرنے کو گئے تھے جب شکارگاہ میں پہونچے درہ نرگس زار میں دیکھا
کہ امیر حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی براحت تمام بیٹھے ہیں اور شہزادہ بدیع الملک کا ذکر رہے ہیں کہ شہزادہ شکار
میں آہوے سفید کے گیا ہے اُس کا حال اُسوقت سے اسوقت تک نہیں معلوم ہے کسطرف کو گیا اور کہاں پہونچا
ہے جو اسوقت تک واپس نہیں آیا خدنگ اور ہشام نے اس حال کو خوب سنا اور وہاں سے آ کے درخت کے سایہ میں
قیام کیا خدنگ نے ہشام سے کہا تو نے سنا حال بدیع الملک کا ہشام نے کہا ہاں
جسقدر تو نے سنا اُسقدر میں نے بھی سنا خدنگ عیار مکار نے کہا پھر کیا ارادہ ہے ہشام نے کہ جو ہو کہ خدنگ
نے کہا میری یہ رائے ہے کہ تو امیر ثانی کو آج گرفتار کر کے لیجا میں بدیع الملک کی تلاش میں جاتا ہوں ہشام
نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ ہشام جانب صحرا روانہ ہوا ایک مقام پر جا کے قیام کیا خریطہ عیاری سے نَے
ہفت بندی نکالی بجانا شروع کیا اتفاقاً شہزادہ کیخسرو ہرن کا تعاقب کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا تھا لیکن
وہ آہوے صحرائی نظر سے غائب ہو گیا بہرام ابن عمرو ہمراہ تھا ناگاہ اُس نَے کی خوش آیند صدا کیخسرو کے
گوش زد ہوئی متحیر ہو کے ہر طرف نظر کی آخر ایک تختہ سنگ پر جا کے بیٹھا اور بہرام سے کہا خیمہ سے
صراحی شراب لے آ یہ وقت لطف کا ہے کیا خوش آیند صدا آ رہی ہے بہرام نے دست بستہ کہا بہت مناسب
اور خیمہ کیجانب روانہ ہوا یہاں کیخسرو اُس صدائے خوشگوار پر چلا ایک مقام پر دیکھا ایک شخص نَے بجا رہا
ہے اُس کے قریب جا کے نَے کو دیکھا اور کہا اے شخص کیا خوب نَے بجا رہا ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے
کہ کسی جائے مناسب پر چل کے نَے بجا تا کہ میں بیٹھ کے سنوں ہشام نے نَے کا بجانا موقوف کیا اور کہا
جہاں کہو وہاں چل کے بجاؤں کیخسرو ہشام کو ایک درخت سایہ دار کے نیچے لایا خود ایک پتھر پر بیٹھا
اور کہا ہاں نَے کو بجا ہشام نے نَے بجانا شروع کیا چند لمحے کے بعد ہشام نے نَے کو رکھ دیا اور کہا اے جوان اسوقت
بے شراب صحبت کا لطف نہیں کیخسرو نے کہا تامل کر میں نے بہرام اپنے عیار کو شراب لینے کو بھیجا ہے وہ عیار
بہت چست و چالاک ہے عنقریب لاتا ہوگا پھر لطف صحبت ہوگا ہشام نے کہا اے جوان اگر تیری رائے ہو تو جب تک
شراب تیرا عیار لائے میں گوسفند کو ذبح کر کے کباب تیار کر دوں کیونکہ بغیر کباب کے شراب کا لطف نہیں ہے اور
اس وقت نَے نوازی ہوگی تو پورا لطف حاصل ہوگا کیخسرو نے کہا ازیں چہ بہتر پس ہشام اسطرف گیا گوسفند
کو لا کے ذبح کیا گوشت صاف کر کے کباب بنائے اُسمیں دارو بیہوشی آمیز کی جب کباب پک کے تیار ہوئے
ہشام نے کہا اے جوان کباب تیار ہیں کیخسرو نے کہا شراب بھی آتی ہوگی ہشام نے کہ شراب آئے کی

جبتک کسیقدر کباب نوش فرماؤ اگر سرد ہوجائینگے تو پھر کچھ لطف نہو گا کیخسرو نے چند کباب کھائے بہت تعریف کی یکایک غنودگی طاری ہوئی کیخسرو بیہوش ہوکے زمین پر گرا ہشام حرامزادے نے بآواز بلند کہا واہ اور فوراً ہاتھ پاؤں مضبوط باندھ کے پرویز کے پاس لیگیا وہاں جب بہرام صراحی شراب وجام بلورین لیے ہوئے آیا ہرچند کیخسرو کو تلاش کیا کہیں نشان نہ ملا زار وقطار روتا تھا اور کہتا تھا افسوس کیخسرو کو کوئی عیار مکار گرفتار کر لیگیا کچھ عجب نہیں اگر وہ ذولنوار کوئی عیار ہو اس حیلہ سے گرفتار کر لیگیا اسی انتشار میں شاپور شیردل شہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہوکے امیر حمزہ ثانی کے پاس جاتا تھا اس مقام پر پہونچا جہاں بہرام کیخسرو کی تلاش میں گریاں ونالاں پھر رہا تھا بہرام کا حال خراب دیکھ کے کہا ای بہرام کس فکر میں مبتلا ہو بہرام نے کیخسرو کے غائب ہوجانے کا حال بیان کیا شاپور شیردل نے کہا ای بہرام تیرا خیال صحیح ہی کہ وہ ذولنوار لشکر کفار کا عیار تھا اور مجھکو قرینہ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ہشام عیار تھا اب تیرا کیا ارادہ ہی بہرام نے کہا اگر سمت معلوم ہوئی تو ہشام کے تعاقب میں جاتا شاپور شیردل نے کہا ضرور تعاقب کرنا چاہیے چنانچہ دونوں ہشام کے تعاقب میں روانہ ہوئے

اب خدنگ عیار مکار کا حال سماعت فرمایئے

کہ وہ ملعون بدیع الملک کی تلاش میں چلا ملکہ جہان افروز کے خیمہ میں پہونچا دیکھا بدیع الملک اندرون خیمہ ملکہ جہان افروز کے پہلو میں بکمال اطمینان بیٹھا ہی دایہ ذخیرہ خدنگ کے پاس پہنچی دریافت کیا دیکھ یہ کیا سامان پیش نظر ہی خدنگ دایہ کو گوشہ میں لیگیا اور کہا بدیع الملک کسطرح پہونچا اُسنے تمام حقیقت گذشتہ بیان کی اور کہا ای خدنگ مجکو یہ نہ معلوم تھا کہ یہ خبر اسقدر بیجا ہی خدنگ نے کہا ای دایہ تو صبر کر میں جاتا ہوں ذوالخمار کو لیے آتا ہوں تاکہ وہ بھی یہ تماشا دیکھے دایہ نے کہا بہتر، غرض کہ خدنگ وہانسے ذوالخمار کے پاس آیا وہ اُسوقت نشہ شراب سے بدمست ہو رہا تھا خدنگ نے ذوالخمار کے قریب آکر کہا ای پہلوان تو کس خیال میں مبتلا ہو کچھ لبنت کی بھی خبر ہی ذوالخمار نے کہا کون ہی اُسنے کہا میں خدنگ تیرا خادم دیرینہ ذوالخمار نے کہا کیا خبر تازہ لایا ہی خدنگ نے کہا خبر تازہ یہ ہی کہ ناموس شاہی کی خرابی کا سبب تو ہوا اگر تیری حالت تھا تو اُسکے ہمراہی کی کیا ضرورت تھی ذوالخمار نے کہا کچھ تو کہہ کیا ناموس شاہی کی خرابی ہوئی خدنگ نے ہزارہا مغلظ گالیاں دیں اور کہا تجھے کیا کام ہی تو میخواری میں اسی طرح مدہوش رہ ذوالخمار نے دست بستہ کہا خدا کے لیے کہہ کیا واقعہ پیش آیا ہی خدنگ نے کہا میرے ساتھ چل تو میں تجھے تماشا دکھاؤں ذوالخمار اُٹھ کھڑا ہوا مرکب پر سوار ہوا اور اپنے ملازموں سے کہا تم سب بھی سوار ہوکے میرے ساتھ چلو اور خود خدنگ عیار کے ہمراہ روانہ ہوا جب دروازہ خیمہ پر پہونچا مرکب سے اترا خدنگ نے کہا میں یہیں مقیم ہوں تو خیمہ میں جاکے تماشا دیکھ ذوالخمار نے مرکب خدنگ کے حوالہ کیا اور خود پردہ اُٹھا کے خیمہ میں داخل ہوا شہزادہ بدیع الملک کو دیکھا ملکہ جہان افروز کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہی اور ہنگامہ بوسہ بازی گرم ہی ذوالخمار نے تلوار علم کی اور جھپٹ کے بدیع الملک پر وار کیا شاہزادہ نے بچستی تمام اس وار کو رد کر کے اس زور سے اُسکے کلہ پر طمانچہ مارا کہ ذوالخمار بیہوش ہوکے زمین پر گرا چار گھڑی تک بیہوش اسی طرح پڑا رہا جب ہوش آیا آنکھ کھولی اپنی حالت کی طرف خیال کیا کہا بارے زندہ ہوں اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا نفس سرد بھر کے کہا اُف اُف بدیع الملک نے پوچھا سچ بتا طمانچہ کیسا تھا ذوالخمار نے کہا ای جوان خستہ اپست قربان تیری قوت دست و بازو کے واقعی تو نے ایک ہی طمانچہ میں سر کام تمام کر دیا

اب مجھ مین طاقت اُٹھنے کی بھی نہین ہو مقابلہ کیا کر سکتا ہون شاہزادے نے کہا اگر تجھ مین طاقت مقابلہ نہین ہو تو پھر دین
اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہی اُسنے کہا مجکو کچھ عذر نہین ہی شہزادہ نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا ذوالخمار بصفاے نیت
مسلمان ہوا اب وہانسے مراجعت کی خدنگ دروازہ پر موجود تھا اُسنے کہا اے پہلوان زمان کسطرف کا قصد ہی اُسنے
کہا مین اپنے آدمیون مین جاتا ہون تاکہ اُنکو بھی مذہب اسلام تعلیم کرون خدنگ نے سنا یہ کہا بیہودہ حرکت ہی تو
کس کام کے واسطے اندرون خیمہ گیا تھا اور اب کیا نالایق خیال دلمین سمایا ذوالخمار نے کہا بیہودہ و نالایق خیال تیرا ہی
کہ دنیا کیواسطے دین کو چھوڑے ہوئے ہی مین تجکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ اس گمراہی سے باز آ اور شاہراہ مستقیم مین قدم رکھ
نہین معلوم کسوقت اجل آجائیگی پھر بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا خدنگ نے کہا تیرا دماغ خراب ہوگیا ہی بس اب مین تیری
بات سے قایل نہین ہون ذوالخمار نے کہا مجکو خود تجھسے بات کرنے مین کراہیت معلوم ہوتی ہی خدنگ نے کہا او نالایق
پرویز سنیگا تو کیا تجھ پر نفرین کریگا اس خیال بیہودہ سے درگذر اور بدستور دین قدیم پر قایم ہو اُسنے کہا پرویز کیسا
بالپوش ہی اور کیا بلا ہی خدنگ خاموش ہوا ذوالخمار نے ایک تیر چلہ کمان مین رکھا اور چاہتا تھا کہ خدنگ
کیجانب مارے خدنگ سوچا کہ مفت جان میری ہلاک ہوگی اُسنے وہانسے گریز کی پرویز کے پاس پہونچا اسطرف
ذوالخمار اپنے ملازمون کے پاس آیا اور کہا تم لوگ آگاہ ہو کہ مین بت پرستی سے باز آیا دین اسلام اختیار کیا تم لوگ اگر
میری رفاقت چاہتے ہو تو دین اسلام اختیار کرو ورنہ مجھسے دست بردار ہو سب نے کہا کہ خداوند نعمت اگر دین اسلام کا
حق ہونا ثابت ہوگیا ہی تو ہمکو بھی مذہب حق کے اختیار کرنے مین کچھ عذر نہین ہی چنانچہ ذوالخمار نے اُن سبکو بھی دائرہ اسلام مین
داخل کیا اب وہانسے ابلیس کے مجر خیمہ مین داخل ہوا اور شہزادہ کے روبرو مثل ملازمان خاص کے استادہ ہوا۔ اسطرف ہشام
ملعون کیخسرو کو پرویز کے روبرو لایا اور پشتارہ زمین پر رکھا پرویز ہشام کو دیکھکے بہت خوش ہوا اور کہا اے عیار طرار
کیا کارنمایان کیا کسکو گرفتار کر لایا ہی ہشام ملعون نے کہا اے بادشاہ حمزہ ثانی ونہ زلیس زرین کمر یاران حمزہ کی بیٹھا ہوا
بدیع الملک کا انتظار کر رہا ہی اور بدیع الملک ایک صحرا کی تلاش مین گیا ہی اُسکا حال اسوقت دریافت
نہین ہوا یہ کیخسرو بن سعد ہی جسکو مین بعیاری گرفتار کر لایا ہون پرویز بہت خوش ہوا ہشام کو زر کثیر انعام مین دیا اُسکی
عیاری کی بہت تعریف کی اور کہا اے ہشام میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس خداپرست کو اسی وقت بیہوشی کی حالت
مین ہلاک کردون مین نے مشتہر دیکھا ہی کہ جب مسلمان بعیاری گرفتار کیے گئے ہین اور اُنکو ہوشیار کیا ہی فوراً کوئی شکل
سبب رہائی کا پیدا ہوگیا اگر کیخسرو کو ہوشیار کیا اور رہا ہوگیا تو کمال افسوس ہوگا اور مجکو بھی ملال ہوگا کہ محنت ضایع
ہوگئی ارغش نے سرہلایا مطلب اُسکا یہ تھا کہ یہ راے بالکل نامناسب ہی پرویز نے کہا آخر کچھ بیان تو کر کیون سر ہلاتا
ہی ارغش نے کہا اے بادشاہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ مسلمان ہوشیار ہوکے رہا ہوجاینگے بلکہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہی
میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس جوان کو ہوشیار کرکے دین بت پرستی کی ترغیب دیجاے شاید قبول کرے نہین معلوم
دین و مذہب کے بارہ مین اُسکا کیا خیال ہی شاید میرا ہی خیال درست ہو پرویز نے بعد تامل کہا ارسا خیر یہی سہی پہلے اُسکے
دست و پا کو خوب مضبوط باندھا فتیلہ رفع بیہوشی سے ہوشیار کیا کیخسرو نے اپنے کو بحالت خراب مین دیکھا حیران
ہوا ہر چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتا تھا کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آئی پرویز نے کہا اے کیخسرو میرا ارادہ تھا کہ تجکو
حالت بیہوشی مین ہلاک کرون مگر ارغش نے منع کیا تجکو ہوشیار کیا ہی اگر تو اپنی جان ہلاکت سے بچانا چاہتا ہی تو
دین بت پرستی کو بصدق دل بصفاے نیت قبول کر ورنہ یقین سمجھ لے کہ ہم ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑینگے کیخسرو نے بت پرستی
کی نہایت مذمت کی اور بت پرستونکو ہزار ہا گالیا دین پرویز ارغش پر بہت خفا ہوا اور کہا ان گالیون کا سبب

جامع یہی نالایق ہے اسکی رو سے پرچین نے عمل کیا جو یہ کام بات تھی ورنہ ابتک خدا پرست بیجان ہوگیا ہوتا لعل بھی
کیخسرو کی گالیوں سے بہت برہم ہوا کہا جلد جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوا لعل نے کہا حیدر اس خدا پرست کو ہلاک کر
اور خون اسکا میرے واسطے رکھ میں شراب میں آمیز کرکے پیونگا ملازمان پرویز نے شہزادہ کیخسرو کو زیر تیغ بٹھایا
پرویز نے کہا ای ہشام اگر تو حمزہ ثانی یا بدیع الملک کو گرفتار کرلاتا تو میں ہرگز ایسا خوش نہوتا جیسا کہ کیخسرو
کی گرفتاری سے میں خوش ہوا ہوں ہنوز یہ کلام اسکا ختم نہوا تھا کہ نسترن جادو نی اور کہا کہ نظر کردہ خداوند لات
بارگہ ہو میں نے بہت بڑا کام کیا یعنے آج شبکو حمزہ ثانی کے باطل السحر کو سفید مہرہ پر بند کردیا ہے اور اب حمزہ ثانی کو
بالکل یاد نہیں ہے اب حمزہ ثانی و اسکی تمام فوج کا جلد علاج ہوجائیگا ہشام نے کہا اگر ایسا بندوبست کرلیا ہے
تو پھر کیا ہے جاؤ حمزہ ثانی مع یاران ہمراہی نرگس زرین بیچھا بھی سیر و تفریح کررہا ہو گرفتار کرلو نسترن نے کہا ای ہشام
نے کہا کیا میں تجھسے جھوٹ بولا کرتا ہوں جا دیکھ لے نسترن اسی وقت اٹھی اور چند جادوگر بلا کے انسے کہا کہ تم
سب جاؤ اور گرد و پیش پہاڑ کے بیٹھ کے ایسا کچھ بندوبست کرو کہ حمزہ ثانی سلامت نہ جانے پائے اسطرف جب
کیخسرو کو ملازمان پرویز نے زیر تیغ بٹھایا اور پرویز نے حکم قتل کا دیا کیخسرو بہت گھبرا یا درگاہ باری میں دعا
کی کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ میں تیری راہ میں ساعی ہوں اور اسوقت بجز تیری مدد کے کوئی حامی و مددگار نہیں
رکھتا یکایک ایک ابر پیدا ہوا اس ابر میں سے ہاتھ ظاہر ہوا اور کیخسرو کو اٹھا لیگیا تمام کفار حیرت میں مبتلا ہوتے
اب زعرش پر اور بھی زیادہ ملامت ہونا شروع ہوئی مگر وہ خاموش بیٹھا ہوا اس ملامت و نفرین کو سن رہا
تھا صلصال نے جادوگروں سے کہا تم سب کیا خاموش بیٹھے ہو سب نے کہا ای صلصال ہم طاقت
رکھتے ہیں کہ اگر چاہیں تو آسمان سے ستارہ کو زمین پر لے آویں صلصال نے کہا یہ فقط زبانی کہتے ہو یا کچھ عمل میں
بھی لاسکتے ہو آخر چار سو جادوگر ایک جا جمع ہوئے اور اپنے اپنے سحر و افسون کو صرف کیا کچھ فائدہ نہوا بلکہ اسکا نتیجہ
یہ ہوا کہ اس ابر سے آگ برسنا شروع ہوئی جس سے پچاس جادوگر جل کے خاک سیاہ ہوگئے اور لوگوں کے کئی گھر بھی
جلگئے تمام کفار نے گھبرا کے چیخنا شروع کیا کہ ای خداوند لات و منات کسطرف ہو جلد ہماری مدد کرو تمھارے بندے
آسمانی آگ سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں اگر اسوقت مجبوری میں ہمکو مدد نہ پہونچیگی تو اور کون وقت آئیگا ایسی مصیبت
و آفت ہم پر نازل نہ ہوئی تھی نسترن نے جادوگروں سے کہا تم سب جاؤ جلد جلد حمزہ ثانی کی گرفتاری
کی فکر کرو جب تک میں زندہ ہوں حمزہ ثانی کو باطل السحر یاد نہ آئیگا کیونکہ سفید مہرہ میرے شکم میں ہے اس اثنا
میں ایک سوار گرد آلودہ پسینہ میں عرق ہانپتا ہوا آیا اسوقت عرض میں آکے مجرا کیا اور کہا ضحاک شاہ و ثعبان شاہ
ہمراہی جادوگران بیشمار کل بیان ہو چکیں گے دو گھڑی رات گذری تھی کہ چار جادوگر آئے ہر چہار جانب دریا کے
بیٹھے پانی کے طشت لیے ہوئے تھے چار کوزوں کو پانی میں تر کیا اور جانب آسمان چھڑکنا شروع کیا اور افسون
و سحر پڑھتے جاتے تھے شب کو حمزہ ثانی نے روشنی کا حکم دیا طرفہ تماشائیات نظر سے گذرے شاہزادہ بدیع الملک
کا کمال انتظار تھا جب رات زیادہ گذری نور الدہر نے سرداران سے دست بدست چپ سے کہا کہ ای
نامیان دین متین سبحانی اسوقت تک شہزادہ بدیع الملک کا پتہ نکلا سرداروں نے عرض کی ہمارے نزدیک
تو شہزادہ بدیع الملک راہ بھولکے کسی طرف نامعلوم میں سرگرداں ہونگے نور الدہر نے کہا میں شہزادہ کیطرف
سے مطمئن ہوں کیونکہ وہ شہزادہ والا تبار جہان ہے تجھے معلوم ہے لیکن کیخسرو کی جانب سے فکر کمال
تردد ہے ایک شخص نے کہا پہردن باقی تھا جب تک بہرام تھا لشکر میں موجود تھا اب نہیں معلوم کہاں ہے

یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک جھونکا ہوائے تند و سرد کا چلا جس قدر چراغ روشن تھے سب خاموش ہو گئے مارے جاڑے کے سب تھر تھر کانپنے لگے قبا۔ لبادہ جو کچھ جسکے پاس موجود تھا اُسنے اوڑھا اب پانی بھی زور شور سے برسنا شروع ہوا سرداران لشکر اسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش بھی سحر و افسون کا نتیجہ ہوا امیر حمزہ ثانی کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے قیاس کو بیان کیا در یہ بھی کہا کہ ایسا ہی واقعہ امیر والا توقیر پر زرد کوہ مین گذرا تھا امیر ثانی نے فرمایا شکر ہے کہ شہزادہ بدیع الملک یہان موجود نہین ہو البتہ اس کام کی فکر کرنا چاہیے اپنے ملازمون اور مصاحبون سے کہا کہ اس امر مین کوشش کرو اور پھر افسوس کرکے کہا اصل امر یہ ہی کہ بدیع الملک ہی ایسے وقتون مین خوب بند و بست کرتا ہی سردارون نے کہا ای والا منزلت یہ وقت باطل السحر پڑھنے کا ہی امیر ثانی نے خیال کیا باطل السحر کو بالکل فراموش پایا تا دیر غور و فکر کرتے رہے آخر الامر کہا ای دلاور و غضب ہوا افسوس صد ہزار افسوس ساحران غدار افراسیاب نے باطل السحر مجکو بھلا دیا صبح کو دیکھا کہ گرد و پیش برف کے پہاڑ ہین کوئی راستہ کھلا ہوا نہین ہی سب نے بالاتفاق کہا کہ یہ وقت عبادت الٰہی کا ہی سب نے جانب قبلہ رُخ کیا دونون ہاتھ سوے آسمان بلند کیے اور کہا ای دستگیر درماندگان و ای مددگار ناچاران و بے کسان اپنے مقربان بارگاہ کا واسطہ اس وقت مجبوری مین ہماری مدد کر بہرام عیار و شاپور کیخسرو کے حال سے بخوبی مطلع تھے اور لسترن کا بھی حال خوب معلوم تھا سعد شہریار کے پاس پہونچے کیخسرو کا حال بیان کیا یک اور شخص سعد شہریار کی خدمت مین حاضر ہوا اور حال سردارون کا بیان کیا سعد شہریار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور شاپور سے فرمایا جلد جا شہزادہ بدیع الملک کو اس حال سے مطلع کر شاپور فوراً روانہ ہوا بعد جستجوے بسیار لشکر مین پہونچا وہان سے دروازہ خیمہ پر گیا چند لمحہ وہان قیام کیا بعدہ اندرون خیمہ داخل ہوا بدیع الملک اور ہدہد کو موجود پایا بکمال ادب مجرا کیا بدیع الملک نے خیر و عافیت دریافت کی شاپور نے کیخسرو اور لسترن جادو اور حمزہ ثانی کی حالت کو بہ تفصیل بیان کیا شاہزادہ بدیع الملک کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہزار فہمید رسنے جو بدیع الملک کو رنجیدہ پایا بہت سمجھایا کہا آپ کیون مضطرب ہوتے ہین پروردگار حامی و مددگار ہو بدیع الملک ذو الخمار کی طرف متوجہ ہوئے کہا ای پہلوان دوران ای گرشاسب جہان پناہ اسباب سفر درست کرو اور ملکہ مہر افروز کو لشکر مین پہونچا دو ملکہ ہدہد کو بھی اپنے ہمراہ لیتے جاؤ ذو الخمار نے حسب الحکم شاہزادہ بدیع الملک ملکہ مہر افروز اور ہدہد کو لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہان شاہزادہ بدیع الملک شاپور کو ہمراہ لیکر براے تلاش ساحران غدر جاتے ہین کہ دیکھئے کس وقت پر کیا جادو دے گا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان شہنشاہ شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

راویان کہ در سخن فرو اند چنین کردند ناظرین والا مقام و سامعین ذو الاحترام کو یاد ہو گا کہ جب طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر میدان کارزار سے طرف اپنے پڑاؤ کے گئے دوسرے روز شہریار نے پھر طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آ بامبارزطلبی پہلوانون نے شروع کی چنانچہ

بن مالک میدان میں آئے ہنر جنگ دکھائے شمائل خان کے ہاتھ سے نیزہ نکالا شمائل خان نے بقوت
تمام وار گرز گران کا کیا کہ سر مالک کا زخمی ہوا فرنگیوں نے جو یہ کیفیت دیکھی یلغار کر کے آپڑے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی تھوڑی دیر میں لاشوں کے انبار میدان کارزار میں ہوگئے دریائے خون رواں ہوا سر مثل حباب
نظر آنے لگے ڈھالوں کا ابر چھا گیا برق شمشیر چمکنے لگی آواز بزن و بگیر بلند ہوئی تا شام معرکہ کارزار گرم رہا جب
آفتاب غروب ہوا طبل بازگشت پر چوب پڑی دونوں لشکر میدان سے پلٹے شہنشاہ جو اپنی بارگاہ میں آئے
سب سے کہا کہ کل میں خود میدان جنگ میں جاؤنگا ہنر جرأت دکھاؤنگا سرداروں نے جو آمادہ پایا عرض کیا
کہ جب تک غلامان جانباز زندہ ہیں آپ کو میدان میں جانے نہ دینگے ہمارے بعد آپکو اختیار ہے جو مزاج میں آئے
کیجیے گا شہنشاہ نے کہا کہ اگر صبح کو کوئی مجھے میدان کارزار میں برائے مقابلہ نہ جانے دے گا میں
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکے بعد خاک بوسی کے عرض کی کہ حضور شہریار
نے طبل جنگی بجوایا ہے شہنشاہ نے حکم دیا جواب میں ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی
نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی تیاریاں ہونے لگیں شب بھر دونوں لشکر مصروف سامان جنگ
رہے جب شہنشاہ زرین پوش مشرق نے اسپ چرخ زبرجدی پر سوار ہو کے فوج ثوابت و سیار کو
شکست دی اور اپنے نور سے عالم کو منور کیا لشکر میدان کو جانے لگے کہ ہرکارے روتے ہوئے سامنے
بدیع الزمان کے آئے عرض کی حضور ایک ماجرائے عجیب و سانحہ غریب ہے بڑا غضب ہوا شبکو شہنشاہ کو کوئی
بارگاہ سے سراچہ چاک کر کے چرا لیگیا بدیع الزمان نے جو یہ خبر پائی بدرجہ کمال متردد ہوئے فوراً اپنے مقام
سے اٹھکر بارگاہ شہنشاہ میں آئے یہاں جو آکے دیکھا تو پلنگ خالی پڑا ہے سراچہ بارگاہ کا چاک ہے انداز
سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار شاطر شب کو آیا اور شہنشاہ کو چرا لے گیا بدیع الزمان نے اسیوقت سرداران
لشکر کو طلب کیا سب کیفیت مشرح کہی فرمایا کہ ایسے وقت میں شہنشاہ کا پتہ لگاؤ ہرکارے حسب الحکم
بدیع الزمان روانہ ہوئے بدیع الزمان میدان کارزار میں تشریف لائے شاہزادہ سکندر
فرخ لقا رخصت ہو کے میدان کارزار میں آئے شہریار سے مقابلہ بڑی دیر تک رہا آخر کار دونوں
لشکروں نے اپنے یہاں سے حرکت کی جنگ مغلوبہ ہونے لگی وہ دن بھی یونہیں تمام ہوا دونوں لشکر
اپنی اپنی طرف واپس ہوئے شاطروں نے آکے بدیع الزمان سے عرض کی کہ حضور خاطر مطمئن رکھیں بہت جلد
شہنشاہ آ ملیں گے یہ کام مجھے کسی دشمن کا نہیں معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ گمان ہے کہ کوئی ساحرہ
شہنشاہ پر عاشق ہو کے لیگئی بدیع الزمان تو اس فکر میں سر بزانو ہیں مگر اب حال شہنشاہ کا سنیے
کہ شہنشاہ کو جو صبح کو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجلس پر تکلف میں پایا دیکھا چہار جانب نازنینان زرد ر
پوش و وضع پوش جمع ہیں جام شراب ارغوانی گردش میں ہے ایک نازنین حسین و جمیل یک [illegible] مسند
کار پر بیٹھی ہے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی سب کی سردار ہے سب اس کی اطاعت کرتی ہیں شہنشاہ
نے آنکھ جو کھولی اس نازنین نے کہا کہ شہنشاہ بیدار ہو جیسے دن بہت آگیا شہنشاہ حیران حیران اٹھکر
خیال کر رہے کہ یہ میں خواب دیکھ رہا ہوں یا کسی ساحرہ کے دام مکر میں گرفتار ہوا ہوں اسی حیرت میں اٹھکے
بیٹھے اس نازنین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں کہاں ہوں یا تو اپنے لشکر میں تھا یا میں نے تمہاری
مجلس میں اپنے تئیں پایا نازنین نے مسکرا کے عرض کی کہ حضور یہ خطا جوش محبت میں ہو گئی ہے معاف

فرمائیے شہنشاہ نے پوچھا آخر تم کون ہو کیا نام ہے تجھے کیا کام ہے نازنین نے جواب دیا کہ نام میرا مہر نازپرور
ہے باپ میرا ابر سیسا فرنگی ہے براے زیارت والدین باقی تھی آپ کی کیفیت سنی اپنے عیار کو بھیجکر آپ کو
منگوا لیا اب اس خطا پر جو سزا دیجیے مین موجود ہون شہنشاہ نے مسکرا کے ارشاد کیا کہ جو تم نے کیا بہت
خوب کیا آخر کار مہر نازپرور کو مسلمان کیا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی مہر نازپرور نے عیار خجستہ
سے کہا کہ خبر لشکر والا جلد لا کہ وہ لوگ کس کام مین مصروف ہین عیار ادھر روانہ ہوا یہ لوگ یہان
مصروف عیش ہین مگر اب کیفیت لشکر اسلام تحریر کی جاتی ہے کہ جب بدیع الملک نے مہر جہان افروز
اور ہدہد کو ذوالخمار کے ہمراہ کیا اور کہا کہ انکو طرف لشکر کے لیجاؤ اور آپ مع شاپور براے تلاش ساحران
روانہ ہوئے اور طرف درۂ نرگس کے چلے مگر صلصال اور پرویز اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے
ہین کہ وسوسہ جادو نے خبر دی کہ صنعان شاہ و ضحاک شاہ آئے ہین یہ دونون براے استقبال
آئے باعزاز تمام صنعان شاہ و ضحاک شاہ کو لیگئے ان دونون نے مزاج پرسی کی صلصال
نے کہا کوشش جنگ مسلمانون مین بہت پریشان ہین ضحاک نے پوچھا اب کیا کیفیت ہے
صلصال نے کہا اہل اسلام کے پاس ایک جام ہے جسکے ذریعہ سے سحر تاثیر نہین کرتا وہ بارگاہ
سلیمانی مین موجود رہتا ہے صنعان نے کہا پہلے ایک ایلچی کو روانہ کر دیجیے مگر جام بے اندیشہ ادا ہو جائیگی
اسی وقت ایک نامہ لکھکر ایلچی کو دیا اور روانہ کیا اب یہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین صلاحین ہو رہی ہین کہ
عیار شیرویہ آکر پہونچا اور تمام کیفیت مہر جہان افروز اور بدیع الملک وغیرہ کی بیان کی پرویز
کے چہرہ کا رنگ اڑ گیا ارغش نے پوچھا خیر ہے پرویز نے تمام کیفیت بیان کی شیرویہ نے
کہا اے پرویز کیون متفکر ہوئے ہو مین ابھی جاتا ہون اور جب تک ان سب کی خبر اچھی طرح سے
نہ لونگا واپس نہ آؤنگا یہ کہکر شیرویہ اسی وقت روانہ ہوا اسکے عقب مین پرویز نے لشکر روانہ کیا
یہ تو راہ طی کرتا ہوا جاتا ہے مگر ملکہ مہر افروز جو بدیع الملک سے رخصت ہوکر ہمراہ ذوالخمار کے چلی
راہ مین ایک آہو نظر آیا ملکہ اس طرف متوجہ ہوئین خیال آیا کہ اس آہو کو شکار کرین یہ سوچکر گھوڑا اسکے
پیچھے ڈالا ہر چند ذوالخمار نے منع کیا مگر ملکہ ایسی محو ہوئین کہ کچھ سماعت نہ کی لیکن ساتھ ملکہ مہر افروز
کا ہدہد نے نہ چھوڑا یہان تک کہ ایک کوس ملکہ اور ہدہد نکل آئے آہو تو چوکڑی بھر کے ایکطرف
نکل گیا ملکہ تھک کے اسی مقام پر بیٹھ گئین انتظار آمد ذوالخمار کر رہی تھین کہ ایک طرف سے
گرد اڑی ملکہ ادھر متوجہ ہوئین جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا شیرویہ مع چند آدمیون کے اسطرف
آتا ہے ملکہ نے ہدہد سے کہا اب کیا ہوگا ہدہد نے کہا خدا مالک ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ شیرویہ
نے نعرہ کیا کہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا نعرہ کر کے تلوار کھینچی قریب کے آیا چاہتا تھا
کہ وار تلوار کا سر ملکہ پر کرے کہ آسمان سے ایک پنجہ زرین پیدا ہوا اور ملکہ مہر افروز کو اٹھا
لے چلا ہدہد اس واقعہ کو دیکھکر بہت حیران و غمگین ہوا اور مضطربانہ دوڑا اتنے مین آواز آئی کہ
ہدہد کچھ اندیشہ نہ کر مین دوست ہون شاہزادہ بدیع الملک کا ملکہ بخیریت تمام تمکو ملینگی اتنے
مین ذوالخمار بھی قریب پہونچا شیرویہ نے جو ذوالخمار کو دیکھا للکارا ذوالخمار نے چاہا کہ وار کرون
اس نے سحر کر کے گرفتار کیا اور کمر پلٹا قصد کیا اس کو قتل کرے ارغش نے کہا کہ ابھی

اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی اسکو قید رکھیے شیرویہ جواب ذوالخمار لیکر بایا لیکن اب حال
شداد فیل زور کا سُنیے کہ یہ جو نامہ لیکر ادر ضحاک شاہ و صنعان شاہ سے رخصت ہوکر طرف
لشکر اسلام چلا راہ کو طی کرکے داخل لشکر ہوا بارگاہ پر آیا لوگون سے کہا کہ مین نامہ ضحاک شاہ و
صنعان شاہ کا لایا ہون عادی نے خبر سعد کو دی سعد نے نامہ بردار کو اندر بلا لیا کرسی عنایت
کی نامہ دار کرسی پر بیٹھا نامہ نذر دیا سعد نے مضمون پڑھ کے نامہ کو چاک کیا اور نامہ دار سے
کہا کہ ضحاک سے کہدینا کہ جو تجسے ہمارے واسطے ہوسکے دریغ اور توقف نکر نامہ دار نے
جو یہ کیفیت سنی خنجر کھینچکر طرف سعد کے چلا یہ کیفیت جو دارائے بن داراب سیم زہرہ
نے دیکھی اپنے دنگل سے کودکر قریب نامہ دار کے آئے گریبان مین نامہ دار کے ہاتھ ڈالدیا اور
خنجر ہاتھ سے چھین کے پھینک دیا اور ایک گھونسا سر نامہ دار پر اس زور سے مارا کہ سر بن خود سر کا
پارہ پارہ ہوگیا حاضرین مجلس کی زبان کلمات تحسین و آفرین مین لال جڑی سعد نے ایک خلعت
دارائے بن داراب کو دیا لاشہ اُس ملعون کا لوگون نے باہر پھینک دیا سب لوگ دارائے بن
داراب کی تعریف کر رہے ہین کہ ہُدہُد لے آکے سعد کو سلام کیا کل کیفیت بدیع الملک اور
ملکہ مہر افروز اور ذوالخمار کی بیان کی سعد نے افسوس کرکے کہا اے ہُدہُد ناموس امیر کا خدا
نگہبان ہی اب بہتر یہ ہی کہ اپنے تئین پاس بدیع الملک کے پہونچاؤ اور یہ کیفیت بیان کرو کہ ضحاک
اور صنعان مستعد جنگ ہین ہُدہُد یہ سُنکر اُسی وقت سعد سے رخصت ہوا اور تلاش مین
شاہزادہ بدیع الملک کی چلا اب کیفیت بدیع الملک کی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو مع شاپور
طرف درہ نرگس کے روانہ ہوئے اور قریب درہ نرگس کے پہونچے دیکھا ایک پہاڑ برف کا معلوم
ہوتا ہی اُس مین ایک طرف راستہ بنا ہی بدیع الملک حیران ہوئے کہ اب کیا کرون شاپور
نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر اسکے حالات دریافت کرون بدیع الملک نے کہا یہ مقام ساحران
غدار کا ہی جو کام ہو وہ سمجھ کے کرنا چاہیے یہ کہہ رہے تھے کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ اے شہریار وقت
مدد ہی بدیع الملک نے جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا تو عجیب سامان نظر آیا دیکھا بہرام کو ایک ساحر
لیے جاتا ہی بدیع الملک نے قصد کیا کہ تیر مارین مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہو بہرام پر تیر پڑے
اور یہ زخمی ہوجائے یہ سوچ کر کھڑے ہوئے تھے کہ بہرام سامنے سے غائب ہوا اور ایک آواز
غیب آئی کہ اے بدیع الملک مین اسکو غار افراسیاب مین بٹھاکر قید کرون گا بدیع الملک نے
شاپور سے کہا کہ اے شاپور اب طرف غار افراسیاب کے چلنا مناسب ہی تو راستہ جو معلوم
ہوتا ہی نام خدا لیکر اسی طرف چلو جو کچھ خدا دکھائیگا دیکھین گے جیسے ہی بدیع الملک اُس طرف
متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ مین تھوڑا راستہ طی کیا تھا دیکھا سب درخت اُس پہاڑ پر شکل انسان
ہاتھ مین حربے لیے ہوئے کھڑے ہین جو اُس جگہ جاتا ہی وہ وار کرنے کا قصد کرتے ہین بدیع الملک
یہ حال دیکھ کے بہت پریشان ہوئے شاپور سے کہا کہ اب کیا فکر کرنا چاہیے شاپور نے عرض کی
کہ اے شہریار بازو بند سلیمانی کو کھولیے دیکھیے کیا امر ظاہر ہوتا ہی بدیع الملک نہایت خوش
ہوئے اور وہان سے پلٹ کے ایک مقام پر آئے معروف طلب دست بردار ہوئے اور

دعیانشاہ متبرک کا وظیفہ شروع کیا بعد ختم وظیفہ بازو بند کو کھولا نوشتہ پایا کہ مبارک ہو کہ غار افراسیاب شہر جھندلی
تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا بخوف وبیم اس درہ کوہ مین اپنے تئین داخل کرو یہ درخت خوبصورت السان ہین ان
سے خوف نکرو سیدھے چلے جاؤ تھوڑی دیر کے بعد ایک درہ جانب دست راست نظر آئیگا اس درہ مین
داخل ہونا ایک محل ملیگا دروازہ اس محل کا کھول کے اندر جانا صحن مین اوس کے ایک چبوترہ سنگین
بنا ہی وہان فاتحہ میرے نام پر پڑھنا ایک دہنہ نقب ظاہر ہوگا اپنے کو اوس دہنہ مین داخل کرنا
پھر جو کچھ پیش آئے مناسب سمجھ کے کاربند ہونا بدیع الملک نے یہ تمام کیفیت شاپور سے بیان
کی اور اوس درہ مین نام خدا لیکر داخل ہوئے تھوڑی دور جا کے دست راست کی طرف ایک درہ
اور نظر آیا بدیع الملک اوس طرف چلے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا ایک باغ نہایت پر تکلف میوہ ہاے
گوناگون و شگوفہ ہاے بوقلمون سے مملو ہی بدیع الملک اوس باغ مین آئے دیکھا ایک قصر عالیشان بنا ہی
شاہزادہ مع شاپور کے اوس قصر مین داخل ہوا چبوترہ سنگین نظر آیا بدیع الملک نے فاتحہ پڑھا وہان
سے اٹھکر چلے تھے کہ آواز فریاد و زاری کان مین آئی بدیع الملک شاپور کی طرف متوجہ ہوئے
کہا ای شاپور یہ آواز دردناک کس آفت رسیدہ و ستم کشیدہ کی ہی شاپور نے کہا ای شہریار یہ مقام عجائب
و غرائب سے مملو ہی اسکا کچھ خیال نہ فرمایئے بدیع الملک نے کہا کہ مین جب تک اسکی تحقیق نہ کرونگا
مجھے چین نہ آئیگا یہ کہکے اوس آواز کی طرف چلے تھوڑی دور بڑھکے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین
پری شمائل زہرہ خصائل ایک درخت مین بندھی ہوئی لٹکی ہی پاس اوسکے ٹوٹی ہوئی لکڑیان پڑی ہین
بدیع الملک قریب اوس نازنین کے آئے پوچھا ای گرفتار رنج و مصیبت اپنا حال پر ملال بیان
کر نازنین نے کہا ای شہریار مین اپنا حال تو ضرور بیان کرونگی مگر پہلے حضور اپنی کیفیت سے کنیز کو آگاہ
فرمائین بدیع الملک نے اپنے نام و نشان سے اوس نازنین کو آگاہ کیا نازنین نے آہ سرد بھری کہا ای
شہریار مین اپنا حال زار کیا اظہار کرون مین دختر بداختر شاہ شہر اطلس قاف ہون ادراسدین
کرب غازی کہ ایک مدت سے مجھپر عاشق ہین اتفاقات روزگار سے ایک روز اس مقام پر میرا گذر
ہوا حضرات جادوئی کسی کام سے جاتا تھا مجھ کو دیکھکے مائل ہوا مجھسے سوال وصل کیا مین نے جواب سخت
دیا اوس ملعون نے مجھے گرفتار کر لیا ہر صبح و شام وہ بدانجام میرے پاس آتا ہی سوال وصل کرتا ہی
جب جواب پاتا ہی اسی باغ سے ایک چوب تازہ کاٹ کے مجھے زد و کوب کرتا ہی آخر کار مجبور ہو کر چلا
جاتا ہی جب بدیع الملک نے یہ کیفیت سنی بہت متردد ہوئے لیکن خیال کیا کہ ایسا نہو کہ کسی
ساحر نے مکر کیا ہو اسی حیلہ سے در پے آزار ہو بدیع الملک نے بازو بند سلیمانی کھولا دیکھا
تو نوشتہ پایا کہ خبردار خبردار اس مکارہ کو رہا نکرنا نہین ابھی قتل کر ڈالے گی بلکہ اس کو
قتل کرو بدیع الملک نے تلوار میان سے نکالی کے ایک وار مین اوس کے دو ٹکڑے کیے
تاریکی ہوگئی آوازین مہیب ہر چہار جانب سے آنے لگین تھوڑی دیر مین وہ تاریکی موقوف ہوئی
بدیع الملک نے دیکھا کہ نہ وہ قصر ہی نہ وہ باغ ہی نہ وہ ٹھنڈی ہوا ہی نہ وہ درخت ہین بلکہ
صحراے وسیع مین کھڑا ہون متحیر ہو کے چارون طرف دیکھنے لگا اور دل مین اپنے
کہتا تھا کہ یہ کیا ماجراے عجیب و غریب ہوا شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار و الا تبار مین جو آپ سے

عرض کرتا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے اب میرا عرض کرنا آپ کو یقین آیا بدیع الملک نے بہت تعجب کیا اور شاپور سے فرمایا کہ ای شاپور اب کیا کرنا چاہیے شاپور نے کہا ای شہریار اب ایک طرف کو نام خدا لیکر چلیے بدیع الملک ایک جانب روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت اور موقع پر کیا جائیگا

اب کیفیت شہنشاہ گوہر کلاہ اور شہریار کی بیان کی جاتی ہی

کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو ملکہ مہر ناز پرور نے چھڑوا منگوایا تھا اور شہریار کو اپنے باپ کے لشکر کی خبر لینے کو روانہ کیا تھا تو چلتے وقت عیار سے شہنشاہ نے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہمارے لشکر کی بھی خبر لیتے آنا اور آپ ساتھ ملکہ مہر ناز پرور کے مصروف عیش و عشرت تھے عیار نے آکے دونوں لشکروں کی کیفیت دریافت کی اور وہان سے واپس گیا تھوڑی دیر میں مہر ناز پرور کی خدمت میں حاضر ہوکے عرض کی کہ حضور بنام شہریار طبل جنگی بجایا ہی کل صبح کو برائے مقابلہ شہریار میدان میں آئیگا اور ای شہنشاہ آپ کے لشکر میں بڑا تردد ہی بدیع الزمان بہت بیتاب ہین شہنشاہ نے فرمایا کہ ای خجستہ تم سب کو جاکر تسکین دو میں بھی تمھارے عقب میں آؤنگا خجستہ یہ سنکر رخصت ہوا پہلے لشکر پریسا میں آیا بارگاہ پریسان گیا دیکھا شہریار نشہ شراب میں مانند فیل مست جھوم رہا ہی پریسا تعریفین کر رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد شہریار پریسا سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ میں آیا بستر خواب پر جاکے سو رہا خجستہ نے جو کیفیت دیکھی سوچا اگر شہریار کو لے چلوں تو شہنشاہ اور ملکہ بہت خوش ہوں گے یہ سوچکے تھوڑی توقف کیا جب سب اپنے اپنے مقام پر سو گئے خجستہ پشت بارگاہ سے سراچہ چاک کر کے اندر آیا دیکھا شمع کافوری روشن ہی شہریار مانند شیر پلنگ پر سو رہا ہی خجستہ نے منہ دو شالہ ہٹا کے دماغ میں بیہوشی پہونچائی شہریار کو چھینک آئی بیہوش ہوا خجستہ نے پشتارہ باندھ لیا اور جست و خیز کرتا ہوا تین کوس تک آیا ایک صحرا ملا خجستہ نے دل میں خیال کیا کہ اب بہت دور نکل آیا ہوں تھوڑی دیر دم لے لوں یہ سوچ کے زیر نخل بیٹھا پشتارہ سامنے رکھ لیا رات زیادہ چلی تھی صحرا کی ہوا سے سرد تھی خجستہ کو ایسی فرحت حاصل ہوئی کہ آنکھ اسکی بند ہو گئی چونکہ رات قلیل باقی تھی تھوڑی دیر میں صبح ہو گئی قضائے کار اُس صحرا میں ایک دیوانہ رہتا تھا کہ نام اُسکا فیروز شیر اندام تھا چھ ہزار دیوانے اُسکے خدمت گزار تھے اُسوقت ٹہلتا ہوا دیوانہ اُس طرف آیا جہان خجستہ سو رہا تھا فیروز نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ ایک آدمی سو رہا ہی اور ایک پشتارہ رکھا ہی اپنے دیوانوں سے کہا دیکھو یہ کیسا عیار ہی کسی کو چرائے لیے جاتا ہی یہ کہتا ہوا قریب خجستہ کے آیا خجستہ کو ہوشیار کرکے گرفتار کر لیا اور پشتارہ کو اُٹھا لیا پوچھا او عیار سچ سچ بتا کہ یہ کون ہی جسکو تو لیے جاتا ہی اور کیوں لیے جاتا ہی اگر ذرا بھی خلاف کہا تو ابھی تجھے قتل کر ڈالونگا خجستہ نے بخوف جان کل کیفیت عشق ملکہ مہر ناز پرور کی بیان کی اور لیجانا شہنشاہ گوہر کلاہ کے پاس دیوانہ سے بیان کیا دیوانے نے کہا اگر تو ایسا کام کریگا اور میں دیکھوں گا تو تجھے قتل کر دونگا یہ کہکے خجستہ کو رہا کیا خجستہ نے پشتارہ مانگا دیوانے نے کہا اپنی رہائی کو غنیمت جان

چلد جا اب یہان تو اگر ٹھہرے گا تو بہت پچھتائیگا اور بے حد پریشان و خستہ و خراب ہوگا خجستہ
وہان سے بھاگا یہان دیوانے نے شہریار کو ہوشیار کیا شہریار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عجیب
مقام پر پایا حیران ہو کے دیوانے سے کہا کہ مین یہان کیونکر آیا دیوانے نے کل کیفیت
مشرح جو کچھ خجستہ سے سنی تھی حرف بحرف شہریار سے بیان کر دی شہریار یہ سنکر کانپنے لگا
اور دیوانہ کی جانب مخاطب ہو کے کہا جہان آپ نے مجکو اُس سے چھین لیا تھا اُس عیار
کو بھی قتل کیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ اے شہریار مین براے نام بوجہ صحرا نشینی
کے دیوانہ مشہور ہون عقل میری بہت سالم ہے اگر مین اُس عیار کو قتل کر ڈالتا
تمھاری بدنامی ہوتی اس وجہ سے مین نے اُس کو رہا کر دیا شہریار نے کہا کہ اے فیروزہ
مجھے ایک مرکب منگا دے مین جاؤنگا دیوانہ نے ایک مرکب اور کچھ سلاح جنگ شہریار
کو منگا دیے شہریار نے سلاح کو بدن پر آراستہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کے طرف
مہرناز پرور کے روانہ ہونا چاہتا تھا کہ دیوانے نے کہا اے شہریار اگر آپ طرف ملکہ
مہرناز پرور کے جائیے گا بدنام ہو جائیے گا شہریار نے کہا او دیوانے تجھے ہماری بات
مین کیا دخل ہے جو ہم اپنے حق مین مناسب سمجھین گے وہ کرین گے دیوانے نے جو یہ کلمہ سنا
اُسی وقت غصہ آ گیا ایک چوب دست شہریار کے گھوڑے کے سر پر ماری کہ گھوڑے کا سر پھٹ
گیا شہریار کود پڑا دیوانہ لپٹ گیا بڑی دیر تک دونون مین کشتی رہی آخر شہریار نے دیوانے
کو زیر کیا دیوانے نے اطاعت شہریار کی قبول کی اور اپنے سب دیوانون کو بلا کر ایک جا
جمع کیا براے شہریار اور گھوڑا منگایا سلاح بھی عمدہ لگانے کو دیے شہریار بھی سلاح جسم پر
آراستہ کر کے گھوڑے پر سوار ہوا اور دیوانے سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ پہلے اب والد بزرگوار اپنے برسیسا کی خدمت
مین جاؤن اور اُن سے یہ کل امور بیان کرون اُن کو ہمراہ لیکر براے قتل شہنشاہ جاؤن دیوانے
نے کہا آپکو اختیار ہے بندہ ہمراہ رکاب ہے شہریار مع اُس دیوانے کے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہے

اُن کو راہ مین چھوڑیے اور کچھ حال برسیسا زنگی کا ملاحظہ فرمایئے

راوی لکھتا ہے کہ برسیسا جو صبح کو اُٹھا لشکر کو تیار پایا شہریار کو نہ دیکھا خدمتگار سے کہا کہ دیکھو
تو ابھی تک شہریار بیدار نہین ہوئے جا کے اُنکی بارگاہ سے خبر لاؤ خدمتگار روانہ ہوا بارگاہ شہریار
تک نہ پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے چند آدمی روتے پیٹتے چلے آتے ہین خدمتگار نے کہا
ارے خیر تو ہے اُنھون نے جواب دیا کہ کوئی رات کو بارگاہ سے شہریار کو چرا لے گیا
خدمتگار بھی اُن کے ساتھ ہوا اور پاس برسیسا کے آکر تمام کیفیت بیان کی برسیسا نے
بہت افسوس کیا اور کہا یہ کام مسلمانون کا شرارت کو عیارون کو بھیج کے چروا منگایا یہ امر
مردون کو شایان نہین ہین برسیسا سے یہ باتین سن کے منجمون نے کہا کہ آپ
خاطر جمع رکھین دو تین روز مین شہریار آپ سے ملجائین گے مگر شمائل خان میدان
مین آیا اور قریب قلعہ آکر آواز دی اے خدا پرستان تمنے شہریار کو چروا منگوایا ہے اگر ایک
موے جسم شہریار پر صدمہ ہوگا تو اُس کا عوض سب سے لونگا مسلمانون نے یہ خبر سنی شکر

خدا کیا ؟ انہیں کیا یہ کام نہیں معلوم کسکا ہی خیر ایک دو روز تو اسی رہیگی جب تلک شہنشاہ بحق الغایت شاہ آتی جادو
اس روز شمائل خان سے اہل جنگی بجوایا کہ وہ اس کا کیا جانیگا جہان موقع ہوگا

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے ملاحظہ فرمایئے

کرکے جو عمر ابن ایک طرف چلے تھوڑی دور چل کے ایک مقام فرح افزا دلکشا نظر آیا بدیع الملک
اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا عمارتہائے رفیع معلوم ہوتی ہین سامنے ایک کوہ بلور ہی بدیع الملک
معرفت دیکھو رہے تھے کہ ایک غول پریون کا دامن کوہ سے پیدا ہوا بدیع الملک نے جو ان کا
حسن وجمال دیکھا فریفتہ ہوگئے بیتابانہ انکی طرف چلے وہ سب اسی دامن کوہ مین پوشیدہ ہوگئین
بدیع الملک اس دامن کے نیچے گئے دیکھا ایک نازنین ایک تخت زبرجدی پر بکمال تمام
بیٹھی ہے بدیع الملک کو دیکھکر مسکرائی اور کہا اے جوان تو کون ہے بدیع الملک نے اپنا سب
بیان کیا پھر نازنین سے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو نازنین نے کہا میں دختر اسلان شاہ
ہون والد بزرگ میرے ملک قاف مین بادشاہ ہین میں یہان ہر سے آئی ہون ای شہریار
تشریف لایئے بدیع الملک قریب گئے اس نازنین نے تخت پر بٹھایا اور ایک جام شراب
بھر کے بدیع الملک کو دیا بدیع الملک چاہتے تھے کہ جام پئیں کہ خیال
آیا کہ یہ کوئی مکار نہو سوچ کے بازوبند کو کھولا ملاحظہ کیا اسمین لکھا ہوا تھا کہ خبردار اس جام
کو نہ پینا اور جو اسم کہ حاشیہ پر مرقوم ہے اسکو پڑھکر تلوار پر دم کرو اور وہی تلوار اس نازنین کے
مارو یہ ساحرہ بڑی مکار ہے قفل جادو اسکا نام ہے بدیع الملک نے اسم حاشیہ بازوبند
پڑھکے تلوار کا وار جو اس مکارہ پر کیا دو ٹکڑے ہوئی اس کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے
روشنی ہوئی بدیع الملک نے اپنے کو ایک کشتی پر پایا دیکھا کشتی تباہ ہوا چاہتی ہے بدیع الملک
نے بازوبند کو ملاحظہ فرمایا تو لکھا ہوا تھا کہ ای سیار اب عجائبات جب [illegible] کا ایک
ہاتھ دریا سے پیدا ہوگا اور کشتی کو غرق کرنا چاہے گا تم اسم حاشیہ پڑھکر اس پر تلوار مارنا وہ ہاتھ
کٹ جائیگا پھر ایک نہنگ سفید پیدا ہوگا وہ اپنا دہن وا کرے گا تم اپنے تئین اسکے منہ مین
ڈال دینا بدیع الملک نے بازوبند کو لگ کیا کشتی گرداب کے پاس پہنچی ہاتھ پیدا ہوا
بدیع الملک نے اسم مذکور پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دست کٹ کر جو [illegible] اسی وقت ایک
نہنگ سفید منہ کھولے ہوئے دریا مین ظاہر ہوا بدیع الملک اپنے تئین اسکے منہ مین ڈال دیا
تھوڑے عرصہ مین پاؤن زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے جو نگاہ کی اپنے کو
میدان وسیع مین پایا دیکھا سامنے ایک دیو سیاہ کھڑا ہے اور قصد کرتا ہے کہ حملہ کرے بدیع الملک
نے پھر بازوبند ملاحظہ کیا اسمین لکھا ہوا پایا کہ مہرہ زرد چوب سے جو حاصل ہوا تھا وہ اس کو
دو اور کہو ای ملیاق مجھے باغ طرب افزا اسیاب مین پہنچا دے بدیع الملک نے ویسا ہی
کیا دیو بیٹھ گیا بدیع الملک اسپر سوار ہوئے دیو بر سر ہوا اڑتا ہوا چلا تھوڑی دیر کے بعد
ایک نہر وسیع مین لاکے بدیع الملک کو اس دیو نے اتارا اور آپ غائب ہوگیا بدیع الملک
چاہتے تھے کہ آگے بڑھیں کہ ایک جادوگران کے سامنے آیا اور للکارکے آواز دی [illegible]

جاتا ہی ٹھہر جا تجھے کون یہان لایا ہی بدیع الملک نے جو اُسکو آتے دیکھا نام خدا لیکر ایک گھونسا اس زور سے اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا بدیع الملک اُس کو مارکے آگے بڑھے دیکھا ایک مرد ضعیف میلے کپڑے پہنے بیٹھا ہی بدیع الملک نے بازوبند کھولکر ملاحظہ فرمایا لوشتہ پایا کہ اِن سے کہو کہ مجھے مقام جر جوش پر پہونچا دے اور یہ بازو بند اسکے بدن سے مس کرو بدیع الملک نے ویسا ہی کیا جیسے ہی بازوبند کو بدن سے اُس مرد کے مس کیا اُس مرد ضعیف نے آنکھین کھولدین بدیع الملک نے اُسکے قدم کو بوسہ دیا اور عرض کی اے شہریار آپ اپنا نام نامی تو بتلایئے بدیع الملک نے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیا اور کہا مجھے مقام جر جوش پر پہونچا دو وہ مرد ضعیف بدیع الملک کو ہمراہ لیکر طرف مقام جر جوش کے روانہ ہوا ان کو تو راہ مین چھوڑیئے اور چند کلمے لشکر اسلام کے ملاحظہ فرمایئے کہ پرویز اور لعل نے مشورت کرکے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین جو خبر ہولی سرداران اسلام ساحرون کے مقابلہ سے متردد ہوئے مجبوری تمام شب سامان جنگ مین مصروف رہے صبح کو لشکر میدان کارزار مین آیا پرویز کی طرف ایک ساحر بدکردار موسوم نہنگ اژدہا شکار سپہ سالار ضحاک میدان مین آیا لشکر اسلام سے نوروز خان بن صلصال کہ اسکو امیر نے مسلمان کیا ہی سعد کیخدمت مین آیا اجازت طلب کی سعد نے جام صفا کا پانی اسکو پلایا کہ سحر نہ تاثیر کرے نوروز خان میدان مین آیا کئی ساحر قتل کیے آخر کار نہنگ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا نوروز خان جان بحق تسلیم ہوا اسکے بعد اور عقب سے سردار لشکر اسلام سے مقابلہ مین نہنگ کے گئے اور سب مارے گئے جب تو لشکر اسلام مین سب کو تردد ہوا نہنگ نے پکار کے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان کیا تم مین کوئی مرد باقی نہین ہی جو میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز کان مین جریاس شیر سرد لوکے پہونچی یہ قید خانہ رزاجوش جرات مین قید اپنی توڑ ڈالی اور میدان مین آکے نہنگ کو مارا پھر پرویز نے ضحاک سے کہا کہ تم سحر کرکے دیو کو گرفتار کرو ضحاک نے سحر کیا جریاس شیر سر زمین پر گرا لوگون نے اسکو گرفتار کر لیا آفتاب غروب ہو چکا تھا دونون لشکر واپس آئے سعد نے برائے جریاس بہت افسوس کیا مگر پرویز وغیرہ جو جریاس کو قید کرکے لائے ارغش جریاس کے پاس گیا اور کہا اے پہلوان دوران تم نے آج بڑا کام نمایان کیا مگر افسوس ہی کہ مدد ایسون کی کی جو تم کو ہماری قید سے رہا بھی نہین کر سکتے اور مذہب ایسا اختیار کیا کہ جو بالکل بے بنیاد ہی اے جریاس تمھارے باپ کو بھی محمد نوشیروان مین مسلمانون نے قتل کر ڈالا غرض کہ ایسی مکر کی باتین جریاس سے کین کہ قلب کو اس کے اپنی طرف رجوع کیا آخر مین یہ کلمہ کہا کہ اگر تم دین اسلام کو ترک کرو اور ہمارے مذہب کو اختیار کرو تو تمھین اپنا سپہ سالار بنائین اور عزت بڑھائین جریاس نے منظور کیا پرویز ضحاک نے اسکو آزاد کیا خلعت فاخرہ دیا اسکے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے سعد کو پہونچائی کہ حضور کل وہ دیو مقابلہ کو آئیگا سعد نے کہا پروردگار نے نہنگ کے لیے جریاس کو بھیجا تھا جریاس کے لیے کوئی دوسری تدبیر کر دیگا اسی ذکر اذکار مین رات گذر گئی صبح ہوئی جریاس میدان مین آیا

پکارے آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم مین جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلہ مین آئے لشکر
اسلام کے سردارون نے توقف کیا سعد نے اپنے سلاح جنگ تیار کیے یہ معرکہ دیکھنے کیلیے داراب
بن داراب سیم زہرہ نے اپنا مرکب بڑھایا تھوڑی دور آگے گھوڑے سے کود پڑے خدمت
مین سعد کے آئے اجازت طلب ہوئے سعد نے بہت رد کا مگر دارا نے قبول نہ کیا مجبور ہو کے
دارا کو سعد نے رخصت کیا دارا بن داراب سیم زہرہ میدان مین آئے جریال سے
مقابلہ ہوا پہلے وار چوب دست کا کیا دارا بن داراب نے رد کیا اسنے چاہا مین دوسرا وار کرون
مگر دارا بن داراب نے مہلت ضرب نہ دی ایک ہاتھ تلوار کا خبردار خبردار کہکے اسکی
کمر پر لگایا کہ جریال کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے صدائے تحسین و آفرین دونون
لشکرون سے بلند ہوئی سلہر پرویز نے یہ معرکہ دیکھا نعرہ کر کے لشکر اسلام پر سب جوان ٹوٹ پڑے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی کافران غدار بیشمار تھے فوج اسلام کم تھی سرداران اسلام زخمی ہونے لگے
قریب تھا کہ سب امان طلب کرین کہ سعد نے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات مین بلند کیے
ملک نے کے دعا کی ای کریم کارساز و ای رب بے نیاز وقت مدد ہے تڑپ کے جو سعد نے دعا کی
قبول درگاہ خدا ہوئی دیکھا صحرا سے گرد اٹھی ایک نقابدار الماس پوش پیدا ہوا سب نے
دیکھا چالیس ہزار سوار اسکی پشت پر رو داری کرتا ہوا چلا آتا ہے قریب آئے جو ہو کچا لشکر کفر
پر ٹوٹ پڑا تا بہ شام خوب تلوار چلی جب رات ہوئی دونون لشکر میدان سے پلٹے نقابدار ہمراہ لشکر
اسلام آیا سعد نے اپنی بارگاہ مین نقابدار کو طلب کیا کیفیت دریافت کی نقابدار نے کہا مین
ہمرودق زن شیرویہ ہون سعد بہت خوش ہو نقابدار کو باعزاز تمام رہنے کو جگہ دی ملکہ
پرویز وغیرہ جو پس آگئے تو لعل وصلصال نے ضحاک وصنعان سے کہا اگر کچھ فکر جام صفا
کی کرنا ضرور ہے یہ سنکر نسترن نے کہا اسکی فکر مین ہم جاینگے جسطرح بن پڑیگا اسکو لاینگے صلصال
نے کہا کہ تم جاؤ مگر نسترن نے قبول نہ کیا اور طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ ذکر اسکا وقت پر
اور موقع کے ساتھ آویگا

اب چند کلمہ حال شہریار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شہریار جو فیروزہ دیوانہ کو ہمراہ لیکر براے اطلاع اپنے باپ کے پاس چلا راہ مین ایک
نقابدار سے سامنا ہوا شہریار نے اسکو گرفتار کیا شام نزدیک تھی وہین مقام کیا صبح کو نقابدار
گوہر پوش کو طلب کیا جب نقاب اسکے چہرۂ زیبا سے دور کی تو دیکھا کہ دختر حسین مہ جبین ہے شہریار
کی آنکھین جھپک گئین اظہار عشق کیا اس نازنین نے جواب دیا کہ او فرنگی زادے تجھے بھی یہ
خیال ہے کہ ہمارے سامنے اظہار عشق کرے شہریار نے کہا ای ملکہ اپنا نام نامی تو ارشاد فرمایئے
نازنین نے غمزہ و نزاکت سے کہا کہ مین ملکہ حاجرہ دختر حمزہ ثانی ہون واسطے توڑنے قید کے آئی
ہون سامنے گھوڑا شہریار کا کھڑا تھا اس پر جھپٹ کے سوار ہوئی اور کہا او فرنگی زادے اب روک
لے فیروزہ دیوانہ اٹھا قریب ملکہ آکر حملہ سالمور کا کیا ملکہ نے سالمور چھین کے اسکو زخمی کیا
اتنے عرصہ مین فوج ملکہ کو بھی خبر ہوئی سب آکر موجود ہوئے ملکہ نے فیروزہ کو گرفتار کر کے فوج سے

ہوا نے کیا شہریار آگے بڑھا ملکہ نے اسکو بھی گرفتار کر کے ارابہ پر ڈالا اور بہ طمطراق اب ہم شمائل خان
وغیرہ کی بھی خبر لیتے ہیں کہ ملکہ نقاب چہرۂ زیبا پر ڈالی مع اپنے ہمراہیوں کے ایک جانب روانہ ہوئیں لیکن
چند کلمہ عیار شہنشاہ کے عرض کیے جاتے ہیں کہ بعد گم ہونے شہنشاہ کے خیدا نگا ان کی تلاش میں چاسعد
تمام ڈھونڈھ حاجب بہ تنہا ملا نو محلک کے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا ہوا سے سر چڑھی لی دل کو
فرحت ہوئی اور لیکہ تھکا ہوا تھا سو گیا قضا سے کی خجستہ جو دیوانہ سے جھوٹ کے بھاگا تھا طراری کرتا ہوا
جاتا تھا راہ میں ایک نخل کے نیچے اس نے دیکھا کہ عیار طرار فنسور ہا ہے زرین سے آراستہ سو رہا
ہے خجستہ نے چاہا اسکو قتل کروں اور یہ سب مال و اسباب لے لوں پھر خیال کیا کہ اسکو گرفتار کر کے
ہوشیار کروں سب کیفیت اسکی دریافت کروں یہ سوچ کے اسکو کمند سے باندھا اور ہوشیار کیا اس کی جو
آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دیکھا سامنے ایک عیار کھڑا ہے خجستہ سے کہا اے شخص میں نے تیرا کیا نقصان کیا
تھا جو تو نے مجھکو گرفتار کیا خجستہ نے جواب دیا کہ اب زیادہ باتیں نہ بنا کیفیت بتا عیار شہنشاہ نے کہا
کہ نام میرا لعل بن مرجان ہے شہنشاہ کو مرقد کا عیار ہوں خجستہ نے جو نام شہنشاہ کا سنا جلدی
سے اس کو کھول دیا اور کہا کہ بھائی معاف کرنا میں بھی ملازم شہنشاہ ہوں اور کل کیفیت شہریار کے
لانے کی بیان کی لعل بن مرجان خجستہ کے ہمراہ ہو اور خدمت میں شہنشاہ کے آیا دونوں عیاروں
نے کیفیت بیان کی شہنشاہ نے قاطور دور ابلہ کو طلب کیا اور ملا تو ان کے سپرد کر کے مع خجستہ
کے روانہ کیا اور آپ لڑائی ہوئی سب شہریار جنگجو کا ذکر اسکا وقت پر کیا جائے گا

اب کیفیت معروف و شمائل خان و قاعدہ ر کلاہ پوش کی ملاحظہ فرمائیے

ذرجب پر سیما نے اپنے لشکر میں طبل جنگی کی چوٹ دیا اور طبل جنگی پر چوب پڑی سرداروں نے یہ جب
بدیع الزمان کو بھو کچھ بدیع الزمان نے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں
بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکروں میں تو تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں مگر معروف بن اسد نے
اپنے قزاقوں کو ساتھ لیکر لشکر پر سیما پر شبخون مارا پر سیما تاب جنگ نہ لایا زخمی ہو کے بھاگا
صبح کو شمائل خان نے اپنے ہاتھی کو خندق میں ڈالدیا اور قریب برج کے پہنچ کر ایک گرز برج پر مارا
کہ برج ٹوٹا معروف بن اسد نے جو شمائل خان کو اس کیفیت میں پایا لشکر پر سیما پر [illegible]
تلوار چلنے لگی شمائل خان نے جو یہ واقعہ دیکھا ہاتھی کو خندق سے باہر نکال کے معروف کا
تعاقب کیا معروف نے راہ فرار کی لی اور ایک مقام پر ٹھہر کے ایک تیر شمائل کے ہاتھی کی پیشانی
پر ایسا مارا کہ ہاتھی گر پڑا شمائل خان لاچار وہاں سے پلٹا لشکر میں آ گئے پر سیما کے علاج میں مصروف
ہوا لیکن نقابدار گوہر پوش جو مع قید شہریار و فیروزہ برائے تلاش شمائل خان چلا تھا آکر وارد ہوا دونوں
نے دیکھا کہ ارابہ پر شہریار زخمی اور ایک ارابہ پر ایک جوان نوکی تن ایک نقابدار چالیس ہزار سوار سے
آتا ہے سب کے رنگ اڑ گئے اہل اسلام نے تحفہ جات برائے نقابدار روانہ کیے اور دروازہ قلعہ
کھولکے باہر آئے دن بہت قلیل تھا تھوڑے عرصہ میں آفتاب غروب ہو گیا معروف بن
اسد نے قزاقوں سے کہا آج پھر لشکر پر شبخون کرنے کو جائینگے قزاق بیدار رہے جب نصف
شب گذری قزاق ہتھیاروں سے مسلح اور مکمل ہو کر تیار ہوئے معروف بن اسد پر سیما پر آگرا

یہ خبر جو شمائل خان کو پہونچی ایک اسپ تیز رو تنگا گرا سپر سوار ہوتے جیسے ہی معروف سے
شمائل کو دیکھا قزاقون کو اشارہ کیا سب بھاگے معروف نے بھی راہ فرار کی لی شمائل نے
معروف کا تعاقب کیا جب معروف بہت دور نکل گیا اور رات کم باقی رہی تو اپنے قزاقون سے
کہا کہ تم لوگ منتشر ہو جاؤ مین شمائل خان کا علاج کرون گا قزاق تو منتشر ہوئے معروف
سیدھا چلا جب آفتاب عالمتاب نے دنیا کو اپنے نور سے منور کیا اور شمائل قریب معروف
پہونچا اُسوقت معروف نے ہاتھ اُٹھا کے بارگاہ خداوند تعالے مین با لحاح و زاری دعا کی
دیکھا سامنے سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا معروف نے دیکھا کہ لعل بن مرجان
شادان اور خندان رکاب سعادت انتساب شہنشاہ گوہر کلاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے
معروف نے اپنے تئین گھوڑے سے گرا دیا قریب شہنشاہ پہونچا سر اپنا قدم شہنشاہ پر رکھدیا عرض
کی حضور آپ میری جان بچائین شہنشاہ نے تسکین دی معروف تو ایکطرف روانہ ہوا شمائل خان
کی جو نگاہ شہنشاہ پر پڑی نعرہ کیا کہ او شہنشاہ گوہر کلاہ تو کہان رو پوشی کرتا پھرتا ہے مردان عالم سے
آنکھ چار کر جو حربہ ہو تو اپنے پاس رکھتا ہے اُسکو شہنشاہ نے کہا ہمارا یہ دستور نہین ہے پہلے تو اپنا
وار کر جب خدا تیرے وار سے نجات دیگا ہم بھی وار کرینگے شمائل خان نے ورتیغ آبدار کا شہنشاہ
کے سر پر کیا شہنشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ شمائل کا سپر پر پڑ کے ٹوٹ
گیا شہنشاہ نے خبردار خبردار کہکے تلوار لگائی ز سپر شمائل خان کو کاٹ کرتا دو بر دو آئی شمائل
دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لعل بن مرجان نے مشکین باندہ کے اسکو اور شہنشاہ کو تو اُس مقام
پر چھوڑا لعل بن مرجان طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہان آکے سب کو یہ خوشخبری سنائی
بدیع الزمان وغیرہ کو بہت خوشی حاصل ہوئی برائے استقبال شہنشاہ سب روانہ ہوئے بڑے
اکرام سے شہنشاہ کو لائے پرسیما کو یہ خبر ہرکارون نے پہونچائی پرسیما نے بھاگنے
کا سامان کیا یہان شہنشاہ کو لوگون نے بارگاہ مین اُتارا شہنشاہ نے کل اپنی کیفیت بیان کی
بدیع الزمان نے نقابدار گوہر پوش کو تلاش کرایا کیفیت معلوم ہوئی کہ نقابدار نے مع قید
قیسہ وزہرہ و شہریار جانب فروشیہ کوچ کیا شہنشاہ نے یہ خبر سُنکے خود بھی کوچ کیا کہ ذکر
اسکا کیا جائیگا لیکن

اب دو کلمہ داستان بدیع الملک کے بیان ہوتے ہین

کہ جب شاہزادہ بدیع الملک ہمراہ سہیل سحر آفرین کے طرف مکان جز پوش جا کے روانہ
ہوئے راہ کو طے کر کے ایک پہاڑ پر پہونچے دیکھا ایک کنوین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پھر بدیع الملک نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اس بازو بند کا عکس کنوین
پر ڈالو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو بدیع الملک نے عکس بازو بند کنوین پر ڈالا
ایک دیو سفید اژدر آتشین ہاتھ مین لیے ہوئے اُس کنوین سے پیدا ہوا اور
بدیع الملک پر حملہ کیا شاہزادے نے بازو بند کو ملاحظہ فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ یہ
دیو سے کچھ نہ بولو اپنے تئین کنوین مین داخل کرو بدیع الملک نام خدا لیکر کنوین

ین کو دیکھے تھوڑی دیر کے بعد پالون زمین سے آشنا ہوئے بدیع الملک نے دیکھا کہ
ایک میدان وسیع مین کھڑا ہون پہلو مین سہیل بھی موجود ہو کہا اے سہیل اب کیا کرنا چاہیے
سہیل نے کہا بازوبند ملاحظہ فرمائیے شاہزادے نے بازوبند کو دیکھا لکھا تھا کہ جس مقام پر
کھڑے ہو یہان کھودو ایک دہانہ نقب ظاہر ہوگا بدیع الملک نے خنجر نکال کے کھودنا شروع
کیا دو ہاتھ زمین کھودی ہوگی کہ ایک دہانہ نقب پیدا ہوا دیکھا کہ ایک میمون تیر بدست چلا آتا ہی
بدیع الملک نے بازوبند کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ پڑھ کے ایک گھونسا اسکے
مارو بدیع الملک نے اُس حاشیہ کو پڑھا ایک گھونسا اُس میمون کے مارا کہ سر اُسکا پھٹ
گیا زمین پر تڑپ کے جان دی سہیل نے کہا ای شہریار اب اسکے شکم کو چاک کریے بدیع الملک
نے شکم اُسکا چاک کیا لوح ہاتھ آئی بدیع الملک نے خوش ہوکے لوح کو نکالا دیکھا
تو لکھا تھا کہ اگر ای صاحب لوح میمون جانسے مارا جائے تو اسی دہانہ نقب مین طلسم کشا جائے
بدیع الملک حسب ہدایت لوح اُسی دہانہ نقب مین داخل ہوئے تھوڑی دور کے
بعد ایک باغ نہایت پر فزا اور پرتکلف نظر آیا دیکھا سامنے سے ایک ساحر سیہ فام
نہایت بدشکل ایک خرس پر سوار چلا آتا ہی سہیل نے عرض کی حضور جرجوس جادو
اسی کا نام ہو وہ ساحر آکر بدیع الملک سے مبارز طلب ہوا اور ایک دستک دی ہزارہا
غلام زنگی پیدا ہوئے سہیل نے ایک دستک دی ہزارہا عقاب پیدا ہوئے عقابون نے
جس غلام پر سایہ ڈالا وہ جلکے مرگیا بدیع الملک اس تماشے کو دیکھنے لگے سہیل نے کہا
آپ اپنے کام مین مصروف ہوجیے بدیع الملک نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جرجوس کی
پیشانی پر جو سفید داغ معلوم ہوتا ہی اسپر تیر مارو اگر داغ پہ نہ پڑےگا تو بڑی خرابی پیش آیگی
بدیع الملک نے ترکش سے تیر نکالکے کاندھے سے کمان لی اور تاک کے تیر پیشانی پر جرجوس
کے مارا تیر داغ پر پڑا جرجوس ڈگمگا کر زمین پر گرا اُسکے گرتے ہی تاریکی چھا گئی آوازین مہیب
آنے لگین سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من جرجوس
جادو بود اب روشنی جو ہوئی تو سہیل سحر آفرین نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو کہ نار
افراسیاب آپکے ہاتھ سے بفضل خدا فتح ہوا بدیع الملک بہت خوش ہوئے
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیکھا ایکطرف سے شاپور اور بہرام چلے آتے ہین شاپور
جھک کے بدیع الملک کو سلام کیا مبارکباد فتح دی بدیع الملک شاپور سے
مخاطب ہوئے فرمایا کہ ای شاپور جاؤ اور سعد سے میری کیفیت بیان کرو مگر نہین معلوم
کہ امیر وغیرہ نے نجات پائی یا نہین مین جاؤن تو سب کیفیت معلوم ہو سہیل نے عرض کی آپ
جلدی تشریف لے چلیے کیونکہ ابھی ڈر افراسیاب کا باقی ہی یہ سنکر بدیع الملک برائے
رہائی رستم ثانی و فضل بن رستم و ملک ایرج طرف شہر صندل کے ہمراہ سہیل
سحر آفرین کے جاتے ہین کہ حال انکا بہت اچھی طرح مشرح بیان کیا جائیگا جہان برموقع و
محل ہوگا تاکہ سننے والونکا دل محظوظ ہو مگر

اب چند کلمہ داستان نسترن جادو کے ملاحظہ فرمائیے

نسترن نے جو وعدہ جام لانے کا صلصال وغیرہ سے کیا تھا لشکر اسلام میں آ کے سبکو آزردہ سحر بیہوش ہوگیا سعد کی بھی کیفیت دگرگون ہوئی مہروق نے کہا اس وقت آپ کی کیا کیفیت ہے سعد نے مجھے کچھ غنودگی معلوم ہوئی ہے مہروق نے کہا یہ آثار سحر معلوم ہوتے ہیں چاہا کہ اسمائے رد سحر پڑھوں کوئی اسم یاد نہ آیا مہروق بہت گھبرایا اسی فکر میں بیٹھا ہے کہ در بارگاہ سے نعرے کی آواز آئی منم نسترن جادو بعدہ نسترن بارگاہ کے اندر آئی سعد پر سحر کیا کہ سعد گرے نسترن نے خنجر سعد کے گلے پر رکھدیا مہروق نے جو یہ کیفیت دیکھی چاہا اٹھوں مگر اٹھنے کی طاقت نہ پائی مجبور ہو کے دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کیا اور عرض کی کہ اے چارہ ساز بیکسان وائے دالی غریبان اس وقت میں مدد کر اس بلائے ناگہانی کو رد کر چونکہ خلوص نیت سے دعا کی تھی قبول درگاہ الٰہی ہوئی نعرہ ہوا باش دکا فرا میں شاپور شیر دل ہوں نعرہ کرکے جھپٹ کے اس جلدی میں خنجر مارا کہ وہ کافرہ سحر نہ کر سکی ایک ہی ضرب میں جہنم واصل ہوئی سعد کو جو ہوش آیا اپنے پاس ایک اشپاہ نگاہ جو اٹھائی شاپور نے جھک کر سلام کیا اور تمام کیفیت فتح طلسم افراسیاب وغیرہ کی شیخ سعد کے بیان کی سعد یہ سنکر بہت خوش ہوئے پوچھا اے شاپور اب شاہزادہ بدیع الملک کس طرف گئے شاپور نے عرض کی کہ اب بھائی رستم ثانی وغیرہ و شہزادہ سہیل سحر آفرین طرف شہر صندل کے تشریف لے گئے ہیں ہرکاسہ لشکر کفار کے یہ خبر سنکے روانہ ہوئے اور پرویزاد صلصال سے یہ کیفیت بیان کی کہ بدیع الملک نے طلسم افراسیاب کو فتح کیا اب جانب شہر صندل کے روانہ ہوتے ہیں یہ خبر جو صلصال نے سنی تاج سر سے پھینک دیا لعل کے ہوش اڑ گئے تمام بارگاہ میں تہلکہ پڑ گیا اور ضحاک جادو نے صلصال سے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہے صلصال نے کہا میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں جائیں ضحاک نے قبول کیا اور چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لے کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا کیا جائے گا شاپور جو بہرام کے جانے کے بعد چلے تو میں وقت پر داخل لشکر اسلام ہوئے اور نسترن جادو کو قتل کیا سعد سے رخصت ہوکر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے مگر بہرام جو قریب دره نرگس پہونچے دیکھا برف کا ایک پہاڑ ہے بہرام نے چاہا میں پہاڑ چڑھ کے چلا جاؤں جب پہاڑ پر پہونچا تو سردی زیادہ معلوم ہونے لگی بہرام نے کہا کہ بدیع الملک نے اس طلسم کو فتح بھی کیا لیکن یہ برف دفع نہوئی یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک آواز ان کے کان میں آئی کہ جبہ جوش قتل ہوا اور بدیع الملک براہ فتاحی شہر صندل روانہ ہوئے لیکن آج تک کوئی ہماری تدبیر نہ کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ حمزہ ثانی ہزار سال اسی طور سے رہیں گے رہائی ممکن نہوگی بہرام اس آواز کیطرف متوجہ ہوا اور دل میں سوچا کہ یہ آواز کس طرف سے آئی ہے دیکھا تو ایک طرف سے شاہزادہ والا تبار کیخسرو آتے ہیں بہرام کو دیکھکر کیخسرو نے کہا اے بہرام یہاں کیا کرتے ہو بہرام خوش ہوگیا اور کہا کہ اے شہریار آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں کچھ فرمایئے تو سہی تاکہ تسکین ہو اب جو بہرام نے دیکھا تو دو نقاب بر بدہا قوت پوش دگو ہر پوش دست راست پر یاقوت پوش

اور وقت جیب پر گوہر پوش اور بہت سے پریزادان مرصع پوش اور دیوان قوی تن ہمراہ بہت
سے اجنہ بھی حاضر رکاب پر ہاتھ لگائے ہوئے ایک شخص تخت زبرجد پر سوار بڑے
جاہ وتجمل سے چلے آتے ہیں بہرام نے دیکھا کہ شیرویہ بن پرویز کو دیوؤں نے لا کے
سامنے کیخسرو کے اتارا اور قدم شاہزادہ کو بوسہ دیا کہ بہرام کی نگاہ ایک طرف پڑی دیکھا
چار جادوگر قوی تن بدصورت چلے آتے ہیں قصد یہ ہے کہ سحر کریں بہرام نے نعرہ کیا کہ
نقابداروں نے تین جادوگروں کو مارا ایک ساحر کو بہرام نے خنجر مارا لیکن امیر ثانی
کہ ان کو چودہ روز زیر برف گذرے تھے جیسے ہی وہ ساحر قتل ہوئے جسقدر برف
تھی سب دور ہوئی امیر نے جو آنکھ کھولی دیکھا تمام سردار ہمارے موجود ہیں بہت
خوش ہوئے شاہزادہ کیخسرو نے جو امیر کو دیکھا جھپٹ کے قریب امیر کے گئے بہت
جھک کے آداب وتسلیمات بجا لائے اور سب کیفیت بدیع الملک اور فتح کرنا غبار
افراسیاب کا اور روانہ ہونا جانب شہر صندل سب بیان کیا پھر امیر باتوقیر نے
کیفیت نقابداروں کی دریافت کی کیخسرو نے جھک کے امیر کے کان میں کہا کہ نقابدار
یاقوت پوش ملکہ آفاق قرشیہ ثانی ہیں اور مرصع پوش حرم محترم بدیع الملک
ماماہ جہان افروز دختر پرویز بن ہرمز ملکہ آفاق قرشیہ کو نورالدہر نے اپنے قریب
بلایا کیخسرو نے شیرویہ اور ملکہ کے آنے کی بھی شرح اور مفصل کیفیت بیان کی اور کہا
میرا قصد ہے کہ مع ملکہ قرشیہ وغیرہ طرف شہر صندل کے برائے مدد بدیع الملک
جاؤں کس واسطے کہ میں نے سنا ہے کہ صلصال نے ضحاک جادو کو چالیس ہزار سوار سے
برائے مقابلہ شاہزادہ بدیع الملک روانہ کیا بروقت روانگی کے سب طرح سے
فہمایش بھی کر دی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شاپور آ کے پہونچا امیر ثانی کو سلام کیا
اور قدموں کو بوسہ دیا عرض کی حضور میں نے نسترن بن صلصال کو اس حال میں قتل کیا کہ وہ ملعونہ اپنا
کام کر چکی تھی سعد کی چھاتی پر خنجر بکف بیٹھی تھی اور علاوہ اسکے بہت سے حالات لشکر اسلام کے بیان
کیے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک سال کا خراج ہفت اقلیم کا شاپور کو عطا فرمایا شاپور نے
نصف خراج عمرو ثانی کے نذر کیا عمرو ثانی نے شاپور کو دعائے خیر کی شاپور اسی وقت
مع کیخسرو اور ملکہ کیطرف شہر صندل کے روانہ ہوا اور امیر بھی سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر
طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں قتل نسترن سے ساحروں میں صف ماتم بچھی رونا پیٹنا
پڑا تھا جب فراغت پائی طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان میں صنعان وغیرہ آئے اسطرف سے
مہروق نے سحر شروع کیا دونوں لشکر تماشہ دیکھنے لگے کہ لشکر کفار سے زوبین بیدین
میدان میں آیا پکار کے آواز دی ای فرقہ خداپرستان تم میں سے جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
سامنے آئے ادھر سے داراب بن داراب بیم زہرہ رخصت لیکر مقابلہ زوبین میں گئے
بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر داراب بن داراب نے اسکو قتل کیا دونوں لشکر سے صداے تحسین و آفرین
بلند ہوئی لشکر کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی سب بلغار کر کے آپڑے لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی

ہوئی دونوں لشکر اسلام سے تھا پٹی قریب تھا لشکر کو شکست ہو کیونکہ اختیار کے زمیندار تھے سب جرار
تھے جب مجبور ہوئے سب نے دست و خاور گاہ بے نیاز میں بلند کئے ہاتھ کئے دعائیں
کرنے لگے کہ ناگاہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران ثانی مع سرداران و ثانی محمود سے
دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں سب امیر کو دیکھکر خوش ہو گئے صاحبقران ثانی قریب لشکر ظفر اثر آئے
سب نے جھک کے صاحبقران کو سلام کیا امیر جواب سلام دیکے مصروف جنگ ہوئے رہے
بڑھتے قریب صلصال کے پہونچے صلصال نے وار تلوار کا سر امیر پر کیا امیر نے سپر کو چہرہ کی
کیا تلوار ان سے بدکر دو اسکے ہاتھ سے چھین کے پھینک دی اسنے چاہا امیر سے لپٹ جاؤں امیر نے
اس بیدین کو قاش زمین سے اٹھا لیا قید کرکے حوالے ایک سردار کے کیا شام بھی ہو گئی تھی دونوں
لشکر میدان سے پلٹے بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے مہروق کو خلعت عنایت ہوا مہروق نے عرض
کی یا صاحبقران میں اجازت چاہتا ہوں کہ پاس بدیع الملک کے جاؤں اور مدد کروں امیر نے خوشی
اجازت دی اور کہا کہ میری طرف سے بدیع الملک کو دعا کہنا مہروق اجازت پاکر طرف شہر صندل
برائے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر کیا جائیگا لیکن اب چند کلمے داستان
بدیع الملک کے بیان ہوتے ہیں کہ یہ جو ہمراہ سہیل سحر آزما کے شہر صندل کی طرف روانہ ہوئے
تھوڑی دور منزل راستہ طے کیا ہوگا کہ ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی کچھ ابر بھی آسمان پر دکھائی دیا ہوا
تند چلنے لگی بدیع الملک سہیل سے مخاطب ہوئے کہا اے سہیل یہ کیا آفت ہے سہیل نے عرض
کی اے شہریار کوئی ساحر آتا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دامن گرد شگاف ہوا دیکھا ایک ساحر قوی
تن ایک گرگ پر سوار سانپ گیسو سے پاؤں تک لپٹے ہوئے دو تاج میں سرخ و سبز سر
پر آگے آگے چلا آتا ہے پشت پر تین لاکھ ساحران غدار اپنے سحر آزمائیاں کرتے ہوئے
آتے ہیں بدیع الملک نے سہیل سے پوچھا اس ساحر کا کیا نام ہے سہیل نے عرض کی حضور اسکو
الکیاش جادو کہتے ہیں استے میں وہ ساحر بھی قریب آیا بقہر و غضب بدیع الملک کو دیکھا کلمات
لعن و تشنیع زبان پر جاری کئے گرگ کو آگے بڑھایا سحر کرنے کا قصد کیا بدیع الملک خاموش
کھڑے رہے اس نے دو چار سحر کئے جب بدیع الملک پر سحر نے تاثیر نہ کی وار تلوار کا شاہزادے پر کیا
بدیع الملک نے وار کو خالی دیکر تیغ آبدار نیام انتقام سے کھینچ خبردار خبردار کہکے وار کیا سر الکیاش زخمی
ہوا اسکے زخمی ہوتے ہی تمام فوج نے بدیع الملک پر حملہ کیا بدیع الملک نے خدا کو یاد کیا کہ ایک
طرف گرد اڑی بدیع الملک اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا شاہزادہ کیخسرو و عمرو مع لنعادر یاقوت پوش
و لنعادر مع بہوش و شاپور و بہرام بڑے جاہ و جلال سے آتے ہیں پشت پر فوج دیوان جنگجو ہے بدیع الملک
کیفیت دیکھکر بہت خوش ہوئے شہزادہ کیخسرو سے بغلگیر ہوئے کہ دیکھا ایک ابر تند تار آسمان پر
پیدا ہوا قریب آکر وہ ابر پھٹا بدیع الملک نے جو نگاہ کی مہروق نے زمین سے سلام کیا قریب آکر امیر ثانی
کی طرف سے دعا کہی بدیع الملک سب سے ملکر مصروف جنگ ہوئے قریب الکیاش تو پہونچ چکے تھے
پایا ایک وار تلوار بھی کر چکے تھے کہ فوج نے آ لیا بدیع الملک کو گھیر لیا تھا یہ جو استے سرداروں نے آکے جا
جنگل سے جھاڑ تلوار چلنے لگی سپاہ الکیاش کے ہوش برگشتہ ہو گئے بدیع الملک نے صف لشکر درہم برہم

کیا پھر قریب الکیاش کے پہونچے الکیاش نے چہر دار ساطور کا کیا بدیع الملک نے اس وار کو خالی دے کر
تیغ آبدار اس کے سر پر مارا کہ تا جگرگاہ منقسم آیا الکیاش گرگ سے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی میرا نام
ہے الکیاش جادو بود اس کے مرتے ہی افسردہ ہو لشکر ضحاک شاہ جادو بدیع الملک نے جو دیکھا تو سپاہ
لشکر گران ہمراہ لیے ہوئے آتا ہے بدیع الملک بھی نعرہ کر کے جا پڑے دونوں لشکر آپس میں مل گئے
جنگ مغلوبہ ہونے لگی جب بدیع الملک نے بڑے علم فوج کو قتل کیا چاہتے ہیں کہ قریب ضحاک کے
پہونچیں کچھ افسر سامنے آ گئے بختیارک نے جو یہ کیفیت دیکھی طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا بدیع الملک بھی
مع شاہزادہ کیخسرو و نقابداران یاقوت پوش و قرشیہ پوش وغیرہ شادان و فرحان پلٹے حکم دیا اسی وقت بارگاہ
استادہ ہوئی بدیع الملک مع ہمراہیوں کے بارگاہ میں آ کے جلوہ فرما ہوئے شاہزادہ کیخسرو سے کہا کہ یہ نقابدار
کون ہیں کیخسرو نے کہا کہ نقابدار یاقوت پوش ملکہ آفاق قرشیہ ثانی ہیں اور نقابدار گوہر پوش ملکہ مہر جہان افروز
ہیں بدیع الملک نے قرشیہ ثانی کو گلے سے لگایا مہر جہان افروز کو بصد شوق اپنے پاس بٹھایا شب بھر
محفل عیش آراستہ رہی صبح کو بدیع الملک نے کہا کہ اے ملکہ مہر جہان افروز تم اپنے مقام پر ٹھہرو ہم جانب
شہر روانہ ہوتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد فتح کر کے ملیں گے ملکہ نے منظور نہ کیا آخرکار مجبور و ناچار
بدیع الملک مع جملہ سرداروں کے ملکہ کو ساتھ لیکر طرف شہر صندل کے روانہ ہوئے کہ ذکر اسکا وقت
پر تحریر ہوگا اب کیفیت رستم ثانی اور فضل بن رستم اور ایرج کی تحریر کی جاتی ہے کہ ان کو نسترن جادو
نے قید کر کے زندانخانہ شہر صندل میں پہونچا دیا تھا جب نسترن شاپور کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی
تو رستم ثانی نے شب کو زندانخانہ میں خواب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ اے طفل نسترن جادو قتل ہوئی تم اب تک زندانخانے میں بیٹھے ہو جلد یہاں سے روانہ ہو کہ فتح
شہر صندل کی تم پر موقوف ہے رستم ثانی جو یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے تو گھبرا کر زندانخانے پر آئے قفل دیکھا ٹوٹا
ایرج وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا سب قیدخانے سے نکلے ایک سمت تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا
ایک ساحر سامنے آتا ہے رستم نے جانا کہ اب یہ سحر ضرور کریگا مگر اس ساحر نے نزدیک آ کے سب کو سلام کیا
رستم نے کہا اے شخص تو کون ہے اس نے عرض کی اے شہریار مجھ کو نہیں پہچانا میں شبرنگ غلام شہریار رستم
نے کہا اے شبرنگ تم کہاں تھے شبرنگ نے عرض کی میں لشکر حمزہ ثانی میں تھا رستم نے جواب دیا
اے شبرنگ بس اب زیادہ باتیں نہ کر ہٹ جا میرے سامنے سے کیا کام تھا تیرا لشکر حمزہ میں کیوں گیا
کیا تجھے ان لوگوں کی پاسداری منظور ہے شبرنگ نے کہا اے شہریار آپ ناحق آزردہ ہوتے ہیں ہمیشہ
سے غلام آپ لوگوں کا رہا وہاں صرف برائے دریافت حال گیا تھا یہ کہکے شبرنگ نے تمام حال از ابتدا
تا انتہا حمزہ ثانی اور بدیع الملک وغیرہ کا بیان کیا ایرج نے کیفیت بدیع الملک کی سنی خیال کیا کہ اگر
میں جاتا ہوں تو خرابی ہے اگر نہیں جاتا ہوں تو قباحت ہے بدیع الملک نے جو ان لوگوں کی خبر پائی برائے
ملاقات چلے راہ طے کرتے ہوئے ایرج نے جو بدیع الملک کو آتے دیکھا مجبور ہو کر آگے بڑھے بدیع الملک
گھوڑے سے کود کے بغلگیر ہوا آپس میں صلح ہوئی ایرج نے کہا میں تمہارے دشمن سے عداوت اور
سے محبت رکھتا ہوں بدیع الملک نے بھی ایسے کلمات کہے آپس میں صفائی ہو گئی بدیع الملک نے
ایرج سے کہا کہ مجھ کو برائے مدد رستم جانا ہے ایرج نے کہا اگر تم برائے مدد رستم جاؤ گے تو پہلے

نکلینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ لشکر کیطرف واپس چلو کیونکہ فکر علی بن لورج کی سوائے تمھارے کوئی نہیں
کرسکتا ہی بدیع الملک نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور مہروق کو برائے مدد رستم روانہ کرکے
آپ جانب لشکر روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا اب چند کلمہ داستان شہریار اور نقابدار گوہر نثار
کے تحریر ہوتے ہیں کہ یہ شہریار نکے قعید لیکر طرف خروسیہ کے روانہ ہوئے اور عقب میں انکے شہنشاہ
گوہر کلاہ بن بدیع الملک بھی روانہ ہوئے تھے نقابدار نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے
گرد اٹھی نقابدار نے عیار سے کہا خبر لاؤ کہ یہ گرد کیسی ہی عیار گیا تھوڑی دیر میں آکے نقابدار سے عرض کی
کہ حضور کیمنت شاہ بادشاہ ملک کیمنت مع ساٹھ ہزار لشکر کے اس تلاش میں آتا ہی کہ شہریار اور پریسیا
کو گرفتار کرکے ملک فرنگ پر اپنا قبضہ کرے اور پھر اہل اسلام سے مقابلہ کرے مذہب اس کا
شجر پرستی ہی ایک پسر اسکا کہ نام اس کا بہرام تیغ زن ہی بڑا جوان قوی تن ہی اور ایک پہلوان قرطاس
بن افلاک بھی ہمراہ ہی ان دونوں پر اس کو بڑا ناز ہی ہمراہیان نقابدار نے کہا قرطاس بن افلاک واقعی
پہلوان زبردست ہی بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا ہی نقابدار نے کہا ہمارا خدا حافظ و معین ہی کوئی کیا کرسکتا ہی
نقابدار تو ادھر یہ باتیں کر رہا تھا ادھر کیمنت شاہ نے جو لشکر دیکھا ہرکارون سے کہا خبر لاؤ یہ لشکر کسکا ہی
اور کہاں جاتا ہی ہرکارے یہ حکم پاکر روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ کے بعد آکے عرض کی حضور یہ نقابدار گوہر نثار
ہی قید شہریار اور فیروزہ بانو کی لیے ہوئے جاتا ہی کیمنت شاہ نے کہا نقابدار نے شہریار کو کیونکر گرفتار
کیا ہی بہرام نے کہا چلئے خبر نقابدار کی لینا ضرور ہی کیمنت شاہ نے طبل جنگی بجوایا نقابدار نے بھی جواب میں طبل
جنگی بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے کیمنت شاہ نے نقابدار سے بآواز بلند کہا او نقابدار مجھے
تیری جوانی پر رحم آتا ہی بہتر اس میں ہی کہ شہریار اور فیروزہ کو ہمارے حوالہ کردو اور مذہب شجر پرستی اختیار کرکے
ہمارا شریک ہو نقابدار نے جھنجھلا کے جواب دیا او کمبخت واہی ہو تجھپر کہ تو مذہب شجر پرستی رکھتا ہی خیر تیرے
لیے بہتری اسی میں ہی کہ پلٹ جا میدان کارزار سے ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا کیمنت نے کہا بس او نقابدار
زیادہ گوئی نہ کر نقابدار و کیمنت میں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر شہریار نے نقابدار سے معرفت ایک ملازم
کے عرض کرائی کہ اے نقابدار بہادر اگر آپ کا حکم ہو تو میں آپ کی لڑائی کا تماشا دیکھوں نقابدار نے کہا
کیا مضائقہ ہی شہریار کو پیش ان سے لے آدمی گئے شہریار تو مسلسل و مطوق ایک طرف کھڑے رہے لاکے مع
فیروزہ کھڑا کیا پس ان بہرام میدان میں آیا نقابدار سے مبارز طلب کیا نقابدار بھی مقابلہ بہرام آیا
نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے نیزہ بہرام کا ٹکڑے کر دیا بہرام نے جھنجھلا کے تلوار کھینچی وار سر نقابدار پر کیا نقابدار نے
سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تیغ بہرام سپر تک پہونچ چکا تھا خود سر نقابدار کو کاٹ کے سر زخمی کیا نقابدار نے دستان
مارو یا تیغ کھینچنا کے نکل گئے شہریار نے جو یہ کیفیت دیکھی تڑپ گیا فیروزہ سے کہا کہ فیروزہ بڑا غضب
ہوا نقابدار زخمی ہو گیا نقابدار کے زخمی ہوتے ہی فوج نقابدار ٹوٹ پڑی جنگ مغلوبہ ہونے لگی پھر کمال
جم کے تلوار چلی نقابدار چونکہ زخم رسا ہمت مجروح ہوا ضعف چھا گیا قریب تھا کہ گھوڑے سے زمین پر گرے مگر دونوں
ہاتھ نقابدار نے گھوڑے کی گردن میں ڈال دیے اور کہا دم سب سبیل اٹھے ہوئے تو اس وقت میں جھک
سے لال یہ کہکر نقابدار تو بیہوش ہوا گھوڑا نقابدار کو میدان سے نکال لے گیا فوج نقابدار نے جو یہ کیفیت دیکھی یہ لوگ
بھی اپنی جانیں ہار کر طرف روانہ ہوئے مگر شہریار نے نقابدار کو نہ پایا قید تو توڑ ڈالی اپنے سلاح منگا کر مقابلہ

میں بہرام سے آیا بہرام نے کہا میں تو اس امر کی تمنا رکھتا تھا بہرام اور شہریار سے تلوار چلنے لگی میں آرزو رکھتا
میں ایک پنجہ آسمان سے گرا شہریار کو اٹھالیگیا فیروزہ سنہ جو یہ معرکہ دیکھا برائے تلاش شہریار روانہ ہوا بہرام
و میرو بلیٹ کے بارگاہ میں آئے صحبت عیش برپا کی وہ شب تو یون بسر ہوئی صبح کو ہرکارون نے کیفیت
کو خبر دی شہنشاہ گوہر کلاہ بن بدیع الملک برائے فتح شہر فرنگ جاتے ہیں اور قید غضائل خان بن
جدائل خان ساتھ ہے کیہمنت نے کہا اب سفر کرنا طرف خروسیہ کے بہتر ہے یہ لوگ تو جانب خروسیہ
روانہ ہوئے یہان لوگون نے خبر شہریار پرسیا فرنگی کو پہونچائی پرسیا بہت متردد ہوا انھون نے کہا
آپ فکر نہ فرمایئے عنقریب شہریار لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر آئینگے آپسے ملینگے یہان تو یہ باتیں ہو رہی
تھیں مگر شہنشاہ گوہر کلاہ کی کیفیت عرض کی جاتی ہے کہ منزل بمنزل جاتے تھے ایک روز ایک صحرے
پر فضا میں پہونچے برائے شکار ایک طرف چند کس ہمراہ لیکر روانہ ہوئے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا
ایک مرکب کوہ کفل با ساز مرصع کار مثل ہما ہے شہنشاہ اسطرف متوجہ ہوئے دیکھا ایک درخت سایہ دار
کے نیچے ایک نقابدار مگر انتہا کا زخمدار بیہوش پڑا ہے شہنشاہ قریب آئے اپنے اہل لشکر سے کہا نہیں معلوم
اس بہادر کو کسنے زخمی کیا ہے اسکو یہان سے لیچلو ہمارے خیمے میں پہونچا دو لوگون نے کہا اگر حکم ہو تو نقاب اسکے
چہرے سے دور کریں شہنشاہ نے کہا یہ امر خلاف وضع شجاعت ہے جب ہوش میں آئیگا احوال معلوم ہو جائیگا
ملازمان شہنشاہ نے نقابدار کو لاکر بارگاہ شہنشاہ میں رکھا فوراً جراح طلب ہوا نقابدار کی زخم دوزی ہوئی شہنشاہ
بھی بارگاہ میں آکے جلوہ فرما ہوئے نقابدار کو ہوش آیا اپنے کو ایک بارگاہ میں پایا مثل اہل اسلام سلام کیا
شہنشاہ خوش ہوئے جواب سلام دیکر نقابدار کی تعظیم کی انھیں برابر زمین پر بٹھایا کیفیت دریافت کی
نقابدار نے سب حال اپنی لڑائی کا اور گھوڑے کے نکال لانے کا شہنشاہ سے بیان کیا شہریار کا نام جو
شہنشاہ نے سنا کہا اے نقابدار شہریار کہان ہے نقابدار نے کہا میرے لشکر میں تھا اب نہیں معلوم کیا ہوا
شہنشاہ نے کہا اے نقابدار بہادر آپکے زخم اچھے ہو گئے تو یہان سے کوچ کیجیگا تھوڑے عرصے کے بعد نقابدار
کو صحت ہوئی شہنشاہ اپنی فوج میں آگے پہونچے یہان سب منتظر تھے شہنشاہ کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے
صحبت عیش آراستہ کی سب بیٹھے ہیں ایک ہرکارے نے آکے شہنشاہ سے عرض کی کہ ایک نامہ وار دردولت
پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے شہنشاہ نے کہا بلاؤ نامہ وار اندر آیا شہنشاہ کو سلام کیا اور نامہ دیا شہنشاہ
نے جو نامے کے مضمون کو دیکھا تو یہ لکھا تھا کہ کرتوس بن قرلوس دو لاکھ کا لشکر لیکے آیا ہے ملکہ ماق کو
مجھسے مانگتا ہے اسوقت تک باقبال حضور اس سے مقابلہ کرتا رہا مگر اب حضور کا تشریف لانا ضرور ہے شہنشاہ نے
بدیع الزمان سے کہا آپ لشکر کشی کرکے جانب خروسیہ تشریف لیجائیے اور بہرام درخت پرست کو قتل کیجیے میں
مقابلہ کرتوس جاتا ہون بدیع الزمان نے قبول کیا شہنشاہ نے لشکر درست کیا نقابدار نے کہا اب
مجھکو بھی رخصت مرحمت ہو تا اپنے لشکر کو مجتمع کرون اور مقابلہ بہرام میں جاؤن شہنشاہ نے نقابدار کو رخصت
کیا اور آپ برائے مقابلہ کرتوس روانہ ہو گئے بدیع الزمان نے جانب خروسیہ سفر کیا بعد قطع منازل
وطے مراحل اسوقت داخلہ بدیع الزمان کا قلعہ فرنگیان پر ہوا کہ بہرام نے گھوڑا خندق میں ڈال دیا تھا قصد
تھا کہ قلعہ میں جا کر فرنگیون سے مقابلہ کرون مگر آمد لشکر اسلام دیکھکر بہرام بھی پلٹا لیکن بازگشت بجا کر واپس ہو
خیمے میں آئے یہ صلاح کی کہ پہلے لشکر اسلام اہل فرنگ سے مقابلہ کیے ہیں ہم ایک سے مقابلہ کرین مگر بدیع الزمان

نے سرداروں سے فرمایا کہ پہلے بن بہرام وغیرہ سے جنگ آغاز ہونا مناسب جانتا ہوں بعد فرنگیوں سے
مقابلہ ہو سب نے قبول کیا اور سامری فارس میں وہاں قیام پذیر ہوئے انکا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر اب دو کلمے
داستان کرتوس کے بیان ہوتے ہیں کہ جب صفاترک شاہ نے قلعہ کو بند کر لیا تو اس نے خندق میں
گھوڑا ڈال دیا اپنے کو قریب در قلعہ پہونچایا اور قلعہ کو اکھاڑ کر پھینک دیا صفاترک کو ڈپٹ کے پکڑ لیا یہ خبر
جو ملکہ آفاق نے سنی نہایت صدمہ ہوا قصد کیا کہ اپنی جان دیدوں لیکن خجستہ عیار عین وقت پر پہونچا فوراً
اس نے گھوڑے طویلہ سے صفاترک کے تیار کرا کے پشت قلعہ سے ملکہ کو لے نکلا کرتوس جو لڑتا ہوا
قریب محل پہونچا دربانوں نے کہا اب تمہارا جنگ وجدل کرنا بیکار ہے خجستہ عیار ملکہ کو لے گیا کرتوس یہ
خبر سنکے بہت پریشان ہوا وہاں سے رنجیدہ واپس آیا اشکبوس کو وہاں کا حاکم بنایا آپ جانب خردسپ
روانہ ہوا مگر شہنشاہ نے مع معروف بن اسد عیاران طرار کو ہمراہ لیکر کوچ کیا منزلیں قطع کرتے
ہوئے چلے آتے تھے راہ میں ایک ہرن نظر آیا شہنشاہ نے چاہا اس کو زندہ گرفتار کریں گھوڑا اس کے
پیچھے ڈالا جب وہ ہرن کسی طرح ہاتھ نہ آیا لعل بن مرجان نے عرض کی یہ زندہ گرفتار نہ ہوگا شہنشاہ نے
تیر مارا آہو کے پہلو پر پڑا توڑ کے پار ہو گیا لعل نے اسکو ذبح کیا اور صاف کر کے اپنے دوش پر لادا معروف
نے کہا میں یہاں ٹھہرتا ہوں شہنشاہ نے کہا ہم بھی یہیں ٹھہرینگے یہ کہکے ایک نخل سایہ دار کے نیچے ٹھہرے
ہوا چلی شہنشاہ ٹہلتے ہوئے دور نکل گئے لعل کو بھی اپنے پاس بلایا ارشاد فرمایا اس وقت پیاس کی شدت
ہے کہیں سے پانی لا لعل تو برلب آب روانہ ہوا شہنشاہ نے چاہا میں اس ہرن کے کباب بناؤں
یہ سوچ کے لکڑیاں جمع کیں چقماق سے آگ نکالی کباب بنانا شروع کیے کہ سامنے سے ایک مرد درویش
نے آکے شہنشاہ کو سلام کیا شہنشاہ نے جواب سلام دیا پوچھا اے درویش تو کون ہے کہاں سے آتا ہے درویش
نے کہا آپ پہلے اپنی تشریف آوری کا سبب بیان فرمائیے شہنشاہ نے کل کیفیت بیان کی درویش نے کہا آپ
تکلیف نہ فرمائیے میں کباب آپ کے واسطے تیار کرتا ہوں ہر چند شہنشاہ نے منع کیا درویش نے نہ مانا اپنے
پاس سے نمک نکالا کباب تیار کر کے شہنشاہ کے پیش کش کیے شہنشاہ نے کہا اے درویش تم بھی شریک ہو
درویش نے عرض کی حضور نوش فرمائیں میں بعد کو کھاؤنگا شہنشاہ نے کباب نوش کیے کباب کھاتے ہی سر چکرایا
متغیر ہوئے فرمایا اے درویش ان کبابوں میں کیا تو نے بیہوشی ملادی مجھے کیفیت بیہوشی کی معلوم ہوتی ہے
درویش نے کہا ہاں میں قہرمان عیار شہریار بن پرسیا ہوں شہنشاہ اب کہاں بچکے جائیگا شہنشاہ نے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا چاہا انھوں نے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے قہرمان نے پشتارہ باندھ لیا روانہ ہوا یہاں لعل
بن مرجان اور رضوان بن عمرو اور معروف بن اسد جو آئے شہنشاہ کو نہ پایا سب نے تعجب کیا آخرکار
یہ رائے قرار پائی کہ ایک شخص تو برائے تلاش شہنشاہ جائے اور تمام کرتوس کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوں لعل
بن مرجان نے کہا کہ میں تلاش شہنشاہ میں جاتا ہوں آپلوگ جانب قلعہ روانہ ہوں یہ کہکے لعل تو تلاش
شہنشاہ میں روانہ ہوا اور معروف وغیرہ طرف قلعہ کے چلے تھوڑا راستہ معروف نے طے کیا ہوگا کہ دیکھا ایک
عیار نظر آیا ہمارے رفاقت سے آراستہ روا روی کرتا چلا آتا ہے معروف نے کہا اس عیار کو ہمارے پاس لاؤ
لوگ گئے اور اس عیار کو پاس معروف کے لائے معروف نے کیفیت اسکی پوچھی عیار نے عرض کی پہلے آپ
اپنی کیفیت بیان کیجیے معروف نے سب کیفیت اپنی کہی عیار نے بے خوف عرض کیا کہ میں شعلہ عیار ہوں کرتوس

ایک خدمتگار کی بنا نے خاموش کھڑے ہیں خلخال بن صلصال آیا پرویز نے بہت تعریف کی تھوڑی
دیر تک خلخال وہاں ٹھہرا بعدہ پرویز سے رخصت ہو کر طرف صحرا کے چلا عمرو بھی اس کے ہمراہ ہوئے مگر
گلیم ڈرھلی راستہ طے کر کے ایک پہاڑ کے نیچے پہونچے خواجہ نے دیکھا پہاڑ کے نیچے ایک خیمہ استادہ ہے
خلخال اس خیمہ میں گیا عمرو پشت پر آ کے کھڑا ہوا گلیم اتار ڈالی خیمہ میں ایک سوراخ کر دیا دیکھا ہر ایک
ساحرہ سیاہ فام بلند بالا آ کے مسند پر بیٹھی کہا ای فرزند ارجمند اے شوہر خود پسند آج میں نے تیری کیسی مدد کی
سلیمان کو گرفتار کرا دیا میں اسی طرح سب کو گرفتار کرا دوں گی اسوقت عمرو عیار خیمہ کی پشت پر کھڑا ہوا باتیں
سن رہا تھا عمرو نے جو یہ بات سنی چاہا بھاگوں مگر اس نے وہ خنجر زمین پر مارا عمرو کے پانوں زمین نے تھام لئے
ایک ساحرہ کو حکم دیا کہ جا کے لے آ ساحرہ جا کر عمرو کو اٹھا لائی عمرو تعریفین کرنے لگا مگر اس نے ایک
بات بھی نہ سنی دونوں نے شراب پی روبروے عمرو آپس مین بوس و کنار ہونے لگا عمرو نے دل میں خیال کیا
کہ یہ اچھے مادر و فرزند اور اچھے زوجہ و شوہر ہیں عمرو کے دل میں یہ خیال آیا ساحرہ نے کہا اے عیار با ادب باش مقام
ادب ہے عمرو نے گردن جھکالی جب دونوں نے فراغت پائی خلخال نے کہا اے ملکہ عالم اے مادر مہربان کسی طرح سے
صلصال کو رہا کراؤ اس نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے میں ابھی جاتی ہوں یہ کہکے اڑتی ہوئی چلی یہاں لشکر
اسلام میں ہے برکت جام صفا ساحرہ کا دخل نہیں ہو سکتا ہے جو پہونچی دیکھا شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہیں
چاہا اونچی ہو کر نکل جاؤں جسقدر یہ بلند ہوئی شعلے بھی اسی قدر بلند ہوئے آخر مجبور ہو کے واپس گئی خلخال سے
کل ماجرا بیان کیا عمرو نے مسکرا کے کہا یہ جام صفا کی وجہ سے رسائی نہ ہوئی ساحرہ نے کہا یہ عجیب چیز مسلمانوں
کو دستیاب ہوئی ہے عمرو نے کہا ملکہ عالم اگر میں عرض کروں گا آپ کو یقین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو میں جاؤں اور اس
جام کو لے آؤں کیونکہ میں حمزہ سے بہت ناراض ہوں آج تک کوئی قدر دان مجھکو نہیں ملتا تھا آج آپکو پایا ہے اگر حکم ہو
تو میں جاؤں عمرو نے ایسی باتیں بنائیں کہ وہ ساحرہ بھی سمجھی کہ عمرو سچ کہتا ہے جام لے آئیگا جلدی سے اپنا
سحر اتار کہا خواجہ جاؤ جلدی آنا ہم تمھارا بڑا مرتبہ کرینگے عمرو وہاں سے روانہ ہوا صبح کو لشکر اسلام میں پہونچا امیر نماز پڑھ
رہے تھے عمرو آ کے خاموش کھڑا رہا جب امیر نے نماز سے فراغت پائی عمرو نے کل کیفیت کہ سنائی امیر کو تعجب
ہوا تماشا ہے اتنے یہاں ورود دولت پہ سردار نامی حاضر تھے امیر بر آمد ہوئے گھوڑے پر سوار ہو کے
طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ادھر سے لشکر کفار کی صفین جمین خلخال نے آ کے مبارزطلبی کی
امیر نے چاہا میں گھوڑا بڑھاؤں کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بدیع الملک مع اپنے جملہ ہمراہیوں کے بڑے
جاہ و تجمل سے آ کے پہونچے سب سے ملکر براے مقابلہ خلخال آئے اس کو فاش زبن سے اٹھا کر زمین پر پٹکا
مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے حوالے کیا لشکر کفار نے جو یہ معرکہ دیکھا پرویز نے حکم دیا طبل بازگشت پر چوب
پڑی دونوں لشکر اپنی اپنی طرف پلٹے جب بارگاہ میں آئے بدیع الملک نے تمام کیفیت اپنی بیان کی امیر
نے بھی کل حال کہا مگر پرویز نے جو خبر سنی کہ خلخال گرفتار ہو گیا بہت متردد ہوا لعل بن نوریج سے مخاطب ہو
کہا اگر تو مقابلہ اہل اسلام کرے اور بدیع الملک وغیرہ کو قتل کرے تو اپنی دختر مہرجہان افروز کی شادی
تیرے ساتھ کر دوں لعل نے منظور کیا طبل جنگی بجوایا میدان میں سرداران اسلام کو زخمی کیا تا تمام بے اندیشہ
انجام لڑا آخر کار لشکر اسلام طبل بازگشت بجا کر واپس ہوا دوسرے روز بھی یہی کیفیت ہوئی مگر عین حالت
جنگ میں ایک دیو نے آ کے امیر کو نامہ دیا اس میں لکھا تھا کہ آسمان پری بہت علیل ہیں اور قمرزاد زخمی ہے

ملک قاف پر شمشاد نے یورش کیا ہی امیر تو مع عمرو ثانی بدیع الملک سے رخصت ہوکر اسی دیو کی
پشت پر مع عمرو ثانی سوار ہوکے جانب قاف روانہ ہوئے بدیع الملک مقابلہ لعل بن نورج میں
جب دوسرے روز جنگ آغاز ہوئی ایرج میدان میں آئے زخمی ہوئے اہل اسلام لے گئے کچھ روز کی مہلت طلب
کی لعل بن نورج مہلت دیکر برائے شکار روانہ ہوا صحرا میں جاکے قریب ایک غار کے پہونچا ایک
مرد بلند قامت پیدا ہوا لعل کو مع ہمراہیوں کے اس غار میں ڈال دیا جو لوگ بچ گئے وہ فرار ہوئے پرویز
سے آکے کل کیفیت بیان کی پرویز نے بہت افسوس کیا صفیان اس غار کے قریب آیا مگر یہاں
لعل پر یہ معرکہ گذرا کہ شمامہ جادو اس پر عاشق ہوئی ایک ساحر کو بھیج کے اسکو منگایا لعل نے جاکے
دیکھا ایک ساحرہ ایک تخت پر بیٹھی ہی گرد اسکے بہت سی جادوگرنیاں ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہیں
لعل کو دیکھکے شمامہ نے اپنے پاس بٹھالیا شراب و کباب کا چرچا ہوا کہ ایک ساحرہ نے آکے عرض کی
کہ حضور صفیان شاہ برائے تلاش کھڑے ہیں شمامہ نے کہا جاکے کہدو کہ کچھ تشویش نکریں ہم بھی لعل
کے دوست ہیں ساحرہ نے یہ آکے صفیان سے کہا صفیان خوشی خوشی پلٹا پرویز سے آکے کیفیت
بیان کی اسکو تسکین ہوئی وہاں شمامہ لعل سے طالب وصل ہوئی اس نے بھی قبول کیا بعد وصل
لعل نے کہا او ملکہ میں چاہتا ہوں کہ جام صفا مجھے دو شمامہ ایک عقاب بنکر چلی قریب بارگاہ پہونچ کے صورت
اپنی ایک نقابدار کی بنائی بارگاہ بدیع الملک میں آئی سلام کرکے کہا میں آپ کا دوست ہوں
بدیع الملک نے کرسی عنایت کی کرسی پر بیٹھ کے شمامہ نے جام صفا کو پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے بدیع الملک
نے کل کیفیت بیان کی شمامہ نے کہا کہ ذرا مجھے عنایت فرمائیے میں اسکی زیارت قریب سے کروں
بدیع الملک نے وہ جام دیا شمامہ نے جام ہاتھ میں لیکے نعرہ کیا باش او بدیع الملک منم شمامہ جادو
یہ کہکر عقاب بنکر اڑ گئی قرشیہ ثانی نے بدیع الملک سے اجازت چاہی بدیع الملک نے بہت عذر کیا
آخر مجبور ہوکے روانہ کیا عقب میں خود بھی روانہ ہوئے مگر شمامہ جو چلی تو اپنے باغ میں آکے پہونچی
لعل کو جام دیا لعل بہت خوش ہوا جام کو دیکھ رہا ہی کہ قرشیہ ثانی نے پہونچ کے نعرہ کیا شمامہ نے
چاہا سحر کروں مگر قرشیہ نے فرصت ندی وار تلوار کا کیا شمامہ کے دو ٹکڑے ہوئے لعل نے چاہا میں
بھاگوں مگر قرشیہ نے اسکو بھی زخمی کیا چاہتی تھی کہ جام کو ہاتھ میں اٹھالے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم
مشاطہ جادو خبردار جام کو نہ اٹھانا ادھر متوجہ ہوئی کہ بدیع الملک کا نعرہ ہوا مشاطہ تو جام لیکر نکل گئی بدیع الملک
نے ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا جب ساحروں کو قتل کر چکے قرشیہ ثانی سے پوچھا جام کہاں ہے قرشیہ نے کہا
میں مصروف جنگ تھی نہیں معلوم جام کیا ہوگیا بدیع الملک کو بہت صدمہ ہوا مجبور چلے اپنی بارگاہ میں آکے
جلوہ فرما ہوئے مگر مشاطہ جو جام لیکر روانہ ہوئی پاس پرویز کے پہونچی جام جو اس نے چاہا توڑ ڈالوں
لوگوں نے کہا یہ نادر زمانہ ہی اس میں بڑے بڑے لطائف ہیں اول تو یہ کہ جس لشکر میں ہوگا اس پر
سحر تاثیر نکریگا دوسرے اس میں اسم اعظم ہی اگر اسے پڑھیں جام پانی سے مملو ہو جائے اگر شاید دنیا بھر پانی
صرف کرے تو بھی پانی کم نہو علاوہ اسکے اور بہت سے اوصاف بیان کیے پرویز نے کہا وہ اسم اعظم کیونکر
معلوم ہو لوگوں نے کہا سوائے اولاد ابراہیم کے اور کوئی اسکو پڑھ نہیں سکتا ہی پرویز نے کہا اولاد ابراہیم
کو کہاں سے لاؤں صفیان نے عرض کی کہ سلیمان بن جمیل قید میں انکو طلب کیجیے وہ بتلا دینگے پرویز نے

اسی وقت سلیمان ثانی کو طلب کیا سلیمان آئے اس نے کہا اے سلیمان پاس کے اسم اعظم مجھے تعلیم کر دو سلیمان نے کہا یہ سوائے حمزہ ثانی اور بدیع الملک کے کوئی نہین جانتا ہی اور اگر مین جانتا بھی ہوتا تو تجھکو نہ بتاتا کیونکہ تو کافر ہی پرویز جب بہت عاجز ہوا انکو قتل دیا کہ مشاطہ جادو نے آکے کہا کہ جام اور سلیمان کو میرے حوالے کیجیے مین انکو سمجھاؤنگی شاید راہ راست پر آجائین پرویز نے کہا ایسا نہو کہ عیاران اسلام تمھین گزند پہونچائین مشاطہ نے کہا کسی کی اتنی مجال نہین پرویز نے اس جام اور سلیمان کو مشاطہ کے حوالے کیا یہ خبر پاکر عیاران اسلام نے بدیع الملک سے عرض کی بدیع الملک نے کہا پھر کیا فکر کرنا چاہیے عیارون نے عرض کی غلامان جانا نجانا جام کو لاینگے یہ کہکے عیار روانہ ہوئے کہ ذکر انکا کیا جائیگا مگر اب چند کلمے آسمان پری کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب زخم سر فرشیہ اچھا ہوا اور قمر زاد کا شانہ درست ہوا میدان جنگ کی تیاری ہوئی طبل جنگی پر چوب پڑی صبح کو لشکر میدان مین شمشاد دیو کے مقابلہ مین آیا فرشیہ چاہتی ہین کہ گھوڑا بڑھائین کہ نعرہ امیر کی آواز آئی شادیانہ بجنے لگا امیر آکے معروف جنگ ہوئے دیو شمشاد کو قتل کیا دو ایک روز وہان فروکش رہے بعدہ دیو تندک کی پشت پر سوار ہوکے مع عمرو ثانی طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہان جو سلیمان اور جام صفا مشاطہ جادو کیطرف چلے سلیمان نے مشاطہ کو قتل کیا جام صفا لیکر نکلے طرف اپنے لشکر کے چلے لوگون نے یہ خبر لعل و پرویز کو پہونچائی انھون نے تعقب کیا مگر سلیمان نکل گئے لشکر مین اپنے داخل ہوئے لعل و پرویز نے پلٹ کے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا پرویز سے اجازت مانگ کے مبارزطلبی کی کہ امیر مع عمرو ثانی لشکر مین آکے پہونچے بہت سے سردارون نے باری باری رخصت لی کوئی زخمی ہوا کوئی قید ہوا آخر کار امیر نے خود قصد جنگ کیا اور مقابلے مین لعل کے آئے اس نے وار کیا امیر نے خالی دیکر چاہا کہ مین تلوار اس کے چہرے لگاؤن کہ آسمان پر برق چمکی رعد کی آواز آئی ایک پنجہ گرا لعل کو اٹھا لیگیا پرویز حیران ہوکے دیکھنے لگا دوسرا پنجہ اسکو بھی اٹھا لیگیا امیر نے تمام لشکر کو برباد کیا خزانہ وغیرہ قبضے مین کیا شام کو بفتح فیروزی اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش آراستہ کی اب کیفیت لعل و پرویز لعل نامے مین انشاءاللہ تعالےٰ لے خلاصہ معلوم ہوگی

قطعۂ تاریخ طبعزاد شاعر شیرین مقال سخن سنج نازک خیال نواب قیصر دولہ صاحب عرف ہین صاحب متخلص بہ کاشف شاگرد جناب نواب یوسف حسین خان صاحب

جلد ساقی مجھے شراب پلا
نغمہ سنجی کو پھر نہار آئی
ہین تصدق حسین یکتا سال
قصہ گوئی مین ہین وہ لاثانی
بزم مین گر بیان بزم کرین
جب بیان حسن و عشق کرتے ہین
یون لکھتے ہین داستان جیسی
لطف انکی زبان مین ایسا ہی
آتش رشک دلمین سوزان ہو

گر سر کوہ سے اٹھی ہی گھٹا
گلشن دہر مین بہار آئی
قرب درگاہ حضرت عباس
اور کرتے ہین مرثیہ خوانی
جو ہوان بزد دل جما کا عزم کرین
سامعین دل پہ ہاتھ دھرتے ہین
نہین ایسا سنا بیان کوئی
قصہ کا سر انھین کے سہرا ہی
شل سپند جو عدو بریان ہے

جوش پر ہو بہار گلشن مین
جلد آنکھون مین سب کی پھر جاوے
پاک طینت ہین اور خجستہ شعار
خوش بیان خوش تر اسا خوش تقریر
کسی عیاری کا کرین جو بیان
لکھتے ہین سحر جو بیان مین بھرا
کیا طلاقت بھری زبان مین ہی
ونگ حاسد ہوئے بیان سنکے
جان کب مفت کھوتے ہین حاسد

چھٹے گلچین ہین پھول دامن مین
ایک تاریخ کہتا ہی کاشف
مشتغی مرو زاہد و عبد سیدار
کھینچتے ہین زبان سے تصویر
عمرو استاد کے بھی کاٹین کان
یہ وہ کافر ہے کہ رشک ہو فورا
کیا فصاحت بھری زبان مین ہی
مشہور یہ جھوٹ ہین ہوا بیان نکلے
لعل ماشی نبیہ ہوتے ہین حاسد

پیراکی کی زبان پہ کب ہے مجھسے بھی کے یہ اُنھوں نے کہا شکر و افکار سے جو مہلت ہو	دل حاسد کو ٹوک مضطرب ہے میں نے دفتر کا ترجمہ ہی کیا اسکی تاریخ تم بھی نظم کرو تخرجہ کرکے ایک کا لکھو	ازن عقیل و فہیم صد عاصو نامہ تورج کا نام ہو مشہور فکر کا تنگ کو سال طبع کہی دفتر حسن و عشق خوب چھپا	کہدے تعریف انکی کوئی کیا جانتے سب ہین صاحبان شعور کہ صدائے سروش یہ آئی

التماس بخدمت ناظرین والا مقام از جانب مولف

الحمد للہ رب العالمین کہ کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب الموسوم بہ تورج نامہ سرپرستی جناب فلک جناب منشی پراگ نراین
صاحب دام اقبالہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو نے موافق اپنی فکر قلیل کے تالیف
کیا لیکن جناب منشی صاحب نے بڑی قدردانی فرمائی خاکسار کی عزت بڑھائی اب امید اس عاصی کی ناظرین والا مقام سے
یہی ہے کہ کہین کوئی خطا ظہور مین آئے تو خاکسار کو تو وہ نہ بنائین بلکہ دامن عطوفت سے چھپائین کیونکہ فن انشا پردازی مشکل ہے
اور مین ایک ہیچمدان کم زبان ذلہ ربائے کاملین خوشہ چین خرمن محققین کم استعداد کیا ہون جو دعوی کرون یہ امر ظاہر ہے
ہر کہ دعوی یکتائی سوائے ذات باری کے کسیکو زیبا نہین سوائے اسکے دوسرا ملتا نہین جس نے ادرو سے جہل
دعوی یکتائی کیا انجام برا ہوا آخر مین نشانہ ملامت ہوا مشہور بہ جہالت ہوا ہان یہ گذارش قدرشناسان
سخن سے ضرور ہے کہ بنظر انصاف اس نسخہ کو ملاحظہ فرمائین اگر پسند خاطر ہو دعا کرین زیادہ گوئی کمترین کا
دستور نہین دعوی یکتائی کرنا منظور نہین جسوقت ناظرین دیکھین گے خود انصاف فرمائینگے مجھے تو جناب
منشی صاحب موصوف کی عزت افزائی پہ ناز ہے کہ بہ سرپرستی مالکانہ مجھکو طلب فرمایا اور تورج نامہ کے ترجمہ
کو مجھسے ارشاد کیا مین نے حسب الحکم جو کچھ بُرا بھلا ہو سکا قلمبند کیا اب زیادہ طول بیجا ہے ختم کرنا اچھا ہے

**تقریظ دلپذیر عجیبہ کلک جواہر سلک شاعر شیرین مقال سخن سنج نازک خیال انشا پرداز بے نظیر ناظم خوش
تقریر منشی سید میر نصاحب اکبر ولکھنوی مصنف چہار گلزار و مترجم سوانحات عمری حکیم بخشب**

سبحان اللہ اردو بھی کیا پیاری زبان ہے جسکا ایک عالم ثناخوان ہے گواہ اس تقریر کا اور شاہد اس تحریر کا کتاب
بیمثال تورج نامہ دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ جسکے مترجم جناب منشی تصدق حسین صاحب داستان بہرام
مصائب خوان حضرت خامس آل عبا ہین واقعی جناب ممدوح نے کیا زور طبیعت دکھایا ہے قصہ کا ہیکو ثانی مرقع مانی
بنایا ہے جہان پر جوش دلاثانی ہے جسپر صدقے روح و جان فردوسی و خاقانی ہے ہر جملہ نیا ہے ایک پھول ہزار رنگ
سے کھلا ہے تقریر چیست محاورے درست باتون مین تصویر کا نقشہ نظر آتا ہے دیدہ بے بصر دیکھنے سے نور پاتا ہے ہر
نمک ریز خوان خوش بیانی ہے ہر جملہ چاشنی بخش حلاوت زندگانی ہے بندش خوب ہر داستان مرغوب ہے اصل تو یہ
ہے کہ باین عقل و دانش ہزار آفرین ہزار آفرین بیشمار آفرین جناب مترجم صاحب نے علاوہ اس نسخہ کے
اور بہت سی کتابین تصنیف و تالیف کین اور وہ مرغوب خاص و عام ہوئین کمال طبیعت حاضر ہے
دل صاف سے اُن کے ہر قدردان ماہر ہے گو اور بھی اس فن خاص کا دعوی کرتے ہین بقول شخصے برابری
پر مرتے ہین لیکن یہ بات کہان حاصل ہے وہ دعوی بیجا حرص مین داخل ہے اول تو جناب ممدوح خود کامل
ہین علاوہ اسکے دہ وہ دفاتر بفضل خدا اسوقت حاصل ہین جنکا نام سنا تھا صورت آجتک نہ دیکھی تھی
مترجم صاحب نے بہ کمال جانفشانی و عرق ریزی اُنکو آشکار کیا اور کیون نہ ظاہر ہوتے جب جناب
منشی پراگ نراین صاحب سے سرپرست قدردان اہل کمال نے بصرف زر کثیر طبع کرا کمال ممدوح کا

دیار شہر ہوچکا یا دفاتر نوشیروان نامہ دو دو جلدیں اور کوچک باختر بالا باختر ایرج نامہ صندلی نامہ
سبب جناب مترجم صاحب نے بڑی فکر سے تحریر کیے شکر اسکا ہو کہ مرغوب خاص و عام ہوے حکایت
ممدوح نے ایک روز مجھے یہ نسخہ دکھایا کچھ پڑھکے بھی سنایا مجھے بہت پسند آیا گو میں ہیچمدان کس لائق تھا
لاجواب کی تعریف کرتا یا جناب ممدوح کو داد دیتا لیکن انکے کمال کا قائل ہوا اصل تو یہ ہے کہ دریا کو کوزے
بند کیا ہے علاوہ اس نسخہ کے اب دفتر لعلنامہ جو مثل عنقا بڑے نام سُنا جاتا تھا مترجم صاحب اُسکا
ترجمہ فرمارہے ہیں اپنا زور طبیعت دکھا رہے ہیں امید ہے کہ یہ سرتاج دفاتر ہوگی کیونکہ عبارت آرائی کی جانب
فی الحال طبیعت رجوع ہے بعبارت سلیس اس دفتر کو تحریر کر رہے ہیں وہیں تقریر و مضامین سے بھرے
ہیں بیجا مدحت گری اپنا دستور نہیں زیادہ گوئی منظور نہیں جو امر واقعی تھا وہ تحریر کر دیا ++

خاتمہ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر درگاہ صانع طلسم عالم و درود و ثنا محمود بارگاہ جناب رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا
کرکے مژدہ مسرت افزا ارباب اشتیاق کو دیا جاتا ہے کہ جس محبوب رنگین و دوشیزہ شاہد دلفریب غارتگر
صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کا ایک مدت مدید سے انتظار تھا اور ہر ایک شائق فسانہ حصول
دولت دیدار میں مضطر و بیقرار تھا وہ اب بفضل ایزدی نقاب حجاب سے نکل کر مثل آفتاب عالمتاب
جلوہ افروز ہوا ہے اور تشنہ کامان اشتیاق کو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرنا چاہا ہے دیکھیں کون سے
ناظرین عالی ہمت اور طالبین حاتم فضیلت نقد دل سے اس یوسف ہر دل عزیز کے خریدار ہوتے ہیں
کہاں ہیں وہ شائقین والاسلین جنکے گوش حق نیوش ہمیشہ ہوش ربا داستانوں اور دلچسپ افسانوں کے
سننے کے مشتاق رہتے ہیں اور جنکی آنکھیں وزرات عمدہ عمدہ دفتروں کے سیر سے نورآگیں ہوتی ہیں بسم اللہ
اس مژدہ تازہ کو سنکر تفریح حاصل کریں کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کا دفتر ہفتم تورج نامہ جسکا مدت
مدید سے ہر ایک شایق کو اشتیاق تھا اُس شاہد مراد نے نقاب طبع سے اپنا چہرہ بےنظیر نکالا یعنی بخوبی تمام طبع
ہوا ہوکر نور افزاے چشم مشتاقان ہوا

اس دفتر سوم یہ تورجنامہ کو گل گلزار فصاحت و بلبل شاخسار بلاغت منشی پیارے مرزا صاحب نے
باستعانت داستان گوی بےنظیر طلیق اللسان وعذب البیان سرو جویبار خوش بیانی شیخ تصدق حسین صاحب
حسب الایماے مالک مطبع منشی نولکشور نہایت سلیس اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے جسکے ملاحظہ سے ناظرین بالیقین
نہایت محظوظ و مسرور ہونگے

الحمد للہ کہ یہ دفتر ہفتم بار دوم بماہ جون ۱۹۱۶ء مطبع جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع کانپور حسب الحکم
رئیس باقبال زینت دہ مسند عظمت و جلال عالی ہمت والاشان منشی پراگ نراین صاحب مالک
مطبع بہذا الحسن ہی کارپردازان مطبع حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر پیش کش شائقین زہے ہوا
خداوند عالم مقبول فرمائے